بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ والمنۃ کہ ربع دوم فتاوی مشتہر مذہب امام اعظم مستند علمائے عرب و عجم مفید خواص و عوام [illegible]

یعنی

غایۃ الاوطار

ترجمہ اردو

در المختار

جلد دوم

مترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم بہ تکمیل مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی و تحفظ کاپی رائٹ

در مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہو جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے ختم پیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب فقہ و حدیث و تفاسیر اُردو و فارسی و عربی وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب فقہ اردو	
ہدایۃ الاسلام - مصنفہ مولوی امانت اللہ صاحب غازی پوری -	۲ روپے
عین الہدایہ - ترجمہ کامل ہدایہ ہر چہار جلد حامل المتن مترجمہ مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوات عالمگیری وغیرہ کاغذ گندہ سفید -	لعـــہ/
اور جلدین کاغذ حنائی پر متفرق بھی فروخت کے لیے موجود ہین -	لعـــہ/
جلد اول -	ســہ/
جلد دوم -	للعـــہ/
جلد سوم - کاغذ سفید -	للعـــہ/
ایضاً - کاغذ حنائی -	للعـــہ/
جلد چہارم - کاغذ سفید -	للعـــہ/
ایضاً - کاغذ حنائی	ســہ/
راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ	۱/
مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری -	۴ روپے
حقیقۃ الصلوۃ مع رسالہ بے نمازان -	۶ پائی
ترجمہ فتاوی عالمگیری - کامل ہر چہار جلد مع مقدمہ یعنے جلد اول مترجمہ	

نام کتاب	قیمت
مولانا احتشام الدین و مابقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمہ مولانا امیر علی صاحب کاغذ سفید و حنائی -	عـــہ/
کشف الحاجات - ترجمہ اُردو مالا بدمنہ از مولوی محمد نور الدین -	۳/
رسالہ خلاصۃ المسائل - نماز روزے کے مسائل اور زکوۃ اور نکاح و طلاق و عتاق کے احکام اور خرید و فروخت و وکالت و ضمانت وغیرہ کے جواز و عدم جواز کی صورتین اُردو مین مفصل بیان کیا ہو مع حواشی مفیدہ از جناب مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوی عالمگیری و ہدایہ و مصنف تفسیر مواہب الرحمن -	۵/
نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اُردو - ہر چہار جلد یکجائی مطبوعہ نظامی کاغذ سفید	۱۲ روپے
ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد و سی مسئلہ (۴) مناجات بدرگاہ باری تعالے (۵) حلیہ شریف (۶) نورنامہ (۷) چہل مسائل مولفہ مولوی عبد الصمد بن عبد السلام -	۲/
شرع محمدی منظوم - مسائل فقہیہ از خان قندھاری -	۳/

نام کتاب	قیمت
تنبیہ الغافلین - مسائل وغیرہ -	۸/
حیرت الفقہ - مسائل مشکلہ فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری -	۱/
جواب السائلین - بطور استفتا -	۱ روپیہ
کنز الدقائق - اُردو ترجمہ از مولوی محمد سلطان خان -	۱۴/
چہل مسائل فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری -	۳ پائی
اشرف المسائل - مصنفہ مولوی اشرف علی خان -	۱۰/
رسالہ تجہیز و تکفین میت - از محمد قسمت	۱/
کتب فقہ فارسی	
ہدایہ - پیشانی پر اصل عربی اور نیچے مین ترجمہ فارسی مع شرح از علمائے دکن جو مدت سے مسدود ہو دو جلد کامل کاغذ سفید و حنائی -	عـــہ/
شرح سفر السعادت - از مولانا عبد الحق دہلوی معروف -	ســہ/
ترجیح الحج مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ	۱۱/
تذکرۃ الجمعہ - احکام جمعہ از مولوی عبد السلام	۹ پائی
بدائع منظوم - مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی رح -	۲/

فہرست جلد دوم غایۃ الاوطار ترجمۂ اردو در مختار

صفحہ	مضمون
۳	کتاب النکاح
	یعنی بیاہ کے احکام۔
۱۱	فصل فی المحرمات یعنی جو عورتیں کہ حرام ہیں ان کا بیان
۱۲	سوال و جواب لطیف۔
۱۳	مسئلہ عجیب۔
۱۸	رفتہ رفتہ کتابت کیمین بن ستی رشتہ کا نکاح کہ فتنے دمشتی
۲۲	باب الولی یعنی سرکو ولایت نکاح کرد بینے کی ہی اسکا بیان
۲۷	تجدید نکاح زفاف رفتہ مستحب ہے۔
۳۶	باب الکفاءة یعنی ہمسری کا بیان۔
۴۱	باب المہر یعنی مہر کے احکام
۶۲	باب نکاح الرقیق یعنی غلام کے نکاح کا بیان
۶۶	مسئلہ عجیب۔
۷۱	باب نکاح الکافر یعنی کافر کے نکاح کا بیان
۷۷	باب القسم یعنی عورتوں میں برابری کرنے کے احکام
۹۱	باب الرضاع یعنی دودھ پینے کے احکام
۹۰	کتاب الطلاق
	یعنی عورت کو نکاح سے باہر کرنے کے احکام۔
۹۲	باب الطلاق الصریح یعنی صریح طلاق کا بیان
۹۷	عدم وقوع طلاق بدون اضافت الی الزوجہ۔
″	فرق در طلاق بائن و رجعی۔
۱۰۵	طریق ثبوت احکام شرعیہ کے چار ہیں
۱۰۶	یوم سے نہار اور وقت کس وقت مراد ہوتا ہے
۱۱۱	بیان حکم جنس اگر ادنی و جمعی۔
۱۱۲	طلاق مغلظہ کے بعد نکاح فاسد میں حاجت
	محلل کی نہیں۔
″	باب طلاق غیر المدخول بہا یعنی
	اس عورت کی طلاق کا بیان جس سے صحبت نہ کی ہو

صفحہ	مضمون
۱۱۹	باب الکنایات یعنی لفظوں کا بیان
	جو طلاق میں مستعمل ہیں اور صریح لفظ طلاق
	نہیں ہیں۔
۱۲۵	مسائل متفرقہ۔
″	باب تفویض الطلاق یعنی غیر شخص کو
	طلاق کے سپرد کرنے کا بیان۔
۱۳۰	باب الامر بالید یعنی طلاق کو عورت کے اختیار میں دینے کا بیان
۱۳۴	فصل المشیة یعنی طلاق کو عورت کی خواہش پر
	رکھنے کا ذکر۔
۱۳۰	باب التعلیق یعنی طلاق کو کسی شرط پر موقوف کرنے کا بیان
۱۴۲	فائدہ عجیبہ
۱۴۲	مسئلہ عجیب۔
۱۴۳	روایت متون و شروح کی فتاوی پر مقدم ہے
۱۴۸	اختلاف ترجیح قولین میں رجوع بظاہر الروایت اچھا ہے
۱۴۹	مسائل متن خلاف مفتی بہ ہیں
۱۵۰	تکثیر وجوہ استثنا طلاق۔
۱۵۵	باب طلاق المریض یعنی بیمار کے
	طلاق دینے کے احکام۔
۱۶۱	باب الرجعة یعنی طلاق سے رجوع کرنے کا بیان
۱۶۹	حیلہ حلالہ کرنے کا دوسرے شوہر کی طلاق کے لیے
۱۷۲	باب الایلاء یعنی مرد کے قسم کھانے کا ذکر اس بات پر
	کہ عورت سے چار مہینے صحبت نہ کریگا۔
۱۷۹	باب الخلع یعنی کچھ مال لیکر عورت کے طلاق لینے کا ذکر
۱۹۰	باب الظہار یعنی عورت کو ان میں سے کسی عضو سے مشابہ کرنیکے احکام
۱۹۵	باب الکفارة یعنی ظہار کے کفارہ کا بیان۔
۲۰۰	فرق درمیان اباحت و تملیک۔
۲۰۲	باب اللعان یعنی عورت اور مرد کا ایک دوسرے کو لعنت کرنا

صفحہ	مضمون
۲۰۶	فیصلہ سے قاضی کی ... تفریق وغیرہ
۲۰۸	نفیر کہ جو کنواری لڑکی بیٹی سے اٹھا کر حرام ہے
۲۰۹	باب العنین وغیرہ یعنی نامرد اور خصی وغیرہ کے احکام
۲۰۴	باب العدة یعنی خاوند کے جاتے رہنے کے بعد
	عورت کے توقف کرنے کا بیان۔
۲۱۵	حکایت عجیبہ۔
۲۲۰	عدت العبد الاجلین چار صورتوں میں ہوتی ہے
۲۲۸	فصل فی الحداد یعنی عورت کے سوگ کرنے کا
	ذکر بعد وفات شوہر کے۔
۲۳۳	فصل فی ثبوت النسب یعنی نسب کے ثابت ہونیکا بیان
۲۴۰	جواز کرامت طی الارض۔
″	فرق معجزہ و کرامت۔
۲۴۳	باب الحضانة یعنی بچے کی پرورش کے احکام
۲۴۷	رضاعی رشتے حضانت میں مثل اجنبی ہیں۔
۲۵۲	باب النفقة یعنی طعام و لباس و مکان کا
	دینا کس کے لیے کس پر واجب ہے۔
۲۵۷	امور خانہ داری زوجہ پر دیانت کی راہ سے واجب
	ہیں اثاث البیت اور ضروریات زوج پر واجب ہیں
۲۶۰	زینت زوجین کی ایک دوسرے کے لیے۔
۲۶۷	ماں کو دودھ پلانا بچہ کا دیانتہ ہے نہ قضاءً
۲۸۰	شیعے تبرائی مرتد ہیں۔
۲۸۵	کتاب العتق
	یعنی غلام کے آزاد کرنے کے احکام۔
۲۹۴	دو غلے حیوانات کے گوشت و قربانی میں ماں کا اعتبار ہے
۲۹۷	باب عتق البعض یعنی غلام کو کچھ حصہ آزاد کرنیکا بیان۔
۳۰۸	باب الحلف بالعتق یعنی آزادی کی قسم کھانے کا ذکر

صفحہ	مضمون

۳۰۹ باب العتق علی جعل یعنی آزاد کرنا بشرط مال کے
۳۱۰ عتق علی المال کتابت سے بس باتوں میں جدا ہے
۳۱۴ باب التدبیر یعنی مدبر کرنے کے احکام
۳۱۵ مدبر کرنا چار طرح کے الفاظ سے ہے
۳۱۶ باب الاستیلاد یعنی لونڈی کو ام ولد بنانے کا ذکر
۳۲۱ حق تلفی ذمی اور جانور کی سخت تر ہے
۳۲۲ **کتاب الایمان** یعنی قسم کھانے کے احکام
۳۳۰ قرآن کی قسم یمین ہے
۳۴۰ شرائط نذر
۳۴۳ باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی والاتیان یعنی اندر جانے اور باہر آنے وغیرہ کے باب میں قسم کا بیان
۳۵۳ یمین فور ایجاد امام اعظم رح ہے
۳۵۴ باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام یعنی کھانے اور پینے اور پہننے اور گفتگو کی قسموں کا بیان
۳۶۷ سوال لطیف محمد بن حسن از امام اعظم رح
۳۷۲ امام اعظم رح نے چودہ مسئلوں میں فرمایا کہ انکا جواب میں نہیں جانتا
۳۷۴ باب الیمین فی الطلاق والعتاق یعنی طلاق اور آزادی کی قسم کھانے کا بیان
۳۷۹ باب الیمین فی البیع والشراء والصوم والصلوٰۃ وغیرہا یعنی خرید و فروخت اور روزہ و نماز وغیرہ کا بیان
۳۹۱ باب الیمین فی الضرب والقتل یعنی مارپیٹ اور کشت و خون کی قسم کا بیان
" تحقیق سماع اموات
۴۰۰ کتاب الحدود یعنی چوری اور زنا وغیرہ کی سزاؤں کے احکام
۴۱۰ باب الوطی الذی یوجب الحد یعنی اس وطی کا بیان جس سے حد واجب ہوتی ہے

۴۱۷ باب الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا یعنی زنا پر گواہی دینے اور گواہی مذکور سے پھر جانے کا بیان
۴۲۱ باب حد الشرب المحرم یعنی شراب حرام کی سزا کا بیان
۴۲۴ باب حد القذف یعنی تہمت زنا کی سزا کا بیان
۴۳۲ باب التعزیر یعنی حد سے کمتر تادیب کا بیان
۴۴۰ قاعدہ دریافت تعزیر و عدم تعزیر
۴۴۳ حکم انتقال از مذہب بمذہب
۴۴۵ **کتاب السرقۃ** یعنی چوری کا بیان
۴۵۷ باب کیفیۃ القطع واثباتہ یعنی ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اسکے ثابت کرنے کا بیان
۴۶۳ باب قطع الطریق یعنی رہزنی کا بیان
۴۶۴ کیفیت سولی دینے کی
۴۶۶ **کتاب الجہاد** یعنی دینی لڑائی کا بیان
۴۷۶ باب الغنائم وقسمتہا یعنی لوٹ اور اسکی تقسیم کا بیان
۴۷۹ فصل فی کیفیۃ القسمۃ یعنی کیفیت غنیمت کی تقسیم کی
۴۸۳ لفظ لاباس مستحب میں کبھی مستعمل ہوتا ہے
۴۸۵ باب استیلاء الکفار یعنی کفار کے قابض ہونے کے احکام
۴۸۸ باب المستامن یعنی امن لیکر آنے والے کے احکام
۴۹۰ فصل فی استیمان الکافر یعنی کافر کے امن مانگنے کے احکام
۴۹۳ دار الاسلام کس صورت میں دار الحرب ہوتا ہے
۴۹۴ باب العشر والخراج والجزیۃ یعنی پیداوار کی دہ یکے اور خراج اور جزیہ کا بیان
۵۰۲ فصل فی الجزیۃ یعنی جزیہ کی مقدار وغیرہ کا بیان
۵۱۱ تفسیر رزق وعطا وجامکیہ
۵۱۲ باب المرتد یعنی دین اسلام سے پھرنے والے کے احکام
۵۱۳ جن باتوں سے آدمی کافر ہوجاتا ہے انکا ذکر
۵۲۹ حرمت رقص باجماع فقہاء اربعہ

۵۱۹ باب البغاۃ یعنی باغیوں کا بیان
۵۲۰ کفر روافض
۵۲۲ کتاب اللقیط یعنی لاوارث بچہ پانے کے احکام
۵۲۶ کتاب اللقطۃ یعنی پڑی ہوئی چیز پانے کے احکام
۵۲۹ حیلہ اسقاط ان حقوق کا جنکے حقدار معلوم نہیں
۵۴۰ کتاب الآبق یعنی غلام گریختہ کے احکام
۵۴۳ کتاب المفقود یعنی اس شخص کا بیان جسکے مرنے جینے کی کچھ خبر نہو
۵۴۵ موضع ضرورت میں امام مالک کے قول پر فتوی دینا مشائخ متقدمین
۵۴۷ کتاب الشرکۃ یعنی کسی چیز میں شریک ہونے کے احکام
۵۴۹ مسائل مہایاۃ یعنی باری مقرر کرنے کے
۵۵۰ شرکت مفاوضہ
۵۵۲ احکام شرکت عنان
۵۵۷ شرکت تقبل کا بیان
۵۵۸ شرکت وجوہ کا بیان
۵۵۹ استحقاق نفع نہیں ہوتا مگر تین باتوں سے
" فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ یعنی شرکت فاسدہ کے احکام
" چند بھائی باپ کی میراث میں تجارت کرتے ہیں تو سب کا حصہ برابر ہوگا گو عمل تدبیر میں مختلف ہوں
۵۶۱ کتاب الوقف یعنی وقف کے احکام
۵۸۰ فصل یعنی وقف کرنیوالے کے شرائط کی رعایت کرنیکا بیان
۵۹۵ فصل فیما یتعلق بوقف الاولاد یعنی وہ مسائل جو متعلق ہیں اولاد پر وقف کرنے سے
۵۹۸ اختلاف دو گواہوں کا مانع قبول شہادت ہے مگر اکتالیس مسئلوں میں
۶۰۳ جیسے بنا شامل ہونے کے ہے مگر چند مسائل میں
۶۰۵ منکر سے قسم نہ لیجائے گی تیس مسئلوں میں
۶۱۱ قاضی کا حکم مجتہد فیہ امر میں نافذ ہوجاتا ہے مگر چند مسائل میں

تمت

بعون صانع مکین و مکان و بفضل خالق زمین و آسمان

بحمد و المنۃ کہ ربع دوم فتاوی معتمد مذہب امام اعظم مستند علماء عرب و عجم مفید خاص و عام موسوم بہ

یعنی

غایۃ الاوطار

ترجمہ اردو

در المختار

جلد دوم

مترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم و تکمیل مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی و تحفظ کاپی رائٹ

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وشفیع المذنبین سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

کتاب النکاح

لیس لنا عبادۃ شرعت من عہد آدم علیہ السلام الی الآن ثم تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان یہ کتاب ہے مسائل نکاح مین نہین کوئی ایسی عبادت ہم مسلمانون کے واسطے جو شروع رہی ہو زمان آدم علیہ السلام سے اب تک پھر بہشت مین دائمی رہے بجز نکاح اور ایمان کے یعنی نکاح اور ایمان دائمی عبادت ہین انہین نسخ کو گنجایش نہین نکاح کو بعد حج کے اسواسطے بیان کیا کہ دونون مین مال کی حاجت ہے

ہو عند الفقہاء عقد تفید ملک المتعۃ ای حل استمتاع الرجل من امراۃ لم یمنع من نکاحہا مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل لجواز ذکورتہ والوثنیۃ والمحارم والجنیۃ وانسان الماء لاختلاف الجنس واجاز الحسن نکاح الجنیۃ لشہود قنیۃ نکاح نزدیک فقہاء کے عقد مخصوص کا نام ہے یعنی ایسی بندش ایجاب اور قبول کی جو مفید ہو ملک تمتع کی یعنے حلال ہو نفع لینا مرد کا اُس عورت سے کہ نہین روکتا اُسکے نکاح کو مانع شرعی جیسے ذی رحم محرم ہونا یا مشرک ہونا یا ناجنس ہونا عورت کی قید سے مرد اور خنثی مشکل جسکا مرد یا عورت ہونا ہنوز ثابت نہین نکلگیا کہ شاید وہ مرد ہو اور مانع شرعی کی قید سے مشرکہ بت پرست اور محارم عورتین نکل گئین اور جنی عورت اور دریائی انسان بھی نکل گیا کہ جنس کا اختلاف ہے اور جائز رکھا ہے حسن بصری نے نکاح جنیہ کا گواہون سے کذا فی القنیۃ وقصدا خرج ما یفید الحل ضمنا کشراء امۃ للتسری یعنی بالقصد تمتع کا فائدہ بخشے اُسکا نام نکاح ہے نکل گیا اس قید سے جو مفید ہو حلت کا ضمنًا جیسے خرید کرنا لونڈی کا حرم بنانے کیواسطے یعنی وطی کے لیے تو یہان اگرچہ بہ نیت وطی کے خرید ہوئی لیکن خرید سے مقصود اصلی ملکیت ہے اور قربت کرنا ضمنًا ثابت ہے تو اس حلت ضمنی کا شرع مین نکاح نام نہین و

عند اہل الاصول واللغۃ حقیقۃ فی الوطی مجاز فی العقد فحیث جاء فی الکتاب والسنۃ مجردا عن القرائن یراد الوطی کما فی ولا تنکحوا ما نکح آباءکم فتحرم مزنیۃ الاب علی الابن بخلاف حتی تنکح زوجا غیرہ لاسنادہ الیہا والمقصود منہا العقد لا الوطی الا مجازا اور نکاح نزدیک علماء اصول اور لغت عربی کے حقیقت ہے یعنے جماع مین اور مجاز ہے عقد مین تو جہان آوے لفظ نکاح کا قرآن اور حدیث مین خالی قرائن سے تو وہان جماع مراد ہوگا یعنی اسواسطے کہ حقیقت مقدم ہے مجاز پر جیسا کہ اس آیت شریف مین ولا تنکحوا ما نکح آباءکم یعنی نہ جماع کرو تم جنکو تمہارے باپون نے جماع کیا جماع

تمام ہو حلال ہوا حرام تو نہیں ہے باپ سے زنا کیا ہو بیٹے پر حرام نہو گی بخلاف اس آیت کے کہ حتی تنکح زوجا غیرہ یعنی عورت مطلقہ ثلثہ شوہر اول کو

حلال نہیں تاوقتیکہ وہ نکاح کرے شوہر سے جو غیر ہو اول شوہر کا اس آیت میں نکاح سے جماع مراد نہیں بسبب نسبت کرنے نکاح کے طرف عورت کے

یعنی اسناد نکاح کی عورت کی طرف یہ قرینہ ہو کہ یہاں معنی حقیقی مراد نہیں اسواسطے کہ جماع کرنا عورت سے متصور نہیں کیونکہ عورت مفعول ہو نہ فاعل لیکن اس

سے عقد ہو نہ جماع کرنا مگر باعتبار مجاز کے کہ تی شبہہ نکرے کہ مطلقہ ثلثہ شوہر اول پر جب حلال ہو کہ شوہر ثانی اس سے جماع کرے اور یہ بات

فقط نص سے نہیں معلوم ہوتا ہو اسواسطے کہ مشروط ہونا جماع کا حدیث مشہور سیلہ سے ثابت ہو نہ اس آیت سے ویکون واجباً عند التوقان فان تیقن الزنا الا به فرض

نہایہ وہذا ان ملک المهر والنفقة والا فلا اثم بترکہ بدائع اور ہوتا ہو نکاح واجب وقت غلبۂ شہوت کے پس اگر یقین ہو جائے زنا کا بدون نکاح کے تو

نکاح فرض ہو کذا فی النہایہ اور یہ وجوب اور فرضیت اسوقت ہو کہ مالک ہو مہر دینے اور نفقہ رسانی پر اور اگر مہر اور نفقہ کا مقدور نہیں تو اسکے

ترک سے گناہ نہیں کذا فی البدائع ویکون سنۃ مؤکدۃ فی الاصح فیاثم بترکہ ویثاب ان نوی تحصیناً وولداً حال الاعتدال ای القدرة علے

وطی ومہر ونفقۃ ورجح فی النہر وجوبہ لثبوت المواظبۃ علیہ والانکار علی من رغب عنہ اور ہوتا ہو نکاح سنت مؤکدہ بنابر مذہب اصح کے تو گنہگار

ہوگا اسکے ترک سے اور ثواب پاویگا اگر نیت کرے عفت کی یا اولاد کی نکاح سنت ہو حالت اعتدال میں یعنی جو قادر ہو جماع اور مہر اور نفقہ پر

اور اگر قادر نہو یا زنا اور جور اور ترک فرائض اور سنن سے ڈرے تو وہ معتدل نہیں سو اسکا نکاح بھی سنت مؤکدہ نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی اور ترجیح دی

نہر الفائق میں نکاح اعتدال کے واجب ہونے کو بسبب ثابت ہونے مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ثابت ہونے انکار کے اسپر جو نکاح

سے اعراض کرے عمیمین میں وارد ہو حضرت نے فرمایا کہ میں نکاح کرتا ہوں عورتوں سے جو میری سنت کی رغبت نرکھے وہ میرے طریق پر نہیں

لیکن یہ حدیث وجوب پر دلیل نہیں ہوسکتی جیسا کہ صاحب نہر نے استدلال کیا ہو اسواسطے کہ انکار اس حدیث میں تارک نکاح پر نہیں بلکہ بے

رغبتی پر ہو اور واجب وہ ہو جسکے تارک پر انکار ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ومکروہاً لخوف الجور فان تیقنہ حرم اور نکاح مکروہ ہو بسبب خوف

ظلم کے عورت پر اور اگر ظلم کو یقینی جانے تو اسوقت نکاح حرام ہو محشی مدنی نے کہا کہ شارح نے قسم سادس نکاح کو ترک کیا یعنے نکاح

مباح کو نکاح مباح اسوقت ہوتا ہو جب خوف عجز کا ہو ادا سے حقوق سے کذا فی المجتبیٰ وندب اعلانہ وتقدیم خطبۃ اور مستحب ہو نکاح کو ظاہر

کرنا اور شہرت دینا اور نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا جامع ترمذی میں حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہرہ

کرو نکاح کو مسجدوں میں اور دف بجاؤ تو معلوم ہوا کہ اعلان شان نکاح ہو اور اخفا خاصہ زنا ہو وکونہ فی مسجد یوم الجمعة بعاقد رشید وشہود عدول

والاستدانۃ لہ والنظر الیہا قبلہ اور مستحب ہو ہونا نکاح کا مسجد میں اسواسطے کہ حدیث میں حکم ہو اور نکاح از قسم عبادت ہو مستحب ہو جمعہ کے دن بواسطہ عاقد

ہوشیار اور متقی گواہوں کے تاکہ کوئی شرط نکاح کی فوت نہو اور صحت نکاح بالاتفاق ہو اسواسطے کہ گواہوں کی عدالت امام شافعی کے نزدیک شرط ہو

اور مستحب ہو قرض لینا نکاح کے واسطے یعنی تو انگر بھی قرض لے اسواسطے کہ حق تعالی اسکے ادا کا ضامن ہو کذا فی البحر اور مستحب ہو نظر کرلینا عورت کی طرف نکاح سے پہلے

تاکہ الفت ہو اور اگر نہ دیکھ لیگا تو شاید افسوس کرے سوا چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے اور بدن نہ دیکھے اور دیکھنا بھی اسوقت درست ہو جب طرف ثانی سے

اسکے نکاح کر دینے کی امید ہو اور عورت کو بغیر نکاح کے نیت سے دیکھنا درست نہیں کہ ظاہر میں نکاح ہونا متصور نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی وکونہا

دونہ سناً وحسباً وعزاً ومالاً اور مستحب ہو ہونا عورت کا کمتر شوہر سے عمر میں اور حسب میں اور عزت میں اور مال میں حسب فضائل آبائی کا نام ہو کذا فی القاموس

جیسے علما اور سلاطین اور حاتم اور رستم کی اولاد اور اگر عورت مالدار ہو گی تو شوہر اسکی نظر میں ذلیل ہوگا وفوقہ خلقاً وادباً وورعاً وجمالاً

اور مستحب ہو ہونا عورت کا زیادہ تر شوہر سے اخلاق میں اور ادب میں اور پرہیزگاری میں اور حسن میں بحر الرائق میں کہا کہ مرد نکاح کرے

اُس عورت سے جو نسب اور حسب اور دینداری مین مشہور ہو کہ صفات خاندانی اولاد مین اکثر منتقل ہوتے ہین اور خوبصورت کنبی عورت سے نکاح
نکرے اور کنواری اور کم خرچ کو اختیار کرے اور نہ نکاح کرے لمبی دُبلی اور ٹھنگنی بدشکل سے اور نہ بدخُلق اور اولاد والی اور نہ بڑی عمر والی اور نہ لونڈی سے
باوجود قدرت حُرّہ کے اور نہ حُرّہ سے بدون اجازت ولی کے اور نہ زانیہ سے اور عورت کو چاہیے کہ شوہر دیندار نیکبخت سخی مقدور والے کو اختیار
کرے اور فاسق سے نکاح نکرے اور کوئی اپنی جوان بیٹی کو نہایت بڑھے مرد کے نکاح مین نہ دے اور نہ بدشکل کو دے کذا فی حاشیۃ المدنی ویکرہ الزفاف
المختار لا انہ المشتمل علی مفسدۃ دینیۃ اور کہا مکروہ ہی زفاف یعنی عورت کا پہونچانا اُسکے خاوند کے پاس روایت مختار یہی کہ مکروہ نہین جب کوئی مفسدہ
دینی نہو جیسے اختلاط مردون کا عورتون سے اور خوش طبعی سے کسی کو ذلیل کرنا یا بڑائی مارنا ہم فقط زفاف لائق اختلاف کے نہین کہ کوئی جائز رکھے
اور کوئی مکروہ تو مراد زفاف سے یہان عورتون کا اجتماع ہی اسواسطے کہ شب زفاف مین عورتون کا جمع ہونا عرف مین لازم ہی اور بعضون نے کہا کہ مراد
زفاف باعلان دف بجاکے ہی کذا فی حاشیۃ المدنی اور یہ جو بعضی جگہہ ہندوستان مین رواج ہی کہ شب زفاف مین دولھن کو دولھا کے پاس پردے مین پہونچا
کر عورتین جھانکا کرتی ہین سو بلاشبہہ مکروہ بلکہ حرام ہی وینعقد ملتبسا بایجاب من احدہما وقبول من الآخر وضعا للمضی لان الماضی ادل علی التحقیق کزوجت
نفسی او ابنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت اور نکاح منعقد اور بندھتا ہی یعنی گٹھتا ہی جب ملے ایک کے ایجاب سے اور دوسرے کے
قبول سے دران حالیکہ ایجاب اور قبول موضوع ہون فعل ماضی کے واسطے اسواسطے کہ فعل ماضی خوب تر دلالت کرتا ہی تحقق اور وقوع پر کیونکہ زمانہ
حال کی کچھ حقیقت نہین کہ وہ مرکب ہی ماضی اور استقبال سے اور زمانہ مستقبل وقت تکلم کے معدوم المضمون ہی اسواسطے ایجاب اور قبول کے لیے صیغہ
ماضی کا معین ہوا جیسے کوئی کہے نکاح کیا مین نے اپنی ذات کا یا اپنی بیٹی کا یا اپنی موکلہ کا تجھ سے اس کلام اول کو ایجاب کہتے ہین مرد کہے یا عورت اور
دوسرا کہے مین نے قبول کیا اپنی ذات کے واسطے یا اپنے بیٹے کے واسطے یا اپنے موکل کے واسطے اس دوسرے کلام کو قبول کہتے ہین خواہ مرد کہے خواہ
عورت زوجت نفسی عاقد اصیل کہے اور زوجت ابنتی ولی کہے اور زوجت موکلتی وکیل کہے وینعقد ایضا بما ای بلفظین وضع احدہما لہ ای للمضی والاخری
للاستقبال او للحال فیہ لا اول الامر کزوجنی اور زوجینی نفسک او لو فی امرائی اور بجی منعقد ہوتا ہی نکاح اُن دو لفظون سے کہ اُنمین ایک تو موضوع ہو ماضی
کے واسطے اور دوسرا استقبال یا حال کے واسطے سو اول یعنے استقبال سے مراد امر کا صیغہ ہی جیسے کہ مرد کہے ولی سے یا عورت کے وکیل سے
کہ میرا نکاح کردے یا خود عورت سے کہے کہ میرا نکاح اپنی ذات سے کردے یا یون کہے کہ تو میری جورو ہو جا فانہ لیس بایجاب بل توکیل ضمنی فاذا قال
فی المجلس زوجت او قبلت او بالسمع والطاعۃ قام مقام الطرفین سو البتہ یہ صیغہ امر کا خود ایجاب نہین بلکہ ضمناً دوسرے کو وکیل کرنا ہی اپنے نکاح کیواسطے
یعنی جب زوجنی کہا تو درضمن امر کے گویا مطلب یہ ہوا کہ تو میری طرف سے وکیل ہو کر میرا نکاح کردے پھر جب دوسرے شخص نے کہا اسی مجلس مین کہ مین نے
نکاح کردیا یا قبول کیا یا مان لیا بسمع وطاعت تو یہ قبول قائم ہوگیا بجاے ایجاب اور قبول عاقدین کے تو نکاح صحیح ہوگیا وقیل ہو ایجاب ورجحہ فی البحر
رضا و رغبت ۱۲
اور بعضون نے مثل قاضی خان اور صاحب خلاصہ کے کہا کہ یہ صیغہ امر کا خود ایجاب ہی توکیل نہین اور ترجیح دی ہی اس قول ثانی کو بحرالرائق مین
الثانی المضارع المبدو بہمزۃ او بنون او بتاء کتزوجینی نفسک اذا لم ینو الاستقبال اور دوسرا لفظ مضارع کا جو مصدر بہمزہ ہو جیسے اتزوجک یا
مصدر بنون جیسے نتزوجک یا مصدر بتا ہو جیسے خود شارح نے مثال دی تو صیغہ مضارع سے اُسوقت نکاح منعقد ہوگا جب متکلم استقبال کے معنی کا
ارادہ نکرے بلکہ معنی حال مراد رکھے اور اگر استقبال کا ارادہ کریگا تو وعدہ نکاح ہوگا نہ ایقاع نکاح وکذا انا متزوجک او جئتک خاطبا لعدم جریان
المساومۃ فی النکاح اور اسی طرح نکاح منعقد ہوتا ہی اسم فاعل بمعنی حال سے جیسے کہ کہے مین اب تیرے ساتھ نکاح کرنے والا ہون یا یون کہے کہ
مین آیا تیرے پاس منگنی کرنے والا اسواسطے نکاح صحیح ہوگا کہ مول چکانا نکاح مین جاری اور مروج نہین بخلاف بیع کے کہ وہان فقط انا مشتری
مین خریدار ہون یا ہا

الحاصل شعر ہست اور لیجیا سکے بالغ کے یون کہنے سے کہ میں نے قبول کیا نکاح منعقد نہین ہوا جبتک اسکے بعد تصریح نہ کرے واسطے کہ جس میں مہلت ہا ۃ اور
تیسے تصریح کے ہو ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی اقول اسمیں اشارہ ہے الی ان المجلس المتحد و ان الوعد لو عدی ما منعقد ہوتا ہو نکاح اس طرح بھی جب کہ مرد کے صورت کے باپ سے کہا کہ تو
یہ صورت مجھکو دی اور اسکے باپ کے جواب میں دی بشرطیکہ مجلس نکاح کی ہو تو دلالت حال واقع ہوئی استفہامی معنی کو یا مستانف کو اور اگر
مجلس وعدہ کرنے کی ہو تو اس کلام سے وعدہ نکاح کا ہو گا تو اس صورت مین نکاح منعقد نہو گا دو قال لہا ہو سرتی نفسی لبیک انعقد علی المذہب
اور اگر مرد نے کہا عورت سے کہ اے میری جورو ہو جا اُسنے جواب دیا کہ لبیک نکاح منعقد ہو گیا بنا بر مذہب مختار کے اسواسطے کہ یا مرتی تو تم منف ام
ہاتف کو جیب کے ہو اور لبیک معنی اجیبک جواب ہو بعد ماتہ کے تو ایجاب بمعنی حال ہوا اور قبول صیغہ ماضی سے ہوا اسواسطے نکاح منعقد ہو گیا کذا فی
حاشیۃ المدنی فلا ینعقد بقبول بالفعل کقبض مہر حیث کہ ایجاب اور قبول لفظی شرط ہوا تو نکاح منعقد نہو گا قبول فعلی سے جیسے مہر پر قبضہ کرنا بدون لفظ
زبان کے ولا بتعاطی اور نہ منعقد ہو گا نکاح تعاطی سے تعاطی یہ کہ مثلاً باپ نے اپنی بیٹی کسی مرد کو دی اُسنے مہر اُسکو حوالہ کیا شاہدون کے روبرو
بدون تلفظ کے ولا بکتابۃ حاضر بل غائب بشرط اعلام الشہود بما فی الکتاب اور نہین منعقد ہوتا نکاح شخص حاضر کے لکھنے سے بلکہ غائب کے
لکھنے سے نکاح منعقد ہوتا ہو بشرطیکہ شاہدون کو مضمون خط سے آگاہ کردیا ہو خواہ خط پڑھکر خواہ زبانی مالم یکن بلفظ الامر فیتولی الطرفین فیشترط
غائب کی تحریر پر اعلام شاہدون کا اُسوقت ضرور ہو جب خط میں صیغہ امر کا نہو یعنی لکھا ہو کہ میں نے تجھسے نکاح کیا اور اگر امر کا صیغہ صریح ہو
کہ زوجنی نفسک یعنے میرا نکاح اپنی ذات سے کردے تو اس صورت توکیل میں عورت دونون طرف کی متولی اور متصرف ہو گی کذا فی فتح القدیر
تو اس صورت مین عورت کا یون کہنا کہ زوجت نفسی منہ یعنے مین نے اپنا نکاح اُسکے ساتھ کردیا قائم مقام ایجاب اور قبول کے ہو گا اسوقت مین خط کا
مضمون شاہدون کو سنانا ضرور نہین فقط لفظ قبول سنانا کافی ہو بالاقرار علی المختار خلاصہ کقولہ ہی امرأتی لان الاقرار اظہار لما ہو ثابت ولیس
بانشاء اور نہ منعقد ہو گا نکاح اقرار سے بنا بر مذہب مختار کے کذا فی الخلاصہ مثل قول مرد کے کہ یہ میری جورو ہو اسواسطے اقرار سے نکاح نہو گا کہ
اقرار ثابت چیز کے اظہار کا نام ہو اقرار انشا نہین حالانکہ نکاح مین انشا چاہیے وقیل ان کان بحضرۃ الشہود صح کما ینعقد بلفظ الجعل اور بعضون
نے کہا کہ اگر اقرار نکاح کا شاہدون کے حضور مین ہوا تو نکاح صحیح ہو گا یعنے اس صورت مین اقرار کو انشاء نکاح قرار دیا گویا اب نکاح ہوا جیسے نکاح صحیح
ہوتا ہو جعل کے لفظ سے مع شرح المختار مین فتح القدیر سے نقل کیا کہ اگر زوج نے اقرار کیا شاہدون کے روبرو نکاح کا اور حالانکہ نکاح بدون گواہون کے
ہوا تھا تو اسمین اختلاف ہو اصح یہ ہو کہ اگر زوج اور زوجہ نے مہر کا نام لیا تو نکاح جدید منعقد ہوا اور اگر عورت مرد نے بدون نکاح ہونے نکاح کا
اقرار کیا تو نکاح منعقد نہ ہو گا مگر اسوقت نکاح منعقد ہو گا جب شاہدون نے یون کہا کہ جعلتما ہذا نکاحا یعنے تمنے اس اقرار کو نکاح بنایا پھر دونون
نے قبول کیا تو یہان بلفظ جعل نکاح صحیح ہوا کذا فی حاشیۃ المدنی وجعل الاقرار انشاء وہو الاصح ذخیرہ اور اقرار انشا کردانا گیا اور یہی اصح ہو
کذا فی الذخیرہ یعنی اقرار جملہ خبریہ ہو اور نکاح جملہ انشائیہ ہو منعقد ہوتا ہو اسواسطے اسکو انشا قرار دیا ولا ینعقد بتزوجت نصفک فی الاصح احتیاطا
خانیۃ بل لا بدان یضیفہ الی کلہا او ما یعبر بہ عن الکل ومنہ الظہر والبطن علی الاشبہ ذخیرہ ورجحوا فی الطلاق خلافہ فیحتاج للفرق اور نہین منعقد ہوتا
نکاح اس کلام سے کہ کوئی کہے کہ مین نے تیرے نصف بدن سے نکاح کیا مذہب اصح مین بنا بر احتیاط کے کذا فی الخانیۃ اسواسطے کہ
حلت اور حرمت ایک ذات مین جمع ہوئی تو احتیاطاً حرمت کو غلبہ دیا بلکہ ضرور ہو صحت نکاح کے واسطے کہ نسبت کرے نکاح کو عورت کے تمام
بدن کی طرف یا ایسے عضو کی طرف جو بجائے کل بدن کے بولا جاتا ہو جیسے پشت اور شکم بنا بر مشابہ مذہب کے کذا فی الذخیرہ اور ترجیح دی ہو فقہا نے
طلاق مین برخلاف اسکے یعنے یون کہا ہو کہ اگر کوئی مرد کہے کہ مین نے اپنی عورت کی پشت یا شکم کو طلاق دی تو بروایت اصح طلاق نہین واقع ہوتی

تو احتیاج بڑی اظہار فرق کی کہ کیا وجہ کہ اضافت پشت اور شکم سے نکاح تو صحیح ہوا اور طلاق نہ پڑی وانہ او وصل الایجاب بالتسمیۃ للمہر کان من تمامہ
ای الایجاب فلو قبل الآخر قبلہ لم یصح لتوقف اول الکلام علی آخرہ و لو فیہ ما یغیر اولہ اور جب ملایا ایجاب کو تسمیہ مہر کے ساتھ تو ہوگا مہر تمامی ایجاب سے
سو اگر قبول کیا دوسرے نے تسمیہ مہر سے پہلے تو نکاح صحیح نہوگا واسطے موقوف ہونے اول کلام کے اپنے آخر پر اگر آخر کلام میں وہ مضمون ہو جو
مخالف ہو اول کلام کے مثلاً عورت نے مرد سے کہا کہ مین نے نکاح کیا تیرے ساتھ ہزار درم پر اور مرد نے قبول کر لیا مہر کے نام لینے سے پہلے تو نکاح
صحیح نہوگا ومن شرائط الایجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرین وان طال کمخیرۃ اور شرائط ایجاب اور قبول سے مجلس کا متحد ہونا ہی اگر دونون
حاضر ہون اگرچہ مجلس دراز ہو تو اگر عورت نے ایجاب کیا اور مرد نے دوسری مجلس مین قبول کیا تو نکاح نہوگا کیونکہ مجلس ایک نہی اور اگر کوئی غائب ہو
اور اُسنے خط مین ایجاب لکھا ہو تو اتحاد مجلس شرط نہین ایجاب اور قبول مین اتحاد مجلس ایسا شرط ہی جیسے عورت مخیرہ مین شرط ہی مخیرہ سے وہ عورت
مراد ہی جسکے شوہر نے اُس سے کہا کہ تو اپنی ذات کو اختیار کر لے یعنے اگر تیرا جی چاہے تو تو طلاق لے تو یہ اختیار مجلس کا حکم رکھتا ہے تا مجلس بدلی
اختیار گیا وان لا یخالف الایجاب والقبول کقبلت النکاح لا المہر اور شرائط ایجاب اور قبول سے یہ ہی کہ ایجاب قبول کے مخالف نہو جیسے کہ دوسرے نے کہا کہ
مین نے نکاح کو قبول کیا نہ مہر کو مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ ہزار درم پر نکاح کیا عورت نے جواب دیا کہ مین نے نکاح قبول کیا نہ مہر تو نکاح
خالی ہوا مہر مسمی سے تو مہر مثل ہوگا حالانکہ مہر مثل اور مہر مسمی باہم مغایر ہین تو ایجاب مخالف ہوا قبول کے لہذا عقد صحیح نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
نعم یصح الحط ہان صحیح ہی مہر کا کم کرنا عورت کی طرف سے مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے ہزار درم مہر پر تجھسے نکاح کیا عورت نے کہا کہ مین نے
پانچ سو درم مہر پر نکاح قبول کیا گویا یہ مطلب ہوا کہ ہزار درم کا مہر قبول کیا اور اُسمین سے پانچ سو کم کردئے اس صورت مین مرد کو کمی کا قبول کرنا شرط
نہین اسواسطے کہ یہ اسقاط اور ابرا ہی کزیادۃ قبلتہا فی المجلس مہر کا کم کرنا ایسا صحیح ہی جیسے وہ زیادتی مہر کی صحیح ہی جسکو عورت نے اُسی مجلس مین قبول کر لیا مثلاً عورت
نے کہا کہ مین نے ہزار درم مہر پر نکاح کیا مرد نے کہا کہ مین نے دو ہزار درم مہر پر قبول کیا تو صحیح ہی بشرطیکہ عورت نے دو ہزار کو اُسی مجلس مین قبول کر لیا ہو
ان لا یکون مضافا ولا معلقا کما سیجیء اور شرائط ایجاب اور قبول سے یہ ہی کہ نکاح مضاف نہو زمان مستقبل کی طرف جیسے کوئی کہے کہ مین نے تیرے ساتھ
نکاح کیا کل کے دن یا کہا مین قبول کرونگا کل اور شرط یہ ہی کہ نکاح معلق بشرط نہو جیسے کسی نے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا اگر میرا باپ راضی
ہوگا چنانچہ اسکا ذکر آویگا ولا المنکوحۃ مجہولۃ اور شرائط ایجاب اور قبول سے یہ ہی کہ منکوحہ نامعلوم نہو جیسے ایک شخص کی دو بیٹیاں ہین اور اُسنے ایک بیٹی کا نکاح
بے نام لیے کر دیا تو نکاح صحیح نہوگا بسبب جہالت کے ولا یشترط العلم بمعنی الایجاب والقبول فیما یستوی فیہ الجد والہزل اذ لم یحتج الی نیۃ بہ یفتی اور نہین
شرط ہی دانست ایجاب اور قبول کے معنی کی اُس عقد مین جسمین قصد کرنا اور نہ کرنا یکسان ہی اسواسطے کہ اس عقد مین نیت کی احتیاج نہین اسی
پر فتوے ہی ہم اسمین فقہا کو اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ عاقدین کو ایجاب اور قبول کے معنون کا علم ضرور ہی کذا فی الدرر اور بعضون نے کہا
قضاءً ضرور نہین دیانۃً علم ضرور ہی کذا فے الخانیۃ اور عمادیہ مین روایت ہی کہ کوئی عقد بدون علم معنی کے صحیح نہین اور بعضون نے کہا سب صحیح
ہین علم ہو یا نہو اور بعضون نے کہا جو عقد ایسا ہو کہ جسمین قصد کرنا اور نہ کرنا دونون برابر ہون جیسے طلاق اور نکاح اور عتاق تو اُسمین علم
ضرور نہین اسواسطے کہ علم سے غرض قصد کرنا ہی اور حالانکہ اُسمین قصد اور غیر قصد دونون برابر ہین مثلاً اگر کوئی ہزل سے نکاح کرے یا
طلاق دے تو صحیح ہوگا اگرچہ اسکا قصد متعلق نہین اسی قول کو شارح نے پسند کیا اور ترجیح دی بخلاف بیع کے کہ بدون علم کے صحیح نہین
کذا فے حاشیۃ المدنی واللہ اعلم وانما یصح بلفظ تزویج ونکاح لانہما صریح وما عداہما کنایۃ وہو کل لفظ وضع لتملیک العین کاملۃ فلا یصح
بالشرکۃ اور البتہ نکاح صحیح ہی تزویج اور نکاح کے لفظ سے اسواسطے کہ دونون لفظ صریح اسکے واسطے موضوع ہین اور جو لفظ ان دو کے سوا ہی

سو کنایہ ہے اور یعنی غیر صریح ہے اور حقیقت کا لفظ ہے وہ لفظ جو موضوع ہو واسطے تملیک ذات کے بطور تملیک کامل کے تو نکاح ہو گا نکاح شرکت کے لفظ سے
اسواسطے کہ شرکت میں پوری تملیک نہیں فی الفتاویٰ عرف اللغة تملیک الرقبة بالکمال یعنی تملیک ذات کی بالفعل ہبہ تو اس سے نکل گئی وصیت جیسے
بالفعل یا قیمتیں نہیں جیسے کسی نے کہا کہ میں نے وصیت کی اپنی لونڈی کی تزویج کی ہزار درم کے بدلے اپنی موت کے بعد دوسرے شخص نے قبول
کیا تو نکاح صحیح ہوا اسواسطے کہ تملیک فی الحال ہوئی اور وصیت بالفعل میں نہیں صحیح ہوگا کہ ہبہ و تملیک صدقہ و عطیہ تملیک بالفعل جیسے ہبہ و تملیک
اور صدقہ اور عطا مثلاً اگر عورت کے کہ میں نے اپنی ذات کو ہبہ کیا یا تجھکو مالک کیا یا صدقہ دیا یا دے ڈالا وغیرہ اور دوسرے نے قبول کیا تو نکاح
صحیح ہوگا و سلم و استیجار اور نکاح صحیح ہو بلفظ بیع سلم اور استیجار کے سوا اگر عورت کو اجرت قرار دیا تو نکاح صحیح ہو جیسے یوں کہے کہ میں نے اپنا گھر ایک
برس کو اجارہ دیا تیری بیٹی کے بدلے اور اگر یوں کہے کہ میں نے اجارہ دیا اپنی بیٹی کو ہزار درم کے بدلے تو صحیح نہ ہو کر نکاح نہ ہوگا کہ اس میں تملیک اسکی
نہیں بخلاف صورت اول کے کذا فی حاشیة المدنی و زیتیں و صلح و صرف و کلما تملک به الرقاب بشرط نیة او قرینة و فہم الشہود المقصود و مکث حتی ینعقد
بالفاظ زیتیں اور صلح اور صرف کے اور جو لفظ کہ گواہوں کی ملکیت کا فائدہ بخشے بشرط نیت متکلم کے یا قرینہ مقام کے اور سمجھنے شہود کے مقصود کو
یعنی بلفظ ہبہ وغیرہ کے نکاح جب منعقد ہوتا ہے کہ نکاح کی نیت ہو یا قرینہ ہو اور گواہ بھی اس مطلب کو سمجھ گئے ہوں نہ بہ تعبیر قرینہ نیت کی حاجت
اسواسطے ہوئی کہ یہ الفاظ کنایہ ہیں نکاح کے صریحاً نکاح کے واسطے موضوع نہیں جو محتاج نیت کے نہوں لا تصح بلفظ اجارة براءة و بزارة
صحیح ہے کذا نکاح اجازہ کے لفظ سے اجارہ دیا یا ہو بہ یا بخرا علیہ ہو لفظ اجارہ سے نکاح صحیح نہوا اسواسطے کہ اس میں تملیک کی نہیں بلکہ تملیک منفعت کی
موقت ہے اور نکاح میں دوام شرط ہے بخلاف لفظ استیجار کے چنانچہ سابق مذکور ہو چکا اور اجازت سے اسواسطے نکاح نہیں منعقد ہوتا کہ لفظ اجازت کا
تملیک میں کیواسطے موضوع نہیں و اعارة و وصیة و رہن و ودیعة و نحوہا مما لا یفید الملک لکن یثبت به شبهة فلا یحد و لها الاقل من المسمی و مہر المثل و نہیں صحیح
نکاح بلفظ اعارت اور وصیت اور رہن اور ودیعت اور مانند ان الفاظ کے جو ملک کے مفید نہیں لیکن ایسے الفاظ سے شبہہ نکاح کا ثابت ہوتا ہے تو
حد ماری جاویگی اسکو جسنے ان الفاظ سے نکاح کیا اسواسطے کہ حد شبہہ پڑنے سے ٹل جاتی ہے اور اس صورت میں عورت کو مہر ملیگا جو کمتر ہو مہر مسمی
اور مہر مثل ان دونوں میں سے یعنی اگر مہر مسمی کم ہو مہر مثل سے تو مسمی ملیگا اور اگر مہر مثل کم ہو مسمی سے تو مہر مثل ملیگا وکذا شبهة کل لفظ
لا ینعقد به النکاح فلیحفظ اور اسی طرح شبہہ نکاح کا ثابت ہوتا ہے ہر ایک اس لفظ سے جس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا سو اسکو یاد رکھنا چاہیے ظاہر یہ
مضمون کم رہ گیا ہو یا الفاظ مصحفة کتجوزت لصدورہا لا عن قصد صحیح بل عن تحریف و تصحیف فلم تکن حقیقة و لا مجازا لعدم العلاقة بل غلطا فلا اعتبار به اصلا
تلویح اور نہیں منعقد ہوتا نکاح ان الفاظ سے جنمیں تصحیف واقع ہوئی جیسے تجوزت بجاے تزوجت کے تصحیف لغت میں خطائی الصحیفہ کو کہتے ہیں اور
بیان مطلق تصحیف مراد ہے تصحیف ہو یا تحریف لفظوں کی غلطی تصحیف ہے جیسے زوج بمعنی شوہر کے ... زوج یعنی جان کہنا اور تحریف عبارت کی غلطی کو کہتے ہیں جیسے
سلیم بروزن کریم کو ملیم بروزن حسین بولنا تصحیف اور تحریف سے اسواسطے نکاح منعقد نہیں ہوتا کہ اسکا صدور قصد صحیح سے نہیں بلکہ تبدیل اور
تغییر ہے نہ تو حقیقت ٹھہرا نہ مجاز اسواسطے کہ تحریف اور تصحیف میں اصل لفظ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا اور حالانکہ مجازی معنی میں حقیقی معنی سے علاقہ ہونا
لازم ہے بلکہ ایسے الفاظ محض غلط ہیں تو انکا کچھ اعتبار نہیں کذا فی التلویح نعم لو اتفق قوم علی النطق بهذه الغلطة وصدرت عن قصد کان ذلک
وضعاً جدیداً فیصح به افتی ابو السعود ہاں اگر اتفاق کر لیوے کوئی قوم ایسے غلط الفاظ کے بولنے پر اور صدور انکا بالقصد ہو تو یہ ہو گا یہ جانی
کہ وضع جدید ہے تو اسوقت میں غلط الفاظ سے نکاح منعقد ہوگا اسی پر فتوی دیا شیخ الاسلام مفتی ابو السعود نے و ذا اذا لم یشتع بها فقضاء
بالکلمة او الکل الاشباہ و هذا فی تزوجت ہاں ایسے غلط الفاظ سے تاخیر کے روبرو بنا بر روایات کے چنانچہ کتاب خیر ولنا ... کے

اوائل مین اسکی تصریح ہو جیسے کوئی طلاق کو تلاق یا طلاک کہے تو طلاق واقع ہوگی بخلاف نکاح کے ولا بتعاطی احترازا للفروج اور نہ منعقد ہوگا نکاح تعاطی سے واسطے تعظیم اور تکریم فروج کے یعنی حلت فروج اور اجناس کی طرح قابل نہین کہ ایجاب و قبول لفظی اسمین مشروط نہو تعاطی سے کئے سابق ہو چکے و شرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر لتحقق رضائهما اور صحت نکاح مین شرط ہو سننا ہر ایک کا عاقدین سے دوسرے کے لفظ کو واسطے ثبوت رضا طرفین کے و شرط حضور شاہدین اور شرط ہو صحت نکاح مین موجود ہونا دو شاہدون کا اسواسطے کہ جامع ترمذی مین حدیث ہو کہ زانی عورتین وہ ہین کہ اپنے نکاح بدون شاہدون کے کرلیتی ہین اور محمد بن حسن نے مرفوعاً روایت کیا کہ لانکاح الا بشہود یعنی نکاح صحیح نہین بدون شاہدون کے اور جب دو شاہدون کے روبرو نکاح ہوا تو ادنی رتبہ اعلان کا ثابت ہوا نکاح سر اور نکاح مخفی اسکو نہ کہینگے اسواسطے کہ دو شاہدون سے زیادہ اعلان شرط نہین اور اگر شاہدون سے کہا کہ تم اظہار نہ کرنا تو بھی نکاح فاسد نہین ہوتا اگرچہ ترک مستحب ہوا کہ شہرت کامل نہوئی اور ضرور ہو امتیاز منکوحہ کی شاہدون کے نزدیک تاکہ جہالت نہ رہے سو اگر منکوحہ مجلس عقد مین حاضر ہو تو اشارہ اسکی طرف کفایت کرتا ہو اور چہرہ کھول کر دیکھنا زیادہ تر احتیاط ہو پھر اگر جسم منکوحہ نظر نہ آوے اور وہ اندر مکان سے ایجاب و قبول کرے سو اگر وہان وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہو اور اگر اسکے ساتھ اور عورت بھی ہو تو درست نہین کہ جہالت مرتفع نہوئی اور اسی طرح اگر منکوحہ نے کسیکو اپنے نکاح کا وکیل کیا تو یہی تفصیل ان بھی ضرور ہو اور اگر منکوحہ مجلس عقد سے غائب ہو اور وکیل نکاح باندھے تو اگر شاہد عورت کا ارادہ جانتے ہون اور اسکو پہچانتے ہون تو فقط اسکا نام لینا کفایت کرتا ہو اور اگر عورت کو نہ پہچانتے ہون تو اسکا نام اور اسکے باپ دادا کا نام لینا ضرور ہو کذا فی البحر کہا سید احمد طحطاوی محشی نے کہ یہ جو بعضے لوگون مین معمول ہو کہ شاہد دروازے یا پردے کی آڑ سے توکیل عورت کی زبانی سن لیتے ہین اور حالانکہ وہان عورتون کی کثرت ہوتی ہو تو جائز نہین اسواسطے کہ امتیاز منکوحہ کی نہین ہوتی تو ایسے مقام مین کوئی مخلص اور صورت جواز کی نہین سوائے اسکے کہ اسکو نکاح فضولی قرار دیجیے کہ عورت کی اجازت قولی یا فعلی سے تمام ہو کذا فی حاشیۃ المدنی حرین او حر و حرتین گواہ دو حر ہون یا ایک مرد حر اور دو حرہ عورتین ہون تو غلامون اور فقط عورتون کی گواہی سے نکاح نہوگا مکلفین دونون عاقل اور بالغ ہون تو لڑکون اور دیوانون کی گواہی سے نکاح نہوگا سامعین معا قولهما علی الاصح دونون ساتھ ہی سامع ہون عاقدین کے قول کو بنا بر مذہب اصح کے سو اگر عاقدین نے ایجاب اور قبول کو ایک گواہ کو سنایا پھر دوسری مجلس مین دوسرے گواہ کو سنایا تو نکاح درست نہوگا اور اسی طرح حضور نائمین اور اصمین سے نکاح صحیح نہین فاہمین انہ نکاح علی المذہب بحر دونون گواہ سمجھتے ہون کہ کلام عاقدین کا نکاح ہو بنا بر مذہب مختار کے کذا فی البحر تو اگر ہندی گواہون کے روبرو عربی یا فارسی مین ایجاب اور قبول ہوا اور انکو نکاح ہونے کا فہم نہو تو نکاح صحیح نہوگا اور اگر فہم ہو گیا گو الفاظ کے معنی نہ سمجھے تو نکاح صحیح ہوگا مسلمین فی نکاح مسلمۃ ولو فاسقین دونون گواہون کا مسلمان ہونا شرط ہو عورت مسلمان کے نکاح مین اگرچہ فاسق ہون اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر درست نہین او محدودین فی قذف او اعمیین یا دونون گواہون پر تہمت زنا لگانے سے مار پڑے یا دونون اندھے ہون تو بھی گواہی درست ہو او ابنی الزوجین یا گواہ دو بیٹے زوج اور زوجہ کے ہون جیسے عورت کا بیٹا دوسرے شوہر سے ہو اور مرد کا بیٹا دوسری عورت سے یا انہین زوج اور زوجہ سے دو بیٹے ہون سو یہ دوسری صورت اسوقت واقع ہوگی جب زوجین مین کسی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا ہو اور پھر دونون نکاح ثانی کا ارادہ کرین او ابنی احدهما وان لم یثبت النکاح بهما ای بالابنین ان ادعی القریب یا زوجین مین فقط ایک ہی کے دو بیٹے گواہ ہون اگرچہ نکاح نہین ثابت ہوگا دونون بیٹون کی گواہی سے اگر بیٹون والا مدعی ہوگا یعنی فقط عورت کے دو بیٹے ہون یا فقط مرد کے دو بیٹے ہون تو انکی بھی گواہی سے نکاح صحیح ہو جائیگا لیکن اگر عورت کے دو بیٹون کی گواہی سے نکاح ہوا تھا اور مرد نکاح کا منکر ہو اور عورت نکاح کی مدعی ہوتی

تو اسکے بیٹون کی گواہی سے قاضی کے روبرو اُسکا دعویٰ ثابت نہ ہوگا اور اس صورت مین اگر مرد مدعی ہو تو عورت کے بیٹون کی گواہی سے
اُسکا دعویٰ ثابت ہو جائیگا اور روایت ہے اگر مرد کے بیٹون کی گواہی سے نکاح ہوا ہے تو مرد کا دعویٰ ثابت نہوگا اور عورت کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا
اسواسطے کہ غیر کی گواہی سے اصل کا نفع ثابت نہین ہوتا البتہ ضرر ثابت ہوتا ہے بگمان تحقق ... عند ... وہ مخالفین لدینہما ... جیسے کہ
... جیسے کہ مثلاً جو شخص مسلمان مرد کا ذمی عورت سے روبرو ذمیون کے نزدیک تو دونون ذمی عورت کے دین کے مخالف ہون یعنی اگرچہ
عورت نصرانیہ ہو تو گواہ یہودی ہون یا بالعکس اگرچہ ثابت ہوگا نکاح ذمیون کی گواہی سے مسلمان کے منکر ہونے کے وقت یعنی اگر مسلمان نے
کے نکاح کا انکار کردیا اور عورت مدعی ہوئی تو ذمیون کی گواہی سے دعویٰ اُسکا ثابت نہوگا اسواسطے کہ کافر کی گواہی مسلمان کے ضرر پر درست
نہین والاصل عندنا ان کل من ملک قبول النکاح بولایۃ نفسہ انعقد بحضرتہ ۔ قاعدہ کلیہ ہم حنفیون کے نزدیک صحت شہادت مین یہ ہے کہ جو شخص
مالک ہو سکتا ہو قبول نکاح کا اپنی ذات کی ولایت سے اُسکے روبرو نکاح بھی منعقد ہوگا مثلاً فاسق مرد ذمی کو قبول نکاح کا اختیار ہے تو اُنکا گواہ
ہونا بھی درست ہے بخلاف صبی اور عبد اور مجنون کے کہ اُنکو اپنی ذاتون کا اختیار نہین تو اُنکی گواہی بھی درست نہین (امر الاب رجلا ان یزوج صغیرتہ
فزوجہا عند رجل او امرأتین والحال ان الاب حاضر صح) لانہ یجعل عاقدا حکما امر کیا باپ نے کسی مرد کو کہ نکاح کر دے اُسکی صغیرہ کا پھر نکاح کر دیا اُس
وکیل نے روبرو ایک مرد کے یا دو عورتون کے اور حالانکہ باپ موجود ہے تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ باپ کو اس صورت مین عاقد قرار دیا جائیگا
حکماً یعنی جب باپ موجود ہوا اسی مجلس مین تو اس مرد کی وکالت کی کچھ حاجت نرہی تو اس صورت مین باپ تو گویا خود عاقد ہوا اور وکیل اور
دوسرا مرد یا دو عورتین شاہد نکاح کی ہوگئین تو بلا تامل نکاح صحیح ہوگا والالا اور اگر باپ مجلس نکاح مین حاضر نہین اور وکیل نے ایک مرد یا دو عورتون کے
روبرو نکاح باندھا تو نکاح صحیح نہوگا اسواسطے کہ وکیل تو عاقد ٹھہرا تو گواہ ہوا ایک مرد یا دو عورتین حالانکہ ایک مرد یا دو عورتون کی گواہی سے نکاح
نہین ہوتا (ولو زوج ابنتہ البالغۃ) العاقلۃ بحضرۃ شاہد واحد جاز ان کانت ابنتہ حاضرۃ لانہا تجعل عاقدۃ والالا اور اگر نکاح کر دیا باپ نے اپنی جوان
عاقل بیٹی کا ایک شاہد کے سامنے تو نکاح جائز ہوگا اگر اسکی بیٹی مجلس عقد مین موجود ہو اسواسطے کہ بیٹی عاقدہ قرار دی جائیگی اور باپ اور
دوسرا مرد شاہد ہو جائینگے اور اگر اسکی بیٹی مجلس عقد مین حاضر نہوگی تو نکاح درست نہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین باپ عاقد ہے شاہد نہین تو ایک
شاہد سے نکاح نہوگا والاصل ان الآمر متی حضر جعل مباشرا اور اصل قاعدہ مسائل امر مین یہ ہے کہ امر کرنے والا جب موجود ہوگا تو وہی مباشر اور
عاقد قرار دیا جاویگا اور شخص مامور سفیر محض ہو جائیگا پھر جب مامور عاقد نہ ٹھہرا تو شاہد ہو سکیگا ثم انما تقبل شہادۃ المامور اذا لم یذکر انہ عقد
لئلا یشہد علی فعل نفسہ پھر شہادت مامور کی اسی صورت مین مقبول ہوگی جبتک وہ آپ کو عاقد نہ کہے تاکہ نہ لازم آوے گواہی دینا اپنی ذات
کے فعل پر یعنی جب مامور نے آپ کو عاقد کہا تو اسوقت مین اُسکی گواہی نہ درست ہوگی اسواسطے کہ خود اپنے فعل کی گواہی دینا جائز نہین ولو زوج
المولی عبدہ البالغ بحضرۃ واحد لم یجز علی الظاہر اور اگر نکاح کر دیا مالک نے اپنے بالغ غلام کا اُسی غلام اور ایک شاہد کے سامنے تو نکاح نہ جائز
ہوگا بنا بر قول ظاہر کے اسواسطے کہ بدون اجازت مالک کے غلام کو عاقد ہونے کی لیاقت نہین کہ مالک کو دوسرا شاہد قرار دیجیے ولو اذن لہ
فعقد بحضرۃ المولی ورجل صح والفرق لا یخفی اور اگر اجازت دی مالک نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی پھر غلام نے عقد کیا مالک اور ایک مرد کے حضور مین
تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ غلام مالک کے حکم سے اس صورت مین عاقد ہوا اور مالک اور دوسرا مرد شاہد ہوگئے تو نکاح صحیح ہوگیا اور فرق دونون صورتون
مین ظاہر ہے چنانچہ بیان فرق مفصل ہو چکا (ولو قال) رجل لآخر زوجتنی ابنتک فقال الآخر زوجت او قال نعم) مجیبا لہ لم یکن نکاحا ما لم یقل الموجب بعد
قبلت لان زوجتنی استخبار ولیس بعقد اور اگر کہا ایک مرد نے دوسرے سے کہ تو نے میرا نکاح کر دیا اپنی بیٹی سے سو دوسرے نے کہا مین نے نکاح کر دیا

یا جواب مین فقط ہان کہا تو یہ نکاح نہوگا جب تک ایجاب کرنے والا اُسکے بعد یون نہ کہے کہ مین نے قبول کیا اسواسطے کہ لفظ زوجنی کا احتمال اور استفہام ہی اور عقد نہین سابق مین ہو چکا کہ بل اعطیتنیہا اور اعطیتہ سے مجلس نکاح مین نکاح صحیح ہوتا ہی کہ قبلت کہنے کی حاجت نہین تو یہان کیون نہ صحیح ہوا اور حالانکہ استفہام دونون صورتون مین ہی اسکا جواب یہ ہی کہ وہان مجلس نکاح کے قرینہ سے استفہام باقی نرہا بخلاف بیان کے کذا فی حاشیۃ المدنی بخلاف زوجنی فانہ توکیل برخلاف اسکے اگر مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کردے اور اُسنے کہا کہ مین نے نکاح کردیا تو بعد اسکے قبلت کہنے کی حاجت نہین عقد کامل ہوگیا اسواسطے کہ لفظ زوجنی کا توکیل ہی یعنے جب مرد نے بیٹی کے باپ سے کہا کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کردے تو اُسنے اُسکو اپنے نکاح کا وکیل بنایا تو اب وجہت کہنا قائم مقام ایجاب و قبول کے ہوگیا اسواسطے کہ نکاح مین ایک شخص متولی طرفین کا ہوسکتا ہی بخلاف بیع کے چنانچہ سابق مذکور ہو چکا ہی (غلط وکیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضورہا لم یصح للجہالۃ) عورت کے نکاح کا وکیل چوک گیا عورت کے باپ کے نام مین اور وہان حاضر ہونے عورت کے تو نکاح صحیح نہوگا بسبب عدم امتیاز کے یعنی زید کی بیٹی کو بھول کر خالد کی بیٹی کہہ گیا اور عورت وہان موجود نہین تو نکاح نہوگا اور اگر عورت وہان موجود ہی تو وکیل کا چوکنا ضرر نکاح مین نہین کرتا کہ اُسکے موجود ہونے اور اُسی کی طرف اشارہ کرنے سے امتیاز حاصل ہی وکذا لو غلط فی اسم ابنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیہا فیصح اور اسیطرح اگر چوک گیا مرد اپنی بیٹی کے نام مین نکاح کرنے کے وقت تو نکاح نہ صحیح ہوگا لیکن جب بیٹی مجلس عقد مین حاضر ہو اور اُسکی طرف اشارہ کرے کہ اسکا مین نے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہوگا نام کی غلطی اس صورت مین مضر نہین اسواسطے کہ اشارہ قوی تر ہی نام سے ولو لہ بنتان اراد تزویج الکبری فغلط فسماہا باسم الصغری صح للصغری خانیۃ اور اگر ایک مرد کی دو بیٹیان ہون اور اُسنے بڑی بیٹی کے نکاح کردینے کا ارادہ کیا اور غلطی سے چھوٹی بیٹی کا نام لیگیا تو چھوٹی بیٹی کا نکاح صحیح ہوجائیگا کذا فی الخانیۃ بشرطیکہ کوئی مانع نکاح نہو اور اگر چھوٹی بیٹی کسیکی منکوحہ ہو یا زوج کی محرم ہو تو اس صورت مین نہ چھوٹی کا نکاح صحیح ہوگا نہ بڑی کا چھوٹی کا اسواسطے صحیح نہوگا کہ محل نکاح نہین اور بڑی کا اسواسطے نہین کہ اُسکا نام مذکور نہوا کذا فی حاشیۃ المدنی و بولیعث مرید النکاح اقواما للخطبۃ فزوجہا الاب او الولی بحضرتہم صح فجعل المتکلم فقط خاطبا والباقی شہودا بہ یفتی فتح اور اگر بھیجا نکاح کے ارادہ کرنے والے نے چند قوم کو منگنی کے واسطے سو نکاح کردیا باپ نے یا اور ولی نے اُنکے حضور مین تو نکاح صحیح ہوگا تو فقط ایک بولنے والا خاطب قرار دیا جائیگا اور باقی لوگ شاہد ہوجائینگے اسی روایت پر فتوی ہی کذا فی فتح القدیر **فروع** مسائل لحقہ شارح کے قال زوجنی ابنتک علی ان امرہا بیدک لم یکن لہ الامر لانہ تفویض قبل النکاح ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کردے اس شرط پر کہ اُسکی طلاق تیرے ہاتھہ مین ہے تو اس صورت مین باپ کو طلاق کا اختیار نہوگا اور نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ یہ تفویض طلاق کی تفویض ہی نکاح سے پہلے اور حالانکہ یہ صحیح نہین وکلہ بان یزوجہ فلانۃ بکذا فزاد الوکیل فی المہر لم ینفذ وکیل کیا ایک مرد نے دوسرے کو کہ اسکا نکاح فلانی عورت سے کردے اتنے درم پر مثلا ہزار درم پر سو زیادہ کردیا مہر وکیل نے مثلا دو ہزار کا مہر مقرر کردیا تو یہ نکاح نافذ نہوگا موکل چاہے تو زیادتی مہر کی قبول کرے اور نکاح کو صحیح کردے اور چاہے نمانے تو نکاح باطل ہوجاوے ولو لم یعلم حتی دخل بہا بقی الخیار بین اجازتہ و فسخہ ولہا الاقل من المسمی ومہر المثل لان الموقوف کالفاسد پھر اگر موکل کو زیادتی مہر کا علم نہوا یہانتک کہ عورت کی قربت کی تو بھی باقی رہیگا اختیار زوج کو نکاح کے صحیح رکھنے مین اور باطل کردینے مین سو اگر صحیح رکھیگا تو مہر مسمی قبول کریگا اور اگر فسخ کریگا تو عورت کو کمتر مہر مسمی اور مہر مثل سے ملیگا یعنی مہر مسمی زوج پر واجب ہوگا اگر مہر مسمی مہر مثل سے کم ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا اگر مہر مثل مسمی سے کم ہوگا اسواسطے کہ نکاح غیر نافذ جسکو نکاح موقوف کہتے ہین نکاح فاسد کے برابر ہی تو نکاح فاسد کا حکم نکاح موقوف مین جاری ہوگا اور نکاح فاسد کا یہی حکم ہی کہ اسمین کمتر مہر ملتا ہی تزوج بشہادۃ اللہ و رسولہ لم یجز بل قیل یکفر نکاح کیا کسی شخص نے خدا اور رسول کی گواہی سے تو نکاح درست نہوگا بلکہ بعضون نے یعنی ابو القاسم صفار نے اُسکے کفر کا فتوے دیا ہی کفر اُسکا دو دلیلون سے منقول ہی اول یہ کہ اُس نے حرام کو حلال جانا اسواسطے کہ اللہ اور اُسکے رسول نے نکاح کی گواہی دیون

بلکہ مصنف کی عبارت سے دونوں کی طرف اشارہ نکلتا ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب اُن سے سوال کیا تو فرمایا کہ رسول کو ضرور نصیحت کیا اور دیکھو عورت کی
حقیقی کو نہ اشارہ ہو و اللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی (فصل فی المحرمات) اس فصل میں بیان ہے محرمات کا یعنی وہ عورتین جنکا نکاح مرد کو شرع مین
نہین اسباب تحریم انواع اسباب تحریم کے چند قسم ہین پہلے نو مین قرابت پہلا سبب حرمت کا قرابت ہے یعنے نسبی سات عورتین ماں
بیٹی بہن عمہ خالہ بھتیجی بھانجی مفصلاً ہے دوسری حرمت سسرالی رشتہ سے جیسے خوشدامن اور سوتیلی لڑکیان اور بہو رضاع
تیسری حرمت شیرخوارگی کی چنانچہ دایہ اور اسکی لڑکیان جمع چوتھی حرمت اجتماع کرنے سے جیسے دو بہنوں کو یا عورت اور اسکی پھوپھی یا خالہ کو
نکاح میں جمع کرنا ملک پانچوین حرمت ملکیت کے سبب سے جیسے مالک کا نکاح اپنی لونڈی سے یا بی بی کا نکاح اپنے غلام سے شرک چھٹی
حرمت مشرک ہونے سے جیسے مجوسیہ اور بت پرست سے نکاح کرنا وخال امۃ علی حرۃ ساتوین حرمت بی بی پر لونڈی لانا یعنے زوجہ حرہ کے ہوتے
لونڈی سے نکاح کرنا بھی سبب ذکر با المتن بہذا الترتیب یہ سات سبب حرمت کے مصنف نے اسی ترتیب سے ذکر کیے الہیۃ آٹھین تعلق
حق الغیر بنکاح او عدۃ ذکرہا فی الرجعۃ ہاتین بار کی طلاق دینا اور حرمت بسبب تعلق ہونے حق غیر کے نکاح سے یا عدت سے یعنی طلاقہ شدہ
بھی حرام ہو اور غیر کی منکوحہ اور معتدہ بھی حرام ہو ان دو سببون کو مصنف نے فصل رجعت مین ذکر کیا تو نو سبب حرمت کے ہوگئے اور محشیون نے
اکیس سبب حرمت کے شمار کیے ہین جیسے لعان اور خنثی مشکل اور جنیہ اور دریائی انسان مترجم نے خوف تطویل سے سب کا شمار کرنا ضرور نہ جانا
اسواسطے کہ اگر عاقل آدمی کتاب النکاح مین غور کرے تو جا بجا سے سب معلوم ہو سکتے ہین (حرم) علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکاح (اصلہ وفرعہ)
علا او نزل حرام ہو نکاح کرنے والے پر مرد ہو یا عورت نکاح کرنا اپنی جڑ کا اور شاخ کا اگرچہ جڑ نہایت اونچی ہو جیسے ماں اور باپ دادا دادی پردادا پردادی
اور نانا نانی پرنانا پرنانی سرنانا سرنانی اور شاخ بھی حرام ہو اگرچہ نہایت نیچی ہو جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی پروتا پروتی اور ناتی ناتن پرناتی پرناتن
وعلی ہذا القیاس (وبنت اخیہ) اور حرام ہو اپنی بھتیجی سے سگے بھائی کی بیٹی ہو یا سوتیلے کی (واختہ) اور حرام ہو اپنی بہن سگی ہو یا سوتیلی یا
اخیافی (وبنتہا) اور حرام ہو اپنی بھانجی سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی ولو من زنا اگرچہ یہ سب رشتہ زنا سے ہون تو بھی حرام ہین یعنے
اصل اور فرع اور بھتیجی اور بہن اور بھانجی ہر طرح سے حرام ہین یہ رشتے نکاح سے ہون یا زنا سے (وعمتہ) اور اپنی پھوپھی بھی حرام ہو
نکاح سے ہو یا زنا سے (وخالتہ) اور اپنی خالہ حرام ہو نکاح سے ہو یا زنا سے شارح اگر قید زنا کی محرمات نسبیہ کے آخر مین لگاتا تو نہایت
مناسب ہوتا کہ سب کو حکم شامل ہو جاتا فہذہ السبعۃ مذکورۃ فی آیۃ حرمت علیکم امہاتکم سو یہ ساتون رشتے محرمات کے حرمت علیکم
امہاتکم کی آیت مین مذکور ہین ویدخل عمۃ جدہ وجدتہ وخالتہما الاشقاء وغیرہن اور داخل ہو عمہ اور خالہ کی حرمت مین دادا اور دادی
کی عمہ اور ان دونون کی خالہ سوائے اصل اور فرع کے باقی رشتہ برابر ہین حرمت مین سگی ہون یا سوتیلی یا اخیافی چنانچہ اسکا
بیان ترجمہ مین مفصل ہو چکا اما عمۃ عمۃ امہ وخالۃ خالۃ ابیہ فحلال اور مادری عمہ کی عمہ اور سوتیلی خالہ کی خالہ حلال ہو اسواسطے کہ مادری
عمہ کا باپ دادی کا زوج ہو تو مادری عمہ کی عمہ دادی کی زوج بہن ہوئی اور چونکہ زوج الام کی بہن حرام نہین تو زوج الجدہ
کی بہن بطریق اولے نہ حرام ہوگی اور اگر عمہ سگی یا سوتیلی ہو تو عمہ کی عمہ حرام ہو اسواسطے کہ عمہ یہان عبارت ہو باپ کی بہن سے
تو عمہ کی عمہ دادا کی بہن ہوئی تو جیسے باپ کی بہن حرام ہو ویسے ہی دادا کی بہن حرام ہو اور سوتیلی خالہ کی خالہ اسواسطے حلال ہوئی
کہ سوتیلی خالہ کی ماں سگی نانی نہین بلکہ نانا کی زوجہ ہو تو اسکی بہن سالی ہوئی نانا کی اور نانا کی ایسی سالی ناتی پر حرام نہین اور اسکی
خالہ یا مادری خالہ ہو تو اس صورت مین خالہ کی خالہ حلال نہین کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر عن المحیط طحطاوی نے کہا شارح کا یون کہنا

مناسب تھا واماعمة العمة لام تاکہ جار مجرور مضاف الیہ کا صفت ہوتا اور مدعا واضح ہو جاتا کبنت عمة وعمته وخالة وخالته واحل لکم ما وراء ذ
چنانچہ چچا اور عمہ کی بیٹی اور ماموں اور خالہ کی بیٹی بھی حلال ہی بموجب اس قول حقتعالی کے کہ حلال کر دیا گیا تمپر سوائے اسکے اول حقتعالی
محرمات کو ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ سوائے ان محرمات کے سب عورتین حلال ہین اور چونکہ عمہ اور خالہ کی بیٹیان اور مادری عمہ کی عمہ اور سوتیلی خا
خالہ محرمات مذکورہ مین داخل نہین تو انکی حلت صاف ثابت ہوگئی (و حرم) بالمصاهرة (بنت زوجته الموطوءة) اور حرام ہی بسبب سسرالی رشتہ کے
زوجہ مدخولہ کی بیٹی یعنی ربیبہ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور بدون جماع اسکو طلاق دی تو اسکی بیٹی سے نکاح درست ہی (وام زوجته) جدّاتها مطلقا بمجرد
العقد الصحیح (وان لم توطأ الزوجة) اور حرام ہی اپنی زوجہ کی ماں اور دادیان نانیان ہر طرح سے سگی ہون یا سوتیلی حرمت ثابت ہوتی ہی بمجرد نکاح صحیح کے اگر
زوجہ سے جماع نہ کیا ہو نکاح صحیح کی اسواسطے قید دی کہ مجرد نکاح فاسد سے خوشدامن حرام نہین ہوتی جبتک جماع یا مساس وغیرہ نہوا ہو لما تقرر ان وطی الا
یحرم النبات ونکاح النبات یحرم الامهات حرمت ربیبہ کا مقید ہونا جماع زوجہ پر اور خوشدامن کی حرمت بلا قید اسواسطے ہی کہ ثابت ہوچکا ہی شرع مین
کہ ماؤن کا جماع بیٹیون کو حرام کر دیتا ہی اور فقط بیٹیون کا نکاح بدون جماع کے حرام کر دیتا ہی ماؤن کو چنانچہ کلام مجید مین یہ دونون صورتین صاف
مصرح ہین ویدخل بنات الربیبة والربیب اور داخل ہی ربیبہ کی حرمت مین ربیبہ اور ربیب کی بیٹیون کی حرمت (وفی الکشاف واللمس ونحوه کالدخول
عند ابی حنیفة رح واقرہ المصنف اور تفسیر کشاف مین ہی کہ مساس وغیرہ شہوت سے قائم مقام دخول کے ہی نزدیک ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کے تو فقط
مساس سے بھی حرمت ربیبہ کی امام اعظم رح کے نزدیک ثابت ہوگی اور اسکو مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین مسلم رکھا ہی (وزوجة اصله) اور حرام
اپنی اصل کی زوجہ یعنی جن عورتون سے باپ دادا نے نکاح صحیح کیا وہ حرام ہین جماع انسے کیا ہو یا نہ کیا (وفرعه) مطلقا ولو بعیدا دخل بها اولا او
حرام ہی مطلقا اپنی شاخ کی زوجہ یعنی اولاد کی اگرچہ شاخ بعید ہو جیسے پوتا اور ناتی اولاد نے اپنی زوجات سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو یعنی بیٹے او
پوتے کی زوجہ باپ اور دادے پر حرام ہی جماع یہان مشروط نہین فقط نکاح صحیح چاہیے واما بنت زوجة ابیه وابنه فحلال اور اپنے باپ کی
زوجہ کی بیٹی یعنی سوتیلی ماں کی لڑکی جو باپ کے نطفہ سے نہین اور اپنے فرزند کی زوجہ کی بیٹی جو فرزند کے نطفہ سے نہین سو حلال ہی اسواسطے کہ دونون مین
حرمت کا میل نہین (و حرم الکل مما مر تحریمه نسبا ومصاهرة رضاعا) الا ما استثنی فی بابه اور حرام ہین سب رشتے جنکی تحریم نسبا اور مصاهرة مذکور ہوچکی شیرخوارگی سے
مگر جنکی حلت رضاعت سے مستثنیٰ ہی چنانچہ انکی تفصیل آگے آویگی رضاعی ماں اور بہن اور رضاعی دادی نانی اور رضاعی بھتیجی بھانجی حرام ہین خلاصہ یہ کہ دایہ کی
سب قرابت والی شیرخوار پر حرام ہین اور شیرخوار کیطرف سے زوجین اور فروع دایہ وغیرہ پر حرام ہین چنانچہ یہ قاعدہ حرمت کا اس بیت مین موجود ہی بیت
از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند ✣ وز جانب شیرخوار زوجان وفروع ✣ فروع تتبع مغالطة چند فروع متعلق بمحرمات شارح مذکور کرتا ہی جنکے جواب دینے مین خطا
کا احتمال ہی طلق امرأته تطلیقتین ولها منه لبن فاعتدت فنکحت صغیرا فارضعته فحرمت علیه فنکحت آخر فدخل بها فابانها فهل تعود للاول واحدة ام ثلث الجواب
لا تعود الیه ابدا لصیرورتها علیه ابنه رضاعا ایک مرد ہی جسنے اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دی اور زوجہ شیر دار ہی اس مرد کے نطفے سے پھر عدت کے بعد اسنے
نکاح کیا کسی شیرخوار لڑکے سے سو اسنے اسکو دودھ پلایا تو حرام ہو گئی اسپر پھر اسنے اور مرد سے نکاح کیا تو اسنے عورت سے جماع کیا پھر اسنے
اسکو طلاق بائن دی سو یہ عورت کیا پھر نکاح کر سکتی ہی پہلے شوہر سے ایک طلاق سے یا تین طلاقون سے یعنی شوہر اول دو بار طلاق دے چکا تھا
سو دوسرے نکاح مین شوہر اول کو ایک باقی ماندہ طلاق کا اختیار ہوگا یا تینون طلاق کا مالک ہوگا جواب اس سوال کا یہ ہی کہ یہ عورت کبھی نہین پھر سکتی
شوہر اول کی طرف اسواسطے کہ وہ زوجہ ہو گئی مرد کے رضاعی بیٹے کی اور بہو کبھی حلال نہین ہوسکتی شری امة ابیه لا تحل له ان علم انه وطیها خرید کی
اپنے باپ کی لونڈی تو ولد کو اسکی وطی حلال نہین اگر اسکو معلوم ہو کہ باپ نے اس سے وطی کی تزوج بکرا فوجدها ثیبا وقالت ابوک فضنی

قصد نہ تھا بلکہ بلا قصد ہاتھ لگ گیا ایک مرد نے ذکر عورت سے تو اسکو باکرہ پایا پھر شک ہوا کہ جماع کی بات سچی نہیں یا ثیبہ
تو پستان چھونا ثابت نہیں ہوا پس اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو اسکا نکاح ٹوٹ گیا بدن لپٹ گیا یعنی مرد یا شوہر کو جب خود تصدیق عورت کا قصد ثابت ہو
اسکا حال ظاہر کیا اور اگر شوہر نے عورت کی تصدیق نہ کی تو نکاح نہ ٹوٹا چاہتے اسکو کہ چاہتے چھوڑ دے وحرم ایضًا بالصہریۃ اصل مزنیتہ بھی حرام ہیں
سسرالی رشتہ سے صورت مزنیتہ کی اصل یعنی جس عورت سے زنا کیا تو اسکی ماں اور دادی اور نانی مرد پر حرام ہیں اور یا الزنا ولو فی الحرام مصنف نے زنا سے
حرام جماع مراد لیا ہے مثلًا نکاح فاسد کی منکوحہ اور جاریہ مشترکہ اور زوجہ حائضہ اور نفساء کے جماع سے بھی حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے تو
اعتبار جماع کا ہے حلال ہو یا حرام حرمت مصاہرت زنا پر مخصوص نہیں والاصل ممسوستہ بشہوۃ ولو لشعر علی الراس بحائل لا یمنع الحرارۃ اور حرام ہے اصل
اس عورت کی جسکو شہوت سے مساس کیا اگرچہ سر کے چپٹے ہوئے بالون کو مساس کیا ہو اور اگرچہ ایسا باریک کپڑا درمیان میں حائل ہو کہ گرمی بدن کی پہونچنے
کی مانع نہ ہو تو معلوم ہوا کہ لٹکے بالون کو مساس حرمت کا سبب نہیں اور اسی طرح گاڑھے کپڑے کا حائل ہونا جو بدن کی گرمی معلوم ہونے کا مانع ہو ممسوسہ
کی اصول کو حرام نہیں کرتا واصل ماستہ وناظرۃ الی ذکرہ والمنظور الی فرجہا المدور الداخل ولو نظرہ من زجاج او ماء ہی فیہ وحرام
ہے اصل اس عورت کی جسنے مرد کو شہوت سے چھو لیا یا مرد کے آلہ تناسل کو شہوت سے دیکھ لیا اور اس عورت کی اصل حرام ہے جسکی گول شرمگاہ اندر والی کو
مرد نے شہوت سے دیکھا اگرچہ شیشے سے دیکھا ہو یا اس پانی سے دیکھا ہو جسکے اندر عورت داخل ہے سو اگر عورت کی شرمگاہ کو آئینہ میں دیکھی یا عورت
حوض پر بیٹھی ہو اور اسکی شرمگاہ پانی سے نظر پڑی یا ظاہری شرمگاہ دیکھی یا باطنی نہ دیکھی تو اسکی اصول اور فروع کی حرمت ثابت نہیں ہوتی وفروعہن
مطلقًا اور فروع ان محرمات مذکورہ کے حرام ہیں مطلقًا یعنی جیسے عورت مزنیہ اور ممسوسہ اور ماسہ اور ناظرہ اور منظورہ کی اصول حرام ہیں ایسے فروع
بھی حرام ہیں اصول پدری اور مادری اگرچہ عالی ہوں اور فروع پسری اور دختری اگرچہ سافل ہوں والعبرۃ للشہوۃ عند المس والنظر لا بعدہما
اور اعتبار شہوت کا مساس کرنے اور نظر کرنے کے وقت کا ہے نہ بعد کا یعنی مساس اور نظر کے وقت اگر شہوت ہوگی تو حرمت مذکورہ ثابت ہوگی
اور اگر بعد مساس کرنے اور بعد نظر پڑنے کے شہوت ہوئی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں وحدہا فیہما تحرک آلتہ او زیادتہ بہ یفتی اور مقدار شہوت کی
مساس اور نظر میں یہ ہے کہ آلہ تناسل جنبش میں آوے بالنظر اور مساس کرنے سے جنبش سابق سے زیادہ ہو جاوے اگر سابق سے کچھ شہوت تھی اسی
روایت پر فتوی ہے کذا فی بحر الرائق وفی امرأۃ ونحو شیخ کبیر تحرک القلب او زیادتہ اور مقدار شہوت کی عورت اور بڈھے مرد میں یہ ہے کہ دل میں
جنبش اور خواہش ہو یا دل کی خواہش سابق سے زیادہ ہو جاوے شیخ کے مانند عنین اور مریض اور منقطع الذکر داخل ہو گئے وفی الجوہرۃ
لا یشترط فی النظر الی الفرج تحریک آلتہ بہ یفتی اور جوہرہ میں یہ روایت ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے نظر کرنے میں جنبش آلہ تناسل کی شرط نہیں اسی پر
فتوے ہے ہذا اذا لم ینزل فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمۃ بہ یفتی ابن کمال وغیرہ یہ حرمت مساس اور نظر کی اسوقت تک ہے جب تک انزال
نہیں ہوا اور اگر انزال ہو گیا مساس اور نظر کرنے کے ساتھ تو حرمت ثابت نہیں اسی پر فتوے دیا ہے ابن کمال وغیرہ نے عدم انزال سبب
حرمت کا اسواسطے ہوا کہ جب تک انزال نہیں ہوا تو جماع کی خواہش ہے اسواسطے اسکو قائم مقام جماع کے کر دیا ہے بخلاف انزال کے کہ اسوقت
مطلق خواہش جماع کی نہیں ہوتی پھر کیونکر جماع کے قائم مقام ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الاشباہ وفی الخلاصۃ وطی اخت امرأتہ لا تحرم علیہ
امرأتہ اور خلاصہ میں یہ ہے جو جماع اپنی زوجہ کی بہن کا اسکی زوجہ کو اسپر حرام نہیں کر دیتا یعنی مصاہرت کی حرمت سوائے فروع اور اصول کے
اور کہیں ثابت نہیں ہوگی چنانچہ زوجہ کی بہن کے جماع سے زوجہ حرام نہ ہوگئی لیکن اگر وطی بالشبہ ہوئی تو زوجہ کی بہن پر عدت ہے اور جب تک
اور عدت تک زوجہ کے جماع سے پرہیز لازم ہے کذا فی حاشیۃ المدنی لا تحرم المنظور الی فرجہا الداخل من مرأۃ وماء لان المرئی مثالہ

بالانعکاس لاہو حرام نہین اصول اور فروع اس عورت کی جسکی شرمگاہ نہانی پر نظر پڑی آئینہ سے یا پانی سے اسواسطے کہ شرمگاہ کی مثال نظر پڑی انعکاس سے نہ خود شرمگاہ اور اسی طرح تصور اور خیال کرنے سے حرمت ثابت نہین ہوتی ہذا اذا کانت حیۃ مشتہاۃ ولو ماضیا اما غیرہا یعنی المیتۃ وصغیرۃ لم تشتہ فلا تثبت الحرمۃ بہا اصلاً کوطی دبر مطلقاً یہ حرمت مصاہرت کی زنا اور مساس اور نظر سے جب ہی کہ عورت زندہ لائق شہوت کے ہو اگرچہ زمانہ ماضی مین لائق شہوت کے تھی اور اب نہو جیسے بڑھی بدشکل اور اگر سواے اسکے ہو یعنی عورت مردہ ہو یا نو برس سے چھوٹی ہو تو اُسکے جماع اور مساس اور نظر شرمگاہ سے ہرگز حرمت ثابت نہین ہوتی چنانچہ عورت یا مرد کے اغلام سے مطلق حرمت مصاہرت نہین اگر کوئی سوال کرے کہ یہ عجیب بات ہی کہ فقط مساس سے اصول اور فروع کی حرمت تو ثابت ہو اور عورت کے اغلام سے نہو حالانکہ اُسین بھی مساس کامل موجود ہی اسکا جواب بحرالرائق مین یون دیا ہی کہ واقع مین علت حرمت کی وہ جماع ہی جس سے لڑکا پیدا ہو اور مساس وغیرہ سے اسواسطے حرمت ثابت ہوئی کہ اس جماع خاص کا سبب ہی اور اغلام مین اُسکا مطلق احتمال نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وکما لو افضاہا لعدم تیقن کونہ فی الفرج ما لم تحبل منہ اور اسی طرح اگر مرد نے اُس عورت سے جماع کیا جسکے قبل اور دبر کا پردہ پھٹ کر ایک ہو گئی حرمت مصاہرت کی ثابت نہین ہوتی اسواسطے کہ تیقن نہین اس بات کا کہ جماع قبل مین واقع ہوا یعنی جب دونون مقام مل گئے تو کیونکر یقین کامل ہو کہ دخول فقط قبل مین ہوا دبر مین نہوا اس صورت مین حرمت اسوقت ہوگی جب عورت اُس سے حاملہ ہو جائے اسواسطے کہ حمل قبل سے ہوتا ہی نہ دبر سے بلا فرق بین زنا ونکاح یعنے میت اور صغیرہ کے جماع حرمت ثابت نہین اسمین زنا اور نکاح کا کچھ فرق نہین فلو تزوج صغیرۃ لا تشتہی فدخل بہا فطلقہا وانقضت عدتہا وتزوجت بآخر جاز لہ ای للاول التزوج بنتہا لعدم الاشتہا سو اگر نکاح کیا ایک مرد نے صغیرہ سے جو لائق شہوت کے نہین پھر اُس سے صحبت کی پھر اسکو طلاق دی اور اسکی عدت گذر گئی اور اس عورت نے بعد مشتہاۃ ہونے کے نکاح کیا اور شخص سے تو جائز ہی پہلے شوہر کو کہ اُس عورت کی بیٹی سے نکاح کرلے اسواسطے کہ شوہر اول کے پاس لائق شہوت کے نہ تھی اور حرمت مصاہرت کی بدون اشتہا کے ثابت نہین ہوتی لیکن اُس عورت کی مان شوہر اول پر بلا شبہ حرام ہی اسواسطے کہ نکاح بنات محرم ہی امہات کا۔ وکذا تشترط الشہوۃ فی الذکر فلو جامع غیر مراہق زوجۃ ابیہ لم تحرم فتح اور اسی طرح حرمت مصاہرت مین شرط ہی کہ شہوت ہو مرد مین بھی سو اگر جماع کیا باپ کی زوجہ سے لڑکے نے جو قریب البلوغ نہین تو باپ کی زوجہ باپ پر حرام نہو گی کذا فی فتح القدیر یعنے بسبب عدم شہوت کے یہ نہ ٹھہرے گی کہ باپ پر حرام ہو جائے ولا فرق فیما ذکر بین اللمس والنظر بشہوۃ بین عمد ونسیان وخطاء واکراہ اور مسائل مذکورہ مین کچھ فرق نہین مساس اور شہوت کی نظر سے درمیان قصد کرنے اور بھول جانے اور چوک جانے اور زبردستی کے یعنے ہر صورت سے مصاہرت کی حرمت ثابت ہو جاتی ہی اور نسیان اور خطا اور اکراہ یہان سب برابر ہین فلو ایقظ زوجتہ او ایقظتہ ہی لجماعہا فمست یدہ بنتہا المشتہاۃ او یدہا ابنہ حرمت الام ابداً فتح سو اگر جگایا اپنی زوجہ کو یا جگایا زوجہ نے شوہر کو قربت کے لیے پھر لگ گیا مرد کا ہاتھ زوجہ کی جوان بیٹی کو بیٹی اس مرد سے ہو یا غیر سے یا لگ گیا زوجہ کا ہاتھ شوہر کے بیٹے سے اسی عورت سے بیٹا ہو یا اور سے تو مان ہمیشہ کو حرام باپ پر ہو جائیگی کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ جب شہوت سے مساس ہوا تو عمداً در خطا دونون برابر ہین قبل ام امراتہ فی ای موضع کان علی الصحیح جوہرہ حرمت علیہ امراتہ ما لم یظہر عدم الشہوۃ ولو علی الفم کما فہمہ فی الذخیرۃ بوسہ لیا اپنی زوجہ کی مان کا کسی جگہ کا بوسہ ہو بنا بر مذہب صحیح کے کذا فی الجوہرۃ حرام ہو جائیگی اُسپر زوجہ اُسکی جب تک شہوت نہونا ظاہر ہو گو بوسہ مُنھ پر لیا ہو چنانچہ ذخیرہ مین اُسکا مصنف یون ہی سمجھا ہی اور اگر خوشدامن کے بوسہ لینے کے وقت شہوت ظاہر نہو گی تو زوجہ حرام نہو گی اگرچہ مُنھ پر بوسہ لیا ہو محشیون نے لکھا ہی کہ یہ جو عموم تقبیل کا شارح نے جوہرہ سے نقل کیا اسمین شارح چوک گیا اسواسطے کہ جوہرہ مین عموم مذکور نہین اگرچہ عموم اور معتبر کتابون مین

شہوت سے ہو یا بلا شہوت ہو اور بوسہ ہر حال مین مطلقاً حرام کرنا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی و فی المس لا تحرم ما لم یعلم الشہوۃ اور مس کی قید سے تقبیل کی بہ نسبت شہوت مس اور نظر شرمگاہ
کے ساتھ میں فرق ہے یعنی چھونے مین حرمت ثابت نہ ہوگی جب تک کہ شہوت کا یقین نہ ہو اور اگر شہوت کا یقین ہوگا تو شہوت کے ساتھ چھونے سے
حرام ہو جائیگی اور تقبیل مین شہوت کا ہونا مقدم نہیں ہے کیونکہ بوسہ مین اکثر شہوت ہوتی ہے اور بوسہ لینا شہوت سے خالی ہوتا ہے اور چھونا
اکثر شہوت سے خالی ہوتا ہے والمعانقۃ کالتقبیل وکذا القرص والعض بشہوۃ ولو لابنتہ والتی اشتہاہا من معانقہ اور بہر حال گلے لگانا بوسہ لینے کے
مانند ہے یعنی معانقہ میں اگر شہوت ہو تو اس سے بھی حرمت ثابت ہوگی جب تک کہ عدم شہوت ظاہر ہو اور اسی طرح اگر شہوت سے چٹکی لیا اور دانت سے
کاٹا اگرچہ اجنبی عورت سے یعنی اگر اجنبی عورت کا بوسہ لیا یا اسکو گلے لگایا یا اسکے چٹکی لی یا دانت سے کاٹا تو اسکی بیٹی اور ماں حرام ہو جائیگی اور اگر ان
امور کے ساتھ شہوت متعلق نہوگی تو حرمت ثابت نہوگی اور کفایت کرتی ہے شہوت ان امور مین دو مین سے ایک کی یعنی ان امور مین عورت مرد
دونون کو شہوت ہونا ضرور نہیں ایک کو بھی اگر شہوت ہوگی تو حرمت ثابت ہو جائیگی ومراہق ومجنون وسکران کبالغ بزازیہ اور ان صورتون مین
قریب البلوغ اور دیوانہ اور مست بالغ کے برابر ہے کذا فی البزازیہ و فی القنیۃ قبل السکران بنتہ تحرم امہا اور قنیہ مین ہے کہ مست نے اپنی بیٹی کا بوسہ لیا تو اُس
کی ماں اُسپر حرام ہو گئی وبحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ والوطی بہا لا یکون زنا اور حرمت
مصاہرت سے نکاح ٹوٹ نہیں جاتا یہانتک کہ عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا حلال نہین بدون چھوڑ دینے کے یعنی بعد طلاق دینے اور عدت
گذرنے کے نکاح ہو سکتا ہے اور قربت کرنا اس حرمت مین زنا نہوگا یعنے زوج اگر قبل تفریق کے صحبت کریگا تو اُسپر حد زنا کی نہ واجب ہوگی کذا فی حاشیۃ
المدنی ناقلا عن الذخیرۃ و فی الخانیۃ ان النظر الی الفرج ابنتہ لشہوۃ یوجب حرمۃ امرأتہ خانیہ مین ہے کہ نظر کرنا اپنی بیٹی کی شرمگاہ کو شہوت سے اُسکی زوجہ کو اُسپر
حرام کر دیتا ہے وکذا لو فزعت فدخلت فراش ابیہا عریانۃ فانتشر لہا ابوہا تحرم علیہ امہا اور اسی طرح اگر بیٹی ڈر سے ننگی گھس گئی اپنے باپ کے بچھونے
مین پھر باپ کو اُس سے شہوت ہوئی تو حرام ہو جائیگی باپ پر اُس بیٹی کی ماں بشرطیکہ باپ نے مساس کیا ہو اور اگر مساس نہین کیا تو فقط گھس جانے
سے حرمت ثابت نہین ہوئی کذا فی حاشیۃ المدنی وبنت سنہا دون تسع لیست بمشتہاۃ بہ یفتی اور جو لڑکی کہ عمر اُسکی نو برس سے کم ہو
وہ مشتہاۃ نہین یعنے لائق شہوت کے نہین اسی روایت پر فتوے ہو موٹی اور دُبلی ہونے کا کچھ فرق نہین وان ادعت الشہوۃ فی
تقبیلہ او تقبیلہا ابنہ وانکرہا الرجل فہو مصدق لا ہی اور اگر دعوے کیا عورت نے مرد کے بوسہ لینے مین یا اپنے بوسہ لینے مین شوہر کے
بیٹے کا اور انکار کیا شہوت کا مرد نے تو یہان شوہر کی تصدیق کی جائیگی نہ عورت کی یعنے اگر زوجہ نے دعوے کیا کہ شوہر نے میری ماں کا یا
بیٹی کا بوسہ شہوت سے لیا یا یون دعوی کیا کہ مین نے شوہر کے اصول یا فروع کا بوسہ شہوت سے لیا اور شوہر شہوت کا منکر ہو تو شوہر کے
قول کی تصدیق ہوگی نہ زوجہ کے یعنے اس صورت مین حرمت مصاہرت نہ ثابت ہوگی الا ان یقوم الیہا منتشرا آلتہ فیعانقہا لقرینۃ کذبہ
او یاخذ ثدیہا او یرکب معہا او یمسہا علی الفرج او یقبلہا علی الفم قالہ الحدادی مگر شوہر کی تصدیق اُسوقت نہوگی جب شوہر اُٹھے زوجہ
کی بیٹی کی طرف آلہ تناسل کی استادگی مین پھر اُسکو گلے لگا دے تصدیق شوہر کی اسواسطے نہ ہوگی کہ اُسکے جھوٹ کا قرینہ موجود ہے یا مرد عورت
کی چھاتی پکڑ لے یا اُسکے ساتھ سوار ہو یا اُسکی شرمگاہ کو مساس کرے یا اُسکے منھ کا بوسہ لے یہ کہا حدادی نے جوہرہ مین یعنے ان صورتون مین
اگر مرد کہے کہ مجھکو شہوت نہ تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی حرمت مصاہرت کی ثابت ہو جائیگی و فی الفتح یترائی الحاق الخدین بالفم اور
فتح القدیر مین ہے کہ رائے مین آتا ہے ملانا دونون رخسارون کا منھ کے ساتھ یعنے قیاس مین یون آتا ہے کہ رخسارون کا بوسہ لینا اور لبون کا
بوسہ لینا حکم مین برابر ہے و فی الخلاصۃ قیل لہ ما فعلت بام امرأتک فقال جامعتہا تثبت الحرمۃ ولا یصدق انہ کذب ولو ہازلا اور خلاصہ

مین ہو کہ ایک مرد سے کہا گیا کہ کیا تو نے اپنی خوشدامن سے کیا سو اُسنے کہا کہ مین نے اُس سے جماع کیا تو حرمت مصاہرت کی ثابت ہو جائیگی اور اُسکے کاذب ہونے کی تصدیق نہ کیجائیگی اگرچہ اُسنے ہنسی سے کہا ہو وتقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة اور قبول ہوگی گواہی شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے کے اقرار پر یعنی مرد نے شاہدون کے روبرو اقرار کیا کہ مین نے زوجہ کی بیٹی کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا پھر جب وہ نے اُسکا دعوی کیا تو مرد منکر ہو گیا تو اس صورت مین اُسکے اقرار کی گواہی مسموع ہوگی اور زوجہ زوج پر حرام ہو جائیگی وكذا تقبل على نفس اللمس والتقبيل والنظر الى ذكره او فرجها عن شهوة فی المختار تجنيس لان الشهوة مما يوقف عليها فی الجملة بانتشار او آثار ۔ اور اسی طرح سے مقبول ہو گواہی خود چھونے اور بوسہ لینے اور مرد کے آلہ تناسل یا عورت کی شرمگاہ شہوت سے دیکھنے پر بنا بر مذہب مختار کے کذا فی التجنیس اسواسطے کہ شہوت اس قسم کی چیز ہو جسپر فی الجملہ اطلاع ہو سکتی ہو آلہ تناسل کی استادگی سے یا اور آثار سے وحرم الجمع بين المحارم نكاحا اى عقدا صحيحا اور حرام ہو جمع کرنا محرم عورتون کا نکاح مین یعنی عقد صحیح مین جمع بین المحارم جیسے دو بہنون کو نکاح مین جمع کرنا یا خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی سے نکاح کرنا محارم عام ہین نسبی ہون یا رضاعی شارح نے عقد صحیح کی اسواسطے قید لگائی کہ نکاح فاسد مین جمع حرام نہین جیسے ایک عورت سے نکاح فاسد کیا پھر اُسکی بہن سے نکاح صحیح کیا تو درست ہو اسواسطے کہ نکاح فاسد مین وطی کرنا حلال نہین کذا فی حاشیة المدنی وعدة ولو من طلاق بائن اور حرام ہو جمع کرنا محارم کا عدت مین اگرچہ طلاق بائن کی عدت ہو یعنی جب عورت کو طلاق رجعی یا بائن دی تو جبتک عدت نہو چکے تو اُسکی بہن یا خالہ یا پھوپھی سے نکاح کرنا درست نہین وحرم الجمع وطيا بملك يمين اور حرام ہو جمع کرنا محارم کا وطی مین بواسطے ملک یمین کے یعنی جب لونڈی تصرف مین آئی تو اُسکی بہن یا خالہ پھوپھی کو ساتھی تصرف مین نہ لائے بين امرأتين ايتهما فرضت ذكرا لم تحل له الاخرى ابدا یعنی نکاح اور عدت اور وطی ملک یمین سے جمع کرنا اُن دو عورتون مین حرام ہو کہ اُن دو مین سے جسکو مرد فرض کیجیے تو نہ حلال ہو اُسکو دوسری کبھی جیسے عورت اور اُسکی عمہ سو اگر عورت کو مرد فرض کیجیے تو عمہ کے ساتھ نکاح حلال نہ ہوگا اور عمہ کو اگر مرد فرض کیجیے تو بھتیجی سے نکاح درست نہ ہوگا اور اسی طرح خالہ اور بھانجی کا حال ہو لحديث مسلم لا تنكح المرأة على عمتها وهو مشهور يصلح مخصصا للكتاب جمع کرنا دو عورتون کا بسبب حدیث صحیح مسلم کے حرام ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جاوے عورت کا اُسکی عمہ پر اور حدیث صحیح مسلم کی مشہور حدیث ہو صلاحیت رکھتی ہو کہ قرآن کی مخصص ہو جاوے یعنی ہر چند قرآن مجید مین سوا ے جمع بین الاختین کے بھتیجی اور عمہ کا جمع کرنا منع نہین بلکہ عموم احل لكم ما وراء ذلكم سے حلت معلوم ہوتی ہو لیکن عموم آیت کا حدیث مسلم سے مخصوص ہو گیا اسواسطے کہ اصول فقہ مین ثابت ہو چکا ہو کہ عموم آیت کا حدیث مشہور سے تخصیص قبول کر لیتا ہو تیسیر الاصول مین صحاح ستہ سے ابوہریرہ رض کی روایت موجود ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نکاح کیا جاوے عورت کا اُسکی عمہ پر اور عورت کا اُسکی خالہ پر جمع بین المحارم اسواسطے حرام ہوا کہ اسمین قطع رحم ہوتا ہو چنانچہ طبرانی مین اسی مضمون کی حدیث موجود ہو کذا فی حاشیة المدنی فجاز الجمع بين امرأة وبنت زوجها او امرأة ابنها وامة ثم سيدتها لانه لو فرضت المرأة او امرأة الابن او السيدة ذكرا لم يحرم بخلاف عكسه تو جائز ہو جمع کرنا عورت مین اور اُسکے شوہر کی بیٹی مین اور جائز ہو جمع عورت مین اور اُسکے بیٹے کی جورو مین اور جائز ہو جمع کرنا لونڈی مین پھر اُسکے مالک کی بی بی مین اسواسطے کہ اگر عورت کو اور بیٹے کی جورو کو اور بی بی کو مرد فرض کیجیے تو دوسری حرام نہین ہوتی اور اُسکے برخلاف مین حرمت ہو یعنے جمع کرنا اُن دو عورتون کا حرام ہو جنکے مرد فرض کرنے سے دونون طرف سے حرمت ہو اور تینون صورتون مین ایک طرف سے حرمت ہو دوسری طرف سے نہین اسواسطے جمع کرنا جائز ہوا مثلاً پہلی صورت مین اگر عورت کو مرد فرض کیجیے تو اس عورت کے شوہر کی بیٹی اُسپر حرام نہین اور اگر شوہر کے بیٹے کو مرد فرض کیجیے تو البتہ اُسپر عورت حرام ہوگی اور دوسری صورت مین اگر بیٹے کی جورو کو مرد فرض کیجیے تو عورت اُسپر حرام نہین اور اگر عورت کو مرد کیجیے

تو البتہ یہ حرام ہوگی اور تیسری صورت مین الی ہی لونڈی کو مرد قرار دیجیے تو لونڈی کی بہن حرام ہوتی ہے اور اگر لونڈی کو مرد ٹھہرائیے تو اسکی بہن بھی حرام ہوگی فان
تزوج اخت امۃ قد وطیہا صح النکاح لکن لا یطا واحدۃ منہما حتی یحرم احدیہما علیہ یعنی پھر اگر صحیح نکاح کیا لونڈی
کی بہن سے جس لونڈی کو صحبت مین رکھا ہو تو نکاح اسکی بہن کا صحیح ہوگا لیکن دونون مین سے کسیکو تصرف مین نلاوے جبتک ایک کی حلت جماع کو اپنے اوپر
کسی سبب سے حرام نکرے اگر منکوحہ کو رکھنا منظور ہو تو لونڈی کی صحبت سے پرہیز کرے اور اگر لونڈی کو رکھنا چاہے تو منکوحہ کو چھوڑ دے لان النکاح حکم الوطی
ای لان عقد النکاح حکمہ یثبت نسب الولد انہ لثبوت الوطی حکما لونڈی یا اسکی منکوحہ بہن کو حرام کرنا اسواسطے ضرور ہوا کہ نکاح جماع کے حکم مین ہے یہان تک
کہ اگر کوئی مرد مشرق مین ہو اور عورت مغرب مین اس طرح کہ اسکے ولی نے مشرق مین نکاح کر دیا تو ثابت ہوگا اُس عورت کی اولاد کا نسب شرعی رو سے
واسطے ثابت ہونے جماع حکمی کے بسبب نکاح ہونے کے اسواسطے کہ قطع مسافت بطریق کرامت یا بواسطہ اعمال علویہ کے ممکن ہے فلو لم یطا حتی منزلہ
وطی المنکوحۃ اور اگر لونڈی سے جماع نکیا ہو تو مرد کو جائز ہے کہ اسکی منکوحہ بہن سے جماع کرے اسواسطے کہ مملوکہ ہونا وطی کے حکم مین نہین ای الوطی کذا
ابن کمال اور وطی کے اسباب وطی کے برابر ہین حرمت جمع مین کذا قالہ ابن کمال یعنی اگر لونڈی سے ساتھ التقبیل بشہوت کیا پھر اسکی بہن سے نکاح کیا
تو کسی کی وطی بدون تحریم دوسری کے حلال نہوگی وان تزوجہما ای الاختین او من بمنزلتہما معا او بعقدین ونسی النکاح الاول فرق
بینہ وبینہما ویکون طلاقا اور اگر ایک مرد نے نکاح کیا دو محارم سے ساتھہ ایک ایجاب اور قبول سے یعنی دو بہنون سے نکاح کیا یا جو دو بہنون کے مانند
ہون حرمت مین یا دونون سے نکاح کیا دو عقد مین یعنے ہر ایک سے ایجاب و قبول علیحدہ کیا اور پہلا نکاح بھول گیا تو جدائی کی جائیگی درمیان مرد
اور دونون عورتون کے اور یہ جدائی طلاق ہوگی نہ فسخ یعنے اسمین طلاق کے احکام جاری ہونگے نہ فسخ کے ولہما نصف المہر یعنی فی مسئلۃ
النسیان اذ الحکم فی تزوجہما معا البطلان وعدم وجوب المہر الا بالوطی کما فی عامۃ الکتب قہستانی اور واجب ہوگا اُن دونون بہنون کے واسطے آدھا مہر
یعنی وجوب نصف مہر کا نسیان کے مسئلہ مین ہے جہان دو عقد سے نکاح ہوا اسواسطے کہ دونون کے ساتھہ نکاح ہونے مین بطلان نکاح اور نہ
واجب ہونے مہر کا حکم ہے مگر وطی سے البتہ مہر واجب ہوگا چنانچہ یہ مسئلہ تمام کتب فقہ مین مصرح ہے سو اس مقام مین آگاہ رہنا چاہئے وہذا ان کان مہراہما
متساویین قدرا وجنسا وہو مسمی فی العقد وکانت الفرقۃ قبل الدخول او ادعت کل منہما انہا الاولی ولا بینۃ لہما اور یہ وجوب نصف مہر کا
اسوقت ہے کہ جب دونون کے مہر برابر ہون مقدار مین اور ایک جنس ہونے مین اور مہر معین ہو گیا ہو عقد مین اور جدائی قبل دخول ہوئی ہو یا ہر ایک
عورت دعوے کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے ہوا اور دونون کے گواہ نہون فان اختلف مہراہما فان علم فلکل ربع مہرہا والا فلکل نصف اقل المسمیین
سو اگر مختلف ہون دونون کے مہر پھر اگر دونون کے مہر معلوم ہون کہ فلانی کا اتنا اور فلانی کا اتنا تو ہر ایک کو اسکا چوتھائی مہر ملیگا اور اگر ہر ایک کا
مہر بالخصوص معلوم نہو اگرچہ یہ معلوم ہو کہ ایک کا مثلاً ہزار ہے اور دوسری کا دو ہزار تو اس صورت مین ہر ایک عورت کو دونون مہر سے جو کمتر ہے
اسکا نصف نصف ملیگا مثلاً ہزار دو ہزار سے کم ہے تو ہر عورت پانسو پاویگی وان لم یکن مسمی فالواجب متعۃ واحدۃ لہما بدل نصف المہر اور اگر
مہر معین نہو تو واجب ایک پوشاک ہے دونون کے واسطے عوض نصف مہر کے وان کانت الفرقۃ بعد الدخول وجب لکل واحدۃ مہر کامل
لتقررہ بالدخول اور اگر جدائی دونون بہنون کی بعد دخول کے ہوئی تو واجب ہوگا ہر ایک کو مہر کامل بسبب ثابت ہونے مہر کے دخول سے ومنہ
یعلم حکم دخولہ بواحدۃ اور اس مقام سے ایک عورت کے دخول کا حکم بھی معلوم ہو گیا یعنے اگر دونون عورتون کی جدائی ایک عورت کے
مدخول ہونے کے بعد ہوئی تو مدخولہ کو مہر کامل ملیگا اور غیر مدخولہ چوتھائی مہر پاویگی وکذا الحکم فیما جمعہما من المحارم فی نکاح یعنی جیسا حکم جمع بین الاختین کا ہے ویسا ہی
حکم ہے تمام محارم کا نکاح مین جمع کرنے مین جسکا بیان تفصیل سے ہو چکا وحرم نکاح المولی امتہ اور حرام ہے نکاح کرنا مالک کا اپنی لونڈی سے اسواسطے کہ جماع کی

ملکیت مالک کو نکاح سے قبل بھی ثابت ہو اور یہان حرمت سے یہ مراد نہین کہ نکاح کرنے سے مولی لائق عذاب کے ہوگا بلکہ مراد یہ ہو کہ مولی پر نکاح کے احکام مثل مہر اور طلاق وغیرہ کے لازم نہ آوینگے والعبد لسیدتہ لان المملوکیۃ تنافی المالکیۃ اور حرام ہو نکاح غلام کو اپنی بی بی سے اسواسطے کہ مملوک ہونا مخالف ہو مالک ہونے کے یعنے غلام کا نکاح بی بی سے اسواسطے حرام ہوا کہ غلام مملوک ہو اور مملوک کو مغلوب ہونا لازم ہو پھر غلام کا شوہر ہونا غالب ہونے کا مقتضی ہو سو ایک شخص غالب بھی ہو اور مغلوب بھی یہ کیونکر ہو سکے نعم لو فعلہ المولے احتیاطاً کان حسناً وفیہ انہ لا احتیاط فی عدم عدہا خامسۃ ونحوہا قال ہان اگر نکاح کرے مولی اپنی لونڈی سے احتیاط کی راہ سے تو خوب ہوگا اسواسطے کہ شاید حرّہ یعنے آزاد ہو اسواسطے کہ دست بدست جانے سے ایسا اکثر ہو جاتا ہو کذا فی البحر شارح نے کہا کہ اسمین یہ ہو کہ اس لونڈی کو پانچوین یا مثل اُسکے نہ شمار کرنے مین احتیاط نہین سو اسکو تامل کرے یعنی اگر بالفرض اسکے نکاح مین چار آزاد یا لونڈیان ہون تو اسکو پانچوین نہ شمار کرتے مین احتیاط نہین یا یہ کہ لونڈی سے حرّہ پر نکاح کرے تو اس نکاح مین کچھ احتیاط نہین پس اس عبارت سے بظاہر ایسا پایا جاتا ہو کہ موسے کے لیے احتیاط یہی ہو کہ اپنی لونڈی سے عقد نکاح نہ کرے اور فتاوے عالمگیری مین فتاوی سراجیہ سے روایت یون ہو کہ علمانے کہا ہو کہ اس زمانے مین بہتر یہ ہو کہ اپنی لونڈی سے نکاح کرے تا کہ اگر حرّہ ہو تو جماع اُسکا نکاح سے حلال ہو جاوے اور بزازیہ مین ہو کہ اگر لونڈی مول لے اور جماع کا ارادہ کرے تو احتیاط یہ ہو کہ اُس سے نکاح کرے اسواسطے کہ اگر واقع مین وہ حرّہ ہو تو نکاح سے حرمت وطی کی جلاتی رہی اور اگر لونڈی ہو تو کچھ نکاح سے ضرر نہین اس روایت سے معلوم ہوا کہ مولی پر اپنی لونڈی کا نکاح حرام نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وحرم نکاح الوثنیۃ بالاجماع اور حرام ہو نکاح عورت مشرکہ بت پرست کا بالاتفاق فتح القدیر مین ہو کہ آفتاب پرست بت پرست اور ستارہ پرست اور صورت پرست اور معطلہ اور زندیق یعنی ملحد اور باطنیہ اور اباحیہ بت پرست مین داخل ہین اور شرح وجیز مین ہو کہ جو مذہب ایسا ہو کہ اسکے اعتقاد پر تکفیر وارد ہو تو اس مذہب والی عورت سے نکاح نہین جائز اسواسطے کہ مشرک کا نام اُن سب کو شامل ہو اور بحر الرائق مین بھی اس قسم کا مضمون ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وصح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیہا اور صحیح ہو نکاح کتاب والی عورت سے اگرچہ مکروہ ہو بکراہت تنزیہی فتح القدیر مین کہا کہ اہل کتاب کی عورتون سے نکاح درست ہو لیکن بہتر یہ ہو کہ نہ کرے اور کتابیہ حربیہ سے بالاتفاق مکروہ ہو تا کہ مسلمان دار الحرب مین نہ رہ پڑے اور صحبت اہل کفر سے اولاد کے اعتقاد اور اخلاق نہ بگڑ جاوین کذا فی حاشیۃ المدنی مومنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الٰہا۔ کتابیہ سے مراد وہ عورت ہو جو نبی مرسل کا ایمان رکھتی ہو اور کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو جیسے یہود اور نصارے اگرچہ اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کو معبود جانتے ہون گو کہ اس اعتقاد سے وہ مشرک ہو گئے لیکن شرع مین اہل کتاب کو مشرکون سے جدا کیا چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا (لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین) اسواسطے کہ عطف دلیل ہو مغائرت کی وکذا حل ذبیحتہم علی المذہب بحر یعنے جیسے کہ کتابیہ سے نکاح درست ہو ویسے ہی اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہو بنا بر مذہب قوی کے کذا فی بحر الرائق وصرح فی النہر بجواز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اہل القبلۃ وان وقع لہم الزاما فی المباحث اور صاحب کہ دیا ہو نہر الفائق مین مناکحت معتزلہ کی جواز کو اسواسطے کہ ہم اہل سنت اہل قبلہ مین سے کسیکی تکفیر نہین کرتے اگرچہ واقع ہو گئی ہو تکفیر اُنکی بطور الزام کے مباحث خلافیہ مین معتزلہ ایک فرقہ ہو اسلام کا کہ قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہین اور قیامت مین دیدار الٰہی کے منکر ہین اور عباد کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہین وغیر ذلک من القبائح فاضل خیر الدین رملی نے مصنف کی شرح منح الغفار کے حاشیہ مین کہا کہ رافضیون کے سب فرقے اور معتزلیون کے سب گروہ اہل کتاب مین داخل ہین تو نہ جائز ہوگا سنی عورت کا نکاح رافضی سے اسواسطے کہ عورت مسلمان ہو اور مرد کافر اور حالانکہ مسلمہ کا نکاح کافر سے جائز نہین انتہی اور شیخ رحمتی نے کہا کہ بعضون نے معتزلہ سے نکاح کرنا مطلقا ناجائز کہا تو رافضی اُنکے برابر ہونگے یا اُنسے بھی بدتر فاضل رملی نے انکو از قبیل اہل کتاب کے قرار دیا تو اُنکی عورتون سے نکاح کرنا اہل سنت کو درست ہوگا اور سنیہ کا نکاح رافضی یا معتزلی سے

کا معتمد ہوگا اور یہ قول اصل اقوال ہو سو جسے کہ رافضیوں کے کفر میں شک نہیں بسبب انکے اعتقاد کفریات کے لیکن سبب کتابیت کے درست
ہوا تو ان کو سب و شتم صحابہ کرام و فضلا اہل دسے لیکن تو غشنا اسکا یہ ہو کہ رافضی عورت سے بھی نکاح درست ہو اور ان شبہات سے بچنا چاہئے بنا بر ان جا یا
انتہی کذا فی حاشیۃ المدنی لا الکتابیۃ عابدۃ کوکب لا کتاب لہا نہیں صحیح ہو نکاح عورت ستارہ پرست کا جسکے پاس آسمانی کتاب نہیں اسواسطے کہ
فرقہ ہو کفار کا انکے پاس کتاب ہونے میں اشتباہ ہو صاحب ہدایہ نے کہا کہ صابیہ عورت سے نکاح درست ہو اگر انکو کسی نبی کا ایمان ہو اور آسمانی کتاب ہو
اور وہ ستارہ پرست ہوں اور کتاب نہ رکھتی ہوں تو نکاح درست نہیں اسواسطے کہ مشرک ہیں مصنف نے بھی اس قول میں صاحب ہدایہ کی پیروی کی
ولا وطیہا بملک یمین اور نہیں حلال وطی ستارہ پرست کی ملک یمین سے والمجوسیۃ والوثنیۃ نہیں صحیح ہو نکاح آتش پرست عورت کا اور نہ اسکی وطی حلال ہو
ملک یمین سے اسی پر اجماع ہو چاروں اماموں کا والوثنیۃ اور نہیں صحیح نکاح عورت بت پرست کا یہاں عورت بت پرست کے نکاح کی عدم صحت بیان
ہوئی اور سابق میں عدم حلت مذکور ہو چکی تو تکرار نہ ہوئی اسواسطے کہ عدم صحت کو عدم حلت لازم نہیں وہذا اسقاط من نسخ الشرح ثابت فی نسخ المتن و
ہو عطف علی عابدۃ کوکب اور یہ یعنی مجوسیہ اور وثنیہ کا لفظ مصنف کی شرح منح الغفار کے نسخوں سے ساقط ہو اور متن کے نسخوں میں ثابت ہو اور وہ
عابدۃ کوکب پر عطف ہو تو مطلب یہ ہوا کہ عابدۃ کوکب اور مجوسیہ اور وثنیہ کا نکاح درست نہیں والمحرمۃ بحج او عمرۃ ولو محرم عطف علی کتابیۃ فتنبہ اور صحیح ہو
نکاح اس عورت کا جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اگرچہ مرد بھی محرم ہو تو بھی صحیح ہو لفظ محرمہ کتابیہ پر عطف ہو تو صحت نکاح محرمہ ثابت ہوئی عابدۃ کوکب پر
عطف نہیں کہ عدم صحت کوئی سمجھے سو شارح کہتا ہو کہ کتاب لکھنے والے اس مقام میں خبردار رہنا کہیں عطف محرمہ کا عابدۃ کوکب پر نکر نا کہ مطلب بگڑ جائے
والامۃ ولو کانت کتابیۃ او مع طول الحرۃ اور صحیح ہو نکاح کرنا لونڈی سے اگرچہ کتابیہ ہو یا بی بی کے ساتھ نکاح کرنے کا مقدور ہو یعنی حرہ کا مقدور ہو یعنی اسکے
مہر دینے کا مقدور ہو تو بھی لونڈی سے نکاح کرنا صحیح ہو والاصل عندنا ان کل وطی یحل بملک یمین یحل بنکاح وما لا فلا اور قاعدہ ہم حنفیوں کے نزدیک یہ ہو کہ جو
وطی حلال ہو ملک یمین سے وہ نکاح سے بھی حلال ہو اور جو ملک یمین سے حلال نہیں وہ نکاح سے بھی حلال نہیں تو کتابیہ لونڈی کی وطی ملک یمین سے
حلال ہو تو نکاح سے بھی حلال ہو اور لونڈی کی وطی ملک یمین سے باوجود قدرت نکاح حرہ کے جائز ہو تو نکاح سے بھی جائز ہو اور مجوسیہ اور بت پرست
کی وطی ملک یمین سے درست نہیں تو نکاح سے بھی درست نہیں وان کرہ تحریما فی المحرمۃ وتنزیہا فی الامۃ اگرچہ نکاح مکروہ ہو کراہت تحریمی محرمہ کے نکاح میں اور
کراہت تنزیہی لونڈی کے نکاح میں شارح نے کراہت تحریمی نکاح محرمہ کی نہر الفائق کی پیروی سے بیان کی حالانکہ یہ قول ہمارے فقہا کے مخالف ہو
اسواسطے کہ انکے اقوال میں نکاح محرمہ کی حلت مصرح ہو اور حلت کراہت تحریمی کے منافی ہو اور صحاح ستہ میں ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہو کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھے ہوئے حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا اور حالانکہ حضرت کے افعال میں کراہت تحریمی کا ہرگز احتمال نہیں تو قول صاحب النہر الفائق
کا اور اسکے تابع شارح کا لائق التفات کے نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی مفصلا وحرۃ علی امۃ اور صحیح ہو نکاح حرہ کا لونڈی پر یعنی اگر اول لونڈی سے
نکاح کیا پھر حرہ سے نکاح کیا تو درست ہو لا یصح عکسہ اور اسکا عکس صحیح نہیں یعنے اول حرہ سے نکاح کرے پھر لونڈی سے نکاح کرے تو درست نہیں
اسواسطے کہ طبرانی میں حدیث ہو کہ منع کیا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کا نکاح حرہ پر کذا فی حاشیۃ المدنی ولو ام ولد فی عدۃ حرۃ ولو من بائن
اگرچہ نکاح ام ولد کا حرہ کی عدت میں ہو گو عدت طلاق بائن کی ہو تو بھی صحیح نہیں وصح لو راجعہا ای الامۃ علی حرۃ لبقاء الملک اور صحیح ہو اگر
رجوع کیا لونڈی کی طرف حرہ پر یعنے اگر اول لونڈی سے نکاح کیا پھر حرہ سے نکاح کیا پھر لونڈی کو طلاق رجعی دی پھر اسکی طرف رجوع کیا باوجود حرہ کے
تو درست ہو واسطے باقی رہنے ملکیت نکاح لونڈی کے اسواسطے کہ طلاق رجعی سے لونڈی نکاح سے باہر ہو گئی تو حرہ پر ادخال امہ لازم آیا کہ نادرست
ہوتا ولو تزوج اربعا من الاماء وخمسا من الحرائر فی عقد واحد صح نکاح الاماء لبطلان الخمس اور اگر نکاح کیا چار لونڈیوں سے اور پانچ

حرۃ سے ایک عقد مین تو صحیح ہو گیا نکاح لونڈیون کا واسطے باطل ہونے نکاح پانچ حرۃ کے یعنی جیسا حرۃ پر لونڈیون کا نکاح درست نہین ویسے ہی حرہ اور لونڈی کا ایک عقد مین نکاح صحیح نہین لیکن یہان اسواسطے درست ہوا کہ جب پانچ حرہ کا نکاح باطل ٹھہرا تو چار لونڈیون کا نکاح صحیح ہو گیا وصح نکاح اربع من الحرائر والاماء فقط للحر لا اکثر اور صحیح ہی نکاح فقط چار حرہ کا اور فقط چار لونڈیون کا مرد حر کے واسطے چار سے زیادہ جائز نہین وله التسری بما شاء من الاماء اور جائز ہی حر کو لونڈی رکھنا صحبت کے واسطے جتنی لونڈیان کہ چاہے یعنی لونڈیون کی مقدار مقرر نہین فلو له اربع من الحرائر والف سرية واراد شراء اخرى فلامه رجل خيف عليه الكفر پس اگر ایک شخص کے پاس چار بیبیان اور ہزار لونڈیان ہون اور وہ اور ایک لونڈی کی خرید کا ارادہ کرے پھر اسکو کوئی مرد ملامت کرے تو اس مرد ملامت کرنے والے پر کفر کا خوف ہی اسواسطے کہ قرآن مین لونڈیون کے تصرف پر کتنی ہی ہون ملامت نہین تو اسکا ملامت کرنا ظاہرا اسپر دلالت کرتا ہی کہ اسکو قرآن کا یقین نہین ولو اراد التسری فقالت امراته اقتل نفسی لا يمتنع لانه مشروع او ما گر ارادہ کیا ایک شخص نے لونڈی سے تصرف کا یا دوسرے نکاح کا پھر کہا اسکی جورو نے کہ مین جان کو ہلاک کرتی ہون تو نہ باز رہے لونڈی کے تصرف سے اسواسطے کہ شرع مین حلال ہی یعنی باز رہنا اسپر واجب نہین لکن لو ترک لئلا یغمها یوجر لحدیث من رق لامتی رق الله له بزازیه لیکن اگر لونڈی کا تصرف یا دوسرے نکاح کو اسواسطے ترک کرے کہ زوجہ کو رنج نہو تو ثواب پاویگا اس حدیث کی دلیل سے کہ جو میری امت پر نرمی اور شفقت کریگا تو حق تعالی اسپر رحم کریگا کذا فی البزازیہ کہا محشی شیخ عابد محدث مدنی نے کہ اس حدیث کا ٹھکانا مجھکو معلوم نہین لیکن اس مضمون کی حدیث جامع ترمذی اور ابو داود مین موجود ہی حضرت نے فرمایا کہ رحم کرنے والون پر رحمن رحم کرتا ہی زمین والون پر رحم کرو تا کہ آسمان والا تمپر رحم کرے اور ابن عساکر اور دیلمی نے صدیق اکبر سے حدیث قدسی مرفوع نقل کی حقتعالی فرماتا ہی کہ اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری خلق پر رحم کیا کرو ونصفها للعبد ولو مدبرا ويمتنع عليه غير ذلك فلا يحل له التسری لانه لا يملك الا الطلاق اور جتنی عورتون کا نکاح حر کو جائز ہی اُسکے نصف کا غلام کو صحیح ہی یعنے دو حرہ کا اور دو لونڈیون کا اگرچہ غلام مدبر ہو اور منع ہی اسپر اسکے سوا تو حلال نہین اسکو لونڈیون کا تصرف اسواسطے کہ غلام کو کسی چیز کی ملکیت نہین سوا اسے طلاق دینے اپنی منکوحہ کے غلام و مدبر اسکو کہتے ہین جس سے مالک کہے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہی وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غيره اى الزنا لثبوت نسبه ولو من حربي او سيدها المقر به اور صحیح ہی نکاح حاملہ کا جسکا حمل زنا سے ہی زنا کے سوا سے اور حاملہ سے نکاح جائز نہین اسواسطے کہ اُسکا نسب ثابت ہی اگرچہ حمل کافر حربی سے ہو یا لونڈی کے ایسے مالک سے جو اسکا اقرار کرتا ہی اور اگر اقرار نہ کرے تو نکاح حاملہ سے درست ہی اسواسطے کہ نفی ولد کی جیسے صریح قول سے ثابت ہوتی ہی ویسے ہی دلالت حال سے ثابت ہوتی ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع متصل بالمسئلة الاولى اگرچہ زانیہ حاملہ کی وطی اور بوسہ وغیرہ حرام ہی لڑکا ہونے تک شارح نے کہا کہ حرمت وطی پہلے مسئلہ سے متصل ہی یعنی زانیہ حاملہ کا نکاح درست ہی وطی درست نہین اسکے سوا سے اور حاملہ کا نہ نکاح درست نہ وطی لئلا يسقي ماءه زرع غيره اذ الشعر ينبت منه زانیہ حاملہ کی وطی اسواسطے منع ہی کہ نہ سینچے اسکا جماع کرنے والا اپنا پانی لگائی کھیتی مین اسواسطے کہ بال اس سے جمتے ہین یعنے زیادہ بڑھتے ہین نہ یہ کہ اسی پر جمنا موقوف ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فرع لو نكحها الزانی حل له وطؤها اتفاقا والولد له ولزمه النفقة یہ چند مسائل ہین جنکو شارح نے بڑھایا اگر زانیہ حاملہ سے زانی مرد نے نکاح کیا تو اسکو اس سے وطی کرنا باتفاق حنفی رح اور شافعی رح کے حلال ہی اور بیٹا اُسی کا ہو گا اور اسپر نفقہ دینا لازم آویگا اسواسطے کہ وطی اسکو حلال ہی بخلاف غیر زانی کے اور لڑکے کا نسب زانی سے اس شرط سے ثابت ہو گا جب نکاح کرنے سے چھ مہینے یا زیادہ مدت مین پیدا ہوا اور اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہو گا تو ثابت النسب نہو گا ولو زوج امته او ام ولده الحامل بعد علمه قبل اقراره به جاز وكان نفيا للولد نهر عن التوشيح اور اگر نکاح کر دیا ایک مرد نے اپنی حاملہ لونڈی کا یا حاملہ ام ولد کا بعد دریافت کرنے حمل کے اور ولد کے اقرار کرنے سے پہلے تو جائز ہی اور یہ حمل مین نکاح کر دینا باوجود اسکے علم نفی کے ہی ولد کے اپنے نسب سے کذا فی النہر عن التوشیح

عات الموطوءة بنا یمین اور صحیح ہے نکاح اس عورت کا جس سے صحبت کیجاتی تھی ملک یمین سے یعنی اگر ایک شخص کی لونڈی تھی کہ اسکے تصرف مین وہ رہا
تھی پھر اسنے دوسرے شخص سے نکاح کردیا تو درست ہے بشرطیکہ حاملہ نہو سواسطے کہ لونڈی کی نوبی فراش مالک کی نہین ہوتی جبتک کہ اگر اسکے لڑکا پیدا ہو اور بدون
اقرار مولی کے ثابت النسب ہوگا بخلاف زوجہ کے ولا یستبرئہا زوجہا اور نہ استبرا کرے زوج اسکا نزدیک ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے کذا فی الہدایہ اور امام محمد کے نزدیک
استبرا مستحب ہے اور اگر لونڈی خرید کرے تو مشتری پر استبرا واجب ہے اگرچہ عورت یا لڑکے سے خرید کی ہو استبرا یہ ہے کہ بعد ملک ایک بار حیض ہونے کے صحبت
کرنا بل یندب ... علی الصحیح ذخیرہ بلکہ اسکے مالک پر واجب ہے استبرا نکاح کردینے سے پہلے بنا بر قول صحیح کے کذا فی الذخیرہ والموطوءۃ بزنا ای جاز
نکاح الزانیہ وان رآہا تزنی ... ووطئہا بلا استبرا یا اس عورت کی وطی زنا سے ہوئی ہو تو بھی اسکا نکاح صحیح ہے یعنے زانیہ کا نکاح جائز ہے اگرچہ دیکھے
عورت کو زنا کرتے دیکھا اور اسکو جائز ہے وطی کرنا بدون استبرا کے بشرطیکہ حاملہ نہو چنانچہ سابق مین مذکور ہوچکا واما قولہ تعالے الزانیۃ لا ینکحہا
الا زان منسوخ بآیۃ فانکحوا ما طاب لکم اور یہ جو قول ہے حق تعالی کا کہ عورت زانیہ سے نکاح نہین کرتا مگر زانی مرد تو اسکا جواب یہ ہے کہ قول
مذکور فانکحوا ما طاب لکم کی آیت سے منسوخ ہوگیا یعنے نکاح کرو جو تمکو اچھا معلوم ہو عورتون سے اس آیت مین بلا قید زنا کے نکاح کا حکم ہے
اور نسخ کی دلیل یہ ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری عورت کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہین ٹالتی
یعنی زانیہ ہے حضرت نے فرمایا کہ طلاق دے اسکو اسنے کہا کہ وہ خوبصورت ہے مین اسکو چاہتا ہون حضرت نے فرمایا تو اپنا مطلب نکال اُس سے یعنی
طلاق دے اور اسکو صحبت مین رکھ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر اس مضمون کی حدیث ابو داؤد اور نسائی مین موجود ہے ابن عباس کی روایت سے
کذا فی تیسیر الوصول وفی آخر حظر المجتبی لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا یجب علیہا تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس
ان یتفرقا فما فی الوہبانیۃ ضعیف کما بسط المصنف اور مجتبی کے باب الحظر کے آخر مین ہے کہ واجب نہین مرد پر طلاق دینا بدکار عورت کا بدکاری
زنا سے ہو یا ترک فرائض وغیرہ سے ہو اور نہین واجب عورت پر اپنا خلاص کرنا مرد بدکار سے مگر اُسوقت جب دونون ڈرین کہ اقامت حدود الہی
کی نہ کرسکینگے تو کچھ مضائقہ نہین دونون کی جدائی مین سو جو روایت کہ وہبانیہ مین ہے کہ زانیہ کی وطی زوج پر حرام ہے بدون حیض ہوجانے کے تو وہ روایت
ضعیف ہے چنانچہ اسکو خوب بیان کیا ہے مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین وصح نکاح المضمومۃ الی محرمۃ اور صحیح ہے نکاح حلال عورت کا جو ملائی گئی
محرم عورت سے یعنی ایک عورت مرد پر حلال ہے اور دوسری حرام ہو اُن دونون سے ایک عقد مین نکاح کیا تو حلال عورت کا نکاح صحیح ہوگا و محرم کا نکاح
باطل ہو جائیگا والمسمی کلہ لہا اور مہر معین سب حلال عورت کا ہوگا یعنی دونون کا مہر اُسی کو ملیگا امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونون
کے مہر مثل پر تقسیم ہوگا ولو دخل بالمحرمۃ فلہا مہر المثل اور اگر صحبت کی محرم عورت سے تو اسکو مہر مثل ملیگا کتنا ہی ہو وبطل نکاح متعۃ اور باطل ہے
نکاح متعہ کا متعہ اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص عورت سے کہے کہ مین نے تجھ سے متعہ کیا دس دن یا مہینے تک اتنے مال پر اول متعہ خیبر اور
فتح مکہ مین مباح تھا جب کہ مردون پر مجرد رہنا نہایت سخت تھا اور عورتون مین قلت تھی پھر بعد فتح مکہ کے قیامت تک حرام ہوگیا چنانچہ صحیح
مسلم مین ربیع بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز فتح مکہ مین متعہ مباح کیا پھر فرمایا کہ اے لوگو مین نے تمکو
متعہ کرنے کی اجازت دی تھی عورتون سے اور بالتحقیق حق تعالے نے اسکو حرام کردیا قیامت کے دن تک ابن عباس اول حلت متعہ کے قائل
تھے آخر کو وہ بھی حرمت کے قائل ہوگئے چنانچہ جامع ترمذی مین مصرح ہے تو باجماع صحابہ اسکی حرمت ثابت ہوئی اور جو متعہ کو حلال جانے
وہ کافر ہے چنانچہ مضمرات مین موجود ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وموقت اور باطل ہے نکاح موقت یعنی مدت مقرر کرنا نکاح مین اسکو نکاح موقت کہتے ہین
نکاح موقت اور متعہ مین چند وجوہ سے فرق ہے متعہ مین لفظ متعہ کا بولنا ضرور ہے اور موقت مین لفظ تزوج اور نکاح لازم ہے اور متعہ مین تعداد

مہر کی لازم ہو موقت مین نہین اور متعہ مین گواہ شرط نہین بخلاف موقت کے کذا فی حاشیۃ المدنی وان جہلت المدۃ او طالت فی الاصح نکاح موقت باطل ہو اگرچہ مدت مجہول ہو یا طویل ہو بنا بر قول اصح کے ولیس منہ مالو نکحہا علی ان یطلقہا بعد شہر اور نکاح موقت سے یہ نہین اگر نکاح کیا عورت سے اس شرط پر کہ اسکو طلاق دیگا بعد ایک مہینے کے اسواسطے کہ طلاق قاطع ہو نکاح کی تو مدت کی شرط قاطع مین ہوئی نہ نکاح مین تو شرط باطل ہو گی اور نکاح صحیح ہوگا بخلاف نکاح موقت کے کہ اسمین خود نکاح مشروط ہو او نوی مکثہ معہا مدۃ معینۃ یا نیت کی نکاح کرنے والے نے زوجہ کے ساتھ مدت معین تک رہنے کی یعنی یہ بھی نکاح موقت مین داخل نہین ولا بأس بتزوج النہاریات یعنی اور کچھ مضائقہ نہین نہاریات کے نکاح مین کذا فی العینی نہاریات وہ عورتین جنکے پاس شوہر دن کو رہے نہ رات کو ویحل لہ وطی امرأۃ ادعت علیہ عند قاض انہ تزوجہا بنکاح صحیح وہی ای الحال انہا محل لانشاء ای لانشاء النکاح خلیۃ عن الموانع وقضی القاضی بنکاحہا ببینۃ اقامتہا ولم یکن فی نفس الامر تزوجہا اور حلال ہو مرد کو وطی اس عورت کی جسنے مرد پر دعوی کیا قاضی کے نزدیک اسکا کہ مرد نے اس سے صحیح نکاح کیا اور حالانکہ وہ عورت محل ہو وجود نکاح کی حلال ہو محرم نہین خالی ہو موانع نکاح سے یعنی مثلاً غیر کی منکوحہ یا معتدہ نہین اور حکم کردیا قاضی نے اسکے ثبوت نکاح کا بسبب گواہی اُن گواہون کے جنکو عورت نے قائم کیا اور حالانکہ درحقیقت مرد نے اس سے نہین نکاح کیا تھا مدعیہ اور گواہ دونون جھوٹے تھے سو قاضی کا حکم ظاہر مین نافذ ہوگا نفقہ وغیرہ مرد پر لازم آویگا اور باطن مین بھی نزدیک امام اعظم رح کے نافذ ہوگا یعنی بلاتردد وطی حلال ہو گی امام اعظم رح کی یہ دلیل ہو کہ ایک مرد نے گواہون سے ایک عورت کا نکاح ثابت کیا علی مرتضی کے روبرو حضرت نے اُسکے ثبوت نکاح کا حکم کیا عورت نے کہا کہ دعوے اُسکا جھوٹھا ہو چار و ناچار اگر یہی حکم منظور ہو تو میرا نکاح ہی کر دیجیے حضرت علی نے فرمایا کہ تیرے دونون شاہدون نے تیرا نکاح کردیا یعنے اب نکاح کی کچھ حاجت نہین اگر نکاح نہ تھا تو بھی یہ شہادت شہود ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر وکذا الحکم لو ادعی ہو نکاحہا خلافاً لہما اور اسی طرح سے حلال ہو وطی مرد کو اگر خود اسی نے عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ سنکر قاضی نے حکم دیا لیکن اول صورت مین دعوی باطل سے عورت گنہگار ہو گی اور صورت ثانی مین مرد ہوگا اور یہ قول حلت وطی کا خلاف ہو صاحبین رح کے نزدیک اسواسطے کہ اُنکے نزدیک بدون نکاح جدید کے وطی کرنا حلال نہین وفی الشرنبلالیۃ عن المواہب بقولہما یفتی اور شرنبلالیہ مین بروایت مواہب صاحبین رح کے قول پر فتوی ہو احتیاط اسی مین ہے کہ وطی نہ کرے لیکن حکم قاضی کا ظاہر مین بالاتفاق نافذ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولو قضی بطلاقہا بشہادۃ الزور مع علمہا بذلک نفذ وحل لہا التزوج بآخر بعد العدۃ اور اگر حکم کیا قاضی نے عورت کی طلاق کا شہادت زور سے باوجود دریافت ہونے عورت کے کہ شہادت زور ہو قضا نافذ ہو گی اور حلال ہوگا عورت کا نکاح کر لینا دوسرے مرد سے عدت گذرنے کے بعد شہادت زور کا علم عورت کو یون متصور ہو کہ اُس نے خود طلاق کا دعوی کیا اور کاذب گواہ پیش کیے تو وہ یقیناً جانتی ہو کہ اُسکے شوہر نے طلاق نہین دی وحل للشاہد زورا تزوجہا وحرمت علی الاول اور حلال ہو شاہد زور کو نکاح کر لینا اس عورت کا اسواسطے کہ قضا نافذ ہو گئی ظاہر اور باطن مین اور حرام ہوئی عورت پہلے شوہر پر وعند الثانی لاتحل لہما وعند محمد تحل للاول مالم یدخل الثانی وہے من فروع القضاء بشہادۃ الزور کما سیجیٔ اور نزدیک ابو یوسف رحمہ اللہ کے دونون پر حلال نہین نہ اول شوہر پر نہ ثانی پر اور نزدیک محمد رح کے شوہر اول پر حلال ہو جب تک شوہر ثانی نے صحبت نہ کی اور اگر صحبت کی تو اول پر حرام ہو گی بسبب وجوب عدت کے اور یہ مسئلہ نکاح اور طلاق کا قضاء شہادت زور کی فروع سے ہو چنانچہ آگے کتاب القضاء مین آویگا والنکاح لایصح تعلیقہ بالشرط اور نکاح کا معلق کرنا شرط پر صحیح نہین اسواسطے کہ تعلیق بالشرط اسقاطات خالصہ کو مخصوص ہو جو حلف واقع ہوسکتے ہین جیسے طلاق اور عتاق اور نکاح اُن مین سے نہین کتزوجتک ان رضی ابی لم ینعقد النکاح لتعلیقہ بالخطر کما فی العمادیۃ وغیرہا جیسے کوئی کہے کہ مین نے تجھے نکاح کیا

میرا باپ راضی ہوگا اور دوسرے نے کہا مین نے قبول کیا تو نکاح نہ منعقد ہوگا بدوست معلق ہونے نکاح کے مشروط کی ہو کہ شرط و تبع ہو
نہ ہو چنانچہ عدم صحت نکاح معلق کی مادیہ اور سوا اسکے مین موجود ہو چنانچہ فتح القدیر اور خلاصہ اور ظہیریہ اور بزازیہ اور خانیہ اور تاتارخانیہ
و فتاوی ابواللیث اور جامع الفصولین اور قنیہ مین تصریح ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و ما فی السید قنیۃ تنتشر اور جو روایت اسکے موافق سے بحث
در مختار نے لینے مخالف ہو تو وہ اسکے لائق استناد کے نہین صاحب در نے کہا کہ نکاح بالشرط جیسے کوئی کہے کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجھسے
تیرا نکاح کرونگا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو یہ تعلیق باطل ہو اور نکاح صحیح ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولا الاضافۃ الی المستقبل اور جیسک
غدا او جمعہ مدقم تین اور نہین صحیح ہو اضافت کرنا نکاح کا زمانہ آیندہ کی طرف جیسے یون کہے کہ مین نے تجھسے نکاح کیا آج کے یا کل یا پرسون تو نہ
تین مہینہ ولکن لایبطل النکاح بالشرط الفاسد ولیکن نکاح نہین باطل ہوتا شرط فاسد سے جیسے کوئی کہے کہ مین نے تجھسے نکاح کیا اس شرط
کہ مہر نہ دونگا یا اپنا گھر تجھکو عاریت دے یا اپنا نفقہ مجھسے نہ مانگیو یا میری خدمت کرنا وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل
الشرط بخلاف ما لو علقہ بالشرط اور باطل تو شرط ہوتی ہو نہ نکاح یعنے اگر عقد شرط فاسد کے ساتھ ہوا تو نکاح نہ باطل ہوگا شرط باطل ہوگی بخلاف اسکے کہ
اگر نکاح کو شرط پر معلق کیا تو وہان شرط بھی باطل اور نکاح بھی باطل ہو اس مقام مین فرق بتانا معلق علی الشرط اور مشروط بالشرط الفاسد کا ضرور ہو کہ نا فہمون
کو حیرانی نہ ہو پس معلق علی الشرط سے یہ مراد ہو کہ ایسی شرط پر نکاح تعلیق کرے کہ وہ محتمل الوجود ہو نہ متحقق الوجود جیسے کسیکی دل کی خوشی یا زحول داریا ہو یا چلنا یا پانی
کا برسنا یا کسی کے بیٹے مرنے پر نکاح کا معلق کرنا اسکو معلق علی الشرط کہتے ہین اور نکاح مشروط بالشرط فاسد سے یہ مراد ہو کہ نکاح کے ساتھ ایسی شرط کی جو لوازم نکاح
کے مخالف ہو جیسے مہر اور نفقہ نہ دینا وعلی ہذا القیاس الا ان یعلقہ بشرط ماض کائن لامحالۃ مگر نکاح معلق اسوقت درست ہو جب اسکی تعلیق کرے
شرط ماضی موجود بالاتردد پر یعنے سابق سے شرط پائی گئی یا وقت ایجاب وقبول کے حادث ہوئی چنانچہ کسی نے کہا کہ مین نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھسے کردیا
بشرط آنے زید کے دوسرے نے قبول کیا اور حالت قبول مین فوراً زید آگیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا کذا فی حاشیۃ المدنی فیکون تحقیقاً فینعقد فی الحال
کائن خطب بنتا لابنہ فقال ابوہا زوجتہا قبلک من فلان فکذبہ فقال ان لم اکن زوجتہا من فلان فقد زوجتہا لابنک فقبل ثم علم کذبہ انعقد لتعلیقہ بموجود
یعنے جب موجود شرط پر تعلیق ہوئی تو نکاح تحقیق ہو گیا معلق نہ رہا تو اسی وقت منعقد ہو جائیگا جیسے ایک شخص نے اپنے فرزند کے واسطے
کسیکی بیٹی سے منگنی کی تو اسکے باپ نے کہا کہ مین تو تجھسے پہلے اسکا نکاح کر چکا ہون فلانے شخص سے سو اُس نے اسکی تکذیب کی پھر بیٹی کے
باپ نے کہا کہ اگر مین نے فلانے شخص سے نہین نکاح کر دیا تو البتہ اسکا نکاح تیرے فرزند سے کیا سو اُسنے قبول کیا پھر اسکا کذب معلوم ہو گیا خواہ
اسکے اقرار سے یا فلانے شخص کے اظہار سے تو یہ نکاح منعقد ہو گیا واسطے معلق ہونے نکاح کے شرط موجود پر یعنی نکاح معلق اس سبب سے صحیح
نہین کہ شرط کا وجود حاصل نہین اور جب شرط موجود ٹھہری تو نکاح معلق نہ رہا بلکہ محقق ہو گیا تو البتہ صحیح ہوگا وکذا اذا وجد المعلق علیہ فی المجلس کذا
ذکرہ جوی زادہ وعمر المصنف بجنا اور اسی طرح نکاح صحیح ہو جاویگا جب معلق علیہ یعنی جسپر تعلیق نکاح کی ہوئی وہ ایجاب اور قبول کی مجلس مین پا یا
جاوے جیسا کہ اسکو جوی زادہ نے مذکور کیا اور بعض نسخون مین جوی زادہ کے مقام پر خواہرزادہ مرقوم ہو اور مصنف نے اپنی شرح مین اسکو عام
رکھا ہو بحث کرکے مصنف نے عمادیہ سے نقل کی کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم پر نکاح کیا اگر فلانا شخص راضی ہو اور وہ شخص
مجلس مین حاضر تھا سو بولا کہ مین راضی ہوا تو نکاح صحیح ہو گا بطریق استحسان کے اور اگر حاضر نہوگا تو نہ جائز ہوگا اور ظہیریہ مین ہو کہ اگر یون کہا کہ مین
نے تجھسے نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہو اور اجازت دے پھر دوسرے نے قبول کیا تو صحیح نہین اسواسطے کہ تعلیق ہو اور نکاح تعلیق کا احتمال
نہین رکھتا اور اگر باپ مجلس مین حاضر ہوگا اور قبول کرے تو نکاح جائز ہوگا تو معلوم ہوا کہ فقط وجود معلق علیہ کا مجلس مین کافی نہین جبتک کہ وہ نہی نو

اور اجازت نہ دے اور اگر مجلس کے بعد اجازت دیگا تو جائز نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی لکن فی النہر قبیل کتاب الصرف فی مسئلۃ التعلیق برضی الاب
واستحق الاطلاق فلیتامل المفتی لیکن نہر الفائق مین کتاب الصرف کے قبل مسئلہ تعلیق برضاے والد کے یون کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ تعلیق علی الاطلاق
صحیح نہین خواہ باپ مجلس مین حاضر ہو کر راضی ہو یا نہ راضی ہو اور معلق علیہ خواہ باپ ہو یا اجنبی کسی طرح نکاح صحیح نہین اس اطلاق کو صاحب
نہر نے خانیہ سے نقل کیا تو چاہیے کہ مفتی تامل کرے اس مسئلہ کے بیان مین اسواسطے کہ خانیہ نہایت معتمد کتاب ہے کہ قاضی خان اسکی
تصحیحات پر اعتماد کرتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی

باب الولی

یہ باب ہے تعریف اور احکام ولی مین ہو لغۃً خلاف العدو وعرفاً العارف باللہ تعالی وشرعاً البالغ العاقل الوارث ولو فاسقاً علی المذہب مالم یکن
متہتکاً ولی لغت مین بمعنے دوست ہے خلاف دشمن اور عرف مین ولی عارف باللہ کو کہتے ہین اور شرع مین ولی اسکو کہتے ہین جو بالغ اور عاقل
اور وارث ہو اگرچہ فاسق ہو بنا بر مذہب صحیح کے بشرطیکہ پردہ در حرمت کھونے والا نہو اس تعریف مین سلطان اور مالک اور عبید داخل نہین اسواسطے
کہ وارث نہین تو مصنف اور شارح کو لازم تھا کہ انکو تعریف مین داخل کرتے فخرج نحو صبی ووصی مطلقاً علی المذہب تو نکل گیا ولی کی تعریف سے
لڑکا اور دیوانہ اور بیہوش اور وصی مطلقاً بنا بر مذہب صحیح کے لڑکا بالغ کی قید سے نکلا اور دیوانہ اور بیہوش عاقل کی قید سے نکلا اور وصی وارث
کی قید سے نکلا وصی کو مطلقاً ولایت نکاح کی نہین خواہ اسکو نکاح کر دینے کی باپ نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اور وارث کی قید سے کافر اور غلام
بھی نکل گیا تو کافر اپنے بیٹے مسلمان کا اور غلام حرہ کا ولی نہین والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر اور ولایت عبارت ہے جاری ہونے قول سے
غیر پر یعنی دوسرے پر اسکا قول نافذ ہو جائے فتثبت باربع قرابۃ وملک وولاء وامامۃ سو ثابت ہے ولایت چار سبب سے اول قرابت سے جیسے
نکاح بیٹی کا باپ کر دے دوسرے ملک جیسے نکاح لونڈی یا غلام کا مالک کر دے تیسرے ولایت آزاد کرنے کی جیسے نکاح آزاد کا سید کر دے چوتھے
امامت جیسے نکاح لاوارث کا بادشاہ یا قاضی کر دے شاءاو ابی الغیر راضی ہو یا ناراضی یعنی ولی کا قول بہر صورت غیر پر نافذ ہے وہ خوش ہو یا ناخوش وہی
ہنا نوعان ولایۃ ندب علی المکلفۃ ولو بکراً اور ولایت بیان نکاح مین دو قسم ہے ولایت مستحب عاقلہ بالغہ پر اگرچہ کنواری ہو یعنی باپ وغیرہ کو بالغہ بیٹی پر
جبر کرنا نہین پہونچتا نکاح مین لیکن مکلفہ کو مناسب ہے کہ اپنا نکاح ولی پر رکھے تاکہ خلاف فقہا سے بچے اور بیحیائی کی طرف منسوب نہو وولایۃ اجبار
علی الصغیرۃ ولو ثیباً ومعتوہۃ ومرقوقۃ اور دوسری قسم زبردستی کی ولایت ہے چھوٹی لڑکی پر اگرچہ کنواری نہو اور ولایت جبری ہو بالغہ بیہوش پر اور
لونڈی پر ولایت اجبار کے یہ معنی کہ ولی کے عقد کرنے سے انکا نکاح نافذ ہوتا ہے گو یہ انکار کرین کا افادہ بقولہ وہو ای الولی شرط صحۃ
النکاح صغیر ومجنون ورقیق لا مکلفۃ چنانچہ قسم ثانی ولایت کو یعنے اجبار کو مصنف نے اپنے اس قول سے بیان کیا کہ وہ یعنے ولی
شرط ہے صغیر اور مجنون اور عبد کے نکاح کی صحت مین نہ مکلفہ مین قید ذکورت کی اتفاقی ہے صغیرہ اور مجنونہ اور مرقوقہ کا نکاح بدون
اولیا کے صحیح نہین فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی تو نافذ ہوگا نکاح حرہ بالغہ عاقلہ کا بدون رضامندی ولی کے کفو مین یا غیر کفو
مین اسواسطے کہ اسپر ولایت استحبابی ہے جبری نہین ہے یہی مذہب ہے امام اعظم اور ابو یوسف کا اور محمد نے بھی اسی طرف رجوع کیا اور امام شافعی
اور مالک کے نزدیک عورتون کو بدون اولیا کے نکاح کا اختیار نہین اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے لانکاح الا بولی اور ہمارا جواب
یہ ہے کہ اکثر آیات قرآنی مین عورتون کو اختیار نکاح کا ثابت ہوتا ہے کما قال تعالی (لاجناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن) اور حدیث لانکاح الا بولی
صحیح نہین بلکہ مضطرب ہے بخاری اور یحیی بن معین نے کہا کہ اسبابین یعنے اشتراط ولی مین کوئی صحیح حدیث نہین ثابت چنانچہ زیلعی نے

سو نکی سیاہ ۔۔۔ کو حدیث کی علم ہے تو ۔۔۔ کی ۔۔۔ کی تو ۔۔۔ اور ۔۔۔ کی ولی ہے تو ۔۔۔
نہین ثابت ہوتا ۔۔۔ کہ مکلفہ خود اپنی ذات کی ولی ہو جیسا کہ ۔۔۔ مرد اگر نکاح بدون ولی کے کرے تو جائز ہو ۔۔۔
۔۔۔ عورت ۔۔۔ موجود ہو کہ ۔۔۔ بنفسہا من ولیہا یعنی عورت بے شوہر اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہو بہ نسبت اپنے ولی کے ۔۔۔
صورت ۔۔۔ نہین ۔۔۔ غیرہ کو ۔۔۔ شامل ہین تو معلوم ہوا کہ بالغہ پر ولی کو ولایت نہین اسکو خود اختیار ہو کذا فی حاشیۃ ۔۔۔
ان ۔۔۔ تصرف کی ۔۔۔ قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو اپنے مال مین تصرف کر سکتا ہو وہ اپنی ذات مین بھی تصرف کر سکتا ہو ۔۔۔ اپنے مال مین
تصرف نہین ۔۔۔ اپنی ذات پر بھی تصرف نہین ۔۔۔ بالغ کو اپنے مال مین تصرف کا اختیار ہو تو اپنے ۔۔۔ کا بھی اختیار ہو اور صغیرہ اور مجنونہ کو اپنے مال مین اختیار
نہین تو اپنے نفس مین بھی اختیار نہین ولہ ای للولی اذا کان عصبۃ ولو غیر محرم کابن العم فی الاصح خانیۃ وخرج ذوو الارحام والام وللقاضی الاعتراض
فی غیر الکفو او جائز ہو ولی کو جب عصبہ ہو اگرچہ غیر محرم ہو جیسے چچا کا بیٹا قول صحیح مین کذا فی الخانیۃ اعتراض کرنا یعنی یہ استدعا کرنا قاضی پاس کہ نکاح
کو فسخ کر دوے اور نکل گئے عصبہ کی فہرست ذوی الارحام اور ماں اور قاضی یعنی انکو اعتراض کا حق نہین ۔۔۔ وتجدید النکاح ۔۔۔ فسخ کرے کو ۔۔۔
تجدید چاہئے ولی نے عورت کو ۔۔۔ کفو سے کر دیا پھر عورت نے اسکو پھیر کر دوسرے غیر کفو سے نکاح کیا بدون مرضی ولی کے تو یہاں بھی ولی کو تفریق کا اختیار ہو ۔۔۔
کہ نکاح اول کی رضامندی ۔۔۔ دوسرے نکاح سے ۔۔۔ رضامندی ہو فیفسخہ القاضی مالم یسکت حتی تلد منہ لئلا یضیع الولد تو نکاح کو فسخ کرے قاضی ۔۔۔
سکوت نہ کیا ہو ولی نے یہانتک کہ عورت شوہر غیر کفو سے جنے اور اگر اس سے لڑکا پیدا ہو تو ولی کو حق اعتراض نہ رہا تاکہ لڑکا ضائع نہ ہو معلوم ہوا کہ ۔۔۔
قاضی سے جدائی کا اختیار ولی کو نہین اور قبل تفریق قاضی کے نکاح کے احکام مثل ارث اور طلاق کے ثابت رہینگے سو اگر تفریق بعد دخول کے ہوئی تو
عورت کو مہر معین ملیگا اور بعد عدت لازم ہوگی اور اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو مہر نہ ملیگا اسواسطے کہ جدائی شوہر کی طرف سے نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا
عن الخانیۃ وینبغی الحاق الحبل الظاہر بہ اور مناسب ہو حمل ظاہر کا لحق کرنا ولادت کے حکم سے یعنے اگر ولی ساکت رہا یہانتک کہ عورت حاملہ ہوگئی تو حق فسخ کا ساقط
ہوگیا اور یہ تجویز ہو صاحب درمختار کی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وہو المختار للفتوی اور فتوی دیا گیا غیر کفو مین عدم جواز نکاح کا یعنی اگر عورت غیر کفو
سے بدون مرضی ولی کے نکاح کرے تو اصلا جائز نہین اور یہی روایت پسندیدہ ہو فتوے دینے کے واسطے اور یہی روایت کی ہو حسن بن زیاد نے امام اعظم رح
سے کہ اگر زوج کفو ہو تو نکاح بدون ولی کے نافذ ہوگا اور اگر غیر کفو ہو تو ہرگز نافذ نہ ہوگا اور سراج مین خانیہ سے نقل کیا کہ ہمارے زمانہ مین مختار فتوی دینے
کے واسطے حسن کی روایت ہو اور ذخیرہ مین ہو کہ حسن کی روایت کو اکثر مشائخ نے لیا ہو لفساد الزمان عدم جواز پر فتوے ہو بسبب فساد زمانہ کے
نہ ہر مکلفہ باشرم و حیا ہو کہ عزت کا خیال رکھے نہ ہر قاضی عادل ہو نہ ہر ولی کو نالش کا سلیقہ ہو فلا تحل مطلقۃ ثلثا نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفتہ
ایاہ فلیحفظ تو نہ شوہر اول کی حلال ہوگی مطلقہ ثلثہ جس نے نکاح کیا غیر کفو سے بدون مرضی ولی کے بعد پہچان لینے ولی کے شوہر غیر کو سو اسکو
یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ امر غیر کفو مین کثیر الوقوع ہو یعنے جب فتوے ہوا نکاح غیر کفو کے عدم جواز پر تو ایسے نکاح سے شوہر اول کو مطلقہ ثلاثہ نہ
حلال ہوگی اور اگر مطلقہ کا کوئی ولی نہین یا ولی راضی ہو گیا شوہر غیر کفو کو جان بوجھکر تو مطلقہ شوہر اول پر حلال ہوگی بعد طلاق دینے شوہر ثانی
کے اور نہر الفائق مین بزازیہ سے نقل کیا کہ برہان الائمہ نے ذکر کیا کہ فتوی امام اعظم رح کے قول پر ہو بسبب ثبات دلیل کے یعنی اگر مکلفہ غیر کفو سے نکاح کرے بدون
مرضی ولی کے تو جائز ہو باکرہ ہو یا ثیبہ کذا فی حاشیۃ المدنی تو معلوم ہوا اس مسئلہ مین فتوی مختلف ہو سو اسکو بھی یاد رکھنا چاہیئے وہنا علی الاول وہو ظاہر الروایۃ
فرضی البعض من الاولیاء قبل العقد او بعدہ کالکل لثبوتہ لکل کملا اور بنا بر قول اول کے یعنی ظاہر الروایت کے راضی ہونا بعض اولیا کا قبل عقد کے یا بعد عقد
کے سب کے راضی ہونے کے برابر ہو اسواسطے کہ حق ولایت کا ہر ایک کو پورا ثابت ہو یعنی جب ایک ولی راضی ہوا تو باقی ولیون کو حق اعتراض کا نہ رہیگا ۔۔۔

مستحقہ فی الوقف مانند ولایت امان اور قصاص کے یعنی اگر ایک مسلمان نے حربی کو امان دی تو اور مسلمانوں کو اسکا تعرض نہیں پہونچتا اور اسی طرح اگر ایک ولی نے
قصاص معاف کیا تو باقی اولیا کو طلب قصاص کا حق نہ رہا اور کتاب الوقف میں اسکی ہم آگے تحقیق کرینگے لو استووا فی الدرجة والا فللاقرب منهم حق الفسخ
ایک ولی کی رضا سب کی رضا کے برابر ہے اگر سب اولیا درجہ میں برابر ہوں جیسے دو بھائی اور دو چچا اور اگر اولیا برابر نہوں ایک زیادہ قریب ہو جیسے باپ
اور دوسرا بعید جیسے مثلاً بھائی تو اولیا میں سے اقرب کو حق ہے فسخ کا یعنے اگر بھائی نے نکاح کر دیا تو باپ نکاح کو فسخ کر سکتا ہے وان لم یکن لها ولی
فهو ای العقد صحیح نافذ مطلقا اتفاقا اور اگر عورت کا کوئی ولی نہیں تو عقد صحیح اور نافذ ہے مطلقاً خواہ کفو سے نکاح کیا ہو خواہ غیر کفو سے سب کے
نزدیک وقبضه ای ولی له حق الاعتراض المهر ونحوه مما یدل علی الرضا رضاء دلالة ان کان عدم الکفاءة ثابتا عند القاضی قبل مخاصمته والا
لایکون رضا اور قبض کرنا اس ولی کا جسکو حق اعتراض ہے مہر کو اور جو مہر کے مانند ہو اس قسم سے جو رضامندی پر دلیل ہو جیسے تحفہ لینا رضامندی ہے
باعتبار دلالت حال کے اگر عدم کفاءت ثابت ہو قاضی کے نزدیک قبل مخاصمت ولی کے اور اگر عدم کفاءت قاضی کے نزدیک ثابت نہیں نالش سے
پہلے تو مہر وغیرہ کا قبض کرنا ولی کی رضا پر دلیل نہیں کما لایکون سکوته رضا ما لم تلد جیسا چپ رہنا ولی کا رضامندی پر دلیل نہیں جبتک عورت نہ جنے چنانچہ
یہ مسئلہ سابق ہو چکا واما تصدیقه بانه کفو فلا یسقط حق الباقین مبسوط اور تصدیق کرنا ایک ولی کا کہ زوج کفو ہے ساقط نہیں کرتا باقی اولیا کے حق کو کذا
فی المبسوط ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ اور جبر کرنا نہیں پہونچتا بالغہ باکرہ پر نکاح کا بواسطے قطع ہونے ولایت کے بالغ
ہونے سے فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسول او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة پس اگر اجازت
نکاح کی مانگی بالغہ سے ولی نے اور یہی سنت ہے یا ولی کے وکیل نے یا اسکی پیغامی نے اجازت مانگی یا اسکا نکاح کر دیا اسکے ولی نے استیذان سے پہلے اور خبر کی بالغہ کو
نکاح کی ولی کے پیغامی نے یا فضولی عادل نے فضولی وہ جو ولی کا وکیل اور رسول نہو پھر سکوت کیا بالغہ نے رد نکاح سے حالت اختیار میں تو اگر استیذان کے
وقت عورت کو چھینک یا کھانسی آئی پھر بعد فراغت کے اسنے کہا کہ میں راضی نہیں نکاح رد ہو گیا ایسا سکوت عذر بے اختیاری لائق اعتبار کے نہیں اور شارح نے
سکوت میں قید عن الرد کی لگائی اسواسطے کہ اگر استیذان کے وقت یا نکاح کی خبر سننے کے بعد بالغہ نے کوئی اجنبی بات کی تو ایسا کلام سکوت میں شمار کیا جائیگا اسواسطے
کہ کلام اجنبی رد نکاح نہیں تو اجازت میں مخل ہوگا او ضحکت غیر مستهزئة یا بالغہ ہنسی بدون تمسخر کے سوا اگر تمسخر اور استہزا سے ہنسی تو یہ ضحک اذن نہوگا او تبسمت
او بکت بلا صوت فلو بصوت لم یکن اذنا ولا ردا حتی لو رضیت بعده انعقد معراج وغیره فما فی الوقایة والملتقی فیه نظر یا مسکرائی یا روئی بدون آواز کے اور اگر آواز سے
روئی تو یہ رونا نہ اذن ہوگا نہ رد نکاح کا ہوگا یہانتک کہ اگر راضی ہو گی بعد اس رونے کے تو نکاح منعقد ہو جائیگا کذا فی المعراج وغیرہ سو جو روایت وقایہ اور ملتقی
میں ہے اسمیں نظر اور اعتراض ہے یعنے صحیح نہیں وقایة الروایة اور ملتقی الابحر میں یوں ہے کہ بالغہ کا رونا بدون آواز اذن ہے اور آواز سے رد کی شارح نے اس اعتراض
میں صاحب بحر اور نہر اور منح کی پیروی کی ہے اور حالانکہ متون مقدم ہیں شروح پر اور وقایہ اور ملتقی کے شاہد ہیں اور دو متن یعنی نقایہ اور اصلاح اور انکی شرح سو
کیونکر کہا جاوے کہ انکی روایت صحیح نہیں بلکہ یوں کہنا اولی ہے کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں کذا فی حاشیة المدنی فهو اذن ای توکیل فی الاول ان اتحد الولی
تو یہ سکوت اور ضحک اور تبسم اور بکا اذن ہے نکاح کا یعنی اپنے نکاح کا وکیل کرنا ہے ولی کو اول صورت میں یعنی استیذان میں اگر ولی ایک ہی ہے فلو تعدد
الولی لم یکن سکوتها اذنا سو اگر اولیا نکاح کر دینے والے کثیر ہوں تو اسکا سکوت اذن نہوگا مثلاً عورت کے دو بھائی ہیں ایک بھائی نے کہا کہ میں تیرا
نکاح زید سے کرتا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ محمود سے کرتا ہوں اور دونوں کے استیذان میں عورت چپ رہی تو یہ سکوت اذن نہوگا واجازة فی الثانی ان بقی
النکاح لا لو بطل بموته اور سکوت بالغہ کا یا ضحک وغیرہ جائز رکھنا نکاح کا ہے دوسری صورت میں یعنے ولی نے قبل استیذان نکاح کر دیا پھر بعد خبر ہونے
کے اسنے سکوت کیا تو یہ سکوت اجازت ہے نکاح کی اگر ولی ایک ہو اور اگر اولیا زیادہ ہوں اور بالغہ ہر ایک کی تزویج سنکر سکوت کرے تو یہ سکوت اجازت نہوگا

بلکہ دونون نکاح موقوف رہینگے یہانتک کہ پھر اجازت قولی یا فعلی ظاہر کرے کذا فی البدائع اور اگر دونون کو ایک ساتھ خبر پہونچی تو دونون ثابت نہین ہونگے
کذا فی حاشیۃ المدنی سکوت اجازت ہوگا اگر صحت نکاح کی خبر معلوم ہونے تک اور اگر نکاح باطل ہو گیا بسبب موت شوہر کے یعنی شوہر مر گیا پھر اسکے بعد عورت
کو خبر نکاح کی پہونچی تو اسوقت مین اسکا سکوت اجازت نہوگا اسواسطے کہ نکاح خود باطل ہو گیا ولو قالت بعد موتہ زوجنی ابی بامری ولم یکن ثابتاً فالقول
لہا للارث وتعتد اور اگر بعد موت شوہر کے عورت نے کہا کہ میرا نکاح کر دیا تھا میرے باپ نے میرے اذن سے اور شوہر کے وارث اسکے منکر ہین تو عورت
ہی کا قول معتبر ہوگا تو اسکو شوہر کی وراثت ہوگی اور عدت بیٹھیگی ولو قالت بغیر امری لکنہ بلغنی فرضیت فالقول لہم اور اگر عورت نے کہا کہ میرا نکاح میرے
باپ نے بدون میرے اذن کے کیا لیکن جب مجھکو خبر نکاح کی پہونچی تو مین راضی ہو گئی سو اس صورت مین شوہر کے وارثون کا قول معتبر ہوگا تو اسکو نہ ملیگا نہ
میراث لیکن اگر اسکو صحت نکاح کا علم ہو تو اسپر عدت لازم آویگی کذا فی حاشیۃ المدنی وقولہا غیرہ اولیٰ منہ رد قبل العقد لا بعدہ اور عورت کا یون بولنا کہ غیر اسکا بہتر
ہو اس سے یہ رد ہو قبل عقد کے نہ بعد عقد کے یعنی ولی نے بالغہ سے اذن مانگا زید کے ساتھ نکاح مین اور اسنے کہا کہ زید کے سوا اور شخص بہتر ہو تو اگر یہ قول عقد سے
پہلے ہو تو اجازت نہوگی انکار ہوا اور اگر بعد عقد کے کہا تو انکار نہوگا بلکہ اجازت ہو کذا فی الظہیریۃ اور بحر الرائق مین کہا کہ قبل عقد اور بعد عقد دونون صورتون
مین یہ قول انکار ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولو زوجہا الفضولی فسکوتہا رضا بعد العقد لا قبلہ اور اگر نکاح کیا بالغہ کا ولی نے اپنے ساتھ تو سکوت کرنا اسکا رد ہو بعد عقد کے
نہ قبل عقد کے یعنی نکاح کیا ایک شخص نے اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ بدون اسکے اذن کے پھر جب بالغہ کو خبر پہونچی تو وہ ساکت ہو رہی تو یہ سکوت بعد العقد
رضا نہوگا اسواسطے کہ ابن العم اس نکاح مین اصیل ہوا اپنی طرف سے اور فضولی ہوا عورت کی طرف سے اور متولی عقد طرفین مین یہ شرط ہو کہ فضولی نہو ایک طرف سے
نہ دو طرف سے تو یہ عقد امام اور محمد کے نزدیک نافذ ہوا اور اجازت پر نہین رہا یہانتک کہ اگر عورت اجازت قولی بھی دے تو بھی صحیح نہین اور اگر استیذان قبل عقد کے ہوا
تو سکوت کرنا اسکا رضا ہو جائیگا اور عقد صحیح ہوگا بالاتفاق کذا فی الخانیۃ اسواسطے کہ ابن العم اس صورت مین وکیل ہوا عورت کی طرف سے اور اصیل ہوا اپنی طرف
سے تو اب اسکو متولی عقد طرفین ہونا صحیح ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو استاذنہا فی معین فردت ثم زوجہا منہ فسکتت صح فی الاصح اور اگر اذن مانگا ولی نے
عورت سے ایک مرد معین مین تو اسنے رد کیا تھا پھر بعد اسکے نکاح کر دیا اسی شخص مذکور سے سو ساکت ہو گئی بعد خبر معلوم ہونے کے تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح مین بخلاف
ما لو بلغہا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد بخلاف اسکے کہ اگر عورت کو نکاح کی خبر پہونچی تو اسنے انکار کیا پھر بولی کہ مین راضی ہون تو نکاح نہ جائز ہوگا بسبب باطل
ہو جانے نکاح اول کے انکار سے ولذا استحسنوا التجدید عند الزفاف لان الغالب اظہار النفرۃ عند فجأۃ السماع اور اسیواسطے بہتر جانا ہو فقہا نے تجدید نکاح کو زفاف
کے وقت اسواسطے کہ غالب عادت کنواری عورتون کی اظہار نفرت ہو ناگہان سماعت نکاح کے وقت یعنی احتمال ہو کہ اعلان نکاح کے وقت نکاح سے نفرت کی ہو اور
نکاح باطل ہو گیا ہو بسبب عدم رضا کے پھر جب بعد اسکے نکاح جدید کر لیا تو یہ اشتباہ جاتا رہا بحر الرائق مین کہا تجدید نکاح اسوقت مستحب ہو جب نکاح قبل استیذان کے ہوا ہو اور
اگر بعد استیذان کے نکاح ہوا ہو تو اسکی کچھ حاجت نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ولو استاذنہا فی معین فسکتت فوکل من یزوجہا ممن سماہ جاز ان عرفت الزوج والمہر
کما فی القنیۃ اور اگر اذن لیا ولی نے عورت سے ایک مرد معین مین سو اسنے سکوت کیا پھر وکیل کیا ولی نے ایک شخص کو کہ عورت کا نکاح کر دے اس سے جسکا نام
لے دیا تو یہ توکیل اور عقد وکیل جائز ہو اگر زوج اور مہر کی معرفت ہو گئی ہو کذا فی القنیۃ صحت نکاح مین معرفت زوج کی ضرور ہو عورت بھی اسکو جان گئی ہو اور وکیل
بھی جان گیا ہو تاکہ دوسرے سے نہ عقد کر دے اور مہر کی معرفت مین اختلاف ہو چنانچہ آگے تصریح کریگا کہ وہ صحت نکاح کی موقوف نہین واستشکلہ فی البحر بانہ
لیس للوکیل ان یوکل بلا اذن فمقتضاہ عدم الجواز او نہا استفادتہ اور مشکل جانتا ہو مسئلہ سابق کو بحر الرائق مین اسطرح ہو کہ وکیل کو اختیار نہین کہ دوسرے کو
وکیل کرے بدون اجازت موکل کے تو اس سے لازم آتا ہو عدم جواز نکاح کا یعنی بالغہ کے سکوت سے ولی اسکا وکیل ٹھہرا پھر اسکو وکیل کرنے کا اختیار نہین کہ ولی
کے وکیل کی توکیل جائز ہو یا کیسے کہ یہ مسئلہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہو یعنی ہر چند وکیل کو توکیل کا اختیار نہین لیکن نکاح مین اختیار ہو اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہو کہ نکاح

کی وکالت حقیقی وکالت نہین بلکہ یہان سفیر محض اور معبر ہوتا ہو اور اسیواسطے حقوق عقد کے وکیل کی طرف رجوع نہین کرتے اور باب الوکالت مین آویگا کہ اگر موکل
نے قیمت معین کر دی ہو تو وکیل کو اختیار ہو کہ دوسرے کو وکیل کر دے اسیطرح یہان بھی شوہر اور مہر معروف اور معلوم ہین تو البتہ وکالت صحیح ہوگی تو اب کچھ اشکال باقی نرہا
آہ اقول فی حاشیۃ المدنی ان علمت بالزوج اھ سن ہو تستظہر الرغبۃ فیہ او عنہ ولو فی ضمن العام کجیرانی او بنی عمی ولو یحصون سکوت بالغہ کا اذن ہوگا اگر وہ جان گئی ہو
شوہر کو کہ وہ کون ہو تا کہ اسمین شوق ظہور کرے یا نفرت اگرچہ علم شوہر کا در ضمن عام ہو جیسے ولی نے کہا کہ مین تیرا نکاح کرتا ہون اپنے ہمسایون سے یا اپنے چچا کے بیٹون
مین سے ایک مرد کے ساتھ بشرطیکہ وہ گنتی کے ہون تا ہر ایک کا حال عورت کو معلوم ہو سکے والا لا الم التفویض لہ الا امر اور اگر گنتی کے نہونگے تو رضا نہ ثابت ہوگی جبتک
ولی کو اپنا امر سپرد نکرے مثلاً اگر یون کہے کہ جو تو کرے مین اسمین راضی ہون یا یون کہے کہ میرا نکاح کر دے جس سے تو چاہے تو البتہ رضا ثابت ہوگی لا العلم بالمہر قیل
الشرط وہو قول المتاخرین کذا فی البحر عن الذخیرۃ واقرہ المصنف وما صححہ فی الدرر عن الکافی ردہ الکمال شرط نہین مہر کا علم یعنے استیذان مین مقدار مہر کا علم ضرور
نہین اسواسطے کہ صحت نکاح مہر پہ موقوف نہین کذا فی الہدایہ اور بعضون نے کہا کہ مہر کا ذکر کرنا شرط ہو اسواسطے کہ قلت اور کثرت مہر سے شوق مختلف ہوتا ہو اور
یہی ہو قول متاخرین فقہا کا کذا فی البحر عن الذخیرہ اور مصنف نے بھی اسی قول کو ثابت رکھا ہو شرح منح الغفار مین اور جسکی تصحیح کی ہو درر مین بروایت کافی
کے اسکو رد کیا ہو کمال الدین محقق نے در مین کہا کہ اگر ولی باپ یا دادا ہو تو ذکر شوہر کا کافی ہو مہر کا ذکر ضرور نہین اور اگر باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی ہو تو مہر کا تسمیہ
ضرور ہو محقق نے اسکو یون کہا کہ اسطرح تفصیل کرنا قائل کی غفلت ہو اسواسطے کہ باپ دادا مین اور انکے سوا اور اولیا مین تفرقہ کرنے کا محل تزویج صغیر و صغیرہ ہو کہ
وہان ولایت اجبار ثابت ہو اور یہان گفتگو بالغہ مین ہو اسمین باپ اجنبی کے برابر ہو بدون اسکی رضا کچھ نہین کر سکتا وکذا اذا زوجہا الولی عندہا ای
بحضرتہا فسکتت صح فی الاصح ان علمتہ کما مر اور اسی طرح جب نکاح کر دیا بالغہ کا ولی نے اسکے روبرو پھر وہ چپ رہی تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح مین
بشرطیکہ شوہر کو اسنے جانا ہو چنانچہ سابق مین مذکور ہو گیا والسکوت کالنطق فی سبع وثلثین مسئلۃ مذکورۃ فی الاشباہ اور سکوت نطق کے برابر ہو
سینتیس (۳۷) مسئلہ مین جنکا ذکر اشباہ مین ہو کتاب الاشباہ والنظائر مین ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے بارھوین (۱۲) قاعدہ مین کہا کہ سینتیس (۳۷) مسئلہ مین
سکوت مانند نطق کے ہو (۱) سکوت باکرہ کا وقت استیذان ولی کے قبل عقد ہو یا بعد (۲) سکوت کرنا اسکا اپنے قبض مہر کے وقت (۳) سکوت باکرہ کا
اپنے بالغ ہونے کے وقت اپنے خیار نفس مین جب کہ باپ دادا کے سوا اور ولی نے اسکا نکاح کیا ہو (۴) عورت نے نکاح کرنے کی قسم کھائی ہو پھر اسکے
باپ نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ چپ رہی تو حانث ہوگی یعنی قسم ٹوٹ جائیگی (۵) سکوت متصدق علیہ یعنی فقیر کا برابر قبول کے ہو نہ موہوب لہ کا (۶) قبض موہوب لہ
اور متصدق علیہ کے وقت سکوت کرنا مالک کا اذن مین داخل ہو (۷) سکوت وکیل کا قبول ہو اور رد کرنے سے وکالت رد ہو جاتی ہو (۸) سکوت مقر لہ کا
قبول ہو (۹) مفوض الیہ یعنی جسکو کچھ سپرد کیجیے اسکا چپ رہنا قبول ہو اور رد ہوتا ہو رد کرنے سے (۱۰) موقوف علیہ کا سکوت جبکہ کوئی چیز وقف کیجیے
قبول ہو اور رد ہوتا ہو رد کرنے سے (۱۱) بیع التلجیہ مین بائع یا مشتری نے کہا کہ مین اس بیع کو صحیح کرتا ہون اور دوسرا چپ رہا تو یہ سکوت تصحیح بیع ہوگا (۱۲)
غائمین مین تقسیم مال کے وقت یا ملک قدیم کا سکوت رضامندی ہو (۱۳) عبد کو بیع اور شری کرتے دیکھکر مشتری بالخیار کا سکوت کرنا خیار کو ساقط
کرتا ہو (۱۴) مشتری کا قبضہ مبیع پر دیکھکر اس بائع کا سکوت کرنا جسکو حبس مبیع مین اختیار تھا اجازت ہو قبضہ کرنے کی (۱۵) بیع معلوم ہونے کے
وقت شفیع کا سکوت حق شفعہ کا مبطل ہو (۱۶) غلام کو غیر کا مال خرید فروخت کرتے دیکھکر مولی کا سکوت اجازت ہو تجارت کی (۱۷) مولی نے قسم کھائی کہ غلام کو
تجارت کا اذن نہ دونگا پھر سکوت کیا خرید فروخت کرتے دیکھکر تو حانث ہوگا (۱۸) غلام کا سکوت وقت انقیاد بیع اور رہن کے وقت اقرار ہو غلامی کا (۱۹) ایک
شخص نے قسم کھائی کہ فلانے شخص کو اپنے گھر نہ اترنے دونگا پھر اسکو اپنے گھر مین اترتے دیکھا اور سکوت کیا تو حانث ہوگا (۲۰) شوہر کا سکوت کرنا عورت کی
ولادت کیوقت یا مبارکباد دینے کیوقت اقرار ہو ثبوت نسب کا پھر سکوت کے بعد نفی ولد کا اختیار نہین (۲۱) مولی کا سکوت نزدیک ولادت ام ولد کے اقرار ہو ولد کا (۲۲) قبل بیع کے

[illegible] چپ رہنا [illegible] عادل ہو ۳۳ سکوت باکرہ کا نزدیک ولی کے معلوم ہونے کے وقت [illegible]
[illegible] شوہر نے سکوت کیا تو یہ سکوت اقرار ہوا [illegible] شوہر کی [illegible]
[illegible] صورت [illegible] ۳۵ ایک شخص نے دیکھا کہ [illegible] مشتری
[illegible] ۳۶ شرکت عنان کے دو شریک [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] ہو تو یہ دونوں کی شراکت ہو گی ۳۷ وکیل نے موکل سے کہا کہ فلانی چیز تو [illegible]
[illegible] وکیل [illegible] ۳۸ صبی عاقل کو خرید و فروخت کرتے دیکھ کر اسکے ولی نے سکوت کیا تو یہ اذن ہوا ۳۹ [illegible]
[illegible] سکوت رضا ہے ۴۰ قسم کھائی کہ مملوک سے خدمت نہ لونگا پھر وہ بدون اسکے امر اور نہی کے خدمت کرے
[illegible] ساکت ہے تو حانث ہوا [illegible] جامع الفصولین وغیرہ میں ہے اور سات آگے اشباہ کے مصنف نے زیادہ کیے ۴۱ ان میں باپ کی بیٹی کے جہیز میں کچھ
اسباب باپ کا دیا اور باپ ساکت ہے تو اسکو پھیر لینا نہیں پہنچتا ۴۲ ماں نے بیٹی کے جہیز میں وہ سامان دیا جسکا رواج ہے اور باپ ساکت تھا تو ماں اسکی ضامن
نہ ہو گی ۴۳ زیور پہنے لونڈی کو بیچا بدون شرط کے پھر لونڈی مشتری کو مع زیور حوالہ کی اور وہ اسکو لے گیا اور بائع ساکت رہا تو یہ سکوت بمنزلہ تسلیم کے
زیور بھی اسی مشتری کا ہو گا ۴۴ استاد کے آگے شاگرد کا پڑھنا اور استاد کا چپ رہنا تو یہ سکوت بمنزلہ نطق کے ہے قول صحیح میں ۴۵ [illegible]
کا ساکت رہنا انکار ہے اور بعضوں نے کہا کہ انکار نہیں کذا فی القضاء الخلاصۃ ۴۶ سکوت راہن کا مرتہن کے قبضہ کرتے وقت مرہون پر ۴۷
قاضی نے شاہد کا حال مزکی سے پوچھا اور اسنے سکوت کیا تو اسکا سکوت تعدیل ہے شاہد کی اور یہ مسئلہ حموی نے اشباہ کے حاشیہ میں زیادہ کیے تو سب
[illegible] مسئلے ہوتے ہیں سکوت بمنزلہ نطق کے ہے خوف طوالت سے انکا مذکور کرنا ضرور نہ جانا فان استاذنہا غیر الاقرب کاجنبی او ولی ابعد فلا عبرۃ لسکوتہا سو اگر اذن
چاہا باکرہ بالغہ سے غیر ولی اقرب نے جیسے اجنبی یا ولی بعید نے اقرب ولی کے ہوتے تو اسکے سکوت کا اسوقت میں کچھ اعتبار نہیں بل لابد من القول
کالثیب البالغۃ بلکہ اسوقت میں بولنا ضرور ہے مثل ثیب بالغہ کے ثیب اس عورت کو کہتے ہیں جسکا ایک بار نکاح ہوا اور صحبت بھی ہوئی پھر شوہر کی موت سے
یا طلاق وغیرہ سے جدائی ہوئی لا فرق بینہما الا فی السکوت نہیں فرق دونوں میں مگر سکوت میں یعنے باکرہ بالغہ اور ثیبہ بالغہ میں سواے سکوت اور کچھ فرق نہیں مثلاً
باپ نے اذن نکاح کا چاہا تو اسوقت میں باکرہ بالغہ کا سکوت دلیل ہے رضا کی اور ثیبہ کا سکوت کافی نہیں بدون رضائی قولی کے لان رضاہا یکون بالدلالۃ کما
ذکرہ بقولہ او ما ہو فی معناہ من فعل یدل علی الرضاء کطلب مہرہا ونفقتہا وتمکینہا من الوطی ودخولہ بہا برضاہا ظہیریۃ اسواسطے کہ دونوں کی رضا
دلالت حال سے بھی معلوم ہوتی ہے چنانچہ مصنف نے اپنے اس قول میں بیان کیا یعنی ضرور ہے رضاے قولی یا جو قول کے مانند ہے یعنے وہ فعل جو رضا پر
دلالت کرے جیسے اپنا مہر مانگنا اور نفقہ مانگنا اور وطی کی قدرت دینا اور اپنی خوشی سے شوہر سے خلوت کرنا کذا فی الظہیریۃ مراد خول سے خلوت ہے نہ وطی اسواسطے
کہ وطی کا ذکر اول ہو چکا وقبول التہنیۃ والضحک سرورا ونحو ذلک بخلاف خدمتہ او قبول ہدیتہ اور مبارکبادی کو قبول کرنا اور خوشی سے ہنسنا اور مانند ان
افعال کے رضامندی پر دلیل ہیں جیسے اپنا اسباب شوہر کے گھر اٹھوا لیجانا بخلاف خدمت کرنے شوہر کے اور قبول کرنے اسکے تحفہ کے کہ یہ رضامندی کی دلیل نہیں
من زالت بکارتہا بوثبۃ ای نطۃ او درور حیض او حصول جراحۃ او تعنیس ای کبر فہی بکر حقیقۃ کتفریق بجب او عنۃ او طلاق او موت بعد خلوۃ قبل
وطی جس عورت کی بکارت زائل ہوئی یعنے شرمگاہ کا پردہ پھٹ گیا اچھلنے کودنے سے یا حیض جاری ہونے سے یا وہاں زخم لگنے سے یا زیادہ عمر ہونے سے تو
وہ عورت حقیقی باکرہ ہے کہ مطلق مردوں سے جدا نہیں مانند اس عورت کے جسکی تفریق واقع ہوئی شوہر کے مقطوع الذکر یا عنین ہونے سے یا اسکے مر جانے سے یا
طلاق دینے سے شوہر کے بعد خلوت قبل وطی کے او زنا ولم یتکرر فہی بکر حکما ان لم یتکرر ولم تحد بہ یا بکارت زائل ہوئی ہو زنا سے اور یہ عورت فقط حکمی باکرہ ہے

یعنے بمنزلہ باکرہ کے ہو بشرطیکہ تکرار زنا کی نہ ہوئی ہو اور زنا کی حد بھی اُسپرنہ قائم ہوئی ہو خلاصہ یہ کہ باکرہ حقیقی اور حکمی کا سکوت وقت استیذان
ولی کے بجاے نطق کے ہو بولنا اُسکا شرط نہین والا فثیب کموطؤۃ بشبہۃ او نکاح فاسد اور اگرچند بار زنا ہوا یا اُسپر زنا کی حد ماری گئی تو وہ
باکرہ نہین ثیب ہو مانند اس عورت کے جسکی صحبت شبہہ سے ہوئی یا نکاح فاسد سے قال الزوج للبکر البالغۃ بلغک النکاح فسکتت و
قالت بل رددت النکاح ولا بینۃ لہما علی ذلک ولم یکن دخل بہا طوعا فی الاصح فالقول قولہا بیمینہا علی المفتی بہ کہا زوج نے
باکرہ بالغہ سے کہ تجھکو خبر پہونچی نکاح کی سو تو ساکت رہی اور اُسنے کہا بلکہ مین نے نکاح کو رد کیا اور حالانکہ دونون کے گواہ نہین اپنے اس دعوی پر
اور دخول بھی رضامندی سے نہوا تو قول اصح مین تو لائق اعتبار کے عورت کا قول ہوگا اُسکی قسم کھانے کے ساتھ بنا بر قول مفتی بہ کے یعنی اگر عورت قسم
کھائیگی تو نکاح نہ ثابت ہوگا وتقبل بینتہ علی سکوتہا لانہ وجودی بضم الشفتین اور مقبول ہونگے زوج کے گواہ زوجہ کے سکوت پر سواسطے کہ سکوت امر وجودی
ہو بسبب ملانے دونون لبون کے یہ جواب ہو سوال مقدر کا کہ سکوت عبارت ہو عدم کلام سے سپھر زوج کے گواہ نفی پر کیونکر مقبول ہونگے شارح نے جواب
دیا کہ سکوت دونون لبون کے ملانے سے ہوتا ہو تو وجودی ہوا نہ کہ عدمی ولو برہنا فبینتہا اولی الا ان یبرہن علی رضاہا او اجازتہا اور اگر دونون گواہ
لائے تو عورت کے گواہ اولی ہین لیکن اگر شوہر گواہ لایا عورت کی رضامندی پر یا اُسکی اجازت پر تو شوہر کے گواہ اولی ہونگے کما لو زوجہا ابوہا مثلا
زاعما عدم بلوغہا فقالت انا بالغۃ والنکاح لم یصح وہی مراہقۃ قال الاب او الزوج بل ہی صغیرۃ فان قولہا ان ثبت ان سنہا تسع چنانچہ اگر نکاح
کردیا عورت کا مثلا اُسکے باپ نے نابالغہ جانکر سو عورت نے کہا کہ مین تو بالغہ ہون اور نکاح صحیح نہین اور حالانکہ وہ قریب البلوغ ہو اور کہا باپ یا زوج نے بلکہ
یہ صغیرہ ہو اس صورت مین بھی معتبر قول عورت ہی کا قول ہوگا اگر یہ ثابت ہو کہ عورت کی عمر نو برس کی ہو وکذا لو ادعی المراہق بلوغہ اور اسی طرح اگر دعوی کیا بچہ
قریب البلوغ نے اپنے بلوغ کا یعنی باپ نے اپنے بیٹے کی کوئی چیز بیچی بیٹا بولا کہ مین بالغ ہون بدون میری مرضی بیع صحیح نہین اور باپ یا مشتری نے
کہا بلکہ وہ نابالغ ہو تو قول بیٹے کا معتبر ہوگا ولو برہنا فبینۃ البلوغ اولی اور اگر باپ بیٹے دونون نے گواہ گذرانے تو گواہ بلوغ کے اولی ہونگے علی الاصح
قول صغیرہ یا صغیر کا معتبر ہو بنا بر مذہب اصح کے اور غیر اصح مین قول باپ کا معتبر ہو بخلاف قول الصغیرۃ رددت حین بلغت وکذبہا الزوج فالقول لہ لانکارہ
زوال ملکہ بخلاف اس قول صغیرہ کے کہ مین نے نکاح رد کیا جب مین بالغ ہوئی اور زوج اُسکی تکذیب کرتا ہو تو یہان معتبر قول زوج کا قول ہوگا اسواسطے کہ
زوج اپنے زوال ملک کا منکر ہو اور صغیرہ مدعی ہو ظاہر ہین اور حالانکہ لائق اعتبار کے منکر کا قول ہوتا ہو نہ مدعی کا ولو اختلفا بعد زمان البلوغ ولو حالۃ البلوغ
فالقول قولہا شرح وہبانیۃ فلیحفظ لائق اعتبار کے قول زوج کا ہو اگر صغیرہ اور زوج مین اختلاف ہوا ہو بعد زمان بلوغ کے اور اگر وقت بلوغ کے اختلاف
ہوا تو قول صغیرہ کا معتبر ہوگا کذا فی شرح الوہبانیۃ سو اُسکو یاد رکھنا چاہیے وللولی الاتی بیانہ انکاح الصغیر والصغیرۃ جبرا ولو ثیبا کمعتوہ ومجنون شہرا
اور واسطے اُس ولی کے جسکا بیان آگے آویگا اختیار ہو صغیر اور صغیرہ کے نکاح کردینے کا زبردستی اگرچہ صغیرہ ثیب ہو مانند احمق بدتدبیر اور مجنون کے
جسکا جنون مہینہ بھر برابر رہتا ہو ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مہرہا وزیادۃ مہرہ او زوجہا بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسہ بغبن ابا او جدا
وکذا المولی وابن المجنونۃ اور لازم ہوگا نکاح یعنی صغیر اور صغیرہ کو فسخ کا اختیار نہین ہوگا بعد بلوغ کے اگرچہ نکاح نقصان صریح سے ہوا ہو اسطرح کہ صغیرہ کا مہر کم
کردیا ہو اور صغیر کا زیادہ یا اگرچہ صغیرہ کا نکاح غیر کفو سے کردیا ہو اگر ولی جسنے نکاح بذات خود صریح نقصان سے کیا ہو باپ ہو یا دادا اور اسی طرح سوا بھی
جسنے صغیر اور صغیرہ غلام لونڈی کا نکاح کرکے آزاد کیا اور اسیطرح مجنون کا بیٹا ولم یعرف منہما سوء الاختیار مجانۃ وفسقا وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا
ایسے باپ یا دادا کا نکاح کردینا لازم ہو جنکی بدتدبیری از راہ بیباکی اور فسق کے معروف نہین اور اگر اُنکی بدتدبیری معروف ہو تو نکاح صحیح نہین باتفاق
امام اور صاحبین کے وکذا لو کان سکران فزوجہا من فاسق او شریر او فقیر او ذی حرفۃ دنیۃ لظہور سوء اختیارہ فلا یعارضہ شفقتہ المظنونۃ اور اسی طرح

[illegible] واتفاق نہ ہو [illegible] صغیرہ کا نکاح کر [illegible] ثابت ہوا [illegible]
سب قبلے [illegible] جیسے [illegible] اور [illegible] انکا نکاح صحیح ہو بسبب [illegible] کسی [illegible] کے سوالی کی شفقت [illegible] شوق کی [illegible]
کی [illegible] ان سے [illegible] ولی کی [illegible] کان شفقت [illegible] وان کان المزوج غیرہما [illegible] قاضی [illegible]
اور [illegible] فی التزویج [illegible] لم یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلا اگر نکاح کر دے [illegible] باپ دادا کے سوا اگرچہ
[illegible] یا قاضی یا باپ کا وکیل [illegible] اس میں بحث ہے کہ اگر باپ نے اپنے وکیل سے مہر [illegible] کر دی تو نکاح صحیح ہے [illegible] غیر [illegible]
نکاح [illegible] غیر کفو [illegible] نقصان سے [illegible] صدر الشریعۃ [illegible] اور [illegible] کتاب [illegible] الشریعۃ میں [illegible] غیر کفو یا نقصان
سے [illegible] نکاح صحیح ہے [illegible] صغیر اور صغیرہ کو بعد بلوغ کے فسخ کا اختیار [illegible] قول [illegible] نہیں کذا فی [illegible] غایۃ البیان وان کان
من کفو وبمہر المثل صح ولکن لہما ای للصغیر والصغیرۃ [illegible] خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح [illegible] اور اگر
[illegible] غیر [illegible] کفو سے ہو اور ساتھ مہر مثل کے تو نکاح صحیح ہے ولیکن ان دونوں کو یعنی صغیر اور صغیرہ [illegible] عتق [illegible] مجنون کو اختیار ہو
نکاح فسخ کر دینے کا اگرچہ بعد دخول کے ہو فسخ کا اختیار ہو بالغ ہونے کے وقت یا بعد بالغ ہونے کے نکاح معلوم ہونے کے وقت یعنی اگر اول سے نکاح
کا علم تھا تو بلوغ کے وقت اختیار ہو اور اگر نکاح اول معلوم نہ تھا تو بعد بلوغ کے جبکہ معلوم ہونے تک اختیار ہے [illegible] کہ مہر [illegible] باپ [illegible] برابر [illegible] دیا
کو مہر [illegible] نہیں ہوتی تو اسواسطے صغیر اور صغیرہ کے وقت بلوغ کے اختیار [illegible] اور اختیار آزادی کا اختیار بلوغ
سے [illegible] ہوا کرتا ہے مثلاً صغیرہ لونڈی کا مالک نے نکاح کر دیا پھر اسکو قبل بلوغ آزاد کیا تو بلوغ کے وقت [illegible] اختیار جمع ہوئے خیار بلوغ و خیار عتق سو [illegible] صورت
میں کون سے فسخ کا اختیار ہوگا خیار بلوغ سے یا خیار عتق سے شارح نے جواب دیا کہ ہوتے خیار عتق کے خیار بلوغ کی کچھ حاجت نہیں بسبب قوی ہونے خیار
عتق کے اسواسطے کہ خیار عتق بسبب سکوت اور قیام مجلس کے باطل نہیں ہوتا بخلاف خیار بلوغ کے اور حق یہ ہے کہ اس صورت میں خیار بلوغ مطلق نہیں اسواسطے کہ
تزویج [illegible] مولی کی [illegible] تزویج اب اور جد کے ہے اور حالانکہ [illegible] بلوغ کے وقت یہ فسخ کا اختیار نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] صغیر فرق بینہما [illegible]
بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان فیہ ویلزم کل المہر اور اگر بالغ ہوئی زوجہ اور زوج صغیر ہو اور زوجہ نے نکاح توڑنا چاہا تو تفریق کرائی جائیگی [illegible] صغیر کے
باپ کے روبرو یا اسکے وصی کے روبرو بشرط حکم قاضی کے واسطے فسخ کے تو دونوں باہم وارث ہونگے ایک دوسرے کے نکاح میں اور لازم ہوگا تمام مہر لیتے وقت
بلوغ صغیرہ کے قاضی نے نکاح فسخ نہ کیا یہانتک کہ دونوں میں سے کوئی مرگیا تو بسبب نکاح باقی رہنے کے ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور تمام مہر لازم آویگا
اسواسطے کہ موت بمنزلہ دخول کے ہے مہر پورا کرنے میں ثم الفرقۃ ان من قبلہا فسخ لا ینقص عدد الطلاق پھر جدائی اگر عورت کی جانب سے ہے تو فسخ ہے نکاح کا کم
نہیں کرتا طلاق کے عدد کو یعنی اگر مرد نے بعد فسخ کے بخوشی اسکے نکاح کیا تو زوج پوری تین طلاق کا مالک ہوگا یہاں وہ فرقت مراد ہے جو غیر [illegible] خیار بلوغ
کی کہ وہ تو محض فسخ ہے طلاق کا [illegible] احتمال نہیں ولا یلحقہا طلاق الا فی الردۃ اور نہیں لاحق ہوتی طلاق اس عورت کو جو فسخ کی عدت میں ہے مگر مرتد ہو جانے
میں طلاق لاحق ہوتی ہے یعنی ارتداد عورت کا اگرچہ فسخ ہے لیکن مرتدہ کی عدت میں طلاق پڑ سکتی ہے وان من قبلہ فطلاق اور اگر فرقت جانب زوج سے ہو
تو طلاق ہے فرقت زوج سے مراد وہ فرقت ہے جو عورت کی طرف سے نہ ہو سکے تو تقبیل اور اسلام اور ارتداد اور خیار بلوغ وغیرہ کی فرقت نکل گئی اسواسطے
کہ اس قسم کی فرقت طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے کیونکہ عورت اور مرد دونوں کی طرف سے یہ فرقت ہوتی ہے فقط مرد ہی کو خاص نہیں الا بملک او ردۃ او خیار
عتق مرد کی طرف فرقت طلاق ہے لیکن ملک یا ارتداد یا خیار عتق میں طلاق نہیں ملک کی صورت یہ کہ ایک مرد نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اسکو
مول لیا تو نکاح فسخ ہوگیا تو جدائی مرد کی طرف سے ہوتی اور طلاق نہ ہوئی بلکہ فسخ ہوا اور ارتداد زوج بھی فسخ ہے طلاق نہیں اور ذکر خیار عتق میں

شارح سے سہو ہوا اسواسطے کہ غلام کو خیار عتق نہین ہوتا چنانچہ اسکی تصریح باب نکاح الرقیق مین آ رہی ولیس لنا فرقۃ منہ ر لا مہر علیہ الا اذا اختار نفسہ بخیار عتق اور نہین ہی ہم حنفیون کے نزدیک کوئی جدائی زوج کی طرف سے جسمین زوج پر مہر ہو مگر جب کہ اختیار کرے اپنی ذات کو خیار عتق سے شارح کو لازم تھا کہ بجاے خیار عتق کے خیار بلوغ کہتا چنانچہ ابھی اسکا ذکر ہو چکا یعنے زوج کی طرف کی سب جدائیوں مین زوج پر مہر و نیا واجب ہے سواسے خیار بلوغ کے کہ اسمین مہر ساقط ہی کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی وشرط الکل القضاء الا الثمانیۃ اور شرط ہی سب جدائیون کے واسطے حکم قاضی کا مگر آٹھ جدائیون مین قاضی کا حکم شرط نہین ونظمہ فی النہر فقال اور نظم کیا ہی مہر الفائق مین سو لون کہا ہے کہ مصنف نے سے فرق النکاح اتتک جمعا نا فخذ ہا فسخ طلاق فیہ ہذا المدر لکھیما ہی جدائیان نکاح کی آئین تیرے پاس مجموعہ نافع ہو کر اور وہ دو جنس مین منحصر ہین فسخ یا طلاق اور یہ نظم جو نفاست مین موتی کے مانند ہی انکو بیان کرتی ہی۔ تبائن الدارمع نقصان مہر کذا۔ فساد عقد و فقد الکفو ینعیہا اول فرقت مین تبائن دار دوسری فرقت کمی مہر کی ساتھ نکاح کے اسی طرح تیسری فرقت فساد عقد اور چوتھی فرقت فقدان کفو کا عورت کو خبر موت کی سناتا ہی تبائن دار مثلاً عورت دار الحرب چھوڑ کر دار الاسلام مین آ گئی مسلمان ہو کر یا ذمیہ ہو کر تو اپنے شوہر سے جدا ہو گئی اگر حاملہ نہ ہو تو فی الفور اسکا نکاح درست ہی دوسری فرقت نقصان مہر سے یعنی عورت نے اپنا نکاح مہر مثل سے کم کر لیا تو ولی دونون مین تفریق کروائیگا اگر قبل دخول کے تفریق ہوئی تو کچھ مہر نہ پاویگی اور اگر بعد دخول کے تفریق ہوئی تو مہر مسمی پاویگی تیسری فرقت فساد عقد کی جیسے لونڈی سے نکاح حرہ پر چوتھی فرقت فقدان کفو کی یعنی جب عورت نے نکاح غیر کفو سے کر لیا تو اولیا کو منع کرا دینے کا حق ہی تقبیل سبی اسلام المحارب وارضاع ضرتہا قد عددا فیہا ✤ پانچوین فرقت تقبیل کی چھٹی فرقت سبی کی ساتوین فرقت اسلام حربی کی آٹھوین فرقت سوت کے دودھ پلانے کی اسلام اور ارضاع بھی انھین مین معدود ہین تقبیل کی فرقت یعنی بوسہ لینے سے نکاح ٹوٹنا مراد تقبیل سے جو عمل کہ حرمت مصاہرت کا باعث ہو مثلاً عورت نے شوہر کے بیٹے کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر نے زوجہ کی بیٹی کا مساس کیا تو نکاح فسخ ہو گیا سبی کی فرقت یعنی عورت کا قید ہو کر دار الاسلام مین آنا ناظم سے یہان سہو ہوا اسواسطے کہ باب نکاح الکافر مین معلوم ہو گا کہ عورت تبائن دارین سے جدا ہوتی ہی سبی سے جدا نہین ہوتی اور اگر سبی مع تبائن دار مراد لیجیے تو فقط تبائن دار فرقت مین کافی ہی سبی کی کچھ حاجت نہین کذا فی حاشیۃ المدنی اسلام حربی کی فرقت یعنی شوہر حربی مسلمان ہوا اور عورت کے تین حیض ہو چکے یا تین مہینے گذر گئے تو یہ جدائی فسخ ہی ارضاع کی فرقت یعنی جوان عورت نے اپنی صغیرہ سوت کو دودھ پلایا جسکی عمر دو برس سے کم تھی تو دونون کا نکاح فسخ ہو گیا۔ خیار عتق بلوغ ردۃ وکذا۔ ملک لبعض وتلک الفسخ یحصیہا ✤ نوین فرقت خیار عتق کی دسوین فرقت خیار بلوغ کی گیارھوین فرقت ارتداد کی بارھوین فرقت ملک بعض کی ان سب جدائیون کو فسخ کرتا ہی یعنی یہ سب جدائیان جو مذکور ہوئین فسخ ہین طلاق نہین خیار عتق کی فرقت فقط عورت کی طرف سے ہوتی ہی نہ مرد کی طرف سے چنانچہ سابق مین مذکور ہو چکا بخلاف اگلی جدائیون کے کہ وہ دونون طرف سے ہوتی ہی ملک بعض کی فرقت یعنے زوج زوجہ کا مالک ہوا یا زوجہ زوج کی مالک ہوئی کل ملکیت ہو یا بعض نکاح نہ رہیگا ناظم نے ملک بعض کو اسواسطے بیان کیا کہ جب ملک بعض سے فرقت ہوئی تو ملک کل سے بطریق اولی ہو گی۔ اما الطلاق فجب عنہ کذا۔ ایلاء ولعان ذاک تتلوہا ✤ اور جو جدائیان کہ طلاق ہین وہ چار ہین مجبوب ہونا اور عنین ہونا اور ایلا اور لعان یہ حکم مین ما قبل کا تالع ہی مجبوب ہونے کی جدائی یعنے عورت نے مرد کو مقطوع الذکر والخصیتین پایا اور اسی طرح عنین یعنے نامرد پانے کی جدائی اور ایلاء کی فرقت یعنی مرد نے چار مہینے صحبت کرنے کی قسم کھائی اور چار مہینے بدون جماع گذر گئے لعان کی جدائی یعنے مرد نے عورت کو بدکاری کی نسبت کی بدون گواہون کے پھر کاذب پر لعنت کر کے دونون مین جدائی ہو گئی یہ سولہ قسم کی جدائیان مذکور ہوئین ان مین سے بارہ جدائیان فسخ ہین اور چار جدائیان طلاق۔ فقضاء القاضی لی شرط الجمیع خلا عتق وملک و اسلام اتی فیہا ✤ حکم قاضی کا سب ان جدائیون مین شرط ہی سواے خیار عتق اور ملک اور اسلام کے اور انھین مین اگلی جنس مین ہین تقبیل سبی

الا ان دخل بها الی ہو تباین مع فساد العقد ومثاله التقبیل اور یہی ساتھ وپلا وے کے اور میری اسیدکو اور تباین دو رساتھ فساد عقد کے یعنی فساد عقد
صورت کو اسکے مرتبہ سے کاٹا ہو یعنے کوئی فرقت بدون حکم قاضی کے تمام نہین ہوتی زوجین کو قاضی کے پاس رجوع کرنا ضرور ہے لیکن ان تین
صورتون مین قاضی کے حکم کی کچھ حاجت نہین فرقت خیار عتق کی اور ملک کی اور فرقت اسلام حربیہ کی اور فرقت تقبیل وغیرہ کی اور فرقت یہی کی اور فرقت
یہی کی اور فرقت تباین دارین کی اور فرقت فساد عقد کی وبطل خیار البکر بالسکوت ومختارة عالمة باصل النکاح اور باطل ہوتا اختیار باکرہ کا
بشرطیکہ مختار ہو سکوت مین معذور نہو اور اصل نکاح کا علم رکھتی ہو تو اگر چھینک اور کھانسی آنے سے یا کسی کے منھ بند کرلینے سے بول نسکے تو سکوت
عذر ہی باطل خیار کا نہین اور علم نکاح کا اسواسطے شرط ہوا کہ بدون دانست کے تصرف ممکن نہین لیکن ثبوت خیار کا علم شرط نہین و سالت عن قدر مہر
قبل الخلوة او عن الزوج او سلمت علی الشہود لم یبطل خیارہا نہر تھا اور اگر باکرہ نے مقدار مہر کی پوچھی قبل خلوت کے یا زوج کا حال پوچھا یا سلام کیا
شاہدون کو تو ایسے کلام سے اسکا اختیار باطل نہین ہوتا چنانچہ یہ روایت نہر الفائق مین ہو بحث کے ساتھ ولا یمتد الی آخر المجلس لانه کالشفعة
اور خیار بلوغ کا دراز نہین ہوتا آخر مجلس تک اسواسطے کہ خیار بلوغ کا مانند حق شفعہ کے ہو یعنے جس مجلس مین عورت کو بلوغ ہوا یا علم نکاح کا ہوا تو
فوراً انکار کرے اگر سکوت کریگی تو ساعت نہوگی جیسے حق شفعہ کا بعد علم بیع کے سکوت سے باطل ہو جاتا ہو ولو اجتمعت مع تقول اطلب الحقین ثم تبدأ
بخیار البلوغ لانه دینی وتشہد قائلة بلغت الآن ضرورة احیاء الحق اور اگر حق شفعہ خیار بلوغ کے ساتھ جمع ہوا تو کہے مین دو حق طلب کرتی ہون
پھر بیان مین ابتدا خیار بلوغ سے کرے اسواسطے کہ یہ دینی امر ہو اور گواہ کرے اپنے بلوغ پر یون کہتی ہوئی کہ مین اب بالغ ہوئی یہ کہنا احیاء حق
کی ضرورت کے سبب سے ہو بحر الرائق مین کہا کہ جب سے خون حیض کے دیکھے طلب کرے پھر اگر رات کو دیکھے تو زبان سے یون طلب کرے کہ مین نے نکاح فسخ
کیا اور صبح کو گواہ کرے اور کہے کہ مین نے خون اب دیکھا اسواسطے کہ حیض ہر دم اندک اندک رہی رہتا ہو جسکو یہ کہنا کہ مین نے اب دیکھا کذب نہین
علاوہ اسکے بضرورت احیاء حق ایسی کذب کبھی روا ہو چنانچہ امام محمد سے مروی ہو کذا فی حاشیة المدنی وان جہلت بالتفرغها للعلم بخلاف خیار المعتقة فانه یمتد
لتشغلها بالمولی یعنے سکوت سے خیار بلوغ کا باطل ہو جاتا ہو اگرچہ حرہ باکرہ حق خیار سے جاہل ہو بسبب فارغ رہنے حرہ کے احکام شرعی کے دریافت
کے واسطے بخلاف آزاد عورت کی خیار کے کہ اسکو امتداد ہو دریافت ہونے تک بسبب مصروف رہنے لونڈی کے خدمت مولی مین یعنی
دار الاسلام مین حرہ کا جہل عذر نہین اسواسطے کہ وہ جان ومال کی مالک تھی کیون نہ اسنے احکام شرعیہ کو سیکھا اور لونڈی کا جہل عذر ہو اسواسطے کہ
مالک کی خدمت سے فراغت نہ تھی کہ احکام شرعیہ کو سیکھتی وخیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا او دلالة علیه کقبلة و
لمس ودفع مہر اور خیار صغیر اور ثیب کا جبکہ وہ بالغ ہون باطل نہین ہوتا سکوت سے بدون صریح رضامندی کے یا جو فعل کہ رضامندی پر دلالت
کرے جیسے بوسہ لینا اور مساس کرنا اور مہر کا دینا یعنی لڑکا نابالغ تھا اور ثیب بھی صغیرہ تھی انکا نکاح غیر اب وجد نے کردیا تو انکا خیار بعد بالغ ہونے کے
باطل نہین ہوتا ولا یبطل بقیامہا عن المجلس لان وقتہ العمر فیبقی حتی یوجد الرضا اور اختیار باطل نہین ہوتا دونون کے کھڑے ہونے سے
مجلس مین سے اسواسطے کہ اسکے اختیار کا وقت تمام عمر ہو سو باقی رہیگا اختیار جب تک رضامندی پائی جاوے ولو ادعت التمکین کرہا صدقت اور اگر
شوہر نے بعد بالغ ہونے ثیب کے جماع کیا اور عورت نے دعوی کیا کہ تیار ہونا جماع پر زبردستی سے تھا تو عورت کی تصدیق کیجائیگی اسواسطے کہ ظاہر
حال اسکا مصدق ہو ومفاده ان القول لمدعی الاکراه ولو فی جنس الوالی فلیحفظ اور حاصل کلام سابق کا یہ ہو کہ جو دعوی کرنے زبردستی کا اسکا
قول لائق اعتبار کے ہو اگرچہ مدعی حاکم کی قید مین ہو سو اس قاعدہ کو یاد رکھنا چاہیے الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه ولی نکاح مین
نہ مال مین وہ ہو جو عصبہ ہو بذات خود یہ تعریف ہو نکاح کے ولی کے مال کی ولی کی تعریف آگے آویگی حد بنفسه کی قید سے عصبہ مع غیرہ

نکل گیا جیسے بنت ابن کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے وہو من تحصل بالمیت حتی المعتقۃ بلا توسط انثی بیان لما قبلہ اور عصبہ بنفسہ وہ ہے جو لگاؤ رکھے میت سے حتی کہ آزاد عورت سے بدون واسطے عورت کے کہا شارح نے کہ بلا توسط انثی بیان ہے ما قبل کا یعنی عصبہ بنفسہ کا مثلاً باپ اور بیٹا اور مولی عصبہ بنفسہ ہیں کہ باپ کا اتصال بیٹے سے اور بیٹی کا اتصال ماں سے اور مولی کا اتصال آزاد عورت سے بواسطہ عورت کے نہیں شارح کو مناسب تھا کہ تعریف عصبہ بنفسہ میں میت کا لفظ نہ لکھتا اسواسطے کہ نکاح میں میت سے کیا علاقہ ہے بلکہ لائق تھا کہ یوں تعریف کرتا کہ عصبہ بنفسہ وہ ہے جو غیر مکلف سے بلا واسطہ عورت کے اتصال رکھے کذا فی حاشیۃ المدنی علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا لانہ یحجبہ حجب نقصان ولایت نکاح کی اوپر ترتیب وراثت اور حجب کے ہے تو مقدم ہوگا مجنونہ کا بیٹا مجنونہ کے باپ پر اسواسطے کہ بیٹا حاجب ہوتا ہے باپ کا حجب نقصان کہ اگر بیٹا ہوتا تو باپ سدس یعنی چھٹا حصہ پاویگا تو بیٹے کے سبب حجب نقصان ہوا اسواسطے ولایت بیٹے کی باپ پر مقدم ہوئی بشرط حریۃ وتکلیف واسلام فی حق مسلمۃ ترید التزوج وولد مسلم لعدم الولایۃ عصبہ بنفسہ ولی ہے بشرطیکہ حر ہو اور مکلف ہو اور مسلمان ہو عورت مسلمان کے حق میں کہ ارادہ نکاح کا رکھتی ہے اور اسلام شرط ہے ولد مسلم کے حق میں اسواسطے کہ کافر کی ولایت مسلمان پر نہیں اور عبد اور صغیر کو تو مطلق ولایت نہیں کذا لا ولایۃ فی نکاح ولا مال لمسلم علی کافرۃ الا بالسبب العام بان یکون المسلم سید امۃ کافرۃ او سلطانا او نائبہ او شاہدا یعنی جیسے کافر کو مسلم پر ولایت نہیں ویسے ہی مسلم کو نکاح اور مال میں کافرہ پر ولایت نہیں مگر عام سبب سے البتہ ولایت ہے سبب عام یہ کہ مسلم مالک ہو کافر لونڈی کا یا بادشاہ ہو یا اسکا نائب ہو جیسے قاضی یا شاہد ہو وللکافر ولایۃ علی کافر مثلہ اتفاقا اور کافر کو ولایت ہے اپنے سے کافر پر بالاتفاق اصل کفر میں تثلیث چاہیے گو ملت ہر ایک کی جدا ہو تو نصرانی کو یہودی کی بیٹی پر ولایت ہے فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم لام الاب وفی القنیۃ عکسہ ثم للبنت ثم لبنت الابن ثم لبنت البنت ثم لبنت ابن الابن ثم لبنت بنت البنت وہکذا ثم للجد الفاسد سو اگر عورت کا کوئی عصبہ نہو تو ولایت نکاح کی ماں کو ہے پھر دادی کو اور قنیہ میں اسکے برعکس ہے یعنے اول دادی پھر ماں پھر دادی کے بعد ولایت ہے بیٹی کو مجنون اور مجنونہ کی پھر پوتی کو پھر نواسی کو پھر پر پوتی کو پھر پر نواسی کو اسی طرح آخر فروع تک پھر ولایت نانا کو ثم للاخت لاب وام ثم للاخت لاب ثم لولد الام الذکر والانثی سواء ثم لاولادہم پھر نانا کے بعد ولایت ہے سگی بہن کو پھر سوتیلی بہن کو پھر مادری اولاد کو انمیں مرد عورت برابر ہیں پھر مادری اولاد کی اولاد کو ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام وبہذا الترتیب اولادہم شمنی پھر ولایت ہے بقیہ ذوی الارحام کو یعنی پھوپھیوں کو پھر ماموؤں کو پھر خالاؤں کو پھر چچا کی بیٹیوں کو اور اسی ترکیب سے انکی اولاد کو ولایت ہے یعنے پھوپھیوں کی اولاد کو پھر ماموؤں کی اولاد کو وعلی ہذا القیاس کذا فی الشمنی ثم مولی الموالاۃ پھر ولایت ہے مولی موالات کو مولی موالات اسکو کہتے ہیں کہ جسکے ہاتھ پر کوئی کافر مسلمان ہوا مثلاً زید کے ہاتھ پر خالد مسلمان ہوا اور وہ مجہول النسب تھا اور وہ مرگیا اور وہ اسکی بیٹی صغیرہ ہے سو اسکے نکاح کی ولایت زید کو ہوگی ثم للسلطان ثم لقاض نص لہ علیہ فی منشورہ ثم لنوابہ ان فوض لہ ذلک والا لا پھر ولایت بادشاہ کو پھر قاضی کو جسکی سند قضا میں تصریح کردی گئی ہے نکاح صغار کی ولایت پر پھر قاضی کے نائبوں کو اگر قاضی کو تزویج صغار کا حکم ہوا ہو بادشاہ کی طرف سے اور اگر قاضی کو تزویج صغار کا حکم نہو تو قاضی کے نائبوں کو تزویج صغار کی درست نہیں ولیس للوصی من حیث ہو وصی ان یزوج الیتیم مطلقا وان اوصی الیہ الاب بذلک علی المذہب اور جائز نہیں وصی کو وصی ہونے کی راہ سے یہ کہ نکاح کرے یتیم کا کسی طرح اگرچہ اسکو باپ نے نکاح کر دینے کی وصیت کی ہو برابر قوی مذہب کے نعم لو کان قریبا او حاکما یملکہ بالولایۃ کما لا یخفی ہاں اگر وصی قرابت دار یا حاکم ہو تو مالک ہوگا تزویج کا بسبب ولایت کے نہ بسبب وصی ہونے کے چنانچہ یہ مخفی نہیں فروع مسائل متفرقہ شارح کے لیس للقاضی تزویج الصغیرۃ من نفسہ لانہ لا تقبل شہادتہ لہ کما فی معین الحکام جائز نہیں قاضی کو تزویج صغیرہ کی اپنی ذات سے نہ اُس سے کہ جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں جیسے باپ

اور یہ نکاح ہی ہمیں دیکھا ہو اثر ہ المصنف بعد ما ان غلبۃ تحریر ان حریر حمن الدلائل ثابت رکھا ہو مسئلہ سابقہ کو مصنف نے اپنی شرح میں اور

اس سے معلوم ہوا کہ فضولی کا فعل بھی حکم دو اگرچہ خالی ہو فضولی سے صغیر زوجت نفسہا ولا ولی ولا حاکم ثمۃ توقف نفاذہ حتی تنفذ ببلوغہا ان لم

یعنی جو انسان نابالغہ نے اپنا نکاح کیا یا اور وہاں کوئی ولی اور حاکم یعنی قاضی وغیرہ نہیں تو یہ نکاح موقوف رہیگا اور نافذ ہوگا بسبب اجازت

صغیرہ کے بعد بالغ ہونے کے یہ نکاح باطل نہیں بلکہ موقوف ہو اسواسطے کہ اسکا اجازت دینے والا موجود ہو اور بعد بلوغ اوروہ تھا چنانچہ سابق متعدد

والے محل موقوف نہیں بلکہ باطل ہو اسواسطے کہ وقت عقد کے وقت اگر اسکا کوئی مجیز نہ ہو تو وہ عقد باطل ہو نکاح نے جواب یا اسبب مثلاً اسکا مجیز

یا بشا دی دلو زوجا دلیان مستویان قدم السابق فان لم یدر او وقعا معاً بطلا اور اگر اسکا نکاح دو برابر کے ولیوں نے کر دیا تو پہلا نکاح مقدم کیا جائیگا اور اگر

معلوم نہ ہوسکا کہ پہلا کون اور پچھلا کون ہو یا دونوں نکاح ساتھ ہی ہوئے تو دونوں باطل ہو نگے دو برابر کے ولی جیسے دو بھائی یا دو چچا وللولی الابعد

التزویج بغیبۃ الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ اور جائز ہو ولی ابعد کو نکاح کر دینا ولی اقرب کے غائب ہونے میں سو اگر

نکاح کر دیا ابعد نے اقرب کے موجود ہونے میں تو نکاح موقوف رہیگا اسکی اجازت پر مثلاً سوتیلے بھائی نے نکاح کر دیا سگے بھائی کے ہوتے

تو نکاح موقوف رہیگا چاہے سگا بھائی جائز رکھے چاہے باطل کر دے ولو تحولت الولایۃ الیہ لم یجز الا باجازتہ بعد التحول قہستانی وظہیریۃ اور اگر

پھر آئی ولایت ابعد کی طرف تو بھی نکاح نہ جائز ہوگا مگر ابعد کی اجازت سے بعد پھر آنے ولایت کے کذا فی القہستانی والظہیریۃ یعنی ابعد نے اقرب کے

ہوتے نکاح کر دیا پھر اقرب مر گیا یا بالکل غائب ہو گیا تو اب ولایت ابعد پر پھر آئی تو بھی وہ نکاح جائز نہوگا بدون اسوقت کی اجازت کے

مسافۃ القصر واختار فی الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ واعتمدہ الباقانی ونقل ابن الکمال ان الفتوی علیہ تزویج ابعد کی جائز ہو جب اقرب غائب ہو بمقدار

مسافت قصر کے یعنی تین شبانہ روز اور تبیین میں ہو کہ اسی پر فتوی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اور اختیار کیا ملتقی میں کہ غیبت کی مقدار یہ ہے کہ کفو منگنی

کرنیوالا ولی اقرب کے جواب کا منتظر رہ سکے اور اسی پر باقانی نے اعتماد کیا اور نقل کیا ابن کمال نے کہ اسی روایت پر فتوی ہو بحر الرائق میں ہو کہ تعریف

غیبت میں تصحیح مختلف ہو تو اس روایت پر فتوی دینا بہتر ہو کہ جسپر اکثر مشائخ ہیں یعنی ملتقی کی روایت پر کذا فی حاشیۃ المدنی وثمرۃ الخلاف فیمن

اختفی فی المدینۃ ہل تکون غیبۃ منقطعۃ اور ثمرہ اختلاف بین القولین کا اس ولی اقرب میں ظاہر ہوگا جو چھپ جائے شہر میں اس طرح کہ معلوم نہیں

ہوسکتا آیا یہ چھپنا غیبت منقطعہ ہو یا نہیں تو بموجب روایت متن کے اس صورت میں ابعد کی تزویج نہ جائز ہوگی اسواسطے کہ مسافت قصر کی نہیں

اور بموجب روایت ملتقی کے جائز ہو اگر کفو انتظار نہ کر سکے ولو زوجہا الاقرب حیث ہو جاز النکاح علی القول الظاہر ظہیریۃ اور اگر نکاح کیا عورت کا ولی

اقرب نے جہاں کہ وہ ہو یعنی اپنے محل غیبت میں تو یہ نکاح جائز ہوگا بنا بر قول ظاہر کے کذا فی الظہیریۃ اور نہر الفائق میں کہا کہ نکاح جائز نہیں

اسواسطے کہ بسبب غیبت کے ولایت منقطع ہو گئی چنانچہ محیط اور مبسوط میں ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وتثبت للابعد من اولیاء النسب شرح الوہبانیۃ

لکن فی القہستانی عن الغیاثیۃ لو لم یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفو اور ثابت ہو ابعد کو اولیاء نسبی سے تو بادشاہ اور قاضی نکل گیا

کذا فی شرح الوہبانیۃ لیکن قہستانی میں غیاثیۃ المفتین سے نقل کیا کہ اگر نہ نکاح کر دے ولی اقرب تو قاضی نکاح کر دے جب خوف ہو کفو کے

نہ ملنے کا التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج اجماعاً خلاصۃ یعنی ثابت ہو ابعد کو نکاح اقرب کے روکنے سے یعنی اسکے امتناع

تزویج سے ابعد کو نکاح کر دینا ثابت ہو بالاجماع کذا فی الخلاصۃ یعنی جب اقرب نے بالکل نکاح کو روک دیا تو ولایت سے معزول ہوا اور اس وقت میں ابعد قائم

مقام اقرب کے ہوگا ولا یبطل تزویجہ السابق بعود الاقرب لحصولہ بولایۃ تامۃ اور نہ باطل ہوگی غیبت اقرب میں تزویج ابعد کی جو سابق ہو چکی

اقرب کے پھر آنے سے بسبب حاصل ہونے تزویج کے پوری ولایت سے وولی المجنونۃ والمجنون ولو عارضاً فی النکاح اما التصرف

فی المال ولا لاب اتفاقا ابنھا وان سفل دون ابیھا کما مر اور ولی مجنونہ اور مجنون کا اگرچہ جنون عارضی ہو نکاح مین بیٹا ہی امام اور ابو یوسفؒ کے نزدیک لوسافل ہو جیسے پوتا اور پرپوتا نہ باپ مجنونہ کا چنانچہ آگے مذکور ہو چکا اور مال کے تصرف مین پوتا باپ ولی ہو بالاتفاق شیخین اور محمدؒ کے والاولی ان یامر الاب بہ لیصح اتفاقا اور بہتر یہ کہ مجنونہ کے نکاح مین باپ امر کرے بیٹے کو کہ اسکا نکاح کر دے تاکہ بالاتفاق امام اور صاحبین کے صحیح ہو ولو اقر ولی صغیر او صغیرۃ او اقر وکیل رجل او امرأۃ او مولی العبد بالنکاح لم ینفذ لانہ اقرار علی الغیر اور اگر اقرار کیا صغیر یا صغیرہ کے ولی نے یا اقرار کیا مرد کے وکیل یا عورت کے وکیل نے یا غلام کے میان نے نکاح کا تو اقرار نافذ نہو گا اسواسطے کہ وہ اقرار ہی غیر شخص پر اور اقرار اپنی ذات پر حجت ہوتا ہی نہ غیر پر فتح القدیر مین کہا کہ صغیر اور صغیرہ جب کہ بالغ ہو کر نکاح کے منکر ہون اسوقت مین ولی کا اقرار نافذ نہین اور اگر ولی نے انکی حالت صغر مین اقرار نکاح کا کیا اور دونون نے بعد بلوغ کے اسکا انکار نہ کیا تو بالاتفاق صحیح ہی کذا فی حاشیۃ المدنی بخلاف مولی الامۃ حیث ینفذ اجماعا لان منافع بضعھا ملکہ بخلاف لونڈی کے مالک کے اسواسطے کہ اسکا اقرار نافذ ہو جاتا اس سبب سے کہ منافع اسکے قربت کے مولی کی ملک ہین یعنی ایک مرد نے لونڈی کے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ اسکے نہین اور اس لونڈی کے میان نے اسکی تصدیق کی تو اقرار مولی کا نافذ ہو گا الا ان یشھد الشھود علی النکاح بان ینصب القاضی خصما عن الصغیر حتی ینکر فیقام البینۃ علیہ مگر اسوقت اقرار ولی کا نافذ ہو گا جب گواہی دین گواہ نکاح اسطرح پر کہ قاضی قائم کرے ایک مدعی علیہ صغیر کی طرف سے تاکہ وہ نکاح کا انکار کرے پھر اسپر گواہ قائم ہون بیان سوال کا مقام تھا کہ اقامت بینہ کی صغیر منکر پر کیونکر صحیح ہوگی شارح نے جواب یا کہ صغیر کے قائم مقام پر اقامت بینہ ہوگی او یدرک الصغیر والصغیرۃ فیصدقہ ای الولی المقر یا بیٹا بالغ ہو صغیر یا صغیرہ پھر اسکی تصدیق کرے یعنی ولی مقر کی اویصدق الموکل والعبد عند ابی حنیفۃ رح وقالا یصدق فی ذلک یا تصدیق کرے موکل اپنے وکیل کے اقرار کی یا تصدیق کرے غلام اپنے میان کے اقرار کی نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور صاحبین نے کہا کہ بدون شہادت اور تصدیق کے بھی ولی وغیرہ کے اقرار کی تصدیق ہو گی وہذہ المسئلۃ تخرج من قولھم من ملک الانشاء ملک الاقرار بہ ولھا نظائر اور یہ مسئلہ اقرار کا خارج ہی فقہا کے اس قول سے کہ جو مالک ہی انشا کا وہ مالک ہی اسکے اقرار کرنے کا یعنی باوجودیکہ ولی انشا کا مالک ہی لیکن اقرار نکاح کا مالک نہین تو اس قاعدہ سے یہ مسئلہ مستثنی ہوا اور اس مسئلہ مستثنی کی اور بھی مثالین ہین جیسے قرض لینا وصی کا یتیم پر کہ وصی اسکے انشا کا مالک ہی اور اسکے اقرار کا مالک نہین یعنی اسکا اقرار بدون شہادت کے نافذ نہین فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا لیس للولی مجنون ومعتوہ تزویجہ اکثر من واحدۃ لم ارہ ومنعہ الشافعی وجوزہ فی الصبی للحاجۃ آیا درست ہی مجنون اور احمق بد تدبیر کے ولی کو اسکا نکاح کر دینا ایک عورت سے زیادہ شارح صاحب النہر کا پیرو ہو کر کہتا ہی کہ یہ مسئلہ اپنے مذہب مین مین نے نہین دیکھا اور اسکو امام شافعیؒ نے منع کیا ہی اور لڑکے صبی کے حق مین جائز رکھا ہی بسبب حاجت کے

باب الکفاءۃ

ھی لغۃ المساواۃ والمراد ھھنا مساواۃ مخصوصۃ او کون المرأۃ ادنی جنس باب ہی کفارت کا عرب بولتے ہین کا فاہ جب کسی چیز کے برابر ہوا اور کتاب النکاح مین کفارت سے مراد مخصوص برابری ہی جسکا آگے مذکور ہو گا یا ہونا عورت کا کمتر مرد سے تو اگر عورت نے اپنا نکاح کیا اپنے سے افضل مرد سے تو بیان ولی کو حق تفریق نہین اسواسطے کہ اس صورت مین ولی کو مقام ننگ نہین الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ او صحتہ برابری معتبر ہی شروع نکاح مین تو اگر نکاح کے وقت مرد عورت کے برابر تھا پھر کمتر ہو گیا یعنی مثلاً فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہین ہوتا کفارت معتبر ہی لزوم نکاح کے واسطے یعنی ہر چند نکاح بدون کفارت کے بھی صحیح ہی لیکن ولی کا حق اعتراض باقی ہی پھر جب برابر سے نکاح ہوا تو لازم ہو گیا اور دوسری روایت پر کفارت کا اعتبار واسطے صحت نکاح کے ہی یعنی نکاح بدون کفارت کے صحیح نہین ہوتا من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی کفارت کا اعتبار مرد کی جانب سے اسواسطے کہ عورت شریف انکار کرتی ہی کمتر کے فراش ہونے سے یعنی مرد کے نیچے رہنا قبول نہین کرتی ولذا لا تعتبر من جانبھا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش اسلیے برابری ہنر نہین عورت کی

عورت سے اسواسطے کہ زوج طالب ہوا ہے تو اسکو فسخ نہیں ہے کیونکہ یہی مفروض ہے وہذا اصح الکل فی آخر مسائل الخانیة عن الذخیرۃ وغیرہ ھذا
وضدیۃ تعتبر فی جانبھا ایضا اور یہ یعنی کفارت کا اعتبار مرد کی جانب مین نہ عورت کی جانب مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے قول صحیح مین کما فی
المجتبی نہ یکین علیہ وغیرہا مین یہ یعنی عورت کی کفارت کو اعتبار امام کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک کفو ہونا معتبر ہے عورت کی جانب
مین بھی والکفارة من حق الولی لا حقھا فلو نکحت رجلا ولم یعلما حالہ فاذا ھو عبد لا خیار لھا بل للاولیاء اور کفارت حق ہے ولی کا نہ حق عورت کا تو
اگر نکاح کیا عورت نے ایک مرد سے اور اسکا حال عورت کو معلوم نہ تھا سو اگر ان دونون نکلا تو اختیار نہیں عورت کو بلکہ اولیا کو حق فسخ ثابت ہے ولو زوجھا
برضاھا ولم یعلموا بعدم الکفارة ثم علموا لا خیار لاحد الا اذا شرطوا الکفارة او اخبرھم بھا وقت العقد فزوجوھا علی ذلک ثم ظھر انہ غیر کفو کان لھم الخیار ولوالجیۃ فلیحفظ
اور اگر اولیا نے عورت کا نکاح کر دیا اسکی رضامندی سے اور نہ جانا اولیا نے عدم کفارت کو پھر معلوم کیا کہ زوج کفو نہیں تو کسی کو اختیار فسخ کا نہین
نہ اولیا کو نہ عورت کو مگر اسوقت کہ جب شرط کر لی ہو اولیا نے کفارت کی اور خبر دی زوج نے اولیا کو کفو ہونے کی نکاح کے وقت سو اولیا نے
اسی شرط پر اسکا نکاح کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ زوج غیر کفو ہے تو اولیا کو اختیار ہوگا فسخ کا کذا فی الولوالجیہ سو اسکو یاد رکھنا چاہیے وتعتبر الکفارة للزوم النکاح
خلافا لمالک اور معتبر ہے کفارت واسطے لزوم نکاح کے بخلاف امام مالک کے کہ انکے نزدیک کفارت کا کچھ اعتبار نہین نسبا اول اعتبار برابری کا بجہت
نسب کے ہے اسواسطے کہ آدمی نسب کا بڑا فخر کرتے ہین فقریش بعضھم اکفاء بعض سو قریش آپسمین ایک دوسرے کے ہمسر برابر ہین قریش انکو کہتے ہین
جو اولاد ہین نضر بن کنانہ کی اور نضر بن کنانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارھوین پشت ہین اور چارون خلفاء راشدین قریش ہین قریش باعتبار
نسب کے ایک دوسرے سے افضل نہین تو ہاشمی اور نوفلی اور تیمی اور عدوی سب برابر ہین اور اسیواسطے علی المرتضی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عمر فاروق سے
نکاح کر دیا حالانکہ علی مرتضی ہاشمی ہین اور عمر فاروق عدوی ہین وبقیة العرب بعضھم اکفاء بعض قریش کے سوا اور باقی عرب آپسمین ایک دوسرے کے ہمسر
اور برابر ہین تو عجم کے لوگ عرب کے ہمسر نہین واستثنی فی الملتقی تبعا للھدایۃ بنی باھلۃ لخستھم والحق الاطلاق قالہ المصنف کالبحر والنھر والفتح ولیعتقد اطلاق المصنف
کالکنز والدرر اور ملتقی مین ہدایہ کی پیروی سے نکالا ہے بنو باھلہ کو اور عرب سے بسبب انکی خست اور دناءت کے اور حق یہ ہے کہ انکو عرب سے نکالنا صحیح نہین
بلکہ مطلق عرب برابر ہین یہی کہا ہے مصنف نے اپنی شرح مین مثل بحر الرائق اور نہر الفائق اور فتح القدیر کے اور اسی کی تائید کرتا ہے مصنف کا مطلق کہنا
اس متن مین مثل کنز اور درر کے وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریة واسلاما اور یہ یعنی کفارت نسب کا اعتبار فقط عرب مین ہے اسواسطے کہ عجمی
لوگون نے اپنے نسب کو ضائع کر دیا تو عرب کے سوا عجم کے لوگون مین برابری معتبر ہے حر ہونے مین اور مسلمان ہونے مین فمسلم بنفسہ او معتق غیر کفو لمن ابوہ مسلم
او حر او معتق وامھا حرة الاصل سو جو مرد خود مسلمان ہو یا آزاد ہو وہ برابر نہین اس عورت سے جسکا باپ مسلمان ہو یا حر ہو یا باپ اسکا آزاد ہو اور مان اسکی حرة
اصلی ہو ومن ابوہ مسلم او حر غیر کفو لذات ابوین اور جس مرد کا باپ مسلمان ہو یا حر ہو وہ برابر نہین اس عورت کے جسکا باپ اور دادا دونون مسلمان ہین
وابوان فیھما کالآباء لتمام النسب بالجد اور باپ دادا کا حر اور مسلمان ہونا برابر ہے چند پشت کے اسلام اور حر ہونے کے یعنی دو پشت کی آزادی
اور اسلام دس پشت کی آزادی اور اسلام کے برابر ہے بسبب تمام ہونے نسب کے دادا پر وفی الفتح لا یبعد مکافاة مسلم بنفسہ لمعتق بنفسہ اور فتح القدیر
مین ہے کہ بعید نہین ہے برابری مسلمان بنفسہ کی آزاد بنفسہ سے اسواسطے کہ مسلمان کے باپ دادا حر تھے مگر مسلمان نہین اور آزاد کے باپ دادا مسلمان
تھے مگر آزاد نہین تو عیب سے دونون خالی نہین واما معتق الوضیع فلا یکافی معتقة الشریف اور جو مرد آزاد ہے کم ذات کا سو برابر نہین اس عورت کے
جسکا آزاد کرنے والا شریف ہے واما مرتد اسلم فکفو لمن لم یرتد اور جو مرتد ہو کر پھر مسلمان ہوا سو برابر ہے اس مسلمان کے جو مرتد نہین ہوا واما الکفارة
مین الذمیین فلا تعتبر الا لفتنة اور کفارت درمیان دو ذمیون کے سو معتبر نہین مگر واسطے دفع فساد کے یعنی راجا اور چمار دونون برابر ہین

لیکن اگر راجہ کی بیٹی نے چمار سے نکاح کیا تو قاضی جدائی کرا دیگا نہ بخیال عدم کفارت کے بلکہ واسطے رفع فساد کے وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ
ای تقوی فلیس فاسق کفوا للصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان اولا علی الظاہر نہر اور معتبر ہی عرب اور عجم مین کفارت دینداری کی یعنے
پرہیزگاری کی تو مرد فاسق برابر نہین عورت صالحہ کے یا فاسقہ کے جو صالح کی بیٹی فاسق خواہ معلن ہو خواہ غیر معلن بنا بر قول ظاہر کے کذا فی النہر ومالا
بان یقدر علی المعجل ونفقۃ شہر لو غیر محترف والا فان یکسب کل یوم کفایتہا لو تطیق الجماع اور معتبر ہی کفارت مال مین اسطرح کہ قادر ہو زوج مہر معجل پر بطور رواج
کے اور قادر ہو ایک مہینے کے نفقہ پر اگر پیشہ ور نہ ہو اور اگر پیشہ ور ہو تو کسب کرسکتا ہو ہر روز بقدر کفایت عورت کے قدرت نفقہ پر اسوقت
ضرور ہی اگر عورت کو جماع کی برداشت ہو والا فقط مہر معجل کی قدرت کافی ہی کما فی الذخیرۃ وحرفۃ فمثل حائک غیر کفو لمثل خیاط اور برابری معتبر ہی
پیشہ مین سو مان جولاہے کی برابر نہین مثل درزی کی بیٹی کے اسواسطے کہ جولاہہ درزی سے ذلیل ہی ولا خیاط لبزاز وتاجر ولا ہما لعالم وقاضٍ اور
نہ درزی برابر ہی بزاز اور سوداگر کے اور نہ وہ دونون ہمسر ہین عالم اور قاضی کے واما اتباع الظلمۃ فاخس من الکل اور حکام ظالمین کے خدام تو سب
پیشہ ورون سے خسیس تر اور بدتر ہین اگرچہ صاحب مروت اور مالدار ہون اسواسطے کہ انکے مال ظلم اور ستم سے جمع ہوئے ہین واما الوظائف فمن الحرف
فصاحبہا کفو للتاجر لو غیر دنیۃ کبوابۃ اور وقف کے وظائف اور روزینے حرفون مین داخل ہین جیسے امامت اور خطبہ خوانی سو وقف کا وظیفہ دار
ہمسر ہی تاجر کا اگر وظیفہ حقیر نہ ہو جیسے دربانی اور فراشی وغیرہ وتدریس ونظر کفو لبنت الامیر بمصر بحر اور مدرس یا ناظر ہمسر ہی امیر کی بیٹی کا مصر مین
کذا فی البحر والکفارۃ اعتبارہا عند ابتداء العقد فلا یضرہ زوالہا بعدہ اور اعتبار کفارت کا نزدیک شروع عقد کے ہی سو ضرر نہین کرتا زوال ہمسری
کا بعد عقد کے فلو کان وقتہ کفوا ثم فجر لم یفسخ سو اگر زوج وقت نکاح کے عورت کا ہمسر تھا پھر مثلاً فاسق ہوگیا تو نکاح فسخ نہوگا واما لو کان دباغا ثم صار تاجرا
فان بقی عارہا لم یکن کفوا والا نہر بحثا اور اگر شوہر پہلے دباغ تھا پھر تاجر ہوگیا سو اگر دباغت کی عار باقی ہی تو ہمسر نہ ہوگا اور اگر اسکی عار باقی نہین تو
برابر ہوگا چنانچہ نہر الفائق مین ہی باعتبار بحث کے نہ بنا بر روایت مذہب کے العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا وہو الاصح
فتح عن الینابیع وادعی فی البحر انہ ظاہر فی الروایۃ واقرہ المصنف مرد عجمی برابر نہین عورت عربیہ کے اگرچہ عجمی عالم ہو یا بادشاہ ہو اور یہی قول اصح ہی
چنانچہ فتح القدیر مین ہی ینابیع سے اور دعوی کیا بحر الرائق مین کہ یہی ظاہر الروایت ہی اور ثابت رکھا ہی اسکو مصنف نے اپنی شرح مین ولکن فی
النہر ان فسر الحسیب بذی المنصب والجاہ فغیر کفو للعلویۃ کما فی الینابیع وان بالعالم فکفو لان شرف العلم فوق شرف النسب والمال کما جزم بہ البزازی وارتضاہ الکمال
وغیرہ والوجہ فیہ ظاہر ولذا قیل ان عائشۃ افضل من فاطمۃ قہستانی لیکن نہر الفائق مین ہی کہ اگر حسیب کی تفسیر صاحب منصب و درجاہ کی کیجیے تو حسیب ہمسر
علویہ کا نہین کذا فی الینابیع اور اگر تفسیر حسیب کی عالم کو کیجیے تو برابر ہی علویہ کے اسواسطے کہ بزرگی علم کی فوق ہی بزرگی نسب و مال سے چنانچہ اسی کا
یقین کیا ہی بزازی نے اور پسند کیا ہی کمال وغیرہ نے اور وجہ اسکی ظاہر ہی بسبب شرفیت علم کے اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ عائشہ صدیقہ افضل ہین
فاطمہ زہرا سے یعنے بسبب کثرت علم کے کذا فی القہستانی مر برجندی مین تصریح ہی کہ عالم اور بادشاہ علویہ کا کفو نہین تو اس روایت سے تفصیل نہر الفائق
کی نفی ہوتی ہی اور قول اصح وہی ہی جو متن مین ہی بموجب تصریح سید احمد محشی کے کذا فی حاشیۃ المدنی والحنفی کفو لبنت الشافعی اور حنفی مرد کفو ہی شافعی مذہب
کی بیٹی کا ظاہر الیون کہنا تھا کہ شافعی ہمسر ہی حنفی کا اسواسطے کہ حنفی کے ہمسر ہونے مین شافعی سے علماء حنفی کو تامل نہین لیکن شارح نے برعکس کہا اسواسطے کہ
بعض حنفی متعصب شافعی مذہب پر طعن کرتے ہین حالانکہ امام شافعی رکن اعظم ہین ارکان اسلام سے اور مجتہد برحق ہین رحمۃ اللہ علیہ تو انکے مقلد بھی برحق
ہین کذا فی حاشیۃ المدنی وفتی سئلنا عن مذہبہ اجبنا بمذہبنا کما لو سئل المصنف معزیا لجواہر الفتاوی اور جب ہمسے سوال ہو مذہب شافعی کا تو ہم جواب
دینگے اپنے مذہب سے چنانچہ اسکا تفصیل بیان کیا ہی مصنف نے اپنی شرح مین جواہر الفتاوی سے نقل کرکے جواہر الفتاوی مین یون ہی کہ بکرہ

[illegible] کیا اور جب اسکا راضی ہونا متحقق ہو تو نکاح صحیح ہو اور اسی طرح اگر راضی ہو جب نکاح کرے پھر جب اعتراض ہو کر نکاح

[illegible] تو یہ بھی جواب ہے کہ نکاح صحیح ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک سوا اسکے کہ ہمارا مذہب ہے یہ شافعی کا مذہب ہے

[illegible] تو حق نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی والقروی کفو للمدنی فلا عبرۃ بالجمال وفی الفتاویٰ ولا بالعیوب التی یفسخ بها

البیع [illegible] کفو ہے شہر کے رہنے والے کو اور گانوں کے رہنے والے کو کفاءت میں شہر کا کچھ اعتبار نہیں جیسے خوبصورتی کا کچھ اعتبار نہیں کذا

فی [illegible] مجنون کفو ہے عاقل کا اور ان عیبوں کا اعتبار ہے جن سے بیع فسخ ہو جاتی ہے جیسے جذام اور برص اور گندہ

دہنی [illegible] مذہب شافعی کا لکن فی النہر عن المرغینانی المجنون لیس بکفو للعاقل لیکن نہر الفائق میں منقول ہے مرغینانی سے کہ مجنون ہمسر عاقل کا نہیں

ولا بد للصبی کفو [illegible] والمراد بالقدرۃ علی المہر قدر ما یعجل لا بالنسبۃ الی النفقۃ لان العادۃ ان الاباء یتحملون عن الابناء المہر لا النفقۃ

[illegible] کفو ہو بسبب الداری اپنے باپ کے یا اپنی ماں کے یا اپنے دادا کے کذا فی النہر کفو ہے بنسبت مہر کے یعنی معجل کے چنانچہ سابق میں

گذر چکا نہ بنسبت نفقہ کے اسواسطے کہ عادت یہ ہے کہ باپ اٹھا لیتے ہیں اپنے بیٹوں کا مہر نہ نفقہ کذا فی الذخیرۃ ولو نکحت باقل من مہرہا فللولی

الاعتراض حتی یتم مہر مثلها او یفرق القاضی بینهما دفعا للعار اور اگر نکاح کیا عورت نے کمتر اپنے مہر مثل سے تو جائز ہے ولی عصبہ کو روک دینا

یہاں تک کہ مہر مثل اسکا پورا ہو جاوے یا جدائی کر دے قاضی دونوں میں ولی کو حق اعتراض اسواسطے دفع عار کے ہے ولو طلقها الزوج قبل تفریق

الولی قبل الدخول فلها نصف المسمی اور اگر طلاق دی اسی عورت مذکورہ کو شوہر نے قبل تفریق ولی کے دخول سے پہلے تو اسکو آدھا مہر ملیگا

ولو فرق الولی بینهما قبل الدخول فلا مہر لها وان بعدہ فلها المسمی اور اگر تفریق کر دی ولی نے دونوں میں قبل دخول کے تو اسکا کچھ مہر نہیں اور اگر بعد دخول

کے تفریق ہوئی تو اسکو پورا مہر معین ملیگا وکذا لو مات احدهما قبل التفریق فلیس للولی المطالبۃ بالاتمام لانتہاء النکاح بالموت جواہر الفتاوی اور اسی طرح

مہر معین ملیگا اگر دونوں میں سے کوئی مر گیا قبل تفریق کے تو ولی کو مہر مثل پورا کر لینے کا مطالبہ نہیں اسواسطے آخر ہو نے نکاح کے موت سے کذا فی جواہر الفتاوی

امرہ بتزویج امرأۃ فزوجہ امۃ لغیرہ نفذ وقالا لا یصح وهو استحسان الملتقی تبعا للہدایۃ امر کیا ایک نے دوسرے کو کسی عورت سے نکاح کر دینے کا سو وکیل نے موکل کا نکاح

کر دیا لونڈی سے تو نکاح نافذ ہوگا اور صاحبین نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہیں یعنی نافذ نہیں اور یہ قول استحسان یعنی قیاس خفی ہے یہ روایت ملتقی میں ہے ہدایہ کی پیروی

سے وجہ استحسان کی یہ ہے کہ نکاح کر لینے پر ہر ایک کو قدرت ہے تو وکیل کرنے سے عمدہ غرض یہ ہوتی ہے کہ نکاح ہمسر اور برابر سے ہو نہ کمتر سے وفی شرح الطحاوی قولهما

احسن للفتوی واختارہ ابو اللیث واقرہ المصنف اور شرح طحاوی میں ہے کہ قول صاحبین کا بہتر ہے فتوی کے واسطے اور پسند کیا اسکو فقیہ ابو اللیث نے اور ثابت کہا

اسکو مصنف نے اپنی شرح میں واجمعوا انہ لو زوجہ بنتہ الصغیرۃ او مولیتہ لم یجز لما امر بعینہ او بحرۃ او امۃ فخالف او امرتہ بتزویجها ولم یعین فزوجها غیر کفو

لم یجز اتفاقا اور اجماع کیا فقہاء نے اسپر کہ اگر نکاح کر دیا وکیل نے موکل کا اپنی چھوٹی بیٹی سے یا اپنی محکوم عورت سے آزاد لونڈی ہو اسکی یا بھتیجی تو

جائز نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی جیسے وہ نکاح جائز نہیں کہ امر کیا ایک نے دوسرے کو کہ نکاح کر دے معین عورت سے یا حرہ سے یا لونڈی سے

پھر وکیل نے موکل کی مخالفت کی یا عورت نے اپنے وکیل سے اپنے نکاح کر دینے کو کہا اور زوج کو معین نہ کیا سو وکیل نے اسکا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو یہ

نکاح بالاتفاق جائز نہوگا ولو زوجہ المامور بنکاح امرأۃ امرأتین فی عقد واحد لا ینفذ للمخالفۃ اور جبکہ امر کیا تھا ایک عورت سے نکاح کر دینے کا مگر دو

عورتوں سے نکاح کر دیا ایک عقد میں تو یہ نکاح نافذ نہوگا بسبب مخالفت امر کے وله ان یخیرهما او احدهما ولو فی عقدین لزم الاول وتوقف الثانی اور جائز ہے موکل

کو کہ دونوں عورتوں کا نکاح درست کہے یا ایک عورت کا اور اگر دونوں کا نکاح دو عقد میں ہوا ہو تو پہلا نکاح لازم ہوگا اور دوسرا موقوف رہیگا موکل کی اجازت

پر ولو امرہ بامرأتین فی عقد فزوجہ واحدۃ او اثنتین فی عقدین جاز الا اذا قال لا تزوجنی الا امرأتین فی عقد او عقدین لم یجز للمخالفۃ اور اگر امر کیا ایک نے دوسرے کو

دو عورتون کے نکاح کا ایک عقد مین سو نکاح کر دیا اُسکا وکیل نے ایک عورت سے یا دو عورتون سے دو عقدمین تو جائز ہی مگر جبکہ کہا موکل نے کہ میرا نکاح نہ کرنا مگر دو ہی
عورتون سے ایک عقد مین سو وکیل نے دو عقد مین دو عورتون سے کیا یا یون کہا تھا کہ میرا نکاح نہ کرنا مگر دو ہی عورتون سے دو عقد مین سو وکیل نے دو عورتون سے
ایک عقد مین کر دیا تو یہ مخالفت نہ جائز ہوگی **ولا یتوقف الایجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح وبیع وغیرہا بل یبطل الایجاب ولا تلحقہ**
الاجازۃ اتفاقا اور نہین موقوف رہتا ایجاب اُسکے قبول کرنے پر جو مجلس ایجاب سے غائب ہی حاضر نہین تمام عقود مین یعنی معاوضہ کے عقود مین از قسم نکاح اور بیع
اور ان دونون کے سوا جیسے صلح اور اجارہ بلکہ ایجاب باطل ہوجاتا ہی اور نہین لاحق ہوسکتی اُسکو اجازت بالاتفاق **ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب**
یقوم مقام القبول اور دو طرفون نکاح کا یعنی ایجاب و قبول کا ایک شخص متولی ہوتا ہی فقط ایجاب سے جو قائم مقام ہی قبول کے چنانچہ زوجین صغیرین کے ولی نے کہا کہ مین نے
دونون کا نکاح کر دیا تو یہ ایسا ایجاب ہی کہ قبول کے معنی اُسمین موجود ہین اب اُسکے بعد قبول جداگانہ کی حاجت نہین **فی خمس صور کان کان ولیا او وکیلا من الجانبین**
او اصیلا من جانب ووکیلا من اخر او ولیا من اخر او ولیا من جانب ووکیلا من اخر کزوجت بنتی من موکلی ایجاب و قبول مین ایک شخص کا متولی ہونا پانچ
صورتون مین منحصر ہی (۱) جیسے ایک شخص جانبین کا ولی ہو مثلاً زید یون کہے کہ مین نے اپنی نواسی کا نکاح اپنے پوتے سے کر دیا (۲) یا ایک شخص
وکیل ہو دونون طرف سے تو یون کہے کہ مین نے اپنے موکل کا نکاح اپنی موکلہ سے کیا (۳) یا ایک طرف سے اصیل ہو اور دوسری طرف سے وکیل
ہو تو یون کہے کہ مین نے اپنی موکلہ کا نکاح اپنی ذات سے کیا (۴) یا اصیل ہو ایک طرف سے اور دوسری کا ولی ہو تو یون کہے کہ مین نے اپنے چچا کی بیٹی صغیرہ کا
نکاح اپنی ذات سے کیا (۵) یا ولی ہو ایک طرف سے اور وکیل دوسری طرف سے جیسے یون کہنا کہ مین نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے موکل سے کیا **ولیس الفضولی کذلک الواحد**
بفضولی ولو من جانب وان تکلم بکلامین علی الراجح اذ قبولہ غیر معتبر شرعا لما تقرر ان الایجاب لا یتوقف علی قبول غائب بشرطیکہ یہ شخص واحد جو متولی ہی طرفین کا فضولی
نہو گو ایک ہی طرف سے یعنی فضولی نہ چاہیے نہ دو طرف سے نہ ایک طرف سے اگرچہ فضولی دونون کلام بولے بنا بر قول راجح کے یعنی اگر یون کہے کہ مین نے
زید کا نکاح کریمہ سے کیا پھر یون کہے کہ مین نے کریمہ کی طرف سے قبول کیا تو بھی درست نہین اسواسطے کہ قبول کرنا فضولی کا معتبر نہین شرعاً اسواسطے کہ ثابت
ہوچکا ہی کہ ایجاب موقوف نہین رہتا غائب کے قبول پر **ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی** اور نکاح کرنا
غلام اور لونڈی کا بغیر اذن میان کے موقوف ہی میان کی اجازت پر جس طرح نکاح کر دینا فضولی کا موقوف ہی زوج یا زوجہ کی اجازت پر فضولی وہ جو غیر کے
واسطے تصرف کرے بدون ولایت اور وکالت کے مثلاً زید محمود کا نکاح کسی عورت سے کرے حالانکہ نہ زید محمود کا ولی ہی نہ وکیل تو یہ نکاح موقوف ہی محمود کی اجازت
پر اگر محمود نے اسکو جائز رکھا تو نکاح نافذ ہوا اور نہین تو باطل ہوگیا **سیجئ فی البیوع توقف عقود کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل** عنقریب آویگا کتاب
البیوع مین موقوف ہونا تمام عقود فضولی کا اگر اُن عقود کا اجازت دینے والا وقت عقد کے ہوگا اور اگر حالت عقد مین انکا مجیز نہین تو عقود باطل
ہین **ولابن العم ان یزوج بنت عمہ الصغیرۃ** اور جائز ہی چچا کے بیٹے کو نکاح کرنا اپنے چچا کی چھوٹی بیٹی کا اپنے ساتھ **فلو کبیرۃ فلا بد من استیذان حتی لو**
تزوجہا بلا استیذان فسکتت او صحت بالرضاء ولا یجوز عندہما وقال ابو یوسف رح یجوز وکذا المولی المعتق والحاکم والسلطان جوہرہ یعنی بخلاف الصغیرۃ کما مر
فیجوز سو اگر بنت عم کبیرہ ہو یعنی بالغہ تو ضرور ہی استیذان سے یہان تک کہ اگر ابن عم نے اس سے نکاح کر لیا بدون استیذان کے سو وہ چپ رہی
یا رضامندی کی تصریح کر دی تو بھی نکاح جائز نہین نزدیک امام اعظم رح اور محمد رح کے اور کہا ابو یوسف نے کہ جائز ہی اور اسی طرح مولی آزاد کرنے
والے کو اور حاکم اور سلطان کو نکاح بالغہ مین استیذان ضرور ہی بدون استیذان کے عقد جائز نہین کذا فی الجوہرہ یعنی بخلاف صغیرہ کے اسواسطے
کہ قاضی اور سلطان کو صغیرہ سے اپنا نکاح کرنا جائز نہین چنانچہ یہ سابق مذکور ہوچکا تو یہان تحریر اور تنقیح چاہیے ایسا نہو کہ کوئی قاضی اور سلطان کو
بسبب تشبیہ کے جواز نکاح صغیرہ مین مانند ابن عم کے سمجھے **من نفسہ فیکون اصیلا من جانب وولیا من آخر** ابن عم کو جائز ہی نکاح صغیرہ کا اپنی ذات سے

تو یہ کیونکہ جب تک وکیل اپنی جانب سے اصالۃً اور دوسری کی جانب سے نیابۃً ولی نہ ہو اور دکتفیٰ بتزویج غیرہ کے تحت آنکے ہوگی یعنی عورت سے اور نہ یہ

عقیدہ کی عورت کہا للوکیل الذی وکلتہ ان تزوجہا من نفسہ فان ذلک فیکون اصیلاً من جانب نفسہ من الغیر جیساکہ کہا تزویج عورت سے

وکیل کو کہ نکاح کرے اپنی ذات سے تو اسکو یہ شان کر لینا درست ہوگا جو کہ اپنی جانب سے وکیل عورت کی طرف سے مجاز ہے تو دکتفیٰ

تزوجہا من رجل فزوجہا من نفسہ لا ناخبت مزوجہا ابتداءً بر خلاف اسکے یہ ہو کہ اگر عورت نے اسکو وکیل کیا سپرد نکاح کر دینے کا کسی مرد سے وکیل نے نکاح

اپنے ساتھ کر لیا تو جائز نہیں ہو اسطے کہ عورت نے وکیل کو نکاح کر دینے والا قرار دیا نہ نکاح کرنے والا او دکلتہ ان تغیر من فی امرہا اوقات لرزوجہ نفسہ

من شئت لم یصح تزوجہا من نفسہ کما فی الخانیۃ والاصل ان الوکیل معرف بالخطاب فلا یدخل تحت النکرۃ یا وکیل کیا عورت نے اسکو کہ تصرف کرے اسکے

امر میں یا کہا اس سے کہ میرا نکاح کر دے جس سے کہ تو چاہے تو نہ صحیح ہوگا وکیل کو اسکا نکاح کر لینا اپنی ذات سے کذا فی الخانیۃ اور عدم جواز کا قاعدہ

یہ ہے کہ وکیل بسبب خطاب کرنے عورت کے معرفہ یعنی معین ہو گیا تو نہ داخل ہوگا مو تحت نکرہ کے یعنی غیر معین کے خلاصہ یہ کہ وکیل بسبب خطاب کے

معین ہو گیا اور عورت نے وکالت میں زوج کو معین نہ کیا اور قاعدہ یہ ہے کہ معین غیر معین میں داخل نہیں ہوتا و دوا جاز من لہ الاجازۃ نکاح الفضولی

بعد موتہ صح لان الشرط قیام الفضولی واحد العاقدین فقط بخلاف اجازۃ بیعہ فانہ یشترط قیام اربعۃ اشیاء کما یجی اور اگر اجازت دی جسکو اجازت

دینے کا اختیار ہو یعنی زوج یا زوجہ نے جائز رکھا فضولی کے نکاح کو بعد اسکے مرنے کے تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ صحت نکاح میں اجازت کے وقت

شرط ہو قیام معقود لہ کا یعنی جسکے واسطے نکاح منعقد ہوا اور احد العاقدین کا فقط ایک عاقد کی موت یعنی فضولی کی مضر صحت نہیں اسواسطے کہ دوسرا باقی

موجود ہو بخلاف اجازت بیع فضولی کے کہ بعد موت فضولی کے جائز نہیں اسواسطے کہ بیع فضولی کی صحت میں چار چیز کا قیام شرط ہو یعنی مبیع اور دونوں عاقد اور قیمت کا

چنانچہ اسکا بیان آگے آویگا کتاب البیوع میں **فروع** یہ چند مسائل ہیں تابع کے الحاقی الفضولی قبل الاجازۃ لا یملک نقض النکاح بخلاف البیع فضولی قبل اجازت

مالک کے مالک نہیں نکاح توڑنے کا بخلاف بیع کے کہ اسکو توڑ سکتا ہو یشترط للزوم عقد الوکیل موافقتہ فی المہر المسمی شرط ہو واسطے لازم ہونے عقد وکیل کے موافقت

رکھنا موکل کی مہر میں تو عدم موافقت میں نکاح لازم نہوگا بلکہ موکل کو اختیار ہوگا قبول کرے یا نکرے وحکم رسول کو حکم وکیل اور حکم پیامی کا مثل حکم وکیل کے ہو

مثلاً مرد نے عورت کے پاس کسی کو بھیجا نکاح کا پیام لیکر اور عورت نے شہود کے روبرو قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہوگا بشرطیکہ مہر مسمی میں مخالفت نہ کی ہو

باب المہر

ومن اسماء الصداق والصدقۃ والنحلۃ والعطیۃ والعقر یہ باب ہو مہر کا صداق اور صدقہ اور نحلہ اور عطیہ اور عقر یہ سب مہر کے نام ہیں اور اجر اور علائق

اور حبا اور فریضہ بھی مہر کو کہتے ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی و فی استیلاء الجوہرۃ العقر فی الحرائر مہر المثل و فی الاماء عشر قیمۃ البکر و نصف عشر قیمۃ الثیب

اور جوہرہ کے باب استیلاء میں ہو کہ بیبیوں میں عقر مہر مثل ہو اور لونڈیوں میں دسواں حصہ قیمت باکرہ کا اور بیسواں حصہ ثیب کا عقر ہو اقلہ عشرۃ دراہم لحدیث

البیہقی وغیرہ لا مہر اقل من عشرۃ دراہم کم تر درجہ کا مہر دس درم ہیں بدلیل حدیث بیہقی وغیرہ کے کہ نہیں ہو مہر کمتر دس درم سے اور اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہو لیکن بسبب

کثرت طرق کے درجہ حسن تک بلند ہو گئی ہو تو لائق حجت کے ہوئی کذا فی النہر و روایۃ الاقل تحمل علی المعجل اور روایت اقل دس درم کی محمول ہو مہر معجل پر مثلاً بخاری

اور مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد سے مہر کے واسطے فرمایا کہ تو کچھ تلاش کر لا اگرچہ

لوہے کی انگوٹھی ہو اور سنن ابو داؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے اپنی عورت کے مہر میں دو لپ بھر کر

ستو یا کھجور کو دیا تو اسنے وطی کو حلال کر لیا حالانکہ لوہے کی انگوٹھی اور اتنے ستو اور کھجور دس درم سے نہایت کم ہیں تو ایسی روایات کا شارح نے جواب دیا کہ

کمتر کی روایت مہر معجل پر محمول ہو اسواسطے کہ عرب کی عادت یہ تھی کہ مہر میں سے کچھ قبل دخول کے جلد ادا کرتے تھے اور یہ مراد نہیں کہ سوائے انگوٹھی اور

ستو کے اور کچھ مہر نہ تھا علاوہ اسکے حدیث جابرؓ کی متعہ کے مہر کی ہے تو قیاس نکاح کا متعہ پر جائز نہیں اور ایک شخص نہایت محتاج تھا چند سورتیں قرآن مجید کی اسکو یاد تھیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نکاح ایک عورت سے کردیا اور فرمایا ملکتہا بما معک من القرآن کہ میں نے تجھکو عورت کا مالک کردیا بسبب قرآن کے جو تیرے ساتھ
ہے اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ قرآن کو مہر ٹھہرایا اور اسیواسطے عورت کو قرآن کا سکھلانا شرط نہیں کیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ حفظ قرآن کی بزرگی سے تیرا نکاح کردیا اور
اغلب یہ ہے کہ مہر اسکا حضرت نے خود ادا کیا ہوگا اسواسطے کہ محتاج مسلمین کے اخراجات کے حضرت خود کفیل ہوا کرتے تھے فضۃ وزن سبعۃ مثاقیل کما فی الزکوۃ
چاندی کے دس درم جو وزن میں سات مثقال کے برابر ہیں چنانچہ بیان زکوۃ میں مذکور ہو چکا دس درم شرعی کے ساڑھے اکتیس ماشے ہوتے ہیں جسکے ڈیڑھ ماشہ کم
تین روپے ہوتے اگر گیارہ ماشہ کا روپیہ ہو مضروبۃ کانت اولا ولو دینا او عرضا قیمتہ عشرۃ وقت العقد اما فی ضمانہا لطلاق قبل الوطی فیوم القبض درم سکہ دار
ہوں یا بے سکہ جیسے چاندی کی ڈلی یا تیرا اگرچہ قرض ہو یعنی شوہر کے دس درم کسی پر قرض تھے اور اُسنے نکاح میں انہیں دس درموں کا مہر مقرر کیا تو جائز ہے یا کوئی
جنس ایسی ہو جسکی قیمت دس درم ہوں وقت نکاح کے تو اگر بعد نکاح کے اسکی قیمت کم ہو جائے تو کچھ ضرر نہیں لیکن جنس کی قیمت کے ضامن ہونے میں بسبب طلاق
قبل وطی کے تو قبضہ کرنے کے دن کا اعتبار ہے مثلاً عورت کا نکاح ایک کپڑے پر ہوا جسکی قیمت دس درم تھی پھر جس دن عورت نے کپڑے پر قبضہ کیا تو قیمت اسکی بیس
درم ہو گئی تھی سو طلاق دی اسکو شوہر نے قبل دخول کے اور کپڑا ضائع ہو گیا تو عورت کو دس درم پھیر دینا چاہیے اسواسطے کہ اگرچہ کپڑا اول دس درم کا تھا لیکن جس
دن عورت کے قبضہ میں آیا تو بیس کا تھا کذا فی حاشیۃ المدنی لقلا عن المحیط وتجب العشرۃ ان سماہا او دونہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر اور واجب
ہیں دس درم اگر دس کا نام لیا یا دس سے کم کا نام لیا یعنی اگر پانچ درم کا مثلاً مہر باندھا تو بھی دس ہی درم دینا واجب ہوگا اور واجب ہونگے دس سے زیادہ اگر دس سے
زیادہ کا نام رکھا کتنے ہی کیوں نہوں زیادہ مہر کی کچھ حد نہیں ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما اور پورا مہر لازم اور محکم ہوتا ہے نزدیک
وطی کے یا خلوت کے جو صحیح ہو گئی زوج کی طرف سے یا نزدیک مرجانے زوج یا زوجہ کے او تزوج ثانیا فی العدۃ یا نزدیک دوبارہ نکاح کرنے کے عدت میں صورت
اسکی یہ ہے کہ عورت کو طلاق بائن دی بعد دخول کے پھر اس سے نکاح کیا عدت میں پھر طلاق دی قبل دخول کے تو واجب ہوگا دوسرا مہر پورا اور عدت جداگانہ
واجب ہوگی مہر کامل قبل خلوت کے اسواسطے واجب ہوا کہ وجوب عدت کا فوق ہے خلوت پر کذا فی البحر اور بائن کی قید اسواسطے لگائی کہ طلاق رجعی میں
نکاح دوسرا نہیں اور اول مہر کے سوا دوسرا مہر نہیں ہوتا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی المدنی او ازالۃ بکارتہا بنحو حجر بخلاف ازالتہا بدفعۃ فانہ یجب النصف بطلاق
قبل وطی یا مہر کامل ہوتا ہے بسبب ازالہ بکارت عورت کا پتھر وغیرہ سے جیسے انگلی یا لکڑی سے یا موم کی بتی سے بخلاف اسکے اگر دھکیلنے سے ازالہ بکارت کا ہو گیا
تو نصف مہر مسمی واجب ہوگا طلاق قبل وطی سے ولو الدفع من اجنبی فعلی الاجنبی ایضا نصف مہر مثلہا ان طلقت قبل الدخول والا فکلہ نہر بحثا اور اگر اجنبی کے
دھکیلنے سے ازالہ بکارت کا ہو گیا تو اجنبی پر بھی نصف مہر مثل واجب ہوگا اگر طلاق ہوئی عورت کو قبل دخول کے اور اگر بعد دخول کے طلاق ہوئی
تو پورا مہر مثل واجب ہوگا چنانچہ یہ روایت نہر الفائق میں ہے بنا بر بحث کے ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی او خلوۃ فلو کان نکحہا علی ما قیمتہ خمسۃ کان
لہا نصفہ ودرہمان ونصف اور واجب ہوتا ہے نصف مہر طلاق قبل وطی یا خلوت سے تو اگر نکاح کیا عورت سے ایسی چیز پر جسکی قیمت پانچ درم تھی پھر اسکو
طلاق دی قبل وطی یا خلوت کے تو وہ چیز آدھی عورت کو ملیگی اور اڑھائی درم اور ملینگے آدھی چیز عورت کو اسواسطے ملیگی کہ نصف مہر ملتا ہے طلاق قبل وطی سے
اور چونکہ مہر دس درم سے کم تھا تو دس کا پورا کرنا واجب ہوا اسواسطے کہ اڑھائی درم عورت کو اور ملینگے تا اقل مہر کامل ہو جائے وعاد النصف الی ملک الزوج
بمجرد الطلاق اذا لم یکن مسلما لہا وان کان مسلما لہا لم یبطل ملکہا منہ بل توقف عودہ الی ملکہ علی القضاء او الرضاء اور پھر آویگا نصف مہر زوج کی
ملکیت میں مجرد طلاق دینے کے جبکہ زوج نے زوجہ کو مہر نہ تسلیم کیا ہو اور اگر مہر کو تسلیم کردیا ہو تو عورت کی ملکیت کل مہر سے قبل وطی کے باطل نہیں ہوتی بلکہ نصف
مہر کی ملکیت کا عود کرنا زوج کی طرف سے موقوف ہے قاضی کے حکم پر یا عورت کی رضامندی پر فلہا الانفاق لعتقہ ای الزوج عند المہر بعد طلاقہا قبلہ ای قبل القضاء ونحوہ

اعتبار قبضہ تو حق ہے سبب ... غلام کو آزاد کرنا مہر کے غلام کو بعد طلاق بسبب عورت کے قضا یا رضامندی سے جیسے بسبب ہونے ہبہ کے فسخ ہوتا
یا رضامندی سے جب ملکیت زوج کی قضا یا رضا پر موقوف ہوئی تو بعد اس کے آزاد کرنا کیونکر ثابت ہو ولغت تصرف المرأة قبلہ فی الکل اعتبارا منہا او بانہ
ہو وتصرف عورت کا قبل قضا یا رضا کے کل مہر میں بسبب باقی رہنے ملکیت عورت کے تو جس غلام مہر عورت نے مہر کی رہیت قبضہ کیا بعد طلاق کے
اسنے بیچی کو اسکو آزاد کرے تو بیع نافذ ہوگا اسواسطے کہ اسکی ملکیت کل مہر قبل قضا یا رضا کے ثابت ہے وعلیہا نصف قیمة الاصل یوم القبض ان زاد المہر للتنصف بہ
التنصف قبل القبض لا بعده اور عورت پر واجب ہوگی نصف قیمت اصل کی جو قبضہ کرنے کے دن قیمت تھی فقط اصل قیمت اسواسطے کہ واجب ہوئی کہ زیادتی
جسمی زیادتی تنصیف ہوتی ہے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بعد قبضہ کرنے کے یعنے عورت کو مثلا لونڈی مہر میں ملی پھر اسکی لڑکی پیدا ہوئی پھر عورت مطلقہ ہوئی
قبل ملنے کے تو جتنی لونڈی کی قیمت قبضہ کرنے کے دن تھی اسکی نصف قیمت عورت زوج کو پھیر دیگی مگر لونڈی کی اولاد کو بالکل اپنی ملک میں رکھیگی اسواسطے کہ بعد
زیادتی منفصل ہے اور زیادتی منفصل کی تنصیف قبضہ کرنے کے بعد نہیں ہوتی ووجب مہر المثل فی الشغار وہو ان یزوجہ بنتہ او اختہ علی ان یزوجہ
الآخر بنتہ او اختہ مثلا معاوضة بالعقدین اور واجب ہے مہر مثل شغار میں شغار اسکو کہتے ہیں کہ نکاح کردے ایک مرد اپنی بیٹی یا بہن کا دوسرے مرد سے
اس شرط پر کہ دوسرا مرد مثلا اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کردے اس سے تاکہ ایک عقد دوسرے عقد کا بدلا ہو جائے تو دونوں نکاح مہر سے خالی ہوئے وہو منہی عنہ
لخلوه عن المہر فاذا اوجبنا فیہ مہر المثل فلم یبق شغارا اور شغار ممنوع ہے حدیث سے بسبب خالی ہونے شغار کے مہر سے سو ہمنے اسمیں مہر مثل واجب کیا سو شغار نہ باقی رہا
یعنی شغار اسی سبب سے ممنوع ہوا کہ اسمیں مہر نہیں ہوتا پھر جب مہر مثل اسمیں واجب قرار دیا تو حقیقت میں شغار نہ باقی رہا صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا وفی خدمة زوج حر للامہار لحرة او امة لان فیہ قلب الموضوع کذا
قالوا اور واجب ہے مہر مثل زوج حر کی خدمت میں ایک برس تک یعنی ایک برس کی خدمت کرنا مہر ٹھہرا ہو حرہ کا یا لونڈی کا اسواسطے کہ شوہر کے خادم ہونے
میں قلب موضوع ہے یعنے الٹا معاملہ ہے یعنے لازم یوں ہے کہ زوجہ زوج کی خدمت کرے پھر جب زوج کا خدمت کرنا مہر ٹھہرا تو بالعکس ہوا اسواسطے نادرست
ہوا اور مہر مثل اسمیں واجب ہوا ایسا کچھ فقہانے کہا ہے قاضی خان نے کہا کہ زوج سے خدمت لینا حرام ہے اسواسطے کہ ذلت کا سبب ہے کذا فی
حاشیة المدنی ومفاده صحة تزویجہا علی ان یخدم سیدہا او ولیہا لقصة شعیب مع موسی علیہما السلام اور حاصل تعلیل فقہا کا یہ ہے کہ صحیح ہو نکاح لونڈی کا اس مہر
پر کہ خدمت کرے زوج اسکے مالک کی یا حرہ کا نکاح اس شرط پر کہ زوج اسکے ولی کی خدمت کرے بدلیل قصہ شعیب کے ساتھ موسی علیہما السلام کے اسواسطے
کہ شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح موسی علیہ السلام سے کیا اور آٹھ برس یا دس برس اپنی بکریاں چرانا مہر مقرر کر لیا انتہی لصحتہ علی خدمة عبده
او امتہ او عبد الغیر برضا مولاه او حر آخر برضاه جیسے صحیح ہے نکاح اس مہر پر کہ شوہر کا غلام یا لونڈی خدمت کرے زوجہ کی یا غیر کا غلام خدمت کرے
اپنے مالک کی رضامندی سے یا کوئی اور حر اپنی خوشی سے خدمت کرے لیکن جب حر کی خدمت مہر ہوگا تو زوج پر خدمت کی قیمت واجب ہوگی اسواسطے
کہ خدمت حر میں مفاسد بہت ہیں جیسے خلوت ہونا اجنبی سے یا انکشاف بعض اعضا کا کذا فی فتح القدیر وفی تعلیم القرآن لعدم الاستغناء بالمال اور واجب ہے
مہر مثل تعلیم قرآن میں بموجب نص قرآنی کے کہ طلب نکاح کی مال سے چاہیے قرآن شریف میں فرمایا کہ ان تبتغوا باموالکم یعنی نکاح طلب کرو اپنے اموال سے
اور تعلیم قرآن مال نہیں اسواسطے تعلیم قرآن میں مہر مثل واجب کیا وباء زوجتکہا بما معک من القرآن للسببیة او للتعلیل لکن فی النہر ینبغی ان یصح علی
قول المتاخرین اور بے زوجتکہا بما معک من القرآن کے واسطے سببیت یا تعلیل کے ہے یہ شارح نے دفع دخل کا کیا یعنی حدیث میں آیا ہے کہ
حضرت نے ایک صحابی سے فرمایا کہ زوجتکہا بما معک من القرآن کہ میں تیرا نکاح کرتا ہوں بدلے قرآن کے جو تیرے ساتھ ہے تو معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کی مہر
ہو سکتا ہے شارح نے اسکا جواب دیا کہ یہ دلیل اسوقت میں پوری ہوتی کہ اس حدیث میں بے کا حرف فقط عوض کے معنی میں مخصوص ہوتا بلکہ سببیت کے اور

معنی اسمین ہو سکتے ہین یعنی بسبب قرآن یاد ہونے کے یا قرآن کی برکت سے تیرا نکاح کیا تو تعلیم قرآن کا مہر ہونا ثابت ہوا چنانچہ اوائل باب میں اس حدیث کا بیان ہو چکا لیکن نہر الفائق مین کہا ہی سزاوار یہ ہی کہ تعلیم قرآن متاخرین کے قول پر مہر ہو سکے بحر الرائق اور نہر الفائق مین کہا ہی کہ متاخرین کا فتوی یہ ہی کہ تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا درست ہی پھر جب اجرت لینا درست ہوا تو مہر ہونا بھی درست ہوگا اسواسطے کہ جسکی اجرت لینا جائز ہی اسکا مہر ہونا بھی جائز ہی اور فتح القدیر مین ہی قول مفتی بہ پر تعلیم قرآن کا مہر ہونا صحیح ہی کذا فی حاشیۃ المدنی واما خدمتہ لو کان الزوج عبدا فیجوز ذلک بالاحرۃ فخدمتہ لہا حرام لما فیہ من الاہانۃ والاذلال وکذا استخدامہ نہر عن البدائع اور جائز ہی حرۃ عورت کو خدمت لینا شوہر سے بشرطیکہ شوہر غلام ہو اور اُسکے مالک نے خدمت کرنے کی اجازت دی ہو یعنی اگر غلام باجازت اپنے مولی کے حرۃ سے نکاح کرے اور ایک برس کی خدمت مثلاً مہر ٹھہرا دے تو درست ہی اسواسطے کہ خدمت کرنے مین غلام کی ذلت نہین لیکن حر کو خدمت کرنا زوجہ کی حرام ہی اسواسطے کہ اسمین ذلت اور اہانت ہی اور اسی طرح زوجہ کو شوہر سے خدمت لینا حرام ہی چنانچہ نہر الفائق مین ہی بدائع سے وکذا یجب مہر المثل فیما اذا لم یسم مہرا او نفی ان وطی الزوج او مات احدہما اذا لم یتراضیا علی شی یصلح مہرا والا فذلک المسمی ہو الواجب اور اسی طرح واجب ہی مہر مثل اس صورت مین جبکہ مہر کا نام نہ لیا گیا یعنی نکاح کیا اور مہر کے ذکر سے سکوت کیا یا نفی مہر کی کی یعنی یون کہا کہ ہمنے نکاح کیا بدون مہر کے تو مہر مثل واجب ہوگا اگر وطی کی ہو زوج نے یا دونون مین سے ایک مر گیا یہ اُسوقت ہی جب دونون راضی ہو گئے ہون کسی چیز پر جو مہر ہونے کی لیاقت رکھتی ہو اور اگر کسی چیز پر راضی ہو گئی ہو تو وہی چیز واجب ہوگی مہر مثل کی کچھ ضرورت نہین او سمی خمرا او خنزیرا او ہذا الخل فاذا ہو خمر او ہذا العبد فہو حر لتعذر التسلیم او نام لیا شراب یا سور کا مہر مین تو مہر مثل واجب ہوگا اسواسطے کہ شراب اور سور مسلمان کے حق مین مال نہین یا اشارہ کیا ایک برتن کی طرف اور کہا کہ یہ سرکہ مہر ہی حالانکہ وہ شراب ہی یا ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ غلام مہر ہی حالانکہ وہ حر ہی تو مہر مثل واجب ہوگا اسواسطے کہ تسلیم کرنا حر کا متعذر ہی اسی طرح تسلیم خمر اور خنزیر بھی متعذر ہی کہ مسلمان کے کام کی نہین او دابۃ او ثوبا او دارا او لم یبین جنسہا تشخص ابہامہ یا نام لیا مہر مین جانور کا یا کپڑے کا یا گھر کا اور نہ بیان کیا اُنکی جنس کو کہ کون جانور گھوڑا یا بیل اور کون کپڑا ململ یا گزی اور کیسا گھر کچا یا پکا تو ایسا مہر صحیح نہین بسبب کثرت جہالت کے کہ کچھ امتیاز نہین ہو سکتی لہذا ان صورتون مین مہر مثل واجب ہوگا وتجب متعۃ لمفوضۃ وہی من زوجت بلا مہر طلقت قبل الوطی اور واجب ہی متعہ مفوضہ کے واسطے مفوضہ وہ عورت ہی جسکا نکاح ہوا بدون مہر کے جو مطلقہ ہو قبل وطی کے وہی درع وخمار وملحفۃ لا یزید علی نصفہ ای نصف مہر المثل لو الزوج غنیا ولا تنقص عن خمسۃ دراہم لو فقیرا اور مراد متعہ سے تین کپڑے ہین ایک کرتی دوسری اوڑھنی تیسری چادر سر سے قدم تک زیادہ نہو ان تینون کپڑون کی قیمت نصف مہر مثل سے اگر زوج مالدار ہو اور کم نہو پانچ درم سے اگر زوج محتاج ہو وتعتبر المتعۃ بحالہما کالنفقۃ بہ یفتی اور معتبر ہی متعہ بقدر حال زوجین کے مثل نفقہ کے اسی کا فتوی بحر الرائق مین ہی کہ اگر دونون محتاج ہین تو واجب کرپاس متوسط ہی اور اگر دونون غنی ہین تو واجب ریشمی کپڑا متوسط ہی اور اگر ایک غنی ہی اور دوسرا محتاج تو سُوتر کا کپڑا متوسط ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وتستحب المتعۃ لمن سواہا ای المفوضۃ الا من سمی لہا مہر وطلقت قبل وطی فلا تستحب لہا بل للموطوءۃ سمی لہا مہر اولا فالمطلقات اربع اور مستحب ہی متعہ دینا سوائے مفوضہ کے مگر جسکا مہر معین ہوا اور وہ مطلقہ ہوئی قبل وطی کے تو اُسکے واسطے متعہ مستحب نہین بلکہ متعہ اُس عورت کو مستحب ہی جسکی وطی ہوئی اُسکا مہر معین ہوا ہو یا نہوا ہو تو مطلقہ عورتین چار ٹھہرین ایک وہ مطلقہ جسکی وطی نہوئی نہ مہر معین ہوا تو اُسکے واسطے متعہ واجب ہی دوسری وہ مطلقہ جسکا مہر معین تھا اور وطی نہوئی تو اُسکو متعہ دینا مستحب نہین تیسری وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر معین نہ ہوا چوتھی وہ مطلقہ جسکی وطی ہوئی اور مہر اُسکا معین تھا تو ان دونون کو متعہ دینا مستحب ہی کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی وما فرض بتراضیہما او بفرض قاض مہر المثل بعد العقد الخالی عن المہر او زید علی المسمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس او قبول ولی الصغیرۃ فی معرفۃ قدرہا وبقاء الزوجیۃ علی الظاہر بحر اور جو مہر کہ مقرر ہوا زوجین کی تراضی سے یا بسبب ٹھہرانے قاضی کے مہر مثل کو بعد نکاح کے جو خالی تھا مہر سے یا جو مہر کہ معین تھا بڑھایا گیا زوج نے زیادہ کر دیا

[illegible] ہوجاوے گا اور زوجہ پر لازم ہوگا اور بشرط قبول کرنے عورت کے مجلس میں اگر قبول کرے عورت کے یہ زیادتی لازم ہوگی اور عورت موقت
ہوتی ہے زیادتی سے اور باقی رہنے زوجیت کے بنا بر قول ظاہر کے کذا فی النہر تو یہ اگر زوجہ سے کہا کہ مین نے تیرا مہر زیادہ کردیا تو صحیح ہوگا اور واسطے کسی قائل
[illegible] ہے اور زیادہ بعد موت زوجہ کے پھر زیادہ کیا تو صحیح ہوگا واسطے کہ زوجیت باقی نہین رہی ہی فی البحر والفتح زیادۃ الف ان الثانی فی الفتح
اور کافی میں بیان ہی کہ زوج نے نکاح کی تجدید کی تو زیادہ مہر زیادہ کرکے تو اسپر دو مہر لازم آدینگے بنا بر قول ظاہر کے کذا فی النہر دو ہزار واسطے لازم
ہوئے ایک ہزار اول نکاح سے اور ایک ہزار دوسرے نکاح سے وفی الخانیۃ لو وہبتہ مہرہا ثم اقر بقدر من المہر قبلت صح وحمل علی الزیادۃ فی البزازیۃ
الا تجب الا تصح بلا قصد الزیادۃ اور خانیہ میں ہی کہ اگر زوجہ نے زوج کو مہر بخشدیا پھر اقرار کیا زوج نے اُسکے مہر کا اور قبول کرلیا عورت نے تو صحیح ہوا
یہ قبول ہوکا مہر زیادہ کرنے پر اور بزازیہ مین ہی اشبہ تحقیق یہ ہی کہ یہ اقرار صحیح نہین بدون قصد زیادتی کے لا ینصف اختصاص التنصیف بالمفروض
فی العقد بالنص یعنے جو مہر کہ مفروض ہوا بعد عقد کے یا زیادہ ہوا اُس پر اُسکی تنصیف نہوگی طلاق قبل وطی میں واسطے اختصاص ہونے تنصیف کے
عقد کے مفروض سے بموجب نص قرآن کے قرآن مین ارشاد ہوا فنصف ما فرضتم یعنی آدھا مہر مفروض دینا لازم ہی اور عرف مین مفروض اسی مہر کو کہتے ہین
جو عقد کے وقت مقرر ہو نہ اسکو جو بعد عقد کے مفروض ہوا یا زیادہ ہوا اوبل تجب المتعۃ فی الاول ونصف الاصل فی الثانی بلکہ واجب ہوگا متعہ اول صورت مین
یعنی مفروض بعد العقد مین اور واجب ہوگا نصف اصل مہر کا ثانی صورت مین یعنے زیادتی علی المسمی مین وصح حطہا لکلہ او بعضہ عنہ قبل او لا ویرتد
بالرد بحر اور صحیح ہی ساقط کردینا عورت کا کل مہر کو یا بعض کو شوہر سے قبول کیا ہو شوہر نے اسکو یا نہ قبول کیا ہو اور پھر تا ہی پھیر دینے سے کذا فی البحر یعنی زوجہ
اگر زوج سے اپنا مہر معاف کردے تو صحیح ہی خواہ زوج قبول کرے یا نہ کرے یہانتک کہ اگر بعد موت زوج کے یا طلاق بائن کے بھی معاف کریگی تو معاف
ہوجاویگا لیکن اگر زوج یون کہے کہ مہر کا معاف کرنا مین نہین مانتا تو البتہ نہ معاف ہوگا اور شرط یہ ہی کہ عورت اپنے مرض الموت مین نہ اسقاط کرے اور قنیہ میں ہی
کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ مین تیرے پاس نہین لیتا جب تک کہ مہر سے ابرا نہ کرے سو زوجہ نے ابرا کیا بعضون نے کہا کہ مہر معاف ہوگیا اور واسطے کہ حدیث
مین آیا ہی کہ آپس مین تحفہ دیا کرو تاکہ دوست ہوجاؤ تو جب محبت کے واسطے تحفہ دینے کا حکم ہوا تو محبت کے واسطے مہر معاف کرنا بھی صحیح ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
من البحر والخلوۃ مبتدا خبرہ قولہ الآتی کالوطی اور لفظ خلوت کا مبتدا ہی اور خبر اُسکی مصنف کا آئندہ قول کالوطی ہی یہان سے احکام خلوت صحیحہ کے
شروع ہوئے خلوت صحیحہ برابر وطی کے ہی بشرط رفع موانع کے اور مبتدا اور خبر مین موانع کا بیان ہی بلا مانع حسی کمرض لاحدہما یمنع الوطی وطبعی
کوجود ثالث عاقل ذکرہ ابن الکمال وجعلہ فی الاسرار من الحسی وعلیہ فلیس للطبعی مثال مستقل خلوت بدون مانع حسی کے مانند وطی کے ہی مانع حسی
وہ جو حواس سے معلوم ہو جیسے زوج یا زوجہ کا ایسا بیمار ہونا کہ مانع ہو وطی کا اور خلوت بدون مانع طبعی کے جیسے زوج اور زوجہ مین تیسرے
شخص عاقل کا موجود ہونا ایسا ذکر کیا ابن کمال نے اور وجود ثالث کو اسرار مین مانع حسی سے ٹھہرایا ہی تو اس تقدیر پر مانع طبعی کی کوئی مستقل
مثال نہین ہی وشرعی کاحرام الفرض او نفل اور مانع شرعی جیسے احرام فرض حج کا یا نفل حج کا ومن الحسی رتق بفتحتین التلاحم وقرن بالسکون عظم
وعفل بفتحتین غدۃ وصغر ولو بزوج لا یطلق معہ الجماع اور مانع حسی سے رتق ہی رتق بفتحتین بمعنی تلاحم ہی یعنے شرمگاہ کا ایسا بند ہونا کہ دخول ممکن
نہو اور مانع حسی سے قرن ہی قرن بالسکون عظم ہی یعنے ایسی ہڈی شرمگاہ مین جو مانع ہو دخول کی اور بعضے قرن کو غدہ غلیظ کہتے ہین اور بعضے
گوشت زائد کہتے ہین اور مانع حسی سے عفل بفتحتین غدۃ ہی قاموس مین کہا کہ عفل ایک شئ ہی کہ عورت کی شرمگاہ سے نکلتی ہی جیسے فوطہ بڑھنے کی بیماری
مرد کو ہوتی ہی اور بحر الرائق مین کہا کہ عفل ایک شئ مدور ہی کہ عورت کی شرمگاہ مین نکلتی ہی یعنے مثل جوڑی کے اور مانع حسی سے لڑکپن ہی اگرچہ زوج ہی کم سن
ہو ایسا لڑکپن کہ قدرت نہو اس حال کے ساتھ جماع کرنے کی وبلا وجود ثالث معہما ولو نائما او اعمی الا ان یکون الثالث صغیرا لا یعقل بان لا یعبر عما

یکون مینہا او مجنونا او مغمی علیہ لکن فی البزازیۃ ان فی اللیل صحت لا فی النہار وکذا الاعمی فی الاصح او جاریۃ احدہما فلا یمنع بہ یفتی مجتبی اور خلوت مانع وطی کے ہی بدون موجود ہونے تیسرے شخص کے زوجین کے ساتھ اگرچہ شخص ثالث سوتا ہو یا اندھا مانع ہی خلوت کا مگر یہ کہ تیسرا شخص صغیر لایعقل ایسا ہو کہ بیان نہ کرسکے جو دونون مین ہوتا ہی یا دیوانہ یا بیہوش ہو تو خلوت زوجین کا مانع نہین لیکن بزازیہ مین ہی کہ اگر خلوت رات مین ہی اور دیوانہ یا بیہوش پاس ہو تو خلوت صحیح ہی اور دن مین خلوت صحیح نہین اسواسطے کہ مجنون کو کبھی ادراک ہوتا ہی اور بیہوش گاہے ہوش مین آتا ہی اور ایسا ہی حال اندھے کا ہی قول اصح مین یا شخص ثالث لونڈی ہو زوج کی یا زوجہ کی تو لونڈی کا ہونا زوجین کے پاس خلوت کا مانع نہین یہی قول مفتیٰ بہ ہی کذا فی المجتبیٰ بحرالرائق مین کہا کہ جاریہ مین اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ جاریہ مانع خلوت کی نہین زوجین کی ہو یا اور کسی کی اور بعضون نے کہا کہ زوجہ کی جاریہ مانع ہی خلوت کی بخلاف جاریہ زوج کے اور مختار یہ ہی کہ زوج اور زوجہ دونون کی جاریہ مانع خلوت کی نہین کذا فی الخلاصۃ اور اسی پر فتوے ہی کذا فی المبتغی اور امام سرخسی نے مبسوط مین کہا دونون کی جاریہ مانع ہی خلوت کی اور یہی ہی قول امام اور صاحبین کا اسواسطے کہ لونڈی کے روبرو جماع کرنا زوجہ سے بالطبع نہین ہوسکتا انتہی علی الخصوص زوجہ کی جاریہ کے روبرو وطی کرنا کسی طرح حلال نہین اسواسطے کہ وہ اجنبی ہی زوج سے اور لائق یہ ہی کہ اس قول سے عدول نہ کیجیے کہ باعتبار درایت اور روایت کے قوی ہی اور عجب ہی کہ امامؒ اور صاحبینؒ کے مخالف قول کو مفتی بہ قرار دیجیے اور متن مین داخل کیجیے حالانکہ کسی طرح لائق ترجیح کے نہین کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشیخ رحمتی المحشی والکلب یمنع ان کان عقوراً مطلقا فی الفتح وعندی ان کان لہ لا یمنع مطلقا او کان للزوجۃ والا یکن عقوراً او کان لہ لا یمنع اور کتّے کا ہونا زوجین کے پاس مانع ہی خلوت صحیحہ کا اگر کٹہا ہو تو مطلق مانع ہی زوج کا کتا ہو یا زوجہ کا رات ہو یا دن اور فتح القدیر مین کہا کہ میرے نزدیک زوج کا کتا مطلقاً مانع خلوت کا نہین کٹہا ہو یا نہو اسواسطے کہ اپنے مالک کو ہرگز نہین کاٹتا تو وہ بخوف وطی پر قادر ہوگا یا کتا زوجہ کا ہو تو اسکا ہونا مانع ہی خلوت کا اسواسطے کہ زوجہ کا کتا اپنی بی بی کو مرد کے تلے دیکھکر غضب مین آویگا اور حملہ کریگا اور اگر کتا کٹہا نہ ہو یا کٹہا ہو اور زوج کا ہو تو مانع خلوت کا نہین اسواسطے کہ کلب عقور اپنے مالک کو نہین کاٹتا چنانچہ فتح القدیر کی روایت مین مذکور ہو چکا وبقی منہ عدم صلاحیۃ المکان کمسجد وطریق وصحراء وسطح وبیت بابہ مفتوح وما اذا لم یعرفہا اور باقی رہگیا مانع حسی سے عدم صلاحیت مکان کی یعنی مکان لائق وطی کے نہونا جیسے مسجد اور راہ اور بیابان اور چھت بدون پردہ کی اور کوٹھری جسکا دروازہ کھلا ہو اسواسطے کہ یہ مکانات آمد و رفت اور نظر غیر سے خالی نہین اور باقی یہی مانع شرعی کی وہ صورت جبکہ زوج زوجہ کو نہ پہچانے اسواسطے کہ قدرت وطی کی بدون معرفت زوجہ کے شرعاً متصور نہین وصوم التطوع والمنذور والکفارات والقضاء غیر مانع لصحتہا فے الاصح اذ لا کفارۃ بالافساد ومفادہ انہ لو اکل ناسیا فامسک فخلی بہا ان تصح وکذا کل ما اسقط الکفارۃ نہر اور روزہ نفل کا اور نذر اور کفارات اور قضا کا مانع نہین صحت خلوت کا قول اصح مین اسواسطے کہ ان روزون کے توڑنے مین کفارہ نہین اور مفاد اس تعلیل کا یہ ہی کہ اگر صائم بھولکر کھا گیا پھر اسنے باقی دن کا امساک کیا پھر عورت سے خلوت کی تو یہ خلوت صحیح ہوگی اسواسطے کہ اسمین کفارہ نہین چنانچہ اسکی تفصیل کتاب الصوم مین ہو چکی اور اسی طرح جو کفارہ کو ساقط کرے سو مانع صحت خلوت کا نہین کذا فی النہر بل المانع صوم رمضان اداء وصلوۃ الفرض فقط بلکہ مانع خلوت صحیحہ کا صوم ہی اداے رمضان کا اور نماز فرض فقط خواہ نماز ادا کی ہو خواہ قضا کی اور باقی رہگیا موانع شرعیہ سے وہ طلاق جو خلوت پر معلق ہو یعنے زوج نے کہا عورت سے کہ اگر مین تیرے ساتھ خلوت کرون تو تجھکو طلاق ہی پھر کسے خلوت کی تو طلاق واقع ہوئی تو زوج فقط نصف مہر دیگا اسواسطے کہ خلوت کرتے ہی عورت مطلقہ ہوگئی تو وطی حرام ہوئی کذا فی الواقعات اور بزازیہ اور خلاصہ مین ہی کہ اس طلاق مین عدت واجب نہین کذا فی حاشیۃ المدنی کالوطی فیما یجی ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا او خصیا او خنثی ان ظہر حالہ والا فنکاحہ موقوف یعنی خلوت بدون موانع مذکورہ کے برابر وطی کے ہی چند احکام مین جنکا ذکر آگے آتا ہی اگرچہ زوج مقطوع الذکر والخصیتین ہو یا نامرد ہو یا خصی ہو یا خنثی ہو

یہ ہو کہ خنثی جو حال قبل نعوت کے عمل کیا جاتا ہے تو اسکا ثابت ہو گیا ہو جب اس خلوت مانند وطی کے ہو گی اور اگر خنثی جو حال [illegible] ہو کہ [illegible] عورت
اور [illegible] مرد ہونا ظاہر ہو گیا تو ایسے خنثی کی خلوت مانند وطی کے نہین ہو گی [illegible] تھا [illegible] خنثی [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہوتا ہے [illegible] چنانچہ اسکو خوب بیان کیا ہو نہر الفائق مین ہم [illegible] کہ خنثی کے [illegible] عورت
[illegible] سے وطی کی تو [illegible] اگر مرد وطی کر سکے تو [illegible] عورت ہونا اور [illegible] خنثی کے [illegible] عورت سے [illegible] خنثی [illegible]
سے وطی کی تو [illegible] اور [illegible] تو اسکی مدت مقرر ہوگی [illegible] کے مانند [illegible] اس عبارت سے یون ثابت ہوتا ہو کہ قبل ظاہر ہونے حال خنثی کے
خلوت کرنا اسکا [illegible] اور نہر الفائق مین مبسوط سے نقل کیا کہ مرد خنثی کا قبل ظاہر ہونے کے حال کے تو [illegible] ہونے کے اگر خنثی [illegible]
[illegible] اور [illegible] عورت ہے [illegible] تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر مرد ہے [illegible] تو نکاح باطل ہو اس عبارت سے صریحا ثابت ہوتا ہو کہ خنثی کو خلوت کرنا قبل ظاہر
ہونے حال کے صحیح نہین [illegible] شرح الوہبانیۃ قد یکون العنۃ لمرض اوضعف خلقۃ او کبرسن اور نہر الفائق مین ہو شرح وہبانیہ سے اور کبھی ہوتی ہو نامردی
بیماری سے یا ضعف پیدائش سے یا درازی عمر سے صم یہ جواب اس سوال کا ہو جو نہر الفائق کی عبارت پر وارد ہوتا ہو نہر الفائق مین کہا کہ اگر خنثی بعد بلوغ
ہونے کے نکاح پر قادر نہ ہوا تو اسکی مدت مقرر ہوگی مانند عنین کے اس عبارت پر سوال لگتا ہو کہ نامردی تو درازی عمر مین ہوتی ہو بلوغ کے وقت تو
جوش شہوت کا زمانہ ہو اسوقت مین نامردی کیونکر متصور ہو شارح نے اسکا جواب شرح وہبانیہ سے نقل کیا کہ نامردی فقط پیری پر موقوف نہین بلکہ بیماری و ضعف
خلقت سے بھی ہوتی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ای ثبوت النسب لو من المجبوب یعنی خلوت صحیحہ مانند وطی کے ہو ثابت ہونے نسب مین اگرچہ خلوت مجبوب مقطوع الذکر
و الخصیتین سے ہو مناسب یون تھا کہ ماتن ثبوت نسب کو احکام خلوت سے نہ شمار کرتا اسواسطے کہ نسب تو مجرد عقد سے ثابت ہو جاتا ہو خلوت پر موقوف نہین و فی
تاکد المہر المسمی و مہر المثل بلاتسمیۃ اور خلوت مانند وطی کے ہو مہر مسمی اور مہر بدون تسمیہ کے ثابت اور محکم ہو جانے مین یعنی جیسے وطی سے مہر مسمی اور مہر مثل
غیر مسمی مین مرد پر لازم ہوتا ہو ویسا ہی خلوت صحیحہ سے بھی دونون لازم ہو جاتے ہین و النفقۃ والسکنی اور خلوت مانند وطی کے ہو نفقہ اور سکنی لازم
ہونے مین یعنی نکاح کے بعد اگر خلوت صحیحہ کر کے طلاق دے تو زوج پر نفقہ اور سکنی تا عدت لازم ہوگا و العدۃ و حرمۃ نکاح اختھا و اربع سواہا
فی عدتہا اور خلوت مانند وطی کے ہو وجوب عدت مین اور منکوحہ کی بہن کا نکاح اور اسکے سوائے چار عورتون کے نکاح حرام ہونے مین اسکی عدت کے
اندر یعنی عورت سے نکاح کیا ہو خلوت صحیحہ کر کے اسکو طلاق دی تو اسکی عدت مین اسکی بہن سے نکاح حرام ہو اور اسیطرح سوائے اس عورت کے اور چار عورتون
سے نکاح کرنا اسکی عدت مین حرام ہو و حرمۃ نکاح الامۃ اور خلوت مانند وطی کے ہو لونڈی کے نکاح حرام ہونے مین یعنے حرہ منکوحہ بعد خلوت کے
مطلقہ ہوئی تو اسکی عدت مین لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہو و مراعات وقت الطلاق فی حقہا اور خلوت مانند وطی کے ہو وقت طلاق کے
رعایت کرنے مین عورت کے حق مین یعنے وطی جیسے بعد وطی کے مسنون ہو کہ طہر مین طلاق رجعی دے نہ حیض مین ایسے ہی بعد خلوت صحیحہ کے بھی وقت
طلاق کی رعایت رکھے چنانچہ اسکی تصریح کتاب الطلاق مین آویگی و کذا فی وقوع طلاق بائن آخر علی المختار اور اسیطرح خلوت مانند وطی کے ہو دوسری
طلاق بائن پڑنے مین بنا بر قول مختار کے یعنی خلوت کے بعد ایک طلاق دی پھر عدت کے اندر دوسری طلاق بائن دی تو دوسری طلاق واقع ہوگی
قول مختار مین اور اگرچہ پہلی طلاق بلفظ صریح تھی لیکن وہ بھی در حکم بائن ہو علما کے نزدیک حقیقۃ لا اور مزید تصریح اسکی حاشیہ طحطاوی و مدنی مین ہو
جسکو زیادہ شوق ہو وہان دیکھ لے لا تکون کالوطی فی حق بقیۃ الاحکام کالغسل نہین ہو خلوت برابر وطی کے بقیہ احکام کے حق مین جیسے
غسل مین یعنے وطی سے زوجین پر غسل واجب ہوتا ہو اور خلوت صحیحہ سے نہین و الاحصان اور نہین ہو خلوت صحیحہ مانند وطی کے ثبوت احصان
مین یعنے وطی سے حکم احصان کا ثابت ہوتا ہو اور خلوت سے نہین محصن اگر زنا کرے تو سنگسار ہو بخلاف خلوت والی کے و حرمۃ البنات نہین [illegible]

مانند وطی کے بیٹیون کی حرمت مین یعنی مرد نے جس عورت سے وطی کی تو اُسکی بیٹی مرد پر حرام ہی اور خلوت سے اُس عورت کی بیٹی حرام نہین و فی حلہا للاول اور
نہین خلوت مانند وطی کے عورت کے حلال ہونے مین پہلے زوج کے واسطے یعنی مطلقہ ثلثہ زوجہ ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال ہوتی ہی اور زوج
ثانی کی خلوت سے اُسکو حلال نہین ہوتی والرجعۃ اور نہین خلوت مانند وطی کے رجعت مین یعنے وطی کے بعد طلاق دینے مین رجعت درست ہی اور خلوت
کے بعد طلاق ہونے سے رجعت درست نہین اسواسطے کہ بعد خلوت کے طلاق رجعی نہین رہتی بلکہ بائن ہوجاتی ہی چنانچہ ذخیرہ وغیرہ مین اسکی تصریح موجود ہی
کذا فی حاشیۃ المدنی والمیراث اور نہین خلوت مانند وطی کے درحق میراث یعنے اگر بعد خلوت کے طلاق ہوئی اور عدت مین زوج مرگیا تو عورت نہ وارث
ہوگی مدنی کی بخلاف وطی کے وتزوجہا کالابکار علی المختار وغیرذلک کما نظمہ صاحب النہر فقال اور تزویج خلوت والی عورت کی مثل باکرہ عورتون کے ہی بنا بر
قول مختار کے یعنی جب باکرہ کو بعد خلوت کے طلاق ملی تو اُسکا نکاح ثانی مانند باکرہ عورتون کے ہوگا اور سوا اسکے اور احکام مین جنمین خلوت وطی کی مانند
نہین جیسے اجازت نکاح موقوف کی خلوت سے نہین ہوتی بخلاف وطی کے چنانچہ اسکو نہر الفائق کے مصنف نے نظم کیا ہی اور کہا ہے وخلوۃ الزوج مثل الوطی فی صورۃ
دغیرہ وبہذا النقد تحصیل + اور خلوت کرنا زوج کا مانند وطی کے ہی چند صورتون مین اور مغائر ہی وطی کے چند صورتون مین اور اس نظم سے حوکہ صورتون کی لڑی
ہی احکام خلوت کی تحصیل ہی سے تکمیل مہر واعداد کذا نسب +. الفاق سکنی ومنع الاخت مقبول +. خلوت برابر ہی وطی کے تکمیل مہر مین اور وجوب عدت مین اور
اسیطرح نسب مین اور نفقہ دینے مین اور سکنی مین اور بہن کے نکاح منع ہونے مین مقبول ہی یہ قول علما کے نزدیک مردود نہین سے وارابع وکذا قالوا الامارد لقدر +.
راعوا زمان فراق فیہ ترحیل + اور خلوت مانند وطی کے ہی چار عورتون کے نکاح حرام ہونے مین اُسکی عدت کے اندر اسیطرح علما نے لونڈیون کو کہا ہی اور مقرر رعایت
کی ہی علما نے زمانہ فراق کی جسمین رخصت کرتا ہی یعنے طہر کے وقت طلاق دینا چاہیے نہ حیض مین سے واوقعوا فیہ تطلیقا اذا لحقاء + وقیل لا والصواب الاول القیل +
اور واقع کی ہی علما نے طلاق کے اندر دوسری طلاق جبکہ وہ لاحق ہو اول طلاق سے اور بعضون نے کہا کہ دوسری طلاق نہین واقع ہوتی اور درست
پہلا ہی قول ہی یعنی واقع ہوتی ہی سے اما المغائر فالاحصان یا املی +. ورجعۃ وکذا التوریث معقول + لیکن وہ احکام جنمین خلوت مغائر ہی وطی کی
اول اُن مین سے احصان ہی اے میرے مقصود اور رجعت ہی اور اسی طرح وراثت معقول ہی سے سقوط وطی واحلال لہا وکذا + تحریم بنت نکاح
البکر مبذول + اور ساقط ہونا وطی کا یعنے جب ایکبار زوجہ سے وطی کی تو اُسکا وطی کا مطالبہ ساقط ہوگیا اور اگر فقط خلوت کی تو زوجہ کو وطی کے
مطالبہ کرنے کا حق ہی اور حلال زوجہ کا یعنے زوج ثانی نے اگر عورت کو بعد خلوت کے طلاق دی تو زوج اول کو یہ عورت نہ حلال ہوگی بخلاف وطی
کے اور اسیطرح حرام ہونا بیٹی کا یعنے اگر عورت سے خلوت کی بدون ساس وغیرہ کے پھر طلاق دی تو اس عورت کی بیٹی زوج پر حرام نہین بخلاف وطی کے
اور نکاح باکرہ مبذول ہی یعنے باکرہ کی طرح خلوت والی عورت کا نکاح ہو یعنے استیذان و لی مین اُسکا سکوت قائم مقام نطق کے ہی باکرہ کے مانند سے
کذلک الفی والتکفیر ما فسدت +. عبادۃ وکذا الغسل تکمیل +. اسی طرح ایلا سے رجوع کرنا یعنی زوج نے قسم کھائی کہ زوجہ سے چار مہینے وطی نہ کرونگا پھر اگر قسم
پوری کی تو طلاق بائن ہوئی اور اگر مدت مذکورہ مین وطی کی تو اسکو فی کہتے ہین یعنے نکاح باقی رہنے کی طرف رجوع کی تو ایلا کرنے والے کا رجوع
وطی کرنے سے ہوتا ہی نہ خلوت سے اور اسی طرح کفارہ دینا صائم کو خلوت سے واجب نہین ہوتا اور وطی سے کفارہ واجب ہی اور اسی طرح
خلوت سے عبادت حج اور صوم اور اعتکاف فاسد نہین ہوتی بخلاف وطی کے اور اُسی طرح خلوت سے غسل واجب نہین ہوتا بخلاف وطی کے اور غسل تک
تکمیل ہوئی اُن مسائل کی جنمین خلوت مانند وطی کے نہین ولو افترقا فقالت بعد الدخول وقال الزوج قبل الدخول فالقول لہا
لانکارہا سقوط نصف المہر وان انکرت الوطی اور اگر جدائی ہوئی زوج اور زوجہ مین سو زوجہ نے کہا کہ مجھکو طلاق دی بعد دخول کے اور زوج
نے کہا قبل دخول کے تو عورت کا قول معتبر ہوگا بسبب منکر ہونے عورت کے سقوط نصف مہر کو اگرچہ منکر ہو وطی کی تو بھی اسی کا قول معتبر ہوگا

ہو یا ہے ... فی عقود ثقات ... صحت ... ولوان ... اگر ... تو ... زوجہ
... ہوگی اور اگر ... تو صحبت ... ہوگی ... ہوگی
... سے اور ... رکھا ہو اسکو ... سے ... ولو قال ان خلوت بک
فانت طالق فخلا بہا طلقت بائنا لوجود الشرط و وجب نصف المہر والعدۃ احتیاطا ... زوجہ کہ اگر مین تیرے
... تو تجھکو طلاق ہو پھر خلوت کی زوجہ سے تو اسکو طلاق بائن ہوگی بسبب پائے جانے شرط کے اور واجب ہو نصف مہر اور عدت
... کذا فی البزازیۃ پھر جب عدت نہ ہوئی تو نفقہ اور سکنی اور ... ہونا ... ہیں کذا فی
... وتجب العدۃ فی الکل ای کل انواع الخلوۃ ولو فاسدۃ احتیاطا ای استحسانا ... ہو قیاس کل مین یعنی
اس قسم خلوت ... فاسدہ جو خلوت ہے عدت واجب ہو احتیاطا یعنی باعتبار استحسان ... کے بعض ... ہم ... عورت
کے نفقہ ... مشغول ہو گیا ہر چند سابق مین خلوت سے وجوب عدت کا حکم مذکور ہو چکا لیکن مصنف نے بیان علیحدہ کیا ... سے بیان کیا تاکہ معلوم
ہو جائے کہ خلوت صحیحہ اور فاسدہ دونوں مین عدت واجب ہو چنانچہ شارح نے اسکی طرف اشارہ کر دیا اور سابق فقط خلوت صحیحہ کے احکام مذکور ہوئے تھے وکل
... القدوری ... قاضیخان ان کان المانع شرعیا کصوم تجب العدۃ وان کان حسیا کصغر ومرض مدنف لا تجب والمذہب الاول لاطلاق
... قال المصنف اور کہا گیا ہو اس قول کا قائل قدوری ہو اور پسند کیا ہو اسکو تمرتاشی اور قاضیخان نے کہ اگر ... کہ مانع شرعی ہو جیسے روزہ تو عدت
واجب ہو اور اگر مانع خلوت کا حقیقی ہو جیسے کم سن ہونا یا مرض دائمی جس نے قوت کو بالکل توڑ دیا تو عدت واجب نہین اور مذہب مختار اول ہی
قول ہو یعنے ہر صورت عدت واجب ہو خلوت صحیح ہو یا نہو اسواسطے کہ تصریح کر دی ہو امام محمد نے جامع صغیر مین چنانچہ مصنف نے اسکو اپنی شرح
مین کہا ہو وفی المجتبی الموت اینا کالوطی فی حق العدۃ والمہر فقط حتی لو ماتت الام قبل دخولہ بہا حلت بنتہا اور مجتبی مین ہو کہ موت بھی مانند وطی کے ہو
عدت کے حق مین اور مہر مین فقط یہانتک کہ اگر ماں مر گئی قبل دخول کے تو اسکی بیٹی حلال ہوگی ماں کے زوج پر وقبضت الف المہر فوہبتہ لہ
وطلقت قبل وطی رجع علیہا بنصفہ لعدم تعین النقود فے العقود قبض کیے زوجہ نے ہزار درم مہر کے پھر وہی ہزار زوج کو ہبہ کیے اور طلاق ہوگی
زوجہ کو قبل وطی کے تو زوج زوجہ سے نصف مہر لینے پانسو پھیرے اسواسطے کہ مہر فقط ہزار تھا تو طلاق قبل وطی سے آدھا زوج پر واجب ٹھہرا
اور زوجہ نے پورا مہر لے لیا تھا تو آدھا مہر زوجہ کو پھیر دینا چاہیے اور زوجہ نے جو زوج کو ہبہ کیا اسکا اعتبار نہین اسواسطے کہ جو مستحق الاسترداد تھا وہ
بعینہ زوج کو نہین پہونچا بلکہ غیر مستحق پہونچا بسبب نہ متعین ہونے نقود کے عقود مین مثلاً ایک مرد نے عورت سے نکاح کیا دو درم پر جو اسکے پاس موجود تھے
کیا پھر مرد کو اختیار ہو کہ ان درمون کو اپنے پاس رکھے اور انکے مانند دو درم زوجہ کو دے اور اسیطرح بیع وغیرہ عقود مین نقود کی تعیین معتبر نہین فان لم تقبضہ
او قبضت نصفہ فوہبت الکل فی الصورۃ الاولی او ما بقی وہو النصف فی الثانیۃ اور ہبہ ہو عرض المہر کثوب معین او فی الذمۃ قبل القبض او بعدہ
لا رجوع لحصول المقصود اور اگر زوجہ نے مہر پر قبضہ نہ کیا یا نصف پر قبضہ کیا پھر زوج کو سب مہر ہبہ کیا پہلی صورت مین یعنے عدم قبض مین یا باقی
مہر کو ہبہ کیا یعنے نصف مہر کو دوسری صورت مین یعنی نصف مہر کا قبضہ کر کے ... یا مہر نقد نہ تھا بلکہ جنس تھی اور زوجہ نے جنس مہر کی زوج کو ہبہ
کی جیسے کوئی معین کپڑا یا وہ کپڑا ہبہ کیا جو کسی کے ذمہ پر قرض تھا قبل قبضہ کرنے جنس مہر کے ہبہ ہو یا بعد قبضہ کرنے کے پھر طلاق ہوئی عورت کو قبل وطی
کے تو ان چارون صورتون مین نصف مہر کا پھیر لینا زوجہ سے نہین پہونچتا بسبب حصول مقصود کے یعنی زوج کا حق بعینہ لگیا متعین ہوکر نکحہا بالف علی ان لا یخرجہا
من البلد او لا یتزوج علیہا او نکحہا علی الف ان اقام بہا وعلی الفین ان اخرجہا فان وفی بما شرط فی الصورۃ الاولی او اقام بہا فی الثانیۃ فلہا

الالف لرضاہا بہا فہنا صورتان الاولیٰ تسمیۃ المہر مع ذکر شرط نفعہا والثانیۃ تسمیۃ المہر علی تقدیر وغیرہ علی تقدیر والایوف ولم یقیم فمہر المثل لفقد رضاہا
لفوات النفع نکاح کیا عورت سے بعوض ہزار درم کے اس شرط پر کہ عورت کو شہر سے نہ نکال لیجائیگا یا اس شرط پر کہ اس عورت پر دوسرا نکاح
نہ کریگا یا نکاح کیا عورت سے ہزار درم کے مہر پر اگر رہا مرد عورت کے شہر مین اور دو ہزار درم کے مہر پر اگر عورت کو اُسکے شہر سے باہر لیگیا سو اگر زوج
نے شرط کو پوری کی پہلی صورت مین یعنے شہر سے باہر نہ لیگیا یا دوسرا نکاح نہ کیا اور دوسری صورت مین عورت کے شہر مین مقیم رہا تو عورت کو ہزار درم
ملینگے بسبب راضی ہو جانے عورت کے تسمیہ مہر پر تو یہان دو صورتین ہین ایک تو مہر کا معین ہونا ایسی شرط کے ساتھ جو عورت کو مفید ہو دوسری صورت
یہ کہ تسمیہ مہر کا ایک تقدیر پر اور اُسکے سوا دوسری تقدیر یعنی اقامت مین ہزار اور اخراج مین دو ہزار اور اگر شرط پوری نہ کی اول صورت مین اور اقامت
شرط کی نہ کی دوسری صورت مین تو مہر مثل واجب ہوگا بواسطے نہ راضی ہوتے عورت کے مہر مسمی پر بسبب فوت ہونے منفعت کے لکن لایزاد المہر
فی المسئلۃ الاخیرۃ علی الفین ولا ینقص عن الف لاتفاقہما علی ذلک لیکن مہر مثل زیادہ نہ کیا جائیگا دو ہزار سے مسئلہ اخیرہ مین یعنے جسمین شرط
ہوئی تھی کہ اقامت مین ہزار اور اخراج مین دو ہزار اور کم نہ ہوگا مہر مثل ہزار سے بسبب متفق ہونے زوجین کے اسپر یعنی عورت راضی ہو چکی تھی
دو ہزار پر حالت اخراج مین تو اُسکو دو ہزار سے زیادہ کیونکر ملین مثلاً مہر مثل پانچ ہزار تھے تو وہی ہزار پاویگی نہ زیادہ اور اگر مہر مثل نسو تھے تو ہزار
سے کم نہ دیے جائینگے اسواسطے کہ مرد راضی ہو چکا تھا ہزار پر حالت اقامت مین تو حالت اخراج مین کیونکر ہزار سے کم ہو سکے ولو طلقہا قبل الدخول تنصف
المسمی فی المسئلتین لسقوط الشرط وقالا الشرطان صحیحان اور اگر طلاق دی عورت کو قبل دخول کے تو آدھا مہر مسمی دیا جائیگا دونون مسئلون مین بسبب
ساقط ہو جانے شرط کے طلاق قبل دخول سے اور صاحبین نے کہا کہ دونون شرطین صحیح ہین یعنے عورت ہزار پاویگی اگر مرد شہر مین رہا اور دو ہزار پاویگی
اگر اُسکو باہر لیگیا کذا فی حاشیۃ الدنی بخلاف ما اذا تزوجہا علی الف ان کانت قبیحۃ وعلی الفین ان کانت جمیلۃ فانہ یصح الشرطان اتفاقاً
فی الاصح لقلۃ الجہالۃ مسئلہ سابقہ پر خلاف ہے اسکے کہ جب نکاح کیا عورت سے ہزار پر اگر بدصورت ہو اور دو ہزار پر اگر خوبصورت ہو تو یہ دونون
شرطین صحیح ہین باتفاق امام اور صاحبین کے قول اصح مین بسبب قلت جہالت کے اسواسطے کہ خوبصورتی اور بدصورتی ایسی چیز نہین کہ جسکی معرفت دشوار
ہو اور اسکے حصول اور عدم حصول مین تردد واقع ہو تو دونون شرطین صحیح ہونگی بخلاف شرط اقامت و اخراج کے کہ اُسکا وجود اور عدم دونون محتمل ہین تو
ایسی شرط صحیح نہین بخلاف ما لو ردد فی المہر بین القلۃ والکثرۃ للثیوبۃ والبکارۃ فانہا ان ثیبا لزمہ الاقل والا فمہر المثل لایزاد علی الاکثر ولا ینقص
عن الاقل فتح بخلاف اسکے کہ اگر تردید کی قلت اور کثرت مہر مین بسبب ثیب ہونے اور باکرہ ہونے کے یعنی یون کہا کہ اگر عورت ثیب ہے تو ہزار درم
اور اگر باکرہ ہے تو دو ہزار سو اگر عورت ثیب ہوگی تو مرد پر لازم ہوگا کمتر مہر مثلاً ہزار اور اگر باکرہ ہوگی تو مہر مثل لازم ہوگا نہ زیادہ ہوگا اکثر مہر سے مثلاً دو ہزار سے
اور نہ کم ہوگا کمتر مہر سے مثلاً ہزار سے کذا فی فتح القدیر ولو شرط البکارۃ فوجدہا ثیبا لزمہ الکل ورجحہ فی البزازیۃ اور اگر شرط کی بکارت کی پھر اُسکو ثیب
پایا تو مرد پر لازم ہوگا کل مہر کذا فی الدرر اور ترجیح دی ہے اس عبارت کو بزازیہ مین اسواسطے کہ مہر مشروع ہے مجرد استمتاع کے واسطے نہ بکارت کیواسطے
تو یہ شرط فاسد ہوئی اور شرط فاسد سے نکاح باطل نہین ہوتا بلکہ شرط باطل ہو جاتی ہے ولو تزوجہا علی ہذا العبد او علی ہذا الالف او الالفین وعلی ہذا
العبد او ہذا العبد او علی احد ہذین وا حدہما اوکس حکم القاضی کتحکیم مہر المثل فان مثل الارفع او فوقہ فلہا الارفع وان مثل الاوکس او دونہ فلہا الاوکس
والا فمہر المثل اور اگر مہر مین نام لیا دو چیز مختلف القیمت کا خواہ متحد الجنس ہون خواہ مختلف جیسے نکاح کیا عورت سے اس غلام پر
یا اس ہزار درم پر یا دو ہزار درم پر یا نکاح کیا اس غلام پر یا اس غلام پر یا یون کہا کہ دو مین سے کسی پر اور اُن دو چیزون مین ایک
کم قیمت ہے اور دوسری زائد تو حکم کریگا ان صورتون مین قاضی مہر مثل کو سو اگر مہر مثل اونچی قیمت والے کے برابر ہو یا زیادہ تو عورت کو اونچی قیمت والی چیز

ملے

(حاشیہ: ایک نسخہ مین الاخرۃ کی جگہ الثانیۃ ذات التقدیرین ہے — یعنی بد صورتون — بلکہ یہی ہے)

ہنگی اور ادنیٰ مثل کم قیمتی چیز کے برابر ہو اس سے کمی کیجئے تو عورت کو کم قیمتی چیز ملیگی ... سے کم ... مرتفع سے ...
عورت کو ... فی الطلاق قبل الدخول بحکم متعۃ المثل آہ فالاولیٰ ان یکون نصف ادنیٰ ... یعنی ...
مین طلاق ہونے قبل دخول کے حکم کیا جائیگا متعۃ المثل کا اسواسطے کہ متعۃ المثل کا اصل ہو ... جیسے مہر مثل ... کے برابر ...
دو برابر ہو نصف مثل قیمتی ہو ... نصف مثل قیمتی ہو تو عورت کو نصف مثل قیمتی ملیگی ... کم قیمتی چیز ہو تو ...
صورت مین نصف کم قیمتی ملیگی ... کہ اگر نصف کم قیمتی کا کمتر ہوگا متعہ سے تو واجب ہوگا متعۃ المثل چنانچہ ... حاشیہ اصلی ولو
تزوجہا علی فرس او عبد او ثوب ہروی او فرش بیت او عدد معلوم من نحو الابل فالواجب فی کل جنس منہ الوسط او قیمتہ الخ یعنی اگر عورت سے
نکاح کرے مہر پر یا غلام پر مثلاً ہرات کے کپڑے پر یا گھر کے فرش پر یا عدد معلوم پر اونٹ وغیرہ سے تو واجب ہوگا متوسط ہر جنس کا ...
متوسط کی واجب ہوگی مرد کو اختیار ہے چاہے جنس متوسط دے اور چاہے اسکی قیمت دے وکل ما یجوز السلم فیہ فالخیار للزوج ... وما لا یجوز فیہ السلم
جائز نہین جیسے جانور اور جواہر اور مچھلی تو اسمین اختیار زوج کا ہے خواہ جانور وغیرہ کو دے خواہ اسکی قیمت کو اور جس چیز مین بیع سلم جائز ہے جیسے کیلی اور
موزون تو اسمین عورت کا اختیار ہے چاہے ان چیزون کو لے چاہے اسکی قیمت لے وکذا الحکم وہو لزوم الوسط فی کل حیوان ذکر جنسہ ... التفسیر
القول علی کثیرین مختلفین فی الاحکام دون نوعہ وہو القول علی کثیرین متفقین فیہا آہ اور ایسا ہی ہے حکم یعنی لازم ہونا متوسط کا ہر حیوان کے مہر ہونے
مین جس حیوان کی جنس مذکور ہوئی ہو نہ کہ نوع فقہا کے نزدیک جنس اسکو کہتے ہین جو بہت افراد پر صادق آوے اور وہ افراد احکام مین مختلف ہون
جیسے انسان کہ مرد اور عورت دونون پر صادق آتا ہے اور دونون کے حکم فقہ مین مختلف ہین مثلاً مرد ... اور ... امامت کی لیاقت رکھتا ہے
نہ عورت اور گھوڑا بھی جنس ہے کہ فرس غازی اور فرس غیر غازی پر صادق آتا ہے فرس غازی کا غنیمت مین حصہ ہے نہ اور فرس کا اور نوع فقہا
کے نزدیک اسکو کہتے ہین جو کثیرین متفق الاحکام پر صادق آوے جیسے فرس عربی اور ترکی اور غلام حبشی اور ہندی اور مرد اور عورت بخلاف مجہول الجنس
کثوب ودابۃ لانہ لا وسط لہ بخلاف مجہول الجنس کے جیسے کپڑا اور جانور یعنی اگر مجہول الجنس کا مہر ہوگا تو اس جنس کا متوسط نہ مراد ہوگا اسواسطے کہ
مجہول الجنس مین متوسط نہین مجہول الجنس وہ کہ جسکے احکام کثرت سے مختلف ہون جیسے کپڑا کہ لباس حرام اور حلال دونون کو شامل ہے جیسے حریر اور
غیر حریر بلکہ ان دونون مین باعتبار قیمت کے بڑا اختلاف ہے اور اسی طرح جانور مین بڑا اختلاف ہے بعضے حلال بعضے حرام بعضے سواری کے لائق ہین
بعضے نہین تو اگر مجہول الجنس کا مہر مین نام لیا جاویگا تو تسمیہ فاسد ہے اسوقت مین مہر مثل واجب ہوگا کذا فی حاشیۃ الدرر ووسط العبید فی زماننا الحبشی
اور غلامون مین متوسط ہمارے زمانے مین حبشی غلام ہے ذخیرہ مین کہا کہ متوسط غلام ہمارے زمانے مین سندھی غلام ہے اور ادنی ترکی اور اعلی ہندی
اور مصر مین صاحب بحر الرائق کے وقت مین حبشی متوسط اور اعلی رومی اور ادنی سیاہ غرضکہ اعلی اور ادنی اور متوسط ہونا باعتبار رواج ہر ملک کے اور
ہر زمانے کے مختلف ہے جو جس ملک مین ہو وہین کے رواج کا اعتبار ہے وان امہرہا العبدین والحال ان احدہما حر فمہرہا العبد عند الامام ان
ساوی قلہ ای عشرۃ دراہم والا کمل لہا العشرۃ لان وجوب المسمی وان قل یمنع مہر المثل اور اگر مہر مقرر کیا زوج نے زوجہ کا دو غلام کو اور حالانکہ
ایک ان دونون مین کا حر ہے تو مہر عورت کا وہی ایک غلام ہوگا نزدیک امام اعظم رح کے بشرطیکہ برابر ہو اس غلام کی قیمت اقل مہر سے یعنی دس درم
اور اگر اس غلام کی قیمت دس درم سے کم ہو تو پورا کر دیا جائیگا عورت کے واسطے دس درم کو مثلاً اگر غلام سات درم کا تھا تو تین درم دیکر عشرہ
پورا کر دیا جائیگا اسواسطے کہ وجوب مہر مسمی کا اگرچہ کمتر ہو اقل مہر سے مانع ہے وجوب مہر مثل کا وعند الثانی لہا قیمتہ لو عبدا وعند ... الکمال کما لو
استحق احدہما اور نزدیک ابو یوسف کے عورت کو حر کی قیمت ملیگی اگر حر غلام ہوتا یعنی جب دو غلام کا مہر مقرر ہوا اور ایک انمین حر نکلا تو عورت

اُس غلام کو لیگی اور حر کی قیمت لیگی اسطرح کہ حر کی در صورت غلام ہونے کے جو قیمت ہو سکتی وہی حر ج سے طلب کیگی اور اسی قول کو ترجیح دی ہے کمال
نے چنانچہ دو غلامون مین سے اگر ایک غلام غیر کا ثابت ہو تو عورت غیر کے غلام کی قیمت پاویگی اسی طرح ایک کے حر ہونے مین بھی اُسکو قیمت ملیگی ویجب
مہر المثل فی نکاح فاسد وہو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ کشہود اور واجب ہوتا ہے مہر مثل نکاح فاسد مین نکاح فاسد وہ ہے جسمین کوئی شرط از شرائط
صحت نکاح سے مفقود ہو چنانچہ گواہ نہون یعنے بدون گواہون کے زوجین نے ایجاب اور قبول کر لیا یا خدا اور رسول کو گواہ قرار دیا تو نکاح
صحیح نہین فاسد ہے اور اسیطرح دو بہنون سے ساتھی نکاح کرنا یا ایک بہن کی عدت مین دوسری بہن سے نکاح کرنا یا عدت والی عورت سے نکاح کرنا یا
پانچوین عورت سے چوتھی عورت کی عدت مین نکاح کرنا یا لونڈی سے نکاح کرنا حرہ پر یہ سب قسمین نکاح کی فاسد ہین اسواسطے کہ صحت نکاح کی انمین شرط نہین بالوطی
فی القبل لا بغیرہ کالخلوۃ لحرمۃ وطیہا مہر مثل واجب ہوتا ہے نکاح فاسد مین فرج مین جماع کرنے سے نہین واجب ہوتا مہر مثل بدون وطی کے مانند خلوت کے یعنی جیسا
خلوت سے نکاح صحیح مین مہر واجب ہوتا ہے اسطرح نکاح فاسد مین خلوت سے مہر واجب نہین ہوتا بسبب حرام ہونے وطی عورت کے یعنی نکاح فاسد مین جماع عورت
کا حرام ہے تو وجود مانع شرعی سے خلوت صحیحہ نہوئی اسواسطے خلوت قائم مقام وطی کے نہین ہو سکتی بخلاف نکاح صحیح کے اور وطی مین شرط یہ ہے کہ وطی فی القبل ہو
تو وطی فی الدبر سے نکاح فاسد مین مہر نہین واجب ہوتا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ثم لم یزد مہر المثل علی المسمی لرضاہا بالحط ولو کان دون المسمی لزم مہر المثل لفساد التسمیۃ بفساد
العقد ولو لم یسم او جہل لزم بالغا ما بلغ اور مہر مثل زیادہ نہ کیا جائیگا مہر مسمی پر بسبب راضی ہو جانے عورت کے کمی مہر پر اور اگر مہر مثل کم ہوگا مہر مسمی سے تو بھی مہر مثل ہی لازم
ہوگا نہ مہر مسمی بسبب فاسد ہو جانے تسمیہ مہر کے فساد عقد سے اور اگر نکاح فاسد مین مہر کا نام نہ لیا یا مہر مسمی ہوا لیکن اُسکی مقدار مجہول اور نامعلوم ہوگئی تو مہر مثل ہی
لازم آویگا کتنا ہی کیون نہو حاصل نکاح فاسد مین اگر مہر مثل کم ہوگا مسمی سے تو مہر مثل ہی واجب ہوگا اگرچہ دس درم سے بھی کم ہو مثلا پانچ درم کا مہر مثل ہو تو بھی
زیادہ نہوگا بخلاف نکاح صحیح کے کہ جب اُسمین مہر مثل واجب ہوگا اور کم ہوگا دس درم سے تو دس درم پورے کیے جاوینگے لیکن اگر نکاح فاسد محرم سے ہوا
تو مہر مثل واجب ہوگا کتنا ہی کیون نہو اگرچہ مہر مسمی سے بھی زیادہ ہو جائے کما فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی ویثبت لکل واحد منہما فسخہ ولو بغیر محضر من صاحبہ دخل
بہا او لا فی الاصح خروجا عن المعصیۃ فلا ینافی وجوبہ بل یجب علی القاضی التفریق بینہما اور ثابت ہے ہر واحد کو زوجین سے فسخ کر دینا نکاح فاسد کا اگرچہ
بدون حاضر ہونے اپنے ساتھی کے ہو وطی کی ہو عورت سے یا نہ کی ہو تو قول اصح مین ہر واحد کو فسخ کا اختیار ہے گناہ سے نکلنے کے واسطے اسواسطے
کہ عقد فاسد کا مرتکب ہوتا پھر اُسکو قائم رکھنا حرام ہے سو ملکیت فسخ کی منافی وجوب فسخ کی نہین یعنی اگر کوئی کہے کہ نکاح فاسد کا فسخ کرنا واجب ہے تو ماتن
کو لازم تھا بجائے لکل واحد علی کل واحد کہنا اولنا شارح نے جواب دیا کہ ملکیت فسخ اور وجوب فسخ مین منافات نہین جو علی کل واحد ماتن کو کہنا ضرور ہوتا
شارح نے کہا بلکہ واجب ہے قاضی پر جدائی کر دینی درمیان دونون کے یعنی اگر زوجین فسخ نہ کرین تو قاضی پر تفریق واجب ہے وتجب العدۃ
بعد الوطی لا الخلوۃ للطلاق لا للموت اور واجب ہے عدت نکاح فاسد مین بعد وطی کے نہ بعد خلوت کے واجب ہے عدت طلاق کی نہ عدت موت
کی یعنے نکاح فاسد مین بعد وطی کے اگر زوج نے نکاح فسخ کیا یا وہ مر گیا تو عورت پر طلاق کی عدت واجب ہوگی یعنی تین حیض یا تین مہینے یا وضع
حمل اور زوج کی موت سے عدت وفات کی نہ واجب ہوگی یعنی چار مہینے اور دس دن کی من وقت التفریق او متارکۃ الزوج وان لم تعلم المرأۃ بالمتارکۃ فی
الاصح عدت واجب ہے تفریق قاضی کے وقت سے یا زوج کے چھوڑ دینے سے اگرچہ عورت کو چھوڑنے کا علم نہو قول اصح مین ویثبت النسب احتیاطا
بلا دعوۃ اور ثابت ہوگا نسب بنا بر احتیاط حفظ ولد کے بدون دعوے کے یعنی اگر زوج ثبوت نسب کا مدعی نہوگا تو بھی نسب ثابت ہوگا وتعتبر مدتہ وہی ستۃ اشہر
من الوطی اور معتبر ہوگی مدت نسب کی وطی سے مدت نسب کے چھ مہینے ہین فان کانت منہ الی الوضع اقل مدۃ الحمل یعنی ستۃ اشہر فاکثر یثبت
النسب والا بان ولدتہ لاقل من ستۃ اشہر لا یثبت ہذا قول محمد وبہ یفتی پھر اگر ہو وقت وطی سے پیدائش تک کمتر مدت حمل کی یعنے چھ مہینے

[illegible] ہو تو [illegible] مستحق [illegible] گرچہ [illegible]

[illegible] کو [illegible] ہو [illegible]

[illegible] فاسدۃ [illegible] ذکر [illegible] مشترکا [illegible]

[illegible] وقت [illegible] صحیح [illegible] اور [illegible] ہو [illegible]

[illegible] فاسدہ کے [illegible] ہین اور انہین سے [illegible]

[illegible] الاجرۃ ۔ موجب [illegible] المسمی ۔ اور [illegible] المسمی ۔ اور عقود فاسدہ [illegible]

[illegible] فاسدہ [illegible] اس طرح کہ اگر اجرت معین ہوگئی ہو تو کمتر واجب ہوگا یعنے اگر اجرمثل کم ہو مسمی سے تو

اجرمثل واجب ہوگا اور اگر مسمی کم ہوگا تو مسمی واجب ہوگا یعنی اجرمثل واجب ہے [illegible] الی مسمی کے لیئے اگر تعیین اجرت کی نہ ہو یا مجہول

ہو تو اجرمثل واجب ہوگا کتنا ہی کیون نہو اجارہ فاسدہ وہ ہے جسمین شروط صحت اجارہ سے کوئی [illegible]

[illegible] قیمتہ ۔ اور کتابت فاسدہ مین جو مسمی اور قیمت سے زائد ہو وہ واجب ہے [illegible] مثل [illegible]

مین مہرمثل واجب ہے اگر وطی ہوئی ہو اور مزارعت فاسدہ مین جو چیز کہ پیدا ہوئی ہو کھیت مین وہ بیج کے مالک کی ہے پھر اگر بیج زمین والے کا ہو تو عامل کو

اجرمثل ہے اور اگر بیج عامل کا ہے تو زمین والے کو اجرت زمین کی ہے ۔ والصلح والرہن کل لنقیضہ ۔ امانۃ وکالصحیح حکمہ ۔ اور صلح فاسد مین [illegible]

کو عاقدون مین سے اختیار ہے توڑدینے کا اور بدل صلح کا مصالح کے ہاتھ مین امانت ہے اور اسی طرح رہن مرتہن کے ہاتھ مین امانت ہے [illegible] مثل

صلح صحیح کے حکم ہے اور رہن فاسد کا مثل رہن صحیح کے حکم ہے ۔ ثم البیع مضمون یوم القبض ۔ وصح بیعہ لعبد قرض ۔ پھر بیع فاسد [illegible]

[illegible] قبضہ کیا اور قرض فاسد مین جیسے جانور کے قرض لینے مین مستقرض مالک ہوتا ہے تو بیع کرنا غلام کا صحیح ہے قرض لینے والے کو [illegible]

مین اسکی قیمت کا ضمان دیگا مقرض کو ۔ مضاربۃ وحکمہا الامانۃ ۔ والمثل فی البیع والا القیمۃ ۔ اور مضاربت فاسدہ مین مال مضاربت کا [illegible]

مضارب کے ہاتھ مین اور بیع فاسد مین اگر مثلی چیز ہے تو مثل مقبوض مالک کا ضمان مشتری پر اور اگر قیمت والی چیز ہو تو قیمت کو ضمان [illegible]

ان عقود کی خود تصریح آوے گی اسواسطے کہ زیادہ تر تصریح کرنا ضرور نہین ۔ والمعتبرۃ مہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی [illegible]

شرعی وہ ہے جو اسکے مثل لغوی کا مہر ہو یعنے مہرمثل شرع مین اسکو کہتے ہین جو دوسری عورت برابر والی کا مہر ہو [illegible]

کبنت عمہ وہ عورت برابر والی اس عورت کے باپ کی قوم سے ہو نہ اسکی مان کی قوم سے اگر اسکی مان اسکے باپ کی قوم سے نہو [illegible]

باپ کی قوم سے ہو جیسے اسکے چچا کی بیٹی تو مان کی قوم کا بھی اعتبار ہوگا اسواسطے کہ دونون ایک ہی قوم [illegible]

[illegible] کی قوم کا ۔ وفی الخلاصۃ یعتبر باخواتہا وعماتہا فان لم تکن فبنت الشقیقۃ وبنت العم انتہی [illegible]

مہرمثل مین اول اعتبار ہوگا عورت کی بہنون کا اور پھوپھیون کا پھر اگر وہ نہونگی تو سگی بھانجی اور چچا کی بیٹی کا اعتبار ہوگا انتہی [illegible]

خلاصہ کا یہ ہے کہ باپ کی قوم مین بھی ترتیب کا اعتبار ہے اول زیادہ تر قریب کا اعتبار ہے [illegible]

المماثلۃ فی الاوصاف وقت العقد سنًا وجمالًا ومالًا وبلدًا وعصرًا وعقلًا ودینًا وبکارۃً وثیوبۃً وعفۃً [illegible] وکمال خلق

عدم ولد اور معتبر ہے برابری اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتون سے وقت عقد کے [illegible] مین اور جمال مین اور مال مین اور [illegible]

کے رہنے مین اور عصر [illegible] مین اور عقل مین اور تقوی مین اور باکرہ ہونے مین اور ثیبہ ہونے مین [illegible] کمال خلق مین [illegible]

ہونے مین تو چھوٹی عورت بڑی عورت کے برابر نہین اور خوبصورت بدصورت کے برابر نہین اور مالدار مفلس کے برابر نہین اور ایک شہر کی رہنے والی دوسرے شہر والی کے برابر نہین اور ایکنے مانے والی دوسرے زمانے والی کے برابر نہین اور عاقلہ اور مجنونہ برابر نہین اور متقیہ اور فاسقہ برابر نہین اور باکرہ اور غیر باکرہ برابر نہین اور عفیفہ اور غیر عفیفہ برابر نہین اور عالمہ اور غیر عالمہ برابر نہین اور باادب اور بے ادب برابر نہین اور خلیق اور بدخلق برابر نہین اور لڑکے والی اور بے لڑکے والی برابر نہین **و تعتبر حال الزوج ایضا ذکرہ الکمال وقال مہر الامۃ بقدر الرغبۃ فیہا** اور معتبر ہے حال زوج کا بھی مماثلت مین یعنی اس عورت کا زوج اور عورتون کے ازواج کے برابر ہو مال اور حسب مین ذکر کیا ہے اسکو کمال ابن الہمام نے فتح القدیر مین اور کہا ہے لونڈی کا مہر مثل بقدر اُسکی خواہش کے ہے یعنی دیکھنا چاہیے کہ اسکا خواہش کرنے والا کہانتک مہر دے سکتا ہے وہی اسکا مہر مثل ہے اور لونڈی مین اُسکے باپ کی قوم کا کچھ اعتبار نہین بحر الرائق مین کہا کہ مہر مثل وہان واجب ہوتا ہے جہان نکاح صحیح ہو اور مہر کا تسمیہ نہو یا تسمیہ مجہول ہو یا اُس چیز کا تسمیہ ہو جو شرعاً حلال نہین اور نکاح فاسد مین بعد وطی کے مہر مثل ہے اور وطی بالشبہہ مین جو مہر لازم آتا ہے تو مراد اُس سے یہ مہر مثل مذکور نہین ہوتی بلکہ وہان مہر مثل سے مراد عقر ہے عقر اُسکو کہتے ہین کہ اگر زنا حلال ہوتا تو اس عورت کی کیا اجرت ہوتی اسیقدر وطی بالشبہہ مین دینا لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی **ویشترط فیہ ای فی ثبوت مہر مثل بما ذکر اخبار رجلین او رجل وامرأتین ولفظ الشہادۃ** اور شرط ہے ثبوت مہر مثل مین اشیاء مذکورہ کے اندر خبر دینا دو عادل مردون کا یا ایک مرد اور دو عورتون کا اور شرط ہے لفظ شہادت کا یعنی فقط اخبار بدون لفظ گواہی کے معتبر نہین **فان لم توجد شہود عدل فالقول للزوج بیمینہ وما فی المحیط من ان للقاضی فرض المہر حملہ فی النہر علی ما اذا رضیا بذلک** سو اگر نپائے جاوین گواہ عادل تو قول زوج کا قسم کے ساتھ تقدیر مہر مثل مین معتبر ہوگا اور جو محیط مین یہ ہے کہ گواہ نہونے مین قاضی کو چاہیے مہر مثل کا ٹھہرانا سو اسکو نہر الفائق مین اس صورت پر محمول کیا ہے جبکہ زوجین فرض قاضی پر راضی ہوگئے ہون **فان لم یوجد من قبیلۃ ابیہا فمن الاجانب ای فمن قبیلۃ تماثل قبیلۃ ابیہا** سو اگر نپائے جائین سب اوصاف مذکورہ یا بعض عورت کے باپ کی برادری مین تو اجنبی قوم کے مہر کا اعتبار ہوگا یعنی اجنبی وہ قوم جو مساوی اور مماثل ہو اُسکے باپ کی قوم سے تو اونچی قوم یا نیچی قوم کا اعتبار نہوگا شرح مجمع اور برجندی مین ہے کہ اگر سب اوصاف مذکورہ باپ کی قوم مین نہون تو جسقدر موجود ہون وہی معتبر ہونگے اسواسطے کہ ان سب اوصاف کا دو عورتون مین جمع ہونا متعذر ہے کذا فی حاشیۃ المدنی **فان لم یوجد فالقول للزوج فی ذلک بیمینہ** کما مر پھر اگر غیر قوم مین بھی مماثلت باپ کی قوم کی نپائی جاوے تو معتبر قول زوج کا ہوگا مہر مثل کی تقدیر مین قسم کھانے کے ساتھ چنانچہ عنقریب گذرا **وصح ضمان الولی مہرہا ولو المرأۃ صغیرۃ ولو عاقدا لانہ سفیر لکن بشرط صحتہ فلو فی مرض موتہ وہو وارثہ لم یصح والا صح من الثلث وقبول المرأۃ او غیرہا فی مجلس الضمان** اور صحیح ہے ضامن ہونا ولی کا عورت کے مہر کا اگرچہ عورت صغیرہ ہو اگرچہ ولی ہی عاقد ہو نکاح کا تو بھی اُسکا ضامن ہونا درست ہے اسواسطے کہ ولی عاقد تو محض سفیر معتبر ہوتا ہے حقوق نکاح کے اُسپر لازم نہین آتے کہ ایک ہی شخص عاقد بھی ٹھہرے اور ضامن بھی ٹھہرے ولی ضامن زوج کا ولی ہو یا زوجہ کا خواہ زوجین صغیر ہون یا جوان لیکن جواز ضمان بشرط صحت ولی کے ہے تو اگر ولی ضامن ہوگا اپنے مرض موت مین اور مکفول لہ وارث ہے ولی کا ضامن ہونا صحیح نہین اور اگر مکفول عنہ یعنی جسکے طرف سے ضامن ہوا یا مکفول لہ یعنی جسکے واسطے ضامن ہو وارث نہین ہے ولی کا تو ضمانت صحیح ہوگی ولی کے ثلث مال سے یعنی ولی کے ثلث متروکہ سے مہر ادا کیا جاویگا اور دوسری شرط صحت ضمان ولی کی قبول کرنا عورت کا ہے یا اسکے غیر کا مجلس ضمان مین یعنی بشرطیکہ عورت بالغہ مجلس ضمان مین ولی کی ضمانت قبول کرلے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اُسکا ولی قبول کرے تب اُسکی ضمانت صحیح ہوگی نہر الفائق مین ہے کہ اگر صغیرہ کا ولی ضامن ہو تو اُسکا ضامن ہونا قائم مقام ہے عورت کے قبول کے کذا فی حاشیۃ المدنی **وتطالب ای ایا شاءت من زوجہا البالغ او الولی الضامن** اور عورت مہر کو طلب کرے جس سے چاہے خواہ اپنے زوج بالغ سے یا ولی ضامن سے خواہ ولی ضامن زوجہ کا ولی ہو خواہ زوج کا اور اگر زوج بالغ نہین تو مطالبہ مہر کا فقط ولی ہی سے ہوگا نہ زوج سے **فان ادی رجع علی الزوج**

اور ان امر یا [illegible] الا اذا [illegible] [illegible] سے مہر کو [illegible] سے اور کوئی تو وقت [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] ضامن [illegible] [illegible] نہیں پہونچتا ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الفقیر الا اذا ضمنہ [illegible]

[illegible] [illegible] کو باپ سے بیٹے صغیر فقیر کے مہر کا [illegible] باپ [illegible] ضامن نہیں تو اسکے بیٹے صغیر محتاج کے مہر کا [illegible] سے مطالبہ [illegible]

[illegible] باپ [illegible] بیٹے کے مال سے اور باپ دے اپنے مال سے اور از وجہ امرأۃ الا اذا ضمنہ علی المہر کما فی الفتح [illegible]

[illegible] الا اذا شہد علی الرجوع عند الاداء ابن صغیر فقیر کے مہر کا باپ پر مطالبہ نہیں جبکہ نکاح کر دیا ہو [illegible] عورت سے [illegible] نکاح

[illegible] سے باپ کو مہر دینا لازم نہیں ہوتا مگر جبکہ ضامن ہو مہر کا بنا بر قول معتبر کے چنانچہ نقد و [illegible] باپ سے نہیں [illegible] وفات کے [illegible]

جبکہ باپ نے بیٹے صغیر کا مہر ادا کیا خواہ صغیر محتاج ہو یا غنی تو اسکو بیٹے سے لینا نہیں پہونچتا مگر جس صورت میں کہ باپ نے [illegible] کر لیا ہو پھیر لینے پر مہر ادا کرنے

کے وقت یا ضامن ہونے کے وقت تو البتہ پھیر لے سکتا ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی لہا منعہ من الوطی [illegible] شرح [illegible] والسفر بہا ولو بعد وطی و خلوۃ

رضیتہما لان کل وطیۃ معقود علیہا فتسلیم البعض لا یوجب تسلیم الباقی جائز ہے عورت کو روکنا زوج کو وطی سے اور اوسکے دواعی سے یعنی تقبیل اور

مساس سے کذا فی شرح الملتقی اور روک دینا اپنے سفر لیجانے سے اگرچہ روکا ہو عورت نے اس وطی یا خلوت کے بعد جو اسکی رضامندی سے ہو چکی

یعنی عورت کو مہر معجل کے لینے کے واسطے وطی اور سفر سے روکنا پہونچتا ہے اگرچہ اوسکی خوشی سے ایک بار وطی ہو چکی ہو یا خلوت ہو چکی ہو تو بھی اوسکو منع کرنے کا

حق ثابت ہے اسواسطے کہ ہر وطی مہر پر معقود یعنی ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے تو تسلیم بعض کی موجب نہیں تسلیم باقی کی لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلا او بعضا

او اخذ قدر ما یعجل لمثلہا عرفا بہ یفتی لان المعروف کالمشروط ان لم یوجل او یعجل کلہ فکما شرطا لان الصریح یفوق الدلالۃ عورت کو جائز ہے

روک دینا وطی کا واسطے لینے اس مہر کے جسکا جلد دینا بیان ہو چکا ہے کل مہر ہو یا بعض یا واسطے لینے اسقدر مہر کے جو جلد دیا جاتا ہے اوس سے

عورت کو عرف میں اسی کا فتوی ہے اسواسطے کہ مروج مثل مشروط کے ہے رواج کا اعتبار ہے اگر کل مہر کی مدت یا تعجیل مقرر ہو گئی ہو اور اگر کل مہر کی

مدت مقرر ہو چکی ہے تو ویسا ہی کرنا چاہیے جیسا کہ دونوں نے شرط کیا یعنی مہر موجل میں عورت کو منع کرنا وطی سے نہیں پہونچتا اور معجل میں پہونچتا ہے شرط

صریح پر اسواسطے کہ مقدم ہوا کہ صریح فائق ہے دلالت پر معلوم ہوا کہ کل مہر کی بھی تاجیل درست ہے بخلاف منلا مسکین کے کہ اوسنے اپنے فتاوی میں عدم صحت مذکور کی

ہے کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا جہل الاجل جہالۃ فاحشۃ فیجب حالا غایۃ الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف بزازیۃ مہر موجل میں عورت کو حق منع وطی کا

نہیں مگر اسوقت جبکہ مدت مجہول ہو جہالت فاحشہ کہ جیسے مہر کی مدت مقرر ہوئی ہو زوج کی کشائش تک یا آندھی چلنے تک یا پانی برسنے تک ان چیزوں

کا ایک وقت مقرر نہیں تو اسی مدت میں مہر فی الحال واجب ہوگا کذا فی غایۃ البیان لیکن اگر مہر کی مدت طلاق ہونے تک یا [illegible] تک مقرر ہو تو صحیح ہے حالانکہ [illegible]

بھی جہالت فاحشہ ہے کہ ہرگز طلاق اور موت کا وقت معین نہیں مگر صحیح ہے بسبب رواج کے کذا فی البزازیۃ [illegible] نے کہا کہ تاخیر مہر کی موت اور طلاق تک

خوارزم میں عادت ماثورہ اور شریعت معروفہ ہو گئی ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ثم اکثر بلاد ہندوستان میں بھی ایسا مروج ہے بلکہ اکثر [illegible] مہر ہمیشہ کا ارادہ کرے تو

عورت ہرگز نہیں لیتی نادانی سے جانتی ہے کہ مہر لینے سے نکاح فسخ ہو جاویگا وعن الثانی لہا منعہ ان اجل کلہ وبہ یفتی استحسانا ولوالجیۃ اور [illegible] سے منقول

ہے کہ عورت کو منع وطی کا حق ہے اگر کل مہر کی مدت مقرر ہو گئی ہو اور اسی پر فتوی ہے بدلیل استحسان کے کذا فی الولوالجیۃ دلیل استحسانی [illegible] [illegible]

کی مدت مقرر کی تو گویا اپنے حق امتناع کے ساقط ہونے پر راضی ہو گیا اسواسطے مہر بدلا ہے امتناع کا خلاصہ میں ہے کہ [illegible] [illegible] عدم امتناع

پر ہے اور صدر شہید کا فتوی جواز امتناع پر ہے بحر الرائق میں کہا تو معلوم ہوا کہ اسمین فتوی مختلف ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی النہر [illegible] [illegible]

[illegible] علی حکم الحلول علی ان التجیل ان تعین لہا منعہ حتی تقبضہ اور نہر الفائق میں ہے کہ اگر نکاح کیا عورت سے [illegible] مہر کا [illegible] [illegible]

اس شرط پر کہ چالیس درم جلد ادا کردیگا تو عورت کو جائز ہی کہ منع کرنا وطی وغیرہ کا زوج سے یہانتک کہ باقی درمون کو بھی قبضہ کرلے ولہا النفقۃ لبعد المنع اور ثابت ہی عورت کے واسطے نفقہ بعد منع کے بھی نزدیک امام کے بشرطیکہ قبل مطالبہ کے خلوت یا دخول رضامندی سے ہوچکا ہو ولہا السفر والخروج من بیت زوجہا لحاجۃ ولہا زیارۃ اہلہا بلا اذنہ مالم تقبضہ ای المعجل اور جائز ہی عورت کو سفر کرنا اور شوہر کے گھر سے نکلنا حاجت کے واسطے تب بے حاجت نکلنا جائز نہین اور جائز ہی عورت کو زیارت کرنا اپنے اقربا کی بدون اذن زوج کے جب تک کہ معجل نہ پایا ہو فلا تخرج الا لحق لہا او علیہا او لزیارۃ ابویہا کل جمعۃ مرۃ او المحارم کل سنۃ او لکونہا قابلۃ او غاسلۃ لا فیما عدا ذلک ان اذن کانا عاصیین اور جب مہر معجل پا چکی ہو تو گھر سے نہ نکلے مگر بسبب حق کے کہ عورت کا حق کسی پر ہو یا کسی کا حق عورت پر ہو یعنی اگر عورت کا قرض کسی پر ہو یا کسی کا قرض عورت پر ہو تو اسکا نکلنا درست ہی زوج کی اجازت ہو یا نہو یا عورت نکلے واسطے زیارت ماں باپ کے ہر ہفتہ مین ایکبار یا محارم کی ملاقات کے واسطے نکلے ہر سال اگرچہ زوج منع کرے کذا فی فتح القدیر یا عورت دائی جنائی ہو یا مردہ شو ہو تو بھی نکلنا درست ہی لیکن دائی اور مردہ شو کو زوج منع کر سکتا ہی نہ نکلے انکے سوا مین یعنے سوائے قرض اور زیارت والدین محارم کے اور لڑکا جنانے اور مردہ نہلانے کے اور کسی کام کے واسطے نکلنا عورت کا جائز نہین اور اگر زوج سوائے ان امور کے نکلنے کی اجازت دیگا تو زوج اور زوجہ دونون گنہگار ہونگے والمعتمد جواز الحمام بلا تزئین اشباہ وسیجیٔ فی النفقۃ اور قول معتمد یہ ہی کہ عورت کا حمام مین جانا درست ہی بدون آرائش اور عطر ملنے کے کذا فی الاشباہ اور عنقریب مسائل خروج عورت کے باب النفقۃ مین بھی آوینگے محقق ابن ہمام نے کہا کہ جہان عورت کا نکلنا درست ہی وہان یہی شرط ہی کہ آرائش اور سنگار نہ کرے بلکہ ایسی صورت بگاڑ کے نکلے کہ مردون کی نظر اسپر نہ پڑے اور چند احادیث نسائی اور ترمذی اور حاکم مین در باب حمام وارد ہوئی ہین ازانجملہ یہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تمپر ملک عجم فتح ہوگا اور وہان تم چند بیوت پاؤگے انکو حمام کہتے ہین تو مرد انمین نہ جاوین بدون ازار کے اور عورتون کو انمین نجانے دو سوائے مریضہ اور نفاس والی کے کذا فی حاشیۃ المدنی ویسافر بہا بعد اداء کلہ موجلا او معجلا اذا کان ماموناً علیہا والا لا وکلاء امل کیت ماموناً لا یسافر بہا وبہ یفتی کما فی شرح المجمع واختارہ فی الملتقی الابحر ومجمع الفتاوی واعتمدہ المصنف وبہ افتی شیخنا الرملی اور سفر مین ساتھ لیجائے عورت کو تین منزل یا زیادہ بعد ادا کرنے کل مہر کے موجل ہو یا معجل ہو جب کہ زوج پر اطمینان ہو عورت کی طرف سے یعنے سفر مین ایذا رسانی کا خوف نہ ہو اور اگر کل مہر ادا نہ کیا اور زوج لائق اطمینان کے نہ ہو تو عورت کو سفر مین نہ لیجائے اور اسی قول پر فتوے ہی کذا فی شرح مجمع اور اسی کو پسند کیا ملتقی الابحر اور مجمع الفتاوے مین اور مصنف نے اپنی شرح مین اسی پر اعتماد کیا ہی اور اسی پر فتوے دیا ہی ہمارے استاد خیر الدین رملی نے لکن فی النہر والذی علیہ العمل فی دیارنا انہ لا یسافر بہا جبراً علیہا وجزم بہ البزازی وغیرہ وفی المختار وعلیہ الفتوے وفی الفصول یفتی بما یقع عندہ من المصلحۃ لیکن نہر الفائق مین ہی جسپر عمل ہی ہمارے ملک یعنے مصر مین وہ یہ ہی کہ عورت کو سفر مین نہ لیجائے اسپر زبردستی کرکے یعنے سفر عورت کی خوشی پر موقوف ہی اور اسی قول کی حقیقت پر یقین کیا ہی بزازی وغیرہ نے اور مختار مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور فصول مین ہی کہ فتوے دے مفتی جو اسکے نزدیک مصلحت اور مناسب معلوم ہو یعنی اگر زوج امانت دار اور صالح ہو اور جانے زن عورت کی سرکشی معلوم ہو تو سفر مین لیجانے کا فتوی دے والا نہ لیجانے کا فتوے دے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وینقلہا فیما دون مدتہ ای السفر من المصر القریۃ وبالعکس ومن قریۃ لقریۃ لانہ لیس بغربۃ وقیدہ فی التاتارخانیۃ بقریۃ یمکنہ الرجوع قبل اللیل الی وطنہ واطلقہ فی الکافی وعلیہ الفتوی اور لیجاسکتا ہے زوج زوجہ کو وہان جو مدت سفر سے کم ہو یعنے تین منزل سے کم ہو خواہ شہر سے گانون کی طرف لیجاوے خواہ گانون سے شہر مین لاوے اور ایک گانون سے دوسرے گانون مین لیجاوے اسواسطے کہ اتنی دور جانا غربت نہین اور قید لگائی ہی فتاوی تاتارخانیہ مین گانون کی یعنے ایسے گانون تک لیجانا جائز ہی کہ ممکن ہو پلٹ آنا زوج کو رات کے آنے سے پہلے اپنے وطن تک اور کافی مین

انشم سے مکم ہو جاوے گا مہر کا ادا ہونا منوب ہے وان اختلفا فی المهر فی اصل تسمیته فان لم یثبت وان اختلفت حکم مہر مثل اور اگر
نہ دیکیا زوجین نے مہر مقرر ہونے سوا اگر اختلاف اصل مہر میں کیا اس طرح کہ ایک نے کہا کہ مہر معین تھا اور دوسرے نے کہا نہیں تھا اگر دونون گواہ
لاویں اور ثابت نہ ہو تو تحکیم ہے منکر تسمیہ کا سو اگر منکر نے قسم سے انکار کیا تو دعوی تسمیہ کا ثابت ہو گا اور اگر منکر نے قسم کھائی تو واجب ہوگا مہر مثل
لیکن اگر عورت مدعی ہو تو مہر مثل اسکے دعوے سے زیادہ نہ دیا جائیگا مثلاً عورت نے کہا تھا کہ مہر ایک ہزار تھا اور مثل دو ہزار ہے تو ایک ہزار دیا
جاویگی نہ دو ہزار اور اگر مرد مدعی تھا تو مہر مثل اسکے دعوے سے کم نہ کیا جائیگا مثلاً مہر مثل ایک ہزار تھا اور مرد مدعی دو ہزار کا ہو تو دو ہی ہزار
اس سے دلائے جاوینگے کذا فی حاشیۃ الدر فی نا کذا فی البدائع و فی المهر یحلف اجماعاً اور مہر مین منکر پر قسم ہے بالاتفاق امام اور صاحبین کے
اتفاق سے اون نے کہا قول صدر الشریعت کا کہ اثبات کا کہ منکر پر قسم ہے صاحبین کے نزدیک اور امام اعظم کے نزدیک اسوسطے کہ امام کے نزدیک نکاح مین قسم نہین
صاحب بحر الرائق وغیرہ نے جواب دیا کہ میان اصل نکاح پر قسم نہین بلکہ مال پر قسم ہے تو بالاجماع منکر مہر پر قسم ثابت ہوئی کذا فی حاشیۃ الدر فی و الطحطاوی و ان
اختلفا فی قدره حال قیام النکاح فالقول لمن شهد له مهر المثل بیمینه اور اگر اختلاف کیا زوجین نے مقدار مہر مین قیام نکاح کے وقت تو قول اسی کا معتبر
ہو جسکی گواہی دے مہر مثل ساتھ قسم کے تو اگر مہر مثل زوج کے دعوی سے برابر ہو یا کم تو زوج کا قول معتبر ہوگا قسم کے ساتھ اور اگر مہر مثل زوجہ کے دعوی سے
برابر ہو یا زیادہ تو زوجہ کا قول مع الیمین معتبر ہوگا و ای اقام بینة قبلت سواء شهد له مهر المثل او لها اولا اور اختلاف مقدار مہر مین جو اپنے شاہد
قائم کریگا مقبول ہونگے خواہ مہر مثل مرد کی شہادت دے یا زوجہ کی یا دونون کا شاہد ہو یعنی گواہون کے ہوتے مہر مثل کی موافقت اور عدم موافقت کا کچھ اعتبار نہین
وان اقاما البینة فبینتها مقدمة ان شهد له مهر المثل و بینته مقدمة ان شهد لها مهر المثل لان البینات لاثبات خلاف الظاهر اور اگر دونون نے گواہ
قائم کیے تو گواہ عورت کے مقدم ہونگے اگر مہر مثل مرد کے دعوے سے موافق ہو اور گواہ مرد کے مقدم ہین اگر مہر مثل عورت کے دعوی سے مطابق ہو اسواسطے
کہ گواہ مقرر ہوئے ہین واسطے ثابت کرنے خلاف ظاہر کے اور ظاہر کے خلاف اسی کا دعوی ہے جو مہر مثل سے موافق نہو وان کان المثل بینهما تحالفا
اور اگر مہر مثل دونون کے مابین ہو تو دونون سے قسم لیجاوے مثلاً عورت دو ہزار کے مہر کی مدعی ہو اور مرد ایک ہزار کا اور مہر مثل ہو پندرہ سو تو مہر مثل کسی کے
موافق نہ ہو بلکہ دونون کے درمیان مین پڑا تو دونون پر قسم آویگی مرد اسطرح قسم کھاوے کہ واللہ مین نے دو ہزار مہر پر نکاح نہین کیا اور عورت اسطرح قسم کھاوے
کہ واللہ مین نے ایک ہزار پر نکاح نہین کیا فان حلفا او برهنا قضی به سو اگر دونون نے قسم کھائی یا دونون گواہ لائے تو حکم کریگا قاضی مہر مثل پر یعنی
مہر مثل دلاویگا اسواسطے کہ دونون کی قسم اور گواہ برابر ہین کسی کا دعوی ثابت نہین ہو سکتا وان برهن احدهما قبل برهانه لانه نور دعواه اور اگر
دونون مین سے کوئی ایک گواہ لایا تو مقبول ہونگے اسکے گواہ اسواسطے کہ اسنے اپنے دعوی کو روشن اور ظاہر کردیا و فی الطلاق قبل الوطی حکم متعة المثل
الا فی ما لو کان ما یقرا به کمسئلة العبد و الجاریة فلها المتعة بلا تحکیم الا ان یرضی الزوج بنصف الجاریة اور طلاق قبل وطی مین فیصلہ متعہ ہو گا متعہ مثل پر یعنی اگر
اختلاف ہوا زوجین مین بعد طلاق قبل وطی کے تو متعہ مثل جسکے دعوی سے مطابق ہو گا اسی کے قول کا اعتبار ہے گا قسم کے ساتھ بشرطیکہ مہر دین ہو
جیسے درہم و دینار اور اگر مہر سمی عین ہو یعنی شئی ہو یعنی چیز ہو جیسے مسئلہ غلام اور لونڈی کا مثلاً زوج کہتا ہو کہ مہر غلام تھا اور زوجہ کہتی ہو کہ مہر لونڈی تھی
و زوجہ کو متعہ مثل ملیگا بدون تحکیم کے کہ اس صورت مین متعہ مثل کی حاجت نہین اگر زوج راضی ہو جاوے نصف جاریہ پر وای اقام بینة قبلت اور
دونون مین سے جو گواہ لاویگا تو اسکے گواہ مقبول ہونگے فان اقاما فبینتها اولی ان شهدت له المتعة و بینته ان شهدت لها سو اگر دونون گواہ لاوے
تو عورت کے گواہ اولے ہین اگر موافق ہو متعہ مثل کا مرد کے اور گواہ مرد کے اولی ہین اگر مطابق ہو متعہ عورت کے اسواسطے کہ گواہ خلاف ظاہر کو ثابت کرتے
ہین وان کانت المتعة بینهما تحالفا وان حلفا وجب متعة المثل اور اگر متعہ مثل دونون کے مابین مین واقع ہو یعنی نصف خوشی مہر سے زیادہ ہو اور

نصف دعوی زوجہ سے کم ہو تو دونوں سے قسم لیجائیگی اور اگر دونوں نے قسم کھائی تو مہر مثل کا واجب ہوگا وموت احدہما کحیوتہما فی الحکم اصلا وقدرا
لعدم سقوطہ بموت احدہما اور دونوں میں کسی کا مرنا اُنکے زندہ ہونے کے برابر ہی حکم میں خواہ اختلاف اصل مہر میں ہو یا مقدار میں بسبب ساقط نہونے مہر مثل کے
ایک کی موت سے وبعد موتہما ففی القدر القول لورثتہ اور اگر دونوں کے مرجانے کے بعد اختلاف ہو وارثوں میں تو مقدار مہر کی اختلاف میں زوج کے
وارثوں کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے وفی الاختلاف فی اصلہ القول لمنکر التسمیۃ اور اصل مہر کے اختلاف میں منکر تسمیہ کا قول معتبر ہوگا یعنی زوج کے وارثوں
کا اسواسطے کہ اگر عورت کے وارث تسمیۂ مہر کے منکر ہوں تو انکا حق ثابت ہوتا ہی لم یقض بشیٔ مالم یبرہن علی التسمیۃ یعنی بعد موت زوجین کے اختلاف
پڑا اصل تسمیۂ مہر میں تو کچھ حکم نہ کیا جاویگا جب تک کہ گواہ نہ قائم کیے جاویں تسمیہ پر یعنے بدون گواہوں کے مہر مثل پر فیصلہ نہوگا نزدیک امام کے
اسواسطے کہ مرنا زوجہ کا دلالت کرتا ہی کہ اُسکی ہمسر عورتیں بھی مرگئیں تو قاضی کس عورت کے مہر کو مہر مثل ٹھہراوے کذا فی الہدایۃ اس دلیل سے معلوم ہوا
کہ مہر مثل کا اعتبار نہ کرنا اُس صورت میں ہی جب زوجین کی موت کا زمانہ بہت گذر گیا ہو اور زمانہ قریب ہوگا تو مہر مثل پر فیصلہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی
والطحطاوی ناقلا عن البحر وقالا یقضی بمہر المثل کحال الحیوۃ وبہ یفتی اور کہا صاحبین نے بعد موت زوجین کے بھی مہر مثل پر حکم ہوگا مانند حال زندگی
کے اور اسی قول پر فتوی ہی کذا فی قاضیخان لیکن اگر زوج کے وارث گواہ لادیں اداے مہر یا زوجہ کے اقرار پر یا اُسکے اقرار پر کہ مہر پاچکے تو اس صورت
میں مہر مثل کے اعتبار کی کچھ حاجت نہیں وہذا کلہ اذا لم تسلم نفسہا اور یہ سب اُس صورت میں ہی جبکہ زوجہ نے اپنی ذات بخوشی زوج کو نہ تسلیم کی ہو یعنی
تحکیم مہر مثل اختلاف قدر مہر میں زوجین کی حیات میں یا ایک کی حیات یا دونوں کی موت میں یا اختلاف اصل مہر میں درصورت عدم تسلیم ہی فان سلمت
ووقع الاختلاف فی الحالین الحیوۃ وبعدہا لایحکم بمہر المثل لانہا لاتسلم نفسہا الا بعد تعجیل شیٔ عادۃ پھر اگر زوجہ نے اپنی ذات تسلیم کی زوج کو اور
واقع ہوا اختلاف دو حال میں یعنے زندگی میں اور بعد اُسکے تو نہ فیصلہ ہوگا مہر مثل پر اسواسطے کہ عورت اپنی ذات تسلیم نہیں کرتی مگر کچھ مہر معجل لینے کے بعد
بطور رواج کے اور تعجیل مہر کی دلیل ہی تسمیۂ مہر کی اور تسمیہ کے ہوتے مہر مثل کا اعتبار نہیں لیکن یہ اُس صورت میں ہی جہاں عادت ہو مہر تعجیل کی اور
جہاں کل مہر کی تاخیر ہوتی ہو طلاق یا موت تک جیسے خوارزم میں تو وہاں تسلیم اور عدم تسلیم دونوں برابر ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن القاسمیۃ بل یقال
لہا لابد ان تقری بما تعجلت والا قضینا علیک بالمتعارف تعجیلہ ثم یعمل فی الباقی کما ذکرنا وہذا اذا ادعی الزوج ایصال شیٔ الیہا بحر بلکہ
عورت سے یا اُسکے وارثوں سے کہا جائیگا کہ بالضرور تجھکو مہر معجل پانے کا اقرار کرنا ہوگا اور نہیں تو ہم تجھپر حکم کرینگے تعجیل متعارف کا چنانچہ مصر میں دو
ثلث مہر معجل دینے کا رواج ہی پھر بعد وضع متعارف کے عمل کیا جائیگا باقی مہر میں یعنی مثلاً ثلث میں جیسا کہ ہمنے بیان کیا اور یہ اُسوقت ہی جب زوج نے
کچھ عورت کو دینے کا دعوی کیا کذا فی البحر یعنی متعارف التعجیل پر فیصلہ اُسوقت ہوگا جب زوج کچھ ادا کرنے کا مدعی ہو اور اگر زوج مدعی نہوگا تو متعارف پر فیصلہ
نہوگا بلکہ سابق کی تفصیل پر عمل ہوگا اور قضا بالمتعارف بحر الرائق اور نہر الفائق میں محیط سے منقول ہی اور یہی قول ہی فقیہ ابو اللیث کا اور قاضیخان
کے نزدیک یہ قول مسلم نہیں واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی ولو بعث الی امرأتہ شیئا ولم یذکر جہتہ عند الدفع غیر جہۃ المہر کقولہ لشمع او حنا ثم قال انہ
من المہر لم یقبل قنیہ لوقوعہ ہدیۃ فلا ینقلب مہرا اور اگر بھیجا زوج نے اپنی عورت کو کچھ نقد یا جنس اور نہ بیان کیا دینے کے وقت کسی جہت کو جو مغائر ہو جہت
مہر کی یعنی دینے کے وقت مہر یا غیر مہر کا کچھ ذکر نہ کیا سوا اگر غیر مہر کو ذکر کیا مثلاً یوں کہا کہ اس نقد کو شمع میں صرف کر دیا مہندی میں پھر زوج نے کہا کہ وہ تو
مہر میں تھی تو اُسکا قول مقبول نہوگا کذا فی القنیہ اسواسطے کہ وہ چیز ہدیہ ہو چکی تو مہر نہو سکیگی اور اگر قبل عقد کے کچھ بھیجا تھا تو اُسکا بعینہ پھیر لینا درست ہی
کذا فی حاشیۃ الطحطاوی فقالت ہو ای المبعوث ہدیۃ وقال ہو من المہر او من الکسوۃ او عاریۃ فالقول لہ بیمینہ والبینۃ لہا سو کہا عورت نے
وہ بھیجی چیز ہدیہ ہی اور کہا زوج نے کہ وہ مہر میں ہی یا از قسم لباس ہی یا عاریت ہی تو قول زوج کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر وہ دونوں گواہ لاوے

اور عورت کے گھر وہ چیز موجود ہے جو بھیجی ہے مبعوث تو حکم فساد ان قرہ دوسرت عبادی المهر ذکرہ ابن کمال بحوالہ تتمہ کذا فی عورت سے ان کیجیے جو سے مہر کی ہو

اور عورت نے دعویٰ کیا کہ اسکو جو بھیجا سب بانسبت مہر کے ہے عورت سے لے جیسا چنانچہ ابن کمال نے اسکو بیان کیا داو حوسرت حکم اوعاد عاریۃ فلہا ان تسترد العوض

جنس بھیجی وہ اگر زوج نے ہدیہ بھیجا عورت کی طرف اور عوض بھیجا عورت نے بھیجا زوج کی طرف پھر عورت کو زفاف ہو پھر مرد نے اسکو جو بھیجا تھا مہر دعویٰ کیا

اور چیز جو بھیجی ہے تو جائز ہے عورت کو کہ عوض کی چیز کو پھیر لے عوض کی جنس سے کذا فی الملتقی نقلا من حسبہ نہیں اور بحرالرائق میں بھی مذکور ہے کہ

مین یوں ہو کہ شان الهدیۃ ان تسترد منہ ما عوضتہ علیہ کذا فی حاشیۃ المدنی فی غیر المهیا للاکل کثیاب شاۃ حیۃ وسمن وعسل ما لم یبق شراذہا زوجہ اختلاف

زوجین مین مبح کا قول معتبر ہو گا انمین جو کھانے کے واسطے مہیا نہین جیسے کپڑے اور زندہ بکری اور گھی اور شہد اور جو چیز کہ مہیا بھی باقی رہتا اور عطر سے

کذا ذکرہ اخی زادہ والقول لها بیمینها فی المهیا لہ کخبز ولحم مشوی لان الظاہر یکذبہ ولذا قال الفقیہ المختار انہ یصدق فیما لا یجب علیہ کخف وخمار و

بیا کیسہ خمار و درع یعنی بالم یجب انہ کسوۃ لان الظاہر سہو اور قول زوجہ کا معتبر ہر قسم کے ساتھ انمین جو کھانے کے واسطے مہیا ہو جیسے روٹی اور

بھنا گوشت عورت کا قول کھانے کی چیزون مین اسواسطے معتبر ہو کہ ظاہر حال زوج کا جھٹلاتا ہے یعنی روٹی اور پختہ گوشت کوئی مہر مین نہین دیتا

اور اسی واسطے فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ مختار یہ ہو کہ زوج کی تصدیق انمین ہو گی جو زوج پر واجب نہین جیسے موزہ اور چادر یا باریک کپڑا اور

انمین تصدیق ہو گی جو اسپر واجب ہو جیسے اوڑھنی اور قمیص پہننے حسبہ تک زوج نے اسکا دعویٰ نہ کیا ہو کہ اوڑھنی اور قمیص کو پوشاک مین دیا ہو

اور اگر پوشاک کا دعویٰ کیا زوج نے اور زوجہ نے کہا کہ پوشاک نہین ہاں ہدیہ ہر تو اس صورت مین مبح ہی کا قول معتبر ہو گا اسواسطے کہ ظاہر حال زوج کو

مصدق ہو خطب بنت رجل وبعث الیها اشیاء ولم یزوجها ابوہا فما بعث المهر یسترد عینہ قائما فقط وان تغیر بالاستعمال او قیمتہ ہالکا لانہ معاوضۃ

ولم تتم فجاز الاسترداد منگنی کی ایک مرد کی بیٹی سے اور بھیجا زوج نے عورت کی طرف چند اشیا کو اور عورت کے باپ نے عورت کا نکاح نہ کیا تو

جو چیز مہر کے واسطے بھیجی ہو اور وہ موجود بھی ہو تو فقط اسی کو پھیر لے نہ اسکی قیمت کو اگرچہ متغیر ہو گئی ہو استعمال سے یا قیمت اسکی پھیر لے اگر نہ موجود ہو

اسواسطے پھیرے کہ یہ تو بدلا تھا سو پورا نہوا تو پھیر لینا جائز ہوا وکذا الیسترد ما بعث ہدیۃ وہو قائم دون الہالک والمستهلک لان فیہ معنی الهبۃ اور

اسی طرح اسکو پھیر لے جو بطریق تحفہ کے بھیجا اور وہ موجود بھی ہو نہ پھیرے ہالک اور مستهلک کو ہالک وہ جو آپ بگڑ گیا جیسے میوہ سڑ گیا اور مستهلک

وہ جو دوسرے کے فعل سے معدوم ہوا جیسے شیرینی کسی نے کھالی ہالک اور مستهلک کا پھیر لینا اسواسطے جائز نہوا کہ تحفہ دینے مین معنی ہبہ کے

موجود ہین اور موہوب جب ہالک اور مستهلک ہوا تو اسکا پھیر لینا درست نہین ولو ادعت انہ ای المبعوث من المهر وقال ہو ودیعۃ فان

کان من جنس المهر فالقول لها وان کان من خلافہ فالقول لہ لشہادۃ الظاہر اور اگر دعویٰ کیا عورت نے کہ بھیجی چیز مہر ہو اور کہا

زوج نے کہ وہ امانت ہو تو اگر وہ چیز مہر کی جنس سے ہو جیسے مہر مسمی مین روپیہ اور اشرفی تو عورت کا قول معتبر ہو گا اور اگر وہ چیز مخالف ہو جنس مہر کے

جیسے مہر تھا درم اور زوج نے فرش یا کپڑا بھیجا تو زوج کا قول معتبر ہو گا اسواسطے کہ دونون صورتون مین ظاہر حال دونون کا گواہ ہو انفق رجل

علی معتدۃ الغیر بشرط ان یتزوجها بعد عدتها ان تزوجتہ لا رجوع مطلقا وان ابت فلہ الرجوع ان کان دفع لها وان اکلت

معہ فلا مطلقا بحر عن العمادیۃ خرچ کیا ایک مرد نے غیر کی معتدہ پر اس شرط سے کہ نکاح کریگا اس سے بعد عدت کے تو اگر عورت نے اس

مرد سے نکاح کر لیا تو خرچ کا پھیر لینا مطلقا نہین خواہ دونون ساتھ کھاتے ہون یا علیحدہ اور اگر عورت نے نکاح سے انکار کیا تو مرد کو خرچ کا پھیر

لینا پہونچتا ہو اگر عورت کو دیا ہو اور اگر عورت مرد کے ساتھ کھاتی ہو تو مطلقا پھیر لینا نہین خواہ نکاح کیا ہو یا نہ کیا ہو کذا فی البحر عن العمادیۃ

وفیہ عن المبتغی جہز ابنتہ بجهاز وسلمها ذلک لیس لہ الاسترداد منها ولا لورثتہ بعدہ ان سلمها ذلک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی

اور بحر الرائق میں مبتغی سے منقول ہی باپ نے اپنی بیٹی کو جہیز دیا اور اُسکے قبضہ میں کر دیا تو اُسکو پھیر لینا اس سے نہیں پہونچتا اور نہ باپ کے وارثوں
کو بعد مرنے باپ کے اگر بیٹی کو جہیز تسلیم کیا ہو باپ نے اپنی صحت میں بلکہ اس جہیز کی ملکیت بیٹی کو مخصوص ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہی اور جہیز تسلیم نہیں
کیا تو پھیر لے سکتا ہی اسواسطے کہ تملیک بدون تسلیم کے تمام نہیں ہوتی اور اسی طرح اگر مرض الموت میں باپ نے جہیز تسلیم کیا تو وہ وصیت ہوگی اور وصیت
وارث کے حق میں درست نہیں وکذا لو اشتراہ لہا فی صغرہا ولو الجیۃ اور اسی طرح استرداد نہ ہوگا اگر باپ نے جہیز کو مول لیا صغیرہ بیٹی کیواسطے کذا فی
الولوالجیۃ اس صورت میں تسلیم کی حاجت نہیں اسواسطے کہ باپ کا قبضہ قائم مقام صغیرہ کے قبضہ کے ہی وحیلۃ ان یشہد عند التسلیم الیہا انہ انما سلمہ عاریۃ اور
حیلہ استرداد کا یہ ہی کہ گواہ کرے باپ بیٹی کے جہیز دینے کے وقت اسپر کہ جہیز کو بطور عاریت ہی دیا ہی والاحوط ان یشتریہ منہا ثم تبرء ہو در اور زیادہ تر احتیاط
حیلہ استرداد میں یہ ہی کہ باپ جہیز کو بیٹی سے مول لے پھر بیٹی قیمت سے ابراء کرے کذا فی الدرر اخذ اہل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان
یستردہ لانہ رشوۃ زوجہ کے لوگوں نے کچھ لیا تسلیم زوجہ کے وقت مثلاً بھائی نے بدون لیے رخصت نہ کیا تو زوج اُسکو پھیر لے سکتا ہی اسواسطے
کہ یہ رشوت ہی جہز ابنتہ ثم ادعی ان ما دفعہ الیہا عاریۃ وقالت ہو تملیک او قال الزوج ذلک بعد موتہا لیرث منہ وقال الاب
او ورثتہ بعدہ عاریۃ فالمعتمد ان القول للزوج ولہا اذا کان العرف مستمراً ان الاب یدفع مثلہ جہازاً لا عاریۃ اور جہیز دیا اپنی بیٹی کو
پھر دعویٰ کیا کہ اسکو تو عاریت ہی دیا ہی اور بیٹی نے کہا کہ وہ تملیک ہی یا زوج نے بھی کہا بعد مرنے زوجہ کے تاکہ جہیز کا وارث ہو اور باپ نے یا اُسکے
وارثوں نے اُسکے مرنے کے بعد کہا کہ عاریت ہی تو قول زوج اور بیٹی کا معتمد ہوگا جب رواج دائمی عموماً اسی کا ہو کہ باپ اتنا مال جہیز میں دیا کرتا ہو نہ بطور عاریت
کے واما ان کان مشترکاً کمصر والشام فالقول للاب کما لو کان اکثر مما یجہز بہ مثلہا اور اگر رواج مشترک ہو یعنی بعضے جہیز دیتے ہوں اور بعضے عاریت جیسے مصر اور شام میں تو قول باپ
کا معتبر ہوگا چنانچہ اگر جہیز زیادہ تر ہی اس سے جو اُس جیسی عورت کو ملا کرتا ہی یعنے رواج سے جہیز زیادہ تر دیا تو سوائے رواج کے زیادتی میں باپ کا قول معتمد ہوگا والام
کالاب فی تجہیزہا وکذا ولی الصغیرۃ شرح وہبانیۃ اور ماں مثل باپ کے ہی بیٹی کے جہیز میں اور اسی طرح صغیرہ کا ولی کذا فی شرح الوہبانیہ یعنی اگر ماں نے جہیز
تسلیم کر دیا تو استرداد نہیں کر سکتی اور دعوی عاریت میں ماں اور ولی صغیرہ کا وہی حکم ہی جو باپ کا حکم معلوم ہوا واستحسن فی النہر تبعاً لقاضیخان ان الاب
ان کان من الاشراف لم یقبل قولہ انہ عاریۃ اور مستحسن جانا ہی نہر الفائق میں قاضیخان کی پیروی سے یہ کہ اگر باپ اشراف میں سے ہی تو اُسکا یہ قول مقبول
نہوگا کہ جہیز عاریت ہی ولو دفعت فی تجہیزہا لابنتہا اشیاء من امتعۃ الاب بحضرتہ وعلمہ وکان ساکتاً وزفت الی الزوج فلیس للاب ان
یسترد ذلک من ابنتہ لجریان العرف بہ اور اگر ماں نے بیٹی کے جہیز میں کچھ چیزیں دیں باپ کے اسباب سے اُسکے حضور اور دانست میں اور وہ ساکت رہا
اور بیٹی زوج کے گھر پہونچائی گئی تو باپ کو نہیں پہونچتا کہ اس جہیز کو پھیر لے اپنی بیٹی سے بسبب جاری ہونے رواج کے اسپر یعنی مروج یہی ہی کہ باپ جہیز
کو ماں پر سپرد کرتا ہی وکذا لو انفقت الام فی جہازہا ما ہو معتاد والاب ساکت لا تضمن الام وہما من المسائل السبع والثلاثین بل الثمان
والاربعین حلی فی زواہر الجواہر التی السکوت فیہا کالنطق اور اسی طرح اگر خرچ کیا ماں نے بیٹی کے جہیز میں اُسقدر جسکی عادت ہی اور باپ ساکت ہی تو ماں
پر ضمان نہیں اور یہ دونوں مسئلے اُن سینتیس بلکہ اڑتالیس مسئلوں میں سے ہیں جنمیں سکوت برابر نطق کے ہی کذا فی زواہر الجواہر فروع مسائل لمتعہ
شارح کے لو زفت الیہ بلا جہاز یلیق بہ فلہ مطالبۃ الاب بالنقد قنیہ اگر پہونچائی گئی زوجہ زوج کی طرف بدون ایسے جہاز کے جو لائق ہو زوج کے تو
زوج کو جائز ہی مطالبہ باپ کا نقد مال میں کذا فی القنیہ یہ حکم اس صورت میں مخصوص ہی جہاں عادت ہو کہ ولی زوجہ کا زوج سے کچھ نقد لیتا ہو بکثرت کہ
سامان کے واسطے پھر کچھ سامان زوج کا تیار کرتا ہو اور کچھ زوجہ کا تو ایسی صورت میں اگر زوج کے لائق دینے سے باپ نے نہ کچھ دیا تو زوج کو نقد
مال پھیر لینا پہونچتا ہی اور اسی طرح عورت کو اپنے جہیز کا مطالبہ پہونچتا ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلاً عن البحر زاد فی البحر عن المبتغی الا اذا سکت طویلاً

[illegible] مضمون [illegible] کی توفیق سے [illegible] مت [illegible]

[illegible] البزازیۃ [illegible] الارث حتی الامۃ [illegible] الال فی الاصل [illegible] مقصود [illegible]

[illegible] مقصود نہیں [illegible] تصحیح [illegible]

سے کہ [illegible] تحت [illegible] اور [illegible] نکاح میں مقصود نہ ہونا کہ یعنی الاطلاق تبع [illegible] کہ حق تعالی نے خطبہ

نکاح کی [illegible] مال کے ساتھ کی نکح ذمی او مستامن ذمیۃ او حربی حربیۃ ثمۃ بمیتۃ او بلا مہر جاز ان سکت عنہ او نفیاہ وکان ذا جائزا

عندہم فوطئت او طلقت قبلہ او مات عنہا فلا مہر لہا وکذا لو اسلما او ترافعا الینا لانا امرنا بترکہم وما یدینون نکاح کیا ذمی یا مستامن نے ذمیہ سے یا

حربی نے نکاح کیا حربیہ سے دار الحرب میں مردار جانور کے مہر پر یا بدون مہر کے نکاح کیا اسطرح کہ دونوں بیان مہر سے ساکت ہے یا دونوں نے مہر کی

نفی کی اور [illegible] انکے نزدیک جائز ہو پھر وطی ہوئی ذمیہ یا حربیہ کی یا طلاق قبل وطی کے ہوئی یا زوج زوجہ کو چھوڑ کر مر گیا تو عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا اور نہ

متعہ [illegible] قبل وطی [illegible] اگرچہ دونوں مسلمان ہو گئے ہوں اور اپنا معاملہ رجوع کیا ہو تو بھی مہر نہ ہوگا اسواسطے کہ ہم اہل اسلام [illegible] ذمیوں کے

چھوڑنے پر اور انکے دین کے چھوڑنے پر [illegible] دین اور اعتقاد پر انکو چھوڑنا چاہیے احکام اسلام کے انمین جاری کرنے کا حکم نہیں ہے انکو

شراب پینے اور سور کھانے سے روکنا ہمکو نہیں پہونچتا وتثبت بقیۃ احکام النکاح فی حقہم کالمسلمین من وجوب النفقۃ فی النکاح ووقوع

الطلاق ونحوہا کعدۃ ونسب وخیار بلوغ وتوارث بنکاح صحیح وحرمۃ مطلقۃ ثلثا ونکاح المحارم اور مہر کے سوا باقی احکام نکاح کے انکے حق میں ثابت

ہونگے مثل مسلمانوں کے جیسے واجب ہونا نفقہ کا نکاح میں اور واقع ہونا طلاق کا اور مثل ان احکام کے جیسے عدت اور نسب اور خیار بلوغ کا [illegible]

نکاح صحیح سے اور حرام ہونا مطلقہ ثلثہ کا اور حرام ہونا نکاح محارم کا لیکن یہ احکام اسوقت انمین جاری ہونگے جب کہ کل ان احکام کا اعتقاد رکھتے ہوں اور [illegible]

مرافعہ کریں کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وان نکحہا بخمر او خنزیر عین ای مشار الیہ ثم اسلما او اسلم احدہما قبل القبض فلہا ذلک [illegible]

الخنزیر ولو طلقہا قبل الدخول فلہا المتعۃ اور اگر نکاح کیا ذمی نے ذمیہ سے شراب معین پر یا معین سور پر یعنی جسکی طرف اشارہ [illegible]

کیا پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک انمین سے مسلمان ہوا قبضہ کرنے سے پہلے تو عورت کو وہی ملیگا یعنی وہی شراب [illegible]

اور چھوڑ دے سور کو اور بہتر یہ ہے کہ سور کو قتل کرے کذا فی حاشیۃ المدنی اور اگر طلاق دی قبل دخول کے تو عورت کو [illegible] شراب میں اور [illegible]

ملیگا ولہا فی غیر عین قیمۃ الخمر ومہر المثل فی الخنزیر اذ اخذ قیمۃ القیمی کاخذ عینہ اور صورت غیر معین شراب اور غیر معین سور میں قیمت شراب کی [illegible]

مہر مثل سور میں ملیگا اسلیئے سور کی قیمت لینا درست نہیں اسواسطے کہ قیمت والی چیز کی قیمت لینا ویسا ہی ہے جیسے اسی چیز کو [illegible]

لی تو گویا سور لیا فروع مسائل متفرقہ شارح نے کہا الوطی فی دار الاسلام لا یخلو عن حد او مہر الا فی مسئلتین [illegible]

قبل التسلیم [illegible] البکارۃ [illegible] الوطی دار الاسلام میں سوا [illegible] کے خالی نہیں [illegible]

حد ہو یا مہر ایک مسئلہ [illegible] نابالغ نے نکاح کیا جوان عورت سے بدون اجازت اپنے ولی کے [illegible]

تو اس صورت میں نہ حد ہو نہ مہر دوسرا مسئلہ یہ کہ لونڈی کے بیچنے والے نے لونڈی سے وطی کی قبل تسلیم مشتری کے [illegible]

اس صورت میں [illegible] قیمت جو مقابل تھی بکارت کے [illegible] ازالہ بکارت عیب ہے [illegible]

[illegible] فازالت بکارتہا لزمہا مہر المثل ایک لڑکی نے دوسری لڑکی کو [illegible] بکارت [illegible]

مہر مثل اور اسی طرح صبی اور مرد اجنبی کے [illegible] ازالہ بکارت کا اگر [illegible] مہر مثل لازم آئیگا [illegible]

بالمہر وللزوج المطالبۃ بتسلیمہا ان تحملت الرجل صغیرہ کے باپ کو مطالبہ مہر کا زوج سے ہو پہنچتا ہے اگرچہ زوج کو متمتع نہوا ہو اور زوج کو تسلیم صغیرہ کا مطالبہ
ہو پہنچتا ہے اگر صغیرہ مرد کی برداشت کر سکتی ہو قال البزازی لا یعتبر السن کہا بزازی نے کہ عمر کا کچھ اعتبار نہو گا یعنے اگر زوج اور باپ مین اختلاف ہوا زوج
کہتا ہو کہ صغیرہ لائق تحمل مرد کے ہے اور باپ کہتا ہے کہ مرد کے لائق نہین تو یہان صغیرہ کی عمر کا اعتبار نہوگا بلکہ قاضی صغیرہ کو عورتون کو دکھلاوے اگر
عورتین کہین کہ لائق مرد کے ہے تو زوج کو تسلیم کرے اور نہین تو نہین کذا فی حاشیۃ المدنی فلو سلمہا فہربت لم یلزمہ طلبہا سو اگر باپ نے اپنی بیٹی زوج کو تسلیم کی
پھر وہ بھاگ گئی تو زوج پر اسکی طلب اور تلاش لازم نہین اسواسطے کہ حرہ کے گم ہونے پر ضمان نہین کہ طلب زوج پر لازم ہو بخلاف لونڈی کے کہ اگر کسی کے نکاح
مین ہو اور بھاگ جاوے تو زوج پر تلاش لازم ہے اسواسطے کہ اسکے گم ہونے مین زوج پر ضمان لازم ہے کذا فی حاشیۃ المدنی خرج امرأۃ واخذ عنہا حبس الی ان یاتی
بہا او یعلم موتہا کسی نے فریب یا عورت کو اور اسکو نکال لیگیا تو وہ شخص قید کیا جائیگا یہانتک کہ اسکو لے آوے یا عورت کا مرنا معلوم ہو المہر مہر السر فی العلانیۃ بہر ہی
معتبر ہے جو پوشیدگی کا مہر ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ ظاہر کا معتبر ہے یعنی عورت سے نکاح کیا اور مخفی ایکہزار مثلاً مہر مقرر کیا پھر دوسری بار نمود کے واسطے لوگون
مین دو ہزار کا مہر ٹھہرایا تو اس صورت مین مہر مخفی ہی کا اعتبار رہوگا نہ علانیہ کا المؤجل الی الطلاق تعجل بالرجعی ولا یتاجل براجعتہا جو مہر کہ مؤجل ہو طلاق تک وہ
معجل ہو جاتا ہے طلاق رجعی سے اور نہین مؤجل ہوتا پھر عورت کی طرف مراجعت کرنے سے ولو وہبتہ المہر علی ان یتزوجہا فابی فالمہر باقی نکحہا اولا اگر عورت نے مہر
بخشا اس شرط پر کہ مرد اس سے نکاح کرلے سو مرد نے ہبہ مہر کا نہ قبول کیا تو مہر باقی ہے نکاح عورت سے کیا یا نہ کیا توضیح اس مسئلہ کی بحر الرائق مین یون ہے کہ ایک شخص نے اپنی
مطلقہ سے کہا کہ مین تجھے نکاح نکرونگا جبتک تو اپنا مہر معاف نکرے سو عورت نے بشرط نکاح مہر معاف کیا پھر مرد نے انکار کیا تو مہر باقی ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی در صورت
نکاح نکرنے کے تو مہر کا باقی رہنا ظاہر ہے اور نکاح کرنے مین مہر اسواسطے باقی رہا کہ ہبہ بدون قبول کے تمام نہین ہوتا اور حالانکہ مرد ہبہ سے انکار کر چکا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی
ولو وہبتہ لا حد وکلتہ بالقبض صح اور اگر عورت نے اپنا مہر کسیکو ہبہ کیا اور اسکو مہر لینے پر وکیل کیا تو صحیح ہے اور ہبہ مہر کا بدون قبض کے تمام ہے ولو احالت بہ انسانا ثم وہبتہ
للزوج لم یصح وہو حیلۃ من یرید ان یہبہ لا یصح اور اگر عورت نے اپنا مہر کسی آدمی کو حوالہ کیا یعنی زوج سے کہا کہ میرا مہر فلانے شخص کو دے اور زوج نے یہ حوالہ قبول کیا پھر عورت
نے وہی مہر زوج کو ہبہ کیا تو یہ ہبہ صحیح نہ ہوگا اسواسطے کہ مہر کا دوسرا آدمی مالک ہوگیا اور حوالہ کرنا حیلہ اس شخص کا واسطے ہے جو چاہے کہ ہبہ کرے اور صحیح نہو

باب نکاح الرقیق

ہو المملوک کلا او بعضا والقن المملوک کلا یہ باب ہے نکاح رقیق کا رقیق اس غلام کو کہتے ہین جو بالکل مملوک ہو یا تھوڑا یعنی نصف مملوک ہو یا ربع اور قن اس
غلام کو کہتے ہین جو بالکل مملوک ہو توقف نکاح قن وامۃ ومکاتب ومدبر وام ولد علی اجازۃ المولی فان اجاز نفذ وان رد بطل
موقوف ہے نکاح قن اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کا مولی کی اجازت پر تو اگر مولی نے نکاح جائز رکھا تو نکاح نافذ ہوگیا اور اگر رد کیا تو باطل ہوگیا مکاتب
وہ غلام ہے جسکو مالک نے کہا کہ تو سو روپے مثلاً کہین سے پیدا کر لا تو تو آزاد ہے اور مدبر وہ غلام ہے جس سے مالک نے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے اور ام ولد وہ لونڈی ہے جو
مالک کے تصرف مین ہے اور اس سے لڑکا پیدا ہوا فلو نکح فطالب بمہر المثل بعد عتقہ سبب غلام وغیرہ کا نکاح مولی کی اجازت پر موقوف ٹھہرا تو قبل اجازت مولی کے اس نکاح
مین مہر نہین جبتک وطی نہو اور جب وطی ہوئی تو مہر مثل طلب ہوگا بعد آزاد ہونے غلام کے اسواسطے کہ قبل آزادی کے غلام کسی چیز کا مالک نہین اور مولی پر اسواسطے مہر لازم نہوگا کہ اسکے
بدون اجازت نکاح ہوا ثم المراد بالمولی من لہ ولایۃ تزویج الامۃ کاب وجد وقاض ووصی ومکاتب ومفاوض ومتولی پھر مولی سے مراد وہ شخص ہے جسکو اختیار ہے لونڈی کے
نکاح کر دینے کا جیسے صغیر کی لونڈی کا باپ اور دادا اور قاضی اور وصی اور مکاتب اور شریک مفاوض اور متولی وقف تو باپ اپنی بیٹی صغیر کی لونڈی کا نکاح کر سکتا ہے
اور اسی طرح دادا اور قاضی اور وصی لیکن غلام کا نکاح یہ اختیار نہین کہ اپنے غلام سے اسکا نکاح کر دین اور اسیطرح مکاتب کہ اپنی لونڈی کے نکاح کا اختیار ہے اور اسیطرح شریک
مفاوض کو شرکت کی لونڈی کا نکاح کر دینا جائز ہے اور اسی طرح وقف اور بیت المال کی لونڈی کا نکاح متولی کے اختیار مین ہے الا العبد فلا یملکہ الا من یملک

تو قیمت مولیٰ تو دیتی ہی کو کوئی ثابت نہیں ہوا ہے کہ ہو تاب ہوئے آزاد ہوئے کا یعنی ہو کی تصرف کا نکاح جو ولی اور مولیٰ کی نکاح و زوجیت تو
یہ حق ہوتی ہے اور کو قیمت ہو ہے ہمیشہ کے واسطے ثبت فی الدر فان تزوجا باذن بیعا فی المهر والنفقة یعنی اگر غلام نے باذن مولیٰ نکاح کیا تو مہر و نفقہ سو اسکو بیچ کر دین
یہ ولی ہے مولیٰ سے ادا ہوتا ہے نفقہ مہر جو یعنی قرض ادا ہوتا ہے وہ پر اسکے واسطے سبب نفقہ واجب ہوا ہے تو اسکی قیمت سے ادا ہوئے کو بیچنا جائز ہے
ہو تمام تعلقات میں الا تنقیضا اور ساقط ہو جو مہر و نفقہ غلام کی ذمہ سے سبب بیع کے مثل اپنے کے یعنی آقا اور مہر سے ادا ہو گئے بیچنا جائز
بیچ یا دیگر قرض نفقہ و مہر سے جیسے مالک قرض کو اسکو بیچے اور نفقہ و مہر ادا کرے اور ملکیت سے اگر کسب ہو تو اسکی بیع پر لے لے تو بیچنا جائز
پہلے نہیں بیچا جائیگا سو وصول ہو کے جیسے مہر اور کتابت و غیرہ کی بیع سے دین کی بلکہ نفقہ زیادہ ہو کر دیا جائیگی پہلے مہر کے نفقہ نما مہر ہو جاوے ادا ہو سکے
مہر و نفقہ میں صرف ہو گا و مولیٰ و لزوم حیات ان فی ہذه قنیہ اور اگر مہر کا مولیٰ مر گیا تو مہر یہ ہے کیونکہ اس کی مہر لازم ہو گا اگر اسکو مفقود مہر اور نفقہ
میں تو قدرت تک انتظار ہوگا کذا فی النهر والقنیة لکنہ یباع فی النفقة مرارا ان تجددت لیکن قرض بیچا جائیگا نفقہ میں بار بار اگر تجدید ہو نفقہ
یعنی جب غلام پر زوجہ کا نفقہ اتنا ہو گیا کہ سینے سے عاجز ہوا تو واسطے ادائے نفقہ کے بیچا جائیگا پھر جب دوسری بار نفقہ سے عاجز ہو تو پھر بیچا جائیگا
وعلی ہذا القیاس فی المهر مرة ولیطالب بالباقی بعد عتقہ الا اذا باعہ منہا خانیہ اور بیچا جائیگا قرض مہر میں ایکبار پھر اگر مہر کچھ باقی رہیگا تو مطالبہ باقی مہر کا
ہو گا بعد آزاد ہونے کے مگر اس صورت میں باقی مہر کا مطالبہ نہیں جب مالک نے غلام کو اسکی زوجہ کے ہاتھ بیچا کذا فی الخانیہ یعنی مالک نے اپنے غلام کا
نکاح ایک عورت سے کیا ہزار درم کے مہر پر پھر غلام کو ادائے مہر کے واسطے اسی عورت کے ہاتھ نو سو درم کو بیچا بعد حصول لینے کے نکاح ٹوٹ گیا تو نو سو درم عورت
مہر میں لیگی اور ایک سو درم جو مہر باقی رہا تھا سو ساقط ہو گیا اگر غلام آزاد بھی ہو تو بھی مطالبہ نہیں ولو زوج المولی امتہ من عبده لا یجب المهر
فی الاصح ولوالجیة قال البزازی بل یسقط ومحل الخلاف اذا لم تکن الامة ماذونة فان کانت بیع العبد لانہ یثبت لہا ثم ینتقل للمولی اور اگر نکاح کیا مولیٰ نے اپنی
لونڈی کا اپنے غلام سے تو نہ واجب ہو گا مہر قول اصح میں کذا فی الولوالجیہ بزازی نے کہا بلکہ مہر واجب ہو گا پھر ساقط ہو جاویگا اور وجوب اور عدم وجوب کا
اختلاف وہاں ہے جبکہ لونڈی ماذون اور قرضدار نہ ہو اور اگر مولیٰ کی اجازت سے لونڈی قرضدار ہو تو اس لونڈی کا شوہر غلام بھی بیچا جائیگا ادائے مہر کے
واسطے اسواسطے کہ مہر ثابت ہوتا ہے اول لونڈی کے لیے بعد اسکے اگر لونڈی قرضدار نہ ہو تو پھرتا ہے مولیٰ کی طرف کذا فی النهر اور یہاں تو لونڈی قرضدار ہے تو اسکے مہر سے
اول اسکا قرض ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ قرض باقی رہیگا تو خود لونڈی مولیٰ کی اجازت سے بیچی جائیگی کذا فی حاشیة المدنی فلو باعه سیده لعبد باذنه امرأة فلها
برقیتہ یدور معه این ما دار کدین الاستهلاک پھر اگر غلام کو اسکے مالک نے بیچا بعد نکاح کرنے غلام کے ایک عورت سے تو مہر اس عورت کا غلام کی گردن
پر ہو گا پھر اگر بیچیگا مہر ساتھ غلام پھیریگا یعنی غلام اگر چہ دس بار بکے اور کسی مالک کے پاس رہے مہر عورت کا اسپر رہیگا جیسے استهلاک کا دین یعنی اگر غلام کسی شخص کا مال ضائع
کردے تو اسکے دین میں بیچا جائیگا اگر چہ ایک دو بار بک چکا ہو لکن للمرأة فسخ البیع لو المهر علیہ لانہ دین فکانت کالغرماء منح لیکن عورت کو اختیار ہے مالک کی بیع کو
فسخ کر دینے کا اگر مہر غلام پر باقی ہو اسواسطے کہ مہر بھی دین ہے تو عورت مثل قرضخواہوں کے ہوئی کذا فی المنح الغفار یعنی اگر عبد ماذون پر قرض ہوا اور اسکا
مالک اسکی بیع کرے تو قرضخواہوں کو اختیار ہے چاہیں بیع کو جائز رکھیں اور اسکی قیمت قرض میں لیں اور چاہیں بیع کو فسخ کریں اسی طرح مہر عورت کا بھی دین ہے
تو اسکو بھی فسخ بیع میں اور جائز رکھنے میں اختیار ہے وقوله لعبده طلقها رجعیة اجازة للنکاح الموقوف اور یوں کہنا مالک کا اپنے غلام سے کہ عورت
کو طلاق رجعی دے یہ اجازت ہے نکاح موقوف کی اسواسطے کہ طلاق رجعی بدون نکاح صحیح کے نہیں ہوتی لا طلقها او فارقها لانه یستعمل للمتارکة حتی
لو اجازه بعد ذلک لا ینفذ بخلاف الفتوی اور یوں کہنا مالک کا کہ اسکو طلاق دے یا اسکو چھوڑ دے نکاح موقوف کی اجازت نہ ہو گی اسواسطے کہ
طلاق اور فراق کا لفظ چھوڑ دینے میں بھی مستعمل ہوتا ہے یعنی یہ دونوں لفظ اجازت اور رد دونوں میں محتمل ہیں اسواسطے عدم اجازت پر محمول کیا

برابر ہے کہ اگر مولی نے بعد بولنے اون الفاظ کے اگر غلام کے نکاح کو جائز رکہیگا تو بھی نکاح نافذ ہنوگا بخلاف نکاح فضولی کے یعنی ایک فضولی نے کسی مرد کا عورت سے
نکاح کر دیا پہر جب اس مرد کو نکاح کی خبر پہونچی تو اوسنے کہا کہ اوسکو طلاق دے تو نکاح کی اجازت ہوگی اسواسطے کہ زوج کو اختیار ہے طلاق دینے کا تو طلاق کا حکم بھی دے سکتا ہے
اور طلاق بدون ثبوت نکاح کے متصور نہین بخلاف مولی کے کہ اسکو طلاق کا اختیار نہین واذنہ لعبدہ فی النکاح ینتظم جائزہ وفاسدہ فیباع العبد للمہر
من نکحہا فاسدا لبعد اذنہ فوطیہا لانفاذ لہا اور اذن دینا مولی کا اپنے غلام کو نکاح مین شامل ہے نکاح جائز اور نکاح فاسد کو تو بیچا جائیگا غلام اس عورت
کے مہر مین جس سے نکاح فاسد کیا بعد اذن مولی کے پہر اس سے وطی کی بخلاف مذہب صاحبین کے کہ اونکے نزدیک اذن مولی کا نکاح فاسد کو شامل نہین تو نکاح فاسد مین بعد
وطی کے غلام نہ بیچا جائیگا بلکہ بعد آزاد ہونے کے اوسپر مہر لازم آویگا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو نوی المولی الصحیح فقط تقیید بہ کما لو نص علیہ ولو نص علی الفاسد صح
وصح الصحیح ایضا نہر اور اگر مولی نے غلام کو نکاح کا اذن دیا اور فقط صحیح نکاح کی نیت کی تو یہ اذن نکاح صحیح کو مخصوص ہوگا چنانچہ اگر مولی تصریح کر دے
اذن مین نکاح صحیح پر تو فقط صحیح منعقد ہوگا نہ فاسد اور اگر تصریح کی مولی نے نکاح فاسد کے اذن پر تو نکاح فاسد کرنا درست ہوگا اور نکاح صحیح بھی درست ہوگا
کذا فی النہر ولو نکحہا ثانیا صحیحا او نکح اخری بعدہا صحیحا وقف علی الاجازۃ لانتہاء الاذن بمرۃ وان نوی مرارا اور اگر مطلق اذن دیا مولی نے سو غلام
نے نکاح فاسد کیا ایک عورت سے پہر دوسری بار اسی عورت سے نکاح صحیح کیا یا دوسری عورت سے نکاح صحیح کیا پہلی عورت کے بعد تو یہ نکاح ثانی موقوف ہوگا مولی
کی اجازت پر اسواسطے کہ مولی کا اذن ایکبار نکاح کرنے پر منتہی ہو چکا اگرچہ مولی نے چند بار نکاح کرنے کی نیت کی ہو تو بھی نکاح ثانی اجازت پر موقوف ہوگا
ولو مرتین صح لانہ کل نکاح العبد اور اگر مولی نے اپنے اذن مین دو بار دو عورتون سے نکاح کرنے کی نیت کی تو یہ نیت دو بار کی صحیح ہوگی اور غلام کو دوسری
عورت سے نکاح کرنا درست ہوگا اسواسطے کہ دو نکاح کرنا غلام کے نکاح کی تمامی ہے یعنی غلام کو دو نکاح سے زیادہ کرنا درست نہین وکذا التوکیل بالنکاح اور
اسی طرح وکیل کرنا نکاح مین یعنی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح کر دے تو وکیل کو ایک نکاح کے سوا دوسرا نکاح کرنے کا اختیار نہین بخلاف التوکیل بہ
فانہ لا یتناول الفاسد فلا ینتہی بہ یعنی اذن مولی کا نکاح صحیح اور فاسد دونون کو شامل ہے بخلاف توکیل بالنکاح کے کہ وہ نکاح فاسد کو شامل نہین تو وکالت
نکاح فاسد پر منتہی نہوگی اسی قول پر فتوی ہے یعنی اگر نکاح کے وکیل نے فاسد نکاح کیا تو نافذ نہوگا اور نکاح فاسد کرنے سے اسکی وکالت بھی منقطع نہ ہوگی
اور اگر اسی عورت سے یا دوسری عورت سے دوسری بار نکاح صحیح وکیل کر دیگا تو نافذ ہوگا والوکیل بنکاح فاسد لا یملک الصحیح بخلاف البیع ابن ملک اور نکاح فاسد
کا وکیل مالک نہین صحیح نکاح کرنے کا بخلاف بیع کے یعنی بیع فاسد کا وکیل بیع صحیح کا مالک ہے کذا ذکرہ ابن الملک فی شرح الملتقی وفی الاشباہ فی قاعدۃ الاصل فی
الکلام الحقیقۃ الاذن فی النکاح والبیع والتوکیل بالبیع یتناول الفاسد لا بالنکاح اور اشباہ کے اس قاعدہ مین کہ اصل ہر کلام مین معنی حقیقی ہین نہ مجازی یون کہا ہے کہ
نکاح اور بیع کے اذن مین اور بیع کی وکالت مین فاسد بھی شامل ہے اور نکاح کی وکالت مین نکاح فاسد شامل نہین یعنی اگر مولی غلام کو نکاح اور بیع کا اذن دے تو یہ
اذن نکاح صحیح اور فاسد کو اور بیع صحیح اور بیع فاسد دونون کو شامل ہے اور اسیطرح بیع کی جو وکالت بیع صحیح اور فاسد دونون کو عام ہے لیکن نکاح وکالت نکاح فاسد کو شامل
نہین والیمین علی نکاح وصلوۃ وصوم وحج وبیع ان کانت علی الماضی تناولہ وان علی المستقبل لا اور قسم نکاح پر اور نماز پر اور صوم اور حج اور بیع پر اگر فعل ماضی پر ہو تو فاسد
کو بھی شامل ہے اور اگر قسم فعل مستقبل پر ہے تو سواے صحیح کے فاسد کو شامل نہین یعنی اگر یون قسم کھائی کہ مین نے نکاح نہین کیا تو نکاح صحیح اور فاسد دونون کو شامل ہے
اور اگر قسم کھائی کہ مین نکاح نکرونگا تو فقط صحیح کو شامل ہے نہ فاسد کو تو حانث نہوگا مگر صحیح نکاح سے اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ مین نے نماز نہین پڑھی یا حج نہین کیا یا بیع نہین کی
تو نماز فاسد اور حج فاسد اور بیع فاسد سے بھی حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ مین نماز نہ پڑھونگا یا حج نہ کرونگا یا بیع نہ کرونگا تو حانث نہوگا مگر نماز صحیح اور حج
صحیح اور بیع صحیح سے ولو زوج عبدا لہ ماذونا مدیونا صح وساوت المراۃ غرماءہ فی مہر مثلہا والاقل والزائد علیہ تطالبہ بعد استیفاء الغرماء
اور اگر نکاح کیا مولی نے اپنے غلام ماذون قرضدار کا تو نکاح صحیح ہوگا اور برابر ہو جائیگی عورت غلام کے قرضخواہون سے اپنے مہر مثل مین اور کمتر مین

بیٹے بیچے اور قرضخواہ مقدم ہونگے کمائی سے اور عورت بیچے بین ویسا ہی عورت کی حصہ باندی کی مہر تک ہے اور کہتے ہین اور جو کچھ بچے وہ موقوف بیت المال
اور عورت مقدم ہے مطالبہ کرنے میں قرضخواہون سے کے قرض ہونے کے بعد کہ دین صحت مقدم ہوتا ہے دین المرض بیٹے بہ نسبت کا ساقط دین مرض کے یعنی ایک شخص
پر قرض تھا حالت صحت کا اور حالت مرض کا تو اول صحت کا دین ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ باقی رہے تو دین مرض کا ادا ہوگا اور اگر یا دین مثل المہر مگر جبکہ مولی نے غلام
سے عورت کے اذن دیا تو باقی دین مہر عورت غلام پر مقدم ہے چنانچہ یہ مسئلہ سابق مین مذکور ہوا صورت اسکی یہ ہے کہ مولی نے غلام ماذون کو نکاح کی ایک عورت سے بعوض ہزار درہم
کے مہر کیا اور غلام پر سابق سے ہزار درہم قرض تھے پھر مولی نے غلام کو اس عورت کے اور قرضخواہون کی اجازت سے غلام کو بیچا تو دو ہزار قرضخواہ
اور عورت دونون اپنے حصون کے بانٹ لینگے اور جسقدر عورت کا مہر باقی رہیگا وہ ساقط ہوگا کذا فی الحاشیۃ المدنی ولو زوج بنتہ مکاتبہ ثم مات لا
یفسد النکاح لانہا لم تملک المکاتب بموت ابیہا الا اذا عجز فرق الرق فحینئذ یفسد لملکہا اور اگر نکاح کیا مولی نے اپنی بیٹی کا اپنے مکاتب غلام سے پھر
مولی مرگیا تو نکاح فاسد نہین ہوتا اسواسطے کہ بیٹی مالک نہین ہوئی مکاتب کی اپنے باپ کے مرنے سے مگر جبکہ عاجز ہو اداء کرنے بدل کتابت سے اور پھر غلام ہوگیا تو
مین نکاح فاسد ہوگا بسبب منافات ہونے زوجیت اور ملکیت کے زوج امتہ او ام ولدہ لا یجب علیہ تبوئتہا وان شرطا فی العقد نکاح کر دیا مولی نے اپنی لونڈی
کا یا ام ولد کا تو واجب نہین مولی پر شب باشی کرنا لونڈی کا زوج کے گھر اگرچہ مولی نے شب باشی نکاح مین شرط کر لی ہو تو بھی واجب نہین اسواسطے کہ مولی کا حق زوج
کے حق پر مقدم ہے اگر کوئی کہے کہ کیا سبب ہے کہ شب باشی کی شرط مولی پر لازم نہوگی اور اگر زوج لونڈی کا آزادی اولاد کی شرط کرے تو آزادی ثابت ہو جاتی ہے
اسکا جواب شارح نے اپنے اسکا قول مین دیا الا لو شرط الحر حریۃ اولادہا فیصح فیعتق کل من ولدتہ فی ہذا النکاح لان قبول المولی الشرط الحریۃ علی اعتبارہ بمعنی
تعلیق الحریۃ بالولادۃ فیصح فیعتق ومفادہ انہ لو باعہا او مات عنہا قبل الوضع فلا حریۃ لیکن اگر شرط کر لیا زوج حر نے آزاد ہونا لونڈی کی اولاد کا عقد مین تو شرط
صحیح ہوگی اور آزاد ہونگے جنکو لونڈی اس نکاح مین جنے گی اسواسطے کہ قبول کرنا مولی کا اس شرط کو اور نکاح کر دینا اس شرط کے باعتبار حقیقت آزادی کی
تعلیق ہے ولادت پر یعنی گویا مولی نے لونڈی سے یون کہا کہ اگر تو اس نکاح مین اولاد جنے گی تو وہ سب حر ہین تو یہ تعلیق صحیح ہوگی اور جب تعلیق صحیح ہوئی بالنظر
حریت اولاد کی ثابت ہوگی اور مولی کو اسمین کچھ اختیار باقی نرہیگا بخلاف شب باشی کی شرط کے کہ اسمین تعلیق نے [illegible] نہین ہوسکتے کذا فی فتح القدیر
اور اس تعلیق سے یہ ملا کہ اگر مولی نے اس لونڈی کو بیچا یا اسکو چھوڑ کر مرگیا قبل ولادت کے تو اولاد کی آزادی نہ ثابت ہوگی اسواسطے کہ تعلیق نہین صحیح
ہوتی مگر اسوقت کہ تعلیق کرنے والا زندہ ہو اور مالک ہو بوجود شرط کے وقت ولو ادعی الزوج الشرط ولا بینۃ لہ حلف المولی نہر اور اگر دعوی کیا لونڈی کے
زوج نے حریت اولاد کی شرط کا اور اسکے پاس گواہ نہین تو قسم کھاوے مولی کذا فی النہر لکن لا النفقۃ ولا السکنی الا بہا بان یدفعہا الیہ ولا یستخدمہا
لیکن لونڈی کا نفقہ اور سکنی زوج پر نہین بدون شب باشی کے شب باشی کا یہ طریق ہے کہ مولی اسکو اسکے شوہر کے حوالہ کرے اور اس سے
خدمت نہ لے وتخدم المولی ویطاہا الزوج ان ظفر بہا فارغۃ عن خدمۃ المولی ویکفی فی تسلیمہا قولہ متی ظفرت بہا وطیتہا اور لونڈی خدمت
کیا کرے مولی کی اور وطی کرے زوج اگر اسکو پاوے مولی کی خدمت سے خالی اور کفایت کرتا ہے لونڈی کی تسلیم مین مولی کا یون کہنا اسکے زوج
سے کہ جب اسکو خالی پاوے تو وطی کیا کر کذا فی النہر فان بواہا ثم رجع عنہا صح رجوعہ لبقاء حقہ وسقطت النفقۃ سو اگر مولی نے شب باشی کی اجازت
دی پھر اس سے رجوع کی تو اسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا بسبب باقی رہنے حق مولی کے اور ساقط ہوگا نفقہ زوج سے یعنی زمان آیندہ کا نفقہ نہ طلب ہوگا اور
گذشتہ کا نفقہ البتہ طلب ہوگا ولو خدمتہ ای السید بعد تبوئتہ بلا استخدامہ او استخدامہا نہارا وعادت للبیت الزوج لیلا لا یسقط لبقاء التبوئۃ
اور اگر خدمت کی لونڈی نے مولی کی بعد اجازت شب باشی کے بدون خواہش مولی کے یا مولی نے اس سے دن کی خدمت چاہی اور رات کو
شوہر کے گھر اسکو بھیج دیا تو نفقہ زوج سے نہ ساقط ہوگا بسبب باقی رہنے شب باشی کے وله ای المولی السفر بہا ای بامتہ وان ابی الزوج [illegible]

اور مولی کو اختیار ہے اپنی منکوحہ لونڈی کو سفر مین لیجانے کا اگرچہ اُسکا زوج منع کرے کذا فی الظہیریۃ وله اجبارھما ای الرقیق ولو ام ولد اور مولی کو اختیار ہے اپنے قن اور لونڈی کے نکاح مین جبر کرنے کا اگرچہ لونڈی ام ولد ہو اسواسطے کہ اُسکی ملکیت کامل ہے تو اسکو نکاح مین زبردستی کرنا جائز ہے اگرچہ وہ راضی نہو مگر بار کوسٹ کر نکاح نہ کرنا چاہیے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ناقلا عن البحر ولا یلزمہ الاستبراء بل یندب فلو ولدت لاقل من نصف حول فہو ابن المولی والنکاح فاسد بحر من الاستیلاد و ثبوت النسب اور لازم نہین مولی پر استبراء بلکہ مستحب ہے یعنے جو لونڈی رہنے کے تصرف مین ہو اور وہ اُسکا نکاح کروے تو استبراء مولی پر ضرور نہین سو اگر لونڈی بعد نکاح کے چھ مہینے سے کمتر مین جنے وہ لڑکا مولی کا بیٹا ہوگا اور نکاح فاسد ہو جائیگا بشرطیکہ قنہ اور مدبرہ مین مولی نے دعوی نسب کا کیا ہو اور ام ولد مین نفی ولد کی نہ کی ہو چنانچہ یہ مسئلہ بحر الرائق کے باب الاستیلاد اور ثبوت النسب مین مذکور ہے علی النکاح وان لم یرضیا امکاتبۃ و مکاتبہ بل یتوقف علی اجازتھما ولو صغیرین الحاقا بالبالغ مولی کو جبر کرنے کا اختیار ہے لونڈی غلام کے نکاح پر اگرچہ وہ دونون راضی نہون نہ غلام مکاتب پر اور نہ لونڈی مکاتبہ پر بلکہ نکاح مکاتب اور مکاتبہ کا اُن دونون کی اجازت پر موقوف ہے اگرچہ دونون صغیر ہون بسبب ملا دینے صغیرین کے بالغ کے ساتھ یعنی بسبب کتابت کے مکاتب اور مکاتبہ خود مختار ہوگئے تو انکا نکاح اُنکی اجازت پر موقوف رہا یہانتک کہ اگر دونون صغیر بھی ہونگے تو بھی انکا نکاح اُنکی اجازت پر ہی موقوف رہیگا یعنی بسبب کتابت کے صغیر بھی بالغ کے برابر ہوگیا مولی کا اختیار نکاح کر دینے مین باقی نرہا فلو ادیا فعتقا عاد موقوفا علی اجازۃ المولی لا علی اجازتھما لعدم اہلیتھما ان لم یکن عصبۃ غیرہ پھر اگر مکاتب اور مکاتبہ صغیرین نے نکاح ہونے کے بعد مال کتابت کا مولی کو ادا کیا تو آزاد ہوگئے نکاح پھر پلٹا مولی کی اجازت پر موقوف ہو کر نہ صغیرین کی اجازت پر بسبب عدم اہلیت صغیرین کے اگر کوئی عصبہ صغیرین کا سوائے مولی کے نہو مولی کی اجازت پر نکاح اُنکا موقوف ہوگا اور اگر صغیرین کا بعد آزاد ہونے کے بھائی یا چچا ہوگا تو اُسکی اجازت پر موقوف رہیگا نہ مولی کی اجازت پر خلاصہ یہ کہ مولی نے مکاتب اور مکاتبہ صغیرین کا نکاح کیا تو نکاح نافذ نہوا اسواسطے کہ مکاتب پر ولایت جبری نہین بلکہ صغیرین کی اجازت پر موقوف رہا بعد اسکے صغیرین نے بدل کتابت ادا کیا تو آزاد ہوگئے تو اب یہی نکاح مولی کی اجازت پر موقوف ٹھہرا اسواسطے کہ بسبب آزاد ہونے صغیرین کے مولی کی ولایت جدید پیدا ہوئی اسواسطے کہ آزاد کرنے والا عصبہ ہوتا ہے اور یہ مسئلہ عجیبہ ہے کہ لڑکا جبتک مملوک تھا تو مختار تھا اور بعد آزاد ہونے کے مجبور ہوگیا اور مولی کا ملکیت قبل آزادی کے مکاتب پر بھی تب بھی اسپر اختیار نہ تھا اور بعد آزاد ہونے کے باوجود کامل ملکیت باقی نہ رہی اب اختیار حاصل ہے ولو عجزا توقف نکاح المکاتب علی رضی المولی ثانیا لعود ملکہ النکاح علیہ اور اگر عاجز ہوئے مکاتب اور مکاتبہ ادا کرنے بدل کتابت سے تو موقوف رہیگا نکاح مکاتب کا مولی کی رضامندی پر دوبارہ بواسطے پھر آنے تصرف اور زیر باری نکاح کے مولی پر یعنی اول مکاتب کی رضا پر موقوف تھا جب مکاتب عاجز ہوا تو خالص غلام ہوگیا اُسکی اجازت اور عدم اجازت کا کچھ اعتبار نرہا اب دوسری بار مولی کی اجازت چاہیے اور مولی کی بھی اول رضا کا اعتبار نہین اسواسطے کہ مہر اور نفقہ اُسوقت مین مکاتب پر تھا نہ مولی پر جب مکاتبہ عاجز ہوا تو اب اُسکی کمائی مولی کی ہوگئی ہے اسواسطے دوسری بار مولی کی رضامندی ضرور ہوئی وبطل نکاح المکاتبۃ لانہ طرا حل بات علی موقوف فابطلہ الدلیل لعلہ العجائب و بحثہ الکمال ہنا غیر صائب اور باطل ہوگیا نکاح مکاتبہ کا عاجز ہونے سے اسواسطے کہ طاری ہوئی حلت قاطعہ موقوف پر سو اُسکو باطل کر دالا اور دلیل سے امور عجیب ثابت ہوتے ہین اور اعتراض کمال الدین ابن الہمام کا یہان ٹھیک نہین یعنی جب مولی نے مکاتبہ کا نکاح بدون اُسکی رضا کے کر دیا تو وہ نکاح موقوف تھا اُسکی اجازت پر پھر جب مکاتبہ ادائے بدل کتابت سے عاجز ہوگئی تو رقیت نے عود کیا تو مولی پر بسبب عود ملکیت کے اُسکی وطی حلال ہوئی اس حلت کاملہ نے نکاح موقوف غیر نافذ کو باطل کر ڈالا نکاح باطل ہوگیا محقق ابن الہمام نے یہان اعتراض کیا ہے کہ بعد آزاد ہونے مکاتب صغیر کے اسکے نکاح کا اجازت پر موقوف ہونا معقول نہین اسواسطے کہ مولی کی ولایت بعد آزاد ہونے کے باقی نرہی خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ بعد آزاد ہونے صغیر کے مولی کو بسبب کم ہونے اسکے ولایت جدیدہ حاصل ہوئی اور جو ولایت کہ منتفی ہوئی وہ بحکم ملک تھی موقوف ہونا اُسکے نکاح کا مولی کی اجازت پر بلا تردد معقول ہوگیا دلیل کی یہی صفت ہے کہ ایسے مسائل عجیبہ اس سے ثابت ہو جاتے ہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر وقتل المولی امتہ قبل الوطی لو خلا فسخ وہو

[illegible] مسقطا [illegible] اسرلی [illegible] الشرع [illegible] قبل [illegible]

[illegible] بنابر قول [illegible]

نے اپنی شرح میں ذکر کیا [illegible] قتل سے ساقط [illegible] مرتد ہونے [illegible] جب [illegible] مولی کے عوض [illegible] مہر [illegible] وطی [illegible]

سبب قتل کی مولی نے لونڈی کو قتل کیا تو [illegible] جیسے مرد کا مہر ساقط ہو جاتا ہے اسکے مرتد ہونے سے قبل دخول کے اگرچہ [illegible] ساقط

ہو جاوے [illegible] کی طرف سے یعنی شوہر کی طرف سے او لو فعلت ذلک اجنبی [illegible]

اور تمت المہر وجبت [illegible] التفویت من المولی [illegible] مہر ساقط ہوگا اگرچہ قتل عورت نے کیا اگرچہ لونڈی ہو بنابر قول صحیح کے کذا فی الکافیہ [illegible]

نے خود اپنے کو قتل کیا یا اسکے وارث نے اسکو قتل کیا یا لونڈی [illegible] کے فرزند کا بوسہ لیا چنانچہ بحر الرائق میں اسی قول کو ترجیح دی ہے [illegible] لونڈی کے

قتل [illegible] مرتد ہونے اور بوسہ لینے سے [illegible] اسواسطے مہر ساقط ہوگا کہ مولی کی طرف سے تفویت اور تفویت میں مہر کا مالک مولی ہے تو لونڈی کے تفویت سے مہر کیوں ساقط

ہوگا اور اسی طرح اگر حرہ نے اپنے کو قتل کیا تو اسکے مہر کے وارث مالک ہونگے اور اگر کسی وارث نے حرہ کو قتل کیا تو اور وارث مالک ہونگے ان صورتوں میں مہر ساقط

نہیں ہوتا [illegible] یا مولی [illegible] لونڈی کو قتل بعد وطی کے کیا تو مہر ساقط ہوگا [illegible] ہو جانے مہر کے [illegible] سے [illegible]

مکاتبہ [illegible] اتفاقا اور اگر مولی نے اپنے غلام کو قتل کیا یا اپنی مکاتبہ کو قتل کیا یا لونڈی [illegible] کو قتل کیا تو مہر ساقط ہوگا [illegible]

اسواسطے کہ مہر کا مالک ان صورتوں میں مولی ہے جب مولی نے اپنے غلام کو قتل کیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسکی [illegible] غلام کی قیمت سے اپنا مہر

وصول کر لیگی والاذن فی العزل وہو الانزال خارج الفرج لمولی الامۃ لا لہا لان الولد حقہ وہو یفید التقیید بالبالغۃ وکذا الحرۃ نہر [illegible] عزل میں

عزل خارج شرمگاہ کے انزال کو کہتے ہیں اور بہتر تعریف عزل کی بحر الرائق میں معراج سے منقول ہے وہ یہ کہ وطی کرے جب قریب انزال کا آوے تو علحدہ ہو کر

خارج شرمگاہ کے انزال کرے سو عزل میں اجازت دینا مولی کے اختیار میں ہے نہ لونڈی کے اسواسطے کہ لونڈی کا لڑکا حق ہے مولی کا اور اس سے نکلتا ہے کہ لونڈی کی

بالغہ کر مقید کرنا چاہیے یعنی جب بچے کا مولی کو حق ہے تو اگر لونڈی بالغہ ہو تو اسکا شوہر مولی سے عزل کی اجازت لے صغیرہ لونڈی میں اجازت مولی کی حاجت نہیں اسواسطے

کہ صغیرہ کے لڑکا نہیں ہوتا جو عزل سے حق مولی کا تلف ہو اور اسی طرح حرہ کو بھی بالغہ کر مقید کرنا چاہیے یعنی اگر حرہ بالغہ ہو تو اسکا شوہر حرہ سے عزل کی اجازت لے اور

صغیرہ سے اجازت کی حاجت نہیں کذا فی النہر ولیعزل عن الحرۃ وکذا المکاتبۃ نہر بحثا باذنہا اور عزل کرے حرہ سے حرہ کی اجازت سے اور یہی حال ہے مکاتبہ کا چنانچہ نہر الفائق میں ہے

باعتبار بحث کے لکن فی الخانیۃ انہ یباح فی زماننا لفساد الزمان قال الکمال فلیعتبر عذرا مسقطا لاذنہا لیکن خانیہ میں ہے کہ عزل حرہ سے بدون اجازت حرہ کے مباح

ہے ہمارے زمانے میں بسبب فساد زمانہ کے یعنی اسوقت میں اکثر لڑکے اطاعت نہیں کرتے والدین کو رنج پہنچاتے ہیں تو کمال الدین محقق نے کہا کہ فساد زمانے

کو اذن حرہ کا عذر مسقط اعتبار کرنا چاہیے وقالوا یباح اسقاط الولد قبل اربعۃ اشہر ولو بلا اذن الزوج اور کہا ہے فقہا نے کہ مباح ہے اسقاط ولد کا چار مہینے سے پہلے اگرچہ

بلے اجازت زوج کے یعنی جان پڑنے سے قبل پیٹ کا گرانا درست ہے ہرچند شارح نے اسقاط ولد مطلقا بیان کیا لیکن حق یہ ہے کہ بدون ضرورت کے جائز نہیں

جیسے لڑکا عورت کا دودھ پیتا ہو اور اسکے حمل رہ گیا اور [illegible] کو دایہ رکھنے کی طاقت نہیں تو بسبب خوف ہلاکی لڑکے کے اسقاط قبل نفخ روح کے جائز ہے خانیہ کے باب کراہیت

میں ہے کہ میں نہیں کہتا کہ اسقاط مطلقا مباح ہے اسواسطے کہ محرم اگر شکاری پرند کا انڈا توڑے تو اسپر ضمان ہے اسواسطے کہ انڈا اصل ہے پرند کی جب محرم ماخوذ ہوا

تو بیشتر اسقاط میں کیونکر گناہ نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ویعزل عن امتہ بغیر اذنہا بلا کراہیۃ فان ظہر بہا حبل حل نفیہ ان لم یعد قبل البول [illegible] عزل کرے اپنی

لونڈی سے بدون اسکی اجازت کے بلا کراہیت سو اگر لونڈی سے عزل کیا اور اسکے حمل ظاہر ہوا تو مولی کو اسکی نفی کرنا درست ہے یعنی یوں کہنا کہ یہ حمل

میرے نطفہ سے نہیں ہے درست ہے بشرطیکہ دوبارہ وطی نکی ہو پیشاب کرنے سے پہلے یعنی اگر مولی نے اول جماع کیا اور عزل کیا پھر بدون پیشاب کیے

دوبارہ عزل کیا تو نفی کرنا درست ہوگا اسواسطے کہ احتمال ہو کہ بقیہ منی دوسرے عزل میں نکلی ہو اور موجب حمل کی ہوئی ہو اور وہ دوسری شرط نفی کی یہ ہو کہ لونڈی
غیر محصنہ ہو یعنی گھر سے باہر آتی جاتی ہو اور اگر محصنہ ہو تو نفی جائز نہیں اسواسطے کہ عزل کے وقت شاید کچھ منی اندر رہ گئی ہو تیسری شرط نفی کی یہ ہو کہ غیر محصنہ مین ظن
غالب چاہیے کہ یہ حمل میرے نطفہ سے نہیں ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و خیرت امۃ ولو ام ولد و مکاتبۃ ولو حکما کمعتقۃ البعض اعتقت تحت حر او عبد ولو کان النکاح
برضاہا دفعا لزیادۃ الملک علیہا الطلقۃ ثالثۃ نکاح باقی رکھنے یا نہ رکھنے مین مختار ہو لونڈی اگرچہ ام ولد ہو اور مکاتبہ مختار ہو اگرچہ حکمی مکاتبہ ہو جیسے وہ لونڈی کہ کل
آزاد نہو شلا نصف آزاد ہو یا ربع یا اختیار اسوقت ہو جب آزاد ہو جاوے خواہ حر کے نیچے ہو خواہ عبد کے اگرچہ نکاح اسکی رضا سے ہوا ہو تو بھی اسکو اختیار ہو تاکہ دفع
ہو زیادتی ملک کی اسپر سے بسبب طلقۃ ثالثہ کے یعنی جب لونڈی تھی زوج کے دو بار طلاق دینے سے چھوٹ سکتی تھی اور حرہ بدون تین طلاق کے نہین چھوٹتی تو حرہ پر نسبت
لونڈی کے ایک طلاق کی ملک زیادہ ہوتی ہو تو اسواسطے شارح نے اسکو اختیار دیا کہ اپنے اوپر سے طلقہ ثالثہ کی ملک چاہے دفع کرے اور چاہے جائز رکھے فان
اختارت نفسہا فلا مہر لہا او زوجہا فالمہر لسید ہا سو اگر لونڈی آزاد نے اپنی ذات کو اختیار کیا یعنی نکاح توڑا تو اسکا کچھ مہر نہین اگر وطی نہ ہوئی ہو اسواسطے
کہ جدائی اُسی کی طرف سے ہوئی اور اگر وطی ہوئی ہو تو مہر مولی کو ملیگا اور اگر اُسنے زوج کو اختیار کیا یعنی نکاح قائم رکھا تو مہر اسکے مولی کا ہو وطی ہوئی ہو
یا نہوئی ہو مولی مہر کا اسواسطے مالک ہوگا کہ مہر ثابت ہوا تھا عقد سے اور اسوقت مولے ہی کی ملک تھی ولو صغیرۃ تاخر لبلوغہا ولیس لہا خیار بلوغ فی الاصح اور اگر لونڈی
صغیرہ ہو تو اسکی آزادی کا اختیار اسکے بالغ ہونے تک متاخر رہیگا اسواسطے کہ صغیر کے افعال کا بسبب عقل نہونے کے کچھ اعتبار نہین اور نہین ہو اختیار لونڈی کو
بلوغ کا قول اصح مین اسواسطے کہ خیار عتق کا مغنی ہو خیار بلوغ سے چنانچہ باب الولاء مین مذکور ہوگا او کانت الامۃ عند النکاح حرۃ ثم صارت
امۃ بان ارتدا و لحقا بدار الحرب ثم سبیا معا فاعتقت خیرت عند الثانی خلافا للثالث مبسوط یا خیار عتق کا اسوقت بھی ثابت ہوگا جب لونڈی نکاح کے وقت
حرہ تھی پھر لونڈی ہوگئی اس طرح کہ زوج اور زوجہ مرتد ہوگئے اور دونون دار الحرب مین جا رہے پھر وہانسے دونون قید ہو آئے دار الاسلام مین
پھر عورت آزاد ہوئی تو اسکو نکاح رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوگا نزدیک ابو یوسفؒ کے نہ نزدیک محمدؒ کے کذا فی المبسوط والجہل بہذا الخیار خیار العتق
عذر فلو لم تعلم بہ حتی ارتدا و سبیا فعلمت فسخت صح الا اذا قضی باللحاق ولیس ہذا الحکم بل فتوی کما نبہ اونہ سیلمی اس خیار عتق کی عذر ہو بخلاف خیار بلوغ کے
اسواسطے کہ لونڈی کو بسبب مشغولی خدمت مولے کے تحصیل مسائل دینی کی فرصت نہین بخلاف حرہ کے سو اگر لونڈی کو خیار عتق کا علم نہ ہوا اسطرح کہ
لونڈی منکوحہ تھی پھر مولی نے اسکو آزاد کیا اور اسکو خیار عتق کا مسئلہ نہ معلوم ہوا یہانتک کہ وہ اور اسکا شوہر دونون مرتد ہوگئے اور دار الحرب مین
جا ملے پھر دار الاسلام مین گرفتار ہو آئے یا مسلمان ہوکر خود آگئے پھر عورت نے خیار عتق کا مسئلہ جانا خواہ دار الاسلام مین خواہ دار الحرب مین سو نکاح
فسخ کیا تو یہ فسخ کرنا باوجود اتنی مدت گذرنے کے بسبب عذر جہل کے صحیح ہوگا مگر جبکہ قاضی نے اسکے حق مین لحوق کفار کا حکم دیا تو عورت کا فسخ کرنا صحیح نہوگا
اسواسطے کہ بعد حکم لحوق کے اگر پھر آویگی تو لونڈی ہو جاویگی اور فسخ کو صحیح کہنا حکم نہین ہو بلکہ فتوی ہو یہ جواب ہو سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہو کہ تمنے دار الحرب کے
ملنے والون مین یہی حکم دیا کہ فسخ نکاح کا صحیح ہو اور حالانکہ دار الحرب سے احکام ہمارے منقطع ہین شارح نے جواب دیا کہ یہ حکم نہین بلکہ فتوی ہو یعنے حادثہ کے
سوال کا جواب ہو کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی ولا یتوقف علی القضاء ولا یبطل بسکوت ولا یثبت لغلام ویقتصر علی مجلس بخلاف خیار
البلوغ فی الکل خانیۃ اور نہین موقوف ہو خیار عتق کا قاضی کے حکم پر اور نہین باطل ہوتا سکوت سے اور ثابت نہین خیار عتق غلام صغیر کو یعنی جب غلام صغیر آزاد ہو
تو اسکو خیار عتق حاصل نہین اور منحصر ہو یہ خیار مجلس علم پر تو اگر مجلس سے عورت اٹھ گئی خیار باطل ہو گیا جیسے خیار تخییرہ کا مجلس علم پر منحصر ہو تخییرہ وہ عورت
جسکے زوج نے اس سے کہا کہ تجھکو مین نے طلاق کا اختیار دیا تو اگر وہ مجلس سے اٹھ گئی تو اختیار اسکا باطل ہو گیا بخلاف خیار بلوغ کے کہ وہ
پانچون حکم مین مخالف ہو خیار عتق کے کذا فی الخانیہ یعنی خیار بلوغ قضا پر موقوف ہو اور سکوت سے باطل ہوتا ہو اور غلام کو بھی ثابت ہو اور آخر مجلس تک

منعقد نہین ہوتا اسواسطے کہ ولی منعقد نہین چنانچہ اب الولی مین مفصل مذکور ہوچکا فتح عبد بلا اذن نفذ اور باقی تو جواز مشتری نفذ لانہ لا مانع [illegible]

بدون اجازت مولی کے پھر آزاد ہوا یا بیچ ڈالا مولی نے اسکو مشتری سے تو نکاح جائز رکھا تو نافذ ہوگیا بسبب زائل ہونے کے یعنی زائل ہونے حق

مولی کی اجازت پر موقوف تھا جب نافذ ہوا تو حق مولی کا جاتا رہا اب اسکی اجازت کی کچھ حاجت نہین کذا الحکم الامۃ الا خیار لہا لانہ نفذ بعد العتق فلم تتحقق

زیادۃ الملک اور ایسا ہی حکم ہے لونڈی کا یعنی اسکا بھی نکاح بلا اذن بعد آزادی کے نافذ ہوتا ہے اور یہان فسخ کرنے مین لونڈی کو اختیار نہین بسبب نفاذ

ہونے نکاح کے بعد آزادی کے تو زیادتی ملک طلاق ثالثہ کی نہ ثابت ہوئی رکتا لو اقترنا بان زوجہا فضولی و اعتقہا فضولی و اجازہما المولی اور اسی طرح

لونڈی کو اختیار فسخ کا نہین اگر اجازت عتق کی اور آزادی ساتھ ہی ہو اسطرح پر کہ نکاح کردیا لونڈی کا ایک فضولی نے اور آزاد کیا اسکو دوسرے فضولی نے

اور جائز رکھا ان دونون کو یعنی نکاح اور عتق کو مولی نے وکذا مدبرۃ عتقت بموتہ اور اسیطرح اختیار فسخ کا اس مدبرہ کو نہین جسنے اپنا نکاح بے اذن مولی کے کیا

پھر آزاد ہوئی مولی کی موت سے وکذا ام الولد ان وطیہا الزوج والا لم ینفذ لان عدتہا من المولی تمنع نفاذ النکاح اور اسی طرح اس ام ولد کو اختیار فسخ کا

نہین جسنے اپنا نکاح بے اذن مولی کے کیا پھر وہ آزاد ہوئی مولی کے آزاد کرنے سے یا اسکی موت سے نکاح ام ولد کا اسوقت نافذ ہوگا اگر اسکے زوج نے

وطی کی ہوگی اور اگر زوج نے قبل آزادی کے وطی نہ کی تو اسکا نکاح نافذ نہوگا اسواسطے کہ عدت ام ولد کی مولی کی موت سے مانع ہے نفاذ نکاح کی اور جب قبل

عتق کے زوج وطی کرچکا تو مولی کی عدت معدوم ہوگئی بموجب روایت ابن سماعہ کے محمد سے اور ظاہر الروایت مین زوج کی وطی سے پہلی مولی کی عدت نہین جاتی تو

نکاح صحیح نہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی فلو وطی الزوج الامۃ قبلہ ای العتق فالمہر المسمی لہ ای المولی ولو بعدہ فلہا لمقابلتہ بمنفعۃ ملکہا سو اگر وطی کی زوج نے لونڈی

سے قبل آزاد ہونے کے تو مہر مسمی مولی کا ہے اور اگر وطی کی بعد آزادی کے تو مہر عورت کا ہے واسطے مقابل ہونے مہر کے اسکی ملک کی منفعت سے

یعنی جب لونڈی آزاد ہوئی تو اپنی ذات کے تصرف کی مالک ہوئی اور مہر بدلا ہے وطی کا تو بعد آزادی کے مہر کی مالک عورت ہی ہوگی و من وطی امۃ ابنہ

فولدت فلو لم تلد لزم عقرہا و ارتکب محرما و لا یحد قاذفہ فادعاہ الاب و ہو حر مسلم عاقل ثبت نسبہ بشرط بقاء ملک ابنہ من وقت الوطی الی الدعوۃ اور جسنے

وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے پھر وہ حاملہ ہوئی اور لڑکا جنی تو اگر نہ جنے گی تو لازم ہوگا باپ پر مہر مثل اور مرتکب حرام کا ہوا اور جسنے اسکو زانی کہا اسپر

حد قذف کی نہ ماری جائیگی پھر باپ نے اس لونڈی سے ولد کا دعوی کیا اور حالانکہ باپ آزاد اور مسلمان اور عاقل ہے تو اسکا نسب ثابت ہوگا بشرطیکہ بیٹے کی

ملک لونڈی پر باقی رہی ہو وطی کے وقت سے دعوی کرنے تک وبیعہا لاخیہ مثلا لا یضر ہو بحثنا اور مثلا بیچ ڈالا لونڈی کا اپنے بھائی سے مضر نہین ہوتا چنانچہ

نہر الفائق مین ہی بحث کے ساتھ یعنی جب باپ نے بیٹے کی لونڈی سے وطی کی اور وہ لونڈی دوسرے بیٹے کی ملک مین جاتی رہی خواہ بیع سے خواہ ہبہ سے

اور وہان جنی تو بقاے ملک مین کچھ ضرر نہین اسواسطے کہ باپ کے دونون بیٹے برابر ہین ولایت مین فصارت ام ولدہ لاستناد الملک لوقت العلوق تو بیٹے

کی لونڈی ام ولد ہوگئی باپ کی بسبب استناد ملک کے حمل رہنے سے اسواسطے کہ باپ مالک ہے بیٹے کے مال کا حاجت کے وقت کیونکہ حدیث مین آیا ہے انت و مالک

لابیک یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا مملوک ہے اور نطفہ آدمی کا جز ہے تو اسکی حفاظت ضرور ہے اس ضرورت سے بیٹے کے مال کا باپ یہان مالک ٹھہرا اور لونڈی

اسکی ام ولد ہوگئی وعلیہ قیمتہا ولو فقیرا لان المقصود حاجۃ بقاء نسلہ عن بقاء نفسہ ولذا یحل لہ عند الحاجۃ الطعام لا الوطی ویجبر علی نفقۃ ابیہ لا علی دفع جاریۃ یتسری بہا

اور باپ پر واجب ہے قیمت لونڈی کی حمل رہنے کے دن سے اگرچہ باپ فقیر ہو بسبب کم ہونے حاجت بقاے نسل کے بہ نسبت بقاے نفس کے اور اسیواسطے

حلال ہے باپ کو حاجت کے وقت طعام بیٹے کا نہ وطی اسکی لونڈی کی اور جبر کیا جائیگا بیٹے پر باپ کے نفقہ کا اور جبر نہوگا لونڈی دینے پر تاکہ باپ اسکو حرم

بنادے مم یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ کسنے فقیر باپ پر کیون قیمت واجب کی حالانکہ باپ اپنی حفاظت اور بقاے نسل مین مضطر ہے اور باپ اگر اضطرار مین بیٹے کا طعام

کھاوے تو اسپر ضمان نہین شارح نے جواب دیا کہ طعام مین بقاے نفس ہے اور حفاظت مین بقاے نسل ہے اور بقاے نفس اعظم ہے بقاے نسل سے تو دونون برابر نہوئے اسواسطے حفاظت مین

قیمت واجب ہوئی نہ طعام مین لاعقرہا ولاقیمۃ ولدہا لم تکن مشترکۃ فتجب حصۃ الشریک باپ پر قیمت لونڈی کی واجب ہوگی نہ اُسکا مہر مثل اور نہ قیمت اُسکے
لڑکے کی بشرطیکہ لونڈی مشترک نہو اور اگر لونڈی بیٹے اور اجنبی مین مشترک ہو تو بقدر حصۂ شریک کے مہر مثل واجب ہوگا وہذا اذا ادعاہ وحدہ فلو مع الابن فان
شریکین قدم الاب والا فالابن اور یہ حکم مسائل سابقہ کا اُسوقت ہے جب فقط باپ ہی نے دعوی نسب کا کیا پھر اگر شریک ہوا باپ بیٹے کے ساتھ دعوی مین یعنی باپ نے
کہا یہ میرا بیٹا ہے اور بیٹے نے کہا میرا بیٹا ہے تو اگر باپ اور بیٹا دونون شریک ہون لونڈی کی ملکیت مین تو باپ کا دعوی مقدم ہوگا دو جہت سے کہ اپنے حصہ مین ملک
حقیقی ہے اور بیٹے کے حصہ مین ملک حکمی اور اگر دونون شریک نہون تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ لونڈی فقط بیٹے کی ملک ہو تو بیٹے کا دعوی مقدم ہے دوسرے یہ کہ باپ کی خالص
ملک ہو تو دعوی بیٹے کا غیر مسموع ہے اور ظاہر کلام شارح سے یہی نکلتا ہے کہ دوسری صورت مین بھی دعوی بیٹے کا مقدم ہے اور حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہے کذا فی الطحطاوی

ولو ادعی ولد ام ولدہ المنفی او مدبرتہ او مکاتبتہ شرط تصدیق الابن اور اگر دعوی کیا باپ نے اپنے بیٹے کی ام ولد کے ولد منفی کا یا اُسکے مدبرہ کے ولد کا یا اُسکی
مکاتبہ کے ولد کا تو ثبوت نسب کے واسطے مشروط ہے تصدیق بیٹے کی پھر جب بیٹا باپ کے دعوی کی تصدیق کریگا تو نسب ثابت ہوگا اس احتمال سے کہ باپ نے نکاح کر لیا ہو صحیح
یا فاسد یا وطی شبہہ سے ہو گئی ہو اور اگر بیٹے نے اپنی ام ولد کے ولد کی نفی نہ کی تو الحاق اُس ولد کا باپ سے صحیح نہوگا اسواسطے کہ نسب قابل انتقال کے نہین وجد
صحیح کالاب بعد زوال ولایتہ بموت وکفر وجنون ورق فیہ ای فی الحکم المذکور اور دادا مانند باپ کے ہے بعد زائل ہونے ولایت باپ کے بسبب موت کے
یا کفر کے یا جنون کے یا غلام ہونے کے حکم مذکور مین یعنی اگر دادا پوتے کی لونڈی کے ولد کا دعوی کرے تو صحیح ہے بشرطیکہ ولایت باپ کی بسبب مذکورہ کے زائل ہو گئی ہو لا کون
کالاب لاقبلہ ای قبل الزوال المذکور نہوگا دادا مثل باپ کے قبل اسکے یعنی قبل زوال ولایت مذکور کے دادا مثل اجنبی کے ہے ویشترط ثبوت ولایتہ من حین العلوق الی الدعوۃ
اور صحت دعوی مین شرط ہے ثبوت ولایت دادا کی وقت وطی سے دعوت تک سو اگر وطی کی دادا نے باپ کی ولایت مین پھر مثلاً باپ مر گیا اور لونڈی جنی
دادا کی ولایت مین تو دعوی صحیح نہ ہوگا ولو تزوجہا ولو فاسدا ابوہ ولو بالولایۃ فولدت لم تصر ام ولدہ لتولدہ من نکاح اور اگر نکاح کیا باپ نے بیٹے کی
لونڈی سے اگرچہ نکاح فاسد ہوا اسواسطے کہ نکاح فاسد مثل صحیح کے ہے ثبوت نسب مین اور گو کہ باپ نے نکاح بولایت کیا اس صورت مین کہ بیٹا صغیر یا مجنون تھا پھر لونڈی
جنی تو نہو گی ام ولد باپ کی بواسطے پیدا ہونے ولد کے نکاح سے اور ام ولد بدون ملک یمین کے نہین ہوتی ویجب المہر لا القیمۃ وولدہا حر لملک اخیہ لہ اور واجب
ہوگا باپ پر مہر مسمی یا مہر مثل نہ قیمت لونڈی کی اور بیٹا لونڈی کا آزاد ہوگا اسواسطے کہ اسکا بھائی اسکا مالک ہوا تو بسبب قرابت کے آزاد ہو گیا ومن الحیل ان یملک ابنہ
لطفلہ ثم یتزوجہا اور جو چاہے کہ لونڈی سے وطی کرے اور وہ لڑکا پیدا ہونے سے ام ولد نہو تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ اپنی لونڈی کو اپنے لڑکے کی ملک مین کر دے خواہ بیع سے
خواہ ہبہ سے پھر اس لونڈی سے نکاح کر لے تو جب یہ لونڈی جنے گی تو ام ولد باپ کی نہو گی اور لڑکا حر ہوگا ولو وطی جاریۃ امراتہ او والدہ او جدہ فولدت و
ادعاہ لاثبت النسب الا بتصدیق المولی فلو کذبہ ثم ملک الجاریۃ وقتا ما ثبت النسب وتجی فی الاستیلاد اور اگر وطی کی اپنی جورو کی لونڈی سے یا اپنے باپ
کی لونڈی یا دادا کی لونڈی سے پھر وہ جنی اور وطی کرنے والے نے دعوی نسب کا کیا تو نسب ثابت ہوگا مگر لونڈی کے مالک کی تصدیق سے یعنی جورو اور باپ اور دادا دونون
کہے کہ یہ لونڈی مدعی پر حلال تھی اور یہ لڑکا اسی کا ہے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر مالک نے اسکی تکذیب کی پھر مدعی لونڈی کا مالک ہو گیا عمر بھر مین کسی وقت اور کسی وجہ سے تو
ثابت ہوگا نسب اور لڑکا حر ہوگا اور یہ مسئلہ باب الاستیلاد مین آویگا حرۃ متزوجۃ برقیق قالت لمولی زوجہا الحر المکلف اعتقہ عنی بالف او وزاد رطل من خمر اذ الفاسد
ہنا کالصحیح ففعل فسد النکاح لتقدیم الملک اقتضاء کانہ قال بعہ منی واعتقہ عنک حرہ غلام کی منکوحہ نے اپنے زوج کے مولی سے جو حر اور مکلف ہے کہا کہ آزاد کر دے اسکو میری طرف
بعوض ہزار درم کے یا زیادہ کیا ہزار پر یعنے یون کہا کہ بدلے ہزار درم اور ایک رطل شراب کے اسکو آزاد کر اسواسطے کہ فاسد بھی یہان یعنی احتمال سقوط قبض مین مانند
صحیح کے ہے پھر مولے نے ایسا ہی کیا یعنے اسکو آزاد کر دیا تو فاسد ہوگا نکاح بسبب مقدم ہونے ملک زوجہ کے بطریق اقتضا کلام کے گویا مولے نے کہا کہ مین نے اپنے غلام کو تیرے ہاتھ بیچا
یا اسکو مین نے تیری طرف سے آزاد کیا یعنے آزادی بدون ملکیت کے نہین ہوتی پھر جب اسکی طرف سے آزاد کیا تو اول حرہ مالک ٹھہری جب مالک ہوئی تو نکاح فاسد ہو گیا لکن لو قال کذلک تقع

[illegible] ولم یعدم [illegible] اور تحتی [illegible] ثابت [illegible] اگر [illegible] تو [illegible]

[illegible] آزاد [illegible] طرف [illegible] بیٹے [illegible] قول [illegible]

[illegible] آزاد [illegible] ولا [illegible] عورت [illegible] اگرچہ [illegible]

[illegible] اور [illegible] میں [illegible] اسکی [illegible]

[illegible] والولا لہا او لزوجہا [illegible] عورت [illegible]

اور [illegible] ساقط ہوجاتی ہے آزادی غلام کی [illegible] ہوتی [illegible] آزاد کرنے والے کا [illegible] کہتے ہیں [illegible]

[illegible] اسکا کوئی وارث نہو تو آزاد کرنے والا اسکے مال کا مالک ہوگا و یقع العتق عن کفارتہا ان نوت عنہا اور واقع ہوجاتی عورت کے کفارہ سے اگر عورت

[illegible] کی نیت کی ہو ولو لم یقل العتق لانہ لم یعدم الملک اولا [illegible] آزاد [illegible] آزاد کرے [illegible]

[illegible] اور [illegible] فاسد ہوگا [illegible] اور [illegible] حق [illegible]

باب نکاح الکافر

یشتمل المشرکۃ الکتابی یہ باب ہر کافر کے نکاح کا اور کافر شامل ہو مشرک اور کتابی کو اور یہاں تین قاعدے ہیں اول ان کل نکاح صحیح بین المسلمین صحیح بین اہل الکفر خلافا لمالک دلیلہ قولہ تعالی وامرأتہ حمالۃ الحطب وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام ولدت من نکاح لا من سفاح اور بیان ہے نکاح کفار میں تین قاعدے ہیں پہلا قاعدہ یہ ہو کہ جو نکاح صحیح ہو مسلمانوں میں سو صحیح ہو کافروں میں خلاف امام مالک کے کہ انکے نزدیک کافروں کا نکاح صحیح نہیں اور رد کرتا ہو اس قول کو قول اللہ تعالی کا وامرأتہ حمالۃ الحطب حق تعالی نے ابولہب کی جورو کو فرمایا تو یہ اضافت عرف اور لغت میں صحت نکاح پر ناطق ہو اور انکو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رد کرتا ہو حضرت نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا نہ زنا سے تو معلوم ہوا کہ قبل اسلام کے بھی نکاح صحیح تھا والثانی ان کل نکاح حرم بین المسلمین لفقد شرطہ کعدم شہود یجوز فی حقہم اذا اعتقدوہ عند الامام ویقرون علیہ بعد الاسلام اور دوسرا قاعدہ یہ ہو جو نکاح کہ حرام ہو مسلمانوں میں بسبب فوت ہونے شرط نکاح کے جیسے گواہوں کا نہونا یا عدت میں نکاح کرنا وہ نکاح جائز ہو کفار کے حق میں جبکہ وہ اسکی صحت کے معتقد ہوں نزدیک امام اعظم کے اور ثابت رکھے جاوینگے اسی نکاح پر بعد مسلمان ہونے کے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مسلمان ہونے کفار کے انکے نکاحوں کو دوبارہ نہ کیا اور استفسار نفرمایا کہ تمنے اپنا نکاح کیونکر کیا تھا تو اس دلیل سے معلوم ہوا کہ انکے حق میں ایسا ہی نکاح صحیح تھا گو ہمارے حق میں صحیح نہیں والثالث ان کل نکاح حرم لحرمۃ المحل کالمحارم یقع جائزا وقال مشائخ العراق لا بل فاسدا والاول اصح وعلیہ تجب النفقۃ [illegible] اور تیسرا قاعدہ یہ ہو کہ جو نکاح حرام ہو بسبب حرمت محل کے جیسے محارم سے نکاح کرنا تو ہمارے مشائخ کے نزدیک جائز ہوگا اور مشائخ عراق کے نزدیک جائز نہوگا بلکہ فاسد ہوگا اور پہلا قول اصح ہو تو اسی قول پر نفقہ عورت کا واجب ہوگا اور بعد مسلمان ہونے اس نکاح والے کے اگر اسکو کوئی زانی کہیگا تو اسپر حد ماری جاویگی والمیراث علی انہم لا یتوارثون لان الارث ثبت بالنص علی خلاف القیاس فی النکاح الصحیح مطلقا فیقتصر علیہ ابن ملک او بالاتفاق کیا ہو فقہا نے کہ کفار باہم وارث نہیں ہوتے بسبب نکاح محارم کے لیکن نسب کی جہت سے البتہ وارث ہونگے مثلا ایک کافر نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور مر گیا تو عورت بسبب نکاح کے وارث نہوگی لیکن بہن ہونے کی راہ سے وارث بھائی کی ہوگی اسواسطے کہ میراث زوجین ثابت ہوئی نص سے برخلاف قیاس کے اس نکاح میں جو خالی از طلاق صحیح ہو تو اسی پر منحصر ہوگی اسواسطے کہ جو برخلاف قیاس ہو وہ عام نہیں ہوتا کما ذکرہ ابن ملک وراثت زوجین کی خلاف قیاس اسواسطے ہوئی کہ دونوں اجنبی ہیں اسلم المتزوجان بلا سماع شہود او فی عدۃ کافر معتقدین ذلک اقرا علیہ [illegible]

دما یعتقدون اسلام لائے زوج اور زوجہ جنہوں نے نکاح بدون سماع شاہدون کے یا کافر کی عدت مین کیا اور حالانکہ دونون حالت کفر مین اُسکے معتقد تھے
یعنی نکاح بلا شہود اور نکاح عدت کو درست جانتے تھے تو اسی پر ثابت رکھے جاوینگے اسواسطے کہ ہم مامور ہین اُنکے ترک پر اور اُنکے معتقدات کے ترک پر دونون
مسلمان ہوئے ہون یا ایک دونون نے قاضی کے پاس نالش کی ہو یا ایک نے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو کانا ای المتزوجان الذان اسلما محرمین او اسلم احد المحرمین او ترافعا
الینا او احدہما علی الکفر فرق القاضی او الذی حکماہ بینہما لعدم المحلیۃ وبمرافعۃ احدہما لا یفرق لبقاء حق الآخر بخلاف اسلامہ لان الاسلام یعلو ولا یعلی
علیہ اور اگر دونون نکاح کرنے والے جو مسلمان ہوئے محرم ہون یا دو محرمون مین سے ایک مسلمان ہوا یا دونون نے ہمارے نالش کی اور حالانکہ وہ
کافر ہین تو جدائی کرادے دونون کے درمیان مین قاضی یا جسکو انھون نے حکم قرار دیا بسبب عدم محلیت نکاح کے اور دو کافرون مین سے ایک کافر کی نالش
سے تفریق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ حق دوسرے کا باقی رہا بخلاف ایک کے مسلمان ہونے کے اسواسطے کہ اسلام بلند ہی پست نہین ہوسکتا الا اذا طلقہا ثلثا او
طلبت التفریق فانہ یفرق بینہما اجماعا کما لو خالعہا ثم اقام معہا من غیر عقد او تزوج کتابیۃ فی عدۃ مسلم او تزوجہا قبل زوج آخر وقد
طلقہا ثلثا فانہ فی ہذہ الثلاثۃ یفرق من غیر مرافعۃ بحر عن المحیط خلافا عن الزیلعی والحاوی من اشتراط المرافعۃ مگر جب طلاق دی مرد نے عورت کو
تین بار اور عورت نے جدائی چاہی تو یہان فقط ایک کی نالش سے جدائی کرادی جاویگی دونون مین بالاتفاق اسواسطے کہ تین طلاق نکاح کی قاطع
ہین سب دینون مین تو دوسرے کا حق باقی نہ رہا کذا فی حاشیۃ المدنی جیسے کہ مرد نے عورت سے خلع کیا پھر اُسکے ساتھ قائم رہا بدون عقد کے یا کافر نے نکاح کیا
کتابیہ سے مسلمان کی عدت مین یا عورت سے نکاح کیا قبل دوسرے زوج کے اور حالانکہ اُسکو طلاق دے چکا تھا تین بار سو ان تینون مسئلون مین تفریق کیجائیگی بدون نالش
کے کذا فی البحر عن المحیط بخلاف زیلعی و حاوی کہ انہین جدائی کے واسطے نالش شرط ہی واذا اسلم احد الزوجین المجوسیین او امرأۃ الکتابی عرض الاسلام علی الآخر
فان اسلم فبہا والا بان ابی او سکت فرق بینہما ولو کان الزوج صبیا ممیزا اتفاقا علی الاصح والصبیۃ کالصبی فیما ذکر والاصل ان کل من صح
منہ الاسلام اذا اتی بہ صح منہ الاباء اذا عرض علیہ اور جب مسلمان ہوا دو مجوسی زوج اور زوجہ مین سے ایک شخص یا مسلمان ہوئی جورو کتابی کی تو عرض کیا جائیگا
اسلام دوسرے پر یعنی اس سے کہا جائیگا کہ تو بھی مسلمان ہوجا سو اگر وہ بھی مسلمان ہوگیا تو خوب ہوا کہ نکاح باقی رہا اور اگر اُسنے اسلام نہ قبول کیا اسطرح کہ انکار کر گیا یا سکوت
کیا تو دونون مین جدائی کرائی جائیگی اگرچہ زوج لڑکا باتمیز ہو تو بھی اُسکے انکار سے تفریق ہوگی بالاتفاق بنا بر قول اصح کے اور اس تمیز کی حد یہ ہی کہ جب
اسکو ادیان کا تعقل (دینون کا سمجھنا ۱۲) ہو اور بعضون نے سات برس مقرر کیے ہین اور صبیہ نزد صبی کے ہی حکم مذکور مین یعنے اگر زوج کتابی مسلمان ہوا اور اُسکی زوجہ صبیہ باتمیز
تو اُس سے بھی مسلمان ہونے کو کہا جائیگا سو اگر وہ مسلمان ہوئی تو نکاح باقی رہیگا اور اگر نہ مسلمان ہوئی تو تفریق واقع ہوگی اور اصل علت اسکی یہ ہی کہ جسکا
مسلمان ہونا صحیح ہی اسلام لانے کے وقت اُسکا انکار بھی صحیح ہی اسلام سے غرض اسلام کے وقت فہمیدہ صبی اور صبیہ کا اسلام لانا تو صحیح ہی تو انکا انکار بھی صحیح ہوگا
وینتظر عقل ای تمییز غیر الممیز ولو کان مجنونا لا ینتظر لعدم نہایتہ بل یعرض الاسلام علی ابویہ فایہما اسلم تبعہ فیبقی النکاح فان لم یکن لہ اب نصب القاضی
عنہ وصیا فیقضی علیہ بالفرقۃ باقانی عن البہنسی عن روضۃ العلماء للزاہدی اور صبی غیر ممیز کی عقل یعنے تمیز کا انتظار کیا جائیگا اور اگر زوج مجنون ہی
تو انتظار نہوگا اسواسطے کہ جنون کی کچھ نہایت نہین بلکہ اسلام عرض ہوگا مجنون کے مان باپ پر جو اُن مین سے اسلام قبول کریگا مجنون بھی اسلام
مین اُسکا تابع ہوگا تو نکاح باقی رہیگا پھر اگر اُسکا باپ یا مان نہو تو قائم کرے قاضی مجنون کی طرف سے ایک وصی کو پھر اُسپر حکم ہوگا تفریق کا چنانچہ
اس مسئلہ کو باقانی نے بہنسی سے اور اُسنے زاہدی کے روضۃ العلماء سے نقل کیا ولو اسلم الزوج وہی مجوسیۃ فتہودت او تنصرت بقی نکاحہا
کما لو کانت فی الابتداء کذلک لانہا کتابیۃ مآلا اور اگر مسلمان ہوا زوج اور عورت مجوسیہ تھی پھر یہودیہ ہوگئی یا نصرانیہ تو اُسکا نکاح باقی
رہیگا جیسے کہ اگر عورت پہلے سے یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو نکاح بنا رہیگا مجوسیہ کے یہودیہ یا نصرانیہ ہونے سے اسواسطے نکاح باقی رہا کہ وہ اہل کتاب ہوئی باعتبار

[illegible] زمین شرقی یا غربی میں [illegible] قرابت [illegible]
[illegible] اس عورت سے [illegible]
[illegible] اسلام سے انکار کرے اور اگر عورت انکار کرے تو تفریق [illegible]
[illegible] کی جانب سے ہوتی ہے [illegible] طلاق [illegible] مجنون صبی
طلاقا [illegible] من القاضی [illegible] لو [illegible] مجنون [illegible] طلاق [illegible]
ہونی چاہیے [illegible] اسواسطے کہ طلاق [illegible] واقع ہوتی صبی اور مجنون کی جانب سے کما فی [illegible] شرح [illegible] کے کلام میں [illegible] اسواسطے کہ طلاق تو
ہوتی ہوتی ہی کیطرف سے اور طلاق صبی اور مجنون پر زبردستی ڈالی جاتی ہے کہ انکے اختیار سے تو وہ دونوں طلاق دینے کے اہل نہیں بلکہ طلاق ہونے کے
اہل ہیں پھر سبب [illegible] انکی طرف سے ہوئی اور محشی نے تعجب کیا [illegible] قریب [illegible] علیہ لو قال ان [illegible] فانت طالق فجن لم یقع بخلاف ما اذا قال ان
دخلت الدار فدخلها مجنونا وقع جیسا کہ اگر صغیر یا [illegible] اپنے قرابت دار کا تو آزاد ہو جائیگا تو یہ آزادی شارع کی طرف سے واقع ہوئی نہ صغیر مجنون کی طرف
سے اور اسی طرح اگر مکلف نے اپنی [illegible] سے کہا کہ اگر میں مجنون ہو جاؤں تو تجھکو طلاق ہے پھر وہ مجنون ہو گیا تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ طلاق بعد وجود
شرط کے واقع ہوتی ہے اور یہاں [illegible] جنون [illegible] پایا گیا تو وہ شخص مکلف باقی نہ رہا [illegible] کہ اگر [illegible] میں اس گھر میں داخل ہوں تو تجھکو طلاق
ہے پھر گھر میں مجنون ہو کر داخل ہوا تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ معلق ہر دخول پر سو دخول پایا گیا تو یہ وقوع ہوا طلاق کا نہ ایقاع اور پہلی صورت میں ایقاع
تھا نہ وقوع اسواسطے واقع نہ ہوا خلاصہ یہ کہ مجنون اور صغیر سے ایقاع طلاق صحیح نہیں مگر وقوع طلاق البتہ صحیح ہے اور زیلعی نے ایقاع اور وقوع میں فرق کیا ہو اسواسطے
تعجب اور غرابت کا قائل ہوا کذا فی حاشیة المدنی ولو اسلم احدهما ای احد ابوسین او امرأة الکتابی ثمه ای فی دار الحرب لم تبن حتی تحیض ثلثا او
تمضی ثلثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب لیست بعدة لدخول غیر المدخول بها اور اگر اسلام لائے دو مجوسی میں سے ایک یا کتابی کی
عورت مسلمان ہو گئی وہاں یعنی دار الحرب میں اور جو کہ دار الحرب سے [illegible] ہے [illegible] تو عورت نکاح سے جدا نہ ہوگی یہانتک کہ تین بار اسکو حیض
آوے یا تین مہینے گذر جاویں دوسرے کے مسلمان ہونے کے پہلے واسطے قائم کرنے شرط فرقت کے یعنی گذر جانا عدت کا بجاے سبب فرقت کے یعنی انکار
اسلام کا یعنی جبکہ [illegible] اور زوج [illegible] دار الاسلام میں ہو [illegible] دار الحرب میں ہو تو ایک کے مسلمان ہونے سے دوسرے پر عرض اسلام نہیں ہو سکتا
کہ وہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں اسواسطے اتنی مدت جدائی کی قائم مقام عرض اسلام کے مقرر ہوئی اور یہ مدت عدت نہیں ہو اسواسطے کہ عورت غیر مدخولہ
کو بھی اسمیں داخل ہے اور غیر مدخولہ پر عدت نہیں ولو اسلم زوج الکتابیة بقی نکاحهما اور اگر مسلمان ہو گیا کتابیہ عورت کا شوہر تو وہ عورت اسی کی
ہوگی یعنی جدائی دونوں میں نہوگی اسواسطے کہ مسلم اور کتابیہ کا نکاح درست ہو اگرچہ عورت پہلے سے کتابیہ [illegible] مجوسیہ یا مشرکہ ہو آخر کو یہودیہ یا
نصرانیہ ہو گئی چنانچہ سابق میں اسکا مذکور ہو چکا وتبین المرأة بتباین الدارین حقیقة وحکما اور عورت جدا ہو جاتی ہے اپنے زوج سے بسبب تباین دارین کے
باعتبار تباین حقیقی اور حکمی کے تباین حقیقی یہ کہ دونوں شخصوں میں دوری واقع ہو جیسے مثلا زوج دار الاسلام میں ہوا اور زوجہ دار الحرب میں اور تباین حکمی یہ کہ مثلا
دار الحرب کا رہنے والا دار الاسلام میں پھر جانے کے قصد سے نہ آوے بلکہ بطریق سکونت اور توطن کے وارد ہو تو اگر کافر حربی دار الاسلام میں امان لیکر آیا
تو اسکی زوجہ نہ چھوٹ جاویگی اسواسطے کہ وہ حکما اپنے ملک میں ہی مگر جبکہ ذمی ہو کر رہیگا تو دونوں میں جدائی ہو جاویگی لا بالسبی یعنی نہیں جدا ہوتی عورت
اپنے زوج سے بسبب قید ہو جانے کے یعنی علت فرقت کی تباین دارین ہی امام اعظم کے نزدیک نہ قید ہونا اور امام شافعی کے نزدیک بالعکس ہی فلو
خرج احدهما الینا مسلما او ذمیا او اسلم او عقد الذمة فی دارنا او اخرج مسبیا و ادخل دارنا بانت لتباین الدارین اذ اهل الحرب کالموتی ولا نکاح

... مین تھی وہ میت ہے سو اگر ایک حربی زوج یا زوجہ دار الاسلام مین نکل آیا مسلمان ہوکر یا ذمی ہوکر یا وہ مستامن ہوگیا یا دار الاسلام مین ذمی ہوگیا یا نکالا گیا
دار الحرب سے مقید کرکے اور دار الاسلام مین داخل کیا گیا تو عورت چھوٹ گئی اپنے شوہر سے بسبب تباین دارین کے اسواسطے کہ کافر حربی جو دار حرب مین ہے مانند میت
اور حالانکہ زندہ اور مردہ مین نکاح نہین اور یہی سبب ہے کہ جب مرتد حربیون مین ملا اُسپر احکام میت کے جاری ہوتے ہین لا ان سبیا وخرج الینا معا ذمیین
او مسلمین او ثم اسلما او صارا ذمیین لا تبین لعدم التباین حتی لو کانت المسبیۃ منکوحۃ مسلم او ذمی لم تبن اور اگر زوج اور زوجہ دونون ساتھ ہی مقید ہوئے
یا دونون نکل آئے ہماری طرف ساتھ ہی ذمی ہوکر یا مسلمان ہوکر یا دونون نکلے مسلمانون سے امان لیکر پھر اسلام لائے یا امان لیکر نکلے پھر دونون ذمی
ہوگئے تو ان صورتون مین زوجہ زوج سے جدا نہوگی بسبب نہونے تباین دارین کے یہانتک کہ اگر عورت مقیدہ منکوحہ ہو مسلم کی یا ذمی کی تو جدا نہوگی اپنے شوہر سے
اسواسطے کہ دونون دار الاسلام مین ہوگئے اختلاف دارین نہین جو موجب ہو فرقت زوجین کا ولو نکحہا ثمہ ثم خرج قبلہا بانت وان خرجت قبلہ لا وما فی النسخ
عن المحیط تحریف نہر اور اگر نکاح کیا مسلم نے کتابیہ سے وہان یعنی دار الحرب مین پھر نکلا وہان سے قبل عورت کے تو وہ جدا ہوگئی بسبب اختلاف دارین کے اور اگر
نکلی عورت قبل مرد کے تو جدائی نہوئی اسواسطے کہ اگرچہ اختلاف حقیقی ہوا لیکن اختلاف حکمی نہین ہوا کیونکہ مسلم دار الاسلام کا مقیم ہے نہ دار الحرب کا اور جو روایت کہ
فتح القدیر مین محیط سے منقول ہے وہ تحریف ہے کذا فی النہر الفائق فتح القدیر مین محیط سے منقول ہے کہ اگر مسلم عورت کو نکال لایا دار الاسلام مین اور پہلے نکاح
اس سے کرچکا تھا دار الحرب مین تو وہ جدا ہوگئی صاحب نہر الفائق نے کہا کہ مین نے محیط رضوی کو دیکھا تو اُسمین یہ مضمون تھا کہ مسلم نے حربیہ کتابیہ سے دار الحرب
مین نکاح کیا پھر نکلا وہانسے اکیلا بدون عورت کے تو عورت جدا ہوگئی اور اگر عورت مرد سے پہلے نکلی تو جدا نہوئی تو صاف ظاہر ہوگیا کہ فتح القدیر کی نقل روایت
محیط مین تحریف اور تبدیل واقع ہوئی کذا فی حاشیۃ المدنی ومن ہاجرت الینا مسلمۃ او ذمیۃ غیر حاملۃ بانت بلا عدۃ فیحل تزوجہا اما الحامل فحتی تضع علی الاظہر
لا للعدۃ بل لشغل الرحم بحق الغیر اور جس عورت نے کہ ہجرت کی ہماری طرف یعنی دار الحرب سے دار الاسلام مین آئی مسلمان ہوکر یا ذمیہ ہوکر در انحالیکہ وہ حاملہ نہین تو
وہ جدا ہوگئی اپنے زوج سے بدون عدت کے پھر جب امام کے نزدیک اُسپر عدت واجب نہوئی تو فوراً اُس سے نکاح کرلینا درست ہوا لیکن اگر مہاجرہ حاملہ ہے تو اُس سے نکاح کرنا
تب درست ہوگا جب وہ جنے بنا بر قول اظہر کے حمل تک نکاح کرنا بسبب عدت کے نہین بلکہ بسبب خالی نہونے رحم کے حق غیر سے وارتداد احدہما ای الزوجین فسخ
فلا ینقص عدد الطلاق عاجل بلا قضاء اور مرتد ہونا ایک کا زوجین مین سے بالفعل فسخ ہے نکاح کا تو حکم قاضی کی حاجت نہین ارتداد طلاق نہین بلکہ فسخ ہے تو عدد
طلاق نہ کم ہوگا سو اگر مرد چند بار مرتد ہوگیا اور پھر بار مسلمان ہوا اور پھر بار تازہ نکاح کرلیا امام کے نزدیک عورت حلال ہوگی دوسرے زوج کی وطی کی حاجت نہین
کذا فی الطحطاوی نقلا عن الخانیۃ فللموطوءۃ ولو حکما کل مہرہا لتاکدہ بہ سو جس عورت کی وطی ہوگئی اگرچہ وطی حکمی ہو جیسے خلوت صحیحہ تو عورت کا کل مہر واجب
ہوگا بسبب محکم ہوجانے مہر کے وطی سے خواہ مرد مرتد ہوا ہے خواہ عورت کذا فی الطحطاوی ولغیرہا النصف لو ارتد او المتعۃ ولو ارتد فعلیہ نفقۃ العدۃ اور
جس عورت کی وطی نہین ہوئی تو اُسکو نصف مہر ملیگا اگر مہر معین ہوا اور اگر معین نہین تو متعہ یعنی پوشاک پاویگی اور اگر مرد مرتد ہوا تو نصف مہر اور متعہ عورت کو
ملیگا اور مرد پر نفقہ عدت کا واجب ہوگا اور اگر عورت مدخولہ نہین تو عدت واجب ہے نہ نفقہ کذا فی حاشیۃ المدنی ولا شیٔ من المہر والنفقۃ سوی السکنی بہ یفتی
لو ارتدت لمجیٔ الفرقۃ منہا قبل تاکدہ اور اگر عورت مرتد ہوئی تو کچھ مہر اور نفقہ مرد پر نہین سوائے مکان سکونت کے اسی پر فتوی ہے مہر اور نفقہ اسواسطے نہوا کہ جدائی
عورت کی طرف سے بعوئی قبل محکم ہونے مہر کے اسواسطے کہ مہر محکم ہوتا ہے دخول یا موت سے سو یہان پایا نہین گیا سکنی مرد پر اسوقت واجب ہوگا جب بادشاہ حکم
کرے زوج کو کہ عورت کو اپنے پاس قید مین رکھ اور اگر بادشاہ خود قید کرے تو زوج پر سکنی واجب نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ولو ماتت فی العدۃ ورثہا زوجہا المسلم
استحسانا اور اگر عورت مرتدہ مرگئی عدت مین تو وارث ہوگا اُسکا زوج مسلم بدلیل استحسان وحد التعزیر بخمسۃ وسبعین اور تصریح کی فقہانے عورت مرتدہ کو تعزیر
دینے کی پچہتر کوڑے سے اور یہ مذہب ہے ابو یوسف کا اور امام اور محمد رح کے نزدیک نہایت تعزیر آزاد کی ننانوے کوڑے ہین حلوی مین کہا کہ ابو یوسف کے

قول یہ فتوے [illegible] بحر الرائق [illegible] کذا فی [illegible] والدر [illegible]

[illegible] مرتد ہوکے [illegible] فتوے [illegible]

[illegible] اسلام [illegible] تجدید نکاح کی کرے عورت خوش ہو یا نہو [illegible] اسکے منع سے [illegible]

اور عورت [illegible] اسلام [illegible] جب عورت [illegible] ارتداد اختیار کرے [illegible]

تصریح کی ہے کہ اگر عورت کلمہ کفر زبان پر جاری کرے [illegible] کے واسطے [illegible] جاوے [illegible] سبب [illegible] تو اسکو [illegible] مسلمان کرنا چاہیے

اور [illegible] اسکا نکاح تجدید کردے فتوے [illegible] یہ کذا فی حاشیۃ الدر [illegible] الفرقۃ بردتہا [illegible] ثم [illegible]

فی النہر والافتاء بہذا اولی من الافتاء بما فی النوادر۔ اور فتوے دیا مشائخ بلخ نے عدم فرقت کا عورت کے مرتدہ ہونے سے عورت کی [illegible] کیواسطے تاکہ

شوہر پر اسکا حیلہ نہ ہو اور [illegible] کے واسطے [illegible] اور حاکم [illegible] علی الخصوص [illegible] عورت کہ موجبات کفر کرے [illegible] عبارت [illegible] میں

کہا کہ اس روایت پر فتوی دینا بہتر ہے نوادر کی روایت کے فتوے سے لکن قال المصنف ومن تفحص احوال نساء زماننا وما یقع منہن من موجبات الردۃ

مکررا فی کل یوم لم یتوقف فی الافتاء بروایۃ النوادر اقول وقد بسطت فی القنیۃ والمجتبی والفتح والبحر وحاصلہا انہا بالردۃ تسترق وتکون فیئا

للمسلمین عند ابی حنیفۃ یشتریہا الزوج من الامام ان لم تکن مصرفا او یصرفہا الیہ لو کانت مصرفا ولو استولی علیہا الزوج بعد الردۃ ملکہا ولہ بیعہا ما لم تکن

ولدت منہ فتکون کام الولد لکن مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں کہا کہ جو کوئی شخص اور تلاش کرے ہمارے زمانے کی عورتوں کے احوال کو اور جو انسے

موجبات ارتداد واقع ہوتے ہیں ہر روز ان میں تو توقف اور تردد نکرے نوادر کی روایت پر فتوی دینے سے شارح کہتا ہے کہ کہتا ہوں کہ نوادر کی

روایت مبسوط اور شرح ہے قنیہ اور مجتبی اور فتح القدیر اور بحر الرائق میں اور خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ عورت بسبب مرتد ہونے کے لونڈی بنائی جاتی ہے اور

مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہو جاتی ہے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور مول لیوے زوج اسکو امام سے اگر وہ مصرف غنیمت کا نہو یا دیدے اسکو اسکے مہر میں

اوسے اگر وہ مصرف ہو غنیمت کا اور اگر زوج اسپر مستولی ہو بعد ارتداد کے مالک ہوگا اسکا اور اسکو اسکا بیچ ڈالنا درست ہے جبتک عورت جنی نہو زوج سے اور اگر زوج

کا لڑکا عورت جنے تو وہ ام ولد کے مثل ہو جاویگی نقل المصنف فی کتاب الغصب ان عمر رضی اللہ عنہ ہجم علی نائحۃ فضربہا بالدرۃ حتی سقط خمارہا فقیل لہ یا امیر المومنین قد

سقط خمارہا فقال انہا لا حرمۃ لہا ومن ہنا قال الفقیہ ابو بکر البلخی حین مر بنساء علی شط نہر کاشفات الرؤس والذراع فقیل لہ کیف تمر فقال لا حرمۃ لہن انما الشک

فی ایمانہن کانہن حربیات اور نقل کیا مصنف نے کتاب الغصب میں کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ دفعۃ جا پڑے ایک عورت نوحہ گر پر پھر اسکو درے سے

مارا یہانتک کہ اسکے سر کا کپڑا گر پڑا تو لوگوں نے اُنسے کہا کہ یا امیر المومنین اُسکے سر کا کپڑا گر پڑا اور حالانکہ عورت کا سر کھولنا جائز نہیں تو فرمایا فاروق اعظم

نے کہ مقرر اس عورت کی کچھ حرمت اور عزت نہیں اسواسطے کہ خدا کی نافرمانی پر سرگرم ہے اور گاہے نوحہ گری مرتد بھی کردیتی ہے اور اس جگہ سے فقیہ ابو بکر

بلخی نے جب کہ وہ گذرے عورتوں پر جو نہر کے کنارے پر سر اور ہاتھ کھولے تھیں تو اُنسے لوگوں نے کہا کہ آپ کیونکر انکو برہنہ دیکھکر اُنکے پاس ہو کر نکلے

تو فقیہ موصوف نے کہا کہ انکی کچھ عزت اور حرمت نہیں اُنکے تو ایمان میں شک ہے گویا کہ وہ حربی عورتیں ہیں اور حربی عورتیں لونڈیاں ہیں تو اُنکے سر اور

ہاتھ در حجاب الستر نہیں ہم یہ نقل مصنف کی استدلال نہیں بلکہ روایت سابقہ کی استیناس ہے اسواسطے کہ غالب حال نوحہ گری کا یہ ہے کہ باعث [illegible]

حاشیۃ الطحطاوی ویلتحق النکاح ان ارتدا معاً بان لم یعلم السبق فیجعل کالغرقی ثم سلما کذالک استحسانا اور باقی رہیگا نکاح اگر زوج اور زوجہ ساتھی ہی مرتد ہوئے

پھر اسیطرح ساتھی مسلمان ہوں ساتھ مرتد ہوں جیسے مثلا دونوں ملکر کسی بت کو سجدہ کریں یا معاذ اللہ قرآن مجید کو ہاتھ سے پھینک دیں [illegible]

میں سے کسی کے ارتداد کی سبقت نہ معلوم ہو تو غرقی کے مانند قرار دیے جاوینگے یعنی دو شخص غرق ہو گئے یا جل گئے اور معلوم نہیں کہ کون پہلے ڈوبا یا کون پہلے

جلا تو دونوں ساتھی غریق اور حریق قرار دیے جاوینگے کوئی انمین ایک دوسرے کا وارث نہو گا اور یہ نکاح باقی رہنا بدلیل استحسان ہے ہے نہ بطور قیاس کے سو اسکے کہ جب
ایک کا ارتداد منافی ہوا نکاح کا تو دونوں کا ارتداد بطریق اولی منافی ہوگا ف ان اسلم احدہما قبل الآخر فلا مہر قبل الدخول والمتاخر ہی لو ہو نصفہ ومتعۃ اور نکاح
ہوگا نکاح اگر مسلمان ہوا ایک قبل دوسرے کے اور مہر نہو گا قبل دخول کے اگر عورت پیچھے مرد سے مسلمان ہوئی اور اگر مرد عورت سے پیچھے مسلمان ہوا تو نصف مہر
واجب ہوگا اگر مہر معین تھا اور اگر مہر معین نہین تو متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد دخول کے ارتداد اور اسلام ہوا تو مہر مسمی یا مہر مثل واجب ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی و الولد
یتبع خیر الابوین دینا ان اتحدت الدار ولو حکما بان کان الصغیر فی دارنا والاب ثمہ بخلاف العکس اور لڑکا تابع ہوگا والدین مین سے بہتر دین والے کا یعنی
اگر باپ مسلمان ہے تو لڑکا باپ کا تابع ہوگا دین مین اور اگر ماں مسلمان ہے تو ماں کا تابع ہوگا بشرطیکہ ملک متحد ہو اگرچہ حکمی اتحاد ہو اسطرح کہ لڑکا ہمارے
ملک مین ہو اور ماں اسکی ذمیہ ہے اور باپ وہاں یعنی دارالحرب مین اسلام لایا ہو تو اگرچہ یہاں حقیقۃ مین اختلاف دارین ہے لیکن باپ بسبب اسلام کے دارالاسلام
مین حکما داخل ہے بخلاف بالعکس کے یعنی لڑکا دارالحرب مین ہو اور باپ دارالاسلام مین مسلمان ہوا ہو تو اس صورت مین لڑکا اسلام مین باپ کا تابع نہ ہوگا
بسبب اختلاف دارین کے حقیقۃ وحکما و المجوسی ومثلہ کوثنی وسائر اہل الشرک شر من الکتابی والنصرانی شر من الیہودی فی الدارین لانہ لاذبیحۃ لہ بل یخنق
کمجوسی وفی الآخرۃ اشد عذابا اور مجوسی اور اُسکے مانند جیسے بت پرست اور باقی اہل شرک جنکا دین آسمانی نہین وہ بدتر ہین کتابی سے اسواسطے کہ اہل کتاب کا
دین باعتبار دعوے کے آسمانی ہے اسیواسطے انکا ذبیحہ حلال ہے بخلاف مجوس کے تو اگر مجوسی اور کتابی سے لڑکا پیدا ہوگا تو کتابی شمار ہوگا اور نصرانی بدتر ہے یہودی
سے دارین مین اسواسطے کہ نصرانی کا ذبیحہ نہین بطور عادت کے بلکہ نصرانی جانور کا گلا گھونٹ ڈالتا ہے مجوسی کی طرح ہان اگر نصرانی بوجہ شرع حلال کریگا تو ذبیحہ
حلال ہوگا یہ برائیان دنیاوی ہوئین اور آخرت مین سخت تر عذاب ہے نصرانی پر بہ نسبت یہودی کے اسواسطے کہ نزاع نصاری کا الہیات مین ہے اور نزاع یہود کا
نبوت مین لیکن اگر نصرانی اور یہودی کا لڑکا ہوگا تو یہودی ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر وفی الجامع الفصولین لو قال النصرانیۃ خیر من الیہودیۃ او المجوسیۃ
کفر لاثباتہ الخیر لما قبح بالقطعی لکن دروفی السنۃ ان المجوسی اسعد حالا من المعتزلۃ لاثبات المجوسی خالقین فقط وہولاء خالقا لا عدد لہ بزازیۃ ونہر اور جامع الفصولین
مین ہے اگر کوئی کہے دین نصاری کا بہتر ہے یہود کے دین سے یا مجوس کے دین سے تو کافر ہو جائیگا بسبب ثابت کرنے بہتری کے اسکو جو دلیل قطعی سے
قبیح ہے یعنی سوائے دین اسلام کے سب دینون سے خیریت اور بہتری مسلوب ہے لیکن حدیث مین وارد ہے کہ مجوسی خوشحال ہے معتزلہ سے اسواسطے کہ مجوسی فقط دو خالق
کو ثابت کرتا ہے اور معتزلہ بیشمار خالق ثابت کرتے ہین کذا فی البزازیۃ والنہر مسند امام اعظم وغیرہ مین بروایت صحیح ثابت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ یعنے قدریہ مجوس ہین اس امت کے قدریہ سے مراد وہ فرقہ ہے جو منکر ہے قدر کا اور معتزلہ قائل ہین کہ خدا خالق شر کا نہین بلکہ
شر بندون کا مخلوق ہے تو بہت خالق ٹھہرے اور مجوسی قائل ہین دو خالق کے ایک نور جسکو یزدان کہتے ہین اور دوسرا ظلمت جسکو اہرمن بولتے ہین و لو مجس ابو صغیرۃ
نصرانیۃ تحت مسلم بانت بلا مہر ولو کانت قد ماتت الام نصرانیۃ مثلا وکذا عکسہ لم تبن لتناہی التبعیۃ بموت احدہما ومیا او مسلما او مرتدا فلم تبطل بکفر الآخر
اور اگر مجوسی ہو گیا صغیرہ نصرانیہ کا باپ جو مسلمان کے نیچے ہے تو جدا ہو جائیگی نصرانیہ بدون مہر کے اسواسطے کہ صغیرہ نصرانیہ تابع ہوگی دین مین باپ کی
پھر جبکہ وہ مجوسی ٹھہری تو نکاح ٹوٹ گیا اور اگر صغیرہ کی ماں نصرانیہ مثلا یا یہودیہ مر چکی ہو اور باپ اُسکا مجوسی ہو جاوے اور اسیطرح بالعکس یعنی باپ صغیرہ کا نصرانی
مر چکا ہو اور ماں اُسکی مجوسیہ ہو جاوے تو صغیرہ جدا نہو گی مسلم سے بسبب تناہی ہونے تابعداری کے ایک کی موت پر ذمی ہوکر یا مسلمان ہوکر یا مرتد ہوکر تو تابعداری
باطل نہو گی دوسرے کے کفر سے یعنی جب صغیرہ کی ماں یا باپ ذمی یا مسلمان یا مرتد ہوکر مرا تو تبعیت دین کی ختم ہو گئی اب دوسرے کے کافر ہونے سے نکاح نہ ٹوٹ جائیگا ماں یا باپ
کے مرتد ہونے سے اسواسطے نکاح باقی رہیگا کہ مرتد بحکم مسلمان کیا جاتا ہے اُسکے مرتد ہونے سے لڑکا مرتد نہین ہوتا و فی المحیط لو ارتدا لم تبن ما لم یلحقا اور محیط مین ہے کہ اگر
ماں باپ صغیرہ کے دونوں مرتد ہو گئے تو صغیرہ جدا نہو گی اپنے زوج مسلم سے جبتک دونوں دارالحرب مین صغیرہ کو لیکر نہ ملین ارتداد والدین سے جدائی اسواسطے نہو گی کہ ہنوز

[illegible] دونون [illegible] ہو [illegible] بعد [illegible] ہو [illegible]

[illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] اسلام [illegible] ہو [illegible]

[illegible] مطلقا اور [illegible] مسلمان ہوکر [illegible] ہوگئی [illegible]

[illegible] خواہ [illegible] عورت خود اصلی مسلمان [illegible]

[illegible] مسلمان کے نیچے نصرانیہ ہو [illegible] اور زوجہ مجوسی ہوگئے یا نصرانی ہوگئے تو نکاح ٹوٹ جائیگا [illegible]

[illegible] کہ سبب فرقت کا یعنی [illegible] کی طرف سے ہو اور عورت کو [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی والانسب ان [illegible]

[illegible] مطلقا اور [illegible] صحیح ہو [illegible] مرد مرتد اور عورت مرتدہ [illegible] کوئی آدمی مطلقا یعنی [illegible] مرتدہ مسلمہ کا [illegible]

[illegible] مسلمان ہوجاوے اور مرتد [illegible] واسطے قائل کے توقف [illegible] نکاح کے دونون مین کسی کو قائل نہین [illegible]

وتحتہ خمس نسوۃ فصاعدًا او اختان او ام وبنتہا بطل نکاحہن ان تزوجہن بعقد واحد فان رتب فالآخر باطل مسلمان ہوا ایک کافر اور اسکے نیچے پانچ عورتین ہین یا زیادہ یا اسکے نیچے دو بہنین ہین یا مان اور اسکی بیٹی ہو تو نکاح اُن عورتون کا باطل ہو اگر اُنسے نکاح ایک عقد مین کیا اور اگر نکاح ترتیب سے کیا یعنی اول پہلی سے پھر دوسری سے علی ہذا القیاس پانچوین تک یا ایک عقد مین تین سے اور دوسرے عقد مین دو سے کیا یا اول ایک بہن سے نکاح کیا پھر دوسری سے وعلی ہذا القیاس مان اور بیٹی مین کبھی نکاح مرتب ہوا تو پچھلا نکاح باطل ہوگا یعنی پانچوین عورت کا یا دوسری بہن کا یا مان کا یا بیٹی کا [illegible] حدیث فیروز اور [illegible] اختیار کیا ہو اسکو محمد اور شافعی نے حدیث فیروز کی دلیل سے یعنی محمد اور شافعی نے مختار کیا ہو اسلام لانے والے کو چار عورتون [illegible] مین کوئی ہوں اور دو بہنون مین کسی اختیار ہو کہ جسکو چاہے رکھے اور مان اور بیٹی کے نکاح مین فقط بیٹی کو اختیار کرے یا دونون کو چھوڑ دے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان مین ضحاک ابن فیروز عن ابیہ سے مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فیروز دیلمی سے اور حالانکہ وہ مسلمان ہوا تھا اور اسکے نیچے دو بہنین تھین کہ ان دو مین سے جسکو تیرا جی چاہے اختیار کر اور دوسری کو طلاق دے اور ترمذی مین مروی ہو کہ غیلان بن سلمہ ثقفی مسلمان ہوا اور اسکے پاس دس عورتین تھین جاہلیت مین وہ بھی مسلمان ہوئین تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ان عورتون مین سے چار کو اختیار کرلے کذا فی حاشیۃ المدنی قلنا کان ذلک فی التزوج بعد الفرقۃ محمد اور شافعی کے جواب مین ہم کہینگے کہ حضرت کا اختیار دینا نکاح کرنے مین ہو بعد فرقت کے یعنی نکاح سابق باطل ہوگیا پھر نکاح جدید [illegible] اور غیلان کو مختار کیا کہ جسسے چاہین کرلین **بلغت المسلمۃ المنکوحۃ ولم تصف الاسلام بانت ولا مہر لہا قبل الدخول** یعنی ان یذکر اللہ تعالی بجمیع صفاتہ [illegible] کذا فی الکافی بالغ ہوئی مسلمہ منکوحہ اور بیان نکر سکی ارکان اسلام کو بسبب جہل کے تو جدا ہوگی شوہر سے اور اسکو مہر نہ ملیگا قبل دخول کے [illegible] کو ذکر کرے حق تعالی کو اسکی جمیع صفات سے عورت کے پاس اور اس سے اسکا اقرار کرادے کذا فی الکافی یعنی اس سے [illegible] کہلا دے [illegible] ایسا [illegible] کہ ہان ایسا ہو تو وہ مسلمان ہو نکاح قائم رہا اور اگر اسلام کو بوجھتی ہو اور بیان نکر سکتی ہو تو بھی نکاح موجود ہو کذا فی حاشیۃ [illegible]

باب القسم

[illegible] القسم [illegible] یہ باب ہو ازواج کے برابر رکھنے کا قسم بفتح قاف اور سکون سین بمعنی قسمت کے اور قسم بکسر قاف بمعنی نصیب [illegible] ہو اور یہان مراد تسویہ منکوحات ہو **یجب** وظاہر الآیۃ انہ فرض **ان یعدل** ای ان لا یجور **فیہ** ای فی القسم **بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس والماکول** [illegible] **لا فی المجامعۃ** [illegible] واجب ہو اور ظاہر آیت کا یہ ہو کہ فرض ہو عدل کرنا یعنے جور اور ظلم نکرنا قسم مین اسطرح کہ برابر رکھنا منکوحات کو شب باشی مین اور لباس اور کھانے اور موانست مین نہ جماع کرنے مین مثل محبت کے یعنے جماع مین برابری ضرور نہین [illegible]

جماع لنشاط خاطر پر موقوف ہی اور اسی طرح محبت مین بھی برابر رکھنا ضرور نہین اسواسطے کہ محبت آدمی کے اختیار مین نہین بل یستحب ویسقط حقہا بمرۃ ویجب
دیانۃ احیانا جماع واجب نہین بلکہ مستحب ہی اور ساقط ہوتا ہی حق عورت کا ایکبار جماع کرنے سے باعتبار حکم قضا کے اور واجب ہی جماع باعتبار دیانت کے
گاہ گاہ ولا یبلغ مدۃ الایلاء الا برضاہا اور نہ پہونچے چھوڑنا جماع کا ایلاء کی مدت تک یعنی حرہ کے حق مین چار مہینے اور لونڈی کے حق مین دو مہینے تک ترک
کی نوبت نہ پہونچے مگر عورت کی خوشی سے ویؤمر المتعبد بصحبتہا احیانا اور امر کیا جاوے عابد کو عورت کی صحبت کا گاہ گاہ اور اسیطرح جو شخص مشغول ہو
لونڈیون کے تصرف کا اسکو بھی موافق ازواج کا قاضی حکم کریگا گاہے گاہے یعنی انہین مدت مقرر نہین وقدرہ الطحاوی بیوم ولیلۃ من کل اربع لحرۃ وسبع
للامۃ اور مقرر کی ہی مدت صحبت کی طحاوی نے ہر چار دن مین ایک رات اور دن حرہ کے واسطے اور ہر ہفتے مین ایک رات اور دن منکوحہ لونڈی کے واسطے
ولو تضررت من کثرۃ جماعہ لم تجز الزیادۃ علی قدر طاقتہا والرای فی تعیین المقدار للقاضی بما یظن طاقتہا نہر بحثا اور اگر ضرر ہو عورت کو کثرت جماع زوج
سے تو جائز نہین زیادتی اسکی قدر طاقت پر اور تجویز تعیین مقدار جماع کی قاضی پر ہی جسقدر عورت کی طاقت کو گمان کرے کذا فی النہر از روے
بحث کے شرح ملتقی مین کہا ہی کہ مقرر کرنا مقدار جماع کا مین نے اپنے علما کی کتب مین نہین دیکھا البتہ کتب مالکیہ مین ہی کہ چار بار دن اور چار بار رات کو چاہیے اور بعضی
بروایت مین دو بار دن اور دو بار رات اور نہر الفائق مین کہا کہ میرے نزدیک قاضی کی تجویز تعیین مقدار مین اپسند ہی اور حالانکہ جو مسئلہ ہمارے مذہب مین مصرح نہو تو امام مالک کی
طرف رجوع کرنا چاہیے چنانچہ حموی نے حاشیہ اشباہ مین اسکو مصرح کیا ہی تو صاحب نہر الفائق کی تجویز اور بحث کوئی وجہ معقول نہین کذا فی حاشیۃ المدنی بلا فرق
بین فحل وخصی وعنین ومجبوب ومریض وصحیح وصبی دخل بامراتہ وبالغ لم یدخل بحر بحثا واقرہ المصنف قسم زوج پر واجب ہی بدون فرق کے درمیان
فحل اور خصی کے اور نامرد اور مقطوع الذکر کے اور بلا فرق درمیان بیمار اور تندرست اور صبی کے جو وطی کر چکا ہی اپنی عورت کی اور بلا فرق بالغ کے جسنے وطی نہین
کی چنانچہ یہ مسئلہ بحر الرائق مین ہی بحث کر کے اور ثابت رکھا ہی اسکو مصنف نے اپنی شرح مین فحل وہ جسکا آلہ تناسل صحیح اور جماع پر قادر ہو اور خصی وہ جسکے خصیے
نکال ڈالے گئے ہون یعنی خصی اور عنین اور مجبوب سے ہر چند جماع متصور نہین تو بھی انکو شب باشی اپنی منکوحات کے ساتھ واجب ہی مانند فحل کے واسطے
صحبت اور موانست کے نہ واسطے جماع کے ومریضۃ وصحیحۃ وحائض وذات نفاس ومجنونۃ لا تخاف ورتقاء وقرناء وصغیرۃ یمکن وطیہا
ومحرمۃ ومظاہرۃ ومولی منہا ومقابلاتہن وکذا مطلقۃ رجعیۃ ان قصد رجعتہا والا لا بحر اور قسم واجب ہی بلا فرق درمیان عورت بیمار اور تندرست کے
اور حائض اور نفاس والی کے اور ایسی مجنونہ کے جس سے خوف ضرر رسانی کا نہین اور بدون فرق رتقا اور قرنا کے رتقاء وہ عورت جسکی شرمگاہ بند ہو
لائق دخول کے نہو اور قرناء وہ عورت جسکی شرمگاہ مین ہڈی زائد مانع ہو جماع کی اور بدون فرق اس صغیرہ کے جس سے وطی کرنا ممکن ہو اور بلا فرق محرمہ کے
جسنے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اور بدون فرق مظاہرہ یعنی جسکو محارم کے ساتھ تشبیہ دی اور بدون فرق اس عورت کے جس سے ایلا کیا یعنی چار مہینے
تک جماع نکرنے کی قسم کھائی اور بلا فرق انکے مقابلات کے یعنی غیر محرمہ اور جس سے ظہار اور ایلا نہین کیا اور اسی طرح سے مطلقہ رجعیہ اگر اسکے ساتھ قصد رجوع
کرنے کا ہو اور اگر قصد رجوع کا نہو تو اسکے ساتھ قسم نہین کذا فی البحر خلاصہ یہ کہ منکوحات مذکورہ کے ساتھ شب باشی وغیرہ واجب ہی واسطے دفع وحشت کے نہ
جماع کے ولو اقام عند واحدۃ شہرا فی غیر سفر ثم خاصمتہ الاخری فی ذلک یومر بالعدل بینہما فی المستقبل وہدر ما مضی وان اثم بہ
لان القسمۃ تکون بعد الطلب اور اگر اقامت کی زوج نے ایک زوجہ کے پاس ایک مہینہ بدون سفر کے پھر جھگڑا کیا زوج سے دوسری زوجہ نے اسمین تو
زوج کو دونون کے برابر رکھنے کا حکم ہوگا زمانہ آیندہ مین اور جو زمانہ ماضی مین ہو چکا اسکا عوض نہین اگرچہ زوج اسکے سبب سے گنہگار ہوا اسواسطے کہ قسمت
بعد طلب کے ہوتی ہی اور طلب نہین ہوئی مگر زمانہ مستقبل مین وان عاد الی الجور بعد نہی القاضی عزر بغیر حبس جوہرہ لتفویتہ الحق وہذا اذا لم یقل
فعلت ذلک لان خیار الدور الیہ فحینئذ یقضی القاضی بقدرہ نہر بحثا اور اگر پھر ظلم کیا زوج نے بعد منع کرنے قاضی کے یعنی ایک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كذا في النهر ولا فرق في ذلك بين البكر والثيب والجديدة والقديمة والمسلمة والكتابية سواء لاطلاق الآية اور باکرہ اور ثیبہ اور جدیدہ اور قدیمہ اور مسلمہ اور کتابیہ سب برابر
ہین بسبب مطلق ہونے آیت قرآنی کے عدل منکوحات مین اور سنن امام احمد مین حدیث مرفوع ہے کہ جسکی دو عورتین ہون اور وہ ایک کی طرف مائل ہو تو وہ
قیامت مین آویگا اور اسکا آدھا بدن ٹیڑھا ہوگا یہ حدیث بھی مطلق ہے باکرہ اور ثیبہ اور قدیمہ اور جدیدہ وغیرہ کو اسمین کچھ فرق نہین اور امام شافعی کے نزدیک باکرہ
سے نکاح کرے تو سات دن اسکے پاس رہے اور اگر ثیبہ سے نکاح کرے تو تین دن اسکے پاس رہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ باکرہ کے سات دن اور ثیبہ کے تین دن ہین
تو حدیث مذکور کا یہ مطلب ہے کہ ابتداے نوبت جدیدہ سے چاہیے نہ زیادتی نوبت کی یعنی اگر سات دن باکرہ کے پاس رہے تو اور ازواج کے پاس بھی سات دن رہے
اور اگر تین دن ثیبہ کے پاس رہے تو اسیقدر اور منکوحات کے پاس بھی رہنا چاہیے كذا في حاشية المدني وللامة والمكاتبة وام الولد والمدبرة والمعتق بعضها
النصف من الحرة اي من البيتوتة والسكنى معها اما النفقة فتجب لها اور قسم لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ اور جسکا کچھ حصہ آزاد ہو اسکو واسطے بقدر نصف حرہ کے ہے یعنی شب باشی
اور اسکے ساتھ رہنے مین لیکن نفقہ پس معتبر ہے بقدر حال زوجین کے تونگری اور افلاس مین خلاصہ یہ ہے کہ اگر لونڈی یا مکاتبہ منکوحہ ہو تو اسکی باری حرہ سے آدھی
ہے مثلاً ایک شخص کے پاس ایک حرہ اور ایک لونڈی منکوحہ ہو تو دو شب حرہ کے پاس رہے اور ایک شب لونڈی کے پاس جسقدر عورت کچھ آزاد ہو تو نصف آزاد کی باری
ولا قسم في السفر دفعا للحرج فله السفر بمن شاء منهن والقرعة احب تطييبا لقلوبهن اور سفر مین باری نہین واسطے دفع حرج کے تو مرد کو اختیار ہے جسکو چاہے
ان مین سے سفر مین لیجاوے اور قرعہ کر لینا مستحب ہے ازواج کا دل خوش کرنے کے واسطے اور قرعہ کا یہ طریق ہے کہ ایک پرچہ کاغذ مین سفر کا لفظ لکھا اور دوسرے کاغذ پر
حضر کا لفظ لکھا پھر ان کو مٹی مین اندر کرکے گولی بنائے پھر کسی لڑکے کو دے کہ ہر عورت کو حوالہ کرے جسکے پاس سفر کی گولی جاوے اسکو ساتھ لے كذا في الطحطاوي
والمدني عن القهستاني ولو تركت قسمها بالكسر اي نوبتها لضرتها صح ولها الرجوع في ذلك في المستقبل لانه ما وجب فما سقط اور اگر ایک زوجہ اپنی باری
چھوڑ دے اپنی سوت کیواسطے تو یہ درست ہے اور اسکو رجوع کرنا یعنی باری دیکر پھیر لینا بھی اسمین جائز ہے زمانہ آیندہ مین اسواسطے کہ زمانہ مستقبل مین حق عورت کا واجب
نہین تو اسکے ساقط کرنے سے ساقط بھی نہوگا ولو جعلته لمعينة هل له جعله لغيرها ذكر الشافعي لا وفي البحر بحثا نعم ونازعه في النهر اور اگر ایک عورت نے اپنی باری مخصوص
ایک سوت کو دی تو آیا زوج کو جائز ہے کہ اسکے سوا دوسری کے واسطے مقرر کرے شافعی نے ذکر کیا کہ دوسری کو باری دینا جائز نہین اور بحر الرائق مین
بعد گفتگو کے کہا کہ ہان زوج کو اختیار ہے اور تنازع کیا ہے اس سے نہر الفائق مین ہم بحر الرائق مین کہا کہ شاید مشائخ حنفیہ نے اس تفصیل شافعیہ کو اسواسطے ذکر نہین
کیا کہ یہ ہبہ اسقاط ہے زوج سے تو اسمین زوج کا اختیار ہوگا خواہ زوج کو ہبہ کرے خواہ سوت کو نہر الفائق مین کہا کہ سوت کو دینے سے زوج کا حق ہو جاوے
یہ مسلم نہین اسواسطے کہ باری عورت کا حق ہو جاتا ہے ترک کرے طحطاوی نے کہا کہ باری عورت کا حق ہے قبل اسقاط کے اور بعد اسقاط کے زوج کا
اختیار ہے نزدیک مشائخ کے كذا في حاشية المدني ولقيم عند كل واحدة منها يوما وليلة لكن انما تلزمه التسوية في الليل حتى لو جاء للاولى بعد الغروب وللثانية
بعد العشاء فقد ترك القسم اور ٹھہرے ہر ایک کے پاس دو عورتون مین سے ایک دن اور ایک رات اور جو دو کا حال وہی چار کا حال لیکن برابری تو زوج کو رات مین لازم
ہے یہانتک کہ اگر آیا زوج پہلی عورت کے پاس بعد غروب کے اور دوسری کے پاس بعد عشا کے تو البتہ اس نے چھوڑا عدل کو خلاصہ یہ کہ عورتون کے
پاس رات کے رہنے مین زیادتی کمی نہ کرے اور دن کو اختیار ہے یہانتک کہ اگر ایک کے پاس دن بھر رہا اور دوسری کے پاس ایک ساعت تو جائز ہے كذا في
حاشية المدني عن فتح القدير ولا يجامعها في غير نوبتها وكذا لا يدخل عليها الا لعيادتها ولو اشتد ففي الجوهرة لا باس ان يقيم عندها حتى تشفى او تموت انتهى

یعنی اذا لم یکن عندہا من یونسہا اور جماع نہ کرے عورت سے اسکی باری کے سواین اگرچہ دن ہو اور اسیطرح سواے باری کے رات کو اسکے پاس نجاوے مگر اسکی عیادت کیواسطے اور اگر زوجہ کی بیماری سخت ہو تو مجھ ہر دین ہی کہ کچھ مضائقہ نہین کہ ٹھہرا رہے اسکے پاس یہانتک کہ اسکو آرام ہو یا مر جاے فقط یعنی اسقدر بیمار عورت کے پاس ٹھہرنا اس صورت مین ہی جبکہ اسکے پاس کوئی مونس اور غمخوار نہو ولو مرض ہو فی بیتہ دعی کلا فی نوبتہا لانہ لو کان صحیحا دارا وبذلک ینبغی ان یقبل منہ نہار اگر بیمار ہو زوج اپنے گھر مین تو بلاوے ہر عورت کو اسکی باری مین اسواسطے کہ اگر تندرست ہوا در یہی ارادہ کرے یعنی بلانے کا تو لائق ہی کہ اسکا امر قبول کیا جاوے کذا فی النہر وان شاء ثلثا ثلثا ای ثلثۃ ایام ولیالیہا اور اگر چاہے تین دن اور تین راتین ہر ایک کے پاس ہے ولا یقیم عند احدہما اکثر الا باذن الاخری حلا صتہ وزاد فی الخانیۃ والرای فی البدایۃ فی القسم الیہ وکذا فی مقدار الدور ہدایۃ وتبیین نہ ٹھہرے دونو مین سے ایک کے پاس زیادہ مگر دوسری کی اجازت سے کذا فی الخلاصۃ اور زیادہ کیا ہی خانیہ مین اور تجویز شروع باری مین زوج کی طرف ہی یعنی مثلا اگر سفر سے آوے تو جسکے پاس چاہے رہے اور اسی طرح مقدار دور کی زوج کے اختیار مین ہی چاہے ہر ایک پاس سات سات دن سب چاہے کم و بیش کذا فی الہدایہ والتبیین وقیدہ فی الفتح بحثا بمدۃ الایلاء او جمعۃ وعممہ فی البحر فنظر فیہ فی النہر قال المصنف وظاہر بحثہما انہما لم یطلعا علی ما فی الخلاصۃ من التقیید بثلثۃ ایام کما حولنا علیہ فی المختصر واللہ اعلم اور مقید کیا ہی فتح القدیر مین مدت دور کو از رو بحث کے ساتھ مدت ایلاء کے بلکہ ساتھ مدت ایک ہفتہ کے اور عام رکھا ہی مدت دور کو بحر الرائق مین سو اعتراض کیا ہی عموم بحر مین صاحب نہر الفائق نے کہا مصنف نے منح الغفار مین اور ظاہر بحث صاحب فتح القدیر اور بحر الرائق کی دلالت کرتی ہی کہ دونون مطلع نہین ہوئے اس روایت پر جو خلاصہ مین ہی یعنی تین دن کو تقیید سے جیسا کہ ہمنے اسی خلاصہ کی روایت پر اعتماد کیا ہی مختصر مین یعنی تنویر الابصار مین واللہ اعلم فتح القدیر مین کہا کہ اطلاق دور کا معتبر نہین اسواسطے کہ اگر ایک ایک برس کا دورہ زوج مقرر کرے تو یہ اطلاق خیال مین نہین آتا بلکہ مدت ایلا تک یعنی چار مہینے تک مطلق رکھنا بھی لائق نہین اور جبکہ باری آئین اور دفع وحشت کے لیے واجب ہی تو قریب مدت اعتبار کرنا چاہیے اور میرے گمان مین یہ ہی کہ ایک ہفتہ سے زیادہ دورہ مقرر کرنا ضرر رسانی ہی مگر یہ کہ دونون اسپر راضی ہو جاوین فقط تو معلوم ہوا کہ شارح کی عبارت مین لفظ او بمعنی بل ہی اسیواسطے مترجم نے ویسا ہی ترجمہ کیا اور بحر الرائق مین کہا کہ مدت دور کی مطلق ہی اسواسطے کہ جب دورہ برابر ہوا تو کچھ ضرر رسانی نہین کیونکہ عورت اپنی باری کے آنے پر مطمئن رہیگی اور نہر الفائق مین کہا کہ اطلاق دور مین نفی مضرت کی مسلم نہین فقط یعنی مثلاً اگر مدت دور کی دس برس ہوئی اور زوج قبل آنے باری دوسری عورت کے مر گیا تو صریحاً مضرت ہی اور مصنف جو خلاصہ کی عبارت سے تین دن کی تقیید سمجھا سو بھی لائق اعتماد کے نہین اسواسطے کہ خلاصہ کی عبارت محتمل ہی تمثیل کی نہ تحدید کی اور شارح قہستانی نے خانیہ اور سراجیہ سے نقل کیا کہ زوج کو اختیار ہی کہ ہر ایک عورت کے پاس سات سات دن رہے اور بلا شک شروح متون کی ترجیح مین مقدم ہین فتاوون پر کذا فی حاشیۃ المدنی فروع مسائل ملحقہ شارح کے لو کان عملہ لیلا کالحارس ذکر الشافعیۃ انہ یقسم نہارا وہو حسن اگر کام زوج کا رات کو ہو جیسے چوکیدار اور اسکی دو تین عورتین ہوں تو شافعیون نے ذکر کیا ہی کہ وہ دن کو باری مقرر کرے شارح نے کہا کہ یہ کلام شافعیون کا خوب ہی وحقہ علیہا ان تطیعہ فی کل مباح یامرہا بہ اور حق زوج کا زوجہ پر یہ ہی کہ اسکی اطاعت کرے ہر ایک امر مباح مین جسکا عورت سے حکم کرے ظاہر یہ ہی کہ امر مباح زوج کے امر سے عورت پر واجب ہوتا ہی جیسے حکم سلطان کا رعیت پر اور زوج کو جائز ہی کہ ترک آرائش سے اور ترک نماز اور طہارت سے اور وطی کی عدم اجابت سے عورت کو مارے کذا فی فتح القدیر اور اگر مرد کے پاس عورت ہو کہ نماز نہ پڑھتی ہو تو اسکو طلاق دینا جائز ہی اگرچہ ادائے مہر پر قادر نہو اور اگر عورت کا باپ لنگڑا ہو اور اسکا کوئی خبرگیر نہو اور زوج اسکے پاس جانے سے منع کرتا ہو تو اس صورت مین عورت کو نافرمانی زوج کی جائز ہی اور خدمت باپ کی ضرور ہی باپ چاہے مسلمان ہو خواہ کافر کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن العالمگیریۃ وله منعہا من الغزل اور جائز ہی مرد کو عورت کا منع کرنا سوت کاتنے سے اسواسطے کہ نفقہ اسکا زوج پر واجب ہی ومن اکل ما یتاذی من رائحتہ اور مرد کو جائز ہی کہ عورت کو منع کرے اس چیز کے کھانے سے جسکی بو سے اسکو تکلیف ہوتی ہو جیسے کچا پیاز اور لسن اور مولے اور حقہ کشی اسواسطے کہ بوسہ لینا حق ہی زوج کا اور بدبو سے نفرت آتی ہی اور سید اسعد مدنی نے

[illegible] سے [illegible] کو اگر [illegible] سے عورت کو منع کرے کذا فی حاشیۃ السید الحموی [illegible]

[illegible] سے منع کرے عورت کو اگر [illegible] ہو [illegible]

[illegible] ہیں سے [illegible] کی [illegible] ہیں اور احکام [illegible] ہیں ایک معاشرت بالمعروف ہو موجب [illegible]

[illegible] کے اور معاشرت بالمعروف کے مضمون سے یہ [illegible] عورت سے ایسا سلوک کرے جو [illegible]

[illegible] ایسا احکام [illegible] ہے کہ اگر عورت نافرمانی زوج کی کرے تو اول اسکو نصیحت کرے اگر نصیحت [illegible]

[illegible] اور [illegible] کرے اگر اس سے بھی نہ مانے تو پھر مارنا جائز ہے کذا فی حاشیۃ السید [illegible] اور مکروہ ہے مرد کو اپنی عورت سے [illegible]

[illegible] درخت [illegible] سوت کے نزدیک اور اسی طرح اپنی لونڈی [illegible] لونڈی کے [illegible] کذا فی حاشیۃ الطحاوی

باب الرضاع

یہ باب ہے رضاع کا یعنی احکام شیر خوارگی کے ذکر میں ہے اور لغت میں بفتح و کسر مص الثدی وشرعا مص من ثدی آدمیۃ ولو بکرا او میتۃ او آیسۃ والحق بالمص

[illegible] بفتح و کسر لغت میں چوسنا ہے چھاتی کا اور شرع میں چوسنا ہے عورت کی چھاتی سے اگرچہ عورت کنواری ہو یا مردہ یا بڑھی اور چوسنے سے ملحق

[illegible] اور ناک سے [illegible] یہ اشارہ ہے صاحب بحر الرائق کی رد پر کہ [illegible] مس ہوتا ہے اور پیٹ میں نہیں جاتا [illegible] رضاع ثابت ہوتا ہے

[illegible] جیسے [illegible] شارح نے جواب دیا کہ وجور اور سعوط ملحق ہے مص سے اور چونکہ سبب [illegible] پیٹ میں جانے کا مص ہوتا ہے اس واسطے اسکو ذکر کیا

[illegible] میں کہا کہ [illegible] متلازم [illegible] کا اس واسطے کہ صاحب قاموس نے مص کو شرب [illegible] سے تعبیر کیا ہے فی وقت مخصوص ہو حولان ونصف عندہ وحولان فقط عندہما و

ہو الاصح فتح وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العیون [illegible] مص ہو وقت مخصوص میں اور وہ وقت ڈھائی برس ہیں امام کے نزدیک اور فقط دو برس ہیں

صاحبین کے نزدیک اور یہی مذہب صاحبین کا اصح ہے کذا فی فتح القدیر اور اسی پر فتوی ہے کما فی تصحیح القدوری ناقلا عن الدرایۃ وفی تحفۃ [illegible] عن العیون

اور للفظ حولین کاملین سے جو کلام مجید میں واقع ہے ثابت ہوتا ہے کہ رضاع بعد تمامی حولین کے نہیں اور طحاوی نے اسی روایت کو پسند کیا ہے لکن فی الجوہرۃ

انہ فی الحولین ونصف ولو بعد الفطام محرم وعلیہ الفتوی لیکن جوہرہ میں ہے کہ البتہ رضاع ڈھائی برس کے اندر اگرچہ بعد چھوڑنے کے ہو حرمت ثابت

کرتا ہے اور اسی روایت پر فتوی ہے کذا فی الولوالجیۃ اور یہی ظاہر الروایت ہے کما فی الخانیۃ اور فتح القدیر میں واقعات ناطفی سے منقول ہے کہ فتوی [illegible] ہے

ظاہر الروایت پر کذا فی حاشیۃ المدنی تو معلوم ہوا کہ مدت رضاع میں فتوی مختلف ہے تو اس صورت میں ظاہر الروایت مرجح ہوگی واستدلوا لقول الامام

بقولہ تعالی وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا [illegible] اور استدلال کیا ہے علما نے واسطے قول امام کے حق تعالی کے اس قول پاک سے کہ حمل اس کے

کا اور دودھ سے چھوٹنا اسکا تیس مہینے میں ہے یعنی مدت ہر ایک کی دونوں میں سے تیس مہینے ہیں یعنے حمل بھی تیس مہینے اور فصال بھی تیس مہینے اس واسطے

کہ حق تعالی نے دو چیزیں ذکر کیں اور دونوں کی مدت مقرر فرمائی تو وہ پوری مدت دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے ہوگی جیسے کوئی مدت مقرر کرے دو

قرض کے واسطے یوں کہ [illegible] کے مجھپر ایک [illegible] درم اور پانچ من [illegible] ہیں مہینہ بھر کے وعدہ سے تو مہینہ بھر درم کی بھی مدت ہوتی اور پورا مہینہ [illegible] کی بھی مدت ہوگی [illegible] سوال

ہوتا ہے کہ اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ مدت حمل ڈھائی برس ہو اور حالانکہ امام کے نزدیک حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں تو اسکا جواب شارح نے اپنے اس قول [illegible]

[illegible] فی [illegible] بقول عائشۃ لا یبقی الولد اکثر من سنتین [illegible] الاسماعا [illegible] کی چھ مہینے [illegible] میں یعنی حمل میں ثابت ہوئی عائشہ [illegible]

فرمایا کہ [illegible] باقی رہتا ہے لڑکا پیٹ میں زیادہ دو برس سے اور مثل اس مضمون کا معلوم نہیں ہو سکتا مگر شارع کی سماع سے یعنی تعیین مدت [illegible] کو دخل نہیں [illegible]

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا تو [illegible] میں قول صحابی کا قائم مقام حدیث مرفوع کے ہو گیا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسکو شرح نخبۃ الفکر [illegible]

مشرح بیان کیا ہے اور قول حضرت صدیقہ کا سنن دارقطنی اور بیہقی مین جمیلہ بنت سعد کی روایت سے موجود ہے کذا فی حاشیۃ المدنی پھر یہان دوسرا سوال وارد ہوا
کہ امام نے تخصیص آیت کی حدیث سے کیونکر تجویز کی حالانکہ آیت قطعی ہی اور حدیث ظنی اور تخصیص قطعی کی ظنی سے جائز نہین اسکا جواب شارح نے اگلے قول سے دیا و لانہ
مأوّلۃ لتوزیعہم الاجل علی الاقل والاکثر فلم تکن دلالتہا قطعیۃ اور آیت موصوفہ ماوّل ہے یعنی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین بسبب تقسیم کرنے علماء کے مدت کو اقل مدت
حمل پر اور فصال اکثر مدت پر یعنی صاحبین اور شافعی وغیرہ نے تیس مہینے کو یون تقسیم کیا کہ چھ مہینے حمل کی مراد رکھے اور دو برس فصال کی پھر جب تیس مہینے کی مدت حمل اور
فصال پر اسطرح تقسیم ہوئی تو دلالت آیت کی قطعی نرہی ظنی ہو گئی اور حدیث بھی ظنی ہے تو تخصیص ظنی کی ظنی سے درست ہو گئی علی ان الواجب علی المقلد العمل بقول
المجتهد وان لم یظہر دلیلہ کما افادہ فی رسم المفتی علاوہ استدلال سے یہ ہے کہ مقلد پر واجب ہے عمل کرنا مجتہد کے قول پر اگرچہ اسکی دلیل ظاہر نہو چنانچہ قاضیخان نے اسکو بیان کیا ہے اپنے
فتاوی مین رسم مفتی کے مقام مین یعنی اگر کوئی بسبب دقت کلام کے استدلال امام کو نہ سمجھے تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ جسکو اجتہاد کا پایہ نہین اسپر تقلید مجتہد کے قول کی
واجب ہے گو اسکی دلیل کو نجانے تو حنفی مذہب کو مثلاً امام کا قول کافی ہے دلیل کا سمجھنا اسپر ضرور نہین لکن فی آخر الحاوی فان خالفاہ قیل یخیر المفتی والاصح ان العبرۃ
لقوۃ الدلیل لیکن حاوی قدسی کے آخر مین یون ہے کہ اگر مخالفت کی صاحبین نے امام کے کسی مسئلہ مین تو بعضون نے کہا ہے کہ مختار ہے مفتی دونون قول مین
جس قول پر چاہے فتوی دے اور بعضون نے کہا کہ امام کے قول کو مقدم رکھے اور اصح یہ ہے کہ اختلاف امام اور صاحبین مین قوت دلیل کا اعتبار ہے یعنی اگر امام رح
کی دلیل قوی ہے تو امام کے قول پر فتوی دے اور اگر صاحبین کی دلیل قوی ہے تو انکے قول پر مفتی فتوی دے لیکن قوت دلیل کو کون سمجھ سکتا ہے سوا ے اہل اجتہاد کے
اور صاحب بحر الرائق اور نہر الفائق کو گونہ پایہ اجتہاد کا رکھتے ہین مصرح کر چکے ہین کہ مدت رضاع مین دلیل صاحبین رح کی قوی ہے کما قال تعالی والوالدات یرضعن اولادہن
حولین کاملین) کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی ثم الخلاف فی التحریم اما لزوم اجر الرضاع للمطلقۃ فمقدر بحولین بالاجماع پھر معلوم کیا چاہیے کہ اختلاف امام
اور صاحبین کا تحریم مین ہے یعنے امام کے نزدیک اڑھائی برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت مرضعہ وغیرہ کی ثابت ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک فقط دو برس
کے اندر لیکن لازم ہونا دودھ پلانے کی اجرت کا مطلقہ کیواسطے سو دو ہی برس کر مقدر ہے باجماع امام اور صاحبین کے یعنی اگر زوج زوجہ کو طلاق دے اور وہ لڑکے کو
دودھ پلائے بعد طلاق تو فقط دو ہی برس تک بالاتفاق اجرت پاویگی نہ دو برس سے زیادہ و یثبت التحریم فی المدۃ فقط ولو بعد الفطام والاستغناء
بالطعام علی ظاہر المذہب وعلیہ الفتوی فتح وغیرہ قال المصنف وبہ یفتی للبحر خلافا للزیلعی خلاف المعتمد لان الفتوی اذا اختلف رجح ظاہر الروایۃ اور ثابت ہوتی ہے
تحریم مدت رضاع مین فقط یعنی بعد مدت کے شیرخوارگی سے تحریم نہین مدت کے اندر تحریم ثابت ہے اگرچہ رضاعت ہو بعد دودھ چھوڑنے کے اور بسبب استغنا
طعام کے ہو بنابر ظاہر مذہب کے یعنی اگر مدت کے اندر مثلاً چھ مہینے کے بعد لڑکا روٹی دال کھانے لگا ہو اور دودھ چھوٹ چکا ہو تو بھی اگر دو برس کے اندر دودھ پیوے گا
تو حرمت ثابت ہوگی اور اسی روایت پر فتوی ہے چنانچہ فتح القدیر وغیرہ مین مصرح ہے کہا مصنف نے بحر الرائق کی پیروی سے سو جو روایت کہ زیلعی مین ہے مخالف معتمد
کے زیلعی نے کہا کہ حسن نے امام رح سے روایت کی کہ اگر لڑکے کو دودھ کے سوا کھانے کی عادت ہو گئی قبل گذرنے مدت رضاع کے تو تحریم نہین ثابت ہوتی اور
اسی پر فتوی ہے مصنف نے کہا کہ یہ قول لائق اعتماد کے نہین اسواسطے کہ جب فتوی مختلف ہوا تو ظاہر الروایت کو ترجیح ہوئی اور ظاہر الروایت یہی ہے کہ مدت کے
اندر مطلقاً تحریم ثابت ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولم یبح الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی والانتفاع بہ بغیر ضرورۃ حرام علی الصحیح شرح الوہبانیۃ اور مباح نہین
دودھ پلانا بعد مدت رضاع کے یعنی دو برس کے بعد اسواسطے کہ دودھ جز ہے آدمی کا اور نفع لینا جز آدمی سے بغیر ضرورت شرعی کے حرام ہے بنابر قول صحیح کے کذا فی شرح الوہبانیۃ
یعنی بعد دو برس کے لڑکا کھانے پینے لگتا ہے اب اسکے دودھ کی ضرورت نرہی یہان شبہہ ہوتا تھا کہ جب انتفاع آدمی کے دودھ سے بضرورت جائز ہوا تو بطور علاج
کے استعمال اسکا جائز ہونا چاہیے سو اس وہم کو شارح نے اپنے اگلے قول سے دفع کیا وفی البحر لا یجوز التداوی بالمحرم فی ظاہر المذہب اصلہ بول الماکول کما مر و
بحر الرائق مین ہے کہ جائز نہین دوا کرنا حرام چیز سے ظاہر مذہب مین اور اصل تداوی بالمحرم کی ماخوذ ہے تداوی بول ماکول اللحم سے چنانچہ کتاب طہارۃ مین

اتو فسق ہے کیسا کہ مذکور ہو چکا سو وہان قتال کرو تو دی؛ فحرم من اشرف بانیا ہو جو سبب ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ جو سبب ہو

معلوم ہو اور کوئی دوسری دوا نہ ہو سو اور اسی روایت پر فتویٰ ہو جیسے شراب جائز ہو واسطے دفع پیاس جیسا کہ قطع ... وجہ (ختم)

الا لمرضعة وتلحقه ... بیٹا؛ جبار ... علی الارضاع اور باپ کو جائز نہیں کہ زبردستی کرنا اسکے لڑکے کے دودھ پینے

پر ہو مگر اسکی ماں کے قلقلے سے دودھ چھوڑا سکے پر جبر جائز نہیں ہو سکتا اگر بچے کو دودھ چھوڑانا منظور ہو تو صرف باپ کو جبر نہیں

پلانے پر بھی جائز نہیں یعنی ماں ہو تو اسکو دودھ پلانے اور چھوڑانے کا اختیار ہو اسکی ماں کے ... ہو یا غیر کے لینے سے بائن ...

کرتی ہو تو ماں کو جبر کرنا جائز نہیں کذا فی حاشیة ... ولیس لزوک تحتی ... اجبار ... مع زوجته حرة وقبلها الا ان تعین ... باپ کو ...

یعنی دونون قسم کا جبر ہوتی زوجہ حرہ کے ساتھ اگرچہ قبل مدت دو برس کے ہو اسلیے کہ حق پرورش کا زوجہ کو ہو سکتا ہو تو دودھ پلانے یا چھوڑانے میں اسکو اختیار ہو

یعنی دودھ چھوڑانے اور دودھ پلانے میں اگرچہ قبل مدت کے ہو جبر کرنا جائز نہیں ہان بعد مدت کے دودھ چھوڑانے پر اسکو جبر کرنا درست ہو وثبت ...

وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه لا غیر فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم ... ثابت ہوتا ہو

دودھ پینے سے اگرچہ قلیل ہو کذا فی البزازیہ اگرچہ دودھ نہایت قلیل ہو بشرطیکہ معلوم ہو دودھ کا پیٹ میں پہنچنا لڑکے کے منہ سے یا اسکی

ناک سے نہ اور کسی راہ سے یعنی کان میں ٹپکانے سے یا حقنہ وغیرہ سے سو اگر لڑکے نے سر پستان کو منہ میں لیا اور معلوم نہوا کہ دودھ حلق میں داخل ہوا یا نہیں تو حرمت نہ

ثابت ہوگی اسواسطے کہ حلت کے مانع میں شک ہو یعنی حلت اصل ہو اور بالیقین ثابت ہو اور مانع حلت میں یعنی دودھ کے اندر جانے میں شک ہو تو شک سے یقین نہیں زائل

ہوتا کذا فی الولوالجیہ ولو ارضعها اکثر اهل القریة ثم لم یدر من ارادا ... تزوجها ان لم تظهر علامة ولم یشهد بذلک جاز خانیہ اور اگر دودھ پلایا ایک عورت کو اکثر اہل قریہ نے پھر

معلوم نہوا کہ کون کون عورت نے اسکو دودھ پلایا ہو پھر ارادہ کیا اہل قریہ میں سے کسی نے اس عورت سے نکاح کا تو اگر علامت ظاہر نہو اور کوئی تعیین نہ کرے گواہ ہو تو نکاح

کرنا جائز ہو کذا فی الخانیہ طحطاوی نے لکھا کہ اس علامت کو کسی نے تفسیر نہیں کیا اور ممکن ہو کہ علامت کو یون بیان کیجیے کہ مثلاً ایک عورت دودھ والی بالیقین آتی جاتی ہو

جہان صبیہ رہتی تھی یا اسی گھر میں رہتی ہو تو یہ نشان قوی ہو دودھ پلانے پر اور تقویٰ ایسے مسائل میں یہ ہو کہ مواقع اشتباہ میں نکاح نکرے اور واجب ہو کہ عورتون

پر واجب ہو کہ ہر لڑکے کو دودھ نہ پلاوین بلا ضرورت اور اگر پلاوین تو یاد رکھین بلکہ لکھ رکھین سے لینے تا نادانستگی میں حرام نہ واقع ہو اور خانیہ میں ہو کہ عورت کو اپنی

لڑکے کا دودھ پلانا بدون اجازت شوہر کے مکروہ ہو مگر جب ہلاک ہونے کا خوف ہو تو مضائقہ نہیں اور محیط میں ہو کہ مرد کو مناسب نہیں کہ اپنے لڑکے کو احمق عورت

کا دودھ پلاوے اسواسطے کہ حدیث میں منع ہو کہ دودھ کا اثر ہوتا ہو کذا فی حاشیة الدر فی ... المرضعة للرضیع ویثبت ابوة زوج مرضعة اذا کان لبنها منه

له والا لا کما یجیء ثابت ہوتا ہو ماں ہونا دائی کا شیرخوار کی کے واسطے اور ثابت ہوتا ہو باپ ہونا دائی کے زوج کا جبکہ دودھ دائی کا اسی زوج سے ہوا اور

اگر دودھ دائی کا پہلے زوج سے ہو تو زوج ثانی کا باپ ہونا ثابت نہوگا بلکہ شیرخوار ربیب رضاعی ہوگا زوج ثانی کا چنانچہ اسکی تصریح آئے گی

فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب رواه الشیخان واستثنی بعضهم احدی وعشرین صورة وجمعها فی قوله ... حرام ہوتا ہو اُس سے بسبب رضاعت کے جو

حرام ہو نسب سے یہ حدیث بالمعنی ہو روایت کیا ہو اسکو بخاری اور مسلم نے مرفوع ابوہریرہ سے اور ابن عباس رض کی روایت سے ان الفاظ سے کہ (یحرم

من الرضاعة ما یحرم من النسب) اور عموم اس حدیث سے بعض علمانے اکیس صورتین مستثنیٰ کی ہین اسکو اپنی آیندہ قول مین نظم کیا ہو ... یفارق النسب الارضاع

فی صور کام نافلة او جدة الولد ... چند صورتون مین چنانچہ پوتے کی ماں یا لڑکے کی نانی یعنی پوتے کی رضاعی ماں دادا کو حلال ہو مثلاً زید کا

بیٹا محمود ہو اور محمود کا بیٹا خالد ہو سو خالد کو ایک اجنبی عورت کریمہ نے دودھ پلایا تو زید کو کریمہ سے نکاح کرنا حلال ہو بخلاف نسب کے کہ پوتے کی ماں نسبی دادا کو

حلال نہیں اسواسطے کہ خالد کی ماں زوجہ ہو محمود کی تو بہو ہوئی زید کی اور اگر محمود کا بیٹا رضاعی ہو اسطرح کہ محمود کی زوجہ نے بکر کو دودھ پلایا ہو تو زید کو

بکر کی نسبی ماں سے نکاح درست ہی اور اسیطرح بکر کو زوجۂ محمود کے سوا اگر حلیمہ نے دودھ پلایا ہو تو حلیمہ بھی زید کو حلال ہی اور لڑکے کی نانی حلال ہی اسطرح کہ زید کے بیٹے عبداللہ کو حمیدہ نے دودھ پلایا تو حمیدہ کی ماں جو نانی ہوئی عبداللہ کی سو زید کو حلال ہی بخلاف نسب کے کہ عبداللہ کی نانی نسبی خوشدامن ہی زید کی تو یہ حرام ہی اور اسیطرح اگر زید کا بیٹا ہی رضاعی خالد اسکا نام تو خالد کی نانی نسبی ہو یا رضاعی زید کو حلال ہی ۵ وام اخت اخت ابن وام اخ + وام خال عمۃ ابن اعتمر + اور حلال ہی باعتبار رضاعت کے بہن کی ماں اور بیٹے کی بہن اور بھائی کی ماں اور ماموں کی ماں اور بیٹے کی پھوپھی سو بہن کی ماں سو اسکی بھی تین صورتین ہین پہلی صورت یہ کہ ماں رضاعی ہو اور بہن نسبی مثلاً زید کی سگی بہن کو حافظہ نے دودھ پلایا تو زید کو حافظہ سے نکاح درست ہی دوسری صورت یہ کہ بہن رضاعی ہو اور اسکی ماں نسبی جیسے زید کی رضاعی بہن رشیدہ ہی تو زید پر رشیدہ کی ماں نسبی حلال ہی اور تیسری صورت یہ ہی کہ ماں بھی رضاعی ہو اور بہن بھی رضاعی چنانچہ مثال سابق مین رشیدہ کی رضاعی ماں زید پر حلال ہی اور بیٹے کی بہن کی بھی تین صورتین مین پہلی یہ کہ بہن رضاعی اور بیٹا نسبی چنانچہ زید کا بیٹا ہی خالد اور اسکی رضاعی بہن ہی فریدہ یعنی خالد اور فریدہ نے ایک اجنبی عورت کا دودھ پیا تو زید کو فریدہ حلال ہی دوسری یہ کہ بیٹا فقط رضاعی ہو جیسے زید کا بیٹا ناصر ہی رضاعی اور ناصر کی بہن نسبی زینب ہی تو زید پر زینب حلال ہی تیسری یہ کہ بیٹا بھی رضاعی اور اسکی بہن بھی رضاعی جیسے کہ مثال سابق مین ناصر کی بہن رضاعی زید پر حلال ہی اور بھائی کی ماں اسکی بھی تین صورتین ہین چنانچہ اسکی تفصیل بہن کی ماں مین مذکور ہو چکی اور ماموں کی ماں اسکی بھی تین صورتین ہین پہلی صورت یہ کہ زید کے ماموں نسبی کو دودھ پلایا حفیظہ نے تو زید کو ماموں کی دائی حلال ہی دوسری یہ کہ زید کے رضاعی ماموں کی نسبی ماں زید کو حلال ہی تیسری یہ کہ زید کے رضاعی ماموں کی رضاعی ماں زید پر حلال ہی اور اگر ماموں اور اسکی ماں دونون نسبی ہون تو حلال نہین اسواسطے کہ ماموں کی ماں یا سگی نانی ہی یا نانا کی منکوحہ اور بیٹے کی پھوپھی اسکی بھی تین صورتین ہین پہلی یہ کہ زید کا بیٹا نسبی ہی حسن جسنے دودھ پیا اجنبی عورت کا جو زوجہ ہی خالد کی اور خالد کی بہن ہی عظیمہ تو عظیمہ رضاعی پھوپھی ہوئی حسن کی سو عظیمہ زید پر حلال ہی دوسری یہ کہ زید کا بیٹا رضاعی ہی قاسم سو قاسم کی نسبی عمہ زید پر حلال ہی تیسری یہ کہ قاسم نے زید کی زوجہ کے سوا کریمہ کا دودھ پیا تو کریمہ کے خاوند کی بہن زید پر حلال ہی اور اگر بیٹا اور اسکی عمہ دونون نسبی ہون تو زید پر اسکی عمہ حلال ہوگی اسواسطے کہ وہ بہن ہی زید کی یہ تمام اکیس صورتین جو نظم مین مندرج تھین مفصلاً بیان ہو چکین اسواسطے کہ ناظم نے سات صورتین نظم کی ہین اور ہر ایک صورت مین تین تین صورتین محتمل ہین تو سب اکیس ہوئین الا ام اخیہ واختہ یعنی جو نسب سے حرام ہی وہ رضاعت سے بھی حرام ہی مگر بھائی اور بہن کی ماں اور اسکے سوا اور معطوفات آیندہ رضاعت سے حلال ہین نہ نسب سے چنانچہ حلت کا بیان مفصل ہو چکا اس مقام مین قاضی بیضاوی کا اعتراض ہی کہ یہ جو فقہا نے حدیث (یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب) سے ام اخیہ وغیرہ کو استثنا کیا ہی سو صحیح نہین اسواسطے کہ ان صورتون کی حرمت باعتبار مصاہرت کے ہی نہ باعتبار نسب کے پھر جب مستثنیٰ مستثنیٰ منہ مین داخل نہوا تو استثنا کیونکر صحیح ہوگا اسکا جواب شارح نے آیندہ دیا ہی (استثنا منقطع لان حرمتہن قد ذکر بالمصاہرۃ لا بالنسب فلم یکن الحدیث متناولا لما استثناہ کالنعمار فلا تخصیص بالعقل کما قیل) یہ استثنا منقطع ہی اسواسطے کہ حرمت مذکورات کی مصاہرت کے سبب سے ہی نہ نسب کے سبب سے تو حدیث مذکور شامل نہوئی اُن صورتون کو جنکو فقہا نے استثنا کیا ہی تو عموم حدیث کی تخصیص عقل سے نہوئی جیسا کہ بعضون نے کہا یعنی یہ استثنا متصل نہین جو مستثنیٰ کا داخل ہونا مستثنیٰ منہ مین ضرور ہو بلکہ یہ استثنا منقطع ہی اور استثناے منقطع مین مستثنیٰ مستثنیٰ منہ مین داخل نہین ہوتا چنانچہ اس قول مین کہ جاء القوم الا الحمار آیا تک قاضی بیضاوی کے اعتراض کا جواب ہو چکا پھر شارح نے اسی تقریر مین دوسرا اعتراض دفع کیا صاحب النہایہ نے کہا کہ حدیث مذکور عام ہی تو فقہا نے حدیث کو دلیل عقلی سے تخصیص کیا کہ چند صورتون کو عموم حدیث سے نکالا شارح نے جواب دیا کہ جن صورتون کو فقہا نے استثنا کیا ہی انکو حدیث مذکور شامل ہی نہین تو تخصیص بالعقل کہنا غلط ہی فتح القدیر مین ہی کہ محققین کے نزدیک استثنا فقہا کا تخصیص عقلی نہین اسواسطے کہ قرآن مجید مین محرمات نسبیہ کی یون تعبیر ہوئی ہی کہ (حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت) سو ان الفاظ کے مسمیات جو رضاعت مین متحقق ہین وہ بھی بلاشبہ حرام ہین یعنی ماں اور بیٹی اور بہن اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی جیسے نسب سے حرام ہین ویسے ہی یہ ساتون رشتے رضاعت سے بھی حرام ہین اور جنکو فقہا نے استثنا کیا ہی وہ ان سات رشتون مین داخل نہین تو تخصیص کیونکر

ہونی کذا فی حاشیہ المدنی فذان حرمتہ ام اختہ واخیہ نسبا لکونہا اما او موطوۃ ابیہ وہذا المعنی مفقود فی الرضاع سو حرام ہوا بہن و بھائی کی ماں کا باعتبار نسب کے اسواسطے کہ بہن بھائی کی ماں حقیقی ماں ہو یا سوتیلی ماں ہو یا باپ کی مدخولہ ہو اور یہ امر مفقود ہو رضاعت مین یعنی زید کے بھائی کی رضاعی ماں زید کی ماں نہین ہو اور نہ اسکے باپ کی مدخولہ ہو چنانچہ اسکا مفصل بیان نظم کی شرح مین مذکور ہو چکا پھر جو حلت کہ عورت کی نسبت سے بوجہ رضاعت حدیث سے الگ کی گئی تو حدیث مذکور سے مستثنیٰ صورتون کو ہرگز شامل نہ ہوئی تو حوصلے تقسیم عقلی کا غلط ہو گیا وقس علیہ اخت ابنہ وبنتہ وجدۃ ابنہ وبنتہ وام عمہ وعمتہ وام خالہ وخالتہ اور قیاس کرے بھائی بہن کی ماں پر بیٹا بیٹی کی بہن کو اور باقی معطوفات کو یعنی ان رشتون مین جو حرمت کا سبب نسب مین ہو وہ رضاعت مین مفقود ہو چنانچہ بیٹا بیٹی کی بہن اور بیٹا بیٹی کی نانی اور چچا اور پھوپھی کی ماں اور ماموں و خالہ کی ماں باعتبار رضاعت کے حلال ہین چنانچہ اسکا بیان شرح نظم مین مثالون کے ساتھ ہو گیا دوبارہ بیان ضرور نہین لیکن چچا اور عمہ کی ماں کی حلت وہان مذکور نہین سو بیان دریافت کرنا چاہئے کہ مثلاً زید کا چچا اور عمہ نسبی انکو ایک اجنبی عورت نے جسکا جمیلہ نام ہو دودھ پلایا سو زید پر جمیلہ حلال ہو اور اسیطرح اگر زید کا چچا رضاعی ہو یعنی زید کے باپ نے اور حمیدہ کا دودھ پیا ہو پھر رضاعی بھائی نے فریدہ کا دودھ پیا تو زید کو فریدہ حلال ہو اور باعتبار نسب کے چچا یا عمہ کی ماں حلال نہین اسواسطے کہ چچا کی نسبی ماں یا تو دادی ہو یا دادا کی مدخولہ اور یہ دونون حرام ہین وکذا امہ ولدہ وجدۃ بنت اخت ولدہ وام اولاد اولادہ فہو من الرضاع حلال للرجل اور اسیطرح اپنے ولد کی جدہ اور اپنے ولد کی عمہ کی بیٹی اور اپنے ولد کی بہن کی بیٹی اور اپنے پوتون کی ماں سو یہ سب رشتے ام الخ سے یہانتک رضاعت سے حلال ہین مرد کو چنانچہ انکا بیان نظم کے ترجمہ مین گذرا لیکن دو کا بیان بیان ضرور ہو ایک یہ کہ ولد کی عمہ کی بیٹی رضاعت سے حلال ہو نہ نسب سے اسواسطے کہ بہن کی بیٹی بھانجی ہوئی دوسری یہ کہ ولد کی بہن کی بیٹی رضاعت سے حلال ہو نہ نسب سے اسواسطے کہ یا دختر ہے یا ربیبہ کی بیٹی سو یہ دونون حرام ہین کذا اخو ابن المراۃ لہا فہذہ عشر صور اور اسیطرح عورت کے بیٹے کا بھائی عورت کو حلال ہو یہ صورت مکرر ہو گئی متن کے قول ام اختہ سے یعنی مثلاً جب زید کے بھائی کی ماں زید پر حلال ہوئی تو زید کے بھائی کی ماں پر زید بھی حلال ہوا سو زید اس عورت کے بیٹے کا بھائی ٹھہرا شارح کہتا ہو سو دس صورتین یہ ہین پہلی صورت بھائی بہن کی ماں دوسری بیٹا بیٹی کی بہن تیسری بیٹا بیٹی کی دادی چوتھی چچا اور عمہ کی ماں پانچوین ماموں اور خالہ کی ماں چھٹی ولد کی جدہ ساتوین ولد کی عمہ کی بیٹی آٹھوین ولد کی بہن کی بیٹی نوین پوتے کی ماں دسوین عورت کے بیٹے کا بھائی لیکن دسوین صورت مکرر ہو اسواسطے کہ متقابلات سے ہو تو حقیقت مین نو صورتین ہین ثم تصل باعتبار الذکورۃ والانوثۃ الی عشرین یعنی یہ نو صورتین باعتبار مرد ہونے اور عورت ہونے مضاف الیہ کے بیس صورتون تک پہونچتی ہین اگر مضاف الیہ کو سب صورتون مین مرد فرض کیجیے تو یون ہوگا بھائی کی ماں اور بیٹے کی بہن اور بیٹے کی دادی اور چچا کی ماں اور ماموں کی ماں اور بیٹے کی جدہ اور بیٹے کی عمہ کی بیٹی اور بیٹے کی بہن کی بیٹی اور پوتے کی ماں اور اگر مضاف الیہ کو عورت فرض کیجیے تو یون ہوگا بہن کی ماں اور بیٹی کی بہن اور بیٹی کی دادی اور عمہ کی ماں اور خالہ کی ماں اور بیٹی کی جدہ اور بیٹی کی عمہ کی بیٹی اور بیٹی کی بہن کی بیٹی اور پوتی کی ماں ثم باعتبار الحل لہ ولہا الی اربعین مثلاً یجوز تزوجہ بام اختہ وتزوجہا بابی اخیہا اور اس اعتبار سے کہ یہ بیس صورتین مرد کو حلال ہین یا عورت کو حلال ہین تو چالیس صورتون تک نوبت پہونچے گی مثلاً جب مرد کے واسطے حلت ہو تو اول صورت مین یون کہا جائیگا کہ مرد کو اپنے بھائی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہو اور جب عورت کے واسطے حلت ہو گی تو اس صورت مین یون بولینگے کہ عورت کو اپنے بھائی کے باپ سے نکاح کرنا درست ہو سو جو متن اور شرح مین مثالین ہین سو مرد کی حلت کی ہین اور عورت کی حلت مین یون بولینگے کہ بھائی کا باپ اور بیٹے کا بھائی اور بیٹے کا دادا اور چچا کا باپ اور ماموں کا باپ اور بیٹے کا ماموں اور بیٹے کے ماموں کا بیٹا اور بیٹے کی بہن کا بیٹا اور پوتے کا باپ عورت کو حلال ہو دو مثالون مین خلاف قیاس تعبیر واقع ہوئی اسواسطے کہ بیٹے کا چچا اور بیٹے کی عمہ کا بیٹا نسب سے بھی حرام نہین اور بیان اسکا بیان ہو جو رضاعت سے حلال ہو نہ نسب سے اور بعضون نسخون مین تزوجہا بابی اخیہا کے مقام پر تزوجہا بابن اخیہا واقع ہو سو غلط ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وکل منہا یجوز ان یتعلق الجار والمجرور اعنی من الرضاع تعلقا معنویا بالمضاف کام کان تکون لہ اخت نسبیۃ لہا ام رضاعیۃ او بالمضاف الیہ

کالاخ کان یکون لہا اخ نسبی لہ ام رضاعیۃ او بہا کان تجتمع مع آخر علی ثدی اجنبیۃ ولاخیہ رضاعا ام اخری رضاعیۃ ہی مایۃ وعشرون وہذا من خواص
کتابنا اور ہر ایک صورت کو ان چالیس صورتون سے جائز ہی کہ جار اور مجرور یعنی من الرضاع باعتبار تعلق معنوی کے متعلق ہو مضاف سے یعنی من الرضاع
مقدر ہی بعد استثناء کے اس قرینہ سے کہ مستثنیٰ منہ مین مذکور ہی تو تقدیر کلام یون ہی کہ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب الا ام اختہ من الرضاع سو یہ جار مجرور
مضاف سے متعلق ہو جیسے ام اختہ مین ام کا لفظ اسطرح کہ مثلاً زید کی نسبی بہن کی رضاعی مان ہو یا من الرضاع متعلق ہو مضاف الیہ یعنی اخ کے لفظ
سے اسطرح کہ اُسکے بھائی نسبی کی رضاعی مان ہو اس مثال مین شارح سے خطا ہوگئی یون کہنا ٹھیک تھا لاخ رضاعی لام نسبیۃ یعنی رضاعی بھائی کی نسبی مان یا من الرضاع
مضاف اور مضاف الیہ دونون سے متعلق ہو اسطرح کہ ایک شخص دوسرے کے ساتھ اجنبی عورت کی چھاتی پر مجتمع ہو یعنی مثلاً زید خالد کے ساتھ اجنبی عورت کا جسکا زینب نام
ہی دودھ پیے اور اسکے رضاعی بھائی کی زینب کے سوا اور رضاعی مان ہو چنانچہ کلثوم سو کلثوم زید پر حلال ہی تو اس صورت مین بھائی بھی رضاعی ہی اور اسکی مان بھی رضاعی
ہی یعنی خالد اور کلثوم تو یہ ایکسو بیس صورتین ہوئین اسطرح پر کہ چالیس صورتین ہین سے ہر ایک صورت مین تین صورتین نکلین باعتبار تعلق جار اور مجرور کے اور چالیس کو تین مین ضرب
دینے سے ایکسو بیس ہوتے ہین شارح کہتا ہی کہ ایسا بیان ہماری کتاب کے خواص مین سے ہی یعنی ایکسو بیس صورتین مسائل رضاعیہ مین نکالنا فقط درالمختار کا خاصہ ہی دوسری کتاب
فقہ مین نہ پایا ہین سید احمد طحطاوی نے ذکر کیا کہ ابن وہبان نے شرح منظومہ مین مسائل استثناء رضاعت کے کچھ اوپر ستر تک پہونچایا ہے بحر الرائق مین کہا کہ یہ اُسکی کتاب کا خاصہ ہی صاحب
بحر الرائق نے مسائل مذکورہ کو اکاسی تک پہونچایا اور صاحب النہر الفائق نے ایک سو آٹھ تک پہونچایا اور کہا کہ یہ میری کتاب کے خصائص سے ہی سو شارح نے چاہا کہ ایکسو بیس تک
پہونچاوے سو اُسکا ارادہ پورا ہوا اسواسطے کہ نہر الفائق مین نو صورتون کو بناکر شارح نے دسوین صورت زیادہ کی سو مکرر ہوگئی چنانچہ اسکا بیان سابق مین گذرا تو اس حساب سے
ایکسو بیس بارہ صورتین نکل گئین تو وہی نہر الفائق والی ایکسو آٹھ صورتین باقی رہ گئین اور شیخ عابد محشی مدنی نے دو سو سولہ تک نوبت پہونچائی ہی اور کہا ہی کہ یہ ہماری شرح
کے خصائص سے ہی مترجم نے خوف طوالت کتاب سے اُنکو ذکر نہ کیا واللہ علیم الصناعۃ تکامل تبلاحق الافکار کامطلب اس مقام مین حل ہوگیا و تحل اخت اخیہ رضاعا یصح اتصاله
بالمضاف کان یکون لہ اخ نسبی لہ اخت رضاعیۃ وبالمضاف الیہ کان یکون لاخیہ رضاعا اخت نسبا وبہما وہو ظاہر اور حلال ہی اپنے بھائی کی بہن باعتبار رضاعت کے صحیح
ہی اتصال رضاعت کا مضاف سے جسطرح کہ اُسکے نسبی بھائی کی رضاعی بہن ہو اور صحیح ہی کہ مضاف الیہ سے متصل ہو جسطرح کہ اُسکے رضاعی بھائی کی نسبی بہن ہو اور یہ بھی صحیح ہی کہ مضاف
اور مضاف الیہ دونون سے متصل ہو اور وہ ظاہر ہی یعنی رضاعی بھائی کی رضاعی بہن ہو لیکن رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہی مثل نسب کے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الخلاصۃ
وکذا نسبا بان یکون لاخیہ لابیہ اخت لام فہو متصل بہما لا باحدہما للزوم التکرار کما لا یخفی اور اسیطرح حلال ہی اپنے بھائی کی بہن باعتبار نسب کے اسطرح کہ سوتیلے بھائی
کی مادری بہن ہو یعنی زید اور خالد ایک باپ مین شریک ہون اور مائین دونون کی مختلف اور خالد اور کریمہ فقط ایک مان مین مشترک اور باپ مین مختلف تو زید کو کریمہ حلال ہی تو لفظ
نسب کا مضاف اور مضاف الیہ دونون سے متصل ہی نہ ایک سے بسبب لازم آنے تکرار کے چنانچہ یہ چھپا نہین اسواسطے کہ اگر فقط مضاف سے نسب متصل ہو تو مضاف الیہ رضاعی ہوگا اور اگر
مضاف الیہ سے متصل ہو تو مضاف نسبی ہوگا اور یہ دونون صورتین مسائل سابقہ مین داخل ہین ولا حل بین رضیعی امراۃ لکونہما اخوین وان اختلف الزمن والاب اور حلت
نہین ایک عورت کے دو شیرخوارون مین اسواسطے کہ وہ دونون بھائی ہین اگرچہ مختلف ہو زمانہ شیرخوارگی کا اور مختلف ہو دونون کا باپ رضاعی ولا حل بین الرضیعۃ وولد
مرضعتہا ای التی ارضعتہا وولد ولدہا لانہ ولد الاخ اور حلت نہین درمیان عورت شیرخوار کے اور اُسکی دائی کے بیٹے کے اسواسطے کہ دونون بہن بھائی ہین اگرچہ دائی کے
بیٹے نے اپنی مان کا مطلق دودھ نہ پیا ہو اور اسیطرح حلت نہین شیرخوار عورت مین اور اسکی دائی کے پوتے مین اسواسطے کہ دائی کا پوتا بھتیجا ہی اُسکا ولبن بکر بنت
تسع سنین فاکثر محرم والا لا جوہرہ اور دودھ کنواری نو برس کی عمر والی کا اور زیادہ عمر والی کا حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہی اور اگر نو برس سے عمر کم ہی تو اُسکے
دودھ سے حرمت نہین کذا فی الجوہرہ کنواری عورت سے مراد یہ کہ جسکی وطی نہ ہوئی ہو نہ نکاح سے نہ زنا سے وکذا یحرم لبن میتۃ ولو محلوبا فیحل تغسیلہا لانہ محرم ولیتیمہا
وید فنہا اور اسی طرح حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہی مردہ عورت کا دودھ اگرچہ برتن مین دوہا ہو تو ناکح رضیعہ میت کا محرم ہوگیا میت کا تو میت کا بلا حائل تیمم کرا دے

ملا یعنی بیس
نین مین فائدہ بیکلین
یعنی تکمیل ہوجائی ہی
ملا محرم یعنی
اسکا ہوجاوے رضاعی

بحیثیت نسبی بھائی
مضاف اور مضاف الیہ
سے متصل ہوتا ہے
مضاف رضاعی ہو
بہن نسبی

[illegible] حرمت [illegible]

[illegible]

[illegible] حرمت مصاہرت کی ثابت [illegible]

الا تو جائز ہے [illegible] کہ اس [illegible] حرمت مصاہرت کی ثابت نہیں ہوتی [illegible]

[illegible] رضاعت [illegible]

[illegible] کی حرمت [illegible] ثابت [illegible]

[illegible] کا سبب [illegible] کذا فی حاشیۃ [illegible]

[illegible] اسیطرح حرمت رضاعت کی ثابت کرتا ہے [illegible]

عورت دو دودھ [illegible] دونوں عورتوں [illegible]

[illegible] دونوں عورتوں کے مخلوط [illegible] دونوں [illegible] کی حرمت [illegible] ثابت ہو [illegible]

[illegible] بعضوں نے کہا ہے کہ یہی قول اصح ہے لا یحرم المخلوط بالطعام مطلقا [illegible] ثابت نہیں

کرتا [illegible] جو مخلوط [illegible] کسی طرح اگرچہ اس مخلوط دودھ کو گھونٹ گھونٹ پیا ہو اور اسیطرح اگر دودھ کو پنیر بنایا ہو تو بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی [illegible]

واقع ہوتا یعنی پنیر کھانے کو دودھ پینا نہیں بولتے کذا فی البحر الرائق ولا الاحتقان والاقطار فی اذن واحلیل وجائفۃ وآمۃ اور حرمت ثابت نہیں [illegible] حقنہ لینا [illegible]

[illegible] ذکر اور پیٹ کے زخم اور سر کے زخم میں دودھ کا ٹپکانا [illegible] واللبن رجل وخنثی مشکل الا اذا قال النساء انہ لا یکون علی غزارتہ الا للمرأۃ [illegible] اور حرمت ثابت نہیں [illegible] مرد

اور خنثی مشکل کا دودھ مگر جبکہ عورتیں خنثی مشکل کے دودھ کو کہیں کہ اس کثرت کا دودھ بجز عورت کے نہیں ہوتا تو البتہ اس سے حرمت ثابت ہوگی احتیاطا اور اگر عورتیں [illegible] دودھ کو

یوں نہ کہیں تو حرمت نہ ثابت ہوگی کذا فی الجوہرۃ [illegible] مرد کے اگر دودھ نکلے تو وہ حقیقت میں دودھ نہیں اسواسطے کہ حقیقت میں دودھ اسکا ہوتا ہے جس سے ولادت متصور ہو [illegible] لبن

شاۃ [illegible] لعدم الکرامۃ اور حرمت رضاعت کی ثابت نہیں کرتا بکری کا دودھ [illegible] سوا اور حیوانات کا دودھ بسبب عدم بزرگی کے یعنی حرمت رضاعت کی [illegible]

کے باشتباہ جزئیت [illegible] اور آدمی اور بہائم میں جزئیت نہیں ولو ارضعت الکبیرۃ [illegible] ضرتہا الصغیرۃ وکذا [illegible] رجل فی فیہا حرمتا [illegible] ان دخل بالام او اللبن منہ

والا جاز تزوج الصغیرۃ ثانیا اور اگر دودھ پلایا زوجۂ کبیرہ نے اگرچہ مطلقہ بائنہ ہو اپنی صغیرہ سوت کو اور اسیطرح اگر اسکے دودھ کو کسی مرد نے زوجۂ صغیرہ کے حلق میں ڈالدیا

تو کبیرہ اور صغیرہ دونوں اپنے زوج پر دائمی حرام ہو جاوینگی اسواسطے کہ ماں اور بیٹی رضاعی کا اجتماع ہوا بشرطیکہ وطی کی ہو زوج نے ماں کی یعنی زوجۂ کبیرہ کی یا دودھ کبیرہ کا [illegible]

اور اگر زوجۂ کبیرہ کی وطی کی ہو [illegible] تو جائز ہے [illegible] کا نکاح کرنا صغیرہ سے دوسری بار اسواسطے کہ پہلا نکاح بسبب جمع ہونے ماں اور بیٹی کے ٹوٹ گیا اور دوسری [illegible] صحیح

ہوا کہ زوجۂ کبیرہ مدخولہ نہیں تو صغیرہ ربیبہ ہوئی اور ربیبہ سے نکاح درست ہے جب اسکی ماں مدخولہ نہ ہو اور کبیرہ سے مطلقا نکاح جائز نہیں اسواسطے کہ بیٹی کا عقد [illegible] ماں کو [illegible] مدخولہ

ہو یا نہو اور اگر کبیرہ غیر مدخولہ نے بعد طلاق کے صغیرہ کو دودھ پلایا تو صغیرہ کا نکاح فسخ ہوگا اسواسطے کہ پلانے کیوقت کبیرہ [illegible] اسواسطے کہ غیر مدخولہ کی حرمت نہیں

کذا فی حاشیۃ المدنی ولا مہر للکبیرۃ ان لم توطأ لمجئ الفرقۃ منہا وللصغیرۃ نصفہ لعدم الدخول اور کچھ مہر نہ زوجۂ کبیرہ کا بشرطیکہ مدخولہ [illegible] بسبب آنے جدائی [illegible]

طرف سے اور زوجۂ صغیرہ کو نصف مہر ملیگا بسبب عدم دخول کے اور اگر کبیرہ مدخولہ ہوگی تو کل مہر پاویگی لیکن عدت کا نفقہ [illegible] ویرجع الزوج بہ

علی الکبیرۃ وکذا علی الموجر ان تعمدت الفساد [illegible] عالمۃ بالنکاح وبافساد الرضاع [illegible]

[illegible] زوج [illegible] کبیرہ پر [illegible] اس مرد پر جس نے اسکا دودھ صغیرہ کی حلق میں ڈالدیا [illegible] نصف مہر جو صغیرہ کو دیا اسکو کبیرہ سے [illegible] دودھ

پلانے سے فساد نکاح کا قصد کیا ہو اسطرح پر کہ کبیرہ دودھ پلانے کے وقت عاقل ہو اور اپنی خوشی دودھ پلایا ہو جاگتی ہو اور صغیرہ کے نکاح کو اور رضاعت سے فساد نکاح کو جانتی ہو اور
دفع گرسنگی اور ہلاکی صغیرہ کا قصد نہ ہو تب اسکو نصف مہر دینا ہوگا الا ان التسبب یشترط فیہ التعدی اور اگر کبیرہ نے دودھ پلانے سے فساد نکاح کا قصد نہ کیا اسطرح پر کہ وہ اسوقت
مجنونہ تھی یا سوتی تھی یا اسپر کسی نے جبر کیا یا وہ نکاح صغیرہ کو اور فساد رضاعت کو نہ جانتی تھی یا اسکو دفع گرسنگی اور ہلاکی صغیرہ کی مقصود تھی تو ان صورتوں میں زوج
نصف مہر کو کبیرہ سے نہ لے سکیگا اسواسطے کہ ضمان دینے میں تعدی اور زیادتی شرط ہے اور ان صورتوں میں کبیرہ کی تعدی نہیں والقول لها ان لم یظهر منها تعمد الفساد معراج اور قول
کبیرہ کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اگر اسکی طرف سے فساد کا قصد نہ ظاہر ہوگا کذا فی معراج الدرایہ طلق ذات لبن فاعتدت و تزوجت باخر فحملت و ارضعت فحکمه من الاول
لانه منه بیقین فلا یزول بالشک و یکون ابنا للثانی حتی تلد فیکون اللبن من الثانی طلاق دیا زوج نے دودھ والی زوجہ کو پھر وہ عدت میں رہی اور بعد عدت کے اسنے دوسرے
زوج سے نکاح کیا سو اسکو حمل رہ گیا اور اسنے کسی صغیرہ کو دودھ پلایا تو حکم اس دودھ کا زوج اول کیطرف ہوگا اسواسطے کہ یہ دودھ زوج اول کا ہے بالیقین تو یقین زائل نہوگا شک سے تو صغیرہ زوج
اول کا بیٹا ہوگا اور زوج ثانی کا ربیبہ ہوگا تو زوج ثانی کی بیٹی کا نکاح اس صغیرہ سے جائز ہوگا زوج اول کا حکم ثابت رہیگا یہانتک کہ وہ عورت جنے پھر جب جنے گی تو اب زوج ثانی سے
دودھ ثابت ہوگا والوطی بالشبهة کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجه لا فتح اور شبہہ کی وطی حلال وطی کی برابر ہے حرمت کی رضاعت کے ثبوت میں اور بعضوں نے کہا اور اسیطرح زنا سے
بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور قول معقول یہ ہے کہ زنا کے دودھ سے حرمت نہیں کذا فی فتح القدیر مثلاً ایک عورت کی وطی ہوئی شبہہ سے سو وہ حاملہ ہوئی اور جنی اور پھر اسنے نکاح کیا
بعد اسکے دودھ پلایا صغیر کو تو یہ صغیر بیٹا اس مرد کا ہوگا جسنے شبہہ سے وطی کی نہ اسکے زوج کا اور اسی طرح زنا کذا فی حاشیة الطحطاوی قال لزوجته هذه رضیعتی ثم رجع عن قوله
صدق لان الرضاع مما یخفی فلا یمتنع التناقض فیه ایک مرد نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے پھر اپنے اس قول سے پلٹا یعنی منکر ہوا کہ میں نے غلطی سے کہا تو اسکو
صادق جانیں گے اور زوجہ کی تفریق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ شیرخوارگی اس قسم کی چیز ہے کہ مخفی رہ سکتی ہے تو اسمیں تناقض قول کا ممنوع نہیں ہے ولو ثبت علیه
بان قال بعده هو حق کما قلت ونحوه کذا فسر الثبات فی الهدایه وغیرها فرق بینهما اور اگر ثابت رہا زوج اول اقرار پر اسطرح پر کہ اسکے بعد بھی
کہے گیا کہ قول اول حق ہے جیسا کہ میں نے کہا اور مانند اس کلام کے ایسی ہی تفسیر ثبات کی ہدایہ وغیرہ میں ہے تو در صورت ثبات تفریق کرائی جائیگی زوج اور زوجہ میں
چنانچہ میں ہے کہ قاضی تفریق کردیگا کذا فی حاشیة المدنی وان اقرت المراة بذلک ثم اکذبت نفسها وقالت اخطات وتزوجها جاز کما لو تزوجها
قبل ان تکذب نفسها وان اصرت علیه لان الحرمة لیست الیها قالوا وبه یفتی فی جمیع الوجوه بزازیه اور اگر اقرار کیا عورت نے اسکا یعنی یوں کہا کہ مرد میرا رضاعی
باپ ہے یا بھائی اور مرد اسکا منکر ہے پھر عورت نے آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ میں نے خطا کی تھی دعوی رضاعت میں اور اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو درست ہے چنانچہ
مرد کو جائز ہے کہ عورت سے نکاح کرے قبل اسکے کہ عورت اپنی خطا کی قائل ہو اگرچہ عورت دعوی رضاعت پر مصر رہے تو بھی نکاح درست ہے اسواسطے کہ شرع میں حرمت کا اختیار
عورت کو نہیں ہے علما نے کہا کہ اسی پر فتوی ہے جمیع اقسام میں کذا فی البزازیہ یعنی مرد کو نکاح کرنا اور اسکے پاس رہنا حلال ہے خواہ عورت نے مرد کو باپ رضاعی کہا ہو خواہ بھائی یا یوں کہا
ہو کہ میں نے اس سے خلع کیا ہے اسنے مجھکو طلاق بائن دی ہے سو اسکو میرے پاس رہنا نہ چاہیے اور مرد کو باوجود ایسے اقرار کے نکاح اسواسطے جائز ہوا کہ عورت کا مستعد ہونا نکاح
پر دلیل ہے کہ وہ دعوی رضاعت میں جھوٹی ہے یہ فتوی ہے لیکن ایسے مقام میں فتوی تقوی ہے کہ نکاح نکرے اسواسطے کہ حدیث میں ثابت ہے کہ جو شبہات سے بچا اسکا دین سلامت رہا
کذا فی حاشیة المدنی ومفاده انها لو اقرت بثلث من رجل حل لها تزوجها اور مفاد تعلیل سابق کا یہ ہے کہ اگر عورت اقرار کرے تین طلاق کا ایک مرد سے تو حلال ہے اس
عورت کو اس مرد سے کہ نکاح کرے اسواسطے کہ طلاق عورت کے حق میں مخفی رہ سکتی ہے تو اسکو رجوع کرنا اس اقرار سے درست ہے کذا فی النهر عن الصغری لیکن یہ حکم
ظاہر کا ہے اور اگر عورت کو تین طلاق کا یقین ہو تو باعتبار دیانت کے عورت کو نکاح اس مرد کا حلال نہ ہوگا کذا فی حاشیة المدنی ناقلا عن الحلبی ولو اقرا بذلک
جمیعا ثم اکذبا نفسهما وقالا اخطانا ثم تزوجها جاز یا اقرار کیا اس رضاعت کا عورت مرد دونوں نے پھر دونوں نے آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ ہمنے خطا کی اقرار
رضاعت میں پھر مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے اور اگر قیام نکاح کی حالت میں یوں کہا تو دونوں میں تفریق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیة الطحطاوی

[illegible] نسب [illegible] اخبرت بطلقة ثلاثا [illegible] وسعها [illegible] ثم قالت [illegible] ان شهدت [illegible] فرق
[illegible] صغیرہ [illegible] کو [illegible] نہیں [illegible] کی بات [illegible] ثابت ہو [illegible] کہا کہ [illegible] بھائی بہن ہیں [illegible] نسب [illegible]
[illegible] نسب [illegible] تصدیق [illegible] نہیں [illegible] نسب [illegible] ثابت [illegible] اور نسب [illegible]
[illegible] نسب [illegible] کے اقرار کرنے [illegible] ثابت [illegible] تفریق [illegible] اور [illegible] عورت کو [illegible]
[illegible] مانع [illegible] والرضاع حجة حجة المال وهی شهادة عدلین او رجل وامرأتین لکن لا یقع الفرقة الا بتفریق القاضی [illegible]
رضاعت کی حجت کا ثبوت [illegible] ثبوت مال کی [illegible] حجت گواہی دو عادل مرد [illegible] دو عادل عورتوں کی لیکن [illegible]
رضاعت کی [illegible] قاضی کی [illegible] کے واسطے کہ شہادت [illegible] حق العبد [illegible] قائم ہو تو ابطال حق [illegible] اور [illegible] نہیں تو
ابطال ملک [illegible] ثبوت رضاعت [illegible] بدون حکم قاضی کے وہ یتوقف ثبوته علی دعوی المرأة الظاهر [illegible]
[illegible] ثبوت [illegible] عورت کے دعوی پر ثبوت اسکا موقوف نہیں بسبب [illegible] رضاعت کے [illegible] حرمت [illegible] حق اللہ کے حقوق
سے ہو اور ثبوت حق [illegible] دعوی پر موقوف نہیں کما فی الشهادة [illegible] ثبوت [illegible] دعوی پر موقوف نہیں جیسے کہ عورت کی طلاق کی گواہی [illegible] دعوی [illegible] نہیں ہوا
[illegible] دعوی پر موقوف نہیں [illegible] علی الرضاع [illegible] الشهادة عند القاضی [illegible]
[illegible] التزوج [illegible] شرح وهبانیة اور اگر گواہی دی نزدیک عورت کے دو عادل گواہوں نے دونوں کی رضاعت پر یعنی [illegible] کہ وہ عورت
اور [illegible] رضاعی بھائی بہن ہیں [illegible] گواہی دی دو عادلوں نے عورت کی تین طلاق پر اور [illegible] اسکا انکار کرتا ہو [illegible] دونوں [illegible] غائب ہو [illegible] قاضی پاس [illegible]
[illegible] عورت کو مرد کے ساتھ قیام کرنا اسواسطے کہ حرمت رضاعت کی ثابت ہو گئی [illegible] حکم قاضی کا باقی رہا اور عورت کو جائز ہے [illegible]
[illegible] عورت کو [illegible] کی [illegible] لیکن [illegible] روایت [illegible] نہیں اسواسطے کہ حکم قاضی رضاعت کی گواہی سے
[illegible] تین طلاق کی گواہی [illegible] کرے اور قول ضعیف ہے [illegible] اعتبار دیانت کے جائز ہے
کذا فی شرح الوهبانیة [illegible] شرح وهبانیة کی عبارت [illegible] کی [illegible] رضاعت کی گواہی [illegible] عورت کو [illegible] عادل ہوں اور
[illegible] سے نکاح کر لینا [illegible] درست ہے [illegible] عورت کو جائز نہیں [illegible] تصنیف [illegible] مسائل [illegible] القاضی [illegible] برضاع
بشهادة امرأة لم ینفذ حکم [illegible] قاضی [illegible] رضاعت [illegible] ایک عورت [illegible] حکم نافذ نہ ہوگا اسواسطے کہ شہادت کامل نہیں [illegible] ایک مرد [illegible]
[illegible] حرام ہو گئی [illegible] کے جوان کی [illegible] حرمت ثابت نہیں ہوتی تزوج صغیرتین فارضعت کلا امرأة ولبنهما من رجل لم تنصفا [illegible]
[illegible] نکاح کیا دو صغیرہ سے پھر دودھ پلایا ہر ایک صغیرہ کو عورت نے یعنی ایک عورت نے ایک صغیرہ کو [illegible] اور دوسری عورت نے دوسری صغیرہ کو پلایا اور
دودھ دونوں عورتوں کا ایک مرد سے ہو یعنی دونوں کا زوج ایک ہو تو دونوں عورتیں نصف نصف مہر کی ضامن نہ ہوں گی اگرچہ دونوں نے عمدا فساد کیا ہو اسواسطے کہ فساد نکاح کا
سبب بہن ہو جانے دونوں صغیرہ کا ہو گیا یعنی [illegible] دونوں عورتوں کا دودھ ایک مرد کے نطفہ سے ہوا تو وہ مرد رضاعی باپ ہوا دونوں صغیرہ کا اور دونوں صغیرہ آپس میں ایک مرد کی
بہن ہو گئیں نکاح ٹوٹ گیا بسبب جمع بین الاختین کے اور زوج کو نصف نصف مہر دونوں کو دینا پڑا لیکن زوج اس مہر کو دودھ پلانے والیوں [illegible] نہیں لے سکتا اسواسطے کہ [illegible]
حرمت [illegible] ضمان نہیں [illegible] حرمت تو بسبب بہن ہو جانے دونوں کے عارض ہو گئی [illegible] وقال [illegible] لا [illegible]
[illegible] باپ کی زوجہ کا [illegible] نکاح باپ کا کیا تو بیٹا مہر کا ضامن نہ ہوگا [illegible] بیٹے [illegible]
اور یہی کہا [illegible] نکاح [illegible] وطی کی تو مہر کا ضامن نہ ہوگا اسواسطے کہ بیٹے پر [illegible] لازم آئی تو مہر [illegible] لازم ہے [illegible] نہیں ہوتا [illegible]

کتاب الطلاق

ہو لغۃ رفع القید لکن جعلوہ فی المرأۃ طلاقاً و فی غیرہا اطلاقاً فلذا کان انت مطلقۃ بالسکون کنایۃ یہ کتاب ہے جسمین مسائل طلاق کے مذکور ہین طلاق لغت عرب مین بمعنی رفع قید ہے یعنے بند کھولنا لیکن فقہانے عورت کی رفع قید نکاح مین طلاق بولنا قرار دیا ہے اور عورت کے سوا اور چیز کی رفع قید مین اطلاق مستعمل ہے تو اسیواسطے انت مطلقۃ بسکون طا کنایہ ہے طلاق سے اسواسطے کہ مطلقہ اطلاق سے مشتق ہے اور اطلاق بمعنی طلاق کے مستعمل نہین شرعاً رفع قید النکاح فی الحال بالبائن او المآل بالرجعی بلفظ مخصوص ہو ما اشتمل علی الطلاق فخرج الفسوخ کخیار عتق و بلوغ و ردۃ فانہ فسخ لا طلاق اور طلاق شرع مین رفع قید نکاح کو کہتے ہین خواہ رفع قید فی الحال ہو جیسے کہ طلاق بائن سے یا آخر کار رفع قید ہو جیسے کہ طلاق رجعی سے بعد گذرنے عدت کے اسواسطے کہ زوج کو عدت کے اندر رجعت کا اختیار ہے اور اگر زوج عدت مین مرجاے تو زوجہ مطلقہ اسکی وارث ہوگی رفع قید نکاح ہو لفظ مخصوص سے مراد وہ جو شامل ہے طلاق پر طلاق صریح ہو یا کنایہ رجعی ہو یا بائن لفظ مخصوص کی قید سے فسوخ نکلگئی جیسے خیار عتق لونڈی کا اور خیار بلوغ صغیر اور صغیرہ کا اور فسخ بسبب ارتداد کے تو تفریق ان صورتون مین فسخ ہے نہ طلاق چنانچہ شارح نے باب ولی مین اقسام فسخ اور طلاق کے ضمن مین مفصل بیان کیے ہین اور مراد قید نکاح سے وہ احکام ہین جو نکاح صحیح سے ثابت ہین چنانچہ حلت وطی اور حلت نظر اور ملک متع اور ملک حبس وغیر ذلک بہذا علم ان عبارۃ الکنز و الملتقی منقوضۃ طرداً و عکساً بحر اور اس لفظ مخصوص کی قید سے معلوم ہو گیا کہ متن عبارت کنز اور ملتقی الابحر کی تعریف طلاق مین منقوض ہے باعتبار جامع و مانع کے کذا فی البحر الرائق کنز اور ملتقی مین عبارۃ ہے کہ الطلاق رفع القید الثابت شرعاً بالنکاح یعنی طلاق عبارت ہے رفع قید نکاح سے جو شرعاً ثابت ہے تو یہ تعریف افراد محدود کو یعنی طلاق کو جامع نہین کیونکہ رجعی کو شامل نہین اسواسطے کہ اسمین رفع قید بالفعل نہین بلکہ بعد عدت کے ہے اور غیر محدود کی مانع نہین اسواسطے کہ تفریق ارتداد کی اور خیار بلوغ اور خیار عتق وغیرہ پر بھی تعریف صادق آتی ہے اور حالانکہ یہ جزئیات فسخ مین طلاق نہین سو اسواسطے مصنف نے لفظ مآل کا زیادہ کیا تاکہ طلاق رجعی داخل رہے اور لفظ مخصوص کو بھی زیادہ کیا تاکہ فسوخ حد طلاق سے نکل جاوین و ایقاعہ مباح عند العامۃ لاطلاق الآیات اکمل اور طلاق دینا مباح ہے نزدیک جمہور فقہا کے بسبب مطلق ہونے آیات طلاق کے کما ذکرہ اکمل یعنی آیات قرآنی مین طلاق کی اجازت ہے بلا قید تو یہ دلیل ہے اباحت کی نہ کراہت کی لیکن ابغض المباحات ہے چنانچہ ابوداود و حاکم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابغض الحلال الی اللہ الطلاق اسواسطے کہ وصال زوجین کا قاطع ہے اور قلت تناسل کا باعث ہے یعنی فی نفسہ حلال ہے مگر ان وجوہ سے مبغوض ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا طلاق دینا بھی ثابت ہے اگر مکروہ ہوتا تو حضرت سے نہ واقع ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی وقیل قائلہ الکمال الاصح حظرہ ای منعہ الا لحاجۃ کریبۃ و کبر و المذہب الاول کما فی البحر اور بعضون نے کہا یعنی کمال الدین بن الہمام نے کہ قول اصح یہ ہے کہ طلاق ممنوع ہے مگر وقت حاجت کے ممنوع نہین حاجت جیسے اشتباہ حرام کاری زوجہ کا یا برتنا یا عورت کا اور قوی مذہب پہلا ہے یعنی اباحت قوی ہے بسبب اطلاق آیات کے اور فعل نبوی کے کذا فی البحر الرائق لیکن یہان سوال وارد ہوتا ہے کہ فقہا نے طلاق کو مباح قرار دیا ہے اور بعضی مسائل کی تعلیل مین کہا ہے کہ طلاق اصل مین منع ہے حاجت کیواسطے جائز ہے تو اباحت اور منع مین صریحاً تناقض ہے اسکا جواب شارح نے اگلے قول مین دیا و قولہم الاصل فیہ الحظر معناہ ان الشارع ترک ہذا الاصل فاباحہ بل یستحب لو مؤذیۃ او تارکۃ صلوۃ غایۃ اور فقہا کا یہ قول کہ اصل طلاق مین منع ہے اسکی یہ مراد ہے کہ شارع نے اس اصل کو چھوڑ دیا سو اسکو مباح کر دیا تو حقیقت مین اباحت اور منع کے دونو قولون مین تناقض باقی نرہا جب شرع مین اصل متروک ہوئی تو اباحت بلا تردد ثابت ہوگئی بلکہ طلاق مستحب ہے اگر زوجہ قول اور فعل سے ایذارسانی کرے یا تارک الصلوۃ ہو کذا فی الغایۃ و مفادہ ان لا اثم بمعاشرۃ من لا تصلی اور مستفاد تعلیل استحباب کا یہ ہے کہ گناہ نہین بے نماز عورت کے ساتھ رکھنے مین اسواسطے کہ اگر گناہ ہوتا تو طلاق واجب ہوتی نہ مستحب و یجب لو فات الامساک بالمعروف و طلاق واجب ہے اگر فوت ہو دستور کے موافق رکھنا چنانچہ اگر زوج خصی ہو یا عنین ہو یا مقطوع الذکر ہو یا شکارہ ہو یعنی عورت کو ہاتھ لگانے سے منزل ہو جاے پھر وطی کیواسطے استادگی نہو تو ان صورتون مین طلاق واجب ہے اسواسطے کہ اسمین عورت کی حق تلفی ہے و یحرم لو بدعیا اور طلاق حرام ہے اگر بدعی ہو بدعت کی طلاق یہ کہ حیض مین طلاق دے یا طہر مین وطی کے بعد طلاق دے یا تین طلاق ایک لفظ سے دے یا تین طلاق ایک آن مین دے چنانچہ نسائی مین حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک مرد نے تین طلاق یکبارگی دی تو آپ غضب مین کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کتاب اللہ سے کھیل ہوتا ہے میرے ہوتے یعنی یکبارگی تین طلاق دینے مین اجازت نہین اور ابن عمر کی حدیث مین

[illegible] ... تو کیا فرمایا کہ ... [illegible] ... عورت ...

[illegible] ... الحمد ... طلاق کی ... سے ... [illegible] ...

[illegible] ... کی ... [illegible] ... سے ... [illegible] ... طلاق ...

ہوئی ... طلاق سے ... ہوتا ہے ... اسواسطے ... الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان ...

جوہرہ ... الحمد اللہ ... سے معلوم ہوا کہ طلاق ... واقع ہوتی ہے ... مصنف ...

کی عورت ... کہ اگر کوئی ... کا حکم کہ ... سبب طلاق ... کے عدم طلاق کا ... تو ... حکم ... اسواسطے ... طلاق

جیسے کوئی اپنی عورت سے کہے کہ میں تجھکو طلاق دوں تو طلاق دینے سے پہلے تجھ پر تین طلاق ... اسواسطے کہا کہ ... مرد ... زبانی ... کے ...

... تین طلاق اس سے پہلے واقع ہوئیں ... پہلے تین طلاق ... تو لازم آتا ہے کہ طلاق واقع ہو ...

طلاق واقع ہوتی ہے ... اسواسطے کہ ... طلاق ... سے ہر سوا ... طلاق ... حکمت ...

... طالق ثلاثا یعنی اگر تجھکو طلاق دوں تو تجھ پر تین طلاق ... تب ... طلاق دیگا تو ایک طلاق ... تین ... ایک ... کہ اسکی

... نہیں تو تین طلاق پڑجاوینگی ... ابن سریج شافعی قائل ہے کہ طلاق ... واقع نہیں ... بعض صالحین نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ طلاق ...

... فرمایا کہ جو طلاق ... عدم وقوع کا قائل ہوا اسنے میری امت کو گمراہ کیا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی المدنی واقسامہ ثلثۃ حسن واحسن وبدعی ... اقسام طلاق

کے تین ہیں ایک حسن یعنی خوب دوسرا احسن یعنی بہت خوب تیسرا بدعی یعنی بدعت والا جسکے فعل سے آدمی گنہگار ہوتا ہے بدعت سے مراد یہاں بدعت ... ہے والفاظہ صریح وملحق به

وکنایۃ اور الفاظ طلاق کے بھی تین ہیں ایک صریح دوسرا ملحق بصریح تیسرا کنایہ طلاق صریح وہ جو طلاق کے سوا اور معنوں میں مستعمل نہو اور نیت کا محتاج نہو جیسے انت طالق اور طالق

اور ... اور مطلقہ کہ ان الفاظ سے طلاق پڑجاتی ہے نیت طلاق کی کرے یا نکرے لیکن وقوع طلاق میں عورت کا خطاب شرط ہے تو اگر عورت ... طلاق ... اور ... کہا

کہ طالق طالق یا یوں کہا کہ طلاق طلاق طلاق تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ خطاب عورت کی طرف نہیں چنانچہ حموی نے شرح کنز میں اسکی تصریح کردی ہے پھر طلاق صریح ... بھی

ہوتی ہے جیسے کیبار یا دوبار طلاق دینا اور ... بائن ہوتی ہے جیسے تین بار طلاق دینا اور ملحق بصریح جیسے لفظ حرام اور تحریم کا کہ اسمیں بھی نیت کی حاجت نہیں اور کنایہ ... طلاق

اور غیر طلاق دونوں کا محتمل ہے اسمیں بدون نیت کے طلاق نہیں پڑتی کذا فی حاشیۃ المدنی ومحلہ المنکوحۃ اور محل طلاق کا منکوحہ ہے یعنی جسپر طلاق واقع ہوتی ہے سو منکوحہ

عورت ہے تو لونڈی محل طلاق کا نہیں مولی کے حق میں واہلہ زوج عاقل بالغ مستیقظ اور اہل طلاق کا زوج ہے جو عاقل و بالغ اور جاگتا ہو تو مولی اور اجنبی زوج کی قید سے نکل گیا اور

مجنون اور صبی اور سوتا آدمی بھی نکل گیا یعنی انکی طلاق نہیں واقع ہوتی ورکنہ لفظ مخصوص خال عن الاستثناء اور رکن طلاق کا لفظ مخصوص ہے جو خالی ہو استثنا سے تو لفظ مخصوص

سے ... نکل گئے اور معلوم ہوا کہ اگر انشاء اللہ کی قید طلاق میں متصل کرے تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ مخصوص استثنا سے خالی نہیں طلقۃ رجعیۃ فقط واحدۃ فی

طہر لا وطی فیہ وترکہا حتی تنقضی عدتہا احسن بالنسبۃ الی البعض الآخر فقط ایکبار طلاق رجعی دینا اس طہر میں جسمیں وطی نہیں ہوئی اور چھوڑ دینا اسکا یعنی دوسری

نہ دینا یہانتک کہ اسکی عدت گذر جاوے یہ طلاق احسن ہے بہ نسبت اور دوسری طلاق کے یعنی حسن اور بدعی سے احسن ہے نہ یہ کہ فی نفسہ احسن ہے تو اس تقریر سے وہ اعتراض

دفع ہوا جو بعضوں نے کہا کہ طلاق کو احسن کہنا کیونکر درست ہوگا حالانکہ وہ ابغض الحلال ہے وطلقۃ لغیر موطوءۃ ولو فی حیض ولموطوءۃ تفریق الثلث فی ثلثۃ

اطہار لا وطی فیہا ولا فی حیض قبلہا ولا طلاق فیہ فیمن تحیض وثلثۃ اشہر فی حق غیرہا حسن وسنی فعلم ان الاول سنی بالاولی اور ایک طلاق دینا غیر مدخولہ کو

اگرچہ طلاق حیض میں واقع ہو اور مدخولہ کو جدا جدا تین طلاق دینا تین طہر میں جسمیں وطی نہوئی ہو اور نہ اس حیض میں وطی ہوئی ہو جو تین طہر

سے پہلے تھا اور نہ اسمیں طلاق ہوئی ہو حیض ہونے والی عورت کے حق میں ہے اور تفریق تین طلاق کی تین مہینے میں اس عورت کے حق میں جسکو حیض نہیں آتا یعنی ...

عمر والی اور صغیرہ یا در حاملہ تو ان تینوں کو طلاق دینا طلاق حسن ہو اور سنی ہو یعنی مسنون ہو سو جبکہ طلاق حسن مسنون ہوئی تو طلاق احسن بطریق اولیٰ مسنون ہو گی کہ اسمین
فقط ایک ہی طلاق ہو خالی طہر مین عورت تک اور مسنون کے یہ معنی کہ لائق عتاب کے نہین اور یہ مراد نہین کہ اسمین کچھ ثواب ہو اسواسطے کہ طلاق فی نفسہ عبادت نہین کہ ثواب
کی توقع ہو وحل طلاقہن ای الآئسۃ والصغیرۃ والحامل عقب وطی لان الکراہۃ فیمن تحیض لتوہم الحبل وہو مفقود ہہنا اور حلال ہو طلاق دینا انکا یعنی آئسہ اور صغیرہ اور
حاملہ کا بعد وطی کے بھی اسواسطے کہ کراہت طلاق کی حیض والی عورتون مین بسبب احتمال حمل کے ہو اور احتمال حمل کا یہان یعنی ان عورتون مین مفقود ہو آئسہ وہ عورت ہے
جسکا حیض بسبب زیادتی عمر کے بند ہو گیا ہو یعنی پچپن برس والی عورت آئسہ ہو قول ظاہر مین اور جسکی عمر نو برس سے کم ہو وہ صغیرہ ہو بنا بر قول مختار کے والبدعی ثلث متفرقۃ
او ثنتان بمرۃ او مرتین فی طہر واحد لا رجعۃ فیہا او واحدۃ فی طہر وطئت فیہا او واحدۃ فی حیض موطوءۃ اور طلاق بدعی یہ کہ تین طلاق دینا
جدا جدا یا دو طلاق یکبارگی یعنی ایک لفظ سے یا طلاق دو لفظ سے ایک طہر مین بیچ رجعت نہین یا ایک طلاق دینا اس طہر مین جسمین وطی ہو چکی ہو یا ایک طلاق دینا حالت
حیض مین ... تین طلاق بدعی کی ہین سو جب تین طلاق متفرق بدعی ہوئین تو یکبارگی تین طلاق دینا بطریق اولیٰ بدعی ہو گا اور اگر طہر مین طلاق بدعی دے کر رجعت کر لیگا
تو طلاق ... باقی ... اور شیعہ کے نزدیک تین طلاق یکبارگی دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہو نہ تین اور ہمارے نزدیک تینون واقع ہو جاتی ہین اگرچہ
تین طلاق دینا یکبارگی گناہ ہو ہماری دلیل حدیث عجلانی کی ہو جو صحیح بخاری اور مسلم مین وارد ہوئی اسمین یہ مضمون ہو کہ عجلانی نے تین طلاق بدون اجازت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دی اور حضرت نے انکار نہ فرمایا تو اس حدیث سے تقریری وقوع ثابت ہوا کذا فی حاشیۃ المدنی لو قال البدعی ما خالفہا لکان اوجز وانسب شارح کہتا ہو
کہ اگر مصنف صاحب متن بدعی کی تعریف مین یون کہتا کہ طلاق بدعی وہ ہو جو مخالف ہو طلاق احسن اور حسن کے تو کلام مختصر ہوتا اور زیادہ مفید ہوتا اسواسطے کہ طلاق بدعی
آٹھ ... ہو اول قسم تین طلاق متفرق ایک طہر مین دینا دوسری قسم تین طلاق ایک لفظ سے ایک طہر مین دینا تیسری دو طلاق ایک لفظ سے دینا چوتھی دو طلاق دو لفظ سے اول
طہر مین ... رجعت ... پانچوین حیض مین طلاق دینا چھٹی اس طہر مین طلاق دینا جسمین وطی ہو چکی ساتوین اس طہر مین طلاق دینا جسمین وطی نہین ہوئی لیکن طہر کے قبل حیض
مین ... نفاس مین طلاق دینا سو ساتوین اور آٹھوین قسم مصنف کی تعریف مین داخل نہین اگر یون کہتا کہ بدعی مخالف ہو احسن اور حسن کے تو یہ دونون قسمین بھی داخل
ہو جاتین کذا فی حاشیۃ المدنی وتجب رجعتہا علی الاصح فیہ ای الحیض رفعا للمعصیۃ فاذا طہرت طلقہا ان شاء او امسکہا قید بالطلاق لان التخییر والاختیار والخلع فی الحیض
لا یکرہ مجتبیٰ اور واجب ہو رجعت کرنا زوجہ کی بنا بر قول اصح کے حیض مین یعنی حیض مین اگر طلاق دی ہو تو رجعت کرے اسواسطے کہ گناہ دور ہونے کے پھر جب عورت طاہر ہو
... تو چاہے اسکو طلاق دے یا پاس رکھے شارح کہتا ہو کہ مصنف نے قید طلاق کی اسواسطے لگائی کہ تخییر اور خلع اور اختیار حیض مین مکروہ نہین کذا فی المجتبیٰ
تخییر یہ کہ زوج اپنی زوجہ کو نکاح باقی رکھنے اور طلاق مین مختار کرے اور اختیار یہ کہ نابالغ کا باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا پھر جب وہ بالغ ہوا تو اسکو اپنی ذات
کا اختیار ہو چاہے نکاح کو باطل کر دے اگرچہ ہو وقت وہ حیض مین ہو خلاصہ یہ کہ طلاق دینا حیض مین مکروہ ہو اور تخییر زوج اور اختیار صبی اور ... خلع حیض مین مکروہ
نہین ... نفاس ... حیض کے ہو کذا فی الجوہرۃ یعنی طلاق نفاس مین مکروہ اور تخییر اور اختیار صبی اور خلع نفاس مین مکروہ نہین قال لموطوءۃ
... انت طالق ثلثا او ثنتین للسنۃ وقع عند کل طہر طلقۃ ویقع اولہا فی طہر لا وطی فیہ کہ زوج نے اپنی موطوءہ سے در انحالیکہ
وہ حیض ... والیون مین ہو کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین یا دو ہین مخصوص بسنت تو واقع ہو گی ہر طہر کے نزدیک ایک طلاق خواہ قائل نے نیت کی ہو یا نہ
کی ہو اور پہلی طلاق ان تینون سے یا دو سے اس طہر مین واقع ہو گی جسمین وطی نہین ہوئی فلو غیر موطوءۃ او لا تحیض تقع واحدۃ للحال ثم کلما نکحہا او
مضی شہر تقع سو اگر وہ عورت جسکو تین طلاق مسنون ہوئی مدخولہ نہو یا حیض جسکو نہ آتا ہو تو ایک طلاق واقع ہو گی فی الحال پھر غیر مدخولہ
سے جب زوج نکاح کریگا تو دوسری طلاق واقع ہو گی پھر جب تیسرا نکاح کریگا تو تیسری طلاق واقع ہو گی یا جس عورت کو حیض نہین آتا جب ایک مہینہ
گذریگا تو طلاق واقع ہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی وان نوے ان تقع الثلث الساعۃ او ان تقع عند راس کل شہر واحدۃ صحت نیتہ لانہ محتمل کلامہ

[illegible] ہو جائے گی تو ساقط نہ ہو گی [illegible] بعض [illegible]

[illegible] اور [illegible] نسبت [illegible]

مذہب اہل سنت و وقوع طلاق کی نسبت [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] کہا [illegible] ہے [illegible] واسطے [illegible]

واقع کے قرار دیا ہے ولو بالاکراہ [illegible] اس سے [illegible] ہو سکے [illegible]

[illegible] اقرار کرا دے تو اس اقرار سے طلاق نہیں واقع ہوتی [illegible] النہر الفائق [illegible]

نکاح [illegible] اور النہر الفائق میں ان عقود کو جو اکراہ [illegible] کے ساتھ صحیح ہو جاتے ہیں [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] قصاص [illegible] رضاع [illegible] قبول [illegible] نذر [illegible]

رجوع کرنا اور نذر کرنا اور وصیت قبول کرنا اسی طرح قصاص معاف کرنا [illegible] طلاق [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] خواہ [illegible] غیر کی طرف سے [illegible] طلاق کی یعنی زبردستی سے کسی نے یوں قسم کھائی کہ اگر فلانا کام کرے تو اسکی عورت پر طلاق ہے سو اگر وہ کام

کرے گا تو طلاق واقع ہو گی اور اسی طرح جبر آزاد کرنا اور مسلمان ہونا اور غلام [illegible] کا مدبر کرنا [illegible]

[illegible] واجب کرنا صدقہ کا اور واجب کرنا [illegible] یعنی زبردستی یوں کہلا دے کہ میں نے اپنے اوپر خدا کے واسطے ایک درم یا ایک غلام کی آزادی [illegible] سب کی عقود مذکورہ

صحیح ہیں اکراہ کے ساتھ [illegible] خفیف العقل [illegible] طلاق [illegible] ہزل [illegible]

جسکو اپنے کلام کی حقیقت مقصود نہو [illegible] سفیہ خفیف العقل کم فہم ہو اور سکران ولو بنبیذ او حشیش او افیون [illegible] تصحیح القدوری [illegible]

نشہ کا ہو یا بھنگ کا ہو یا افیون کا یا خراسانی اجوائن کا ان چیزوں کے نشے سے طلاق واقع ہوتی ہے واسطے زجر اور توبیخ کے [illegible] کذا فی تصحیح القدوری

زجر اور توبیخ کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر خراسانی اجوائن اور افیون کو بطریق دوا کے استعمال کرے تو اسپر زجر نہیں ہے اسواسطے کہ معصیت نہیں تو اس صورت میں طلاق بھی نہ واقع

ہو گی نہر الفائق میں کہا کہ خراسانی اجوائن کی اباحت اور حرمت میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ اگر بطریق دوا کے استعمال ہو تو طلاق نہ واقع ہو گی اسواسطے کہ معصیت نہیں اور اگر

بطریق لہو اور سرور کے ہو تو طلاق واقع ہو گی کذا فی حاشیۃ الدر المختار للطحطاوی [illegible] کی طلاق اسواسطے واقع ہے کہ شارع نے [illegible] حالت [illegible] خطاب

کیا چنانچہ فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری) تو معلوم ہوا کہ [illegible] احکام شرعیہ میں [illegible] قرار دیا [illegible] طلاق میں حکم کی

یہ ہے کہ عورت کو مرد سے اور آسمان کو زمین سے فرق نکرے [illegible] سکر [illegible] قول [illegible] اکثر

کلام بیہودہ اور ہذیان ہو [illegible] حد سکر یہ ہے کہ جسکی چال [illegible] بحر الرائق میں کہا [illegible] بھنگ کے نشے سے بالاتفاق علماء شافعیہ اور

حنفیہ کے طلاق واقع ہوتی ہے اسواسطے کہ اسکے حرام ہونے پر بالاتفاق فتوی ہے اور اسکے بائع پر تعزیر ہے اور جو اسکو حلال کہے [illegible] کذا فی المنتقی [illegible]

حرمت افیون اور خراسانی اجوائن کی مصرح ہے کذا فی حاشیۃ الدر المختار [illegible] سکر [illegible] مختار [illegible] اس شخص کے حق میں

جو مست ہو گیا زبردستی نشہ پلانے سے یا اضطرار سے جبر اس نے طلاق دی نہر الفائق میں کہا صحیح یہ ہے کہ اسکی طلاق واقع نہیں ہوتی چنانچہ تحفہ اور شرح

جامع اور خانیہ میں ہے کذا فی [illegible] لو زال عقلہ بالصداع او بمباح لم یقع [illegible] اگر زائل ہو عقل نشا پینے والے کی بسبب درد سر کے

یا مباح چیز کے استعمال سے جیسے کوئی افیون کھائے بطریق دوا کے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اسواسطے کہ زوال العقل درد سر سے ہوا نہ نشے سے [illegible] قہستانی

[illegible] قہستانی [illegible] اگر [illegible] کی ایسی عقل زائل ہو کہ [illegible] تمیز نکرے

احکام شرعیہ کو تو اُسکا تصرف باطل ہوگا فقط لیعنی نہایت بدمست کی طلاق نہ واقع ہوگی بحرالرائق مین کہا کہ یہ قول ضعیف ہو واستثنی فی الاشباہ من تصرفات السکران سبع
مسائل منہا الوکیل بالطلاق صاحیا اور مستثنی کیا ہو اشباہ مین مست کے تصرفات سے سات مسائل کو یعنی مست اور ہوشیار کا ایک حکم ہو لیکن سات مسائل مین مست
ہوشیار کے برابر نہین از انجملہ طلاق کا وکیل ہوشیار ہی مین یعنی مثلاً زید نے حالت ہوشیاری مین خالد کو وکیل کیا طلاق کا سو خالد نے مست ہو کر طلاق دی تو یہ طلاق نہ واقع
ہوگی لکن قیدہ البزازی بکونہ علی مال والا وقع مطلقا لیکن مقید کیا ہو بزازی نے طلاق وکیل کو مال کے بدلے پر یعنی اگر وکیل نے عوض مال کے طلاق دی تو طلاق نہ ہوگی
اور اگر طلاق عوض مال کے نہین تو واقع ہوگی ہر طرح سے خواہ موکل نے ہوشیاری مین وکیل کیا ہو خواہ مستی مین اور وکیل نے ہوشیاری مین طلاق دی ہو یا مستی مین ولم یوقع الشافعی طلاق
السکران واختارہ الطحاوی والکرخی فی التاتارخانیۃ عن التفریق والفتوی علیہ اور امام شافعی نے مست کی طلاق کو واقع نہین کہا اور پسند کیا ہو اس قول کو طحاوی اور کرخی
نے اور تاتارخانیہ مین تفریق سے یہ ہو کہ اس روایت پر فتوی ہو ہم یہ روایت مخالف ہو متون کے اور کتب معتبرہ مین ہرگز اسپر اعتماد نہین فتاوی عالمگیری مین محیط سے منقول ہو کہ
طلاق مست کی واقع ہو اور یہی مذہب ہو ہمارے اصحاب کا کذا فی حاشیۃ المدنی واخرس ولو طاریا ان دام للموت بہ یفتی یا گونگا ہو یعنی گونگے کی طلاق اشارہ سے ہوتی ہو اگرچہ
پیدائشی گونگا نہو بشرطیکہ موت تک گونگا رہے اسی پر فتوی ہو وعلیہ فتصرفاتہ موقوفۃ واستحسن الکمال اشتراط کتابتہ اور اس شرط پر گونگے کے تصرفات موقوف رہینگے موت تک یعنی اگر
موت تک گونگا رہا تو اشارہ کی طلاق وغیرہ تصرفات صحیح ہونگے اور اگر زبان کھل گئی بولنے لگا تو اُس سے دریافت کیا جائیگا اور پسند کیا ہو کمال الدین ابن ہمام نے اسکی کتابت کا
شرط ہونا یعنی اگر گونگا لکھ جانتا ہو تو اسکی طلاق اشارہ سے نہ واقع ہوگی لکھنے سے واقع ہوگی باشارتہ المعہودۃ فانہا تکون کعبارۃ الناطق استحسانا گونگے کی طلاق واقع
ہوگی اُسکے اشارۂ معلومہ سے اسواسطے کہ اسکا اشارہ ناطق کے بیان کے برابر ہو باعتبار استحسان کے وجہ استحسان کی یہ کہ اگر اسکا اشارہ مثل عبارت ناطق کے نہو تو موجب ہو
حرج کا او مخطئا بان اراد التکلم فجری علی لسانہ الطلاق او تلفظ بہ غیر عالم بمعناہ او غافلا او ساہیا او بالفاظ مصحفۃ یقع قضاء فقط یا زوج نے خطا سے طلاق دی اسطرح پر کہ
ارادہ کسی بات کے کہنے کا کیا سو اُسکی زبان پر طلاق جاری ہوگئی یا طلاق کا لفظ بولا حالانکہ اُسکے معنی سے آگاہ نہ تھا یا زوج بھولا کم عقل ہو یا بھولکر طلاق بولا ہو سہو
کی صورت یہ کہ اُسنے قسم کھائی کہ لفظ طلاق نہ بولونگا پھر طلاق بول گیا بھول کر یا طلاق کو الفاظ محرفہ سے بولا چنانچہ بجائے قاف کے کاف یا عین یا غین بولا تو
ان صورتون مین طلاق واقع ہوگی فقط باعتبار قضا کے یعنی باعتبار حکم ظاہر کے نہ باعتبار دیانت کے بخلاف الہازل واللاعب بہ فیقع قضاء ودیانۃ لان الشارع جعل ہزلہ
بہ جدا فتح بخلاف ہنسی کرنے والے اور کھیلنے والے کے کہ اُسکی طلاق ظاہر اور باطن دونون مین واقع ہوجاتی ہو اسواسطے کہ شارع نے اُسکی ہزل کو جد قرار دیا ہو یعنی طلاق دینے
والے کی ہنسی اور خوش طبعی کو بجائے واقعی کلام کے ٹھہرایا ہو کذا فی فتح القدیر ومریضا او کافرا لوجود التکلیف یا زوج بیمار یا کافر سبب وجود تکلیف کے یعنی کافر بھی احکام شرعی
کا مخاطب ہو لیکن قاضی حکم تفریق کا کافر کے حق مین اُسوقت کریگا جب دونون نے اُسکے پاس نالش کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولو طلاق الفضولی اجازۃ قولا وفعلا
فکالنکاح بزازیۃ اور طلاق بنا فضولی کا اور جائز رکھنا زوج کا باعتبار قول اور فعل کے مانند نکاح کے ہو کذا فی البزازیۃ یعنی جیسے نکاح فضولی کا زوج کی اجازت پر موقوف ہو
اسیطرح طلاق فضولی کی بھی اُسکی اجازت پر موقوف ہو اجازت خواہ قولی ہو چنانچہ زوج فضولی سے کہے کہ خدا تجکو راحت دے جیسے تو نے مجھکو اس عورت سے راحت دی
یا یون کہے کہ تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اُس سے چھوڑایا خواہ اجازت فعلی ہو چنانچہ اُسکا باقی مہر حوالہ کرے یا اسکے سوا چار عورتون سے نکاح کرے بناء علی اعتبار الزوج
المذکور لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجۃ الطلاق لمن اخذ بالساق الا اذا شرط فی العقد فقال زوجتہا منک علی ان امرہا بیدی طلقہا کلما شئت فقال العبد
قبلت وکذا اذا قال العبد اذا تزوجتہا فامرہا بیدک ابدا کان کذلک خانیۃ اور بنا بر اعتبار زوج کے جو سابق مین مذکور ہو چکا یعنی ہر زوج عاقل بالغ کی طلاق واقع
ہوتی ہو اگرچہ وہ غلام ہو تو اس اعتبار سے نہ واقع ہوگی طلاق مولی کی اپنے غلام کی جورو پر بدلیل حدیث ابن ماجہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق
کا اختیار اُسکو ہو جسنے عورت کی پنڈلی کو پکڑا یعنی زوج کے سوا دوسرے کو طلاق کا اختیار نہین مگر جبکہ مولی نے شرط کر لیا ہو حالت عقد مین یون کہا ہو غلام سے
کہ مین اسکا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہون اس شرط پر کہ عورت کا امر میرے ہاتھ مین ہو اسکو مین طلاق دون جب چاہون پھر غلام کہے کہ مین نے قبول کیا اور اسیطرح جب غلام نے

[illegible] قوامت [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] اور نہیں واقع ہوتی [illegible]

[illegible] مجنون [illegible] مجنون کی [illegible]

[illegible] مجنون کی طلاق واقع ہوگی کذا فی الاشباہ [illegible]

[illegible] والصبی [illegible] امام [illegible] اور نہیں واقع ہوتی [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] بعد بلوغ کے جائز رکھے تو بھی طلاق نہوگی لیکن اگر یون کہے کہ میں نے طلاق کو واقع کیا [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] طلاق سابق [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] المعتوہ من العتہ وہو اختلال فی العقل [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] اختلال عقل [illegible] اقوال معتوہ اور مجنون کے [illegible]

[illegible] البرسام بالکسر [illegible] طلاق مبرسم کی [illegible] برسام [illegible]

[illegible] برسام [illegible] ورم [illegible]

طلاق واقع نہیں ہوتی والمغمی علیہ [illegible] اور نہیں طلاق واقع ہوتی [illegible] لغت میں [illegible]

[illegible] عقل [illegible] بسبب [illegible]

حاشیہ المدنی [illegible] القاموس [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] فتح القدیر اور قاموس میں کہا کہ [illegible] مجہول کا صیغہ ہے [illegible]

[illegible] خیر الدین [illegible] فتاوی خیریہ میں کہا [illegible]

[illegible] طلاق مدہوش کی نہیں واقع ہوتی [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] مدہوش [illegible] اسباب [illegible]

[illegible] والنائم لانتفاء الارادۃ [illegible]

[illegible] طلاق سونے والے کی بسبب نہونے ارادہ اور اختیار کے [illegible]

[illegible] کلام بالقصد [illegible] کتب اصول میں [illegible]

[illegible] سونے والے [illegible] سوتے ہوئے طلاق دی [illegible] نے اسکو جائز رکھا یا واقع کیا تو

طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ [illegible] لائق اعتبار کے نہیں [illegible] طلاق [illegible]

صبی اگر بعد بلوغ کے [illegible] واقع کردیا تو طلاق پڑجاتی ہے اور [illegible] کیا فرق ہے

شارح نے [illegible] کلام صبی کا [illegible] بسبب قصور عقل کے [illegible] نائم کے کہ اسکا کلام [illegible]

نہیں اسواسطے کہ اسکا قصد نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] الطلاق [illegible]

اس طلاق کو واقع کردیا میں نے اسکو طلاق ٹھہرادی [illegible] کذا فی البحر الرائق [illegible] طلاق [illegible]

اس حبس کی طلاق بیماری مین یعنی واقع کردی تو یہ طلاق دوسری ہوئی لوم کے سوا نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ہو از الملک احدہما الآخر کلہ او
بعضہ یبطل النکاح اور جبکہ مالک ہوا زوج اور زوجہ مین سے ایک دوسرے کا کل کا مالک ہوا یا بعض کا تو نکاح باطل ہوگیا اسواسطے کہ مالکیت منافی ہو زوجیت کی
ولو قال حررتہ حین ملکتہ فطلقہا فی العدۃ او خرجت الحربیۃ الینا مسلمۃ ثم خرج زوجہا کذلک ثم طلقہا فی العدۃ المعاد الثانی
فی السلتین او قعہ الثالث ثم ہا او اگر زوج نے کہا کہ عورت نے اپنے زوج مملوک کو آزاد کردیا جبکہ اسکی مالک ہوئی پھر زوج نے عورت کو طلاق دی عدت مین یا عورت حربیہ
نکل آئی ہماری طرف یعنی دارالاسلام مین آئی مسلمان ہوکر پھر اسکا زوج نکلا اسیطرح مسلمان ہوکر پھر اسنے اسکو طلاق دی عدت مین تو اس طلاق کو ابو یوسف نے لغو کہا ہو دونو صورتون
مین اور واقع کیا ہو اسکو محمد نے دونون مین اور فتوی ابو یوسف کے قول پر ہو کذا فی النہایہ اسلیے کہ دارالاسلام مین آنا جدائی دونون کی ہے پھر جب
جدائی ہوئی تو طلاق کا ختیار باقی نرہا کذا فی حاشیۃ المدنی و اعتبار عددہ بالنساء وعند الشافعی بالرجال اور اعتبار عدد طلاق کا عورتون پر ہو اور نزدیک امام شافعی کے
کے مردون پر ہو فطلاق حرۃ ثلث و طلاق امۃ ثنتان مطلقا تو طلاق حرہ کی تین بار ہو اور طلاق لونڈی کی دو بار ہو ہر طرح سے یعنی حرہ کا زوج خواہ حر ہو خواہ عبد
اسکو تین بار طلاق ہوگی اور لونڈی کا زوج خواہ حر ہو خواہ عبد اسکو دو بار طلاق ہوگی اسواسطے کہ اعتبار عدد طلاق کا عورتون پر ہو نہ مردون پر و یقع الطلاق بلفظ العتق بنیۃ
او دلالۃ حال لا عکسہ لان ازالۃ الملک اقوی من ازالۃ القید اور واقع ہوتی ہو طلاق عتق کے لفظ سے بشرط نیت کے یا دلالت حال کے نہ بالعکس یعنی عتق طلاق
کے لفظ سے نہین واقع ہوتا ہو صحیح اسواسطے کہ ازالہ ملک کا قوی تر ہو ازالہ قید سے یعنی عتق عبارت ہو ازالہ ملک سے اور طلاق عبارت ہو ازالہ قید نکاح سے تو عتق سے
طلاق مراد ہوسکتی ہو اسواسطے کہ عتق توی ہو طلاق سے اور طلاق سے عتق مراد نہین ہوسکتا اسواسطے کہ طلاق ضعیف ہو عتق سے تو ضعیف میں قوی کی گنجایش نہین آسکتی مثلاً زوج نے زوجہ سے کہا
کہ مین نے تجھکو آزاد کیا تو اگر نیت طلاق کی زوج نے کی یا قرینہ طلاق کا پایا گیا جیسے زوجہ نے طلاق کی خواہش کی تھی تو طلاق واقع ہوگی فروع مسائل متفرقہ ہم کے کتب الطلاق
ان ستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا لکھا طلاق کو یعنی زوج نے زوجہ کو یہ لکھکر دیا کہ تجھکو طلاق ہو اگر صاف ظاہر ہو جیسے تختہ پر یا دیوار پر یا زمین پر تو طلاق واقع
ہوگی اگر نیت طلاق کی زوج نے کی اور قول ضعیف یہ ہو کہ ہر طرح طلاق واقع ہوتی ہو نیت کی ہو یا نہ کی ہو لو علی نحو الماء فلا مطلقا اور اگر طلاق لکھی اس چیز پر جسپر نقش
ثابت نہین رہتا جیسے پانی پر یا ہوا پر تو کسیطرح طلاق نہ واقع ہوگی نیت طلاق کی کرے یا نہ کرے ولو کتب علی وجہ الرسالۃ والخطاب کان کتب یا فلانۃ اذا اتاک کتابی ہذا فانت
طالق طلقت بوصول الکتاب جوہرۃ اور اگر طلاق لکھی زوج نے بطریق خط بھیجنے اور خطاب کرنے کے چنانچہ یون لکھا کہ اے فلانی جب تیرے پاس میرا یہ خط پہونچے تو تجھکو طلاق ہو
تو عورت مطلقہ ہو جاویگی بمجرد خط پہونچنے کے کذا فی الجوہرہ و فی البحر کتب لامرأتہ کل امرأۃ لی غیرک وغیر فلانۃ طالق ثم محا اسم الاخیرۃ و بعثہ لم تطلق و ہذہ حیلۃ عجیبۃ و سیجی انہ
استثنی بالکتابۃ اور بحر الرائق مین ہو کہ زوج نے اپنی عورت کو یہ لکھا جسکا مثلاً کریمہ نام ہو کہ جو عورت کہ میری ہو سواے تیرے اور سواے فلانی کے یعنی سواے
زینب کے سو مطلقہ ہو پھر پچھلی عورت کا نام مثلاً اخیر یعنی زینب کا تو زینب کو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ زینب کو بھی کریمہ کے مانند لکھنے کے وقت مستثنی کرلیا تھا گو بعد
اسکے مثلاً اسم مثلاً زید کی زوجہ کریمہ تھی پھر وہ دوسرے شہر مین گیا اور وہان زینب سے نکاح کیا یہ خبر سنکر کریمہ کو رنج ہوا تب زید نے اس طرح سے کریمہ کو لکھا تا کہ
اسکا دل خوش ہو جاوے اور زینب کو طلاق بھی نہ پڑے شارح کہتا ہو یہ حیلہ عجیب ہو کہ لکھنا بعد مٹانے کے بھی مفید ہوا اور باب التعلیق مین عنقریب آویگا جسکو مستثنی کرے کتابت سے

باب الطلاق الصریح

یہ باب ہو طلاق صریح کا الصریح ما لم یستعمل الا فیہ ولو بالفارسیۃ کطلقتک و انت طالق و مطلقۃ بالتشدید قید بخطابہا لانہ لو قال ان خرجت
یقع الطلاق او لا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکہ الاضافۃ الیہا طلاق صریح وہ ہو جو مستعمل نہ ہو مگر اسمین اگرچہ فارسی
زبان مین ہو فارسی سے مراد غیر عربی ہو یعنے طلاق صریح عربی مین منحصر نہین بلکہ ہر بولی مین جو لفظ ایسا ہو کہ سواے طلاق کے
اور معنے مین مستعمل نہ ہوتا ہو وہ صریح ہو چنانچہ عربی مین طلقتک بہ تشدید لام طلاق صریح ہو یعنے مین نے تجھکو طلاق دی اور

باب الطلاق الصریح

[illegible] تخفیف [illegible] صریح [illegible] کی [illegible]
[illegible] اگر [illegible] ہوگی [illegible]
[illegible] عورت کی طرف [illegible] عورت [illegible]
[illegible] عورت کی [illegible] صورت [illegible] عورت کی طرف [illegible]
[illegible] واقع ہوگی [illegible] عورت [illegible]
[illegible] حاشیہ [illegible] الطلاق [illegible] الفاظ [illegible] صریح اور واقع ہوگی ایک طلاق رجعی ان الفاظ کو [illegible] اور
[illegible] کے معنی [illegible] جیسا کہ [illegible] کہا کہ [illegible] یعنی [illegible] طلاق [illegible] یعنی [illegible] طلاق [illegible]
[illegible] یعنی [illegible] تیری طلاق والی کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] طلاق [illegible] فرق ہے عالم یا جاہل [illegible]
[illegible] تصدیق [illegible] اور طلاق صریح میں اصل میں الفاظ [illegible] چنانچہ [illegible] سے عوض [illegible]
[illegible] کے [illegible] عوض [illegible] کے چنانچہ [illegible] عوام [illegible] بولتے ہیں [illegible] طلاق [illegible] جہاں [illegible]
[illegible] طلاق [illegible] اس بات کو [illegible] نے طلاق [illegible] تفسیر کیا اسواسطے کہ صریح [illegible] کنایہ سے [illegible] کہا کہ [illegible] طلاق [illegible] ان
الفاظ [illegible] میں کچھ فرق نہیں درمیان عالم اور جاہل کے یعنی عالم اور جاہل جو ان الفاظ کو عورت کی طرف خطاب کریگا طلاق واقع ہوگی بدون نیت اسواسطے کہ یہ الفاظ
صریح میں اصل میں نیت کے محتاج نہیں اور اگر زوج نے کہا کہ میں نے بالقصد طلاق کو تحریف کیا عورت کے ڈرانے کیواسطے تو ظاہر میں اسکی تصدیق نکیجاویگی یعنی [illegible]
اگر وہ [illegible] ہو تو [illegible] الطلاق [illegible] واقع ہوگی مگر [illegible] ظاہر اسوقت [illegible] کی تصدیق ہوگی جبکہ اُسنے تحریف پر گواہ کر لیا ہو قبل اس تکلم کے اسی قول پر فتوی ہے [illegible] طلقت [illegible]
[illegible] اگر زوج سے کہا گیا کہ تو نے طلاق دی اپنی عورت کو سو اُسنے کہا نعم [illegible] یعنی نعم کے [illegible] یا بلی کے حرف کو
[illegible] کہا یعنی سوال کی [illegible] طلاق بدون نیت کے عورت کو ہوگی کذا فی بحر الرائق [illegible] مطلب ہے کہ ان میں طلاق [illegible] یعنی [illegible] لیکن [illegible] صورت میں [illegible] آتی ہے اسواسطے کہ
طلاق [illegible] کی حالت میں [illegible] رجعیۃ ان نوی خلافہ [illegible] اکثر خلافا للشافعی [illegible] یعنی صریح الفاظ کے بولنے سے ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ نیت ایک
رجعی کے خلاف کا ارادہ کیا از قسم بائن یا ایک سے زیادہ کا بخلاف مذہب امام شافعی کے یا طلاق صریح بول کر کچھ ارادہ نہ کیا تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ صریح محتاج نیت کی
نہیں ہے طلاق رجعی وہ کہ جسمیں تجدید نکاح کی حاجت نہیں اور عورت کی رضامندی رجوع میں ضرور نہیں اور اسکی عدت میں [illegible] اور ایک گھر میں [illegible] کا عدت میں جانا
جائز ہے بخلاف طلاق بائن کے اسیواسطے علماء نے کہا ہے کہ طلاق رجعی مثل قطع کے ہے اور طلاق بائن مانند قتل کے ہے [illegible] بہ الطلاق عن وثاق دین ان لم یقرنہ بعدد ولو مکرہا
صدق قضاء ایضا کما مر بالوثاق او القید اور اگر نیت کی زوج نے طلاق صریح سے قید سے چھوڑنے کی تو اسکی دیانت پر عمل کیا جائیگا یعنی تصدیق اسکی ہوگی طلاق
نہ واقع ہوگی اگر اُسنے طلاق کو عدد کیساتھ نہ مذکور کیا یعنی یوں نہ کہا کہ تجھکو تین طلاق اسواسطے کہ ذکر عدد کا قرینہ ہے طلاق کا چھوڑنے قید کا یا زبردستی سے صریح طلاق بولا پھر
اُسنے قید چھوڑنے کا ارادہ بیان کیا تو اسکی تصدیق ہوگی باعتبار حکم قضا کے بھی چنانچہ اگر طلاق صریح کیساتھ وثاق یا قید کا لفظ صریح کریگا تو ظاہر میں بھی اسکی تصدیق ہوگی
طلاق نہ واقع ہوگی [illegible] طلاقا [illegible] علی الصحیح خانیہ اور اسی طرح ظاہر اور باطن میں تصدیق ہوگی اگر زوج نے صریح سے عورت کی طلاق [illegible]
اصل زوج سے ارادہ کیا بنا بر قول صحیح کے اور قول غیر صحیح میں تصدیق فقط دیانت میں ہوگی نہ قضا میں کذا فی الخانیہ ولو نوی عن العمل لم یصدق اصلا ولو صرح بہ دین فقط اور
اگر نیت کی زوج نے طلقتک کو بول کر طلاق عن العمل کی یعنی کام کرانے سے میں نے تجھکو چھوڑا تو مطلقا اسکی تصدیق نکیجاویگی نہ دیانت میں نہ قضا میں اسواسطے کہ یہ ایسی
نیت ہے کہ اسکو لفظ محتمل نہیں اور اگر لفظ عن العمل کو کھولکر کہا یعنی یوں بولا کہ طلقتک عن العمل تو اسکی تصدیق فقط دیانت میں ہوگی نہ قضا میں کذا فی بحر الرائق میں ہے

کہ جب ثابت ہوا کہ طلاق صریح محتاج نیت کی نہین تو معلوم ہوا کہ اسکے معنی کا علم شرط نہین سو اگر جاہل کو کسی نے لفظ طلاق سکھایا اور وہ عورت کی طرف خطاب کر کے بولا تو قضا مین
طلاق واقع ہوگی نہ دیانت مین اور مشائخ اوزجندی نے کہا کہ مطلقا طلاق نہ واقع ہوگی نہ قضا مین نہ دیانت مین تا کہ فریب سے املاک آدمیون کی ضائع ہونے سے محفوظ رہین چنانچہ بزازیہ
مین اسکی تصریح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی انت الطلاق او طلاق وانت طالق الطلاق او انت طالق طلاقا واحدۃ رجعیۃ ان لم ینو شیئا او نوی یعنی بالمصدر
لانہ لو نوی بطالق واحدۃ وبالطلاق اخری وقعتا رجعیتین لو مدخولا بہا کقولہ انت طالق انت طالق زیلعی او واحدۃ او ثنتین لانہ صریح مصدر لا یحتمل العدد اور انت الطلاق یا
انت طلاق مین یعنی جس ترکیب مین مصدر خبر واقع ہو خواہ مصدر معرفہ ہو خواہ نکرہ یا انت طالق الطلاق یا انت طالق طلاقا مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگر متکلم نے ایک ہی
کی کچھ نیت نہ کی ہو یا ایک دو طلاق کی فقط مصدر سے نیت کی تو بھی ایک رجعی طلاق واقع ہوگی مصدر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر انت طالق طلاقا مین لفظ طالق سے ایک طلاق
کی نیت کریگا اور لفظ طلاق سے دوسری طلاق کا ارادہ کریگا تو دو طلاق رجعی واقع ہونگی اگر عورت مدخولہ ہوگی اور اگر مدخولہ نہوگی تو ایک ہی طلاق سے بدون عدت کے
جدا ہو جاویگی دوسری طلاق کا محل ہی باقی نرہا انت طالق طلاقا سے دو طلاق ایسی واقع ہونگی جیسے دو طلاق رجعی اس قول سے واقع ہوتی ہین یعنی انت طالق انت طالق سے
کذا فی الزیلعی فقط مصدر سے ایک یا دو طلاق کی نیت کرنے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ صریح مصدر احتمال شمار کا نہین رکھتا یعنی مصدر صیغہ ہے وحدت کا اسمین کثرت کی گنجایش
نہین فان نوی ثلثا فثلث لانہ فرد حکمی ولذا کان الثنتان فی الامۃ وکذا فی حرۃ تقدمہا واحدۃ جوہرۃ لکن جزم فی البحر انہ سہو بمنزلۃ الثلث فی الحرۃ سو اگر اقوال سابقہ مین مصدر سے
تین طلاق کا ارادہ کریگا تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ تین فرد حکمی ہین یعنی تین کل ہے طلاق کا اس سے زیادہ طلاق نہین تو طلاق کی فرد کامل ہوئی اور اسیواسطے دو طلاق لونڈی کے
حق مین بمنزلہ تین طلاق کے ہین حرہ کے حق مین یعنے لونڈی کے حق مین دو طلاق کل طلاق ہے جیسے حرہ کے حق مین تین طلاق تو اگر لونڈی سے کہا کہ انت طلاق اور مصدر سے دو طلاق کی نیت
کی تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ دو طلاق اُسکے حق مین فرد حکمی ہے اور اسیطرح اُس حرہ کے حق مین جسکو ایک طلاق سابق مین ہو چکی دو طلاق فرد حکمی ہے کذا فی الجوہرۃ لیکن بحرالرائق
مین یقین کیا ہے کہ روایت جوہرہ کی سہو ہے یعنی دو طلاق حرہ کے حق مین مصدر سے نہ واقع ہونگی ومن الالفاظ المستعملۃ الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام
فیقع بلا نیۃ للعرف ولو لم یکن لہ امراۃ یکون یمینا فیکفر بالحنث تصحیح القدوری اور الفاظ مستعملہ عوام سے یہ اقوال ہین کہ طلاق مجھکو لازم ہے اگر مین ایسا کرون اور حرام مجھکو لازم
ہوا اگر مین نے ایسا کیا اور مجھپر طلاق لازم ہے اگر ایسا نہ کرون اور مجھپر حرام لازم ہے اگر مین ایسا کام کرون تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بدون نیت کے بسبب عرف کے یعنی
عرف مین طلاق کی قسم کھانا رائج ہو گیا ہے تو اسپر جاری ہونا اُسکا واجب ہوا اور اگر ان اقوال کے بولنے والے کی زوجہ نہوگی تو یہ الفاظ قسم ہو جاوینگے تو کفارہ دینا ہوگا قسم توڑنے
سے کذا فی تصحیح القدوری قلنا علی الطلاق من ذراعی بحر واسیطرح طلاق واقع ہوگی اس قول سے کہ مجھپر طلاق لازم ہے میرے ہاتھ سے کذا فی بحرالرائق صاحب بحر نے کہا کہ
بزازیہ مین مصرح ہے کہ انت طالق من ہذا العمل سے قضاءً طلاق واقع ہوتی ہے نہ دیانۃً تو یہ دلالت کرتا ہے کہ علی طلاق من ذراعی سے بطریق اولی طلاق واقع ہو قضاءً مقدسی
نے کہا کہ یہ قیاس صحیح نہین اسواسطے کہ مقیس علیہ مین عورت مخاطب ہے اور وہ محل ہے طلاق کی بخلاف مقیس کے حلبی نے کہا کہ کلام مقدسی کا مدلل ہے اور مدنی کہا کہ یہ
تحقیق لائق ہے قبول کرنے کے ولو قال طلاقک علی لم یقع ولو زاد لازم او واجب او ثابت او فرض ہل یقع قال البزازی المختار لا وقال الخاصی المختار نعم اور اگر یون کہا کہ
تیری طلاق مجھپر ہے تو نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ احتمال بھی اسمین ہے کہ تیری طلاق مجھپر حرام ہے اور اگر اس قول پر لازم یا واجب یا ثابت یا فرض کو بڑھایا یعنی یون کہا کہ
تیری طلاق مجھپر لازم ہے یا واجب ہے یا ثابت ہے یا فرض ہے تو طلاق واقع ہوگی یا نہین بزازی نے کہا کہ قول مختار یہ ہے کہ نہ واقع ہوگی اور خاصی نے کہا اپنے فتاوی مین کہ
قول مختار یہ ہے کہ ہان واقع ہوگی اور فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ واجب مین واقع ہوگی نہ اور الفاظ مین کذا فی حاشیۃ المدنی ولو قال طلقک اللہ ہل تفتقر لنیتہ قال الکمال الحق نعم اور اگر
یون کہا کہ خدا تجھکو طلاق دے کیا اس کلام مین نیت طلاق کی حاجت ہے یا نہین کمال الدین بن ہمام نے کہا کہ حق یہ ہے کہ ہان نیت کی حاجت ہے یعنی بدون نیت کے
طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ یہ کلام بطریق بددعا کے ہو ولو قال لہا کونی طالقا او اطلقی او یا مطلقۃ بالتشدید یقع اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق والی
ہو جا یا یون کہا کہ او مطلقہ بتشدید لام تو طلاق واقع ہوگی وکذا یا طال بکسر اللام وضمہا لانہ ترخیم او انت طال بالکسر والا توقف علی النیۃ کما لو تہجی بہ او بالعتق

یعنی طرف منسوب ہوئی ہو طلاق بدون نیت کے اگر چہ شوہر نے یون کہا کہ میں نے تیری طرف سے عورت کے تئیں طلاق کی نیت کرتا
طلاق دیدی یعنی تو طلاق ہو تو بھی طلاق بدون نیت واقع ہوگی اور اگر بدون نیت طلاق ہے تو کو بعد وجہ یہ کہ جو طلاق موقوف ہوئی نیت پر تو بدون نیت کے
طلاق نہ واقع ہوگی چنانچہ طلاق نیت پر موقوف ہو اگر اسکے مرد جدا جدا ہو سے جیسے ات وال ق یا لفظ طلق کر صحیح موکد کہ جیسے تین طلق وغیرہ
ان دونون صورتون میں بدون نیت کے طلاق ہوگی ہم شرح نے بیان کی طلاق کو کنایہ سے میں اصل کہا ہے ساتھ ہی اسکو صحیح ہو سے تو بھی
طلاق میں روایت مختلف ہو خانیہ میں صریح ہو کہ تبھی طلاق کی صریح میں اصل ہو نیت کی حاجت نہیں روایات میں ہو کہ تبھی طلاق کی کنایات میں مثل وغیرہ
پر موقوف ہوگی شمس مثلہ اول بطور خانیہ کے بیان کیا اور دیا ان بطور روایت کے کذا فی الطحطاوی اور فی النہر عن الصحیح عدم الوقوع اور ہنیک نکت خود وہ
میں تصحیح مذکور ہے منقول ہو کہ طلاق واقع ہو تو صحیح قول ہو اس کلام کے میں نے تجھکو تیری طلاق بخشی وہ مانند اس کلام کے ہے یا تیرے ورشک طلاق یعنی
طلاق تیرے پاس ودیعت رکھی ہو تیرے پاس تیری طلاق کر دی یعنی بنا بر قول صحیح کے لفظ ہبا اور ودیعت میں طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی واذا

اضاف الطلاق الیہا کانت طالق او الی ما یعبر بہ عنہا کالرقبۃ والعنق والروح والبدن والجسد او الفرج والوجہ والراس کذا الاست ودان النصح مبالدر والدر علی المختار خلاصۃ او اضاف الی جزء شائع منہا کنصفہا او ثلثہا وقع لعدم تجزیہ رحب طلاق سو جب کل عورت کی طرف

بنا چنانچہ یون کہا کہ تو طالق ہو یا نسبت کی طلاق کی طرف اس عضو کی جس سے کل عورت کی تعبیر ہوتی ہو جیسے رقبہ یعنی گردن اور روح اور بدن اور جسد اور فرج اور چہرہ اور
سر اور اسیطرح است یعنی چوتڑ یعنی یون کہا کہ تیری گردن یا روح کو طلاق ہو مصنف نے بدن اور جسد دونون کو ہمیشہ ذکر کیا کہ ہاتھ پاؤن سر جسد میں داخل ہیں بدن میں
بلفظ النصح اور دبر اور خون بنا بر قول مختار کے کذا فی الخلاصہ یعنی اگرچہ لفظ البضع کا مرادف ہو فرج کے اور دبر مرادف ہو است کے لیکن یہ لفظ کل آدمی کی تعبیر نہیں واقع ہوتے یا
نسبت کیا طلاق کو عورت کے جز شائع کی طرف جیسے نصف عورت یا ثلث عورت کی طرف تو ان تینون صورتون میں طلاق واقع ہوگی نصف ہو ثلث کی نسبت اسواسطے
طلاق ہوگی کہ طلاق میں تقسیم نہین کہ اسمین نصف یا ثلث یا عشر کی گنجایش ہو خلاصہ یہ کہ جب کل کی طرف طلاق کی نسبت ہوئی یا جز معین کی طرف نسبت ہوئی جو جز کہ بجائے
کل کے مستعمل ہوتا ہو یا جز غیر معین جیسے نصف یا ثلث کیطرف نسبت ہوئی تو ان سب صورتون میں طلاق واقع ہو جاویگی اور قال نصفک الاعلی طالق واحدۃ ونصفک الاسفل ثنتین
وقعت بخارا عن خلافا لبعضہم طلقۃ وبعضہم ثلث عملا بالاضافتین خلاصۃ اور اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ تیرے اوپر کے آدھے جسم کو ایک طلاق ہو اور تیرے نیچے کے آدھے
جسم کو دو طلاق ہین یہ صورت واقع ہوئی تھی بخارا میں اور متقدمین سے اسمین کچھ روایت نہ تھی تو بعضے فقہانے ایک طلاق کا فتوی دیا اسواسطے کہ نصف اعلی میں سر داخل ہو
اور سر بجائے کل کے واقع ہوتا ہو تو کل پر ایک طلاق واقع ہو گئی اور نصف اسفل میں اگرچہ فرج داخل ہو اور وہ بھی بجائے کل کے واقع ہوتی ہو لیکن جب اسفل اعلی میں منسوخ ہو چکا
تو اسکا کچھ اثر باقی نرہا تو نصف اسفل کی طلاق لغو ہو گئی اور بعضے فقہانے تین طلاق کا فتوی دیا دونون نسبتون پر عمل کر کے کذا فی الخلاصہ واذا قال الرقبۃ منک او الوجہ

او وضع یدہ علی الراس او العنق او الوجہ وقال ہذا العضو طالق لم یقع فی الاصح لانہ لم یجعلہ عبارۃ عن الکل بل عن البعض حتی لو لم یضع یدہ بل قال ہذا الراس

طالق واشار الیہ وقع فی الاصح ولو نوی تخصیص العضو ینبغی ان یدین فتح اور جب کہا کہ تیرے جسم سے گردن یا چہرہ کو طلاق ہو یا رکھا اپنا ہاتھ سر پر یا گردن پر
یا چہرہ پر اور کہا کہ اس عضو کو طلاق ہو تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اسنے گردن اور منہ اور سر کو بجائے کل جسم کے مراد نہ رکھا بلکہ بسبب تخصیص ید کے بعض
کے اور اشارت کرنے کے بعض کا ارادہ کیا یہانتک کہ اگر ہاتھ نہ رکھتا بلکہ یون کہتا کہ اس سر کو طلاق ہو اور اشارہ کرتا عورت کے سر کیطرف تو طلاق واقع ہو جاتی قول
اصح میں اور اگر مسئلہ سابقہ یعنی راسک طالق ورقبتک طالق میں تخصیص عضو کی متکلم نے مراد رکھی تو لائق ہو کہ باعتبار دیانت کے اسکی تصدیق کیجاوے نہ باعتبار قضا
کے کذا فی فتح القدیر لیکن یہ اس صورت میں ہو کہ سر اور گردن وغیرہ سے تعبیر کل جسم کی عرف میں مشہور اور رائج ہو اور اگر رائج نہ ہو تو اسکا منو تو باعتبار دیانت و قضا کے بھی اسکی
تصدیق ہوگی چنانچہ بحر الرائق سے یہ مطلب مفہوم ہوتا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی کما لا یقع لو اضافہ الی الید لا نہ المجاز والرجل والدبر والشعر والانف والساق

والفخذ والظہر والبطن واللسان والاذن والفم والصدر والذقن والسن والریق والعرق کذا الثدی والدم جوہرہ لانہ لا یعبر بہا عن الجملۃ فلو عبر قوم بہ عنہا صح چنانچہ
طلاق واقع نہین ہوتی اگر نسبت کی طلاق کی ہاتھ کیطرف مگر بنیت مجاز کے اور نہین واقع ہوتی اگر طلاق کی نسبت کی طرف بازو کے اور ورک کے اور بال کے اور
ناک کے اور پنڈلی کے اور ران کے اور پیٹھ کے اور پیٹ کے اور زبان کے اور کان کے اور منھ کے اور سینہ کے اور ٹھوڑی کے اور دانت کے اور بال کے اور پسینہ کے اور
اسیطرح چھاتی اور خون کذا فی الجوہرہ ان اعضا کیطرف طلاق کی نسبت کرنے سے طلاق نہین واقع ہوتی اسواسطے کہ ان اعضا سے کل جسم کی تعبیر نہین ہوتی اور اگر کسی قوم کے عرف مین ان
اعضا سے بھی کل عورت کی تعبیر ہوتی ہو تو طلاق واقع ہوگی وکذا الحکم کان من اسباب الحرمۃ لا الحل اتفاقا اور اسیطرح جو سبب اثر حرمت کے ہین حلت کے انکا بھی حکم ہی بالاتفاق
جو طلاق کا حکم ہی حرمت کے اسباب جیسے ایلا اور ظہار اور عتق اور حلت کے اسباب چنانچہ نکاح یعنی اگر ایلا اور ظہار کل عورت کی یا اس عضو سے کی جو بجا کل مستعمل ہوتا ہی چنانچہ
سر یا گردن اور چہرہ اور فرج یا نصف اور ثلث کی تو ایلا اور ظہار واقع ہوگی اور ہاتھ پانون کیطرف نسبت کرنے سے واقع ہوگی بخلاف نکاح کے کہ گردن و سر اور فرج اور
نصف کیطرف نسبت کرنے سے صحیح ہوگا بنا بر احتیاط کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر وجزء الطلقۃ ولو من الف جزء تطلیقۃ لعدم التجزی اور حصہ ایک طلاق کا اگرچہ ہزاروان
حصہ ہو ایک طلاق دینے کے برابر ہی بسبب عدم قسمت پذیری کے یعنی طلاق لائق قسمت کے نہین تو اسکا جز اگرچہ نہایت قلیل ہو بجا کل کے ہی مثلاً اگر کوئی کہے کہ مین نے ایک طلاق کا
ہزاروان یا لاکھوان حصہ واقع کیا تو پوری ایک طلاق واقع ہوگی ولو زادت الاجزاء وقع اخری وہکذا اور اگر زیادہ ہون اجزا ایک طلاق سے تو دوسری طلاق واقع
ہوگی اور اسیطرح اگر اجزا دو طلاق سے زیادہ ہون تو تین طلاق واقع ہونگی چنانچہ اگر یون کہا انت طالق نصف طلقۃ وثلثہا یعنی تجھکو آدھی طلاق ہی اور دو تہائیان
اسکی تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ ایک طلاق سے چھٹا حصہ زیادہ ہو گیا الا فی مثل نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وسدس طلقۃ فیقع الثلث حکم سابق اسوقت تک ہی جب تک
یون نہین کہا کہ نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وسدس طلقۃ اور اگر یون ہی کہا تو تین طلاقین واقع ہونگی یعنی ہرچند نصف اور ثلث اور سدس سے ایک طلاق پوری ہوئی زیادتی
(آدھی۱۲ تہائی۱۲ چھٹا۱۲)
اجزا کی نہوئی لیکن لفظ طلقۃ کا نکرہ ہی تین بار مکرر ہوا اور قاعدہ عرب کا یہ ہی کہ نکرہ کا جب اعادہ ہوا تو وہ غیر ہوتا ہی اول کا تو بسبب مغایرت کے تین طلاقین ٹھہر گئین بخلاف
معرفہ کے کہ اگر وہ مکرر آویگا تو عین ہوگا اول معرفہ کا ولو بلا واو فواحدۃ اور اگر مثال مذکور کو بدون واو عاطفہ کے بولا مثلاً یون کہا کہ انت طالق نصف طلقۃ ثلث طلقۃ
سدس طلقۃ تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ہر واحد بدل واقع ہوگا اپنے ماقبل سے اور مبدل منہ ساقط ہو جاتا ہی نیت مین کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو قال طلقۃ ونصفہا فثنتان
علی المختار جوہرہ اور اگر کہا کہ تجھکو ایک طلاق ہی اور نصف اسکا تو دو طلاقین ہونگی بنا بر قول مختار کے کذا فی الجوہرہ وکذا لو کان مکان السدس ربعا فثنتان علی المختار وقیل واحدۃ قہستانی
اور اسیطرح اگر مثال سابق مین بجا سدس کے ربع ہو تو دو طلاقین ہونگی بنا بر قول مختار کے اور قول ضعیف مین ایک طلاق ہی کذا فی القہستانی سید احمد طحطاوی نے کہا کہ قہستانی سے
اس مقام مین دو خطائین واقع ہوئین ایک نقل مین دوسری حکم مین نقل مین یہ خطا ہوئی کہ اس عبارت کو اُسنے محیط سرخسی سے نقل کیا حالانکہ یہ عبارت محیط مین نہین چنانچہ فتاوی ہندی
یعنی عالمگیری مین محیط کی عبارت منقول ہی اور حکم مین یہ خطا ہوئی کہ جب انت طالق نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وسدس طلقۃ مین بسبب تکرار نکرہ کے تین طلاق واقع
ہوئین تو انت طالق نصف طلقۃ وثلث طلقۃ وربع طلقۃ مین بطریق اولے تین واقع ہونگی اسواسطے کہ ربع زائد ہی سدس سے کذا فی حاشیۃ المدنی ویجی ان استثناء بعض التطلیق لغو
بخلاف ایقاعہ اور عنقریب باب التعلیق مین آویگا کہ استثنا کرنا بعض تطلیق کا لغو ہی بخلاف ایقاع طلاق کے یعنی اگر یون کہا کہ انت طالق ثلثا الا
نصف طلقۃ تو امام محمد کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ طلاق قسمت پذیر نہین بخلاف ایقاع کے کہ بعض طلاق لغو نہین ہوتی یعنی اگر یون کہے گا کہ تجھکو ایک طلاق
اور آدھی طلاق ہی تو دو واقع ہونگی ویقع بقولہ من واحدۃ الی ثنتین او ما بین واحدۃ الی ثنتین واحدۃ اور ایک طلاق واقع ہوتی ہی اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہی ایک سے
دو تک یا یون کہا کہ تجھکو طلاق ہی مابین ایک کے دو تک وبقولہ من واحدۃ او ما بین واحدۃ الی ثلث ثنتان الاصل فیما اصلہ الحظر دخول الغایۃ الاولی فقط
عند الامام وفیما مرجعہ الاباحۃ کخذ من مالی من مائۃ الی الف الغایتین اتفاقا اور اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہی ایک سے تین تک یا مابین ایک کے
تین تک واقع ہونگی دو طلاق شارح کہتا ہی قاعدہ کلیہ ان مسائل کا جنمین اصل منع ہی یعنی ضرورت مباح نہین یہ ہی کہ انمین فقط پہلی حد داخل ہوتی ہی

[illegible] دو معنی [illegible] اعتبار [illegible] معنی [illegible]
[illegible] طلاق [illegible]
[illegible] انصاف [illegible] ثنتین [illegible] تین [illegible]
طالق [illegible] تین [illegible]
[illegible] واحدة فی ثنتین [illegible] اور فارسی [illegible] ایک طلاق [illegible]
طلاق میں ایک [illegible] واقع ہوگی [illegible] نیت [illegible] ضرب کی [illegible] ایک ہی طلاق واقع ہوگی [illegible]
ضرب کے معانی [illegible] کما فی فتح القدیر [illegible] واحدة فی ثنتین فثلاث [illegible] اور اگر نیت کی ایک مع دو کی
یعنی واحدة فی ثنتین میں لفظ فی کو بمعنی واو عاطفہ کے استعمال کیا تو تین طلاق واقع ہونگی اگر زوجہ مدخولہ ہو وفی غیر المدخولة واحدة کقوله لها واحدة وثنتین
[illegible] غیر مدخولہ [illegible] ایک واقع ہوگی چنانچہ اس قول میں کہ جب غیر مدخولہ سے کہا کہ تجھکو ایک اور دو طلاق ہیں تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ غیر مدخولہ ایک
ہی طلاق سے بدون عدت کے جدا ہوگئی تو طلاق کا محل باقی نہ رہا وان نوی مع الثنتین فثلث مطلقا اور اگر نیت کی ساتھ ایک طلاق کے دو طلاق کی یعنی واحدة سے
ثنتین میں لفظ فی کو بمعنی مع کے استعمال کیا تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی مطلقا خواہ مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ اسواسطے کہ مع [illegible] کی مقتضی ہے [illegible] ثنتین فی ثنتین
ولو بنیة الضرب ثنتان لما مر ولو نوی معنی الواو او مع فکما مر اور واقع ہونگی دو طلاق اس قول سے کہ تجھکو دو طلاق ہیں دو طلاق کے اندر اگرچہ ضرب کی نیت کی ہو
اسواسطے کہ ضرب [illegible] اجزا زیادہ ہوتے ہیں نہ افراد اور اگر لفظ فی کو بمعنے واو یا مع کی نیت کی ہو اسکا حکم ویسا ہے جیسا کہ گذر گیا یعنی اگر طلقتک ثنتین
فی ثنتین میں فی کو بمعنی واو عاطفہ کے استعمال کیا تو زوجہ مدخولہ کو تین طلاق ہونگی اور غیر مدخولہ کو ایک طلاق ہوگی اور اگر فی کو بمعنی مع کے استعمال کیا تو مدخولہ
اور غیر مدخولہ دونوں کو تین طلاق واقع ہونگی وبقوله من هنا الی الشام واحدة رجعیة ما لم یصفها بالطول او کبر فبائنة اور واقع ہوتی ہے اس قول سے کہ تجھکو
طلاق ہے یہانسے شام تک ایک طلاق رجعی بشرطیکہ طلاق کو طول اور بزرگی کیساتھ موصوف نہیں کیا اور اگر طول اور بزرگی کیساتھ موصوف کردیا تو طلاق بائن واقع ہوگی وانت
طالق بمکة او فی مکة او فی الدار او الظل او الشمس او ثوب کذا تنجیز یقع للحال کقوله انت طالق مریضة او مصلیة او انت مریضة او انت تصلین او
یہ قول کہ انت طالق بمکة او فی مکة یعنی تجھکو طلاق ہے مکہ میں یا گھر میں یا سایہ میں یا دھوپ میں یا ایسے کپڑے میں تنجیز ہے طلاق کی یعنی اس قول سے بالفعل طلاق
پڑجاتی ہے دخول مکہ اور گھر پر اور سایہ اور دھوپ پر موقوف نہیں چنانچہ اس قول سے بھی بالفعل طلاق پڑجاتی ہے کہ تجھکو طلاق ہے حالت بیماری یا نماز خوانی میں خواہ
بیمار ہو یا نہو نماز پڑھتی ہو یا نہ پڑھتی ہو اسواسطے کہ طلاق کو مرض اور نماز اور اسیطرح سایہ اور دھوپ کیساتھ خصوصیت نہیں ویصدق فی الکل دیانة اور تصدیق کیجاویگی زوج کی
ان مثالوں میں باعتبار دیانت کے نہ باعتبار قضا کے ولو قال عنیت اذا دخلت الدار او اذا لبست او اذا مرضت ونحو ذلک تعلق به کقوله لها فی مکة او الی آخر الشهر
[illegible] اور اگر کہا میں نے [illegible] انت طالق فی الدار سے انت طالق اذا دخلت الدار کا ارادہ کیا ہو وانت طالق فی ثوب سے انت طالق اذا لبست
کا وانت طالق مریضة میں انت طالق اذا مرضت کا ارادہ کیا اور اسی طرح بعضے اقوال میں تو طلاق معلق ہوگی انکی شرطوں سے یعنی بغیر دخول اور پہننے اور مرض وغیرہ کے
طلاق واقع نہوگی چنانچہ یہ قول کہ تجھکو طلاق ہے ایک سال تک [illegible] کے تمام تک یا موسم سرما تک یعنی بدون سال گذر جانے [illegible] اور بدون سرما آنے کے طلاق نہ واقع ہوگی واذا
دخلت مکة تعلیق او یوں کہا کہ تجھکو طلاق ہے جب تو مکہ میں داخل ہوگی تعلیق ہے حقیقت میں یعنی بدون دخول مکہ کے طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی دخولک الدار کذا فی
لبسک ثوب کذا [illegible] الشرط اور اسیطرح یہ قول تعلیق ہے کہ تجھکو طلاق ہے تیرے گھر داخل ہونے میں اور اسیطرح تجھکو طلاق ہے تیرے [illegible] کپڑا پہننے
میں یا تجھکو طلاق ہے تیری نماز میں [illegible] اقوال کہ تعلیق میں داخل ہیں اسواسطے کہ ظرف مشابہ ہے شرط کے باعتبار جمعیت کے اسواسطے کہ مظروف بدون ظرف کے

نہیں ہوتا جیسے مشروط بدون شرط کے نہیں ہوتا ولو قال لدخولک الدار او لحیضک تنجیز اور اگر یون کہا کہ تجھکو طلاق ہے بسبب داخل ہونے تیرے کے تیرے گھر مین یا بسبب
تیرے حیض کے تو یہ قول تنجیز ہے یعنی فی الحال طلاق واقع ہوگی دخول دار اور حیض پر موقوف نہیں ولو بالباء تعلیق و اگر بجاے لام کے باء موحدہ بولا یعنی یون کہا کہ انت طالق
بدخولک الدار و بحیضک تو یہ قول تعلیق ہے یعنی دخول دار اور حیض پر طلاق موقوف ہوگی وفی حیضک وہی حائض فحتی تحیض اخری اور اگر اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تیرے
حیض مین حالانکہ اسکو حیض موجود ہے تو طلاق نہ واقع ہوگی یہانتک کہ اسکو دوسری بار حیض آوے وفی حیضتک فحتی تحیض وتطہر اور اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تیرے
حیضہ مین یعنی ایکبار حیض آنے مین تو وہ مطلقہ نہو گی یہانتک کہ اسکو دوسری بار حیض آوے اور پاک بھی ہوجاوے اسواسطے کہ حیضہ حیض کامل کو کہتے ہین اور کمال حیض اسمین طہر
کے نہین خلاصہ یہ کہ اگر حیض مین وقت کے بولا تو تعلیق طلاق حیض ثانی پر ہوگی اور اگر ت کو اسمین ملایا تو تعلیق طلاق کی طہر پر بعد حیض ثانی کے ہوگی کذا فی حاشیۃ
المدنی وفی ثلثۃ ایام تنجیز وفی مجی ثلثۃ ایام تعلیق بمجی الیوم الثالث سوی یوم کلمہ لان الشروط تعتبر فی المستقبل اور اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تین دن مین فی الحال طلاق ہوگی
اور اس قول مین کہ تجھکو طلاق ہے تین دن کے آنے مین تعلیق ہے طلاق کے تیسرے دن کے آنے پر سواے اسدن کے جسدن یہ کلام کیا اسواسطے کہ شروط کا اعتبار زمانہ مستقبل
مین ہوتا ہے نہ ماضی مین اور آنا دن کا ابتداے یوم سے ہوتا ہے حالانکہ یوم تکلم کچھ دن گذر چکا تھا تو یوم تکلم کا آنا ثابت نہوا اسواسطے اسدن کو شمار سے نکال ڈالا ویوم القیمۃ
لغو اور یون کہنا کہ تجھکو طلاق ہے قیامت کے دن لغو ہے یعنی اس کلام سے طلاق نہین واقع ہوتی اسواسطے کہ قیامت کا دن محل وقوع احکام شرعیہ نہین وقبلہ تنجیز اور اس قول
مین کہ تجھکو طلاق ہے روز قیامت سے پہلے فی الحال طلاق واقع ہوگی وفی انت طالق تطلیقۃ حسنۃ فی دخولک الدار ان رفع حسنۃ تنجیز وان نصبہا تعلیق اور اس قول مین کہ انت
طالق تطلیقۃ حسنۃ فی دخولک الدار اگر رفع دیا لفظ حسنۃ کو تو فی الحال طلاق ہوگی اور اگر نصب دیا اسکو تو تعلیق ہوگی اسواسطے کہ لفظ حسنۃ حالت رفع مین صفت ہوگی
عورت کی تو فاصل ہوئی درمیان طلاق اور تعلیق کے تو فی دخولک الدار جدا کلام ہوگیا تعلیق نرہا تو تنجیز ہوگا اور جب حسنۃ کو نصب دیا تو صفت ہوئی طلاق کی تو فاصل نہوئی
تو دخول دار پر تعلیق ہوگی طلاق کی وسأل الکسائی محمدا عمن قال لامرأتہ شعر فان ترفقی یا ہند فالرفق ایمن ٭ وان تخرقی یا ہند فالخرق اشأم ٭ فانت طالق
والطلاق عزیمۃ ٭ ثلث ومن یخرق اعق واظلم ٭ کم تقع فقال ان رفع ثلث فواحدۃ وان نصبہا فثلث وتمامہ فی المغنی وفیما علقناہ علی الملتقی اور سوال کیا کسائی
نحوی اور قاری نے امام محمد سے کہ جس شخص نے اپنی عورت سے یہ شعر کہا کہ اگر نرمی کریگی تو اے ہند تو نرمی کرنا مبارک ہے اور اگر سختی اور بدمزاجی کریگی اے ہند تو سختی
نامبارک ہے سو مطلقہ ہے اور طلاق تو عزیمت کی چیز ہے یعنی لہو اور لعب نہین تین بار اور جو سختی اور بدمزاجی کرتا ہے وہ نافرمان اور ظالم تر ہے کسائی نے پوچھا کہ اس
کلام سے کے بار طلاق واقع ہوتی ہے تو امام محمد رہ نے جواب دیا کہ اگر اسنے لفظ ثلث کو رفع دیا تو ایک طلاق ہوگی اور اگر اسکو نصب دیا تو تین بار طلاق ہوگی تمام
نے کہا اور پوری تقریر اسکی مغنی اللبیب اور ہماری شرح مین ہے جو ملتقی پر ہے ہم جب لفظ ثلث مرفوع ہوگا تو ایکبار طلاق ہوگی گویا یون کہا کہ انت طالق پھر خبر دی کہ پوری طلاق تین
بار ہے اور جب ثلثا منصوب ہوگا تو تین بار طلاق ہوگی تو تقدیر کلام کی انت طالق ثلثا ہوگی اور والطلاق عزیمۃ جملہ معترضہ ہوگا کتاب مغنی اللبیب کے باب اول مین مذکور ہے کہ
ہارون رشید نے یہ سوال امام ابو یوسف سے کیا انکو جواب آیا کسائی سے دریافت کرکے جواب دیا بحر الرائق مین کہا کہ یہ حکایت غلط ہے اسواسطے کہ ابو یوسف مجتہد تھے اور شرط
اجتہاد کی ایک یہ بھی ہے کہ معرفت کامل عربیت کی ہو اور یہ نقل اہل درایت کے مخالف ہے چنانچہ مبسوط مین مذکور ہے کہ یہ سوال کسائی نے امام محمد رہ سے کیا اور تاریخ خطیب بغدادی
مین بھی یون ہی مذکور ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے حاشیۂ مغنی اللبیب مین اسکی تصریح کردی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولقولہ انت طالق غدا او فی غد یقع عند طلوع
الصبح اور اس قول سے کہ تو طالق ہے کل یا کل مین تو واقع ہوگی طلاق طلوع صبح کے وقت وصح فی الثانی نیۃ العصر ای آخر النہار قضاء وصدق فیہما دیانۃ ومثلہ انت
طالق شعبان او فی شعبان اور صحیح ہے قول ثانی مین یعنی انت طالق فی غد مین نیت عصر کی یعنی آخر دن کی باعتبار قضا کے اور تصدیق کیجاویگی متکلم کے دونون قولون
مین باعتبار دیانت کے اور مانند اسکے ہے یہ قول کہ تو طالق ہے شعبان کو یا شعبان مین تو اگر اس متکلم نے کچھ نیت نہ کی تو آخر رجب مین بعد غروب آفتاب کے طلاق واقع ہوگی
اور اگر آخر شعبان کی نیت کی تو قضاءً قول ثانی مین صحیح ہوگی اور دیانۃً دونون مین تصدیق ہوگی وفی انت طالق الیوم غدا او غدا الیوم اعتبر اللفظ الاول

اور اس قول میں کہ تو طالق ہے آج کل یا تو طالق ہے کل آج پہلا لفظ معتبر ہوگا اور دوسرا لفظ لغو ہوجاوے گا تو پہلی قول میں آج طلاق ہوگی اور دوسری قول میں کل ہوگی اگر بعضے اوقات کو تنخیر کرے اور لفظ ثانی میں ہے اور مثال سابق میں عطف دیکر کے کہا یعنی یون کہ کہ انت طالق الیوم وغدا انت طالق غدا والیوم تو قول اول میں ایک طلاق ہوگی یعنی الیوم وغدا میں اور قول ثانی میں دو طلاق ہونگی یعنی غدا والیوم میں کذا انت طالق فی اول النہار وآخرہ وتکسر والیوم والامس کذا فی التمرتاشی جیسا اس تحصیل میں کہ انت طالق باللیل والنہار اگر یہ قول دن کو کہا تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر یون کہا انت طالق بالنہار واللیل تو ایکبار طلاق ہوگی اور اگر رات کو یہ قول کہا تو حکم بالعکس ہوگا یا یون کہا کہ انت طالق اول النہار وآخرہ تو سوا اس کے یہ قول اول دن کو کہا تو ایکبار طلاق واقع ہوگی دو بار اول دن یون کہا کہ انت طالق آخر النہار واولہ تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر آخر روز میں یون کہا کہ انت طالق اول النہار وآخرہ تو دو بار طلاق واقع ہوگی اگر آخر روز یون کہا کہ انت طالق آخر النہار واولہ تو ایکبار طلاق ہوگی اور اسی طرح عکس اسکا یعنی عکس باللیل والنہار کا بات رہا اصل یہ ہے کہ المس اول النہار وآخرہ کو آخر النہار واولہ چنانچہ اسکا حکم یعنی تفصیل مذکور ہوچکا یا یون متکلم نے لاکر انت طالق الیوم والامس الشہر تو آخر کلام میں کہا تو ایک طلاق ہوگی دوا اگر شروع مہینہ میں کہا تو دو بار طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی والاصل اذا اضاف الطلاق الی وقتین کائن وتستقبل بحرف عطف فان بدا بالکائن اتحد او بالمستقبل تعدد اور قاعدہ کلیہ امثلہ سابقہ میں یہ ہے کہ جب منسوب کیا طلاق کو دو وقت کی طرف کہ ایک ان میں ماضی ہے اور دوسرا مستقبل اور دونون وقتون کے درمیان میں حرف عطف کا لایا سو اگر ابتدا ماضی سے کی تو دونون وقت متحد ہونگے اس صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی چنانچہ انت طالق الیوم وغدا میں اور اگر ابتدا مستقبل سے کی تو تعدد اور کثرت ہوگی یعنے دو بار طلاق واقع ہوگی چنانچہ انت طالق غدا والیوم میں یا انت طالق الیوم لا بل غدا وانت طالق لا بل غدا طلقت واحدۃ للحال واخری بعد الغد اور اس قول میں کہ تو طالق ہے آج اور جب کہ کل آوے یا یون کہا کہ تو طالق ہے نہیں بلکہ کل طالق ہے تو اسکو ایکبار طلاق ہوگی فی الحال اور دوسری بار کل مثال ثانی میں متکلم نے لفظ لا بل سے نفی کلام سابق کی اور کی سو ابطال منجز کا ممکن نہیں انت طالق واحدۃ اولا او مع موتی او مع موتک لغوا اما الاول فلحرف الشک واما الثانی فلاضافتہ لحالۃ منافیۃ للایقاع او للوقوع تو طالق ہے ایکبار یا کہ طالق نہیں یا یون کہا تو طالق ہے میری موت کے ساتھ یا اپنی موت کے ساتھ تو یہ دونون قول لغو میں یعنی ایسے کلام سے طلاق نہیں ہوتی پہلا قول تو اسواسطے لغو ہوا کہ حرف شک کا اسمین واقع ہے اور قول ثانی اسواسطے لغو ہوا کہ اسمین طلاق مضاف ہے اس حالت کی طرف جو مخالف ہے ایقاع طلاق کے یا وقوع طلاق کے یعنی موت زوج کی منافی ہے ایقاع طلاق کی کہ اس حالت میں اسکو اہلیت طلاق دینے کی نہیں اور موت زوجہ کی منافی ہے وقوع طلاق کی کہ اس حالت میں محل طلاق باقی نہیں کذا انت طالق قبل ان اتزوجک او امس وقد نکحہا الیوم اور اسیطرح لغو ہے یہ قول کہ تو طالق ہے قبل اسکے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرون یا یون کہے کہ تو طالق ہے کل یعنی جو دن کہ ہو چکا اور حالانکہ نکاح کیا اس عورت سے آج یہ دونون قول اسواسطے لغو ہوئے کہ طلاق کو اس وقت کی طرف مضاف کیا جبکہ اسکو ملکیت طلاق کی نہ تھی اسواسطے کہ بعد نکاح کے زوج طلاق کا مالک ہوتا ہے قبل نکاح کے اور کہا قبل امس وقع الآن لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال اور اگر نکاح کیا تھا عورت سے کل سے پہلے یعنی پرسون نکاح کیا تھا اور بعد اسکے یون کہا کہ انت طالق امس تو وقت تکلم کے طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ماضی کا ایقاع زمانہ موجود کا ایقاع ہے ولو قال امس والیوم تعدد ولعکسہ اتحد وقیل لعکسہ اور اگر کہا کہ انت طالق امس والیوم تو دو بار طلاق ہوگی یا بالعکس اسکے کہا یعنی یون کہا کہ انت طالق الیوم والامس تو ایکبار ہوگی اور بعض علما نے اسکے بالعکس کہا ہے یعنے اول صورت میں ایکبار اور دوسری صورت میں دو بار ہوگی اور یہی قول اخیر موافق قاعدہ سابقہ کے یعنی اگر ماضی مقدم ہے استقبال پر تو اتحاد ہوگا اور استقبال مقدم ہے ماضی پر تو تعدد ہوگا اور یہی حق ہے کذا فی حاشیۃ المدنی نا قلاعن الحلبی او انت طالق قبل ان اخلق او قبل ان تخلقی او طلقتک وانا صبی او نائم او مجنون وکان معہودا کان لغوا یا یون کہا کہ تو طالق ہے قبل میری پیدائش کے یا قبل تیری پیدائش کے یا یون کہا کہ میں نے تجھکو

طلاق دی جبکہ مین لڑکا تھا یا جبکہ مین سوتا تھا یا جبکہ مین دیوانہ تھا اور حالانکہ اُسکا جنون معلوم تھا تو یہ قول لغو ہوگا اسواسطے کہ حالات مذکورہ منافی ہین ایقاع طلاق
کے بخلاف قولہ انت حر قبل ان اشتریک او انت حر امس وقد اشتراہ الیوم فانہ یعتق کما یعتق لو اقر بعتقہ ثم اشتراہ لاقرارہ بحریتہ بخلاف حکم
سابق کے ہے یہ قول کہ تو آزاد ہے قبل اسکے کہ مین تجھکو خرید کرون یا یون کہا کہ تو آزاد تھا کل اور حالانکہ اُسکو خرید کیا آج تو وہ آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ آزادی
ایقاع اور وقوع کی محتاج نہین احتمال ہے کہ اُسکو اور شخص نے آزاد کیا ہو یا کہ وہ اصلی آزاد ہو بخلاف طلاق کے چنانچہ اسطرح بھی آزاد ہو جاویگا اگر اقرار کیا
ایک شخص نے کسی کے غلام کے حق مین کہ یہ آزاد ہے پھر اُسکو خرید کیا ان تینون صورتون مین آزادی ثابت ہوگی بسبب اقرار کرنے قائل کے اُسکی آزادی کا انت
طالق قبل موتی بشہرین او اکثر ومات قبل مضی شہرین لم تطلق لانتفاء الشرط وان مات بعدہ طلقت مستندا الی اول المدۃ فلا عدۃ علیہا وفائدتہ انہ لا
میراث لہا لان العدۃ قد تنقضی بشہرین بثلاث حیض تو طالق ہے میری موت سے دو مہینے پہلے یا کہ اس سے زیادہ اور مر گیا زوج قبل گزرنے دو مہینے کے
تو عورت مطلقہ نہوگی بسبب نہ پائے جانے شرط کے اور اگر زوج مر گیا بعد دو مہینے کے تو مطلقہ ہوگی نزدیک امام کے فی الحال باستناد اول مدت کے یعنی دو مہینے
سے مطلقہ ہوگی نہ موت کے نزدیک سے اور فائدہ طلاق مستند کا یہ ہے کہ عورت کو میراث زوج کی نہ ملیگی اسواسطے کہ عدت گاہے منقضی ہو جاتی ہے دو مہینے مین تین حیض
ہو کر ہم مصنف اور شارح نے اس مقام مین قول ضعیف کو پسند کیا ہے باتباع صاحب درر کے اور قول صحیح یہ ہے کہ عدت وقت موت کے ہوگی اور عورت وارث ہوگی نزدیک
امام کے اسواسطے کہ حق میراث مین استناد ظاہر نہین ہوتا کیونکہ اُسمین ابطال ہے عورت کے حق کا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور تحریر مین تصریح ہے کہ وجوب عدت نزدیک
امام کے موت کے ہے اور علامہ سمرقندی نے کہا کہ اسی پر فتوے ہے کذا فی حاشیۃ المدنی قال لہا انت طالق کل یوم او کل جمعۃ او راس کل شہر ولا نیۃ لہ تقع واحدۃ فان
نواہ کل یوم او قال فی کل یوم او مع او عند او کلما مضی یوم تقع ثلث فی ایام ثلث والاصل انہ متی ترک کلمۃ الظرف اتحد والا تعدد کہا زوج نے زوجہ سے کہ تو طالق ہے ہر دن یا
ہر جمعہ یا ہر مہینے کے شروع پر اور زوج کی ان اقوال مین کچھ نیت نہین تو ایکبار طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے نیت کی ہر روز ایک طلاق کی یا اُسنے یون کہا کہ تو
طالق ہے ہر ایک دن مین یا یون کہا کہ تو طالق ہے ہر دن کے ساتھ یا کہا کہ تو طالق ہے نزدیک ہر دن کے یا یون کہا کہ تو طالق ہے ہر بار کہ دن ہو چکے تو ان صورتون مین
تین بار طلاق واقع ہوگی تین دن مین اور قاعدہ کلیہ تین طلاق یا ایک طلاق کے واقع ہونے کا ان مثالون مین یہ ہے کہ جب کلمہ ظرف کا متروک ہوگا کلام مین تو
ایکبار طلاق واقع ہوگی اور جب کلمہ ظرف کا مذکور ہوگا تو تین بار طلاق واقع ہوگی کلمہ ظرف کا ان اقوال مین لفظ فی او مع اور عند ہے وفی الخلاصۃ انت طالق مع کل
یوم تطلیقۃ تقع ثلث للحال اور خلاصہ مین ہے کہ اگر یون کہیگا کہ تو طالق ہے ہر دن کے ساتھ ایک طلاق کر تو واقع ہونگی تین طلاق فی الحال ہم روایت خلاصہ کی
مخالف ہے شارح کے قول کے اسواسطے کہ شارح نے کہا کہ مع کل یوم مین تین طلاق تین دن مین واقع ہونگی اور خلاصہ مین فی الحال واقع کہا اور دونون
کلامون مین سوائے مفعول مطلق کے کوئی فارق ظاہر نہین ہوتا اور شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ خلاصہ مین یون عبارت ہے کہ انت طالق مع کل تطلیقۃ یعنی اسمین
لفظ یوم کا نہین تو یہ مطلب ہوا کہ تو طالق ہے ہر ہر طلاق کے ساتھ تو اس صورت مین تین بار طلاق فی الحال واقع ہونگی اور شاید کہ نسخہ بحر الرائق مین تحریف
واقع ہو گئی اور مصنف اور شارح نسخہ محرفہ کے پیرو ہو گئے کذا فی حاشیۃ المدنی قال لہما اکبرکما سنا طالق الآن لا تطلق حتی تموت احدیہما فتطلق
الاخری لوجود شرط حینئذ کہا زوج نے اپنی دو زوجہ سے کہ تم دو مین بڑی عمر والی کو طلاق ہے اسوقت تو کسی کو طلاق نہوگی یہانتک کہ ایک انمین سے مر جاوے
پھر جب ایک مرے گی تو دوسری زندہ زوجہ مطلقہ ہوگی بسبب پائے جانے شرط زوج کے اسوقت یعنی جب ایک مر گئی تو دوسری عورت کی زیادتی عمر کی ثابت
ہوئی ہم شیخ رحمتی نے کہا کہ طول عمر بدون دونون عورتون کے مر جانے کے ثابت نہین ہو سکتا اسواسطے کہ جو عورت کہ اول مر گئی جائز ہے کہ چالیس برس کی ہو اور
جو زندہ ہے شاید اُسکی عمر تیس ہی برس کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اور نسخہ مطبوع مین بعد حینئذ کے لفظ مستندا کا بھی مرقوم ہے قال انت طالق قبل قدوم
زید بشہر فقدم بعد شہر وقع الطلاق مقتصرا کہا زوج نے کہ تو طالق ہے زید کے آنے سے پہلے بقدر ایک مہینہ کے پھر زید آیا بعد مہینے کے

ہو مثل انت طالق فی الحال [illegible] قسم [illegible] تقسیم [illegible] ذکر کیا [illegible]

[illegible] ثبوت [illegible] تقسیم [illegible]

[illegible] تحقیق [illegible]

[illegible] تعلیق [illegible] تو تجھکو طلاق ہو سو خواہ [illegible] میں طلاق کی صحت نہیں وقت تکلم کے [illegible]

[illegible] بسبب تعلیق کے [illegible] طلاق واقع ہوگی [illegible] تحقیق [illegible]

فی الحال [illegible] ثبوت حکم ہے فی الحال چنانچہ انشاء عقود مثل بیع [illegible] طلاق و عتاق [illegible]

درمیان ثابت ہو جاتا ہو اور استناد ثبوتہ فی الحال مستندا الی ما قبلہ بشرط بقاء المحل کل المدۃ کلزوم الزکوۃ حین الحول مستندا الی وجود النصاب عبارت

ہو ثبوت حکم ہے فی الحال اپنے ماقبل کی طرف مستند ہو کر بشرط باقی رہنے محل حکم کے تمام مدت میں جیسے لازم ہونا زکوۃ کا سال تمام ہونے کے وقت ابتدا

نصاب سے یعنی جو سال گذرنے کے بعد بالفعل واجب ہوتی ہو باعتبار ماقبل کے لیکن حولان حول کے بشرط باقی رہنے مال کے اول سے آخر تک

درمیان سال کے کم ہو جاوے والتبیین ان یظہر فی الحال تقدم الحکم کقولہ ان کان زید فی الدار فانت طالق وتبین فی الغد وجودہ فیہا [illegible]

اور تبیین یہ ہو کہ ظاہر ہو فی الحال حکم کا مقدم ہونا یعنی اب ظاہر ہوا کہ وقت تکلم سے حکم مقدم تھا جیسے زوج کا یہ قول کہ اگر زید گھر میں ہوگا تو تجھکو طلاق اور

دوسرے دن ظاہر ہوا وجود زید کا گھر میں یعنی دوسرے دن ثابت ہوا کہ وقت تعلیق کے زید گھر میں موجود تھا تو عورت مطلقہ ہوگی وقت تکلم سے نہ بوقت اسکی

مدت معلوم ہونے کے خلاصہ یہ ہو کہ ثبوت حکم تین حال سے خالی نہیں یعنی زمانہ مستقبل میں ہو یا زمانہ حال میں یا زمانہ ماضی میں تو اگر زمانہ استقبال میں ہو مثل تعلیق کے تو اسکو

انقلاب کہتے ہیں اور اگر زمانہ حال میں ہو بلا استناد سابق اسکو اقتصار بولتے ہیں اور اگر زمانہ حال میں ہو قبل سے مستند ہو کر اسکو استناد کہتے ہیں اور اگر نسبت

اسکے زمانہ ماضی میں ہو اسکو تبیین بولتے ہیں انت طالق ما لم اطلقک او متی لم اطلقک او متی ما لم اطلقک وسکت طلقت للحال لسکوتہ اگر زوج نے

کہا کہ تو طالق ہو اور اسکا مطلب یہ کہ تجھکو طلاق نہ دوں یا جب تک کہ میں تجھکو طلاق نہ دوں یا مادامیکہ تجھکو طلاق نہ دوں اور یہ کلام کرکے زوج ساکت ہو گیا تو عورت

فی الحال مطلقہ ہوگی بسبب اسکے سکوت کے اسواسطے کہ کلمہ متی کا ظرف زمان ہو اور اسیطرح کلمہ ما کا [illegible] ہو تا ہم مقام ظرف کے اگرچہ متی شرط کے مستعمل ہو

لیکن شرط کا اتفاق ہو گیا یہاں بمعنی وقت کے ہو خلاصہ یہ کہ ان مثالوں میں طلاق کی اضافت ہوئی ایسے زمانہ کی طرف جو طلاق دینے سے خالی ہو پس جب سے

سکوت کیا تو وہ زمانہ پایا گیا لہذا وہ مطلقہ ہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر وفی ان لم اطلقک لا تطلق بالسکوت بل یمتد النکاح حتی یموت احدہما قبلہ اے

قبل الموت فتطلق قبیل الموت لتحقق الشرط ویکون فارا اور اگر قول میں کہ تو طالق ہو اگر میں تجھکو طلاق نہ دوں عورت مطلقہ نہ ہو گی بسبب سکوت زوج کے بلکہ نکاح قائم رہیگا یہانتک

کہ کوئی ان دونوں میں سے قبل طلاق دینے زوج کے مرجائے پھر جب ایک کوئی مریگا تو عورت مطلقہ ہو گی قبل موت کے قریب تر بسبب پائے جانے شرط کے یعنی عدم طلاق

کے پھر اگر زوج اول مریگا تو فار ہوگا سو اگر عورت مدخولہ ہو گی تو وارث ہو گی زوج کی فار کا بیان آگے آویگا و اذا و اذا ما بلا نیۃ مثل ان عندہ و مثل متی

عندہما وقد مر حکمہا اور کلمہ اذا اور اذا ما کا بدون نیت کے مانند کلمہ ان کے ہو نزدیک امام کے اور مثل کلمہ متی کے ہو نزدیک صاحبین کے اور دونوں کا یعنی ان

اور متی کا حکم عنقریب مذکور ہو چکا یعنی جب اذا اور اذا ما بمعنی ان کے ہوگا تو طلاق نہ واقع ہو گی تا وقتیکہ کوئی زوجین میں سے مرے اور جب بمعنی متی کے ہونگے

تو فی الحال بسبب سکوت زوج کے طلاق واقع ہو گی ولو نوی الوقت او الشرط اعتبرت نیتہ اتفاقا ما لم تقم قرینۃ الفور فعلی الفور اور اگر نیت کی

زوج نے کلمہ اذا سے وقت کی یا شرط کی تو اسکی نیت معتبر ہو گی باتفاق امام اور صاحبین کے جب تک کہ قرینہ فی الفور کا قائم ہو اور اگر فی الفور کا قرینہ

قائم ہوگا تو فی الفور طلاق واقع ہو گی نیت شرط کی معتبر نہ ہو گی قرینہ فی الفور کا یہ کہ عورت نے کہا کہ مجھکو طلاق دے زوج نے کہا کہ انت طالق اذا لم اطلقک تو

فی الفور طلاق واقع ہوگی و فے قولہ انت طالق مالم اطلقک انت طالق مع الوصل بقولہ مالم اطلقک طلقت بالمنجزة الاخیرة فقط استحسانا
اور اس قول مین کہ انت طالق مالم اطلقک انت طالق یعنے زوج نے انت طالق کو اپنے قول مالم اطلقک سے ملا کر کہا تو عورت مطلقہ ہوگی فقط پچھلے قول
منجز سے باعتبار استحسان کے یعنی اخیر قول انت طالق سے کہ وہ منجز ہے معلق نہین طلاق واقع ہوگی اور اگر انت طالق کو مالم اطلقک سے جدا کر کیا وصل نہ کیا تو منجز اور
معلق دونون واقع ہونگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی المدنی عن البحر فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا قال ان لم اطلقک الیوم ثلثا فانت طالق ثلثا فحیلتہ ان یطلقها علی الف فلا
تقبل المرأة فان مضی الیوم لا تطلق بہ یفتی خانیۃ لان التطلیق المقید یدخل تحت المطلق کہا زوج نے اپنی زوجہ سے کہ اگر مین آج تجھکو تین طلاق نہ دون تو تجھکو طلاق
ہے تو حیلہ نہ طلاق واقع ہونے کا یہ ہے کہ اسکو طلاق دے بعوض ہزار کے یعنی یون کہے کہ مین نے تجھکو طلاق دی بشرط ہزار اشرفی کے اور عورت ہزار اشرفی
دینا نہ قبول کرے پھر اگر وہ دن گذر جاویگا تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اسی پر فتوی ہے کذا فی الخانیۃ والخلاصۃ والمحیط اسواسطے کہ تطلیق مقید داخل ہے تطلیق مطلق
کے تحت مین یعنی ہر چند تعلیق طلاق مطلق پر تھی بعوض مال ہو یا بلا عوض اور جو طلاق کہ زوج نے دی وہ مقید ہے یعنی بعوض مال کے ہے لیکن چونکہ مقید مطلق
مین داخل ہے اسواسطے طلاق نہ واقع ہوگی انت طالق یوم تزوجک فنکحها لیلا حنث بخلاف الامر بالید امرک بیدک یوم یقدم زید فقدم لیلا لم تخیر
لو نهارا التی للغروب کہا مرد نے عورت سے کہ تو طالق ہوگی جسدن کہ مین تجھسے نکاح کرون پھر نکاح کیا اُس سے رات مین تو حانث ہوگا یعنے طلاق واقع
ہوگی اسواسطے کہ یوم اس قول مین بمعنی مطلق وقت کے ہے جو رات اور دن دونون کو شامل ہے بخلاف امر بالید کے یعنی زوج نے زوجہ سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ
مین ہے یعنی تجھکو طلاق کا اختیار ہے جسدن کہ زید آوے پھر زید آیا رات کو تو عورت کو اختیار طلاق کا نہوگا اور اگر دن مین زید آویگا تو عورت کو اختیار طلاق کا باقی
رہیگا اسی دن کے غروب تک والاصل ان الیوم متی قرن بفعل یستوعب المدة یراد بہ النهار کالامر بالید فانہ یصح جعلہ بیدها یوما او شهرا ومتی قرن بفعل لا یستوعبها یراد
مطلق الوقت کالایقاع الطلاق فانہ لو قال طلقتک شهرا کان ذکر المدة لغوا وتطلق للحال اور قاعدہ کلیہ جو فارق ہے طلاق اور امر بالید مین یہ ہے
کہ یوم جب مقرون ہے ایسے فعل سے کہ پورا بھرے تمام مدت کو تو وہان یوم سے مراد نہار رہیگا چنانچہ امر بالید ایسی چیز ہے کہ اسکو عورت کے اختیار مین دینا
ایکدن یا ایک مہینہ درست ہے اور اسی طرح ہے سیر اور رکوب اور صوم کہ کل مدت یوم مین ممتد ہو سکتا ہے اور جب کہ یوم مقرون ہو ایسے فعل سے کہ کل مدت ممتد نہو سکے
تو وہان یوم سے مراد مطلق وقت ہوگا جو شامل ہے لیل و نهار کو چنانچہ ایقاع طلاق اور تزوج اور کلام اور دخول اور خروج اور عتاق سو اگر کہے گا کہ مین نے
تجھکو طلاق دی مہینہ بھر تو ذکر مدت کا لغو ہوگا اور فی الحال طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ایقاع طلاق لائق امتداد کے نہین انا منک طالق او
بری لیس لشیء ولو نوی بہ الطلاق اور اگر کہا اپنی عورت سے کہ مین تجھسے طالق ہون یا کہ مین تجھسے بری ہون تو یہ قول کچھ نہین اگرچہ اس قول سے طلاق کی
نیت کرے تو بھی طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ محل طلاق عورت ہے نہ مرد سو جبکہ اضافت طلاق کی مرد کی طرف ہوئی تو بیوقوع ہوئی تو لغو ہوئی وتبین فی البائن
والحرام ای انا منک بائن او انا علیک حرام ان نوی لان الابانۃ لازالۃ الوصلۃ والتحریم لازالۃ الحل وهما مشترکان فتصح الاضافۃ الیهما ای الیہ لم یقل منک او علیک لم تقع اور
جدا ہو جاویگی عورت لفظ بائن اور حرام مین یعنی اگر عورت سے کہا کہ مین تجھسے بائن ہون یعنی جدا ہون یا کہ مین تجھپر حرام ہون تو مطلقہ ہوگی گر طلاق کی نیت
کرے اسواسطے کہ لفظ ابانت یعنی جدائی کا موضوع ہے واسطے زائل کرنے اتصال نکاح کے اور لفظ تحریم کا موضوع ہے واسطے زائل کرنے حلت کے اور وہ دونون
یعنی ازالۂ اتصال نکاح اور ازالۂ حلت مشترک ہین درمیان زوج اور زوجہ کے تو صحیح ہوگی اضافت ابانت اور تحریم کی طرف زوج کے یہانتک کہ اگر نہ کہیگا لفظ منک
او علیک کا تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اسمین عورت کی طرف خطاب نہین تو احتمال ہے کہ دوسری وجہ کی جدائی اور حرمت مراد ہو بخلاف انت بائن او حرام حیث
تقع اذا نوی وان لم یقل منی بخلاف اس قول کے کہ انت بائن او حرام یعنی تو جدا ہے یا کہ تو حرام ہے اسواسطے کہ اس کلام سے طلاق واقع ہوگی جبکہ زوج نیت طلاق
کی کرے اگرچہ لفظ منی کا نہ کہے یعنی اگرچہ یون نہ کہے کہ تو جدا ہے مجھسے تو بھی طلاق واقع ہوگی شارح نے اس کلام سے خزانۃ الاکمل کی عبارت کو رد کیا اُسمین یون ہے

[illegible] اگر عورت مطلقہ [illegible]

[illegible] بعد [illegible] خدمت میں [illegible]

[illegible] رجعت کی [illegible]

[illegible] الاجرت کی [illegible] رجعت [illegible]

[illegible] اگر عورت [illegible] دونوں کی [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] بعد اسکے کہ قول [illegible]

[illegible] نیت کو نہیں انت طالق ثنتین مع عتق مولاک ایاک فاعتق ہے طلقت ثنتین فلا الرجعۃ ہو بخلاف اعتاق [illegible] کہا

اپنی زوجہ سے جو لونڈی ہو کہ تو طالق ہے دو ساتھ آزاد کرنے مولی کے تجھکو یعنی تیری آزادی کے ساتھ تجھکو دو طلاق ہے پھر اسکے مالک نے اسکو آزاد کیا تو وہ

طلاق رجعی مغلظہ ہوگی اور شوہر کو رجعت کا اختیار ہوگا بسبب ہونے تطلیق کے بعد آزادی کے یعنی طلاق آزادی ہونی بعد اسکے طلاق واقع ہوئی اسواسطے کہ آزادی

شرط تھی طلاق کی اور شرط مقدم ہوتی ہے مشروط پر تو آزادی مقدم ہوئی طلاق پر یعنی عورت پہلے حرہ ہوگئی پھر طلاق پڑی اور حرہ رجعت کرنے دو طلاق کی رجعت ہو

اگر کوئی کہے کہ لفظ مع مقارنت کا مقتضی ہے جب مقارنت ہوئی تو تقدم اور تاخیر کی کہاں گنجائش ہے اسکا جواب یہ ہے کہ لفظ مع کلمہ بمعنی تاخیر بھی آتا ہے

چنانچہ ان مع العسر یسرا یعنی تنگی کے بعد آسانی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ تنگی اور آسانی آئے ایک ہی زمانہ میں مثل ابن الکمال ان کلمۃ مع اذا اقحم بین

المتنافیین تحمل علی الشرط ایسا کیا ہے ابن کمال نے اصلاح میں طحاوی سے کہ کلمہ مع کا جب داخل کیا جاوے درمیان دو چیزوں مختلفہ کے تو قائم مقام ہوتا ہے شرط

کے تو طلاق اور عتاق دو جنس ہیں مختلف انمیں کلمہ مع کا داخل ہوا اسواسطے بجائے شرط ہوا گویا تقدیر کلام یون ہوئی کہ ان اعتقک مولاک فانت طالق ثنتین یعنی اگر

تیرا مولی تجھے آزاد کردے تو تجھکو دو بار طلاق ہے ولو علق بالمجیئ الغد عتقھا و طلاقھا بمجیئ الغد فجاء الغد لا رجعۃ لتعلیقھما بالشرط واحد اور اگر معلق ہو آزادی غلام

کی اور طلاق اسکی کل کے آنے پر یعنی اسکے مولی نے کہا ہو کہ جب کل کا دن آوے تو تو آزاد ہے اور اسکے زوج نے کہا کہ جب کل آوے تو تجھکو دو طلاق ہیں پھر آیا کل کا دن تو

زوج کو رجعت کا اختیار نہوگا واسطے معلق ہونے عتق اور طلاق کے ایک شرط پر یعنی زمانہ عتق و طلاق کا ایک ہی ہوا کیونکہ شرط دونوں کی ایک ہی تھی بخلاف مسئلہ

سابقہ کے کہ وہاں عتق طلاق پر مقدم تھا باعتبار مرتبہ کے اور لونڈی کے حق میں دو طلاق ایسی ہیں جیسے حرہ کے حق میں تین طلاق تو اسکے زوج کو رجعت کا اختیار نہ

باقی رہا وعدتھا فی المسئلتین ثلث حیض احتیاطا اور عدت اس عورت کی دونوں مسئلوں میں یعنی اس مسئلہ میں اور مسئلہ سابقہ میں تین حیض ہیں بنا بر احتیاط کے

ولو کان الزوج مریضا لا ترث منہ لوقوعہ وھی امۃ فلا ترث مبسوط اور مسئلہ ثانیہ میں اگر زوج مریض ہوگا تو عورت اسکی وارث نہوگی اسواسطے کہ طلاق اوقت واقع

ہوئی جبکہ وہ لونڈی تھی تو وارث نہوگی کذا فی المبسوط بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہ وارث ہوگی انت طالق ہکذا مشیرا بالاصابع المنشورۃ وقع بعددہا

کہا عورت سے کہ تو طالق ہے اسطرح منتشر انگلیوں سے اشارہ کر کے تو واقع ہونگی طلاق مشار الیہ کے شمار پر یعنی اگر ایک انگلی سے اشارہ کیا تو ایک طلاق

اور دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو دو طلاق اور اگر تین انگلیوں سے اشارہ کیا تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ لفظ ہکذا میں ہا واسطے تنبیہ کے ہے اور کاف

واسطے تشبیہ کے اور ذا واسطے اشارہ کے ہے بخلاف مثل ہذا فانہ ان نوی ثلثا فثلث والا فواحدۃ لان الکاف للتشبیہ فی الذات ومثل للتشبیہ فی الصفات

ولذا قال ابو حنیفۃ ایمانی کایمان جبریل لا مثل ایمان جبریل بخلاف اسکے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے مثل اسکے اور تین انگلیوں سے

اشارہ کیا تو اگر تین طلاق کی نیت کریگا تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر نیت تعدد نہ کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اسواسطے کہ مسئلہ سابقہ میں کاف

ہکذا کا موضوع ہے واسطے تشبیہ فی الذات کے تو گویا اس نے یوں کہا کہ تجھکو ایسی طلاق ہے جسکی ذات ان انگلیوں کی ذات کے مانند ہے تو اس صورت میں

انگلیون کا عدد معتبر ہوگا اور اس مسئلہ مین یعنی مثل ہذا مین کلمہ مثل کا موضوع ہی واسطے تشبیہ فی الصفات کے تو اُسنے گویا یون کہا کہ تجھکو طلاق ثابت ہی مانند ثبوت ان انگلیون کے اور طلاق ثابت ہی ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہی اور جبکہ کاف و مثل مین تفرقہ ثابت ہوا تو بنا براسی تفرقہ کے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایمانی کایمان جبرئیل لا مثل ایمان جبرئیل یعنے میرا ایمان اور جبرئیل علیہ السلام کا ایمان ذات مین یکسان ہی نہ مثل ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ہی صفات مین کذا فی بحر الرائق اسواسطے کہ ایمان عبارت ہی تصدیق جازم سے اور ایمان امام کے نزدیک نہ زیادہ اور کم نہین ہوتا تو ایمان امام کا اور ایمان ملائکہ کا اور ایمان ہر مومن کا ذات مین متحد ہوا اور یون امام نے نہین کہا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ہی اسواسطے کہ صفات مختلف ہین کیونکہ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین مین بڑا فرق ہی جو ترقی انوار اور ثمرات تقرب وغیرہ ملائکہ کو حاصل ہی وہ ہر مومنین کو کہان کذا فی حاشیۃ المدنی و تعتبر المنشورۃ لا المضمومۃ الا دیانۃ کالا شارۃ اور اشارہ کرنے مین معتبر منتشر انگلیان ہین بنا بر عرف کے نہ مضموم اور متصل مگر باعتبار دیانت کے یعنی اگر دو مضموم انگلیون سے اشارہ کرکے نیت کریگا تو اسکی دیانت مین تصدیق ہوگی نہ قضا مین مانند حکم کف کے یعنی اگر نیت کریگا ہتھیلی سے اشارہ کرکے بدون انگلیون کے تو فقط دیانت مین اسکی تصدیق ہوگی نہ قضا مین بنا بر عدم عرف کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر والمعتمد فی الاشارۃ وفی الکف نشر کل الاصابع اور معتمد کف کے اشارہ بن کھولنا سب انگلیون کا ہی یعنی اشارہ کف مین باعتبار دیانت کے تصدیق ہوگی جبتک سب انگلیون کو علیحدہ علیحدہ نہ کھولیگا اور بعض متصل کیگا تو معتبر منتشر انگلیان ہونگی اسواسطے کہ نشر کرنا انگلیون کا قرینہ ہی عدد کا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ونقل القہستانی انہ یصدق قضاء بنیۃ الاشارۃ بالکف ہی واحدۃ اور قہستانی نے نقل کیا ہی کہ قضا مین اسکی تصدیق ہوگی اشارہ کف کی نیت سے یعنی جب اصابع منشور ہون اور کف سے اشارہ کرکے نیت کرے تو قائل کی تصدیق ہوگی قضا مین اور اسطرح اشارہ کف سے ایکبار طلاق ہوگی ولو لم یقل ہکذا یقع واحدۃ لفقد التشبیہ اور اگر کہا کہ تو طالق ہی اور اشارہ انگلیون سے کیا اور نہ کہا ہکذا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بسبب نقدان تشبیہ کے ولو قال انت ہکذا مشیرا ولم یقل طالق لم ارہ اور اگر عورت سے کہا کہ تو ایسی ہی انگلیون سے اشارہ کرکے اور یون نہ کہا کہ تو طالق ہی شارح کہتا ہی کہ مین نے اس مسئلہ کا حکم کسی کتاب مین نہین دیکھا مصنف حلبی نے کہا کہ اس صورت مین طلاق نہ واقع ہونا نہایت صریح ہی اسواسطے کہ بلفظہ نہ طلاق صریح مین داخل ہی نہ کنایہ مین اور اشارہ بیان ہوتا ہی ملفوظ کا سو یہان موجود نہین اور خیر الدین رملی نے بھی کہا کہ ایسا قول لغو ہی اگرچہ قائل نیت طلاق کی کرے اسواسطے کہ لفظ مشعر طلاق کا نہین اور نیت کو بدون لفظ کے طلاق مین تاثیر نہین اور حموی نے بھی عدم وقوع طلاق کی بعضے علماء کے قول سے تصریح کی ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ولو اشار بظہورہا فالمضمومۃ للعرف اور اگر اشارہ کیا انگلیون کی پیٹھ سے یعنی پیٹھ انگلیون کی مخاطب کیطرف کی اور پیٹ انکا مشیر کیطرف تو معتبر ملی انگلیان ہونگی بسبب عرف محاسبین کے یا رواج بین الناس کے ولو کان رؤسہا نحو المخاطب فان نشر عن ضم فالعبرۃ للنشر وان ضمہم عن نشر فالضم ابن الکمال اور اگر ہون سر انگلیون کے مخاطب کیطرف سو اگر افتراق کیا انگلیون کا بعد اتصال کے تو اعتبار ہی افتراق کا اور اگر اتصال کیا انگلیون کا بعد افتراق کے تو اعتبار ہی اتصال کا چنانچہ ابن کمال نے اسکو ذکر کیا ہی جبکہ فراغت ہوئی بیان طلاق رجعی سے تو اسکے بعد طلاق بائن کا بیان شروع ہوا ویقع بقولہ انت طالق بائن او البتۃ وقال الشافعی یقع رجعیا لو موطوءۃ اور واقع ہوتی ہی طلاق بائن زوج کے اس قول سے کہ تو طالق بائن ہی یا یون کہا کہ تو طالق ہی البتہ کلمہ بتہ کا مصدر ہی بمعنی قطع اور جزم کے اور منصوب ہی بنا بر مصدریت کے تو ترجمہ لفظی یون ہوگا کہ تو طالق ہی قطعا اور یقینا اور امام شافعی نے کہا کہ لفظ بائن اور البتہ سے اور اسیطرح اور الفاظ آئندہ سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہی اگر عورت مدخولہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی او افحش الطلاق او طلاق الشیطان او البدعۃ او اخبث الطلاق او کالجبل او کالف او ملاء البیت یا یون کہا کہ تو طالق ہی افحش طلاق کر یا تجھکو طلاق شیطان ہی یا طلاق بدعت ہی یا تجھکو بدتر طلاق ہی یا تجھکو مانند پہاڑ کے طلاق ہی یا تو طالق ہی مانند ہزار کے یا تجھکو گھر بھر کی طلاق ہی او تطلیقۃ شدیدۃ او عریضۃ او طویلۃ یا یون کہا کہ تجھکو سخت طلاق ہی یا چوڑی طلاق یا لمبی طلاق ہی او اسوءہ او اشدہ او اخبثہ او اخشنہ او اکبرہ او اعرضہ او اطولہ او اغلظہ او اعظمہ واحدۃ بائنۃ فی الکل لانہ وصف الطلاق بما یحتملہ ان لم ینو ثلثا فی الحرۃ

[illegible] طلاق بائن [illegible] طلاق [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] ان سب الفاظ مذکورہ مین

اسواسطے کہ قائل نے طلاق کو موصوف کیا ایسی صفت کہ جسکو طلاق محتمل ہو یعنے صفت بینونت کی ان سب الفاظ مین صفت ہو فقط طلاق بہت

سے طلاق بائن ہوگی کہ طلاق [illegible] بائن ہوگی بسبب اتصال [illegible] طلاق شدید واسطے [illegible]

[illegible] ایک طلاق بائن ان الفاظ مین اسوقت ہو کہ اگر قائل نے نیت تین طلاق کی ہو [illegible] طلاق کی [illegible]

[illegible] طلاق کی [illegible] طلاق کی [illegible] نیت کی تو صحیح ہوگی اسواسطے کہ [illegible] ہو چکا کہ [illegible] کو تین طلاق کی

نیت [illegible] طلاق کی [illegible] صحیح ہوگی [illegible] صیغہ افعل کا ان الفاظ مین یعنی تفضیل کے نہین بلکہ [illegible] فاحش اور شدید

کے ہو [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی کما لو نوی بطالق واحدۃ وبنحو بائن اخری فیقع تطلیقتان بائنتان چنانچہ اگر کہا کہ انت طالق بائن [illegible]

نیت کی ہے [illegible] طلاق کی اور بائن [illegible] سے دوسری طلاق کی تو وہ طلاق بائن واقع ہونگی بائن کی مانند [illegible] کنایات جو متصل

طلاق کے واقع ہون کذا فی حاشیۃ المدنی ولو عطف فقال بائن او ثم بائن ولم ینو شیئا فرجعیۃ ولو با انثار فبائنۃ ذخیرۃ اور اگر عطف کیا سو یون کہا کہ انت طالق بائن

یا یون کہا کہ انت طالق ثم بائن اور لفظ بائن سے کچھ نیت نہ کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر حرف فا سے عطف کیا یعنی یون کہا کہ انت طالق فبائن اور کچھ نیت نہ

کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی کذا فی الذخیرۃ کما یقع البائن لو قال انت طالق طلقۃ تملکی بہا نفسک لانہا تملک نفسہا الا بالبائن چنانچہ طلاق بائن

واقع ہوتی ہو اگر یون کہے کہ تو مطلقہ ہو ایسی طلاق کہ کہ مالک ہو جاوے تو بسبب اُس طلاق کے اپنی ذات کی اس قول سے طلاق بائن اسواسطے ثابت ہوگی کہ عورت

اپنی ذات کی مالک نہین ہوتی مگر طلاق بائن سے اسواسطے کہ طلاق رجعی مین زوجیت ہر طرح سے ثابت ہو یہانتک کہ اُسکی باری ہو جیسے ہو کذا فی حاشیۃ

الطحطاوی ولو قال انت طالق علی ان لا رجعۃ لی علیک لا رجعۃ وقیل لا یجبر ورجح فی البحر الثانی اور اگر کہا کہ طالق ہو اس شرط پر کہ مجھکو رجعت نہین پہر تو اسکو

رجعت کرنا جائز ہو یعنے شرط عدم رجعت کی لغو ہو اور بعضون نے کہا کہ اس قول سے زوج مالک رجعت کا نہین اسواسطے کہ طلاق بائن پڑگئی اور اگر تین طلاق کی

نیت کریگا تو تین واقع ہونگی کذا فی الجوہرۃ اور ترجیح دی ہو بحر الرائق مین قول ثانی کو اسطرح کہ ظاہر ہدایہ سے ثابت ہوتا ہو کہ قول ثانی قوی ہو کیونکہ ہدایہ مین

کہا ہو کہ جب طلاق کو کسی طرح کی شدت اور زیادت کر موصوف کیا تو طلاق بائن ہوتی ہو اور عنایہ اور فتح القدیر مین مصرح ہو کہ شرط عدم رجعت طلاق بائن واقع

ہوتی ہو تو مذہب صحیح قول ثانی ہی ٹہرا کذا فی حاشیۃ المدنی وخطأ من افتی بالرجعی فی التعالیق وقول الموثقین تکون طالق طلقۃ تملک بہا نفسہا ح اور بحر الرائق

مین خطا کار کہا ہو انکو بعضون نے فتوی طلاق رجعی کا دیا تعلیقات مین اور اس قول موثقین مین جو وثیقہ نکاح مین بعد ذکر عقد اور شروط کے لکھتے مین کہ جب

اس عورت پر دوسرا نکاح کریگا یا اسکو شہر سے باہر لیجاویگا تو یہ عورت طالق ہوگی ایسی طلاق کہ کہ مالک ہوجاویگی بسبب اُس طلاق کے اپنی جان کی الی آخر عبارۃ

موثقین بتشدید ثاء مثلثہ وکسرہ وہ لوگ ہین جو عدول ہین دار القضا کے موثقین اسواسطے انکو کہتے ہین کہ وہ شاہدون کی توثیق کرتے ہین یا اسوجہ سے کہ

انکے لکھے شرعی کاغذ لوگون مین معتمد ہوتے ہین کذا فی الطحطاوی خلاصہ بحر الرائق کا یہ ہو کہ تعلیق مذکور موثقین کی طلاق بائن ہو رجعی نہین فی البزازیۃ و

غیرہا لو قال للمدخولۃ ان طلقتک واحدۃ فہی بائنۃ او ثلث ثم طلقہا یقع رجعیا لان الوصف لا یسبق الموصوف لیکن بزازیہ وغیرہ مین یون ہو کہ اگر

مدخولہ سے کہا کہ اگر مین تجھکو ایک طلاق دون تو وہ ایک طلاق بائن ہو یا تین بار طلاق ہو پھر زوج نے اُسکو طلاق دی تو طلاق رجعی [illegible]

اسواسطے کہ صفت مقدم نہین ہوتی موصوف پر یعنے اگر ہم اس قول کو طلاق بائن یا رجعی کہین تو لازم آوے سبقت صفت کی موصوف پر [illegible]

کہ قبل طلاق تو معلق ہو ہنوز واقع نہین ہوئی پھر قبل وقوع اُسکو بائن قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا شارح نے اس قول سے [illegible]

وجہ استدراک کی یہ ہے کہ جب یون ہوا یہ قول کہ فی بائن اور ثلث باوجود صراحت بینونت کے اور ثابت ہوا کہ تعلیق صحیح ہے تب بھی رجعی ہے تو یہ قول کہ انت
طالق علی ان لا رجعة لی علیک اگر رجعی ہو تو کیا بعید ہے بلکہ اسکا رجعی ہونا بطریق اولیٰ ہے اسواسطے کہ اسمین صراحت بینونت کی نہین لیکن تصریح صاحب بدائع کی
اس استدراک کے مخالف ہے کہ جب طلاق موصوف بشدت اور زیادت کر ہوئی تو طلاق بائن واقع ہوتی ہے کذا فی حاشیة المدنی وکذا لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ثم قال
وجعلها ان دخلت الدار جعلته بائنا او ثلثا لا یصح لعدم وقوع الطلاق علیها انتہی اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو طالق ہے پھر قبل داخل ہونے عورت کے گھر مین شوہر
نے کہا کہ مین نے اس طلاق کو بائن یا تین طلاق قرار دی تو یہ صحیح نہوگا بسبب واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی ہنوز طلاق معلق واقع نہین پھر اسکو بائن
وغیرہ قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا انتہی قول البزازیہ طحطاوی نے کہا کہ تقدم صفت کا موصوف پر اس مسئلہ مین البتہ ثابت ہے بخلاف مسئلہ سابقہ کے ومفادہ وقوع الطلاق
فی متی تزوجتک علیک فانت طالق طلقة تملکی بها نفسک او غایتہ مساواتہ لانت بائن والوصف لا یسبق الموصوف کذا حررہ المصنف ہنا وفی الکنایات تعلیل بزازیہ
سے ثابت ہوتا ہے وقوع طلاق رجعی اس قول مین کہ جب مین تیرے اوپر دوسرا نکاح کرون تو تو طالق ہے ایسی طلاق کہ مالک ہو جاے تو سبب اسکے اپنی ذات
کی اسواسطے کہ غایت مضمون اس قول کا یہ ہے کہ یہ برابر ہے انت بائن کے اور حالانکہ انت بائن سے بھی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اسواسطے کہ صفت سبقت
نہین کرتی موصوف پر اسیطرح منقح کیا ہے مصنف نے اپنی شرح مین یہان اور کنایات طلاق مین بخلاف انت طالق اکثرہ ای الطلاق بالتاء المثناة من
فوق فانہ یقع بہ الثلاث ولا یدین فی ارادة الواحدة بخلاف الفاظ بائنہ سابقہ کے ہے یہ قول کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر لفظ اکثر کا تاء مثناة فوقانیہ
سے ہے اس قول مین سو تین طلاق اس قول سے واقع ہونگی اور قائل کی تصدیق دیانت مین نہوگی ایک طلاق کی نیت مین عوام عرب بالفعل بجاے
اکثر بثاء مثلثہ کے اکثر بتاء مثناة فوقانیہ بولتے ہین تحریف کرکے مصنف نے تصریح کردی کہ محرف اور غیر محرف تین طلاق واقع ہونے مین یکسان ہے اسواسطے
کہ طلاق کا مدار عرف پر ہے اور سابق مین تصریح ہو چکی ہے کہ الفاظ محرفہ سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے کما لو قال اکثر الطلاق او انت طالق مرارا او الوفا او لا قلیل
ولا کثیر فثلث علی المختار کما فی الجوہرة چنانچہ ارادہ ایک طلاق کی دیانت مین تصدیق نہوگی اگر یون کہیگا کہ تو طالق ہے اکثر طلاق کر اکثر یہان ثاء مثلثہ ہے یا یون
کہے کہ تو طالق ہے چند بار یا ہزار دن بار یا یون کہے کہ تو طالق ہے نہ قلیل نہ کثیر تو ان اقوال مین تین بار طلاق واقع ہوگی بنا بر قول مختار کے کذا فی الجوہرة م
لفظ مرار مین تین بار طلاق ہوگی اسواسطے کہ جمع ہے اور اقل جمع تین ہین اور لفظ الوف مین بھی تین بار طلاق ہوگی اور زیادتی لغو ہوگی اسواسطے کہ منتہاے طلاق
تین ہین اور لا قلیل مین اور لا کثیر مین تین طلاق اسواسطے ہونگی کہ جب قائل نے کہا کہ لا قلیل تو معلوم ہوا کہ طلاق کثیر کا ارادہ کیا اور کثیر تین ہین بعد اسکے کہا اسنے کہ
لا کثیر تو اسمین کلام سابق کی نفی ہوگی تو مقبول نہوگی اور بعضون نے کہا کہ لا قلیل او لا کثیر مین دو بار طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ لا قلیل سے ایک طلاق کی نفی ہوئی اسواسطے
کہ اقل طلاق ایک ہے اور لا کثیر سے تین طلاق کی نفی ہوئی اسواسطے کہ اکثر طلاق تین ہین تو دو طلاق ثابت ہوئین اور طحطاوی نے اسی قول کو پسند کیا ہے کذا فی حاشیة
المدنی ولو قال اقل الطلاق فواحدة اور اگر کہا تجھکو کمتر طلاق ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ اقل طلاق ایک ہے اور ظاہر اس کلام کا یہ ہے کہ طلاق رجعی ہو
اسواسطے کہ رجعی اقل ہے بائن سے کذا فی حاشیة الطحطاوی ولو قال عامة الطلاق او اجله او لو تین منه او اکثر الثلث او کبیر الطلاق فثنتان اور اگر کہا کہ تو مطلقہ
ہے عامہ طلاق کر یا تجھکو اجل طلاق ہے یا تجھکو دو رنگ کی طلاق ہے یعنے دو قسم کی یا تجھکو طلاق ہے اکثر الثلث یا تجھکو کبیر الطلاق ہے تو ان اقوال مین دو بار
طلاق واقع ہوگی ھ عامہ طلاق مین دو بار طلاق اسواسطے ہوئی کہ عامہ بمعنی غالب کے کثیر الاستعمال ہے اور غالب طلاق دو ہین اور اجل طلاق مین محشیون نے
کہا کہ لفظ اجل یہان تحریف کاتبین سے ہے اسواسطے کہ بحر الرائق مین جل الطلاق ہے بضم جیم وتشدید لام اور جل بمعنی معظم ہے اور اکثر ثلث مین دو اسواسطے مراد ہین کہ
کلمہ اکثر کا مضاف ہے افراد کی طرف اور اکثر افراد کے دو ہین کما مر فی عامة الطلاق بخلاف اکثر الطلاق کے کہ وہان تین مراد ہین اسواسطے کہ اکثر مضاف ہے طرف جنس
کے اور کبیر الطلاق مین دو اسواسطے ہوئین کہ طلاق واحد صغیر الطلاق ہے اور تین طلاق اکبر الطلاق ہین تو دو طلاق کبیر الطلاق ہوئین کذا فی حاشیة المدنی وکذا لا کثیر

[illegible]

اتحاد ... ایک ... صورت ... آخر اثنات ... الف ... [illegible]

ثلث ... تین طلاق ہونگی ... آخر ... مضاف ... اجزا ... [illegible]

ہین پہلی صورت مین ... کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی فروع مسائل ... طلاق کے ... بات ... [illegible]

... طالق کل تطلیقۃ ایک ... واقع ہوگی اور اس قول سے کہ انت طالق کل تطلیقۃ تین طلاق واقع ہونگی سو ... کہ لفظ کل ... [illegible]

اجزا کا مقتضی ہوتا ہے اور سبب مضاف ہونیکے نکرہ کی طرف عموم افراد کا فائدہ دیتا ہے اسیواسطے کل الرمان ... سو ... کل اجزا انار کے ... [illegible]

... صحیح ہے اسواسطے کہ جمیع افراد انار کے ماکول ہین تو کل التطلیقۃ مین جمیع اجزا ایک طلاق کی اور پہلی ... کل تطلیقۃ مین جمیع افراد طلاق کے ... [illegible]

افراد طلاق کے تین سے زیادہ نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وعدد التراب احد اور اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہے بعدد خاک کے ایک طلاق ... [illegible]

ہر جو قلیل و کثیر دونون پر صادق آوے چنانچہ خاک و پانی اور شہد کہ ایک قطرہ کو بھی پانی بولتے ہین اور تمام دریا کو بھی پانی بولتے ہین ... [illegible]

ہین تو جبکہ طلاق مضاف ہوئی طرف جنس افراد کی کیطرف تو ادنی جنس مراد ہوگی تو ایک طلاق ... ہوگی سو ... [illegible]

الی کذا فی حاشیۃ المدنی وعدد الرمل ثلث اور واقع ہوتی ہین تین طلاق یون کہنے سے کہ تجھکو طلاق ہے بقدر عدد ریگ ... [illegible]

صادق آوے اور جسکا واحد ممتاز ہو بتاء وحدت چنانچہ تمر و عنب و انجیر اور ایک تمر کو تمرہ بولتے ہین اور دو تمر کو تمرتان و تین تمر ... [illegible]

ہین وعدد شعر ابلیس او عدد شعر بطن کفی واحدۃ اور یون کہنے سے کہ تجھکو طلاق ہے بعدد شیطان کے بالون کے یا میری ہتھیلی کے ... بالون ... [illegible]

صورتون مین ایک طلاق واقع ہوگی شعر ابلیس سے مراد وہ چیز جسکی نفی اور اثبات کچھ معلوم ہو اسواسطے کہ ابلیس کے بال معلوم ... [illegible]

ہوگی تو فقط یہی باقی رہا کہ انت طالق تو ایک واقع ہوگی اور اسیطرح باطن کف مین بھی بال نہین تو یہ شرط بھی لغو ہوگی ... [illegible]

او عدد ما فی ہذا الحوض من السمک وقع بعدد و ان وجد و الا لا اور اس قول سے کہ تجھکو طلاق ہے بشمار ہتھیلی کی پیٹھ کے بالون کے یا بشمار میری پنڈلی کے بالون کے

یا بشمار پنڈلی کے بالون کے یا بشمار میری شرمگاہ کے بالون کے یا بشمار اس حوض کی مچھلیون کے تو طلاق واقع ہوگی بشمار بالون یا مچھلیون کے ... [illegible]

جاوین اور اگر وہان کوئی بال اور مچھلی نہ پائی جاویگی تو ایک طلاق بھی نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ طلاق معلق تھی شرط پر سو شرط نہ پائی گئی لست لک بزوج او لست

لی بامرأۃ او قالت لست لی بزوج فقال صدقت طلاق ان نواہ خلافا لہما یون کہنا کہ مین تیرا شوہر نہین یا تو میری زوجہ نہین یا زوجہ نے زوج سے کہا کہ تو

میرا زوج نہین سو زوج نے کہا کہ تو سچی ہے تو یہ قول طلاق ہے اگر مرد اس قول سے طلاق کی نیت کریگا برخلاف صاحبین کے ... [illegible]

یہ قول طلاق نہین ولو اکدہ بالقسم او سئل الک امرأۃ فقال لا لا تطلق اتفاقا وان نوی لان الیمین والسوال قرینتان ارادۃ النفی فیہما اور اگر قول سابق کو قسم

سے موکد کیا یعنے یون کہا کہ واللہ تو میری زوجہ نہین یا زوج سے کسی نے پوچھا کہ کیا تیری جورو ہے سو اسنے کہا کہ نہین تو عورت مطلقہ نہوگی باتفاق

امام اور صاحبین کے اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی بھی کی ہو اسواسطے کہ قسم کھانا پہلی صورت مین اور سوال کرنا دوسری صورت مین ... [illegible]

ارادہ کرنے نفی طلاق کے دونون مسئلون مین یعنی پہلی صورت جملہ خبریہ ہے محتمل ہے صدق اور کذب کو اور قسم متنوع ہے اسواسطے تقویت ایک جانب کی قسم سے

خبریت تو ہی ہو گئی اور طلاق واقع نہیں ہوتی مگر جملہ انشائیہ سے اور سوال کا جواب بھی جملہ خبریہ ہوتا ہی وفی الخلاصۃ قیل لہ الست طلقتہا تطلق ببلی لا بنعم اور خلاصہ میں ہو کہ پوچھا گیا ایک مرد سے کہ الست طلقتہا یعنے تو نے اپنی عورت کو طلاق کیا نہیں دی تو طلاق واقع ہو گی لفظ بلے سے نہ نعم سے یعنی اگر اس نے جواب میں بلے کہا تو طلاق واقع ہو گی اور اگر نعم کہا تو نہو گی اسواسطے کہ کلمہ بلے کا موضوع ہی واسطے منفی کے اثبات کے تو مثال مذکور کا یہ مطلب ہوا کہ میں نے طلاق دی ہی اور کلمہ نعم کا موضوع ہی واسطے اثبات ماقبل کے منفی ہو یا مثبت استفہام ہو یا خبر تو مثال مذکور کا یہ مطلب کہ طلاق نہیں دی ہی وفی الفتح ینبغی عدم الفرق للعرف اور فتح القدیر میں ہی کہ بلے اور نعم میں فرق کرنا نہ چاہیے بسبب عرف اہل زمانہ کے یعنی ہر چند اصل لغت عرب میں بلے اور نعم میں فرق ثابت ہی لیکن طلاق میں دونوں میں فرق کرنا لائق نہیں اسواسطے کہ عرف میں دونوں برابر ہیں تو دونوں لفظوں سے طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ مدار طلاق کا عرف پر ہی نہ اصل لغت پر وفی البزازیۃ قالت لہ انا امرأتک فقال انت طالق کان اقرارا بالنکاح وتطلق لاقتضاء الطلاق النکاح وضعًا اور بزازیہ میں ہی کہ کہا عورت نے مرد سے کہ میں تیری جورو ہوں سو مرد نے کہا کہ تو طالق ہی تو مرد کا یہ کلام اقرار ہی نکاح کا اور عورت پر طلاق واقع ہو گی اس کلام سے نکاح اسواسطے ثابت ہوا کہ طلاق مقتضی ہی نکاح کو باعتبار شرع اور لغت کے حلم انہ حلف ولم یدر بطلاق او بغیرہ لغا کما لو شک اطلق ام لا مرد کو معلوم ہی کہ قسم کھائی ہی اور یہ یاد نہیں کہ طلاق کی قسم کھائی یا غیر طلاق کی تو ایسی قسم لغو ہی یعنے طلاق نہ واقع ہو گی چنانچہ اگر مرد کو شک پڑے کہ طلاق دی ہی یا نہیں تو طلاق نہ واقع ہو گی اسواسطے کہ نکاح بالیقین ثابت ہی اور قاطع نکاح کا مشکوک ہی حالانکہ شک سے یقین نہیں ٹلتا ولو شک اطلق واحدۃ او اکثر بنی علی الاقل اور اگر شک پڑے کہ آیا ایک طلاق دی ہی یا زیادہ تو کمتر کو قائم رکھے یعنی اگر ایک اور دو میں شک ہی تو ایک کو قائم رکھے اور اگر دو میں اور تین میں شک ہی تو دو کو قائم رکھے وفی الجوہرۃ طلق المنکوحۃ فاسدا ثلثا لہ تزوجہا بلا محلل ولم یحک خلافا اور جوہرہ میں ہی کہ ایک مرد نے اس عورت کو طلاق دی جس سے نکاح فاسد کیا تھا تو جائز ہی اس مرد کو کہ اسی عورت سے بدون محلل کے نکاح کر لے اور صاحب جوہرہ نے اس مسئلہ میں خلاف فقہا کا نہیں نقل کیا اور نکاح فاسد یہ کہ مثلاً عورت سے اسکی بہن کی عدت کے اندر نکاح کرے یا نکاح بدون گواہوں کے کرے طلاق نکاح فاسد میں محلل کی اسواسطے حاجت نہوئی کہ طلاق لاحق نہیں ہوتی مگر نکاح صحیح میں یا عدت میں یا فسخ ارتداد میں یا انکار اسلام میں تو نکاح فاسد میں محل نہیں

باب طلاق غیر المدخول بہا

اس باب میں مسائل ہیں عورت غیر مدخولہ کی طلاق کے قال لزوجتہ غیر المدخولۃ بہا انت طالق یا زانیۃ ثلثا فلا حد ولا لعان لوقوع الثلث علیہا وہی زوجتہ ثم بانت بعدہ کہا زوج نے اپنی زوجہ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہی اے زانیہ تین بار تو زوج پر نہ حد ہی قذف کی اور نہ لعان واسطے پڑنے تین طلاقوں کے حالت زوجیت میں پھر وہ عورت بائن ہو گئی بعد تین طلاق کے یعنی حد قذف اسواسطے ساقط ہوئی کہ زوجہ کا قذف موجب حد کا نہیں اور جبکہ مرد نے اسکو زانیہ کہا تھا تو وہ اسکی زوجہ تھی پھر جب کہ سنے تین طلاق کہے تو بائن ہو گئی زوجیت قطع ہو گئی اور لعان نہیں ہوتا مگر زوجہ سے وکذا انت طالق ثلثا یا زانیۃ انشاء اللہ لتعلق الاستثناء بالوصف بزازیۃ اور چنانچہ واقع ہونا قذف کا درمیان طلاق و عدد کے مثال سابق میں فاصل نہیں اسی طرح واقع ہونا قذف کا درمیان طلاق اور استثنا کے اس مثال میں فاصل نہیں کہ زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہی تین بار اے زانیہ اگر خدا نے چاہا تو طلاق کو جا تا متعلق ہوا استثنا یعنی مشیت خدا وصف یعنی طلاق سے کذا فی البزازیہ تو طلاق اس صورت میں واقع ہوئی اسواسطے کہ فاصل کا کچھ اعتبار نہیں اور اس صورت میں یا زانیہ کہنا موجب ہی لعان کا بسبب بقا زوجیت کے تو تشبیہ اس مثال کی مثال سابق سے مخصوص بنا بر عدم فصل کے ہی نہ باعتبار نفی حد اور لعان کے وقعن لما تقرر انہ متی ذکر العدد کان الوقوع بہ یعنی اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ انت طالق ثلثا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہی کہ جب طلاق کے بعد عدد مذکور ہو گا تو واقع ہونا طلاق کا بقدر عدد کے ہو گا اور امام محمد نے تصریح کی ہی کہ غیر مدخولہ پر تین طلاق واقع ہونا ہمکو حدیث مرفوع اور آثار علی مرتضی اور ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو چکا ہی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی ہیں برخلاف حسن بصری اور عطا کے مذہب کا کہ انکے نزدیک غیر مدخولہ پر تین طلاق نہیں واقع ہوتیں فقط انت طالق سے اسپر طلاق بائن

[illegible] سبب نزول [illegible] عورت سے بدون [illegible]

[illegible] عورت مدخولہ کے حق میں نازل ہوئی [illegible] غیر مدخولہ [illegible]

[illegible] خصوص سبب [illegible]

[illegible] غیر مدخولہ میں محل شبہ نہیں سبب نزول نہ آیت کے حق مدخولہ میں [illegible]

[illegible] عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا [illegible] آیت [illegible] مدخولہ کے حق میں نازل ہوئی [illegible]

آیت کا حکم مدخولہ اور غیر مدخولہ دونون کو شامل ہے وله فان فرقها وكل على كونها متفرقة فلا تقع الا الاولى فقط اور محمول کیا ہے حسن بصری کے قول کو فرق

مین متفرق تین طلاق ہونے پر یعنی اگر جدا جدا تین طلاق کہیگا تو ایک واقع ہوگی اس صورت میں کہ پہلی طلاق فقط اور اگر دفعۃً کہیگا تو تین طلاق

واقع ہونگی سو گر یہ قول واقع میں صحیح ہو تو حسن بصری اور جمہور میں کچھ اختلاف نہیں لیکن ظاہر ترتیب کے مخالف ہے واللہ اعلم وان فرق

بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بانت بالاولی لا الی عدة اور اگر تین طلاق کو جدا جدا کہیگا بذکر وصف یعنی یون کہیگا کہ انت طالق واحدة وواحدة

و پھر خبر آخر تک کے جیسا کہ یون کہا کہ انت طالق وطالق وطالق یا مذکر چند اقوال تفریق کے خواہ بعطف جیسا کہ یون کہا کہ انت طالق وانت طالق وانت

طالق یا بدون عطف کے جیسا کہ یون کہیگا کہ انت طالق انت طالق انت طالق تو ان تینون صورتون میں پہلی لفظ سے طلاق بائن غیر مدخولہ پر پڑجائیگی بدون

عدت اسواسطے کہ طلاق غیر مدخولہ میں عدت نہیں جیسا کہ کلام مجید میں تصریح ہے ولذا لم تقع الثانية بخلاف الموطوءة حيث تقع الكل اور چونکہ غیر مدخولہ پر پہلی

لفظ سے طلاق بائن بلاعدت پڑجاتی ہے اسواسطے اسپر طلاق ثانی نہیں پڑتی تو ثالث بطریق اولیٰ نہ واقع ہوگی بخلاف مدخولہ کے کہ اسپر دوسری اور تیسری طلاق

سب واقع ہوجاتی ہین کل مسئلہ سابقہ میں وعم التفريق قوله وكذا انت طالق ثلثا متفرقات او ثنتين مع طلاقي اياك فطلقها واحدة وقع واحدة اور شامل ہے

تفریق طلاق مصنف کی اس قول کو اور اسیطرح ہے یون کہنا کہ تو طالق ہے تین بار جدا جدا یا یون کہنا کہ تو طالق ہے دو بار ساتھ طلاق دینے میری کے تجکو پھر طلاق

دی عورت کو ایکبار تو واقع ہوگی دونون صورتون میں ایک طلاق اسواسطے کہ لفظ مع کا مثال لی میں بمعنی شرط کے ہے اور شرط مقدم ہوتی ہے مشروط پر اور

شرط ایک طلاق تھی جب ایک طلاق واقع ہوگی تو مشروط کیواسطے یعنی دو طلاق کیواسطے محل نہ باقی رہا اور محشی کاوٹ نے کہا کہ مع یہان بمعنی بعد ہے جیسا کہ ان مع العسر یسرا میں

ہے تو غیر مدخولہ میں بعد ایک طلاق پڑنے کے دو طلاق کا محل نہ باقی رہا بسبب نہونے عدت کے کما لو قال نصفا وواحدة على الصحيح جوہرہ جیسا کہ اگر کہا کہ تو طالق ہے آدھی طلاق

اور ایک طلاق تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بنابر قول صحیح کے کذا فی الجوہرہ اسواسطے کہ نصفا وواحدة بولنا مستعمل نہیں بلکہ واحدة ونصفا بولنا مستعمل ہے پھر جب مخالف

استعمال ہوا تو کلام واحد نہ ٹھہرا متفرق ہوا ولو قال واحدة ونصفا فثنتان اتفاقا لانه جملة واحدة اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہے اور آدھی تو دو طلاقین واقع ہونگی

بالاتفاق اسواسطے کہ یہ ایک جملہ ہے موافق استعمال کے ولو قال واحدة وعشرين او ثلثين فثلاث لما مر اور اگر کہا انت طالق واحدة وعشرين یا یون کہا کہ واحدة وثلثين تو تین

بار طلاق واقع ہوگی بدلیل گذشتہ یعنی یہ ایک جملہ ہے طلاق متفرق نہیں الطلاق يقع بعدد قرن به لا بنفسه عند ذكر العدد اور طلاق واقع ہوتی ہے عدد کے جو طلاق سے متصل ہو نہ

کہ خود لفظ طلاق سے نزدیک ذکر عدد کے بیان مراد عدد وہ ہے جو واحد کو بھی شامل ہو وعند عدم العدد الوقوع بالصيغة اور نزدیک عدم ذکر عدد وقوع طلاق ہوگا صیغہ طلاق سے خلاصہ

یہ کہ جب طلاق کے ساتھ عدد مذکور ہوا جیسا کہ انت طالق واحدة او ثنتين او ثلاثا تو وقوع طلاق متعلق ہوگا عدد سے نہ صیغہ طلاق سے اور اگر عدد مذکور نہیں جیسا کہ

انت طالق تو یہان وقوع طلاق فقط صیغہ طلاق سے متعلق ہوگا فلو ماتت يعم الموطوءة وغيرها بعد الايقاع قبل تمام العدد لغا لما تقرر تو اگر زوجہ مرگئی خواہ

مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ بعد ایقاع طلاق کے قبل تمام ہونے عدد کے تو طلاق لغو ہوگی یعنی نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ ابھی ثابت ہوچکا کہ وقوع طلاق عدد سے

ہوتا ہے نہ صیغہ طلاق سے اور جبکہ زوج نے عدد ذکر کیا تب زوجہ بسبب موت کے محل طلاق نہ باقی رہی پھر جب طلاق نہ واقع ہوئی [illegible]

وارث ہوگا شارح نے لفظ تمام کا زیادہ کرکے اشارہ کیا کہ اگر اثناء تلفظ عدد کے بھی عورت مرگئی تو طلاق نہ واقع ہوگی ولو مات الزوج او اخذ احد فمہ قبل ذکر العدد وقع واحدۃ عملا بالصیغۃ لان الوقوع بلفظہ لا بالقصد اور اگر مرگیا زوج یا کسی نے اُسکا منھ بند کرلیا قبل ذکر عدد کے تو ایک طلاق واقع ہوگی بنا بر عمل صیغۂ طلاق کے اسواسطے کہ جب عدد مذکور نہو سکا تو انت طالق باقی رہگیا اور ابھی ثابت ہوچکا ہو کہ درصورت عدم ذکر عدد تعلق طلاق کا صیغہ سے ہوتا ہو اور یہ نہین کہ عدد ہی سے وقوع طلاق کو متعلق کیجیے اسواسطے کہ وقوع طلاق کا لفظ عدد سے ہوتا ہو نہ اُسکے قصد کرنے سے بدون تلفظ کے ولو قال لغیر الموطوۃ انت طالق واحدۃ وواحدۃ لعطف او قبل واحدۃ او بعدہا واحدۃ تقع واحدۃ بائنۃ ولا تلحقہا الثانیۃ لعدم العدۃ اور اگر کہا زوجۂ غیر مدخولہ سے کہ تو طالق ہو ایکبار اور ایکبار یعنی بواو عاطفہ بولا یا یون کہا کہ تو طالق ہو ایکبار قبل ایکبار کے یا یون کہا کہ تجھکو ایک طلاق ایسی ہو جسکے بعد ایک اور طلاق ہو تو ان تینون صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور دوسری طلاق اسکو نہ لاحق ہوگی بسبب نہ ہونے عدت غیر مدخولہ کے وفی انت طالق واحدۃ بعد واحدۃ او قبلہا واحدۃ او مع واحدۃ معہا واحدۃ ثنتان الاصل انہ متی وقع بالاول لغا الثانی او بالثانی اقترنا لان الایقاع فی الماضی ایقاع فی الحال اور اس کلام مین کہ تو طالق ہو ایکبار بعد ایکبار کے یا یون کہا کہ تو طالق ہو ایکبار جسکے قبل ایک طلاق ہو یا تو طالق ہو ایکبار ساتھ ایک طلاق کے یا تجھکو ایک طلاق جسکے ساتھ ایک اور طلاق ہو دو بار طلاق واقع ہوگی ان مثالون مین اور قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جب طلاق واقع ہوئی اول لفظ سے تو دوسرا لفظ لغو ہوگا چنانچہ انت طالق واحدۃ وواحدۃ او قبل واحدۃ او بعدہا واحدۃ مین طلاق واقع ہوئی ثانی لفظ سے چنانچہ دو طلاق پڑنے کی مثالون مین تو اول اور ثانی دونون متصل ہوجاوینگی اسواسطے کہ ایقاع فی الماضی ایقاع فی الحال ہو یعنی زمان ماضی مین طلاق واقع کرنا متصور نہین تو فی الحال واقع ہوگی تو گویا دو طلاق دفعۃً واقع ہوئین یہ تعلیل جاری ہو قبلیت اور بعدیت مین اور معیت مین تو صاف اقتران علت ہو وتقع بانت طالق واحدۃ وواحدۃ ان دخلت الدار ثنتان لو دخلت لتعلقہما بالشرط دفعۃ اور دو واقع ہوتی ہین اس قول سے کہ تجھکو ایک طلاق اور ایک طلاق ہو اگر تو گھر مین داخل ہوئی دو طلاقین بسبب تعلق ہونے دونہ طلاقون کے شرط سے یکبارگی دو معلق نزدیک وجود شرط کے مثل منجز کے ہو ویقع واحدۃ ان قدم الشرط لان المعلق کالمنجز اور واقع ہوگی ایک طلاق اگر شرط مقدم ہو شرط پر یعنی اگر یون ہو کہ ان دخلت الدار فانت طالق واحدۃ وواحدۃ تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور ثانی لغو ہوگی اسواسطے کہ معلق نزدیک وجود شرط کے مانند منجز کے ہو وتقع فی الموطوۃ ثنتان فی کلہا لوجود العدۃ اور واقع ہونگی زوجۂ مدخولہ کے حق مین دو طلاقین سب اگلی مثالون مین بسبب موجود ہونے عدت کے یعنی ایک طلاق حالت بقاء نکاح مین ہوگی اور دوسری عدت مین بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اسکی طلاق مین عدت نہین تو طلاق ثانی کے وقوع کیواسطے محل باقی نہین ہر من مسائل قبل و بعد ما قیل شعر والقول للفقیہ ابدہ سنہ ولا زال عندہ الاحسان ۞ فی فتی علق الطلاق لشہر ۞ قبل ما بعد قبلہ رمضان ۞ وینشد علی ثمانیۃ اوجہ اور مسائل قبل و بعد سے وہ نظم ہو جو بعضون نے منظوم کی ہو کہ کیا کہتا ہو فقیہ اللہ تعالی اسکی مدد کرے اور ہمیشہ اس فقیہ مجیب کے نزدیک احسان اور کرم نہ ہارے اُس جوان کے مقدمہ مین کہ اسنے طلاق معلق کی اس مہینہ پر جسکے مابعد قبل کے قبل رمضان ہو جواب اس سوال کا یہ ہو کہ وہ مہینہ شوال کا ہو اور مصرع اخیر آٹھ طرح پر پڑھا گیا ہو پہلی وجہ یہ کہ قبل ما قبل قبلہ رمضان دوسری وجہ یہ کہ قبل ما بعد قبلہ رمضان تیسری یہ کہ قبل ما قبل بعدہ رمضان چوتھی یہ کہ بعد ما قبل قبلہ رمضان پانچوین یہ کہ بعد ما بعد بعدہ رمضان چھٹی یہ کہ بعد ما قبل بعدہ رمضان ساتوین یہ کہ بعد ما بعد قبلہ رمضان آٹھوین یہ کہ قبل ما بعد بعدہ رمضان فیقع بمحض قبل فی ذی الحجۃ تو طلاق واقع ہوگی صرف قبل کی تین لفظون سے ذی الحجہ کے مہینہ مین چنانچہ پہلی وجہ مین ہو اسواسطے کہ پہلی ذی الحجہ کی ذیقعدہ ہو اور اُسکے قبل شوال ہو اور اُسکے قبل رمضان ہو تو رمضان قبل قبل القبل ٹھہرا وبمحض بعد فی جمادی الآخری اور واقع ہوگی طلاق صرف بعد کے تین لفظون سے جمادی الآخری مین چنانچہ پانچوین وجہ مین ہو اسواسطے کہ بعد جمادی الآخری کے رجب ہو اور بعد رجب کے شعبان ہو اور بعد شعبان کے رمضان ہو تو رمضان بعد بعد البعد ٹھہرا ولو بقبل اولا او وسطا او آخرا ففی شوال وبعد کذلک فی شعبان لالغاء الطرفین فیبقی قبلہ وبعدہ رمضان اور واقع ہوگی طلاق لفظ قبل سے خواہ اول ہو

[illegible] درمیان [illegible] شوال [illegible] بعدیت [illegible] بیان [illegible] شعبان [illegible]
[illegible] کے معنی قبل اور بعد کے سوا [illegible] قبل [illegible] ایک بعد تو لغو ہو جاتا ہی ایک قبل [illegible]
[illegible] ایک قبل تو لغو ہو جاتا ہی ایک قبل [illegible] بعد [illegible] یعنی شعبان [illegible] محسوب [illegible]
[illegible] عورت نے کہا ہو کہ نکاح کی [illegible] منسوب ہو گی جو شوال کے مقام پر شعبان چاہیے سو [illegible] قبلیت [illegible] بعدیت [illegible]
[illegible] بعد شعبان کے اور جہان [illegible] نے شعبان کہا وہان شوال چاہیے بموجب تقریر گذشتہ کے [illegible] اتباع کیا ہو [illegible]
[illegible] اتفاق [illegible] خلاف تحقیق کی ہو [illegible] سب بیان کے ضمن [illegible] قاعدہ کل [illegible] قبل و بعد [illegible] دریافت کرنے کا [illegible] جہان
[illegible] کے ساتھ کسی طرح وہان شوال جواب ہو اور جہان دو بعد ہون قبل کے ساتھ کسی طرح وہان شعبان جواب ہو چنانچہ بعض علماء نے اس قاعدہ کو سوال [illegible]
کے [illegible] نظم کیا ہو اشعار [illegible] قبل [illegible] بعد [illegible] الجمادی الاخیرا [illegible] لیت [illegible] بعد [illegible] شوال [illegible] شعبان [illegible]
[illegible] قال امرأتی طالق وله امرأتان او ثلث تطلق واحدة منهن وله خيار التعيين اتفاقا اور اگر کہا زوج نے کہ میری عورت کو طلاق ہو
اور اسکی دو عورتین ہین یا تین تو مطلقہ ہو گی ایک عورت انہین سے اور زوج کو بالاتفاق اختیار ہو کہ جسکو چاہے اسکو مطلقہ ٹھہرا دے [illegible]
[illegible] نے اس مسئلہ مین اتفاق نقل کیا ہو اور علامہ زیلعی نے ذکر کیا ہو کہ خیار تعیین بھی صحیح ہو اور صحیح کہنا [illegible] خلاف ہو [illegible]
[illegible] قول مین [illegible] تصحیح الزیلعی فانما هو فی غیر الصریح کامرأتی حرام کما حرره المصنف وسیجیء فی الایلاء اور تصحیح زیلعی کی تو فقط طلاق غیر صریح مین ہو جیسا [illegible]
کہنا کہ میری عورت حرام ہو اور نقل اتفاق کی طلاق صریح مین ہو چنانچہ اسکو مصنف نے تحریر کیا ہو اور عنقریب باب الایلاء مین آویگا قال لنسائه الاربع
بينكن تطليقة طلقت كل واحدة تطليقة کہا اپنی چار عورتون سے کہ تمھارے درمیان مین ایک طلاق ہو تو ہر ایک عورت پر ایک طلاق پڑ جاوے گی [illegible]
کہ حصہ ہر ایک کا چوتھائی طلاق ہوا اور چونکہ طلاق تقسیم پذیر نہین اسواسطے ہر ایک کو ایک طلاق ہو گی وکذا لو قال بينكن تطليقتان او ثلث او اربع الا ان
نوى قسمة كل واحدة بينهن فتطلق كل واحدة ثلثا اور اسیطرح چار عورتون مین ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہو گی اگر کہا انکے درمیان [illegible] دو طلاق ہین تو ہر ایک کا
حصہ آدھا ہوا یا تین طلاق ہین تو ہر ایک کا حصہ [illegible] ہوا یا چار طلاق ہین تو ہر ایک کا حصہ پورا ایک ہوا لیکن [illegible] طلاق کی قسمت [illegible] عورتون کے مراد رکھے
یعنی تین طلاق یا چار طلاق مین ہر ایک فرد طلاق سے ہر ایک عورت کو حصہ دیا تو ہر عورت پر اس نیت سے تین طلاق واقع ہونگی اور چوتھی طلاق لغو ہو جاوے گی اور اگر
چار عورتون سے کہا کہ تمکو دو طلاق ہین اور قسمت ہر فرد طلاق کا ارادہ کیا تو ہر ایک کو دو طلاق ہونگی کذا فی حاشیة [illegible] ولو قال بينكن خمس
تطليقات تقع على كل واحدة طلقتان وهكذا الى ثمان تطليقات اور اگر کہا چار عورتون سے کہ تمھارے درمیان پانچ طلاق ہین تو واقع ہونگی ہر ایک پر
دو طلاق اسواسطے کہ چار طلاق چارون پر منقسم ہو گئین اور پانچوین طلاق سے چوتھائی ہر ایک کو پہونچا [illegible] تو ہر ایک کو دو ہو گئے اسیطرح ہر ایک کو دو دو
ملینگی آٹھ طلاق تک فان زاد عليها طلقت كل واحدة ثلثا سو اگر زیادہ ہونگی طلاق آٹھ سے تو ہر ایک کو تین تین طلاق ہونگی [illegible]
اور بارہ مین تین تین پوری ہو گی اور بارہ سے زیادہ مین اثر لغو ہو جاوینگی ومثله قوله اشرككن فی تطليقة الخانية او مثل بينكن تطليقة کے ہو اشرككن فی تطليقة یعنی تمکو شریک
کیا مین نے ایک طلاق مین کذا فی الخانية وفيها قال لامرأتين لم يدخل بواحدة منهما امرأتي طالق امرأتي طالق ثم قال اردت واحدة منهما لا
يصدق ولو مدخولتين وله ايقاع الطلاق على احديهما لصحة تفريق الطلاق على المدخولة ولا على غيرها اور خانیہ مین ہو کہ زوج نے اپنی دو عورتون سے جو
مدخولہ نہین ہین کہ میری عورت طالق ہو میری عورت طالق ہو پھر زوج نے کہا کہ مینے اس طلاق [illegible] ان دونون مین سے ایک عورت کے طلاق کا ارادہ کیا نہ
دونون عورتون کا تو اسکی تصدیق نہ ہو گی اور اگر دونون عورتین مدخولہ ہین تو زوج کو انہین سے ایک پر طلاق [illegible] کرنا جائز ہو بسبب صحت تفریق طلاق

کے مدخولہ پر نہ غیر مدخولہ پر یعنی مدخولہ کی تو عدت ہوتی ہے تو دوسری طلاق واقع ہونے کی اسمین گنجایش ہے بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اسکی عدت نہین تو دوسری طلاق
کا وہان محل نہین اسواسطے زوج کی تصدیق نہو گی قاضی کے نزدیک **قال امرأتی طالق وسمّ لم یسم وله امرأة معروفة طلقت امرأته استحسانا** کہا زوج نے کہ میری عورت
طالق ہے اور عورت کا نام نہ لیا اور اسکی ایک عورت مشہور ہے تو اسکی وہی عورت مطلقہ ہوگی باعتبار استحسان کے اور قیاس یہ ہے کہ بدون نام یا خطاب کے طلاق نہو طحطاوی نے کہا جبکہ زوج کی
دوسری عورت کا نہو اور ایک ہی اسکی عورت مشہور ہو تو قیاس یقتضی ہے اسکی طلاق کا **فان قال لی امرأة اخری وایاها عنیت لا یقبل قوله الا ببینة ولو کان**
له امرأتان کلتاهما معروفة له صرفه الی ایتهما شاء خانیة ولم یحک خلافا سو جبکہ زوج کی سواے ایک عورت کے مشہور نہین اور اسنے کہا کہ میری عورت طالق
ہے پھر اگر زوج کہیگا کہ میری ایک عورت اور ہے اور اسی غیر مشہور عورت کی طلاق کا ارادہ مینے کیا تو اسکا یہ قول نہ مقبول ہوگا بدون گواہون کے اور اگر زوج کی دو عورتین ہین
اور دونون مشہور ہین تو اسکو اختیار ہے طلاق کو جسکی طرف چاہے پھیرے کذا فی الخانیة اور خانیہ کے مصنف نے اس مسئلہ مین خلاف فقہا کا نہین منقول کیا **فروع مسائل**
متفرقہ شارح کے کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین مکرر کہا لفظ طلاق کو یعنی یون کہا کہ انت طالق انت طالق تو ہر ایک طلاق علٰحدہ علٰحدہ واقع ہوگی پھر
اگر کہیگا کہ مین نے طلاق ثانی سے طلاق اول کی تاکید کی نیت کی تو باعتبار دیانت کے اسکی تصدیق ہوگی نہ باعتبار قضا کے کذا فی العالمگیری کان اسمها طالق او حرة
فناداها ان نوی الطلاق او العتاق وقعا والا لا تھا نام زوجہ کا طالق اور لونڈی کا حرہ پھر اسنے زوجہ کو طالق کہا اور لونڈی کو حرہ کہکر پکارا اگر نیت طلاق یا عتاق
کی کی تو طلاق یا عتاق واقع ہونگے اور اگر نیت نہین کی نہ اعتاق واقع ہوگا نہ طلاق **قال لامرأته هذه الکلبة طالق طلقت او لعبده هذا الحمار حر عتق** کہا اپنی زوجہ سے کہ یہ کتیا مطلقہ ہے
تو وہ مطلقہ ہو جائیگی یا کہا اپنے غلام سے کہ یہ گدھا آزاد ہے تو وہ آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ پہلی صورت مین گالی کا ارادہ کیا اور طلاق کا اور دوسری صورت
مین گالی کا قصد کیا اور آزادی کا قال انت طالق او انت حر وعنی به الاخبار کذبا وقع قضاء الا اذا اشهد علی ذلک کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے یا کہا غلام سے کہ تو
حر ہے اور ارادہ ہے واحد سے جھوٹ خبر دینے کا کیا تو طلاق اور عتاق باعتبار حکم قاضی کے واقع ہونگی مگر جبکہ گواہ کر رکھے جھوٹ خبر دینے پر تو باعتبار دیانت کے بھی
اسکی تصدیق ہوگی اور باعتبار قضا کے بھی وکذا المظلوم اذا اشهد عند استحلاف الظالم بالطلاق الثلث انه یحلف کاذبا صدق قضاء و دیانة شرح وهبانیة اور اسی طرح
مظلوم جبکہ گواہ کر رکھے نزدیک قسم لینے ظالم کے تین طلاق کی اس بات پر کہ مظلوم جھوٹی قسم کھائیگا تو اسوقت مظلوم کی قضا اور دیانت دونون مین تصدیق ہوگی
کذا فی شرح الوہبانیة اور اگر گواہ نہ کر رکھیگا جھوٹی قسم کھانے پر تو قضا مین اسکی تصدیق نہو گی اسکی زوجہ پر طلاق کا حکم ہو جائیگا علما مین اختلاف ہے کہ قسم مین
قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے یا قسم لینے والے کی فتوی اسپر ہے کہ اگر قسم کھانے والا مظلوم ہے تو اسکی نیت کا اعتبار ہے اور نہین تو قسم لینے والے کی نیت معتبر ہے
کذا فی حاشیة المدنی ناقلا عن الاشباه وفی النهر قال فلانة طالق واسمها کذلک وقال عنیت غیرها دین ولو غیره صدق قضاء اور نہر الفائق مین ہے کہ کہا فلانی یعنے
زینب طالق ہے اور واقع مین اس عورت کا نام بھی زینب تھا اور کہا زوج نے کہ مین نے اپنی زوجہ کے سوا اور عورت جسکا نام بھی زینب ہے ارادہ کیا تو اسکی
دیانت مین تصدیق ہوگی نہ قضا مین اور اگر اسکی زوجہ کا نام غیر زینب ہے تو قضا مین بھی اسکی تصدیق ہوگی وعلی هذا لو حلف لدائنه بطلاق امرأته فلانة واسمها غیره لم
تطلق اور اسی طرح پر اگر قسم کھائی اپنے قرضخواہ سے اپنی زوجہ زینب کی طلاق کی اگر فلان دن قرض نہ ادا کرے اور حالانکہ اسکی زوجہ کا نام زینب نہین بلکہ حلیمہ ہے
مثلاً تو اسکی زوجہ پر طلاق نہ واقع ہوگی وقد کثر فی زماننا قول الرجل انت طالق علی الاربعة مذاهب قال المصنف ینبغی الجزم بوقوعه قضاء و دیانة اور لفظ یہ
بکثرت مستعمل ہے ہمارے زمانہ مین مرد کا یون کہنا کہ تو طالق ہے چارون مذہب پر یعنے باتفاق مذاہب اربعہ تجھکو طلاق ہے کہا مصنف نے اپنی شرح
منح الغفار مین کہ لائق ہے یقین کرنا وقوع اس طلاق کا قضا مین بھی اور دیانت مین بھی اور فتاوے رملی مین ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے نہ بائن اسواسطے
کہ مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ انت طالق سے طلاق رجعی ہوتی ہے نہ بائن کذا فی حاشیة المدنی ولو قال انت طالق فی قول الفقهاء او فلان القاضی
او المفتی دین اور اگر کہا کہ تو طالق ہے فقہا کے قول مین یا فلانے قاضی کے قول مین یا فلانے مفتی کے قول مین تو باعتبار دیانت کے اسکی تصدیق ہوگی

یعنی طلاق نہ واقع ہوگی بدون نیت کے لیکن فتاوی تتمہ میں تصریح ہے ہوگی قال نساء الدنیا او نساء العالم طوالق لم تطلق امرأته عند نصیر وقال محمد بن مقاتل تطلق
کہا مرد نے کہ دنیا کی عورتیں یا جہان کی عورتیں مطلقہ ہیں تو اُسکی عورت کو طلاق نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ عدم قیاس ہے نہیں کہ دلیل ہے ۔۔۔
الرے تو مطلقہ ہوگی کذا فی حاشیۃ الحموی علی بحر ۔۔۔ اگر کہا کہ گھر کی عورتیں یا کوٹھری کی عورتیں مطلقہ ہیں
اور انمیں اُسکی زوجہ بھی داخل ہو تو اُسکی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی وسے فی القریۃ والبلدۃ خلاف ابی یوسف اور گاؤن اور شہر کی عورتوں میں خلاف ہے
ابو یوسف کا یعنی اگر یون کہا کہ گاؤن کی عورتیں یا شہر کی عورتیں مطلقہ ہیں تو ابو یوسف کے نزدیک اُسکی زوجہ پر طلاق نہ ہوگی وکذا العتق یعنی حکم عتق
کے درحال عتق کا یعنی اگر کہا کہ دنیا کے غلام یا جہان کے غلام آزاد ہیں تو اُسکا غلام نہ آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ محلہ کے غلام یا گھر کے غلام یا کوٹھری کے غلام
آزاد ہیں تو اُسکا غلام آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ گاؤن کے غلام یا شہر کے غلام آزاد ہیں تو اُسکا غلام ابو یوسف کے نزدیک آزاد نہوگا اور محمد کے نزدیک آزاد
ہوگا قالت لزوجہا طلقنی قال فعلت طلقت کہا عورت نے اپنے زوج سے کہ مجھکو طلاق دے زوج نے کہا میں نے کیا تو عورت مطلقہ ہوگی فان قالت لی
فقال فعلت طلقت اخری پھر اگر زوجہ نے کہا کہ میری طلاق کو زیادہ کر سو زوج نے کہا کہ میں نے کیا تو دوسری طلاق اُسپر واقع ہوگی وان قالت طلقنی طلقنی طلقنی
فقال طلقت فواحدۃ ان لم ینو الثلث ولو عطفت بالواو فثلث اور اگر کہا زوجہ نے کہ مجھکو طلاق دے مجھکو طلاق دے مجھکو طلاق دے سو کہا زوج نے کہ میں نے
طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر زوج نے نیت تین طلاق کی نہیں کی اور اگر زوجہ نے عطف واو سے کیا یعنی یون کہا طلقنی وطلقنی وطلقنی تو تین طلاق
واقع ہوگی اسواسطے کہ واو موضوع ہے واسطے جمع کے ولو قالت طلقت نفسی فاجاز طلقت رجعیۃ باعتبار الانشاء لان الثابت ۔۔۔ بخلاف الاول اور اگر
کہا زوجہ نے کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق دی پھر زوج نے اسکو جائز رکھا تو اُسپر طلاق پڑگئی باعتبار انشاء طلاق کے یعنی اجازت طلاق کی قائم مقام انشاء طلاق کے
ہوگئی گویا زوج نے خود کہا کہ طلقت اسیطرح ہے ابنت نفسی یعنی زوجہ نے کہا کہ میں نے اپنی ذات کو جدا کیا اور زوج نے اجازت دی تو اُسپر طلاق پڑجائیگی بشرطیکہ زوج نے
نیت طلاق کی کی ہو اگرچہ تین طلاق کی بھی نیت کی ہو اسواسطے کہ ابانت طلاق کنایہ ہے اور کنایہ بدون نیت کے معتبر نہیں بخلاف صورت اول کے یعنی طلقت
محتاج نیت کا نہیں اور تین طلاق کی نیت کرنا اُسمیں صحیح نہیں وفی اخترت لا یقع لانہ لم یوضع الا جوابا اور لفظ اخترت میں طلاق نہیں واقع ہوگی یعنی اگر زوجہ نے
کہا کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا اور زوج نے کہا کہ میں نے اجازت دی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ اخترت کا موضوع نہیں مگر واسطے جواب کے یعنی اگر
زوج کہے کہ مثلاً اختاری نفسک تو وہ اُسکے جواب میں کہے کہ اخترت اور لفظ جواب کا بجائے انشاء طلاق کے نہیں ہو سکتا وفی البزازیۃ قال لاصحابہ من حرمت امرأتہ
علیہ فلیفعل ہذا الامر ففعلہ احدہم فہو اقرار منہ بحرمتہا وقیل لا انتہی اور بزازیہ میں ہے کہا ایک مرد نے اپنے ساتھیوں سے کہ جس شخص کی زوجہ اُسپر حرام ہو وہ یہ کام کرے
یعنی ہاتھ اٹھاوے یا اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہو پھر ایک شخص نے یہی کام کیا تو یہ کام کرنا اُسکی جانب سے اقرار ہے اُسکی زوجہ کی حرمت کا اور بعضوں نے کہا کہ فعل اقرار حرمت کا نہیں
اسواسطے کہ طلاق قولی چیز ہے نہ فعلی انتہی قول البزازیۃ وسئل ابو اللیث عمن قال لجماعۃ کل من لہ امرأۃ مطلقۃ فلیصفق بیدہ فصفقوا فقال طلقن وقیل لیس
ہو باقرار اور سوال ہوا ابو اللیث فقیہ سے اُس شخص کے کلام کا کہ اُسنے ایک جماعت سے کہا کہ جسکی عورت مطلقہ ہو وہ اپنے ہاتھ سے تالی بجاوے پھر سب
جماعت نے تالی بجائی تو جواب دیا ابو اللیث نے کہ سب کی عورتیں مطلقہ ہوگئیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ یہ فعل اقرار طلاق کا نہیں ۔۔۔
پھر اسمیں جماعت تمام نے سربدا تاکید کا بیان ارادہ کیا جماعۃ یتحدثون فی مجلس فقال رجل منہم من تکلم بعد ہذا فامرأتہ طالق ثم تکلم الحالف طلقت امرأتہ لان
کلمۃ من للتعمیم والحالف لایخرج نفسہ عن الیمین یعنی چند لوگ ہیں کہ باتیں کر رہے ہیں ایک مجلس میں سو ایک مرد نے انمیں سے کہا کہ جو بولیگا بعد اسکے تو اُسکی جورو
کو طلاق ہے پھر بولا قسم والا تو اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی اسواسطے کہ کلمہ من کا جسکا ترجمہ جو ہے عام ہے متکلم اور غیر متکلم دونوں کو شامل ہے اور حالانکہ قسم والا نہیں
نکالتا اپنی ذات کو قسم سے تو حانث ہوگا یعنی طلاق واقع ہوگی لیکن اگر جماعت سے متکلم کے سوا کوئی اور بولا تو اُسکا حکم بیان نہیں کیا مگر ظاہر اُسکے حکم سے طلاق نہوگی
قسم کا توڑنیوالا

اسواسطے کہ تعلیق اور قسم متکلم کی غیر پر جاری نہیں واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

باب الکنایات

یہ باب ہے کنایات طلاق میں جب بیان احکام طلاق صریح سے کہ حقیقت میں وہی اصل ہے فراغت ہوئی تو نوبت بیان احکام کنایہ کی آئی کنایۃ عند الفقہاء
مالم یوضع لہ ای للطلاق واحتملہ وغیرہ کنایہ طلاق فقہا کے نزدیک اس مقام میں وہ لفظ ہے جو طلاق کیواسطے موضوع نہو اور احتمال رکھے طلاق کا اور غیر طلاق کا
مثلاً لفظ بائنہ کا واضع نے طلاق کے واسطے موضوع نہیں کیا لیکن طلاق اور غیر طلاق کا محتمل ہے اسواسطے کہ بتہ بمعنی قطع کے ہے تو اگر یہ ہونا نکاح کا کاٹنا مراد لیں
طلاق ہے اور اگر قطع الفت اور قطع آدمیت کو ارادہ کیجیے تو طلاق کا محتمل نہیں مصنف نے کنایہ کی تعریف بصیغہ عام کی تو معلوم ہوا کہ کنایات منحصر نہیں شرح ملتقی میں
کہا کہ یہ الفاظ کنایات پچپن سے زیادہ ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی فالکنایات لا تطلق بہا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال وہی حالۃ مذاکرۃ الطلاق او الغضب کنایات
سے طلاق نہیں واقع ہوتی باعتبار قضا کے مگر نیت طلاق سے یا دلالت حال سے دلالت حال یہ کہ اُسوقت گفتگو ہو طلاق کی بابت یا غصہ ہو شارح نے قضاء
کی قید اسواسطے لگائی کہ وقوع طلاق باعتبار دیانت کے محض نیت پر موقوف ہے انمین دلالت حال کا کچھ اعتبار نہیں وہ کنایات سے وقوع طلاق میں نیت یا دلالت
حال اسواسطے شرط ہوئی کہ الفاظ کنایہ کے طلاق اور غیر طلاق دونوں کے محتمل ہیں تو احتیاج پڑی طرف مرجح کے کہ وہ غیر طلاق کے احتمال کو قطع کردے اور یہان ایسا
مرجح سوا نیت یا دلالت حال کے کوئی نہیں مذاکرہ طلاق اسطرح پر کہ زوجہ نے زوج سے کہا کہ مجھکو طلاق دے اور زوج نے کہا اعتدی تو حالت مذاکرہ دلالت کرتی
ہے کہ اس لفظ سے زوج نے طلاق کا ارادہ کیا فالحالات ثلث رضا وغضب ومذاکرۃ والکنایات ثلث ما یحتمل الرد او یصلح للسب او لا ولا سو حالات تین ہیں ایک رضامندی
کی حالت دوسری رنج وخفگی کی حالت تیسری مذاکرہ طلاق کی حالت اور الفاظ کنایات کے بھی تین احتمال سے خالی نہیں بعضے انمین محتمل ہیں رد کو یعنی عورت کے سوال طلاق
کا رد ان میں سے نکلتا ہے اور جواب طلاق کے بھی محتمل ہیں یا بعضے انمین صلاحیت سب اور دشنام کی رکھتے ہیں اور محتمل ہیں جواب طلاق کے بھی یا بعضے وہ ہیں کہ نہ رد سوال
کے محتمل ہیں نہ لیاقت سب اور دشنام کی رکھتے ہیں لیکن جواب طلاق کا البتہ احتمال رکھتے ہیں فنحو اخرجی واذہبی وقومی تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اعزبی من الغربۃ
او العزوبۃ یحتمل ردا سو مانند اخرجی اور اذہبی اور قومی کے تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اعزبی احتمال رکھتے ہیں یہ الفاظ رد سوال طلاق کا اور جواب کے بھی
محتمل ہیں اور سب وشتم کی صلاحیت نہیں رکھتے سو اخرجی بمعنے نکل یعنی اس مکان سے نکل تاکہ تیرے شر سے نجات ہو تو یہ رد ہوا طلاق کے سوال کا یا یہ مطلب کہ
نکل میرے گھر سے اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے طلاق کے سوال کا اور اذہبی بمعنی جا یعنی اپنے کام کو جا یہ رد ہے سوال کا یا یہ مطلب کہ اپنے ماں باپ کے گھر جا
اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور قومی بمعنی اُٹھ یعنی اپنے ضروری کام کیواسطے اٹھ یہ رد ہے سوال کا یا اُٹھ میرے پاس سے اسواسطے کہ تجھکو طلاق ہوئی یہ
جواب ہے سوال کا اور تقنعی یا مشتق قناع سے ہے یا قناعت سے قناع بمعنی خمار ہے یعنی اپنا منھ کپڑے سے چھپا لے حیا کر ایسا کام نکر یا قناعت سے یعنی اس کلام سے قناعت کر باز رہ یہ
رد ہے سوال کا یا استتار اور باز رہنے کلام کا اسواسطے امر کیا کہ طلاق واقع ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور تخمری یعنے اپنے سر پر خمار ڈال خمار وہ کپڑا جس سے سر چھپاتے
ہیں اس لفظ میں بھی مانند تقنعی کے دو احتمال ظاہر ہیں اور استتری بمعنی چھپ اپنے پردہ کر استتار کا حکم اسواسطے کیا کہ شرعاً محرم ہے تو رد ہوا سوال کا یا اسواسطے کہ مجھکو تیرا دیکھنا
جائز نہ رہا بسبب طلاق کے یہ جواب ہے سوال کا اور انتقلی اور انطلقی بمعنی چل جا مانند اذہبی کے دو احتمال ہیں اور اعزبی یعنی معجمہ اور رائے مہملہ مشتق ہے غربت سے یعنی دور ہو یا اعزبی
یعنی مہملہ وزائے معجمہ مشتق ہے عزوبت سے بمعنی تجرد اور دوری کے تو مطلب یہ کہ دور ہو ایسا کلام نکر یہ رد ہے سوال کا یا دور ہو میرے پاس سے اسواسطے کہ تو مطلقہ
ہوئی یہ جواب ہے سوال کا ونحو خلیۃ بریۃ حرام بائن ومرادفہا کبتۃ بتلۃ تصلح سبا اور مانند الفاظ خلیہ بریہ حرام بائن اور ہم معنی ان الفاظ کے مثل بتہ اور بتلہ
کے صلاحیت رکھتے ہیں سب اور دشنام کی مراد سب سے وہ کلام ہے جس سے آبروریزی اور بیحرمتی نکلے مخاطب کی ان الفاظ میں رد سوال کا احتمال نہیں لیکن
جواب سوال طلاق کا احتمال البتہ موجود ہے خلیہ یعنے تو خالی ہے حسن یا خوبیون سے یہ دشنام ہوئی یا خالی ہے نکاح سے یہ جواب ہے سوال کا اور بریہ یعنی

لازم ہوتی ہے ... اور حالت غضب کے ساتھ خاص ہے لہٰذا مدعی ہوتی سے ... اور یہ کہ اگر ... بیوی کو ... تو ان میں

... ہو تو بغیر نیت کے بسبب ... اور حالت غصہ میں تو خود بخود ... اور ... جو ... جواب ... مشترک ہے ... قسم کے ... احتمال ... اور ... الفاظ کنایہ ... میں

جو ... خلیہ بریہ بائن ... حرام ... واستبرئی رحمک انت واحدۃ انت حرۃ اختاری امرک بیدک سرحتک فارقتک ... الحقی باہلک ...

... تین احتمال رکھتے ہیں رد سوال کا اور دشنام کا اور ... کسی شار کرنے ... جیسے ... تو رد سوال ... ہے

... اور ... کی نسبت ... اور اگر استبرئی رحمک ... کہ ... ہوا ہے کہ ... مطلقہ ہوئی ... تو ... ہے اور رد سوال کا یہ مطلب کہ

... گناہ ... کہ ... طلاق کا ... طلاق نہیں ہوتی انت واحدۃ ... تو طلاق ... واحد جو رد سوال ... مطلب

... کہ ... عورتوں میں بائن ... تو یہ ... انت حرۃ تو آزاد ہے ... یا ... نکاح

سے اختاری یعنی اپنی ذات اختیار کرے امرک بیدک یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے یہ دونوں الفاظ کنایہ میں تفویض طلاق سے تو عورت مطلقہ ہوگی جب تک کہ وہ

اپنی ذات کو طلاق نہ دے اور کنایات طلاق میں ان دونوں لفظوں کو ... داخل کیا کہ طلاق و غیر طلاق کا بھی ... احتمال موجود ہے چنانچہ اختاری میں یہ احتمال ہے

کہ اختاری نفسک ... یعنی اختیار کر اپنی ذات کو بسبب فراق کے یا ... اپنی ذات کو کسی کام میں مشغول ... اور امرک بیدک میں یہ احتمال ہے کہ

بیدک فی الطلاق اور فی تصرف ... یعنی تیرے قابو میں ہے طلاق یا کوئی اور کام اور بعض الفاظ میں جو ... سے منقول ہے کہ ان دونوں لفظوں کا ذکر کنایات

طلاق میں مناسب نہیں ... کہ ... لفظوں سے طلاق واقع ہو جاتی ہے ... اور ...

اور شارح نے ... کہ اختاری کنایہ تفویض طلاق ہے نہ ایقاع طلاق ہے کذا فی حاشیۃ المدنی الطحطاوی ... اور ... باقی

یعنی ... کام ... اور ... فارقتک یعنی ... کام کیواسطے ... کو چھوڑا یا طلاق دی ... امام ان الفاظ میں

رد سوال اور دشنام کا نہیں ... جواب کیواسطے چنانچہ صاحب بحر الرائق اور قہستانی نے اسکی تصریح کی ہے اور بعضے ... احتمال

دشنام کا موجود ہے ... کا ... چنانچہ منح الغفار میں اسکی تصریح ہے اور ... احتمال دشنام ... کہ ... صادر ہو کذا فی حاشیۃ

المدنی ففی حالۃ الرضاء ای غیر الغضب والمذاکرۃ تتوقف الاقسام الثلثۃ تاثیرا علی النیۃ للاحتمال اگر حالت رضامندی میں یعنی سوا حالت خشگی اور مذاکرہ

میں تینوں قسم کے کنایات کی تاثیر نیت پر موقوف ہے بسبب احتمال کے یعنی اس حالت میں احتمال ہے کہ زوج نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور کوئی

موجود نہیں کہ بدون نیت کے ایقاع طلاق کی کوئی وجہ نہیں اگر کوئی ... کہ جو الفاظ کہ جواب کیواسطے ... تو ... کہ رضامندی میں ... سے

طلاق بدون نیت کے بھی واقع ہو جاوے اسکا جواب یہ ہے کہ ... مطلب نہیں کہ وہ الفاظ فقط جواب طلاق کیواسطے موضوع ہیں بلکہ وہ الفاظ مطلق کلام کے جواب ہیں اگر

عورت نے طلاق کا سوال کیا اور زوج نے جواب کا لفظ کہا تو یہ حالت مذاکرہ طلاق کی ہوگی اس حالت میں وقوع طلاق نیت پر موقوف نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی والقول له بیمینه

فی عدم النیۃ ویکفی تحلیفها له فی منزله فان ابی رفعته للحاکم فان نکل فرق بینهما مجتبیٰ اور قول زوج کا قسم کے ساتھ معتبر ہے عدم نیت میں اور کفایت کرتا ہے قسم لینا عورت

کا زوج سے اسکے گھر میں سو اگر زوج نے قسم کھانے سے انکار کیا تو عورت نالش کرے کسی حاکم سے سو اگر زوج وہاں بھی قسم سے انکار کرے تو ... میں جدائی کرا دے

کذا فی المجتبیٰ لیکن قسم نہ کھانا تاخیر مجلس قاضی میں باعث تفریق کا نہیں وفی الغضب توقف الاولان ان نوی وقع والا لا اور خشگی کی حالت میں دو قسمیں

پہلی نیت پر موقوف رہیں گی یعنے جو قسم صلاحیت رد اور جواب کی رکھتی ہے اور جو کہ لیاقت دشنام اور جواب کی رکھتی ہے اگر دو پہلی قسموں میں نیت طلاق کی

کی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت نہ کی تو نہ واقع ہوگی لیکن جو الفاظ جواب کے واسطے متعین نہیں حالت غضب میں ان سے ... بدون نیت کے طلاق ... ہوگی

اسواسطے کہ غضب قرینہ مرجحہ ہے طلاق کا وفی مذاکرۃ الطلاق یتوقف الاول فقط اور مذاکرہ طلاق کی حالت مین فقط اول قسم نیت پر موقوف ہوگی
یعنی جو صلاحیت رد اور جواب کی رکھتی ہو ویقع فی الآخرین وان لم ینو لان مع الدلالۃ لا یصدق قضاء فی نفی النیۃ لانہا اقوی لکونہا ظاہرۃ والنیۃ باطنۃ ولذا
تقبل بینتہا علی الدلالۃ لا علی النیۃ الا ان یقام علی اقرارہ بہا عمادیۃ اور واقع ہوتی ہے طلاق دو اخیر قسمون سے یعنی جو صلاحیت دشنام کی رکھے اور جو دشنام اور
رد کا محتمل ہو اُنسے طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ زوج نے نیت طلاق کی نہ کی ہو اسواسطے کہ باوجود دلالت تعیین نہ کے یعنی حالت مذاکرہ طلاق اور حالت
غضب کے مرد کی تصدیق نہ کیجائیگی باعتبار قضا کے نفی نیت مین اسواسطے کہ دلالت قوی تر ہے نیت سے اس سبب سے کہ دلالت امر ظاہر ہے کہ ہر شخص کو اسپر اطلاع ممکن
اور نیت امر باطن ہے کہ سواے زوج کے کوئی نہین جان سکتا اور قاضی کو حکم ہے ظاہر پر عمل کرنے کا اور چونکہ دلالت امر ظاہر ہے اور نیت امر باطن اسیواسطے مقبول ہونگے
گواہ عورت کے دلالت کے اثبات پر نہ نیت پر مگر یہ کہ گواہ قائم کیے جاوین نیت کرنے زوج کے اقرار پر یعنے اگر زوج نے اپنی نیت کا کہین اقرار کیا ہو اور پھر منکر ہو گیا ہو تو اسکے
اقرار کے گواہ البتہ مقبول ہونگے کذا فی العمادیۃ ثم فی کل موضع تشترط النیۃ فلو السوال بہل یقع یقول نعم ان نویت ولو بکم یقع یقول واحدۃ ولا یتعرض لاشتراط النیۃ
بزازیۃ فلیحفظ پھر جس مقام مین وقوع طلاق کنایات مین نیت مشروط ہے یعنی اقسام ثلثہ حالت رضا مین اور قسمین اولین حالت غضب مین اور قسم اول حالت مذاکرہ
مین تامل کرے فتوے دینے ، الاسوال سائل مین سو اگر سوال یون ہو یعنی سائل کہے کہ مین نے یون کہا ہے آیا اس لفظ سے طلاق واقع ہوتی ہے تو مفتی جواب دے
کہ ہان طلاق واقع ہوتی ہے اگر تو نے طلاق کی نیت کی ہو اور اگر سائل یہ کہا کہ مین نے یون کہا ہے اس لفظ سے چند بار طلاق واقع ہوئی تو مفتی کہے کہ ایکبار اور
تعرض نہ کرے بیان نیت مشروط ہونے کا کذا فی البزازیۃ اسکو یاد رکھنا چاہیے سوال ثانی مین نیت مشروط ہونے کا ذکر اسواسطے نہ چاہیے کہ سائل کا یون سوال کرنا کہ
چند بار طلاق واقع ہوئی یہ صاف دلیل ہے نیت طلاق کی اب نیت کا ذکر کرنا گویا حیلہ سکھلانا ہے انکار نیت کا ویقع رجعیۃ بقولہ اعتدی استبرئی رحمک انت واحدۃ ان
نوی اکثر ولا عبرۃ باعراب واحدۃ فی الاصح اور ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اعتدی اور استبرئی رحمک اور انت واحدۃ کے قول سے اگرچہ زوج نے ایک سے زیادہ کی
نیت کی ہو اور کچھ اعتبار نہین لفظ واحدۃ کے اعراب کا قول اصح مین اور بعضون نے کہا کہ انت واحدۃ مین اگر لفظ واحدۃ کو قائل نے منصوب کہا تو طلاق بلا نیت واقع
ہوگی اسواسطے کہ واحدۃ اس ترکیب مین صفت ہے مصدر موصوف محذوف کی اصل مین یون تھا کہ انت طالق تطلیقۃ واحدۃ اور اگر واحدۃ کو مرفوع کہا تو طلاق نہ واقع ہوگی
اگرچہ نیت کی ہو اسواسطے کہ واحدۃ اس صورت مین صفت ہوگی عورت کی نہ طلاق کی اور اگر واحدۃ کو ساکن پڑھا تو دونون احتمال ہین لیکن اصح یہ ہے کہ اعراب واحدۃ کا کچھ اعتبار نہین
ہر صورت سے طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ عوام اعراب کا تفرقہ نہین جانتے ہین اور خواص بھی اسکا التزام نہین رکھتے بیان عرف پر مدار ہے نہ نحو اور لغت پر ویقع
بباقیہا ای باقی الفاظ الکنایات المذکورۃ فلا یرد وقوع الرجعی ببعض الکنایات ایضا نحو انا بری من طلاقک وخلیت سبیل طلاقک وانت مطلقۃ بالتخفیف وانت
اطلق من امرأۃ فلان وہی مطلقۃ وانت طال ق ونحو ذلک مما صرح بہ اور طلاق بائن واقع ہوتی ہے باقی الفاظ کنایات سے یعنی باقی وہ الفاظ کنایات کے جو یہان
مذکور ہو چکے تو اعتراض نہ وارد ہوگا واقع ہونا طلاق رجعی کا بعضے کنایات سے بھی مثل انا بری من طلاقک یعنی منزہ اور دور ہون تیری طلاق سے وخلیت
سبیل طلاقک یعنی تیری طلاق کی راہ مین نے چھوڑ دی سو طلاق نے راہ پائی اور تجھپر واقع ہوئی وانت مطلقۃ بالتخفیف یعنی تو مطلق العنان ہے وانت اطلق من
امرأۃ فلان اور تو مطلق العنان زیادہ تر ہے مثلاً زید کی عورت سے اور حالانکہ زید کی عورت پر طلاق واقع ہو چکی ہے وانت طال ق یعنی تو طالق ہے اور طالق
کو بطور ہجی کے کہا اور سواے ان مثالون کے جسکی فقہا نے تصریح کی ہے وہم مصنف نے کہا کہ سواے مثلہ ثلثہ کے باقی کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے
حالانکہ چند کنایات ایسے ہین کہ اُنسے بھی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے تو حصر کرنا مصنف کا صحیح نہوا شارح نے جواب اس سوال مقدر کا یون دیا کہ مصنف کو حصر اضافی
مراد ہے یعنے جو الفاظ کنایات کے اس کتاب مین مذکور ہو چکے ہین انمین سواے تین کے طلاق بائن ہی واقع ہوتی ہے تو اگر بعضے کنایات غیر مذکور سے
سے طلاق رجعی واقع ہو تو قادح اس حصر کی نہین خلافا اختاری فان نیۃ الثلث لا تصح فیہ ایضا ولا یقع بہ ولا بامرک بیدک ما لم تطلق المرأۃ نفسہا کما یاتی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان الطلاق ... [illegible]

... اسواسطے کنایات ... [illegible]

یہ حالت کل الفاظ کنایات میں نہیں ہوتی ... ثم قال ان قال انت ... [illegible]

... ان الفاظ ... تین طلاقیں واقع ہونگی اگر زوج تین طلاق کی نیت کریگا بسبب ... ان الفاظ سے ... کے

حق میں وہ طلاق کی ہی نیت کرنا ... تین ... کی ہو گی

اسواسطے کہ تین مرد کے حق میں کل طلاق ... قال اعتدی ثلثا ونوی بالاول طلاقا و

بالباقی حیضا صدق قضاء لانہ نوی حقیقۃ کلامہ ... اعتدی تین بار کہا اور نیت کی اول لفظ سے طلاق کی اور باقی دو لفظوں سے

حیض کی تو اسکی تصدیق کیجاویگی قضاء میں بسبب نیت کرنے حقیقت کلام اپنے کے اسواسطے کہ اعتداد کے حقیقی معنی ... حیض ...

میں جب بیچ حیض کا ارادہ کیا بعد لفظ اعتدی کے تو معنی حقیقی کا ارادہ کیا ... تصدیق ... تو دیانت میں بھی ہوگی وان

لم ینو بالباقی شیئا فثلث لان الحال بنیۃ الاول ... اور اگر نیت نہ کی باقی سے کچھ طلاق کی ... تین طلاق واقع ہونگی ... حالت کے سبب

نیت کرنے طلاق کے لفظ اول سے یعنی جبکہ اول لفظ اعتدی سے طلاق کا ارادہ کیا تو حالت مذاکرہ طلاق کی پائی گئی تو بسبب اس قرینہ کے باقی دونوں لفظوں

سے بھی طلاق کا تعین ہو گیا تو اس صورت میں نفی نیت ... کی تصدیق ہوگی قضاء لیکن دیانۃ ... کذا فی حاشیۃ ...

ونوی بالثانی فقط فثنتان وبالثالث فواحدۃ ... معتبر ... اگر زوج فقط لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کریگا تو دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق لفظ ثانی

سے اور دوسری طلاق لفظ ثالث ... اسواسطے کہ جب لفظ ثانی سے طلاق کا ارادہ کیا تو حالت مذاکرہ طلاق کی پائی گئی تو لفظ ثالث ... قرینہ حال ... طلاق ثابت

ہوگی اور اگر فقط لفظ ثالث سے طلاق کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اسواسطے کہ اول دو لفظوں میں حالت مذاکرہ طلاق کی نہ پائی گئی ... وان لم ینو ... اور اگر زوج نے

کل الفاظ ثلثہ سے نیت طلاق کی نہ کی تو ایک طلاق بھی واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ ظاہر حال میں کوئی قرینہ تعین نیت کا ... اور اگر ان الفاظ سے حیض کی نیت کریگا تو

ایک طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ ... فتح القدیر میں کمال الدین نے

انکو ذکر کیا ہو ... چھ قسموں میں ایک طلاق واقع ہوتی ہے ... تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور ایک قسم میں طلاق نہیں ہوتی پہلی

صورت یہ کہ الفاظ ثلثہ سے حیض کی نیت کی ... ایک طلاق ہوگی دوسری ... تیسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی تیسری یہ کہ تیسرے لفظ سے فقط حیض

کی نیت کی چوتھی یہ کہ دوسرے لفظ سے طلاق اور تیسرے لفظ سے حیض کی نیت کی پانچویں یہ کہ ثانی اور ثالث سے حیض کی نیت کی چھٹی یہ کہ اول سے طلاق اور ثانی اور

ثالث سے حیض کی نیت کی ان چھ صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی ساتویں یہ کہ فقط دوسرے لفظ طلاق کی نیت کی آٹھویں یہ کہ اول سے طلاق اور ثانی سے

حیض کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نیت نہ کی نویں یہ کہ اول و ثانی سے حیض کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نہ کی دسویں یہ کہ اول و ثالث سے حیض کی نیت کی اور ثانی

سے کچھ نیت نہ کی گیارھویں یہ کہ اول و ثانی سے طلاق کی نیت کی و ثالث سے حیض کی بارھویں یہ کہ اول و ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے حیض کی تیرھویں یہ کہ

اول و ثانی سے حیض اور ثالث سے طلاق کی نیت کی چودھویں یہ کہ اول و ثانی سے طلاق کی نیت کی پندرھویں یہ کہ ثانی سے حیض کی نیت کی باقی سے

کچھ نیت نہ کی سولہوین یہ کہ اول سے طلاق اور ثالث سے حیض کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی سترھوین یہ کہ ثانی اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور اول سے کچھ نیت کی
ان گیارہ صورتون مین یعنی ساتوین سے سترھوین تک تین طلاقین واقع ہونگی اٹھارھوین یہ کہ فقط اول سے حیض کی نیت کی انیسوین یہ کہ اول اور ثانی سے طلاق کی نیت کی
اور ثالث سے کچھ نیت نہ کی بیسوین یہ کہ اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی اکیسوین یہ کہ اول سے حیض کی اور ثانی اور ثالث سے طلاق کی نیت کی بائیسوین
یہ کہ سب الفاظ ثلثہ سے طلاق کی نیت کی تیئسوین یہ کہ اول سے طلاق کی نیت کی اور ثانی اور ثالث سے کچھ نیت کی ان چھ صورتون مین یعنی اٹھارھوین سے تیئسوین
تک تین طلاقین واقع ہونگی چوبیسوین صورت یہ کہ الفاظ ثلثہ سے کچھ نیت کی تو کچھ واقع ہوگا اور قاعدہ کلیہ ان مسائل کے دریافت کرنیکا یہ ہو کہ جب ایک لفظ سے طلاق کی نیت کی
مذاکرہ طلاق کی پائی گئی سو بعد اُس لفظ کے نفی نیت کی تصدیق نہوگی ہان اگر بعد مین حیض کی نیت کریگا تو صحیح ہوگی اور اگر کسی لفظ سے طلاق کی نیت نہ کریگا تو صحیح ہوگا
اور اسیطرح قبل منوی کے عدم نیت صحیح ہو مثلاً لفظ ثانی سے طلاق کی نیت کی تو ثانی مین نفی نیت مقبول نہوگی اسواسطے کہ بعد منوی کے واقع ہو اور اول لفظ مین عدم نیت
طلاق کی البتہ مقبول ہو اسواسطے کہ قبل منوی کے واقع ہو اور اگر کسی لفظ سے حیض کی نیت کی اور اسکے قبل طلاق کی نیت نہین تو اُس حیض کی نیت سے طلاق واقع ہوگی اور اگر
اُسکے قبل طلاق کی نیت ہوچکی ہو تو حیض کی نیت سے طلاق نہ واقع ہوگی اگر اس قاعدہ کو خوب غور کرے تو مسائل مذکورہ کا حکم نکالنا آسان ہوجاوے کذا فی حاشیۃ الشامی ناقلا
عن البحر و بزازیہ ولو نوی بالکل واحدۃ فواحدۃ دیانۃ و ثلاث قضاءً اور چوبیس قسمون مذکور پر ایک قسم اور زیادہ کی گئی ہو کہ اگر کل الفاظ ثلثہ سے ایک طلاق کا ارادہ کرے تو ایک
ہی طلاق واقع ہوگی دیانۃ مین بنظر احتمال تاکید کے اور تین طلاق ہونگی قضاء مین اسواسطے کہ تاکید خلاف ظاہر ہو ولو قال انت طالق اعتدی و عطفہ بواو او فاء فان
نوی واحدۃ فواحدۃ او ثنتین فثنتان و اذا لم ینو ففی الواو ثنتان و فی الفاء قیل واحدۃ و قیل ثنتان اور اگر کہا زوج نے کہ انت طالق اعتدی بدون عطف کے یا
لفظ اعتدی کو عطف کیا واو سے یا فا سے یعنی یون کہا کہ انت طالق و اعتدی یا یون کہا کہ انت طالق فاعتدی سو اگر ان تینون صورتون مین ایک طلاق کا ارادہ
کیا تو ایک ہی طلاق ہوگی یا دو طلاق کا قصد کیا تو دو واقع ہونگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو انت طالق و اعتدی مین دو طلاق واقع ہونگی اور فاعتدی مین بعضون کے
نزدیک ایک طلاق اور بعضون کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی طلقہا واحدۃ بعد الدخول فجعلہا ثلثا صح کما لو طلقہا رجعیا فجعلہ قبل الرجعۃ بائنا او ثلثا ایک طلاق
بائن دی بعد دخول کے پھر اُس ایک طلاق کو تین طلاق کر ڈالا تو یہ ایک کا تین کر ڈالنا امام کے نزدیک صحیح ہو چنانچہ یہ بھی صحیح ہو کہ اگر عورت کو ایک طلاق رجعی
دی پھر اُسکو قبل رجعت کے بائن کر ڈالا یا ایک رجعی کو تین کر ڈالا و کذا لو قال فی العدۃ الزمت امرأتی ثلث تطلیقات بتلک التطلیقۃ او الزمتہا تطلیقتین بتلک التطلیقۃ
فہو کما قال اور اسیطرح اگر کہا زوج نے عدت مین کہ لازم کردی مین نے اپنی عورت کو تین طلاق اُسی ایک طلاق سے جسکے سبب عدت مین تھی یا یون کہا
کہ مین نے اُسکو دو طلاق لازم کر ڈالی اُسی ایک طلاق سے تو ویسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا یعنی وہ عورت اُسپر حرام ہوگئی اور کبھی اُسکو حلال نہوگی مگر بعد طلاق زوج
ثانی کے ولو قال ان طلقتک فہی بائن او ثلث ثم طلقہا یقع رجعیا لان الوصف لا یسبق الموصوف کما مر فتذکر اور اگر کہا کہ اگر تجھکو طلاق دون تو وہ
طلاق بائن ہوگی یا تین پھر اُسکو طلاق دی تو رجعی واقع ہوگی نہ بائن اور نہ تین اسواسطے کہ صفت مقدم نہین ہوتی موصوف پر یعنے بائن یا تین
ہونا صفت ہو طلاق کی تو طلاق پر کیونکر مقدم ہوگی چنانچہ یہ امر سابق مذکور ہوچکا اُسکو یاد کر الصریح یلحق الصریح و یلحق البائن بشرط العدۃ
طلاق صریح لاحق ہوتی ہو طلاق صریح کو اور لاحق ہوتی ہو طلاق بائن کو بشرط عدت کے یعنی اول کہا انت طالق پھر کہا انت طالق یا طلاق
عوض مال کے دی تو یہ دوسری طلاق بھی واقع ہوگی اسواسطے کہ صریح لاحق ہوتی ہو صریح کو یا اول یون کہا کہ انت بائن پھر کہا انت طالق تو یہ
دوسری طلاق واقع ہوگی اور بائن ہوجائیگی اسواسطے کہ طلاق سابق کا بائن ہونا مانع ہوا رجعی ہونے سے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والبائن یلحق الصریح
اور طلاق بائن لاحق ہوتی ہو طلاق صریح کو بشرط عدت کے مثلاً اول یون کہا کہ انت طالق پھر کہا انت بائن تو طلاق ثانی بھی واقع ہوگی الصریح
مالا یحتاج الی نیۃ بائنا کان الواقع بہ او رجعیا فتح فمنہ الطلاق الثلث فیلحقہما طلاق صریح وہ ہو جو محتاج نہو نیت کی خواہ صریح سے طلاق بائن واقع ہو

رجعی کذا فی الفتح [illegible] طلاق صریح [illegible] طلاق دینا تو [illegible] ثلث صریح اور بائن [illegible] صورت [illegible]
[illegible] واقع [illegible] بعید صریح کی [illegible] طلاق ثلث و طلاق [illegible] بائن [illegible]

[illegible] طلاق بائن [illegible] لاحق [illegible] عورت [illegible] لاحق ہوتی ہیں [illegible] الطلاق [illegible]
[illegible] طلاق [illegible] صریح [illegible] طلاق بھی [illegible] اور بائن [illegible]
[illegible] کے بعد اس دینا اسواسطے واجب ہوا اگر رجعی میں پیچ کو اختیار رہے کر رجوع کرے اور عدت [illegible]
عورت نے اپنی جان چھوڑانے کا بدلا دیا اور بائن میں نہ عورت پر بدون اسکی رضامندی کے کچھ اختیار باقی رہا تو عوض دینے کی کچھ حاجت باقی نہیں [illegible]

لا احق منی [illegible] معتبر طلاق کے صریح اور بائن ہونے میں لفظ ہر و معنی بنا بر قول مشہور کے یعنی اگر لفظ محتاج نیت کا نہیں تو وہ صریح ہو خواہ طلاق اسکے حق بائن ہووے یا
رجعی تو صریح میں طلاق ثلث اسطلاق عوض مال کے داخل ہوئی اور جو کہ لفظ حرام ہو وہ بائن میں داخل ہو اسواسطے کہ عدم احتیاج نیت کی [illegible] ہو

شیوع استعمال عرفی کے **لا یلحق البائن البائن** اذا امکن جعلہ اخبارا عن الاول کانت بائن بائن او ابنتک بتطلیقۃ لا یقع لانہ اخبار فلا ضرورۃ فی جعلہ انشاء
نہیں لاحق ہوتی طلاق بائن اول طلاق بائن کو جب ممکن ہو دوسری بائن کو اول بائن سے خبر اکرنا چنانچہ اول کہا انت بائن دوسری بار کہا انت بائن
یا دوسری بار یون کہا ابنتک بتطلیقۃ یعنی میں نے تجھکو ایک طلاق بائن کر جدا کیا تو یہ دوسری بائن نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ اخبار ہو اول سے تو کچھ
ضرورت نہیں اسکے انشاء طلاق ٹھہرانے میں یعنی بائن ثانی سے دوسری طلاق بائن پیدا کرنا کچھ ضرور نہیں اسواسطے کہ اسکا خبر ٹھہرانا اول سے ممکن ہو یعنی اول
کلام سے طلاق واقع کی اور کلام ثانی سے وقوع طلاق سابق کی خبر دی ہم یہ جو کہا کہ بائن بائن سے لحق نہیں ہوتی مراد یہ ہو کہ جو بائن بلفظ کنایت ہو وہ
لحق نہیں ہوتی اور اگر بائن بلفظ کنایہ نہیں تو وہ واقع ہوتی ہو چنانچہ اگر اول یون کہا کہ انت طالق افحش الطلاق پھر دوسری بار کہا انت طالق افحش الطلاق
یہ طلاق ثانی بھی واقع ہوگی اور یہ جو شارح نے کہا اخبار کی مثال انت بائن بائن کر ذکر کرکے خوب نہیں بلکہ یون کہنا مناسب تھا کہ انت بائن انت بائن اسواسطے
کہ یہان مراد اخبار سے خبر نحوی نہیں بلکہ جملہ خبریہ مراد ہو کذا فی حاشیۃ الطحطاوی بخلاف ابنتک بخبری او انت طالق بائن او قال نویت البینونۃ الکبری لتعذر
حملہ علی الاخبار فیجعل انشاء بخلاف سابق کے یہ ہو کہ اول طلاق بائن دی پھر کہا کہ میں نے تجھکو دوسری طلاق کر بائن کیا یا اول طلاق بائن دی پھر
کہا انت طالق بائن یا اول کہا انت بائن پھر کہا انت بائن اور کہا کہ میں نے ثانی بائن سے بینونت کبری یعنی بہت بڑی جدائی کی نیت کی تو ان
تینون صورتون میں دوسری طلاق بھی واقع ہوگی بسبب تعذر محمول کرنے اس کلام کے اخبار پر تو یہ کلام ثانی انشاء طلاق قرار دیا جائیگا
صورت اول میں لفظ اخری کا مانع ہو حمل اخبار کا اور صورت ثانی میں لفظ طلاق کا صریح ہو اور حمل اخبار کا نہیں ہوتا مگر کنایہ میں اور لفظ بائن کا
لغو ہو اور صورت ثالثہ میں بینونت کبری یعنی طلاق ثلث کا ارادہ کیا پھر جب ان تینون صورتون میں بسبب وجوہ مذکورہ کے حمل علی الاخبار نہو سکا تو خواہ
مخواہ دوسری طلاق بائن بھی واقع ہوئی ولذا وقع المعلق کما قال **الا اذا کان البائن معلقا بشرط او مضافا قبل ایجاد المنجز البائن** کقولہ ان دخلت الدار
فانت بائن ناویا الطلاق ثم ابانہا ثم دخلت بانت باخری لانہ لا یصلح اخبارا اور اسی واسطے یعنی بسبب تعذر حمل اخبار کے واقع ہوتی ہو طلاق معلق
چنانچہ مصنف نے کہا کہ بائن لحق نہیں ہوتی بائن سے مگر جبکہ بائن معلق بشرط ہو یا کہ بائن مضاف ہو قبل واقع کرنے منجز بائن کے یعنی اول تعلیق یا اضافت ہو
بعد اسکے منجز بائن یعنے طلاق بائن بلا شرط واقع ہوگی مانند قول زوج کے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو بائن ہوگی تو یہ کہا طلاق کی نیت سے پھر
اس کہنے کے بعد عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت گھر میں داخل ہوئی تو پھر دوسری طلاق بائن ہو چکی اسواسطے کہ طلاق معلق کو صلاحیت نہین
خبر واقع ہونے کی اسواسطے کہ تعلیق قبل ہو چکی تھی اور خبر نہیں ہوتی مگر بعد مخبر عنہ کے ومثال المضاف کانت بائن غدا ثم ابانہا قبل الغد فی نہی [illegible]

اور مانند معلق کے ہو مضاف چنانچہ اول زوج نے کہا کہ تجھکو طلاق بائن ہو کل پھر اُسکو آج ہی طلاق بائن دی پھر جب دوسرا دن آویگا تو دوسری طلاق بائن
واقع ہوگی بسبب اضافت سابقہ کے اسواسطے کہ مضاف بھی بسبب اضافت سابقہ کے خبر نہین ہوسکتا وفی البحر عن الوہبانیۃ انت بائن کنایۃ معلقا کان او منجزا فیفتقر الی
النیۃ اور بحرالرائق مین ہو وہبانیہ سے کہ انت بائن یہ کنایہ ہو طلاق سے خواہ معلق ہو خواہ منجز تو لفظ بائن کا محتاج ہو نیت کی طرف اس قول سے شارح نے استدلال کیا
کہ لفظ بائن مین نیت کرنا ضرور ہو بدون نیت کے طلاق نہ ہوگی ولو قال ان دخلت الدار فانت بائن ثم قال ان کلمت زیدا فانت بائن ثم دخلت الدار بانت ثم
کلمت یقع اخری ذخیرۃ اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو بائن ہو پھر کہا کہ اگر تو زید سے بولیگی تو تو بائن ہو پھر زوجہ گھر مین داخل ہوئی
تو ایک طلاق بائن اُسپر ہوئی پھر وہ زید سے بولی تو دوسری طلاق بائن اُسپر واقع ہوئی کذا فی الذخیرۃ یہ مثال ہو دو معلق بائن کی وفی البزازیۃ ان فعلت کذا
فحلال اللہ علی حرام ثم قال کذلک لامر اخر ففعل احدہما بانت ولو فعل الثانی علی الاشبہ فلیحفظ اور بزازیہ مین ہو کہ زوج نے کہا کہ اگر مین ایسا کرون یعنی مثلاً اگر
شراب پیون تو اللہ کا حلال مجھپر حرام ہو پھر اسی طرح دوسرے امر کے واسطے کہا یعنی مثلاً اگر مین ترک صلوٰۃ کرون تو حلال خدا کا مجھپر حرام ہو سو زوج نے
کوئی ان دونون مین سے کیا تو اسکی عورت پر ایک طلاق بائن پڑی اور اسیطرح اگر دوسرا امر کیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی بنا بر قول اشبہ کے سو اسکو یاد رکھنا چاہیے
قید بالقبلیۃ لانہ لو ابانہا او لاثم اضاف البائن او علقہ لم یصح تنجیزہ بدائع مصنف نے مقید کیا معلق کو قبلیت کے اسواسطے کہ اگر عورت کو طلاق بائن دیگا پھر
مضاف کریگا بائن یا معلق کو تو صحیح نہوگا بخلاف تنجیز بائن کے کذا فی البدائع یعنی جیسے بائن با تعلیق بعد بائن کے صحیح نہین ویسے ہی تعلیق اور اضافت بعد
بائن کے درست نہین ویستثنی ما فی البزازیۃ قال کل امراۃ لہ طالق لم یقع علی المختلعۃ اور مستثنی ہے اس سے کہ طلاق صریح بائن کو لاحق ہوتی ہو وہ روایت جو بزازیہ مین
ہو کہ کہا مرد نے کہ جو عورت کہ اسکی ہو وہ طالق ہو تو یہ طلاق نہ واقع ہوگی مختلعہ پر یعنی وہ عورت جسپر طلاق بدے مال کے واقع ہوئی اسواسطے کہ صریح
بائن کو اسوقت لاحق ہوتی ہو جبکہ عورت کیطرف خطاب ہو طلاق کا یا اشارہ ہو اسکی طرف اور یہان نہ خطاب ہو نہ اشارہ کذا فی حاشیۃ الحموی ولو قال ان فعلت
کذا فامراتہ کذا لم یقع علی معتدۃ البائن اور اگر کہا کہ اگر مین ایسا کرون تو اسکی عورت ایسی ہو یعنی طالق ہو نہ واقع ہوگی معتدہ بائن پر اسواسطے کہ بائن سے نکاح
جاتا رہتا ہو تو وہ اسکی عورت نہ رہی علاوہ اسکے خطاب اور اشارہ یہان بھی نہین ولینظم بالکل ہو کل سہ کذا اجزنا بائنا مع مثلہ الا اذا علقہ من قبلہ لاکل امراتہ وقد
خلع وامح الصریح بعد لم یقع اور جمع کردی ہین نظم مین بعضے علما نے تمام لحوق کی صورتین مع المستثنی اور عدم لحوق کی صورتین مع المستثنی یعنی
طلاق صریح اور بائن کی ہر صورت کے لحوق کو جائز رکھ نہ جائز جان بائن کے لحوق کو ساتھ بائن کے مگر جبکہ تو نے تعلیق کی ہو بائن کی قبل بائن کے یعنی اس
صورت مین بائن لاحق ہوگی بائن سے اور صریح بعد بائن کے لاحق ہوتی ہی مگر اس صورت مین کہ کل امراۃ لہ طالق کہا اور حالانکہ اول خلع کیا اور طلاق صریح کو بعد
خلع کے لاحق کیا تو یہ طلاق صریح بعد بائن کے نہ واقع ہوگی اور بعضے نسخون مین مصرع اولی یون ہو عم لحوقا اجزنا بائنا مع مثلہ یعنی ہر لحوق کو جائز جان بائن بعد بائن کے
کل فرقۃ ہی فسخ من کل وجہ کاسلام وردۃ مع لحاق وخیار بلوغ وعتق لا یقع الطلاق فی عدتہا مطلقا جو جدائی کہ وہ فسخ نکاح ہو ہر طرح سے جیسے
مسلمان ہونا زوجین مین سے کسی کا یا مرتد ہونا عورت کا اور دارالحرب مین جاکر ملنا اور خیار بلوغ کا عورت یا مرد کو یا خیار عتق عورت کو تو نہ واقع ہوگی طلاق اسکی
عدت مین مطلقا طلاق صریح نہ بائن نہ منجز نہ معلق خواہ عدت حیض سے ہو خواہ مہینون سے کذا فی حاشیۃ المدنی وکل فرقۃ ہی طلاق یقع الطلاق فی عدتہا علی
ما بینا اور جو جدائی کہ وہ طلاق ہو تو واقع ہوگی طلاق اسکی عدت مین اسطرح پر واقع ہوگی جیسا کہ ہمنے بیان کیا یعنی الصریح یلحق الصریح الی آخرہ فروع مسائل متفرقہ شارح
کے انما یلحق الطلاق لمعتدۃ الطلاق اما المعتدۃ للوطی بشبہۃ لا یلحقہا خلاصہ طلاق تو اس عورت کو لاحق ہوتی ہو جو طلاق کی عدت مین ہو اور جو عورت بسبب
وطی اشتباہی کے عدت مین ہو اسکو طلاق نہین لاحق ہوتی کذا فی الخلاصۃ علم اسی طرح نکاح فاسد اور لونڈی جبکہ آزاد ہوجاوے تو اسکی عدت مین
بھی طلاق نہین لاحق ہوتی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وفی القنیۃ زوج امراتہ من غیرہ لم یکن طلاقا ثم رقم ان نوی طلقت او قنیہ مین ہو کہ زوج نے

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور ابو حنیفہ کی ... [illegible]

[illegible] یہ طلاق کی نیت ... [illegible]

نیت ہو ... اور ... فرق ... کذا فی حاشیۃ الملّا ... [illegible]

یہ جبکہ جانو ... طلاق واقع ہوگی ... زوج نے طلاق کی نیت کی ... اس قول سے کہ ... اور ... بغیر نیت کے

طلاق واقع نہ ہوگی ... اس لئے کہ ... بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی ... زوج ... مجاز سے ہوتے

... تجھپر ... یعنی ... کذا فی حاشیۃ ... من ... بغیر

نیت کے طلاق واقع ہوگی ... اس قول سے ... کو نسخ کر دیا ... طلاق میں ... نیت ... نسبت ... کیا ... یعنی اس

نہیں کہا کہ میں ... فسخ کر دیا ... کیا ... نسبت ... نیت کی حاجت ... لیکن ... طلاق ... نیت ...

ظاہر ... یہ مسائل ... طلاب ... کذا فی حاشیۃ الملّا ... الشیخ الرحمن ... حرام ... بغیر

نیت طلاق واقع ہوتی ... اس قول سے کہ تو میرے نزدیک ... مردار ... سور کے گوشت کے ہے یا تو مجھپر حرام ... کے ... جلدی ...

میں کو یا یون کہا کہ تو مجھپر حرام ہو ... جیسے ... جلدی ... ولا یلیق ... مغنیہ ... بغیر نیت اور

نہیں واقع ہوتی طلاق اس قول سے کہ ... تجھپر ... میں اگرچہ نیت طلاق کی ... کرے جب تک ... **فائدہ** چند الفاظ کنایۃ طلاق

کا ذکر کرنا یہان ... سب معلوم ہو ... مزید فائدہ طالبین کے ... سائبۃ یعنی ... حبلک علی غاربک یعنی تیری رسی تیری گردن پر ہے ...

... عرب کے ... دستور ہے کہ جب اونٹنی کو چھوڑتے ہیں تو اسکی گردن پر رسی ڈال دیتے ہیں الحقی باہلک یعنی اپنے لوگون میں جا مل ... وہبتک لاہلک یعنی میں نے

تجھکو تیرے لوگون کو دیا ... تیرے باپ ... کو دیا ... عفوت عنک ... یعنی میں نے تجھکو معاف کیا تیرے لوگون کے سبب ... یعنی میں نے تجھکو تیرے لوگون

... قبول کرنا ... اگر ... کہا کہ میں نے تجھکو تیرے بھائی کو دیا یا تیری بہن یا تیری ... تیرے چچا کو یا تیری ... تو ان الفاظ سے طلاق

نہ واقع ہوگی اگرچہ زوج نے نیت بھی کی ہو ... یعنی ... تجھکو آزاد کیا ... لیئے ... تو آزاد ہو ... یعنی تو اپنے ... کر ... میں نے

تجھے خلع کیا ... یعنی ... لست لی بامرأۃ یعنی تو میری جورو نہیں لست لک بزوج یعنی میں تیرا زوج نہیں لا نکاح بینی وبینک یعنی میرے اور تیرے درمیان نکاح نہیں ...

... یعنی تو میری جورو نہیں ... فقال صدقت یعنی زوجہ نے کہا کہ تو میرا شوہر نہیں ... کہا کہ تو نے سچ کہا ... الزوج یعنی ... کر

البعد عنی یعنی مجھسے دور ہو ... ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی بشرط نیت کے ... اور اگر زوج نے کہا ... یعنی میں تجھکو نہیں چاہتا ... تجھے

... نہیں ... تجھکو ... خواہش نہیں تو ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ زوج نے نیت بھی کی ہو کذا فی حاشیۃ الملّا ... والہندیۃ

باب تفویض الطلاق

یہ باب ہے تفویض طلاق کا ... ذکر ... شارح کہتا ہے جب کہ مصنف ذکر کر چکا اُس طلاق کو جسکو زوج خود واقع کرتا ہے

دونون قسمون کے ساتھ یعنے صریح اور کنایہ تو اب ذکر کیا اُس طلاق کو جسکو غیر زوج بحکم زوج واقع کرتا ہے ... تفویض کو وکیل و رسالۃ

اور ... غیر کی تین قسمیں ہیں ایک تفویض یعنے ... کو طلاق کا مالک کر دینا دوسرے توکیل یعنے دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا تیسری قسم

رسالت یعنی غیر سے طلاق کو کہلا بھیجنا فرق تفویض اور توکیل مین یہ ہی کہ جسکو تفویض ہو وہ اپنی ذات کے واسطے عمل کرتا ہی اور توکیل مین وکیل مامور ہوتا ہی
غیر کے واسطے عمل کرتا ہی اور رسالت تو محض تحمل اور سفارت سے عبارت ہی والفاظ التفویض ثلثۃ تخییر وامر بید ومشیتہ اور الفاظ تفویض کے تین
ہین ایک تخییر دوسرا امر بالید تیسرا مشیت قال لہا اختاری (اپنی کو اختیار کر ۱۲) او امرک بیدک ینوی تفویض الطلاق لانہا کنایۃ فلا یعملان بلا نیۃ
او طلقی نفسک فلہا ان تطلق فی مجلس علمہا بہ مشافہۃ او اخبارا اگر کہا زوج نے زوجہ سے کہ اختیار کرلے یا یون کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین
ہی نیت کی ان دونون لفظون مین طلاق سپرد کرنے کی اسواسطے کہ یہ دونون لفظ کنایہ طلاق ہین تو طلاق واقع ہونے مین بدون نیت کے عمل
نہ کرینگے یا زوج نے یون کہا کہ طلاق دے دے اپنی ذات کو تو ان تینون صورتون مین زوجہ کو اختیار ہی کہ اپنی ذات کو طلاق دے لیوے علم تفویض
کی مجلس مین یعنی جس جگہ عورت کو تفویض طلاق کا حال معلوم ہوا وہین تک اسکو اختیار حاصل ہی خواہ بالمشافہہ زوج سے اسکا علم ہوا ہو خواہ بذریعہ رسول
سے خبر پہونچی ہو یا زوج کا خط آیا ہو وان طال یوما او اکثر ما لم یوقتہ ویمضی الوقت قبل علمہا بمجلس علمہا، عورت کو اختیار حاصل ہی اگرچہ مجلس دراز ہوگئی ہو ایک
دن تک یا زیادہ مجلس طویل مین وہانتک اختیار ہی جبتک زوج نے تفویض کا وقت نہین ٹھہرایا اور حال یہ ہی کہ وقت نہین گذر گیا قبل علم زوجہ کے یعنی مثلاً زوج نے
کہا تھا کہ زوجہ کو جمعہ تک اختیار ہی پھر زوجہ کو خبر ہوئی بعد غروب آفتاب جمعہ کے تو تفویض باطل ہوگئی ما لم تقم لتبدل مجلسہا حقیقۃ او حکما بان تعمل ما یقطعہ
مما یدل علی الاعراض لانہ تملیک فیتوقف علی قبولہا فی المجلس لا توکیل فلم یصح رجوعہ زوجہ کو اختیار باقی ہی جب تک مجلس علم سے نہ اٹھے اسواسطے کہ اٹھنے مین
اسکی مجلس کا تبدل ہی حقیقت مین یا تبدل مجلس حکماً ہو اس طرح پر کہ وہ کام کرنے لگے جو قاطع ہی اختیار کا اس قسم سے جو دلالت کرے بے التفاتی اور
روگردانی پر اسواسطے کہ تفویض تملیک ہی تو موقوف رہیگی عورت کے قبول پر مجلس مین تفویض توکیل نہین بلکہ تملیک ہی تو زوج کو تفویض سے رجوع کرنا صحیح
نہین حتی لو خیرہا ثم حلف ان لا یطلقہا فطلقت لم یحنث فی الاصح تفویض تملیک ہی یہانتک کہ اگر زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا پھر قسم کھائی کہ مین اسکو
طلاق نہ دونگا پھر عورت نے خود طلاق دے لی تو زوج حانث نہوگا قول اصح مین اسواسطے کہ طلاق دینے والی عورت ہوئی نہ زوج اور اگر تفویض تملیک نہوتی
بلکہ توکیل ہوتی تو عورت کی طلاق سے زوج حانث ہوتا اسواسطے کہ وکیل کا فعل بعینہ موکل کا فعل ہوتا ہی اور اگر زوج بعد حلف کے زوجہ کو مختار کریگا تو
بالاتفاق حانث ہوگا شارح کو مناسب تھا کہ حتی لو خیرہا کے مقام پر ولو خیرہا کہتا اسواسطے کہ یہ مسئلہ بھی متفرع ہی تملیک تفویض پر کذا فی حاشیۃ المدنی لا تطلق بعدہ
ای المجلس الا اذا زاد او علی قولہ طلقی نفسک واخواتہ متی شئت او متی ما شئت او اذا شئت او اذا ما شئت فلا یتقید بالمجلس نہ طلاق دے سکیگی عورت بعد مجلس
علم کے مگر اسوقت کہ زیادہ کرے اپنے قول طلقی نفسک اور اسکے امثال پر لفظ متی شئت کا یا متی ما شئت کا یا لفظ اذا شئت کا یا اذا ما شئت کا تو اسکے زیادہ کرنے
سے اختیار عورت کا مجلس علم تک مقید نہوگا بلکہ ہر وقت اسکو اختیار باقی رہیگا اسواسطے کہ قول زوج کا یون ترجمہ ہی کہ تو اپنی ذات کو طلاق دے جب تو چاہے یا جس وقت
تو ارادہ کرے ولم یصح رجوعہ لما مر اور نہین صحیح ہی رجوع کرنا زوج کا اس سبب سے جو مذکور ہو چکا یعنی تفویض تملیک ہی نہ توکیل جو پلٹ جانا درست ہوتا واما فی
طلقی ضرتک او قولہ لاجنبی طلق امرأتی فیصح رجوعہ عنہ ولم یتقید بالمجلس لانہ توکیل محض اور اس قول مین کہ طلقی ضرتک یعنی طلاق دے
اپنی سوت کو یا اس قول مین جو اجنبی سے کہا کہ تو طلاق دے میری عورت کو صحیح ہی رجوع کرنا اس قول سے اور یہ تخییر مقید اسی مجلس کو نہین اسواسطے کہ یہ
قول محض توکیل ہی مطلق تملیک نہین اسواسطے کہ مامور اسمین عمل غیر کے واسطے کرتا ہی نہ اپنے واسطے بخلاف مسئلہ سابقہ کے پھر جب توکیل ہوئی تو رجوع
کرنا درست ہی اور توکیل مین مجلس کی قید نہین وفی طلقی نفسک وضرتک کان تملیکا فی حقہا توکیلا فی حق ضرتہا جوہرہ اور اس قول مین کہ طلاق دے
اپنی ذات کو اور اپنی سوت کو تو یہ قول تملیک ہی مخاطبہ کے حق مین اور توکیل ہی اسکی سوت کے حق مین کذا فی الجوہرہ تو زوج کو طلاق دلانی
مخاطبہ سے رجوع کرنا درست نہین اور اسکی سوت کے طلاق دلانے سے رجوع درست ہی اور مخاطبہ کی تخییر مقید مجلس ہی بخلاف اسکی سوت کے

الا اذا اضافہ بالمشیۃ فیتقید بالمجلس لانہ تملیک ... جب کہ وکیل نے طلاق کو مشیت وکیل سے متعلق کیا تو اس وقت تفویض ہوئی
تملیک ہو جاتی ہے کیونکہ مالک وہ ہے جو اپنی مرضی سے کام کرے اور یہ وکیل جب طلاق کو اپنی مشیت سے متعلق کرے تو اپنے ارادے سے کرتا ہے
کیونکہ وکیل اپنی مرضی سے تملیک ہوتی ہے جیسا کہ وکیل سے منسوب ہوتا ہے وکیل کو دل چاہے یا نہ چاہے اور جب مشیت سے کہا تو تملیک ہے
اور اس سے الا فی ہو جائیگی کہ اپنی مرضی سے تصرف کرتی ہے اور اس کی وکیل کی مرضی سے کہنا ہے جیسا کہ کذا فی حاشیۃ الدرر والفرق بینہما انہ
انہ یملک تملیک لم یرجع منہ بالعزل ولا یبطل بجنون الزوج وتتقید بالمجلس ولا یبطل تفویضہ بجنون بخلاف التوکیل فی ذلک فرق درمیان توکیل تملیک
کے یہ ہے کہ صورت میں یہ تملیک ہے جس میں رجوع کر سکتا نہ اور نہیں معزول کر سکتا مگر اور باطل نہیں ہوتی تملیک زوج کے دیوانہ ہونے سے اور مقید ہوتی ہے
تملیک مجلس سے اور نہیں مقید ہوتی تملیک لڑکی عقل سے کہ تنخیر اور تفویض طلاق کی دیوانہ کو اور صبی غیر عاقل کو بشرطیکہ وہ دونوں کلام کر سکتے ہوں بخلاف توکیل کے
کہ اس میں رجوع کرنا اور وکیل کو معزول کرنا درست ہے اور موکل کے جنون سے وکالت باطل ہوتی ہے اور وکالت مقید بالمجلس نہیں اور وکیل کے عاقل ہونے سے مقید ہے
کذا فی بحر الرائق عدم عزل کے ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی بلکہ عدم رجوع کافی ہے کیونکہ جب تملیک سے رجوع کرنا جائز نہ ہوا تو معزول کرنا بھی جائز نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ
العلامۃ الشیخ المدنی ثم لو جن بعد التفویض لم یقع لنفسا قدح ابتداء لا بقاء بعکس القاعدۃ فلیحفظ ہاں اگر مفوض الیہ یعنے جسکو طلاق کی تفویض ہوئی مجنون
ہو گیا بعد تفویض کے سبب سے حالت جنون میں طلاق دی تو یہ طلاق نہ واقع ہو گی تو اس مسئلہ میں مسامحہ اور تساہل ہوا ابتدا میں بقا میں بالعکس قاعدہ فقہیہ کے
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ یتسامح فی البقاء ما لا یتسامح فی الابتداء یعنی مسامحہ کیا جاتا ہے بقا میں ایسا جو کہ نہیں مسامحہ ہوتا ابتدا میں
اور اس مسئلہ میں برعکس قاعدہ کے ہوا یعنی ابتدا میں مسامحہ ہوا نہ بقا میں یعنی مجنون کو تفویض طلاق درست ہے اور اسکا ایقاع بھی درست اور اگر مفوض الیہ وقت
تفویض کے عاقل ہو اور پھر مجنون ہو جاوے تو اسکی طلاق درست نہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ جب مجنون کو زوج نے تفویض طلاق کی تو اسکے ایقاع طلاق پر
باوجود اسکی بے عقلی کے راضی ہوا تو گویا طلاق کو جنون کی وجہ پر معلق کیا بخلاف اسکے اگر عاقل کو تفویض کی پھر وہ دیوانہ ہو گیا تو یہاں تفویض تھی اسکی عقل کے
اعتماد پر حالانکہ عقل بوجہ جنون کے باقی نہیں وجلوس القائمۃ واتکاء القاعدۃ وقعود المتکئۃ ودعاء الاب او غیرہ لمشورۃ بفتح فضم المشاورۃ ودعاء
الشہود للاشہاد علی اختیارہا الطلاق اذا لم یکن عندہا من یدعوہم سواء تحولت عن مکانہا او لا فی الاصح خلاصہ اور قاطع مجلس کا نہیں بیٹھنا
کھڑی عورت کا اور تکیہ لگانا بیٹھی کا اور اٹھنا تکیہ لگانے والی کا اور بلانا باپ کا یا غیر اسکے کسی اور کا باہم صلاح کرنے کے واسطے اور بلانا گواہوں کا
گواہ کرنے کے واسطے اپنی طلاق کے اختیار کرنے پر جبکہ عورت کے نزدیک کوئی اسکا بلا دینے والا نہ ہو خواہ اسکے بلانے میں عورت اپنے مکان سے
ٹل گئی ہو یا نہ ٹلی ہو دونوں برابر ہیں قول اصح میں کذا فی الخلاصۃ معلوم ہوا کہ اگر باپ وغیرہ کو صلاح کرنے کو نہ بلایا یا ہوتے ہوئے دوسرے بلا دینے والے
کے عورت خود گواہوں کے بلانے کو گئی تو مجلس بدل گئی اسکو اختیار نہ باقی رہا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی شارح نے کہا کہ مشورہ بفتح میم وضم شین یعنی مشاورۃ
یعنی باہم صلاح کرنا اور مصباح میں تصریح ہے کہ مشورہ میں دو لغت ہیں لغت اول سکون شین کا اور فتح واو کا لغت ثانی ضمہ شین کا اور سکون واو کا اور
قاموس میں ہے کہ مشورہ مفعلہ کے وزن پر ہے نہ مفولہ کے کذا فی حاشیۃ المدنی والفلک دابۃ ہی الیہا لا لقطع المجلس اور ٹھہرانا اس سواری کا جس
عورت سوار ہو مجلس اختیار کو قطع نہیں کرتا ولو اتاہا زوجہا مکرہۃ بطل لتمکنہا من الاختیار اور اگر زوج نے بعد تخییر کے عورت کو مجلس سے
اٹھا لیا یا زبردستی اس سے صحبت کی تو باطل ہو گیا اختیار عورت کا واسطے قادر ہونے عورت کے اختیار سے یعنی حالت اقامت اور حالت
جماع میں عورت یوں کہنے پر قادر تھی کہ اخترت نفسی پھر جب کہ اس نے نہ کہا تو اختیار باطل ہو گیا والفلک لہا کالبیت وسیر دابتہا کسیرہا
حتی لا یتبدل المجلس بجری الفلک ویتبدل بسیر الدابۃ لاضافتہ الیہا اور کشتی عورت کے حق میں مانند گھر کی کے ہے اور چلنا اسکی سواری کا

مانند چلنے عورت کے ہی یہاں تک کہ نہیں بدلتی مجلس کشتی کے بہنے سے اور بدلتی ہی سواری کے چلنے سے واسطے منسوب نے چال کے عورت کیطرف
اسواسطے کہ سواری کے چلانے پر جانور چلتا ہی بخلاف کشتی کے الا ان تجیب مع سکوتہ او یکون الی محمل لیقودہا اجمال فانہ کالسفینۃ سواری کے چلانے سے اور
عورت کے خود چلنے سے مجلس بدل جاتی ہی مگر اسوقت مجلس نہیں بدلتی جب عورت بول اُٹھے جواب میں زوج کے چپ رہنے کے ساتھ ہی یعنی فوراً سنکر جانور کے پاینے
قدم اُٹھاتے ہی جواب دیا اور اگر پہلے قدم اُٹھا پھر جواب دیا تو طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ناقلا عن الہندیۃ یا کہ زوج اور زوجہ دونوں ایک کجاوے
میں ہوں اور اونٹ کو اونٹ والا ہانکتا ہو اسوقت میں مثل کشتی کے ہی یعنی اُسکے چلنے سے مجلس نہیں بدلتی فی اختاری نفسک لاتصح نیۃ الثلث
لعدم تنوع الاختیار بخلاف انت بائن او امرک بیدک اور اختاری نفسک یعنی اپنی ذات کو اختیار کرلے اسمیں صحیح نہیں عورت کو تین طلاق کی نیت کرنا
بسبب عدم تنوع اختیار کے یعنی اختیار ایسا امر نہیں جو چند قسم ہو بخلاف انت بائن کے یا امرک بیدک کے اسواسطے کہ بینونت چند قسم ہوسکتی ہی یعنی
بینونت صغریٰ اور بینونت کبریٰ تو اگر انت بائن میں تین طلاق کی نیت کریگی تو صحیح ہی بسبب تنوع کے اور اسی طرح امر بالید بھی چند قسم ہی کہ زوج کو اختیار کرے
یا طلاق کو پھر طلاق رجعی کو اختیار کرے یا بائن کو پھر بینونت صغریٰ کا ارادہ کرے یا کبریٰ کا بخلاف اختاری نفسک کے کہ اسمیں تنوع اور تعدد کو گنجائش نہیں
اسواسطے کہ اختیار عورت کا مفید ہی استخلاص نفس کو اور استخلاص کو بینونت اقتضاءً ثابت ہی اور جو چیز اقتضاءً ثابت ہوتی ہی اُسکو عموم نہیں ہوتا تو بقدر ضرورت تصحیح
کلام کے اُسکی تقدیر ہوگی اور قدر ضرورت بیان ادنیٰ مرتبہ ہی بینونت کا یعنی بینونت صغریٰ اسواسطے کہ بینونت صغریٰ سے بھی استخلاص نفس کا ملک زوج سے ہوتا ہی تو
بینونت کبریٰ یعنی تین طلاق کی نیت کرنا صحیح نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی بل تبین بواحدۃ ان قالت اخترت نفسی او انا اختار نفسی استحسانا بخلاف
قولہ طلقی نفسک فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد جوہرہ مالم یتعارف او ینوی الانشاء بلکہ اختاری نفسک میں بائن ہوگی عورت ایک طلاق کر اگر یوں کہیگی
کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا یا یوں کہے کہ میں اختیار کرتی ہوں اختار نفسی سے طلاق واقع ہوگی بدلیل استحسان کے برخلاف قیاس بخلاف اس قول کے کہ طلقی
نفسک تو عورت نے جواب میں کہا کہ انا طالق یعنی میں مطلقہ ہوں یا یوں کہا کہ میں اپنی ذات کو طلاق دیتی ہوں تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ وعدہ ہی
ایقاع طلاق کا یہ قول خود ایقاع طلاق نہیں کذا فی الجوہرہ عدم وقوع طلاق جبتک ہی کہ وقوع طلاق اس لفظ سے متعارف ہو یا عورت نے نیت طلاق کی
نہ کی ہو اور اگر اس زمانہ میں صیغہ مضارع سے یا جملہ اسمیہ سے طلاق واقع کرنا مروج اور مشہور ہو یا عورت نے ایسی ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو البتہ طلاق واقع
ہوگی م قیاس چاہتا ہی کہ انا اختار نفسی سے طلاق نہ واقع ہو اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی خود انشاء طلاق نہیں انشا ہوتا ہی ماضی سے مضارع سے لیکن باعتبار استحسان
کے اس لفظ سے طلاق واقع ہوتی ہی وجہ استحسان کی یہ ہی کہ صحیح مسلم میں حدیث مروی ہی کہ جب آیت تخییر کی نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حال کہا تو صدیقہ نے کہا کہ انی ارید اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ یعنی میں اللہ اور اُسکے رسول اور آخرۃ کے گھر کو چاہتی ہوں اور مسلم کی دوسری
روایت میں یوں ہی کہ بل اختار اللہ ورسولہ یعنی بلکہ میں اللہ اور اُسکے رسول کو اختیار کرتی ہوں اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جواب کو بصیغہ مضارع معتبر
رکھا و ذکر النفس او الاختیارۃ فی احد کلامیہما شرط لصحۃ الوقوع بالاجماع اور مذکور کرنا نفس کا یا لفظ اختیارۃ کا زوجین میں سے ایک کے کلام میں شرط ہی واسطے
صحت وقوع طلاق کے باجماع صحابہ یعنی وقوع طلاق کا بلفظ اختیارۃ باجماع صحابہ کرام معلوم ہوا ہی م ذکر نفس اور اختیارۃ کا بالخصوص ضرور نہیں بلکہ جو لفظ کہ قائم
مقام نفس اور اختیارۃ کے ہو وہ بھی انھیں دونوں لفظوں کے برابر ہی ویشترط ذکرہا متصلا فان کان منفصلا فان فی المجلس صح لانہا تملک فیہ
بالانشاء اور مشروط ہی ذکر نفس کا یا اختیارۃ کا متصل کلام میں پھر اگر منفصل ہی سو اگر اُسی مجلس میں اُسکا ذکر ہو گیا تو صحیح ہی اسواسطے کہ عورت مجلس میں انشاء
طلاق کی مالک ہی تو ذکر نفس اور اختیارۃ کی بھی مالک ہی والا لا الا ان یتصادقا علی اختیار النفس فیصح وان خلا کلامہما عن ذکر النفس در رو تاجیۃ واقرہ اکمل
والباقانی لکن ردہ الکمال ونقلہ الاکمل بقیل فالحق ضعفہ نہر اور اگر ذکر نفس کا عورت نے مجلس میں نہ کیا تو ایقاع طلاق صحیح نہیں تقع یعنی باطل ہوگی مگر اگر زوجین نے

یعنی سورۂ احزاب کی یہ آیت یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما

اختیار نفس یا اتفاق کیا یعنی زوج نے زوجہ کی تصدیق کی کہ بیشک اُس نے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ دونون کا کلام نفس کے ذکر سے خالی ہو

اقرار ... وافقہ فیما قالت صحت و ثبوت ہو اور بعض اور ہر دو نے اُسکا ذکر نہ کیا ہو لیکن اُن میں سے ایک نے اتفاق کیا ہو بعض نے کہا کہ صحیح یہی ہے

تفصیل یہ کہ نفس کے لفظات تو نصف ہو اور وقوع کی تصدیق ہو یعنی زوج نفس کے تصادق ہو جیسے کہ ہم نے بیان کیا کذا فی النہایہ فلو قال لہا اختاری فقالت

او طلقتک او کہ شرح ... لو قالت اخترت فان ذکر الاختیارۃ کہ ذکر النفس اذ الذات فیہ ... وکذا لو ذکر التطلیقۃ بعد الکل ... نے کہا کہ ... بیت ...

طلاق یا یون کہا کہ اختاری اُسکو تو طلاق واقع ہوگی اگر زوجہ نے کہا اخترت اسواسطے کہ ذکر لفظ اختیارۃ کا ... نفس کی خصوصیت صدق ... ہی

کہ لفظ اختیارۃ میں تے کے واسطے وحدت کے ہی اور تا وحدت نشانی ہو اتحاد کی اور ... ذکر التطلیقۃ ... مثل ذکر نفس کے ہی یہ صحیح بھی ہے

تدبیر کذا فی حاشیۃ المدنی وتکرار لفظ اختاری وقولہا اخترت ابی او امی او اہلی او الازواج لیقوم مقام ذکر النفس وہ تکرار لفظ اختاری ہو یون کہ عورت

کہ کہ میں نے اپنے باپ یا اپنی مان کو یا اپنے اہل کو یا اپنے شوہرون کو اختیار کیا تو قائم مقام ہو ذکر نفس کے لیکن اختیار کرنا قوم کا یا اور کسی قرابتدار

کا موجب طلاق کا نہین لیکن اگر عورت کے مان باپ نہون اور اسکا بھائی ہو اور عورت کہے کہ میں نے بھائی کو اختیار کیا تو اس صورت میں بھی طلاق واقع

ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر والشرط ذکرہا فی کلام احدہما کما مثلنا فلو قال اختاری نفسک اختیارۃ بخلاف کما کہ من ذکر اور شرط یہ کہ ذکر کرنا اُسکا یعنی نفس یا قائم مقام

نفس کا ایک کے کلام مین خواہ زوج کے خواہ زوجہ کے چنانچہ جیسے مثالون مین مذکور کیا تو نہین مخصوص ہی اُسکا ذکر زوج کے کلام مین چنانچہ بعضون کا

گمان ہی لو قالت اخترت نفسی او زوجی او نفسی لا بل زوجی وقع اور اگر کہا عورت نے کہ مین نے اختیار کیا اپنی ذات کو یا اپنے زوج کو یا یون کہا کہ مین نے

اختیار کیا اپنی ذات کو نہین بلکہ اپنے زوج کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ جب اول اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی پھر زوج کو

اختیار کیا تو یہ رجوع ہوا طلاق سے حالانکہ بعد وقوع طلاق کے اُس سے رجوع کرنا درست نہین لان الاختیار من عدم الوقوع سواء جو کتاب

اختیار مین مسئلہ ثانیہ مین عدم وقوع طلاق مذکور ہی سو خطا ہی نعم لو عکست لم یقع اختیار المتقدم وبطل مرا کما لو عطفت باو اذ شأنہا التخییر و فاختارت وبتا

الحقت نفسی باہلی ہان اگر عورت اس کلام کو بالعکس کہے یعنی یون کہے کہ مین نے اختیار کیا اپنے زوج کو اور اپنے نفس کو یا یون کہے کہ مین نے

اختیار کیا اپنے زوج کو نہین بلکہ اپنے نفس کو تو طلاق نہ واقع ہوگی بسبب اعتبار متقدم کے یعنی جسکو اول ذکر کیا اُسکا اعتبار ہو اور موخر کا کچھ اعتبار نہین اور

باطل ہوگیا اختیار اُسکا چنانچہ باطل ہو اختیار عورت کا اگر عطف کیا بحرف او یعنی یون کہا کہ اخترت نفسی او زوجی یعنی اختیار کیا مین نے اپنی ذات کو یا

زوج کو اسواسطے کہ بسبب تذبذب اور تردد کے اختیار اُسکا باطل ہوگیا طلاق نہ واقع ہوئی یا زوج نے عورت کو رشوت دی تاکہ زوج ہی کو اختیار کرے سو

اُسنے زوج ہی کو اختیار کیا تو عورت کا اختیار باطل ہوا طلاق نہ واقع ہوئی اور زوج کو مال دینا واجب نہین اسواسطے کہ رشوت دینا حرام ہی بلکہ اگر دیدی ہو تو پھیر سکتا ہی

یا زوج نے کہا اختاری اور عورت نے کہا الحقت نفسی باہلی یعنی مین نے اپنی ذات کو اپنے لوگون مین ملایا تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اختیار کا

جواب ان الفاظ سے صریح اور مشہور نہین کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی ولو کرر اہی لفظہ اختاری ثلثا بالعطف وغیرہ فقالت اخترت او اخترت اختیارۃ

او اخترت الاولی او الوسطی او الاخیرۃ یقع ثلثا بلانیۃ من الزوج لدلالۃ التکرار علی ثلث اور اگر مکرر کیا زوج نے لفظ اختاری کو تین بار خواہ بعطف خواہ

بغیر عطف کے کی چنانچہ اختاری اختاری اختاری کہا یا مکرر بدون عطف کے کی چنانچہ اختاری اختاری اختاری کہا سو عورت نے جواب مین فقط اخترت کہا یعنی مین نے اختیار کیا یا یون

کہا کہ اخترت اختیارۃ یا یون کہا کہ مین نے پہلی یا درمیان والی یا پچھلی اختیار کی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بدون نیت زوج کے واسطے دلالت کرنے تین بار کے تکرار

کے اوپر طلاق کے اور صاحب کنز اور ہدایہ اور صدر الشہید اور عتابی نے اسی قول کو پسند کیا ہی اسواسطے کہ جامع صغیر مین امام محمد نے اسمین نیت مشروط

نہین کی اور زیادات اور جامع کبیر مین اور قاضیخان وغیرہ مین نیت مشروط ہی اور صاحب فتح القدیر نے بھی شرط نیت کو پسند کیا ہی بحر الرائق مین کہا کہ

باعتبار روایت اور درایت کے یہی قول معتمد ہے کہ نیت مشروط ہے نہ ذکر نفس کذا فی حاشیۃ المدنی وقالا یقع فی اخترت الاولیٰ او الآخرۃ واحدۃ بائنۃ واختاروہ
الطحاوی بحر واقرہ المقدسی وفی الحاوی القدسی وبہ ناخذ انتہی فقد افاد ان قولہما ہو المفتی بہ لان قولہم وبہ ناخذ من الالفاظ المعلم بہا علی الافتاء کذا بخط الشرف
الغزی محشی الاشباہ اور صاحبین رح نے کہا کہ اخترت الاولیٰ میں اور اخترت الوسطیٰ اور اخترت الاخرۃ میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طحاوی
نے اسکو پسند کیا ہے کذا فی البحر اور ثابت رکھا ہے اسکو مقدسی نے اور حاوی قدسی میں ہے کہ اسی روایت کو ہم لیتے ہیں تو حاوی قدسی کے کلام نے
البتہ اسکا فائدہ بخشا کہ صاحبین ہی کا قول مفتی بہ ہے اسواسطے کہ فقہا کا یون کہنا کہ بہ ناخذ یعنی ہم اسی کو لیتے ہیں ان الفاظ سے ہے جنسے اعلام فتویٰ کیا جاتا ہے
افتا پر ایسا ہی مرقوم ہے شرف غزی محشی اشباہ کے دستخط سے **ولو قالت فی جواب التخییر المذکور طلقت نفسی او اخترت نفسی بتطلیقۃ او اخترت الطلقۃ**
الاولیٰ بانت بواحدۃ فی الاصح لتفویضہ بالبائن فلا تملک غیرہ اور اگر عورت نے کہا تخییر مذکور کے جواب میں کہ طلاق دی مین نے اپنی
ذات کو یا اختیار کیا مین نے اپنی ذات کو ایک طلاق کر یا مین نے پہلی طلاق اختیار کی تو ایک طلاق بائن ہوگی مذہب اصح میں اسواسطے کہ زوج نے طلاق
بائن تفویض کی ہے تو عورت مالک نہین غیر بائن کی یعنی رجعی کو اختیار نہین کر سکتی **امرک بیدک فی تطلیقۃ او اختاری تطلیقۃ فاختارت نفسہا**
طلقت رجعیۃ لتفویضہ الیہا بالصریح والمقید للبینونۃ اذا قرن بالصریح صار رجعیا کعکسہ زوج نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے ایک طلاق مین یا اختیار
کر ایک طلاق کو سو عورت نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو اسکو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ زوج نے اسکو صریح طلاق تفویض کی اور صریح طلاق سے
رجعی طلاق واقع ہوتی ہے نہ بائن اور جو لفظ کہ بینونت کا فائدہ دیتا ہے جب صریح سے متصل ہوگا تو بائن بھی رجعی ہو جائیگا جیسا کہ بالعکس اسکے یعنی جب صریح
متصل بائن کے ہوگا تو صریح بائن ہو جاتا ہے جیسا کہ انت طالق بائن میں طلاق بائن ہی واقع ہوگی یہ جواب ہے سوال مقدر کا یعنی لفظ امر بالید اور لفظ
اختیار کا بینونت کا مفید ہے پھر طلاق رجعی ہوگی کیا وجہ شارح نے جواب دیا کہ جب بائن کے بعد صریح متصل ہوتا ہے تو رجعی ہو جاتا ہے اور صریح کے بعد بائن جب متصل ہوگا تو
بائن ہی ہوگا قید لفی وشلہا الباء بخلاف لتطلقی نفسک او حتی تطلقی فہی بائنۃ مقید کیا مصنف نے مثال مذکور کو بحرف فی اور مثل فی کے ب بھی ہے مقید کیا بسبب مخالفت لتطلقی نفسک
یا حتی تطلقی کے کہ اسمین ایک طلاق بائن ہوتی ہے یعنی امرک بیدک فی تطلیقۃ میں رجعی طلاق ہوتی ہے بسبب اتصال صریح کے بائن کے ساتھ اسواسطے کہ فی اور ب
یہان واسطے ظرفیت کے ہے اور ظرف اور مظروف کا اتصال صریح ہے بخلاف امرک بیدک لتطلقی نفسک کے یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے تاکہ تو اپنی ذات کو طلاق دے یا یون کہا
کہ امرک بیدک حتی تطلقی یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے طلاق دینے تک کہ اسمین لفظ طلاق کا متصل ہے اسواسطے کہ علت اور غایت شی کی شی سے جدا ہوتی ہے تو جب صریح
بائن سے متصل نہوئی تو بائن ہی واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی کما لو جعل امرہا بیدہا لو لم تصل نفقتی الیک فطلقی نفسک متی شئت فلم تصل فطلقت کان بائنا لان
لفظۃ الطلاق لم تکن فی نفس الامر جیسا کہ اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا اسطرح کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے اگر میری طرف سے تجھکو خرچ نہ پہونچے تو طلاق
دے لینا اپنی ذات کو جب تک چاہے پھر زوج کی طرف سے خرچ نہ پہونچا سو عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہوگی اسواسطے کہ لفظ طلاق کا لفظ امر کی
ذات سے متصل نہ تھا پھر جب اتصال صریح کا بائن سے نہوا تو بائن طلاق واقع ہوگی ہم نفس الامر سے یہان واقع مراد نہین بلکہ لفظ امرک بیدک مراد ہے تامل **فروع** مسائل
ملحقہ شارح کے قال لرجل خیر امراتی فلا خیار لہا ما لم یخیرہا زوج نے کسی مرد سے کہا طلاق کا اختیار دے میری زوجہ کو سو عورت طلاق کو اختیار نہین کر سکتی جب تک
وہ مرد عورت کو اختیار نہ دے اسواسطے کہ زوج نے ایک امر کا امر کیا تو جب تک وہ مرد اسکو نہ کریگا زوج کا مامور حاصل نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر
بخلاف اخبرہا بالخیار لاقرارہ بہ بخلاف اس قول کے کہ اگر زوج نے کسی مرد سے کہا کہ خبر کر دے عورت کو اختیار کی سو عورت نے قبل خبر پہونچانے اس
مرد کے طلاق لی تو طلاق واقع ہوگی بسبب اقرار کرنے زوج کے اختیار کے یعنی اس قول مین اختیار مقدم ہے خبر پر تو گویا زوج نے خود ثبوت اختیار کا
اقرار کیا قال لہا انت طالق ان شئت واختاری فقالت شئت واخترت وقع ثنتان زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے اور اختیار کر طلاق کو

[illegible] ... واقع ہوگی ... [illegible]

[illegible] ... اختیار ... [illegible]

[illegible] ... اختیار ... [illegible]

[illegible] ... اختیار ... [illegible] ... اختیار ... [illegible]

[illegible] ... اختیار ... [illegible]

[illegible] ... اختیار ... [illegible]

اور ازواج سے کہا اختاری ... یعنی اختیار کریں ... اگر اختیار کرے ایک مہینہ یعنی یوم اور شہر کو ... کہا تو ... کے وقت سے ... دن سے

... یعنی ... عورت مختار ہے طلاق کی ... ایک الشہر ... زوج ... عورت

مہینے کے سرے پر قرار دیا تو عورت مختار ہوگی اس مہینے کی ... بعض الوقت ... یعنی الوقت ... معین

معین ہے ... بلکہ اختیار باطل ہوتا ہے وقت معین کے گذر جانے سے عورت کو تخییر کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو بخلاف اختیار غیر معین کے ... باطل ہوتا ہے

باب الامر بالید

یہ باب امر بالید کا امر بمعنی حال کے ہے اور ید بمعنی تصرف کے یعنی یہ باب ہے طلاق عورت کے حال کے بیان کا جس طلاق کو اسکے زوج نے اسکے تصرف میں کر دیا تخییر کو مقدم کیا اسواسطے کہ تخییر باجماع صحابہ ثابت ہے بخلاف امر بالید کے اگرچہ اسمیں اختلاف نہیں لیکن صحابہ کا اجماع نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ہو کالاختیار الا فی نیۃ الثلث اے تخییر امر بالید مانند اختیار کے ہے نیت کی طرف محتاج ہونے میں اور مجلس تک مقید ہونے میں اور نفس کے ذکر کرنے میں یا جو نفس کے قائم مقام ہو مگر تین طلاق کی نیت کرنے میں اختیار کے مانند نہیں اسکے غیر ہے یعنی فقط اتنا فرق ہے کہ اختیار میں تین طلاق کی نیت صحیح نہیں اور امر بالید میں صحیح ہے باقی امور میں دونوں برابر ہیں فاذا قال لہا ولو صغیرۃ لانہ کالتعلیق بزازیۃ امرک بیدک او لنبالک او زوجک او نسائک ینوی ثلثۃ التفویضہا فقالت فی مجلسہا اخترت نفسی بواحدۃ او قبلت نفسی او اخترت امری او انت علی حرام او منی بائن او انا منک بائن او طالق وقعن جبکہ کہا زوج نے زوجہ سے اگرچہ عورت صغیرہ ہو اسواسطے کہ امر بالید مثل تعلیق کے ہے کذا فی البزازیہ اس طرح کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں یا تیرے بائیں ہاتھ میں ہے یا تیرے تحت میں یا تیری زبان میں ہے تفویض تین طلاق سے تین کی نیت کرکے کہا سو زوجہ نے اپنی مجلس میں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا ایک طلاق سے یا اختیار کیا یا قبول کیا میں نے اپنی ذات کو یا اختیار کیا امر اپنا یا عورت نے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے یا کہ تو مجھ سے بائن ہے یا کہ میں تجھ سے بائن ہوں یا طالق ہوں تو سب صورتوں میں تین طلاق واقع ہونگی تم خبر کی تخییر صحیح ہے مثل تعلیق کے یعنی اگر یوں کہا کہ ان شئت ... جب صغیرہ اختیار کریگی تو شرط پائی جائیگی تو طلاق واقع ہوگی اسیطرح غیر کے ایقاع سے بھی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ جائز کے فعل سے بھی تعلیق صحیح ہے اسیطرح صغیرہ کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا لو قال ... امرہا بیدہا ... ابنیہا الصغیرۃ اور اسیطرح تین طلاق واقع ہونگی اگر تفویض مذکور میں عورت کے باپ نے کہا کہ میں نے قبول کیا اسکو یعنی تین طلاق کو کذا فی الخلاصۃ اور لائق یہ ہے ذکر اس مسئلہ کو مقید بصغیرہ کیجیے یعنی صغیرہ کے باپ کا قبول کرنا موجب ہے طلاق کا مگر شارح نے قید صغیرہ کی مصنف نہر الفائق کی اقتداء سے لگائی حالانکہ اسکی ... اسواسطے کہ اختیار ... ہے بلا قید ... امرہا بیدہا فقال الاب قبلت طلقت ... کہا امر جب باپ کے ہاتھ میں ... قبول کیا تو طلاق واقع ہوجائیگی خواہ عورت صغیرہ ہو خواہ کبیرہ اسواسطے کہ یہ تعلیق ہے ... کسی شخص کی ... صحیح ہے اگرچہ عورت کبیرہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ... واعترک طلاقک وامرک بید اللہ وبیدک او امری بیدک علی المختار خلاصۃ کامرک بیدک وذکر اسم اللہ تعالی للتبرک ...

تیری طلاق عاریت دی اور امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے یعنی اختیار میں ہے اور امر میرا تیرے ہاتھ میں ہے بنا بر قول مختار کے کذا فی الخلاصۃ یہ
اقوال مذکورہ مانند امرک بیدک کے ہیں تین طلاق واقع ہونے میں بشرط نیت کے اور اس قول میں کہ امرک بید اللہ و بیدک ذکر اسم اللہ تعالیٰ کا محض برکت
کیواسطے ہے اور اگر ان اقوال میں تین طلاق کی نیت نہ کریگا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی ولو طلقت ثلثا فقال نویت واحدۃ ولا دلالۃ حلف وتقبل بینتہا علی
الدلالۃ کما مر اور سو اگر امر بالید وغیرہ میں عورت نے اپنی ذات کو تین طلاق کر کے مطلقہ کیا پھر زوج نے کہا کہ میں نے تخییر میں ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی اور حالانکہ
دلالت حال اسوقت موجود نہیں تو قسم لیجاویگی زوج سے تین طلاق کی نیت کرنے پر اور اگر عورت گواہ لاویگی تو مقبول ہونگے اسکے گواہ دلالت حال پر یا
اسکے اقرار پر چنانچہ یہ مضمون اول باب الکنایات میں مذکور ہو چکا و اتحاد المجلس علمہا وذکر النفس او ما یقوم مقامہا شرط فلو جعل امرہا بیدہا ولم تعلم فطلقت
نفسہا لم تطلق لعدم شرطہ خانیۃ اور متحد ہونا مجلس تخییر اور اختیار کا اور دریافت کرنا عورت کا تخییر زوج کو اور مذکور ہونا نفس یا اسکے قائم مقام کا شرط ہے سو
اگر زوج نے لفظ امر بالید کا عورت کو اختیار دیا اور اسکو اسکا علم نہوا اور عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو عورت پر طلاق نہ پڑیگی بسبب نہ پائے جانے شرط وقوع طلاق
کے یعنی علم کے کذا فی الخانیۃ وکل لفظ یصلح للایقاع منہ یصلح للجواب منہا وما لا یصلح للایقاع منہ فلا یصلح للجواب منہا فلو قالت انا طالق او طلقت
نفسی وقع بخلاف نحو طلقتک لان المرأۃ توصف بالطلاق دون الرجل اختیار اور جو لفظ کہ لیاقت رکھتا ہے ایقاع طلاق کی جانب زوج سے وہی لیاقت رکھتا
ہے جواب کی جانب زوجہ سے اور جو ایقاع کی لیاقت نہیں رکھتا جانب زوج سے وہ عورت کی طرف سے بھی جواب کی لیاقت نہیں رکھتا تو اگر عورت نے
کہا کہ میں طالق ہوں یا یوں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو طلاق دی تو واقع ہوگی اسواسطے کہ دونوں لفظ ایقاع طلاق کے لائق ہیں جانب زوج سے
بخلاف ایسے قول کے کہ عورت مرد سے کہے کہ میں نے تجھکو طلاق دی ہر چند یہ لفظ ایقاع زوج کے لائق ہے لیکن عورت کے جواب کے لائق نہیں اسواسطے
کہ عورت موصوف ہوتی ہے وقوع طلاق کر نہ مرد کذا فی الاختیار یعنے عورت پر طلاق واقع ہوتی ہے نہ مرد پر الا لفظ الاختیار خاصۃ فانہ لیس من
الفاظ الطلاق ویصلح جوابا منہا بدائع مگر لفظ اختیار کا خاص کر اسواسطے کہ لفظ اختیار کا طلاق واقع کرنے کے الفاظ سے نہیں اور حالانکہ جواب کے
لائق ہے عورت کی طرف سے کذا فی البدائع لکن یرد علیہ صحتہ لقبولہا وقبول ابیہا کما مر فتدبر لیکن اعتراض لازم ہوتا ہے مصنف کے حصر کرنے پر جواب صحیح
ہونے کا عورت کے قبول کرنے سے اور اسکے باپ کے قبول کرنے سے چنانچہ اسی باب میں عنقریب مذکور ہو چکا سو اسکو غور کر یعنی مصنف نے دعویٰ کیا کہ سوا لفظ
اختیار کے جو لفظ صالح ہے ایقاع کا وہی صالح ہے جواب کا اور حالانکہ قبول کرنا زوجہ اور اسکے باپ کا جواب کا صالح ہے اور ایقاع کا صالح نہیں اور جواب مصنف
کیطرف سے یوں ہو سکتا ہے کہ قبول کا جواب ہے تا بتقدیر طلاق کے ہے یعنی گویا عورت یوں کہتی ہے کہ میں نے طلاق قبول کی اور طلاق کا لفظ ایقاع اور جواب دونوں
کے لائق ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی قولہا فی جوابہ طلقت نفسی واحدۃ او اخترت نفسی بتطلیقۃ بانت بواحدۃ لما مر ان المعتبر تفویض الزوج لا ایقاعہا
اور یوں عورت کے کہنے میں مرد کے جواب امر بالید میں کہ میں نے اپنی ذات کو مطلقہ کیا ایک طلاق کر یا یوں کہا کہ میں نے اپنی ذات کو پسند کیا ایک طلاق کر
بائن ہوگی ایک طلاق کر اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ معتبر بائن یا رجعی ہونے میں تفویض زوج کی ہے نہ ایقاع عورت کا یعنی ہر چند عورت کے جواب میں لفظ
طلاق ہے اور لفظ طلاق سے رجعی واقع ہوتی ہے نہ بائن لیکن چونکہ زوج نے بلفظ امر بالید بائن کی تفویض کی تو اسکی تفویض کا اعتبار ہوگا نہ عورت کے جواب کا اور جبکہ
مرد نے طلاق کا اختیار عورت کو دیا تو ایک طلاق کا بھی اسکو اختیار ہوگا ولا یدخل اللیل فی قولہ امرک بیدک الیوم وبعد غد لانہما تملیکان اور نہ داخل ہوگی رات
مرد کے اس قول میں کہ تیرا امر تیرے ہاتھ آج اور کل کے بعد یعنی پرسوں رات اسواسطے داخل نہیں کہ اس قول میں دو تملیکیں ہیں جدا جدا فان ردت الامر لم یبطل الا
فی ذلک الیوم وکان امرہا بیدہا بعد غد ولو طلقت لیلا لم یصح اطلق الامر سو اگر مثال مذکور میں رد کیا عورت نے اختیار آج کا تو باطل ہوگا دن ہی تک تو اسکا اختیار باقی
رہیگا پرسوں اور اگر عورت طلاق دیگی رات کو تو صحیح نہوگی اسواسطے کہ رات اس تخییر میں داخل نہیں اور طلاق نہ دیگی عورت مگر ایکبار یعنی ہر چند دو تملیکیں ہیں ان کا حکم جدا لیکن ایک ہی واقع

[illegible] امرک بیدک [illegible]

[illegible] امرک بیدک الیوم [illegible]

[illegible]

[illegible] کی طرف سے دفع تناقض [illegible]

تو ہر تقلب مسائل مذکورہ یہ ہے کہ اختیار عورت کا بچھ جاتا ہے اُسکے منہ پھیرنے سے اور تخییر میں ثابت ہو کہ امر بالید میں عورت کا [illegible]

اور قبول [illegible] لیکن [illegible] تناقض کی یون مذکور ہو کہ امر بالید میں اختیار عورت کا بچھ جاتا ہو قبل قبول کرنے اُسکے [illegible]

[illegible] اگر عورت نے [illegible] قبول نہیں کیا تو رد کر سکتی ہو اور بعد قبول کر چکنے کے رد نہیں کر سکتی مانند [illegible]

قبول کرنے پر موقوف نہیں لیکن اُسکے رد کرنے سے رد ہو جاتا ہو اور رد قبول سے [illegible] اگر قبول [illegible] تو گر عورت [illegible]

اپنی ذات اختیار کیا تو طلاق واقع ہو چکی اب یہ طلاق نہیں رد ہو سکتی اور یہ [illegible] تناقض [illegible] کذا فی حاشیۃ [illegible]

لکن فی الولوالجیۃ امرک بیدک الی راس الشہر فقالت اخترت زوجی [illegible] فی الیوم [illegible] [illegible] فی الہدایۃ [illegible]

تعلیقا [illegible] بر تقلب مسائل مذکورہ کا یہ ہو کہ تخییر متحد میں یعنی امرک بیدک الیوم وغدا میں اگر عورت اول دن انکار کر دے تو دوسرے دن

بھی اختیار عورت کا باقی رہیگا اور ولوالجیہ میں یون ہو کہ اگر زوج نے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہو اس مہینے کے سر تک پھر عورت نے کہا میں نے

اپنے زوج کو اختیار کیا تو باطل ہوگا اختیار اُسکا اس دن جس دن اُسنے یہ کہا اور جائز ہو عورت کو کہ اپنے نفس کو اختیار کرے [illegible] نزدیک [illegible] کے خلاف [illegible]

کے تو با وجود تخییر متحد ہونے کے ایکدن کے رد کرنے سے دوسرے دن کا اختیار باقی رہا تو یہ قول اول قول کا متناقض ہوا اور وجہ قول امام کی ہدایہ میں مذکور ہو کہ جب تفویض

کے ساتھ وقت مذکور ہوگا تو اُسکو تعلیق معتبر کرینگے اور اگر وقت مذکور نہیں تو اُسکو تملیک [illegible] اور [illegible] نے کہا کہ بیان دونون قسمون میں [illegible] تقریر

سے تناقض دفع ہوا طحطاوی نے کہا کہ شارح کو بیان اثبات تناقض منظور ہو نہ دفع تناقض کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] لو طلقہا بائنا [illegible] التفویض [illegible]

[illegible] وان کان معلقا کان [illegible] الدار فامرک بیدک او موقتا [illegible] باقی رہا بیان اس مسئلہ کا کہ اگر زوج نے [illegible] تفویض کی پھر اُسکو طلاق بائن دی تو

آیا باطل ہو جتا اختیار عورت کا جواب اسکا یہ ہو کہ اگر تفویض منجز تھی یعنی معلق شرط پر نہ تھی تو بائن [illegible] اختیار باطل ہوا [illegible] اگر باطل نہو [illegible]

بائن کا بائن کو [illegible] یہ جائز نہیں اور اگر تفویض معلق ہو اسطرح کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہو یا تفویض وقت ہو اسطرح کہ امر تیرا

تیرے ہاتھ میں ہو کل تو اختیار عورت کا باطل نہوگا اسواسطے کہ بائن معلق اور بائن موقت کا لاحق ہونا جائز ہو چنانچہ سابق میں گذرا کذا فی العنایۃ لکن فی البحر عن

القنیۃ ظاہر الروایۃ ان [illegible] بحر الرائق میں قنیہ سے منقول ہو کہ ظاہر روایت یہ ہو کہ تفویض معلق مانند تفویض منجز کے ہو یعنی دونون صورتون میں اختیار

باقی نہیں رہتا تو جواب سابق [illegible] تفصیل [illegible] کہ ظاہر روایت مقدم ہو [illegible] مسائل [illegible] ان [illegible] کیا مرد عورت سے اس شرط پر کہ

عورت طلاق کی مختار ہو تو یہ نکاح صحیح ہو [illegible] بحر الرائق میں [illegible] تفصیل مذکور ہو یعنی اگر یہ شرط مرد کی طرف سے ہو تو عورت کو اختیار نہیں اور اگر عورت کی

طرف سے ہو تو اختیار ہو کذا فی حاشیۃ [illegible] طلقت نفسہا [illegible] الامر ثم [illegible] اور اگر دعوی کیا عورت نے مرد کے مختار کرنے

کا [illegible] دعوی کی سماعت ہوگی مگر جبکہ طلاق دی عورت نے اپنی ذات کو پھر جب زوج کے پھر اُس تفویض کا دعوی کیا تو مسموع ہوگا اور گواہ طلب ہونگے

قالت طلقت فی المجلس بلا تبدل [illegible] القول لہا کہا عورت نے کہ میں نے طلاق دی اپنی ذات کو مجلس میں بلا تبدل مجلس کے اور زوج نے اسکا انکار کیا تو عورت

ہی کا قول معتمد ہوگا جعل لھا امرھا بیدھا ان ضربھا بغیر جنایۃ فضربھا ثم اختلفا فالقول لہ لانہ منکر مرد نے عورت کو طلاق کا اختیار دیا اگر اسکو بے قصور مارے سو اسکو مارا پھر دونون
مختلف ہوے زوج کہتا ہے کہ مینے قصور پر مارا زوجہ کہتی ہے کہ نہین بلا قصور مارا تو مرد ہی کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ وہ منکر ہے وتقبل بینتھا علی الشرط المنفی کما یجی اور مقبول ہوتے
ہین گواہ عورت کے شرط منفی پر چنانچہ باب التعلیق مین اسکا ذکر آویگا یعنی اگر عورت گواہ لاوے کہ زوج نے اسکو بلا قصور مارا تو لائق یہ ہے کہ مقبول ہوت ہر چند نفی پر گواہ
مقبول نہین لیکن شرط منفی پر مقبول ہین طلب اولیاؤھا طلاقھا فقال الزوج لابیھا ما ترید منی افعل ما ترید فخرج فطلقھا ابوھا لم تطلق ان لم یرد الزوج التفویض والقول
لہ فیہ خلاصہ عورت کے والیون نے عورت کی طلاق طلب کی سو زوج نے اسکے باپ سے کہا کہ تو مجھسے کیا چاہتا ہے کر جو تیرا جی چاہے اور یہ کہکر زوج باہر نکلا پھر عورت
کے باپ نے اسکو طلاق دی تو عورت کو طلاق نہوگی اگر زوج نے اس قول سے تفویض طلاق کا ارادہ نہ کیا اور زوج ہی کا قول اسمین معتبر ہوگا کذا فی الخلاصہ لا ید خل
نکاح الفضولی مالم یقل ان دخلت امرأۃ فی نکاحی نہ داخل ہوگا نکاح فضولی کا جب تک زوج یون نہ کہے کہ اگر داخل ہو عورت میرے نکاح میں یعنی زوجہ سے زوج نے کہا کہ
اگر مین تجھپر دوسری عورت سے نکاح کرون تو اسکی طلاق تیرے اختیار مین ہے پھر ایک عورت داخل ہوئی اسکے نکاح مین فضولی کے نکاح کردینے سے اور زوج نے فضولی کے نکاح کو جائز رکھا تو زوجہ
اولی اسکی طلاق کی مالک نہوگی اسواسطے کہ زوج نے اس عورت سے خود نکاح نہین کیا بلکہ دوسرے شخص نے اسکا نکاح کردیا اور اسنے جو کچھ جائز رکھا اور اسیطرح اگر وکیل نے نکاح کردیا کذا فی حاشیہ
السید فی جعل امرھا بید رجلین فطلقھا احدھما لم یقع زوج نے طلاق عورت کی دو شخص کو تفویض کی پھر انمین سے ایک شخص نے طلاق عورت کو دی تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ ایک کو فقط اختیار نہ تھا

فصل فی المشیۃ

یہ فصل ہے مشیت مین یعنی وہ مسائل جنمین طلاق عورت کی خواہش پر زوج نے رکھی لیکن اول مصنف نے مسئلہ طلقی نفسک کا مقدم کیا سائل
مشیت پر قال لھا طلقی نفسک ولم ینو اونوی واحدۃ اوثنتین فی الحرۃ فطلقت وقعت رجعیۃ وان طلقت ثلثا ونواہ وقعن وقید بخطابھا لان
لو قال طلقی ای نسائی شئت لم تدخل تحت عموم خطابہ کہا زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دے اپنی ذات کو اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی نیت کی یا دو
طلاق کی نیت کی حرہ مین پھر زوجہ نے اپنی ذات کو طلاق دی خواہ ایکبار خواہ دو بار خواہ تین بار اور یہ تینون صورتین عدم نیت کے ساتھ ہون یا ایک طلاق کی نیت
کے ساتھ ہو یا دو طلاق کی نیت کے ساتھ ہو تو ان سب صورتون مین ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت نے تین بار طلاق دی اور حالانکہ مرد نے نیت بھی تین
کی کی تھی تو اس صورت مین تین طلاق واقع ہونگی مصنف نے طلقی نفسک کو عورت کے خطاب سے مقید کیا اسواسطے کہ اگر یون کہتا کہ تو طلاق دے میری عورتون مین سے
جس عورت کو کہ تو چاہے تو مخاطبہ اس عموم خطاب مین داخل ہوتی یعنی بسبب قرینہ مقام کے مخاطبہ اس صورت مین خود اپنی ذات کو طلاق دے سکتی ولو قال لھا فی جوابہ
ابنت نفسی طلقت رجعیۃ ان اجازہ لانہ کنایۃ اور زوج کے جواب مین یعنی طلقی نفسک کے جواب مین عورت کا یون کہنا کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق بائن دی ایک
طلاق رجعی اسپر واقع ہوگی اگر زوج نے اسکو جائز رکھا اسواسطے کہ ابنت نفسی کنایہ ہے اور کنایہ محتاج ہوتا ہے نیت کا مگر زوج نے طلاق رجعی کو مفوض کیا اور زوجہ نے
طلاق بائن دی تو اصل طلاق مین دونون کلام موافق ہوئے وصف بینونت زوجہ نے زیادہ کیا تھا سو لغو ہوگیا اور یہ جو شارح نے اجازت زوج کی شرط لگائی اور
بسبب کنایہ ہونے کے احتیاج نیت کی طرف اشارہ کیا سو اسکی کچھ حاجت نہ تھی اسواسطے کہ طلاق کا حکم کرنا صاف دلیل ہے کہ زوج نے طلاق کی نیت کی تو اب کیا حاجت
رہی اجازت اور نیت کی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی لا باخترت نفسی ان اجازہ لان الاختیار لیس بصریح ولا کنایۃ اور نہ واقع ہوگی طلاق عورت کی اس قول
سے کہ مینے اپنی ذات کو اختیار کیا اگرچہ زوج اسکو جائز رکھے اسواسطے کہ لفظ اختیار نہ طلاق صریح مین داخل ہے نہ کنایہ مین اور لفظ اختیار سے ایقاع طلاق نہین ہوتا تو جواب
بھی نہوگا چنانچہ سابق مذکور ہوچکا ولا یملک الزوج الرجوع عنہ ای عن التفویض بانواعہ الثلثۃ لما فیہ من معنی التعلیق اور مالک نہین زوج تینون قسم کی تفویض
سے رجوع کرنیکا خواہ تفویض بلفظ تخییر ہو خواہ بلفظ امر بالید ہو خواہ یون ہو کہ طلقی نفسک رجوع کا اختیار اسواسطے نہین کہ تفویض مین تعلیق کے معنی پاے
جاتے ہین اور تعلیق مین رجوع کا اختیار نہین تو تفویض مین بھی نہین وتقید بالمجلس لانہ تملیک الا اذا زاد متی شئت ونحوہ مما یفید عموم الوقت فیطلق
مطلقا اور تطلیق کا مقید ہے مجلس علم سے اسواسطے کہ تملیک ہے مگر جبکہ زوج نے متی شئت اور مانند اسکے جو عموم وقت کا مفید ہے زیادہ کیا ہو تو عورت مطلقا

نے فرمایا ہر وقت میں جب تک کہ مجلس قائم ہے تو اس کو طلاق کا اختیار ہے فی مشیت ہو فی ہے تو مشیت تو مجلس تک محدود ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو طلاق
لے لے جس وقت چاہے یا جب چاہے تو مجلس کی قید نہیں ہوتی اور وکیل کو اختیار ہوتا ہے جب تک کہ معزول نہ کیا جائے اور وکالت میں مجلس کی قید نہیں کیونکہ یہ مقید بالمشیت نہیں ہے
اور صرف تملیک ہے بخلاف مشیت کے اور اس لئے کہ وکیل بن جانا ہے محض وکیل کے واسطے اختیار ہے اور وکیل جب تک کہ معزول نہ ہو اس کو طلاق کا اختیار ہے اور اس میں ایک مسئلہ ہے
اور مشیت کو محض وکیل کہنا درست نہیں ہے کہ وکالت عقد جائز ہے اور اس کو جب موکل چاہے معزول کر سکتا ہے اور تملیک کے ساتھ اس میں رجوع نہیں ہوتا اور یہ بات مجلس کی ہے
تو معلوم ہوا کہ تو وکیل کو معزول نہیں کر سکتا ہے مع ہذا الفاظ میں جو بات ہے وہ قرآن کی مجلس تک محدود کر دیتی ہے تملیک ہونے کے باعث وکالت سے الگ ہے
اور قید لگائی الا اذا زاد وان شئت تقتضيه والامر لسيره تمليكا تو وکیل تملیک ہوگا جبکہ تو طلاق میں مشیت کا لفظ زیادہ کرے
کہا طلاق دے تو اپنی ذات کو اگر تیرا جی چاہے تو وہ وقت میں مجلس کا ہو گا اور رجوع نہیں کر سکتا بسبب ہونے تملیک کے یعنی جب وکیل کی خواہش پر موقوف ہو تو
اور وکالت نہیں ہے اس واسطے کہ وکالت میں خواہش و مرضی وکیل کی شرط نہیں تو امام نے فرمایا کہ وکالت ہے بشرط مشیت اور اشارت اس طرف ہے کہ الی المجلس تقید بلا
مشيه فانها فيه ... ایک مرد نے اپنی عورت کو کہا کہ طلاق دے تو اپنے کو اگر تو چاہے تو وہ وکیل ہوا چونکہ طلاق کی خواہش کے ساتھ مشروط ہے تو وہ اس کی خواہش پر
اپنی مجلس سے اٹھ کر طلاق دے گی اپنی مجلس میں نہ دے اس مجلس میں اس واسطے کہ مشیت تملیک ہے خود مجلس تک ہے تو مشیت کے ساتھ وکالت بھی مجلس تک محدود ہوگی اور وکیل
اس مسئلہ میں ایسا ہے کہ طلاق دینا ثابت ہوا کہ ایقاع طلاق مشیت کی مجلس کے ساتھ مقید ہو تو یہ مسئلہ ہوا کہ وکالت مجلس کی مقید ہے اپنی حاشیۃ الدر والطحاوی
وقال من ابهر قال لها طلقي نفسك ثلثا او ثنتين فطلقت واحدة وقعت احدة وكذا الوكيل لم يملك ... کہ اپنی زوجہ سے کہا طلاق دے اپنی ذات
کو تین یا دو طلاق پس عورت نے اپنی ذات کو ایک طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اس لئے کہ ایک طلاق بعض ہے اس کا جس کی اس کو اختیار تھا اور بعض بھی واقع ہوتا ہے
تملیک ہے مثل ہے کہ اس کے بعض ہیں یعنی وکیل کو تین یا دو طلاق کا اختیار دیا اور وکیل نے ایک طلاق واقع کی تو واقع ہوگی اور الوکیل سے یہ مراد ہے کہ اگر کہا کہ تین طلاق
دے تو وکیل نے ایک طلاق دی تو اس صورت میں کہ وکیل نے ایک طلاق واقع کی تو وہ واقع ہوگی لا تقع في عكسه اور اس کے عکس میں واقع نہ ہوگی یعنی اگر دیں
اگر ایک طلاق دے اپنی ذات کو سو عورت نے کیا کہ تین دیں تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ایک واقع ہوگی طلقي نفسك ثلثا ان شئت فطلقت
واحدة وكذا عكسه لا تقع فيهما لاشتراط الموافقة لفظا الا في تعليق الخانية امرها بالثلث فطلقت ثلثا او بالواحدة فطلقت لم تقع ... کہا مرد نے کہ طلاق دے تو اپنی ذات کو تین طلاق
اگر تو چاہے سو طلاق دی عورت نے اپنی ذات کو ایک طلاق اور اسی طرح بالعکس یعنی طلاق دے اپنی ذات کو ایک طلاق اگر تو چاہے سو عورت نے تین طلاق واقع کیں تو دونوں صورتوں میں
نہ واقع ہوگی کیونکہ شرط ہے موافقت لفظی سے سوائے اس کے کہ خانیہ کے باب التعلیق میں ہے کہ امر کیا زوج نے زوجہ کو تین طلاق کا اس طرح پر کہ اپنی ذات کو تین طلاق دے اگر تو چاہے پھر
عورت نے تین طلاق واقع کیں یا امر کیا تھا ایک طلاق کا سو اس نے نصف طلاق واقع کی تو دونوں صورتوں میں طلاق نہ واقع ہوگی بسبب مخالفت لفظی کے اس مسئلہ
میں جو کہ مخالفت لفظی کے موافقت معنوی کافی نہیں بخلاف مسئلہ سابقہ کے جس میں مشیت کی تعلیق نہیں امرها بالبائن او الرجعي فعكست في الجواب وقع ما امر الزوج به
ويلغو وصفها والاصل ان المخالفة في الوصف لا تبطل الجواب بخلاف الاصل الا اذا الزمين معاقا بشيتها فان علقه بمشيتها فعكست لم يقع شيء لانها ما اتت بمشيته ما
فوض اليها خانية بحر امر کیا مرد نے عورت کو طلاق بائن کا یا رجعی کا سو عورت نے جواب میں بالعکس کہا یعنی پہلی صورت میں طلاق رجعی اور دوسری صورت میں طلاق بائن تو
کی تو وہی طلاق واقع ہوگی جس کا زوج نے امر کیا اس واسطے کہ اصل طلاق حاصل ہو ساتھ زیادتی وصف کے یعنی رجعی یا بائن ... لغو ہوگی اور وصف
ہو جائیگا اور قاعدہ کلیہ ان مسائل کا یہ ہے کہ مخالفت جواب کی اگر وصف میں ہو تو یہ مخالفت جواب کو باطل نہیں کرتی بلکہ وصف باطل ہوتا ہے بخلاف اصل میں
کی مخالفت بخلاف مخالفت اصل کے کہ جواب باطل ہو جاتا ہے چنانچہ امام کے نزدیک ایک طلاق کی تفویض میں تین طلاق واقع کرنا اور وصف کو لغو ہونا اور
تفویض زوج کے واقع ہونا سو جب کہ طلاق معلق ہو گر عورت کی مشیت پر تو طلاق کو معلق کیا اور عورت نے جواب بالعکس کیا تو کچھ واقع نہ ہوگا اس واسطے کہ عورت بجا لانے والی

اُس امر کو جو اسکی مشیت پر مفوض ہوا تھا کذا فی البحر ناقلا عن الخانیہ قال لہا انت طالق ان شئت فقالت شئت ان شئت انت فقال شئت ینوی
الطلاق او قالت شئت ان کذا المعدوم ای لم یوجد بعد کان شاء ابی وان جاء اللیل وہی فی النہار بطل الامر لفقد الشرط کہا عورت سے کہ تو طالق ہے اگر تو چاہے
عورت نے کہا مرد سے کہ مین نے چاہا اگر تو نے چاہا سو مرد نے کہا کہ مین نے چاہا اور اس قول سے طلاق کی نیت کی یا عورت نے جواب مین یون کہا کہ مین نے چاہا اگر ایسا امر ہو یعنی امر معدوم
پر تعلیق کی مراد امر معدوم سے وہ امر ہے جو ممکن الوجود ہو لیکن ہنوز موجود نہین مثلاً یون کہا عورت نے کہ مین نے چاہا اگر میرے باپ نے چاہا یا یون کہا کہ مین نے چاہا اگر رات آوے
اور حالانکہ عورت وقت تکلم کے دن مین ہے تو ان دونون صورتون مین باطل ہوگا امر یعنی طلاق جو معلق تھی عورت کی مشیت پر وہ باطل ہوئی بسبب پائے جانے شرط کے اسواسطے
کہ شرط زوج کی مطلق مشیت تھی بلا قید اور عورت نے اپنی مشیت کو معلق اور مقید کر دیا تو حقیقت مین شرط نپائی گئی وان قالت شئت ان کان کذا لامر قد مضی اراد بالماضی
المحقق وجودہ کان کان ابی فی الدار وہو فیہا او ان کان ہذا لیلا وہی فیہ مثلا طلقت لانہ تنجیز اور اگر تفویض مذکور کے جواب مین عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر ایسا ہو یعنی معلق کیا
امر ماضی پر مراد ماضی سے وہ امر ہے جو ثابت الوجود ہو چنانچہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر میرا باپ گھر مین ہو اور حالانکہ اُسکا باپ گھر مین موجود ہے یا یون کہا کہ مین نے چاہا اگر یہ وقت رات ہے
اور حالانکہ عورت اسوقت رات ہی مین تھی مثلاً تو عورت مطلقہ ہوگی اُسیوقت اسواسطے کہ تعلیق امر ثابت الوجود پر در حقیقت تعلیق نہین بلکہ تنجیز ہے قال لہا انت
طالق متی شئت او متی ما شئت او اذا شئت او اذا ما شئت فردت الامر لا یرتد ولا یتقید بالمجلس ولا تطلق نفسہا الا واحدۃ لانہا تعم الازمان لا الافعال فتملک
التطلیق فی کل زمان لا التطلیقا بعد التطلیق کہا عورت سے کہ تو طالق ہے جبکہ تو چاہے یہ عموم زمانی خواہ بلفظ متی شئت ذکر کیا یا متی ما شئت یا اذا شئت یا اذا ما شئت کے
لفظ سے بیان کیا پھر عورت نے رد کیا امر کو یعنی کہا کہ مین طلاق نہین چاہتی تو اس رد کرنے سے عورت کا اختیار رد نہوگا یہ اختیار مشیت کا مجلس علم پر اور نہ طلاق دے
سکیگی عورت مگر ایک طلاق اسواسطے کہ یہ الفاظ سب ازمانون کو شامل ہین نہ افعال کو تو عورت مالک ہیگی طلاق کی ہر زمانہ مین اور مالک نہوگی دوسری تطلیق کی بعد تطلیق اول
کے بسبب عموم افعال کے ولہا التفریق لثلث فی کلما شئت ولا تجمع ولا تثنی لانہا تعم الافراد اور عورت کو اختیار ہے تین طلاق کو علیحدہ علیحدہ لینا کلما شئت مین
یعنی مرد نے کہا کہ تو طالق ہے ہر بار کہ تو چاہے سو عورت نے ایک مجلس مین کہا کہ مین نے اپنی ذات کی طلاق چاہی پھر دوسری مجلس مین یون ہی کہا تیسری مجلس مین یون
ہی کہا تو درست ہے لیکن تین طلاق کو ایک مجلس مین جمع نکر سکیگی اور نہ دو طلاق کو اسواسطے کہ کلما کا لفظ موضوع ہے واسطے عموم افراد کے تو اسمین جمع اور تثنیہ کا ارادہ صحیح
نہین ولو طلقت بعد زوج آخر لا یقع ان کانت طلقت نفسہا ثلاثا متفرقۃ والا فلہا التفریق بعد زوج آخر وہی مسئلۃ الہدم الآتیۃ اور اگر طلاق واقع کی عورت نے بعد
دوسرے زوج کے تو طلاق نہ واقع ہوگی اگر اپنی ذات کو تین متفرق طلاق دے چکی ہوگی یعنی اگر زید نے مثلاً حمیدہ سے کہا کہ انت طالق کلما شئت سو اُسنے تین طلاق متفرق اپنے
نفس پر واقع کین اور اُسنے خالد سے نکاح کیا پھر خالد نے اسکو طلاق دی پھر حمیدہ نے زید سے نکاح کیا اور اپنی ذات پر طلاق واقع کی تو یہ طلاق ثانی نہ واقع ہوگی اسواسطے
کہ تعلیق کلما شئت کی اول ملک تک تھی تو اس ملک ثانی ستجدت کو شامل نہوگی اور اگر حمیدہ نے اپنی ذات پر مطلق طلاق نہ واقع کی تھی یا تین طلاق ایک مجلس مین کر چکی تھی
یا فقط ایک ہی طلاق یا دو طلاق ایک مجلس مین واقع کر چکی ہے تو حمیدہ کو تین متفرق طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے بعد دوسرے زوج کے اور یہ مسئلۃ الہدم نام ہے جو باب التعلیق اور
باب الرجعۃ مین آویگا انت طالق حیث شئت او این شئت لا تطلق الا اذا شاءت فی المجلس وان قامت من مجلسہا قبل مشیتہا لا مشیۃ لہا لانہا للمکان ولا
تعلق للطلاق بہ فجعلا مجازا عن ان لانہا ام الباب کہا زوج نے انت طالق حیث شئت یعنی تو طالق ہے جہان تو چاہے یا یون کہا کہ انت طالق این شئت یعنی تو طالق ہے
جس جگہ تو چاہے تو عورت طلاق نہ دے سکیگی مگر جبکہ چاہیگی مجلس علم مین اور اگر اٹھ کھڑی ہوگی اپنی مجلس سے قبل مشیت کے تو اب اسکی خواہش کا کچھ اعتبار نہوگا اسواسطے کہ
حیث اور این موضوع ہین واسطے مکان کے اور حالانکہ طلاق کو کچھ تعلق نہین مکان سے تو مکان کو وجود اور عدم بہ نسبت طلاق کے برابر ہے تو اسواسطے حیث اور این باعتبار مجاز کے
بمعنی ان شرطیہ کے قرار دیے گئے اسواسطے کہ ان شرطیہ اصل ہے باب تعلیق مین علاقہ مجاز کا یہ کہ ظرف اور شرط مین مناسبت ہے اسواسطے کہ مظروف بدون ظرف کے نہین ہوتا
جیسے کہ مشروط بدون شرط کے نہین ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی والطحطاوی وفی کیف شئت یقع فی الحال رجعیۃ او انت طالق کیف شئت مین یعنی تو طالق ہے جس طرح کہ تو چاہے

ایسے طلاق دیتی ہی اپنی آپ کو کہ انت طالق بمعنی اگر مشیت عورت سے معلق کی ہوئی ہو امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بدون مشیت کے طلاق پڑیگی

اور امام نے صاحبین کی دلیل سے طلاق کو تفویض کیا اور وصف صفت بائن یعنی تین یا بائن ہوتی کو عورت کو مختار کیا کذا فی حاشیۃ الحموی وان شاءت

بائنۃ او ثلثا وقع ما شاءت مع نیتہ ولو فی غیرہ لو وقع رجعیۃ واحدۃ بائنۃ ولیس اور یہ قول حاشیۃ الحلبی المقول یہ بموجب نسبت سوکر مشیت عورت

طلاق بائن کو یا تین طلاق سو واقع ہوگا جو کہ وہ چاہیگی اسواسطے کہ وہ مختار تھی وصف اور صورت میں اگر مشیت عورت کی موافق ہو نیت

زوج کے اور اگر نیت زوج کے مخالف ہو مشیت زوجہ کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یعنی اس صورت میں دونوں کی نیت لغو ہوگی اصل واقع ہوگا اور

یہ بیچ اگر عورت مدخول بہا اور اگر غیر مدخول بہا ہو تو صورت میں طلاق بائن واقع ہوگی اور بائن ہوگا اور مشیت کا اور قول حلبی و عیسیٰ کا قبل دخول کے طلاق بائن ہوگی اور

دونوں صورتوں میں حکم کو شک ہوں ہو کہ بعد دخول کے بھی ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی و فی کم شئت او ما شئت لها ان تطلق ما شاءت فی مجلسها لا فی غیرہ دیسا

تفسیر اور اس قول میں کہ انت طالق کم شئت یا ما شئت یعنی تو طالق ہو جتنا کہ تو چاہے یا جو بار کہ تو چاہے تو عورت مختار ہو طلاق دینے میں تین طلاق تک

جیسا کہ وہ چاہے اسی مجلس میں اپنی ذات کو خواہ ایک طلاق دے خواہ دو یا تین اور عورت کا تین طلاق واقع کرنا طلاق مثلیں ہیں مشروط ہوگا بسبب ضرورت کے

یعنی عورت مضطر ہو تین طلاق کی طرف اپنی خلاصی کیواسطے اسواسطے کہ اسکو بعد مجلس کے اختیار باقی رہیگا بخلاف متی کے کہ اسکو تین طلاق یا بعد اس وقت

او ان شئت یا لیفید الا عراض ارتداد تملیک فی الحال مجوابہ کذلک اور اگر عورت نے رد کیا امر کو یعنی یوں کہا کہ میں طلاق نہیں چاہتی یا لائی اس فعل کو کہ جو تفسیر

اعراض کا تو امر رد ہو جاتا ہے پھر عورت کو اختیار نہ باقی رہیگا اسواسطے کہ یہ تملیک ہے فی الحال تو اسکا جواب بھی ایسا ہی فی الحال چاہیے قال لها طلقی من ثلث ما

شئت تطلق ما دون الثلث وشلہ اختاری من الثلث ما شئت ان من تبعیضیۃ وقالا بابیۃ تطلق الثلث والاول اظہر کما عورت سے کہ طلاق دے اپنی

ذات کو تین سے جسقدر کہ تو چاہے تو عورت طلاق دے کمتر تین سے یعنی دو یا ایک طلاق میں وہ مختار ہو اور مانند اسی کے ل کے یہ قول ہو کہ اختیار کرا پنی ذات

کے واسطے تین میں سے جسقدر کہ تو چاہے اسواسطے کہ کلمہ من کا طلق من ثلث میں تبعیضیہ ہو اور کہا صاحبین نے کہ من بیانیہ ہو تو اس صورت میں عورت تین طلاق

بھی دے سکیگی اور پہلا قول ظاہر تر ہو اسواسطے کہ من اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہو فروع مسائل متفرقہ ہے کہ قال انت طالق ان شئت وان لم تشائی فقالت لا اشاء

کہا زوج نے زوجہ سے کہ تو طالق ہو اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو فی الحال مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ خواہش یا عدم خواہش سے خالی ہونا ممکن نہیں تو ایک شرط

بلا شبہہ ثابت ہو ولو قال ان کنت تحبین الطلاق فانت طالق وان کنت تبغضینہ فانت طالق لم تطلق لانہ یجوز ان لا تحبہ ولا تبغضہ ولا یجوز ان لا تشاء ولا

تشاء اور اگر کہا مرد نے کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھتی ہو تو تو طالق ہو اور اگر اسکو مبغوض اور مکروہ جانتی ہو تو تو طالق ہو تو اس صورت میں عورت مطلقہ نہ ہوگی

اسواسطے کہ یہ جائز ہو کہ عورت طلاق کو محبوب نہ رکھتی ہو نہ مبغوض بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں مشیت اور عدم مشیت عورت سے خالی ہونا جائز نہیں ولو قال لہا

اشد کما حبا للطلاق او اشد کما بغضا الطلاق فقالت کل انا اشد حبا لم تطلق لدعوی کل ان صاحبتہا اقل حبا منہا فلم یتم الشرط اور اگر کہا مرد نے اپنی دو عورتوں

سے کہ تم دو میں جو زیادہ تر محبت رکھتی ہو طلاق سے اسکو طلاق ہو یا یوں کہا کہ تم میں جو زیادہ تر بغض رکھتی ہو طلاق سے اسکو طلاق ہو تو کہا ہر عورت نے

کہ میں زیادہ تر محبت رکھتی ہوں طلاق سے تو کسی عورت پر طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ ہر ایک عورت کا دعویٰ یہ ہو کہ اسکی سوت کو کم حب بہ نسبت

مدعیہ کے تو نہ تمام ہوئی شرط زوج کی سبب کثرت حب کسی کی نہ ثابت ہوئی بسبب عدم تصادق آپس کے ثم التعلیق بالمشیۃ او الارادۃ او الرضا او المحبۃ

او الحبۃ یکون تملیکا فیہ معنی التعلیق فیتقید بالمجلس کامر بیدک بخلاف التعلیق بغیرہا پھر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ طلاق کو معلق کرنا عورت کی مشیت پر یا ارادہ پر یا

رضا پر یا ہوا یعنی خواہش پر یا محبت پر یہ تملیک ہو جسمیں تعلیق کے معنی ہیں پھر جب یہ تعلیق تملیک ٹھہری تو مقید بمجلس ہوگی مانند امرک بیدک کے

بخلاف اس تعلیق کے جو بغیر ان الفاظ مذکورہ کے ہو جیسے دخول دار کی تعلیق کہ وہ تملیک نہیں بلکہ خاص تعلیق ہے وہ مقید بمجلس نہیں انشد ...

باب التعلیق

یہ باب ہے مسائل تعلیق طلاق میں جب طلاق منجز سے مصنف نے فراغت پائی تو طلاق معلق کا بیان شروع کیا اسواسطے کہ معلق مرکب ہے طلاق اور شرط سے لہذا طلاق مفرد کے بعد مذکور ہوا ہو لغۃ من علقہ تعلیقا جعلہ معلقا و اصطلاحا ربط حصول مضمون جملۃ بحصول مضمون جملۃ اخری تعلیق باعتبار لغت کے ماخوذ ہے علقہ تعلیقا سے عرب اس کلام کو اسوقت بولتے ہیں جب کسی چیز کو کوئی معلق کرے یعنی لٹکا دے اور اصطلاح فقہ میں تعلیق عبارت ہے مربوط کرنے حصول مضمون ایک کلام کے ساتھ حصول مضمون دوسرے کلام کے یعنی مضمون جزا کو مضمون شرط سے گانٹھنا اور لٹکانا اسکو تعلیق کہتے ہیں چنانچہ انت طالق ان دخلت الدار تعلیق ہے اسواسطے کہ طلاق مخاطبہ کی دخول دار سے مربوط ہے یعنی طلاق کا حصول دخول دار کے حصول پر موقوف ہے وتسمی یمینا مجازا اور تعلیق کو یمین بھی مجازا کہتے ہیں وشرط صحتہ کون الشرط معدوما علی خطر الوجود فالمحقق کان کانت السماء فوقنا تنجیز والمستحیل کان ولج الجمل فی سم الخیاط لغو اور شرط صحت تعلیق کی ہونا شرط کا معدوم جائز الوجود یعنی وقت تکلم کے شرط موجود نہیں لیکن موجود ہونا اسکا محال نہیں تو امر ثابت الوجود جیسے ان کانت السماء فوقنا یہ تنجیز ہے تعلیق نہیں یعنی اگر کوئی یوں کہے کہ تو طالق ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو اسیوقت طلاق واقع ہوگی اور امر محال چنانچہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو تو ایسی تعلیق لغو ہے یعنی اگر طلاق کو امر محال پر معلق کرے تو طلاق نہ واقع ہوگی وکونہ متصلا الا لعذر اور شرط صحت تعلیق کی ہونا شرط کا متصل مشروط کے تو اگر انت طالق کہا پھر بعد سکوت کے شرط بیان کی تو صحیح نہوگی مگر بسبب جیسے زکے البتہ صحیح ہوگی عذر یہ کہ ہکلا ہو مشکل سے بات پوری کرتا ہو وان لا یقصد بہ المجازاۃ فلو قالت یا سفلۃ فقال ان کنت کما قلت فانت کذا تنجیز کان کذلک اولا اور شرط صحت تعلیق کی یہ ہے کہ مرد تعلیق سے عورت کے کلام کے بدلا دینے کا نہ قصد کرے سو اگر عورت نے مرد سے کہا یا سفلہ یعنی اے بے غیرت سبکو مرد نے کہا کہ اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا کہ تو کہتا تو ایسی ہے یعنی طالق ہے تو یہ تعلیق نہیں تنجیز ہے یعنی فی الحال طلاق واقع ہوگی مرد سفلہ ہو یا نہو وذکر المشروط فنحو انت طالق ان لغو بہ یفتی اور شرط صحت تعلیق کی یہ ہے کہ مشروط مذکور ہو شارح نے لفظ مشروط سے فعل شرط کا ارادہ کیا تو ایسا کہنا کہ انت طالق ان یعنی حرف شرط کا بدون فعل شرط کے بولنا لغو ہے اس صورت میں طلاق نہ واقع ہوگی اسی روایت پر فتوی ہے ووجود رابط حیث تاخر الجزاء کما یاتی اور شرط صحت تعلیق کی وجود رابط کا ہے جہاں جزا موخر ہو شرط سے چنانچہ اسکا بیان آگے آویگا رابط سے مراد وہ حرف جو ربط دے شرط اور جزا کو چنانچہ ف اور اذا مفاجات کا وشرط الملک حقیقۃ کقولہ لقنہ ان فعلت کذا فانت حر او حکما کقولہ لمنکوحتہ او معتدتہ ان ذہبت فانت طالق اور شرط لزوم تعلیق کی ملک ہے خواہ ملک حقیقی ہو چنانچہ یوں کہنا مولی کا اپنے غلام سے کہ اگر تو ایسا کام کریگا تو تو آزاد ہے یا ملک حکمی ہو اگرچہ ملک حکمی حقیقۃ نہو ملکہ حکما ہو مانند قول زوج کے اپنی منکوحہ یا عدت والی سے اگرچہ تو جائیگی تو تو طالق ہے ملک حقیقی کی مثال غلام ہے اسواسطے کہ مولی غلام کی گردن کا مالک ہے اور منکوحہ ملک حکمی کی مثال ہے اسواسطے کہ زوج منکوحہ کی گردن کا مالک نہیں لیکن بسبب نکاح کے انتفاع قربت کا مالک ہے اور معتدہ ملک حکمی حکما کی مثال ہے تو ملک حکمی کی دو صورتیں ہیں اگر نکاح بلا مانع قائم ہے تو ملک حکمی ہے حقیقۃ اور اگر طلاق کے بعد عورت عدت میں ہے تو یہ ملک حکمی ہے حکما بسبب باقی رہنے اثر نکاح کے اسواسطے کہ معتدہ محل ہے طلاق کی کذا فی حاشیۃ المدنی او الاضافۃ الیہ ای للملک الحقیقی عاما او خاصا کان ملکت عبدا او ان ملکتک لمعین فکذا او الحکمی کذلک کان نکحت امراۃ او ان نکحتک فانت طالق وکذا کل امراۃ یا اضافت اور نسبت ہو ملک حقیقی کیطرف عام ہو یا خاص چنانچہ یوں کہنا کہ اگر میں مالک ہونگا کسی غلام کا تو وہ آزاد ہے یا اگر میں مالک ہونگا تیرا یہ کہا معین شخص سے تو تو آزاد ہے اول مثال ہے ملک حقیقی عام کی اضافت کی اور ثانی مثال ہے ملک حقیقی خاص کی اضافت کی یا اضافت ہو ملک حکمی کیطرف اسیطرح یعنی حکمی عام ہو یا خاص حکمی عام کی مثال چنانچہ یوں کہنا کہ اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو وہ مطلقہ ہے یا یوں کہنا اجنبی عورت سے کہ اگر میں تجھسے نکاح کروں تو تو طالق ہے یہ مثال ہے حکمی خاص کی اضافت کی اور اسیطرح کل امراۃ نکحتہا فہی طالق مثال ہے حکمی عام کی اضافت کی ویکفی معنی الشرط الا فی المعینۃ باسم او نسب او اشارۃ اور اضافت ملک کی صحت کیواسطے کافی ہیں معنی شرط کے خواہ حرف شرط مذکور ہو یا نہو مگر جو عورت کہ معین ہو گئی نام یا نسب یا اشارہ کرنے سے تو وہاں معنی شرط کے کافی نہیں بلکہ معینہ کی تعلیق طلاق میں شرط صریح ضرور ہے عم شارح نے باسم او نسب کہا اور بحر الرائق اور نہر الفائق اور شارح کی شرح ملتقی میں تعبیر لوا ہے یعنی باسم و نسب او تعبیر لوا وتہا

اور اس میں تحسین ہم مذہب [illegible] کہ اگر [illegible] صحبت [illegible] ہوں تو طلاق واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے
[illegible] اس کی تعلیق [illegible] دونوں شرط کے [illegible] ہے جیسے [illegible] اس [illegible] طلاق [illegible]
[illegible] کہ اس عورت میں نکاح کروں تو طلاق ہے تو وہ عورت [illegible] ہوگی [illegible]
تعلیق میں [illegible] لو قال ہذہ المرأۃ التی اتزوجہا طالق [illegible] کہ یہ عورت جس سے [illegible]
کروں طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوگی [illegible] مضاف [illegible] عورت [illegible] کے تو [illegible]
[illegible] وصف [illegible] کی [illegible] بلکہ عورت معینہ کی تعلیق [illegible] ذکر کرنا چاہیے اس طرح کہ اگر اس عورت سے نکاح کروں تو یہ
طالق ہے تب تعلیق صحیح ہوگی فلو قال لاجنبیۃ ان زرت زیدا فانت طالق فنکحہا فزارت لم تطلق یعنی اگر اجنبی عورت سے کہا کہ اگر تو زید کی زیارت کرے
تو تو طالق ہے پھر بعد اس قول کے اس عورت سے نکاح کیا پھر عورت نے زید کی زیارت کی تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ تعلیق کے وقت ملک نہ تھی اور نہ اضافت
طرف ملک کے وکذا کل امرأۃ اجتمع معہا فی فراش فہی طالق فتزوجہا لم تطلق وکذا کل جاریۃ اطأہا حرۃ فاشتری جاریۃ فوطئہا لم تعتق لعدم الملک والاضافۃ الیہ
اور یہ قول کہ جس عورت کے ساتھ میں جمع ہوں [illegible] طالق ہے پھر نکاح کیا تو طلاق نہ ہوگی [illegible] الفراش [illegible]
ملک کی [illegible] اسکے یہ قول ہے کہ جس لونڈی سے میں صحبت کروں وہ آزاد ہے پھر لونڈی خریدی [illegible] آزاد نہ ہوگی بسبب عدم ملک اور بسبب عدم اضافت
الی الملک [illegible] یارۃ المرأۃ [illegible] کیا اور بحر الرائق میں ہے کہ [illegible] کی زیارت [illegible] عورت
میں [illegible] کہ جب عورت کے ساتھ [illegible] کہنا [illegible] اگر عورت [illegible] کو گئی تو
اسکی زیارت نہ کہیں گے [illegible] باقی نہیں ہے الکمال القاعدۃ للطلاق مقارنا للثبوت ملکۃ کانت طالق مع نکاحک [illegible]
[illegible] جیسا کہ لغو ہے واقع کرنا زوج کا طلاق کو اپنی ملک ثابت ہونے کے متصل یعنی ہمراہ ثبوت ملک القاع طلاق لغو ہے چنانچہ یوں کہا کہ تو طالق ہے تیرے نکاح کے
ساتھ ہی اور القاع طلاق یوں صحیح ہے کہ تو طالق ہے ساتھ نکاح کرنے میرے کے [illegible] فاعل و مفعول [illegible] بحر الرائق میں دونوں صورتوں میں اسطرح فرق
بیان کیا ہے کہ [illegible] فاعل و مفعول سے [illegible] ملک مجازا قرار دیا گیا اور [illegible] کلام
اور [illegible] مفعول ہے فاعل مذکور نہیں [illegible] کلام [illegible] کے محمول ہوا لیکن اس تعلیل میں مناقشہ ہے کہ [illegible] فاعل مذکور نہیں لیکن مقدر
ہے اسطرح [illegible] اور حذف فاعل کا بیان قیاسی ہے اور جبکہ فاعل مقدر ہے [illegible] قائم مقام ملفوظ کے ہے تو اب دونوں صورتوں میں کچھ فرق نہ ثابت ہوا واللہ اعلم
کذا فی حاشیۃ [illegible] اور زوالہ کموتی او موتک بالنسبۃ الی القاع طلاق [illegible] ملک زوج کے متصل چنانچہ یوں کہا کہ تو طالق ہے میری موت کے ساتھ یا یوں کہا کہ تو طالق ہے
اپنی موت کے ساتھ یہ کلام لغو ہوا اسواسطے کہ حالت موت منافی ہے القاع اور وقوع طلاق کی چنانچہ طلاق صریح کے باب میں مفصل مذکور ہو چکا فائدہ فی المجتبی عن محمد فی المضاف انہ
لا یقع وبہ افتی ائمۃ خوارزم انتہی وہو قول الشافعی [illegible] تقلید [illegible] شافعی [illegible] فائدہ [illegible] مناسب مقام کے
مجتبی میں امام محمد سے روایت ہے کہ یمین مضاف میں طلاق نہیں واقع ہوتی یعنی تعلیق بانتساب ملک اسطرح کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں یا جس عورت سے کہ نکاح کروں وہ طالقہ ہے تو بقول
امام محمد نکاح کرنے کے بعد طلاق نہ واقع ہوگی اور اسی روایت پر فتویٰ دیا ہے علماء خوارزم نے انتہی عبارۃ المجتبی اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور حنفی مذہب کو جائز ہے تقلید مذہب
شافعی کی قاضی شافعی کے فسخ کر دینے میں یعنی اگر حنفی مذہب نے تعلیق مضاف کی ہو تو اسکو جائز ہے کہ مقدمہ قاضی شافعی کے نزدیک پیش کرے تاکہ قاضی اس تعلیق کو فسخ کرے پھر وطی اس
عورت کی بلا تردد حلال ہوگی کذا فی البحر الرائق بلکہ حنفی کو فسخ اس تعلیق میں تقلید حکم یعنی تحکیم [illegible] کی بھی جائز ہے لیکن تقلید قاضی شافعی کی بالاتفاق جائز ہے اور تقلید محکم شافعی میں خلاف ہے
بلکہ حنفی کو فتویٰ بنا عادل شافعی کا کافی ہے اور [illegible] کے فتویٰ پر عمل کرنا اور مقدمہ [illegible] جائز ہے یعنی ایک شخص کو ایک مفتی نے بطلان تعلیق مضاف کا فتویٰ دیا اور اسنے

اس فتوے پر عمل کیا ایک عورت کے حق میں پھر دوسرے مفتی نے حرمت کا فتویٰ دیا تو وہ شخص دوسرے فتویٰ پر عمل کرے دوسری عورت کے حق میں نہ پہلی عورت میں اور اس مسئلہ کو دریافت کر لینا چاہیے فتویٰ اسپر دینا نہ چاہیے کذا فی البزازیہ شیخ الاسلام مفتی ابو سعود نے کہا فائدہ دریافت کرنے کا یہ ہے کہ وقت ضرورت کے اپنی ذات پر عمل کرے حلوائی نے کہا انکا علم کے فتویٰ نہ دے تاکہ جاہل لوگ ہدم مذہب پر راہ نہ پاویں اور بحر الرائق میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ میں فسخ یمین کے نکاح فضولی بہتر ہے اسطرح کہ کسی عالم پاس جائے اور اپنی یمین کا ذکر کرکے اپنی احتیاج طرف نکاح فضولی کے بیان کرے سو عالم اسکا نکاح عورت سے کردے اور یہ شخص اجازت فعلی سے نکاح کو صحیح کردے تو اس تدبیر سے نکاح بھی ہو گیا اور حانث بھی نہ ہوا کذا فی حاشیۃ المدنی **ویبطل تنجیز الثلث** للحرۃ والثنتین للامۃ **تعلیقہ للثلث** وما دونہا اور باطل کرتا ہے فی الحال تین طلاق واقع کرنا حرہ کے حق میں اور دو طلاق لونڈی کے حق میں تین طلاق کی تعلیق کو اور تین سے کمتر کو یعنی زوج نے اول تین طلاق یا کمتر کی تعلیق کی پھر اسکے بعد تین طلاق کو بلا تعلیق کے فی الحال واقع کر دیا تو اگلی تعلیق کا کچھ اعتبار نہ اگر اس مطلقہ سے بعد زوج ثانی کے نکاح کریگا اور بعد اسکے شرط تعلیق پائی جائیگی تو طلاق نہ واقع ہوگی الا المضافۃ الی الملک لما مر تنجیز تین کی مبطل ہے تعلیق کی مگر اس تعلیق کو جو ملک کیطرف مضاف ہے مبطل نہیں چنانچہ سابق میں یہ مذکور ہو چکا مراد تعلیق مضاف سے وہ تعلیق ہے جو ملفوظ کلام ہو چنانچہ کلما تزوجتک فانت طالق یعنی جو بار کہ میں تجھسے نکاح کروں تو تو طالق ہو تو تنجیز تین طلاق کی اس تعلیق مضاف کی مبطل نہیں ہوسکتی کذا فی حاشیۃ المدنی طحطاوی نے کہا یہ جو شارح نے کہا کہ یہ مسئلہ مذکور ہو چکا سو درست نہیں ہوا اسواسطے کہ سابق میں یہ مسئلہ کہیں مذکور نہیں لا تنجیز ما دونہا مبطل تعلیق ثلث کی نہیں تین طلاق سے کمتر کی تنجیز اعلم ان التعلیق یبطل بزوال المحل لا بزوال الملک دریافت کر کہ تعلیق طلاق کی باطل ہوتی ہے زوال حلت سے نہ زوال ملکیت سے اور حلت زائل ہوتی ہے بینونت کبریٰ سے یعنی تین طلاق سے حرہ میں اور دو طلاق سے لونڈی میں پھر جب تین طلاق کے بعد جدائی کامل ہو گئی اور حلت باطل ہو چکی تو اب وقوع طلاق کا محل باقی نہ رہا تو تعلیق بھی باطل ہو گئی اور جو حلت کہ بعد زوج ثانی کے پیدا ہو گی وہ بالفعل معدوم ہے اور معدوم لائق اعتبار کے نہیں فلو علق الثلث او ما دونہا بدخول الدار ثم نجز الثلث ثم نکحہا بعد التحلیل بطل التعلیق فلا یقع بدخولہا شیء اگر زوج نے تین طلاق یا کمتر کی تعلیق دخول دار پر کی پھر فی الحال تین طلاق کو واقع کر دیا پھر نکاح کیا اسی عورت سے بعد تحلیل زوج ثانی کے تو باطل ہو گی تعلیق مذکور تو نہ واقع ہوگا کچھ عورت کے دخول دار سے اسواسطے کہ اثر تعلیق کا اب کچھ باقی نہ رہا تعلیق کے وقت کی حلت بالکل مٹ گئی اور حلت حادثہ سے اس تعلیق کو کچھ علاقہ نہیں ولو کان نجز ما دونہا لم یبطل فیقع المعلق کلہ اور اگر زوج نے تین طلاق یا کمتر تعلیق کی پھر فی الحال دو طلاق یا ایک طلاق کو واقع کر دیا تو تعلیق نہ باطل ہوگی تو بالکل معلق واقع ہوگا تعلیق اسواسطے نہ باطل ہوئی کہ حلت زوج کی ایک یا دو طلاق سے نہ زائل ہوئی زوج کو جائز تھا بعد ایک دو طلاق کے کہ بدون زوج ثانی کے مطلقہ کی رضامندی سے نکاح کر لیتا اس صورت میں تو فقط ملکیت زوج کی بسبب بینونت صغریٰ کے زائل ہوئی تھی اور ثابت ہو چکا ہے کہ زوال ملک سے تعلیق باطل نہیں ہوتی پھر جبتک حلت باقی ہے تو تعلیق بھی باقی ہے پھر جب عورت زوج مطلق معلق کے پاس عود کریگی اور شرط پائی جائیگی تو جسقدر طلاق کی تعلیق ہوئی تھی سب واقع ہوگی خواہ ایک طلاق ہو خواہ دو خواہ تین واوقع محمد بقیۃ الاولی وہی مسئلۃ الہدم الآتیۃ اور واقع کرتے ہیں امام محمد بقیہ اول کو یعنی جب تنجیز تین طلاق سے کم کی ہوئی تو جسقدر ملک اول میں عدد طلاق کے باقی تھے اسیقدر بعد وجود شرط کے واقع ہونگے مثلاً زوج نے تعلیق تین طلاق کی دخول دار پر پھر ایک طلاق کی تنجیز کی یعنے فی الحال واقع کر دی اور بعد زوج ثانی کے پھر زوج اول کے نکاح میں عورت آئی اور شرط تعلیق کی پائی گئی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر ملک اول میں دو طلاق کی تنجیز کی تھی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ اتنا ہی بقیہ تھا ملک اول کا اور یہ مسئلہ ہدم کا ہے جو باب الرجعۃ میں آویگا خلاصہ یہ کہ تنجیز ما دون ثلث میں باتفاق شیخین اور محمد تعلیق باطل نہیں ہوتی لیکن اختلاف ہے وقوع معلق میں شیخین کے نزدیک کل معلق واقع ہوتا ہے اور محمدؒ کے نزدیک جسقدر تین طلاق سے باقی رہا ہے اتنا واقع ہوتا ہے وثمرتہ فیمن علق واحدۃ ثم نجز ثنتین ثم نکحہا بعد زوج آخر فدخلت لہ رجعتہا خلافا لمحمد اور ثمرہ اختلاف شیخین اور محمدؒ کا ظاہر ہوتا ہے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک طلاق کی تعلیق کی دخول دار پر پھر بعد تعلیق کے اسنے دو طلاق کو فی الحال واقع کر دیا پھر اس عورت سے نکاح کیا بعد دوسرے زوج کے پھر عورت دار میں داخل ہوئی تو شیخین کے نزدیک زوج اول کو رجعت کرنا عورت سے درست ہے اسواسطے کہ زوج ثانی نے طلاق منجز کو ہدم کر دیا گویا انکا وجود ہی نہ تھا تو زوج اول کو بملک جدید پھر تین طلاق کا استحقاق ہوا پھر جب ایک

[illegible] کے کر [illegible] [illegible] بہت [illegible]

[illegible] کی [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] تو کہ [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اور مسائل [illegible]

تعلیق بسبب فوت ہونے [illegible] کرنے کا [illegible] باقی [illegible] جس زوجہ کو اگر [illegible] تو [illegible]

گھر مین تو طلاق [illegible] تعلیق [illegible] اگر [illegible] اس [illegible] مین داخل ہو تو طلاق [illegible]

شرح ملتقی مین [illegible] بیان کیا ہو اور عنقریب [illegible] کتاب الایمان کے باب [illegible] شرط مین [illegible] فروع [illegible]

اور [illegible] طالق [illegible] کہ زوج نے اپنی [illegible] سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو طلاق [illegible]

پھر وہ لونڈی آزاد ہو گئی بعد گھر مین داخل ہوئی تو زوج کو اس سے رجعت کرنا درست ہو کیونکہ [illegible] کے [illegible]

زیادہ اسپر اختیار رہتا تو گویا وہی طلاق کی تعلیق ہوئی دو تین کی پھر جب شرط پائی گئی تو وہ حرہ تھی تو زوج کو تین طلاق کا اختیار ہوا [illegible]

واقع ہوئین تو ایک طلاق کی ملکیت زوج کو باقی رہی اسواسطے رجعت کر سکتا ہو والفاظ الشرط [illegible] [illegible] جزاء ان الکسر [illegible]

[illegible] تعلیق [illegible] اور الفاظ شرط کے یعنی [illegible] وجود جزا کی یعنی [illegible] الذات [illegible] شرط [illegible]

ہو اگر زوج نے [illegible] فی الحال طلاق واقع ہو گی جبتک کہ زوج تعلیق کی نیت نہ کرے اور اگر تعلیق کی نیت کریگا [illegible]

ہو گی [illegible] الجواب [illegible] کا [illegible] شرح الملتقی اور اسی طرح فی الحال طلاق

واقع ہو گی اگر [illegible] کرے جملہ طلبیہ مین اور جملہ اسمیہ مین اور جملہ فعلیہ جامدہ مین اور اس جملہ مین جو متصل [illegible]

جیسا کہ [illegible] کو [illegible] شرح الملتقی [illegible] جملہ طلبیہ عبارت ہو امر و نہی [illegible] اور جملہ اسمیہ کی مثال [illegible]

اور [illegible] کی مثال [illegible] ان [illegible] الصدقات [illegible] اور [illegible] کی مثال ان [illegible] اور [illegible] کی مثال [illegible]

اور [illegible] کی مثال [illegible] اور [illegible] کی مثال [illegible] ان [illegible] کی مثال [illegible]

کی [illegible] طالق [illegible] ان [illegible] طلاق [illegible] تعلیق کی [illegible]

[illegible] ان مواضع [illegible] کا [illegible] واجب ہو پھر [illegible] ایسے [illegible] شرط کی [illegible] شرط [illegible] تعلیق [illegible]

تعلیق [illegible] تو [illegible] فی الحال طلاق ہو گی ہان اگر زوج تعلیق کی نیت کریگا تو [illegible] مقبول ہو گی [illegible]

[illegible] اور الفاظ شرط سے [illegible] اور کل [illegible] [illegible]

[illegible] کے سبب اضافت ہونے کلاء کے طرف مبنی کی [illegible] منصوب سے [illegible] اضافت الی المبنی [illegible] طلق [illegible]

[illegible] اور الفاظ شرط [illegible] اور [illegible] الفاظ کے جیسا کہ [illegible] طالق [illegible] الدار [illegible] تو طالق [illegible] اگر [illegible] گھر مین [illegible] طلاق

ہو گی عورت کے دخول [illegible] الدار [illegible] طالق [illegible] [illegible]

[illegible] الفاظ مذکورہ کے لفظ مین [illegible] قول زوج [illegible] سے [illegible] داخل ہو گی [illegible]

[illegible] طالق ہو تو اگر ایک عورت [illegible] سے داخل ہو گی گھر مین چند بار تو اسپر بقدر ہر بار داخل ہونے کے طلاق واقع ہو گی [illegible]

اُسکا عموم زیادہ ہوگیا یعنی تعمیم فعل کی بار بار مراد ہوئی کذا فی النہایہ اور یہ مسئلہ غریب ہے اور وجہ غرابت کی یہ ہے کہ تکرار فعل کی فقط کلما مین مشہور ہے نہ اسکے غیر مین اور بحر الرائق
مین روایت غایہ کو احد القولین ٹھہرایا ہے اور کہا ہے کہ غیر کلما کے کوئی موجب تکرار فعل نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا
وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث لاقتضائہا عموم الافعال کاقتضاء کل عموم الاسماء اور ان الفاظ شرط مین سب مین باطل ہو جاتی ہے
یمین بسبب باطل ہوجانے تعلیق کے جبکہ ایکبار شرط پائی جاوے مگر کلما کے لفظ مین ایکبار شرط پائی جانے سے یمین باطل نہین ہوتی اسواسطے کہ کلما مین بعد تین بار کے یمین
باطل ہوتی ہے بواسطہ اقتضاء کلما کے عموم افعال کو جیسے کہ مقتضی ہے لفظ کل کا عموم اسما کو تو اگر زوج نے کہا کہ کلما دخلت الدار فانت طالق پھر عورت داخل ہوئی
گھر مین تین بار تو وہ تین طلاق کر بائن ہوگی پھر اگر بعد زوج ثانی کے زوج اول کے نکاح مین آویگی اور چوتھی بار گھر مین داخل ہوگی تو کچھ نہ واقع ہوگا بسبب بطلان تعلیق کے
اور اگر کہا کل امراۃ اتزوجہا فہی طالق یعنی جس عورت سے کہ مین نکاح کرون تو وہ طالق ہے تو ہر عورت مطلقہ ہوگی بعد نکاح کے پھر اگر دوسری بار اُسی عورت سے نکاح
کریگا تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ کل عموم اسما کو مقتضی ہے نہ عموم افعال کو فلا یقع ان نکحہا بعد زوج آخر الا اذا دخلت کلما علی التزوج نحو کلما تزوجتک
فانت کذا لدخولہا علی سبب الملک وہو غیر متناہ تو نہ واقع ہوگی طلاق کلما دخلت الدار فانت طالق کے کہنے اور عورت کے تین بار داخل ہونے کے بعد اگر زوج
اول اُس سے نکاح کریگا بعد زوج ثانی کے مگر جبکہ داخل ہو کلما تزوج کے لفظ پر چنانچہ کلما تزوجتک فانت کذا یعنی جبکہ مین تجھسے تزوج کرون تو تو طالق ہے تو اس صورت
مین بعد نکاح کرنے تین بار کے بھی تعلیق نہ باطل ہوگی بسبب داخل ہونے کلما کے ملک کے سبب پر یعنی تزوج پر اور سبب ملک کا متناہی نہین تو طلاق واقع ہوگی ہر بار
نکاح کرنے سے اگرچہ ستر بار نکاح کرلے ستر زوج کے بعد اسواسطے کہ جب شرط پائی جائیگی یعنی تزوج تو بالضرور اُسکو جزا لاحق ہوگی یعنی طلاق ومن لطیف مسائلہا
لو قال لموطوءتہ کلما طلقتک فانت طالق فطلقہا واحدۃ یقع ثنتان اور مسائل کلما سے لطیف مسئلہ یہ ہے کہ اگر کہا زوج نے اپنی مدخولہ سے کہ جبکہ مین تجھکو طلاق
دون تو تو طالق ہے پھر اُسکو ایکبار طلاق دی تو دو بار طلاق واقع ہوگی ایک طلاق بسبب تنجیز کے اور دوسری طلاق بسبب تعلیق کے بواسطے وجود شرط کے ولو قال کلما وقع
علیک طلاقی یقع ثلث لتکرار الوقوع لکنہ لا یزید علیہ الثلث اور اس قول مین کہ کلما وقع علیک طلاقی فانت طالق یعنی جب تجھپر طلاق واقع ہو تو تو طالق ہے پھر
اُسکو ایک طلاق دی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بسبب مکرر ہونے وقوع طلاق کے اسواسطے کہ جب ایک طلاق دی تو شرط پائی گئی تو دوسری طلاق واقع ہوئی
اور ثانی کے وقوع سے پھر شرط پائی گئی تو تیسری طلاق واقع ہوئی وعلی ہذا القیاس الی غیر النہایہ لیکن وقوع طلاق کا تین سے زیادہ نہوگا اسواسطے تنجیز تین کی مبطل ہے
تعلیق کی بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ اسمین تکرار وقوع کی نہین تو دو ہی بار واقع ہوگی نہ تین بار واللہ اعلم وزوال الملک من نکاح او یمین لا یبطل الیمین فلو ابانہا او باعہ
ثم نکحہا او اشتراہ فوجد الشرط طلقت وعتق لبقاء التعلیق ببقاء محلہ اور بعد تعلیق کے زوال ملک کا ملک نکاح کا زوال ہو یا ملک یمین کا نہین باطل کرتا تعلیق
کو تو اگر منکوحہ کو ایک طلاق یا دو طلاق بائن دی اور اُسکی عدت گذر گئی یا غلام کو بیچا بعد تعلیق عتق کے پھر نکاح کیا مطلقہ بائنہ سے گو بعد زوج ثانی
کے یا اُس غلام کو مول لیا پھر تعلیق کی شرط پائی گئی تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا بجہت بقاء تعلیق کے بسبب باقی رہنے کل تعلیق کے مراد محل
تعلیق سے عورت اور غلام ہے اور یہ جو کہا کہ زوال ملک مبطل تعلیق کا نہین یہ اُس صورت مین ہے جبکہ زوال کمتر تین طلاق سے ہوا ہو اور اگر زوال ملک کا تین طلاق
ہوا ہو تو بلاشبہ مبطل ہے تعلیق کا اسواسطے کہ تنجیز تین طلاق کی مبطل ہے تعلیق کی کما مر وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملک طلقت وعتق
والا لا اور باطل ہوجاتی ہے تعلیق بعد پائے جانے شرط کے ہر طرح سے یعنے وجود شرط کا ملک مین ہوا ہو یا غیر ملک مین دونون طرح تعلیق باقی نہین رہتی لیکن اگر ملک
مین شرط پائی گئی تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا اور اگر شرط ملک مین نہ پائی گئی اسطرح کہ عورت داخل ہوئی گھر مین مثلا بعد ابانت اور انقضاے عدت کے
قبل تزوج کے تو عورت مطلقہ نہوگی اسیطرح غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ جزا شرط کو لاحق نہین ہوئی غیر ملک مین چنانچہ اسی شارح نے مسائل آیندہ کو شروع کیا فحیلۃ من علق الثلث
بدخول الدار ان یطلقہا واحدۃ ثم بعد العدۃ تدخلہا فتنحل الیمین فینکحہا ترجمہ اُس شخص کے واسطے جسنے معلق کیا تین طلاق کو دخول دار پر یہ ہے کہ عورت کو ایک طلاق دے پھر جب عدت گذر جاے

اگر کسی مسئلہ میں ... ایسی صورت ہو ... قول عورت کا معتبر ہوگا ... اس واسطے کہ بعد ... اگر عورت ...

اسکو ... صورت میں ... سبب کہ تصدیق ... کہا ... اگر ... پیچیدہ ...

ہوگی تو دونوں صورت کی ... اگرچہ عورت کو ... اور حدیث ... حاشیہ ... نے ... آنا فی

وجود الشرط ... القول لہ مع الیمین ... البحر الرائق ... قسم ... عورت ...

کو ثبوت کرے اسواسطے تصریح کیا کہ شرط ... شامل ہے چنانچہ ... لم ...

سبب ... زوج کے طلاق کو اور معتبر قول ... اور ... القول ...

الفاظ مذکور کا ... زوج نے طلاق کو ... عورت کے ... پہنچنے ... اگر ... بعد ...

دعوی کیا زوج نے ... اور انکار کیا ... عورت نے تو قول زوج کا معتبر ہوگا اور اسی روایت پر ... کیا ... ہر صورت ...

طلاق کی اور ... ثبوت شرط کا ... زوج منکر ہو تو بھی ... قول معتبر ہوگا ... فی الخلاصۃ والبزازیۃ ان القول لہا ...

تفسیر المتون ... قال المصنف ... لکن تصحیح کی ...

مسئلہ سابقہ میں صورت ہی کہ قول معتبر ... کو ثابت ... الرائق ... متون کی تفصیل کا اسواسطے کہ متون میں ...

معتبر ... نزدیک ... فقہ میں ... ہو یا ... مصنف نے ... کہا ... بحر الرائق کے ...

فتوی ... متون اور شروح کے اسواسطے کہ متون اور شروح ... مذہب میں ... فتاوی کی ...

کی ... پر اسواسطے کہ وہ دونوں ... اہل ... کے نزدیک ... نہیں الا اذا ... شرط ...

اللیلۃ ... لم ... وطاقت ... مگر جبکہ عورت ... اپنے ... قبول ... شرط ...

آج کی رات میری خوشدامن یا میری سالی آویگی تو میری عورت طلاق ہے ... گواہی ... کہ خوشدامن یا سالی زوج کے پاس آئی ... گواہی مقبول ہوگی اور

عورت مطلقہ ہوگی کذا فی ... اگرچہ ... گواہی ... نہیں لیکن ... اسواسطے ... ظاہر میں ... لیکن حقیقت میں ... طلاق کا کذا فی حاشیۃ ...

وفی ... ان لم اجامعک فی حیضک ... طالق للسنۃ ... حاضت ... القول ... الا ... فالمسئلۃ ...

علی ... اور ... میں یوں روایت ہے کہ زوج نے کہا کہ اگر میں تجھ سے جماع نہ کروں تیرے حیض کے اندر تو تو طلاق ہے موافق سنت کے ...

حیض میں کیا اگر دعوی ... وقت عورت کو حیض موجود ہو تو زوج ہی کا قول معتبر ہو اسواسطے کہ وہ ... جماع ... حیض میں ... جائز نہیں

اور اگر وقت ... عورت طاہر ہو ... نہیں تو قول زوج کی تصدیق نہ ہوگی اسواسطے کہ ... اسکے قول کے مخالف ہے اور ...

کتاب کے مسئلہ ... ان ... الشرط فالقول لہ ... یعنی ان ... طالق ... دونوں مسئلے ... طلاق ...

یمین کی روایت ثابت ہوئی یعنی وقت طہارت حیض کے زوج کا قول معتبر ... آیندہ کی ... الا ... منہا فتصدق فی حق نفسہا

خاصۃ ... اور جو شرط ... کا وجود ... ہو سکے بجز عورت ... حیض ... عورت کے قول کی ...

حق میں ... کذا فی حاشیۃ ... تصدیق قول عورت کی باعتبار ...

یعنی عورت کے معلوم نہیں ہو سکتی ... حکم شرعی مترتب ہو تو عورت ...

قریب البلوغ ... کی ... اور ... قول ... اگر حیض ... تعلیق طلاق کی ...

بانتہ بالکلیہ اور اسیطرح غلام قریب البلوغ کی آزادی غلام پر معلق تھی اور غلام نے کہا کہ مجھکو احتلام ہوا تو اسکے قول کی تصدیق ہوگی مثل حیض کے کقولہ ان حضت فانت طالق
وفلانۃ وان کنت تحبین عذاب اللہ فانت کذا وعبدہ حر فلو قالت حضت والحیض قائم لان التشبیہ لم یقبل فی حق لانہ زیلعی شہادۃ او حب طلقت ہی
فقط ان کذبہا الزوج فان صدقہا او علم وجود الحیض طلقتا جمیعا حدادی چنانچہ یوں کہا زوج کا اگر تو حائض آئی تو تو طالق ہے اور فلانی عورت طالق ہے یا یوں کہا کہ
اگر تو عذاب خدا کو دوست رکھتی ہے تو تو طالق ہے یا غلام اسکا آزاد ہے تو اگر عورت نے کہا کہ میں حائض ہوئی اور حالانکہ حیض اسوقت قائم ہے اور اگر حیض منقطع ہو گیا تو اسکا
قول مقبول نہوگا چنانچہ زیلعی اور حدادی نے اسکو صریح کیا ہے یا عورت نے یوں کہا مسئلہ ثانیہ کے جواب میں کہ میں عذاب الٰہی کو دوست رکھتی ہوں تو فقط وہی عورت مطلقہ
ہوگی نہ اسکی سوت اگر زوج نے اسکی تکذیب کی اور اگر زوج نے اسکی تصدیق کی یا زوج کو اسکے حیض کا ہونا معلوم ہوگیا تو دونوں عورتیں مطلقہ ہونگی یعنی خبر دینے والی
اور اسکی سوت کذا صرح الحدادی وفی ان حضت لا یقع برؤیۃ الدم لاحتمال الاستحاضۃ فان تم ثلثا وقع من حین رأت کان بدعیا اور اگر کہا کہ اگر تو حائض
ہوگی تو تو طالق ہے طلاق واقع ہوگی مجرد نظر آنے خون کے بسبب اس احتمال کے کہ شاید استحاضہ کا ہو سو اگر خون برابر جاری رہا تین دن تو طلاق واقع ہوگی اسوقت سے جب کہ عورت
نے خون کو دیکھا اور یہ طلاق بدعی ہوئی اسواسطے کہ حیض میں واقع ہوئی فلو غیر مدخولۃ فتزوجت باخر فی ثلثۃ ایام صح فلو مات فیہا ورثہا الزوج الاول دون الثانی وانصدق فی حقہا
دون ضرتہا پھر اگر عورت غیر مدخولہ ہو سو نکاح کرے دوسرے شوہر سے تین دن میں تو یہ نکاح صحیح ہوگا پھر اگر غیر مدخولہ بعد نکاح ثانی کے مرگئی تین دن کے اندر تو وراثت اس عورت کی
زوج اول کو ہوگی اسواسطے کہ معلوم نہیں کہ یہ خون حیض تھا یا نہیں کیونکہ حیض تین دن سے کم نہیں ہوتا اور اگر تین دن برابر خون جاری رہا تو زوج ثانی اسکا وارث ہوگا اور تصدیق
ہوگی عورت کے قول کی اسی کے حق میں نہ اسکی سوت کے حق میں کما مر وفی ان حضت حیضۃ او نصفہا او ثلثہا او سدسہا الحدم تجزیہا لا یقع حتی تطہر منہا لان الحیضۃ
اسم للکامل اور زوج کے اس قول میں کہ اگر تو حائض ہوگی ایک حیض کو یا نصف حیض یا ثلث حیض یا سدس حیض کو یعنی کل اور بعض حیض کہنا یکساں ہے بسبب
عدم قسمت پذیری حیض کے تو ایک یا بعض حیض کی تعلیق سے طلاق نہ واقع ہوگی یہانتک کہ پاک ہو جاوے عورت اس سے اسواسطے کہ ایک حیض تام ہے پورے حیض کا
اور پورا ہونا بدون پاکی کے متصور نہیں ثم انما یقبل قولہا اذا قالت حضت اخری جوہرہ یہ جوہرہ میں ہے کہ قول عورت کا حیض ہونے میں اسوقت مقبول ہے کہ اسنے دوسری بار حیض نہیں دیکھا کذا فی
الجوہرہ یعنی حالت حیض میں بالوجود پاک ہونے کے حیض کا اظہار کیا تو تبھی مقبول ہوگا اور اگر حیض ثانی میں اظہار کیا تو مقبول ہوگا وفی ان صمت یوما فانت
طالق تطلق حین غربت الشمس من یوم صومہا بخلاف ان صمت فانہ یصدق بساعۃ اور اس قول میں کہ اگر تو روزہ رکھیگی ایکدن تو تو طالق ہے تو طلاق
واقع ہوگی وقت غروب آفتاب کے جسدن روزہ رکھے بخلاف اس قول کے کہ ان صمت یعنی اگر تو صائم ہوگی تو تو طالق ہے تو غروب آفتاب کی ضرورت نہیں اسواسطے
کہ صوم لغوی ایک ساعت پر بھی صادق آتا ہے قال لہا ان ولدت غلاما فانت طالق واحدۃ وان ولدت جاریۃ فانت طالق ثنتین فولدتہما ولم یدر الاول
تلزمہا واحدۃ قضاء وثنتان تنزہا ای احتیاطا لاحتمال تقدم الجاریۃ کہا زوجہ سے کہ اگر تو لڑکا جنی تو تجھکو ایکبار طلاق ہے اور لڑکی جنی تو تجھکو دو بار طلاق ہے سو عورت
لڑکا اور لڑکی ایک کے دوسرے کے بعد جنی اور معلوم نہیں ہے اول کون جنی لڑکا یا لڑکی تو لازم ہوگی اسکو ایک طلاق باعتبار قضا کے اور دو بار طلاق باعتبار احتیاط کے
بسبب احتمال تقدم جاریہ کے یعنی شاید اول لڑکی ہی پیدا ہوئی ہو ومضت العدۃ بالثانی فلذا لم یقع بہ شیء لان الطلاق المقارن لانقضاء العدۃ لا یقع اور آخر کی عدت
اس طلاق کی لڑکے ثانی سے اور اسی سبب سے ولد ثانی کے تولد سے کچھ نہ واقع ہوگا اسواسطے کہ جو طلاق کہ متصل ہو انقضاء عدت کے اس سے کچھ نہیں واقع ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی فان
علم الاول فلا کلام وان اختلفا فالقول للزوج لانہ منکر وان تحقق انہما معا وقع الثلث وتعتد بالاقراء پھر اگر معلوم ہو پہلا ولد تو اسمیں کچھ کلام کی حاجت نہیں اگر
عورت اول لڑکا جنی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور عدت لڑکی پیدا ہونے سے آخر ہوگی پھر دوسری طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر اول لڑکی جنی تو دو بار طلاق واقع ہوگی اور
عدت لڑکا ہونے سے منقضی ہوگی پھر تیسری طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر زوجین میں اختلاف ہوا سو عورت نے دعوی کیا کہ اول لڑکی پیدا ہوئی اور زوج نے کہا کہ نہیں اول لڑکا ہوا تو
زوج کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ وہ منکر ہے لزوم طلاق ثانی کا اور اگر ثابت ہوئی دونوں کی ولادت ساتھ ہی تو تین طلاق واقع ہونگی اور عدت عورت میں حیضوں سے ہوگی اسواسطے کہ عدت

بسبب [illegible] مستفنی [illegible] اسواسطے [illegible] شرط [illegible] حمل کی وان ولدت [illegible] حمل [illegible] ولد [illegible]
اور [illegible] ایک [illegible] لڑکیاں [illegible] معلوم نہیں تو [illegible] طلاق واقع ہوگی اور تین بنابر احتیاط کے اسواسطے کہ [illegible] لڑکا اول [illegible]
دوبیان میں ہوتو تین طلاق ہونگی ایک اسکے سبب اور دو لڑکی کے سبب اور اگر لڑکا آخر ہوا تو دو طلاق ہونگی [illegible] سبب [illegible]
جیسا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی [illegible] ولدت [illegible] اور [illegible] بنا بر [illegible] ایک
طلاق واقع ہوگی اور بنابر احتیاط کے تین اسواسطے کہ اگر دو غلام [illegible] ہیں تو ایک حدیث [illegible] غلام [illegible] کہ [illegible] واقع [illegible] اول میں سبب [illegible]
لازم ہے اور اگر جاریہ [illegible] ہو تو دو اسواسطے کہ انقضاء عدت [illegible] کی ولادت [illegible] سے متعلق ہے اور اگر جاریہ اول [illegible] تو تین طلاق واقع ہونگی [illegible] بسبب [illegible] اور
دو بسبب [illegible] تو یہ مسئلہ مثل [illegible] ایک [illegible] اور تین کو تو قضا میں اقل لازم ہوتا اور بنابر احتیاط کے اکثر کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وبا لجنبت الوقال ان کان حملک
غلاما فانت طالق احتد وان کان جاریۃ فثنتین فولدت غلاما وجاریۃ لم تطلق لان الحمل اسم للکل فالم یکن الکل غلاما او جاریۃ لم تطلق اور یہ مسئلہ وارد [illegible]
مخالف ہو مسئلہ کل [illegible] اسطرح کہ اگر زوج نے کہا کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہو تو تجھکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں پھر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو طلاق
نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ حمل نام ہے کل کا اسواسطے کہ اسم جنس مضاف ہے دونوں کو شامل ہے تو جب تک کل حمل لڑکا یا لڑکی نہوگا تو طلاق واقع ہوگی بسبب
نپائے جانے شرط کے وکذا لو قال ان کان ما فی بطنک غلاما والباقی بحالہا لعدم اور اسی طرح طلاق نہ واقع ہوگی اگر زوج نے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہے اگر لڑکا
ہو تو تجھکو ایک طلاق ہے پھر وہ لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو طلاق نہ واقع ہوگی بسبب عموم لفظ ما کے تو مشابہ ہوا کہ جب جمیع ما فی البطن لڑکا ہو تب شرط پائی جاتی [illegible]
ایسا ہی بخلاف ان کان فی بطنک والمسألۃ بحالہا فانہ تقع الثلاث لعدم اللفظ العام بخلاف سابق کے یہ مسئلہ ہے کہ اگر زوج نے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں
لڑکا ہو تو تجھکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں پھر عورت لڑکا اور لڑکی ساتھ ہی جنی تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ [illegible] کی عام لفظ
نہیں کہ جمیع ما فی البطن مراد ہو بلکہ لفظ فی البطن کا لڑکا اور لڑکی دونوں پر صادق آتا ہو فروع مسائل [illegible] شارح کے [illegible] فہا بحلولہا لم [illegible] التعلیق حتی [illegible] سنتین من
وقت الیمین اگر معلق کیا طلاق کو عورت کے حمل پر تو طلاق اسپر واقع ہوگی [illegible] کہ جنی دو برس زیادہ وقت تعلیق سے یعنی بعد تعلیق کے جبتک دو برس زیادہ ولادت
ہوگی طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر قبل دو برس یا پورے دو برس میں جنے تو طلاق نہوگی اسواسطے کہ احتمال ہے کہ شاید حمل تعلیق سے پہلے ہوا ہو کذا فی حاشیۃ السندی
قال ان ولدت ولدا فانت طالق او حرۃ فولدت ولدا میتا طلقت وعتقت کہا کہ اگر تو لڑکا جنے گی تو تو طالق ہے یا آزاد ہے پھر عورت مردہ لڑکا جنی تو زوجہ
مطلقہ ہوگی اور لونڈی آزاد ہوگی اسواسطے کہ مردہ کو بھی لڑکا کہتے ہیں قال لام ولدہ ان ولدت فانت حرۃ فتنقضی بالولد عدتہ اگر کہا مولیٰ نے اپنی ام ولد سے کہ
اگر تو جنے گی تو تو آزاد ہے پھر وہ مردہ لڑکا جنی تو وہ آزاد ہو جائیگی تو ام ولد کی عدت منقضی ہو جائیگی کذا فی الجوہرۃ علیہ درمختار [illegible] کہا کہ اس مسئلہ میں جو واقع ہوا ہے
اسواسطے کہ عدت نہیں ہوتی مگر بعد آزاد ہونے کے اور آزادی ثابت نہیں ہوتی مگر بعد ولادت کے تو کیونکر ولادت سے عدت منقضی ہوگی شیخ رحمتی [illegible] نے جواب دیا کہ قیاس تو یہی ہے لیکن عدت
مقصود تو یہ ہے کہ رحم کی صفائی معلوم ہو اور ولادت سے صفائی تو ثابت ہوگئی لہذا ولادت ہی پر اکتفا کی واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ الدر علق العتاق والطلاق ولو
الثلث بشیئین حقیقۃ بتکرار الشرط اولا کان جاء زید و بکر فانت کذا لم یقع المعلق ان وجد الشرط الثانی فی الملک الاول و ان انحل الیمین [illegible]
رباعیہ تعلیق کی عتاق اور طلاق کی گو تین طلاق ہوں دو چیز پر فی الحقیقۃ وہ تعلیق ہو بسبب مکرر ذکر شرط کے اسطرح کہ اگر آویگا زید اور اگر آویگا بکر تو تو طالق
ہے یا تعلیق دو چیز پر بدون تکرار شرط کے ہو اسطرح کہ اگر آویگا زید اور بکر تو تو طالق ہے یا آزاد ہے تو عتاق یا طلاق معلق نہ واقع ہوگی اگر شرط ثانی ملک میں نہ پائی
جاوے اور اگر شرط ثانی ملک میں پائی جاویگی تو معلق واقع ہوگی بسبب شرط [illegible] ملک کے وقت [illegible] یعنی تعلیق [illegible] کہ وقت ملک ضرور ہے پھر جب شرط ثانی ملک
میں حاصل ہوئی تو معلق واقع ہوگی اور شرط اول کا ملک میں حاصل ہونا کافی نہیں اور یہ مسئلہ رباعی ہے یعنی چار صورتوں کا محل ہے ایک صورت یہ کہ دونوں چیزیں ملک میں پائی

جاوین اسمین طلاق واقع ہوگی دوسری صورت یہ کہ دونون چیزین ملک مین نہ پائی جاوین اسمین طلاق نہوگی تیسری صورت یہ کہ اول چیز ملک مین پائی گئی نہ دوسری تو اسمین طلاق نہوگی چوتھے یہ کہ دوسری چیز ملک مین پائی گئی نہ پہلی اسمین طلاق واقع ہوگی علق الثلث والعتق بالوطی حنث بالتقاء الختانین ولم یجب علیہ العقر باللبث بعد الایلاج لان اللبث لیس بوطی معلق کیا تین طلاق کو یا اپنی لونڈی کی آزادی کو جماع پر تو حانث ہوگا مجرد ملنے دونون شرمگاہ کے یعنی مجرد دخول کے طلاق اور آزادی ثابت ہوگی اور نہ واجب ہوگا مرد پر عقر دونون صورتون مین بسبب توقف اور درنگی کے بعد ادخال کے اسواسطے کہ ٹھہرنا اور درنگی جماع نہین بلکہ جماع عبارت ہے ادخال سے سوا ادخال بعد طلقات ثلثہ اور عتق کے نہین پایا گیا عقر عبارت ہے مہر مثل سے حرہ مین لونڈی مین دسوان حصہ قیمت کا اگر وہ باکرہ ہو اور اگر باکرہ نہو تو بیسوان حصہ ولم یصر بہ مراجعا فی الطلاق الرجعی اور چونکہ لفظ ٹھہرنا بدون ادخال کے جماع نہین لہذا بسبب ٹھہرنے کے طلاق رجعی مین زوج مراجع نہوگا یعنی زوج نے دخول کیا پھر عورت کو طلاق رجعی دی اور ٹھہر گیا بدون حرکت کے تو مجرد اس ٹھہرنے کے رجعت ثابت نہوگی نزدیک محمد رح کے اسواسطے کہ اس فعل کو جماع نہین کہتے اور ابو یوسف رح کے نزدیک فقط اسی فعل سے رجعت ثابت ہے اسواسطے کہ بعد طلاق رجعی کے ٹھہرنا مساس سے خالی نہین اور مساس مثبت ہے رجعت کا بحر الرائق مین کہا کہ مذہب ابو یوسف رح کا بسبب قوت دلیل کے لائق ترجیح کے ہے کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا اخرج ثم اولج ثانیا حقیقۃ او حکما بان حرک نفسہ فیصیر مراجعا بالحرکۃ الثانیۃ ویجب العقر لا الحد لاتحاد المجلس مگر جبکہ زوج نے نکالا پھر داخل کیا دوبارہ خواہ ادخال ثانی حقیقۃ ہوا سطرح کہ آلہ تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے جدا کیا پھر داخل کیا یا ادخال حکما ہوا اسطرح کہ بلا انفصال حرکت دی بدون اخراج اور ادخال کے تو دونون طرح زوج مراجع ہوگا بسبب دوسری حرکت کے طلاق رجعی مین اور مرد پر عقر واجب ہوگا تین طلاق یا عتق کی تعلیق مین اور حد نہ واجب ہوگی بسبب متحد ہونے مجلس عتق اور وطی کے مع اس قول سے شارح نے معراج الدرایہ کے اعتراض کو دفع کیا اسمین یون مذکور ہے کہ تعلیق عتق مین جبکہ آلہ تناسل کو خارج کیا پھر داخل کیا تو چاہیے کہ مرد پر حد زنا واجب آوے اسواسطے کہ یہ وطی لونڈی کے آزاد ہونے کے بعد ہے کہ نہ ملک مین داخل ہوئی نہ شبہ حلت مین بخلاف مسئلہ تعلیق طلاق کے کہ وہان شبہ حلت کا موجود ہے یعنی عدت شارح نے جواب دیا کہ بسبب اتحاد مجلس کے یہ فعل ابتدائی نہین ہر وجہ سے کہ حد لازم آوے کذا فی حاشیۃ المدنی لا تطلق الجدیدۃ فی قولہ للقدیمۃ ان نکحتہا اے فلانۃ علیک فہی طالق اذ نکح فلانۃ علیہا فی عدۃ البائن لان الشرط مشارکتہا فی القسم ولم یوجد نہ مطلقہ ہوگی منکوحہ جدیدہ منکوحہ قدیمہ کو اسطرح کہنے سے زوج کے کہ اگر مین فلانی سے نکاح کرون تیرے اوپر تو وہ طالق ہے جبکہ نکاح کیا زوج نے فلانی سے قدیمہ پر اسکی طلاق بائن کی عدت مین یعنی اول قدیمہ کو طلاق بائن دی پھر اسکی عدت مین جدیدہ سے نکاح کیا تو جدیدہ پر طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ شرط طلاق جدیدہ کی مشارکت تھی جدیدہ کی قدیمہ کے ساتھ باری مین حالانکہ مشارکت مذکورہ بعد طلاق بائن کے موجود نہین ہے عدم لزوم قسم کی تعلیل خوب نہین اسواسطے کہ اگر جدیدہ سے سفر مین زوج نکاح کریگا تو بھی طلاق واقع ہوگی حالانکہ سفر مین باری نہین تو عدم بقائے نکاح قدیمہ بہتر تعلیل ہے عدم طلاق کی کذا فی حاشیۃ المدنی ولو نکح فی عدۃ الرجعی اولم یقل علیک طلقت الجدیدۃ ذکرہ مسکین وقیدہ فی النہر بحثا بما اذا راجعہا والا فلا قسمۃ لہا کما مر اور اگر نکاح کیا جدیدہ سے قدیمہ کی عدت رجعی مین یا زوج نے یون نہ کہا کہ اگر تیرے اوپر نکاح کرون بلکہ یون کہا کہ اگر فلانی سے نکاح کرون تو وہ طالق ہے تو دونون صورتون مین منکوحہ جدیدہ مطلقہ ہوگی مذکور کیا اسکو مسکین نے اور نہر الفائق مین بحث کر کے طلاق مذکور کو مقید کیا ہے قصد رجعت سے یعنی زوج جب قدیمہ سے رجعت کا ارادہ رکھتا ہو تب جدیدہ پر طلاق واقع ہوگی اور اگر ارادہ رجعت کا نہین تو مطلقہ رجعی کی باری نہین چنانچہ باب القسم مین اسکا بیان ہوچکا پھر جب اسکی باری نہوئی تو جدیدہ مطلقہ بھی نہوگی بسبب عدم شرط کے مع عنقریب گذرا کہ سفر مین باری نہین حالانکہ وہان بھی نکاح جائز نہین تو بحث صاحب نہر الفائق کی مندفع ہوگئی کذا فی حاشیۃ المدنی قال لہا انت طالق انشاء اللہ متصلا الا لتنفس او سعال او جشاء او عطاس او ثقل لسان او امساک فم او فاصل مفید لتاکید او تکمیل او حد او طلاق او نداء کانت طالق یا زانیۃ او یا طالق ان شاء اللہ صح الاستثناء رحانیۃ کہا زوج نے کہ تو طالق ہے انشاء اللہ ملا کر یعنی کہ انشاء اللہ کو متصل کہا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] استثنا صحیح [illegible] کما فی الخانیۃ [illegible]

[illegible] طلاق [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] استثنا [illegible]

طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ فاصل لغو نہیں کہ مانع ہو صحت استثنا کا بلکہ یہ فصل [illegible] ہو جانا ہے عنقریب گذر چکا [illegible] جیسا اور [illegible]

قنیہ وقہستانی النہر و الرملی نے کہا انت طالق رجعیا او بائنا انشاء اللہ تو طلاق واقع ہوگی اور ان کی نیت سے [illegible] کذا فی [illegible]

تقویت دی ہے [illegible] قنیہ کو بحر الرائق میں تمام [illegible] قنیہ کی روایت کی تضعیف ہے اور نہر الفائق میں اسکی تقویت ہے [illegible] رد المحتار کے [illegible]

[illegible] رجعی اور [illegible] بحر الرائق کی تصویب کی [illegible] دلیل کے یعنی جب [illegible] سبب ہے طلاق کا [illegible]

جبکہ زبان سے طلاق نہیں ہوتی تو اسکی نیت سے بھی طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الدر [illegible] استثنا [illegible]

ثمانیہ استثنا متصل مسموع ہو اسطرح کہ اگر [illegible] کوئی شخص اپنا کان متکلم کے منہ کی طرف لگاوے تو سن لے [illegible] استثنا کا بہرے آدمی کا کذا فے

الخانیہ یعنی جب سماع کی یہ حد ہوئی کہ دوسرا آدمی کان لگانے سے سن سکے تو بہرے آدمی کا استثنا کرنا بھی صحیح ہوگا ہر چند وہ خود نہیں سنتا لیکن [illegible] سکتا ہو

اور یہ قول [illegible] کا مسموع قول وہ ہے جسکو آپ نے اس سے [illegible] مستثنی ہو کذا فی حاشیۃ الدر فی لا یقع للشک واقع ہوگی طلاق انشاء اللہ کہنے سے بسبب

شک کے اسواسطے کہ زوج نے طلاق کو معلق کیا خدا کی مشیت پر اور خدا کی مشیت معلوم نہیں تو جو شک پڑا مشیت اور عدم مشیت [illegible] ثابت موجود ہو باقی نہیں تو

طلاق ثابت ہوگی بسبب شک کے وان مات قبل قولہ ان شاء اللہ طلاق نہ واقع ہوگی اگر [illegible] انشاء اللہ کہنے سے پہلے یعنی زوج نے ارادہ کیا تھا

کہ انت طالق [illegible] انشاء اللہ کہنے کی نوبت نہ آئی کہ زوجہ [illegible] مرگئی تو بھی طلاق نہ واقع ہوگی عدم طلاق کا ثمرہ یہ ہے کہ زوجہ غیر مدخولہ کا زوج وارث ہوگا اگر طلاق

ہوتی تو زوج اسکا وارث نہوتا کذا فی حاشیۃ الدر [illegible] وان مات یقع اور اگر زوج مرگیا قبل تلفظ انشاء اللہ کے تو طلاق واقع ہوگی بسبب عدم استثنا کے [illegible]

اسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ زوج [illegible] بلفظ طلاق کے [illegible] قصد استثنا کو مذکور کیا ہو ولا یشترط فیہ القصد [illegible] نہیں ہے استثنا میں قصد استثنا کو [illegible] تین

طلاق دینے کا ارادہ کیا [illegible] زبان سے انت طالق انشاء اللہ نکل گیا تو استثنا صحیح ہوگا طلاق نہ واقع ہوگی ولا التلفظ [illegible] اور شرط نہیں بولنا طلاق اور استثنا کا [illegible]

کتب الاستثناء موصولا او عکس او ازال الاستثناء بعد الکتابۃ لم یقع [illegible] تو اگر بولا طلاق کو اور لکھا استثنا [illegible] برعکس یعنی طلاق لکھا اور استثنا کو بولا

بولا طلاق اور استثنا دونوں کو لکھا پھر استثنا کو بعد لکھنے کے مٹا ڈالا تو ان سب صورتوں میں طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ تلفظ شرط نہیں [illegible] ولا العلم بمعناہ حتی

لو اتی بالمشیۃ من غیر قصد جاہلا لم یقع [illegible] اور شرط نہیں جاننا معنی استثنا کا [illegible] اگر زوج انشاء اللہ کو اپنے کلام میں [illegible] بولا تو بھی طلاق نہ ہوگی بخلاف

امام شافعی کے کہ انکے نزدیک صحت استثنا میں قصد اور اسکے معنی کا علم شرط ہے [illegible] الشیخ الرملی الشافعی [illegible]

[illegible] شیخ رملی شافعی [illegible] شخص [illegible] انشاء اللہ [illegible]

[illegible] استثنا [illegible]

[illegible] استثنا کرنا [illegible]

واللہ اعلم ولو شہدا بہا وھو لا یذکرہا ان کان بحال لا یدری ما یجری علی لسانہ لغضب جاز لہ الاعتماد علیہما والا لا بحر اور اگر گواہی دی دو گواہوں نے مشیت کی یعنے
انشاء اللہ کہنے کی اور زوج کو یاد نہیں اسکا کہنا سو اگر زوج وقت تکلم کے اس حال پر تھا کہ نہیں جانتا تھا کہ کیا نکلتا تھا اسکی زبان سے بسبب غضب کے تو زوج کو اعتماد
کرنا شاہدوں کے قول پر جائز ہی اور اگر اسکو ایسی حالت بیخبری کی نہ تھی تو اسکو انکے قول پر اعتماد کرنا نچاہیے کذا فی بحر الرائق ویقبل قولہ ان ادعاہ وانکرتہ
فی ظاہر المروی عن صاحب المذہب وقیل لا یقبل الا ببینۃ وعلیہ الاعتماد والفتوی احتیاطا لغلبۃ الفساد خانیۃ اور مقبول ہوگا قول زوج کا اگر وہ
مدعی ہو استثنا کا اور منکر ہو اسکی عورت ظاہر الروایت میں جو مروی ہی صاحب مذہب سے اور وہ قول غیر ظاہریہ ہی کہ زوج کا قول مقبول نہیں بدون گواہوں کے
اور اسی قول پر اعتماد اور فتوی ہی بنا بر احتیاط کے بسبب غلبہ فساد زمانہ کے کذا فی الخانیہ یعنی اہل زمانہ میں بسبب شیوع فسق کے حلال حرام کی امتیاز نہیں تو بدون
گواہوں کے قول زوج پر اعتماد نچاہیے طحطاوی نے کہا کہ یہ اگلے زمانہ کا حال تھا ہم اپنے زمانہ کا کیا حال بیان کریں کہ جاہل ایک طرف بعضے علما طمع دنیا سے سائل کو یہ بھی
حیلہ سکھا دیتے ہیں تاکہ طلاق نہ واقع ہو بسبب دعوی استثنا کے استغفر اللہ من شرور انفسنا قیل ان عرف بالصلاح فالقول لہ اور بعضے علمانے یعنی کمال الدین بن الہمام نے
فتح القدیر میں کہا کہ اگر زوج معروف بصلاح وتقوی ہو تو اسیکا قول معتبر ہی اور خیر الدین رملی نے منح الغفار کے حاشیہ میں کہا کہ جب دو قول کی ترجیح میں اختلاف پڑے
تو ظاہر الروایت کیطرف رجوع کرنا واجب ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وحکم من لم یوقف علی مشیتہ فیما ذکر کالانس والجن والملائکۃ والجدار والحمار کذلک اور حکم اس
شخص کا جسکی مشیت نہیں معلوم ہو سکتی امر مذکور میں یعنی تعلیق بالمشیۃ میں چنانچہ آدمی اور جن اور فرشتے اور دیوار اور گدھا ایسا ہی ہی جیسا مشیت خدا کا حکم ہی
یعنی اگر زوج زوجہ سے کہے کہ تو مطلقہ ہی اگر سب آدمی یا جن یا فرشتے چاہیں یا دیوار یا گدھا چاہے تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ سب آدمیوں کی خواہش
معلوم نہیں ہو سکتی اسی طرح جن اور فرشتے کی مشیت معلوم نہیں ہو سکتی اور دیوار اور گدھے میں تو مطلق مشیت نہیں دیوار سے مراد جمیع جمادات اور گدھے سے مراد
جمیع حیوانات ولو شرک کان شاء اللہ وشاء زید لم تقع اصلا اور اگر ملایا مشیت خدا کو ساتھ مشیت اس شخص کے جسکی مشیت معلوم ہو سکتی ہی مثلا یوں کہا کہ تو مطلقہ ہی اگر
چاہا خدا نے اور چاہا زید نے تو طلاق اصلا نہ واقع ہوگی اگرچہ زید چاہے ومثل ان الا وان لم وما و ما لم اور مانند ان شرطیہ کے ہی لفظ الا وان لم واذا اور ما
اور ما لم کا یعنی اگر زوج نے کہا انت طالق الا ان یشاء اللہ یا یوں کہا کہ انت طالق ان لم یشاء اللہ یا یوں کہا کہ انت طالق اذا شاء اللہ یا یوں کہا کہ
انت طالق ما شاء اللہ یا یوں کہا کہ انت طالق ما لم یشاء اللہ تو ان سب مثالوں میں طلاق نہ واقع ہوگی جیسا کہ انشاء اللہ کہنے سے نہیں واقع ہوتی ومن الاستثناء
انت طالق لولا ابوک ولولا حسنک ولولا انی احبک فلا تقع خانیۃ اور استثنا میں سے یہ قول ہی کہ انت طالق لولا ابوک یعنی تو مطلقہ ہی اگر تیرا باپ نہ ہوتا اور انت طالق
لولا حسنک یعنی تو مطلقہ ہی اگر تیرا حسن نہ ہوتا اور انت طالق لولا انی احبک یعنی تو مطلقہ ہی اگر میں تیرا محب نہ ہوتا سو اس قول سے طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی الخانیہ یہ قول
استثنا میں اسواسطے داخل ہوا کہ کلمہ لولا کا امتناع جزا پر دلالت کرتا ہی یعنی طلاق پر بسبب وجود شرط کے ومنہ سبحان اللہ ذکرہ ابن الہمام نے فتوی اور استثنا
میں سے ہی سبحان اللہ بیان کیا ہی اسکو کمال الدین ابن الہمام نے اپنے فتوی میں یعنی اگر یوں کہے کہ انت طالق سبحان اللہ تو طلاق نہ واقع ہوگی جیسے انشاء اللہ
سے نہیں ہوتی ثم سبحان اللہ یعنی استثنا ہونے کی حلبی محشی نے وجہ بعید بیان کی ہی کہ قتال وغیرہ محشیوں کو پسند نہیں اور فتح القدیر سے سبحان اللہ کا بمنزلہ
استثنا کے ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ خلاف اسکے متبادر ہوتا ہی واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی قال انت طالق ثلثا وثلثا ان شاء اللہ وانت حر وحر
انشاء اللہ طلقت ثلثا وعتق العبد عند الامام لان اللفظ الثانی لغو لا وجہ لکونہ تاکیدا للفصل بالواو بخلاف قولہ حر حر او حر وعتیق لانہ توکید وعطف
تفسیر فیصح الاستثناء کہا زوج نے کہ تو طالق ہی تین بار اور تین بار اگر چاہا اللہ نے یا مولے نے غلام سے کہا کہ تو حر ہی اور حر ہی اگر چاہا اللہ تعالی
نے تو زوجہ مطلقہ ہوگی تین طلاق کر اور غلام آزاد ہوگا نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ کے اسواسطے کہ لفظ ثانی یعنے ثلثا اور حر لغو ہی لفظ اول سے
کچھ زیادہ فائدہ اسمیں نہیں اور لفظ ثانی تاکید بھی نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ جدائی ہو گئی لفظ اول کو لفظ ثانی سے بسبب واو کے اور تاکید میں جدائی نہیں ہوتی تو استثنا صحیح

[illegible] اس قول کے کہ انت طالق ان شاء اللہ [illegible] تعلیق [illegible] اس واسطے کہ قول [illegible]

[illegible] کذا فی الفتح [illegible] ان شاء اللہ انت طالق فہو تعلیق عند ابی یوسف [illegible]

[illegible] قول ابی یوسف [illegible] بالعکس [illegible] عدم وقوع [illegible]

ہوتی ہو طلاق اس قول سے کہ انت طالق ان شاء اللہ [illegible] اس واسطے کہ یہ قول تعلیق ہو امام محمد کے نزدیک [illegible] تعلیق [illegible]

ہووے فصل کے ساتھ [illegible] فصل سے [illegible] تو طلاق واقع ہوگی [illegible]

[illegible] کہ انت طالق ان شاء اللہ [illegible] کی [illegible] نے ابو یوسف کے قول کی [illegible] ابو یوسف ہی کے قول پر [illegible]

خلاف بالعکس [illegible] ان شاء اللہ فہو انت طالق ابو یوسف کے نزدیک تعلیق ہو اور امام محمد کے نزدیک تعلیق [illegible] عدم وقوع طلاق [illegible]

زوج مشیت کو یعنی ان شاء اللہ کو [illegible] شارح نے تصریح کی کہ اس مقام میں خلاف [illegible]

القہستانی وغیرہا اور اگر زوج قول مذکور میں فی [illegible] یعنی یون کہے کہ ان شاء اللہ فانت طالق تو باتفاق امام اور صاحبین کے طلاق واقع نہوگی [illegible]

اور [illegible] قہستانی وغیرہ میں [illegible] لا یحلف بالطلاق [illegible] علی التعلیق لا الابطال اور ثمرہ اس اختلاف کا اس شخص کے حق میں [illegible]

ہوتا ہو جسنے قسم کھائی کہ میں طلاق کی قسم نہ کھاؤنگا اور وہ قول بولا یعنی ان شاء اللہ فہو انت طالق اسکی زبان سے نکلا تو اسکی قسم [illegible] تعلیق کہنے [illegible]

مستقل ہو تقدیم شرط پر [illegible] چنانچہ [illegible] میں فاضیخان سے منقول ہو کہ طلاق [illegible] استثنا صحیح نہیں ہو یعنی تعلیق [illegible] ابو یوسف کے نزدیک [illegible]

محمد کے نزدیک تعلیق نہیں بلکہ ابطال ہو یعنی اصل کلام بسبب استثنا کے باطل ہوگیا کذا فی حاشیۃ المدنی وبانت طالق بمشیۃ اللہ او بارادتہ او بمحبتہ او

برضاہ لا التعلیق لان الباء للالصاق فکان کالصاق الجزاء بالشرط اور اس قول سے کہ تو طالق ہو ساتھ مشیت خدا کے یا ساتھ ارادہ خدا کے یا ساتھ محبت

خدا کے یا ساتھ رضاء الٰہی کے طلاق واقع نہوگی اس واسطے کہ مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضا کی بے بمعنی الصاق اور اتصال ہو تو یہ اتصال مثل اتصال جزا

کے ہوا ساتھ شرط کے تو جیسا کہ شرط اور جزا سے یعنی انت طالق ان شاء اللہ سے طلاق نہیں واقع ہوتی ویسے ہی اس قول سے بھی طلاق نہ واقع ہوگی اور اسلئے کہ

مشیت الٰہی اور ارادہ اور محبت اور رضا امور غیبیہ سے ہین بشر کو اطلاع اسپر ممکن نہیں تو بسبب شک کے طلاق کیونکر واقع ہو وان اضافہ ای المذکورین اے المشیۃ

وغیرہا الی العبد کان ذلک تملیکا فیقتصر علی المجلس کما مر اور اگر نسبت کیا مذکور سابق کو یعنے مشیت وغیرہا کو بندہ خدا کی طرف تو یہ تملیک طلاق ہوگی

منحصر ہوگی مجلس علم پر چنانچہ فصل مشیت میں اسکا بیان ہوچکا یعنی اگر یون کہا کہ تو طالق ہو بمشیت زید یا بارادہ زید یا بمحبت زید یا برضاء زید تو زید کو اختیار

طلاق دینے کا مجلس تک ہو نہ بعد مجلس کے وان قال بامرہ او بحکمہ او بقضائہ او باذنہ او بعلمہ او بقدرتہ یقع فی الحال اضیف الیہ تعالٰے

او الی العبد از یراد بمثلہ التنجیز عرفا کقولہ انت طالق بحکم القاضی اور اگر زوج نے کہا کہ تو مطلقہ ہو بامر خدا یا بحکم خدا یا بقضاء خدا یا باذن خدا یا بعلم

خدا یا بقدرت خدا تو فی الحال طلاق واقع ہوگی خواہ امور مذکورہ خدا کی طرف منسوب ہون خواہ بندہ کی طرف اس واسطے کہ ایسے قول سے عرف میں تنجیز

مراد ہوتی ہو نہ تعلیق تو گویا مطلب یہ ہوا کہ تو مطلقہ ہوئی اس واسطے کہ خدا نے طلاق دینے کا امر کیا اور حکم دیا اور اضافت الی العبد کی مثال چنانچہ زوج کا

یون کہنا کہ تو طالق ہو بحکم قاضی یا بامر قاضی یا بعلم قاضی وان قال ذلک باللام یقع فی الوجود کلہا لانہا للتعلیل اور اگر الفاظ مذکورہ کو یعنی مشیت وغیرہ

اور امر وغیرہ کو لام کے ساتھ کہا یعنی یون کہا کہ انت طالق لمشیۃ اللہ او لامرہ تو سب صورتون میں طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ لام موضوع ہو واسطے تعلیل کے اور

علت کا ہونا طلاق کیواسطے نفس لامر مین ضرور نہیں ان کان ذلک بحرف فی ان اضاف الی اللہ تعالٰی لا یقع فی الوجود کلہا الا فی معنی الشرط الا فی العلم

فانہ یقع فی الحال وکذا القدرۃ ان نوی بہا ضد العجز لوجود قدرۃ اللہ تعالٰی قطعا کالعلم [illegible] اگر امور عشرہ قول مذکور میں متصل ہون بحرف فی تو اللہ تعالٰی کی طرف نسبت کی

تو طلاق نہ واقع ہوگی سب صورتوں میں اسواسطے کہ فی بمعنی شرط ہے تو انت طالق فی مشیۃ اللہ بجائے انت طالق انشاء اللہ ہے مگر لفظ علم میں فی الحال طلاق واقع ہوگی
اور اسیطرح قدرت میں اگر نیت کی زوج نے قدرت سے ضد عاجزی کی طلاق واقع ہوگی بسبب موجود ہونے قدرت حقتعالی کے یقیناً مانند علم الٰہی کے یعنی اگر یون کہا کہ
انت طالق فی علم اللہ یا یون کہا کہ انت طالق فی قدرۃ اللہ تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ علم الٰہی اور قدرت الٰہی قطعی الوجود ہین اُنکا در علیم سے کسیوقت نفی علم
اور قدرت کی متصور نہین تو گویا یہ تعلیق ہوئی امر موجود پر تو فی الحال واقع ہوگی اور اگر زوج نے قدرت سے تقدیر کی نیت کی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ حکیم مطلق کلبہ
شی کو مقدر کرتا ہے اور گاہے نہین تو اسصورت مین تعلیق بالمجہول ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وان اضاف الی العبد کان تملیکا فی الاربع الاول وما بمعناہا کالہوی والرؤیۃ
وتعلیقا فی غیرہا وہی ستۃ اور اگر نسبت کی بندہ کیطرف بحرف فی تو تملیک ہوگی پہلے چار امور مین یعنی مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضا مین اور جو لفظ کہ انکے ہم معنی
ہو چنانچہ ہوی بمعنی محبت اور خواہش اور رویۃ بمعنی رویت قلبی اور یہ اضافت تعلیق ہوگی ان چار کے غیر مین اور وہ چھ ہین یعنے امر اور حکم اور قضا اور اذن اور علم اور
قدرت تو اگر زوج نے یون کہا کہ انت طالق فی مشیۃ زید تو یہ تملیک ہے زید کو مجلس تک تطلیق کا اختیار ہے اور اگر یون کہا کہ انت طالق فی امر زید تو یہ تعلیق ہے ثم

العشرۃ اما ان تضاف الی اللہ او العبد فالعشرون اما ان تکون بالباء او اللام او فی فہی ستون پھر الفاظ عشرہ یا مضاف ہون خدا کی طرف یا عبد کی طرف تو بیس ہوگئے
اور بیسون تین حال سے خالی نہین یا ساتھ بے کے مستعمل ہون یا لام کے یا فی کے چنانچہ انت طالق بعلم اللہ اور لعلم اللہ او فی علم اللہ او بعلم زید او لعلم زید او فی علم
زید تو یہ ساٹھ صورتین ہوئین اسواسطے کہ بیس کو تین مین ضرب کرنے سے ساٹھ ہوتے ہین ثم فی البزازیۃ کتب الطلاق واستثنی بالکتابۃ صح اور بزازیہ مین ہے کہ لکھا زوج نے طلاق کو
اور استثنا کیا ساتھ لکھنے کے تو صحیح ہے ہم اس عبارت سے دو صورتین مفہوم ہوئین ایک یہ کہ طلاق اور استثنا کو ساتھ ہی لکھے دوسرے یہ کہ دونون کو ساتھی لکھے پھر اگر ساٹھ کو دو مین ضرب
کیجیے تو ایک سو بیس ہوتے ہین شارح نے اس سے بھی زیادتی کا ارادہ کیا لہذا کہا وعلی ما مر من العمادیۃ فہی ثلثمائۃ وستون اور بنا بر اس قول کے جو عمادیہ سے اس باب مین عنقریب مذکور
ہوچکا تو ایک سو اسی ہوتے ہین ہم عمادیہ مین تین احتمال مذکور ہین ایک یہ کہ طلاق کو بولا اور استثنا کو فوراً لکھا دوسرے یہ کہ طلاق کو لکھا اور استثنا کو فوراً بولا تیسرے یہ کہ
استثنا کو بعد لکھنے کے ساٹھ الا تو اگر ساٹھ کو تین مین ضرب کیجیے تو ایک سو اسی ہوتے ہین حلبی محشی نے کہا بلکہ یہان تین سو بیس صورتین ہین اسواسطے کہ الفاظ عشرہ یا
مضاف ہون خلق کیطرف یا بندہ کیطرف تو بیس ہوئے اور ہر ایک خالی نہین کہ مستعمل ہوان شرطیہ سے یا بے سے یا لام یا فی سے تو اسی ہوئے بیس کو چار مین ضرب کرنے سے اور
ہر ایک صورت چار حال سے خالی نہین ایک یہ کہ طلاق اور استثنا دونون ملفوظ ہون دوسرے یہ کہ دونون مکتوب ہون تیسرے یہ کہ طلاق ملفوظ ہو اور استثنا مکتوب چوتھے یہ کہ طلاق مکتوب
ہو اور استثنا ملفوظ تو یہ تین سو بیس ہوئے اسی کو چار مین ضرب کرنے سے اور شیخ رحمتی محشی نے ذکر کیا ہزار ایک سو بیس بلکہ چوراسی ہزار چار سو صورتین ثابت کی ہین و فوق کل
ذی علم علیم جسکو دریافت تفصیل کا شوق ہو وہ حاشیہ شیخ عابد سندھی مدنی کو ملاحظہ کرے مترجم نے خوف طوالت سے ذکر کرنا تفصیل کا ضرور نجانا انت طالق کیف شاء اللہ تطلق
رجعیۃ اور اس قول مین کہ انت طالق کیف شاء اللہ یعنی تو طلاق ہے جس کیفیت سے کہ خدا چاہے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ خلاصہ مین مذکور ہے کہ کیفیت باطل ہوگئی
بسبب تعلیق بالمشیۃ کے تو باقی رہگیا انت طالق تو اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الآفندی انت طالق ثلثا الا واحدۃ تقع ثنتان اس قول سے کہ تو طلاق ہے
تین بار مگر ایک نہین دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ استثنا اقل کا اکثر سے بالاختلاف جائز ہے یہان سے بحث استثنا تحصیلی کی شروع ہوئی بعد از فراغت استثنا تعطیلی کے بحر الرائق مین کہا کہ
استثنا دو قسم ہے ایک استثنا عرفی دوسرا استثنا وضعی استثنا عرفی مذکور ہوچکا یعنی تعلیق بالمشیۃ اور استثنا وضعی اب مذکور ہوتا ہے استثنا وضعی وہ ہے جو بعد الا یا اخوات الا کے
مذکور ہو اور ما بعد الا کا حکم مین مخالف ہوتا ہے ما قبل الا سے ما قبل الا کو مستثنی منہ کہتے ہین اور ما بعد الا کو مستثنی بولتے ہین وفی الا اثنتین تقع واحدۃ اور اس قول مین کہ انت طالق
ثلثا الا اثنتین یعنی تجھکو تین طلاق مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگی وفی الا ثلثا تقع ثلث لان استثناء الکل باطل لو کان بلفظ الصدر او مساویہ اور اس قول مین کہ انت
طالق ثلثا الا ثلثا یعنی تجھکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ استثنا کرنا کل کا کل سے باطل ہے اگر بلفظ صدر کلام یعنی مستثنی منہ کے ہو یا مین برابر اسکے ہو استثنا
بلفظ صدر کی مثال متن مین مذکور ہوچکی یعنی ثلث سے ثلث مستثنی ہوا اور مساوی کی یہ مثال ہے کہ انت طالق ثلثا الا واحدۃ وواحدۃ وواحدۃ وان بغیرہما کنسائی طوالق الا ہولاء

اور اگر چہ [illegible] مثل [illegible] واقع ہو [illegible] اگر مستثنیٰ [illegible]

[illegible] کہ انسان [illegible] مستثنیٰ [illegible] تین [illegible]

[illegible] اگر [illegible] تو [illegible] کیا [illegible]

اور [illegible] مستثنیٰ [illegible] استثنا کی [illegible] سے [illegible] الا [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] مستثنیٰ کو [illegible] ان کا مراد [illegible]

الکلام الذی [illegible] الثلث [illegible] مستثنیٰ [illegible] ہو [illegible] مستثنیٰ سے [illegible]

آتی ہیں یعنی اگر مستثنیٰ [illegible] تین طلاق سے تو آتی آخر سے استثنا ہوگا تو تین سے یعنی انت طالق عشرا الا تسعا [illegible] واحدۃ تو ایک طلاق

کہ تو طلاق [illegible] ایک [illegible] واقع ہوگی اس واسطے کہ جب نو کو دس سے گرایا تو ایک باقی رہا اور آخر استثنا کو جملہ [illegible] کے اعتبار کرتے یعنی تین طلاق

سے [illegible] کر لے [illegible] اس واسطے کہ [illegible] اول سے [illegible] ہو سکتا [illegible] نقصان اور اس قول میں کہ انت طالق عشرا ثمانیۃ یعنی تو طلاق [illegible]

اگر [illegible] طلاق [illegible] اس واسطے کہ [illegible] دس سے آٹھ ساقط کیجیے تو دو باقی رہتی ہیں و الا سبعا [illegible] اور اس قول میں کہ انت طالق عشرا الا سبعا یعنے تو

طالق ہے دس [illegible] مگر سات [illegible] تین طلاق واقع ہونگی وہی قصد والاستثنا [illegible] کا ان کا [illegible] اور جبکہ چند استثنا ہوں [illegible] تو ہر مستثنیٰ کا

اپنے [illegible] سے [illegible] مذہب نحویوں کا ہے اور اگر چند مستثنیٰ بحرف [illegible] ہوں تو ہر ایک مستثنیٰ کا اسقاط صدر سے ہوگا چنانچہ انت طالق عشرا الا خمسا و ثلثا

و الا واحدۃ میں ایک طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ خمس و ثلث اور واحد کا مجموعہ نو ہیں جب نو کو دس سے گرایا تو ایک باقی رہا کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

طالق عشرا الا تسعا الا ثمانیۃ الا سبعۃ جب مستثنیٰ متعدد بالا ہو تو اس کا ضابطہ معلوم ہوا تو دو طلاق واقع ہونگی اس قول سے کہ تو طلاق [illegible] دس مگر نو مگر آٹھ مگر سات ہم

اسکی دریافت کے دو قاعدے ہیں پہلا قاعدہ یہ کہ اول مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ سے ساقط کیا جو باقی رہا اسکو ثانی مستثنیٰ پر بڑھایا اور ثالث مستثنیٰ کو ثانی سے ساقط کیا

وعلیٰ ہذا القیاس آخر تک پھر جو باقی رہا وہی مستثنیٰ مراد ہے سو مثال مذکور میں اول مستثنیٰ تسعہ ہے اسکو عشرہ سے ساقط کیا ایک باقی رہا اسکو ثانی مستثنیٰ یعنی ثمانیہ پر زیادہ کیا تو

تسعہ ہوا پھر اس سے ثالث یعنی سبعہ کو ساقط کیا دو باقی رہ گئے لہذا شارح نے کہا کہ مثال مذکور میں دو طلاق واقع ہونگی اور دوسرا قاعدہ یہ کہ مستثنیٰ اخیر کو اسکے قریب سے

ساقط کیا جو باقی رہا اسکو اسکے قریب سے گرایا اسی طرح کرتے جائے مستثنیٰ منہ تک سو مثال مذکور میں اخیر مستثنیٰ سبعہ ہے اسکو ثمانیہ سے ساقط کیا ایک باقی رہا اسکو تسعہ سے ساقط کیا آٹھ رہے

آٹھ کو عشرہ سے ساقط کیا دو باقی رہے اسی واسطے شارح نے کہا کہ مثال مذکور میں دو طلاق واقع ہونگی کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] علیٰ عشرۃ الا تسعا الا ثمانیا الا سبعا الا ستا

الا خمسا الا اربعا الا ثلثا الا اثنین الا واحدا در لازم ہونگی مقر کو پانچ درم اس قول سے کہ مثلاً زید نے کہا کہ خالد کے مجھ پر دس درم ہیں مگر نو مگر آٹھ مگر سات مگر چھ مگر پانچ مگر چار

مگر تین مگر دو مگر ایک سو وجہ اسکی بموجب قاعدہ اولیٰ کے یہ ہے کہ مستثنیٰ اول یعنی نو کو دس سے ساقط کیا ایک باقی رہا اسکو آٹھ پر بڑھایا تو ہوئے نو اس سے سات کو ساقط

کیا دو باقی رہے انکو چھ پر بڑھایا آٹھ ہوئے اس سے پانچ کو گرایا تین باقی رہے انکو چار پر بڑھایا سات ہوئے اس سے تین کو گرایا چار باقی رہے انکو دو پر

بڑھایا چھ ہوئے اس سے ایک ساقط کیا پانچ باقی رہ گئے اور بموجب قاعدہ ثانیہ کے ایک کو ساقط کیا دو سے ایک باقی رہا اسکو تین سے گرایا دو باقی رہے انکو چار سے ساقط

کیا دو باقی رہے انکو پانچ سے گرایا تین باقی رہے انکو چھ سے گرایا تین باقی رہے انکو سات سے ساقط کیا چار باقی رہے انکو آٹھ سے گرایا چار باقی رہے انکو نو سے

ساقط کیا پانچ باقی رہے انکو دس سے گرایا پانچ باقی رہ گئے لہذا شارح نے کہا کہ مثال مذکور میں پانچ درم لازم آتے ہیں باقی رہا تیسرا قاعدہ اسکے دریافت کرنے کا سو اسکو

شارح نے اپنے اسکے قول میں بیان کیا و تقریبہ ان تاخذ العدد الاول بیمینک والثانی بیسارک والثالث بیمینک والرابع بیسارک [illegible] تسقط ما فی [illegible]

بما بیمینک [illegible] فھو الواقع اور تقریب اسکے دریافت کی یہ ہے کہ عدد اول کو اپنے داہنے ہاتھ میں اور عدد ثانی کو اپنے بائیں ہاتھ میں [illegible]

ثالث کو اپنے داہنے مین اور عدد رابع کو اپنے بائین مین اور اسیطرح لیتا جا ایک داہنے مین اور ایک بائین مین آخر تک پھر ساقط کر بائین ہاتھ کے اعداد کو داہنے ہاتھ کے
اعداد سے پھر جسقدر بعد اسقاط کے باقی رہینگے ہی واقع ہو تو مثال مذکور مین مستثنیٰ اول کو یعنی نو کو داہنے ہاتھ مین لیا اور ثانی کو یعنی آٹھ کو بائین مین لیا پھر ثالث یعنے
سات کو داہنے مین لیا اور رابع کو یعنی چھ کو بائین مین لیا پھر خامس یعنی پانچ کو داہنے مین اور سادس یعنی چار کو بائین مین لیا پھر سابع یعنی تین کو داہنے مین اور
ثامن یعنی دو کو بائین مین لیا باقی رہا ایک اسکو داہنے مین لیا تو داہنے مین نو اور سات اور پانچ اور تین اور ایک مجتمع ہوئے جنکا مجموعہ ہوا پچیس اور بائین مین آٹھ اور چھ اور چار اور دو
مجتمع ہوئے جنکا مجموعہ ہوا بیس پھر بائین ہاتھ کے اعداد کو یعنی بیس کو داہنے کے اعداد سے یعنی پچیس سے ساقط کیا تو پانچ باقی رہ گئے لہذا شارح نے کہا کہ مثال مذکور کے اقرار سے پانچ
درم لازم آتے ہین اخراج لبعض التطلیقۃ لغو بخلاف ایقاعہ ایک طلاق کے بعض کو نکالنا بطریق استثنا کے لغو ہے بخلاف اسکے ایقاع کے یعنی مثلاً نصف طلاق کا
واقع کرنا لغو نہین بلکہ نصف سے پوری ایک طلاق واقع ہوگی چنانچہ اوائل باب مین مذکور ہو چکا لیکن نصف یا ثلث کا استثنا کرنا صحیح نہین فلو قال انت طالق ثلثا
الا نصف تطلیقۃ وقع الثلاث فی المختار وعن الثانی ثنتان فتح تو اگر زوج نے کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین مگر آدھی طلاق تو قول مختار مین تین طلاق واقع ہونگی
اسواسطے کہ بعض طلاق کا استثنا لغو ہے اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ دو ہی طلاق واقع ہونگی کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ انکے نزدیک استثنا بعض کا صحیح ہے مانند ایقاع کے

وفی السراجیۃ انت طالق الا واحدۃ تقع ثنتان انتہی فکانہ استثنی من ثلث مقدرۃ اور سراجیہ مین ہے کہ اس قول مین کہ تو طالق ہے مگر ایک دو طلاق واقع ہونگی انتہی کلامہ تو گویا
استثنا کیا تین سے جو مقدر ہین سالت المرأۃ الطلاق فقال انت طالق خمسین طلقۃ فقالت المرأۃ ثلث تکفینی فقال ثلث لک والباقی لصواحبک
ولہ ثلث نسوۃ غیرہا تطلق المخاطبۃ لا غیرہا اصلا ہو المختار لصیرورۃ الباقی لغوا فلم یقع لصرفہ لصواحبہا عورت نے مانگی عورت نے طلاق سو زوج نے کہا کہ تو طالق ہے
پچاس طلاق کر تو عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاق کافی ہین سو زوج نے کہا تین طلاق تجھکو اور باقی تیری ساتھ والی سوتون کیواسطے اور حالانکہ اس مرد کے تین عورتین اور ہین
سوا مخاطبہ کے تو مخاطبہ ہی مطلقہ ہوگی نہ اسکے سوا کوئی یہی قول مختار ہے بسبب جانے باقی طلاقون کے لغو یعنی پچاس مین سے سینتالیس کے باطل ہو گئے تو اسکی سوتون پر لغو طلاق کے صرف کرنے
سے کچھ نہ واقع ہوگا فروع مسائل ملحقہ شارح کے فی ایمان الفتح مالفظہ وقد عرف فی الطلاق انہ لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار
فانت طالق وقع الثلاث واقرہ المصنف ثمہ فتح القدیر کے باب الایمان مین یہ مسئلہ بین لفظ مذکور ہے جیسا کہ شارح نے ذکر کیا یعنی باب الطلاق مین معلوم ہو چکا ہے کہ اگر زوج نے
کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہے اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہے اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہے تو تین طلاق واقع ہونگی دخول سے اگرچہ دخول ایک ہی بار
ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اور مصنف نے منح الغفار مین اسکو ثابت رکھا ہے باب الایمان مین ان سکنت ہذہ البلدۃ فامرأتہ طالق فخرج فورا وخلع امرأتہ ثم سکنہا فی العدۃ لم تطلق
بخلاف فانت طالق فلیحفظ کہا اگر مین رہون اس شہر مین تو اسکی زوجہ مطلقہ ہے یعنی میری زوجہ پھر فوراً شہر سے نکلگیا پھر اپنی زوجہ سے خلع کیا بعد اسکے اسی شہر مین آ بسا
عدت گذرنے مختلعہ کے تو بسبب اس بسنے کے وہ عورت مطلقہ نہوگی اسواسطے کہ شرط پائی جانے کیوقت وہ عورت اسکی زوجہ نہین کذا فی البحر بخلاف اس مسئلہ کے یہ ہے کہ اگر کہا اپنی
زوجہ سے کہ اگر مین اس شہر مین رہون تو تو مطلقہ ہے پھر فوراً نکل گیا پھر اس سے خلع کیا پھر بعد اسکے شہر مین آ رہا تو مخاطبہ مطلقہ ہوگی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اسواسطے کہ اسصورت مین
تعلیق ہو سکتی ہے تقیید زوجیت نہین بخلاف پہلی صورت کے کذا فی حاشیۃ المدنی ان تزوجتک ان تزوجتک فانت کذا لم تقع حتی تتزوجہا مرتین بخلاف ما لو لم یؤخر الجزاء فلیحفظ
اگر مین تجھسے نکاح کرون اور اگر مین تجھسے نکاح کرون تو تو ایسی ہے یعنی مطلقہ ہے تو مخاطبہ پر طلاق نہ واقع ہوگی یہانتک کہ اس سے دو بار نکاح کرے بخلاف اسکے وہ
صورت ہے کہ اگر جزا کو موخر نلا دے سو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی اگر جزا کو شرط پر مقدم کریگا یا درمیان مین لاویگا دونون شرطون کے تو ایک ہی بار نکاح کرنے سے مخاطبہ مطلقہ
ہوگی تقدیم جزا کی مثال انت طالق ان تزوجتک وان تزوجتک اور توسیط جزا کی مثال ان تزوجتک فانت طالق وان تزوجتک کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر والہندیۃ
ان غبت عنک اربعۃ اشہر فامرک بیدک ثم طلقہا فاعتدت فتزوجت ثم عادت للاول ثم غاب اربعۃ اشہر فلہا ان تطلق نفسہا ولو اختلعت لا لانہ تنجیز والاول تعلیق زوج نے
کہا کہ اگر مین تجھسے غائب ہون چار مہینے تو امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہے پھر اسکو طلاق دی یعنی کہ تین سے پھر عورت نے بعد عدت کے زوج ثانی سے نکاح کیا پھر مطلقہ ہوئی اور

بعد عدت کے نہ ہو دل کے حق میں ہوگی بعد کے مرد غائب ہو پھر بعد عورت کی [illegible] ہے کہ انتہا ہو سو مسئلہ کرنے میں [illegible] ہو گئے تو
دونوں پیشتر ختم نہ ہوئے اگر مرد نے قسم کھائی یعنی تیری جنس زوجہ کو مدت معین کی مدت کے بعد ہو پیشتر ختم کیا ہو انتہا مسئلہ کو مدت تو نہ آئی رہنے کی صورت
میں جمع ہو کہ بعض یعنی تنویص منجملہ اسکی عدم ہو کہ جب کہ منہ تو تیرے بیچ کی اور مثال مل حیض ہو تو مثال یہی ہے اس کی شکل کذا فی حاشیہ سمنی الدار
سے قدم نہ رکھا ہے فقال لیتی یکون نقدات منہ فقال ان دخلت فلم یدخلا تا انتہا کذا فی نیا و ق ثمنی الفدیہ حق لہا انہ ہے زوجہ کو مستقل بیٹھ کے تو وہ بیٹھ کہتا
تو زوج نے کہا یہ امر کیا ہے اس صورت مذکور کی بعد تو عورت کو اسکا مسئلہ کی کہی گئی تو تو ایسی ہو بعض معلقہ ہو کر زوج اور زوجہ مذکورہ حول گئے یہ انتک کہ کل مسئلہ
دن گذر گیا تو طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ بقائے تعلیق وقت میں مکان ہے یہیں شرط ہو بیان اسباب ان کے کہ وقت باقی نہ ہو ایسی ہے کہ تعلیق باطل ہو گئی منتقی یا تہما
لا تعلق بعبارات فراعمان سیقفا حنث قسم کھائی کہ عورت سے صحبت کرونگا پھر بیت لیا اس عورت آئی اور اسنے صحبت کی تو اور در حالت جماع میں کیا ہو کہ تو حانث
ہوگا ان لم تجامعک مع المباح فعلی الزنا اظہار منہ نے عورت سے کہا کہ اگر میں تجھکو آسودہ نہ کروں جماع سے تو تجھکو طلاق ہے تو یہ آسودگی عورت کے انزال پر موقوف ہوا اسواسطے
آسودگی سے مراد کسر شہوت ہے جسبب جماع کے سو بدون انزال کے نہیں ہوتی ان لم اجامعک الف مرۃ فکذا فعلی المبالغہ لا العدد مرد نے کہا کہ اگر میں تجھ سے ہزار بار جماع نہ کرون
تو وہ مطلقہ ہے تو یہ محمول مبالغہ اور کثرت جماع پر ہے نہ اس عدد خاص پر جیسا کہ کہا کہ ہزار بار کثیر میں داخل ہے کذا فی حاشیۃ الشیخ ان عشقتک فعلی جماع الفرج واما لو وطی ما دون الفرج
بالقدم حنث بوطئنا مرد نے عورت سے کہا کہ اگر میں تیری وطی کروں تو تو طالق ہے تو یہ وطی جماع شرمگاہ پر محمول ہے اسواسطے کہ متبادر وطی سے جماع ہی ہے اور اگر زوج
وطی سے قدم سے روندنا اور کچلنا مراد لیگا تو اس معنی سے بھی حانث ہوگا جیسا کہ جماع سے لامرأۃ جنب واحائض ونفساء فقال احدکن طالق حلفت نفساء ایک کی تھی کہ وہ
اسکی جنب ہو جماع سے یا احتلام سے اور دوسری حائض ہے اور تیسری نفاس والی ہے سو اس نے کہا تم عورتوں میں سے گندہ قرار دی گئی عورت مطلقہ ہے تو نفاس والی
عورت پر طلاق واقع ہو گی وفی احدکن فعلی الحائض اور اگر مرد نے کہا ان عورتوں کو کہ تم میں سے اخبث کو طلاق ہے تو حائض پر طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ وہ زیادہ تر
اخبث اور سیہ ہے نفاس سے کذا فی حاشیۃ المدنی قال لی الیک حاجۃ فقال امرأتہ طالق ان لم اقضہا فقال ہی ان تطلق امرأتک فلان لا تصدقہ شاہد زید کہا
خالد سے کہ میری کچھ حاجت ہے تیری طرف تو خالد نے کہا کہ اسکی زوجہ مطلقہ ہے اگر میں تمہاری حاجت نکروں سو زید نے کہا کہ وہ حاجت تو یہی ہے کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق
دے تو خالد کو جائز ہے کہ زید کی تصدیق نکرے اسواسطے کہ احتمال ہے دروغگوئی زید کا ممکن ہے شاید کہ اسکی حاجت کچھ اور ہو جیسے دیکھا کہ قسم کھائی تو زوج یا زوجہ کی شرمندگی
کیواسطے یون اظہار کیا علاوہ اسکے جب زوج اور زوجہ میں وجود شرط کا اختلاف ہو تو زوج ہی کا قول معتبر ہے تو جنی کے ساتھ بطریق اولی معتبر ہوگا کذا فی حاشیۃ الشیخ قال
لاصحابہ ان لم اذہب بکم اللیلۃ الی منزلی فامرأتہ کذا فذہب بہم بعض الطریق فاخذہم اللصوص لم یحنث کہا ایک شخص نے اپنے ساتھیوں سے کہ اگر میں لیجا نہ جاؤں تم کو آج کی رات اپنے گھر
کیطرف تو اسکی عورت مطلقہ ہے سو اسکو لیجا رہا تھا جو ایک راہ تو بیچ راہ کے اسکو قزاقوں نے آ اور قید کر رکھا سب کو کہ گھر تک پہونچ سکے تو وہ شخص حانث نہوگا طلاق نہ واقع ہو گی اسواسطے کہ تعلیق
لیجانے پر تھی نہ گھر میں داخل کرنے کی سو یہ تو متعلق ہو چکا ان خرجت من الدار الا باذنی فخرجت لحریق لا یحنث کہا زوج نے زوجہ کو کہ اگر تو گھر سے نکلیگی بدون حکم میرے تو تو طالق ہے
پھر سو تیکی لیسبب آگ لگنے گھر کے تو زوج حانث نہوگا اور یہی حال ہے خوف انہدام اور خوف غرق او رخوف اسکے کا اسواسطے کے ایسے یمین سے مراد یہی ہے اور ایسے امور عرف میں
یمین سے مستثنی ہوتے ہیں ملفا لیس بنا ختم بیع لیس الا حنث قسم کھائی شہر یا گھر سے نکلنے کی نہ چلنے کا پھر بیا کسی بعولی چیز لینے کیو اسطے تو حانث ہوگا ان لم تبع فہلان
اور ان لم تردی ثوبی الساعۃ فانت طالق فجاذبہ فلان من جانب اخر فنفسہ او افندہ الثوب قبل دفعہا لم یحنث کہا زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو فلاں شخص کو نہ لا دیگی
تو تو طالق ہے یا یوں کہا کہ اگر تو میرا کپڑا اسی دم نہ پھیر دیگی تو تو طالق ہے پھر فلانا شخص خود آ گیا دوسری طرف سے یا زوج نے فورا اپنا کپڑا لے لیا عورت کے دینے
سے پہلے تو حانث نہوگا کذا ان لم ادفع الیک الدینار الذی علی الی راس الشہر فکذا فابرأہ قبل الشہر بطل الیمین اسی طرح حانث نہوگا اس قول میں کہ زوج نے
زوجہ سے کہا کہ اگر میں تجھکو نہ دوں وہ اشرفی جو مجھ پر قرض ہے تیرا اس مہینے کے شروع تک تو تو طالق ہے پھر زوجہ نے وہ اشرفی زوج کو معاف کر دی اس مہینے کے ختم سے پہلے

تو یمین باطل ہوگئی طلاق نہ واقع ہوگی حلف لیخرجن ساکن دارہ الیوم والساکن ظالم فالیمین علی اخراجہ بالتلفظ باللسان قسم کھائی کہ ضرور نکالیگا اپنے گھر کے
رہنے والے کو آج کے دن اور رہنے والا اُسکے گھر کا مرد ظالم ہے سو اگر گھر والے کو اُسکا نکالنا ممکن نہو تو براءۃ یمین یعنی واسطے قسم فقط زبان کے بولنے پر ہے یعنی زبان سے
یوں کہے کہ میں نے تجھکو اپنے گھر سے نکالا تو حانث نہوگا بقی مایکتب فی التعالیق متی نقلہا او تزوج علیہا او ابرأتہ من کذا او من باقی صداقہا او لو دفع لہا الکل
بل تبطل الظاہر لا لتصحیح براءۃ الاسقاط والرجوع باقی رہا کلام اُنمیں جو تعالیق میں لکھا جاتا ہے کہ جب زوج زوجہ کو شہر سے باہر لیجائیگا یا اُسپر دوسرا
نکاح کریگا یا کہ زوج زوجہ کو ذاتی قرض سے ابرا کرے یا باقی مہر سے ابرا کرے تو زوجہ مطلقہ ہے سو اگر زوج زوجہ کو کل قرض یا سب باقی مہر دے تو آیا تعلیق براءۃ کی
باطل ہوگی یا نہیں جواب ظاہر یہ ہے کہ زوج کے دینے سے تعلیق نہ باطل ہوگی اسواسطے کہ فقہا نے صرح کیا ہے کہ بعد وصول دین کے بھی براءۃ اسقاط صحیح ہے اور جو دیا ہے اُسکا
پھیر لینا درست ہے اور تعالیق سے مراد وہ وثائق ہیں جو عقد نکاح کیوقت شروط لکھے جاتے ہیں براءۃ اسقاط یہ کہ دائن مدیون کو یا دین معاف کردے یا حق اُسکی گردن سے ساقط
کرے سو براءۃ اسقاط قبل وصول دین کے بھی ہوتی ہے اور بعد وصول کے بھی لیکن مدیون بعد براءۃ اسقاط کے جو دیا تھا اُسکو پھیر سکتا ہے اسواسطے کہ وہ براءۃ سے فارغ الذمہ
ہوگیا پھر جب براءۃ بعد وصول کے بھی صحیح ہوتی تو تعلیق براءۃ کی کیونکر باطل ہوگی تو بعد براءۃ کے طلاق واقع ہوگی حلف باللہ انہ لم یدخل ہذہ الدار الیوم ثم قال عبدہ
حر ان لم یکن دخل الیوم لا کفارۃ ولا یعتق عبدہ اما للصدق او لانہا غموس و لا مدخل للقضاء فی الیمین باللہ ایک شخص نے قسم کھائی اللہ کی کہ وہ داخل نہیں ہوا اس گھر میں
آج پھر بولا کہ اُسکا غلام آزاد ہے اگر آج اس گھر میں داخل ہوا ہو تو اسپر کفارہ قسم کا نہ لازم آویگا اور اُسکا غلام بھی نہ آزاد ہوگا کفارہ نہ لازم آویگا بسبب صدق اُس شخص کے
یعنی عدم دخول دار کے یا اس سبب سے کہ وہ قسم غموس ہے اور غموس میں گناہ ہے کفارہ نہیں اور قاضی کے حکم کو کچھ دخل نہیں خدا کی قسم میں خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں قسمیں متناقض ہیں
اگر ایک میں صادق ہوگا تو بالضرور دوسری میں کاذب ہوگا اور آزادی غلام کی ثابت نہوگی جبتک پہلی قسم میں صادق نہو اور پہلی قسم میں باللہ ہے اور اُسمیں قاضی کے حکم کو دخل
نہیں پھر بدون قاضی کے اُسکا صادق یا کاذب رہنا کیونکر ثابت ہو لہذا اس مسئلہ میں نہ کفارہ ہے نہ عتق حتی لو کانت یمینہ الاولی بعتق او طلاق حنث بالیمین لدخولہما
فی القضاء یہانتک کہ اگر اُسکی پہلی قسم عتق یا طلاق کی ہوگی تو وہ شخص دونوں قسموں میں حانث ہوگا بسبب داخل ہونے دونوں یمین کے قاضی کے حکم میں باقی بیان اسکا باب
عتق البعض میں انشاء اللہ تعالی آویگا اخذت من مالہ درہما فاشترت بہ لحما فخلطہ اللحام بدراہمہ قال زوجہا ان لم تردیہ الیوم فانت کذا فحیلتہ ان تاخذ کیس اللحام وتسلمہ للزوج
ولو ضاع عن اللحام فان لم یعلم انہ ذہب او سقط فی البحر لا یحنث لیا زوجہ نے زوج کے مال سے ایک درم پھر اُس سے گوشت مول لیا اور قصاب نے اُس درم کو اپنے
درموں میں ملا ڈالا اور اُسکے زوج نے کہا کہ اگر اُس درم کو آج نہ پھیر لاویگی تو تو طالق ہے تو تدبیر اسکی یہ ہے کہ عورت قصاب کی تھیلی جسمیں وہ درم داخل ہے لاوے اور زوج کو
دیدے اور اگر وہ درم قصاب سے ضائع ہوا تو جبتک یہ معلوم نہو کہ وہ درم پگھلا یا گیا یا دریا میں گر گیا تو زوج حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسکا پھر ملنا ممکن ہے بخلاف
ذوب اور سقوط فی البحر کے حلف ان لم یکن الیوم فی العالم او فی ہذہ الدنیا فکذا فحبس لو فی بیت حتی مضی الیوم قسم کھائی کہ اگر ہوں میں آج جہان میں یا اس دنیا میں
تو اُسکی زوجہ مطلقہ ہے تو وہ شخص محبوس کیا جاوے اگرچہ کسی گھر ہی میں قید رہے یہانتک کہ وہ دن گذر جاوے تو جبکہ وہ قید ہوگا حانث نہوگا طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے
کہ حقتعالی نے قرآن مجید میں حبس پر نفی من الارض کا اطلاق کیا ہے چنانچہ فرمایا (او ینفوا من الارض) تو گویا وہ حبس سے دنیا میں نہ ہوا اس مسئلہ میں عرف کا اعتبار نہیں
طحطاوی نے کہا کہ شارح کو بجائے ان لم اکن کے ان اکن کہنا واجب تھا اسواسطے کہ تعلیق وجود حالف پر ہے نہ عدم پر مترجم نے اسیواسطے ترجمہ مضارع مثبت کا کیا نہ منفی کا کیا
ولو حلف ان لم یخرب بیت فلان غدا فقید و منع حتی مضی الغد حنث ہو المختار اور اگر قسم کھائی کہ اگر میں نہ ویران کروں فلانے کے گھر کو کل تو ایسا ہو پھر اُسکے پاؤں میں بیڑیاں
ڈالی گئیں اور روکا گیا ویران کرنے سے تو وہ حانث ہوگا یہی قول مختار ہے فتوی کیواسطے کذا ان لم اخرج من ہذہ المنزل فکذا فقید و ان لم اذہب بک الی منزلی فاخذ ما ذہبت
منہ ان لم تحضری اللیلۃ منزلی فکذا فمنعہا ابوہا حنث فی المختار اسیطرح حانث ہوگا جسنے یوں کہا کہ اگر میں نکلوں اس گھر سے ایسا ہو پھر اُسکے بیڑیاں ڈالی گئیں یا یوں کہا
اپنی زوجہ سے کہ اگر میں تجھکو اپنے گھر نہ لیجاؤں تو ایسا ہو پھر اُس عورت کو پکڑا سو وہ اُس سے چھوٹ بھاگی یا یوں کہا عورت سے کہ اگر تو حاضر نہوگی آج کی رات

[illegible]

باب طلاق المريض

یہ باب ہے طلاق مریض کے احکام میں جبکہ مصنف طلاق تندرست سے اور اقسام طلاق سے یعنی تخییر اور تعلیق اور صریح اور کنایہ سے فارغ ہوئے تو اب طلاق مریض کی شروع [illegible]

[illegible] عورت کی وراثت [illegible] مال کی وارث [illegible]

[illegible] مرض [illegible]

[illegible] کذا فی البزازیہ [illegible]

[illegible] قولہ [illegible] المجتبی [illegible]

[illegible] فالج [illegible] عالمگیری [illegible]

[illegible] شمس الدین سرخسی سے کذا فی حاشیۃ [illegible]

یہ بیماریاں بڑھتی جاتی ہوں مانند مریض کے ہے فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جبتک ان بیماریوں پر مرض کی ترقی ہو تو مریض کے مانند ہیں اور جب ترقی موقوف ہو گئی تو مانند
صحیح میں ہے او بارز رجلا اقوی منہ او قدم لیقتل من قصاص او رجم او بقی علی لوح من السفینۃ او افترسہ سبع وبقی فی فیہ فار بالطلاق خبر من یا علیہ بلا کی کا اسطرح
پر ہو کہ جنگ کرے اپنے سے زیادہ زور آور مرد سے یا پیش کیا گیا ہو قتل کرنے کے واسطے خون کے بدلے سے یا سنگسار میں یا باقی رہ گیا ہو ایک تختہ پر کشتی کے تختوں سے
یا پکڑا ہو اسکو درندہ جانور نے اور اسکے منہ میں بچ رہا ہو تو ایسا شخص فار بالطلاق ہے اسکو طلاق دینا جائز نہیں اسواسطے کہ عورت کا حق اسکے مال میں متعلق ہو چکا شامل ہے
کمالہ فار بالطلاق خبر لمن غالب حالہ الہلاک کی یعنی جس پر غالب بلا کی کا ہو خواہ بیماری سے خواہ قوم کی جنگ سے خواہ تقدیم قتل وغیرہ سے وہ فار ہے ولا یصح تبرعہ الا من
الثلث او صحیح نہیں تبرع فار کا گر تہائی مال سے تبرع سے مراد عقود غیر لازمہ جیسے وقف یا نکاح کیا زیادہ مہر مثل سے فلو ابانہا وہی من اہل المیراث علم باہلیتہا ام لا کان اسلمت
او عتقت ولم یعلم سو اگر فار نے عورت کو طلاق بائن دی اور عورت اہل تھی میراث کی یعنی حرہ مسلمہ تھی زوج اسکی اہلیت کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو چنانچہ اسکی زوجہ کتابیہ
مسلمان ہو گئی یا اسکی زوجہ لونڈی تھی آزاد ہو گئی اور زوج کو اسکا اسلام یا آزاد ہونا معلوم نہو طائعا بلا رضاہا فلو اکرہ او رضیت لم ترث طلاق بائن دی اپنی خوشی
بدون رضامندی زوجہ کے تو اگر طلاق میں زبردستی ہوئی زوجہ کی زوج پر یا کہ عورت راضی ہو گئی اپنی طلاق سے تو وارث نہوگی اسواسطے کہ عورت نے اپنا حق آپ قطع کیا
اور یہ مراد نہیں کہ غیر زوجہ کا اکراہ معطل ہے وراثت کا اسواسطے کہ اس صورت میں عورت کا کچھ قصور نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی لہذا مترجم نے ترجمہ میں اکراہ زوجہ کی قید زیادہ
کی ولو اکرہت علی رضاہا او جامعہا ابنہ کرہا ورثت اور اگر عورت پر جبر ہوا اسکے راضی ہونے پر یعنی عورت سے بزبردستی طلاق کا سوال کر دیا یا زوج کے بیٹے نے زبردستی عورت سے
صحبت کی تو عورت وارث ہوگی اسواسطے کہ جبر میں رضامندی نہیں وہو کذلک الی الحال ومات فیہ فلو صح ثم مات فی عدتہا لم ترث اور حالانکہ زوج طلاق دینے والا ایسا ہی
بیمار تھی حال سے بنا رہا اور اسی مرض میں مر گیا تو اگر زوج بعد طلاق کے تندرست ہو گیا پھر زوجہ کی عدت میں مر گیا تو زوجہ نہ وارث ہوگی اسکی بذلک السبب او بغیرہ کان قتل
المریض او یموت بجہۃ اخری فی العدۃ المدخولۃ ورثت ہی منہ لا ہو منہا لرضاہ باسقاط حقہ اسی مرض ہی کے سبب سے موت ہو زوج کی یا اسکے سوا جیسے مریض قتل کر ڈالا جاوے
یا کسی اور جہت سے مر جائے عدت میں عدت کی قید مدخولہ کیواسطے ہے تو مطلقہ وارث ہوگی زوج کی اور اگر عورت اول مر گئی تو زوج اسکا وارث نہوگا بسبب راضی ہونے زوج کے اپنے
اسقاط حق سے مع متن میں لفظ ورثت کا جزا ہے شرط کی یعنی فلو ابانہا کی تو متن کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ اگر طلاق بائن دیگا اپنی خوشی اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر جائیگا تو
عورت مطلقہ اسکی وارث ہوگی موت اسکی اسی بیماری سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور مدخولہ کی قید سے خلوت والی عورت نکل گئی اسواسطے کہ ہر چند اسپر عدت واجب ہے لیکن وہ وارث نہیں
ہوتی وعند احمد ترث بعد العدۃ ما لم تتزوج باخر اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک زوجہ فار کی وارث ہوگی بعد عدت کے بھی جبتک وہ دوسرے زوج سے نکاح نکرے اور یہی مذہب ہے
اسحق اور ابن ابی لیلی کا اور امام مالک کے نزدیک اگرچہ سو ازواج سے نکاح کریگی تو بھی وارث ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا ترث طالبۃ رجعیۃ او طلاق فقط طلقت
بائنا او ثلثا لان الرجعی لا یزیل النکاح حتی یحل وطیہا ویتوارثان فی العدۃ مطلقا اور اسیطرح وارث ہوگی رجعی طلاق یا فقط طلاق کی مانگنے والی جو مطلقہ ہو گئی ایک طلاق
بائن کی یا تین طلاق کی اسواسطے کہ طلاق رجعی نکاح کو زائل نہیں کرتی یہانتک کہ وطی اسکی حلال ہے اور زوجین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں عدت کے اندر ہر طرح سے یعنی خواہ صحت میں
طلاق رجعی دی ہو خواہ بیماری میں اور اگر عدت منقضی ہو گئی تو نکاح زائل ہوگا ولا تلغی اہلیتہا الا [illegible] وقت الموت بخلاف البائن اور کفایت کرتی ہے اہلیت عورت کی وراثت کے واسطے
زوج کی موت کے وقت بخلاف بائن کے کہ اسمیں طلاق اور موت دونوں وقتوں میں اہلیت وراثت کی شرط ہے وکذا ترث مبانۃ قبلت او طاوعت ابن زوجہا فی الحرمۃ بینونۃ اور اسیطرح وارث
ہوگی مطلقہ بائنہ جسنے بوسہ لیا اپنے زوج کے بیٹے کا یا بخوشی اس سے ہم صحبت ہوئی بواسطے آنے حرمت کے بسبب طلاق بائن دینے زوج کے یعنی اول جدائی زوج کیطرف سے ہوئی
نہ زوجہ کیطرف سے سو تقبیل بلوطی زوجہ کی مبطل وراثت کی نہوگی ومن لاعنہا فی مرضہ او آلی منہا مریضا کذلک ای ترثہ لما مر اور جسنے لعان کیا اپنی عورت سے اپنی بیماری
میں یا ایلا کیا اس سے حالت بیماری میں اسکا بھی ایسا ہی حکم ہے یعنی عورت وارث ہوگی زوج کی چنانچہ اسکی وجہ مذکور ہو چکی یعنی فرقت زوج کیطرف سے ہوئی نہ عورت کیطرف سے وان آلی
فی صحتہ وبانت بہ ای بالایلاء فی مرضہ او ابانہا فی مرضہ فصح فمات او ابانہا فارتدت فاسلمت فمات لا ترثہ لانہ لا بد ان یکون المرض الذی طلقہا

[illegible]

[illegible] ولو كان الزوج محصورا او محبوسا او في صف القتال [illegible]

[illegible] او محموما او محبوسا لقصاص او رجم لا ترث لغلبة السلامة [illegible]

[illegible] لا تكون فارا [illegible]

[illegible] او علق طلاقها البائن بفعل اجنبي [illegible]

التعليق [illegible] في مرضه او علق طلاقها بفعل نفسه وهما في المرض او الشرط فقط فيه او علق بفعلها ولا بد لها منه [illegible]

وهما في المرض او الشرط فيه فقط ورثت [illegible] جبکہ معلق کیا مریض نے عورت کی طلاق بائن کو اجنبی کے فعل پر [illegible]

[illegible] فعل ہو اور حالانکہ اس فعل سے عورت کو چارہ نہیں یعنی ضروری ہو خواہ باعتبار طبیعت بشری کے خواہ باعتبار شریعت کے جیسے [illegible]

دونوں یعنی تعلیق اور شرط مرض میں ہوئی یا فقط شرط مرض میں ہوئی تو ان سب صورتوں میں عورت وارث ہوگی [illegible]

[illegible]

عورت مرگئی تو زوج اسکا وارث نہوگا اسواسطے کہ بسبب کہ طلاق اور تزوج کے اپنے اسقاط حق پر راضی ہوا (فی تخییر ها لا ترث و یہ ما اذا کان التعلیق ای الاحق) فقط

او بفعلها و لها منه بدا و ران صورتون کے تخییر مین وارث نہوگی اور وہ تخییر وہ ہی جبکہ تعلیق او شرط دونون صحت مین ہوتے خواہ تعلیق اجنبی کے فعل پر ہو خواہ وقت کے آنے

پر خواہ زوج یا زوجہ کے فعل پر یا فقط تعلیق صحت مین ہو یا تعلیق ہو عورت کے فعل پر اور حالانکہ وہ فعل ایسا کہ اسکو لابد نہین خواہ تعلیق و شرط دونون مرض مین ہون خواہ تعلیق

صحت مین ہو اور شرط مرض مین حاصلها ستة عشر لان التعلیق اما بمجی وقت او بفعل اجنبی او بفعله او بفعلها و کل وجه علی اربعة لان التعلیق و الشرط اما فی الصحة او فی المرض او

احدها و قد علم حکمها خلاصہ اسکا یہ ہے کہ سولہ صورتین ہین اسواسطے کہ تعلیق طلاق کی یا وقت کے آنے پر ہو یا اجنبی کے فعل پر یا زوج کے فعل پر یا عورت کے

فعل پر تو یہ چار صورتین ہوئین اور ہر وجہ چار وجہ پر ہے اسواسطے کہ تعلیق اور شرط یا صحت مین ہین یا مرض مین یا ایک صحت مین اور دوسرا مرض مین یعنی تعلیق

صحت مین اور شرط مرض مین یا شرط صحت مین اور تعلیق مرض مین تو یہ سولہ صورتین ہوگئین چار کو چار مین ضرب کرنے سے اور بالتحقیق معلوم ہو چکا حکم بہر

صورت کا کہ چھ صورتون مین عورت وارث ہے اور دس صورت مین نہین ہم تفصیل وجوہ مذکورہ کے احکام کی لکہتے ہین پہلی صورت یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور

تعلیق اور فعل اجنبی مرض مین ہوئی تو عورت وارث ہوگی ۲ صورت یہ کہ تعلیق اور فعل مذکور صحت مین ہوئی تو وارث نہوگی ۳ صورت یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق

ہوئی صحت مین اور شرط مرض مین تو بھی وارث نہوگی ۴ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی مرض مین اور شرط صحت مین تو بھی وارث نہوگی ۵ یہ کہ تعلیق کی وقت کے

آنے پر اور تعلیق اور شرط دونون مرض مین ہوئی تو وارث ہوگی ۶ یہ کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر اور تعلیق اور شرط صحت مین ہوئی تو وارث نہوگی ۷ یہ کہ تعلیق کی وقت

کے آنے پر لیکن تعلیق صحت مین ہوئی اور شرط مرض مین تو بھی وارث نہوگی ۸ یہ کہ تعلیق کی وقت کے آنے پر لیکن تعلیق ہوئی مرض مین اور شرط صحت مین تو بھی وارث نہوگی ۹ یہ کہ تعلیق

کی اپنے فعل پر اور تعلیق اور شرط دونون مرض مین ہوئی تو وارث ہوگی ۱۰ یہ کہ تعلیق کی اپنے فعل پر اور تعلیق اور شرط صحت مین ہوئی تو وارث نہوگی ۱۱ یہ کہ تعلیق کی اپنے فعل

پر مگر تعلیق ہوئی صحت مین اور شرط مرض مین تو وارث ہوگی ۱۲ یہ کہ تعلیق کی اپنے فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض مین اور شرط صحت مین تو وارث نہوگی ۱۳ یہ کہ تعلیق کی عورت کے

فعل پر اور تعلیق اور شرط دونون مرض مین ہوئی تو عورت وارث ہوگی ۱۴ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط صحت مین ہوئی تو وارث نہوگی ۱۵ یہ کہ تعلیق کی عورت کے

فعل پر مگر تعلیق ہوئی مرض مین اور شرط صحت مین تو وارث ہوگی ۱۶ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر مگر تعلیق ہوئی صحت مین اور شرط مرض مین تو وارث نہوگی کذا فی حاشیۃ

المدنی قال لها فی صحته ان شئت انا و فلان فانت طالق ثلثا ثم مرض فشاء الزوج و الاجنبی الطلاق معا او شاء الزوج ثم الاجنبی

لم ترث الزوج لا ترث کہا زوج نے زوجہ سے اپنی صحت مین کہ اگر مین چاہونگا اور فلانا شخص چاہیگا تو تو طالق ہے تین بار پھر بیمار ہوا زوج پھر چاہا زوج اور اجنبی نے

طلاق کو ساتھ یا کہ اول زوج نے چاہا بعد اسکے اجنبی نے پھر زوج مر گیا تو عورت وارث نہوگی و ان شاء الاجنبی اولا ثم الزوج ورثت کذا فی الخانیۃ و الفرق الاتی

او بمشیئۃ الاجنبی و لا اصار الطلاق معلقا علی فعله فقط اور اگر چاہا طلاق کو اجنبی نے پہلے پھر زوج نے چاہا تو عورت وارث ہو گی کذا فی الخانیۃ اور فرق دونون صورتون

مین پوشیدہ ہے اسواسطے کہ اجنبی کے اول خواہش کرنے سے طلاق معلق ہوگی فقط زوج ہی کے فعل پر یعنی تمامی علت طلاق کی زوج ہی کے فعل پر ہوئی بخلاف اول صورت کے

کہ اسمین مشیئت زوج کی جزو ہے علت کی نہ تمامی علت کی قصاص و فاء ای البعض مرض الموت و الزوجۃ علی ثلث فی الصحۃ و علی مضی العدۃ ثم اقر لها بدین او عین

او اوصی لها بشیء فلها الاقل منه ای من الاقرار او الوصیۃ و من المیراث للتہمۃ مرض الموت والے بیمار نے اور زوجہ نے اتفاق کیا صحت کی تین طلاق پر اور انقضاء عدت پر

پھر زوج نے اقرار کیا عورت کے دین کا یا سوائے نقد کے کسی جنس کا یا زوج نے وصیت کی عورت کے واسطے کسی چیز کی تو عورت کو اقرار یا وصیت اور میراث جو کمتر ہوگا وہ ملیگا یعنی

اگر اقرار یا وصیت کا مال کمتر ہے میراث سے تو اقرار یا وصیت کا مال عورت پاویگی اور اگر میراث عورت کی کمتر ہے اقرار یا وصیت کے مال سے تو میراث ہی پاویگی کمتر

مال ملیگا بسبب اس تہمت کے کہ شاید عورت طلاق کو اسواسطے اظہار کرتی ہو تاکہ اقرار یا وصیت اسکے واسطے صحیح ہو تاکہ میراث سے زیادہ پاوے اور اقرار یا وصیت

وارث کے حق مین صحیح نہین اور احتمال ہے کہ زوجین کی محبت سے زوج اسکے موافق ہوگیا ہو اور قدر میراث مین کچھ تہمت نہین لہذا کمتر مال عورت کے واسطے مقرر ہوگیا و تعتدّ من

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حاشیہ [illegible]

[illegible] کی حالت میں [illegible] عورت کو [illegible] تین [illegible] اور [illegible] سے

واسطے [illegible] کی تصدیق کی [illegible] وارث نہ ہوگی [illegible]

[illegible] قالت [illegible] فی مرضہ [illegible]

عورت نے [illegible] مرض کی بیماری میں بعد [illegible] اسکے واسطے وصیت کی یا اقرار دین کیا تو عورت کو [illegible] مال [illegible]

[illegible] وصیت [illegible] میراث [illegible] تو وصیت [illegible] قال [illegible] لامرأتہ [illegible] طلاق [illegible] فی مرضہ [illegible]

[illegible]

[illegible] طلاق [illegible] عورت اسکی وارث ہوگی [illegible]

[illegible] شرط [illegible]

[illegible] ولو شرط علمہ الزوج [illegible] المرأۃ للمیراث فلو طلقہا [illegible] فی مرضہ وقد کان [illegible]

[illegible] کتابیہ [illegible] کان فارا [illegible] عورت کے واسطے میراث کے سوا اگر زوج نے

عورت کو طلاق بائن دی اپنی بیماری میں اور حالانکہ [illegible] کیا تھا قبل طلاق کے یا کہ عورت کتابیہ تھی سو مسلمان ہوگئی [illegible]

آزاد ہوئی یا اسلام کا علم [illegible] تو عورت اسکی وارث ہوگی کذا فی الظہیریہ بخلاف ما لو قال لامتہ انت حرۃ غدا وقال الزوج انت طالق ثلثا

بعد غد فان علم بکلام المولی کان فارا والا فلا کذا فی الخانیہ بخلاف سابق کے یہ صورت ہو کہ مالک نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے کل اور [illegible]

کے زوج نے کہا کہ تجھکو تین طلاق ہیں پرسوں اگر زوج کو کلام مولی کا علم ہوا تو فار ہوگا یعنی زوجہ وارث ہوگی اور اگر اسکو کلام مولی کا علم نہ ہوا تو عورت وارث نہ ہوگی کذا فی الخانیہ

اسواسطے کہ وقت تعلیق طلاق [illegible] اسکے علم [illegible] ابطال حق کا [illegible] اسکی طرف سے ثابت نہوا اگرچہ عورت اہل میراث کی ہوچکی تھی قبل نزول طلاق کے [illegible]

[illegible] حال مرضہ [illegible] اور اگر زوج نے معلق کیا طلاق کو عورت کے [illegible] اپنی بیماری [illegible] کیا زوج نے کسی شخص کو اپنی [illegible]

کی تعلیق [illegible] حالت صحت میں [illegible] وکیل نے طلاق کو زوج کی بیماری میں واقع کیا حالانکہ زوج قادر تھا وکیل کے معزول کرنے پر تو زوج قادر ہوگا تینوں صورتوں

میں عورت وارث ہوگی ولو باشرت المرأۃ سبب الفرقۃ وہی فی حال مرض [illegible] قبل انقضاء عدتہا ورثہا الزوج کما اذا وقعت الفرقۃ بینہما باختیارہا

لنفسہا فی خیار البلوغ والعتق او تقبیلہا ابن زوجہا [illegible] لانہا من قبلہا [illegible] اور اگر عورت خود [illegible] سبب ہوئی فرقت کے

سبب کی اور حالانکہ وہ بیمار تھی اور [illegible] انقضاء عدت کے تو زوج اسکا وارث ہوگا چنانچہ جب فرقت واقع ہوئی دونوں میں بسبب اختیار کرنے عورت کے اپنی

ذات کو خیار بلوغ میں [illegible] عتق میں یا کہ جدائی ہوئی بسبب [illegible] عورت کے ابن زوج کا [illegible] اپنی بیماری کی حالت میں [illegible]

جدائی کے اسواسطے وارث ہوگا کہ ان [illegible] میں [illegible] عورت ہی کی طرف سے ہوئی اور اسیواسطے یہ جدائی طلاق نہیں کیونکہ عورت طلاق کی مالک نہیں بلکہ یہ جدائی فسخ ہے

بخلاف وقوع الفرقة بینهما بسبب الجب والعنة واللعان فانه لا یرثها علی ما فی الخانیة والفتح عن الجامع وجزم به فی الکافی قال فی البحر فکان هو المذهب لانها طلاق
فکانت مضافة الیه وقیل ترثه قائله الزیلعی ہو کا لاولی نیز ترثها بخلاف واقع ہوئے فرقت کے دونوں میں بسبب مقطوع الذکر ہونے کے اور نامردی اور لعان کے کہ
ان صورتوں میں زوج وارث نہوگا زوجہ کا بنا بر روایت خانیہ اور فتح القدیر کے جامع سے اور عدم وراثت بیقین کیا ہی کافی میں بحر الرائق میں کہا تو یہی مذہب
ٹھہرا اسواسطے کہ یہ فرقت طلاق ہی تو زوج ہی کیطرف منسوب ہوگی اور قول ضعیف یہ ہی کہ یہ فرقت بھی مثل پہلی فرقت کے ہی تو زوج اس فرقت میں بھی وارث ہوگا مانند قول
اول کے اور اس قول ضعیف کا قائل زیلعی ہی ولو ارتدت ثم ماتت او لحقت بدار الحرب فلو کانت الردة فی المرض ورثها زوجها استحسانا اور اگر عورت مرتد ہوگئی اور
دار الحرب میں جا ملی تو اگر ارتداد اسکا مرض میں ہوا تھا تو زوج اسکا وارث ہوگا باعتبار دلیل استحسان کے اور قیاس مقتضی ہی عدم وراثت کو اسواسطے کہ مسلم اور کافر میں وراثت
نہیں ہوا لا ان ارتدت فی الصحة لا یرثها بخلاف ردته فانها فی معنی مرض موته فترثه مطلقا ولو ارتدا معا فان اسلمت هی ورثته والا لا خانیة اور اگر عورت بیماری میں
مرتد نہیں ہوئی اس طرح کہ صحت میں مرتد ہوئی تو زوج اسکا وارث نہوگا بخلاف ارتداد زوج کے اسواسطے کہ زوج کا ارتداد بجائے اسکے مرض الموت
کے ہی اسواسطے کہ مرد اگر ارتداد سے توبہ نکرے تو قتل ہوتا ہی تو عورت مرتد کی وارث ہوگی ہر طرح سے خواہ وہ بیماری میں مرتد ہوا خواہ صحت میں اور اگر زوج اور زوجہ
دونوں ساتھی مرتد ہوئے پھر اگر عورت مسلمان ہوئی تو وارث ہوگی اور اگر زوج مسلمان ہوگا تو وارث نہوگا کذا فی الخانیة قال آخر امرأة اتزوجها طالق
ثلثا فنکح امرأة ثم اخری ثم مات الزوج طلقت الاخری عند التزوج ولا یصیر فارا خلافا لهما لان الموت معرف والاتصاف بالآخرية من
وقت الشرط فیثبت مستندا اگر کہا ایک مرد نے کہ پچھلی عورت جس سے میں نکاح کروں وہ مطلقہ ہی تین بار سو اسنے نکاح کیا ایک عورت سے پھر دوسری عورت سے
نکاح کیا پھر زوج مرگیا تو مطلقہ ہوگی دوسری عورت نکاح کے ساتھی اور زوج فار نہوگا تو وہ عورت وارث نہوگی بخلاف صاحبین کے اسواسطے کہ موت معرف ہی
یعنی زوج کی موت سے یہ معلوم ہوا کہ پچھلی عورت منکوحہ یہی دوسری عورت ہی اور متصف ہونا زوج ثانی کا بوصف آخریت شرط کے وقت سے ہوا یعنی تزوج
کے وقت سے تو طلاق ثابت ہوگی وقت تزوج سے مستند ہو کر خلاصہ یہ کہ امام کے نزدیک طلاق واقع ہوئی تزوج ثانی کے وقت اور اسوقت زوج
بیمار نہ تھا لہذا دوسری عورت وارث نہوگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق واقع ہوگی موت کے نزدیک لہذا وارث ہوگی فروع مسائل ملحقہ شارح کے ابانها فی مرضه
ثم قال لها اذا تزوجتک فانت طالق ثلثا فتزوجها فی العدة ومات فی مرضه لم ترث لانها فی عدة مستقبلة وقد حصل التزوج بفعلها فلم یکن فرارا خلافا لمحمد خانیة زوج نے
طلاق بائن دی زوجہ کو اپنے مرض موت میں پھر کہا اس سے کہ جب میں تجھسے نکاح کروں تو تو طالق ہی تین طلاق پھر اس سے نکاح کیا عدت میں اور مرگیا
اپنے مرض میں تو وہ وارث نہوگی اسواسطے کہ وہ عدت مستقبلہ میں ہوگئی اور البتہ تزوج ثانی عورت کے فعل سے ہوا تو یہ فرار نہوا بخلاف محمد کے کذا فی الخانیة یعنی
طلاق بائن کی پہلی عدت بسبب نکاح ثانی کے باطل ہوگئی اب عورت پر بسبب نکاح ثانی اور وقوع طلاق ثانی کے دوسری جدی عدت واجب ہوئی
پھر جب پہلی عدت باطل ہوئی تو وراثت کیونکر ثابت ہوگی اسواسطے کہ وراثت فار کی عدت تک منحصر ہی اور یہ ممکن نہیں کہ عدت ثانیہ میں وہ وارث ہو سکے اسواسطے
کہ ابطال عدت کا عورت ہی کی رضا سے ہوا تو زوج پر فرار ثابت نہوگا کذبها الورثة بعد موته فی الطلاق فی مرضه فالقول لها کقولها طلقنی وهو نائم وقالوا فی
الیقظة ولوالجیة جھٹلایا عورت کو وارثوں نے بعد موت زوج کے اسکی بیماری کے طلاق دینے میں یعنی زوج کے وارثوں نے کہا کہ زوج نے اپنے مرض میں اسکو
طلاق نہیں دی عورت کا دعوی غلط ہی تو اسصورت میں عورت ہی کا قول معتبر ہوگا چنانچہ اسکا قول اس دعوی میں معتبر ہی کہ زوج نے مجھکو طلاق دی حالانکہ وہ سوتا تھا
اور وارثوں نے کہا کہ جاگتے میں طلاق دی کذا فی الولوالجیة طلقها فی المرض ومات بعد العدة فالمشکل من متاع البیت لوارث الزوج لصیرورتها اجنبیة بخلافه فی
العدة جامع الفصولین طلاق دی زوج نے زوجہ کو مرض میں اور مرگیا بعد عدت کے تو مشکل اسباب گھر کا زوج کے وارث کا ہوگا بسبب بیگانہ ہو جانے
عورت مطلقہ کے بعد انقضای عدت کے بخلاف اسکے کہ اگر زوج عدت میں مرگیا تو عورت وارث ہوگی اور مشکل اسباب اسکے قبضہ میں ہوگا تو عورت ہی

و قول موفق عنہ کذا فی فتح القدیر یعنی باب سے مراد یہ ہے کہ مرد و عورت دونون کے مناسب حال ہو چونکہ مرد کا نکاح
مدت تک نہ ہونا سبب عدت کا نہیں مگر کیا تو صورت مشترکہ کی توجیہ یہ ہے کہ عورت کے مناسب حال ہو گا مذکر بلفظ کے بعض زوجین سے
اور قول کا قول معتبر ہوگا اور یہ مناسب ہے کہ عورت کے مناسب حال ہو گا یعنی عورت کا قول معتبر ہوگا اور جو اسباب کہ دونون کے مناسب حال ہون تو ان کو
ثابت سے مشغل کیا سو وہ ہے کہ دونون مین ہو گا کذا فی حاشیۃ سعدی

باب الرجعۃ

بالفتح و کسر ہ متعدی و لازم ہے یہ باب رجعت کا رجعت کی کیفیت کی تحقیق ہو اور اسکو کسرہ بھی ثابت ہو اور لفظ رجعت کو متعدی بنفسہ ہوتا ہو اور کتاب بنفسہ
متعدی نہین ہوتا کیونکہ بواسطہ من اور الی کے متعدی ہوتا ہو رجعت کو بعد طلاق کے سواسطے ذکر کیا کہ رجعت مشروع ہو واسطے رفع طلاق کے
اور رفع نہین ہوتا مگر بعد وقوع کے ہی استدامۃ الملک القائم بلا عوض ما دامت فی العدۃ ای عدۃ الدخول حقیقۃ اذ لا رجعۃ فی عدۃ الخلوۃ
ابن الکمال اصطلاح فقہا مین رجعت عبارت ہو ثابت رہنے ملکیت استمتاع سے جو قائم ہو بلا عوض کے جبتک کہ مطلقہ عدت مین ہو اور مراد عدت
سے عدت دخول کی ہو نفس الحقیقت یعنی وطی کی عدت اسواسطے کہ خلوت کی عدت مین رجعت نہین کذا ذکرہ ابن الکمال م رجعت کو استدامت ملک اسکے
اسواسطے کہ حق تعالی نے فرمایا فامسکوھن بمعروف یعنی رکھو مطلقات کو دستور کے موافق اور امساک عبارت ہو استدامت ملک تمام سے اور زائل ہے اور
بلا عوض کی قید شارح نے اسواسطے لگائی کہ رجعت مین مال دینے کی حاجت نہین اسواسطے کہ تصرف ہو اپنی ملک قائم مین بلکہ اگر رجعت مین کچھ مال مشروط ہوگا تو زوج پر
اسکا دینا واجب نہوگا کذا فی الدر اور ثبوت رجعت مین بقای عدت کی قید اسواسطے لگائی کہ بعد انقضاء عدت کے رجعت نہین ہوسکتی ہی ہے رجعت بعد عدت کے کذا فی
حاشیۃ المدنی و فی البزازیۃ ادعی الوطی بعد الخلوۃ و انکرت فلہ الرجعۃ لا فی عکسہ اور بزازیہ مین ہو کہ زوج نے دعوی کیا وطی کا بعد خلوت کے اور عورت نے وطی کا انکار کیا
تو زوج کو رجعت کا اختیار ہو نہ اسکے بالعکس مین یعنی اگر عورت وطی کی مدعی ہو اور زوج منکر ہو تو زوج کو رجعت کا اختیار نہین اسواسطے کہ انکار وطی سے حق رجعت کا ساقط
ہو گیا و تصح مع اکراہ و ہزل و لعب و خطأ اور صحیح ہو رجعت ساتھ جبر اور بیہودگی اور کھیل اور چوک کے م ہزل اور لعب اور جد کی آمیزش ہو یعنی جد اور لعب سے جو بکلی تو
ہزل اور لعب مراد نہین اور خطا کی صورت یہ کہ زوج اور کچھ کام کیا چاہتا تھا اور اسکے منہ سے نکل گیا کہ مین اپنی زوجہ سے رجعت کی تو بھی رجعت صحیح ہوگی
بنحو متعلق باسترجعتک و رددتک و مسکتک بلا نیۃ لانہ صریح استدامت ملک ثابت ہوتی ہو مانند لفظ راجعتک سے یعنی مین نے تجھسے رجعت کی اور لفظ
رددتک سے یعنی مین نے تجھکو پھیر لیا اور لفظ مسکتک سے یعنی مین نے تجھکو رکھا ان الفاظ ثلثہ سے رجعت قولی صحیح ہو بدون نیت کے بھی اسواسطے کہ ہر لفظ ان تینون سے
صریح ہو رجعت مین بلا خلاف اور صریح مین حاجت نیت کی نہین اور کنایات رجعت سے یہ قول ہو کہ انت عندی کما کنت کہ تو میرے نزدیک ہے جیسی کہ تھی
او انت امرأتی یعنی تو میری عورت ہو تو ان الفاظ سے بدون نیت کے رجعت صحیح نہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی و بالفعل مع الکراہۃ بکل ما یوجب حرمۃ
المصاہرۃ المس لو منہا اختلاسا او نائما او مکرہا او مجنونا او معتوہا ان صدقہا ہو او ورثتہ بعد موتہ جوہرۃ اور صحیح ہو رجعت فعل سے ساتھ کراہت رجعت فعلی ہر ایسا
فعل سے صحیح ہو جو موجب ہو حرمت مصاہرت کا مانند مساس یا تقبیل کے اگرچہ مساس عورت ہی کیطرف سے بطور اچانک کے یا زوج سوتا ہو یا کراہ یا مجنون ہو
یا دیوانہ یا کہ بیہوش ہو بشرطیکہ بعد خواب یا اکراہ کے یا ہوشیار ہونے کے زوج عورت کی تصدیق کرے یعنی یون کہے کہ عورت نے مجھکو شہوت سے مس کیا یا ورثہ زوج
کے بعد موت زوج کے عورت کی تصدیق کرین کذا فی الجوہرۃ تو اس فعل سے ان حالات مین رجعت ثابت ہوگی اسواسطے کہ ... رجعت ... کذا فی
حاشیۃ المدنی و رجعۃ المجنون بالفعل بزازیۃ اور رجعت دیوانہ کی ساتھ فعل کے ہو کذا فی البزازیۃ یعنی جس زوج نے حالت عقل مین زوجہ کو طلاق دی پھر دیوانہ ہو گیا تو اسکی
رجعت فعلی صحیح ہو اسواسطے کہ اقوال مجنون کے لغو ہین لائق اعتبار کے نہین و تصح تزوجہا فی العدۃ بہ یفتی جوہرۃ اور صحیح ہو رجعت عورت کے ساتھ ...

کی پر قوی ہے کذا فی البحر و صحت رجعت بلفظ تزویج یہ مذہب ہے امام محمد کا خلاف ہے شیخین کا ترجمہ امام عینی اور یہی معتمد ہے اور طحاوی میں مشہور ہے صحیح ہو رجعت
مستقر کی وطی سے اگرچہ وطی منفعت میں ہو بطریق تمہید کے ہوسکے زوجہ کی مستقر کی وطی شہوت سے ساتھ چھونے میں ان مواقع یعنی ہاتھ لگانے اور نظر کرنے سے رجعت
صحیح ہے اگر زوج نے طلاق بائن صریح دی ہو مگر عورت کو طلاق بائن دی ہو تو رجعت نہیں ہوسکتی مگر عورت کی رضامندی سے اور نکاح جدید سے قال ثابت آپ
قال المصنف رجعتی ادار جعتہا فی العدۃ الرجعیہ ہوعوض اگر طلاق بائن نہیں دی تو رجعت صحیح ہے اگرچہ عورت راضی نہ ہو اگر زوج عورت کے کہ میں نے رجعت کو قبول کر لیا
یا یوں کہے کہ رجعت میرے واسطے نہیں ہے تب بھی زوج کو رجعت کا اختیار ہے بدون عوض کے اور اسی سے کہ رجعت ہر حال میں بانکاحی کی طرح ہے مشروع ہے بعد اس کے صحیح
ہوگئی وہ مسمی اس محل یا دو تا فی المبسوط اور اگر زوج نے کچھ مال میں کیا رجعت میں یعنی یوں کہا کہ میں نے تجھسے رجعت کی بدلے ہزار درم کے تو اگر عورت قبول کی مہر کی
زیادتی میں قرار دیا جائیگا یا نہیں جواب اس سوال کا یہ ہے کہ اس میں دو قول ہیں ایک قول میں یہ ہے کہ زیادتی قبول میں شمار نہ ہوگی اور دوسرا یہ کہ مہر میں زیادتی ہو جائیگی دوسرا قول تجعل
برجعتہا خلاصہ اور مہر موجل معجل ہوجاتا ہے بسبب طلاق رجعی کے اور موجل نہیں ہوتا بسبب رجعت کرنے عورت کے کذا فی الخلاصہ صورت اسکی یہ ہے کہ نکاح کیا
عورت سے مہر مؤجل پر یعنی مدت والی مہر پر اور مہر کی مدت ٹھہرائی طلاق یا موت جب تک نہ قریب ہے کہ جب عورت کو طلاق رجعی دی تو اب مدت باقی نہ رہی گی یعنی طلاق
تو مدت مہر کی ساقط ہوگئی تو مہر معجل ہوگیا بسبب طلاق کے یعنی نقد ادا کرنا لازم ہوا جب عورت سے رجعت کی تو مہر موجل نہ ہوگا یعنی مہر کی
مدت پھر عود نہ کریگی اس لیے کہ مدت ساقط ہوچکی بسبب طلاق کے اور ساقط ہوا ہوا پھر عود نہیں کرتا کذا فی حاشیۃ المدنی اور ذخیرہ میں ہے اسیوقت معجل ہوجاتا ہے حتی تنقضی
العدۃ اور ذخیرہ میں یوں ہے کہ مہر موجل الی الحال اجل ہے اور ذخیرہ میں ہے بسبب طلاق رجعی کے جب تک کہ عدت نہ ختم ہو جب ختم ہو جائے تو یہ عبارت ذخیرہ کی خلاف
ہے خلاصہ کے اور شاید کہ تطبیق دونوں قولوں میں یوں ہے کہ خلاصہ کی عبارت اس صورت پر محمول ہے جب کہ مدت مہر کی طلاق ہو اور ذخیرہ کی عبارت اس صورت پر
محمول ہے جبکہ مدت مہر کی فراق زوجین ہو واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی و ندب اعلامہا بہا لئلا تنکح غیرہ بعد العدۃ فان نکحت فرق بینہما وان دخل شیئًا
اور مستحب ہے خبر دینا عورت کو رجعت کی یعنی زوج عورت کو رجعت کرنے کی اطلاع کردے تاکہ وہ نکاح نہ کرے بعد عدت کے زوج کے سوا کسی اور شخص سے
سو اگر زوج نے رجعت کی خبر نہ دی اور عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کرلیا تو جدائی کردی جائیگی دونوں میں یعنی عورت اور زوج ثانی میں اگرچہ اسنے وطی
بھی کی ہو کذا فی المستصفی جدائی اسواسطے ہوگی کہ وہ منکوحہ ہے زوج اول کی تو نکاح ثانی فاسد ہوا پھر اگر زوج ثانی نے وطی کی تو اسکو مہر مثل دینا لازم آویگا اور عورت
بعد عدت کے زوج اول پاس رجوع کریگی بلا اعادہ نکاح کذا فی حاشیۃ المدنی و ندب الاشہاد علیہا بعد الرجعۃ بالقول اور مستحب ہے گواہ کرنا دو عادل شاہدوں کا
اگرچہ بعد رجعت فعلی کے ہو و ندب عدم دخولہ بلا اذنہا علیہا التارکۃ ان قصد رجعتہا وکرہ ان قصد بالفعل کما مر اور مستحب ہے نہ داخل ہونا زوج کا عورت
کے پاس بدون اسکی اجازت کے تاکہ وہ پردہ کا سامان کرے اگرچہ زوج اسکی رجعت کا قصد رکھتا ہو سبب مکروہ ہونے رجعت فعلی کے چنانچہ مذکور
ہوچکا ہم پہلے یہیں کہا کہ جب رجعت کا قصد ہو تو اعلان دم اذن مانگنا مستحب نہیں شارح نے اسکو رد کیا کہ بدون اجازت جانے میں احتمال ہے کہ عورت برہنہ ہو
اور مرد اسکی شرمگاہ کو بنظر شہوت دیکھے اور رجعت فعلی ہو جاوے حالانکہ رجعت فعلی مکروہ ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ادعاہا بعد العدۃ فیہا بان قال کنت
راجعتک فی عدتک فصدقتہ صح بالمصادقۃ والا لا یصح زوج نے دعوی کیا رجعت کا بعد عدت کی مدت کے اندر رجعت کرنے کا یعنی اسطرح کہا کہ میں نے
تجھسے رجعت کی تیری عدت میں سو عورت نے اسکی تصدیق کی تو دعوی رجعت کا صحیح ہوگا باہم کی تصدیق کے سبب سے اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق نہ کی تو دعوی
رجعت کا صحیح نہ ہوگا کذا لو اقام بینۃ بعد العدۃ انہ قال فی عدتہا قد راجعتہا او انہ قال قد جامعتہا او تقدم قبولہا علی اللمس او مس بشہوۃ اور اسیطرح
رجعت ثابت ہوگی اگر قائم کیے زوج نے گواہ بعد عدت کے کہ زوج نے کہا تھا عورت کی عدت میں کہ میں نے اس سے رجعت کی یا کہ زوج نے کہا تھا کہ میں نے اس سے جماع کیا تھا اور
فعل محرمات متقدم ہوچکا ہے کہ گواہ مقبول ہیں مس اور تقبیل پر تو انکو یاد رکھنا چاہیے یعنی اگر مس اور تقبیل گواہی سے ثابت ہونگے عدت میں تو بھی رجعت ثابت ہوگی

[illegible] عدت ثابت [illegible] رجعت [illegible] بیت [illegible] اقرار [illegible] رجعت [illegible]

[illegible] رجعت ثابت [illegible] کہ شاہد [illegible] ثابت ہو [illegible]

[illegible] ثابت ہوتا [illegible] بحر الرائق اور نہر الفائق میں [illegible] امام [illegible] کی طرف منسوب [illegible]

[illegible] ہے کہ بعد عدت کے یوں کہا کہ میں نے عدت میں رجعت کی تھی [illegible] دعویٰ [illegible]

[illegible] ثابت ہوگی کذا فی حاشیۃ الدرر کما لو قال فیہا کنت راجعتک امس [illegible] وان کذبتہ [illegible] الشافی [illegible]

[illegible] کہ [illegible] رجعت کی تھی تو رجعت صحیح ہوگی اگرچہ عورت اسکی تکذیب کرے بسبب [illegible] الشافی [illegible]

[illegible] بخلاف قولہا راجعتک [illegible] الاختیار فقالت علی الفور مجیبۃ لہ قد مضت عدتی فانہا تصح عند الامام لمقارنتہا لانقضاء العدۃ

حتی لو سکتت ثم اجابت صحت اتفاقا بخلاف اس قول کے کہ زوج نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یعنی اب رجعت کرتا ہوں قول [illegible]

[illegible] بلا توقف جواب میں کہا کہ میری عدت منقضی ہوگئی تو یہ رجعت صحیح نہ ہوگی نزدیک امام کے بسبب متصل ہونے رجعت کے انقضا

عدت سے [illegible] اگر عورت سکوت کریگی رجعت سنکر پھر جواب دیگی انقضاے عدت کا تو رجعت صحیح ہوگی بالاتفاق امام و صاحبین کے یعنی رجعت بعد عدت

صحیح نہیں تو جب بسکوت عورت نے انقضاے عدت کی خبر دی تو قریب احوال بعد عدت کے قول زوج [illegible] رجعت انقضاے عدت کے مقارن [illegible]

[illegible] ثابت ہوگی [illegible] جواب [illegible] سکوت کے [illegible] قریب احوال بعد عدت کے سکوت ہوگا تو اس صورت میں رجعت عدت کے اندر واقع ہوگی [illegible] امام کے

نزدیک انقضاے عدت کی خبر [illegible] مقبول ہوگی جب مدت محتمل ہو انقضا کی یعنی بعد طلاق کے [illegible] ہوں [illegible] قبل انقضاے عدت خبر دی

تو قبول نہ ہوگی اور رجعت ثابت ہو جاویگی کذا فی حاشیۃ الدرر کما لو قالت مضت العدۃ [illegible] رجعت صحیح ہوگی اگر قسم لیگی عورت سے انقضاے عدت پر [illegible]

انقضاے عدت کی قسم سے انکار کیا قال زوج الامۃ بعد ہا ای العدۃ راجعتہا فیہا فصدقہ السید کذبتہ الامۃ ولا بینۃ او قالت مضت عدتی

وانکر الزوج والمولی فالقول لہا عند الامام لا نہا امینۃ کما لونڈی کے زوج نے بعد عدت کے کہا میں نے اس سے رجعت کی عدت کے اندر اسکی تصدیق کی مالک

نے اور تکذیب اسکی کی لونڈی نے اور گواہ زوج کے نہیں یا کہ لونڈی نے یہ کہا کہ میری عدت منقضی ہوگئی اور زوج اور مالک نے انکار کیا تو لونڈی ہی کا قول

معتبر ہوگا نزدیک امام کے اسواسطے کہ لونڈی بیان عدت میں امین ہے فلو کذبہ المولی و صدقتہ الامۃ فالقول للمولی علی الصحیح [illegible]

فلا یملک ابطالہ پھر اگر تکذیب کی زوج کے عدت کی رجعت میں لونڈی کے مالک نے اور تصدیق کی زوج کی لونڈی نے تو مالک ہی کا قول معتبر ہوگا بنا بر قول

صحیح کے بسبب ظاہر ہونے ملکیت مالک کے لونڈی کی وطی میں سو ممکن نہیں لونڈی کو ابطال اسکا یعنی جب لونڈی کی زوج نے اسکو طلاق دی اور عدت گذر گئی تو بضع

کی ملکیت علت وطی میں ظاہر ہو چکی اب تصدیق رجعت زوج سے اس ملکیت کو لونڈی باطل نہیں کر سکتی قالت انقضت عدتی ثم قالت لم تنقض کان

لہ الرجعۃ لاخبارہا بکذبہا فی حق علیہا [illegible] عورت نے کہا کہ میری عدت منقضی ہوگئی پھر کہنے لگی کہ عدت نہیں منقضی ہوئی تو زوج کو رجعت کرنا صحیح ہوگا بسبب

خبر دینے عورت کے اپنے کذب پر اس حق میں جو اسپر واجب تھا کذا ذکرہ الشمنی ثم انما تعتبر المدۃ لو بالحیض لا بالسقط وتعلیقہا [illegible] ولو بالولادۃ [illegible]

ولو حرۃ تنتج سپر تو اعتبار مدت کا اسی صورت میں ہے اگر انقضاے عدت حیض سے ہو یعنی اگر عورت نے انقضاے عدت کا سبب حیض کے [illegible]

کیا بعد طلاق کے دو مہینے میں تو مسموع ہوگا اور اگر اس مدت سے کم میں دعوی کیا تو مقبول نہ ہوگا [illegible] معتبر نہیں [illegible] میں [illegible]

بعد طلاق کے بلا توقف اسقاط حمل ہوا اور عدت منقضی ہو جاوے اور دونوں صورت دعوی [illegible] زوج کو جائز ہے کہ قسم لے عورت سے اس امر کی کہ [illegible]

اسکے بعض اعضا مخلوق ہو چکے تھے اسواسطے کہ گوشت کے لوتھڑا اگرنے سے عدت نہیں منقضی ہوتی [illegible] عورت [illegible] انقضاے عدت کی [illegible]

بسبب ولادت کے تو ایک قول مقبول نہوگا بدون گواہی کے اگرچہ عورت حرہ ہو کذا فی فتح القدیر وتنقطع الرجعۃ اذا طہرت من الحیض الاخیر لتمام العشرۃ
ایام مطلقا وان لم تغتسل و منقطع ہوتی ہے رجعت جبکہ عورت طاہر ہو حیض اخیر سے بسبب گذر جانے دس روز کے ہر طرح سے خواہ خون بند ہوگیا ہو کہ جاری ہو
اگرچہ عورت نہائی نہو اور طہارت حیض اخیر سے دس روز کو بھی شامل ہو او یمضی وقت صلوۃ یا اگرچہ وقت ایک نماز کا گذر گیا ہو تو بھی بعد دس روز کے عدت
منقضی ہوگی ولاقل لا تنقطع حتی تغتسل ولو بسؤر حمار مع وجود الماء المطلق لکن لا تصلی ولا تتزوج احتیاطا اور اگر طاہر ہوئی حیض اخیر سے دس دن سے
کمتر میں تو عدت منقطع نہوگی یہاں تک کہ عورت غسل کرے اگرچہ غسل کرے گدھے کے جھوٹے پانی سے باوجودیکہ پانی کے یعنی مشکوک پانی کے غسل سے
بھی طہارت ثابت ہوگی انقضاء عدت کے حق میں لیکن اس غسل سے نماز نہ پڑھے اور نکاح بھی نہ کرے بنابر احتیاط کے او یمضی جمیع وقت صلوۃ
فتصیر دینا فی ذمتہا یا کہ گذر جائے تمام وقت نماز کا تو نماز دین ہوجائے عورت کے ذمہ میں مثلا اشراق کے وقت اقل مدت حیض میں عورت طاہر ہوئی
اور غسل نہ کیا تو عصر کے وقت اسکی عدت منقضی ہوگی ولو عاد ولم یجاوز العشرۃ فلہ الرجعۃ اور اگر عورت کے حیض نے پھر عود کیا اور حالانکہ دس روز سے تجاوز
نہ کیا تھا تو زوج کو رجعت کا اختیار رہیگا اسواسطے کہ بسبب عود حیض کے معلوم ہوا کہ ہنوز عدت منقضی نہیں ہوئی او حتی تتیمم عند عدم الماء وتصلی ولو نفلا
صلوۃ تامۃ فی الاصح یا یہاں تک کہ عورت تیمم کرے پانی نہونے کے وقت اور نماز پڑھے پوری نماز اگرچہ نفل کی نماز ہو قول اصح میں یعنی اقل حیض میں
عورت طاہر ہوئی اور پانی غسل کا موجود نہیں سواسطے تیمم کرکے نماز پڑھی تب عدت منقضی ہوگی وفی الکتابیۃ بمجرد الانقطاع لعدم الخطاب قلت مفادہ
ان المجنونۃ والمعتوہۃ کذلک اور کتابیہ عورت کتابیہ میں بمجرد حیض منقطع ہونے کے عدت منقضی ہوتی ہے کذا فی الملتقی بسبب نہ مخاطب ہونے کے یعنی بحکم
شرعی کی وہ مخاطب نہیں شارح کہتا ہے اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیوانی عورت اور بیہوش بھی اسیطرح ہے یعنی انکی عدت بھی بمجرد انقطاع حیض کے
منقضی ہوگی اسواسطے کہ وہ بھی بسبب زوال عقل کے احکام شرعی کی مکلف نہیں ولو اغتسلت ونسیت اقل من عضو تنقطع لتسارع الجفاف فلو
تیقنت عدم الوصول وتجویز عدم الانقطاع اور اگر غسل کیا عورت نے بعد اقل حیض کے اور بھول گئی کسی عضو کے ٹکڑے کو پانی پہونچانا جیسے ایک
انگلی کو تو عدت منقطع ہوگی بواسطے احتمال جلد خشک ہوجانے کے تو اگر عورت کو پانی نہ پہونچنے کا اس ٹکڑے میں یقین ہو اسواسطے کہ اسکو عمداً ترک کیا ہو تو عدت منقطع
ہوگی ولو نسیت عضوا لا تنقطع اور اگر غسل میں پورے عضو کا پانی پہونچانا بھول گئی مانند ہاتھ یا پاؤں کے تو عدت نہ منقطع ہوگی والمضمضۃ والاستنشاق
کالاقل او کالعضو وہو الاصح اور ہر واحد مضمضہ اور استنشاق سے مانند بعض کے ہے اسواسطے کہ وہ دونوں علیحدہ ایک عضو میں بنابر قول صحیح کے تو اگر کلی کرنا
بھول گئی غسل میں تو عدت منقطع ہوگی طلق حاملا منکرا وطیہا فراجعہا ثم ولدت لاقل من ستۃ اشہر من وقت الطلاق او لستۃ اشہر فصاعدا
من وقت النکاح صحت رجعتہ السابقۃ طلاق دی حاملہ کو اسکی وطی سے منکر ہوکر پھر عورت سے رجعت کی قبل وضع حمل کے پھر حاملہ لڑکا جنی
چھ مہینے سے کمتر میں طلاق دینے کے وقت سے یا پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں جنی نکاح کے وقت سے تو زوج کی اگلی رجعت صحیح ہوگی
جبکہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کمتر مدت میں حاملہ جنی تو زوج کے انکار وطی کو شرع نے باطل کیا اور یہ انکار زوج ہی کا تکذیب ہوا تو رجعت سابقہ کی صحت بھی
ظاہر ہوگئی اسواسطے کہ عین عدت میں واقع ہوئی اور اگر بعد نکاح کے چھ مہینے سے کمتر میں جنی تو شرعا تکذیب زوج کی انکار وطی میں ثابت نہوگی اسواسطے کہ یہ معتاد ولد کی
نکاح کے ہوا تو رجعت بھی صحیح نہوگی کذا فی حاشیۃ المسکین یہاں درمختار کے نسخوں میں اختلاف ہے بعضے نسخوں میں یہاں یہ عبارت ہے ولدت لاقل من ستۃ اشہر فصاعدا من وقت
النکاح تو ظاہر یہ نسخہ صحیح نہیں اسواسطے کہ وقت نکاح سے کمتر چھ مہینے میں ولادت ہونے سے شرعا تکذیب زوج کی ثابت نہوگی لہذا مترجم نے نسخہ محشی مسکین کا اختیار کیا اور
توقف صحتہا علی الوضع لا ینافی صحتہا قبلہ فلا مسامحۃ فی کلام الوقایۃ اور موقوف ہونا ظہور صحت رجعت کا وضع حمل پر صحیح ہونے رجعت کے قبل وضع
حمل کے مخالف نہیں تو کچھ تسامح اور بے تاملی وقایۃ الروایۃ کے کلام میں نہیں ہے شارح نے جواب دیا اس اعتراض کا جو صدر الشریعۃ نے شرح وقایہ میں

[illegible] کی رجعت معتبر ہے [illegible]

[illegible] ولادت کے قبل رجعت نہیں ہو سکتی جب عورت [illegible]

[illegible] منکر وطی کا اور [illegible]

[illegible] قبل ولادت کے ثابت ہو [illegible]

[illegible] پر مبنی ہو [illegible]

انها لم تلد قبل الطلاق فلو ولدت لبعده فله الرجعة لثبوت العدة منكرا وطيها لان الشرع كذبه جعل الولد للفراش فلم يعتبر ثم يتعلق باقراره حق

[illegible] رجعت صحیح ہے اگر طلاق دی منکر وطی ہو کر اس عورت کو جو بچہ جنی قبل طلاق کے اور اگر بعد طلاق کے جنی تو رجعت صحیح نہیں اسواسطے کہ بسبب ولادت کے

عدت متحقق نہیں ہوئی اور ولادت قبل طلاق میں باوجود انکار وطی کے رجعت اسواسطے صحیح ہوئی کہ شرع نے اسکا زوج کی تکذیب کی بسبب ٹھہرانے لڑکے

فراش کے یعنی تاقیام نکاح منکوحہ کا لڑکا زوج ہی کی طرف منسوب ہوگا شرعًا لو زوج کا عدم وطی کا زعم باطل ہوگیا اسوجہ سے کہ اسکے اقرار پر حق

متعلق ہوتے وان خلا بها ثم انكر وطيها ثم طلقها لا يملك الرجعة لان الشرع لم يكذبه اور اگر عورت سے خلوت کی پھر وطی کا منکر ہوا پھر اسکو طلاق

دی تو رجعت کا مالک نہ ہوگا اسواسطے کہ شرع نے اسکی تکذیب نہیں کی ولو اقر به وانكرته فله الرجعة اور اگر زوج نے بعد خلوت کے وطی کا اقرار کیا اور

عورت نے اسکا انکار کیا تو زوج کو رجعت جائز ہے اسواسطے کہ ظاہر حال شاہد ہے زوج کا ولو لم يخل بها فلا رجعة لان الظاهر شاهد لها كذا في الوجيز اور اگر

زوج نے وطی کا دعوی کیا اور عورت اسکی منکر ہو اور حالانکہ زوج نے عورت سے خلوت نہیں کی تو زوج کو رجعت کا اختیار نہیں اسواسطے کہ ظاہر حال شاہد ہے

عورت کا ہو کذا في الوجيز فان طلقها فراجعها والمسئلة بحالها فجاءت بولد لاقل من حولين من حين الطلاق صحت رجعته السابقة لثبوت تكذيبه

کما مر پھر اگر طلاق دی عورت کو اور اس سے رجعت کی اور یہ مسئلہ بحال سابق کے ہو یعنی بعد خلوت کے وطی کا انکار کرکے طلاق دی پھر رجعت کی پھر

عورت لڑکا جنی دو برس سے کمتر میں وقت طلاق سے تو صحیح ہوگی زوج کی رجعت سابقہ اسواسطے ہو جانے زوج کے جھٹلانے شرعًا جیسا کہ عنقریب گذرا

یعنی بسبب دعوت کے انکار وطی میں زوج کی تکذیب ہوئی تو رجعت سابقہ عدت کے اندر واقع ہوئی لہذا صحیح ہوگی ولو قال ان ولدت فانت طالق

فولدت فطلقت فاعتدت ثم ولدت آخر ببطنين يعني لبعد ستة اشهر ولو لاكثر من عشر سنين الم تقر بانقضاء العدة لان امتداد الطهر لا غاية له الا الاياس فهو

اي الولد الثاني رجعة اذ جعل العلوق بوطي حادث في العدة بخلاف ما لو كان ببطن واحد اور اگر زوج نے کہا زوجہ کو اگر تو جنے گی تو تو طالق ہے پھر

وہ جنی سو وہ مطلقہ ہوئی پھر وہ معتدہ ہوئی بعد اسکے وہ دوسرا لڑکا جنی دوسرے پیٹ سے یعنی ولادت ولد اول سے بعد چھ مہینے کے لڑکا ثانی جنی اگرچہ

ثانی کو دس برس سے زیادہ میں جنی جبتک کہ عورت انقضائے عدت کا اقرار نہ کرے اسواسطے کہ درازی طہر کی کچھ حد نہیں سوا بڑھاپے کے تو یہ

ولد ثانی رجعت ہوگا اسواسطے کہ علوق ولد ثانی کا وطی جدید سے قرار دیا جائیگا عدت میں بخلاف اسصورت کے جبکہ ولد ثانی ایک ہی پیٹ سے ہو یعنی دونوں

ولادت میں چھ مہینے سے کم مدت ہو مثلاً ولد اول کے بعد چار یا پانچ مہینے کے ولد ثانی پیدا ہو تو رجعت نہ ثابت ہوگی اسواسطے کہ علوق ثانی کا وطی

سے ثابت نہیں وفي كلما ولدت فانت طالق فولدت ثلثة ببطون تقع الثلث والولد الثاني رجعة في الطلاق الاول كما مر لطلاق

ثانيا كالولد الثالث فانه رجعة في الثاني وتطلق به ثلثا عملا بكلما وتعتد للطلاق الثالث بالحيض لانها من ذوات الاقراء لم تحبل في سن الاياس فيما اظهر

اور کلما میں کہ جب تو جنے گی تو تو طالق ہے پھر وہ جنی تین لڑکے تین پیٹ سے تو تین طلاق ہوگی اور ولد ثانی رجعت ہوگا طلاق اول میں چنانچہ مذکور ہوچکا

یعنی علوق اسکا عدت میں وطی جدید سے ہوا اور ثانی سے دوسری طلاق عورت مطلقہ ہوگی اور ولد ثالث کے ہونے سے [illegible] ولد ثالث رجعت ہو طلاق ثانی میں مطلقہ ہوگی

عورت تین طلاق کرولہ ثالث کے سبب کلمہ کے معنی پر عمل کرنے سے اسواسطے کہ کلمہ مقتضی ہو عموم افعال کا اور طلاق ثالث کیواسطے عورت کی عدت ہوگی حیض سے اسواسطے کہ مطلقہ وقت طلاق سے حیض آنے والی عورتون مین داخل ہو جبتک کہ وہ ناامیدی کے سن مین نہ داخل ہو پھر جب حاملہ مین داخل ہوگی تو اسکی عدت مہینون سے ہوگی ولو کانوا ببطنین یقع ثنتان بالاولین لا بالثالث لانقضاء العدۃ بہ فتح اور اگر تین لڑکے دو حمل سے جنی تو پہلے دو لڑکون سے دو بار طلاق واقع ہوگی نہ تیسرے لڑکے سے واسطے منقضی ہونے عدت کے اسکی ولادت سے خواہ اول حمل سے دو پیدا ہوئے ہون خواہ دوسرے حمل سے کذا فی فتح القدیر والمطلقۃ الرجعیۃ تتزین ویحرم ذلک فی البائن والوفات لزوجہا الحاضر لا الغائب لفقد العلۃ اذا کانت الرجعۃ مرجوۃ والا فلا تفعل وکرہ مسکین اور مطلقہ رجعیہ سنگار کرے اور حرام ہو سنگار کرنا طلاق بائن میں اور زوج کی وفات میں مطلقہ رجعیہ اپنے زوج موجود کیواسطے سنگار کرے نہ زوج غائب کیواسطے بسبب فقد ان علت کے یعنی سنگار فقط بامید رجعت ہو سو غائب مین حاصل نہین سنگار اسوقت مستحب ہو جبکہ رجعت کی امید ہو اور اگر رجعت کی امید نہو تو سنگار نہ کرے چنانچہ مسکین نے اسکو مذکور کیا ہو ولا یخرجہا من بیتہا ولو لما دون سفر للنہی المطلق مالم یشہد علی رجعتہا فتبطل العدۃ وہذا اذا صرح بعدم رجعتہا فلو لم یصرح کان السفر رجعۃ دلالۃ فتح بحثا واقرہ المصنف اور زوج مطلقہ رجعیہ کو اسکے گھر سے نہ نکال لیجاے اگرچہ اخراج مدت سفر سے کم ہو بسبب نہی مطلق کے یعنی قرآن مجید مین مطلقہ کا مطلقًا اخراج ممنوع ہو بقدر مدت سفر ہو یا کم مطلقہ کو گھر سے نہ نکالے جب تک گواہ نہ کرے اسکی رجعت پر پھر جب رجعت پر گواہ کریگا تو عدت طلاق کی باطل ہوگی تو نکال لینا جائز ہوگا اور یہ یعنی اخراج بلا شہادت کا رجعت نہونا اسوقت ہو جبکہ زوج نے وقت اخراج کے عدم رجعت کی تصریح کی ہو اور اگر عدم رجعت کی تصریح نہ کی ہو تو سفر مین مطلقہ کا لیجانا بھی رجعت ہو باعتبار دلالت حال کے چنانچہ یہ قید فتح القدیر مین بدلیل مصرح ہو اور مصنف نے بھی اپنی شرح مین اسکو مسلم رکھا ہو والطلاق الرجعی لا یحرم الوطی خلافا للشافعی فلو وطی لا عقر علیہ لانہ مباح اور طلاق رجعی حرام نہین کرتی وطی کو بخلاف مذہب شافعیؒ کے سو اگر مطلقہ رجعی کی وطی کریگا تو زوج پر مہر مثل دینا لازم نہ آویگا اسواسطے کہ وطی کرنا مباح ہو یعنی حرام نہین اگرچہ مکروہ ہو اسواسطے کہ رجعت فعلی مکروہ ہو لکن تکرہ الخلوۃ بہا تنزیہا ان لم یکن من قصدہ المراجعۃ والا لا یکرہ لیکن مطلقہ رجعی سے خلوت کرنا مکروہ ہو بکراہت تنزیہی بشرطیکہ زوج کو رجعت کا قصد نہو اور اگر رجعت کا قصد ہو تو خلوت کرنا مکروہ نہین ویثبت القسم لہا ان کان من قصدہ المراجعۃ والا لا قسم لہا بحر عن البدائع قال وصرحوا بان لہ ضرب امرأتہ علی ترک الزینۃ وہو شامل للمطلقۃ رجعیا اور مطلقہ رجعی کیواسطے باری ثابت ہو اگر زوج کو قصد رجعت کا ہو اور اگر قصد رجعت کا نہین تو اسکی باری بھی نہین کذا فی البحر عن البدائع صاحب بحرالرائق نے کہا کہ فقہا نے تصریح کی ہو کہ زوج کو مارنا عورت کا ترک زینت پر جائز ہو اور یہ جواز ضرب مطلقہ رجعی کو بھی شامل ہو اسواسطے کہ طلاق رجعی مین زوجیت تا عدت منقطع نہین وینکح مبانتہ بما دون الثلث فی العدۃ وبعدہا بالاجماع اور نکاح کرے زوجہ مطلقہ بائنہ سے تین طلاق سے کم مین یعنی اگر ایک طلاق بائن ہوئی یا دو طلاق تو عدت کے اندر بدلیل اجماع نکاح جائز ہو اور بعد عدت کے بھی جائز ہو مگر لفظ بالاجماع متعلق ہو فی العدۃ کا تو بہتر یون تھا کہ بلا فصل اُسی کے قریب ہوتا اور یہ جواب ہو سوال مقدر کا تقریر سوال یہ ہو کہ حق تعالی فرماتا ہو ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ یعنی نکاح کا قصد نکرو تا وقتیکہ عدت نہ تمام ہو اور یہ خطاب شامل ہو زوج اور غیر زوج دونون کو پھر زوج کو عدت مین نکاح کرنے کی کیا وجہ ہو خلاصہ جواب یہ ہو کہ زوج اس عموم سے بدلیل اجماع مخصوص ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الدرر والمنتقی ومنع غیرہ فیہا لاشتباہ النسب اور غیر زوج ممنوع ہوا عدت مین نکاح کرنے سے بسبب اشتباہ نسب کے یعنی اگر غیر زوج کو عدت مطلقہ مین نکاح جائز ہوتا اور بعد اُسکے لڑکا پیدا ہوتا تو معلوم نہوتا کہ زوج اول کا نطفہ ہو یا ثانی کا مگر تعلیل صغیرہ اور آئسہ اور عدت وفات قبل دخول اور معتدہ صبی سے منقوض ہو تو یون کہنا بہتر ہو کہ نص قرآنی سے عدت مین نکاح کرنا عمومًا منع ہو اور زوج اس سے بالاجماع مخصوص ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ کما سنحققہ بہا ای بالثلث لو حرۃ وثنتین لو امۃ ولو قبل الدخول نہ نکاح کرے زوج مطلقہ ثلثہ سے بشرطیکہ نکاح صحیح نافذ کے بعد تین بار طلاق واقع ہو چنانچہ قید صحت اور نفاذ کی اس باب مین بعد ایک صفحہ کے ہم ثابت

[illegible] عورتین طلاق کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بسبب نقصان عقل کے [illegible] قبل الدخول [illegible] حتی [illegible] زوجا غیره [illegible]

[illegible] الاسلام [illegible] مطلقہ ثلثہ کو نکاح زوج اول کو جائز نہیں ہوتا جب تک [illegible]
یعنی زوج ثانی مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکا ہو کہ [illegible] جماع کر سکتا ہو اور [illegible] سلام [illegible]
[illegible] مطلقہ [illegible] اسکے [illegible] ہونا [illegible] اگرچہ [illegible] نہیں لیکن [illegible] مجنون کی تحلیل [illegible]
[illegible] اسکا ولی [illegible] طلاق [illegible] بدون [illegible] صحیح ہونے کی اور [illegible] کے حلال ہونے کی یہ صورت ہے کہ کتابیہ [illegible] مسلم کی منکوحہ [illegible]
مطلقہ ثلثہ ہو تو کہ بعد عدت کے [illegible] اور بعد دخول کے [illegible] تو زوج اول پر نکاح اسکا حلال ہے بنکاح نافذ خرج الفاسد والموقوف [illegible]
سیدہا اذن سیدہ ووطیہا قبل الاجازة لا یحلہا حتی [illegible] زوج ثانی مطلقہ ثلثہ کی وطی نافذ نکاح سے کرے تب زوج اول پر حلال ہوگی نکاح فاسد کی [illegible]
یعنی فاسد اور نکاح موقوف [illegible] تو اگر مطلقہ سے غلام نے نکاح بدون اذن مولی کے کیا اور وطی کی اس سے قبل اجازت مولی کے تو وطی اس غلام کی عورت کو
زوج اول پر حلال نکریگی جبتک دوبارہ اس عورت سے وطی نکرے بعد اجازت مولی کے اسواسطے کہ نکاح غلام کا مولی کی اجازت پر موقوف ہے بدون اجازت کے
نافذ نہیں [illegible] ان تزوج بمملوک مراہق [illegible] فاذا اولج [illegible] بطل النکاح ثم [illegible] اور زوج اول پر حلال ہونے کی
نہایت خوب تدبیر یہ ہے کہ مطلقہ ثلثہ کا نکاح کردے قریب البلوغ غلام سے روبرو دو شاہدوں کے پھر جب دخول کر چکے تو غلام کا مالک عورت کو غلام کا
مالک کردے تو نکاح باطل ہوگا پھر عورت غلام کو کسی دوسرے شہر میں بھیجدے کہ وہاں بیچ ڈالا جاوے تو اس تدبیر سے عورت کا حال کسی پر نہ کھلے اور حیلہ
مبنی ہے ظاہر مذہب پر کہ کفایت نکاح مین شرط نہیں لہذا شارح نے آیندہ قول مین اسکا استدراک کیا لکن علی روایة الحسن المفتی بہا انہ لا یحلہا لعدم الکفاءة
ان لہا ولی والا یحلہا اتفاقا کامر لیکن حسن بن زیاد کی روایت پر جس پر فتوی ہو چکا ہے البتہ غلام عورت کو زوج اول پر حلال نکریگا بسبب کفاءت کے اگر
عورت کا ولی موجود ہوگا اور اگر ولی نہوگا تو اسکو حلال کر دیگا باتفاق حنفیہ کے چنانچہ یہ مسئلہ باب الاکفاء الاولیاء مین گذر گیا وتمضی عدتہ ای مطلقہ ثلثہ [illegible]
اول پر اسوقت حلال ہوگی جبکہ زوج ثانی بنکاح نافذ وطی کرے اور زوج ثانی کی عدت بھی گذر جائے خواہ عدت طلاق کی ہو خواہ عدت فسخ نکاح کی خواہ
موت کی کذا فی حاشیة المدنی لا بملک یمین لاشتراط الزوج بالنص فلا یحلہا وطی المولی اور حلال نہین کرتی مطلقہ کو وطی ملک یمین کے بسبب شرط ہونے
زوج کے نص سے تو لونڈی کو حلال نکریگی وطی مولی کی یعنی زوج نے اپنی منکوحہ لونڈی کو دو بار طلاق دی تو زوج پر بحرمت غلیظہ حرام ہوگئی پھر اس لونڈی کے
مالک نے اس سے وطی کی بملک یمین بعد عدت کے تو وہ لونڈی زوج پر حلال نہوگی اسواسطے کہ نص قرآنی مین حلت موقوف ہے زوج کی وطی پر نہ مالک کی [illegible]
امة لعبد طلقتین [illegible] ورنہ مالک ہونا لونڈی کا بعد دو طلاق کے لینے جسنے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اسکو دو بار طلاق دی پھر اس لونڈی کو مول لیا تو مشتری کو وطی اسکی [illegible]
حلال نہین اسواسطے کہ حلت مطلقہ کی غایت ہنوز موجود نہین یعنی زوج ثانی کی وطی قال تعالی حتی تنکح زوجا غیره ثم مسئلة ملک الامة کالا یحلہا وطی المولی [illegible]
نہین اسواسطے کہ وہ غیر کی ملک پر متفرع ہے بخلاف اسکے تو شارح نے بمناسبت مقام ہکو بطور استیناف کے ذکر کیا کذا فی حاشیة المدنی [illegible]
[illegible] بالملک حرة کی بعد تین طلاق کے اور مرتد ہونے اور گرفتار ہونے کے بعد یعنی ایک مرد نے اپنی زوجہ حرہ کو تین بار طلاق واقع کی پھر وہ مرتد ہو گئی اور
دار الاسلام مین گرفتار ہو آئی پھر اسکے مالک نے اس سے وطی کی تو زوج اول پر یہ عورت حلال نہوگی اسواسطے کہ زوج ثانی کی وطی غایت حرمت کی ہے ملک یمین کی وطی نہیں

من فرق بینهما لظهار او لعان ثم ارتدت وسبیت ثم ملکها لم تحل له ابداً اور مانند مسئلہ حرہ مرتدہ کے وہ ہے کہ بسبب ظہار یا لعان کے زوج اور زوجہ مین تفریق
واقع ہوئی یعنی وطی ممنوع ہو گئی پھر زوجہ مرتد ہو گئی اور دار الحرب سے دار الاسلام مین گرفتار ہو آئی پھر زوج اُسکا مالک ہو گیا تو یہ عورت مرد پر کبھی حلال
نہو گی یعنی ظہار مین بدون کفارہ کے اور لعان مین بدون ابطال لعان کے حلال نہو گی تو شارح کے کلام مین یعنی حرمت موبدہ کے ذکر مین مسامحت ہے
اس اعتبار سے کہ باب ظہار اور لعان مین قیود مقررہ مذکور ہین کذا فی حاشیۃ المدنی وشرط التیقن بوقوع الوطی فی المحل المتیقن به فلو کانت صغیرۃ
لا یوطأ مثلها لم تحل للاول اور شرط تحلیل کی یہ ہے کہ مکان مخصوص مین وطی واقع ہونے کا یقین ہو یعنی محل مشتہی ہو تو اگر عورت مطلقہ ایسی صغیرہ ہو کہ ویسی
لڑکی لائق جماع کے نہو تو زوج اول پر حلال نہو گی اگرچہ زوج ثانی وطی کر چکا ہو اسواسطے کہ نہایت صغیرہ محل شہوت نہین اور اُسکی وطی شرعاً معتبر نہین تو
وجود کالعدم ہوا وطی متیقن نہ پائی گئی کذا فی حاشیۃ المدنی والا حلت وان افضاها بزازیہ اور اگر ویسی صغیرہ وطی کے لائق ہو تو زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر
حلال ہو گی اگرچہ زوج ثانی صغیرہ کو مفضاۃ کر ڈالے کذا فی البزازیہ مفضاۃ اُس عورت کو کہتے ہین جسکے قبل اور دبر کے درمیان کا پردہ پھٹکر ایک ہو جاوین فلو مفضاۃ
لا تحل له الا اذا حبلت لیعلم ان الوطی کان فی قبلها حیث وطی متیقن شرط تحلیل کی ہوئی تو اگر مطلقہ ثلثہ مفضاۃ ہو تو زوج ثانی کی وطی سے زوج اول پر حلال
نہو گی مگر جب کہ وہ حاملہ ہو جاوے تاکہ بالیقین معلوم ہو جاوے کہ وطی اُسکی قبل ہی مین ہوئی نہ دبر مین اور بدون حمل ہونے کے قبل کی وطی کا یقین نہین ہو سکتا
اسواسطے کہ دونون مکان ملکر ایک ہو گئے ہین بخلاف مسئلہ سابقہ کہ وہان قبل کی وطی مین شبہہ نہین اسواسطے کہ صغیرہ پہلے مفضاۃ نہ تھی بلکہ قبل کی وطی سے
اُسکی یہ حالت ہو گئی تو دونون صورتون مین فرق ظاہر ہو گیا کما لو تزوجت بمجبوب فانها لا تحل حتی تحبل لوجود الدخول حکما حتی یثبت النسب فتح فالاقتصار
علی الوطی تصور الا ان یعمم بالحقیقی والحکمی چنانچہ اگر مطلقہ ثلثہ نے نکاح کیا زوج ثانی مقطوع الذکر سے تو یہ عورت زوج اول پر حلال نہو گی تاوقتیکہ
حاملہ نہو اور جب حاملہ ہو گی تو اول کو حلال ہو گی بسبب وجود دخول حکمی کے یعنے ہر چند یہان دخول حقیقی متصور نہین اسواسطے کہ زوج ثانی کا آلہ تناسل
مطلق باقی نہین لیکن حکمی دخول ہے یعنی شرع مین یہ حمل زوج ہی کی طرف سے منسوب ہو گا بسبب قیام نکاح کے یہانتک کہ بسبب اس دخول حکمی کے
اُس ولد کا نسب زوج ہی سے ثابت ہو گا کذا فی فتح القدیر پھر جب دخول حکمی بھی علت ہوا تحلیل کی تو اقتصار کرنا مصنف کا شرط تحلیل کے ذکر مین
فقط وطی پر قصور ہے عبارت کا مگر یہ کہ وطی کو عام کیجیے وطی حقیقی اور وطی حکمی سے تو البتہ قصور باقی نرہیگا مقطوع الذکر بھی وطی حکمی مین داخل ہو گا
والایلاج فی محل البکارۃ یحلها والموت عنها لا کما فی القنیۃ واستشکله المصنف اور ادخال محل بکارت مین حلال کر دیتا ہے عورت کو زوج اول
کیواسطے اور مرجانا زوج ثانی کا عورت کو زندہ چھوڑ کر حلال نہین کرتا بدون وطی کے کذا فی القنیہ اور مشکل جانا ہے اس احلال کو مصنف نے اپنی شرح مین اور
اصل اشکال صاحب بحر الرائق کا ہے تقریر اشکال کی یہ ہے کہ قنیہ مین کہا کہ مجرد ادخال محل بکارت مین سبب ہے حلت کا حالانکہ باوجود باقی رہنے پردہ
بکارت کے دخول حشفہ کا متصور نہین اور تحلیل مین وہ ادخال معتبر ہے جو موجب ہو غسل کا اور غسل بدون دخول حشفہ کے واجب نہین وفی النهر وکانه ضعیف لما فی
التبیین لیشترط ان یکون الایلاج موجبا للغسل وهو التقاء الختانین بلا حائل یمنع الحرارۃ اور نہر الفائق مین کہا ہے کہ شاید قول قنیہ کا ضعیف ہے اسواسطے کہ
تبیین مین یون ثابت ہے کہ تحلیل مین شرط یہ ہے کہ وہ ادخال ہو جو موجب ہے غسل کا اور موجب غسل کا ملنا دونون شرمگاہون کا ہے بدون حائل ہونے اُس چیز کے جو
مانع ہو حرارت کی ثم شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ ادخال فی محل البکارۃ سے مراد یہ ہے کہ بعد ازالہ بکارت کے ادخال ہو اسواسطے کہ دو چیز کا حلول محل واحد مین محال ہے
تو اشکال مصنف کا اور تضعیف صاحب نہر الفائق کی مندفع ہو گئی کذا فی حاشیۃ المدنی وکونه عن قوۃ نفسه فلا یحلها من لا یقدر علیه الا بمساعدۃ الید
الا اذا انتعش وعمل ولو فی حیض ونفاس واحرام وان کان حراما وان لم تنزل لان الشرط الذوق لا الشبع اور شرط تحلیل کی ہے ہونا ادخال کا اپنی قوت
ذات سے تو عورت کو زوج پر حلال نکریگا وہ شخص جو قادر نہین ادخال پر بدون مددگاری ہاتھ کے مگر اُسوقت حلت ثابت ہو گی جبکہ بعد

اور اسی سبب سے کہ سوا اسکی شئی نہین ہو اسکی سبب یعنی بلا مساس رہتی رہے اگرچہ اول حلال نہ ہو احتیاطاً اگرچہ حکم ان
... تحقیق صحیح ہوئی اگرچہ اس کی ... حلال نہ ہو اسطرح کہ لذت ... ہو گی ...
... شرح مشارق ابن ملک ... ماخذ ...
... کتابون کو مجتبی مین ہی کہ حق یون ہی کہ ثابت ہوئی ہو حلت عورت کی دخول حشفہ سے مطلقاً خواہ ہو یا عدم ... کے
خواہ ... مساس عورت لیکن ابن ملک کی شرح مشارق مین یون ہی کہ اگر سوئی عورت سے وطی کر گیا تو عورت کو زوج اول پر حلال کر گیا بسبب
ادراک ... کے ادراک ... کہ یہ ہو لذت جماع سے یعنی حدیث صحیح مین مرد اور عورت دونون کیواسطے جماع کی لذت یابی ... کی شرط ... ہو جائگی
سوئی عورت کو مذہب قائل نہین اور مشہور یون ہی کہ بیہوشی کی حالت کی وطی بھی اسیطرح ہو یعنی ... اسکے شیخ ... نے کہا کہ ...
... اعتماد کے نہین اسواسطے کہ شارح مشارق فقہ مین اسکی کتاب معتمد نہین کہ اسکی روایت نقل مذہب مین معتبر ہو اور طلاق ...
... رد کرتا ہو ... کو موجود دیکھا گیا تو نہین جانتا کہ ... کو پایا ...
غسل ... نہین تو قائم کو حکم غسل کا نہین کہ بسبب وجود لذت حکمی کے اسواسطے کہ اکثر یہ ہو کہ لذت حاصل ہوتی ہو مگر بسبب ثقل نوم کے یاد نہین رہتی کذا فی
حاشیۃ الدرر وکرہ التزوج للثانی تحریماً لحدیث لعن اللہ المحلل والمحلل لہ بشرط التحلیل کتزوجتک علی ان احللک ان حلت لذول لصحۃ النکاح وبطلان
الشرط فلا یجبر علی الطلاق کما حققہ الکمال خلافاً لما زعمہ البزازی اور مکروہ تحریمی ہو زوج ثانی کو نکاح کرنا تحلیل کی شرط سے بموجب حدیث عبداللہ
ابن مسعود کے جو جامع ترمذی مین بروایت صحیح مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تحلیل کرنے والے پر اور جسکے
واسطے تحلیل ہوتی یعنی زوج ثانی اور زوج اول دونون پر لعنت ہو شرط تحلیل کا طریقہ یون ہو جیسے کہ زوج ثانی عورت سے کہے کہ مین نے تجھسے نکاح کیا اس
شرط پر کہ مین تجھکو طلاق دونگا اگرچہ نکاح بشرط تحلیل سے عورت حلال ہوتی ہی زوج اول کو بسبب صحیح ہو جانے نکاح کے شرط لغو ہو کے اور باطل ہو جانے
شرط تحلیل کے تو زوج ثانی پر جبر نہین ہو سکتا طلاق دینے پر چنانچہ اسکو تحقیق کیا ہو کمال الدین محقق نے بخلاف زعم بزازی کے بزازی نے کہا کہ نکاح بشرط تحلیل
بلا کراہت جائز ہو اور شرط بھی جائز ہو یہانتک کہ اگر زوج ثانی طلاق دینے سے انکار کریگا تو قاضی جبر اس سے طلاق دلائیگا اور فتح القدیر مین محقق نے
اسکو رد کیا کہ یہ قول ظاہر الروایت مین ثابت نہین اور قواعد مذہب کے مخالف ہو اسواسطے کہ یہ شرط ایسی ہو جسکو عقد مقتضی نہین تو اصل نکاح صحیح ہوگا اور شرط باطل
ہو جائیگی کذا فی حاشیۃ الدرر ... لطیف ... تزوجتک ... فوق ثلث ... فانت بائن ... تحلیل کے واسطے لطیف حیلہ زوج کا
یون کہنا ہو کہ اگر مین تجھسے نکاح کرون اور جماع کرون تو تو بائن ہو یا اگر مین تجھکو تین بار سے ... تو تو بائن ہو تو اگر بعد جماع کے تین بار سے
زیادہ زوج ثانی عورت کو رکھیگا تو عورت مطلقہ ہو کر بعد عدت کے زوج اول پر حلال ہو جاویگی ولو خافت ان لا یطلقہا تقول زوجتک نفسی علی ان
امری بیدی زیلعی وتمامہ فی العمادیہ اور اگر عورت اس سے ڈرے کہ زوج ثانی اسکو طلاق نہ دیگا تو اسکے واسطے یہ حیلہ ہو کہ عورت ایجاب کے وقت یون
کہے کہ مین نے اپنی ذات کا نکاح کیا تجھسے اس شرط پر کہ امر میرا میرے ہاتھ مین ہے یعنی طلاق کا مجھکو اختیار ہو کذا فی الزیلعی اور پوری تقریر اسکی
فصول عمادیہ مین ہو ... فصول عمادیہ مین یون ہو کہ جب عورت امساک محلل سے ڈرے تو یون کہے کہ مین نے اپنی ذات کا نکاح تجھسے کیا اس شرط پر کہ میرا امر
میرے ہاتھ مین ہے اور زوج نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر زوج نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تجھسے نکاح کیا
اس شرط پر کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے سو عورت نے اس ایجاب کو قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق کا اسکو اختیار نہ ہوگا وجہ فرق کی یہ ہو کہ جب زوج نے عورت
کو طلاق تفویض کی تو وہ اسکے نکاح مین نہ تھی اور تفویض بدون ملک یا اضافت الی سبب الملک کے صحیح نہین جاننا کیونکہ دونون امر اسوقت موجود نہین بخلاف پہلی

صورت سے کہ جب زوج نے قبول کیا تو عورت کے منکوحہ ہونے کی مقارن تفویض پائی گئی لہذا صحیح ہوئی اما اذا اضمر ذلک لا یکرہ وکان الرجل ماجورا
لقصد الاصلاح وتاویل اللعن اذا شرط الاجر ذکرہ البزازی اور اگر قصد تحلیل کو زوج ثانی نے دل میں رکھا یعنی زبان سے نہ کہا تو اس مرد کو ثواب ملیگا بسبب
قصد اصلاح کے کہ بعد از اگر حرمت کے دو بچھڑے مسلمان کو ملادیا اور تاویل لعن محلل کی یہ ہے جبکہ کچھ اجرت تحلیل پر لی کذا ذکرہ البزازی ثم ہذا کلہ فرع
صحۃ النکاح الاول حتی لو کان بلا ولی بل بعبارۃ المرأۃ او بلفظ ھبۃ او بحضرۃ الفاسقین ثم طلقھا ثلثا واراد حلھا بلا زوج یرفع الامر لشافعی یقضی به
ببطلان النکاح ای فی القائم والآن لا فی المنقضی بزازیہ پھر یہ سب کچھ جو مذکور ہوا تو اول نکاح کی صحت پر متفرع ہے یعنی اگر زوج اول کا نکاح
صحیح تھا تو بعد تین طلاق کے تحلیل کیواسطے ان حیلوں کی البتہ حاجت ہے سو اگر اول نکاح بدون ولی کے تھا بلکہ خود عورت کی عبارت سے
ہوا تھا یا بلفظ ہبہ تھا یا دو فاسق گواہوں کے روبرو ہوا تھا پھر زوج نے اسکو تین بار طلاق دی اور عورت کا حلال ہونا بدون زوج ثانی کے چاہا تو
اس امر کو قاضی شافعی المذہب کے پاس رجوع کرے تا کہ قاضی حلت کا اور بطلان نکاح کا حکم کرے یعنی حکم بطلان کا اس نکاح میں کرے جو قائم دراب موجود ہے
نہ نکاح گذشتہ میں کذا فی البزازیہ مترجم شارح کی یہ تعبیر ٹھیک نہیں اسواسطے کہ یہ تعبیر اسکو مقتضی ہے کہ نکاح بلا ولی و بلفظ ہبہ اور بحضور شاہدین فاسقین حنفی
مذہب میں صحیح نہیں بلکہ فاسد ہے حالانکہ یہ غلط ہے تو عبارت میں قصور ہے یوں کہنا تھا کہ جب نکاح فاسد ہوگا تو طلاق نہ واقع ہوگی سو اگر ہمارے نزدیک
صحیح ہو اور ہمارے غیر کے نزدیک فاسد ہو چنانچہ مسائل مذکورہ میں تو شافعی کے پاس مرافعہ کرے طحطاوی نے کہا ایسے مسائل لائق اظہار کے نہیں کیونکہ اس میں
مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے علاوہ اسکے تین طلاق کا وجود گا ہے متحقق نہ ہو سکیگا اسواسطے کہ جب شافعیؒ نے بطلان نکاح اول کا حکم درصورت شہادت فاسقین کے
کیا تو عقد ثانی کس مذہب پر ہوگا اگر شافعی مذہب پر ہو تو نہایت متعسر ہے اسواسطے کہ عدالت بشرط نزدیک شافعیؒ کے نادر الوجود ہے علی الخصوص ہمارے
زمانہ میں اور اگر عقد ثانی بموجب مذہب حنفی کے ہو تو وہاں آتش در کاسہ کذا فی حاشیۃ المدنی فیہما قال الزوج الثانی کان النکاح فاسدا او لم ادخل بہا وکذبتہ
فالقول لہا ولو قال الزوج الاول ذلک فالقول لہ اور بزازیہ میں ہے کہ زوج ثانی نے کہا کہ نکاح ثانی فاسد تھا یا یوں کہا کہ نکاح صحیح تھا لیکن میں نے اس عورت سے
جماع نہیں کیا یعنی بعد طلاق کے زوج ثانی نے یہ اظہار کیا تا کہ عورت زوج اول کو حلال نہ ہو اور عورت نے زوج ثانی کی تکذیب کی تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا اور
اگر زوج اول نے یہ کہا یعنی فساد نکاح ثانی یا عدم دخول زوج کا دعوی کیا تو زوج اول ہی کا قول معتبر ہوگا والزوج الثانی یہدم بالدخول فلو دخل بہا یہدم
اتفاقا قنیہ مادون الثلث ایضا کما یہدم الثلث اجماعا لانہ اذا ہدم الثلث فما دونہا اولی خلافا لمحمد اور زوج ثانی بعد دخول کے تین طلاق سے کمتر کو گرا دیتا
چنانچہ تین طلاق کو بالاجماع گراتا ہے اسواسطے کہ جب تین طلاق کو اسنے گرایا تو کمتر کو بطریق اولی گرادیگا بخلاف امام محمدؒ کے کہ انکے نزدیک ایک یا دو طلاق کو
نہیں گراتا پھر اگر زوج ثانی نے وطی نہیں کی تو بالاتفاق نہ گرادیگا کذا فی القنیۃ فمن طلقت دونہا وعادت الیہ بعد آخر عادت بثلث لو حرۃ وثنتین لو امۃ وعند
محمدؒ وباقی الائمۃ بالبقی وہو الحق فتح واقرہ المصنف وغیرہ سو جو عورت کہ تین طلاق سے کم مطلقہ ہوئی یعنی ایک طلاق ہوئی یا دو طلاق وہ پہلے زوج کے
نکاح میں پھر آئی بعد دوسرے زوج کے تو زوج اول کو پھر تین طلاق دینے کا اس عورت پر اختیار ہوگا اگر وہ حرہ ہے اور اگر لونڈی ہے تو دو طلاق کا اختیار ہوگا
اسواسطے کہ زوج ثانی نے پہلے ایک یا دو طلاق کو گرادیا یعنی نیست و نابود کر دیا اور نزدیک محمدؒ اور باقی اماموں کے باقی طلاق کا زوج اول کو اختیار ہوگا یعنی
اگر پہلے ایک طلاق دی تھی تو اب دو طلاق کا اختیار ہوگا اور اگر اول دو بار طلاق واقع کی تھی تو اب ایک طلاق کا اختیار ہوگا اور یہی قول امام محمدؒ کا حق ہے کذا فی
فتح القدیر اور اسیکو ثابت رکھا ہے مصنف نے اپنی شرح میں اور مصنف کے سوا اور علماء نے چنانچہ صاحب بحر اور صاحب نہر نے مترجم شیخ رحمتی نے کہا کہ قول امام کا
علی الاطلاق ماخوذ ہے اور ابو یوسفؒ کا ساتھ ہونا زیادہ تر موجب ہے ترجیح کا اور اسیواسطے متون میں یہی ثابت ہے اور ترجیح کمال الدین ابن ہمام کی مخالف
متون کے معتبر نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ولو اخبرت مطلقۃ الثلث بمضی عدتہ وعدۃ الزوج الثانی بعد دخولہ والمدۃ تحتملہ ای للاول ان یصدقہا ان غلب علیٰ

[illegible] عدت گذر جانے [illegible]

[illegible] اول [illegible] تصدیق کرے [illegible] نکاح کرے [illegible]

[illegible] عدت [illegible]

[illegible] عدت [illegible]

[illegible] علی الزوج [illegible] اول سے ہمبستری [illegible] اول [illegible]

[illegible] عدت [illegible] عورت [illegible] عدت [illegible] عورت کی تصدیق [illegible]

عورت [illegible] زوج اول پر حلال ہو [illegible] زوج اول [illegible]

[illegible] عورت [illegible] دیانت کرے فی البزازیۃ [illegible] تزوج [illegible]

[illegible] طلاق دی پھر عورت نے اپنے نکاح کرنے کا ارادہ کیا [illegible] عورت کو یہ حق [illegible] جائز نہیں خواہ عورت

[illegible] اپنی ذات کو [illegible] اس صورت میں کہ عورت سنتی تھی طلاق کی [illegible] اور اگر زوج نے

طلاق کا اقرار کیا تھا تو بالاتفاق [illegible] درست ہو کذا فی حاشیۃ المدنی سمعت من زوجها انه طلقها ولا تقدر علی منعه من

نفسها الا بقتله لها قتله بدواء لخوف القصاص [illegible] وقال الاوزجندی ترفع الامر الی القاضی فان حلف لا بینة فالاثم علیه ان قتلته فلا شیء

علیها [illegible] بزازیہ عورت نے اپنے زوج سے سنا کہ اسنے اسکو طلاق دی یعنی تین بار طلاق اور عورت اپنی ذات کو مرد سے بچا نہیں

سکتی بدون اسکے مار ڈالنے کے تو عورت کو اسکو قتل کرنا دوا سے جائز ہے قصاص کے خوف سے یعنی زہر سے [illegible] قصاص کی پیشی لازم آوے اور نہ مار ڈالے

عورت اپنی ذات کو اور اوزجندی نے کہا کہ [illegible] قاضی کے پاس [illegible] اگر زوج قاضی کے [illegible] طلاق دینے کی قسم کھا جاوے اور عورت کو دونوں تو

اب گناہ اسکا مرد پر ہوگا اگر عورت کو اپنی جان کا خوف ہو اور اس صورت میں اگر عورت اسکو قتل کروا دے تو اسپر کچھ گناہ نہیں [illegible] طلاق [illegible] کا انقطاع [illegible]

طلاق سے ہو کذا فی البزازیۃ وفیها شهدا انه طلقها ثلثا والزوج غائب [illegible] تحلیل لو غائبا [illegible] یعنی دیانۃ [illegible] عدم الجواز قضاء اور بزازیہ میں [illegible]

گواہی دی کہ مرد نے عورت کو تین بار طلاق دی تو عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا جائز ہے تحلیل کے واسطے اگر زوج اول غائب ہو یعنی اگر عورت کو خوف ہو کہ زوج طلاق

کا انکار کریگا تو بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور بعد وطی کے اس سے طلاق لے تاکہ زوج اول پر حلال ہو [illegible] زوج اول آوے تو اس سے بعد عدت

زوج ثانی کے تجدید نکاح کی درخواست کرے کذا فی حاشیۃ المدنی والعالمگیریہ شارح کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ مراد بزازیہ کی یہ ہے کہ عورت کو دیانۃ نکاح جائز

یعنی قضاء جائز نہیں اسواسطے کہ قضا علی الغائب صحیح نہیں اور مذہب صحیح یہ ہے کہ عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کر لینا جائز نہیں دیانۃ بھی درست نہیں جیسے

کہ قضاء درست نہیں کذا فی القنیۃ وفیها ولم یقدر علی ان تتخلص عنه ولو غاب سحرته وردته الیها لا یحل لها قتله ولیهرب عنها جهده اور قنیہ میں ہے کہ اگر زوج بعد

تین طلاق دینے کے قادر نہو کہ آپ چھڑا سکے عورت سے اور اگر غائب ہو جاوے اس سے تو عورت اسپر جادو کرے اور پھیر لاوے اپنی طرف کو

تو مرد کو اسکا قتل کرنا حلال نہیں اور دور رہے اس سے اپنے مقدور بھر وقیل لا تقتله قاله الاسبیجابی وبه یفتی کما فی التاتارخانیۃ وشرح الوهبانیۃ

عن المنتقی ای والاثم علیه کما مر اور دوسرا قول مطلقہ ثلثہ میں جو مرد کو نہیں روک سکتی یہ ہے کہ مرد کو قتل نہ کرے قائل اس قول کا اسبیجابی ہے اور اسی

قول یعنی عدم قتل پر فتوی ہے چنانچہ تاتارخانیہ اور شرح وہبانیہ میں منتقی سے یہ فتوی موجود ہے یعنی اس صورت میں گناہ وطی غیر کا مرد پر ہے جو عورت

[illegible] تصریح اسکی قول اوزجندی میں مذکور ہو چکی قال لبعدها بعد طلاقه ثلثا کان قبلها طلقتك واحدة وانقضت عدتك [illegible] للمرأة فی

ذلک لا لیصدق ان علی المذہب المفتی یہ کما لو لم تصدقہ ہی وقیل یصدق ان کہا زوج نے تین بار طلاق دینے کے بعد کہ اس تین طلاق سے پہلے مین نے عورت کو ایک طلاق دی تھی اور عدت اسکی منقضی ہو گئی تھی زوج کی غرض اس کلام سے یہ ہو کہ تا مجھکو اس عورت سے نکاح کر لینا درست ہو اسواسطے کہ تین طلاق بعد عدت کے واقع ہوئی تو لغو ہو گئی اور عورت نے مرد کی تصدیق کی اس حال مین تو مرد اور عورت کی تصدیق نہو گی بنا بر مذہب مفتی بہ کے جیسا کہ اس صورت مین جبکہ عورت اسکی تصدیق نکرے اور قول ضعیف یہ ہو کہ زوج اور زوجہ کے کلام کی تصدیق کرنا چاہیے لو طلقہا ثنتین قبل الدخول ثم قال کنت طلقتہا قبلہا واحدۃ اخذ بالثلث اور اگر عورت کو دو بار طلاق دی قبل دخول کے پھر بولا کہ مین اسکو دو طلاق سے پہلے ایک طلاق دیچکا ہون غرض اس کلام سے یہ کہ دو طلاق باطل ہو جاوین اسواسطے کہ غیر مدخولہ پہلے ایک ہی طلاق سے بائن ہو چکی بلا عدت تو زوج اس کلام سے ماخوذ ہو گا تین طلاق کا اسواسطے کہ اقرار زوج کا دو طلاق پر دلالت کرتا ہے ثبوت محل پر واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

باب الایلاء

یہ باب ہے ایلا کا مناسبتہ البینونۃ مآلا مناسبت ایلا کی طلاق رجعی سے باعتبار جدائی انجام کار کے ہے یعنی جیسے طلاق رجعی مین عورت بعد عدت کے مرد سے جدا ہو جاتی ہے ویسے ہی ایلا مین بعد چار مہینے کے جدا ہوتی ہے لہذا دونون باب متصل مذکور ہوئے ہو لغۃ الیمین وشرعا الحلف علی ترک قربانہا مدتہ اور وہ ذکر کیا ایلا لغت مین معنی قسم کے ہے اور شرع مین ایلا وہ قسم ہے جو زوج نے زوجہ کی ترک قربت پر چار مہینے تک قسم کھائی ہو اگرچہ مدت نفی ہے جیسا کہ ایلا روی کا بیان متن مین آگے مذکور ہو گا والمولی ہو الذی لا یمکنہ قربان امرأتہ الا بشیء شاق یلزمہ الا لمانع کفر اور مولی بضم میم و کسر لام اسکو کہتے ہین جسکو ممکن نہین اپنی عورت سے وطی کرنا بدون مشقت والی چیز کے کہ یہ لازم ہوتی ہے اسپر یعنی بدون کفارہ کے قربت نہین کر سکتا مگر مانع کفر سے مولی پر کفارہ لازم نہین آتا یعنی کافر اگر ایلا کریگا تو اسکو قربت اپنی زوجہ کی ممکن ہے بدون لزوم کفارہ کے ورکنہ الحلف اور رکن ایلا کا قسم ہے خواہ قسم اللہ تعالی کے نام پاک سے ہو یا تعلیق ہو بالتزام نذر کے یا طلاق یا عتاق کے وشرطہ محلیۃ المرأۃ بکونہا منکوحۃ وقت تنجیز الایلاء اور شرط ایلا کی یہ ہے کہ عورت محل ہو ایلا کی بسبب منکوحہ ہونے عورت کے وقت تنجیز ایلا کے یعنی اگرچہ وقت تعلیق کے منکوحہ نہو لیکن ایلا واقع ہونے کے وقت منکوحہ ہونا کفایت کرتا ہے ومنہ ان نکحتک فو اللہ لا اقربک ایلاء کذا سے یہ مثال ہے کہ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے نکاح کرونگا تو قسم اللہ کی کہ تجھسے وطی نکرونگا پھر حینیکہ عورت اس قول مین وقت ایلا کے منکوحہ نہین لیکن بعد نکاح کے ایلا ثابت ہو گا اسواسطے کہ تعلیق بعد وجود شرط کے مانند تنجیز کے ہے تو گویا اسنے بعد نکاح کے ایلا کیا ولو زاد وانت طالق تم تزوجہا لزم کفارۃ بالقربان ووقع بائنا بترکہ اور اگر مثال مذکور مین وانت طالق زیادہ کیا یعنی یون کہا کہ ان تزوجتک فو اللہ لا اقربک وانت طالق یعنی اگر مین تجھسے نکاح کرون تو قسم اللہ کی کہ تجھسے وطی نکرونگا اور تو مطلقہ ہو گی تو لازم آویگا اس قائل کو کفارہ بسبب وطی کے اور طلاق بائن واقع ہو گی وطی چھوڑنے سے اس مثال مین کفارہ لازم آویگا وطی سے اسواسطے کہ ایلا ہے اور طلاق واقع ہو گی ترک وطی سے چنانچہ وطی سے لیکن مشکل یہ ہے کہ اسمین تعلیق ہے طلاق کی نکاح پر تو مجرد نکاح کے طلاق واقع ہو گئی کفارہ وطی سے کیونکر لازم آویگا تو مراد یہ ہے کہ اول بار عورت سے نکاح کیا اور وہ مطلقہ ہو گئی بسبب تعلیق طلاق کے بعد اسکے دوسری بار اس سے نکاح کیا تو اگر بعد نکاح ثانی کے چار مہینے گذر گئے بدون وطی کے تو دوسری بار طلاق بائن واقع ہو گی اور اگر چار مہینے کے اندر وطی کی تو کفارہ لازم آویگا کذا فی حاشیۃ المدنی واہلیۃ الزوج للطلاق وعندہما للکفارۃ اور شرط ایلا کی ہے اہل ہونا زوج کا واسطے طلاق کے یعنی جسکو طلاق کی لیاقت ہے اسکو ایلا کی بھی لیاقت ہے اور صاحبین کے نزدیک کفارہ کی اہلیت شرط ہے ایلا کی فصح ایلاء الذمی بغیر ما ہو قربۃ تو صحیح ہے ایلا کرنا ذمی کا امام کے نزدیک بجز عبادات کے یعنی چونکہ ذمی اہل ہے طلاق کا تو اسکا ایلا بھی صحیح ہے لیکن اگر ذمی عبادات کی قسم کھاویگا تو صحیح نہین اور صاحبین کے نزدیک ذمی کا ایلا صحیح نہین اسواسطے کہ وہ کفارہ کا اہل نہین معلوم کرنا چاہیے کہ ذمی کا ایلا تین طرح پر ہے ایک یہ کہ بالاتفاق صحیح ہے یعنی بغیر عبادت کے قسم کھانا چنانچہ عتاق کی دوسرے عبادات کی قسم کھانا چنانچہ حج یا صوم کی یہ بالاتفاق باطل ہے تیسرے مین اختلاف ہے یعنی بنام خدا قسم کھانے مین کذا فی حاشیۃ المدنی اگر کوئی کہے کہ جب ذمی پر کفارہ لازم نہوا تو امام کے نزدیک اسکی ایلا کا کیا فائدہ ہوا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے قول مین ایلا کا اثر ہوا

و قاتہ ... صدق ... اگر مدت ایلا کے چار مہینے تک قربت نکرے تو ...

... ثابت ہوتا ہے قربت ... اگر کوئی قسم کھاوے کہ مین ایک مہینہ قربت نکرونگا تو ایلا ثابت ...

... ہو کہ ایک ... واقع ہوگی اگر ... قسم ...

... لازم آویگی اگر اسنے قسم توڑی ...

اگر تعلیق کی قسم ہو تو ... کفارہ ... لازم آتا ہے جیسے حلف باللہ و تعلیق ... چنانچہ مثال ...

... والمدۃ اقلہا للحرۃ اربعۃ اشہر ولا مدۃ لہ شہران ... فلا ایلاء ... الا ...

اور ... ہین اور اکثر ... دو مہینے ... کم ... قسم کھائے ... اگر ... تین مہینے کی قسم کھائی

یا لونڈی ... ایک مہینے کی قسم کی تو ایلا ثابت ہوگا ... الرجعی اور سبب ایلا کا مانند ...

ناموافقت ... کا سبب ہوتا ہے ... ایلا کو سبب ... والفاظہ صریح وکنایۃ اور الفاظ ایلا کے دو قسم ہین ... جو لفظ جماع مین

مستعمل ہو اور کنایہ وہ جو جماع اور غیر جماع دونون مین مستعمل ہو صریح محتاج نیت کا نہین بخلاف کنایہ کے کذا فی حاشیۃ ... لو قال ...

... لا اقربک ... حائض ذکرہ سعدی لعدم اضافۃ المنع الی الیمین ... ایلا صریح کے یہ مثال ہے کہ اگر ...

قربت نکرونگا ... کہ یمین منعقد ہوتی ہے ... مانند واللہ ... ایلا صحیح ہے ...

نہین اسواسطے کہ اول سے یمین منعقد ہوتی ہے ثانی سے ملا سعدی نے صحت ایلا مین عدم حیض کی قید لگائی ...

حرمت حیض کے یعنی حالت حیض مین باز رہنا وطی سے بسبب منع شرعی کے ہے نہ کہ بسبب قسم کے او واللہ لا اقربک لا اجامعک لا اطاک لا اغتسل منک من جنابۃ اربعۃ

اشہر لو حائضا لتعیین المدۃ یا یون کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا تجھسے جماع نکرونگا تجھسے وطی نکرونگا غسل جنابت نکرونگا ... چار مہینے

اگر خطاب حائض سے ہو ... مدت کے یعنی تعیین چار مہینے کی یہ قرینہ ہے کہ منع وطی کا سبب قسم ہے ... اسواسطے کہ چار مہینے تک

برابر حیض نہین ہوتا بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہان قسم مین مدت مذکور نہین وان قربتک فعلی حج او نحوہ مما یشق بخلاف فعلی صلاۃ ...

مشقتہا اور اگر قربت کرون مین تیری تو مجھپر حج واجب ہے یا مانند اسکے اس قسم سے جسکا فعل انسان پر شاق و دشوار ہے چنانچہ ایک مہینہ روزہ رکھنا یا طلاق ...

بخلاف اس قول کے کہ اگر مین قربت کرون تو مجھپر دو رکعت واجب ہین تو اسکا قائل مولی نہین یعنی ایلا کرنے والا نہین بسبب شاق نہونے دو رکعت کے بخلاف

فعلی مائۃ رکعۃ وقیاسہ ان یکون مولیا بمائۃ ختمۃ او اتباع مائۃ جنازۃ ولم ارہ بخلاف اس قول کے کہ مین تیری قربت کرون تو مجھپر سو رکعتین لازم ہین اسواسطے

کہ اسقدر نماز اکثر لوگون پر شاق ہے اور قیاس شفقت کا اسکو مقتضی ہے کہ سو بار ختم قرآن مجید اور سو جنازہ کے اتباع سے مولی ہو شارح کہتا ہے کہ اسکو مین نے

کتب فقہ مین نہین دیکھا یعنی اگر کوئی کہے کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو سو بار قرآن ختم کرنا مجھپر لازم ہو یا سو جنازہ کی ہمراہی و دفن کرنے کی شرکت مجھپر

واجب ہو تو ایلا ثابت ہوا اسواسطے کہ یہین نہایت مشقت ہے او فانت طالق او عبدہ حر یا یون کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو تو مطلقہ ہے یا غلام میرا

آزاد ہو یہانتک مثالین ایلا صریح کی تھین ومن الکنایۃ لا امسک لا آتیک لا اغشاک لا اقرب فراشک لا ادخل علیک اور ازقسم کنایہ ہین یہ مثالین کہ مین

تجھکو نہ چھوؤنگا تیرے پاس نہ آؤنگا تیرے بچھونے کے نزدیک نجاؤنگا نہ داخل ہونگا تیرے اوپر یعنی تیرے پاس نہ آؤنگا لا اغشاک جسکے معنی ... کے ہین

تیرے پاس نہ آؤنگا اسواسطے کہ غشیان بالکسر بمعنے اتیان ہے کذا فی المغرب اور صراح مین کہا کہ غشیان بالکسر مجامعت ...

من الموۃ ونحوہ حتی تخرج الدابۃ او الدجال او تطلع الشمس من مغربہا اور ازقسم ایلا موبد ... کے یہ یون کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا یہان تک

گر دابۃ الارض نکلے یا دجال خروج کرے یا کہ آفتاب اپنے غروبگاہ سے طلوع کرے فان قربہا فی المدۃ او جامعہا حنث وحینئذ فی الحلف
باللہ وجبت الکفارۃ وفی غیرہ وجب الجزاء وسقط الایلاء لانتہاء الیمین غرض زوج نے وطی کی اگرچہ مدت کے اندر اگرچہ یمین موقت تھی یا موبد ہو تو حانث ہوگا
پھر جس وقت کہ حانث ہوگا تو اللہ کی قسم سے کفارہ واجب ہوگا اور اس کے سوا یمین یعنی تعلیق یمین میں جزا واجب ہوگی خواہ حج خواہ عتاق خواہ سوا اس کے
اور ساقط ہوگا ایلا بسبب آخر ہونے یمین کے یعنی جب بعد وطی کے کفارہ یا جزا لازم ہوگی تو اب حکم ایلا کا بالاجماع علماء باقی نہ رہا یعنی بعد چار مہینے گذرنے کے طلاق نہ واقع
ہوگی والا یقربہا بانت بواحدۃ بمضیہا اور اگر مدت یمین میں وجہ سے وطی نہ کی تو عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی بسبب منقضی ہونے مدت کے ولو ادعاہ بعد مضیہا
لم یقبل قولہ الا ببینۃ اور اگر زوج نے دعوی وطی کا کیا بعد گذرنے مدت کے تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بدون گواہوں کے وسقط الحلف لوکان مؤقتا ولو مؤبدا فبمضی
مضیہ الثانیۃ تبین بثانیۃ وسقط الایلاء اور ساقط ہوگی قسم بعد جدائی کے اگر موقت او یمین ہوگی اگرچہ توقیت مدت کی ہو اسواسطے کہ دوسری مدت کے گذرنے سے
عورت پر دوسری طلاق بائن واقع ہوگی یعنی اگر زوج نے یوں کہا کہ واللہ میں تجھسے آٹھ مہینے صحبت نکرونگا پھر چار مہینے اس سے صحبت نکی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی پھر زوج
نے اس سے نکاح کیا اور باقی چار مہینے تک صحبت نکی تو دوسری طلاق واقع ہوگی اسکے بعد اب قسم کا اثر نہ باقی رہیگا یعنی اگر تیسری بار اس عورت سے نکاح کریگا اور بعد اسکے چار مہینے
تک صحبت نکریگا تو اب طلاق نہ واقع ہوگی بسبب ساقط ہونے قسم کے الا لو کان مؤبدا او کانت حائضا کما ہو ظاہر کما مر اور قسم ساقط ہوگی بائن ہونے سے اگر قسم دائمی ہو اور بنی ہوگی اور عورت
طاہر ہوگی یعنی بشرطیکہ حائض ہو عورت قسم کھانے کیوقت چنانچہ ذکر اس مسئلہ کا گذر گیا وفرع علیہ فلو نکحہا ثانیا وثالثا ومضت المدتان بلا فئ بانت باخریین
باخریین اور متفرع کیا مصنف نے عدم سقوط قسم دائمی پر اس قول کو کہ اگر زوج نے عدم قربت کی دائمی قسم کھائی اور طلاق بائن پیسر پڑگئی بعد اس کے دوسری اور تیسری
بار نکاح کیا اور دو مدتیں بدون قربت کے گذر گئیں تو عورت پر دو بار طلاق بائن اور پڑینگی یعنی زوج نے یوں کہا کہ واللہ میں تجھسے صحبت نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت
نہ کی تو ایک طلاق بائن پڑگئی پھر دوسری بار نکاح کیا اور چار مہینے بدون جماع کے گذر گئے تو دوسری بار طلاق بائن واقع ہوگی پھر تیسری بار نکاح کیا اور چار مہینے
بدون وطی کے منقضی ہوگئے تو تیسری بار طلاق بائن پڑیگی اسواسطے کہ قسم دائمی تھی نہ موقت المدۃ من وقت التزوج اور مدت کا اعتبار نکاح کیوقت سے یعنی اگر
دائمی قسم کھائی اور بعد چار مہینے کے عورت بائن ہوگئی اور مرد نے اس سے نکاح نہ کیا اور بعد بائن ہونے کے چار مہینے گذر گئے تو اب دوسری بار طلاق نہوگی اسواسطے کہ
منکوحہ نہیں اور بدون نکاح کے مدت کا اعتبار نہیں فلو نکحہا بعد زوج آخر لم تطلق لانتہاء ہذا الملک سو اگر ایلا کرنیوالے نے اس عورت سے نکاح کیا دوسرے زوج کے
بعد تو اب پیسر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب آخر ہونے اس ملک کے یعنی زوج نے عدم قربت کی دائمی قسم کھائی اور تین بار طلاق بائن عورت پر واقع ہوئی بسبب نکاح ثانی
اور ثالث کے اور عدم قربت کے پھر عورت نے زوج ثانی سے نکاح کیا اور بعد وطی کے مطلقہ ہوئی اور عدت کے بعد زوج اول نے اس سے نکاح کیا اور چار مہینے تک قربت
نہ کی تو اب پیسر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب حلف دائمی کے اسواسطے کہ بعد وقوع تین طلاق کے زوج کی ملکیت بالکل منعدم ہوگئی پھر جب ملکیت باقی نہ رہی تو طلاق کیونکر
واقع ہو بخلاف لو بانت بالایلاء بدون ثلاث او ابانہا بتنجیز الطلاق ثم عادت بثلث تقع بالایلاء خلافا لمحمد کما مر فی مسئلۃ الہدم بخلاف اسکے کہ اگر عورت جدا
ہوگئی بسبب ایلا کے کمتر تین طلاق سے یا کہ زوج نے عورت کو قبل چار مہینے کے طلاق بائن دی پھر بعد زوج ثانی کے زوج اول کے نکاح میں آئی اور شیخین
کے نزدیک زوج اول کو تین طلاق کی ملکیت حاصل ہوئی تو تین بار طلاق واقع ہوگی بسبب قسم دائمی کے بخلاف امام محمد کے کہ انکے نزدیک بعد باقی طلاق واقع
ہوگی چنانچہ اسکی تصریح باب الرجعۃ کے اندر مسئلہ ہدم میں ہوچکی یعنی اگر بعد ایلاء دائمی کے تین بار طلاق نہوئی اسطرح پر کہ ایک شخص نے کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت
نکرونگا اور چار مہینے تک قربت نکی تو پیسر ایک طلاق بائن پڑی پھر اس عورت سے دوسرا نکاح کیا اور قربت نہ کی تو دو بار طلاق بائن ہوئی پھر عورت نے دوسرے
زوج سے نکاح کیا اور بعد طلاق اور عدت کے زوج اول کے نکاح میں پھر آئی تو زوج اول پھر تین طلاق کا مالک ہوا نزدیک امام اور ابو یوسف کے اسواسطے کہ زوج
ثانی نے طلاق سابق کو منہدم کردیا تو اگر زوج اول چار مہینے تک قربت نکریگا تو ایک طلاق بائن پڑیگی پھر اگر نکاح کرکے قربت نکریگا تو دوسری بار طلاق بائن

تو ایسا ہو گا جیسے کہ قربت کی تو تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر قربت نہ کی یہاں تک کہ ایک مدت گذر گئی تو ایک طلاق واقع ہوگی پھر اگر

عدت میں پھر نکاح کیا اور عدت کے اندر طلاق کا حال ہو چکی کہ واللہ میں قربت کروں گا اور قبل چار مہینے گذرنے کے یہ دو روز بعد ایک ثانی اطلاق

واقع کی اور بعد زوج ثانی سے نکاح کیا پھر اول سے نکاح میں آئی تو اسکے ساتھ قربت کی تو پہلا حکم باقی نہ ہوگا اور اگر قربت نہ کی یہاں تک

وليها البتة ثم تزوجها بعد ما تزوجت بغيره آتيے اگر قسم ولی کا حال ہونے سے عورت وطی کی اور زوج کے بعد قبل اسکے کہ مشہور ہوئی کہا ولا یہ سبب

قسم تو ڑنے کے یعنی جب بعد تین طلاق بائن ہو جانے کے اب ہمیشہ طلاق نہ ہوگی لیکن حکم یمین عورت کی نسبت باقی رہیگا اور قربت سے کفارہ لازم ہوگا واللہ

لا اقربك شهرين وشهرين بعد هذين الشهرين ايلاء تحقق المدة اور یوں کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت نکرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دونوں

کے تو ایلاء ہو بسبب تحقق ہونے مدت ایلاء کے اسواسطے کہ اور ملانے دونوں مدتوں کے تو چار مہینے ثابت ہوے ولو مکث یوما ثم قال والله لا اقربك شهرين بعد

الشهرين الاولين لم يكن موليا قالہ انکا حاصل یہ ہے کہ ایک دن توقف کیا پھر کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت نکرونگا دو مہینے بعد ان دو مہینوں کے تو ایلاء نہ ہوگا اسواسطے کہ

اندر دو مہینے کے حکم میں کذا فی بحر الرائق ثم قال والله لا اقربك شهرين ثم مكث يوما قال لبعد الشهرين الاولين اور نقص المدة پھر بعد توقف ایکدن یا

ایک ساعت کے کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت نکرونگا دو مہینے بعد پہلے دو مہینوں کے یا بعد الشهرين الاولين کے لفظ کو بیان کیا یعنی یوں کہا کہ واللہ میں

دو مہینے تجھسے قربت نکرونگا تو دونوں صورتوں میں مولی نہوگا یعنی ایلاء ثابت ہوگا بسبب کم ہونے مدت کے یعنی جب یوں کہا کہ واللہ میں تجھسے دو مہینے

صحبت نکرونگا تو دو مہینے اس یمین سے ثابت ہوئے پھر اسنے ایکدن توقف کرکے دوسری قسم کھائی اسطرح کہ واللہ میں تجھسے قربت نکرونگا دو مہینے بعد پہلے دو مہینوں کے

تو دونوں یمین کے چار مہینے ہوئے لیکن توقف کا درمیان میں ساقط ہوگیا تو ایکدن کم چار مہینے باقی رہے اور حالانکہ مدت ایلاء کی پورے چار مہینے ہیں لہذا ایلاء ثابت ہوا اور

جبکہ زوج نے بعد الشهرين الاولين کو یمین ثانی میں مذکور کیا تو دونوں یمین متداخل ہونگے مثلاً پہلی یمین غرہ محرم شروع ہوئی آخر صفر میں تمام ہوئی اور یمین ثانی دوسری

تاریخ محرم سے شروع ہوئی غرہ ربیع الاول کو تمام ہوئی مدت ایلاء کی اسمیں بھی نہ پائی گئی لکن ان قالہ تحدت الکفارۃ والا تعددت لیکن اگر بعد الشهرين الاولين

کہیگا تو وطی سے ایک ہی کفارہ لازم آویگا اور اگر نہ کہیگا تو دو کفارہ لازم آوینگے پہلی صورت میں اگر پہلے دو مہینوں میں وطی کریگا تو ایک کفارہ لازم ہوگا

اور اگر پچھلے دو مہینوں میں وطی کریگا تو بھی ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ مدت ہر یمین کی جدی جدی ہے متداخل نہیں اور دوسری صورت میں اگر دو مہینے کے

اندر وطی کریگا تو دو ہرا کفارہ لازم آویگا ایک کفارہ یمین اول سے اور دوسرا کفارہ یمین ثانی سے اسواسطے کہ دونوں یمین کی مدت متداخل ہے جدی جدی

نہیں اور قال والله لا اقربك سنة الا يوما لم يكن موليا للحال بل ان قربها وبقي من السنة اربعة اشهر فاكثر صار موليا اور الا يوما سے زوج نے یوں کہا کہ واللہ

میں تجھسے قربت نکرونگا ایک سال مگر ایکدن تو فی الحال مولی نہوگا بلکہ اگر قربت کرے جو دن کہ اسوقت جبکہ باقی رہ گئے اسدن ایکسال سے چار مہینے یا زیادہ تو

مولی ہوگا اور اگر سال میں چار مہینے باقی نہیں ہیں مثلاً تین مہینے باقی رہے تھے کہ اسنے قربت کی تو مولی نہوگا ولو حذف سنة لم يكن موليا حتى اقربها فيصير موليا

اور اگر مثال مذکور سے سال کا لفظ گرا دیا یعنی یوں کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت نکرونگا مگر ایک دن تو مولی نہوگا بدون قربت کے پھر جب عورت سے

قربت کریگا تو مولی ہوگا لبعد غروب ہونے آفتاب کے وطی کے دن اور یہی قید مثال سابق میں بھی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو زاد الا يوما اقربك فيه لم يكن موليا

ابدا لانه استثنى كل يوم اقربها فيه فلم يتصور منعه ابدا اور اگر اسنے مثال مذکور میں (الا یوما اقربک فیہ) کو زیادہ کیا یعنی یوں کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت نکرونگا

ایک سال مگر وہ دن جسمیں تجھسے قربت کرونگا تو کبھی مولی نہوگا خواہ قربت کرے یا نکرے اسواسطے کہ اسنے ہر ایک اسدن کو مستثنی کرلیا جسمیں عورت

سے قربت کرے تو اسکا ممنوع ہونا وطی سے کبھی متصور نہیں تمام سال او قال وهو بالبصرة والله لا ادخل مكة وهي بها لا يكون موليا لانه يمكنه ان يخرجها

منها فيطأها او یا کہ زوج بصرہ میں ہے اور اسنے یوں کہا کہ واللہ مکہ میں نہ جاؤنگا اور حالانکہ زوجہ مکہ میں ہے تو اس قول سے مولی نہوگا اسواسطے

کہ ممکن ہو کہ عورت کو کسی سے بلا لیوے پھر اس سے وطی کرے آلی من المطلقة رجعیا صح لبقاء الزوجیة وبطل بمضی المدة ایلا کیا رجعیہ مطلقہ سے تو یہ صحیح ہو
بسبب باقی رہنے زوجیت کے اور باطل ہوگا ایلا بعد طلاق بائن پڑنے کے بسبب گذر جانے مدت ایلاء کے یعنی چار مہینے گذر گئے اور ہنوز عدت رجعی
کی باقی ہو بسبب امتداد طہر کے اور اگر مدت عدت کی قبل مدت ایلاء کے گذر گئی تو بھی ایلا باطل ہوگا بسبب باقی نہ رہنے محل کے کذا فی حاشیة للمدنی اقلا عن النہر
م بعضے نسخوں میں بمضی العدة ہو بجائے بمضی المدة کے چونکہ نسخہ محشی مدنی کا دوسری صورت کو شامل تھا لہذا اسکو مترجم نے اختیار کیا ولو آلی من مبانة او اجنبیة
نکحہا بعدہ ای بعد الایلاء ولم یضفہ الی الملک کما مر لا یصح لفوات محلہ ولو وطیہا کفر لبقاء الیمین اور اگر ایلا کیا مطلقہ بائنہ سے یا اجنبیہ سے جس سے
بعد ایلا کرنے کے نکاح کیا اور ایلا باضافت الی الملک نہ کیا یعنی نکاح پر تعلیق نہ کی چنانچہ اسکا ذکر ہو چکا تو ایلا صحیح نہوگا بسبب فوت ہونے محل ایلاء کے یعنی
نکاح کے اور اگر بعد ایلاء کے بائنہ یا اجنبیہ سے وطی کریگا تو کفارہ لازم آویگا بسبب باقی رہنے یمین کے یعنی ہر چند ایلا نہو لیکن یمین عدم قربت کی ثابت ہو
ولو آلی فابانہا ان مضت مدتہ وہی فی العدة بانت باخری والا لا خانیة اور اگر زوج نے ایلا کیا پھر زوجہ کو طلاق بائن دی اگر مدت ایلاء کی گذر گئی اور حالانکہ
عورت ہنوز عدت میں ہو تو پھر دوسری طلاق بائن پڑیگی اور اگر عدت پہلے منقضی ہو گئی تو دوسری طلاق نہ واقع ہوگی کذا فی الخانیة فان عجز عجزا حقیقیا لا
حکمیا کا حرام لکونہ باختیارہ عن وطیہا لمرض احدہما او صغرہا او رتقہا او جبہ او عنتہ او بمسافة لا یقدر علی قطعہا فی مدة الایلاء او حبسہ او لم یقدر علی وطیہا
فی السجن کما فی البحر عن الغایة وقولہ لا بحق لم اره لغیره فلیراجع عاجز ہوا ایلا کرنے والا وطی سے حقیقی عاجزی کہ نہ حکمی کہ جیسا کہ بسبب احرام باندھنے کے یا
اعتکاف کے اسواسطے کہ یہ عاجزی اختیاری ہو نہ اضطراری عاجز ہوا وطی سے بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغیرہ ہونے عورت کے یا بسبب تنگی شرمگاہ عورت کے
یا بسبب قطع الذکر یا نامرد ہونے مرد کے یا بسبب حائل ہونے اتنی مسافت کے کہ اسکو قطع نہیں کر سکتا اور پہونچ نہیں سکتا زوجہ تک ایلاء کی مدت میں یا بسبب محبوس ہونے
زوج کے ناحق اس شرط سے کہ قادر نہو عورت کی وطی پر قید خانے میں کما فی البحر الرائق عن الغایة شارح کہتا ہو جس میں ناحق کی قید مصنف کے سوا اور کسی فقیہ کے کلام میں نہیں دیکھی تو
اسکے دریافت کرنے کو کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے حلبی محشی نے کہا کہ ہمنے اس روایت کی تلاش کی سو فتاوے عالمگیری میں اسکو پایا منقول غایة السروجی سے
کہ حبس حبس میں رجوع کرنا زبانی معتبر نہیں اور حبس ناحق میں معتبر ہو اور مترجم نے بھی اس روایت کو فتاوی مذکور میں دیکھا تو اب مصنف کا قول تحقیق ہو گیا ولو کان بہا
ونشوزہا ففیئہ نحو قولہ بلسانہ فئت الیہا او راجعتک او ابطلت الایلاء ورجعت عما قلت ونحوہ لانہ اذاہا بالمنع فیرضیہا بالوعد اور اسی طرح عاجز ہوا وطی
سے بسبب محبوس ہونے زوجہ کے اور اسکی نافرمانی سے تو رجوع کرنا زوج کا زبانی قول سے کفایت کرتا ہو چنانچہ یوں کہنا کہ میں نے رجوع
کیا زوجہ کی طرف یا یوں کہا کہ میں پھرا تیری طرف یا یوں کہا کہ میں نے ایلا کو باطل کر دیا یا یوں کہا کہ جو میں نے کہا تھا اس سے میں پھرا اور مانند ان
اقوال کے یعنی بعد ایلاء کے بسبب عذرات مذکورہ کے وطی نکر سکا تو زبانی قول سے ایلا موقوف کرے اسواسطے کہ زوج نے زوجہ کو اذیت اور تکلیف دی تھی
بسبب منع وطی کے تو اسکو راضی کرے وعدہ کر کے فان قدر علی الجماع فی المدة ففیئہ الوطی فی الفرج لانہ الاصل فان وطی فی غیره کدبرہا لم یکن
فئیا پھر بعد رجوع قول کے اگر زوج قادر ہوا جماع پر مدت ایلا میں تو اسکا رجوع کرنا معتبر ہوگا وطی فی الفرج سے اسواسطے کہ یہی اصل ہو سو اگر غیر
فرج میں وطی کریگا جیسے کہ مقعد میں تو رجوع کرنا معتبر نہوگا ومفاده اشتراط دوام العجز من وقت الایلاء الی مضی مدتہ وبہ صرح فی الملتقی وفی الحاوی آلی وہو
صحیح ثم مرض لم یکن فیئہ الا الجماع اور مستفاد ہوتا ہو قول مصنف سے یعنی (فان قدر علی الجماع) سے مشروط ہونا دوام عاجزی کا رجوع لسانی میں ایلاء کے وقت
سے اسکی مدت کے گذرنے تک اور اسی شرط کو مصرح کر دیا ہو ملتقی الابحر میں اور حاوی میں یوں ہو کہ زوج نے حالت صحت میں ایلا کیا پھر بیمار ہو گیا تو اسکا رجوع
کرنا ثابت نہوگا بدون جماع کے شارح نے اس روایت سے ملتقی کے کلام کی تائید کی وبقی شرط ثالث ذکره فی البدائع وہو قیام النکاح وقت الفئ باللسان
فلو ابانہا ثم قال بلسانہ بقی الایلاء اور باقی رہی تیسری شرط رجوع قولی کی شرط اول عجز ہو اور شرط ثانی دوام عجز اور شرط ثالث کو

ارادہ نہیں کیا تو قیاساً وہ طلاق واقع ہوگی ... [illegible] ... دیانت کی رو سے ... بعد ... کے ... [illegible]

ارادہ نہیں کیا تو صرف ... ثابت ہوگا ... قال لامرأتہ انت علی حرام ونوی الکذب فی الاصح ... فہو کذب

وان نوی التحریم او لم ینو شیئا فہو یمین وان نوی الطلاق وثلثا فثلث وان نوی واحدۃ فواحدۃ بائنۃ وان نوی الطلاق فطلاق

طلاق بائن وان لم ینو ... [illegible] ... اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اور اس کلام سے کچھ ارادہ نہیں

حرام کا لفظ ہو ... یوں کہا کہ تو ... زوجہ حرام ہے اور یہ قول ایلا ہوگا اگر اس سے تحریم کا ارادہ کیا ہو واسطے کہ تحریم حلال کی یمین ہے اور جب

سے اس کلام سے کچھ ارادہ نہ کیا تو ... طلاق ... یا کذب کو تو بھی ایلا ہے اور یہ کلام ... ہوگا اگر اس نے ... ارادہ کیا اور یہ کلام باطل

ہوگا اگر اس نے کذب کا ارادہ کیا اور ... ہونا باعتبار دیانت کے ہے اور باعتبار حکم قاضی کے ایلا ہی ثابت ہوگا کذا فی الفتاوی

اور یہ کلام ایک بائن طلاق ہوگا اگر اس نے طلاق کی نیت کی اور تین بار طلاق واقع ہوں گی اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی وہ فتوی ... اور

یہ کلام یعنی انت علی حرام طلاق بائن ہوگا گو زوج نے طلاق بائن کی نیت نہ کی ہو بسبب غلبہ استعمال کے یعنی بالفعل یہ قول طلاق ہی میں اکثر

مستعمل ہے لہذا اس ... سوا ... مردوں کے کوئی قسم نہیں کھاتا ... امرأۃ ... کان ... والی ... [illegible]

لم یحلف امرأۃ ... تنتقلب طلاقا ... اور اگر مرد کے کوئی زوجہ نہ ہو اور اس نے کہا کہ علی الحرام یعنی حرام مجھ پر لازم ہو ... کہ عورت نے

حرام قسم کی یعنی زوج سے ... کر بولی کہ تو مجھ پر حرام ہے تو یہ قول یمین ہوگا نہ طلاق چنانچہ اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اگر میں ... کو مارون

زوجہ خاطبہ مرگئی یا بائن ہوگئی بعد عدت کے بسبب طلاق قبل دخول کے پھر شرط پائی گئی یعنی مثلاً غلام کو مارا تو ... دوسری عورت سے جو بعد

زوجہ اولیٰ کے نکاح کیا اسی قول پر فتوی ہے کہ زوجہ ثانیہ پر طلاق واقع ہوگی بسبب ... تعلیق کے یمین یعنی ... مخاطبہ ... تو طلاق

کی بسبب ... محل کے یمین ہوگئی پھر جب تعلیق یمین ہوگئی تو یمین منقلب ... طلاق نہیں ہوسکتی ومثلہ انت معی فی الحرام ... وانت علی واتت

... وحرام علی ... علیک حرام ... حرام ... او انت علی حرام کا ... اور انت علی حرام کے ... میں یہ اقوال

ساتھ ... حرام ... مجھ کو لازم ہوا ... مجھ پر ... حرام ہو ... میں ... کا لفظ نہ بولا یعنی فقط اسیقدر کہا

کہ تو حرام ہے یا محرم ہے اور میں تجھ پر حرام ہوں یا محرم ہوں یا کہ میں نے اپنی ذات کو تجھ پر حرام کیا یا کہ تو مجھ پر حرام ہے ... کذا فی البزازیہ ... ان

مسائل میں طلاق بائن واقع ہوگی بقول مفتی بہ اور اگر قائل کے زوجہ نہ ہو تو یہ اقوال یمین ہو جاوینگے تو حانث ہونے سے کفارہ لازم آویگا ولو کان لہ اربع

نسوۃ والمسئلۃ بحالہا وقع علی کل واحدۃ منہن طلقۃ بائنۃ وقیل تطلق واحدۃ منہن والیہ البیان ... فی النہر والاشباہ ... والبزازی

وغیرہا وقال الکمال الاشبہ عندی بالاول وبہ جزم صاحب البحر فی فتاواہ وصححہ فی جواہر الفتاوی واقرہ المصنف فی شرحہ اور اگر نکاح کی چار عورتیں

ہوں اور یہ مسئلہ بحال خود بطور سابق کے ہو کہ تحریم میں یعنی چار عورتوں کے زوج نے کہا کہ امرأتی علی حرام یعنی میری عورت مجھ پر حرام ہے تو ہر ایک پر

ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ ان چار عورتوں میں سے ایک ہی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور زوج کا اختیار ہے بیان تعیین میں چنانچہ پہلے

ذکر طلاق صریح میں ہو چکا اور یہی قول ظاہر تر اور اشبہ بالحق ہے چنانچہ زیلعی ... اور ان کے سوا اور فقہا نے مثل صاحب ... وغیرہ اور ... کے

اسکو ذکر کیا ہے اور کمال الدین محقق نے فتح القدیر میں کہا کہ میرے نزدیک اشبہ بحق قول اول ہے یعنی ہر عورت پر طلاق واقع ہونا اور اسکا یقین کیا ہے

صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاوے میں اور جواہر الفتاوے میں بھی اسکی تصحیح کی ہے اور مصنف نے بھی اسی قول کو اپنی شرح میں قائم رکھا ...

... کلام محقق کا فتح القدیر سے یوں منقول ہے کہ میرے نزدیک اشبہ یہی ہے جو فتاوی ... واسطے کہ یوں کہنا کہ حلال خدا یا حلال مسلمین ... [illegible]

حرام ہی یہ ہر زوجہ کو شامل ہی تو ہر ایک زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگی انتہی تو معلوم ہوا کہ محقق ممدوح اور اسکے تابعین کا کلام حلال اللہ اور حلال المسلمین مین ہی
نہ کہ (انت علی حرام) مین اسواسطے کہ خطاب صریحا مانع ہی عموم کا اور نہ (امرأتی علی حرام) مین ہی اور ظاہر نظر مین بھی معلوم ہوتا ہی کہ یہ گفتگو (انت علی حرام) مین ہی
لہذا شارح نے اگلے قول مین اسکا استدراک کیا لکن فی النہر یجب ان یکون معنی قول الزیلعی والمسئلۃ بحالہا یعنی التحریم لا القید انت علی حرام مخاطبا لواحدۃ کما فی المتن
بل یجب فیہ ان لا یقع الا علی المخاطبۃ انتہی قلت یعنی بخلاف حلال اللہ او حلال المسلمین فانہ یعم وبہ یحصل التوفیق فلیحفظ لیکن نہر الفائق مین ہی کہ واجب ہی
کہ ہون معنی اس قول زیلعی کے کہ یہ مسئلہ بطور سابق کے ہی یعنی فقط تحریم مین مثل مسئلہ سابقہ کے ہی نہ کہ بقید خطاب زوجہ واحدہ کے جیسا کہ متن مین ہی کہ
یعنے کنز مین بلکہ یہ واجب ہی انت علی حرام مین کہ طلاق نہ واقع ہو کسی پر بجز زوجہ مخاطبہ کے انتہی کلام النہر شارح کہتا ہی کہ مین کہتا ہون یعنی بخلاف
حلال اللہ یا حلال المسلمین کے کہ یہ عام ہی چارون عورتون کو شامل ہی اور اسی سے حاصل ہوگئی توفیق یعنی تصریح صاحب نہر الفائق اور توضیح شارح
کلام فقہا مین اتفاق حاصل ہو گیا سو اس تحقیق کو یاد رکھنا چاہیے یعنے جو کہتا ہی کہ سب عورتون پر طلاق واقع ہوگی سو اس قول سے کہتا ہی کہ حلال اللہ
یا حلال المسلمین اور جو کہتا ہی کہ فقط زوجہ مخاطبہ ہی پر واقع ہوگی سو اس قول سے کہتا ہی کہ (انت علی حرام) اور شارح کا یہ مطلب ہی کہ نہر الفائق کی تصریح
سے متن تنویر الابصار کے دونون قولون مین اتفاق ہو گیا اسواسطے کہ ان دونون قولون کا اختلاف (امرأتی علی حرام) پر مبنی ہی سو جو فقہا کہ عموم کے قائل
ہین سو امرأتی کی اضافت کو اضافت جنسی کہتے ہین اور جو خصوص کے قائل ہین وہ اضافت عہدی کہتے ہین حاصل یہ کہ الفاظ تین طرح پر ہین قسم اول حلال اللہ یا
حلال المسلمین تو یہ عام ہی اور یہی مراد ہی اصحاب فتاوی کی اور کمال الدین محقق اور مصنف کی اپنی شرح مین قسم ثانی انت علی حرام یہ خاص ہی مخاطبہ کو قسم ثالث امرأتی علی
حرام اسمین اختلاف ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فروع مسائل ملحقہ شارح کے انت علی حرام الف مرۃ تقع واحدۃ زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی ہزار بار تو ایک طلاق
واقع ہوگی اسواسطے کہ حرمت شی واحد ہی اسمین تعدد کی گنجایش نہین بخلاف طلاق کے واللہ اعلم طلقہا واحدۃ ثم قال لہا انت حرام ناویا ثنتین وقع واحدۃ عورت
کو ایک طلاق دی پھر کہا اسکو کہ تو حرام ہی دو طلاق کی نیت کرکے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کرہ ہر تین نوی بالاول طلاقا وبالثانی یمینا صح انت حرام کو دوبارہ
کہا اور اول سے طلاق کی نیت کی اور دوسری سے یمین کی تو صحیح ہی قال ثلث مرات حلال اللہ علیہ حرام ان فعل کذا ووجد الشرط وقع الثلث کہا تین بار کہ
حلال خدا کا حرام ہی مجھپر اگر ایسا کرے اور شرط پائی گئی تو تین بار طلاق واقع ہوگی قال لہما انتما علی حرام نوی فی احدہما ثلثا وفی الاخری واحدۃ فکما نوی لیعنی
وتمامہ فی البزازیۃ کہا دو عورتون سے کہ تم دونون مجھپر حرام ہو اور ایک عورت مین تین طلاق کا ارادہ کیا اور دوسری مین ایک طلاق کا تو ویسا ہی ہوگا
جیسا کہ اسنے ارادہ کیا اسی پر فتوی ہی اور پورا بیان اسکا بزازیہ مین ہی قال انتما علی حرام حنث بوطی کل لو قال واللہ لا اقربکما لم یحنث الا بوطیہما والفرق لا
یخفی کہا کہ تم دونون مجھپر حرام ہو تو حانث ہوگا ہر عورت کی وطی سے اور اگر یون کہا کہ واللہ تم دونون سے مین قربت نکرونگا تو حانث نہوگا مگر دونون کی وطی
سے یعنی ایک وطی سے قسم نٹوٹیگی اور وجہ فرق دونون مسئلون کی مخفی نہین اسواسطے کہ پہلی صورت مین ہر عورت کو متصف بحرمت کیا تو ہر عورت کو حرمت
مستقلہ ثابت ہوئی اور دوسری صورت مین دونون کی وطی سے اپنی ذات کو روکا تو ایک کی وطی سے حانث نہوگا اور دوسری وجہ فرق کی یہ ہی کہ پہلی صورت
مین ایلاء معنوی ہی باعتبار معنی تحریم کے کہ ہر ایک مین جدا ہی جدا موجود ہی بخلاف صورت ثانیہ کے واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی قلت ومن البحر فی الجوہرۃ کرر واللہ لا اقربک
ثلثا فی مجلس ان نوی التکرار اتحد والا فالایلاء واحد والیمین ثلث ان تعدد المجلس تعدد الایلاء والیمین واللہ اعلم اور جوہرہ مین ہی کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا
اسکو تین بار ایک مجلس مین مکرر کہا اگر تکرار کی یعنی تاکید کی نیت کی تو ایک ہی ایلاء اور ایک ہی یمین ہوگی اور اگر تاکید کی نیت نکی تو ایک ایلاء ہوا یعنی اگر
چار مہینے بدون وطی کے منقضی ہونگے تو ایک طلاق ہوگی اور تین یمین ہونگی یعنی اگر وطی کریگا تو تین کفارے دینے لازم ہونگے اور مجلسین متعدد ہونگی یعنی ہر مجلس مین
ایکبار واللہ لا اقربک کہیگا تو تین ایلاء اور تین یمین ہونگی اگر چار مہینے تک قربت نکریگا تو تین بار طلاق واقع ہوگی اور اگر قربت کریگا تو تین کفارے لازم آوینگے واللہ اعلم

باب الخلع

مناسبت اس باب کی [illegible] یہ ہے کہ دونون [illegible] مین خلع لغت مین بمعنی ازالہ ہے یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے زائل کرنا اور [illegible] جیسے کپڑا بدن سے [illegible] دونون [illegible] واستعمل فی ازالۃ الزوجیۃ بالضم یعنی خلع ضمہ خاکا اور خلع مستعمل ہو زوجیت مین [illegible] زوجیت کے [illegible] شمی [illegible] ازالۃ ملک النکاح خرج به الخلع فی النکاح الفاسد وبعد البینونۃ والردۃ فانه لغو کما فی البحر [illegible] شرعت [illegible] عبارت ازالۂ ملک سے جو ملک نکاح کی قید سے نکاح فاسد میں خلع کرنا اور [illegible] زوجیت کے [illegible] [illegible] کی [illegible] سے نکلگیا اسواسطے کہ وہ لغو ہو بسبب عدم ملکیت نکاح کے کذا فی البحر المتوقفۃ علی قبولها خرج ما لو قال خالعتک ینوی الطلاق فانه یقع بائنا غیر مسقط للحقوق لعدم توقفه علیه یعنی ازالۂ ملک نکاح کا خلع ہو جو موقوف ہو عورت کے قبول کرنے پر تو اس قید سے نکل گئی وہ صورت کہ [illegible] نے بیبی سے کہا کہ مین نے تجھکو خلع کیا طلاق کی نیت سے یون کہا تو طلاق بائن واقع ہوگی بلا اسقاط حقوق زوجیت کے کیونکہ خلع [illegible] سبب نہ موقوف ہونے اس طلاق کے عورت کے قبول پر اور جو ازالۂ ملک نکاح عورت کے قبول پر موقوف نہیں [illegible] بلفظ الخلع او ما فی معناه [illegible] خالعتک بالسرور لم یسم شیئا فقبلت فانه خلع مسقط حتی لو کانت قبضت البدل ردته تتارخانیہ [illegible] یعنی زوج نے بلفظ خلع کہا یا عورت سے [illegible] مین نے تجھسے خلع کیا یعنی خلع قبول کر اور اسکے عوض مین کچھ مال مقرر نہ کیا سو عورت نے خلع قبول کیا تو یہ قول خلع ہو مسقط حقوق زوجیت کا یہانتک کہ اگر اسنے حق مہر قبض کر لیا ہوگی تو اسکو مہر کا پھیر دینا لازم ہوگا کذا فی التتارخانیہ بلفظ الخلع خرج الطلاق علی مال فانه غیر مسقط فتح یعنی ازالۂ ملک بلفظ خلع ہو تو اس قید سے طلاق بعوض مال کے تعریف خلع سے نکلگیا اسواسطے کہ طلاق مذکور زوجیت کو ساقط نہیں کرتا کذا فی فتح القدیر وزاد قوله او ما فی معناه لیدخل لفظ المبارأة فانه تسقط کما یجیء ولفظ البیع والشراء فانه کذلک کما صححه فی الصغری نهایة وفی الخانیۃ [illegible] خلع عبارت ہو اس ازالۂ ملک سے جو بلفظ خلع ہو یا اس لفظ سے ہو جو معنی خلع ہو مصنف نے اس قول کو اسواسطے زیادہ کیا تا کہ مبارات کا لفظ خلع مین داخل ہو جاۓ اسواسطے کہ وہ بھی حقوق زوجیت کا مسقط ہو چنانچہ عنقریب آویگا اور تا کہ خلع بلفظ بیع اور شرا داخل ہے خلع مین سو اسواسطے کہ وہ بھی [illegible] مسقط ہو چنانچہ اسکی تصحیح کی ہو فتاوی صغری مین برخلاف خانیہ کے اور اب تعریف خلع کی پوری ہوگئی اپنی افراد کی جامع اور غیر کی مانع ورنقا [illegible] تعریف [illegible] خلع المطلقۃ رجعیا او تناقض [illegible] تعریف مذکور نے مطلقہ رجعی کی صحت خلع کا اسواسطے کہ خلع عبارت ہو ازالۂ ملک نکاح سے اور بقاے عدت [illegible] طلاق رجعی مین ملک ثابت ہو لہذا رجعت بدون تجدید نکاح کے درست ہو ولا بأس به عند الحاجۃ للشقاق بعدم الوفاق اور کچھ مضائقہ نہین خلع کرنے مین وقت ضرورت کے جب آپسمین بسبب عدم اتفاق [illegible] اور مرد کو مال لینا عورت کے چھوڑنے کے بدلے جائز ہو بشرطیکہ نااتفاقی مرد کی طرف سے [illegible] [illegible] عبداللہ بن عباس سے ثابت ہو کہ ایک عورت نے ایک باغ اپنے مہر مین پایا تھا وہ اپنے زوج سے راضی نہ تھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ باغ پھیر کر خلع کر لے اور بلا ضرورت عورت کو خلع کی خواہش کرنا حرام ہو جامع ترمذی مین بحدیث مرفوع ثابت ہو کہ جو عورت کہ بلا ضرورت شرعی زوج سے طلاق کی خواہش کرے تو اسپر بہشت کی خوشبو حرام ہو لیکن جب کسیطرح موافقت نہو سکے تو بموجب نص قرآنی کے جدائی بعوض مال کے جائز ہو کذا فی حاشیۃ الدر الی بما یصلح للمهر لتغیر قبل کل ما صح مهرا صح بدل الخلع بدون عکس الشرة و [illegible] [illegible] یعنی الکلاسہا خلع جائز ہو عوض اس مال کے جو صلاحیت مہر کی رکھتا ہو بدون عکس کلی کے یعنی جو صلاحیت خلع کی رکھتا ہو وہ عوض مہر کا بھی ہوسکے یہ کلیہ صحیح نہیں بسبب خلع کے کمتر دس درم سے اور بعوض اس مال کے جو عورت کے قبضہ مین ہو [illegible] [illegible] جائز ہوسکتا [illegible] دس درم سے کم مین اور عورت مقبوضہ سے بسبب مجہول ہونے مال کے اور پیٹ کے بچہ سے درست نہین اور علامہ عینی نے [illegible] الکلی [illegible] [illegible] الکلاس سے مراد شاید انعکاس منطقی ہو اسواسطے کہ منطق مین موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوتا ہو سو یہان صحیح ہو عکس نہ کسیطرح صحیح نہین ہوسکتا [illegible] طلاق اور [illegible]

خلع کی مانند شرط طلاق کے ہی یعنی منکوحہ ہونا زوجہ کا اور اہلیت زوج کی تو صبی اور مجنون کا خلع صحیح نہیں و صفتہ ما ذکر بقولہ ہو یمین فی جانبہ لانہ
تعلیق الطلاق بقبول المال فلا یصح رجوعہ قبل قبولہا ولا یصح شرط الخیار لہ ولا یقتصر علی المجلس الی مجلسہ ویقتصر قبولہا علی مجلس علمہا اور خلع
یمین ہی مرد کی جانب میں اسواسطے کہ وہ تعلیق ہی طلاق کی مال کے قبول پر تو صحیح نہیں پلٹنا زوج کا خلع سے قبل قبول کرنے عورت کے اور صحیح نہیں زوج
کو شرط کرنا اپنے اختیار رکھنا اور منحصر نہیں زوج کی مجلس پر یعنی اگر زوج مجلس بدلیگا تو خلع باطل نہوگا اور موقوف ہی قبول کرنا عورت کا اپنے علم کی مجلس پر
یعنی جب عورت کو خلع کی خبر ہوا ور وہ مجلس میں نہ قبول کرے اُٹھ کھڑی ہو خلع باطل ہوگا وفی جانبہا معاوضۃ بمال فیصح رجوعہا قبل قبولہ وصح
شرط الخیار لہا ولو اکثر من ثلثۃ ایام بحر ویقتصر علی المجلس کالبیع اور عورت کی جانب میں خلع بدلائی ہو عوض مال دینے کے تو صحیح ہی عورت کا رجوع کرنا قبل
قبول کرلے زوج کے اور صحیح ہی عورت کو اختیار کا شرط کرنا اگرچہ تین روز سے زیادہ اپنے اختیار کو شرط کرے کذا فی البحر الرائق اور موقوف ہی صحت خلع
کی عورت کی مجلس پر مانند بیع کے فائدۃ یشترط فی قبولہا علمہا بمعناہ لانہ معاوضۃ بخلاف طلاق وعتاق وتدبیر لانہ اسقاط والاسقاط یصح مع الجہل فائدہ
شرط ہی عورت کی صحت قبول میں دریافت کرنا عورت کا معنی خلع کو تو اگر زوج مثلاً ہندی عورت سے خلع بعوض مال عربی زبان میں کرا دے تو قول
صحیح میں صحیح نہوگا اسواسطے کہ خلع بدلائی کا نام ہی اور بدلائی بدون دریافت کے نہیں ہوتی بخلاف طلاق اور عتاق اور تدبیر کے کہ انمین علم ہونا
ضرور نہیں اسواسطے کہ ہر واحد عبارت ہی اسقاط حق سے اور اسقاط نادانی کے ساتھ صحیح ہو جاتا ہی یعنی فقط قضاءً صحیح ہی نہ دیانۃً کذا فی حاشیۃ المدنی
وطرف العبد فی العتاق علی مال کطرفہا فی الطلاق اور جانب غلام کے آزادی بشرط مال میں مانند جانب عورت کے ہی طلاق میں یعنی اگر
غلام کہے مولی سے کہ عوض اسقدر مال کے مجھکو آزاد کیجیے تو غلام کو رجوع کرنا قبل قبول مولی کے درست ہی اور اگر مولی کہے کہ مین نے بعوض اتنے مال کے تجھکو
آزاد کیا تو مولی اس کلام سے پلٹ نہیں سکتا اور شرط خیار اور اقتصار علی المجلس کو بھی اسی پر قیاس کرلینا چاہیے والخلع یکون بلفظ البیع والشراء والطلاق
والمبارأۃ کبعت نفسک او طلاقک وطلقتک علی کذا وابرأتک ای فارقتک قبلت المرأۃ اور خلع ہوتا ہی بلفظ بیع اور شرا اور طلاق اور مبارات کے
چنانچہ یون زوج کا کہنا کہ مین نے تیری ذات کو یا تیری طلاق کو بیچا یا یون کہے کہ مین نے تجھکو طلاق بعوض اتنے مال کے دی یا یون کہا کہ مبارأۃ کی مین نے
تجھسے یعنی تجھکو جدا کیا اور عورت نے قبول کرلیا تو خلع ان الفاظ سے ثابت ہوگیا ہم خلع بلفظ شرا کی یہ مثال کہ عورت نے کہا کہ مین نے اپنی ذات یا اپنی طلاق تجھسے
مول لی بعوض اتنے مال کے کذا فی منح الغفار وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال ولو بالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن وثمرتہ فیما لو بطل البدل کما سیجی
اور حکم خلع یہ ہی کہ جو خلع سے واقع ہوتی ہی سو طلاق بائن ہی اگرچہ خلع بدون مال کے ہو اور اگرچہ بلفظ طلاق صریح ہو عوض مال کے اور ثمرہ اس حکم کا اسصورت
مین ظاہر ہوتا ہی جبکہ بدل خلع کا مال باطل واقع ہوا مانند شراب یا سور کے چنانچہ بدل باطل کا بیان بعد چند سطر کے عنقریب آتا ہی یعنی جبکہ بدل خلع مین مال باطل
مذکور ہوگا تو اگر خلع بلفظ خلع ہوا ہی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر بلفظ طلاق ہوا ہی تو طلاق رجعی واقع ہوگی والخلع ہو من الکنایات فیعتبر
فیہ مایعتبر فیہا من قرائن الطلاق لکن لو قضی بکونہ فسخا نفذ لانہ مجتہد فیہ وقیل لا اور خلع کنایات میں داخل ہی تو خلع میں اعتبار کیا جاویگا اس امر کا
جسکا کنایات میں اعتبار ہوتا ہی یعنی قرائن طلاق کا چنانچہ قبل اسکے مذاکرہ طلاق کا ہونا یا طلاق کا سوال کرنا در المنتقی میں ہی کہ مال مقرر کرنا خلع میں
یہ بھی قرینہ ہی طلاق کا کذا فی حاشیۃ المدنی اور باوجودیکہ خلع کنایات میں داخل ہی اور کنایات سے طلاق ہی واقع ہوتی ہی نہ فسخ لیکن اگر قاضی حنبلی یا
شافعی بموجب اپنے مذہب کے فسخ کرنے کا حکم کرے تو نافذ ہوگا اسواسطے کہ اس امر میں اجتہاد کی گنجایش ہی اور قول مجتہد فیہ میں حکم قاضی نافذ ہی اگرچہ قاضی
شافعی ہو اور مدعی یا مدعا علیہ حنفی یا مالکی یا حنبلی اور قول ضعیف یہ ہی کہ قاضی کا حکم ایسی نافذ نہین خلعہا ثم قال لم انو بہ الطلاق فلو ذکر بدلا لم یصدق
قضاء فی العقود الاربع اور اگر مرد نے عورت سے خلع کیا پھر بولا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تو اگر زوج بدل خلع مین کچھ مال ذکر کرچکا ہی تو قضاءً

اُن کی تصدیق ہوگی چاروں صورتوں میں طلاق رجعی اور شرط و نفی [illegible] مبارات میں اس واسطے کہ اگر عوض کا ذکر ہو تو [illegible] کے [illegible]
تصدیق ہوگی لیکن [illegible] صورت [illegible] میں عورت کو [illegible] کے پاس [illegible] نہیں اس واسطے کہ عورت [illegible] قاضی کے [illegible] [illegible] ما [illegible]
ھو قد من الجحود الا صدق فی الذات [illegible] بلفظ الخلع والمبارات [illegible] کنایات [illegible] قرینہ [illegible] [illegible] [illegible] کی
تصدیق ہوگی [illegible] جو کہ بلفظ خلع اور بلفظ مبارات واقع ہوا ہو اس واسطے کہ یہ دونوں لفظ کنایات میں سے ہیں اور [illegible] کا [illegible]
تصدیق [illegible] اور طلاق کے [illegible] نیت کی تصدیق ہوگی بدون [illegible] اس واسطے کہ دونوں لفظ [illegible] [illegible] نیت کی کچھ [illegible]
حاجت نہیں [illegible] اس واسطے طلاق صریح [illegible] عبارت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اشارہ [illegible]
ھو ظاہر الروایۃ الا ان المشائخ قالوا لا یشترط النیۃ لانہ بحکم غلبۃ الاستعمال صار کالصریح کما فی القہستانی عن [illegible] طلاق [illegible] یعنی خلع و مبارات
کی کنایہ ہونے میں ظاہر روایت کے شرط ہونے کی طرف [illegible] بلفظ خلع بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی اور ظاہر روایہ [illegible] [illegible] کیا ہو کہ نیت
شرط نہیں اس واسطے کہ لفظ خلع بسبب کثرت استعمال کے مثل طلاق صریح کے ہو گیا ہو چنانچہ قہستانی میں [illegible] مذکور ہے [illegible] طلاق [illegible] [illegible] کہا
از مشائخ سابقین کے زمانہ میں شاید ایسا ہی ہوگا کہ خلع بجائے طلاق صریح مستعمل ہوتا ہوگا [illegible] ولا تاخذوا منہ شیئا [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] موافقت اور زیادتی زوج کی طرف سے ہو [illegible] عوض لینا عورت سے مکروہ تحریمی ہو اور [illegible] [illegible] [illegible] عورت کا
دین [illegible] مہر ہو یا غیر اور مرد عوض خلع کے [illegible] معافی چاہے تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہو [illegible] نے کہا [illegible] مال میں مال لینا
حرام قطعی ہو لیکن اگر لیگا تو مالک ہوگا بملک خبیث کذا فی حاشیۃ المدنی وان نشزت لا ولو منہ نشوز ایضا ولو باکثر مما اعطاہا علی الاوجہ [illegible] اور اگر
نافرمانی اور ناموافقت عورت کی طرف سے ہو تو عورت سے عوض خلع کے مال لینا مکروہ نہیں اگرچہ [illegible] زوجہ کے زوج کی طرف سے بھی ناموافقت
ہو گئی ہو تو بھی مال لینا درست ہو اگرچہ خلع میں لینا دینے سے زیادہ ہو یعنے اگر مثلاً دس درم مہر میں عورت کو دیئے تھے اور بیس درم خلع کی
عوض لیے تو بھی جائز ہو بنا بر اس قول کے جسکی وجہ ظاہر ہو کذا فی فتح القدیر وصحح الشمنی کراہۃ الزیادۃ وتعبیر الملتقی لاباس یفید انہا تنزیہیۃ وبہ
یحصل التوفیق اور شمنی نے مہر سے زیادہ لینے کی کراہت کو صحیح کیا ہو اور تعبیر ملتقی الابحر کی بلفظ لاباس یہ کے اسکا فائدہ دیتی ہو کہ کراہت تنزیہی
ہو اور اسی تقریر سے حاصل ہو گیا اتفاق دونوں قولوں کا سو جو شخص کہ دینے سے زیادہ لینے کو کہتا ہو سو کراہت تنزیہی کا ارادہ کرتا ہو اور جو نفی
کراہت کی کرتا ہو وہ کراہت تحریمی کی نفی کرتا ہو نہ تنزیہی کی تو اختلاف جاتا رہا اکرہہا الزوج علیہ تطلق بلا مال لان الرضا شرط للزوم المال
[illegible] زبردستی کی عورت پر زوج نے خلع قبول کرنے پر تو بدون مال کے طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ رضامندی شرط ہو لازم ہونے
مال میں اور ساقط ہونے مال میں یعنی خواہ عورت نے مال دینا اپنے اوپر جبر سے لازم کر لیا ہو یا اسقاط مہر کا قبول کیا تو جبر میں مال دینا لازم ہوگا
اور نہ مہر ساقط ہوگا ولو ہلک بدل الخلع فی یدہا قبل الدفع او استحق فعلیہا قیمتہ لو البدل قیمیا و مثلہ لو مثلیا لان الخلع لا یقبل الفسخ اور اگر
ہلاک ہو گیا بدل خلع کا عورت کے ہاتھ میں یا اسکا کوئی اور مالک نکلا عورت کے سوا تو اگر بدل قیمت والی چیز تھا چنانچہ غلام یا کپڑا تو عورت پر اسکی قیمت
دینا لازم ہوگا اور اگر بدل مثلی تھا چنانچہ کیلی یا وزنی چیز تھا تو عورت کو اسکے مانند دینا لازم آویگا اس واسطے کہ خلع فسخ ہونے کو قبول نہیں کرتا بخلاف بیع کے
جبکہ بائع کے پاس ہلاک ہو جاوے اس واسطے کہ بیع فسخ ہو جاتی ہو خلعہا او طلقہا بخمر او خنزیر او میتۃ او نحو ذلک مما لیس بمال وقع طلاق بائن فی الخلع رجعی
فی غیرہ و وقوعہ مجانا لانہا البطلان البدل وہو الشرط کما مر خلع کیا عورت سے یا طلاق دی اسکو عوض شراب یا سور یا مردار یا مانند اسکے اس قسم سے
کہ وہ [illegible] کے حق میں مال نہیں تو طلاق بائن واقع ہوگی خلع کے لفظ میں اور طلاق رجعی ہوگی خلع کے سوا اور الفاظ میں اور دونوں صورتوں میں

طلاق کا واقع ہونا مفت ہو گا بسبب باطل ہونے بدل کے اور یہ وہ ثمرہ ہے جسکی آمد کا شارح نے وعدہ کیا تھا وسمت طلاقا لکونہا اکل فاذا ہو خمر رجع بالمہر ان لم
تعلم والا لاشئ لہ اور اگر عورت نے عوض خلع میں حلال مال کا نام لیا چنانچہ یون کہا کہ مجھسے خلع کر عوض اس سرکے کے حالانکہ وہ شراب تھی سرکہ نہ تھا
تو زوج مہر کو پھیرے اگر ادا کیا ہو اور اگر ہنوز رہا نہیں تو ساقط ہوا بشرطیکہ زوج کو شراب ہونے کا علم نہ تھا اور اگر زوج جانتا ہو کہ وہ سرکہ نہیں
بلکہ شراب ہے تو مفت طلاق واقع ہوگی مہر عورت کا قائم رہیگا اسواسطے کہ فریب عورت کا ثابت نہین اس صورت مین کما لعنی علی ما فی یدی او ما فی بیتی
ولا شئ فی یدہا لعدم التسمیۃ چنانچہ مفت طلاق واقع ہوتی ہے اس صورت مین کہ عورت نے اپنے مرد سے کہا کہ مجھسے خلع کر میرے ہاتھ والی چیز پر اور
حالانکہ اسکے ہاتھ مین کچھ نہین مفت طلاق ہوگی بسبب عدم تقرر مال کے اور ہاتھ سے مراد اس مثال مین ظاہری ہاتھ ہے نہ معنوی لعنی قبض اور تصرف
کذا عکسہ اور اسیطرح اس مثال کے بالعکس مین مفت طلاق ہوگی لعنی اگر مرد نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے خلع کیا اپنی ہاتھ والی چیز پر اور حالانکہ اسمین کچھ نہین
لکن لو کان فی یدہ جوہرۃ لہا فقبلت ہی لہ علمت او لا لاضرارہا نفسہا بقبولہا لیکن اگر زوج کے ہاتھ مین عورت کا جواہر ہوگا اور عورت ہاتھ والی چیز پر خلع
قبول کریگی تو وہ جواہر مرد کا مملوک ہو جاویگا عورت کو ہاتھ مین جواہر ہونے کا علم ہویا نہو بسبب ضرر رسانی عورت کے اپنی ذات کو اسکے قبول کرلینے سے
وان زادت من مال او دراہم ردت علیہ فی الاولی مہرہا ان قبضتہ والا لاشئ علیہا جوہرۃ او ثلثۃ دراہم فی الثانیۃ اور اگر عورت نے مثال مذکور
مین مال یا دراہم کا لفظ زیادہ کیا لعنی یون کہا کہ مجھسے خلع کر میرے ہاتھ والے مال پر یا میرے ہاتھ والے دراہم پر اور حالانکہ اسکے ہاتھ مین کچھ نہین تو پہلی
صورت مین لعنی درصورت ذکر مال عورت اپنا مہر مرد کو پھیر دے اگر مہر کو مرد سے لے چکی ہو اور اگر مہر ہنوز نہ پایا ہو تو عورت کو کچھ دینا لازم نہین لعنی اگر مہر مرد
پر ہوگا تو ساقط ہوگا عورت کو کچھ نہ دینا پڑیگا یا کہ عورت تین درم مرد کو پھیر دے دوسری صورت مین لعنی درصورت ذکر دراہم کے کذا فی الجوہرۃ ثم ہاتھ سے مراد ان
دونون صورتون مین ظاہری ہاتھ نہین بلکہ مقبوضہ مراد ہے وان فی یدہا اقل کملتہا اور اگر مثال مذکور مین عورت کے ہاتھ مین تین درم سے کم ہون لعنی ایک درم ہو
یا دو نہین کو پورا کردے تاکہ اقل جمع پایا جاوے ولو ثمت دراہم فبان دنانیر لم ارہ اور اگر عورت نے عوض خلع مین دراہم کا نام لیا پھر ظاہر ہوا کہ عورت
کے ہاتھ مین درم نہین بلکہ دینارین ہین شارح کہتا ہے کہ مین نے اسکا حکم کتب فقہ مین نہین دیکھا مگر صاحب نہر نے کہا کہ اس صورت مین دراہم ہی
واجب ہونگے نہ دنانیر لیکن اسکو کہین صرح نہین دیکھا کذا فی حاشیۃ المدنی والبیت والصندوق وبطن الجاریۃ اذا لم تلد لاقل المدۃ وبطن
الغنم وثمر الشجر کالید فذکر الید مثال کما فی البحر اور کوٹھری اور صندوق اور لونڈی کا پیٹ بشرطیکہ چھ مہینے سے کم مین نہ جنی ہو اور پھر بکری
کا پیٹ اور درخت کا پھل حکم مین مانند ہاتھ کے ہین تو ذکر ہاتھ کا اشلہ سابقہ مین بطور مثال کے ہے کذا فی بحر الرائق لعنی اگر عورت نے کہا کہ میری
کوٹھری والی یا صندوق والی چیز یا میری لونڈی اور بکری کے پیٹ کے بچے یا میرے درخت کے پھلون پر مجھسے خلع کر اور حالانکہ اسکی کوٹھری اور صندوق مین اور
لونڈی اور بکری کے پیٹ مین اور درخت پر کچھ نہین تو طلاق مفت ہوگی عورت پر کچھ دینا لازم نہوگا لیکن اگر لونڈی چھ مہینے سے کم مدت مین جنے گی تو
مرد اسکے بچہ کا مالک ہوگا اور اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ مدت مین جنے گی تو مرد اسکا مالک نہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی قال وقیدہ فی الخلاصۃ وغیرہا بعدم الملک فقال لو
علم انہ لا متاع فی البیت او انہ لا مہر لہا علیہ فی خلعہا بمہرہا ولا یلزمہا شئ لانہا لم تطمعہ فلم یصر مغرورا ولو ظن ان علیہ المہر ثم تذکر عدمہ ردت المہر اور صاحب بحر الرائق نے
کہا کہ مسائل مذکورہ مین مفت طلاق واقع ہونے کو خلاصہ وغیرہا مین مقید کیا ہے بقید عدم علم کے سے یون کہا ہے کہ اگر زوج نے جانا کہ کچھ اسباب کوٹھری یا صندوق مین نہین یا
خلع بعوض مہر مین زوج یہ جانتا تھا کہ عورت کا اسپر کچھ مہر نہین تو عورت کو کچھ دینا لازم نہ آویگا اسواسطے کہ اس صورت مین عورت نے مرد کو کچھ لالچ نہین کھلایا تو زوج
کو عورت نے کچھ فریب نہین دیا اور اگر مرد کو اپنے اوپر مہر واجب ہونے کا گمان تھا پھر اسکو یاد آگیا کہ مجھپر مہر باقی نہین رہا تو عورت کو مہر کا پھیر دینا لازم ہوگا اسواسطے
کہ مرد کو دھوکا ہوا ام طحطاوی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ لعدم العلم سے لفظ عدم کو محذوف کرتا تاکہ آیندہ قول سے مناسبت ہوتی کذا فی حاشیۃ للدنی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طلاق [illegible] ہزار کے [illegible] ایک طلاق [illegible] صورت میں [illegible]

اور [illegible] مجلس [illegible] دوسری مجلس میں طلاق [illegible] واقع ہوگی کذا فی [illegible]

الالف [illegible] میں ہے کہ اگر [illegible] عورت کو دو طلاق [illegible] تو اسکو پورے ہزار [illegible] یعنی اگر [illegible]

[illegible] ایک طلاق دی تو عورت کو ہزار کا دینا لازم ہوگا اسواسطے کہ [illegible] ایک [illegible]

حاصل ہولیا وفی الثانیۃ رجعیۃ مجانا لان علی للشرط وقالا کالباء اور دوسری صورت میں ایک طلاق [illegible] یعنی جب [illegible] کہا کہ انت طالق

علی الف تو ایک طلاق بغیر عوض واقع ہوگی اسواسطے کہ حرف علی کا واسطے شرط کے ہے اور [illegible]

ہوتی کہ مال سے خالی ہے اور صاحبین نے کہا کہ حرف علی کا مانند باء کے ہے تو جیسے پہلی صورت میں ہزار کی تہائی کے عوض ایک طلاق بائن ہوتی تھی ویسی ہی

دوسری صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی قال لها طلقی نفسک ثلثا بالف او علی الف فطلقت نفسها واحدة لم تقع شئ لانه لم یرض بالبینونة

الا بکل الالف بخلاف امرها لانه رضی بالبعض فبعضها بالالف اولی مرد نے عورت سے کہا کہ تین طلاق دے اپنی ذات کو عوض ہزار کے یا ہزار پر سو عورت نے اپنی

ذات کو ایک طلاق دی تو کچھ نہ واقع ہوگا اسواسطے کہ مرد راضی نہ ہوا جدائی سے مگر پورے ہزار کے بدلے اور عورت نے تہائی کے بدلے جدائی چاہی

مطلب یہ کہ اسواسطے ایک طلاق بھی واقع نہ ہوگی بخلاف مسئلہ گذشتہ کے بسبب راضی ہونے عورت کے جدائی سے عوض ہزار کے تو ہزار سے کم میں بطریق اولی

راضی ہوگی وقولها انت طالق بالف او علی الف فقبلت فی مجلسها لزم ان لم تکن مکرهة کما مر ولا سفیهة ولا مریضة کما یجیء الالف لانه تعویض او

تعلیق اور مرد کا عورت سے یوں کہنا کہ تو مطلقہ ہے عوض ہزار کے یا بشرط ہزار کے پھر عورت نے اسے قبول کرلیا اپنی مجلس میں تو عورت پر ہزار کا دینا لازم ہوگا

بشرطیکہ اسپر زبردستی نہ کی ہو چنانچہ اسکا ذکر سابق ہوچکا اور عورت احمق اور بیمار نہ ہو چنانچہ حکم بیمار کا آگے آویگا ہزار دینا اسواسطے لازم ہوگا کہ یہ خلع یا بدلائی ہے

یا تعلیق ہے یعنی بالف کہنے میں بدلائی ہے اور علی الف میں تعلیق ہووے البحر عن التاتارخانیة قال لامرأتیه احدکما طالق بالف درهم والاخری بمائة

دینار فقبلتا طلقتا بغیر شئ اور بحر الرائق میں تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ اپنی دو عورتوں سے کہا تم میں سے ایک مطلقہ ہے بعوض ہزار درم کے اور دوسری بعوض

سو درم کے سو قبول کرلیا اسکو دونوں نے تو دونوں پر طلاق واقع ہوگی مفت بسبب مجہول ہونے مال کے اسواسطے کہ ہر عورت یہ کہہ سکتی ہے کہ مجھپر لازم

نہیں دینا مگر سو درم کا انت طالق وعلیک الف او انت حر وعلیک الف طلقت وعتق مجانا وان لم یقبلا لان قوله وعلیک الف

جملة تامة وقالا ان قبلا صح ولزم المال عملا بان الواو للحال وفی الحاوی وبقولهما یفتی زوج نے کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے اور تجھپر ہزار درم دینا

لازم ہے یا مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھپر ہزار درم دینا لازم ہے تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا مفت اگرچہ دونوں نے ہزار درم دینا

قبول بھی نہ کرلیا ہو اسواسطے کہ زوج یا مالک کا یوں کہنا وعلیک الف یہ پورا جملہ ہے یعنی ماقبل سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا اسواسطے میں خواہ واو عطف کا ہو

خواہ استیناف کا اور صاحبین نے کہا کہ اگر عورت اور غلام نے ہزار درم کو قبول کرلیا ہے تو طلاق یا اعتاق صحیح ہوگا اور مال کا دینا لازم ہوگا باعتبار عمل

کے کرنے کے کہ واو حالیہ ہے تو وعلیک الف پورا جملہ نہ ٹھہرا بلکہ انت طالق وعلیک الف ایک جملہ ہوگیا تو مطلب یہ ہوا کہ تو طالق ہے درحالت [illegible]

ہزار درم اور حاوی قدسی مین کہا ہی کہ صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہی **قال طلقتک علی الف فلم تقبلی فقالت قبلت فالقول لہ بیمینہ**
سجلاف **بعتک طلاقک امس علی الف فلم تقبلی وقالت قبلت فالقول لہا وکذا لو قال العبد کذلک لقولہ لغیرہ بعت منک ہذا**
العبد بالف امس فلم تقبل وقال المشتری قبلت فان القول للمشتری والفرق ان الطلاق بالمال یمین من جانبہ ہی تدعی حنثہ وہو منکر اما البیع
فاقرارہ بہ اقرار بالقبول فانکارہ رجوع فلا یسمع فلو برہنا اخذ ببینتہا تاتارخانیہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ مین نے تجھکو طلاق دی ہزار درم پر سو تو نے ہزار
درم دینا قبول نہ کیا سو عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو زوج ہی کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے بخلاف اس قول کے کہ مرد نے عورت سے
کہا کہ مین نے تیری طلاق کل بیچی تھی ہزار درم پر سو تو نے ہزار درم کو نہ قبول کیا تھا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو اس صورت مین عورت
ہی کا قول معتبر ہوگا اور اسیطرح اگر مالک نے اپنے غلام سے کہا تو اسکا بھی ایسا ہی حکم ہی یعنی اگر مالک نے غلام سے کہا کہ مین نے تجھکو ہزار درم پر آزاد کیا تھا
سو تو نے دینا نہ قبول کیا تھا اور غلام نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو مالک ہی کا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر یون کہا کہ مین نے تیری ذات کو ہزار
درم پر بیچا تھا سو تو نے نہ قبول کیا تھا اور غلام بولا کہ مین نے قبول کیا تھا تو غلام کا قول معتبر ہوگا چنانچہ مالک کا یون کہنا غیر عبد سے کہ مین نے بیچا تھا
تیرے ہاتھ اس غلام کو بعوض ہزار درم کے کل سو تو نے نہ قبول کیا تھا اور مشتری نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو مشتری کا قول لائق اعتماد کے
ہوگا نہ مالک کا اور وجہ فرق کی درمیان طلاق اور بیع کے یہ ہی کہ طلاق بعوض مال کے تعلیق ہی جانب زوج سے اور تعلیق طلاق کو قبول زوجہ
لازم نہین اسواسطے کہ تعلیق بدون قبول کے بھی صحیح ہی اور زوجہ مدعی ہی زوج کے حانث ہونے کی یعنی تعلیق ٹوٹنے کی اور زوج اسکا انکار کرتا ہی اور
قول معتبر نہین مگر منکر کا لہذا صورت مذکورہ زوج ہی کا قول معتبر ہوا اور بیع کا تو یہ حال ہی کہ بیع کا اقرار وہی اقرار ہی قبول کا اسواسطے کہ بیع
عبارت ہی ایجاب اور قبول سے تو جب بیع کا اقرار کیا تو وہی قبول کا بھی اقرار ہوگیا تو بیع کا اقرار کرکے قبول کا انکار کرنا پھرنا اور پلٹنا ہی بیع سے تو
مسموع نہوگا اور اگر زوج اور زوجہ اپنے قول کے گواہ لاوین تو عورت ہی کے گواہ لیے جاوینگے اسواسطے کہ عورت مثبت ہی اور زوج نافی تو گواہ اثبات کے
اولی ہین نفی سے کذا فی التاتارخانیہ **ولو ادعی الخلع علی مال وہی تنکر یقع الطلاق باقرارہ والدعوی فی المال بحالہا فیکون القول لہا**
لانہا تنکر وعکسہ لا یقع کیف ما کان بزازیہ اور اگر دعوی کیا مرد نے خلع کا مال پر اور عورت منکر ہی تو طلاق واقع ہو جاویگی بسبب اقرار مرد کے
اور دعوی مال کا بحال خود ہی سو اگر زوج گواہ لاویگا تو مال عورت پر لازم ہوگا اور اگر گواہ نہین تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ وہ منکر ہی اور
اسکے بالعکس مین طلاق نہ واقع ہوگی یعنے اگر عورت نے دعوی خلع کا کیا اور زوج منکر ہی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ عورت طلاق واقع
کرنے کی مالک نہین کسیطرح کا دعوی ہو طلاق نہوگا کذا فی البزازیہ یعنے دعوی خلع کا بعوض مال ہو یا بلا عوض اور جب خلع نہ ثابت ہوا تو عورت کو مال کا
دینا بھی نہ لازم ہوگا اسواسطے کہ مال تھا عوض خلع کے فروع مسائل ملحقہ شارح کے **انکر الخلع او ادعی شرطا او استثناء او ان ما قبضہ من دینہ**
او اختلفا فی الطوع والکرہ فالقول لہ زوج نے خلع سے انکار یا خلع مین دعوی شرط کا کیا مثلا یون کہا کہ مین نے خلع کیا تھا بشرط رضامندی اسکے
باپ کے یا دعوی استثنا کا کیا یعنے خلع کے ساتھ مین نے انشاء اللہ کہا تھا یا یہ دعوی کیا کہ جو مال کہ لیا وہ اسکو قرض مین سے تھا یعنے
زوجہ قرضدار تھی زوج کی سو زوج نے کہا کہ مجھکو قرض کی بابت زوجہ نے مال دیا نہ بابت خلع کے یا دونون مین اختلاف پڑا خوشی اور زبردستی مین
زوجہ کہتی ہی کہ مجھسے زبردستی مال کا اقبال کرایا اور زوج کہتا ہی کہ اسنے اپنی خوشی قبول کیا تو ان سب صورتون مین اگر گواہ نہونگے تو زوج ہی کا قول
لائق اعتبار کے ہوگا **ولو قالت کان بغیر بدل فالقول لہا** اور اگر عورت یون کہیگی کہ خلع بلا عوض تھا اور زوج کہتا ہی کہ خلع بعوض تھا تو عورت ہی کا
قول معتبر ہوگا **ادعت المہر ونفقۃ العدۃ وانہ طلقہا وادعی الخلع ولا بینۃ فالقول لہا فی المہر لا فی النفقۃ** دعوی کیا عورت نے مہر اور نفقہ عدت کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خلع [illegible]

[illegible] ہوتو [illegible] کیونکہ [illegible] عورت [illegible]

[illegible] ویسقط الخلع [illegible] کل حق

[illegible] منہما لکل منہما علی الآخر مما یتعلق بالنکاح [illegible] مہر [illegible]

[illegible] خلع [illegible] ساقط کرتا ہو [illegible]

[illegible] خلع اور مبارات ساقط کرتے ہیں [illegible]

[illegible] اس قسم کا حق جو تعلق [illegible] عورت کو طلاق [illegible]

[illegible] نکاح اول [illegible] مہر [illegible]

[illegible] نفقہ عدت [illegible] خلع [illegible]

[illegible] خلع [illegible] ساقط [illegible]

[illegible] ساقط [illegible] مہر [illegible]

[illegible] قبل دخول خلع کیا تو متعہ [illegible] ساقط [illegible] نفقہ عدت

[illegible] ثابت [illegible] مہر ساقط [illegible]

[illegible] اختلعت علی ان لا دعوی لکل علی صاحبہ [illegible]

[illegible] خلع [illegible] دعوی [illegible]

[illegible] ساقط [illegible] حقوق [illegible]

الا [illegible] لا تسقط النفقۃ [illegible] العدۃ [illegible]

[illegible] نفقہ عدت [illegible] ساقط [illegible]

عدت کا ساقط [illegible] تعالی نے فرمایا [illegible]

عدت مگر جبکہ عورت مرد کو بری الذمہ کردے بار برداری اور سکنی کے خرچ سے اسطرح کہ مثلاً دونوں کرایہ کے مکان میں رہتے تھے تو عورت نے اپنے اوپر کرایہ دینا لازم
کرلیا یوں بولی کہ میں دوسرا گھر کرایہ کو لونگی یا کہ اپنے مملوک کے گھر میں رہتی ہو تو اسطرح صحیح ہوگا کذا فی فتح القدیر خلاصہ یہ کہ سکنی کسیطرح ساقط نہیں ہوتا لیکن کرایہ سکنی
کا البتہ ابرا سے ساقط ہوتا ہے شارح کہتا ہے کہ نفقہ عدت اور سکنی کے استثنا کرنے کی کچھ حاجت نہیں بوجہ ہمارے بیان کے یعنی (قولہ ثابت وقتہا بعد قول المصنف) کل حق کی
اسواسطے کہ نفقہ اور سکنی واجب ہی نہیں وقت خلع اور مبارات کے بلکہ بعد انکے واجب ہوئے ہیں یعنی اگر مصنف ثابت وقتہا کی قید لگاتا جیسی شارح نے لگائی ہے تو استثنا کرنے
کی کچھ حاجت نہیں ہوتی لیکن چونکہ مصنف نے اس قید کو مذکور نہیں کیا تو البتہ استثنا کرنے کی حاجت ہوگی اور بعض حواشی میں یوں ہے کہ قید ثابت کی مصنف کے قول یسقط
سے مفہوم ہوتی ہے اسواسطے کہ امر ثابت ساقط ہوتا ہے نہ کہ امر حادث تو اس توجیہ سے الا نفقة العدة استثنائے منقطع ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی وقیل الطلاق علی مال
یسقط المهر کالخلع والمعتمد کذا ذکرہ البزازی اور قول نامعتمد یہ ہے کہ طلاق عوض مال کے بھی مہر کو ساقط کرتا ہے مانند خلع کے اور قول معتمد یہ ہے کہ ساقط نہیں
کرتا کذا ذکرہ البزازی لو لا بریٔ ابراک اللہ ذکرہ البہنسی اور زوج بری نہیں ہوتا عورت کے اس قول سے کہ خدا تجھکو بری کرے چنانچہ بہنسی نے اسکو ذکر کیا ہے اور اسکا
شاگرد علامہ باقانی اور خیرالدین رملی بھی اسی کے قائل ہیں لیکن قاری ہدایہ نے اسکے خلاف فتوی دیا ہے اور کہا ہے کہ اس قول سے طلاق واقع ہوگی اور ابرا
صحیح ہوگا اور غزی اسکا تابع ہوگیا ہے اپنے فتاوے میں اور علامہ مقدسی نے کہا کہ ہمارے زمانے میں یہ رائج ہے کہ مرد عورت سے برأت چاہتا ہے سو عورت
کہتی ہے کہ اللہ تجھکو بری کرے اور میں نے لکھدیا ہے کہ یہ برأت صحیح ہے بسبب عرف کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الاسقاطی شرط البرأة من نفقة الولد ان
وقتا وقتا کسنة صح ولزم والا لا بحر وفیه عن المنتقی وغیرہ لو کان الولد رضیعا صح وان لم یوقتا وترضعه حولین بخلاف الفطیم شرط کیا زوج نے خلع
میں اپنا بری الذمہ ہونا اپنے لڑکے کے خرچ سے تو اگر دونوں نے کوئی برأت کی مدت مقرر کی چنانچہ ایک سال کی مدت تو یہ شرط صحیح ہے اور عورت
پر نفقہ لڑکے کا لازم ہوگیا اور اگر مدت نفقہ کی مقرر نہ کی تو شرط بھی صحیح نہ ہوگی اور عورت پر نفقہ بھی نہ لازم ہوگا کذا فی بحر الرائق اور اسمین
منتقی وغیرہ سے منقول ہے کہ اگر لڑکا شیرخوار ہوگا تو شرط برأت کی صحیح ہوگی اگرچہ دونوں نے مدت نہ مقرر کی ہو اور عورت اسکو دودھ پلاوے
دو برس اسواسطے کہ شیرخوار میں قرینہ دلالت کرتا ہے کہ تا مدت رضاعت نفقہ مراد ہے بخلاف اس لڑکے کے جو دودھ چھوڑ چکا ہے کہ اگر اسکی پرورش میں مدت
مقرر نہیں ہوئی تو عورت پر نفقہ لازم نہوگا لیکن خلع صحیح ہوگا بسبب قبول کر لینے عورت کے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو تزوجها او هربت او ماتت
او مات الولد رجع ببقیة نفقة الولد والعدة اور اگر خلع کیا عورت سے بشرط برأت نفقہ عدت اور نفقہ ولد کے اور پھر اس عورت سے نکاح کیا کہ عورت
نفقہ رسانی ولد سے بھاگ نکلی یا کہ عورت بعد شرط مذکور کے مرگئی یا کہ لڑکا مرگیا تو زوج پھیر دے بقیہ نفقہ ولد اور نفقہ عدت کو در صورت نکاح کر لینے
مختلعہ مذکورہ کے زوج پر نفقہ عورت کا لازم ہوگیا اور یہاں آکر لڑکے کو بھی اسکے باپ کے مال سے کھلاویگی لہذا زوج کو جسقدر مدت بعد عدت باقی
رہی ہوگی اتنی مدت کا نفقہ عورت کا اور نفقہ ولد کا پھیر لینا جائز ہے اسواسطے کہ وہ عوض تھا خلع کا اور در صورت ہرب بھی بقیہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا اسواسطے کہ عورت
نے شرط کو پورا نہ کیا ہرب سے یا یہ مراد ہے کہ نفقہ رسانی سے عورت بھاگی کذا فی النہر الفائق یا یہ مراد ہے کہ عورت ناشزہ ہوجاوے یعنی نافرمانی کرے تاکہ نفقہ عدت کا ساقط
ہوجاوے کذا فی البحر الرائق اور در صورت مرجانے عورت کے اسکے متروکہ سے بقیہ نفقہ کو زوج بھر لے کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا شرطت براتہا اور صورت مرنے
عورت یا مرنے ولد کے بقیہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا مگر اسوقت نہ لے سکیگا جبکہ عورت نے اپنی برأت شرط کرلی ہو یعنی خلع کیوقت عورت نے یہ شرط کرلی ہو کہ میں
مرگئی یا کہ لڑکا مرگیا تو میں بری الذمہ ہوں نفقہ سے ولها مطالبته بکسوة الصبی الا اذا اختلعت علیها ایضا ولو بثیابها فیصح کالطعام اور جس صورت میں خلع
بعوض نفقہ وارد ہوا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ پوشاک ولد کی اسکے باپ سے طلب کرے مگر اسصورت میں مطالبہ نہ ہوگا جب کہ عورت نے پوشاک کے عوض بھی خلع کیا ہو
اگرچہ لڑکا شیرخوار نہو تو بھی خلع کرنا بعوض اسکے لباس کے صحیح ہے چنانچہ اجارہ دائی کا طعام اور پوشاک پر صحیح ہے ہر چند یہ اجارہ مجہول ہے لیکن منازعت کا باعث

نہیں

[illegible] بسبب [illegible] شفقت [illegible] [illegible] الفقد [illegible]
[illegible] شفقت [illegible] اگر عورت نے خلع کیا [illegible]
[illegible] القدیر [illegible]
[illegible] اگر عقد [illegible] لکن کا [illegible]

[illegible] ولد [illegible] اگر عورت نے خلع کیا اس شرط پر کہ ولد لے باپ [illegible] اسکے [illegible] تو یہ خلع صحیح ہوگا لڑکی کے حق میں [illegible] اسواسطے کہ لڑکی
عورت کی [illegible] تا بلوغ [illegible] ہو جاویگی [illegible] اور اگر عورت نے [illegible] خلع کرے [illegible]
خلع کیا تو زوج اول [illegible] لڑکے کا لے لینا ضرور ہو اگرچہ زوج اول اور عورت متفق ہوں عورت کے پاس لڑکا رہنے پر بعد بلوغ کے [illegible]
اسواسطے کہ یہ حق ہے ولد کا اور تامل کیا جاویگا اس مدت کے رکھنے کے خرچ میں جیسے مثلاً ایک مہینے کے خرچ پر عورت نے خلع کیا تھا تو حساب کیا جاوے
کہ باپ جو پہ مہینے بھر ولد کو رکھتا تو کتنا اسپر خرچ ہوتا تو اسیقدر مال عورت سے زوج اول لے جیسے خلع الاب صغیرتہ بمالها ومهرها طلقت فی الاصح ولم
تقبلت ان ومیئ میزة ولم یلزم المال وہ متبرع خلع کیا باپ نے اپنی صغیرہ بیٹی کا اسکے مال یا اسکے مہر کے عوض تو اسپر طلاق واقع ہوگی قول اصح میں [illegible]
واقع ہوتی ہو اس صورت میں کہ اگر صغیرہ تمیزدار ہو اور خلع کو قبول کرے اور مال دینا لازم نہ آویگا نہ باپ پر نہ صغیرہ پر اسواسطے کہ باپ کا خلع کرنا مال [illegible] تبرع
ہو یعنی فعل غیر ضروری ہو تو معتبر نہوگا وکذا الکبیرة الا اذا قبلت فیلزمها المال اور اسی طرح اگر باپ نے کبیرہ بیٹی کا خلع کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال دینا لازم
نہ آویگا مگر جبکہ کبیرہ نے مال کا دینا قبول کر لیا ہو تو اسکو مال کا دینا ہوگا والصحیح من الام ما لم تلتزم البدل وصحیح نہیں خلع صغیرہ کا ماں کی طرف سے
جبتک کہ ماں اپنے اوپر عوض کے مال کو لازم نہ کرے بسبب عدم ولایت نے علی صغیر اصلا اور صحیح نہیں خلع کرنا ولی صغیر کی طرح یعنی نہ باپ
خلع کر سکتا ہے نہ ماں خواہ اپنے مال سے ہو خواہ صغیرہ کے مال سے اسواسطے کہ صغیر طلاق کا مالک نہیں تو ماں یا باپ اسکے نائب بھی نہیں ہو سکتے
کذا فی حاشیة الدرر کما لو خالعت بالمرأة بذلک ای بمالها او بمهرها وہی غیر رشیدة فانه الطلق ولا یلزم المال حتی لو کان بلفظ الطلاق یقع رجعیا
فیها شرح الوہبانیہ چنانچہ اگر خلع کیا عورت نے بعوض اپنے مال کے یا بعوض اپنے مہر کے اور حالانکہ عورت ہوشیار نہیں یعنی امور دنیاوی میں نادان ہو تو وہ
مطلقہ ہوگی اور اسکو مال کا دینا لازم نہوگا یہانتک کہ اگر خلع بلفظ طلاق ہوگا تو دونوں صورتوں میں یعنی خواہ عورت صغیرہ ہو یا نادان ہو اسکے طلاق رجعی ہوگی
اسواسطے کہ صریح خالی از عوض ہو کذا فی شرح الوہبانیہ فان خالعها الاب علی مال ضامنا له ای ملتزما لا کفیلا لعدم وجوب المال علیها صح والمال علیه
کالخلع من الاجنبی فالاب اولی بلا سقوط مهرها لانه یدخل تحت ولایة الاب پھر اگر صغیرہ یا نادان کا خلع کیا باپ نے مال پر خود ضامن ہوکر یعنی مال دینا اپنی ذات پر لازم کرکے
خلع کیا نہ صغیرہ کی طرف سے کفیل ہوکر بسبب نہ واجب ہونے مال کے صغیرہ پر تو اگر باپ نے بالتزام مال خلع صغیرہ کا کیا تو صحیح ہے اور مال کا دینا باپ
پر واجب ہوگا مانند خلع کرنے اجنبی شخص کے یعنی جب اجنبی کا خلع کرنا بالتزام مال صحیح ہوا تو باپ کا خلع کرنا بطریق اولی صحیح ہے بغیر سقوط مہر صغیرہ کے
اسواسطے کہ مہر باپ کی ولایت میں داخل نہیں والحیل سقوطه ان یحیل بدل الخلع علی اجنبی بقدر المهر ثم یحیل به الزوج من له الولایة لتقبض وذلک منه بزازیة اور
حیلہ سقوط مہر کا یہ ہے کہ زوج اور باپ عوض خلع کا اجنبی پر ٹھہراویں بقدر مہر کے تو اجنبی یوں کہے کہ بدل خلع کا دینا مجھپر لازم ہوا پھر زوج بدل خلع کا حوالہ
کرے اسکو جسکو زوج سے مہر لینے کی ولایت ہو یعنی باپ کو کذا فی البزازیہ یعنی زوج صغیرہ کے باپ سے کہے کہ تو فلانے اجنبی سے اپنی صغیرہ کا مہر لے
تو اس تدبیر سے صغیرہ کا مہر زوج سے ساقط ہوگا وان شرطه ای الزوج الضمان علیها ای الصغیرة فان قبلت وہی من اهله بان تعقل ان النکاح جالب

طلقت بلا شیٔ لعدم اہلیۃ الغرامۃ وان لم تقبل او لم تعقل لم تطلق وان قبل الاب فی الاصح زیلعی اور اگر زوج نے بدل خلع کی ضمانت صغیرہ پر شرط
کی سو اگر صغیرہ نے خلع قبول کیا اور حالانکہ اسکو لیاقت تھی قبول کرنے کی اسطرح پر کہ وہ اتنا بوجھتی سمجھتی ہے کہ نکاح سے مال حاصل ہوتا ہے اور خلع سے
مال جاتا ہے تو اسپر طلاق واقع ہو گی مفت اسواسطے کہ صغیرہ قابل تاوان کی نہین اور اگر صغیرہ نے خلع بشرط ضمان نہ قبول کیا یا قبول کیا لیکن اسکو اتنا فہم نہین کہ
نکاح سے مال حاصل ہوتا ہے اور خلع سے نقصان ہوتا ہے تو اسپر طلاق نہ واقع ہو گی اگرچہ اسکے باپ نے قبول کر لیا ہو اسکی طرف سے قول اصح مین کذا فی شرح الزیلعی
ولو بلغت واجازت جاز فتح اور اگر صغیرہ بالغ ہوئی اور اسنے قبول سابق کو جائز رکھا تو خلع جائز ہو گا کذا فی فتح القدیر اور منتقی مین کہا کہ اگر صغیرہ نے
بعد بلوغ کے اپنے باپ کے قبول کو درست رکھا تو جائز ہو گا اور طحطاوی نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ صغیرہ بعد بلوغ کے اپنے قبول سابق کو جائز رکھے
کذا فی حاشیۃ المدنی قال الزوج خالعتک فقبلت المرأۃ ولم یذکرا مالا طلقت لوجود الایجاب والقبول وبرئ عن المهر المؤجل لو کان علیہ والا
یکن علیہ من المؤجل شیٔ ردت علیہ ما ساق الیها من المهر المعجل لما مر انه معاوضۃ فتعتبر بقدر الامکان کہا زوج نے کہ مین نے تجھسے خلع کیا سو قبول
کر لیا عورت نے اور دونون نے کچھ مال کو نہ ذکر کیا تو عورت مطلقہ ہو گی بسبب پائے جانے ایجاب و قبول کے اور زوج بری الذمہ ہو گا مہر مؤجل سے
اگر مہر مؤجل ہنوز اسپر ہو گا اور اگر مہر مؤجل سے کچھ نہ باقی رہا ہو گا تو عورت پھیر دیگی اسکو جسقدر کہ مہر معجل زوج اسکو دے چکا ہے اسواسطے کہ یہ مذکور ہو چکا ہے کہ خلع
معاوضہ ہے عورت کیطرف سے تو بقدر امکان معاوضہ معتبر ہو گا خلع المریضۃ یعتبر من الثلث لانه تبرع فله الاقل من ارثه وبدل الخلع ان خرج من الثلث والا
فالاقل من ارثه والثلث ان ماتت فی العدۃ ولو بعدها او قبل الدخول فله البدل ان خرج من الثلث وتمامه فی الفصولین اور خلع بیمار عورت کا معتبر ہے
اسکے تہائی مال سے اسواسطے کہ بیماری مین خلع کرنا تبرع ہے اور تبرع صحیح نہین مگر تہائی مال سے تو وراثت اور بدل خلع مین سے جو کمتر ہو گا سو زوج اسکو
پاویگا بشرطیکہ ثلث زیادہ ہو وراثت اور بدل خلع سے اور اگر ثلث زیادہ ہو وراثت اور بدل خلع سے تو وراثت اور ثلث مین سے جو کمتر ہو گا زوج
کو ملیگا یعنی اگر زوج کی ارث کم ہے ثلث سے تو ارث پاویگا اور اگر ثلث کم ہے ارث سے تو ثلث پاویگا یہ اسصورت مین ہے جبکہ عورت عدت مین مر گئی
ہو اور اگر عورت بعد عدت کے مر گئی یا خلع قبل الدخول کے بعد مر گئی تو زوج بدل خلع کا پاویگا اگر بدل کمتر ہو ثلث سے اور اگر بدل ثلث سے کم نہو
تو ثلث ہی پاویگا اور پورا بیان اسکا جامع الفصولین مین ہے اختلعت المکاتبۃ لزمها المال بعد العتق ولو باذن المولی لحجرها عن التبرع خلع کیا مکاتبہ
نے تو لازم ہو گا اسپر مال بعد آزاد ہونے مکاتبہ کے اگرچہ اسنے خلع مالک کی اجازت سے کیا ہو بسبب ممنوع ہونے مکاتبہ کے تبرع سے یعنی ہنوز مال
دیکر اسنے اپنی گلو خلاصی نہین کی لہذا اسکو عقود زائدہ غیر ضروریہ جائز نہین ولو امۃ او ام الولد ان باذن المولی لزمها المال للحال فتباع الامۃ
وتسعی ام الولد والمدبرۃ ولو بلا اذن فبعد العتق اور اگر خلع کیا لونڈی اور ام ولد نے اگر باجازت مالک کے خلع کیا ہے تو ان دونون پر فی الحال مال لازم
ہو گا تو لونڈی بدل خلع کیواسطے بیچ لیجائیگی اور ام ولد اور مدبرہ مزدوری کر کے مال ادا کرینگی اور اگر لونڈی اور ام ولد بدون اجازت مالک کے خلع کیا ہے
تو بعد آزاد ہونے کے مال دینا انپر لازم آویگا خلع الامۃ مولاها علی رقبتها ان کان زوجها حرا صح الخلع مجانا وان زوجها مکاتبا او عبدا
او مدبرا صح وصارت امۃ للسید فلا یبطل النکاح خلع کیا لونڈی کا اسکے مالک نے لونڈی کی گردن پر یعنی خود لونڈی کو بدل خلع کا قرار دیا
تو اگر زوج لونڈی کا آزاد ہے تو خلع صحیح ہو گا مفت اور اگر اسکا زوج مکاتب ہے یا غلام ہے یا مدبر ہے تو خلع صحیح ہے اور لونڈی زوج کے مالک کی مملوک
ہو جاویگی اسواسطے کہ زوج خود مملوک ہے تو نکاح قائم رہیگا باطل نہو گا اسواسطے کہ زوج زوجہ کا مالک نہ ٹھہرا کہ نکاح باطل ہوتا اور عدم ملکیت غلام اور
مدبر کی ظاہر ہے مگر مکاتب مالک ہو گا زوجہ کا لیکن اسکی ملکیت تام نہین تو نکاح فسخ نہو گا اور بعد آزاد ہونے مکاتب کے زوجہ اسکی ام ولد ہو جاویگی اگر اولاد
ہو گی اور اگر اولاد نہو گی نکاح فسخ ہو کر اسکی لونڈی بن جاویگی تو یہ جو متن مین کہا ہے کہ لونڈی مدت کے مالک کی مملوک ہو جاویگی یہ اسصورت مین ہے جبتک

اور تین [illegible] مطلقہ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

ثمن کے بدلے [illegible] قال طلقتک ثلاثا بالف فقالت قبلت [illegible] [illegible]

قبول کیا تو عورت مطلقہ ہوگی بعوض تین ہزار کے بسبب تعلیق ہونے طلاق کے عورت کے قبول پر یعنی جب زوج نے کہا کہ تجھے تین [illegible]

تو جب [illegible] انکار تو قبول کرے تو [illegible] ہر ایک [illegible] سکوت [illegible] اخیر میں عورت نے قبول [illegible] تین طلاق کی [illegible] کی بیوی [illegible]

عورت کو لہذا تین طلاق واقع ہوں تین ہزار کے واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الدر فی الملتقی انت طالق [illegible] ثلثا [illegible]

الثلث [illegible] لتعلیقہ بقبولہا [illegible] یعنی زوج نے کہا کہ تو طالق ہے [illegible] سو عورت نے قبول کیا تو تین طلاق واقع

بعوض [illegible] ہزار کے اور جو تھی طلاق بسبب محل کے لغو ہو جاویگی اور اگر عورت نے تین طلاق کو قبول کیا یا طلاق تین کو [illegible] ہوگی بسبب

تعلیق کرنے زوج کے طلاق کو عورت کے قبول پر بمقابلہ چار طلاق کے تو لغو [illegible] زوج نے یوں کہا کہ اگر تو چار طلاق کو بعوض ہزار کے قبول کرے تو تو مطلقہ ہے [illegible]

طلاق کو عورت نے قبول کیا [illegible] شرط پائی جاویگی انت طالق علی دخولک الدار توقف علی القبول لا علی الدخول [illegible] ثلث [illegible]

یعنی المصدر فقد [illegible] زوج نے کہا کہ تو طالق ہے بشرط دخول دار کے تو موقوف ہوگی طلاق عورت کی قبول پر یعنی بعد قبول کے طلاق واقع ہوگی اگرچہ دخول [illegible]

و انت طالق علی ان تدخلی الدار یعنی تو طالق ہے اس شرط پر کہ تو داخل ہو گھر میں تو طلاق موقوف ہوگی دخول پر [illegible] کہتا ہوں کہ ان دونوں [illegible]

وجہ فرق کی تلاش کرنا چاہیے اسواسطے کہ ان دونوں کے بیچ کا فرق یعنی مصدر کے [illegible] پہلے مسئلہ میں بھی مصدر یعنی دخول [illegible] مسئلہ میں بھی [illegible] مصدر [illegible]

کیا وجہ کہ پہلی صورت میں تو قبول پر طلاق موقوف ہے اور دوسری صورت میں دخول پر موقوف تو اسکے جواب میں غور تامل کر [illegible] اول میں [illegible]

فرق ثابت ہے چنانچہ شیخ [illegible] نے شرح الملتقی سے نقل کیا ہے کہ مصدر [illegible] کا حمل کرنا [illegible] صحیح [illegible] یوں کہنا درست نہیں [illegible]

تو حاجت پڑی تقدیر مضاف کی یعنی انت طالق علی التزام دخول الدار تو مطلب یہ ہوا کہ تو طالق ہے بشرط التزام اور قبول کرنے تیرے دخول [illegible]

صورت میں قبول پر طلاق موقوف ہوگی نہ دخول پر اور مصدر اول کا حمل کرنا جسم انسانی پر صحیح ہے چنانچہ یوں کہنا درست ہے کہ انت [illegible]

اسواسطے کہ مثل میں [illegible] موجود ہے کچھ ضرورت تقدیر مضاف کی نہیں تو انت طالق علی ان تدخلی الدار میں قول صحیح ہے [illegible] تقدیر مضاف [illegible] تو طلاق دخول پر

موقوف ہوگی نہ قبول پر اسواسطے کہ دخول حقیقۃ مدلول ہے اس لفظ کا اور التزام دخول مجاز ہے اور جب تک حقیقت بن سکے مجاز کیطرف عدول [illegible]

حاشیۃ الدر فی قال خلعتک واحدۃ بالف وقالت انما سألتک الثلث فلک ثلثہا فالقول لہا زوج نے کہا کہ میں نے تجھے خلع کیا ایک [illegible]

عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے تین طلاق کا سوال کیا تھا تو تجھکو ہزار کی تہائی چاہیے تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا یعنی [illegible] خلعہا علی ان [illegible]

لاجنبی او علی ان تمسک الولد عندہ صح الخلع وبطل الشرط خلع کیا عورت سے اس شرط پر کہ عورت کا مہر عورت کا بیٹا [illegible]

یا اس شرط پر خلع کیا کہ عورت لڑکے کو مرد کے پاس [illegible] دے تو خلع صحیح ہے اور یہ شرط باطل ہے اسواسطے کہ خلع اسکو مقتضی ہے کہ [illegible] کا حق [illegible]

پر نہ باقی رہے منجملہ حقوق نکاح کے تو عورت کی بیٹی کو یا اجنبی کو مہر کا مالک قرار دینا یہ شرط فاسد ہے مخالف خلع کے لہذا خلع صحیح ہوگا اور شرط باطل [illegible] تو مہر

زوج کا ہوگا نہ [illegible] اجنبی کا اور پرورش لڑکا حق عورت پر شرعا ثابت ہے تو ساقط کرنے سے ساقط نہ ہوگا قالت اخلعت نفسک فقال [illegible]

عورت نے کہا کہ میں خلع چاہتی ہوں تجھ سے سو مرد نے کہا کہ میں نے تجھکو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہے اسواسطے کہ تعلیق اختلاع کے جواب میں واقع ہوئی اور

اختلاع سقید ہو جدائی کا اور یہی قوی ہی یاہ امام ظہیر الدین نے اور قول ضعیف یہ ہو کہ یہ طلاق رجعی ہو اسواسطے کہ اعتبار ہوگی ایقاع کا نہ عورت کی التماس کا اور مرد نے
بلفظ صریح طلاق دی ہو تو رجعی ہی واقع ہوگی اور یہ قول ہو قاضی ابو علی نسفی کا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو ردت قالت ابرأتک من المہر بشرط الطلاق الرجعی فقد طلقہا
رجعیا لکن فی الزیادات انت طالق الیوم رجعیا وغدا اخری رجعیا بالف فالبدل لہما بائنتان لکن لیقع غدا بغیر شی ان لم یعد ملکہ اور قنیہ میں کہ کوئی روایت
نہیں اس صورت میں کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھکو بری الذمہ کیا مہر سے بشرط طلاق رجعی کے سو مرد نے اسکو رجعی طلاق دی یعنی اس صورت
میں بائن طلاق ہوگی باعتبار التماس مال کے یا رجعی ہوگی باعتبار ایقاع کے لیکن زیادات میں یوں ہو کہ مرد نے کہا کہ تجھکو آج ایک طلاق رجعی ہو
اور کل دوسری رجعی طلاق ہو عوض ہزار درم کے تو ہزار درم بدلا دونوں طلاق کا ہوگا اور دونوں طلاق بائن ہونگی لیکن آج یک طلاق بعوض پانسو کے واقع ہوگی
اور کل دوسری طلاق بدون مال کے واقع ہوگی اگر دوبارہ ملک زوج کی نہ ثابت ہوئی ہو یعنی اگر زوج نے پہلی طلاق کے بعد عورت سے نکاح نہ کیا تو عورت
پر مال دینا لازم نہوگا اسواسطے کہ مطلقہ بائنہ کا التزام مال صحیح نہیں بسبب باقی نہ رہنے غنیمت زوج کے تو عوض بلا عوض کے ہو ہان اگر بعد طلاق کے دوسری بار
نکاح کرلیا ہو تو دوسرے دن دوسری طلاق بعوض نصف الف کے البتہ واقع ہوگی پس زیادات سے ثابت ہوا کہ طلاق رجعی بمقابلہ مال کے بائن ہو جاتی ہو تو وہ جو قنیہ میں
کہا کہ مسئلہ مذکورہ میں روایت نہیں سو اسکی روایت بخوبی ثابت ہوگئی کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الظہیریۃ قال لصغیرۃ ان غبت عنک اربعۃ اشہر فامرک بیدک بعد ان
تبرئنی من المہر فوجد الشرط فابرأتہ وطلقت نفسہا لا یسقط المہر ویقع الرجعی، در مختار ہی ظہیریہ میں ہو کہ زوج نے اپنی زوجہ صغیرہ سے کہا کہ اگر میں غائب رہوں
تجھسے چار مہینے تو تجھکو طلاق کا اختیار ہو بعد اس امر کے کہ مجھکو بری الذمہ کردے مہر سے پھر شرط پائی گئی یعنی چار مہینے تک زوج غائب رہا سو
صغیرہ نے اسکو مہر سے بری کردیا اور اپنی ذات کو طلاق دی تو مہر اسکا ساقط نہوگا اور یہ طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ صغیرہ کا ابرا کرنا صحیح نہیں پھر
جب مہر ساقط ہوا تو طلاق بلا مال رجعی ہوگی وفی البزازیۃ اختلعت بمہرہا علی ان یعطیہا عشرین درہما وکذا اشتری من الارز صح وذکرہ لتعین مکان الایفاء
لان الخلع اوسع من البیع اور بزازیہ میں ہو کہ عورت نے خلع لی بعوض اپنے مہر کے اس شرط پر کہ زوج اسکو بیس درم دے یا اتنے من چاول
دے تو یہ خلع صحیح ہو اور شرط میں مکان معین کرنا واسطے درم اور چاول دینے کے ہو اسلئے کہ خلع وسیع تر ہو بیع سلم سے یعنی بیع سلم میں مکان
جنس لینے دینے کا شرط ہو دیسا خلع میں شرط نہیں قلت ومفادہ صحۃ ایجاب بدل الخلع علیہ فلیحفظ شارح کہتا ہو میں کہتا ہوں کہ روایت بزازیہ سے
یہ مستفاد ہوا کہ بدل خلع کا زوج پر بھی واجب کرنا صحیح ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی جب بیس درم زوج پر لازم آئے تو بدل خلع کا وجوب زوج پر ثابت ہوگیا لیکن
یہ اُس صورت میں ثابت ہوگا جب مہر عورت کا بیس درم سے کم ہو اور اگر مہر اسکا زیادہ ہو بیس درم سے تو یہ بدل خلع نہوگا بلکہ مستثنا ہوگا بدل خلع سے نہ یہ کہ
زوج پر بدل خلع کا واجب ہو فالخلف فیہ ہو نہ ہمین کذا فی حاشیۃ المدنی وفی القنیۃ اختلعت بشرط الصک او بشرط ان یرد الیہا متسقتہا بل لم یحرم ویشرط
کتبۃ الصک ورد الامتعۃ فی المجلس اور قنیہ میں ہو کہ عورت نے خلع کی درخواست کی بشرط اقرار نامہ کے یعنی لکھنا اقرار نامہ کا زوج کے ذمہ ہو یا اس
شرط پر خلع کی درخواست کی کہ زوج عورت کی اجناس و اسباب کو پھیر دے سو زوج نے اسکو قبول کرلیا تو بمجرد قبول کرنے کے عورت پر حرام ہو جاویگی بلکہ حرام ہونے میں لکھدینا
زوج کا اقرار نامہ کو اور پھیر دینا اسباب کا اسی مجلس میں مشروط ہو طحطاوی نے کہا چونکہ خلع مسقط ہی حقوق کا تو عورت کا مہر اس صورت میں ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی

باب الظہار

یہ باب ہو ظہار کا ظہار کو خلع کے بعد اسواسطے ذکر کیا کہ دونوں غالبا عورت کی نافرمانی سے ہوتے ہیں اور خلع کو اسواسطے مقدم کیا کہ اسکی حرمت زائد ہو
بسبب منقطع ہو جانے نکاح کے اور ظہار میں نکاح باقی رہتا ہو لغۃ مصدر ظاہر من امرأتہ اذا قال لہا انت علی کظہر امی ظہار لغت میں مصدر ہو ظاہر کا
عرب (ظاہر من امرأتہ) اُسوقت بولتے ہیں جبکہ مرد نے اپنی عورت سے یوں کہا کہ تو مجھپر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ یہ استعارہ ہو واسطے حرمت کے یعنے

باب الظہار

[illegible] ہمیشہ کے لیے حرام ہو [illegible] تشبیہ [illegible]

[illegible] تشبیہ [illegible] مسلمہ کی قید سے معلوم ہوا کہ [illegible] کی ہے [illegible]

[illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کے سبب [illegible] کے قول [illegible] ہو [illegible]

کتابیہ یا مجوسیہ تشبیہ مسلم اپنی زوجہ کا اگرچہ وہ کتابیہ ہو یا اجنبیہ یا مجوسیہ ہو واسطے کہ ان میں حرمت [illegible]

[illegible] اسکی زوجات کو بولتے ہیں تو کتابیہ و مجوسیہ اور [illegible] مگر [illegible] صحیح ہوگا [illegible] اگر [illegible]

[illegible] اجنبیہ کے لیکن اجنبیہ وقت اضافت الی سبب الملک المتاخرۃ صحیح ورکما فی النتارخانیہ [illegible] منقول ہو کہ [illegible]

اور کتابیہ سے بیکنکوحہ [illegible] صحیح ہو والتشبیہ بالعضو بحرمتہا من اعضائہا او تشبیہ جزء شائع منہا بحرم مرضعۃ ابیہ [illegible] الکل والا [illegible]

ہو تشبیہ اس عضو سے جس عضو کر عورت کی تعبیر کیجاتی ہو چنانچہ سر اور گردن یا ظہار عبارت ہو عورت جزء شائع کی تشبیہ سے ساتھ اس عضو کے جو [illegible]

حرام ہو ایسے وصف کر کہ ممکن نہیں زوال اسکا چنانچہ وصف مادری اور خواہری کہ [illegible] خواہ حرمت [illegible] نسب [illegible]

کے ہو خواہ باعتبار رضاعت کے جزء شائع کی مثال جیسے نصف اور ثلث اور ربع خلاصہ یہ کہ [illegible] کے ساتھ زوجہ کی تشبیہ [illegible]

عضو کی تشبیہ دینا جو بجائے کل واقع ہوتا ہو یا اجزاء شائع کی تشبیہ دینا اسکو ظہار کہتے ہیں چنانچہ [illegible] ایسی جیسے میری ماں کی پیٹھ

یا تیری گردن ایسی جیسی میری ماں کی پیٹھ یا تیرا نصف بدن ایسا جیسے میری ماں کی پیٹھ و خرج تشبیہا بأخت امرأتہ او بمطلقۃ ثلثا لانہا محرمۃ بحرمۃ [illegible]

تو وصف غیر ممکن الزوال کی قید سے اپنی عورت کو سالی کے ساتھ تشبیہ دینا یا مطلقہ ثلثہ کے ساتھ تشبیہ دینا ظہار کی تعریف سے نکل گیا ہر چند سالی

اور مطلقہ ثلثہ مرد پر حرام ہے لیکن وصف حرمت کا ایسا نہیں کہ زائل نہو سکے بلکہ اگر زوجہ مرجائے یا بعد طلاق کے اسکی عدت گذر جائے تو سالی سے

نکاح جائز ہے اور مطلقہ ثلثہ سے بھی بعد زوج ثانی کے نکاح حلال ہے اور مجوسیہ کے ساتھ زوجہ کو تشبیہ دینا ظہار نہیں بسبب احتمال اوس کے

اسلام کے یعنی ہر چند مجوسیہ مسلم پر حرام ہے لیکن اگر وہ مسلمان ہو جاوے تو مرد پر حلال ہوگی تو اسکی بھی حرمت دائمی نٹھہری و تقییدہ بعضو لا یحل النظر الیہ من الذکر

والانثی فلو شبہہا بالفرج ابیہ او قریبہ کان مظاہرا قالہ المصنف تبعا للبحر اور مصنف کا قول بحرم صفت ہے عضو کی جو شامل ہے مرد اور عورت کو

تو مطلب یہ ہوا کہ ظہار عبارت ہے تشبیہ زوجہ سے ساتھ عضو محرم کے تو اگر زوج نے اپنی زوجہ کی تشبیہ دی اپنے باپ کی شرمگاہ سے یا کسی اور

اپنے قریب کی شرمگاہ سے تو زوج مظاہر ہوگا یعنی ظہار کا حکم اسپر لازم آویگا اسواسطے کہ شبہ بہ عام ہے نساء سے ہو یا رجال سے اور ایسا ہو

دونوں کی شرمگاہ حرمت میں برابر ہیں مصنف نے ایسا ہی [illegible] شرح منح الغفار میں بحر الرائق کی پیروی کر کے اور بحر الرائق نے

اس عموم کو محیط سے نقل کیا ہے کذا فی منح الغفار ورده فی النہر بما فی البدائع من شرط الظہار کون المظاہر به من جنس النساء حتی لو شبہہا بظہر ابیہ

او ابنہ لم یصح لانہ انما عرف بالشرع والشرع ورد فی النساء اور بحر الرائق کے قول کو نہر الفائق میں رد کیا بدائع کی اس عبارت سے ظہار کی

شرائط سے ایک یہ شرط ہے کہ ظہار کا شبہ بہ جنس نساء سے ہونا تا کہ اگر زوج نے زوجہ کی تشبیہ دیگا اپنے باپ کی پیٹھ سے یا اپنے بیٹے کی پیٹھ سے تو ظہار

صحیح نہیں اسواسطے کہ حرمت ظہار کی شرع سے معلوم ہوئی ہے اور شرع کا حکم عورتوں میں وارد ہوا ہے مرد میں نہیں و ما فی الخانیۃ انت علی کالدم والخنزیر

والخمر والغیبۃ والنمیمۃ والزنا والربا والرشوۃ وقتل المسلم انت نوی طلاقا او ظہارا فکما نوی مبنی علی الصحیح بان بدائع کے قول پر اعتراض وارد

ہوتا ہے خانیہ کی اس عبارت سے کہ زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر ایسی ہے جیسے کہ خون اور سور اور شراب غیبت چغلخوری زنا

اور ربا اور رشوت اور مسلمان کا قتل کرنا اگر زوج نے اس کلام سے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے بنابر قول صحیح کے م
خانیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ غیر نسا کی تشبیہ میں بھی ظہار ہوتا ہے تو یہ قول بدائع کے مخالف ہوا لیکن بدائع کیطرف سے تین جواب ہو سکتے ہیں جواب
اول یہ کہ غرض صاحب بدائع کی یہ ہے کہ تشبیہ رجال سے ظہار صحیح نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ دم اور خمر کی تشبیہ سے بھی ظہار نہیں بلکہ ان امور سے اُسکی عبارت
ساکت ہے جواب ثانی یہ کہ بدائع میں ظہار صریح کا ذکر ہے اور خانیہ میں کنایات ظہار مذکور ہیں تو کچھ مخالفت نہوئی جواب ثالث یہ کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں
ایک روایت کو صاحب بدائع نے اختیار کیا اور دوسری روایت کو صاحب خانیہ نے پسند کیا چنانچہ قول اُسکا علی الصحیح دو قول ہونے پر دلالت کرتا ہے کذا فی حاشیۃ
المدنی فتاوی قاضیخان میں مذکور ہے کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مانند مردار اور خون اور لحم خنزیر کے ہے اسمیں روایات مختلف ہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ اگر کچھ نیت
نکریگا تو ایلاء ہے اور اگر طلاق کی نیت کریگا تو طلاق ہوگی اور اگر ظہار کی نیت کریگا تو ظہار صحیح نہیں معلوم ہوا کہ روایت قاضیخان کی مخالف ہے خانیہ کے اور موافق
ہے بدائع کے واللہ اعلم کانت علی کامی فان التشبیہ بالام تشبیہ بظہرہا وزیادۃ ذکرہ القہستانی معزیا للمحیط چنانچہ صحیح ہے نیت ظہار کی اس قول میں کہ تو میرے
نزدیک ایسی ہے جیسے کہ میری ماں اسواسطے کہ ماں کے ساتھ تشبیہ دینے میں اُسکے پیٹھ کے ساتھ بھی تشبیہ ہوئی ساتھ زیادتی کے یعنی جسوقت ماں کے ساتھ
تشبیہ ہوئی تو اسکی پیٹھ اور باقی اعضا کی بھی تشبیہ ہوگئی چنانچہ قہستانی نے اسکو ذکر کیا ہے محیط کیطرف منسوب کر کے وصح اضافتہ الی ملک وسببہ کان نکحتک فکذا
حتی لو قال ان تزوجتک فانت علی کظہر امی مائۃ مرۃ فعلیہ لکل مرۃ کفارۃ تاتارخانیہ اور صحیح ہے اضافت ظہار کی طرف ملک کے یا اضافت طرف سبب ملک
کے اضافت الی الملک سے مراد یہ کہ منکوحہ ہونے کی حالت میں ظہار کرنا اور اضافت الی سبب الملک سے مراد یہ کہ قبل از نکاح تعلیق نکاح ظہار کرنا چنانچہ
یوں کہنا کہ اگر میں تجھسے نکاح کروں تو ایسا ایسا ہے تک کہ اگر یوں کہیگا کہ اگر میں تجھسے نکاح کروں تو تو مجھپر ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ سو بار تو ہر بار کیواسطے
ایک کفارہ لازم آویگا کذا فی التاتارخانیہ وظہارہا منہ لغو ولا حرمۃ ولا کفارۃ بہ یفتی جوہرہ ورجح ابن الشحنۃ ایجاب کفارۃ یمین اور ظہار کرنا عورت
کا مرد سے لغو ہے یعنی اگر عورت اپنے مرد سے یوں کہے کہ تو مجھپر ایسا ہے جیسے میرے باپ کی پیٹھ یا یوں کہے کہ میں تجھپر ایسی ہوں جیسی تیری ماں کی پیٹھ تو اس
قول سے نہ حرمت ہوگی اور نہ کفارہ ظہار کا نہ کفارہ یمین کا اسی قول پر فتوی ہے اور ابن شحنہ نے ترجیح دی ہے کفارہ یمین کے واجب ہونے کی یعنی اگر عورت ظہار کرے
تو اسپر کفارہ یمین کا لازم آویگا نہ کفارہ ظہار کا اسواسطے کہ تحریم حلال کی یمین ہے اور یہی روایت ہے ابو یوسف سے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی انت علی کالظہار کانت علی کظہر
وامک کذا لو حذف علی کما فی النہر راسک کظہر امی ونحوہ کالرقبۃ مما یعبر بہ عن الکل والنصف ونحوہ من الجزء الشائع کظہر امی وکبطنہا او فخذہا او فرجہا
او کظہر اختی او عمتی وفرج امی او فرج بنتی کذا فی نسخ الشرح ولا یخفے ما فیہ من التکرار والذی فی نسخ المتن وفرج ابی بالیاء او قریبی وقد علمت ذاور
یہ یعنے ظہار کی مثالیں چنانچہ یوں کہنا زوج کا زوجہ سے کہ تو میرے اوپر ایسی ہے جیسی کہ میری ماں کی پیٹھ یا تیری ماں کی پیٹھ اور اسیطرح اگر لفظ
علی کا محذوف ہوجاوے کذا فی النہر الفائق یا یوں کہنا کہ تیرا سر میری ماں کی پیٹھ کے مانند ہے اور مانند اس لفظ کے چنانچہ گردن یعنی ایسا عضو جو تمام
بدن کیجگہ مقام پر بولا جاتا ہے چنانچہ عنق یا یوں کہنا کہ تیرا نصف اور مانند اس لفظ کے از قسم جزو شائع یعنی تیرا ثلث یا ربع میری ماں کی پیٹھ کے مانند ہے یا مانند
اُسکے پیٹ کے ہے یا مانند اُسکی ران کے ہے یا مانند اُسکی شرمگاہ کے ہے یا میری بہن کی پیٹھ کے مانند ہے یا میری عمہ کی پیٹھ کے مانند ہے یا میری ماں یا بیٹی کی
شرمگاہ کے مانند شارح نے کہا کہ اسیطرح لفظ فرج امی کا مصنف کی شرح کے نسخوں میں واقع ہے اور اسمیں جو تکرار ہے سو مخفی نہیں اور جو متن کے نسخوں میں ہے سو بجائے
فرج امی کے فرج ابی او قریبی ہے اور تجھکو اُسکا مردود ہونا معلوم ہوچکا ہے نہر الفائق کے کلام سے نقل روایت بدائع کے یعنی ظہار تشبیہ رجال سے صحیح نہیں خلاصہ
یہ کہ جب منکوحہ کو تشبیہ دے محرمات ابدیہ کی اُن اعضا سے جنکو دیکھنا اُسکو جائز نہیں تو ظہار صحیح ہے تو اگر ہاتھ یا پاؤں کے ساتھ تشبیہ دیگا تو ظہار کا حکم
نہ ثابت ہوگا اسواسطے کہ ان اعضا کا دیکھنا محرم کو درست ہے بخلاف پیٹھ اور پیٹ اور ران کے لیصیر بہ مظاہرا بالنیۃ لانہ صریح فیحرم وطیہا علیہ و

[illegible] مقید ... [illegible]

[illegible] نیت کے سوا ... نیت کا تعین ... [illegible]

[illegible]

اور یہ شامل ... [illegible] ... ہو تو ... [illegible]

اور امرائی کے ... اعتبار شہوت کے بحرالرائق میں کہا کہ یہ بطور ... روایت میں ... ہے اسواسطے کہ تقبیل بشہوت سفر اور حضر دونوں میں ...

کذا فی حاشیۃ المسلمی حتی یکفر وان عادت الیہ بملک یمین او بعد زوج آخر لبقاء حکم الظہار وکذا اللعان ... یعنی ... کے ... حتی ...

کہ کفارہ دے یعنی بدون کفارہ کے وطی وغیرہ حلال نہیں اگرچہ عورت دوبارہ آوے ... کے باعث ملک یمین یا بعد زوج ثانی کے ... حکم ظہار

اور یہی حکم ہے لعان کا مثلاً ملک یمین کی یہ صورت ہے کہ لونڈی سے نکاح کیا پھر اس سے ظہار کیا پھر اسکو مول لیا یا زوجہ حرہ سے ظہار کیا پھر وہ مرتد ہو گئی اور دار الحرب میں چلی گئی

پھر پلٹ کے گرفتار ہوئی اور زوج اسکا مالک ہوا اور زوج ثانی کی یہ صورت ہے کہ زوج نے ایک حرہ سے نکاح کیا اور اس سے ظہار کیا پھر اسکو تین طلاق دی اور اس نے زوج

ثانی سے نکاح کیا اور بعد ... اور عدت کے زوج اول کے نکاح میں پھر آئی تو ان صورتوں میں ظہار کا حکم باقی ہے اسواسطے کہ ظہار کی حرمت کی کچھ حد مقرر نہیں بدون

کفارہ دینے کے وطی اس عورت کی حلال نہیں فان وطی قبلہ تاب واستغفر وکفر للظہار فقط وقیل علیہ اخری یعنی پھر اگر وطی کی کفارہ دینے سے پہلے تو وہ گنہگار ہوا تو بہ

اور استغفار کرے اور فقط ایک کفارہ ظہار کا دے اور قول ضعیف یہ ہے کہ دوسرا کفارہ بھی لازم ہے ... ایک ہی کفارہ ثابت ہے

کذا فی حاشیۃ المسلمی ولا یعود لوطیہا ثانیا قبلہا قبل الکفارۃ اور دوبارہ عود نہ کرے وطی کیطرف اگر عورت سے وطی کر چکا ہو قبل کفارہ دینے کے اسواسطے کہ حرمت ہنوز

قائم ہے وعودہ المذکور فی الآیۃ عزمہ عزما مؤکدا فلو عزم ثم بدا لہ ان لا یطأہا لا کفارۃ علیہ علی استباحۃ وطیہا ای یرجعون عما قالوا فیرید ... وقال الاخفش

الرجوع واللام بمعنی عن اور عود کرنا زوج کا جو آیت قرآنی میں مذکور ہے یعنی ثم یعودون لما قالوا میں سو مراد اس سے عزم صمیم اور قصد مؤکد ہے عورت کی وطی

کی استباحت پر سو اگر زوج نے ارادہ وطی کا کیا پھر اسکا قصد وطی سے ہٹ گیا تو اسپر کفارہ نہ لازم ہوگا اسواسطے کہ عزم مؤکد نہ ہوا تو آیت کا یہ مطلب ہوا کہ

پھر پلٹیں اپنے قول سے یعنی حرمت منکرہ سے باز آویں ساتھ ارادہ وطی کا کریں اور اخفش نے کہا کہ عود بمعنی رجوع ہے اور لام لما قالوا میں بمعنی عن ہے حاصل کلام

یہ ہے کہ سبب کفارہ واجب ہونے کا ظہار اور وقت عدد وطی ہے اور کفارہ عود پر اسواسطے مقدم ہوا کہ کفارہ حرمت ثانیہ کا رافع ہے جیسے طہارت قبل ارادہ نماز کے

رافع ہے حدث کی وللمرأۃ مطالبتہ بالوطی لتعلق حقہا بہ اور جائز ہے عورت کو کہ زوج مظاہر سے مطالبہ وطی کا کرے کہ کفارہ دے کر بسبب تعلق ہونے عورت کے حق کے

ساتھ وطی کے وعلیہا ان تمنعہ من الاستمتاع حتی یکفر وعلی القاضی الزامہ بہ ای بالتکفیر دفعا للضرر عنہا بحبس او ضرب الی ان یکفر او یطلق اور

واجب ہے عورت پر کہ روکے زوج کو وطی اور دواعی وطی سے کفارہ دینے تک اور قاضی پر واجب ہے لازم کرنا زوج کا بحبس کفارہ دینے تک تاکہ عورت سے ضرر

دور ہو قاضی پر زوج کا قید کرنا یا مارنا لازم ہے یہانتک کہ کفارہ کرے یا عورت کو طلاق دے فان قال قد کفرت صدق ما لم یعرف بالکذب سو اگر زوج کہے کہ

میں کفارہ ظہار کا دے چکا ہوں تو اسکی تصدیق کرنا چاہیے جبتک کہ وہ مشہور دروغگوئی نہ ہو اور اگر وہ کذاب ہے ... تو ... تصدیق کرنا نہ چاہیے ویتقید

بوقت ... اور اگر زوج نے ظہار کو کسی وقت پر معین ومقرر کر دیا تو ظہار ساقط ہے اس وقت کے گذر جانے سے مثلاً ایک مہینہ تک کے لیے ظہار کیا اور مہینے کے

اندر اگر وطی کا ارادہ کریگا تو کفارہ لازم ہوگا اور بعد مہینے کے کفارہ ساقط ہے وتعلیقہ بمشیۃ اللہ تعالی ... بخلاف مشیۃ فلان اور تعلیق کرنا ظہار کا حق

تعالی کی مشیت پر ظہار کو باطل کرتا ہے مثلاً یوں کہنا کہ انت علی کظہر امی ان شاء اللہ ظہار کو باطل کرتا ہے جیسے کہ طلاق کو باطل کرتا ہے بخلاف مشیت

فلانے شخص کے یعنی اگر ظہار بمشیت زید یا عمر کریگا تو اسکی مشیت سے ظہار صحیح ہے وان نوی بانت علی مثل امی ... [illegible]

بر او ظهار او طلاق صحت نيته ووقع ما نواه لانه كناية اور اگر اس قول سے کہ تو میرے نزدیک میری ماں کے مانند ہے یا مثل امی کے کاف بولا اور صلہ ہے اگر علی کا لفظ محذوف کر دیا یعنی یوں کہا کہ انت مثل امی تو اگر زوج نے اس قول سے تعظیم زوجہ کی نیت کی یا طلاق یا ظہار کی نیت کی تو صحیح ہے نیت اسکی اور جو نیت کریگا وہی واقع ہوگا اسواسطے کہ یہ قول کنایہ ہے اور کنایہ محتاج ہے نیت کا تو اگر تعظیم کی نیت کریگا تو ظہار اور طلاق کچھ واقع ہوگی اور طلاق کی نیت سے طلاق واقع ہوگی اور ظہار کی نیت سے ظہار **و ان لم ينو شيئا او حذف الكاف لغا و تعين الادنى اى البر يعنى الكرامة** اور اگر اس قول یعنی انت علی مثل امی سے کچھ نیت نہ کریگا یا کاف کو یا مثل کو حذف کریگا یعنی یوں کہیگا کہ انت امی تو یہ قول لغو ہوگا اور متعین ہوگا کمتر یعنی تعظیم و تکریم مراد ہوگی نہ ظہار نہ طلاق نہ واقع ہوگی کمتر مفہوم اسواسطے مراد ہوا کہ حتی الامکان کلام مہمل نہ ٹھہرے **ويكره قوله انت امى و يا ابنتى و يا اختى و نحوه** اور مکروہ ہے زوج کا یوں کہنا اپنی زوجہ سے کہ تو میری ماں ہے اور یوں کہنا کہ تو میری بیٹی اور میری بہن اور مانند اسکے جیسے خالہ اور عمہ کہنا ہر چند اس قول سے ظہار ثابت نہیں اسواسطے کہ تشبیہ سے خالی ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے اسواسطے کہ قریب بہ تشبیہ ہے اور سنن ابی داؤد میں بحدیث مرفوع ثابت ہے کہ جورو کو بہن کہنا ممنوع اور مکروہ ہے کذا فی حاشیة المدنی **و بانت على حرام كامى صح ما نواه من ظهار او طلاق و تمتنع ارادة الكرامة لزيادة لفظ التحريم و ان لم ينو ثبت الادنى و هو الظهار فى الاصح** اور اس قول سے کہ تو مجھپر حرام ہے میری ماں کے مانند جو نیت کہ ظہار یا طلاق کی کریگا تو صحیح ہے اور جائز نہیں اس قول سے تعظیم کا ارادہ کرنا بسبب زیادہ ہونے لفظ تحریم کے بخلاف انت علی مثل امی کے کہ اسمیں تحریم کا لفظ نہیں اور اگر کچھ نیت نہ کریگا تو ادنی ثابت ہوگا یعنی ظہار قول اصح میں **و بانت على كظهر امى ثبت الظهار لا غير لانه صريح** اور اس قول سے کہ تو مجھپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ تو ظہار ہی ثابت ہے نہ طلاق نہ تعظیم اسواسطے کہ یہ لفظ صریح ہے ظہار میں تو بدون نیت ظہار کے بھی ظہار ثابت ہوگا اور اگر متکلم طلاق یا ایلا کا ارادہ کریگا تو لغو ہوگا **و لا ظهار من امته** اور ظہار صحیح نہیں اپنی لونڈی سے اور نہ ام ولد اور مکاتبہ سے اسواسطے کہ لفظ نساء کا جو آیت ظہار میں واقع ہے وہ لونڈی کو شامل نہیں اسواسطے کہ عرف میں نساء رجل کی زوجات کو کہتے ہیں نہ لونڈی اور حرم کو کذا فی حاشیة المدنی ناقلا عن البحر الرائق **و لا ممن نكحها بلا امرها ثم ظاهر منها ثم اجازت لعدم الزوجية** اور ظہار صحیح نہیں اس عورت سے جس سے نکاح کیا بدون اسکے امر کے پھر اس سے ظہار کیا پھر عورت نے نکاح کو جائز رکھا بسبب عدم زوجیت کے یعنی وقت ظہار کے وہ زوجہ نہ تھی اسواسطے کہ اسکو نکاح کی خبر بھی نہ تھی فضولی نے اسکا نکاح کر دیا تھا **انتن على كظهر امى ظهار منهن اجماعا و لكل كفارة و قال مالك و احمد يكفيه كفارة واحدة كالايلاء** مرد نے کہا اپنی عورتوں سے کہ تم مجھپر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پیٹھ تو یہ ظہار ہے سب عورتوں سے باتفاق فقہاء کے اور کفارہ دے مرد ہر عورت کیواسطے اور کہا امام مالک رح اور امام احمد بن حنبل رح نے کہ ایک کفارہ سب عورتوں کی حلت کیواسطے کافی ہے مانند کفارہ ایلا کے یعنی اگر مرد نے قسم کھائی کہ میں اپنی عورتوں سے صحبت نکرونگا پھر اسنے ایک سے صحبت کی تو ایک کفارہ دینے سے سب عورتیں حلال ہو جاوینگی **ظاهر من امرأته مرارا فى مجلس او مجالس فعليه لكل ظهار كفارة فان عنى التكرار او التاكيد فان بمجلس صدق قضاء و الا لا على المعتمد و ادعاه بحثا كما مر عن التاتارخانية** ظہار کیا اپنی عورت سے چند بار ایک مجلس یا چند مجالس میں تو واجب ہے اسپر عوض ہر ظہار کے ایک کفارہ پھر اگر مرد نے ارادہ تکرار اور تاکید کا کیا سو اگر چند بار ظہار کو ایک مجلس میں کہا تو باعتبار قضاء کے اسکی تصدیق ہوگی اور اگر چند مجالس میں چند بار ظہار کر چکا ہے تو قضاء اسکی تصدیق نہوگی لیکن دیانۃ البتہ تصدیق ہوگی بنا بر قول معتمد کے اور ایسا ہی حکم ہے اگر تعلیق ظہار کی اجنبیہ کے نکاح پر کی چنانچہ اسکی تصریح فتاوی تاتارخانیہ سے اسی باب میں مذکور ہو چکی ہے مصنف نے تصدیق تاکید میں اتحاد مجلس کی قید لگائی اور شارح نے بھی اسکی پیروی کی حالانکہ مصنف کا قول اسکے استاد کی روایت کے مخالف ہے یعنی صاحب بحر الرائق کے بحر الرائق میں یوں ہے کہ اگر اپنی عورت سے چند بار ظہار کریگا ایک مجلس میں یا چند مجالس میں تو اسپر عوض ہر ظہار کے کفارہ لازم آویگا مگر جب تاکید کی نیت کریگا یعنی تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا کما ذکرہ الاسبیجابی وغیرہ اور بعضی کتابوں میں ایک مجلس اور چند مجالس میں فرق

[illegible] قول [illegible] مشغول [illegible] تو اس کی [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] قتادی عالمگیری [illegible] قول صاحب [illegible] قول [illegible]

[illegible] شارح کے [illegible] علی کظہر امی یوم الجمعۃ الی [illegible] [illegible]

[illegible] ہر دن [illegible] ارشاد [illegible] کا [illegible]

تو [illegible] ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ [illegible] ثابت ہوگا [illegible]

[illegible] ثابت [illegible] اسی واسطے [illegible] [illegible]

[illegible] حاشیۃ الدرر [illegible] علی کظہر امی الیوم [illegible] [illegible]

ماں کی پیٹھ [illegible] اور جب دن آدے تو اس صورت میں جب کل دن آ [illegible] ظہار ہو جاتا [illegible]

ثابت ہوگا [illegible] اول کے [illegible] روایت شارح کی مخالف ہے [illegible]

الیوم [illegible] تو مظاہر ہو [illegible] آج کے دن [illegible] اور جب کل [illegible] باطل [illegible]

تو دوسرا [illegible] مظاہر ہوگا [illegible] حاشیۃ الدرر [illegible] ظہار اول کے [illegible]

علی کظہر امی [illegible] تو ظہار اول [illegible] باقی رہیگا اور جب کل [illegible] دوسرا ظہار [illegible] کفارہ [illegible]

تلخیص [illegible] اور جب ظہار کو شرط [illegible] معلق کریگا تو ظہار [illegible] ہوگا [illegible]

میری ماں کی پیٹھ کی مانند ہے [illegible] تو [illegible] ثابت ہوگا کفارہ لازم ہوگا [illegible]

[illegible] استحسانا [illegible] رجب [illegible] شعبان [illegible] یوم الجمعۃ [illegible] یوم الاستثناء [illegible]

تو میرے [illegible] ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ رمضان بھر اور رجب بھر تو [illegible] ایک ہی ظہار ہے باعتبار استحسان کے [illegible]

کا رجب [illegible] شعبان میں [illegible] کفارہ رجب [illegible] رمضان کبھی ساقط ہوگا [illegible] چنانچہ ایک شخص نے ظہار کیا اور جمعہ کا دن مستثنیٰ کرلیا یعنی [illegible]

کما انت علی کظہر امی الا یوم الجمعۃ تو [illegible] روز استثنا میں یعنی جمعہ میں [illegible] جائز ہوگا اور اگر روز استثنا کے سوا کسی اور دن [illegible]

کذا فی فتاوی التاتارخانیۃ والبحر وفتاوی عالمگیری [illegible] ظہار میں یہ شرط ہے کہ [illegible] اہل ہو [illegible]

باب الکفارۃ

یہ باب ہے کفارہ ظہار کا [illegible] فی سببہا [illegible] کفارہ کے سبب میں جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ [illegible] کا سبب ظہار اور

عود ہے یعنی عزم وطی اور بعضے علما نے [illegible] کہ سبب کفارہ کا ظہار ہے اور عود اسکی شرط ہے اور بعضوں نے اسکا بالعکس کہا [illegible] من کفر اللہ الذنب [illegible] کفارہ

میں [illegible] کفر [illegible] الذنب [illegible] گناہ [illegible] اسی واسطے [illegible]

ساقط ہو جانا [illegible] اور [illegible] فی الفقہ [illegible] اس واسطے [illegible]

اداے عتق قدرت سے [illegible] اور اگر [illegible] کفارہ [illegible] حاشیۃ الدرر [illegible] تحریر رقبہ

قبل الوطی [illegible] الکفارۃ [illegible] اور کفارہ اصطلاح شرع میں عبارت ہے تحریر رقبہ سے قبل [illegible] تحریر رقبہ سے

اعتاق رقبہ ہے یعنی گردن آزاد کرنا [illegible] کفارہ تو اگر اپنے باپ کو [illegible] میں پاکر [illegible] کفارہ [illegible] تو [illegible]

خود بخود یا بنیت مالک کے آزاد ہو جاویگا تو یہ اعتاق نہیں بلکہ عتق ہے اور تحریر رقبہ عبارت ہے اعتاق سے نہ عتق سے ولو صغیرا رضیعا او کافرا او مباح الدم
اعتاق غلام صحیح ہے اگرچہ غلام صغیر شیرخوار ہو یا کافر ہو یا غلام کا خون حلال ہو گیا ہو اس طرح کہ قاضی نے قصاص میں اسکے قتل کا حکم دیا پھر اسکے مالک نے کفارہ
ظہار میں اسکو آزاد کیا پھر مقتول کے وارثوں نے خون معاف کر دیا تو اسکے جواز اعتاق میں اختلاف ہے فتح القدیر اور عنایہ میں کہا ہے کہ یہ جائز نہیں اور شرح
مبسوط میں کرخی سے منقول ہے کہ یہ اعتاق جائز ہے واللہ اعلم کذا فی العالمگیریۃ او مرہونا یا غلام مرہون ہو یعنی مالک نے اپنے غلام کو گرو رکھا ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ
ظہار میں درست ہے لیکن جسقدر مال پر رہن ہو گا اتنا مالک پر دینا لازم آویگا کذا فی حاشیۃ المدنی نافلا عن البدائع او مدیونا او آبقا علمت حیوتہ او مرتدۃ یا غلام قرضدار
ہو یا کہ غلام بھاگ گیا ہو جسکی زندگی معلوم ہے یا لونڈی مرتدہ ہو وفی المرتد و حربی خلی سبیلہ خلاف اور غلام مرتد اور غلام حربی میں جسکو مالک نے مطلق العنان
کر دیا اختلاف ہے فقہا کا فتح القدیر میں ہے کہ غلام حربی کو دار الحرب میں آزاد کرنا جائز نہیں اور تاتارخانیہ میں کہا کہ اگر اسکو دار الحرب میں مطلق العنان
کر دیا تو بعضوں کے نزدیک جائز ہے کذا فی حاشیۃ المدنی او اصم ان صیح بہ یسمع والا لا یا غلام بہرا ہو لیکن اگر شور کرنے سے سنتا ہو تو اسکے آزاد کرنے
سے کفارہ ادا ہو گا اور اگر شور کرنے سے مطلق نہ سنتا ہو تو کفارہ نہ ادا ہو گا او خصیا او مجبوبا او رتقاء او قرناء یا غلام خصی ہو مقطوع الذکر ہو یا لونڈی کہ ہو
جسکی شرمگاہ میں ایسا گوشت زائد یا ہڈی ہو کہ مانع ہو وطی کا تو ایسی لونڈی کا بھی اعتاق کفارۂ ظہار میں جائز ہے او مقطوع الاذنین یا غلام کے دونوں
کان کٹے ہوں او ذاهب الحاجبین وشعر لحیۃ و راس یا غلام کے دونوں ابرو کے بال اور ڈاڑھی اور سر کے بال جاتے رہے ہوں او مقطوع انف او شفتین ان قدر علی
الاکل والا لا یا غلام نکٹا ہو یا اسکے دونوں لب کٹے ہوں بشرطیکہ کھانا کھا سکتا ہو اور اگر کھا نہ سکتا ہو تو جائز نہیں او اعور او اعمش او مقطوع احدی
یدیہ و احدی رجلیہ من خلاف یا غلام کانا ہو یا چندھا یا اسکا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا ہو دوسری طرف سے یعنی داہنا ہاتھ تو بایاں پاؤں یا
بایاں ہاتھ تو داہنا پاؤں اور اگر ایک طرف سے ہاتھ اور پاؤں کٹا ہو گا تو اسکا اعتاق کفارہ میں جائز نہیں چنانچہ اسکا ذکر آگے آویگا او مکاتبا
لم یؤد شیئا او اعتقہ مولاہ لا الوارث یا غلام مکاتب ہو جسنے بدل کتابت کا ہنوز کچھ ادا نہیں کیا اور مکاتب کو اسکے مالک ہی نے آزاد کیا ہو نہ مالک کے
وارث نے یعنی اگر مکاتب کے مالک پر کفارہ ظہار تھا اور وہ بدون ادا کے مرگیا پھر اسکے وارث نے مکاتب کو مورث کیطرف سے بنیت کفارہ آزاد کر دیا تو
جائز نہیں وکذا یقع عنہا شراء قریبہ بنیۃ الکفارۃ لانہ بصنعہ بخلاف الارث اور اسیطرح ادا ہوتا ہے کفارہ اپنی قرابت دار کے مول لینے سے بنیت کفارہ
مثلا مظاہر کا بھائی کسیکا غلام تھا اور اسنے بہ نیت ادائے کفارۂ ظہار اسکو مول لیا تو کفارہ ادا ہوگا اسواسطے کہ مول لینا اسکا اختیاری فعل ہے بخلاف ارث
کے کہ وہ فعل اختیاری نہیں یعنی اگر کوئی اپنے قرابت والے کو ورثہ میں پاوے اور نیت ادائے کفارہ کرے تو صحیح نہیں اسواسطے کہ وارث ہونا اختیاری فعل نہیں تو یہ
اعتاق نہوگا بلکہ عتق ہوگا چنانچہ اسکا ذکر عنقریب گذر گیا واعتاق نصف عبدہ ثم باقیہ عنہا استحسانا بخلاف المشترک کما یجئ اور آزاد کرنا اپنے نصف
غلام کو پھر نصف باقی کو کفایت کرتا ہے کفارہ کیجانب سے بدلیل قیاس خفی بخلاف مشترک غلام کے چنانچہ اسکا ذکر آویگا لا تجزی فائت جنس المنفعۃ لانہ
ہالک حکما کفایت نہیں کرتا آزاد کرنا اس غلام کا جسکی جنس منفعت فوت ہوگئی ہو یعنی منفعت سمع اور بصر کی اور بولنے اور ہاتھ سے تھامنے اور پاؤں سے
چلنے کی اور عقل کی فوت ہوگئی ہو تو اسکے آزاد کرنے سے کفارہ نہ ادا ہوگا اسواسطے کہ وہ درحکم میت ہے اور مراد فوت منفعت سے یہ ہے کہ بالکل منفعت فوت
ہو تو نقصان منفعت کا ادائے کفارہ میں ضرر نکریگا الاعمی والمجنون الذی لا یعقل فمن لیتیق یجوز فی حال افاقتہ ومریض لا یرجی برؤہ وساقط الاسنان غلام
مفقود المنفعت جیسے اندھا اور ایسا دیوانہ جو کچھ نہ سمجھتا ہو سو جو دیوانہ کبھی ہوش میں آجاتا ہو تو اسکا آزاد کرنا جائز ہے ہوشیاری کی حالت میں اور ایسا بیمار
جسکی صحت کی امید نہ ہو اور جسکے دانت گر پڑے ہوں اسواسطے کہ بوڑھا چبانے پر قادر نہیں والمقطوع یداہ او ابہاماہ او ثلث اصابع من کل ید او رجلاہ او ید و رجل من جانب
اور جائز نہیں وہ غلام جسکے دونوں ہاتھ یا دونوں ہاتھ کے انگوٹھے یا تین انگلیاں ہر ہاتھ کی کٹی ہوں یا دونوں پاؤں یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں ایک طرف سے کٹا ہو اسواسطے کہ ان

معروف ہین تمام شاہد بیٹہ کی منفعت باطل ہے مقصود ہو وہ مقصود معدوم ہے کافی اور جس غلام کے کفیری اور بہرہ سے مثلاً کانا یعنی ایک آنکھ کا کفیری سو گا نافع
ومکاتب ادی بعض بدلہ لم یجز ولصف قان تجزیۃ عن ... یعنی اور اگر مکاتب نے بعض بدل ادا کیا اور کفایت نہین کرتا آزاد کرنا مکاتب کا جو اتنا اور اسی
مکاتب کا جسنے اپنی کتابت کا کچھ بدل ادا کیا ہو اور وہ عاجز نہین ہوا اور اسے باقی سے ... مکاتب کے اسکو آزاد کرنا کفایت کرتا ہے
تو جائز ہے اور یہی عاجزی ... ہے ہو اعتاق مکاتب کا جبکہ ادا کرنے کے ... مکاتب کچھ مال ادا کیا ہو ... نیت کفارہ سے آزاد کیا پہلے
تو اسکی بھی ... ہے کیونکہ مکاتب اپنی عاجزی کو ظاہر کرے واعتاق نصف عبد مشترک ثم باقیہ بعد ضمانہ لنقصان ... کفایت نہین کرتا آزاد کرنا
نصف عبد مشترک کا پھر نصف باقی کو آزاد کرنا بعد ضامن ہونے اسکی قیمت کے لیے واسطے ہم ... نقصان کے نصف اخیر مین یعنی ایک غلام کے دو مالک
تھے نصفا نصف سو ایک مالک نے بہ نیت کفارہ اپنا آدھا حصہ آزاد کردیا تو نصف اخیر کی ملکیت مین نقصان آگیا یعنی دوسرا مالک اب اسکو بیچ نہین سکتا
سوا اگر آزاد کرنے والا ... باقی کی قیمت کا ضامن ہو کر باقی کو آزاد بھی کریگا تو بھی کفارہ ادا ہوگا ہان اول اپنا حصہ آزاد کرکے اور نصف
باقی کا ضامن ہو کر کل عبد کو آزاد کرتا تو صحیح ہوتا ونصف عبدہ عن تکفیر ثم باقیہ بعد وطی من ظاہر منہا ... قبل التماس یعنی کفایت نہین کرتا آدھے
نصف غلام کو آزاد کرنا بہ نیت کفارہ پہلے نصف باقی کو آزاد کرنا بعد وطی اس عورت کے جس سے ظہار کر چکا ہے اسلئے کہ شرط کفارہ دینے کا قبل وطی ... ہے
اور قبل وطی کے نصف آزاد کیا نہ کل لہذا صحیح نہین فان لم یجد الشاہد ما یعتق وان احتاج الیہ لخدمتہ او لقضاء دینہ ... جوہرہ ...
لخدمتہ لم یجزہ الصوم الا ان یکون زمنا انتہی یعنی العبد لیوافق کلامہ ... یحتاج الی نقل سو اگر ظہار کرنے والا پاوے اسکو جسکو آزاد کرے اگرچہ
محتاج ہو غلام کا اپنی خدمت کیواسطے یا اسکو بیچکر اپنے قرض ادا کرنے کیواسطے اسواسطے کہ وہ قادر ہو غلام پر فی الحقیقت کذا فی البدائع تو جو کلام کہ جوہرہ مین
یون ہے کہ مظاہر کا ایک غلام ہو خدمت کیواسطے اسکو اور اسے کفارۂ ظہار مین روزہ رکھنا درست نہین کیونکہ اسی غلام کو آزاد کرے مگر اسوقت غلام کو آزاد نکرنا اور روزہ
رکھنا درست ہے جبکہ وہ ایسا لنگڑا ہو کہ چل نہ سکے انتہی کلام الجوہرہ یعنی غلام لنگڑا ہو تو اسکا آزاد کرنا درست ہوگا اور روزہ رکھنا جائز ہوگا شارح نے کہا ضمیر
یکون کی عبد کیطرف پھیر کر یہ مطلب جوہرہ کا اسواسطے ذکر کیا تا کہ کلام اسکا اور فقہا کے کلام سے موافق ہو جاوے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ضمیر یکون کی مولی
کیطرف پھیرے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر مالک لنگڑا ہو تو غلام کو نہ آزاد کرے روزہ رکھے لیکن اس صورت مین نقل روایت کی احتیاج ہوگی یعنی تا وقتیکہ کتب معتمدہ سے نقل صحیح
اسبات مین ثابت نہو گی احتمال اخیر نامقبول ہوگا چونکہ عبارت جوہرہ کی بظاہر مخالف تھی بدائع کے لہذا شارح نے اسکی توجیہ معقول کردی تا اختلاف مندفع ہو جاوے
ولا یعتبر مسکنہ او بکر اسکا معتبر نہین یعنی اگر مظاہر کا ایک گھر ہو جسمین وہ رہتا ہو تو اسپر اسکا بیچنا اسکی قیمت سے اور کفارۂ ظہار کیواسطے غلام کا خرید کرنا فرض نہین اسواسطے
کہ مکان ضروریات مین داخل ہے تو اسپر صوم لازم ہوگا ولو لہ مال وعلیہ دین مثلہ ان ادی الدین اجزاہ الصوم والا فقولان اور اگر مظاہر کے پاس مال ہو
اور اسپر اتنا ہی قرض ہو قرض کو ادا کردے تو اسکو صوم کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ وہ اعتاق پر قادر نہین اور اگر قرض کو ادا نہین کیا تو اسمین دو قول ہین
ایک قول یہ ہے کہ روزہ رکھنا کافی ہے اور دوسرا قول یہ کہ کافی نہین ولو لہ مال غائب انتظرہ اور اگر اسکا مال غائب ہو یعنی مثلاً سفر مین ہو تو اسکے
حصول کا منتظر رہے جب آ جاوے تو غلام خرید کرکے آزاد کرے ولو علیہ کفارتان وفی ملکہ رقبۃ فصام عن احدہما ثم اعتق عن الاخری لم یجز وبعکسہ جاز اور اگر مرد پر کفارہ
ہو دن سینے دو عورتون سے ظہار کیا ہو اور اسکے ملک مین ایک ہی غلام ہو سو اس نے ایک کفارے سے روزے رکھے اور دوسرے کفارے سے
غلام آزاد کیا تو صوم کا کفارہ جائز نہوگا اسواسطے کہ باوجود قدرت اعتاق کے صوم جائز نہین لیکن کفارۂ عتاق ہو جاتا ہے اور بالعکس یعنی جائز ہے یعنی اگر اول
آزاد کرے اور دوسرے کفارے مین روزے رکھے تو درست ہے اسواسطے کہ عدم قدرت مین صوم کافی ہے کذا فی حاشیۃ الملا حسام شہرین ولو ثمانیۃ وخمسین لو بالاہلال
یعنی اگر مظاہر اعتاق پر قادر نہو تو دو مہینے روزے رکھے اگرچہ دو مہینے کے اٹھاون دن ہون چاند نکلنے سے یعنی اگر پہلی تاریخ سے روزہ رکھا اور دو مہینہ ...

دن کا ہو تو انہیں دن کے روزے کفایت کرتے ہیں اور اگر پہلی تاریخ سے صوم شروع نہیں کیا تو دو مہینے کے ساٹھ روزے رکھنا چاہیے ولو قدر علی التحریر فی آخر الیوم الاخیر لزمہ العتق اور اگر قادر ہو گیا غلام آزاد کرنے پر پچھلے مہینے کے آخر دن میں تو لازم ہوگا اسپر آزاد کرنا یعنی ساٹھویں دن مثلاً ظہر یا عصر کے وقت مظاہر کو مال مل گیا تو کفارہ صوم کا نہ ادا ہوا اسواسطے کہ استمرار عجز اول سے آخر تک شرط ہے صوم کی سو بیان پایا گیا تو یہ صوم اسکا نفل ہو گیا اسپر واجب ہے کہ غلام خرید کر آزاد کرے وانتم یومہ ذلک بالافضل لو افطر ان صار نفلا اور مستحب ہے کہ صوم کو پورا کرنے استحباب کی راہ سے نہ وجوب کی راہ سے اور اگر اس صوم کو توڑ ڈالے تو اسپر قضا واجب نہیں اگرچہ یہ صوم نفل ہو گیا یعنی ہر چند افطار صوم نفل سے قضا واجب ہو لیکن اس صورت میں باوجود نفل ہونے کے قضا واجب نہیں اسواسطے کہ شروع صوم بقصد نفل نہ تھا لہذا اسکی قضا واجب ہو نہ تمام لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ بعجز و قدرت عتاق کے فی الفور صوم کو قطع کر دیا اور اگر بعد قدرت اعتاق کے ساعت دو ساعت صوم ثابت رکھا تو یہ قائم مقام شروع فی النفل کے ہو گیا اب اسپر اتمام واجب ہوگا اور اگر اب افطار کریگا تو قضا واجب ہوگی چنانچہ کتاب الصوم میں گذر چکا کذا فی حاشیۃ المدنی متتابعین قبل المسیس لیس فیھما رمضان ایام منہی عنہا دو مہینے پے در پے لگاتار روزے رکھے وطی وغیرہ سے پہلے ایسے دو مہینے کا صوم ہو جنمیں رمضان اور وہ پانچ دن جنکا صوم ممنوع ہے نہ ہوں اسواسطے کہ اگر رمضان درمیان میں آجاویگا تو رمضان کا صوم مقدم ہوگا اور اگر رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھیگا تو بھی رمضان ہی صحیح ہوگا نہ کفارہ تو صوم کفارہ میں تتابع نہ پایا انقطاع ہو گیا لیکن اگر مظاہر مسافر ہوگا اور روزہ بہ نیت کفارہ رکھیگا تو البتہ صحیح ہوگا اور جسطرح درمیان میں آنا رمضان کا مانع ہے تتابع کا اسیطرح ایام منہیہ کا درمیان میں پڑنا مانع ہے تتابع کو وکذا کل صوم شرط فیہ التتابع اور اسیطرح جس صوم میں لگاتار روزہ رکھنا شرط ہے رمضان و ایام خمسہ کا درمیان میں آنا مانع ہے تتابع کا چنانچہ کفارہ قتل میں اور کفارہ افطار میں اور کفارہ یمین میں اور نذر معین میں تتابع شرط ذکر کیا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الفتح فان افطر بعذر کسفر ونفاس بخلاف حیض الا اذا ایست سو اگر افطار کرے بسبب عذر کے چنانچہ بسبب سفر یا نفاس کے بخلاف حیض کے اسواسطے کہ حیض کا آنا مانع تتابع کا نہیں کفارہ قتل اور کفارہ افطار میں اسوجہ سے کہ عورت ایسے دو مہینے نہیں پا سکتی جو حیض سے خالی ہوں مگر جبکہ عورت کا بسبب پیری کے حیض منقطع ہو گیا ہو اور اسنے مثلاً کفارہ افطار کا صوم شروع کیا ہو تو اگر اب حیض آویگا تو مانع ہوگا تتابع کا تو اسکو ابتدا سے روزہ رکھنا پڑیگا ہم کفارہ ظہار میں حیض اور نفاس کا ذکر بیجا خود نہیں اسواسطے کہ یہ کفارہ سوا مرد کے عورت پر واجب نہیں ہوتا لیکن شارح نے بمناسبت تتابع اسکو بھی ذکر کر دیا او نحوہ او وطیھا ای المظاہر منہا او وطی غیرہا وطیا غیر مفطر لم یفسد اتفاقا کالوطی فی کفارۃ القتل یا افطار صوم کا بلا عذر کرے یا اسی عورت سے جس سے ظہار کر چکا ہے وطی کرے لیکن اگر اس عورت کے سوا اور زوجہ سے ایسی وطی کرے جو روزہ نہ توڑے یعنی رات میں یا دن کو سہو سے وطی کرے تو ایسی وطی صوم کفارہ کو مضر نہیں باتفاق طرفین اور ابی یوسف کے نزدیک جیسے کہ وطی کرنا کفارہ قتل میں مضر نہیں فیھا ای الشہرین مطلقا لیلا او نہارا عامدا او ناسیا کما فی المختار وغیرہ وتقیید ابن ملک باللیل بالعمد غلط بحر لکن فی القہستانی ما یخالفہ فتنبہ اگر وطی کرے ظہار والی عورت سے کسی طرح رات کو یا دن کو بالقصد یا بھولکر چنانچہ یہ اطلاق مصرح ہے مختار وغیرہ میں اور قید لگانا ابن ملک کا وطی شب میں ساتھ عمد کے غلط ہے یعنی یہ جو ابن ملک نے کہا ہے کہ اگر رات کو عمداً وطی کرے تو مضر کفارہ ہے اور سہواً مضر نہیں سو یہ قول غلط ہے بلکہ عمداً اور سہواً مطلقاً مضر ہے اور جن کتابوں میں وطی لیل میں عمد کی قید ہے سو اتفاقی قید ہے نہ احترازی کما فی شرح المجمع اور غایۃ البیان اور عنایہ میں تصریح ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے کذا فی البحر الرائق لیکن شرح قہستانی میں وہ قول ہے جو مخالف ہے بحر الرائق کے تو خبردار رہنا قہستانی نے یوں کہا ہے کہ اگر مظاہر منہا سے شب کو عمداً وطی کرے تو استیناف صوم کرے چنانچہ نظم اور مبسوط اور ہدایہ اور کافی اور قدوری اور مضمرات اور نتف میں اور انکے سوا اور کتابوں میں یوں ہی ہے اور حفظ اسبیجابی کے قول پر جو شرح طحاوی میں یوں کہا گیا ہے کہ وطی لیل میں عمداً اور نسیان برابر ہے لائق نہیں کہ عمد کو ہدایہ وغیرہ کے کلام میں قید اتفاقی پر محمول کیجیے چنانچہ صاحب کفایہ اور اسکے تابعین نے کیا ہے حالانکہ صاحب ہدایہ نے اسکی طرف التفات نہیں کیا انتہی کلام القہستانی شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ قہستانی غلط گوئی میں ابن ملک کے موافق ہو گیا اور جن کتب کی عبارتیں قید اتفاقی پر محمول ہیں انسے استدلال کرتا ہے درحالیکہ کتب معتبرہ میں مصرح ہے کہ عمد اور نسیان دونوں برابر ہیں چنانچہ مختار اور

دستیاب اور رہے یجان ہو ... ما صب ... پنہ کفر فی ... المدنی وثالث اشہر او الطعام الی ... فی ...

... سافی الطعام و ... فی ... صیام یعنی اگر کفارہ ... عند ... یا لاحرام الی ... کی ...

اور ... صوم ... یعنی پھر ... روزے رکھنا شروع کرے ... الطعام ... درمیان الطعام ... کرے

سبب ... کے الطعام ... ضرورت اعتاق اور صیام میں یعنی ... کفارہ ... قبل ...

... الطعام ... اور صیام ... کہ قبل ... لازم ... تو ... کا ...

... ایسا غلام ... مالک نے ... نصف آزاد کر دیا ہو ... اپنی ... کرانا ہو ...

... اس کی حماقت کے سبب حاکم نے ... بنا بر قول ... یعنی ... کے لا یجزیہ الا التسمیم المذکور غلام وغیرہ کو

... نہیں کر ... صوم ... یعنی ... روزے رکھنا کفارہ ظہار میں ... جب ... غلام ... تب ... غلام کو جو ... آزاد ...

اور بسبب عدم قدرت کے اپنے اعتاق اور اطعام نہیں ... اس مقام میں سوال وارد ہوتا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ غلام پر نسبت و عقوبت آدھی ہوتی ہے ... بھی

... ہوا لازم ہوں ... کا کفارہ ... نصف ... یعنی ایک مہینے کا صوم غلام کو کفایت کرتا اس سوال ... کا جواب ... قول میں ...

لما فیہا من معنی العبادۃ اور کفارہ غلام کا آدھا نہوا اسواسطے کہ کفارہ میں معنی عبادت موجود ہے یعنی ہر چند کفارہ میں ... عقوبت ... عبادت ...

ہیں لیکن عبادت اسمیں غالب ہے اور ... عبادت میں تنصیف نہیں چنانچہ صوم اور صلوۃ میں ... کفارات ... مالک ... غلام کو صوم سے

منع کرنے کا اسواسطے کہ ... حقوق ... سو جب مالک نے غلام کو نکاح کی اجازت دی تو اسکے سبب حقوق کو ... لازم ... تو اب ... صوم کفارہ

سے روک سکے ولو وصائیۃ اعتق سید عنہ او اطعم ولو بامرہ لعدم اہلیۃ التملیک الا فی الاحصار فطعم عنہ المولی قیل ... کفارہ ظہار میں اعتاق اور

اطعام غلام کا کفایت نہیں کرتا اگرچہ اسکا مالک اسکی طرف سے آزاد کرے یا اطعام کرے اگرچہ یہ اعتاق اور اطعام ... غلام ... بسبب عدم قابلیت تملیک کے

یعنی اعتاق اور اطعام بدون ملک کے نہیں ہو سکتا اور غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اگرچہ مالک اسکو تملیک کرے مگر احصار میں غلام ... یعنی اگر غلام ...

حج کا احرام کرے اور کسی عذر شرعی سے حج کو نہ جا سکے تو مولی اسکی طرف سے اطعام کرے یعنی قربانی کا جانور اسکی طرف سے حرم میں ... ذبح کرکے

تصدق ہو لیکن علما نے کہا کہ قربانی کا بھیجنا مولی پر مستحب ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہے ... اطلاق الطعام کا ارسال قربانی پر ... شارح ... صاحب

نہر اور منح کی پیروی کی ہے فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برءہ او کبر اطعم ای ملک ستین مسکینا ... ولا یجزی غیر المراہق بدائع سو اگر عاجز ہو

مظاہر صوم سے بسبب ایسی بیماری کے کہ توقع نہیں اسکی صحت کی یا بسبب پیری کے تو طعام دیوے یعنی طعام کا مالک کر دے ساٹھ مسکین کو اگرچہ

تملیک ساٹھ مسکین کی حکماً ہو ... ایک محتاج کو ساٹھ دن ... کرے تو گویا ساٹھ محتاج کو دیا اور کفایت نہیں کرتا اطعام غیر مراہق کا ... یعنی اطعام

اس ... قریب البلوغ نہیں ... کالفطرۃ قدرا و مصرفا او قیمۃ ذلک من غیر المنصوص ... للفطرۃ ... مسکین ... صدقہ فطر کے مقدار میں

اور مصرف میں کما فی الزکوۃ یعنی اگر گیہوں دیوے تو نصف صاع دے اور اگر جو اور کھجور سے دے تو پورا صاع دے یا اسکی قیمت ... غیر منصوص ... یعنی اگر گیہوں اور کھجور

اور جو کے سوا اور کوئی اناج دے تو قیمت کا اعتبار ہے تو اگر ربع صاع چاول کا مساوی ہو نصف صاع گیہوں کے تو جائز ہے ... صاع ... برابر ہو ایک صاع

جو کے یا نصف صاع کھجور کے تو درست ہے اسواسطے کہ ... قیمت ... منصوص ... اگر ربع صاع گیہوں کا برابر ہو نصف صاع

کھجور کے تو جائز نہوگا اسواسطے کہ اعتبار قیمت کا غیر منصوص میں ہے اور گیہوں اور کھجور تو دونوں منصوص ہیں انمیں اعتبار قیمت کا صحیح نہیں و ان ... والاباحۃ ...

... ادفعا ... و ... قیمۃ ... او ... جاز بشرط الادام فی خبز الشعیر ... کفارہ ...

محتاجون کو تملیک طعام نہ کرے بلکہ ارادہ کرے اباحت طعام کا تو انکو دن چڑھتے اور دن ڈھلتے دو وقت کھلا دے یا دن چڑھتے انکو کھلاوے اور دن ڈھلتے
وقت کھانے کی قیمت دے یا اُسکے بالعکس کرے یعنی اول وقت کے کھانے کی قیمت دے اور آخر وقت کھلا دے یا انکو دو روز دن چڑھتے کھلاوے یا دو روز دن
ڈھلتے کھلاوے یا دن ڈھلتے اور سحر کے وقت کھلاوے اور پیٹ انکا بھروے خلاصہ یہ ہی کہ اگر ساٹھ محتاجون کو دو وقت آسودہ کر کے کھلاوے تو جائز ہی بشرطیکہ
سالن ہو جو اور جوار کی روٹی کے ساتھ نہ گیہون کی روٹی کے ساتھ یعنی گیہون کی روٹی کے ساتھ سالن کی حاجت نہین کہ اسمین بدون سالن بھی آسودگی ہوتی
ہی بخلاف جو اور جوار کے کہ انمین بدون سالن کے پیٹ نہین بھرتا تملیک طعام اور اباحت طعام مین یہ فرق ہی کہ تملیک طعام مین محتاج مالک ہوتا ہی طعام کا جو چاہے
سو کرے اور اباحت طعام مین محتاج مالک نہین طعام کا کچھ اسمین تصرف نہین کر سکتا فقط کھانے کا اسکو اختیار ہی اور اباحت طعام مین مقدار طعام کی کچھ مقرر
نہین نصف صاع مین آسودہ ہو جائے خواہ کمتر مین بخلاف تملیک کے کہ نصف صاع سے کم جائز نہین کما جاز لو اطعم واحدا ستین یوما لتجدد الحاجة چنانچہ یہ بھی جائز ہی کہ اگر
طعام دے ایک محتاج کو ساٹھ دن یہ جائز ہی بسبب تجدد حاجت کے یعنی ہر دن آدمی کھانے کا حاجتمند ہی تو گویا ساٹھ محتاج کو طعام دیا چنانچہ یہ عنقریب بیان کو ہو چکا
ولو اباحه كل الطعام في يوم واحد اجزاه عن يومه ذلك فقط اتفاقا اور اگر ایک محتاج کو ساٹھ محتاج کا سب کھانا مباح کریگا ایکدن مین تو فقط اسی ایک
ہی دن کو کفایت کریگا بالاتفاق یعنے مظاہر پر ساٹھ محتاج کا طعام دینا اور واجب ہا ولو ملكه الطعام بدفعات في يوم واحد على الاصح ذكره الزيلعي
لفقد التعدد حقيقة وحكما اور اسیطرح جبکہ ایک محتاج کو مالک طعام کا کرے چند بار ایکدن مین بنابر قول اصح کے ذکر کیا ہی اسکو زیلعی نے یعنی ایکدن مین ایک شخص
کو ساٹھ بار دینا کفایت نہین کرتا بسبب نہونے تعدد حقیقی اور حکمی کے کہ نہ ساٹھ محتاج کو دیا کہ تعدد حقیقی ہوتا نہ ساٹھ دن ایک محتاج کو دیا کہ تعدد حکمی ہوتا امر غیرہ ان
يطعم عنه عن ظهاره ففعل اجزاه ذلك صح وهل يرجع ان قال على ان ترجع رجع وان سكت ففي الدين يرجع اتفاقا وفي الكفارة والزكوة لا يرجع على المذهب امر کیا
مظاہر نے کسی غیر آدمی سے کہ مظاہر کیطرف سے کفارۂ ظہار کا طعام دیدے سو غیر آدمی نے بموجب امر کے ایسا ہی کیا تو یہ صحیح ہی یعنی کفارہ مظاہر کا ادا ہو گیا
اور یہ غیر آدمی بقدر طعام کے مظاہر سے پھیر سکتا ہی یا نہین جواب یہ ہی کہ اگر مظاہر نے دلانے کے وقت یون کہا تھا کہ مجھسے لے لیجیو تو لیوے اور اگر مظاہر
چپ ہو رہا تھا تو دین مین یعنی ادائے قرض مین بالاتفاق پھیر لیوے اور کفارہ اور زکوۃ مین نہ لے بنابر ظاہر مذہب کے كما صحت الاباحة بشرط الشبع في طعام الكفارات
سوى القتل وفي الفدية لصوم وجناية حج چنانچہ صحیح ہی مباح کرنا طعام کا بشرط آسودگی کے اور کفارون کے طعام مین سوا کفارۂ قتل کے اسواسطے کہ کفارۂ قتل مین طعام
کا حکم نہین اور اباحت صحیح ہی فدیہ صوم اور فدیہ جنایات حج مین ام فدیہ صوم شیخ فانی پر ہی عوض صوم کے بقدر نصف صاع کے حالت تملیک مین اور بقدر سیری کے حالت
اباحت مین اور جیسے بعد احرام کے سر منڈایا یا کوئی اور ممنوع کام کیا تو اس قصور کے عوض چاہے ذبح کرے چاہے نصف صاع محتاج کو دے یا اسکو پیٹ بھر کھلا دے
یا تین روزے رکھے وجاز الجمع بين اباحة وتمليك اور جائز ہی جمع کرنا درمیان اباحت اور تملیک کے چنانچہ عنقریب گذرا کہ ساٹھ محتاج کو ایک وقت کھلاوے اور دوسرے وقت کے
کھانے کی قیمت دے یا تیس محتاجون کو بطور اباحت کے کھلاوے اور تیس کو نصف نصف صاع گیہون تملیک کرے دون الصدقات والعشر نہ صدقات اور عشر مین
یعنی زکوۃ اور صدقہ فطر اور عشر مین اباحت صحیح نہین بلکہ تملیک انمین ضرور ہی والضابط ان ما شرع بلفظ الاطعام والطعام جاز فيه الاباحة وما شرع بلفظ الايتاء والاداء شرط فيه
التمليك اور قاعدہ کلیہ جواز اباحت اور عدم اباحت کا یہ ہی کہ جو بلفظ اطعام اور طعام مشروع ہی تو اسمین اباحت جائز ہی اور جو کہ بلفظ ایتا اور ادا مشروع ہی تو اسمین
تملیک مشروط ہی تو کفارۂ ظہار اور کفارۂ یمین اور کفارۂ افطار اور کفارۂ صید مین قرآن مجید مین اطعام اور طعام کا لفظ ارشاد ہوا ہی اور اطعام عبارت ہی تمکین سے یعنے
طعام پر محتاج کو قادر کر دینا خواہ باباحت ہو خواہ بتملیک اور زکوۃ وغیرہ صدقات مین لفظ ایتا اور ادا وارد ہی اور ایتا اور ادا معنی دینے کے ہی لہذا انمین تملیک
شرط ہی اباحت کافی نہین حرر عبدين عن ظهارين من امراة او امراتين ولم يعين صح عنهما وكذا لو صام اربعة اشهر او اطعم مائة وعشرين
فقيرا لاتحاد الجنس مظاہر نے آزاد کیا دو غلامون کو دو ظہار سے خواہ دونون ظہار ایک عورت سے کیے ہون یا دو عورتون سے اور مظاہر نے معین اور مقرر نہ کیا

[illegible]

[illegible] ... اسواسطے کہ ظہار میں ... [illegible] ... مسلم بالتعیین نیت اسواسطے صحیح نہیں کہ یہ دونوں

کفارہ مختلف الجنس ہیں ... [illegible] ... جیسا کہ اسکا بیان ظہار میں مذکور ہو چکا (اطعم ستین مسکینا کل صاع عن ظہارین لم یصح الا عن واحد ... [illegible]

کذا فی شرح التنویر ... [illegible] ... اور اگر ہر ایک کو ایک صاع گیہوں کا دیا ... [illegible] ... دو ظہار کیطرف سے تو ایک عورت

دو ظہار کئے ہوں ... [illegible] ... تو یہ صحیح ہوگا ایک ظہار کیطرف سے اسیطرح لفظ صاع کا ... [illegible]

کے نسخوں میں جو شرح سے علیحدہ ہیں ... [illegible] ... تو اسکا مطلب یہ ہو کہ ہر محتاج کو ایک صاع گیہوں کا دینا دو ظہار کیطرف سے صحیح نہیں بلکہ ایک ظہار سے

درست ہو برخلاف امام محمد کے ... [illegible] ... دونوں ظہار کیطرف سے صحیح ہو اور اسی قول کو ترجیح دی ہو کمال الدین بن الہمام نے فتح القدیر میں ... [illegible]

... [illegible] ... کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر ... [illegible]

... [illegible] ... تو بالاتفاق دونوں ظہار کیطرف سے جائز ہوگا کذا فی منح الغفار ... [illegible]

... [illegible] ... (وعن قتل وظہار صح عنہما اتفاقا والاصل ان نیۃ التعیین فی الجنس المتحد سببہ لغو وفی المختلف سببہ مفید) ... [illegible]

اور ساٹھ محتاج کو ... [illegible] ... کفارہ قتل اور کفارہ ظہار کی نیت سے تو صحیح ہوگا دونوں کفاروں سے بالاتفاق شیخین اور محمد کے اور اصل ... [illegible]

جنس کا کہ سبب متحد ہو اسمیں تعیین کی نیت لغو ہو اور جس جنس کا کہ سبب مختلف ہو اسمیں تعیین کی نیت مفید ہو لغو نہیں خلاصہ یہ ہو کہ اتحاد جنس عبارت ہو اتحاد

سبب سے اور اختلاف جنس عبارت ہو اختلاف سبب سے تو دو کفارہ ظہار کے متحد الجنس ہیں اسواسطے کہ انکا سبب ایک ہی ہو یعنے ظہار تو دو کفارہ ظہار میں

تعیین نیت لغو ہوئی و مطلق نیت باقی رہی لہذا مظاہر کو اختیار ہو کہ جس ظہار کیواسطے چاہے مقرر کرے اور دو کفارہ ظہار اور قتل کے مختلف الجنس ہیں اسواسطے

کہ ہر ایک کا سبب مختلف ہو تو یہاں تعیین نیت لغو نہیں بلکہ مفید ... [illegible] ... لہذا دونوں صحیح ہیں ... [illegible]

اور افلاس مین کفارہ دینے کا وقت معتبر ہی یعنی وقت وجوب کفارہ معتبر نہین بلکہ کفارہ دینے کیوقت مقدور ہی تو روزہ رکھنا جائز نہین اگرچہ وقت وجوب کفارہ وہ مفلس تھا اور اگر کفارہ دینے کیوقت مفلس ہی تو روزہ رکھنا درست ہی اگرچہ وقت وجوب کفارہ کے اسکو مقدور تھا اطعم مائة وعشرين فی يوم لم يجز الا عن نصف الاطعام فيعيد على ستين منهم غداء وعشاء و لو فی يوم آخر للزوم العدد مع المقدار کھانا کھلایا ایک سو بیس محتاج کو ایک دن مین ایک وقت تو کفایت نہ کریگا مگر نصف اطعام سے تو دوبارہ کھانا کھلا دے انہین مین سے ساٹھ محتاج کو خواہ دن چڑھتے کھلا دے یا دن ڈھلتے اگرچہ دوسرے دن کھلا دے تو بھی درست ہی اعادہ اطعام ضرور ہی بسبب لازم ہونے شمار کے ساتھ مقدار کے یعنی اباحت طعام مین ساٹھ محتاجون کا شمار اور دو وقت کھانے کی مقدار لازم ہی تو ساٹھ محتاجون کا شمار ایک سو بیس کے ضمن مین تو پایا گیا لیکن مقدار طعام یعنی دو وقت کھلانا نہ حاصل ہوا لہذا ساٹھ محتاج کو ایکبار اور کھلانا لازم ہوا ولم يجز اطعام فطيم ولا شبعان اور کفارہ ظہار مین جائز نہین کھلانا اس لڑکے کا جو دودھ چھوڑ چکا ہی اور شکم سیر کا یہ مضمون مکرر ہو گیا اسواسطے کہ اسی باب مین بدائع سے مذکور ہو چکا کہ اطعام غیر مراہق جائز نہین تو اس مین دودھ چھوڑنے والا لڑکا بھی داخل تھا اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہی کہ محتاجون کا پیٹ بھر دینا شرط ہی حالانکہ شکم سیر مین یہ حاصل نہین تو اسکا کھلانا بھی جائز نہین

باب اللعان

یہ باب ہی لعان کا هو لغة مصدر لاعن كقاتل من اللعن وهو الطرد والابعاد وسمی به لا بالغضب للعنه لنفسه قبلها والسبق من اسباب الترجيح لعان باعتبار لغت کے مصدر ہی لاعن کا جو قاتل کے ہموزن ہی یعنی لعان باب مفاعلت کا مصدر ہی لعن سے مشتق ہی اور لعن عبارت ہی ہانکنے اور پھٹکارنے اور دور ڈالنے سے یعنی رحمت الٰہی یا مراتب صالحین سے دور کرنا اور لعان مسمی بہ لعان ہوا نہ بغضب حالانکہ لعنت اور غضب دونون لعان مین مذکور ہوتے ہین بسبب لعنت کرنے مرد کے اپنی ذات کو قبل عورت کے اور سبقت ترجیح کی اسباب سے ہی حکم لعان کا اول ہلال بن امیہ کے حق مین اترا حق تعالیٰ فرماتا ہی سورہ نور مین کہ جو لوگ کہ اپنی ازواج کو زنا کا عیب لگاتے ہین اور کوئی گواہ نہ ہو سوا انکی ذات کے تو عیب لگانے والا اللہ کے نام کی چار گواہی دے کہ وہ شخص سچا ہی اور پانچوین بار یون کہے کہ اللہ کی لعنت اسپر اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے یہ یون ٹلتی ہی کہ وہ بھی چار بار اللہ کے نام کی گواہی دے کہ مقرر اسکا زوج جھوٹا ہی اور پانچوین بار یون کہے کہ اللہ کا غضب اسپر یعنی عورت پر اگر مرد سچا ہو وشرعا شهادات اربعة كشهود الزنا مؤكدات بالايمان اور لعان باعتبار اصطلاح شرع کے عبارت ہی چار گواہیون سے مانند شہود زنا کے ایسی گواہیان جو موکد اور مستحکم ہون قسمون سے اسواسطے کہ لفظ اشہد کا مشاہدہ یقینی اور قسم پر محتوی ہی چنانچہ اسکو فقہا نے کتاب الشہادۃ مین مذکور کیا ہی اور درر المنتقی مین کہا کہ کوئی ایسی گواہی نہین جو جانب مدعی سے متعدد ہو مگر لعان اور قسامت مین کذا فی حاشیۃ المدنی مقرونة شهادته باللعن وشهادتها بالغضب لانهن يكثرن اللعن فكان الغضب اردع لهن اور پانچوین گواہی مرد کی مقرون بہ لعنت ہی اور عورت کی پانچوین گواہی مقرون بہ غضب ہی عورت کو لفظ غضب کا اسواسطے مخصوص ہوا کہ عورتین اپنی گفتگو مین اپنے اوپر اور غیر پر لعنت بہت کیا کرتی ہین اور قاعدہ ہی کہ جس چیز کی عادت ہو گئی اس سے وحشت اور خوف کم ہو جاتا ہی تو غضب کا لفظ انکے واسطے زیادہ تر زجر اور خوف کا باعث ہوگا قائمة شهادته مقام حد القذف فی حقه وشهاداتها مقام حد الزنا فی حقها ای اذا تلاعنا سقط عنه حد القذف وعنها حد الزنا لان الاستشهاد بالله مهلك كالحد بل اشد مرد کی گواہیان قائم مقام ہین حد قذف کے اسکے حق مین اور عورت کی گواہیان قائم مقام حد زنا کے اسکے حق مین یعنی جبکہ دونون نے باہم لعنت کی تو مرد سے حد قذف کی یعنی عورت پر زنا لگانے کی ساقط ہو گئی اور عورت سے زنا کی حد ساقط ہو گئی اسواسطے کہ جھوٹ مین خدا کو گواہ پکڑنا مہلک ہی مثل حد کے بلکہ حد سے بھی سخت تر ہی اسواسطے کہ صحیح حدیث مین ثابت ہی کہ جھوٹی قسم ملک کو اجاڑتی ہی بلکہ حد سے بھی زیادہ سخت تر ہی اسواسطے کہ حد سے فقط دنیا مین تکلیف ہی اور جھوٹی قسم سے دنیا اور آخرت دونون مین تکلیف ہی وشرطه قيام الزوجية وكون النكاح صحيحا لا فاسدا اور شرط لعان کی قیام زوجیت ہی اور نکاح کا صحیح ہونا نہ فاسد ہونا تو مطلقہ ثلثہ اور مطلقہ بائنہ اور منکوحہ نکاح فاسد کا قذف لعان کا موجب نہین بسبب عدم زوجیت اور عدم صحت نکاح کے وسببه قذف الرجل زوجته قذفا يوجب الحد فی الاجنبية خصت بذلك لانها هی المقذوفة تعتم لها شرط الاحصان اور سبب

لعان درست نہ ہوگا [illegible] اپنی منکوحہ کو ایسی تہمت کرنا جیسے کسی اجنبی عورت کو تہمت لگاوے تو مرد پر حد واجب ہوتی ہے [illegible] ابن عمر رضی اللہ عنہ

سے [illegible] دونون اور عورت منکر ہو تہمت سے عورت مخصوص بجز اتنا مذکورہ سے ہوئی کہ تہمت لگی یعنی [illegible] حد قذف [illegible]

[illegible] ہوکہ بات بالیمین واللعن اور دونون کو لعن کو ہمیشہ کو حرام کرے تو موکہ یعنی تفریق ہون وحکمہ حرمۃ الوطی والاستمتاع بعد التلاعن ولو قبل

التفریق بینہما کحرمۃ المظاہر اس لعان کا حکم یہ ہے کہ دونون کا ابدا اور لعان کا حکم حرمت وطی اور استمتاع ہو اور ثابت کرنے کے بعد اگرچہ قبل تفریق زوجین کے جو حیثیت بعد

تفریق کے [illegible] حرام ہو اگرچہ حاکم نے ہنوز حکم جدائی کا نہ دیا ہو اور حکم فرمایا ہے [illegible] واقع ہوتا طلاق بائن کا بعد تفریق کے

لفظ [illegible] کی حدیث [illegible] عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المتلاعنان اذا تفرقا لا یجتمعان ابدا یعنی زوج اور زوجہ

لعان کرنے والے جب جدا ہوں تو مجتمع نہ ہوں حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ اس حدیث کی سناد میں کچھ مضائقہ نہیں جیسے ہیں قوی [illegible]

کے اور حضرت عمر اور علی اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے عبد الرزاق نے روایت کی کہ سنت جاری ہو کہ لعان کرنے والے مجتمع نہ ہوں [illegible]

تاکہ لعان کی حقیقت پر [illegible] ہیں تو با اتفاق نہیں اتفاق صحبت نہیں ہوسکتا اور اگر بعد لعان کے اپنی تکذیب کریں تو بعد طلاق بائن کے ہوسکتے امام اعظم

اور محمد کے نزدیک باہم نکاح درست ہو امام ابی یوسف اور امام شافعی کے نزدیک یہ درست نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی وا اہلہ من ہو اہل للشہادۃ علی المسلم وہو

اہل لعان کا وہ ہو جو مسلمان پر گواہی دینے کا اہل ہو یعنی حر مسلم بالغ عاقل تو غلام اور کافر اور [illegible] لائق لعان کے نہیں فمن قذف بصریح الزنا فی

دار الاسلام زوجتہ الحیۃ بنکاح صحیح ولو فی عدۃ الرجعی العفیفۃ من فعل الزنا وتہمتہ بان لم توطأ حراما ولو مرۃ بشبہۃ ولا بنکاح فاسد ولا لہا ولد بلا اب جو شخص عیب

لگائے یا صریح زنا کا دار الاسلام میں اپنی زندہ زوجہ کو جو کہ منکوحہ ہو بنکاح صحیح اگرچہ طلاق رجعی کی عدت میں عیب لگایا ہو اپنی زوجہ کو جو پاک دامن ہو فعل زنا سے

اور تہمت زنا سے صفت زنا سے اس طرح پر کہ اس سے کسی نے حرام وطی نہ کی ہو ایک بار بھی اسبب شبہ یا جہالت کے اور نکاح فاسد سے اور تہمت زنا اس طرح کہ عورت کا بچہ بے

باپ کا نہو تو مستور [illegible] سے معلوم ہوا کہ کنایات زنا سے اور قذف فی دار الحرب سے اور قذف مردہ عورت سے اور قذف غیر عفیفہ و متہمہ سے لعان ساقط ہے وصلحا لاداء الشہادۃ

علی المسلم فخرج نحو قن وصغیر ومجنون والاعمی والفاسق لانہ من اہل الاداء [illegible] اور زوجہ صلاحیت رکھتے ہون مسلم کی شہادت ادا کرنے کی تو اس قید سے غلام اور صغیر

نکل گیا اور داخل ہوگیا اس قید میں اندھا اور مسلمان فاسق اسواسطے کہ دونوں اہل ہیں ادائے شہادت کے او من نفی نسب الولد منہا ومن غیرہا یا جس نے نسب لڑکے

کی اپنے سے نفی کی ہو اور اپنے غیر سے یعنی یون کہا ہو کہ یہ لڑکا زنا کا ہے میرا نہیں اور نہ اسکے زوج سابق کا وطالبتہ او طالبہ الولد المنفی بموجب القذف ولو بعد

عند القاضی ولو بعد العفو او التقادم فان التقادم لا یبطل الحق بخلاف حد قذف وقصاص وحقوق عباد جوہرہ اور مطالبہ کیا ہو زوجہ نے زوج کو یا

مطالبہ کیا ہو اس سے ولد منفی النسب نے اسکا جو قذف سے واجب ہوتا ہے یعنی عورت یا مرد نے قاضی کے پاس حد قذف کا مطالبہ کیا ہو اگرچہ مطالبہ بعد

عفو اور گذرنے مدت مدید کے ہو اسواسطے کہ حد قذف حق اللہ ہو تو عورت کے عفو سے عفو نہیں ہوتا اور مدت کا گذر جانا بھی مثل عفو نہیں ہو سکے زیادہ

مدت گذر جانا حق کو باطل نہیں کرتا قذف اور قصاص اور حقوق عباد میں کذا فی الجوہرہ اور لعان میں مطالبہ اسواسطے شرط ہوا کہ اگر عورت مطالبہ نہ کریگی تو

لعان ساقط ہو اسواسطے کہ لعان حق ہو عورت کا تاکہ اپنی ذات سے رفع عار کرے والافضل لہا الستر وللحاکم ان یامرہا بہ اور بہتر ہو عورت کو پردہ پوشی اور حاکم کو

چاہیے کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم کرے یعنی عورت کو پردہ پوشی مناسب ہو تاکہ بدکاری مشہور نہو [illegible] ان اقر بقذفہ او ثبت قذفہ بالبینۃ فان انکرہ

لا بینۃ لہا لم یستحلف وسقط اللعان لفظ لاعن کا خبر ہو من قذف کی یعنی جو اپنی زوجہ کو بشرائط مذکورہ عیب لگاوے وہ لعان کرے اگر اپنی قذف کا مقر ہو

یا اسکا قذف گواہی سے ثابت ہوگیا ہو پھر اگر مرد بعد قذف کے منکر ہوگیا ہو اور عورت کے پاس گواہ نہوں تو مرد سے قسم نہ لیجاویگی اور لعان باطل ہوگا چنانچہ

کتاب الدعوی میں آویگا فان ابی حبس حتی یلاعن او یکذب نفسہ فیحد للقذف سو اگر زوج لعان سے انکار کرے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ لعان کرے یا اپنی

ذات کو جھٹلاوے پھر جب اپنی دروغگوئی کو ظاہر کرے تو اسکو حد قذف کی ماری جاوے یعنی اسی کوڑے فان لاعنت لاعنت بعدہ لانہ المدعی فلو بدأ
بلعانہا عادت فلو فرق قبل الاعادۃ صح لحصول المقصود سو اگر زوج لعان کرے تو زوجہ اسکے بعد لعان کرے اسواسطے کہ زوج مدعی ہے تو اسکو تقدیم چاہیے
پھر اگر قاضی پہلے عورت سے لعان کرادے تو بعد لعان زوج کے عورت دوبارہ لعان کرے تاکہ ترکیب مشروع متحقق ہو سو اگر قاضی تفریق کردے
دونون مین قبل اعادہ عورت کے تو صحیح ہے بسبب حصول مقصود کے یعنے تلاعن مقصود تھا سو حاصل ہو چکا کذا فی الاختیار والا حبست حتی تلاعن او
تصدقہ فیندفع بہ اللعان اور اگر عورت بعد لعان مرد کے لعان سے انکار کرے تو قید کیجاوے یہانتک کہ لعان کرے یا زوج کی تصدیق کرے پھر جب زوج کی تصدیق
کریگی تو اس تصدیق کے سبب سے زوجہ سے لعان کرنا دفع ہوگا ولا تحد وان صدقتہ اربعا لانہ لیس باقرار قصدا اور عورت پر حد زنا نہ ماری جاویگی اگرچہ مرد کی چار بار
تصدیق کرے اسواسطے کہ تصدیق اقرار زنا نہین قصداً بلکہ مقصود عورت کا تصدیق مرد سے یہ ہے کہ اسکو لعان نہ کرنا پڑے ولا ینتفی النسب لانہ حق الولد فلا
یصدقان فی ابطالہ اور جبکہ مرد نے قذف بنفی ولد کیا اور عورت نے مرد کی تصدیق کی تو نسب لڑکے کی نفی نہ ہوگی اسواسطے کہ نسب حق ہے لڑکے کا تو زوجین
کی تصدیق نہوگی اسکے ابطال حق مین تو لڑکا زوجین ہی کا ٹھہریگا ولو امتنعا حبسا وحملہ فی البحر علی ما اذا لم تعف المرأۃ اور اگر بعد نالش کے زوجین نے
لعان سے انکار کیا تو دونون قید کیے جاوینگے اور محمول کیا ہے حبس زوجین کو بحر الرائق مین اس حالت پر کہ عورت نے قذف کو معاف نہ کر دیا ہو تو بجائی
کے دونون محبوس ہونگے لیکن عورت کو حق مطالبہ ثابت رہیگا چنانچہ مذکور ہو چکا واستشکل فی النہر حبسہا بعد امتناعہ لعدم وجوبہ علیہا حینئذ اور مشکل جانا ہے نہر الفائق مین
حبس عورت کو بعد امتناع زوج کے بسبب نہ واجب ہونے لعان کے عورت پر اسوقت مین یعنی جب زوج لعان سے باز رہا تو زوجہ پر لعان ہی واجب نہین تو اسوقت
مین اسکی حبس کی کیا وجہ خلاصہ اشکال نہر الفائق کا یہ ہے کہ یہ جو بحر الرائق وغیرہ مین مذکور ہے کہ زوجین امتناع لعان سے محبوس ہونگے اسمین حبس زوجہ کی کیا وجہ
اسواسطے کہ بدون لعان زوج کے زوجہ پر لعان واجب نہین شیخ محشی رحمتی نے اس اشکال کا یون جواب دیا کہ امتناع زوجین سے یہ مراد نہین کہ دونون نے آن واحد
مین امتناع کیا تا دونون کا حبس ساتھ ہی لازم آوے اور اشکال مذکور وارد ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر ہر واحد عند الطلب لعان نہ کریگا تو محبوس ہوگا اور طلب لعان زوج سے
بعد قذف کے ہے اور زوجہ سے بعد لعان زوج کے واذا لم یصلح الزوج شاہدا لرقہ او کفرہ وکان اہلا للقذف ای بالغا عاقلا ناطقا حد لان الاصل ان اللعان اذا سقط
لمعنی من جہتہ فلو القذف صحیحا حد والا فلا حد ولا لعان اور جبکہ زوج لیاقت نہ رکھتا ہو شاہد ہونے کی بسبب مملوکیت اور کفر کے اور ہو اہل قذف کا یعنی بالغ اور عاقل
اور بولتا ہو تو اسپر قذف کی حد ماری جاوے اور اصل اسکی یہ ہے کہ جب لعان ساقط ہو مرد کیطرف سے کسی علت سے تو اگر قذف صحیح ہے یعنی شروط قذف کی جامع ہے تو مرد پر حد
ماری جاویگی اور اگر قذف کی شروط حاصل نہین چنانچہ زوج صغیر ہے یا دیوانہ ہے یا گونگا ہے تو حد ہے نہ لعان وان صلح شاہدا والحال انہا ممن لا تصلح وہی ممن لا یحد
قاذفہا فلا حد علیہ کما لو قذفہا اجنبی ولا لعان لانہ خلفہ لکنہ یعزر حسما لہذا الباب وہذا التصریح بما فہم اور اگر زوج لیاقت شاہد ہونے کی رکھتا ہو اور
حالانکہ زوجہ لائق گواہی کے نہین یعنی صغیرہ ہے یا دیوانی ہے یا عیب لگانے کی مار کھا چکی ہے اور ایسی زوجہ نہین جسکے عیب لگانے سے قاذف پر حد ماری جاوے
یعنی عفیفہ نہین زانیہ ہے تو ایسی عورت کے عیب لگانے سے زوج پر حد نہین چنانچہ اگر اجنبی آدمی ایسی عورت کو عیب لگاویگا تو اسپر بھی حد نہین اور زوج پر جیسا حد
نہین ویسی لعان بھی نہین اسواسطے کہ لعان قائم مقام حد کے ہے پس جب حد نہین تو اسکا قائم مقام بھی نہین لیکن زوج کو تعزیر دیجاویگی واسطے سد باب کے
یعنی تعزیر اسواسطے ہے تاکہ گالی دینا اور عیب لگانا موقوف ہو جاوے شارح کہتا ہے یہ قول مصنف کا یعنی عدم حد اور لعان تصریح ہے اسکی جو اسکے قول سابق سے مفہوم
ہو چکا تھا یعنی من قذف زوجتہ العفیفۃ ویعتبر الاحصان عند القذف فلو قذفہا وہی امۃ او کافرۃ ثم اسلمت او عتقت فلا حد ولا لعان یعنی اور معتبر ہے محصنہ
ہونا زوجہ کا نزدیک قذف کے تو اگر قذف کیا زوج نے زوجہ کا اور حالانکہ وہ لونڈی یا کافرہ تھی پھر کافرہ مسلمان ہوگئی اور لونڈی آزاد ہو گئی تو زوج پر نہ حد ہے
نہ لعان لذا ذکرہ الزیلعی اسواسطے کہ لونڈی اور کافرہ کی قذف سے نہ حد ہے نہ لعان اور بعد مسلمان اور آزاد ہونے کے زوج سے قذف صادر نہین ہوا کہ حد ہو یا لعان ویسقط اللعان

[illegible]

[illegible] ولیس لہا اتہام

اور یہ تفصیل [illegible] ولو قال لزوجتہ زنیت [illegible]

اور اگر [illegible] منسوب ہو زنا کے [illegible]

[illegible] زنیت [illegible]

[illegible] اپنی زوجہ سے کہا کہ تو نے زنا کیا جبکہ تو [illegible] تھی یا کہ تو نے زنا کیا [illegible]

[illegible] لعان کرینگے [illegible] فتح القدیر [illegible]

[illegible] تو فقط الفاظ زنیت [illegible] لعان کا کذا فی حاشیۃ السندی [illegible]

[illegible] اور صفت لعان کی [illegible] قرآن اور حدیث [illegible]

[illegible] چار بار [illegible] اللہ کے نام پر گواہی دیتا ہوں [illegible] زنا کی نسبت کرنے میں [illegible] لعنت

[illegible] اسکی طرف زنا کی نسبت [illegible] اور ہر بار عورت کیطرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت چار بار یوں کہے کہ میں اللہ کے نام کی گواہی دیتی ہوں [illegible]

زنا کی نسبت کرنے میں [illegible] اور پانچویں بار یوں کہے کہ اللہ کا غضب [illegible] اگر مرد سچا ہو عورت کیطرف زنا کی نسبت کرنے میں [illegible]

[illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ السندی [illegible] فرق الحاکم بینہما [illegible]

[illegible] تین بار لعان کیا تو عورت بائن ہوگی [illegible]

[illegible] بدون تفریق حاکم کے جدائی نہ ہوگی لہذا دونوں باہم وارث ہونگے قبل تفریق [illegible]

[illegible] اگرچہ دونوں جدائی سے راضی نہوں [illegible]

[illegible] لعان [illegible] قبل تفریق کے [illegible] اہلیت کا ایسی چیز سے

[illegible] تو حاکم دونوں کو جدا کر دے [illegible]

[illegible] گونگا ہوگیا تو [illegible]

[illegible]

درست نہیں اور یہ تقریر صاحب نہر الفائق کی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی فلو لم یفرق الحاکم حتی عزل او مات استقبلہ الحاکم الثانی خلافاً لمحمد پھر اگر بعد لعان کے حاکم نے تفریق نہ کی یہانتک کہ حاکم معزول ہو گیا یا مر گیا تو دوسرا حاکم اپنے روبرو دوسری بار لعان کرا دے اور تفریق کرے یعنی حاکم ثانی کو لعان اول پر تفریق کرنا جائز نہیں بخلاف امام محمد کے کہ انکے نزدیک اعادہ لعان شرط نہیں تو بدون اعادہ بھی تفریق جائز ہے کذا فی الاختیار ولو اخطأ الحاکم ففرق بینہما بعد وجود الاکثر من کل منہما صح ولو بعد الاقل ای مرۃ او مرتین لا اور اگر چوک گیا حاکم سو اسنے تفریق کر دی دونوں میں بعد وجود اکثر لعان کے ہر ایک سے یعنی تین تین لعان کے بعد حاکم نے تفریق کر دی تو صحیح ہے اسواسطے کہ اکثر بجائے کل ہے اور اگر حاکم چوک گیا اور بعد کمتر لعان کے یعنی ایکبار یا دو بار کے بعد تفریق اُسنے کر دی تو یہ تفریق صحیح نہیں اسواسطے کہ اقل کالعدم ہے ولو فرق بعد لعانہ قبل لعانہا نفذ لانہ مجتہد فیہ تاتارخانیۃ وقیدہ فی البحر بغیر القاضی الحنفی اما ہو فلا ینفذ اور اگر تفریق کر دی حاکم نے بعد لعان زوج کے قبل لعان زوجہ کے تو یہ تفریق نافذ ہو گی کذا فی التاتارخانیۃ اسواسطے کہ اس مقام میں اختلاف مجتہدین ہے یعنے یہ تفریق امام اعظم کے مذہب میں تفریق قبل لعان زوجہ کے جائز نہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک جائز ہے کذا فی النہر الفائق اور بحر الرائق کے اندر اسمیں قید لگائی ہے غیر قاضی حنفی کی یعنی اگر حنفی مذہب کے سوا قاضی شافعی مذہب قبل لعان زوجہ کے تفریق کا حکم کریگا تو یہ تفریق نافذ ہو گی خواہ زوجین حنفی ہوں یا شافعی اور اگر حنفی مذہب قاضی ایسی تفریق کریگا تو نافذ نہو گی اسواسطے کہ مقلد قاضی کا حکم اپنے امام کے مخالف نافذ نہیں ثم حرم وطیہا بعد اللعان قبل التفریق لا مرہ لہا النفقۃ العدۃ اور حرام ہے وطی زوجہ کی بعد لعان قبل تفریق حاکم کے بموجب اُس حدیث کے جو مذکور ہو گئی یعنی متلاعنین میں اجتماع نہیں اور نفقہ عورت کی عدت کا مرد پر لازم ہے بسبب وجوب عدت کے وان قذف الزوج بولد نفی الحاکم نسبہ عن ابیہ والحقہ بامہ بشرط صحۃ النکاح وکون العلوق فی حال یجری فیہ اللعان حتی لو علق وہی امۃ او کتابیۃ فعتقت او اسلمت لا ینتفی لعدم التلاعن اور اگر عیب لگایا زوج نے اپنی زوجہ کو زندہ ولد کی نفی کر کے تو حاکم ولد کے نسب کو اُسکے باپ سے نفی کرے اور اُسکی ماں سے اُسکو ملا دے بشرط صحت نکاح کے اور ہونے علوق ولد کے اس حال میں جسمیں لعان جاری ہو سکتا ہے یہانتک کہ اگر نطفہ ولد کا ٹھہرا جبکہ زوجہ لونڈی یا کتابیہ تھی پھر وہ آزاد ہو گئی یا مسلمان ہو گئی تو اس صورت میں ولد کی نفی نہو گی بسبب عدم تلاعن کے کہ صحت نکاح اور حریت اور اسلام لعان کی شرطیں ہیں نہ نفی ولد کی تو نکاح فاسد میں نفی ولد سے لعان نہو گا اور نسب کی بھی نفی نہو گی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر والبحر وامّا شروط النفی فستۃ مبسوطۃ مذکورۃ فی البدائع ویجیٔ اور نفی ولد کی شرطیں تو چھ ہیں تفصیل مذکور ہیں بدائع میں اور کچھ شرطیں نفی ولد کی آخر باب میں عنقریب آوینگی ہم شروط مذکورہ کا ذکر بالاجمال یہ ہے پہلی شرط تفریق حاکم دوسری قرب ولادت تیسری عدم اقرار نسب صراحۃً یا دلالۃً چوتھی حیات ولد چنانچہ مسئلہ سابقہ میں اسکی تصریح ہو چکی پانچویں یہ کہ بعد تفریق کے اسی حمل میں دوسرا لڑکا نہ جنی ہو چھٹی یہ کہ ثبوت نسب کا کسی وجہ سے شرعاً حکم ہو گیا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی فان اکذب نفسہ ولو دلالۃ بان مات الولد المنفی عن مال فادعی النسب حد القذف پھر اگر زوج نے اپنی تکذیب کی بعد لعان کے اگرچہ صراحۃً تکذیب کی دلالۃً کی اسطرح کہ جس ولد کی نفی کر چکا تھا سو مال چھوڑ کر مر گیا تھا اُسکے نسب کا اُسنے دعویٰ کیا تو اُسکو حد قذف کی ماری جاویگی وله ان ینکحہا اور جائز ہے زوج ملاعن کو بعد اپنی تکذیب کے یہ کہ نکاح کر لے اُس عورت سے کہ حد قذف کی اُسکو ماری گئی ہو یا نہ ماری گئی ہو اسواسطے کہ بعد تکذیب کے لعان باقی نہیں تو جو حرمت کہ بسبب لعان کے طاری ہوئی تھی سو زائل ہو گئی وکذا ان قذف غیرہا فحد او صدقتہ او زنت فحدت لزوال العفۃ والحاصل ان لہ تزوجہا اذا خرجا او احدہما عن اہلیۃ اللعان اور اسیطرح نکاح کر لینا جائز ہے اگر زوج نے عیب لگایا اپنی زوجہ کے سوا کسی عورت کو پھر اُسپر حد قذف کی ماری گئی یا عورت نے قذف زوج کی تصدیق کی یا زنا کیا اگرچہ اُسپر حد زنا نہ لگی ہو تو یہ نکاح جائز ہو گا بسبب زوال عفت کے خلاصہ یہ ہے کہ زوج کو اپنی زوجہ سے نکاح کر لینا بعد لعان کے جائز ہے جبکہ دونوں یا ایک اہلیت لعان سے نکل جاوے ولا لعان لو کانا اخرسین او احدہما وکذا لو طرأ ذلک بعدہ ای اللعان قبل التفریق فلا تفریق ولا حد لدرئہ بالشبہۃ مع فقد الرکن وہو لفظۃ شہدت ولا لو الامرأۃ باکتاب اور لعان نہیں اگر زوجین گونگے ہوں یا ایک اُنمیں سے

[illegible]

[illegible] کہ اگر حمل [illegible] اور [illegible] حمل کی [illegible] ولادت [illegible]

[illegible] عبد اللہ [illegible] کہ بلال بن امیہ نے اپنی حاملہ بیبی سے لعان کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ [illegible] نفی [illegible]

[illegible] کہ بلال بن امیہ کا بیٹا کوئی نہ کہے پھر جب حضرت نے نفی حمل کی کر دی [illegible]

[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] بلال [illegible] رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلال کے [illegible] وحی کے [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] تب [illegible] نبوت کے وحی سے علم ہوا [illegible] نفی الولد [illegible]

[illegible] ولد کی نفی نسب کی مبارکبادی دینے [illegible] مبارکبادی [illegible]

[illegible] کی نفی کی تو نفی صحیح ہے [illegible] نفی کرنا صحیح نہیں [illegible] اقرار [illegible]

[illegible]

تک نفی صحیح ہے نزدیک امام کے اور صاحبین کے نزدیک بقدر مدت نفاس یعنی چالیس دن تک نفی صحیح ہے کذا فی الہدایہ [illegible]

[illegible] اللعان ینفی الولد [illegible] نسب [illegible] علی الاطلاق اور لعان کرے دونوں نفی کی صورتوں میں [illegible] نفی صحیح [illegible]

[illegible] قذف کے دونوں صورتوں میں تو حالت عدم صحت نفی میں لعان تو بسبب نفی [illegible]

کا قول جو سابق [illegible] کیا کہ قذف ولد سے حاکم اسکا نسب نفی کر دے [illegible] نفی کے یعنی جب نفی [illegible]

نفی کے صحیح ہو تب قذف [illegible] حاکم نفی نسب کی کرے نہ مطلقا نفی اول التوامین [illegible] اقر بالثانی [illegible] نفی کی اول [illegible]

نسب کیا اور دوسرے توام کا [illegible] تو اسکو حد قذف [illegible] نے اپنی ذات [illegible] ولادت [illegible]

[illegible] نفی کی ہو اور ثانی کا اقرار کیا تو [illegible] لازم آئی [illegible] دونوں ایک ہی [illegible] پیدا ہوئے [illegible]

حمل کی [illegible] اقرار [illegible] کی نفی [illegible] شارح نے [illegible] عدم رجوع کی قید [illegible]

[illegible] شارح کی [illegible] کے اقرار سے [illegible] لازم [illegible]

ب رجوع کرنا اسکا اس قول سے مسقط حد نہیں اور اسیواسطے بحر الرائق اور نہر الفائق اور درر اور منح الغفار اور شرح ملتقی مین اس قید کو ذکر نہین کیا شاید کہ یہ لفظ کاتب کے اغلاط سے ہو انتہی کلامہ کذا فی حاشیۃ المدنی وان عکس لاعن ان لم یرجع لقذفہ بنفیہ اور اگر سابق کے برعکس کیا یعنی اول توام کے نسب کا اقرار کیا اور ثانی کی نفی کی تو لعان کرے بشرطیکہ اپنے قول سے یعنی نفی ثانی سے نہ پھرے لعان لازم ہوگا بسبب قذف عورت کے ثانی کی نفی سے یعنی جب اول کا اقرار کیا تو عورت کی عفت کا قائل ہوا پھر جب ثانی کی نفی کی تو قذف عفیفہ لازم آیا لہذا لعان واجب ہوگا والنسب ثابت فیہما لاقرارہ باحدہما دونوں لڑکونکا دونون صورتون مین ثابت ہو اسواسطے کہ دونون ایک ہی نطفہ سے پیدا ہوئے ایک کا اقرار اور دوسرے کی نفی ممکن نہین ولو جاءت بثلاثۃ فی بطن واحد فنفی الثانی واقر بالاول والثالث لاعن وہم بنوہ اور اگر عورت تین لڑکے جنی ایک پیٹ سے سو مرد نے ولد ثانی کی نفی کی اور اول اور ثالث لڑکے کے نسب کا اقرار کیا تو لعان کرے بسبب قذف عورت کے نفی ولد سے اور وہ تینون لڑکے بیٹے ہین مرد کے بحر الرائق مین نوادر سے بروایت فتح القدیر بیان لعان ہی کو ثابت کیا ہے اور نہر الفائق مین جو کہا ہے کہ اسمین حد ہے سو لائق اعتماد کے نہین کیونکہ قول مذہب کے مخالف ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو نفی الاول والثالث واقر بالثانی یحد وہم بنوہ لکون احدہم ضمنی اور اگر ولد اول اور ثالث کی نفی کی اور ولد ثانی کے نسب کا اقرار کیا تو اسپر حد مارینگے بسبب تکذیب اپنے نفس کے اور وہ لڑکے اسکے بیٹے ہین مانند مرجانے ایک لڑکے کے کذا ذکرہ الشمنی یعنی اگر بعد نفی قبل لعان کے کوئی لڑکا مر جاوے تو اسکا نسب نفی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ نفی مین حیات شرط ہے پھر جب ایک کا نسب ثابت ہوا تو باقی کا بھی ثابت ہوگا مات ولد اللعان وم لہ ولد فادعاہ الملاعن ان لد اللعان ذکرا ثبت نسبہ اجماعا وان کان انثی لا لاستغنائہ بنسب ابیہ خلافا لہما ابن ملک مر گیا ولد لعان کا اور اسکا ایک لڑکا ہے یا لڑکی ہے پھر ملاعن نے بعد نفی کے اپنے اس میراث والے ولد لعان کے نسب کا دعوی کیا تو اگر ولد لعان کا مرد تھا تو اسکا نسب ملاعن سے ثابت ہوگا بالاتفاق امام اور صاحبین کے اسواسطے کہ ہرچند میت نسب سے مستغنی ہے لیکن اسکا لڑکا البتہ محتاج ہے نسب کا تو دعوی ملاعن کا صحیح ہوگا واسطے اثبات نسب لڑکے کے اور اگر ولد لعان عورت تھی تو اسکا نسب ملاعن سے نہ ثابت ہوگا واسطے مستغنی ہونے ولد البنت کے بسبب اپنے باپ کے نسب کے یعنی ہرچند ماں اسکی ثابت النسب نہین لیکن اسکا باپ تو ثابت النسب ہے تو اسکی ماں کے واسطے اثبات نسب کی کچھ حاجت نہین اسواسطے کہ اعتبار نسب کا باپ ہی سے ہے نہ ماں سے بخلاف مذہب صاحبین کے کہ انکے نزدیک اس صورت مین بھی ملاعن سے نسب ثابت ہوگا کذا ذکرہ ابن ملک فی فروع مسائل المختصر وفروعہ یشترط سبق التصور الاقرار بالولد الذی لیس منہ حرام کالسکوت لاستلحاق نسب من لیس منہ بجز اقرار کرنا اس لڑکے کا جو اسکے نطفہ سے نہین حرام ہے مانند سکوت کے یعنی جب معلوم ہو کہ یہ لڑکا میرے نطفہ سے نہین تو اسکو اپنا بیٹا کہنا یا بیاتنک سکوت کرنا کہ لوگ اسکو اسکا بیٹا کہنے لگین تو یہ اقرار اور سکوت حرام ہے واسطے ملا دینے نسب اس شخص کے جو اسکے نطفہ سے نہین کذا فی البحر الرائق یعنی نسب کا خلط ملط جائز نہین تو جو اپنے نطفہ سے نہو اسکی صاف نفی کرے تاکہ خلط نسب نہ ہوجاوے ہم سنن ابی داؤد مین ابو ہریرہؓ سے حدیث مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ایک قوم مین اسکو ملا دیگی جو اس قوم سے نہین یعنی ولد زنا کو اپنے زوج کا بیٹا ظاہر کریگی اسکو خدا بہشت مین نہ داخل کریگا اور جو مرد کہ اپنے بیٹے کو نفی کریگا خدا اسکو اولین و آخرین مین فضیحت کریگا وفیہ متی سقط اللعان بوجہ ما او ثبت النسب بالاقرار او بطریق الحکم لم ینتف نسبہ ابدا اور بحر الرائق مین ہے کہ جب لعان ساقط ہو کسی وجہ سے یا ثابت ہو چکا ہو نسب ایکبار کے اقرار سے یا نسب ثابت ہو چکا بطریق حکم قاضی کے تو ان مسائل مین اسکا نسب کبھی نفی نہین ہو سکتا فلو نفاہ ولم یلاعن حتی قذفہا اجنبی بالولد فحد فقد ثبت نسب الولد ولا ینتفی بعد ذلک سو اگر زوج نے ولد زوجہ کی نفی کی اور ہنوز لعان نہین کیا یہان تک کہ اجنبی شخص نے زوجہ کے لڑکے کو عیب لگایا یعنی یون کہا کہ یہ لڑکا اسکے زوج کا نہین سو اجنبی پر بسبب اس قذف کے حد ماری گئی تو البتہ نسب لڑکا عورت کے زوج سے ثابت ہوگیا شرعا تو اب بعد حکم قاضی کے اجنبی کی حد پر اس لڑکے کا نسب نفی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ حکم حد سے الحاق نسب ضمنا ثابت ہو گیا ام یہ مسئلہ قول سابق پر متفرع ہے نفی نسب التوامین

ثم مات احدہما عن توام وام واخ لام فالارث اثلاثا فرضا ورد الا الامام اسم لاخوین لثلث والباقی ہے علیہم ان نفیہما اخرجہ عن کونہ عصبۃ اور

[illegible] مرگیا ہے تو [illegible] اور اتفاق [illegible]

[illegible] حضرت کا [illegible]

[illegible] تحقیق سے معلوم ہوا کہ دونون امر کی [illegible]

[illegible] ہوسکتا ہے [illegible]

والدی [illegible] فقط [illegible] وجوہ غیر الثانی [illegible]

[illegible] صاحب بحر الرائق [illegible] نسب کی [illegible] الاشباہ [illegible]

[illegible] ثابت نہین [illegible] ورا ثت مین [illegible]

[illegible] وراثت [illegible] جب [illegible] کی ماں پر واجب ہو ر اثت اور نفقہ کے سوا باقی [illegible]

ثابت نہین ہوتا [illegible] کسی کو اس مرد کے نسب کا دعویٰ [illegible] چنانچہ ثابت النسب مین صحیح نہین اگر چہ [illegible]

تصدیق بھی کرے [illegible] منتقل ہو کر والد [illegible] احکام مین ثابت النسب [illegible]

گواہی لاعن کو دے مقبول نہین [illegible] کی گواہی اسکے واسطے یا زکوٰۃ دینا ولد کا ملاعن کو جائز نہین اور نہ ملاعن کو زکوٰۃ دینا ولد کا جائز ہو اور

ولد فرع ملاعن کے قرابت پر [illegible] کسی اجنبی انسان کا دعوی نسب لڑکا صحیح نہین باوجود تصدیق لڑکے اور بعض احکام مین لڑکا منقطع ہے [illegible]

[illegible] لاعن [illegible] کا دعوی نسب [illegible] کی صورت

[illegible] کرسکتا ہو یا کسی غیر نے دعوی [illegible] کیا ہو [illegible]

[illegible] کسی فقیہ کی طرف نسبت نہین کیا [illegible] الرائق کتب معتمدہ کے مخالف ہو [illegible] لائق اعتماد کے نہین

باب العنین وغیرہ

یہ باب عنین یعنی نامرد وغیرہ کے احکام مین ہے غیر عنین مین خصی اور [illegible] خنثیٰ مشکل اور مجبوب [illegible] داخل ہین انکا بھی ذکر [illegible]

عورت کے [illegible] سے منزل ہو جاوے [illegible] آلہ تناسل کو [illegible] جماع کرے کذا فی حاشیۃ المدنی ہو لذمن لا یقدر علی الجماع فعیل بمعنی مفعول [illegible]

[illegible] عنین ہو وزن سکین لغت مین اسکو کہتے ہین جو مطلق جماع کرنے پر قادر نہو عنین بروزن فعیل بمعنی مفعول یعنی محبوس اور ممنوع جماع سے اور [illegible]

[illegible] لا یقدر علی جماع فرج زوجتہ یعنی لمانع من کبر سن او سحر [illegible] اختیار لہا الملانع منہا [illegible] اور اصطلاح شرع مین عنین اسکو

کہتے ہین جو اپنی زوجہ کے [illegible] فرج پر قادر نہو [illegible] پر قادر ہو وہ بھی عنین ہو یعنی عدم قدرت بسبب [illegible]

ہو چنانچہ [illegible] گیا جاوے اور [illegible] عورت کی شرمگاہ بسبب زیادتی گوشت کے بند ہو اسکو اختیار تفریق کا نہین ہوسکتا کہ اس صورت مین

نقصان عورت کی طرف سے ہے نہ مرد کی طرف سے کذا فی الخانیۃ اذا وجدت المراۃ زوجہا مجبوبا او مقطوع الذکر فقط [illegible]

[illegible] الفرج فلیس لہا الفرقۃ [illegible] عورت اپنے زوج کو مجبوب یعنی مقطوع الذکر [illegible] مقطوع الذکر [illegible]

یا ذبح کے آلہ تناسل کو نہایت صغیر پایا جیسے [illegible] کی گھنڈی اور اگر آلہ تناسل ایسا چھوٹا ہو کہ اسکو اندرونی فرج مین نہ داخل کرسکے تو عورت

کو جدائی کا اختیار نہین کذا فی البحر الرائق اور اسمین بحث اور گفتگو ہے [illegible] بسبب کوتاہی کے ادخال پر قادر نہو تو وہ شخص مقطوع الذکر کے

برابر ہو [illegible] عورت کو [illegible] کذا فی شرح الوہبانیہ اور اسمین اس اعتراض کی صاحب بحر الرائق سے [illegible]

عدم خیار کے محیط سے کذا فی حاشیۃ المدنی وفیہ المجبوب کالعنین الا فی المسئلتین التاجیل ومجئ الولد اور بحر الرائق مین ہی کہ مجبوب مانند عنین کے ہی
مگر دو مسئلون مین ایک تاجیل مین یعنے عنین کی فرقت مین مدت ہی اور مجبوب مین مدت نہین اور دوسرا لڑکا ہونے مین یعنی مجبوب کی زوجہ کے
اگر لڑکا پیدا ہو دو برس تک بعد تفریق کے تو اُسکا نسب مجبوب سے ثابت ہوگا اور تفریق باطل نہوگی اور عنین مین تفریق باطل ہوجاویگی مع
بحر الرائق مین یہ بھی مذکور ہی کہ تفریق مجبوب مین بلوغ شرط نہین بخلاف عنین کے اور تفریق مجبوب مین صحت مجبوب شرط نہین بخلاف عنین کے
کذا فی حاشیۃ المدنی فرق الحاکم لطلبہا لو حرۃ بالغۃ غیر رتقاء او قرناء او غیر عالمۃ بحالہ قبل النکاح وغیر راضیۃ بہ بعدہ اور اگر زوج مجبوب ہی تو جدائی
کردیوے حاکم عورت کی درخواست سے اگر عورت حرہ بالغہ ہو بشرطیکہ اُسکی شرمگاہ مین گوشت زائد اور ہڈی مانع جماع نہو اور قبل نکاح کے
زوج کا حال بھی نہ جانتی ہو یا بعد نکاح کے اُس حال پر راضی نہوگئی ہو اور اگر عورت مجبوب کی لونڈی ہو تو فرقت کا اختیار اُسکو نہین بلکہ اُسکے
مالک کو ہی اور اگر صغیرہ ہی تو تا بلوغ تفریق نہوگی کہ شاید وہ راضی ہوجاوے اور اگر اُسکی شرمگاہ مین گوشت زائد یا ہڈی ہو تو نقصان عورت کی
طرف سے ہی تو اُسکا طلب فرقت مین حق نہین اور اگر جانکر راضی ہوئی تو بھی اُسکو طلب فرقت مین اختیار نہین بینہما فی الحال ولو المجبوب
صغیرا لعدم فائدۃ التاخیر مجبوب اور اُسکی زوجہ مین حاکم بعد درخواست عورت کے فوراً جدائی کراوے اگرچہ مجبوب نابالغ صغیر ہو بسبب نہونے فائدہ
تاخیر کے فلو جب بعد وصولہ الیہا مرۃ او صار عنینا بعدہ ای الوصول لا یفرق لحصول حقہا بالوطی مرۃ سو اگر ایکبار عورت سے جماع
کرنے کے بعد اُسکے آلات تناسل کاٹے گئے یا کہ زوج عنین ہوگیا عورت سے ایکبار جماع کرنے کے بعد تو دونون صورت مین تفریق نہ کیجاویگی
بسبب حاصل ہوجانے عورت کے حق کے ایکبار جماع کرنے سے زیادہ جماع کرنے کا استحقاق دیانۃً ثابت ہی نہ قضاءً کذا فی البحر الرائق ناقلا عن
جامع قاضی خان اور اگر باوجود قدرت جماع کے شرارت سے ترک کریگا تو گنہگار ہوگا اور لونڈی کی ترک وطی مین کچھ گناہ نہین کذا فی حاشیۃ المدنی
ناقلا من النہر جاءت امرأۃ المجبوب بولد ولم تعلم بجبہ فادعاہ ثبت نسبہ ثم علمت فلہا الفرقۃ تاتارخانیۃ اور اگر عورت مجبوب کی ایک لڑکا لائی یعنی
جنی اور عورت کو زوج کا مقطوع الذکر ہونا معلوم نہین سو مجبوب نے اُس لڑکے کا دعوی کیا ثابت ہوجاویگا نسب اُسکا اُسکا جدا سکے عورت کو
مقطوع الذکر ہونا زوج کا معلوم ہوا تو اُسکو جدائی مین اختیار ہی کذا فی التاتارخانیۃ ولو ولدت بعد التفریق الی سنتین ثبت نسبہ لانزالہ
بالسحق والتفریق باق بحالہ لبقاء جبہ اور اگر عورت مجبوب کی بعد تفریق کے دو برس تک لڑکا جنی تو اُسکا نسب مجبوب سے ثابت ہوگا بسبب احتمال
انزال ہونے مجبوب کے رگڑنے سے اور باوجود ثبوت نسب کے تفریق بحال خود باقی ہی بسبب بقاے مجبوبیت کے ولو کان عنینا
بطل التفریق لزوال عنتہ بثبوت نسبہ کما یبطل التفریق بالبینۃ علی اقرارہا بالوصول قبل التفریق لا بعدہ للتہمۃ فسقط نظر الزیلعی اور اگر زوج
عنین ہوگا اور قاضی نے تفریق کردی ہو بعلت نامردی کے پھر عورت اُسکی لڑکا جنی دو برس کے اندر تو تفریق باطل ہوگئی بواسطے زوال
اُسکی نامردی کے بسبب ثابت ہونے نسب کے چنانچہ باطل ہوتی ہی تفریق گواہون سے یعنی گواہون نے گواہی دی کہ عورت جماع زوج کا اقرار
کرچکی تھی قبل تفریق کے تو تفریق باطل ہوگی اور اگر گواہی دی کہ بعد تفریق کے عورت نے جماع کا اقرار کیا تو تفریق نہ باطل ہوگی بسبب تہمت
کے تو اعتراض زیلعی کا ساقط ہوگیا امام زیلعی نے شرح کنز مین کہا کہ طلاق واقع ہوگئی حاکم کی تفریق سے اور یہ طلاق بائن ہی پھر یہ تفریق کیونکر
باطل ہوگی چنانچہ عورت کا اقرار جماع بعد تفریق کے مبطل تفریق نہین جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ ثبوت نسب مجبوب سے باحتمال انزال ہی اور
تفریق باعتبار قطع آلات تناسل تھی سو موجود ہی بخلاف ثبوت نسب کے عنین سے اسواسطے کہ ثبوت نسب سے زوال نامردی ظاہر ہوتا ہی اور تفریق تھی
باعتبار نامردی کے جب نامردی زائل ہوئی تو تفریق بھی باطل ہوگئی بخلاف اقرار بعد تفریق کے اُسمین عورت پر تہمت ہی ابطال قضا کی یعنی احتمال ہی کہ

عورت جو ملے قریب سے ... اگر قاضی ... تو ... مدت ... کذا فی ... وغیرہ ... فیصلہ ...
فی ... کہا ... مقصود ... عورت نے اپنے ... عنین ... ہونے کا سبب ...
عورت ... ذکر کرے ... کہتے ہیں کذا فی ... عرب میں ... کذا فی ...
اور ... علیہ ... عنت ... کذا فی ... اگر عورت اپنے
زوج کو خصی پایا ... آلہ تناسل ... ایسا ... آلہ تناسل ... ہو ... قطع کرنے سے ... باقی
... آلہ تناسل ... شادی ... عورت کو اختیار ... کذا فی البحر الرائق ... آلہ تناسل کے نفی ہو
عنت ... عنت خاص ... عام ... کے حکم میں داخل ہوتا ہے ... التخصیص اسکا ذکر کیا ... ہے
کے ... خصی کو ... عنین ... عام ... عطف خاص کا عام پر ... عطف خصی کا عنین
پر ... ایسے امور ... تساہل کرتے ہیں اسواسطے کہ اصل مقصود انکا افادہ احکام ہے کذا فی النہر الفائق ... ہے
... صاحب ... خصی کا عطف کرنا عنین پر کیا ضرور تھا اسواسطے کہ خصی کو عنین شامل تھا اور اگر عطف خاص کا عام پر ہو تو ...
لازم تھا ... اجل سنۃ لاشتمالہا علی الفصول الاربعۃ یعنی اگر عورت اپنے زوج کو عنین یا خصی پاوے تو زوج کے واسطے ایک سال کی
مدت مقرر کیجاوے واسطے شامل ہونے سال کے چار فصلوں پر تو اگر نامردی بسبب مزاج کی بیماری سے ہوگی تو سال بھر میں بسبب اختلاف الفصول
مختلفہ کے ... جاوے گی اور عنین کیواسطے مدت ایک سال کی حضرت عمر اور علی مرتضی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کذا فی الہدایہ
... تاجیل غیر قاضی البلدۃ اور سوائے قاضی شہر کے اور کسی کا مدت ٹھہرانا معتبر نہیں ہے تاجیل عورت کی اور غیر قاضی کی صحیح نہیں کذا فی
... قمریۃ ... فی المذہب وہی ثلثمایۃ وخمسۃ وخمسون یوما ... یوم مدت عنین کی قمری سال سے ہے بنا بر ظاہر روایت مذہب
ہے اور قمری سال وہ ہے جسکے بارہ مہینوں کا شمار ہلال نکلنے سے ہوتا ہے اور اسکے تین سو چون دن پورے ہوتے ہیں کچھ تھوڑا دن ہے جسکی نو ساعت اور
... ہوتے ہیں کذا فی القہستانی اور جتنے فقہا نے اسکو ذکر نہیں کیا کذا فی العالمگیری ناقلا عن الکافی اور واقعات والو الجیہ میں سال قمری کی تصحیح
کی ہے ... ظاہر ہے ... کذا فی الہدایہ اور یہی قول معتبر ہے اسواسطے کہ صاحب مذہب سے یہی ثابت ہے کذا فی منح الغفار ... شمسیۃ بالایام وہی ازید ...
یوما ... اور قول ضعیف یہ ہے کہ مدت عنین میں سال شمسی معتبر ہو جسکا شمار ایام سے ہے نہ چاند دیکھنے سے اور وہ سال قمری سے گیارہ دن زیادہ ہے
بعضوں نے کہا ... صاحب خلاصہ نے کہا اسی پر فتوی ہے اور یہ روایت حسن کی ہے امام سے اور شمس الائمہ سرخسی اور صاحب تحفہ اور صاحب غایۃ البیان ...
اور ظہیر الدین نے سال شمسی کو مختار کیا ہے بنا بر احتیاط کے اور کمال الدین ... نے کہا کہ اس ... معلوم ہوتا ہے کہ سب اقوال ... اسواسطے کہ امیر المؤمنین
عمر نے قاضی شریح کو لکھ بھیجا کہ عنین کیواسطے ایک سال مقرر کرے اور خود حضرت عمر نے عنین کے واسطے ایکسال کی مدت مقرر کی بلا قید شمسی کے اور
چونکہ عرب سوائے سال قمری کے سال شمسی کو ہرگز نجانتے تھے تو جہاں مطلق سال مذکور ہوگا وہاں قمری ہی مراد ہوگا تاوقتیکہ تصریح اسکی خلاف
پر ثابت ہو اور سابق میں مذکور ہوچکا کہ سال قمری ظاہر الروایت ہے تو وہی معتمد ہوگا اور اسکا خلاف لائق التفات کے نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ...
... فی اعتبار الشہر ... بالایام ... اور اگر مدت عنین کی درمیان مہینے کے مقرر کیجاوے تو سال کا اعتبار ایام کے شمار سے ہوگا باجماع ... کے یعنی اختلاف
سال قمری یا شمسی کا اس صورت میں ہے جبکہ تاجیل شروع چاند سے ہو اور اگر مثلا دسویں یا بیسویں تاریخ سے مدت مقرر کیجاوے تو بالاتفاق حساب
سال کا دنوں سے ہوگا مہینوں سے یعنی تین سو ساٹھ دن کا سال لیا جاویگا اسکو سال عددی کہتے ہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ... رمضان وایام

حیضہا منہا وکذا حجہ وغیبتہ لا مدة حجہا وغیبتہا ومرضہ ومرضہا مطلقا وبہ یفتی ولوالجیہ اور رمضان اور عورت کے ایام حیض سال ہی میں داخل
ہیں اور اسی طرح مرد کے ایام حج اور اُسکے سفر کرنے کے ایام بھی سال میں داخل ہیں نہ عورت کے حج کی مدت اور نہ اُسکے سفر کی مدت
اور نہ مرد اور عورت کی بیماری کی مدت مطلقا خواہ پورا مہینہ ہو یا کم اور اسی پر فتوے ہے کذا فی الولوالجیہ یعنی جتنی مدت بیماری زوجین کی ہوگی
اتنی مدت سال پر زیادہ کیجاویگی اور اسی طرح عورت کے حج اور سفر کی مدت سال پر بڑھائی جاویگی بخلاف رمضان اور ایام حیض اور ایام حج
اور سفر مرد کے ویؤجل من وقت الخصومة مالم یکن صبیا او مریضا او محرما فبعد بلوغہ وصحتہ واحرامہ اور مدت سال کی خصومت اور نالش کے وقت
سے مقرر کیجاوے جب تک کہ زوج لڑکا اور بیمار اور محرم نہو اور اگر لڑکا ہو تو بعد بلوغ کے اور اگر بیمار ہوگا تو بعد صحت کے اور اگر محرم ہوگا تو بعد
تمامی احرام کے حساب سال کا شروع ہوگا ولو مظاہرا لا یقدر علی العتق اجل سنۃ وشہرین اور اگر زوج ظہار کر چکا ہو اور واسطے کفارۂ ظہار کے غلام آزاد
کرنے پر نہ قادر ہو تو اُسکی مدت ایک برس اور دو مہینے مقرر کیے جاوینگے دو مہینے اسواسطے زیادہ ہوئے تاکہ ان میں روزہ رکھکر کفارہ ادا کرے کیونکہ
صحبت قبل کفارہ کے نہیں فان وطئ مرۃ فبہا والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقہا لطلبہا یتعلق بالجمیع فیعم امراۃ المجبوب
کما مر سو اگر عنین یا خصی نے ایکبار وطی کی سال کے اندر تو خوب ہوا کہ تقاضائے عورت کا حق ادا ہو گیا اور اگر سال کی مدت میں ایکبار بھی وطی نہ کر سکا
تو عورت کو طلاق بائن ہوگی قاضی کے جدا کر دینے سے اگر زوج اُسکے طلاق دینے سے انکار کرے تفریق واقع ہوگی عورت کی دوسری
درخواست سے اور پہلی درخواست سے مدت ایک سال کی مقرر ہوئی تھی اور طلب عورت کے جمیع مسائل گذشتہ سے متعلق ہے تو مجبوب کی عورت کو
بھی شامل ہے چنانچہ تفریق مجبوب میں قید طلب کی شارح مذکور کر چکا ہے ہم درصورت نہ طلاق دینے زوج کے قاضی اسواسطے کریگا کہ جب زوج عاجز ہوا
امساک بالمعروف سے تو اسپر تسریح بالاحسان واجب ہے پھر جب اُسنے نہ چھوڑا تو وہ ظالم ہوا لہذا قاضی اُسکا نائب ہو جاویگا دفع ظلم کے واسطے ولو
مجنونۃ لطلب ولیہا او من نصبہ القاضی اور اگر عورت دیوانی ہو تو قاضی تفریق کرے اُسکے ولی کی طلب سے یا اُس شخص کی طلب سے جسکو قاضی
مجنونہ کی طرف سے مدعی قرار دیا ہو ولو امۃ فالخیار لمولاہا لان الولد لہ اور اگر زوجہ عنین کی لونڈی ہو تو اختیار تفریق کا اُسکے مالک کو ہے لونڈی کو
اسواسطے کہ اولاد لونڈی کی اُسکے مالک کی مملوک ہے وہو ای ہذا الخیار علی التراخی لا الفور ولو وجدتہ عنینا او مجبوبا ولم تخاصم زمانا طویلا لم یبطل حقہا
وکذا لو خاصمتہ ثم ترکتہ مدۃ فلہا المطالبۃ ولو ضاجعتہ تلک الایام خانیۃ اور وہ یعنی یہ اختیار فرقت کا یا طلب تفریق کی دیرنگی کے ساتھ ثابت ہے
نہ فی الفور سو اگر عورت نے زوج کو عنین یا مجبوب پایا اور مدت دراز تک اُس سے جھگڑا نہ کیا تو اس دیرنگی سے اُس عورت کا حق باطل نہیں ہوا
اور اسیطرح اگر جھگڑا کر کے مدت تک چپ ہو رہی تو بھی اُسکو مطالبہ کا اختیار ہے اگرچہ ان دنوں میں زوج کے پاس لیٹا بھی کرتی ہو اور بدون جماع کے
مساس وغیرہ سے دونوں منزل بھی ہوجاتے ہوں کذا فی الخانیۃ والبحر کما لو رفعتہ الی قاض فاجلہ سنۃ ومضت السنۃ ولم تخاصم زمانا زیلعی چنانچہ اگر عورت نے
عنین زوج کی نالش کی قاضی کے پاس سو قاضی نے ایکسال کی مدت مقرر کردی اور وہ سال بھی گذر گیا اور مدت تک اُسنے مطالبہ کیا تو بھی عورت کا اختیار
باقی ہے کذا ذکرہ الزیلعی ولو ادعی الوطی وانکرتہ فان قالت امراۃ ثقۃ والثنتان احوط ہی بکر بان تبول علی جدار او یدخل فی فرجہا مح بیضۃ خیرت
فی مجلسہا اور اگر دعوی کیا زوج نے وطی کا اور اُسکا انکار کیا عورت نے تو اگر ایک متقی عورت نے کہا اور دو متقی عورتوں کا کہنا قریب تر باحتیاط ہے
کہ یہ عورت باکرہ ہے اور باکرہ کی یہ علامت ہے کہ وہ دیوار پر پیشاب کرے اگر پیشاب دیوار پر پڑے تو وہ باکرہ ہے اور اگر اُسکی ران پر بہے تو وہ باکرہ
نہیں یا اُسکی شرمگاہ میں زردی انڈے کی ڈالے اگر داخل ہو جاوے تو باکرہ نہیں اور داخل نہ ہو تو باکرہ ہے بہر صورت جب باکرہ ہونا ثابت ہوا تو عورت
کو اختیار دیا جاوے اسی مجلس میں وصال اور جدائی کا سو اگر راضی ہو گئی زوج سے یا کھڑی ہو گئی قبل تفریق تو اختیار باطل ہو گیا ہم یہ مسئلہ

امساک بمعروف یا تسریح باحسان یعنی یا رکھنا ہو اچھی طرح یا چھوڑ دینا احسان کے ساتھ

[illegible] بعد [illegible] عورت [illegible] اختیار باقی [illegible] جواب یہ ہے کہ [illegible] روایت سے

[illegible] لیکن [illegible] فقد [illegible] وان قالت [illegible] صدقت

[illegible] اختارت [illegible] عورت نے کہا کہ [illegible] اذن کے قبضے میں تو

عورت کے قول کی تصدیق کی جاوے گی ساتھ قسم کے سو اگر عورت نے قسم سے انکار کیا [illegible] قول [illegible] کے تو سال بھر کی مدت مقرر کیا جاوے

[illegible] ایک برس [illegible] تو عورت کو مجلس تک اختیار رہے گا [illegible] زوج کے [illegible] جدا ہونے کا مستحق ہونا بوجہ

[illegible] اور [illegible] زوال عذر [illegible] وطی [illegible] مثلا [illegible] جیسا کہ [illegible] کی اس صورت میں

تصدیق ہوگی اگر عورت ثیبہ پائی جاوے اور وہ [illegible] کرے [illegible] زوال بکارت کا [illegible] سوا وطی زوج کے یعنی [illegible] ظاہر [illegible]

زوال بکارت زوج نے [illegible] سے کیا یا اس صورت میں قول زوج کی [illegible] تصدیق ہوگی کہ ظاہر حال [illegible] دلالت کرتا ہے کہ زوال بکارت کا

[illegible] اسباب [illegible] قول [illegible] اصل [illegible] ظاہر حال [illegible]

اختارته ولو دلالة بطل حقها كما لو وجدته [illegible] احتراز بان قامت من مجلسها او اقامها اعوان القاضی او قام القاضی قبل ان

تختار شيئا [illegible] القيام فان اختارت طلق او فرق القاضی اور اگر عورت نے زوج کو اختیار کر لیا اگرچہ اختیار باعتبار دلالت

حال کے ہو [illegible] تو باطل ہو جاویگا حق اسکا چنانچہ اسطرح بھی اسکا حق باطل ہو جاتا ہے کہ [illegible] اعراض کی دلیل پائی جاوے یعنی

طلب فرقت سے بے اشتیاقی کرے [illegible] کہ کھڑی ہو جاوے اپنی مجلس سے یا اسکو مددگار قاضی کے کھڑا کریں یا قاضی خود کھڑا ہو جاوے قبل اختیار کرنے

فرقت کے اسی قول پر فتوی ہے کذا فی الواقعات عورت اور قاضی کے کھڑے ہونے سے اسواسطے اسکا حق باطل ہو گیا کہ کھڑے ہونے کے ساتھ ہی

اختیار فرقت کا ممکن تھا [illegible] سکوت کرنا دلیل ہے رضا کی اگر عورت جدائی کو اختیار کرے تو زوج طلاق دے اور اگر وہ طلاق سے انکار کرے

تو قاضی تفریق کر دے تزوج الاولی او امرأة اخری عالمة بحاله لا خيار لها على المذهب المفتی به بحر عن المحيط خلافا لتصحيح الخانية نکاح کیا [illegible] جس نے [illegible]

[illegible] اور تفریق قاضی کے جدا ہو گئی تھی یا نکاح کیا دوسری عورت سے جو عنین کا حال جانتی ہے کہ اسکی زوجہ [illegible] بسبب نامردی کے جدائی ہو چکی ہے تو بعد نکاح

کے عورت کو جدائی کا اختیار نہیں نہ زوجہ اولی کو نہ دوسری عورت کو بنا بر مذہب مفتی بہ کے اسواسطے کہ وہ اپنا حق [illegible] باطل کر چکی کذا فی البحر الرائق عن المحيط

اور یہ قول مفتی بہ مخالف ہے تصحیح خانیہ کے ولا يخير احد الزوجين بعيب الآخر ولو فاحشا كجنون وجذام وبرص ورتق وقرن [illegible] زوجین میں سے کسی کو اختیار

جدائی کا نہیں دوسرے کے عیب سے اگرچہ نہایت برا عیب ہو چنانچہ جنون اور جذام اور برص اور رتق اور قرن اول تین بیماریاں تو مرد اور عورت

دونوں کو شامل ہیں اور پچھلی دو بیماریاں عورت کے مکان مخصوص کو مخصوص ہیں کہ بسبب زیادتی گوشت اور ہڈی کے مانع ہیں جماع سے لیکن [illegible]

[illegible] کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو اختیار ہے فرقت کا اور اسیطرح ہر عیب [illegible] سے کہ عورت بدون ضرر کے اسکے

پاس نہ ٹھہر سکے عورت کو اختیار ہے کذا فی حاشية المدنی وخالف الائمة الثلثة فی الخمسة لو بالزوج ولو قضی بالرد صح [illegible] اور خلاف کیا ہے باقی تینوں اماموں نے یعنی

[illegible] اور شافعی اور احمد نے امراض خمسہ مذکورہ میں اگرچہ بیماریاں زوج میں ہوں اور اگر قاضی مالکی یا شافعی یا حنبلی بسبب ان بیماریوں کے نکاح کو رد کر دے

تو صحیح ہو جاوے گا اسکا حکم کذا فی فتح القدیر [illegible] شارح کے اس قول میں چند خلل ہیں اول یہ کہ ظاہر کلام شارح اسکو مقتضی ہے کہ ائمہ ثلثہ کے نزدیک [illegible] بیماریوں

عورت کو تو اختیار فرقت کا ہے [illegible] حق یہ ہے کہ اسکے نزدیک جنون اور جذام اور برص میں دونوں کو اختیار ہے اور پچھلی دو بیماریوں

میں فقط زوج کو اختیار ہے دوسرا خلل یہ کہ [illegible] قول سے لازم آتا ہے کہ رتق اور قرن کی بیماری زوج کو ہوتی ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے تیسرا خلل یہ [illegible]

محشی نے کہا کہ فتح القدیر مین ہمنے اس روایت کو تلاش کیا تو نہ پایا شاید کہ یہ تحریف ہی کاتبون کی بلکہ صواب یہ ہی کہ یہ مسئلہ بحر الرائق کا ہی کذا فی حاشیة المدنی تو ترضیا
ای العنین وزوجتہ علی النکاح ثانیا بعد التفریق صح اور اگر دونون یعنی عنین اور اسکی عورت راضی ہوگئے دوسری بار نکاح کرنے پر بعد تفریق کے تو صحیح
ہی یعنی تفریق عنین کی مثل لعان کی تفریق کے نہین جو دائمی حرمت ہو جاوے وله شق رتق امته وکذا زوجته وبل یجبر الظاہر نعم لان التسلیم الواجب علیہا لا یمکن بدونہ
اور مالک کو جائز ہی اپنی لونڈی کا رتق چیرنا یعنی بستگی مکان مخصوص کا چیرنا واسطے قربت کے درست ہی اور اسیطرح زوج کو اپنی زوجہ کی بستگی چیرنا جائز ہی اور
اگر زوجہ نہ مانے تو نہین کیا زبردستی کرنا درست ہی ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ درست ہی واللہ اعلم اسواسطے کہ تسلیم نفس کی عورت پر واجب ہی وہ بدون اسکے ممکن نہین کذا فی

النہر الفائق قلت وافاده البہنسی انہا لو تزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المہر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار
فلیحفظ شارح کہتا ہی کہ بہنسی نے بیان کیا ہی کہ اگر عورت نے نکاح کیا مرد سے اس شرط پر کہ زوج حر ہی یا سنی مذہب ہی یا قادر ہی مہر اور نفقہ پر پھر ظاہر ہوا کہ زوج اسکے برخلاف
ہی یعنی غلام ہی یا رافضی یا خارجی ہی یا محتاج کہ اسکو مہر اور نفقہ کا مقدور نہین یا اس شرط پر نکاح کیا کہ زوج فلان بن فلان ہی اور نا گہان وہ لقیط یا ولد الزنا نکلا تو عورت
کو ان مسائل مین اختیار ہی فرقت کا سو اسکو یاد رکھنا چاہیے لقیط وہ لڑکا جو کہین پڑا ہوا ور والدین اسکے نہ معلوم ہون ہم عورت کو ان مسائل مین اختیار فسخ ہو بسبب
نقدان کفاءت کے اول مین رقیت کے سبب سے اور ثانی مین کفارت دینی نہین اور ثالث مین کفاءت مالی نہین اور رابع مین کفاءت نسبی نہین

باب العدة

یہ باب ہی احکام عدت کے بیان مین ہی لغة بالکسر الاحصار وبالضم الاستعداد للامر لغت مین عدت بکسر اول و تشدید ثانی معنی شمار اور گنتی کے ہی اور بضم اول اور
تشدید ثانی کسی کام پر مستعد ہونے اور تیار ہونے کو کہتے ہین اور اس مال و ہتھیار کو بھی کہتے ہین جو حوادث زمانہ کیواسطے مہیا کر رکھے وشرعا تربص یلزم المرأة او الرجل عند
وجود سببه اور عدت بالکسر شرع مین اس توقف اور انتظار کو کہتے ہین جو عورت کو یا مرد کو لازم آتا ہی نزدیک پائے جانے سبب انتظار کے اور مرد کے اسباب انتظار سے
وہ مواضع مراد ہین جو موانع ہین وطی کے اور ہر چند انتظار مرد پر اطلاق عدت کا شرعا جائز ہو لیکن اصطلاح فقہا مین عدت مخصوص ہی عورت کے انتظار کو نہ مرد کے کذا فی
فتح القدیر ومواضع تربصه عشرون مذکورة فی الخزانة وحاصلہا یرجع الی ان من امتنع نکاحہا علیه لمانع لزوم زوال المانع کنکاح اختہا واربع سواہا اور مواضع انتظار مرد
کے بیس ہین خزانة الفقہ مین مذکور ہین اور حاصل ان بیس مواضع کا رجوع کرنا ہی اس قاعدہ کلیہ کیطرف کہ جس عورت کا نکاح یا وطی مرد پر ممتنع ہی بسبب کسی
مانع شرعی کے تو لازم ہی انتظار کرنا مرد کو اس مانع کے زوال تک جیسے نکاح کرنا سالی سے زوجہ کی زندگی یا عدت مین یا چار عورتون سے نکاح کرنا سواے
اپنی زوجہ کے ہم فقیہ ابو اللیث نے خزانة الفقہ مین بیس مواضع کو یون ضبط کیا ہی کہ اپنی زوجہ کی بہن اور اسکی عمہ اور خالہ اور اسکی بھانجی اور بھتیجی سے
نکاح کرنا اور چار زوجہ کے ہوتے پانچوین عورت سے نکاح کرنا اور لونڈی کا نکاح بی بی پر اور عورت سے بعد نکاح فاسد کے وطی کرکے پھر اسکی بہن سے
نکاح کرنا یا عورت سے بشبہہ نکاح وطی کرکے پھر اسکی بہن سے نکاح کرنا چاہے یا چوتھی عورت سے نکاح بنکاح فاسد یا بشبہہ نکاح وطی کرکے پانچوین سے نکاح کرنا بدون
گذرنے عدت کے جائز نہین اسواسطے کہ نکاح فاسد اور شبہ نکاح مین بعد وطی کے عدت واجب ہوتی ہی اور عدت والی عورت سے شخص اجنبی کو نکاح کرنا اور مطلقہ
ثلاثہ سے نکاح کرنا اور خریدی ہوئی لونڈی سے قبل استبرا کے وطی کرنا اور حاملہ زانیہ سے نکاح کرکے قبل ولادت کے وطی کرنا اور اس حربیہ سے جو دار الحرب مین مسلمان
ہوکر دار الاسلام مین حاملہ آئی نکاح کرنا قبل ولادت کے اور اس حربیہ سے جو دار الحرب سے گرفتار ہوکر آئی وطی کرنا درست نہین بدون ایکبار حیض ہو جانے کے
یا ایک مہینہ گذرنے کے اگرچہ صغیرہ یا کبیرہ ہو اور اپنی مکاتبہ سے مالک کو نکاح کرنا بدون آزادی کے یا عاجز ہونے کے بدل کتابت سے اور عورت
بت پرست اور مرتد اور مجوسیہ سے بدون مسلمان ہوے نکاح کرنا ایسی بیس صورتون مین نکاح یا وطی جائز نہین بدون گذرنے عدت اور رفع مانع کے
کذا فی منح الغفار اور اکیسوین صورت ایک یہ ہی کہ غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا جائز نہین ... [illegible]

... [illegible] ... عدت ...

... [illegible] ... عدت ...

... [illegible] ...

... [illegible] ... تعریف عدت میں ...

عدت کو بھی شامل ہے ... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ... تعریف عدت ...

... [illegible] ...

کی تعریف عدت کی نہایت خوب ہے کہ عدت نام ہے اُس مدت کا کہ جس سے انقضا سے بقیہ آثار نکاح و فراش کے مقرر ہوئی ہو اور اس سے ...
جاتا کہ بقیہ فراش عدت ام ولد کی بھی ... اور صغیرہ کا اعتراض ... سواسطے کہ اس تعریف میں ... کذا فی حاشیۃ المدنی حکایت عجیبہ قبل
مشہور ہے کہ امام اعظم کے ایک شاگرد ... ولیمہ ... دو بھائیوں کا نکاح ... ہوا ...
حال کھلا اور علماء سے مشورہ سے فتوی دریافت کیا گیا سب علماء نے فتوی دیا کہ ہر عورت پر عدت لازم ہے بعد عدت کے ہر عورت اپنے اپنے زوج کے پاس جاوے
اور ہر ایک کیطرف بسبب وطی بالشبہ کے مہر مثل دینا واجب ہے امام اعظم ... نے فرمایا میرے نزدیک اس وقت آسان تر حکم ہو سکتا ہے
علماء نے فرمایا کہ کیا ہے بیان کرو امام اعظم نے دونوں بھائیوں کو بلایا اور پوچھا کہ تم دونوں کو یہ پسند ہو کہ ہر ایک کے پاس جو رات والی عورت تھی رہے دونوں نے
کہا کہ ہم ... راضی ہیں امام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دیدے اور اپنی ہم بستر عورت سے نکاح کرے تو اس میں عدت لازم نہیں کہ ... قبل طلاق
میں عدت نہیں سب علماء نے اسکو نہایت پسند کیا اور امام کی ذکاوت کی تعریف کی کہ ہر ایک کی ہم بستر ہر ایک کے پاس رہی اور عدت کی حاجت نہ ہوئی و
سببہا عقد النکاح المتاکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت وخلوۃ صحیحۃ فلا عدۃ بخلوۃ الرتقاء اور عدت واجب ہونے کا سبب عقد نکاح ہے
متاکد بتسلیم وطی یا قائم مقام وطی کے ... قائم مقام ... عبارت ہے موت یا خلوت صحیحہ سے تو عدت لازم نہیں رتقا کی خلوت سے اسواسطے کہ رتقا کی خلوت صحیح نہیں بسبب
مانع حسی کے اور رتقاء وہ عورت جو بسبب بستگی شرمگاہ کے لائق جماع کے نہیں وشرطہا الفرقۃ اور شرط عدت کی جدائی ہے ورکنہا حرمات ثابتۃ بہا کحرمۃ
تزوج ... وصحۃ الطلاق فیہا ای فی العدۃ اور عدت کے رکن وہ حرمتیں ہیں جو بسبب عدت کے ثابت ہیں جیسے غیر زوج سے نکاح کی حرمت
اور زوج کے ... کی حرمت اور طلاق واقع ہونے کی صحت عدت کے اندر ... نے ذکر کیا کہ رکن کہتے ہیں حقیقت شی کو تو مصنف ...
تو مناسب تھا کہ ... رکن ... اور حرمات مذکورہ تو عدت سے پیدا ہوتے ہیں تو حرمات کو حکم عدت کا کہنا مناسب تھا اسواسطے کہ حکم اسکو کہتے ہیں جو شی
پر مرتب ہو اور ... صحت طلاق اور حرمت اخت زوجہ بھی حکم میں داخل ہے تو بعض کو رکن کہنا اور بعض کو حکم قرار دینا تحکم اور بے دلیل ہے کذا فی حاشیۃ
المدنی اور صاحب ... نے ایسا ہی کیا ہے ... جسکو بیان رکن کہا ہے اسکو حکم عدت میں مذکور کیا ہے وحکمہا حرمۃ نکاح اختہا اور عورت کی بہن سے نکاح حرام ہونا
حکم ہے عدت کا وانواعہا ... بالشہور ووضع حمل ... اور اقسام عدت کے حیض اور مہینے اور وضع حمل ہیں چنانچہ اسکو مصنف نے آیندہ قول میں ذکر کیا ہے فی حق
حرۃ ... تحت مسلم تحقیقا للطلاق ... او فسخ بجمیع اسبابہ ومنہا الفرقۃ بتقبیل ابن الزوج ... اور عدت حرہ کی حق میں اگرچہ حرہ کتابیہ ہو جو
مسلمان کے ... عدت اس حرہ کی جسکو حیض آتا ہو خواہ عدت بسبب طلاق کے ہو اگرچہ رجعی طلاق ہو یا بسبب فسخ نکاح کے ہو جمیع اسباب فسخ چنانچہ کتاب النکاح

مین اسباب فسخ کے تفصیل مذکور ہوچکے اور منجملہ فسخ وہ جدائی ہی جو عورت کو حاصل ہوتی ہو اپنے زوج کے فرزند کے بوسہ لینے سے کذا فی النہر منح الغفار مین مصنف نے کہا کہ فسخ کو مطلق رکھا تاکہ جمیع اسباب فسخ کو شامل رہے خیار بلوغ اور خیار عتق اور ملک احد الزوجین اور ارتداد احد الزوجین اور عدم کفائت کو بعد الدخول حقیقۃ او حکما اسقط فی الشرح وجزم بان قولہ الآتی ان وطئت راجع للجمیع بعد دخول کے دخول حقیقی ہو جیسے کہ وطی یا دخول حکمی چنانچہ خلوت مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین حقیقۃ او حکما کو ساقط کر دیا ہی اور یہ یقین کیا ہی کہ اسکا آئندہ قول یعنی ان وطئت سب کو شامل ہی یعنے عدت بالحیض اور عدت بالاشہر کو تو یہان حقیقۃ اور حکما کہنا کچھ ضرور نہین اسواسطے کہ وطی حقیقی اور حکمی دونون کو شامل ہی ثلث حیض کوامل لعدم تجزی الحیضۃ حرہ مذکورہ کی عدت پوری تین حیض ہین بسبب عدم قسمت پذیری حیض کے یعنی بموجب نص قرآنی جب عدت کے تین حیض کامل ٹھہرے تو اگر عورت کو حیض کے اندر طلاق ہوئی تو لازم تھا کہ اسکی تکمیل بعض حیض رابع سے کیجاوے لیکن چونکہ اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ حیض تجزی اور انقسام کے لائق نہین لہذا کل حیض رابع عدت ممتد ہوگی اور حیض اول بسبب نقصان کے کالعدم ہی فالاولی لتعرف براءۃ الرحم والثانیۃ لحرمۃ النکاح والثالثۃ لفضیلۃ الحریۃ جب معلوم ہوا کہ عدت تین حیض ہین تو اب اسکے مشروع ہونے کی حکمت دریافت کرنا چاہیے تو پہلا حیض واسطے دریافت ہونے صفائی رحم کے ہی اسواسطے کہ اگر حمل ہوتا تو حیض نہ آتا اور دوسرا حیض واسطے تعظیم نکاح کے یعنی تاکہ زوجہ زوال نعمت نکاح کا تاسف کرے کہ عفت اسکو حاصل تھی اور کھانے کپڑے کا کچھ اسکو فکر نہ تھا اور تیسرا حیض واسطے فضیلت آزادی کے اسواسطے کہ لونڈی کی عدت دو حیض ہین تو واسطے امتیاز اور عزت حرہ کے تیسرا حیض زیادہ ہوا کذا فی البحر الرائق اور یہ بھی احتمال ہی کہ واسطے احتیاط نسب کے تین حیض کو مقرر فرمایا کہ شاید حیض اول استحاضہ ہو اسواسطے کہ استحاضہ حمل مین بھی ہوتا ہی اور تین بار حیض کا آنا قاطع ہی احتمال کا کذا عدۃ ام ولد مات مولاہا او اعتقہا لان لہا فراشا کالحرۃ مالم تکن حاملا او آئسۃ او محرمۃ علیہ اور اسیطرح عدت اس ام ولد کی بھی تین کامل حیض ہین جسکا مالک مرگیا یا اسکو اسنے آزاد کر دیا اسواسطے کہ ام ولد کو بھی ہمبستری ثابت ہی مانند حرہ کے یہ عدت ام ولد کی اسوقت تک ہی جب تک وہ حاملہ اور آئسہ اور مالک پر حرام نہو اور اگر حاملہ ہوگی تو تا وضع حمل اسکی عدت ہی اور اگر آئسہ ہوگی تو تین مہینے اسکی عدت ہی اور اگر مالک پر حرام ہوگئی ہو کسی سبب سے تو کچھ عدت نہین اور مالک پر حرام ہونے کی یہ صورت ہی کہ غیر کے نکاح یا عدت مین ہو یا مولی کے فرزند نے بشہوت تقبیل کی ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الخانیۃ ولو مات مولاہا وزوجہا ولم یدر الاول تعتد باربعۃ اشہر وعشر او بالابعد الاجلین بحر اور اگر مولے ام ولد کا اور زوج اسکا مرگیا اور معلوم نہین کہ کون پہلے مرا تو وہ عدت چار مہینے دس دن کرے یا کہ جو دو مدتون مین بعید تر ہی اسکو عدت ٹھہراوے کذا فی البحر الرائق ہم اگر معلوم ہو کہ مولی پہلے مرگیا تو ام ولد پر عدت نہین اور اگر زوج کی موت اول ثابت ہو تو اسکے دو مہینے پانچ دن عدت ہین اور اگر مولی زوج کی عدت مین مرگیا تو کچھ عدت نہین اور اگر مولی بعد عدت زوج کے مرگیا تو تین حیض کامل اسکی عدت ہی اور اگر مولی اور زوج کی موت کا تقدم اور تاخر معلوم نہو تو اسکی تفصیل بحر الرائق مین یون ہی کہ اگر اسقدر معلوم ہو کہ دونون کی موت مین دو مہینے اور پانچ دن کی مدت سے کمتر ہی تو اس صورت مین ام ولد کی عدت چار مہینے اور دس دن کی ہی احتیاطاً بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور اگر معلوم ہو کہ دونون کی موت مین دو مہینے اور پانچ دن کی مدت یا زیادہ گذر گئی ہی تو اسکی عدت چار مہینے اور دس دن ہین باعتبار استکمال تین حیض کے اور اگر دونون کی موت کے درمیان کی مدت معلوم نہو اور یہ معلوم ہو کہ کون پہلے مرگیا تو امام کے نزدیک چار مہینے دس دن کی عدت ہی بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور صاحبین کے نزدیک ابعد الاجلین عدت ہی یعنی چار مہینے اور دس دن باستکمال حیض اور ابعد الاجلین کی تفسیر اور توضیح بعد تین ورق کے آویگی کذا فی حاشیۃ المدنی ولا ترث من زوجہا لعدم تحقق حریتہا یوم موتہ اور ام ولد وارث نہوگی اپنے زوج کی سب صورتون مین بسبب نہ ثابت ہونے آزادی ام ولد کے اپنے زوج کی موت کے دن ولا عدۃ علی امۃ ومدبرۃ کان یطاہا لعدم فراش جوہرہ اور عدت نہین لونڈی پر اور مدبرہ پر جس سے مولے وطی کرتا تھا بسبب نہ ثابت ہونے فراش کے کذا فی الجوہرہ ولہذا لونڈی اور مدبرہ کے ولد کا نسب مولی سے ثابت نہوگا بدون اقرار مولی کے بخلاف ام ولد کے کہ اسکا فراش مثل حرہ کے ثابت ہی یہانتک کہ اسکے ولد کا نسب مولی سے ثابت ہی بدون اقرار کے بھی وکذا موطؤۃ بشبہۃ

[illegible] فاسد بوقت الموت والا فقد تعلق [illegible] بعض کی عدت [illegible]

[illegible] عورت [illegible] اپنے [illegible] کے پاس [illegible] ساتھ [illegible]

[illegible] موقت [illegible] عورت [illegible]

[illegible] متعلق [illegible] جسکی عدت [illegible]

[illegible] عدت وفات [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیة [illegible]

[illegible] عورت [illegible] حیض نہیں آیا [illegible]

[illegible] امیدی کی عمر کو [illegible] پچپن برس کی ہوئی اور [illegible]

بالشهور ان حاضت [illegible] ان تبلغ حد الایاس جو عورت بسبب مرض کے [illegible]

اسکو حیض نہ آیا [illegible] اس مسئلہ سے خارج ہو گئی [illegible] یعنی طہر والی جسکو حیض ایک بار آیا پھر [illegible] ہو گئی عدت

[illegible] تین مہینے کے نہیں بلکہ اسکی عدت باعتبار حیض کے ہوگی یا اتنی کہ امیدی کی حد کو پہونچے یعنی پچاس یا پچپن برس [illegible]

[illegible] پچاس یا پچپن برس کی ہو گی تب تین مہینے کی اسکی عدت ہو گی [illegible]

[illegible] الروایات [illegible] اور جو روایت کہ شرح وہبانیہ میں ہے کہ یعنی طہر والی کی عدت نو مہینے [illegible]

[illegible] روایات معتبرہ کے سوا کوئی مفتی حنفی مذہب کا فتوی [illegible] عبارت شارح سے [illegible] کہ اسکی عدت نو مہینے [illegible]

جوان عورت کو چھ مہینے تک حیض نہ آوے تب وہ تین مہینے کی عدت کرے [illegible] اور تین ماہ کر نو مہینے [illegible] شرنبلالی نے شرح وہبانیہ میں کہا کہ اگر جوان عورت

کو چھ مہینے تک حیض نہ آیا اور بعد اسکے اُسنے تین مہینے کی عدت کی اور قاضی نے اسپر حکم دیا تو جائز ہے اسواسطے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے [illegible]

ہے اور بعضوں نے کہا اس روایت پر فتوی ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک کا انتہی اور شرح زاہدی میں کہا کہ بعضے ہمارے اصحاب [illegible] امام مالک کے قول پر فتوی دیتے

ہیں اس مسئلہ میں بنا بر ضرورت و مجبوری کے اور جامع الفصولین و شرح منظومہ میں بھی انقضاے عدت نو مہینے [illegible]

کی روایت معتمدہ کے مخالف ہے تو لائق فتوی کے نہیں نہر الفائق میں کہا کہ اس روایت پر فتوی دینے کی کچھ ضرورت نہیں [illegible]

کرتا ہے کہ وہ بموجب اپنے مذہب کے عمل کریگا طحطاوی نے کہا کہ نہر الفائق کا قول غیر مسلم ہے اسواسطے کہ بقول حموی [illegible] مذہب [illegible]

میں اور وہاں قاضی مالکی نہیں پھر کسکے پاس مقدمہ کرے اور فتوی دینا بقول مالک عین تقلید ہے [illegible]

[illegible] النکاح [illegible] مذہب الامام الشافعی [illegible] قال ابو حنیفة [illegible]

فتوی دیا جاوے امام مالک کے قول پر اور حالانکہ خلاصہ کی کتاب النکاح میں یوں مذکور ہے کہ اگر حنفی مذہب والے کو [illegible]

[illegible] حنفی مذہب پر واجب ہے کہ یوں کہے کہ امام ابو حنیفہ نے اس امر میں یوں کہا ہے اور اگر قاضی مالکی [illegible]

تو اسکا حکم نافذ ہوگا یعنی حنفی مذہب اسکو توڑ نہیں سکتا اسواسطے کہ امر مجتہد فیہ بسبب حکم قاضی کے محکم ہو جاتا ہے [illegible]

حنفی مذہب باوجود سوال مذہب شافعی کے بموجب امام اعظم کے مذہب کے جواب اسواسطے دے کہ ہر شخص پر واجب ہے [illegible]

غیر کا قول خطا محتمل الصواب ہے لیکن [illegible] اپنے قول کو صواب محتمل الخطا جانتا ہے اور غیر کے قول کو خطا محتمل الصواب

اعتقاد کرتا ہو اور مقلد پر غیر مذہب کو خطا اعتقاد کرنا واجب نہیں بلکہ فقہا نے تصریح کر دی ہو کہ تقلید مفضول کی جائز ہو باوجود فاضل کے حالانکہ
مفضول کی خطا زیادہ تر ہو فاضل سے چنانچہ صاحب بحر الرائق نے اپنے بعض رسائل مین اسکو بیان کیا ہو اور اسیواسطے حموی نے کہا ہو کہ صاحب نہر الفائق
نے جو خاصہ کے قول سے اپنی بحث کی تقویت کی ہو وہ مسلم نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وقد نظمہ شیخنا الخیر الرملی فقال ؎ لممتدۃ طہر بتسعۃ اشہر ونا حکمہ
بان مالکی یقرر* ومن بعدہ لا وجہ للنقض ہکذا* یقال بلا نقص علیہ ینظر* شارح کہتا ہو اور البتہ نظم کیا ہو اسکو ہمارے استاد خیر الدین رملی حنفی نے سو
یون فرمایا ہو کہ واسطے اس عورت کے جسکا طہر ممتد ہو نو مہینے پوری عدت ہو اگر مالکی قاضی اسکا حکم کر کے ثابت کر دے اور بعد حکم قاضی مالکی کے
کوئی وجہ نہین اس حکم توڑنے کی یعنی قاضی حنفی اس حکم کو نہین اٹھا سکتا ایسا ہی قول کہنا چاہیے بلا خلل جسپر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا ہو وقاعدۃ اصل مین
وقاعدہ ہو لیکن بضرورت نظم ہمزہ کو محذوف کر دیا اور بعضے نسخون مین یقدر بجائے یقرر کے ہو طحطاوی نے کہا کہ جو اعتراض اس قول پر وارد ہوتا ہو سو مذکور
ہوچکا یعنی اکثر ملکون مین مالکی قاضی میسر نہین تو وہان نہایت مشقت اور تنگی ہوگی واما ممتدۃ الحیض فالمفتی بہ کما فی حیض الفتح تقدیر طہرہا بشہرین فستۃ اشہر
للاطہار وثلث حیض بشہر احتیاطاً اور جب عورت کا حیض دراز ہوجاوے یعنی ہمیشہ خون جاری رہے اور وہ اپنے حیض کی عادت بھول جاوے تو قول
مفتی بہ جو فتح القدیر کے باب الحیض مین مذکور ہو یہ ہو کہ اسکے طہر کا اندازہ دو مہینے ہین تو اس حساب سے کل عدت اسکی سات مہینے ہین چھ مہینے تین طہر کے اور
ایک مہینہ تین حیض کا بنابر احتیاط کے اور یہ قول حکم کا ہو اور غیر مفتی بہ مرغینانی کا قول ہو کہ اسکے نزدیک اس عورت کی عدت تین مہینے ہین اور اگر عورت
کا خون ہمیشہ جاری ہو اور اسکو اپنے حیض کی مدت یاد ہو تو بموجب اپنی عادت کے حساب کرے کذا فی البحر الرائق اور اگر شارح بجائے ممتدۃ الحیض کے مستحاضہ کا لفظ
کہتا تو خوب تھا اسواسطے کہ حیض دس دن سے زیادہ نہین ہوتا کذا فی حاشیۃ المدنی ثلثۃ اشہر بالاہلۃ لو فی الغرۃ والا فبالایام بحر وغیرہ یعنی صغیرہ اور آئسہ اور بالغہ غیر
حائضہ کے حق مین تین مہینے کی عدت ہو اگر طلاق پہلی تاریخ واقع ہوئی تو حساب ہر مہینہ کا ہلال سے ہوگا اور اگر درمیان مہینے کے طلاق واقع ہوئی تو حساب ہر
مہینے کا دنون سے ہوگا یعنی ہر مہینہ تیس دن کا کذا فی البحر الرائق وغیرہ ان وطئت فی الکل ولو حکما کالخلوۃ ولو فاسدۃ کما مر عدت مذکورہ واجب ہوگی اگر عورت سے وطی ہوئی
ہو جمیع مسائل مذکورہ مین اگرچہ وطی حقیقی نہین بلکہ حکمی وطی ہو چنانچہ خلوت اگرچہ خلوت فاسدہ ہو چنانچہ اسکا بیان باب المہر مین ہوچکا شارح نے خلوت کو مطلق
کہا یعنی خلوت صحیحہ اور فاسدہ دونون سے عدت لازم ہوتی ہو اور یہی قول صحیح ہو اور ابتداے باب العدۃ مین فقط خلوت صحیحہ کو سبب علیت کا کیا موافق قدوری کے
قول کے جو غیر صحیح ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولو صبیا تجب العدۃ لا المہر قنیہ اور اگر زوج شیر خوار ہو اور بعد خلوت کے فراق ہو تو عدت بالاتفاق واجب ہوگی اور
امام محمدؒ کے نزدیک مہر واجب ہوگا کذا فی القنیہ صورت فراق شیر خوار کی یہ ہو کہ شیر خوار کے باپ نے اسکا نکاح فاسد کر دیا اور بعد خلوت کے بحکم قاضی تفریق ہوئی
کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والمدنی و عدۃ الموت اربعۃ اشہر بالاہلۃ لو فی الغرۃ کما مر و عشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت اور عدت زوج کی
موت کی چار مہینے مین بحساب ہلال کے اگر موت پہلی تاریخ ہوئی ہو چنانچہ بیان اسکا ہوچکا اور دس دن یعنی چار مہینے دس دن عدت موت ہی بشرط باقی رہنے
نکاح کے صحیح موت تک اسواسطے کہ نکاح فاسد مین مرد کی موت سے عدت وفات کی نہین اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ کو خرید کیا پھر بدل کتابت ادا کر کے مر گیا تو اسکی زوجہ پر
عدت وفات نہین اسواسطے کہ موت کے وقت نکاح باقی نہین بسبب آزاد ہونے مکاتب کے اداے بدل کتابت سے پھر جب وہ قبل موت کے آزاد ہوا تو اپنی زوجہ کا مالک ہوا اور
حالانکہ ملک احد الزوجین سے نکاح باقی نہین رہتا مطلقاً وطئت اولا ولو صغیرۃ او کتابیۃ تحت مسلم ولو عبدا فلم یخرج عنہا الا الحامل عدت وفات مطلقا واجب ہو
عورت کی وطی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اگرچہ زوجہ صغیرہ یا کتابیہ ہو نیچے مسلمان کے اگرچہ مسلم غلام ہو تو زوج کی موت مین کسی زوجہ کی عدت چار مہینے اور دس دن
سے خالی نہین سواے حاملہ کے کہ اسکی عدت بعد وضع حمل ہو قلت وعم کلامہ ممتدۃ الطہر لم تحض وہی واقعۃ الفتوی لم ارہا فلان فراجعہ شارح کہتا ہو کہ کلام مصنف کا
یعنی عدت وفات مین ممتدۃ طہر کو بھی شامل ہو ممتدۃ طہر کی مثال جیسے دودھ پلانے والی عورت کہ اسکو اکثر حیض نہین ہوتا مدت تک اور اس مسئلہ کا فتوی مطلوب ہوا اور

[illegible] کسی کتاب پر فتویٰ [illegible] تعیین کیا ہو [illegible] اقوال [illegible] تصحیح [illegible]
اور عدت وفات [illegible] تین مہینے [illegible] کتب [illegible] قول [illegible]
تحقیق [illegible] التمرتاشی [illegible] مہینے [illegible] حیض [illegible] عدت [illegible]
[illegible] عدت [illegible]
[illegible] فی امۃ لم تحض [illegible] وفات عنہا زوجہا [illegible]
سبب [illegible] بعد بلوغ کے [illegible] واسطے طلاق یا فسخ کے [illegible] عدت [illegible]
ہے یعنی [illegible] کی عدت [illegible] صورتوں میں [illegible] ہو سکتی ہے لہذا [illegible] کی عدت بیان [illegible] تو صغیرہ اور آئسہ [illegible] حیض کی عدت طلاق و فسخ [illegible]
حیضہ ہو اور عدت [illegible] مہینے پانچ دن ہو وفی حق الحامل مطلقاً ولو امۃ او کتابیۃ او من [illegible] وضع الحمل [illegible]
التتارخانیہ و تنقضی بوضع جمیع ما فی البطن اور حاملہ کے حق میں مطلقاً اگرچہ حاملہ لونڈی ہو یا کتابیہ ہو یا حاملہ از زنا ہو [illegible]
نکاح کیا اس صورت سے [illegible] اگرچہ وطی [illegible] تا وضع حمل حرام [illegible] کی عدت بوضع حمل ہو گی کذا فی
جواہر الفتاوی و تنقضی بوضع جمیع [illegible] عدت ہو حاملہ کی اسواسطے کہ حمل نام ہے جمیع ما فی البطن کا تو اگر [illegible] ایک لڑکا جنی اور بعد مہینے کے دوسرا لڑکا جنی تو اسکی عدت
پچھلے لڑکے سے منقضی ہو گی [illegible] وفی البحر خروج اکثر الولد کالکل فی کل الاحکام الا فی حلہا للازواج احتیاطاً [illegible] اکثر بدن
ولد کا مانند نکلنے کل بدن کے ہو سب احکام میں مگر عورت کے حلال ہونے میں واسطے ازواج کے [illegible] بنا بر احتیاط کے یعنی اگر حاملہ کے
پیٹ سے اکثر بدن ولد کا نکل آیا [illegible] تو عدت تمام [illegible] بنا بر احتیاط کے کہ جمیع حمل کا
وضع نہیں ہوا ولا عبرۃ بخروج الراس ولو مع الاقل فلا قصاص [illegible] سر نکلنے کو اگرچہ قدرے بدن کے ساتھ سر نکلا ہو تو [illegible] نکلنے
سے عدت آخر نہ ہو گی اور قصاص بھی نہ ہو گا اسکے قطع کرنے میں بلکہ [illegible] خون بہا بھی واجب نہ ہو گا بلکہ [illegible] لازم ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی اور اگر
حمل گر گیا تو اگر کچھ اعضاء [illegible] معلوم ہوتے ہوں تو عدت آخر ہو گی اور اگر خون بستہ یا گوشت کا لوتھڑا گرا تو عدت منقضی نہیں ہوئی کذا فی [illegible]
[illegible] عن البدائع [illegible] ولو [illegible] لاقل من سنتین [illegible] ثابت نہیں ہوتا [illegible] سر نکلنے سے عورت بائنہ کے پیٹ سے اگر [illegible]
برس سے سر نکلا پھر اسکا باقی بدن بعد دو برس کے نکلا [illegible] زوجہا المیت صغیر غیر مراہق وولدت لاقل من نصف حول من موتہ فی الاصح
لعدم [illegible] الاحبال عدت حاملہ کی وضع حمل ہو اگرچہ [illegible] اسکا جو مر گیا ہو صغیر [illegible] قریب البلوغ [illegible] صغیر کی زوجہ [illegible] چھ مہینے سے [illegible]
موت زوج سے بنا بر قول اصح کے [illegible] صغیر سے حمل متصور نہیں لیکن انقضائے عدت بدون وضع حمل کے نہیں بسبب عموم آیت قرآنی کے حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے اسمیں خصوصیت بالغ کی نہیں فرمائی تو صغیر اور کبیر کی موت یکساں ہو گئی اور یہ قول امام اور محمد کا ہے بخلاف
ابی یوسف کہ انکے نزدیک موت کی عدت لازم ہے نہ حمل کی وفیمن حبلت بعد موت الصبی بان لم تضع لاقل من [illegible] عدۃ الموت اجماعاً
لعدم الحمل حین الموت اور اس عورت کے حق میں جو حاملہ ہو گئی بعد موت صغیر کے اسطرح کہ جنی چھ مہینے یا زیادہ میں موت کے بعد سے تو اسکو موت کی عدت لازم
ہو بالاجماع بسبب نہ ثابت ہونے حمل کے صغیر کی موت کے وقت [illegible] بعد موت صغیر کے حمل حادث [illegible] بخلاف پہلی صورت کے ولا نسب فی [illegible]
للصبی اور نسب ولد کا صغیر سے ثابت نہیں دونوں صورتوں میں اسواسطے کہ صغیر [illegible] منی نہیں [illegible] تو ولد کہاں [illegible]
[illegible] ثبوت نسب [illegible] قریب البلوغ [illegible] بنا بر احتیاط کے کذا فی فتح القدیر قریب البلوغ دس برس کے لڑکے کو کہتے ہیں [illegible]

ولو مات فی بطنہا ینبغی بقاء عدتہا الی ان ینزل او تبلغ حد الایاس نہر اور اگر لڑکا حاملہ کے پیٹ مین مرگیا تو اسکی بقا سے عدت اُسکے گرنے تک رہیگی یا یہ کہ عورت نا امیدی تک پہونچے کذا فی النہر الفائق م یہ مسئلہ امام اور صاحبین سے منقول نہین یہ تجویز ہی صاحب نہر کی شیخ رحمتی نے کہا کہ جب عورت نا امیدی کی عمر کو پہونچی تو تین مہینے کی عدت ہوگی لیکن یہ مخالف ہی عموم آیت قرآنی کے کہ حمل والیون کی عدت وضع حمل ہی اور شاید صاحب نہر الفائق نے حد ایاس سے دو برس پورے کا ارادہ کیا ہو نہ سن ایاس کا سو واسطے کہ فقہا کا یہ قول کہ لڑکا دو برس سے زیادہ پیٹ مین نہین ٹھہرتا نرد اور مردہ دونون کو شامل ہی کذا فی حاشیۃ المدنی ﴿و﴾ فی حق امراۃ الفار من الطلاق البائن ان مات وھی فی العدۃ ﴿ابعد الاجلین﴾ من عدۃ الوفاۃ وعدۃ الطلاق احتیاطاً

بان تتربص اربعۃ اشہر وعشرا من وقت الموت منہا ثلث حیض من وقت الطلاق قہستانی وفیہ قصور لانہا لو لم تر فیہا حیضا تعتد بعدہا بثلث حیض حتی لو امتد طہرہا تبقی عدتہا حتی تبلغ الایاس فتح اور زوجۂ فار کے حق مین طلاق بائن کی عدت اگر مرد مرگیا ہو عورت کی عدت مین تو ابعد الاجلین ہی یعنی عدت وفات اور عدت طلاق مین جو بعید تر ہی وہ عدت کرنا لازم ہی بنا بر احتیاط کے اسطرح پر کہ چار مہینے اور دس دن انتظار کرے موت کے وقت سے اسی چار مہینے دس دن مین تین حیض بھی گذر جائین شروع طلاق سے کذا ذکرہ القہستانی اور اس بیان مین قصور ہی یعنی ابعد الاجلین کی تفسیر جو قہستانی نے کی پوری نہین کہ سب صورتون کو شامل نہین اسواسطے کہ اگر عورت نے چار مہینے دس دن مین حیض نہ دیکھا تو وہ بعد چار مہینے دس دن کے تین حیض کی عدت کرے جتنے دنون مین ہو یہانتک کہ اگر عورت کا طہر دراز ہو جاوے حیض نہ آوے تو اسکی عدت باقی رہیگی نا امیدی کی عمر تک کذا فی فتح القدیر اور بعد پچاس برس کے تین مہینے کی عدت ہوگی م تفسیر ابعد الاجلین کی آسان طریق پر موافق فتاوی قاضیخان کے یون ہی کہ اگر چار مہینے دس دن مین تین حیض بھی گذر جاوین تو عدت منقضی ہوگئی اور اگر چار مہینے دس دن ہو چکین اور تین حیض نہو چکین تو جبتک تین بار حیض نہوگا عدت آخر نہوگی اور اگر تین حیض قبل چار مہینے دس دن کے ہو چکین تو بدون تمام ہونے چار مہینے دس دن کے عدت منقضی نہوگی فائدہ عدت ابعد الاجلین چار صورتون مین ہوتی ہی ایک فار کی عورت جسکا بیان ابھی ہوا دوسری صورت یہ کہ زوج کی دو عورتین ہین اور اُسنے ایک کو معین کر کے طلاق دی پھر جبکہ دونون سے وطی کر چکا ہو اور دونون حیض والیان ہون پھر زوج مرگیا اور یاد نرہا کہ دونون مین سے مطلقہ کون ہی تو ہر عورت پر واجب ہی ابعد الاجلین تیسری صورت یہ کہ دو عورتون مین سے ایک کو بلا تعین تین بار طلاق دی اپنی صحت مین پھر مرگیا بدون بیان کئے تعین کے تو ہر عورت کی عدت ابعد الاجلین ہی چوتھی یہ صورت کہ دو عورتون مین سے ایک کو طلاق دی بلا تعین صحت مین پھر اپنے مرض الموت مین بیان کر دیا کہ فلانی کو طلاق دی تھی اور قبل انقضاے عدت طلاق مرگیا تو مطلقہ پر ابعد الاجلین کی عدت واجب ہوگی کذا فی فتاوی قاضیخان اور پانچوین صورت ابعد الاجلین کی وہ ہی جسکو شارح اسی باب مین مذکور کر چکا یعنی جس ام ولد کا مولی اور زوج دونون مرجاوین اور معلوم نہو کہ کون پہلے مرگیا وقید

بالبائن لان المطلقۃ الرجعی بالموت اجماعا اور فار کے زوجہ کی ابعد الاجلین عدت ہوسنے مین مصنف نے طلاق بائن کی قید لگائی اسواسطے کہ اسکی مطلقہ رجعی کی عدت وہ ہی جو موت کی عدت ہی بالاتفاق یعنی چار مہینے دس دن کی عدت ہی خواہ اسمین تین حیض ہون یا نہون ﴿والعدۃ﴾ فیمن ﴿عتقت فی عدۃ رجعی لا عدۃ البائن ولا الموت ان تتم کعدۃ حرۃ﴾ اور عدت اُس لونڈی کے حق مین جو آزاد ہوگئی طلاق رجعی کی عدت مین نہ طلاق بائن کی عدت مین اور نہ موت کی عدت مین یہ ہی کہ پوری کرے عدت کو مانند حرہ کی عدت کے یعنی لونڈی کے زوج نے اسکو طلاق رجعی دی تو اسکی عدت تھی دو حیض یا ڈیڑھ مہینہ لیکن ہنوز اسکی عدت منقضی نہوئی تھی کہ اُسکے مولی نے اسکو آزاد کر دیا تو اب اُسپر حرہ کی عدت پوری لازم ہوگئی یعنی تین حیض کی عدت اور اگر صغیرہ یا آئسہ ہو تو تین مہینے کی عدت ﴿و﴾ عتقت فی احدہما ای البائن او الموت ﴿فکعدۃ امۃ﴾ لبقاء النکاح فی الرجعی دون الاخرین اور اگر لونڈی آزاد ہوئی طلاق بائن یا زوج کی موت مین تو اسکی عدت مانند لونڈی کی عدت کے ہی بسبب باقی رہنے نکاح کے طلاق رجعی مین نہ بائن اور موت مین یعنی چونکہ رجعی مین نکاح قائم ہی لہذا مطلقہ رجعی کی عدت مانند حرہ کے ہی بخلاف بائن اور موت کے ﴿و﴾ قد ﴿تنتقل العدۃ﴾ سنا کا بۃ صغیرۃ منکوحۃ طلقت رجعیا فتعتد بشہر ونصف

[illegible] اذا حاضت [illegible]

[illegible]

[illegible] انقضاء عدت کے [illegible] تین حیض کے [illegible]

[illegible] مہینے کی [illegible] تین مہینے [illegible] تین حیض کی عدت [illegible]

تین حیض کے [illegible] تو اب [illegible] مہینے [illegible] پانچ بار انتقال ہوا اور [illegible]

[illegible] صورت کو بھی انتقال [illegible]

واستانفت بالحيض [illegible] الى الموت [illegible] كما في النهاية واختاره في الهداية

[illegible] المصير اليه [illegible] مہینوں کی عدت [illegible] حیض [illegible]

عادت قدیم [illegible] کہ اگر [illegible] حیض [illegible]

جو صرف مہینوں کی عدت باطل ہو گئی اور [illegible] سوا اسکے کہ تین عدت حیض [illegible] تو اب وہ عورت سرے سے عدت کو بحساب حیض شروع

کرے اسواسطے کہ عدت بالاشہر جانشین تھی عدت [illegible] ہونے کی یہ ہے کہ اصل سے ناامیدی متحقق ہو اور تحقق ناامیدی بسبب ناامیدی

دائمی کے ہے اور موت تک [illegible] تو اس صورت [illegible] ناامیدی [illegible] اور اسکے [illegible] حیض [illegible]

استیناف عدت ظاہر روایت ہے کذا فی النہایہ [illegible] البحر الرائق میں بعد نقل کرنے اس قول کے

جنکی تصحیح ہو چکی ہے یون کہا [illegible] ثابت [illegible] مصنف [illegible] حیض جاری ہونے کی [illegible] چند قول ہیں لیکن ترجیح

میں کثرت سیلان [illegible] ذکر کیا اسواسطے کہ [illegible] معراج الدرایہ میں اسی قول پر فتوی ہے لکن اختار البہنسی [illegible] والشہید [illegible]

قبل تمام الاشهر استانفت لا بعدها [illegible] صدر الشريعة [illegible] اتفاقي [illegible] المصنف في باب الحيض [illegible] فالنكاح جائز [illegible] المستقبل

بالحيض كما في الخلاصة وغيرها وفي المجتبى [illegible] الفتوى وفي [illegible] القدوري وهذا التصحيح اولى من تصحيح الهداية وفي

النهر انه اعدل الاقوال [illegible] لیکن اختیار کیا ہے بہنسی نے جسکو شہید نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر [illegible] سے قبل تمام ہونے

تین مہینے کے حیض کو دیکھا تب تو عدت مہینوں کی باطل ہو گئی سرے سے حیض کی عدت شروع کرے اور بعد تمام ہونے تین مہینے کے

حیض دیکھا تو عدت پوری ہو گئی اب استیناف عدت کا نہ کرے شارح کہتا ہے [illegible] صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں [illegible] اتفاقی [illegible] پسند کیا ہے

اور اسی قول کو مصنف نے باب الحیض میں ثابت رکھا ہے [illegible] قول مختار کے بعد تین مہینے کے نکاح [illegible] ثانی کا جائز ہے [illegible]

میں اگر زوج ثانی طلاق دیوے عورت بحساب حیض عدت کرے چنانچہ اسی کی تصحیح کی ہے خلاصہ وغیرہا میں [illegible] مجتبی میں کہا ہے [illegible] صحیح اور مختار ہے

اور اسی پر فتوی ہے اور تصحیح قدوری میں یون ہے کہ تصحیح اس قول کی بہتر ہے تصحیح ہدایہ سے اور نہر الفائق میں کہا ہے کہ یہی قول سب [illegible] میں معتدل تر ہے

اور پوری تقریر اسکی شارح کی اُس شرح میں ہے جو ملتقی الابحر پر لکھی [illegible] والصغيرة لو حاضت بعد تمام الاشهر لا تستانف اما اذا حاضت في اثنائها استانفت

كما تستانف العدة بالشهور من حاضت حيضة او ثنتين ثم ايست تحرزا عن الجمع بين الاصل والبدل [illegible] حیض آ [illegible] تمام ہونے تین

مہینے کے تو استیناف عدت کا حیض سے نہ کرے [illegible] درمیان عدت کے حیض آ [illegible] تین مہینے کے اندر آوے تو حیض سے عدت شروع کرے چنانچہ

استیناف عدت کا مہینوں سے وہ عورت کرتی ہے جسکو [illegible] آیا پھر [illegible] یعنی پچپن برس کو پہنچی [illegible] عدت [illegible]

کا حکم اسواسطے ہوا تاکہ جمع ہو جانے اصل اور بدل سے بچاؤ رہے اسواسطے کہ بدل درصورت تعذر اصل ہوتا ہی تو کچھ عدت اصل ہو اور کچھ بدل جائز نہین
والایاس سنتہ لا رومیۃ وغیرہا خمس وخمسون عند الجمہور وعلیہ الفتوی وقیل الفتوی علی خمسین نہر اور ایاس یعنی ناامیدی کی عمر خواہ عورت روم کی
رہنے والی ہو خواہ اور کسی ملک کی پچپن برس ہی نزدیک اکثر فقہا کے اور اسی قول پر فتوی ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ پچاس برس پر فتوی ہی کذا فی
النہر الفائق امام محمد سے روایت ہی کہ روم کی عورت مین حد ایاس پچپن برس اور اسکے سوا مین ساٹھ یا ستر برس لیکن اس روایت پر فتوی نہین کذا فی
البحر الرائق وفی البحر عن الجامع صغیرۃ بلغت تلثین سنۃ ولم تحض حکم بایاسہا اور بحر الرائق مین جامع سے منقول ہی کہ صغیرہ تیس برس کو پہونچی اور اسکو حیض نہ آیا
تو اسپر ایاس کا حکم کیا جاویگا وعدۃ المنکوحۃ نکاحاً فاسداً فلا عدۃ فی باطلہ وکذا موقوف قبل الاجازۃ اختیار لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب
بحر اور عدت منکوحہ بنکاح فاسد کی حیض ہی تو نکاح فاسد کی قید سے نکاح باطل نکل گیا کہ اسمین عدت نہین نکاح باطل یہ کہ غیر کی عورت سے
دانستہ نکاح کرے اور اسی طرح نکاح موقوف مین قبل اجازت کے عدت نہین کذا فی الاختیار نکاح موقوف جیسے نکاح فضولی کا یا نکاح غلام یا
لونڈی کا بلا اذن مولی لیکن حق یہ ہی کہ نکاح موقوف مین عدت اور نسب ولد کا ثابت ہی کذا فی البحر الرائق والموطوءۃ لشبہۃ ومنہ تزوج امرأۃ الغیر
غیر عالم بحالہا کما سیجئ والموطوءۃ بشبہۃ ان تقیم مع زوجہا الاول وتخرج باذنہ فی العدۃ لقیام النکاح بینہما وانما حرم الوطی حتی تلزمہ نفقتہا وکسوتہا بحر یعنی
اذا لم تکن عالمۃ راضیۃ کما سیجئ اور عدت اس عورت کی جسکی وطی بشبہہ ہوئی اور منجملہ وطی بشبہہ غیر کی عورت سے نکاح کر لینا ہی نادانستہ چنانچہ آخر
باب مین آویگا اور اگر مرد نے دانستہ غیر کی عورت سے نکاح کیا تو وہ شبہہ نہین صریح زنا ہی تو اسمین عدت نہین اور جسکی وطی بشبہہ ہو گئی اسکو اپنے اول
زوج کے پاس رہنا جائز ہی اور نکلنا گھر سے اسکی اجازت سے عدت مین لازم ہی بسبب قائم رہنے نکاح کے دونون مین اور زوج اول کو حرام تو فقط وطی
ہی عدت تک قیام نکاح کا یہانتک ثابت ہی کہ زوج اول کو عورت کا نفقہ اور لباس دینا لازم ہی کذا فی البحر الرائق شارح کہتا ہی نفقہ زوج اول پر اسوقت
لازم ہوگا جبکہ عورت واقف اور راضی نہو یعنی دونون قیدین یا ایک قید ضرور ہی وجوب نفقہ مین چنانچہ اگر عورت واقف ہو کہ یہ شخص میرا زوج نہین
لیکن بجبر اسکو مرد کے پاس شب زفاف مین کر دیا ہو اور مرد سے کہا ہو کہ یہ تیری عورت ہی اور وقت وطی کے ہرچند عورت نے کہا ہو کہ مین غیر کی زوجہ ہون لیکن
اسنے اعتبار نہ کیا ہو اور تلوار سے دھمکایا ہو تو اس صورت مین کسی پر حد نہین مرد پر بسبب شبہہ کے اور عورت پر بسبب جبر کے اور عدت بعد وطی کے اسپر واجب ہوگی
اور نفقہ زوج اول پر لازم ہوگا اسواسطے کہ عورت کا کچھ قصور نہین کذا فی حاشیۃ المدنی وام الولد فلا عدۃ علی مدبرۃ ومعتقۃ غیر الآئسۃ والحامل فان
عدتہما بالاشہر والوضع اور عدت ام ولد کی تو اس قید سے مدبرہ اور معتقہ پر عدت نہین دران حالیکہ ام ولد آئسہ اور حاملہ نہو اسواسطے کہ عدت آئسہ کی تین مہینون
سے ہی اور عدت حاملہ کی بوضع حمل ہی الحیض للموت ای بموت الواطی وغیرہ کفرقۃ ومتارکۃ لان عدۃ ہولاء لتعرف براءۃ الرحم وبالحیض ولم یکتف
بحیضۃ احتیاطاً یعنی عدت منکوحہ بنکاح فاسد اور موطوءہ بشبہہ اور ام ولد کی بشرط عدم ایاس اور حمل کے فقط تین حیض ہین وطی کرنے والی کی عدت مین
بھی حیض کی عدت ہی نہ مہینون کی اور غیر موت مین بھی تین حیض ہی کی عدت ہی غیر موت کی عدت جیسے نکاح فاسد مین فرقت ہوئی ہو بحکم قاضی یا اتہام
ترک وطی کے عزم کا ایسی عورتون کی عدت بالحیض ہوئی نہ بالاشہر اسواسطے کہ عدت انکی محض اسواسطے دریافت کرنے صفائی رحم کے ہی اور یہ دریافت نہین ہوسکتا
مگر حیض سے اور ہرچند ایک حیض سے بھی صفائی معلوم ہو جاتی ہی لیکن ایک حیض پر کفایت نہ کی بلکہ بنابر احتیاط کے تین حیض مقرر ہوئے ولا اعتداد
بحیض طلقت فیہ اجماعاً اور اس حیض کا جسمین طلاق واقع ہوئی عورت پر شمار نہین عدت مین بالاجماع اسواسطے کہ قرآن سے حرہ کی عدت مین تین حیض
اور حدیث سے لونڈی کی عدت مین دو حیض ثابت ہین تو پورے حیض معتبر ہونگے نہ ناقص لہذا طلاق والا حیض ساقط الاعتبار ہی یعنی اسکے سوا تین اور
حیض حرہ مین اور دو حیض لونڈی مین لازم ہونگے واذا وطئت المعتدۃ لشبہۃ ولو من المطلق وجبت عدۃ اخری لتجدد السبب وتداخلتا والمرئی من الحیض منہما

[illegible] عدت اولی [illegible] ہوگی عدت ثانی عورت [illegible] شبہ سے [illegible] اگر [illegible]
[illegible] عدت [illegible] دونون عدتین [illegible] سبب [illegible] عدت [illegible]
[illegible] عدت [illegible] تمام [illegible] عدت [illegible] عورت [illegible]
[illegible] عورت [illegible] دونون عدتون [illegible]
[illegible] عدت ثانی کی مدت مین [illegible] حیض [illegible]
کی عدت تمام ہوگی [illegible] حیض [illegible] عدت [illegible] دوسری عدت [illegible] بیان [illegible] حیض
دونون عدتون مین [illegible] طلاق بائن کی معتدہ ہو [illegible] سے وطی بالشبہ مین اور طلاق رجعی کی عدت
مین [illegible] رجعت ثابت ہو [illegible] کذا فی حاشیۃ [illegible] معتدہ [illegible] عدتین اگر ایک
عدت مہینون کی ہو [illegible] عدت مین وطی بشبہ ہوگئی تو اگر پہلی عدت [illegible] دوسری کے [illegible] دوسری عدت [illegible] ایک
عدت مہینون کی ہو اور دوسری حیض کی [illegible] وفات جو یعنی ایک عورت [illegible] وفات [illegible] چار مہینے دس کی عدت مین تھی کہ اسکی وطی بالشبہ ہوگئی تو
دوسری عدت حیض کی ہوگی تو اگر چار مہینے دس دن مین تین حیض بھی ہوگئے تو دونون عدتین منقضی ہوگئیں [illegible] اگر اس مدت مین [illegible]
تو [illegible] اس مدت کے تین حیض کی عدت ثانیہ [illegible] واجب ہوگی کذا فی البحر الرائق فاذا حدث قوله [illegible] وعلم [illegible]
الوفاة [illegible] بالحمل کما [illegible] فی البدائع سو جب معلوم ہوا کہ [illegible] دو عدتون کا جیسا کہ حیض کی عدتون مین ہوتا ہے ویسا ہی مہینون کی عدت مین [illegible]
تو اگر مصنف [illegible] کو محذوف کرتا یعنی رؤیت حیض نہ مذکور کرتا تو دونون قسم کی عدتون کو شامل ہوتا اور [illegible] معتدہ کو بھی شامل ہوتا جو عدت
مین حاملہ ہوگئی تو اسکی عدت وضع حمل ہو [illegible] اس عورت کو دو عدتین لازم ہین ایک حیض کی دوسری [illegible] کی لیکن دونون عدتین وضع حمل سے منقضی
ہوجاتی ہین اسواسطے کہ حاملہ کو حیض نہین آتا کذا فی الکافی پھر حاملہ کی عدت وضع حمل ہے مگر معتدہ وفات کی عدت مہینون کے حساب سے [illegible]
ہوتا حمل سے چنانچہ گذر گیا اسکا بیان [illegible] صغیر مین جبکہ بعد موت صغیر کے وہ حاملہ ہوجاوے اور یہی روایت کی تصحیح کی بدائع مین [illegible] لبعد الطلاق و
بعد الموت علی الفور اور عدت کا شروع بعد طلاق اور بعد موت کے ہوتا ہے فی الفور بلا توقف وتنقضی العدة وان جهلت [illegible] بالطلاق والموت [illegible]
اجل فلا یشترط العلم بمضیه سواء اعترف بالطلاق او انکر اور آخر ہو جاتی ہے عدت اگرچہ عورت کو خبر نہو طلاق اور موت کی یعنی زوج نے طلاق دی اور
تین حیض ہوگئے یا زوج مرگیا اور چار مہینے دس دن گذر گئے عدت آخر ہوگئی عورت کو طلاق اور موت کی خبر ہو یا نہو اسواسطے عدت نام ہے مدت معین
کا سو گذر گئی تو اسکے گذر جانے کا علم شرط نہین خواہ زوج طلاق کا مقر ہو یا منکر فلو طلق امرأته ثم انکر واقیمت علیه بینة وقضی القاضی بالفرقة
کان ادعت علیه فی شوال وقضی به فی المحرم فالعدة من وقت الطلاق لا من القضاء بزازیه سو اگر زوج نے طلاق دی تھی عورت کو پھر منکر ہوگیا اور گواہون
نے اسکو ثابت کیا اور قاضی نے حکم دیا جدائی کا مثلاً عورت نے دعوی کیا کہ زوج نے اسکو شوال مین طلاق دی تھی اور حکم جدائی کا ہوا محرم مین تو عدت کی ابتدا طلاق
کے وقت سے ہوگی یعنی شوال سے نہ قاضی کے حکم دینے سے یعنی محرم سے کذا فی البزازیه وفی الطلاق المبهم من وقت البیان اور طلاق مبہم مین ابتداء عدت بیان کے وقت
سے ہوگی نہ طلاق سے ولو شهدا انه طلقها ثم لبعد [illegible] عدة فقضی بالفرقة فالعدة من وقت الطلاق لا القضاء اور اگر دو شاہدون نے گواہی دی عورت
کی طلاق کی پھر بعد چند روز کے عدالت شاہدون کی ثابت ہوئی پھر قاضی نے حکم جدائی کا دیا تو ابتداء عدت وقت طلاق سے ہوگی نہ قضا سے
بخلاف مالو اقر بطلاقها منذ زمان ماض فان الفتوی انها من وقت الاقرار مطلقا نفیا لتهمة المواضعة بخلاف صحح عدت کے کہ اگر زوج نے اقرار

کیا عورت کی طلاق کا شروع زمان ماضی سے. مثلاً رجب مین کہا کہ مین نے محرم مین طلاق دی تھی تو فتوی اسپر ہے کہ ابتداء عدت اقرار کے وقت سے
ہوگی مطلقاً خواہ عورت اسکی تصدیق کرے یا تکذیب یا کہے کہ مجھکو معلوم نہین یہ فتوی ہوا تاکہ موافقت و جین کی تہمت دور ہو جاوے یعنی احتمال ہے کہ خلاف
واقع اظہار انقضاء عدت مین زوج اور زوجہ موافق ہو گئے ہون کسی غرض سے مثلاً زوج کی یہ غرض ہو کہ پانچوین عورت سے نکاح کرے اور عورت کی یہ غرض
ہو کہ زوج ثانی سے نکاح کرے تو اس تہمت کے مندفع ہونے کے واسطے فتوی یہ ہوا کہ اقرار طلاق سے عدت شروع ہو نہ زمان ماضی سے لکن ان کذبتہ فی
الاسناد او قالت لا ادری وجبت العدۃ من وقت الاقرار ولہا النفقۃ والسکنی وان صدقتہ فکذلک غیر انہ ان وطئہا لزمہ مہران اختیار ولا نفقۃ
ولا سکنی ولا کسوۃ لہا لقبول قولہا بسقطہ لنفسہا لیکن اگر عورت نے تکذیب زوج کی اسناد مین کی یعنی زوج نے جو طلاق کو زمان ماضی کی طرف
منسوب کیا تھا اسکی تکذیب کی یا یہ کہ عورت نے کہا کہ مین نہین جانتی تو عدت واجب ہوگی وقت اقرار سے اور عورت کا نفقہ اور سکنی مرد پر لازم ہوگا اور اگر
عورت نے زوج کے طلاق دینے زمان ماضی کی تصدیق کی تو بھی اسی طرح عدت واجب ہوگی وقت اقرار سے سوائے اس بات کے کہ اگر زوج نے وطی کی ہوگی
بعد اسوقت کے جس مین ایقاع طلاق کا اظہار کرتا ہے تو دوسرا مہر اسپر لازم ہوگا بشرطیکہ طلاق بائن ہو کذا فی الاختیار اور عورت کا نفقہ لازم نہوگا اور نہ سکنی اور
نہ لباس بسبب مقبول ہونے عورت کے قول کے اسکی ذات کی مضرت پر کذا فی الخانیہ یعنی عورت خود قائل ہو چکی کہ میری عدت گذر چکی تو اسکا حق ساقط
ہوگیا وفیہا ابانہا ثم اقام معہا زمانا ان مقرا بطلاقہا تنقضی عدتہا لا ان منکرا اور خانیہ مین ہے کہ زوج نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر اسکے پاس رہا مدت تک
اگر مقر رہا اسکی طلاق کا تو عدت اسکی منقضی ہوگی اور اگر منکر ہے طلاق کا تو عدت نہ آخر ہوگی وفی اول طلاق جواہر الفتاوی ابانہا واقام معہا فان اشتہر
طلاقہا فیما بین الناس تنقضی والا وکذا لو خالعہا ان بین الناس واشہد علی ذلک تنقضی والا لا ہو الصحیح وکذا لو کتم طلاقہا لم تنقض زجرا انتہی وحینئذ
فمبدأہا من وقت الثبوت والظہور اور جواہر الفتاوی کی اول کتاب الطلاق مین یون ہے کہ زوج نے طلاق بائن دی عورت کو پھر اسکے ساتھ رہا کیا
سو اگر اسکا طلاق دینا لوگون مین مشہور ہو گیا تو عدت اسکی منقضی ہو گئی اور اگر طلاق مشہور نہین تو انقضاء عدت نہین اور اسی طرح اگر خلع کیا
عورت سے سو اگر خلع مشہور ہو گیا لوگون مین اور گواہ کیا لوگون کو اسپر تو عدت منقضی ہو گئی اور نہین تو نہین یہی قول صحیح ہے اور اسی طرح اگر مرد نے
عورت کی طلاق مخفی رکھی تو عدت منقضی نہوگی مرد کی جھڑکی کیواسطے انتہی کلام جواہر الفتاوی شارح کہتا ہے کہ اسوقت یعنی عدم شہرت طلاق مین ابتدائے
عدت وقت ثبوت اور ظہور طلاق سے ہوگی ومبدأہا فی النکاح الفاسد بعد التفریق من القاضی بینہما ثم لو وطئہا حد جوہرۃ وغیرہا وقیدہ فی البحر بحثا بکونہ
بعد العدۃ لعدم الحد بوطی المعتدۃ اور ابتداء عدت نکاح فاسد مین بعد تفریق کر دینے قاضی کے ہے دونون مین پھر اگر مرد وطی اس عورت سے کریگا تو اسکو
حد ماری جاویگی کذا فی الجوہرہ وغیرہا اور بحر الرائق مین دلیل بیان کر کے مخصوص کیا ہے وطی کو ساتھ ہونے وطی کے بعد عدت کے یعنی حد اس صورت
مین لازم آویگی جب وطی بعد عدت کے ہوئی ہو اسواسطے کہ معتدہ کی وطی مین حد نہین او المتارکۃ ای اظہار العزم من الزوج علی ترک وطئہا بان یقول بلسانہ ترکتک
ونحوہ یا ابتداء عدت نکاح فاسد مین بعد متارکت کے ہے یعنی قصد کرنا زوج کا عورت کی ترک وطی پر اسطرح کہ اپنی زبان سے کہے عورت سے کہ مین نے تجھکو چھوڑا
یا اسیطرح کچھ اور کہے ومنہ الطلاق وانکار النکاح لو بحضرتہا والا لا بمجرد العزم لو مدخولۃ ولو لا فیکفی تفرق الابدان اور از قسم متارکت ہے طلاق دینا یا نکاح
فاسد سے انکار کرنا اگر عورت کے سامنے طلاق اور انکار ہوا ہو اور اگر عورت کے پیچھے طلاق اور انکار کریگا تو متارکت صحیح نہوگی اگر منکوحہ بنکاح فاسدہ
مدخولہ ہے تو اب فقط عزم ترک سے متارکت نہ جائز ہوگی اور اگر مدخولہ نہین ہے تو فقط تفرق ابدان کافی ہے یعنی عورت کو اسطرح چھوڑ کر چلا جانا کہ پھر اسکے پاس آنے کا ارادہ نہو والخلوۃ
فی النکاح الفاسد لا توجب العدۃ اور خلوت کرنا نکاح فاسد مین خواہ خلوت صحیحہ ہو خواہ فاسدہ موجب عدت کی نہین والطلاق فیہ لا ینقص عدد الطلاق لانہ فسخ جوہرۃ ولا تعتد
فی بیت الزوج بزازیۃ اور نکاح فاسد مین طلاق دینا عدد طلاق کو کم نہین کرتا یعنی اگر دوسری بار اس عورت سے نکاح صحیح کریگا تو پوری تین طلاق کا مالک ہوگا اسواسطے کہ نکاح

[illegible]

[illegible] عدت [illegible]

[illegible] حیض [illegible] عدت [illegible] امام [illegible]

[illegible] صحیح [illegible] فاسد [illegible] عدت [illegible]

[illegible] عدت کی [illegible] نکاح [illegible] فاسدہ [illegible] قبل الوطی [illegible]

[illegible] عدت [illegible] صحیح کیا [illegible]

[illegible] اگرچہ وطی [illegible] بعد خلوت کے [illegible] مہر [illegible] لازم ہوگی [illegible] دوسری عدت [illegible]

[illegible] حیض [illegible] واجب [illegible] دوسرا نکاح کیا [illegible]

[illegible] قبضہ کی حاجت

[illegible] المسائل العشرۃ مبنیۃ علی ان الدخول فی النکاح الاول دخول فی الثانی اور یہ ایک مسئلہ ہے ان مسائل عشرہ کی بنا اس قاعدہ پر [illegible]

[illegible] ان مسائل عشرہ کی [illegible] نکاح فاسد کیا اور بعد دخول کے تفریق [illegible]

[illegible] قبل دخول کے طلاق دی تو مہر کامل اور عدت مستقلہ واجب [illegible] فاسدہ [illegible]

[illegible] بعد دخول [illegible] طلاق بائن [illegible] عدت کے اندر نکاح ثانی کیا پھر حالت مرض الموت میں قبل دخول طلاق بائن دی [illegible]

[illegible] عدت کے اندر [illegible] نکاح ثانی [illegible] قبل دخول [illegible]

۵ صغیرہ سے نکاح کیا اور بعد دخول کے طلاق بائن دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی پھر وہ نارض ہوئی نکاح سے قبل دخول کے ۶ ایک
عورت سے نکاح کیا پھر بعد دخول کے اسکو طلاق دی پھر وہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی پھر عدت مین زوج نے اُس سے نکاح کیا اور قبل دخول طلاق دی ۷ بعد
نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی پھر اُس سے عدت مین نکاح کیا پھر قبل دخول طلاق دی ۸ بعد نکاح اور دخول کے
طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ مرتدہ ہوگئی قبل دخول کے ۹ لونڈی سے نکاح کیا اور بعد دخول کے وہ آزاد ہوئی سو اُسنے اپنی ذات کو اختیار کرکے نکاح فسخ
کیا پھر عدت مین اُس سے دوسرا نکاح کیا اور قبل دخول کے طلاق دیدی ۱۰ لونڈی کو بعد نکاح اور دخول کے طلاق دی پھر عدت مین نکاح کیا پھر وہ آزاد ہوگئی اور اُسنے
فسخ نکاح کردیا قبل دخول کے سو ان مسائل عشرہ مین دخول نکاح اول بجاے دخول نکاح ثانی کے ہو امام اعظم اور ابی یوسف کے نزدیک پورا مہر اور عدت مستقلہ واجب ہوگی اور محمد کے
نزدیک نصف مہر اور تکمیل عدت سابقہ واجب ہو نہ عدت مستقلہ کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر وقول زفر لاعدۃ علیہا اصلا ابطلہ المصنف بالطول وجزم بان القاضی
المقلد اذا خالف مشہور مذہبہ لا ینفذ حکمہ فی الاصح کما لو ارتشی الا ان ینص السلطان علی العمل بغیر المشہور فیسوغ فیصیر حنفیا زفریا وہذا لم یقع بل الواقع خلافہ فلیحفظ
اور زفر کا یہ قول ہو کہ جس معتدہ مدخولہ کا نکاح ہو اور قبل دخول مطلقہ ہوئی اُسپر عدت واجب نہین سو اُس قول کو مصنف نے باطل کیا ہو بکلام طویل اور
یقین کیا ہو اُسپر کہ اگر قاضی مقلد نے اپنے مشہور مذہب کی مخالفت کی تو اسکا حکم جاری نہو گا قول اصح مین چنانچہ اگر رشوت لیکر حکم کریگا جاری نہوگا
مگر یہ کہ سلطان تصریح کردے سند فقہا مین غیر مشہور پر عمل کرنے کی تو حکم جاری ہو جاویگا تو اسوقت مین وہ حنفی زفری ہو گا اور ایسا حکم سلطان کا ہنوز
واقع نہین ہوا بلکہ حکم سلطان روم کا اسکے مخالف واقع ہو یعنے قول راجح پر عمل کرنے کا حکم ہو روم اور شام اور حرمین شریفین مین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
ذمیۃ غیر حامل طلقہا ذمی او مات عنہا لم تعتد عند ابی حنیفۃ اذا اعتقدوا ذلک لانا امرنا بترکہم وما یعتقدون ذمیہ غیر حاملہ کو طلاق دی ذمی نے
یا ذمیہ کو زندہ چھوڑ کر ذمی مرگیا تو اسپر عدت نہین نزدیک امام اعظم کے جب کہ کفار ذمی عدم عدت کے معتقد ہون اسواسطے کہ ہم اہل اسلام مامور بعدم
تعرض ہین اُنسے اور اُنکے اعتقادیات سے اور اسواسطے کہ کفار مخاطب باحکام شرعیہ نہین ولو کانت الذمیۃ حاملا تعتد بوضعہ اتفاقا وقید الولوالجی بما
اذا اعتقدوہا اور اگر ذمیہ حاملہ ہو تو وہ عدت کرے بوضع حمل باتفاق امام او صاحبین کے اسواسطے کہ اسکے پیٹ مین لڑکا ثابت النسب ہو کذا فی الہدایہ
اور ولوالجی نے وجوب عدت حاملہ ذمیہ کو مقید کیا ساتھ اس قید کے کہ جب کفار ذمی وجوب عدت حاملہ کے معتقد ہون اور یہ قول ضعیف ہو اور بہلا صحیح
ہو کذا فی منح الغفار والذمیۃ لو طلقہا مسلم او مات عنہا فتعتد اتفاقا مطلقا لان المسلم یعتقدہ اور ذمیہ کتابیہ کو اگر مسلمان طلاق دے یا اسکو زندہ چھوڑ کر
مرجاوے تو وہ عدت کرے بالاتفاق مطلقا خواہ حاملہ ہو یا نہو اسواسطے کہ مسلمان وجوب عدت کا معتقد ہو وکذا لا تعتد مسبیۃ افترقت بتباین
الدارین لان العدۃ حیث وجبت وجبت حقا للعباد والحربی ملحق بالجماد والا الحامل فلا یصح تزوجہا لا لانہا معتدۃ بل لان فی بطنہا ولدا ثابت النسب اور
اسیطرح مثل ذمیہ کے وہ حربیہ عدت نہ کرے جو دار الاسلام مین گرفتار ہو کر اپنے زوج سے جدا ہوگئی بسبب تباین دارین کے اسواسطے کہ عدت جہان
کہین واجب ہوئی ہو تو واسطے محفوظ رکھنے حق عباد کے واجب ہوئی ہو اور کافر حربی ملحق ہو ساتھ بہائم اور جماد کے سواے حاملہ حربیہ کے اس سے نکاح کرلینا صحیح
نہین یہ عدم صحت اسوجہ سے نہین کہ وہ معتدہ ہو بلکہ اسوجہ سے کہ اُسکے پیٹ مین لڑکا ثابت النسب ہو کحربیۃ خرجت الینا مسلمۃ او ذمیۃ او مستامنۃ
ثم اسلمت او صارت ذمیۃ لما مر انہ ملحق بالجماد الا الحامل لما مر چنانچہ وہ حربیہ عدت نکرے جو دار الحرب چھوڑ کر ہماری طرف نکل آئی مسلمان
ہو کر یا ذمیہ ہو کر یا امان لیکر پھر مسلمان ہوگئی یا ذمیہ ہوگئی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ حربی جانور ہیں پھر مین داخل ہو سواے حاملہ کے بدلیل گذشتہ یعنے
ہر چند اسپر عدت نہین لیکن بخیال ولد ثابت النسب اس سے نکاح کرنا صحیح نہین وکذا لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر ووطیہا عالما بذلک وفی نسخ المتن
ودخل بہا ولا بد منہ وبہ یفتی ولہذا یحد مع العلم بالحرمۃ لانہ زنا والمزنی بہا لا تحرم علی زوجہا وفی شرح الوہبانیۃ لو زنت المرأۃ لا یقربہا

[illegible]

[illegible] سبب [illegible] تین حیض [illegible] عورت [illegible]

[illegible]

[illegible] لکھا ہے کہ سبب [illegible]

[illegible] حاشیۃ الدرر [illegible] اذا لم یعلم

حیث تحرم [illegible] الاول [illegible] ثانیہ [illegible] قنیہ [illegible]

سے معلوم ہوا کہ یہ عورت غیر کی منکوحہ ہو اور دونوں نے دانستہ نکاح اور وطی کرے تو اس وقت میں عورت حرام ہو گی زوج [illegible]

[illegible] واسطے کہ یہ زنا ہی نہیں [illegible] نکاح ہو اور زوج پر [illegible] عدت کا نفقہ واجب نہیں سو واسطے [illegible]

اس وقت ہو گی جبکہ وہ عورت اپنی خوشی سے نکاح کرے اور اگر [illegible] دانستہ جبر سے نکاح ہوا ہو گا تو [illegible] عدت [illegible]

[illegible] ذکر ہو چکی سو اسکو خوب دریافت کر فروع مسائل متعلقہ [illegible]

[illegible] عورت نے [illegible] کیا اسپر عدت لازم ہو بحر الرائق [illegible] کے جواب [illegible]

لازم ہو واسطے دریافت [illegible] صفائی رحم کے [illegible] مسائل [illegible] کے جواب میں تفصیل کی کہ اگر [illegible]

رحم میں [illegible] تو عدت بھی لازم نہیں [illegible] دونوں جواب کا ثمرۂ اختلاف یہ ہو کہ قبل [illegible]

[illegible] معلوم ہوا کہ رحم خالی تھا تو بطور صاحب نہر نکاح صحیح ہو اور بطور جواب صاحب بحر کے نکاح صحیح نہیں [illegible]

[illegible] فقہا نے تصریح کر دی ہو کہ [illegible] لینے سے بھی [illegible] اور اشتباہ نسب کے ہر صورت عدت لازم ہو [illegible] صاحب بحر

کی [illegible] صاحب بحر [illegible] کذا فی حاشیۃ الدرر وفی القنیۃ ولدت ثم طلقها [illegible] ستة اشهر [illegible]

[illegible] اور قنیہ میں ہو کہ ایک عورت جنی پھر زوج نے اسکو طلاق دی اور سات مہینے گذرے سو عورت نے

[illegible] نکاح کیا تو نکاح صحیح نہیں جب تک کہ اس عدت میں تین حیض اسکو آدین اگرچہ قبل ولادت کے اسکو حیض [illegible]

[illegible] تو اسکی عدت حیضوں کی ہو گی نہ مہینوں کی [illegible] طلقها ثلثا ولیقول کنت طلقتها [illegible]

[illegible] اور قنیہ میں ہو طلاق دی زوج نے عورت کو تین بار اور بعد تین طلاق کے کہتا ہو کہ میں نے اسکو ایک طلاق [illegible]

اسکی عدت بھی گذر گئی [illegible] پہلے ایک طلاق دی اور عدت گذر گئی زوج کی غرض اس کلام سے یہ ہو کہ تین طلاق نہ واقع ہوں بسبب عدم

[illegible] زوج ثانی بنکاح جدید عورت اسکو حلال ہو جاوے تو اگر طلاق اول کی عدت کا گذرنا لوگوں کو معلوم ہو تو تین طلاق نہ واقع [illegible]

[illegible] معلوم ہو تو تین طلاق واقع ہو نگی اور [illegible] زوج ثانی صورت اسکو حلال ہو گی [illegible]

[illegible] لم تقبل [illegible] ہو چکا [illegible] تین طلاق واقع ہونے کا بسبب شہادت کے

بعد انکار زوج کے پھر اگر زوج گواہوں سے ثابت کرے کہ وہ عورت کو ایک طلاق عدت سے قبل ان تین طلاق کے دے چکا ہی تو یہ گواہی مقبول نہوگی کذا فی
البحر الرائق اسواسطے کہ ابطال حکم قاضی گواہوں سے نہیں ہوسکتا وفیہ عن الجوہرۃ اخبر بالثقۃ ان زوجہا الغائب مات او طلقہا ثلثا او اتاہا منہ کتاب علی ید ثقۃ بالطلاق
ان اکبر رایہا انہ حق فلا باس ان تعتد و تتزوج اور بحر الرائق میں جوہرہ سے منقول ہی کہ عورت کو خبر دی ثقہ نے کہ اسکے غائب زوج نے اسکو طلاق دی تین بار
یا وہ مرگیا یا عورت کے پاس زوج کی طرف سے خط آیا طلاق کا معتمد شخص کے ہاتھ سو اگر عورت کو ظن غالب ہوا کہ خبر اور خط حق ہی تو کچھ مضائقہ نہیں کہ
عدت کرے اور بعد عدت کے نکاح کرے وکذا لو قالت امرأۃ لرجل طلقنی زوجی و انقضت عدتہا لا باس ان ینکحہا اور اسی طرح اگر کسی عورت نے
کسی مرد سے کہا کہ میرے زوج نے مجھکو طلاق دی ہی اور اسکی عدت منقضی ہوگئی تو کچھ مضائقہ نہیں کہ مرد اس سے نکاح کرے م لا باس کی قید سے معلوم ہوا
کہ نکاح نہ کرنا اولی ہی یا تحقیق کامل وفیہ عن الحاکم لو شکت فی وقت موتہ تعتد من وقت تستیقن بہ احتیاطا اور بحر الرائق میں کافی حاکم سے منقول ہی کہ اگر عورت کو
شک پڑے زوج کی موت کے وقت میں تو عدت کرے اسوقت سے کہ جسمیں یقین ہو جاوے موت کا بنابر احتیاط کے وفیہ عن المحیط کذبتہ فی مدۃ تحتمل
لم تسقط نفقتہا و جاز لہ نکاح اختہا عملا بخبرہما بقدر الامکان ولو ولدت لاکثر من نصف حول ثبت نسبہ ولم یفسد نکاح اختہا فی الاصح فتح ولو مات ورثت دون
المعتدۃ اور بحر الرائق میں محیط سے منقول ہی مرد نے دعوی کیا کہ عورت اپنی انقضاے عدت کی خبر دے چکی ہی اور عورت اسکی تکذیب کرتی ہی
اس مدت میں جو انقضاے عدت کی محتمل ہی تو نفقہ عورت کی عدت کا مرد سے ساقط نہوگا اور جائز ہوگا مرد کو نکاح کرلینا اسکی بہن سے بنابر عمل کرنے
دونوں کی خبروں پر حتی الامکان یعنی عدم سقوط نفقہ میں عورتوں کی خبر پر عمل کیا اور اسکی بہن کے جواز نکاح میں مرد کی خبر پر عمل کیا اور اگر عورت مطلقہ
جنی چھ مہینے سے زیادہ مدت میں تو ولد کا نسب اوسے ثابت ہوگا اور نہ فاسد ہوگا نکاح عورت کی بہن کا قول اصح میں تو اسکی بہن ہی وارث ہوگی مرد کی اگر وہ مرگیا نہ عورت معتدہ

فصل فی الحداد

یہ فصل ہی حداد میں یعنی سوگ میں جاننا چاہیے حداد بکسر حا ہی یا باب عدو مد و فر و رومی بالجیم لفظ حداد کا آیا ہی تین باب سے افعال اور نصر اور ضرب سے اور جیم کیساتھ بھی مروی ہی
بجاے حاے مہملہ جیم کے معنی قطع یعنی قطع زینت اور اصمعی منکر ہی الا باب افعال کا کذا فی الصحاح و ہو لغۃ کما فی القاموس ترک الزینۃ للعدۃ اور حداد لغت میں
چنانچہ قاموس میں ہی عبارت ترک زینت سے بسبب عدت کے خواہ طلاق بائن ہو خواہ رجعی عورت کافرہ ہو یا صغیرہ تو معنی لغوی اعام ہی معنی شرعی سے
و شرعا ترک الزینۃ و نحوہا لمعتدۃ بائن او موت اور اصطلاح شرع میں حداد عبارت ہی ترک زینت اور خوشبو وغیرہ سے واسطے معتدہ طلاق بائن اور موت کے محدد
بضم المیم و کسر الحاء مکلفۃ مسلمۃ ولو امۃ منکوحۃ بنکاح صحیح ودخل بہا بدلیل قولہ اذا کانت معتدۃ بت او موت وان امرہا المطلق او المیت بترکہ لانہ حق الشرع
اظہارا للتاسف علی فوات نعمۃ النکاح سوگ کرے عورت بالغہ عاقلہ مسلمہ اگرچہ زوجہ لونڈی منکوحہ ہو بنکاح صحیح اور زوج اسکی وطی کرچکا ہو سوگ اسوقت واجب
ہی جبکہ زوجہ قطع نکاح اور موت زوج سے عدت میں ہو یعنی قطع نکاح عبارت ہی تین طلاق سے یا طلاق بائن سے یا خلع سے یا عنین وغیرہ کی فرقت سے قطع
نکاح اور موت سے سوگ واجب ہی اگرچہ زوج طلاق دینے والا یا میت سوگ نکرنے کی وصیت کرگیا ہو سو اسواسطے کہ ترک زینت حق ہی شرع کا واسطے ظاہر کرنے
افسوس کے نعمت نکاح کے فوت ہو جانے پر تو اس مسئلہ کی قیود سے معلوم ہوا کہ صغیرہ اور مجنونہ اور کافرہ اور منکوحہ بنکاح فاسد اور مطلقہ رجعی پر سوگ کرنا لازم
نہیں شارح کہتا ہی کہ نکاح میں دخول کی قید لگائی ہی نے اس قول مصنف کے باعث سے کہ معتدہ بت پر ترک زینت واجب ہی کیونکہ مبتوتہ پر عدت واجب
نہیں مگر بعد دخول کے م حلبی نے کہا کہ قید دخول کی مبتوتہ کیواسطے تو صحیح ہی لیکن معتدہ موت کیواسطے مضر ہی اسواسطے کہ معتدہ موت پر بہر صورت ترک
زینت واجب ہی مدخولہ ہو یا نہو تو اس قید کا ساقط کرنا ہی لازم تھا بترک الزینۃ بحلی او حریر او امتشاط بضیق الاسنان و الطیب وان لم یکن لہا
کسب الا فیہ و الدہن ولو بلا طیب کزیت خالص و الکحل و الحناء ولبس المعصفر و المزعفر و مصبوغ بمغرۃ او ورس الا بعذر

فاشتکت عینہا افنکحلہا الحدیث سے سوگ کرنے والی عورت نے کیا نسبت سے زیادہ آنکھ میں درد کی ہر ایک نے پس کیا ایک عورت کی آنکھ

سے ذکر کیا اور حضرت کی لگی نہ تھیں اس واسطے کہ حضرت کی بیچ میں واقع نہیں ہو کذا فی البحر اور سوگ والی عورت کو نہیں کہ سے جو خوشبو کا

بیچ و نیز خوشبو سادی کے اور تیل سر میں نہ ملنا یعنی ان چیزوں سے زنگ کرے اگرچہ تیل بے خوشبو کا ہو جیسے روغن زیتون کا تیل یعنی اسی کذا فی البحر

اور سرمہ اور مہندی نہ لگاوے اور نہ رنگے ہوئے زعفران اور گیرو وغیرہ کے رنگین کپڑے پہنے اور ریشمی کپڑے بھی نہ پہنے اور خوشبو سے رنگین کپڑے

پہنے یعنی ان سب چیزوں کا استعمال نہ کرے عدت میں اس واسطے کہ زینت منع کی گئی ہے سوگ والی کو لیکن کپڑے ریشمی پہننا اور بیماری میں سر

اور سرمہ لگانا آنکھوں کی بیماری کے لیے درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ شب کو لگاوے اور دن کو دھو ڈالے اور اگر کوئی کپڑا میسر نہ ہو تو رنگین کپڑا پہنے

جائز ہے لباس ضرورت مقصد زینت کا نہیں سیاہ اور کرتی کپڑے میں لیکن کپڑے رنگین پرانے کپڑے میں جس میں خوشبو کی خوشبو

باقی نہیں رہی اور علی صغیرۃ و مجنونۃ و معتدۃ عتق کموت ام ولد و معتدۃ نکاح فاسد اور وطی بالشبہۃ اور طلاق رجعی سوگ نہیں ہے

عورت پر کافرہ اور صغیرہ اور مجنونہ اور آزاد ہونے کی عدت والی پر چنانچہ مولی کی موت سے ام ولد کو جو آزاد ہو گئی اور نکاح فاسد اور وطی بالشبہ کی عدت جس

کی عدت والیوں پر سوگ نہیں اس واسطے سوگ واجب نہیں کہ وہ مکلف نہیں اور ام ولد کی ملکیت سے جو آزاد ہوئی تو اس کو تاسف کا کیا

مقام ہے اور نکاح فاسد اور وطی بالشبہ سے نعمت نکاح کی فوت نہیں ہوئی کہ افسوس کی جگہ ہو بلکہ گناہ سے خلاصی ہوئی اور طلاق رجعی میں سوگ کیا اگر

اور طلب ہو کہ اس کے شوہر کو رغبت ہو تاکہ وہ رجوع کرے وہ مباح الاحداد علی قرابۃ ثلاثۃ ایام فقط وللزوج منعہا لان الزینۃ حقہ فتح وینبغی

حل الزیادۃ علی الثلاثۃ اذا رضی الزوج اور ترجمہ مردوں کا مباح ہے جو ترک زینت کرنا قرابت والوں کی موت میں فقط تین دن تک اور شوہر کو درست ہے

کہ اپنی زوجہ کو تین دن کے اندر بھی منع کرے سوگ کرنے سے اس واسطے کہ آرائش حق ہے مرد کا کذا فی فتح القدیر اور لائق یوں ہے کہ حلال ہو زیادتی

ترک زینت تین دن سے بھی زیادہ بشرطیکہ شوہر عورت کا راضی ہو یا مر گیا ہو کذا فی النہر الفائق اور صحیحین میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی عورت مسلمان کو جو حق تعالی اور قیامت کو حق جانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے

مگر اپنے شوہر پر چار مہینے اور دس دن اور فتح القدیر میں اسی قدر ہے کہ جو سبب اس حدیث کے تین دن سے زیادہ ترک زینت کرنا ام المؤمنین کی موت میں اور یہ بات

سو فتح القدیر کی طرف نسبت کیا کہ تین دن میں بھی منع کرنا زوج کو درست ہے سو یہ ہم نے کیا ہے کہ یہ فتح القدیر کی عبارت نہیں بلکہ صاحب نہر الفائق کی یہ

عبارت ہے اور یہ جو صاحب نہر نے اشعر کیا ہے رضا زوج یا عدم زوج تین دن سے زیادہ سوگ کرنا قرابت والوں کی واسطے تجویز کیا سو مخالف ہے اطلاق حدیث مذکور

کی اور مخالف ہے روایت اوپر کے امام محمد نے نوادر میں کہا کہ حلال نہیں عورت کو سوگ کرنا اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا ان کی موت میں یعنی تین دن سے

زیادہ سوگ نہ کرے جس پر وہ معروف ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی التاتارخانیۃ ولا تعذر فی لبس السواد وہی آثمۃ الا الزوجۃ فی حق زوجہا فتعذر الی ثلاثۃ ایام قال

فی البحر وظاہرہ منعہا من السواد تاسفا علی موت زوجہا فوق الثلاث اور یہ نادر ہی تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت معذور نہیں سیاہ کپڑے پہننے میں تعزیت ماتم اور وہ

اس سیاہ پوشش سے گنہگار ہے مگر زوجہ اپنے زوج کے حق میں سو تین دن تک معذور ہے بحر الرائق میں کہا کہ ظاہر کلام تاتارخانیہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ عورت

کو سیاہ پوشی ممنوع ہے اپنے زوج کی موت کے تاسف پر تین دن سے زیادہ ہم شارح عنقریب تصریح کر چکا ہے کہ سیاہ پوشش میں کچھ مضائقہ نہیں اور

تاتارخانیہ سے معلوم ہوا کہ جائز نہیں تو مطلب یہ ہے کہ اگر قبل موت زوج کے سیاہ کپڑا رنگا ہو تو درست ہے اور اگر بعد موت کے تعزیت ماتم رنگین کیا تو جائز

نہیں چنانچہ تفصیل تاتارخانیہ کی عبارت سے مفہوم ہوتی ہے وفی النہر لو بلغت فی العدۃ لزمہا الحداد فیما بقی اور نہر الفائق میں ہے کہ اگر زوجہ صغیرہ بالغ

ہو گئی عدت کے اندر تو اسپر سوگ کرنا لازم ہوگا باقی مدت میں والمعتدۃ قد اسلمت معتدۃ کانت نصرانیۃ معتدۃ عتق ونکاح فاسد اما محالیۃ

فتخطب اذا لم تخطبہا غیرہ ورضی بہ فلو سکتت فقولان تحرم خطبتہا بالکسر والضم اور عدت والی سے پیام نکاح کا دینا حرام ہے کوئی عدت والی
ہو کذا فی العینی تو معتدۂ عتق اور معتدۂ نکاح فاسد کو بھی یہ حرمت شامل ہے اور جو عورت کہ عدت سے خالی ہو تو اس سے پیام دینا درست ہے اسوقت جبکہ دوسرے
نے اسکو پیام نہ دیا ہو اور وہ راضی نہ ہو گئی ہو اور اگر بعد پیام کے عورت نے سکوت کیا ہو نہ اقبال کیا ہو نہ انکار تو اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے
کہ پیام دینا جائز ہے اور دوسرا قول یہ کہ جائز نہیں ہے اصل ان روایات کی وہ حدیث متفق علیہ ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ لایخطب احدکم علی خطبۃ اخیہ یعنی کوئی تم میں سے پیام نکاح کا نہ دے اپنے بھائی کی منگنی پر فقط خطبہ بکسر اول بمعنی پیام نکاح اور بعضی اہل لغت بضم اول
بھی قائل ہیں وصح التعریض کاریدان التزوج لو معتدۃ الوفاۃ لا المطلقۃ اجماعاً لافضائہ الی عداوۃ المطلق ومفادہ جوازہ لمعتدۃ عتق ونکاح فاسد
ووطی بشبہۃ نہر اور صحیح ہے تعریض اگر معتدۂ وفات ہو یعنی گول گول پیام نکاح کا دینا درست ہے نہ کھول کر جیسا کہ یوں کہنا کہ میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں
یا کہ مجھکو آرزو ہے کہ حق تعالی مجھکو نیکبخت عورت میسر کرے اور صحیح نہیں تعریض مطلقہ سے بالاجماع اسواسطے کہ تعریض مطلقہ سے طلاق دینے والے
کے عداوت کی نوبت پہونچی ہے اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے جواز تعریض کا واسطے معتدۂ عتق اور معتدۂ نکاح فاسد اور معتدۂ وطی بالشبہہ کے اسواسطے
کہ ان صورتوں میں کوئی طلاق دینے والا نہیں جسکی عداوت کا خوف ہو لکن فی القہستانی عن المضمرات ان بناء التعریض علی الخروج لکن قہستانی
میں مضمرات سے یوں منقول ہے کہ بناء تعریض عورت کے نکلنے پر ہے اسواسطے کہ گھر کے اندر جاکر تعریض درست نہیں اور سوا معتدۂ وفات کے کسی معتدہ
کا گھر سے نکلنا جائز نہیں اسواسطے کہ نفقہ سب عدت والیوں کا مرد پر فرض ہے سوا معتدۂ وفات کے پھر جب نکلنا اور عدت والیوں کو جائز نہوا تعریض کرنا
کیونکر ہوگا ولاتخرج معتدۃ رجعی وبائن بای فرقۃ کانت علی ما فی الظہیریۃ ولو مختلعۃ علی نفقۃ عدتہا فی الاصح اختیار او علی السکنی فیلزمہا ان تکتری
بیت الزوج معراج لو حرۃ او امۃ مبوأۃ ولو من فاسد اور نہ نکلے معتدۂ رجعیہ اور بائن کسیطرح سے جدائی ہوگئی ہو کذا فی الظہیریۃ اگرچہ عورت
نے اپنی عدت کے عوض خلع کیا ہو تو بھی نہ نکلے قول اصح میں کذا فی الاختیار یا عدم سکنے کے خلع کیا ہو تو لازم ہوگا عورت پر اسصورت میں
زوج کے گھر کو کرایہ لینا تا عدت کذا فی المعراج یہ عدم خروج لازم ہے اگر معتدہ حرہ ہو یا ایسی لونڈی ہو جسکو زوج نے ایک مکان رہنے کیواسطے
مقرر کردیا ہو اگرچہ عدت نکاح فاسد کی ہو تو بھی اپنے گھر سے نہ نکلے اگر لونڈی کیواسطے زوج نے مکان کو معین کردیا ہو تو اسکو عدت میں نکلنا درست ہے خواہ
وہ خالص لونڈی ہو یا مدبرہ ہو خواہ ام ولد خواہ مکاتبہ اسواسطے کہ خدمت مولی کی اسپر واجب ہے کذا فی البحر الرائق مکلفۃ من بیتہا اصلاً لا لیلاً ولا نہاراً ولا
الی صحن دار فیہا منازل لغیرہ ولو باذنہ لانہ حق اللہ تعالی بخلاف نحو امۃ لتقدم حق العبد یعنی نہ نکلے معتدہ مکلفہ اپنے گھر سے جسمیں قبل عدت کے رہتی تھی
اصلاً نہ نکلے رات کو نہ دن کو اور نہ گھر کے اس صحن میں نکلے جسمیں غیر زوج کے مکانات ہوں اگرچہ زوج کی اجازت نکلنے میں ہو تو بھی نہ نکلے اسواسطے
کہ گھر سے نہ نکلنا حق ہے اللہ تعالی کا تو زوج اسکو باطل نہیں کرسکتا قرآن مجید میں ارشاد فرمایا لاتخرجوہن من بیوتہن ولایخرجن یعنی عدت والیوں کو انکے گھروں
سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں بخلاف لونڈی کے کہ اسکو عدت میں نکلنا جائز ہے بسبب مقدم ہونے حق عباد کے یعنی مولی کی خدمت کے ومعتدۃ موت تخرج
فی الجدیدین وتبیت اکثر اللیل فی منزلہا لان نفقتہا علیہا فتحتاج للخروج حتی لو کان عندہا کفایتہا صارت کالمطلقۃ فلا یحل لہا الخروج فتح اور موت زوج
کی عدت والی نکلے دن میں اور رات میں اور اکثر شب اپنے گھر میں شب باشی کرے اسواسطے کہ نفقہ اسکا اسی پر ہے نہ وارثوں پر تو ضرورت ہوئی
اسکو نکلنے کی واسطے تحصیل معاش کے یہانتک کہ اگر عورت کے پاس بقدر کفایت مال ہو تو وہ بھی مطلقہ کے مانند ہو جاوے گی پھر اسکو بھی باہر نکلنا
جائز نہ ہوگا کذا فی فتح القدیر مراد جدیدین سے رات اور دن ہے اسواسطے کہ ہر دن نیا دن ہے اور ہر رات نئی رات ہے وجوز فی القنیۃ خروجہا لاصلاح
ما لابد لہا منہ کزراعۃ ولا وکیل لہا اور جائز رکھا قنیہ میں نکلنا معتدہ کا اپنے ضروری کام کی درستی کے واسطے جیسے کھیتی کی خبرگیری کے واسطے

[illegible]

[illegible] اور کسی مکان مین [illegible]

[illegible]

[illegible] الاان تخرج [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایام عدت تک وفات کی عدت مین گھر مین تمرکی منزل مین پہنچے تو وہان سے جہان [illegible]

[illegible] ظاہر وجوب [illegible] قلت [illegible] سترت من [illegible]

وفات کو کفایت نکرے انکا حصہ جو زوج کے گھر سے بطور وراثت کے انکو ملا ہو [illegible] کذا فی المجتبی [illegible]

[illegible] لینے کے وجوب پر اسکو قدرت ہو یا کرایہ دینے کی وجہ پر کذا فی البحر الرائق اور انکو صاحب بحر کے بھائی ہین صاحب نہر نے [illegible]

اپنی شرح مین مسلم رکھا اور شارح کتاب ہے لیکن جبکہ ہمنے مجتبی کے دو نسخون مین دیکھا ہو بجائے استرت کے سو سترت ہے جسکا مصدر استتار ہے اور اسکو تحقیق [illegible]

کرنا چاہیے تو اس تقدیر مین مطلب مجتبی کا یہ ہے کہ اگر حصہ عورت کا رہنے کو کفایت نکرے تو عورت بیگانے لوگون سے پردہ کرے [illegible]

جن نسخون مین شارح نے سترت دیکھا سو غلط نسخے تھے اسواسطے کہ صورت تو یہ مفروض ہے کہ حصہ عورت کا اتنا کم ہے کہ رہنے کو کفایت نہین کرتا ہے جب مکان ہی

کفایت نہو تو پردہ کر لینے سے کیا کام نکلے گا علاوہ اسکے پوری عبارت مجتبی کی یون ہے کہ استترت من الاجانب والورثة الکبار یعنی عورت غیر لوگون

اور زوج کی وارث کبار سے تو صورت استتار کے مطلب یہ ہوگا کہ زوج کی اولاد کبار سے بھی پردہ کرے حالانکہ زوج کی اولاد سے پردہ نہین اسواسطے کہ وہ عورت

کے محرم ہین کذا فی حاشیة المدنی ولا بد من سترة بینہا فی البائن لئلا تختلی بالاجنبیة ومفاده ان الحائل یمنع الخلوة المحرمة اور طلاق بائن مین ضرور ہے کہ [illegible]

مرد اور عورت کے درمیان تاکہ مرد کو اجنبی عورت سے خلوت نہو طلاق بائن سے عورت اجنبی ہوگئی تو پردہ کرنا ضرور ہوا اور اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]

[illegible] یعنی اگر کوئی چیز درمیان مین حائل ہو دیوار یا ٹاٹ کا پردہ یا کپڑے کا پردہ تو حرام خلوت ثابت نہین ہوتی وان ضاق المنزل علیہما او

کان الزوج فاسقا فخروجه اولی لان مکثها واجب [illegible] اور تنگی کرے مکان مرد و عورت پر یعنی پردہ کرنے

لائق گنجائش نہ رہے یا زوج فاسق ہو جسکو حرام حلال کی کچھ تمیز نہین تو نکل جانا مرد کو اس مکان سے بہتر ہے اسواسطے کہ رہنا عورت کو اُس مکان مین

عدت واجب ہے مرد کا رہنا اس مکان مین کچھ واجب نہین اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ واجب ہے حکم کرنا زوج کے خروج پر کذا فی فتح القدیر [illegible]

زوج فاسق کے خروج کو اولی کہا ہے اور اولی سے وجوب نہین ثابت ہوتا ہے لیکن اولویت کی تعلیل [illegible] کو ذکر کیا ہے تو [illegible]

[illegible] حکم خروج کا واجب ہوگا اسواسطے کہ [illegible] اور محرم متعارض ہوتے ہین تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے کذا فی فتح القدیر وحسن ان تجعل القاضی

بینہما امرأة ثقة [illegible] من بیت المال [illegible] علی الحیلولة بینہما اور مستحب ہے کہ قاضی مرد اور عورت کے درمیان ایک ثقہ

معتمد عورت کو مقرر کرے جسکی روزی بیت المال سے دی جاوے کذا فی البحر [illegible]

پر یعنی ہوشیار قوت والی ہو کہ مرد کو روکے اور اگر نہ مانے تو شور کرکے لوگون کو بلاوے [illegible] المجتبی الافضل [illegible]

ان یسکنا بعد الثلاث فی بیت واحد اذا لم یلتقیا التقاء الازواج ولم یکن فیہ خوف فتنۃ انتہی اور مجتبی مین یون ہی کہ بہتر یہ ہی کہ آڑ کردی جاوے پردہ سے
اور اگر زوج فاسق ہو تو ایک عورت معتبر کیجاوے کہ وہ حائل رہے دونون مین کہا مجتبی کے مصنف نے کہ جائز ہی مرد اور عورت کو رہنا ایک گھر مین بعد عدت
کے بشرطیکہ دونون زوج اور زوجہ کی طرح نہ ملتے ہون مثلاً عورت سر اور ہاتھون کو برہنہ کرتی ہو مرد کے سامنے اور بشرطیکہ دونون کے ایک جا رہنے
مین کچھ فساد کا خوف نہ ہو انتہی کلام وسُئل شیخ الاسلام عن زوجین افترقا ولکل منہما ستون سنۃ وبینہما اولاد وتتعذر علیہما مفارقتہم فیسکنان فی بیتہم ولا یجتمعان
فی فراش ولا یلتقیان التقاء الازواج ہل لہم ذلک قال نعم واقرہ المصنف اور کسی نے سوال کیا شیخ الاسلام سے زوجین کے باب مین جنمین طلاق وغیرہ سے
جدائی ہوگئی اور عدت گذر گئی اور ہر ایک کی ساٹھ ساٹھ برس کی عمر ہی اور دونون کے اولاد ہی کہ انکا چھوڑنا دونون پر سخت مشکل ہی سو دونون اولاد
والے گھر مین رہتے ہین اور ایک فرش پر جمع نہین ہوتے اور آپس مین جورو خاوند کی طرح نہین ملتے کیا اسطرح کا رہنا انکو درست ہی شیخ الاسلام نے کہا کہ
ہان درست ہی اور مصنف نے بھی اس روایت کو اپنی شرح مین مسلم رکھا ہی ابانہا اومات عنہا فی سفر ولو فی مصر ولیس بینہا وبین مصرہا
مدۃ سفر رجعت ولو بین مصرہا مدۃ وبین مقصدہا اقل مصنف طلاق بائن دی عورت کو یا اسکو چھوڑکر سفر مین مر گیا اگرچہ راہ مین نہین بلکہ
کسی شہر مین طلاق یا موت واقع ہوئی ہو اور نہ ہو درمیان اس جگہ کے اور درمیان عورت کے شہر کے سفر کی مدت یعنی تین دن کی راہ نہو تو عورت
لوٹ آوے اپنے شہر مین اور اپنے گھر مین عدت منقضی کرلے اور اگر عورت کے شہر مین اور اس جگہ مین تین دن کی راہ ہو اور جہان کو جاتی تھی اسکی مسافت
وہان سے تین منزل سے کم ہو تو وہین چلی جاوے وان کانت تلک ای مدۃ السفر من کل جانب منہا ولا یعتبر ما فی میمنۃ ومیسرۃ فان کان فی مفازۃ
خیرت بین رجوع ومضی معہا ولی اولا فی الصور تین اور اگر اس جگہ سے دونون طرف مدت سفر کی ہو یعنی وہان سے وطن بھی تین منزل ہو یا
زیادہ اور مکان مقصود بھی تین منزل ہو یا زیادہ تو اگر مکان طلاق یا موت کا جنگل ہو تو عورت کو اختیار ہی وطن کے پھر آنے مین اور مکان مقصود
کی طرف چلے جانے مین اور دا ہنے بائین اگر کوئی شہر قریب ہو تو اسکا کچھ اعتبار نہین عورت کے ساتھ کوئی اسکا محرم ہو یا نہو دونون صورتون مین
جب وطن تک مدت سفر نہو تو عورت پر رجوع وطن واجب ہی اسکے ساتھ محرم ہو یا نہو اور جب دونون طرف مدت سفر کی ہو تو عورت کو پھرنے اور چلے
جانے مین اختیار ہی خواہ محرم ساتھ ہو یا نہو والعود احمد لتعتد فی منزل الزوج اور جب کہ دونون طرف مدت سفر کی ہو تو ہر چند عورت مختار ہی لیکن وطن مین پھر آنا
مستحب ہی تاکہ عدت کو زوج کے گھر مین منقضی کرے ولکن ان مرت بما یصلح للاقامۃ کما فی البحر وغیرہ وزاد فی النہر وبینہ وبین مقصدہ سفر او کانت
فی مصر او قریۃ تصلح للاقامۃ تعتد ثمہ ان لم تجد محرما اتفاقا وکذا ان وجدت عند الامام ثم تخرج بمحرم ان کان لیکن اگر عورت کا
جانے یا پھرنے مین ایسے مقام پر گذر ہو جو رہنے کے لائق ہی یعنی شہر ہو یا گانون نہ جنگل کما فی البحر وغیرہ اور نہر الفائق مین اتنی قید اور زیادہ کی کہ
اس محل اقامت مین جہان گذار ہو اور عورت کے مکان مقصود مین سفر کی مدت ہو یا کہ عورت طلاق اور موت کیوقت کسی شہر یا گانون مین ہو جو
لائق رہنے کے ہی وہین عدت کرے اگر محرم کو نپاوے باتفاق امام اور صاحبین کے اور اسیطرح وہین عدت کرنا چاہیے اگر محرم کو بھی پاوے نزدیک
امام کے پھر بعد عدت کے وہانسے نکلے اور اپنے وطن کو آوے اگر محرم ساتھ ہو اور اگر محرم نہو تو اسکو تین منزل یا زیادہ سفر کرنا حرام ہی یہانتک کہ اسکا محرم آوے
یا کہ عورت وہان کسی سے نکاح کرلے اور نہر الفائق کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر درمیان اس کے شہر سے اور مکان مقصود سے سفر کی مدت سے کم مسافت ہوگی تو
عدت وہین کرنا واجب نہین بلکہ اگر عورت چاہے تو مکان مقصود کو چلی جاوے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وتنتقل المعتدۃ المطلقۃ بالبادیۃ فتح مع اہل الکلام
فی محفۃ او خیمۃ مع زوجہا ان تضررت بالمکث فی المکان الذی طلقہا بہ فلا ان یتحول بہا والا لا اور نقل مکان کرتی رہے وہ عدت والی
جسپر طلاق واقع ہوئی جنگل مین کذا فی فتح القدیر یعنی جب زوج مرد صحرائی اور بادیہ نشین ہو انکا دستور ہی کہ ایک جگہ نہین ٹھہرتے جہان جہان

[illegible]

مسائل مذکور ہو چکی بزازیہ سے

فصل فی ثبوت النسب

[illegible]

چھ مہینے ہین باجماع ائمہ اربعہ اسمین کسیکو خلاف نہین حق تعالی نے فرمایا (حملہ وفصالہ ثلثون شہرا) یعنی حمل ولد کا اور فصال اُسکا ہو تیس مہینے بیان حمل اور
فصال کو یکجا فرمایا بلا تفصیل مدت پھر دوسری آیت مین ارشاد ہوا کہ فصال کی مدت دو برس ہین تو معلوم ہو گیا کہ باقی چھ مہینے حمل کی مدت ہین اور یہ جو علما
نے آیت مذکور سے باب الرضاع مین امام اعظم کے مذہب کیواسطے استدلال کیا ہو کہ تیس مہینے رضاع کی مدت اور تیس مہینے اکثر حمل کی مدت اس آیت
سے ثابت ہوتی ہو لیکن حدیث عائشہ صدیقہ سے ثابت ہوا کہ دو برس سے زیادہ حمل کی مدت نہین ہوتی سو یہ استدلال صحیح نہین اسواسطے کہ لفظ ثلثون سے اطلاق
واحد مین رضاعت کیواسطے تیس مہینے مراد لینا اور حمل کیواسطے چوبیس مہینے ارادہ کرنا یہ جمع بین الحقیقت والمجاز ہو حالانکہ یہ صحیح نہین علاوہ اسکے تحقیق یہ ہو کہ
عدد مین گنجایش مجازیت کی نہین کذا فی فتح القدیر فیثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی بالاشہر لایاسها بدائع وفاسد النکاح فی ذلک تصحیح قہستانی وان ولد
لاکثر من سنتین ولو لعشرین سنۃ فاکثر لاحتمال امتداد طہرہا وعلوقہا فی العدۃ تو ثابت ہوگا نسب معتدہ رجعی کے ولد کا اگرچہ عدت اُسکی مہینون کے حساب سے
ہو بسبب یاس کے کذا فی البدائع اور نکاح فاسد فقط ثبوت نسب مین بمنزلہ نکاح صحیح کے ہو کذا فی القہستانی اگرچہ معتدہ رجعی بعد طلاق کے دو برس سے
زیادہ مین جنی ہو گو بعد بیس برس یا زیادہ کے جنے تو بھی نسب ثابت ہو جاویگا بسبب احتمال دراز ہونے اُسکے طہر کے اور باحتمال اُسکے حاملہ ہونے کے عدت
مین یعنی احتمال ہو کہ مثلاً بعد طلاق کے اٹھارہ برس تک اُسکو طہر رہا حیض نہ آیا تو عدت ہنوز قائم ہو پھر عدت مین زوج نے وطی کی اور حمل رہگیا اور دو برس مین
لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا ثابت النسب ہو یعنی زوج ہی کا ٹھہریگا مالم تقر بمضی العدۃ والمدۃ تحتملہ زیادہ دو سال کی ولادت سے ولد ثابت النسب اُس صورت
مین ہوگا جبکہ عورت اقرار نہ کرتی ہو انقضاے عدت کا اور حالانکہ مدت بھی انقضاے عدت کی محتمل تھی تو اگر طلاق سے بعد آٹھ مہینے کے جنی اور پہلے انقضاے عدت
کا طلاق سے ساٹھ دن کے بعد اقرار کر چکی تھی تو ولد ثابت النسب ہوگا اسواسطے کہ اقل مدت عدت کی امام کے نزدیک ساٹھ دن ہین اور اقل مدت حمل چھ مہینے
ہین تو آٹھ مہینے انقضاے عدت اور حدوث حمل اور تولد کے محتمل ہین اور اگر انقضاے عدت کا اُسنے اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو ولد
ثابت النسب ہوگا اسواسطے کہ مدت انقضاے عدت کی محتمل نہین تو شرعاً عورت کی تکذیب ہوگی اسواسطے کہ چھ مہینے سے کمتر مدت مین لڑکا پیدا نہین ہو سکتا تو معلوم
ہوا کہ عین عدت مین حمل رہا تھا صم ہدایہ اور کنز اور باقی متون معتبرہ مین یہی روایت منصرح ہو کہ اقرار کے وقت سے اگر چھ مہینے سے کمتر مین عورت جنے گی تو ولد
ثابت النسب ہو اور یہ جو شرح وقایہ مین بجاے اقرار طلاق کا لفظ ہو سو غلط کاتب سے ہو کذا فی الدرر وکان فی الولادۃ رجعۃ لو فی الاکثر منهما ولو لتمامهما
لعلوقها فی العدۃ لا فی الاقل للشک وان ثبت نسبہ اور ہوگی ولادت رجعت اگر مطلقہ رجعی دو سال سے زیادہ یا پورے دو سال مین جنی بسبب حمل
رہنے کے عدت مین اور دو سال سے کمتر مدت مین جنی تو ولادت سے رجعت نہ ثابت ہوگی بسبب شک کے اگرچہ ولد کا نسب دو سال سے کمتر مین بھی
ثابت ہوگا کیونکہ ثبوت رجعت مطلقہ عدت کی وطی پر موقوف ہو تو جب دو سال سے زیادہ یا پورے دو سال مین ولادت ہوئی تو معلوم ہوا کہ بعد طلاق کے
عدت مین حمل رہا تھا اور اگر دو سال سے کم یعنی نو مہینے یا بارہ مہینے مین مثلاً ولادت ہوئی تو احتمال ہو کہ حمل قبل طلاق کے ہوا اور محتمل ہو کہ بعد طلاق کے ہو تو
بسبب اس شک کے رجعت ثابت نہین ہو سکتی لیکن نسب بہرصورت ثابت ہو کما ثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منهما من وقت الطلاق
لجواز وجودہ وقتہ چنانچہ ثابت ہوتا ہو نسب بدون دعوی زوج کے مبتوتہ مین یعنی مختلعہ اور مطلقہ بائنہ اور مطلقہ ثلثہ مین جو لڑکا جنی دو سال سے کمتر مین
طلاق کے وقت سے ثبوت نسب ہوگا بسبب جواز وجود حمل کے بوقت طلاق یعنی جب مبتوتہ دو سال سے کم مین جنی تو یہ احتمال ہو سکتا ہو کہ طلاق
کیوقت حمل موجود تھا خلاصہ یہ کہ ثبوت نسب مین شارع کو اہتمام زیادہ ہو تاکہ لڑکا ضائع نہو لہذا اُسکے ثبوت مین احتمال بھی کافی ہو یقین ہونا کچھ ضرور
نہین بخلاف ثبوت رجعت کے اُسمین احتمال کافی نہین یقین چاہیے ولم تقر بمضیها کما مر یعنی ولد مبتوتہ کا نسب کمتر دو سال سے پیدا ہونے مین اُسوقت ثابت
ہوگا جبکہ عورت انقضاے عدت کا اقرار نہ کر چکی ہو بشرط احتمال عدت چنانچہ تحریر مشتبہ منقریب مذکور ہو چکا اور اگر بعد اقرار انقضاے عدت دو سال

[illegible] ثبوت نسب ہوگی اور اگر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مدت [illegible] سے کم مدت میں [illegible]

[illegible] پورے دو سال [illegible] ثابت [illegible]

[illegible] روایت [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] البحر [illegible] روایت [illegible]

[illegible] دو سال کی ولادت [illegible] ثابت النسب ہوگا [illegible] کے دعوی سے

ولد ثابت النسب ہوگا۔ اس مسئلے کی [illegible] شبہۃ [illegible] کی صورت میں فقط

شبہۃ الفعل [illegible] سے نسب ثابت ہوتا [illegible] کیونکہ نسب ثابت ہوتا ہے [illegible] البحر الرائق میں [illegible] شبہۃ الفعل [illegible] ساتھ

شبہۃ [illegible] ثبوت النسب [illegible] شبہۃ العقد کی کتاب الحدود میں معلوم ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

[illegible] الاخر لاکثر [illegible] دو سال [illegible] ثابت النسب ہوگا اگرچہ معتدہ دو لڑکوں کو ایک حمل سے جنی [illegible] کہ بعد طلاق کے ایک لڑکے کو دو برس

سے کم میں جنی اور دوسرے لڑکے کو دو برس سے زیادہ میں جنی مثلاً پہلا لڑکا بائیس مہینے میں جنی اور دوسرا ستائیس مہینے میں جنی اس مسئلے کو [illegible] بلا شرط دعوی

ثابت النسب [illegible] دعوی ثابت النسب ہوگا اس مسئلے کو دونوں ایک ہی نطفے سے ہیں الا اذا [illegible] ان ولدتہ لاقل من ستۃ اشہر من وقت [illegible]

[illegible] ولو لاکثر من سنتین من وقت الطلاق پورے دو سال میں ولد معتدہ ثابت النسب ہوگا اگرچہ معتدہ کا [illegible]

[illegible] بچہ اسکا [illegible] ثابت النسب [illegible] طلاق [illegible] دو برس سے زیادہ

میں جنی [illegible] الطلاق [illegible] سائر اسباب الفرقۃ [illegible] اور مانند طلاق بائن کے ہیں سب باقی اسباب جدائی کے کذا فی البدائع [illegible]

اور عتق اور [illegible] مانند طلاق بائن کے ہیں لکن فی القہستانی عن شرح الطحاوی ان

الدعوۃ مشروطۃ فی الولادۃ لاکثر منہا لیکن قہستانی میں شرح طحاوی سے یہ منقول ہے کہ ثبوت نسب میں دعوت زوج کی شرط ہے دو سال سے زیادہ کی ولادت

میں یعنی پورے دو سال میں ثبوت نسب [illegible] دعوت [illegible] شارح نے استدراک کیا [illegible] ظاہر [illegible] وہی روایت ہے جو مختار ہے صاحب [illegible] روایت

[illegible] کو اختیار کیا [illegible] وان لم تصدقہ [illegible] یعنی پوری دو سال کی ولادت معتدہ میں دعوی زوج سے نسب ثابت ہوگا اگرچہ

[illegible] کی تصدیق نکرے [illegible] اور یہی روایت قوی [illegible] کذا فی فتح القدیر [illegible] النہر الفائق میں ہے کہ دعوی زوج میں بیان

دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ ہے کہ دعوی میں تصدیق عورت کی شرط ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ شرط نہیں اور اسی روایت کو ترجیح دی ہے صاحب

فتح القدیر نے [illegible] المطلقۃ [illegible] المراہقۃ المدخول بہا [illegible] ثابت النسب [illegible] مطلقہ کے [illegible]

[illegible] اگرچہ طلاق [illegible] مراہقہ [illegible] سے کم مدت میں [illegible] مہینے میں [illegible] سے کم مثلاً ساڑھے پانچ مہینے میں [illegible]

کے چھ مہینے سے کم مدت میں جنی تو اسکا ولد ثابت النسب [illegible] مراہقہ [illegible] قریب بلوغ کے [illegible]

کم ہو تو اُسکی ولادت متصور نہین اسواسطے کہ اُسمین نطفہ نہین کذا فی حاشیۃ المدنی غیر المقرۃ بانقضاء عدتہا وکذا المقرۃ ان ولدت لذلک من وقت الاقرار اذا لم تدع
حبلا فلو ادعتہ فکبالغۃ جس مراہقہ نے کہ اپنی انقضاے عدت کا اقرار نہین کیا اُسکا ولد ثابت النسب ہی اور اسی طرح اور مقرہ کا ولد ثابت النسب ہی جو چھ مہینے
سے کمتر مین جنی اقرار کے وقت سے یہ اُسوقت مین ہی جبکہ مراہقہ نے اپنے حاملہ ہونے کا دعوی نہین کیا اور اگر حمل کا دعوی کیا تو وہ بالغہ کے مانند ہی لاقل
من تسعۃ اشہر من طلاقہا لکون العلوق فی النکاح او العدۃ و الا لا یکون لبعدہ لانہا لصغرہا یحمل سکوتہا کاقرارہا یعنی عدتہا مراہقہ غیر مقرہ کا ولد ثابت النسب
ہی جبکہ جنے بعد طلاق کے نو مہینے سے کمتر مدت مین بواسطے حمل رہنے کے نکاح مین یا عدت مین اور اگر نو مہینے سے کمتر مین جنے بلکہ پورے نو مہینے یا زیادہ مین
جنے تو ثبوت نسب نہوگا بسبب احتمال رہنے حمل کے بعد عدت کے اسواسطے کہ بسبب کم عمری مراہقہ کے اُسکا سکوت بجاے اقرار انقضاے عدت قرار دیا جاویگا
م یہ جواب ہی اس سوال مقدر کا کہ جب مراہقہ مدخولہ نو مہینے یا زیادہ مین جنی تو احتمال ہی کہ اُسکو نکاح مین یا عدت مین حمل رہا پھر کیا وجہ عدم ثبوت نسب کی اور
مسئلہ مفروض ہی عدم اقرار کا ہان اگر اقرار انقضاے عدت کرتی اور اُسکے بعد پورے چھ مہینے یا زیادہ مین لڑکا ہوتا البتہ نسب ثابت نہوتا خلاصہ جواب کا یہ ہی جو حکم
انقضاے عدت مراہقہ کا بسبب کم عمری کے مخصوص بایک ہی طور پر تھا یعنی فقط مہینون پر نہ حیض پر تو بعد طلاق کے تین مہینے کا گذر جانا اور بسبب کم عمری کے اُسکا سکوت
کرنا یہ قائم مقام اقرار کے ہی تو جبکہ بعد تین مہینے کے پورے چھ مہینے یا زیادہ مین جنی تو معلوم ہوا کہ حمل بعد عدت کے پیدا ہوا لہذا نسب ثابت نہوگا فلو ادعت
حبلا فہی ککبیرۃ فی بعض الاحکام لاعترافہا بالبلوغ سو اگر دعوی کیا مراہقہ نے حمل کا تو وہ ایسے برابر بالغہ کے ہوگی بعضے احکام مین بسبب اقرار بلوغ کے کہ بحر الرائق
مین کہا کہ اگر مراہقہ نے دعوی حمل کا کیا طلاق بائن مین پھر کمتر دو برس سے جنی اور طلاق رجعی مین ستائیس مہینے سے کمتر مین جنی تو اُسکا ولد ثابت النسب ہوگا کذا فی
غایۃ البیان مراہقہ اس حکم مین تو کبیرہ کے برابر ہوئی لیکن سب احکام مین برابر نہین مثلاً طلاق رجعی مین اگر مراہقہ مذکورہ ستائیس مہینے پورے مین یا زیادہ مین جنے گی تو
نسب ثابت نہوگا بخلاف کبیرہ کے کہ اُسکے ولد کا نسب ایاس تک ثابت ہوگا بسبب امتداد طہر کے کذا فی حاشیۃ المدنی ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما من وقتہ
ای الموت اذا کانت کبیرۃ ولو غیر مدخول بہا اور ثابت ہوتا ہی نسب معتدہ موت کا اگر ابتداے موت سے کمتر دو سال سے جنے بشرطیکہ کبیرہ ہو اگرچہ وہ مدخولہ نہو اسواسطے کہ
فراش عقد سے ثابت ہوتا ہی نہ دخول اور اجتماع زوجین سے چنانچہ اسکا ذکر آویگا اما الصغیرۃ فان ولدت لاقل من عشرۃ اشہر وعشرۃ ایام ثبت والا لا اور معتدہ موت کی
اگر صغیرہ ہو اور دس مہینے اور دس دن سے کمتر مین جنے تو نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ اس سے ثابت ہوا کہ حمل موجود تھا قبل انقضاے عدت وفات کے کیونکہ چار مہینے
دس دن عدت کے ہوئے اور باقی اقل مدت حمل ہی اور اگر پورے دس مہینے اور دس دن یا زیادہ مین جنے تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ حمل بعد عدت کے حادث
ہوا ولو اقرت بمضیہا بعد اربعۃ اشہر وعشر فولدت لستۃ اشہر لم یثبت اور اگر اقرار کیا کبیرہ یا مراہقہ نے انقضاے عدت کا بعد چار مہینے دس دن کے موت سے پھر جنی
پورے چھ مہینے مین تو نسب ثابت نہوگا واما الآیسۃ فکالکبیرۃ لان عدۃ الموت بالاشہر للکل الا الحامل زیلعی اور عدت موت مین آئسہ برابر بالغہ کے ہی اسواسطے
کہ عدت موت کی مہینون کے حساب سے ہی ہر معتدہ کیواسطے سواے حاملہ کے کذا ذکرہ الزیلعی وان ولدت لاکثر منہما من وقتہ لا یثبت بدائع ولو لہما فکالاکثر
بحر بحثا اور اگر معتدہ موت کی جنی دو برس سے زیادہ مدت مین ابتداے موت سے تو نسب ثابت نہوگا کذا فی البدائع اور اگر پورے دو سال مین جنی تو اُسکا حکم
مثل اکثر دو سال کے ہی کذا فی البحر بحثا بحث یہ ہی کہ معتدہ موت کو معتدہ مبتوتہ کے ساتھ لاحق کیا ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا المقرۃ بمضیہا الولاقل من
اقل مدتہ من وقت الاقرار ولاقل من اکثرہا من وقت البینۃ للتیقن بکذبہا اور اسیطرح ثابت ہوتا ہی نسب اُس عورت کے ولد کا جسنے اقرار کیا ہی
اپنی عدت کے گذر جانیکا اگر وہ جنی چھ مہینے سے کمتر مدت مین اقرار کیوقت سے اور اگر جنی دو برس سے کمتر مدت مین وقت فراق سے یعنی طلاق بائن یا موت سے نسب ثابت ہوگا
بسبب یقین ہو جانے دروغگوئی عورت کے یعنی جب وقت اقرار سے چار یا پانچ مہینے مین جنی تو معلوم ہوا کہ اُسوقت اُسکے رحم مین نطفہ تھا اور اُسکا اقرار انقضاے عدت کا محض غلط تھا اسواسطے
کہ چھ مہینے سے کمتر مین تولد ہونا ممکن نہین خلاصہ یہ کہ ولد مقرہ کے ثبوت نسب مین دو شرطین ہین ایک یہ کہ چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی اقرار سے دوسری شرط یہ کہ

قد طلقہا

[illegible]

[illegible] ہو کہ اس شہادت [illegible] واسطے اثبات کے ضرورت کی ثابت

ہوتی کی اپنی حاجت [illegible] شہادۃ القابلۃ کما فی

معتدہ یعنی ولادت [illegible] اور یہ منکر ہے حمل کا ظاہر نہ تھا اور نہ شوہر نے اقرار کیا حمل کا تو [illegible] جنائی کی گواہی ثابت

نسب میں کافی ہو [illegible] اور صاحبین کے نزدیک جنائی کی گواہی [illegible] دو برس سے زیادہ مدت میں اور دو برس سے کم میں یعنی اگر معتدہ

نے بھی دو برس سے کم میں بچہ جنے کی تو اس صورت میں بھی [illegible] دائی کی گواہی نہ کفایت کریگی بلکہ حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لازم

ہو گی اور [illegible] فی حق المقرین [illegible] تصدیق کرنے بعض وارثون سے نسب ثابت ہو گا یعنی زوج نے ولادت معتدہ کا انکار کیا اور مرگیا اسکے

بعد بعض وارثون نے تصدیق ولادت کی کی تو نسب ثابت ہو گا فقط اقرار کرنے والے وارثون کے حق میں نہ سب وارثون کے حق میں یعنی ورثہ مقرین لڑکے کو حصہ

وراثت دینگے نہ ورثہ منکرین کو [illegible] انما یثبت النسب فی حق غیرہم حتی الناس کافۃ ان تم نصاب الشہادۃ بہم بان شہد مع المقر رجل آخر وکذا لو صدق المقر

الورثۃ [illegible] من اہل التصدیق فیثبت النسب ولا ینفع الرجوع اور ثابت ہو جاوے گا نسب غیر مقرین کے حق میں یہاں تک کہ سب لوگون کے حق میں اگر پوری

ہو جاوے نصاب شہادت کی انہین سے اسطرح پر کہ گواہی دے وارث مقر کے ساتھ دوسرا مرد اور اسی طرح اگر تصدیق کریں وارث مقر کے باقی ورثہ اور وہ

اہل بھی ہوں تصدیق کے یعنی عاقل بالغ ہوں تو اسوقت میں ثابت ہو گا نسب لڑکے معتدہ کا اور نفع نہ کریگا بعد تصدیق کے منکر ہو جانا یعنی حصہ ملکا دینا پڑیگا

والا فتم نصابا لا نشارک المکذبین اور اگر نصاب شہادت کی پوری ہوئی یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین تصدیق نہ کریں اور ان میں سے بلکہ ایک مرد اور

ایک عورت تصدیق کریں تو ولد معتدہ کا شریک مکذبین کا نہ ہو گا فقط ورثہ مقرین سے حصہ لیگا وہل یشترط لفظ الشہادۃ ومجلس الحکم الاصح لا نظرا لشبہۃ الاقرار

وشرط العدد نظرا لشبہۃ الشہادۃ اور وارثون کی تصدیق میں کیا لفظ شہادت کا اور مجلس حکم قاضی بھی شرط ہے قول صحیح یہ ہے کہ شرط نہیں بر عایت شبہہ اقرار

اور شرط کیا ہے فقہا نے تمام مقرین کا بمناسبت شبہہ شہادت خلاصہ یہ ہے کہ تصدیق ورثہ کی دو امر کی مشابہ ہے ایک اقرار اور دوسری شہادت اور چونکہ اقرار

میں لفظ شہادت اور مجلس حکم شرط نہیں تو اسواسطے تصدیق میں بھی شرط نہیں اور چونکہ شہادت میں عدد لازم ہے تو تصدیق میں بھی لازم کیا ونقل المصنف

عن الزیلعی ما یفید اشتراط العدالۃ ثم قال لقول شیخنا وینبغی ان لا تشترط العدالۃ مما لا ینبغی قلت وفیہ انہ کیف تشترط العدالۃ فی المقر

اللهم الا ان یقال لاجل الشراية فتامل وليراجع اور نقل کیا ہے مصنف نے اپنی شرح مین زیلعی کا ایسا کلام جو مفید ہے اشتراط عدالت کا یعنی ورثہ مقرین کی
عدالت ضرور ہے پھر مصنف نے کہا کہ ہمارے استاد یعنی صاحب بحرالرائق کا یون کہنا کہ مناسب نہین مشروط ہونا عدالت کا یہ مناسب نہین ہو اسطے کہ روایت
زیلعی کی مخالف ہے شارح کہتا ہے کہ اشتراط عدالت مین بحث ہے اور کیونکر مشروط ہوگی عدالت اقرار کرنے والے مین یعنی مقر کا اقرار ہر صورت مین حجت ہے
خواہ عادل ہو خواہ فاسق مگر یون جواب ہو سکتا ہے کہ عدالت مشروط ہے غیر پر حجت ہونے کے واسطے نہ کہ اپنی ذات کیواسطے سو اس مطلب کو غور کر اور اس مسئلہ کی کتب
معتمدہ مین تلاش کرنا چاہیے عم حلبی محشی نے کہا یہی جواب ٹھیک ہے جو شارح نے دیا کہ عدالت مقر اپنی ذات کیواسطے مشروط نہین غیر کیواسطے البتہ مشروط ہے لیکن شارح
نے بنا بر دیانت اور احتیاط کے بالیقین حکم نہین دیا اب مراجعت کتب کی کچھ حاجت نہین اور شارح کی تقریر سے معلوم ہوا کہ اگر سب وارث تصدیق کرین تو کچھ عدالت کی
حاجت نہین ولو ولدت فاختلفا فی المدة فقالت المرأة نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لها بلا یمین وقالا تحلف وبه یفتی کما سیجیٔ
فی الدعوی اور اگر معتدہ جنی پھر دونون مین اختلاف ہوا سو عورت نے کہا کہ تو نے مجھسے نکاح کیا ہے چھ مہینے سے اور مرد نے کمتر مدت کا دعوی کیا یعنی چار یا پانچ
مہینے کا تو قول عورت کا بدون قسم کے معتبر ہوگا نزدیک امام اعظم کے اور صاحبین نے کہا کہ عورت سے قسم لیجاویگی اور صاحبین کے قول پر فتوی ہے چنانچہ کتاب
الدعوی مین اسکا ذکر آویگا وهو ای الولد ابنه لشهادة الظاهر لها بالولادة من نکاح حملا لها علی الصلاح اور وہ لڑکا جو معتدہ جنی اسی مرد کا بیٹا ہے اسواسطے کہ
ظاہر حال عورت ہی کا شاہد ہے بسبب ولادت کے نکاح سے عورت کو نیک سیرت گمان کرکے قال ان نکحتها فهی طالق فنکحها فولدت لنصف حول منذ
نکحها لزمه نسبه احتیاطا لتصور الوطی حالة العقد ولو ولدته لاقل منه لم یثبت وکذا الاکثر ولو بیوم لکن بحث فیه فی الفتح واقره فی البحر کہا مرد نے کہ اگر نکاح کرون مین
اس عورت سے تو اسکو طلاق ہے پھر نکاح کیا اس سے سو وہ پورے چھ مہینے مین ابتدائے نکاح سے جنی تو لازم ہوگا مرد پر نسب لڑکا بنا بر احتیاط کے بسبب متصور ہونے
وطی کے حالت عقد نکاح مین یعنی عین ایجاب و قبول کی حالت مین وطی ہوئی اور اختتام نکاح اور انزال ساتھ ہی ہوا تو اس تقریر سے وطی بعد طلاق کے نہ لازم آئی
اور اگر وہ عورت چھ مہینے سے کمتر مین جنے گی اگرچہ ایک ہی دن کم ہو تو نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ یہ نطفہ قبل نکاح کا ٹھہر گیا اور اسیطرح ولد ثابت النسب نہوگا
اگر چھ مہینے سے زیادہ مین عورت جنے گی اگرچہ ایک ہی دن زیادہ ہو گیا ہو لیکن فتح القدیر مین عدم ثبوت نسب مین بحث کی ہے اور اسکو بحرالرائق مین مسلم رکھا ہے
فتح القدیر مین کہا کہ مدت حمل دو برس تک ہے تو چھ مہینے سے زیادہ مین نفی نسب کی کرنا مخالف ہے احتیاط کے اور یہ احتمال کرنا کہ بعد طلاق کے حمل حادث ہوا ہے نہایت
بعید ہے اسواسطے کہ حادث اکثر ولادت کے نو مہینے ہین طحطاوی نے کہا کہ بحث اگرچہ مسلم ہو لیکن نقل مذہب کی معارض نہین ہو سکتی ولزمه مهرها کاملا وطیا حکما ولا یکون
به محصنا نهایه اور لازم ہوگا مرد پر عورت کا مہر اسواسطے کہ مرد کی وطی حکمی ثابت ہوگئی بسبب ثبوت نسب کے اور اس وطی حکمی سے مرد محصن نہوگا کذا فی النهایه اسواسطے
کہ محصن وہ مرد ہے جو نکاح صحیح کے بعد وطی کر چکا ہو اور نکاح مرکب ہے ایجاب و قبول سے اور اس مسئلہ مفروضہ مین وطی واقع ہے قبل قبول کے تو وطی بعد النکاح
اسپر صادق نہین علق طلاقها بولادتها لم تطلق بشهادة امرأة بل بحجة تامة خلافا لهما کما مر معلق کیا مرد نے طلاق عورت کو اسکی ولادت پر تو طلاق واقع
ہوگی ایک عورت کی گواہی سے بلکہ پوری حجت سے طلاق ہوگی بخلاف صاحبین کے چنانچہ مذکور ہو چکا ولو اقر المعلق مع ذلک بالحبل او کان ظاهرا
طلقت بالولادة بلا شهادة لاقراره بذلک واما النسب ولوازمه کاموميته الولد فلا تثبت بدون شهادة القابلة اتفاقا بحر اور اگر ایک عورت کی گواہی
کے ساتھ تعلیق کرنے والے زوج نے عورت کے حمل کا اقرار کیا یا کہ حمل خود ظاہر ہو تو عورت مطلقہ ہوگی ولادت سے بدون شہادت کے بسبب اقرار
کر چکنے مرد کے لیکن ثبوت نسب اور لوازم اسکے جیسے اس عورت کا ماں ہونا اس لڑکے کیواسطے سو وہ ثابت نہوگا بدون دائی جنائی کی شہادت کے باتفاق امام اور
صاحبین کے کذا فی البحر قال لامته ان کان فی بطنک ولد او ان کان بک حبل فهو منی فشهدت امرأة ولو ظاهرة لیعم غیر القابلة بالولادة فهی ام ولده اجماعا ان
جاءت به لاقل من نصف حول من وقت مقالته وان لاکثر منه لا لاحتمال علوقه بعد مقالته قید بالتعلیق لانه لو قال هذه حامل منی ثبت نسبه الی

شخصین تھی [illegible] سے [illegible] بیٹے [illegible] ہو [illegible] تعداد میراث [illegible]

اور [illegible] ورثت [illegible] عورت [illegible] بیٹا [illegible] ہو [illegible] دونوں [illegible]

وارث ہو [illegible] بیٹے [illegible] واسطہ [illegible] کی [illegible] بعد مقر [illegible] مسئلہ کو تحقیق کر مقید کیا [illegible]

مولی سے [illegible] بیٹا [illegible] کہا [illegible] اقر [illegible] سوا [illegible] کذا فی غایۃ البیان قال [illegible]

[illegible] المعروف [illegible] امرأۃ [illegible] ہیۃ [illegible] ایک عورت [illegible] کو کہ بیٹا [illegible]

اور [illegible] مقر [illegible] ماں [illegible] عورت [illegible] بیٹا ہو تو دونوں وارث ہونگے

[illegible] مقر کے [illegible] نقصان [illegible] بیٹا [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]

حیلت [illegible] قولہ فقال [illegible] قید [illegible] لو لم [illegible] شیا او کان [illegible] کمانی البحر او کنت نصرانیۃ [illegible]

[illegible] لم [illegible] اسلامہا [illegible] وقال [illegible] فی [illegible] المذکورۃ [illegible] الفصل [illegible] عورت [illegible]

کی [illegible] مشہور [illegible] وارث [illegible] تو عدم وراثت میں مصنف کا یہ قید لگانا کہ جب وارث منکر کے [illegible]

یہ قید اتفاقی ہے احترازی [illegible] واسطے کہ [illegible] عدم وراثت کا بھی یہی حکم ہے اگر وارث کچھ نہ کہیگا یا منکر ہو کذا فی البحر یا مقر کے وارث نے عورت سے کہا کہ تو نصرانیہ

تھی وقت مرنے مقر کے یا وقت مرگ مقر عورت کا اسلام نہ معلوم ہوا وارث نے یون کہا کہ وارث کی زوجہ لونڈی تھی اور یہ عورت لونڈی ہے تو [illegible]

وارث ہوگی [illegible] وارث ہوگا اور کیا اس عورت کو مہر ملیگا بعضون نے کہا کہ ان سب [illegible] اور صاحب فتح القدیر [illegible] قائل [illegible]

تعالی نے اسکو رد کیا ہے کذا فی النہر الفائق زوج امتہ من عبدہ فجاءت بولد فادعاہ المولی لم یثبت نسبہ للزوم فسخ النکاح وہو لا یقبل الفسخ الا [illegible]

نکاح کر دیا اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے پھر لونڈی لڑکا جنی سو اسکا دعوی کیا مالک نے یعنی کہا کہ میرا بیٹا ہے تو اسکا نسب مالک سے ثابت نہوگا بسبب

لازم ہونے فسخ نکاح کے یعنی اگر نسب لڑکا مالک سے ثابت ہو تو لازم آتا ہے کہ نکاح غلام فسخ ہو جاوے اور حالانکہ نکاح فسخ نہیں ہوتا بعد تمام ہونے کے [illegible]

[illegible] تمام ہونے کی قید لگائی تاکہ [illegible] فسخ [illegible] عتق کا اعتراض [illegible] واسطے کہ وہ فسخ قبل تمام ہے اگر کوئی کہے کہ ارتداد سے بھی

نکاح فسخ ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فسخ نہیں ہے انفساخ ہے یعنی نکاح خود ٹوٹ گیا بدون توڑنے کے اور فسخ عبارت ہے توڑنے سے ویعتق الولد وتصیر الامۃ

ام ولد لہ لاقرارہ [illegible] اور لڑکا آزاد ہوگا اور لونڈی ام ولد ہو جاویگی بواسطے اقرار کرنے مولی کے لڑکے بیٹے ہونے کا اور لونڈی کے [illegible]

و ولدت امتہ الموطوءۃ لہ ولدا توقف ثبوت نسبہ علی دعوتہ لضعف فراشہا مالک کی لونڈی موطوءہ جنی ایک لڑکا تو موقوف ہوگا ثبوت نسب

لڑکا مالک کے دعوی پر یعنی بدون دعوی مولی کے وہ لڑکا ثابت النسب نہوگا بسبب ضعیف ہونے فراش لونڈی کے بخلاف ام ولد کے کہ اسکا لڑکا بدون دعوی

مولی کے بھی ثابت النسب ہے لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاویگی اسواسطے کہ ام ولد کا فراش لونڈی سے قوی ہے اور منکوحہ سے ضعیف کما یستشہد [illegible] بقولہ

واحترز بقولہ الدرر بقولہ [illegible] جارت بولد لا یثبت النسب [illegible] وطیہا [illegible] ولد [illegible] لونڈی مشترک دو شخصون میں کہ ان میں سے ایک

شخص نے طلب لڑکے یعنی اسکی وطی سے اولاد کی خواہش کی اور کتاب درر کی یہ عبارت ہے کہ دونوں نے خواہش اولاد کی پھر وہ مشترک لونڈی ایک

لڑکا جنی تو نسب ثابت نہوگا بدون دعوی کے بسبب حرام ہونے وطی لونڈی مشترک کے جیسے کہ ام ولد کی وطی حرام ہے جسکے مولی نے اسکو مکاتبہ کیا اور اسکا

ولد بھی ثابت النسب نہوگا بدون دعوی مولی کے [illegible] فی الاستیلاد ان الفراش علی اربع مراتب [illegible] باب الاستیلاد [illegible] کہ فراش [illegible]

چار مراتب ہیں ایک مرتبہ ضعیف وہ فراش لونڈی کا کہ اسکا ولد بدون دعوی کے ثابت النسب نہین [illegible] کہ اسکا ولد بدون دعوی [illegible]

ثابت النسب ہے لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہے تیسرا قوی یعنی فراش منکوحہ اور معتدہ رجعی کا کہ اُسکا ولد بدون دعوی کے ثابت النسب ہے اور اُسکی نفی نہیں ہو سکتی بدون لعان کے چوتھا اقوی یعنی فراش معتدہ بائن کہ اُسکا ولد ثابت النسب ہے بلا دعوی اور اُسکے ولد کی نفی نہیں ہو سکتی کسیطرح اسواسطے کہ نفی موقوف ہے لعان پر اور لعان کی شرط ہے قیام زوجیت سو وہ بائنہ میں قائم نہیں اور اسیطرح منکوحہ فاسدہ اور لونڈی منکوحہ کے ولد کی نفی نہیں ہو سکتی بسبب عدم ہونے شرط لعان کے یعنی صحیح اور حریت وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما مسافۃ سنۃ فولدت لستۃ اشہر مذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ واستخداما فتح اور البتہ کفایت کی ہے فقہا نے قیام فراش بلا دخول پر ثبوت نسب میں قیام فراش عبارت ہے ملت وطی سے جو بسبب عقد کے ہو اگرچہ دخول حقیقی اور حکمی کبھی نہوا ہو مانند نکاح مرد مغربی کے عورت مشرقیہ سے یعنی مرد منتہائے مغرب میں اور عورت منتہائے مشرق میں اتنے فاصلہ سے رہتے ہوں کہ دونوں کے درمیان سال بھر کی راہ ہو سو منکوحہ مشرقیہ پورے چھ مہینے میں جنی ابتدائے نکاح سے تو یہ لڑکا ثابت النسب ہے بسبب متصور ہونے وطی کے باعتبار کرامت یا استخدام جن کے کذا فی فتح القدیر یعنی ممکن ہے کہ بعد نکاح کے از راہ کرامت یا بعمل تسخیر جن کے زوج مشرق سے مغرب میں ساعت واحد میں آوے اور وطی کرے طحطاوی نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ بعد نکاح کے چھ مہینے اور ایک ساعت میں ولادت فرض کیجاوے تاکہ اس ساعت میں زوج کا زوجہ کے پاس پہنچنا محل اور متصور ہو لیکن

فی النہر الاقتصار علی الثانی اولی لان طی المسافۃ لیس من الکرامۃ قلت لکن فی عقائد التفتازانی جزم بالاولی تبعا بالمفتی الثقلین النسفی بل سئل عما یحکی ان الکعبۃ کانت تزور واحدا من الاولیاء ہل یجوز القول بہ فقال خرق العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاہل الولایۃ جائز عند اہل السنۃ ولا لبس بالمعجزۃ لانہا اثر دعوی الرسالۃ وبادعائہا یکفر فورا فلا کرامۃ وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ من السیر عند قولہ ؎ ومن لولی قال طی مسافۃ * یجوز جہول ثم بعض یکفر * واثباتہا فی کل ما کان خارقا * عن النسفی النجم یروی وینصر ای ینصر ہذا القول بنص محمد انا نؤمن بکرامات الاولیاء

لیکن نہر الفائق میں ہے کہ تصور وطی مغربی میں دوسری وجہ یعنی استخدام جن پر اختصار کرنا بہتر ہے اسواسطے کہ مسافت بعیدہ کا طی کرنا زمانہ قلیل میں کرامات میں داخل نہیں شامی کہتا ہے لیکن شرح عقائد نسفی میں علامہ سعد الدین تفتازانی نے وجہ اول کا یقین کیا ہے یعنی طے مسافت کو کرامت میں داخل کیا ہے باتباع مفتی ثقلین امام نجم الدین عمر نسفی کے بلکہ امام ممدوح سے سوال ہوا کہ یہ جو حکایت ہے کہ کعبہ معظمہ ایک ولی کی زیارت کو جاتا تھا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں سو مفتی ثقلین نے جواب میں کہا کہ خرق عادت بطریق کرامت کے اہل ولایت کے واسطے جائز ہے اہل سنت کے نزدیک اور کچھ التباس نہیں کرامت میں ساتھ معجزے کے یعنی یہ کوئی نہ سمجھے کہ کرامت اور معجزہ دونوں خارق عادت ہیں تو کیا فرق ہے کرامت اور معجزہ میں اسواسطے کہ معجزہ نہیں ہوتا مگر بعد دعوی پیغمبری کے اور ادعائے رسالت سے فورا کافر ہوتا ہے ولی پھر کرامت کہاں بلکہ وہ استدراج ہے اور پوری تقریر اسکی شرح وہبانیہ میں کتاب السیر سے اس قول منظوم کے پاس ہے کہ جو ولی کیواسطے طی مسافت کو جائز کہے وہ جاہل ہے پھر بعض علماء اسکو کافر کہتے ہیں اور اثبات کرامت کا ہر امر خارق عادت میں خواہ طی مسافت ہو یا غیر اسکی نجم الدین عمر نسفی سے منقول اور منصور ہے یعنی اس قول کی نصرت اور تائید امام محمد کے اس قول سے ہے کہ ہم تصدیق کرتے ہیں کرامات اولیا کی ہم اگر خرق عادت مدعی رسالت کے ہاتھ پر ہو وہ معجزہ ہے اور اگر مومن متقی کے ہاتھ پر ہو وہ کرامت ہے اور اگر کافر اور فاسق کے ہاتھ پر ہو تو وہ استدراج اور مکر ہے تو اس تقریر سے ایک قسم کا دوسری قسم سے اشتباہ نہیں شرح وہبانیہ میں ہے کہ طی مسافت بعیدہ کو زمانہ قلیل میں ولی کیواسطے بعضے علما جائز نہیں رکھتے اور اسکے مجوز کو جاہل کہتے ہیں اور بعضے کافر اور اسیطرح ظہور معجزات کبار کا مانند احیاء میت اور عصا کو سانپ کر ڈالنا اور انشقاق قمر اور جوش کر کے پانی بہنا انگلیوں سے اور طعام قلیل میں جماعت کثیر کو آسودہ کر دینا بطریق کرامت کے ناجائز جانتے ہیں اور حق یہ ہے کہ طی مسافت کرامت میں داخل ہے اور اسکا معتقد جاہل یا کافر نہیں امام الحرمین نے کہا کہ قول پسندیدہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ خوارق عادات بطریق کرامت کے جائز ہیں سوائے اس امر کے جو بدلیل قطعی ممنوع الوقوع ہے جیسے قرآن کے برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور قول انصاف امام نسفی کا کلام ہے جو مذکور ہو چکا

انتہی کذا فی حاشیۃ المدنی غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذہب الذی رجع الیہ الامام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحبین کے کذا فی حاشیۃ المدنی فروع مسائل [illegible] فولدت لاقل من ستۃ

[illegible] پھر اسکو طلاق دی پھر اسکو مول لیا پھر وہ جنی چھ مہینے سے کمتر مدت مین [illegible]

ہوگا خواہ مرد اقرار کرے [illegible] اسواسطے کہ خرید کیوقت سے اقل مدت حمل نہین گذری [illegible]

اتفاقی ہو اسواسطے کہ [illegible] تو بھی یہی حکم ہو اور اسیطرح [illegible] الثاقی ہو اسواسطے کہ اگر [illegible] لونڈی کا

مالک ہوگا تو بھی یہی حکم ہو [illegible] اور اگر لونڈی بعد خرید کے پورے چھ مہینے یا زیادہ مین جنی تو ولد کا نسب نہ

ثابت ہوگا بدون اقرار مرد کے اسواسطے کہ [illegible] اسواسطے کہ بعد خرید کے کل مدت حمل پائی گئی [illegible] اگر لونڈی منکوحہ کو طلاق

قبل دخول ہوئی ہو یا بعد دخول کے دو بار طلاق بائن ہوئی ہو [illegible] اگر طلاق قبل دخول طلاق سے چھ

مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو ولد اسکا ثابت النسب ہو بلا شرط اقرار [illegible] لیکن دوسری صورت مین یعنی جسکو دو بار طلاق بائن ہوئی [illegible]

ولد کا نسب ثابت ہوگا پورے دو برس تک یا کمتر مدت مین یعنی اسصورت مین بعد طلاق کے چھ مہینے سے کمتر مدت کا اعتبار نہین [illegible] پورے دو برس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چھ مہینے سے کمتر مدت ہو اور نکاح سے پورے چھ مہینے یا زیادہ ہین تو نسب ثابت ہی اور اگر نکاح سے چھ مہینے سے کم مدت ہی ولادت مین تو نسب ثابت نہین اور
اگر ایک طلاق بائن دی بعد دخول کے تو اگر ولادت اور خرید سے چھ مہینے سے کمتر مدت ہی اور ولادت اور طلاق مین دو برس سے کم مدت ہی تو نسب ثابت ہی اور اگر
ولادت اور خرید مین پورے چھ مہینے یا زیادہ کی مدت ہی تو مرد پر اسکا نسب لازم نہین بلکہ ولادت اور طلاق مین پورے دو برس یا کم کی مدت ہی تو نسب ثابت ہوگا اور
اگر طلاق رجعی دی تو اگر ولادت اور خرید سے چھ مہینے سے کمتر مدت ہو اور ولادت اور طلاق سے دو برس سے زیادہ کتنی ہی مدت کیون نہو بہر صورت نسب ثابت ہی
کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا لو اعتقہا بعد الشراء اور اسیطرح اگر غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اُسکو آزاد کر دیا بعد خرید کے فوراً تو نسب ثابت ہوگا اگر چھ مہینے سے
کمتر مدت مین جنی خرید کے وقت سے اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے زیادہ مدت مین جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر باقرار زوج کذا فی العالمگیریۃ ناقلاً عن الکافی
فلو باعہا فولدت لاکثر من الاقل مذ باعہا فادعاہ ہل یفتقر لتصدیق المشتری قولان اور اگر غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اُسکو خرید کیا پھر اُسکو بیچ ڈالا پھر وہ
جنی چھ مہینے سے زیادہ مدت مین ابتداے بیع سے پھر زوج بائع نے ولد کا دعوی کیا تو اس صورت مین تصدیق مشتری کی حاجت ہی یا نہین یہان دو قول ہین
ابو یوسف کے نزدیک تصدیق مشتری کی حاجت ہی بدون تصدیق مشتری کے ثبوت نسب نہین اگرچہ بائع دعوی کرے اسواسطے کہ بسبب خرید کے نکاح باطل ہوگیا اور
محمدؒ کے نزدیک تصدیق مشتری کی حاجت نہین کذا فی العالمگیریۃ مات عن ام ولدہ او اعتقہا فولدت لدون سنتین لزمہ لا لاکثر الا ان یدعیہ مولی مر گیا اپنی ام ولد کو
چھوڑ کر یا اُسکو آزاد کر دیا پھر وہ جنی دو سال سے کم مین بعد موت یا آزادی کے تو نسب لڑکا مولی کو لازم ہوگا اور اگر دو سال سے زیادہ مدت مین جنی تو نسب اُسکا
مولی کو نہ لازم ہوگا مگر یہ کہ مولی بعد عتق کے دعوی ولد کا کرے تو نسب ثابت ہوگا ولو تزوجت فی العدۃ فولدت لستۃ من عتقہ او موتہ ولنصف حول من تزوجہ و
ادعیاہ معاً کان للمولی اتفاقاً لکونہا معتدۃ بخلاف ما لو تزوجت ام الولد بلا اذنہ فانہ للزوج اتفاقاً اور اگر ام ولد نے نکاح کیا عدت موت یا عتق مین پھر جنی پورے دو
برس مین آزاد کرنے مولی سے یا اُسکے مرنے سے اور پورے چھ مہینے یا زیادہ مین ابتداے نکاح سے اور مولی اور زوج نے دعوی کیا ولد کا ساتھ ہی مولی کہتا ہی یہ میرا لڑکا ہی اور
زوج ام ولد کا کہتا ہی کہ میرا ہی تو یہ ولد مولی ہی کا ہوگا بالاتفاق اسواسطے کہ ام ولد مولی کی معتدہ ہی بخلاف اس صورت کے کہ اگر ام ولد نے نکاح کر لیا بدون اذن مولی
کے پھر وہ پورے چھ مہینے یا زیادہ مین جنی ابتداے نکاح سے پھر لڑکے مین مولی اور زوج نے دعوی کیا تو ولد زوج ہی کا ہوگا بالاتفاق نہ مولی کا مع شارح کے قول مین
موت کا ذکر بے معنی ہی اسواسطے کہ بعد موت مولی کے دعوی کرنا مولی کا غیر متصور ہی ولو تزوجت معتدۃ بائن فولدت لاقل من سنتین بانت ولاقل من الاول مذ تزوجت فالولد
للاول لفساد نکاح الآخر اور اگر نکاح کر لیا معتدہ بائن نے پھر وہ جنی دو سال سے کم مدت مین ابتداے طلاق بائن سے اور چھ مہینے سے کمتر مین ابتداے نکاح ثانی سے تو یہ لڑکا
زوج اول کا ہوگا بسبب فاسد ہونے نکاح ثانی کے اسواسطے کہ عدت مین ہوا ولو لاکثر منہما مذ بانت ولنصف حول مذ تزوجت فالولد للثانی اور اگر معتدہ بائن نے نکاح
کیا اور جنی دو برس سے زیادہ مدت مین ابتداے طلاق بائن سے اور پورے چھ مہینے مین ابتداے نکاح ثانی سے تو یہ بیٹا زوج ثانی کا ہوگا اسواسطے کہ زوج اول
کی طرف نسبت ولد کی متعذر ہوگئی کیونکہ دو برس سے زیادہ حمل نہین ٹھہرتا اور زوج ثانی کیطرف نسبت بلا معارض ثابت ہی ولاقل من نصفہ لم یلزم الاول
ولا الثانی والنکاح صحیح اور اگر معتدہ مذکورہ ابتداے طلاق بائن سے دو سال سے زیادہ مدت مین جنی تو نسب اس لڑکا کا نہ زوج اول کو لازم ہوگا اور نہ زوج
ثانی کو اور نکاح ثانی صحیح ہوگا زوج اول کو اسواسطے نسب نہ لازم ہوا کہ نسبت اسکی زوج اول کیطرف بسبب زیادہ ہو جانے اکثر مدت حمل سے متعذر ہی اور زوج
ثانی کیطرف بھی نسبت متعذر ہوگئی اسواسطے کہ کمتر مدت حمل سے بھی کمتر ہی اور نکاح ثانی اسواسطے صحیح ہوا کہ بعد طلاق بائن کے دو سال سے زیادہ مدت مین
ولادت ہونا دلیل ہی کہ زوج اول کا نطفہ معتدہ کے پیٹ مین نہ تھا تو حاملہ ثابت النسب سے نکاح کرنا نہ لازم آیا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو لاقل منہا ولنصفہ فقی
عدۃ البحر بحثاً انہ للاول لکن نقل ہنا عن البدائع انہ للثانی معللاً بان اقدامہا علی التزوج دلیل انقضاء عدتہا حتی لو علم بالعدۃ فالنکاح فاسد والولد للاول ان
امکن اثباتہ منہ بان تلد لاقل من سنتین مذ طلق او مات اور اگر نکاح کیا معتدہ بائن نے پھر جنی کمتر دو سال سے ابتداے طلاق بائن سے اور

اور سو چونکہ یہ عورت حاملہ تھی اس سے تو بحرالرائق کے باب عدت میں بحث کرنیکا ہے کہ یہ ولد بنت حمل کا ہے جسکا زوج ثانی سے ہونا ظاہر مسلمان کے
ثابت نسب ہوتا ہے لیکن صاحب بحرالرائق نے بعض بیان کیا ہے کہ یہ ولد بنت ثانی کا ہوگا اسلئے کہ حمل کا تحقق ثانی سے ہونا ممکن
اسکے انقضاے مدت پانچ برس سے کہ زوج اول سے ممکن نہیں ہوسکتا اور یہی مذہب بدائع کا ہے اور صاحب بحرالرائق نے کہا کہ یہ
زوج ثانی ہی سے اسصورت میں ہوگا کہ اسکو وقت سے مدت ولی معلوم نہو یا ممکن ہو اگر مدت ثانی زوج ہو وقت ابتدای مدت کو ثابت ہو تو فاسد ہوگا اور اسلئے
مدت عدہ زوج اول کا ہوگا اور مکن ہو اثبات اسکا تحقق اول سے اور بر بلکہ جنی مدت دو سال سے کم پر تو بعد مدت کے پس زوج اول کی مدت سے اور طلاق
سے دو سال سے زیادہ مدت میں اور مدت سے چھ مہینے میں جنی تو ولد بنت ثانی کا ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البدائع والخلع امراۃ فیہا تعقب
الحبل ان لم یجد ... بعد اشہر ... ولد کا ... نکاح کیا عورت معتدہ سے پھر اسکے پیٹ سے بچہ ناتمام جسکے بعض اعضا
ظاہر ہو چکے تھے گرا تو اگر بعد نکاح ثانی کے پورے چار مہینے میں گرا تو نسب اسکا زوج ثانی سے ثابت ہوگا اور اگر یکدن کم چار مہینے میں گرا تو نسب اسکا زوج اول سے
ہوگا اور نکاح فاسد ہوگا یہ سب مسائل بحرالرائق سے منقول ہیں پورے چار مہینے میں زوج ثانی کا نسب اسواسطے ہے کہ خلقت اعضا ظاہر نہیں ہوتی مگر ایک سو بیس
روز میں تو چالیس دن نطفہ پیٹ میں رہتا ہے اور چالیس دن خون بستہ رہتا ہے اور چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے کذا فی البحر اور نکاح ثانی صورت ثانیہ میں اسواسطے
فاسد ہوا کہ نکاح عدت میں واقع ہوا فقلت وفی تنویر الفتاوی نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل کتاب کہا ہے کہ مجموع النوازل
میں ہے کہ نکاح کیا کافر نے مسلمان عورت کا پھر جنی اس سے تو ولد کا نسب کافر سے ثابت نہوگا اسواسطے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور عورت پر عدت بھی
واجب نہیں اسواسطے کہ یہ نکاح باطل ہے بخلاف نکاح فاسد کے اسواسطے کہ اسکی وطی بشبہہ ہے لہذا اسمیں نسب ثابت ہوتا ہے اگر ایک مرد نے زنا کیا ایک عورت
سے پھر وہ حاملہ ہوئی پھر اس سے نکاح کیا پھر وہ جنی تو اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو ولد کا نسب مرد سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم مدت میں جنی تو
نسب ثابت نہوگا مگر دعوی نسب سے ثابت ہوگا بشرطیکہ یوں نہ کہا ہو کہ یہ میرا بیٹا زنا سے ہے اور اگر یوں کہیگا کہ یہ میرا بیٹا زنا سے ہے تو نسب ثابت نہوگا اور لڑکا
اسکا وارث نہوگا کذا فی الینابیع مرد مسلمان نے نکاح کیا اپنی محارم سے پھر اولاد ہوئی تو وہ اولاد امام کے نزدیک مرد سے ثابت النسب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ثابت
النسب نہیں اسواسطے کہ نکاح محارم کا فاسد نزد امام کے نزدیک اور باطل ہے صاحبین کے نزدیک کتب فی الظہیریۃ نسب شمارہ کرنے سے بھی ثابت ہوتا ہے اور وہ تدبر کریگا کذا فی الخلاصۃ کذا فی الذخیرۃ

باب الحضانۃ

بفتح الحاء وکسرہا تربیۃ الولد یہ باب ہے حضانت میں حضانت بفتح وکسر حا عبارت ہے تربیت ولد سے یعنی لڑکوں کی پرورش کے احکام اس باب میں مذکور ہیں صراح در تاج
میں حضانت کو بکسر اول لکھا ہے اور شارح نے باعتبار مصباح اور بحرالرائق کے فتح اول کو بھی مذکور کیا ہے اور حاضنہ وہ عورت ہے جو لڑکے کی پرورش کرے اور گود میں رکھے
اور جبیر الدین علی نے کہا کہ شروط حضانت کے یہ ہیں کہ حاضنہ حرہ بالغہ امینہ ہو قادر ہو پرورش پر اور زوج اجنبی کے نکاح میں نہو اور اگر پرورش کرنیوالا مرد ہو تو اسمیں بھی یہی شرطیں ہیں
سوائے شرط اخیر کے کذا فی حاشیۃ المدنی فیثبت للام النسبیۃ ولو کتابیۃ او مجوسیۃ ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ حتی تسلم لانہا تحبس ثابت ہے حق پرورش کا نسبی ماں کو
اگرچہ کتابیہ یا مجوسیہ ہو اور اگرچہ بعد جدائی زوج کے ہو مگر یہ کہ ماں لڑکی کی مرتد ہو گئی ہو تو اسکو حق پرورش نہیں یہانتک کہ وہ اسلام قبول کرے اسواسطے کہ ارتداد میں حق پرورش
نہیں کہ مرتدہ زمانہ ارتداد میں محبوس رہیگی پھر حبس میں پرورش کیونکر ہو مجوسیہ ہونے کی یہ صورت کہ ولد کے ماں باپ دونوں مجوسی تھے پھر باپ مسلمان ہو گیا اور عورت
مجوسی رہی تو بھی حق پرورش اسکا ہوگا اسواسطے کہ عورت کو محبت ولد کی پیدایشی امر ہے کافرہ ہو یا مسلمہ او فاجرۃ فجورا یضیع الولد بہ کزنا وغناء وسرقۃ ونیاحۃ کما
فی البحر والنہر بحثا قال المصنف والذی یظہر العمل باطلاقہم کما ہو مذہب الشافعی ان الفاسقۃ بترک الصلوۃ لا حضانۃ لہا وفی القنیۃ الام احق بالولد ولو سیئۃ السیرۃ
معروفۃ بالفجور ما لم یعقل ذلک یا ولد کی ماں فاسقہ ہو ایسا فسق اور گناہ کرتی ہو جس سے لڑکا ضائع ہو جاوے مانند زنا اور گانا اور چوری اور نوحہ گری کے

چنانچہ یہ تفصیل بحرالرائق اور نہرالفائق مین ہو بحث کے ساتھ اسواسطے کہ جب عورت حرام کارہوئی یا گانے یا نوحہ گری کا پیشہ لیا یا چوری کرنے لگی اُسکو خوپڑ گئی تو گھر مین
نہ ٹھہرے گی تو لڑکا تباہ ہوگا مصنف نے اپنی شرح مین کہا کہ جواہر کی عبارت اطلاق فقہا سے ظاہر ہوتا ہو چنانچہ یہی مبتغی بھی ہو کہ جو عورت کہ فاسقہ ہو بسبب ترک
نماز کے تو اُسکو حق پرورش نہین اور قنیہ مین ہو کہ ماں سزاوارتر ہو پرورش ولد مین اگرچہ وہ بدطریق مشہور بفسق ہو جبتک کہ لڑکے کو بدکاری کا شعور ہو انتہی کلام المصنف مع
اکثر کتب فقہ مین وارد ہو کہ فاجرہ کو حق پرورش نہین صاحب بحر نے کہا کہ فاجرہ سے مراد زانیہ ہو جو پرورش ولد سے غافل ہو جاوے نہ مطلق فسق کہ شامل ہو ترک
صلوۃ کو اسواسطے کہ جب کتابیہ احق بالولد ہوئی تو مسلمہ فاسقہ اولی ہوگی مصنف نے کلام صاحب بحر کا پسند کیا اور مطلق فسق کو قائم رکھا اور کتابیہ اور فاسقہ مین فرق
کیا کہ کتابیہ اپنے اعتقاد پر ہو بخلاف مسلمہ فاسقہ کے شیخ رحمتی اور طحطاوی محشیون نے کہا کہ جب مدار حکم کا ولد کے ضائع ہونے پر ہو تو بحث مصنف کی بیجا ہو اور بحث صاحب
بحر کی قوی ہو اور تفرقہ کتابیہ اور فاسقہ کا حضانت مین کچھ مفید نہین مفتی ابوسعید نے کہا کہ مطلق فجور مسقط حضانت کا نہین تاوقتیکہ خوف ولد کے ضائع ہونے کا نہو غزی زادہ
نے کہا کہ بحالہ اس قید کا ضرور ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وغیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبی بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعا یا ولد کی ماں غیرمامونہ ہو یعنی اسپر اطمینان نہو مجتبی
مین تفسیر غیرمامونہ کی اسطرح پر کی ہو کہ ہر وقت گھر سے نکلا کرتی ہو اور لڑکے کو تباہ حالت چھوڑ جاتی ہو خواہ بلا ضرورت نکلتی ہو خواہ بضرورت مانند کشفکاری کے یا کہ وہ
دائی جنائی ہو یا مردہ شو او تکون امۃ او ام ولد او مدبرۃ او مکاتبۃ ولدت ذلک الولد قبل الکتابۃ لاشتغالہن بخدمۃ المولی لکن ان کان الولد رقیقا کان الحق
لانہ للمولی مجتبی یا کہ ماں ولد کی لونڈی ہو یا ام ولد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو جو کہ اس لڑکے کو قبل کتابت کے جنی ان سب کی پرورش ساقط ہو بسبب مشغول رہنے ان عورتون
کے خدمت مولی مین تو انکو پرورش ولد کی فرصت کہان لیکن اگر ولد انکا مملوک ہوگا مولی کا تو یہی عورتین اُس ولد کی پرورش کیواسطے لائق تر ہین اسواسطے کہ وہ
ولد مولی کا ہو تو اُسکی پرورش کرنا گویا مولی کی خدمت ہو کذا فی المجتبی ثم تعلیل مذکور مکاتبہ پر صادق نہین آتی اسواسطے کہ مکاتبہ پر مولی کی خدمت واجب نہین تو نفی حضانت
کی یون علت بیان کرنا بہتر ہو کہ حضانت ایک نوع کی ولایت ہو اور ان عورتون کو اپنی ذات پر ولایت نہین تو غیر پر بطریق اولی ولایت نہوگی او متزوجۃ
بغیر محرم الصغیر یا ولد کی ماں نے نکاح کر لیا ہو صغیر کے غیرمحرم کے ساتھ اسواسطے کہ مرد اجنبی ولد کی پرورش سے راضی نہوگا اور اگر اُسکی ماں نے اُسکے محرم کے
ساتھ نکاح کیا ہو مثلاً ولد کے چچا کے ساتھ نکاح کیا ہو تو حق حضانت کا ساقط نہین اور محرم سے محرم نسبی ہو نہ رضاعی او ابت ان تربیۃ مجانا والحال ان
الاب معسر والعمۃ تقبل ذلک ای تربیۃ مجانا ولا تمنعہ عن الام قیل للام اما ان تمسکیہ مجانا او تدفعیہ للعمۃ حکی المذہب وقیل یرجع الام والعمۃ علی الاب
اذا السیر قیل العم مجتبی والعمۃ لیست بقید فیما یظہر یا کہ ماں انکار کرے ولد کے مفت پلے لینے سے اور حالانکہ باپ کو مقدور اجرت دینے کا نہین اور عمہ ولد کی
اس پرورش کو مفت قبول کرتی ہو اور ماں کو بیٹے کے پاس آنے جانے سے روکتی بھی نہین تو اس صورت مین اُسکی ماں سے کہا جاوے کہ یا لڑکے کو مفت اپنے پاس
رکھے یا کہ اُسکی عمہ کو دے کہ وہ رکھے یہی حکم ہو بنا بر مذہب صحیح کے اور جسقدر مال چچا یا عمہ کا پرورش مین صرف ہوا ہو اُسکو باپ سے پھیر لینا جبکہ باپ کو مقدور ہو درست
ہو یا نہین بعضے علما نے جواب دیا کہ ہان پھیر لینا ہو سکتا ہو کذا فی المجتبی اور ظاہر اذکر عمہ کا اس مسئلہ مین کچھ قید نہین بلکہ جب کہ ماں مفت پرورش سے انکار کرے
اور باپ کو مقدور نہو اور کوئی اجنبی عورت مفت پرورش کا اقبال کرے تو بھی یہی حکم ہو کہ اجنبی پلے کذا ذکر شرنبلالی فی کشف المنارج علی حاشیۃ الدرر تو توقف
شارح کا عمہ کے اتفاقی قید ہونے مین اس روایت سے زائل ہو گیا کذا فی حاشیۃ المدنی وفی القنیۃ تزوجت ام صغیر توفی ابوہ وارادت تربیتہ بلا نفقۃ مقدرۃ
واراد وصیہ تربیتہ بما سنح الیہا لا الی القاضی لما لہ اور قنیہ مین ہو کہ نکاح کر لیا صغیر کی ماں نے جس صغیر کا باپ مر گیا اور صغیر کی ماں نے بدون صرف مقرری کے
اُسکی پرورش کا ارادہ کیا اور صغیر کے وصی نے چاہا کہ نفقہ دیگر کسی اور اجنبی عورت سے پرورش کرادے تو لڑکا ماں ہی کو دلایا جاویگا نہ وصی کو تاکہ مال صغیر
کا باقی رہے وفی الحاوی تزوجت باجنبی وطلبت تربیتہ بنفقۃ والتزم ابن عمہ مجانا ولا حاضنۃ لہ فلہ ذلک اور حاوی مین ہو کہ نکاح کیا صغیر کی ماں نے
اجنبی سے اور پرورش ولد کی درخواست کی بعوض نفقہ کے اور صغیر کے ابن عم نے اپنے اوپر لازم کر لی پرورش اُسکی مفت اور حالانکہ

[illegible] حضانت [illegible] اما [illegible]

[illegible] حضانت ثابت [illegible] پرورش کیواسطے [illegible]

[illegible] ایک عورت نے کہ باپ [illegible] صغیر [illegible]

[illegible] پرورش [illegible] عدم جبر [illegible]

[illegible] اور حاضنہ پر جبر نہیں [illegible]

[illegible] حاشیۃ [illegible]

[illegible] صورت میں حق حضانت کا [illegible] کی طرف [illegible] فلا تجبر الام کما فی شرح

تنویر الابصار حتی [illegible] حتی لو اختلعت علی ان تترک ولدہا عند الزوج صح الخلع وبطل الشرط [illegible]

اجرت [illegible] فلا اجرۃ لہا [illegible] اور قدرت نہیں حاضنہ کو حق صغیر کے باطل کرنے پر [illegible] حق صغیر کو [illegible]

کی ذات [illegible] عورت نے اس شوہر سے صغیر کو چھوڑ جانے پر زوج کے پاس خلع کیا تو خلع صحیح ہوگا اور شرط عدم پرورش کی باطل ہو جائیگی [illegible]

[illegible] پرورش حق [illegible] صغیر کا ہے تو عورت کو اختیار نہیں کہ اسکو باطل کرے [illegible] شرط کرے اور اگر ان کے سوا کوئی حاضنہ نہ پائی جاوے تو ان پر جبر کیا جاویگا [illegible] کذا فی

فتح القدیر [illegible] غیر ام کا نہ پایا جانا [illegible] اس صورت میں کہ غیر ام موجود ہو [illegible] پرورش کا انکار کرے کذا فی البحر [illegible]

[illegible] پرورش کی [illegible] اس واسطے کہ [illegible] کذا فی البحر [illegible] معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک قول یہ [illegible]

[illegible] میں چنانچہ قبل سے تفصیل اسکی مذکور ہو چکی اور دوسرا قول یہ ہے کہ [illegible] پرورش صغیر میں [illegible] منقول ہے فقہا ثلثہ سے یعنی فقیہ ابو اللیث و ہندوانی

اور خواہر زادہ سے اور فتح القدیر میں [illegible] مسئلہ نقل کیے [illegible] کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ کافی [illegible] کلام [illegible] سے معلوم ہوا [illegible]

[illegible] طحاوی نے [illegible] اقوال مشائخ کے [illegible]

[illegible] کہ اس مقام میں جمع بین المتناقضین [illegible]

ایک قول کو پسند کرے [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی وتستحق الحاضنۃ اجرۃ الحضانۃ اذا لم تکن منکوحۃ ولا معتدۃ لابیہ [illegible]

[illegible] کذا فی البحر عن السراجیۃ [illegible] عن جواہر الفتاوی [illegible] اور مستحق ہوتی ہے حاضنہ اجرت حضانت کی جبکہ وہ منکوحہ اور معتدہ اسکے باپ

کی نہ ہو [illegible] اور اگر منکوحہ یا معتدہ [illegible] بیٹا ہو [illegible] اجرت کی مستحق ہوگی کذا فی الزیلعی [illegible] اجرت پرورش

کی [illegible] اور نفقہ [illegible] کے سوا ہے کذا فی البحر عن السراجیۃ [illegible] تو باپ پر تین چیزیں واجب ہیں اجرت حضانت اور اجرت رضاعت اور نفقہ ولد لہذا [illegible]

[illegible] اجرت حضانت کا رضاعت سے مخالف [illegible] قول کے جو مصنف نے اپنی شرح میں جواہر الفتاوی سے نقل کیا [illegible] جواہر الفتاوی [illegible]

یوں منقول ہے کہ [illegible] سے یہ سوال [illegible] اجرت حضانت کی پہنچتی ہے [illegible] کے جواب [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجرت حضانت اور

رضاعت [illegible] شیخ [illegible] جواہر الفتاوی کی عبارت میں تحریف [illegible] حضانت اور رضاعت [illegible]

مدت [illegible] حضانت کی [illegible] شرح النقایۃ للباقانی عن البحر المحیط [illegible] ابو حفص [illegible]

مسکن مع الولد فقال علی الاب سکناہما جمیعا وقال نجم الائمۃ المختار ان علیہ السکنی فی الحضانۃ وکذا ان احتاج الصغیر الی خادم یلزم الاب [illegible] باقانی کی شرح

نقایہ میں بحر محیط سے منقول ہے کہ ابو حفص [illegible] سے کسی نے سوال کیا اس عورت کا مسئلہ کہ جسکو صغیر کے رکھنے کا حق پہنچتا ہے اور اس عورت کا کوئی مسکن نہیں جہاں

صغیر کو ساتھ لیکر رہے تو جواب مین کہا باپ پر، دونون کے واسطے مکان دینا واجب ہی اور شیخ الائمہ نے کہا قول مختار یہ ہی کہ باپ پر مکان دینا ایام پرورش مین
واجب ہی اور اسیطرح اگر صغیر خادم کا محتاج ہو تو باپ پر خادم کا دینا لازم کہا جائیگا وفی شرح ستاحیۃ مؤنۃ الحضانۃ فی مال المحضون لو لہ مال والا فعلی من تلزمہ نفقتہ
قال شیخنا وقواعدنا تقتضیہ فیفتی بہ ثم حرر ان الحضانۃ کالرضاع اور کتب شافعیہ مین ہی کہ خرچ پرورش کا صغیر کے مال سے ہوگا اگر اسکو مال وراثت سے
ملا ہو اور اگر صغیر کا مال نہ ہو تو حضانت کا صرف اُسپر واجب ہی جسپر صغیر کا نفقہ لازم ہی شارح کہتا ہی ہمارے استاد خیر الدین رملی نے کہا کہ ہم حنفیون کے
قواعد بھی اُسی کو مقتضی ہین تو اسی پر فتوی دینا چاہیے پھر خیر الدین رملی نے تحریر اور تنقیح کی ہی کہ حضانت مانند رضاعت کے ہی یعنی بنابر قول ارجح کے
جیسے رضاعت بقدر ارث کے وارثون پر واجب ہی ویسی ہی حضانت بھی بقدر ارث واجب ہی خلاصہ یہ ہی کہ اسمین تصریح روایت کی نہین ہی لیکن نظر فقہی
اسکو مقتضی ہی کہ جب صغیر کا باپ نہو اور مال بھی نہو تو حضانت کی اجرت وارثون پر واجب ہوگی بقدر ارث کے مانند رضاعت کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن فتاوی
خیر الدین الرملی ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقہا او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اہلیۃ القربی پھر بعد ماں کے اسطرح
کہ ماں مرگئی یا وہ فاجرہ غیر مامونہ ہی یا اُسنے حضانت قبول نہ کی یا اُسنے اپنے حق کو ساقط کردیا یا اجنبی سے نکاح کرلیا تو نانی کو حق حضانت ثابت ہی اگرچہ بجیند واسطہ
نانی بعید ہو مثلاً نانی کی ماں یا نانی کی نانی لیکن نانی بعیدہ کو حضانت ثابت ہوگی نزدیک عدم اہلیت نانی قریبہ کے یعنی اگر نانی غیر کی منکوحہ ہوگی تو اسصورت مین
حق پرورش صغیر کا نانی کو نہ پہونچیگا ثم ام الاب وان علت بالشرط المذکور پھر بعد نانی کے حق پرورش صغیر کی دادی کو ثابت ہی اگرچہ دادی بجیند واسطہ بعید ہو بشرط
مذکور یعنی دادی بعیدہ کو درصورت عدم اہلیت قریبہ کے حق پہونچیگا واما ام ابی الام فتؤخر عن ام الاب بل عن الخالۃ ایضا بحر اور نانا کی ماں دادی سے مؤخر کیجاوے
بلکہ خالہ سے بھی کذا فی بحر الرائق ثم الاخت لاب وام ثم لام لان ہذہ الحق لقرابۃ الام پھر دادی کے بعد سگی بہن ہی پھر مادری بہن ہی یہ مقدم ہی سوتیلی بہن سے
اسواسطے کہ یہ حق پرورش صغیر کا مخصوص ہی ماں کی قرابت والیون کو ثم بنت الاخت لابوین ثم لام ثم لاب پھر مادری بہن کے بعد سوتیلی بہن کو حق ہی
پرورش کا پھر سگی بہن کی بیٹی کو پھر مادری بہن کی بیٹی کو پھر سوتیلی بہن کی بیٹی لو ہم سوتیلی بہن کی بیٹی خالہ پر مقدم نہین ہی برقول صحیح کے کذا فی فتاوی قاضیخان
و بحر الرائق یہ روایت غیر صحیح ہی جو شارح نے یہان ذکر کی چنانچہ قول آیندہ مین خود شارح خالہ کی تقدیم کو سوتیلی بہن کی بیٹی پر بیان کریگا ثم الخالات کذلک ای
لابوین ثم لام ثم لاب ثم بنت الاخت لاب ثم بنات الاخ پھر مادری بہن کی بیٹی کے بعد خالات کو یعنی ترتیب مین اسیطرح یعنی پہلے سگی خالہ کو ترجیح دیگا اسلئے مقدم ہی پھر مادری
خالہ پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر صغیر کے بھائی کی بیٹیان ثم العمات کذلک پھر بھتیجیون کے بعد پھوپھیان اسیطرح ہین یعنی پہلے سگی پھوپھی پھر مادری پھوپھی پھر سوتیلی
پھوپھی ثم خالۃ الام کذلک پھر پھوپھیون کے بعد ماں کی خالہ اسیطرح ہی یعنی پہلے ماں کی سگی خالہ پھر مادری خالہ اسکے بعد سوتیلی خالہ ثم خالۃ الاب کذلک پھر
ماں کی خالہ کے بعد باپ کی خالہ اسیطرح ہی یعنی اول سگی خالہ باپ کی پھر مادری خالہ پھر سوتیلی خالہ ثم عمات الامہات والآباء بہذا الترتیب پھر باپ کی خالہ کے بعد ماں
کی پھوپھیان پھر باپ کی پھوپھیان اسی ترتیب گذشتہ سے یعنی ماں کی سگی پھوپھی مقدم ہی پھر مادری پھوپھی پھر سوتیلی پھوپھی پھر اسکے بعد باپ کی سگی پھوپھی پھر مادری
پھوپھی پھر سوتیلی پھوپھی ہکذا الفہم من فتح القدیر اس ترتیب کو رکھو جیسے کہ ولایت پرورش کی اسکی مستفاد ہی ماں کی جانب سے لہذا در باب حضانت قرابت ماں
مقدم ہی باپ کی قرابت پر کذا فی الاختیار سنن ابو داؤد مین عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہی کہ ایک عورت نے کہا کہ یارسول اللہ صلعم یہ میرا بیٹا ہی میرا پیٹ اسکا ظرف تھا اور میری
چھاتی اسکے دودھ کی مشک تھی اور میری گود اسکا گہوارہ اور جھولا تھا اور اسکے باپ نے مجھکو طلاق دی ہی اور چاہتا ہی کہ اسکو مجھ سے چھین لے تو فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ اسکے رکھنے مین تو احق ہی جبتک کہ تو دوسرا نکاح کرلے اور خلاصہ شرح مختار مین سعید بن مسیب سے مروی ہی کہ عمر فاروق رضہ نے اپنی زوجہ ام عاصم
کو طلاق دی اور لڑکے کو لینا چاہا تو دونون مین جھگڑا ہوا مقدمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رجوع ہوا صدیق اکبر نے فرمایا کہ اے عمر اسکی ماں لڑکے کیواسطے
بہتر ہی تیرے تمہارے سے پھر لڑکا عورت کو دیدیا پرورش کیواسطے اور اسی روایت کی امام مالک نے موطا اور بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی کذا فی فتح القدیر اور سنن ابو داؤد

[illegible] ہو [illegible] دیکھنے ہو [illegible] ہوتی ہے [illegible]

[illegible] سکے [illegible] پاس [illegible] حق ہوں [illegible] ہو [illegible]

[illegible] ہوں [illegible] سیاسر [illegible] مر [illegible]

[illegible] ترتیب [illegible] عورت کی حضانت [illegible]

[illegible] بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر بھتیجے سگے بھائی کا بیٹا پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا [illegible]

[illegible] سگے بیٹے [illegible] ترتیب [illegible] مقدم ہوتے ہیں [illegible] پھر [illegible] ہوں [illegible]

حق حضانت [illegible] بیٹے سگے بھائی [illegible] ہو [illegible] زیادہ ہو وہ مقدم ہو اور اگر [illegible] تو [illegible]

[illegible] عورت ہو [illegible] حق [illegible] حضانت [illegible]

[illegible] حضانت [illegible] الی [illegible] عصبہ [illegible]

[illegible] کوئی عصبہ [illegible] ہو [illegible] پرورش کے واسطے احق ہونگے [illegible] بھائی کو [illegible] سگے بیٹے

[illegible] چچا [illegible] سگے ماموں [illegible] ماموں [illegible] البحر [illegible] ترتیب [illegible]

[illegible] پھر [illegible] پر ہوں چچا پھر تین بھائی تو انمین سے جو زیادہ [illegible] صغیرہ کو [illegible]

جو عمر مین زیادہ ہو اور چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کے بیٹوں کو حق پرورش نہیں ہے [illegible] لڑکے [illegible]

لیعقل دینا [illegible] تقدیرہ بسبع سنین لصحة اسلامه حینئذ نہر اولی ان یخاف ان یالف الکفر [illegible] ان [illegible] مسئلہ [illegible]

ہو سات برس کے [illegible] جب تک کہ لڑکا دین کو نہ سمجھتا ہو نہر الفائق مین کہا مناسب [illegible] ہو [illegible] سمجھنے کی [illegible] مقرر کی جاوے

[illegible] صحیح ہونے اسلام لڑکے کے اسوقت مین یا یہانتک کہ معلوم ہونے لگے الفت کفر کا [illegible] ماں کی صحبت سے [illegible] کا خوف ہو [illegible]

صغیر مین کو نہ بوجھتا ہو تو اسکے پاس سے لے لینا چاہیے کذا فی البحر و الحاضنۃ یسقط حقہا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر کذا [illegible] احسن النفس [illegible]

فی القنیۃ لو تزوجت الام آخر فامسکتہ ام الام فی بیت الراب فللاب اخذہ اور حاضنہ کا حق ساقط ہو جاتا ہے صغیر کے غیر [illegible] نکاح کر لینے

[illegible] حق ساقط ہوتا ہے حاضنہ کے رہنے سے اس شخص کے پاس جو صغیر سے بغض اور کراہت رکھتا ہے اسواسطے کہ قنیہ مین [illegible] نکاح کیا جس

[illegible] کو اسکی نانی نے رکھا سی اجنبی کے گھر مین تو باپ کو صغیر کا لے لینا نانی سے پہونچتا ہے اسواسطے کہ شخص اجنبی اپنی زوجہ کے [illegible] اولاد سے غافل ہو

[illegible] فی البحر تردد فیما لو امسکتہ الخالۃ و نحوہا فی بیت اجنبی عاریۃ والظاہر السقوط قیاسا علی ما فی النہر والظاہر عدمہ للفرق [illegible] نرم [illegible]

[illegible] اور بحر الرائق مین ہے مین متردد ہوں اس حکم مین کہ اگر صغیر کو خالہ یا مانند اسکے کوئی اور حاضنہ اجنبی کے گھرمین [illegible] حالا [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ حق حضانت ساقط ہو بقیاس اسکے کہ مذکور ہو چکا یعنی جیسے نانی کا حق پرورش ساقط ہو گیا دوسرے [illegible] کے گھر [illegible] ایسا ہی خالہ کا [illegible]

[illegible] اجنبی کے گھر مین رہنے سے لیکن نہر الفائق مین ہے کہ مسئلہ مذکورہ مین ظاہر حکم عدم سقوط حضانت ہے اسواسطے کہ زوج [illegible] کے درمیان [illegible]

[illegible] ہو سو اسطے کہ اجنبی کو صغیر سے ملال اکثر نہین ہوتا بخلاف زوج ام کے قال الرحمتی فقط کابن العم کالاجنبی صاحب بحر نے کہا فقہ قرابت [illegible] جیسا [illegible]

[illegible] اجنبی کے برابر ہے یعنی اگر صغیر کی ماں صغیر کے ابن عم سے نکاح کریگی تو حق حضانت ساقط ہو جاویگا اور اسیطرح شیرخوارگی کے [illegible] جیسے چچا رضاعی [illegible]

رضاعی بلکہ رضاعی باپ اجنبی کے برابر ہین کذا فی حاشیۃ الطحطاوی و یعود الحضانۃ بالفرقۃ البائنۃ لزوال المانع اور پھر آتا ہے حق حضانت کا بسبب [illegible]

بائنہ کے زوج اجنبی سے بسبب دور ہونے اولاد کے یعنی حق حضانت بسبب نکاح اجنبی کے ساقط ہوا تھا پھر جب پوری جدائی ہو گئی تو حق حضانت بسبب زوال
مانع عود کر آویگا تو بائن کی قید سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی سے عود حق نہو گا والقول لہا فی نفی الزوج اور قول عورت ہی کا معتبر ہو گا نفی زوج میں یعنی زوج نے
مطلقہ سے کہا کہ تو نے دوسرا نکاح کر لیا ہی تیرا حق حضانت ساقط ہو گیا اور عورت اسکی منکر ہی اور زوج کے دعوے کے گواہ موجود نہین تو اسوقت مین عورت کا قول
مقبول ہو گا اور حق حضانت ساقط نہو گا وکذا فی تطلیقہ ان ابہمتہ لا ان عینتہ اور اسیطرح قول عورت کا مقبول ہوگا زوج ثانی کے طلاق دینے مین اگر اسنے زوج
ثانی کو مبہم بیان کیا نہ مقبول ہوگا قول عورت کا اگر اسکو معین کر دیا یعنی اگر عورت نے دعوی کیا کہ مین نے کسی شخص سے نکاح کیا تھا اسنے مجھے طلاق دی تو اس صورت مین اسکا
قول مقبول ہوگا اور حق حضانت ثابت ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ مین نے زید سے نکاح کیا تھا اسنے مجھکو طلاق دی تو اس صورت مین دعوی طلاق کا مسموع نہوگا بدون گواہون
کے یا اقرار زید کے اسواسطے کہ یہان صاحب حق ایک شخص متعین ہی والحاضنۃ اما او غیرہا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی لانہ
الغالب اور حاضنہ ماں ہو یا کوئی اور عورت مستحق پرورش کی احق ہی لڑکا رکھنے مین یہانتک کہ اسکو حاجت نرہے عورتون کے پاس رہنے کی اور اس استغنا کی مدت
سات برس کی مقرر ہوئی ہی اور اسی پر فتوی ہی اسواسطے کہ تقریبا سات برس کی حصول استغنا مین غالب ہی اور یہ تقدیر خصاف کی ہی اور قدوری نے کہا کہ جب لڑکا
اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگے اور بول و براز سے آپ طہارت کرلے بدون اعانت کے تو مستغنی ہوا عورتون سے اور واقع مین دونون قولون مین کچھ تفاوت
نہین اسواسطے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہی کہ سات برس کا لڑکا خود کھاتا پیتا ہی اور استنجا کر لیتا ہی ولو اختلفا فی سنہ فان اکل وشرب ولبس واستنجی وحدہ دفع الیہ ولو جبرا والا لا
اور اگر اختلاف کرین ماں اور باپ لڑکے کی عمر مین باپ کہتا ہو کہ سات برس کا ہی اور ماں کہتی ہو کہ چھ برس کا ہی تو قاضی کسی سے قسم نلے بلکہ لڑکے کا حال دریافت
کرے سو اگر لڑکا خود کھاتا پیتا اپنے کپڑے پہنتا اپنا استنجا کر لیتا ہو تو لڑکا باپ کو دلایا جاوے اگرچہ باپ پر جبر ہو یعنی اگر باپ قبول نکرے تو حاکم زبردستی سے دے
اسواسطے کہ بعد مدت پرورش کے باپ پر تعلیم و تادیب و نماز سکھانا واجب ہی اور اگر لڑکا کھانے پینے اور لباس و استنجا کرنے مین غیر کا محتاج ہو آپ نکر سکتا ہو تو باپ
کو نہ دلایا جائیگا ماں یا خالہ کے پاس رہیگا والام والجدۃ لام او لاب احق بہا بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ اور ماں اور نانی یا دادی صغیرہ
کے رکھنے مین سزاوار تر ہین یہانتک کہ اسکو حیض آنے لگے حیض سے مراد یہ ہی کہ بالغ ہو جاوے خواہ بلوغ حیض سے ہو خواہ احتلام سے خواہ عمر سے اور یہی ظاہر الروایۃ
ہی اسواسطے کہ لڑکی بعد مدت حضانت کے عورتون کے آداب دریافت کرنے کی محتاج ہی جیسے سینا کاتنا کھانا پکانا اور ایسے امور کی تعلیم مین عورت زیادہ تر قادر مرد سے ہی
اور جبکہ صغیرہ بالغ ہوئی تو عفت اور حفاظت کی محتاج ہی سو اسپر باپ زیادہ تر قوی و قادر ہی بہ نسبت ماں یا نانی کے کذا فی البحر الرائق وان اختلفا فی حیضہا فالقول
للام بحر بحثا واقول ینبغی ان یحکم بسنہا ویعمل بالغالب اور اگر اختلاف کرین ماں اور باپ صغیرہ کے حیض ہونے مین ماں کہتی ہو کہ ہنوز اسکو حیض نہین آیا اور باپ
کہتا ہو کہ ہوتا ہی تو ماں کا قول معتبر ہوگا کذا فی البحر الرائق بنا بر بحث کے نہ بنا بر روایت کے بحث یہ ہی کہ عورت منکر ہی اور قول منکر کا معتبر ہوتا مگر شارح کہتا ہی مین
کہتا ہون کہ اختلاف والدین مین یون لائق ہی کہ صغیرہ کی عمر پر حکم کیا جاوے اور عمل کیا جاوے غالب حال پر یعنی اگر صغیرہ اتنی عمر کو پہونچی ہی کہ جسمین حیض آتا ہو تو باپ
کا قول معتبر ہوگا اور اگر ہنوز حیض کی عمر کو نہ پہونچی تو ماں کا قول لائق اعتبار کے ہی یہ قول ہی صاحب نہر الفائق کا شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ اس مسئلہ مین بحث اور تجویز
علما کی کچھ حاجت نہین بلکہ روایت مصرح پر عمل کرنا مناسب ہی کہ جب اختلاف پڑے ماں باپ مین تو صغیر اور صغیرہ سے دریافت کرنا چاہیے اگر وہ بلوغ کا اقرار
کرین تو انکی تصدیق کرنا چاہیے کہ وہ امین ہین اس امر مین ماں باپ کو اسکی کیا اطلاع ہی کذا فی حاشیۃ المدنی وعند مالک حتی یحتلم الغلام وتتزوج الصغیرۃ
ویدخل بہا الزوج عینی اور امام مالک کے نزدیک ماں اور نانی احق ہین اپنے پاس رکھنے مین یہانتک کہ صغیر کو احتلام ہو اور صغیرہ کا نکاح ہو اور زوج اسکی
وطی کرنے لگے کذا فی العینی وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وبنت احدی عشر مشتہاۃ اتفاقا زیلعی اور ماں اور نانی یا دادی کے سوا
اور حاضنہ جیسے خالہ یا عمہ احق ہی صغیرہ کی پرورش مین یہانتک کہ وہ مشتہاۃ یعنی لائق شہوت اور رغبت کے ہو اور نو برس کی عمر حد ٹھہرائی گئی ہی مشتہاۃ کی یہ تقدیر ہی

[illegible] قاضی سے کہ اس کے باپ سے بچہ [illegible] لاکے [illegible] [illegible]

[illegible] تو باپ نے اس بچہ کو [illegible] دونون [illegible]

[illegible] وعن محمد ان الخلع فی الامۃ الجیدۃ کذلک لیتحقق العجز فیما ذکرنا من الامام عورت [illegible]

[illegible] مان اور نانی کے پاس بچی صغیرہ نوبرس سے زیادہ رہے [illegible] سبب [illegible]

[illegible] فیات [illegible] اور بحر الرائق میں بھی اسی مذہب پر فتوی ہے [illegible] کہ [illegible]

[illegible] اس کے پاس [illegible] ہو جبکہ باپ نے [illegible]

[illegible] کوئی وجہ ظاہر نہین ہوتی واللہ اعلم [illegible]

[illegible] القنیۃ اور مصنف کے اس قول سے کہ [illegible] صغیرہ کی تا حد مشتہاۃ ہو یہ فائدہ معلوم ہوا

[illegible] صغیرہ [illegible] سے جب تک صغیرہ مرد کے پاس لائق رہنے کے ہو گا [illegible] ایک روایت میں ابو یوسف سے یون ہو کہ جب صغیرہ

[illegible] اگرچہ صغیرہ مشتہاۃ ہو گذا فی القنیۃ [illegible]

[illegible] روایت ابی یوسف کی ضعیف ہو کہ مذہب معتمد کے مخالف ہو یعنی نو برس تک [illegible] حق [illegible]

[illegible] فی القنیۃ امرأۃ قالت ہذا ابنک من ابنتی وقد ماتت امہ فاعطنی نفقتہ فقال صدقت لکن امہ [illegible]

[illegible] القاضی [illegible] غیرہا [illegible] فان احضر الاب امرأۃ وقال ہذہ

[illegible] ہذہ ابنتی ام ہذا الولد فالقول للرجل والمرأۃ التی معہ [illegible]

[illegible] ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہو میری بیٹی سے اور میری بیٹی مر گئی ہو تو مجھکو اس

[illegible] نانی پرورش کی مالک ہو سو مرد نے کہا کہ تو سچی ہو یہ میرا بیٹا ہو لیکن مان اسکی نہین مر گئی اور وہ میرے گھر

[illegible] کیا جاویگا یہانتک کہ قاضی اسکی مان کو جانے اور لڑکے کی مان قاضی کے پاس حاضر ہو پھر لڑکے کو لیجاوے

[illegible] اس عورت کی نانی اور حاضنہ ہونے کا اقرار کیا پھر دعوی کیا حقیت [illegible] نانی اور مان دونون کو حق پرورش

[illegible] کے ان احق ہو پرورش مین اور یہ دعوی احق ہونے کا محتمل ہو صدق اور کذب کا سو اگر باپ نے حاضر کیا ایک عورت کو اور کہا عورت

[illegible] میرا بیٹا ہو اسکے پیٹ سے اور نانی نے کہا یہ میری بیٹی نہین اور میری بیٹی اس لڑکے کی مان تو مر گئی ہو تو اس صورت مین قول

[illegible] کے ساتھ ہو معتبر ہوگا اور لڑکا انھین دونون کو دلایا جاویگا اسواسطے کہ فراش دونون کا ثابت ہو تو ظاہر یہ لڑکا انھین دونون کا ہو

[illegible] لا منہا بل من غیرہا او عکست فقالت ہو ابنی لا منک فالحکم بکونہ ابنا لہما لما قلنا چنانچہ زوج اور زوجہ کے

[illegible] پھر دعوی کیا زوج نے کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہو نہ اس زوجہ سے بلکہ اور عورت سے اور اسکے بالعکس دعوی کیا عورت نے سو اسنے یون کہا کہ یہ میرا

[illegible] اور دونون مین گواہ کسی کے پاس نہین تو حکم کیا جاویگا کہ یہ لڑکا دونون کا بیٹا ہو اسی دلیل سے جو ہمنے بیان کی یعنی بسبب ثبوت

[illegible] کے ظاہر حال یہی ہو کہ دونون کا بیٹا ہو وکذا لو قالت الجدۃ ہذا ابنک من ابنتی المیتۃ فقال بل من غیرہا فالقول لہ و یاخذ الصبی منہا

[illegible] فقال ابنی من ہذہ لا من بنتک وکذبتہ الجدۃ وصدقتہ المرأۃ فالاب اولی بہ لانہ لما قال ہذا ابنی من ہذہ المرأۃ فقد انکر کونہا جدۃ

[illegible] حقہا [illegible] اسی طرح اگر کہا نانی نے ایک مرد سے کہ یہ لڑکا تیرا بیٹا ہو میری بیٹی سے جو مر گئی

سو مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تیری بیٹی سے نہیں بلکہ اور عورت سے ہی تو قول مرد ہی کا معتبر ہوگا اور لیگا صغیر کو اُس عورت سے اور اسطرح اگر مرد نے حاضر کیا ایک عورت کو اور کہا کہ میرا بیٹا اس عورت سے ہی نہ تیری بیٹی سے اور تکذیب کی نانی نے مرد کی اور اُس عورت نے مرد کی تصدیق کی تو باپ ہی کو اور اسی صغیر کا اسواسطے کہ جب مرد نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہی اس عورت سے نہ تیری بیٹی سے تو اُسنے نانی ہونے کا انکار کیا تو اُسکے حق حضانت کا بھی منکر ہوا اور وہ عورت جو آپ کو نانی بتاتی ہی مرد کے حق کا اقرار کر چکی اُسکا بیٹا کہکر آخر ہو گیا ہوا یہاں تک قول ظہیریہ کا خلاصہ ہو کر والاخیار للولد مطلقا ذکرا او انثی خلافا للشافعی قلت وہذا قبل البلوغ اما بعدہ فیخیر بین ابویہ وان اراد الانفراد فلہ ذلک مؤید زادہ معزیا للمنیۃ اور نہیں ہی اختیار صغیر کو ہمارے نزدیک مطلقا لڑکا ہو یا لڑکی بخلاف امام شافعی کے کہ اُنکے نزدیک بعد ایام حضانت کے صغیر کو اختیار ہی چاہے ان کے پاس رہے چاہے باپ کے پاس رہے شارح کہتا ہی کہ یہ عدم اختیار صغیر کا ہمارے نزدیک قبل بلوغ کے ہی اور بعد بالغ ہونے کے تو اسکو اختیار ہی ماں باپ کے پاس رہنے میں اور اگر بعد بلوغ کے تنہا رہنے کا ارادہ کرے تو بھی اُسکو جائز ہی چنانچہ اسکو مؤید زادہ نے ذکر کیا ہی منیہ کیطرف منسوب کر کے تنہا رہنا مشروط ہی اُسکے رشید ہونے پر اور اگر اُسکی تنہائی میں خوف ہو فساد کا تو باپ ہی کے پاس رہے کذا فی الولوالجیہ ثم امام شافعی کی دلیل ترمذی کی حدیث ہی کہ ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا زوج میرے بیٹے کو لیے جاتا ہی اور حالانکہ بیٹا کنوئین سے پانی بھر لاتا ہی میرے واسطے اور میری خدمت کرتا ہی تو حضرت نے لڑکے سے فرمایا کہ یہ تیرا باپ ہی اور یہ تیری ماں ہی تو ہاتھ پکڑ لے جسکا تو چاہے تو اُسنے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا سو وہی اُسکو لیگئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکا مختار ہی حنفیہ یہ جواب دیتے ہین کہ قرینہ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑکا بالغ ہو گیا تھا اسواسطے کہ کنوئین سے پانی بھر لانا دلیل ہی بلوغ کی اور نابالغ کو ہمارے نزدیک اسواسطے اختیار نہیں کہ لڑکا نادان ہی اُن کا رہنا اختیار کریگا جہان کھیلنے اور پھرنے سے کوئی مانع نہو گا اور البتہ صحیح روایت سے ثابت ہوا ہی کہ صحابہ کرام لڑکون کو اختیار نہیں دیتے تھے کذا فی الہدایہ و حاشیۃ المدنی و افادہ بقولہ بلغت الجاریۃ مبلغ النساء ان بکرا ضمہا الاب الی نفسہ الا اذا دخلت فی السن واجتمع لہا رأی فتسکن حیث احبت حیث لا خوف علیہا اور حکم بلوغ کا مصنف نے اپنے اس قول مین بیان کیا کہ پہونچی لڑکی عورتون کی حد پر یعنی بالغ ہوئی تو اگر وہ کنواری ہی تو اسکو باپ اپنے پاس رکھے اسواسطے کہ اسکو فاسق مردون کے مکر و فریب کی خبر نہین مگر جبکہ کنواری کی زیادہ عمر ہو جاوے اور عقل کامل ہو چکے تو رہے جہان اُسکا جی چاہے اسواسطے کہ اسباب خوف باقی نہین رہا م دخول فی السن سے مراد یہ ہی کہ مسنہ اور بڑھی ہو جاوے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن الوجیز وکفایۃ المستحفظ وان ثیبا لا لضمہا الا اذا لم تکن مامونۃ علی نفسہا فللاب والجد ولایۃ الضم لا لغیرہما کما فی الابتداء بحر عن الظہیریۃ اور اگر لڑکی ثیبہ ہو یعنی ایکبار اُسکا نکاح ہو چکا ہو تو باپ کو ولایت اسکو پاس رکھنے کی نہین مگر جبکہ ثیبہ کی ذات پر اطمینان نہو یعنی خوف ہو فساد کا تو باپ اور دادا کو اپنے پاس رکھنے کی ولایت اور قدرت ہی نہ اور اولیا کو جیسا کہ باپ دادا کو ابتدا مین پاس رکھنے کی ولایت تھی ویسی ہی خوف فساد مین بھی ولایت ہی کذا فی البحر الرائق ناقلا عن الظہیریۃ والغلام اذا عقل واستغنی برأیہ لیس للاب ضمہ الی نفسہ الا اذا لم یکن مامونا علی نفسہ فلہ ضمہ لدفع فتنۃ او عار و تادیبہ اذا وقع منہ شیء ولا نفقۃ علیہ الا ان یتبرع بحر اور لڑکا جبکہ عاقل ہو اور ایسا ہوشیار ہو جاوے کہ دوسرے کا محتاج نرہے سکھانے کا تو باپ کو اسپر ولایت نہین اپنے پاس رکھنے کی مگر جبکہ اُسپر اطمینان اور اعتماد نہو یعنی مرد خوبصورت ہو یا فاسق ہو تو اسوقت مین باپ کو اختیار ہی اسکو اپنے پاس رکھنے کا واسطے دفع فتنہ اور دفع عار و ننگ کے اور باپ کو ولد بالغ کی تادیب کا اختیار ہی اگر اس سے کوئی فعل بد واقع ہو اور باپ پر اُسکا نفقہ واجب نہین اگر وہ کسب سے عاجز نہو مگر بطریق احسان کے کذا فی حاشیۃ البحر الرائق والحاشیۃ المدنی والجد بمنزلۃ الاب فیہ فیما ذکر اور دادا باپ کے برابر ہی اسمین جو مذکور ہو چکا ان لم یکن لہا اب ولا جد ولکن لہا اخ او عم فلہ ضمہا ان لم یکن مفسدا وان کان مفسدا لا یمکن من ذلک وکذا الحکم فی کل عصبۃ ذی رحم محرم منہا اور اگر بالغہ کا باپ اور دادا نہو اور اُسکا بھائی یا چچا ہو تو اُسکو اختیار ہی بالغہ کے پاس رکھنے کا بشرطیکہ بھائی یا چچا مفسد نہ ہو مراد مفسد سے فاسق ہی نہ مفسد بالی

[illegible] پاس رکھے [illegible]
[illegible] قرب [illegible]
[illegible] والاسکنی [illegible]
[illegible] النفسا [illegible]
[illegible] سو کر [illegible] تفاوت [illegible]
[illegible] پاس رکھے [illegible] حاکم کو [illegible]
[illegible] مسلمانون [illegible] شرح الکنز [illegible] باب [illegible]
[illegible] سب ابن ابی امین [illegible] اور جبکہ [illegible]
[illegible] فی الظفاسی تو باپ انکو [illegible] الی [illegible]
[illegible] لڑکیون کے کہ انکا خرچ باپ پر [illegible] سب [illegible]
[illegible] پیدا کرتے ہین انکو [illegible] کے پاس [illegible] کیا جاوے چنانچہ [illegible]
[illegible] خاصکر عورت منسوب کرکے لیس للمطلقۃ [illegible]
من بلدۃ الی اخری بینہما تفاوت نعم لین بینہما تفاوت بحیث ان یکمنہا ان یبصر ولدہا [illegible] لم تمنع مطلقا لانہ کالانتقال من محلۃ
الی اخری جائز نہین مطلقہ بائنہ کو بعد عدت کے لیجانا لڑکے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کو جنکے درمیان مین زیادہ تفاوت ہو مگر اگر دونون شہرون مین
زیادہ تفاوت نہو [illegible] باپ کو اپنے لڑکے کا دیکھنا پھر اسیدن اپنے شہر مین پھر آنا لیجانے سے عورت کو روکا نجاویگا مطلقا [illegible] شہر
عورت کا وطن ہو [illegible] جب دونون شہرون مین اتنی مسافت قریب ہو کہ ایکدن مین جانا اور آنا مقصود ہو تو اس شہر مین جانا ایسا ہے جیسے
شہر کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی طرف نقل مکان کیا کذا فی التمی الا اذا انتقلت من القریۃ الی المصر فی حکمہ لا العکس الا ان تخلفۃ باختلاف الا سواء
الا اذا کان ما انتقلت الیہ وطنہا وقد نکحہا ثم ای عقد علیہا فی وطنہا ولو قریۃ فی الاصح الا ان یکون مستامنین درصورت تفاوت دو شہرون کے
مطلقہ کو لیجانا [illegible] درست جائز ہے کہ مطلقہ گانون سے شہر کیطرف جاوے اسواسطے کہ شہر مین صغیر کو شعور اور سلیقہ حاصل ہوگا اور بالعکس
اسکے یعنی شہر سے گانون مین لیجانا [illegible] بسبب ضرر صغیر اسواسطے کہ گنوارون کی صحبت سے صغیر کی خو بُری ہو جاویگی مگر اسصورت مین شہر سے دوسری
بستی مین بھی لیجانا درست ہے جبکہ وہ بستی جسمین مطلقہ گئی ہو وطن ہو اسکا اور حالانکہ زوج نے اسکا عقد نکاح کیا تھا اگرچہ وہ بستی گانون ہو بنابر قول اصح
کے مگر یہ کہ جس مطلقہ کا دار حرب ہو تو وہان صغیر کا لیجانا درست نہین مگر یہ کہ زوج اور زوجہ دونون کافر مستامن ہون تو مطلقہ کو صغیر کا لیجانا دار الحرب مین
بھی جائز ہے وہذا الحکم فی الام المطلقۃ فقط اما غیرہا کجدۃ وام ولد اعتقت فلا تقدر علی نقلہ لعدم العقد بینہما الا باذنہ کما یمنع الاب من اخراجہ من بلد ام
بلا رضاہا ما بقیت حضانتہا اور یہ حکم یعنی صغیر کا دوسری بستی مین لیجانا فقط مطلقہ ماں کے حق مین ہے اور ماں کے سوا جیسے نانی اور دادی اور ام ولد
ہو آزاد ہو گئی ہو قادر نہین صغیر کے لیجانے پر اسواسطے کہ دونون مین عقد نکاح نہین مگر باپ کی اجازت سے لیجانا درست ہے چنانچہ باپ بھی منع کیا
جاویگا اخراج صغیر سے انکے شہر سے بدون انکی رضامندی کے جبتک صغیر انکی پرورش مین ہے فلو اخذ المطلق ولدہ منہا لتزوجہا جاز لہ
ان یسافر بہ الی ان یعود حق امہ کما فی السراجیۃ وقیدہ المصنف فی شرحہ بما اذا لم یکن لہ من ینتقل الحق الیہ بعدہا ہو ظاہر اگر طلاق دینے والے نے

اپنا لڑکا لیا مطلقہ سے بسبب نکاح کر لینے مطلقہ کے تو جائز ہے باپ کو سفر میں ساتھ لیجانا صغیر کا یہانتک کہ عود کرا دے حق اسکی ماں کا یعنی جب صغیر کی ماں کو زوج ثانی طلاق دے تو اب سفر میں صغیر کا رکھنا جائز نہیں بلکہ ماں کے پاس پہونچانا چاہیے کہ مانع حضانت کا زائل ہو گیا حق حضانت نے عود کیا کذا فی السراجیۃ اور مصنف نے اپنی شرح میں جواز سفر کو مقید کیا ہے اس شرط سے کہ جب بعد ماں کے حق حضانت نے کسیطرف انتقال نکیا ہو اور یہ تقیید ظاہر ہے مقام تردد میں نہیں یعنی ماں کے نکاح کر لینے کے بعد اگر نانی صغیر کی نہو گی تو البتہ باپ کو سفر میں لیجانا صغیر کا درست ہو گا اور اگر نانی موجود ہو گی تو سفر میں لیجانا نہ جائز ہو گا اسیلئے کہ بعد ماں کے حق پرورش کا نانی کو ثابت ہے ہم شرنبلالیہ میں برہان سے وہ روایت منقول ہے جو سراجیہ کے مخالف ہے کہ باپ کو صغیر کا لیجانا محل اقامت سے قبل استغناء صغیر کے جائز نہیں اگرچہ ماں کی حضانت نہ رہی ہو بسبب احتمال عود حضانت کے زائل ہو جانے مانع سے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الحاوی لہ اخراجہ الی مکان یمکنہا ان تبصر ولدہا کل یوم کما فی جانبہا فلیحفظ اور حاوی میں ہے کہ بعد نکاح کر لینے کے باپ کو صغیر کا لیجانا شہر سے اس مکان تک درست ہے کہ ممکن ہو ماں کو دیکھنا اپنے لڑکا ہر روز جیسا کہ ایک شہر کے دوسرے کنارے میں لیجانا بھی اسی شرط کر شرط ہے یعنی ہر روز دیکھنے آنا ممکن ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قلت وفی السراجیۃ اذا سقطت حضانۃ الام واخذہ الاب لا یجبر علی ان یرسلہ لہا بل ہی اذا ارادت ان تراہ لا تمنع من ذلک انتہی تحیثا الرملی بان یسافر بہ بعد تمام حضانتہا وبان غیر الاب من العصبات لا وغیرہ للخلاصۃ والتاتارخانیۃ شارح کہتا ہے اور سراجیہ میں ہے کہ جب ساقط ہو لی حضانت ماں کی اور لے لیا صغیر کو باپ نے تو زبردستی نہیں باپ پر کہ بھیجا کرے صغیر کو ماں کے پاس بلکہ ماں جب صغیر کے دیکھنے کا ارادہ کرے تو روکی نہ جاویگی اور فتوی دیا ہے ہمارے استاد خیر الدین رملی نے اسکا کہ بعد تمام ہونے ایام حضانت کے باپ صغیر کو سفر میں لیجاوے اور اسکا فتوی بھی دیا ہے کہ صغیر کے عصبات برابر باپ کے ہیں صغیر کو اپنے پاس رکھتے ہیں مگر صغیرہ کو عصبہ غیر محرم جیسے چچا کا بیٹا نہیں رکھ سکتا کذا فی الخلاصۃ والتاتارخانیۃ فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا خرج بالولد ثم طلقہا فطالبتہ بردہ ان اخرجہ باذنہا لا یلزمہ ردہ وان بغیر اذنہا لزمہ کما لو خرج بہ مع امہ ثم ردہا ثم طلقہا خلیہ ردہ بحر بحر الرائق میں ظہیریہ اور منتقی سے منقول ہے کہ مرد نے عورت سے نکاح کیا بصرہ میں پھر وہ لڑکا جنی پھر صغیر کو مرد کوفہ میں لیگیا پھر عورت کو طلاق دی پھر مطالبہ کیا عورت نے صغیر کے پھیر دینے کا تو اگر مرد صغیر کو عورت کی اجازت سے کوفہ میں لیگیا ہو تو اسکو بصرہ میں عورت کے پاس پہونچا دینا لازم نہیں بلکہ عورت سے کہا جاویگا کہ اگر تو چاہے تو وہاں جا کر لے آ اور اگر بے اجازت اسکے لیگیا تھا تو صغیر کو پہونچا دینا ماں کے پاس لازم ہو گا یا جیسے بچہ کو ساتھ اسکی ماں کے لیگیا تھا پھر ماں کو کوفہ سے بصرہ روانہ کر دیا پھر اسکو طلاق دی تو مرد پر لازم ہے پہونچا دینا صغیر کا ماں کے پاس کذا فی حاشیۃ لمدنی

باب النفقہ

ہی لغۃ ما ینفقہ الانسان علی عیالہ یہ باب ہے نفقہ کے احکام میں نفقہ لغت عرب میں اسکو کہتے ہیں جسکو خرچ کرے آدمی اپنے اہل و عیال پر و شرعا ہی الطعام والکسوۃ والسکنی اور شرع میں نفقہ عبارت ہے طعام اور لباس اور مکان سکونت سے یہ معنی شرعی محمد سے منقول ہیں کذا فی منح الغفار اور یہ تفسیر نفقہ کی باعتبار استعمال غالب کے ہے اور تفسیر عام نفقہ کی فتح القدیر میں یوں ہے کہ اصطلاح شرعی میں نفقہ شے کا عبارت ہے اُس خرچ میں کرنے سے جس سے وہ شی باقی رہے تو اسمیں بہائم مملوکہ کا بھی نفقہ شامل ہو گیا وعرفا ہی الطعام اور عرف میں نفقہ فقط طعام ہی کو کہتے ہیں لہذا اکثر کتب فقہ میں نفقہ پر کسوت اور سکنی کو عطف کرتے ہیں اسواسطے کہ عطف مقتضی ہے مغایرت کا ہم وجوب نفقہ کا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے حق تعالی نے آیت میں یوں ارشاد کیا کہ رزق اور کسوت زوجات کی ازواج پر ہے دستور کے موافق اور دوسری آیت میں فرمایا کہ رکھو عورتوں کو جہاں تم رہتے ہو اور تیسری آیت میں ارشاد ہوا چاہیے کہ مقدور والا اپنے مقدور سے خرچ کرے اور جسپر روزی تنگ ہو تو جسقدر خدا نے اسکو دیا ہے اتنا صرف کرے حقتعالی کسی جان پر مقدور سے زیادہ حکم نہیں فرماتا اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ کے اندر یہ مضمون بھی فرمایا کہ زوجات کا تمہر رزق واجب ہے موافق دستور کے اور اسی وجوب نفقات پر اجماع امت منعقد ہو گیا ہے کذا فی فتح القدیر

والنفقة تجب على الصغير ... باب نفقة ... وہ کافی ہو ... اور اگر ... نفقہ ... واجب ہوا ...
... سبب ... ہوتی ہے ... اور ... حق ... نفقہ ... بیوی ... کو ...
... جو کہ نفقہ میں ... ہے تو ... اسباب ... کتاب ... سے ... نفقہ زوجہ کے ... کرتے ہیں ... باب النفقة
... کا ذکر کرنا مناسب ہوا اسواسطے نفقہ ... تقدیم کی کہ زوجہ ... اور ... زوجہ کی تو نفقہ ... نفقہ ... مقدم ... تجب
للزوجة ... فساد ... نکاح ... النفقة ... تو واجب ہو نفقہ زوجہ کا صحیح نکاح سے سو اگر فساد نکاح کا ظاہر ہوا ...
... غیر ... بطلان نکاح ظاہر ہوا ... کہ منکوحہ رضاعی بہن نکلی تو پھیرلے ... نفقہ کو جو عورت سے لیا ہو کذا فی البحر الرائق ...
شوہر ... نہیں تو اسکا نفقہ ... واجب نہیں لیکن نکاح فاسد میں عدت ... واجب ہوا ... اصل میں عدت نہیں اسواسطے ... عقد
... البحر الرائق میں نفقہ ... نہیں ... اصل ... شلبی نے البتہ نکاح فاسد میں نفقہ کا پھیر لینا مذکور کیا ہے بشرطیکہ بحکم قاضی
نفقہ مقرر ہوا ہو اور اگر بے حکم قاضی زوج نے آپ نفقہ دیا ہو تو رجوع نہیں اور یہی عالمگیری میں بھی مذکور ہے کذا فی حاشیة الدر علی ... الاحتباس ...
... نفقہ زوجہ کا واجب ہے ... اسواسطے کہ نفقہ ... احتباس کا یعنی زوج کے گھر میں مقید ہو ... تلاش معاش ... نہیں ... ہو اسکی خبر گیری
ضروریات کی ... یہ دلیل عقلی ہے وجوب نفقہ کی اور دلیل نقلی وہ ہے جو قرآن اور حدیث اور اجماع سے ترجمہ میں مذکور ہو چکی ... نفقہ ...
وقاضی ... اور جو شخص کہ محبوس ہو غیر کی منفعت کے واسطے تو غیر پر اس محبوس
کا نفقہ لازم ہوتا ہے ... مفتی اور قاضی اور زکوٰۃ کی تحصیل کا عامل تو نفقہ انکا بقدر کفایت انکی اور انکے اہل وعیال کے مسلمین کے بیت المال سے
واجب ہے اسواسطے کہ مفتی اور قاضی اور عامل صدقات مسلمین کی کارسازی میں مصروف اور محبوس ہیں اپنی تلاش معاش نہیں کرسکتے اور اسیطرح نفقہ
وصی کا ... کے مال میں واجب ہو اس مدت تک کہ صغیر کے مہمات میں مصروف رہے کذا فی الزیلعی اور اسی طرح رزق مجاہدین کا بیت المال میں واجب ہے کہ
دفع ... اور ... میں ... مضارب ... سفر کیا تو مال مضاربت میں اسکی روزی واجب ہے ...
... مرہون ... محبوس ہے ... راہن اور مرتہن دونوں کی منفعت کیواسطے یعنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب یہ قاعدہ ہوا کہ جب کا ...
منفعت کے واسطے محبوس ہو تو غیر پر اسکی روزی واجب ہے تو لازم یہ ہے کہ اگر غلام ... مرہون ہو تو مرتہن پر اسکی روزی واجب ہو حالانکہ راہن پر واجب ہے ...
... کہ مرہون کی منفعت فقط مرتہن ہی کو نہیں جو اعتراض لگے بلکہ راہن اور مرتہن دونوں کو فائدہ ہے راہن کو یہ فائدہ ہے کہ سبب رہن کے
... مرتہن ... رہن کے اپنے مال ملنے پر تسکین کا فائدہ حاصل ہے تو جب دونوں کی منفعت ہوئی تو ساقط الاعتبار ہو گئے لہٰذا اصل ... ملکیت کے
... واجب ہو ... لو صغیرا جدا ... الا اذا کان ... کما مر فی المہر اگرچہ زوج نہایت صغیر ہو نفقہ زوجہ کا واجب ہوگا ...
... صغیر کے باپ پر ... صورت میں باپ پر واجب ہو گا ... چنانچہ باب المہر میں اسکا ذکر ہو چکا لا یقدر علی الوطی لان
... قبلہ اگر زوجہ صغیر ... تو اوس ... نفقہ زوجہ کا واجب ہے اسواسطے کہ ... وطی کا زوج کیطرف سے ہے نہ زوجہ کیطرف سے ان اگر زوجہ بھی صغیرہ لائق
وطی ... نفقہ واجب نہو گا چنانچہ ... آیندہ میں مذکور ہوگا او فقیرا اگرچہ زوج فقیر محتاج ہو تو بھی نفقہ واجب ہوگا ولو کانت مسلمة او
کافرة او کبیرة او صغیرة تشتہی للوطی ... دون الفرج حتی ... کان المانع عنہا فالنفقة ... نفقہ زوجہ کا زوج پر
واجب ہے ... مسلمہ ہو یا کافرہ کتابیہ خواہ کبیرہ ہو یا ایسی صغیرہ جو وطی کے لائق ہو یا ایسی صغیرہ کہ جماع کے سوا تقبیل ومساس کے لائق ہو ... تقبیل
ومساس ... تو مانع استمتاع ... کیطرف سے ثابت ہوگا تو اس صورت میں نفقہ اسکا زوج پر واجب ہوگا بسبب تسلیم کے جیسا کہ ... نفقہ واجب نہیں

جبکہ زوج اور زوجہ دونون بہ نیابت صغیر ہون ہرچند صغیرین مین دونون طرف سے مانع موجود ہی لیکن مانع صغیر کالمعدوم ہی اور مانع صغیرہ کا قائم ہی تو باوجود
قیام مانع کے جانب صغیرہ سے مستحق نفقہ کی نہ ہو گی کذا فی منح الغفار ناقلا عن النہایہ ہم مصنف کو مناسب تھا کہ بجاے ولو کانت مسلمہ کے سوار کانت کہتا کما لا
یخفی علی الماہرین لہذا مترجم نے ترجمہ لو کا نہ کیا فقیرۃ او غنیۃ موطورۃ او لا کان کان الزوج صغیرا او کانت رتقا او قرنا خواہ زوجہ محتاج ہو یا مالدار
مدخولہ ہو یا نہو اسیطرح ہی کہ زوج صغیر ہو یا زوجہ کی شرمگاہ بند ہو گوشت زائد یا ہڈی سے ہم اگر کوئی کہے کہ جبکہ زوجہ بسبب زائد ہڈی یا گوشت زائد کے
لائق جماع کے نہوے تو مانع عورت ہی کیطرف سے ہوا تو قیاس یہ چاہتا ہی کہ اسکا نفقہ زوج پر نہ واجب ہو اسکا جواب یہ ہی کہ مانع زوجہ کیطرف سے ثابت نہین کہ
زوج ایسی صورت مین تقبیل اور مساس وغیرہ سے منتفع ہو سکتا ہی اور نفقہ واجب ہوتا ہی احتباس یا منفعت سے مطلقا نہ بالخصوص احتباس یا وطی سے او معتوہۃ
او کبیرۃ لا توطا و کذا صغیرۃ تصلح للخدمۃ او للاستیناس ان اسکنہا فی بیتہ عند الثانی واختارہ فی التحفۃ خواہ زوجہ بیہوش ہو یا ایسی کبیرہ کہ وطی کے لائق نہو اور
اسیطرح اس زوجہ صغیرہ کا نفقہ واجب ہی جو لائق خدمتگزاری اور موانست کے ہی اگر زوج اسکو اپنے گھر مین رکھے نزدیک ابو یوسف کے اور اسی قول کو
پسند کیا ہی صاحب تحفہ اور ایضاح نے کذا فی البحر الرائق و لو منعت نفسہا للمہر دخل بہا او لا و لو کلہ موجلا عند الثانی و علیہ الفتوی کما فی البحر والنہر والقاء
محشی الاشباہ لانہ منع بحق فیستحق النفقۃ نفقہ زوجہ کا واجب ہی اگرچہ اسنے اپنی ذات کو روکا ہو یعنی وطی پر قادر نہ ہونے دیتی ہو واسطے مہر معجل لینے کے
باتفاق ائمہ ثلثہ خواہ مدخولہ ہو چکی ہو یا نہین اگرچہ تمام مہر موجل ہو تو بھی منع نفس سے نفقہ ساقط نہین ہوتا نزدیک ابی یوسف کے اسواسطے کہ جب زوج نے مہر کو
موجل کر دیا کچھ تھوڑا مہر بھی زوجہ کو بالفعل نہ دیا تو اسنے حق استمتاع کے سقوط سے راضی ہوا اور اسی قول ابو یوسف پر فتوی ہی چنانچہ بحر الرائق اور نہر الفائق مین ہی
اور اشباہ کے محشی نے بھی اسکو پسند کیا ہی اسی لیے کہ مہر لینے کیواسطے نہ کرنا زوجہ کا حق واجبی ہی تو باوجود اسکے بھی نفقہ کی مستحق ہو گی بقدر حالہما یعنی یخاطب
بقدر وسعہ والباقی دین الی المیسرۃ و ہو موسر او ہی فقیرۃ لا یلزمہ ان یطعمہا مما یاکل بل یندب نفقہ واجب ہی موافق حال زوجین کے اور اسی پر فتوی ہی کذا فی
الہدایۃ تو اگر زوج اور زوجہ دونون مقدور والے ہین تو نفقہ فراخی کے ساتھ واجب ہی اور اگر دونون مفلس ہین تو تنگی نفقہ کی لازم ہی اور اگر زوج کم مقدور ہی
اور زوجہ مقدور والی ہی تو زوج مخاطب ہی بقدر مقدور کے دینے کا اور باقی نفقہ زوج پر دین ہو گا بوقت قدرت اسکو ادا کرے اور اگر زوج مقدور والا ہی اور
زوجہ محتاج ہی تو لازم نہین کہ زوج پر کہ کھلا دے اسکو جس سے آپ کھاتا ہی بلکہ اپنا سا کھانا کھلانا مستحب ہی خلاصہ یہ ہی کہ جب زوج اور زوجہ کا حال یکسان نہو ایک صاحب
مقدور ہو اور دوسرا مفلس تو وہان متوسط نفقہ واجب ہی یعنی مالدار عورتون سے کم اور محتاجون سے زیادہ کذا فی الدرر اور یہ قول مفتی بہ یعنی وجوب نفقہ برعایت حال
زوجین خصاف کا قول ہی اور کرخی نے کہا کہ وجوب نفقہ مین زوج کا حال معتبر ہی نہ زوجہ کا اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور یہی مذہب ہی امام شافعی کا ظاہر الروایۃ کی
دلیل نص قرآنی ہی کہ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے اور جسپر رزق تنگ ہو وہ اسکے موافق دے ہدایہ مین قول مفتی بہ کیواسطے اس حدیث سے استدلال
کیا ہی جو صحیح بخاری مین عائشہ صدیقہ سے مروی ہی کہ ہندہ بنت عتبہ نے کہا یا رسول اللہ ابو سفیان مرد بخیل ہی مجھکو اسقدر نہین دیتا جو مجھکو اور میرے ولد
کو کفایت کرے لیکن اگر اسکی نادانستگی مین لے لون تو مجھکو کفایت کر سکتا ہی حضرت نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھکو اور تیرے ولد کو کفایت کرے موافق دستور
کے یعنی متوسط نہ زیادہ نہ کم تو اس حدیث مین حضرت نے عورت کے حال کو بھی معتبر رکھا اور رعایت حال زوجین نص قرآنی کے بھی موافق ہی کہ زوج محتاج بقدر اپنی طاقت
کے دے اور باقی نفقہ جو زیادہ ہی اسکے مقدور سے وہ اسپر دین رہیگا جب مقدور ہو گا تب ادا کریگا و لو ہی فی بیت ابیہا اذا لم ینقلہا الزوج بالنقلۃ یعنی نفقہ
زوجہ کا واجب ہی اگرچہ زوجہ اپنے باپ کے گھر مین ہو بشرطیکہ زوج نے مطالبہ نقل مکان کا نہ کیا ہو اور سسرال مین استمتاع پر قادر ہوتا ہو اور اسی پر فتوی ہی کذا فی
البحر الرائق اور اگر زوج بلاتا ہو زوجہ کو اپنے گھر مین اور وہ نہ آتی ہو یا سسرال مین دونون مین خلوت ہوتی ہو تو نفقہ واجب ہو گا بسبب عدم تسلیم کے و کذا اذا
طلبہا ولم تمتنع او امتنعت للمہر او مرضت فی بیت الزوج فان لہا النفقۃ استحسانا لقیام الاحتباس و کذا لو مرضت ثم الیہ نقلت او فی منزلہا بقیت و بنفسہا منعت

اور تفیۃ المفتی میں امام محمد کی تخریج اور اسی طرح نفقہ واجب ہے جبکہ زوج نے زوجہ کو پایا ہو اور گذشتہ آئندہ خلاف کیا ہو یا نکاح کیا ہو

یہ مسئلہ ہے کیونکہ خدمت کے گھر میں زوجہ سبب بیماری کے لائق وطی کے نہیں ہو تو بھی نفقہ ہے کیونکہ استحسان کے سبب سے

حقیقت میں روزی کی جان اور منفعت کے اور اسی طرح واجب ہے نفقہ اگر بیمار ہوئی اپنے گھر میں بعد زوج کے گھر میں آئی

اور جس بیماری میں زوج کو اپنے پاس نہیں لے گئی اسی طرح بیت پر نہیں پہنچی چنانچہ تصحیح اس قدر میں کہ تحریر کیا ہو اور ذخیرہ منتقی میں منقول

بعد بیماری کے گھر میں تسلیم مشروط للنفقہ والا لکان اولی مہ اداد استحقاق ہو اور منافع میں ہو کر بیماری زوجہ زوج کے پاس پھر آئی اپنے باپ کے گھر میں

اپنے گھر میں پایا تو نفقہ نہیں ہے کہ ممکن نہ ہو اسکا انتقال ڈولی وغیرہ کی سواری میں تو وہ نفقہ کی مستحق ہے اور اگر محل میں نہ ہو سکتی ہو اور دست

نہیں نفقہ واجب ہے اور وہ مرض کی مداوات کرانا واجب نہیں اور دوا اجرت طبیب اور فصد کی واجب ہو کذا فی العالمگیریۃ لا نفقۃ لاحد عشر مرتدۃ و مقبلۃ ابنہ

ومعتدۃ موت و منکوحۃ فاسد و عدتہ ولامۃ لم تبوء وصغیرۃ لم تطق و مخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود ولو بعد سفرہ خلافا للشافعی

زوج پر نفقہ واجب نہیں گیارہ عورتوں کا زوجہ مرتدہ کا اور اس عورت کا جسنے زوجہ کے لڑکا کا بوسہ لیا ہو اور یہ حکم ہے جمیع اصول و فروع زوج کی

تقبیل کا اور منکوحہ بنکاح فاسد کا اور منکوحہ عدت فاسد کا اور اس لونڈی منکوحہ کا جسکے مولیٰ نے اسکے واسطے علیحدہ مکان نہیں دیا اور

زوجہ صغیرہ کا جو لائق وطی اور خدمت اور موانست کے نہیں اور نفقہ واجب نہیں اس زوجہ کا جو نکل گئی زوج کے گھر سے ناحق بلا عذر شرعی اور ایسی عورت

کو شرع میں ناشزہ کہتے ہیں یہاں تک کہ زوج کے گھر میں پھر آوے تو ناشزہ نہیگی اگرچہ بعد مسافرت کرجانے زوج کے گھر میں آئی ہو بخلاف مذہب شافعی کے

اسکے نزدیک اگر زوج کے روبرو گھر سے نکل گئی اور زوج نے سفر کیا بعد اسکے زوجہ اپنے زوج کے گھر میں آئی تو نفقہ اسکا واجب ہوگا تاوقتیکہ زوج گھر

میں نہ آوے کذا فی حاشیۃ المدنی عن حاشیۃ البحر للرملی نشوز لغت میں عبارت ہے ناموافقت اور نافرمانی زوجہ سے اور اصطلاح فقہ میں عبارت ہے خروج بغیر حق

اور منع نفس سے اور یہ تفسیر خصاف سے منقول ہے کذا فی البحر والقول لہا فی عدم النشوز بیمینہا وتسقط بہ المفروضۃ لا المستدانۃ فی الاصح والقول زوجہ کا

معتبر ہے عدم خروج میں ساتھ قسم کے یعنی اگر زوج نے دعوی کیا زوجہ کے نشوز کا اور گواہ نہیں ہیں اور زوجہ منکر ہے نشوز کی اور یہ قسم کھاتی ہو تو زوجہ ہی کا

قول معتبر ہوگا زوج پر نفقہ دینا لازم آویگا اور ساقط ہوتا ہے بسبب نشوز کے نفقہ مفروضہ نہ مقروضہ قول اصح میں مانند موت کے یعنی اگر زوجہ کا نفقہ کچھ ٹھہر گیا

ہو اور چند ماہ اسپر گذر گئے اور گذشتہ نہ پایا اور پھر وہ گھر سے نکل گئی تو وہ نفقہ ساقط ہو گیا اور اگر بموجب اجازت زوج یا بحکم قاضی اسنے نفقہ قرض لیا

ہو اور پھر نکل گئی تو یہ ساقط نہوگا زوج کو دینا پڑیگا اور یہی حال ہے موت کا خواہ زوج مرگیا ہو یا زوجہ کہ مفروضہ ساقط ہوگا نہ مقروضہ کذا فی حاشیۃ المدنی

ناقلا عن الذخیرۃ قید بالخروج لانہا لو مانعتہ من الوطی لم تکن ناشزۃ اور مقید کیا مصنف نے ناشزہ کو ساتھ خروج کے اسواسطے کہ اگر زوجہ زوج کو گھر میں

وطی سے ممانعت کرتی تو ناشزہ نہوگی اسواسطے کہ ظاہر حال قدرت زوج پر دلالت کرتا ہے چنانچہ باکرہ کی وطی نہیں ہوتی مگر زبردستی سے کذا فی الزیلعی

وشمل الخروج الحکمی کان کان المنزل لہا فمنعتہ من الدخول علیہا فہی کالخارجۃ ما لم تکن سالتہ النقلۃ اور خروج ناشزہ کا خروج حکمی کو بھی شامل ہے چنانچہ مکان

عورت ہی کا ہو اور وہ زوج کو اپنے پاس نہ آنے دے تو یہ عورت بمنزلہ خارجہ کے ہے اسکا نفقہ زوج پر لازم نہوگا جبتک کہ زوجہ نے زوج سے نقل

مکان کا سوال کیا ہو یعنی اگر زوجہ اپنے گھر میں بیٹھی ہو اور زوج سے کہے کہ مجھکو دوسرے مکان میں لیچل میں یہاں نہ رہونگی اور اگر زوج نے ابھی توقف

کیا ہو اور زوجہ نے اس حالت میں اپنے پاس آنے سے روکا ہو تو نفقہ اسکا ساقط نہوگا ولو کان فیہ شبہۃ کبیت السلطان فامتنعت منہ فہی ناشزۃ لعدم

اعتبار الشبہۃ فی زماننا بخلاف ما لو خرجت من بیت الغصب او ابیت الذہاب الیہ او السفر معہ او مع اجنبی بعثہ لینقلہا فلہا النفقۃ اور اگر اس گھر میں جسمیں

زوج نقل مکان کا ارادہ کرتا ہے شبہہ ہو معلوم نہیں کہ حلال مال سے بنا ہے یا حرام سے جیسے مکان بادشاہی سو عورت نے وہاں جانے سے

انکار کیا تو وہ عورت ناشزہ ہی بسبب نہ معتبر ہونے شبہات کے ہمارے زمانہ مین یعنی پچھلا زمانہ بسبب کثرت بے دیانتی کے لائق نہین کہ شبہات سے آدمی بچے حرام
خالص سے بچنا البتہ ضرور ہی علاوہ اسکے اجتناب شبہات مستحب ہی اور اطاعت زوج فرض ہی اور ترک فرض کا واسطے مستحب کے زبون ہی بخلاف اسکے کہ زوج کے ساتھ غصب کے
گھر مین رہی پھر معلوم ہوا کہ یہ گھر غصب کا ہی سو وہ وہان سے نکل گئی تو ناشزہ نہو گی اسواسطے کہ بعذر شرعی نکلی یا زوج غصب کے گھر مین رہتا ہی اور وہان زوجہ کو بلایا اور وہان
جانے سے اُسنے انکار کیا یا زوج نے بلایا کہ سفر مین ساتھ لیجاوے اور اُسنے ساتھ جانے سے انکار کیا تو وہ ناشزہ نہین ہی اسکا نفقہ بقول مفتی بہ واجب ہی اسواسطے کہ سفر مین لیجانا
بدون رضامندی زوجہ کے زوج کو جائز نہین یا زوج سفر مین ہی اور اُسنے ایک اجنبی نامحرم کو بھیجا تاکہ زوجہ کو اپنے ساتھ لے آوے اور اُسنے اُسکے ساتھ جانے سے انکار کیا تو بھی وہ ناشزہ
نہین اور اُسکا نفقہ زوج پر لازم ہی اسواسطے کہ نامحرم کے ساتھ عورت کو سفر کرنا جائز نہین ور اگر سفر سے کم مدت ہی یعنی ایک دو منزل ہی اور نامحرم کے ساتھ جانے سے انکار کریگی
تو نفقہ ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا لو اجرت نفسہا للارضاع صبی مع زوجہا اشرایضاً لم تخرج وقیل تکون ناشزۃ اور اسیطرح نفقہ زوجہ کا واجب ہی اگر اُسنے نوکری کرلی
لڑکے کے دودھ پلانے کی اور زوج اسکا شریف ہی کہ اُسکو عار آتی ہی دودھ پلانے کی نوکری سے اور حالانکہ زوجہ زوج کے گھر سے باہر نہین نکلی بلکہ وہین دودھ پلاتی ہی تو ناشزہ
نہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ یہ عورت بھی ناشزہ ہی اور اسی قول کو مسکو شارح نے ضعیف کیا ہی محشیون نے قوی کہا ہی اس دلیل سے کہ نفقہ زوجہ کا زوج پر واجب ہی پھر کیون وہ ننگ
و عار شریف زوج کو لگاتی ہی ولو سلمت نفسہا باللیل دون النہار او عکسہ فلا نفقۃ لنقص التسلیم قال فی المجتبی بہ عرف جواب واقعۃ فی زماننا انہ لو تزوج من المحترفات التی تکون
بالنہار فی مصالحہا وباللیل عندہ فلا نفقۃ لہا انتہی قال فی النہر وفیہ نظر اور اگر زوجہ نے تسلیم کی اپنی ذات رات کو نہ دن کو یعنی رات کو زوج کے پاس رہتی ہو
اور دن کو اپنے کاروبار کو جاتی ہو یا بالعکس سکے یعنی دن کو زوج کے پاس رہتی ہو اور رات کو اپنی ضروریات کیواسطے جاتی ہو تو اسکا نفقہ زوج پر لازم نہین بسبب
نقصان تسلیم کے اور مجتبی مین ہی کہ اس روایت سے معلوم ہو گیا جواب اُس واقعہ کا جو ہمارے زمانہ مین پیش ہی اسطرح کہ اگر پیشہ ور عورتون سے نکاح کرے جیسے دائی جنائی یا رنگریز
یا مشاطہ جو دن کو اپنے کامون مین رہتی ہین اور رات کو اپنے ازواج کے پاس رہتی ہین تو انکا نفقہ ازواج پر نہ لازم ہوگا بسبب نقصان تسلیم کے انتہی کلام المجتبی نہر الفائق مین کہا کہ
اس جواب مین اعتراض ہی مگر شارح نے اعتراض کو بیان نہین کیا حلبی محشی نے کہا وجہ اعتراض کی یہ ہی کہ قابلہ وغیرہ اپنے کسب مین معذور رہین بخلاف اسکے جو بلا عذر رات
یا دن کو تسلیم نفس نکرے شیخ رحمتی نے اسکا جواب دیا کہ کسب قابلہ وغیرہ کا عذر نہین اسواسطے کہ نفقہ عورت کا زوج پر لازم ہی تو وہ کسب سے منع کرسکتا ہی طحطاوی نے کہا
کہ منصوبہ اور مجبوسہ اور حاجہ باوجود معذور رہونے کے بھی ساقط النفقہ ہین بسبب عدم تسلیم کے تو ثبوت عذر وجوب نفقہ کی دلیل نہین ہوسکتی ومحبوسۃ ولو ظلماً الا اذا حبسہا
ہو بدین لہ فلہا النفقۃ فی الاصح جوہرۃ وکذا لو قدر علی الوصول الیہا فی الحبس صیرفیہ حبسہ مطلقاً قیدی عورت کا نفقہ زوج پر نہین اگرچہ بظلم قید ہو اسواسطے کہ زوج کے
احتباس اور قابو مین نہین مگر جبکہ زوج ہی نے اُسکو قید کیا ہو بسبب اپنے قرض کے کہ عورت پر ہی تو اُسکو نفقہ ملیگا قول اصح مین کذا فی الجوہرہ اور اسیطرح زوجہ محبوسہ
نفقہ پاویگی اگر زوج قید خانہ مین اُس تک پہونچکر اُسپر قادر رہتا ہو کذا فی الصیرفیہ چنانچہ زوج کے قید ہونے مین نفقہ اُسپر لازم ہی ہر طرح سے خواہ وہ ناحق قید ہو
یا حق پر عورت اُس تک پہونچ سکتی ہو یا نہ اسواسطے کہ فوت احتباس اور عدم تسلیم بیان عورت کیطرف سے نہین علاوہ اسکے زوج کے گھر مین وہ موجود بھی ہی اور وہ
نکل جانے سے راضی بھی نہوگا تو فی الحقیقۃ احتباس قائم ہی لکن فی تصحیح القدوری لو حبس فی سجن السلطان فالصحیح سقوطہا لیکن تصحیح قدوری مین یون ہی کہ اگر زوج
قید خانہ سلطانی مین ہوگا تو قول صحیح یہ ہی کہ نفقہ ساقط ہی طحطاوی اور مدنی محشیون نے تصریح کی کہ تصحیح قدوری مین یہ مسئلہ قاضیخان سے منقول ہی حالانکہ
فتاوی ہندی یعنی عالمگیری مین اسکے مخالف ہی تو خطا نقل مین یا صاحب تصحیح قدوری سے ہی یا صاحب نہر سے جہانسے شارح نے نقل کیا ہی اور صریح روایت مذہب او رقواعد مذہب کے
مخالف ہی کہ زوج صغیر پر نفقہ واجب ہی باوجود عدم قدرت جماع کے اسواسطے کہ عورت کیطرف سے مانع تسلیم نہین تو محبوس سلطانی مین بطریق اولی واجب ہی کاتب فتاوی قاضیخان اور
عالمگیری کو مین نے خود دیکھا فی الواقع تصحیح قدوری کے مخالف ہی عبارت قاضیخان کی یہ ہی وان حبس فی سجن السلطان ظلماً اختلفوا فیہ والصحیح انہا تستحق النفقۃ یعنی اگر زوج
محبوس ہو قید خانہ سلطانی مین بظلم تو اسمین فقہا کا اختلاف ہی اور قول صحیح یہ ہی کہ زوجہ مستحق ہی نفقہ کی اور فتاوی عالمگیری مین یہی عبارت بعینہ مذکور ہی واللہ اعلم فی البحر عن حال الفتاوی انہ لو

سیف علیہا نفسہا کذا فی ... وہ جو بحر الرائق میں ... سے منقول ہے کہ اگر زوجہ پر فساد کا خوف ہو تو وہ بھی ...
اور ایک ... کے ... اپنے زوج کے سبب سے ... کذا فی ...

اگر ... نقل ... فلا نفقۃ لہا ... الصحیح ... یعنی نفقہ زوجہ پر نہیں جو بیماری کے سبب سے زوج کے گھر نہیں
آ سکی اور نہیں ... کہ جو نہیں سکتی زوج کے ساتھ تو اسکا نفقہ واجب نہیں اگرچہ عورت کے گھر ... نفقہ سبب
سبب عدم تسلیم کے ساقط ہوا کذا فی الجوہرہ مختصرہ ... اور ... وجہ کا نفقہ زوجہ پر نہیں جسکو زبردستی کسی نے چھین لیا ہو اور ابو یوسف کے نزدیک نفقہ ... کا
زوج پر ہے اور اگر عورت ... محرم کے ساتھ حج کو گئی تو بالاتفاق نفقہ ساقط ہو کذا فی حاشیۃ الشلبی وحاجۃ ولو نفلا لا معہ لفوات الاحتباس
اور ... نفقہ نہیں جو حج کو گئی بغیر زوج کے ساتھ اگرچہ محرم کے ساتھ گئی ہو اگرچہ نفل حج ہو نفقہ ساقط ہو بسبب فوت ہو جانے احتباس کے اور ابو یوسف کے
نزدیک اگر حج فرض ہو تو زوج پر نفقہ لازم ہو ... شارح کو لازم تھا کہ ... کے مقام پر لو فرضا کہتا اسواسطے کہ فرض حج کے جانے میں ...
... النفقۃ میں اختلاف ہے اور نفل حج میں تو بالاتفاق نفقہ ساقط ہو ولو معہ فعلیہ نفقۃ الحضر خاصۃ لا نفقۃ السفر ولا الکراء اگرچہ زوجہ زوج کے ساتھ حج کرنے کو
گئی تو زوج پر فقط نفقہ حضر کا واجب ہو نہ نفقہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری کا کذا فی الدر امتنعت المرأۃ من الطحن والخبز ان کانت ممن لا تخدم او کان بہا علۃ فعلیہ
ان یأتیہا بطعام مہیا اگر انکار کیا عورت نے چکی پیسنے اور روٹی پکانے سے تو یہاں غور کرنا چاہئے اگر زوجہ ان لوگوں میں سے ہو جو ایسے کام نہیں کرتے چنانچہ عمدہ
خاندان ... امیر زادی ہو ... لیکن اسکو ... تو زوج پر واجب ہے کہ اسکو پکا ہوا کھانا طیار دیوے وان کانت
ممن تخدم نفسہا وتقدر علی ذلک لا یجب علیہ اور اگر زوجہ ان عورتوں میں سے ہے جو اپنا کام آپ کرتی ہوں اور وہ بسبب ... مرض کے ناتواں ہو آٹا پیسنے اور
روٹی پکانے پر تو زوج پر پکا طیار کھانا دینا واجب نہیں بلکہ اسکو ... دے وہ اپنے واسطے ... پکا لیا کرے اسواسطے کہ ایسے کام عورت پر باعتبار دیانت کے واجب
ہیں گو قاضی اسپر جبر نہیں کر سکتا سرخسی نے کہا کہ عورت پر جبر نہیں لیکن اگر عورت نے باوجود قدرت کے نہ پکایا تو اسکو سالن نہ دے کذا فی منح الغفار شیخ ... نے
کہا کہ سرخسی کا یہ مطلب نہیں کہ پکایا ہوا سالن نہ دے بلکہ ... تاکہ روٹی بخوبی کھا سکے کذا فی حاشیۃ المدنی ولا یجوز لہا اخذ الاجرۃ علی ذلک لوجوبہ علیہا
دیانۃ ولو شریفۃ لانہ علیہ الصلوۃ والسلام قسم الاعمال بین علی وفاطمۃ فجعل اعمال الخارج علی علی رضی اللہ عنہ والداخل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا مع انہا سیدۃ نساء العالمین
اور جائز نہیں زوجہ کو اجرت لینا اسپر یعنی آٹا پیسنے اور روٹی پکانے پر بسبب واجب ہونے ان اعمال کے اسپر باعتبار دیانت کے اگرچہ عورت شریف ہو اسواسطے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امور خانگی کو علی مرتضی اور فاطمہ زہرا میں بانٹ دیئے تو باہر کے کام جیسے اونٹ کو پانی پلانا اور بازار سے سودا کر لانا یہ
علی مرتضی کے ذمہ پر کر دیئے اور اندر کے کام جیسے چکی پیسنا اور روٹی پکانا اور گھر میں جھاڑو دینا یہ جناب فاطمہ زہرا کے ذمہ پر کر دیئے حالانکہ وہ تمام عالم
کی عورتوں کی سردار ہیں یہانتک کہ عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبری اور مریم اور سارا اور آسیہ سے بھی وہ سیدہ افضل ہیں اسواسطے کہ جگر پارہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہیں جو سید الخلق ہیں پھر جب اندر گھر کے کام سیدۂ عالمین کے ذمہ پر ہوئے تو اب کون شریف زادی عذر کر سکتی ہے لیکن چونکہ بعضے علماء
تقسیم اعمال خارجی اور باطنی میں گفتگو کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ان کاموں کو سیدہ بنا بر عادت عرب کے کرتی تھیں نہ بحکم رسالت اور اسمیں بھی تامل ہے کہ
صحابی عورتیں کاروبار خانگی بنا بر ضرورت افلاس یا عادت کے کرتی تھیں یا بنا بر حکم شرعی کے لہذا مجتہد نے دیانۃ واجب کہا نہ قضاء اسواسطے کہ جنکو کہ
عادت نہیں ایسے کاموں کی ان پر سخت مصیبت ہے لہذا قاضی ان پر جبر نہیں کر سکتا کذا فی حاشیۃ المدنی ویجب علیہ آلۃ طحن وآنیۃ شرب وطبخ کالکوز والجرۃ
والقدر والمغرفۃ وکذا سائر ادوات البیت کحصیر ولبد وطنفسۃ وما تتنظف بہ وتزیل الوسخ کمشط ودہن وسدر وخطمی واشنان وصابون ... وتمامہ فی الجوہرۃ
اور ... زوج پر واجب ہیں آلات پیسنے کے جیسے چکی اور ... اور پانی پینے اور پکانے کے برتن جیسے کوزہ اور گھڑا اور ہانڈی اور ڈوئی اسیطرح

اور باقی سامان گھر کا جیسے چٹائیان اور چارپائیان اور نمدہ اور فرش جیسے دری شطرنجی اور وہ چیز جس سے عورت کے بدن کی صفائی ہو اور میل چھوٹے جیسے کنگھی اور اشنان جو مدینہ مین گھاس ہو بال صاف ہو جاتے ہین اُس سے یا کھلی یا صابون بطور عادت ہر ملک کے اور وہ چیز زوج پر واجب ہی جو عورت کی بغل کی گندگی کو دور کردے اور زوجہ کے پاؤن کی جوتیان واجب ہین اور پورا بیان اسکا جوہرہ اور بحرالرائق مین ہی حاشیہ مدنی ہی باقی مضمون جوہرہ کا یون منقول ہی کہ تلذذ اور زینت کی چیز جیسے خضاب اور سرمہ سو زوج پر واجب نہین اسکا اختیار ہی چاہے دے چاہے نہ دے جب دے تو عورت استعمال کرے اور خوشبو بھی زوج پر واجب نہین مگر اسقدر کہ بساہند کو دور کرے نہ زیادہ اس سے اور علاج بیماری کی اجرت طبیب اور فصد اور پچھنے کی زوج پر واجب نہین اور اتنا پانی دینا واجب ہی جس سے عورت اپنے کپڑے دھولے اور اپنے بدن کا میل چھوٹرا دے نہا کر اور بحرالرائق کا باقی مضمون یہ ہی کہ زوج پر واجب ہین لکڑیان جلانے کی اور صابون اور تیل چراغ کیواسطے اور پانی غسل اور وضو کا زوج پر واجب ہی کذا فی الظہیریۃ والواقعات اور یہ جو خلاصہ مین ہی کہ وضو کا پانی زوج پر فرض نہین سو ضعیف روایت ہی وفیہ اجرۃ القابلۃ علی من استاجرہا من زوجۃ او زوج ولو جاءت بلا استیجار قیل علیہ وقیل علیہا اور بحرالرائق مین ہی کہ اجرت دائی جنائی کی اُسپر ہی جسنے اُسکو بلایا مزدوری ٹھہرا کر خواہ زوجہ نے یا زوج نے اور اگر دائی خود بلا درخواست آئی دونون پر اُسکی مزدوری محتمل ہی **وتفرض لہا الکسوۃ فی کل نصف حول مرۃ لتجدد الحاجۃ حرا وبردا** اور فرض ہی عورت کو پوشاک دینا ہر نصف سال مین ایکبار یعنی سال مین دو جوڑے کپڑے زوج پر فرض ہین بسبب تجدد حاجت کے باعتبار گرمی اور سردی یعنی گرمی کی پوشاک جاڑے مین کام نہین آسکتی اور نہ جاڑے کی گرمی مین کام آتی ہی لہذا سال بھر مین دوبار پوشاک کی حاجت ہوئی م اور اگر قبل مدت کے کپڑے عورت کے پھٹ گئے تو اگر اُسنے موافق عادت کے احتیاط سے پہنے اور پھر پھٹ گئے تو زوج پر اور پوشاک دینا واجب ہوگا اور اگر خلاف عادت بے احتیاطی سے پہنے رہی تو زوج پر نئی پوشاک دینا واجب نہین کذا فی العالمگیریۃ ناقلا عن الجوہرۃ **وللزوج الانفاق علیہا بنفسہ ولو بعد فرض القاضی** خلاصہ الا ان یظہر للقاضی عدم انفاقہ فیفرض ای یقدر لہا بطلبہا مع حضرتہ ویامرہ لیعطیہا ان شکت مطلہ ولم یکن صاحب مائدۃ لان لہا ان تاکل من طعامہ وتتخذ ثوبا من کرباسہ بلا اذنہ فان لم یعط حبسہ ولا تسقط عنہ النفقۃ خلاصہ وغیرہا اور زوج کو جائز ہی نفقہ دینا عورت کو بذات خود یعنی اُسکی ضروریات کا خرید کر دینا تاکہ عورت کو بازار نکلنے کی حاجت نہ پڑے اگرچہ خرید کر دینا بعد معین کر دینے قاضی کے ہو کذا فی الخلاصہ مگر یہ کہ قاضی کو ظاہر ہو نہ نفقہ دینا زوج کا تو اگر قبل اسکے قاضی نے نفقہ نہ معین کر دیا ہو تو اب عورت کا نفقہ ٹھہرا دے دو شرط سے ایک شرط یہ کہ عورت کی درخواست سے معین کرے نہ بلا درخواست دوسری شرط یہ کہ بوقت حاضر ہونے زوج کے معین کرے اسواسطے کہ غائب پر حکم جائز نہین اور بعد معین کر دینے نفقہ کے اگر نہ دینا معلوم ہو تو قاضی حکم کرے تاکہ زوج عورت کو نفقہ دیدے اگر شکایت کرے عورت اُسکے ٹال دینے اور دیر لگانے کی بشرطیکہ زوج سخی اور صاحب دستارخوان نہو اور اگر زوج سخی اور صاحب دستارخوان ہی کہ بہت لوگ اُسکی کشادہ دستی کے سبب سے اُسکے دستارخوان پر کھاتے ہین تو قاضی کو نفقہ دینے کا اسپر حکم کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ عورت کو بھی اختیار ہی کہ اُسکے کھانے مین سے کھائے اور اسکے کپڑون مین سے کپڑا لے لیا کرے بے اُسکی اجازت کے اسواسطے کہ جو شخص بسبب جود اور سخاوت کے غیرون کو بلا وجوب کھلاتا اور پہناتا ہو وہ عورت کے نفقہ واجب مین کیونکر کمی کریگا پھر اگر بعد نفقہ دینے قاضی کے اور بعد حکم اتفاق کے زوج سرکشی سے نہ دے تو قاضی اُسکو قید کرے اُس قید ہونے سے بھی ایام حبس کا نفقہ زوج سے نہ ساقط ہوگا کذا فی الخلاصہ وغیرہا **قولہ فی کل شہر** ای کل مدۃ تناسبہ کیوم للمحترف وسنۃ للدہقان اور مصنف کا یہ قول کہ قاضی ہر مہینے کا نفقہ معین کر دے مراد اُسکی یہ ہی کہ ہر شخص کیواسطے وہ مدت ٹھہرا دے جو مناسب ہو اُس شخص کے چنانچہ پیشہ ور کیواسطے ایکدن کی مدت ٹھہرا دے اور زمیندار اور کاشتکار کیواسطے سال بھر کی مدت ٹھہرا دے اسواسطے کہ پیشہ ور جیسے لوہار اور بڑھئی اور مزدور ہر روز محنت کر کے کماتے ہین سو کھاتے ہین تو قاضی ایسے لوگون پر حکم کرے کہ نفقہ مفروضہ ہر روز دیا کرین اسواسطے کہ ان پیشہ ورون سے ایک مہینہ کا خرچ یکبارگی نہین ہو سکتا بخلاف زمیندار اور کھیتی والے کے کہ وہ سال بھر کا خرچ دے سکتا ہی اور اگر زوج سوداگر ہو یا ایسا نوکر ہو جسکو بعد مہینے کے تنخواہ ملتی ہو تو ہر مہینے بھر کا خرچ معین کرے کذا فی فتح القدیر وغیرہ تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کل شہر کا لفظ قید اتفاقی ہی نہ احترازی **ولہا الدفع کل یوم** [illegible]

ان تصرفی ہو عنہما ایسا الاتی ادا و حقیقۃ ... نفقہ ... جیسے عورت کو نفقہ [illegible]
بیت منہ ... ہو کہ جیسے دو سال کی مدت نفقہ نہیں ... نہیں کر سکتا ... پس بعینہ [illegible]
قرض جائز ہو اما التکفیل بنفقۃ شہر فیلزم ... قیمتہ ... ویلفی ... علیہ ... [illegible]
اور ... ہر مہینے کے نفقہ یا ... کا ضامن ... غائب ہو جانے ... یعنی اگر زوجہ ... کہ زوج کہیں چلا جائیگا اور دونوں سے ...
مہینے کے نفقہ کا ضامن مانگے تو ابی یوسف کے نزدیک یہ جائز ہو اور اسی پر فتوی ہو کہ کفیل سے ضامن لیا جاسکتا کذا فی فتح القدیر اور عورت کے نفقہ پر باقی
دیون کو قیاس کر کے جس مدیون پر غائب ہونے کا خوف ہو اس سے ضامن لیا جاوے اور اسی پر بعض فقہاء نے فتوی دیا ہو چنانچہ جواہر اخلاطی کی کتاب الکفالت کے
پہلے باب میں یہ حکم مرقوم ہو اور قدیر میں ہو کہ ابی یوسف کے نزدیک اگر عورت تمام عمر کے نفقہ کا یا ہر مہینہ کا بلا تعیین کفیل ضامن طلب کرے تو صحیح ہو وکفل لھا شیئا
ابدا وقع علی الابد کذا ہو المنقول ... اگر کوئی کفیل ہوا زوجہ کو یعنی ہر مہینہ میں ... نفقہ یا ... ہمیشہ یا کہا کہ ... تو یہ ضمانت دائمی ہوگی
بالاتفاق ائمہ ثلثہ کے اور اسیطرح دائمی ضمانت ثابت ہوگی نزدیک ابی یوسف کے اگر ہمیشہ کا لفظ نہ کہا یعنی فقط اسیقدر کہا کہ میں ہر مہینے میں اتنا دیا کرونگا زوج
کیطرف سے تو یہ بھی دائمی ضمانت ہو اور اسی پر فتوی ہو کذا فی البحر الرائق وفیہ علیہا دین لزوجہا المقتضیا تقاصا الا برضاہ بشرط الموت بخلاف سائر الدیون
اور بحر الرائق میں ہو عورت نے طلب کیا قاضی سے کہ نفقہ مقرر کر دے اور زوج کا دین تھا عورت پر تو نفقہ اور دین زوج کا باہم ملکر مجرا ہونگے بدون رضامندی
زوج کے یعنی اگر زوج کہیگا کہ نفقہ کو میرے دین میں سے حساب کر لو تو البتہ برابر ہو جاوینگے اور بدون رضامندی زوج کے نفقہ اسکے دین میں نہ مجرا ہوگا اسواسطے
کہ نفقہ دین ضعیف ہو کہ موت سے ساقط ہو جاتا ہو بخلاف اور باقی دیون کے کہ وہ موت سے ساقط نہیں ہوتے تو وہ باہم حساب میں مجرا ہو جاتے ہیں خواہ
دونوں شخص چاہیں یا نہ چاہیں کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر وفیہ اجرت دارا منہ وجہاد ... لاسکنا ان فیہ لا اجر علیہا۔ بحر الرائق میں ہو کہ زوجہ نے
کرایہ دیا اپنا گھر زوج کو اور وہ دونوں اسمیں رہتے ہیں تو کرایہ مرد پر نہ واجب ہوگا لیکن شارح نے اجارہ فاسدہ کے فروع میں حاشیہ شہادہ سے نقل کیا ہو
کہ فتوی اس روایت کے مخالف ہو یعنی زوج پر کرایہ اس صورت میں واجب ہو چنانچہ وہاں معلوم ہوگا: لو دخل بہا فی منزل کانت فیہ بامرہا فطلبت بعد
مدۃ قالت لہ اخبرتک بان المنزل بالکراء فعلیک الاجر فہو لہا لا لہا انما العاقدۃ بزازیہ اور اگر زوج نے دلہن کی زوجہ کے اُس گھر میں جسمیں وہ بکرایہ رہتی تھی پھر
عورت سے کرایہ کا مطالبہ ہوا بعد سال کے سو اُسنے زوج سے کہا کہ میں تمکو خبر دے چکی ہوں کہ یہ مکان کرایہ کا ہو اور کرایہ تیرے ذمہ پر ہو تو زوج پر کرایہ
لازم نہ ہوگا زوجہ ہی پر لازم ہوگا اسواسطے کہ کرایہ ٹھہرانے والی وہی ہو نہ زوج کذا فی البزازیہ ومفہومہ انہا لو سکنت بغیر اجارۃ فی وقف او
مال یتیم او معد للاستغلال فالاجرۃ علیہ فلیحفظ اور مفہوم تعلیل عاقدہ ہونے کا یہ ہو کہ بدون اجارہ کے مکان وقف یا مکان مال یتیم میں یا اس مکان میں جو
کرایہ رکھنے کیواسطے تیار ہو زوجہ رہے تو اسکا کرایہ زوج پر لازم ہوگا اسواسطے کہ عقد اجارہ زوجہ نے نہیں کیا اور سکنی زوجہ کا زوج پر لازم ہو لہذا زوج
کو اجرت دینا لازم ہوگا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ویقدر بقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدراہم و دنانیر کما فی الاختیار وعزاہ المصنف لشرح المجمع
للمصنف اور قاضی ٹھہراوے نفقہ زوجہ کا بقدر گرانی اور ارزانی غلہ کے اور نہ اندازہ کرے نفقہ کا درہم اور دینار سے کذا فی الاختیار شرح المختار
اور مصنف نے اپنی شرح میں اس عدم تقدیر کو ماتن کی شرح مجمع کی طرف منسوب کیا ہو لکن فی البحر عن المحیط ثم المجتبی ان شاء القاضی فرضہا
اصنافا او قومہا بالدراہم ثم یقدر بالدراہم لیکن بحر الرائق میں محیط سے پھر مجتبی سے منقول ہو کہ اگر قاضی چاہے تو نفقہ کو قسم قسم مقرر کرے مثلا گیہوں اتنے
اور گوشت اتنا اور گھی اتنا اور دال اتنی خواہ ہر روز کی تقدیر کرے خواہ مہینے خواہ سال کی علی حسب المراتب یا اقسام ماکولات کی قیمت ٹھہرادے اور اسکے
پھر مجموعہ کا اندازہ درہم کرے اور زوج کو حکم کرے کہ ہر مہینے یا ہر سال اتنے روپیہ زوجہ کو دیا کرے وفیہ لو فرض لہا ... ان ... القاضی [illegible]

لہا خوفا علیہا من الہزال فانہ یفرہ کما لہ ان یرفعہا للقاضی للبس الثوب لان الزینۃ حقہ اور بحر الرائق مین یہ ہی جبکہ قاضی نے زوجہ کا نفقہ معین کر دیا
پھر اگر زوجہ اپنی ذات پر خست کرے اور جمع کرنے کی طمع سے کم کھاوے تو زوج کو جائز ہی کہ اسکی نالش قاضی کے پاس کرے تاکہ وہ اچھی طرح
کھایا کرے اسمین سے جو اسکے لیے مقرر ہو گیا ہی مبادا کہ نہایت ضعیف اور دُبلی ہو جائے اسواسطے کہ لاغری زوجہ کی زوج کیواسطے مضر ہی کہ لائق رغبت اور
شہوت کے نہین رہتی چنانچہ جائز ہی زوج کو کہ اُسکی نالش قاضی کے پاس پوشاک کیواسطے کرے کہ کیون پوشاک نہین پہنتی اور کیون میلی کچیلی رہتی ہی
اسواسطے کہ سنگار کرنا زوج کا حق ہی مم جیسے عورت کو زینت کرنا مرد کے واسطے لازم ہی ویسے ہی مرد کو زینت شرعی کرنا عورت کیواسطے لازم ہی یعنی حجامت
بنوانا اور سونچھ کتروانا اور ریوے زہار کا مونڈنا اور غسل کرنا اور موافق مقدور کے پوشاک پہننا ضرور ہی اسواسطے کہ جب عورت یا مرد بے سلیقگی سے ترک زینت کا کریگا تو
دوسرے کو خواہ مخواہ نفرت آویگی تو غیرون کی طرف نظر جانے لگے گی پھر وہ فساد ہونگے کہ خدا اپناہ مین رکھے چنانچہ بنی اسرائیل مین مردون کے زینت ترک کرنے
سے انواع مفاسد درپیش ہوئے بلکہ عورت کے حقوق سے یہ بھی ہی کہ مرد بسرعت انزال سے آپ کو بچاوے اور اسکا خیال رکھے اسواسطے کہ عورت کو اکثر بعد دیر کے انزال
ہوتا ہی عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ مجھکو سرمہ لگانا زوجہ کا پسند آتا ہی جیسا کہ اپنا سرمہ لگانا پسند آتا ہی اور یہ مطالب اس آیت قرآنی سے مفہوم ہوتے ہین جو حقتعالی نے
فرمایا کہ لہن مثل الذی علیہن بالمعروف کہ عورتون کا حق مردون پر ویسا ہی جیسا کہ مردون کا حق عورتون پر ہی بطریق شرع کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وتزاد فی الشتاء جبۃ و
سروالا اور زیادہ کیا جاوے موسم سرما مین جبہ اور پاجامہ مم یہ اُن عورتون کے حق مین ہی جو فقط قمیص مین گذران کرتی ہین جیسے عرب کی گنوار عورتین جنکو بدوی کہتے ہین
اور جنکو مدام پاجامہ کی عادت ہی چنانچہ شرفاے ہند مین تو انکو سرما اور گرما مین پاجامہ دینا لازم ہی اور ظہیریہ مین منقول ہی کہ امام محمد نے پوشاک عورت کی سال
بھر کی یون بیان کی ہی کہ دو درع اور دو خمار اور ایک ملحفہ درع کرتہ گلے سے قدم تک اور خمار وہ جو سر پر اوڑھا جاوے اور ملحفہ کی تفسیر مختلف ہی بعضے کہتے ہین وہ
بڑی چادر ہی جس سے تمام بدن لپیٹکر عورت باہر نکلتی ہی اور بعضون کے نزدیک شب خوابی کا کپڑا اور خصاف نے بجاے درع کے قمیص کو مذکور کیا ہی درع اور قمیص
حقیقت مین ایک ہی چیز کا نام ہی فرق اتنا ہی کہ درع وہ ہی جسکا چاک سینہ کیطرف ہو اور قمیص وہ جسکا دونون مونڈھون کیطرف ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر اور
فتاوی عالمگیری مین ینابیع سے منقول ہی کہ لباس عورت کا مرد پر جب ہی موافق دستور کے جیسا کہ عورت کیواسطے مناسب ہی باعتبار عادت گرمی اور جاڑے کے لیکن عادت ہر ملک کے
مختلف ہی تو ہر ملک مین ویسا ہی دینا لازم ہوگا بشرطیکہ ویسا لباس ہو جس سے بدن چھپا رہے نہ لباس شیطانی جو لکھنؤ وغیرہ مین بالفعل رائج ہی کہ سر اور پیٹ بالکل کھلا رہتا ہی حقتعالی انکو
حیا نصیب کرے وجاید قمع یہ اذی حر وبرد ورہ لباس زیادہ کرنا چاہیے سرما اور گرما مین جس سے گرمی اور جاڑا دور ہو ولحافا وفراشا وحدہا لانہا ربما تعتزل عنہ ایام حیضہا ومرضہا
زیادہ دیا جاوے جاڑے مین لحاف اور بچھونا عورت کو علیحدہ یعنی سواے اس لحاف اور توشک کے جسمین زوج اور زوجہ پاس ملکر لیٹتے ہین علیحدہ اسواسطے چاہیے کہ گاہے
عورت جدا رہتی ہی زوج سے حیض کے ایام مین یا بیماری کے دنون مین صحیح حدیث مین وارد ہی کہ ایک اوڑھنا بچھونا زوج کا اور ایک دوسرا زوجہ کا اور تیسرا مہمان کیواسطے اور
چوتھا شیطان کا یعنی فضول ہی ان طلبتہ لباس کے ان اقسام مذکورہ کو قاضی مقرر کر دے اگر عورت درخواست کرے قاضی سے اسواسطے کہ یہ حق ہی زوجہ کا بدون اسکی التماس
اور خواہش کے حاکم پر ٹھہرا دینا لازم نہین ہی ویختلف ذلک یسارا واعسارا وحالا وبلدا اختیار اور مختلف ہوتی ہی یہ خوراک اور پوشاک باعتبار مقدور اور
افلاس کے اور بنا بر موسم اور ملک کے کذا فی الاختیار تو مقدور والے پر اُسکے موافق خوراک اور پوشاک زوجہ کی واجب ہی اور مفلس پر اُسکے موافق اور گرمی مین گرمی
کے موافق اور سردی مین اسکے موافق جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو بشرطیکہ مخالف شرع شریف کے نہو ولیس علیہ خفہا بل خف امتہا مجتبی اور واجب نہین مرد
پر موزہ دینا عورت کا بلکہ اُسکی لونڈی کا موزہ واجب ہی اسواسطے کہ لونڈی باہر نکلتی ہی نہ زوجہ کذا فی المجتبی اگر مرد با مقدور ہو اور ملک کی رسم ہو کذا فی حاشیۃ
المدنی وفی البحر قد یستفید من ہذا انہ لو کان لہا امتعۃ من فرش ونحوہا لا یسقط عن الزوج ذلک بل یجب علیہ قدر اتیانا من یرہا لفرش امتعتہا لہ ولا حقیا فہا جبر اعلیہا ذو
حرام کمتع کسوتہا انتہی اور بحر الرائق مین ہی کہ مستفاد ہوا اس سے یعنی وجوب لباس اور فرش سے ثابت ہوا کہ اگر عورت کے سامان اور اسباب ہوا از قسم فرش اور ظروف

[illegible] ہوگا اسمیں اور سفر [illegible] کہ عورت سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] میں باب المہر میں [illegible]

[illegible]

[illegible] نفقہ کا مطالبہ جائز ہوا اور اگر جہیز [illegible]

[illegible] مہر میں [illegible]

[illegible] عورت کے جہیز کا استعمال [illegible]

[illegible] کذا فی النہر الفائق [illegible] صاحب نہر [illegible]

[illegible]

[illegible] باپ سے [illegible] جہیز [illegible]

[illegible] نفقہ مال کا باپ سے مطالبہ [illegible]

[illegible] اپنے باپ سے مطالبہ مہر کا اختیار ہو [illegible]

النفقۃ حکم [illegible] البحر الرائق [illegible]

[illegible] تقدیر قاضی کی حکم ہو [illegible] نفقہ کا [illegible]

دعوی کے [illegible] قاضی کا [illegible] حکم ہو [illegible] ساقط ہوگا [illegible]

کو نفقہ دینا لازم ہوگا [illegible]

قاضی [illegible]

[illegible]

[illegible] قاضی [illegible]

حکم قاضی [illegible]

حاشیۃ الدر [illegible] فی العقد ان النفقۃ [illegible] الکسوۃ [illegible]

[illegible]

[illegible] قاضی سے درخواست تقدیر [illegible]

[illegible]

[illegible] اور اگر جب عقد مشروط کے حکم کیا قاضی مالکی نے [illegible] قاضی حنفی کو تقدیر نفقہ کی جائز [illegible]

[illegible] صاحب بحر الرائق [illegible] کتاب القضاء [illegible]

کذا فی الزیلعی الا اختیار اور عنقریب یہ واضح ہوگا فروع مین امام زیلعی نے کہا کہ اختیار شرح مختار مین ہو کہ اگر عورت کا زوج مفلس ہو اور اُسکا بیٹا دوسرے زوج سے مالدار ہو
یا بھائی مالدار ہو تو نفقہ عورت کا زوج پر واجب ہو اور حکم کیا جاویگا عورت کے بھائی یا بیٹے پر کہ نفقہ دے عورت کو اور جب سکے زوج کو مقدور ہو تو اُس سے اپنا قرض
بھر لے جتنا کہ عورت کو دیا ہو اور اگر بھائی یا بیٹا خرچ دینے سے انکار کرے تو مقید ہوگا اسواسطے کہ ایسے حال مین بطور قرض دینا لائق اور مشہور ہو تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ
قرض دینا عورت کے نفقہ کیواسطے جبکہ عورت اور اُسکا زوج مفلس ہون واجب ہو اُس شخص پر جسپر نفقہ عورت کا واجب ہوتا اگر زوج عورت کا نہوتا اور اسیطرح اگر زوج مفلس
کی اولاد صغیر ہو اور اُنکو اُنکے خرچ کی طاقت نہو تو واجب ہوگا نفقہ اولاد کبار کا جسپر صغار کا نفقہ واجب ہوتا اگر اُنکا باپ نہوتا جیسے ماں اور بھائی اور چچا پھر جب
صغار کا باپ مقدور والا ہو تو جسقدر اُنکو کھلایا پہنایا ہو اُس سے بھر لے کذا فی حاشیۃ المدنی قضی بنفقۃ الاعسار ثم ایسر فخاصمتہ تمم نفقۃ الیسار فی المستقبل قاضی نے
حکم کیا زوج پر نفقہ افلاس کا بسبب مفلس ہونے زوجین کے پھر بعد مدت کے مالدار ہوگیا اور عورت مفلس ہی تھی پھر جھگڑا کیا عورت نے زوج سے نفقہ مین تو پورا کرے
قاضی نفقہ کو موافق مقدور زوج کے آیندہ کیواسطے نہ زمان گذشتہ کیواسطے نفقہ یسار زوجہ سے مراد یہان نفقہ متوسط ہو اسواسطے کہ جب زوج مالدار ہو اور زوجہ مفلس یا بالعکس تو بھی واجب
قول مفتی بہ کے متوسط نفقہ واجب ہو اور اگر مصنف یون کہتا کہ بعد مقدور ہونے کے نفقہ متوسط واجب ہو جیسا کہ قول مفتی بہ مین ہو تو واضح ہوتا کذا فی حاشیۃ الحلبی بالعکس وجب
الوسط کما مر یا اُسکے بالعکس ہو یعنی زوج اور زوجہ دونون مالدار تھے سو قاضی نے نفقہ یسار کا حکم کر دیا تھا پھر زوج مفلس ہو گیا تو اب متوسط نفقہ واجب ہوگا یعنی مالدار عورت سے
کم اور مفلس عورت سے زیادہ تو زوج مفلس بقدر وسعت کے دیگا اور باقی اسپر قرض رہیگا مقدور ہونے تک چنانچہ شروع باب مین اسکا بیان گذر گیا صالحت من زوجہا علی نفقۃ کل شہر علی
دراہم ثم قالت لا تکفینی زیدت مصالحہ کرلیا عورت نے اپنے زوج سے عوض نفقہ ہر مہینے کے چند درم پر پھر عورت نے کہا کہ مجھکو اسقدر درم کفایت نہین کرتے ہین تو زیادہ دلائے
جاوینگے ظاہر عبارت اسپر دلالت کرتی ہو کہ بمجرد دعوی کے بدون ملاحظہ کرنے قاضی کے غلہ کے نرخ مین زیادتی ہوگی حالانکہ ایسا نہین بلکہ قاضی نظر کرے سو اگر دراہم نہین
ہون تو اُسکے دعوی کو نہ سنے الا بقدر کفایت زیادہ کردے چنانچہ خانیہ مین ہو کہ اگر زوجہ نے مصالحہ کیا زوج سے اسقدر پر کہ اُسکو کفایت نہین کرتا تو عورت کو اس صلح سے پھرنا
اور بقدر کفایت کو طلب کرنا جائز ہو اور بحر الرائق مین ذخیرہ سے منقول ہو کہ جب قاضی نے عورت کا نفقہ معین کردیا پھر غلہ گران ہو گیا یا سستا ہو گیا تو قاضی اُسکو بدل ڈالے کذا فی
حاشیۃ المدنی ولو قال الزوج لا اطیق ذلک فہو لازم فلا التفات لمقالتہ بکل حال اور اگر عورت نے مصالحہ کیا نفقہ کا دراہم پر پھر زوج نے کہا کہ مجھکو اسقدر درم دینے
کی طاقت نہین تو صلح لازم ہو اور کچھ التفات نہ کیا جاویگا اُسکے قول پر کسی حال مین اپنا مقدور ظاہر کرے یا نکرے اسواسطے کہ مصالحہ پر راضی ہونا دلیل ہو اسکے قادر ہونے پر الا اذا تغیر
سعر الطعام وعلم القاضی ان ما دون ذلک الصالح علیہ یکفیہا فحینئذ یفرض کفایتہا نقلہ المصنف عن الخانیۃ وفی البحر عن الذخیرۃ الا ان تبرء القاضی عن حالہ
فیسأل من الناس فیوجب بقدر طاقتہ مگر جبکہ بدل جاوے نرخ غلہ کا اور جانے قاضی کہ جسقدر پر صلح ہو گئی ہو اُس سے کمتر نفقہ عورت کو کفایت کرتا ہو تو اسوقت مین
قاضی بقدر کفایت عورت کے مقرر کردے نقل کیا ہو اُسکو مصنف نے اپنی شرح مین خانیہ سے اور بحر الرائق مین ذخیرہ سے منقول ہو کہ مصالحہ زوج پر لازم ہو مگر جبکہ جانچ
کرلے قاضی زوج کی حیثیت لوگون سے پوچھکر تب ٹھہرادے نفقہ کو بقدر اُسکی طاقت کے وفی الظہیریۃ صالحہا من نفقۃ کل شہر علی مائۃ درہم والزوج محتاج
لم یلزمہ الا نفقۃ مثلہا اور ظہیریہ مین ہو کہ صلح کی زوج نے زوجہ سے ہر مہینہ کے نفقہ مین سو درم پر اور حالانکہ زوج محتاج ہو تو لازم نہ ہوگا زوج کو مگر نفقہ مثل کا
یعنی عورت کے مناسب حال نفقہ لازم ہوگا مصالحہ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا والنفقۃ لا یصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحہما علی قدر معین
اصناف او دراہم فقبل ذلک لا یلزم شیء اور نفقہ زوجہ کا دین نہین ہوتا زوج پر مگر بحکم قاضی یا برضاء طرفین یعنی دونون کے مصالحہ کر لینے سے قدر معین پر خواہ
درمون پر صلح ہو گئی ہو خواہ طعام کی قسمون پر مثلاً گیہون اتنے اور دال اتنی اور گوشت اتنا تو قبل قضا یا رضا کے زوج پر کچھ لازم نہوگا یعنی چند مدت بدون نفقہ
گذر گئی اور پھر قاضی نے نفقہ معین کر دیا یا دونون قدر معین پر راضی ہو گئے تو مدت گذشتہ کا نفقہ دینا لازم نہ ہوگا وبعدہ ترجع بما انفقت ولو من مال نفسہا
امر قاضی اور بعد قضا یا رضا کے جسقدر عورت خرچ کریگی اُسکو زوج سے بھر لیگی اگرچہ اپنا ہی مال خرچ کیا ہو بدون قاضی کے حکم کے ولو اختلفا فی المدۃ فالقول

[illegible]

[illegible] المفروض [illegible]

[illegible] ساقط ہوتا ہے اور بحرالرائق میں ہے کہ چند دلائل عدم سقوط نفقہ پر اعتماد کیا ہے طلاق میں بھی [illegible]

[illegible]

یعنی جب بات نفقہ جمع ہو تو عورت کو طلاق [illegible] دیکر رجعت کر لیں [illegible] نفقہ دینا پڑے [illegible] عورتوں کا بڑا نقصان ہے [illegible] عدم سقوط کو طلاق [illegible]

[illegible]

[illegible] سو اگر معلوم ہو کہ نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اسنے طلاق دی ہو تو عدم سقوط کا حکم کرے یا فتوی دے اور اگر زوجہ کی بدمزاجی سے طلاق دی ہو تو سقوط نفقہ کا حکم یا فتوی دے

[illegible] الا اذا استدانت [illegible]

[illegible] ابن الکمال الا اذا استدانت بعد فرض قاضی [illegible] مگر جبکہ بعد مفروض ہونے نفقہ کے عورت نے قرض لیا ہو نفقہ قاضی کی اجازت سے تو اب نہ

ساقط ہوگا موت یا طلاق سے قول صحیح میں کذا فی المحیط اسواسطے کہ مذکور ہو چکا ہے کہ بحکم قاضی قرض لینا عورت کا مانند قرض لینے زوج کے ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اسکے باپ نے اگرچہ نفقہ اور لباس بعد موت اور طلاق کے موجود ہو [illegible]

[illegible] مکاتب لم یعجز المأذون بالنکاح [illegible]

[illegible]

نکاح کیا تو اس سے [illegible] مدبر اور وہ مکاتب جو عاجز نہیں [illegible]

[illegible]

غلام کی زوجہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

تو لڑکا بھی مکاتب ہو اور اگر ماں لڑکے کی لونڈی ہو یا مدبرہ یا ام ولد تو نفقہ اسکا مولے پر ہو اسواسطے کہ لڑکا مملوک ہو مولی کا ولو مکاتبین سعی لامہ ونفقتہ علی ابیہ
جوہرہ اور اگر زوج اور زوجہ دونوں مکاتب ہوں تو کوشش کریگا لڑکا اپنی ماں کیواسطے یعنی اسکے کسب کی ماں مالک ہوگی اسواسطے کہ لڑکا ماں کا تابع ہو اور
نفقہ ولد کا اسکے باپ پر ہو کذا فی الجوہرہ م عبارت جوہرہ کا یہ مضمون ہو کہ اگر مولی نے اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کردیا پھر دونوں کو مکاتب کیا پھر دونوں
کے ولد پیدا ہوا تو ولد اپنی ماں کی کتابت میں داخل ہوگا اور کسب ولد کا ماں کا ہوگا اور نفقہ ولد کا اسکی مکاتبہ ماں پر واجب ہوگا اور نفقہ مکاتبہ کا زوج پر واجب ہوگا
انتہی مضمون الجوہرہ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو شرح میں ہو کہ نفقہ ولد کا اسکے باپ پر ہو سو غلط ہو اسواسطے کہ مخالف ہو جوہرہ کے اور بحر الرائق کے بھی مخالف ہو کذا فی
حاشیۃ المدنی اور فتاوی عالمگیری میں محیط سے منقول ہو کہ ایک مرد نے مکاتب کیا اپنے غلام اور لونڈی کو پھر دونوں کا نکاح کردیا پھر وہ لڑکا جنی تو نفقہ ولد کا ماں پر ہوگا نہ باپ
پر تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ عبارت شرح کی یہاں غلط ہو گئی ہو مرۃ بعد اخری ای لو اجتمع علیہ نفقۃ اخری بعد باشتراہ من علم بہ اولم یعلم ثم علم فرضی بیع ثانیا
کذا المشتری الثالث وہلم جرا لانہ دین حادث قالہ الکمال وابن الکمال خلافا للدرر تبعا للصدر سہو غلام خالص اپنی زوجہ کے نفقہ میں باربار بیچا جاویگا یعنی اگر
غلام پر دوسرا نفقہ مجتمع ہو العبد خرید کرنے اس شخص کے جو غلام کا حال جانتا تھا یا اسکو معلوم نہ تھا پھر خرید کرنے کے بعد اسنے جانا اور راضی ہو گیا یعنی یہ نقصان
جانکر دبیع نہ کیا تو دوسری بار غلام بیچا جاویگا نفقہ ثانیہ کیواسطے اور اسی طرح اگر مشتری ثالث خرید کریگا یہ حال جانکر بعد علم کے راضی ہوگا تو تیسرے نفقہ کیواسطے بیچا
جاویگا وعلی ہذا القیاس چوتھی بار اور پانچویں بار اسواسطے کہ نفقہ دین حادث ہو یعنی روز بروز پیدا ہوتا جاتا ہو تو جتنی بار اتنا نفقہ جمع ہوگا کہ غلام اسکے دینے سے عاجز ہوگا تو
اتنی بلد ادائے نفقہ کیواسطے بیچا جاویگا بخلاف اور دیون کے کہ وہ روز بروز پیدا نہیں ہوتے جاتے لہذا مہر وغیرہ دیون میں ایکبار غلام بیچا جاویگا نہ باربار اسی طرح مذکور کیا ہو
کمال الدین نے فتح القدیر میں اور ابن کمال نے ایضاح میں اور اصطلاح میں سو جو کہ درر غرر میں تباع صدر الشریعۃ مذکور ہو سو سہو اور غلط ہو م شرح وقایہ میں صدر الشریعۃ
کے کلام کا حاصل یہ ہو کہ غلام نے باجازت مولی ایک عورت سے نکاح کیا اور قاضی نے اسکا نفقہ غلام پر مقرر کردیا سو اسپر ہزار درم جمع ہو گئے اور پانسو درم پر غلام بیچا گیا
اور یہی اسکی قیمت تھی اور مشتری جانتا تھا کہ اسپر دین نفقہ کا ہنوز موجود ہو تو دوسری بار بیچا جاویگا بخلاف اسکے کہ اگر غلام پر ہزار درم کا دین ہوگا اور کسی
سبب سے اور وہ پانسو کو بیچا جاویگا تو دوسری بار نہ بیچا جاویگا انتہی اور یہی عبارت بعینہ درر غرر میں ہو تو ظاہر کلام صدر الشریعۃ سے یہ مستفاد ہوتا ہو کہ بیع ثانی
غلام کی واسطے ادا کرنے باقی پانسو درم کے ہوگی آخر کلام کے قرینہ سے اور حالانکہ یہ صحیح نہیں اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہو کہ دین نفقہ میں جو غلام باربار بیچا جاتا ہو اسکی
علت یہ ہو کہ نفقہ تھوڑا تھوڑا حادث ہوتا جاتا ہو مشتری کے پاس اور حالانکہ پانسو باقی درم مشتری کے پاس حادث نہیں ہوئے تو انکے واسطے دوسری بار ہرگز نہ بیچا جاویگا بلکہ اسکے ادا
کیواسطے تا زمان عتق انتظار کیا جاویگا کذا فی منح الغفار وحاشیۃ المدنی وتسقط بموتہ وقتلہ فی الاصح اور ساقط ہوتا ہو نفقہ غلام کی موت اور مقتول ہونے سے قول اصح میں و
یباع فی دین غیرہا مرۃ لعدم التجدد اور غلام بیچا جاویگا نفقہ زوجہ کے دین کے سوا اور دین میں ایکبار بسبب عدم تجدد کے یعنی نفقہ کے سوا اور دین روز بروز پیدا نہیں
ہوتا جاتا ہو بلکہ یکبارگی ہوتا ہو تو اسکے واسطے ایک ہی بار بیع بھی ہوگی ویجیء فی الماذون ان للغرماء استسعاءہ ومفادہ ان لہا استسعاءہ لو النفقۃ کل یوم بحر اور آویگا احکام عبد
ماذون میں کہ صاحبان دین کو کسب کروانا غلام سے اور اسکی اجرت لینا درست ہو اپنے دین میں تو اس سے مستفاد ہوا کہ زوجہ کو بھی اس سے محنت مزدوری اپنے نفقہ کیواسطے کروانا
جائز ہو اگرچہ ہر دن کے نفقہ کیواسطے ہو کذا فی البحر اسواسطے کہ زوجہ بھی صاحب دین ہو قال وہل یباع فی کفنہا ینبغی علی قول الثانی المفتی بہ نعم کما یباع فی کسوتہا کہا صاحب بحر نے کہ غلام
زوجہ کے کفن کیواسطے بیچا جاویگا بنا بر قول ابو یوسف کے جو مفتی بہ ہو یا نہیں جیسے ایسا کہ ہاں کفن کیواسطے بیچا جاویگا چنانچہ عورت کی پوشاک کیواسطے بکتا ہو م یہ جواب روایت سے ثابت
نہیں بلکہ ابی یوسف کے اس قول سے کہ کفن برابر پوشاک کے ہو صاحب بحر نے استخراج کیا ہو اور صاحب نہر اور حموی نے بھی اسکو پسند کیا کذا فی حاشیۃ المدنی ونفقۃ الامۃ المنکوحۃ
ولو مدبرۃ او ام ولد اما المکاتبۃ فکالحرۃ انما تجب علی الزوج ولو عبدا بالتبویۃ ان یدفعہا الیہ ولا یستخدمہا اور نفقہ منکوحہ لونڈی کا اگرچہ مدبرہ یا ام ولد ہو نہیں واجب
ہوتا ہو زوج پر اگرچہ وہ غلام ہو مگر علیحدہ مکان دینے سے اسطرح پر کہ لونڈی اسکو سپرد کردے مالک اور اس سے خدمت نہ لے اور اگر مالک لونڈی کو اپنے کار بار میں رکھیگا

[illegible] نفقہ واجب ہوگا [illegible] تو بروایت [illegible] گئے نفقہ واجب ہوگا کیونکہ روکنا بسبب شوہر کے حق کے ہے [illegible] عورت [illegible]

[illegible] فرقت [illegible] بیٹے [illegible] عورت کو [illegible] مالی کی عدت مین واجب ہوگا کہ نفقہ [illegible] عدت [illegible] فی الحنیۃ المعتدۃ

المطلقۃ [illegible] الطلاق والاصل ان الفرقۃ [illegible] العدۃ [illegible] الاصل اخذ و مفصلات [illegible]

[illegible] لوگون نے [illegible] کے واسطے انقضاے عدت کے قبل تک مین فرق سے معلوم

[illegible] نفقہ [illegible] واجب [illegible] اس حیثیت سے [illegible] کی [illegible] ہوئی

[illegible] عدت کے [illegible] نفقہ واجب [illegible] فتح [illegible] مختلفہ [illegible] البحر الرائق [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible] کے باطل ہو [illegible] مختلف ہین [illegible] حال زوجین [illegible]

[illegible] ایک [illegible] نفقہ [illegible] زوجین کے [illegible] متوسط ہوگا [illegible]

متوسط [illegible] مناسب [illegible] وکذا تجب لہا السکنی فی بیت خال عن اہلہ سوی طفلہ الذی لا یفہم الجماع [illegible]

حالہا کالطعام والکسوۃ اور جسطرح طعام اور لباس [illegible] واجب ہو اسیطرح سکنی یعنی رہنے کا [illegible] واجب [illegible]

سے لوگون سے یعنی زوج کی [illegible] کے طفل کے جو جماع کو نہین جانتا اور زوج کی لونڈی [illegible]

[illegible] شرم نہین آتی اور [illegible] بعد صحبت کے وقت [illegible] مکان زوجہ کا زوج کے لوگون سے خالی

چاہیے جیسے زوجہ کے لوگون سے بھی خالی چاہیے اگر زوجہ [illegible] زوج سے مکان علیحدہ کا زوج پر واجب ہے بقدر حال زوجین کے مانند طعام اور لباس کے

کہ مکان [illegible] سے وہ بیت منفرد من دار لہ غلق زاد فی الاختیار والعینی مرافق ومفادہ لزوم [illegible] یعنی الاشارۃ [illegible] حصول المقصود

اور کفایت [illegible] زوجہ کو گھر مین سے ایک کوٹھری قفل [illegible] اختیار شرح مختار [illegible] شرح کنز مین کوٹھری قفل [illegible] مرافق کو زیادہ کیا ہے یعنی کوٹھری کے ساتھ ضرورت

مکان بھی چاہیے لازم ہین [illegible] پاخانہ اور باورچیخانہ کا اور اسی پر فتوی [illegible] البحر الرائق مین [illegible] کوٹھری قفل [illegible]

واسطے حصول مقصود کے یعنی اسباب محفوظ رہیگا اور معاشرت [illegible] حال ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہدایہ مین فقط کوٹھری قفل [illegible] کافی کہا ہے مرافق کو ذکر نہین کیا [illegible]

نے بروایت اختیار [illegible] مرافق کا ہونا [illegible] اور شرنبلالی نے برہان سے نقل کیا ہے کہ کوٹھری کامل المرافق لازم ہے شیخ [illegible] نے کہا کہ پاخانہ زوجہ کا علیحدہ

لازم [illegible] واسطے [illegible] اجنبی مرد [illegible] خالی [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] ثابت ہوا کہ عورت کو علیحدہ مکان [illegible]

تو [illegible] ہندوستان [illegible] قصبات مین [illegible] زوجہ کیواسطے علیحدہ مکان دینے کا اہتمام نہین [illegible] گھر مین [illegible]

گھر کے لوگ [illegible] ایک کپڑے کا پردہ [illegible] زوجہ کیواسطے کر دیتے ہین یہ رسم [illegible] شرع شریف کے [illegible]

[illegible] کے سبب [illegible] مکان [illegible] زوجین کی حرکات [illegible] تو [illegible] سمجھنا چاہیے علیحدہ مکان [illegible] کا اہتمام بالضرور لازم ہے [illegible]

یکون فی الدار احد من احماء الزوج [illegible] اور بحر الرائق مین خانیہ سے منقول ہے کہ شرط سکنی یہ ہے کہ گھر مین کوئی زوج کے اقربا سے [illegible] زوجہ کو ایذا [illegible]

[illegible] لغت عرب مین احماء [illegible] زوجہ کے رشتہ [illegible] جانب زوج سے جیسے عورت کا سسر یا جیٹھ یا دیور لیکن [illegible] تصریح ہے کہ جب [illegible]

مین مکانات [illegible] اور زوجہ کو ایک کوٹھری [illegible] علیحدہ [illegible] سسر اور دیور کا گھر مین رہنا درست ہے [illegible] مطالبہ کرنا علیحدہ مکان کا نہین پہنچتا

کذا فی منح الغفار [illegible] السکنی [illegible] الاحماء [illegible] مطالبہ [illegible] علیحدہ [illegible] نقل کیا ہے مصنف نے [illegible]

کفایت کرتا ہے [illegible] ساتھ سسر یا دیور کے [illegible] سو [illegible] زوجہ مین سے ہر ایک [illegible] ایک کوٹھری کو [illegible] علیحدہ [illegible] زوج سے [illegible]

اسواسطے کہ جسقدر عورت کو سوت کے پاس رہنے سے تکلیف ہوتی ہی اتنی سسر یا دیور سے نہین ہوتی م علی الخصوص ہندوستان کی عورتین کہ سوت سے نہایت رنج مین ہوتی ہین
بسبب قلت رواج کے تو ہندوستان مین دو یا تین یا چار سوتون کو ایک گھر مین رکھنا اگرچہ ہر ایک کا مکان علیحدہ علیحدہ ہو گویا انکی زندگی تلخ کرنا ہی **ولا یلزم ما اتیانہا**
بمؤنسۃ ویامر الزوج باسکانہا بین جیران الصالحین بحیث لا تستوحش سراجیہ اور واجب نہین زوج پر زوجہ کے پاس ایسی عورت رکھنا جو اسکا دل لگایا کرے اور زوج پر دار القضاء سے
حکم کیا جاوے کہ زوجہ کو رکھے نیکبخت ہمسایہ مین ایسی جگہ جہان وہ نہ گھبرائے اور اسکو وحشت نہو کذا فی السراجیہ مصنف نے یہان سراجیہ سے مراد فتاوی سراج الدین قاری ہدایہ ہی نہ وہ فتاوی
کو سراجیہ کر کے مشہور ہی کذا فی منح الغفار شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ پڑوسیون کے ایسے گھر قریب ہون کہ اگر عورت کو کوئی مصیبت پیش آوے تو انکو پکار سکے یا تنہائی کے وقت
ہمسائی عورتون سے کلام کر سکے تو ایسے مکانات بلند کے پاس رہنا جہان پکارنے سے آواز نہ جا سکے کافی نہین کذا فی حاشیۃ المدنی **ومفادہ ان البیت بلا جیران لیس**
مسکنا شرعیا بحر اور سراجیہ کے کلام سے مستفاد ہوا کہ ایسا مکان جسکے گردپیش پڑوسی لوگ نہون وہ مکان مسکن شرعی نہین اسواسطے کہ اسمین عورت کو امن نہین کذا فی البحر الرائق
وفی النہر وذا ظاہر وجوبہا لو البیت خالیا عن الجیران لا سیما اذا خشیت علی عقلہا من سعتہ قلت لکن نظر فیہ شرنبلالی بما مران ما لا جیران لہ غیر مسکن شرعی فتنبہ اور نہر الفائق مین
ہی کہ ظاہر کلام سراجیہ وجوب مونسہ پر دلالت کرتا ہی یعنی زوج پر واجب ہی کہ ایک عورت بات چیت کرنے والی زوجہ کے پاس مقرر کر دے اگر مکان خالی ہو پڑوسیون
سے خصوصاً جبکہ زوجہ ڈرے اپنے زوال عقل پر بسبب کشادگی مکان کے شارح کہتا ہی لیکن اسمین اعتراض کیا ہی شرنبلالی نے اس قول سے جو مذکور ہو چکا یعنی جس
مکان کے پڑوسی نہون اسکو شرع مین مکان ہی نہین کہتے تو خبردار ہو جاؤ یعنی مکان کی کشادگی اور تنگی کا کچھ اعتبار نہین بلکہ پڑوسیون کا اعتبار ہی تو جہان
پڑوسی نیکبخت نہین تو وہان سے نقل مکان لازم ہی دوسری عورت کا مقرر کرنا موانست کیواسطے لازم نہین **ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین فی**
کل جمعۃ ان لم یقدرا علی اتیانہا علی ما اختارہ فی الاختیار ولو ابوہا زمناً مثلاً واحتاجہا فعلیہا تعاہدہ ولو کافرا وان ابی الزوج فتح اور نہ منع کرے زوج زوجہ کو
ماں باپ کے پاس جانے سے ہر جمعہ مین یعنی سات دن مین ایکبار بشرطیکہ والدین اسکے پاس نہ آسکتے ہون یہ حکم بنابر اُس روایت کے ہی جسکو اختیار مین مختار کیا ہی
اور اگر زوجہ کا باپ لنگڑا ہو یا کوئی اور بیماری اسکو ہو اور وہ اسکی خدمت کا محتاج ہو تو عورت پر اسکی خبر گیری اور خدمت واجب ہی اگرچہ باپ کافر ہو اور اگرچہ
زوج اسکی خدمت سے منع کرتا ہو کذا فی فتح القدیر اور اگر باپ کا کوئی خادم ہو تو اسپر خبر گیری واجب نہین اور عورت اسقدر عصیان زوج سے ناشزہ نہوگی کہ اسکا نفقہ
زوج پر واجب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی **ولا یمنعہما من الدخول علیہا فی کل جمعۃ وغیرہما من المحارم فی کل سنۃ لہا الخروج ولہم الدخول** زیلعی اور زوج منع نکرے
زوجہ کے والدین کو اسکے پاس آنے سے ہر ہفتہ مین ایکبار اور ماں باپ کے سوا اور محارم کو جیسے چچا ماموں بھائی عم خالہ بہن کو ہر سال مین ایکبار آنے سے منع نکرے تو
عورت کو انکے پاس جانا اور انکا عورت کے پاس آنا جائز ہی کذا فی الزیلعی **ویمنعہم من الکینونۃ** وفی نسخۃ **البیتوتۃ** لکن عبارۃ **ملا مسکین من القرار عندہا** بہ یفتی خانیۃ
اور زوج منع کرے ماں باپ اور محارم کو زوجہ کے پاس رہنے ٹھہرنے سے اسواسطے کہ ٹھہرنے سے گاہے زوج کو ضرر پہونچتا ہی اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الخانیۃ اور متن کے
ایک نسخہ مین بیتوتت ہی بجاے کینونت یعنی محارم کو شب باشی سے منع کرے اور عبارت ملا مسکین یہ ہی کہ محارم کو عورت کے پاس قرار سے یعنی ٹھہرنے سے منع کرے تو قرار
کی لفظ سے کینونت کا نسخہ راجح ہو گیا م فتاوی عالمگیری مین قاضیخان اور خزانۂ سروجی سے منقول ہی کہ فتوی اسپر ہی کہ زوجہ کو والدین کے پاس جانے سے اور انکو اسکے پاس
آنے سے ہر جمعہ مین ایکبار منع کرنا جائز نہین اور محارم کے پاس آنا جانا سال بھر مین ایکبار مفتی بہ ہی ہاں البتہ زوج کو اختیار ہی کہ انکو زوجہ کے پاس ٹھہرنے نہ دے اور ہدایہ اور اختیار
شرح مختار مین مصرح ہی کہ محارم کو ہر وقت اختیار ہی کہ عورت سے باتین کرین اور اسکو دیکھین بشرطیکہ گھر مین داخل ہون زوج کو اسکا منع کرنا نہین پہونچتا کہ اسمین قطع رحم ہوتا ہی اور صحیح
حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ قاطع رحم بہشت مین نہ داخل ہوگا اور بحر الرائق مین ہی کہ بموجب قول صحیح مفتی بہ کے عورت کو نکلنا والدین کے ملنے کو جمعہ مین ایکبار اور محارم کے
ملنے کیواسطے سال مین ایکبار باجازت و بلا اجازت زوج کے جائز ہی اور اس سے زیادہ والدین اور محارم کیواسطے جانا بدون اجازت کے جائز نہین اور خلاصہ مین ہی کہ
زوج کو جائز ہی کہ زوجہ کو سات جگہ نکلنے کی اجازت دے ماں باپ کے ملنے کو اور انکی بیمار پرسی کو اور انکی ماتم پرسی کو یا ان دونون سے فقط ایک کے ملنے کو یا ایک کی

پیا جاتی ہو کذا فی التبیین اور عورت حمام سکتے ... [illegible] ... باب ... ہو ... شوہر و بیٹی وغیرہ کو ... عورتون کو ... حسین ... مرے
خانہ ... منع کرے ... عورت کو بعض لوگون کے ... ادائیگی ... کے واسطے ... بعض لوگون سے ... لوگون مین جو
عورت ... جیسے ... [illegible] ... ہو ... کے ... ہو ... چنانچہ مگہ ... باپ مرتین
اور ... بعض شادی کے ... مین ... جانا ... کا حق ... ہو ... کہ ... ہو ... مین
نوات فساد ... کذا فی حاشیۃ المدنی و فی البحر ... المنزل ... اجنبی ... تقدم ... فرض الکفایۃ ... الا ... ہو کر
... منع ... ہو ... کام ... خود ... کام ... زوجہ ... اجنبی ... احسان کرتی ہو ... جنازہ
یا مردہ ... اجازت زوج ... کا ... نہین کر سکتی بسبب مقدم ہونے حق زوج کے فرض ... پر ... مردہ کو غسل دینا فرض عین نہین بلکہ فرض
کفایہ ... زوج کا حق ... مقدم ہو ... فرض ... منع نہین کر سکتا اگر ... کوئی ... محرم ... فرض نہین ... حق
زوج کا مقدم نہین ہو سکتا ... روایت ہو کہ ... جنازہ ... مردہ ... فرض ... عورت کا نکلنا جائز ہو ... اجازت ... یا نہ دے ... تو
معجل ... مہر معجل ... کے ... ہونے ... کذا فی النہر الفائق ... جبتک مہر معجل کو زوج نے نہین دیا تب تک ... بے اجازت نکل سکتی ہو ... بر ... ہو ... سواے اُسکے
عورت کے کوئی ... جنازہ یا مردہ ... نہین تو اس صورت مین اُسکو نکلنا ضرور ہوگا اگرچہ زوج منع کرتا ہو اسواسطے کہ ... مردہ کو غسل دینا فرض کفایہ ... بلکہ فرض
عین ہو گیا اور ... کیواسطے نکلنا اگر عورت پردہ دار نہین تو بلا اجازت جائز ہو اور اگر پردہ دار ہو تو اُسکو بلا اجازت نکلنا جائز نہین سواسطے کہ ... کیواسطے اُسکی طرف
سے وکیل کفایت کرتا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و من مجلس العلم الا باذنہ ... سوا ... اور جائز ہو زوج کو منع کرنا عورت کا علم کی مجلس سے یعنی وعظ اور درس مین
نہ جانے دینا درست ہو مگر زوجہ کو اس مسئلہ ضروری کے دریافت کرنے کیواسطے بلا اجازت زوج کے نکلنا درست ہو جس مسئلہ کو زوج اُسکا کسی عالم سے سوال کر کے دریافت
نہین کر دیتا اور اگر زوج کسی عالم سے دریافت کر کے اُسکو بتا دیگا تو پھر عورت کو نکلنا جائز نہوگا اور اگر عورت کو مسئلہ دریافت کرنے کی نہایت ضرورت ہو اور اُسنے چاہا کہ مجلس علم مین
جا کر ان مسائل ضروریہ صلوٰۃ کو سیکھون تو اگر زوج مسئلہ دان ہو تو اُسکو بتا دے اور اُسکو جانے سے روکے اور اگر جاہل ہو تو بہتر ہو کہ اُسکو مجلس علم مین جانے سے نہ روکے لیکن
اگر منع کریگا تو بھی درست ہو اسلیے کہ کسی مسئلہ خاص کے دریافت کرنے کی اُسکو ضرورت نہین کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر من الحمام الا لنفساء ولو جاز بلا تزین و کشف عورۃ
عند احد قال الباقانی و علیہ الفتوی فلا خلاف فی منعہن للعلم بکشف بعضہن و کذا فی الشرنبلالی معزیا للکمال اور جائز ہو زوج کو منع کرنا زوجہ کا حمام کے جانے سے مگر
نفاس والی اور بیمار عورت کو کذا فی فتح القدیر اگرچہ حمام مین جانا عورتون کا بدون آرائش اور بدون اس امر کے کہ کسی کے سامنے ... جائز ہو باقانی نے
کہا کہ اسی پر فتوی ہو پھر بسبب عدم آرائش و عدم کشف عورت شرط ہونے کی ... اس مین کچھ اختلاف نہین عورتون کے منع کرنے مین دخول حمام سے اسواسطے کہ
بالیقین معلوم ہو کہ بعضی عورتین بلکہ اکثر مکشوف العورۃ ہو جاتی ہین اور اسیطرح شرنبلالیہ مین ہو نقل کلام کمال الدین سے شیخ رحمتی نے کہا اور اسیطرح عورتون کے نکلنے مین
فی الحقیقۃ اختلاف نہین ہو اسواسطے کہ انکی عادت ہو کہ بدون آرائش و زینت کے نہین نکلتی ہین اور حالانکہ ایسا نکلنا حرام ہو کذا فی حاشیۃ المدنی و فی فتح القدیر مین کمال الدین
نے کہا ہو قول فقیہ یہ ہو کہ دخول حمام عورت کو منع ہو اور قاضیخان نے کہا کہ مشروع ہو بشرط عدم کشف عورت تو فی الحقیقۃ اب کچھ اختلاف دونون قولون مین نہ رہا
اور منع کرنا عورتون کا متفق علیہ ہو گیا اسواسطے کہ اکثر نسا مکشوف العورۃ ہو جاتی ہین حمام مین اور چند احادیث مؤید ہین فقیہ کے قول کی یعنی منع دخول حمام
کی لیکن نفاس والی عورت اور مریضہ کا استثنا ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث مین ثابت ہو انتہی کلامہ و تفرض النفقۃ بانواعہا لزوجۃ الغائب مدۃ سفر
کذا فی الحر ... الفتح ... اور مقرر کیا جاویگا تینون قسم کا نفقہ زوج غائب کی زوجہ کیواسطے جسکی غیبت بقدر مدت سفر ہو یعنی جو تین منزل کی راہ سے دور ہو
کذا فی ... اسکو بحر الرائق مین پسند کیا ہو اگرچہ زوج غائب مفقود الخبر ہو گیا ہو اور زوجہ غائب کے نفقہ ٹھہرانے مین مدت سفر شرط ... کذا فی ...

عن قاضی خان المحیط و طفلہ ومثلہ کبیر زمن ج انثی مطلقاً اور مقرر کیا جاوے نفقہ طفل غائب کیواسطے اور مانند طفل کے وہ بالغ بیٹا ہے جو لنگڑا ہو اور بیٹیاں صغیرہ ہون
یا کبیرہ و ابویہ فقط فلا نفرض لمملوکہ واخیہ ولا یقضی عنہ دینہ لانہ قضاء علی الغائب اور مقرر کیا جاوے نفقہ غائب کے والدین کیواسطے فقط تو اسکے غلام اور بھائی کیواسطے مقرر
ہوگا اور نہ غائب کیطرف سے اسکا دین ادا کیا جاوے اسواسطے کہ اسکی طرف سے دین ادا کرنا یہ غائب پر حکم کرنا ہے اور قضا علی الغائب جائز نہین فی مال لہ من جنس حقہم
کتبر وطعام اما خلافہ فیفتقر للبیع ولا یباع مال الغائب اتفاقاً غائب کے اس مال مین نفقہ ٹھہرایا جاوے جو زوجہ اور طفل اور والدین کے حقوق کی جنس سے ہو جیسے سونا چاندی اور
اناج یا کپڑا ہو انکے لباس کے مناسب اور جو مال کہ انکے حقوق کے مخالف ہو جیسے اسباب اور زمین تو انہین بیچنے کی حاجت ہوگی تاکہ نفقہ انکا حاصل ہو اور حالانکہ مال غائب کا بیچنا بالاتفاق
امام اور صاحبین کے جائز نہین عندہم او علی من یقر بہ عند الامانۃ وعلی الدین مع بیدا ربالاول غائب کے اس مال سے نفقہ مفروض ہوگا جو ان لوگون کے پاس یا اس شخص پر ہو جو
امانت یا دین کا اقرار کرتا ہو ماتن کے کلام مین لفظ عند کا واسطے امانت کے اور لفظ علی کا واسطے دین کے مستعمل ہوا ہے اسواسطے کہ امانت کا مال بعینہ ان کے پاس رہتا ہے اور مدیون کے پاس دین
بعینہ نہین ہوتا بلکہ دین عبارت ہے امر معنوی سے کہ اسکے ذمہ پر لازم ہوتا ہے پھر جب ثابت ہو کہ غائب کا مال کسی شخص کے پاس امانت ہے اور دوسرے شخص پر دین ہے تو نفقہ زوجہ
وغیرہا کا پہلے امانت کے مال سے لیا جاوے اسواسطے کہ امانت مین ہلاکی متصور ہے بلا ضمان بخلاف دین کے اور چونکہ قاضی ناظر اور خیر خواہ ہے غائب کا تو اسپر لازم ہوا
کہ پہلے امانت کو صرف کرا دے بعد اسکے دین کو اور شیخ رحمتی نے کہا کہ اگر مال غائب کا زوجہ کے پاس ہو گھر مین تو بہتر یہ ہے کہ قاضی اول اسی کو صرف کرا دے پھر
امانت کو پھر دین کو کذا فی حاشیۃ المدنی ولو انفقا بلا فرض ضمنا بلا رجوع اور اگر غائب کے امانت دار مدیون نے زوجہ اور طفل اور والدین کو نفقہ دیا بلا فرض کرنے قاضی
کے تو دونون ضامن ہونگے مال کے بلا رجوع کے یعنی زوجہ وغیرہا سے نفقہ کو نہ پھیر سکینگے ویقبل قول المودع فی الدفع للنفقۃ لا المدیون الا ببینۃ او اقرارہا بمجرد دعوی
یعنی بعد حکم قاضی کے اگر امانت دار کہے کہ مین نے نفقہ زوجہ کو دیا اور عورت منکر ہو تو امانت دار کا قول مقبول ہوگا اور مدیون کا قول امین مقبول نہوگا بدون گواہون
کے یا بدون زوجہ کے اقرار کے کذا فی البحر اور اسکا ذکر آویگا وبالزوجیۃ وبقرابۃ الولاد اور زوجیت اور قرابت ولادت کا اقرار کرے امانت دار یا مدیون یعنی
فرض نفقہ کی دو شرطین ہین ایک یہ ہے کہ امانت دار اور مدیون مال غائب کا اقرار کرین دوسری شرط یہ کہ اقرار کرین اسکا کہ ان یہ عورت غائب کی زوجہ ہے یا یہ طفل غائب
کا بیٹا ہے یا یہ دو شخص غائب کے والدین ہین وکذا الحکم ثابت اذا علم قاضی بذلک ای بالمال و زوجیۃ ونسب اور اسیطرح فرض کرنے نفقہ کا حکم ثابت ہے جبکہ قاضی کو
اسکا علم ہو یعنی غائب کے مال کا اور زوجیت اور نسب کا ولو علم باحدہما احتیج للاقرار بالآخر ولا یمین ولا بینۃ ہنا لعدم الخصم اور اگر قاضی دو چیزون مین سے ایک چیز کو جانتا ہو
تو دوسرے امر کیواسطے اقرار کی حاجت ہوگی یعنی اگر مال کو جانتا ہو اور زوجیت اور نسب کو نجانتا ہو تو اسکی حاجت ہوگی جسکے پاس مال ہو اور وہ اقرار زوجیت اور نسب کا کرے
اور اگر زوجیت اور نسب کو جانتا ہو تو اسکی حاجت ہوگی کہ امانت دار اور مدیون مال غائب کا اقرار کرے اور قسم اور گواہون کا یہان کام نہین دوسرے امر کے اثبات کیواسطے
بسبب نہونے خصم کے یعنی غائب یا اسکا وکیل نہین جو قسم یا گواہ سے کام نکلے وکفلہا ای اخذ منہا الکفیل بما اخذتہ وجوبا فی الاصح اور ضامن لے قاضی زوجہ سے اس مال کا جسکو
زوجہ سے نفقہ مین لیا بنا بر وجوب ضمانت کے قول اصح مین ہم قاضی کو ضامن لینا عورت سے مال پر واجب ہے سرخسی کے قول سے اور مستحب ہے خصاف کے قول سے اور صدر شہید نے
وجوب کی تصحیح کی ہے کذا فی حاشیۃ الدر المنتقی وتحلفہا معہ ای مع الکفیل احتیاطاً وکذا کل آخذ نفقۃ فلو ذکر الضمیر کابن الکمال لکان اولی اور قاضی قسم لے زوجہ سے ساتھ ضامن کے یعنی دونون سے قسم
لے بنابر احتیاط کے اور زوجہ کیطرح ہر شخص نفقہ لینے والے سے قسم لے یعنی والدین سے اور لنگڑے ولد سے اور جوان بیٹیون سے سواے صغیر کے تو اگر ماتن ضمیر مذکر لاتا بجاے مونث کے
یعنی بجاے کفلہا وحلفہا کے کفلہ وحلفہ لاتا چنانچہ ابن کمال نے مذکر ضمیر کو مذکور کیا ہے ایضاح الاصلاح مین تو بہتر ہوتا ہر آخذ یعنی ہر لینے والے کو شامل ہوتا اور ماتن کے
کلام مین فقط زوجہ پر کفالت اور قسم مقصور ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ان الغائب لم یعطہا النفقۃ ولا کانت ناشزۃ ولا مطلقۃ مضت عدتہا زوجہ اور کفیل سے قاضی قسم
لے کہ زوج غائب نے اسکو نفقہ نہین دیا اور نہ زوجہ ناشزہ تھی اور نہ وہ ایسی مطلقہ ہے جسکی عدت منقضی ہو چکی ہو ہم واو کا لفظ ترتیب کو مقتضی نہین جو کوئی تحلیف کو بعد
فرض اور تکفیل کے سمجھے بلکہ ترتیب واقعی یون ہے کہ قاضی پہلے قسم لے پھر نفقہ دے اور ضامن لے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ناقلا من ایضاح الاصلاح فان حضر الزوج وبرہن انہ اوفاہا النفقۃ

عورت بھی [illegible] عدت [illegible] جب کہ زوج غائب [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible]

ہے [illegible] جو [illegible] عبارت [illegible] کے [illegible] تسمیہ [illegible] کیا جاوے [illegible]

[illegible] نفقہ [illegible] زوج [illegible] نفقہ [illegible] ہو [illegible] عبارت [illegible] میں [illegible]

اگر [illegible] کتب معتبرہ کے [illegible] ہے کہ [illegible] ہو کہ زوج کے پاس نفقہ [illegible] نفقہ [illegible]

[illegible] دونوں [illegible] النص [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی اور عالمگیری میں بدائع سے منقول ہے کہ اگر عورت نے [illegible] کیا کہ زوج [illegible] نفقہ [illegible]

تو زوج [illegible] اور جب [illegible] سے تو معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] عبارات [illegible] کی [illegible] ہوگی کہ [illegible] نفقہ [illegible] کے [illegible] اجرت کے [illegible]

[illegible] کی تعریف [illegible] شرح ملتقی الابحر [illegible] کی تصنیف سے [illegible] عبارت جامع [illegible] کی [illegible]

[illegible] علی [illegible] اجرت یا اخذ [illegible] النفقۃ [illegible] علیہا [illegible] کذا فی [illegible] من شرح [illegible] لا [illegible] علی غائب [illegible] اقامت زوجۃ بینۃ علی النکاح [illegible]

[illegible] نفقہ زوج غائب پر زوجہ کے گواہ گذرانے سے نکاح پر یا گواہ [illegible] قریب [illegible] گواہ [illegible] قاضی کے [illegible] غائب کی [illegible]

[illegible] کا [illegible] اور [illegible] میں [illegible] تو قاضی [illegible] ولا [illegible] ان لم [illegible] الا اذا اقامت بینۃ [illegible] حلیۃ [illegible]

بالاستدانۃ والقضی [illegible] القضاء علی الغائب اور اس صورت میں بھی نفقہ مقرر کیا جاوے گا اگر زوج غائب [illegible] گواہ گذرانے کہ قاضی زوج

غائب پر نفقہ مقرر کرے اور عورت کو اجازت دے قرض لینے کی تو یہیں قاضی نفقہ مقرر کرے اور [illegible] واسطے کہ [illegible] القضاء علی الغائب ہوا [illegible]

[illegible] وقال [illegible] بما [illegible] النفقۃ لا [illegible] بالنکاح وعمل القضاۃ الیوم علی ہذا للحاجۃ [illegible] ہذا [illegible] التی [illegible] بالقول [illegible] کا

اگر [illegible] عورت نے نکاح کے گواہ گذرانے تو نفقہ کا حکم دیا جاوے نہ نکاح کا اور قاضیوں کا عمل بالفعل اسی [illegible] کے قول پر ہے بسبب حاجت کے تو یہی قول مفتیٰ بہ ہوا [illegible]

مسئلہ ایک [illegible] مسائل سے [illegible] کے قول پر فتوی ہے کذا فی البحر والنہر [illegible] والعالمگیریۃ عن العینی شرح الکنز اور [illegible] مسائل [illegible] قول

[illegible] ثابت کیے ہیں نظم میں کہ تفصیل [illegible] موجب تطویل ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وعلیہ فلو غاب [illegible] بینۃ علی النکاح ان لم [illegible]

[illegible] بالانفاق او الاستدانۃ [illegible] اور بنا بر قول مفتیٰ بہ [illegible] کے اگر زوج غائب ہو اور [illegible] ایک زوجہ اور [illegible] گواہ [illegible]

نفقہ [illegible] نکاح پر حاکم کرنے کیواسطے اگر قاضی کو علم [illegible] نکاح کا [illegible] قاضی [illegible] کیواسطے نفقہ مقرر کرے اور حکم کرے [illegible] نفقہ دینے کا [illegible] اسکے پاس مال

[illegible] عورت کو قرض لینے کا حکم کرے تاکہ بعد حاضر ہونے زوج کے اس سے [illegible] کذا فی البحر الرائق وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ کخیار

عتق وبلوغ والتفریق لعدم الکفاءۃ النفقۃ والسکنی والکسوۃ ان طالت المدۃ اور مطلقہ رجعی اور بائن کیواسطے اور [illegible] عورت کے [illegible]

[illegible] خیار عتق اور خیار بلوغ سے یا عدم کفایت کی تفریق سے واجب ہے نفقہ اور سکنی اور پوشاک لیکن پوشاک [illegible] عدت کی

[illegible] یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ [illegible] طلاق اور فرقت کی عدت میں پوشاک کا ذکر نہیں کیا [illegible] اور [illegible] لباس کو بھی [illegible] نفقہ و سکنی کے

ذکر کیا ہے [illegible] جواب [illegible] عدت اکثر جلد منقضی ہو جاتی ہے تو پوشاک کی حاجت نہیں ہوتی لہذا اسکو ذکر نہیں کیا اور اگر بسبب [illegible] عدت دراز ہوگی

تو ضرور پوشاک کی حاجت ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن البحر ولا تسقط النفقۃ المفروضۃ بمضی العدۃ علی المختار [illegible] مقرر [illegible] عدت کے

گذر جانے سے بنابر قول مختار کے کذا فی البزازیۃ [illegible] معتدہ نے جبکہ نفقہ [illegible] زوج نے [illegible] اور عدت گذر گئی تو [illegible] کہ قول مختار [illegible] کذا فی منح الغفار

عن البزازیۃ [illegible] النفقۃ [illegible] الحکم [illegible] الی سنتین [illegible] اور اگر عورت نے دعوی کیا [illegible] کا تو [illegible] نفقہ

لازم ہوگا جبتک کہ قاضی نے انقضاء عدت کا نہ حکم کیا ہو [illegible] زوج نے گواہ گذرانے [illegible] عورت [illegible] عدت کا اقرار کر چکی [illegible] عدت کا حکم [illegible]

اسکے دعوی امتداد طہر کا مسموع نہو گا اور نفقہ عورت کو نہ ملیگا تا وقتیکہ حمل کی مدعی نہوئی ہو اور اگر عورت نے حمل کا دعوی کیا تو اسکو نفقہ دیا جاویگا دو سال تک ابتداے طلاق سے ثم یہ ترکیب اسکو مقتضی ہے کہ جب عورت دعوی حمل کا بعد حکم انقضاے عدت کریگی تو وہ مستحق ہوگی نفقہ کی حالانکہ یہ صحیح نہیں اسواسطے کہ ثبوت نسب کے باب مین مذکور ہو چکا کہ اگر عورت انقضاے عدت کا اقرار کریگی مدت محتمل مین پھر لڑکا جنے گی تو ولد ثابت النسب نہوگا پھر جب نسب ہی ثابت نہوگا تو نفقہ کیونکر واجب ہوگا تو اگر شارح وادعا طلقہ لاتا یعنی یون کہتا ومالم تدع الحبل تو یہ قباحت نہ لازم آتی اسواسطے کہ ادعاے حمل کا مسئلہ جدا ٹھہرتا ماقبل سے متعلق نرہتا کذا فی تحفۃ الاخیار حاشیۃ الحلبی فلو مضت ثم تبین ان لاحبل فلا رجوع علیہا ان شرط لانہ شرط باطل بحر سو اگر عورت نے حمل کا دعوی کیا اور بعد طلاق کے دو برس تک نفقہ جاری رہا پھر ظاہر ہوا کہ حمل نہ تھا تو عورت سے نفقہ پھیر لینا نہین پہونچیگا اگرچہ زوج نے اسکو شرط بھی کر لیا ہو یعنی کہا ہو کہ اگر حمل کا دعوی جھوٹ نکلا تو مین نفقہ پھیر لونگا اسواسطے کہ یہ شرط باطل ہے کذا فی البحر الرائق ولو صالح علی نفقۃ العدۃ ان بالاشہر صح وان بالحیض لا للجہالۃ اور اگر زوج نے صلح کر لی معتدہ سے عدت کے نفقہ کی یعنی چند درم مقرر کر لیے تو اگر عدت اسکی مہینون کے حساب سے ہوئی بسبب صغر یا ایاس کے تو یہ صلح صحیح ہوگی اور اگر عدت اسکی حیض سے ہوگی تو یہ صلح صحیح نہین بسبب جہالت مدت کے اسواسطے کہ بسبب احتمال درازی طہر کے اسکی مدت معین نہین ہو سکتی لا تجب النفقۃ بانواعہا لمعتدۃ موت مطلقا ولو حاملا واجب نہین تینون قسم کا نفقہ معتدہ موت کیواسطے مطلقا اگرچہ وہ حاملہ ہو اسواسطے کہ ٹھہرنا معتدہ موت کا زوج کے گھر مین باعتبار حق زوج کے نہین بلکہ باعتبار حق شرع کے ہے اور عدت موت مین معرفت صفائی رحم ملحوظ نہین لہذا اسکی عدت حیض سے نہین اور نفقہ جو واجب ہوتا ہے تو اندک زوج کی ملک مین واجب ہوتا ہے اور بعد موت زوج کے اسکی ملک باقی نہین اور وارثون پر واجب کرنا ممکن نہین کذا فی منح الغفار لیکن حموی نے برجندی سے نقل کیا ہے کہ معتدہ وفات اگرچہ حاملہ ہو تو اسکا نفقہ واجب ہے اور قہستانی مین بھی مضمرات سے قول ضعیف اسمین منقول ہے تو معلوم ہوا کہ اسمین اختلاف ہے کذا فی حاشیۃ المدنی الا اذا کانت ام ولد وہی حامل من مولاہا فلہا النفقۃ من کل المال جوہرہ معتدہ وفات کیواسطے نفقہ واجب نہین مگر جبکہ ام ولد حاملہ ہو اپنے مولی سے تو اسکے واسطے نفقہ واجب ہے کل مال میت سے کذا فی الجوہرہ بشرطیکہ مولی نے حمل کا اعتراف کیا ہو اسواسطے کہ بدون اقرار مولی کے ولد ثابت النسب نہوگا وتجب السکنی فقط لمعتدۃ فرقۃ بمعصیتہا الا اذا خرجت من بیتہ فلا سکنی لہا فی ہذہ الفرقۃ قہستانی وکفایہ کردۃ او تقبیل ابنہ لاغیرہا من طعام وکسوۃ والفرق ان السکنی حق اللہ تعالی فلا تسقط بحال والنفقۃ حقہا فتسقط بالفرقۃ بمعصیتہا اور واجب ہے فقط سکنی اُس عدت والی کیواسطے جسکی معصیت سے جدائی ہو گئی مگر جبکہ زوج کے گھر سے نکل گئی تو اسکے واسطے سکنی بھی نہوگا اس جدائی مین کذا فی القہستانی والکفایۃ معصیت کی فرقت کی مثال جیسے عورت کا مرتد ہو جانا یا زوج کے ولد کا بوسہ بشہوت لینا سواے سکنے کے طعام اور لباس نہ واجب ہوگا فرقت معصیت مین اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ سکنے حق ہے اللہ تعالی کا سو وہ کسی حال مین ساقط نہین ہوتا اور طعام اور لباس حق ہے عورت کا سو وہ عورت کی فرقت معصیت سے ساقط ہو گیا حاصل خلاصہ مین ہے کہ جب جدائی زوج کیطرف سے ہوگی تو معتدہ کا نفقہ واجب ہوگا اور اگر جدائی عورت کیطرف سے ہو اگر بلا معصیت ہو چنانچہ خیار عتق اور خیار بلوغ اور عدم کفارت مین تو نفقہ واجب ہے اور اگر جدائی معصیت ہے چنانچہ ارتداد اور تقبیل زوج کے اصل یا فرع کی تو نہین نفقہ ساقط ہے تو لعان اور خلع اور ایلا اور ارتداد زوج مین اور اسیطرح خوشدامن کی وطی مین نفقہ عورت کا واجب ہے اسواسطے کہ جدائی زوج کیطرف سے ہے نہ زوجہ کیطرف سے کذا فی العالمگیریہ وتسقط النفقۃ بردتہا بعد البت ای ان خرجت من بیتہ والا فواجبۃ قہستانی اور نفقہ ساقط ہوتا ہے عورت کے مرتد ہونے سے بعد طلاق بائن کے اگر وہ زوج کے گھر سے نکل گئی اور اگر گھر مین موجود ہو تو نفقہ واجب ہے کذا فی القہستانی یعنی اگر زوج نے طلاق بائن دی پھر وہ عدت مین مرتد ہو گئی تو اسکا نفقہ ساقط ہو گیا فقط ارتداد کے سبب سے نہین بلکہ وہ حاکم کے پاس مقید رہیگی توبہ کرنے تک تو سقوط نفقہ کی علت حبس ہے نہ ارتداد اور اگر وہ محبوس نہوگی زوج کے گھر مین رہیگی تو نفقہ واجب نہوگا بخلاف اُس ارتداد کے جو قبل طلاق ہے کہ اسمین مطلقا نفقہ ساقط ہے لا تمکین ابنہ لعدم حبسہا بخلاف المرتدۃ حتی لو لم تحبس فلہا النفقۃ نہ ساقط ہوگا نفقہ تمکین ابن زوج سے یعنی اگر زوج نے طلاق بائن دی اور زوجہ نے زوج کے ولد کو اپنے اوپر قادر کر دیا یعنی وطی سے راضی ہو گئی تو اسکا نفقہ نہ ساقط ہوگا بسبب نہ محبوس ہونے زوجہ کے یعنی حاکم کے پاس اُسکا مقید ہونا لازم نہین جو اسکا نفقہ ساقط ہو جاوے بخلاف مرتدہ کے کہ اسکا نفقہ بسبب حبس حاکم کے

ساقط ہو جاتا ہے مگر جبکہ قاضی نے قرض لینے کا حکم دیا ہو اور اس نے قرض لیا ہو تو ساقط نہ ہوگا یہ تبیین میں ہے اور جب نفقہ واجب ہو گا اور اگر مدت ہو گئی تو ساقط ہو جاتا ہے
اقرباء کا نفقہ تو مشروط ہے ۔ اور اگر اولاد یا والدین ذمی ہوں یعنی کافر ہوں تو نفقہ واجب ہو گا اور اگر عورت مرتد ہو گئی اور دار الحرب میں جا ملی تو نفقہ ساقط ہو گیا
اور اگر مسلمان جو لڑکی کو سفر میں ساتھ لے گیا اور وہ سبب ساقط ہونے کے مدت کے موافق دار الحرب سے لوٹ آئی اور رجوع کرے تو بھی نفقہ ساقط ہوگا
اور دیگر قلیل مدت میں کہ سقوط نفقہ میں حکم ہو گیا مرتد ہو جانے کی وجہ سے کہ جبکہ قاضی مرتد کی موت کا حکم دے اور اگر حکم ہو گیا تو مرتد کی موت
بمنزلہ موت حقیقی کے ہو گی اور اگر بدون حکم کے مرتد دار الحرب سے دار الاسلام میں مسلمان ہو کر آ گیا تو اسکا نفقہ عود کر آئیگا مرتد کے عود کرنے کے ساتھ اسکو یاد رکھنا
چاہیئے تو اس تقریر سے تناقض روایت ہدایہ اور ذخیرہ کا مندفع ہو گیا جامع میں روایت ہے کہ نفقہ عود نہیں کرتا بعد لحوق دار الحرب اور عود کے اور جامع کی روایت یہ ہے کہ بعد
حکم لحوق کے عود نہیں کرتا اور ذخیرہ کی روایت یہ ہے کہ عود کرتا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ قبل از حکم لحوق کے نفقہ عود کرتا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی و تجب نفقۃ الولد
قال الولد لفظ یتناول الذکر والانثی اور واجب ہے نفقہ تینوں قسم کا حرہ اسکے طفل کا شامل ہے مؤنث اور جمع کو بیٹا اور بیٹی چند ہوں یا ایک سب کو رجوع سے نفقہ ثابت
ہو اور یہی قید ہے نہ کہ طفل کیا کہ اسیر ولد صغیر کا نفقہ واجب نہیں ہے طفل عبارت ہے صغیر سے کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا بالغ ہونے تک اور طفل بھی واحد و جمع دونوں
کو شامل ہے کذا فی المغرب اور کافی میں مثل واحد و جمع کے بھی ہے اور طفل جمع بھی کے کذا فی منح الغفار الفقیر المعسر فان نفقۃ الطفل علی الاب لا یشارکہ فیہا احد ولا علی الاب
تحریر میں اس قید سے ان دو کو دور کیا کہ باپ پر طفل فقیر آزاد کا نفقہ واجب ہے اس واسطے کہ طفل مملوک کا نفقہ اسکے مالک پر ہے اور طفل مالدار کا نفقہ اسکے موجود مال میں ہے چنانچہ
ہدایہ وغیرہ میں ہے ۔ ملا اور اگر طفل کا مال غائب ہو اور باپ حاضر ہو تو اسکے باپ پر نفقہ ہے پھر اسکا باپ اسکے مال سے اپنا نفقہ لے سکتا ہے اگر نفقہ دینے کے وقت اسنے
رجوع پر گواہ کر لیے ہوں تو رجوع کر سکیگا اگر اسنے نیت اسکی کی ہو گی مگر باعتبار دیانت کے البتہ رجوع کر سکتا ہے نہ باعتبار قضا کے ولد کا نفقہ تین حال سے خالی نہیں یا باپ اور
یکتفلہ (؟) سنیق علیہم او لم یتیسر النفق علیہم القریب رجع علی الاب اذا ایسر وغیرہ اور اگر باپ اور اسکا ولد صغیر دونوں محتاج ہوں تو باپ کمائی کرے اور اگر کسب کی طاقت
نہ ہو تو سوال کرے اور اولاد صغیر کو کھلا دے اور اگر کسب میسر نہ آوے یا کفایت نہ کرے تو قرابت والا اچھا ہو یا ماموں انکو نفقہ دے اور جب باپ کو مقدور ہو تو اس سے
لے کذا فی الذخیرہ وفی خاصمت الام فی نفقتہم فرضہا القاضی وامرہ بدفعہا الام مالم تثبت خیانتہا فیدفع لہا صباحا او مساء او یامر من ینفق علیہم اور اگر اولاد صغار کی ماں
نے باپ سے جھگڑا کیا اسکے نفقہ میں تو قاضی انکا نفقہ مقرر کرے اور باپ کو حکم کرے کہ انکا نفقہ ماں کو دے جب تک کہ ماں کی خیانت ثابت نہ ہو اور اگر خیانت اسکی
ثابت ہو تو کیا اسکو نفقہ نہ دے بلکہ ہر روز صبح یا شام ماں کو دیا کرے یا قاضی کسی شخص سے کہدے کہ وہ انپر خرچ کیا کرے م صباحا ومساء کا او بمعنی او ہے کذا فی
حاشیۃ المدنی وصح صلحہا عن نفقتہم ولو بزیادۃ یسیرۃ تدخل تحت التقدیر وان لم تدخل طرحت ولو صالح علی ما لا یکفیہم زیدت اور صحیح ہے صلح کر لینا ماں کا باپ سے اولاد
صغار کے نفقہ پر اگرچہ ایسی تھوڑی زیادتی پر صلح ہو گئی ہو جو تحت تقدیر داخل ہو سکتی ہو مثلاً دس درم پر صلح ہوئی ہے اور حالانکہ انکو آٹھ یا نو درم کافی ہیں لیکن جب
اندازہ کرنے والے لوگ آ کے تو کوئی انمیں سے دس درم اندازہ کرتا ہو اور کوئی کم تو ایسی قلیل زیادتی صلح کی منافی نہیں اور اگر ایسی زیادتی ہو کہ تحت تقدیر مقدرین کے
نہ داخل ہو یعنی مثلاً سب اندازہ کرنے والے آٹھ ہی درم پر متفق ہوں تو ایسی زیادتی گھٹا دی جاویگی اور اگر صغار کی ماں نے مقدر پر صلح کر لی کہ انکو کافی نہیں ہوتی تو اس
سے زیادہ نفقہ دیا جاویگا بقدر کفایت کے کذا فی البحر ولو ضاعت حجت بنفقتہم دون حصتہا اور اگر اولاد کا نفقہ ضائع ہو ان کے پاس سے تو انکا نفقہ دوبارہ دے نہ ماں کا حصہ کذا فی

القنیۃ اب معسر وام موسرۃ تؤمر الام بالانفاق ویکون دینا علی الاب وہی اولی من الجد الموسر وفیہا النفقۃ علی الحر لاولادہ من الامۃ ولا علی العبد لاولادہ ولو من حرۃ وعلی الکافر
نفقۃ ولدہ المسلم کہ اسکی تحریر اسیر میں ہے کہ باپ محتاج ہو اور ماں مالدار تو ماں پر حکم کیا جاوے اولاد صغار کے نفقہ دینے کا اور یہ نفقہ دین ہوگا باپ پر پھر جب اسکو مقدور
ہو تو ادا کرے اور مالدار ماں مقدم ہے مالدار دادا سے یعنی اگر ماں اور دادا دونوں مقدور والے ہوں تو صغار کا نفقہ ماں ہی پر ہوگا بسبب قرب جزئیت
اور مزید شفقت کے اور اسی کتاب میں ہے کہ مرد آزاد پر نفقہ واجب نہیں اسکی اولاد کا جو لونڈی منکوحہ سے ہو اور نہ غلام پر نفقہ واجب ہے اسکی اولاد کا اگرچہ حرہ کے

پیٹ سے ہون بلکہ انکی ماں پر نفقہ لازم ہو اور کافر باپ پر اسکے مسلمان ولد کا نفقہ لازم ہو چنانچہ اسکا ذکر آویگا کذا فی البحر هم یہ دعدہ اعادہ ذکر نفقہ ولد مسلم کا صاحب بحر کا ہو اپنی کتاب مین نہ شارح کا کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا تجب لولدہ الکبیر العاجز عن الکسب کانثی مطلقا اوزمن ومن یلحقہ العار بالتکسب وطالب علم لا یتفرغ لذلک کذا فی الزیلعی والعینی اور اسیطرح سے واجب ہو نفقہ ولد بالغ کا جو عاجز ہو کمائی سے چنانچہ بانون سے لولا ہو یا جیسے بیٹی کا نفقہ مطلقاً واجب ہو صغیرہ ہو یا کبیرہ تا عدم نکاح اور اُس ولد کا نفقہ باپ پر واجب ہو جسکو عار و ننگ لاحق ہوتا ہو پیشہ وری سے مانند ابنیار کرام کے اور اُس طالب علم کا نفقہ باپ پر واجب ہو جسکو تحصیل علم سے فراغت نہ ہوتی ہو پیشہ وری کیواسطے کذا فی الزیلعی والعینی م یہ کوئی نہ سمجھے کہ اشراف اور اولاد کرام کو پیشہ کرنا عار ہو اسواسطے کہ صحابہ اور اہلبیت کسب کرتے تھے بلکہ مراد یہ ہو کہ انکی عمدگی خاندان کے سبب سے لوگ شرماتے ہون اور انکو نوکر نہ رکھتے ہون مزدوری مین نہ لگاتے ہون چنانچہ حلوانی نے کہا ہو کہ اگر ولد ابنیار کرام سے ہو اور لوگ اُسکو مزدوری مین نہ لگاتے ہون تو وہ عاجز ہو اُسکے باپ پر نفقہ اُسکا واجب ہو کذا فی العالمگیریۃ ناقلاً عن الوجیز وہکذا فی منح الغفار ناقلاً عن الخلاصۃ وافتی ابو حامد بعدمہا لطلبۃ زماننا کما بسطہ فی القنیۃ وکذا قیدہ فی الخلاصۃ بذی رشد اور فتوی دیا ہو ابو حامد نے عدم وجوب نفقہ کا ہمارے زمانہ کے طالب علمون کیواسطے بسبب فسق اور عدم تزین کے چنانچہ اسکو خوب واضح بیان کیا ہو قنیہ مین اور اسیواسطے وجوب نفقہ کو مقید کیا ہو خلاصہ مین ضیع الہمت کے ساتھ یعنی جس طالب علم کی ہمت عالی ہو طالب علم مین آخرت مطلوب ہو نہ منصب دنیاوی ناپائدار اسکا نفقہ باپ پر واجب ہو هم فتاوی عالمگیری مین وجیز سے منقول ہو کہ جب طالب علم عاجز ہون بسبب اشتغال علم کے کسب کرنے سے تو انکا نفقہ اُنکے باپون پر واجب ہو بشرطیکہ علوم شرعیہ مین مشغول ہون نہ خلافیات رکیکہ اور ہذیان فلاسفہ مین اور انمین آثار صلاح اور تقوی کے معلوم ہوتے ہون اور اگر ایسے نہون تو انکا نفقہ بھی واجب نہین لا یشارکہ ای الاب ولو فقیرا احد فی ذلک کنفقۃ ابویہ وعرسہ بہ یفتی مالم یکن معسرا فیلحق بالمیت فتجب علی غیرہ فلا رجوع علیہ علی الصحیح من المذہب الا الام موسرۃ بحر نہین مشارک ہو کوئی باپ کا اس امر مین اگرچہ باپ محتاج ہو یعنی طفل اور بالغ عاجز دو بیٹون کے نفقات مین باپ کا کوئی شریک نہین اسی پر واجب ہو نہ اُسکے غیر پر چنانچہ محتاج والدین کا نفقہ فرزند پر ہو نہ اُسکے چچا یا دادا پر اور زوجہ کا نفقہ زوج پر ہو نہ غیر پر اور اسی پر فتوی ہو یعنی طفل وغیرہ کا نفقہ تمام وکمال باپ پر ہو تاوقتیکہ نہایت تنگدست نہ ہو اور جب کہ تنگدست ہوگا تو وہ میت مین داخل ہو تو اسصورت مین باپ کے سوا اُس قرابت والے پر واجب ہوگا جسپر نفقہ طفل کا واجب ہوتا درصورت نہ باپ ہونے کے تو ایسے قریب پر نفقہ واجب ہو بدون اسکے کہ باپ سے پھیر لے بنا بر صحیح مذہب کے مگر مالدار مان ولد پر نفقہ کرے پھر جب باپ کو مقدور ہو تو اُس سے پھیر لے کذا فی البحر الرائق قال وعلیہ فلا بد من اصلاح المتون جوہرۃ صاحب بحر نے کہا بنا بر مذہب صحیح مذکور کے متون فقہ کو اصلاح دینا لازم ہو کذا فی الجوہرہ یعنی جب مذہب صحیح یہ ٹھہرا کہ جب باپ نہایت تنگدست ہو تو قرابت والے پر طفل کا نفقہ واجب ہو اور حالانکہ متون فقہ مین اسپر اتفاق ہو کہ ہوتے باپ کے نفقہ طفل وغیرہ مین کوئی شریک نہین تو بموجب مذہب صحیح کے متون اور شروح کو درست کرنا ضرور ہو اخیر الدین رملی نے بحر الرائق کے حاشیہ مین کہا ہو کہ اصحاب متون نے قدوری کی روایت اختیار کی ہو کہ باپ کے ہوتے انکی اولاد کے نفقہ مین کوئی شریک نہین خواہ باپ مالدار ہو خواہ تنگدست اور تنگدستی مین اُنکی اولاد کا نفقہ قرابت والے پر لازم ہو جب باپ کو مقدور ہو تو اُس سے پھیر لے متون اور شروح مین اسی روایت پر اتفاق ہو اور یہی معتمد اور مفتی بہ ہو اور صاحب بحر الرائق نے جسکو مذہب صحیح گمان کیا ہو وہ لائق التفات کے نہین اسواسطے کہ نقل مذہب کیواسطے متون ہی مخصوص ہین شیخ رحمتی نے کہا کہ تعجب ہو صاحب نہر الفائق سے کہ اس مقام مین چپ ہا باوجود خلل کے حالانکہ بحث اور اعتراض کرنا صاحب بحر پر اسکی عادت ہو اور زیادہ تر تعجب اسپر آتا ہو کہ شارح نے بھی کلام صاحب بحر کو مسلم رکھا حالانکہ اُسکے استاد خیر الدین رملی نے اُسکے خلل پر آگاہ کر دیا ہو اور دوسرا خلل صریح شارح کی عبارت مین یہ ہو کہ بعد نقل کلام صاحب بحر کے جوہرہ کا لفظ اکثر نسخ درالمختار مین موجود ہو تو اس سے لازم آتا ہو کہ صاحب جوہرہ نے بحر الرائق کی عبارت نقل کی حالانکہ یہ غلط ہو اسواسطے کہ صاحب جوہرہ کا زمانہ بہت مقدم ہو صاحب بحر سے طحطاوی محشی نے کہا کہ اگر اُسکا یہ مطلب خلاف متبادر کہا جاوے کہ صاحب بحر نے جوہرہ سے یہ روایت کی ہو سو بھی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ بحر مین یہ روایت جوہرہ سے منقول نہین محشی مدنی نے کہا کہ مین نے ایک نسخہ درالمختار کا دیکھا جسکو

شیخ ... کو عطا ... ہون عبارت نقل ... تو ... مذکور ہے ... سے منقول ہے ... شیخ ... سبب
قاضی ... سے اس ... ہے اور لازم نفقہ ادا کی نفقہ ... ہے ... اگر بیٹا ... کے ... سے ادا ...
... سکتا ہو ... زیادہ ... ہوا ہو ... تکلیفات ... ہے ان ... اور ... ہے ...
... تو ... باپ مقدم ہو اس ... ضعیف ہے اگر باپ مقدم ہو ... باپ ... تو ... قرض ... اس حق ...
... کا باپ ... ہو ... ایک ... سکتا ہو ... زوجہ ... کہ ... ہے ... ضعیف ہے
کہ نفقہ ... ان ... تقسیم کر دے وعلیہ نفقۃ زوجۃ ابیہ ... اور ... باپ کی زوجہ ... نفقہ واجب ہو ... فرزند پر
باپ کو ... کر دینا یا تسری کر دے ... دینا واجب ہو بشرطیکہ باپ کو عورت کی حاجت ... کذا فی حاشیۃ المدنی ...
علیہ نفقۃ ... اور اگر باپ کے چند زوجات ہوں تو فرزند پر ایک ہی زوجہ کا نفقہ دینا واجب ہو ایک کا نفقہ باپ کو دیوے تا کہ ...
وہ تقسیم کر دے بقدر انکے استحقاق کے فی المختار والمنتقی ونفقۃ زوجۃ الابن علی ابیہ ان کان صغیرا فقیرا اور مختار اور منتقی میں ہے کہ نفقہ ...
اگر بیٹا صغیر محتاج ہو یا ... وفی الواقعات المفتین لقدری افندی ویجبر الاب علی نفقۃ امراۃ ابنہ الغائب وولدہ اور قدری افندی کے واقعات المفتین
میں ہے کہ باپ سے زبردستی دلایا جاویگا ولد غائب کی زوجہ کا نفقہ اور بہو کے ولد کا نفقہ قدری افندی کو عبد القادر بن یوسف ... کتاب واقعات المفتین
کے مطبع میں مذکور ہے اور یہ بزرگ ... روم کے مفتیوں کے رئیس تھے کذا فی حاشیۃ المدنی انتہی ترکی زبان میں مولوی ... کو کہتے ہیں کذا ... علی نفقۃ
ولدہ ... یرجع بہا علی الاب اور اسیطرح ماں سے زبردستی دلایا جاویگا ولد کا نفقہ تاکہ ماں اسکے باپ سے نفقہ پھیرے جبکہ وہ حضر سے آوے کذا لابن علی نفقۃ ام ...
... اور اسیطرح ولد سے زبردستی ماں کا نفقہ دلایا جاویگا تاکہ وہ اپنی ماں کے زوج سے پھیرے جب وہ حضر سے آوے خواہ ولد کا وہ باپ ہو یا نہ ہو کذا
... علی نفقۃ ... یرجع بہا علی الاب کذا الابعد اذا غاب ... اور اسیطرح بھائی سے دوسرے بھائی کی اولاد کا نفقہ جبرا دلایا جاویگا اگر پھیرے اپنے باپ سے
جب وہ حضر سے آوے اور اسیطرح ... سے ... نفقہ اقرب کی اولاد کا دلایا جاویگا جبکہ اقرب غائب ہو پھر جب اقرب آوے تو ابعد نے جو خرچ کیا ہو اسکو اس سے پھیرے انتہی کلام
الواقعات وفی الفصولین من النفقۃ للتتمۃ اجنبی انفق علی بعض الورثۃ فقال انفقت بامر الوصی ... ولا یعلم ذلک الا بقول الوصی ... قول الوصی
... علیہ صغیرا انتہی اور فصولین کی ... فصل میں ہے کہ ایک مرد اجنبی نے میت کے بعضے وارثوں کو نفقہ دیا پھر اجنبی نے کہا کہ میں نے وارثوں کو نفقہ
وصی کے کہنے سے دیا اور اسکا وصی نے بھی اقرار کیا اور اس نفقہ دینے کا حال معلوم نہیں ہوتا بعد خرچ کر چکنے کے مگر وصی ہی کے قول سے تو اس صورت میں قول
وصی کا مقبول ہوگا بشرطیکہ ... وارث کو کہ نفقہ دیا ہے صغیر ہو انتہی کلامہ اور اگر وارث بالغ ہوگا تو نفقہ اجنبی کا احسان ہوگا نہ دین ہوگا اور اگر ... سے لازم ہو کذا فی حاشیۃ
المدنی وفیہ قال انفق علی عیالی واولادی ففعل قیل یرجع بلا شرط وقیل لا اولو قضی دینہ بامرہ یرجع بلا شرط وکذا لو قال ... من ... اعیاد ...
... ذکر ان الاسیر ومن اخذہ السلطان ... ولو قال الرجل ... فدفع المامور ... قیل یرجع وقیل لا والاصح ... اور فصولین میں ہے کہ ایک نے
دوسرے سے کہا کہ تو مجھ کو نفقہ دے یا میرے عیال اور اولاد کو نفقہ دے پھر اسنے نفقہ دیا تو ایک قول یہ ہے کہ اس سے پھیرے بلا شرط رجوع اور دوسرا قول یہ ہے
کہ بدون شرط کے پھیر نہیں سکتا اور اگر ایک نے دوسرے کا دین ادا کر دیا اسکے کہنے سے تو پھیرے اگرچہ پھیر لینے کی شرط نہ کی ہو اور اسیطرح سے بلا شرط پھیر سکتا ہو جس
مصارف میں ... کرنے والے پر مطالبہ ہو جانب عبادت سے چنانچہ جنایات میں اور مصارف دینیہ میں مانند عشر اور خراج کے جنایت یعنی قصور کی صورت یہ ہے کہ مثلا زید نے کسی شخص
کی نلکی کاٹ ڈالی اور زید پر خونبہا لازم آیا اور زید نے کہا خالد سے کہ تو میری طرف سے خونبہا دے اور اسنے دیا تو اگرچہ شرط پھیر لینے کی نہ کی ہو لیکن خالد زید سے مقدار دیا ہوا
پھیر لیگا اور اسیطرح اگر زید کے امر سے خالد نے عشر یا خراج ادا کیا تو اسکو بھی پھیر لیگا بلا شرط پھر صاحب فصولین نے ذکر کیا کہ ... سب کو یاد ...

کیواسطے گرفتار کیا اگر کہا ایک مرد سے کہ مجھکو چھڑا لے سو مرد مامور نے اپنا مال دیا سو اسکو قید سے یا بادشاہ کی گرفتاری سے چھڑایا تو بعضون نے کہا کہ وہ شخص اپنا مال آمر سے پھیر لے اور بعضون نے کہا نہ پھیرے بنا بر قول صحیح کے اور اسی پر فتوی ہے یعنی نہ پھیر لینے پر ولیس علی امہ ارضاعہ قضاء بل دیانۃ اور واجب نہین صغیر کی مان پر دودھ پلانا اسکا بنا بر قضا کے بلکہ واجب ہے باعتبار دیانت کے ہم مان بسبب وفور شفقت کے اپنے ولد کی رضاعت سے پہلو تہی نہین کرتی اور اگر وہ انکار کرے کہ مجھکو دودھ پلانے سے تکلیف ہوتی ہے تو قاضی اسپر جبر نہین کر سکتا اسواسطے کہ حقتعالی نے فرمایا لا تضار والدۃ بولدھا یعنی والدہ کو اسکے ولد کی جہت سے ضرر رسانی نچاہیے تو دودھ کیواسطے جبر کرنا یقیناً ضرر رسانی ہے لیکن باعتبار دیانت کے البتہ اسپر واجب ہے اسواسطے کہ حقتعالی نے فرمایا کہ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین یعنی مائین دودھ پلاتی ہین اپنی اولاد کو دو برس پورے تو دودھ پلانا ایسا ہے جیسے اور گھر کے کام ہین چنانچہ کھانا پکانا یا جھاڑو دینا کہ باعتبار دیانت کے واجب ہین نہ باعتبار قضا یعنی اگر وہ انکار کرے کہ مجھسے نہین ہو سکتا تو اسپر کوئی زبردستی نہین کر سکتا کہ شاید عاجزی سے اقبال نہ کرتی ہو الا اذا تعینت تجب کما مر فی الحضانۃ مگر جبکہ مان ہی متعین ہو جاوے دودھ پلانے کیواسطے اسطرح پر کہ بچہ کسی عورت کا دودھ نہ پیتا ہو سوا اپنی مان کے یا کوئی دائی دودھ پلائی نہ ملتی ہو یا ملتی ہو مگر بدون اجرت کے نہ پلاتی ہو اور حالانکہ باپ اور بچہ دونون محتاج ہین مال نہین انہی صورتون مین مان پر دودھ پلانا قضاءً بھی واجب ہوگا یعنی قاضی اسپر زبردستی کریگا تاکہ بچہ ہلاک ہونے سے محفوظ رہے چنانچہ یہ مسئلہ باب الحضانۃ مین مذکور ہو چکا وکذا الظئر تجبر علی ابقاء الاجارۃ بزازیۃ اور اسیطرح دائی پر جبر کیا جاوے نوکری کے باقی رکھنے پر کذا فی البزازیۃ یعنی مثلاً دائی کو ایک مہینے کیواسطے نوکر رکھا اور بعد مہینے کے اُسنے نوکری سے انکار کیا اور حالانکہ دوسری دائی نہین ملتی یا لڑکا اُس سے ہنایت ہلگیا ہے تو نوکری باقی رکھنے مین اسپر جبر کیا جاویگا تاکہ صغیر تلف نہو ولیس تاجر الاب من ترضعہ عندھا لان الحضانۃ لھا والنفقۃ علیہ اور دودھ پلانے والی کو باپ نوکر کرکے صغیر کی مان کے پاس رکھے اسواسطے کہ حق پرورش مان کیواسطے ہے اور نفقہ دائی اور صغیر اور اسکی مان کا باپ پر واجب ہے اور اگر صغیر کی مان نہو تو جسکو حق حضانت پہونچتا ہو اسکے پاس صغیر رہے ولا یلزم الظئر المکث عند الام ما لم یشترط فی العقد اور لازم نہین دائی کا قیام کرنا مان کے پاس جبتک اسکی شرط نہوئی ہو عقد اجارہ مین اسواسطے کہ دائی کو اختیار ہے کہ مان کی رضامندی سے صغیر کو اپنے گھر لیجاوے یا گھر مین داخل ہو ڈیوڑھی مین دودھ پلا جایا کرے اور اگر نوکری کیوقت دائی سے شرط کرلی ہو مان کے پاس رہنے کی تو اسصورت مین اسکو رہنا لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر لا استاجر الاب امہ لو منکوحۃ ولو من مال الصغیر خلافا للذخیرۃ والمجتبی لوکر نہ رکھے باپ صغیر کی مان کو اگر وہ منکوحہ ہو اگرچہ اسکو صغیر کے مال سے نوکری دے نہ اپنے مال سے بخلاف ذخیرہ اور مجتبی کے کہ انہین مال صغیر سے نوکر رکھنا منکوحہ مان کا جائز رکھا ہے اور حموی نے برجندی سے نقل کیا ہے کہ مذہب اسی روایت پر ہے کہ مال صغیر سے مان کو نوکر رکھنا دودھ پلانے کیواسطے جائز ہے طحطاوی نے کہا تو اب ذخیرہ اور مجتبی کا قول مفتی بہ ٹھہرا کذا فی حاشیۃ المدنی او معتدۃ رجعی اگر صغیر کی مان منکوحہ یا معتدہ رجعی ہو تو اسکو نوکر نرکھے و جاز فی البائن فی الاصح جوہرۃ واستیجار منکوحتہ لولدہ من غیرھا اور صغیر کی مان کو طلاق بائن مین نوکر رکھنا جائز ہے قول اصح مین یعنی اگر صغیر کے باپ نے اسکو طلاق بائن دی ہو اور وہ عدت مین ہو تو اسکا نوکر رکھنا دودھ پلانے کیواسطے صحیح ہے کذا فی الجوہرہ جیسے نوکر رکھنا منکوحہ کا اُس لڑکے کے دودھ پلانے کیواسطے جائز ہے جو اس منکوحہ کے پیٹ سے نہین چنانچہ زید کا لڑکا ہے حلیمہ سے اور اسکی دوسری زوجہ کریمہ ہے تو کریمہ کو نوکر رکھنا حلیمہ کے لڑکے کیواسطے درست ہے اسواسطے کہ کریمہ کو اسکا دودھ پلانا واجب نہین جو نوکری درست نہو وہی احق بارضاع ولدھا بعد العدۃ اذا لم تطلب زیادۃ علی ما تاخذہ الاجنبیۃ ولو دون اجر المثل بل الاجنبیۃ المتبرعۃ احق منہا زیلعی ای فی الارضاع اور مان سزاوار تر ہے اپنے ولد کے دودھ پلانے کی نوکری مین بعد گذر جانے عدت کے بشرطیکہ مان زیادہ نہ مانگتی ہو اُس اجرت سے جسکو اجنبی عورت پاتی ہے اگرچہ وہ اجرت مثل سے کم پاتی ہو اور مان اجرت مثل مانگتی ہو بلکہ اجنبیہ مفت دودھ پلانے والی زیادہ تر سزاوار ہے دودھ پلانے مین اُس مان سے جو بدون اجرت کے نہین پلاتی کذا فی شرح الزیلعی اما الحضانۃ فللام کما مر اور پرورش کی اجرت تو مان ہی پاویگی چنانچہ باب الحضانۃ مین مذکور ہو چکا یعنی اگر باپ نے صغیر کے دودھ پلانے کیواسطے کسی عورت کو نوکر رکھا تو مطلقہ کا حق پرورش ہنوز باقی ہے ساقط نہین اسکی اجرت وہی پاویگی ولا رضیع النفقۃ والکسوۃ اور باپ پر لازم ہے شیر خوار کیواسطے نفقہ اور پوشاک دینا اسواسطے کہ فقط دودھ صغیر کو کفایت نہین کرتا بلکہ چٹانے کیواسطے اور چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے جیسے کھیر یا کھچڑی مثلاً تو قاضی اسکو بھی مقرر کرے سوائے اجرت رضاعت اور اجرت حضانت کے

بیک نوع مین بچے کی ہلاکت کا بیم ... کی صورت مین مان متعین ہو گئی ... دودھ پلانے ... لڑکی ... کی جاوئیگی ... حوالہ ... صورت کی ... نسبت کے

كذا في حاشية المدني [illegible] محتاج [illegible] اور محتاج اولاد ان کے واسطے اجرت دودھ پلانے کی ثابت ہو [illegible] یعنی جیسے مال کی اجرت کے
[illegible] اجرت [illegible] اگرچہ باپ نے اسکو نوکر رکھا ہو تو یہ مسئلہ مستثنی ہو [illegible] کہ اجرت [illegible] میں [illegible]
[illegible] جیسے بعض صلح نوکری کے [illegible] تو اگر ان سے باپ نے ادا کیا ہو کہ [illegible] میں [illegible]
[illegible] تو [illegible] جائز نہیں جیسے نوکری جائز نہیں [illegible] ان کی صحت [illegible] کی [illegible]
[illegible] جیسے نوکری جائز ہو کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible] تستحق بسبب النفقۃ [illegible] الزوج [illegible]
[illegible] یعنی [illegible] ان کو نوکری کرنا جائز ہو اور نفقہ اسکے واسطے واجب ہو [illegible] کی اجرت ساقط نہیں ہوتی [illegible] یعنی صغیر کے
[illegible] صغیر کی برابر ہوگی سب وارثوں کے یعنی جیسے [illegible] وارثوں کو میت کے مال سے حصہ [illegible] صغیر کی [illegible]
[illegible] جو [illegible] کی اجرت ساقط ہو جاوے وتجب علی الموسر ولو صغیرا لیسار الفقراء علی الارجح اور نفقہ اصول کا واجب ہوا ایسے والد مقدور والے
[illegible] واجب ہو بنا بر قول ارجح کے یعنی جو مالک ہو ایسے نصاب کا کہ [illegible] اگرچہ نامی نہو اور یہ قول ابو یوسف کا ہو اور یہی مختار ہو صاحب
[illegible] اور بعضوں نے کہا کہ وجوب نفقہ اصول میں نصاب کا مالک ہونا شرط ہو [illegible] میں کہا کہ یہی [illegible] کذا فی حاشیۃ المدنی [illegible]
[illegible] اور کمال الدین نے فتح القدیر میں نفقہ دینے اصول میں [illegible] نہر الفائق میں فتح القدیر سے منقول ہو کہ اگر
بیٹا [illegible] تو [illegible] امام محمد کا قول معتبر ہو یعنی جو اسکے اور اسکے عیال کے خرچ سے باقی بچے وہ اصول پر خرچ کرے [illegible] بیٹا [illegible] کماتا ہو اور [illegible] میں
عیال کا خرچ [illegible] بچتے ہوں تو اسپر واجب ہو کہ دونوں [illegible] اپنے والدین کو دے صاحب [illegible] کہا کہ یہی قول پر اعتماد کرنا واجب ہو اور یہی [illegible]
ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الخلاصۃ المختار ان الکسوب یدخل ابویہ فی نفقتہ اور خلاصہ میں ہو کہ قول مختار یہ ہو کہ بیٹا کمائی والا اپنے باپ کو اپنے خرچ میں
داخل [illegible] خواہ [illegible] کمائی اسکے خرچ سے فاضل ہو یا نہو فتح القدیر میں ہو کہ حق تعالی نے والدین کا [illegible] کے حق میں فرمایا ہو وصاحبہما فی الدنیا معروفا یعنی
والدین کے ساتھ [illegible] دنیا میں بسر کر تو خود کھانا اور والدین کو بھوکا ننگا چھوڑنا احسان اور نیکی کے خلاف ہو وفی الحجۃ [illegible] للفقیر ان یسرق من مال ابنہ الموسر ما
یکفیہ ان ابی الاعطاء [illegible] اور حجہ میں ہو کہ محتاج باپ کو جائز ہو اپنے مقدور والے بیٹے کے مال سے چرا لینا بقدر کفایت کے جس صورت میں کہ بیٹا نہ دیتا ہو
اور وہاں قاضی نہو اور [illegible] چوری [illegible] کچھ گناہ نہیں اور اگر وہاں قاضی ہو تو چوری کرنا درست نہیں قاضی سے نالش کرے وہ نفقہ دلادیگا کذا فی حاشیۃ
المدنی عن البحر النفقۃ لاصولہ ولو ابا او ذخیرۃ الفقراء ولو قادرین علی الکسب مقدور والے لڑکے پر اپنے اصول محتاجین کا نفقہ واجب ہو اگرچہ اصل [illegible]
کذا فی الذخیرۃ اگرچہ اصول محتاجین کسب پر قادر ہوں اصل سے مراد ماں اور باپ [illegible] دادا اور دادی اور نانا نانی لیکن [illegible] کا نفقہ [illegible] فرض ہوگا جب باپ
مر گیا ہو [illegible] اور نانا کا بھی نفقہ اس صورت میں [illegible] پر واجب ہوگا جب [illegible] محتاج ہو اور اصول کے وجوب نفقہ میں عدم قدرت کسب کی شرط نہیں بلکہ
والدین اگر کسب پر قادر بھی ہوں تو بھی [illegible] پر انکا نفقہ واجب ہو اسواسطے کہ احسان اور نیکو کاری سے بعید ہو کہ باوجود مقدور کے انکو کسب کی مشقت میں [illegible]
والقول لمنکر الیسار والبینۃ لمدعیہ اور قول معتبر ہو مقدور کے منکر کا اور گواہ مقبول ہیں مقدور کے مدعی کے یعنی اگر باپ دعوی کرتا ہو کہ بیٹا مقدور والا ہو اور بیٹا منکر ہو
مقدور کا تو بیٹے کا قول معتبر ہوگا اور اگر بیٹا دعوی کرتا ہو کہ باپ مقدور والا ہو مجھپر اسکا نفقہ واجب نہیں اور باپ اپنے مقدور کا منکر ہو تو باپ ہی کا قول
معتبر ہوگا اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوی کے گواہ گذرانے ہوں یعنی مدعی مقدور گواہوں سے ثابت کرتا ہو اور منکر بھی [illegible] ہوگا مقدور کا اسکے گواہ مقبول
ہونگے نہ منکر کے بالسویۃ بین الابن والبنت وقیل کالارث وبہ قال الشافعی نفقہ اصول کا اولاد پر برابر واجب ہو بیٹے اور بیٹی میں کچھ فرق نہیں تو اگر محتاج باپ کے
بیٹی اور بیٹا ہو تو آدھا نفقہ اسپر واجب ہو اور آدھا اسپر [illegible] اور یہی پر فتوی ہو کذا فی فتح القدیر والخلاصۃ اسواسطے کہ علت وجوب نفقہ ولادت ہو سو

دونوں میں برابر ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ بطور ارث واجب ہے تو بیٹا دو حصہ دے اور بیٹی ایک حصہ اور یہی قول ہے امام شافعی کا شمس الائمہ نے کہا کہ نفقہ اصول کا اولاد پر برابر ہے اگر مقدور میں کم تفاوت ہو اور اگر ایک نہایت زیادہ مقدور والا ہو اور دوسرا کم مقدور رہے تو قدر نفقہ میں بھی تفاوت لازم ہے کذا فی الملتقط عن الذخیرۃ والمعتبر فیہ القرب والجزئیۃ فلو لہ بنت وابن ابن او بنت بنت وابن فالنفقۃ علی البنت او بنتہا لانہ لا یعتبر الارث اذا استویا فی القرب [illegible] الا مرجح کوالدیۃ ولدہ فعلی ولدہ لترجحہ بانت ومالک ۔ لیکن نفقہ اولادت کے وجوب میں معتبر ہے قرب اور جزئیت تو اگر دو شخصوں میں جزئیت باقی ہو اور ایک زیادہ تر قریب ہو دوسرے سے تو اقرب ہی پر نفقہ واجب ہوگا بلا اعتبار ارث کے اگر ایک شخص کے بیٹی ہو اور پوتا یا نواسہ ہو اور نواسی تو نفقہ کا بلی [illegible] بیٹی پر واجب ہوگا نہ پوتے پر اور دوسری صورت میں نواسی پر واجب ہوگا نہ بھائی پر اس واسطے کہ یہاں ارث معتبر نہیں ہاں مگر ارث وہاں معتبر ہے جب دونوں برابر ہوں جیسے ایک محتاج کا دادا اور پوتا ہو تو اسکا نفقہ دونوں پر بقدر انکی ارث کے ہوگا یعنی سدس دادا پر اور باقی پوتے پر اس واسطے کہ دونوں سے قرابت ایک واسطہ برابر ہے تو دادا کو ترجیح نہ ہوگی مگر بسبب ارث کے اور صورت تساوی قرابت کے ارث معتبر ہے مگر کسی مرجح کی جہت سے تساوی قرابت اور ارث بھی ساقط الاعتبار ہے چنانچہ ایک محتاج کا باپ اور بیٹا مالدار ہوں تو اسکا نفقہ ولد پر ہوگا نہ باپ پر حالانکہ قرابت دونوں کی بلا واسطہ برابر ہے اور اگر ارث کا بیان ہوتا تو سدس نفقہ باپ پر ہوتا اور باقی ولد پر واجب ہوتا لیکن وجوب کا ولد ہی پر ہے بمقتضائے اس حدیث شریف کے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ ہی کا ہے تو ولد کے مال کو باپ کا مال قرار دینا یہی ہے ترجیح ہے رسول اللہ نے یہی اور یہ نہیں فرمایا کہ باپ کا مال بیٹے کا ہے تو بھائی اور باپ دونوں کا ذکر کرنا اسکا [illegible] ہے اور آیندہ مثالوں میں بھی یہ مجمل ہو گیا اس واسطے کہ نفقہ وہاں ہے وجوب نفقہ اصول کا فروع پر کذا فی حاشیۃ السید [illegible] وفی الخانیۃ لام و ابو [illegible] اور خانیہ میں ہے کہ ایک محتاج کی ماں ہے اور دادا تو اسکا نفقہ بقدر انکی ارث کے ہے جیسا کہ اوپر جو مثال گذری اس وقت ترجیح [illegible] سبب کے اور دادا کو ترجیح بسبب قوت نسب کے لہذا ارث کا اعتبار ہے فی التنقیۃ لام وابا لام علی الام اور تنقیہ میں ذکر ہے محتاج کی ماں ہے اور [illegible] ماں پر ہوگا اس واسطے کہ نانا وارث کیونکہ [illegible] ترجیح ہو گئی بخلاف پہلی صورت کے ولو لہ عم و ام فعلی الاب الام اور اگر محتاج کا چچا ہو اور نانا تو اسکا نفقہ نانا پر ہے بسبب ترجیح جزئیت کے اور وارث کا یہاں اعتبار نہیں اگرچہ وارث چچا ہے نہ نانا اسی طرح ہے البحر [illegible] اور بحر الرائق میں لکھا ہے کہ [illegible] کہ ایک محتاج کے نانا ہیں اور چچا تو اسکا نفقہ دونوں پر ہوگا اسکے ارث کے یعنی ایک ثلث ماں پر اور دو ثلث چچا پر وجہ اشکال کی یہ ہے کہ وجوب نفقہ میں مقدم کی بسبب جزئیت کے بغیر ارث کے اعتبار کرنے کی کیا وجہ ہے قال [illegible] احتمال کہ صاحب بحر نے کہ اگر ایک شخص کے [illegible] اور نانا تو آیا نفقہ فقط نانا ہی کو لازم ہوگا یا مانند ارث کے ہوگا یہاں دونوں کا احتمال ہے تصحیح محشی نے کہا کہ اصل اشکال صاحب [illegible] ہے یہ ہے کہ یہاں دو روایتیں ہیں ایک قوی اور دوسری ضعیف قوی یہ ہے کہ ترجیح قرب اور جزئیت کو ہے اور ضعیف یہ ہے کہ ارث معتبر ہو صاحب تنقیہ نے دونوں روایتوں کو مذکور کیا اور ایک دوسرے کا تمانع [illegible] اشکال پیدا کیا حالانکہ ضعیف روایت ہرگز قوی سے معارضہ کے لائق نہیں تو مسائل الفقہ میں یعنی جسکو صاحب بحر نے مجمل جانا ہے اور اس مسئلہ میں صاحب بحر کو احتمال در تردد ہے بوجہ ایک روایت قوی کے یہ حکم ہے کہ ماں پر نفقہ واجب ہے نہ چچا پر [illegible] انتہی حاشیۃ السید فی المنصار تجب ایضا لکل ذی رحم محرم صغیر او انثی مطلقا ولو کانت الانثی بالغۃ صحیحۃ اور بھی واجب ہے نفقہ ہر قرابت والے محرم کا صغیر ہو یا انثی مطلقاً اگرچہ انثی تندرست بالغہ ہو وجوب نفقہ کا سبب قرابت ہے ساتھ محرمیت کے تو چچا کے بیٹے کا نفقہ واجب نہیں اس واسطے کہ وہ اگرچہ قریب ہے لیکن محرم نہیں اور رضاعی بھائی بہن کا نفقہ واجب نہیں اگرچہ وہ محرم ہیں لیکن قرابت نسبی نہیں اور محرم سے مراد وہ ہے کہ جسکے ساتھ نکاح نہ جائز ہو بسبب قرابت کے اور صغیر کی قید سے بالغ نکل گیا اور محرم عورت میں خالہ عمہ بہن بھانجی بھتیجی داخل ہیں انکا نفقہ واجب ہے صغیر ہوں یا بالغہ تندرست ہوں یا بیمار بشرطیکہ محتاج ہوں اور غیر منکوحہ ہوں اس واسطے کہ منکوحات کا نفقہ انکے ازواج پر فرض ہے او کان الذکر بالغا لکن عاجزا عن الکسب بنحو زمانۃ کعمی وعتہ وفلج یا اس قریب محرم کا نفقہ واجب ہے جو مرد بالغ ہو لیکن کسب سے عاجز ہو بسبب مرض مزمن یا کسی بیماری کے جیسے لولا ہونا اور اندھا ہونا اور فالج ہونا [illegible] فی الملتقی [illegible] الکسب بحرفۃ

[illegible]

کہ ماں کا چھٹا حصہ اور سگی بہن کا آدھا اور سوتیلی بہن کا ششم حصہ اور مادری بہن کا بھی ششم حصہ تو تقسیم اسکی چھ سہم سے ہے ایک سہم ماں کا اور تین سہم سگی بہن کے اور ایک ایک سہم سوتیلی اور مادری بہن کا لیکن چونکہ سوتیلی اور مادری بہنیں مفلس محتاج ہیں انکو بعد دریافت کر لینے سہم وارثین کے میت قرار دیا تو اُنکے دو سہم ساقط ہو گئے باقی رہے چار سہم لہذا یہ حکم ہوا کہ ماں پر ربع نفقہ واجب ہے اور سگی بہن پر تین ربع سو یہ مطلب ہے شارح کے اس قول کا کہ بعد دریافت کرنے مقدار سہم کے کل نفقہ مالداروں پر لازم ہوگا **و المعتبر فیہ ای فی الرحم المحرم اہلیۃ الارث لا حقیقتہ اذ لا یتحقق الا بعد الموت** اور معتبر قرابت محرم میں ارث کی لیاقت ہے یعنی کہ وہ وارث ہوتا ہو محروم محض نہو نہ کہ حقیقت ارث معتبر اسواسطے کہ حقیقت ارث ثابت نہیں ہوتی مگر بعد موت کے **فنفقۃ من لہ خال و ابن عم علی الخال لانہ محرم** سو نفقہ اس فقیر عاجز کا جسکا ایک ماموں ہے اور چچا کا بیٹا ماموں پر ہے اسواسطے کہ وہ محرم ہے بخلاف چچا کے بیٹے کے کہ ہر چند وارث بالفعل فقیر کا وہی ہے نہ ماموں لیکن مدار وجوب نفقہ کا محرم ہونے پر ہے نہ محض وراثت پر **فلو استویا فی المحرمیۃ کعم و خال رجح الوارث للحال الا ان یکون معسرا فیجعل کالمیت**، اور اگر دو شخص محرمیت میں برابر ہوں جیسے چچا اور ماموں تو ترجیح دیجاویگی وارث فی الحال کو یعنی چچا کو نفقہ دینے میں بشرطیکہ وارث فی الحال مفلس نہو اور اگر وارث فی الحال مفلس ہوگا تو وہ میت کے شمار میں ہوگا تو اب نفقہ ماموں پر واجب ہوگا نہ مفلس چچا پر **وفی القنیۃ یجبر الابعد اذا غاب الاقرب** اور قنیہ میں ہے کہ محرم ابعد پر جبر کیا جاوے نفقہ دینے میں جبکہ محرم اقرب حاضر نہو صورت اسکی یہ ہے کہ ایک فقیر کا سگا بھائی ہے اور دوسرا سوتیلا اور سگا بھائی کہیں چلا گیا تو حاکم سوتیلے بھائی سے زبردستی نفقہ دلا دیگا پھر جب سگا بھائی آوے تو جسقدر دیا ہے اُتنا اس سے بھر لے کذا فی حاشیۃ المدنی عن القنیۃ **وفی السراج معسر لہ زوجۃ ولزوجتہ اخ موسر اجبر اخوہا علی نفقتہا ویرجع بہ علی الزوج اذا ایسر انتہی** اور سراج میں ہے کہ ایک مفلس کی زوجہ ہے اور اُس زوجہ کا ایک بھائی ہے مالدار تو جبر اُس سے اُسکی بہن کا نفقہ دلایا جاوے اور جب اُسکا زوج مقدور والا ہو تو اُس سے پھیر لے انتہی کلامہ **وفیہ النفقۃ انما ہی علی من لہ رحم کامل ولذا قال القہستانی قولہم و ابن العم فیہ نظر لانہ لیس بمحرم والکلام فی ذی الرحم المحرم فافہم** اور سراج میں یہ بھی ہے کہ وجوب نفقہ کا تو اُسی پر منحصر ہے جسکی قرابت کامل ہے یعنی قرابت یا محرمیت اور اسیواسطے قہستانی نے کہا کہ فقہا کے اس قول میں کہ نفقہ ماموں پر ہے نہ چچا کے بیٹے پر اسمیں اعتراض ہے اسواسطے کہ چچا کا بیٹا محرم نہیں اور یہاں گفتگو ہے قریب محرم کی ترجیح میں سو اسکو سمجھ لے یعنی جب چچا کا بیٹا محرم نہوا تو اُسکو ماموں کے ساتھ ذکر کرنا مناسب نہیں **ولا نفقۃ مع الاختلاف دینا الا للزوجۃ والاصول والفروع علوا وسفلوا** اور نفقہ واجب نہیں ساتھ اختلاف دین کے مگر زوجہ اور اصول اور فروع کا البتہ باوجود اختلاف دینی کے بھی واجب ہے عالی ہوں اصول جیسا کہ باپ دادا پردادا یا سافل ہوں فروع چنانچہ بیٹا پوتا پرپوتا یعنی کافر کا نفقہ مسلم پر واجب نہیں اور نہ مسلم کا کافر پر اسواسطے کہ مدار وجوب نفقہ کا بموجب نص قرآنی کے وراثت پر ہے اور حالانکہ مسلم اور کافر میں وراثت نہیں بخلاف زوجہ اور اصول اور فروع کے کہ زوجہ میں وجوب نفقہ کی علت احتباس ہے اور اصول اور فروع میں وجوب نفقہ کی علت جزئیت ہے اور حالانکہ احتباس اور جزئیت میں بسبب اختلاف دین کے اختلاف نہیں ہوتا قہستانی وغیرہ نے کہا کہ جب اختلاف دین عدم وجوب نفقہ کی علت ٹھہری تو محرم سُنی کا نفقہ شیعی مالدار پر مثلاً شیعی کا سُنی مالدار پر مثلاً لازم ہوگا بشرطیکہ تفضیلیہ شیعہ ہو اور اگر غالی شیعہ ہے یعنی اصحاب کبار علی الخصوص شیخین پر تبرا کرتا ہو تو وہ مرتد ہے اگر اُسکا تبرا ثابت ہو تو حاکم اُسکو قتل کرے کذا فی حاشیۃ المدنی **الذمیین لا الحربیین ولو مستامنین** ان اصول اور فروع کا نفقہ واجب ہے جو کافر ذمی ہیں نہ حربی اگرچہ حربی مستامن ہوں اور اصول اور فروع حربیوں کا نفقہ اسواسطے واجب نہیں کہ اُنکے ساتھ احسان کرنا اہل اسلام کو جائز نہیں **لانقطاع الارث** اختلاف دین میں نفقہ واجب نہیں بسبب انقطاع ارث کے یہ تعلیل ہے نفقہ و اختلاف دینی کی تو اسکا بلا فاصلہ ذکر کرنا دین مناسب تھا یعنی یوں کہنا تھا کہ لا نفقۃ مع الاختلاف دینا لانقطاع الارث کذا فی حاشیۃ الحلبی المدنی **یبیع الاب لا الام ولا بقیۃ اقاربہ والا القاضی اجماعا عرض ابنہ الکبیر الغائب لا الحاضر** بیچے باپ اپنے بالغ غائب ولد کا مال منقول نہ ولد حاضر کا اور ماں اور باقی اقارب اور قاضی اُسکا مال نہ بیچیں باجماع امام اور صاحبین کے باپ کو بیچنا اسواسطے جائز ہے کہ اُسکو ولایت ہے تصرف کی نہ غیر کو **لا عقارہ فبیع عقار صغیر و مجنون اتفاقاً** نہ بیچے اُسکے عقار کو یعنی مال غیر منقول کو جیسے زمین اور باغ سو جب فقط عقار بالغ کا بیچنا نہ جائز ہوا تو معلوم ہوا کہ صغیر اور مجنون ولد کے عقار کو بیچے بالاتفاق **للنفقۃ**

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الابن [illegible]

[illegible] اگر ودیعت [illegible]

[illegible] غائب کے مال [illegible] امانت [illegible] غائب کے مال یا امانت کو [illegible]

[illegible] امانت کو پھیر لینا جائز نہیں [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ [illegible] عن البحر [illegible] المدفوع الیہ

[illegible] وصل الیہ [illegible] اور اسی طرح پھیر لینا جائز نہیں امانت والا اگر [illegible] غائب کی [illegible] جسکو اُسنے نفقہ دیا [illegible] واسطے کہ اسکو [illegible] کا حق [illegible] گیا

[illegible] امانت کسی شخص کے پاس چھوڑ کر سفر کو گیا اور مر گیا اور غائب نے وہ امانت [illegible] اور لڑکے کے [illegible] کوئی وارث نہیں تو اب

غائب کی امانت کو ولد [illegible] نہیں پھیر سکتا والابوان لو انفقا ما عندہما للغائب من المال علی نفسہما وہو من جنسہ ای جنس النفقة لا یضمنان لوجوب نفقتہما

[illegible] قبل القضاء [illegible] ظفر بجنس حقہ فلہ اخذہ [illegible] فی مال الغائب [illegible] الاقارب اور ماں باپ اگر خرچ کریں غائب لڑکے کا مال جو انکے

پاس ہو اپنے اوپر اور حالانکہ وہ مال از قسم نفقہ ہو یعنی طعام اور کپڑا ہو تو وہ تاوان نہ دینگے بسبب واجب ہونے نفقہ اصول و فروع اور نفقہ زوجہ کے قبل حکم

کرنے قاضی کے سیانیک کہ اگر باپ یا ولد صغیر یا زوجہ غائب کا مال کہیں پا جاوے اور وہ مال از جنس نفقہ بھی ہو تو اسکو لینا انکو جائز ہو بلا حکم قاضی اور بدون رضامندی

غائب کے ولہذا مال غائب میں انکا نفقہ مفروض ہو بخلاف باقی اقارب محارم کے کہ انکو غائب کے مال سے لینا جائز نہیں بدون حکم قاضی یا بلا رضامندی غائب کے

ولو قال الابن انفقتہ وانت موسر وکذبہ الاب حکم الحال یوم الخصومة ولو برہنا فبینة الابن [illegible] اور اگر ولد غائب حضر آیا اور [illegible] لینے باپ کے اور کہا کہ باپ

کہا کہ تو نے نفقہ لیا اور حالانکہ تو مقدور دار تھا اور باپ نے اسکی تکذیب کی تو باپ کا حال حکم کرینگے خصومت کے دن یعنی اگر نزاع اور خصومت کے دن [illegible] باپ

مقدور والا ہوگا تو قول ولد کا مقبول ہوگا اور اگر اُس دن وہ محتاج ہوگا تو باپ کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونوں اپنے دعوی کے گواہ گذرانیں تو لڑکے کے

گواہ مقبول ہونگے کذا فی الخلاصة اس واسطے کہ گواہ اثبات کے مقدم ہیں نفی کے قضی بنفقة غیر الزوجة زاد الزیلعی والصغیر ومضت مدة شہر فاکثر

[illegible] سقطت لحصول الاستغناء فیما مضی [illegible] القضاء حکم ہو گیا زوجہ کے سوا اور اقارب کے نفقہ کا اور گذر گئی ایک مہینہ یا زیادہ مدت تو نفقہ گذشتہ

مدت کا نفقہ ساقط ہو گیا بسبب حاصل ہونے استغناء کے زمان گذشتہ میں یعنے اقارب کا نفقہ واجب ہو واسطے دفع حاجت کے جب مدت گذر گئی تو حاجت

بھی تمام ہوئی اور زیلعی نے زوجہ کے ساتھ صغیر کو بھی زیادہ کیا ہو مع زیلعی نے حاوی سے نقل کیا کہ نفقہ صغیر کا دین ہوتا ہو قاضی کے حکم سے [illegible]

اور صاحب بحر اور نہر نے بھی اسکو مسلم رکھا ہو شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ یہ غفلت ہو ان علما کی کہ مقید کو مطلق بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ ذخیرہ میں

حاوی سے بالتصریح ثابت ہو کہ بقضاء قاضی سے نفقہ ولد صغیر کا اس شرط سے دین ہوتا ہو جب قاضی صغیر کی ماں کو نفقہ کیواسطے قرض لینے

کا حکم کرے اور بدون اس شرط کے بعض حکم قاضی سے نفقہ صغیر کا ہرگز دین نہیں ہوتا کذا فی حاشیة [illegible] الا دون الشہر لنفقة زوجة والصغیر

نقصیر دینا بالقضاء اور مہینے سے کم مدت کا نفقہ محارم کا اور زوجہ اور صغیر کا نفقہ دین ہو جاتا ہے قاضی کے حکم سے ہم مہینے کی مدت طویل ٹھہری اور اس سے
کم مدت قصیر ہوئی اسواسطے کہ قاضی ہر مہینے میں نفقہ کا حکم دیتا ہے تو باعتبار عادت قضات کے طول اور قصر مذکور ہوا باقی گفتگو نفقہ صغیر کی قول سابق
میں مذکور ہو چکی اور وہی حق ہے واللہ اعلم الا ان یستدین غیر الزوجۃ بامر قاض فلو لم یستدن بالفعل فلا رجوع نفقہ اقارب کا مدت گذرنے سے ساقط ہے
مگر یہ کہ زوجہ کے سوا کوئی محرم قرض لے بحکم قاضی تو دین ہو جاویگا سو اگر بعد حکم قاضی کے محرم نے قرض بالفعل نہ لیا مثلاً غیر کے صدقات سے اپنی گذران کی تو اسکو
رجوع کرنے کا اختیار نہوگا بسبب عدم حاجت اور حصول کفایت کے بل فی الذخیرۃ لو اکل الاطفال من مسألۃ الناس فلا رجوع لامہم بلکہ ذخیرہ میں ہے کہ اگر غائب کے اطفال نے
لوگوں سے سوال کرکے کھایا بعد حکم استدانت کے تو انکی ماں کو پھیر لینا نفقہ کا انکے باپ سے جائز نہیں اسواسطے کہ حاجت دفع ہو گئی ولو اعطوا شیأ واستدانت شیأ وانفقتہ من
الی ان رجعت بما ادانت خانیہ اور اگر اطفال کو کچھ نفقہ بطریق سوال ملا اور کچھ نفقہ انکی ماں نے لیا قرض (قرض لینا) بحکم قاضی اپنے مال سے انپر خرچ کیا تو انکے باپ سے پھیر لے جسقدر
زیادہ ہو نفقہ سوال سے کذا فی الخانیۃ وینفق منہا تراہ فی البحر للمبسوط لکن نظر فیہ فی النہر بانہ لا اثر للانفاق بالاستدانۃ حتی لو استدان وانفق من غیرہ ردفی مما استدام
یسقط ایضاً انتہی نفقہ محارم کا اسوقت دین ہوتا ہے جب قاضی قرض لینے کا حکم کرے اور محرم اسی مال مقروض سے صرف کرے بحر الرائق میں اس شرط
انفاق کو مبسوط کی طرف نسبت کیا ہے لیکن نہر الفائق میں اس شرط میں گفتگو کی ہے کہ مال مقروض کے صرف کرنے کا کچھ اثر نہیں یہانتک کہ اگر محرم قرض لے اور
غیر قرض سے صرف کرے اور اسکو قرض سے ادا کرے تو بھی نفقہ ساقط نہوگا انتہی کلام م شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ غیر قرض دو حال سے خالی نہیں کہ وہ محرم کا مال ہے یا کسی
اجنبی کا اگر اسیکا مال ہے تو نفقہ ساقط ہو بسبب دفع حاجت کے اور اگر غیر کا مال ہے تو اسیکا نام قرض ہے تو قرض سے صرف کرنا اسپر صادق آیا تو معلوم ہوا کہ اعتراض
صاحب نہر کا محض بیجا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی فلو مات الاب او من علیہ النفقۃ بعدہا ای الاستدانۃ المذکورۃ فہی ای النفقۃ دین ثابت فی ترکتہ فی الصحیح
بحر ثم نقل عن البزازیۃ تصحیح ما یخالفہ ونقلہ المصنف عن الخلاصۃ قائلا ولو لم ترجع حتی مات لم تاخذہا من ترکتہ ہو الصحیح انتہی ملخصا فلیتامل سو اگر باپ مرجاوے یا
وہ شخص مرے جسپر نفقہ دینا واجب ہے بعد استدانت مذکورہ کے تو وہ نفقہ دین ثابت ہوگا میت کے مال میں بقول صحیح کذا فی البحر عن الذخیرۃ پھر صاحب بحر نے
اسکے مخالف بزازیہ سے تصحیح نقل کی یعنی نفقہ مذکورہ مال میت سے نہ لیا جاویگا بقول صحیح اور مصنف نے منح الغفار میں خلاصہ سے نقل کیا یوں بیان
کرکے کہ اگر ماں نے صغیر کا نفقہ بحکم قاضی قرض لیا اور اسکو اسکے باپ سے نہ پھیر لیا یہانتک کہ اسکا باپ مرگیا تو باپ کے مال متروک سے نہ لے سکیگی یہی قول
صحیح ہے انتہی قول المصنف ملخصا تو اس مقام میں تامل کرنا چاہیے م حلبی نے کہا کہ یہ امر تامل کرنے کا مفتی کیواسطے ہے یعنی جب دو قولوں میں تصحیح مختلف ہوئی تو مفتی غور اور
تامل کرے جسمین آسانی خلق پر ہو اس قول کو اختیار کرے چنانچہ شارح نے خطبہ کتاب میں اس قاعدہ کیطرف اشارہ کیا ہے وفی البدائع الممتنع من نفقۃ القریب المحرم
یضرب ولا یحبس لفواتہا بمضی الزمن فیستدرک بالضرب وقیدہ فی البحر بحثا بما فوق الشہر لعدم سقوط ما دونہ کما مر اور بدائع میں ہے کہ جو شخص اپنے قریب محرم کو
نفقہ نہ دے تو اسپر مار پڑیگی اور قید نہوگا بسبب ساقط ہو جانے نفقہ کے مدت گذر جانے سے تو اسکا تدارک مارنے سے ہے اور بحر الرائق میں بنا بر بحث کے نہ بنا بر روایت
کے عدم حبس کو مقید کیا ہے بقید ما فوق الشہر اسواسطے کہ مہینے سے کم مدت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا چنانچہ اسکا بیان عنقریب ہو چکا م عدم حبس سے یہ
مراد نہیں کہ حبس اسکا مطلقاً جائز نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ مجرد حبس بلا ضرب کافی نہیں اسواسطے کہ فصل حبس میں اشباہ سے منقول ہوگا کہ محبوس کا مارنا جائز ہے اگر وہ
اپنے قریب کو نفقہ نہ دیتا ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ولا یصح الامر بالاستدانۃ لترجع علیہ بعد بلوغہ اور قاضی کا حکم صغیر کیواسطے قرض لینے کا صحیح نہیں تاکہ ماں قرض لیکر
اسکو کھلاوے اور بعد بالغ ہونے صغیر کے اس سے پھیر لے یعنی قاضی کو استدانت کا حکم دینا جائز نہیں مگر دو صورت میں ایک یہ کہ صغیر کا مال ہو مگر اس شہر میں
نہو دوسری صورت یہ ہے کہ جسپر صغیر کا نفقہ واجب ہے وہ زندہ ہو کذا فی منح الغفار وتجب النفقۃ بانواعہا للمملوک منفعۃ وان لم یملک رقبتہ کموصی بخدمتہ اور
واجب ہے تینوں قسم کا نفقہ اپنے مملوک کا اگرچہ اسکی ذات کا مالک نہ ہو فقط منفعت کا مالک ہو چنانچہ کسی نے اپنے غلام کو دوسرے کی خدمت کیواسطے

[illegible] تندرست [illegible] کپڑا [illegible] غلام [illegible] قادر [illegible] حاجت [illegible]

[illegible] نفقہ دینا [illegible] بنا [illegible] کفایت [illegible]

[illegible] پوشاک [illegible] جیسے [illegible] غلام [illegible] لیا [illegible]

[illegible] تنگی کرتا ہو تو [illegible] قول صحیح [illegible]

[illegible] غلام یا لونڈی [illegible] سب [illegible]

ساتھ نہ کھلاوے تو [illegible] لباس [illegible] کا نفس [illegible] کذا فی السراج [illegible]

[illegible] مالک کے تصرف میں ہو [illegible] کذا فی العالمگیریہ عن غایۃ البیان [illegible] صحیحین میں ابوذر رضی سے مروی ہے کہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غلام تمہارے بھائی ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے تمہارے زیر دست کیا ہے سو جسکا بھائی زیر دست ہو تو اسکو دے

جیسے آپ کھاتا ہو اور پہناوے جیسے آپ پہنتا ہو اور ایسا تکلیف کا کام جو اسکی طاقت سے زیادہ ہو نہ دو اور اگر دو تو آپ بھی مدد کرو یعنی کام میں ایک [illegible]

کا یہ مطلب نہیں کہ غلام کو کھانا اور پہنانا اپنے برابر واجب ہے بلکہ مستحب ہے اسواسطے کہ طحاوی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مملوک کا واسطے

[illegible] یعنی غلام کا کھانا کپڑا واجب ہے یعنی فرمایا کہ مالک پر اپنا سا طعام اور لباس لازم ہے بلکہ حدیث صحیحین کا یہ مطلب ہے کہ اول وہ لباس کی جنس [illegible] مثلاً اگر

مالک سوت کا کپڑا پہنتا ہو تو غلام کو بھی سوتی پہناوے اگرچہ خود ململ و تنزیب پہنے اور غلام کو گاڑھا یا گزی پہناوے اور صحابہ کبار ہرگز منقول نہیں کہ غلاموں کو لباس

پہناتے ہوں مگر بعضے صحاب البتہ بنظر استحباب برابر رکھتے تھے کذا فی فتح القدیر وحاشیۃ المدنی وفی القنیۃ نفقۃ المبیع علی البائع ما دام فی یدہ ہو الصحیح قال ہو مشکل لان الخراج

بالضمان للبائع رقبۃ ولا منفعۃ فینبغی ان تلزم المشتری اور قنیہ میں ہے کہ نفقہ غلام یا حیوان مبیع کا بائع پر ہے جبتک کہ وہ اسکے قبضہ میں ہو اور یہی قول صحیح ہے اور مشکل ہے اسواسطے

قول کو بحر الرائق میں اس دلیل سے کہ مبیع پر بائع کی کچھ ملکیت نہیں نہ اعتبار ذات کے نہ باعتبار منفعت لینے کے تو لائق یہ ہے کہ مشتری پر نفقہ لازم ہو نہ بائع پر بعضے علما نے اس

اشکال کا یوں جواب دیا ہے کہ جبتک مبیع بائع کے پاس ہے تو اسکے ضمان میں ہے تو اسپر نفقہ بھی واجب ہے جیسے مغصوب کا نفقہ غاصب پر واجب ہے حالانکہ غاصب کسکا مالک

نہیں نہ ذات کا نہ منفعت کا کذا فی حاشیۃ المدنی فان امتنع فہی فی کسبہ ان قدر بان کان صحیحا ولو غیر جارف بصناعۃ فیوجر لنفسہ فی البناء بحر پھر اگر مولی غلام کو

نفقہ نہ دے تو اسکا نفقہ اسکی کمائی میں ہے اگر وہ قادر ہو اسطرح پر کہ تندرست ہو اور اگرچہ کوئی صنعت اور پیشہ نہ جانتا ہو تو مزدوری کرے جیسے معمار کا مزدور یعنی

معمار کو اینٹ گارہ دینا ہر تندرست سے ہو سکتا ہے عاقل ہو یا احمق والا کزمن او جاریۃ لا یوجر مثلہا امرہ القاضی ببیعہ وبالاجرۃ القاضی وبہ یفتی اور اگر

غلام مزدوری نہ کر سکتا ہو چنانچہ لولا ہو یا ایسی لونڈی ہو کہ مزدوری نہ کر سکتی ہو یعنی خوبصورت ہے کہ اسکی مزدوری میں فساد کا احتمال ہو تو قاضی اسکے مالک پر جبر

حکم کرے اسکے بیچ ڈالنے کا اور صاحبین نے کہا کہ قاضی خود اسکو بیچ لے مالک سے کہنے کی کچھ حاجت نہیں اور اسی پر فتوی ہے ان محالہ الا لکم ہو مدبر ولد

بالاتفاق اگر غیر غلام مذکور کو بیچے اگر وہ محل ہو بیع کا یعنی اگر اسکا بیچنا جائز ہو اور اگر اسکا بیچنا جائز ہو جیسے مدبر اور ام ولد تو اسکے مالک پر اسکا نفقہ قاضی

لازم کر دے بحکومت اسکے سوا اور کچھ نہ کرے عبد لا ینفق علیہ مولاہ اکل اوا خذ من مال مولاہ قدر کفایتہ بلا رضاہ ان عاجزا عن الکسب جاز وکم الاذن

قنیہ ایک غلام ہو کہ اسکا مالک اسکو نفقہ نہیں دیتا تو اسنے کھایا یا لیا اپنے مولی کے مال سے اپنی بقدر حاجت کے بدون اسکی رضامندی کے تو اگر

غلام عاجز ہو کمائی سے یا قادر ہو کسب پر لیکن اسکا مالک کسب کی اجازت نہ دیتا ہو تو اسکو کھانا اور لینا جائز ہے ولا لا یکال لو اقتر علیہ مولاہ ولا یاکل من علی

لکسب ان قدر مجتبی اور اگر غلام کسب پر قادر ہو اور مالک کسب سے روکتا ہو تو بدون رضامندی مولی کے غلام کو اسکا مال کھانا اور لینا جائز نہیں چنانچہ اگر

غلام پر تنگی کرتا ہو مولی یعنی بقدر حاجت کھانا کپڑا نہ دیتا ہو تو اسکا مال بدون اسکی رضامندی کے نہ کھائے بلکہ کمائی کرے اگر اسکی طاقت ہو کذا فی المجتبی وفیہ

تنازعا فی عبد او دابة فی ایدیهما یجبران علی نفقته اور مجتبیٰ میں ہے کہ دو شخصوں نے جھگڑا کیا غلام یا جانور میں جو اُن دونوں کے قبضے میں ہے تو اُن پر جبر کیا جاویگا اُسکے
نفقہ میں یعنی دونوں سے زبردستی اُسکا قوت دلایا جاویگا تاوقتیکہ ایک کا دعویٰ ثابت ہو نفقة العبد المغصوب علی الغاصب الی ان یردہ الی مالکه
غلام مغصوب کا نفقہ غاصب پر واجب ہے یہانتک کہ اسکے مالک کے پاس اسکو پہونچاوے فان طلب الغاصب من القاضی الامر بالنفقة او البیع
لا یجیبه لانه مضمون علیه ولکن ان خاف القاضی علی العبد الضیاع باعه القاضی لا الغاصب وامسک القاضی ثمنه لمالکه سو اگر طلب کرے
غاصب قاضی سے اجازت نفقہ کی یعنی قرض لیکر نفقہ دیا جاوے اور غلام کی قیمت میں قرض مجرا ہو یا بیع کی اجازت مانگے تو قاضی اسکو نہ قبول کرے اسواسطے کہ غاصب
پر تاوان ہر صورت ثابت ہے خواہ غلام زندہ رہے یا مرے لیکن اگر قاضی ڈرے غلام کی ہلاکی پر بسبب فاقہ کشی کے تو اُسکو قاضی بیچڈالے نہ غاصب اور اُسکی قیمت کو
قاضی اُسکے مالک کیواسطے رکھ چھوڑے جب آوے تب اُسکو دے طلب المودع او اخذ الآبق او احد شریکی عبد غاب احدهما من القاضی الامر بالنفقة علی
عبد الودیعة ونحوہ لا یجیبه لکن اذا استعمل بالاجرة ینفق منه او یبیعه ویحفظ ثمنه لمولاہ دفعا للضرر طلب کیا امانت دار نے یا بھاگے غلام کے پکڑنے
والے نے یا غلام کے ایک مالک نے دوسرے مالک کی غیبت میں طلب کیا قاضی سے قرض لینے کا حکم امانت کے غلام کے نفقہ کیواسطے اور مانند اُسکے یعنی غلام
گریختہ یا مشترک کے نفقہ کیواسطے تو قاضی اُسکو نہ قبول کرے یعنی اجازت قرض کی اُن غلاموں کے نفقات کیواسطے نہ دے تاکہ نفقہ نہ اُسکو کھا جاوے یعنی کثرت
قرض سے غلام کی قیمت اُسمین مجرا ہو جاوے بلکہ قاضی اُس غلام کو اجارہ دے اور اُسکی مزدوری سے اُسکو کھلاوے یا اُسکو بیچڈالے اور اُسکی قیمت کو اُسکے مولیٰ کیواسطے
رکھ چھوڑے تاکہ مولیٰ کا ضرر نہو (اجارہ غلام گریختہ کا یہ تجویز ہی صاحب نہر کی نزدیت مذہب کی تو شارح پر اسکا آگاہ کرنا ضرور تھا کذا فی حاشیة المدنی) والنفقة علی الآجر
والراهن والمستعیر والاکسوة فعلی المعیر وتسقط بالعتق ولو زمنا وتلزم بیت المال خلاصة اور نفقہ غلام کا اجارہ دینیوالے پر ہے نہ مستاجر پر اور گرو کرنے والے پر ہے نہ مرتہن پر اور عاریت
مانگنے والے پر ہے نہ عاریت دینیوالے پر اور لباس تو عاریت دینیوالے پر واجب ہے اور ساقط ہوتا ہے نفقہ غلام کا اُسکے آزاد کر دینے سے اگرچہ غلام لولا ہو اور ایسے عاجز کا
نفقہ مسلمین کے بیت المال میں لازم ہے کذا فی الخلاصة اور اسیطرح شیخ کبیر اور مریض کا نفقہ بیت المال میں ہے اگر اسکے پاس مال نہو اور کوئی قرابت دار نہو کذا فی العالمگیریة عن المضمرات
دابة مشترکة بین اثنین امتنع احدهما من الانفاق اجبرہ القاضی للاضرار بشریکه جوہرہ جانور چارپایہ مشترک ہے دو مالکوں میں ایک مالک اُسپر کچھ صرف نہین کرتا تو قاضی اُسپر
زبردستی کرے اور اُس سے بھی صرف کراوے تاکہ اسکے شریک کو ضرر نہ پہنچے کذا فی الجوہرہ وفیها ویومر ایضا بالبیع او بالانفاق علی بهائمه دیانة لا قضاء علی ظاهر المذهب
للنهی عن تعذیب الحیوان واضاعة المال اور جوہرہ میں ہے کہ جانور والے مالک سے کہا جاوے کہ یا انکو بیچڈالے یا اپنے چوپایوں کو چارہ پانی دے یہ امر دیانة کیا جاوے یعنی اگر کوئی
فتویٰ پوچھے تو فتویٰ دے بطریق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نہ قضاءً یعنی بحکومت جبر کرے بنا بر ظاہر مذہب کے ہدایہ میں کہا کہ عدم جبر صحیح ہے انفاق کا امر اسواسطے کرے کہ حدیث
میں نہی وارد ہے جاندار کی تکلیف رسانی سے اور مال کے ضائع کرنے سے اور جو انکے نفقہ نہ دینے میں دونوں ممنوع کام مجتمع ہیں تعذیب بھی اور اضاعت بھی وعن الثانی یجبر ورجحه
الطحاوی والکمال وبه قالت الائمة الثلثة اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ جانور کے مالک پر جبر کیا جاوے انفاق پر اور اسی قول کو ترجیح دی ہے طحاوی اور کمال الدین نے
فتح القدیر میں کہ اگرچہ یہاں کوئی مدعی نہین لیکن مالک کے ترک واجب میں تامل نہین تو قاضی ترک واجب ہی پر جبر کرے اور یہی قول ہے اماموں کا یعنی مالک اور شافعی اور احمد کا اور یہی
حق ہے کذا فی فتح القدیر ولا یجبر فی غیر الحیوان وان کرہ تضییع المال ما لم یکن له شریک اور جبر نہ کیا جاوے سواے جاندار کے اور مال پر صرف کرنے کا چنانچہ گھر اور زمین اور باغ
کی مرمت میں اگرچہ مکروہ ہے مال کا ضائع کرنا جب تک کہ اُسکا دوسرا شریک نہو اور اگر اُسکا دوسرا شریک ہوگا تو بنظر ضرر شریک کے غیر حیوان میں بھی جبر
ہوگا چنانچہ مضرت شریک کا مسئلہ مذکور ہو چکا قلت وفی الجوہرة فان کان العبد مشترکا فامتنع احدهما انفق الثانی ورجع علیه ونقل المصنف تبعا للبحر عن الخلاصة انفق
الشریک علی العبد فی غیبة شریکه بلا اذن الشریک او القاضی فهو متطوع وکذا النخیل والزرع والودیعة واللقطة والدار المشترکة اذا استرمت شارح
کہتا ہے اور جوہرہ میں ہے کہ اگر غلام مشترک ہو دو شخصوں میں اور ایک شریک اُسکو نفقہ نہ دیتا ہو تو دوسرا شریک اُسکو نفقہ دے اور اپنے شریک سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

… تاکہ … اور … زیادہ … اور زیادہ … [illegible]

کتاب العتق

کتاب العتاق کو ادنی کے حکم میں کتاب الطلاق کے بعد کتاب العتق کو اس واسطے ذکر کیا کہ دونوں مشترک ہیں اسقاط میں یعنی طلاق عبارت ہے رفع قید نکاح سے اور عتاق عبارت ہے
رفع قید ملکیت سے اور طلاق کو مقدم ذکر کیا ہے اس واسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر غلام آزاد کیے … اور … صحابہ نے بہت غلام آزاد کیے
… سب میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے بہت سے غلام آزاد کیا اور عبد الرحمن بن عوف نے تیس ہزار غلام آزاد کیے کذا فی حاشیۃ الدرر … اسقاطات
اسی واسطے … فاسقاط الحق عن القصاص عفو وعن الدین ابراء وعن البضع طلاق وعن الرق عتق حقوق کے اسقاط شرع میں جدا جدا ناموں سے تعبیر کیے گئے ہیں
واسطے تاکہ … کلمات کی حاجت … اسقاط حق قصاص کا نام عفو ہے اور اسقاط دین کا نام ابراء ہے اور اسقاط حق وطی کا نام طلاق ہے اور اسقاط
ملکیت کا نام عتق … مناسب … الرق عتاق اس واسطے کہ عتق لازم ہے اور اعتاق متعدی تو عتق سقوط حق ملک ہے اور اعتاق اسقاط حق ہے
… باب الاعتاق … اور ملک قریب … مصنف نے اس کتاب کا عنوان بلفظ عتق کیا نہ بلفظ اعتاق یعنی کتاب العتق کہا نہ کتاب الاعتاق تاکہ لفظ عتق … شامل
احکام استیلاد اور ملک قریب کو بھی شامل ہے اس واسطے کہ استیلاد اور ملک قریب عتق ہے نہ اعتاق کیونکہ اعتاق عبارت ہے ایقاع عتق سے اور استیلاد اور ملک قریب میں
وقوع عتق ہے نہ ایقاع عتق اور یہ تفسیر شارح کی مخالف ہے قول سابق کے کہ … اسقاط ملکیت … کو عتق بولا ہے اور اسقاط مولی کا فعل ہے … اعتاق ہے اور
کنز اور … البحر میں کتاب الاعتاق سے تعبیر کیا ہے لکن لما ناسب احکام … وہو لغۃ الخروج عن المملوکیۃ من باب ضرب مصدرہ عتق وعتاق عتق لغت عرب میں مملوکیت سے
نکلنے کو کہتے ہیں کذا فی المغرب عتق بالکسر اور عتاق بالفتح اور … عتاقۃ باب ضرب یضرب کے مصادر ہیں … لغت عرب میں عتق بمعنی کرم اور جمال
اور سبقت اور تقدم اور قوت کے بھی آیا ہے لیکن چونکہ معنی لغوی و شرعی میں مناسبت ضرور ہے لہذا شارح نے یہاں فقط حریت یعنی خروج عن المملوکیۃ کو اختیار کیا
کہ معنی شرعی سے اس کو نہایت مناسبت ہے بلکہ درحقیقت اتحاد ہے بخلاف اور معانی کے کہ ان میں ایسی مناسبت صریح نہیں اور جبکہ غلام آزاد ہوا تو اس کو عتیق اور
معتق … بولتے ہیں شرعا عبارۃ عن اسقاط المولی حقہ عن مملوکہ بوجہ مخصوص یصیر المملوک بہ من الاحرار اور اصطلاح شرع میں عتق عبارت
ہے اسقاط حق ملکیت سے یعنی مولی اپنے حق کو اپنے مملوک سے ایسی مخصوص وجہ سے ساقط کر دے کہ اس کا مملوک اس اسقاط کے سبب سے احرار میں داخل ہو یعنی آزاد ہو جائے
غلام باقی رہے تدبیر قبل موت مولی کے اور کتابت قبل ادائے بدل کتابت کے عتق کی تعریف سے نکلی مولی کے حقوق جیسے بیع کرنا اس کا ہبہ کرنا اور مدبر کرنا اور
مملوک کو … غیر سے نکاح کر دینا اور خدمت لینا عتق سے یہ سب ساقط ہو جاتے ہیں … مخصوص سے مراد … لفظ عتق کا کہنا یا کنایہ بہ نیت عتق یا
مملوک کو اپنا قریب بتانا یا حریت کا اقرار کرنا یعنی اگر غیر کے غلام کو کوئی آزاد کہے پھر اس کا مالک بنے تو وہ آزاد ہو گا چنانچہ مزید تصریح ان وجوہ کی مسائل سے معلوم ہو گی

(اللفظ الدال علیہ او ما یقوم مقامہ کملک قریب ودخول حربی اشتری مسلماً دار الحرب) اور رکن عتق کا وہ لفظ ہی جو ارادے پر دلالت کرے یا وہ فعل جو قائم مقام ہو اُسکے جیسے قریب کا مالک ہونا اور داخل ہونا حربی کا دار الاسلام مین یا ان پھر غلام مسلمان خریدکر کے دار الحرب مین لیجانا تو بمجرد داخل ہونے دار الحرب کے غلام مسلمان آزاد ہو جاویگا بدون آزاد کرنے کے نزدیک امام کے اور اسی طرح اگر حربی غلام مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آ ویگا تو آزاد ہو جاویگا اور اگر حربی غلام دار الحرب مین مسلمان ہوگا تو بالاتفاق امام اور صاحبین کے آزاد ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن المنح (وصفتہ واجب لکفارۃ ومباح بلا نیۃ لانہ لیس بعبادۃ حتی صح من الکافر ومندوب لوجہ اللہ تعالیٰ لحدیث عتق الاعضاء) اور وصف عتق کا یہ ہی کہ وہ واجب ہی اور مباح اور مستحب اور مکروہ اور حرام عتق واجب تو وہ ہی جو کفارہ قتل اور ظہار اور افطار اور قسم مین آزاد کرے اور عتق مباح وہ جو بلا نیت ہو عتق مین سنت شرط نہین اسواسطے کہ وہ عبادت نہین یہانتک کہ کافر کا آزاد کرنا بھی صحیح ہی اور حالانکہ کافر لائق عبادت کے نہین ہان اگر مسلمان واسطے رضاے حقتعالی کے آزاد کریگا تو اسوقت عتق البتہ عبادت ہو جاویگا اور عتق مستحب وہ ہی جو حقتعالی کی خوشنودی کیواسطے ہو موجب اس حدیث کے جسمین عتق اعضا کا ذکر ہی صحاح ستہ مین ابوہریرہ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کو آزاد کریگا تو حقتعالی اسکے ہر عضو کے عوض مین آزاد کرنے والے کا ہر عضو دوزخ سے آزاد کریگا کذا فی حاشیۃ المدنی (وہل یحصل فی ذلک بتدبیر وشراء قریب الظاہر نعم) اور کیا یہ ثواب یعنی عتق اعضا مدبر کرتے مین اور اپنے قریب کے مول لینے مین حاصل ہوگا یا نہین ظاہر جواب یہ ہی کہ ہان انہین بھی ایسا ہی ثواب متوقع ہی اسواسطے کہ مدبر کرنا بھی عبادت ہی عتاق کے اگرچہ بعد موت مالک کے ہی اور خرید قریب مین دوسرا ثواب ہی ایک اعتاق کا اور دوسرا صلہ رحمی کا (ومکروہ لفلان) اور عتق مکروہ یہ ہی جو کسی دمی کی خاطر سے ہو مکروہ اسواسطے ہوا کہ ایسا عمدہ کام بیفائدہ ہو گیا اور بحر الرائق مین بروایت محیط اسکو مباح مین شمار کیا ہی تو ظاہر کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی (وحرام بل کفر للشیطان) اور عتق حرام وہ ہی جو شیطان کیواسطے ہو بلکہ یہ تو کفر ہی یعنی اگر عتق سے تعظیم شیطان مقصود نہو تو حرام ہی اور اگر تعظیم منظور ہو تو صاف کفر ہی بہرصورت شیطانی کام ہی اور اسیطرح بت کیواسطے آزاد کرنا اور اگر ظن غالب ہو کہ غلام دار الحرب مین چلا جاویگا یا مرتد ہو جاویگا یا چوری یا قطع الطریق کریگا تو اُسکا بھی آزاد کرنا حرام ہی کذا فی حاشیۃ المدنی (ویصح من حر مکلف ولو سکران او مکرہاً او مخطئاً او ہازلاً او لا یعلم بانہ مالکہ کقول لغاصب للمالک او البائع للمشتری اعتق عبدی ہذا واشار الی المبیع) عتق صحیح ہی آزاد کرنا حر مکلف سے یعنی عاقل بالغ سے اگرچہ وہ مست یا زبردستی کسی نے آزاد کروایا ہو اس سے یا کہ مولی چوک گیا ہو اسطرح پر کہ مثلاً اُسکے غلام کا نام صالح تھا سو اُسنے چاہا کہ یون پکارے کہ یا صالح سو اُسکے منہ سے نکل گیا یا حر یعنی اے آزاد یا اگرچہ مولی بیمار ہو بمرض الموت یا وہ نجانتا ہو کہ یہ میرا غلام ہی چنانچہ غاصب نے مالک سے یا بائع نے مشتری سے کہا کہ اس میرے غلام کو آزاد کردے اور اشارہ کیا مبیع کیطرف مشتری نے اور مغصوب کیطرف غاصب نے تو وہ آزاد ہو جاویگا یعنی غاصب نے غلام مغصوب کیطرف اشارہ کرکے مالک سے کہا کہ اس میرے غلام کو آزاد کر سو مالک نے نادانستہ اُسکو آزاد کردیا تو وہ غلام مالک کا آزاد ہو جاویگا اور اسیطرح اگر مشتری نے غلام مبیع کیطرف اشارہ کرکے بائع سے کہا کہ اس میرے غلام کو آزاد کر اور حالانکہ مشتری کو یہ معلوم نہین کہ یہ میرا غلام ہی سو بائع نے اُسکو آزاد کردیا تو وہ غلام آزاد ہوگا مشتری کیجانب سے اور مشتری اُسکا قابض ٹھہریگا اور قیمت دینا اُسکو لازم ہوگا کذا فی المنح عن الکشف الکبیر مستی اور اکراہ اور خطا اور نادانستگی مانع عتق کی نہین اسواسطے کہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہی کہ ہزل سے بھی عتق صحیح ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ قصد اور دانستگی اسمین ضرور نہین چنانچہ اسکی تصریح کتاب النکاح اور کتاب الطلاق مین مذکور ہو چکی (لا من صبی ومدہوش ومعتوہ ومبرسم ومغمی علیہ ومجنون ونائم کما لا یصح طلاقہم) صحیح نہین آزاد کرنا صغیر کا اور شخص متحیر کا اور مختلط الکلام فاسد التدبیر کا اور جسکی عقل بجا نہ ہو برسام کے مرض سے اور بیہوش کا اور مجنون کا اور سونے والے کا جیسے کہ انکی طلاق صحیح نہین (ولو اسندہ لحالۃ مما ذکر او قال وانا حربی فی دار الحرب وقد علم ذلک فالقول لہ) اور اگر مالک نے عتق کو منسوب کیا حالات مذکورہ کیطرف یعنی یون کہا کہ مین نے غلام کو بچپن یا جنون یا بیہوشی مین آزاد کیا تھا یا یون کہا کہ جب مین نے آزاد کیا تھا تو مین حربی تھا دار الحرب مین اور یہ حال لوگون کو معلوم بھی ہو تو مالک ہی کا قول معتبر ہوگا یعنی غلام نہ آزاد ہوگا بسبب عدم اہلیت عتق کے (فی ملکہ ولو رقبۃ کمکاتب وخرج عتق الحمل ان ولدتہ لستۃ اشہر او اکثر ولو لاقل صح) صحیح ہی عتق حر مکلف کا اپنی ملک مین اگرچہ ذات کی ملکیت ہو نہ تصرف کی جیسے مکاتب اور قید ملکیت سے نکل گیا عتق حمل جب کہ

[illegible]

[illegible] تو عتق [illegible] اگر [illegible]

[illegible]

[illegible] وارث [illegible]

[illegible] عتق [illegible] الملک [illegible]

[illegible] لونڈی [illegible]

[illegible]

[illegible] کہ اگر میرا مورث مر جائے تو تو آزاد ہے تو یہ عتق صحیح نہیں [illegible]

[illegible] موت [illegible] وارث [illegible]

[illegible] مورث [illegible] آزاد [illegible] عتق [illegible]

[illegible] سبب [illegible] فقال ان [illegible]

[illegible] اور تعلیق کے جو مسائل [illegible] کہ یہ قول ہو اپنی لونڈی سے کہ اگر میرا باپ مرے تو تو آزاد ہے [illegible]

[illegible] کہ اگر میرا باپ مرے تو تجھکو [illegible] طلاق [illegible] پھر اسکا باپ مر گیا تو وہ لونڈی [illegible] کذا فی التبیین [illegible]

عتق [illegible] ملک ثابت ہوئی [illegible] طلاق اور عتاق کے باپ کی موت کے سبب [illegible] ملک [illegible] طلاق اور عتاق [illegible]

[illegible] وارث نہیں ہوتا [illegible] طلاق اور عتاق بسبب تعلیق بالموت کے [illegible] تو ملک کا مقدم ہونا [illegible]

عتاق کی شرطوں [illegible] لونڈی کا [illegible] طلاق [illegible]

نہیں ہوتا [illegible] ملک [illegible] عتق میں [illegible] مقدم نہیں بلکہ اقتران ہوا اور چونکہ تعلیل [illegible] شارح نے کہا [illegible]

[illegible] عتق [illegible] الفاظ عتق دو قسم ہیں صریح اور کنایہ صریح وہ ہیں جو لغت اور شرع میں مستعمل [illegible] عتق میں

تو الفاظ صریح کے بولنے سے بدون نیت کے بھی عتق واقع ہوتا ہے اس واسطے کہ نیت [illegible] اور کنایہ میں اشتباہ [illegible] نیت کی

حاجت ہے کذا فی منح الغفار [illegible] عتق [illegible] وصف [illegible]

کرے [illegible] اس واسطے کہ [illegible] جس میں حریت پائی جاوے [illegible] غلام [illegible]

لفظ عتق [illegible] مصدر [illegible]

[illegible] معتق یا محرر [illegible] آزاد [illegible] کنایہ [illegible]

[illegible] یا معتق یا محرر [illegible] عتق صریح [illegible] بلکہ کنایہ ہونگے یعنی بدون نیت کے عتق ثابت [illegible]

اس سے پوچھا [illegible] اپنے غلام کو [illegible] غلام آزاد ہوگا کذا فی منح الغفار [illegible]

فی الاصح [illegible] چنانچہ مولی نے اپنے غلام کو کہا کہ میں نے تجھکو محرر کیا یا [illegible]

آزاد کیا [illegible] نیت کا محتاج نہیں کذا فی الظہیریۃ اس واسطے کہ [illegible] مستعمل نہیں [illegible] عتق میں جیسے [illegible]

[illegible] کذا فی حاشیۃ الدرر [illegible] غلام کی طرف اشارہ کرکے [illegible]

پکارا کہ یا مولاے یا لونڈی کو یون پکارا کہ یا مولاتی ہم مولا کا لفظ مشترک ہو معانی کثیرہ مین چنانچہ ابن اثیر نے بیس معانی سے زیادہ شمار کیے ہین از انجملہ ناصر اور
ابن عم اور مالک اور آزاد لیکن جب غلام کو مولی کہا تو کوئی معنی مناسب نہین ہوتے سواے آزاد کے لہذا اس لفظ سے بلا نیت عتق ثابت ہوگا بنابر قول اصح کے کذا فی
المنح عن الولوالجیۃ بخلاف انا عبدک فی الاصح بخلاف اس قول کے کہ مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون اس قول سے عتق نہین ہوتا قول اصح مین اسواسطے کہ
یہ کلمہ تلطف اور مہربانی کا ہو نہ عتق کا او یا حر او یا عتیق ولو قال اردت الکذب او حریۃ من العمل برئ یا غلام کو یون پکارا کہ یا حر یا عتیق اور اگر مالک نے کہا کہ مین نے
اس قول سے کذب کا ارادہ کیا یا کام لینے سے آزاد کرنا مقصود تھا نہ عتق تو دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی بسبب احتمال کے نہ قضاءً اسواسطے کہ ظاہر لفظ کے مخالف ہو الا
اذا سماہ بہ واشہد وقت تسمیۃ خانیۃ فلا یعتق مالم یرد الانشاء وکذا فی الطلاق حر اور عتیق سے عتق ثابت ہوتا ہو مگر جبکہ مالک نے غلام کا حر یا عتیق نام رکھے اور
نام رکھنے کیوقت لوگون کو اسکا شاہد بھی کر دے کذا فی الخانیۃ تو اب حر یا عتیق کہنے سے غلام آزاد نہوگا جب تک کہ ایجاد عتق کا ارادہ نکریگا اور اسیطرح طلاق کا بھی
حکم یعنی اگر زوجہ کا طالق یا مطلقہ نام ہو اور لوگ اسکو جانتے ہون تو طالق یا مطلقہ کہنے سے طلاق نہ واقع ہوگی جبتک کہ طلاق کا ارادہ نکریگا ثم لو بعد تسمیتہ بالحر اذا ناداہ بہ او دعہ
بالعجمیۃ کیا آزاد او عکسہ بان سماہ بازاد وناداہ بالعربیۃ یا حر عتق لعدم العلمیۃ پھر غلام کو بعد حر کرنے کے بعد جب اسکو زبان عجمی مین بلفظ مترادف پکاریگا چنانچہ یا
آزاد یا اسکے بالعکس کرے یعنی اسکا آزاد نام رکھے اور زبان عربی مین اسکو بلفظ عربی پکارے چنانچہ یا حر تو وہ غلام آزاد ہوجائیگا بسبب عدم علمیت کے اسواسطے کہ پہلی صورت
مین اسکا حر نام ہو نہ آزاد ہو اور دوسری صورت مین اسکا آزاد نام ہو نہ حر وکذا راسک حر ووجہک حر ونحوہما مما یعبر بہ عن البدن کما مر فی الطلاق اور اسیطرح غلام آزاد ہوگا
یون کہنے سے کہ تیرا سر آزاد ہو یا تیرا چہرہ آزاد ہو اور مانند ان اعضا کے جنسے کل بدن کی تعبیر ہوتی ہو چنانچہ ذکر ان اعضا کا کتاب الطلاق مین گذر گیا ولو اضافہ بجزء شائع کثلثک عتق
ذلک القدر لتجزیہ عند الامام کما یجئ اور اگر عتق کو جزء شائع کیطرف مضاف کیا مثلاً یون کہا کہ ثلث آزاد ہو یا نصف آزاد ہو تو اسیقدر آزاد ہوگا جتنا مولی نے ذکر کیا یعنے
اگر ثلث کہا تو ثلث آزاد ہوگا اور اگر نصف کہا تو نصف آزاد ہوگا نہ کل بدن بسبب قسمت پذیری عتق کے نزدیک امام اعظم کے چنانچہ اسکا ذکر آئیگا ومن الصریح قولہ لعبدہ
انت حرۃ ولامتہ انت حر خانیۃ اور عتق صریح کی قسم سے یون کہنا ہو مولی کا اپنے غلام سے کہ تو حرہ ہو یا اپنی لونڈی سے کہ تو حر ہو اسواسطے کہ فقہا کے نزدیک ایسے
مقامون مین اعراب ور تذکیر اور تانیث کا اعتبار نہین ومنہ وہبتک او بعتک نفسک نیعتق مطلقا ولو زاد بکذا توقف علی القبول فتح اور عتق صریح سے ہو یون کہنا بھی
کا اپنے غلام سے کہ مین نے تیری ذات تجھکو بخشی اور مین نے تیری ذات تیرے ہاتھ بیچی تو اس قول سے غلام آزاد ہوجاویگا ہر طرح سے اس ہبہ اور بیع کو قبول کرے یا
نکرے اگرچہ اسنے عتق کی نیت نہ کی ہو اور اگر مولی نے یون زیادہ کرکے کہا کہ مین نے تیری ذات تجھکو بخشی دس درم کے عوض یا بیچی پانچ درم کے عوض مثلاً تو غلام کا آزاد ہونا
اسکے قبول کرنے پر موقوف ہوگا کذا فی فتح القدیر ہم ہبہ اور بیع نفس کو فتح القدیر مین ملحق بصریح کہا ہو نہ صریح اور عالمگیری مین حاوی قدسی سے بھی یہی قول منقول ہو
اور شارح نے اسکو صریحا صریح بین اصل کیا ہو اور محشی مدنی نے بحر الرائق سے نقل کیا ہو کہ مختار صاحب فتح القدیر کا یہ ہو کہ یہ صریح ہو لیکن مترجم نے جو فتح القدیر
کو دیکھا تو یہ عبارت تھی ویلحق بالصریح قولہ لعبدہ وہبتک لنفسک وبعتک نفسک الی آخرہ واللہ اعلم ومنہ المصدر نحو العتاق علیک وعتقک علیک بلا نیۃ ولو زاد واجب
لم یعتق لجواز وجوبہ الکفارۃ ظہیریۃ اور عتق صریح سے ہو مصدر چنانچہ یون کہنا کہ عتاق تجھپر واقع ہو یا تیرا عتق تجھپر ثابت ہو اور اگر واجب کا لفظ زیادہ کریگا یعنی یون
کہے کہ تیرا عتق تجھپر واجب ہو تو غلام نہ آزاد ہوگا اس احتمال سے کہ شاید مولی پر آزاد کرنا کفارہ کیواسطے واجب ہو کذا فی الظہیریۃ پھر جب احتمال کی گنجایش ہوئی
تو صریح نہ باقی رہا وفی البدائع قیل لہ اعتقت عبدک فاومی براسہ ان نعم لم یعتق اور بدائع مین ہو مولی سے کسی نے کہا کہ تو نے اپنے غلام کو آزاد کیا سو اسنے سر سے
اشارہ کیا کہ ہان اسطرح سے غلام آزاد نہوگا اسواسطے کہ اسنے عتق کا لفظ نہین کہا باوجود قدرت کے بخلاف گونگے کے کہ اسکا اشارہ کافی ہو عتق مین ولو زاد
من ہذا العمل عتق قضاءً اور اگر انت حر کے بعد من ہذا العمل زیادہ کریگا یعنی اگر یون کہیگا کہ تو آزاد ہو اس کام سے تو غلام آزاد ہوگا قضاءً نہ دیانۃ ثم ہذہ عبارۃ
شارح کی مسئلہ ایراس سے متعلق نہین کما ہو المتبادر بلکہ اس کلام کیطرف راجع ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی المدنی ناقلا عن البحر ولو قال یا سالم فاجابہ غانم فقال

[illegible] عتق [illegible] قول [illegible] ما لا تحتمل قضا [illegible] اگر کسی مولی نے [illegible] میں [illegible] تو مولی نے کہا [illegible]

[illegible] تو [illegible] کہ [illegible] سبب [illegible]

[illegible] مولی [illegible] سے [illegible] تقاضا [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] حال [illegible] تو [illegible] غیب [illegible]

[illegible] سبب [illegible] سکتی [illegible] عتق اور [illegible]

[illegible] سبب [illegible] کہ [illegible]

[illegible] نیت کے آزاد [illegible] کہا [illegible] آزاد ہوگا [illegible]

کی تشبیہ [illegible] ان [illegible] کلا ملک لی علیک [illegible] اور [illegible] من ملکی [illegible]

[illegible] عتق کنایات عتق سے [illegible] کی نیت کریگا [illegible] کنایات میں [illegible] چنانچہ مولی نے [illegible] میری ملک [illegible]

[illegible] ملک سے نکلیا [illegible] تو [illegible] کنایات میں [illegible] عتق اور غیر عتق [illegible]

اور نفی ان اشیاء مذکورہ کی [illegible] سبب [illegible] کے ہو اسباب عتق کے [illegible] جب ان قول میں مولی عتق کی نیت کریگا تو احتمال [illegible]

ہوگا کذا فی الدر والمقصود [illegible] انت الطلق [illegible] مطلقہ [illegible] لونڈی [illegible] چنانچہ مولی [illegible]

اپنی لونڈی سے کہ [illegible] مطلق [illegible] تو زیادہ تر آزاد ہو فلانی سے اور حالانکہ فلانی آزاد ہو [illegible] اپنی زوجہ سے [illegible] کہا کہ تو زیادہ [illegible]

فلانی عورت سے اور حالانکہ وہ عورت مطلقہ ہو تو پہلی مثال میں لونڈی آزاد ہوگی اور دوسری مثال میں زوجہ اسکی مطلقہ ہوگی بشرطیکہ متکلم نیت عتاق

اور طلاق کی کریگا جیسے عتاق اور طلاق کی [illegible] میں نیت شرط ہو چنانچہ غلام سے [illegible] انت حر یا زوجہ سے یوں کہ کہ انت طالق تو [illegible] میں [illegible]

کا قول نقل کیا ہو کہ عتاق اور تطلیق کو اگر کوئی بھی کہے اور عتق اور طلاق کی نیت کرے تو واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ المدنی وفی الخلاصۃ قال لعبدہ انت غیر مملوک

لا یعتق [illegible] احکام الاحرار [illegible] لیس ہذا العبدی لا یعتق [illegible] لا ملک لی علیک [illegible] فی النہر [illegible]

اگر کسی مولی نے اپنے غلام سے کہ تو مملوک نہیں تو وہ آزاد نہوگا لیکن ثابت ہونگے اسکی غلام کو آزادون کے احکام یعنی اب مولی اسکی مملوکیت کا دعوی کر سکے [illegible]

[illegible] اور اس سے خدمت [illegible] اور اگر وہ مرجاوے تو مولی [illegible] اسکی [illegible] بحر الرائق میں کہا کہ اگرچہ عتق نہین لیکن بنا ہرحریت

احرار کے [illegible] رہینگے یہانتک کہ اسکی عبدیت کا کوئی مدعی ہو اور اپنے دعوی کو ثابت کرے تو اسکا مالک ہو یا خود غلام اپنے مولی کے قول مذکور

کے بعد اقرار کرے کہ میں مملوک ہوں اسکا اور مولی بھی اسکی تصدیق کرے کہ ان سچ کہتا ہو تب اسکا مالک ہوگا اور اسیطرح غلام کو عتق ثابت نہوگا لیکن حکم احرار

[illegible] اگر مولی نے کہا کہ [illegible] غلام نہین اور بحر الرائق میں خلاصہ کے قول پر لا ملک لی علیک کو قیاس کیا ہو بسبب [illegible] نفی ملک کے یعنی اگر کسی غلام سے کہیگا

کہ میری ملک تجھپر نہین تو وہ آزاد نہوگا لیکن احکام احرار اسپر ثابت رہینگے تا وقتیکہ غلام خود مملوکیت کا اقرار کرے اور مولی بھی اسکی تصدیق کرے تب

اسکا مالک ہوگا لیکن نہر الفائق میں صاحب بحر الرائق سے اس قیاس میں نزاع کیا ہو یعنی یوں کہا ہو کہ میرے نزدیک یہ قیاس صحیح نہین اسواسطے کہ لا ملک لی علیک

میں مطلق ملکیت کی نفی [illegible] ثابت ہو [illegible] ملکیت کی نفی نہین بخلاف مسئلہ خلاصہ کے یعنی انت غیر مملوک میں مطلق نفی ہو [illegible] فرق [illegible]

نہین جب کوئی دوسرا مالک اس غلام کا نہو تو مولی کی ملک نفی کرنے سے علی الاطلاق ثابت ہوگی تو دونون قول برابر ہوگئے علی الخصوص [illegible] فی خلاصہ کا یعنی لیس [illegible]

لعبدی [illegible] لا ملک لی علیک [illegible] تو معلوم ہوا کہ قیاس صاحب بحر کا حق ہو کذا فی حاشیۃ المدنی ویصح ایضا بہذا ابنی [illegible] لا اصغر سنا من [illegible]

او کبیر وکذا ہذا ابی او جدی او ہذہ امی لان لم یصلحوا الذلک ولم ینووا العتق لانہا صریح لا کنایۃ و ہذا جار مالم یار فر بالتفصیلہا اور یہی صحیح ہو عتق مملوک
یون کہنے سے کہ یہ میرا بیٹا ہو اور لونڈی کو یون کہنے سے کہ یہ میری بیٹی ہو خواہ مملوک عمر میں چھوٹا ہو مالک سے یا بڑا اور اسیطرح سے یون کہنا غلام کو کہ یہ میرا باپ ہو یا دادا یا
لونڈی سے یون کہنا کہ یہ میری ماں ہو اگرچہ لونڈی یا غلام بسبب عدم مناسبت کے بیٹا یا باپ ہونے کی یا بیٹی اور ماں ہونے کی صلاحیت اور لیاقت نرکھتے ہون یا مالک نے اس
قول سے عتق کا قصد نکیا ہو تو بھی آزاد ہو جاوینگے اسواسطے کہ یہ الفاظ صریح عتق ہین نہ کنایہ کہ نیت کے محتاج ہون لہذا ماتن ان الفاظ کو باب صریح لایا ہو نہ کہ کنایات میں الفاظ
کا عطف ثابت ہوا اور ان الفاظ کو صریح سے موخر لایا بسبب تفصیل حکم کے یہ جواب ہو سوال مقدر کا یعنی جب یہ الفاظ صریح ٹھہرے تو کیا وجہ ہو کہ انکو صریح کے ساتھ نہ ذکر کیا
شارح نے جواب دیا کہ انکے احکام میں تفصیل زیادہ تھی لہذا انکو موخر لانا مناسب ہوا مملوک کو بیٹا کہنے سے عتق ثابت ہوتا ہو بطریق مجاز کے اسواسطے کہ فرزندی کو حریت لازم ہو اور لزوم
بولنا اور لازم کا ارادہ کرنا مجاز ہو اور اسیطرح باپ یا دادا یا ماں کہنے میں عتق بطریق مجاز ہو فان صلحوا قبل یسبھم بی ہو لد لمثلہ لمن لم یکن مجہولا نسب معروف ثبت النسب ایضا ان المجہول اللنسب بجا
من الزنا عتق فقط یعنی اگر مملوک باعتبار عمر کے صلاحیت رکھتے ہون مولی کا بیٹا ہونیکی اور غلام مولی کا نسب بھی نکے جس میں مجہول ہو اور جس مولی نے غلام کو اپنا باپ
کہا ہو اسکا باپ معلوم اور مشہور نہین کہ کون ہو تو عتق کے ساتھ نسب بھی ثابت ہوگا جبتک یون کہا ہو مولی نے کہ یہ میرا بیٹا زنا سے ہو اور اگر یون کہیگا کہ یہ غلام میرا بیٹا ہو زنا
سے تو نسب اسکا ثابت نہوگا بلکہ فقط عتق غلام کا ثابت ہوگا تفصیل اس اجمال کی یون ہو کہ زید کی عمر چالیس برس کی ہو اور اسکے غلام میں برس کا ہو مجہول النسب پھر
زید نے غلام کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہو تو غلام آزاد بھی ہوگا اور زید کا بیٹا بھی ٹھہریگا اور اگر غلام کا نسب معلوم ہوگا تو فقط عتق ثابت ہوگا نہ نسب اور اگر زید میں برس کا ہو
اور غلام چالیس برس کا تو اس صورت میں بیٹا کہنے سے نسب ثابت ہوگا بسبب عدم صلاحیت کے فقط عتق ہی ثابت ہوگا نزدیک امام کے کذا فی العالمگیریہ عن قاضیخان
اور اسی طرح کی تفصیل ہو غرہ میں یا لونڈی کو ماں کہنے میں لیکن ثبوت نسب میں اشتراط تصدیق مملوک مختلف فیہ ہو چنانچہ شارح اسکی طرف اشارہ کرتا ہو قول
لیشترط تصدیقہ فیما سوی دعوۃ البنوۃ قولان اور کیا مشروط ہو ثبوت نسب میں تصدیق غلام کی سوا دعوی فرزندی کے اسمین دو قول ہین ایک قول یہ ہو کہ تصدیق غلام
کی شرط نہین اسواسطے کہ اقرار مالک کا اپنے مملوک پر صحیح ہو بلا تصدیق مملوک اور دوسرا قول یہ ہو کہ دعوی فرزندی کے سوا میں تصدیق مملوک کی شرط ہو اسواسطے
کہ اسمین تحمیل ہو نسب کی غیر پر بخلاف فرزندی کے کہ اسمین غیر کا تحمیل نسب نہین ہو اپنی ذات پر کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر ولا تصیر امۃ ام ولد اور نہین ہو جاتی ہاں غلام کی
ام ولد یعنی جب غلام کو مولی نے اپنا بیٹا کہا تو اسکی ماں مولی کی ام ولد نہوگی ولو قال لعبدہ ہذہ بنتی اولامتہ ہذا ابنی فالمختار للنسبۃ اور اگر کہا اپنے غلام کو یہ میری بیٹی ہو اور
اپنی لونڈی سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہو تو عتق میں احتیاج ہو گی نیت کی یعنی بدون نیت کے آزادی نہوگی اسواسطے کہ اشارہ موافق مشار الیہ کے نہین تذکیر اور تانیث میں
کذا فی الہدایہ و فتح القدیر وفی ہذا خالی اوعمی عتق بلا نیۃ لانہ من النسب اور مولی کے یون کہنے میں کہ یہ میرا ماموں یا چچا ہو غلام آزاد ہوگا اور یون کہنے میں کہ
یہ میرا بھائی ہو آزاد نہوگا جبتک اخوت نسبی کی نیت نکرے اسواسطے کہ اخوت مشترک ہوتی ہو نسبی اور دینی میں قال اللہ تعالی (انما المومنون اخوۃ) اور مشترک بدون نیت کے
متعین نہین ہو سکتا بخلاف عم اور خال کے لا العتق بیا ابنی و یا اخی و یا اختی و یا ابی غلام آزاد نہین ہوتا یون کہنے سے کہ ای میرے بیٹے اور ای میرے بھائی اور ای
میری بہن اور ای میرے باپ اسواسطے کہ ندا کرنے سے توجہ کرنا منادی کا مقصود ہوتا ہو بلا قصد معنی کے بخلاف یا حر کو اسواسطے کہ یا حر عتق صریح ہو اسمین معنی قصد کرنے کی حاجت نہین
کذا فی منح الغفار و السلطان لی علیک اور غلام کو یون کہنے میں بھی عتق نہین کہ میری قدرت نہین تجھپر اسواسطے کہ باوجود بقاء ملک کے بھی عدم قدرت اور عدم تصرف
مین مقصود ہو چنانچہ غلام مکاتب مین لا بالفاظ الطلاق صریحۃ وکنایۃ بخلاف عکسہ کما مر اور عتق واقع نہین ہوتا طلاق کے الفاظ سے نہ صریح طلاق سے نہ کنایہ طلاق سے اور طلاق
واقع ہوتی ہو بلفظ عتق چنانچہ اسکی تصریح باب الطلاق مین مذکور ہو چکی تو اگر مولی اپنی لونڈی سے کہے کہ تجھکو طلاق ہو یا تو مجھپر حرام ہو تو آزاد نہوگی وان نوی قید للاخیر
لتوقفہ فی المنار علی النیۃ کما نقلہ ابن الکمال وکذا فی السلطان کما رجحہ الکمال اقرہ فی البحر الفاظ طلاق سے عتق نہین ہوتا اگرچہ مولی عتق کی نیت بھی کرے
اسواسطے کہ نیت وہان مفید ہوتی ہو جہان لفظ میں مراد کا احتمال ہو بخلاف لفظ طلاق کے کہ اسمین معنی عتق کی صلاحیت نہین شارح کہتا ہو با وجود نیت کے عتق نہونا یہ عبارت

[illegible] حلال [illegible] جب [illegible] عتق [illegible] مذکور [illegible] نیت [illegible]

[illegible] نیت [illegible] چاہیے [illegible]

[illegible] فرمایا [illegible] صاحب [illegible] سے [illegible]

[illegible] قول [illegible] ولو قال انت مثل الحر عتق [illegible] مثل [illegible] کی [illegible]

[illegible] ہو سکتے کہ اس قول میں [illegible]

[illegible] حاشیہ [illegible] الی قوله فقلتک او عبدی امرک بیدک او اختاری [illegible]

[illegible] القول فی المجلس [illegible] سے عتق نہیں ہوتا اگر مولی کے اس قول [illegible] کہ تجھکو عتق [illegible]

[illegible] کما ہو کذا فی فتح القدیر اور مولی کے اس قول میں [illegible] کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں [illegible]

[illegible] نیت عتق کے [illegible] کنایات عتق سے بھی نہیں [illegible]

[illegible] ہونے کی صلاحیت نہ علی الخصوص کہ دونوں متناسب المعنی بھی ہوں [illegible]

کنایات سے ہو [illegible] کی نیابت [illegible] نے کہا امرک بیدک او اختاری میں موقوف [illegible] قبول فی المجلس پر [illegible]

عتق [illegible] مولی کی جانب سے اطلقتک کے کہ اس میں قبول کی کچھ حاجت نہیں [illegible]

[illegible] تملیک کا طلاق [illegible] قبول فی المجلس پر عتق موقوف ہو مولی کے اس قول میں [illegible] اختیار [illegible] آزاد [illegible]

اگرچہ [illegible] مولی کی حاجت نہیں کہ صریح ہو کنایہ لیکن قبول مملوک پر عتق موقوف ہو اس واسطے کہ یہ تملیک عتق ہے [illegible]

کے تمام [illegible] عتق [illegible] حرام [illegible] اور عتق ثابت نہیں اس قول سے کہ تو مجھ پر حرام ہے اگرچہ [illegible] کی نیت بھی کرے لیکن اگر [illegible]

[illegible] سے کہے تو [illegible] اس واسطے کہ تحریم حلال قسم ہے [illegible] بنا القول عبدی او حماری [illegible] حر لا یعتق [illegible]

یعنی کہ میرا غلام یا میرا گدھا آزاد ہے یا میری دیوار آزاد ہے [illegible] غلام [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] اگر زوج نے اپنی عورت اور جانور [illegible] طلاق [illegible]

اس واسطے [illegible] طلاق کی نہیں الا لو جمع بین امرأته واجنبیة [illegible] طلاق واقع ہوگی [illegible]

[illegible] کذا فی الجوہرة [illegible] شارح موافق جوہرہ کے یوں کہتا [illegible] المیت [illegible]

یوں کہا کہ ان دونوں میں سے ایک آزاد ہے تو زندہ آزاد ہوگی اس واسطے کہ مردہ پر بھی طلاق [illegible] شارح نے [illegible]

کذا فی حاشیة المدنی و لیعتق ایضا بملک ذی رحم محرم ای قریب محرم [illegible] قرابت [illegible]

[illegible] حرام ہو تو اگر ایک شخص نے اپنے ماموں یا چچا کو خرید کیا تو مجرد خرید کے [illegible] آزاد [illegible]

[illegible] اگر [illegible] کوئی عورت ہوتا تو [illegible] حلال [illegible] آزاد [illegible]

اس واسطے کہ اگرچہ قرابت [illegible] لیکن محرم نہیں اور اگر رضاعی بھائی کو خرید کرے تو بھی آزاد نہ ہوگا اس واسطے کہ [illegible]

[illegible] کی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مالک ہو ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہوگا [illegible]

تضعیف کی ہے لیکن عبد الحق نے اس کو صحیح حدیث کہا ہے اور ابن قطان اور ابن حزم نے [illegible] توثیق کی [illegible]

محبت ہے شافعیہ پر کذا فی فتح القدیر یعنی امام شافعی کے نزدیک اصول فروع کی ملک سے البتہ عتق ہوتا ہے نہ جمیع محارم کی ملک سے ولو تبعّضا العتق بقدره عنده
او حملاً کنشراء زوجۃ ابیہ الحامل منہ اگرچہ قریب محرم کا کل مالک نہو بلکہ بعض مملوک ہو جیسے ثلث یا نصف تو اسیقدر آزاد ہوگا نزدیک امام اعظم کے یا حمل کا مالک
ہو جیسے خرید کرنا اپنے باپ کی زوجہ کا جو حاملہ ہو اسکے باپ سے یعنی ایک شخص کے باپ نے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا اور وہ حاملہ ہوئی پھر اسکے بیٹے نے اس حاملہ کو خرید
کیا تو یہ لونڈی مملوکہ ہو گی لیکن قبل ولادت اسکا بیچنا جائز نہو گا اور جب جنے گی تو ولد اسکا آزاد ہوگا اسواسطے کہ مالک کا بھائی ہے ولو المالک صبیا او مجنونا او کافرا
فی دارنا حتی لو اعتق المسلم او الحربی عبده فی دار الحرب لا یعتق الا بالتخلیۃ خلافا لهما خلافا للثانی محرم قریبہ کا عتق مالک ہونے سے صحیح ہے اگرچہ مالک صغیر ہو یا دیوانہ یا
کافر جو دار الاسلام میں ہے اور اگر کافر حربی دار الحرب میں اپنے قریب محرم کا مالک ہو تو مجرد ملک سے آزاد نہو گا اسواسطے کہ احکام مسلمین کے وہاں جاری نہیں یہانتک کہ اگر مسلمان یا
حربی دار الحرب میں اپنے غلام کو آزاد کریگا تو اسکے آزاد کرنے سے نہ آزاد ہوگا بلکہ تخلیہ سے یعنی بعد اعتاق بالفعل اسکے رفع تصرفات مالکانہ سے عتق ثابت ہوگا تو امام اعظم اور
محمد کے نزدیک مالک کیواسطے حق ولا ثابت نہیں اسواسطے کہ آزادی اعتاق سے نہیں بلکہ تخلی بالطبع کر دینے سے ہے بخلاف ابو یوسف کے کہ نزدیک انکے ولا مولی کو ثابت
ہے کیونکہ انکے نزدیک اعتاق باللفظ دار الحرب میں صحیح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الزیلعی ولو عبده مسلما او ذمیا عتق بالاتفاق لعدم محلیتہ للاسترقاق زیلعی اور اگر مولی کا غلام دار الحرب
میں مسلمان ہو یا ذمی تو فقط لفظ اعتاق سے بلا شرط تخلیہ آزاد ہو گا بالاتفاق امام اور صاحبین کے اسواسطے کہ مسلم اور ذمی محل ملکیت نہیں کذا فی الزیلعی ویصح ایضا تحریر لوجہ اللّٰہ
تعالی والشیطان والصنم وان اثم اور خدا کی رضامندی کیواسطے آزاد کرنا اور شیطان اور بت کیواسطے آزاد کرنے سے بھی عتق صحیح ہے اگرچہ شیطان اور بت کیواسطے
آزاد کرنے سے وہ گنہگار ہو گا صنم اس بت کو کہتے ہیں جو بصورت انسان ہو خواہ چاندی خواہ سونے خواہ لکڑی سے اور جو پتھر سے ہو اسکو وثن کہتے ہیں کذا فی غایۃ البیان وکفر به
ای بالاعتاق للصنم المسلم عند قصد التعظیم لان تعظیم الصنم کفر وعبارة الجوہرة ولو قال للشیطان وللصنم کفر اور بت کیواسطے آزاد کرنے سے مسلمان کافر ہو جاویگا نزدیک قصد
کرنے تعظیم کے اسواسطے کہ تعظیم صنم کی کفر ہے اور جوہرہ میں یہ عبارت ہے کہ اگر یوں کہیگا کہ میں نے غلام کو شیطان یا صنم کیواسطے آزاد کیا تو کافر ہو جاویگا ویصح ایضا
بکره ولو بغیر ملجی اور زبردستی آزاد کرانے سے بھی عتق صحیح ہوتا ہے اگرچہ جبر اور زیادتی دوسرے شخص نے اتنی نہ کی ہو جس میں جان یا عضو تلف ہونے کا خوف ہو ہر چند اکراہ
میں رضائے مالک نہیں لیکن عتق رضا پر موقوف نہیں اسواسطے کہ ہزل سے بھی عتق صحیح ہوتا ہے حالانکہ ہزل میں رضا نہیں کذا فی فتح القدیر لیکن زبردستی کرنے والے
پر قیمت غلام کی دینا واجب ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن الحموی وسکر بسبب محظور ای ان حصل بمسکر حرام فخرج شرب المضطر فانہ کالاغماء اور صحیح ہے عتق اس مستی اور
نشے میں جو حاصل ہوئی ہو بسبب استعمال کرنے حرام چیز کے مصنف کا مطلب یہ ہے کہ اشیائے مباحہ کی مستی سے عتق نہوگا جیسے مضطر کا شرب خمر اور مثل اسکا
استعمال بقصد قوت اور نقیع زبیب بلا طبخ کا اور ادویہ اور اغذیہ جو انگور سے ہوں کذا فی المنح شارح کہتا ہے باب الاشربہ میں امام محمد کا قول مفتی بہ مذکور
ہوگا کہ جو مسکر ہے سو حرام ہے اور مسکر کا قلیل اور کثیر سب حرام ہے تو اشیائے مذکورہ میں سے کوئی چیز مسکر محرم سے خالی نہیں یعنی سبب مسکر محرم صادق ہے سوائے
شرب مضطر کے یعنی جسکے حلق میں لقمہ اٹک گیا نیچے نہیں اترتا اور پانی وہاں نہیں تو اسوقت لقمہ اتارنے کیواسطے شراب پی لینا حرام نہیں ہو اگر اسکے
بعد نشہ ہوگا تو مانند بیہوشی کے اس مستی سے بھی عتق صحیح نہوگا محشی مدنی نے کہا کہ ادویہ اور اشیاء مباحہ کے سکر کا بھی یہی حال ہے جیسے کہ شہد سے بعضے صفراوی
مزاجوں کو نشہ ہو جاتا ہے تو اس مستی سے بھی عتق صحیح نہو گا ویصح ایضا مع ہزل ہو عدم قصده حقیقۃ ولا مجازا اور عتق صحیح ہے ہزل یعنی بیہودگی کے ساتھ بھی ہزل عبارت
ہے عدم قصد حقیقت اور مجاز سے یعنی جس کلام کے معنی حقیقی اور مجازی متکلم کو کچھ مقصود نہوں وہ ہزل ہے چنانچہ خوش طبعی میں حقیقت اور مجاز کلام کا اکثر مراد نہیں ہوتا
وان علق العتق بشرط کدخول دار صح وعتق اذا دخل اور اگر معلق کیا مولی نے عتق کو کسی شرط پر جیسے دخول دار پر تو یہ تعلیق صحیح ہے اور غلام آزاد ہوگا جب
گھر میں داخل ہوگا اور مولی کو اختیار ہے کہ قبل دخول دار اسکو بیچ ڈالے اور بعد بیع کے اگر غلام گھر میں داخل ہوا پھر اسکو مالک اول نے خرید کیا اور دوسرے
بار گھر میں غلام داخل ہوا تو اب آزاد نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی والتعلیق بامر کائن تنجیز فلو قال لعبده وہو فی ملکہ ان ملکتک فانت حر

عتق لغلام خیالات قول لکا ہیں انت عبدی ثابت ہو یعنی بالتصریح منافیہ عتق کرنا عتق کا اقرار ہو جو عتق کی مدد ہو جو
ذہنی عتق کی اضافت عتق دہانی ہوگی اگر مولیٰ نے اپنے اس غلام سے کہا جو اسکی ملکیت میں ہو کہ تو میرا مالک ہے تو آزاد ہو گا مولیٰ ولی
کی مدت ہین کہتے مولیٰ کے اپنے مکاتب سے کہا اگر تو میرا غلام ہو تو آزاد ہو گا مکاتب آزاد ہوگا بسبب اسکے ہوت عند امت ہیں
مدبر عتق مولیٰ کے کوئی تصرف نہ کر سکے اور غلام مکاتب اپنے تصرفات مین مختار ہو پورا غلام ہو تو عتق نہ پائے اور وہ ہو گا
اور مخبر ہیں جو کہ یون کہنا مولیٰ کا غلام ہے کہ تو صحیح کر دیگا آزاد ہو کر تکمیل دی اعتاق کی ہے کہ وقت بولے ان کا سبب تو صحیح کے وقت مین قائل ہو
آزاد ہو جاوے تو قدم عدد تقصد مخبر دوہی کہ غلام سے کہ تو مکرم ہوتا ہے آزاد ہو گا اور جیسا ہو آزاد ہوا کرنی ہی بالاعتاق ہو واسطے کہ مقصود اس کلام کا بیان
توہر حال وقت آزاد ہو قول ان سبقت عامری فتو سبب پہلا اور لم یشترط عتق ان المراد غرض مشابہ مولیٰ نے اپنی خادمت کا ارادہ ہے کرنے کو پانی پر دے
تو تو آزاد ہو سو تقدم اسکو پانی پلا کر دیا اور اسے پانی نہیں تو غلام آزاد ہو جاوے گا اسواسطے کہ مراد اس کلام کی ہی ہو کہ گزرنے کے سامنے پانی دو جاوے تاکہ تو پیاسا ہو
اور جب مرد ہین کہ پیاسا ہو پانی پلا اسکو لازم ہو قول عبدی الذی ہو قدیم تجہیز عتق من صحیحہ ہو المختار مولیٰ نے کہا جو میرا غلام قدیم صحبت ہو وہ آزاد ہو تو غلام
آزاد ہو جو ہو سکے ساٹھ سال صحیح اور یہی قول مختار ہو تو قال انت عتیق ونحوہ فی الملک دین اور اگر مولیٰ نے کہا اپنے غلام سے کہ تو عتیق ہو اور لفظ عتیق سے نیت کی
کہ قدیم ہو تو دیانۃً تصدیق ہوگی سو واسطے کہ عتیق لغت مین بمعنی قدیم بھی ہو لیکن قاضی تصدیق نہ کریگا اسواسطے کہ صریح عتق ہو بخلاف نیت کہ سبق یا او
فی السن عتیق اور اگر یون زیادہ کرے کہ انت عتیق فی السن یعنی تو عمر مین بڑا ہو تو آزاد نہ ہوگا غلام تو قضاءً نہ دیانۃً اسواسطے کہ لفظ فی السن سے کچھ عتق نہ رہا وعتق
بھا انت الاحرار آزاد ہوگا اس قول سے کہ تو مین گمرح ہو اسواسطے کہ جنسا نقلی سے کرنا اثبات عتق و جہ التاکید ہو جیسا فیہ لغو قیل انت الاحرار قال ہی اس
قول سے کہ تو مین گرنسل حر کے آزاد ہوگا اگر چہ عتق کی نیت بھی کرے کذا فی المحیط والاجل بالی حر اور یون کہنے سے آزاد ہوگا کہ میرا سب مال حر ہو اسواسطے کہ صاف اور صاف
صاف اور خالص ہی تو مطلب یہ ہوا کہ میرا تمام مال صاف اور خالص ہو غیر کی شرکت سے کذا فی الملا فی عن السعود ولا بجل عبید الدنیا احرار بل یلی قول سے آزاد نہ
ہو یقین اور متکلم کا غلام اس قول سے آزاد نہیں ہوا کہ زمین مین سب غلام آزاد ہین یا دنیا کے تمام غلام آزاد ہین لہٰذا کہ نہ ہو ولا آزاد ہین اور حالانکہ متکلم کا غلام بھی
مین داخل ہو ابو یوسف کے نزدیک یہ قول تمام سے عتق ثابت نہین ورسہی قول پر فتویٰ ہو کذا فی العالمگیری عن قاضیخان بخلاف اہل ہذہ السکۃ والدار بخلاف اس
قول کے کہ اس کوچہ کے رہنے والے آزاد ہین یا اس گھر کے رہنے والے آزاد ہین کذا فی البحر الرائق م ظاہر کلام شارح کا اسپر دلالت کرتا ہو کہ ان دونون قولون مین اتفاقاً
کے نزدیک عتق ثابت ہو بحرالرائق مین حالانکہ یہ خلاف واقع کے ہو اسواسطے کہ بحرالرائق مین بروایت ظہیریہ فقط مسئلہ عبید الدار کا یون مذکور ہو کہ اسمین بالاتفاق عتق
ثابت ہو اور مسئلہ سکہ اسمین مذکور نہین لیکن صاحب بحر نے اشباہ مین کہا کہ اگر یون کہیگا کہ سب غلام اس سکہ کے آزاد ہین اور حالانکہ اسکا غلام بھی اہل سکہ مین داخل ہو تو ابو یوسف
کے نزدیک آزاد ہوگا اور محمد کے نزدیک آزاد ہو گا کذا فی حاشیۃ المدنی اور فتاویٰ عالمگیری مین فتاویٰ قاضیخان سے یہی منقول ہو کہ ابی یوسف کے نزدیک اہل سکہ مین عتق نہیں اہل
دار مین بالاتفاق عتق ہو تو معلوم ہوا کہ یہان یا تحریف کاتب ہو یا سہو شارح واللہ اعلم حررحاملا اختیا اصالۃ وتقصدا اذا ولدتہ لدون نصف الاقل من نصف
حول مولیٰ نے آزاد کیا حاملہ لونڈی کو تو لونڈی اور بچہ کا ولد دونون بالاصالت اور بالقصد آزاد ہو نگے جبکہ بعد عتق اپنے کے کم چھ مہینے سے جنے کی ماں کا
بالاصالۃ آزاد ہونا تو صریح ہو اور بچہ اس راہ سے بالقصد اور بالاصالت آزاد ہوا کہ وہ جزء تھا اسوقت اپنی ماں کا اور اعتاق کل بعینہ اعتاق جزء ہو اسواسطے کہ سبب
اقل مدت حمل مین جنی بعد اعتاق کے تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ ولد قبل اعتاق کے اسکے پیٹ مین موجود تھا لوالاکثر عتق تبعا وتحرر الحمل وحدہ اور اگر بعد عتق کے
چھ مہینے یا زیادہ مدت مین جنی تو اسکا ولد بالاصالۃ نہ آزاد ہوگا اسواسطے کہ وقت اعتاق متیقن الوجود نہیں بلکہ تبعاً آزاد ہوگا یعنی ان کے آزاد
ہونے سے وہ بھی آزاد ہوگا اگر کوئی کہے کہ حسب ہر دو صورت مین آزاد ہوا تو بالاصالۃ اور بالتبع کے فرق نکالنے سے کیا فائدہ اور کون ثمرہ پیدا ہوئے

اسکا جواب دیا کہ ثمرہ اس فرق کا ولاء ولد کے انجرار مین ہی اگر ولد بالاصالۃ آزاد ہوا تو ولد کا حق ولا یعنی وراثت اسکے مال کی اسکے ماکے مالکون کو ملیگی اسکے باپ کے
مالکون کیطرف انتقال نہ کریگی اور اگر ولد بالطبع آزاد ہوا تو اسکے مال کی وراثت اسکے باپ کے مالکون کیطرف انتقال کر جاویگی اور انتقال ولا کی یہ صورت ہو کہ زید کے
غلام نے اجازت زید کے خالد کی آزاد لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا اپنی ماں کی تبعیت سے آزاد ہوگا اور ولد کی وراثت اسکی ماں کے
مالکون کو جنھون نے اسکو آزاد کیا تھا پہونچیگی پھر جب زید نے اس غلام کو آزاد کریگا تو یہ غلام اپنے آزاد ہونے سے اپنے ولد کی ولا کو اپنی طرف کھینچکر اپنے مولا کو پہونچا دیگا پھر اگر
اپنے مولی کی زندگی مین غلام آزاد مریگا اور اسکے بعد اسکا ولد مریگا تو ولد کے مال کا اسکا مولی یعنی زید وارث ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی وحسن الجلبی علی شرح الوقایۃ ولو
حررہ ولو بلفظ علقۃ ومضغۃ او ان حماتہ بولد فہو حر عتق فقط ولم یجز بیع الام وجاز ہبتہا اور اگر مولی نے اپنے لونڈی کے حمل کو آزاد کیا اگرچہ حمل کو بلفظ عاقہ اور مضغہ
آزاد کیا یعنی یون کہا کہ جو خون بستہ یا گوشت کا لوتھڑا تیرے پیٹ مین ہی سو آزاد ہی یا یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو تو وہ آزاد ہی تو یون کہنے مین فقط بچہ آزاد ہوگا نہ
اسکی ماں اور بیع ماں کی جائز نہین جبتک کہ وہ حاملہ رہیگی اور ہبہ اسکا جائز ہی اسواسطے کہ بیع مین مستثنا کر لینا حمل کا جائز نہین اور ہبہ مین جائز ہی لہذا بیع صحیح نہوئی اور ہبہ صحیح ہوا لیکن
اگر لونڈی کو بیع کریگا تو بطلان ثابت نہوگا تا وقتیکہ اقل مدت حمل مین نہ جنے گی کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر ولو دبرہ لم یجز ہبتہا فی الاصح لانہ کمشاع اور اگر مولی لونڈی کے حمل کو مدبر کریگا یعنی
یون کہے کہ میری موت کے بعد یہ حمل آزاد ہی تو اس حاملہ لونڈی کا ہبہ کرنا قول اصح مین صحیح نہین اسواسطے کہ وہ ہبہ مشاع کے مانند ہی اسواسطے کہ مدبر کرنے مین ملک مولی کی حمل سے
زائل نہین ہوتی پھر جب بعد مدبر کرنے کے لونڈی کسیکو دی تو موہوب متصل ہوا غیر موہوب سے تو اس مین ہبہ مشاع کے معنی پائے گئے درحالانکہ ہبہ مشاع قسمت پذیر چیز مین درست نہین
وبطل شرط المال علیہ کذا علی امہ لکن یشترط قبولہا للعتق اور باطل ہی شرط کرنا مال کا حمل کی آزادی پر اسواسطے کہ پیٹ کا بچہ الزام مال کے قابل نہین اور اسیطرح اسکی ماں پر مال کا
شرط کرنا بچہ کی آزادی کیواسطے باطل ہی لیکن اگر مولی حمل کو بشرط مال آزاد کرے تو اسکی ماں کا قبول کر لینا مشروط ہی واسطے عتق حمل کے اگرچہ اسکو مال کا دینا لازم نہوگا و سنے
الظہیریۃ قال لہا فی بطنک حر متی ادیت الی الفا فہو تعلیق اور ظہیریہ مین ہی کہ اگر مولی نے لونڈی سے کہا کہ جو تیرے پیٹ مین ہی سو آزاد ہی جبکہ وہ مجھکو ہزار درم دیدے تو یہ قول تعلیق
ہی عتق کی یعنی اگر اقل مدت حمل مین وہ جنی اور ولد نے بعد ہوشیاری کے کسی طرح سے ہزار درم ادا کیے تو اسوقت آزاد ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر وفیہا اوصی بہ فمات
فاعتقہ الورثۃ جاز وضمنوہ یوم الولادۃ اور ظہیریہ مین ہی کہ مولی نے لونڈی کے حمل کی مثلاً زید کیواسطے وصیت کی اور مولی مرگیا پھر وارثون نے حمل کو آزاد کر دیا تو قیمت
حمل کے وارث ضامن ہونگے بروز ولادت یعنی جسقدر قیمت بعد ولادت کے اسکی ٹھہرے سو زید کو وارث مولی کے دین طحطاوی نے کہا اعتاق حمل سے مراد یہ ہی کہ اسکی ماں کو
آزاد کیا تو بالتبع وہ بھی آزاد ہوگیا اور یہ ظاہر مطلب نہین ہو سکتا کہ حمل کو وارثون نے بالاصالۃ آزاد کیا اسواسطے کہ وہ بسبب وصیت کے وارثون کا مملوک نہ رہا ولو قال
اکبر ولد فی بطنک حر فولدت ولدین فی بطن ولماخر وجا اکبر اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تیرے پیٹ کا بڑا بچہ آزاد ہی پھر وہ دو لڑکے جنی تو جو اول نکلے گا وہ بڑا ہی سو وہی آزاد
ہوگا کذا فی المحیط والولد الا اذا جنینا یتبع الام ولو بہیمۃ فیکون لصاحب الانثی ولو کل ولد صحیح بہ لو امہ کذا لک اور بچہ جب تک کہ ماں کے پیٹ مین ہی تو احکام مین اپنی
ماں کا تابع ہی بالاجماع نہ باپ کا اسواسطے کہ باپ کا نطفہ مین مستہلک ہی تو ماں ہی کی جانب غالب ٹھہری اور اسواسطے کہ بالخصوص باپ کا نطفہ متیقن نہین اور ماں کے
نطفہ مین کچھ تردد نہین بالیقین ثابت ہی و لہذا ولد الزنا اور ولد الملاعنہ کا نسب فقط ماں کو ثابت ہی کہ ماں اسکی وارث ہی اور وہ ماں کا وارث کذا فی البحر بالجملہ بچہ
ماں کا تابع ہی اگرچہ ماں جانور ہو تو بچہ مادہ کے مالک کا ہوگا یعنی حاملہ جانور بعد بیع اور ہبہ کے اگر جنے تو اسکا مشتری اور موہوب لہ مالک ہوگا اور اسیطرح اگر زید کا گھوڑا
خالد کی گھوڑی پر جست کرے اور وہ بچہ جنے تو اسکا مالک خالد ہی نہ زید اور بچہ ماکول اللحم ہی اگر اسکی ماں ماکول اللحم ہی اور بچہ بھی قربانی کیا جاوے اگر اسکی ماں قربانی کے لائق ہو
بحر الرائق مین ہی کہ اگر وحشی جانور اور اہلی سے بچہ پیدا ہو یا غیر ماکول اللحم اور ماکول اللحم سے بچہ ہو تو اسکا کھانا درست ہی اگر ماں اسکی ماکول اللحم ہی اور قربانی بھی درست ہی اگر
ماں قربانی کے لائق ہی مثلاً اگر گورخر اور گاے سے بچہ پیدا ہو یا بیل گاو اور گاے سے بچہ پیدا ہو تو قربانی اسکی جائز ہی اور یہی قول معتمد ہی اور جو لوگ کہ اعتبار مشابہت
کے قائل ہوئے ہین سو قول ضعیف ہی کذا فی حاشیۃ المدنی فی الملک بسائر اسبابہ والرق الا ولد المغرور بچہ تابع ہی اپنی ماں کا ملک مین جمیع اسباب ملک کے

[illegible] جیسے [illegible] ہے اور [illegible] تو [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] رقیت [illegible]

[illegible] ایک صورت [illegible] کی حریت [illegible] کیا [illegible] ہے [illegible]

[illegible] کی حریت [illegible] ان کی [illegible] تقسیم [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] اپنے [illegible] نصف میں [illegible] تو سبب

[illegible] ملکیت [illegible] ہے اور [illegible]

اور رق مقرر ہے [illegible] معلوم [illegible] غیر منقسم [illegible] اسکی تصریح فرمائی بصورۃ رق یا ملک [illegible]

[illegible] غیر متجزی [illegible] الرق والملک [illegible] اور صورت [illegible] کی یا ملک

جیسے [illegible] قیمت میں [illegible] ملکیت [illegible] تو [illegible] میں [illegible] بوصف ملکیت [illegible] ملکیت ہیانتک کہ [illegible]

[illegible] میں اجازت [illegible] تب ملکیت [illegible] اپنے ولد کے ساتھ تو ولد اسکا تابع ہوگا [illegible] قیمت میں کذا فی [illegible]

[illegible] بیان کیا سو [illegible] مثال [illegible] نہیں ہوا سے کہ اس صورت میں [illegible] نہیں [illegible] قیمت میں [illegible] قیمت [illegible] ثابت ہوگا

مثال [illegible] تابع ہوگا [illegible] رقیت میں [illegible] کہ [illegible] تبلغ نہیں ہیں کذا فی حاشیۃ اکملی بصورت ملک [illegible] رق میں فرق

ظاہر ہو گیا اور معلوم ہوا کہ [illegible] خواہ [illegible] حیوان یا انسان اور رق نہیں ہوتا مگر انسان میں [illegible] سے مالک کی

ملک زائل ہو جاتی ہے اور رق [illegible] عتق سے [illegible] زائل ہوتی ہے [illegible] اور رق زائل ہوتا ہے [illegible] حقوق العباد سے

[illegible] ملک اور رق کا فرق [illegible] ام ولد اور مکاتب میں ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ [illegible] ملک اور رق دونوں کامل ہیں اور ام ولد میں ملک کامل ہے اور رق

ناقص [illegible] مکاتب میں رق کامل ہے یہانتک کہ کفارہ میں اسکا اعتاق صحیح ہے اور ملک اسمیں ناقص ہے اسواسطے کہ مکاتب مولی کے تصرف

میں [illegible] مولی [illegible] آزاد [illegible] مکاتب آزاد ہوگا بسبب نقصان ملک کے کذا فی الدرر [illegible] والحریۃ والعتق وفروعہ کالکتابۃ والتدبیر المطلق والاستیلاد [illegible]

[illegible] حریۃ الولد [illegible] تابع ہیں ماں کے حریت [illegible] اور عتق میں اور عتق کے فروع میں جیسے کتابت اور تدبیر مطلق اور استیلاد میں [illegible] لونڈی [illegible]

حریت [illegible] کی [illegible] کتاب النکاح کے [illegible] رقیق میں اسکا حکم مذکور ہو چکا [illegible] حریت اصلیہ کی مثال یہ ہے کہ غلام نے حرہ سے نکاح کیا سو وہ حاملہ ہوئی [illegible] تو

اسکا بچہ [illegible] ماں کا تابع ہوکر [illegible] ہوگا اور حریت غیر اصلی کا ذکر ہو چکا حاملہ کے عتق میں اور کتابت کی یہ مثال ہے کہ مولی نے حاملہ لونڈی کو مکاتب کیا اور بعد کتابت کے قبل

[illegible] میں بچہ پیدا ہو تو بعد ادا بدل کتابت کے ماں اور بچہ ساتھ ہی آزاد ہونگے اور تدبیر مطلق یہ کہ مولی نے حاملہ لونڈی سے کہا کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے تو دونوں

ساتھ ہی آزاد ہونگے اور اگر مولی تدبیر مقید اس طرح پر کریگا کہ اگر میں [illegible] مر جاؤں [illegible] تو تو آزاد ہے تو اسمیں ولد تابع ماں کا نہوگا اور استیلاد کی مثال یہ ہے کہ مولی نے اپنی

ام ولد کا نکاح کر دیا سو وہ حاملہ ہوئی تو بعد موت مولی کے دونوں آزاد ہونگے [illegible] رہن اور رہن میں تابع ہے ماں کا یعنے اگر حاملہ کو رہن رکھا اور بچہ پیدا ہوا تو وہ بھی

مرہون ہوگا یہانتک کہ راہن اسکو مرتہن سے نہیں لے سکتا اور دین [illegible] تابع ہے ماں کا یعنی لونڈی کو مولی نے تجارت کرنے کی اجازت دی پھر وہ مقروض

ہو گئی تو بچہ بھی دین میں اسکا تابع ہوگا یعنی قرض دینے والے ولد کو بیچ لینگے اور حق تضحیہ میں ان کا تابع ہوگا اسطرح پر کہ مثلاً قربانی کیواسطے گائے یا بکری

کا تعین خرید کی اور اسکے بچہ پیدا ہوا تو ان کے ساتھ بچہ بھی ذبح کیا جاویگا یا پیٹ سے زندہ نکلیگا تو ذبح ہوگا اور استرداد بیع اور بہ استرداد بیع میں ماں کا تابع ہوگا یعنی لونڈی

یا گائے یا بکری کی بیع فاسد ہوئی پھر مشتری کے پاس وہ حاملہ ہوئی تو استرداد بیع میں ولد تابع ہوگا ماں کا اور سرایت ملک میں تابع ہے ماں کا یعنی مالک

قدیم کا حق ملکیت اس تک پہونچ جاتا ہے صورت اسکی یہ ہے کہ ایک لونڈی چند بار دست بدست بکی بعد اسکے بسبب ثبوت بینہ کے مالک اول پر ستر د ہوئی اور حالانکہ

وہ حاملہ تھی تو اُسکا حمل بھی مالک اول کا مملوک ہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی عن الاشباہ فھی اثنا عشر تو یہ بارہ مسئلے ہیں جنمیں حمل تابع ہے یعنی ماں کا ہے تابع ہے یعنی مالک رِقّ حریت عتق کتابت تدبیر مطلق استیلاد وہن میں حق اُضحیہ استرداد بیع سریان ملک لانتہا الی کفایۃ اور جنمیں تابع نہیں ہے اسمیں کا کفالت میں یعنی اگر حرہ حاملہ نے یا لونڈی نے باجازت مولی الضامنی با حاضر ضامنی کی اور ضمانت مدت تک بنی رہی یہانتک کہ لڑکا پیدا ہوا اور بالغ ہوا تو یہ لڑکا ضمانت میں ماں کا تابع نہیں ہوا اجارہ اور اجارہ میں ماں کا تابع نہیں یعنی ورثہ اس حاملہ کو اجارت لیا پھر وہ جنی تو یہ لڑکا اجارہ میں داخل نہیں تو ماں کیطرح خدمت کرنا اسکو لازم ہوگا وجنایۃ اور جنایت میں تابع ماں کا نہ ہوگا یعنی اگر حاملہ نے کوئی جنایت کی تو دلی جنایت کو ماں کے ساتھ ولد نہ دیا جاویگا اور اگر مالک فدیہ دیگا تو فقط ماں کا فدیہ دیگا کذا فی الجامع الصغیر اور حاکم شہید نے مختصر میں کہا کہ جنایت ماں کیطرف سے ولد تک سرایت کریگی واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی وحد وقود اور حد اور قصاص میں تابع ماں کا نہوگا تو حاملہ پر حد نہ ماری جاویگی مگر بعد ولادت کے اور قصاص نہ لیا جاویگا مگر بعد وضع حمل کے وزکوۃ سائمۃ اور زکوۃ کے جانوروں میں بچہ تابع ماں کا نہیں ورجوع فی ہبۃ اور ہبہ پھیر لینے میں بچہ تابع ماں کا نہیں یعنی اگر لونڈی کسیکو بخشی اور وہاں حاملہ ہوئی اور واہب نے اُسکے پھیر لینے کا ارادہ کیا تو حمل میں رجوع کرنا جائز نہیں کذا فی السراج اور زیلعی نے رجوع حمل کو جائز رکھا ہے چنانچہ اسکا ذکر کتاب الہبہ میں آویگا وایصاء بخدمتھا اور اسکی خدمت کی وصیت میں یعنی مولی نے اپنی حاملہ لونڈی کی خدمت کسی شخص کیواسطے وصیت کی تو اُسکا بچہ وصیت میں تابع ماں کا نہیں ولا یتذکی بذکوۃ امہ اور حلال نہیں ہوتا بچہ اپنی ماں کے ذبح کرنے سے پورا بنگیا ہو یا ناقص یعنی گابھن گائے یا بکری کو ذبح کیا اور اُسکے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو اُسکے ماں کا ذبح کرنا کفایت نہیں کرتا اُسکو بھی ذبح کرنا چاہیے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ سو بنابر تشبیہ کے ہے یعنی ذبح کرنا جنین کا مانند ذبح کرنے اُسکی ماں کے ہے بدلیل ثابت نصب کے تو اگر بچہ مردہ نکلا تو نہ کھانا چاہیے نزدیک امام اعظم اور زفر اور حسن بن زیاد کے اور صاحبین کے نزدیک اگرچہ بچہ پورا ہو چکا ہو تو اُسکا کھانا حلال ہے بسبب بیع ہونے اُسکی ماں کے فھی تسع کما بسط فی بیوع الاشباہ تو یہ نو مواضع ہیں جنمیں تابع ماں کا نہیں چنانچہ ابن نجیم نے اسکو مصرح بیان کیا اشباہ کے باب البیوع میں وزاد فی البحر ولا فی نسب حتی لو نکح ہاشمی امۃ فولد ہاشمی کا بیہ تبیین کا مہ اور ابن نجیم نے بحرالرائق میں مسائل مذکورہ پر یہ مسئلہ اور زیادہ کیا ہے کہ ولد تابع نہیں اپنی ماں کا نسب میں یہانتک کہ اگر نکاح کیا سید نے لونڈی سے تو اُسکا بیٹا ہاشمی سید ہوگا مانند اپنے باپ کے اور غلام مملوک ہوگا مانند اپنی ماں کے اسواسطے کہ زوج ہاشمی راضی ہوگیا اپنے ولد کی رقیت سے جبھی تو اُسنے لونڈی کے نکاح پر اقدام کیا اور نسب میں ولد اپنے باپ کا اسواسطے تابع ہوا کہ نسب واسطے تعریف اور شناخت کے ہے تو مرد کی جانب اسمیں غالب ہوئی اسواسطے کہ مردوں کا حال مشہور ہوتا ہے نہ عورتوں کا کذا فی منح الغفار حموی نے کہا کہ نص صریح ہے کہ اگر باپ سید نہو اور ماں سیدہ ہو تو بیٹا سید نہوگا اگرچہ اُسکو فی الجملہ شرافت نسبی ثابت ہے اور شیخ ابراہیم دمشق کے مفتی حنفیہ نے لکھا ہے کہ جسکا باپ سید نہو اور ماں سیدہ ہو تو اُسکا ولد سید شریف ہے اسواسطے کہ سیادت اور شرافت اس نسب طاہر اور مشرف کی ابتدا سے ماں کیطرف سے آئی ہے یعنی سیدۃ النساء بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے اور سغناقی نے کہا کہ میں نے حمید الدین ضریر سے یہ مسئلہ پوچھا اُسنے کہا میں نے اپنے استاد شمس الدین کردری سے سنا کہ وہ سید ہونے سے قائل تھے اس دلیل سے کہ حقتعالی نے قرآن مجید میں عیسی علیہ السلام کو نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں فرمایا ماں کی جہت سے اور فتاوی تجنیس میں ہے کہ جسکی ماں سیدہ ہو تو قول مختار یہ ہے کہ ولد سید ہے اور جامع الفتاوی میں ہے کہ جسکا باپ سید نہو ماں ہو تو اُسکے سید ہونے میں اختلاف ہے شمس الائمہ حلوانی نے کہا کہ مفتی بہ قول یہ ہے کہ وہ سید ہے اور بعضے علماء نے کہا کہ جسکی ماں سیدہ ہیں اُسکو شرافت نسبی حاصل ہے تو یہ قول اختلاف بین القولین کے توفیق کیواسطے صالح ہے تو جسنے کہا کہ وہ سید نہیں تو مطلب اُسکا یہ ہے کہ جسکی فقط ماں سیدہ ہو اُسکی شرافت اُسکے برابر نہیں جسکا باپ سید ہے واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ المدنی ملخصا ولا یتبعہا بعد الولادۃ الا فی مسئلتین فیما اذا استحقت الام ببینۃ واذا بیعت البھیمۃ معہا ولدہا ذکرہ اور بچہ اپنی ماں کا تابع نہیں ہوتا بعد ولادت کے مگر دو مسئلوں میں ایک تو یہ کہ جب ماں غیر کی مستحق ٹھہری بسبب گواہوں کے اور دوسرے یہ کہ جب جانور بیچا جاوے اور اُسکا بچہ ہو بیع کیوقت تو وہ بھی بیع میں تابع اپنی ماں کا ہو جاویگا بشرطیکہ بائع اور مشتری نے سکوت کیا ہو اور اگر عدم دخول بیع کی تصریح ہوگئی ہو تو تابع نہوگا کما فی الدر المنتقی اور قنیہ میں ہے کہ شیرخوار بچہ گائے اور بکری اور اونٹنی اور گھوڑی کا بیع میں تابع ہے ماں کا نزو

[illegible] اگر کسی نے [illegible] [illegible] ہوا [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] غلام [illegible] آزادی [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] قول [illegible] مالک [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] مالک [illegible] لونڈی [illegible] مسلمان ہو گیا [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] مالک [illegible] [illegible]

[illegible] مالک کا حق ساقط ہوگا [illegible] اگر مالک [illegible] [illegible] وصیت کی

[illegible] وصیت [illegible] تو وصیت صحیح ہو اور اگر [illegible] زیادہ [illegible] وصیت باطل ہو کذا فی حاشیۃ [illegible]

باب عتق البعض

یہ باب ذکر عتق البعض کے احکام میں جب پورا عتق مذکور ہو چکا تب اب عتق بعض شروع ہوا اسواسطے کہ اعداد میں کل مقدم ہے جز پر [illegible] عتق بعض [illegible]

تو صحیح ہے اگر کسی نے آزاد کیا مولی نے اپنے غلام کا کچھ حصہ اگرچہ غیر معین ہو تو یہ عتق صحیح ہے اور لازم ہوگا مالک پر بیان کرنا یعنی اسکا امام اعظم کے نزدیک اگر غلام کو پورا آزاد

کرے لیکن بعض آزاد کرے تو صحیح ہے خواہ بعض معین کو آزاد کرے جیسا کہ نصف یا ثلث یا بعض غیر معین کو آزاد کرے مثلا یوں کہے کہ میں نے بعض غلام کا یا جز غلام کا آزاد کیا

لیکن اس صورت میں [illegible] سے بیان کرنا ہوگا کہ بعض یا جز سے کیا مراد ہے نصف یا ثلث اور اگر مالک یوں کہے کہ میں نے اپنے غلام کا ایک حصہ آزاد کیا تو امام اعظم کے نزدیک

[illegible] حصہ [illegible] وسعی فیما بقی [illegible] اور سعی کرے غلام باقی میں اور اگر مولی چاہے تو باقی کو بھی آزاد کردے یعنی اگر مثلا [illegible] قیمت [illegible] غلام کی [illegible]

[illegible] محنت مزدوری کرکے غلام اسقدر مولی کو پہنچا دے تو پورا آزاد ہو جاوے لیکن اسکا باقی عتق فقط [illegible]

آزاد [illegible] کی کچھ حاجت نہ [illegible] ومعتق البعض کالمکاتب حتی یؤدی الا فی ثلث بلا رد الی الرق لو عجز [illegible] فی البیع [illegible]

قتل [illegible] بخلاف المکاتب یعنی معتق البعض مکاتب کے مانند ہو جاتا ہے کہ باقی کو ادا کرنے کی سعی کرے مگر تین چیزوں میں مکاتب کے مانند نہیں ایک یہ کہ اگر عاجز

ہو جاوے تو رق کی طرف نہیں پھیر جاتا بخلاف مکاتب کے کہ وہ بدل کتابت کے عجز سے رقیت کی طرف عود کرتا ہے دوسرا یہ ہے کہ اگر جمع کیا جاوے درمیان معتق البعض اور

خالص غلام [illegible] دونوں کو ساتھ ہی بیچے تو دونوں میں بیع باطل ہوگی [illegible] معتق البعض کی صحیح ہوگی اور نہ خالص غلام [illegible] اور اگر مکاتب اور خالص غلام کی ساتھ ہی

[illegible] تو مکاتب کی بیع باطل اور خالص کی صحیح ہوگی تیسرا یہ ہے کہ اگر معتق البعض قتل کیا جاوے اور نہ چھوڑا ہو اتنا مال جس سے قدر حاجت ادا ہو تو اسکے

قاتل پر قصاص [illegible] اسواسطے کہ اسمیں اختلاف ہے کہ وہ آزاد مرا یا غلام تو شبہ پڑا کہ اسکے خون کا دعویدار کون ہے اگر وہ غلام تھا تو مولی مدعی ہے اور اگر آزاد تھا

تو اسکے وارث مدعی ہیں بخلاف مکاتب کے کہ بدون ادا کئے بدل کتابت کے سبب [illegible] مقتول ہوگا تو رقیت اسکی ثابت تھی تو بلا شبہ اسکے خون کا مدعی فقط مولی

ہوگا [illegible] مکاتب کے قاتل سے قصاص لیا جاوےگا اور اگر معتق البعض کا کوئی وارث نہ ہوگا سوا مولی کے تو ظاہر مقتضا تعلیل یہ ہے کہ اس

صورت میں اسکے قاتل کا بھی قصاص لیا جاوے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشیخ الرحمتی وقالا من اعتق بعضہ عتق کلہ وتصحیح قول الامام قہستانی

من المضمرات اور صاحبین اور امام شافعی نے کہا کہ جو بعض غلام کو آزاد کریگا تو کل آزاد ہو جاویگا تو سعایت اُسپر لازم نہ ہوگی) اور صحیح امام اعظم کا قول ہے کذا فی القستانی
من المضمرات تمام صحیحین میں موافق مذہب امام کے عبداللہ بن عمر سے حدیث مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنا حصہ ایک غلام میں
سے آزاد کرے اور اُسکے پاس مال ہو بقدر قیمت غلام کے تو اُسکی معتدل قیمت ٹھہرائی جاوے تو اور شریکوں کے حصے آزاد کرنیوالا ادا کرے اور غلام اُسکی طرف سے آزاد ہوگا
اور اگر اُسکو مقدور نہو تو غلام سے اُسیقدر آزاد ہوگا جتنا اُسنے آزاد کیا اس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ اعتاق بعض صحیح ہے والخلاف مبنی علی ان الاعتاق یوجب زوال
الملک عنده وهو متجزء وعندهما زوال الرق وهو غیر متجزء اور امام اور صاحبین کے خلاف کی بنا یہ ہے کہ امام کے نزدیک آزاد کرنا موجب ہے زوال ملک کا اور چونکہ ملک
بالاتفاق قسمت پذیر ہے تو اعتاق بھی قسمت پذیر ہے اور صاحبین کے نزدیک اعتاق موجب ہے زوال رق کا اور حالانکہ رق قسمت پذیر نہیں تو عتق بھی قسمت پذیر نہیں هم
معلوم ہوا کہ اختلاف مذہبین اعتاق کی تفسیر پر مبنی ہے خلاصہ دلیل امام کے مذہب کی یہ ہے کہ اعتاق ازالہ رق سے عبارت نہیں جیسا کہ صاحبین کہتے ہیں بلکہ اعتاق
عبارت ہے ازالہ ملک سے ہے واسطے کہ انسان کا اختیار نہیں مگر اپنے ازالہ ملک میں اور ملک بالاتفاق تجزی ہے تو اسیطرح اُسکا ازالہ بھی تجزی ہے تو اعتاق بعض کا بعض علت کا ثبت
ہے تو تحقق معلول یعنی عتق کا نہوگا بدون تحقق علت کل کے یعنی ازالہ کل ملک کے کذا فی منح الغفار وعلی هذا الخلاف التدبیر والاستیلاد ولا خلاف فی عدم تجزی العتق والرق
اور اسی خلاف پر تدبیر اور استیلاد بھی مختلف فیہ ہے کہ امام کے نزدیک تدبیر اور استیلاد متجزی ہے نہ صاحبین کے نزدیک تو اگر نصف غلام کو مولی مدبر کریگا تو بعد موت مولی کے
نصف باقی کیواسطے غلام سعی کریگا اور صاحبین کے نزدیک بلا سعایت وہ آزاد ہے اور مشترک لونڈی کا استیلاد کریگا تو نصف استیلاد تحقق ہوگا اور نصف باقی کو ضمان سے
مالک ہوگا اور امام اور صاحبین میں اختلاف نہیں عتق اور رق کی قسمت پذیری میں سواسطے کہ عتق عبارت ہے اُس قوت حکمیہ سے جسکے سبب سے آدمی لائق قضا اور شہادت
اور تصرفات مالیہ کے ہو اور یہ قوت حاصل نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ اسکی ضد زائل نہو یعنی رق عبارت ہے اس ضعف حکمی سے جسکے سبب سے انسان اہل قضا اور شہادت اور تصرفات
مالیہ کے نہے تو معلوم ہوا کہ ایک انسان میں عتق اور رق جمع نہیں ہوسکتے کہ آدھا آزاد ہو اور آدھا رقیق اور جیسا عتق اور رق کے عدم تجزی پر امام اور صاحبین کا اتفاق
ہے ویسے ہی ملک کے متجزی ہونے پر بھی اتفاق ہے تو اختلاف نہیں مگر اعتاق کی قسمت پذیری میں ومن الغریب ما فی البدائع من تجزیهما عند الامام لان الامام لو ظهر علی جماعة من
الکفرة وضرب الرق علی انصافهم دون علی الانصاف جاز ویکون حکم النصاف کالمستسعی اور غریب روایت وہ ہے جو بدائع میں ہے کہ امام کے نزدیک عتق اور رق قسمت پذیر ہیں اسواسطے
کہ امام المسلمین جب غالب ہو کافرون کے کسی گروہ پر اور انمین سے ہر شخص کے نصف نصف پر رقیت قائم رکھے اور نصف نصف پر احسان کرے یعنی بسبب آزاد کرنے کے تو یہ جائز ہے اور
ہوگا حکم ہر شخص کا بعد اس فعل کے مانند معتق البعض کے چاہے امام انکو آزاد کردے اور چاہے باقی کیواسطے سعی کرادے هم اس روایت سے صاحب بدائع نے استدلال کیا کہ عتق
اور رق امام کے نزدیک قسمت پذیر ہے حالانکہ احسان امام کا عتق نہیں بلکہ اعتاق ہے خلاصہ یہ ہے کہ قول بدائع کا غریب ہے لائق اعتماد کے نہیں کہ روایات متعددہ کے مخالف ہے لہذا
فتح القدیر میں اسکو مستبعد کہا ہے ولو اعتق نصیبه فلشریکه ست خیارات بل سبع اما ان یحرر نصیبه منجزا او مضافا والمدة کمدة الاستسعا فتح اور اگر ایک غلام کے دو مالک ہون
اور ایک شخص نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرے شریک کو چھ بلکہ سات امر میں اختیار ہے یا اپنا حصہ فی الحال آزاد کرے یا آزادی کی کچھ مدت مقرر کردے مانند مدت سعی کرانے
کے کذا فی فتح القدیر یعنی اعتاق کو مدت طویل کی طرف اضافت نکرے نہیں تو وہ تدبیر کے مساوی ہوجاویگی بلکہ یون کہے کہ برس یا دو برس مین تو آزاد ہوگا
نہایت یہ ہے کہ جتنی مدت مین وہ محنت مزدوری کرکے اپنی نصف قیمت ادا کرسکے اتنی مدت کی طرف اُسکے عتق کو مضاف کرے او یصالح او یکاتب لا علی اکثر من نصف قیمته
لو من النقدین ولو عجز استسعی فان امتنع اجره جبرا یا شریک صلح کرلے مال پر یا مکاتب کرے غلام کو بشرطیکہ اُسکی نصف قیمت سے بدل کتابت زیادہ نہو اگر بدل کتابت
چاندی سونے کی قسم سے ہو اور غیر نقدین مین زیادتی بھی جائز ہے اور اگر غلام عاجز ہو ادائے بدل کتابت سے تو اس سے سعایت کرادے اگر وہ سعایت نکرے تو زبردستی اس سے
مزدوری کرادے او یدبر ویلزمه السعایة للحال فلومات المولی فلا سعایة ان خرج من الثلث یا شریک غلام کو مدبر کرے اور مدبر کرنے سے فی الحال اُسکو سعایت لازم
ہوگی اور نصف قیمت ادا کرکے آزاد ہوجاویگا سو اگر مولی یعنی شریک مرگیا تو غلام پر سعایت لازم نہین اگر غلام ثلث مال سے نکلے یعنی ثلث مال سے آزاد ہوسکے او

یعنی اسکو اختیار ہے چاہے آزاد کرے یا شریک سعایت کراوے تدبیر بھی کرسکتا ہے کیونکہ جو حق مدبر کا ہے وہ سعایت کے بعد حاصل ہو جاتا ہے اگر عوض مقرر کرکے آزاد کیا تو جائز ہے اگر بغیر عوض کے آزاد کیا تو جائز نہیں ہے یہ جو ذکر کیا گیا آزاد کرنا

ہمچنین کذا فی الجوہرۃ والولاء لہما اذا اعتق ولاء دونون کا ہے یعنی دونون شریکون کا ہے کیونکہ ہر ایک شریک نے اپنا اپنا حصہ آزاد کیا ہے

اور جب شریک نے اپنا حصہ لے لیا تو اسکے بعد ایک غلام جو مدبر ہے اور سعایت سے حریت کی نوبت کی ہو اور ولاء ہمیشہ دونون شریکون کا ہوگا وارث کو ملے

آزاد کرنیوالے بھی دونون شریک ہیں معتق کو دوسرا اختیار ہے اور تدبیر بھی رد اور مستسعی فی المذہب یا شریک نے اسکو اختیار دیا کہ آزاد کرے وارث اپنے حصہ کے عوض سے

آزاد کرنا اور اسکے بعد شریک کے آزاد کرنے کے بعد سعایت تک اور آزاد کیا ہو تو شریک ضامن نہ ہوگا کیونکہ غلام سے سعایت کرا لیگا بنا بر روایت کے حکم یہ ہے

اجازت ضامن کے نفی اور یہ اعتاق اور صلح اور کتابت اور تدبیر کی ہو واسطے اسکے اور سعایت کے ہیں کذا فی حاشیۃ الدر المختار والتبیین علی العبد الولاء لہ

حصہ دار معتق کا ہے بحیثیت ضامن اور آزاد کرنے والے پھیرے غلام سے اتنا مال جتنا کہ ضامن دیا یعنی اتنا مال کے واسطے سعایت کروے اور تمام وراثت

غلام کی آزاد کرنے والے کی اسی سبب سے ہوئے کل عتق اسکی جہت سے اس واسطے کہ غلام کا پورا مالک ہو گیا تھا ضمان دیکر کذا فی حاشیۃ الضامن تعدد اقرار

ثم والولاء ہو گیا جائز ہے جمع کرنا سعایت اور ضمان میں یہ جائز نہیں جواب یہ ہے کہ ان میں جائز ہے اگر چند شریک ہوں یعنی اگر مثلاً ایک غلام کے تین مالک ہوں ایک نے اپنا

حصہ آزاد کیا تو دونوں شریکوں کو اختیار ہے کہ ایک ضمان لے اور دوسرا سعایت کراوے اور اگر ایک ہی شریک ہو تو ضمان اور سعایت کا جمع کرنا جائز نہیں کذا فی حاشیۃ الدرر

عن البائع وللمشتری الخیار فی الثمن والعتق فیہ اعتاق اور جب شریک نے اختیار کیا ایک امر کو خیارات سے تو پھر وہی مقرر ہو جاتا ہے اور پھر اسکو

بدلنا اور اختیار نہیں کرسکتا اس واسطے کہ اگر شریک نے بعض کی سعایت کو اختیار کرکے تو اسکو آزاد کردینے کا اختیار ہو گا اور سب کو [illegible]

کی جہت اور تدبیر اور صلح سعایت کو شامل ہو کذا فی الدر المختار اور اگر شریک اپنا حصہ آزاد کرنے والے کے ہاتھ بیچے یا اسکو ہبہ کرے تو جائز

نہیں اس واسطے کہ معتق المعتق مکاتب کے مثل ہے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ اور بیسار وجکونہ مالکا قدر قیمۃ نصیبہ الآخر یوم الاعتاق ہوئے مالدار ہونا یوم الاعتاق

اور آزاد کرنے والے کا مقدور ثابت ہونا اور قیمت حصہ شریک کے مالک ہونے سے اعتاق کے دن سوے حاجت اور مسکن کے کھانے کے یعنی اگر معتق اتنی قیمت

حصہ شریک کا مالک ہو تو مال دار ہے اور اسکا مقدور ثابت ہو قول اصح میں کذا فی البحر تو خلفا فی قیمتہ ان کان قائما قوم للحال وان کان ہالکا فالقول للمعتق لانکارہ الزیادۃ

اور اگر اختلاف کیا ہو معتق اور شریک نے غلام کی قیمت میں اعتاق کے دن تو اگر غلام موجود ہو تو فی الحال اسکی قیمت ٹھہرالیا جاویگا

اور مرگیا ہو تو معتق کا قول معتبر ہوگا اس واسطے کہ وہ منکر ہے زیادتی قیمت کا اور قول معتبر منکر کا اور اسی طرح اگر دونون میں اختلاف ہو معتق کی مالداری

مفلسی میں تو بھی معتق کا قول معتبر ہوگا ولو شہد ای اخبر بعدم قبول شہادتہ ان تعدد واتحد کل من الشریکین بعتق الآخر حظہ سعی لہما ولا

گواہی سے ہر شریک دوسرے شریک کے آزاد کرنے کی اور ہر ایک منکر ہو اپنے حصہ کے آزاد کرنے کا تو غلام سعایت کرے دونون کے حصہ ادا کرنے کے واسطے شہادت

شہادت یہاں بمعنی خبر ہے واسطے کہ مقبول ہونے شہادت کے اگرچہ چند شریک ہوں اور دو ان میں سے دو شریک تیسرے کے اعتاق کی گواہی دیں تو بھی گواہی مقبول

ہوگی اس واسطے کہ دونون اپنے واسطے منفعت کو کھینچتے ہیں یعنی چاہتے ہیں کہ اگر تیسرے پر اعتاق ثابت ہو تو ہم اپنے حصوں کا ضمان لیں کذا فی البدائع الاخ علیہما

القاضی تحلیفہ لیسترق او تحلیفہ قبل حلفہما دونون شریکون کے واسطے غلام سعایت کرے تا وقتیکہ قاضی دونون سے قسم نہ لی جاوے اگر قاضی نے دونون سے قسم لی تو اس وقت

میں غلام کو اختیار ہو گا خواہ اپنی رقیت اختیار کرے خواہ دونون کے حصوں میں سعایت کرے ورنہ صورت تحلیف قاضی رقیت کا اثبات نہ ہو تاکہ مستحق ہوئے برداشت

کرنے القدیر میں مصرح ہے کہ اگر قاضی کے پاس جانے سے پہلے باہم دونون شریکون نے اعتاق کو دوسرے کی طرف نسبت کیا تو اسکا حکم یہ نہیں سوا سعایت کے اور اگر

قاضی کے پاس مقدمہ رجوع کیا اور قاضی نے دونون سے اعتاق کا حال دریافت کیا اور دونون نے انکار کیا اور قاضی نے دونون کو قسم دلائی اور ہر ایک نے قسم کھائی تو دیتے

آزاد نہیں کیا تو غلام پر رقیت ثابت کیجاویگی اس واسطے کہ ہر شریک کا یہی گمان ہو کہ اسکے شریک نے جھوٹی قسم کھائی ہو باوجود اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو ہر ایک کا یہی اعتقاد ہوگا کہ غلام

کا استرقاق حرام ہے اسواسطے کہ عتق البعض ہے کہ جب اُسکا استرقاق صحیح نہوا تو ہر شریک کو سعایت کا اختیار ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر ولو کل احدہما صار حرا بلا سعایۃ
اور اگر قاضی کے روبرو ایک شریک نے قسم کھائی کہ مین نے نہین آزاد کیا اور دوسرے شریک نے قسم سے انکار کیا تو وہ معترف ہوا اپنے اعتاق کا تو اسکے واسطے سعایت کا حق نہ رہا تو قسم
کھانے والا سعایت کرا دیگا ولو مات قبل ان یستسعیا فلبیت المال بحر اور اگر غلام مرگیا قبل اس بات کے کہ دونون ایک شخص کے اعتاق پر متفق ہون تو غلام کی ولا بیت المال
کی ہوگی نہ مالکون کی اسواسطے کہ ہنوز کسی کا اعتاق ثابت نہین کذا فی البحر ہم یہ مذہب ہے صاحبین کا نہ امام کا تو لازم تھا کہ اسکا ذکر صاحبین کے آیندہ قول مین ہوتا ورنہ امام کے
مذہب مین اسکے ذکر کرنے سے خلط مذہبین ہوگیا مطلقا ولو موسرین او مختلفین والولاء لہما سعایت کرے غلام امام اعظم کے نزدیک ہر طرح اگرچہ دونون شریک مالدار ہون یا مفلس یا
ایک مالدار ہو اور دوسرا مفلس اور ولا دونون کا حق ہے وقالا لا یسعی للموسرین بل للمعسرین ولو تخالفا فیسعی للموسر لا للمعسر والولاء موقوف حتی یتصادقا کذا فی البحر
والملتقی وعامۃ الکتب قلت ففی المتن خلل لا یخفی فتنبہ ثم رایت شیخنا الرملی نبہ علی ذلک اور صاحبین نے کہا کہ غلام مذکور مفلس شریکون کے واسطے سعایت کرے نہ
مالدارون کیواسطے اور اگر دونون مقدور مین مختلف ہون یعنی ایک شریک مالدار ہو اور دوسرا مفلس تو سعایت کرے مالدار کیواسطے نہ مفلس کیواسطے اسواسطے کہ مفلس بسبب
مالداری نہ ہونے شریک کے ضمان کا طالب تھا نہ سعایت کا اور ولا یعنی میراث غلام کی صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین موقوف رہیگی اسواسطے کہ ہر شخص اعتاق کو دوسرے پر
ڈالتا ہے یہانتک کہ دونون شریک متفق ہون ایک شخص کے اعتاق پر تب مستحق وارث ہوگا اور اگر قبل اتفاق شریکین کے غلام مرگیا تو اسکا مال بیت المال مین داخل ہوگا امام
اور صاحبین کا مذہب اسیطرح مصرح ہے بحر الرائق اور ملتقی الابحر اور شرح وقایہ و ہدایہ اور باقی کتب فقہ مین شارح کہتا ہے کہ تو متن مین خلط مذہبین ہوگیا ہے کہ مخفی نہین سو ملاحظہ کرنے
والے کو ہوشیار رہنا چاہیے سو پھر مین نے اپنے استاد خیر الدین رملی کو دیکھا کہ اُنہون نے مصنف کی شرح منح الغفار کے حاشیہ مین اس خلط مذہبین سے اسیطرح سے آگاہ کردیا ہے حاصل یہ کہ فی الحقیقت ماتن
سے خلط دونون مذہب کا ہوگیا کہ مذہب امام پر بلا تنبیہ مذہب صاحبین کو ذکر کردیا یعنی تخالف یسار مین مالدار کے واسطے سعایت ہے نہ مفلس کیواسطے اسلیے کہ امام کے نزدیک مطلقا
سعایت لازم ہے اور ولا غلام کی شریکون کیلئے ہے اور صاحبین کے نزدیک قبل از اتفاق موقوف ہے لیکن طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اگر ماتن سے ایک خطا ہوئی تو شارح رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مقام مین دو
خطائین ہوئین اول خطا یہ کہ صورت تحلیف قاضی کے استرقاق کو ذکر کیا حالانکہ فتح القدیر مین مذکور ہوچکا کہ اسمین ہرگز استرقاق نہین ہے دوسری خطا یہ کہ خلط مذہبین کا اعتراض ماتن پر کیا
پھر اسمین آپ بھی مبتلا ہوئے یعنی بیت المال کا مسئلہ مذہب ہے صاحبین کا اُسکو امام کے مذہب کے ساتھ خلط ملط کرکے بلا تنبیہ مذکور کردیا انسان ہرچند اپنے فن مین کامل ہو لیکن خطا
اور نسیان سے خالی نہین لہذا ماخوذ اور معاتب نہین ع مسئلہ ملحقہ شارح کا قال احد الشریکین للآخر بعت منک نصیبی ان لم اکن بعتہ منک فہو حر وقال الآخر ما اشتریتہ وان کنت
اشتریتہ منک فہو حر فالقول لمنکر الشراء بیمینہ فان حلف ولا بینۃ للبائع عتق بلا سعایۃ لمدعی البیع بل للآخر فی حظہ بکل حال ایک غلام کے دو مالک ہین سو ایک شریک
نے دوسرے شریک سے کہا کہ مین نے اپنا حصہ تیرے ہاتھ بیچڈالا تھا قبل اسکے کہ تو اپنا حصہ آزاد کرے اور اگر مین نے اپنا حصہ تیرے ہاتھ نہ بیچا ہو تو وہ آزاد ہے اور دوسرے
شریک نے کہا کہ مین نے تیرا حصہ نہین خریدا اور اگر مین نے اُسکو تجھسے خرید کیا ہو تو وہ آزاد ہے تو اس صورت مین جو شریک کہ منکر ہے خرید کا اُسیکا قول معتبر ہوگا ساتھ قسم کے پھر
اگر اُسنے قسم کھائی عدم خرید کی اور حالانکہ بائع کے گواہ نہین تو غلام آزاد ہوجاویگا بلا سعایت کے یعنی بائع کیواسطے اُسپر سعایت نہ لازم ہوگی مدعی آزاد ہوجاویگا اسواسطے
کہ اُسنے عتق کو عدم بیع پر معلق کیا تھا سو عدم بیع بسبب قسم کھانے مدعا علیہ کے ثابت ہوگئی بلکہ دوسرے شریک کیواسطے بقدر اُسکے حصہ کے سعایت کریگا ہر حال مین
خواہ بائع مالدار ہو خواہ مفلس وکذا عندہما لو البائع معسرا ولو موسرا لم یسع لاحد فی الاصح اور اسی طرح صاحبین کے نزدیک سعایت فقط منکر شراء کے واسطے ثابت
ہے اگر بائع مفلس ہوگا اسواسطے کہ اُنکے نزدیک مفلس پر ضمان نہین اور اگر بائع مالدار ہو تو غلام کسی کے واسطے سعایت نہ کریگا قول اصح مین اسواسطے کہ صاحبین
کے نزدیک مالدار دوسرے کی تونگری کی حالت مین سعایت نہین اور تضمین بھی نہین اسواسطے کہ دوسرا منکر ہے ولو علق احدہما عتقہ بفعل غدا مثلا کان
دخل زید الدار غدا فانت حر وعکس الشریک الآخر فقال ان لم یدخل فمضی الغد وجہل شرطا اوخل ام لا عتق نصفہ وتحنث احدہما بیقین وسعی
فی نصفہ لہما مطلقا والولاء لہما اور اگر ایک شریک نے معلق کیا غلام کا عتق روز آیندہ کے کسی کام پر مثلاً یون کہا کہ اگر داخل ہوگا زید گھر مین

[illegible] ایک شریک [illegible] نصف آزاد [illegible]

[illegible] نصف غلام [illegible] دونوں [illegible]

[illegible] اور لا اعتق [illegible] مسئلہ [illegible] بسبب [illegible] جہالت [illegible]

[illegible] داخل ہو [illegible] غلام آزاد ہے [illegible] خالد گھر میں داخل [illegible] نہیں تو کوئی غلام آزاد ہوگا [illegible]

مبارک ہوتے [illegible] اس مسئلہ میں بہ نسبت مسئلہ سابق کے دو جہالت ہیں ایک غلام میں بھی جہالت ہے یعنی معلوم نہیں کہ کون غلام آزاد ہوا [illegible] جہالت بھی [illegible]

[illegible] مسئلہ سابق کے [illegible] ایک ہی جہالت [illegible] معلوم نہیں کہ کون شریک [illegible] اور غلام میں جہالت نہیں [illegible]

[illegible] کان اشتراہما من یعلم بحلفہما عتق غلام احدہما والامر الی البیان فتح [illegible] اگر دونوں غلاموں کو ایک ہی شخص [illegible]

[illegible] دونوں مالکوں کی قسم یعنی تعلیق کو جانتا تھا تو اسکے پاس ایک غلام آزاد ہو جائیگا اور مشتری بیان کا حکم کیا جاوے

[illegible] ایک غلام کو عتق کے واسطے معین کرے کذا فی فتح القدیر خلاصہ یہ کہ مسئلہ سابقہ میں بسبب [illegible] مالک کے جہالت [illegible] اور اب بسبب

[illegible] کے جہالت [illegible] اور ہر چند تعلیق عتق کی مشتری کی جانب سے نہیں تھی لیکن چونکہ مشتری دونوں مالکوں کی تعلیق کو جانتا تھا لہذا [illegible]

[illegible] بان قال عبدہ حر ان لم یکن فلان دخل ہذہ الدار الیوم ثم قال امرأتہ طالق ان کان دخل الیوم عتق وطلقت [illegible]

[illegible] لان الیمین الاولی بالشرط المحسوس لا یدخل تحت حکم الحاکم [illegible] بخلاف الاخری [illegible] ایک شخص [illegible] کہ اگر [illegible] غلام آزاد [illegible]

اس گھر میں آج خالد [illegible] داخل ہوا [illegible] پھر زید نے کہا کہ اسکی زوجہ مطلقہ ہے اگر اس گھر میں آج خالد داخل ہوا ہو تو زید کا غلام آزاد ہو جائیگا اور اسکی زوجہ مطلقہ [illegible]

[illegible] دوسری قسم کہنے کا [illegible] یعنی پہلی یمین میں شرط طلاق کے موجود ہونیکا مقر ہوا اور دوسری یمین میں شرط عتق کی موجود ہونیکا اقرار کیا بخلاف

اسکے [illegible] صورت [illegible] یمین [illegible] یعنی اگر یوں کہے کہ واللہ میں اس گھر میں داخل نہیں ہوا [illegible] پھر کہا کہ اگر میں اس گھر میں داخل ہوں [illegible]

[illegible] کفارہ لازم [illegible] عتق ثابت ہے اسواسطے کہ اگر عدم دخول میں صادق ہے تو کفارہ نہیں اور اگر عمداً کذب بولا [illegible] دوسری یمین کی

تکذیب نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ محسوس حاکم کے حکم کے تحت میں داخل نہیں ہوتی تاکہ اسکے سبب دوسری یمین کی تکذیب [illegible] پہلی یمین کا محسوس ہونا اتفاقی

قید ہے اگر دوسری یمین بھی محسوس ہوگی تو بھی یہی حکم ہے چنانچہ اس مسئلہ کا ذکر کتاب الطلاق میں ہو چکا کذا فی حاشیۃ الدرر ومن ملک قریبہ بسبب مع رجل آخر

عتق حظہ بلا ضمان [illegible] للشریک بقرابۃ اولا علی الظاہر لان الحکم یدار علی السبب اور جو شخص کہ مالک ہو دوسرے شخص کے ساتھ اپنے قریب محرم کا کسی سبب سے خواہ سبب

ملک کا خرید ہو یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت یا بدل مہر یا میراث تو آزاد ہوگا حصہ قرابت والے کا بدون ضمان شریک کو اگرچہ [illegible] قرابت معلوم ہو یا نہ ہو بنا بر ظاہر الروایۃ کے اسواسطے

کہ حکم [illegible] سبب [illegible] ضمان کا سبب تعدی ہے سو یہاں موجود نہیں اسواسطے کہ یہاں قریب محرم کا [illegible] اختیاری [illegible] الشریکان العتق [illegible] شریک کو اختیار ہے [illegible]

[illegible]

ساتھ [illegible] غیر کی لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا پھر اسکو خرید کیا دوسرے شخص کے ساتھ شریک ہو کر [illegible] واسطے

[illegible] وان اشتری نصفہ اجنبی ثم القریب باقیہ فللاجنبی [illegible] المشتری [illegible]

[illegible] اگر [illegible] نصف غلام کو اجنبی نے [illegible] باقی کو غلام کے قرابت والے نے مول لیا تو اجنبی کو اختیار ہے چاہے مشتری [illegible]

ہو اور چاہے غلام سے سعایت کراوے یہ مسئلہ متن کے نسخون مین داخل ہی اور شرح مصنف کے نسخون سے ساقط ہی **وان اشتری نصف قریبہ ممن یملکہ کلہ لا ضمین لبائعہ** مطلقا لمشارکتہ فی العلۃ اور اگر خرید کیا اپنے قرابت دار کے نصف کو اُس شخص سے جو اُسکا پورا مالک ہی تو قریب بائع کو ضمان نہ دیگا مطلقا خواہ مالدار ہو خواہ مفلس بسبب شریک کر لینے بائع کے علت مین یعنی ملک مشتری مین دخول مبیع کی علت ایجاب اور قبول ہی سو آمین بائع نے مشتری کو اپنا شریک کر لیا وقید بتملکہ لانہ **لو اشتراہ من احد الشریکین لزمہ** الضمان اجماعا للشریک الذی لم یبع لو المشتری موسرا اور عدم ضمان مشتری مین مصنف نے بائع مین پوری ملک کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر اپنے قریب کو ایک شریک سے خرید کریگا تو اُسپر ضمان دینا لازم ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے دوسرے شریک کیواسطے جسنے اپنا حصہ نہین بیچا اسواسطے کہ شریک ثانی نے مشتری کو بیع مین اپنا شریک نہین کر لیا ضمان مشتری پر اُسوقت لازم ہوگا جبکہ وہ مالدار ہو اور اگر مشتری مفلس ہو تو شریک غلام سے سعایت کرادیگا کذا فی العالمگیریۃ **عبد بین ثلثۃ دبرہ واحد و بعدہ** اعتقہ آخر وہما موسران ضمن الساکت الذی لم یدبر ولم یحرر مدبرہ ان شاء ثلث قیمتہ قنا و رجع بہا علی العبد لا معتقہ لان التدبیر ضمان معاوضۃ وہو الاصل ایک غلام ہی جسکے تین مالک ہین اُنمین سے ایک مالک نے اُس غلام کو مدبر کیا اور بعد اسکے دوسرے مالک نے اُسکو آزاد کر دیا اور وہ دونون مالک مالدار ہین تو تیسرا ساکت مالک جسنے نہ مدبر کیا نہ آزاد کیا اگر چاہے تو مدبر کرنے والے سے خالص غلام کی تہائی قیمت کا ضمان لے اور مدبر کرنے والا اسقدر غلام سے بھرلے نہ ضمان لے تیسرا مالک آزاد کرنے والے سے اسواسطے کہ مدبر کرنا ضمان ہی معاوضہ کا اور ضمان معاوضہ کا یہی اصل ہی ضمان مین خلاصہ یہ ہی کہ شریک اول کے مدبر کرنے سے دونون شریکون کے حصون مین نقصان واقع ہوگیا تو ہر ایک کو اپنے حصے مین تدبیر اور کتابت اور ضمان اور سعایت عبد کا اختیار تھا جب دوسرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو فقط تیسرے شریک کا حصہ باقی رہا تو اب تیسرے شریک کیواسطے دو طرف ضمان متوجہ ہوا ایک ضمان تدبیر اور دوسرا ضمان اعتاق لیکن چونکہ ضمان معاوضہ ہی یعنی مالک ہونیکا ضمان ہی اور ضمان اعتاق ضمان اتلاف ہی اسواسطے کہ غلام مدبر کا اجارہ اور اعادہ اور استخدام درست ہی اور اعتاق مین یہ امور جائز نہین لہذا شریک ثالث کو مدبر کرنے والے سے ضمان لینا متعین ہوگیا نہ آزاد کرنیوالے سے کذا فی حاشیۃ المدنی **وضمن المدبر معتقہ ثلثہ مدبرا لا ما ضمنہ المدبر من ثلثہ قنا لتقدمہ تدبیرہ** اور ضمان لے مدبر کرنے والا غلام کے آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت مدبر کی نہ ضمان لے مدبر کرنیوالا اسقدر جتنا اُسنے ضمان دیکیا ہی یعنے خالص غلام کی تہائی بسبب ناقص ہوجانے غلام کے اسکے مدبر کرنے سے ویجی ان **قیمۃ المدبر ثلثا قیمتہ قنا** اور باب التدبیر مین آویگا کہ غلام خالص کی قیمت سے مدبر غلام کی قیمت تہائی کم ہوتی ہی اسواسطے کہ منافع مملوک کی تین قسمین ہین ایک وطی کرنا دوسرے خدمت لینا اور تیسرے بیع کرنا اور مدبر کر دینے سے بیع کا فائدہ فوت ہوجاتا ہی لہذا مدبر کی قیمت ثلث کم ہوگئی مثلاً اگر غلام خالص کی قیمت ستائیس درم ہون تو شریک ثالث مدبر کرنے سے نو درم ضمان لیگا اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے چھ درم ضمان لیگا اسواسطے کہ مدبر کی قیمت تہائی کم ہو کر اٹھارہ درم ہونگے اور اٹھارہ کا ثلث چھ ہی **والولاء بین المعتق والمدبر اثلاثا ثلثاہ للمدبر والثلث للمعتق** کذا اعلی [illegible] اور میراث غلام کی آزاد کرنے والے اور مدبر کرنے والے مین تین تہائی ہوگی دو تہائیان مدبر کرنے والے کی اور ایک تہائی آزاد کرنیوالے کی بواسطے آزاد ہوسنے غلام کے [illegible] ان دونون کی ملک پر آزاد کرنے والا ایک تہائی کا مالک تھا تو میراث بھی اُسنے ایک تہائی پائی اور مدبر کرنیوالا دو تہائی کا مالک تھا ایک تہائی کا تو خود مالک تھا اور دوسری تہائی کا ضمان دیکر مالک ہوا لہذا دو تہائی میراث کی پاویگا **ولو قال ہی ام ولد شریکی انکر شریکہ ولا بینۃ تخدمہ یوما و** **تتوقف یوما** خدمتہ یوما اعجالا باقرارہ اور اگر لونڈی کے ایک مالک نے کہا کہ یہ لونڈی میرے شریک کی ام ولد ہی اور اُسکے شریک نے انکار کیا کہ یہ میری ام ولد نہین اور گواہ اس دعوی کے نہین تو یہ لونڈی شریک منکر کی ایکدن خدمت کرے اور ایک دن کسی کی خدمت نہ کرے یہ اُسکے اقرار پر عمل کرنے سے اسواسطے کہ جب اسکی ام ولد ہونے کا قائل ہوا تو اپنے سقوط حق کا مقر ہوا لہذا اپنے اقرار پر ماخوذ ہوا اور شریک منکر کا یہ گمان ہی کہ لونڈی ویسی ہی جیسی کہ پہلے تھی تو نصف لونڈی مین اُسکا حق موجود ہی **ونفقتہا فی کسبہا والا** **فعلی المنکر** اور نفقہ لونڈی کا اُسکی محنت مزدوری مین ہی اور اگر کسب نہ کر سکے تو شریک منکر پر اُسکا پورا نفقہ ہی کذا فی المختلف من باب محمد اور دوسرا قول یہ ہی کہ نصف نفقہ منکر پر ہی اسواسطے کہ [illegible] کا مالک ہی فتح القدیر مین کہا کہ یہی قول الیق بقول امام ہی کذا فی حاشیۃ المدنی و اما جنایتہا موقوفۃ اور جنایت لونڈی کی موقوف رہیگی تاوقتیکہ ایک شریک دوسرے کی تصدیق کرے ہم لونڈی کی نصف میراث اور اُسکا نصف کسب منکر کا ہوگا اور اگر منکر مر جاوے تو

اور امام صاحب کے نزدیک وہ آزاد ہوگی اور بقیہ حصہ شریک کے [illegible] دونوں کے واسطے سعایت کرے گی [illegible] قیمت [illegible] ام ولد کی [illegible]

[illegible] حدیث [illegible] عبداللہ بن عباس سے [illegible] ہے [illegible]

[illegible] حدیث [illegible] ابن [illegible]

[illegible] حاشیۃ [illegible]

[illegible] ثلث قیمت [illegible] ام ولد کی قیمت [illegible]

[illegible] سعایت لازم ہوگی [illegible] ام ولد کی قیمت پر سعایت [illegible] صاحبین

کے [illegible] ام ولد کی قیمت [illegible] ثلث قیمت لونڈی کے [illegible] قول التفسیر فی [illegible] اشتراکا [illegible]

[illegible] ضمان [illegible] ام ولد کی قیمت [illegible] مشترک [illegible]

[illegible] دعوی کیا [illegible] ام ولد [illegible] آزاد کر دیا [illegible] مالک کو آزاد [illegible]

ضمان دیگا اور اسی طرح مشترک لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا اور ایک مالک نے اسکا دعوی کیا تو اسکا نسب ثابت ہوگا اور مدعی نسب پر [illegible] لازم ہوگا اور لونڈی

ہوگا [illegible] سعایت لازم ہوگی اسلیے کہ امام کے نزدیک ام ولد کی قیمت ہی نہیں جو ضمان اور سعایت [illegible] صاحبین [illegible]

تو اسپر ضمان لازم ہوگا اور اگر مفلس ہو تو ولد پر سعایت لازم ہوگی وانما تضمن بالجنایۃ [illegible] الی [illegible] فاقر [illegible] ضمان جنایۃ [illegible] ضمان غصب

ولد الغصب [illegible] اور [illegible] ام ولد کا ضمان دیا جاویگا بسبب جنایت کے باتفاق امام و صاحبین کے تو اگر ایک مالک نے ام ولد کو مثلا شیر کے پاس کر دیا اور

شیر نے اسکو پھاڑ ڈالا تو یہ شخص ضمان دیگا دوسرے مالک کو اسلئے کہ یہ جنایت کا ضمان ہے نہ غصب کا ضمان اور ضمان جنایت کا تقوم پر موقوف نہیں [illegible] ضمانت غصب

کے [illegible] صغیر حر کا ضمان دیا جاتا ہے [illegible] کذا فی الزیلعی یعنی اگر صغیر حر کو کوئی تلف کر ڈالے تو اسپر ضمان جنایت لازم آویگا [illegible] قیمت کے

ولو قال لعبدین عندہ من ثلثۃ اعبد لہ احدکما حر فخرج واحد ودخل آخر فاعاد قولہ احدکما حر فما دام حیا یؤمر بالبیان ایک شخص کے تین غلام ہیں سعید

اور مرجان اور فیروز سو اس نے اگر مثلا سعید اور مرجان دو حاضر غلاموں سے کہا کہ تم میں ایک آزاد ہے پھر ایک غلام مثلا سعید باہر گیا اور تیسرا غلام [illegible] فیروز

[illegible] قول دوبارہ کہا کہ ایک تم میں آزاد ہے سو تا وقتیکہ مالک زندہ ہے تو اسپر بیان کرنیکا حکم کیا جاویگا یعنی اگر غلام قاضی سے نالش کرینگے تو [illegible] حکم کریگا

کہ بیان کر دے کہ قول اول و ثانی میں کس کس غلام کو تو نے آزاد کیا ہے پس جس کو مالک بیان کریگا وہی آزاد ہوگا وان مات بلا بیان عتق من ثبت ثلاثۃ ارباعہ

ونصفہ بالاول ونصف نصفہ بالثانی اور اگر مالک بلا بیان مرگیا تو جو غلام کہ دونوں قولوں میں [illegible] یعنی مرجان سے تین ربع یعنی پون آزاد ہوگا نصف [illegible]

آزاد ہوگا اور نصف النصف یعنی چوتھائی ایجاب ثانی سے آزاد [illegible] تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ جب مالک نے سعید و مرجان سے کہا کہ تم دونوں میں ایک آزاد [illegible]

مالک کے قول سے ثابت ہوئی تو ایجاب اول سعید اور مرجان میں دائر ہوا لہذا [illegible] نصف ہوگیا آدھا سعید آزاد ہوا اور آدھا مرجان پھر جب سعید [illegible] فیروز داخل

ہوا پھر مالک نے وہی کہا کہ ایک تم دونوں میں آزاد ہے تو ایجاب ثانی بھی داخل اور ثابت میں یعنی مرجان اور فیروز میں دائر ہوا تو بھی دونوں میں نصفا نصف ہوگیا نصف

مرجان کو اور نصف فیروز کو سو جو نصف کہ مرجان کو پہونچا [illegible] مرجان میں شائع ہوا [illegible] اور چونکہ نصف مرجان کا ایجاب اول سے آزاد ہو چکا تھا اور نصف

[illegible] تو جس قدر کہ نصف آزاد کو پہونچا [illegible]

[illegible] تفصیل سے صاف معلوم ہوگیا کہ مرجان سے تین ربع آزاد [illegible] ایجاب اول سے [illegible] ایک ربع ایجاب ثانی سے [illegible]

وعتق من کل خبر نصفہ اور سوا مرجان کے ہر ایک غلام [illegible] نصف آزاد [illegible] سعید نصف آزاد ہوا [illegible]

ثانی سے فیروز نصف آزاد ہوا نزدیک امام اور ابو یوسف کے اور محمد کے نزدیک غلام داخل سے یعنی فیروز سے فقط چہارم آزاد ہوا اسواسطے کہ ایجاب ثانی سے
جیسے ثابت غلام یعنی مرجان چہارم آزاد ہوا ویسے فیروز بھی چہارم ہی آزاد ہوا اگر کوئی سوال کرے کہ صاحبین کے نزدیک عتق تو قسمت پذیر نہین پھر کیا وجہ ہے کہ اس مسئلہ مین
صاحبین تجزی عتق کے قائل ہین نہ اسکے سوا اور مسائل مین اسکا جواب شارح نے اپنے اس قول مین بیان کیا للثبوتہ بطریق التوزیع والضرورۃ فلم یتعد یعنی ثبوت تجزی عتق کا اس
مسئلہ مین بطور تقسیم اور ضرورت کے ہوگیا ہے تو سوائے محل ضرورت کے اور مسائل مین متعدی اور متجاوز نہوگا یعنی ایک غلام کا عتق مبہم بضرورت عدم تعیین کے دو مین منقسم ہوگیا تو سوائے
اپنے محل کے اور محل مین متجاوز نہین ہوسکتا کذا فی حاشیۃ المدنی وشرح ابی المکارم عن المختصر وان صدر ذلک المذکور منہ فی مرضہ وضاق الثلث عنہم ولم یجزہ الورثۃ قسم
سواۃ قسم الثلث بینہم کما مر بان یجعل کل عبد سبعۃ اسہم سہام العتق لاحتیاجنا الی مخرج لہ نصف وربع واقلہ اربعۃ فتعول لسبعۃ ہے ثلث المال اور اگر یہی دونون قول مذکور
صادر ہون مالک سے اسکی بیماری مین اور بلا بیان وہ مرگیا اور ثلث مال سے غلام آزاد نہوسکین اسلیے کہ سوائے تین غلامون کے کچھ اور متروکہ میت کا نہین
اور وارث میت کے اسقدر آزاد ہونے کو جائز نہین رکھتے اور حالانکہ قیمت تینون غلامون کی برابر ہے تو اسصورت مخصوص مین بحساب سابق مذکور کے ثلث مال ان
تینون غلامون مین منقسم کیا جاویگا اسطرح پر کہ ہر غلام کے سات سہم قرار دیے جاوین بنا بر سہام عتق کے چنانچہ اسکی تفصیل مذکور ہوچکی کہ تین سہم مرجان کے اور دو سہم سعید کے اور
دو سہم فیروز کے آزاد ہوئے تھے تین ربع ایک کے اور نصف نصف دو کے ہر غلام کے سات سہام اسواسطے مقرر ہوئے کہ اس تقسیم مین ہمکو احتیاج ہوئی اس مخرج کی جسمین نصف
اور ربع ہو اور اسکا اقل مخرج چار ہین اسواسطے کہ نصف چار کا دو ہین اور ربع ایک اور چونکہ چار مین گنجائش سات سہم کی نہین لہذا چار کو زیادہ کرکے سات قرار دیا اور یہی سات
سہم ثلث مال ہے میت کا اور چونکہ عتق مرض کا در حکم وصیت کے ہے لہذا ثلث مین جاری ہوا اگر کوئی کہے کہ اہل فرائض نے تصریح کردی ہے کہ چار کی زیادتی سات تک نہین ہوتی اسکا
جواب یہ ہے کہ چونکہ فرائض مین اجتماع دو نصف اور ربع کا نہین ہوتا لہذا اہل فرائض سات عول کے قائل نہوئے تو اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ فرائض کے سوا اور کہین بھی جائز نہین اسیطرح
مصرح کیا ہے شارح کلام اہل فرائض کے کذا فی الدرر وعتق من ثبت ثلثۃ من سبعۃ ویسعی فی اربعۃ وعتق من کل من غیرہ سہمان ویسعی فی خمسۃ فبلغ سہام السعایۃ اربعۃ عشر وسہام
الوصایا سبعۃ لنفاذہا من الثلث اور اس غلام سے جو ثابت رہا دونون ایجاب مین یعنی مرجان کے تین سہم آزاد ہوئے سات سہم سے اور سعایت کرے چار سہم مین اور ثابت
کے سوا ہر ایک غلام سے دو سہام آزاد ہوئے یعنی سعید کے دو سہم آزاد ہوئے تو باقی پانچ سہم مین وہ سعایت کرے اور فیروز کے بھی دو سہم آزاد ہوئے تو وہ بھی باقی پانچ مین کوشش
کرے تو سعایت کے سہام تینون غلامون مین چودہ ہوئے اور وصیت یعنی عتق کے سہام سات ہوئے بسبب جاری ہونے وصیت کے کل مال کی تہائی سے تو کل مال میت کا اکیس سہام
ہوئے انمین سے ثلث آزاد ہوئے یعنی سات باقی رہے دو ثلث یعنی چودہ ان طلق نسوۃ ثلثا کذلک ومہرہن سواء اور اگر طلاق دی ایک زوج نے اپنی تین عورتون کو اسیطرح
یعنی ایک شخص کے تین عورتین ہین سو ایکدن اسکے پاس دو عورتین حاضر تہین سو اسنے کہا کہ تم دو مین سے ایک مطلقہ ہے پھر ایک انمین سے باہر گئی اور تیسری آئی سو اسنے دوبارہ کہا کہ تم دو
مین سے ایک مطلقہ ہے اور حالانکہ مہران تینون کے برابر ہین مہر کا برابر ہونا کچھ ضرور نہین شارح نے یہ قید باتباع صاحب درر کے زیادہ کی اسواسطے کہ حکم مسئلہ کا درصورت تفاوت
مہر کے بھی یکسان ہے بلا تفاوت کذا فی حاشیۃ المدنی عن المفتی ابی سعود قبل وطی لیفید البینونۃ طلاق دی قبل وطی کے قید قبل وطی کی اسواسطے لگائی تاکہ ایجاب اول مفید
ہو جدائی کا اسلیے کہ زوجہ غیر مدخولہ ایک ہی طلاق سے جدا ہوجاتی ہے تو جس عورت کو ایجاب اول پہونچا وہ ایجاب ثانی کی محل باقی نہ رہی تو اس امر مین طلاق عتق
کے مانند ہوگئی کذا فی شرح الوقایۃ والدرر اس مسئلہ مفروضہ مین تین طرح کے احکام ہین ایک حکم مہر کا دوسرا حکم میراث کا اور تیسرا حکم عدت کا اور یہ سب احکام اس صورت
مین متعلق ہین جبکہ زوج یہ طلاق مبہم یکہ بلا بیان مرگیا اور اگر زوج بیان کریگا کہ طلاق سے فلانی عورت مراد ہے تو وہ عورت بائنہ ہوجاویگی بلا عدت اور نصف مہر اپنا
لے گی اور دوسری عورت کہ بوقت خطاب موجود تھی وہ نکاح مین ثابت رہیگی اور اگر بعد اس بیان کے زوج مرجاویگا تو وہ باقی عورت میراث اور پورا مہر پاویگی اور
عدت وفات اسپر لازم ہوگی کما لا یخفی سقط ربع مہرہن من خرجت وثلثۃ اثمان من ثبتت وثمن من دخلت لان بالایجاب الاول سقط نصف مہر الواحدۃ
منصفا بین الخارجۃ والثابتۃ فسقط ربع کل ثم بالایجاب الثانی سقط الربع منصفا بین الثابتۃ والداخلۃ تو ساقط ہوگا زوجہ خارجہ کا چہارم مہر اور زوجہ ثابتہ کے مہر

تین مہر میں سے ساقط ہوگئے اور زوجہ مدخولہ کا مہر ساقط نہ ہوگا اس واسطے کہ جو مہر اول ساقط ہوا تھا نصف ... ساقط ہوا ہے اور ثانیہ کا نصف
نصف ہوگیا تو زوجہ غیر مدخولہ ہوگئی اور جو ثابت ہوگیا تھا وہ بھی تو اسی سبب سے ساقط ہوا کیونکہ دخول مین آدھے آدھے کا سبب ہے اس واسطے ایک زوجہ کا
نصف ساقط ہوا اور نصف ثابت رہا مگر ایسی صورت کو اس قول پر دخول مین نصف مہر ساقط ہے اور جو کہ طلاق ایک صورت ہے جس مین
نصف مہر کا نصف ہوا اور ان میں ایک ثابت ہوا تو ثابتہ کا بھی چوتھائی مہر ساقط ہوا اور ثانیہ کا بھی چوتھائی ساقط ہوا پس اسکے چوتھائی مین تردد واقع ہوا کہ اول
مین خارجہ مطلقہ ہوئی یا ثابتہ تو اگر واقع مین ثابتہ مطلقہ ہوئی ہے تو ثانی کو حکم ثابتہ پر داخل ہوا اس واسطے کہ دخول مطلقہ کے تجزی نہین ہوتی کہ کچھ مطلقہ ہو اور کچھ
نہ ہو اور اگر اول میں خارجہ مطلقہ ہوئی تو اس تقدیر مین ثانی کی وجہ سے ثابتہ مطلقہ ہوئی اور اس تردد کے سبب سے چوتھائی مین سے مہر ساقط ہوا اور ربع
دونون مین نصفا نصف ہوگیا ثابتہ کا بھی نصف مہر کا ساقط ہوا اور داخلہ کا بھی بعضے علما نے کہا کہ یہ محمد کا قول ہے اور بعضون نے کہا کہ شیخین کا قول بھی یہی ہے
کہ نصف قول ہو تو ظاہر ہے اور اگر شیخین کا بھی قول ہو تو حق مہر طلاق مین فرق مذکور کے بیان کرنے کی حاجت ہے جیسا کہ فی البدایہ شرح الوقایہ وہو شیبا لنصف والا میراث
المیت من کل ربع وثمن فللداخلۃ ثمنہ لانہا جہا الا الثابتۃ ونصف الآخرین الخارجۃ والثابتہ نصفان بعدم المرجح اور زوجہ ثابتہ کی میراث ربع
ہو تو ایک ثمن ہو داخلہ کو تو نصف میراث ہو اگر زوج کے اولاد نہین تو نصف ربع ہو اور اگر اولاد ہو تو نصف ثمن ہو اس واسطے کہ داخلہ کے ساتھ کوئی زوجہ شریک نہین کہ ثابتہ
اور نصف ثانی خارجہ اور ثابتہ مین نصفا نصف ہو اسلئے کہ کوئی مرجح نہین ایک کا دوسرے پر تو میت کی میراث نصف داخلہ کی اور ربع خارجہ کی اور ربع ثابتہ کی وعلی
کل منہن عدۃ الوفات احتیاطا الا الطلاق بعدم الدخول اور ہر زوجہ پر احتیاطی وجوہات تین عدت وفات کی لازم ہوگی بنابر احتیاط کے نہ عدت طلاق کی بسبب عدم
وطی کے عدت وفات مین احتیاط ہو بسبب احتمال منکوحہ ہونے کے کذا فی الکافی والوضع الموت بیان فی طلاق بائن مبہم کقولہ مرتہ احدکما بائن ولو علی حدوا رکانی
کان بیان لا فی قبل لو کذا التقبیل لو الطلاق اور وطی اور موت زوجہ بیان ہو طلاق بائن مبہم مین چنانچہ یون کہنا زوج کا اپنی دو عورتون سے کہ ایک تم مین سے بائن
ہو پھر زوج نے ایک زوجہ کی وطی کی تو ظاہر ہوگیا کہ زوج کے نزدیک طلاق مبہم سے زوجہ ثانیہ مراد تھی اگر موطوءہ مطلقہ ہوتی تو اس سے وطی نہ کرتا بعد طلاق مبہم کے
ایک زوجہ مر گئی تو دوسری زندہ زوجہ مطلقہ ہوگی اس لیے کہ مردہ محل طلاق نہین بسبب ہلاک کے اور یہی طرح تقبیل کا بھی حکم ہو برخلاف قول زیادات کے مخالف ہیں
اگر بعد طلاق بائن مبہم کے ایک زوجہ کا بوسہ لیگا تو معلوم ہوگا کہ زوجہ ثانیہ مطلقہ تھی اور طلاق بیان نہین ہوتی یعنی اگر دو عورتون سے کہا کہ ایک تم مین بائن ہو پھر ایک
زوجہ کو معین کرکے طلاق دی تو یہ طلاق ثانی مبہم کا بیان نہ ہوگی یعنی دوسری زوجہ مطلقہ نہ ثابت ہوگی اس واسطے کہ طلاق بائن کے بعد عدت مین دوسری طلاق بھی
واقع ہو سکتی ہو تو جائز ہو کہ جسکو اول طلاق بائن ہوئی تھی اسی کو دوسری طلاق بھی ہوئی کذا فی حاشیۃ المدنی عن البحر ولیل التقبید با لطلاق کالطلاق والعرض علی
البیع کالبیع لما رہ شارح کہتا ہو طلاق کی تمثیل طلاق سے اور عرض بیع کے واسطے پیش کرنا بیع کے مانند ہو بیان مین یا نہین مین نے اسکو صریح نہین دیکھا صاحب طلاق
بیان ہوتی تو مبہم طلاق کیونکر بیان ہوگی اور عرض علی البیع کو شارح نے مانند بیع کے کسی کتاب مین نہین دیکھا محمد بعد کہ مترجم نے اختیار شرح مختار مین صریح دیکھا
کہ عرض بھی مانند بیع کے بیان ہو عتق مبہم کا چنانچہ اسکی مختصر عبارت یہ ہو ولو قال لعبدیہ احدکما حر ثم باع احدہما او عرضہ علی البیع عتق الآخر لانہ بالعرض قصد
وصول الثمن وہو ینافی الحریۃ اور ملتقی الابحر مین یون ہو والبیع بیان فی العتق المبہم وکذا العرض علی البیع باوجودیکہ شارح ملتقی پر شرح لکھ چکا ہو در المختار سے
پہلے پھر بھی یہ مسئلہ یاد نہ رہا انسان کتنا ہی بڑا کامل ہو لیکن خطا اور نسیان سے خالی نہین معاذ اللہ یہ شارح علامہ پر طعن نہین ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
غرض اس بیان سے تجزی صریحیت کا بیان ہو کبیع ولو فاسدا او موت ولو بقتل العبد لنفسہ وتحریر ولو مطلقا وتدبیر ولو مقیدا او استیلاد وکذا کل تصرف لا یحق
الا فی الملک کتابۃ واجارۃ والعبد وتزویج ورہن وہبۃ وصدقۃ ولو غیر مسلمتین ذکرہ ابن الکمال لان المساومۃ بیان فہذا اولی طلاق مفتی مبائع
چنانچہ بیع کرنا ایک غلام کا عتق مبہم کا بیان ہو اگرچہ بیع فاسد ہی ہو اور مرجانا ایک غلام کا اگرچہ غلام نے اپنی ذات کو آپ قتل کیا ہو اور آزاد کرنا ایک غلام کا

اگرچہ اعتاق مطلق ہو اور مدبر کرنا ایک غلام کا اگرچہ تدبیر مقید ہو چنانچہ تدبیر مطلق اور مقید کا بیان باب التدبیر مین آویگا اور استیلاد یعنی دعوی ولد کرنا اور
اسی طرح عتق مبہم کا بیان ہے وہ تصرف جو صحیح نہین ہوتا مگر ملک مین جیسے مکاتب کرنا یا اجارہ یا وصیت کرنا یا مملوک کا نکاح کر دینا یا گرو رکھنا اور اسیطرح ہبہ کرنا
اور خیرات مین دینا اگرچہ ہبہ اور خیرات بلا قبض ہو یہ قول ہے ابن کمال کا اسواسطے کہ فقط قیمت ٹھہرانا بالاتسلیم جیسا کہ بیان ہوتا ہے عتق مبہم کا تو ہبہ اور صدقہ بلا قبض ولی مین
بیان ہونے مین کذا فی البدائع اسواسطے کہ ہبہ اور صدقہ بلا قبض مین ایجاب و قبول ہوتا ہے بخلاف قیمت ٹھہرانے کے فی حق عتق مبہم لقولہ احدکما حر فیقبل ذکر تعیین الآخر
امور مذکورہ عتق مبہم کے حق مین بیان ہین چنانچہ مالک نے اپنے دو غلامون سے یا دو لونڈیون سے کہا کہ ایک تم مین آزاد ہے تو یہ عتق مبہم ہے معلوم نہین کہ کسکی آزادی مراد ہے پھر
امور مذکورہ مین سے کوئی امر کیا یعنی دو غلامون مین ایک کو بیع کر ڈالا یا ایک غلام مر گیا یا دوسرے کو آزاد کیا معین کر کے یا مدبر کیا یا ایک لونڈی کے ولد کو اپنا بیٹا کہا یا ایک غلام کو مکاتب
کیا یا اجارہ مین دیا یا ایک غلام کے استخدام کی کسی کیواسطے وصیت کی یا ایک کا نکاح کر دیا یا گرو رکھا یا ایک غلام کسیکو ہبہ کر دیا یا خیرات مین دیا تو ان افعال سے دوسرے غلام کا
عتق متعین اور مصرح ہو گیا ابہام دفع ہوا اسواسطے کہ تصرف مالکانہ قرینہ ہے کہ عتق اسکا مالک کو مقصود نہ تھا بلکہ دوسرے غلام کی آزادی مراد تھی وقیل لہ ایہما نویت فقال لم
اعن ہذا عتق الآخر ثم ان قال لم اعن ہذا عتق الاول ایضا وکذا الطلاق بخلاف الاقرار اختیار اور اگر مالک نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ ایک تم مین سے آزاد ہے اور کسی نے
مالک سے پوچھا کہ کس غلام کے آزاد کرنیکا تو نے ارادہ کیا سو مالک نے کہا ایک کیطرف اشارہ کر کے کہ اسکو مین نے نہین آزاد کیا تو دوسرا آزاد ہوگا اسواسطے کہ ایک کی نفی
کرنے سے دوسرا متعین ہوگیا پھر بعد اسکے دوسرے غلام کی طرف جسکا عتق متعین ہوگیا اشارہ کر کے کہا کہ اسکی آزادی کا مین نے ارادہ نہین کیا تو اول غلام بھی آزاد ہو جاویگا
یعنے دونون غلام آزاد ہو جاوینگے نفی اول سے دوسرا غلام آزاد ہوا اور نفی ثانی سے پہلا غلام آزاد ہوا اور یہی حکم ہے طلاق مبہم مین یعنی زوج نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ ایک
تم مین مطلقہ ہے پھر کسی نے پوچھا کہ کسکو تو نے ارادہ کیا سو زوج نے کہا کہ اسکو مین نے ارادہ نہین کیا تو دوسری عورت مطلقہ ہوگی پھر اگر دوسری عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ
اسکو بھی مین نے ارادہ نہین کیا تو دونون مطلقہ ہونگی بخلاف اقرار مبہم کے کہ اسمین ایک کی نفی سے دوسرے کی تعیین نہین ہوتی چنانچہ اگر یون کہا کہ ان دو شخصون مین سے
ایک شخص کے ہزار درم مجھپر ہین سو اگر کسی نے پوچھا کہ کون مراد ہے اور مقر نے ایک کی نفی کی تو دوسرے شخص کیواسطے کچھ واجب نہوگا وجہ فرق کی یہ ہے کہ طلاق اور
عتاق مین کسی شخص پر تعیین واجب ہے تو جب ایک کی نفی کی تو دوسرا متعین ہوگا بنا بر ضرورت اقامت وجوب کے بخلاف اقرار کے کہ اسکی تعیین مقر پر واجب نہین اسواسطے کہ اقرار
مجہول سے مقر پر کچھ لازم نہین آتا کہ جبر اسپر جائز ہو تو اقرار مین ایک کی نفی سے دوسرے کی تعیین بھی نہوگی کذا فی الاختیار شرح المختار ولو جنی احدہما تعین الجانی وعلیہ الدیۃ دفعا
للضرر لو الجبیہ اور اگر ایک غلام نے جنایت کی یعنی کسی کو مار ڈالا تو مارنے والا غلام متعین ہو جائیگا واسطے عتق کے اور اسی پر خون بہا دینا لازم ہوگا واسطے دفع ضرر مولی کے
کذا فی الولوالجیہ یعنی غلام قاتل کی آزادی اسواسطے متعین ہوگئی تا کہ مولی کا ضرر نہو قاتل ہی پر خون بہا دینا لازم ہوگا اور اگر غلام غیر قاتل کو آزاد قرار دیجیے تو قاتل کی طرف
سے خون بہا دینا مولی پر لازم ہوگا لا یکون الوطی ودواعیہ بیانا فیہ وقالا ہو بیان حبلت اولا وعلیہ الفتوی لعدم حلہ الا فی الملک نہوگی وطی اور اسکی دواعی بیان عتق
مبہم مین یعنی اگر ایک لونڈی سے مولے نے وطی کی تو دوسری لونڈی کا عتق ثابت نہوگا نزدیک امام اعظمؒ کے اور صاحبینؒ نے کہا کہ وطی بیان ہے عتق مبہم مین لونڈی
اس وطی سے حاملہ ہو یا نہو اور اسی قول پر فتوی ہے کذا فی الہدایہ اسواسطے کہ وطی حلال نہین مگر ملک مین اور ظاہر حال مسلم کا دلالت کرتا ہے کہ وہ مرتکب حرام کا نہوا
ہوگا وکذا الموت لا یکون بیانا فی الاخبار اتفاقا فلو قال لغلامین احدکما ابنی او قال لجاریتین احدکما ام ولدی فمات احدہما لا یتعین الباقی للعتق
ولا الاستیلاد لان الاخبار یصح فی الحی والمیت بخلاف الانشاء اور اسی طرح موت بھی بیان نہین ہوتی خبر دینے مین باتفاق امام اور صاحبین کے سو اگر مولی نے
اپنے دو غلامون سے کہا کہ تم مین سے ایک میرا بیٹا ہے یا دو لونڈیون سے کہا کہ تم مین سے ایک میری ام ولد ہے پھر ایک غلام یا ایک لونڈی مر گئی تو باقی غلام
عتق کے واسطے اور باقی لونڈی استیلاد کے واسطے متعین نہونگے اسلیے کہ خبر دینا زندہ اور مردہ دونون مین صحیح ہو سکتا ہے لہذا موت بیان نہین ہو سکتی
اخبار مین بخلاف انشاء کے کہ وہ مردہ مین صحیح نہین لہذا انشاء مین موت بیان ہوتی ہے قال لامتہ ان کان اول ولد تلدینہ ذکرا فانت حرۃ فولدت ذکرا

[illegible] فی لفظہ بتقدیم الاذن روانا لعکس فیعتق نصفہ وسعیان فی نصف قیمتہ [illegible]
[illegible] [illegible] معلوم نہین کہ [illegible] [illegible]
[illegible] اسواسطے کہ اگر اول ذکر ہوا تو وہ غائب ہو گیا کیونکہ قیمت تو ایک ہی ہوگی [illegible]
[illegible] تو ان کی آزادی ہوگی [illegible] پس جانے خرچ کے [illegible]
[illegible] ہوتی بسبب [illegible] دونون کے [illegible] دونون کے [illegible] صورت
[illegible] دونون سعایت کرینگے یعنی نصف نصف قیمت مین شہدا لعتق احد عبدیہ او بطلاق احدی نسائہ [illegible]
[illegible] اگر کسی کو اہی دی کہ ایک [illegible] کے کہ ہی بعینہ ہر ایک دونون کو ہوں سے دو غلامون مین سے
[illegible] کہ یہ گواہی عتق مبہم پر ہی اور عتق مبہم کی گواہی امام کے نزدیک ان تکون شہادۃ تلافی وصیۃ وشہادۃ
فی الصحۃ [illegible] مطلقا [illegible] اعتاق مبہم کی گواہی کسی صورت مین قبول نہین کرا سخت مقبول ہو کہ دونون کی گواہی وصیت مین ہو اور وصیت مین
داخل [illegible] مین مرض الموت مین آزاد کرنا گواہی عتاق مبہم مین ہے تو باجماع امام اور صاحبین کے مقبول ہوگی ہم جبکہ تدبیر فی الصحۃ وصیت مین داخل ہوئی تو
تدبیر فی الصحۃ بطریق اولی الوصیۃ [illegible] وصیت کی یون مثال دی ہی کہ دونون گواہ گواہی دین کہ مالک نے اپنے مرض الموت مین دو غلامون سے
ایک غلام کو آزاد کیا [illegible] اس مین صحت و مرض کی صورت مین کچھ فرق نہین معلوم ہوتا اور ممکن ہو کہ وصیت سے یہ مراد ہو کہ اپنے غلامون کے اعتاق کی وارثون
کو وصیت کر جاوے [illegible] مرض الموت کے اعتاق سے یہ مراد ہو کہ خود آزاد کر کے مرے ولا اصل ان الطلاق المبہم یحرم الفرج اجماعا فلا یشترط الدعوی بخلاف العتق المبہم فلا [illegible]
[illegible] عتق مبہم مین [illegible] یہ ہے کہ طلاق مبہم حرام کرتی ہے شرمگاہ کو باجماع امام اور صاحبین کے تو طلاق مبہم کی گواہی کیواسطے
دعوے شرط نہین اسواسطے کہ یہ حق اللہ ہے حق العباد اور حق اللہ مین بلا شرط دعوی گواہی مقبول ہے بخلاف عتق مبہم کے کہ وہ امام کے نزدیک امام
کے لیکن اس مقام مین امام کے قول پر فتوی دینا جائز نہین کذا فی النہایہ اسواسطے کہ مزید احتیاط تحریم مین ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کما تقبل لو شہدا بعد موتہ
انہ اعتق احد عبدیہ قال فی صحتہ لنفسیہ احد کما حر علی الاصح لشیوع العتق فیہا بالموت فصار کل خصما متعینا وصححہ ابن الکمال وغیرہ چنانچہ مقبول ہے گواہی اگر دو
شاہدون نے گواہی دی بعد موت مولی کے کہ اسنے اپنی صحت مین کہا تھا اپنے دو غلامون سے کہ ایک تم مین سے آزاد ہے گواہی مقبول ہوگی بنا بر قول
اصح کے بسبب شائع ہو جانے عتق کے دونون غلامون مین مولی کی موت سے یعنی جبتک مولی زندہ تھا تو شہادت مذکورہ مقبول نہ تھی اس سبب سے کہ دعوی
صحیح نہ تھا اسواسطے کہ مدعی مجہول تھا معلوم نہ تھا کہ دونون مین سے کون آزاد ہے اور جب کہ مولی مرگیا تو دونون غلامون پر عتق پھیل گیا تو ہر غلام مدعی متعین ہو گیا
اور تصحیح کی ہے اس قول کی ابن کمال وغیرہ نے یعنی فخرالاسلام اور صاحب کافی نے اور شارحین نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے کذا فی حاشیۃ المدنی فرع
سامی ملحقہ شارح کے شہد ابعتقہ سالما ولا یعرفونہ عتق گواہی دی دو گواہون نے کہ مولی نے اپنے سالم غلام کو آزاد کیا اور گواہ سالم کو پہچانتے نہین ہین تو
سالم آزاد ہو گا بشرطیکہ مرے کے غلامون مین کوئی سالم ایک ہی غلام ہو ولو لہ عبدان کل اسمہ سالم وجحد فلا عتق کشہادتہما بعتقہ لمعینۃ سماہا فنسیا اسمہا
ومثلہ ای احدی نساءہ وسماہا فنسیا بالم تقبل لجہالۃ الصحیح اور اگر مولی کے دو غلامون کا نام سالم ہو اور مولے اعتاق کا منکر ہو تو گواہون کی
گواہی اس گواہی سے کہ مولے نے سالم کو آزاد کیا عتق نہ ثابت ہوگا چنانچہ دو گواہون کی ایسی گواہی کہ مولے نے معین ذمہ کی کا نام لیکر
آزاد کیا اور گواہون کو اسکا نام یاد نہ رہا یا دو عورتون مین سے ایک عورت کی طلاق کی گواہی دی جبکہ زوج نے نام لیا تھا اور گواہ اسکو
بھول گئے تو ایسی گواہی نہ مقبول ہوگی بسبب کمال جہالت کے کذا فی فتح القدیر

باب الحلف بالعتق

یہ باب ہے عتق کی قسم کھانے کے بیان میں حلف بفتح حاء و سکون لام مصدر ہے بمعنی قسم کھانیکے اور حلف بمعنی عہد بیان کے ہے کذا فی الصراح اور حلف سے مراد بیان تعلیق ہے عتق کی اور مسئلہ تعلیق بالولادۃ کا عتق البعض میں اسواسطے مذکور ہوا کہ درصورت عدم علم شرط کے بعض عتق ہوتا ہے نہ کل کذا فی المنح قال ان دخلت الدار فکل مملوک لی یومئذ حر عتق من له حین دخوله ولیلا سواء ملکه بعد حلفه او قبله لان المعنی یوم اذ دخلت فاعتبر ملکه وقت دخوله کہ اگر قائل نے کسی مخاطب سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگا تو جو میرا مملوک ہوگا اسدن سو آزاد ہے تو آزاد ہو جاویگا جو لونڈی یا غلام کہ متکلم کا مملوک ہوگا مخاطب کے داخل ہونے کے وقت اگرچہ مخاطب رات کو گھر میں داخل ہوا ہے خواہ متکلم مملوک کا بعد تعلیق کے ہوا ہو یا قبل تعلیق کے اسواسطے کہ معنی یومئذ کے بیان یہ ہیں کہ جس روز کہ تو گھر میں داخل ہوگا تو وقت دخول مخاطب کے ملک متکلم کی معتبر ہوئی تو گویا یوں متکلم نے کہا کہ وقت دخول کے جس غلام اور لونڈی کا میں مالک ہونگا وہ آزاد ہے ہر مملوک لونڈی اور غلام دونوں کو شامل ہے چنانچہ لفظ آدمی کا کذا فی الذخیرہ اور یوم اس مثال میں بمعنی مطلق وقت کے ہے لہذا دخول لیل سے بھی عتق ثابت ہوگا ولذا الولم یقل یومئذ عتق من له وقت حلفه فقط کقوله کل عبد لی واملکه حر بعد غد او بعد شهر اعتبر وقت حلفه لان الملک للحال فلایتناول الاستقبال حتی لولم یملک شیئا یوم حلفه یعنی بمینه اور چونکہ مثال سابق یوم دخول سے ملک معتبر ہوگی لہذا اگر مولی یومئذ کا لفظ نہ کہتا تو وہی فقط غلام آزاد ہوتا جو تعلیق کے وقت اسکا مملوک تھا چنانچہ یہ قول مولے کا کہ جو غلام کہ میرا ہے وہ پرسوں آزاد ہے یا جس غلام کا کہ مالک ہوں وہ پرسوں یا بعد مہینے کے آزاد ہے تو اس سے مثال میں معتبر ہوگی ملکیت مولی کی اسکے قسم کھانیکے وقت اسواسطے کہ لفظ لی اور املک موضوع ہے زمانہ حال کے واسطے اسلیے کہ لی متعلق ہے ثابت کا اور وہ ثابت اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں مذہب مختار یہ ہے کہ وہ حال کیواسطے ہے اور صیغہ فعل کا اگرچہ حال اور استقبال دونوں میں مستعمل ہوتا ہے لیکن عند الاطلاق عرفا اور شرعا اور لغۃ زمانہ حال ہی مراد ہوتا ہے تو قول مذکور شامل نہوگا استقبال کو یہانتک کہ اگر متکلم مالک نہوگا کسی غلام کا تعلیق کے دن تو اسکی تعلیق لغو ہو جاویگی اور جس غلام کا کہ بعد تعلیق کے مالک ہوگا وہ ہرگز آزاد نہوگا وہ بر کل عبد لی واملکه حر بعد موتی من کان له مملوک یوم قال هذا القول اور اس غلام سے کہ جو میرا غلام ہے یا جس غلام کا میں مالک ہوں وہ بعد میری موت کے آزاد ہے تو مدبر ہو جاویگا جو غلام کہ اسکا مملوک ہوگا اسدن جسدن یہ قول اسنے کہا اسواسطے کہ اسم فاعل اور مضارع زمانہ حال کیواسطے ہے لا یکون مدبرا مطلقا بل مقیدا من ملکه بعده لکن ان مات عتقا من الثلث لتعلیقه بالموت فیصیر وصیة اور جس غلام کا کہ مولی مالک ہوگا بعد تعلیق مذکور کے وہ غلام مدبر مطلق نہوگا بلکہ مدبر مقید ہوگا ولیکن اگر مولی بعد اس تعلیق کے مرجاویگا تو دونوں غلام یعنی جو مملوک تھا قبل تعلیق کے اور جو مملوک ہوا بعد تعلیق کے آزاد ہو جاوینگے طرفین کے نزدیک ثلث مال سے بسبب تعلیق کرنے مولی کے موت پر تو یہ تعلیق وصیت ہوگئی اور وصیت نہیں واقع ہوتی مگر بعد موت کے خلاصہ یہ ہے کہ جو غلام مملوک تھا قبل تعلیق کے وہ تو بسبب صیغہ حال کے آزاد ہوگیا اور جو غلام کہ بعد تعلیق کے مملوک ہوا وہ باعتبار صیغہ کے آزاد نہیں ہوا کہ جمع بین الحال والاستقبال لازم آوے بلکہ ایجاب عتق ہوا بطریق وصیت کے واسطے ثلث مال کے اور وصیت حال و استقبال دونوں کو شامل ہے لہذا اگر کوئی ثلث مال کی وصیت کریگا اور حالانکہ وہ مفلس ہو اور بعد وصیت کے وہ مالدار ہو اور مرجاوے تو وصیت اسمیں جاری ہوگی کذا فی الدرر وحاشیة المدنی المملوک لایتناول الحمل لانه تبع لامه لفظ مملوک کا شامل نہیں حمل کو اسواسطے کہ جنین تابع ہے اپنی ماں کا یعنی مملوک سے متبادر وہ ہے جو بالقصد مملوک ہو اور جنین بالتبع مملوک ہے نہ بالقصد فلا یعتق حمل جاریة من قال کل مملوک لی ذکر فهو حر ولو لم یقل ذکر لا دخل الحمل فیعتق الحمل تبعا تو وہ آزاد ہوگا حمل اس مولی کی لونڈی کا جسنے یوں کہا کہ جو میرا مذکر مملوک ہے وہ آزاد ہے اسواسطے کہ لفظ مملوک کا حمل کو شامل نہیں اور اگر مولی لفظ ذکر کا نہ کہتا یعنے فقط اسیقدر کہتا کہ جو میری مملوک ہے وہ آزاد ہے تو حاملہ لونڈی بھی عتق میں داخل ہو جاتی تو جنین بھی تابع اپنی ماں کا ہوکر آزاد ہو جاتا شارح کے کلام سے ثابت ہوا کہ لفظ مملوک کا لونڈیوں کو بھی شامل ہے چنانچہ اسکا بیان ذخیرہ سے منقول ہوچکا وکذا لفظ المملوک والعبد لایتناول المکاتب والمشترک ویتناول المدبر والمرهون والماذون علی الصواب اور اسی طرح لفظ مملوک کا شامل نہیں مکاتب اور عبد مشترک کو اور شامل ہے غلام مدبر اور مرہون اور ماذون فی التجارۃ کو بنا بر قول درست کے شارح قول درست کے کہنے سے مجتبی کی عبارت کو رد کیا اسمیں کہا ہے کہ لفظ مدبر اور مرہون اور ماذون کو لفظ مملوک کا شامل نہیں لونڈی الذکور اولم ینوالمدبر فاذا اگر مولی کہا کہ ہر مملوک میرا

تو اس صورت میں نیت لغو ہے [illegible] نیت [illegible] ہوگی [illegible] اسکی تصدیق ہوگی [illegible]

[illegible] قسم [illegible] احتمال [illegible] اتفاقیہ [illegible]

[illegible] اسکی تصدیق نہ ہوگی [illegible] احتمال [illegible] کے سبب [illegible] تخصیص [illegible]

[illegible] مسائل متفرقہ کے [illegible] عتق [illegible]

[illegible] مولی نے اپنے غلام کو آزاد کر دیگا پھر [illegible] اپنے غلام کو مکاتب کیا [illegible] محرم کو خرید کیا [illegible]

مولی [illegible] اسواسطے کہ کتابت بعد حصول بدل کتابت کے عتق [illegible] خرید کرنا قریب محرم کو سبب ہے عتق کا [illegible] غلام کو [illegible]

[illegible] اگر مولی نے غلام سے کہا کہ اگر [illegible] تو تو آزاد ہے پھر اسکو [illegible]

[illegible] اسلئے کہ بیع [illegible] کے بعد ملک بائع کی منافع نہیں ہوتی بدون تسلیم کے تو شرط عتق کی [illegible] ملکیت میں باقی [illegible]

[illegible] نہیں ہیں تو شرط عتق کی اسوقت پائی گئی جبکہ محل کی ملک باقی نہیں [illegible] حاشیہ [illegible]

[illegible] مولی نے غلام سے کہا کہ اگر تو مثلاً زید کے گھر میں داخل ہوا تو تو آزاد ہے پھر [illegible] شخص نے گواہی دی کہ

یہ غلام زید کے گھر میں داخل ہوا تو غلام آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ دخول فعل غلام کا ہے [illegible] گواہی میں [illegible]

اور اس قول میں کہ مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو مثلاً زید سے کلام کریگا تو تو آزاد ہے پھر زید نے اور دوسرے شخص نے گواہی دی کہ غلام نے زید سے کلام کیا تو غلام

نہ آزاد ہوگا اسواسطے کہ گواہی زید نے اپنی ذات کے فعل پر دی لہذا مقبول نہ ہوگی باقی رہی گواہی ایک آدمی کی [illegible]

[illegible] اور اگر مثلاً زید کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ غلام نے کلام کیا انکے باپ سے تو گواہی انکی درست [illegible]

منکر ہو کلام کرنے کا اس لیے کہ بیٹوں کی گواہی برخلاف باپ کے درست ہے [illegible]

[illegible] بیٹوں کو گواہی جائز [illegible] کے اسواسطے کہ اس دعوی میں باپ کو کچھ منفعت نہیں [illegible] بیٹوں کی گواہی [illegible]

باب العتق علی جعل

بالضم و فتح المال یہ باب ہے عتق کا بشرط مال کے جعل بالضم جیم بمعنے مال ہے اور فتح جیم کا لغت قلیل ہے جعل اس مال کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی کام کے واسطے مقرر

کیا جاوے اور جعالہ بالکسر اور جعلیہ بھی اسی کے مانند ہے کذا فی الصحاح اعتق عبدہ علی مال صحیح [illegible] فقبل العبد کل المال [illegible]

[illegible] العتق [illegible] معلق علی القبول [illegible] آزاد کیا مولے نے اپنے غلام کو بعوض مال کے جسکی جنس اور مقدار معلوم ہو سو قبول

کر لیا غلام نے اس مال کو مجلس میں مجلس علم ہو [illegible] مجلس خطاب کو اگر غلام حاضر ہو اور اسکے علم کی مجلس کو اگر وہ غائب ہو تو غلام بعد قبول کے آزاد ہو جاویگا [illegible]

مال [illegible] اسواسطے کہ عتق قبول پر معلق ہے اور یہ بیان تک کہ اگر غلام اس کلام کو رد کرے یا اس سے اعراض کرے یعنی با قبول [illegible]

مجلس سے تو عتق باطل ہو جاویگا بسبب نہ پائے جانے قبول کے اسواسطے کہ یہ معاوضہ ہے مال کا بغیر مال کے اسواسطے کہ غلام اپنی ذات کا مالک [illegible]

[illegible] قبول عوض کا ضرور ہے جیسے بیع میں کذا فی الدرر مال [illegible] کی اسواسطے قید لگائی کہ بعوض [illegible]

[illegible] اور اسباب اور حیوان [illegible] اور موزون کو بشرطیکہ معلوم الجنس ہو اور جہالت وصف کی [illegible] اسواسطے [illegible] الجہالت [illegible]

[illegible] اور اگر معلق کیا عتق کو مال کے [illegible] کہ اگر تو [illegible] مال [illegible]

آزاد ہے تو غلام ماذون فی التجارۃ ہوگا [illegible] اسواسطے کہ مولے نے غلام کو [illegible] مال [illegible] تجارت [illegible]

حاصل نہین ہوتا تو گویا اُسنے تجارت کی اجازت دی کذا فی الزیلعی وہل یصح حجرہ تردد فیہ فی البحر اور بعد اس قول کے غلام کو روکنا تجارت سے جائز ہے یا نہین اسکے جواب مین بحر الرائق مین تردد کیا ہے نہ اسکے حکم مین صریح روایت پائی نہ قواعد مذہب سے استخراج کیا اور محشیون نے بھی اسمین قول فیصل نہین ذکر کیا واللہ اعلم لا مکاتبا لانہ صریح فی تعلیق العتق بالاداء وہو یخالف المکاتب فی عشرین مسألۃ ذکر منہا قستہ اداے مال کی تعلیق سے غلام ماذون ہوگا نہ مکاتب ہوگا اسواسطے کہ قول مذکور مین اداے مال پر تعلیق عتق کی صریح ہے بخلاف کتابت کے کہ اسمین تصریح عتق کی نہین ہوتی بلکہ کتابت مین مولی یون کہتا ہے کہ مین نے تجکو مکاتب کیا ہزار درم پر مثلاً اور وہ ہیئے جس غلام کا عتق اداے مال پر معلق ہو وہ مخالف ہے مکاتب سے بیس مسئلون مین کہ انمین سے نو مسئلون کو ماتن نے ذکر کیا اور باقی مسائل کو شارح نے ماتن کی عبارت کے ساتھ ملا جلا بمناسبت کلام پورا کر دیا مترجم شمار مسائل کیواسطے ہر مسئلہ پر ہندسہ عدد کا واسطے اختصار کے رقم کریگا فقال فلا یتوقف عتقہ علی قبولہ سو ماتن نے کہا ۱ تو موقوف نہین عتق غلام مذکور کا اسکے قبول پر یعنی اگر بلا قبول مال کو ادا کریگا تو آزاد ہوگا بخلاف مکاتب کے کہ اُسکا قبول کرنا شرط ہے ولا یبطل برده ۲ اور باطل نہوگا عتق غلام کے رد کرنے سے بخلاف مکاتب کے وللمولی بیعہ قبل وجود شرطہ وہو الاداء ۳ اور مولی کو جائز ہے بیع کرنا اُس غلام کا قبل وجود عتق کی شرط کے اور وہ شرط کیا ہوا اداے مال ہے بخلاف مکاتب کے کہ بدون عجز اداے بدل کتابت کے اسکا بیع کرنا مولی کو جائز نہین ولو باعہ ثم اشتراہ ہل یجب قبول ما یاتی بہ خلاف ۴ اور اگر مولی اُسکو بیچے پھر اُسکو خرید کرے کیا واجب ہے قبول کرنا اُس مال کا جسکو غلام لاوے اسمین اختلاف ہے ابو یوسف کے نزدیک قبول کرنا واجب ہے اور محمد کے نزدیک واجب نہین لیکن اگر مولی مال مذکور قبض کریگا تو بالاتفاق آزاد ہوگا بخلاف مکاتب کے کہ اُسکے مال کے وجوب قبول مین اختلاف نہین کذا فی منح الغفار وعتق بالتخلیۃ بحیث لو مد یدہ لنال اخذہ ۵ اور آزاد ہوگا غلام مذکور مال کو آگے رکھدینے سے اسطرح پر کہ اگر مولی ہاتھ اپنا بڑھاوے تو مال کو تھامے ہم مکاتب بھی تخلیہ مال سے آزاد ہوجاتا ہے کذا فی الزیلعی تو دونون مین کچھ فرق نہوا تو اُسکا ذکر یہان بے موقع ہوا کذا فی حاشیۃ المدنی ولو ادی عنہ غیرہ تبرعا ۶ اوغیرہ بالاداء فادی لا یعتق لان الشرط اداؤہ ولم یوجد کما لا یعتق لو قید بدراہم فادی دنانیر او بکیس ابیض فدفع فی کیس اسود او بہذا الشہر فدفعہ فی غیرہ ۶ اور اگر مال ادا کیا غلام کی طرف سے کسی غیر شخص نے بطریق احسان کے ۷ یا غلام نے غیر شخص کو اداے مال کا امر کیا سو اُسنے ادا کر دیا تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ شرط عتق کی خود غلام کا ادا کرنا تھا سو پایا نہ گیا ۸ چنانچہ غلام آزاد نہوگا اگر مولی نے اداے مال مین دراہم کی قید لگائی پھر غلام نے دینار ادا کیے ۹ یا مولی نے مثلاً ہزار درم دینے کی سفید تھیلی مین قید لگائی سو غلام نے ہزار درم سیاہ تھیلی مین دیے ۱۰ یا مولی نے اس مہینے مین ادا کرنیکی شرط کی تھی سو غلام نے دوسرے مہینے مین مال ادا کیا سو ان چارون مسائل مین غلام آزاد نہوگا بسبب پائے جانے شروط مذکورہ کے بخلاف مکاتب کے کہ وہ چارون صورتون مین آزاد ہوگا بسبب حاصل ہونے مقصود بدل کتابت کے او حط عنہ البعض او طلبہ وادی الباقی ۱۱ یا مولی نے مال معین سے کچھ کم کر دیا یا غلام کی درخواست سے اور باقی مال کو اُسنے ادا کیا تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ شرط عتق کی کل مال تھا نہ بعض بخلاف کتابت کے کہ مکاتب باقی دینے سے آزاد ہوگا وکذا لو ابراہ ۱۲ اور اسی طرح غلام آزاد نہوگا اگر مولی مال کو معاف کر دیگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ معاف کرنے سے آزاد ہوتا ہے مترجم اس مسئلہ کا ذکر بھی یہان بے موقع ہے اسواسطے کہ ابرا نہین ہوتا مگر دین مین اور یہان غلام مذکور پر دین کہان ہے جو ابرا کی گنجایش ہو کذا فی منح الغفار او مات المولی فادا ہ الی الورثۃ لعدم الشرط بل العبد بالکساب للورثۃ ۱۳ یا مولی مرگیا اور غلام نے مال معین وارثون کو ادا کیا تو آزاد نہوگا بسبب نہ پائے جانے شرط کے اسواسطے کہ شرط یہ تھی کہ مولی کو دیوے بلکہ غلام اور غلام کا کمایا ہوا مال وارثون کا مملوک ہے تو غلام بیچا جاویگا بخلاف مکاتب کے کما لو مات العبد قبل الاداء فترکتہ لمولاہ ۱۴ چنانچہ اگر غلام مرجاوے قبل ادا کرنے مال معین کے تو متروکہ اُسکا مولی کا ہوگا اور اس مال سے غلام میت کے آزاد ہونے کے واسطے نہ ادا کیا جاویگا بخلاف مکاتب کے بل لہ اخذ ما ظفر بہ وافضل عندہ من کسبہ ۱۵ بلکہ مولے کو جائز ہے کہ قبل ادا کرنے مال کے جو مال کہ غلام کا پاوے لے لیوے بخلاف مکاتب کے ۱۶ یا کمائی غلام کی جو زیادہ ہو مال معین سے اسکے پاس اُسکا لینا بھی جائز ہے بخلاف مکاتب کے ولو ادی من کسبہ قبل التعلیق عتق ورجع السید بمثلہ علیہ ۱۷ اور اگر مال معین کو غلام نے ادا کیا اُس کمائی سے جو قبل تعلیق عتق کے تھی وہ آزاد ہوجاویگا اور اتنا مال غلام سے مولے پھیر لیگا بخلاف مکاتب کے کہ قبل کتابت کے کمائی سے وہ آزاد نہ ہوگا

عتق علی المال

کتابت

بسبب

[illegible]

اسواسطے کہ مولی مثل کفیل ... [illegible] ... مشتری ہو ... [illegible]

[illegible] ... تعلیق ... [illegible]

[illegible] ... کتابت ... [illegible]

ایسے ... [illegible] ... وقت موت کے ... بدل کتابت ... [illegible]

ہیں چنانچہ ... [illegible] ... التکمیل بخلاف بدل الکتابۃ ... [illegible]

... [illegible] ... کفالت اسکی جائز ہوگی بخلاف بدل کتابت کے کہ اسکی کفالت صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ بدل کتابت ثابت ... [illegible]

اور یہ مسئلہ ... کرنے والا ... مسائل کا شارح کو مناسب تھا کہ بجائے عشرون کے عشرین کہتا اسواسطے کہ مفعول ہے ... [illegible]

... صحیح نہیں ہے ... قبول ... اسلئے کہ موسی نے مال کو اپنے غلام پر واجب نہیں کیا بلکہ بطریق تعلیق ذکر کیا اور ... نہیں تو اس مسئلہ

کو بیان ... اس مسئلہ کا محل ... باب تھا یعنی باب اعتاق علی المال ... چنانچہ صاحب بحر و صاحب درر ... نے وہیں ذکر کیا ہے اسلئے کہ اعتاق

علی المال میں بمجرد قبول کے غلام آزاد ہو جاتا ہے اور آزاد پر دین کا ہونا صحیح ہے تو کفالت بھی اسکی جائز ہے بخلاف بدل کتابت کے کہ وہ دین صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ مکاتب ...

نہیں کذا فی حاشیۃ المدنی عن الحلبی ویزاد ما فی الذخیرۃ ... بالف فاستقرضہا ودفع لمولاہ عتق ... الموسی الدائن ... بالاقل ... مسائل

متفرقہ ... زیادہ کیے جاتے ہیں ... ذخیرہ ... مذکور ہیں کہ اگر عتق غلام کا معلق کیا مولی نے ہزار پر پھر غلام نے ہزار قرض لیے اور اپنے مولی کو دیے تو غلام آزاد ہو جائیگا

اور قرض دینے والا مولی سے ہزار پھیر لیگا اسواسطے کہ قرض دینے والا اسے غلام ماذون کے غلام کے مال میں ... تمام ہوں ... فی الغنیمن

فدفع ... الاخر ... مطالبۃ المولی ... عبدہ ... اور اگر غلام مذکور نے دو ہزار قرض لیے سو ایک ہزار مولی کو دیے اور ایک ہزار خود کھا گیا تو

قرض دینے والے کو مولی سے دونوں ہزار کا مطالبہ جائز ہے اسواسطے کہ مولی نے بسبب اعتاق غلام کے دین کی بیع سے روک دیا یعنی اگر غلام آزاد نہ ہوتا تو

قرض دینے والا اپنے دین کے واسطے غلام کو بیچ لیتا اور اب غلام آزاد ہے تو وہ بیچ نہیں سکتا اور چونکہ سبب عتق کا مولی ہے لہذا وہ اپنے دین کا مطالبہ مولی

سے کریگا **ولو قال انت حر بعد موتی بالف ان قبل بعدہ** ای بعد موتہ **عتق** بعد ذلک بالوارث او الوصی او القاضی عند امتناع الوارث ہو الصحیح لان

المیت لیس باہل للاعتاق عتق والولاء للمیت اور اگر مولی نے کہا اپنے غلام سے کہ تو آزاد ہے میری موت کے بعد بعوض ہزار درہم کے اگر غلام نے ہزار درہم

قبول کر لیا بعد موت مولی کے اور ساتھ اس شرط کے موسی کے وارث یا وصی یا قاضی نے امتناع وارث کے وقت غلام کو آزاد کر دیا تو غلام آزاد ہو جائیگا

ہزار درہم پر اور یہی قول اصح ہے مولی کو آزاد کرنا کافی نہیں اسواسطے کہ مردہ آزاد کرنے کے لائق نہیں اور ارث غلام کی میت کے واسطے ہے تو منسوبات مذکور مولی

کے وارث ہونگے عصبوں کو وراثت نہ ملیگی اور اگر میت کو وارث نہ ملتی ... کو ملتی تو عورت مرد سب وارث ہوتے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی عن البحر اور قبول غلام کا

بعد موت مولی کے اسواسطے مشروط ہوا کہ ایجاب عتق کا ابن موت کیطرف مضاف ہوا تو اگر مولی کی حیات میں قبول معتبر ہوتا تو قبول مقدم ہوتا ایجاب پر لہذا کہ

... نہیں اور یہی مشروط ہے کہ بعد موت مولی کے فی الفور غلام قبول کرے تب آزاد ہوگا کذا فی فتح القدیر والا یوجد ... لا یعتق بذلک اور اگر دونوں ...

... یعنی بعد موت مولی کے غلام ہزار درہم کو مثلاً فوراً نہ قبول کرے یا وارث وغیرہ نہ آزاد کریں اسکو تو فقط اس مولی کے قول سے غلام آزاد نہ ہوگا **ولو حررہ**

علی خدمتہ حولا مثلا ... عتق علی ان تخدمنی سنۃ **فقبل عتق فی الحال** اور اگر آزاد کیا غلام کو اسکی ایک سال کی خدمت پر مثلاً چنانچہ یوں کہا کہ میں نے

تجکو آزاد کیا اسپر کہ تو سال بھر میری خدمت کرے سو غلام نے اسکو قبول کیا تو فی الحال آزاد ہو جائیگا اسواسطے کہ علی الشئ قبول مجلس پر مشروط ہے ولو قال ان خدمتنی

سنۃ فانت حر لا یعتق الا بالشرط فلو خدمہ اقل منہا او عوضہ عنہا او قال ان خدمتنی وا ولادی فمات بعض اولادہ لا یعتق لان التعلیق ... علی

للمعاوضة اور مولی کے اس قول مین کہ اگر تو میری خدمت سال بھر کرے تو تو آزاد ہی تو غلام آزاد نہ ہوگا بدون پائے جانے شرط کے یعنی خدمت یکسالہ
سو اگر غلام مولے کی خدمت سال بھر سے کم کریگا یا بعوض خدمت کے مولی کو مال دیگا یا مولے نے غلام سے یون شرط کی کہ اگر تو میری اور میری اولاد کی خدمت کرے
تو تو آزاد ہی پھر اسکی اولاد سے کوئی مرگیا تو ان تینون صورتون مین آزاد نہ ہوگا اسواسطے کہ ان شرطیہ تعلیق کیواسطے موضوع ہی اور علی معاوضہ کیواسطے اور تعلیق مین بدون
وجود شرط معلق علیہ کے معلق نہین ہوتا اور معاوضہ مین سیاذلہ مین فقط قبول کرنا کفایت کرتا ہی چنانچہ جمیع عقود معاوضات کا یہی حکم ہی وخدمتہ الخدمۃ المعروفۃ بین
الناس مدتہ ایا کانت اور جب خدمت پر عتق ٹھہرے تو غلام مولے کی وہ خدمت کرے جو لوگون مین معروف اور مروج ہی بقدر مدت مقرری کے جتنی مدت ہو فان
جہلت او مات ہو او مولاہ قبلہا پھر اگر مدت خدمت کی مجہول ہی یا غلام قبل خدمت کے مرجاوے اگرچہ موت حکمی ہو چنانچہ اندھا ہو جانا یا مولے
مرجاوے ہم اندھے کو بجاے میت کے قرار دینا یہ تجویز ہی صاحب نہر کی نزد روایت مذہب کی لیکن شارح نے بطور روایت کے ذکر کیا کذا فی حاشیۃ المدنی او خدم بعضہا
فبحسابہ اور اگر غلام مولی کی تھوڑی مدت خدمت کرکے مرگیا تو اُسکے موافق حساب کیا جاویگا مثلاً چار برس کی خدمت پر عتق ٹھہرا تھا سو غلام ایکسال خدمت کرکے مرگیا تو شیخین
کے نزدیک چہارم وضع کرکے یون قیمت غلام کی اُسپر لازم آویگی اور محمدؒ کے نزدیک تین سال کی خدمت کی قیمت اُسپر لازم ہوگی کذا فی البحر عن شرح الطحاوی تجب
قیمتہ فتؤخذ منہ للورثۃ او من ترکتہ للمولی وعند محمد تجب قیمۃ خدمتہ وبہ ناخذ حاوی اگر قبل خدمت کے غلام یا مولی مرگیا تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک قیمت غلام
کی واجب ہوگی سو اگر مولی مرگیا ہی تو غلام سے اُسکی قیمت وارثون کے واسطے لیجاوے اور یا غلام مرگیا ہی تو اُسکے متروکہ سے مولی کیواسطے قیمت مذکورہ لیجاوے
اور محمدؒ کے نزدیک غلام کی قیمت واجب نہین بلکہ اُسکی خدمت کی قیمت واجب ہی اور یہی روایت ماخوذ اور مفتی بہ ہی کذا فی الحاوی القدسی وہل نفقتہ عیالہ لو فقیرا علی مولاہ
فی المدۃ کالموصی لہ بالخدمۃ او یکتسب للانفاق حتی لیستغنی ثم یخدم المولے کالمعسر بحث فی البحر الثانی والمصنف الاول اور کیا نفقہ غلام کی عیال کا اگر وہ محتاج
ہون خدمت کی مدت مین اُسکے مولے پر ہی جیسے اُس غلام کا نفقہ مولے پر ہی جسکو مولے نے خدمت مین دیا کسی غیر شخص کے یا غلام اول کسب کرے عیال
کی نفقہ رسانی کے واسطے یہانتک کہ کسب کی حاجت نہ رہے پھر خدمت کرے مولی کی مدت معین تک جیسے مفلس غلام کا عتق مال پر ٹھہرے تو مقدور ہونے
تک اُسکو مہلت ملتی ہی بحر الرائق مین امر ثانی کو تجویز کیا ہی یعنی کسب کو خدمت پر مقدم کیا ہی بقیاس غلام مفلس کے اور مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین امر اول کو
تجویز کیا ہی یعنی مولی پر اُسکا اور اُسکے عیال کا نفقہ واجب ہی بقیاس وصیت خدمت کے محشی حلبی نے کہا کہ ظاہر اقیاس صاحب بحر کا صحیح ہی لہذا صاحب نہر نے بھی اُسکو مسلم
رکھا ہی اور قیاس مصنف کا وصیت کی خدمت پر قیاس مع الفارق ہی اسواسطے کہ وصیت کی خدمت غلام بلاعوض کرتا ہی لہذا اُسکا نفقہ مولی پر واجب ہی اور یہان مولی کی خدمت
بعوض اپنی گلوخلاصی کے کرتا ہی تو مانند مستاجر کے ہوا ولیع عبد عنہ بعین کبعتک نفسک بہذا العین فہلکت او استحقت تجب قیمتہ وعند محمد قیمتہا چنانچہ غلام کو بیچا خود
غلام سے بعوض کسی چیز معین کے چنانچہ مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے تیری ذات کو تیرے ہاتھ بیچا بعوض اس گھوڑی کے مثلاً سو قبول کرلیا غلام نے پھر وہ گھوڑی
یا لونڈی ہلاک ہوگئی یا کسی اور شخص کی مملوک نکلی تو غلام کی قیمت غلام پر واجب ہوگی اور محمدؒ کے نزدیک گھوڑی یا لونڈی کی قیمت واجب ہوگی ولو قال رجل
لمولی امۃ اعتق امتک بالف علی ان تزوجنیہا ان فعل العتق وابت النکاح عتقت مجانا ولا شی لہ علی آمرہ لصحۃ اشتراط البدل علی الغیر فی الطلاق
لا فی العتاق اور اگر کہا ایک مرد نے لونڈی کے مالک سے کہ آزاد کردے اپنی لونڈی کو بعوض ہزار درم کے اس شرط پر کہ میرے ساتھ اُسکا نکاح کردینا اگر مولے
نے اُسکو آزاد کردیا اور عورت نے نکاح سے انکار کیا تو وہ مفت آزاد ہوجاویگی اور آزاد کرنے والے پر کچھ دینا لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ شخص غیر پر عوض کا
شرط کرنا طلاق یعنے خلع مین صحیح ہی نہ عتاق مین ہم اگر عورت اس مرد سے نکاح کریگی تو ہزار درم اُسکی قیمت اور اُسکے مہر مثل پر تقسیم ہونگے تو جسقدر قیمت کے درم
ہونگے وہ ساقط ہوجاوینگے اور جسقدر مہر مثل کے مقابلہ مین پڑینگے وہ مرد پر لازم ہونگے کذا فی فتح القدیر تو انکار نکاح کی قید بیفائدہ ہی لونڈی نکاح کرے
یا نکاح سے انکار کرے بہر صورت مفت آزاد ہوگی آزاد کرنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا ولو زاد لفظ عنی قسم الالف علی قیمتہا ومہر مثلہا فتقسمہا

شہر اور تقسیم ہو گا اور واجب ہوگا حصۂ مہر کا فتجب حصۃ القیمۃ وتسقط حصۃ المہر اور آزاد کرنے والے نے اگر قول مذکور میں لفظ علی کا ذکر نہ کیا یعنی یون کہا کہ میں نے
اپنی لونڈی کو آزاد کیا ہے اپنی طرف سے عوض ہزار درم کے بشرطیکہ یہ ساتھ اُسکے نکاح بھی کرے سو مولیٰ نے لونڈی کو آزاد کر دیا اور اُسنے قبول ہے نکاح کیا
تو ہزار درم تقسیم ہونگے لونڈی کی قیمت اور اُسکے مہر مثل پر بسبب مشتمل ہونے اُس کے مہر کے اعادہ کو بدل آزادی کے جو اُسکے تئیں حاصل ہوئی ہے کہ اگر لونڈی نے ہزار
اقرار کیا اور اُسنے ہی طرف سے آزاد کر لیکن چونکہ قائل نے ذکر کے ساتھ اُسکے نکاح کو بھی ملایا اور ہزار درم کو بعوض دونوں کے مقابل کیا لہذا ہزار درم دونوں پر تقسیم
ہونگے اور جو حصہ قائل پر حصۂ قیمت کا اُسکی تسلیم ہوئی واجب ہوا اور حصہ مہر کا ساقط ہو گیا بسبب عدم تسلیم کے نفع حصۂ النکاح فتحصۃ مہرشلہا ما تئن والف
مہر تیکون الا فی وجوہ عینہ متعین اور ترکہ سو اگر آزاد لونڈی سے مرد قائل نے نکاح کیا تو ہزار درم سے اُسکے مہر مثل کا حصہ جسقدر ہوگا وہی اُسکا مہر ہوگا تو جسقدر ہوگا
لا مہر ہوگا دونون صورتون مین لفظ علی کے لانے مین اور اُسکے ترک کرنے مین ہم اگر قیمت لونڈی کی اور اُسکا مہر مثل دونون برابر ہین اصطلاح کہ سو درم کی اُسکی
قیمت ہو اور جسقدر کہ اُسکا مہر مثل ہو تو ہزار درم دونون پر تقسیم ہونگے پانسو درم قیمت کا حصہ ہوگا اور پانسو مہر مثل کا تو مسئلہ سابقہ مین یعنی جبکہ قائل نے لفظ علی کو
نہین ملایا تو قیمت کا حصہ ساقط ہوگا اور مہر کا حصہ یعنی پانسو درم قائل پر واجب ہونگے اور جبکہ قائل نے لفظ علی کا زیادہ کیا تو اُسپر پانسو درم قیمت کے بابت مولیٰ کے
واجب ہونگے اور پانسو درم مہر کے لازم آوینگے اور اگر قیمت اور مہر مثل مین تفاوت ہوگا اسطرح پر کہ قیمت کے دو سو ہون اور مہر کے ایکسو تو ہزار درم کے دو ثلث قیمت
پر اور ایک ثلث مہر پر منقسم ہوگا تو مسئلہ سابقہ مین حصۂ قیمت کا تو ساقط ہوگا اور حصہ مہر کا اُسپر لازم ہوگا اور مسئلہ لاحقہ مین دو ثلث مولیٰ کے واجب ہونگے اور ایک ثلث
عورت کے مہر کا وما اصاب قیمتہا فی الاولیٰ ہدر وفی الثانیۃ لمولاہا باعتبار التضمن الشراء اور حد حاصل ہزار درم سے جسقدر لونڈی کی قیمت کو پہونچا وہ مسئلہ اولیٰ
مین رائیگان گیا اسواسطے کہ وہ مفت آزاد ہو گئی اور جسقدر اُسکی قیمت کو مسئلہ ثانیہ مین پہونچا وہ اُسکے مولیٰ کا ہوا باعتبار متضمن ہونے خریداری کے اور عدم
تضمن کے کما مر تفصیلہ اعتق المولیٰ امتہ علی ان تزوجہ نفسہا فزوجتہ فلہا مہر مثلہا وجوزہ الثانی اقتداء بفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی صفیۃ قلنا کان علیہ
الصلوٰۃ والسلام مخصوصا بالنکاح بلا مہر آزاد کیا مولیٰ نے اپنی لونڈی کو اس شرط پر کہ اپنا نکاح مولیٰ سے کرے سو اُسنے اپنی ذات کا نکاح مولے سے کیا
تو اُسکا مہر مثل مولے پر لازم آویگا امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک اسواسطے کہ عتق مال نہین اور مہر بدون مال کے نہین ہوتا اور جائز رکھا ہے اس حادثہ
کو ابو یوسف نے باقتدائے فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ام المومنین حضرت صفیہ میں صحیحین مین بروایت انس کے حدیث ثابت ہے کہ حضرت صفیہ
بنت حیی کو خیبر کے قیدیون مین سے حضرت نے اپنے واسطے اختیار کیا اور اُنکو آزاد کیا اور اُنسے نکاح کیا اُنکے عتق کو اُنکا مہر قرار دیا شارح کہتا ہے ہم طرفین
کی طرف سے ابو یوسف کو جواب دیتے ہین کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنص قرآنی مخصوص تھے ساتھ نکاح بلا مہر کے یعنی نکاح حضرت صفیہ کا بھی بلا مہر تھا نہ
بعوض عتق کے اور امور مخصوصہ مین اقتدا جائز نہین فان ابت فعلیہا السعایۃ فی قیمتہا اتفاقا اور اگر بعد اعتاق کے بشرط مذکور کے آزاد لونڈی نکاح سے انکار
کرے تو اُسپر اپنی قیمت کے ادا کرنے مین سعایت واجب ہوگی باتفاق امام اور صاحبین کے وکذا لو اعتقت المرأۃ عبدا علی ان ینکحہا فان فعل فلہا مہرہا وان ابی
فعلیہ قیمتہ اور اسی طرح اگر بی بی اپنے غلام کو آزاد کرے اس شرط پر کہ بی بی سے وہ نکاح کرے تو اگر غلام بی بی سے بعد آزاد ہونے کے نکاح کریگا تو بی بی کا
مہر اُسپر لازم ہوگا اور اگر نکاح سے انکار کریگا تو اُسپر قیمت اپنی ادا کرنا واجب ہوگا ولو کانت المعتقۃ علی ذلک ام ولدہ فقبلت عتقت فان ابت
نکاحہ فلا شئ علیہا فانہ لعدم تقوم ام الولد اور اگر ام ولد آزاد ہو بشرط نکاح کے پھر اُسنے یہ شرط قبول کی تو آزاد ہو جاویگی پھر اگر ام ولد نے مولیٰ کے
نکاح سے بعد آزاد ہونے کے انکار کیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا کذا فی الکفایۃ اسواسطے کہ ام ولد لائق قیمت کرنے کے نہین جو بقدر قیمت اُسپر سعایت
لازم آوے فروع مسائل متفرقہ شارح کے قال اعتق عنی عبدا وانت حر فاعتق عبدا حیدا الا لیعتق لانہ اوخل نے ملکہ فیکون عینا
بالزیادۃ وادا العتق اخراج لان کسبہ ملک للمولی ہوئے جنے اپنے غلام سے کہا کہ میری طرف سے آزاد کر غلام کو اور تو آزاد ہے تو یہ غلام ماذون فی التجارہ

ہوا اور متوسط غلام کا آزاد کرنا اسپر لازم ہوا سو اس غلام مخاطب نے عمدہ غلام مول لیکر آزاد کر دیا تو یہ آزاد نہ ہوگا اور اسی طرح ناقص غلام کے آزاد کرنے سے بھی آزاد نہ ہوگا کذا فی العالمگیریہ اور سوے کے اس قول مین کہ مجھکو ایک غلام دیدے اور تو آزاد ہی سو اُسنے عمدہ غلام لا دیا تو غلام مخاطب آزاد ہوگا اسواسطے کہ عمدہ غلام کو اُسنے مولی کے ملک مین داخل کر دیا تو مولی راضی ہوگا زیادتی ملک سے اور عمدہ غلام کا آزاد کرنا تو اُسکو ملک مولے سے نکالنا ہی اسواسطے کہ غلام مخاطب کسب مملوک ہی مولی کا تو مال جید کے اخراج سے مولی کیونکر راضی ہوگا

باب التدبیر

یہ باب ہی تدبیر کے احکام مین یعنی غلام کے مدبر کرنے کے احکام مین زندگی کے اعتاق کے بعد اعتاق بعد الموت کو شروع کیا اور استیلاد پر تدبیر کو مقدم کیا اسواسطے کہ تدبیر غلام اور لونڈی دونون کو شامل ہی بخلاف استیلاد کے کہ وہ فقط لونڈی پر مخصوص ہی ماھو لغۃً الاعتاق عن دبر ہو ما بعد الموت وہ یعنی تدبیر لغت مین عبارت ہی اعتاق عن دبر سے یعنے بعد موت کے آزاد کرنا تدبیر کی اصل دبر ہی اور دبر بضم اول و سکون ثانی و بضمتین ضد ہی قبل کی یا قبل آگا اور دبر پچھاڑ لہذا مدبر اُس غلام کو کہتے ہین جو پیچھے مرنے مولی کے آزاد ہو اور چونکہ یہ معنی لغوی معنی شرعی سے زیادہ تر مناسب تھے اسیواسطے اکثر فقہا اسیکو بیان کرتے ہین اور معنی ثانی تدبیر کے تفکر ہین کذا فی الصحاح یعنی انجام کار کو سوچنا اور یہی معنی معروف ہین اور بعضے فقہانے اسی کو پسند کیا ہی مانند القانی اور صاحب درر کے اور وجہ مناسبت معنی شرعی سے یون بیان کی ہی کہ جب مولی نے اپنے انجام کار کا سوچ کیا تو اپنے غلام کو آزاد کیا تاکہ بعد موت کے تقرب خدا حاصل ہو وشرعاً تعلیق العتق بمطلق موتہ ولو معنی کان مت الی مائۃ سنۃ اور شرع مین تدبیر عبارت ہی تعلیق عتق سے ساتھ مطلق موت مولے کے اگرچہ اطلاق معنوی ہو نہ لفظی چنانچہ یون کہنا کہ اگر مین سو برس تک مرون تو تو آزاد ہی وہ تدبیر دو قسم ہی ایک تدبیر مطلق اور دوسری تدبیر مقید اور یہ تعریف تدبیر مطلق کی ہی نہ مطلق تدبیر کی کہ دونون قسم کو شامل ہو خلاصہ یہ ہی کہ جب مولی نے اپنی موت پر بلا قید تعلیق عتق کی اُسکو تدبیر مطلق کہتے ہین اور اگر مولی کی عمر اسی برس کی تھی اور اُسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مین سو برس تک مر جاؤن تو تو آزاد ہی ہرچند ظاہر مین یہ کلام مقید ہی لیکن باعتبار معنی کے مطلق ہی اسواسطے غالب حال یہ ہی کہ اسی برس کا آدمی سو برس ورکا ہے کو زندہ رہیگا تو فی الحقیقت تقیید میں اطلاق ہی بخلاف نکاح کے کہ اُسمین توقیت اگرچہ مدت دراز کی ہو صحیح نہین اسواسطے کہ نکاح موقت ممنوع ہی تو تابید معنوی بنظر نہی کے وہان معتبر نہین اور تدبیر مین چونکہ کوئی مانع شرعی نہین لہذا تابید معنوی صحیح ہی اسواسطے کہ اعتبار معنی کا اصل ہی درصورت عدم مانع کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشرنبلالیہ وخرج بقید الاطلاق التدبیر المقید کما یجئ وبموتہ تعلیقہ بموت غیرہ فانہ لیس بتدبیر اصلا بل تعلیق بشرط اور نکلگئی اطلاق کی قید سے تدبیر مقید چنانچہ اسکا ذکر آخر باب مین آویگا اور مولے کی موت کی قید سے تعلیق عتق بموت غیر نکل گئی یعنی یون مولے کا کہنا کہ تو بعد موت زید کے آزاد ہی تو یہ قول اصلا تدبیر نہین نہ یہ تدبیر مطلق ہی نہ مقید بلکہ یہ تعلیق ہی شرط پر گویا یون کہا کہ اگر زید مرے تو تو آزاد ہی تو یہ غلام بمجرد مرنے زید کے مولی کی زندگی مین مفت آزاد ہو جاویگا بسبب وجود شرط کے کذا فی المنح عن البحر کاذا مت او ان مت او ہلکت او حدث بی حادث فانت حر او عتیق او معتق او انت حر عن دبر منی او انت مدبر او دبرتک او انت حر بعد موتی او الآ چنانچہ یون کہنا مولے کا اپنے غلام سے کہ جب مین مرون یا جس دم کہ مرون یا اگر مین مرون یا جب مجھپر حادثہ ہو یعنی موت آوے تو تو حر ہی یا عتیق یا معتق ہی یا تو آزاد ہی میرے پیٹھ پیچھے یا تو مدبر ہی یا مین نے تجھکو مدبر کیا ان الفاظ کے کہنے کے بعد لفظ بعد موتی کا زیادہ کرے یا نہ کرے اسواسطے کہ معنی موت کے مدبر اور تدبیر مین داخل ہین تو ذکر کرنا بعد موتی کا اور نہ ذکر کرنا دونون برابر ہی وہ عرب کے عرف مین حدث اور حادث اور اسی طرح وفات اور ہلاک موت مین مستعمل ہین اسواسطے کہ اُنمین معنی کا اعتبار ہی نہ لفظ کا فقط کذا فی البحر تو عرف ہندوستان ہین انتقال کرنا اور اول منزل کو پہونچنا اسی طرح ہوگا او انت حر یوم اموت ان یرید بہ مطلق الوقت لقرانہ بما لا یمتد فان نوی النہار صح وکان مقیدا یا مولے نے یون کہا کہ تو حر ہی جس دن کہ مین مرون یوم سے مراد اس مثال مین مطلق وقت ہی بسبب متصل ہونے یوم کے اُس چیز سے جسکو امتداد اور قیام نہین ہی یعنے موت سے اور قاعدہ یہ ہی کہ جب لیل یا یوم امر غیر

[illegible] کو شامل ہو تو مدبر ہو اس قول کے موافق مدت کو جو کہ لوگ کی عمر [illegible] تو وہ غلام آزاد ہو گا پھر اگر مرے
قبل اسکے [illegible] سو برس [illegible] تو مدبر مقید ہو گا اور اگر مرے
اور مولی یقین کرے [illegible] الی مائۃ سنۃ [illegible] تو مدبر مطلق ہو گا [illegible]
[illegible] مذہب [illegible] موت کا یقین [illegible] اسی برس کی عمر [illegible] کی موت قبل سو
برس کے [illegible] ثابت [illegible] احتمال غالب [illegible] قول ہو [illegible] مثال [illegible] مقید [illegible] کے موافق
تفصیل [illegible] تحقیق اسکی تعریف مدبر مطلق میں ہو چکی [illegible] اور فرق [illegible] شرح الملتقی اور شرح
[illegible] تنبیہ [illegible] کا اشارہ کیا یعنی [illegible] مذکورہ میں تدبیر مطلق [illegible] اگر مولے اپنے غلام کے واسطے اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت
کر جاوے تو وہ آزاد نہ ہو جاویگا اسکی موت کے بعد اور ایک جز کی اگر وصیت کر جاویگا تو آزاد ہو گا اور فرق سہم اور جز میں فقہا کے نزدیک مخفی نہیں اور ہم نے شرح ملتقی
میں فرق کو بیان کیا ہے ہم اختیار شرح منار دونوں میں فرق یوں بیان کیا ہے کہ سہم عبارت ہے سدس مال سے اور جز عبارت ہے شی مبہم غیر معین سے تو جب
مولی نے اپنے کل مال سے غلام کے واسطے سدس کی وصیت کی تو سدس رقبہ غلام کا بھی وصیت میں داخل ہوا اسواسطے کہ غلام بھی مولی کا مال ہے تو غلام اپنی
ذات سے سدس کا مالک ہوا لہذا آزاد ہو گا اور چونکہ جز مبہم ہے تو اسکی تعیین وارثوں کے اختیار میں ہے لہذا رقبہ غلام کا بلا تردد جز میں داخل نہیں ہو سکتا تو آزاد
بھی نہ ہو گا اور محشی [illegible] نے بھی اسی طرح کا فرق ملتقی سے ذکر کیا ہے اور دریافت کیا چاہیے کہ الفاظ مدبر کرنے کے چار طرح پر ہیں اول صریح جیسے مدبر یا محرر
ہو آزاد ثانی بلفظ تعلیق موت اور ثالث ان الفاظ سے مدبر کرنا جنسے تعلیق بعد الموت مفہوم ہو جیسے یوں کہنا کہ میری موت کے بعد کسی کا اختیار تجھ پر نہیں اور رابع
بلفظ وصیت ثلث مال یا سدس یا یوں کہنا کہ میں نے وصیت کی تیرے واسطے تیری ذات کی یا تیری گردن کی اسواسطے کہ ایسی وصیت عبارت ہے آزادگی مالک
سے کیونکہ غلام میں مالکیت کی صفت بدون اعتاق کے نہیں ہو سکتی [illegible] بقی التدبیر علی حالہ لما مر انہ تعلیق وہو لا یحتمل الرجوع مدبر
کیا اپنے غلام کو پھر مولی کی عقل زائل ہو گئی تو مدبر قائم رہیگا اپنے حال پر اسواسطے کہ تعریف میں گذر گیا کہ تدبیر تعلیق ہے اور تعلیق باطل نہیں ہوتی جنون اور رجوع
کرنے سے بخلاف الوصیۃ برقبۃ لانسان [illegible] بخلاف وصیت کے یعنی سوائے غلام کے رقبہ کی کسی انسان کے واسطے وصیت کی پھر موصی مجنون
ہو گیا بعد اسکے مر گیا تو وصیت باطل ہو جاویگی ولا یقبل التدبیر الرجوع عنہ ولو صح مع الاکراہ [illegible] فالتدبیر کوصیۃ الا فی [illegible] ثلث اشباہ [illegible] مدبر
السفیہ [illegible] اور تدبیر قبول نہیں کرتی رجوع کو یعنی مدبر کرکے اس سے پھر جانا جائز نہیں اور مدبر جبر اور زبردستی سے بھی صحیح ہے بخلاف وصیت
کے کہ اس سے پھر جانا درست ہے اور وصیت زبردستی سے صحیح نہیں تو تدبیر مانند وصیت کے ہے سوائے ان تین امور مذکورہ کے یعنی جنون اور رجوع اور اکراہ کے کذا فی
الاشباہ والنظائر اور اشباہ کے تین امر پر دو امر اور زیادہ کیے گئے ہیں ایک سفیہ کا مدبر [illegible] دوسرے اپنے مالک کو قتل کرڈالے [illegible] کی وصیت
سفیہ میں نافذ ہے اور تدبیر اسکی اگرچہ نافذ ہے لیکن [illegible] مدبر کل قیمت میں سعایت لازم ہو گی کذا فی حاشیۃ [illegible] حموی اور مدبر اگر مولی کو قتل کرڈالے تو آزاد
ہو گا اور کل قیمت میں سعایت کرے اور موصی لہ اگر وصیت کرنے والے کو قتل کرڈالے تو وصیت باطل ہو گی فلا یباع المدبر المطلق خلافا للشافعی [illegible]
مدبر مطلق کی بیع جائز نہیں بخلاف مذہب امام شافعی کے کہ انکے نزدیک مدبر کی بیع جائز ہے اسواسطے کہ صحیحین میں جابر سے حدیث ثابت ہے کہ
ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کیا تھا اسکے پاس کچھ مال نہ تھا سوائے اس غلام کے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو آٹھ سو درہم کو بیچا اور اس سے
فرمایا کہ اپنا قرض اسی قیمت سے ادا کر اور امام مالک کی مؤطا میں ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے غلام مدبر کو بیچا اور امام اعظم کی دو حدیث دلیل ہیں
جو دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ مدبر نہ بیچا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور وہ آزاد ہے ثلث مال سے دارقطنی نے رفع اس حدیث کی تضعیف

کی ہی اور موقوف ہونے کی تصحیح کی ہی اور چونکہ رقیت مدبر کی ہنوز زائل نہین تو ممنوعیت اسکی بیع کی مخالف قیاس کے ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ قول ابن عمر کا بنا بر قیاس اجتہاد کے نہین تو بالضرور محمول ہی سماع شارع پر تو اب حدیث جابر کا معارض ہوا اور حدیث جابر کے چند جواب ہین اول یہ کہ ابتدائے اسلام مین بیع حر کی جائز تھی پھر منسوخ ہوئی تو مدبر کی بیع بطریق اولی جائز ہوگی جواب ثانی یہ ہی کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے دارقطنی نے روایت کی کہ مجکو جابر سے اس حدیث کا مشاہدہ ہوا کہ غلام مدبر کی خدمت بیع ہوئی تھی یعنے اجارہ اسکا ہوا تھا نہ بیع رقبہ تیسرا جواب یہ ہی کہ حدیث جابر کی حدیث قولی نہین جو عام ہو بلکہ واقعہ ہی حال کا اور واقعۂ حال کو عموم نہین بخلاف حدیث ابن عمر کے کہ وہ حدیث قولی ہی تو حدیث جابر کی حدیث ابن عمر سے معارض نہین ہوسکتی چوتھا جواب یہ ہی کہ حدیث جابر کی مدبر مقید پر محمول ہی نہ مدبر مطلق پر جمعاً بین الاحادیث اور اسیطرح موطا کی حدیث کے جوابون کو قیاس کرنا چاہیے کذا فی فتح القدیر ملخصا فلو قضی بصحۃ بیعہ نفذ پھر اگر قاضی شافعی المذہب بیع مدبر کی صحت کا حکم کریگا تو نافذ ہوگا اسواسطے کہ حکم قاضی کا رافع ہی اختلاف مذہب کا وہل یبطل التدبیر قیل نعم اور کیا قاضی کا حکم تدبیر کو باطل کر دیتا ہی بعضے علما نے کہا ہی کہ ہان قضائے قاضی مبطل تدبیر ہی مگر شارح نے ابطال تدبیر کو بقول ضعیف مذکور کیا حالانکہ قضائے قاضی سے تدبیر کا باطل ہونا قول ضعیف نہین بلکہ منصوص ہی اہل مذہب کا اسواسطے کہ ظہیریہ مین مصرح ہی کہ اگر مولی نے مدبر کو بیچا اور قاضی شافعی نے جواز بیع کا حکم کیا تو تدبیر فسخ ہوگئی تا اینکہ اگر یہ غلام پھر موے کی ملک مین کسی وجہ سے آویگا پھر بعد اسکے مولی مریگا تو غلام نہ آزاد ہوگا کذا فی منح الغفار نعم لو قضی ببطلان بیعہ صار کالحر ہان اگر مولی حنفی نے غلام مدبر کو بیچا اور قاضی حنفی نے بطلان بیع کا بعد نالش غلام کے حکم دیا تو یہ غلام آزاد کے مانند ہوجاویگا یعنی بالاتفاق اسکی بیع وغیرہ اب نہ جائز ہوگی اور یہ مطلب نہین کہ اسپر ہر طرح سے احکام حر کے جاری ہونگے ولا یوہب ولا یرہن کالوقف فشرط واقف الکتب الرہن باطل لان الوقف فی ید مستعیرہ امانۃ فلا یتاتی الایفاء والاستیفاء بالرہن یہ بحر اور نہ ہبہ کرنا غلام مدبر کا جائز ہوگا نہ اسکا رہن رکھنا جیسے وقف کا رہن جائز نہین تو کتابون کے وقف کرنے والے کو رہن کا شرط کرنا باطل ہی یعنی وقف کرنے والا یہ شرط کرے کہ مکان یا مسجد سے وقف کی کتابین باہر کوئی نہ لیجاوے بدون کسی چیز کے گرو رکھ جانے کے تو یہ شرط باطل ہی اسواسطے کہ وقف کا مال عاریت لینے والے کے ہاتھ مین بطور امانت کے ہی اور امانت مین بدون تعدی کے ضمان نہین تو کسی چیز کے گرو رکھنے سے دین کا استیفا نہین ہوسکتا کذا فی البحر الرائق صاحب بحر نے اشباہ مین کہا کہ رہن شرعی کا شرط کرنا تو وقف مین جائز نہین اور رہن لغوی البتہ جائز ہی یعنے مستعیر کتب سے کوئی چیز رکھ لینا یاد رکھنے کیواسطے کذا فی حاشیۃ المدنی ولا یخرج من الملک الا بالاعتاق والکتابۃ تعجیلا للحریۃ وستتضح فی بابہ اور نہ نکالا جاوے مدبر ملک سے مگر آزاد کر دینے اور مکاتب کر دینے سے تاکہ آزادی اسکو جلد حاصل ہوجاوے اور باب المکاتب مین کتابت مدبر کے مسائل واضح ہونگے یعنی جب موے نے غلام کو مدبر کیا تو اب سوائے اعتاق اور کتابت کے کوئی تصرف سے اسکو اپنی ملک سے نہین نکال سکتا یہان تک کہ کسی کے واسطے وصیت نہین کر سکتا اور بدل صلح مین نہین دے سکتا مانند حر کے والحیلۃ لمرید التدبیر علی وجہ یبا‌ع بہ ان یدبرہ مقیدا کان مت وانت فی ملکی او ان بقیت بعد موتی فانت حر اور حیلہ اس شخص کے واسطے جو تدبیر کا ارادہ کرے اسطرح پر کہ اسکو بیچ سکے یہ ہی کہ اسکو مدبر مطلق نہ کرے بلکہ مدبر مقید کرے اسطرح پر کہ اگر مین مرون اور تو میری ملکیت مین ہو تو تو آزاد ہی یا یون کہے کہ اگر تو میری موت کے بعد باقی رہے تو تو آزاد ہی ویستخدم المدبر ویستاجر وینکح والامۃ توطأ وتنکح جبرا اور مدبر سے خدمت لینا اور مزدوری کرانا اور اسکا نکاح زبردستی کر دینا جائز ہی اور مدبر لونڈی سے وطی کرنا اور دوسرے مرد سے اسکا نکاح بجبر کر دینا درست ہی والمولی احق بکسبہ وارشہ ومہر المدبرۃ لبقاء ملکہ فی الجملۃ اور مولی مدبر کے کسب کا اور اسکے خون بہا کا اور مدبرہ کے مہر کا احق ہی بسبب بقائے ملک موے کے فی الجملہ اور اگر مدبر کسی کا خون کریگا تو موے پر اسکا خون بہا دینا لازم ہوگا اور بعضے نسخون مین بجائے ارش کے ارث کا لفظ ہی سو غلط ہی اسواسطے کہ مدبر آزاد نہین مگر بعد موت موے کے اور موے کی حیات مین جو اسکے پاس ہی وہ مولی کی ملک ہی پھر مولی کا وارث ہونا بے معنی ہی وبموتہ

[illegible] حصہ آزاد ہو [illegible] [illegible] [illegible]

من [illegible] کی موت سے [illegible] موت ہو جائے [illegible]

[illegible]

کی [illegible] تو آزاد ہو [illegible] قدم [illegible]

اس [illegible] فی حاشیۃ [illegible] [illegible]

اس کے حساب سے [illegible] سعایت [illegible]

یہ [illegible] وصیت [illegible] حاشیہ [illegible]

اور [illegible]

اور کان فی [illegible] سعایت [illegible] مولی کا [illegible]

نہیں رکھتا [illegible] آزاد ہو جاتا [illegible] غلام کا تدبیر سے [illegible] تو اگر مولی کا کوئی وارث [illegible] غلام کو جائز [illegible]

اسواسطے کہ تدبیر درحقیقت وصیت [illegible] ثلث سے زیادہ جاری نہیں ہوتی [illegible] تو قتل [illegible] قیمت [illegible]

علیہ المال [illegible] اور چونکہ مدبر [illegible] وصیت ہے لہذا اگر مدبر اپنے سید کو قتل کرے تو [illegible] آزاد ہوگا [illegible] اپنی کل قیمت میں سعایت کرے

جیسے مرسے [illegible] کا مدبر کل قیمت میں سعایت کرتا ہے اور اگر اپنے مالک کو ام ولد نے قتل کیا تو وہ آزاد ہو جاویگی مالک کی موت سے اور [illegible] سعایت [illegible]

چنانچہ مسئلہ جوہرہ میں تصریح [illegible] مدبر قتل [illegible] اسواسطے آزاد [illegible] کہ اعتاق درحقیقت وصیت تھی اور وصیت قاتل کے واسطے [illegible]

کی آزادی کے [illegible] قیمت نہیں لہذا سعایت [illegible] فی کل قیمۃ مدبر [illegible] قال [illegible]

اگر مولی پر دین استقدر ہو کہ سب متروکہ کو محیط ہو تو غلام اپنی سب قیمت میں سعایت کرے یعنی اس صورت میں ثلث بھی آزاد نہوگا [illegible] قیمت سے

غلام مدبر کی قیمت مراد ہو نہ غلام خالص کی کذا فی البحر اور غلام مدبر زمانہ سعایت میں نزدیک امام اعظم کے مانند مکاتب کے ہے [illegible] شہادت مقبول نہیں

اور نکاح اسکا نافذ نہیں اور صاحبین نے کہا کہ وہ حر مدیون ہے تو اسکی گواہی مقبول ہے اور اسکا نکاح بھی نافذ ہے [illegible] خیارات العتق فان

ضمن شریکہ [illegible] فی نصفہ [illegible] اور اگر غلام کے دو مالکوں میں سے ایک شریک نے غلام کو مدبر کیا تو دوسرے شریک کو عتق میں سات یا چھ طرح کے اختیار

حاصل ہیں چنانچہ [illegible] تفصیل باب عتق البعض میں ہو چکی سو اگر شریک ساکت نے مدبر کرنے والے شریک سے ضمان لیا اور [illegible] رجوع علی العبد [illegible] تو یہ

غلام اپنی نصف قیمت میں سعایت کرے اسکے وارثوں کے واسطے کذا فی المختار ولد المدبرۃ مدبر اتفاقا [illegible] جو لونڈی مدبر ہو [illegible] تو اسکا لڑکا

بھی مدبر ہو یعنی ان کے ساتھ وہ بھی مولی کے مرنے کے بعد آزاد ہوگا [illegible] مدبرہ [illegible] ماں کا تابع [illegible]

یعنی ان کے ساتھ وہ آزاد ہوگا [illegible] البیع الفاسد ان ولد المدبر کا بیع [illegible] اور ذکر کیا [illegible] نے بیع فاسد کے باب میں کہ غلام مدبر کا لڑکا اپنے

باپ کے مانند ہے سو [illegible] کی یہ ہے کہ یہ قول صحیح نہیں کذا فی البحر اسواسطے کہ لڑکا اپنی ماں کا تابع ہوتا ہے نہ باپ کا اور [illegible]

بعضے نسخوں میں [illegible] تابع ہوتا ہے مدبر کا ولد مدبر ہے [illegible] نے کہا کہ [illegible] صاحب ہدایہ کی طرف سے یہ جواب [illegible] لفظ مدبر کا مرد اور عورت

دونوں کو شامل ہے [illegible] عورت [illegible] حاشیۃ المدنی [illegible] آزاد کرنا

[illegible] مدبر کرنے کے وقت سے [illegible] ولد [illegible]

لانہ من الثلث والاستیلاد من الکل فکان اقوی اور اگر لونڈی مدبر اپنے مالک سے لڑکا جنے تو وہ ام ولد اسکی ہی اور اسکی تدبیر باطل ہوگئی اسواسطے کہ تدبیر میں عتق ثلث مال سے ہوتا ہی اور استیلاد میں عتق کل مال سے ہوتا ہی تو استیلاد قوی ہوا تدبیر سے اور قوی ضعیف کو توڑتا ہی نہ بیع ودہب ہاں المدبر المقید کان قال لہ ان مت من سفری او مرضی ہذا او الی عشرین سنۃ مثلا مما یقع غالبا اور مدبر مقید بیچا جاوے اور ہبہ کیا جاوے اور گرو رکھا جاوے مدبر مقید کی مثال چنانچہ مولے نے غلام سے یوں کہا کہ اگر میں سفر سے یا اپنی اس بیماری سے مرجاؤں تو تو آزاد ہی یا اب سے بیس سال تک مثلاً مرون ایسی مدت مذکور کرے جسمیں غالباً موت واقع ہو سکے خلاصہ یہ ہی کہ مدبر مقید وہ ہی جسکا عتق فقط موت پر نہ ہو بلکہ موت میں کچھ قید اور صفت زیادہ لگائی جاوے مثلاً اس سفر کی موت یا اس مرض کی موت یا دس برس یا بیس برس تک کی موت مدبر مقید میں التصرفات مالکانہ مثل بیع وغیرہ کے اسواسطے جائز ہوے کہ مولی کی موت ان مدتوں میں محتمل ہی یقینی نہیں بخلاف مطلق موت کے کہ وہ بالیقین ہونے والی ہی او ان مت وغسلت او کفنت یا یہ کہ مولی نے یوں کہا کہ اگر میں مرون اور غسل دیا جاؤں یا یوں کہا کہ اگر میں مرون اور کفنایا جاؤں تو تو آزاد ہی او ان مت او قتلت خلافا لزفر درر حجۃ الکمال یا مولی نے غلام سے کہا کہ اگر میں مرون یا مقتول ہوں تو تو آزاد ہی تو یہ غلام ابو یوسف کے نزدیک مدبر مطلق نہیں اسواسطے کہ ایک امر خاص پر تعلیق نہیں اور موت اور قتل مترادف اور متساوی نہیں اسواسطے کہ قتل کو موت البتہ لازم ہی اور موت کو قتل لازم نہیں تو یہ مدبر مقید ہی بخلاف زفر کے کہ اُنکے نزدیک یہ غلام مدبر مطلق ہی اور اسی قول کی ترجیح دی ہی کمال الدین نے فتح القدیر میں اس تقریر سے کہ فی الحقیقت یہ تعلیق ہی مطلق موت پر اسواسطے کہ دو حال سے خالی ہونا ممکن نہیں کہ قتل سے موت ہوگی یا بلا قتل بہرصورت موت حاصل ہی کذا فی منح الغفار او انت حر بعد موتی او موت فلان مالم یمت فلان قبلہ فیصیر مطلقا یا مولی نے یوں کہا کہ تو آزاد ہی میری موت کے بعد اور فلانے شخص مثلاً زید کی موت کے بعد تو یہ غلام مدبر مقید ہی جبتک کہ زید اس سے پہلے نہ مرے اور اگر زید مولی سے پہلے مرگیا تو یہ غلام مدبر مطلق ہوجاویگا اسواسطے کہ اب تعلیق عتق کی فقط مولی کی موت پر منحصر ہوگئی او انت حر بعد موت فلان کما فی الدرر والکنز وردہ فی البحر بما فی المبسوط وغیرہ من انہ لیس تدبیر ابل تعلیقا حتی لو مات فلان والمولی حی عتق من کل اموال ولو مات المولی اولا بطل التعلیق یا مولے نے غلام سے کہا کہ تو حُر ہی مثلاً زید کی موت کے بعد یہ مثال ہی مدبر مقید کی چنانچہ درر اور کنز میں مذکور ہی اور رد کیا ہی اس قول کو بحر الرائق میں مبسوط وغیرہ کی روایت سے اسطرح پر کہ یہ قول تدبیر ہی نہیں نہ مطلق نہ مقید بلکہ یہ تعلیق ہی عتق کی مانند اور تعلیقات کے جیسے دخول دار کی تعلیق تا اینکہ اگر زید مثلاً مرے اور مولے زندہ رہے تو غلام کل مال سے آزاد ہوگا اور مدبر ہوتا تو مولی کی موت کے بعد آزاد ہوتا اور ثلث مال سے آزاد ہوتا نہ کل مال سے اور اگر مولے پہلے زید سے مرگیا تو تعلیق باطل ہوگی اور غلام وارثوں کا مملوک ہوگا ویعتق المقید ان وجد الشرط بان مات من سفرہ او مرضہ فذلک کعتق المدبر من الثلث لوجود الاضافۃ الی الموت اور مدبر مقید آزاد ہوگا اگر شرط عتق کی پائی جاویگی اسطرح پر کہ مولے اپنے اُسی سفر یا اُسی مرض میں مرگیا مانند آزاد ہونے مدبر مطلق کے ثلث مال سے مدبر مقید آزاد ہوگا بسبب موجود ہونے اضافت الی الموت کے تو بعد موت کے مدبر مطلق اور مدبر مقید کا حکم برابر ہوگیا قال ان مت من مرضی ہذا فمرض فقتل لا یعتق بخلاف ما لو قال فی مرضی نفرق بین من وفی مولی نے کہا کہ اگر میں اپنی اس بیماری سے مرگیا تو وہ آزاد ہی سو مولی کو قتل کر ڈالا کسی نے تو آزاد نہ ہوگا بخلاف اسکے اگر یوں کہا کہ اگر میں اپنی اس بیماری میں مرگیا تو تو آزاد ہوگا سو تفرقہ کیا گیا ہی درمیان من اور فی کے حکم مجتبی میں اُسکے مصنف نے من مرضی اور فی مرضی میں یوں فرق بیان کیا ہی کہ من مفید ہی تعلیل اور سببیت کا تو مطلب ہوا کہ اگر میں اس بیماری کے سبب سے مرون تو قتل دوسرا سبب ہوا اسواسطے بیماری کے تو شرط عتق کی نہ پائی گئی اور لفظ فی کا مقید ہی ظرفیت کا یعنی موت مرض میں واقع ہو خواہ بیماری سے ہو یا کسی اور سبب سے ولہ حمی فتحول صداعا او عکسہ قال محمد ہو مرض احد مجتبی اور اگر مولی نے کہا کہ اگر میں اس بیماری سے مرون تو غلام آزاد ہی اور مولی کو تپ کی بیماری تھی سو بدل کر دوسری بیماری ہوگئی یا درد سر تھا سو تپ ہوگئی محمد نے کہا کہ تپ اور درد سر ایک ہی بیماری ہی کذا فی المجتبی ہرچند تپ اور درد سر جدا جدا دو مرض ہیں لیکن چونکہ اکثر دونوں باہم متلازم ہیں لہذا اُنکو ایک ہی شمار کیا وقیمۃ المدبر المطلق ثلثا قیمتہ قنا بہ یفتی اور قیمت مدبر مطلق کی دو ثلث اُسکی قیمت کی ہی اگر وہ خالص غلام ہوتا ہی اسی قول پر فتوی ہی یعنی

[illegible] وقت [illegible] قیمت بہت [illegible] سے تین [illegible] جیسے ہوگی والمسئلۃ بحالہا [illegible] ثانیہ [illegible]
[illegible] ہوتی [illegible] اوس نے دو لونڈی [illegible] حاشیہ [illegible] قیمت [illegible] سے [illegible] مولی [illegible] کا قول [illegible]
[illegible] ہے [illegible] غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے [illegible] ایک [illegible] میری موت
[illegible] بعد [illegible] سے واسطے کہ امام [illegible] کے نزدیک عتق اول مجنے [illegible] متعلق ہوا [illegible] وقت تھا کذا فی الہدایہ
[illegible] قول [illegible] جیسا [illegible] تین فرع مسئلہ مذکور سابق کا قول مریض اعتقوا غلامی بعد موتی ان شاء اللہ
[illegible] بعد موتی ان شاء اللہ [illegible] الاستثناء [illegible] باطل [illegible] ثانی ایجاب صح الاستثناء کہا ایک بیمار نے کہ آزاد کیجیو میرے غلام کو میری
موت کے بعد انشاء اللہ تو یہ وصیت صحیح ہے اور ثلث مال سے آزاد کرنا لازم ہوگا اور اس قول مین کہ وہ آزاد ہے میری موت کے بعد انشاء اللہ تو یہ وصیت
صحیح نہ ہوگی اسواسطے کہ قول اول بصیغہ امر ہے اور استثناء امر مین باطل ہے اور قول ثانی ایجاب ہے اور استثناء اسمین صحیح ہے

باب الاستیلاد

[illegible] طلب الولد من الامۃ [illegible] الفقہاء باتخاذ [illegible] یہ باب ہے استیلاد کے احکام مین استیلاد لغت عرب مین عبارت ہے خواہش اولاد سے خواہ زوجہ سے
ہو خواہ لونڈی سے اور [illegible] کرلیا ہے ثانی سے یعنی اصطلاح فقہ مین لونڈی سے اولاد لینے کو استیلاد کہتے ہین اذا ولدت ولو سقطا الامۃ ولو
مدبرۃ من سیدہا ولو استدخال [illegible] لونڈی اپنے مالک سے اگرچہ بچہ ناتمام پیدا ہوا اور گو کہ لونڈی مدبرہ ہو اور اگرچہ لونڈی نے مالک کا نطفہ اپنی شرمگاہ
مین ڈال لیا ہو یعنی [illegible] مالک نے محل مخصوص مین جماع نکیا ہو لیکن بعد انزال کے فوراً گرا گرم اسکا نطفہ لونڈی نے داخل کرلیا ہو اور وہ حاملہ ہوگئی ہو اور بچہ کہ پیدا ہوا ہو تو
بچہ کا مالک ہوگا اور لونڈی ام ولد ہو جاویگی کذا فی المنح عن المحیط باقرارہ وینبغی ان یشہد لئلا یسترق ولدہ بعد موتہ لونڈی جنی مالک کے اقرار ولد سے اور
یہ بات لائق ہے مالک کو کہ گواہ کرے کہ یہ لونڈی میرے لڑکے کا جنی ہے تاکہ وارث اُسکے ولد کو بعد موت مالک کے غلام نبنا دین ولو حاملا کقولہ حملہا او ما فی
بطنہا منی لانہ فرع ثبوت النسب وہذا اقتصار واما دیانۃ فیثبت بلا دعوۃ کاستیلاد معتوہ ومجنون وہبانیۃ اگرچہ اقرار مالک کا لونڈی کے حاملہ ہونے کے وقت
ہو نہ ولادت کے وقت جیسا کہ یون کہنا مولی کا کہ حمل اس لونڈی کا مجھسے ہے یا جو اُسکے پیٹ مین ہے سو مجھسے ہے اور یہ یعنے ثبوت نسب لڑکا موقوف ہونا مولی
کے اقرار پر بنا برحکم قاضی کے ہے اور دیانت مین یعنی فیما بینہ وبین اللہ تو نسب بدون دعوی کے بھی ثابت ہوگا تو مالک کو نفی ولد کی کرنا جائز نہین اگر لونڈی سے
جماع کرتا ہو بشرطیکہ وہ کوچہ گرد نہو کذا فی حاشیۃ المدنی جیسے استیلاد مرد بیہوش اور مجنون کا بلا دعوت ثابت ہوتا ہے کذا فی الوہبانیہ یعنی اگر مرد بیہوش یا
مجنون کی لونڈی اُسکے تصرف مین ہوگی اور جنے گی تو وہ لڑکا اسی کا ہوگا بلا اقرار اسواسطے کہ مجنون وغیرہ مین اہلیت دعوت کی نہین او ولدت من زوج او زنا سیدا
کوطئ بشبہۃ فولدت فاشتراہا الزوج ای ملکہا کلا او بعضا فہی ام ولدہ من حین الملک یا جنی لونڈی اپنے زوج سے جسکے ساتھ اُسکے مولی نے نکاح
کردیا تھا اگرچہ نکاح فاسد ہوا ہو مانند وطی بالشبہ کے پھر وہ لونڈی جنی پھر اُسکو اُسکے زوج مذکور نے خرید کیا یعنی اُسکا مالک ہوا خواہ بیع سے یا ہبہ سے کل کا مالک
ہوا یا بعض کا تو یہ لونڈی جو مولی کے اقرار سے جنی یا جسکو اُسکا زوج مالک ہوا ام ولد ہوگئی مالک ہونے کے وقت سے یعنی ابتداء علوق سے کذا فی حاشیۃ الطحاوی
فلو ملکہا ملک من غیرہ فلہ بیعہ جب ام ولد ہونا لونڈی کا ابتداء سے ملک سے ہوا تو اگر زوج مشتری اس لونڈی کے ولد کا جو غیر کے نطفے سے ہے مالک ہوگا تو
اُسکو ولد کے بیچ لینے کا اختیار ہے وکذا لو استولدہا بملک ثم استحقت او ثم ملکہا فان عتق ام الولد یتکرر بتکرار الملک کالمحارم بخلاف المدبرۃ
اور اسی طرح اگر لونڈی کو ام ولد بنایا بسبب ملک کے پھر وہ لونڈی غیر کی مملوکہ ثابت ہوئی یا مرتدہ ہوکر دار الحرب مین جا ملی پھر یہ شخص اُسکا مالک
ہوا تو عتق ام ولد کا دوبارہ ثابت ہوگا بسبب دوبارہ مالک ہونے کے جیسے عتق محارم کا مکرر ہوتا ہے تکرار ملک سے بخلاف مدبرہ کے کہ اگر مولے نے

اُسکو آزاد کردیا یا پھر وہ مرتد ہوکر دارالحرب مین گئی اور گرفتار ہوکر مملوک ہوئی موسلے کی تو اب مدبرہ نہوگی مم یہ جو شارح نے کہا کہ عتق ام ولد کا مکرر ہوتا ہی
تکرار بلکہ سے مراد عتق سے عتق مجازی ہی یعنے ام ولد ہونا اُسکا پھر ثابت ہوگا اور عتق حقیقی مراد نہین اسواسطے کہ ام ولد بعد مرنے موسلے کے آزاد ہوتی ہی طحطاوی
نے کہا شارح کو مناسب تھا کہ اِس مسئلہ کو جداگانہ ذکر کرتا اسلیئے کہ ارتباط اِسکا ماقبل سے مناسب نہین کذا فی حاشیۃ المدنی والمستولدۃ کالمدبرۃ وتقدیراً وام ولد کا
حکم مدبرہ کے مانند ہی چنانچہ اُسکا بیان ہوچکا یعنی اُسکی بیع اور ہبہ اور رہن جائز نہین الا فی ثلثۃ عشر مذکورۃ فی فروق الاشباہ والبیع الفاسد من البحر ام ولد
مثل مدبرہ کے ہی مگر تیرہ مسئلون مین فرق ہی جنکا ذکر اشباہ کے فرقون کی بحث مین اور بحر الرائق کے باب بیع فاسد مین مصرح ہی اُنمین سے ماتن اور
شارح نے چار صورتون کو مذکور کیا منہا انہا تعتق بموتہ من کل مالہ والمدبرۃ من ثلثہ من غیر سعایۃ والمدبرۃ تسعی اُن تیرہ مسئلون مین سے ایک یہ ہی
کہ ام ولد موسلے کی موت سے اُسکے تمام مال سے آزاد ہوتی ہی اور مدبرہ ثلث مال سے آزاد ہوتی ہی اور ام ولد بدون سعایت کے آزاد ہوتی ہی اور مدبرہ
سعایت کرکے آزاد ہوتی ہی مم ام ولد بعد موت موسلے کے کل مال سے آزاد ہوجاتی ہی اُسکی بیع جائز نہین اور سعایت اُسپر لازم نہین اگرچہ موسلے قرضدار مراہو
اور یہی مذہب ہی جمہور صحابہ اور تابعین اور فقہاء معتبرین کا مگر بشر مریسی اور داؤد ظاہری جمہور کے مخالف اُسمین قائل ہین سو لائق اعتماد کے نہین کذا فی
فتح القدیر ولو قضی بجواز بیعہا لم ینفذ اور اگر قاضی غیر حنفی ام ولد کی جواز بیع کا حکم کرے تو اُسکا حکم جاری نہوگا نزدیک محمد کے اور اسی قول پر فتوی ہی کذا فی
حاشیۃ المدنی عن الخانیۃ والظہیریۃ بل یتوقف علی قضاء قاض آخر امضاءً وابطالاً ذخیرہ وینفذ فی المدبرۃ کما مر بلکہ جواز بیع کا حکم موقوف رہیگا دوسرے قاضی کے
حکم پر جائز رکھنے مین اور باطل کرنے مین یعنے مجتہدین معتبرین کا اختلاف ہوتا تو قاضی کے حکم سے رفع اختلاف ہوجاتا اور چونکہ یہ حکم جمہور صحابہ اور فقہاء کے
مخالف ہی لہذا قاضی کا حکم رافع اختلاف کا نہین ہوسکتا بلکہ دوسرے قاضی کی قضاء پر موقوف ہی تو اگر دوسرے قاضی غیر حنفی نے اول قاضی کے
حکم کو جاری کردیا تو اب بیع ام ولد کی نافذ ہوگی کسی کے توڑنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر قاضی حنفی نے قاضی اول کا حکم باطل کردیا تو اب بالاتفاق اُسکی
بیع باطل ہوجاویگی کذا فی الذخیرۃ اور مدبرہ کے جواز بیع مین ایک ہی قاضی کا حکم نافذ ہوگا دوسرے قاضی کے حکم پر موقوف نہ رہیگا اسواسطے کہ
مدبرہ کے جواز بیع مین مجتہدین معتبرین باہم مختلف ہین چنانچہ امام شافعی جواز کے قائل ہین وان ولدت بعدہ ولداً ثبت نسبہ بلا دعوۃ اذا لم
تحرم علیہ بنحو نکاح او کتابۃ او وطی ابنہ او المولی امہا فحینئذ لو ولدت لاکثر من ستۃ اشہر لا یثبت الا بدعوۃ الا فی المزوجۃ فلا یثبت بل یعتق علیہ اور اگر ام ولد
ایک ولد کے بعد دوسرا ولد جنے تو اُسکا نسب بدون دعوی موسلے کے ثابت ہوجاویگا بشرطیکہ ام ولد بعد ولد اول کے موسلے پر حرام نہ ہوگئی ہو کسی
وجہ سے جیسے دوسرے کے ساتھ نکاح کردینے سے یا مکاتبہ کردینے سے یا ابن موسلے کے ولی سے یا بسبب وطی کرنے موسلے کے ام ولد کی مان سے
تو اُسوقت مین اگر ام ولد محرمہ چھ مہینے یا چھ مہینے سے زیادہ مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موسلے سے ثابت نہوگا مگر دعوی نسب سے البتہ نسب ثابت
ہوگا مگر ام ولد منکوحہ کے ولد کا نسب دعوی سے بھی نہ ثابت ہوگا اسلیئے کہ اُسکا ولد زوج سے ثابت النسب ہی بلکہ موسلے کے دعوی کرنے سے ولد اُسکا
موسلے پر آزاد ہوجاویگا بسبب ولی کے اقرار کے ولو لاقل من ستۃ اشہر ثبت بلا دعوۃ لفساد النکاح لندب الاستبراء لہا قبلہ وقدمناہ فی نکاح الرقیق وثبوت
النسب اور اگر ام ولد ولد ثانی کو بعد عارض ہونے حرمت کے چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موسلے سے بدون دعوی کے ثابت ہوگا
اور درصورت نکاح کردینے کے اُسکا نکاح فاسد ہوجاویگا واسطے مستحب ہونے استبراء کے لونڈی کے حق مین قبل نکاح کے یعنی مولی پر مستحب ہی کہ جب
ام ولد کا نکاح کردینے کا ارادہ کرے تو قبل تزویج کے ایک حیض سے استبراء کرکے نکاح کردے کذا فی البحر شارح کہتا ہی اور ہمنے استبراء کے استحباب کو غلام کے
نکاح اور ثبوت نسب مین اول بیان کردیا ہی لکنہ ینتفی بنفیہ من غیر توقف علی لعان لان الفراش ابتہ ضعیف للامۃ ومتوسط لام الولد وقوی
للمنکوحۃ فلا ینتفی الا باللعان واقوی للمعتدۃ فلا ینتفی اصلا لعدم الا ان ہر چند ام ولد کے ولد ثانی کا ثبوت نسب اقرار موسلے پر موقوف نہین

لیکن اسکا نسب مولی کی نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو بلا توقف کے بدون لعان کے بسبب بدون لعان کے مجرد نفی کرنیکے نفی ہو جاتا ہو اسواسطے کہ فراش جو ثابت ہو یہ فراش
ضعیف لونڈی کو کہ بدون اقرار مولی کے اسکا ولد ثابت النسب نہیں ہوتا اور دوسرا فراش متوسط ضعیف سے قوی ہو اور وہ امّ ولد کا ہو اسکا حکم معلوم ہو کہ اسکے ولد بدون اقرار مولی کے
بھی ثابت النسب ہو لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو تیسرا فراش قوی منکوحہ کا کہ اسکے ولد کا نسب اقرار پر موقوف نہیں اور اسکے نسب کی نفی نہیں ہو سکتا بدون لعان کے
اور جو مختار الفتاوی میں منکوحہ کا کہ اسکے ولد کا نسب نفی صرف سے نفی نہیں ہو سکتا بسبب نوعیت لعان کے اور لعان اسواسطے نہیں ہو سکتا کہ زوجیت قائم نہیں لہ فراش
ہو قاضی نے حکم کر دیا یہ متن کا مسئلہ ہو مع القضاء ام ولد کے ولد کا نسب نفی نہیں ہوتا مولی کی نفی سے مگر جب حنفی مذہب کے سوا دوسرے مذہب کا قاضی جسکے مذہب میں
نفی کرنے سے نفی نہیں ہوتا وہ حکم کرے عدم نفی کا تو حنفی مذہب پر لازم ہو جاویگا ثبوت نسب کا بسبب قضا کے اور تطاول الزمان وہو ساکت کما فی اللعان اور دلیل
اسکی در مختار میں ہو فی اتین الصورتین یا مدت دراز گذر گئی اور مولی ساکت رہا نفی کرنے سے جیسا کہ ذکر باب اللعان میں گذر گیا اسواسطے کہ سکوت مدت
دراز تک دلیل ہو رضامندی کی تو اب اسکی نفی کرنے سے ان دونوں صورتوں میں اسکا نسب نفی نہوگا اذا اسلمت ام ولد الذمی یعنی اگر ام ولد ذمی مسکین عرض علیہ
الاسلام جب مسلمان ہو گئی ام ولد ذمی کی یعنی کافر کی تاکہ ذمی اور مستامن دونوں کو حکم شامل رہے یا مدبرہ ذمی یا مستامن کی مسلمان ہوئی کذا ذکرہ مسکین تو کافر
پر اسلام عرض کیا جاوے اسواسطے کہ مسلم کا کافر کے تحت میں رہنا جائز نہیں فان اسلم فہی لہ تو اگر ذمی یا مستامن نے اسلام قبول کیا تو ام ولد یا مدبرہ
تھی ویسی ہی اسکی رہی ورنہ والا سعت لنظر الجانبین لان خصومۃ الذمی والدابۃ یوم القیمۃ اشد من خصومۃ المسلم اور اگر ذمی نے اسلام سے انکار کیا تو ام ولد کے واسطے
سعایت کرے لحاظا دونوں جانبوں کے ام ولد کی جانب میں سعایت سے یہ رعایت ہوئی کہ وہ ذلت سے بچی آزاد ہو گئی اور ذمی کی جانب میں سعایت سے یہ
رعایت ہوئی کہ مال ملنے سے اسکا ضرر دفع ہوا ذمی کا حق شرع میں اسواسطے باطل نہوا کہ خصومت ذمی اور جانور کی قیامت کے دن سخت تر ہو مسلم کی خصومت
سے اسواسطے کہ اگر مسلمان دوسرے مسلم پر ظلم کریگا تو قیامت میں امید ہو کہ مسلم مظلوم عفو کرے یا ظالم کے حسنات مظلوم کو عوض میں ملیں یا مظلوم کا وبال ظالم
پر ڈالا جاوے بخلاف ذمی مظلوم کے کہ اس سے توقع عفو کی نہیں اور حسنات مسلم ظالم کے ذمی کو نہیں مل سکتے اسواسطے کہ وہ لائق ثواب کے نہیں اور
کافر کا وبال مسلم ظالم پر پڑنا اسمین تامل ہو پھر جب ذمی کی حق تلفی کا معاوضہ نہوسکا تو رہائی سخت مشکل ہو اور اسیطرح جانور بے زبان پر ظلم کرنا سخت اندیشناک
ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اللہم انا نعوذ بک من مظالم عبادک اجمعین فی ثلث قیمتہا قنۃ وعتقت بعد ادائہا اے القیمۃ التی قدرہا القاضی ام ولد سعایت
کرے اپنی ثلث قیمت میں خالص لونڈی ہونے کی حالت کی قیمت یعنی اگر ام ولد نہ ہوتی خالص لونڈی ہوتی تو مثلا اسکی قیمت تیس درم ہوتے تو دس درم
کما کر دینا اسپر لازم ہو اور آزاد ہو جاویگی بعد ادا کرنے اس قیمت کے جسکا قاضی نے مقرر کر دیا ہو مع ثلث قیمت کی سعایت نہایۃ البیان میں مذکور ہو کذا فی منح الغفار
وہی مکاتبۃ فی حال سعایتہا الا فی صورتین بلا رد الی الرق لو عجزت اذا لو ردت لا عیدت اور وہ یعنی ذمی کی ام ولد مانند مکاتبہ کے ہو سعایت کی
حالت میں مگر دو صورتوں میں مکاتبہ کے برابر نہیں پہلی صورت یہ کہ اگر وہ عاجز ہو جاوے قیمت سے تو رقیت کی طرف نہ پھیری جاویگی بخلاف مکاتبہ کے اسواسطے
کہ اگر ام ولد رقیت کی طرف پھیری جاویگی تو کافر کی ملکیت پھر اسپر ثابت ہوگی تو مسلم کو ذلت لازم آویگی اور حالانکہ شرعا یہ جائز نہیں ولو مات قبل
سعایتہا او ولد ولدہ فی سعایتہا سعی فیما علیہا ولا عتقت مجانا لانہا ام ولد دوسری صورت یہ کہ اگر مولی مر گیا قبل سعایت ام ولد کے اور حالانکہ
اسکا ایک لڑکا ہو جسکو سعایت کی مدت میں جنی تو وہ لڑکا اپنی ماں کی قیمت میں سعایت کرے اور اگر لڑکا نہ ہو تو وہ مفت آزاد ہو گی اسواسطے
کہ وہ ام ولد ہو اور ام ولد بعد موت مولے کے بلا سعایت آزاد ہوتی ہو مع سعایت ولد کی قیمت میں دو صورت ام ولد کی موت میں ہو نہ اسکے مولے
کی موت میں تو شارح کو مناسب تھا کہ مصنف کے کلام سے اپنے کلام کو ملا دیں ولا تا لبعد حکم موت مولے کے ام ولد کی موت کا حکم بعد ابیان کرتا چنانچہ
در المنتقی کی یون عبارت ہو ولو مات عتقت بلا سعایۃ ولو ماتت ہی وسعی ولدہا ولدتہ فی سعایتہا سعی فیما علیہا یعنی اگر ام ولد کا مولے مر گیا تو بلا سعایت

اُسکو آزاد کر دیا یا پھر وہ مرتد ہوکر دار الحرب مین گئی اور گرفتار ہوکر مملوک ہوئی موسلے کی تو اب مدبرہ نہ ہوگی ہم یہ جو شارح نے کہا کہ عتق ام ولد کا مکرر ہوتا ہی
تکرار ملک سے مراد عتق سے عتق مجازی ہی یعنے ام ولد ہونا اُسکا پھر ثابت ہوگا اور عتق حقیقی مراد نہین اسواسطے کہ ام ولد بعد مرنے موسلے کے آزاد ہوتی ہو طحطاوی
نے کہا شارح کو مناسب تھا کہ اِس مسئلہ کو جداگانہ ذکر کرتا اسلیے کہ ارتباط اِسکا ماقبل سے مناسب نہین کذا فی حاشیۃ المدنی والمستولدۃ کالمدبرۃ وقد مرا ور ام ولد کا
حکم مدبرہ کے مانند ہو چنانچہ اُسکا بیان ہو چکا یعنی اُسکی بیع اور ہبہ اور رہن جائز نہین الافی ثلثۃ عشر مذکورۃ فی فروق الاشباہ والبیع الثانی من الحرام ولد
مثل مدبرہ کے ہر مگر تیرہ مسئلون مین فرق ہو جنکا ذکر اشباہ کے فرقون کی بحث مین اور بحر الرائق کے باب بیع فاسد مین مصرح ہو اُسمین سے ماتن اور
شارح نے چار صورتون کو مذکور کیا منہا انہا لتعتق بموتہ من کل مالہ والمدبرۃ من ثلثہ من غیر سعایۃ والمدبرۃ تسعے اُن تیرہ مسئلون مین سے ایک یہ ہو
کہ ام ولد موسلے کی موت سے اُسکے تمام مال سے آزاد ہوتی ہو اور مدبرہ ثلث مال سے آزاد ہوتی ہو اور ام ولد بدون سعایت کے آزاد ہوتی ہو اور مدبرہ
سعایت کرکے آزاد ہوتی ہو ہم ام ولد بعد موت موسلے کے کل مال سے آزاد ہو جاتی ہو اُسکی بیع جائز نہین اور سعایت اُسپر لازم نہین اگرچہ موسلے قرضدار مرا ہو
اور یہی مذہب ہو جمہور صحابہ اور تابعین اور فقہاء معتبرین کا مگر بشر مریسی اور داؤد ظاہری جمہور کے مخالف اُسمین قائل ہین سو لائق اعتماد کے نہین کذا فے
فتح القدیر ولو قضی بجواز بیعہا لم ینفذ اور اگر قاضی غیر حنفی ام ولد کی جواز بیع کا حکم کرے تو اُسکا حکم جاری نہوگا نزدیک محمد کے اور اسی قول پر فتوی ہو کذا فے
حاشیۃ المدنی عن الخانیۃ والظہیریۃ بل یتوقف علی قضاء قاض آخر امضاء وابطالاً ذخیرہ وینفذ فی المدبرۃ کما مر بلکہ جواز بیع کا حکم موقوف رہیگا دوسرے قاضی کے
حکم پر جائز رکھنے مین اور باطل کرنے مین یعنے مجتہدین معتبرین کا اختلاف ہوتا تو قاضی کے حکم سے رفع اختلاف ہو جاتا اور چونکہ یہ حکم جمہور صحابہ اور فقہا کے
مخالف ہو لہذا قاضی کا حکم رافع اختلاف کا نہین ہو سکتا بلکہ دوسرے قاضی کی قضا پر موقوف ہو تو اگر دوسرے قاضی غیر حنفی نے اول قاضی کے
حکم کو جاری کر دیا تو اب بیع ام ولد کی نافذ ہوگی کسی کے توڑنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر قاضی حنفی نے قاضی اول کا حکم باطل کر دیا تو اب بالاتفاق اُسکی
بیع باطل ہو جاویگی کذا فی الذخیرۃ اور مدبرہ کے جواز بیع مین ایک ہی قاضی کا حکم نافذ ہوگا دوسرے قاضی کے حکم پر موقوف نہ رہیگا اسواسطے کہ
مدبرہ کے جواز بیع مین مجتہدین معتبرین باہم مختلف ہین چنانچہ امام شافعی جواز کے قائل ہین وان ولدت بعدہ ولداً ثبت نسبہ بلا دعوۃ اذا لم
تحرم علیہ بنحو نکاح او کتابۃ او وطی ابنہ او المولی امہا فحینئذ لو ولدت لاکثر من ستۃ اشہر لا یثبت الا بدعوۃ الا فی المزوجۃ فلا یثبت بل یعتق علیہ اور اگر ام ولد
ایک ولد کے بعد دوسرا ولد جنے تو اُسکا نسب بدون دعوی موسلے کے ثابت ہو جاویگا بشرطیکہ ام ولد بعد ولد اول کے موسلے پر حرام نہ ہوگئی ہو کسی
وجہ سے جیسے دوسرے کے ساتھ نکاح کر دینے سے یا مکاتبہ کر دینے سے یا ابن موسلے کے ولی سے یا بسبب وطی کرنے موسلے کے ام ولد کی مان سے
تو اُسوقت مین اگر ام ولد محرمہ چھ مہینے یا چھ مہینے سے زیادہ مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موسلے سے ثابت نہوگا مگر دعوی نسب سے البتہ نسب ثابت
ہوگا مگر ام ولد منکوحہ کے ولد کا نسب دعوی سے بھی نہ ثابت ہوگا اسلیے کہ اُسکا ولد زوج سے ثابت النسب ہو بلکہ موسلے کے دعوی کرنے سے ولد اُسکا
مولی پر آزاد ہو جاویگا بسبب مولی کے اقرار کے ولو لاقل من ستۃ اشہر ثبت بلا دعوۃ لفساد النکاح لعدم الاستبراء لہا قبلہ وقدمناہ فی نکاح الرقیق وثبوت
النسب اور اگر ام ولد ولد ثانی کو بعد عارض ہونے حرمت کے چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو اُسکے ولد کا نسب موسلے سے بدون دعوی کے ثابت ہوگا
اور در صورت نکاح کر دینے کے اُسکا نکاح فاسد ہو جاویگا واسطے مستحب ہونے استبراء کے لونڈی کے حق مین قبل نکاح کے یعنی مولی پر مستحب ہو کہ جب
ام ولد کا نکاح کر دینے کا ارادہ کرے تو قبل تزویج کے ایک حیض سے استبراء کر کے نکاح کر دے کذا فی البحر شارح کہتا ہو اور ہمنے استبراء کے استحباب کو غلام کے
نکاح اور ثبوت نسب مین اول بیان کر دیا ہو لکنہ ینتفی بنفیہ من غیر توقف علی لعان لان الفراش ایضا ضعیف للامۃ ومتوسط لام الولد وعلم حکمہا وقوی
للمنکوحۃ فلا ینتفی الا باللعان واقوی للمعتدۃ فلا ینتفی اصلاً لعدم اللعان ہر چند ام ولد کے ولد ثانی کا ثبوت نسب اقرار موسلے پر موقوف نہین

لیکن اسکا نسب مولی کی نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو یا توقف کے لعان ہوئے بدون لعان کے مجرد نفی کرنیکے نفی ہو جاتا ہو اسواسطے کہ فراش جو تیسری قسم کا ہو
ضعیف ہو حتی کہ بدون اقرار مولی کے ولد ثابت النسب نہیں ہوتا اور دوسرا فراش متوسط ضعیف و قوی ہو بلکہ ام ولد کا حکم معلوم ہو کہ اسکا ولد بدون اقرار مولی کے
بھی ثابت النسب ہو لیکن نفی کرنے سے نفی ہو جاتا ہو اور تیسرا فراش قوی ہو منکوحہ کا کہ اسکے ولد کو نسب اقرار پر موقوف نہیں اور اسکے نسب نفی نہیں ہو سکتا بدون لعان کے
اور جب ہو تھا فراش ذمی تو متعدد ہو گا کہ اسکے ولد کو نسب کسی طرح نفی نہیں ہو سکتا بسبب نہ ہونے لعان کے درمیان اسکے نہیں ہو سکتا کہ زوجیت قائم نہیں انتہی
جو قاضی غیر حنفی ہو حتی کہ مالکی نے فیصلہ کیا بالقضا ام ولد کے ولد کا نسب نفی نہیں ہوتا مولی کی نفی سے کہ جب حنفی مذہب کے سوا اور کسی مذہب کا قاضی جسکے مذہب میں
نفی کرنے سے نفی نہیں ہوتا وہ حکم کرے عدم نفی کا تو حنفی مذہب پر لازم ہو جاویگا ثبوت نسب کا بسبب قضا کے او تطاول الزمان وہو ساکت کی مرتی اللعان لا دلیل
الرضا بعد فلا ینتفی بنفیہ فی ہاتین الصورتین یا مدت دراز گذر گئی اور مولی ساکت رہا نفی کرنے سے چنانچہ اسکا ذکر باب اللعان میں گذر گیا اسواسطے کہ سکوت مدت
دراز تک دلیل ہو رضامندی کی تو اب اسکی نفی کرنے سے ان دونوں صورتوں میں اسکا نسب نفی نہوگا اذا اسلمت ام ولد الذمی یعنی الکافر ذمیا او مستامنا عرض علیہ
الاسلام جب مسلمان ہوگئی ام ولد ذمی کی یعنی کافر کی تا کہ ذمی اور مستامن دونوں کو حکم شامل رہے یا مدبرہ ذمی یا مستامن کی مسلمان ہوئی کذا ذکرہ مسکین تو کافر
پر اسلام عرض کیا جاوے اسواسطے کہ مسلمہ کا کافر کے تحت میں رہنا جائز نہیں فان اسلم فہی لہ تو اگر ذمی یا مستامن نے اسلام قبول کیا تو ام ولد یا مدبرہ جیسے
تھی ویسی ہی اسکی رہی والا سعت فی قیمتہا لان خصومۃ الذمی والدابۃ یوم القیمۃ اشد من خصومۃ المسلم اور اگر ذمی نے اسلام سے انکار کیا تو ام ولد اسکے واسطے
سعایت کرے بلحاظ دونوں جانبوں کے ام ولد کی جانب میں سعایت سے یہ رعایت ہوئی کہ وہ ذلت سے بچی آزاد ہو گئی اور ذمی کی جانب میں سعایت سے یہ
رعایت ہوئی کہ مال ملنے سے اسکا ضرر دفع ہوا ذمی کا حق شرع میں اسواسطے باطل نہوا کہ خصومت ذمی اور جانور کی قیامت کے روز سخت تر ہو مسلم کی خصومت
سے اسواسطے کہ اگر مسلم دوسرے مسلم پر ظلم کریگا تو قیامت میں امید ہو کہ مسلم مظلوم عفو کرے یا ظالم کے حسنات مظلوم کو عوض میں ملیں یا مظلوم کا وبال ظالم
پر ڈالا جاوے بخلاف ذمی مظلوم کے کہ اُس سے توقع عفو کی نہیں اور حسنات مسلم ظالم کے ذمی کو نہیں مل سکتے اسواسطے کہ وہ لائق ثواب کے نہیں
کافر کا وبال مسلم ظالم پر پڑنا اسمیں تامل ہو پھر جب ذمی کی حق تلفی کا معاوضہ نہوسکا تو رہائی سخت مشکل ہو اور اسیطرح جانور بے زبان پر ظلم کرنا سخت اندیشناک
ہو کذا فی حاشیۃ المدنی اللہم انا نعوذ بک من مظالم عبادک اجمعین فی ثلث قیمتہا قنۃ وعتقت بعد ادائہا ای القیمۃ التی قدرہا القاضی ام ولد سعایت
کرے اپنی ثلث قیمت میں خالص لونڈی ہونے کی حالت کی قیمت یعنی اگر ام ولد نہ ہوتی خالص لونڈی ہوتی تو مثلاً اسکی قیمت تیس درم ہوتے تو دس درم
کا کما دینا اسپر لازم ہو اور آزاد ہو جاویگی بعد ادا کرنے اُس قیمت کے جسکا قاضی نے مقرر کردیا ہو ثلث قیمت کی سعایت کما فی البیان میں مذکور ہو کذا فی منح الغفار
وہی مکاتبۃ فی حال سعایتہا الا فی صورتین بلا رد الی الرق لو عجزت اذا اورثت لاعیدت اور وہ یعنی ذمی کی ام ولد مانند مکاتبہ کے ہو سعایت کی
حالت میں مگر دو صورتوں میں مکاتبہ کے برابر نہیں پہلی صورت یہ کہ اگر وہ عاجز ہو ادائے قیمت سے تو رقیت کی طرف نہ پھیری جاویگی بخلاف مکاتبہ کے واسطے
کہ اگر ام ولد رقیت کی طرف پھیری جاویگی تو کافر کی ملکیت پھر اُسپر ثابت ہوگی تو مسلم کو ذلت لازم آویگی اور حالانکہ شرعاً یہ جائز نہیں ولو مات قبل
سعایتہا او ماتت ولدہا ولدت فی سعایتہا سعے فیما علیہا والاعتقت مجانا لانہا ام ولد دوسری صورت یہ کہ اگر مولی مر گیا قبل سعایت ام ولد کے اور حالانکہ
اسکا ایک لڑکا ہو جسکو سعایت کی مدت میں جنی تو وہ لڑکا اپنی ماں کی قیمت میں سعایت کرے اور اگر لڑکا نہ ہو تو مفت آزاد ہو گی اسواسطے
کہ وہ ام ولد ہو اور ام ولد بعد موت مولے کے بلا سعایت آزاد ہوتی ہو سعایت ولد کی قیمت میں درصورت ام ولد کی موت میں ہونا اسکے واسطے
کی موت میں تو شارح کو مناسب تھا کہ مصنف کے کلام سے اپنے کلام کو بیان نہ ملاتا بعد حکم موت مولے کے ام ولد کی موت کا حکم جدا بیان کرتا چنانچہ
در المنتقی کی یوں عبارت ہو ولو ماتت عتقت بلا سعایۃ ولو ماتت ہی وسعی ولدہا ولدہ فی سعایتہا سعی فیما علیہا یعنی اگر ام ولد کا مولے مر گیا تو وہ بلا سعایت

مفت آزاد ہوگئی اور اگر ام ولد قبل سعایت کے مرگئی اور اسکا ایک لڑکا تھا جسکو سعایت کی حالت میں جنی تو وہ اپنی ماں کی قیمت میں سعایت کرے بخلاف مکاتبہ
کے کہ اگر اسکا مولی مریگا تو وہ مفت نہ آزاد ہوگی بلکہ اسکے وارثوں کیواسطے سعایت کریگی کذا فی حاشیۃ المدنی وکذا حکم المدبر فیسعی فی ثلثی قیمتہ اور اسیطرح ہے حکم
مدبر کا یعنی اگر ذمی اور مستامن کا مدبر مسلمان ہوجاوے اور اسکا مولی مسلمان ہونے سے انکار کرے تو مدبر اپنی دو ثلث قیمت میں سعایت کرے یعنی جو خالص غلام کی
قیمت ہو اسکے دو ثلث میں سعایت کرے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو اسلم قن الذمی عرض الاسلام علیہ فان اسلم فبہا والا امر ببیعہ تخلصا من ید الکافر ذکرہ مسکین
اور اگر ذمی کا خالص غلام مسلمان ہوگیا تو ذمی پر اسلام عرض کیا جاوے سو اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو خوب بات ہے وہ اسکا غلام بنا رہیگا جیسا کہ سابق میں تھا اور اگر اسنے
اسلام سے انکار کیا تو غلام کے بیچ ڈالنے کا حکم کیا جاویگا تاکہ مسلمان کافر کے ہاتھ سے نجات پاوے کذا ذکرہ مسکین فی شرح الکنز فان ادعی ولد امۃ مشترکۃ ولو
مع ابنہ ثبت نسبہ ولو کافرا او مریضا او مکاتبا لکنہ ان عجز فلہ بیعہا وہی ام ولدہ اور اگر ایک شریک نے دعوی کیا مشترک لونڈی کے ام ولد کا اگرچہ شرکت
اپنے بیٹے کے ساتھ ہو تو ثابت ہوگا نسب لڑکا اس مدعی سے اگرچہ کافر ہو یا مریض بمرض الموت ہو یا مکاتب ہو لیکن مکاتب اگر ادا سے بدل کتابت سے عاجز ہو تو اسکو
بیچنا لونڈی کا جائز ہے اور وہ لونڈی مشترک ام ولد ہے مدعی کی وضمن لشریکہ ای المعلوق نصف قیمتہا ونصف عقرہا ولو معسرا لا قیمۃ ولدہ لانہ علق حر الاصل وضمان
دے مدعی نطفہ رہنے کے دن اپنے شریک کو لونڈی کی نصف قیمت کا اور اسکے نصف مہر مثل کا اگرچہ مدعی مفلس ہو اسواسطے کہ یہ ضمان ہے تملک کا نہ ضمان عتق
کا اور نہ ضامن ہوگا ولد کی قیمت کا اسواسطے کہ ولد حر اصلی ہے کیونکہ وقت علوق سے ثابت النسب ہے اور اسیوقت سے ضمان لازم ہوا تو حدوث لڑکا ملک مدعی میں
ہوا نہ شریک کی ملک میں اور اگر مدعی باپ ہو اپنے شریک کا تو ضمان اسپر لازم ہوگا اسواسطے کہ باپ کا حق ہے بیٹے کے مال میں فان ادعیاہ معا او جہل
السابق فقد استویا وقت الدعوۃ لا العلوق فی الاوصاف فہو ابنہما اور اگر مشترک لونڈی کے ولد کا دونوں شریکوں نے زمانہ واحد میں ساتھ ہی دعوے کیا
یا ایک نے اول دعوی کیا اور دوسرے نے بعد چند ساعت یا چند روز کے دعوی کیا لیکن یا اول معلوم نہیں کہ کس نے پہلے دعوی کیا تھا اور حالانکہ دونوں اسلام وغیرہ
اوصاف آئندہ میں برابر ہیں دعوی کرنیکے وقت نہ نطفہ رہنے کیوقت تو وہ لڑکا دونوں کا بیٹا ہے ہم یہ مطلب نہیں کہ وہ لڑکا دونوں کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو اسواسطے کہ یہ
متصور نہیں بلکہ جب دونوں مالکوں نے برابر دعوی کیا اور دونوں جمیع اوصاف مرجحہ میں مساوی ہیں تو ترجیح ایک کی دوسرے پر نہیں ہوسکتی لہذا ولد کو دونوں
کا بیٹا قرار دیا اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت میں قیافہ شناس کا قول معتبر ہے اسکا جواب یہ ہے کہ قیافہ شناسی حجت شرعی نہیں کہ بنا قیافہ شناسی کی فقط
اٹکل پر ہے اور اگر قیافہ حجت ہوتا تو لعان میں اسی کی طرف رجوع کیجاتی اور نفی ولد کی حمل سے کاہے کو ہوتی لہذا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکا اعتبار نہ کیا اور قاضی
شریح کو لکھ بھیجا کہ دونوں شریکوں نے تلبیس کی لہذا اسکے مناسب حکم دیا گیا اور اگر صاف بیان کرتے تو حکم بھی صاف ہوتا اور یہ حکم بحضور صحابہ
بلا نکیر ہوا تو لائق حجت کے ہوا اور یہی مذہب ہے علی مرتضی اور ابن عباس اور زید بن ثابت کا رضی اللہ عنہم کذا فی منح الغفار فلو لم یستویا قدم من العلوق فی
ملکہ ولو بنکاح ثم الحر اگر دونوں شریک برابر نہوں زمانہ مالکیت میں یعنے ایک زمانہ سابق میں مالک ہوا ہو لونڈی کا اور دوسرا بعد اسکے تو وہ شریک مقدم
ہوگا جسکی ملک میں نطفہ رہا اگرچہ تقدم ملک کا بسبب نکاح کے ہو فتح القدیر میں ہے کہ جب لونڈی حاملہ ہوئی ایک کے ملک میں پھر مالک نے نصف لونڈی
دوسرے کے ہاتھ بیچی پھر وہ پورے چھ مہینے میں بعد اس بیع کے جنی یا دونوں شریکوں نے ولد کے نسب کا دعوی کیا تو مالک اول مقدم ہے اسواسطے کہ
نطفہ اسی کی ملک میں رہا محشی مدنی نے کہا کہ مناسب یوں کہنا تھا کہ بعد بیع کے چھ مہینے سے کم میں جنی تاکہ مالک اول کی خالص ملک میں علوق
ثابت ہوا اور اگر پورے چھ مہینے میں جنے گی تو دونوں کی ملک میں علوق کا احتمال ہے کما لا یخفی اور اگر ایک شخص نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اسنے اور
دوسرے شخص نے لونڈی کو مول لیا پھر وہ چھ مہینے سے کم مدت میں جنی بعد خریدنے کے پھر دونوں نے اسکے ولد کا دعوے کیا تو یہ لونڈی نکاح کرنیوالے
کی ام ولد ہوگی کذا فی فتح القدیر واب ومسلم وحر وذمی وکتابی علی ابن وذمی وعبد ومرتد ومجوسی اور باپ اور مسلم اور آزاد اور ذمی اور کتابی مقدم ہے

بیٹے اور لونڈی اور غلام اور [illegible] میں پہونچیت ولسہ ہر حب بیٹے اگر باپ اور بیٹا ایک لونڈی میں شریک ہوں اور لونڈی کے بچہ ہو اور دونوں ساتھ
دعوی کریں تو باپ کا دعوی مقدم ہے اور لونڈی باپ کی ام ولد ہوگی اور اسی طرح [illegible] مقدم ہو علاوہ پر لونڈی بھی مقدم ہے اور کوئی مقدم
[illegible] سے [illegible] البحر الرائق اور [illegible] اور تصحیح سعدی کی تقلید سے نقل کیا لیکن یہ مخالف ہے فتح القدیر کی عبارت
[illegible] فتح القدیر کی یہ عبارت ہو [illegible] الدعوۃ بین ذمی و مرتد فالولد للمرتد لانہ اقرب الی الاسلام متفق علیہ کہ تقدم ذمی کا مرتد پر
[illegible] حاشیۃ البحر [illegible] نسب [illegible] الوطی کا [illegible] ثابت ہو تو دوسرے ولد کا نسب ہر دو دعوی کے جمیع صورتوں میں جو مذکور ہیں
بسبب مرام [illegible] ام ولد مشترک [illegible] ہو کر ولد [illegible] ام ولد کا [illegible] اس وقت میں ثابت النسب ہوتا ہے جب کہ ام ولد ہو
ہو [illegible] ام ولد [illegible] کی ملک اور یہ لونڈی مشترک جسکے ولد کا دونوں متساوی شریکوں نے ساتھ ہی دعوی کیا دونوں کی ام ولد ہوگی
دونوں کی ملک میں حاملہ ہوئی ہو [illegible] تو ان کی خرید کے بعد پورے چھ مہینے یا زیادہ مدت میں بچہ ہو خرید کے دن سے لا لوہر شریک [illegible] عمق [illegible]
[illegible] نصف قیمۃ الولد [illegible] اسی طرح ام ولد ہوگی اگر لونڈی کو دونوں مالکوں نے حاملہ خرید کیا اور وہ خرید کے دن سے قبل مدت
حمل سے کمتر مدت میں جنی پھر دونوں نے دعوی کیا ولد کے نسب کا تو وہ لونڈی ام ولد ہوگی اس دعوی سے اور اسلئے کہ فی الحقیقت یہ دعوی عتق کا ہو [illegible]
کا اسلئے کہ شرط استیلاد کی یہ ہو کہ علوق ولد کا ملک میں ہو سو یہاں قبل ملک کے علوق حاصل تھا پھر جب یہ دعوی عتق ولد کا ہوا تو ولد کی ولا دونوں شریکوں کے
واسطے ہوگی اور اگر ایک شریک ولد کا دعوی کریگا تو ولد کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور لونڈی کا نصف مہر بھی اپنے شریک کو لازم نہ آویگا اسواسطے کہ دعوے
استیلاد کا نہیں و علی کل نصف عقر ہا [illegible] اور ہر صورت کہ دونوں شریکوں کی وہ لونڈی ام ولد ہوئی تو ہر شریک پر نصف مہر لونڈی کا لازم ہوگا ہر
حصہ دوسرے شریک کے اس شریک پر اس شریک کو نصف مہر دینا چاہیے اور اسپر اسکو اور دونوں باہم اپنے حق [illegible] کوئی دے نہ کوئی لے اگر کوئی کہے کہ جب دونوں
حساب میں برابر ہو گئے تو ایجاب مہر کا کیا فائدہ ہو اسکا جواب یہ ہو کہ اگر ایک شریک اپنا حق معاف کر دے تو دوسرے کا حق باقی رہیگا اور اگر ایک کا حصہ درم پر
ٹھہرا اور دوسرے کا دینار پر تو اسکو درم دینا اور دینار لینا جائز ہوگا کذا فی فتح القدیر الا اذا کان نصیب احدہما اکثر فیاخذ منہ الزیادۃ لان المہر یقدر بالملک
دونوں شریکوں کو نصف نصف مہر کا مجرا کر لینا درست ہو مگر جبکہ ایک شریک کا حصہ ملک کا زیادہ ہو دوسرے کی ملک سے تو دوسرے شریک سے بقدر زیادتی
ملک کے مہر لے مثلاً ایک شریک دو حصہ کا مالک ہو اور دوسرا ایک حصہ کا تو ثلث مہر ایک حصہ والے کو دینا لازم ہوگا اسواسطے کہ حق مہر کا بقدر ملک کے ہوتا
ہے بخلاف البنوۃ والارث والولاء فان ذلک لہما سویۃ وان کان احدہما اکثر نصیبا من الآخر لعدم تجزی النسب فیکون سویۃ لعدم
الاولویۃ فتبعہ الارث والولاء بخلاف فرزندی اور ارث اور ولا کے اسواسطے کہ یہ امور دونوں شریکوں کے واسطے برابر ہیں اگرچہ ایک شریک کا حصہ زیادہ ہو
دوسرے شریک سے بسبب عدم قسمت پذیری نسب کے تو نسب دونوں میں برابر ہوگا بسبب عدم اولویت کے یعنی دونوں برابر ہیں کسیکو تقدم اور رجحان نہیں اور
ارث اور ولا نسب کے تابع ہیں جب نسب میں تجزی نہوئی تو ارث اور ولا میں بھی تجزی نہوگی [illegible] الابن من کل ارث ابن کامل [illegible] پاویگا بیٹا
ہر ایک شریک مدعی سے پورے بیٹے کی ارث اسواسطے کہ ہر واحد مقر ہو اسکی فرزندی کا اور مقر کا اقرار اسپر حجت ہو [illegible] اب [illegible] اور اگر ولد مر گیا تو
دونوں شریک اسکے وارث ہونگے ایک باپ کی ارث میں اسواسطے کہ فی الواقع مستحق ارث پدری کا تو ایک ہی شخص ہو لیکن چونکہ کسی کی جانب ترجیح نہ
لہذا ایک باپ کا حصہ دونوں میں تقسیم ہوگا و کذا الحکم عند الامام لو کثروا و لو خمسۃ و تمامہ فی البحر اور جیسا دو شریکوں کا حکم ہو اسی طرح اگر زیادہ ہوں دو سے
تو انکا بھی ایسا ہی حکم ہو اگرچہ دعوی کرنے والیاں ولد کی عورتیں ہوں اور پورا بیان اسکا بحر الرائق میں ہو [illegible] پورا بیان بحر الرائق میں اسطرح ذکر کیا اگر
دو شریکوں سے زیادہ مدعی ہوں ولد کے تو امام اعظم کے نزدیک مدعیوں سے اسکا نسب ثابت ہوگا اگرچہ وہ کتنے ہوں اور ابو یوسف نے [illegible]

سے زیادہ مین نسب نہ ثابت ہوگا اور محمدؒ کے نزدیک تین سے زیادہ مین نسب نہ ثابت ہوگا اور فتح القدیر مین ہے کہ اگر ایک لڑکے مین دو عورتون نے تنازع کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وہ لڑکا دونون کا ہوگا نہ صاحبین کے نزدیک بلکہ ایک عورت سے ملحق ہوگا اور اگر ایک لڑکے مین دو مردون اور دو عورتون نے تنازع کیا ہر مرد یہ کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اس عورت سے اور عورت اسکی تصدیق کرتی ہے تو امام اعظم کے نزدیک وہ لڑکا دونون مردون اور دونون عورتونکا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط دو مردون کا ہوگا نہ عورتون کا کذا فی منح الغفار وفیہ لو مات احدہما او اعتقا عتقت بلا شیء قلت فالعتق انما تجزی فی القنۃ لا فی ام الولد بل یعتق بعضہا بعتق کلہا اتفاقا مجتبی فلیحفظ اور بحر الرائق مین ہے کہ اگر ایک شریک مر گیا یا ایک نے ام ولد کو آزاد کر دیا اپنی زندگی مین تو وہ مفت بلا سعایت آزاد ہو جاویگی شارح کہتا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک عتق متجزی نہین ہوتا مگر خالص لونڈی مین نہ ام ولد مین بلکہ بعض ام ولد کے آزاد ہونے سے کل آزاد ہو جاتی ہے بالاتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی المجتبی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ تجزی عتق کا امام کے نزدیک فقط خالص لونڈی مین منحصر ہے اور ام ولد کے عدم تجزی مین اتفاق ہے جاریۃ بین رجلین ولدت فادعاہ احدہما واعتقہ الآخر وخرج الکلامان منہما معا فالدعوۃ اولی لاستنادہا للعلوق خانیۃ ایک لونڈی مشترک ہے دو مردون مین سو وہ جنی تو ایک شریک نے اسکے ولد کا دعوی کیا اور دوسرے شریک نے ولد کو آزاد کر دیا اور یہ دونون کلام دونون سے ساتھ ہی برابر نکلے تو کلام دعوی نسب کا اولی اور مقدم ہے بواسطہ مستند ہونے دعوت کے بوقت علوق ولد کے کذا فی الخانیہ یعنی دعوی نسب کا وقت علوق سے متعلق ہوگا بخلاف اعتاق کے کہ وہ بالفعل سے متعلق ہے تو گویا آزاد کرنے والے نے غیر کے ولد کو آزاد کیا اور یہ صحیح نہین کذا فی المنح ادعی ولد امۃ مکاتبۃ وصدقہ المکاتب لزم النسب بتصادقہما کدعوۃ ولد جاریۃ الاجنبی اما ولد مکاتبہ فلا یشترط تصدیقہا کما یجیء دعوی کیا مولی نے اپنے مکاتب کی لونڈی کے ولد کا اور تصدیق کی مکاتب نے اسکی تو مولی کو نسب ولد کا لازم ہوگا دونون کے تصادق سے چنانچہ نسب ثابت ہوتا ہے جاریہ اجنبی کے ولد کے دعوی سے اور اجنبی کی تصدیق سے اور مولی اپنی مکاتبہ لونڈی کے ولد کا دعوی کریگا تو ثبوت نسب مین مکاتبہ کی تصدیق مشروط نہین چنانچہ کتاب المکاتب مین مذکور ہوگا ولزم المدعی العقر وقیمۃ الولد لزم ولد اور لازم ہوگا مولی مدعی پر مہر لونڈی کا اور قیمت ولد کی پیدایش کے دن کی وسقط الحد عنہ للشبہۃ اور ساقط ہوگی حد مولی سے بسبب شبہہ جات کے ولم تصر ام ولدہ لعدم ملکہ اور لونڈی مکاتب کی مولے کی ام ولد نہوگی ہواسطے کہ اسکی ملک نہین وان کذبہ المکاتب لم یثبت النسب لحجرہ علی نفسہ بالعقد اور اگر مکاتب نے مولی کی تکذیب کی دعوی ولد مین تو نسب ولد کا ثابت نہوگا اسواسطے کہ مولی نے اپنی ذات کو باز رکھا تصرف سے بسبب عقد کتابت کے یعنی جب غلام کو مکاتب کیا تو اب مکاتب کے کسب پر مولی کا تصرف کرنا جائز نہ ہا تو بدون تصدیق مکاتب کے دعوی مولی کا مسموع نہین ولدت منہ جاریۃ غیرہ وقال احلہا لی مولاہا والولد ولدی فصدقہ المولی فی الاحلال وکذبہ فی النسب لم یثبت نسبہ غیر کی لونڈی ایک شخص کے نطفے سے جنی اور اسنے دعوی کیا کہ لونڈی کے مولے نے اسکو مجھپر حلال کر دیا اور اسکا ولد میرا ولد ہے اور تصدیق کی مدعی کی مولی نے احلال مین اور تکذیب کی اسکی نسب مین تو نسب نہ ثابت ہوگا مراد احلال سے مراد احلال بالتزویج ہے نہ احلال بالملک اسواسطے کہ لونڈی کے مالک ہونے کا حکم بعد اسکے مذکور ہوگا کذا فی حاشیۃ الحلبی فان صدقہ فیہما جمیعا ثبت

(حلال کرنا نکاح سے ۱۲)

والا لا وقال الزیلعی ولو صدقہ فی الولد ثبت ای مع تصدیقہ فی الاحلال فلا مخالفۃ کما لا یخفی سو اگر مولی نے تصدیق کی مدعی کی سب دونون امرون مین یعنی احلال اور نسب مین تو نسب ولد کا ثابت ہوگا اور اگر دونون امر کی یا ایک امر کی تصدیق نہ کی تو نسب ثابت نہوگا کذا فی الخانیۃ والدرر اور یہ قول زیلعی کا کہ اگر مولی مدعی کے ولد مین تصدیق کرے تو نسب ثابت ہوتا ہے یعنی تصدیق ولد کی ساتھ تصدیق احلال کے مثبت ہے نسب کی نہ فقط تصدیق ولد کی تو کچھ مخالفت نہین زیلعی اور غیر زیلعی کے کلام مین چنانچہ امر مخفی نہین اسواسطے کہ مسئلہ مفروض ہے تصدیق فی الاحلال مین کذا فی المنح ولو ملکہا او ملکہ بعد تکذیبہ ای المولے ولو مکاتبہ یوما من الدہر ثبت النسب وتصیر ام ولدہ اذا ملکہا لبقاء اقرارہ اور اگر مدعی مالک ہوا لونڈی کا یا مالک ہوا اسکے ولد کا کسی دن بعد تکذیب مولی کے اگرچہ مالک لونڈی کا مدعی کا مکاتب ہو تو نسب ثابت ہوگا در صورت ملک ولد کے اور لونڈی اسکی ام ولد ہوگی جبکہ اسکا مالک ہوگا واسطے

اوّل جب اقرار ہو تو اسکے دعوے مستولد جاریۃ ابنہ او ابیہ او جدہ او امرأتہ وقال احلتہا لی فلا حد للشبہۃ ولا نسب الا ان یصدقہ فیہ او اگر کسی شخص نے صحبت کی اپنے باپ یا ماں کی لونڈی یا بیٹے دادا یا اپنی زوجہ کی لونڈی سے اور کہا اُسنے کہ مجھے اس لونڈی کی حلت اپنے واسطے گمان کی تھی تو اسپر حد لازم نہ آویگی بسبب شبہ حلت کے اور نسب ولد کا ثابت نہ ہوگا شارح نے کہا کہ اسوقت نسب ثابت ہوگا جبکہ جاریہ کا مولی دونوں امرونمین اُسکی تصدیق کرے حرمت کا مسئلہ شرح میں محشی رد المختار کے مخالف ہیں شیخ عابد سندھی مدنی نے کہا کہ شرح فیہا کی دو صورتین ہین یعنی جاریہ اصول وجاریہ زوجہ وشیخ محقق وغیرہ نے کہا کہ مرجع اسکا ظن حلت اور تصدیق ولد ہے لیکن ہر صورت سب محشی المستفق ہین کہ شارح کی عبارت یعنی الا ان یصدقہ فیہا کا محل یا اولی ہے دوسرے کہ ظن حلت کی تصدیق سے نسب ثابت نہین ہوتا اور اس عبارت کو مصنف نے منح الغفار مین مذکور نہین کیا اور نہ بحر اور نہر اور زیلعی اور درر مین جسکو شک ہو وہ ان کتابونکی طرف رجوع کرے کذا فی حاشیۃ المدنی وان ملکہ یوماً عتق علیہ اور اگر مستولد مالک ولد کا ہوگا کوئی دن تو اُسپر آزاد ہو جاویگا بسبب باقی رہنے اقرار ولدیت کے ان کا

اسکا ولا تصیر ام ولدہ بعدم ثبوت نسبہ کذا ذکرہ المصنف تبعا للزیلعی لکنہ نقل ہہنا وفی نکاح الرقیق عن الدرر والخانیۃ انہ لو ملکہا بعد تکذیب سیدہا ثبت النسب لبقاء الاقرار فتنبہ اور اگر مستولد ولد کی ماں کا مالک ہوگا تو وہ اُسکی ام ولد نہ ہوگی بسبب نہ ثابت ہونے ولد کے نسب کے ایسا ہی ذکر کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں اتباع زیلعی لیکن مصنف نے یہان اور باب نکاح الرقیق مین درر اور خانیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر نسب ولد کا منکر ہو اُسکی ماں کا کسی دن مالک ہوا بعد تکذیب مولے کے تو نسب ولد کا ثابت ہوگا بسبب باقی رہنے اقرار ولدیت کے سو اسکو غور کرو شارح نے ان لفظوں سے کلام مصنف کے تناقض ہونے کا اشارہ کیا کہ ثبوت نسب اور عدم ثبوت مین صریح تناقض ہے شیخ عابد محشی مدنی نے کہا کہ ظاہر کلام مصنف مین تناقض نہین اسلیے کہ یہان دو مسئلے مذکور ہین ایک یہ کہ بیٹے یا باپ کی جاریہ غیر کے ولد میں کہا کہ مولے نے اپنی جاریہ مجھپر حلال کر دی تھی اور دوسرا مسئلہ یہ کہ جاریہ اصول میں ظن حلت کا دعوی کیا تو مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین درر اور خانیہ سے ثبوت نسب کا بعد ملک کے پہلے مسئلہ مین مذکور کیا یعنی مسئلہ دعائے احلال مین نہ دوسرے مسئلہ مین یعنی دعائے ظن حلت مین اور عدم ثبوت نسب کا دوسرے مسئلہ میں ذکر کیا ہے تو تناقض نہ ثابت ہوا اور منح الغفار مین فی الواقع ایسا ہی مذکور ہے جیسا کہ محشی نے کہا واللہ اعلم وفی الخانیۃ زنی بامۃ فولدت [illegible]

لم تصر ام ولدہ وان ملکہ الولد عتق اور خانیہ مین ہے کہ ایک شخص نے زنا کیا لونڈی سے پھر وہ جنی پھر زانی اُسکا مالک ہوا تو وہ لونڈی اُسکی ام ولد نہ ہوگی اور اگر ولد کا مالک ہوگا تو وہ آزاد ہو جاویگا اس روایت سے زیلعی کے کلام کی تائید ثبوت ہوئی وفی الاشباہ لو ملک اختہ لابیہ من الزنا عتقت ولو اختہ لابیہ لا اور اشباہ مین ہے کہ اگر کوئی اپنی مادری بہن کا وارث ہو جو زنا سے پیدا ہوئی تو وہ آزاد ہو جاویگی اسواسطے کہ مالک اور مملوک ایک پیٹ سے پیدا ہین اور اگر مالک ہوا اپنی سوتیلی بہن کا جو زنا سے ہو تو وہ لونڈی رہیگی آزاد نہوگی اسلیے کہ بھائی کا رشتہ بہن سے بواسطے باپ کے ہے اور حالانکہ نسب ولد کا زانی سے شرعاً منقطع ہے تو اُسکا بہن ہونا نہ ثابت ہوا اسلیے آزاد نہوگی اور چونکہ زنا سے نسب ماں کا منقطع نہین تو اُسکا بہن ہونا ثابت ہے اسواسطے ملک سے عتق ثابت ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن الحموی فروع مسائل متفرقہ شارح کے اور حیلہ

امتہ ولا تصیر ام ولدہ یملکہا الطفل ثم یتزوجہا اراده کیا ایک شخص نے اپنی لونڈی کی وطی کا اور چاہا کہ وہ ام ولد نہو اور لا ہونے سے تو اپنے طفل صغیر کو اُسکا مالک کر دے پھر لونڈی سے نکاح کرے تو اُسکی اولاد آزاد ہوگی اور وہ لونڈی بنی رہیگی طفل صغیر کے مالک کرنیکا یہ فائدہ تھا کہ اُسکو نکاح کر لینے کا اختیار رہا ہے اقر بامۃ فی مرضہ ان

ہہناک ولد او حبل لتحق من الکل والا فمن الثلث وما فی یدہا للورثۃ الا اذا اوصی لہا بہ نعم فی المجتبی استحسن محمد ان یترک لہا ملحفۃ وقمیصا ومقنعۃ وللاشی للمدبرۃ اقرار کیا مولے نے اپنی بیماری مین لونڈی کے ام ولد ہونے کا اگر اُسوقت لونڈی کا ولد ہو یا اُسکا حمل ظاہر ہو تو وہ کل مال سے آزاد ہو [illegible] اور اگر ولد اور حمل نہ ہو تو ثلث مال سے آزاد ہوگی اور جو اُسکے پاس مال ہوگا وہ مولے کا ہوگا لینے وارث اُسکے مالک ہونگے مگر اُسوقت وارث ہونگے جبکہ مولے نے اُس مال کی ام ولد کے واسطے وصیت کر دی ہو ہان مجتبی مین یون ہے کہ محمد نے مستحب کہا ہے اُسکو کہ اُس مال سے ام ولد کے واسطے چادر اور کرتی اور مقنع چھوڑ دیا جاوے لیکن مدبرہ لونڈی کے واسطے کپڑے دینے کو مستحب نہین کہا واللہ اعلم واستغفر اللہ العلی العظیم الکریم

کتاب الایمان

یہ کتاب ہے ایمان کے احکام میں ایمان بالفتح جمع ہے یمین کی مناسبة عدم تاثیر الہزل والاکراہ وتقدم الاعتاق لمشارکتہ للطلاق فی الاسقاط والسرایۃ مناسبت کتاب الایمان کی کتاب الاعتاق سے عدم تاثیر ہے ہزل اور اکراہ کی یعنے جیسے ہزل اور اکراہ عتاق کا باطل نہیں کرتے ہیں ویسے ہی یمین کو بھی دونوں باتوں کا متعمل ہونا مناسب ہوا اور مصنف نے اعتاق کو یمین پر مقدم کیا واسطے مشارک ہونے اعتاق کے ساتھ طلاق کے اسقاط اور سرایت میں یعنی جیسے طلاق عبارت ہے اسقاط نکاح سے ایسے ہی عتاق عبارت ہے اسقاط مملوکیت سے اور جیسے نصف یا ربع طلاق دینے کا کل میں سرایت کرتی ہے یعنی پھیل جاتی ہے ویسے ہی نصف یا ربع اعتاق مملوک کے کل بدن میں پھیل جاتا ہے بقول صاحبین بسبب عدم تجزی کے اور بقول امام چونکہ اعتاق تجزی ہے تو طلاق و اعتاق سرایت میں مشترک نہیں کذا فی البحار تو جب طلاق اور اعتاق مشترک ہوئے اپنے تمام معنی میں یعنی اسقاط میں اور اپنے لازم شرعی میں یعنی سرایت میں لہذا طلاق کے بعد اعتاق کا ذکر کرنا مناسب تھا کذا فی النہر الفائق الیمین لغۃ القوۃ یمین لغت عرب میں بمعنے قوت کے ہے قسم ہر چند لفظ یمین کا قوت اور ہاتھ اور قسم میں مشترک ہے لیکن شارح نے فقط قوت کے معنے اسواسطے مذکور کیے کہ قوت مناسب تر ہے یعنی شرعی یمین سے غرض یمین مذکور یہ ہے کہ حالف کو یمین اسواسطے کہا کہ قسم کھانے والا بسبب حلف کے قوت حاصل کرتا ہے فعل یا ترک پر یا حالف کو یمین اسوجہ سے کہا کہ عرب ہاتھ پکڑ کر قسم کھاتے تھے و شرعا عبارۃ عن عقد قوی بہ عزم الحالف علی الفعل او الترک فیدخل التعلیق فانہ یمین شرعا الا فی خمس مذکورۃ فی الاشباہ فواحلف لا یحلف حنث بطلاق و عتاق اور اصطلاح شرع میں یمین عبارت ہے اس عقد سے جس سے قوی ہو جاوے ارادہ حالف یعنی قسم کھانے والے کا کسی فعل کے کرنے پر یا چھوڑنے پر اس تعریف میں تعلیق داخل ہو گئی اسواسطے کہ تعلیق بھی یمین ہے شرع میں اسواسطے کہ تعلیق سے بھی فعل یا ترک کا عزم قوی ہو جاتا ہے مگر پانچ چیزوں میں تعلیق یمین نہیں جنکی تفصیل اشباہ میں مذکور ہے پھر جب تعلیق یمین میں داخل ہوئی تو اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ قسم نہ کھاونگا تو طلاق اور عتاق کی تعلیق کرنے سے حانث ہو گا مصنف نے تعریف یمین کی باتباع صاحب تبیین کنز اور صاحب کفایہ کی اور شرح نقایہ میں یون تعریف کی ہے کہ یمین عبارت ہے تقویت خبر سے بذکر نام خدا یا تعلیق خلاصہ اشباہ یہ ہے قسم کھائی کہ قسم نہ کھاونگا تو تعلیق سے حانث ہوگا مگر چند مسائل میں افعال قلوب کی تعلیق سے یا حیض آنے کی تعلیق سے اس صورت میں جسکی عادت معلوم ہے یا تعلیق فعل کرنے سے یا یون کہنے میں اپنے غلام سے کہ اگر تو آیا اور آ کر گیا تو تو آزاد ہے اور اگر نہ دے سکے گا تو غلام ہے یا یون کہے زوجہ سے کہ اگر تجھکو اڑکیا یا میں یا حیض آیا تو ایسا ہوگا یا طلوع آفتاب پر معلق کرنا دریافت کرنا چاہیے کہ قسم دو طرح پر ہے ایک قسم خدا کے نام کی یا اسکی صفات کی اور دوسری قسم غیر نام خدا کی یہ دوسری قسم دو طرح پر ہے ایک یہ کہ آبا و اجداد اور انبیا اور ملائکہ اور صوم اور صلوۃ اور کعبہ اور زمزم کی قسم کھاوے سو ایسی قسم کھانا شرعا جائز نہیں اور دوسری طرح یہ کہ بطور شرط اور جزا کے حلف ہو سو اسکی بھی دو صورتین ہیں ایک یہ کہ عبادات کر حلف کرے اسطرح پر کہ اگر میں فلانا کام کرون تو مجھپر صوم یا صلوۃ یا حج یا عمرہ یا قربانی یا آزاد کرنا غلام کا یا خیرات کرنا لازم ہو دوسری صورت بغیر عبادات کے حلف کرنا جیسے یون کہنا کہ اگر میں فلانا کام کرون تو زوجہ کو طلاق ہے یا غلام میرا آزاد ہے کذا فی العالمگیریہ عن البدائع و شرطہا الاسلام و التکلیف و امکان البر اور صحت یمین کی شرط ہے اسلام اور مکلف ہونا اور امکان پر یعنی قسم کا پورا کر سکنا تو کافر اور مجنون اور صبی کی قسم صحیح نہیں اور اسیطرح مستحیل حقیقی کی قسم طرفین کے نزدیک صحیح نہیں خلافا لابی یوسف اور شرائط صحت یمین سے یہ ہے کہ شرط اور جزا میں کوئی لفظ حائل نہو اور اگر حائل ہوگا تو تعلیق نہ ہوگی بلکہ تنجیز ہو جاویگی کذا فی العالمگیریہ اور علت غائی قسم کی دو چیزین ہین ایک یہ کہ تا سامع حالف کو سچا جانے دوسرے یہ کہ حالف یا غیر حالف فعل یا ترک پر مستعد ہو جاوے کذا فی منح الغفار و حکمہا البر او الکفارۃ اور حکم یمین کا بر ہے یا کفارہ تفصیل احکام میں آگے مذکور ہوگی کہ قسم کا پورا کرنا کہاں واجب ہے اور کہاں مستحب ہے اور کہاں مباح اور توڑنا قسم کا کہاں واجب ہے اور کہاں مباح و رکنہا اللفظ المستعمل فیہا اور رکن یمین کا وہ لفظ ہے جو قسم میں مستعمل ہے نہال یکرہ الحلف بغیر اللہ تعالیٰ قیل نعم للنہی و عامتہم لا وبہ افتوا لاسیما فی زماننا و حملوا النہی علی الحلف بغیر اللہ لا علی وجہ الوثیقۃ کقولہم بابیک و لعمرک و نحو ذلک عینی اور کیا مکروہ ہے غیر خدا کی قسم کھانا جیسے طلاق اور عتاق کی قسم بعضے علما نے کہا کہ ہان غیر خدا کی قسم مکروہ ہے بسبب وارد ہونے نہی کے اور اکثر علما کے نزدیک مکروہ نہیں اور عدم کراہت کا فتوی دیا ہے علما نے علی الخصوص ہمارے زمانہ میں

[illegible] ... ہوتی ہے ... ہمیشہ ... میں ... چنانچہ ... [illegible]

[illegible] ... ہو ... میں ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... کی ... غموس ... [illegible]

[illegible] ... ہوتی اسیطے یمین غموس ... تو ... [illegible]

[illegible] ... میں ... یمین باللہ وان لم یقل ... الثناء ... [illegible]

... کا قول ... کہ یہ کفارہ یمین باللہ ہے اور ... کی ... کذا فی البدائع یعنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ یمین غموس ...

تو یمین باللہ ... اس فعل کو جسکو کرچکا ہے ... تو یہ غموس ہے ... یمین باللہ نہیں ...

... کنایہ کی ... اس سے باز رہنا ... اور ... کی نفرت ...

... کفر ... ہو تعظیم حق تعالی کا ... یوں کہا کہ ... ایسا نہیں کیا واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ الچلپی غموس ... الاثم

فی النار ... ثم الکبائر ... جھوٹی قسم کو غموس ... کہ دنیا میں گناہ کے اندر ڈبوتی ہے پھر آخرت میں دوزخ کے اندر ... جھوٹی

قسم ... گناہ ... جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال ناحق لے ... لیکن گناہ کبیرہ گناہوں کا متفاوت ہے کذا فی النہر ... طلاق کبیرہ جھوٹے غموس کی

... بخاری کی حدیث شریف ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبائر اشراک باللہ و عقوق الوالدین و قتل نفس و یمین غموس ہے کذا فی النہر ... ابن حبان نے

... روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھاوے تاکہ مسلمان کا مال ناحق لے تو حق تعالی بہشت کو اس پر حرام کریگا اور دوزخ میں اسکو ڈالیگا

کذا فی فتح القدیر ... حلف علی الکذب عمداً ... فعل او ترک ... الان یمین غموس ہے اگر قسم کھائے جھوٹ پر قصداً اگرچہ وہ چیز فعل یا ترک فعل ہو ...

... شرح ... کان یکون کا لفظ ... غموس ... ماضی ... الان کا زیادہ کرکے ...

... غموس ... فعل ماضی ... اسکی تعریف ... فعلت کذا ... فعل ... حال ...

علی انت عالما بخلافه ... واللہ ... غیرہ ... ماضی ... کہا کہ واللہ میں نے ایسا نہیں کیا اس فعل کو جانکر ...

... کہا کہ واللہ اسکے مجھ پر ہزار درم نہیں یہ جانکر قسم کھائی کہ ہزار درم ... واللہ ... بکر ہے یہ جانکر قسم کھائی کہ وہ بکر نہیں بلکہ زید ہے ...

والماضی اتفاقی او اکثری اور قید لگانا ... تعریف غموس میں فعل اور ماضی کی اتفاقی ہے یا اکثری نہ قید احترازی چنانچہ ... میں ...

کر ذکر فعل و ماضی کا شرط نہیں لہذا مصنف نے دو اخیر مثالوں میں اسکی طرف اشارہ کیا کذا فی منح الغفار و یأثم بہا فتلزمه التوبة اور گنہگار ہوتا ہے ...

یمین غموس سے تو اسپر توبہ لازم ہے نہ کفارہ اور یہی مذہب ہے امام مالک اور احمد بن حنبل کا ... [illegible]

الثلاث علی غالب الظن ... الشافعیۃ خلافه اور دوسری قسمیں ... تین چیز طلاق اور عتاق ...

... طلاق واقع ہو گی گمان غالب پر جب ظاہر ہو جاوے مخالفت ظن غالب کی اور شافعیوں سے اسکا خلاف ... ان حلف کاذبا ...

فی ماض او حال ... الفارق بین الغموس ... الکذب یمین لغو ہے اگر جھوٹی قسم کھائی اپنے گمان میں سچ جان کر زمانہ ماضی کی ... یا حال

کی تو فرق درمیان غموس اور لغو کے فقط تعمد کذب کا ہے اگر عمداً کذب پر قسم کھائی تو غموس ہے اور نہیں تو لغو ... صاحب کنز نے ...

ماضی کی قید لگائی ہو سو اتفاقی ہو چنانچہ بدائع مین مصرح ہو کہ لغو ماضی اور حال دونون مین ہوتا ہو کذا فی المنح و اما فی المستقبل فالمنعقدۃ اور جو قسم کہ زمان مستقبل مین ہوتی ہو وہ یمین منعقدہ ہو مم چلپی نے کہا کہ اس قول سے ثابت ہوتا ہو کہ نہین ہوتی ہو مستقبل مین مگر منعقدہ حالانکہ کا ہے مستقبل مین غموس بھی ہوتی ہو چنانچہ اسکا ذکر آویگا تو شارح کو یون کہنا لازم تھا اما المنعقدۃ ففی المستقبل وخصہ الشافعی بما یجری علی اللسان بلا قصد مثل لا واللہ بلی واللہ ولو لآت ور امام شافعی نے لغو کو مخصوص کیا ہو اُس قسم پر جو لوگون کی زبان پر بلا قصد جاری ہوتی ہو چنانچہ یون کہنا لا واللہ بلی واللہ اگرچہ زمان مستقبل کی قسم ہو بلا قصد تو بھی لغو ہو تو مرجع خلاف حنفی اور شافعی کا اُس قسم مین ظاہر ہوتا ہو جو زمان مستقبل مین بلا قصد کھائی جاوے سو حنفی کے نزدیک وہ لغو نہین بلکہ منعقدہ ہو اور اسمین کفارہ لازم ہو اور شافعی کے نزدیک وہ لغو ہو اور اُسمین کفارہ نہین کذا فی المنح فلذا قال ویرجی عفوہ او توضعا وتادبا اور چونکہ لغو کی تفسیر شافعی اور حنفی مین مختلف فیہ ہو لہذا مصنف نے کہا کہ یمین لغو مین امید ہو عفو کی یا بنا بر انکسار کے اور آداب کے عفو بصیغۂ جزم نہین بولا شارح نے یہ دفع دخل مقدر کیا یعنی عدم مواخذہ لغو کا قرآن مین منصوص ہو سو مصنف نے عفو کو بطور تعلیق رجا کیون بیان کیا و کاللغو حلفہ علی ماض صادقا کو اللہ انی لقائم وکان فی حال قیامہ اور لغو کے حکم کے مانند ہو ماضی کی سچی قسم کھانا چنانچہ یون کہنا کہ واللہ مین ابھی قائم ہون یہ قسم کھائی اپنے قیام کے وقت وثالثہا منعقدۃ وہی حلفہ علی مستقبل آت یمکنہ فنحو واللہ لاموت ولا تطلع الشمس من الغموس اور تیسری قسم یمین کی منعقدہ ہو کہ وہ قسم کھاوے امر مستقبل آیندہ پر جو حالف کو ممکن ہو تو مانند اس یمین کے کہ واللہ مین نہ مرونگا اور واللہ آفتاب نہ نکلے گا یہ غموس مین داخل ہو کہ خارج از امکان بشر ہو وہذا القسم فیہ الکفارۃ لآیۃ واحفظوا ایمانکم ولا تتصور حفظ الا فی المستقبل فقط اور اسی قسم مین یعنے منعقدہ مین کفارہ ہو بدلیل آیہ قرآنی کے کہ محافظت کرو اپنی قسمون کو اور متصور نہین محافظت مگر مستقبل مین فقط اسواسطے کہ ماضی موجود نہین اور حال کو قیام نہین وعند الشافعی یکفر فی الغموس ایضا اور امام شافعی کے نزدیک یمین غموس مین بھی کفارہ دے ان حنث یمین منعقدہ مین کفارہ ہو اگر قسم کو توڑے وہی اے الکفارۃ ترفع الاثم وان لم توجد منہ التوبۃ عنہا معہا ای مع الکفارۃ سراجیۃ اور وہ یعنی کفارہ اٹھا دیتا ہو گناہ حنث کو اگرچہ حانث کو کفارہ کے ساتھ توبہ پائی جاوے کذا فی السراجیہ ولو الحالف مکرہا او مخطئا او ذاہلا او ساہیا اگرچہ قسم کھانے والے پر یمین یا حنث مین جبر کیا گیا ہو یا خطا کار یا غافل یا اُسکو سہو ہو گیا ہو خطا کی صورت یہ ہو کہ کہا چاہتا تھا کہ مجھکو پانی پلا سو مُنہ سے نکل گیا کہ واللہ مین پانی نہ پیونگا اور ذہول کی صورت یہ ہو کہ کسی نے کہا کہ تو ہمارے پاس نہین آتا سو اُسکے مُنہ سے بلا قصد نکل گیا کہ واللہ مین نہ آونگا کذا فی المنح اکثر علما کے نزدیک سہو اور نسیان متحد ہین اسواسطے کہ لغت مین دونون سہو سے عبارت ہین بلا فرق اگرچہ دونون کے درمیان یون تفرقہ کیا ہو کہ اگر صورت مدرکہ سے زائل ہو اور حافظہ باقی رہے تو سہو ہو اور اگر مدرکہ اور حافظہ دونون سے زائل ہو تو نسیان ہو تو سہو مین کسب جدید کی حاجت نہین بخلاف نسیان کے او ناسیا بان حلف ان لا یحلف ثم نسی فحلف فیکفر مرتین مرۃ لحنثہ واخری اذا فعل المحلوف علیہ عینی لحدیث ثلث جدہن جد وہزلہن جد منہا الیمین یا بھول گیا ہو اسطرح پر کہ اُسنے قسم کھائی کہ قسم نکھاونگا پھر یہ قسم کھانا بھول گیا پھر اُسنے قسم کھائی کہ مثلاً زید سے نہ بولیگا تو یہ شخص دوبارہ کفارہ دے ایک کفارہ قسم توڑنیکا یعنی قسم کھانیکا اور دوسرا کفارہ زید سے بولنیکا کذا ذکرہ العینی خطا اور نسیان مین یمین اور کفارہ اسواسطے لازم ہوا کہ بروایت حاکم حدیث مرفوع وارد ہو کہ تین چیزین ہزل اور جد برابر ہو طلاق اور عتاق اور یمین مین صاحب نے اپنی شرح مین باتباع زیلعی ناسی کی تفسیر مخطی کی ہو اسواسطے کہ نسیان حقیقی مین متصور نہین لیکن شارح نے بقول عینی نسیان کو اپنے حقیقی معنے پر رکھا اور مثال سے ثابت کیا اور شُمنی بھی عینی کا اسمین متبع ہو کذا فی النہر فی الیمین او فی الحنث بحنث بفعل المحلوف علیہ مکرہا خلافا للشافعی اگر حالف مکرہ یا ناسی ہو یمین یا حنث مین تو حانث ہوگا محلوف علیہ کے کرنے سے باکراہ مثلاً قسم کھائی کہ مین زید کے گھر مین داخل ہونگا اور کوئی اُسکو جبر سے گھر مین لے گیا تو حانث ہوگا کفارہ لازم آویگا بخلاف امام شافعی کے کہ اُنکے نزدیک جبر سے حانث نہین ہوتا ولذا یحنث لو فعلہ وہو مغمی علیہ او مجنون فیکفر بالحنث کیف کان اور اسیطرح حانث ہوگا اگر محلوف علیہ کو حالت

یہ قسم ہوتی ہے اور اگر قسم مقصود نہیں تو ایسے حنث سے کسی بات میں گنہگار نہ ہو والقسم باسمہ تعالی وبصفتہ سواء منصوبا ومنوّنا کان باستعمال او ترک کرنا اوس قسم

حذف منصوبا ہو یا مرفوع منون ہو یا مجرور بالکسر اللام یا بالکسر لہا و اگر تسکین ثابت اور صحیح ہوتی ہے الله کے لفظ سے اگرچہ اوسکو پیش یا زبر

دیا جاوے اسکو حذف کر دیا ہو چنانچہ حذف تنوین میں مستعمل ہے اور اسی طرح ہے و اسم الله یعنی قسم ہے الله کے نام کی چنانچہ نزدیک عرب کے نصاری کی

عادت ہے اسی طرح بسم الله امام محمد کے نزدیک یعنی قسم ہے الله کے نام کی اور یہی کو ترجیح دی ہے اور تین میں بحلاف بکسر اللام کے کہ یہ بین یمین

آگے بیان ہوگا یہ سوا کے اور یمین کا قصد کرے تو البتہ یمین ثابت ہوگی ساتھ تشدید بکسر لام والا ورحذف الف یعنی باسداصل میں تھا لام کو کسرہ دیا اور

الف کو حذف کیا ہے ویا چنانچہ اکثر لوگون میں مستعمل ہے اور فتح لام کا حکم شارح نے مذکور نہ کیا کذا فی الطحطاوی اور فارسی اور اردو زبان میں باشبہ فتح لام

و حذف الف بھی مستعمل ہے او باسم آخر من اسمائہ ولو مشترکا تعورف الحلف بہ او لا علی المذہب یا یمین ثابت ہو سوا ے الله کے کسی اور نام سے منجملہ

اسماے الہی کے اگرچہ وہ اسم مشترک ہو الله اور غیر الله میں اس نام سے قسم کھانا مروج ہو یا نہ ہو بہر صورت قسم صحیح ہوگی بنا بر مذہب کے اور قول غیر صحیح یہ

ہے کہ حقتعالی کے اسم خاص سے یمین ہوتی ہے جیسے الله اور رحمن سے اور اسم مشترک سے یمین نہیں چنانچہ حلیم اور حلیم سے کذا فی المنح والعالمگیریہ من اکان کالرحمن

والرحیم والعلیم والحلیم والملک یوم الدین والطالب الغالب اسماء الہی کی مثال چنانچہ رحمن اور رحیم اور حلیم اور علیم اور مالک یوم الدین اور طالب غالب یعنی طالب غالب

سے قسم کھانا اہل بغداد سے متعارف ہے کذا فی العالمگیریہ عن المحیط والحق معرفا لا منکرا کما مر اور چنانچہ حق لفظ کہ معرف باللام ہو نہ منکر چنانچہ اسکا ذکر آ دیگا

مثلا یون کہے بحق الله لا افعل تو یہ یمین ہے کذا فی فتاوی قاضی خان اور کہے بحق الله لا افعل تو یہ امام اعظم اور محمد کے نزدیک یمین نہیں کذا فی الخلاصہ

وفی المجتبی لو نوی بغیر الله غیر الیمین دین اور مجتبے میں ہے اگر سواے لفظ الله کے یعنی رحیم اور حلیم اور حق سے غیر یمین کی نیت کرے تو باعتبار دیانت کے اسکی

تصدیق کیجاویگی نہ بنا بر قضا کے اوبصفۃ یحلف بہا عرفا من صفاتہ تعالی صفۃ ذات لا یوصف بضدہا کعزۃ الله وجلالہ وکبریائہ وملکوتہ

وجبروتہ وعظمتہ وقدرتہ او صفۃ فعل یوصف بہا وبضدہا کالغضب والرضا فان الایمان مبنیۃ علی العرف فما تعورف الحلف بہ یمین والا فلا یا یمین ثابت

ہوتی ہے منجملہ صفات الہی کے اس صفت کی قسم کھانے سے جس طرح عرف سے قسم کھائی جاتی ہو عرف میں خواہ وہ صفت ذات کی ہو صفت ذات سے

مراد یہ ہے کہ اسکی ضد سے حقتعالی نہ موصوف ہو جیسے الله کی عزت اور جلال اسکا اور کبریا اسکی اور ملکوت اسکا جبروت اسکا اور عظمت اور قدرت اسکی

یا صفت فعل کی ہو صفت فعل سے مراد یہ ہے کہ حق تعالی اس صفت اور اسکی ضد دونون سے موصوف ہوتا ہو چنانچہ غضب ور رضا صفات میں اعتبار

عرف کا اسواسطے ہوا کہ قسمون کی بنا عرف پر ہے تو جس صفت سے قسم کھانا مروج ہوگا تو وہ یمین ہوگی اور جس صفت سے قسم رائج نہیں وہ یمین نہیں محض

عبارت ہے اس اسم یا معنی سے جو ذات کو متضمن ہو اور ذات پر محمول ہو بلا اشتقاق چنانچہ عزت اور قدرت اور منع اور عطا اسواسطے کہ حقتعالی کو عزیز

کہتے ہیں نہ عزت اور قدیر کہتے ہیں نہ قدرت سو صفت دو قسم ہے صفت ذات اور صفت فعل صفات ذاتیہ عبارت ہیں ان صفات سے کہ جنکی اضداد

سے حقتعالی موصوف نہو چنانچہ عزت اور قدرت کہ موصوف ہے نہ ذلت اور عجز کہ اور صفات فعلیہ عبارت ہیں ان صفات سے کہ جنسے حق تعالی

موصوف ہو اور انکے اضداد سے بھی چنانچہ رضا اور غضب اور رحمت اور سخط اور منع اور عطا اسواسطے کہ حقتعالی مانع بھی ہے اور معطی بھی لا القسم

بغیر الله تعالی کالنبی والقرآن والکعبۃ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا واما الحلف بکلام الله فیدور

مع العرف وقال العینی وعندی ان المصحف یمین ولا سیما فی زماننا وعند الثلاثۃ المصحف والقرآن وکلام الله یمین زاد احمد والنبی ایضا

نہ قسم کھائی جاوے غیر الله تعالے کے جیسے نبی اور قرآن اور کعبہ کی اسواسطے کہ حدیث صحیح متفق علیہ میں وارد ہے کہ جب قسم کھاوے

تو الله کی قسم کھاوے یا سکوت کرے کہا کمال الدین نے فتح القدیر میں اور یہ مخفی نہیں کہ قسم قرآن کی اب مشہور ہوگئی ہے تو یمین ہوگی۔ ترجمہ

کلام اللہ کا سوا اسکا مدار عرف پر ہی یعنے اگر رواج ہو قسم کھانے کا تو یمین ہی اور نہین تو نہین اور عینی نے کہا اور میرے نزدیک مصحف یمین ہی خصوصاً ہمارے زمانہ
مین جسمین جھوٹی قسمین بہت رائج ہین کذا فی النہر اور تینون اماموں کے نزدیک یعنی امام مالک اور شافعی اور احمد کے مصحف اور قرآن اور
کلام اللہ یمین ہی احمد بن حنبل نے اتنا زیادہ کہا ہی کہ نبی بھی یمین ہی ولو تبرأ من احدہا فیمین اجماعا الا من المصحف فلا ان تبرأ مما فیہ بل لو تبرأ من سفر فیہ البسملۃ کان یمینا اور
اگر برأت کرے انمین سے کسی ایک سے یعنی مصحف اور قرآن اور کلام اللہ اور نبی سے تو بالاجماع یمین ہی مگر برأت مصحف سے بالاجماع کچھ نہین بلکہ
جسکے نزدیک قسم مصحف کی یمین ہی اسکے نزدیک برأت بھی یمین ہی اور جسکے نزدیک قسم مصحف کی یمین نہین اسکے نزدیک برأت بھی یمین نہین اسواسطے
کہ مصحف عبارت ہی اوراق اور نقوش سے نہ حقیقی کلام اللہ سے کذا فی حاشیۃ الحلبی مگر اسوقت برأت مصحف کی یمین ہی جب اُس چیز سے برأت کرے جو مضمون
اُسکے اندر مرقوم ہی بلکہ اگر برأت کریگا اُس دفتر اور کتاب سے جسمین بسم اللہ مکتوب ہی تو یمین ہوگی ہم برأت اسطرح ہوتی ہی کہ اگر ایسا کرے تو وہ شخص بری ہی
یعنی بیزار ہی قرآن یا کلام اللہ یا نبی سے ولو تبرأ من کل آیۃ فیہا من الکتب الاربعۃ فیمین واحدۃ ولو کرر البرأۃ فایمان بعددہا اور اگر برأت کرے ہر آیت
سے جو قرآن مین ہی یا برأت کرے آسمانی چارون کتابون سے تو یہ ایک ہی یمین ہی اور اگر برأت مکرر کریگا تو بشمار برأت کے چند یمین ہونگی یعنے اگر یون کہے
کہ وہ شخص بری ہی توریت سے اور بری ہی انجیل سے اور بری ہی زبور سے اور بری ہی قرآن سے تو چار یمین ہونگی اور جس چیز سے بیزاری کرنا کفر ہی جیسے قبلہ
اور صوم اور صلوۃ تو اُسکی برأت یمین ہی کذا فی العالمگیریۃ عن الخلاصۃ وبری من اللہ بری من رسولہ یمینان اور یون کہنا کہ اگر فلانا کام کرے تو وہ شخص بری ہی
اللہ سے اور بری ہی رسول اُسکے سے تو یہ دو یمین ہین یعنے اگر قسم توڑیگا دو بار کفارہ لازم ہوگا ولو زاد واللہ ورسولہ بریئان منہ فاربع اور اگر قول سابق
پر یہ قول اور زیادہ کریگا کہ اللہ اور اُسکا رسول بری ہین اس سے تو چار یمین ہونگی اور حنث سے چار بار کفارہ لازم ہوگا وبری من اللہ الف مرۃ یمین
واحدۃ اور یون کہنا کہ وہ شخص بری ہی اللہ سے ہزار بار ایک ہی یمین ہی وبری من الاسلام او صوم رمضان او الصلوۃ او من المؤمنین او عبد الصلیب
یمین لانہ کفر اور یون کہنا کہ وہ شخص بری ہی اسلام سے یا صوم رمضان سے یا نماز سے یا مومنین سے یا مین ایسا کرون تو چلیپا یا بت کو پوجون تو یمین ہی اسواسطے
کہ برأت اسلام وغیرہ سے اور عبادت غیر اللہ کی کفر ہی وتعلیق الکفر بالشرط یمین اور معلق کرنا کفر کا شرط سے یمین ہی یون کہنا کہ اگر ایسا کرے تو وہ کافر ہی دیکھی انہ
ان اعتقد الکفر بہ یکفر والا لا یکفر او عنقریب آویگا کہ اگر اعتقاد رکھتا ہو کہ شرط کے کرنے سے کافر ہوتا ہی تو کافر ہوگا اور اگر یہ اعتقاد نہین تو وہ شخص کافر
نہین یعنے اگر کہا کہ اگر زید سے بولے تو وہ مجوسی یا یہودی یا نصرانی ہی تو اگر بولے گا تو کفارہ لازم آویگا اور کفر مین اس شخص کے اختلاف ہی
قول مختار یہ ہی کہ اگر بعد تعلیق کے تکلم زید کو کفر جانتا ہوگا تو کلام سے کافر ہوگا اسواسطے کہ وہ کفر سے خود راضی ہوگیا اور کفارہ اسکا یہ ہی کہ یون
کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اگر یہ جانتا ہو کہ اس شرط سے کافر نہین ہوتا تو کافر نہ ہوگا کذا فی العالمگیریۃ عن الذخیرہ و فی البحر عن الخلاصۃ
والتجرید وتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین والمجلس والمجالس سواء ولو قال عنیت بالثانی الاول ففی حلفہ باللہ لا یقبل وبحجۃ او عمرۃ یقبل اور بحر الرائق مین
خلاصہ اور تجرید سے یون منقول ہی کہ تعدد کفارہ کا بسبب تعدد یمین کے ہی اور ایک مجلس اور چند مجالس اسمین برابر ہین اور اگر حالف
نے کہا کہ مین نے یمین ثانی سے یمین اول کو مراد رکھا یعنے واسطے تاکید کے ذکر کیا ہی تو اگر اللہ کی قسم ہی تو اُسکا یہ قول مقبول نہ ہوگا
اور حج اور عمرہ کی قسم مین اُسکا قول مقبول ہوگا وفیہ معزیا للاصل ہو یہودی وہو نصرانی یمینان وکذا واللہ واللہ او واللہ والرحمن فی
الاصح و الفتوی ان واللہ والرحمن یمینان وبلا عطف واحدۃ اور بحر الرائق مین ہی اصل سے منقول کرکے یہ قول کہ وہ یہودی ہی وہ نصرانی
ہی یہ دو یمین ہین اور اسی طرح واللہ واللہ یا واللہ والرحمن اقول اصح دو یمین ہین اور اتفاق کیا ہی فقہا نے کہ واللہ اور والرحمن دو
یمین ہین اور بدون عطف کے یعنی واللہ الرحمن ایک یمین ہی وفیہ معزیا للفتح قال الرازی اخاف علی من قال بحیاتی وحیاتک وحیوتک

یمسک انہ یکفر وان اعتقد وجوب البر فیہ یکفر وان کان الحالف یقول ذلک تعلیما فلا کذا فی فتح القدیر وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ لان احلف باللہ
کاذبا احب الی من ان احلف بغیرہ صادقا کذا فی البحر الرائق میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ امام رازی نے ذکر کیا کہ مین ڈرتا ہون کہ شخص نے غیر
خدا سے یون کہا کہ قسم ہے مجھکو اپنی زندگی کی اور قسم ہے تیری زندگی کی اور قسم ہے تیرے سر کی زندگی کی اور اگر یہ قسم کھائیگا جو ب بروہ سب جاہلوگ
ایسی قسم کھاتے ہین اگر نہ اور یہ تو عزا ضرور ہے تو وہ کافر ہوجاویگا اور اگر عوام خلق اسکو کہتی ہین تا واقفی سے تو مین کہتا ہون کہ ترک ہو اور جیسا ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر مین جھوٹی قسم کھاؤن اللہ کی میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ غیر خدا کی سچی قسم کھاؤن بسبب اسکے
کہ فقط جھوٹی قسم مین گناہ ہے اور غیر خدا کی قسم مین اگرچہ سچی ہو خوف ہے کفر کا والقسم بصفۃ لم یتعارف الحلف بہا من صفاتہ تعالی
کرحمتہ وعلمہ ورضائہ وغضبہ وسخطہ وعذابہ ولعنتہ وشریعتہ ودینہ وحدودہ وصفتہ وسبحان اللہ ونحو ذلک لعدم العرف اور قسم
کھائی جاوے صفات الٰہی سے اس صفت کی جسکی قسم کھانے کا رواج نہین جیسے خدا کی رحمت اور علم اسکا اور رضا اسکی اور غضب اور
قہر اور عذاب اسکا اور لعنت اسکی اور شریعت اور دین اور حدود اور صفت اسکی اور سبحان اللہ اور مانند اسکے بسبب نہ ہونے عرف کے کذا فی
العالمگیریہ عن السراج ان الفاظ سے قسم جائز نہین بسبب عدم رواج کے قسم عرش اور سموات اور زمین اور قسم نبی اور قرآن اور حق
ایمان اور حق قرآن اور حق صوم اور صلوۃ اور اسی طرح نفس صلوۃ اور صوم اور حج کی قسم سے یمین نہین ہوتی کذا فی العالمگیریہ والقسم ایضا بقولہ
لعمر اللہ ای بقاؤہ وایم اللہ ای یمین اللہ وعہد اللہ ووجہ اللہ وسلطان اللہ ان نوی بہ قدرتہ ومیثاقہ وذمتہ اور قسم ثابت ہوتی ہے
حالف کے اس قول سے لعمر اللہ یعنے قسم ہے بقا اور دوام اللہ کی اور ایم اللہ یعنے قسم خدا کی اور عہد اللہ اور وجہ اللہ یعنے ذات خدا اور سلطان
اللہ سے یمین ہوتی ہے اگر لفظ سلطان سے قدرت خدا کی نیت کرے اور میثاق اور ذمہ الٰہی سے قسم ہوتی ہے لعمر اللہ بفتح عین یمین ہے اور بضم عین
اگرچہ بمعنے بقا ہے لیکن قسم مین مستعمل نہین کذا فی النہر الفائق والقسم ایضا بقولہ اقسم او احلف او اعزم او اشہد بلفظ المضارع وکذا الماضی بالاولی
کاقسمت وحلفت وعزمت والیت وشہدت وان لم یقل باللہ او علقہ بشرط اور قسم ہوتی ہے اس قول سے بھی یعنے اقسم اور احلف اور اعزم
اور اشہد سے بلفظ مضارع اور اسی طرح بلفظ ماضی بطریق اولی چنانچہ اقسمت اور حلفت اور عزمت اور آلیت اور شہدت سے اگرچہ لفظ اللہ کا نہ بولے
یعنے اگرچہ یون نہ کہے کہ اقسم باللہ اور اشہد باللہ تو بھی یمین ہے بشرطیکہ معلق کرے ان الفاظ کو شرط پر یعنی یون کہے کہ اقسم لافعلن کذا یعنی قسم کھاتا ہون
کہ ضرور ایسا کرونگا اور اگر بلا شرط یون کہیگا کہ قسم کھاتا ہون یا مجکو قسم ہے تو یمین نہوگی اور یہ جو نہایہ اور دررا مین ہے کہ بلا تعلیق شرط کفارہ لازم ہے سو غلط ہے
کذا فی فتح القدیر وعلی نذر فان نوی بلفظ النذر قربۃ لزمتہ والا لزمتہ الکفارۃ ولیس بشیع اور اس قول مین کہ علے نذر یعنے مجپر نذر ہے تو اگر لفظ نذر سے
عبادت کا ارادہ کیا یعنی صوم یا صلوۃ یا حج کا تو وہ عبادت کرنا اسپر لازم ہوگا اور اگر لفظ نذر سے عبادت کا ارادہ نہ کیا تو یہ قول یمین ہے کفارہ لازم
آویگا بلاحنث بھی اور یہ مسئلہ آگے واضح ہوگا ہم جب یون کہیگا کہ علے نذر لافعلن کذا تو یہ یمین ہے اور اگر محلوف علیہ کو نذکر کریگا تو قسم ثابت ہوگی
کذا فی النہر وعلی یمین او عہد وان لم یضفہ الی اللہ او علقہ بشرط ایضا اور یمین ثابت ہوتی ہے اس قول سے کہ مجپر یمین اور عہد لازم ہے کہ مین
فلانا کام کرونگا اگرچہ اسکو خدا کی طرف نسبت نہ کرے یعنی اگرچہ یون نہ کہے کہ مجپر خدا کا عہد لازم ہے تو بھی یمین ہے بشرطیکہ تعلیق بالشرط کرے کذا فی
العینی والقسم ایضا بقولہ ان فعل کذا فہو یہودی او نصرانی او فاشہدوا علی بالنصرانیۃ او شریک للکفار او کافر فیکفر بحنثہ لو فی
المستقبل اما الماضی عالما بخلافہ فغموس واختلف فی کفرہ والاصح ان الحالف لم یکفر سواء علقہ بماض او آت ان کان عندہ
فی اعتقادہ انہ یمین وان کان جاہلا وعندہ انہ یکفر فی الحلف بالغموس بمباشرۃ الشرط فی المستقبل یکفر فیہما لرضائہ بالکفر بحلاف

الکافر فلا یعتبر مسلما بالتعلیق لانہ ترک کما بسط المصنف فی فتاواہ اور یہ بات ثابت ہوتی ہی اس قول سے کہ اگر ایسا کام کرے تو وہ یہودی یا نصرانی
ہی یا ایسا کرے تو تم اُسکے نصرانی ہونے کی گواہی دو یا وہ شخص شریک ہی کافرون کا یا وہ شخص کافر ہی تو اس قول سے اُسپر کفارہ ہوگا قسم
توڑنے سے اگر زمان مستقبل کی قسم ہو اور زمان ماضی کی قسم خلاف شرط جان کر تو یمین غموس ہی اور اُسکے کفر مین اختلاف ہی اور صحیح تر قول یہ ہی
کہ قسم کھانے والا اس قسم مین کافر نہین ہوا خواہ اُس نے تعلیق ماضی کی کی ہو خواہ استقبال کی بشرطیکہ اُسکے نزدیک یعنے اُسکے اعتقاد مین یہ تو
یمین ہو نہ کفر اسواسطے کہ اُسنے اس قول سے قسم کا ارادہ کیا نہ کفر کا اور اگر ایسی قسم کھانے والا جاہل ہی اور اُسکے اعتقاد مین یہ ہی کہ غموس قسم کھانے سے
اور شرط کرنے سے مستقبل مین کافر ہو جاتا ہی تو ماضی اور مستقبل دونون مین کافر ہو جاویگا بسبب رضامندی کفر کے اسلیے کہ رضا بالکفر کفر ہی بخلاف کافر
کے کہ وہ ایسی قسم سے مسلمان نہین ہوتا یعنے اگر یون کہے کہ اگر وہ زید سے بولے تو وہ مسلمان ہی تو زید کے بولنے سے وہ مسلمان نہوگا جاہل مسلمان تعلیق
کفر سے کافر ہوتا ہی اسواسطے کہ کفر عبارت ہی ترک ایمان سے تو اُسکی تعلیق شرط سے صحیح ہوگی کذا فی حاشیۃ الحلبی چنانچہ اس مسئلہ کو مصنف نے مشرحاً بیان کیا ہی
اپنے فتاوی مین وہکذا فی النہر ومنح الغفار وہل یکفر بقولہ اللہ یعلم او یعلم اللہ انہ فعل کذا او لم یفعل کذا کاذبا قال الزاہدی الاکثر نعم وقال الشمنی الاصح لا لانہ قصد
ترویج الکذب دون الکفر وکذا الوطی المصحف قائلا ذلک لانہ لترویج کذبہ لا لاہانۃ المصحف مجتبی اور کیا کافر ہوتا ہی اس قول سے کہ اللہ جانتا ہی یا یون کہا کہ
جانتا ہی اللہ کہ اُسنے ایسا کیا مثلاً صبح کی نماز پڑھی اور حالانکہ اُسنے یہ نہین کیا یعنی نماز نہین پڑھی اُسنے جھوٹی قسم کھائی زاہدی نے کہا اکثر علما نے کہا کہ ان
وہ اس قول سے کافر ہوگیا اور شمنی نے کہا کہ اصح یہ ہی کہ وہ کافر نہین ہوا اسواسطے کہ اُس نے قسم سے ترویج اور تصدیق کذب کا ارادہ کیا نہ کفر
کا اور اسی طرح اگر اُس نے مصحف کو روندا یہی قول کہتے ہوئے تو کافر نہوگا اسواسطے کہ یہ فعل اُسکا ترویج کذب کیواسطے ہی نہ واسطے اہانت
مصحف کے کذا فی المجتبی م اگرچہ یہ کفر نہو لیکن سخت گناہ ہی اس سے توبہ کرنا واجب ہی کذا فی حاشیۃ الحلبی وفیہ اشہد اللہ لا افعل یستغفر اللہ
ولا کفارۃ وکذا اشہدک واشہد ملائکتک لعدم العرف اور مجتبی مین ہی کہ اس قول مین کہ گواہ کرتا ہون اللہ کو کہ ایسا نہ کرونگا استغفار اور توبہ
کرنا چاہیے اور کفارہ یمین نہین اور اسی طرح یون کہنا کہ یا اللہ مین گواہ کرتا ہون تجھ کو اور تیرے فرشتون کو کہ ایسا نہ کرونگا یہ بھی یمین نہین بسبب
عدم عرف کے وفی الذخیرۃ ان فعلت کذا فلا الہ فی السماء یکون یمینا ولا یکفر اور ذخیرہ مین ہی کہ یہ قول یعنے اگر مین ایسا کرون تو آسمان مین معبود
نہین یمین ہوگا اور اسکا قائل کافر نہوگا وفی انا بری من الشفاعۃ لیس یمینا لان منکرہا مبتدع لا کافر اور اس قول مین کہ مین بری ہون شفاعت
سے یمین نہین اسواسطے کہ منکر شفاعت کا مبتدع ہی نہ کافر اور یمین تعلیق کفر سے ہوتی ہی نہ بدعت سے وکذا فصلوتی وصیامی لہذا
الکافر اما فصومی للیہود فیمین ان اراد بہ القربۃ لا ان اراد بہ الثواب اور اسی طرح یہ قول یمین نہین کہ اگر مین ایسا کرون تو میری نماز اور
روزہ اس کافر کے واسطے ہی اور اگر یون کہیگا کہ اگر مین ایسا کرون تو میرا روزہ یہودیون کے واسطے ہی تو یمین ہوگی اگر صوم سے عبادت
مراد رکھیگا اسواسطے کہ عبادت سے غیر خدا کا تقرب چاہنا کفر ہی تو تعلیق کفر کی ہوگی اور اگر صوم سے ثواب صوم کا ارادہ کریگا تو یمین نہ ہوگی م
ظاہر امثال اول اور ثانی مین کچھ فرق نہین تو واجب ہی کہ دونون کا ایک ہی حکم ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی و قولہ مبتدا خبرہ قولہ الآتی لا وحقا لا
اذا اراد بہ اسم اللہ تعالی وحق اللہ واختار فی الاختیار انہ یمین للعرف ولو بالباء فیمین اتفاقا بحر وبحرمۃ محمد وبحرمۃ شہد اللہ وبحرمۃ لا الہ الا اللہ
وبحق رسول اللہ او الایمان او الصلوۃ و عذابہ وثوابہ ورضاہ ولعنۃ اللہ وامانتہ لکن فی الخانیۃ امانۃ اللہ یمین وفی النہر ان نوی العبادات
فلیس یمین وان فعلہ فعلیہ غضبہ وسخطہ ولعنتہ او ہو زان او سارق او شارب خمر او آکل ربوا لا یکون قسما لعدم التعارف اور
یون کہنا وحقا اور حق اللہ اور بحرمۃ اللہ اور بحرمۃ شہد اللہ اور بحرمۃ لا الہ الا اللہ اور بحق رسول اللہ یا بحق الایمان

اگر کوئی نصرانی یا یہودی کہے کہ قسم ہے اسکے جو یہ کہ اور اسکی رضامندی اور بعثت کی اور اسکی امانت کی اور عزت کی اور رسالت کی قسم
نفس اللہ کا اور قدرت کی اور بعثت اسکی یا کوئی شخص زانی ہو یا سارق یا شراب کا پینے والا یا ہاتھ کا کھانے والا ان اقوال سے قسم نہیں ہوتی سبب
اسکے یہ ہے کہ یہ کہتا ہے کہ قسم ہو تو مبتدا ہو اور خبر اسکی آتی ہو وہ یہاں نہیں مگر جب کہ اس لفظ سے اسم اللہ تعالیٰ کا مراد رکھے تو البتہ یمین ہوگی اور قسم
اسکو ترکیب میں کیا لیکن شارح نے اشارہ کیا کہ اسکا ذکر کرنا یہاں مناسب تھا واسطے اختصار کے اور اختیار شرح مختار میں ومن اللہ سے یمین
ہوگئے تو نیت کیا بسبب بیان کے اور اگر بجائے واو کے بے تا سے یعنی یوں کہے کہ بحق اللہ میں ایسا کرونگا تو بالاتفاق یمین ہو کذا فی البحر الرائق لیکن
بالاتفاق یمین ہو الفاظ امانت کی یمین ہو سو اسکے کہ امانت صفت ہو اسکی اور اسواسطے کہ اسما الہیہ میں یمین بھی ہو لیکن صفات الٰہی میں باعتبار رواج کا واجب ہو
چنانچہ اسکی تفصیل ہو چکی کذا فی شرح وقایہ اور بحر الرائق میں ہو کہ امانت سے عبادات کا قصد کریگا تو یمین نہوگی جیسے صوم اور صلوٰۃ سے نہیں ہوتی للعرف
اگر کہا ان عہود میں کہ فاہر مخفی پر وہ ظاہر ہو امام الکمال لا و تمام فی النہر سوا اگر اقوال مذکورہ سے قسم کہانا مروج ہو جاوے تو آیا یہ قول ہے یمین ہے یا نہیں ظاہر کلام ابن ہمام
کا اسپر دلالت کرتا ہو کہ ان ہو ظاہر کلام کمال الدین بن الہمام تا یہ ہو کہ عرف سے بھی یمین نہونگے اور پوری تقریر اسکی بحر الرائق میں ہو وفی البحر یا مباح
للضرورۃ لا یکفر مستحلہ کالدم والخنزیر اور بحر الرائق میں ہو کہ جو چیز حرام مباح ہو جاتی ہو بسبب ضرورت کے تو اسکا حلال کہنے والا کافر نہیں ہوتا جیسے خون
اور سور تو اگر یوں کہے کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ خون کھاوے یا سور تو یمین نہوگی اسواسطے کہ تعلیق کفر کی شرط سے یمین ہو اور استحلال خون اور سور کا ایسا
نہیں خلاصہ یہ کہ جو چیز کہ ذاتی حرام ہو اسطرح کہ اسکی حرمت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی چنانچہ کفر اور مانند اسکے تو اسکا استحلال بطریق تعلیق بالشرط
کے یمین ہو اور جو چیز ایسی حرام ہو کہ کبھی اسکی حرمت بسبب ضرورت کے ساقط ہو جاتی ہو جیسے مردار اور شراب اور سور وغیرہ تو اسکا استحلال بطریق تعلیق بالشرط
کے یمین نہیں کذا فی الطحطاوی الا اذا اراد والحالف بقولہ حقا اسم اللہ تعالیٰ فیمین علی المذہب کما صححہ فی الخانیۃ مگر جبکہ ارادہ کریگا قسم کہانے والا اپنے
قول حقا سے اسم اللہ کا تو اب یہ لفظ یمین ہوگا بنا بر مذہب صحیح کے چنانچہ اس قول کی تصحیح کی ہو خانیہ میں ومن حروفہ الواو والباء والتاء ولام القسم وحرف
التنبیہ وہمزۃ الاستفہام وقطع الف الوصل والمیم المکسورۃ والمضمومۃ کقولہ واللہ باللہ تاللہ لِلّٰہ ہا اللہ آاللہ اَللہ مِ اللہ مُ اللہ اور منجملہ حروف قسم کے واو ہو اور بے اور تے چنانچہ
واللہ وباللہ وتاللہ اور لام قسم کا مفتوح چنانچہ للہ اور حرف تنبیہ یعنی ہے چنانچہ ہا اللہ اور ہمزہ استفہام کا ممدودہ آور قطع الف وصل کا چنانچہ اَللہ
اور میم مکسورہ چنانچہ مِ اللہ اور میم مضمومہ چنانچہ مُ اللہ معانی ان سب حروف کے یہ کہ قسم کہاتا ہوں اللہ کی مع ہمزہ قسم کے بعد الف ہوتا ہو اور لام مقدس
کے بعد اور ہمزہ قسم کو ہمزہ استفہام مجاز اً کما کذا فی حاشیۃ الحلبی وقد یضمر حرفہ ایجازاً فیختص اسم اللہ بالحرکات الثلاث ذخیرہ لغیر الجر ولتوم رفع ابن ہمام
والمراد بقولہ اللہ بنصبہ بنزع الخافض وجرہ الکوفیون سکون لافعلن لفادان مضمار حرف التاکید فی المقسم علیہ لا یجوز اور گاہے حروف قسم کے
پوشیدہ لائے جاتے ہیں واسطے اختصار کے تو اسم مقدس اللہ کا مخصوص بحرکات ثلثہ ہوتا ہو حالت اضمار میں اور سوائے نام پاک کے مخصوص
ہوتا ہو بغیر جر کے یعنے اسمیں رفع اور نصب آتا ہو نہ جر اور لازم ہو گیا ہو رفع ایمن اللہ اور لعمر اللہ کا یعنے لزن اور رہ کا اضمار کی مثال اللہ
افعلن کذا یعنی قسم اللہ کی ایسا کرونگا البتہ نام مقدس کا نصب جائز ہو بسبب نزع خافض کے اور کوفیون نے اسکو جر دیا ہو کذا ذکرہ مسکین شارح
نے بیان رفع سے سکوت کیا کہ اسکا جواز ظاہر ہو محتاج وجہ کا نہیں اسواسطے کہ اللہ حالت رفع میں مبتدا ہو اور خبر محذوف یعنی اللہ قسمی کذا فی
النہر اور مثن نے لافعلن کی مثال دیکر اشارہ کیا کہ اضمار حروف تاکید کا جائز نہیں مقسم علیہ میں یعنی جسپر قسم کہائی جاوے تو صریح ہو لقولہم لاتضمر
بالعربیۃ فی الاثبات لا یکون الا بحرف التاکید وہو اللام والنون کقولہ تا اللہ لاکیدن اصنامکم اور واللہ لقد فعلت کذا او قد افعلت ایضاً
وفی النفی بحرف النفی حتی لو قال واللہ افعل کذا الیوم کانت یمینہ علی النفی وتکون لا مضمرۃ کانہ قال لا افعل کذا الا فتح ہذہ وبابہ

فی الاثبات لاضمار العرب فی الکلام الکلمۃ لابعض الکلمۃ من البحر عن المحیط پھر عدم جواز حرف تاکید کو ماتن نے اپنے اس قول مین کھول کر کہدیا کہ قسم
عربی زبان مین اثبات مین نہین ہوتی بدون حرف تاکید کے اور حرف تاکید لام اور نون ہی مضارع مثبت مین چنانچہ (واللہ لافعلن کذا) اور ماضی مین حرف
تاکید لقد ہی چنانچہ (واللہ لقد فعلت کذا) مقرون بکلمہ تاکید اور نفی مین حرف نفی ہوتا ہی چنانچہ (واللہ لا افعلن کذا و واللہ ما فعلت کذا) یہان تک
کہ اگر اثبات مین بلا حرف تاکید یون کہے گا کہ (واللہ افعل کذا الیوم) تو اسکی یہ قسم نفی پر ہو گی اور کلمہ لا درمیان مضمر ہوگا گویا یون کہا کہ واللہ لا افعل
کذا اثبات کو نفی اسواسطے ٹھیرایا کہ حرف تاکید محذوف کرنا اثبات مین ممتنع ہی اسواسطے کہ عرب کلام مین پورا کلمہ حذف کرتے ہین نہ بعض کلمہ تو
لفظ لا پورا کلمہ ہی بخلاف لام اور نون کے کذا فی البحر عن المحیط م بنا بر اس تحقیق کے اگر کوئی یون قسم کھاوے کہ (واللہ اضرب الیوم زیدا) تو عدم ضرب
سے حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ قسم ظاہر مین مثبت ہی اور واقع مین منفی کما لایخفی وکفارتہ ہذا اضافۃ للشرط لان السبب عندنا الحنث اور کفارہ قسم
شارح نے کہا اضافت کفارہ کی طرف قسم کی من قبیل اضافت شی کے ہی اپنی شرط کی طرف نہ اضافت شی کی طرف سبب کے اسواسطے کہ سبب کفارہ کا ہمارے
نزدیک حنث ہی کذا فی النہر تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظہار کفارہ قسم کا آزاد کرنا ہی گردن کا یا دس محتاجون کو کھانا دینا چنانچہ
اعتاق اور اطعام کی تفصیل باب الظہار مین مذکور ہو چکی یعنے اعتاق مین رقبہ مسلم ہو یا کافر مذکر ہو یا مونث صغیر ہو یا کبیر جائز ہی اور مفقود المنفعت
اور مدبر اور ام ولد اور وہ مکاتب جو بعض بدل کتابت ادا کر چکا ہی جائز نہین اور اطعام مین تملیک اور اباحت دونون کافی ہین تو تملیک مین نصف
صاع گیہون اور ایک کھجور یا جو ہر محتاج کو دے اور اباحت مین دن اور رات دونون وقت پیٹ بھر کے کھلاوے سو اگر گیہون کی روٹی کھلاوے
تو دال اور گوشت کی حاجت نہین والا سالن ضرور ہی بموجب تفصیل کفارۃ ظہار کے اور مصرف کفارہ وہ ہی جو مصرف ہی زکوۃ کا تو اپنے اصول و فروع اور
غنی اور سید کو دینا جائز نہین او کسوتہم بما یصلح للاوساط وینتفع بہ فوق ثلثۃ اشہر ویستر عامۃ البدن فلم تجز السراویل الا باعتبار قیمۃ الاطعام
یا کفارہ قسم کا دس محتاجون کو لباس دینا ہی ایسی پوشاک جو متوسط لوگون کے مناسب حال ہو یعنے اغنیا کی پوشاک سے کم اور محتاجین کی
پوشاک سے زیادہ ہو اور تین مہینے سے زیادہ اسکو استعمال کر سکے اور ایسا کپڑا ہو جس سے اکثر بدن ڈھک جاوے تو فقط پایجامہ دینا جائز نہین
اور اسیطرح پگڑی مگر باعتبار قیمت اطعام کے پایجامہ دینا جائز ہی یعنے اگر قیمت اسکی بقدر نصف صاع گیہون کے ہو تو اسکا دینا کفایت کریگا نہ بنا بر
لباس کے بلکہ باعتبار اطعام کے اسواسطے کہ حق تعالی نے قرآن مجید مین اداے کفارہ مین حالف کو عتاق یا لباس یا اطعام مین اختیار دیا ہی ان
تینون چیزون مین سے جسکو چاہے اختیار کرے ولو ادی الکل جملۃ او مرتبا ولم ینو الا بعد تمامہا للزوم النیۃ لصحۃ التکفیر وقع عنہا واحدا ہو
اعلاہا قیمۃ اور اگر سب کو ادا کیا کفارہ مین یعنے اعتاق اور کسوۃ اور اطعام یکبارگی ادا کیا یا بترتیب دیا اور نیت کفارہ کی نکی مگر بعد اسکی تمامی
کے تو واقع ہوگا کفارہ کیجانب سے تینون مین سے وہ ایک جو قیمت مین سب سے اعلی ہی اعتبار نیت کا ہوا بسبب لزوم نیت کے واسطے صحت کفارہ
ادا کرنے کے یعنی کفارہ بدون نیت کے صحیح نہین کذا فی النہر عن الفتح ولو ترک الکل عوقب بواحد ہو ادناہا قیمۃ لسقوط الفرض بالادنی اور اگر کفارہ
مین سب تینون چیزون کو ترک کیا تو عذاب کیا جاویگا اس چیز سے جو قیمت مین سب سے ادنے ہی بسبب ساقط ہونے فرض کے ادنی سے بھی فان عجز عنہا
کلہا وقت الاداء عندنا حتی لو وہب مالہ وسلمہ ثم صام ثم رجع بہبتہ اجزاء الصوم مجتبی قلت وہذا مستثنی من قولہم الرجوع فی الہبۃ فسخ من الاصل سو اگر عاجز
ہو کفارہ سے سب تینون چیزون سے کفارہ ادا کرنے کے وقت ہم حنفیون کے نزدیک یہان تک کہ سب اپنا مال کسیکو ہبہ کیا اور تسلیم کردیا پھر اسنے روزہ
رکھا پھر اسنے اپنے ہبہ کو پھیر لیا تو اسکو روزہ کفایت کریگا اسواسطے کہ وقت اداے کفارہ وہ عاجز تھا اعتاق یا کسوت یا اطعام سے کذا فی المجتبی
شارح کہتا ہی اور یہ مسئلہ مستثنے ہی فقہا کے اس قول سے کہ ہبہ کا پھیر لینا فسخ ہی اصل ہبہ سے اسواسطے کہ اگر مستثنی نہوتا تو صوم کفایت نہ کرتا

متصل ہونا شرط ہے اور صوم میں تتابع شرط ہے۔ بغیر عذر کے متفرق نہ رکھے اور امام شافعی نے تفریق کو جائز رکھا ہے کیونکہ عشرہ مساکین یا کسوت یا اعتاق رقبہ کی
طرح صوم مطلق ہے اور تقیید بعد متصل ہونے کے ہے پس اگر تین دن کے روزے کفارہ قسم کے متفرق رکھے تو جائز نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ
تفریق ہوگا اور یہ خلافی ہے امام شافعی نے تفریق صوم کو اور اعتبار کیا ہے عاجز ہی کو حنث کے وقت نہ ادا کیوقت کا اور مسکین کم کفارہ یمین کی تفصیل
یہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اہلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام ہر چند قرآن مجید مین
روزون میں پے در پے کی قید نہیں لیکن ابن مسعود کی قرات یون ہے کہ (فصیام ثلثۃ ایام متتابعات) اور قرات انکی مانند انکی روایت کے ہے اور چونکہ قرات مشہور ہے لہذا
زیادت علی الکتاب اس سے جائز ہوئی کذا فی منح الغفار والشرط استمرار العجز الی الفراغ من الصوم فلو صام المعسر یومین ثم قبل فراغہ
ایسا نہ ہوا اليسر ولو بموت مورثہ موسرا لا یجوز لہ الصوم ویستانف بالمال خانیہ اور شرط کافی ہونے صوم کی برابر چلا جانا عاجزی کا ہے فراغت صوم
تک تو اگر حانث محتاج نے دو روزے رکھے پھر یوم ثالث کے صوم سے فراغت ہونے سے پہلے اگرچہ ایک ہی ساعت دن باقی ہے وہ مقدور والا ہوگیا اگرچہ
مقدور حاصل ہوا ہو اپنے توانگر مورث کے مرنے سے تو یہ صوم جائز نہ ہوگا اور سر نو سے مال کا کفارہ دیوے یعنی اعتاق یا کسوہ یا اطعام کذا فی الخانیہ ولو صام وله
المال لم یجز ہو الصحیح مجتبیٰ اور اگر روزہ رکھا اپنے مال کو بھول کر یعنی اسکا مملوک مال تھا سو اسنے آپکو محتاج جانکر صیام کا کفارہ ادا کیا اور پھر مال یاد آیا تو یہ صوم
جائز ہوگا صحیح قول پر کذا فی المجتبیٰ مع خانیہ مین ہے کہ اگر اسکے پاس مال ہے اور اسپر قرض ہو تو اگر اسنے اس مال سے قرض ادا کیا تو بالاتفاق کفارہ صوم کا ادا
کرے اور اگر قبل ادائے قرض کے روزہ رکھا تو بعضون کے نزدیک جائز ہے اور بعضون کے نزدیک جائز نہیں کذا فی النہر ولو نسی کیف حلف باللہ او بطلاق
او بصوم لاشی علیہ الا ان یتذکر خانیہ اور اگر حالف بھول گیا کہ کیونکر قسم کھائی تھی اللہ کی قسم تھی یا طلاق یا صوم کی تو اسپر کوئی چیز لازم نہین نہ کفارہ نہ
طلاق مگر یہ کہ اسکو یاد آجاوے کہ فلان چیز کی قسم تھی تو وہی لازم ہوگی کذا فی الخانیہ ولم یجز التکفیر ولو بالمال خلافا للشافعی قبل حنث لان الکفارۃ
لستر الجنایۃ ولا جنایۃ ولا یسترد من الفقیر لوقوعہ صدقۃ اور جائز نہین کفارہ دینا قبل حنث کے اگرچہ کفارہ مال کا ہو بخلاف امام شافعی کے کہ اُنکے
نزدیک کفارہ مال کا قبل حنث کے صحیح ہے ہمارے نزدیک کفارہ قبل حنث کے اسواسطے صحیح نہ ہوا کہ کفارہ موضوع ہے واسطے چھپانے گناہ کے اور
قسم توڑنے سے پہلے کوئی گناہ نہین جسکو کفارہ چھپا دے تو دوسرا کفارہ بعد حنث کے ادا کرنا لازم ہوگا اور جو طعام اور کسوہ قبل حنث کے دیا ہے اُسکو فقیر سے نہ
پھیرلے اسواسطے کہ وہ صدقہ نافلہ ہوچکا ہم اگر کوئی سوال کرے کہ سنن ابو داؤد مین عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت ہے (فکفر عن یمینک ثم ایت الذی ہو خیر
اس) ایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول کفارہ دے پھر قسم توڑے اسواسطے کہ لفظ ثم کا واسطے تعقیب کے ہے اُسکا جواب یہ کہ عبد الرحمن بن سمرہ سے صحیحین مین یون روایت
ہے (قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلفت علی یمین فرایت غیرہا خیرا منہا فکفر عن یمینک وایت الذی ہو خیر) اس روایت مین واو ہے نہ ثم اور واو واسطے
مطلق جمع کے موضوع ہے نہ واسطے تعقیب کے اور چونکہ روایت صحیحین کی معروف اور صحت مین مقدم ہے تو روایت ابو داؤد کی انکے مقابل مین شاذ ہے تو اسکی تاویل
کے ہے یعنی ثم بمعنی واو کے ہے اور صحیح مسلم مین عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (من حلف علی یمین فرای غیرہا خیرا منہا فلیات الذی
ہو خیر ولیکفر عن یمینہ) اور اسی کی شاہد امام احمد کی روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کذا فی فتح القدیر ومصرفہا مصرف الزکوۃ فلا تدفع الا الذمی خلافا
للثانی والقول لفتے کما مر فی بابہا اور مصرف کفارہ یمین کا وہ مصرف ہے جو زکوۃ کا مصرف ہے اور جو زکوٰۃ کا مصرف نہین وہ کفارہ کا بھی مصرف نہین چنانچہ
اُسکا ذکر ترجمہ مین قبل اسی کے ہوچکا بعضون نے کہا ہے مگر ذمی کو کفارہ دینا جائز ہے نہ زکوۃ بخلاف ابو یوسف کے کہ اُنکے نزدیک ذمی کو بھی کفارہ دینا
جائز نہین اور اسی قول پر فتوے ہے چنانچہ باب الزکوۃ مین گذر گیا تو بقول مفتی بہ کلیہ قائم رہا کہ مصرف کفارہ بعینہ مصرف زکوٰۃ ہے وہذا کفارۃ یمین
کافر وان حنث مسلما لایۃ انہم لا ایمان لہم واما وان نکثوا ایمانہم فیحتمل الصوری تحنیث الحاکم اور کفارہ واجب نہین کافر کی قسم سے اگرچہ وہ

مسلمان ہوکر حانث ہو بدلیل اس آیت قرآنی کے کہ (انہم لا ایمان لہم) یعنی کافرون کے واسطے قسمین نہین ہین لہذا اول کتاب یمین مین مذکور ہو چکا کہ شرط صحت یمین سے اسلام ہو اسواسطے کہ یمین عبادت ہو اور کافر اہل عبادت کا نہین اور یہ جو دوسری آیت مین وارد ہو (وان نکثوا ایمانہم) کہ اگر وے اپنی قسمین توڑین تو مراد اُس سے یمین ظاہری ہو جسکو کفار اپنے صدق کیواسطے ظاہر کرتے ہین نہ حقیقی جیسے قسم لینا حاکم کا کافر سے اس توقع سے کہ وہ قسم سے انکار کرے تو حق ثابت ہو جاوے اور اگرچہ کافر کے حق مین یمین شرعی ثابت نہین لیکن چونکہ وہ اپنے اعتقاد مین نام الٰہی کی تعظیم کرتا ہو تو جھوٹی قسم سے انکار کریگا تو مقصود حاصل ہوگا یعنی ظہور حق اسواسطے کافر سے یمین ظاہری لینا چاہیے کذا فی النہر والمنح و ہو اے الکفر یبطلہا اذا عرض بعدہا فلو حلف

مسلما ثم ارتد والعیاذ باللہ ثم اسلم ثم حنث فلا کفارۃ اصلا لما تقرر ان الاوصاف الراجعۃ الی المحل یستوی فیہا الابتداء والبقاء کالمحرمیۃ فی النکاح

اور یہ وصف یعنی کفر باطل کرتا ہے یمین کو جب عارض ہو بعد قسم کھانے کے تو اگر قسم کھائی حالت اسلام مین پھر معاذ اللہ کافر ہوگیا بعد اسکے مسلمان ہوا پھر قسم توڑی تو اسپر ہرگز کفارہ نہین اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہو اصول مین کہ جو اوصاف کہ رجوع کرتے ہین محل کی طرف انمین ابتدا اور بقا دونون برابر ہین جیسے وصف محرمیت کا نکاح مین ہم بیان اوصاف سے مراد کفر اور اسلام ہو اور محل سے مراد قسم کھانے والا شخص ہو اور مراد بقا سے عروض ہو چنانچہ نکاح مین محرمیت کا وصف خواہ ابتدا سے خواہ پیچھے سے عارض ہو دونون برابر ہین تو زانی پر کنیت مزنیہ حرام ہو جیسے اسکی زوجہ حرام ہو جاتی ہو زوجہ کی مان سے زنا کرنے سے وکذا النذر الکافر ما ہو قربۃ لا یلزمہ شئی اور اسی طرح مانند یمین کے اگر نذر ماننے کافر اُس چیز کی جو از قسم عبادت ہو چنانچہ صوم یا صدقہ تو اسپر کچھ لازم نہین امام اعظم کے نزدیک نہ قبل اسلام کے نہ بعد اور یہی مذہب ہو امام مالک کا اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک کفارہ مالی لازم ہو نہ صوم اور صدقہ اور یہ جو صحیحین مین عمر فاروق سے مروی ہو کہ مین نے کہا یارسول اللہ مین نے جاہلیت مین ایک رات مسجد الحرام کے اعتکاف کی نذر مانی تھی سو حضرت نے فرمایا کہ اپنی نذر کو ادا کر تو مراد یہ ہو کہ حالت اسلام مین عبادت جدا گانہ کر قطع نظر جاہلیت کی نذر سے واللہ اعلم کذا فی فتح القدیر ومن حلف

علی معصیۃ کعدم الکلام مع ابویہ او قتل فلان الیوم وانما قال الیوم لان وجوب الحنث لا یتاتی الا فی الیمین الموقتۃ اما المطلقۃ فحنثہ فی آخر حیاتہ فیوصی بالکفارۃ بموت الحالف ویکفر عن یمینہ بہلاک المحلوف علیہ غایتہ وجب الحنث والتکفیر لانہ اہون الامرین

اور جو شخص قسم کھاوے گناہ پر چنانچہ اپنے والدین سے نہ بولنے کی یا آج کے دن فلانے شخص کے قتل کرنے کی تو اس صورت مین قسم توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہو اسواسطے کہ قسم توڑکر کفارہ دینا آسان تر ہو ترک کلام والدین اور قتل ناحق سے اسی کی طرف شیخ سعدی نے اشارہ کیا کہ آرزو ز دل دوستان جہل ست کفارہ یمین سہل اور ماتن نے قتل مین آج کے دن کی قید اسواسطے لگائی کہ وجوب حنث حاصل نہین ہوسکتا مگر موقت قسم مین اور مطلق قسم مین تو حنث حالف کی آخر حیات مین ہوتا ہو اسواسطے کہ تا حیات حالف مثلاً نفی قتل کی نہین ہوسکتی تو وصیت کیجاوے کفارہ دینے کی بعد موت حالف کے یعنی حالف وصیت کر جاوے کفارہ دینے کی اور حالف اپنی حیات مین کفارہ نہین دے سکتا اسواسطے کہ کفارہ قبل حنث کے صحیح نہین اور کفارہ ادا کرے حالف اپنی قسم کا محلوف علیہ کی موت سے یعنی جسکے قتل کی قسم کھائی کذا فی غایۃ البیان خلاصہ یہ ہو کہ یمین مطلق مین حنث بدون موت حالف یا محلوف علیہ کے نہین ہوسکتا بشرطیکہ محلوف علیہ مثبت ہو اور اگر منفی ہو چنانچہ عدم کلام والدین تو حنث فی الحال متصور ہو کلام کرنے سے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ الیوم مثال ثانی کی قید ہو نہ مثال اول کی کذا فی حاشیۃ الحلبی

وحاصلہ ان المحلوف علیہ اما فعل او ترک وکل منہا اما معصیۃ وہی مسئلۃ المتن او واجب کحلفہ لیصلین الظہر الیوم وبرہ فرض او ہو اولی من غیرہ او

غیرہ اولی منہ کحلفہ علی ترک وطی زوجتہ شہرا ونحوہ وحنثہ اولی او مستویان کحلفہ لا یاکل ہذا الخبز مثلا وبرہ اولی وآیۃ واحفظوا ایمانکم تفید وجوبہ فتح وہی عشرۃ

اور قسم توڑنے کے اقسام کا خلاصہ بطریق کلیہ کے یہ ہو کہ محلوف علیہ یعنی جسپر قسم کھائی وہ دو حال سے خالی نہین کہ فعل ہو یا ترک فعل اور ہر ایک یا معصیت ہو اور یہی مسئلہ متن مین مذکور ہو چکا تو معصیت کی قسم مین حنث واجب ہو

یا فعل اور ترک واجب ہو جیسا کہ یوں قسم کھائے کہ [illegible] نماز نہ پڑھونگا یا مثال [illegible] اور ترک کی مثال [illegible]

اور واجب کی تحریت ہو واجب ہو یعنی قسم کو پورا کرنا [illegible] اور جب [illegible] قسم سے [illegible] واجب ہے کہ قسم [illegible]

اولیٰ ہو [illegible] صدقہ [illegible] فقیرون کو واسطے [illegible] رشتہ داروں کو نہ [illegible] تو اس حالت میں [illegible]

مباحات [illegible] جب کہ [illegible] وجوب مباحات کے وجوب [illegible] یا الخلوت علیہ [illegible]

[illegible] ترک قربت یا ایک مہینے تک [illegible] جیسا کہ واللہ میں آج بھی جائز کھانا تو اس قسم [illegible]

[illegible] یا نہ [illegible] یا [illegible] اور ایسی قسم [illegible]

کہ دو [illegible] کی محافظت کرو یعنی قسموں کی مباحات [illegible] فی فتح القدیر [illegible]

ومن حرم علی نفسہ [illegible] قال ان [illegible] حرام فانہ [illegible] کفارۃ [illegible]

[illegible] نے تحریم چیز کی [illegible] تحریم معلق کریگا کہ اگر میں اس [illegible]

کھایا تو اس پر کفارہ نہیں کذا فی الخلاصہ اور مشکل سمجھا ہو [illegible] مصنف نے اپنی شرح [illegible]

معلق بالشرط [illegible] وقوع شرط کے [illegible] کہ حنث میں کفارہ نہیں جواب [illegible] کہ تحریم [illegible]

[illegible] طعام موجود کی تحریم ہو اور معلق میں تحریم ثابت نہیں مگر بعد اکل کے اور بعد اکل کے طعام موجود نہیں کذا فی حاشیۃ [illegible]

کقولہ الخمر [illegible] علی حرام [illegible] جو شخص اپنی ذات پر کسی چیز کو حرام کرے اگرچہ وہ چیز حرام ہو یا غیر کی مملوک ہو جیسا کہ یوں کہا کہ شراب

مجھپر حرام ہو یا مثلاً زید کا مال مجھپر حرام ہو تو یہ قول یمین ہوتا [illegible] قول سے خبر دینے کا [illegible] اور اگر اخبار کا ارادہ [illegible] انشاء تحریم کا

تو یمین ہوگا تو اس وقت شراب پینے سے فقط گناہ ہوگا کفارہ لازم نہ آویگا بخلاف انشاء تحریم کے کہ [illegible] گناہ کے سوا کفارہ یمین کا لازم آویگا ثم فعلہ

ای اکل او نفقۃ ولو تصدق او وھب لم یحنث بحکم العرف [illegible] پھر بعد تحریم کے اس چیز کو کیا یعنے اگر طعام ہو تو اسکے کھانے سے [illegible]

خرچ کرنے سے قسم کو توڑا تو کفارہ دے اور اگر بعد تحریم کے اس شی کو خیرات کر دیا یا کسی کو بخش دیا تو حانث نہ ہوگا بحکم عرف کذا ذکرہ الزیلعی [illegible]

لما تقرر ان تحریم الحلال یمین جو اپنی ذات پر کسی شی کو حرام کرے پھر اسکو کرے تو کفارہ دے اپنی قسم کا اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہو اصول میں کہ حرام

کر دینا حلال چیز کو یمین ہو یعنے قسم کی ایک یہ بھی صورت ہو کہ حلال کو حرام کرے واسطے [illegible] انت علی حرام او حرمتک علی نفسی فلو [illegible]

[illegible] اور من قبیل قسم کے یہ قول ہو [illegible] کا اپنے زوج سے کہ تو مجھپر حرام ہو اور حرام کیا تجھکو میں نے اپنی ذات پر تو

بعد اس قول کے اگر اپنی خوشی جماع پر زوج کو قادر ہونے دیگی یا زوج اس سے زبردستی جماع کریگا تو [illegible] حانث ہوگی [illegible] کذا فی المجتبی

وفیہ قال القوم کلامکم علی حرام او کلام الفقراء او اہل بغداد [illegible] حنث بالبعض [illegible] مجتبی میں ہو کہ کہا ایک شخص نے کہ کلام

تمہارا مجھپر حرام ہو یا کلام اہل بغداد کا مجھپر حرام ہو یا [illegible] روٹی کا مجھپر حرام ہو تو حانث ہوگا بعض کے کلام اور [illegible] روٹی کے کھانے سے

وفی [illegible] لا اکلمکم او لا اکلم [illegible] لم یحنث [illegible] بالکل [illegible] فی مجلس واحد او حلف لا یکلم فلانا [illegible]

ولکلم اخوۃ فلان [illegible] واحد [illegible] جواب حادثۃ حلف بالطلاق ان اولاد زوجتہ لا یطلعون [illegible] واحد

منہم لم یحنث اور [illegible] بقول یمین کہ واللہ میں تم سے کلام نہ کرونگا یا روٹی نہ کھاؤنگا تو حانث نہ ہوگا مگر سب کے کلام سے اور سب روٹی کے کھانے

سے [illegible] کر [illegible] روٹی [illegible] سے حانث ہوگا جب تمام روٹی کا کھانا مجلس واحد میں [illegible] یا قسم

کھاوے کہ کلام نہ کریگا فلانے اور فلانے سے اور نیت کی دونون سے ایک کی یا یون قسم کھائی کہ فلانے زید کے بھائیون سے نہ بولیگا اور زید کا ایک ہی بھائی ہو تو اُسوقت مین ایک ہی شخص کے بولنے سے حانث ہوگا اور پورا بیان اسکا اشباہ مین ہو شارح کہتا ہو مین کہتا ہون کہ اس سے معلوم ہوگیا اس واقعہ کا جواب کہ ایک شخص نے طلاق زوجہ کی قسم کھائی اگر اُسکی زوجہ کی اولاد اُسکے گھر کو جاوینگی سو زوجہ کی اولاد سے ایک ولد نے زوج کے گھر کو جانا تو زوج حانث نہ ہوگا یعنی طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ اولاد جمع ہو بدون الف اور لام کے اور اقل مرتبہ جمع کا تین ہین کذا فے حاشیۃ الحلبی عن البحر کل حل او حلال اللہ او حلال المسلمین علی حرام او الحرام یلزمنی و نحوہ فھو علی الطعام و الشراب ولکن الفتوے فی زماننا علی انہ یمین امراتہ بتطلیقۃ و ان اکثر من جمیعا بلانیۃ و ان نوی ثلثا فثلث و ان قال لم انو طلاقا لم یصدق قضاء لغلبۃ الاستعمال و لذا لا یحلف بہ الا الرجال ظہیریۃ کہا ایک شخص نے یہ سب حلال مجھپر حرام ہو یا یون کہا کہ حلال اللہ کا یا حلال مسلمین کا مجھپر حرام ہو کہا لیکن نے اسکو بھی زیادہ کیا ہو کہ یا حرام مجھکو لازم ہوگیا اور مانند اس قول کے تو ظاہر مذہب مین تحریم حلال کے کھانے یا پینے پر محمول ہو تو بعد اس قول کے حانث نہ ہوگا مگر اکل اور شرب سے لیکن ہمارے زمانہ مین فتوے اسپر ہو کہ قائل کی عورت بائن ہو جاویگی ایک طلاق کر اور اگر اُسکی زوجات ایک سے زیادہ ہون تو سب ایک ایک طلاق سے بائن ہو جاوینگی بلانیت اور اگر اس کلام سے تین طلاق کی نیت کریگا تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر وہ کہیگا کہ تحریم حلال سے مین نے طلاق کی نیت نہین کی تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہ ہوگی لسبب غالب ہونے استعمال تحریم حلال کی طلاق مین و لہذا اس لفظ سے قسم نہین کھاتے عرف مین مگر مرد نہ عورتین کذا فی المنح عن الظہیریۃ و ان لم تکن لہ امراۃ وقت الیمین سواء نکح بعدہ او لا فیمین فیکفر باکلہ او شربہ لو یمینہ علی آت و لو باللہ علی ماض فغموس او لغو و لو کانت لہ امراۃ وقتھا فبانت بلا عدۃ فاکل فلا کفارۃ لانصرافھا الطلاق و قدمر فی الایلاء اور اگر اُسکی عورت نہ ہو یمین کے وقت خواہ اُس نے بعد یمین کے نکاح کیا ہو یا نہ کیا ہو تو اسوقت مین تحریم حلال کی طلاق نہ ہوگی بلکہ یمین ہوگی تو کفارہ دیوے اپنے اکل و شرب سے اگر یمین اُسکی استقبال پر ہو اور اگر یمین اللہ جل شانہ کے نام پاک سے ہو ماضی پر اسطرح کہ اگر واللہ مین نے ایسا کیا ہو تو حلال اللہ کا مجھپر حرام ہو تو یہ یمین غموس ہو اگر جھوٹی قسم ہو یا یمین لغو ہو اگر اسکو صدق کا ظن ہو اور اگر اُسکی ایک عورت ہو یمین کے وقت پھر وہ بائن ہوگئی بدون عدت کے یعنی غیر مدخولہ تھی سو بعد یمین کے وہ مطلقہ ہوگئی پھر اُسنے کچھ کھایا پیا تو اس اکل اور شرب سے اُسپر کفارہ نہ لازم ہوگا بسبب پھر جانے یمین کے طلاق کی طرف بسبب عورت ہونے کے سوا اکل اور شرب کے واسطے نہین ہو سکتی اور مسئلہ تحریم حلال کا باب الایلاء مین مذکور ہو چکا **فائدہ** ضروریہ بعد مسائل یمین کے اب مصنف مسائل نذر کو مذکور کریگا وجہ مناسبت یمین اور نذر کی یہ ہو کہ نفس وجوب مین دونون مشترک ہین اسواسطے کہ نذر عبادت ہو ایجاب مباح سے کذا فی المنح یعنے عبادات غیر واجبہ کو اپنے اوپر واجب کر لینا نسائی نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نذر دو قسم ہو سو جس شخص کی نذر اللہ تعالی کی طاعت اور عبادت مین ہو تو وہ اللہ کے واسطے ہو اور اُسمین نذر کا ادا کرنا لازم ہو اور جس شخص کی نذر اللہ تعالی کی معصیت اور گناہ مین ہو وہ نذر شیطان کے واسطے ہو اُسکا ادا کرنا یعنے منت کا اُتارنا لازم نہین اور اُسمین کفارہ دیوے جو یمین کا کفارہ ہو اور علامہ شیخ قاسم نے شرح درر البحار مین مصرح بیان کیا ہو کہ یہ جو اکثر عوام الناس نذر مانتے ہین اسطرح کہ بعضے اولیاء اللہ کی قبرون پر جاتے ہین یون کہتے ہوئے کہ یا حضرت فلانے ہمارا غائب آدمی اگر وطن مین پھر آوے یا بیمار ہمارا اچھا ہو جاوے یا مراد ہماری بر آوے تو آپ کے واسطے اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اسقدر کھانا یا چراغان کیواسطے اتنا تیل یا موم نذر کرینگے تو یہ نذر اور منت باتفاق فقہا و باجماع علما باطل ہو چند دلیل اول یہ کہ نذر مخلوق کے واسطے جائز نہین یعنے نذر مخصوص بخدائے علیم و قادر ہو اور دوسری دلیل بطلان کی یہ ہو کہ جنکی نذر مانی وہ میت ہین اور میت کسی چیز کا مالک نہین ہوتا اور تیسری دلیل یہ ہو کہ ایسی نذر کرنے والون کے گمان مین یہ ہو کہ سوا خدا کے میت بھی

تا و بیجا دین کو مٹکا اسرف بھی جائز ہی یہ بحقتا دیکفرہ ان گرہون نے کیا شیطین نے تیری غنا ای کر گو وقت بیمار کی شفا دی مشغول

و تین فلانی مدد گار کے فقیرون کو کھانا کھلاوُنگا یا درہم دونگا ایسی چیز جائز کہے جسمین محتاجون کو نفع ہو و مذر کی بجائے [illegible]

کہ وہ محل صرف ہو نذر کہے نذر خالص اللہ ہی کے واسطے ہو تو صرف التیہ نذر جائز ہو جب یہ معلوم ہو تو یہ جو درہم اور دیے [illegible] سے سکے

اولیا کی قبرون پر لیجاتے ہین اولیاء سے قربت اور نزدیکی حاصل کرنے کو سو یہ باجماع مسلمین حرام ہی جبتک کہ ان کے نذر محتاجون پر صرف کرنا مقصود

نہو یہ نذر و صدقہ ہو اسمین فقہا کا اختلاف نہین انتہی ملخصا اور التباس یا ہین یک ہتاہ ہین جو تیم مشائخ احمدیہ کے ساتھ ین کذا فی النہر الفائق فی کتاب

الصوم سب یہ روایت اجماعی نقہا ہین کی دریافت ہوئی تو مثل آفتاب کے روشن ہو گیا کہ جو اکثر نذر اور نیاز اولیاء اللہ کی قبور پر یا حسین رضی اللہ عنہما

کے مزار متبرک پر جنکو عوام عرس کہتے ہین ہندوستان مین علی العموم رائج ہیں سو سراسر باطل اور گمراہی ہو حقتعالی بادشاہ اسلام کو قائم کرے کہ ان گمراہیون کو مٹائے

اور علماء دین کو توفیق دے کہ خوف عوام سے اسکے بیان کرنے مین چشم پوشی نہ کرین اور تاکید کرین کہ ایسا جو نذر ہو تو وہ شکایتین آتی ہین

ومن نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وكان من جنسه واجب اي فرض كما سيصرح به تبعا للبحر وهو عبادة مقصودة خرج الوضوء وتكفين الميت

ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى اور جس نے نذر مانی خواہ نذر مطلق ہو یا معلق ہو کسی شرط پر اور جنس نذر کے

کوئی واجب ہو مراد واجب سے یہان فرض ہی چنانچہ مصنف اسکو خود تصریح کریگا باتباع صاحب بحر کے اور وہ واجب عبادت مقصودہ بھی ہو

تو عبادت مقصودہ کی قید سے وضو اور تکفین میت کی نکل گئی اسواسطے کہ وضو اگرچہ عبادت ہو لیکن عبادت مقصودہ نہین بلکہ شرط ہو واسطے صحت صلوۃ

کے اور شرط معلق علیہ پائی جاوے تو وہ نذر لازم الادا ہوگی نذر کرنے والے پر اس حدیث کی دلیل سے کہ جو نذر کرے اور معین کردے تو اسپر ادا کرنا اسمین

چیز کا لازم ہو یہ حدیث غریب ہو لیکن لزوم منذور کا قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہو اس خاص حدیث پر موقوف نہین حقتعالی نے فرمایا ولیوفوا

نذورہم یعنی چاہیے کہ اپنی نذرون کو پورا کرین اور ایفاء نذر مین بہت احادیث ہین منجملہ انکے ایک یہ حدیث مرفوع ہو صحیح بخاری کی عائشہ صدیقہ کی

روایت سے کہ جو نذر مانے خدا کی اطاعت کرنے کی تو چاہیے کہ اطاعت کرے اور جو نذر کرے خدا کی معصیت کرنے کی تو وہ معصیت نکرے اور اجماع

کے ذکر کی کچھ حاجت نہین کذا فی فتح القدیر نذر مطلق یہ ہو کہ شرط پر معلق نہو چنانچہ یون کہنا کہ خدا کے واسطے مجھپر ایک مہینہ کا صوم یا حج ہو یا صدقہ یا دو رکعت

نماز اور نذر معلق یہ کہ کسی شرط پر تعلیق ہو نذر کی چنانچہ یون کہنا کہ اگر میرا بیمار تندرست ہو جاوے یا میرا سفر سے آوے یا لڑکا پیدا ہو تو صوم یا صدقہ یا حج مجھپر لازم ہو کصوم

وصلوۃ وصدقۃ ووقف واعتکاف واعتاق رقبۃ وحج ولو ماشیا فانہا عبادات مقصودۃ ومن جنسہا واجب لوجوب العتق فی الکفارۃ والمشی للحج

علی القادر من اہل مکۃ والقعدۃ الاخیرۃ فی الصلاۃ وہی لبث کالاعتکاف ووقف مسجد للمسلمین واجب علی الامام من بیت المال والا فعلی

المسلمین فتح چنانچہ صوم اور صلوۃ اور صدقہ اور وقف اور اعتکاف اور آزاد کرنا بردہ کا اور حج اگرچہ پیادہ نذر مانا ہو تو بھی نذر صحیح ہو اسواسطے کہ

امور مذکورہ عبادات مقصودہ ہین اور انکی جنس سے واجب بھی ہو اسواسطے کہ وجوب عتق کا کفارہ ظہار و یمین مین ہو اور پیادہ چلنا حج کے

واسطے اہل مکہ پر واجب ہو بشرط قدرت اور قعدہ اخیرہ نماز مین واجب ہو اور قعدہ عبادت ہو گیا ٹھہرنے سے مانند اعتکاف کے اور وقف کرنا مسجد

کا مسلمانون کے واسطے واجب ہو بادشاہ پر بیت المال سے اور اگر بیت المال نہو تو مسلمانون پر وقف کرنا واجب ہو کذا فی فتح القدیر مصنف نے

وجوب صوم اور صلوۃ اور صدقہ کا نہ بیان کیا اسلیے کہ وجوب صوم رمضان اور نماز پنجگانہ اور زکوۃ کا ظاہر تھا لہذا بیان وجوب کی

اکتفا کی ولم یلزم الناذر مالیس من جنسہ فرض کعیادۃ مریض وتشییع جنازۃ ودخول مسجد ولو مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والاقصی

لانہ لیس من جنسہا فرض مقصود وہذا ہو الضابط کما [illegible] اور لازم نہین نذر کرنے والے پر [illegible]

کوئی فرض نہین چنانچہ عیادت بیمار کی اور جنازہ کے ساتھ چلنا اور مسجد کا داخل ہونا اگرچہ مسجد رسول اللہ کی ہو صلے اللہ علیہ وسلم یا مسجد اقصے ہو یعنی
اگر کوئی نذر مانے عیادت مریض یا متابعت جنازہ یا دخول مسجد کی تو اُسکا ادا کرنا اوسپر لازم نہ ہوگا اگرچہ یہ امور عبادت ہین لیکن مجانس انکی کوئی فرض
مقصود بالذات نہین اور یہی قاعدہ کلیہ ہو لزوم اور عدم لزوم نذر مین کذا فی الدرر اگر کوئی کہے کہ حج مین طواف الزیارۃ فرض ہو اور وہ بدون داخل
ہونے مسجد الحرام کے نہین ہوتا اُسکا جواب یہ ہو کہ طواف فرض ہی نہ دخول تو دخول مقصود بالذات عبادت نہ ٹھہرا بلکہ واسطے ادائے فرض کے چنانچہ وضو
واسطے نماز کے اور اسی طرح پل اور خانقاہ اور سراے اور پانی کی سبیل رکھنے کی نذر اگر ملنے گا تو لازم نہ ہوگی اسواسطے کہ انکی جنس کا کوئی شرعی مین
فرض نہین کذا فی المنح وفی البحر شرائطہ خمس فزاد ان لایکون معصیۃ لذاتہ فصح نذر صوم یوم النحر لانہ لغیرہ وان لایکون واجبا علیہ قبل النذر فلو نذر حجۃ الاسلام
لم یلزمہ شئ غیرہا وان لایکون ما التزمہ اکثر مما یملکہ او ملکا لغیرہ فلو نذر التصدق بالالف ولا یملک الا مائۃ لزمہ المائۃ فقط خلاصہ انتہی اور بحر الرائق مین ہی
کہ شرائط لازم ہونے نذر کی پانچ ہین سو مصنف نے دو شرطون پر تیسری شرط یہ زیادہ کی ہو کہ وہ معصیت بالذات نہ ہو تو صحیح ہی نذر یوم النحر کے صوم کی اسواسطے
کہ صوم عید قربانی کا معصیت بالذات نہین بلکہ معصیت بالغیر ہی یعنی اسواسطے ممنوع ہو صوم عید اضحی کا کہ ضیافت ربانی کا دن ہو اور اگر معصیت بالذات
کی نذر کریگا تو صحیح نہ ہوگی اور کفارہ لازم آویگا کذا فی حاشیۃ الحلبی عن الظہیریۃ اور چوتھی شرط نذر کی یہ ہی کہ وہ چیز اُسپر واجب نہ ہو قبل نذر کے تو اگر فرض
حج کی نذر کریگا تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا سواے فرض حج کے اور پانچوین شرط نذر کی یہ ہو کہ وہ چیز زیادہ نہ ہو اُس مال سے جسقدر کا کہ وہ مالک ہو یا وہ چیز غیر کی
مملوک نہ ہو سو اگر نذر مانے ہزار درم کے خیرات کی اور حالانکہ وہ مالک نہین مگر سو درم کا تو اُسپر فقط سو درم لازم ہونگے نہ زیادہ کذا فی الخلاصہ انتہی کلام
البحر خلاصہ یہ ہو کہ نذر کی شرطین پانچ ہین کہ بدون اُنکے نذر صحیح نہین شرط اول یہ ہو کہ اُسکی جنس کا فرض ہو یعنے منذور کے فرائض شرعیہ
مین اصل ثابت ہو دوسرے یہ کہ عبادت مقصودہ ہو تیسرے یہ کہ وہ بالذات معصیت نہ ہو چوتھے یہ کہ منذور اُسپر واجب نہ ہو قبل نذر کے پانچوین یہ کہ
منذور ناذر کی ملک سے زیادہ نہ ہو اور غیر کا مملوک نہ ہو قلت وزاد فی زواہر الجواہر وان لایکون مستحیل الکون فلو نذر صوم امس او اعتکافہ لم یصح نذرہ
وفی القنیۃ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینو ابناء السبیل شارح کہتا ہو مین کہتا ہون اور بحر الرائق کی شرائط خمسہ نذر پر وہ شرط اور زیادہ کی گئی
ہی جو زواہر الجواہر مین ہو وہ یہ ہو کہ منذور مستحیل الوجود نہ ہو تو اگر کل یعنے یوم گذشتہ کا صوم یا اعتکاف کی نذر کی تو یہ نذر صحیح نہین کہ ممکن الوجود نہین
اور قنیہ مین ہو کہ نذر کی اغنیاء پر خیرات کرنے کی تو صحیح نہین جب تک اغنیاء مسافرین کی نیت نہ کرے اسواسطے کہ غنی پر صرف کرنا نذر کا جائز نہین مصرف
نذر کا فقرا اور مساکین ہین نہ اغنیاء ہم یہ جو ہندوستان مین رواج ہو کہ نذر اللہ کا کھانا یا شیرینی سب کو کھلاتے ہین غنی کو بھی اور محتاج کو بھی سو
خلاف شرع ہو غنی کے کھلانے سے نذر ادا نہین ہوتی تو اُسکا اعادہ لازم ہو اور جیسے نذر کا دینا غنی کو جائز نہین ویسی ہی سید کو بھی جائز نہین نہ نذر نہ زکوۃ
کے غنی سے مراد بیان وہ ہو جو صاحب نصاب ہو یعنے جسکو ساڑھے باون روپیہ کا مقدور ہو خواہ اسقدر نقد ہو یا جنس چنانچہ باغ یا زمین یا رہنے کے
سوا دوسری حویلی اتنی مالیت کی ہو کذا فی کتب الفقہ ولو نذر التسبیحات دبر الصلوۃ لم تلزمہ اور اگر نذر کی تسبیحات کی بعد نماز کے تو یہ نذر لازم نہین اسواسطے
کہ سبحان اللہ کہنا فرض نہین ولو نذر ان یصلی علے النبی صلعم کل یوم کذا لزمہ وقیل لا اور اگر نذر مانے اتنا درود یعنے سو یا ہزار بار ہر روز پڑھا کرونگا تو یہ
نذر اُسکو لازم الادا ہو اور قول ضعیف یہ ہو کہ لازم نہین ہم لزوم نذر کی یہ وجہ ہو کہ اگرچہ نماز مین درود پڑھنا فرض نہین لیکن تمام عمر مین ایکبار درود پڑھنا
فرض ہو چنانچہ کتاب الصلوۃ مین مذکور ہو چکا تو درود کی نذر کرنا صحیح ہوگا کہ اُسکی جنس کی فرضیت ثابت ہو اور قول ثانی کی بنا یہ وجہ ہو کہ فرضیت درود
کی قطعی نہین واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ الحلبی ثم ان المعلق فیہ تفصیل فان علقہ بشرط یریدہ کان قدم غائبی او شفی مریضی یوفی
وجوبا ان وجد الشرط وان علقہ بما لم یردہ کان زنیت بفلانۃ مثلا فحنث وفی نذرہ او کفر لیمینہ علی المذہب لانہ نذر باطنہ یمین بمعناہ فیخیر

[illegible] بنکے [illegible] کی بابت [illegible] نہیں ہے [illegible] کو معلق کیا [illegible] بسکی [illegible] ہون کہا کہ اگر میرا غائب
شخص [illegible] [illegible] [illegible] بیچنے [illegible] شرط پائی جاوے یعنی اگر غائب آگیا [illegible] ہزار [illegible] دینار [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہا کہ اگر [illegible] تعالی [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس [illegible] صحیح نہی [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں اسکو اختیار ہوگا [illegible] [illegible]
قول کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] نہیں ہوا سے کہ اسکو [illegible]
اس شرط کے فعل سے [illegible] [illegible] کلام [illegible] حقیقت [illegible] [illegible] لیکن [illegible] یہ قول [illegible] اسکو اختیار حاصل ہوا [illegible]
[illegible] کفارہ دے یہ میں [illegible] [illegible] اس شرط کی تعلیق [illegible] [illegible] کہ بعد وجود شرط کے وہ معلق بمنی [illegible] [illegible] مذکور
[illegible] کے حکم میں مندرج ہوگئی یعنی وجوب [illegible] [illegible] [illegible] نذر معلق اور نذر معلق میں مطلق ایفا [illegible] واجب ہے
[illegible] مجموع النوازل میں منقول ہو کہ امام اعظم [illegible] [illegible] نذر معلق [illegible] مذکور کی طرف رجوع کیا اور یہی قول سرخسی و رشید کا مختار ہو اور اسی پر فتوی
ہو اور وجہ اس تفصیل کی حدیث صحیح مسلم کی ہو کہ کفارہ نذر کا وہی کفارہ یمین کا ہو کذا فی النہر الفائق نذر مکلف لعتق رقبۃ فی ملک اوفی بہ والا اثم ثم ترکہ لایدخل تحت الحکم
فلا یجبر و القاضی نذر کی مکلف نے گردن آزاد کرنے کی [illegible] ملک میں یعنی [illegible] [illegible] کے واسطے مجھکو آزاد کرنا اس غلام کا لازم ہوا اور حالانکہ وہ غلام اسکا مملوک ہو
تو اس نذر کو پورا کرے اور اگر پورا نہ کریگا تو گنہگار ہوگا ترک عتاق سے اور یہ امر حکومت کے نیچے داخل نہیں تو اسپر قاضی جبر نہ کرے اعتاق کے واسطے نذر ان
یذبح ولدہ فعلیہ شاۃ لقصۃ الخلیل علیہ الصلوۃ والسلام والغاہ الثانی والشافعی نذر ونقتلہ نذر ان ایک شخص نے کہ اپنے ولد کو ذبح کریگا تو اسپر بکری
لازم ہو بدلیل قصہ ابراہیم خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کہ وہ ذبح فرزند پر مستعد ہوئے تھے بموجب رویت منامی کے سو حق تعالی نے بکری بدلا دینا قرار دیا تو کتاب
انبیاء سابقین کی شریعت عدم نسخ واجب العمل ہو لہذا امام اعظم اور محمد نے ذبح فرزند کی نذر میں بکری تجویز کی اور ابو یوسف اور شافعی نے اس نذر کو لغو کہا
ہو اسواسطے کہ معصیت کی نذر ہو کذا فی النہر جیسے اپنے فرزند کے قتل کی نذر جائز نہیں بالاتفاق اسواسطے کہ معصیت ہو اور قصہ خلیل علیہ السلام میں ذبح مذکور
ہو نہ قتل کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ومثلہ لو کان نذر ذبح نفسہ او عبدہ او وجب علیہ الشاۃ ولو بذبح ابیہ او جدہ او امہ لغا اجماعا لانہم لیسوا کسبہ او بنذر
اگر اپنے ذبح کرنے کی نذر کی ہو یا اپنے غلام کی اور محمد نے ذبح نفس اور ذبح غلام میں بکری واجب کی ہو اور اگر اپنے باپ یا دادا یا ماں کی ذبح کی نذر مانی
تو بالاجماع لغو ہو اسواسطے کہ انسان کے اصول اسکا کسب نہیں بخلاف ولد کے کہ وہ کسب ہو انسان کا چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہو کذا فی النہر ولو قال ان
برئت من مرضی ہذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحہا فبرأ لایلزمہ شی لان الذبح لیس من جنسہ فرض بل واجب کالاضحیۃ فلا یصح اور اگر یوں کہا کہ اگر میں چنگا ہو گیا اپنے اس
مرض سے تو میں بکری ذبح کرونگا یا مجھپر بکری لازم ہو کہ اسکو ذبح کرونگا پھر وہ چنگا ہو گیا تو اسپر کچھ لازم نہیں اسواسطے کہ جنس ذبح کوئی فرض نہیں بلکہ ذبح [illegible]
ہو جیسا چہ قربانی تو یہ نذر صحیح نہیں اسواسطے کہ مذکور ہو چکا شرائط صحت نذر سے یہ ہو کہ اسکی جنس فرض ہو نہ واجب الا اذا زاد و اتصدق بلحمہا فیلزمہ لان
الصدقۃ من جنسہا فرض وہی الزکوۃ فتح وبحر قلت ومن الدرر تناقض مع مگر جب ذبح کرنے کی نذر پر اتنا زیادہ کہے کہ اسکے گوشت کو خیرات کرونگا تو اب یہ نذر
لازم ہو جاویگی اسواسطے کہ جنس تصدق فرض ہو یعنی زکوۃ از قسم صدقات ہو کذا فی الفتح والبحر تو معلوم ہوا کہ درر کے متن میں تناقض ہو کذا فی المنح مع [illegible]
میں کہا کہ ملا خسرو نے درر غرر میں کہا کہ اگر ایک شخص بولا کہ اگر میں چنگا ہو گیا اپنے مرض سے تو بکری ذبح کرونگا تو اسپر کچھ لازم نہیں مگر جب یوں کہے [illegible]
علی ان اذبحہا) یعنی خدا کے واسطے ذبح کرنا بکری کا مجھپر لازم ہو اسواسطے کہ لزوم نہیں ہوتا مگر نذر سے اور صیغہ نذر کا قول ثانی ہو نہ اول [illegible]

انتہی کلامہ حالانکہ شرط نذر دوسری صورت مین بھی حاصل نہین یعنی مجنس ذبح کوئی فرض نہین چنانچہ خود صاحب درر نے اسکو مصرح بیان کیا ہو تو اُسکے کلام مین تناقض
ہوا انتہی مضمون المنح طحطاوی نے کہا درر کی عبارت مین فی الواقع تناقض نہین اسواسطے کہ فتاوی عالمگیری مین قاضیخان سے منقول ہو رجل قال ان برئت من مرضی ہذا
ذبحت شاۃ فبرا لایلزمہ شئی الا ان یقول ان برئت فللہ علی ان اذبح شاۃ انتہی) تو اس سے معلوم ہوا کہ ذبح کی نذر بہ تصریح صیغہ نذر لازم ہو اگرچہ مجنس نذر یعنی ذبیحہ نہ واجب ہو
نہ فرض تو ثابت ہوا کہ وجوب سے مراد وجوب حقیقی ہو جو مصطلح ہو فقہا کا اور یہ جو صاحب درر نے کہا کہ جب منذور کی اصل فرض مین ہوگی تب نذر لازم ہوگی یا سو فرض سے
مراد بیان وہ ہو جو واجب کو بھی شامل ہو انتہی قول الطحطاوی ملخصًا خلاصہ یہ ہو کہ شرط لزوم نذر یہ ہو کہ اُسکے مجنس واجب ہو اور فرض ہونے مین بطریق اولی نذر لازم ہوگی
تو فرضیت کو شرط لزوم قرار دینا گمان ہو مصنف اور شارح کا ولو قال للہ علی ان اذبح جزورا و اتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز کذا فی مجموع
النوازل ووجہ لایخفی اور اگر کہا کہ خدا کیواسطے مجھپر لازم ہو ذبح کرنا اونٹ کا اور تصدق کرنا اُسکے گوشت کا پھر اُسنے اونٹ کے عوض سات بکریان ذبح کین تو
جائز ہو کذا فی مجموع النوازل اور وجہ اُسکی مخفی نہین یعنے قربانی اور ہدی مین ایک اونٹ سات بکریون کے برابر ہو وفی القنیۃ ان ذہبت ہذہ العلۃ فعلی کذا فذہبت
ثم عادت لایلزمہ شئی اور قنیہ مین ہو کہ ایک شخص نے یون کہا کہ اگر میری یہ بیماری جاتی رہی تو مجھپر فلانی چیز لازم ہو سو وہ بیماری جاتی رہی بعد اسکے پھر آئی تو اُسپر
ادائے نذر لازم نہین اسواسطے کہ مقصود زوال علت تھا اسطرح پر کہ عود نہ کرے سو حاصل نہ ہوا نذر لفقراء مکۃ جاز الصرف الی فقراء غیرہا لما تقرر فی کتاب
الصوم ان النذر غیر المعلق لایختص لشئی نذر مانی فقراء مکہ معظمہ کے واسطے تو جائز ہو صرف کرنا فقراء غیر مکہ کی طرف اسواسطے کہ کتاب الصوم مین ثابت ہو چکا ہو
کہ نذر غیر معلق کسی چیز سے مخصوص نہین یعنے خصوصیت فقیر اور درہم اور مکان اور زمان کی اُسمین نہین اسواسطے کہ مقصود دفع حاجت فقیر ہو تو خصوصیت
مکان کو اسمین دخل نہین کذا فی المنح نذر ان یتصدق بعشرۃ دراہم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدقہ بثمنہ نذر کی یہ کہ دس درم کی
روٹیان تصدق کریگا سو اُسنے روٹیون کے سوائے اور کھانا تصدق کیا مثلاً گوشت اور چانول تو جائز ہو اگر قیمت مین دونون برابر ہون جیسے روٹیون
کی قیمت کا خیرات دینا جائز ہو اسواسطے کہ مقصود اصلی دفع حاجت فقیر ہو طعام کی کچھ خصوصیت نہین اور قیمت دینا زیادہ تر نافع ہو فقیر کو کذا فی المنح
نذر صوم شہر معین لزمہ متتابعًا لکن ان افطر فیہ یومًا قضاہ وحدہ وان قال متتابعًا بلا لزوم استقبال لانہ معین نذر کی معین مہینے کے صوم کی
تو اُسپر پے درپے روزہ رکھنا لازم ہوگا لیکن اگر اُس مہینے مین ایکدن روزہ نہ رکھے گا تو فقط اُسی دن کی قضا کرے اگرچہ اُسنے برابر روزہ رکھنے کو کہا ہو
تو بھی ایک ہی دن کی قضا کرے بدون لزوم استقبال کے یعنے ایک دن کے ترک صوم سے اُسپر سرے سے روزہ رکھنا لازم نہین اسواسطے کہ وہ مہینہ معین ہو استقبال
اُسمین متصور نہین ولو نذر صوم الابد فاکل لعذر فدی اور اگر نذر کی ہمیشہ کے صوم کی پھر اُسنے عذر سے کھایا تو فدیہ دے ثم قید بعذر کی اتفاقی ہو اگر بلا عذر کھاویگا تو بھی
فدیہ لازم ہوگا کذا فی الطحطاوی نذر ان یتصدق بالف من مالہ وہو یملک دونہا لزمہ ما یملک منہا فقط ہو المختار لانہ فیما لم یملک لم یوجد النذر فی الملک
ولا مضافا الی سببہ فلم یصح نذر کی ہزار تصدق کرنے کی اپنے مال سے اور حالانکہ وہ ہزار سے کمتر کا مالک ہو مثلاً چارسو کا تو اُسپر فقط اُسی قدر کی نذر لازم ہوگی
جسقدر کا کہ وہ مالک ہو یعنے چارسو کا مثلًا یہی قول مختار ہو اسواسطے کہ غیر مملوک مین نذر نہ پائی گئی ملک مین اور نہ مضاف الی سبب الملک مین تو صحیح نہ ہوگی کیا
لو قال مالی فی المساکین صدقۃ ولا مال لہ لم یصح اتفاقًا چنانچہ اگر یون کہا کہ میرا مال فقیرون مین صدقہ ہو اور حالانکہ اُسکا کچھ مال نہین تو یہ نذر صحیح نہین بالاتفاق
بسبب عدم ملک اور عدم اضافت کے طحطاوی نے کہا کہ عدم مال کی قید اتفاقی ہو اسواسطے کہ اگر مال بھی ہوگا تو بھی اُسپر کوئی چیز لازم نہین اسواسطے کہ قول مذکور
مین نذر کا صیغہ نہین نذر التصدق بہذہ المائۃ یوم کذا علی زید فتصدق بمائۃ اخری قبلہ ای قبل ذلک الیوم علی فقیر آخر جاز لما تقرر فیما مر نذر کی
ان سو درمون کے خیرات کی فلانے دن زید پر سو اُسنے اور سو درم کو اُس دن سے پہلے دوسرے فقیر کو خیرات دیا تو جائز ہو اسواسطے کہ ثابت ہو چکا سابق
مین کہ نذر غیر معلق مین کسی چیز کی خصوصیت نہین نہ فقیر کی نہ درم کی نہ وقت کی قال علی نذر لم یزد علیہ ولا نیۃ لہ فعلیہ کفارۃ یمین کہا کہ مجھپر نذر واجب

[illegible] صوم یا صدقہ کی نیت ہی [illegible] عین الیمین [illegible] اور اگر قول ہے [illegible]

[illegible] کی تو اسپر قیمت دن کا روزہ لازم ہو [illegible] کہ جب ہو [illegible] [illegible] کے وقت [illegible]

[illegible] تمام [illegible] مساکین کو کھانا [illegible] اور اگر قول مذکور میں صدقہ کی نیت کی [illegible] تو دس فقیرون کو کھانا [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] جب [illegible] تو [illegible] کی [illegible]

[illegible] قسم [illegible] کی [illegible] اور [illegible] قول حلف ان شاء اللہ بطل یمینہ [illegible] اپنی قسم سے انشاء اللہ [illegible]

[illegible] انشاء اللہ [illegible] تو قسم باطل ہوگئی [illegible] چنانچہ [illegible] تفصیل کتاب طلاق کے باب التعلیق میں [illegible]

[illegible] کو بعد قسم کے منفصل [illegible] ہے [illegible] عبد اللہ بن عباس [illegible] ہے کہ استثنا منفصل بھی [illegible]

[illegible] حکایت لطیفہ ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب مغازی منصور دوانقی خلیفہ عباسی کے پاس رہتے کتاب المغازی کو پڑھتے تھے اور امام ابو حنیفہ [illegible]

[illegible] ابن اسحاق نے خلیفہ سے کہا کہ شیخ [illegible] امام منصور خلیفہ کے جد کی مخالفت کرتا ہے استثنا منفصل میں خلیفہ نے امام سے کہا کہ تمہارا یہ حوصلہ کہ ہمارے

جدی مخالفت کرتے ہو امام نے کہا یہ شخص یعنی محمد بن اسحاق خلیفہ کی سلطنت مٹایا چاہتا ہے اسواسطے کہ جب استثنا منفصل جائز ہو تو آپکے عہد خلافت کو لوگ جنہوں

نے تم سے خلافت کی بیعت کرینگے اور اطاعت کی قسم کھائینگے پھر باہر نکل کر انشاء اللہ کہینگے اور آپ کی مخالفت کرینگے حانث نہ ہونگے تو خلیفہ سنکر کہا کیا

خوب کہنے کہا اور محمد بن اسحق کو ناخوش ہوکر اپنے پاس سے اٹھا دیا اور امام اعظم سے کہا کہ اس راز کو مخفی رکھنا کذا فی فتح القدیر وکذا یبطل به ای بالاستثناء

المتصل کل ما تعلق بالقول عبادة او معاملة لو بصیغة الاخبار اور اسی طرح استثنا متصل سے باطل ہو جاتا ہے جو امر کہ قول سے متعلق ہو خواہ عبادت ہو جیسے

نذر اور اعتاق یا معاملہ ہو جیسے طلاق اور اقرار بشرطیکہ بصیغہ اخبار ہو یعنے جملہ خبریہ ہو اگرچہ شرعا انشاء کیواسطے موضوع ہو چنانچہ صیغ عقود کے دلو بالامر

النهی کاعتقوا عبیدی بعد موتی ان شاء اللہ تعالی لم یصح وبع عبدی ہذا ان شاء اللہ لم یصح الاستثناء اور اگر استثنا سے متصل بصیغہ امر یا نہی ہو جیسا غیر بولنا

کہنا کہ میرے غلام کو آزاد کر دیجیو میری موت کے بعد انشاء اللہ تعالی تو صحیح نہیں اور میرے اس غلام کو بیچ ڈال انشاء اللہ تعالی تو یہ استثنا صحیح نہیں ہم تو

مثال اول میں اعتاق کی وصیت صحیح ہوگی اور مثال ثانی میں مخاطب بیع کا وکیل ہوگا اور نہی کی مثال یہ ہو کہ فلانے شخص سے نہ بچیا انشاء اللہ بخلاف المتعلق

بالقلب کالنیة کما مر فی الصوم واللہ تعالی اعلم بخلاف اس امر کے جو دل سے متعلق ہو جیسا کہ نیت کہ اسمین انشاء اللہ کہنا باطل نہیں چنانچہ کتاب

الصوم میں مذکور ہو چکا واللہ اعلم یعنے بوقت تلفظ نیت صوم انشاء اللہ کہنا باطل نہیں اسواسطے کہ نیت امر قلبیہ ہے جو زبان سے

باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی والاتیان والرکوب وغیر ذلک

یہ باب ہے دخول اور خروج اور سکونت اور آنے اور سوار ہونے اور انکے سوا اور افعال کی قسم کھانے کے احکام میں امام مصنف نے ان افعال

کا ذکر شروع کیا جنپر لوگ قسم کھاتے ہیں اور چونکہ ضبط افعال کا بسبب کثرت کے متصور نہیں لہذا اسقدر پر اکتفا کی جسکو فقہا نے کتب میں ذکر کیا ہے

اور مذکور کتب میں دو قسم کے فعل ہیں ایک افعال ظاہرہ دوسرے امور شرعیہ اور افعال مذکورین دخول وغیرہ سے اسواسطے ابتدا کی کہ جسم کیواسطے مکان میں

رہنا کھانے پینے سے زیادہ تر لازم ہے والاصل ان الایمان مبنیة عند الشافعی علی الحقیقة اللغویة وعند مالک علی الاستعمال القرآنی وعند احمد علی النیة وعندنا علی العرف

الم ینو ما یحتمله اللفظ فلا حنث فی لا یہدم بیتا ببیت العنکبوت الا بالنیة فتح اصل یہ ہے کہ قسمیں مبنی ہیں امام شافعی کے نزدیک حقیقت لغوی پر اور امام مالک کے

نزدیک استعمال قرآنی پر اور نزدیک امام احمد کے نیت پر اور ہمارے نزدیک عرف پر قسم کی بنا ہے جبتک کہ قسم کھانے والے نے وہ نیت نہ کی جسکا [illegible]

ہمارے نزدیک اس قول میں کہ واللہ کوئی گھر نہ گراؤنگا حانث نہیں کڑی کے گھر گرانے سے اسواسطے کہ مکڑی کے جالے کو عرف میں گھر نہیں بولتے ہیں مگر نیت

البتہ حانث ہوگا کذا فی الفتح یعنی اگر قسم کھانے والا گھر سے کڑی کا گھر مراد کریگا تو البتہ اسکے گرانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ بیت عنکبوت کو بھی لغت مین بیت بولتے ہین
اور جنکے نزدیک یمین مین لغت کا اعتبار ہو اگر یون قسم کھاوے کہ گھر نہ گراویگا تو بیت عنکبوت کے گرانے سے حانث ہوگا اور جنکے نزدیک یمین مین استعمال قرآن معتبر ہو اگر گوشت نکھانے
کی قسم کھا دیگا تو مچھلی کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ قرآن مجید مین مچھلی کو گوشت فرمایا ہو اور امام اعظم کے نزدیک عرف معتبر ہو اسواسطے کہ متکلم کا عرفی بول یہ ہو جو عام
مستعمل ہو نہ لغت اور قرآن پر اور جو الفاظ کہ اہل لغت اور اہل عرف مین مشترک ہین بان لغت البتہ معتبر ہو بنا بر عرف کے فتح القدیر مین مذکور ہو کہ ایک شخص نے حضرت سفیان ثوری
سے مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی قسم کھاوے گوشت نکھانیکی سو مچھلی کے کھانے سے حانث ہوگا یا نہین سفیان نے جواب دیا کہ ہان حانث ہوگا اسواسطے کہ قرآن مجید مین مچھلی کو گوشت کہا ہو
قال تعالی (لتاکلوا منہ لحما طریا) پھر سائل مذکور امام اعظم کے پاس آیا اور سفیان کا جواب بیان کیا امام نے کہا کہ پھر جا انکے پاس اور سوال کر کہ ایک شخص فرش پر نہ بیٹھنے
کی قسم کھاوے پھر وہ زمین پر بیٹھے حانث ہوگا یا نہین سفیان نے کہا کہ حانث نہ ہوگا امام نے سائل کو سکھایا کہ کیون حانث نہوگا حالانکہ حقتعالی نے زمین کو فرش کہا ہو
قال تعالی (واللہ جعل لکم الارض بساطا) سفیان نے اسمین تامل کیا اور کہا شاید مچھلی کا مسئلہ بھی تو ہی نے پوچھا تھا سائل نے کہا ہان سفیان نے فرمایا کہ نہ مچھلی کھانے
سے حانث ہوگا نہ زمین پر بیٹھنے سے تو سفیان نے بھی عرف کیطرف رجوع کیا نہ استعمال قرآنی پر الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لاعلی الاغراض قسمین مبنی ہین لفظون پر نہ اغراض
پر ہم غرض سے مراد یہان بنیت ہو یعنی نیت بدون لفظ کے معتبر نہین بلکہ لفظ اپنے عرفی معنی کے ساتھ البتہ معتبر ہو تو اگر کوئی کہے کہ پانی مجکو پلا اور طلاق کی نیت کرے تو طلاق نہ واقع
ہوگی اور یہ قاعدہ غیر ہو اس قاعدہ کا جو مذکور ہو چکا کہ قسم کی بنا عرف پر ہو کذا فی حاشیۃ الطحطاوی فلو اغتاظ علی غیرہ وحلف ان لایشتری شیئا بفلس
فاشتری لہ بدرہم او اکثر شیئا لم یحنث کمن حلف لایخرج من الباب اولا یضربہ اسواطا اولیغدینہ الیوم بالف فخرج من السطح وضرب بعصا
او تورسہ برغیف اشتراہ بالف اشباہ لم یحنث لان العبرۃ لعموم اللفظ جب یہ قاعدہ ٹھہرا کہ مدار یمین کا لفظ پر ہو نہ غرض پر تو اگر متکلم ناخوش ہوا غیر شخص
پر اور قسم کھائی کہ اسکو ایک پیسے کی چیز نہ خریدیگا پھر اسنے اسکو ایک درم یا زیادہ کی چیز مول لے دی تو حانث نہ ہوگا مانند اسکے جس نے قسم کھائی کہ
دروازہ سے نہ نکلیگا یا اسکو کوڑے نہ ماریگا یا اسکو اول روز ہزار درم کھلادیگا پھر قسم کھانے والا چھت کی طرف سے نکلا اور لاٹھی سے مارا اور اول
روز ایک روٹی کھلائی جسکو ہزار درم سے مول لیا تھا کذا فی الاشباہ تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہو نہ عموم غرض کا اگرچہ متکلم
کی غرض پہلی صورت مین رہنا ہو گھر کا اور دوسری صورت مین نہ مارنا غلام کا اور تیسری صورت مین کثیر القیمت غذا کھلانا ہو لیکن چونکہ یمین
مین لفظ معتبر ہو نہ غرض لہذا حانث نہ ہوگا طحطاوی نے کہا لیغدینہ بغین معجمہ و دال مہملہ ہو اور بعضے نسخہ مین بذال معجمہ ہو غذا سے اور بعضے
نسخے مین بجائے لعصا کے لعصا ہو مگر نسخہ لعصا اظہر اور موافق ہو تلخیص جامع اور بحرالرائق کے الا فی مسائل حلف لایشتریہ بعشرۃ حنث باحد عشر بخلاف
البیع اشباہ یمین مین اعتبار لفظ کا ہو نہ غرض کا مگر چند مسائل مین غرض معتبر ہو نہ لفظ چنانچہ قسم کھائی کہ اسکو دس درم سے نخریدیگا تو گیارہ درم سے
خرید کرنے مین حانث ہوگا اسواسطے کہ غرض متکلم کی یہ ہو کہ دس درم اور زیادہ سے نہ خرید کرے بخلاف بیع کے کذا فی الاشباہ یعنے اگر قسم کھائی کہ
دس درم سے نہ بیع کریگا پھر اسنے گیارہ درم سے بیچا تو حانث نہ ہوگا اسلیے کہ غرض بائع کی یہ ہو کہ زیادہ دس درم سے بیع کریگا سو حاصل ہوئی کذا فی الطحطاوی
لایحنث بدخول الکعبۃ والمسجد والبیعۃ للنصاری والکنیسۃ للیہود والدہلیز والظلۃ التی علی الباب اذا لم یصلحا للبیتوتۃ بحر فی حلفہ
لا یدخل بیتا لانہا لم تبن للبیتوتۃ نہ حانث ہوگا اس قسم مین کہ بیت مین نہ داخل ہوگا کعبہ معظمہ اور مسجد اور نصاری کے عبادت خانہ اور یہود کی
عبادتخانہ اور ڈیوڑھی اور چھت کے داخل ہونے سے جو دروازہ پر ہو جبکہ ڈیوڑھی اور چھت شب باشی کے لائق نہو کذا فی البحر اسواسطے نہ حانث ہوگا کہ
مکانات مذکورہ شب باشی کیواسطے موضوع نہین اور بیت اسکو کہتے ہین جو شب باشی کے واسطے موضوع ہو اور اگر ڈیوڑھی وسیع ہو جسمین شب باشی ہو سکتی ہو یا
چھت گھر کے اندر لائق رہنے کے ہو تو اسکے دخول سے البتہ حانث ہوگا صحاح جوہری مین ہو کہ دہلیز بکسر دال وہ مکان ہو جو دروازہ اور گھر کے درمیان ہو جسکو اہل شہر

ہیں اور ہر گھر میں اہل قصبات بروزنا خود ہوتے ہیں بخلاف دیار چنانچہ کہتے ہیں جنکی بعضوں کو ایک مرتبہ دالان کی بلا چبوترہ اور بے صحن ہوتے ہیں
فی دیارہ کذا فی الفتح ولا یحنث فی الصفۃ بلا نیۃ فی ظاہر المذہب ہدایات بنا پر صیانۃ ان الزین مستفاد فتح اور چونکہ بیت کے مفہوم میں شب باشی معتبر ہے تو صفہ دالان
ایوان کے مانند ہوئے فتح القدیر میں خلاف ہے بنا بر مذہب کے ہوا سکے کہ اسکے اندر صحن وسیع ہوتا ہے اگرچہ اسپر چھت نہ ہو کذا فی فتح القدیر مع عبارۃ کلام تاج کو
صحیح نہیں کہ شارح فتح القدیر میں صفہ کے مفہوم میں چھت ہونا مشروط ہے خواہ صفہ کی چاروں دیواریں ہوں اور اہل کوفہ یا تین دیواریں ہوں اور ایک طرف کشادہ ہو
اور صاحب ہدایہ نے ضمیر کی ہے اس العتبیہ ہو کہ بیت کے مفہوم میں چھت شرط نہیں تو صفہ اور بیت میں تماس کی نسبت ہے اور شاید کہ صفہ اور بیت کو
متباین سمجھا ہے اور اسی طرح علامہ طحطاوی نے کہا صفہ اور ایوان ایک ہی چیز ہے تو عطف ایوان کا عطف تفسیری ہے اور ہندوستان کے قصبات میں صفہ کو صحن کہتے ہیں ف
لا یدخل دار ام یحنث بدخولہا خربۃ لا بناء فیہا اصلا اور یوں قسم کھائے کہ کسی گھر میں نہ داخل ہوگا حانث ہوگا ویران گھر کے داخل ہونے سے جسمیں کچھ عمارت باقی
نہیں اور اگر کچھ دیواریں منہدم ہوگئیں اور کچھ باقی رہیں تو لائق یوں ہے کہ حانث ہے کذا فی الفتح وفی ہذہ الدار یحنث وان صارت صحراء او بنیت دارا
اخری بعد الانہدام لان الدار اسم للعرصۃ والبناء وصف والصفۃ انما تعتبر فی المنکر لا فی المعین اور یوں قسم کھائے ہیں کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا تو حانث ہوگا
دخول سے اگرچہ وہ گھر جنگل ہوگیا ہو یا اسکے انہدام کے بعد دوسرا گھر وہاں بنایا گیا ہو اسواسطے کہ گھر نام ہے ساحت کا اور عمارت وصف ہے اسکا اور وصف کا
اعتبار غیر معین میں ہوتا ہے نہ معین میں تم چونکہ مثال اول میں لفظ دار نکرہ ہے یعنی غیر معین لہذا عمارت اسمیں معتبر ہوئی تو ویران گھر کے داخل ہونے سے حانث نہوگا
معین حاضر میں وصف اسواسطے معتبر نہوا کہ اسکی ذات بسبب اشارہ کے تعریف وصف سے زیادہ تر معروف ہوگئی اور مثال ثانی میں چونکہ لفظ دار معرفہ ہے یعنی
معین لہذا اسمیں عمارت کا اعتبار نہوا تو ویران گھر کے داخل ہونے سے بھی حانث ہوگا اور مثال حاضر میں وصف اور صفت اسکو کہتے ہیں جو ایک چیز دوسری چیز میں
قائم ہو اور اسکے قیام سے دوسری چیز کا حسن اور کمال زیادہ ہو جاوے اور اسکے نہ ہونے سے نقصان ظاہر ہو خواہ وہ چیز قائم جوہر ہو یا عرض کذا فی الفتح الا اذا
کانت شرطا او داعیۃ للیمین کحلفہ علی ہذا الرطب بتقیید بالوصف صفت کا اعتبار معین چیز میں نہیں ہوتا مگر اسوقت جبکہ صفت شرط ہو قسم کی یا باعث ہو قسم
کی چنانچہ یوں قسم کھانا کہ اس تر کھجور کو نہ کھاویگا تو اسوقت معین میں بھی قید صفت کی معتبر ہوگی یعنی خشک کھجور کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ قسم
کی باعث کھجور کی تری ہے خشکی اور صفت کے شرط ہونیکی یہ مثال کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر میں داخل ہوگی جو فلانے کے گھر سے متصل ہے تو تو
طالق ہے تو یہ اسکی صفت ہے کہ بطور شرط مذکور ہوئی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وان جعلت بعد الانہدام بستانا او مسجدا او حماما او بیتا او غلب علیہ الماء
فصارت نہرا لا یحنث وان بنیت دارا بعد ذلک اور اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا پھر وہ گھر بعد منہدم ہونے کے باغ یا مسجد یا حمام یا بیت بنایا گیا یا گھر پر
پانی غالب ہوا سو گھر نہر ہو گیا تو وہاں کے داخل ہونے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ گھر کا نام باقی نہ رہا دوسرا نام ہو گیا یعنی باغ یا مسجد اگرچہ بعد منہدم ہونیکے دوسرا گھر
بنایا جاوے تو بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ انہدام سے اول ہو جاتا ہے جسکے عدم دخول کی قسم کھائی تھی کذا فی الفتح کہذا البیت وکذا ابتناء بالاولی فہدم او بنی بیتا آخر او
نقض الاول لزوال اسم البیت چنانچہ حانث نہیں ہوتا یوں قسم کھانے سے کہ اس بیت میں نہ داخل ہوگا پھر وہ گر گیا یا دوسرا بیت بنایا گیا اگرچہ اول کو توڑ کر بنایا ہو تو
بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ نام معین بیت کا انہدام یا ٹوٹنے سے باقی نہ رہا بلکہ دوسرا نام پیدا ہوا اور اسیطرح غیر معین بیت کی قسم سے بطریق اولی حانث نہوگا م
طحطاوی نے کہا کہ تشبیہ غیر معین کی بہ معین سے فقط پہلی صورت میں ہے یعنی انہدام نہ بنانا دوسرا بیت کہ ہر کہ جب معین میں صفت یعنی عمارت بیت معتبر ہوئی تو غیر
معین میں باعتبار عمارت کے بطریق اولی ہوگا و لو ہدم السقف دون الحیطان فدخلہ حنث فی المعین لانہ کالصفۃ الا فی المنکر لان الصفۃ تعتبر فیہ کما مر و قرأ دونہ
النہر لایعلمون نظر فیہ نے الہدایۃ لفرق بینہ وبین فی البیوت ترد اور اگر بیت کی چھت گر گئی نہ دیواریں پھر اسمیں داخل ہوا تو معین بیت کی قسم میں حانث ہوگا اسواسطے
کہ چھت معین بیت میں مانند صفت کے ہے اور صفت کا اعتبار معین میں نہیں ہوتا اور حانث نہوگا بیت غیر معین کی قسم میں اسواسطے کہ غیر معین میں صفت معتبر ہے

چنانچہ اسکی تفصیل سابق میں مذکور ہو چکی اور بحر الرائق میں معین اور غیر معین کے فرق کو بدائع کی طرف نسبت کیا ہے لیکن انہیں نہر الفائق میں اعتراض کیا ہے کہ بیت معین اور غیر معین میں کچھ فرق نہیں جبکہ وہ شب باشی کے لائق ہو قید بھذہ الدار لانہ لو اشار ولم یسم بان قال ہذہ حنث بدخولہا علی ای صفۃ کانت کہذا المسجد فخرب لبقاء مسجد الی یوم القیمۃ بحر یعنی شارح کہتا ہے مصنف نے لایدخل ہذہ الدار کو باسم اشارہ اور تسمیہ مقید کیا اسواسطے کہ اگر فقط اشارہ کرے دار کی طرف اور نام نہ لے یعنی یوں کہے کہ اسمیں نہ داخل ہوگا تو حانث ہوگا دخول دار سے جس صفت پر کہ وہ ہو یعنے اگرچہ باغ یا حمام یا مسجد بنگئی ہو تو بھی حانث ہوگا چنانچہ ہذا المسجد میں یعنے قسم کھائی کہ اس مسجد میں نہ داخل ہوگا پھر وہ ویران ہو گئی اور وہ داخل ہوا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ مسجد کا حکم قیامت تک باقی رہتا ہے اگرچہ وہ ویران ہو جاوے اور یہ قول ہے ابو یوسف کا اسی پر فتوی ہے ولو زید فیہ حصۃ فدخلہا لم یحنث مالم یقل مسجد بنی فلان فیحنث وکذلک الدار لانہ عقد یمینہ علی الاضافۃ وذلک موجود فی الزیادۃ بدائع وبحر اور اگر مسجد میں کسی کی زمین کا حصہ زیادہ کرا دیا گیا تو اسکے دخول سے حانث نہ ہوگا جب تک یوں نہ کہے کہ فلانے قوم کی مسجد میں نہ داخل ہوگا پھر جبکہ اسطرح کہیگا تو اسکی دخول سے حانث ہوگا اور ایسا ہی حکم ہے دار کا در صورت زیادت حصہ اسواسطے کہ حالف نے اپنی یمین کو منعقد کیا ہے اضافت پر یعنے فلانی قوم کی مسجد پر اور یہ موجود ہے اس زیادتی میں جو مسجد میں داخل ہو گئی کذا فی البحر عن البدائع ولو حلف لایجلس الی ہذہ الاسطوانۃ او الی ہذا الحائط فہدما ثم بنیا ولو بنقضہما او لا یرکب ہذہ السفینۃ فنقضت ثم اعیدت بخشبہا لم یحنث اور اگر قسم کھائی کہ اس ستون یا اس دیوار کی طرف نہ بیٹھیگا پھر دونو منہدم ہو گئے بعد اسکے بنائے گئے اگرچہ انکو توڑ کر اسی اینٹ اور مٹی سے بنایا ہو یا یوں قسم کھائی کہ اس ناؤ پر سوار نہ ہوگا پھر وہ توڑی گئی بعد اسکے اسی کی لکڑیوں سے دوبارہ بنائی گئی تو ستون یا دیوار کے پاس بیٹھنے یا ناؤ کے سوار ہونے سے حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ پہلا نام زائل ہو گیا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی کما لو حلف لایکتب بہذا القلم فکسرہ ثم براہ فکتب بہ لان غیر المبری لایسمی قلما بل انبوبا فاذا کسرہ فقد زال الاسم ومتی زال بطل الیمین چنانچہ اگر قسم کھائی کہ اس قلم سے نہ لکھیگا پھر اسکو توڑ ڈالا بعد اسکے پھر قلم تراشا اور اس سے لکھا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ غیر تراشے کا نام قلم نہیں ہوتا بلکہ اسکو نے کہتے ہیں پھر جب قلم کو توڑا تو قلم کا نام زائل ہو گیا اور جب نام زائل ہوا تو قسم باطل ہو گئی ہم طحطاوی نے کہا کہ بالفعل عرف بدلگیا کہ اسکو ٹوٹا قلم کہتے ہیں تو نام زائل نہ ہوا تو تراش کر لکھنے کے بعد بھی حانث ہوگا والواقف علی السطح داخل عند المتقدمین خلافا للمتاخرین اور جو شخص کہ چھت پر کھڑا ہے وہ گھر کے اندر داخل ہے فقہاء متقدمین کے نزدیک بخلاف متاخرین کے یعنی اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا پھر دوسرے گھر کی چھت سے اس گھر کی چھت پر آیا تو متقدمین کے نزدیک حانث ہوگا نہ متاخرین کے نزدیک ووفق الکمال بحمل الحنث علی سطح لہ ساتر وعدمہ علی مقابلہ اور کمال الدین نے فتح القدیر میں جمع بین القولین کیا ہے حنث کو اس چھت پر محمول کر کے کہ جسکے گرد پردہ ہے دیوار وغیرہ کا اور عدم حنث عدم پردہ پر محمول کیا ہے یعنی اگر چھت کے گرد احاطہ ہے تو اسپر قائم ہونے سے حانث ہوگا بموجب قول متقدمین کے اور اگر اسپر پردہ نہیں تو حانث نہ ہوگا بموجب قول متاخرین کے اسواسطے کہ دار عبارت ہے اس سے جسکے گرد دائرہ محیط ہو اور یہ امر نیچے اور اوپر دونوں درجوں میں حاصل ہے اور اگر چھت پر احاطہ نہیں تو یہ بات حاصل نہیں کذا فی الفتح وقال ابن الکمال ان الحالف من بلاد العجم لایحنث قال مسکین وعلیہ الفتوی اور ابن کمال نے کہا کہ بلاد عجم کا قسم کھانے والا چھت پر قائم ہونے سے حانث نہیں ہوتا اسواسطے کہ بلاد عجم کے عرف میں اسکو داخل دار نہیں کہتے علامہ مسکین نے کہا اور اسی قول پر فتوی ہے ہم حلبی نے کہا جب مدار قسم کا عرف پر ہوا تو علیہ الفتوی کہنا بے معنی ہے مگر اس فتوی کو بلاد عجم پر محمول کیجیے وفی البحر افاد انہ لو ارتقی شجرۃ او حائطا حنث وعلی قول المتاخرین لا والظاہر قول المتاخرین فی الکل لانہ لایسمی داخلا عرفا کما لو حفر سردابا او قناۃ لاینتفع بہا اہل الدار اور بحر الرائق میں ہے کہ مصنف کنز نے واقف علی السطح کو داخل قرار دیکر اشارہ کیا کہ اگر گھر والے درخت یا دیوار پر باہر سے کوئی چڑھ جاوے تو حانث ہوگا اور بقول متاخرین حانث نہوگا اور ظاہر تو متاخرین کا قول ہے سب صورتوں میں اسلیے کہ واقف علی السطح اور درخت اور دیوار کے چڑھنے والیکو عرف میں داخل دار نہیں کہتے چنانچہ اگر گھر کے نیچے باہر سے تہخانہ کھودے یا بطور سرنگ ایسی نہر جاری کرے کہ گھر والے اسکے پانی سے اندر کی جانب سے منتفع نہوتے ہوں تو اس تہخانہ اور

پر سقف کے گھسنے سے گھر میں داخل ہونا نہیں کہتے ہیں قال رحمہ اللہ والمسجد لیس بمسکن فدخلہ لم یحنث اور مسجد بدائع صاحب بحر الرائق نے کہا کہ وہ فقہ
فی اصطلاح کو متعلق کرتا اشارہ ہے مسجد کو بھی تو اگر مسجد پر رہنے کا مکان ہو سو اس میں جاوے تو حانث نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ مکان مسجد نہیں کذا فی البدائع ویقید
الدخول بالباب حنث بالباب ذکر فیما اذا اضیفت بالاضافۃ بدائع اور اگر قسم کھانے والے نے دخول دار میں باب کی قید لگا لی یعنے یوں کہا کہ اس
گھر میں اس دروازہ سے نہ داخل ہوگا تو سوائے اس دروازہ کے داخل ہونے سے بھی حانث ہوگا اگرچہ بطور نقب ہو مگر اسوقت حانث نہ ہوگا جبکہ دروازہ
کو اس کی تعیین کر دیا ہو کذا فی البدائع مع نقب سے مراد وہ ہے جو دروازہ بنانے کو دیوار توڑی گئی ہو کذا فی الطحطاوی والوقوف بالقدمین فی طاق
الباب یعنی عتبۃ یحنث لو غلق الباب کان خارجا لا یحنث وان کان لعکسہ یحنث لو غلق کان داخلا یحنث لی حلفہ لا یدخل اور جو شخص اپنے
دونوں قدم سے دروازہ کے ایسے آستانہ پر کھڑا ہو کہ اگر دروازہ بند کیا جاوے تو آستانہ باہر ہو جاوے تو حانث نہ ہوگا اور اگر اس کے بالعکس ہو اسطرح کہ اگر
دروازہ بند ہو تو آستانہ گھر کے اندر ہو جاوے تو وہ حانث ہوگا اس قسم میں کہ گھر میں نہ داخل ہوگا مع طاق باب اور عتبہ اور سکفۃ الباب آستانہ ہے جسکو اہل ہند
دہلیز اور چوکھٹ بولتے ہیں ولو کان الحالف علیہ الخروج انعکس الحکم اور اگر خروج دار پر قسم کھائی ہو تو حکم بالعکس ہوگا یعنی یوں قسم کھائی کہ وہ اس
گھر سے باہر نہ جاوے گا تو آستانہ داخلہ پر کھڑے ہونے سے حانث نہ ہوگا اور آستانہ خارجہ پر کھڑے ہونے سے حانث ہوگا لکن فی المحیط حلف لا یخرج فرقی شجرۃ
فیہا بحال لو سقط سقط فی الطریق لم یحنث لان الشجرۃ کبناء الدار لیکن محیط میں ہے قسم کھائی کہ اس گھر سے باہر نہ جاوے گا پھر وہ گھر کے درخت پر چڑھ گیا سو اس
حال پر ہو گیا کہ اگر شاخ سے گرے تو گھر کے باہر راہ میں گرے تو حانث نہ ہوگا اس واسطے کہ گھر کا درخت مانند عمارت دار کے ہے مع شارح نے استدراک کیا حکم سابق
کا یعنی بموجب روایت محیط کے آستانہ خارجہ کا کھڑا ہونے والا بھی خارج نہیں مگر یہ کہ عرف کو فارق کہیے کذا فی الطحطاوی وہذا الحکم المذکور اذا کان
الحالف واقفا بقدمیہ فی طاق الباب فلو وقف باحدی رجلیہ علی العتبۃ وادخل الاخری فان استوی الجانبان او کان الجانب
الخارج اسفل لم یحنث وان کان الجانب الداخل اسفل حنث زیلعی وقیل لا یحنث مطلقا وہو الصحیح ظہیریہ لان الانفصال التام لا یکون الا
بالقدمین اور یہ حکم مذکور یعنی آستانہ خارجہ اور داخلہ کا فرق اسوقت تک ہے جبتک کہ قسم کھانے والا اپنے دونوں قدم سے دروازہ کے آستانہ پر کھڑا ہو سو اگر ایک قدم
سے آستانہ پر کھڑا ہوا اور دوسرا قدم اندر گھر کے داخل کرے سو اگر دونوں طرفین خارجی اور داخلی برابر ہوں یا خارجی طرف پست ہو داخلی سے تو حانث نہ ہوگا عدم
دخول کی قسم میں اس واسطے کہ تمام بدن کا بوجھ پست جانب کی طرف ہوتا ہے اور اگر داخلی طرف نیچی ہو خارجی طرف سے تو حانث ہوگا کذا فی شرح الزیلعی اور دوسرا
قول یہ ہے کہ کسی طرح حانث نہ ہوگا خواہ داخلی طرف پست ہو یا خارجی اور یہی قول صحیح ہے کذا فی الظہیریہ اس واسطے کہ پوری جدائی بدون دونوں قدم کے نہیں ہوتی
اور ایک قدم کے رکھنے میں اگرچہ پست جانب کی طرف بدن کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے لیکن دوسرے قدم کی طرف بھی لگا رہتا ہے ودوام الرکوب واللبس والسکنی
کالانشاء فیحنث بمکث ساعۃ اور دوام رکوب اور لبس اور سکونت مانند انشاء کے ہے تو ایک ساعت کے توقف سے بھی حانث ہوگا یعنی اگر قسم کھائی کہ اس جانور پر
سوار نہ ہوگا اور حالانکہ اسپر سوار ہے یا قسم کھائی کہ اس قمیص کو نہ پہنیگا حالانکہ وہ اسکو پہنے ہے یا قسم کھائی کہ اس حویلی میں نہ سکونت کریگا حالانکہ اسمیں ساکن ہے
تو اگر بعد اس قسم کے ایکساعت بھی سوار رہیگا یا قمیص نہ اتاریگا یا گھر سے باہر نکل نہ جاویگا تو حانث ہوگا اس واسطے کہ دوام اور ثبات ان افعال کا بجائے
انشاء افعال ہے گویا اب سوار ہوا یا اب قمیص پہنا یا اب سکونت کی لا دوام الدخول والخروج والتزوج والتطہیر لان الضابطۃ ان ما یمتد فلدوامہ حکم ابتداء
والا فلا اور دوام دخول اور خروج اور تزوج اور تطہیر انشاء کے مانند نہیں اس واسطے کہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو فعل لائق امتداد اور دیرپائی کے ہے مانند رکوب
اور لبس اور سکونت کے تو اسکے دوام کو ابتداء فعل کا حکم ہے اور جو فعل دیرپائی کے لائق نہیں مانند دخول وغیرہ کے اسکے دوام کو ابتداء کا حکم نہیں تو
اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوگا حالانکہ اسمیں داخل ہے یا اس سے نکلے گا حالانکہ وہ خارج ہے یا اس عورت سے نکاح نہ کریگا حالانکہ وہ اسکی منکوحہ ہے

یا وضو کریگا حالانکہ وہ باوضو ہو تو باوجود دوام ان افعال کے حانث نہوگا اور دوام سے مراد یہ ہو کہ ایکساعت بعد قسم کے اُنھی حالت پر باقی رہے کذا فی النہر

وہذا الیمین حال الدوام اما قبلہ فلا فلو قال کلما رکبت فانت طالق او فعلی درہم ثم رکب دوام لزمتہ طلقۃ ودرہم ولو کان راکبا لزمہ فی کل ساعۃ یمکنہ النزول طلقۃ و درہم اور یعنی دوام کو حکم ابتدا کا ہونا اس شرط پر ہو کہ حالت دوام مین قسم ہوا اور اگر قبل اسکے قسم ہوگی تو دوام فعل کو حکم ابتدا کا نہین تو اگر اُسنے کہا کہ جب مین سوار ہون تو تو طالق ہو یا مجہر ایک درم واجب ہو تو بعد اسکے سوار ہوا اور سوار بنا رہا تو اُسپر ایک طلاق اور ایک ہی درم لازم ہوگا اور اگر قسم سے پہلے سوار ہوگا تو اُسپر ہر ایک ساعت مین جسمین سواری سے اُترنا ممکن ہو ایک ایک طلاق اور درم لازم ہوگا کذا فی النہر عن المجتبی قلت وفی عرفنا

لا یحنث الا بابتداء الفعل فے الفصول کلہا وان لم ینو والیہ مال استاذنا المجتبی صاحب مجتبی نے کہا مین کہتا ہون کہ ہمارے عرف مین حانث نہین ہوتا مگر ابتدا فعل سے سب افعال مذکورہ مین اگرچہ نیت نہ کرے اور اسی کی طرف ہمارے اُستاد نے میلان کیا ہو حم یعنی خواہ فعل ممتد ہو جیسے رکوب یا غیر ممتد ہو جیسے دخول خواہ قسم درحالت تلبس فعل ہو یا نہ ہو بہرصورت دوام فعل کو ابتدا فعل کا حکم نہین تو عرفاً حانث نہوگا مگر ابتدا فعل سے اور ایک روایت ابو یوسف کی اسکی مؤید ہو کذا فی النہر حلف لا یسکن ہذہ الدار او البیت او المحلۃ یعنی الحارۃ فخرج وبقی متاعہ واہلہ حتی لو بقی وتد حنث قسم کھائی کہ اس گھر یا اس بیت یا اس گلی محلہ مین سکونت نہ کریگا سو خود حالف وہانسے نکل گیا اور اُسکا اسباب خواہ اُسکی زوجہ اور اولاد باقی رہی یہانتک کہ اُسکے اسباب مین سے ایک مینخ بھی اگر باقی رہجاویگی تو حانث ہوگا اسواسطے کہ سکونت عرفی عبارت ہو بقاء متاع اور اہل سے چنانچہ اہل بازار تمام دن بازار مین رہتے ہین لیکن وہین کے کہلاتے ہین جہان اُنکے اہل وعیال اور اسباب رہتا ہو م واہلہ کا واو بمعنی او ہو لہذا ترجمہ اسی طرح کیا اسواسطے کہ بقاے متاع اور بقاے اہل ہر ایک علت مستقلہ ہو حنث کی کذا فی النہر واعتبر محمد نقل ما یقوم بہ السکنے وہو ارفق وعلیہ الفتوی قالہ العینی ولو انتقل الی سکۃ او مسجد علی الاوجہ قالہ الکمال واقرہ فی النہر اور اعتبار کیا ہو محمد نے نقل اسباب خانگی مین اُسقدر کو جس سے سکونت حاصل ہو اور یہ قول آسان تر ہو اور اسی پر فتوی ہو بقول شیخ الامام عینی یعنی سب اسباب کا اُٹھا لیجانا بقول محمد ترک سکونت کیواسطے لازم نہین بلکہ اگر بقدر ضرورت سکنی نقل متاع کریگا تو حانث نہوگا اگرچہ کسی گلی یا مسجد مین نقل مکان کیا ہو بنابر قول اوجہ یہ کہا ہو کمال الدین نے اور قائم رکھا ہو اُسکو نہر الفائق مین م نہر الفائق مین کہا کہ ہر مین کیواسطے نقل متاع اور اہل کافی ہو خواہ یہ نقل کسی حویلی کی طرف ہوا ہو خواہ کسی گلی یا مسجد کی طرف اور اطلاق عدم حنث اوجہ ہو بقول صاحب فتح القدیر خلافا للہدایۃ انتہی ملخصا وہذا لو الیمین بالعربیۃ ولو بالفارسیۃ بر بمجرد خروجہ بنفسہ اور یہ یعنے بقاے متاع یا اہل سے حانث ہونا اس شرط پر ہو کہ جب مین حالف کی عربی زبان مین ہو اور اگر فارسی زبان مین قسم ہو تو حالف اپنی قسم مین سچا ہوگا اپنی ذات کے نکلنے سے بنابر عرف فارس کے اگرچہ متاع اور اہل باقی رہے کما لو کان سکناہ تبعا چنانچہ اگر سکونت حالف کی بالتبع ہو نہ بالاصالت چنانچہ بڑا بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہو یا زوجہ زوج کے ساتھ تو خروج بنفسہ سے حنث نہین وکما لو ابت المرأۃ النقلۃ وغلقہ او لم یمکنہ الخروج ولو بدخول لیل او غلق باب او اشتغل لطلب دار اخری او دابۃ فان لقی ایاما او کان لہ امتعۃ کثیرۃ فاشتغل بنقلہا بنفسہ وان امکنہ ان یستکری دابۃ لم یحنث اور چنانچہ عورت نے نقل مکان سے انکار کیا اور زوج پر غالب آئی یا حالف کو گھر سے نکلنا ممکن نہوا اگرچہ رات ہو جانے سے یا دروازہ بند ہو جانے سے یا حالف دوسرے گھر یا سواری کی تلاش مین مشغول رہا اگرچہ اس تلاش مین اُسی گھر مین چندروز موجود رہا یا حالف کا اسباب بہت تھا اور اُسکے اُٹھا لیجانے مین بذات خود مشغول رہا اگرچہ اُسکو کرایہ دینا جانور کا اسباب لادنے کے واسطے ممکن تھا ان سب صورتون مین حانث نہ ہوگا ولو نوی التحول بعد ندین وعند الشافعی یکفے خروجہ بنیۃ الانتقال اور اگر عدم سکونت کی قسم مین حالف نے فقط اپنے بدن کا اُٹھ جانا مراد لیا ہو تو باعتبار دیانت کے اُسکی تصدیق ہوگی نہ بنابر قضا کے اور امام شافعی کے نزدیک نکلنا حالف کا انتقال کی نیت سے عدم حنث مین کافی ہو بخلاف المصر والبلد والقریۃ فانہ یبر بنفسہ فقط بخلاف شہر اور بلد اور گانون کے یعنی اگر قسم کھائی کہ اس شہر یا گانون مین

[illegible] حانث ہوگا [illegible] کھانا [illegible] شبہ [illegible]

[illegible] نکلے [illegible]

[illegible] الدار لیست [illegible] تمام [illegible]

قول مختار [illegible] قسم کھائی کہ فلان زید کے ساتھ سکونت نہ کریگا پھر اسکو گھر کے [illegible] میں رکھا
[illegible] ایک کوٹھری میں [illegible] اور زید دوسری کوٹھری میں تو حانث ہوگا [illegible] موقت میں حانث نہ ہوگا جبکہ گھر بڑا ہو اور اگر گھر کو حانث اور
زید نے تقسیم کر کے [illegible] میں دیوار قائم کرکے تو اگر گھر کو قسم میں معین کر لیا ہے یون کہا ہو کہ اس گھر میں زید کے ساتھ سکونت نہ کرونگا تو بوجہ تقسیم
کے بھی حانث ہوگا اور اگر معین نہیں کیا تھا قسم میں تو قسم مذکور سے حانث نہ ہوگا اور اگر گھر میں زید داخل ہوگیا بطور غصب کے تو اگر حالف نے
اسکے ساتھ اقامت کی تو حانث ہوگا خواہ حالف کو اسکے رہنے کا علم ہوا ہو اور اگر حالف بمجرد دخول زید کے نکل گیا تو حانث نہ ہوگا چنانچہ اس
صورت میں حانث نہیں ہوتا اگر مثلاً زید حالف کے گھر میں بطور مہمان کے اترے اور اسی طرح اگر حالف سفر میں جاوے پھر زید اسکے گھر میں اسکے عیال
کے ساتھ رہے اسواسطے کہ حالف نے اسکو فی الحقیقت ساکن نہیں کیا ہے تاوقتیکہ مہمان پندرہ روز اقامت نہ کریگا حالف کے ساتھ ساکن نہ گنا جاویگا اور
اسکو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ سکونت بدون اہل اور متاع کے متحقق نہیں ہوتی کذا فی حاشیۃ الحلبی ناقلاً عن البحر ولو قید المساکنۃ بشہر حنث بساعۃ لعدم امتدادہا
بخلاف الاقامۃ بحر اور اگر حالف مساکنت کو ایک مہینہ کر مقید کریگا یعنے یون کہیگا کہ مین زید کے ساتھ ایک مہینہ سکونت نہ کرونگا تو ایک ساعت
کی سکونت سے بھی حانث ہوگا اسواسطے کہ مساکنت میں امتداد نہیں بخلاف اقامت کے کذا فی البحر عدم امتداد کی غیر مسلم ہے چنانچہ مصنف
ذکر کر چکا ہے کہ دوام مرکوب اور سکنی وغیرہ کا حکم ابتدا ہے اور کنز میں بھی اسی کے موافق ہے تو حق یہ ہے کہ بدون مساکنت ایک مہینے کے حانث نہوگا کذا فی
حاشیۃ الحلبی وفی خزانۃ المفتین حلف لا یضربہا فضربہا من غیر قصد لا یحنث اور خزانۃ المفتین میں ہے کہ قسم کھائی کہ عورت کو نہ ماریگا پھر اسکو بلا قصد مارا تو حانث
نہوگا وحنث فی لا یخرج من المسجد ان حمل واخرج مختاراً بامرہ وبدونہ بان حمل مکرہاً لا یحنث ولو راضیاً بالخروج فی الاصح اور حانث ہوگا
اس قول مین کہ مسجد سے نہ نکلونگا اگر اٹھایا گیا اور بخوشی نکالا گیا اپنے امر سے اور اگر بدون امر نکالا گیا اسطرح کہ زبردستی اٹھایا گیا تو حانث ہوگا
قول اصح مین اگرچہ بعد جبر کے خروج سے راضی ہوگیا ہو ومثلہ لا یدخل اقساماً واحکاماً اور مانند خروج کے دخول ہے اقسام اور احکام مین یعنے اگر قسم کھائی
کہ مسجد مین داخل نہ ہونگا تو اگر اپنے امر سے داخل کیا گیا تو حانث ہوگا اور اگر زبردستی داخل کیا گیا تو حانث نہ ہوگا اور خروج مین شارح نے مسجد کی
قید اسواسطے لگائی کہ خروج دار سے بدون متاع اور اہل کے معتبر نہین چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا واذا لم یحنث بدخولہ بلا امرہ [illegible]
[illegible] علی الصحیح ظہیریۃ لا تنحل یمینہ لعدم فعلہ علی المذہب الصحیح فتح وغیرہ وفی البحر عن الظہیریۃ [illegible] لکنہ خالف فی فتاواہ فافتی
[illegible] القول ابی شجاع لانہ ارفق لکنک علمت المعتمد اور جب کہ حانث نہ ہوا دخول بلا امر سے اگر پھسلنے یا ٹھوکر کھانے یا دابہ کے
پھسلنے یا [illegible] سرکشی سے بنا بر قول صحیح داخل ہوگیا ہو کذا فی الظہیریہ تو حالف کی یمین نہ باطل ہوگی بسبب اسکے عدم فعل کے بنا بر مذہب
صحیح کے کذا فی فتح القدیر وغیرہ اور بحر الرائق مین ظہیریہ سے منقول ہے کہ عدم بطلان یمین پر فتوے ہے تو بعد اسکے اگر داخل ہوگا تو حانث ہوگا
لیکن صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاوے مین اسکے مخالف کہا ہے سو بطلان یمین کا فتوے دیا ہے بدلیل قول ابو شجاع کے اسواسطے کہ بطلان یمین
لوگون کے حق مین آسان تر ہے تاکہ حانث نہ ہون لیکن تجھکو قول معتمد یعنے عدم بطلان یمین فتح القدیر وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے تو فتوی صاحب
بحر کا لائق اعتماد کے نہین ولا یحنث فی قولہ لا یخرج الا الی جنازۃ ان خرج الیہا ثم اتی امراً آخر [illegible] الا فی البدایۃ

ان خرجت الا الی المسجد فانت طالق فخرجت تريد المسجد ثم بدا لها فذهبت لغير المسجد لم تطلق اور حانث نہ ہوگا اس قول مین کہ نہ نکلیگا گھر سے مگر جنازہ کی طرف اگر خارج ہوا جنازہ کے واسطے اسکی طرف ارادہ کرکے اپنے گھر کے دروازہ سے جدا ہونے کے وقت خواہ جنازہ کے ساتھ چلا یا نہ چلا اسواسطے کو بدائع مین مصرح ہو کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر مسجد کے سوا تو نکلے تو تو طالق ہو سو وہ مسجد کا ارادہ کرکے نکلی پھر بعد خروج کے اسکے جی مین آیا سو غیر مسجد کی طرف چلی گئی تو مطلقہ نہوگی ہم اسواسطے کہ شرط طلاق خروج غیر مسجد تھا سو پایا نہ گیا یعنی دروازے سے جدا ہونے کیوقت اسکو غیر مسجد مقصود نہ تھا اگرچہ بعد خروج کے کہین اور چلی گئی ثم اتی امرا آخر لان الشرط هي الخروج والذهاب الرواح والعيادة والزيارة النية عند الانفصال لا الوصول الا في الاتيان یعنی قسم کھائی کہ سوائے جنازہ کے نہ نکلیگا سو بقصد جنازہ دروازہ سے جدا ہوا پھر دوسرے کام کو چلا گیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خروج اور ذہاب اور رواح اور عبادت اور زیارت مین نیت شرط ہو دروازہ سے جدا ہونے کے وقت اور پہونچنا مقصود کیطرف شرط نہین مگر اتیان کی لفظ مین البتہ وصول مقصود شرط ہو انفصال کیوقت نیت ہو یا نہو طحطاوی نے کہا کہ ظاہر کلام شارح اسپر دلالت کرتا ہو کہ اگر عبادت اور زیارت کی نیت سے نکلے تو حانث نہ ہوگا مریض کے گھر تک پہونچے یا نہ پہونچے حالانکہ بحر الرائق سے یون مستفاد ہوتا ہو کہ اسکے گھر کے دروازے تک جانا اور اجازت دخول کی مانگنا عیادت مین ضرور ہو فلو حلف لا يخرج او لا يذهب الا الى مكة فخرج يريدها ثم رجع منها قصد غيرها ام لا نهر حنث اذا جاوز عمران مصره على قصدها ان بينه وبينها مدة سفر والا حنث بمجرد انفصاله فتح بحثا سو اگر قسم کھائی کہ نہ خارج ہوگا یا نہ جاویگا طرف مکہ کے پھر نکلا اسکے قصد پر پھر اسکی طرف سے پلٹ آیا مکہ کے سوا کسی طرف کا قصد کیا یا نہ کیا کذا فی النهر تو حانث ہوگا جبکہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکلیگا مکہ کے قصد پر بشرطیکہ اس شہر اور مکہ مین مدت سفر کی ہو یعنی تین منزل یا زیادہ اور اگر دونون مین اتنا فاصلہ نہوگا تو بمجرد جدا ہونے شہر سے حانث ہوگا بلا تجاوز عمران کذا فی فتح القدیر بحثاً اور رواح کہ مانند خروج اور ذہاب کے کہنا تجویز ہو صاحب بحر کی ہم صاحب بحر الرائق نے کہا کہ لفظ رواح مین مین نے اپنے علما کی تصریح نہین دیکھی حالانکہ اہل مصر اسکو بہت بولتے ہین لیکن ازہری لغوی نے کہا کہ لغت عرب مین رواح بمعنی ذہاب ہو خواہ اول شب مین ذہاب ہو یا آخر شب مین تو اس تقدیر مین ایسا ورح درحکم لایذہب کے ہوگا فتح القدیر مین ہو کہ خروج اس مثال مین بمعنی سفر کے ہو اسواسطے کہ مکہ کیطرف جانا بلاشبہہ سفر ہو لہذا تجاوز عمران شہر حنث کی شرط ہوئی ونیہ حلف لیخرجن مع فلان العالم الى مكة فخرج معه حتى جاوز البيوت بر اور فتح القدیر مین ہو قسم کھائی کہ البتہ نکلیگا فلانے عالم کے ساتھ طرف مکہ کے پھر اسکے ساتھ نکلا یہانتک کہ گھرون سے باہر ہوگیا تو اپنی قسم کو قائم رکھا حانث نہوا اگرچہ مکہ تک نجاوے اور پھر آوے وفي لا يخرج من بغداد الا مع جنازة فالمقابر خارج بغداد حنث اور اس قسم مین کہ بغداد سے نہ نکلیگا سو جنازہ کے ساتھ نکلا اور حالانکہ قبرستان بغداد سے خارج ہو تو حانث ہوگا وفي لاياتيها لا يحنث الا بالوصول كما مر والفرق لا يخفى اور یون قسم کھانے مین کہ مکہ مین نہ آویگا اور نہ داخل ہوگا حانث نہوگا بدون وصول کے چنانچہ مذکور ہوچکا کہ اتیان مین وصول شرط ہو اور فرق خروج اور اتیان کا مخفی نہین ہم بحر الرائق مین ہو کہ خروج اور اتیان مین یہ فرق ہو کہ خروج بقصد مکہ پایا گیا شہر کے نکلنے سے اور یہی شرط تھی حنث کی اسواسطے کہ اندر سے باہر کی طرف منفصل ہونا یہی حقیقت ہو خروج کی اور اتیان عبارت ہو وصول سے نہ مجرد انفصال سے کذا فی حاشیۃ الحلبی كما لا يحنث لو حلف ان لا تاتي امراته عرس فلان فذهبت قبل العرس وكانت ثمه حتى مضى العرس لانها ما اتت العرس بل العرس اتاها ذخیرہ چنانچہ زوج حانث نہین ہوتا اگر یون قسم کھاوے کہ اسکی زوجہ مثلاً زید کی شادی مین نہ آویگی سو اسکی زوجہ قبل شادی کے زید کے گھر گئی اور وہین رہی یہانتک کہ شادی ہوگئی اسواسطے حانث نہ ہوگا کہ عورت شادی مین نہ آئی بلکہ شادی اسکے پاس آئی یعنی اسکی موجودگی مین شادی ہوگئی کذا فی الذخیرہ حلف ليأتينه فهو ان يأتي منزله او حانوته لقيه ام لا قسم کھائی کہ اسکے پاس جاویگا تو یہ اتیان اسکے گھر یا دوکان جانے سے عبارت ہو خواہ اس سے ملاقات ہو یا نہ ہو یعنے اگر اسکے گھر یا دوکان مین گیا تو حانث ہوگا ملاقات اسمین شرط نہین ہو یا نہو ولو لم یاتہ :

آخر حیات احدہما حنث فی آخر حیوتہ وکذا کل یمین مطلقۃ الا الموقتۃ فیعتبر آخرہ فان اتی قبل مضیہ فذاک وان لم یفعل حتی مضی الوقت وہما حیان حنث
یعنی اگر یمین مطلق ہو اور تم کھائی کہ مین تیرے بغیر اپنے گھر سے نہ نکلونگا وغیرہ یا اسکے پاس نہ آیا یہان تک کہ دونون مین سے کوئی مرگیا تو حالف حانث ہوگا اپنی آخر حیوۃ
مین اسی طرح ہر مطلق قسم مین حکم ہے وقت معین نہین کیا آخر حیوۃ مین حانث ہوگا اور موقت قسم مین تو خود وقت اسکا معتبر ہے چنانچہ یمین کہا کہ مثلاً تیسری
تاریخ مہینہ کی زید کے پاس جاؤنگا تو تیسری تاریخ کے اخیر تک حانث ہوگا پھر اگر مرگیا قبل گذرنے وقت یمین کے مثلاً تیسری تاریخ سے پہلے مرگیا تو حانث
نہوگا اور اگر حانث کو یون کہنا کہ اخیر حیات مین حانث ہوگا اسکا مفید ہوا کہ اگر حالت یمین مثلاً مین مرتد ہوگیا اور دار الحرب مین چلا گیا تو حانث نہوگا بسبب ناطل
ہونے یمین باطل کے ہمیشہ ارتداد کے چنانچہ کتاب یمین کے اول مین مذکور ہوچکا کہ یمین باقی رہنے کے لئے اسلام شرط ہے سو اسکو غور کرو جیسا غور کیا ہے کہ مصنف نے
اگر یمین موت سے حقیقی موت مراد ہے بلکہ حکمی موت اسواسطے کہ ارتداد بھی حکمی موت ہے اور شارح نے یمین باسکی قید سے اشارہ کیا کہ اگر طلاق کی یمین ہوگی تو اسکا
بھی یہی حکم ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی حلف لیاتینہ غدا ان استطاع فہی استطاعۃ الصحۃ لانہ المتعارف فیقع علی رفع الموانع کمرض او سلطان وکذا
جنون اور نسیان یعنی اگر قسم کھائی کہ کل زید کے پاس جاؤنگا بشرط استطاعت تو یہ استطاعت صحت پر محمول ہے اسواسطے کہ یہی متعارف ہے نہ قدرت حقیقی کیونکہ جب استطاعت
سے صحت مراد ہوئی تو دفع موانع پر واقع ہوگی چنانچہ بیماری یا منع کرنا بادشاہ کا اور اسیطرح جنون اور نسیان بھی موانع مین داخل ہین جیسا کہ صاحب بحر الرائق نے کہا ہے کہ
جب استطاعت صحت رفع موانع سے عبارت ہوئی تو اگر حالف قسم کو بھول گیا یا وہ مجنون ہوگیا تو سزاوار یہ ہے کہ حانث نہو اسواسطے کہ نسیان اور جنون بھی موانع
فعل مین داخل ہین کذا فی الشرح الطحطاوی سے ظاہر ہوا کہ استطاعت صحت عبارت ہے سلامت جوارح اور صحت اسباب سے اور امام محمد نے اسکو عدم مرض اور منع
سلطان کے ساتھ مفسر کیا ہے و ان نوی بہا القدرۃ الحقیقیۃ المقارنۃ للفعل صدق دیانۃ لا قضاء علی الاوجہ فتح لانہ خلاف الظاہر وقد اظہر الزاہدی اعتزالہ
ہنا فی المجتبی کما اظہر فی القنیۃ فی مواضع من الفاظ التکفیر اور اگر حالف مثال سابق مین استطاعت سے قدرت حقیقی جو فعل سے متصل ہوتی ہے مراد
لیگا تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاء بنا بر اوجہ قول کے کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ استطاعت سے قدرت حقیقی مراد لینا خلاف ظاہر عرف ہے اسلئے
اسکی تصدیق قضاء نہوگی اسواسطے کہ قاضی خلاف ظاہر کو نہین مانتا اور البتہ زاہدی نے اپنا اعتزال بیان کتاب مجتبی مین ظاہر کیا ہے جیسے قنیہ مین کئی
مقام مین متعلقہ الفاظ تکفیر کے ظاہر کیا ہے اہل سنت کے نزدیک افعال عباد بالکل حق تعالی کی قدرت سے واقع ہوتے ہین اور اسی کے
مخلوق ہین اور معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ عبد موجد ہے اپنے فعل کا اپنے اختیار سے یعنی انکے نزدیک قدرت وہ صفت ہے جسکو حقتعالی حیوان مین پیدا کرتا ہے اکتساب فعل کے
قدرت کے نزدیک بعد سلامت آلات و اسباب اور قدرت نہین ہوتی مگر متصل فعل کے فتح القدیر مین ہے کہ قدرت عبد مین فعل سے سابق نہین ہوتی بلکہ فعل
کے ساتھ پیدا ہوتی ہے اور فعل مین اسکو کچھ تاثیر نہین اسواسطے کہ افعال عباد مخلوق ہین خدا کے اور زاہدی نے اپنا اعتزال یون ظاہر کیا ہے کہ حقیقت استطاعت
کو مقارن فعل کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یہ اشعریہ اور اہل سنت کے مذہب پر مبنی ہے اسواسطے کہ اگر ایسا ہی ہے تو فرعون اور ہامان اور باقی کفار جو کفر مین رہے ہین
وہ قادر نہ تھے ایمان پر اور انکو ایمان کا مکلف کرنا تکلیف مالایطاق تھا اور انبیا علیہم السلام کا آنا اور کتب آسمانی کا نازل کرنا اور اوامر اور نواہی اور وعدہ اور
وعید انکے حق مین بیفائدہ ہوا انتہی کلامہ حالانکہ یہ قول اسکا خلط ہے اسواسطے کہ تکلیف شرعی قدرت حقیقی پر موقوف نہین تا اسکا اعتراض وارد ہو بلکہ قدرت ظاہری
اسکے واسطے کافی ہے یعنی سلامت اعضا اور صحت اسباب چنانچہ اسکی تفصیل علم کلام اور کتب اصول مین مذکور ہے کذا فی المنح ودلائل الاسرار والطحطاوی ولا تخرجی الا باذنی
او الا باذنی او بامری او بعلمی او برضای شرط للبر لکل خروج اذن الا لغرق او حرق او فرقۃ ولو نوی الاذن مرۃ دین وتنحل یمینہ بخروجہا مرۃ بلا اذن کہا زوج نے
اپنی زوجہ سے کہ نکل گھر سے بغیر میرے اذن یا مگر میرے اذن سے یا مگر میرے حکم یا علم یا میری رضامندی سے تو اس قسم کے قائم رکھنے کیواسطے ہر بار نکلنے مین زوج
کا اذن شرط ہے مگر ڈوبنے یا جل جانے کے خوف سے یا بدکاری کے سبب سے نکلنے مین اذن شرط نہین اور اگر اس کہنے مین نیت ایک ہی بار کی اجازت مراد رکھیگا تو

دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً اور یمین باطل ہوگی عورت کے ایک بار بلا اذن نکلنے سے یعنی جب ایک بار بلا اجازت نکلی تو زوج حانث ہوا پھر دوسری بار بلا اذن
نکلنے سے حانث نہوگا کذا فی النہر ولو قال کلما خرجت فقد اذنت لک سقط اذنہ ولو نہاہا بعد ذلک صح عند محمد وعلیہ الفتوی ولوالجیہ اور بعد یمین مذکور کے زوج نے
کہا کہ جو بار کہ تو نکلے سو البتہ مین نے تجھکو اجازت دی ہو تو اس کلام سے ہر بار کا اذن لینا ساقط ہوجاتا ہو اور اگر بعد اس اذن عام کے اسکو منع کریگا نکلنے
سے تو صحیح ہو امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہو کذا فی الولوالجیہ وفی الصیرفیۃ حلف بالطلاق لاتنقل اہلہ لبلد کذا فرفع الامر للحاکم فبعث رجلا باذنہ فنقل لم
لا یحنث اور صیرفیہ مین ہو کہ قسم کھائی طلاق کی کہ اپنے اہل کو فلانے شہر مین نہ لیجاویگا پھر نالش ہوئی حاکم کے پاس سو حاکم نے ایک مرد کو باذن خود بھیجا
بھیجا سو وہ اسکی اہل کو اسی شہر مین لے آیا تو زوج حانث نہوگا اس لیے کہ حاکم پاس نالش کرنے سے حاکم مامور نہین ہو جاتا کہ مامور کا فعل آمر کی طرف منسوب ہو
کذا فی النہر بخلاف قولہ الا ان او حتی اذن لک لانہ للغایۃ بخلاف اس قول کے کہ نہ نکلیو گھر سے مگر یہ کہ مین تجھکو اذن دون یا نہ نکلیو تا اینکہ مین تجھکو اذن
دون سو اسطے کہ یہ قول غایت کے واسطے ہو ہم لاتخرجی الا باذنی مین ہر بار اجازت مشروط ہو اسواسطے کہ استثنار مفرغ ہو اور مستثنی خروج مقرون
بالاذن ہو بخلاف لاتخرجی حتی اذن لک کے کہ اسمین اذن غایت ہو خروج کی تو ایک بار کا اذن کافی ہو ہر خروج مین اذن لازم نہین حتی کہ غایت
کو واسطے موضوع ہونا تو صریح ہو اور الا ان بمعنی حتی ہو مجازاً کذا فی الطحطاوی عن البحر ولو نوی التعدد صدق اور اگر نیت الا ان اور حتی مین تعدد اذن کی
نیت کریگا تو اسکی تصدیق ہوگی قضاءً اسواسطے کہ اسکا کلام محتمل ہو تعدد کا اور اسمین خود اسکی ذات پر تشدید ہو کذا فی المنح حلف لا یدخل دار فلان
یراد بہ نسبۃ السکنی الیہ عرفاً ولو تبعاً او باعارۃ قسم کھائی کہ داخل نہوگا فلانے کے گھر مین مثلاً زید کے گھر مین تو مراد اس سے سکونت کی نسبت ہو طرف زید کے بنابر عرف کے
اگرچہ سکونت اسکی بالتبع ہو یا بالاصالت یا بطریق عاریت ہو یعنی دار زید سے عرف مین وہ گھر مراد ہو جسمین زید رہتا ہو خواہ وہ مملوک ہو یا عاریت یا بہ کرایہ و سکونت
اسکی بالاصالت ہو یا کسی کے ساتھ رہتا ہو جیسے سکونت بیٹی کی مان کے ساتھ یا سکونت زوجہ کی زوج کے ساتھ بالتبع ہو یا بالاصالت ہر صورت جس گھر مین
زید ساکن ہوگا اس گھر مین داخل ہونے سے حالف حانث ہوگا اور اگر ایک گھر زید کا مملوک ہو اور اسمین وہ نہین رہتا ہو تو اسکے داخل ہونے سے حانث ہوگا باعتبار
عموم المجاز ومعناہ کون محل الحقیقۃ فرداً من افراد المجاز یعنی دار فلان سے دار سکونہ مراد ہو باعتبار عموم مجاز کے اور عموم مجاز کا یہ مطلب ہو کہ محل حقیقت یعنی کلمہ حقیقی ایک فرد ہو
افراد مجاز سے یعنی مجازی معنے ایسے عام ہون کہ حقیقی معنی اسمین داخل ہو جاوین چنانچہ یہان دار سکونہ مین دار مملوکہ داخل ہو شارح نے اشارہ کیا کہ یہان
جمع بین الحقیقت والمجاز نہ کوئی سمجھے اسواسطے کہ وہ حنفیہ کے نزدیک جائز نہین بلکہ عموم مجاز مراد ہو او حلف لا یضع قدمہ فی دار فلان حنث
بدخولہا مطلقاً ولو حافیاً او راکباً لما تقرر ان الحقیقۃ متی کانت متعذرۃ او مہجورۃ صیر الی المجاز حتی لو اضطجع ووضع قدمیہ لم یحنث یا یون قسم کھائے کہ پاؤن
قدم نہ رکھیگا فلانے کے گھر مین تو حانث ہوگا اسمین داخل ہونے سے ہر طرح سے اگرچہ برہنہ پا یا سوار داخل ہوا اسواسطے کہ اصول مین ثابت ہو چکا ہو کہ جب حقیقت
متعذر یا متروک ہوتی ہو تو مجاز ٹھہرایا جاتا ہو یہانتک کہ اگر گھر کے باہر لیٹے اور اپنے دونون قدم گھر کے اندر رکھے تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین
اگرچہ وضع قدمین ثابت ہو لیکن اسکو دخول نہین کہتے ہم خلاصہ یہ ہو جب وضع قدمین سے عرفاً دخول مراد ہوا بسبب متروک ہونے حقیقی معنی کے تو سوار
ہونے مین باوجودیکہ وضع قدم نہین لیکن حانث ہوگا اور لیٹنے کی صورت مین ہر چند وضع قدم ہو لیکن حانث نہین اور حقیقی معنی کا متعذر ہونا اسکے
باب مین معلوم ہوگا وشرط للحنث فی قولہ ان خرجت مثلاً فانت طالق او ان ضربت عبدک فعبدی حر لمرید الخروج والضرب فعلہ فوراً لان قصدہ
المنع عن ذلک الفعل عرفاً ومدار الایمان علیہ وہذہ تسمی یمین الفور تفرد ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی باظہارہا وتبعاہ اور اس قول مین کہ اگر تو مثلاً نکلے تو تو طالق ہو
یا تو نے اگر اپنے غلام کو مارا تو میرا غلام آزاد ہو یہ کہنا خروج اور ضرب کے ارادہ کرتے والے کو تو اس فعل کا فوراً کرنا شرط ہو حنث کی اسواسطے کہ قصد متکلم کا روکنا ہو
اس وقت کے فعل سے جسکے کرنے پر وہ مستعد ہوا ہو باعتبار عرف کے اور مدار قسمون کا عرف پر ہو اور اس قسم کو یمین فور کہتے ہین امام اعظم ابو حنیفہ رح یمین فور کے اظہار مین

مقرر ہوئے کہ کسی چیز سے لگے تو حانث نہیں کذا فی محیط السرخسی اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ تو نے ... وقت ... کہا ... کسی ... ہو تو

زن ... فوراً ... حانث ہوگا ... مختلف ہو جاتی ہو اور اگر ... فوراً ... اس کلام سے ... نکلی ... تو حانث نہ ہوگا ... میں فوراً

کا حکم اول حضرت امام اعظم نے بیان کیا اور آنکہ علما میں دو قسم کی جانتے تھے ایک یمین مطلق اور دوسری یمین مقید اور یمین فور تیسری قسم کی ... یمین مطلق ہو اور مقیت

یمین مقید ہونے کا حکم حدیث جابر سے ثابت ہے ... کسی نے ... اٹھون نے ... نصرت کی قسم کھائی پھر بعد ... نصرت کی نہ حانث ہونے کا حکم فی تبیین

اور اسی طرح البحر الرائق میں محیط سے منقول ہو کہ امام اعظم سے پہلے عالم نہیں ... کے نام رکھے اور ... کا حکم ... مین سبقت نہین کی ... کے بعد کے مجتہدون کی

مخالفت کی تو سب علما اس مسئلہ مین عیال بین ابو حنیفہ کے بلکہ در حقیقت کل فقہ مین عیال بین امام اعظم کے کذا فی الفتح جیسا کہ امام شافعی نے ارشاد فرمایا

کہ الناس عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ وکذا فی ... فان تغدیت فکذا بعد قول الطالب تعال تغد معی شرط للحنث تغدیہ معہ لانہ کلام مذکور ... الیہ اور

اسی طرح اس قسم میں کہ اگر مین اول روز کا کھانا کھاؤن تو ایسا ہی کہ بلانیوالے کے اس قول کے بعد کہ آمیرے ساتھ اول روز کا کھانا شرط ہوگا اسکے حنث کے

طالب کے ساتھ وہی طعام کھانا جسکے واسطے بلایا اسواسطے کہ جواب سادہ سوال کا متضمن ہوتا ہو تو اسی طعام مخصوص پر حنث منحصر ہوگا کہ مطابقت واقع ہو

سوال اور جواب مین وان ضم الیہ ان تغدیت الیوم او معک فعبدی حر حنث بمطلق التغدی لزیادۃ علی الجواب فجعل مبتدیا اور اگر جواب مین لفظ

الیوم یا معک ملایا یعنی یون کہا کہ اگر مین اول روز کا کھانا آج کھاؤن یا تیرے ساتھ کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہو تو حانث ہوگا مطلق تغدی سے خواہ طالب کے

گھر مین کھاوے خواہ اسکے ساتھ دوسری جگہ کہ اسے بہر صورت حانث ہوگا جواب پر زیادہ ہو جانے سے تو وہ سر نو سے متکلم قرار دیا گیا نہ مجیب طحطاوی نے کہا

کہ ماتن کو لازم تھا کہ ... کتاب جیسے صاحب کنز نے کہا ہو اسواسطے کہ جب لفظ مع کا سوال مین ہو اور مجیب کے کلام مین لفظ معک سے زیادتی لازم

آئی فی فتاوی الاشباہ ان للتراخی الا بقرینۃ الفور ومنہ طلب جماعھا فابت فقال ان لم تدخلی معی البیت فانت طالق فدخلت بعد سکون شہوتہ حنث اور اشباہ

کی کتاب الطلاق مین ہو کہ ان شرطیہ درنگی کے واسطے ہو مگر بقرینہ فور البستہ فور کے واسطے ہوتا ہو اور از قبیل فور کے یہ مثال ہو کہ زوج نے اپنی زوجہ

سے جماع کی خواہش کی سو اسنے انکار کیا تو زوج نے کہا کہ اگر تو داخل نہوگی میرے ساتھ کوٹھری مین تو تجکو طلاق ہو پھر بعد سکون شہوت کے داخل ہوئی زوجہ

تو زوج حانث ہوگا زوجہ مطلقہ ہوگی وفی البحر عن المحیط طول التشاجر لا یقطع الفور وکذا لو خافت فوت الصلوۃ فصلت او اشتغلت بالوضوء للصلوۃ المکتوبۃ

او اشتغلت بالصلوۃ المکتوبۃ لانہ عذر شرعا وکذا عرفا اور بحر الرائق مین محیط سے منقول ہو دیر تک جھگڑا ہونا زوجین مین قاطع فور کا نہین اور اسی طرح

اگر زوجہ فوت نماز سے ڈری سو نماز پڑھنے لگی یا مشغول ہوئی فرض نماز کے وضو مین یا فرض نماز مین مشغول ہوئی سو اتنا توقف قاطع فوریت کا نہین

شرعا اور اسی طرح عرفا یعنی اگر بعد انکار جماع زوج نے کہا کہ اندر نہ آوگی میرے ساتھ تو تجکو طلاق ہو سو عورت دیر تک جھگڑا کرتی رہی یا نماز یا وضو مین

مشغول رہی اور پھر اندر داخل ہوئی تو زوج حانث نہوگا اسلئے کہ توقف عذر ہی سے مرکب العبد الماذون والمکاتب لیس للمولاہ فی حق الیمین

الا بشرطین ... لکن دینہ مستغرق ... تحنیث بمحنث سواری عبد ماذون فی التجارۃ اور مکاتب کی اسکے مالک کی یمین مین کے حق مین گردیدہ نہ

سے ... قرض مستغرق نہ ہو اور حالف نے اس سواری کی نیت کی ہو تو اسوقت مین حانث ہوگا یعنے اگر قسم کھائی کہ مثلاً زید کی سواری پر سوار

نہوگا پھر زید کے عبد ماذون یا مکاتب کی سواری پر سوار ہوا تو حانث نہوگا اور بشرط عدم استغراق دین اور نیت کے حانث ہوگا اور اگر دین مستغرق ہو تو

حانث نہوگا اگرچہ اس سواری کی نیت کر چکا ہو اسواسطے کہ عبد مدیون مستغرق کے کسب مین مولی کی ملکیت نہین امام کے نزدیک کذا فی الفتح حلف

لا یرکب فالیمین علی ما یرکبہ الناس عرفا من فرس وبغل وحمار فلو رکب ظہر انسان او بعیرا او بقرۃ او فیلا لا یحنث استحسانا الا بالنیۃ ... قلت

وینبغی حنثہ بالبعیر فی مصر والشام وبالفیل فی الہند للتعارف قال المصنف قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا تو یہ قسم اسپر محمول ہو کہ ... باعتبار رواج کے

سوار ہوتے ہین گھوڑے اور خچر اور گدہے سے تو اگر انسان کی پیٹھ پر سوار ہوگا یا اونٹ یا بیل یا ہاتھی پر سوار ہوگا تو حانث نہ ہوگا بنا بر استحسان کے
کہ اونٹ وغیرہ کی نیت سے البتہ حانث ہوگا کذا فی الظہیریہ شارح کہتا ہی اور لائق ہی حانث ہونا حالف کا اونٹ کے سوار ہونے سے مصر اور شام مین اور
ہاتھی کے سوار ہونے سے ہندوستان مین بسبب رواج کے ایسا کہا ہی مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین ہم گدہے پر سوار ہونے سے عرب مین حانث ہوگا لیکن
ہند مین حانث نہوگا اسواسطے کہ رواج نہین لیکن دھوبی ہندوستان کے البتہ حانث ہونگے کہ وہ گدہے اور بیل پر سوار ہوا کرتے ہین اور چونکہ گھوڑے اور
ہاتھی اور پالکی اور ڈولی اور گاڑی وغیرہ پر ہند مین سوار ہونا رائج ہی تو عدم سواری کی قسم سے اگر ان سواریون پر سوار ہوگا تو حانث ہوگا واللہ اعلم ولو حمل علی کرہ

اما لو قال لا یرکب فرسا فرکب برذونا او بعکسہ لان الفرس اسم للعربی والبرذون اسم للعجمی والخیل یعم ہذا لو کانت بالعربیۃ ولو بالفارسیۃ حنث بکل حال
اور اگر قسم کھائی عدم سواری کی پھر زبردستی لادا گیا جانور پر حنث نہین جیسے اس قسم مین حنث نہین کہ سوار نہ ہوگا فرس پر پھر برذون پر سوار ہوا یا قسم کھائی کہ
برذون پر سوار نہ ہوگا پھر فرس پر سوار ہوا اسواسطے کہ لغت عرب مین فرس عربی گھوڑے کا نام ہی اور برذون عجمی گھوڑے کا نام ہی اور خیل کا لفظ دونون
کو عام ہی یہ عدم حنث اس صورت مین ہی جب کہ قسم عربی زبان مین ہو اور اگر قسم فارسی زبان مین ہو اسطرح پر کہ براسپ سوار نخواہم شد تو ہر حال مین
حانث ہوگا خواہ عربی گھوڑے پر سوار ہو خواہ عجمی پر اسواسطے کہ اسپ دونون کو شامل ہی ہم فارسی کے مانند ہندی مین بھی تفرقہ گھوڑے کے لفظ مین نہین

ولو حلف لا یرکب او لا یرکب مرکبا حنث بکل مرکب سفینۃ او محملا او دابۃ سوی الآدمی ویحنث بالکافر لو حلف لا یرکب حیوانا او دابۃ اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا یا
مرکب پر سوار نہ ہوگا تو ہر مرکب کے سوار ہونے سے حانث ہوگا ناؤ ہو یا عماری یا جانور سوائے آدمی کے اور اگلے باب مین قریب آویگا کہ اگر قسم کھائی کہ
حیوان یا دابہ پر سوار نہ ہوگا تو انسان اور کافر پر سوار ہونے سے حانث ہوگا

باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام

یہ باب ہی اکل اور شرب اور کلام کی قسم مین ثم الاکل ایصال ما یحتمل المضغ بفیہ الی الجوف کخبز وفاکہۃ مضغ اولا ہی وان ابتلعہ من غیر مضغ پھر
دریافت کرنا چاہیے کہ اکل یعنی کھانا عبارت ہی پیٹ مین پہونچانے سے اُسکو جو چبانے کے لائق ہی بواسطے اپنے مُنہ کے جیسا کہ پہونچانا روٹی اور میوہ کا خواہ
چباوے یا نہ چباوے یعنی اگرچہ بدون چبانے نگل جاوے والشرب ایصال ما لا یحتمل المضغ من المائعات الی الجوف کماء وعسل اور شرب یعنی
پینا عبارت ہی پیٹ مین پہونچانے سے اسکو جو لائق چبانے کے نہین از قسم پتلی چیزون کے جیسے پانی اور شہد یعنی رقیق سائل کا پیٹ مین پہونچانا بواسطے مُنہ کے یہ
حقیقت ہی شرب کی تو ناک سے پانی کھینچکر پیٹ مین لیجانا یا پچکاری سے دوا پیٹ مین پہونچانا شرب نہین فتح حلف لا یاکل بیضۃ حنث بلعہا جب حقیقت اکل کی معلوم ہوئی تو
اس قسم مین کہ انڈا نہ کھائیگا اُسکے نگلجانے سے حانث ہوگا ہم انڈے کے مانند بادام اور پستہ ہی طحطاوی نے کہا کہ انڈے سے مراد پختہ انڈا ہی اسواسطے کہ کچا
انڈا لائق چبانے کے نہین وفی لا یاکل عنبا مثلا لا یحنث بمصہ لان المص نوع ثالث ولو مصہ واکل قشرہ حنث بدائع اور اس قسم مین کہ انگور نہ کھاویگا اُسکے
عرق چوسنے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ چوسنا تیسری قسم ہی سوائے اکل اور شرب کے اور اگر انگور کا عرق نچوڑ ڈالا اور اُسکے چھلکے کو کھایا تو حانث ہوگا کذا فی البدائع
اسواسطے کہ چھلکا چبانے کے لائق ہی لکن فی تہذیب القلانسی حلف لا یاکل سکرا لا یحنث بمصہ وفی عرفنا یحنث اور قلانسی کی تہذیب مین ہی قسم کھائی کہ شکر نہ
کھائیگا تو اُسکے چوسنے سے یعنی اور اُس لعاب نگلنے سے حانث نہ ہوگا اور ہمارے عرف مین یعنی مصر کے رواج مین حانث ہوگا ہم اصل استدراک یہ ہی کہ بعضے
عرف مین چوسنے کو کھانا کہتے ہین تو بموجب اس عرف کے انگور چوسنے سے بھی مثال سابق مین حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی اما الذوق فعل الفم لمجرد معرفۃ الطعم
وصل الی الجوف ام لا فکل اکل وشرب ذوق ولا عکس اور ذوق یعنے چکھنا تو عبارت ہی مُنہ کے فعل سے فقط مزا دریافت کرنے کے واسطے خواہ پیٹ مین وہ چیز
جاوے یا نجاوے اور ہر اکل اور شرب ذوق ہی اور اسکو بالعکس نہین یعنے ہر ذوق اکل اور شرب نہین تو اکل اور شرب مین اور ذوق مین عموم خصوص مطلق

حاشیہ: قولہ الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام

ون [illegible] ہو [illegible] فقط [illegible] تو [illegible] ہوگا یعنی اگر [illegible] کی قسم کھائی [illegible] حانث ہوگا
[illegible] میں جو [illegible] مراد ہیں ہو جیسا کہ منقول ہوا امام [illegible] سے [illegible] بالذوق [illegible] صاحب [illegible] نے
[illegible] ارادہ کیا تو اسکی تصدیق ہوگی [illegible] دلالت حال سے چنانچہ [illegible] اسکا خلاف [illegible] کا ذکر [illegible]
[illegible] تو وہان یہ سوال [illegible] ہے حلف لاياكل من هذه النخلة [illegible] قيد حنث باكل من ثمرها [illegible]
[illegible] تغير بصنعة جديدة لا يحنث بالعصير والدبس المطبوخ ولا بخل [illegible] اگر کسی نے قسم کھائی کہ اس کھجور کے درخت یا انگور کے درخت کو نکھاؤنگا
تو مقصود ہے کہ اُن درختون کے ثمر کے کھانے سے قسم [illegible] مراد ہے جو درخت سے بلا تغیر [illegible] تو عصیر یعنی عصارہ کے کھانے سے
حانث ہوگا نہ دبس مطبوخ کے کھانے سے اور نہ حانث ہوگا اُس درخت کی شاخ پیوند کرنے سے دوسرے درخت میں [illegible] جب حالف نے نسبت کیا یمین کو
درخت کی طرف حالانکہ درخت ماکول چیز نہین تو یمین لغو ہوئی تھی لہذا اسواسطے [illegible] کلام حالف کے [illegible] ظاہر ہے پھر یعنی درخت سے پھل کا ارادہ کیا بطریق
مجاز کے یعنی سبب سے مسبب کا ارادہ [illegible] اور سبب [illegible] شجر [illegible] عصیر تو عصارہ وہ پانی ہے جو پھلون کے دبانے سے نکلے [illegible] اس شیرہ کو کہتے
ہین جو خود بخود [illegible] کھجور اور انگور [illegible] چونکہ اسمین انسان کا [illegible] نہین لہذا اسکے کھانے سے حانث ہوگا جیسے کہ [illegible] کھجور کے کھانے سے حانث ہوتا ہے اور دبس
مطبوخ شیرہ [illegible] کھجور اور انگور کا جو جوش دیا جاوے لہذا اسکے کھانے سے حانث نہوگا جیسے نبیذ [illegible] اور [illegible] انگور [illegible] سے حانث نہین ہوتا اسیطرح اگر انگور کی
شاخ دوسرے درخت مین پیوند کی اور اس شاخ کے پھل کو کھایا تو حانث نہوگا بسبب تصرف انسانی کے وان لم يكن للشجرة ثمر تنصرف يمينه الى ثمنها
اشترى به ماكولا فاكله اور اگر اس درخت محلوف علیہ کے پھل نہو تو یمین اسکی اس درخت کی قیمت کی طرف پھر جاویگی تو حانث ہوگا جب درخت کی قیمت
سے کوئی کھانے کی چیز لیگا اور اسکو کھا لیگا ولو اكل من عين النخلة لا يحنث وان نواها لان الحقيقة مهجورة ولوالجية اور اگر بعینہ کھجور کے درخت کو کھایگا
[illegible] تو حانث نہوگا اگرچہ خود درخت کھانے کی نیت کی ہو قسم کے وقت اسواسطے کہ حقیقت متروک ہے کذا فی الولوالجیہ یعنی حقیقی معنے درخت کے
بیان متروک الاستعمال ہین [illegible] شارح کو لازم تھا کہ بجاے مهجورة متعذرة بولتا چنانچہ ایضاح الاصلاح مین ہے صاحب کشف نے کہا کہ متعذرة وہ ہے جو بلا مشقت
نہ حاصل ہو جیسے کھجور کے درخت کا کھانا اور مہجورہ وہ ہے جسکا حصول آسان ہو لیکن لوگون نے اسکو چھوڑ دیا ہو جیسے رفع قدم کے معنی حقیقی متروک ہو کر مطلق
دخول مین مستعمل ہے کذا فی الطحطاوی وفی المحيط لو نوى اكل عينها لم يحنث باكل ما يخرج منها لانه نوى حقيقة كلامه قال المصنف بحثا ينبغي ان لا يصدق قضاء
لتعين المجاز زاد في النهر فان قلت ورق الكرم مما يؤكل عرفا ينبغي صرف اليمين لعينه قلت اهل العرف انما ياكلونه مطبوخا اور محیط مین ہے کہ اگر حالف بعینہ کھجور کے
درخت کے کھانے کی نیت کریگا تو اسکے پھل وغیرہ کے کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ اسنے اپنے کلام کے حقیقی معنے کا ارادہ کیا تو مجاز مین کیونکر حانث
ہوگا مصنف نے اپنی شرح مین باتباع اپنے اوستاد یعنی صاحب بحر الرائق کے کہا کہ لائق یون ہے کہ باوجود نیت حقیقت کے قضاءً اسکی تصدیق نہو
بسبب متعین ہو جانے معنی مجازی کے تو غیر مجاز خلاف ظاہر ہوا اور خلاف ظاہر مین قاضی تصدیق نہین کرتا کذا فی الانج اور صاحب النہر الفائق نے واسطے
تقویت اس قول کے اتنا زیادہ کیا ہے یعنے اگر تو کہے کہ انگور کے پتون کو عرف مین کھاتے ہین تو لائق ہے یمین کا پھیرنا بعینہ انگور کے درخت کی طرف تو مین
جواب کہونگا کہ اہل عرف پتون کو تو پکا کر کھاتے ہین یعنی اگر کچا کھانا رواج ہوتا تو سوال صحیح ہوتا وفی الشاة يحنث باللحم خاصة لا باللبن لانها ماكولة فتنعقد
اليمين عليها اور بھیڑ بکری کی قسم مین فقط گوشت کھانے سے حانث ہوگا نہ دودھ کھانے سے اسواسطے کہ بھیڑ بکری خود کھانے کی چیز ہے تو یمین بعینہ
اسی پر منعقد ہوگی نہ اس چیز پر جو اس سے نکلتا ہے یعنی دودھ اور دہی اور مسکہ ولا يحنث في حلفه لا ياكل من هذا البسر او الرطب او اللبن باكل رطبه وتمره
وشيرازه لان هذه صفات داعية الى اليمين فتتقيد به [illegible] اگر قسم مین کہا کہ نکھاؤنگا اس گدر کھجور کو یا اس پختہ کھجور کو یا اس دودھ کو حانث نہوگا [illegible] صورت مین کھجور کھانے

سے اور دوسری صورت میں خشک کھجور کھانے سے اور تیسری صورت میں جٹکا ہی کھانے سے اسواسطے کہ یہ صفات یعنی بسریت اور رطوبت اور لبنیت باعث ہوتے ہیں قسم کھانے کے باختلاف اگرچہ تو اُسی صفت مخصوصہ پر قسم مقید ہوگی تو غیر صفت میں کیونکر حانث ہوگا ہم شیراز عبارت ہی زائب سے یعنی دودھ کو جوش کرکے اُسکا پانی نکالا جاوے کذا فی فتح القدیر والمنح طحطاوی نے علامہ باکیر سے نقل کیا کہ شیراز بالکسر میں ترشی کا ہونا بھی شرط ہی لہذا مترجم نے شیراز کا ترجمہ وہی کیا بخلاف لا اکلم ہذا الصبی او ہذا الشاب فکلمہ بعد ما شاخ او لا یاکل ہذا الحمل بفتحتین ولد الشاۃ فاکلہ بعد ما صار کبشا فانہ یحنث لانہا غیر داعیۃ بخلاف اس قول کے کہ قسم کھائی کہ اس لڑکے یا اس جوان سے کلام نہ کریگا پھر اُس سے کلام کیا اُسکے بڑے ہونے کے بعد یا قسم کھائی کہ اس بھیڑ کے بچہ کو نہ کھاویگا پھر اُسکو کھایا جبکہ وہ جوان مینڈھا ہو گیا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ صفات باعث یمین کے نہیں ہوتے ہم اسواسطے کہ ہجران مسلم شرعاً ممنوع ہی تو مانع ہی عدم تکلم کا خواہ وہ صغیر ہو یا کبیر اور اسی طرح بھیڑ کے بچے کا نہ کھانا باعث یمین نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ صغیر کا گوشت جوان سے زیادہ تر مرغوب ہوتا ہی حمل بفتح اول و دوم بچہ بھیڑ اور دنبے کا والاصل ان المحلوف علیہ اذا کان بصفۃ داعیۃ الی الیمین تقید بہ فی المعرف والمنکر فاذا زالت زالت الیمین وما لا تصلح داعیۃ اعتبر فی المنکر دون المعرف اور قاعدہ کلیہ مسائل سابقہ کے حکم کا یہ ہی کہ محلوف علیہ جب کہ ایسی صفت کے ساتھ ہو جو داعی ہی طرف یمین کے تو یمین اس صفت کے ساتھ مقید ہی معرفہ اور نکرہ دونوں میں تو جب وہ صفت زائل ہوگی تو یمین بھی زائل ہو جاویگی اور جبکہ محلوف علیہ ایسی صفت کے ساتھ ہو جسکو لیاقت نہیں داعی ہونے کی تو اعتبار صفت کا نکرہ میں ہوگا چنانچہ (لا اکلم صبیاً فکلم شاباً میں نہ معرفہ میں چنانچہ امثلہ سابقہ میں یعنی لا اکلم ہذا الصبی وفی المجتبی حلف لا اکلم ہذا المجنون فبرأ او ہذا الکافر فاسلم لا یحنث لانہا صفۃ داعیۃ الی الیمین اور مجتبی میں ہی قسم کھائی کہ اس مجنون سے نہ بولیگا پھر اُسکا جنون جاتا رہا اور حالف اُس سے بولا یا قسم کھائی کہ اس کافر سے نہ بولیگا پھر وہ مسلمان ہو گیا اور حالف اُس سے بولا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ جنون اور کفر ایسی صفت ہی کہ عدم تکلم کی باعث ہی تو اسکے زوال سے یمین بھی زائل ہوگی وفی لا اکلم رجلا فکلم صبیا حنث وقیل لا کلا اکلم صبیا وکلم بالغا لانہ بعد البلوغ یدعی شابا وفتی الی ثلثین فکہلا الی خمسین فشیخ اور اس قسم میں کہ مرد سے بات نہ کریگا پھر حالف لڑکے سے بولا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ رجل صبی کو بھی شامل ہی باعتبار لغت کے کذا فی الطحطاوی اور دوسرا قول یہ ہی کہ حانث نہوگا اور یہی قول حق ہی اسواسطے کہ عرف میں رجل صبی کو شامل نہیں کذا فی الحلبی چنانچہ اس مثال میں حانث نہیں قسم کھائی کہ صغیر سے نہ بولیگا پھر اُس سے بعد بالغ ہونے کے بولا اسواسطے کہ صغیر کو بعد بلوغ کے شاب اور فتی کہتے ہیں تیس برس تک پھر تیس برس کے بعد پچاس تک اُسکو کہل یعنی ادھیڑ بولتے ہیں پھر پچاس برس کے بعد آخر عمر تک شیخ کہتے ہیں یعنی بڈھا ولا یاکل ہذا العنب فصار زبیبا ہو اور ما بعدہ معطوف علی قولہ من ہذا البسر ما لا یحنث بہ یا قسم کھائی کہ اس تر انگور کو نہ کھاویگا پھر وہ انگور خشک ہو گیا تو اُسکے کھانے سے حانث نہوگا شارح کہتا ہی کہ یہ مثال اور اُسکے بعد کی مثالیں مصنف کے قول میں ہذا البسر پر عطف ہیں جس سے حالف حانث نہیں ہوتا ولا یاکل ہذا اللبن فصار جبنا او لا یاکل من ہذا البیضۃ فاکل فرارخہا کذا فی نسخ الشرح وفی نسخ المتن فرخہا یا قسم کھائی کہ اس دودھ کو نہ کھاویگا پھر وہ پنیر ہو گیا یا اس انڈے کو نہ کھاویگا پھر اُسکے بچے کھائے شارح کہتا ہی مصنف کی شرح منح الغفار کے نسخوں میں اسیطرح فرارخہا کا لفظ ہی اور متن کے نسخوں میں جو شرح سے معرا ہیں اُنمیں فرخہا کا لفظ ہی او لا یذوق من ہذا الخمر فصار خلا او من زہیر ہذہ الشجرۃ فاکل بعد ما صار لوزا او مشمشا لم یحنث یا اس شراب کو نہ چکھیگا پھر شراب سرکہ ہو گئی یا قسم کھائی کہ اس درخت کے پھول کو نہ کھاویگا پھر جب وہ پھول بادام یا زرد آلو ہو گیا تو اُسکو کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ محلوف علیہ کی حقیقت بدل گئی بخلاف حلفہ لا یاکل تمرا فاکل حیسا فانہ یحنث لانہ تمر مفتت وان ضم الیہ شئی من السمن او غیرہ بحر وفیہ الاصل فیما اذا حلف لا یاکل معینا فاکل بعضہ ان کل شئ یا کلہ الرجل فی مجلس او یشربہ فی شربۃ فالحلف علی کلہ والا فعلی بعضہ بخلاف اس قسم کے کہ کھجور کو نہ کھاویگا سو اُس نے حیس کو کھایا یعنی کھجور کا ملیدہ تو اس کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ حیس

ہوتا ہے کہ کھجور کے پٹے سے اگرچہ اُسکے ساتھ گھی وغیرہ نہ ملا ہو فقط وہ تنہا سالن ہوتا ہے اور جب قسم کھائی کہ چنے بیچ کو نہ کھاؤنگا پس چنے نکلا تو بقی قسم میں
تو وہ کھیت اور چنے پیں ہیں جسکو آدمی ایک مجلس میں سب کہا جاتا ہو کہا کہ اُسکو چبا جو تو تقد و خلف ہو اُسکے کل پر بدون تمیز کے سب کو بونے سے
حانث ہوگا اور اگر آدمی کہیا ہیں نہ کھا سکتا ہو یعنی یہ سکتا ہی تو معتاد ہے کہ اُسکے تھوڑے کھانے میں ہوگا و ذرا تحنث لحالف لایاکل سرا فاکل بُشرا و
لایاکل بُسرا فاکل بسرا مذنباً حنث عند ابی حنیفۃ رح وقالا لا یحنث فی الرطب اشیا بسبب حانث ہوگا اور قسم کھائی کہ گدر کھجور نہ کھائیگا پس پکی ہوئی کھجور
کھجور کو کھایا پھر اُسنے خشک اور تر دونو پیں ... امام صاحب اور ابو امام کی قسم کے اسواسطے کہ مانند جو زیادہ کاٹا گیا تو خشک ہوئی تاب زدہ اور حلف رہا کی
رطباً او بسرا او حلف لایاکل رطباً ولا بسرا فاکل مذنباً بکسر النون المشددۃ رہو الذی علیہ نزاید اور اگر قسم کھائی کہ پکی ہوئی کھجور نہ کھائیگا
یا قسم کھائی کہ نہ پکی ہوئی کھجور کھاویگا نہ گدر کو تو مذنب کے کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ اُس نے مذکورہ کو کھایا یا ساتھ زیادتی کے سم مذنب بالمعروف شدہ اس
کھجور کو کہتے ہیں جو بیچ کیطرف سے پختہ ہو چلی ہو اور رطب مذنب وہ ہی جو اکثر پختہ ہو اور تھوڑا گدر اور بسر مذنب اسکے بالعکس ہو کذا فی النہر من المغرب انتہیٰ
بُسر اور کیا بتہ بکسر الکاف ای عرجون ونیال عنقود لبسر فیہ رطب فی لمتہ لا یحنث ہی رطباً ان الشراء یقع علی الجملۃ والمغلوب تابع للغالب نفذ ان لاکل
تو وہ شیا شیا اور حانث نہو گا گدر کھجور کے کوسکے مول لینے سے جسمیں کچھ پکی کھجور بھی ہو اسطرح قسم کھانے میں کہ پکی کھجور کو خریدنہ کریگا اسواسطے کہ مول لینا
یکبارگی واقع ہوتا ہے اور مغلوب تابع ہوتا ہے غالب کے بخلاف کھانے کی قسم کے یعنی اگر قسم کھائی کہ پکی کھجور نہ کھاویگا پھر اُسنے گدر کے ساتھ تھوڑی پکی کو بھی
کھائی تو حانث ہوگا یہاں مغلوب تابع غالب کا نہیں بسبب واقع ہونے اکل کے اندک اندک نہ یکبارگی مانند خرید کے عم کباسہ بکسر کاف عرجون یا وہ
عنقود بھی اُسکو کہتے ہیں یعنی خوشہ خرما اور انگور ہندی میں اُسکو گود بولتے ہیں یعنی جس جسمیں مجتمع ہوکر پھل پیلتے ہیں ولا یحنث بحالفہ لایاکل لحما
باکل مرقۃ او سمک الا اذا نوی ہماولا فی لا یرکب دابۃ فرکب کافرا ولا یجلس علی وتد مجلس علی جبل مع تسمیتہا فی القرآن لحما وداوبۃ وتدا وادلا وتہ
اور حانث نہیں اس قسم میں کہ گوشت نہ کھاویگا شوربا اور مچھلی کے کھانے سے مگر جب کہ حالف شوربا اور مچھلی کی نیت کریگا گوشت کے اثنا میں تو البتہ حانث
ہوگا اور اسمیں بھی حانث نہیں کہ دابہ یعنی چلنے والے جانور پر سوار نہ ہوگا پھر وہ کافر پر سوار ہوا یا قسم کھائی کہ میخ پر نہ بیٹھے گا پھر پہاڑ پر بیٹھا باوجود یکہ
قرآن شریف میں مچھلی کو گوشت اور کافر کو دابہ اور پہاڑوں کو میخیں فرمایا ہی حانث نہوگا بسبب عرف کے یعنی مدار حلف کا عرف پر ہی نہ اطلاق قرآنی پر وہ یاتی ابیت
فی حنثہ فی لا یرکب حیوانا برکوب الانسان ردہ فی النہر بان العرف العملی مخصص عندنا کالعرف القولی اور جو قول حانث ہونے کا تبیین ہے وہ اس قسم
میں کہ جانور پر نہ سوار ہوگا انسان کے سوار ہونے سے اسکو نہر الفائق میں رد کیا ہی اسطرح کہ عرف عملی ہمارے نزدیک مخصص ہی مانند عرف قولی کے
تبیین زیلعی کی شرح کنز میں ہی کہ اگر قسم کھائی کہ حیوان پر سوار نہ ہوگا تو انسان پر سوار ہونے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ لفظ حیوان کا انسان کو
شامل ہی اور عرف عملی یعنے انسان پر سوار ہونے کی عادت نہیں ہی یہ مخصص انسان کا نہیں ہو سکتا فتح القدیر میں کہا کہ عدم تخصیص عرف عملی کا قول صحیح
نہیں اسواسطے کہ اصول میں ثابت ہی کہ حقیقت متروک ہوتی ہی عادت کی دلالت سے اور عادت بعینہ عبارت ہی عرف عملی سے اور تحریر میں ہی کہ عرف عملی
مخصص ہی حنفیہ کے نزدیک خلافاً للشافعیۃ اور عرف قولی کا مخصص ہونا بالاتفاق ہی کذا فی النہر و لحم الانسان والکبد والکرش والریۃ والقلب والطحال
والخنزیر لحم ہذا فی عرف اہل الکوفۃ اما فی عرفنا فلا کما فی البحر عن الخلاصۃ وغیرہا وبہ علم ان العجمی یعتبر عرفہ قطعاً اور اگر انسان کا گوشت اور کلیجی اور اوجھڑی اور
پھیپھڑا اور دل اور تلی اور گوشت خوک گوشت میں داخل ہی لیکن یہ عرف کوفہ کا ہی اور ہمارے عرف میں کلیجی اور اوجھڑی وغیرہ کو گوشت نہیں کہتے
کذا فی البحر عن الخلاصۃ وغیرہا اور یہیں سے معلوم ہوگیا کہ انسان عجمی اپنے عرف کو بالیقین اعتبار کرے یعنی حلف میں ہر عجمی کو اپنے عرف کا
اعتبار لازم ہی عرب کا عرف اسکو حجت نہیں لہذا فتح القدیر میں مصرح ہی کہ مفتی پر واجب ہی کہ بموجب عادت اُس شہر کے فتویٰ دیوے جہاں قسم [illegible]

حالف کی واقع ہوئی ہو وفی الخانیۃ الراس والاکارع لحم وفی یمین الاکل لافی یمین الشراء اور خانیہ میں ہو کہ سر اور پاے گوشت ہیں اکل کی یمین میں نہ مول لینے کی یمین میں یعنی اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاویگا تو کلے پاے کھانے سے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ گوشت کو نہ خریدیگا تو اُنکے مول لینے سے حانث نہوگا وفی لایاکل من ہذا الحمار لیقع علی کرائہ ومن ہذا الکلب لایقع علی صیدہ اور اس قسم میں کہ اس گدھے سے نہ کھاویگا تو قسم اُسکی کرایہ پر واقع ہوگی یعنے اُسکا کرایہ کھانے سے حانث ہوگا بنا بر عرف کے اور اگر قسم کھائی کہ اس کتے سے نہ کھاویگا تو قسم اُسکی صید پر واقع ہوگی بلکہ کتے کے گوشت پر واقع ہوگی کذا فی النہر ولایعم البقر الجاموس اور شامل نہیں گاے بھینس کو یعنے اگر قسم کھائی کہ گاے یا بیل کا گوشت نہ کھاویگا تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہوگا کروہ دوسری قسم ہو ولایحنث باکل النی ہو الاصح اور حانث نہوگا کچا گوشت کھانے سے یہی قول اصح ہو یعنی اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاویگا تو کچا گوشت کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ کچا کھانے کی عادت نہیں اور نہر الفائق میں مذکور ہو جو قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاویگا تو اونٹ اور بھیڑ بکری اور گاے چرندوں کے گوشت کھانے سے حانث ہو گا پختہ گوشت ہو یا بھونا یا خشک ولایحنث بشحم الظہر وہو اللحم السمین فی حلفہ لایاکل شحما خلافا لہما بل بشحم البطن والامعاء اتفاقا ولا بالیۃ فی العظم اتفاقا فتح اور اس قسم میں کہ چربی نہ کھاویگا پیٹھ کی چربی کھانے سے حانث نہ ہوگا امام کے نزدیک کہ وہ چکنا گوشت ہو بخلاف صاحبین کے کہ اُنکے نزدیک اُسکے کھانے سے حانث ہوگا بلکہ پیٹ اور آنتوں کی چربی کھانے سے باتفاق امام اور صاحبین کے حانث ہوگا اور ہڈی کے اندر کا گودہ کھانے سے باتفاق حانث ہوگا اسواسطے کہ وہ چربی نہیں کذا فی فتح القدیر فتاوی عالمگیری میں ہو شحم ظہر سے وہ مراد ہو جسکے ساتھ گوشت مخلوط ہو اور اگر چربی کو گوشت سے علیحدہ کیا تو اُسمیں امام سے روایت نہیں اور ممکن ہو کہ امام کے نزدیک اُسکے کھانے سے حانث نہ ہو اور اگر فارسی زبان میں ہو تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم پیہ شحم ظہر کو شامل نہیں والیمین علی شراء الشحم وبیعہ علی اکلہ حکما وخلافا زیلعی اور یمین چربی کے مول لینے اور بیچنے پر اُسکے کھانے کی یمین کے مانند ہو حکم میں اور خلاف صاحبین میں کذا فی شرح الزیلعی یعنی اگر قسم کھائی کہ چربی کو خرید نہ کریگا تو اُن چربی کے خریدنے سے حانث ہوگا جسکے کھانے سے حانث ہوتا ہے یعنے پیٹ اور انتڑیوں کی چربی کی خرید سے بالاتفاق حانث ہوگا اور پیٹھ کی چربی سے امام کے نزدیک حانث ہوگا نہ صاحبین کے نزدیک ولایحنث بالیۃ فی حلفہ لایاکل اولا یشتری شحما اولحما لانہا نوع ثالث اور اس قسم میں کہ چربی یا گوشت نہ کھاویگا یا خرید نہ کریگا دنبہ کی چکتی کھانے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ چکتی چربی اور گوشت کے سوا تیسری قسم ہو ولایحنث بخبز اودقیق اوسویق فی حلفہ لایاکل ہذا البر الا بالقضم من عینہا لومقلیۃ کالبلیلۃ فی عرفنا امالو قضمہا نیۃ فلا یحنث الا بالنیۃ فتح اور اس قسم میں کہ اس گیہوں کو نہ کھاویگا اُسکی روٹی اور آٹا اور ستو کھانے سے حانث نہ ہوگا مگر بعینہ گیہوں کے چبانے سے حانث ہوگا اگر گیہوں بھونے ہوں جیسے اُبالے گیہوں چبانے سے حانث ہوتا ہو ہمارے عرف میں اور کچے گیہوں چبانے تو حنث نہیں مگر کچے کی نیت سے کذا فی فتح القدیر وفی النہر عن الکشف المسئلۃ علی ثلثۃ اوجہ احدہا ان یقول ہذہ الحنطۃ ویشیر بصبرۃ وہی مسئلۃ المختصر الثانیۃ ان یقول ہذہ بلا ذکر حنطۃ فیحنث باکلہا کیف کان ولونیۃ او خبزا الثالثۃ ان یقول حنطۃ فیحنث باکلہا ولونیۃ لا بنحو الخبز اور نہر الفائق میں کشف سے منقول ہو کہ مسئلہ اکل حنطہ کا تین وجہ پر ہو ایک وجہ یہ کہ کہے کہ اس گیہوں کو نہ کھاویگا اور اشارہ کرے گیہوں کے ڈھیر کی طرف اور یہی مسئلہ متن میں مذکور ہو دوسری وجہ یہ کہ اسکو نہ کھاویگا بدون ذکر کرنے گیہوں کے تو اُسکے کھانے سے حانث ہوگا جس طرح سے کہ کھاوے اگرچہ کچے گیہوں کھاوے یا اُسکی روٹی کھاوے تیسری وجہ یہ کہ کہے گیہوں نکھاویگا بلا اسم اشارہ تو اُسکے کھانے سے حانث ہوگا اگرچہ کچے کھاوے لیکن روٹی وغیرہ کے کھانے سے حانث نہ ہوگا ولوزرعہا لم یحنث بالخارج اور اگر محلوف علیہا نے گیہوں کو بویا تو اُسکے کھیت سے جو گیہوں پیدا ہونگے اُنکے کھانے سے حانث نہ ہوگا وفی ہذا الدقیق حنث بما تیخذ منہ کالخبز ونحوہ کعصیدۃ وحلوی لاالسف فی الاصح کما مر فی اکل عین النخلۃ اور اس دقیق میں یعنی قسم کھائی کہ اس آٹے کو نہ کھاویگا تو حانث ہوگا اُن چیزوں کے کھانے سے جو آٹے سے تیار ہوتی ہیں چنانچہ روٹی وغیرہ جیسے عصیدہ یعنی لپٹی اور کاچی اور حلوا نہ خود آٹا پھانکنے سے حانث ہوگا قول اصح میں چنانچہ اُسکی وجہ بعینہ

کھجور کے درخت کو دانتوں سے کاٹنے مین ذکر ہو چکی ہے کیا ہے کہ عرف مین متروک ہو مجازی معنی متعین ہو گئے والخبز ما اعتادہ اہل بلد الحالف کذا فی الہدایہ

ویعنی بالمدرۃ ما یطبخ من الحنطۃ والشعیر الی العرف والشعیر فلو حلف علیہ واکل خبز الشعیر لم یحنث اذ الشعیر لیس من اہل بلدہ اکلہ صحیح کذا فی

الکافی یعنی مرد روٹی مراد ہوگی جس روٹی کے کھانے کی اس شہر والون کو عادت ہوگی یعنی قسم کھانے والا رہتا اگر شام کا رہنے والا ہو کہ گیہون کی روٹی

کھانے سے حانث ہوگا اور یمن کا رہنے والا جو جوار کی روٹی کھانے سے حانث ہوگا اور طبرستان کا رہنے والا چاول کی روٹی کھانے سے حانث ہوگا اور بعض نے کہا کہ

رہنے والا جو کی روٹی کھانے سے حانث ہوگا تو اگر جوار کی روٹی کی نسبت دار گیہون کے شہر مین گیا اور ہمیشہ انکی یہی عادت ہے اور ان کی کہ سوائے گیہون

کی روٹی نہ کھائی تو حانث ہوگا کہ جو کی روٹی سے اگر اہل شہر کی عادت گیہون کی ہو اسواسطے کہ اس شہر کا عرف خاص یہی معتبر ہوا ہے یمین اسکے حق مین کذا فی

فتح القدیر حلف لا یاکل من خبز فلانۃ فالخبز الی الخابزۃ التی تضرب فی التنور لا لمن عجنتہ وھیئتہ للضرب کذا فی الظہیریہ قسم کھائی کہ فلانی عورت کی روٹی

نہ کھاویگا تو یہ قسم اس روٹی پر جاوے گی جو تنور مین روٹی کو لگاتی ہو نہ اس عورت کی طرف جس نے اس روٹی کا آٹا گوندھا اور تنور مین لگانے کے

واسطے تیار کر دیا کذا فی الظہیریہ ومنہ الرقاق لا القطائف والثرید والعصیدۃ ولو نوٰی انہ لا یسمی خبزا اور روٹی مین داخل ہین رقاق نہ قطائف اور ثرید اور روٹی کو بعد کوٹ

ڈالنے یا چور کر ڈالنے کے کھایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکو روٹی نہین کہتے بلکہ اسکا نام قطایف اور ثرید اور عصیدہ ہو مترجم رقاق جمع ہو رقیق یعنی پتلی روٹی جسکو چپاتی

بولتے ہین اور قطائف جمع ہو قطیفۃ کی اور قطیفہ ایک قسم کی روٹی کا نام ہو اور ثرید اسکو کہتے ہین کہ روٹی کو ٹکڑے کر کے شوربے مین ترکیا دے وحنث فی لا یاکل طعاما من طعام

فلان باکل خلہ او زیتہ او ملحہ لو لمطعام لنفسہ لا لو اخذ من نبیذہ او ماءہ فاکل بہ خبزا اور اس قسم مین کہ کوئی کھانا نہ کھاوے گا فلانے کے طعام سے حانث ہوگا اسکے

سرکہ اور اسکے روغن زیتون اور اسکے نمک کے کھانے سے اگرچہ اسکے نمک وغیرہ کو اپنی روٹی کے ساتھ کھاوے اور اگر اسکا نبیذ یا پانی لیا اور اس سے

روٹی کھائی تو حانث نہ ہوگا اسم ہر چند طعام لغت مین ہر مطعوم کو کہتے ہین لیکن نہر الفائق مین کہا کہ ہمارے عرف مین نمک اور سرکہ اور روغن زیتون کو طعام

نہین بولتے حموی نے کہا تو عرف مین بدون پختہ کھانے کے حانث نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی نبیذ عبارت ہے خیساندہ تر اور انگور وغیرہ سے ونے لا

یاکل سمنا فاکل سویقا ولا نیۃ لہ ان یحنث لو عصر سال السمن حنث والا لا جوہرہ اور اس قسم مین کہ گھی نہ کھاویگا پھر اسنے گھی سے ستو کھائے اور انکی قسم مذکور

مین مخلوط گھی کھانے کی نیت نہتی تو اگر ستو ایسے ہون کہ اگر انکو نچوڑے تو گھی بہ نکلے تو حانث ہوگا اور اگر گھی سائل نہ ہو تو حانث نہ ہوگا کذا فی الجوہرہ مترجم اور

اگر اسنے مخلوط گھی کی بھی نیت کی ہو تو ہر صورت سے حانث ہوگا گھی سائل ہو یا نہ ہو کذا فی الطحطاوی وفی البدائع لا یاکل طعاما فاضطر لمیتۃ فاکل لم یحنث

اور بدائع مین ہو قسم کھائی کہ کھانا نہ کھاویگا پھر وہ مردار کی طرف مضطر ہوا اسواسطے اسکو کھایا حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ مردار طعام نہین والشواء والطبخ

لیقعان علی اللحم المشوی والمطبوخ بالماء اور شواء اور طبیخ واقع ہوتے ہین بھونے گوشت اور پانی کے ساتھ پکائے گوشت پر مترجم ہر چند شواء بالکسر

اول لغت مین ہر بھونی چیز کو کہتے ہین خواہ گوشت ہو یا گا جر اور اسی طرح طبیخ وہ جو پانی کے ساتھ پکا یا جاوے لیکن عرف قدیم مین شواء اور طبیخ فقط

گوشت کو مخصوص تھا تو اگر قسم کھائی کہ شواء یا طبیخ نہ کھاویگا تو بھونے چاول اور ماش کی دال یا چاول کھانے سے حانث نہ ہوگا ہذا فی عرفہم اما فی

عرفنا فاسم الطبیخ یقع علی کل مطبوخ بالماء ودہن او زیت او سمن کما نقلہ المصنف عن المجتبی یہ یعنے طبیخ کا مخصوص ہونا گوشت کے ساتھ انکے

عرف قدیم مین تھا اور ہمارے عرف مین تو طبیخ ہر چیز کو کہتے ہین جو پانی کے ساتھ پکا یا جاوے اگرچہ چربی یا روغن زیتون یا گھی کے شامل مطبوخ ہو

چنانچہ اس عرف کو مصنف نے اپنی شرح مجتبیٰ سے نقل کیا ہو مترجم لیکن مصنف نے اپنی شرح مین بحر الرائق سے نقل کیا ہو کہ اسم طبیخ کا سمک مطبوخ کو شامل

نہین تو اسکے کھانے سے حانث نہ ہوگا وفی النہر الطعام لعیم ما یوکل علی وجہ التنعم کجبن وفاکہۃ لکن فی عرفنا لا اور نہر الفائق مین ہو کہ طعام عام ہر چیز

کو جو بطریق تلذذ اور مزہ لینے کے کھائی جاوے جیسے پنیر اور میوہ اور نمک اور سرکہ لیکن ہمارے عرف مین ان اشیاء کو طعام نہین کہتے ہین

کما مر والراس ما یباع فی مصرہ ای مصر الحالف اعتبارا للعرف اور سر سے وہ مراد ہے جو حالف کے شہر میں بکتا ہو باعتبار عرف کے جو قسم کھائی کہ سر نہ کھاویگا تو اُس سر کھانے سے حانث ہوگا جو اُسکے شہر میں بکتا ہو امام سے منقول ہے کہ اونٹ اور گائے اور بکری کے سر کھانے سے حانث ہوگا اور صاحبین سے منقول ہے کہ فقط بکری کے سر سے حانث ہوگا اور یہ اختلاف امام اور صاحبین کا بنا بر اختلاف اپنے عرف کے ہے یہ اختلاف حجت اور دلیل کا نہیں تو مفتی پر واجب ہے کہ موافق عادت ہر شہر کے فتوی دے کذا فی النہر والفاکہۃ التفاح والبطیخ والمشمش ونحوہا اور میوہ سیب ہے اور خربوزہ اور زرد آلو اور مانند اسکے چنانچہ انجیر اور شفتالو اور بہی اور آلو اور امرود اور اخروٹ اور بادام اور پستہ اور عناب اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ میوہ اسکا نام ہے جو قبل طعام اور بعد طعام کے آسودہ ہو کر بطریق تلذذ اور تنعم کھایا جاوے خواہ خشک ہو خواہ تر کذا فی النہر تو معلوم ہوا کہ ہندوستان میں آم اور جامن اور فالسہ اور کھنی اور نارنگی اور شیرین لیموں اور گنا اور بیر میوہ میں داخل ہیں کہ لذت کے واسطے کھائے جاتے ہیں لا العنب والرمان والرطب خلافا لہما خلاف عصر والعبرۃ للعرف فیحنث باکل ما یعد فاکہۃ عرفا

[margin: بحث]

وذکر القہستانی ما ذکرہ المصنف اور انگور اور انار اور تر کھجور میوہ نہیں امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ اُنکے نزدیک انگور وغیرہ میوہ ہیں اور یہ اختلاف امام اور صاحبین کا بنا بر اختلاف عادت زمانہ کے ہے اور قسم میں اعتبار عرف کا ہے تو حانث ہوگا اُسکے کھانے سے جسکو عرف میں میوہ شمار کرتے ہوں قہستانی نے مذکور کیا ہے اور مصنف نے اپنی شرح میں اسکو مسلم رکھا ہے والحلوی الیس من جنسہ حامض فیحنث باکل خبیص وعسل وسکر اور حلوا اُسکو کہتے ہیں جسکا ہمجنس کھٹا نہ ہو تو حانث ہوگا خبیص اور شہد اور شکر کے کھانے سے حم اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاویگا تو شہد اور شکر کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ شہد اور شکر کی کوئی قسم ترش نہیں اور اگر انگور یا انار یا آلو کھاویگا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ بعض انگور اور انار اور آلو کھٹا ہوتا ہے خبیص اُس حلوے کو کہتے ہیں جو چھوارے اور گھی سے بنایا جاوے کذا فی القاموس لکن انرح فیہ الی عادات الناس فتنی بلادنا لا احنث فی فانیذ وعسل وسکر کما نقلہ المصنف عن الظہیریۃ لیکن حلوے کا حقیقت میں لوگوں کے عادات پر اعتماد ہے سو ہمارے شہروں میں تو فانیذ اور شکر کے کھانے سے حنث نہیں ہوتا چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں اسکو ظہیریہ سے نقل کیا ہے حم اگر قسم کھائی کہ حلوا نہ کھاویگا تو شہد اور شکر کھانے سے حانث نہ ہوگا ہرچند تعریف حلوے کی جو متن میں مذکور ہوئی وہ شہد وغیرہ پر صادق ہے لیکن حانث نہوگا اسواسطے کہ عرف میں شہد اور شکر کو حلوا نہیں کہتے ہیں فانیذ ایک قسم ہے شکر کی سرخ رنگ لیکن بحر الرائق میں ہے کہ حلوا اور حلاوہ اور حلوا ایک ہی چیز ہے لیکن ہمارے عرف میں حلوا شہد کو کہتے ہیں جو نشاستہ کے ساتھ پکایا جاوے اور حلوا اور حلاوہ اُسکو کہتے ہیں کہ شہد یا شکر یا انگور کا شیرہ آگ پر پکایا جاوے تاکہ بستہ ہو جاوے کذا فی النہر حم ہندوستان کے عرف میں حلوا عبارت اُس سے ہے کہ میدہ یا انڈے یا گاجر وغیرہ اور شکر اور گھی کے ساتھ پکایا جاوے خواہ اسمین میوے مخلوط ہوں یا نہ ہوں والادام ما یصطبغ بالخبز او اختلط بہ کخل وزیت وملح لذوبہ فی الفم فیحصل الاختلاط بالخبز اور ادام یعنی سالن وہ ہے جسمیں روٹی ڈوبے اصطباغ خبز اسوقت صادق ہوتا ہے جب روٹی کسی چیز سے بھگاوے مانند سرکہ اور روغن زیتون اور نمک کے واسطے گھل جانے نمک کے منھ میں تو اختلاط روٹی کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے حم شارح نے نمک بچل کیا ہے سوال یہ ہوتا تھا کہ سالن اُسکا نام ہے جو روٹی کے ساتھ مخلوط ہو اور نمک خشک چیز ہے اسمین اختلاط کہاں جواب یوں ہے کہ نمک منھ کے اندر گھل کر روٹی سے ملجاتا ہے تو سالن کہنا اُسپر صادق آیا لا اللحم والبیض والجبن اور گوشت اور انڈا اور پنیر ادام نہیں امام اور ابو یوسف کے نزدیک اسواسطے کہ گوشت اور انڈا اور پنیر ایسی چیز نہیں جسمیں روٹی ڈوبے کذا فی النہر وقال محمد ہو ما یؤکل مع الخبز غالبا وبہ یفتی کما فی البحر عن التہذیب اور محمد نے کہا کہ ادام یعنی سالن وہ ہے جو روٹی کے ساتھ اکثر کھایا جاتا ہے یہی قول امام محمد کا مفتی بہ ہے چنانچہ بحر الرائق میں تہذیب قلانسی سے منقول ہے حم اور حاوی قدسی میں کہا ہے کہ قول محمد کا ماخوذ ہے اور محیط میں ہے کہ یہی اظہر ہے اور فقیہ ابو اللیث نے بھی اسی کو لیا ہے اسواسطے کہ ادام موادمت سے ہے اور موادمت بمعنی موافقت کے ہے اور جو چیز روٹی کے ساتھ کھائی جاوے وہ روٹی کے موافق ہے جیسے گوشت اور انڈے اور دانہ اسکے تو بموجب قول مفتی بہ گوشت اور انڈے ادام میں داخل ہیں کذا فی النہر وفیہ فما یؤکل وحدہ غالبا کتمر وزبیب وجوز وعنب وبطیخ وبقل وسائر الفواکہ

[illegible] مقام [illegible] باعتبار العرف [illegible] ہر چند [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] فی الزعفران [illegible] ایک [illegible] اور تیسرے نے [illegible] کھایا [illegible]
ہین تو تینون شخصون نے اسکو کھایا تو کوئی حانث نہوگا سوا صاحب فلفل کے اسواسطے کہ سیاہ مرچ نہین کھائی جاتی مگر اسی طرح مخلوط ہوکر اور
یہ حانث ہونا اسوقت ہو جب مرچ کا مزہ معلوم ہوتا ہو اور زعفران کی قسم مین خود زعفران کے کھانے مین لفظ آثار زیادہ کرنا چاہیے یعنے اگر
زعفران کا رنگ اور مزہ [illegible] تو حانث [illegible] لا یأکل لبنا فطبخ بارز او لا ینظر الی فلان فنظر الی یدہ او رجلہ [illegible]
[illegible] حانث [illegible] قسم [illegible] کہ [illegible] دودھ کو چاولون کے ساتھ پکایا یا قسم کھائی کہ مثلا زید کو نہ دیکھے گا پھر اسکا ہاتھ یا پاؤن یا
کا سر دیکھا تو حانث [illegible] اور اگر [illegible] سر [illegible] اور پیٹھ اور پیٹ کو دیکھا تو حانث ہوگا کذا فی فتاوی عالمگیری مین منتقی اور محیط سے منقول ہے کہ رویت
چہرہ اور سر یا بدن کے دیکھنے سے ہوتی ہے اور پیٹھ کے دیکھنے یا پیٹ اور سینہ کے دیکھنے سے بھی ہوتی ہے طحطاوی نے کہا تو معلوم ہوا کہ شارح کے
قدم [illegible] ولو حلف لا یمس [illegible] لمس الید والرجل اور چھونے مین حانث ہوگا ہاتھ اور پاؤن کے چھونے سے عرض علیہ الیمین فقال نعم
کان حالفا فی الصحیح کذا فی السراجیۃ وغیرہ قال المصنف ہذا ہو المشہور لکن فی فوائد شیخنا عن التاتارخانیۃ ان نعم لا یصیر حالفا وہو الصحیح ثم فرع ان
ما یقع من التعالیق فی المحاکم ان الشاہد یقول للزوج تعلیقا فیقول نعم لا یصح علی الصحیح عرض کی گئی ایک شخص پر یمین سو اس نے کہا ہان تو بسبب
حانث ہوگا قول صحیح مین کذا فی السراجیۃ وغیرہ مصنف نے شرح مین کہا کہ یہی مشہور ہے اکثر کتب فقہ مین یعنے یمین کا صحیح ہونا ہان کہنے سے
لیکن ہمارے استاد کے فوائد مین یعنے صاحب بحر کے فوائد مین تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ ہان کہنے سے حانث نہین ہوتا ہے یہی قول صحیح ہے پھر صاحب بحر
نے اسپر تفریع کی کہ یہ جو تعلیقات قاضیون کی کچہریون مین واقع ہوتی ہین کہ شاہد نکاح کا زوج سے بطور تعلیق کہتا ہے اسطرح کہ اگر تو نے
چھ مہینے تک زوجہ کا نفقہ نہ بھیجا تو تیری زوجہ مطلقہ ہے پھر زوج کہتا ہے کہ ہان تو یہ تعلیق طلاق صحیح نہین بنا بر قول صحیح کے معلوم ہوا کہ یمین عجیب کی تصحیح
مختلف ہے لیکن ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قول اول اصح ہے بدلیل شہرت چنانچہ اسکی تائید آخر کتاب الیمین مین آویگی واللہ اعلم السحور کالاکل المترادف
الذی یقصد بہ الشبع وکذا التعشی والاجزاء ان یأکل اکثر من نصف الشبع [illegible] غداء وعشاء وسحور تغدی یعنے اول روز کا کھانا عبارت [illegible] کھانے
سے جس سے آسودگی مقصود ہو تو ایک دو لقمہ کھانے سے غدا یا عشا ثابت ہنوگا اور اسیطرح تعشی یعنے آخر روز کے کھانے مین اکل مترادف بقصد آسودگی لازم
ہے اور ضرور ہے آدھے پیٹ سے زیادہ کھانا غدا اور عشا اور سحور مین ہم غدوہ عبارت ہے اول روز سے اور عشی آخر روز سے اور سحر آخر شب سے اور غدا بالفتح اول روز اول
روز کے طعام کو کہتے ہین اور عشا بفتح اول [illegible] آخر روز کے طعام کو بولتے ہین اور سحور بفتح اول آخر شب کے طعام کا نام ہے فی وقت خاص ہو ما بعد
طلوع الفجر وفی البحر عن الخلاصۃ منذ طلوع الشمس قال وینبغی اعتمادہ للعرف زاد فی النہر واہل مصر یسمونہ فطورا الی ارتفاع الضحی الاکبر فیدخل وقت الغداء
[illegible] وکذا [illegible] اہل الشام الی زوال الشمس تغدی عبارت ہے وقت خاص مین کھانے سے اور وہ وقت خاص ہے بعد طلوع ہونے فجر
کے آفتاب ڈھلنے تک اور بحر الرائق مین خلاصہ سے منقول ہے کہ ابتدا وقت طلوع شمس سے ہے کہا صاحب بحر نے کہ روایت خلاصہ کی لائق اعتماد
ہے بسبب عرف کے نہر الفائق مین اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ اہل مصر اس طعام کو فطور کہتے ہین یعنے طلوع آفتاب سے ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک

پھر اسکے بعد غدا کا وقت داخل ہوتا ہی تو مصر مین اُنکے عرف کے موافق عمل کرنا چاہیے شارح کہتا ہی اور اسیطرح اہل شام لبطور اور غدا کا وقت جدا جدا کہتے ہین ھم اکثر اہل ہند بعد طلوع کے طعام کو نہاری بولتے ہین اور پہر دن چڑھے سے دوپہر تک کے طعام کو دن کا کھانا کہتے ہین تو اہل ہند کا غدا اکثر پہر دن چڑھنے کے بعد ہوتا ہی ثم لابدان یکون مما یتغدی بہ اہل بلدہ عادۃ پھر تغدی مین یہ ضرور ہی کہ ویسا کھانا ہو جسکو حالف کے اہل شہر بطور اپنی عادت کے کھاتے ہون و غداء کل بلدۃ ما تعارفہ اہلہا حتی لو شبع بشرب اللبن یحنث البدوی لا الحضری تمیمی اور ہر شہر مین اول روز کے کھانے سے وہ کھانا مراد ہی جو وہانکے لوگون مین رائج ہو یہانتک کہ اگر حالف دودھ پینے سے آسودہ ہوجاویگا تو صحرائی آدمی حانث ہوگا نہ شہری کذا فی شرح الزیلعی ھم اسواسطے کہ عرب کے صحرائی آدمیون کی غذا اکثر دودھ ہی اور وہانکے شہریون مین یہ عادت نہین اور اسیطرح ہندی آدمی اگر کھجور سے پیٹ بھر لیگا تو حانث نہ ہوگا بسبب عدم عرف کے والتعشی منہ ای الزوال وفی البحر عن الاسبیجابی وفی عرفنا وقت العشاء بعد صلوۃ العصر قلت وہو فی عرف مصر والشام الی نصف اللیل اور تعشی یعنے آخر روز کا کھانا آفتاب ڈھلنے سے ہی آدھی رات تک اور بحر الرائق مین اسبیجابی سے منقول ہی کہ ہمارے عرف مین عشا کا وقت بعد نماز عصر ہی شارح کہتا ہی اور یہی مصر اور شام مین عادت ہی ھم اور اہل ہند مین عشا اکثر مغرب کے بعد سے پہر رات گذرنے تک معمول ہی والسحور ہو الاکل بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر اور سحر کہی یعنے سحری وہ کھانا ہی آدھی رات کے بعد سے طلوع آفتاب تک

قال ان اکلت او قال ان شربت او لبست او نکحت ونحو ذلک فعبدی حر ونوی معینا ای خبزا او لبنا او قطنا مثلا لم یصدق اصلا فیحنث بای شیٔ اکل او شرب وقیل یدین کما لو نوی کل الاطعمۃ او کل میاہ العالم حتی لا یحنث اصلا لبنیۃ محتمل کلامہ کہا ایک شخص نے اگر مین کھاؤن یا پیون یا لاکا اگر مین پیون یا پہنون یا نکاح کرون اور مانند اس قول کے جسمین فعل کے ساتھ مفعول مذکور نہ ہو تو میرا غلام آزاد ہی اور نیت کی قائل نے معین چیز کی یعنے روٹی کی اکل مین اور دودھ کی شرب مین اور روئی کی لبس مین مثلاً تو اُسکی ہرگز تصدیق نہوگی نہ دیانۃً نہ قضاءً تو حانث ہوگا ہر چیز کے کھانے اور پینے سے اسواسطے کہ نیت کرنا بدون ملفوظ کے صحیح نہین اور بعضون نے کہا کہ دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی چنانچہ قول مذکور مین اگر سب کھانیون اور سارے عالم کے پانیون کی نیت کریگا تاکہ اصلا حانث نہو تو صحیح ہی بسبب نیت کرنے اپنے کلام کے محتمل کو یعنے فعل مین عموم تو ثابت تھا اُسکو اُسنے ارادہ کیا لہذا نیت عموم کی صحیح ہوئی بخلاف تعیین کی نیت کے ولو ضم لان اکلت طعاما او شربت شرابا او لبست ثوبا دین اذا قال عنیت شیأ دون شیٔ لانہ ذکر اللفظ العام القابل للتخصیص لانہ نکرۃ فی سیاق الشرط فتعم کالنکرۃ فی النفی اور اگر فعل مذکور مین مفعول کو ملایا یعنے یون کہا کہ اگر مین طعام کو کھاؤن یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی جب کہ قائل یون کہے کہ مین نے مثلاً طعام سے روٹی کا ارادہ کیا نہ گوشت کا اسواسطے کہ اُسنے لفظ عام کو ذکر کیا جو قابل ہی تخصیص کے اسواسطے کہ نکرہ واقع ہوا ہی سیاق شرط مین تو عام ہوگا جیسے نکرہ سیاق نفی مین عام ہوگا ھم شرط مثبت مین حلف نفی پر ہوتی ہی تو حالف کا یون کہنا کہ ان لبست ثوبا گویا ایسا ہی لا البس ثوبا کی طرح لیکن یہ تاویل خلاف ظاہر ہی لہذا قاضی اُسکو قبول نہ کریگا کذا فی فتح القدیر والاصل ان النیۃ انما تصح فی الملفوظ الا فی ثلاث فیدین فی فعل الخروج والمساکنۃ وتخصیص الجنس کحبشیۃ او عربیۃ لا الصفۃ ککوفیۃ او بصریۃ اور قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ مین یہ ہی کہ نیت صحیح نہین ہوتی مگر ملفوظ مین مگر تین صورت مین بدون ملفوظ بھی نیت صحیح ہی تو دیانۃً تصدیق ہوگی خروج اور مساکنت کے فعل مین اور تخصیص جنس مین جیسے حبشی یا عربی عورت نہ صفت مین جیسے کوفی یا بصری عورت کذا فی الفتح ھم یعنی اگر قائل نے کہا کہ اگر مین نکلون یا زید کو اپنے پاس رکھون تو غلام آزاد ہی پھر اُسنے خروج سے سفر کی نیت اور مساکنت سے ایک کوٹھری مین رہنے کی نیت کی تو صحیح ہی اسواسطے کہ خروج چند قسم ہوتا ہی سفر کے واسطے اور غیر سفر کیواسطے اور مساکنت بھی کئی طرح کی ہوتی ہی یعنے ایک کوٹھری مین ساتھ رہنا یا ایک گھر مین یا ایک شہر مین اور فعل محتمل ہی تنویع کا نہ تخصیص کا اور اسی طرح اگر اُسنے حلف کیا

درست ہے لہٰذا اگر دوسرے شخص نے ہی یہ نیت کی عورت کی نیت کی تو قسم درست ہوگی یعنی یہ بات کہ جو عورت کی تخصیص میں اگر بعض عورت مثلاً
حیلہ نہ ہوئی ہیں لیکن اس مسئلہ میں عورت کی نیت کی بعض نہ ہوئی اسواسطے کہ اول اور دوسرے کی بہ نیت صفت جو عورت کی اور صفت مذکورہ میں
تخصیص صفت کی بلا ذکر صفت نہیں ہوئی کما فی الخلاصۃ ونیۃ تخصیص العام تصح دیانۃ اجماعاً فمن قال کل امرأۃ اتزوجہا فہی طالق ثم قال نویت من
بلدۃ کذا لا یصدق قضاءً وکذا من غصب دراہم انسان فلما حلفہ الخصم بالله ما لہ عندی شئ ونوی بخلاف نیت کہ تخصیص لفظ عام کو صحیح ہو دیانۃ
اس بات تو ثابت ہوا کہ جس عورت سے میں نکاح کروں وہ مطلقہ ہو پھر اسنے کہا کہ میں نے فلانے شہر کی عورت کی نیت کی تھی فلانے شہر کی تو قضاء
اسکی تصدیق نہ ہوگی اسواسطے کہ تخصیص خلاف ظاہر ہے اور اسی طرح جس نے ایک انسان کے درم غصب کیے پھر جب مدعی نے اسکو قسم
دلائی تو اس نے خاص کی نیت کی یہی قول مفتی بہ ہے کہ تخصیص عام کی دیانۃ صحیح ہے نہ قضاءً بخلاف خصاف کے کہ اسکے نزدیک تخصیص عام دیانۃ اور
قضاءً دونوں طرح درست ہے اور یہ سئلہ کی قسم نہ طلاق کی قسم مراد ہے اسواسطے کہ خدا کی قسم میں قاضی کو حکم جاری نہیں ہوتا چنانچہ بیان کیا صورت قسم
لینے کی یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے درم غصب کیے اور مدعی نے اس سے عام قسم لی اس طرح کہ اگر میں نے تیرا مال غصب کیا ہو تو میری عورت کو طلاق ہے
اور اسکا غصب کرنا ثابت ہو گیا سو اسکی عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اپنی طلاق واقع ہونے کی تو زوج نے تخصیص عام کا دعویٰ کیا یعنی کہا کہ میں نے قسم کے
وقت مال سے دینار کی نیت کی تھی نہ درم کی تا طلاق واقع نہ ہو تو قاضی اسکی تصدیق نہ کریگا اور خصاف کے نزدیک قاضی کو تصدیق کرنا چاہیے کذا
الطحطاوی وسئے الولوالجیۃ متی حلفہ ظالم وأخذ بقول الخصاف فلا بأس بہ اور ولوالجیہ میں ہے کہ جب حالف کو ظالم قسم دلادے اور وہ خصاف کے قول پر عمل
کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے طحطاوی نے کہا کہ یہ مسئلہ مشکل ہے کہ اگر اخذ دیانۃ مراد ہو تو خصاف کے قول کی کچھ خصوصیت نہیں کیونکہ اس میں بھی تخصیص عام کی
دیانۃ صحیح ہے اور اگر اخذ قضاءً مراد ہو تو اسکی کوئی وجہ ظاہر نہیں اسواسطے کہ حالف کا اخذ کرنا قضاءً بقول خصاف ان معنی ہے یہ اس صورت میں ہے کہ جب اخذ کا
فاعل حالف ہو اور اگر قاضی کو فاعل اسکا قرار دیجیے تو باوجودیکہ ولوالجی کی عبارت میں قاضی مذکور نہیں اور پریشانی ضمائر کی اسپر علاوہ ہے تو بھی قاضی کو حکم
کرنا بقول ضعیف جائز نہیں لیکن خلاصہ میں یہ ہے کہ اگر حالف مظلوم ہو تو خصاف کے قول پر فتویٰ ہو تو اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فاعل اخذ کا مفتی ہے یعنی
اگر مظلوم مفتی سے پوچھے تو مفتی کو جائز ہے کہ بقول خصاف فتویٰ دے لیکن اسمیں بھی خلل ہے کہ مفتی کو فتویٰ بالدیانۃ بھی جائز ہے یا نہیں اور معلوم ہو چکا ہے
کہ تخصیص عام کی دیانۃ صحیح ہے قول خصاف کی کچھ خصوصیت نہیں بہر صورت یہ مسئلہ محرر طلب ہے واللہ اعلم وقالوا النیۃ للحالف لو بالطلاق والعتاق وکذا باللہ
لو مظلوماً وان ظالماً فللمستحلف اور فقہا نے کہا کہ نیت کا اختیار اسواسطے حالف کے ہے اگر طلاق اور عتاق کا حلف ہو اور اسی طرح حلف باللہ کی نیت
میں اسکو اختیار ہے اگر حالف مظلوم ہو اور اگر حالف ظالم ہو تو یمین باللہ میں حلف لینے والے کی نیت معتبر ہے تفسیر اس کی یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم دلائی
دوسرے شخص کو سو اسنے قسم کھائی اور مستحلف کے مقصود کے سوا اور نیت کی تو اگر طلاق اور عتاق کی یمین ہو تو حالف کی نیت معتبر ہو خواہ حالف ظالم
ہو یا مظلوم اور اگر یمین باللہ ہو تو اگر حالف مظلوم ہو تو اسکی نیت معتبر ہو اور اگر حالف ظالم ہو تو مستحلف کی نیت معتبر ہو طحطاوی نے کہا یہ اس صورت میں
ہے جب گذشتہ پر قسم ہو اور نیت سے مراد دیانت کی نیت ہے وہ تعلق لا تعلق للقضاء بالیمین باللہ کیونکہ تعلق نہیں قاضی کے حکم کو خدا کی قسم میں اسواسطے
کہ کفارہ میں حق اللہ ہے اسمیں حق العبد نہیں تا کہ وہ حالف کے قاضی کے پاس نالش کرے اور یہ مطلب نہیں کہ یمین باللہ کو دار القضا سے کچھ
اصلاً تعلق نہیں اسواسطے کہ جب مدعی کے گواہ نہ ہونگے تو قاضی مدعا علیہ سے خدا کی قسم لیگا کذا فی الطحطاوی حلف لا یشرب من تلک الکوز فیہ
الکوز تخود حیلۃ یمینہ علی الکوز منہ حتی لو شرب من ہذا اخذ منہ لم یحنث قسم کھائی کہ نہ پیئے گا اس کوزے میں منہ ڈال کر پینا ممکن ہے
چنانچہ ہو حیلۃ بالمبالغۃ کفارے تو یمین اسکی اسمیں منہ ڈال کر پینے پر منعقد ہوگی یہانتک کہ اگر دریا کا پانی ہاتھ سے یا برتن سے اٹھا کر

پیے گا تو حانث نہ ہوگا وفی البحر عن الظہیریۃ الکرع لا یکون الا بعد الخوض فی الماء لکن فی القہستانی عن الکشف انہ لیس بشرط اور بحر الرائق میں ظہیریہ سے
منقول ہے کہ کرع متحقق نہیں ہوتا مگر بعد گھسنے کے پانی میں لیکن قہستانی میں کشف سے منقول ہے کہ کرع میں پانی کے اندر گھسنا شرط نہیں ہے کرع لغت
میں اس سے عبارت ہے کہ اپنے منہ سے پانی پیے موضع سے۔ اور اصل کرع جانور میں ثابت ہے کہ وہ بدون ادخال اپنے اکارع کے پانی میں نہیں پیتا
غالباً لہذا اسکے کرع انسان میں مستعمل ہوا جب کہ وہ پانی میں منہ ڈال کر جانور کے مانند پیے اگرچہ پانی میں پاؤں نہ ڈالے کذا فی المنح الاکارع جمع کراع بالضم
بمعنے پاچہ بخلاف من ماء دجلۃ فیحنث بغیر الکرع ایضاً بخلاف اس قسم کے کہ دجلہ کا پانی نہ پیے گا تو حانث ہوگا بدون کرع کے بھی یعنی برتن سے پینے میں
وفیما لا یتاتی فیہ الکرع کالبئر والحب یحنث بالشرب بالاناء مطلقاً سواء قال من البئر او من ماء البئر لتعین المجاز اور جس میں منہ ڈال کر پانی پینا نہیں ہوسکتا جیسے
کنواں اور بڑا مٹکا تو برتن سے پانی پینے میں ہر طرح حانث ہوگا برابر ہے کہ لا یشرب من البئر کہا ہو یا لا یشرب من ماء البئر بولا ہو بسبب معین ہو جانے مجاز کے
ہم جب منہ لگا کر پانی پینا متصور نہ ہوا تو مجاز متعین ہوگیا یعنے برتن سے پینا مراد ہوا بخلاف دریا اور لبالب تالاب کے کہ وہاں حقیقت حاصل ہے
یعنے منہ ڈال کر پینا اور ہوتے حقیقت کے مجاز کی کیا حاجت ہے حب بجائے مہملہ بڑا مٹکا ہے جسکو مٹھور اور گولی بھی بولتے ہیں اور فارسی میں خم کہتے ہیں
طحطاوی نے کہا کہ کنواں اور خم سے مراد یہ ہے کہ لبالب پانی سے بھرے نہ ہوں ورنہ منہ ڈال کر پانی پینا متصور ہوگا ولو تکلف الکرع فیما لا یتاتی
فیہ ذلک ای الکرع لا یحنث فی الاصح لعدم العرف اور اگر حالف نے بتکلف منہ ڈال کر اس میں سے پانی پیا جس میں کرع نہیں حاصل ہوتا مثلاً کنوئیں میں اتر کے
کرع کیا تو حانث نہ ہوگا قول اصح میں بسبب عدم عرف کے امکان تصور البر فے المستقبل شرط انعقاد الیمین ولو بطلاق وبقائها اذ لابد من
تصور الاصل لتنعقد فی حق الخلف وہو الکفارۃ ثم فرع علیہ ممکن ہونا تصور بر کا زمان مستقبل میں شرط ہے یمین کے منعقد ہونے اور اسکے باقی رہنے کے
اگرچہ طلاق کی یمین ہو اسواسطے کہ اول تصور اصل کا ضرور ہے تا یمین منعقد ہو اصل کے قائم مقام کے حق میں یعنی کفارہ کے حق میں بحر مصنف نے
اس قاعدہ پر اپنا اگلا قول تفریع کیا ہم مقصود بالذات قسم کھانے سے یہ ہے کہ قسم کو قائم رکھے اور پورا کیجے اور کفارہ دینا مقصود اصلی نہیں ولہذا یمین غموس
اور یمین لغو میں کفارہ واجب نہیں اور کفارہ تو حنث یعنی قسم توڑنے سے واجب ہوتا ہے پھر جب بر یمین یعنی قسم کا پورا کرنا محال ہوا تو حنث بھی محال ہوگا اسواسطے
کہ ترک نہیں ہوسکتا مگر اسی چیز میں جسکا وجود ہوسکے کذا فی الطحطاوی عن الشلبی ففے حلفہ لاشربن ماء ہذا الکوز الیوم ولا ماء فیہ اوکان فیہ ماء
وصب ولو بفعلہ او بنفسہ فی یومہ قبل اللیل او اطلق یمینہ عن الوقت ولا ماء فیہ لا یحنث سواء علم وقت الیمین ان فیہ ماء اولا فی الاصح لعدم امکان البر اس
قسم میں کہ واللہ اس کوزہ کا پانی میں آج ضرور پیوں گا اور حالانکہ اسمیں پانی نہیں یا اسمیں پانی تھا مگر گرا دیا گیا اگر حالف کے فعل سے گرا یا خود کوزہ کے ڈھلنے
سے گر گیا اسی دن میں رات سے پہلے یا یمین مطلق بولا یعنے اسمیں وقت کی قید نہ لگائی اور حالانکہ کوزہ میں پانی نہ تھا تو حانث نہ ہوگا بسبب عدم امکان
بر کے برابر ہے کہ قسم کے وقت کوزہ میں پانی ہونے کا اسکو علم ہو یا نہ ہو قول اصح میں ہم جس صورت میں کہ کوزہ میں پانی نہیں تو انعقاد یمین کی شرط ابتدا
سے نہ پائی گئی اور پانی گر جانے کی صورت میں بقاء یمین کی شرط نہ حاصل ہوئی وان اطلق وکان فیہ ماء فصب حنث لوجوب
البر فے المطلقۃ کما فرغ وقد فات لصبہ اما الموقتۃ ففے آخر الوقت اور اگر حالف نے یمین کو مطلق کہا بلا ذکر یوم یعنی یوں قسم کھائی کہ واللہ
اس کوزہ کا پانی پیوں گا اور قسم کے وقت اسمیں پانی تھا سو اس نے گرا دیا تو حانث ہوگا بسبب واجب ہونے بر کے یمین مطلق میں بمجرد فراغت
ہونے کے قسم کھانے سے اور پورا کرنا قسم کا پانی گرانے سے فوت ہوگیا اور یمین موقت میں تو وجوب بر آخر وقت میں ہوتا ہے لہذا پانی گرانے سے
قبل از لیل یمین موقت میں حانث نہیں ہوتا وہذا الاصل فروعہ کثیرۃ منہا ان لم تصلے الصبح غداً فانت کذا لا یحنث بحیضہا بکرۃ فی الاصح اور اسکی یعنی
امکان بر یمین کے بہت فروع ہیں از انجملہ یہ ہے کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو کل صبح کی نماز نہ پڑھے گی تو تو ایسی ہے یعنی مطلقہ ہے تو بقول اصح حیض آجا

حانث نہ ہوگا اور جبکہ حائض ہونے سے صبح کے وقت اسواسطے کہ حائض سے نماز پڑھنا صبح کے وقت شرعًا ممکن نہیں ہے ان امرت لم تصلی الیوم الا وقت الطلاق
حضرتیہ حیض فلیس فانت طالق فاذا لم تصل لسیٰ لم تطلق لعدم تصور البر وان لم تعلم بیحیض کہ اگر تو نے آج ظہر کی نماز نہ پڑھی تو تجھ کو تین طلاق ہیں پھر ظہر کی جسکو تو نے میری حیض
سے لیا ہو تو طلاق نہ ہوگی اسلئے کہ اس دن عورت کو ظہر کی حیض ہے اور نیز جب ممکن نہ ہوگی بسبب عدم تصور بر کے یعنی جبکہ عورت حیض سے ہو گئی تو [illegible] لم تسقی حیضًا
ویعود فانت طالق وقال ابو یوسف ہذا کتاب طالق فوعلیہ ان قتلہ ب [illegible] والتعیین [illegible] لم یحیض [illegible] والعدم [illegible] الرجوع
من النفقہ عند الغروب لستقط المہر [illegible] اورت رجوع بعد زوجہ [illegible] کہ زوج نے زوجہ سے کہ اگر تو مہر نہ بخشے آج جبکہ سورج ڈوبے
تو تو مطلقہ ہو اور زوجہ کے باپ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اگر تو اپنا مہر اپنے زوج کو ہبہ کریگی تو میری ماں مطلقہ ہوگی تو پھر اسکی خلاصی کی یہ تدبیر ہے کہ زوجہ عوض
اپنے مہر کے اپنے زوج سے کپڑا یا مال لیکر اسپر قبضہ کرے پھر جب وہ دن گذر جاویگا تو زوجہ کا باپ حانث نہ ہوگا بسبب عدم ہبہ کے اور زوج
نہ ہوگا اُسکا حانث ہونا بسبب عاجز ہونے زوجہ کے غروب کے وقت ہبہ کرنے سے بواسطے ساقط ہو جانے مہر کے بیع سے یعنی جب اُس نے عوض مہر
کپڑا خرید کیا تو وہ اُسکی مالک نہ رہی تو ہبہ کرنا مہر کا ممکن نہ رہا پھر جب کہ زوجہ رجوع کا قصد کرے یعنی اقالہ بیع چاہے تو کپڑے کو بسبب خیار
رویت کے پھیر دے تو مہر اسکا بطور سابق زوج پر لازم الادا ہو جاویگا طحطاوی نے زیلعی سے نقل کیا کہ کپڑا قبضہ کرنے کی قید اتفاقی ہے اسواسطے
کہ اگر قبضہ نہ ہوگا تو بھی یہی حکم ہے اور ثوب ملفوف خرید کرنے کا فائدہ یہ ہے تا پھیرنا خیار رویت سے ممکن ہو اب چند فروع اس قاعدہ کے ترجمہ نقل
کرتا ہوں از انجملہ یہ ہے کہ قسم کھائی کہ زید کو آج قتل کریگا پھر زید قبل گذرنے دن کے مرگیا یا قسم کھائی کہ آج اس روٹی کو کھاویگا سو رات ہونے سے پہلے اسکو کوئی
کھا گیا یا قسم کھائی کہ زید کو نہ دیگا یا اسکو نہ ماریگا یا اُس سے بات نہ کریگا بلا اجازت خالد کے پھر خالد مرگیا اور حالف نے زید کو دیا یا مارا یا کلام کیا تو
حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اجازت خالد کی بعد موت کے ممکن نہیں یا قسم کھائی کہ اس رات کو اس گھر میں سووے تو عورت اسکی مطلقہ ہے اور حالانکہ
وقت حلف صبح ہو چکی تھی اور اسکو علم نہ تھا تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ شرط حانث لیل گذشتہ کی تو تمام ہے سواب متصور نہیں کذا فی الطحطاوی
وعن الغروب فی حلفہ واللہ لیصعدن السماء اولیقلبن ہذا الحجر ذہبا حنث للحال لامکان البر حقیقۃ ثم یحنث للعجز عادۃ ولو وقت الیمین
لم یحنث الا بمضی ذلک الوقت اور اس قسم میں کہ واللہ ضرور چڑھیگا آسمان پر یا واللہ ضرور اس پتھر کو سونا کردیگا فی الحال حانث ہوگا بسبب ممکن
ہونے بر کے فی الحقیقت پھر حانث ہوگا بسبب عاجز ہونے کے صعود اور تقلیب سے بنابر عادت کے اور اگر یمین کو کسی وقت کے موقت کریگا تو جبتک وہ وقت
نہ گذر جاویگا حانث نہ ہوگا اسمان کا چڑھنا فی نفسہ ممکن ہے اسواسطے کہ صعود ملائکہ اور انبیا بالیقین ثابت ہے اور اسیطرح پتھر کا سونا ہو جانا تحویل الٰہی ممکن ہے
متکلمین کے نزدیک پھر جب ممکن ہوا تو یمین منعقد ہوگی لیکن چونکہ بنابر عادت کے انسان صعود اور تقلیب سے عاجز ہے لہذا فورًا حانث ہوگا بخلاف مسئلہ کوزہ
کے اسواسطے کہ درصورت پانی نہ ہونے کے وہ پانی پینا جو قسم کے وقت کوزہ میں ہو ممکن نہیں کذا فی منح الغفار و فی حیرۃ الفقہاء قال لامراتہ ان لم اعرج
الی السماء ہذہ اللیلۃ فانت کذا ینصب سلما ثم یعرج الی سماء البیت لقولہ تعالیٰ فلیمدد بسبب الی السماء ای سماء البیت قال الباقانی وانما ہو خروج عن قاعدۃ
مبنی الایمان اور کتاب حیرۃ الفقہاء میں مذکور ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں آج کی رات آسمان پر نہ چڑھوں تو تجھکو طلاق ہے
تو وہ شخص طلاق نہ واقع ہونے کی یہ تدبیر کرے کہ سیڑھی قائم کرے پھر سیڑھی پر سے اپنے گھر کی چھت پر چڑھ جاوے بدلیل قول حق تعالیٰ یعنی
چاہیے کہ رسی تانے طرف سما کے مراد سما سے اس آیت شریف میں گھر کی چھت ہے یعنی سما کا اطلاق قرآن مجید میں چھت پر آیا ہے تو اگر چھت پر چڑھ جاویگا
تو حانث نہ ہوگا باقانی نے کہا اور ظاہر ہے خروج اس حیلہ کا مبنی یمینوں کے قاعدے سے یعنی بنا یمین عرف پر ہے نہ اطلاق قرآنی پر چنانچہ اول کتاب الیمین میں
مذکور ہو چکا ہے تو جسنے یہ حیلہ عدم حنث کا نکالا اُسنے بنا یمین کا قاعدہ چھوڑا وکذا الحکم لو حلف لیقتلن فلانا عالما بموتہ اذ یمکن قتلہ بعد احیاء اللہ تعالیٰ فیحنث

اور اسی طرح کا حکم ہو انعقاد اور حنث سے الحال کا اگر قسم کھائی کہ فلانے شخص کو قتل کریگا اُسکی موت کو جان کر اسواسطے کہ ممکن ہو قتل اُس میت کا بعد زندہ کردینے
حق تعالی کے پھر حانث ہوگا بسبب عجز عادی کے وان لم یکن عالما بموتہ فلا یحنث لانہ عقد یمینہ علے حیوۃ کانت فیہ ولا یتصور کمسئلۃ الکوز دکقولہ ان ترکت
مس السماء فعبدہ حر لان الترک لا یتصور سے غیر المقدور اور اگر اُس شخص کی موت کو نہ جانتا ہوگا تو حانث نہ ہوگا اُسکے قتل کی قسم کھانے سے اسواسطے
کہ حالف نے اپنی قسم کو منعقد کیا اُس حیات پر جو اُسمین تھی اور قتل کرنا بعد موت کے متصور نہین بالفرض اگر حقتعالی نے اُسکو زندہ بھی کر دیا تو یہ زندگی
وہ زندگی نہین جس پر قسم واقع ہوئی تو یہ مسئلہ عدم امکان مین مسئلۂ کوزہ کے مانند ہوا اور مانند اس قول کے ہوا کہ اگر مین آسمان کا چھونا چھوڑ دون
تو اُسکا غلام آزاد ہو اسواسطے کہ ترک متصور نہین امر غیر مقدور مین یعنی جب آسمان کا چھونا مقدور سے باہر ہوا تو برین کا محل فوت ہوا اور غیر مقدور سے
عدم قدرت عادی مراد ہو کذا فی الطحطاوی حلف لا یکلمہ فناداہ وہو نائم فایقظہ فلم یوقظ لم یحنث ہو المختار قسم کھائی کہ مثلاً زید سے کلام نہ کریگا
پھر اُسکو پکارا اور وہ سوتا تھا سو اُسکو جگایا تو حانث ہوگا سو اگر اُسکے پکارنے سے نہ جاگا تو حانث نہ ہوگا یہی قول مختار ہو اور غیر مختار قدوری کا قول ہو
یعنی الفاظ شرط نہین حنث کی ولو مستیقظا حنث لو بحیث یسمع بشرط انفصالہ عن الیمین فلو قال موصولا ان کلمتک فانت طالق فاذہبی او واذہبی لا تطلق
مالم یرد الاستیناف ولو قال اذہبی طلقت لانہ مستانف اور اگر زید جاگتا ہوگا تو اُسکے پکارنے سے حانث ہوگا اور اگر اتنا قریب ہو کہ اُسکی آواز کان لگا کے
سُنے سُن سکے بشرطیکہ کلام نداے منفصل ہو یمین سے اور اگر یمین سے کلام موصول ہوا اسطرح کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر مین تجھسے کلام کرون تو تو طالق ہو
سو تو جا یا یون کہا اور تو جا تو زوجہ مطلقہ نہ ہوگی تا وقتیکہ ابتداء کلام کی نیت نہ کریگا اور اگر ان کلمتک فانت طالق کے بعد اذہبی کہیگا بدون فے اور واو
کے تو مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ یہ کلام جداگانہ ہو یمین سے متصل نہین ہم فاذہبی یا واذہبی بسبب فے اور واو عاطفہ کے یمین سے موصول ہو لہذا اس کلام سے بلا نیت
استیناف حانث نہ ہوگا بخلاف اذہبی کے کہ اُسمین کوئی حرف وصل نہین تو بسبب استیناف کے حانث ہوگا ولو قال یا حائط اسمع او اصنع کذا وکذا وقصد
اسماع المحلوف علیہ لم یحنث زیلعی اور اگر کہا کہ اے دیوار سُن یا ایسا ویسا کام کر اور اس قول سے محلوف علیہ کا سنانا قصد کیا تو حانث نہوگا کذا فی الزیلعی اور
اگر سنانے کا قصد نہو تو بطریق اولی حانث نہ ہوگا ہم حانث اسواسطے نہ ہوگا کہ کلام کرنا بدون خطاب محلوف علیہ کے نہین ہوتا اور دلیل اُسکی وہ روایت ہو
کہ عبد الرحمن بن عوف رضؓ نے قسم کھائی تھی کہ عثمان بن عفان رضؓ سے نہ کلام کرینگے تو جب عبد الرحمن اُنکی طرف ہو کر نکلتے تھے تو جو مطلب کہنا ہوتا تھا وہ یون
کہتے تھے کہ اے دیوار ایسا کر اور اے دیوار ایسا ہوا اور معلوم کرنا چاہیے کہ ذکر دیوار کچھ شرط نہین بلکہ توجیہ خطاب غیر محلوف علیہ کی طرف کافی ہو عدم حنث مین چنانچہ
بحر الرائق مین مصرح ہو کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو میرا گلا اپنے بھائی سے کریگی تو تجھکو طلاق ہو پھر جب اُسکا بھائی اُسکے پاس آیا اور اُسکے پاس ایک لڑکا
تھا نا فہم تو عورت نے کہا لڑکے سے خطاب کر کے کہ میرے زوج نے ایسا کیا یہانتک کہ اُسکی بھائی نے سُنا تو اُسپر طلاق نہوگی اسواسطے کہ اُسنے بھائی سے
شکایت نہین کی کیونکہ اُسکی طرف مخاطب نہین ہوئی اور اگر قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کریگا پھر ایک جماعت کو سلام کیا جنمین زید بھی تھا سو حانث ہوگا اور
اگر زید کی طرف خطاب کی نیت نہ کریگا تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر نماز بجماعت ہو گی تو سلام کرنے سے حانث نہوگا خواہ زید داہنی طرف ہو خواہ
بائین طرف اور اگر محلوف علیہ نے دروازہ کے کواڑ مین دھکا دیا اور حالف نے کہا کہ کون ہو تو حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی وفی السراجیۃ سال محمد
حال صغرہ ابا حنیفۃ عمن قال لاخیہ واللہ لا اکلمک ثلث مرات فقال ابو حنیفۃ ثم ماذا فتبسم محمد رح وقال انظر حسنا یا شیخ فنکس ابو حنیفۃ ثم قال حنث مرتین فقال محمد رح
احسنت فقال ابو حنیفۃ لا ادری ای الکلمتین اوجع لے قولہ حسنا او احسنت اور سراجیہ مین ہو کہ سوال کیا محمد رح بن حسن نے طفلی کی حالت مین امام ابو حنیفہ
سے اُس شخص کے حق مین جسنے دوسرے سے کہا واللہ مین تجھ سے کلام نہ کرونگا تین بار سو امام نے کہا پھر کیا ہوا تو محمد رح نے تبسم کیا اور کہا اے شیخ خوب
تامل کیجیے تو سر جھکا لیا امام نے پھر فرمایا وہ شخص دو بار حانث ہوا تو محمد رح نے کہا خوب کہا آپ نے تو امام نے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ وہ لفظون مین سے

مونسا لتمید سے ہو اسطے ہوتا کہ جو لوگ حنا کتنا یا مسنت کتنا ہم سوال کیا تو وہ مرد محقق تھا کہ تعلق مرات یا ہم کہ سے محقق ہوا قال عامرۃ اتفاک ست
متعلق ہو یہ مطلب ہو کہ تجھے تین بار کلام نہ کرونگا اول الامر یہی سمجھے لہذا فرمایا کہ یہ کیا ہو یعنی حالف نے اپنی بار اس قسم کے بعد کلام کیا اور تین مرتبہ
کو قال سے محقق کیجئے تو مطلب یہ ہوگا حانث نے تین بار کہا کہ تجھ سے کلام نہ کرونگا سوال سے ظاہر کیا ہی مقصود تھا لہذا جواب میں کہا کہ قائل کو سکتہ یہ ہے
سیتیت پوچھنے کی کچھ حاجت نہیں پھر امام نے مقصود سوال کا دریافت کیا اور فرمایا کہ لا اکلمک کو تین بار کہنے سے دو بار حانث ہوگا اسواسطے کہ ایکبار
کہنے سے یمین منعقد ہوتی اور دوسری بار کہنے سے ایکبار حنث ثابت ہوا اور تیسری بار کہنے سے دوبارہ حنث ہوا اور نظر حنا کتنا اسواسطے ذکر کیا معلوم ہو کہ
عدم تامل عیب پر دلالت کرتا ہو اور مسنت کہنا اسواسطے ذکر کیا معلوم ہوا کہ علم سائل پر دلالت کرتا ہو جیسے سائل کو مسئلہ معلوم تھا لیکن امتحان کیواسطے سوال
کیا اور چونکہ حالت غفلت میں یہ گفتگو ہوئی تو امین محمد بن حسن کی بے ادبی اور شوخ چشمی ثابت نہیں ہوتی اور حلف لا یکلمہ الا باذنہ فاذن ولم یعلم
بالاذن تحکایحنث لاشتقاق الاذن من الاذان فیشترط العلم یا قسم کھائی کہ اُس سے کلام نہ کرینگا مگر اسکے اذن سے سو اُس نے اذن دیا اور حالف
کو اُسکا اذن دینا معلوم نہ ہوا پھر اس نے کلام کیا تو حانث ہوگا بسبب اشتقاق اذن کے اذان سے اور اذان بمعنے اعلام ہو تو اذن میں علم شرط
ہوا مترجم اشتقاق سے اشتقاق کبیر مراد ہو کذا فی النہر اسواسطے کہ اشتقاق صغیر میں مجرد مزید سے مشتق نہیں ہوتا بلکہ مزید مجرد سے مشتق ہوتا ہو مصنف نے اپنی
شرح میں کہا یا اذن وقوع سے الاذن سے ماخوذ ہو ہر صورت تحقیق اذن کا بدون سماع کے نہیں ہوتا بخلاف لا یکلمہ الا برضاہ فرضی ولم یعلم لان الرضے من
اعمال القلب فیتم یہ بخلاف اس قسم کے کہ نہ کلام کریگا مگر اسکی رضامندی سے سو وہ راضی ہوگیا اسکے کلام سے اور حالف کو اسکی رضا کا علم نہ ہوا پھر اسنے
کلام کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ رضامندی دل کا عمل ہو تو اُسکا تحقیق فقط دل ہی سے تمام ہوگا علم حالف امین شرط نہیں الکلام والتحدیث لا
یکون الا باللسان فلا یحنث باشارۃ وکتابۃ کما فے الفتح کلام اور تحدیث ثابت نہیں ہوتا بدون زبان کے تو حانث نہ ہوگا اشارہ کرنے اور
لکھنے سے کذا فی الفتح یعنی اگر قسم کھائی کہ فلانے سے کلام نہ کریگا پھر اسکو خط لکھا یا اسکی طرف پیام بھیجا یا اسکی طرف آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا تو حانث
نہ ہوگا کذا فے الفتح وفے الخانیۃ لا اقول لہ کذا فکتب الیہ حنث فرق بین القول والکلام لکن نقل المصنف بعد مسئلۃ شم الریحان عن الجامع انہ کالکلام
خلافا لابن سماعۃ اور خانیہ میں ہو قسم کھائی کہ اُس سے نہ کہونگا ایسا پھر اُسکی طرف لکھ بھیجا تو حانث ہوگا تو تفریق ہوئی قول اور کلام میں کہ
قول کتابت سے ثابت ہوتا ہو نہ کلام لیکن مصنف نے آگے بعد مسئلہ شم ریحان کے جامع سے نقل کیا ہو کہ قول مانند کلام کے ہو یعنی کتابت
سے قول بھی ثابت نہیں ہوتا بخلاف ابن سماعہ کے مترجم تو معلوم ہوا کہ کلام اور قول میں تین قول ہیں جامع کا یہ قول ہو کہ کلام اور قول کتابت سے
ثابت نہیں ہوتے اور قاضیخان کے نزدیک تفریق ہو کہ قول کتابت سے ثابت ہوتا ہو نہ کلام اور ابن سماعہ نے اپنی نوادر میں کہا کہ کلام اور قول دونوں
کتابت سے ثابت ہوتے ہیں کذا فی الطحطاوی والاخبار والاقرار والبشارۃ تکون بالکتابۃ لا بالاشارۃ والایما اور خبر دینا اور اقرار کرنا
اور خوشخبری دینا لکھنے سے ثابت ہوتے ہیں نہ اشارہ اور ایما سے مترجم طحطاوی نے کہا کہ مصنف کو مناسب تھا کہ ایضا کا لفظ بعد کتابت کے زیادہ کرتا
تاکہ معلوم ہوتا کہ اخبار اور اقرار اور بشارت کتابت سے بھی ہوتا ہو اور کلام سے بھی والاظہار والانشاء والاعلام یکون بالکتابۃ وبالاشارۃ ایضا
اور اظہار اور انشاء اور اعلام کتابت سے ہوتا ہو اور اشارہ کرنے سے بھی مترجم طحطاوی نے کہا کہ مصنف کی شرح میں النشاء ن ہو اور بحر الرائق میں
افشاء ہو فلو قال لم انو الاشارۃ دین اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے اشارہ کی نیت نہیں کی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی نہ قضاءً یعنے اگر عدم اظہار وغیرہ
کی قسم کھائی اور اشارہ کردیا اور عدم اشارہ کی نیت ظاہر کی تو فیما بینہ وبین اللہ اُسکی تصدیق ہوگی نہ قاضی کے نزدیک وفے لا یدعوہ ولا یبشرہ
یحنث بالکتابۃ اور اس قسم میں کہ اسکو نہ بلاویگا یا اسکو بشارت نہ دیگا تو کتابت سے حانث ہوگا ان اخبرتنی او اعلمتنی ان فلانا قدم

ونحوہ یحنث بالصدق والکذب کہا کہ اگر تو مجکو خبر کریگا یا اعلام کریگا کہ فلانا شخص آیا یا مانند اسکے تو میرا غلام آزاد ہے تو حانث ہوگا صدق اور کذب
سے یعنی اعلام اور اخبار مخاطب کا صدق ہو یا کذب بہر صورت غلام آزاد ہوگا **ولو قال بقدومہ ونحوہ فعلی الصدق خاصۃ لافادتہا صدق الخبر بنفس**
القدوم کما حققناہ فی بحث الباء من الاصول اور اگر یون کہا کہ اگر تو مجکو بقدوم فلانی یا مانند اسکے خبر کریگا تو یہ اخبار صدق پر مخصوص ہوگا اسواسطے کہ باء
جارہ الصاق خبر بنفس قدوم کا فائدہ دیتی ہے چنانچہ اصول کی کتاب مین ہم نے اسکو محقق کیا ہے باء جارہ کی بحث مین یعنی باء جارہ الصاق کے واسطے
موضوع ہے تو جب وہ قدوم کے لفظ پر آئی تو یہ مطلب ہوا کہ خبر قدوم سے ملائی جاوے اور یہ ملانا بدون تحقق قدوم کے نہین ہو سکتا لہذا اخبار
بالکذب اسمین مراد نہین ہوتا طحطاوی نے کہا کہ ان اخبرتنی ان فلانا قدم مین باء جارہ مقدر ہے اسواسطے کہ حذف جار کا ان کے ساتھ مطرد ہے تو چاہیے
کہ وہان بھی اخبار بالکذب سے حانث نہ ہو **وکذا ان کتبت لی بقدوم فلان کما سیجئ فی الباب الاتی** اور اسی طرح فقط صدق پر حنث مخصوص ہے
اس مثال مین کہ اگر تو کتابت بقدوم فلانی کریگا چنانچہ اگلے باب مین آویگا **وسأل الرشید محمدا عمن حلف لایکتب الی فلان فاومی بالکتابۃ**
ہل یحنث فقال نعم یا امیر المومنین ان کان مما یکتب اور سوال کیا ہارون رشید نے امام محمدؒ سے کہ جس نے قسم کھائی کہ فلانے شخص کو نہ لکھیگا پھر
اُس نے دوسرے سے اشارہ کیا لکھنے کا کیا حانث ہوگا تو امام محمدؒ نے کہا ہان یا امیر المومنین حانث ہوگا اگر حالف ایسا شخص ہو کہ بادشاہ خود
نہین لکھتا بلکہ غیر کو حکم کرتا ہے کتابت کا اور عادت سلاطین اور امرا کی یہ ہے کہ اشارہ اور ایما سے حکم کرتے ہین **لایکلمہ شہرا فمن حین حلفہ** قسم کھائی کہ
فلانے سے ایک مہینہ نہ کلام کریگا تو ابتدا اُس مہینہ حلف کے وقت سے ہوگی تیس دن تک **ولو عرفہ فبقیتہ** اور اگر حالف نے مہینہ کو معرفہ مذکور کیا
یعنے یون کہا لاکلمہ الشہر تو اُس مہینے کی باقی تاریخون پر حنث ہوگی مثلاً پچیسوین تاریخ قسم کھائی تو پانچ یا چھ روز باقی مین اگر کلام کریگا تو حانث
ہوگا **بخلاف لاعتکفن اولاصومن شہرا فان التعیین الیہ** بخلاف اس مثال کے کہ واللہ اعتکاف کرونگا یا روزہ رکھونگا تو حالف کو تعین
کا اختیار ہے چاہے حلف کے وقت سے مہینہ بھر اعتکاف کرے اور چاہے باقی تاریخون مین اعتکاف کرے تم اور یہی حکم ہے سال اور دن کا اور بدائع
مین ہے کہ اگر مثلاً پہر دن رہے قسم کھائی کہ ایک دن کلام نہ کریگا تو قسم ثابت ہوگی باقی دن اور پوری اگلی رات اور دوسرے دن کے پہر دن تک اور
یہی حکم ہے رات کا کذا فی النہر **والفرق ان ذکر الوقت فیما یتناول الابد لاخراج ما ورائہ وفیما لا یتناولہ للمد الیہ زیلعی** اور فرق کلام اور اعتکاف مین
یہ ہے کہ ذکر وقت کا اُس فعل مین جو شامل ہے دوام کو واسطے اخراج ماسوا وقت کے ہوتا ہے اور جس فعل مین شمول دوام کا نہین تو اُسمین ذکر وقت
کا واسطے دراز کرنے فعل کے ہے اس وقت تک کذا فی زیلعی مثلاً اگر عدم کلام کی یمین مین مہینہ مذکور نہ ہوتا تو عدم تکلم تمام عمر کو شامل رہتا تو مہینہ کے ذکر
کرنے سے باقی مدت عمر کی نکل گئی اور اعتکاف اور صوم کی یمین مین اگر مہینہ مذکور نہ ہوتا تو تمام عمر کو اعتکاف اور صوم شامل نہ ہوتا تو ذکر کرنا مہینہ کا
واسطے تقدیر اعتکاف اور صوم کے ہے **حلف لایتکلم فقرأ القرآن او سبح فی الصلوۃ لایحنث اتفاقاً** قسم کھائی کہ کلام نہ کریگا پھر اُسنے قرآن پڑھا
نماز مین یا سبحان ربی العظیم یا سبحان ربی الاعلی نماز مین کہا تو بالاتفاق حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسکو عرف اور شرع مین تکلم نہین کہتے کذا فی المنح
وان فعل ذلک خارجہا حنث علی الظاہر کما رجحہ فی البحر ورجح فی الفتح عدمہ مطلقا للعرف وعلیہ الدرر والملتقی بل فی البحر عن التہذیب انہ لایحنث بقراۃ القرآن
الکتب فی عرفنا استثنے او قواہ فی الشرنبلالیۃ قائلا ولا علیک من اکثریۃ التصحیح لہ مع مخالفۃ العرف والقیاس علیہ القار درس ما للفن یعکر علیہ باتے النفع
واما الشعر فیحنث بہ لانہ کلام منظوم استثنے غیر المنظوم اولی فتامل اور اگر قراءت قرآن اور تسبیح خارج نماز کی تو حانث ہوگا بنا بر ظاہر مذہب کے چنانچہ
اسی کو ترجیح دی ہے بحر الرائق مین اور فتح القدیر مین ترجیح دی ہے عدم حنث کو بسبب عرف کے مطلقاً خواہ قراءت اور تسبیح نماز مین ہو خواہ خارج
نماز خواہ یمین عربی مین ہو خواہ فارسی مین اور عدم حنث پر درر اور ملتقی الابحر کا قول ہے بلکہ خود بحر الرائق مین تہذیب فلان سے منقول ہے کہ حانث نہین

[illegible] فتح القدیر [illegible]

[illegible] قیاس [illegible] شاگرد [illegible]

[illegible] فتح القدیر [illegible] تو حانث ہوگا [illegible]

[illegible] جب [illegible]

[illegible] قیاس [illegible] قرأت [illegible] لا یقرأ القرآن الیوم [illegible]

الی الصلوٰۃ [illegible] قرآن [illegible] قرآن [illegible] نماز میں [illegible] البسملۃ فان نوی

ما فی النمل [illegible] القرآن اور اگر بسم اللہ الرحمن الرحیم کو پڑھا تو اگر اس قرأت سے سورۂ نمل کی آیت کی نیت کی تو حانث ہوگا

اور اگر [illegible] اس واسطے کہ بسم کہنے سے لوگ قرأت قرآن کا ارادہ نہیں کرتے ہیں بلکہ [illegible] پڑھتے ہیں [illegible]

[illegible] اور اگر قسم کھائی کہ فلانی سورۃ یا [illegible] نہ پڑھیگا [illegible]

سے حانث [illegible] اس واسطے کہ [illegible] قرأت نہیں حلف لا یکلم فلانا الیوم [illegible] الیوم [illegible]

[illegible] قسم کھائی [illegible] دن [illegible] حلف [illegible] شامل ہوگا [illegible]

[illegible] کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکا کہ جب یوم مقارن ہوگا فعل غیر ممتد سے تو مطلق وقت

مراد ہوگا اور چونکہ کلام غیر ممتد ہے [illegible] لیل و نہار دونوں کو شامل ہوگا [illegible] اس واسطے [illegible] مصنف کی مثال

[illegible] اس واسطے کہ لا یکلم فلانا الیوم کا یہ حکم ہے کہ [illegible] باقی دن تک [illegible] رات کو شامل نہیں اس واسطے کہ [illegible]

[illegible] الیوم تو یمین باقی دن تک رہیگی جب آفتاب غروب ہوگا تو یمین ساقط ہو جاویگی اور [illegible] الیوم [illegible]

[illegible] فان نوی النہار صدق [illegible] الحقیقۃ [illegible] مثال مذکور میں نیت نہار کی کریگا یعنی یوم سے فقط نہار [illegible] تو اسکی تصدیق ہوگی دیانۃ بھی

[illegible] اس واسطے کہ [illegible] حقیقت [illegible] نیت حقیقت [illegible] تو اس صورت میں یوم لیل اور نہار کو شامل ہوگا [illegible]

[illegible] مطلق الوقت اور اگر یوں کہا کہ جس رات کہ میں کلام کروں فلانے سے تو ایسا ہو تو یمین رات پر [illegible]

[illegible] مطلق وقت میں [illegible] مطلق وقت کے [illegible]

[illegible] مطلق وقت [illegible] قال ان کلمتہ الا ان یقدم زید او حتی او الا ان یاذن او حتی یاذن فکذا فکلم

[illegible] قدومہ [illegible] و لو بعدہما لا یحنث [illegible] الاذن غایۃ لعدم الکلام [illegible] کلام کروں [illegible]

[illegible] کلام کروں [illegible] زید اذن [illegible] اگر میں اس سے کلام کروں [illegible] اجازت دینے زید کے [illegible] قبل قدوم

زید کے یا قبل اذن دینے زید کے تو حانث ہوگا اور اگر بعد قدوم اور اذن زید کے [illegible] تو حانث نہ ہوگا بسبب قرار دینے [illegible] قدوم اور اذن کو غایت

عدم کلام کے [illegible] باقی [illegible] قبل غایت کے [illegible] بعد غایت کے [illegible] حانث نہ ہوگا [illegible]

[illegible] الا بمعنی غایت [illegible] مجاز کے ہیں [illegible] استثنا [illegible] شرط اور غایت کے [illegible]

[illegible] استثنا اور شرط اور غایت میں یہ مناسبت ہے کہ [illegible] ان لم [illegible]

[illegible] قبل قدوم اور اذن کے تو یمین ساقط ہوگی اس واسطے کہ یمین [illegible]

بل الشرط ان الطلاق قبل النکاح فیبت فلا تطلق بالقدوم بل بموتہ مصنف نے مثال مذکور کو مقید بتاخیر جزا کیا اسواسطے کہ اگر مثال مذکور میں جزا کو مقدم کرے
سو یوں کہ سکے کہ اُسکی عورت مطلقہ ہو گر گر زید آوے تو اس صورت میں الا واسطے غایت کے نہیں بلکہ شرط کے واسطے ہے اسواسطے کہ طلاق ایسی چیز نہیں جو
تعیین وقت کی محتمل ہو اور عورت مطلقہ نہ ہوگی زید کے قدوم سے بلکہ زید کی موت سے سم الا بمعنی غایت وہاں ہوتا ہے جو توقیت کا محتمل ہو اور طلاق
اسکا محتمل نہیں لہذا ایسا ہوا شرط ہی تو گویا اُسنے یوں کہا کہ ان لم یقدم زید فانت طالق یعنی اگر زید نہ آویگا تو تو طالق ہے تو اب طلاق قدوم زید سے
نہ واقع ہوگی بلکہ اُسکی موت سے ہوگی اسواسطے کہ قبل موت زید کے عدم قدوم کا تحقق نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ یمین مطلق ہے کما لو قال لغیرہ واللہ
لا اکلمک حتی یاذن لی فلان او قال لغریمہ واللہ لا افارقک حتی تقضینی حقی او حلف لیوفینہ الیوم فمات فلان قبل الاذن او بری من
الدین فالیمین ساقط والاصل ان الحالف اذا جعل لیمینہ غایۃ وفاتت الغایۃ بطل الیمین بہا خلافا للثانی چنانچہ حالف نے غیر سے کہا کہ واللہ میں تجھ سے نہ
بولونگا یہاں تک کہ مثلاً زید مجھکو اذن دیوے یا حالف نے اپنے قرض دار سے کہا کہ واللہ میں تجھکو نہ چھوڑونگا یہاں تک کہ تو میرا حق ادا کرے یا قرضدار نے قسم
کھائی کہ البتہ اُسکا قرض آج ادا کریگا پھر زید مرگیا قبل اذن دینے کے یا بری الذمہ ہوگیا قرض دار قرض معاف ہو جانے سے تو قسم ساقط ہو جائیگی اور اصل
سقوط کی یہ ہے کہ قسم کھانے والے نے جب اپنی قسم کی ایک غایت مقرر کی اور وہ غایت فوت ہوگئی تو اُسکے فوت ہونے سے قسم باطل ہو جاویگی امام اعظم
اور محمد کے نزدیک بسبب عدم امکان بر کے بخلاف ابی یوسف کے کلمۃ مازال و مادام و ماکان غایۃ ینتہی الیمین بہا فلو حلف لا یفعل کذا مادام
بنجاری فخرج منہا ثم رجع ففعل لا یحنث لانتہاء الیمین کلمہ مازال اور مادام اور ماکان کا غایت کیواسطے ہے تو یمین اُسی کے ساتھ آخر ہو جاویگی تو اگر قسم
کھائی کہ الیسا نہ کریگا مادامیکہ بخارا میں رہیگا پھر قسم کے بعد بخارا سے نکلا پھر وہیں پلٹ گیا پھر وہ فعل کیا جسکے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو حانث نہو گا بسبب منتہی
ہونے یمین کے خروج سے وکذا لا یاکل ہذا الطعام مادام فی ملک فلان فباع فلان بعضہ لا یحنث باکل باقیہ لانتہاء الیمین ببیع البعض اور اسیطرح قسم کھائی
کہ اس طعام کو نہ کھاویگا جب تک کہ فلانے کی ملک میں رہیگا سو فلانے نے اُس طعام سے کچھ بیچا تو باقی طعام کے کھانے سے حانث نہو گا بسبب منتہی ہونے قسم
کے بعض کی بیع سے وکذا لا افارقک حتی تعطینی حقی الیوم او حتی اقدمک الی السلطان الیوم لا یحنث بمضی الیوم بل بمفارقتہ بعدہ ولو قدم الیوم لا یحنث ولو
فارقہ بعدہ بحر اور اسی طرح قسم کھائی کہ تجھکو نہ چھوڑونگا یہاں تک کہ تو میرا حق دیوے آج کے دن یا یوں کہا کہ تجھکو نہ چھوڑونگا یہاں تک کہ تجھکو حاکم کے
پاس لیجاؤں آج کے دن تو حانث نہ ہوگا دن کے گذرنے سے بلکہ بعد مدت کے قرض دار کے چھوڑ دینے سے حانث ہوگا اور اگر حالف نے یوم کو مقدم
کیا یعنی یوں کہا کہ لا افارقک الیوم حتی تعطینی حقی پھر وہ دن گذر گیا اور اُسنے اسکو نہ چھوڑا اور قرض دار نے قرض نہ ادا کیا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ
حالف نے اُسکو بعد گذرنے دن کے چھوڑ دیا ہو کذا فی البحر اسواسطے کہ حالف نے فراق کیواسطے اُسیدن کو وقت ٹھہرایا تھا کذا فی الطحطاوی عن البحر وکذا لو
حلف ان یجرہ الی باب القاضی ویحلفہ فاعترف الخصم او ظہر شہود سقط الیمین لتقییدہ من جہۃ المعنی بحال انکارہ کما مر فی باب الیمین فی الضرب اور اسیطرح اگر قسم
کھائی اسکی کہ مدعلیہ کو قاضی کے دروازہ تک کھینچ لیجاویگا اور قسم دلادیگا پھر اقرار کیا اُسنے مال کا یا مدعی کے شاہد ظاہر ہوگئے تو یمین ساقط ہو جاویگی بسبب مقید
ہونے یمین کے باعتبار معنی کے اس حال سے جبکہ وہ منکر تھا چنانچہ اسکا ذکر آویگا یمین نے الضرب کے باب میں وفی حلفہ لا یکلم عبدہ ای عبد فلان او عرسہ
او صدیقہ او لا یدخل دارہ او لا یلبس ثوبہ او لا یاکل طعامہ او لا یرکب دابتہ ان زالت اضافتہ ببیع او طلاق او عداوۃ وکلمہ لم یحنث فی العبد
ونحوہ مما یملک کالدار اشار الیہ بہذا او لا علی المذہب لان العبد ساقط الاعتبار عند الاحرار فکان کالثوب والدار اور اس قسم میں کہ فلانے
کے مثلاً زید کے غلام سے کلام نہ کریگا یا اُسکی زوجہ یا اُسکے دوست سے یا اُسکے گھر میں نہ داخل ہوگا یا اُسکا کپڑا نہ پہنیگا یا اُسکا کھانا نہ کھاویگا
یا اُسکے جانور پر سوار نہ ہوگا اگر زید کی نسبت زائل ہوگئی بیع کرنے سے غلام اور دار اور ثوب اور طعام اور جانور میں یا طلاق دینے سے زوجہ میں یا دشمنی ہونے

سے دوست ہیں اور یہ جو کہا اُس سے تو حانث ہوگا قدوری میں ہے کہ اسکے مشتبہ ہونے کا قائل محمد ہیں مگر ہمارے وقت میں فتویٰ انکا قول ہے
اور یہ مذہب کئی سبب ہوا ہے کہ اگر ایسی قسم میں زید کے اس غلام سے نہ بولونگا یون کہا کہ زید کے غلام سے نہ بولونگا پھر بیچ ڈالا اسکے بعد بولا تو حانث نہ ہوگا
اسواسطے کہ یہ سب ساقط اعتبار ہوگا اور زید کے نزدیک تو وہ مانند ذات ہو اور ایسی چیز جیسے غلام اس لائق نہین ہوتا کہ شخص مراد اسکے عدم تکلم کی قسم کھائے تو
یہ قسم ہوئی ذات کے مالک کے سبب سے پھر سبب کے زوال سے ختم ہوگیا جب سے تو عدم تکلم کا مدار نہ رہا اور حانث نہو اور یہی حکم ہے ترک اور اور ثوب اور دابہ کا
فی غیرہ ہوتی تکلم غیر عبد حنث لان الترک للتصدیق لا لعدولانا نتکلم فشکون ان مسلونا منها الشط ان کا سبب بحریق الا ذوق حتبه ہو اسکے غیر میں یعنی غیر عبد سے کلام
کرنے میں مراد غیر عبد سے زوجہ اور دوست ہیں وہ اسواسطے کہ وہ لائق کلام کرنے کے نہیں تو یہ حکم مسکوت ہوا اسواسطے کہ دار کا عبد کے جیسا ہے یہ
حق اولیٰ معلوم ہو سو غیر ... ماتن نے مثال میں دلیل بیان کی اور جنس ... یا تفصیل میں اول عبد کو حکم بیان کیا پھر غیر عبد کو حکم مذکور کیا حالانکہ غیر عبد
میں دار بھی داخل ہے لیکن حکم ثانی میں وہ شامل نہیں لہذا شارح نے کلام متن کی توجیہ کی یعنی غیر عبد سے فقط زوجہ اور دوست ہیں پس اس دلیل سے کہ دار لائق کلام نہیں تو
اُسکے حکم مذکور نہیں اگر کوئی کہے کہ جب دار کا حکم مذکور نہیں کیا تو اسکے ذکر کرنے سے کیا فائدہ شارح نے جواب دیا کہ دار کا حکم مانند حکم عبد کے بطریق اولیٰ معلوم ہے
تو اسکے حکم کے علیحدہ ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی وجہ اولویت کی یہ ہے کہ زوال اضافت سے جبکہ عبد سے حنث نہ ہوا حالانکہ عبد میں کراہت ذاتی ہو سکتی ہے
تو دخول دار سے بعد زوال اضافت کے بطریق اولیٰ حنث نہ ہوگا اسواسطے کہ دار میں تو عقل نہیں کہ اُسکے دخول سے کراہت ذاتی مقصود ہو پھر شارح
نے بعد اس توجیہ کے آخر کو آگاہ کردیا کہ تعمیم ماتن غیر مناسب ہے ان اشار بہذا و عین حنث لان الحکم لہذہ دالاشارۃ العین لا تحنث حنث بالمتجدد
بان اشتری عبدا او تزوج بعد الیمین اور غیر عبد میں یعنے زید کی زوجہ اور دوست کے کلام سے اگر اشارہ کیا بلفظ ہذا یا اسکو معین کردیا نام لیکر تو حانث ہوگا
زوال اضافت کے اسواسطے کہ حرج بالذات سبھی چھوڑا جاتا ہے اور اگر اشارہ نہیں کیا اور نام اُسکا لیا یعنے یون کہا کہ زید کی زوجہ یا دوست سے کلام نہ کریگا تو بعد زوال
اضافت کے حانث نہ ہوگا اور حانث ہوگا عبد جدید اور زوجہ جدید کے کلام سے تجدد کی صورت یہ ہے کہ زید نے غلام مول لیا یا نکاح کیا بعد یمین کے لا
اکلم صاحب ہذا الطیلسان مثلا فکلمہ بعد بیعہ حنث لان الاضافۃ للتعریف وکذا لو کلم المشتری لم یحنث قسم کھائی کہ نہ بولونگا اس طیلسان والے سے
کلام نہ کریگا پھر اُس سے کلام کیا طیلسان بیچنے کے بعد تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ اضافت اور نسبت شناخت کیواسطے ہے کچھ قید نہیں اور اسیواسطے
اگر طیلسان مول لینے والے سے کلام کریگا تو حانث نہ ہوگا طیلسان معرب ہے تیلسان کا وہ اہل عجم کا لباس ہے سیاہ اور سبز اُسکا تانا بانا صوف کا
ہوتا ہے کذا فی المنح الزمان والحین ومنکرہما ستۃ اشہر ای حین حلفہ لانہ الوسط لفظ زمان اور حین کا معرف باللام ہو خواہ نکرہ بلا لام مراد اُس سے
چھ مہینے ہیں ابتداء حلف سے اسواسطے کہ چھ مہینے متوسط استعمال ہے زمان اور حین کا حین گاہے زمان قلیل میں مستعمل ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ
(فسبحان اللہ حین تمسون) مراد یہاں ساعت مسا ہے اور گاہے حین چالیس برس کے واسطے مستعمل ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ (ہل اتی علی الانسان حین
من الدہر) انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں اور حین سے چالیس سال مراد ہیں اور گاہے حین چھ مہینے میں مستعمل ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ
(تؤتی اکلہا کل حین) ابن عباس نے کہا کہ حین سے یہاں چھ مہینے مراد ہیں اور چونکہ چھ مہینے متوسط رتبہ ہے استعمال حین کا لہذا عدم تکلم زمانی
حینی کے حلف میں اسی قدر مراد ہوگا اسلئے کہ ساعت بھر عدم تکلم قسم کھانے پر موقوف نہیں بلا قسم بھی متصور ہے اور چالیس برس کی مدت دراز ہمیشہ
کا سا عدم تکلم مقصود نہیں لہذا متوسط رتبہ متعین ہوگیا اور لفظ زمان کا استعمال بھی حین کے برابر ہے اور انتک سنہ حین ومنذ زمان ایک ہی
معنی میں مستعمل ہے کذا فی المنح والطحاوی وبما ای بالنیۃ ما نوی فیہما علی الاصح بدائع اور نیت کے ساتھ جو نیت حین اور زمان میں کریگا وہی
مراد ہوگا بنا بر مذہب صحیح کے کذا فی البدائع یعنے چھ مہینے کی تقدیر حین اور زمان میں اسوقت ہے جب حالف نے قلیل یا کثیر مدت کی نیت نہ کی ہو اور

صورت نیت اسکی نیت ہی کی تقدیر پر مراد ہوگی وغرۃ الشہر وراس الشہر اول لیلۃ منہ و یومھا اور غرہ شہر اور راس شہر سے مہینہ کی پہلی رات اور اسی کا دن مراد ہی
واولہ الی ما دون النصف وآخرہ اذا مضی خمسۃ عشر لو ما فلو حلف ان یصوم اول یوم من آخر الشہر وآخر یوم من اول الشہر صام الخامس عشر والسادس عشر
اول شہر نصف مہینہ سے کم تر تک ہی اور آخر شہر اسوقت سے ہی جب پندرہ روز گذر جاوین تو اگر قسم کھائی کہ آخر شہر کے اول روز مین اور اول شہر کے آخر
دن مین روزہ رکھیگا تو پندرھوین اور سولھوین تاریخ روزہ رکھے اسواسطے کہ سولھوین آخر شہر کا پہلا روز ہی اور پندرھوین اول شہر کا پچھلا دن ہی طحطاوی نے
کہا کہ ماتن کو مناسب تھا یون کہنا کہ اول شہر نصف شہر تک ہی جیساکہ قہستانی نے کہا ہی اسواسطے کہ پندرھوین تاریخ کو فقہا نے اول شہر کا آخر دن کہا ہی
والصیف من حین القاء الحشو الی لبس ضد الشتاء بدائع اور گرمی کا موسم اسوقت سے ہی جب روئی بھرا کپڑا اتار ڈالا جاوے یہانتک کہ پھر اسکے پہننے کی نوبت
آدے اور سردی کا موسم اسکے بالعکس ہی کذا فی البدائع م فتاوے عالمگیری مین واقعات سے منقول ہی کہ صیف اور شتا کی معرفت مین علما کا کلام مختلف ہی
اور قول مختار یہ ہی کہ اگر قسم کھانے والا اُس شخص مین رہتا ہو جہان کے لوگون مین گرمی اور سردی کا حساب مقرر ہو جس سے وہ صیف اور شتا کو پہچانتے ہون
تو اسکی قسم مین وہی حساب مقرری مراد ہوگا اور اگر وہان حساب معلوم نہ ہو تو شتاء وہ ہی جسمین روئی دار یا پوستین وغیرہ کی حاجت ہو اور گرمی اسکی بالعکس ہی
اور ربیع کا موسم آخر شتا سے ہی اول صیف تک اور خریف آخر صیف سے ہی اول شتا تک وفی حلفہ لا یکلمہ الدہر والابد ھو العمر اے مدۃ حیوۃ الحالف
عند عدم النیۃ اور اگر قسم مین کہ کلام نہ کریگا اُس سے دہر اور ابد مین تو دہر اور ابد سے عمر مراد ہی یعنی حالف کی زندگی کی مدت عدم نیت کیوقت یعنی درصورت
نیت اسکی نیت ہی معتبر ہوگی قلیل زمانہ ہو یا کثیر اور دہر سے مدت حیات مراد ہونا اسوقت ہی جب کہ لفظ دہر کا معرف باللام ہو ودہر منکر لم یدر وقالا ہو
کالحین وغیر خاف انہ اذا لم یرد عن الامام شئ فی مسئلۃ وجب الافتاء بقولہما اور دہر منکر کو امام اعظم نے نجانا کہ اسکی حد کیا ہی اور صاحبین نے کہا کہ وہ
مانند حین کے ہی یعنی چھ مہینے پر محمول ہی اور یہ امر پوشیدہ نہین کہ جب امام سے کچھ روایت وارد نہین کسی مسئلہ مین تو انھین فتوی دینا صاحبین کے
قول پر واجب ہی کذا فی النہر الفائق م اعظم نے دہر منکر مین یعنی جسپر الف لام تعریف کا نہ ہو فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ دہر کیا ہی اسواسطے کہ استعمال دہر کا
انکا زمانہ پر یعنے مدید اور قصیر اور وسیط پر ثابت نہین ہوا مانند لفظ حین کے تو نہ معلوم ہوا امام کو کہ کیا اسکی تقدیر کیجیے اور اقل زمان متیقن تھا لیکن اسکی
عدم تکلم پر حلف کرنا مستبعد ہی اسواسطے لحظہ دو لحظہ کا عدم تکلم بلا یمین بھی متصور ہی لہذا انھین توقف کرنا لازم ہوا اور یہ توقف صریح دلیل ہی امام
کی نزاہت اور تدین پر کہ بلا حجت شرعی اپنی عقل کو دین مین دخل نہ دیا اور انھین اپنی عدم علمی کا صاف اقرار کر دیا کذا فی فتح القدیر طحطاوی
کے حاشیہ مین ہی کہ شیخ الاسلام مفتی ابو سعود نے کہا کہ جب مذہب مین اصلا نص نہ ہو نہ امام سے نہ صاحبین سے تو امام مالک کے قول پر عمل
کرنا چاہیے چنانچہ اسکو حموی نے حاشیہ اشباہ مین مصرح کہا ہی اور امام مالک کے مذہب کا قاعدہ یہ ہی کہ جب کسی مسئلہ مین امام مالک سے تصریح نہو تو
امام شافعی کی طرف رجوع کرے تو جب حنفی مذہب اپنے مذہب مین اور امام مالک کے مذہب مین نص نہ پاوے تو امام شافعی کے مذہب کی طرف رجوع کرے
رضی اللہ عنہم اجمعین فی السراج توقف الامام فی اربعۃ عشر مسئلۃ وقیل لا ادری عن الائمۃ الاربعۃ بل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعن جبرئیل علیہ السلام ایضاً
اور سراج مین ہی کہ توقف کیا ہی امام اعظم نے چودہ مسئلون مین اور لفظ لا ادری کا یعنی مین نہین جانتا چارون امامون سے منقول ہی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام سے بھی لا ادری منقول ہی م کرمانی مین مذکور ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ بہترین مکانات کون ہی فرمایا کہ
مین نہین جانتا جبرئیل سے دریافت کرونگا جبرئیل نے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون اپنے رب سے دریافت کرونگا پھر حق جلشانہ نے فرمایا خیر البقاع مساجد ہین اور
مساجد کے بہتر لوگ وہ ہین جو اول مسجد مین داخل ہوتے ہین اور آخر کو نکلتے ہین اور مساجد کے آسودہ لوگون برے لوگ وہ ہین جو کہ مین سب سے پیچھے آتے ہین اور اول نکلجاتے ہین اور
تفائق مین ہی کہ اسمین تنبیہ ہی عالم اور مفتی کیواسطے کہ جو امر معلوم نہ ہو اسمین توقف کرنے اور اپنی لاعلمی ظاہر کرنے سے ننگ و عار نکرے اسواسطے کہ درصورت عدم علم

[illegible] منصوب [illegible] تشیں [illegible] مذکور [illegible] شریف [illegible] یمین [illegible]

[illegible] قال [illegible] الملئکۃ [illegible] تم زیادہ [illegible] الی [illegible]

[illegible] عندہ [illegible] الی [illegible] وعلی [illegible]

[illegible] الایام [illegible] الشہور [illegible] السنین [illegible] عشرۃ [illegible]

یا مراد ایام کثیرہ اور شہور اور سنون اور جمع اور ازمنہ اور احایین اور دھور کے الفاظ ہین باعشرہ معرف باللام ہونے کے ہر نوع سے دس ادنیٰ ہین اسواسطے کہ لفظ عشرہ

ان الفاظ مین اکثر ہے جو لفظ جمع سے مذکور ہوتے ہین مثلاً ایام کے لفظ مین دس دن مراد ہونگے اور شہور مین دس مہینے اور سنون مین دس برس اور جمع مین دس

جمعہ اور ازمنہ مین دس زمانہ اور احایین مین دس حین اور دہور مین دس دہر مراد ہونگے امام کے نزدیک اسواسطے کہ جمع معرف باللام منتہی استعمال لفظ

جمع کی ہوتی ہے ہر عدد پر عشرہ تک اسواسطے کہ کہتے ہین ثلثہ رجال اور اربعۃ رجال الی عشرۃ رجال پھر جب عشرہ سے تجاوز ہوا تو جمع کا صیغہ نہیں

نہین ہوتا بلکہ مفرد بولا جاتا ہے مثلاً احد عشر رجلا کذا فی التبیین اور شرح مین ہے کہ لفظ جمع بعد سنون کے ہر جمعہ کے دن کی جمع ہے تو اگر قسم کھائی کہ لا یکلمہ الجمع تو مین کس

دن جمعہ پر منعقد ہوگی تو اگر یوم الجمعہ کے سوا اور ایام مین بولے گا تو حانث نہ ہوگا اور یہ مراد نہین کہ دس اسبوع پر یمین منعقد ہو ہان اگر لفظ جمع سے حالف

اسبوع کا قصد کریگا تو دس اسبوع تک ترک کلام لازم ہوگا کذا فی الطحاوی نفی لا یکلمہ الازمنۃ حسن سنین تو اس قسم مین کہ لا یکلمہ الازمنہ پانچ برس مراد ہونگے

کہ سابق مین مذکور ہو چکا کہ لفظ زمان اور حین چھ مہینے کی طرف منصرف ہے تو جب چھ مہینے کو دس بار لیا تو ساٹھ مہینے ہوئے جسکے پانچ برس ہوتے ہین و منکرا

ثلثۃ لانہ اقل الجمع الم توصف بالکثرۃ کما مر اور الفاظ مذکورہ جبکہ نکرہ ہون بدون الف لام کے تو ہر نوع سے تین مراد ہونگے اسواسطے کہ تین اقل جمع ہے جبتک نکرہ

موصوف بالکثرۃ نہو چنانچہ مذکور ہو چکا ہے مثلاً متن کے قول مین لفظ ایام کثیرہ نکرہ موصوف بالکثرۃ ہے تو یہان جمع منکر تین پر محمول نہین بلکہ دس پر محمول ہے اور

اسیطرح سنون کثیرہ اور شہور کثیرہ تین پر محمول نہونگے حلف لا یکلم عبیدہ او عبید فلان اولا یرکب دوابہ اولا یلبس ثیابہ فیفعل ثلثۃ منہا حنث ان

کان لہ او لفلان اکثر من ثلثۃ من کل صنف قسم کھائی کہ غلامون سے اپنے یا فلانے کے غلامون سے کلام نکریگا یا اسکے جانورون پر سوار نہوگا یا اسکے کپڑے نہ پہنیگا

پھر انمین سے تین کو عمل مین لایا یعنی اسکے تین غلامون سے بات کی یا اسکے تین جانورون پر سوار ہوا یا اسکے تین کپڑے پہنے تو حانث ہوگا اگرچہ فلانے شخص

کی ملک مین ہر نوع تین تین سے زیادہ ہون ہم حانث اسواسطے ہوگا کہ اقل جمع تین ہین اور شارح نے عبیدہ کا لفظ اسواسطے زیادہ کیا تا معلوم ہو جاوے

کہ بیان منکر اور معرفہ مین کچھ فرق نہین والا بان کلم اقل من ثلثۃ لا یحنث وتصح نیۃ الکل اور اگر ویسا نہ کیا اسطرح کہ دو یا ایک غلام سے کلام کیا تو حانث نہوگا

اور صحیح ہے نیت کل کی یعنی غلامون کی یا تمام جانورون کی یا سب کپڑون کی نیت کریگا تو دیانۃ اور قضاءً صحیح ہے ولو کانت یمینہ علی زوجاتہ او اصدقائہ

او اخوانہ لا یحنث مالم یکلم الکل مما سمی لان الیمین تنعقد علی ہؤلاء لمعنی فیہم لا لاعیانہم اور اگر یمین حالف کی فلانے کی زوجات یا اسکے دوستون یا اسکے بھائیون

پر ہو تو حانث نہوگا جبتک کل سے کلام نکریگا جس نوع کا کہ اسنے نام لیا یمین مین اسواسطے کہ روکنا کلام کا ان لوگون مین کسی معنی کے سبب سے ہو تو یمین

متعلق انہون کی ذاتون سے ہوگی ہم بخلاف عبید اور دواب اور ثیاب کے کہ وہان یمین متعلق ہے ان ذاتون سے جو فلانے کیطرف منسوب ہین اور جنکی نسبت

بلفظ جمع ہے اور اقل جمع تین ہین لہذا تین کے عمل مین لانے سے حانث ہوگا کذا فی الطحاوی عن البحر خلاصہ یہ ہے کہ غلام اور دواب فلانے کے لائق نفرت کے

نہین لہذا اونکی نسبت لحوظ ہے اور زوجات فلانی وغیرہ بسبب تعقل اور حریت کے لائق نفرت ہین لہذا وہان نسبت کا اعتبار نہین گویا یون کہا لا اکلم ہؤلاء ولم یکن للاد

الا واحد فان کان لعلیم حنث والا لا کما فی الواقعات والحق سے النہر الاصدقاء والزوجات ثلثۃ وہی من المسائل الاربع التی یکون فیہا الجمع لو احد کما فی الاشباہ

اور اگر قسم کھائی کہ فلانے کے بھائیون سے کلام نکریگا تو اگر اسکا سوا ایک کے دوسرا بھائی نہو سو اگر حالف اسکو جانتا ہوگا تو حانث ہوگا اسلیئے کہ اس نے

جانکر واحد کو بصیغہ جمع تعبیر کیا اور اگر ایک بھائی کا ہونا جانتا ہوگا تو حانث نہوگا کذا فی الواقعات اسواسطے کہ اُسنے جمع سے واحد کا ارادہ نہین کیا نہر الفائق مین زوجات اور اصدقا کو بھائیون کے ساتھ ملحق کیا ہی تفصیل مذکور مین شارح کہتا ہی یہ مسئلہ اُن چارون مسائل سے ہی جنمین صیغہ جمع کا واحد کے واسطے مستعمل ہوتا ہی کذا فی الاشباہ شبلا کی کتاب الیمین مین ایک مسئلہ بھائیون کا ہی جو مذکور ہو چکا اور دوسرا مسئلہ وقف اولاد کا ہی یعنی ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا حالانکہ اسکا ایک ہی لڑکا ہی اور تیسرا مسئلہ یہہ ہی کہ اپنے اقارب پر وقف کیا جو فلانے شہر مین رہتے ہین اور وہان کوئی باقی نرہا سوا ایک شخص کے اور چوتھا مسئلہ یہہ ہی کہ قسم کھائی کہ اس اناج کی تین روٹیان نہ کھاویگا اور اس اناج مین ایک ہی روٹی ہوئی تو حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی وا ما الاطعمة والثیاب والنساء فیقع علی الواحد اجماعا لانصراف المعرف للعهد ان امکن والا فللجنس ولو نوی الکل صح اور لفظ اطعمہ اور ثیاب اور نسا کا درصورت معرف باللام ہونے کے ایک پر واقع ہوتا ہی واسطے منصرف ہونے معرف باللام کے واسطے شخص معہود کے اگر ممکن ہو اور اگر ممکن نہو تو جنس کی طرف منصرف ہوگا اور اگر کل اطعمہ وغیرہ کی نیت کریگا تو صحیح ہی یعنی اگر قسم کھائی کہ لا آکل الاطعمة تو جس طعام کی حالف کے شہر مین عادت ہوگی اُسی کے کھانے سے حانث ہوگا اور اگر طعام احد کی عادت نہو تو جنس طعام مراد ہوگی اور تحقق جنس کا ایک فرد مین کفی ہوتا ہی اگر اطعمہ وغیرہ کو بدون الف لام کے بولا یعنی یون کہا لا آکل اطعمة تو تین طعام سے حانث ہوگا کذا فی الطحطاوی

باب الیمین فی الطلاق والعتاق

یہ باب ہی طلاق اور عتاق کی یمین مین الاصل فیہ ان الولد المیت ولد فی حق غیرہ لا فی حق نفسہ وان الاول اسم لفرد سابق والاخیر لفرد لاحق والوسط لفرد بین العددین المتساویین اس باب کے بعض مسائل مین قاعدہ یہہ ہی کہ میت ولد اپنے غیر کے حق مین ولد ہی اور اپنی ذات کے حق مین ولد نہین اور اول فرد سابق کا نام ہی اور اخیر فرد لاحق کا نام ہی اور وسط اُس فرد کا نام ہی جو برابر دو عدد کے درمیان مین واقع ہو مع ولدیت غیر کے حق مین ولد ہی یعنی اُسکے پیدا ہونے سے عدت منقضی ہوتی ہی حاملہ کی اور اُسکے تولد کے بعد کا خون نفاس ہی اور ماں اُسکی ام ولد ہو جاتی ہی اور اُسکے تولد سے طلاق معلق بالولادة واقع ہو جاتی ہی لیکن ولدیت اپنے حق مین ولد نہین یعنی اُسکا نام نہین رکھا جاتا اور اُسکو غسل نہین دیا جاتا اور اُسپر نماز جنازہ نہین پڑھی جاتی اور وہ وارث نہین ہوتا اور وصیت اُسکے حق مین نافذ نہین ہوتی اور آزاد نہین ہوتا اور اول کے مفہوم مین عدم تقدم غیر ضرور ہی لیکن وجود فرد متاخر لازم نہین اور اخیر کے مفہوم مین وجود فرد سابق لازم ہی تو اگر شارح اول کی تعریف یون کرتا کہ اول وہ ہی جسپر اُسکا غیر مقدم نہو تو واضح تر ہوتا کذا فی الطحطاوی وان المتصف باحدہا لا یتصف بالآخر للتنافی ولا کذلک الفعل لعدمہ لان الفعل الثانی غیر الاول فلو قال آخر تزوج اتزوج فالتی اتزوجها طالق طلقت المتزوجة مرتین لانہ جعل الآخر وصفا للفعل وہو العقد وعقدہا ہو الآخر اور قاعدہ یہہ ہی کہ جو ذات کہ موصوف ہوگی ساتھ ایک کے امور ثلثہ سے تو دوسرے کے ساتھ موصوف نہ ہوگی یعنی جو ذات کہ موصوف باولیت ہی وہ موصوف بآخریت نہین ہو سکتی بسبب مخالفت کے اور نہین ہی ایسا فعل یعنے فعل البتہ موصوف باولیت و آخریت ہوتا ہی بسبب عدم تخالف اور تنافی کے اسواسطے کہ فعل ثانی جو موصوف بآخریت ہی وہ غیر ہی فعل اول کے جو موصوف باولیت ہی تو اگر بولا کہ آخر نکاح جو مین کرون تو جس سے یہ پچھلا نکاح کرون وہ مطلقہ ہی تو وہ عورت مطلقہ ہوگی جس سے دوبار نکاح کیا اسواسطے کہ اُسنے آخر کے لفظ کو فعل کا وصف ٹھہرایا اور وہ فعل عقد نکاح ہی تو پہلا نکاح عورت کا وہی آخر ہی صم ایک عورت سے دو بار نکاح کرنے کی یہہ صورت ہی کہ عورت سے اول نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دی پھر اُس سے دوسری بار نکاح کیا تو پہلا نکاح موصوف باولیت ہوا اور دوسرا موصوف بآخریت ہوا اور اگر یون کہے کہ پچھلی منکوحہ مطلقہ ہی بعد اسکے ایک عورت سے نکاح کرے پھر دوسری سے نکاح کرے پھر پہلی کو طلاق دے پھر اُس سے نکاح کرے پھر زوج مر جاوے تو وہی عورت مطلقہ ہوگی جس سے ایکبار نکاح کیا اسلیے کہ جس سے اعادہ نکاح کا کیا وہ پہلی ہو چکی اب وہ پچھلی نہین ہو سکتی بسبب تنافی کے کذا فی الطحطاوی اول عبد اشتریہ حر فاشتری عبدا عتق لما مر ان الاول اسم لفرد سابق وقد وجد کہا ایک شخص نے کہ اول غلام جسکو خرید کرون وہ آزاد ہی پھر اُسنے ایک غلام مول لیا تو وہ آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ پہلے مذکور ہو چکا کہ اول اُس فرد کا نام ہی جو سابق ہو اور وہ امر حاصل ہی ادام قہستانی نے کہا کہ وجود سابق مین یہان تامل ہی اور شاید وجہ تامل کی یہہ ہی کہ سابق لاحق کا مقتضی ہی اور لاحق یہان موجود نہین تو اگر شارح یون کہتا کہ اول وہ فرد ہی جسپر کوئی مقدم نہو تو خوب

ہوا تو پہلا [illegible] ولو اشتری عبدین معاً فاخرہما العتق [illegible] اور اگر دو غلامون کو ساتھ ہی ملا کر خرید [illegible]

خرید سکے لیکن [illegible] ایک غلام کو خرید [illegible] دونون [illegible] فان زاد [illegible] بالثالث العتق [illegible]

[illegible] تو اول [illegible] تو تیسرا آزاد [illegible] وصف [illegible] حکم مشتری [illegible]

[illegible] غلام جسکو [illegible] خرید کرون [illegible] آزاد [illegible] اسواسطے کہ [illegible] خرید [illegible] اول سب [illegible]

[illegible] خرید کرون [illegible] اول عبد اشتریہ بالذات [illegible] پہلا غلام ہے کہ [illegible] خرید کرون تو اگر تیسرا غلام [illegible] دو غلام [illegible]

ہوسکے ہونگے اور تیسرا [illegible] سے تو وہ آزاد ہوجائیگا ولو قال اول عبد اشتریہ واحداً فاشتری عبدین ثم اشتری واحداً لا یعتق الثالث [illegible]

بعید لا احتمال ہی لان [illegible] ان یکون حالاً من العبد [illegible] فلا یعتق بالشک [illegible] فی الجزء صفۃ للعبید [illegible] فی النہر [illegible]

کو احد [illegible] اگر کہا کہ اگر غلام [illegible] خرید کرون [illegible] حالت [illegible] دو غلام خرید کیے پھر ایک غلام خرید کیا تو تیسرا غلام آزاد نہ ہوگا بسبب [illegible]

کے اور مصنف نے [illegible] اول مثال اور اس مثال کے فرق کی طرف اشارہ کیا یعنی واحد کا لفظ اس مثال میں [illegible] حال واقع ہوا

ہوسکے سے اسواسطے کہ حال [illegible] دونون سے واقع ہوسکتا ہے تو آزاد نہ ہوگا بسبب شک کے بخلاف اول عبد اشتریہ وحدہ کے [illegible]

نہین ہوسکتا ہو بسبب ضمیر غائب کے [illegible] البحر الرائق میں واحد کے لفظ میں جو تجویز کیا ہو باعتبار صفت ہونے عبد کے تو واحد [illegible]

نصف ہو کا [illegible] کا تو غلام آزاد ہوجاویگا اور نہر الفائق میں رفع واحد کا تجویز کیا ہو مبتدا محذوف کی خبر ڈال کر یعنی ہو واحد [illegible]

عبداً واحداً اشتریہ کے ہوا ولو قال اول عبد املکہ فہو حر فملک عبداً ونصف عبد عتق الکامل وکذا الثیاب بخلاف المکیلات [illegible]

[illegible] اور اگر کہا کہ پہلا غلام جسکا میں مالک ہون سو وہ آزاد ہو پھر وہ مالک ہوا ایک غلام اور نصف غلام کا تو پورا غلام آزاد ہوگا اور یہی حکم [illegible]

اور وزنی چیزون کے بسبب مزاحمت کے کذا فی شرح الزیلعی [illegible] نصف غلام [illegible] پورا غلام نہین تو سبا کامل کے نام مین [illegible] شریک ہوگا [illegible]

کے نام کو قطع نہ کریگا بخلاف کیل اور موزون کے یعنی اگر یون کہا کہ اول سیر جسکا مین مالک ہون [illegible] سیر کا مالک ہوا [illegible]

کیل اور موزون مین نصف کل مین شریک اور مزاحم ہوجاتا ہو اسواسطے کہ [illegible] ایک چیز ہوجاتا ہو یعنی آدھ سیر کو جب آدھ سیر سے ملا دین تو پورا سیر ہوجاتا ہو [illegible]

ثوب اور عبد مین یہ اشتراک اور مزاحمت حاصل نہین کذا فی الفتح قال اخر عبد املکہ فہو حر فملک عبداً فمات الحالف لم یعتق [illegible] الاول [illegible]

العکس کالعبد لا بد من قبل بخلاف [illegible] اور اگر کہا کہ پچھلا غلام جسکا مین مالک ہون سو وہ آزاد ہو پھر وہ ایک غلام کا مالک ہوا پھر حالف مر گیا تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا [illegible]

کہ آخر کے واسطے اول کا ہونا ضرور ہو سو یہان موجود نہین بخلاف بالعکس کے یعنی اول کے واسطے [illegible] ہونا ضرور نہین جیسے بعد کے واسطے قبل کا ہونا ضرور [illegible]

کہ اسکے واسطے بعد کا ہونا ضرور نہین فلو اشتری الحالف المذکور عبداً ثم عبداً ثم مات الحالف عتق الثانی [illegible] الی وقت الشراء [illegible] من الکل

فی الصحۃ والا فمن الثلث سو اگر حالف مذکور نے ایک غلام خرید کیا پھر دوسرا غلام مول لیا پھر حالف مر گیا تو دوسرا غلام آزاد ہو [illegible]

اسکے عتق کا کل مال سے ہوگا اگر خرید اسکی حالف کی صحت مین ہوئی ہوگی اور نہین تو ثلث مال سے آزاد ہوگا [illegible] حالف کی موت [illegible]

کا آخر ہونا ثابت ہوا اسواسطے کہ حیات مین تیسرے غلام خرید کرنے کا احتمال [illegible] غلام ثانی کا [illegible]

[illegible] اسکا عتق بھی [illegible] فار الطلاق الباین بالاخر [illegible] کے [illegible]

پچھلے نکاح پر تعلیق کی ہو بخلاف صاحبین کے [illegible] یعنی اگر زوج نے کہا کہ جس عورت سے [illegible] طلاق [illegible] نزدیک [illegible]

طلاق واقع ہوگی [illegible] ہوگا تو اگر اس سے صحبت کی [illegible] تو نصف مہر بسبب [illegible] نصف بسبب طلاق قبل دخول کے لازم آویگا اور

عدت اُسکی حیض سے ہوگی بدون سوگ کے اور وہ وارث نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک طلاق اُسکی موت کے نزدیک واقع ہوگی اور طلاق اور وراثت کی
عدت مین جو العبد ہوگی وہ اُسپر واجب ہوگی کذا فی المنح واما الوسط ففی البدائع انہ لایکون الا فی وتر فثانی الثلثۃ وسط وکذا ثالث الخمسۃ وہکذا اور فرد وسط کا
بیان تو بدائع مین یون ہی کہ متوسط تحقق نہین ہوتا مگر طاق عدد مین تو تین کا دوسرا متوسط ہی اور اسی طرح پانچ کا تیسرا اور سات کا چوتھا متوسط ہی و علی ہذا
القیاس فمع جفت مین متوسط تحقق نہین ہوتا تو جب ایک غلام خرید کیا پھر دوسرا پھر تیسرا تو دوسرا متوسط ہی پھر جب چوتھا خرید کیا تو دوسرا متوسط نرہا پھر جب
پانچوان خرید کیا تو تیسرا غلام متوسط ہو گیا پھر جب چھٹا خرید اتو کوئی بھی متوسط نرہا و علی ہذا القیاس تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تین یا پانچ مین متوسط ہونا ثابت
نہین ہو سکتا بدون مولی کی موت کے تو اگر مولی نے کہا کہ وسط غلام جسکو مین خرید کرون آزاد ہی تو بعد موت مولی کے تین مین دوسرا اور پانچ مین تیسرا آزاد ہوگا امام
کے نزدیک وقت خرید سے آزادی ہوگی اور صاحبین کے نزدیک موت سے اور اگر چار غلام ہونگے یا چھ تو کوئی آزاد نہوگا کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ان ولدت
فانت کذا حنث بالمیت ولو سقطا مستبین الخلق والا لا اگر تو جنی تو تو ایسی ہی تو حانث ہوگا مردہ لڑکا پیدا ہونے سے اگرچہ ناتمام لڑکا جسکے اعضا ظاہر ہوگئے
پیدا ہوا اور اگر لڑکے کے اعضا ظاہر نہون یعنی گوشت کا لوتھڑا ہو تو حانث نہوگا بخلاف فھو حر فولدت میتا ثم اخر حیا عتق الحی وحدہ لبطلان الرق
بالموت بخلاف الولد او الولادۃ بخلاف اس قول کے کہ اگر تو جنی تو لڑکا آزاد ہی پھر لونڈی مردہ لڑکا جنے بعد اسکے زندہ لڑکا جنے تو فقط زندہ آزاد ہوگا نہ مردہ بسبب باطل
ہو جانے رقیت کے مرجانے سے بخلاف ولد اور ولادت کے یعنی اگر کہا کہ تو لڑکا جنی یا یون بولا کہ اگر تو جنی تو تو آزاد ہی تو لونڈی آزاد ہو جاویگی مردہ لڑکا پیدا ہونے سے اسواسطے
کہ تحقق ولد اور ولادت کا میت سے بھی ہوتا ہی البشارۃ عرفا اسم لخبر سار خرج الضار فلیس ببشارۃ عرفا لکنہ وبہ فبشرہم بعذاب الیم بشارت یعنی خوشخبری عرف مین
اُس خبر کا نام ہی جو مسرور اور خوش کردے تو اس قید سے رنج دینے والی خبر نکل گئی سو وہ بشارت نہین عرف مین بلکہ لغت مین اُسکو بھی بشارت کہتے ہین اور بنا بر
لغت کے یہ قول ہی حقتعالی کا کہ بشارت دے کافرون کو عذاب دردناک کی اور یمین مین عرف کا اعتبار ہی نہ لغت کا صدق خرج الکذب فلا یعتبر وہ خبر راست ہو تو
اس قید سے کذب نکل گیا تو وہ معتبر نہین یعنی جھوٹی خبر بشارت نہین لیس للمبشر بہ علم فیکون من الاول دون الباقین ایسی خبر ہو کہ جسکو بشارت دی گئی وہ
اُسکو نہ جانتا ہو تو بشارت اول مخبر کے خبر دینے سے ہوگی نہ باقی مخبرون سے یعنی اگر چند لوگون نے خوشخبری سنادی تو جسنے اول خبر دی اُسکی خبر کو بشارت کہینگے
نہ اُسکے سوا اور لوگون کی اسواسطے کہ وہ آگاہ ہو چکا اول خبر سے فلو قال کل عبد بشرنی فھو حر فبشرہ ثلثۃ متفرقون عتق الاول فقط لما قلنا تو اگر مولی
نے کہا کہ جو غلام مجکو ایسی بشارت دے وہ آزاد ہی پھر تین غلامون نے جدا جدا بشارت دی تو فقط پہلا غلام بشارت دینے والا آزاد ہوگا اُس وجہ سے جسکو ہم ابھی
بیان کر چکے ہین وتکون بکتابۃ ورسالۃ مالم ینو المشافھۃ فیکون کالحدیث اور بشارت لکھ بھیجنے اور کہلا بھیجنے سے بھی ہوتی ہی جبتک مولی نے خطاب بالمشافہہ کی نیت نہ کی
ہو اور اگر مشافہہ کی نیت کریگا تو بشارت مانند حدیث کے مقید بالمشافہہ ہوگی ولو ارسل بعض عبیدہ عبدا آخر ان ذکر الرسالۃ عتق المرسل والا الرسول اور
اگر مولے کے بعضے غلام نے دوسرے غلام کو بھیجا بشارت دینے کو تو اگر اُسنے رسالت کو ذکر کیا تو بھیجنے والا آزاد ہوگا اور نہین تو پیام پہونچانے والا آزاد ہوگا یعنے
اگرچہ پیام پہونچانیوالے غلام نے یون کہا کہ فلانے غلام نے مجھسے پیام کہلا بھیجا ہی تو پیام کا بھیجنے والا آزاد ہوگا اور اگر اُس نے پیام کو نہ ذکر کیا تو خود پیام پہونچانے والا
آزاد ہوگا وان بشروہ معا عتقوا لتحققھا من کل بدلیل فبشروہ بغلام علیم اور اگر مولے کے سب غلامون نے ساتھ بشارت پہونچائی بلا تقدم
تاخر تو سب آزاد ہو جاوینگے بسبب ثابت ہونے بشارت کے ہر غلام سے بدلیل اس آیت قرآنی کے کہ خوشخبری سنائی فرشتون نے ابراہیم
علیہ السلام کو فرزند صاحب علم کی یعنی اس آیت مین جمیع ملائکہ مخبرین کی طرف بشارت منسوب ہوئی ثم الطحطاوی نے کہا کہ شارح نے آیت مذکورہ مین فبشروہ کہا
مانند زیلعی اور کمال الدین بن الہمام اور صاحب بحر الرائق کے حالانکہ قرآن مجید مین وبشروہ ہی والبشارۃ لا فرق فیھا بین ذکر الباء وعدمھا بخلاف الخبر فانہ
تختص بالصدق مع الباء کما مر فی الباب قبلہ اور بشارت کی لفظ مین کچھ فرق نہین درمیان ذکر کرنے باء جارہ کے اور اُسکے عدم ذکر مین یعنی خواہ بشارت کے ساتھ باء جارہ مذکور ہو

[illegible] ساتھ مخصوص ہے مصدق ہو جیسا کہ [illegible] گذشتہ ذکر

[illegible] مگر نیت تجارت کے ساتھ مخصوص ہے مصدق ہو [illegible] کے مصدق [illegible] نہ ہونے سے [illegible]

[illegible] الاحکام [illegible] من منسوق [illegible] بالکلیۃ [illegible] من المرتبات العلم [illegible] مقیدہ [illegible] سے مصدق [illegible]

[illegible] اجارہ کے ہو مانند لیاقت کے سو [illegible] کہ [illegible] عبارت [illegible] مرتبات علم کا مقیدین کذا فی البدائع [illegible]

اور عبارت علۃ العتق اختیاریۃ کالشراء مثلاً بخلاف الارث فانہ جبری قاعدہ ہو کہ حسب نیت مقارن [illegible] ہو اختیاری علت عتق کی سے چنانچہ [illegible]

بخلاف وراثت کے کہ وہ جبری علت ہو عتق کی نہ اختیاری واحال ان رق المعتق کامل شرح الکنز والایان لم تقارن النیۃ العلۃ او ولدت مادۃ [illegible]

اور [illegible] علیہا القول اور حال یہ ہو کہ مملوکیت معتق کی کامل ہو تو کفارہ دینا مع عتق سے صحیح ہو [illegible] سواے اسکے کہ نیت علت عتق کی مقارن

نہ تھی مقارن ہو حالت کی [illegible] مملوکیت غیر کامل ہو چنانچہ ام ولد میں تو کفارہ دینا صحیح نہین بعد تمہید قاعدہ مذکورہ کے مصنف نے اپنے [illegible] قول کو [illegible] کیا

فتصح شراء ابیہ ما لکفارۃ [illegible] خرید کرنا اپنے باپ کا واسطے کفارہ [illegible] خواہ کفارہ یمین ہو یا اور کفارات صحیح ہو بسبب مقارنت نیت کے یعنی چونکہ

خرید علت ہو عتق کی تو خرید کے وقت نیت عتق مقارن ہوئی تو بموجب قاعدہ مذکورہ کے بلاشبہ تکفیر صحیح ہو گی لا شراء من حلف بعتقہ لعدمہا خرید کرنا اس غلام

کا جسکی آزادی کی قسم کھائی بسبب عدم مقارنت کے مثلاً چنانچہ اگر کہا کہ مین فلانے کو خرید کرون تو وہ آزاد ہو پھر اسکو واسطے کفارہ کی نیت سے خرید کیا تو تکفیر صحیح نہین

اسواسطے کہ شرط صحت اتصال نیت کا ہو ساتھ علت عتق کے اور علت عتق اس مثال مین یمین ہو اور خرید علت نہین بلکہ شرط عتق ہو تو اتصال نیت کا علت کے ساتھ

نہوا بلکہ شرط کے ساتھ ہوا کذا فی المنح ولا شراء مستولدۃ بنکاح علق عتقہا عن کفارتہ بشراءہا للنقصان رتھا اور صحیح نہین کفارہ کے واسطے خرید کرنا

ایسی لونڈی کا جسکی آزادی کو معلق کیا اپنے کفارہ سے ساتھ خرید [illegible] بسبب ناقص ہونے اسکی مملوکیت کے یعنی ایک شخص نے غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر کہا اگر مین تجکو خرید

کرون تو تو آزاد ہو میری قسم کے کفارہ کی طرف سے پھر اسکو خرید کیا تو بمجرد خرید کے وہ آزاد ہو جاوے گی بسبب پائے جانے شرط کے لیکن کفارہ ادا ہوگا اسواسطے کہ حریت

اسکی بسبب استیلاد کے متحقق ہو چکی لوکن عتق یعنی ہر وجہ سے آزاد ہونا خرید کی طرف منسوب نہوا اسوجہ سے کہ مملوکیت اسکی ناقص ہو حالانکہ قاعدہ

مذکور ہو چکا کہ بدون ملک کامل کے تکفیر صحیح نہین کذا فی المنح بخلاف ما اذا قال لقنۃ ان اشتریتک فانت حرۃ عن کفارۃ یمینی فاشتراہا حیث

تجزیہ عنہا للمقارنۃ کما اذا [illegible] عند القبول بخلاف الارث لما مر زیلعی بخلاف اسکے یہ ہو کہ کہا ایک خالص لونڈی سے کہ اگر مین تجکو خرید کرون تو تو آزاد ہو میری قسم

کے کفارہ کی طرف سے پھر اسکو خرید کیا اسواسطے کہ یہ خرید کفارہ کے واسطے کافی ہو بسبب مقارنت نیت کے ساتھ خرید کے جیسے تکفیر صحیح ہو ہبہ قبول کرنے اور وصیت

مین قبول کرنے کے وقت بخلاف ارث کے کہ اسمین قران نیت کا کافی نہین چنانچہ مذکور ہو چکا کذا فی شرح الزیلعی ام شرح زیلعی مین مذکور ہو کہ اگر اسکے ذریعہ سے

اسکو غلام ہبہ کیا یا اسکے واسطے غلام کی وصیت کی سو اسنے قبول کرنے کے وقت کفارہ کی نیت کی تو صحیح ہو بخلاف ارث کے کہ وہ اختیاری امر نہین کذا فی [illegible]

وعتق لقولہ ان تسریت امۃ فہی حرۃ من تسراہا وہی فی ملکہ حینئذ ای حین علقہ لمصادفتہا الملک اور اس قول سے کہ اگر مین حرم بناؤن کسی

لونڈی کو تو وہ آزاد ہو اس لونڈی کا عتق ثابت ہوگا جسکو مولی نے حرم بنایا اور حالانکہ وہ اسکے ملک مین تھی اس وقت یعنی اسکی تعلیق کے وقت بسبب متحقق

ہونے تعلیق کے ملک مین لا بعتق من تسراہا فتسراہا آزاد ہوگی وہ لونڈی جسکو تعلیق مذکور کے بعد خرید کیا پھر اسکو حرم بنایا اسواسطے کہ تعلیق بدون ملک یا اضافت

الی الملک کے صحیح نہین وثبت التسری بالتحصین والوطی وشرط الثانی عدم العزل فتح اور ثابت ہوتا ہو حرم بنانا تحصین اور وطی سے اور ابو یوسف نے تحصین اور وطی کے

ساتھ عدم عزل بھی شرط کیا ہو کذا فی فتح القدیر عزل یہ ہو کہ انزال کے وقت عورت سے جدا ہو جاوے ام تسری عبارت ہو انکے نزدیک اور سریۃ مین تشدید اور حملہ

[illegible] یعنی سر ہو یعنی جو ع [illegible] کے تصرف مین دیوے سریہ یا سرور سے ہو اسواسطے کہ لونڈی حرم ہو کر اس سے خوش ہوتی ہو اور مولی بھی اس سے خوش ہوتا ہو

یا بمعنی جماع اور خفاء سے ہی اسواسطے کہ اکثر حرم کو زوجہ سے مخفی رکھتے ہین اور تحصین عبارت اس سے ہی کہ اسکو علیحدہ مکان مین رکھے اور باہر نکلنے سے منع کرے کذا فی الطحطاوی

ولو قال ان تسریت امة فانت طالق او عبدی حر وتسری بمن فی ملکه او من اشتراها بعد التعلیق طلقت وعتق افاد الفرق بقوله لوجود الشرط بلا مانع لصحة تعلیق طلاق المنکوحة بای شرط کان فلیحفظ اور اگر زوج یا مولی نے کہا کہ اگر مین کسی لونڈی کو حرم بناؤن تو تو مطلقہ ہی یا میرا غلام آزاد ہی پھر اُسنے حرم بنایا اُس لونڈی کو جو اُسکی ملک مین تھی یا اُس لونڈی کو جسکو خرید کیا بعد اس تعلیق کے تو زوجہ اُسکی مطلقہ ہوگی اور غلام اُسکا آزاد ہو جاویگا اور فرق بیان کیا مصنف نے اس مثال مین اور مثال سابق مین اپنے قول لوجود الشرط سے یعنی طلاق واقع ہوئی بسبب پائے جانے شرط طلاق کے بلا مانع بسبب صحیح ہونے طلاق منکوحہ کے ہر شرط سے اس فرق کو یاد رکھنا چاہیے ہم ایک عالم ہمعصر صاحب بحرالرائق سے خطا ہو گئی کہ اُسنے تعلیق طلاق بالتسری کو تعلیق حریت بالتسری پر قیاس کیا یعنی جیسے ان تسریت امة فھی حرة کہنے سے وہ لونڈی آزاد نہین ہوتی جو بعد اس تعلیق کے خرید ہوئی اور حرم بنی اسیطرح ان تسریت امة فانت طالق کہنے سے منکوحہ مطلقہ ہوگی اگر بعد تعلیق کے لونڈی خرید ہو کر حرم بنائی گئی حالانکہ یہ قیاس غلط ہی اسواسطے کہ تعلیق حریت کی بدون ملک یا اضافت الی الملک کے صحیح نہین لہذا وہ لونڈی آزاد نہین ہوئی بخلاف طلاق منکوحہ کے کہ اُسکی تعلیق ہر شرط سے صحیح ہی شارح نے محافظت وجہ فرق کا اسواسطے امر کیا تا دوسرا عالم نہ خطا کرے **کل مملوک لی حر عتق عبیده و مدبروه ومدبراته وامهات اولاده لملکه یدا ورقبة** اور ہر مملوک میرا آزاد ہی تو اس قول سے اُسکے سب غلام اور مدبر اور اُسکی سب لونڈیان ام ولد آزاد ہو جاینگی بسبب اُنکے مملوک ہونیکے تصرف کی راہ سے اور ذات کی راہ سے اور دیانة اُسکی تصدیق کیجاویگی ذکور کی نیت مین نہ اناث کی نیت مین ہم یعنی اگر مولی کہے کہ مین نے اس قول سے غلامون کی آزادی کی نیت کی نہ لونڈیون کی تو دیانة اُسکی تصدیق ہوگی نہ قضاء اسواسطے کہ تخصیص عام کی دیانة صحیح ہی نہ قضاءً اور اگر کہے کہ مین نے اس قول سے لونڈیون کا عتق مراد لیا نہ غلامون کا تو مطلقاً تصدیق نہوگی اسواسطے کہ ہر چند مملوک کا لفظ ذکور کے واسطے ہی نہ اناث کے واسطے کہ انثی کو مملوکہ کہتے ہین لیکن جب ذکور اور اناث مختلط ہون تو لفظ مذکر کا مستعمل ہوتا ہی بطریق تغلیب کے تو اسصورت مین اناث کی نیت لغو ہوگی کذا فی الطحطاوی **لا مکاتبة الا بالنیة وعتق لبعض کالمکاتب لعدم الملک یدا** نہ آزاد ہوگا قول مذکور سے مکاتب اُسکا مگر مکاتب کی نیت کرنے سے اور جو غلام کہ کچھ آزاد ہو چکا ہی وہ مکاتب کے مانند ہی بسبب عدم ملک کے مکاتب پر از راہ تصرف وفی الفتح ینبغی فی کل مرقوق لی حر ان یعتق المکاتب لا ام الولد الا بالنیة اور فتح القدیر مین ہی اس قول مین کہ ہر مرقوق میرا آزاد ہی لائق یہ ہی کہ مکاتب آزاد ہو نہ ام ولد مگر نیت سے اسواسطے کہ ام ولد مین قیمت کمتر ہی مکاتب سے **ہذه طالق او ہذه وہذه طلقت الاخیرة وخیر فی الاولیین وکذا العتق والاقرار لان او لاحد المذکورین وقد ادخلها بین الاولیین وعطف الثالث علی الواقع منهما فکان کاحدکما طالق وہذه** کہا زوج نے اپنی تین عورتون سے اشارہ کرکے کہ یہ مطلقہ ہی یا یہ اور یہ تو پچھلی عورت مطلقہ ہوگی اور اسکو اختیار رہیگا پہلی دو عورتون مین جسکو چاہے اُنمین سے ایک کو طلاق دے اور یہی حکم ہی عتق اور اقرار کا اسواسطے کہ لفظ او جسکا ہندی مین یا ترجمہ ہی دو امر مذکورین سے ایک امر کے واسطے ہی اور اُسکو زوج نے داخل کیا ہی پہلی دو عورتون کے درمیان مین اور عطف کیا تیسری عورت کو اُس مطلقہ پر جسپر اُن دونون مین سے طلاق واقع ہوئی ہی تو قول مذکور اس قول کے مانند ہو گیا کہ تم دو عورتون سے ایک مطلقہ ہی اور یہ مطلقہ ہی ہم اور عتق کی مثال یون ہی کہ مولی نے اپنے تین غلامون سے کہا کہ یہ غلام آزاد ہی یا یہ تو تیسرا غلام آزاد ہوگا اور پہلے دو غلامون مین تعیین عتق کا مولی کو اختیار رہوگا بدلیل مذکور اور اقرار کی مثال یہ ہی کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین یا خالد کے اور محمود کے تو پانسو درم محمود کے ثابت ہونگے اس اقرار سے اور باقی پانسو مین مقر کو بیان کا اختیار ہی چاہے زید کے واسطے اقرار کرے چاہے خالد کے واسطے کذا فی المنح **ولا یصح عطف ہذه الثالثة علی ہذه الثانیة للزوم الاخبار عن المثنی بالمفرد** اور صحیح نہین اس تیسری عورت کا عطف کرنا اُس دوسری عورت پر بسبب لزوم خبر دالنے مفرد کے مثنی سے ہم یہ جواب ہی فتح القدیر کے اعتراض کا خلاصہ اعتراض کا یہ ہی کہ ہذه ثالثة کا عطف بالواو محتمل ہی کہ ہذه ثانیة پر ہو تو اُسصورت مین تیسری پر طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اب تردید واقع ہوئی فقط اولی کے درمیان مین اور ثانیة اور ثالثة کے درمیان مین ساتھی تو زوج پر بیان طلاق لازم ہوگا خلاصہ جواب یہ ہی کہ عطف ثالثة کا ثانیہ پر نہین ہو سکتا اسواسطے کہ خبر اول مفرد ہی یعنی ہذه طالق تو خبر ثانی بھی مفرد ہوگی تو تقدیر کلام یون ہوگی کہ ہذه طالق او ہاتان طالق حالانکہ تثنیہ کی خبر مفرد نہین واقع ہوتی اور خبر کو

[illegible] ... عورت ... صورت ... [illegible]

[illegible] ... فان نوی ... ان تعالی ... [illegible]

[illegible] ... اختار الایجاب الاول ... اختار الایجاب الثانی ... [illegible]

... جو ایجاب تھا اُسوقت ہو جب ثانی و ثالث کی خبر نہ ہو ... سوا اسکے نہ کیا اسطرح کہ زوج نے کہا کہ یہ عورت مطلقہ ہے ...

مطلقہ ہے ... اس صورت میں ... کی عورت پر طلاق واقع ہوگی ... ایجاب کو اختیار

... ایجاب اول کو اختیار کرے تو اول غلام آزاد ہوگا اور پہلی عورت مطلقہ ہوگی اور اگر ایجاب ثانی کو اختیار کیا تو پچھلے دونوں غلام آزاد ہوجاوینگے اور پچھلی دونوں

عورتیں مطلقہ ہوجاوینگی ... حلف لا یساکن فلانا ... کان حانثا عند ... سکوت ... کے ساتھ پھر

حالف نے ... حالت کے عیال کے ساتھ ساکن ہو تو وہ حانث ہوگا امام کے نزدیک نہ ابی یوسف کے نزدیک اور قول ثانی مفتی بہ ہے ...

... چنانچہ شارح نے اس مسئلہ کو ... قول لعبده ان لم تات اللیلة ... عند الثانی ...

اسنے غلام سے کہ اگر آج کی رات تو نہ آیا تا کہ میں تجھکو ... تو تو آزاد ہے ... پھر غلام آیا ... تو حانث ہوگا ابی یوسف کے نزدیک نہ محمد کے نزدیک اور یہی قول

مفتی بہ ہے و خلاف فی الحاق الشرط بالیمین المعقود بعد السکوت فصححه الثانی وابطله الثالث وبه یفتی فلا حنث فی ان کان کذا فکذا وسکت ثم قال ...

اختلاف صاحبین کا ہے شرط کے ملانے میں یمین معقود کے ساتھ بعد سکوت کے تو اس شرط ملانے کو صحیح کہا ہے امام ابو یوسف نے اور اسکو باطل کہا ہے محمد نے اور یہی محمد کا قول

مفتی بہ ہے تو حانث نہوگا اسطرح کہنے میں کہ اگر ایسا ہو تو ایسا اور چپ ہوگیا پھر بولا اور نہ ایسا پھر ظاہر ہوا کہ ایسا ہی تھا کذا فی الخانیہ اور شارح کی عبارت میں نہایت اجمال

و دقت ہے کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہیں سکتا اور خانیہ کی عبارت صاف ہے تو اسکا ذکر کرنا واجب ہوا خلاصہ عبارت خانیہ کا یہ ہے کہ ایک مرد نے اپنے پڑوسی سے کہا کہ میری عورت

تیرے پاس رات کو رہی تو اسکے پڑوسی نے کہا کہ اگر تیری عورت میرے پاس رات کو رہی ہو تو میری عورت کو طلاق ہے اور یہ کہکر چپ ہو رہا ایک ساعت پھر اسنے بعد اسکے

کہا و لا غیرہا یعنی تیری زوجہ کے سوا کبھی کوئی عورت میرے پاس نہیں رہی پھر ظاہر ہوا کہ حالف کے پاس دوسری عورت تھی تو نصیر بن یحیی نے کہا کہ حالف کی عورت مطلقہ ہوگئی اور

محمد بن سلمہ نے کہا کہ مطلقہ نہوگی اور ان دونوں عالموں کا جواب مختلف ہوا بسبب اختلاف صاحبین کی شرط کے ملانے میں ساتھ یمین معقود کے بعد سکوت کے ابو یوسف نے کہا کہ الحاق

شرط صحیح ہے اسی قول کو نصیر بن یحیی نے لیا اور محمد نے کہا کہ الحاق شرط کا یمین سے بعد سکوت کے صحیح نہیں اور اس قول کو محمد بن سلمہ نے لیا اور یہی پر فتوی ہے اسواسطے

کہ سکوت مانع ہے لحاق جزا کو ساتھ شرط کے تو دوسری شرط کے الحاق کو بھی سکوت مانع ہوگا یہ اختلاف صاحبین کا اسوقت ہے جب شرط سے منفعت ہو حالف کی اور اگر

شرط کے الحاق میں اسکا فائدہ ہوتا ہو تو بالاتفاق الحاق جائز نہیں انتہی کذا فی الطحطاوی

باب الیمین فی البیع والشراء والصوم والصلوٰۃ وغیرہا

یہ باب ہے بیع اور شراء اور صوم اور صلوٰۃ وغیرہا کی یمین کے احکام میں الاصل فیه ان کل فعل تعلق حقوقه بالمباشر کالبیع والاجارة لا حنث بفعل المامور وما تعلق حقوقه بالامر

کالنکاح والصدقة وما لا حقوق له کالعاریة والابراء حنث بفعل وکیله ایضا لانه سفیر ومعبر قاعدہ اس باب میں یہ ہے کہ جو فعل ایسا ہو جسکے حقوق مباشر اور عاقد کے ساتھ متعلق ہوتے

ہوں چنانچہ بیع اور اجارہ تو امر پر حنث نہیں ہوتا اسکے مامور کے کرنے سے مامور سے مراد وکیل اور رسول ہے اور جو فعل ایسا ہو جسکے حقوق امر سے متعلق ہوتے ہوں

جیسے نکاح اور صدقہ اور وہ فعل جسکے حقوق نہوتے ہوں جیسے عاریت دینا اور ابراء کرنا تو یمین امر حانث ہوگا اپنے وکیل کے فعل سے بھی بسبب اسکے

کرنے سے حانث ہوتا ہے اسواسطے کہ وکیل ایسے فعل میں محض سفیر اور معبر ہوتا ہے دوم عقود تین قسم پر ہیں ایک وہ ہیں جنکے حقوق عاقد اور مباشر سے متعلق ہوتے ہیں

جیسے بیع اور شراء اور اجارہ اور قسمت اور مانند اسکے دوسری قسم وہ ہیں جنکے حقوق عاقد سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ جسکے واسطے عقد کیا ہو اُس سے متعلق ہوتے ہیں چنانچہ نکاح و طلاق

اور عتاق اور کتابت اور خلع اور صدقہ اور تیسری قسم وہ عقود ہیں جنمیں کچھ حقوق نہیں چنانچہ اعارہ اور ابراء اور قضا کذا فی النہر عن الخانیہ یحنث بالمباشرۃ بنفسہ لا بالامر اذا کان ممن یباشر بنفسہ فی البیع ومنہ الہبۃ بعوض ظہیریہ حانث ہوگا خود اپنے کرلے سے نہ امر کرنے سے جبکہ حالف اُس قسم کے لوگونمین ہو جو بذات خود کرتے ہوں بیع میں اور بیع میں ہبہ بالعوض بھی داخل ہے کذا فی الظہیریہ ہم قسم کھائی کہ بیع نہ کریگا تو اگر حالف خرید فروخت کرنے والونمین ہوگا تو بذات خود بیع یا ہبہ بالعوض کرنے سے حانث ہوگا اور اگر اُسکی طرف سے وکیل نے بیع کی تو حانث نہوگا اسیطرح عقود آئندہ میں سمجھنا چاہیے والشراء ومنہ السلم والاقالۃ وقیل والتعاطی شرح وہبانیہ اور بشرط مذکور خود خرید کرنے میں حانث ہوگا اور خرید میں سلم اور اقالہ بھی داخل ہے اور بعضوں کے نزدیک تعاطی بھی کذا فی شرح الوہبانیہ ہم ظہیریہ میں عدم شراء کے حلف میں اُس اقالہ سے حنث مذکور کیا ہے جو بقیمت سابق اقالہ نہو اسواسطے اطلاق شارح کا غیر مناسب تھا بلکہ اسکا حذف کرنا اولی ہے والاجارۃ والاستیجار فلو حلف لا یؤجر ولہ مستغلات اجرتہا امرأتہ واعطتہ الاجر لم یحنث کمن حلف لا یؤدی الناس وکا خذ اجرۃ شہر قد سکنوا فیہ بخلاف شہر لم یسکنوا فیہ ذخیرہ اور بذات خود اجارہ دینے اور اجارہ لینے میں حانث ہوگا تو اگر قسم کھائی کہ اجارہ نہ دیگا اور اُسکے مکانات میں جنکو اُسکی زوجہ نے اجارہ دیا اور اُنکی اجرت زوجہ نے زوج کو دی تو حانث نہوگا چنانچہ اُن مکانات کو اُنکے رہنے والوں کے ہاتھ میں چھوڑنے سے حانث نہیں ہوتا اور جیسے اُس مہینے کے کرایہ لینے سے جسمیں لوگ سکونت کر چکے ہیں حانث نہیں ہوتا بخلاف اُس مہینہ کی اجرت لینے کے جسمیں اُنھوں نے سکونت نہیں کی کذا فی الذخیرہ اسواسطے کہ آئندہ مہینہ کا کرایہ لینا درحقیقت خود اجارہ دینا ہے لہذا حانث ہوگا والصلح عن مال وقیدہ لقولہ مع الاقرار لانہ مع الانکار سفیر اور بذات خود صلح کرنے میں مال سے بشرط اقرار کے حانث ہوگا اور مصنف نے اقرار کی قید اسواسطے لگائی کہ ساتھ انکار کے وکیل سفیر محض ہوتا ہے ہم قسم کھائی کہ مال سے صلح نہ کریگا تو اگر مدعا علیہ اقرار کرتا ہے مدعی کے دعوی کا تو حالف خود صلح کرنے سے حانث ہوگا اور وکیل کے صلح کرنے سے حانث نہوگا اور اگر مدعا علیہ اسکے دعوی کا منکر ہے تو اس صورت میں وکیل سفیر محض ہے تو خود صلح کرنے سے اور وکیل کی صلح سے دونوں طرح حانث ہوگا یہ حکم اُسوقت ہے جب صلح مدعا علیہ کی طرف سے ہو اور اگر صلح مدعی کی طرف سے ہے تو مطلقا حانث نہوگا نہ اپنی صلح سے نہ وکیل کی صلح سے کذا فی الطحطاوی عن البحر والقسمۃ والخصومۃ وضرب الولد الکبیر لان الصغیر یملک ضربہ فیملک التفویض فیحنث بوکیلہ کالقاضی اور قسمت کرنے اور خصومت کرنے اور ولد کبیر کے مارنے سے حانث ہوگا ولد کبیر کی قید اسواسطے لگائی کہ ولد صغیر کے مارنے کا باپ مالک ہے تو تفویض ضرب کا بھی مالک ہے تو وکیل کے مارنے سے بھی حانث ہوگا مانند قاضی کے یعنی جبکہ مارنا قاضی کو حلال ہے تو اُسکے مارنے کا دوسرے کو امر کرنا بھی صحیح ہے تو وکیل کے مارنے سے حانث ہوگا اور مانند قاضی کے سلطان اور محتسب اور معلم ہے کذا فی الطحطاوی عن القہستانی وان کان الحالف ذا سلطان کقاض وشریف ولا یباشر ہذہ الاشیاء بنفسہ حنث بالمباشرۃ وبالامر ایضا لتقیید الیمین بالعرف وبمقصود الحالف اور اگر حالف صاحب حکومت ہو مانند قاضی اور شریف کے کہ ان اشیاء مذکورہ کو بذات خود نکرتے ہوں تو حانث ہوگا خود کرنے سے اور اُسکے امر کرنے سے بھی بسبب مقید ہونے یمین کے ساتھ عرف کے اور ساتھ مقصود حالف کے یعنی اگر حالف اشیاء مذکورہ میں یہ قصد کرے کہ نہ خود کریگا نہ اُسکا مامور کریگا تو صحیح ہے وان کان یباشر مرۃ ویفوض اخری اعتبر الاغلب وقیل یعتبر الساعۃ فلو مما یشتریہا بنفسہ لشرفہا لا یحنث بوکیل والا حنث اور اگر حالف ایسا ہو کہ اشیاء مذکور کو کاہے خود کرتا ہو اور گاہے دوسرے کو تفویض کرتا ہو تو غلبہ معتبر ہوگا یعنے اگر مباشرت غلبہ ہوگی تو اپنے فعل سے حانث ہوگا اور اگر تفویض غالب ہوگی تو وکیل کے فعل سے حانث ہوگا اور بعضوں نے کہا قماش اور جنس معتبر ہے تو اگر وہ جنس ایسی ہے کہ خود اُسکو خرید کرتا ہو بسبب اُسکی عمدگی اور خوبی کے تو اُسمین وکیل کے فعل سے حانث نہوگا اور اگر ذلیل چیز ہو تو وکیل کے فعل سے حانث ہوگا ویحنث بفعلہ وفعل مأمورہ لم یقل وکیلہ لان ہذا النوع الاستقراض والتوکیل بہ غیر جائز اور حانث ہوگا اپنے فعل اور اپنے مامور کے فعل سے مصنف نے مامور کہا وکیل نہ کہا اسواسطے کہ اس نوع میں استقراض بھی داخل ہے اور استقراض میں وکیل کرنا جائز نہیں ہم توکیل استقراض میں اسواسطے جائز نہیں کہ اگر وکیل یوں کہے کہ مجکو قرض دے اتنا تو مبلغ کا مالک وکیل ہوگا نہ موکل اور اگر استقراض کی نسبت موکل کی طرف کرے اسطرح کہ فلانا شخص تجھسے قرض مانگتا ہے تو یہ رسالت اور امر ہے توکیل نہیں اور رسالت استقراض میں جائز ہے جسکو مامور کا لفظ شامل ہے کذا فی الطحطاوی عن الزیلعی فی النکاح لا الانکاح حانث ہوگا اپنے فعل اور مامور کے فعل سے نکاح میں نہ نکاح کرادینے میں یعنی اگر قسم کھائی کہ نکاح نکرونگا تو اگر

اجازت خود عقد کیا یا کسی کو وکیل کیا سوائے اسکے عقد کیا دونون صورت مین حانث ہوگا اور اگر فضولی نے نکاح کر دیا یعنی تو اجازت قولی سے حانث ہوگا بقول مختار اور اجازت فعلی سے حانث نہوگا یہی قول پر فتوی ہے کذا فی النہر اور اگر قسم کہائی کہ غیر کو نکاح کر دیگا تو تمکین اپنے نفس سے حانث ہوگا وکیل کے نفس سے والطلاق والعتاق الواقعین بکلام وجد بعد الیمین لا بالتعلیق بدخول قبلہا اور حانث ہوگا مطلقًا طلاق اور عتاق مین جو واقع ہوئے ہون بسبب قسم کے ہو گئے ہون بعد یمین کے پایا گیا ہو نہ قبل یمین کے مانند دخول دار کے تعلیق کی کذا فی شرح الملتقی ہم طلاق اور عتاق مین قولی کی ہو سکے قید لی کہ طلاق فعلی سے حانث نہین ہوتا طلاق فعلی کی یہ صورت ہو کہ فضولی نے طلاق دی اور زوج نے اسکو باجازت فعلی جائز رکہا اور تعلیق کی یہ صورت ہو کہ زوج نے زوجہ سے کہا اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالق ہو یا مولی نے کہا غلام سے کہ اگر تو گھر مین داخل ہوا تو تو آزاد ہو بعد اس تعلیق کے قسم کہائی کہ طلاق نہ دیگا آزاد نہ کریگا بعد اسکے دخول دار سے طلاق یا عتاق پایا گیا تو حانث نہوگا زوج یا مولی **والخلع والکتابۃ والصلح عن دم عمد او انکار کما مر** اور حانث ہوگا مطلقًا خلع و کتابت اور قتل عمد کی صلح کر لینے یا انکار کی صلح کرنے سے چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی صلح عن المال مین **والہبۃ ولو فاسدۃ او بعوض** اور حانث ہوگا مطلقًا ہبہ کرنے مین اگرچہ ہبہ فاسد ہو یا ہبہ بالعوض ہو یہ قول شامل ہو منافی ہو قول سابق کے یعنی اس باب کے اول مین شارح نے بروایت تصحیح ہبہ بالعوض کو در حکم بیع کیا ہو اور حکم بیع کا یہ ہو کہ اپنے فعل سے حانث ہوتا ہو نہ مامور کے فعل سے اور یہان وافق روایت شرنبلالی کے ہبہ بالعوض کو ان عقود مین داخل کیا جنمین اپنے فعل سے بھی حانث ہوتا اور مامور کے فعل سے بھی کذا فی الطحطاوی **والصدقۃ والقرض والاستقراض وان لم یقبل** اور حانث ہوگا مطلقًا صدقہ اور قرض دینے اور قرض لینے مین اگرچہ ہبہ اور صدقہ [illegible] یعنی قبول نہ ہو ہم نہر الفائق مین کہا کہ لم یقبل ہو اور [illegible] ہبہ کی طرف رجوع ہو **وضرب العبد قیل والزوجۃ** اور حانث ہوگا مطلقًا غلام کے مارنے مین اور بعضون کے نزدیک زوجہ کے مارنے مین بھی ہم نہر الفائق مین کہا کہ ضرب زوجہ بعضون کے نزدیک ضرب عبد کے مانند ہو اور بعضون کے نزدیک ضرب لڑکے کے مانند ہو **والبناء والخیاطۃ وان لم یحسن ذلک خانیۃ** اور حانث ہوگا مطلقًا مکان کی تعمیر اور کپڑا سینے مین اگرچہ اسکو خوب نہ کر جانتا ہو کذا فی الخانیہ **والذبح والایداع والاستیداع** اور ذبح کرنے مین اور کسی کے پاس ودیعت رکھنے مین اور کسیکی ودیعت قبول کرنے مین **وکذا الاعارۃ والاستعارۃ ان اخرج الوکیل الکلام مخرج الرسالۃ والا فلا حنث تاتارخانیۃ** اور اسی طرح عاریت دینے اور عاریت مانگنے مین بشرطیکہ وکیل نے اعارہ اور استعارہ مین بطور پیام کے کلام کیا ہو اور نہین تو حنث ثابت ہوگا وکیل کے فعل سے کذا فی تاتارخانیہ ہم حلبی محشی نے کہا کہ کلام شارح کا باتباع صاحب نہر اسکو مقتضی ہو کہ یہ حکم یعنی وکیل کا کلام بطور پیام کے ہونا اعارہ اور استعارہ مین مخصوص ہو حالانکہ نکاح اور بعد نکاح مین وکیل محض سفیر ہو تو موکل کی طرف اضافت کرنا کلام کا سب عقود مذکورہ مین ضرور ہو چنانچہ کتاب الوکالۃ مین اسکی تصریح آویگی اور اغلب کہ تاتارخانیہ کی عبارت تمام ہوگی سب مسائل مین ناقل کو خصوصیت کا وہم ہوگیا ہو تو اسکی طرف مراجعت کرنا چاہیے **وقضاء الدین وقبضہ والکسوۃ ولیس منہا التکفین الا اذا اراد التملیک سراجیۃ** اور حانث ہوگا مطلقًا قرض ادا کرنے اور قرض کے قبضہ کرنے اور لباس دینے مین اور کفن دینا کسوہ مین داخل نہین مگر یہ کہ لباس دینے سے ملک دینا مراد رکہے تو تملیک تو البتہ کفن دینے والے سے بھی حانث ہوگا کذا فی السراجیہ ہم قسم کہائی کہ اسکو لباس دیگا تو اپنے دینے اور وکیل کے دینے سے حانث ہوگا لیکن اگر محلوف علیہ کو کفن دیگا تو حانث نہوگا مگر بہ نیت مذکور اسواسطے کہ لباس دینا عبارت ہو تملیک لباس سے اور میت لائق تملیک کے نہین **والحمل** اور حانث ہوگا مطلقًا بوجھ لادنے مین یعنی اگر قسم کہائی کہ اپنے جانور پر بوجھ نہ لادیگا تو اپنے لادنے اور وکیل کے لادنے سے حانث ہوگا اور مراد حمل سے حمل بلا اجارہ ہو اسواسطے کہ اجارہ کی صورت مین وکیل کے فعل سے حانث نہین ہوتا چنانچہ قبل اسکے مذکور ہو چکا **وذکر منہا فی البحر نیفا واربعین** اور بحر الرائق مین اشیاء مذکورہ جنمین اپنے فعل سے حانث ہوتا ہو چالیس اور چند عقود کو ذکر کیا ہو ہم نہر الفائق مین ان امور سے چوبیس امر کو ذکر کیا ہو باقی تو یہی امور مین جنکو ماتن نے ذکر کیا ہو باقی مذکور ہوئے ہین وہم قتل شرکت ضرب زوجہ ضرب ولد صغیر تسلیم شفعہ اذن نفقہ وقف قربانی حبس تعزیر نسبت حاکم حج وصیت حوالہ کفالہ قضا شہادت اقرار تولیت کذا فی النہر عن شارح الوہبانیہ نظم

والذی لا حنث فیہ بفعل الوکیل لانہ الاول یشیر الی حنثہ فیہ بفعلہ فقال [illegible] بیع شراء صلح مال خصومۃ اجارۃ استیجار الضرب لابنہ کذا قسمۃ

والحنث فی غیرہا اثبت ثا اور نہر الفائق میں شارح وہبانیہ سے منقول ہے کہ میرے والد نے منظوم کیا ہے اُن مسائل کو جنمیں وکیل کے فعل سے حنث نہیں ہوتا اور
کروہ کم ہیں اس طرف اشارہ کر دیا نظم سے کہ انکے سوا باقی مسائل میں حنث ثابت ہے وکیل کے فعل سے تو یوں کہا ہے کہ وکیل کے فعل سے حانث نہیں ہوتا حالف بیع شرا صلح
مال خصومت اجارہ استجارہ ضرب ولد قسمت میں اور ان مسائل کے غیر میں حنث ثابت ہے ۔ لام دخل مبتدا خبرہ اقتضے الآتی علی فعل اراد بدخولہا علیہ قربہا منہ بان لا
تجری فیہ النیابۃ للغیر کبیع وشراء واجارۃ وخیاطۃ وصباغۃ وبناء اقتضی ای اللام امرہ ای توکیلہ لیخصہ بہ ای بالمحلوف علیہ اذ اللام للاختصاص ولا تحقق
الا بامرہ المفید للتوکیل اور جو لام کہ داخل ہوا اُس فعل پر جسمیں غیر کے واسطے نیابت جاری ہے چنانچہ بیع اور شرا اور اجارہ اور درزی گری اور زرگری اور معماری
تو لام مذکور مقتضی ہوگا اُسکے امر کو یعنی اُسکے وکیل کرنے کو تاکہ مخصوص کر دے فعل کو ساتھ اُسکے تاکہ لام اس فعل کے اختصاص کا ساتھ محلوف علیہ کے فائدہ بخشے اسواسطے
کہ لام موضوع ہے واسطے اختصاص کے اور یہ اختصاص بدون اُسکے امر کے جو توکیل کا مفید ہے تحقق نہیں ہوتا شارح نے کہا کہ مصنف کی عبارت میں لام کا لفظ مبتدا ہے اور خبر
اُسکی لفظ اقتضی ہے اور دخول لام علی الفعل سے مراد یہ ہے کہ لام قریب ہو فعل سے کذا صرح ابن کمال فی الیضاح الاصلاح یعنی یہ کوئی نہ سمجھے کہ دخول سے متعلق ہونا لام کا ساتھ
فعل کے مراد ہے یا خود فعل پر لام کا داخل ہونا مراد ہے بلکہ قرب بلا فاصلہ مراد ہے چنانچہ بعت لک بخلاف بعت ثوبا لک کہ علینی نے کہا لام سے مراد لام اختصاص ہے نہ لام تعریف اور
تعلیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ محلوف علیہ کے امر میں یہ شرط ہے کہ اُسنے خاص اپنی ذات کے واسطے امر کیا ہو غیر کو اور مطلق امر اُسکا مراد نہیں کذا فی الطحطاوی فلم یحنث فی ان
بعت لک ثوبا ان باعہ بلا امرہ لانتفاء التوکیل سواء ملکہ ای المخاطب ذلک الثوب اولا بخلاف الوقال ثوبا لک فانہ یقتضی کونہ ملکا لہ کما یجی تو اس یمین ان بعت
لک ثوبا میں یعنی یوں کہنے میں کہ اگر بیع کروں تیرے واسطے کپڑا تو ایسا ہو حانث نہوگا اگر اُسکو بدون امر مخاطب کے بیچا اسبب پائے جانے توکیل کے خواہ مخاطب اُس
کپڑے کا مالک ہو یا نہو بخلاف اسکے کہ یوں کہے ان بعت ثوبا لک یعنی جبکہ لام فعل کے نزدیک نہو تو یہ ترکیب کپڑے کے مملوک ہونے کی واسطے مخاطب کے مقتضی ہے چنانچہ اسکے
بعد بلا فاصلہ آتا ہے بیان اُسکا اس کلام ان بعت لک ثوبا میں لام اُس فعل کے قریب واقع ہوا ہے جسمیں غیر کی نیابت ہو سکتی ہے لہذا حنث اس یمین کی توکیل پر موقوف ہو گیا نہ مخاطب
کی ملک پر تو اگر مخاطب اپنے غیر مملوک کپڑے کی بیع کے واسطے متکلم کو وکیل کریگا تو اُسکی بیع سے حانث ہوگا جیسے اُسکی مملوک کی بیع سے حانث ہوگا فان دخل اللام علی
عین ای ذات او علی فعل لا یقع ذلک الفعل عن غیرہ ای لا یقبل النیابۃ کاکل وشرب ودخول وضرب الولد بخلاف العبد فانہ یقبل النیابۃ اقتضی دخول اللام
ملکہ ای ملک المخاطب للمحلوف علیہ لانہ کمال الاختصاص سو اگر لام داخل ہو عین پر یعنی ذات پر یا اُس فعل پر داخل ہو جو غیر سے واقع نہیں ہوتا یعنی قابل نیابت
کے نہیں ہے جیسے کھانا اور پینا اور داخل ہونا اور ولد کا مارنا بخلاف غلام کے مارنے کے کہ وہ قابل نیابت ہے تو دخول لام مذکور اُسکی ملک کا مقتضی ہے یعنی مخاطب کی ملکیت
واسطے محلوف علیہ کے اسواسطے کہ مالک ہونے میں نہایت اختصاص ہے ہم لام ہر حال میں اختصاص کا مفید ہے لیکن پہلی صورت میں اختصاص امر کی طرف منصرف ہے اور یہاں ملک
کی طرف فیحنث فی ان بعت ثوبا لک ان باع ثوبہ بلا امرہ ہذا نظیر الدخول علی العین وہو الثوب لان تقدیرہ ان بعت ثوبا ہو مملوک لک تو اس یمین میں
ان بعت ثوبا لک یعنی اگر میں بیچوں کپڑا واسطے تیرے حانث ہوگا اگر مخاطب کا کپڑا بدون اُسکے امر کے بیچیگا یہ مثال ہے عین یعنی ذات پر لام داخل ہونے کی اور وہ
ذات کپڑا ہے اسواسطے کہ تقدیر کلام یوں ہے کہ اگر میں وہ کپڑا بیچوں جو تیرا مملوک ہے ہم تو اگر مخاطب کا غیر مملوک کپڑا اُسکے امر سے بیع کریگا تو حانث ہوگا واما نظیر دخولہ
علی فعل لا یقع عن غیرہ فذکرہ بقولہ وکذا ای مثل ما مر من اشتراط کون المحلوف علیہ ملک المخاطب نو ان اکلت طعاما او شربت لک شرابا اقتضی ان یکون
الطعام والشراب ملک المخاطب کما فی ان اکلت طعاما لک لان اللام ہنا اقرب الی الاسم من الفعل والقرب من اسباب الترجیح اور دخول لام کی مثال اُس فعل
پر جو غیر سے بطریق نیابت واقع نہیں ہوتا اُسکو مصنف نے اپنے اس قول سے ذکر کیا اور اسی طرح یعنی مثل سابق کے ہے قول مصنف کا محلوف علیہ کے مملوک
ہونے کی اشتراط میں ان اکلت لک طعاما یعنی اگر میں کھاؤں تیرا خاص کھانا یا پیوں مخصوص تیرا شربت تو دخول لام کا ان مثالوں میں اسکا مقتضی ہے کہ
طعام اور شربت مخاطب کا مملوک ہے چنانچہ ان اکلت طعاما لک میں ملک مخاطب کا مقتضے ہے اسواسطے کہ لام یہاں اسم سے قریب تر ہے بہ نسبت فعل کے اور قریب ہونا ترجیح

کے سبب سے ہو مگر قضاء میں نہیں [illegible] فی الیمین فی البیت [illegible] متعلق ہو [illegible] مضاف ہو [illegible] شرط ہوگی

[illegible] حقیقۃ الملک [illegible] الاختصاص [illegible] اور مضروب الولد کی مثال میں تو حقیقت ملک متصور نہیں [illegible] ساتھ [illegible]

تو بیشک خاص الملک [illegible] سے حانث ہوگا [illegible] اور [illegible] دونوں [illegible] اس سے حانث ہوگا بسبب [illegible]

کے [illegible] مصنف نے [illegible] مفعول [illegible] ہو گیا [illegible] تو یہی [illegible] کہ [illegible] قول امام [illegible]

موسی نے کہا امین اسکے قول سے حانث ہوگا جبکہ اختصاص مخاطب سے ثابت [illegible] کذا فی فتح القدیر تو قیاسا [illegible] کیونکہ [illegible]

سے بھی حنث ثابت ہوگا تو شارح کو مناسب تھا کہ اس سے بھی [illegible] کر دیتا کذا فی [illegible] ضمیر سے [illegible] متعدی

کے [illegible] تو وہ حال سے خالی نہیں یا لام متوسط ہوگا درمیان فعل اور اسکے مفعول [illegible] کے یا مفعول سے متاخر ہوگا اور دونوں صورت میں یا فعل محتمل نیابت کا ہوگا یا

نہیں سو اگر نیابت کا محتمل ہو اور دونوں کے درمیان میں [illegible] تو وہ لام اختصاص فعل کا فائدہ دیگا اور [illegible] کی حنث کی شرط [illegible] فعل ہوگی [illegible] شخص کے

جسکی ضمیر ہے خواہ عین [illegible] مملوک ہو یا نہو [illegible] بدون اسکے امر کے حانث نہیں اور اگر لام متاخر ہوگا مفعول سے تو اختصاص عین کا [illegible] کے ساتھ ہوگا

اور شرط اس اختصاص کی یہ ہوگی کہ عین [illegible] مملوک ہو [illegible] کے واسطے واقع ہوا ہو [illegible] ہوا ہو اور اگر فعل محتمل نیابت کا نہیں تو اسکے حکم میں افتراق نہوگا [illegible]

کے توسط اور تاخر میں [illegible] حانث [illegible] جبکہ [illegible] فعل کریگا خواہ اسکے امر سے خواہ بدون امر اسواسطے کہ فعل نیابت کا محتمل نہیں [illegible]

امر اور عدم امر برابر ہوگا تو یہ متعین ہوگیا کہ وہاں لام واسطے اختصاص عین کے ہوتا اسکا لغو ہونے سے محفوظ رہے کذا فی النہر. [illegible] غیر ذاتی [illegible]

فیما فیہ تشدید علیہ قضاء ودیانۃ ودین فیما [illegible] الفرق بین الدیانۃ والقضاء [illegible] فی الیمین بالطلاق [illegible] لما مر اور اگر غیر مذکور کی نیت کریگا تو اسکی [illegible]

قضاء اور دیانۃ کیجاویگی اس امر میں جسمیں تنگی اور سختی ہوگی حالف پر اور فقط دیانۃ تصدیق ہوگی اس امر میں جسمیں آسانی اور تخفیف ہوگی واسطے حالف کے بعد [illegible]

دریافت کرنا چاہیئے کہ دیانت اور قضاء کا تفرقہ یمین باللہ میں حاصل نہیں ہوتا اسواسطے کہ کفارہ کا مطالبہ قضاء نہیں ہم تشدید کی صورت یہ ہے کہ مخاطب کے مملوک

کپڑا بدون اسکے امر کے بیچا مسئلہ اولی میں اور اختصاص سے ملک کی نیت کی تو حانث ہوگا اور اگر نیت نکرتا تو حانث نہوتا یا مخاطب کا غیر مملوک کپڑا اسکے امر سے

بیچا مسئلہ ثانیہ میں اور اختصاص سے امر کی نیت کی تو حانث ہوگا اور اگر نیت نہوتی تو حانث نہوتا تخفیف کی صورت یہ ہے کہ دونوں مسئلوں میں بالعکس نیت کرے

یعنی مسئلہ اولی میں اختصاص سے امر کی نیت کرے اور مسئلہ ثانیہ میں اختصاص سے ملک کی نیت کرے تو فقط دیانۃ اسکی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ اسنے محتمل کلام کی نیت

کی لیکن قضاء تصدیق نہوگی اسواسطے کہ خلاف ظاہر ہے اور وہ متہم ہے کذا فی النہر قال ان بعتہ او ابتعتہ فہو حر فعقد علیہ بیعا بالخیار انثی حنث لوجود الشرط

ولو بالخیار للغیر لا وان اجیز بعد ذلک فی الاصح کما لو قال ان ملکتہ فہو حر لعدم ملکہ عند الامام کہا مولے نے کہ اگر میں غلام کو بیع کروں یا اسکو خرید کروں تو

وہ آزاد ہے پھر اسکی بیع منعقد کی بشرط اپنے اختیار کے تو حانث ہوگا بسبب وجود شرط کے اور اگر خرید یا فروخت بشرط اختیار غیر کے ہوئی تو حانث نہوگا اگرچہ

غیر نے بعد اسکے اجازت بھی دی ہو قول اصح میں چنانچہ اسمیں حانث نہیں ہوتا اگر یوں کہا کہ اگر میں اس غلام کا مالک ہوں تو وہ آزاد ہے یعنی پھر

اسکو بشرط اپنے اختیار کے مول لیا تو آزاد نہوگا بسبب اسکے عدم ملک کے نزدیک امام کے اسواسطے کہ خیار شرط مشتری اسکی ملک میں داخل ہونے سے

مانع ہے کذا فی [illegible] یہ کہا کہ حانث ہوگا بسبب وجود شرط کے یعنی امام کے نزدیک بیع قیام الملک بیع اور شرا پائی گئی اسواسطے کہ بیع بائع کی ملک سے

خارج نہیں بشرط اسکے خیار کے بالاتفاق اور خیار مشتری اگرچہ اسکی ملک کے دخول سے مانع ہے امام کے نزدیک لیکن عتق معلق ہے اسکی تعلیق سے اور معلق منجز کے

مانند ہے تو اگر بعد خرید بشرط خیار کے مشتری عتق کو منجز کرے تو خیار فسخ ہو جاویگا اور عتق واقع ہوگا تو اسیطرح تعلیق میں بھی ملک ثابت ہے کذا فی النہر الفائق

قید بالخیار لانہ لو قال بعتہ فہو حر فباعہ بیعا صحیحا بلا خیار لا یعتق لزوال الملک وتنحل الیمین لتحقق الشرط [illegible] نے بیع کو مقید بالخیار کیا اسواسطے کہ اگر یوں

کہیگا کہ اگر میں اسکو بیع کرون تو وہ آزاد ہی پھر اسکو صحیح بیع کرکے بیچا بلا خیار تو غلام آزاد ہوگا بسبب ضائع ہونے بائع کی ملکیت کے حالانکہ تحقق جزا بدون ملک کے نہین
ہوتا اور یمین باطل ہو جاویگی بسبب متحقق ہونے شرط کے کذا فی البحر وحینث الحالف فی المسئلتین بالبیع والشراء الفاسد والموقوف لا الباطل لعدم الملک
وان قبضہ اور حالف حانث ہوگا دونون صورتون مین یعنی بیع اور شرا کی یمین مین حانث ہوگا بیع اور شراء فاسد اور موقوف نہ حانث ہوگا بیع اور شراء باطل
سے بسبب عدم ملک کے اگرچہ مبیع پر قبضہ کرے بخلاف بیع فاسد اور موقوف کے کہ انمین قبض سے مالک ہو جاتی ہی بیع موقوف کی یہ صورت ہی کہ حالف نے مثلاً
غلام کو زید غائب سے بیچا اور فضولی نے اسکی طرف سے قبول کیا چنانچہ بائع کی طرف سے قبول کیا تو بائع کی طرف سے غلام آزاد ہو جاویگا کذا فی المنح ولو اشتری مدبرا او مکاتبا
لم یحنث الا باجازۃ قاض او مکاتب اور اگر غلام مدبر اور مکاتب کو مول لیا تو حانث نہوگا مگر قاضی اور مولی کی اجازت سے مثلاً قسم کھائی کہ مثلاً غلام کو نہ خریدیگا پھر اسنے مدبر
کو خرید کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ مدبر محل بیع نہین لیکن چونکہ مدبر کی بیع مین مجتہدون کا اختلاف ہی تو اگر وہ قاضی جسکے مذہب مین مدبر کی بیع جائز ہی حکم جواز
کا دیگا تو اسصورت مین حالف البتہ حانث ہوگا اور اسیطرح حالف مذکور غلام مکاتب کے خرید کرنے سے حانث نہوگا لیکن اگر مکاتب کا مالک اسکی بیع کی اجازت دیگا
تب حالف حانث ہوگا اسواسطے کہ کتابت فسخ ہو گئی مولی کی اجازت سے تو منافی بیع زائل ہوا بیع تام ہو گئی فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا قال لامتہ ان بعت منک
شیئا فانت حرۃ فباع نصفہا من زوج ولدت منہ او من ابیہا لم یقع عتق المولی ولو من اجنبی وقع والفرق فی الظہیریۃ کہا مولی نے اپنی لونڈی سے کہ اگر مین تیری ذات
سے کچھ نصف یا نصف سے کم بیع کرون تو تو آزاد ہی پھر آدھی لونڈی اسکی اس زوج کے ہاتھ بیچی جسکے نطفہ سے یہ لونڈی جن چکی ہی یا لونڈی کے باپ کے ہاتھ اسکو بیچا تو عتق مولی
کا نہ واقع ہوگا اور اگر اسکو اجنبی کے ہاتھ بیچا تو عتق واقع ہوگا اور فرق دونون صورتون کا ظہیریہ مین مذکور ہی مرظہیریہ مین وجہ فرق یون مذکور ہی کہ ولادت زوج سے اور نسب
باپ سے مقدم ہی یعنی ولادت اور نسب تعلیق مولی سے سابق الوجود ہی تو وہی واقع ہوگا جو مقدم ہی اور اس امر کا اعتبار اجنبی کے حق مین ممکن نہین کذا فی النہر وانما قید بالبیع
لانہ فی حلفہ لا یتزوج امراۃ او ہذہ المراۃ فہو علی الصحیح دون الفاسد فی الصحیح اور مصنف نے حنث کو بیع فاسد کر کے مقید کیا مگر اسواسطے کہ یون قسم
کھانے مین کہ نکاح نکریگا کسی عورت سے یا اس عورت سے تو وہ صحیح نکاح پر محمول ہوگا نہ فاسد پر یعنی اگر قسم کھائی کہ نکاح نکریگا تو صحیح نکاح سے حانث ہوگا نہ فاسد سے
وکذا لو حلف لا یصلی او لا یصوم او لا یحج لان المقصود منہا الثواب ومن النکاح الحل ولا یثبت بالفاسد فلا تنحل بہ الیمین بخلاف البیع لان المقصود منہ الملک وانہ
یثبت بالفاسد والہبۃ والاجارۃ کالبیع اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھیگا یا روزہ نہ رکھیگا یا حج نکریگا تو صحیح نماز اور روزہ اور حج سے حانث ہوگا نہ فاسد سے اسواسطے کہ
مقصود عبادات مذکورہ سے ثواب ہی اور نکاح سے حلت وطی مقصود ہی تو فاسد سے یہ مقصود نہ ثابت ہوگا تو فاسد کے کرنے سے یمین منحل نہوگی یعنی حنث نہ ثابت ہوگا
بخلاف بیع کے اسواسطے کہ مقصود بیع سے ملک ہی اور ملک تو بیع فاسد سے بھی ثابت ہو جاتی ہی اور ہبہ اور اجارہ مانند بیع کے ہی ہبہ فاسد اور اجارہ فاسدہ سے بھی حنث ہوگا ولو
کان ذلک کلہ فی الماضی کان تزوجت او صمت فہو علیہما ای الصحیح والفاسد لانہ اخبار اور اگر وہ سب یعنی نکاح اور صوم اور صلوٰۃ اور حج زمان ماضی مین ہو چنانچہ ان تزوجت
یا ان صمت تو وہ دونون پر محمول ہوگا یعنے نکاح صحیح اور فاسد اور صوم صحیح اور فاسد دونون سے حنث ثابت ہوگا اسواسطے کہ زمان ماضی کی قسم اخبار ہی یعنی ماضی سے خبر دینا
مستفضی کا مقصود ہوتا ہی نہ حلت اور ثواب اور نام نکاح اور صوم وغیرہ کا صحیح اور فاسد دونون پر برابر بولا جاتا ہی طحطاوی نے کہا کہ شارح کی تمثیل یعنی ان تزوجت یا ان
صمت صحیح نہین اسواسطے کہ یہ ماضی نہین بلکہ مستقبل ہی اسواسطے کہ تعلیق ہی تو بہتر یون مثال دینا تھا کہ ما تزوجت وما صمت مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین ماضی کی یہی
مثال دی ہی ان کنت تزوجت وصلیت او صمت یعنی اگر مین نے نکاح کیا ہو یا نماز پڑھی ہو یا روزہ رکھا ہو فان عنی بہ الصحیح صدق لانہ النکاح المعنوی بدائع پھر اگر حالف نے
نکاح سے نکاح صحیح کا ارادہ کریگا تو اسکی تصدیق ہوگی قاضی کے نزدیک اسواسطے کہ صحیح نکاح تو نکاح حقیقی ہی کذا فی المنح عن البدائع اسواسطے کہ مقصود نکاح یعنی حلت صحیح پر
مترتب ہی شارح نے فقط نکاح کا حکم بیان کیا اور ظاہر یہی حکم صوم اور صلوٰۃ مین بھی ہی کذا فی الطحطاوی ان لم ابع ہذا الرقیق فکذا فاعتق المولی او دبر او کاتب او دبرا
مطلقا فالحنث بالمقید فتح او استولد الامۃ حنث لتحقق الشرط لفوات محلیۃ البیع حتی لو قال ان لم ابعک فانت حرۃ فدبرہا او استولدہا عتق اگر مین نہ بیچون اس غلام کو تو ایسا ہو سو مولی نے

تو ذبح کیا یا اپنے غلام کو تعمیر آزاد نہیں ہوگیا یا ہوئی کہ مردہ ہوگیا تو حانث ہوگا بسبب تحقق ہونے شرط کے اس لئے کہ فوت ہوجانے حیات بسبب اطلاق کے یعنی
مستقبل ہے لیکن سونے کے شرط ہوجائیگی تاکہ لازم نہیں کیونکہ استیفاء فوت ہوگیا کہ میں تملیک بیع کروں تو آزاد ہے پھر اسکو بیع صحیح کیا یا اور ایسا ہی تو اپنے مولانا کے بیع ہوگا
کو بیچے صورت عتق مصنف نے ہر عتق کی تعلیق کی تو میرا تعلیق ہے حانث نہیں ہوگا فی الفتح اسواسطے کہ تفسیر عتق کی جو شرط ہے بیع جائز ہے بغیر تکرار الرق بالردة
والحاق بدار الحرب پھر تکرار رق یعنی ملکیت کا سبب ارتداد ہے اسواسطے کہ وہ امر موہوم ہے ثابت ہے تو اسکا بیع دفع دخل کیا تو یہ حال ہے کہ عتق ہو
کی بیع ممکن ہے مرتد ہوکر دار الحرب میں جا ملے پھر قید ہوکر آوے اور وہ ملک میں آئے کہ ایک دن کی بیع جائز ہے وجود ہے جبکہ حکم دے تو
تحقیق شرط کا احتمال ہے بیع کے فوت ہونے سے تو پایا گیا پھر حانث کیونکر ہوگا شارح نے کہا جو عتق کا ارتداد سے امر موہوم ہے تو دلیل نہیں
اسکا سبب یہ معلوم ہوا تو شارح کو مناسب تھا کہ یوں کہتا کہ بغیر تکرار الرق بالردة ولحاق بدار الحرب تو یہ دفع دخل ہوجاتا قالت له امرأته تزوجت علی فقال
كل امرأة لي طالق طلقت المحلفة بكسر اللام وعن الثاني لا وصححه السرخسي في جامع قاضيخان وبه اخذ جماعة مشائخنا وفي الذخيرة ان في حال الغضب طلقت والا لا كما
پس اسکی عورت نے کہا کہ تو نے مجھ پر دوسرا نکاح کیا پھر زوج نے کہا کہ جو عورت میری ہے وہ مطلقہ ہے تو محلفہ بکسر لام یعنی جس عورت نے اپنے زوج کو حلف دلایا وہ مطلقہ ہوگی
امام اعظم اور محمد کے نزدیک اسواسطے کہ کل امرأة میں وہ بھی داخل ہے اور ابو یوسف سے یہ روایت ہے کہ حلف دینے والی عورت مطلقہ نہیں اسواسطے کہ بقرینہ حال
وہ عورت کلیہ مذکورہ سے مستثنیٰ ہے اور اسی قول کو صحیح کہا ہے سرخسی نے اور جامع قاضیخان میں ہے کہ اسی قول کو اکثر مشائخ نے لیا ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ
اگر زوج نے حالت غضب میں یہ حلف کیا تو وہ بھی مطلقہ ہوگی اور نہیں تو وہ مطلقہ نہیں طحطاوی نے کہا کہ محل خلاف اس صورت میں ہے جب زوج نے
نیت طلاق اور عدم طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر نیت کی تو بالاتفاق موافق نیت کے حکم ہوگا ولو قيل له الك امرأة غير هذه المرأة فقال كل
امرأة لي فهي كذا لا تطلق هذه المرأة لان قوله غير هذه المرأة لا تدخل هذه المرأة فلم تدخل تحت كل بخلاف الاول اور اگر زوج سے کسی نے کہا کیا تیری کوئی اور عورت ہے سوا
اس عورت کے سواے اسنے کہا جو عورت میری ہے سو وہ مطلقہ ہے تو یہ عورت مطلقہ نہ ہوگی اسواسطے کہ قول اسکا غیر هذه المرأة احتمال نہیں رکھتا هذه المرأة کا یعنی جب کہا سوائے
اس عورت کے تو یہ عورت اسکا شامل نہ رہی تو کل امرأة کے تحت میں نہ داخل ہوگی تو تقدیر کلام یوں ہوئی کہ کل امرأة غیر هذه المرأة فهی طالق بخلاف اول مثال کے کہ وہاں
کل امرأة میں یہ عورت داخل ہے فروع تتفرع على الحنث لفوات المحل چند مسائل ملحقہ شارح کے جو حانث ہونے پر متفرع ہیں بسبب فوت ہونے محل کے عنوان لم تبق
شیئا ... طالق فکسرته حنث زوج کا یوں کہنا زوجہ سے کہ اگر تو اس برتن سے مثلاً پانی نہ گرادے اس حق میں تو طالق ہے پھر عورت نے اسکو توڑ ڈالا تو حانث ہوگا
اسواسطے کہ وہ برتن ہی نہ رہا جس سے پانی وغیرہ کا بہانا اور چھڑکنا متصور ہو وان لم تهب ... بهذا الحمام فانت طالق فطارت یا زوج نے زوجہ سے یوں کہا کہ اگر تو نہ
ہبہ کرے کبوتر کو لا دے تو تو مطلقہ ہے پھر کبوتر اڑ گیا تو عورت مطلقہ ہوگی قال لمحرمة ان تزوجتك فعبدي حر فتزوجها حنث لان يمينه تنصرف الى المتصور کہا مرد نے اپنی
محرم عورت سے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس سے نکاح کیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ یمین اسکی منصرف ہوگی اسکی طرف جو ہوسکتا ہے یعنی عقد
فاسد حلف لا يتزوج بالكوفة فعقد خارجها لا لان المعتبر مكان العقد قسم کھائی کہ کوفہ میں نکاح نہ کریگا تو اسکے باہر عقد کرے حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ معتبر
عقد کا مکان ہے بحر الرائق میں ہے قسم کھائی کہ کوفہ میں نکاح نہ کریگا پھر نکاح کا ارادہ کیا اور عورت اور مرد دونوں کوفہ میں ہیں تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ مرد اپنی طرف سے
وکیل کرے اور عورت وکیل اپنی طرف سے کرے پھر دونوں وکیل شہر سے باہر نکلکر نکاح کردیں تو حالف حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ معتبر عقد کا مکان ہے وکذا في الطلاق ...
ان تزوجت ثيبا فهي كذا فطلق امرأة ثم تزوجها ثانيا لا تطلق اعتبارا للغرض وقيل تطلق اگر میں ثیبہ سے نکاح کروں تو اسکی عورت مطلقہ ہے پھر اسنے اپنی زوجہ کو
طلاق دی پھر اس سے نکاح کیا دوسری بار تو اب وہ مطلقہ نہ ہوگی باعتبار غرض کے یعنی متکلم کو ثیبہ سے غیر زوجہ مقصود تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ ہوگی
باعتبار عموم لفظ کے حلف لا يتزوج من بنات فلان وليس لفلان بنت لا يحنث بمن ولدت له بعد قسم کھائی کہ مثلاً زید کی بیٹیوں سے نکاح نہ کریگا

اور حالانکہ زید کے کوئی بیٹی نہیں تو حانث نہوگا زید کی اُس بیٹی کے نکاح سے جو بعد یمین کے پیدا ہوئی کذا فی البحر طحطاوی نے کہا شاید قول محمد کا ہی اسواسطے کہ حاشیہ
شلبی میں فتح القدیر سے یہ منقول ہی قسم کھائی کہ زید کے ولد سے نہ بولیگا اور زید کا کوئی ولد نہیں پھر زید کا ایک ولد پیدا ہوا اور حالف اُس سے بولا تو طرفین کے
نزدیک حانث ہوگا اور محمدؒ کے نزدیک حانث نہوگا اسواسطے کہ اصل یہ ہی کہ محمدؒ کے نزدیک وجود ولد وقت یمین میں معتبر ہی اور طرفین کے نزدیک وقت تکلم کے النکرۃ تدخل
تحت النکرۃ والمعرفۃ لا تدخل تحت النکرۃ فلو قال ان دخل ہذہ الدار احد فکذا او الدار لہ او لغیرہ فدخلہا الحالف حنث لتنکیرہ نکرہ داخل ہوتا ہی نیچے نکرہ کے اور معرفہ
داخل نہیں ہوتا ہی نیچے نکرہ کے تو اگر کہا اگر داخل ہوگا اس گھر میں کوئی تو ایسا ہوگا اور وہ گھر حالف کا ہی یا اُسکے غیر کا پھر اُس گھر میں حالف داخل ہوا تو حانث ہوگا
بسبب تنکیر حالف کے یعنی حالف نے آپ کو قول مذکور میں بلفظ معرفہ نہیں مذکور کیا تو حالف نکرہ ہوا لہذا تحت نکرہ داخل ہو گیا یعنی احد کے لفظ میں جسکا ترجمہ کوئی
ہی وہ بھی شامل ہو گیا بموجب قاعدہ مذکورہ ولو قال داری او دارک لا تحنث الحالف لتعریفہ اور اگر یون کہا کہ اگر داخل ہوگا میرے گھر میں یا تیرے گھر میں تو حنث
نہوگا حالف کے داخل ہونے سے بسبب تعریف حالف کے یعنی حالف معرفہ ہی بسبب یائے متکلم کے تو تحت نکرہ نہ داخل ہوگا حلبی نے کہا یہ شارح نے لفظ داری کا بیان
کیا نہ دارک کا تو اُسکو مناسب تھا یون کہتا لا یحنث بالحالف والمخاطب لتعریفہما یعنی اگر یون کہا کہ ان دخل دارک احد تو اپنے گھر میں مخاطب کے داخل ہونے سے حانث
نہوگا اسواسطے کہ مخاطب معرفہ ہی بسبب کاف خطاب کے تو احد کے تحت میں نہ داخل ہوگا وکذا لو قال ان مس ہذا الرأس احد واشار الی رأسہ لا یحنث الحالف بمسہ لانہ متصل بہ
خلقۃ فکان فیہ اقوی من المعرفۃ بالاضافۃ بحر وذکرہ المصنف قبیل باب الیمین فی طلاق معزیا للاشباہ اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر چھوئے اس سر کو کوئی اور اشارہ کیا اپنے
اپنے سر کی طرف تو حالف اُسکے چھونے سے حانث نہوگا اسواسطے کہ سر متصل ہی حالف سے بنا بر پیدائش کے تو وہ معرفہ ہوا قوی تر اضافت کے معرفہ سے کذا فی البحر
یعنی تعریف سر کی بسبب اشارہ کرنے کے قوی تر ہی داری کی اضافت سے اور اُسکو مصنف نے ذکر کیا ہی باب الیمین سے پہلے طلاق میں اشباہ کی طرف اشارہ کر کے
الا بالنیۃ وفی العلم کان کلم غلام محمد بن احمد احد فکذا دخل الحالف لو ہو کذلک لجواز استعمال العلم فی موضع النکرۃ فلم یخرج الحالف من عموم النکرۃ بخلاف معرفہ داخل
نہیں ہوتا تحت نکرہ کے مگر نیت کرنے سے اور نام میں داخل ہوتا ہی چنانچہ اگر کلام کریگا محمد بن احمد کے غلام سے کوئی تو زوجہ اُسکی مطلقہ ہی حالف داخل
ہوگا تحت نکرہ کے اگر وہ ایسا ہوگا یعنی اگر حالف کا نام بھی محمد بن احمد ہوگا اور وہ بھی اپنے غلام سے کلام کریگا تو حانث ہوگا بسبب جائز ہونے استعمال نام کے
بجائے نکرہ کے تو اسوجہ سے حالف عموم نکرہ سے نہ نکلا کذا فی البحر جب استعمال نام کا بجائے نکرہ جائز ہوا تو یمین مذکور کی یون تاویل ہوئی کہ اگر کوئی کلام کریگا اُس مرد
کے غلام سے جسکا نام محمد بن احمد ہی تو جسکا نام محمد بن احمد ہوگا اُسکا غلام اسمیں داخل ہوگا کذا فی الطحطاوی قلت وفی الاشباہ المعرفۃ لا تدخل تحت النکرۃ الا المعرفۃ
فی الجزاء فتدخل فی النکرۃ التی ہی فی موضع الشرط کان دخل داری ہذہ احد فانت طالق فدخلت ہی طلقت ولو دخل ہو لم یحنث لان المعرفۃ لا تدخل تحت النکرۃ
تمامہ فی القسم الثالث من ایمان الظہیریۃ شارح کہتا ہی اشباہ میں ہی کہ معرفہ داخل نہیں ہوتا تحت نکرہ کے مگر وہ معرفہ جو جزا میں واقع ہو یعنی معرفہ اُس نکرہ میں داخل
ہوتا ہی جو شرط کے محل میں واقع ہی چنانچہ اگر داخل ہوگا کوئی میرے اس گھر میں تو تو مطلقہ ہی پھر زوجہ اُسکی داخل ہوئی تو وہ مطلقہ ہوگی اور اگر زوج
حالف داخل ہوگا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ معرفہ داخل نہیں ہوتا تحت نکرہ کے اور پوری تقریر اسکی ایمان ظہیریہ کی قسم ثالث میں ہی حموی اشباہ کے محشی نے
کہا کہ زوجہ اگرچہ معرفہ ہی بتاء خطاب لیکن وہ جزا میں واقع ہی تو اُسکا دخول اُس نکرہ کے تحت میں جو شرط میں واقع ہی صحیح ہی اسواسطے کہ دو جملے مانند مختلف
کلاموں کے ہیں اور اسیطرح شرط کا معرفہ جزا کے نکرہ کے تحت میں واقع ہوتا ہی کذا فی الطحطاوی بخلاف دخول زوج کے تحت نکرہ کے کہ وہ جائز نہیں اسواسطے کہ
ایک ہی جملہ میں یعنی شرط میں دونوں واقع ہیں ویجب حج او عمرۃ ماشیا ان نذرہ فی قولہ علی المشی الی بیت اللہ او الکعبۃ فان رکب اراق دما لادخالہ النقص ولو
اراد بہ بیت اللہ بعض المساجد لم یلزمہ شئی اور واجب ہوگا حج یا عمرہ پیدل چل کر اپنے شہر سے اس قول میں کہ مجھ پر واجب ہی پیدل چلنا بیت اللہ تک یا کعبہ تک اور جانور
ذبح کرے اگر اوس میں سوار ہوا اسواسطے کہ اُسنے نذر مذکور میں نقصان داخل کیا اور اگر لفظ بیت اللہ سے کسی مسجد کا ارادہ کریگا تو اُسپر کچھ لازم نہوگا نہ قضاء

نہ ہو اسواسطے کہ حانث ہونے کے حقیقی معنی کا ارادہ کیا ہے قسم سے جو قسم کھاتا ہے کہ کعبہ کے قصد پر نکلیں اور [illegible] ٹھہرنا یا [illegible]

[illegible] ہے کہ یا سیج ہونے کا اعتبار ہے اور علاوہ اسکے مطلب درست نہیں اور بہ اعتبار ہے کہ اور بنظر غالب کے بہ سبب عرف کے جو یا

کہ لفظ الی بیت اللہ یا سیج یا [illegible] بعجز یا بعض کی تقیید ہے اور کہا کہ جو کوئی فتح میں [illegible] ہو قال علی المشی الی بیت اللہ او الی الکعبة

الی بیت اللہ او المشی الی الحرم او الی المسجد الحرام او الی باب الکعبة او میزابہا او الی الصفا او المروة او مزدلفة او عرفة لم یلزمہ شیء [illegible] کے معنی کہ مجھ پر

ہے پیدل جانا بیت اللہ تک یا جانا حرم تک یا مسجد حرام تک یا کعبہ تک یا میزاب تک یا صفا یا مروہ یا مزدلفہ یا عرفات تک کچھ واجب نہیں [illegible]

بسبب عدم عرف کے یعنی کہ مسائل مذکورہ میں اور مسائل مذکورہ میں و مسائل سابقہ میں کوئی فرق الی بین ہو اسواسطے عرف کے لا یعتق عبد قیل لہ ان

لم احج العام فانت حر فشہد بنحره بالکوفة [illegible] قال محمد [illegible] العبد والی شہادا بنحره لا تقبل لقیامہا علی نفی و هو الحج او التضحیة لا تدخل تحت القضاء

لا یعتق و عند محمد [illegible] اور کہا گیا ایک غلام سے کہ اگر میں اس سال حج نہ کروں تو تو آزاد ہے پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ ساتھ قربانی کرنے کے کوفہ میں

یعنی مولی اسکے حج کا منکر ہوا اور دو گواہوں نے کوفہ میں اسکے قربانی کرنے کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول نہ ہوگی بسبب اسکے قائم ہونے کے نفی حج پر

اسواسطے کہ قربانی کرنا حکم قاضی کے تحت میں داخل نہیں اور محمد نے کہا کہ غلام آزاد ہوگا اور ترجیح دی ہے اس قول کو کمال الدین نے فتح القدیر میں کہ

ظاہر ہے شہادت کی گواہی ہے جو کوفہ کی قربانی پر لیکن مقصود اس سے نفی حج ہے اسواسطے کہ کوفہ بہت دور ہے مکہ سے [illegible] جو مسائل

سے تعیین نہیں ہو سکتا اور شہادت قربانی کا قاضی سے متعلق نہیں تو یہ گواہی نفی حج کی گواہی کے مانند ہوگئی اور حالانکہ نفی کی گواہی مقبول نہیں اور خلاصہ یہ ہے [illegible]

یہ گواہی نفی پر نہیں بلکہ امر وجودی پر ہے جو متضمن ہے نفی کا تو مقبول ہوگی حلف لا یصوم حنث بصوم ساعة بنیة وان حلف لا یصوم صوما او یوما حنث بیوم کہ قسم کھائی کہ روزہ نہ رکھیگا

تو حانث ہوگا ایک ساعت کے صوم سے بشرط نیت صوم اگرچہ بعد ساعت کے اسنے روزہ توڑ ڈالا ہو بسبب پائے جانے شرط کے یعنی شرط امساک ہے ساعت کی امساک سے

بھی پائی گئی اسواسطے کہ صوم عبارت ہے امساک سے مفطرات سے بقصد تقرب کذا فی الفتح ولو قال لا اصوم صوما او یوما حنث بیوم لا یستلزم الا اکل [illegible] اور

اگر کہا کہ لا اصوم صوما یعنی بعد فعل کے صوم کا ذکر کیا یا یوما کہ نہ روزہ رکھونگا ایکدن تو پورے ایکدن روزہ رکھنے سے حانث ہوگا نہ کم سے اسواسطے کہ لفظ صوم

کا متعلق ہے تو فرد کامل کی طرف منصرف ہوگا اور صوم کامل نہیں ہوتا بدون ساعت کے [illegible] کذا فی الطحطاوی حلف

لیصومن ہذا الیوم وکان بعد الاکل او بعد الزوال صحت الیمین وحنث للحال لان الیمین [illegible] فی الناسی قسم کھائی کہ ضرور روزہ

رکھیگا آج کے دن حالانکہ بعد کھانے کے یا بعد زوال کے یہ کہا تو قسم صحیح ہوگی اور فی الفور حانث ہو جاویگا اسواسطے کہ انعقاد یمین کا صحت [illegible] بلکہ تصور پر

مانند تصور صوم کے ناسی میں ہے یعنی صوم بعد الاکل والزوال ناسی میں متصور ہے یعنی جو مسافر بھول کر کھا لیا تو اسکا صوم باوجود اکل کے موجود ہے [illegible] کا لحاظ

کرنے کے جو نیت کرنا بھول گیا کذا فی الطحطاوی و ہو کما لو قال لامرأتہ ان لم تصلی الیوم فانت کذا فحاضت من ساعتہا او بعد ما صلت رکعة فانہ

یحنث فی الحال لان درور الدم لا یمنع کما فی الاستحاضة بخلاف مسألة الکوز لان محل الفعل و ہو الماء غیر قائم اصلا فلا یتصور و جہ [illegible] مسائل سابق

مانند اس مثال کے ہے کہ کہا زوج نے بیوی سے کہ اگر تو آج نماز نہ پڑھیگی تو تو مطلقہ ہے پھر اسیوقت اسکا حیض جاری ہو گیا یا ایک رکعت [illegible] جاری ہوا تو

[illegible] فی الحال مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ جاری ہونا خون کا مانع صلوة کا نہیں جیسا کہ استحاضہ میں بخلاف مسئلہ الکوز کے یعنی قسم کھائی کہ اس

کوزہ سے پانی پیئے گا اور حالانکہ اسمیں پانی نہیں اسواسطے کہ محل فعل کا یعنی پانی اسمیں مطلقا موجود نہیں تو یمین کسی وجہ سے متصور نہیں وحنث فی لا

یصلی برکعة بنفس السجود اور اس قسم میں کہ نماز نہ پڑھے گا حانث ہوگا ایک رکعت کے ادا کرنے سے بمجرد سجدہ کرنے کے اس لیے کہ صلوة عبارت ہے ارکان

مختلفہ سے اور تمامی ارکان کی سجدہ پر ہے اسواسطے کہ بحکم التحقیق قعدہ اخیرہ ارکان اصلیہ میں داخل نہیں فتح القدیر میں کہا حق یہ ہے کہ ارکان حقیقتہ نماز

کے پانچ ہین اور قعدہ رکن زائد ہی کہ ختم صلوٰۃ کے واسطے واجب ہوا ہی تو حنث کے حق مین اُسکی رکنیت معتبر ہوگی کذا فی فتح اور نہر الفائق مین قعدہ کو شرط
قرار دیا ہی نہ رکن تو بطریق اولی حنث مین اُسکا اعتبار ہوگا بخلاف ان صلیت رکعۃ فانت حر العتق الا بالاولی شفع تحقق الرکعۃ بخلاف اس یمین کے کہ اگر تو ایک
رکعت نماز پڑھیگا تو تو آزاد ہی آزاد ہوگا دوگانہ کی پہلی رکعت سے تا رکعت ثانی ہو جم ہرچند اس مثال مین حنث رکعت اولی پر ہی نہ دو رکعت پر لیکن بدون رکعت ثانی
کے شرعاً تحقق رکعت اولی کا متصور نہین اسواسطے کہ فقط ایک رکعت کا ادا کرنا ممنوع ہی تو ایک رکعت پڑھ کر کلام کریگا تو غلام آزاد ہوگا کذا فی الطحطاوی
وفی لا یصلی صلوٰۃ لشفع وان لم یقعد اور اس یمین مین کہ لا یصلی صلوٰۃ دو رکعت پڑھنے سے حانث ہوگا اگرچہ اُسنے قعدہ نہ کیا ہو اسواسطے کہ
فتح القدیر سے منقول ہوچکا کہ وہ رکن اصلی نہین نماز کا بخلاف لا یصلی الظہر مثلاً فانہ یشترط التشہد بخلاف اس قول کے کہ نماز ظہر کی مثلاً نہ پڑھیگا تو اُسکے حانث
ہونے مین تشہد مشروط ہی جو تشہد سے مراد تشہد اخیر ہی اسواسطے کہ بحر مین ہی کہ اگر چار رکعت فرض کے نہ پڑھنے کی قسم کھا دیگا تو حانث نہ ہوگا تاوقتیکہ چوتھی
رکعت کے بعد تشہد نہ کریگا کذا فی الطحطاوی وحنث فی لا یؤم احداً باقتداء قوم بہ بعد شروعہ وان قصد ان لا یؤم احدا الا انہ اس قسم مین
کہ کسی کی امامت نہ کریگا حانث ہوگا قوم کی اقتدا کرنے سے ساتھ اُسکے بعد شروع کرنے حالف کے اگرچہ اُسنے کسی کی امامت کا قصد نہ کیا ہو اسواسطے حانث
ہوگا کہ وہ امام اُنکا ہوگیا اسواسطے کہ امامت مین نیت امامت کی شرط نہین وصدق دیانۃ فقط ان نواہ ای ان لم یؤم احداً اور حالف کی فقط دیانۃ
تصدیق ہوگی [illegible] اس نیت مین دیانۃ تصدیق ہوگی کہ کسی کی نیت نہ کریگا وان اشہد قبل شروعہ انہ لا یؤم احدا لا یحنث مطلقاً
لا دیانۃ ولا قضاء وصح الاقتداء ولو فی الجمعۃ استحساناً اور اگر حالف نے گواہ کر لیا قبل اپنی شروع کرنے نماز کے کہ وہ کسی کی امامت نہ کریگا تو کسی طرح حانث نہ ہوگا
نہ دیانۃ اور نہ قضاءً اور اقتدا مقتدیون کی صحیح ہوگی اگرچہ نماز جمعہ مین یہ واقعہ ہوا ہو بنا بر استحسان کے وجہ استحسان کی یہ ہی کہ نماز جمعہ مین جماعت شرط ہی سو
بدون نیت امامت کے بھی حاصل ہی کما لا حنث لو امہم فی صلوٰۃ الجنازۃ او سجدۃ التلاوۃ لعدم کمالہا جیسے حانث نہین ہوتا اگر امامت کی قوم کی نماز
جنازہ یا سجدہ تلاوت مین بسبب اُسکے عدم کمال کے یعنی لا یصلی صلوٰۃ کی حلف مطلق منصرف ہی فرد کامل کی طرف اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بسبب
عدم رکوع وغیرہ کے نماز کامل نہین بخلاف النافلۃ فانہ یحنث وان کانت الامامۃ فی النوافل منہیاً عنہا بخلاف نماز نفل کے کہ اُسکی جماعت کرنے سے
حانث ہوگا اگرچہ امامت کرنا نوافل مین ممنوع ہو جم جماعت نفل کی اُسوقت ممنوع ہی جبکہ بطریق تداعی ہو تداعی یہ ہی کہ چار مقتدی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھین
کذا فی الطحطاوی فروع مسائل ملحقہ شارح کے ان صلیت فانت حر فقال صلیت وانکر المولی لم یعتق لامکان الوقوف علیہا بلا حرج اگر تو نماز پڑھیگا تو تو آزاد
ہی سو غلام نے کہا کہ مین نے نماز پڑھی اور مولی نے انکار کیا تو آزاد نہ ہوگا اسواسطے کہ اُسپر مطلع ہونا ممکن ہی بلا مشقت قال ان ترکت الصلوٰۃ فانت
طالق فصلتہا قضاء طلقت علی الاظہر ظہیریہ کہا زوجہ سے کہ اگر تو نماز کو ترک کریگی تو تو طالق ہی سو اُس نے قضا کی نماز پڑھی تو وہ مطلقہ ہوگی بقول اظہر کذا فی
الظہیریہ حلف لا اخر صلوٰۃ عن وقتہا وقد نام فقضاہا استظہر الباقانی عدم حنثہ لحدیث فان ذلک وقتہا قسم کھائی کہ اپنی نماز کو اُسکے وقت سے موخر
نہ کریگا اور حال یہ کہ وہ سو گیا نماز کے وقت پھر اُسکو قضا کیا باقانی نے اُسکے عدم حنث کو قوی کیا ہی اس حدیث کی دلیل سے فان ذلک وقتہا یعنی جو آدمی نماز
کے وقت سو گیا یا بھول گیا تو جب جاگے یا یاد پڑے تو وہی اُسکا وقت ہی حلبی نے کہا کہ مدار ایمان کا عرف پر ہی اور عرف مین اُسکو موخر کہتے ہین اگرچہ قضا
کرے اجتمع حدثان فالطہارۃ منہما دو حدث جمع ہوئین تو طہارت دونون سے ہوگی جو قسم کھائی کہ پیشاب کر کے وضو نہ کریگا پھر اُسکی ناک سے خون نکلا پھر پیشاب
کیا پھر اُسنے وضو کیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ دونون حدث کی طہارت ہوئی حلف لیصلین ہذا الیوم خمس صلوات بالجماعۃ ویجامع امرأتہ ولا یغتسل یصلی الفجر والظہر
والعصر بجماعۃ ثم یجامع ثم یغتسل کما غربت یصلی المغرب والعشاء بجماعۃ فلا یحنث قسم کھائی کہ البتہ اس دن مین پانچ وقت کی نماز جماعت سے
پڑھیگا اور اپنی عورت سے قربت کریگا اور غسل نہ کریگا تو اُسکی تدبیر یہ ہی کہ فجر اور ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھے پھر زوجہ سے

[illegible] ہو [illegible] تو حانث [illegible] صورت [illegible] کی [illegible]

[illegible] تو [illegible] مراد ہو [illegible] نہ ہوئی [illegible]

[illegible] ولا یحنث [illegible] صحیح ہو [illegible]

[illegible] یحنث حتی [illegible] الطواف

[illegible] کی حلف

میں حانث [illegible] عورت [illegible] کو [illegible]

ہو تو [illegible] مقامات میں [illegible] الفتاوی کی تصنیف ہو [illegible]

[illegible] حانث ہو گا [illegible] حلف میں [illegible]

[illegible] ہی صدقۃ التصدق [illegible] فلک الزوج [illegible]

ولبس [illegible] کہا کہ اگر میں پہنوں تیرے کاتے سوت سے تو وہ ہدی ہے یعنی [illegible]

[illegible] میں تصدق کروں [illegible] زوج نے اسکو کاتا پھر اسکا کپڑا بنا گیا اور زوج نے اسکو پہنا تو [illegible]

امام اعظم کے نزدیک اسواسطے [illegible] کو کاتنے [illegible] اور [illegible] میں

خیرات کرے اور [illegible] جائز نہیں بخلاف الصدقات کے کذا فی الطحطاوی [illegible]

[illegible] کتان الزوج [illegible] وجوب تصدق میں [illegible] کی حلف

کے [illegible] سبب الملک [illegible] میں اور صاحبین کے قول پر یعنی عدم تصدق پر فتوی [illegible]

میں یعنی [illegible] اسواسطے کہ [illegible] امام اعظم کے قول پر فتوی ہو [illegible] کے ملک میں اسواسطے کہ [illegible] عورت اپنے زوج کے

کتان کو کاتتی ہے کذا فی النہر الفائق حلف لا یلبس من غزلہا فلبس تکۃ منہ لا یحنث عند الثانی وبہ یفتی لانہ لا یسمی لابسا فاقسم کہائی کہ زوجہ کے سوت کا

نہ پہنے گا پھر اسکے سوت کا ازار بند پہنا تو حانث نہ ہوگا ابو یوسف کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہے اسواسطے کہ عرف میں اسکو لابس نہیں کہتے ہیں کما

لا یلبس تو بامن نسج فلان فلبس من نسج غلامہ یحنث اذا کان فلان لا یعمل بیدہ والا حنث لتعذر المجاز چنانچہ قسم کہائی کہ وہ کپڑا نہ پہنے گا جسکو فلانے نے بنا ہو

اسنے فلانے کے غلام کا بنا کپڑا پہنا تو حانث ہوگا جبکہ فلانا شخص کبھی اپنے ہاتھ سے بنتا ہو اور اگر وہ نہ بن جانتا ہو گا تو اسکے غلام کے بنے کپڑے سے حانث ہوگا

بسبب متعین ہونے مجاز کے اسواسطے کہ نسج حقیقی وہ ہی ہے جو اپنے ہاتھ سے ہو تو جبتک حقیقت ممکن ہوگی تو اسی پر عمل ہوگا اور بصورت عدم حقیقت مجاز پر محمول ہوگا لا فی

حلفہ لا یحنث بلبس خاتم ذہب ولو رجلا بلا فص او عقد لو لو او زبرجد او زمرد لو غیر مرصع عند ہما وبہ یفتی ای حلف لا البس حلیا اور چنانچہ قسم کہائی کہ زیور

نہ پہنے گا حانث ہوتا ہے بسبب [illegible] کی انگوٹھی پہننے سے اگرچہ حالف مرد ہو اور اگرچہ انگوٹھی بلا نگین ہو موتی کے ہار یا زبرجد کے ہار یا زمرد کے ہار پہننے سے اگرچہ مرد

چاندی سونے میں جڑا ہو صاحبین کے نزدیک اسی پر فتوی ہے حلبی نے کہا کہ جامع اللغۃ میں صریح ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی چیز ہے تو تکرار واقع ہوا لا یحنث

بخاتم فضۃ لانہ لیس بحلی عرفا [illegible] حانث نہ ہوگا [illegible] ہو اصح زیلعی لو کان مصوغا [illegible]

سو اور حانث نہ ہوگا حلف مذکور میں چاندی کی انگوٹھی پہننے سے بدلیل انکی حلت کے مردوں کے حق میں جبکہ چاندی کی انگوٹھی مردوں کی انگوٹھی

کی صورت پر بنی ہو اسطرح پر کہ اسمیں نگین ہو مانند عورتوں کے تو اسکے پہننے سے حانث ہوگا یہی قول صحیح ہے کذا فی شرح الزیلعی اور اگر انگوٹھی

پر سونے کا ملمع ہو تو لائق یون ہی کہ اسکے پہننے سے حانث ہو گا کذا فی النہر جیسے گوجری اور کنگن کے پہننے سے حنث ثابت ہوتا ہی خواہ چاندی کے ہون خواہ سونے
کے ہم ہر چند سونے چاندی کا زیور مردون پر حرام ہی فقط چاندی کی انگوٹھی جائز ہی واسطے مہر کرنے کے نہ واسطے زینت کے تو وہ اُنکے حق مین زیور کامل نہین اگرچہ
از زینت سے خالی نہین لہذا اسکے پہننے سے حانث نہو گا کذا فی الطحطاوی حلف لایجلس علی الارض فجلس علی حائل منفصل کخشب او جلد او بساط او حصیر او حلف
لاینام علی ہذا الفراش فجعل فوقہ آخر فنام علیہا او لایجلس علی ہذا السریر فجعل فوقہ آخر لایحنث فی الصور الثلثۃ کما لو خرج الحشو من الفراش بالمعرفۃ قسم کھائی
بیٹھے گا زمین پر پھر بیٹھا اُس چیز پر جو حائل ہی جالس اور زمین مین اور زمین سے جدا ہی جیسے لکڑی یا کھال یا فرش یا چٹائی یا قسم کھائی کہ ... اس فرش
پر پھر فرش پر اور فرش ڈال لیا اور اسپر سویا یا قسم کھائی کہ اس چارپائی پر نہ بیٹھے گا پھر اسپر دوسری چارپائی بچھا کر بیٹھا تو حانث نہو گا ان تینون صورتون
مین چنانچہ اگر فرش کے اندر کی روئی وغیرہ نکال ڈالی اور پھر اسپر بیٹھا تو حانث نہ ہو گا بنا بر عرف کے اور اسی طرح اگر فرش کا ابرہ اور استر جدا کیا اور درمیان
کی چیز پر بیٹھا تو بھی حانث نہو گا کذا فی الطحطاوی عن القہستانی ولو نکر الاخرین حنث مطلقا للعموم وما فی البحر ... السریر حملہ فی الجوہرۃ علی المعرف
اور اگر اخیر دونون مثالون مین فرش اور سریر کو غیر معین ذکر کرے یعنی یون کہے کہ لایجلس علی فرش ولا یجلس ... سریر یعنی کسی فرش پر نہ بیٹھے گا اور کسی چارپائی
پر نہ بیٹھے گا تو ہر طرح سے حانث ہو گا بسبب عموم محلوف علیہ کے اور جو کہ قدوری مین سریر نکرہ ذکر کیا ہی تو جوہرہ مین اسکو معرفہ پر محمول کیا ہی بخلاف
ما لو کان ... لاینام علی الواح ہذا السریر او الواح ہذہ السفینۃ ففرش ... ذلک فراش لم یحنث لانہ لم ینم علی الالواح بحر کذا فی نسخ الشرح لکن
ینبغی التعبیر باو ... کما لایخفی علی ذوی الافہام وکما ہو الموجود فی غالب نسخ المتن ... من
دمشق الشام فتنبہ بخلاف اس قول کے کہ اگر قسم کھائی کہ نہ سوئیگا اس چارپائی کی پٹریون پر یا اس ناؤ کے تختون پر پھر اُنپر فرش بچھایا اور اسپر سویا
تو حانث نہ ہو گا اسواسطے کہ تختون پر نہ سویا بلکہ فرش پر سویا کذا فی البحر ... کہتا ہی ایسی عبارت ہی مصنف کی شرح کے نسخون مین لیکن لائق یون ہی
تعبیر اس مسئلہ کی بحرف تشبیہ کیجاوے چنانچہ یون کہا جاوے کما لو حلف لاینام الخ یا اس مسئلہ کو مسئلہ فراش سے ... تا ... صحیح
نہین صاحبان فہم پر اور چنانچہ یون ہی موجود ہی ہمارے دیار دمشق شام کے اکثر متن کے نسخون مین ... کہ اس
مسئلہ کا حکم مسئلہ سابقہ کے مخالف ہی حالانکہ دونون مین عدم حنث ثابت ہی شارح نے اُسپر آگاہ کر دیا اور واسطے تصحیح کلام کے طریقہ تعبیر کا بیان کیا
لیکن مترجم کے پاس مصنف کی شرح منح الغفار کا ایک نسخہ دمشق شام کا لکھا ہوا موجود ہی اُسمین یہ عبارت متن مین داخل نہین بلکہ شرح مین داخل ہی
بلا لفظ بخلاف پھر صورت یہ اختلاف تصرف کاتبین سے ... نہین واللہ اعلم ولو جعل علی الفراش قرام بالکسر الملاءۃ او جعل علی السریر بساطا او حصیر
حنث لانہ یعد نائما وجالسا علیہ عرفا بخلاف ما مر اور اگر قسم کھائی کہ اس فرش یا اس چارپائی پر نہ بیٹھے گا یا نہ سوئیگا اور اُس فرش پر باریک کپڑا بطور چاندنی
کے بچھایا یا چارپائی پر بچھونا یا چٹائی ڈالی پھر اُسپر بیٹھا یا سویا تو حانث ہو گا اسواسطے کہ وہ شخص فرش کا بیٹھنے والا اور چارپائی کا سونے والا شمار ہو گا عرف
مین بخلاف اُس مسئلہ کے جو مذکور ہو چکا کہ اُسمین نہ تھا حانث نہین ہم قرام بکسر قاف عبارت ہی پردہ باریک سے شمنی نے کہا کہ قرام باالکسر اس پردہ کا نام ہی
جسمین نقوش ہون اور اسی طرح مختار الصحاح مین تصریح ہی اور ہمارے عرف مین قرام کو ملاءۃ کہتے ہین جو فرش پر ... بتا ہی کذا فی المنح ملاءۃ بضم
میم و مد لغت مین چادر کو کہتے ہین کذا فی المنح حلف لایمشی علی الارض فمشی علیہا بنعل او خف ... فی الاحجار حنث وان مشی علی بساط لا یحنث قسم
کھائی کہ زمین پر نہ چلیگا پھر زمین پر جوتیان پہنکر چلا یا پتھر ... حانث ہو گا ... علی
تو مکب او فراشک فکذا اعتبر اکثر بدنہ کہا ... نے زوجہ سے اگر ... بستر سے فرش پر سوون تو تو مطلقہ ہی تو اکثر بدن زوجہ کا معتبر ہو گا یعنی اگر
اُسکا بدن فرش پر لگا تو مطلقہ ہو گی اور اگر فقط اُسکے ... پر سر رکھا یا اُسپر بیٹھا تو مطلقہ نہ ہو گی کذا فی الطحطاوی عن البحر عن المحیط

باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک

[illegible] یہ باب ہو ضرب اور قتل وغیرہ کی قسم مین [illegible]
[illegible] کا بیان ہو [illegible] الاصل مبناہ ان الافعال [illegible] المیت [illegible]
[illegible] علیہ [illegible]
[illegible] اور حیات مین بھی [illegible] مرکہ حالت زندگی [illegible]
[illegible] اس قاعدہ پر [illegible] قول [illegible] ان ضربتک
[illegible] تقیید [illegible] المیت [illegible]
[illegible] کلام کرون [illegible] تو یہ ہر ایک قول تقیید [illegible] کہ اگر ان افعال سے [illegible]
[illegible] ان افعال کے کرنے سے [illegible] ان افعال پر یون ہو کہ [illegible]
[illegible] کلام کرون [illegible] کے مرنے کے بعد ضرب وغیرہ [illegible]
[illegible] کہ ضرب عبارت [illegible] استعمال الآلة [illegible]
[illegible] زندگی [illegible] اہل سنت کے نزدیک [illegible]
[illegible] اور میت کی [illegible] کلام سے غرض افہام ہو [illegible]
[illegible] اور بعد موت کے [illegible] اور جماع اور تقبیل کا کذا فی النہر [illegible]
[illegible] اور رسول خدا صلعم نے
[illegible] کی لاشون کو کنوئین مین ڈلوا کر انسے فرمایا کہ [illegible] عمر فاروق نے کہا آپ مردون
[illegible] یا رسول اللہ صلعم تو فرمایا قسم ہو اس ذات پاک کی جسکے قابو مین میری جان ہو کہ تم انسے [illegible] نہین سنتے ہو [illegible] جواب یہ ہو کہ اس حدیث [illegible]
صحیح بخاری مین دوسری حدیث ثابت ہو کہ عائشہ صدیقہ نے اس روایت کو قرآن مجید کی دو آیتون سے رد کیا [illegible] (وما انت بمسمع من فی القبور) [illegible]
نہین سکتا انکو جو قبرون مین ہین اور ثانی آیت یہ ہو (فانک لاتسمع الموتی) یعنی مقرر تو سُنا نہین سکتا مردون کو [illegible]
[illegible] کی نصیحت کے واسطے چنانچہ علی مرتضیٰ سے منقول ہو کہ قبرستان مین جاکر فرمایا کہ تمھاری عورتون نے [illegible] اور تمھارے مال تقسیم ہو گئے [illegible]
[illegible] ساکن ہو گئے یہ خبر تمھاری [illegible] پاس سو ہماری خبر تمھارے پاس کیا ہو اور [illegible] جواب دیا [illegible] سماع موتی [illegible]
[illegible] زیادہ ہو اور وہ جو صحیح مسلم مین حدیث مرفوع [illegible] سنتا ہو [illegible]
[illegible] اسکا جواب یہ ہو کہ ابتداء دفن کا یہ سماع [illegible] سوال منکر اور نکیر کا اس [illegible]
[illegible] جواب [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] سماعت موتی ثابت نہین ہو سکتا چنانچہ [illegible] کے حضرت [illegible] کلام [illegible]
صحیح مسلم کی روایت [illegible] دوسری حدیث صحیح سے [illegible] جواب معقول [illegible]

کے محصنہ ہونے پر موقوف ہی اور زوجہ کا محصنہ ہونا زوج کے محصن ہونے پر موقوف ہی تو جسنے کتابیہ ذمیہ یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کرکے قربت کی تو وہ شخص محصن نہو گا اسواسطے کہ زوجہ لسبب عدم اسلام یا عدم حریت یا عدم تکلیف کے محصنہ نہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ نکاح ایسی عورتون کا لائق نفرت ہی تو حصول نعمت علی وجہ الکمال نہوا تو ایسے شخص کا زنا مستحق رجم نہین اور اسیطرح وہ شخص محصن نہین جسنے عورت محصنہ سے قربت کی عدم احصان کی حالت مین اور پھر وہ محصن ہو گیا زنا کے وقت بدلیل مذکور کذا فی الطحطاوی و [illegible] البحر فلو نکح امتہ او الحرۃ عبدا فلا احصان الا ان یطاہا بعد العتق تحصل لاحصان بہ لا بما قبلہ حتی لو زنی ذمی بمسلمۃ ثم اسلم لا یرجم بل یجلد [illegible] نکاح کیا آزاد مرد نے لونڈی سے یا آزاد عورت نے نکاح کیا غلام سے تو احصان نہین مگر یہ کہ عورت سے وطی کرے زوج اسکا بعد آزاد ہونے کے لونڈی یا غلام کے تو حاصل ہوگا احصان وطی بعد العتق سے نہ قبل عتق کے وطی سے یہانتک کہ اگر کافر ذمی مسلمان عورت سے زنا کرے پھر وہ مسلمان [illegible] تو اسپر رجم نہو گا بلکہ کوڑے مارے جاوینگے اسواسطے کہ مرد محصن نہ تھا زنا کے وقت اگرچہ [illegible] رت محصنہ تھی وبقی شرط آخر ذکرہ ابن الکمال وہو ان لا یبطل احصانہا بالارتداد فلو ارتدا ثم اسلما لم یعد الا بالدخول بعدہ اور باقی رہی ایک اور آٹھوین شرط احصان کی جسکو ابن کمال نے مذکور کیا ہو وہ شرط یہ ہی کہ احصان زوجین کا بسبب ارتداد کے نہ باطل ہو گیا ہو سو اگر دونون مرتد ہو جاوینگے پھر مسلمان ہونگے تو دوبارہ احصان عود نہ کریگا مگر جماع بعد الاسلام سے ہم ساتھ ہی مرتد ہوتے اور ساتھ ہی مسلمان ہونے سے نکاح باطل نہین ہوتا تو تجدید نکاح کی حاجت نہین اور اگر اسلام بترتیب ہوا تو تجدید نکاح ضرور ہی ولو بطل بجنون او عتہ عاد بالافاقۃ وقیل بالوطی بعدہ اور اگر احصان باطل ہوا جنون یا بیہوشی سے تو احصان پھر ثابت ہوگا بعد صحت کے اور دوسرا قول یہ ہی کہ جماع بعد صحت سے عود احصان ہوگا یہ قول اخیر ابو یوسف کا قول ہی وعلم انہ لا یجب بقاء النکاح لبقائہ ای الاحصان فلو نکح فی عمرہ مرۃ ثم طلق [illegible] وبقی مجردا او زنی یرجم اور جان سکو کہ باقی رہنا نکاح کا واسطے بقاء احصان کے واجب نہین تو اگر ایک شخص نے اپنی تمام عمر مین ایک [illegible] عورت کو طلاق دی یا بعد وطی وہ مرگئی اور مرد مجرد بنا رہا اور اسنے زنا کیا تو سنگسار [illegible] ونظم بعضہم الشروط فقال سے شروط احصان اتت [illegible] ابن الہمام مفصلہا + بلوغ وعقل وحریۃ + ورابعہا کونہ مسلما + وعقد صحیح ووطی مباح + متی اختل شرط فلا رجما + اور بعضے علما نے شروط احصان کو یون نظم کیا ہو شروط احصان کے چھ ہین سوالے انکو تصریح سے دریافت کرکے ایک بلوغ دوسری عقل تیسری حریت اور چوتھی شرط ہونا اسکا مسلمان اور پانچوین نکاح صحیح اور چھٹی وطی مباح جبکہ مختل ہوئی کوئی شرط تو سنگسار نہو ہم اس نظم مین دو شرطین باقی رہ گئین ایک ہونا زوجین کا متصف بصفت احصان وقت دخول کے اور دوسرے نہ باطل ہونا احصان کا ارتداد سے طحطاوی نے کہا کہ اس نظم کو صاحب عمدہ نے فاکہانی مالکی سے نقل کیا ہی

باب [illegible] ی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ

لقیام الشبہۃ لحدیث ادرؤا الحدود بالشبہات ما استطعتم یہ باب ہی اس وطی کے بیان مین جس سے حد واجب ہوتی ہی اور جس سے حد واجب نہین ہوتی بسبب قائم ہونے شبہہ کے بدلیل اس حدیث کے کہ دفع کرو حدود کو بسبب شبہون کے جہانتک کہ تم سے ہو سکے ہم عنقریب مذکور ہو چکا کہ ابو یعلی کی مسند مین حدیث مرفوع ان الفاظ سے مروی ہی کہ (ادرؤا الحدود ما [illegible] تم) اور امام اعظم ابو حنیفہ کی مسند مین ابن عباس سے مروی ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرؤا الحدود بالشبہات) ٹالو حدود کو شبہون سے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ امیر المومنین عمر فاروق نے کہا کہ اگر مین حدود کو بسبب شبہات کے معطل کرون میرے نزدیک محبوب تر ہی کہ انکے شبہات سے اقامت کرون [illegible] ور معاذ اور عبد اللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ ان حضرات نے کہا کہ جب تجکو شبہہ پڑے حد مین تو [illegible] ابن حزم وغیرہ اہل ظاہر شبہات سے حد ساقط ہونے کے منکر ہین لیکن چونکہ حدیث مرفوع اور آثار صحابہ کرام سے یہ امر ثابت ہی اور فقہاء امصار کا [illegible] اتفاق اور اجماع ہی تو انکار انکا باطل ہی لائق التفات کے نہین کذا فی الفتح القدیر الشبہۃ ما یشبہ الشی الثابت ولیس بثابت فی نفس الامر شبہہ یعنی دھوکھا وہ چیز ہی جو مشابہ ہی شی ثابت کے حالانکہ وہ نفس الامر مین ثابت نہین یعنی شبہہ عبارت ہی امر غیر واقعی سے جو امر واقعی سے مشابہت

[illegible]

[illegible] کی لونڈی [illegible] کے شبہ [illegible] حلت ثابت ہین اور جار [illegible] لونڈی وغیرہ مین حد نہین اب پورا تحقیق انواع شبہ حکمیہ نے [illegible]
[illegible] شبہ [illegible] ہے ایک شبہ فی الفعل دوسرا شبہ حکمیہ بھی کہتے ہین ہم محل سے مراد وہ موطوءہ ہے جس سے وطی کی وہ شبہہ فی اشتباہ فی الفعل [illegible]
[illegible] شبہ اشتباہ بھی کہتے ہین [illegible] فعل و محل [illegible] اشتباہ و واقع ہوا و شبہہ فی العقد بالتحقیق دخول [illegible] فی الاول تحقیق ہے اور تعبیر شبہ فی العقد [illegible]
[illegible] تحقیق [illegible] شبہ عقد کا ثابت دونون شبہون مین [illegible] کوئی شبہ [illegible] عجیب ہے اسکی تحقیق کر شئے فان ادعاہا ای الشبہۃ [illegible] قبل
[illegible] بمجرد دعواہا الا فی دعوی الاکراہ فانہ فلا بد من البرہان لانہ دعوی [illegible] بمجرد اگر زانی نے شبہ کا
دعوی کیا اور برہان سے [illegible] گواہون سے ثابت کیا تو گواہ مقبول ہونگے اور حد اسپر سے ساقط ہوجاویگی اور اسطرح سے ساقط ہوگی حد فقط دعوی کا
[illegible] برہان سے بھی [illegible] دعوی مین مجرد دعوی بلا برہان ساقط حد ہوگا تو ضرور ہوگا اکراہ کے دعوی مین برہان سے اسواسطے کہ اکراہ غیر کے فعل کا
دعوی ہے تو ضرور ہے اسکا ثابت کرنا لازم ہوگا کذا فی البحر لا حد بالزام الشبہۃ المحل ہی الملک وتسمی شبہۃ حکمیۃ ای الثابتۃ حکم الشرع بحلہ حد لازم نہین شبہ محل سے یعنے
ملک سے اور شبہ محل کو شبہ حکمیہ بھی کہتے ہین شبہ حکمیہ وہ ہے جسمین محل کی حلت بحکم شرع ثابت ہو ہم شارح نے تعریف شبہ حکمیہ کی فتح القدیر سے نقل کی ہے [illegible]
[illegible] یون ہے ای الثابت شبہۃ حکم الشرع بحل المحل یعنی شبہ حکمیہ وہ ہے جسمین محل کی حلت کا شبہہ بحکم شرع ثابت ہو یعنی شبہ محل مین ثابت ہو سبب
[illegible] دلیل کے جو حرمت محل کی نافی ہو یعنی جب دلیل شرع کو دیکھئے قطع نظر مانع سے تو پایا جاوے منافی حرمت کی بات کذا فی النہر الفائق نے کہا شبہ محل [illegible]
[illegible] شبہ ثابت ہو اسطرح کہ محل مین شبہ ملک پایا جاوے یعنی ملک رقبہ یا ملک وطی اور اسکو شبہ حکمیہ کہتے ہین اس اعتبار سے کہ محل کو حکم ملک کا دیا گیا ہو [illegible]
حد مین اگرچہ فی الحقیقۃ [illegible] ثابت نہین طحطاوی نے کہا کہ یہ تقریر خوب واضح ہے وان ظن حرمتہ شبہ محل سے حد نہین اگرچہ زانی حرمت محل کا گمان رکھتا ہو یعنی
شبہ محل مین [illegible] حد کا مدار دلیل شرعی کے شبہ پر ہے نہ زانی کے اعتقاد پر اسواسطے کہ سبب ثابت ہونے دلیل کے نفس الامر مین شبہ قائم ہو زانی اسکو جانے یا نہ جانے
دونون برابر ہین کذا فی الفتح اب مصنف اور شارح امثلہ شبہ محل کے ذکر کرتے ہین کوطی امۃ ولدہ وولد ولدہ وان سفل ولو ولدہ حیا لحدیث انت ومالک
لابیک چنانچہ اپنے ولد کی لونڈی کا جماع یا اپنے پوتے کی لونڈی کا جماع اگرچہ بیٹا زندہ ہو اسلئے ہو کہ بیٹا زندہ ہو تو بھی پوتے کی لونڈی سے وطی سے حد
نہین کذا فی الفتح بدلیل اس حدیث کے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ابن ماجہ نے جابر سے بسند صحیح روایت کی کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ کہ البتہ میرا مال ہے اور میرا بیٹا ہے اور
میرا باپ مال کو مانگتا ہے حالانکہ وہ میرے مال کا محتاج نہین حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اور اس مضمون کی حدیث طبرانی اور بیہقی نے بھی
روایت کی ہے مع القصۃ الطویلۃ کذا فی فتح القدیر اس حدیث کی دلیل سے معلوم ہوا کہ ولد کا مال والد کا مال ہے تو انکی لونڈی کی وطی کی حلت کا شبہ ثابت ہو گیا
[illegible] مین اگرچہ واقع مین بنظر اور دلائل شرعیہ کے انکی حلت ثابت نہین ومعتدۃ الکنایات ولو خلعا خلا عن المال ولو نوی بہا ثلثا نظرا لقول عمر رضی اللہ عنہ الکنایات
رواجع اور چنانچہ کنایات طلاق کے معتدہ کی وطی سے حد نہین اگرچہ عدت خلع بلا مال کی ہو گو کہ کنایات سے تین طلاق کی نیت کی ہو کذا فی النہر بدلیل قول عمر کے
کہ کنایات رواجع ہین یعنی کنایات سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے ہم قول مذکور سے شبہ حلت وطی کا پیدا ہوا اگرچہ اختیار علی مرتضی کا قول ہے کہ کنایات سے طلاق
بائن واقع ہوتی ہے اور خلع بلا مال مین اسواسطے حد نہین کہ اسکے بائن ہونے مین صحابہ مختلف ہین کذا فی البحر عن جامع [illegible] اور فتح القدیر مین خلع بلا مال کو شبہ حکمیہ
مین داخل نہین کیا تو ظاہر اسمین دو قول ہین کذا فی الطحطاوی ووطی البائع الامۃ المبیعۃ والزوج الامۃ المہورۃ قبل تسلیمہا المشتری والزوجۃ ولو کان البیع فی
الفاسد اور چنانچہ وطی کرنا بائع کا بیچی ہوئی لونڈی سے قبل تسلیم مشتری کے اور وطی زوج کی اس لونڈی سے جسکو زوجہ کے مہر مین مقرر کیا قبل تسلیم زوجہ کے
اور اسیطرح نکاح فاسد مین بھی بعد تسلیم کرنے زوجہ کے بھی حد ساقط ہے ووطی الشریک ای احد الشریکین الجاریۃ المشترکۃ وکذا وطی جاریۃ مکاتبہ وعبدہ
الماذون لہ وعلیہ دین محیط بمالہ ورقبتہ زیلعی اور وطی شریک کی یعنی دو شریکون مین سے ایک شریک کا وطی کرنا مشترک لونڈی کو اپنے مکاتب کی

لونڈی کی وطی اور اپنے عبد ماذون فی التجارۃ کی لونڈی کی وطی مسقط حد ہی اور حالانکہ اُس عبد پر اتنا دین ہی جو اُسکے مال اور اُسکی ذات کو محیط ہی کذا فی الزیلعی اور اگر عبد مدیون نہوگا تو بطریق اولی حد نہین ہم مشترک لونڈی کی ملک کا شبہہ تو ظاہر ہی اور مکاتب اور عبد ماذون کے مال مین حق ہی مولی کا تو اُسکے حق مین شبہہ ملک البتہ ثابت ہی ووطی جاریۃ من الغنیمۃ لبعد الاحراز بدارنا او قبلہ اور وطی غنیمت کی لونڈی کی بعد لے آنے دار الاسلام کے یا قبل تے آنے کے ہم غازیون کا حق بعد استیلا کے ثابت ہی تو شبہہ ملک کا پیدا ہوا اور ظاہر مراد یہ ہی کہ وطی اُسکی قبل قسمت کے ہوئی اور بعد قسمت کے وطی سے حد لازم ہوگی بسبب متعین ہو جانے مالک کے کذا فی الطحطاوی ووطی جاریۃ قبل الاستبراء التی فیہا خیار للمشتری التی ہی اخت رضاعا اور حد نہین خرید کی لونڈی کی وطی سے قبل استبرا کے اور اُس لونڈی کی وطی سے جسکے خرید مین ہنوز اختیار باقی ہی مشتری کو اور اُس لونڈی کی وطی سے جو مولی کی رضاعی بہن ہی ہم اور اگر بائع کو خیار ہو تو بطریق اولی حد واجب نہین اور یہی حکم ہی جب کہ بائع اور مشتری دونون کو خیار ہو یا مرد اجنبی کو خیار ہو وزوجۃ حرمت بردتہا او مطاوعتہا لابنہ او جماعہ لامہا او بنتہا لان من الائمۃ من لم یحرم بہ اور حد نہین اُس زوجہ کی وطی سے جو حرام ہوگئی زوج پر بسبب اپنے ارتداد کے یا زوج کے ولد کے جماع سے راضی ہوگئی یا اُس زوجہ کی وطی سے جو حرام ہوگئی بسبب جماع کرنے زوج کے اُسکی مان یا اُسکی بیٹی سے اسواسطے کہ بعضے امام اُسکی حرمت کے قائل نہین ہم یہ تعلیل متعلق ہی ارتداد اور اُسکے مابعد سے کتاب النکاح مین مذکور ہو چکا کہ مشائخ بلخ نے ارتداد زوجہ سے عدم فرقت کا فتوے دیا ہی اور باقی صورتون مین امام شافعی کا خلاف ثابت ہی بہر صورت شبہہ پیدا ہونے سے حد ساقط ہوگئی وغیر ذلک کما لا یخفی علے المتتبع فدعوے الحصر فی ستۃ مواضع ممنوع اور سوا ان امثلہ مذکورہ کے شبہہ محل کی اور بھی مثالین ہین جنانچہ کتب فقہ کے دیکھنے والے پر یہ امر مخفی نہین تو دعوی حصر کا چھ مکانون مین ممنوع ہی ہم یہ تعریض ہی صاحب درر پر ہر چند صاحب درر نے دعوی حصر کا نہین کیا مگر ظاہر کلام حصر پر دلالت کرتا ہی اسواسطے کہ شمار کرنا بیان مین قرینہ ہی حصر کا کذا فی النہر ولا حد ایضا بشبہۃ الفعل وتسمی شبہۃ اشتباہ ای شبہۃ فی حق من حصل لہ اشتباہ اور حد نہین شبہہ فعل سے بھی اور اُسکو شبہہ اشتباہ بھی کہتے ہین یعنی شبہہ اُسکے حق مین ثابت ہی جسکو دھوکا پڑا حلت کا ہم شبہہ فعل کو شبہہ مشابہت بھی بولتے ہین ان ظن حلۃ الحرۃ لدعوی الظن وان لم یحصل لہ الظن شبہہ فعل سے اُسوقت حد ساقط ہوگی اگر زانی نے حلت وطی کا گمان کیا ہو اور اعتبار ہی ظن کے دعوی کرنیکا اگرچہ فی الواقع اُسکو ظن نہ حاصل ہوا ہو فلو ادعاہ احدہما فقط لم یحدا حتے یقرا جمیعا لعلمہما بالحرمۃ نہر اور اگر مرد اور عورت مین سے فقط ایک نے ظن حلت کا دعوی کیا تو دونون پر حد نہ ماری جاویگی یہانتک کہ دونون ملکر اپنے علم بالحرمۃ کا اقرار کرین کذا فی النہر یعنی شبہہ اشتباہ مین اُسوقت دونون پر حد ماری جاویگی جب دونون زنا کا اقرار کرین اسطرح پر کہ ہمنے حرام جانکر زنا کیا اب شبہہ اشتباہ کی مثالین مذکور ہوتی ہین کوطی امۃ ابویہ وان علیا ثم منی جنانچہ اپنے والدین کی لونڈی سے جماع کرنا اگرچہ والدین اوپر کے ہون کذا ذکرہ الشمنی یعنی دادا دادی کی لونڈی یا پردادا پردادی کی لونڈی سے جماع کرنا بھی مسقط حد ہی اسواسطے کہ اتصال املاک بین الاصول والفروع سے یہ گمان ہوتا ہی کہ ولد کو والدین کی لونڈی کے جماع مین لا بیت ہی جنانچہ باپ کو بیٹے کی لونڈی پر ولایت ہی کذا فی النہر ومعتدۃ الثلث ولو جملۃ اور جنانچہ تین طلاق کی عدت والی سے جماع کرنا اگرچہ طلاقات ثلثہ یکبارگی واقع ہوگئی ہون ہم اگرچہ مطلقہ ثلثہ کی حرمت قطعی ہی لیکن لبقاء بعض احکام نکاح سے مانند وجوب نفقہ اور سکنی اور منع خروج اور ثبوت نسب وغیرہا سے ظن حلت کا شبہہ پڑ سکتا ہی موضع اشتباہ مین کذا فی النہر وامۃ امراتہ وامۃ سیدہ اور جنانچہ اپنی زوجہ کی لونڈی سے یا اپنے مولی کی لونڈی سے جماع کرنا ہم حقتعالی نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت خدیجہ کے مال سے غنی فرمایا جنانچہ ارشاد کیا ووجدک عائلا فاغنی ہم اس آیت سے شبہہ پڑ سکتا ہی کہ زوج کو زوجہ کے مال مین تصرف کا اختیار ہی اور غلام محتاج ہی اپنے مولی کے مال کا تو اگر زوج اور غلام کو شبہہ حلت کا پڑے تو معذور قرار دیا جاویگا ووطی المرتہن الامۃ المرہونۃ فی روایۃ کتاب الحدود وہی المختارۃ زیلعی اور جنانچہ جماع کرنا مرتہن کا مرہونہ لونڈی سے مسقط حد ہی کتاب الحدود کی روایت مین بشرط ظن حلت اور یہی روایت مختار ہی کذا فی شرح زیلعی ہم جب مرتہن نے کہا کہ مین مرہونہ لونڈی کی حرمت جانتا تھا اور اُس سے جماع کیا تو اُسمین دو روایتین ہین سو کتاب الرہن کی روایت مین اُسپر حد نہین تو یہ مسئلہ شبہۃ المحل کے فروع سے ہوگا اور کتاب الحدود کی روایت

[illegible]

[illegible] ... استعمال ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ... الطلاق علی مال ... [illegible]

[illegible] ... الاعتاق علی المال ای ام ولدہ ... [illegible] ... ان ادعی النسب ثبت فی الاولی ای شبہۃ المحل لا فی الثانیۃ ... [illegible]

[illegible] ... شبہۃ المحل میں نسب ثابت ہوگا ... [illegible]

[illegible] ... کذا فی البحر ... [illegible]

اور ان شبہہ عقد کا نہیں کذا فی الفتح عن الخزانۃ فی وطی امرأۃ زفت الیہ وقال النساء ہی زوجتک ... [illegible]

اور نسب ثابت نہیں ہوتا شبہۃ الفعل میں مگر اس عورت کی وطی میں جو بیاہ کر لائی گئی مرد کے پاس اور عورتوں نے کہا کہ یہ تیری زوجہ ہے اور حالانکہ وہ اسکی زوجہ نہیں

بلکہ مرد نے عورتوں کی خبر پر اعتماد کیا ہو تو اسوقت میں اسکا نسب ثابت ہوگا عورت سے کذا فی البحر والاحداثیہ و شبہۃ العقد ای عقد النکاح عند ای

الامام کوطی محرم نکحہا اور حد نہیں شبہۃ العقد سے یعنی عقد نکاح کے شبہہ سے امام اعظم کے نزدیک چنانچہ اس محرم سے وطی کرنا جس سے نکاح کیا ... [illegible]

... اور محرم ... [illegible] ... نزدیک بسبب شبہہ عقد کے حد نہیں لیکن ... اسپر سخت تعزیر اور ضرب شدید واجب

ہوگی اگر اسکو حرمت محارم کا علم ہو ... [illegible] ... الفتوی ... اور صاحبین نے کہا اگر وہ حرمت محارم کی جانتا ہو تو حد مارا جاوے ... [illegible]

... کذا فی الخلاصۃ ... [illegible] ... قول الامام ... الفتوی علیہ اولی قال قاسم ... لیکن تمام شروح میں قول امام کو ترجیح دی گئی ہو

تو اسی پر فتوی بہتر ہو گا ... شیخ قاسم نے اپنی تصحیح میں لکن فی القہستانی عن المضمرات علی قولہما الفتوی ... [illegible]

... کہ صاحبین کے قول پر فتوی ہے ... متون میں ... [illegible] ... شیخ قاسم کے جمیع شروح ... [illegible] ... مضمرات بھی شرح ہو تو جمیع

شروح کا خلاف ثابت ہوا ... [illegible] ... انما من شبہۃ المحل وفیہا یثبت النسب کما مر اور فتح القدیر میں تحریر کیا کہ شبہۃ العقد شبہۃ محل میں داخل

ہے اور اسمیں نسب ثابت ہوتا ہے چنانچہ مذکور ہو چکا ... [illegible] ... نکاح بغیر شہود ... شبہۃ العقد اور نکاح بلا شہود کے جماع کرنے میں حد نہیں بسبب

شبہہ عقد کے وفی المجتبی تزوج ... [illegible]

تقسیمہا ثلثۃ اقسام قول الامام اور مجتبی مین ہی کہ نکاح کیا مرد نے اپنی محرم عورت سے یا غیر کی منکوحہ سے یا اپنی عدت والی سے اور اُس سے جماع کیا حلال گمان کرکے تو اُسپر حد نہ ماریجاویگی اور تعزیر دیجاویگی اور اگر اُسنے حرام جانکر وطی کی تو اُسیطرح اُسپر بھی حد نہین امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ اُنکے نزدیک اُسپر حد ہی تو اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ شبہہ کو تین قسم پر تقسیم کرنا یعنی شبہۃ المحل اور شبہۃ الفعل اور شبہۃ العقد یہ قول ہی امام کا مع حلبی نے کہا کہ اگر تقسیم من حیث الحکم مراد ہی تو سب کے نزدیک شبہہ دو ہی قسم ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ شبہۃ العقد کا حکم امام کے نزدیک شبہۃ المحل کا حکم ہی اور صاحبین کے نزدیک شبہۃ الفعل کا حکم ہی اور اگر تقسیم من حیث المفہوم مراد ہی تو بھی شبہہ دو ہی قسم ہی اسواسطے کہ بعضا شبہۃ العقد شبہۃ الفعل مین داخل ہی چنانچہ معنون ہی اور بعضا شبہۃ المحل مین داخل ہی چنانچہ مسئلہ متن کا و حد بوطی امۃ اخیہ و عمہ و سائر محارمہ سوے الولاد لعدم البسوطۃ اور حد ماریجاوے اپنے بھائی کی لونڈی اور چچا کی لونڈی کی وطی سے اور سواے ولادت کے باقی محارم کی لونڈیون کی وطی سے بسبب عدم انبساط کے یعنی بھائی یا چچا وغیرہ کے مال مین توسع اور بے تکلفی جاری نہین چنانچہ باپ اور بیٹے کے مال مین جاری ہی ولہذا ظن حلت اور حرمت یہان برابر ہی و بوطی امرأۃ وجدت علی فراشہ فظنہا زوجتہ ولو ہو اعمی لتمیزہ بالسوال الا اذا دعاہا فاجابتہ قائلۃ انا زوجتک او انا فلانۃ باسم زوجتہ فواقعہا لان الاخبار دلیل شرعی حتی لو اجابتہ بالفعل ولم تقل حد اور حد ماریجاویگی اُس عورت کے جماع سے جو پائی گئی مرد کے بستر پر سو اُسنے گمان کیا کہ وہ اُسکی زوجہ ہی اگرچہ وہ شخص اندھا ہو تو بھی حد ہی بسبب امتیاز حاصل کرسکنے اندھے کے سوال کرکے مگر جبکہ اُسنے عورت کو بُلایا سو اُسنے جواب دیا اُسکو یون کہکر کہ مین تیری جورو ہون یا مین فلانی ہون اُسکی جورو کا نام لیکر پھر اُسنے اُس سے جماع کیا تو اندھے پر حد نہین اسلیے کہ خبر دینا دلیل شرعی ہی یہانتک کہ اگر عورت اجابت فعلی کریگی یعنی جماع پر تیار کریگی یا فقط ہان کہیگی تو مرد پر حد ماریجاویگی ہم بستر پر عورت کے پانے سے اسواسطے حد ہی کہ بعد طول صحبت کے اپنی زوجہ کا امتیاز کرلینا مرد پر مخفی نہین ہوسکتا لہذا ظن حلت یہان مستند بدلیل نہین بخلاف شب زفاف کے جب عورتون نے غیر عورت کو کہا کہ یہ تیری جورو ہی و ذمیۃ عطف علی ضمیر حد وجاز للفصل زنی بہا حربی مستأمن و حد ماریجاوے ذمیہ عورت پر جس سے مستأمن حربی نے زنا کیا شارح نے کہا ذمیہ کا لفظ حد کی ضمیر پر معطوف ہی اور عطف اسم ظاہر کا ضمیر متصل پر بلا اعادہ ضمیر جائز ہی بسبب جدائی واقع ہونے کے اور عدم جواز در صورت عدم فصل ہی و حد ذمی زنی بحربیۃ مستأمنۃ فلا یحد الحربی فی الاولی والحربیۃ فی الثانیۃ والاصل عند الامام الحدود کلہا للانتقام علی مستأمن الاحد القذف اور حد ماراجاوے مرد ذمی جسنے حربیہ مستأمنہ سے زنا کیا نہ حد واقع ہوگی مرد حربی پر پہلی صورت مین اور نہ حربیہ عورت پر دوسری صورت مین اور قاعدہ امام اعظم کے نزدیک یہ ہی کہ جمیع حدود کی اقامت نہین ہوتی مستأمن پر سواے حد قذف کے و لا یحد بوطی بہیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیۃ ومیتۃ مجتبی اور نہ حد ماریجاوے جانور کے جماع سے بلکہ اُسکو تعزیر دیجاوے اور جانور ذبح کیا جاوے پھر جلایا جاوے اور مکروہ ہی فائدہ لینا اُسکے جیتے اور مرنے کذا فی المجتبی ہم ذبح کرنا جانور کا واجب نہین بلکہ مستحب ہی تاکہ اس فعل قبیح کی جس سے طبع سلیم نفرت کرتی ہی گفتگو منقطع ہوجاوے یہ جلانا اُسوقت ہی جب جانور فاعل کا ہو اور اگر غیر کا ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ قیمت لیکر فاعل کو جانور دے ڈالے کذا فی النہر وفی النہر الظاہر انہ یطالب ندبا لقولہم یضمن بالقیمۃ اور نہر الفائق مین ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ مالک جانور کا جانور کے دینے پر مطالبہ کیا جاوے بطریق استحباب کے بدلیل قول فقہا کے کہ جانور مضمون بالقیمۃ ہی ہم طحطاوی نے کہا کہ ضمان قیمت دلیل استحباب نہین اور یہ عبارت نہر الفائق مین بھی نہین بلکہ اُسکی عبارت یون ہی فان کانت الدابۃ لغیرہ امر صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح والظاہر انہ تطالب ہی بالدفع علی وجہ الندب ولذا قال فی الخانیۃ کان لصاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ یعنی اگر جانور غیر شخص کا ہو تو اُسکے مالک کو حکم کیا جاوے کہ جانور فاعل کو دے ڈالے قیمت لیکر پھر وہ ذبح کیا جاوے اور ظاہر یہ ہی کہ مالک مطالب بالدفع علی وجہ الاستحباب ہی اور اسی واسطے خانیہ مین کہا ہی کہ اُسکے مالک کو اختیار ہی کہ جانور اُسکو دیوے قیمت لیکر و لا یحد بوطی اجنبیۃ زفت الیہ وقیل ہی زوجتک و علیہ مہرہا بذلک قضی عمر رضی اللہ عنہ و بالعدۃ اور حد نہ ماری جاویگی اجنبی عورت سے جماع

کاف فی کل ما تمس فیہ لقول النسا بحر ہی عرسک

سے جب زنا ثابت ہو جاوے تو حد واجب ہوگی ... [illegible] ... ایک عورت کو زنا پر مجبور کیا ... [illegible]

... عورت ... [illegible] ... ایک عورت ... [illegible] ... اور ایک عورت بالغ ... [illegible]

واسطے کہ ... [illegible] ... سے نہیں ... تو مقام ہو اشتباہ کا ... [illegible] ... سے قتل یا ...

یہ دلائل ... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور لوطی دبر ... [illegible] ... جانب ... [illegible]

... بالنار ... [illegible] ... باتباع ... [illegible] ... امام کے نزدیک ... [illegible]

نص اجانب میں کیا تو حد واجب ہوتی اور آگ ... [illegible] ... سے کہا تو اجماع امام اور صاحبین کے حد نہیں بلکہ تعزیر دیا جاوے اور ...

اور تعزیر دیا جاوے ... [illegible] ... اور ... سے ... اور ... [illegible] ... پتھروں کے ساتھ ... [illegible]

میں ہو کہ ... [illegible] ... کی تعزیر صحیح ہے اور صاحبین کے نزدیک لواطت میں حد ہے اس دلیل سے کہ لواطت مانند زنا ہے اس واسطے ...

میں شہوت ... اور آب ریزی ہے بوجہ حرمت اور امام اعظم کے نزدیک لواطت بحقیقت زنا نہیں واسطے کہ صحابہ کرام اُنکی حد میں مختلف ہیں کسی نے ...

جلانا اور کسی نے اسپر دیوار کا ڈھانا اور کسی نے مکان بلند سے پتھروں کے ساتھ گرانا تجویز کیا اور ... معنی زنا موجود نہیں ... [illegible]

... میں ... لواطت زنا ہوتی یا معنی زنا تو صحابہ کرام کہ اہل لسان تھے اُسکے موجب میں مختلف نہوتے بلکہ حد زنا تجویز فرماتے ...

... ابن عباس سے سنن ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں حدیث مرفوع مروی ہے کہ جسکو تم قوم لوط کا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول کو قتل کرو ...

حکم بطریق سیاست ہے نہ بطور حد کذا فی الفتح ... [illegible] ... حتی یموت او یتوب ولو اعتاد اللواطة قتله الامام سیاسة ... [illegible] ...

... ان القاضی لیس له الحکم بالسیاسة اور فتح القدیر میں ہے کہ لواطت کرنے والا تعزیر دیا جاوے اور قید کیا جاوے یہانتک کہ مر جاوے یا توبہ کرے اور

اگر اُسکو لواطت کی عادت پڑ گئی ہو تو امام یعنی سلطان اُسکو قتل کرے بطریق سیاست کے شارح کہتا ہے ... النہر الفائق میں بحر الرائق سے منقول ہے کہ امام کی

تقیید ... کہ قاضی کے واسطے حکم سیاست کا نہیں ... بحر الرائق میں ... بطریق بحث کے ہے نہ بطور منصوص کے ... [illegible]

... اس جزئی سے لازم نہیں تخصیص جمیع جزئیات سیاست کے واسطے امام کے اور معین الحکام میں مذکور ہے کہ اکثر جزئیات سیاست میں ... [illegible]

ہے کذا فی الطحطاوی **فرع** مسئلہ متفقہ شارح کا دفی الجوہرة الاستمناء حرام وفیه التعزیر ولو مکن امرأته او امته من العبث بذکره حتی انزل کره ... [illegible]

علیہ اور جوہرہ میں ہے کہ زلق مارکر منی نکالنا حرام ہے اور اسمیں تعزیر ہے اور اگر مرد نے قادر کیا اپنی زوجہ یا لونڈی کو اپنے آلہ تناسل سے عبث کرنے

کو یہانتک کہ انزال ہوا تو یہ مکروہ ہے اور اسپر کچھ نہیں نہ حد نہ تعزیر ولا تکون اللواطة فی الجنة علی الصحیح ... تعالی استقبحها وسماها خبیثة والجنة منزهة عنها ... [illegible]

اور لواطت نہ ہوگی بہشت میں بنا بر صحیح قول کے اس واسطے کہ حق تعالی نے اُسکو قبیح فرمایا اور قرآن مجید میں اُسکا خبیث نام رکھا اور بہشت پاک ہے

خباثت سے کذ[illegible] ... الاشباه حرمتها عقلیة فلا وجود لها فی الجنة وقیل سمعیة فتوجد وقیل ... تعالی طائفة نصفهم الاعلی کالذکر ... اسفل

... الاول اور اشباہ میں ہے کہ حرمت لواطت کی عقلی ہے تو اُسکا وجود نہیں جنت میں اور ... سمعی ہے ... حرمت اُسکی ... تو اُسکا

وجود جنت میں ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ پیدا کریگا اللہ تعالی ایک گروہ کو کہ ... مردوں کے مانند ہوگا اور نصف ...

عورتوں کے مانند ہوگا اور صحیح پہلا قول ہے ... فتوحات مکیہ میں مذکور ہے کہ اہل جنت کے ... نہ ہوگی اس لیے کہ ... مخلوق ...

دفع ... اور جنت نجاسات کا ... نہیں حموی نے کہا تو اس صورت میں لواطت کا ... جنت میں کذا فی الطحطاوی ...

حرمتها اشد من الزنا ... عقلا وشرعا وطبعا ... [illegible] ... [illegible]

علی قول اور بحر الرائق میں ہے کہ حرمت لواطت کی سخت تر ہے زنا سے بسبب حرام ہونے لواطت کے عقلاً اور شرعاً اور طبعاً اور حرمت عقلی سے یہ
مراد کہ عقل سلیم اور مبین ہے حرمت کی نسبت اور نسبت حقیقت میں شرع ہے تو اسناد تحریم کی عقل اور طبع کی طرف اسناد مجازی ہے کذا فی الطحطاوی
اور زنا حرام نہیں باعتبار طبیعت انسانی کے بلکہ فقط عقلاً اور شرعاً حرام ہے اور حرمت اسکی زائل ہو جاتی ہے عورت کے نکاح اور خرید کرنے سے یعنی زنا
کی حرمت دائمی نہیں بخلاف لواطت کے کہ اسکی کسی طرح زوال پذیر نہیں اور لواطت میں حد کا نہونا امام کے نزدیک اس جہت سے نہیں کہ اسکی حرمت
خفیف ہے بلکہ بسبب تغلیظ اور تشدید کے ہے اسلیے کہ حد پاک کرتی ہے گناہ سے بموجب ایک قول کے وفی المجتبی یکفر مستحلہا عند الجمہور اور مجتبی میں ہے کہ لواطت
کا حلال جاننے والا کافر ہے اکثر علما کے نزدیک ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ تکفیر مقید بغیر مملوکہ ہے اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ مستحل اسکا کافر نہیں اگرچہ اسنے گناہ
عظیم کا ارتکاب کیا او زنی فی دار الحرب او البغی الا اذا زنی فی عسکر لامیرہ ولایۃ الاقامۃ ہدایہ یا زنا کیا دار الحرب یا دار البغی میں تو اسپر حد نہیں مگر جبکہ اسنے
زنا کیا اس لشکر اسلام میں جسکے سردار کو ولایت ہے اقامت حد کی تو البتہ اسپر حد ہو کذا فی الہدایۃ ہم ولایت اقامت حد کی خلیفہ کو ہے یا امیر ملک کو نہ میر لشکر کو کہ اسکا
اختیار فقط تدبیر جنگ میں ہے نہ اقامت حدود میں دار الحرب وغیرہ میں حدود اسواسطے نہیں کہ وہاں ولایت امام کی منقطع ہے ولا اذا زنی مکلف بغیر مکلفۃ مطلقاً
لا علیہ ولا علیہا اور حد نہیں مرد غیر مکلف کے زنا کرنے سے ساتھ عورت مکلفہ کے مطلقاً نہ مرد نہ عورت پر ہم غیر مکلف جیسے نابالغ اور مجنون [illegible]
یہ اسواسطے حد نہیں کہ فعل مرد کا اصل ہے زنا میں اور عورت اسکی تابع ہے اور ممتنع ہونا حد کا اصل میں موجب ہے امتناع حد کا تابع میں فی عکسہ حد فقط [illegible] بالعکس
ہے یعنی مرد مکلف کے زنا میں ساتھ غیر مکلف کے فقط مرد پر حد جاریگی نہ صغیرہ اور مجنونہ پر ولا حد بزنا المستاجرۃ لہ ای الزنا اور حد نہیں اس عورت کے ساتھ
زنا کرنے سے جسکو زنا کے واسطے اجارہ لیا ہو یعنی اگر عورت سے مرد نے یوں کہا کہ میں تجھکو زنا کے واسطے اجارہ لیتا ہوں یا اسقدر درہم لے تاکہ میں تجھسے
قربت کروں تو اسپر حد نہیں امام کے نزدیک اسواسطے کہ عقد اجارہ صورت شبہہ ہے طحطاوی نے حموی سے نقل کیا کہ موجب قول امام کے اگرچہ حد نہیں لیکن
مرد اور عورت پر سخت تعزیر لازم ہے اور صاحبین اور شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک حد واجب ہے اسواسطے کہ عقد اجارہ سے وطی مباح نہیں ہوتی تو مانند اس زنا کے
واقع ہوئی [illegible] بخلاف المستاجرۃ للخدمۃ فتح اور واجب ہونا حد کا اجارہ زنا میں حق ہے جیسے مستاجرہ خدمت سے زنا کرنے میں بالاتفاق حد واجب ہے کذا فی الفتح ثم فتح
القدیر میں کافی سے منقول ہے اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھکو اتنا مہر دیا تا میں تیرے ساتھ زنا کروں تو حد واجب نہیں اور اسیطرح اگر کہا
اور [illegible] واسطے وطی کے اور ان سب صورتوں میں حق یہ ہے کہ حد واجب ہے اسواسطے کہ باتفاق ائمہ اور [illegible] کے کتاب اللہ کے معارض ہے حقتعالی فرماتا
ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا [illegible] اسواسطے کہ لفظ مہر یا اجرت حقیقت نکاح نہیں [illegible] ولا بالزنا بالاکراہ اور حد نہیں ہے زبردستی کی زنا سے خواہ جبر سلطان کی طرف
سے ہو یا غیر سلطان سے اور یہی مذہب ہے صاحبین کا اور اسی پر فتوی ہے اور امام کے نزدیک [illegible] کے جبر سے حد ساقط ہے نہ غیر کے جبر سے [illegible] اختلاف
امام اور صاحبین کا باعتبار اختلاف حال زمانہ ہے یعنی امام کے زمانے میں غیر سلطان اکراہ پر قادر نہ تھا بخلاف عہد صاحبین کے کہ اکثر متغلبین کو قدرت اکراہ حاصل
تھی کذا فی النہر ولا باقرار احدہما ان انکر الآخر للشبہۃ اور حد نہیں ایک کی اقرار زنا سے اگر دوسرا منکر ہے زنا کا [illegible] مراد چار بار کا
اقرار ہے اور انکار یہ کہ کہے میں نے مطلق نہیں زنا کیا یا نکاح کا دعوے کرے خواہ مقر یا منکر مرد ہو یا عورت ہر صورت حد ساقط ہے اسواسطے کہ زنا فعل مشترک
ہے بدون دو شخص کے نہیں ہوتا تو ایک شخص سے حد کا ٹلنا موجب شبہہ ہے دوسرے شخص میں اور جب حد ساقط ہوگی تو مہر واجب ہوگا کذا فی البحر کذا لو قال
استریتہا وہی حرۃ مجتبی اور اسی طرح حد ساقط ہے اگر مرد نے کہا کہ میں نے اس عورت کو مول لیا ہے اگرچہ وہ عورت آزاد ہو کذا فی المجتبی وفی قتل
امۃ بزنا یجب الحد بالزنی والقیمۃ بالقتل اور لونڈی کے مقتول ہونے میں اسکے زنا کے سبب سے مرد پر حد ہے بسبب زنا کے اور قیمت ہے بواسطے قتل کے
اور لونڈی کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر حرہ مقتول ہو جاویگی زنا سے تو مرد پر حد ہے اور خون بہا کذا فی النہر ولو ذہب عینیہا لزمہ قیمتہا وسقط الحد لتملکہ الجثۃ العمیاء

اقرار شبہ ہو ... اگر لونڈی کی اگر چھوٹی ہو ... تو مرد پر اسکی قیمت لازم ہوگی اور حد ساقط ہوگی بسبب شبہ ... کے ... اسکی قیمت ...
... شہادت ... ہو تو شبہ ملک ... پیدا ہوا اور حد ساقط ہوگی کذا فی السراجیۃ تفسیر ... اور اگر لونڈی کو مفضاۃ کر ڈالا ...
... تفصیل مصنف کی شرح ... مصنف نے اپنی شرح ... میں کہا کہ دونوں ... یعنی ... ایک ہو جائین ... تو ...
... اگر ... ہو اور عاقلہ ... تو دونوں پر حد ہوگی ... اور ... کوئی چیز ... نہین اور اگر ... شبہ ہو تو حد نہین ... افضا ...
نہین مہر ... اور اگر لونڈی ... شبہ ... تو مرد پر ... لونڈی ... افضا کو نظر کرنا چاہیے اگر ... تھمتا ہو تو مرد پر ...
واجب ہی اور اگر ... تھمتا ہو تو ثلث دیت لازم ہی اور اگر شبہ کا دعوی ہو تو دونوں پر حد نہین پھر اگر ... تھمتا ہو تو مرد پر ثلث دیت ہی اور مہر ... واجب ...
اور ... اور اگر بول تھمتا ہو تو پوری دیت ہی اور مہر واجب نہین ... اور اگر ... ہو کر ... کے ... تو ...
احکام مین سوا ... دیت کے اسکی رضامندی ہے اور اگر صغیرہ ... اور ... بول تھمتا ہو تو ثلث دیت اور مہر کامل لازم ... مرد پر ...
... تو پوری دیت لازم ہی شیخین کے نزدیک اور محمد کے نزدیک ... لازم ہی ولو غصبہا ثم زنی بہا ثم ضمن قیمتہا فلا حد علیہ اتفاقا بخلاف
الزنی بہا ثم غصبہا ثم ضمن قیمتہا کالزنی بحرۃ ثم نکحہا لا یسقط الحد اتفاقا فتح اور اگر لونڈی کو غصب کیا پھر اس سے زنا کیا پھر اسکی قیمت کا ضمان دیا تو
مرد پر حد نہین بالاتفاق بخلاف اسکے یہ کہ اگر زنا کیا اس سے پھر اسکو غصب کیا پھر اسکی قیمت کا ضمان دیا جیسا کہ حرہ سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو
حد ساقط نہین ہوتی بالاتفاق کذا فی فتح القدیر والخلیفۃ الذی لا والی فوقہ یوخذ بالقصاص والاموال لانہا من حقوق العباد فیستوفیہ ولی الحق
اما بتمکینہ او بمنعۃ المسلمین وبہ علم ان القضاء لیس بشرط لاستیفاء القصاص والاموال بل للتمکین فتح اور وہ خلیفہ جسکے اوپر کوئی حاکم نہین ماخوذ ہو قصاص
اور تلف کرنے اموال سے اسواسطے کہ قصاص اور تلف اموال منجملہ حقوق العباد ہی تو صاحب حق اسکو لے سکتا ہی خلیفہ کے قادر کر دینے سے یعنی قدرت
پر اور اگر خلیفہ اسادگی کرے تو مسلمانوں کی قوت اور شوکت سے استیفاء حق خلیفہ سے متصور ہی اور اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ استیفاء قصاص و اموال
کے واسطے قضاء قاضی شرط نہین بلکہ حاکم کی قدرت دینے سے استیفاء قصاص کے واسطے تمکین شرط ہی کذا فی الفتح ولا یحد ولو للقذف لغلبۃ حق اللہ تعالی و
اقامتہ الیہ ولا ولایۃ لاحد علیہ اور حد نہ ماری جاویگی خلیفہ اور امام پر اگرچہ حد قذف ہو اسواسطے کہ حدود مین حق اللہ غالب ہی حقوق العباد پر اور اقامت حدود
کی امام کے اختیار مین ہی اور کسی کی ولایت اور حکومت نہین خلیفہ پر جو اسپر حد کو قائم کرے بخلاف امیر البلدۃ فانہ یحد بامر الامام بخلاف حاکم شہر کہ اسپر حد ماری جاویگی حکم امام

باب الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا

یہ باب ہی زنا پر گواہی دینے کے احکام مین اور اسکی گواہی سے رجوع کرنے مین شہدوا بحد متقادم بلا عذر کمرض وبعد مسافۃ او خوف طریق لم تقبل
للتہمۃ شاہدون نے گواہی دی حد متقادم کے سبب کی بلا عذر مانند بیماری یا دوری مسافت یا خوف راہ کے تو مقبول نہوگی بسبب تہمت کے ... تہمت ... ذکر
حدود کا شاہد مخیر ہی ادائے شہادت یا پردہ پوشی مین تو اگر اسنے تاخیر پردہ پوشی کی جہت سے کی تو اب گواہی دینا فساد باطن یعنی کینہ اور عداوت پر دلالت کرتا ہی
اور اگر تاخیر بنظر پردہ پوشی نہ تھی تو تاخیر سے فاسق ہوا اور فاسق قابل شہادت نہین اور جیسے تقادم مانع شہادت ہی ویسی ہی اقامت حد بعد القضاء مانع ہی قیاس
اگر بعد بعض ضرب حد کے بھاگ گیا اور پھر گرفتار ہوا تو تقادم زمان سے اقامت حد نہوگی کذا فی المنح الا فی حد القذف لان فیہ حق العبد مگر حد قذف مین بعد
تقادم کے بھی گواہی مقبول ہی اسواسطے کہ اسمین حق العبد ہی یعنی دعوی اسمین شرط ہی شہادت کی تو تاخیر انعدام دعوی پر محمول ہوگی تو فسق شاہدون کا ثابت
نہوگا ویضمن المال المسروق لانہ حق العبد فلا یسقط بالتقادم اور ضمانت لیجاوے ... سارق سے مال مسروق کی اسواسطے کہ یہ حق العبد ہی تو تقادم زمان سے ساقط
نہوگا یعنی جب شاہدون نے بعد مدت کے گواہی دی ضمان مال کے واسطے گواہی مقبول ہوگی اسواسطے کہ دعوی شرط ہی حقوق العباد مین تو تاخیر دعوی پر محمول ہی تو

فسق شاہد لازم نہ آیا کذا فی النہر ولو اقر بہ ای بالحد مع التقادم حد لانتفاء التہمۃ الا فی الشرب کما سیجئ اور اگر اقرار کیا موجب حد لیعنی سبب حد کا ساتھ گذر نے مدت کے
تو مقر پر حد قائم کیجاویگی بسبب منتفی ہونے تہمت کے مگر شرب خمر مین تقادم سے حد نہین چنانچہ آگے اسکا بیان آویگا یعنی تہمت عداوت کی اپنی ذات سے متصور
نہین مانند شہادت کے و تقادمہ بزوال الریح ولغیرہ بمضی شہر ہو الاصح اور تقادم شرب خمر کا بو کے جاتے رہنے سے ہی اور غیر شرب کا تقادم ایک مہینہ گذر جانے
سے ہی یہی قول اصح ہی م یہ قول محمد سے منقول ہی اور شیخین سے بھی مروی ہی کذا فی النہر ولو شہدوا بزنی متقادم حد الشہود عند البعض وقیل لا کذا فی الخانیۃ
اور اگر شاہدون نے متقادم زنا کی گواہی دی تو شاہدون پر حد قذف ماریجاویگی اور بعضون نے کہا کہ نہین کذا فی الخانیۃ عدم حد کرخی کا قول ہی شہدوا علی زناہ
بغائبۃ حد گواہی دی شاہدون نے مرد کے زنا پر ساتھ غائب عورت کے یعنی جو مجلس قضا سے غائب ہی اور شاہد اسکو پہچانتے ہین تو مرد پر حد قائم ہوگی بالاتفاق
امیۃ ارہو اور اسیطرح اقرار سے اگر کوئی کے محتمل ہی کہ غائبہ مدعی ہو نکاح کی تو حد ساقط ہو جاوے اسکا جواب یہ ہی کہ دعوی نکاح مثلاً شبہہ ہی اور احتمال اُسکے دعوی
کرنیکا شبہۃ الشبہہ ہی حالانکہ معتبر شبہہ ہی نہ شبہۃ الشبہۃ والا جمیع حدود کی نفی لازم آوے اسواسطے کہ ثبوت حد کا اقرار سے ہوتا ہی یا گواہون سے اور اقرار محتمل رجوع ہی اور
گواہی بھی محتمل رجوع ہی تو اگر شبہۃ الشبہہ معتبر ہو تو حد کا وجود ہی معدوم ہو کذا فی الطحطاوی عن الشلبی لو علی سرقۃ من غائب لا لاشتراطیۃ الدعوی فی السرقۃ دون
الزنی اور اگر گواہی دی شخص غائب کے مال کی چوری کی تو مقبول نہوگی بسبب مشروط ہونے دعوی کے سرقہ مین نہ زنا مین اقر بالزنی بمجہولۃ حد وان شہدوا
علیہ بذلک لا لاحتمال انہا امراتہ او امتہ اقرار کیا ایک مرد نے زنا کا ساتھ ناواقف عورت کے تو اُسپر حد قائم ہوگی اور اگر گواہی دی مرد کے زنا کرنے پر ساتھ ناواقف
عورت کے تو حد نہ قائم کیجاویگی بسبب اس احتمال کے کہ شاید وہ عورت اُسکی جورو ہو یا لونڈی بخلاف مسئلہ اولی کے کہ مرد پر ایسا شبہہ مخفی نہین رہ سکتا کا ختلافہم فی طوعہا
چنانچہ حد نہین شاہدون کے اختلاف مین عورت کی رضامندی مین یعنی دو شاہدون نے کہا کہ عورت راضی تھی اور دو نے کہا کہ اُسپر جبر تھا تو دونون پر حد نہین
امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک فقط مرد پر حد ہی اور اسیطرح اگر تین نے طوع کی گواہی دی اور ایک نے اکراہ کی یا بالعکس اور ہر صورت مین شاہدون پر حد
قذف نہین امام کے نزدیک او فی البلد ولو کان علی کل زنی اربعۃ لکذب احد الفریقین یعنی ان ذکروا وقتا واحدا او تباعد المکانان الا اقبلت فتح یا شاہدون کا اختلاف
ہو شہر مین اگرچہ ہر زنا پر چار گواہ ہون تو بھی حد نہین بسبب کاذب ہونے ایک گروہ کے یعنی اگر شاہد ایک ہی وقت کو ذکر کرین اور دونون مکان دور ہون اور
اگر ایسا نہو یعنی وقت متحد ہو اور دونون مکان قریب ہون یا وقت مختلف ہو اور دونون مکان متباعد ہون یا وقت مختلف ہو اور دونون مکان قریب
ہون تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی الفتح م اختلاف بلد کی دو صورتین ہین پہلی صورت یہ ہی کہ دو شاہدون نے گواہی دی کہ زنا کوفہ مین ہوا اور دو نے کہا کہ بصرہ مین
تو مرد اور عورت دونون پر حد نہین اسلیے کہ فعل زنا مختلف ہوا بسبب اختلاف مکان کے اور ہر ایک مکان کی نصاب شہادت پوری نہین اور دوسری صورت یہ ہی
کہ چار گواہون نے باوجود دوری دونون مکان کے گواہی دی کہ طلوع آفتاب کے وقت فلانے سال کے فلان مہینے فلان تاریخ مین زنا ہوا بصرہ اور چار گواہون نے
گواہی دی زنا کی کوفہ مین اُسیوقت اُسی تاریخ مین تو دونون پر حد نہین اسواسطے کہ شخص واحد ایکساعت مین دو مکان متباعد مین نہین ہو سکتا اور شاہدونکا صدق اور
کذب معلوم نہین تو حاکم حکم کرنے سے عاجز ہی بسبب تعارض کے یا تہمت کذب کے اور اگر دونون مکان متقارب ہین تو باوجود اتحاد وقت گواہی مقبول ہی
اور اسیطرح اگر وقت مختلف ہی اور دونون مکان متباعد ہین یا متقارب تو بھی گواہی مقبول ہی بسبب احتمال تکرار فعل کے کذا فی المنح ولو اختلفوا فی
زوایتی بیت واحد صغیر حدا ای المراۃ والرجل استحسانا لامکان التوفیق اور اگر شاہدون نے اختلاف کیا ایک چھوٹی کوٹھری کے دو کونون مین تو مرد اور
عورت دونون پر حد قائم ہوگی بنا بر استحسان کے بسبب امکان توفیق کے یعنی اس اختلاف کا رفع کرنا ممکن ہی اسطرح پر کہ ابتدای فعل ایک کونے مین ہو اور
انتہاء فعل دوسرے کونے مین بسبب اضطراب اور حرکت کے ولو شہدوا علی زناہا فظہرت بکرا او رتقاء او قرناء او ہم فسقۃ او شہدوا علی شہادۃ اربعۃ
وان شہد الاصول بعد ذلک لم یحد احد اور اگر شاہدون نے گواہی دی عورت کی زنا پر لیکن وہ باکرہ ہی یا اُسکی شرمگاہ گوشت زائد یا استخوان

نا ثابت ہو اگر دو خاص میں فقط مردوں نے گواہی دی ہو یا عورتوں کی گواہی پر گواہی ہو یا اصول نے گواہی دی ہو بعد اسکے یعنی بعد گواہی ثابت ہونے کے
کسی پر حد قذف نہیں ہے صورت مذکور میں یہ بات کہ ہم شہادت علی الشہادت حدود میں جائز نہیں ہے اسواسطے کہ اسمین زیادہ شبہ ہے کیونکہ اسمین تہمت کذب
شہادت اصول ہے اور شہادت فروع میں اور اگر بعد فروع کے اصول بھی گواہی دینگے تو بھی مقبول نہ ہوگی اسواسطے کہ شہادت اصول کی من وجہ رد ہوگئی ہے
جو شہادت فروع کے اور غیر حدود میں رد شہادت فروع سے شہادت اصول کی مردود نہیں ہوتی اسواسطے کہ مال ساتھ شبہہ کے ثابت ہو جاتا ہے
والنخ ضمان نہ کہا کہ ان شہود کا ان صلیہ ہے تا کہ کوئی غلطی سمجھا کہ یعنی کو اسکے جواز سمجھتے کہ مطلب گواہی دینے کا لو شہد اربعۃ اعمی زنا فوجد عمیا او محدودین فی قذف
اگر شاہدوں نے گواہی دی مرد کے زنا پر سو وہ نقطع الذکر تھیں کیا ولو شہد وا بالزنا وکانوا عمیانا او محدودین فی قذف او ثلثۃ او احدہم محدود او
عبد او وجد احدہم کذلک بعد اقامۃ الحد حدوا للقذف ان طلب المقذوف اور اگر چار شاہدوں نے زنا کی گواہی دی لیکن وہ سب اندھے ہیں یا قذف کی سزا پا
چکے ہوئے ہیں یا تین شاہد ایسے ہیں یا چار میں ایک گواہ محدود فی القذف یا غلام ہے یا بعد اقامت حد زنا ایک شاہد اسطرح کا پایا گیا یعنی اندھا یا محدود یا غلام تو سب
شاہدوں پر حد قذف ماری جاویگی اگر مقذوف طلب حد کریگا تم شاہدوں پر اسواسطے حد قذف ماری جاویگی کہ وہ اہل شہادت نہیں یا نصاب شہادت کے پورے نہیں
تو زنا ثابت نہوا تو مسلمان پر عیب لگانا ثابت ہوا اور یہی حکم ہے اگر شاہد صغیر یا مجنون یا کافر ہوں اور حد قذف طلب مقذوف پر اسواسطے شروط ہوئی کہ اسکا
حق ہے کذا فی النہر والمنح وارش جلدہ وان مات منہ ہدر خلافا لہما اور کوڑے مارنے کی دیت باطل ہے اگرچہ وہ کوڑوں سے مرگیا ہو بخلاف صاحبین کے یعنی گواہوں نے
گواہی دی زنا کی اور زانی غیر محصن ہے سو اسپر کوڑے مارے گئے تو وہ زخمی ہوگیا یا مرگیا پھر ظاہر ہوا کہ ایک شاہد غلام یا محدود فی القذف ہے تو اسکی
دیت امام کے نزدیک باطل ہے اسلیے کہ کوڑوں کی ضرب ظاہر امولم ہے نہ زخمی اور ہلاک کرنیوالی مگر ضارب کے قصور سے اور صاحبین کے نزدیک اسکی دیت
بیت المال میں واجب ہے کذا فی المنح ودیۃ رجمہ فی بیت المال اتفاقا اور زانی کی سنگساری کی دیت بیت المال میں ہے بالاتفاق امام اور صاحبین کے یعنی رجم کے
بعد معلوم ہوا کہ شہود و بعد من رجع من الاربعۃ بعد الرجم فقط لانقلاب شہادتہ بالرجوع قذفا اور فقط وہی شخص چار گواہوں میں حد قذف مارا جاویگا جو گواہی
سے پھر گیا بعد سنگسار ہونے زانی کے اسلیے کہ شہادت اسکی بسبب رجوع کے منقلب بقذف ہوگئی ماتن نے اشارہ کیا کہ اگر زانی پر کوڑے پڑینگے تو راجع پر
حد نہیں اور سب گواہ رجوع کرینگے تو سب پر حد ماری جاویگی وغرم ربع الدیۃ اور جو شہادت سے رجوع کرے بعد رجم کے وہ ربع دیت کا ضمان دے
وان رجع قبلہ ای الرجم حدوا للقذف ولا رجم لان الامضاء من القضاء فی باب الحدود اور اگر شاہد نے شہادت سے رجوع کی قبل رجم کے خواہ رجم کا حکم ہوا ہو یا
نہوا ہو تو سب گواہوں پر حد قذف ماری جاویگی اور زانی سنگسار نہوگا اسواسطے کہ حد کا جاری کر دینا قضا میں داخل ہے باب حدود میں یعنی گویا قبل قضا رجوع
ثابت ہوا ہم سب گواہوں پر اسواسطے حد ہوئی کہ فی الحقیقت ہر شاہد قاذف ہے لیکن جب قاضی نے ثبوت زنا کا حکم دیا تو انکا قذف شہادت ہوگیا اتصال
قضا سے پھر جب قضا متصل نہوئی تو قذف باقی رہا لہذا حد قذف لازم آئی کذا فی المنح ولا شئی علی خامس رجع بعد الرجم اور اس پانچویں گواہ پر کچھ نہیں
نہ حد نہ دیت جسنے شہادت سے رجوع کیا بعد رجم کے فان رجع اخر حدا وغرما ربع الدیۃ ولو رجع الثالث ضمن ربع الدیۃ ولو رجع الخامسۃ ضمنوا اخماسا حاوی
پھر اگر پانچویں کے ساتھ ایک اور گواہ نے رجوع کیا تو دونوں پر حد قائم ہوگی اور دونوں چوتھائی دیت کی ضمان دینگے اور اگر تیسرا گواہ رجوع کریگا تو وہ بھی چوتھائی
دیت کا ضمان دیگا وعلی ہذا القیاس چوتھا گواہ اور اگر پانچوں گواہ رجوع شہادت سے کرینگے تو ہر گواہ پانچویں پانچویں حصہ دیت کا ضمان دیگا کذا فی الحاوی
القدسی ہم یہ حکم درصورت رجم ہے اسواسطے کہ ضمان نہیں مگر بعد رجم کے کذا فی المنح وضمن المزکی دیۃ المرجوم ان ظہروا غیر اہل الشہادۃ عبیدا او کفارا فی
اذا اخبر المزکی بحریۃ الشہود واسلامہم ثم رجع فانما تعمدت الکذب والا فالدیۃ فی المال اتفاقا ضمان دے مزکی مرجوم کی دیت کا اگر ظاہر ہو کہ گواہ زنا
کے اہل شہادت نہ تھے یعنی غلام یا کافر تھے یہ ضمان اسوقت ہے جب مزکی نے شہود کی آزادی اور اسلام کی خبر دی ہو پھر اسنے شہادت سے رجوع کیا ہو

ہوئیوں کہکر کہ ہمین بالقصد جھوٹ بولا آزادی اور اسلام کے اظہار مین اور دیت اسکی بیت المال مین ہے بالاتفاق یعنی اگر مزکی تعمد کذب کے قائل نہوے
بلکہ ثابت رہے اپنے اظہار پر یا قائل اپنی خطا کے ہوئے بالاجماع اُنپر ضمان نہین اور اگر مزکیون نے خبر دی کہ گواہ عادل ہین پھر ظاہر ہوا کہ وہ غلام ہین
تو بھی اُنپر ضمان نہین بالاجماع کذا فی النہر مزکی وہ جو قاضی کے روبرو شاہدون کی اہلیت شہادت بیان کرے ولایحدون للقذف لانہ لایورث فجرا ور
شاہدون پر حد قذف نماریجاویگی اسواسطے کہ قذف مین وراثت جاری نہین کذا فی البحر یعنی شاہدون نے عیب لگایا تھا زندہ شخص کو اور بعد رجم کے وہ
مر چکا اور چونکہ قذف مین ارث نہین تو وارث اُسکے طلب حد نہین کرسکتے کما لو قتل من امر برجمہ بعد التزکیۃ فظہر وا کذالک غیر اہل الشہادۃ فان القاتل
یضمن الدیۃ استحسانا للشبہۃ صحۃ القضاء یعنی مزکی دیت کی ضمان دے جیسے قاتل ضمان دیتا ہے اگر قتل کرے اسکو جسکی رجم کا حکم دیا تھا قاضی کی طرف سے بعد تعدیل
شہود کے پھر اسیطرح ظاہر ہوا کہ شاہد اہل شہادت کے نہین تو البتہ قاتل دیت کا ضمان دیگا بنا بر استحسان کے صحت قضا کے شبہہ کے سبب سے یعنی بحسب ظاہر
حکم قاضی کا صحیح واقع ہوا تو شبہہ پیدا ہوا لہذا قاتل پر دیت لازم آئی نہ قصاص اور ضمان اس دیت کا تین سال مین واجب ہے کذا فی المنح فلو قتلہ قبل الامر او بعدہ قبل
التزکیۃ اقتص منہ کما یقتص بقتل المقضی بقتلہ قصاصا فظہر الشہود عبیدا او حلالان الاستیفاء للولی زیلعی من الردۃ سو اگر قاتل نے قتل کیا قبل حکم دینے قاضی کے
یا بعد حکم دینے قبل تزکیہ شہود کے تو قصاص لیا جاوے قاتل سے چنانچہ قصاص لیا جاتا ہے اُس قاتل سے مقتول ہونے سے جسکے قتل کا حکم ہوگیا بنا بر
قصاص کے خواہ شاہدون کا غلام ہونا ظاہر ہوا ہو یا نہوا ہو اسواسطے کہ استیفاے قصاص کا حق واسطے وارث کے ہے کذا فی شرح الزیلعی من کتاب
الردۃ وان رجم ولم تزک الشہود فوجدوا عبیدا فدیتہ فی بیت المال لامتثالہ امر الامام فنقل فعلہ الیہ اور اگر کوئی سنگسار ہوا حالانکہ شہود زنا
کی تعدیل نہ ہوئی تھی پھر گواہ غلام نکلے تو دیت مرجوم کی بیت المال مین ہے بسبب بجا آوری رجم کے امام کے حکم سے تو فعل رجم کا امام ہی کی
طرف منقول ہوا اور فعل امام کی دیت مسلمین کے بیت المال مین ہوتی ہے اسواسطے کہ امام نائب ہے مسلمین کا وان قال الشہود للزنی تعمدنا
النظر قبلت لاباحتہ لتحمل الشہادۃ الا اذا قالوا التعمدناہ للتلذذ فلا تقبل لفسقہم منح اور اگر زنا کے گواہون نے کہا کہ ہمنے قصداً زنا کو دیکھا تو گواہی انکی
مقبول ہوگی بسبب مباح ہونے نظر کے گواہ ہونے کے واسطے مگر جب کہ گواہون نے کہا کہ ہمنے عمداً زنا کو دیکھا لذت لینے کے واسطے تو اب گواہی انکی مقبول
نہوگی بسبب فاسق ہوجانے شہود کے اس نیت سے کذا فی الفتح م تحمل شہادت کے واسطے نظر کرنا مباح ہے جیسے طبیب اور دایہ اور ختنہ کرنیوالے کو مباح
ہے اور اسیطرح واسطے تحقیق بکارت اور رد بالعیب کے نظر کرنا جائز ہے کذا فی المنح وان انکر الاحصان فشہد علیہ رجل وامرأتان او ولدت زوجتہ منہ
قبل الزنی نہر رجم اور اگر زانی نے اپنے محصن ہونیکا انکار کیا پھر ایک مرد اور دو عورتون نے اُسکے احصان پر گواہی دی یا اُسکی زوجہ اُس سے جنی قبل
زنا کے کذا فی النہر تو وہ سنگسار ہوگا ولو خلا بہا ثم طلقہا وقال وطئتہا وانکرت فہو محصن باقرارہ دونہا لما تقرر ان الاقرار حجۃ قاصرۃ اور اگر مرد نے خلوت
اپنی زوجہ سے کی پھر اُسکو طلاق دی اور بولا کہ مین نے اُس سے جماع کیا اور عورت منکر ہے جماع کی تو مرد محصن ہوگا اپنے اقرار کے سبب سے
نہ عورت یعنی عورت محصن نہوگی اسواسطے کہ ثابت ہوچکا ہے کہ اقرار حجت قاصرہ ہے یعنی اقرار اپنی ذات پر حجت ہے نہ غیر پر کما لو قالت بعد الطلاق کنت
نصرانیۃ وقال کانت مسلمۃ فیرجم المحصن ویجلد غیرہ ویستغنی عما یوجد فی بعض نسخ المتن من قولہ اذا کان حد الزانیین محصنا یحد کل واحد منہما حدہ فتامل چنانچہ
اگر عورت نے کہا بعد طلاق کے کہ مین نصرانیہ تھی اور مرد نے کہا کہ وہ مسلمان تھی تو محصن سنگسار ہوگا اور غیر محصن پر کوڑے مارے جاوینگے یعنی مرد بسبب اقرار احصان کے
سنگسار ہوگا نہ عورت تو اُسپر کوڑے مارے جاوینگے شارح کہتا ہے اور اس عبارت سے حاجت نہ رہی اس عبارت کی جو متن کے بعضے نسخون مین پائی جاتی
ہے وہ یہ قول ہے کہ جب دو زانیون مین ایک محصن ہو تو ہر ایک کو اُنمین سے وہ حد ماری جاویگی جو اُسکی حد ہے یعنی محصن کو رجم اور غیر محصن پر کوڑے سو غور کرے اسکو
مصنف کی شرح مین یہ عبارت موجود ہے فیرجم المحصن ویجلد غیرہ لہذا شارح نے کہا کہ قولہ اذا کان احد الزانیین کی اب کچھ حاجت نہین بسبب تکرار مضمون کے کما لا یخفی علی المتامل

اور حد نہ ماری جاوے اور ظاہر الروایت میں جو ذکر ہے اسکا انفاق شبہ کی وجہ سے حد نہیں ہے اور دلیلیں صحبت کی جو
اس حکم میں اور صحبت سے جو حد نہیں ہے امام ابو یوسف کے نزدیک بسبب شبہ قرابت کے کذا فی البحر اور یہ حکم جو ہے امام شافعی کے نزدیک ہے
اور امام محمد بن الحسن شیبانی نے بھی امام ابو یوسف سے اس حکم کو صحیح کہا ہے اسی طرح جمہور کے کذا فی الفتح

باب حد الشرب المحرم

یہ باب ہے شرب حرام کی حد کے بیان میں محرم کی قید واسطے بیان واقع کے ہے یہ بات ہے کہ بدون شرب محرم حد نہیں ہے مسلمان قید و شرب مسکر کی ہے
لاحد بقیام علی الکفار کذا فی الظہیریۃ ہین فی منیۃ المفتی سکر الذمی من الحرام لایحد لان حرمۃ السکر فی کل ملۃ حد نہ مارا جاوے مسلمان اگر مسلمان معاذ اللہ مرتد ہو پھر
مست ہو پھر اسلام لاوے تو حد نہ ماریجاویگی اسواسطے کہ کافر پر حد قائم نہیں ہوتی کذا فی الظہیریۃ لیکن منیۃ المفتی میں ہو کہ اگر ذمی مست ہوا شرب محرم
سے تو حد ماراجاویگا قول صحیح میں بسبب حرام ہونے نشہ کے ہر دین میں ذمی پر حد مارا یہ قول امام حسن کا اور بعض مشائخ نے اسکو پسند کیا ہو اور مذہب یہ ہو
کہ اسپر حد نہیں کذا فی الشمنی اور یہی ہے فتاوی قاضیخان الہدایہ الناطق لایحد الاخرس للشبہۃ حد ماریجاوے مسلمان ناطق پر تو گونگے پر حد نہیں بسبب شبہ کے یعنی گونگے جو
پینا خمر وغیرہ کا ہوں سے ثابت ہو خواہ اُسکے اشارہ معہود سے ہر صورت اسپر حد نہیں اس شتباہ سے کہ شاید اُسکے کلام میں لقمہ کا وجود اُسکے اقرار سے ہو واسطے شراب
پی ہو کذا فی حاشیۃ الحلبی مکلف طائع غیر مضطر شرب الخمر ولو قطرۃ بلا قید سکر حد مارا جاوے مسلمان ناطق عاقل بالغ جسنے بلا اضطرار اپنی خوشی شراب پی اگرچہ ایک ہی
قطرہ پیا ہو بلا قید مستی کے یعنی حد شرب خمر میں نشہ شرط نہیں اسواسطے کہ حرمت خمر کی قطعی ہو بخلاف اور شرب کے کہ انکی حرمت ظنی ہو تو بدون نشہ کے اُنکے پینے میں
حد نہیں کذا فی المنح اور عدم اضطرار کی قید کا یہ فائدہ کہ اگر عطش وغیرہ کے دفع کے واسطے شراب پیگا تو اسپر حد نہیں کذا فی الدر المنتقی او سکر من نبیذ ای المثلث یا مست ہوگیا
ہوگیا جو کسی نبیذ کے پینے سے اسی پر فتوی ہو یہ فتوی امام محمد کے قول پر ہو اُنکے نزدیک قلیل نبیذ بھی حرام اور نجس ہو کذا فی النہر نبیذ اُس پینے کی چیز کو کہتے
ہین کہ سواے انگور کے کھجور یا مونیر یا شہد یا جو میں پانی ڈالکر چند روز رکھا جاوے کہ گاڑھا ہو اور خمر پینے شراب عبارت ہو انگور کے پانی سے جب جوش
میں آوے اور گاڑھا ہو جاوے اگرچہ اُسمین کف نہ آیا ہو بقول صاحبین اور یہی قول اظہر ہو اور اسی پر فتوی ہو طوعًا عالمًا بالحرمۃ حقیقۃ او حکمًا بکونہ
فی دارنا لما قالوا لو دخل حربی دارنا فاسلم فشرب الخمر جاہلا بالحرمۃ لایحد بخلاف الزنا لحرمتہ فی کل ملۃ قلت یرد علیہ حرمۃ السکر ایضا فی کل ملۃ فتامل مسلمان پر
پر حد ہو بخوشی شراب پیا اسکے حرام ہونے کو جانکر علم حرمت حقیقۃ ہو یا حکمًا اُس طرح پر کہ شارب دار الاسلام میں رہتا ہو اسواسطے کہ فقہا نے کہا ہو کہ حربی
دار الاسلام میں داخل ہوا اور مسلمان ہوگیا پھر اُسنے شراب پی نادانستہ بحرمت خمر تو اُسپر حد نہیں بخلاف زنا کے یعنی اگر مجرد دخول دار الاسلام اور قبول اسلام
کے زنا کریگا تو اسپر حد ہو بسبب حرام ہونے زنا کے ہر دین میں شارح کہتا ہو اس تعلیل پر وارد ہوتی ہو حرمت سکر بھی ہر دین میں تو تامل کر طحطاوی نے کہا
کہ جسنے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اعتراض تعلیل مذکور پر وارد نہیں اسواسطے کہ ظہیریہ میں شرب خمر مذکور ہے نہ سکر یعنی شرب خمر ہر دین میں حرام ہو اور شرب خمر کو
سکر لازم نہیں بعد الافاقۃ فلو حد قبلہا فظاہرہ انہ یعاد عینی حد ماریجاویگی شارب خمر کو بعد ہوشیار ہونے کے نشہ سے تو اگر مستی میں حد ماری گئی تو ظاہر اسکا
تقتضیکا دلالت کرتا ہو کہ دوبارہ حد ماریجاوے کذا فی شرح العینی مگر یہ استنباط ہو صاحب نہر کا عینی کی اس تعلیل سے کہ حد بعد الافاقہ اسواسطے واجب ہوتی تا
ضرب کا فائدہ ظاہر ہو اور شرنبلالی نے حالت سکر کے عدم فائدہ پر اعتراض کیا اسطرح کہ مستی میں بھی درد حاصل ہو اگرچہ کامل نہیں تو اعادہ ضرب کی بعد
الافاقہ کچھ حاجت نہیں کذا فی الطحطاوی اذا اخذ الشارب و ریحہا ای الخمر او بنبیذ فیہ من تقصیر الرائحۃ علی الخمر فقد قصر موجودۃ جبرا لتعذر مجیء الشاہد
حد ماریجاوے جبکہ شارب گرفتار ہو اور جو چیز پی اسکی بو موجود ہو منہ میں خواہ مشروب خمر ہو یا نبیذ کذا فی فتح القدیر سو جس نے فقط خمر کی بو پر قصر کیا
اُسنے بیان میں قصور کیا یہ اشارہ ہو اخی زادہ شرح وقایہ کے محشی پر شارح نے کہا کہ موجودہ خبر ہو ریح کی اور ریح مونث سماعی ہو کذا فی غایۃ البیان

یہ رد ہی صاحب کنز پر کہ اُسنے موجود کہا نہ موجودۃ کذا فی المنح الا ان تنقطع الرائحۃ لبعد المسافۃ فحینئذ فلا یحد ان لیتہد بالشرب طائعا ولیقولا اخذناہ وریحہا
موجود تو وجود بو ثبوت شرب کے واسطے ضرور ہی مگر یہ کہ بو منقطع ہو گئی ہو بسبب بعد مسافت کے تو اُسوقت مین ضرور ہی کہ شاہدین گواہی دین کہ اُسنے شراب
اپنی خوشی پی اور یون کہین کہ ہمنے اُسکو گرفتار کیا تھا حالانکہ اُسوقت بو موجود تھی ولا یثبت الشرب بہا ای بالرائحۃ ولا بتقایئہا بل بشہادۃ رجلین او اقرار
نہین ہوتا شرب بو سے اور نہ شراب کے قے کرنے سے بلکہ ثابت ہوتا ہی شرب دو مردون کی گواہی سے یا فقط بو سے اسواسطے شرب ثابت نہین کہ گاہے غیر خمر
سے خمر کے مانند بو آتی ہی جیسے سفرجل یعنی بہی کے کھانے سے اور قے سے اسواسطے شرب ثابت نہین کہ شاید اُسنے اکراہ یا اضطرار سے پی ہو سئلہما الامام عن ماہیتہا و کیف

شربہا لاحتمال الاکراہ و متی شرب لاحتمال التقادم واین شرب لاحتمال شربہ فی دار الحرب فاذا بینوا ذلک حبسہ حتی یسأل عن عدالتہم ولا یقضی بظاہر العدالۃ
عدالۃ خانیۃ دونون شاہدون سے امام پوچھے کہ خمر کیا چیز ہی اور کیونکر پی بسبب احتمال اکراہ کے اور کب پی واسطے احتمال تقادم کے اور کہان پی بسبب احتمال پینے
شارب کے دار الحرب مین پھر شاہدان سوالات کے جواب بیان کرین تو شارب کو امام قید کرے تا شاہدون کی عدالت کا سوال کرے اور حکم نکرے کسی حد مین ظاہر

عدالت پر بلا تحقیق کذا فی الخانیۃ ثم ماہیت خمر کا سوال سو اسطے ہی کہ شاہد گواہ ہی شراب سرور انگیز کو موجب حد کا جانتے ہون ولو اختلفا فی الزمان او شہد احدہما بالسکر
من الخمر والآخر من السکر لم یحد ظہیریۃ اور اگر شاہد مختلف ہون زمان شرب مین یا ایک گواہ گواہی دے اُسکے خمر سے مست ہونے کی اور دوسرا گواہ شہادت دے سکر سے
مست ہونے کی تو اُسپر حد نہین کذا فی الظہیریۃ ثم سکر بفتحتین عبارت ہی عصیر رطب سے جب اُسمین اشتداد ہو اور بعضون نے کہا ہی شراب مسکر سکر ہی کذا فی النہر او یثبت
باقرارہ مرۃ صاحیا یا شرب ثابت ہوتا ہی شارب کے ایکبار کے اقرار سے ہوشیاری کی حالت مین ہم بحر الرائق مین ہی کہ جب ثبوت شرب کا گواہ
اور اقرار مین منحصر ہوا تو جس فاسق کے گھر مین شراب ہو یا لوگ شراب کے گرد مجتمع ہون اور کسی نے اُنکو پیتے نہ دیکھا ہو تو اُسپر حد نہین بلکہ تعزیر ہی ثمانین
سوطا متعلق بیحد للحر و نصفہا للعبد اسی کوڑے حد ماریجاوین آزاد کو اور اُسکے نصف یعنی ۴۰ کوڑے غلام کو ثمانین سوطا یحد سے متعلق ہی و فرق علی
بدنہ کحد الزنا کما مر اور متفرق کوڑے مارے جاوین شارب کے بدن پر مانند حد زنا کے چنانچہ اُسکی تفصیل مذکور ہو چکی یعنی سر اور مُنھ اور شرمگاہ پر نمارے اور
کوڑا گرہ دار نہو اور لباس شارب کا ضرب کے وقت اُتار اجاوے سواے پاجامے کے تا کشف عورت نہو کذا فی البحر فلو اقر سکران او شہدا بعد زوال

ریحہا لا لبعد مسافۃ او اقر کذلک او رجع عن اقرارہ لا یحد لانہ خالص حق اللہ تعالی فیعمل الرجوع فیہ ثم ثبوتہ باجماع الصحابۃ ولا اجماع الا برای عمر و
ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین وہما شرطا قیام الرائحۃ تو اگر اقرار کیا شرب کا مست نے یا گواہون نے گواہی دی بعد دور ہونے بوے خمر کے بلا بعد
مسافت یا اسیطرح بعد زوال بو کے شارب نے اقرار کیا یا وہ اپنے اقرار سے پھر گیا تو اُسپر حد نہین اسواسطے کہ حد شرب خالص حق ہی اللہ تعالی کا تو اُسمین اقرار
سے رجوع کرنا عمل کریگا ابطال حد مین پھر ثبوت حد شارب اصحاب کرام کے اجماع کے سبب ہی اور اجماع حاصل نہین بدون راے عمر فاروق اور عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کے اور اُن دونون بزرگون نے قیام بوے خمر کو شرط کیا ہی ثم شرب خمر اور سکر نبیذ کی حد امام اعظمؒ کے نزدیک ۸۰ کوڑے ہین
اور یہی قول ہی امام مالکؒ کا اور ایک روایت ہی امام احمدؒ کی اور امام شافعیؒ کے نزدیک ۴۰ کوڑے ہین لیکن بقول اصح امام کو ۸۰ کوڑے مارنا بھی جائز ہو
اگر اُسکو مصلحت معلوم ہو امام اعظم کی دلیل اجماع صحابہ ہی صحیح مسلم مین انس بن مالکؓ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر مین شاخ خرما اور
جوتیون سے مارا پھر ابو بکرؓ نے ۴۰ کوڑے مارے یعنی اپنی خلافت مین پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوے اور ہر طرح کے لوگ مجتمع ہوئے تو صحابہ سے کہا کہ خمر کی مار مین تم
کیا کہتے ہو عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ میری راے مین یہ آتا ہی کہ آپ ۸۰ کوڑے مقرر کیجیے خفیف حدون کے مانند تو عمرؓ نے ۸۰ کوڑے مقرر کیے اور موطا
مین مروی ہی کہ عمر فاروقؓ نے خمر مین مشورت کی تو علیؓ بن ابیطالب نے کہا کہ ہماری راے مین یہ آتا ہی کہ آپ ۸۰ کوڑے مقرر کیجیے اسواسطے کہ جب آدمی نے
شراب پی تو مست ہوگا اور جب مست ہوگا تو ہذیان گوئی کریگا پھر جب بیہودہ بکے گا تو افترا کریگا اور مفتری پر ۸۰ کوڑے ہین اور ان دونون روایتون

[illegible] بغیر [illegible] جتنا ہے اور رمضان مین ہو وے دمشق [illegible] دونون ہے ، کو جس قدر پیئے ہون کیس نہ ہو تو قول [illegible] ہے اور [illegible] سو [illegible]
[illegible] سے روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شراب خوار آتا ، ہوتا تو وہ جوتون اور شاخون سے ، ہو مارا گیا تو اسکی مار سے معلوم ہوا کہ رسول علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے وقت حد چالیس درے تھا پھر صدیق اکبر کے وقت اور ابتدا خلافت عمر فاروق مین ، ۴ کوڑے مقرر ہوئے پھر کوڑے پر اجماع اور اتفاق صحابہ کا ہوا [illegible]
رحضرت کا عمل کیا ایک مرد کے حق مین سبب کے زیادتی نساد کے پس ثمانین جالیس دو شامل ہے ، ۸ درہ مارے ، ہوئے پھر جب صحابہ امام نے پھر زیادہ فساد کی سنی [illegible]
تابعین معلوم کیا کہ مسبقہ ، ۸ ہے متاخر ہو کا فساد زیادہ ہو جیسے تو بھی پر اجماع کیا کذا فی الفتح القدیر فتساعبد اللہ بن مسعود نے کہا ایک شراب [illegible] ہو کہ [illegible] سکر
ادر اور عمر فاروق کے پاس ایک شراب کو [illegible] بعد زوال ہو گئے اور مست اقرار کیا شرب کا تو انکو تعزیر دی حد نہ ماری کذا فی الطحاوی عن الحلبی والسکران من لا یفرق
بین الرجل والمرأۃ والسماء والارض وقالا من یخلط کلامہ غالبا فلو نصفہ مستقیما فلیس بسکران بحر اور امام کے نزدیک مست وہ ہو جو تفرقہ نکرے مرد اور عورت
مین اور آسمان اور زمین مین اور صاحبین نے کہا کہ مست وہ ہو جسکا اکثر کلام بیہودہ اور ہذیان ہو تو اگر نصف کلام مستقیم اور نصف بیہودہ ہو تو وہ مست نہین
کذا فی البحر ویختار للفتوی توہا نصفہ لیل الامام فتح اور فتوی کے واسطے صاحبین کا قول مختار ہو بسبب ضعیف ہونے دلیل امام کے کذا فی الفتح ولو ارتد السکران
لم یصح فلا تحرم عرسہ وہذہ احدی المسائل السبع المستثناۃ من اقوال الصاحی کما بسطہ المصنف شرح الاشباہ وغیرہا اور اگر مرتد ہو گیا مست تو اسکا ارتداد
صحیح نہین تو انکی زوجہ اسپر حرام نہین اس ارتداد سے اور یہ ایک مسئلہ ان سات مسائل سے ہو جو مستثنی ہین اس قاعدہ سے کہ مست مانند ہوشیار کے ہو چنانچہ مصنف
نے ان مسائل کو اپنی شرح مین اشباہ وغیرہا کی طرف نسبت کرکے شرح بیان کیا ادم مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین اشباہ وغیرہ سے یون نقل کیا ہو کہ تصرف
مرم کا مست ہوشیار کے مانند ہو مگر سات مسائل مین اسکے مانند نہین مرتد ہونے مین ۲۔ حدود خالصہ کے اقرار مین ۳۔ اشہاد علی الاشہاد مین ۴۔ تزویج صغیرہ اور
صغیر مین جبکہ مہر مثل سے اقل ہو یا اکثر ہو تو یہ تزویج نافذ نہین ۵۔ وکیل ہو طلاق کا ہوشیاری مین پھر مست ہو کر اسنے طلاق دی تو واقع نہین ۶۔ بیع کا وکیل اگر
مست ہو کر بیچے تو بیع نافذ نہین موکل پر ۷۔ کوئی چیز غصب کی ہوشیاری سے پھر اسکو پھیر دی حالانکہ وہ مست تھا ونقل فی الاشباہ عن البزازیہ حرمۃ اکل البنج والحشیشۃ
والافیون لکن دون حرمۃ الخمر ولو سکر باکلہا لا یحد بل یعزر انتہی اور مصنف نے اپنی شرح مین جو ہوے کتاب الاشربہ مین نقل کی ہو حرمت خراسانی اجوائن کی اور بھنگ
اور افیون کی لیکن انکی حرمت کمتر ہو شراب کی حرمت سے اور اگر ان چیزون کے کھانے سے مست ہو گا تو اسپر حد نہین بلکہ اسکو تعزیر دی جاویگی انتہی نقلا فی النہر
التحقیق ما فی العنایۃ ان البنج مباح لانہ حشیش اما السکر منہ فحرام اور نہر الفائق مین ہو کہ تحقیق عنایہ کا قول ہو کہ خراسانی اجوائن مباح ہو اسواسطے کہ حشیش
یعنے گھاس ہو پر اسکا نشا حرام ہو ہم طحاوی نے کہا کہ اباحت بنج مین تعلیل حشیش کی بے معنی ہو اور یہ عبارت عنایہ مین نہین بنج یعنے خراسانی اجوائن
کی اباحت عنایہ اور بحر الرائق مین مصرح ہو اور خانیہ سے بھی اباحت معلوم ہوتی ہو تو ظاہر اختلاف ہوا انکی اباحت اور حرمت مین توفیق دونون قولون کی
یہ ہو کہ خراسانی اجوائن دو قسم پر ہو بقول قہستانی ایک قسم حرام ہو اور دوسری مباح اور اباحت بھی شیخین کے نزدیک ہو اور محمد کے نزدیک جسکا کثیر نشا کرے اسکا
قلیل بھی حرام ہو اور اسی قول پر فتوی ہو چنانچہ مذکور ہو گا اقیم علیہ بعض الحد فہرب ثم اخذ بعد التقادم لا یحد لما مران الامضاء من القضاء فی الحدود
شارب خمر پر اقامت ہوئی حد کی ستائیس یا ساٹھ کوڑے مارے گئے پھر وہ بھاگ گیا پھر گرفتار ہوا بعد مدت کے تو اسپر حد نہین اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ جاری
کرنا قضا مین داخل ہو باب الحدود مین ، فرد و تو شرب او زنی ثانیا استانف الحد لتداخل المتحد کما یجئ اور اگر شراب پی یا زنا کیا دوسری بار تو ستانف
ہو گا حد کا بسبب تداخل متحد الجنس کے چنانچہ اسکا ذکر آگے آویگا م یعنے اگر شارب پر کچھ حد ماری گئی اور وہ بھاگ گیا پھر اسنے دوبارہ شراب پی اور گرفتار
ہوا تو اسپر شراب ثانی کے سبب سے ایک ہی حد ماری جاویگی اور ثانی کی حد بقیہ حد اول سے بھی کافی ہو بسبب اتحاد قصور کے [illegible] حکم [illegible]
جلا گئے اور دوبارہ زنا کرنے کا فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا سکران اور صاحی جمع ہو فرسہ فقدم الساقی اقرات ان تا دور علی متوحس وما ولا الصنف وایشن [illegible]

یا ہوشیار کے گھوڑے نے اسکے ساتھ سرکشی کی سو گھبرا ڈالا کسی انسان کو تو وہ مرگیا اگر سوار قادر تھا اسکے روکنے پر تو اسپر ضمان ہی اور اگر قادر نہین تو اسپر ضمان بھی نہین کذا فی شرح المصنف عن العمادیۃ ھ مصنف نے اپنی شرح مین یہ مسئلہ عمادیہ اور جامع الفصولین سے نقل کیا تو شارح کو مناسب تھا کہ یون کہتا مصنف عن العمادیہ

باب حد القذف

یہ باب ہی حد قذف کے بیان مین ہو لغۃ الرمی وشرعا الرمی بالزنی وہو من الکبائر بالاجماع فتح قذف لغت عرب مین عبارت ہی مطلق عیب لگانے سے اور اصطلاح شرع مین قذف عبارت ہی زنا کے عیب لگانے سے اور وہ کبیرہ گناہ ہی باجماع است کذا فی الفتح ھ حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ البتہ جو لوگ محصنات غافلات مومنات کو زنا کا عیب لگاتے ہین وہ ملعون ہین دنیا اور آخرت مین اور انکے واسطے عذاب عظیم ہی اور متفق علیہ حدیث مین وارد ہی کہ بچو سات گناہون سے بچو اصحاب نے کہا کہ وہ سات گناہ کون کون سے ہین فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور ناحق قتل نفس کرنا اور بیاج کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور جنگ کفار سے بھاگ جانا اور محصنات مومنات غافلات کو زنا کا عیب لگانا اور حد قذف کی نص قرآنی سے ثابت ہی حق تعالی نے فرمایا کہ جو عیب لگاوین محصنات کو اور چار گواہ نہ لاوین تو انکو ۸۰ کوڑے مارو اور انکی گواہی کبھی قبول نکرو عیب لگانے سے زنا کا عیب مراد ہی تو اگر زنا کے سوا اور معاصی کا مسلمان کو عیب لگا دیگا تو اسپر حد نہین بلکہ تعزیر ہی کذا فی المنح نہر الفائق مین ہی کہ ہر چند نص قرآنی مین قذف محصنہ مذکور ہی لیکن وہ محصن کو بھی شامل ہی بطریق دلالۃ النص کے بسبب جامع دفع عار کے اور اسی پر اجماع ہی لکن فی النہر قذف غیر المحصن کصغیرۃ ومملوکۃ وحرۃ متہتکۃ من الصغائر لیکن نہر الفائق مین ہی کہ غیر محصن کا قذف جیسے صغیرہ یا مملوکہ یا حرہ بیحیا کا صغیرہ گناہ ہی ھ نہر الفائق مین یہ قول حلیمی شافعی کی طرف منسوب ہی تو ظاہر استدراک غیر مناسب ہی بلکہ خود شارح نے ملتقی الابحر کی شرح مین کہا ہی کہ قذف کبیرہ گناہ ہی اگرچہ غیر محصن کو عیب لگایا ہو اور فقہا نے جو احصان شرط کیا ہی سو وجوب حد کے واسطے ہی نہ کبیرہ گناہ ہونے کے واسطے اور طبرانی مین حدیث مرفوع ہی کہ جو ذمی کو قذف کریگا اسپر قیامت کے دن حد پڑیگی آگ کے کوڑون سے ہان حلیمی شافعی البتہ غیر محصن کے قذف کو صغیرہ کہتا ہی انتہی کذا فی الطحطاوی ھ ہو کحد الشرب کمیۃ وثبوتا فیثبت برجلین حد قذف حد شرب کے مانند ہی مقدار اور ثبوت مین تو ثابت ہوگی دو مردون کی گواہی سے یعنی سبب حد کا دو گواہون سے یا قاذف کے ایکبار کے اقرار کرنے سے اور اسمین عورتون کی گواہی مقبول نہین اور نہ شہادت علی الشہادت اور نہ ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کو کذا فی المنح مقدار حد کی ۸۰ کوڑے ہین حر کو اور ۴۰ غلام کو لیسألہما الامام عن ماہیتہ وکیفیتہ سوال کرے امام یا نائب اسکا گواہون سے حقیقت قذف اور کیفیت اسکی سے ھ حقیقت قذف کا سوال اسوقت ہی جب گواہون نے اسطرح گواہی دی ہو کہ مثلاً زید نے خالد کا قذف کیا اور اگر گواہ بجز لفظ قذف اسکی حقیقت نہ بیان کرین تو گواہی مقبول نہین کذا فی النہر کیفیت سے وہ مراد ہی جس سے مقذوف کو متصف کیا الا اذا شہد القولہ یا زانی گرچہ دونون گواہون نے بلفظ یا زانی گواہی دی یعنی قاذف نے مقذوف کو یا زانی کہا تو اب ماہیت اور کیفیت کے سوال کی کچھ حاجت نہین کہ خود اسنے مذکور کی تم بحبسہ لیسأل عنہا کما بحبسہ لشہود یمکن احضارہم فی ثلثۃ ایام والا لاطہیر پھر بعد اسکے امام قید کرے قاذف کو تا شاہدون کی عدالت کا سوال کرے چنانچہ قید کرتا ہی اسکو شہود کے واسطے جنکا حاضر کرنا تین دن مین ممکن ہی اور اگر تین دن مین حاضر کرنا ممکن نہو تو قاذف کو قید نکرے کذا فی الظہیریۃ ولا یکفلہ خلافا للثانی نہر اور امام ضامنی نہ لے قاذف سے دوسری مجلس تک بخلاف ابی یوسف کے کذا فی النہر ویحد الحر والعبد ولو ذمیا او امرأۃ قاذف المسلم الحر الثابتۃ حریتہ والاقفیہ التعزیر اور حد ماری جاوے حر یا غلام جسنے زنا کا عیب لگایا اس مسلم حر کو جسکی حریت ثابت ہی قاذف کے اقرار یا گواہون سے اور اگر اسکی حریت ثابت نہین تو اسکے قذف مین تعزیر ہی قاذف پر حد ہی اگرچہ وہ ذمی یا عورت ہو ھ طحطاوی نے کہا عورت کو مبالغہ کرکے داخل کرنا بلاوجہ ہی اسواسطے کہ وہ حر اور عبد کے لفظ مین داخل ہین البالغ العاقل العفیف عن فعل الزنا ہو مسلم کہ بالغ اور عاقل اور پاکدامن ہی زنا کے فعل سے ھ اور کافر اور صغیر اور مجنون اور زنا کار کی قذف سے حد نہین نہر الفائق مین ہی کہ عفیف وہ ہی جسنے کسی عورت سے وطی زنا اور شبہ اور نکاح فاسد سے نہ کی ہو فینتقص عن احصان الرجم بشیئین النکاح والدخول تو بیان شروط احصان قذف سے معلوم ہوا کہ احصان رجم دو چیز مین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُنہوں نے ... سے زنا کرنا ... بیان نہ کرنا فائدہ دیتا ہے اس تشبیہ میں صاحب بحر الرائق کے ... ذکر کیا ہے

... کو قذف کریگا تو اسپر حد ہو اسواسطے کہ زنا کرنا ... مقصود ... زنا ...

... ساقط ... واسطے ... حالانکہ ... سبب ... کے قاذف پر حد ...

اور ضیاء میں ... وکذا فی الطحطاوی ... ان لوحد الاحصان ... حد القاذف ...

مقذوف کا حد مارنے کے ... کہ اگر وہ مرتد ہو جاویگا قبل حد کے تو قاذف سے حد ساقط ہو جاویگی اگرچہ ...

... القدیر میں ... باقی رہا کہ مقذوف مر گیا ہو قبل حد قاذف کے اسواسطے کہ ... کے نزدیک ...

قاذف کی طلب کرے حاکم کے ... کذا فی المنح ... الزنا صریح زنا ... کذا فی النہر

انت زانی ... ابن فلان ... الظہیریہ اور صریح زنا میں ... کہا کہ تو زانی ہے ... کذا فی ...

... مثال زانی کے ... دونوں صورتوں میں حد واجب ہے کذا فی النہر ... المنار

... مصنف نے اپنی شرح میں ... کی شرح منار سے نقل کیا ہے ... اجماع کرتے ہیں یعنی ...

... زانی اور ... کہا کہ یہ قول ... زانی ... کذا فی شرح

النقایہ ... قول صحیح نہیں اسواسطے کہ ... وجوب حد مذکور ہو اگرچہ قاذف ... کے معنی کا قصد کرے ...

مراد ہونگے ... بلا ذکر محل صعود زنا ... اسواسطے کہ عرب بجاے حرف علت ہمزہ بولتے ہیں اور کبھی ہمزہ حرف علت

بولتے ہیں تو قاذف کی نیت کی تصدیق نہوگی بلا ذکر محل صعود کذا فی الطحطاوی او بقولہ زنأت فی الجبل بالہمز ... مشترک ... الفاحشۃ والصعود و

حالۃ الغضب تعین الفاحشۃ حد ہو صریح زنا کی نسبت سے یا اس قول سے کہ زنأت فی الجبل یعنی تو نے زنا کیا پہاڑ میں یا تو چڑھا پہاڑ میں اسلیے کہ زنأت معنی

مشترک ہو فاحشہ اور صعود کے معنی میں اسلیے کہ بعضے عرب حرف علت کو ہمزہ بولتے ہیں اور حالت غضب ور دشنام تعین کردیتی ہو معنی فاحشہ کو یہ قول ہو

شیخین کا فی الجبل کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر زنأت علی الجبل کہیگا تو اسپر حد نہوگی اسلیے کہ بقرینہ علی صعود کے معنی متعین ہو گئے ... وقال

لست لابیک فلا حد اولست بابن فلان لابیہ المعروف بہ ... او کان ان امہ ... لا انما القذف فی الصورتین ... المقذوف ... طالب

ثمنی یا حد قاذف ہو اس قول میں کہ تو اپنے باپ کا نہیں اور اگر اسقدر زیادہ کہا کہ تو اپنی ماں کا نہیں یعنی یوں کہا کہ تو نہ اپنے ان باپ کا نہیں تو اسپر حد

نہیں اسواسطے کہ جب قائل نے ولادت کی نفی کی تو زنا کی بھی کی کذا فی الحلبی یا حد ہو یوں کہنے سے کہ تو فلانے کا بیٹا نہیں اسکے باپ کا نام لیکر جس سے مخاطب

معروف النسب ہو اور حالانکہ ماں اسکی محصنہ ہو احصان اسکی ماں کا مشروط ہو اسواسطے کہ درحقیقت قذف اسکی ... دونوں صورتوں میں یعنی لست لابیک اور لست

بابن فلان ہیں قذف ... حقیقت اسکی ماں کو ہو اسواسطے کہ معتبر مقذوف کا احصان ہو نہ طالب کا کذا فی شرح الثمنی ... مقذوف اسکی ... طالب حد اسکا

ولد ہو جبکہ ماں اسکی مرگئی ہو اور اگر زندہ ہو تو طالب اسکی والدہ ہو گی نہ اُسکا ولد کذا فی حاشیۃ الحلبی فی غضب تعلیق بالصور الثلاث فی غضب تینوں صورتوں سے
متعلق ہے یعنی زنات فی الجبل اور لست لابیک اور لست بابن فلان کہنے سے غضب اور دشنام کی حالت میں قاذف پر حد ہے اور اگر حالت رضا میں اقوال ثلثہ میں سے کوئی
قول کہیگا تو حد نہیں اسلیے کہ قول اول میں زنا صعود کے معنی پر اور قولین اخیرین میں نفی ولدیت احاسن اخلاق کی عدم مشابہت پر محمول ہے لطالب
المقذوف المحصن لانہ حقہ ولو المقذوف غائبا عن مجلس القاذف حال القذف وان لم یسمعہ احد نہر قاذف حد مارا جاویگا مقذوف محصن کی
خواہش اور طلب سے اسواسطے کہ حد قذف واسطے دفع عار کے اُسیکا حق ہے اگرچہ مقذوف غائب ہو قاذف کی مجلس سے وقت قذف کے گو اُسکو عیب
لگاتے کسی نے نہ سنا ہو کذا فی النہر ہم درصورت عدم سماع کے طریق اثبات قذف کا قاذف کے اقرار پر منحصر ہے اسطرح کہ قاذف کہے کہ میں نے یوں کہا تھا بل وان امر
المقذوف بذلک شرح تکملہ بلکہ اگرچہ قاذف کو امر کیا ہو مقذوف نے اُسکا یعنی قذف کا کذا فی شرح التکملہ ہم باوجود امر مقذوف حد ساقط نہو گی اسواسطے
کہ یہ حق اللہ ہے تو عبد کی اباحت سے مباح نہیں ہوتا کذا فی الطحطاوی ونیزع الفرو والحشو فقط اظہارا للتخفیف باحتمال صدقہ بخلاف حد شرب زنا اور
حد مارنے کے وقت قاذف کے بدن سے فقط پوستین اور روئی وغیرہ کا بھرا ہوا کپڑا اُتارا جاوے واسطے ظاہر کرنے تخفیف حد قذف کے قاذف کے صادق ہونے
کے احتمال سے بخلاف حد زنا اور شرب خمر کے ہم حد قذف کا سبب چونکہ قطعی نہیں کہ شاید قاذف صادق ہو لہذا اُسکے سب کپڑے نہ اُتارے جاوینگے سوائے
پوستین اور روئی کے کپڑے کے تاخفیف حد ظاہر ہو بخلاف حد زنا اور شرب کے کہ سوائے پاجامہ کے سب کپڑے اُتار ڈالے جاوینگے لا بحد لست بابن فلان
یجدہ لصدقہ یوں کہنے سے کہ تو فلانے کا بیٹا نہیں یعنی اپنے دادا کا حد نہ ماریجاویگی بسبب صادق ہونے اس کلام کے اسواسطے کہ فی الحقیقت وہ اپنے
باپ کا بیٹا ہے نہ دادا کا ونسبتہ الیہ اوالی خالہ اوعمہ اوراہہ بتشدید الباء مربیہ ولو غیر زوج امہ زیلعی لانہم آباء مجازا اور حد نہیں اسکی دادا کی طرف اُسکے
نسبت کرنے سے یا اُسکے ماموں یا اُسکے مربی اور پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کرنے سے اگرچہ مربی اُسکی ماں کا زوج نہو کذا فی شرح الزیلعی اسواسطے
کہ دادا اور چچا وغیرہا آباء مجازی ہیں رابہ بتشدید باء موحدہ یعنی مربی ہے ولا بقولہ یا ابن ماء السماء وفیہ نظر ابن الکمال اور یہ یوں کہنے سے حد ہے کہ او بارش
آسمانی کے فرزند اسمیں اعتراض کیا ہے ابن کمال نے ہم اسواسطے حد نہیں کہ ابن ماء السماء سے جود اور صفا اور سماحت کی تشبیہ مراد ہوتی ہے چنانچہ عامر بن حارثہ
ملقب بماء السماء تھا اپنی سخاوت کے سبب سے ہے اسواسطے کہ وہ اپنے مال کو ایام قحط میں مثل قطرات باران کثرت سے دیتا تھا اور ام المنذر ملقب بماء السماء تھی اپنے
حسن اور جمال کے سبب سے اور اُسکے فرزند جو ملوک عراق تھے بنو ماء السماء کہلاتے تھے اور نعمان بن المنذر بھی ملقب بابن ماء السماء تھا کذا فی الطحطاوی الفتاح
الاصلاح میں ابن کمال نے کہا کہ حالت غضب میں جود اور جمال سے تشبیہ نہیں ہو سکتی اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم التزام کرتے ہیں اور اسکو نفی شجاعت اور سخاوت
کا سبب ٹھہراتے ہیں استعمالت میں کذا فی النہر فتح القدیر میں مذکور ہے کہ اگر وہاں کسی مرد کا نام ماء السماء مشہور ہو تو دشنام کے وقت البتہ اُسپر حد ہے ابن ماء السماء
کہتے ہیں اور جہاں نہیں تو نہیں حد لا بقولہ یا نبطی للعربی اور عربی کو نبطی کہنے سے حد نہیں ہم نبط ایک گروہ ہے آدمیوں کا عراق میں عجم کو نبطی کہتے ہیں اور شرح جامع صغیر میں
ہے کہ ابناط عجمی کشتکار ہیں اسواسطے حد نہیں کہ اس قول سے نفی مشابہت عرب اور مشابہت اس گروہ کی اخلاق اور عدم فصاحت میں مراد ہے بلا گمان قذف فی النہر
متی نسبہ لغیر قبیلتہ او نفاہ عنہا عزر نہر الفائق میں ہے کہ جب کوئی قائل نسبت کرے مخاطب کو اُسکے غیر قوم کی طرف یا اُسکے قوم سے اُسکی نفی کرے تو تعزیر دیا جاوے
ہم نہر الفائق میں یہ قول بطریق بحث ہے نہ بطریق روایت مذہب وفیہ یا فرخ الزنا یا بیض الزنا یا حمل الزنا یا نخل الزنا قذف اور نہر میں ہے کہ یوں کہنا کہ اے
زنا کے چوزے اور زنا کے انڈے اور زنا کے حمل اور زنا کے نخل قذف ہے اسواسطے کہ یہ الفاظ ولد الزنا کے واسطے بولے جاتے ہیں حمل بفتحتین بچہ گوسفند جب چار
مہینے کا ہو اور نخل بچہ گوسفند بعد پیدائش ہم نہر الفائق میں جوہرہ سے منقول ہے کہ یوں کہنا قذف ہے کہ تو ولد حلال نہیں بخلاف یا ابن الزنا او یا حرامزادہ
قنیتہ بخلاف اس قول کے اے زنا کے بیٹے یا اے حرامزادے، یہ قذف نہیں ہم طحطاوی نے کہا کہ ابن الزنا میں شاید یہ وجہ ہے کہ قذف میں مستعمل نہیں اور حرامزادہ شریر

[illegible] ... زانیہ ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... الزانیہ ... تیری ... [illegible]

[illegible] ... واقعت ... زنا کیا ... [illegible]

[illegible] ... کہ عورت اور قال فی الفرج کے دخل نہیں تو یہ مراد ہوگی کہ تو نے زنا کیا ... [illegible]

[illegible] ... اور یہ قول مذکور ... کیا تو حد نہیں اسواسطے کہ مرد کو ... ولا یطلب بقذف المیت

الا من یقدح فی نسبہ بقذفہ وہم الاصول والفروع وان علوا او سفلوا ولو کان الطالب محجوبا او محروما عن المیراث بقتل او رق او کفر

وللبنت ولو مع وجود الاقرب او عفوہ او تصدیقہ للحوق العار بسبب الجزئیۃ قید بالمیت لعدم مطالبتہم بقذف الغائب لاحتمال تصدیقہ اذا حضر اور قذف میت سے

طلب حد تو وہی شخص کرے جسکے نسب مین عیب لگتا ہے بسبب قذف میت کے اور وہ یعنی طالب حد میت کے اصول اور فروع ہین اگرچہ عالی یا سافل ہون

اگرچہ طالب حد محجوب یا محروم ہو میراث سے بسبب قتل یا مملوکیت یا کفر کے یا طالب میت کا نواسا ہو اگرچہ شخص اقرب بھی موجود ہو یا اُسکے عفو کرنے

یا اُسکے تصدیق کرنے کی طالب حد ہونے مین یعنی ہر اصل اور فرع کو حق طلب ہر طرح ہے اسواسطے کہ سب کو لحوق عار ہے بسبب جزئیت کے اور میت کی قید

کیا اسواسطے کہ اصول اور فروع کو مطالبہ نہین غائب کے قذف مین بسبب جائز ہونے تصدیق غائب کے جبکہ حاضر ہو [illegible]

نقل کیا کہ اصول ... اور ... مستثنی ہین ... قال یا ابن الزانیین وقد ماتت ابواہ فعلیہ حد واحد لتداخل ... [illegible]

ابوین لیس ... کہا ... زانیون ... اور جب کہ مقذوف کے والدین مر چکے ہین تو قاذف پر ایک ہی حد ہے بسبب تداخل کے

جسکا بیان آگے آویگا بعد اسکے معلوم کرنا چاہیئے کہ موت اُسکے والدین کی قید نہین تداخل کی بلکہ فائدہ اُسکا مطالبہ ہے یعنی اگر والدین میت ہونگے

تو ولد کو حق طلب حد ثابت ہوگا بخلاف اُنکی حیات کے کذا فی البحر ذکر فی آخر المبسوط ان مجنونۃ قالت لرجل یا ابن الزانیین فجاء بہا الی ابن ابی لیلے

فاعترفت فحدہا حدین فی المسجد فبلغ ابا حنیفۃ فقال اخطأ فی سبعۃ مواضع بنی الحکم علی اقرار المعتوہۃ ... وحدہا حدین ... وحدہا فی المسجد ... [illegible]

حضرۃ ولیہا مبسوط کے آخر مین مذکور ہے کہ دیوانی عورت نے ایک مرد سے کہا یا ابن الزانیین سو وہ مرد اُسکو قاضی ابن ابی لیلے کے پاس لاوے اُس نے

قبول کیا قذف کرنے کو تو قاضی نے اُسکو دو بار حد ماری مسجد مین تو یہ خبر پہنچی امام ابو حنیفہ کو تو کہا خطا کی قاضی نے سات جگہ اُسکے حکم کی بنا کی دیوانی عورت

کے اقرار پر یہ ۱ - اور اُسپر حد لازم کی ۲،۳ - اور اُسکو دو حدین مارین ۴ - اور دونون حدون کی ساتھ ہی اقامت کی ۵ - اور مسجد مین حد قائم کی ۶ اور

اُسکو کھڑا کرکے حد ماری ۷ - اور بلا حضور اُسکے ولی کے کما فی فتح القدیر اور بحر الرائق اور منح الغفار مین یون مروی ہے کہ قاضی ابن ابی لیلے نے ایک شخص کو

سنا کہ دوسرے مرد کو کہتا ہے یا ابن الزانیین تو اُسکو دو حدین مارین مسجد مین پھر جب امام ابو حنیفہ کو خبر ہوئی تو فرمایا عجب ہے ہمارے شہر کے قاضی سے

کہ خطا کی ایک مسئلہ مین پانچ جگہ خطا کی اول یہ کہ حد ماری بدون طلب مقذوف کے دوسرے یہ کہ اگر وہ طالب ہوتا تو ایک ہی حد واجب تھی تیسرے یہ کہ اگر

اُسکے نزدیک دو حدین تھیں تو دونون حدون مین ایک دن یا زیادہ کا انتظار کرنا تھا کہ ضرب اول کا اثر خفیف ہو جاتا چوتھے یہ کہ مسجد مین حد ماری پانچوین یہ کہ اُسکو

دریافت کرنا تھا کہ اُسکے والدین زندہ ہین یا نہین اگر زندہ ہوتے تو خصومت کا اُنکو اختیار رکھتا اور نہین تو فرزند کو خصومت کا حق تھا انتہی تو شاید یہ زیادت

اور نقصان بسبب اختلاف راویون کے ہے اور قاضی ابن ابی لیلی کی طرف سے یہ جواب ممکن ہے کہ وہ مجتہد تھے اُنکے اجتہاد مین یہی حق معلوم ہوا کذا فی الطحطاوی

وقال فی الدر ولم یعرف ان ابویہ حیان فتکون الخصومۃ لہما او میتان فتکون الخصومۃ للابن اور در مختار مین کہا اور معلوم نہوا کہ مقذوف مذکور کے والدین زندہ

سکتے سو حق خصومت انکو ہوتا یا مردہ سکتے کہ حق خصومت بیٹے کو ہوتا اجتمعت علیہ اجناس مختلفۃ بان قذف وشرب وسرق وزنا غیر محصن لقیام علیہ
الکل بخلاف المتحد جمع ہوئیں ایک شخص پر حدود کی چند جنسیں مختلف اسطرح پر کہ اُسنے قذف کیا اور شراب پی اور چوری کی اور غیر محصن سے زنا کیا تو اُسپر سب
حدود قائم کی جاوین اسواسطے کہ اغراض مختلف ہین کیونکہ مقصود حد زنا سے حفظ نسب ہے اور حد قذف سے حفظ آبرو ہے اور حد شرب سے حفاظت عقول
ہے تو اقامت حد واحد سے جمیع مقاصد مذکورہ نہین حاصل ہوتے بخلاف حدود متحد الجنس کے کہ وہان ایک حد کافی ہے بسبب اتحاد مقصود کے چنانچہ آخر باب مین مذکور
ہوگا ولا یوالی بینہا خیفۃ الہلاک بل یحبس حتی یبرأ اور حدود مختلفہ کے درمیان مین اتصال نہ کیا جاویگا یعنی لگاتار برابر انکی اقامت نہوگی ہلاک ہو جانے کے خوف
سے بلکہ وہ محبوس رہیگا صحیح سالم ہونے تک فیبدأ بحد القذف لحق العبد ثم ہو ای الامام مخیر ان شاء بدأ بحد الزنی وان شاء بالقطع لثبوتہما بالکتاب اور حدود
مختلفہ کی اقامت مین حد قذف سے ابتدا کیجاوے بسبب حق العبد کے اگرچہ اسمین حق اللہ غالب ہے پھر امام مختار ہے چاہے حد زنا کو شروع کرے چاہے
قطع ید کی حد کو بسبب ثابت ہونے دونون کے قرآن مجید سے یعنی دونون قوت مین برابر ہین کسی کی ترجیح نہین ویؤخر حد الشرب لثبوتہ باجتہاد الصحابۃ اور
موخر کرے حد شرب کو بسبب اُسکے ثابت ہونے کے صحابہ کرام کے اجتہاد سے ولو فقأ العینین بدأ بالقصاص ثم بالقذف ثم یرجم لو محصنا وفی غیرہ یجلد اور اگر کسی کو
زخمی بھی کیا تو امام ابتدا جراحت سے کرے پھر حد قذف مارے پھر سنگسار کرے اگر زانی محصن ہو اور اُسکے سوا اور حدود لغو ہو جاوینگے کذا فی البحر طحطاوی نے
ابو سعود سے نقل کیا کہ جراحت سے وہ جراحت مراد ہے جو قصاص کی موجب ہے وفی الحاوی القدسی ولو قتل ضرب للقذف ثم ضمن للسرقۃ ثم قتل وترک
ما بقی اور حاوی مین ہے کہ اگر قتل بھی کیا تو حد قذف ماریجاوے اور چوری کا ضمان ہو پھر قتل کیا جاوے اور باقی حدود متروک ہون ویؤخذ بالسرقۃ من
ترکتہ لعدم قطعہ نہر اور جسقدر اُسنے چوری کی وہ اُسکے متروکہ سے لیجاوے بسبب اُسکے عدم قطع کے کذا فی النہر یعنی ضمان ساقط ہوتا ہے قطع ید کی ضرورت سے
سو یہان پایا نہین گیا ولا یطالب ولد ای فرع وان سفل وعبد اباہ ای اصلہ وان علا وسیدہ لف ونشر مرتب بقذف امہ الحرۃ المسلمۃ
المحصنۃ اور مطالبہ حد کا نہ کرے بیٹا اپنے باپ سے اور غلام اپنے مالک سے اپنی مان کے قذف سے جو کہ حرہ مسلمہ محصنہ ہے ولد سے مراد فرع ہے اگرچہ سافل
ہو اور باپ سے مراد اصل ہے اگرچہ عالی ہو ھم غلام کی مان کا حرہ ہونا اسطرح پر کہ مان آزاد ہو گئی اور بیٹا اُسکا غلام بنا رہا اور چونکہ باپ اور مولی
سے بموجب حدیث کے قصاص ساقط ہے تو حد بطریق اولی ساقط ہوگی فلو کان لہا ابن من غیرہ او اب او نحوہ ملک الطلب فی النہر واذا
سقط عنہ الحد عزر بالشتم ولدہ لیعزر پھر اگر اُس عورت محصنہ کا بیٹا ہو اُس زوج کے غیر سے یعنی ربیب ہو بشرطیکہ اسکا مملوک نہو یا عورت کا باپ ہو یا
اُسکے مانند کوئی اور اصول اور فروع مین تو وہ طلب حد کا مالک ہوگا اور نہر الفائق مین ہے اور جب باپ سے حد قذف ساقط ہوئی تو تعزیر دیا جائیگا بلکہ بیٹے
کو گالی دینے سے تعزیر دیا جاویگا ولا ارث فیہ خلافا للشافعی اور قذف مین ارث نہین بخلاف امام شافعی یعنی اگر بعد قذف کے مقذوف مرگیا تو حد باطل ہے وارث
دعوی نہین کر سکتا اور اگر میت کو قذف کیا تو اصول اور فروع کو حق طلب ہے بالاصالۃ نہ بالخلافۃ چنانچہ مذکور ہو چکا ولا رجوع بعد اقرار ولا
اعتیاض ای اخذ عوض ولا صلح ولا عفو فیہ وعنہ اور رجوع کرنا نہین قذف مین بعد اقرار کے اور قذف سے عوض کرنا یعنی قذف کے عوض مال لینا جائز
نہین اور نہ صلح اور بخشنا جائز ہے یعنی حاکم کے روبرو جب قذف ثابت ہو جاوے تو مقذوف کی صلح کرنے یا بخشنے سے حد ساقط نہین فیہ متعلق ہے رجوع
سے اور عنہ اعتیاض سے نعم لو عفا المقذوف فلا حد لا لصحۃ العفو بل لترک الطلب حتی لو عاد وطلب حد شمنی ولذا لا یتم الحد الا بحضرتہ ہان اگر مقذوف عفو کردے تو
حد نہین نہ اس سبب سے کہ عفو صحیح ہے بلکہ اس سبب سے کہ اُسنے طلب حد کو ترک کیا اسواسطے کہ طلب شرط ہے حد کی یہانتک کہ بعد ترک کے اگر پھر عود کریگا اور
طلب حد کریگا تو حد مارا جاویگا کذا فی شرح الشمنی اور اسیواسطے یعنی بسبب ترک کے حد پوری نہوگی مگر بحضور حاضر ہونے مقذوف کے یعنی اگر حد قذف شروع ہوئی پھر
مقذوف کہین چلا گیا تو باقی کوڑے نہ ماریجاوینگے تاوقتیکہ مقذوف نہ آویگا قال لآخر یا زانی فقال لا بل انت حدا لتعلق حق العبد فیہ کہا کسی نے دوسرے سے کہ یا زانی سو اُسنے

[illegible]

[illegible] ... اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا ... [illegible]

[illegible] ... تو لعان ... [illegible]

لعان کا موجب ... [illegible] ... الایضاح ... [illegible]

استیفاء للاول ... قول مذکورین حد زوجہ اور سقوط لعان کا قاعدہ یہ ہو کہ جب دو حدین جمع ہونگی اور ایک حد کے مقدم کرنے مین دوسری حد کا ... پایا

تو اسکی تقدیم واجب ہوگی حد ... لگنے کی ... اسلئے ... کہ محدود فی القذف لعان

کا اہل نہین ... [illegible]

تو حدین ... [illegible]

لو قال لها یا زانیة بنت الزانیة ... [illegible] ... اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ

یا زانیة بنت الزانیة تو اول حد کی ابتدا کیجاویگی تا لعان ... زوج پر زوجہ کی ماں کی قذف کی ... حد ماریجاویگی تو لعان ساقط ہوجاویگا

اسواسطے کہ محدود فی القذف لعان کے ... بحر الرائق مین ... اگر زوجہ پہلے دعوی کریگی ... قاضی لعان کرادیگا ... زوجہ کی ماں ... قذف کی

طالب ہوگی تو مرد پر حد قذف ماریجاویگی ... [illegible] ... اور اسکی ماں کی طالب ...

قالت فی جوابہ زنیت بک ... [illegible] ... اگر زوج نے ... یا زانیہ ... اسکے جواب مین کہا کہ مین نے تجھسے زنا کیا یا تیرے ساتھ زنا

کیا تو حد اور لعان دونون باطل ... بسبب شک ... عورت کا قول ... قبل النکاح کے زنا کا ارادہ کیا تو حد واجب

ہوگی نہ لعان اسواسطے کہ زوجہ نے زوج کے قول ... تصدیق ... ارادہ کیا ہو زوج کے ساتھ

... تو لعان واجب ... کہ قذف مرد کی طرف سے ہوا نہ عورت کی طرف

تو بسبب احتمالین مذکورین کے شک پڑا حد یا لعان کے ثبوت مین لہذا دونون ساقط ہوگئے کذا فی ... [illegible]

غایة مصنف نے جواب کو ... اسواسطے کہ اگر زوجہ زوج کو یون جواب دیگی کہ تو زانی تر ہے ... تو ... زوج پر حد ماریجاویگی کذا فی الخانیہ

اسواسطے کہ صیغہ افعل کا ایسے مقام مین ... علم بالزنا ... علم بالزنا کی نسبت ... نہین

کذا فی ... [illegible] ... اور اگر ...

اجنبی عورت سے ... اجنبی عورت ... یا زانیہ ... تو عورت پر حد ... بسبب تصدیق کرنے عورت

کے یعنی عورت نے بھی مرد کو قذف کیا اور اُسکا حق تصدیق کرنے سے ساقط ہوگیا اقر بولدٍ ثم نفاہ یلاعن وان عکس حد للقذف والولد لہ فیہما لاقرارہ اقرار کیا زوج نے ولد کا پھر اسکی نفی کی تو لعان کرے زوجہ سے اور اگر اُسکے بالعکس کیا یعنی اول نفی کی پھر اقرار کیا تو مرد پر حد قذف ماریجاوے اور ولد دونوں صورتوں میں مرد کا ہوگا اسکے اقرار سے پہلی صورت میں اقرار سابق ہے اور دوسری صورت میں اقرار لاحق ہے اور لعان بدون قطع نسب صحیح ہے کذا فی النہر ولو قال لیس بابنی ولا بابنک فہدر لانہ انکر الولادۃ اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو یہ باطل ہے نہ اس قول سے حد متعلق ہے نہ لعان اسلیے کہ مرد ولادت کا منکر ہے اور انکار ولادت سے قاذف نہیں ہوتا قال لامرأۃ یا زانی حد اتفاقا لان الہاء تحذف للترخیم کہا مرد نے اجنبی عورت سے یا زانی تو اُسپر حد ہے باتفاق شیخین اور محمدؒ کے اسواسطے کہ کلام عرب میں ہاء ہوز محذوف ہوسکتی ہے بسبب ترخیم کے یعنی اصل میں یا زانیہ تھا سو ترخیم سے آخر کا حرف محذوف ہوگیا ترخیم عبارت ہے حذف آخر کلمہ سے ولرجل یا زانیۃ لا وقال محمد یحد لان الہاء تدخل للمبالغۃ کعلامۃ قلنا الاصل فی الکلام التذکیر اور اگر مرد سے کہا یا زانیہ تو شیخین کے نزدیک حد نہیں اور محمدؒ نے کہا کہ اسکا قائل حد مارا جاویگا اسواسطے کہ ہاء ہوز صیغہ مذکر میں مبالغہ کے واسطے داخل ہوتی ہے جیسے علامہ میں ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ اصل کلام میں مذکر لانا ہے لفظ کا اور تانیث غیر اصل ہے ولا حد بقذف من لہا ولد لا اب لہ معروف فی بلد القذف اور حد نہیں اُس عورت کے قذف سے جسکے ولد کا باپ معلوم نہیں اُس شہر میں جہاں قذف واقع ہوا نہ ہر شہر میں کذا فی البحر او من لاعنت بولدٍ لانہ امارۃ الزنے یا حد نہیں اُس عورت کی قذف سے جسنے لعان کیا باوجود ولد کے یعنی لعان باقی رہا اور قاضی نے ولد کا نسب زوج سے قطع کردیا اور ولد کو ماں کے ساتھ ملحق کردیا اسواسطے حد نہیں کہ وجود ولد بعد لعان علامت ہے زنا کی اور اگر بعد لعان کے قاضی قطع نسب نہ کریگا تو اسکے قاذف پر حد واجب ہوگی یا اگر لعان باطل ہوجاویگا زوج کے اقرار کذب سے تو بھی قاذف پر حد واجب ہوگی بسبب دور ہونے تہمت کے کذا فی النہر او بقذف رجل وطی فی غیر ملکہ بکل وجہ کامۃ ابنہ او بوجہ کامۃ مشترکۃ او فی ملکہ المحرم ابدا کامۃ ہی اختہ رضاعا فی الاصح لفوات العقد بلا حد نہیں اُس مرد کی قذف سے جسنے وطی کی اپنے غیر ملک میں ہر وجہ سے چنانچہ اپنے ولد کی لونڈی سے وطی کی یا ایک وجہ سے غیر ملک میں وطی کی چنانچہ مشترک لونڈی سے وطی کی یا اپنی اُس مملوکہ سے وطی کی جو ہمیشہ کو حرام تھی چنانچہ اپنی اس لونڈی سے وطی کی جو سولی کی رضاعی بہن تھی یہاں حد نہیں قول اصح میں بسبب فوت ہونے عقد کے ہم یہ علت ہے مسائل ثلثہ مذکورہ کی عدم حد کی او بقذف من زنت فی کفرہا لسقوط الاحصان یا حد نہیں اُس عورت کی قذف سے جسنے اپنے کفر کی حالت میں زنا کیا بسبب ساقط ہونے احصان کے او بقذف مکاتب مات عن وفاء لاختلاف الصحابۃ فی حریتہ فاورث شبہۃ یا حد نہیں اُس مکاتب کے قذف سے جو مرگیا بدل کتابت ادا کرکے حد نہیں بسبب مختلف ہونے صحابہ کرام کے اُسکی حریت اور عبدیت میں تو اس اختلاف نے شبہہ پیدا کیا سقوط حد میں ہم وفاء بدل کتابت کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر بدون وفاء مرجاویگا تو اُسکے قاذف پر بطریق اولی حد ہوگی اسواسطے کہ وہ بلاشبہہ غلام مرا کذا فی البحر وحد قاذف واطی عرسہ حائضا وامۃ مجوسیۃ ومکاتبۃ ومسلم نکح محرمتہ فی کفرہ لثبوت ملکہ فیہن وفی الذخیرۃ خلافہما اور حد مارا جاویگا قاذف اُس مرد کا جسنے اپنی زوجہ سے وطی کی حیض کی حالت میں اور مجوسی لونڈی اور مکاتبہ سے وطی کی اور اُس مسلم کا قاذف حد مارا جاویگا جسنے اپنی حالت کفر میں اپنی محرم سے نکاح کیا بسبب ثابت ہونے وطی کے اُسکے ملک میں یعنی پہلی اور پچھلی صورت میں ملک نکاح ثابت ہے اور باقی میں ملک یمین ہے اور پچھلی صورت میں خلاف ہے صاحبین کا اسواسطے کہ نکاح کافر کا اپنے محرم سے امام کے نزدیک صحیح ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہیں وحد مستامن قذف مسلما لانہ التزم ایفاء حقوق العباد بخلاف حد الزنا والسرقۃ لانہما من حقوق اللہ تعالی المحضۃ کحد الخمر واما الذمی فیحد فی الکل الا الخمر غایۃ اور حد مارا جاویگا کافر مستامن جسنے مسلم کا قذف کیا اسواسطے کہ اُس نے بسبب امان مسلمین کے ایفاء حقوق العباد کا التزام کیا ہے بخلاف حد زنا اور چوری کے کہ وہ مستامن پر نہیں اس لیے کہ زنا اور سرقہ کی حد حق تعالی کے حقوق خالصہ سے ہے مانند شراب کی حد کے اور ذمی کافر پر تو سب حدود ماریجاوینگے سواے شراب کی حد کے کذا فی غایۃ البیان لکن ذکرنا من النتف تصحیح حدہ بالسکر ایضا لیکن ہم باب الشرب میں سعدی سے ذکر کرچکے ہیں نتف المفتی سے ذمی کی تصحیح درست ہونے سے بھی نشہ پر حد۔ ستدرک کیا غایۃ البیان

کے معتقد ہو تو فی السراجیۃ اذ اعتقد وحرمتہ فیجوز کہ قسمین اور سراجیہ مین ہو کہ سبب اس امر کے حرمت خمر کے معتقد ہون تو مسلمین کے مانند ہین وجوب حد مین
مگر شاید کہ سراجیہ کے قول سے غایۃ البیان اور ینابیع الفتی سے تناقض کر رفع ہو یا ینابیع نہایۃ البیان کی روایت اس صورت پر محمول ہو جب ان سے حرمت کے معتقد
ہونے میں نیۃ الفتی کی روایت حقیقۃ حرمت پر محمول ہو تو تناقض نہ رہا واللہ اعلم اور سراجیہ سے مراد سراج الوہاج ہے کذا فی الفتح وفیہا صرح بالحد فی الذمی
فاسلم ان ثبت باقرارہ او بشہادۃ المسلمین حد وان ثبت بشہادۃ اہل الذمۃ لا وسراجیہ مین ہو کہ اگر ذمی نے شراب پی اور پھر مسلمان ہو گیا پس اگر یہ
اسکا مسلمان کی گواہی سے ثابت ہوا تو حد مارا جاویگا اور اگر اہل ذمہ کی گواہی سے ثابت ہوا تو حد نہیں اسواسطے کہ کافر کی گواہی مسلم پر مقبول نہیں فی قذف
القذف فان اقام اربعۃ علی زناہ ولو فی کفرہ لسقوط احصانہ حد او اقر بالزنا او بما امر اقرار کیا قاذف نے مقذوف کا سواگر چار گواہ قائم کیے مقذوف
کے زنا پر اگرچہ اثبات دیہ قاذف کی حالت کفر مین ہو بسبب ساقط ہونے احصان قاذف کے یعنی مقذوف کا احصان شرط ہی حد قذف مین تو قاذف کا جنبہ ہم
مذکور ہو گا یا زانی نے خود زنا کا اقرار چار بار چار مجلس مین کیا چنانچہ اسکا بیان گذر چکا الدرر او اقرارہ بالزنا فیکون ہشاداو اقام فیہ علی اقرارہ بالزنا قد حد
فی البحران البینۃ علی ذلک لا تعتبر اصلا ولا یعول علیہا لانہ ان کان منکرا فالتسمع مع الاقرار الا فی سبع مذکورۃ فی الاشباہ لیست ہذہ منہا فقد قیل المصنف لبعبارۃ
تنبیہ عبارت درر کی یون ہی یا اسکے اقرار بالزنا پر تو مطلب اسکا یہ ہوا یا قاذف نے گواہ قائم کیے زانی کے زنا کے اقرار پر اور بحر الرائق
مین تحریر کی ہو کہ اسپر گواہ اصلا معتبر نہین اور اسپر اعتماد نہین اسواسطے کہ اگر زانی منکر زنا ہو تو رجوع اسکا ثابت ہوا تو گواہی لغو ہو گئی اور اگر مقر
ہو تو گواہی لائق سماعت نہین باوجود اقرار کے مگر سات جگہ البتہ گواہی باوجود اقرار معتبر ہو جسکی تفصیل اشباہ مین مذکور ہو اُن سات مقامون سے
یہ مسئلہ نہین لہذا ماتن نے درر کی عبارت کو بدل ڈالا سو خبردار ہو جا یعنی یون کہا کہ اگر قاذف نے زنا پر گواہ قائم کیے یا زانی نے خود زنا کا اقرار کیا تو مقذوف
پر حد ہو ہم اشباہ والنظائر مین مذکور ہو کہ مقر پر گواہ مسموع نہین مگر سات جگہ ایک وصیت کے قرض پر وارث نے اقرار کیا تو گواہ مسموع ہونگے تا اور وارثون پر حکم متعدی ہو
۲ مدعا علیہ کے اقرار وصیت پر وصی کے گواہ مسموع ہین ۳ مدعا علیہ کے اقرار وکالت پر وکیل کے گواہ اثبات وکالت پر مسموع ہین دفع ضرر کے واسطے ۴ استحقاق
کی گواہی باوجود اقرار مستحق کے مسموع ہو تا بائع سے رجوع کرنا آسان ہو ۵ اگر باپ سے خصومت کیجاے صغیر کے جانب سے تو باوجود باپ کے اقرار کے گواہی مقبول ہو
۶ اگر وارث نے موصی لہ کیواسطے اقرار کیا تو بھی شہادت مسموع ہو ۷ ایک جانور کرایہ دیا زید کو پھر اسکو کرایہ دیا خالد کو سو زید نے گواہ گذرانے اپنے کرایہ پر تو اگر خالد حاضر
ہوگا اور مقر بھی ہو گا زید کے کرایہ کرنے پر تو بھی شہادت زید کی مسموع ہو گی اور اگر غائب ہوگا تو مسموع ہو گی کذا فی الطحطاوی حد المقذوف یعنی ان فرین لشہادۃ
بحد متقادم کما لا یخفی حد مارا جاویگا مقذوف جب کہ گواہی حد متقادم پر ہو گی چنانچہ یہ مخفی نہین ہم حد القذوف جزا ہو ان اقام کی یعنی اگر قاذف چار گواہ لاویگا
مقذوف کے زنا پر یا مقذوف خود اقرار کریگا تو مقذوف پر حد ماری جاویگی وان عجز عن البینۃ للحال واستاجل لاحضار شہودہ فی المصر یؤجل الی قیام المجلس فان
عجز حد اور اگر قاذف عاجز ہو گواہ انکے لانے سے فی الوقت اور حاکم سے مدت مانگی اپنے گواہون کے حاضر کرنیکی جو اسی شہر مین موجود ہین تو اسکو مہلت دیجاوے
قیام مجلس تک پھر اگر نہ لا سکے تو اسپر حد قذف ماری جاوے ولا یخلی لیذہب لطلبہم بل یحبس ویقال ابعث الیہم من یحضرہم او جاء ضامنی لیجا وے قاذف سے
تا کہ وہ گواہون کی تلاش کو جاوے بلکہ وہ محبوس یعنی نظر بند رہے اور اس سے کہا جاوے کہ گواہون کیطرف اس شخص کو بھیج جو انکو حاضر کرے ولو اقام اربعۃ فسقا لا نہ کما قال
درر یحد حسن القاذف والمقذوف والشہود ملتقط اور اگر قاذف نے چار گواہون فاسق سے لیکے قول کی گواہی دلائی تو قاذف اور مقذوف اور گواہون سے حد
ساقط ہو جاویگی کذا فی الملتقط ہم قاذف اور شہود پر اسواسطے حد نہی کہ نصاب شہادت پوری ہو اگرچہ گواہ عادل نہین اور مقذوف پر اسواسطے حد نہین کہ
وجوب حد شہود عدول پر موقوف ہو یکتفی بحد واحد لجنایات اتحد جنسہا بخلاف ما اختلف جنسہا کما بیناہ وعم اطلاقہ ما اذا اتحد المقذوف ام تعدد وتشبہ او
کلمات فی یوم او ایام حتی لو کذلک لم یحد الا حدا للقذف ان سوطا ثم قذف آخر فی المجلس فانہ یتم الاول ولا شی للثانی للتداخل ایک حد کافی ہو ان جنایات

کے واسطے جنکی جنس متحد ہی بخلاف اُن جنایات کے جنکی جنس مختلف ہو چنانچہ ہم بیان کر چکے ہین اسی باب مین حکم جنایات مختلفہ کا اور شامل ہی اطلاق مصنف کا جبکہ مقذوف متحد ہو یا متعدد قذف اُنکا ایک لفظ سے ہو یا چند الفاظ سے ایکدن مین قذف کیا ہو یا چند ایام مین طلب حد جمیع مقذوفین نے کی ہو یا بعض نے اور شامل ہو اطلاق اس صورت کو جبکہ قاذف کو حد ماری گئی ہو سوا ایک کوڑے کے پھر اُسنے دوسری بار اُسی مجلس مین دوبارہ قذف کیا تو حد اول پوری کیجاویگی یعنی فقط ایک باقی کوڑا مارا جاویگا اور قذف ثانی کیواسطے کچھ نہین بسبب تداخل کے ہم اکتفا حد واحد اُسوقت ہی جبکہ بعد تکرار جنایات کے حد واقع ہوئی اور اگر جنایات اولی کی حد کے بعد دوسری بار جنایت کریگا تو دوسری بار حد ماریجاویگی خواہ قذف ہو خواہ شرب کذا فی الفتح واذا قذف فعتق فقذف آخر حد حد العبد فان اخذہ الثانی کمل لہ ثمانون لوقوع الاربعین لہما فتح اور جبکہ غلام قذف کریگا پھر آزاد ہو جاویگا پھر دوسرے شخص کو قذف کریگا تو اُسپر غلام کی حد ماریجاویگی یعنی چالیس کوڑے پھر اگر مقذوف ثانی اُسکو گرفتار کریگا یعنی طالب حد ہوگا تو اول حد کو ملا کر اسی کوڑے پورے کردیے جاوینگے بسبب واقع ہونے پہلے چالیس کوڑونکے دونون حدون کے واسطے کذا فی الفتح یعنی حد چالیس کوڑے دونون قذفون کی [illegible] باقی چالیس مقذوف ثانی کی طلب کے بعد ماریجاوینگے وفی سرقۃ الزیلعی قذفہ فحد ثم قذفہ لم یحد ثانیا لان المقصود وہو اظہار کذبہ ودفع العار [illegible] بالاول انتہی اور شرح زیلعی کے باب السرقہ مین ہی کہ قذف کیا زید کو مثلاً سو اُسپر حد ماری گئی پھر بعد حد کے دوبارہ اُسکو قذف کیا تو دوسری بار اُسکو حد نہ ماریجاویگی اسواسطے کہ حد قذف کا مقصود یعنی اظہار کذب قاذف اور دفع عار مقذوف سے حاصل ہو چکا پہلی حد سے تو حد ثانی کی حاجت نہی انتہی کلام ہم زیلعی کے مخالف فتح القدیر کا قول ہی چنانچہ مذکور ہو چکا اور ضعف توجیہ زیلعی کا مخفی نہین اسواسطے کہ اول حد سے زمان ماضی کا کذب ظاہر ہوا نہ زمان مستقبل کا وعلی ہذا القیاس دفع عار [illegible] بھی [illegible] حد ہو ما تنہ زیلعی کے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی ومفادہ انہ لو قال لہ یا ابن الزانیۃ وامہ میتۃ فی صحۃ حد ثانیا کما لا یخفی اور زیلعی کی تعلیل سے یہ مستفاد ہوتا ہی کہ اگر قاذف نے مقذوف کو کہا یا ابن الزانیۃ یعنی اول مقذوف کو زانی کہا پھر اُسکی ماں کو اور حالانکہ اُسکی ماں میت ہی پھر مقذوف نے قاذف سے خصومت کی تو اُسکو دوبارہ حد ماریجاویگی چنانچہ اُسکی پوشیدہ نہین یعنی مقذوف نے اول اپنی قذف کی طلب کی سو قاذف مارا گیا پھر اُسنے اپنی ماں کی قذف کا دعوی کیا تو دوبارہ اُسکو حد ماریجاویگی اسواسطے کہ حد اول سے مقذوف سے عار دفع ہوئی اور حد ثانی سے اُسکی ماں کی طرف سے لیکن اگر قاذف نے دونون کو ایک لفظ سے قذف کیا یا دونون کی قذف کے بعد مطالبہ ہوا تو ایک ہی حد کافی ہوگی بسبب تداخل کے وافاد تقییدہ بالحد ان التعزیر یتعدد ویتعدد الفاظہ لانہ حق العبد اور مصنف نے حد کی قید لگانے سے اشارہ کیا کہ تعزیر متعدد ہوتی ہی اپنے الفاظ کے متعدد ہونے سے اسواسطے کہ تعزیر حق العبد ہی ط طحاوی نے کہا شارح نے تعدد تعزیر کو بطور جزم ذکر کیا لیکن مصنف نے کہا ہی کہ مین نے اسکو مصرح نہین دیکھا مگر فقہا کے کلام سے یوجہا جاتا ہی فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا عاین القاضی رجلا زنی او شرب لم یحد استحسانا وعن محمد یحد قیاسا علی حد القذف والقود قلنا الاستیفاء للقاضی وہو مندوب للدرء بالخیر فلحقہ التہمۃ حواشی السعدیۃ دیکھا قاضی نے ایک مرد کو زنا کرتے یا شراب پیتے تو اُسپر حد نہ مارے بنا بر استحسان کے اور محمد سے مروی ہی کہ حد مارے حد قذف اور قصاص کے قیاس پر ہم جواب دیتے ہین امام کی طرف سے وجہ استحسان بیان کرکے کہ استیفاء حد ضرب کا حق قاضی کے واسطے ہی اور حالانکہ قاضی کو دفع حد مستحب ہی کیونکہ حسب ارشاد حدیث کے کہ ادرؤا الحدود ما استطعتم تو اُسکو تہمت لاحق ہوئی کذا فی حواشی السعدیہ یعنی جب قاضی نے حد کو نہ ٹالا تو وہ متہم بعداوت و کینہ محدود ہوا بخلاف حد قذف کے کہ اُسکا حق استیفا مقذوف کو ہی نہ قاضی کو اور قصاص مین حق استیفا ولی مقتول کیواسطے ہی نہ قاضی کیواسطے تو قیاس مع الفارق ہوا واللہ اعلم

باب التعزیر

یہ باب ہی تعزیر کے احکام مین ہم چونکہ تعزیر حدود کی نصوص قطعیہ سے ثابت تھی لہذا مصنف نے اُنکو مقدم ذکر کیا اور تعزیر کمتر تھی حدود سے مقدار اور دلیل مین تو اسکو حدود کے بعد لایا اور تعزیر مشروع ہی کتاب اللہ اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے قال اللہ تعالی (واضربوہن فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا) اس آیت مین حق تعالی نے زوجات کے مارنے کو فرمایا واسطے تادیب اُنکے اور کافی مین حدیث مرفوع منقول ہی کہ اپنے عصا کو اپنے اہل سے نہ اٹھالے اور مروی ہی

آگے بھی حد ضرب کی تنقیص کما تعزیر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسکی تعزیر ثابت ہے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ جو شخص ضرب التی پر بیٹے چاہئے کہ منہ پر نہ مارے
اور جو عیال کو تعزیر دے اور قوسی تعزیر احادیث سے ثابت ہے اصل میں حدیث ہے کہ سب سے بڑے گناہ بے جا ہیں اور بروایت صحیح ثابت ہے کہ
ماں باپ کے حق میں سے ہے کہ ترک صلوٰۃ کریں اور اپنا کام کرنا ان کا اور فرمایا اور جیسے تعزیر ہے اور قید میں ہے کہ انکا شتبہ سے تعزیر اور جس کو قید کی
ہو کہ بعد سچ اور افعال کی نوبت حد ہے کذا فی فتح القدیر اور لغت میں تعزیر بمعنی تادیب ہے مطلقاً اور تعزیر شرعی میں مارنا تادیب ہے مطلقاً خواہ ضرب سے ہو
خواہ غیر ضرب سے خواہ ضرب حد سے کمتر ہو یا زیادہ اور اصل تعزیر کی غیر حد یعنی حد سے کم ہے کذا فی الفتح اور قول القاموس متعلق ضرب دون الحد غلط ہے اور قاموس کا
یہ قول کہ اطلاق تعزیر کا ضرب کمتر از حد پر غلط ہے کذا فی النہر اور نہر الفائق میں یہ تغلیط ابن حجر کی طرف منسوب ہے اسواسطے اسکو غلط کہا کہ وضع شرعی ہے جو صاحب
قاموس نے ذکر کی تو اہل لغت کی طرف جو جاہل تھے اصطلاح شرع سے کیونکر منسوب ہو گی اور حموی نے جواب دیا کہ صاحب قاموس نے الفاظ اور معانی لغویہ کا التزام نہیں
کیا بلکہ اسکی عادت ہے کہ منقولات شرعیہ اور اصطلاحیہ کو اور اصطلاح الفاظ فارسیہ کو بھی تکثیر فوائد کے واسطے ذکر کرتا ہے اور کچھ اسکا اشارہ دیباچہ قاموس میں
موجود ہے کذا فی الطحطاوی من ابی السعود شرعاً تادیب دون الحد اکثرہ تسعۃ وثلثون سوطاً و اقلہ ثلثۃ لو بالضرب اور اصطلاح شرع میں تعزیر تادیب حد سے
تادیب کمتر از حد ہے اکثر مقدار تعزیر کی انتالیس کوڑے ہیں اور کمتر تین کوڑے اگر بواسطے ضرب کے تعزیر ہو یعنی ضرب کی تعزیر کا یہ بیان ہے مطلق تعزیر کا یہ
قول ہے قدوری کا اور صحیح یہ ہے کہ اقل تعزیر کی کچھ حد نہیں امام کی رائے پر مفوض ہے یہانتک کہ اگر وہ جانے کہ ایک کوڑا مارنے سے انزجار حاصل ہوگا تو اتنا ہی کافی ہے
کذا فی النہر و تعلیل امام اعظم اور محمد کے نزدیک اکثر تعزیر انتالیس کوڑے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک پچھتر کوڑے ہیں امام نے عبد کی حد یعنی چالیس سے ایک کم کر دیا اور
ابو یوسف نے حر کی حد یعنی اسی سے پانچ کوڑے کم کر دیئے اور اصل اس میں حدیث ہے جسکو بیہقی اور محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں روایت کیا ہے من بلغ حداً فی غیر حد
فہو من المعتدین یعنی جو حد تک پہونچے غیر حد میں وہ ظالمون میں سے ہے اگرچہ عند التحقیق یہ حدیث مرسل ہے لیکن مرسل امام کے نزدیک اور اکثر اہل علم کے نزدیک حجت ہے اور عمل
کے لائق ہے اور جب ثابت ہوا کہ تعزیر حد سے کمتر چاہیے تو امام اور محمد نے بنظر احتیاط عبد کی حد سے جو اقل حد ہے تعزیر کو کم قرار دیا اسواسطے کہ لفظ حد کا حدیث مذکور میں نکرہ ہے
اور ابو یوسف نے حد احرار سے کم کیا اسواسطے کہ حریت اصل ہے اور یہ جو صحیحین وغیرہ میں حدیث مرفوع ہے کہ غیر حد میں دس کوڑے سے زیادہ مارنا نہ چاہیے تو اسکا جواب علمائے حنفیہ نے یون دیا ہے
کہ یہ حدیث منسوخ ہے صحابہ کرام کے عمل کرنے سے کہ خلاف اسکے بلا انکار یعنی اگر یہ حدیث منسوخ نہ ہوتی تو صحابہ کرام اسکی مخالفت نہ کرتے اسواسطے کہ وہ اعلم الناس تھے احکام شرعیہ میں
کذا فی فتح القدیر وجعلہ فی الدرر علی اربع مراتب اور درر و غرر میں تعزیر کو چار مراتب پر ٹھہرایا ہے جسم مراتب کو دو لون میں تعزیر اشراف الاشراف کی یعنی علما زمین اور سادات علویہ کی اعلام
سے ہے اس طرح کہ قاضی انسے کہے کہ ہمکو خبر معلوم ہوئی ہے کہ تم ایسا ایسا کرتے ہو سو اب ایسا نہ کرنا اور تعزیر اشراف کی یعنی امرا اور دہاقین کی اعلام اور دار القضا تک کھینچ لانے سے
ہے اور دہقان سے مراد زمیندار ہے یعنی ملک کا زمین کا اسواسطے کہ دہقان معرب ہے دہگان کا یعنی صاحب دہ اور تعزیر اوساط الناس یعنی اہل بازار کی کھینچ لانے اور قید کرنے سے ہے
اور تعزیر خسیس یعنی کمینون کی کھینچنے اور قید کرنے اور مارنے سے ہے کذا فی الفتح والنہر والطحطاوی کلامہ مبنی علی عدم تفویضہ للحاکم مع انما لیست علی ما ذکر من ان من اشرف
او شرف لو ضرب غیرہ فادماہ لا یکفی تعزیرہ بالاعلام ماری انما بالضرب صواب نہر اور یہ سب یعنی یہ جو مصنف اور صاحب درر نے ذکر کیا مبنی ہے عدم تفویض تعزیر پر بیٹے
حاکم کے باوجود اسکے کہ مراتب اربعہ مذکورہ اپنے اطلاق پر نہیں ہیں اسواسطے کہ جو شخص کہ اشرف الاشراف سے ہے اگر غیر شخص کو مارے کہ اسکے خون نکلے تو اسکی تعزیر فقط اعلام
اور احضار سے کافی نہیں اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت میں اسکی تعزیر ضرب سے صواب ہے کذا فی النہر اور حموی نے کہا کہ صاحب نہر نے تعزیر اشرف الاشراف میں فرق
کی بلکہ اسصورت مذکورہ میں اعلام اور چشم نمائی تعزیر ہے اسواسطے کہ اشرف الاشراف کی تعزیر کا مسئلہ مطلق نہیں بلکہ مقید ہے چنانچہ مذکور ہے کہ اعلام اسکے ساتھ
نیز نظر سے یکن اترش رو ہو کر لازم ہے یعنی بمقدار حیثیت تعزیر کذا فی الطحطاوی ولا یفرق الضرب فیہ دلیل یفرق وفق ان بلغ اقصاہ یفرق والا و شعث
اور تعزیر میں ضرب متفرق نہ کیجائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ متفرق کیجاوے بدن پر اور دونون قولون میں توفیق یون دی گئی ہے کہ اگر تعزیر اپنے نہایت مرتبہ کو پہونچ جاوے

یعنی اُنتالیس کوڑے کو تو بدن پر علحدہ علحدہ مارنا چاہیے تا خوف ہلاکی کا نہ ہے اور اگر تعزیر اس سے کمتر ہو تو متفرق نہ کیجائے کذا فی شرح الوہبانیہ م فتاوی قاضیخان مین ہو کہ عضو
مارنا چاہیے اعضا پر سوائے مُنھ اور سر اور شرمگاہ کے اور ابو یوسف نے کہا کہ پیٹ اور پیٹھ کو بھی بچانا چاہیے کذا فی المنح ویکون به وبالحبس وبالصفع علی العنق وفرک الاذن
وبالکلام العنیف وبنظر القاضی له بوجه عبوس وبشتم غیر القذف مجتبی اور تعزیر ہوتی ہو ضرب سے اور حبس کرنے سے اور گردن پر دھپا مارنے سے پشت کی جانب سے
اور کان مروڑنے سے اور سخت کلام کرنے سے اور قاضی کے دیکھنے سے ترش رو ہو کر اُسکو اور گالی دینے سے بشرطیکہ گالی قذف کی نہو کذا فی المجتبی وفیه عن السرخسی لا یباح بالصفع لانه
من اعلی ما یکون من الاستخفاف فیصان عنه اہل القبلة اور مجتبی مین سرخسی سے منقول ہو کہ مباح نہین تعزیر دینا گردن پر دھپا مارکر اسواسطے کہ یہ استخفاف اور ذلت
کا اعلی مرتبہ ہو تو اہل قبلہ یعنی اہل اسلام کو اس سے بچانا چاہیے لا باخذ مال علی المذہب بحر وفیه عن البزازیة وقیل یجوز ومعناه ان یمسکه مدة لینزجر ثم یعیده له فان ایس
من توبته صرفه الی ما یری وفی المجتبی انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ جائز نہین تعزیر مال لینے سے بنا بر صحیح مذہب کے یعنی جرمانہ لینا جائز نہین کذا
فی البحر الرائق اور اسمین بزازیہ سے یون منقول ہو اور قول ضعیف مین جائز ہو اور مطلب اسکا یہ ہو کہ اُسکے مال کو چند مدت روک رکھے تا مجرم اپنے گناہ سے
نادم ہو اور ڈر جاوے دوبارہ کرنے سے پھر وہ مال اُسی کو حوالہ کرے پھر اگر ناامید ہی ہو مجرم کے توبہ کرنے سے تو حاکم اس مال کو جہان مناسب دیکھے صرف کرے اور
مجتبی مین ہو مال سے جرمانہ لینا ابتدائے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہو گیا یعنی تا ظالم حاکم لوگون کے ناحق مال لینے کا اسکو وسیلہ نہ ٹھہراوین کذا فی الطحطاوی عن
ابی سعود اور بزازیہ مین ہو کہ مال کا لینا جسکے نزدیک جائز ہو تو پھیر دینے کی نیت سے ہو بعد از جار کے اور یہ نہین کہ حاکم اسکو خود لے لیوے جیسے کہ ظالم حاکم غلط سمجھے ہین ہمارے
کسی مسلم کو دوسرے مسلم کا مال لینا ناحق جائز نہین کذا فی المنح والتعزیر لیس فیه تقدیر بل ہو مفوض الی رای القاضی وعلیه مشائخنا زیلعی لان المقصود
منه الزجر واحوال الناس فیه مختلفة بحر اور تعزیر مین کوئی چیز متعین نہین بلکہ وہ قاضی کی تجویز پر مفوض ہو اور اسی پر ہمارے مشائخ ہین اور یہی قول زیلعی کا مختار
ہو اسواسطے کہ مقصود تعزیر سے زجر اور توبیخ ہو اور آدمیون کے احوال اسمین مختلف ہین کذا فی البحر یعنی بعضا شخص فقط اعلام اور تیز نظر سے ڈر جاتا ہو اور بعضے
کو بیس کوڑے کی کچھ پروا نہین ہوتی تو جیسا قاضی مناسب دیکھے ویسا کرے ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلا مع امرأة لا تحل له ولو اکرہها فلها دفعه
درر وہذا الاعلام وہبانیہ اور گاہے تعزیر قتل کر ڈالنے سے ہوتی ہو چنانچہ ایک شخص نے کسی مرد کو اُس عورت کے ساتھ پایا جو اسکو حلال نہین یعنے زنا کرتے پایا بمجرد
خلوت مراد نہین یہ قید فقہا کے کلام سے مفہوم ہو کذا فی الطحطاوی اور اگر مرد نے عورت پر جبر کیا تو دیکھنے والے کو قتل اُسکا جائز ہو اور خون اُسکا
باطل ہو اور یہی حکم ہو مرد پر جبر کرنے کا کذا فی الوہبانیہ طحطاوی نے کہا کہ ظاہر اجبر مین قتل بدون شرط آیندہ جائز ہو اور نہین تو اس کلام کا کچھ فائدہ نہین
نزدیک اتحاد حکم کے یا شارح کی عبارت مین واو عاطفہ زائد ہو ہر صورت یہ امر تحریر کے لائق ہو ان کان یعلم انه لا ینزجر بالصیاح وضرب بما دون
السلاح والا لا ان علم انه ینزجر بما ذکر لا یکون بالقتل قتل کرنا مرد مذکور کا اس شرط سے ہو کہ دیکھنے والا جانتا ہو کہ وہ مرد باز نہ آویگا شور کرنے اور مارنے سے سوائے
ہتھیار کے اور اگر جانے کہ وہ باز رہیگا للکارنے اور مارنے سے تو اسکی تعزیر قتل کرنے سے نہین وان کانت المرأة مطاوعة قتلهما کذا عزاہ الزیلعی للہندوانی اور اگر
عورت راضی ہو مرد مذکور سے تو عورت مرد دونون کو قتل کرے چنانچہ زیلعی نے اس قول کو ہندوانی کی طرف سے منسوب کیا ہو ثم قال وفی منیة المفتی لو کان
مع امرأته وہو یزنی بہا او مع محرمه وہما مطاوعان قتلہما جمیعا انتہی واقرہ فی الدرر پھر زیلعی نے کہا اور منیة المفتی مین ہو کہ اگر دیکھنے والے کی زوجہ کے
ساتھ اجنبی مرد ہو اور زنا کرتا ہو یا اسکی محرم عورت کے ساتھ زنا کرتا ہو اور وہ دونون راضی ہون تو دونون کو قتل کرے یعنی مرد اور زوجہ کو یا مرد اور محرم کو سبکو
انتہی کلام الزیلعی اور اسی قول کو ثابت رکھا ہو درر مین قال فی البحر ومفاده الفرق بین الاجنبیة والزوجة والمحرم مع الاجنبیة لا یحل القتل الا بالشرط المذکور
من عدم الانزجار المزبور وفی غیرہا یحل مطلقا انتہی اور بحر الرائق مین کہا ہو کہ ہندوانی اور منیة المفتی کے قول سے مستفاد ہوا فرق درمیان اجنبی عورت
کے اور زوجہ اور محرم کے سوا اجنبی عورت کے ساتھ مرد کے ہونے سے قتل حلال نہین بدون شرط مذکور کے یعنی عدم انزجار مزبور کے اور اُسکے غیر مین یعنے

زوجہ اور محرم میں قتل حلال ہو مطلقاً شرط مذکور ہو یا نہ ہو اور شرح وہبانیہ وغیرہ میں التسویۃ بین الاجنبیۃ وغیرہا مطلقاً ہے لیکن شمول

سواۃ عنہ ای القنیۃ مطلق قتل علی التسییر فلا معنی لما یظن عدم جواز ذلک بالنسبۃ الی الشرط المذکور مطلقاً و ایضاً بالشرط احصان ام لا مخصوص من الاحصان من

بالعورت اور محرم کے فرق کرنا کیا ہے نہر الفائق میں لیکن قول بنا ہے اوپر غیر ہونے زانی کے اجنبی عورت اور زوجہ اور محرم میں شرط مذکور ہونا ہے

ذیق اور اس میں بھی ہے لفظ مراد کو کہ ولا عینا الی کے قول میں لیکن ہے اور مبنی اختی کی عبارت مطلق ہے زوجہ اور محرم میں لو اسکو قیاس غرض کرنا چاہیے

بلکہ شرط عدم انزجار بھی ہونا چاہیے کہ فتنہ کا دفع ہو جائے اور اسی واسطے وہبانیہ میں شرط مذکور کا جزم کیا ہے مطلقاً اجنبیہ میں بھی اور زوجہ اور

محرم میں بھی اور یہی قول یعنی عدم فرق حق ہے با شرط احصان یعنی مرد اور عورت کے قتل میں احصان شرط نہیں ہے واسطے کہ یہ قتل حد زنا نہیں ہے جو احصان شرط ہو بلکہ

سے باز رکھنا ہے اور مبنی ہے من المنکرین قبل ہو اس سے کہ اس کو نکیر کرنا خوب ہے اس واسطے کہ جب مرد خلاف شرع کا ارتکاب کرتا ہے تو محصن ہو یا غیر محصن احصان کا شرط کرنا

بے معنی ہے اور اسی واسطے بزازی نے اسکو مطلق کہا ہے بزازیہ کی کتاب الحدود میں مسطور ہے کہ اپنی زوجہ کے ساتھ ایک مرد کو دیکھا اور زوجہ نے اکراہ کیا اور اس سے اعتبار کیا اور

سے تو قتل اسکا حلال نہیں اور اگر جانے بدون قتل کے تو اسکا قتل کرنا حلال ہے اور اگر زوجہ اسکی اس مرد سے راضی ہو تو اسکا قتل بھی حلال ہے اور یہ نص ہے تعزیر اور اسپر کہ قتل

کو غیر محتسب بھی کرتا ہے انتہی کذا فی النہر الفائق اصل ان کل شخص رای مسلما یزنی یحل لہ قتلہ وانما یمتنع خوفا من ان لا یصدق انہ زنی اور مجتبیٰ میں ہے کہ اصل یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلم

کو زنا کرتے دیکھے اسکا قتل کرنا اسکو حلال ہے اور قتل کرنے سے جو باز رہتا ہے تو اس خوف سے کہ اسکو سچا نجانیں کے مقتول کے زنا کرنے میں ہم اس قول سے معلوم ہوا کہ اسکا قتل اور

عدم قتل دونوں اختیار ہے پھر اگر اسکو قتل کریگا اور بسبب عدم تصدیق کے قاتل مارا جاویگا تو شہید ہوگا وعلی ہذا القیاس المکابر بالظلم وقطاع الطریق وصاحب

المکس وجمیع الظلمۃ بادنی شی لہ قیمۃ وجمیع الکبائر والاعونۃ والسعاۃ یباح قتل الکل ویثاب قاتلہم انتہی اور اسی قیاس پر جو شخص علانیہ ظلم سے چیز کو چھین لے

اور راہزن اور صاحب ظلم اور سب ظالم جو کمتر قیمت والے چیز کو بھی ظلم سے چھین لیں اور جو ظالم کہ مرتکب کسی کبیرہ کا ہو جملہ کبائر کے اور ظالمون کے مددگار اور چغل خور

جو حاکم کو فساد پر دلاتے ہیں تو ان سب کا قتل کرنا بنا بر تعزیر کے جائز ہے اور انکا قاتل ثواب پاویگا انتہی کلام المجتبیٰ ہم قتل ان شخصوں کا بھی ظاہر اشتراط بشرط عدم انزجار

مذکور ہے چنانچہ لفظ علی ہذا القیاس کا اسپر دلالت کرتا ہے اور مکابر سے مراد وہ شخص ہے جو غیر کی چیز علانیہ چھین لے اگرچہ شہر میں یہ ظلم کرے اور ساعی سے مفسد مراد ہے

فتاوی عالمگیری میں تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ علی بن احمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص کا دعوی تھا دوسرے مرد پر سو اسنے اسکو بنا بر ظلم اسکی برادری کے لوگون کو حاکم

کے یہان ناحق گرفتار کرایا تو اسنے انکو قید کیا اور انکا مال چھین لیا ناحق تو اگر مظلوم لوگ اسکے ظلم کو قاضی کے روبرو ثابت کرین تو اس مفسد پر تعزیر ہے یا نہیں جواب دیا کہ

ہان اسپر تعزیر ہے کذا فی الطحطاوی اپنی الناصحی بوجوب قتل کل موذ اور فتوی دیا ہے امام ناصحی نے ہر موذی کے قتل کے واجب ہونے پر ہم امام ناصحی سے سوال ہوا کہ جو شہر

مین فساد ڈالے اور لوگون مین فساد پھیلاوے حاکم کے پاس لیجاکر اسپر کیا واجب ہے تو حکم دیا کہ اسکا قتل واجب ہے واسطے دفع فساد کے کذا فی الطحطاوی نے کہا کہ شاید یہ وجوب

قتل امام اور اسکے نائبون پر بشرط عدم انزجار مذکور ہے اور انکے سوا اور لوگون کو مباح ہے وفی شرح الوہبانیۃ ویکون بالنفی عن البلد وبالہجوم علی بیت المفسدین بالاخراج

من الدار وبہدمہا وکسر دنان الخمر وان القوہا ملحا قیل احراق بیتہ اور شرح وہبانیہ میں ہے اور تعزیر ہوتی ہے مفسد اور موذی کو شہر مین سے نکال دینے سے اور مفسدین

کے گھر پر ہجوم کرنے سے اور گھر مین سے نکال دینے سے اور اسکا گھر گرا دینے سے اور شراب کے مٹکون کے توڑ ڈالنے سے اگرچہ شراب مین انھون نے نمک ڈال دیا ہو

اور مفسد کا گھر جلا دینا منقول نہیں ہم حمدی نے برجندی سے نقل کیا ہے کہ کلوار یعنی شراب بنانے والے کا گھر جلا دینا اور اہل بدعت کو بطریق سیاست قتل کرنا امام کے

حق مین جائز ہے ولقیمۃ کل مسلم حال مباشرۃ المعصیۃ قنیۃ واما بعدہا فلیس ذلک لغیر الحاکم والزوج والمولیٰ کما مجتبیٰ اور تعزیر کو قائم کرے ہر مسلمان معصیت

کرنے کے وقت مین کذا فی القنیۃ اور گناہ واقع ہو چکنے کے بعد سوا حاکم اور زوج اور مولیٰ کے یہ جائز نہیں چنانچہ آگے مذکور ہوگا ہم اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنے

کے وقت تعزیر بالضرب کا ہر مسلمان مالک ہے اگرچہ محتسب نہو کذا فی الملتقی اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ہاتھ سے خلاف مشروع کا ازالہ نہی عن المنکر مین داخل ہے اور شارع نے اسکا حکیا

مہر سلم کر دیا ہو اسواسطے کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابوسعید خدری سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم مین سے منکر خلاف شرع کے دیکھے تو چاہیے
کہ ہاتھ سے اسکو بگاڑ دے اور اگر اسکو طاقت نہو تو اپنی زبان سے اور اگر اسکی بھی نہ ہو تو دل سے اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہو انتہی بخلاف حدود کے کہ اُسکی ولایت نہین
مگر حاکم کو منح الغفار مین کہا کہ بعد فراغت گناہ کے مہر سلم کو تعرض کرنا نہی عن المنکر نہین اسواسطے کہ امر ماضی کی نہی متصور نہین تو یہ خالص تعزیر ہوگئی بلا نہی عن المنکر تو مین سوائے
امام کے کسیکو دخل نہین فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا من علیہ التعزیر لو قال لرجل اقم علی التعزیر ففعلہ ثم رفع للحاکم فانہ یحتسب بہ قنیہ واقرہ المصنف ومثلہ فی دعوی الخانیہ لکن فی
الفتح ما یجب حقا للعبد لا یقیمہ الا الامام لتوقفہ علی الدعوی الا ان یحکما فیہ فلیحفظ جس شخص پر تعزیر ہو اُسنے کہا ایک مرد سے کہ مجھپر تعزیر قائم کر سو اُسنے تعزیر قائم کی پھر اُسکی نالش
حاکم کے پاس ہوئی تو حاکم اُس سے احتساب کرے کذا فی القنیہ اور ثابت رکھا اُسکو مصنف نے اور اسی کے مانند خانیہ کی کتاب الدعوی مین ہو لیکن فتح القدیر مین ہو
کہ جو تعزیر کہ بواسطے حق العبد کے واجب ہو اُسکو قائم نہ کرے سوائے امام کے بسبب توقف اُس تعزیر کے دعوے پر اور دعوی نہین مگر حاکم کے پاس الا یہ کہ
مدعی اور مدعا علیہ آپس مین کسی کو حکم اور پنچ مقرر کرین تو حکم بجائے قاضی ہو جائیگا تو اس تفصیل کو یاد رکھنا چاہیے ہم خلاصہ تفصیل فتح القدیر یہ ہو کہ حق العبد کی تعزیر سوائے
حاکم کے جائز نہین اور حق اللہ کی تعزیر مین ہر مسلم مامور ہو شارع کے جانب سے ضرب غیرہ بغیر حق وضرب المضروب ایضا عزران کما لو تشاتما بین یدی القاضی ولم یتکافا
کہ مارا اُس غیر شخص کو ناحق اور مضروب نے بھی ضارب کو مارا تو دونون تعزیر دیے جاوینگے چنانچہ اگر دو شخص باہم گالی دینگے قاضی کے روبرو تو تعزیر دیے جاوینگے اور گالی دینے
سے باہم برابر ہونگے بسبب بے ادبی کرنیکے مجلس شرع مین چنانچہ مذکور ہو چکا ہم مضاربت سے اسواسطے تعزیر ہو کہ ضرب مین اکثر تفاوت ہوتا ہو تو مکافات حاصل نہین ہوتی
و یبدأ باقامۃ التعزیر بالبادی منہما لانہ اظلم قنیہ اور اقامت تعزیر کی شروع کیجائے اُس سے جسنے ابتدا کی ضرب یا شتم کی اسواسطے کہ وہی ظالم ہو کذا فی القنیہ وفی مجمع الفتاوی
جاز المجازاۃ بہ فی غیر موجب حد للاذن بہ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل والعفو افضل فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ اور مجمع الفتاوی مین ہو کہ بدلا لینا اور عوض مین
کرنا جائز ہو اُس فعل مین جو حد کا موجب نہین بسبب اُسکی اجازت کے حقتعالی نے فرمایا کہ جو انتقام لے بعد مظلوم ہونے اپنے کے تو اُن لوگون پر راہ نہین یعنی مواخذہ
نہین اور معاف کر دینا افضل ہو انتقام سے حق تعالی نے فرمایا کہ جو معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اُسکا ثواب حق تعالی پر ہو ہم ظلم کا بدلا لینا جائز ہو سوائے
ضرب کے اسواسطے کہ ابھی مذکور ہو چکا کہ اگر مضروب ضارب کو مارینگا تو دونون پر تعزیر ہو تو مظلوم بالضرب یا حاکم سے نالش کرے یا معاف کر دے وصح حبسہ ولو
فی بیتہ لیمنعہ من الخروج منہ نہر مع ضربہ اذا احتیج لزیادۃ التادیب اور درست ہو قید کرنا مجرم کا اگرچہ جس اُسکے گھر ہی مین ہو تو باہر نکلنے سے وہ باز رہے کذا فی النہر
ساتھ اُسکی ضرب کے یعنی حبس ساتھ ضرب کے اُسوقت ہو جب زیادہ تادیب کی حاجت ہو زیادہ قصور کے سبب سے وضربہ اشد لانہ خفف عددا فلا یخفف وصفا ثم
حد الزنا لثبوتہ بالکتاب ثم حد الشرب لثبوتہ باجماع الصحابۃ لا بالقیاس لانہ لا یجری فی الحدود ثم القذف لضعف سببہ باحتمال صدق القاذف اور ضرب تعزیر کی سخت تر
ہو حد زنا کی ضرب سے اسواسطے کہ تعزیر کے شمار مین تخفیف ہوئی تو وصف مین تخفیف نہو گی تا اصل مقصود فوت نہو پھر حد زنا کی ضرب سخت تر ہو حد شرب سے بسبب
ثبوت زنا کے حد کے قرآن مجید سے پھر حد شرب کی ضرب سخت تر ہو قذف کی ضرب سے بسبب اُسکے ثابت ہونیکے اجماع صحابہ سے نہ قیاس مجتہد سے اسواسطے کہ قیاس
جاری نہین حدود مین پھر سب کے بعد حد قذف کی ضرب ہو بسبب ضعیف ہونے اُسکے سبب کے قاذف کے احتمال صدق سے ہم ہر چند حد قذف قرآن مجید سے ثابت ہو
لیکن بسبب ضعف سبب کے حد شرب سے کمتر ہوا اسواسطے کہ شرب کا سبب متیقن ہو گو ثبت اُسکا ضعیف ہو حد قذف کے ثبت سے عزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او
فعل الا اذا کان الکذب ظاہرا یا کلب بحر اور تعزیر دیا جاوے ہر مرتکب خلاف شرع کا یا مسلمان کا ناحق تکلیف دینے والا قول سے یا فعل سے مگر جہان تکلیف قولی مین کذب
قائل کا ظاہر ہو مانند یا کلب کہنے سے تو اُسپر تعزیر نہین کذا فی البحر اور اسی کے مانند یا خنزیر کہتا ہو و بو بغمز العین او باشارۃ الید لانہ غیبۃ کما یجی فی الحظر فیکبہ مرتکب
محرم وکل مرتکب معصیۃ لا حد فیہا فیہا التعزیر اشباہ اگرچہ ایذا سے فعلی آنکھ مارنے سے ہو یا ہاتھ کے اشارہ کرنے سے ہو اسواسطے کہ یہ بھی غیبت ہو چنانچہ اسکا بیان
کتاب الحظر والاباحۃ مین آویگا تو مرتکب اس فعل کا مرتکب حرام ہو اور جو مرتکب ایسی معصیت کا ہو جسمین حد نہین تو اُسمین تعزیر ہو کذا فی الاشباہ والنظائر

هم شرح [illegible] جسکی نسبت قذف زنا کی صراحت سے تعزیر ہے بلکہ [illegible] ہے اور [illegible] قول [illegible]
[illegible] ہمسبب حرام نسبت مین [illegible] کی تعلق [illegible] نسبت [illegible]
یعنی [illegible] ولیس بقذف مملوک [illegible] وکذا القذف کا فرکل من [illegible] تعزیر بلغ بہا غایۃ [illegible]
یعنی [illegible] اور [illegible] قبل المشائخ [illegible] تعزیر [illegible] جانب اپنی ولد کی گالی دینے [illegible] اور اسکے قذف کرنے اور مملوک
کے قذف سے اگرچہ مملوک قاذف کی ملک ہو اور اسیطرح کافر کے قذف سے اور غیر محصن کے قذف بازنا سے ان امور مذکورہ مین تعزیر کی نہایت کو پہونچانا چاہیے
[illegible] چنانچہ اگر ایک شخص نے عورت اجنبی کے سوائے جماع کے کوئی فعل حرام کیا مثلاً بوسہ لیا یا مساس کیا یا [illegible] جمع کرنے
[illegible] کے تو اسپر بھی غایت تعزیر ہو اور سوائے امور مذکورہ کے غایت تعزیر کو پہونچانا نہ چاہیے اور غیر محصن کی قذف مین [illegible] تعزیر
لازم ہونی [illegible] کہ موجب حد کی قریب نوبت پہونچی ولو قذف ای شتم مسلما یا فاسق الا ان یکون معلوم الفسق کالمکاس مثلا او یعلم القاضی بفسقہ لان الشین
قد الحقہ ہو بنفسہ قبل قول القائل فتح اور تعزیر دیجاوے ہر مسلمان کے گالی دینے سے یعنی فاسق کہنے سے مگر یہ کہ وہ شخص معلوم الفسق ہو یعنی اسکا فاسق ہونا سب کو معلوم ہو مثلاً یہ معلوم
ہو چنانچہ مکاس مثلاً یا قاضی اسکے فسق کو جانتا ہو تو تعزیر نہین قائل پر اسواسطے کہ فاسق مذکور نے اپنی جان پر آپ عیب لگایا قائل کے کہنے سے پہلے کذا [illegible]
فتح القدیر [illegible] نے شتم کو قذف کہا مجازاً مکاس عاشر ظالم کو کہتے ہین یعنی جو عشر اور زکوۃ ناحق زبردستی سے [illegible] اسکی تفسیر عشار کی [illegible] اسکے قائم مقام
مین ہو فان اراد القاذف اثباتہ بالبینۃ مجرداً بلا بیان سببہ لا تسمع ولو قال یا زانی واراد اثباتہ تسمع لثبوت الحد بخلاف الاول حتی لو بینوا فسقہ بما یتعلق
[illegible] قبلت وکذا فی جرح الشاہد پھر اگر گالی دینے والا اسکے مجرد فسق کے اثبات کا ارادہ کرے بلا بیان اسکے سبب کے تو شہادت مسموع نہوگی اور اگر کہا
یا زانی اور اسکے اثبات کا ارادہ کریگا تو اسکی سماعت ہوگی بسبب ثابت ہونے حد زنا کے بخلاف اول کے یعنی مجرد فسق بلا بیان سے یہانتک کہ اگر شاہد اسکا فسق
اس فعل سے بیان کرین جس مین حق اللہ یا حق العبد ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور یہی حکم ہے شاہد کی طعن مین کہ طعن مجرد مسموع نہین اور بیان سبب کے ساتھ مسموع
ہے مثلاً فسق مجرد یہ ہے کہ کچھ سبب فسق کا بیان نہو یعنی ترک صلوۃ یا زنا یا سرقہ بلکہ نسبت فسق علی الاطلاق ہو وعلی ہذا القیاس طعن مجرد [illegible] ان سال القاضی عن سبب
فسقہ فان بین سببا شرعیا کتقبیل اجنبیۃ وکذا معانقتہا وخلوتہ بہا طلب بینۃ لیعزرہ ولو قال ہو ترک واجبا سال القاضی المشتوم عما یجب علیہ تعلمہ من الفرائض فان
لم یعرفہا ثبت فسقہ لما فی المجتبی من ترک الاشتغال بالفقہ لا تقبل شہادتہ والمراد ما یجب علیہ تعلمہ منہ نہر اور لائق ہے کہ قاضی گالی دینے والے سے اسکے فاسق
ہونے کا سبب پوچھے پھر اگر وہ سبب شرعی بیان کرے چنانچہ اجنبی عورت کا بوسہ لینا یا اسکو گلے سے لگانا یا اس سے خلوت کرنا تو اسکے گواہ طلب کرے
تا فاسق کو تعزیر دے اور اگر اسنے سبب فسق کا مفصل نہ بیان کیا بلکہ یون کہا کہ فسق اسکا ترک کرنے واجب سے ہے تو قاضی مشتوم سے یعنی جسکو گالی دی جاتی ہے
سوال کرے یعنی فرائض اسلام سے جسکا سیکھنا اسپر واجب ہے پوچھے سو اگر مشتوم اسکو نجانے تو اسکا فسق ثابت ہوگیا اسواسطے کہ مجتبی مین ہے کہ جو شخص اشتغال فقہ
کا ترک کرے تو اسکی گواہی مقبول نہین اور مراد اشتغال فقہ سے اسقدر ہے جسکا سیکھنا اسپر واجب ہے کذا فی النہر یعنی جمیع جزئیات فقہ کا دریافت کرنا واجب نہین جسکے ترک سے
فاسق مردود الشہادۃ ہو جاوے بلکہ تعلم واجبات مراد ہے وعزر الشاتم بیا کافر وہل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا یفتی شرح وہبانیۃ اور کافر کہنے والے کو
کہنے سے تعزیر دیجاویگی اور یا کافر کہنے سے کافر ہوگا یا نہین جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلم کو کافر اعتقاد کریگا تو ہان کافر ہو جاویگا اور نہین تو نہین اسی پر فتوی ہے کذا فی [illegible]
هم جب مسلم کو بنا بر عقائد اسلام کے کافر اعتقاد کیا تو دین اسلام کو اسنے کفر جانا اور جو اسلام کو کفر جانے وہ کافر ہے اور اگر یا کافر کہنے سے سب اور دشنام
کا قصد کیا [illegible] اعتقاد کفر مسلم تو یہ کفر نہین بلکہ فسق ہے کذا فی النخ وغیرہ اور ابن ملک نے شرح مشارق مین کہا کہ یہ حدیث [illegible] اخاہ فقد باء بہا
احدہما [illegible] محمول ہے کذا فی الطحطاوی [illegible] اور اگر اسکو ملبقہ لبیک جواب دیگا تو کافر ہو جاویگا کذا فی [illegible] یعنی یا کافر کے جواب [illegible]

ہر مسلم کو دیا ہر اسواسطے کہ صحیح مسلم وغیرہ بن ابوسعید خدری سے روایت ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے منکر خلاف شرع کے دیکھے تو چاہیے
کہ ہاتھ سے اُسکو بگاڑ دے اور اگر اُسکو طاقت ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اُسکی بھی نہ ہو تو دل سے اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہر انتہی بخلاف حدود کے کہ اُسکی ولایت نہیں
مرحاکم کو نہیں الغفار مین کہا کہ بعد فراغت گناہ کے ہر مسلم کو تعرض کرنا نہی عن المنکر نہیں اسواسطے کہ امر ماضی کی نہی متصور نہیں تو یہ خالص تعزیر ہو گئی بلا نہی عن المنکر تو مین سوائے
امام کے کسیکو دخل نہین فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا من علیہ التعزیر لو قال لرجل اقم علی التعزیر ففعلہ ثم رفع للحاکم فانہ یحتسب بہ قنیہ واقرہ المصنف ومثلہ فی دعوی الخانیۃ لکن فی
الفتح ما یجب حقا للعبد لا یقیمہ الا الامام لتوقفہ علی الدعوی الا ان یحکما فیہ فلیحفظ جس شخص پر تعزیر ہو اُسنے کہا ایک مرد سے کہ مجھپر تعزیر قائم کر سو اُسنے تعزیر قائم کی پھر اُسکی نالش
حاکم کے پاس ہوئی تو حاکم اُس سے احتساب کرے کذا فی القنیہ اور ثابت رکھا اُسکو مصنف نے اور اسی کے مانند خانیہ کی کتاب الدعوی مین ہر لیکن فتح القدیر مین ہر
کہ جو تعزیر کہ بواسطے حق العبد کے واجب ہر اُسکو قائم نہ کرے سوائے امام کے بسبب توقف اُس تعزیر کے دعوے پر اور دعوی نہین مگر حاکم کے پاس الا یہ کہ
مدعی اور مدعا علیہ آپس مین کسی کو حکم اور پنچ مقرر کرین تو حکم بجائے قاضی ہو جائیگا تو اس تفصیل کو یاد رکھنا چاہیے ہم خلاصہ تفصیل فتح القدیر یہ ہر کہ حق العبد کی تعزیر سوائے
حاکم کے جائز نہین اور حق اللہ کی تعزیر مین ہر مسلم مامور ہر شارع کے جانب سے ضرب غیرہ بغیر حق ضرب المضروب ایضا عزران کما لو تشاتما بین یدی القاضی ولم یتکافا
کہ مارا غیر شخص کو ناحق اور مضروب نے بھی ضارب کو مارا تو دونون تعزیر دیے جاوینگے چنانچہ اگر دو شخص باہم گالی دینگے قاضی کے روبرو تو تعزیر دیے جاوینگے اور گالی دینے
سے باہم برابر ہونگے بسبب بے ادبی کرنیکے مجلس شرع مین چنانچہ مذکور ہو چکا ہم مضاربت سے اسواسطے تعزیر ہر کہ ضرب مین اکثر تفاوت ہوتا ہر تو مکافات حاصل نہین ہوتی
ویبدأ باقامۃ التعزیر بالبادی منہما لانہ اظلم قنیہ اور اقامت تعزیر کی شروع کیجائے اُس سے جسنے ابتدا کی ضرب یا شتم کی اسواسطے کہ وہی ظالم ہر کذا فی القنیہ وفی مجمع الفتاوی
جاز المجازاۃ بہ فی غیر موجب حد للاذن بہ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل والعفو افضل فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ اور مجمع الفتاوی مین ہر کہ بدلا لینا اور عوض مین
کہنا جائز ہر اس فعل مین جو حد کا موجب نہین بسبب اسکی اجازت کے حقتعالی نے فرمایا کہ جو انتقام لے بعد مظلوم ہونے اپنے کے تو ان لوگون پر راہ نہین یعنی مواخذہ
نہین اور معاف کردینا افضل ہر انتقام سے حق تعالی نے فرمایا کہ جو معاف کردے اور اصلاح کرے تو اُسکا ثواب حق تعالی پر ہر ہم ظلم کا بدلا لینا جائز ہر سوائے
ضرب کے اسواسطے کہ ابھی مذکور ہو چکا کہ اگر مضروب ضارب کو ماریگا تو دونون پر تعزیر ہر تو مظلوم بالضرب یا حاکم سے نالش کرے یا معاف کردے وصح حبسہ ولو
فی بیتہ بمنعہ من الخروج منہ نہر مع ضربہ اذا احتیج لزیادۃ التادیب اور درست ہر قید کرنا مجرم کا اگرچہ حبس اُسکے گھر ہی مین ہو تو باہر نکلنے سے وہ باز رہے کذا فی النہر
ساتھ اُسکی ضرب کے یعنی حبس ساتھ ضرب کے اُسوقت ہر جبکہ زیادہ تادیب کی حاجت ہو زیادہ قصور کے سبب سے وضربہ اشد لانہ خفف عددا فلا یخفف وصفا ثم
حد الزنا لثبوتہ بالکتاب ثم حد الشرب لثبوتہ باجماع الصحابۃ لا بالقیاس لانہ لا یجری فی الحدود ثم القذف لضعف سببہ باحتمال صدق القاذف اور ضرب تعزیر کی سخت تر
ہر حد زنا کی ضرب سے اسواسطے کہ تعزیر کے شمار مین تخفیف ہوئی تو وصف مین تخفیف نہوگی تا اصل مقصود فوت نہو پھر حد زنا کی ضرب سخت تر ہر حد شرب سے بسبب
ثبوت زنا کے حد کے قرآن مجید سے پھر حد شرب کی ضرب سخت تر ہر قذف کی ضرب سے بسبب اُسکے ثابت ہونیکے اجماع صحابہ سے نہ قیاس مجتہد سے اسواسطے کہ قیاس
جاری نہین حدود مین پھر سب کے بعد حد قذف کی ضرب ہر بسبب ضعیف ہونے اُسکے سبب کے قاذف کے احتمال صدق سے ہم ہر چند حد قذف قرآن مجید سے ثابت ہر
لیکن بسبب ضعف سبب کے حد شرب سے کمتر ہوا اسواسطے کہ شرب کا سبب متیقن ہر گو ثبوت اُسکا ضعیف ہر حد قذف کے ثبوت سے عزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او
فعل الا اذا کان الکذب ظاہرا کیا کلب بحر اور تعزیر دیا جاوے ہر مرتکب خلاف شرع کا یا مسلمان کا ناحق تکلیف دینے والا قول سے یا فعل سے مگر جبکہ تکلیف قولی مین کذب
قائل کا ظاہر ہو مانند یا کلب کہنے سے تو اُسپر تعزیر نہین کذا فی البحر اور اسی کے مانند یا خنزیر کہنا ہر ولو بغمز العین او اشارۃ الید لانہ غیبۃ کما یجیء فی الحظر فمرتکبہ مرتکب
محرم وکل مرتکب معصیۃ لا حد فیہا فیہا التعزیر اشباہ اگرچہ ایذائے فعلی آنکھ مارنے سے ہو یا ہاتھ کے اشارہ کرنے سے ہو اسواسطے کہ یہ بھی غیبت ہر چنانچہ اسکا بیان
کتاب الحظر والاباحۃ مین آویگا تو مرتکب اس فعل کا مرتکب حرام ہر اور جو مرتکب ایسی معصیت کا ہو جسمین حد نہین تو اُسمین تعزیر ہر کذا فی الاشباہ والنظائر

ہم شرع الشریعت میں مذکور ہے کہ تو نصیحت منقطہ زبان کی صورت ہے جو فضیحت نہیں بلکہ تحسین تحریر سے حق تعالیٰ میں ہے تب ہی وہ بشرط تحمل اُس قول سے ہو دعا فریب تمام

کی مثال اور بہ زبان ایا اور لطف نیکی جس سے مقصود تعلیم ہو سب ہی نصیحت میں نہیں ہو ہو مسیرت کسی حال کی نقل کرنا نصیحت ہو بلکہ ہم نہ فیسن ہیں اور نصیحت سے

بچتی یا ہو تو تہ وہ فی النتیح لمنتصا فیصر نے شتم ولده وقذف ولیقذف ملوک ولو نفعہ وکذا لیقذف کا فر قبل عن حسین بعض بریدہ دیلمی یا ازینہ کما ہو وصاب عن

التبیین یہ بھی بلکہ اور اس سارق جد جنہیں لعان قبل اخراجہ فیہا عدا الا الحلق ضرتہ تو تعزیر دیا جائے اپنی ولد کی گالی دینے والا اور اسکے قذف کرنے اور ملوک

کے قذف سے اگرچہ ملک تا زدن کی ام ولد ہو اور اسی طرح کا فر کے قذف سے اور ہر غیر محصن کے قذف یا زنا سے اور ان امور مذکورہ میں تعزیر کی انتہا کو پہنچایا جائے

الا فی التعامیس توسعہ جب اسپہ ذاک ایک شخص نے عورت اجنبی کے سوا نے جماع کے کوئی فعل حرام کیا مثلاً بوسہ لیا یا مساس کیا یا چور کر فتار ہوا بعد اسباب جمع کرنے

نقل کرنے سے تو اسپر بھی غایت تعزیر ہو اور سوائے امور مذکورہ کے غایت تعزیر کو پہونچانا نہ چاہیے ہم غیر محصن کی قذف میں جو حد ساقط ہوئی ہو تو شد تعزیر

اور ہم یہی ہے کہ وجب حد کی قریب نوبت پہونچی ولیقذف ای لتشتم مسلم یا فاسق الا ان یکون معلوم الفسق کالمکاس جبار او علم القاضی لبقتہ ان شتم

قذف حقہ ہو ہفتہ قبل قول القائل فتح اور تعزیر دیا جائے ہر مسلمان کے گالی دینے یعنی فاسق کہنے سے مگر یہ کہ وہ شخص معلوم الفسق ہو یعنی جسکا فاسق ہونا سبکو معلوم ہے مثلا ہی ظالم

ہو جیسا چونگی کا محصول لینے والا یا قاضی اسکے فسق کو جانتا ہو تو تعزیر نہیں قائل پر اسواسطے کہ فاسق مذکور نے اپنی جان پر آپ عیب لگایا قائل کے کہنے سے پہلے گذرے

فتح القدیر میں ہے مصنف نے شتم کو قذف کہا مجازاً مکاس عاشر ظالم کو کہتے ہیں یعنی جو عشر اور زکوۃ ناحق زبردستی لے جوہری نے اسکی تفسیر عشار کی ہے اور اسکے تعزیر

میں ہے فان اراد مشاتمہ اثبات البینۃ مجرداً بلا بیان سببہ لا تسمع ولو قال یا زانی وارد اثباتہ تسمع لثبوت الحد کذا قال الاولی حتی لو شہد تنسبہ بان ہو تحیق

اقلیعت تقبلت وکذا فی جامع الشاہد پھر اگر گالی دینے والا اُسکے مجرد فسق کے اثبات کا ارادہ کرے بلا بیان اُسکے سبب کے تو شہادت مسموع نہ ہوگی اور اگر کہیگا

یا زانی اور اسکے اثبات کا ارادہ کریگا تو اسکی سماعت ہوگی بسبب ثابت ہونے حد زنا کے بخلاف اول کے یعنی مجرد فسق بلا بیان سبب یہانتک کہ اگر شاہد اسکا فسق

اس فعل سے بیان کریں جس میں حق اللہ یا حق العبد ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور یہی حکم ہے شاہد کی طعن میں کہ طعن مجرد مسموع نہیں اور بیان سبب کے ساتھ مسموع

ہو ہم فسق مجرد یہ ہے کہ اس میں سبب فسق کا بیان نہ ہو یعنی ترک صلوۃ یا زنا یا سرقہ بلکہ نسبت فسق علی الاطلاق ہو وعلی ہذا القیاس طعن مجرد یعنی ان یسأل القاضی عن سببہ

مستمعہ فان بین سببا شرعیا کتقبیل اجنبیۃ وکذا اعناقہا او خلوتہ بہا طلب بینتہ لیعزرہ ولو قال ہو ترک واجبا سأل القاضی الشتوم عما یجب علیہ تعلیمہ من الفرائض فان

لم یعرفہا ثبت فسقہ لما فی الجتبی من ترک الاشتغال بالفقہ لا تقبل شہادتہ والمراد ما یجب علیہ تعلمہ منہ اور لائق ہے کہ قاضی گالی دینے والے سے اُسکے فاسق

ہونے کا سبب پوچھے پھر اگر وہ سبب شرعی بیان کرے جیسا کہ اجنبی عورت کا بوسہ لینا یا اُسکو گلے سے لگانا یا اُس سے خلوت کرنا تو اُسکے گواہ طلب کرے

تا فاسق کو تعزیر دے اور اگر اُسنے سبب فسق کا مفصل نہ بیان کیا بلکہ یوں کہا کہ فسق اُسکا ترک کرنا واجب سے ہے تو قاضی مشتوم سے یعنی جسکو گالی دی جاتی ہے

سوال کرے یعنی فرائض اسلام سے جسکا سیکھنا اُسپر واجب ہے پوچھے سو اگر مشتوم اُسکو نجانے تو اُسکا فسق ثابت ہو گیا اسواسطے کہ مجتبیٰ میں ہے کہ جو شخص اشتغال فقہ

کا ترک کرے تو اُسکی گواہی مقبول نہیں اور مراد اشتغال فقہ سے مقدار ہے جسکا سیکھنا اُسپر واجب ہے کذا فی النہر یعنی جمیع جزئیات فقہ کا دریافت کرنا واجب نہیں جسکے ترک سے

فاسق مردود الشہادۃ ہو جائے بلکہ تعلم واجبات مراد ہے وعزر الشاتم بیا کافر وہل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا یحقق شرح وہبانیہ اور کافر کہنے والا یا کافر

کہنے سے تعزیر دیا جائیگا اور یا کافر کہنے سے کافر ہوگا یا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلم کو کافر اعتقاد کریگا تو ہاں کافر ہو جائیگا اور نہیں تو نہیں یہ مختار ہے کذا فی شرح وہبانیہ

ہم جب مسلم کو بعد عقائد اسلام کے کافر اعتقاد کیا تو دین اسلام کو اُسنے کفر جانا اور جو اسلام کو کفر جانے وہ کافر ہے اور اگر یا کافر کہنے سے سب اور شتم

کا قصد کیا اور اعتقاد کفر مسلم نہ ہو تو کفر نہیں بلکہ فسق ہے کذا فی الفتح وغیرہ اور ابن ملک نے شرح مشارق میں کہا کہ یہ جو حدیث ہے اذا کفر الرجل اخاہ فقد باء بہا

احدہما تو یہ مستحل پر محمول ہے کذا فی الطحطاوی ولو اجابہ لبیک کفر خلاصہ اور اگر اسکو بلفظ لبیک جواب دیگا تو کافر ہو جاویگا کذا فی الخلاصہ یعنی یا کافر کے جواب میں

لبیک یا حاضر یا جی کہا تو مجیب کافر ہوگا اگر رضی بکفرہ ہوگا اور اگر قائل کے خوف ضرر سے کہا یا کافر کو کافر یا بالطاغوت طول کر کے کہا تو کافر نہ ہوگا کذا فی الطحطاوی

وفی التتارخانیۃ قیل للیزید یا لم تقل لہ کافر یا عدو اللہ کافر بالطاغوت فیکون محتملا اور نتاوی تاتارخانیہ میں ہے قول ضعیف یہ ہے کہ مطلقا یا کافر کہنے سے تعزیر قائل کی نہیں جتبک یوں نہ

کہے یا کافر باللہ اسواسطے کہ ہر مسلم کافر بالطاغوت ہے یعنی بت کا منکر ہے تو کافر کا لفظ محتمل ہوا اور محتمل میں تعزیر نہیں ہے یہ قول اسواسطے ضعیف ہوا کہ یہ تاویل حالت غضب اور

دشنام کے مخالف ہے لہذا پرایہ وغیرہ میں اطلاق وارد ہے یا خبیث یا سارق یا فاجر یا مخنث یا خائن یا سفیہ یا بلید یا احمق یا سباحی یا عوانی اور تعزیر دیجاوےگی یا

خبیث یا سارق یا فاجر یا مخنث یا خائن یا سفیہ یا بلید یا احمق یا سباحی یا عوانی کہنے میں مخنث بفتح نون وہ ہے جو اغلام کراوے اور بکسر نون یعنی لوطی کے ہے اور بلید یعنی خبیث فلہو

مستعمل ہے لہذا اسمیں تعزیر ہے کذا فی السراج اور ہندوستان میں بلید یعنی کم فہم بد ذہنی کے مستعمل ہے اور احمق یعنی کم عقل ہے کذا فی القاموس اور سباحی اباح کیطرف منسوب ہے یعنی کہ ہر

چیز کو مباح سمجھے کسی چیز کی تحریم کا نہ معتقد ہو اور عوانی عوان (بروزن سحاب) کی طرف منسوب ہے اور عرف میں ظالم کے مددگار کو کہتے ہیں اور منح الغفار میں کہا ہے کہ ہمارے عرف میں عوانی

چغلخور اور ظالم کو بھی بولتے ہیں بالجملہ جو شخص ان افعال سے بری ہو اور اسکو کوئی یہ کہے تو تعزیر دیا جاویگا کذا فی الطحطاوی یا لوطی قیل لیسال قائل عنی انہ من قوم لوط علیہ السلام لا

یعزر وان اراد انہ یعمل عملہم عزر عندہ وحد عندہما والصحیح تعزیرہ لو فی غضب دہزل فتح اور تعزیر دیجاوےگی یا لوطی کہنے سے اور بعضوں نے کہا کہ قائل سے سوال کیا جاوے کہ اسنے

اس لفظ سے کیا ارادہ کیا سو اگر اسنے یہ ارادہ کیا کہ وہ شخص حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے ہے تو اسپر تعزیر نہیں اور اگر اسنے ارادہ کیا کہ وہ شخص لواطت کرتا ہے مانند اس قوم کے

تو امام کے نزدیک اسکو تعزیر دیجاوے اور صاحبین کے نزدیک اسپر حد زنا ماریجاوے اور تعزیر دینے کا قول بدون سوال کے صحیح ہے اگر اسنے حالت غضب اور بیہودگی میں

کہا ہو کذا فی الفتح ہزل یعنی بیہودگی اور مسخراپن سے یہ مراد ہے جسکو امر قبیح کے مسخراپن کرنے کی عادت ہوگئی ہو کذا فی النہر یا زندیق یا منافق یا رافضی یا مبتدع یا یہودی یا نصرانی

یا ابن النصرانی نہر اور تعزیر دیجاوے یا زندیق یا منافق یا رافضی یا بدعتی یا یہودی یا نصرانی یا ابن النصرانی کہنے سے کذا فی النہر منافق وہ ہے جو باطن میں کافر ہو اور لوگوں میں

اپنا اسلام ظاہر کرے اور زندیق یعنی منافق ہے معرب زن ہے کہ زند مجوسیوں کی کتاب کا نام ہے کذا فی النہر یا لص الا ان یکون لصا لصدق القائل کما مر اور تعزیر دیجاوے

یا لص کہنے سے یعنی او چور مگر اسوقت تعزیر نہیں جبکہ مخاطب چور ہو بسبب صادق ہونے قائل کے جنانچہ یا فاسق کے بیان میں مذکور ہو چکا یعنی اس عیب کو اسنے اپنی

ذات میں آپ لگایا تو اب تعزیر کا کیا موقع ہے والندا لیس بقید اذ القید اذ الاخبار کانت او فلان فاسق ونحو کذلک ما لم یخرج مخرج الدعوی قنیہ اور الفاظ مذکورہ کے

لزوم تعزیر میں ندا مخاطب قید نہیں اسواسطے کہ جملہ خبریہ جنانچہ تو فاسق ہے یا فلانا شخص فاسق ہے اور مانند اسکے اسیطرح ہے لزوم تعزیر میں تا وقتیکہ قائل نے اسکو بطور

دعوی نہ کہا ہو کذا فی القنیہ ہم قنیہ میں ہے کہ دعوی کیا قاضی کے پاس سرقہ کا اور اسکے اثبات سے عاجز ہوا تو اسپر تعزیر نہیں یا دیوث ہو من لا یغار علی امرأتہ او محرمہ اور

تعزیر ہے یا دیوث کہنے سے دیوث وہ ہے جسکو اپنی زوجہ اور محرم پر غیرت نہ آتی ہو اسکے پاس غیر مرد کے آنے سے کذا فی النہر والفتح یا قرطبان مرادف دیوث یعنی معرض اور

تعزیر ہے یا قلتبان کہنے سے قلتبان مرادف دیوث ہے یعنی معرص ہے قرطبان معرب ہے قلتبان کا زیلعی نے کہا قلتبان وہ ہے کہ جو اپنی زوجہ یا محرم کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور تعرض نکرے

اسکے پاس علیحدہ چھوڑدے اور بعضوں نے کہا کہ جو دو شخصوں کو جمع کر دے امر قبیح کیواسطے اور بعضوں نے کہا قلتبان وہ ہے جو بالغ آدمی کو اپنے گھر میں زوجہ کے پاس

آنے جانے کی اجازت دے اپنی غیبت میں بہر تقدیر ہمارے ملک میں معرص بکسر الراء بالسین یعنی قلتبان ہے اور عوام خطا سے بفتح الرا بولتے ہیں اور بجائے سین

صاد لاتے ہیں کذا فی النہر عن العینی یا شارب الخمر یا آکل الربو یا ابن القحبۃ فیہ ایما الی انہ اذا شتم اصلہ عزر لطلبہ الولد کیا ابن الفاسق یا ابن الکافر وانہ یعزر بقولہ یا قحبۃ

اور تعزیر ہے یا شارب الخمر یا آکل الربو یا ابن القحبۃ کہنے سے اسمیں اشارہ ہے اسکا کہ جب کوئی گالی دے والدین کو تو تعزیر دیا جاویگا ولد کے طلب کر دینے سے جنانچہ یا ابن

الفاسق اور یا ابن الکافر کہنے میں اور اسکا اشارہ ہے کہ یا قحبہ کہنے میں تعزیر دیا جاویگا ہم قحبہ بضم قاف وسکون حا مہملہ ماخوذ ہے قحاب سے یعنی کھانسنے کے اور قحبہ

زانیہ عرب میں جب مرد اسکے پاس ہو کر نکلتا تھا تو کھانستی تا اپنا مطلب کرے لہذا زانیہ مسماۃ بالقحبہ ہوگئی اور بعضوں نے کہا قحبہ وہ جسکی ہمت زنا کی ہے اور بعضوں نے کہا قحبہ

تبرج زانیہ سے اسواسطے کہ زانیہ گاہے پوشیدہ کرتی ہے اور قحبہ آشکارا خرچی لیتی ہے کذا فی الدر عن الظہیریۃ لا یقال القحبۃ عرفا افحش من الزانیۃ لکونہا تجاہر بہ بالاجرۃ لانا نقول

[illegible] عرف میں [illegible] اس وجہ سے [illegible]

اس واسطے [illegible] مطلب [illegible] قذف [illegible] کہ [illegible]

اس لیے مناسب [illegible] حد قذف صریح نہیں ہے [illegible] لفظ [illegible]

کے واسطے موضوع نہیں [illegible] اس واسطے کہ کتاب لغت میں [illegible] صراح فی الفضرات [illegible] قال المصنف [illegible]

وجوب حد کی قید [illegible] شرح [illegible] مصنف نے اپنی شرح کے حاشیہ میں کہا کہ یہی قول ظاہر ہے اور اپنی شرح میں [illegible] نقل کیا کہ [illegible]

[illegible] اس واسطے کہ کوئی شخص اس لفظ کو [illegible] مقام [illegible] استعمال [illegible] غضب میں [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible] کذا فی الطحطاوی یا ابن الفاجرۃ اور تعزیر ہے یا ابن الفاجرۃ کہنے سے [illegible] فاجرہ [illegible] نہیں لہذا [illegible] حد نہیں کذا فی الفتح [illegible]

[illegible] زنا [illegible] اور تعزیر ہے [illegible] کہنے میں [illegible] عورتوں [illegible] سارق [illegible]

[illegible] اور یوں کہنے سے تعزیر ہے کہ اے شخص [illegible] اس لفظ سے [illegible] تعزیر [illegible]

[illegible] تعزیر [illegible] حرام زادہ [illegible]

[illegible] اور تعزیر ہے یا حرام زادہ کہنے سے یعنی حرام زادہ کے [illegible] حرام [illegible]

اور [illegible] زنا میں جو حد کا موجب ہو [illegible] اس لفظ سے عرف میں [illegible] حالت حیض [illegible] حرام زادہ کی [illegible]

ولد الزنا مراد ہوتا ہے اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ عرف میں اس لفظ سے اکثر [illegible] مراد ہوتا ہے [illegible] اعتبار وضع اور [illegible] عرف [illegible]

مخصوص [illegible] نہیں لہذا حد نہیں [illegible] مسئلہ [illegible] شارح [illegible] جواہر الفتاوی [illegible] ایک شخص

نے اپنی ذات کے [illegible] اس فعل قبیح کو مشہور [illegible] تو قتل نہ کیا جائیگا جب تک [illegible] تعزیر میں [illegible]

اپنی [illegible] کذا فی جواہر الفتاوی [illegible] اپنی زوجہ کا قاذف ہوا تو اس پر تعزیر لازم ہے یا لعان [illegible]

[illegible] جھوٹ بولنے کا اقرار کرے [illegible] کذا فی الفتح [illegible] فاسق تائب قال ان [illegible]

[illegible] کفارہ [illegible] جواہر الفتاوی میں ہے [illegible] فاسق نے توبہ کی [illegible] کہا کہ اگر میں پھر یہ کام کروں تو تم [illegible]

گواہ ہو کہ [illegible] گنہگار ہوگا اور اگر یوں کہا کہ اگر میں پھر یہ فعل کروں تو وہ کافر ہو [illegible] تو اس پر

کفارہ قسم کا لازم ہے اس واسطے [illegible] یا حمار یا خنزیر یا کلب یا تیس [illegible] الحجام [illegible]

اور زیلعی وغیرہ [illegible] یوں کہنے سے کہ اے گدھے [illegible] بکری [illegible] بندر [illegible] سانپ [illegible] تعزیر نہیں [illegible] جھوٹ [illegible]

اور ہدایہ میں [illegible] اگر مخاطب [illegible] علما [illegible] سادات سے ہو اور صاحب ہدایہ کے [illegible] یا حجام یا ابلہ یا ابن

الحجام والبولیس کذلک [illegible] یا ابن الحجام [illegible] تعزیر نہیں [illegible] حجام یا ابلہ یا ابن الحجام [illegible] مخاطب کا باپ حجام نہیں [illegible] زیلعی

یا ابن الحجام کہنے میں تعزیر [illegible] حجام میں تعزیر نہیں بسبب کذب [illegible] مخاطب کا حجامت کرنا [illegible] یا ابن الحجام میں تعزیر ہے

مخاطب کے باپ کے [illegible] سامعین کو شبہ [illegible] مخاطب کا باپ حجام تھا [illegible] صاحب [illegible] رد کیا [illegible] مخاطب

کے باپ کے [illegible] نہیں [illegible] حجام وہ ہے جو [illegible] لگاوے اور [illegible] حلاق [illegible] حجام بولتے ہیں اور ابلہ [illegible]

اور احمق [illegible] کذا فی الطحطاوی یا موآجر [illegible] تعزیر نہیں [illegible] عرف میں [illegible] زوجہ کے [illegible] صاحب [illegible]

بکسر جیم وہ شخص ہے جو اپنی زوجہ کو زنا کیواسطے دے اجرت لیکر لیکن ہمارے عرف میں مواجر بمعنی موجر مستعمل ہے یعنی چھیکا کرنیوالا اور چھیکا کرنا شرعاً عیب نہیں لہذا تعزیر نہیں
طحطاوی نے کہا لیکن اگر قائل معنی لغوی کا ارادہ کریگا تو تعزیر دیا جاویگا اسواسطے کہ وہ مانند دیوث کے ہے یا لنجا ہو اللہ ابون یا نغار یہ وفی الملتقط فی عرفنا لا یعزر فیا ولد
الحرام نہ ہارا اور تعزیر نہیں یا لنجا کہنے میں اسواسطے کہ عام اسکو بولتے ہیں لیکن معنی اسکے نہیں جانتے کذا فی النہر عن الدرر فارسی بان میں لنجا اسکو کہتے ہیں جو اغلام کرادے اور
ملتقط میں ہے کہ ہمارے عرف میں یا مواجر اور لنجا دونوں میں تعزیر ہے اور ولد الحرام میں بھی تعزیر ہے کذا فی النہر مع طحطاوی نے کہا کہ نہر الفائق میں یہ عبارت ملتقط سے موجود نہیں
بلکہ اسمیں یوں ہے کہ لائق یہ ہے کہ یا ولد الحرام میں تعزیر واجب ہو بلکہ اعلیٰ ہے حرامزادہ سے انتہی اور مترجم نے بھی نہر الفائق کو دیکھا ہے اور ملتقط کی روایت نہیں پائی شاید کسی نسخہ میں ہو واللہ
اعلم لنجا بالفتح موحدہ وغین معجمہ مشددہ اور اسکو بغا بھی کہتے ہیں کذا فی الطحطاوی عن البحر۔ الضابط انہ متی نسبہ الی فعل اختیاری محرم شرعاً ویعد عارا عرفاً یعزر والا لا ابن کمال الفاظ مذکورہ کی
تعزیر اور عدم تعزیر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب قائل نے مخاطب کو منسوب کیا اس فعل اختیاری کیطرف جو شرعاً حرام ہے اور عرفاً عار اور عیب گنا جاتا ہے تو نہیں تعزیر ہے قائل پر اور اگر ایسا
نہیں یعنی وہ فعل منسوب اختیاری نہیں یا اختیاری ہے مگر شرعاً حرام نہیں یا حرام ہے لیکن عرف اور رواج میں ننگ و عار نہیں تو ایسے تعزیر نہیں کذا ذکرہ ابن کمال فخرج فعل اختیاری
کی قید سے یا کلب اور مانند اسکے نکلگیا اور حرام شرعی کی قید سے مواجر بمعنی موجر نکل گیا یا ضحکہ بسکون الحاء من یضحک علیہ الناس اما بفتحہا فہو من یضحک علی الناس وکذا یا
سخرۃ واختار فی الغایۃ التعزیر فیہا وفی یا ساحر یا مقامر وفی الملتقی واستحسنوا التعزیر لو المقول لہ فقیہا او علویا اور تعزیر نہیں یا ضحکہ کہنے سے ضحکہ بضم ضاد وسکون حا
وہ شخص ہے جسپر لوگ ہنسیں اور اسی طرح یا سخرہ ہے یعنے بضم سین وسکون خا معجمہ وہ شخص ہے جس سے لوگ مسخراپن کریں اور ضحکہ بفتح حا وہ ہے جو لوگوں سے ہنسی کرے اور
سخرہ بفتح معجمہ وہ ہے جو لوگوں سے مسخراپن کرے اور غایۃ البیان میں ہے کہ یا ضحکہ اور یا سخرہ میں تعزیر دینا مختار ہے اور یا ساحر اور یا مقامر میں اور ملتقی میں ہے کہ فقہا نے
تعزیر کو مستحسن جانا ہے اگر مخاطب فقیہ یا علوی ہو مع طحطاوی نے کہا ملتقی میں استحسان تعزیر جمیع الفاظ مذکورہ کے بعد ہے نہ فقط ضحکہ وغیرہ کے بعد اور ضحکہ بفتح حا مہملہ وسخرہ
بفتح خا معجمہ وہ شخص ہے جو غیر سے ہنسی کرے یا مسخراپن کرے نہر الفائق میں ہے کہ یا لاہی یا مسخرہ یا مقامر یا سوقی یا کشخان میں تعزیر ہے کشخان مرادف
دیوث ہے ادعے سرقۃ علی شخص وعجز عن اثباتہا لا یعزر کما لو ادعے علی آخر بدعوی توجب تکفیرہ وعجز المدعی عن اثبات ما ادعاہ
فانہ لا شئ علیہ اذا صدر الکلام علی وجہ الدعوے عند حاکم شرعی اما اذا صدر علی وجہ السباب او الانتقاص فانہ یعزر فتاوے قاری الہدایۃ دعوی کیا چوری
کا ایک شخص پر اور عاجز ہوا اسکے اثبات سے تو تعزیر نہ دیا جاویگا اسواسطے کہ اس دعوے سے مقصود اپنے مال کی تحصیل ہے نہ سب اور دشنام چنانچہ اگر دعوی کیا
دوسرے پر ایسا دعوے کہ جو موجب ہے مدعا علیہ کی تکفیر کا اور عاجز ہوا مدعی دعوی کے ثابت کرنے سے تو اُسپر کچھ نہیں بشرطیکہ اُسکا یہ کلام صادر ہوا ہو بطریق
دعوی کے حاکم شرعی کے پاس اور اگر یہ کلام بطور دشنام یا انتقاص کے صادر ہوا تو وہ تعزیر دیا جاویگا کذا فی فتاوے قاری الہدایہ بخلاف دعوی
الزنا فانہ اذا لم یثبت یحد لما مر بخلاف دعوی زنا کے اسواسطے کہ اگر زنا ثابت نہ ہوگا تو مدعی پر حد ماری جاویگی بدلیل گذشتہ یعنی اثبات زنا بدون نسبت
الی الزنا ممکن نہیں تو نسبت مقصود ہوئی اور اثبات مال کا بدون نسبت الی السرقۃ متصور ہے تو نسبت الی السرقۃ مقصود بالذات نہ ہوئی بلکہ حصول مال مقصود
بالذات ٹھہرا ۔ وہو ای التعزیر حق العبد غالب فیہ اور وہ یعنی تعزیر میں حق العبد غالب ہے یعنی حق العبد کی افراد تعزیر میں غالب ہیں حق اللہ کی افراد سے اور یہ مراد نہیں
کہ حق العبد اور حق اللہ دونوں تعزیر میں مجتمع ہیں اور حق العبد غالب ہے کذا فی الطحطاوی فیجوز فیہ الابراء والعفو والتکفیل زیلعی جب تعزیر میں حق العبد کی افراد غالب
ہوئیں تو تعزیر میں ابراء اور عفو اور مجرم کی حاضر ضامنی کرنا جائز ہے کذا فی شرح الزیلعی مع ابراء اور عفو میں یہ فرق ہے کہ ابراء قبل نالش کے ہوتا ہے اور عفو بعد نالش کے
والیمین ویحلف باللہ ماله علیک ہذا الحق الذی یدعی لا باللہ ما قلت خلاصۃ اور یمین جائز ہے تعزیر میں یعنی جبکہ وہ گالی دینے کا منکر ہو تو حاکم اس سے یوں قسم لے اللہ کی
کہ مدعی کا مجھپر وہ حق نہیں جسکا وہ دعوے کرتا ہے تو مدعا علیہ کے قسم اللہ کی میں نے نہیں کہا کذا فی الخلاصۃ والشہادۃ علی الشہادۃ وشہادۃ رجل وامرأتین
کما فی حقوق العباد اور گواہی پر گواہی اور گواہی ایک مرد اور دو عورتوں کی تعزیر میں جائز ہے چنانچہ حقوق العباد میں سب امور مذکورہ جاری ہیں ویکون ایضا

تو یہ حق تعالیٰ کا حق ہے قیمہ واذا عفا الامام عن جنایۃ فعل اور بعض حق بندہ ہوتی ہے تو انکو معاف کرنا حاکم کو جائز نہیں کہ جبکہ امام قاضی کو بادشاہ مبتلی
تعزیر کے مستحق ہو رہے تو اس صورت میں معاف کرنا الا جائز ہے کذا فی فتح القدیر اور یہ نہیں کہا ہو ادبی علیہ الفعل خوف شد دوسرے حق اسکی تعزیر میں تمسخر بنا بہ
ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے مُدعی کی بیٹی کا بوسہ لیا ہو تو حاکم اور مدعا علیہ منکر ہو اور گواہ نہیں تو مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی رکیونکہ اثبات حق تعزیر
قبول ہونے کی ہے تو مدعی کو اقرار و انکار ہے تو اثبات حق العبد کا اس مدعی سے جس نے اپنے دعوی کی گواہی بھی دی تو وہ مقبول اور شاہد دونوں کو بوجہ نبیر
ثم دوسرا شاہد بھی موجود ہو اور اسیا اثبات حق اللہ کیلیے جائز نہیں ہو فی القنیہ وغیرہا ان الدعوی فیہ فاسد و لکن قال فی فتح القدیر وغیرہ یجب ان
یکون فی حقوق اللہ اما فی حقوق العباد فیس القاضی استماعہا الخ اور جو قول قنیہ وغیرہ میں ہو کہ اگر مدعا علیہ صاحب مروت ہو اول بار اس سے قصور ہوا ہو
تو نصیحت اور معاف کیا جاوے بنابر استحسان کے اور تعزیر نہ دیا جاوے واجب ہو کہ یہ قول حقوق اللہ میں محمول ہو اس واسطے کہ حقوق العباد کا اسقاط قاضی کو جائز
نہیں کذا فی الشامی مع فتح القدیر سے نقل کیا کہ مروت میرے نزدیک دین اور تقوی میں ہو طحاوی نے کہا بعض علما نے کہا کہ قنیہ کی روایت کو حق اللہ پر
محمول کرنا کچھ ضرور نہیں جائز ہو کہ اسکا محل آدمی کا حق ہو اور شاتم اس قسم کا انسان ہو جسکی تعزیر فقط در القضا تک کھینچ جانا ہو اس واسطے کہ مروت جس سے مروی ہو کہ
اگر لوگوں کا کوئی بیٹے والا صاحب مروت ہو تو نصیحت کیا جاوے اور اگر اس سے کمتر ہو تو قید کیا جاوے اور اگر اکثر کوئی دیا کرتا ہو تو مار بھی جاوے اور قید بھی کیا جاوے مافی
کراہیۃ الظہیریۃ رجل یصلی ویضر الناس بیدہ ولسانہ فلا بأس باعلام السلطان بہ لینزجر لیس ہذا من باب الاخبار وان اعلام القاضی بہ لک یعنی التعزیر نہر نہر تفسیر کی کتاب
الکراہیۃ میں ہو کہ ایک مرد نماز پڑھتا ہو اور لوگوں کو ضرر پہونچاتا ہو اپنے ہاتھ اور زبان سے یعنی مارتا ہو اور سخت گیری کرتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس امر کی حاکم کو اطلاع کر دی
میں تاکہ وہ باز رہے اسکا مفید ہو کہ یہ اعلام از قسم اخبار ہو تو لفظ شہادت اور مجلس قضا کی اسمیں حاجت نہیں اور یہ کہ قاضی کا یہ اعلام اسکی تعزیر میں کافی ہو کذا فی النہر قلت فیہ
من الکفالۃ سعز بالحبس وغیرہ للقاضی تعزیر المتہم ان لم تثبت علیہ شارح کہتا ہو اور نہر الفائق میں کتاب الکفالۃ سے بحر الرائق وغیرہ کی طرف نسبت کر کے کہا
ہو کہ قاضی کو جائز ہو تعزیر متہم کی اگرچہ اسپر شرعا گناہ ثابت نہ ہو بحر الرائق میں ہو کہ تہمت ثابت ہوتی ہو دو مستور یا ایک عادل کی گواہی سے تو نا ہر ایک
مستور اور ایک فاسق گواہ سے تہمت ثابت نہیں تو تعزیر یا حبس بھی جائز نہیں کذا فی الطحطاوی وکل تعزیر للہ تعالیٰ یکفی فیہ خبر العدل لان فی حقوقہ تعالیٰ یقضی فیہا
بعلمہ اتفاقا اور جو تعزیر بسبب حق اللہ کے ہو اسمیں ایک عادل کی خبر کافی ہو اس واسطے کہ حقوق اللہ میں قاضی اپنے علم پر حکم دیتا ہو بالاتفاق یعنی شاہد واحد سے قاضی کو علم
حاصل ہوتا ہو طحطاوی نے کہا یہ قول منافی ہو سابق کے دیکھو مدعیا شاہد الواحد آخر ویقبل فیہا الجرح المجرد کما مر اور حقوق اللہ میں جرح مجرد شاہد بلا بیان سبب فسق
مقبول ہو چنانچہ مذکور ہو چکا طحطاوی نے کہا کہ سابق میں یہ مضمون نہیں مذکور ہوا بلکہ بیان حق اللہ یا حق العبد میں البتہ قبول کی شرط مذکور ہوئی ہو وعلیہ فیما
یکتب من المحاضر فی حق الانسان کل ہو فی حقوق اللہ تعالیٰ ومن افتی بتعزیر الکاتب فقد اخطا انتہی ملخصا اور بنابر اسکے یعنی حق اللہ میں خبر واحد کے مقبول
ہونے پر جو محضر حق انسان میں لکھے جاتے ہیں اسپر عمل کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اور جسنے فتوی دیا ہو تعزیر کاتب کا اُسنے خطا کی انتہی کلام النہر ملخصا مصنف
نہر نے کتاب الکفالہ میں کہا کہ حقوق اللہ میں خبر واحد عادل کافی ہو اور خبر دینا جیسا زبان سے ہوتا ہو ویسا ہی لکھنے سے بھی ہوتا ہو اور فقہا نے کہا ہو کہ جرح اور تعدیل
میں کتابت ایک عادل کی قاضی کیطرف کافی ہو تو بنابر اسکے جو محاضر حق انسان میں لکھے جاتے ہیں تو حاکم کو اسپر اعتماد کرنا عمل سے جائز ہو اور واجب ہو کہ حقوق
اللہ میں عمل کرنا چاہیے اور جس نے فتوی دیا ہو کہ محاضر کے کاتب پر کچھ الزام نہیں اور جسنے اسمیں وجوب تعزیر کا فتوی دیا ہو اُسنے خطا کی انتہی شرح طحطاوی
کہ شاید محضر سے یہاں وہ مراد ہو جسکو اہل اسلام وقت کے متولی یا کسی قریہ کے قاضی کے ظلم کا کاغذ لکھکر قاضی القضاۃ کے پاس نالش کے واسطے بھیجیں فی

کفالۃ العینی عن الثانی من یجمع الخمر ویشربہ ویترک الصلوۃ احبسہ وادبہ ثم اخرجہ ومن یتہم بالقتل والسرقۃ وضرب الناس احبسہ واخلدہ فی السجن حتی یتوب وان شرحنا
عینی الناس وشر ہر ... شرح عینی کی کتاب الکفالہ میں ابو یوسف سے مروی ہو کہ جو شخص شراب جمع کرتا ہو اور پیتا ہو اور نماز ترک کرتا ہو اُسکو حاکم

قید کرے اور ادب دے یعنی مارے پھر اسکو قید سے چھوڑ دے اور جو شخص متہم ہو ساتھ قتل کرنے اور چورانے اور لوگون کے مارنے کے اسکو حاکم قید کرے اور ہمیشہ اسکو قید خانہ میں رکھے یہانتک کہ وہ توبہ کرے اسواسطے کہ اس شخص کا شر لوگون پر ہے اور ایسے شخص کا شر اپنی ذات پر ہے ہم ثبوت تہمت کا طریقہ عنقریب گذرا ختم مسلم ذمیا عزر لانہ ارتکب

معصیۃ تقیید بمسائل الشتم بالمسلم اتفاقی فتح گالی دی مسلم نے کافر ذمی کو تو تعزیر دیا جاوے اسواسطے کہ اسنے گناہ کیا تو مسائل شتم میں مسلم کی قید لگانی اتفاقی ہے کذا فی

الفتح وفی القنیۃ قال لیہودی او مجوسی یا کافر یأثم ان شق علیہ ومقتضاہ انہ یعزر لارتکاب الاثم بحر واقرہ المصنف لکن نظر فیہ فی النہر قلت ولعل وجہہ ما مر فی یا فاسق فتامل

اور قنیہ میں ہے کہا کہ یہودی یا مجوسی کو یا کافر تو گنہگار ہوگا اگر اسکو برا معلوم ہوا اور مقتضا اس قول کا یہ ہے کہ قائل تعزیر دیا جاویگا بسبب ارتکاب گناہ کے کذا فی البحر اور

مصنف نے اسکو ثابت رکھا ہے لیکن نہر الفائق میں اسپر اعتراض کیا ہے شارح کہتا ہے شاید کہ وجہ اعتراض وہ ہے جو یا فاسق میں گذری تو تامل کر اسمین ہم وجہ

یا فاسق میں اسطرح کی مذکور ہوئی کہ یہودی اور مجوسی نے کفر کا عیب اپنی ذات میں خود لگایا یا داس کے قول سے پہلے شارح نے لفظ تامل اسوجہ کے ضعیف ہونے

پر اشارہ کیا یعنی اگرچہ کافر نے کفر کا عیب آپ لگایا لیکن اہل اسلام نے بسبب عقد ذمہ اسکے عدم ایذا کا التزام کیا ہے تو اب اسکو کافر کہکر ایذا دینا صریح عہد شکنی ہے

یعزر المولی عبدہ والزوج زوجتہ ولو صغیرۃ لما سیجیء علی ترکہا الزینۃ الشرعیۃ مع قدرتہا علیہا تعزیر دے مولی اپنے غلام کو اور زوج اپنی زوجہ کو شرعی سنگار

کے چھوڑنے پر باوجود اسکے قادر ہونے کے اسپر اگرچہ زوجہ صغیر ہو چنانچہ اسکا بیان قریب آویگا ہم زینت شرعی کی قید سے معلوم ہوا کہ مردون کی سی زینت یا فاحشہ عورتون کی

سی زینت زوج زوجہ سے نہین کرا سکتا ہے وترکہا غسل الجنابۃ وعلی الخروج من المنزل لو بغیر حق وترک الاجابۃ الی الفراش لو طاہرۃ من نحو حیض اور تعزیر دے زوج

زوجہ کو غسل جنابت کے ترک کرنے سے اور تعزیر دے گھر سے باہر نکلنے پر اگر ناحق نکلے اور تعزیر دے نہ پاس لیٹنے پر اگر وہ حیض وغیرہ سے پاک ہو ترک اجابت سے مراد عدم

تمکین جماع ہے ویلحق بذلک ما لو ضربت ولدہا الصغیر عند بکائہ او ضربت جاریتہ غیرۃ ولا تتعظ بوعظہ او شتمتہ ولو بنحو یا حمار او دعت علیہ او مزقت ثیابہ او کلمتہ لیسمعہا اجنبی او کشفت

وجہا لغیر محرم او کلمتہ او شتمتہ او اعطت ما لم یجر العادۃ بہ بلا اذنہ اور ملحق ہین اسکے ساتھ یعنی لزوم تعزیر امور مذکورہ کے ساتھ یہ امور ملحق ہین کہ اگر زوجہ نے اپنے ولد صغیر کو

اسکے رونے کے وقت مارا یا زوج کی لونڈی کو رشک اور جلن سے مارا اور زوج کی نصیحت کو نہ مانتی ہو یا زوجہ نے زوج کو گالی دی اگرچہ مانند یا حمار کے کوئی کلمہ

کہا یا زوج کو بددعا دی یا اسکے کپڑے پھاڑے یا زوج سے اسطرح پکار کے بولے تا اسکو اجنبی مرد سنے یا اپنا منھ کھول دیا غیر محرم کے سامنے یا غیر محرم سے کلام کیا یا اسکو

گالی دی یا کسی کو کوئی چیز دی جسکے دینے کا دستور نہین بدون اجازت زوج کے یعنی ان سب امور میں زوج اسکو تعزیر دیسکتا ہے والضابط کل معصیۃ لا حد فیہا فللزوج

والمولی التعزیر ولیس منہ ما لو طلبت نفقتہا او کسوتہا والحت لان لصاحب الحق مقالا بحر اور قاعدہ کلیہ امور مذکورہ کے دریافت کرنیکا یہ ہے کہ جس گناہ میں شرعا حد

مقرر نہو تو اسمین زوج اور مولی کو تعزیر کا اختیار ہے اور یہ تعزیر کی چیز نہین اگر زوجہ نے اپنا نفقہ یا لباس مانگا اور اسمین سخت طلبی اور جھگڑا کیا اسواسطے کہ حقدار کو

اپنے حق کی طلب میں گفتگو کا اختیار ہے کذا فی البحر الرائق ولا علی ترک الصلوۃ لان المنفعۃ لا تعود الیہ بل الیہا کذا اعتمدہ المصنف تبعا للدرر علی خلاف

ما فی الکنز والملتقی واستظہرہ فی حظر المجتبی اور تعزیر نہین زوجہ کے نماز نہ پڑھنے پر اسواسطے کہ منفعت اسکی نماز کی زوج کی طرف نہین پھرتی بلکہ زوجہ کیطرف ہے

تو زوج کا کچھ نقصان نہین جو تعزیر دے اسی قول پر اعتماد کیا ہے مصنف نے درر کی پیروی کرکے کنز اور ملتقی الابحر کے برخلاف یعنی کنز اور ملتقی میں ترک صلوۃ

پر تعزیر مصرح ہے اور مجتبی کی کتاب الحظر میں اسی قول کو ظاہر جانا ہے ہم محشی ابو السعود نے کہا کہ موافق کنز اور ملتقی کے اکثر اہل مذہب کے نزدیک ترک صلوۃ

پر تعزیر ہے اور بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ اگر میں حقتعالی کے حضور میں حاضر ہون اور زوجہ کا مہر میری گردن پر ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ بے نماز زوجہ کے

ساتھ رہون کذا فی الطحاوی ولا لاب تعزیر الابن علیہ وقدمنا ان للولی ضرب ابن سبع علی الصلوۃ ویلحق بہ الزوج نہر اور باپ تعزیر دے ترک صلوۃ

پر صاحب نہر الفائق نے کہا کہ ہمنے کتاب الصلوۃ میں مقدم ذکر کیا کہ ولی کو جائز ہے مارنا سات برس کے صغیر کا نماز پر اور ولی کے ساتھ زوج ملحق ہے حکم مذکور میں ہم

اور شارح نے کتاب الصلوۃ میں سات برس والے کو امر کرنا اور دس برس والے کو نماز پر مارنا مذکور کیا ہے وفی القنیۃ لہ اکراہ طفلہ علی تعلم قرآن وادب وعلم لفریضۃ علی الوالدین وان

تنبیہ تھا ایک سے زائد کو منقول ہو یا پنی مثل منقول ہو اور تحقیق ہو تو اسکی تعزیر واجب ہو اور جو شخص ہمیشہ ایسے کسی گناہ کا عادی ہو جسکے واسطے الحد نہین ہو تو ضرب شدید فیما یجب تعزیر واجب ہو پس اگر قاضی کی رائے ہو
ایسی تعزیر ہو اور اگر اسکو حبس یا پشت پر کوڑا مارا جانا بہتر ہو تو مستحق ہے اور بیہوشی وغیرہ مین مشاہد ہو جائے اور اجابت سے امر ثابت ہو بالاتفاق اتلاف ہو تو واجب تعزیر ہی ہین
اسکے مثل کی وجہ سے تعزیر کی جاتی نہین تو تعزیر بہ لڑکون مین بھی مباح ہی جیسے اگر ایک لڑکا دوسرے کو مارے تو تعزیر دیا جاوے وجوباً حق تعزیر کا اللہ تعالی
تعالیٰ کا ادا ہو تا ہو عزر تقی ہو اور یعنی عدم منع تعزیر پر بغیر شرط تقیید ہو اور اگر حق عبد ہو تو اسکی تعزیر کرنا زوج کیا ہو جیسا کہ کتب مذہب مین لکھا ہو
اور ابی المبتغی مین حد یا تعزیر میں ہلاک ہوا تو اسکا خون رائگان ہے باستثناء تعزیر زوج کے اپنی زوجہ کو تعزیر کرنے کے کیونکہ اس مین سلامتی کی شرط ہو یہ قول المصنف وہو اللہ اعلم
زوج کی ضرب زوجہ کو اصلاح کے واسطے شخص پر حد یا تعزیر واقع ہوئی پھر وہ مرگیا تو خون اسکا رائگان ہو یعنی قصاص نہین ہو بسبب احتمال ارشاد کے کرنے کی وجہ سے
سکو اسکے زوج نے تعزیر دی اور مذکورہ مین سو وہ مرگئی تو اسکا خون باطل نہین اسواسطے کہ تادیب زوج کی مباح ہو تو مقید بشرط سلامتی کی ہو گی
مصنف نے اپنی شرح مین کہا کہ اس تعلیل سے ظاہر ہوا کہ زوج اپنی زوجہ کی ضرب اصلاح واجب نہین اسواسطے کہ اگر واجب ہوتی تو خون کا ضمان نہ ہوتا اور بعض
علی زوجہ ضربا فاحشا وثبت ذلک علیہ عزر کما لو ضرب المعلم الصبی ضربا فاحشا فانہ یعزر ویضمنہ لو مات یعنی زوج نے اپنی زوجہ پر ضرب فاحش کی
ضرب بغیر مباح ادب کا دعوی کیا اور یہ دعوی گواہون سے اسپر ثابت ہوگیا تو وہ تعزیر دیا جاوے گا چنانچہ اگر معلم نے صغیر کو عادت سے زیادہ مارا تو اسکو تعزیر دیا جائیگا
اور ضامن ہوگا اسکے خون کا اگر وہ اس ضرب سے مرگیا کذا ذکرہ الشمنی و طحطاوی نے کہا زوجہ کے دعوے مین ضرب فاحش مجرد تصویر ہو قید نہین
اسواسطے کہ بحر الرائق مین ہو کہ فقہا نے تصریح کی ہو کہ جب زوج نے زوجہ کو ناحق مارا تو اسپر تعزیر واجب ہو اور شرح ملتقی مین ہو کہ امام مالک رحمہ کے نزدیک
زوج اور معلم تعزیر مین ضامن نہین اور نہ باپ تادیب مین اور نہ دادا اور وصی اگر ضرب معتاد ہو الا ضامن ہو باجماع فقہا اور ہمارے یہاں قاضی علی مائۃ ثمانین
فینصف الدیۃ فی بیت المال لتبا الفعل ماذون فیہ وغیر ماذون فینصف زیلعی اور ابو یوسف سے مروی ہو کہ اگر قاضی نے سو کوڑے سے زیادہ مارے سو
مضروب مرگیا تو نصف دیت اسکی بیت المال مین ہو یعنی اور نصف باقی قاضی پر بسبب اسکے مقتول ہونے کے اس فعل سے جسمین شرع کا اذن تھا اور اس فعل سے
جسمین اذن شرع نہ تھا تو دیت آدھون آدھ کیجائیگی کذا فی شرح الزیلعی و طحطاوی نے کہا یہ قول ضعیف معارض ہو انکے قول کے یعنی جو حد اور تعزیر مین مرجاوے
اسکا خون باطل ہو تو بہتر یہ تھا کہ شارح اسکو ذکر نہ کرتا فرع مسائل منثورہ شارح کے ارتدت لتفارق زوجہا تجبر علی الاسلام وتعزر خمسۃ وسبعین سوطا اختیار وغیرہ
یعنی ملتقط اعورت مرتد ہوگئی اسواسطے کہ اپنے زوج کو چھوڑ دے تو جبر کیا جاوے اسکے اسلام لانے پر اور اسپر پچہتر کوڑے تعزیر مارے جاوین بقول ابو یوسف اور
نکاح کرسے غیر زوج سے اسیکا فتوی ہو کذا فی الملتقط کتاب الطلاق مین مذکور ہو چکا کہ ایسی عورت کی تجدید نکاح پر جبر کیا جاسے تھوڑے سے مہر پر انتقل اسے
مذہب الشافعی یعزر رجل حنفی مذہب نے شافعی مذہب کی طرف انتقال کیا تو اسکو تعزیر دیا جاوے کذا فی السراجیہ و تعزیر اسوقت ہو جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ
کے مذہب کو حقیر اور باطل اعتقاد کرکے شافعی المذہب ہو جاوے اور اگر بضرورت انتقال کرے جیسا کہ اتباع مذہب شافعی مین آسانی پاوے تو اسپر تعزیر کا حکم نہین چنانچہ
حموی نے بزازیہ سے نقل کیا کہ شیخ الاسلام عطار بن حمزہ سے سوال ہوا کہ شافعی المذہب حنفی ہوگیا پھر اسنے مذہب اول کیطرف عود کرنیکا ارادہ کیا تو جواب دیا کہ
رہنا امام اعظم کے مذہب پر بہتر اور خوبتر ہو اور یہ جو بعضون نے کہا ہو کہ اسکو شدید تعزیر دے اسواسطے کہ اسنے اور نیز کم تر مذہب کیطرف انتقال کیا سو اس قول کو
کوئی پسند نہین کرتا تھو یعنی متعصب پر زور اور قول بالانصاف وہ ہو جو محقق ابن الہمام نے کہا یعنی ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال کرنے بلا اجتہاد
اور برہان سے عاصی مستوجب تعزیر ہو تو بلا رتبہ اجتہاد اور برہان انتقال کرنا بطریق اولی لائق تعزیر ہو گا انتہی تو اسمین مطلق انتقال کو موجب تعزیر کہا خواہ حنفی
شافعی ہوجاوے بلا ضرورت یا شافعی حنفی ہوجاوے وعلی ہذا القیاس مالکی حنبلی اور شرح ملتقی مین ہو کہ جو شافعی کہ حنفی ہوگیا پھر اسنے مذہب اول کیطرف
عود کیا تو اسپر تعزیر دیجاوے گی بموجب ایک قول کے انتہی اور وجہ اسکی یہ ہو کہ وہ شخص تردد مین المذاہب سے متلاعب ہوگیا یعنی مذاہب کے ساتھ لہو و لعب

کرتا ہی لہذا مستحق تعزیر ہوا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی قذف بالتعریض لیعزر جاوی قذف کیا بطریق تعریض اور رمز کے تو تعزیر دیا جاوے کذا فی الحاوی یعنی جیسا کچھ یون کہے کہ مین تو زانی
نہین مراد یہ کہ تو زانی ہی لیعزر اسواسطے ہوئی کہ صریح نسبت زنا نہین جو قائل پر حد ہوتی زنی بامراۃ میتۃ لیعزر اختیار زنا کیا مردہ عورت سے تو تعزیر دیا جاوے کذا فی الاختیار
ادعی علی آخر انہ وطی امتہ وحبلت فنقصت فان برہن فلہ قیمۃ النقصان وان حلف خصمہ فلہ تعزیر المدعی مبینہ دعوی کیا دوسرے پر کہ اُسنے اُسکی لونڈی سے قربت کی
اور وہ حاملہ ہی تو اُسکی قیمت ناقص ہوگئی تو اگر مدعی نے اپنا دعوی گواہون سے ثابت کیا تو مدعی کو قیمت نقصان کی دلائی جاویگی قائل سے اور اگر مدعا علیہ نے قسم
کھائی عدم وطی کی درصورت عدم شہادت تو اُسکو تعزیر مدعی کا اختیار ہی کذا فی المینۃ وفی الاشباہ خدع امراۃ انسان واخرجہا وزوجہا لغیرہ یحبس حتی یتوب او یموت لسعیہ فی
الارض بالفساد اور اشباہ مین ہی کسی نے فریب دیا ایک آدمی کی عورت کو اور اُسکو نکالا اور اُسکا نکاح کردیا تو فریب دینے والا قید کیا جاوے یہانتک کہ توبہ کرے یا قید
مین مرجاوے بسبب سعی کرنے اُس شخص کے زمین مین فساد کے ساتھ من ادعی علی آخر فلم یجد فاسک اہلہ للظلمۃ فحبسوہم وغرموہم عزر المدعی ایک شخص کا دعوی تھا دوسرے
پر سواسطے اُسکو پایا نہ اُسکے لوگون کو ظالمون کے پاس پکڑوایا سو اُنھون نے اُنکو قید کیا اور اُنسے ڈانڈ لیا تو مدعی تعزیر دیا جاوے ویعزر علی الورع البارد کتعریف نحو تمرۃ اور
تعزیر دیا جاوے ورع بارد یعنی نالائق پرہیزگاری پر چنانچہ مانند ایک کھجور کے پہچنوانا امام تاتارخانیہ مین مروی ہی کہ خلافت عادلہ کے وقت مین ایک شخص نے کھجور کا ایک
پھل مدینہ کے بازار مین پایا سو اُسکو اُٹھالیا اور بار بار کہتا تھا کہ یہ کسکی کھجور ہی اس قول سے اُسکو اپنے زہد اور تقوی کا اظہار خلق مین منظور تھا امیر المومنین عمر فاروق نے
یہ سنا اور مطلب اُسکا پایا تو فرمایا کھالے اُسکو یا بارد الورع یہ وہ تقوی ہی جس سے حق تعالی بغض رکھتا ہی کذا فی الطحطاوی عن الاشباہ التعزیر لا یسقط بالتوبۃ کالحد تعزیر ساقط
نہین ہوتی توبہ کرنے سے مانند حد کے ثم قال واستثنی الشافعی ذوی الہیئات قلت قد قدمناہ لاصحابنا عن القنیۃ وغیرہا وزاد الناطقی فی اجناسہ مالم یتکرر فیضرب التعزیر پھر
صاحب اشباہ نے کہا اور امام شافعی نے تعزیر سے ذوی الہیئات یعنی ستودین اور اصحاب مروت کو مستثنی کیا ہی مین کہتا ہون کہ ہمنے اشباہ مین اپنے اصحاب حنفیہ کے قول
قنیہ سے مقدم ذکر کیے یعنی صاحبان مروت کے حق مین عدم تعزیر بسبب اکتفا علی النصیحۃ کی ہی اور ناطقی نے اپنے اجناس مین اتنا زیادہ کہا کہ اصحاب مروت سے اُسوقت تک ساقط
ہی جبتک بار بار قصور ہو اور مکرر ہونے مین تو تعزیر مارکھاوینگے طحطاوی نے ترتاشی کا قول نقل کیا کہ جب اُسنے دوبارہ تصور کیا تو معلوم ہوگیا کہ وہ صاحب مروت نہین و فی
الحدیث تجافوا عن عقوبۃ ذوی المروۃ الا فی الحد اور حدیث مین ہی کہ درگذر کرو صاحبان مروت کی عقوبت سے مگر سوائے حد کے ہم نے حدیث ذکر کی جس مین عدم تعزیر صاحبان
مروت پر دلیل ہی وفی شرح الجامع الصغیر للمناوی الشافعی فی حدیث الفین احدکم یوم القیامۃ یجیئ علی رقبتہ بعیر لہ رغاء او بقرۃ لہا خوار او شاۃ لہا تواج قال یوخذ منہ تجریس السارق
ونحوہ فلیحفظ در مناوی شافعی کی شرح جامع صغیر کے اندر اس حدیث مین کہ ظاہر اللہ تعالی سے کہ کہین نہ لاوے تو قیامت کے دن اپنی گردن پر اُٹھاکر اونٹ بلبلاتا یا گائے
بیل آئین بائین کرتا ہوا یا بھیڑ بکری مین مین کرتی ہوئی مناوی نے کہا کہ اس حدیث سے چور اور اُسکے مانند کو گھنٹا باندھنا تفضیح کے واسطے نکلتا ہی تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے
مناوی کی عبارت کا یہ مضمون ہی کہ ابن منیر نے کہا کہ مجکو یہ گمان ہی کہ تجریس سارق وغیرہ کی حاکمون نے اس حدیث سے نکالی ہی لغت عرب مین رغا اونٹ کی آواز کو کہتے
اور خوار گائے بیل کی آواز کو کہتے ہین اور تواج بضم تاء مثلثہ اور بعد اُسکے ہمزہ مفتوحہ ممدودہ اور اُسکے بعد جیم بھیڑ بکری کی آواز کو بولتے ہین کذا فی الطحطاوی مم یہ حدیث شریف مین وارد
ہی یعنی جو جانور کو چورا ویگا وہی جانور اُسکی گردن پر قیامت کیدن اپنی بولی بولتا آویگا فضیحت کرنیکو انتقال مذہب سے یہانتک سب اقوال شارح نے اشباہ سے نقل کیے تمت اگر
کسیکو کسی نے یا مخنث کہا تو بہتر یہ ہی کہ صبر کرے اور اگر حاکم سے تعزیر دلادے تو جائز ہی اور اگر یون جواب دے کہ بلکہ تو مخنث ہی تو کچھ مضائقہ نہین اگر غلام یا زوجہ بے ادبی کرے تو مولی
اور زوج کو تادیب لازم ہی اور جو شراب خوارون کی مجلس مین حاضر ہوتا ہو اُسپر تعزیر ہی اگرچہ شراب نہ پیتا ہو اور جسکے پاس شراب ہو برتن مین اور جو مقیم رمضان شریف مین دنکو کھاتا
پیتا ہو تو مشہور اُسپر تعزیر ہی اور قید کرو اور جو مسلمان کہ شراب بیچتا ہو یا بیاج کھاتا ہو وہ تعزیر دیا جاوے اور قید کیا جاوے اور اسیطرح مغنی اور مخنث اور نوحہ گر عورت پر تعزیر اور حبس ہی یہانتک کہ توبہ کرین
کذا فی فتح القدیر اگر ایک نے دوسرے کو کہا یا سفلہ یا بے نماز تو اُسپر تعزیر ہی اور اگر ایک شخص کسی مقدمہ کا علما سے فتوی لکھا کر اپنے خصم کے پاس لیا تو خصم نے کہا کہ مین اسپر عمل
نہین کرتا یا یون کہا کہ ایسا نہین ہی جیسا ان علما نے فتوی دیا ہی حالانکہ وہ شخص جاہل اہل علم کو حقیر سے ذکر کرتا ہی تو اُسپر تعزیر واجب ہی آدمی کے حق مین بہتر یہ ہی کہ جب اُسکے کہا جاوے کہ کون تیرے موجب اور تحریر ہی

[illegible] کتابت [illegible]

[illegible]

کتاب السرقہ

یہ کتاب ہے سرقہ یعنی چوری کے حکم میں سرقہ بفتح سین و کسر راء مصدر ہے اور بسکون راء بھی آیا ہے [illegible]
ذکر کیا اسکو [illegible] اسواسطے کہ مال سے مقصود بچانا [illegible] سرقہ [illegible] چوری [illegible]
مال چھپکے لینے کو لغت میں چھپا کر اور سرقہ کو جو سرقہ کہتے ہیں [illegible]
[illegible] احتیاط [illegible] لینے سے [illegible]
[illegible] ہاتھ کاٹنے [illegible]
غلام [illegible] یعنی مجنون نے اپنے ہوش کی حالت میں چوری کی تو دیکھنے میں [illegible] دونون ذکر کر چکے وہ
[illegible] مصنف [illegible] مطلق [illegible]
داخل ہوں اور مال کو چرا دیں [illegible] ایک شخص کی پیٹھ پر لاد کر گھر سے نکلیں تو سب کے ہاتھ کاٹے جاوینگے [illegible]
[illegible] احتمال [illegible] ناطق [illegible] کی قید [illegible] ہاتھ کاٹا جاویگا [illegible] شبہ بیان کرنے کے احتمال سے
یعنی اگر [illegible] ناطق [illegible] ایسا شبہ بیان کرتا [illegible] ہاتھ کاٹا جاوے [illegible] مال [illegible]
مال سے [illegible] دراہم [illegible] مضروبۃ [illegible] عبارت [illegible] دس درہم [illegible] مصنف نے دراہم مضروبہ [illegible]
اسواسطے کہ [illegible] درہم کی حقیقت میں ضرب داخل ہے تو اب ضرب کے ذکر کرنیکی کیا حاجت ہے [illegible] غیر مضروبہ [illegible] درہم نام [illegible] اختلاف ہے کہ
[illegible] مال میں [illegible] مقدار [illegible] جس سے کم میں قطع نہیں پہلا قول حسن بصری اور داؤد ظاہری اور خوارج کا ہے دلیل قرآن اور حدیث ہے اللہ تعالی نے فرمایا والسارق
والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما یعنی چور اور چورنی دونوں کا ہاتھ کاٹو تو یہ آیت مطلق ہے مقدار اسمیں مذکور نہیں اور حدیث متفق علیہ میں [illegible] قطع ید مذکور ہے
اور [illegible] جمیع فقہاء امصار اور علماء [illegible] اس قول پر متفق ہیں کہ [illegible] مال [illegible] کے قطع نہیں اسواسطے کہ بخاری اور مسلم میں حدیث مرفوع متفق علیہ [illegible] قطع
الا فی ربع دینار فصاعدا یعنی قطع نہیں مگر ربع دینار میں یا اس سے زیادہ میں تو اس حدیث سے اول حدیث کی تاویل واجب ہوئی [illegible] ربع دینار کی قیمت [illegible] درہم
اور [illegible] بعض [illegible] حدیث اول منسوخ ہے اگر کوئی کہے کہ شاید حدیث ثانی منسوخ ہو تو ترجیح کی کیا وجہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ [illegible] کسی حدیث کی تاریخ معلوم نہیں
ہوا ایک حدیث کا منسوخ ہونا متعین ہو جاوے [illegible] جمہور کی طرف ہے اسواسطے کہ باب الحدود میں [illegible] احتیاط [illegible]
[illegible] مقدار کا معین کرنا قطع ید کے واسطے ارجح اور اولی ہے علاوہ اسکے اجماع صحابہ کرام بھی اسی پر منقول ہے [illegible] اطلاق آیت کا بھی مقید ہو گیا [illegible] عقل سے
بھی [illegible] مطلق میں رغبت [illegible] ایک [illegible]
[illegible] بالاجماع [illegible] مقدار [illegible] قطع [illegible] تو ہمارے اصحاب حنفیہ [illegible]
[illegible] امام شافعی کے نزدیک ربع دینار ہے اور امام مالک اور احمد کے نزدیک ربع دینار یا تین درہم [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] حضرت عائشہ صدیقہ سے حدیث مرفوع ہے کہ قطع کرو ربع دینار میں [illegible] تین درہم کا تھا امام مالک نے موطا میں [illegible]
الصلوۃ والسلام نے ڈھال کی چوری میں قطع کیا جسکی قیمت تین درہم تھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اترج کی چوری میں قطع کیا جسکی قیمت تین درہم تھی اور اصحاب حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ

ڈھال کی قیمت تین درم سے زیادہ بھی بروایت صحیح ثابت ہوئی اور اخذ بالاکثر باب الحدود مین واسطے احتیال درء حد کے اولی ہی حاکم نے مستدرک مین مجاہد عن ایمن روایت کی کہ قطع
ید عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نہین ہوا مگر ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اسکی اسوقت مین ایک دینار تھی ہر چند ایمن مین اختلاف ہی کہ صحابی ہی یا تابعی اگر صحابی ہی تو کچھ اشکال نہین
اور اگر تابعی ہی تو بقول ابو زرعہ رازی و ابن حبان ثقہ اور صحیح ہی تو حدیث مرسل ہوئی اور مرسل ہمارے نزدیک اور اکثر اہل علم کے نزدیک قابل ترک نہین بلکہ حجت ہی تو اسکا معتبر رکھنا واجب
ہوا تو ثابت ہوا کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہوا تین درم یا دس درم کا تو اخذ بالاکثر واجب ہوا اسواسطے کہ شرع نے اس باب مین حد کا ٹلنا حتی الامکان واجب کیا اور مقوی اس قول کی
نسائی کی روایت ہی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہ قیمت ڈھال کی حضرت کے ساتھ وقت مین دس درم تھی اور یہ روایت دارقطنی اور مسند احمد اور اسحق بن راہویہ مین ثابت ہی اور ابن ابی شیبہ مین
حدیث مرفوع ہی کہ جو بقدر ڈھال کے قیمت پہونچے تو اسکے صاحب یعنی چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جاوے اور قیمت ڈھال کی دس درم تھی اور طبرانی نے معجم مین اور عبدالرزاق اور ترمذی نے ابن
مسعود سے روایت کی کہ قطع نہین مگر دینار مین یا دس درم مین اور یہ حدیث مرسل ہی کہ قاسم بن عبدالرحمن نے ابن مسعود سے روایت کی حالانکہ قاسم کو ابن مسعود سے سماعت نہین لیکن مسند
ابو حنیفہ مین عن القاسم بن عبدالرحمن عن ابیہ عن عبداللہ بن مسعود قال کان القطع الید علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عشرۃ دراہم تو یہ روایت مرسل نہین بلکہ موصول ہی اور ابن خسرو نے بروایت
محمد بن الحسن عن ابی حنیفہ مرفوع نقل کیا کہ لاتقطع الید فی اقل من عشرۃ دراہم تو یہ حدیث موصول مرفوع ہی اور اگر موقوف بھی ہوتی تو بھی بجائے مرفوع تھی اسواسطے کہ مقدرات شرعیہ
مین قیاس مجتہد کو دخل نہین تو موقوف اسمین محمول علی الرفع ہی کذا فی فتح القدیر ملخصا جیادا و مقدارہا فلاقطع بنقرۃ وزنہا عشرۃ لاتساوی عشرۃ مضروبۃ ولا بدینار قیمتہ دون عشرۃ سرقہ عبارت
ہی کھرے دس درم کے لینے سے یا بمقدار دس درم کے تو قطع نہین اس چاندی کی ڈلی سے جو بوزن دس درم ہی مگر دس درم مضروب کے برابر نہین قیمت مین اور قطع نہین اس دینار سے جسکی قیمت دس درم
سے کم ہو وتعتبر القیمۃ وقت السرقۃ و وقت القطع و مکانہ بتقویم عدلین لہما معرفۃ بالقیمۃ ولا قطع عند اختلاف المقومین ظہیریۃ اور معتبر ہی قیمت چوری کے وقت اور قطع ید کے
وقت اور معتبر ہی قیمت قطع کرنے کے مکان مین دو عادلون کے قیمت ٹھہرانے سے جنکو معرفت ہی قیمت کی اور قطع نہین ہی قیمت ٹھہرانے والون کے اختلاف کے وقت کذا فی الظہیریہ تو
تو اگر ایک کپڑا چرایا جسکی قیمت دس درم تھی سو مالک نے دوسرے شہر مین اسکو گرفتار کیا اور وہان اسکی قیمت آٹھ درم تھی تو قطع نہوگا اور اختلاف قیمت کی یہ صورت ہی کہ ایک
شخص دس درم یا زیادہ قیمت کرتا ہی اور دوسرا اس سے کم تو قطع نہین اور اگر نصاب سے زیادہ مین اختلاف ہوا تو وہ مانع قطع کا نہین مقصودۃ بالاخذ فلا قطع بثوب قیمتہ دون عشرۃ وفیہ
دینار او دراہم مصرورۃ الا اذا کان وعاء لہا عادۃ تجنیس ایسے دراہم جنکا لینا مقصود بالذات ہو تو قطع نہین اس کپڑے کی چوری سے جسکی قیمت دس درم سے کم ہی اور اسمین ایک دینار
یا دس درم بندھے ہین اسواسطے کہ کپڑا لینا مقصود تھا نہ دینار اور دراہم مگر اس کپڑے کے لینے مین البتہ قطع ہی جو دینار یا دراہم کے رکھنے کا ظرف ہو بطور عادت کے کذا فی
التجنیس یعنی چنانچہ دینار اور درہم کی تھیلی لی تو البتہ قطع ہی اگر اسمین بقدر نصاب ہو اسواسطے کہ تھیلی لینے مین دراہم مقصود ہوتے ہین اگرچہ تھیلی کی قیمت ایک درم سے کم
ہو وظاہر سرقۃ الاخراج فلو ابتلع دینارا فی الحرز وخرج لم یقطع ولا ینتظر لتغوطہ بل یضمن مثلہ لانہ استہلکہ وہو سبب الضمان للحال ایسے دراہم جنکا نکال لینا سارق سے ظاہر ہو تو اگر
سارق نے ایک دینار کو مکان محفوظ مین نگل لیا اور نکل آیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اسواسطے کہ دینار کا نکال لینا اسکے پیٹ سے ظاہر نہین اور انتظار کیا جاویگا اسکے ہگنے کا بلکہ مثل اس
دینار کے اس سے ضمان لیا جاویگا اسواسطے کہ اسنے اسکو مستہلک کیا اور استہلاک فی الحال ضمان لینے کا سبب ہی خفیۃ ابتداء و انتہاء لو اخذ نہارا و ہو ما بین العشائین و ابتداء
فقط لو لیلا لینا چھپ کر ہو ابتدا مین بھی اور انتہا مین بھی اگر دن ہو اور مغرب اور عشا کے درمیان کا وقت بھی دن مین داخل ہی اور فقط ابتدا مین اخفا شرط ہی اگر رات
ہو دم اخفا کی قید سے غارتگری اور بزور چھین لینا اور ہاتھ سے اچک لیجانا سرقہ کی تعریف سے نکل گیا پھر اگر چوری دن مین ہوئی شہر کے اندر تو اخفا شرط ہی ابتدا مین بھی اور
انتہا مین بھی اور عشا تک دن مین اسواسطے داخل ہوا کہ اسوقت تک آمد و رفت آدمیون کی ہوا کرتی ہی اور اگر رات مین چوری ہوئی تو فقط ابتدا کا اخفا شرط ہی نہ انتہا
کا تو اگر سارق رات کو گھر مین داخل ہوا بطور خفیہ پھر اسنے مال کو ظاہر ہو کر لیا گو بعد مقاتلہ تو اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا خفیہ اولی پر اکتفا کرکے کذا فی النہر و ہل العبرۃ لزعم السارق
ام لزعم احدہما خلاف اور خفا مین کیا سارق کے گمان کا اعتبار ہی یا سارق اور صاحب مال مین سے کسی ایک کا اسمین خلاف ہی محل اختلاف اس صورت مین ہی کہ جب سارق نے گمان کیا کہ
صاحب خانہ جانتا ہی اور حالانکہ صاحب خانہ کو اسکا علم نہین تو شرح زیلعی مین کہا کہ اسمین قطع نہین اسواسطے کہ سارق کے گمان مین خفیہ نہین بلکہ اسنے کھلکر لیا اور خلاصہ اور محیط مین

[illegible] اسی صورت میں [illegible] دونوں میں سے ایک کے لئے [illegible] ہوا [illegible]

صاحب [illegible] دونوں کو [illegible] دوسری صورت [illegible] تیسری صورت [illegible]

[illegible] چوتھی صورت اول [illegible] صاحب [illegible]

شخص سے چرائے تو [illegible] کی ایسی قطع نہیں کذا فی الفتح [illegible] کذا فی المحیط [illegible] مسروق کی قسم سے ہو

جو جلد خراب ہو جاتا ہو جیسے گوشت اور تر میوے کذا فی المحیط ہو اُنکی چوری میں گو بقدر نصاب ہوں قطع نہیں [illegible] مسروق متقوم [illegible]

مسلم [illegible] السارق او ذمیا وکذا الذمی اذا سرق من ذمی خمرا او خنزیرا او قیمتہ لا یقطع لعدم التقوم [illegible] مسروق کا مال متقوم ہونا

مسلمانوں کے نزدیک مال متقوم ہو تو قطع نہیں مسلمان کی شراب چرا لینے سے خواہ سارق مسلم ہو یا ذمی اور اسی طرح جب کسی ذمی نے ذمی سے

شراب یا سور چرایا ہے تو قطع نہیں اس واسطے کہ اشیاء مذکورہ مال متقوم نہیں ہمارے یعنی اہل اسلام کے نزدیک [illegible] ذکر کیا [illegible] نے کہا کہ

شامی کی عبارت [illegible] صورت کو شامل نہیں جب کہ مسلم ذمی کی شراب چرا دے [illegible] قطع [illegible] شراب کی چوری [illegible]

ہونا فی دار العدل فلا یقطع بسرقۃ فی دار الحرب او البغی [illegible] چوری دار العدل یعنے دار الاسلام میں ہو تو قطع ہے دار الحرب یا دار البغی کی چوری سے کذا فی [illegible]

تو اگر بعض تاجر مسلمین نے بعض کا مال دار الحرب میں چرایا پھر جب دار الاسلام میں آئے تو چور گرفتار ہوا تو امام اُسکا ہاتھ نہ کاٹے گا کذا فی البحر [illegible]

مالک ام تعدد [illegible] مکان محفوظ سے [illegible] مال کا مالک ایک ہو یا چند مالک ہوں [illegible] حفاظت کا مکان دو قسم ہے ایک حرز بنفسہ دوسرا حرز بغیرہ حرز بنفسہ

وہ مکان ہے جو حفاظت کے واسطے بنا ہو اور بدون [illegible] مالک منع ہو جیسے گھر اور دوکان اور خیمہ اور خزانہ اور صندوق اور حرز بغیرہ وہ مکان ہے جو حفاظت مال

کے واسطے نہیں بنا مگر اسمیں نگہبان موجود ہو جیسے مسجد اور راہ اور میدان اور قنیہ میں ہے کہ اگر جنگل سے مدفون مال کو چرایا تو اُسکی قطع ہے کذا فی البحر [illegible]

سے معلوم ہوا کہ اگر بعض مال کو گھر سے نکالا پھر دوسرے بار داخل ہو کر باقی کو نکالا تو قطع نہیں بشرطیکہ اطلاع مالک یا اصلاح نقب کا درمیان میں تخلل

واقع ہوا ہو اور اگر ان امور کا تخلل نہیں واقع ہوا [illegible] اسکے دو بار میں نکالا تو یہ ایک ہی چوری ہے البتہ قطع ہو گا کذا فی [illegible] اور اتحاد و تعدد مالک

سے معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص نے بقدر نصاب جماعت کا مال چرایا تو قطع ہے اور اگر دو شخصوں نے بقدر نصاب ایک کا مال چرایا تو دونوں پر قطع نہیں [illegible] نصاب

کو سارق کے حق میں [illegible] مالک کے حق میں [illegible] بشرطیکہ حرز واحد ہو کذا فی الطحطاوی عن البحر لا شبہۃ ولا تاویل [illegible] وثبت ذلک عند الامام [illegible]

لینے میں نہ تاویل اور یہ ثابت ہوا امام کے نزدیک چنانچہ عنقریب واضح ہو گا [illegible] شبہ کی قید سے [illegible] نکل گیا [illegible] کو نکالا اور تاویل

کی قید سے مصحف کی چوری نکل گئی کہ اسمیں قطع نہیں اس واسطے کہ اسمیں تلاوت کرنے کی تاویل ممکن ہے یعنی سارق کہہ سکتا ہے کہ میں نے چرایا نہیں بلکہ پڑھنے کے واسطے لیا

فیقطع ان اقر بہا مرۃ والیہ رجع الثانی [illegible] جب تعریف سرقہ کی معلوم ہوئی تو [illegible] سارق [illegible] اگر [illegible] ایکبار چوری کا اقرار کیا [illegible]

نے ایکبار کے اقرار کی طرف رجوع کیا اور اول [illegible] اسکے قائل تھے کہ دو مجلسوں میں دو بار [illegible] چوری ثابت ہوتی ہے [illegible]

من [illegible] الظہیریۃ وزاد القہستانی [illegible] خزانۃ المفتین [illegible] اقرار کرنا سارق کا جبر اور زبردستی سے باطل ہے [illegible]

[illegible] اکراہ کا فتویٰ دیا ہے کذا فی الظہیریۃ اور قہستانی نے خزانۃ المفتین کی طرف نسبت کر کے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ سارق کا مارنا بھی حلال ہے [illegible]

اقرار کرے چوری کا اور عنقریب ہم اسکی تحقیق بیان کرینگے او شہد رجلان [illegible] اور قطع ید ہو گا اگر دو مرد گواہی دیں چوری کی [illegible]

[illegible] کہ عورتوں کی گواہی اسمیں مقبول نہیں اور اقرار و شہادت میں حصر کرنے [illegible] سے اشارہ کیا کہ شہادت علی الشہادۃ [illegible] اور قسم [illegible]

[illegible] مال ہو کذا فی الفتح [illegible] عبد [illegible] حضرۃ مولاہ [illegible] علی اقرارہ [illegible] اگر سارق غلام ہو تو حضور [illegible] کے [illegible]

نہین غلام کے اقرار پر اگرچہ مولی کے سامنے ہو م فتاوی عالمگیری مین ہی کہ جب گواہون نے گواہی دی عبد ماذون کی دس درم یا زیادہ کی چوری کی تو اگر اسکا مالک موجود
ہی تو بالاتفاق قطع ہی اور اگر مال قائم ہی تو صاحب مال کو پھیر دینا چاہیے اور اگر مولی غائب ہی تو امام کے نزدیک قطع نہین اور سرقہ کا ضمان ہی اور اگر شاہدون نے کم
نصاب کی گواہی دی تو قاضی مال دینے کا حکم کرے نہ قطع کا خواہ مولی موجود ہو یا نہو وسألهما الامام کیف ہی وما ہی واین ہی وکم ہی زاد فی الدرر ومتی
ہی وممن سرق وبیناہا احتیالا للدرء لدر سوال کرے امام گواہون سے کہ کیونکہ چوری ہوئی اور کہان ہوئی اور کتنی ہوئی درر مین دو سوال زیادہ مذکور ہین کہ چوری
کسکو کہتے ہین اور کب ہوئی اور کس شخص کی چوری کی اور دونون گواہ ان سوالات کا جواب بیان کرین یہ سوالات حد ٹالنے کی حیلہ جوئی کے واسطے ہین م کیفیت سرقہ
کا سوال اس احتمال سے ہی کہ شاید چور نے نقب دیا ہو گھر مین اور بلا دخول ہاتھ ڈالکر چوری کی ہو تو اس مین قطع نہین ظاہر الروایۃ مین اسواسطے کہ یہ شخص اچکا ہوا م
چور اور مکان کا سوال اس احتمال سے ہی کہ دار الحرب مین چوری کی ہو یا مستامن کا مال دار الاسلام مین چرایا ہو کہ اسمین قطع نہین اور مقدار سرقہ کا سوال اس احتمال
سے ہی کہ شاید نصاب سے کم ہو اور حقیقت سرقہ کا سوال اسواسطے ہی کہ شاید استراق کلام یا استراق رکوع اور سجود سے شاہدون نے اسکو چوری کی طرف منسوب کیا ہو اور
تاکہ غصب اور قطاع الطریق سے احتراز ہو اور زمان سرقہ کا سوال تقادم کے احتمال سے ہی اسواسطے کہ حدود خالصہ مین تقادم یعنی مدت گذرنا مبطل شہادت ہی اور صاحب
مال کا سوال اس احتمال سے ہی کہ شاید مالک محرم یا زوجہ ہو سارق کی وحبسہ حتی یسأل عن الشہود لعدم الکفالۃ فی الحدود اور بعد شہادت مذکورہ کے حاکم قید مین رکھے سارق
کو تا شاہدون کی عدالت دریافت کرے حبس کرنا واسطے ہونے حاضر ضامنی کے ہی حدود مین یعنی حدود مین حاضر ضامنی جائز نہین تو تا تحقیق عدالت شہود متہم کو محبوس
کرنا چاہیے تا بھاگ نہ جاوے ویسأل المقر عن الکل الا الزمان وما فی الفتح الا المکان تحریف نہر اور حاکم چوری کے اقرار کرنے والے سے جمیع امور مذکورہ کا سوال
کرے سوائے زمانے کے اور یہ جو فتح القدیر مین ہی کہ مقر سے مکان کا بھی سوال نہ کرے یہ تحریف ہی کذا فی النہر الفائق م مقر سے زمان کا سوال اسواسطے نہین کہ تقادم
مانع اقرار کا نہین اور فتح القدیر کے بعض نسخون مین ہی کہ سوے مکان کے باقی شروط سے سوال کرے گویا یہ تحریف ہی حق یہ ہی کہ مکان سے بھی سوال کرے کہ شاید دار الحرب مین
چوری کی ہو کذا فی النہر حموی نے کہا کہ زمان سے بھی سوال کرے اس احتمال سے کہ شاید مقر نے اپنی طفلی کی حالت مین چوری کی ہو وصح رجوعہ عن اقرارہ بہا وان
ضمن المال وکذا لو رجع احدہم وقال ہو مالی او شہدا علی اقرارہ بہا وہو یجحد او یسکت فلا قطع شرح وہبانیہ اور صحیح ہی رجوع کرنا مقر کا اپنی چوری کے اقرار سے اگرچہ اس
حالت مین ضامن ہوگا مال مسروق کا اور اسیطرح رجوع صحیح ہی اگر سب چورون مین ایک نے اقرار سے رجوع کیا یا یون کہا کہ وہ میرا مال ہی یا دو گواہون نے اسکی چوری کے
اقرار پر گواہی دی اور وہ منکر ہی یا ساکت ہی تو قطع نہین کذا فی شرح الوہبانیہ م محیط مین مذکور ہی کہ دو شخصون نے چوری کا اقرار کیا پھر ایک شخص اقرار سے پلٹ گیا تو قطع دونون
سے ساقط ہوگیا اسواسطے کہ بعد ثبوت شرکت کے چوری مین جب ایک سے حد ساقط ہوئی تو دوسرے سے بھی ساقط ہوگی اسواسطے کہ شرکت برابری کو چاہتی ہی کذا فی المنح فان
اقر بہا ثم ہرب فان فی فورہ لا یتبع بخلاف الشہادۃ کذا نقلہ المصنف عن الظہیریۃ ونقلہ شارح الوہبانیۃ بلا تقیید الفوریۃ پھر اگر سارق نے چوری کا اقرار کیا پھر
بھاگ گیا اگر فوراً بھاگا بمجرد اقرار کے تو اسکا پیچھا نہ کیا جاوے بخلاف شہادت کے کہ اسکے بعد اگر بھاگے گا تو گرفتار کیا جاویگا اسیطرح نقل کیا ہی مصنف نے اپنی شرح
مین ظہیریہ سے اور شارح وہبانیہ نے اسکو بلا قید فوریت نقل کیا تو ظاہراً منافی ہوئی دونون نقلون مین م طحطاوی نے صاحب الفوائد سے نقل کی کہ مصنف کو یون تعبیر کرنا تھا
فان اقر بہا ثم ہرب ان فی فورہ یعنی چوری کا اقرار کیا پھر بھاگا اگرچہ فی الفور بھاگا اسکا پیچھا نہ کیا جاویگا اس تعبیر سے ثابت ہوتا ہی کہ رجوع بعد الفور سے بھی قطع نہین اسواسطے
اسکا بھاگنا اسکے رجوع قول کے برابر ہی اور رجوع صریح لفظا مین حکم مختلف نہین فی الفور اور تراخی مین تو اسوقت مین شرح وہبانیہ کے نقل مین کچھ منافات نہین انتہی و
عالمگیری مین بھی محیط سے موافق صاحب الفوائد کے وان فی فورہ ہی یعنی ان متصلہ ہی نہ منفصلہ ولا قطع بنکول م اقرار مولی علی عبدہ بہا وان لزم المال
لاقرارہ علی نفسہ اور قطع نہین سارق کے قسم نہ کھانے سے اور مولے کے اقرار کرنے سے اپنے غلام کی چوری پر اگرچہ مال کا دینا لازم ہی اپنی ذات پر اقرار کرنے سے م جب
سارق نے عدم سرقہ کی قسم نہ کھائی تو گویا مال کا اقرار کیا اور مولی کا اقرار موجب مطالبہ ہی والسارق لا یفتی بعقوبتہ لانہ جور تجنیس وعزاہ القہستانی [illegible]

[illegible] متہم سارق کی نسبت ... ضرب سے چوری کا اقرار کرے اسوقت کہ ... اظہر روایت سے ... [illegible]

اور نسبت کیا ہو سعد ... نقل ... [illegible] ... مع ... وانہ یسترجعون ... نقل ... عن ... [illegible] ... نقال [illegible]

سارق ... التقیہ ... السرقۃ ... [illegible] ... الفقیہ ... منقول ہو کہ عصام بن یوسف [illegible]

سارق ... سارق ... چوری کی قسم کھا کر ... [illegible]

... نہیں ... مشائخ نے ... [illegible] ... کسی کی ... [illegible]

... فتویٰ ... مشائخ میں ... اور بزازیہ کی کتاب الاکراہ میں ... بعض مشائخ نے چوری کا اقرار ... [illegible]

فتوی ... [illegible] ... التقیہ الفقیہ ابو اللیث اور حسن بن زیاد سے مروی ہو کہ ضرب سارق کی ... [illegible]

... اقرار ... ونقل المصنف عن ابن الغرس الحنفی صح انہ علیہ الصلوۃ والسلام امر الزبیر بن العوام بتعذیب بعض المعاہدین حین

کتم کنزاً ... اخطب ... المال ... الناس ... الشہادۃ ... السرقات ... اور مصنف نے اپنی شرح میں قاضی القضاۃ

ابن الغرس حنفی سے نقل کیا کہ بروایت صحیح ثابت ہو کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بعضے معاہدین کے مارنے کا حکم دیا جب کہ

انہوں نے حیی بن اخطب یہودی کا خزانہ چھپایا اور حتی خزانہ ... مال پر معاہدہ ہوا تھا پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے اسکو مارا تو اُسنے بتایا کہا قاضی مذکور نے کہ یہ حدیث

مروی ہو ... لوگوں کو ... اور ... چوری ... پر گواہی کا ہونا نہایت قلیل الوجود امر ہو کذا فی المنح ثم نقل عن الزیلعی فی آخر باب

قطع الطریق جواز ذلک سیاسۃ و ... المصنف تبعاً للبحر و ابن الکمال زاد فی النہر ینبغی التعویل علیہ فی زماننا لغلبۃ الفساد و حمل ما فی المجتبیٰ علی زمانہم پھر

مصنف نے باب قطع الطریق کے آخر میں اسکا جواز بطریق سیاست کے نقل کیا اور مصنف نے اس قول کو باتباع صاحب بحر اور ابن کمال کے ثابت رکھا

نہر الفائق میں اتنا زیادہ ہو کہ سارق منکر کی جواز عقوبت پر اعتماد کرنا ہمارے زمانے میں لائق اور سزاوار ہو بسبب غلبہ فساد کے اور مجتبیٰ میں عقوبت

سارق کو ظلم کہا ہو وہ علماء سابق کے زمانے پر محمول ہو کیونکہ اسوقت اتنا فساد غالب نہ تھا تو عقوبت کی چندان حاجت نہ تھی مصنف نے آخر باب قطع

میں قول مذکور یوں نقل کیا ہو کہ زیلعی نے تصریح کی ہو کہ عند الحاکم قتل کرنا بطریق سیاست ہو اور از قبیل سیاست ہو جو فقیہ ابو بکر اعمش سے منقول ہو

کہ اگر مدعا علیہ چوری کا انکار کرے تو امام کو جائز ہو کہ اپنے ظن غالب پر عمل کرے سو اگر اسکا گمان غالب ہو کہ وہ سارق ہو اور مال مسروق اسکے پاس

ہو تو اسکو مارے اور یہ یعنی عقوبت کرنا ظن غالب سے جائز ہو چنانچہ امام فاسقون کے پاس شراب کی مجلس میں کسی کو بٹھا دیکھے اور چنانچہ اسکو چورون کے ساتھ

چلتا دیکھے اور فقہا نے ظن غالب سے قتل نفس کو جائز کہا ہو چنانچہ کوئی شخص کسی کے اوپر میان سے تلوار کھینچکر آوے اور اسکو گمان غالب ہو کہ مجھکو قتل کریگا کذا فی المنح

ثم نقل المصنف تبعاً عن القنیۃ لو کسر سنہ او ید ... الشاکی او رشا ... ذلک ... الجدار او مات بالضرب لندرۃ پھر مصنف نے نقل زیلعی کے قول کے

قنیہ سے نقل کیا ہو شرح میں کہ اگر حاکم کے پاس ناحق شکایت کی مدعی نے کسی شخص کی پھر حاکم نے اسکو مارا اور اسکا دانت یا ہاتھ ٹوٹ گیا تو مدعی شکوہ کرنیوالا

اُس دانت یا ہاتھ کی دیت کا ضامن و نیز مال کے نقصان ... اگر یہ حاصل ہوا اسکی دیوار کے چڑھنے سے یعنے اگر قید خانہ کی دیوار پر چڑھ جائے بھاگنے کے واسطے

اور اسکا دانت یا ہاتھ ٹوٹ گیا اور وہ شخص ضرب کے صدمے سے مرگیا تو مدعی نالش کرنیوالا اسکا ضامن نہوگا اسواسطے کہ ایسی جانا قلیل الوجود ہو تو اسکی نالش خالی باتکا ب

نہیں ہو سکتی کذا فی المنح مشروحاً وعن الذخیرۃ لو صعد السطح لیفر خوف التعذیب فسقط فمات ثم ظہرت السرقۃ علی ید آخر کان للورثۃ اخذ الشاکی بدیتہ لانہ

باعثاً مر للسلطان لتعدیہ فی ہذا التسبیب بخلاف الغضب اور مصنف نے شرح میں ذخیرہ سے نقل کیا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر چوری کا دعوی کیا سلطان کے

کے پاس اُسکو گرفتار کرا لایا اور دو ایک بار مار دلائی پھر قید خانہ میں قید کر دیا تو اگر وہ قید خانہ کی چھت پر چڑھ گیا تاکہ مار کے خوف سے بھاگ جاوے سو اگر

یا غصب یا فریب بنایا ہو سزا نہیں جو قطع لازم آوے ہم عبد کبیر سے ممیز غلام مراد ہے جو اپنا حال بیان کر سکتا ہو بالغ ہو یا نابالغ کذا فی البحر ودفاتر غیر الحساب لانہا لا
شرعیۃ کتب تفسیر وحدیث وفقہ فکمصحف والا فکطنبور اور سوائے حساب کے اوراق مکتوبہ کی چوری سے قطع نہیں اسواسطے کہ اگر وہ شرعی ہیں جیسے تفسیر اور حدیث اور فقہ
کی کتابیں تو وہ حکم میں قرآن کے مانند ہیں یعنی باحتمال تلاوت قطع ساقط ہے اور اگر کتب شرعیہ نہیں تو طنبور کے حکم میں ہیں یعنی باحتمال نہی عن المنکر انمیں بھی قطع
نہیں ہم شارح نے باتباع ماتن کتب غیر شرعیہ کو طنبور کے مانند کہا لیکن قہستانی نے کہا کہ کتب شعر اور دواوین اور کتب حکمت میں قطع ہے اور صاحب بحر اور نہر نے کہا کہ اگر
سحر کے کتب کا سارق اسکا شوقین ہو تو اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا بخلاف العبد الصغیر ودفاتر الحساب الماضی حسابہا لان المقصود ورقہا فیقطع ان بلغ نصابا لانہا
المعمول بہا فالمقصود علم ما فیہا وہو لیس بمال فلا قطع بلا فرق بین دفاتر تجار ودیوان واوقاف نہر بخلاف صغیر غلام کی چوری کے اور اُن حساب کے دفترون کی
چوری کے جنکے حساب کتاب سے فراغت ہو چکی کہ اس چوری میں قطع ہے اسواسطے کہ ایسے دفترون کے لینے سے مقصود بالذات ورق ہیں نہ حساب کا دریافت کرنا
تو قطع ہوگا اگر اوراق کی مالیت بقدر نصاب پہونچے اور ایسے دفتر جنکے حساب سے ہنوز فراغت نہیں ہوئی جسکے لینا و بنا باقی ہے تو اُنکے لینے سے اُسکا حساب دریافت
کرنا مقصود ہے اور یہ دریافت کرنا مال نہیں ہے تو لہذا قطع نہیں انکی چوری میں بلافرق سوداگر اور کچہری اور اوقاف کی بہی کے کذا فی النہر یعنی خواہ سوداگرون کی بہیان ہون
یا حاکم کی کچہری کی یا اوقاف کی بہیان ہون کسی میں قطع نہیں درصورت عدم فراغت حساب اور اس صورت میں اوراق کی مالیت بسبب غیر مقصود ہونے کے ساقط الاعتبار ہے
وکلب وفہد ولو علیہ طوق من ذہب علم السارق بہ اولا لانہ تبع اور قطع نہیں کتے اور چیتے کی چوری سے اگرچہ انکی گردن میں سونے کا طوق ہو سارق کو اُسکا علم ہو یا
نہو اسواسطے کہ طوق تابع ہے تو ساقط الاعتبار ہے ولا بخیانۃ فی ودیعۃ ونہب ای اخذ قہرا واختلاس ای اختطاف لانتفاء الرکن اور قطع نہیں امانت میں خیانت کرنے
سے اور غارتگری سے یعنی زبردستی لینے اور دست برد سے یعنی جھپٹا مارنے سے بسبب منتفی ہونے رکن کے یعنی خیانت میں حرز نہیں اور نہب اور اختلاس میں چھپکر لینا موجود نہیں
پھر جب رکن سرقہ نہوا تو قطع کیونکر ہو نہب اور اختلاس علانیہ لینے میں دونون برابر ہیں لیکن اختلاس میں سرعت اختطاف داخل ہے اور نہب میں داخل نہیں جامع ترمذی میں
حدیث مرفوع ہے کہ (لیس علی خائن ولا منتہب ولا مختلس قطع) کذا فی المنح ونبش القبور ولو کان القبر فی بیت مقفل فی الاصح او کان الثوب غیر الکفن وکذا لو سرق من بیت فیہ
قبر او میت لتاولہ بزیارۃ القبر او التجہیز وللاذن بدخولہ عادۃ ولو اعتادہ قطع سیاسۃ اور نبش قبور سے یعنی کفن چور پر جو بعد دفن کے مردون کے کفن چرا وے قطع نہیں اگرچہ
قبر مقفل کوٹھری میں ہو بقول اصح یا جس کپڑے کو قبر سے چرایا غیر کفن ہو یا اگر اسکو چور اُس کوٹھری سے جسمیں قبر یا مردہ ہے بسبب تاویل ہونے اسکے دخول کے واسطے زیارت قبر
یا تجہیز میت کے اور بسبب اجازت اسکے دخول کے بنا بر عادت کے اور اگر اُسکی عادت پڑ گئی ہے کفن چرانے کی تو قطع کیا جاویگا بنا بر سیاست کے نہ بنا بر حد کے ومال عامۃ او
مشترک وحصیر مسجد واستار کعبۃ ومال وقف لعدم المالک بحر اور قطع نہیں بیت المال کے مال اور مشترک مال چرانے سے اور مسجد کی چٹائیان اور کعبہ کے غلاف اور وقف کے
مال چرانے سے بسبب نہونے مالک کے ہم مفتی ابو السعود نے کہا کہ مال وقف کی یہ تعلیل عدم قطع میں عجیب ہے اسواسطے کہ خود صاحب بحر اور نہر نے تصریح کی ہے کہ
قطع ید ہر محافظ کی طلب سے ہوتا ہے اور تمثیل میں متولی وقف کو بیان کیا ہے جب وقف کا مال چوری ہو جاوے ومثل حقہ ولو دینہ موجلا او زائدا علیہ اوجود لصیرورتہ
شریکا اور قطع نہیں اپنے دین کے مانند کی چوری سے اگرچہ اُسکا دین موجل ہو یا مسروق زائد ہو دین پر یا بہتر ہو اُس سے بسبب ہو جانے سارق کے شریک ہم یہ تعلیل ہے کیونکہ
از دین کے چرانے کی مثلاً زید کے من بھر گیہون قرض تھے خالد پر سو زید نے دو من گیہون اُسکے چرا لئے تو زید خالد کا شریک ہو گیا لہذا قطع نہیں اذا کان من جنسہ ولو حکما بان
کان لہ دراہم فسرق دنانیر وبعکسہ ہو الاصح لان النقدین من جنس واحد حکما صورت مذکور میں قطع اسوقت نہیں جبکہ مسروق مجانس اور ہمجنس ہو دین کا اگرچہ مجانست حکمی ہو
اسطرح پر کہ سارق کے اُسپر دراہم قرض تھے سو اُسنے دنانیر کو چرایا یا اسکے بالعکس یہی قول صحیح ہے اسواسطے کہ چاندی سونا جنس واحد ہیں حکما بخلاف العرض ومنہ
الحلی فیقطع بہ مالم یقل اخذتہ رہنا او قضاء بخلاف اسباب اور قماش کے اور اسمیں زیور بھی داخل ہے تو اسباب اور زیور کی چوری سے قطع کیا جاویگا جبتک صاحب دین
یون نہ کہے کہ میں نے اسکو بطریق رہن کے لیا یا بطور قضاء دین کے واطلق الشافعی اخذ خلاف الجنس للمجانسۃ فی المالیۃ قال فی المجتبی وہو اوسع فیعمل بہ عند الضرورۃ اور امام شافعی نے

[illegible]

... [illegible] ... میں ... [illegible] ... وقت ... [illegible] ... نہیں ... [illegible]

میں ... [illegible] ... عبدہ الماذون لمدیونا فان قطع ... [illegible]

... [illegible] ... عبد ماذون مدیون کے ... [illegible] ... غیر ... [illegible] ... محرم

الا محرم المسروق منہ قطع فیہ ولم یتغیر الا بتبدل العین واصبح شاۃ علی ان الحبی ... [illegible] ... چوری کی تو قطع نہیں ... [illegible]

قطع نہیں ... چوری سے ... [illegible] ... ذات ... [illegible] ... سبب ... [illegible]

ذات کی ... چوری سے قطع ہوا ... [illegible] ... اس کا کپڑا بنا لیا ... [illegible] ... سبب ... [illegible]

ہو کہ ... بعد قطع کے مال مسروقہ کو ... پھر اسکو ... لیا ... [illegible] ... کذا فی الفتح او من ذی رحم محرم لا برضاع ... [illegible]

قطع ... رحم محرم نسبا محرم رضاعا ... کلام الزیلعی ... چوری کسی چیز کی اس قرابت دار سے کی جو محرم ہو بلا رضاعت کے تو اگر قرابت دار کہ محرم

ہو رضاعت کے سبب سے ہو نسب کے سبب سے ہو تو ... [illegible] ... قطع کیا جاویگا ... رضاعی بھائی ... [illegible] ... محرم

رضاعت ... اعتبار ... کذا فی شرح الکنز للعینی ... [illegible] ... رضاعی ... [illegible]

... اخراج کیواسطے لا برضاع کی قید کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ رحم محرم میں ... [illegible] ... قرابت نسبی ... [illegible]

... قرابت نہیں ہوتی مگر نسبی ... محرم ... اخراج کی حاجت ہوتی ... کذا فی النہر ولو سرق مال غیرہ ... [illegible]

بخلاف مالہ اذا سرق من بیت غیرہ فانہ یقطع اعتبار الحرز ... قریب محرم سے چرانے میں قطع نہیں ... مال مسروق ... [illegible]

محرم نسبی کا مال اسکے غیر کے گھر سے چرایا تو قطع کیا جاویگا باعتبار حرز ... [illegible]

لہذا قطع نہیں ... مال محرم کا ہو یا غیر کا ... غیر محرم نسبی کا گھر ... حق میں حرز ... اجازت صاحب خانہ ... [illegible]

لہذا قطع ہو ... مال غیر کا ہو یا سارق کے محرم کا ... بخلاف مرضعۃ ... مطلقا ... سرق من بیتہا او بیت غیرہا فانہ یقطع ... [illegible]

... کے مال سے مطلقا ... گھر سے چرایا ہو یا اسکے غیر کے گھر سے ہر صورت میں قطع کیا جاویگا ... [illegible]

کہ شارح نے ... مرضعۃ ... صواب ہو بدون تا ... [illegible]

بدون تا ... اور جب ... [illegible] ... تا تانیث ... [illegible]

تا ... کلام ... کے موافق ... شارح کا ... سے ساقط ... ولا بسرقۃ من زوجتہ ... بالقطع ... [illegible]

عورت سے ... حکم قطع کے نکاح کیا ہو کذا فی الجوہرۃ یعنی کسی مرد نے عورت اجنبی کا مال چرایا اور چوری ... ثابت ہوئی اور ... قطع ... [illegible]

... نکاح کر لیا تو بھی قطع ساقط ہو یعنی ... زوجیت کا ہونا ... کافی ہو ... زوجہا ... من حرز خاص لہا ... [illegible]

... مال مسروق ... [illegible] ... کذا فی الفتح و لا عبد من سیدہ او عرس سیدہ او زوج سیدتہ ... [illegible]

... [illegible] ... قطع نہیں ... اجازت ... [illegible]

... [illegible] ... قطع نہیں ... [illegible]

... [illegible] ... محرم نسبی ... [illegible]

بحثنا قطع نہین غنیمت کے مال چورانے سے اگرچہ سارق کا حصہ اُسمین نہو اسواسطے کہ وہ مباح الاصل ہی تو شبہہ ہوگیا کذا فی غایۃ البیان بحثا وحمام فی وقت جرت العادۃ

بدخولہ وکذا حوانیت التجار والخانات مجتبی اور قطع نہین حمام کی چوری سے اُسوقت مین کہ اُسمین داخل ہونے کی عادت جاری ہو اور اسی طرح بوقت دخول قطع نہین

سوداگرون کی دوکانون سے اور کاروان سرایون سے چوری کرنے مین کذا فی المجتبی لیکن مصنف نے باتباع صاحب کنز اور حاوی کے حمام کو مطلق رکھا کذا فی المنح وبیت

اذن فی دخولہ ولو اذن لمخصوصین فدخل غیرہم وسرق ینبغی ان یقطع اور قطع نہین اُس گھر کی چوری سے جسمین داخل ہونے کا اذن ہوگیا چنانچہ دوکان اور کاروان سرا

مین ہوتا ہی اور اگر خاص لوگون کو اذن دخول ہوا پھر سوا اُنکے غیر شخص داخل ہوا اور اُسنے چوری کی تو لائق یہ ہی کہ قطع کیا جاوے ہم اگر دوکان اور سرامین رات کو چوری

کریگا تو قطع ہی اسواسطے کہ یہ مکانات حفاظت کے واسطے بنے ہین اور اذن دخول کا فقط دن کو ہی نہ رات کو کذا فی المنح واعلم انہ لا یعتبر الحرز بالحافظ مع وجود الحرز بالمکان لانہ

اقوی فلا یعتبر الحافظ فی الحمام لانہ حرز ولیعتبر فی المسجد لانہ لیس بحرز بہ یفتی شمنی اور معلوم کر کہ حفاظت نگہبان کی باوجود حفاظت مکان کے معتبر نہین اسواسطے کہ حرز

مکانی قوی تر ہی نگہبان کے حرز سے تو نگہبان معتبر نہین حمام مین اسواسطے کہ وہ حرز مکانی ہی اور حرز نگہبان کا مسجد مین معتبر ہی اسواسطے کہ وہ حرز نہین یعنی اموال

کی حفاظت کے واسطے مسجد نہین بنی اسی کا فتوی ہی کذا ذکرہ الشمنی ہم یعنی حمام مین غیر وقت دخول کی چوری سے قطع ہی صاحب مال اپنے مال کے پاس ہو یا نہو اور مسجد

مین اگر مالک اپنے مال کے پاس نہوگا تو قطع نہین اور یہی حکم ہی راہ اور جنگل کا وکلما کان حرز النوع فہو حرز للانواع کلہا فیقطع بسرقۃ لؤلؤ من اصطبل علی المذہب وقیل

حرز کل شئ معتبر بحرز مثلہ والاول ہو المذہب عندنا مجتبی لکن جزم القہستانی بان الثانی ہو المذہب فتنبہ اور جو مکان کہ حرز ہوا ایک قسم کے مال کا وہ کل اقسام کے اموال کا حرز

ہی تو قطع کیا جاویگا بسبب موتی کی چوری کے اصطبل سے بنابر صحیح مذہب کے اور بعضون نے کہا کہ حرز ہر شی کا معتبر ہی اُسکے مماثل حرز سے اور پہلا قول ہمارا مذہب ہی کذا فی المجتبی

لیکن قہستانی نے یقین کیا ہی کہ ثانی مذہب صحیح ہی تو خبردار ہو جا شارح نے آگاہ کردیا کہ بیان دونون قولون کی تصحیح ہوئی ہی تو قول ثانی کے بموجب اصطبل سے موتی چورانے

مین قطع نہین اسواسطے کہ اصطبل گھوڑون کا حرز ہی نہ جواہرات کا ولا یقطع طقاف ہو من یسرق الدراہم من الصالیۃ اور قطع نہ کیا جاوے طقاف یعنی جو دراہم کو اپنی انگلیون کے

اندر چرا رکھے ہم مصنف نے باتباع صاحب بحر اپنی شرح مین کہا کہ طقاف وہ ہی جسکو دراہم پرکھنے کیواسطے دیئے جاوین سو وہ بدون اطلاع مالک کچھ اُنمین سے رکھ لے وفشاش

بالفاء ہو من یہیئ لغلق الابواب مالیفتحہ اور فشاش بالفاء وہ شخص ہی جو چور دروازون کے قفل کھولنے کیواسطے آلات طیار رکھے اذا فش حانوتا او بابا نہارا وخلا البیت من احد

فلو فیہ احد وہو العلیم بہ قطع شمنی قطع نہ کیا جاوے جبکہ وہ دوکان یا گھر کے مقفل دروازے کو دن مین کھولے اور گھر مین کوئی نہ ہو اور اگر گھر مین کوئی ہو اور وہ نہ جانتا ہو تو

قطع کیا جاویگا کذا فی الشمنی ہم دن مین قفل کا کھولنے والا مجاہر ہی مختفی نہین اور اسی طرح جو جانتا ہو کہ گھر مین کوئی ہی وہ بھی مجاہر ہی اور شرط قطع خفیہ ہی منح الغفار مین حاوی سے

منقول ہی کہ جب گھر کا دروازہ بھڑا ہو مقفل نہو پھر اسمین سارق چھپکر داخل ہوا اور اسباب چورا دے تو قطع کیا جاویگا اور اگر دروازہ کھلا ہو پھر دن کو گھسکر چورادے تو قطع نہین و

یقطع لو سرق من السطح نصابا لانہ حرز شرح وہبانیہ اور قطع کیا جاویگا اگر چھت پر سے بقدر نصاب چرادے اسواسطے کہ چھت بھی حرز ہی کذا فی شرح الوہبانیہ لیکن شرط یہ کہ چھت پر

چڑھکر چرادے اور بحر الرائق مین ظاہر یہ ہی کہ اگر کپڑا دیوار پر پھیلا ہو راہ کیطرف اور کوئی نیچے سے اُسکو کھینچ لے تو قطع نہین او من المسجد اراد بہ کل مکان لیس بحرز فعم الطریق والصحراء

ورب المتاع عندہ ای بحیث یراہ ولو الحافظ نائما فی الاصح یا مسجد سے چرادے اور حالانکہ اسباب کا مالک اُسکے پاس ہی یعنی اُس جگہ مین جہانسے اُسکو دیکھتا ہی اگرچہ

حافظ سوتا ہو قول اصح مین مصنف نے مسجد سے ایسے ہر مکان کا ارادہ کیا جو حرز نہین تو مسجد یا مین قصد راہ اور میدان کو بھی شامل ہی ہم مالک متاع سے حافظ مراد ہی

مالک ہو یا نہو اور پاس ہونا عام ہی کہ اُسکے سر کے نیچے ہو یا پہلو کے یا آگے رکھا ہو اور حافظ سوتا ہو اسواسطے کہ نائم بھی حافظ گنا جاتا ہی اور یہی قول اصح ہی کذا فی المجتبی لا القطع

لو سرق ضیف ممن اضافہ ولو من بعض بیوت الدار او من صندوق مقفل لاختلال الحرز قطع نہ کیا جاویگا اگر مہمان نے چرایا اُسکا مال جسنے اُسکی مہمانی کی اگرچہ گھر کی کسی کوٹھری

سے چرایا ہو یعنی جسمین مہمانی نہین ہوئی یا صندوق مقفل سے چرایا ہو بسبب برہم ہونے حرز کے یعنی گھر سب کوٹھریون کے سامنے حرز واحد ہی تو دخول کے اذن سے اُسکی سب

کوٹھریون کا حرز جاتا رہا او سرق شیئا ولم یخرجہ من الدار لشبہۃ عدم الاخذ بخلاف الغصب یا کوئی چیز چرائی اور گھر سے باہر نہین نکالی تو قطع نہین بسبب شبہہ عدم اخذ کے

نہیں ہے جیسے کہ صرف چکڑا ہونا بہ منزلہ اخراج ہو بعد بدون اخراج کے بہ منزلہ ثابت نہیں ہوتی ہے تو مناسب ہے کہ تھین قطع نہ کی جاوے اور تحقیق یہ ہے کہ سب سے
اور جب ہو گیا پس جو گھر سے نہ ہو اس کا حکم ہو اور اس مسئلہ میں گھر سے مراد صحن لیا گیا ہے سو اسطئے کہ جب گھر کا کوئی حصہ نہ ہو ہو تو ان اخرجہ من حجرۃ الدار الی صحنہا
یہاں حصہ اور یہ تھا من اہل الحجرۃ علی حجرۃ اخری الخ یعنی ایک حجرہ سے نکالا اور ساتھ ایسے گھر کا نہایت بڑے لوگ بہت سے اسکے حجرے ہیں جنکو وہ دیتے ہیں بعض اہل حجرے
دوسرے کے واسطے تو قطع نہیں ہوگا اسواسطے کہ ہر ہر حجرہ واسطے اسکے ساکن کے علیحدہ حرز ہوگا جہ بڑے دارت دیر ہ ہوئے ہیں جیسے رہنے کی جگہ اسکے حجرے میں ہے
جب ایک صحن سے سرقہ ہوا ہے ہوتا ہوں جیسے باہ اور میدان سے کذا فی التحفۃ اور ایسے گھر کا اور خارج سے اخذ بالسرقۃ ہو تو شاید سرقہ کی اور نقب قید نہیں اور اتی کذا
فی شرح الطحاوی اشیاء ورسوابا اواد کما فی الکنز شیئا فی الطریق اولاف باطن اخذہ قطع دن الرمی حیلۃ یعتادہ السراق نا خیر الکل فلا حد اما منہ نقب
میں کو نقب لگایا اور پھر گھر میں داخل ہوا اور کوئی چیز لیکر نقب سے راہ میں ان میں پھینکدی اور چیز لی تو قطع کیا جاویگا اسواسطے کہ جیز کو پھینک دینا ایک ایسا حیلہ ہے جو چوروں کی
عادت ہوتی ہے تو یہ سب افعال یعنی نقب دیا اور داخل ہوا اور چیز کو پھینک دینا اور پھر اٹھا لینا ایک ہی فعل شمار ہوتا ہے یہ عبارت متن کی اس کتاب کے متن اور شرح کی نسخوں
میں ہے لیکن بنظر اور مکیار اور تشکیک وارد ہے چنانچہ کنز میں ہو مصنف مترجم نے دار کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے کا شہر اتفاق ہے کہ پھینکنے کے بعد چیز نظر آتی ہو اور اگر نظر نہ آتی
ہوگی تو قطع نہیں اگرچہ پھر اسکو پا جاوے اسواسطے کہ دور ہونا بمنزلہ ہلاک ہے کذا فی المحفاوی الاوم یا خذہ اور اخذہ غیرہ و فیوضیح رسا ق اور اگر پھینک دینے والے نے اسکو لیا بلکہ غیر
شخص نے اسکو لے لیا تو پھینکنے والا ضامن کرنے والا ہو نہ سارق یعنی تو اسپر ضمان واجب ہوگا نہ قطع او حملہ علی دابۃ فساقہ واخرجہ او علق بسنور فی عنق کلب زجرہ او ان یسو لینا
الیہ یا مال مسروق کو جانور پر لادا یا پھر اسکو ہانکا اور اسکو خارج کر دیا حرز سے یا مال مسروق کی رسی کتے کی گردن میں معلق کردی اور کتے کو ڈانٹا اور ہانکا اور وہ نکل گیا
تو قطع کیا جاویگا اسواسطے کہ جانور اور کتے کا چلنا اور نکلنا اسی شخص کی طرف منسوب ہوگا م اور اگر جانور کو ہانکا اور اخراج نہ کیا بلکہ وہ خود نکل گیا اور اسی طرح کتا
بدون ڈانٹنے کے آپ نکل گیا تو اسپر قطع نہیں اسواسطے کہ خروج انکا آدمی کی طرف مضاف نہیں کذا فی البحر والنقاد فی الماء فاخرجہ تحریک السارق فاما اذا
مسروق کو پانی میں ڈالدیا پھر اسکو سارق کی حرکت دینے سے حرز کے اندر سے نکالا تو قطع کیا جاویگا بدلیل گذشتہ یعنی اسطرحکا نکالنا سارق ہی کیطرف منسوب ہے کام صورت
اسکی یہ ہے کہ گھر کے اندر نہر تھی اور اسکا پانی کم بہتا تھا سو سارق نے اسمین مع انکے پانی کو زور سے بڑھا دیا تو مال باہر حرز سے نکل گیا کذا فی النہر او لا تحریکہ بل اخرجہ قوۃ جریہ علی
الاصح لانہ اخرجہ بسببہ زیلعی یا اسنے مال کو اپنی تحریک سے نہیں بلکہ پانی کے زور سے بہنے نے اسکو باہر کردیا تو بھی قطع ہے بنا بر اصح قول کے اسواسطے کہ اسکا باہر ہونا سارق ہی کے
سبب سے ہوا کذا فی شرح الزیلعی وقطع فی الکل لماذکرنا سارق کا ہاتھ کاٹا جاویگا جمیع مسائل مذکورہ میں بسبب ان وجوہ کے جنکو ہمنے ذکر کیا ہم قطع جزاہ ان اخرجہ درۃ سکے
العبد کے تشکیل علی الاخیر یا قالوا وعلقہ علی طائر فطار الی منزل السارق لم یقطع فلذا واللہ اعلم جزم الحدادی وغیرہ بعدم القطع اور بنابر اخیر مسائل کے مشکل ہوتا ہے
مسئلہ جسکو فقہانے کہا ہے کہ اگر مسروق کو چڑیا کی گردن میں لٹکا دیا سو چڑیا اوڑکر سارق کے گھر میں پہنچے تو قطع نہ کیا جاویگا تو واللہ اعلم اسیواسطے حدادی وغیرہ نے مسئلہ
اخیر میں عدم قطع کا یقین کیا ہے م جیسے چڑیا کا اڑنا اور سارق کے گھر میں پہنچنا سارق کیطرف منسوب ہو تو چاہیے کہ پانی کی قوت سے باہر نکلنا بلا تحریک سارق کے بھی سارق کیطرف منسوب
ہو وان نقب ثم ناولہ آخر من خارج الدار او ادخل یدہ فی بیت واخذہ یسمی اللص الظریف اور اگر نقب دیا پھر گھر میں گھس کر مال مسروق دوسرے آدمی کو دیا جو گھر سے
باہر ہے یا نقب کے باہر سے کوٹھری میں ہاتھ ڈالا اور مال لیا تو قطع نہیں اور ایسے شخص کو لص ظریف یعنی ظریف چور کہتے ہیں کہ چوری تو کرے اور گرفتار ہو قطع نہ ہو دے
م پہلی صورت میں دونوں پر قطع نہیں اسواسطے کہ داخل پر اخراج صادق نہیں دوسرے شخص کے لینے سے اور خارج پر ہتک حرز ثابت نہیں تو سرقہ کسی پر صادق آیا اور دوسری
صورت میں بھی ہتک حرز بسبب عدم دخول کے صادق نہیں کذا فی النہر ولو وضعہ فی النقب ثم خرج واخذہ لم یقطع فی الاصح یعنی اور اگر مال کو بیچ نقب میں رکھ دیا پھر نکلکر
لے لیا تو قطع نہیں صحیح قول میں کذا فی العینی او طر صرۃ خارجۃ من نفس الکم فلو داخلۃ قطع وفی الحل بالعکس اور اگر ہمیانی کو جو آستین کی ذات سے باہر
اور درہم کو لیا تو قطع نہیں اور اگر ہمیانی آستین کے اندر ہو تو اسکے چیرنے سے قطع کیا جاویگا اور ہمیانی کو کھولنے میں بالعکس حکم ہے یعنی جب باہر ہو تو کھولکر لینے میں قطع

ہو نہ داخل کے کھولنے میں اظہر بمعنی شق ہو ولہذا فاعل کو طرار کہتے ہیں اور صرہ سے مراد ہمیانی ہو کذا فی الطحطاوی وسرق من مرعی او من قطار بفتح القاف الابل علی نسق
واحد بعیرا او حملا علیہ لا یقطع لان السائق والقائد والراعی لم یقصدوا الحفظ یا اونٹوں کی چراگاہ یا قطار سے ایک اونٹ کی چوری کی یا اسپر لدے ہوئے بوجھ کی چوری کی تو
قطع نہیں اسواسطے کہ قطار ہانکنے والے اور کھینچنے والے سے اور چراگاہ کے چرانے والے سے نگہبانی مقصود نہیں جو ہتک حرز متحقق ہو بلکہ سائق اور قائد سے قطع مسافت اور
نقل متاع مقصود ہو اور راعی سے چرانا مقصود ہو شارح نے کہا کہ قطار ابل بفتح قاف وہ اونٹ ہیں جو نسق واحد پر ہوں اور قطار بکسر قاف صواب ہو چنانچہ قاموس
اور منح الغفار اور حموی اور شرح ملتقی میں ہو کذا فی الطحطاوی وان کان معہا حافظ او شق الحمل فسرق منہ او سرق جوالقا بالضم الجیم فیہ متاع وربہ یحفظہ او نائم
علیہ او بقربہ او ادخل یدہ فی صندوق غیرہ او فی جیبہ او کمہ فاخذ المال قطع فی الکل والاصل ان الحرز ان امکن دخولہ فہتکہ بدخولہ والا فبادخال الید فیہ والاخذ منہ اور
قطار کے ساتھ کوئی حافظ ہو یا کہ وہ گون کو چیرے اور اسمیں سے چراوے یا اُس خرجی کو چراوے جسمیں اسباب ہو اور حالانکہ مالک اُسکی نگہبانی کرتا ہو یا اسپر سوتا ہو یا اُسکے
پاس سوتا ہو یا اپنا ہاتھ سارق نے غیر کے صندوق میں ڈالا یا اُسکی جیب میں یا اُسکی آستین میں ڈالا پھر مال کو اسمیں سے لیا تو قطع کیا جاویگا ان سب صورتوں میں اور اصل
ان مسائل میں یہ ہو کہ اگر حرز ایسا ہو جسمیں گھسنا انسان کا ممکن ہو جیسے گھر ہی تو ہتک حرز اُسکے دخول سے معتبر ہو اور اگر ایسا ہو کہ اسمیں دخول ممکن نہیں چنانچہ گون اور خرجی
اور صندوق اور جیب اور آستین تو ہتک حرز اُسمیں ہاتھ ڈالنے اور اُسکے مال لینے سے معتبر ہو جوالق بالضم جیم خرجی کو کہتے ہیں اور جمع اُسکی جوالق اور جوالیق اور جوالقات ہو بفتح جیم فروع
مسائل ملحقہ شارح کے سرق فسطاطا منصوبا لم یقطع ولو ملفوفا او فی فسطاط آخر قطع کھڑے خیمہ کو چرایا تو قطع نکیا جاویگا اور اگر خیمہ کسی چیز میں لپٹا ہوا ہو یا دوسرے خیمہ کے اندر ہو تو
قطع کیا جاویگا کذا فی فتح القدیر اسواسطے کہ پہلی صورت میں خیمہ خود حرز ہو مگر محرز نہیں اور باقی صورتوں میں محرز ہو اخرج من حرز شاۃ لا تبلغ نصابا فتبعہا اخری لم یقطع سارق نے حرز سے
بھیڑ یا بکری جو بقدر نصاب نہیں نکالی پھر اُسکے پیچھے دوسری بکری لگی چلی گئی اور نصاب پوری ہوگئی دونوں کے ملجانے سے تو قطع نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ جسکو اُسنے نکالا تھا وہ بقدر
نصاب نہ تھی اور دوسرے کا نکلنا اُسکی طرف منسوب نہیں سرق مالا من حرز فدخل آخر فحمل الی السارق بابہ قطع المحمول فقط سارق نے چورایا مال کو حرز سے پھر دوسرا داخل ہوا اور
سارق اول نے اپنے ساتھ کا مال اُسپر لاد دیا تو جسپر لادا ہو وہی فقط قطع کیا جاویگا نہ لادنے والا کذا فی السراج قال انا سارق ہذا الثوب قطع ان اضاف
لکونہ اقرارا بالسرقۃ وان نونہ ونصب الثوب لا یقطع لکونہ عدۃ لا اقرارا درر وتوضیحہ اذا قیل ہذا قاتل زید معناہ انہ قتلہ واذا قیل قاتل زیدا معناہ انہ یقتلہ [illegible]
یحتمل الحال والاستقبال فلا یقطع بالشک کہا کہ میں اس کپڑے کا سارق ہوں تو قطع کیا جاویگا اگر اُسنے سارق کے لفظ کو ہذا الثوب کی طرف مضاف کیا اسطرح کہ سارق
کی تنوین کو حذف کر دیا اور ثوب کو مجرور رکھا اسواسطے قطع ہوگا کہ یوں کہنا چوری کا اقرار ہے اور اگر لفظ سارق کو تنوین کے ساتھ کہا اور ثوب کو منصوب بولا تو قطع
نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ یہ وعدہ ہے چوری کا اقرار نہیں درر توضیح اسکی یوں ہو کہ جب یوں کوئی بولا کہ ہذا قاتل زید تو مطلب اسکا یہ ہو کہ اُسنے زید کو قتل کر ڈالا اور جبکہ یوں بولا کہ ہذا
قاتل زیدا تو مطلب یہ ہو کہ زید کو یہ قتل کریگا یا کرتا ہو اور مضارع حال و استقبال کو محتمل ہو اور معلوم نہیں کہ کون مراد ہو تو قطع نہ کیا جاویگا شک سے ہم خلاصہ فرق اضافت و عدم
اضافت کا یہ ہو کہ اضافت سے اسم فاعل بمعنی ماضی ہو جاتا ہو تو گویا اُسنے یوں کہا کہ سرقت ہذا الثوب تو یہ اقرار ہوا سرقہ ماضیہ کا اور عدم اضافت میں اسم فاعل بمعنی مضا
ہوتا ہو تو گویا یوں ہو کہ انا اسرق ہذا الثوب اسواسطے کہ اعمال اسم فاعل کا دلالت کرتا ہو کہ قائل نے ماضی کا ارادہ نہیں کیا کیونکہ جب ماضی کے معنی میں ہوتا ہو تو عمل نہیں کرتا مگر کسا
اور ہشام کے مذہب میں کذا فی المنح قلت وفی شرح الوہبانیۃ ینبغی الفرق بین العالم والجاہل لان العوام لا یفرقون الا ان یقال یحمل علی انہ شبہۃ لدرء الحد وفیہ بعد
کہتا ہو اور شرح وہبانیہ میں ہو کہ عالم اور جاہل کے درمیان فرق کرنا لائق ہو اسواسطے کہ عوام عرب جو مسائل نحویہ سے واقف نہیں ایسی تراکیب یعنی نصب اور اضافت میں
کچھ فرق نہیں کرتے ہیں مگر یہ کہ اسکو حد ٹالنے کا شبہہ قرار دیجیے اور اسمیں البعد یعنی دوری ہو طحطاوی نے کہا کہ شاید وجہ بعد یہ ہو کہ اسطرح سے تو شبہۃ الشبہۃ کا اعتبار
لازم آتا ہو اسواسطے کہ عدم ایجاب قطع کا عالم پر تو اُس شبہہ سے ہوا جو شک سے پیدا ہوا تو اگر جاہل میں اسکو اعتبار کیجیے تو عدم قطع اس وجہ سے ہوگا کہ جاہل کا کلام
کے کلام سے مشابہ ہو للامام قتل السارق سیاسۃ لسعیہ فی الارض بالفساد درر وہذا ان عاد واما قبلہ ابتداء فلیس من السیاسۃ فی شیء نہر امام کو جائز ہو قتل کرنا چ

بنا بر سیاست کے بسبب سعی فساد و اتحادات کے ہین جیسا کہ فی البحر اور یہ جو ابن کمال نے حاشیہ پر کہا ہے سو یہ اعتراض ہے اسپر کہ یہ مین کہتا ہون کہ سیاست

شرعی ہوتی ہی ہو جیسا کہ فتح القدیر میں ہی جو علی الدوام ہے نقل کیا کہ جب تیسری بار چوری کرے تو امام کو قتل کرنا بطریق سیاست روا ہے

بنا بر جو فساد کے ہو جو ہمارے زمانہ کے حاکم سمجھتے ہیں انکی یہ ہی ہی قتل کروانا سیاست سمجھا ہے جو بناء ظلم ہے اور جو ہے سو سیاست شرعیہ شرعًا

ہین شرع کے تحت حکم ہے عبارت ہو قہستانی نے قدر بیان کیا ہے صاحب معراج الدرایہ نے باب الوطی سے نیز کتاب التقلید مین بیان کیا تبیین الحقائق کتاب السیاسة میں کہا ہے

اور اسی طرح بحر الرائق سے نقل ہے کہ قول باب الوطی الموجب للحد مین قید ہی اور امام کا مفہوم ہی کہ قاضی کو سیاست کرنا جائز نہیں تو اسکو وارد ہے

طحطاوی نے کہا ہم بھی اسی مقام مین ذکر کر چکے ہین بسند کتاب کہ قاضی کو اکثر احکام سیاست کرنے جائز ہین و اللہ اعلم

باب کیفیۃ القطع و اثباتہ

یہ باب ہے کیفیت قطع اور اسکے اثبات کے احکام مین تقطع یمین السارق من زندہ و تحسم وجوبا عند الشافعی و ندبا کا سبب سارق

کا داہنا ہاتھ اسکے پہونچے سے اور داغ دیا جاوے گرم تیل سے بنا بر وجوب کے اور امام شافعی کے نزدیک داغنا بنا بر استحباب کے ہی کذا فی فتح القدیر

مطلق ہاتھ کا کاٹنا تو نص قرآنی سے ثابت ہے اور داہنے ہاتھ کی تعیین عبد اللہ بن مسعود کی قرأت سے ہی یعنی فاقطعوا ایمانہما اور یہ قرأت مشہور ہے اور مطلق آیت کی

تقیید اس قرأت سے صحیح ہے اور پہونچے کا کاٹنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے اور پہونچے کا کاٹنا متوارث ہے تو اسمین سند مخصوص کے

ملنے کی احتیاج نہین اگرچہ دارقطنی وغیرہ مین اس مضمون کی احادیث بھی مروی ہین اور قطع اصابع پر اکتفا کرنا قول شاذ ہی اور خارجیون کا قول کہ ہاتھ مونڈھے سے کاٹنا چاہیے

مخالف اجماع ہے اور داغنا تو حدیث سے ثابت ہی حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سارق لایا گیا جسنے شملہ چرایا تھا تو حضرت نے

فرمایا کہ مین نہین گمان کرتا کہ اسنے چوری کی ہو سارق نے کہا بلے یا رسول اللہ تو ارشاد ہوا کہ لیجاؤ اسکو اور اسکو قطع کرو اور اسکو داغو پھر اسکو میرے پاس لاؤ سو قطع ہوا اور داغا

گیا پھر اسکو حضرت کے پاس لے گئے تو فرمایا کہ توبہ کر سو اسنے توبہ کی فرمایا اللہ تعالی تیری توبہ قبول کرے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بشرط مسلم اور اسی کو ابو داؤد نے مراسیل مین

اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث مین بھی روایت کیا ہے اور دارقطنی نے بھی قطع ید اور داغنے کی روایت کی ہے اور مبسوط وغیرہ مین ہے کہ حسم یعنی داغنا عبارت ہے گرم تیل مین

ہاتھ ڈالنے سے اور شافعی و احمد نے کہا ہے کہ خون بند ہو جاوے اور شافعی اور احمد کے نزدیک سارق کے گلے مین ہاتھ لٹکانا یعنی بعد قطع اور داغنے کے مسنون ہے اسواسطے کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام

نے اسکا حکم کیا جیسا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ مین مروی ہے اور ہمارے نزدیک یہ امام کی تجویز پر موقوف ہے اور حضرت کا حکم تعلیق ہر قطع مین ثابت نہین تو تعلیق سنت ہو کذا فی

فتح القدیر مصنف نے شرح مین کہا کہ مین عرض کرتا ہون کہ جب امر ثابت ہوا تو مسنون ہونا ثابت ہوا و اللہ اعلم الا فی حر و برد شدیدین فلا تقطع لان الحد زاجر لا متلف کیسب

لیکن وسط الامر مگر سخت گرمی و سردی مین قطع نکیا جاویگا ہلاک ہونے کے خوف سے اسواسطے کہ قطع زاجر ہے نہ تلف کرنیوالا اور سارق قید کیا جاویگا تا اعتدال ہوا کے

و ثمن زیتہ و مؤنتہ کاجرۃ حداد و کلفۃ حسم علی السارق عندنا التسبیب بخلاف اجرۃ المحضر للخصوم ففی بیت المال و قیل علی المدعی قہستانی و نہایہ قلت و فی قضاء

الخانیۃ ہو الاصح لکن فی قضاء البزازیۃ و قیل علی المدعی و ہو الاصح کا لسارق اور تیل کی قیمت اور اسکے مصارف جیسے ہاتھ کاٹنے والے کی اجرت اور

داغنے کی کلفت یعنی لکڑیون کی قیمت اور تیل جوش کرنے کے برتن کی اجرت سارق پر ہے ہمارے نزدیک اسواسطے کہ وہی سبب ہے اور ان مصارف کا خلاف مدعی

ہو اعلانیہ کے محضر کی اجرت کے کہ وہ بیت المال سے متعلق ہے اور بعضون نے کہا کہ مدعی پر ہے کذا فی شرح الوہبانیہ شارح کہتا ہے اور خانیہ کی کتاب القضاء مین مذکور

ہے اجرت محضر کا ہونا بھی صحیح ہے لیکن بزازیہ کی کتاب القضاء مین ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اجرت محضر مدعی پر ہے اور یہی قول اصح ہے مانند سارق کے قطع ید مین و رجلہ الیسری

من الکعب ان عاد اور سارق کا بایان پاؤن ٹخنے سے کاٹا جاوے اگر دوسری بار چوری کرے فان عاد ثالثا لا و حبس حتی یتوب بضرب تبین توبتہ و لظہور امارات التوبۃ

تعزیرا و سیاسۃ کبیر اگر تیسری بار چوری کرے تو قطع نہوگا اور قید کیا جاویگا اور اسکو مارنے سے بھی تعزیر دیجاویگی یہانتک کہ توبہ کرے یعنی توبہ کے آثار ظاہر ہون فقط

نہ باقی تو بہ کذا فی شرح الوصایۃ ہم سرقہ ثانیہ مین بایان پانؤن کاٹنا حدیث اور اجماع سے ثابت ہی کیونکہ جتنے کاٹنا آنحضرت صلعم کے نزدیک اور امیر المومنین عمر فاروق کا قول ہی اور سرقہ ثالثہ اور رابعہ مین قطع نہ کرنا امیر المومنین علی مرتضی سے منقول ہی چنانچہ محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین روایت کی ہی خبر دی ابوحنیفہ نے عن عمرو بن مرۃ عن عبد اللہ بن سلمۃ عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کہ جب سارق چوری کرے تو اسکا داہنا ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر وہ بار چوری کرے تو اسکا بایان پانؤن کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کرے تو اسکو قید مین رکھون یہانتک کہ آثار خیر اسسے پیدا ہون مجکو حیا آتی ہی اللہ سے کہ مین اسکو ایسا کر کے چھوڑ دون کہ نہ اسکے ہاتھ رہے جس سے کھاوے یا استنجا کرے اور نہ پانؤن رہے جس سے چلے اور دارقطنی اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اسکو روایت کیا ہی اور ابن ابی شیبہ مین مروی ہی کہ عمر فاروق نے مشورہ کیا صحابہ کرام سے تو صحابہ نے اجماع کیا مثل قول علی مرتضی کے وغیر ذلک من الآثار کذا فی فتح القدیر وما روی یقطع ثالثا ورابعا ان صح حمل علی السیاسۃ او نسخ اور یہ جو روایت ہی کہ تیسری بار اور چوتھی بار کی چوری مین بھی قطع کیا جاوے اگر وہ روایت صحیح ٹھہرے تو سیاست پر محمول ہی یا منسوخ ہو نزدیک ہمارے امام شافعی کے نزدیک تیسری بار کی چوری مین بایان ہاتھ کاٹا جاوے اور چوتھی بار کی چوری مین داہنا پانؤن کاٹا جاوے بدلیل حدیث ابی داؤد روایت جابر خلاصہ مضمون اسکا یہ ہی کہ ایک سارق کی چار بار کی چوری مین چارون ہاتھ پانؤن کاٹے گئے پھر جب پانچوین بار اسنے چوری کی تو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکے قتل کر دینے کا امر فرمایا چنانچہ وہ مقتول ہوا نسائی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہی مصعب بن ثابت اسکا راوی ضعیف ہی ہر چند مضمون اس حدیث کا طرق کثیرہ سے ثابت ہی لیکن کوئی سند طعن سے خالی نہین لہذا طحاوی نے کہا کہ ان آثار کو ہمنے تتبع کیا کسی کی ہمنے اصل نہین پائی اور عقل سے نہایت بعید ہی کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین سارق کے چارون ہاتھ پانؤن قطع ہوتے اور صحابہ کرام اسکو جانتے اور علی مرتضی کی خلافت مین کوئی اسکا ذکر نہ کرتا اور مشورہ کے وقت اسکے خلاف یہ اجماع صحابہ ہوتا تو علی مرتضی کا اسکے مخالف عمل کرنا یا روایات مذکورہ کے ضعیف ہونے پر دلیل ہی یا سیاست پر محمول ہی یعنی یہ حکم بطریق حد سرقہ نہین بلکہ بطریق سیاست ہی مانند قتل سارق کے کذا فی فتح القدیر نہر الفائق مین کہا کہ سیاست پر محمول ہونے کی یہ دلیل ہی کہ پانچوین بار کی چوری مین قتل کا حکم ہوا یعنی قتل سارق بطریق سیاست ہی سب کے نزدیک نہ بطریق حد کمن سرق وابہامہ الیسری مقطوعۃ او شلاء او اصبعان منہا سوی الابہام او رجلہ الیمنی مقطوعۃ او شلاء لم یقطع لانہ اہلاک بل یحبس لیتوب چنانچہ جسنے چوری کی اور حالانکہ اسکے ہاتھ کا بایان انگوٹھا مقطوع یا شل ہی یا سوا ے انگوٹھے کے اسکے ہاتھ کی دو انگلیان مقطوع یا شل ہین یا سارق کا داہنا پانؤن مقطوع یا شل ہی تو کچھ قطع نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ اسحالت مین داہنا ہاتھ یا بایان پانؤن کاٹنا اسکا درحقیقت ہلاک کرنا ہی بلکہ ایسے سارق کو قید رکھنا چاہیے تا توبہ کرے اور اسواسطے کہ ان مسائل مین قطع نہین کہ گرفت اور چلنے کی منفعت کا فوت کرنا ہی کیونکہ گرفت انگوٹھے سے ہی انگوٹھے کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایک انگلی غیر ابہام مقطوع یا شل ہوگی تو قطع ہوگا اسواسطے کہ اسکے فوت ہونے سے گرفت مین خلل نہین ہوتا اور بائین ہاتھ کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر داہنا ہاتھ شل یا ناقص الاصابع ہوگا تو ظاہر الروایۃ مین مقطوع ہوگا کذا فی النہر حلبی نے کہا اسصورت مین بایان اور داہنا پانؤن اسواسطے قطع ہوگا کہ یہ محل قطع نہین ہمارے نزدیک اور داہنا ہاتھ اسواسطے نہ قطع ہوگا کہ جب بایان ہاتھ بیکار ہو تو گرفت منعدم ہوگی اور یہ اہلاک ہی اور اگر داہنا پانؤن شل ہوگا تو ہاتھ پانؤن کا ایکہی طرف سے کاٹنا لازم آویگا اور یہ بھی اہلاک ہی ولا یضمن قاطع الید الیسری لو عاقلا بالغا وہذا ان امر بخلافہ او اتلف ما اخلف من جنسہ ما ہو خیر منہ کذا لو قطعہ غیر الحداد فی الاصح اور ضمان نہ دیگا بائین ہاتھ کا کاٹنے والا اگرچہ اسنے عمداً کاٹا ہو قول صحیح پر کذا فی النہر جبکہ قاطع کو اسکے برخلاف حکم ہوا اسواسطے کہ اسنے تلف کیا اور اسکی جنس ایسا چھوڑا جو اس سے بہتر ہی یعنی داہنا اور اسیطرح ضمان نہین اگر غیر حداد نے بائین ہاتھ کو کاٹا قول صحیح مین یعنی قاضی نے حداد کو قطع کا حکم دیا اور غیر حداد نے قطع کر ڈالا اور قبل حکم کے قطع کرنا آگے آتا ہی نفی ضمان سے تعزیر لازم نہین تو اگر عمداً کیا ہوگا تو تعزیر دیا جائیگا ولو قطعہ احد قبل الامر والقضاء وجب القصاص فی العمد والدیۃ فی الخطاء وسقط القطع عن السارق سواء قطع یمینا او یسارا اور اگر کسی نے ہاتھ کاٹا قبل حکم اور قضا کے تو قصاص واجب ہی عمد مین اور دیت واجب ہی خطا مین اور سارق سے قطع ساقط ہو جائیگا خواہ اسکا داہنا ہاتھ قطع ہوا ہو یا بایان وقضاء القاضی بالقطع کالامر علی الصحیح فلا ضمان کافی اور قطع مین قاضی کی قضا مانند حکم کے ہی بنا بر قول صحیح کے تو بعد قضا قاضی بھی قاطع پر ضمان نہین کذا فی الکافی وفی السراج

[illegible]

[illegible]

[illegible] فالسرقة [illegible] فالقطع [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ولذا اتحضور [illegible] السرقة [illegible] الشهادة [illegible] القطع [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فتح القدیر سے نقل کی کہ قطع نہیں [illegible]

[illegible] ظاہر الروایۃ [illegible]

عالمگیری میں ہو کہ سبب شاہد چوری کی گواہی دینا پھر غائب ہو جاوین یا مرجاوین قبل قضا کے یا بعد قضا جاری کرنے قطع کے تو دونوں صورتوں میں [illegible]

[illegible] نزدیک اول قول میں اور قول غیر امام کا یہ ہی کہ قضا کرے اور جاری کرے [illegible] عدم [illegible]

کہ مجتہد کا قول معتبر ہی ہوتا ہو جو قول [illegible] شارح نے شرح [illegible] میں ترجیح تمام کو بیان کیا ہو کذا فی [illegible] مصنف نے بھی اپنی شرح میں قول غیر امام کا [illegible]

حضور شاہدین میں موافقت قول صاحبین کے بدلالت نقل کی ہو پھر فرع علی قولہ وطلب المسروق منہ فقال فلو اقر انہ سرق مال الغائب توقف القطع علی حضورہ وفاقاً

پھر مصنف نے اپنے قول یعنی اشتراط طلب مسروق منہ پر متفرع کیا سو یوں کہا تو اگر سارق نے اقرار کیا کہ اُسنے فلانے غائب شخص کا مال چرایا تو قطع موقوف رہیگا

حاضر ہونے اور مطالبہ کرنے پر وکذا لو قال سرقت ہذہ الدراہم ولا ادری لمن ہی ولا اخبرک من صاحبہا لا قطع لانہ یلزم من جہالۃ عدم طلبہ [illegible]

کہا کہ میں نے یہ دراہم چوری کیے ہیں اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کسکے ہیں یا یوں اقرار کیا کہ میں نے یہ دراہم چوری کیے ہیں اور تجکو میں نہیں بتاتا کہ کون [illegible] تو قطع

نہیں اسواسطے کہ نا واقفی مالک سے اُسکی عدم طلب لازم ہی حالانکہ طلب مالک شرط قطع ہو وکل من لہ ید صحیحۃ ملک الخصومۃ ثم فرع علیہ بقولہ کمودع و

غاصب ومرتہن متول واب ووصی وقابض علی سوم الشراء وصاحب ربوا بان باع درہما بدرہمین وقبضہ وان اشتری فاسدا لان المشتری فاسدا [illegible]

علی المرابحۃ بالتسلیم لم یثبت لہ ملک لانہ فی [illegible] اور جسکا قبضہ صحیح ہو مال پر وہ مالک ہو خصومت کرنے کا اُس مال کے چور سے دعوے سے چور سے پھر اس پر مصنف نے [illegible]

قول متفرع کیا جیسے امانت دار اور غاصب و مرتہن اور مسجد کا متولی اور باپ صغیر کے مال میں اور وصی اور جسنے بیع پر قبضہ کیا بائع کی خرید کے نرخ پر [illegible]

لینے والا اسطرح کہ اُسنے ایک درہم کو بعوض دو درہم کے بیچا اور دونوں درہم پر قبضہ کر لیا پھر اُسکے پاس سے دونوں چوری گئے اسواسطے کہ فاسد خرید [illegible]

[illegible] مالک نہیں اسواسطے کہ بسبب تسلیم مال کے اُسکی ملکیت اور قبضہ باقی ہی [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے کذا فی الخانیۃ صم طحطاوی نے کہا کہ خانیۃ میں سرقۃ لقطہ سے عدم قطع مذکور نہیں بلکہ صاحب بحر نے اُنکی عبارت پر متفرع کیا ہے خانیہ کا یہ مضمون ہے کہ ایک مرد نے
لقطہ یعنی افتادہ چیز کو اٹھالیا پھر اُسکے پاس سے وہ چیز جاتی رہی سو اُسکو غیر کے ہاتھ میں پایا تو یہ مرد اُس شخص سے خصومت نہیں کر سکتا اسواسطے کہ شخص ثانی لقطہ لینے کی ولایت میں
اس دل شخص کے مانند ہے صاحب بحر نے کہا تو لائق یہ ہے کہ ملتقط کی طلب سے قطع نہو ومن لا ید لہ صحیحۃ فلا یملک الخصومۃ کسارق سرق منہ بعد القطع لم یقطع بخصومۃ احد
ولو مالکا لان یدہ غیر صحیحۃ کما یاتی آنفا اور جسکا قبضہ صحیحہ نہین مال پر تو وہ مطالبہ اور خصومت کا مالک نہین چنانچہ سارق کے پاس سے مال چوری ہو گیا بعد قطع ید کے تو
سارق ثانی کا ہاتھ قطع نہو گا کسیکی خصومت سے اگرچہ اُس مال کا مالک ہے مطالبہ اسواسطے نکرے کہ قبضہ اُسکا غیر صحیح ہے چنانچہ اسکا ذکر ابھی آتا ہے و یقطع بطلب المالک
ایضا لو سرق منہم ای من الثلثۃ اور قطع ہو گا مالک کے بھی مطالبہ سے اگر اُن تینون کے پاس سے چوری ہو گئی یعنی امانتدار اور غاصب اور صاحب ربوا اسیطرح زیلعی
اور عینی اور صاحب بحر اور مصنف نے ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ بیاج دینے والا بھی مطالبہ کر سکتا ہے حالانکہ شارح نے شمنی سے مانند صاحب بحر اور مصنف کے ابھی مذکور
کیا ہے کہ معطی ربوا مطالبہ نہین کر سکتا اسواسطے کہ تسلیم سے اُسکا قبضہ اور ملک باقی نہین واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی وکذا بطلب الراہن مع غیبۃ المرتہن علی الظاہر لانہ
ہو المالک اور اسیطرح قطع ہے راہن کے مطالبہ سے مرتہن کے غائب ہونے کے ساتھ بنابر قول ظاہر کے اسواسطے کہ مال مرہون کا راہن ہی تو مالک ہے کذا فی المنح عن الجامع الصغیر
لا بطلب المالک للعین المسروقۃ او بطلب السارق لو سرق من السارق بعد القطع لسقوط عصمتہ قطع نہین مالک کے مال مسروق کے طلب کرنے سے یا سارق کے طلب
کرنے سے اگر سارق کے پاس چوری ہو گئی بعد قطع ید کے بسبب ساقط ہونے عصمت اُس مال کے یعنی بعد قطع کے وہ مال غیر متقوم ہے سارق کے حق میں لہذا اُسپر ہلاک کرنے سے
ضمان واجب نہین کذا فی المنح بخلاف ما اذا سرق الثانی من السارق الاول قبل القطع او بعدما درئ بشبہۃ فان لہ و لرب المال القطع لان سقوط التقوم ضرورۃ القطع ولم
یوجد فصار کالغاصب ثم بعد القطع ہل للاول استردادہ روایتان واختار الکمال ردہ للمالک بخلاف اُسکے جبکہ سارق ثانی نے سارق اول سے چوری کی قبل قطع کے یا بعد ٹلجانے حد کے
شبہہ پڑنے سے اسواسطے کہ سارق اول کو اور صاحب مال کو مطالبہ قطع کا ہے اسواسطے کہ تقوم مال کا سقوط بضرورت قطع تھا سو یہان موجود نہین تو سارق مانند غاصب کے
ہو گیا استحقاق طلب مین پھر قطع ہو جانے کے بعد سارق اول کو سارق ثانی سے مال کا پھیر لینا جائز ہے یا نہین اسمین دو روایتین ہین اور کمال الدین صاحب فتح القدیر نے مالک کو
مال کا پھیر دینا پسند کیا ہے اسواسطے کہ اول اور ثانی مانند خائن ہین اور اگر مالک موجود نہو تو قاضی اُس مال کی حفاظت مین رکھے جیسے غائب شخصونکا مال محفوظ رکھتا ہے کذا فی الفتح سرق
شیئا وردہ قبل الخصومۃ عند القاضی الی مالکہ ولو حکما کاصولہ ولو فی غیر عیالہ او ملکہ ای المسروق بعد القضاء بالقطع ولو بہبۃ مع قبض او ادعی انہ ملکہ وان لم یبرہن للشبہۃ او نقصت
قیمتہ من النصاب بنقصان السعر فی بلدۃ الخصومۃ لم یقطع فی المسائل الاربع کچھ چیز چورائی اور قاضی کے پاس نالش ہونے سے پہلے مالک کو پھیر دی اگرچہ مالک حکمی ہے چنانچہ مالک کے
اصول اگرچہ مالک کی عیال میں داخل ہون یا بعد حکم ہو جانے قطع کے سارق نے مال مسروق کا مالک کر دیا اگرچہ تملیک ہبہ مع القبض سے کر دی ہو یا سارق نے اُس مال کے مالک
ہونیکا دعوی کیا اگرچہ یہ دعوی بہ گواہی ثابت نکیا ہو مگر قطع نہین بسبب شبہہ پڑنے کے یا قیمت مسروق کی گھٹ گئی نرخ کے کم ہو جانے سے مطالبہ کے شہر مین قطع نہو گا ان چارون مسئلون
مین اقر بسرقۃ نصاب ثم ادعی احدہما شبہۃ مسقطۃ للقطع لم یقطعا قید باقرارہما لانہ لو اقر انہ سرق فلان فانکر فلان قطع المقر کقولہ قتلت انا وفلان اقرار کیا دو شخصون نے سرقہ
نصاب کا پھر دعوی کیا ایک سارق نے ایسے شبہہ کا جو قطع کو ساقط کرتا ہے تو دونون پر نہو گا مصنف نے قید لگائی دونون کے اقرار کی اسواسطے کہ اگر ایک سارق یون اقرار کریگا کہ مین
نے چوری کی اور فلانے شخص نے اور فلانا منکر ہو تو مقر پر قطع ہے مانند اس قول کے کہ مین نے قتل کیا اور فلانے نے اور فلانا منکر ہے تو فقط مقر پر قصاص ہو گا م سرقہ نصاب سے جنس مراد
ہے اسواسطے کہ دو سارقون پر قطع نہین تاوقتیکہ سرقہ بقدر دو نصاب کے نہو کذا فی الطحطاوی ولو سرقا وغاب احدہما وشہد اثنان علی سرقتہما قطع الحاضر لان الشبہۃ
المشتبہۃ لا تعتبر اور اگر دو شخصون نے چوری کی اور ایک اُنمین سے غائب ہو گیا اور دو شاہدون نے گواہی دی اُنکی چوری پر تو سارق حاضر قطع کیا جاویگا اسواسطے کہ شبہۃ الشبہۃ
معتبر نہین صم یعنی اس احتمال سے قطع ساقط نہین ہو سکتا کہ شاید جب غائب سارق آوے تو کوئی شبہہ حاضر سارق کے واسطے بیان کرے کیونکہ یہ شبہۃ الشبہہ ہے اور
مسقط قطع شبہہ ہے نہ شبہۃ الشبہہ ولو اقر عبد مکلف بسرقۃ قطع وترد السرقۃ الی المسروق منہ لو قائمۃ اور اگر مکلف غلام نے چوری کا اقرار کیا تو قطع کیا جاویگا اور مال مسروق مالک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لم يضمن [illegible]

[illegible] فرق [illegible]

[illegible] کمافی [illegible] قبل القطع اور [illegible]

نہیں [illegible] مالک [illegible] کی قیمت

[illegible] قطع [illegible] المشتری [illegible]

[illegible] سارق [illegible] ضمان لیا [illegible] اور مشتری [illegible]

[illegible] السرقات لم یضمن شیئا وقال [illegible] لم القطع فیہ اور اگر [illegible] چوری کی [illegible]

[illegible] کا ضمان [illegible] اس مال کا [illegible] قطع نہیں ہوا [illegible] امام کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] سرقات میں قطع [illegible]

[illegible] قاضی کے نزدیک [illegible] ایک سرقہ کی طرف سے قطع ہوا [illegible] کی طرف سے قطع [illegible]

ایک شخص کا [illegible] مال ہو [illegible] چند شخصوں کا کذا فی [illegible] سرق ثوبا فشقہ نصفین ثم اخرجہ قطع ان بلغت قیمتہ [illegible] الامام [illegible]

[illegible] ان ینقص اکثر من نصف القیمۃ [illegible] القیمۃ [illegible] الی وقت الاخذ [illegible] کپڑا چرایا [illegible] گھر میں [illegible] کیا [illegible]

میں سے نکالا تو قطع کیا جاوے گا اگر اسکی قیمت بقدر نصاب کے پہونچے بعد پھاڑنے کے [illegible] کا موجب [illegible]

قیمت سے اکثر کم ہو جاوے تو اس صورت میں مالک [illegible] قیمت کا ضمان لینا [illegible] سارق مالک ہو گا [illegible] چوری کے وقت سے [illegible]

استناد کے سبب [illegible] تو قطع نہیں کذا فی الزاہدی [illegible] نے کہا اور اگر گھر سے نکالا [illegible] تو قطع ہوگا اگرچہ اسکی قیمت بقدر نصاب [illegible]

پھٹنے کے [illegible] نقصان الشق مع القطع [illegible] وقال الکمال [illegible] نقصان قطع کے ساتھ [illegible]

[illegible] عدم ضمان کی تصحیح کی ہے اور کمال الدین نے فتح القدیر میں کہا [illegible]

[illegible] مالک [illegible] قیمت [illegible] ساقط ہو گا [illegible] ضمان میں وقت [illegible] مالک ہو جاتا ہے سارق کا [illegible] قطع [illegible]

سرق شاۃ فذبحہا ثم اخرجہا [illegible] لا قطع فی اللحم [illegible] اور اگر کسی [illegible] گھر میں [illegible]

گھر سے باہر نکالا تو قطع نہیں [illegible] گوشت میں قطع نہیں اگرچہ گوشت [illegible] سارق [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] لو فعل السارق من الحجر [illegible] بقدر النصاب وقت الاخذ دراہم او دنانیر [illegible] قطع [illegible]

اور سارق نے جس چاندی اور سونے کو چرایا اور حالانکہ وہ بقدر نصاب ہی چوری کے وقت اُسکے دراہم اور دنانیر یا برتن بنائے تو قطع کیا جاویگا اور وہ مالک
کو پھیر دیے جاوینگے اور صاحبین نے کہا کہ پھیر دیا ہو گا بسبب تقوم صنعت کے صاحبین کے نزدیک بخلاف امام کے ہم صاحبین کے نزدیک صنعت سے قوامت اور نام
بدل گیا اسواسطے کہ چاندی کا نام درہم ہو گیا اور سونے کا نام دینار ہو گیا اور امام اعظم اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک صنعت سے نام کا بدلنا شرعاً معتبر نہین بدلیل عدم تغیر حکم ربوا یعنی اگر
چاندی کا برتن دس درم کے وزن کا بیچا جاوے گیارہ درم سے تو جائز نہین پس حکما ذات ویسی ہی باقی رہی جیسی تھی تو قطع ہو گا اور مالک کو پھیر دیا جاویگا علاوہ اسکے اور دینار ین
چاندی سونے کا نام بھی باقی ہے اسکے ساتھ دوسرا نام حادث ہو گیا و اما نحو النحاس لو جعلہ اوانی فان کان یباع وزنا فکذلک وان عدداً فہو للسارق اتفاقاً اختیار اور
تانبا وغیرہ تو اگر اسکو چرایا اور اسکے برتن بنائے سو اگر وہ وزن سے بکتا ہو تو اسی طرح کا حکم ہے یعنی قطع ہے اور مالک کو پھیر دیا ہے اگر گنتی سے بکتا ہو تو وہ
سارق کا ہے بالاتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی الاختیار اسواسطے کہ حالت جدید پیدا ہوئی بنابر تبادل اور بیع اور شرا سکے ولو صبغہ احمر فقطع لا یرد و لا یضمن وان صبغہ
اسود فقطع لا یرد و لا یضمان اور اگر سارق نے کپڑے کو سرخ رنگ کر دیا یا گیہون کو پیس ڈالا یا ستو کو گھی یا شہد مین لت کیا کذا فی الطحطاوی پھر سارق قطع کیا
گیا تو نہ رد مال ہے نہ ڈانڈ کذا لو صبغہ بعد القطع بحر خلافاً لما فی الاختیار اور اسی طرح حکم ہے اگر کپڑے کو بعد قطع ہوسکے رنگین کر دیگا کذا فی البحر خلافاً لما فی الاختیار ولو
صبغہ اسود ردہ لان السواد نقصان خلافاً للثانی وہو اختلاف زمان لا برہان اور اگر سارق کپڑے کو سیاہ رنگیگا تو مالک کو پھیر دیا جاویگا اسواسطے کہ سیاہی
نقصان ہے بخلاف ابی یوسف کے کہ اُنکے نزدیک سیاہی موجب نقصان نہین اور یہ اختلاف زمان کا ہے نہ اختلاف دلیل کا یعنی امام اعظم کے وقت مین سیاہی
نقصان مین داخل تھی اور ابی یوسف رح کے وقت مین موجب خوشنمائی اور خوبی تھی اسواسطے کہ خلفاء عباسیہ پوشاک سیاہ کے ملتزم تھے سرق فی ولایۃ سلطان
لیس لسلطان آخر قطعہ اذ لا ولایۃ لہ علے من لیس تحت یدہ فلیحفظ ہذا الاصل چوری کی ایک سلطان کی حکومت مین تو دوسرے سلطان کو اُسکا قطع کرنا نہین
پہونچتا اسواسطے کہ جو شخص اُسکے تحت اختیار نہین سرقہ کے وقت اُسپر اسکی ولایت اور حکومت نہین تو اس اصل کو یاد رکھنا چاہیے کذا فی الدرر مسرجیہ مین ہے کہ
حسب سمرقند مین چوری کرے تو اور جند کے والی کو اُسپر حد قائم کرنا نہین پہونچتا کذا فی المنح طحطاوی نے کہا کہ یہ حکم فقط حدود مین خاص ہے یا جمیع امور مین اسکی تصریح
تلاش کرنا چاہیے اذا کان للسارق کفان فی معصم واحد قیل تقطعان وقیل ان تمیزت الاصلیۃ وامکن الاقتصار علی قطعہا لم تقطع الزائد
لانہ غیر مستحق للقطع والا تکن متمیزۃ قطعتا ہو المختار لانہ لا یمکن من اقامۃ الواجب الا بذلک سراج جبکہ سارق کی دو ہتھیلیان ہون ایک گٹے مین بعضون نے کہا
دونون قطع کیجاوین اور بعضون نے کہا کہ اگر اصلی ہتھیلی ممتاز ہو اور فقط اسی کا کاٹ ڈالنا ممکن ہو تو اصلی کاٹی جاوے زائد نہ کاٹی جاوے اسواسطے کہ زائد مستحق
قطع نہین اور اگر اصلی زائد سے ممتاز نہو تو دونون قطع کیجاوین یہی قول مختار ہے اسواسطے کہ حاصل نہین ہوتی اقامت واجب کی مگر اسی طرح کذا فی السراج واللہ اعلم

باب قطع الطریق

وہو السرقۃ الکبریٰ یہ باب ہے قطع طریق یعنی رہزنی کے احکام مین اور یہ سرقہ کبریٰ ہے اور جو اول مذکور ہوا وہ سرقہ صغریٰ ہے اور چونکہ صغریٰ کثیر الوقوع ہے
لہذا اُسکو مقدم ذکر کیا کبریٰ پر پھر چند قطع طریق علانیہ ہوتا ہے نہ بطریق خفیہ تو اُسکو سرقہ کہنا بنا بر مجاز کے ہے کہ ایک نوع کا اخفا اسمین بھی ہے یعنی اخفا حاکم اور اُسکے نائبون
سے اور شرائط قطع طریق سے یہ ہے کہ قطاع الطریق باقوت و شوکت ہون ایک ہی آدمی ایسا ہو اور یہ کہ قطع طریق شہر سے باہر ہو تو شہر مین یا دو گانون کے درمیان مین قطع
طریق نہین بخلاف ابو یوسف کے کہ اُنکے نزدیک شہر کے اندر رات کے وقت متحقق ہے اور اسی پر فتوے ہے لوگون کی مصلحت کے واسطے کذا فی الاختیار اور یہ شرط ہے
کہ دار الاسلام مین ہو اور یہ کہ ماخوذ بقدر نصاب ہو اور یہ کہ قطاع الطریق اصحاب اموال کے قرابتدار نہون اجنبی ہون اور یہ کہ قطاع الطریق اُنمین سے جو وجوب
قطع کے اہل ہون تو اگر عورت ہوگی تو اصح قول یہ ہے کہ قطع نہین اور یہ شرط ہے کہ قبل توبہ کرنیکے گرفتار ہون تو اگر بعد توبہ گرفتار ہونگے تو مال مالکون کو
پھیر دیا جاویگا اور اُنپر سے حد ساقط ہو جاویگی بالاتفاق کذا فی الطحطاوی عن الشلبی والنہر والدرر المنتقی من قصدہ ولو فی المصر لیلا بہ یفتی وہو معصوم علی شخص

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مقصود [illegible] اور [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] ابن تیمیہ [illegible]

[illegible] الاحوال [illegible] الاصل اور ظاہر ہو کہ آیت قرآن میں [illegible] تفسیر [illegible] احوال [illegible]

[illegible] قتل کرنا یا سولی دینا یا ہاتھ پاؤن کا [illegible] آیت کے اطلاق [illegible]

[illegible] شریعت اور عقل کے مخالف ہو [illegible]

[illegible] حکمت کے مخالف ہو اور یہ [illegible] محمد بن حسن نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ حد لیکر کہ جسنے قتال کیا اور مال لیا اور جسنے قتال کیا اور مال نہین لیا وہ قتل کیا جائے اور جسنے مال

لیا اور قتال نہین کیا اُسکے ہاتھ پاؤن کاٹے جاوین جانب خلاف سے اور جو مسلمان ہو کر آوے تو اسلام [illegible] گناہ کو گرا دیا اور [illegible] ابن عباس سے

[illegible] اور قتال نہین کیا اور مال نہین لیا وہ نفی کیا جاوے کذا فی الفتح والطحاوی [illegible] امام شافعی [illegible]

[illegible] امام کو اختیار [illegible] اطلاق آیت پر عمل کرنے کا لیعید التعزیر [illegible]

[illegible] مخالفت شرع و حکم [illegible] کے سبب سے [illegible] ظاہر [illegible]

[illegible] اپنی شرح مین [illegible] تعزیر مذکور نہین [illegible] لیعید التعزیر کی تصریح [illegible]

[illegible] سے اسی طرح نقل کیا ہو چنانچہ [illegible] مذکور کیا ہو انتہی وان اخذ مالا معصوما بان یکون لمسلم او ذمی [illegible]

والاصاب کل [illegible] قطع یدہ ورجلہ من خلاف ان کان صحیح الاطراف لئلا یفوت نفعہ وہذہ حالۃ ثانیۃ [illegible]

[illegible] مسلم یا ذمی کا ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور ہر [illegible] بقدر نصاب کے تو اُسکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤن قطع کیا جائے جانب خلاف سے [illegible]

صحیح سالم ہون تاکہ اُنکی منفعت حاجات انسانی کی [illegible] اور یہ دوسری حالت ہو [illegible] سیدھا ہاتھ اور بایان پاؤن کاٹنا چاہیے [illegible]

[illegible] صحیح الاطراف کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر اُسکا بایان ہاتھ اور داہنا [illegible] شل ہوگا تو قطع نہوگا اور نصاب کی قید سے معلوم ہوا کہ اقل نصاب [illegible]

نہین کذا فی الفتح وان قتل معصوما ولم یاخذ مالا قتل ہذہ حالۃ ثالثۃ حدا لا قصاصا فلذا لا یعفوہ ولی ولا یشترط ان یکون القتل موجبا للقصاص [illegible]

جزاء لمحاربۃ اللہ تعالی [illegible] وہذا القتل یستغنی عن تقدیر [illegible] کما لا یخفی اور تیسری حالت یہ ہو کہ اگر قتل کرے شخص معصوم کو اور مال نہ لے تو وہ [illegible]

کیا جاویگا [illegible] قصاص کے تو اسواسطے ولی مقتول اُسکو معاف نہین کر سکتا اور شرط نہین ہو کہ قتل کرنا قاطع طریق کا [illegible]

[illegible] قطع الطریق پر قتل کرنا شرط نہین بلکہ ایک شخص کا قتل کرنا سب کے قتل کیواسطے کافی ہو [illegible] اللہ تعالی کی [illegible]

مراد ہے اور اس تقدیر سے تقدیر مضاف کی حاجت نہ رہی بیت قرآنی میں جیسا کہ مخفی نہیں ہے اور جیسے قرآنی یعنی انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ میں مضاف کیا گیا
علماء محذوف ہے یعنی یحاربون اولیاء اللہ یا یحاربون عباد اللہ اسواسطے کہ محاربہ خدا سے ممکن نہیں شارح نے کہا جب محاربہ کو معنی حقیقی مراد ہو کہ بالطریق الاولی اہم سبب
سبب پر تقدیر مضاف کی کچھ حاجت نہ رہی والحالۃ الرابعۃ ان قتل واخذ المال خیر الامام بین ستۃ احوال ان شاء قطع من خلاف ثم قتل او قطع ثم صلب او
فعل الثلاثۃ او قتل وصلب او قتل فقط او صلب فقط [illegible] اور چوتھی حالت یہ ہے کہ اگر قتل کیا اور مال لیا تو امام کو اختیار ہے چھ باتوں میں چاہے
ہاتھ پاؤں جانب مخالف سے قطع کرے پھر قتل کرے یا چاہے قطع کرے پھر سولی دے یا قطع اور قتل اور سولی تینوں عمل میں لاوے یا قتل کرے اور سولی دے یا فقط قتل کرے یا فقط
سولی دے اسباب زیلعی نے تفصیل کی شرح کنز میں اس وجہ حصر یہ ہے کہ حالات تین ہیں قطع اور قتل اور سولی تو امام کو اختیار ہے کہ اول اور ثانی میں یا اول اور ثالث میں جمع
کرے یا ثانی پر اقتصار کرے یا ثالث پر یا ثانی اور ثالث میں جمع کرے یا حالات ثلثہ کو جمع کرے [illegible] وکیفیۃ فی الجوہرۃ اور جوہرہ نیرہ میں قول
[illegible] میں اور سولی پر چڑھانے کی کیفیت جو ہے وہ یوں مذکور ہے کہ ایک لکڑی زمین میں گاڑے پھر اسکا سرا ایک اور لکڑی عرض
میں باندھے اسپر اسکے نیچے دونوں پاؤں کے دوسری لکڑی پر اور باندھے عرض میں اور دونوں ہاتھ اسکے باندھے پھر [illegible] بائیں کوچے [illegible]
سے اسکا پیٹ خوب ہلا دے یہانتک کہ مرجاوے کذا فی الفتح [illegible] اور اسکا پیٹ برچھی سے [illegible]
سے ہلادے تاکہ مرجاوے ویترک ثلثۃ ایام من موتہ ثم یخلی بینہ وبین اہلہ لیدفنوہ لا اکثر منہا علی الظاہر وعن الثانی یترک حتی یتقطع اور مرنے کے بعد تین دن تک اسے سولی پر چھوڑا
جاوے پھر اسمیں اور اسکے قرابت والوں میں تخلیہ کیا جاوے تاکہ اسکو وہ لوگ دفن کریں تین دن سے زیادہ سولی پر نہ رہے بنا بر ظاہر الروایۃ کے [illegible]
لوگوں کو تکلیف ہوگی اور ابی یوسف سے مروی ہے کہ رہنے دیا جائے یہانتک کہ گل سڑ کر گر پڑے ولا یضمن بعد اقامۃ الحد علیہ ما اخذ من المال [illegible] اور حد قائم کرنے کے
بعد ضامن نہیں ہوگا اسکے فعل کا یعنی اخذ مال اور قتل اور زخم لگانے کا کذا فی الزیلعی ثم ضمان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ مال اگر خود بعینہ باقی نہیں رہا اور اگر باقی ہوگا تو مالک کو دیا جاویگا کذا فی الملتقی
وتجری الاحکام المذکورۃ علی الکل بمباشرۃ بعضہم الاخذ والقتل والاخافۃ اور احکام مذکورہ سب قطاع الطریقوں پر جاری ہونگے انمیں سے بعضے لوگوں کے مال لینے اور
قتل کرنے اور ڈرانے سے یعنی اگرچہ افعال قطع طریق بعضے لوگ کریں اور باقی کھڑے رہیں یا مدد کریں لیکن جس امر پر قطع اور قتل اور صلب سب پر جاری ہوگا علی حسب
الحالات وحجر وعصا لہم کسیف اور پتھر اور انکی لاٹھیاں مانند تلوار کے ہیں یعنی پتھر اور لاٹھی سے قتل سے قصاص نہیں لیکن یہاں بہرصورت قتل ہوگا
اسواسطے کہ یہ جزاء الطریق قصاص نہیں جو لاٹھی اور تلوار میں فرق کیا جاوے بلکہ یہ جزاء محاربہ خدا و رسول ہے بنا بر حد کے والحالۃ الخامسۃ ان قتل ام الجرح اخذ قطع من
خلاف وہدر جرحہ لعدم اجتماع قطع وضمان اور پانچویں حالت یہ ہے کہ اگر زخمی کرنے کے ساتھ مال کا لینا بھی ملے تو ہاتھ پاؤں جانب مخالف سے قطع کیے جاویں
اور زخم کا خون بہا باطل ہو بسبب نہ جمع ہونے قطع اور ضمان کے وان جرح فقط ای لم یقتل ولم یاخذ نصابا فلا حد [illegible] الاخذ [illegible]
[illegible] المقصود ہہنا المال نہی من الفرائب اور اگر فقط زخمی کیا یعنی نہ قتل کیا اور نہ بقدر نصاب مال لیا تو حد نہیں [illegible] اور اگر اس لینے کے ساتھ یعنی
کمتر از نصاب لینے کے ساتھ قتل ہو تو بھی حد نہیں اسواسطے کہ مقصود یہاں مال کا لینا ہے نہ قتل کرنا اور یہ مسئلہ عجائبات سے ہے یہ جواب ہے سوال مقدر کا جو عیسیٰ بن
ابان نے کہا کہ فقط قتل موجب حد ہے پھر یہاں کیوں نہو باوجود زیادتی جنایت کے یعنی قتل کیا اور مال بھی لیا خلاصہ جواب کا جسکی طرف شارح نے اشارہ کیا وہ
یہ ہے کہ در صورت اخذ مال قطاع الطریق کا قصد مال لینے کی طرف غالب ہے تو وہی معتبر ہوا نہ غیر اسکا بخلاف اس صورت کے جبکہ فقط قتل کیا بلا اخذ مال اسواسطے کہ صاف
ظاہر ہوگیا کہ انکا مقصود قتل تھا نہ مال لہذا یہاں حد واجب ہوگی فوائد ظہیریہ میں اس مسئلہ کو غرائب میں شمار کیا اسواسطے کہ زیادتی ہے جنایت ہو رہی خفت ہوگئی کذا فی
اللمعات ومن العجائب وقتل عمدا واخذ المال ثم تاب قبل مسکہ ومن تمام توبتہ رد المال ولو لم یرد قبل الاسر یا اس نے قتل کیا عمداً اور مال لیا پھر توبہ کی قبل گرفتار ہونے کے تو حد
نہیں اور اسکی تمامی توبہ کے مال کا پھیر دینا ہے حاکم کے گرفتار کرنے سے پہلے کذا فی المبسوط والمحیط اور اگر مال نہ پھیریگا تو بعضوں نے کہا تو بھی اسپر حد نہیں کذا اسمہ فی الفتح

[illegible] حدیث میں ہے کہ جو شخص [illegible] قطع طریق [illegible] کوئی شخص [illegible]

[illegible] ہوئے [illegible] اور کسب [illegible] ہے [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] حتی [illegible] مسلمان [illegible] قطع طریق [illegible]

[illegible] قطاع الطریق [illegible] ایک شخص [illegible]

[illegible] سرقہ [illegible]

[illegible] قطاع طریق [illegible] کذا فی [illegible]

[illegible] مسائل [illegible] حقوق العباد [illegible]

[illegible] کذا فی الفتح [illegible] التنویر [illegible]

[illegible] قصاص [illegible] حکم قطاع الطریق [illegible] ظاہر الروایت [illegible]

[illegible] کذا فی فتح القدیر لیکن [illegible]

[illegible] السراجیۃ [illegible] الدر المختار اور فتاوی سراجیہ [illegible] قطاع الطریق [illegible]

[illegible] مال لیا [illegible] قول مختار [illegible] ضمان المال [illegible] قطع طریق کیا [illegible]

قتل کیا [illegible] قصاص [illegible] بدلیل ضمانت [illegible] قول مختار [illegible]

ان یقاتل دون ماله [illegible] الحدیث من قتل دون ماله فهو شهید [illegible] جائز ہے [illegible]

اپنے مال [illegible] اور قتل کرے [illegible] مال پر [illegible] بدلیل اطلاق اس حدیث کے جو قتل کیا جاوے

اپنے مال کے سوا یعنی اپنے مال [illegible] شہید ہے کذا فی فتح القدیر [illegible] نسائی میں مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کوئی [illegible] میرا مال چھیننا چاہے [illegible] فرمایا کہ اسکو تذکیر کرا اللہ تعالی کی [illegible] میرا مال [illegible]

اس نے کہا اگر وہ [illegible] تو فرمایا کہ اپنے آس پاس [illegible] سے استعانت کر اس نے کہا کہ اگر کوئی مسلمان میرے پاس نہو تو فرمایا تو سلطان اور حاکم سے استعانت کر [illegible]

[illegible] فرمایا قاتل دون [illegible] اپنا مال بچاوے [illegible] کذا فی [illegible]

کسی کے [illegible] اور اسباب [illegible] سارق کے پاس [illegible] بدلیل حدیث قاتل دون ماله [illegible]

[illegible] جائز نہیں [illegible] سراجیہ میں ہے کہ سارقوں نے لوگوں کا مال لیا اور [illegible]

سارقوں کا پیچھا کیا تو اگر مال کے مالک ساتھ ہوں [illegible] مال کو بچا سکتے ہوں [illegible] تو ان مددگاروں کو مقاتلہ کرنا مال چھیننے

کیواسطے درست ہے اور اگر مالک ساتھ نہوں [illegible] چھین سکتے ہوں تو انکو مقاتلہ کرنا جائز نہیں کذا فی الفتح [illegible]

[illegible] قتل [illegible] شخص سے [illegible] پھانسی [illegible]

جرم [illegible] سیاست [illegible] قتل کرا نے سے دفع کیا جاوے [illegible]

[illegible] ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی [illegible] پھانسی [illegible] سیاست [illegible] جائز نہیں [illegible] پھانسی [illegible]

[illegible] قصاص [illegible] امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے [illegible] صاحبین وغیرہما کے نزدیک اور امام کے نزدیک [illegible]

کتاب الجہاد

یہ کتاب ہی جہاد کے احکام مین اور اس کتاب کو کتاب السیر اور کتاب المغازی بھی کہتے ہین سیر بکسر اول و فتح ثانی جمع ہی سیرت کی بکسر اول و سکون ثانی سیرت سیر بالفتح سے ہی سیر اور سفر دو قسم ہی ظاہری اور معنوی تو باعتبار قسم ثانی کے سیرت یعنی طریقہ کے مستعمل ہی خواہ طریقہ نیک ہو یا بد چنانچہ بولتے ہین کہ فلان محمود السیر ہی اور فلان مذموم السیرت ہی اور اہل شرع کی زبان مین جنگ کفار اور اُسکے متعلقات مین سیرت مستعمل ہی جیسے مناسک حج مین اسواسطے کہ لڑائی اور جہاد کو سیر اور سفر لازم ہی اور مغازی جمع ہی مغزاۃ کی اور مغزاۃ اور غزاۃ اور غزو بمعنی جنگ ہی کذا فی الفتح والمنح اور فتاوی عالمگیری مین ہی کہ آیا جب جہاد کی دو شرطین ہین اول یہ کہ کفار اسلام کو نہ قبول کرتے ہون اور اہل اسلام نے انکو اسکی دعوت دی ہو اور اُنسے عہد صلح کا نہ کیا ہو اور شرط ثانی یہ ہی کہ قتال کرنے سے قوت اور شوکت اور غلبہ اہل اسلام متوقع ہو جہاد اور تخمین کے موافق یا جسکی راے اور اجتہاد پر اعتقاد اور اعتماد ہو اُسکی تجویز کے موافق اور اگر غلبہ مسلمین کی قتال مین امید نہو تو لڑنا حلال نہین اسواسطے کہ دیدہ و دانستہ اپنی جان کو ہلاکی مین ڈالنا ہی اور حکم جہاد کا ساقط ہوتا ہی اور جب کہ ہی اپنے ذمے سے دنیا مین اور حصول ثواب اور سعادت ہی آخرت مین مانند عبادات کے اور وہ بعد الحدود لاتحاد المقصود وجہ الترقی غیر خفی مصنف کتاب الجہاد کو لایا بعد کتاب الحدود کے بسبب اتحاد مقصود کے اور وجہ ترقی جہاد کی مخفی نہین ہی حدود اور جہاد کا مقصود ایک چیز ہی یعنی خالی کرنا عالم کا فساد سے اور اسیواسطے حدود اور جہاد دونون حسن لغیرہ ہین اور جہاد کی ترقی کی وجہ حدود پر یہ ہی کہ حدود مین اکثر معاملہ اہل اسلام سے ہی اور جہاد مین کفار سے تو معاملہ اہل سلام کا اولی بالتقدیم ہوا یا یہ وجہ ہی کہ حدود مین ازالہ فسق ہی اور جہاد مین ازالہ کفر حالانکہ کفر جمیع مفاسد سے اعظم اور اقبح ہی یا یہ وجہ ہی کہ قتال کفار کا ثواب اعظم اور اکبر ہی وہو لغۃ مصدر جاہد فی سبیل اللہ اور جہاد باعتبار لغت کے مصدر ہی جاہد فی سبیل اللہ کا یعنی بذل وسعت اور کوشش کا خدا کی راہ مین اور یہ شامل ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کوشش کو وشرعا الدعاء الی الدین الحق وقتال من لم یقبلہ شمنی اور اصطلاح شرع مین جہاد عبارت ہی سچے دین کی طرف بلانے سے اور جو اُسکو نمانے اُسکے قتال کرنے سے کذا فی الشمنی ثم قہستانی نے کہا کہ شریعت مین جہاد عبارت ہی قتل کفار سے اور اُنکے ضرب اور مال غارت کرنے اور اُنکے معابد اور اصنام کے توڑنے سے وغیر ذلک اور مراد اجتہاد اور کوشش ہی دین کی تقویت مین اہل حرب اور اہل ارتداد اور اہل بغاوت سے لڑکر انتہی تو یہ جو شمنی نے تعریف جہاد مین فقط قتال پر انتصار کیا تو اسواسطے کہ جہاد کا جزو اعظم قتال ہی اور مراد یہ ہی کہ قتال اور امداد مال وغیرہ سب جہاد مین داخل ہی تو تعریف ابن کمال کی جسکو شارح آگے ذکر کریگا تفصیل ہی اس اجمال کی کذا فی حاشیۃ الحلبی وعرفہ ابن الکمال بانہ بذل الوسع فی القتال فی سبیل اللہ مباشرۃ او معاونۃ بمال او رأی او تکثیر سواد او غیر ذلک انتہی اور ابن کمال نے جہاد کی تعریف اسطرح کی ہی کہ جہاد عبارت ہی بذل وسعت اور کوشش کرنے سے قتال فی سبیل اللہ مین بذات خود ہو کر یا مال کی مدد کر یا تدبیر بتاکر یا مسلمین کا جماو بڑھا کر یا سواے اُسکے اور طرح کی مددگاری انتہی کلامہ یعنی جیسے زخمیون کی تیمارداری اور غازیون کو کھانا پکا دینا اُنکے واسطے پانی لانا اُنکی اہل و عیال کی خدمتگزاری کرنا سب جہاد مین داخل ہی چنانچہ اُسکی تصریح احادیث مین مذکور ہی وسن تواً بعہ الرباط وہو الاقامۃ فی مکان یتوقع ہجوم العدو فیہ لقصد دفعہ للہ تعالی اور جہاد کے توابع اور ملحقات سے رباط ہی اور وہ عبارت ہی ایسے مکان کی اقامت سے جسکے آگے اسلام نہو یہی قول مختار ہی یعنے سرحد دار الاسلام مین مجاہدین کا اسواسطے ٹھہرنا تا کفار دار الاسلام مین نہ آسکین اور اہل سلام کو ضرر نہو مجاہدین کو رباط کہتے ہین اسواسطے کہ اگر سرحد کے اندر رباط ہو تو جمیع اہل سلام اپنے گھرون مین مرابط ٹھہرین حالانکہ ایسا نہین اور بعضون نے کہا کہ جس موضع مین ایکبار کفار نے غارتگری کی وہ چالیس برس تک رباط ہو گیا اور جہان دو بار غارتگری ہوئی وہ ایک سو بیس برس تک رباط ہوا اور جہان تین بار غارتگری ہوئی وہ تا قیامت رباط ہی کذا فی فتح القدیر وصح ان صلوۃ المرابط بخمسمائۃ ودرہمہ بسبعمائۃ وان مات فیہ اجری علیہ عملہ ورزقہ وامن الفتان وبعث شہیدا آمنا من الفزع الاکبر وتمامہ فی الفتح اور بحدیث صحیح ثابت ہوا ہی کہ مرابط یعنی رباط کے ٹھہرنے والے کی نماز پانسو نماز کے برابر ہی اور اُسکا ایک درم اسکا سات سو درم کے صرف کرنے سے افضل ہی اور صحیح مسلم مین سلمان فارسی سے روایت ہی کہ جو رباط مین مرگیا اُسکا عمل جو کرتا تھا قیامت تک جاری رہیگا اور روزی اُسکی جاری رہیگی اور فتنہ منکر اور نکیر وغیرہا سے محفوظ رہیگا اور طبرانی مین حدیث مرفوع ہی کہ جو مرابط مریگا روز قیامت کے شہید مبعوث ہوگا اور فزع اکبر یعنے بڑی دہشت اور ہول سے قیامت مین محفوظ اُٹھیگا اور پورا بیان اُسکا فتح القدیر مین ہی چنانچہ مترجم نے فتح القدیر سے پورا نقل کر دیا ف حدیث مین وارد ہی کہ جب ابن آدم مرتا ہی تو اُسکا عمل منقطع ہو جاتا ہی لیکن احادیث سے ثابت ہوا ہی کہ تیرہ عملون کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہی ۱ نشر علوم یعنی علوم دینی کی تعلیم کرنا یا علم دین کی کتاب تالیف کرنا یا کتاب دینی کا ترجمہ کرنا یہ سب نشر علوم مین داخل ہی ۲ دعاے اولاد ۳ کھجور وغیرہ کے درخت کا جمانا ۴ صدقات جاریہ مانند وقف وغیرہ ۵ قرآن مجید کو وارثون کے

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور ترغیب دیا ہے زیادہ تر شوق [illegible]

خود بخود [illegible] جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی جماعت سے جہاد میں لڑائی کرے بہ کمال [illegible]

بعض جنانچہ صحیح بخاری کی حدیث میں روایت کرتی ہو کہ ابن مسعود نے پوچھا رسول اللہ سے کہ کون عمل افضل ہو فرمایا نماز اپنے وقت پر پھر پوچھا کہ پھر کون افضل ہو فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنی پھر پوچھا کہ پھر کون افضل ہو فرمایا جہاد فی سبیل اللہ اور اس حدیث کے بعد جہاد کی فضیلت فرمائی اور ابو ہریرہ کی حدیث میں جہاد کو بعد ایمان کے افضل فرمایا ہو

سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کون عمل افضل ہو فرمایا اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ ایمان لانا سوال ہوا کہ اسکے بعد کون افضل ہو فرمایا جہاد فی سبیل اللہ

پھر کون افضل ہو فرمایا حج مقبول اس حدیث میں جہاد اور حج کو ایمان کی لفظ میں اہل عرب اطلاق عموم مجازی کے تو دونوں حدیثوں میں کچھ منافات نہیں اسواسطے کہ ہمیں یہ

ثابت کہ نماز میں کہ صلوۃ [illegible] کے وقت میں افضل ہو جہاد سے کہ نماز فرض عین ہو جہاد [illegible] جہاد فرض عین [illegible]

مگر تحصیل ایمان و اقامت صلوۃ کے واسطے [illegible] ایمان اور نماز کے کہ وہ مقصود بالذات ہیں [illegible] جامع ترمذی کی حدیث میں صاف

مذکور ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے قابو میں میری جان ہو کہ کوئی عمل نجات آخرت کی طلب میں [illegible] جہاد فی سبیل اللہ سے بہتر نہیں جہاد [illegible]

جہاد میں بکثرت ہیں از انجملہ حاکم نے بخاری کی شرط پر عمران بن حصین سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑا ہونا مرد کا صف میں سبیل اللہ [illegible] اللہ تعالی کے

نزدیک ساٹھ برس کی عبادت سے [illegible] ابو داؤد میں انس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد جاری ہو جب سے کہ اللہ تعالی نے مبعوث فرمایا یہانتک کہ میری امت

دجال سے لڑیگی اسکو باطل نکریگا ظالم کا ظلم اور نہ عادل کا عدل [illegible] امیر قائم ہو تو جہاد کا نسخ [illegible] سالت متعدد ہیں کذا فی فتح القدیر جامع ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت

ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لڑا اللہ تعالی کی راہ میں [illegible] تاکہ اللہ کا دین بلند ہو تو اسکے واسطے جنت واجب ہوئی [illegible] ابو داؤد کے صحاح ستہ میں ابو ہریرہ

سے مروی ہو کہ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کون عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو فرمایا کہ تم اسکو نکر سکوگے پھر اس نے دو تین بار یہی سوال کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ کا

مثل ایسے صائم اور قائم اور قانت بآیات اللہ کے مانند ہو جسکے صیام اور صلوۃ میں فتور نہیں واقع ہوتا یہانتک کہ مجاہد اپنے گھر لوٹ آوے یعنی جو تمام دن روزہ رکھے اور تمام رات نماز

اور قرآن میں بسر کرے ایک لحظہ آرام نکرے وہ البتہ مجاہد کے برابر ثواب میں ہو سکتا ہو سو یہ امر آدمی سے نہیں ہو سکتا ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ دو آنکھوں کو آگ نلگیگی یعنی آتش جہنم نجلاویگی ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالی کے خوف سے روئی دوسری وہ آنکھ جو رات کو فی سبیل اللہ جاگی صحیح مسلم اور نسائی میں ابو مسعود بدری سے مروی ہو کہ ایک

مرد ناقہ مہار والا لایا اور بولا کہ یہ جہاد کے واسطے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجکو اسکے عوض قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملینگی [illegible] صحیحین وغیرہ میں زید بن خالد

سے روایت ہو کہ جسنے سامان درست کر دیا غازی فی سبیل اللہ کا البتہ اسنے خود جہاد کیا اور جو غازی کے اہل و عیال کی پیچھے خبرگیری کرتا رہا وہ بھی غازی ہو اور ابو داؤد میں ابو ہریرہ سے

روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد واجب ہو تمپر ہر سردار نیکو کار یا بدکار کے ساتھ اور نماز واجب ہو تمپر ہر مسلمان نیکو کار یا بدکار کے پیچھے اگرچہ کبائر کرتا ہو اور

صحیح مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر گیا اور اسنے جہاد نکیا اور جہاد کرنیکا اپنے دل میں بھی خیال نکیا وہ شعبہ نفاق پر مر گیا اور صحیحین وغیرہ

میں ابو موسی سے روایت ہو کہ حضرت سے کسی نے پوچھا کہ مرد لڑتا ہو اظہار شجاعت کیواسطے اور لڑتا ہو حمیت کیواسطے یا دکھلانے کیواسطے لڑتا ہو ان میں کون فی سبیل اللہ ہو فرمایا جو قتال

اسواسطے کرے کہ کلمۃ اللہ یعنی دین خدا کا بلند ہو وہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ ہو اور ابو داؤد میں ابو ہریرہ سے مروی ہو کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ کا

[illegible] دنیا کی خواہش رکھتا ہو یعنی غنیمت کے مال کا آرزو مند ہو تو حضرت نے فرمایا کہ اسکو کچھ ثواب نہیں پھر سائل نے تین بار یہی اعادہ کیا حضرت

[illegible]

جہاد فرض کفایہ ہے یعنی بعضوں کے جہاد کرنے سے نکرنیوالوں سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے شارح کہتا ہے جو چیز اپنے غیر کے واسطے مفروض ہوئی وہ فرض کفایہ ہے جبکہ بعض کے کرنے
سے مقصود حاصل ہو جاوے اور اگر ایسا نہو یعنی جو بذاتہ فرض ہو نہ غیر کی جہت سے یا ہر چند مفروض لغیرہ ہو لیکن بعض کے کرنے سے مقصود حاصل نہ ہو تو وہ فرض عین ہے اور شاید کہ مصنف نے
فرض کفایہ کو مقدم کیا فرض عین پر بسبب اسکی کثرت کے یہ کلام [illegible] کا مفید ہے اور یہ جہاد کا فرض ہونا اور دوسرے فرض کفایہ ہونا دلیل فرضیت جہاد کی قولہ تعالیٰ [illegible] فاقتلوا
المشرکین کافۃ و قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر وکتب علیکم القتال وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مشرکوں سے سب سے اور فرمایا کہ قتال کرو
ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور پچھلے دن کا یعنی قیامت کا اور فرمایا کہ فرض کیا گیا تم پر قتال اور فرمایا کہ قتل کرو انکو یہانتک کہ فتنہ یعنی کفر فتنہ باقی رہے اور سب دین اللہ کا ہو جاوے اگر
کوئی [illegible] عام مخصوص [illegible] فرضیت ثابت [illegible] کہ خروج [illegible] عقل سے ثابت [illegible]
[illegible] جہاد [illegible] خطاب [illegible] جہاد کا فرض [illegible] ہے کہ وہ فرض عین نہیں
[illegible] یعنی دین الٰہی [illegible] اور عباد [illegible] فرض [illegible] کرنے سے حاصل ہوگا تو باقی لوگوں سے
ساقط ہو جاویگا چنانچہ نماز جنازہ اور سلام کا جواب اگر کوئی کہے کہ ظاہر آیات قرآنی سے تو جہاد فرض عین معلوم ہوتا ہے تو کس طرح فرض کفایہ کہا جاتا ہے اور ظاہر سے عدول کرنے کی کیا وجہ ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ [illegible] دلیل یہ آیت قرآنی ہے لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون [illegible] وکلا وعد اللہ الحسنیٰ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا [illegible] مومنین [illegible] اہل ضرر کے
اور مجاہدین [illegible] اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے نیکی کا وعدہ کیا ہے تو اگر جہاد فرض عین ہوتا تو قاعدین سے نیکی کا وعدہ نہوتا بلکہ قاعد مستحق عذاب ہوتے اور بروایت صحیح
ثابت ہوا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعضی لڑائی میں تشریف نہ لیجاتے تھے اگر فرض عین ہوتا تو [illegible] حضرت کا [illegible] اور [illegible] نے قہستانی سے نقل کیا کہ اگر
مسلمین کے ہر گروہ نے گمان کیا کہ دوسرے غیر نے جہاد کیا تو واجب سب سے ساقط ہو گیا اگر چہ کسی گروہ نے بھی جہاد نکیا [illegible] کہ [illegible] غیر لوگوں نے جہاد نہیں کیا تو سب پر
واجب ہوگا اور اگر ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے جہاد کرنے کا گمان کیا اور دوسرے گروہ نے عدم جہاد کا گمان کیا تو دوسرے گروہ پر واجب ہوگا نہ اول پر [illegible] مدار وجوب کا بیان
ظن پر ہے کیونکہ غیر کے فعل اور عدم کا علم قطعی ایسے امور میں متعسر ہے وابتداء [illegible] لم یبدؤنا [illegible] وتحریمہ فی الاشہر الحرم منسوخ بالعمومات کآیۃ واقتلوا المشرکین
حیث وجدتموہم جہاد فرض ہے ہمپر اگرچہ کفار نے ہمسے لڑائی کی ابتدا نکی ہو اور وہ جو آیت قرآنی ہے کہ اگر کافر تمسے لڑیں تو تم بھی انسے لڑو اور تحریم جہاد کی بزرگ مہینوں میں
یعنی رجب ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم میں سو منسوخ ہے عمومات [illegible] جیسے آیۃ [illegible] کہ [illegible] مشرکین کو جس وقت اور جہاں انکو پاؤ اسواسطے کہ لفظ حیث کا زمان اور مکان دونوں
میں مستعمل ہوتا ہے کذا فی [illegible] ان قام بہ البعض [illegible] سقط عن الکل جہاد فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعضے لوگ اسکو قائم کریں اگرچہ وہ لوگ غلام یا عورتیں ہوں تو سب سے
ساقط ہو جاتا ہے [illegible] جہاد سے [illegible] کل سے فرضیت ساقط ہوتی ہے [illegible] اور اگر بعض کا جہاد [illegible] کافی نہو تو کفار سے اقرب فالاقرب پر جہاد فرض ہے سو اگر
کفایت نہو تو بدون تمام مسلمین کے تو اسوقت میں جہاد فرض عین ہو جاویگا مانند صوم اور صلوٰۃ کے کذا فی المنح والاثم ما [illegible] فی زمن [illegible] کہ اسی [illegible] اور اگر جہاد کو
کسی نے قائم نکیا [illegible] ترک کرنے سے سب گنہگار ہونگے یعنی سب [illegible] مسلمان گنہگار ہونگے [illegible] اگر بعض مسلمین جہاد نکریں تو سب عاصی ہونگے اور یہ مطلب
نہیں کہ اگر کسی [illegible] جہاد کرینگے تو ہر وقت کے مسلمین سے گناہ ساقط ہو دیا گیا [illegible] قیام اہل الروم [illegible] فرض علی الاقرب فالاقرب من العدو
الی ان تقع الکفایۃ [illegible] الاکل بالناس فرض عین کالصلوٰۃ والصوم ومثلہ الجنازۃ والتجہیز [illegible] فی الدرر [illegible] غلط عجیب کہ فرضیت جہاد اہل [illegible] سے ساقط ہو جاتی ہے
اہل [illegible] جہاد کرنے [illegible] جہاد فرض ہے انپر جو زیادہ تر قریب ہیں دشمن یعنی کفار سے پھر انکے بعد انپر جو انسے اقرب ہیں یہانتک کہ کفایت حاصل ہو یعنی غیر کی مدد
کی حاجت نہ رہے [illegible] اگر کفایت نہ حاصل ہوتی ہو بدون سب آدمیوں کے تو اسوقت [illegible] جہاد فرض عین ہو جاویگا مانند صلوٰۃ اور صوم کے اور
جہاد کے مانند ہے نماز جنازہ اور تجہیز میت اور [illegible] یعنی اگر ایک مسلمان شہر کے کنارے مر گیا تو اسکے پڑوسیوں اور اہل محلہ پر اسکی تجہیز اور تکفین اور نماز جنازہ
فرض ہے نہ محلات بعیدہ پر اور اگر اس محلہ کے قریب دوسرے محلہ والوں نے جانا کہ اہل محلہ میت کے حقوق ادا نہیں کرتے یا عاجز ہیں تجہیز اور تکفین سے تو دوسرے محلہ والوں پر فرض ہوگا اور اگر وہ

جس میں تماشا کی گئی ہے یاد جو بہشت تو نفیر عام الا تکفیر تجہیز میت فرض ہے الی فی انبیا میں تجہیز تحدیث ہے اور جب قدر جب فرض عین ہوگی الا اذا فرض علی نصیبی ...

لما ... فرض عین ... قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العباس ... الا دوا باد لازم ... جہاد فرض عین نہیں ... والدین کی اطاعت ...

انہیں ... واسطے کہ اطاعت والدین کی فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ کیونکہ فرض عین ترک نہ ہوگا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد ... جب کہ کسی نے جہاد کا

ارادہ کیا اور ... انکی خدمت کر اسواسطے کہ جنت تیری ماں کے قدم کے پاس ہے کذا فی الدر الحجم جہاد میں جانا درصورت ناخوشی والدین حرام ہے اسواسطے کہ انکی اطاعت بھی فرض ہے

اور جہاد فرض عین نہیں ... صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت مانگنے آیا فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں کہا ہاں فرمایا

انہیں میں جہاد کر اور ابن مسعود کی حدیث جو مذکور ہوئی اس میں بر الوالدین جہاد پر مقدم ہے اور ابو داؤد میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف ہجرت کی یمن سے ... تو فرمایا کہ یمن میں کوئی تیرا ہے اس نے کہا میرے والدین ہیں فرمایا تجھکو اذن دیا ہے بولا نہیں فرمایا تو پلٹ جا اور انسے اجازت لے اگر وہ اجازت دیں تو

جہاد کر ورنہ انکے ساتھ نیکی اور خدمت گزاری کر کذا فی ... بحر الرائق میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ سوا ... اگر وہ جہاد کرنے کو مکروہ جانیں ... انکے ضائع ہونے کا خوف

ہو تو بدون انکی اجازت کے خروج نہ کرے وفیہ ایضا کل سفر فیہ خطر الا باذنہما وما لا خطر فیہ یحل بلا اذن ومنہ السفر فی طلب العلم اور صحیح یہ ہے کہ جس سفر میں ہلاکی کا خوف ہو جیسے جہاد اور دریا

کا سفر کذا فی حاشیۃ ... تو بدون اذن والدین کے جانا حلال نہیں اور جس سفر میں خطرہ نہیں وہ بدون اذن کے حلال ہے اور سفر با خطر میں طلب علم کا سفر کرنا داخل ہے اور اسی طرح

تجارت وحج کا سفر کذا فی البحر **وعبید وامراۃ** لحق المولی والزوج ... وجوب طاعۃ الزوج ... قال فی البحر ...

یرجع الی النکاح ... اور جہاد فرض نہیں غلام اور عورت پر بسبب فرض ہونے حق مولی اور زوج کے ... جب ہوا جہاد کا عورت پر اگر عورت کا زوج اسکو جہاد کا

امر کرے کذا فی الفتح ... وجب ہوا تعلیل مذکور سے نکلتا ہے کذا فی النہر ... اور تعلیل ثانی کی ... ضعیف جسم عورت انکے مخالف کی مفید ہے یعنی عدم وجوب کی

اگرچہ زوج بھی امر کرے بحر الرائق میں کہا کہ عورت پر زوج کا امر لازم الاتباع ... اور توابع نکاح کے متعلقات میں ہے یعنی امر جہاد متعلقات نکاح سے خارج ہے تو عورت پر امتثال

اسکا لازم نہیں تو وجوب جہاد بھی نہیں ... تعلیلات مذکورہ پر وجوب اور عدم وجوب کو مستفاد کرنا ... عدم وجوب قہستانی میں محیط سے منصوص ہے ... کہ جہاد

عورت پر واجب نہیں خواہ منکوحہ ہو یا نہو اسواسطے کہ عورت سر سے قدم تک ... اور جہاد میں کھل جانے کا خوف ہے ... جیسا معتوہ

... کذا فی الطحطاوی **واعمی ومقعد** ای اعرج فتح اور جہاد فرض نہیں اندھے ... پر کذا فی الفتح ... فتح القدیر میں مقعد یعنی اعرج ... منقول ہے ... سے نقل کیا کہ

مقعد وہ ہے جسکو بیماری ... بٹھا دیا ہو **واقطع** تحریم اور جہاد واجب نہیں ... اور ... مستعد ہونا اس کی ... اور بعض ... قرآن مجید

میں صحیح ہے اسواسطے کہ ... قدرت پر ہے قہستانی نے کہا یہیں ... کہ جو شخص عاجز ہو جہاد سے کسی سبب سے اسپر فرض نہیں ... اسکی طرف اشارہ کیا ہے **ومدیون بغیر اذن**

غرمیہ بل ... والنفقۃ ... کسب ... الا اذا ... ان علم ... اور فرض نہیں قرضدار پر بلا اذن قرضخواہ کے بلکہ ... بلا اذن کے

اگرچہ قرضدار کے ... ضامن ہوا ہو کذا فی التجنیس اگرچہ ضامن ... بلکہ ... ضامن ہو تو وہ بھی بلا اذن انکے جہاد کرنا فرض نہیں ... اذن قرضخواہ یا ضامن کا

... قرض ادا کرنے میں ... اور ... قرض میں تو اسکو جہاد کیواسطے جانا جائز ہے اگر ... معلوم ہو کذا فی الذخیرۃ ... علم میں ... میں ... سے

مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوا دین کے **وعالم لیس فی البلدۃ افقہ منہ فلیس لہ ان** ... جیسے ...

فی البزازیۃ ... ان ... بلا اذن ... اس عالم پر فرض نہیں جس سے زیادہ ... فقیہ شہر میں نہیں تو اسکو جہاد کرنا جائز نہیں لوگوں کے ضائع ہونے کے خوف سے کذا فی البحر

یعنی جب مسائل شرعیہ کا شہر میں ... تحقیق کے بتانے والا نہ رہا تو وہاں کے اہل اسلام ضائع ہوں گے بسبب تردد اور جہالت کے ... بزازیہ میں ہر سفر کو عام کہا ہے یعنی ایسے عالم کو کوئی سفر

کرنا جائز نہیں ... پوشیدہ نہیں ہے کہ ... غیر مقید کا بطریق اولی مقید ہے ... سفر فقیہ ... جہاد کیواسطے ... کہ جب جہاد کا سفر باوجود کفایہ ہونے کے ممنوع ہو

تو غیر جہاد کا سفر جو فرض نہیں ہے بطریق اولی ممنوع ہوگا ... کہا غیر جہاد کے سفر کو لازم نہیں کہ غیر فرض ہو بلکہ ... غیر جہاد کا سفر فرض عین ہو جاتا ہے جیسے حج ... کا

وفرض عین ان ہجم العدو فیخرج الکل ولو بلا اذن ویأثم الزوج ونحوہ بالمنع ذخیرہ اور جہاد فرض عین ہی بشرطیکہ دشمن یکبارگی ہجوم کرین تو سب اہل اسلام مکلفین اگرچہ اہل حقوق کی اجازت نہو اور زوج اور مانند اسکے جیسے باپ اور مولی اور قرضخواہ گنہگار ہوگا اس حالت مین جہاد کے منع کرنے سے کذا فی الذخیرہ ہجم دشمن عام ہی کافر ہو یا باغی شارح نے شرح ملتقی مین کہا اگر دار اسلام کے کسی شہر پر کفار ہجوم کرین تو اگر وہان کے گرد و پیش کے قریب لوگ دفع پر قادر ہون تو انکے حق مین جہاد فرض عین ہی اور انکے سوا اور دور والون پر فرض کفایہ ہی لیکن جب نزدیک والے عاجز ہون یا کاہلی کرین تو دور والون پر بھی فرض ہوجاتا ہی اسیطرح بتدریج تمام اہل مشرق و مغرب سب پر فرض عین ہوگا اور جو بلا عذر اپنے وطن مین بیٹھا رہیگا وہ گنہگار ہوگا اور گناہ مین نادانستگی مین ہو بشرطیکہ نسیان مخاطب نہین یا دانستہ کا ہی اور اسی واسطے فتح القدیر مین کہا ہی کہ فرض عین ہونے کی شرط سے مراد خبر ہی یہانتک کہ دور کے لوگونکو خبر پہونچے نہین تو تکلیف مالا یطاق ہی اور پھر اسلم اسیر کا سب اہل مشرق و مغرب پر واجب ہی جسکو خبر ہو اور بزازیہ مین ہی کہ مسلمان عورت قید ہو گئی مشرق مین تو اہل مغرب پر اسکی تخلیص واجب ہی جبتک کفار دار حرب مین داخل ہوگئے ہون اسواسطیکہ دار اسلام بمکان واحد کے حکم مین ہی کذا فی الطحطاوی **ولا بد لفرضیتہ من قید آخر وہو الاستطاعۃ** فلا یخرج مریض مدنف اما من یقدر علی الخروج دون الدفع ینبغی ان یخرج لتکثیر السواد تنبیہا اور ضرور ہی جہاد کے فرض ہونے کیواسطے دوسری قید یعنی استطاعت اور قدرت تو خروج نہ کرے سخت بیمار اور جو شخص نکلنے پر قادر ہو نہ دفع کفار پر تو اسکو بھی نکلنا چاہیے جماعت بڑھانے کے واسطے تاکثرت مسلمین سے کفار کو دہشت اور خوف ہو کذا فی الفتح وفی السراج وشرط لوجوبہ القدرۃ علی السلاح لا امن الطریق فان علم انہ اذا حارب قتل وان لم یحارب اسر لم یلزمہ القتال اور سراج مین ہی کہ ہتھیار پر قادر ہونا وجوب جہاد کے واسطے مشروط ہی نہ امن راہ کا پھر اگر مسلم نے جانا کہ جبوقت لڑیگا تو مارا جاویگا اور اگر نہ لڑیگا تو قید ہوجاویگا تو اسپر قتال لازم نہین **وتقبل خبر المستنفر ومنادی السلطان** ولو کان کل منہما فاسقا لانہ خبر یشتہر فی الحال ذخیرہ اور قبول ہی خبر دینا مستنفر اور سلطان کے منادی کا اگرچہ ہر ایک ان دونون مین سے فاسق ہو اسواسطے کہ ہجوم کفار کی خبر فی الحال مشہور ہوجاتی ہی تو مزید تحقیق کی حاجت نہین کذا فی الذخیرہ مستنفر وہ ہی جو نفیر عام سناوے نفیر بمعنی خروج ہی یعنی جو بسبب ہجوم کفار کے سب مسلمین کے نکلنے اور جہاد کرنے کرکے **وکرہ الجعل ان وجد فیء** ای مال فی بیت المال ذررو مفادہ ان الفیء ہنا یعم الغنیمۃ فلیحفظ اور مکروہ ہی جعل سینئے لوگون سے مال کا لینا غازیون کے واسطے باوجود ہونے فیء کے یعنی باوجود ہونے کسی چیز کے بیت المال مین کذا فی الدرر شرح الوقایہ اور اس سے مستفاد ہوا کہ فی یہان غنیمت کو شامل ہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم فیء اس مال کو کہتے ہین جو کافرون سے بدون قتال کے حاصل ہو جیسے خراج اور جزیہ اور غنیمت وہ مال ہی جو قتال سے حاصل ہو خلاصہ یہ ہی کہ جبتک بیت المال مین کوئی مال موجود ہی تو حاکم کو رعیت سے مال لینا جہاد کیواسطے مکروہ ہی اسواسطے کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اور بیت المال ایسے ہی مصارف کیواسطے ہی نہ سلطان کے عیش اور آرام کیواسطے جیسا ظالم حاکم سمجھتے ہین **والا** لا یکرہ لانہ یدفع الضرر الاعلی بالادنی اور اگر بیت المال بالکل خالی ہو تو مکروہ نہین بسبب دفع کرنے اعلی ضرر کے کمتر ضرر سے ہم اعلی ضرر سے مراد تعدی ضرر کفار ہی اور کمتر ضرر سے مراد مال لینا بقدر تنگی کے مقدور رکھتا محتاج غازیون کا سامان جہاد ہو **فان حاصرناہم دعوناہم الی الاسلام فان اسلموا** فیہا **والا فالی الجزیۃ** لو محلا لہا کما سیجیء **فان قبلوا ذلک فلہم مالنا من الانصاف وعلیہم ما علینا من الانتصاف** فخرج العبادات اذ الکفار لا یخاطبون بہا عندنا یؤیدہ قول علی رضی اللہ عنہ انما بذلوا الجزیۃ لتکون دماؤہم کدمائنا واموالہم کاموالنا پھر اگر ہم اہل اسلام کافرون کو گھیرین تو اول ہم انکو مسلمان ہونے کی طرف بلادین سو اگر وہ اسلام قبول کرین تو کیا خوب بات ہی اور اگر اسلام نہ قبول کرین تو جزیہ کی طرف بلادین یعنی جزیہ دینے کی انسے درخواست کیجاوے اگر وہ محل جزیہ ہون چنانچہ اسکا ذکر آویگا یعنی اگر وہ اہل کتاب یا آتش پرست یا عجم کے بت پرست ہون نہ عرب کے مشرک اور مرتد سو اگر وہ جزیہ دینا قبول کرین تو درصورت مظلومی انکے واسطے انصاف ہوگا جو انصاف ہم اہل اسلام کے واسطے ہوتا ہی اور درصورت انکے ظلم کرنے کے انسے انتقام لیا جاویگا جیسا ہم اہل اسلام سے انتقام لیا جاتا ہی تو اس بیان سے عبادات نکل گئین اسواسطیکہ کفار مخاطب بعبادات نہین ہمارے نزدیک اور مؤید اسکا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ ذمیون نے تو جزیہ اسواسطے دیا ہی کہ انکے خون ہمارے خون جیسے ہوجاوین اور انکے مال ہمارے مال ہوجاوین ہم قول مرتضوی امام شافعی کے مسند مین بروایت محمد بن حسن شیبانی مروی ہی کذا فی الفتح شرح طحطاوی مین ہی کہ جب کفار اسلام قبول کرین تو انکے اموال سے تعرض نہوگا اور انکی اراضی سے خراج نہ لیا جاویگا بلکہ دسوان حصہ لیا جاویگا اور اہل اسلام کے اور انکو حکم ہوگا کہ دار الاسلام مین آکر اقامت کرین اسواسطے کہ مسلمان کا رہنا دار الحرب مین مکروہ ہی کذا فی الطحطاوی **ولا یجوز لنا ان نقاتل من لم تبلغہ الدعوۃ الی الاسلام** وہو وان اشتہر فی زماننا شرقا وغربا لکن لا شک ان فی بلاد اللہ من لا شعور لہ بذلک

بھی تو جنگ و اسلام لانے کی خبر حقیقی پہنچنا ضرور ہے یعنی قاتلوهم حتى يدعوهم الى الجزية ... لما انقطع مصنف نے ... انکو دعوت پہنچنا اسلام کی دعوت نہیں پہنچی
اور یہ بھی دعوت اسلام اگرچہ اوائل زمانہ میں مشہور ہو گئی اور شرق و مغرب میں پھیل گئی ہے لیکن ہنوز ملک ہیں ایسے جنکو دعوت نہیں پہنچی سو جنکو دعوت نہیں پہنچی ان سے
دعوت سے پہلے قتال کرنا جائز نہیں ہے اور اسلام کی خبر اور جزیہ دینے کی تو قطعا خبر نہیں ہے یا شک ہے کہ اسکو جزیہ دینے کی دعوت پہنچی ہے کہ نہیں ...
مصنف کے علم میں ... اسلام اور جزیہ ... دعوت اسلام ... معلوم کرین کہ ہم دین کیوں ... تاکہ اسلام قبول کریں یا ... قتال
دعوت نہ ہو تو ... دعوت قتال ... اور دعوت ... مقصد ... دعوت ... کو ... جنگ ... ہو تو حکم
اسلام کے واسطے ... دعوت قائم مقام دعوت ... مصنف و صاحب ... صاحب ... صاحب فتح ...
تو مسلمان ... دعوت ... اسلام ... کہ الله تعالی کے ... دعوت اسلام کا ... اور جب
ہو کہ جہاں کہیں ... اسلام کی خبر نہیں پہنچی ... دعوت کرنا مستحب ہو گا ... ان ... الاشمس فی ذلک ... تو ... الا ...
فلا يفعل ... دعوت الى الاسلام ... اسلام کی خبر ہو گئی ہو مگر جس وقت کہ دعوت الى الاسلام ... تو ... کہ وہ ...
کرکے ... یا ... دعوت ... مستحب نہیں کذا فی الفتح ... دعوت وہ حدیث ... صحیحین ... عبد الله بن عون نے کہا
کہ میں نے نافع کو لکھا اور ... قتال کا سوال کیا سو نافع نے کہا کہ یہ تو اول اسلام میں تھا اور حالانکہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر ... اور وہ غافل تھے ... تو ...
اور ... انکے لڑنے والوں کو قتل کیا اور انکی ذریت کو ... کیا اور حضرت نے ... جویریہ ... عبد الله بن عمر ... تھے ... فان ابوا ذلك
استعانوا بالله عليهم وحاربوهم ونصبوا عليهم المجانيق وحرقوهم وقطعوا اشجارهم وافسدوا زروعهم لان في ذلك ... فيكر ... اور اگر جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو
اہل اسلام مدد مانگیں الله تعالی سے ... اور ... منجنیق ... اور انکو آگ میں جلا ... اور انکے درختوں کو کاٹ ... کھیتوں کو
... غالب ... فتح ہونے کا تو ... کھیتوں کو خراب کرنا ... کہ وہ مسلمانوں کے کام ... کذا فی الفتح ... الفتح کی ...
ایک آلہ ہے جس سے بڑے بڑے پتھر پھینکے جاتے ہیں ... جنگ کی احادیث صحیحہ میں ... اسلام کو حکم ... مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی ... ہے
روایت ہے کہ جب رسول الله صلی الله علیہ وسلم کسی کو لشکر ... کا سردار مقرر فرماتے تھے تو خاص انکی ذات کو الله تعالی سے ڈرتے رہنے کی وصیت فرماتے اور ساتھی مسلمانوں کے
واسطے بھلائی کی وصیت فرماتے تھے پھر فرماتے تھے لڑو بسم الله فی سبیل الله قتل کرو جو منکر ہو الله کا ... غنیمت کا مال نہ چھپاؤ اور قول ... کے خلاف ... ناک کان وغیرہ
نہ کاٹیو اور طفل صغیر کو نہ قتل کیجیو اور ... پھر جب تو اپنے مشرک دشمن سے ملے تو انکو تین خصلتوں کی طرف بلا سو اگر وہ مان جاویں تیرا قول تو قبول کر انسے اور ... انکے
... انکو اسلام کی طرف بلا سو اگر وہ مان جاویں تو قبول کر انسے اور باز رہ انسے پھر انسے نقل مکان کی درخواست کر اپنے ملک سے نکل کر مہاجرین کے ملک میں آویں اور انسے خبر
کردے کہ اگر وہ ہجرت کرینگے تو انکے واسطے وہ ہے جو مہاجرین کے واسطے ہے ... سو اگر وہ نقل مکان کرنا قبول نہ کریں تو انکو خبر کردے کہ وہ صحرائی
مسلمین کی طرح ہونگے ... جاری ہوگا جیسے کہ مومنین پر جاری ہوتا ہے اور غنیمت ... انکو حصہ نہ ملیگا تاوقتیکہ مسلمین کے ساتھ شریک ہو کر جہاد نہ کرینگے اور اگر وہ اسلام
کو نہ قبول کریں تو انسے جزیہ دینے کا سوال کر سو اگر وہ مان جاویں تو قبول کر انسے اور باز رہ اور اگر جزیہ دینا بھی نہ قبول کریں تو الله تعالی سے مدد مانگ ... اور لڑنا شروع
کر الحدیث کذا فی تیسیر الوصول ... وان رموا ... لم يكفوا عن ... الكفار ... اور اہل اسلام ... تیر ... پھینکیں گر
اگرچہ کفار ... مسلمانوں کو سپر بناویں ... تا اس تدبیر سے بچ جاویں تو بھی ہم انکو ماریں گے اور اس قتال میں ... کا قصد کرینگے
نہ مسلمان کا ... اسی ... کیا حکم ... یا نہ ... اور دور سے پھینک مارنے کو کہتے ہیں
خواہ دور کا ہتھیار ... ويقصدون بالرمي الكفار ... وما اصيب منهم اي من المسلمين لا دية فيه ولا كفارة لان الفروض لا تقرن بالغرامات اور ...

مسلمان اُنکی طرف کے سپر بنانے سے قتل ہو جاویں تو ہمپر نہ دیت ہے نہ کفارہ اسواسطے کہ قتال کفار فرض ہے اور فرائض تاوانوں سے مقرون نہیں ہوتے ہم لڑائی میں
آواز بلند کرنا مستحب نہیں اور مکروہ بھی نہیں اگر اسمین ترغیب مسلمین کا فائدہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور مجاہدین کو دار الحرب میں ناخن بڑھانا مستحب ہے اسواسطےکہ اگر
تلوار وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے تو ناخن سے کافر کو کھروچ کر شاید بچ جاوے جیسے مونچھون کا بڑھانا غازی کو سنت ہے رعب اور دہشت کیواسطے کذا فی الجرخانیہ ہے کہ مسلمانون
کو لائق نہیں کہ جب بارہ ہزار ہوں تو فرار کرین اگرچہ کفار زیادہ ہون ہم اسواسطے کہ حدیث ترمذی مین وارد ہے کہ بارہ ہزار بسبب قلت کے مغلوب نہیں ہوتے فتاوی عالمگیری
مین ہے کہ یہ عدم فرار اسوقت ہے جبکہ سب لوگ متفق الکلمہ ہون اور اگر اختلاف ہو تو دو چند کا اعتبار ہے **ولو فتح الامام بلدۃ وفیہا مسلم او ذمی لا یحل قتل احد منہم** ا
ولو اخرج واحد یحل حینئذ قتل الباقین لجواز کون المخرج ہو ذلک فتح اور اگر امام نے دار الحرب کا کوئی شہر فتح کیا اسمین ایک مسلمان یا ذمی کافر تھا تو اُنمین سے کسی کا
قتل کرنا اصلاً جائز نہیں اور اگر ایک کوئی شخص اُنمین سے نکالدیا گیا ہو تو اسوقت مین باقی لوگون کا قتل کرنا حلال ہے اس احتمال سے کہ جو شخص نکالا گیا شاید وہی مسلمان
یا ذمی ہو کذا فی فتح القدیر **ونہینا عن اخراج ما یجب تعظیمہ ویحرم الاستخفاف بہ کمصحف وکتب فقہ وحدیث** وامراۃ ولو عجوزا للمداواۃ ہو الاصح ذخیرۃ الی دار الحرب بانہی عن
مسلم لا تسافروا بالقرآن فی الارض العدو اور ہم ممنوع ہین اسکے نکالنے سے جسکی تعظیم واجب ہے اور اسکا استخفاف اور بے ادبی حرام ہے چنانچہ مصحف اور کتابین فقہ اور حدیث
کی اور عورت کا اخراج ممنوع ہے اگرچہ عورت بڑھی ہو دوا کرنے کیواسطے یہی قول صحیح ہے کذا فی الذخیرہ اور مصنف نے نہی سے صحیح مسلم کی حدیث کا ارادہ کیا کہ سفر مین قرآن کو نہ لیجاو دشمن کی زمین
مین ہم دلیل اگرچہ قرآن مین خاص ہے لیکن علت عامہ نے فقہ اور حدیث کو بھی قرآن کے ساتھ ملحق کردیا **الا فی جیش یؤمن علیہ** فلا کراہۃ لکن اخراج العجائز والاماء اولی مگر اس بڑے لشکر مین
قرآن کا لیجانا ممنوع اور مکروہ نہیں جسمین اُسپر امن حاصل ہو لیکن بڑھی عورتون اور لونڈیون کا ساتھ لیجانا کام کے واسطے بہتر ہے جوان اور حرہ کے لیجانے سے کہ جنگ دوسر
دار در طحطاوی نے امام کا قول نقل کیا کہ کمتر لشکر چارسو ہے اور کمتر گھات ایک سو **واذا دخل مسلم الیہم بامان جاز حمل المصحف معہ اذا کانوا یوفون بالعہد** لان الظاہر
عدم تعرضہم ہدایہ اور جبکہ مسلم دار الحرب مین اُنسے امان لیکر جاوے تو مصحف کا ساتھ لیجانا جائز ہے بشرطیکہ وہ عہد کو پورا کرتے ہون اسواسطے کہ ظاہر ان وہ متعرض نہونگے
کذا فی الہدایہ **ونہینا عن غدر وغلول وعن مثلۃ** بعد الظفر بہم اما قبلہ فلا بأس بہ اختیار اور ہم ممنوع ہین عہد شکنی اور خیانت اور ناک اور کان کاٹنے سے اُنپر فتح پانے کے بعد اور
فتح پانے کے پہلے امور مذکورہ کے کرنے مین کچھ مضائقہ نہیں کذا فی الاختیار م نقض عہد کی یہ صورت ہے کہ مثلاً ہم سے اور اُنسے عہد ہو گیا کہ آج کے دن نہ لڑینگے یہان تک کہ
اُنکو اطمینان ہوا تو اب اُسدن لڑنا جائز نہیں کہ عہد شکنی حرام ہے اور عین لڑائی کے وقت فریب کرنا اور دھوکا دینا جائز ہے اسطرح کہ بلا عہد ہم نے ایسی حرکت کی کہ
اُنکو معلوم ہوا کہ آج لڑائی نہوگی سو وہ مطمئن ہو گئے پھر ہم نے اُنپر حملہ کیا یا اہل اسلام کسی اور سمت چلے گئے اور کافر غافل ہو گئے پھر ناگہان رات کو اُنپر ٹوٹ پڑے اور
چھاپہ مارا اور علی ہذا القیاس داؤ گھات کے بہت طریقے ہین فتح القدیر مین ہے کہ حالت قتال مین مبارز نے ہاتھ مارا اسوکا فر کا کان کاٹ پھر ہاتھ مارا تو آنکھ پھوڑدی پھر
ہاتھ مارا تو ناک اور ہاتھ کاٹے تو یہ جائز ہے انتہی پس حالت قتال کی قید سے معلوم ہوا جب کافر کو گرفتار کرلیا تو اُسکو مثلہ کرنا یعنی ناک کان ہاتھ کاٹنا جائز نہیں اور اختیار
شرح مختار سے نکلتا ہے کہ اگر ہنوز جنگ قائم ہے تو جائز ہے **وعن قتل امراۃ وغیر مکلف وشیخ فان** لا صیاح و لا نسل لہ فلا یقتل الا اذا ارتد اور ہم ممنوع ہین
عورت اور غیر مکلف یعنی صغیر اور مجنون اور نہایت کھایٹ بڑھے کے قتل کرنے سے جسکو نہ چیخنے کی طاقت ہے جنگ کے وقت اور نہ اولاد ہونے کی اُس سے
توقع ہے تو ایسا بڈھا نہ قتل کیا جائے مگر جب کہ مرتد ہو جاوے ہم رازی نے شرح طحطاوی مین کہا کہ شیخ فانی کامل العقل حالت ارتداد مین مقتول ہو اور جو بڈھا
خرف پریشان حواس ہے وہ مقتول نہوگا کہ مجنون مین داخل ہے **واعمی ومقعد** وزمن ومعتوہ وراہب واہل کنائس لم یخالطوا الناس اور ہم ممنوع ہین کافر
اندھے اور لنگڑے اور دوام المرض خستہ حال اور بیہوش اور درویش نصرانی تارک الدنیا اور یہودیون کے عبادت خانہ والے لوگ جو آدمیون سے
نہیں ملتے اُن سب کے قتل کرنے سے ہم اسواسطے کہ اہل اسلام کو اُنسے کچھ ضرر نہیں اور یہی حال ہے ہندوستان کے اُن جوگیون کا جو گوشہ گیر اور کوہ نشین
ہین **الا ان یکون احدہم ملکا او مقاتلا او ذا رای او مال فی الحرب** مگر جب کہ اشخاص مذکورین سے کوئی بادشاہ یا لڑتا ہوا لڑائی مین

صاحب ہدایہ ... قتل کیا ... [illegible] ... قتل کیا جاویگا [illegible]

[illegible] ... قتل [illegible]

[illegible] ... مقتول ہوئی [illegible] ... قتل [illegible]

صاحب ہدایہ [illegible] ... صاحب ہدایہ [illegible]

الدر فی شرح [illegible] ولو قتل من لا تل قصاص [illegible] التعلیم [illegible] والا [illegible] ... [illegible]

[illegible] اور اگر کسی مسلمان نے قتل کرڈالا [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... غنیمت کی ہساتے ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible] ... [illegible]

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر ہذا فرعون [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... عبد اللہ بن مسعود ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] ... فرعون ... [illegible]

موسی علیہ السلام کو [illegible] ... بخلاف ابوجہل [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... ولا یکمل للفرع ان یبدأ

باصلہ المشرک بالقتل [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... ولکن [illegible]

[illegible] ... اور اگر مشرک والدین نے مسلم اولاد کے قتل کا ارادہ کیا ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

مطلق ہے لیکن بالاجماع صلح بقید مصلحت مقید ہے تو اگر مصلحت نہو تو بالاتفاق جائز نہیں کذا فی الفتح ونبذ ای نعلمہم بنقض الصلح تحرزا عن الغدر المحرم لو خیرا
لفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باہل مکۃ اور ہم صلح کو پھینک دیں یعنی صلح توڑنے کا اعلام اور اطلاع کر دیں کافروں کو حرام عہد شکنی سے بچنے کے واسطے اگر صلح توڑنا اہل اسلام
کیواسطے بہتر ہو بدلیل فعل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل مکہ سے ہم اعلام نقض صلح اسوقت ضرور ہے جب ہنوز صلح کی مدت باقی ہو اور اگر مدت گذر گئی تو صلح خود باطل
ہو گئی اعلام کی کچھ حاجت نہیں اور اگر مال لیکر صلح کی ہو اور ہنوز مدت باقی ہو تو اسکے حساب سے مال پھیر دینا چاہیے اور اگر بسبب صلح کے بعضے کافر دار الاسلام میں آگئے
ہوں یا بسبب اطمینان صلح کے دار الحرب کے حصنوں اور قلاع کو خراب ہونا دیکھا کفار اپنے ملک میں پہونچ لیں یا اپنے مکانات مذکورہ کو بنا لیں جبتک اُنسے
لڑنا جائز نہیں کہ عہد شکنی ہے اور یہ جو اہل مکہ کا نقض صلح شارح نے ذکر کیا باتباع صاحب ہدایہ سو بے موقع ہے بلکہ لائق تھا کہ قول آئندہ یعنی درصورت خیانت کفار اُس سے
استدلال کرتا اسواسطے کہ فتح القدیر میں مذکور ہے کہ جمیع کتب سیر اور مغازی میں مصرح ہے کہ نقض صلح کا اعلام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے نہیں ہوا بلکہ اہل مکہ
نے قبل گذرنے مدت صلح کے عہد شکنی کی تو ناگہاں لشکر اسلام نے مکہ فتح کر لیا کذا فی الطحطاوی وقاتلہم بلا نبذ مع خیانۃ ملکہم ولو بقتال ذی منعۃ باذنہ ولو بدون
اذنہ ینتقض فی حقہم فقط اور ہم لڑیں کافروں سے بلا اعلام نقض صلح کے ساتھ ظاہر ہوتے انکے بادشاہ کی خیانت کے اگرچہ صاحب خیانت قوت کے قتال سے ہوئی یا جائز
بادشاہ اور اگر اُسکے بدون اذن کے بعضے کافروں نے قتل کیا ہو تو فقط انہیں لوگوں کے حق میں صلح ٹوٹیگی یعنی وہ مارے جاوینگے اور گرفتار لوگ لونڈی غلام ہونگے اور اگر مقاتلین
صاحب قوت اور شوکت نہونگے تو کسی کے حق میں نقض صلح نہیں کذا فی الفتح ونصالح المرتدین لو غلبوا علی بلدۃ وصارت دارہم دار الحرب لو خیرا بلا مال اور
ہم اہل اسلام صلح کریں مرتدوں سے بلا اخذ مال جبکہ وہ غالب ہو جاویں کسی شہر پر اور اُسکا مکان دار الحرب ہو جاوے اگر اُنسے صلح کرنا خیر اور مصلحت ہوا اور یہی حکم ہے مشرکین عرب
کا اور اہل ذمہ کا جبکہ وہ نقض عہد کریں کذا فی عالمگیری والا تغلبوا علی بلدۃ لا لان فیہ تقریر المرتدین علی الردۃ وذلک لایجوز فتح اور اگر غالب نہوئے ہوں کسی شہر پر تو ہم صلح
نہ کرینگے اسواسطے کہ صلح کرنے میں مرتدوں کو ارتداد پر قائم رکھنا ہے اور یہ جائز نہیں کذا فی الفتح وان اخذنا المال منہم لا یرد لانہ غیر معصوم بخلاف اخذہ من بغاۃ فانہ
یرد بعد وضع الحرب اوزارہا فتح اور اگر صلح میں مرتدوں سے مال لیا تو اُسکا پھیر دینا نہ چاہیے اسواسطے کہ وہ معصوم نہیں بخلاف باغیوں سے مال لینے کے کہ وہ پھیر دیا جاویگا
بعد لڑائی ہو چکنے کے اسواسطے کہ اُنکا مال معصوم ہے کذا فی الفتح ولم نبع فی الزیلعی یحرم ان نبیعہم ما فیہ تقویتہم علی الحرب کحدید وعبید وخیل اور ہم نہ بیچیں اور زیلعی میں
ہے کہ حرام ہے ہمکو کافروں سے وہ چیز بیچنا جسمیں اُنکو قوت حاصل ہو لڑائی پر چنانچہ لوہا اور غلام اور گھوڑے ولا نحملہ الیہم ولو بعد صلح لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہی
عن ذلک وامر بالمیرۃ ای الطعام والقماش فجاز استحسانا اور انکی تقویت کی چیز کو ہم لاد کر نہ لیجاویں بطریق تجارت کے اہل حرب کی طرف اگرچہ بعد صلح کے یہ ہو
اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے یعنی سلاح کی بیع سے منع فرمایا کذا فی البیہقی وغیرہ عن عمران بن حصین اور حکم دیا میرہ کا یعنی طعام اور قماش کے
بیچنے کا تو یہ جائز ہے بطریق استحسان کہ ثمامہ رئیس یمامہ مسلمان ہوا اہل مکہ نے اس سے کہا کہ تو بے دین ہو گیا اُسنے کہا کہ میں بیدین نہیں ہوا میں اسلام لایا ہوں اور
محمد کی میں نے تصدیق کی ہے اب تمکو ایکدانہ گیہوں کا ملک یمامہ سے نہ پہونچیگا بدون حکم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پھر کفار مکہ پر نہایت تنگی ہوئی اناج کی حضرت کی
خدمت میں التجا کی حضرت نے ثمامہ کو لکھا کہ اناج وہاں جایا کرے کذا فی الفتح عن البیہقی ولا نقتل من امنہ حر او حرۃ ولو فاسقا او اعمی او فانیا او صبیا او عبدا
اذن لہما فی القتال اور نہ قتل کیا جاوے وہ کافر حربی جسکو کسی مسلمان آزاد مرد یا عورت نے امان دی اگرچہ امان دینے والا فاسق یا اندھا یا نہایت بڈھا یا وہ لڑکا یا غلام
ہو جن دونوں کو لڑنے کی اجازت ہوئی ہو ہم ابو داؤد میں مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ المسلمون تتکافؤ دماؤہم ویسعی بذمتہم ادناہم یعنی مسلمانوں کے
خون برابر ہیں اور سعی کرتا ہے اُنکی ذمہ داری سے ادنی اُنکا یعنی اقل یعنی ایک مسلمان کذا فی الفتح امان یعنی پناہ عبارت ہے ازالہ خوف سے خواہ ایک کافر کو امان ہو یا
اہل شہر یا اہل قلعہ کو اور حکم امان ثبوت امن ہے کافر کے واسطے قتل سے اور گرفتاری سے اور اُسکا مال لوٹنے سے لیکن اگر اُنکے پاس مسلم یا ذمی قید ہو گا تو چھڑا
لیا جاویگا کذا فی التاتارخانیہ اور صفت امان یہ ہے کہ وہ عقد غیر لازم ہے اگر اُسکے توڑنے میں مصلحت ہو تو توڑنا جائز ہے کذا فی الدرر والمنتقی یا ہے لغتہ کان

[illegible] اور انکا نفع امیر کو ہو لیکن مسلمین کے ساتھ ملکر صلح کی جائے [illegible] اس لئے مسلمین نے امان دی اور [illegible]

[illegible] بہتر ہو تو نقض کرے مسلمانوں کی امان کو اور [illegible] مسلمانوں کو [illegible] دیکھیں کہ [illegible]

یعنی جو کفار مسلمانوں کی امان دینے کی [illegible] قتل اور قید [illegible] اگر مسلمانوں نے [illegible]

اسلام ہو اور کہو کہ [illegible] ہم ذمی ہیں [illegible] کا امت

[illegible] اور امان صحیح ہو [illegible]

[illegible] کذا فی الفتح والعنایۃ قال الا ان یکون [illegible] کذا فی الہدایۃ [illegible]

[illegible] قتل کرے [illegible] اور اگر [illegible] امان [illegible]

[illegible] کہ اگر [illegible] تو [illegible] تفصیل [illegible] بالاشارۃ [illegible] صحیح کر

[illegible] اشارہ [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] مسلمین [illegible] کذا فی الفتح [illegible] کذا فی العالمگیریۃ

[illegible] مشرک [illegible] امان [illegible] صحیح ہے [illegible] اجابت [illegible] سکوت کیا ہو [illegible]

[illegible] کذا فی [illegible] لاباطل و صحیح [illegible]

شارح بیان [illegible] عبارت [illegible] کا مطلب لا امان لابطلہ لا یکون [illegible] بخلاف [illegible]

امان [illegible] امان [illegible] عبارت [illegible] کہ امان کا طلب [illegible]

[illegible] صحیح ہے [illegible] شارح کی عبارت [illegible] فی الواقع شارح [illegible]

کتب معتمدہ [illegible] یہ عبارت ہے [illegible] لا امان لابطلہ لا یکون [illegible] بخلاف [illegible] فی الاولاد [illegible]

اور [illegible] اولاد کی امان میں بیٹوں کی اولاد یعنی پوتے [illegible] القاتل الدیۃ [illegible]

لا بیہ [illegible] یعنی [illegible] اور اگر ایک لشکر مسلمین نے کسی شہر کے کفار کو امان دی پھر دوسرے لشکر نے [illegible] کے بعد انکو امان

دینے کا حال معلوم ہوا [illegible] قتل کیا [illegible] لازم ہے [illegible] اپنے باپ کی تبعیت سے [illegible]

اور مال [illegible] جاوینگے [illegible] کذا فی العالمگیریۃ وینقض الامام الامان

[illegible] امام امان کو [illegible] ملک اسلام [illegible] خود آپ امان دی [illegible] مصلحت امان کا

دینے والا تعزیر دیا جاوے [illegible] امان [illegible] لنہایۃ و بطل امان ذمی [illegible] امان باطل ہے مگر جبکہ مسلم نے

اسکو امان دینے کا امر کیا ہو تو صحیح ہے کذا فی [illegible] صحیح [illegible] مسلم امیر ہے [illegible]

غیر امیر کا امر کافی نہیں [illegible] و تاجر و حبیس و عبد محجور عن القتال [illegible] مسلم [illegible] امان [illegible] مسلم محبوس اور

[illegible] غلام کا [illegible] اجازت نہیں [illegible] صحیح [illegible] غلام کا امان [illegible] امان [illegible]

[illegible] و مجنون [illegible] لانہم لا یملکون القتال [illegible] امان باطل [illegible] مسلمان ہو [illegible]

[illegible] امان [illegible] خوف [illegible] امان [illegible] ذمی کو اہل اسلام [illegible]

[illegible] امان صحیح ہو [illegible] امان میں ہے [illegible] امان دینا [illegible] کذا فی الفتح [illegible]

باب المغنم وقسمتہ

یہ باب ہے غنیمت اور اسکے بانٹنے کے احکام میں قاموس میں ہے کہ مغنم اور غنیم اور غنیمت اور غنم بالضم عبارت ہے فی سے اور غنم بالضم او رغنم بالفتح اور غنم بفتحتین او رغنیمت عبارت ہے چیز کے پانے سے بدون محنت کے کذا فی المنح فی المغرب الغنیمۃ ما نیل من الکفار عنوۃ والحرب قائمۃ فتخمس وباقیھا للغانمین والفئی ما نیل منھم بعد وضع الحرب اوزارھا وتکون دارھم دار الاسلام وحکمہ ان یکون لکافۃ المسلمین مغرب میں ہے کہ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے حاصل ہو غلبہ اور قہر سے اور لڑائی ہنوز موجود ہو تو اسمیں سے خمس یعنی پانچواں حصہ نکالا جاویگا اور باقی حق غازیوں کا ہے اور فی وہ مال ہے جو کفار سے حاصل ہو بعد لڑائی ہو چکنے اور دار الاسلام ہو جانے کے جیسے زمین کا خراج اور وہ سب مسلمانوں کا حق ہے نہ فقط غازیوں کا کذا فی المنح اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ غنیمت اسکا نام ہے جو کافروں سے حاصل ہو غازیوں کی قوت اور کفار کے مقہور اور مغلوب ہونے سے اور فی وہ ہے جو کفار سے بدون قتال کے حاصل ہو جیسے خراج زمین کا اور جزیہ غنیمت میں خمس ہے نہ فی میں اور جو کفار سے بطریق تحفہ یا سرقہ یا ہبہ یا لے بھاگنے سے حاصل ہو وہ غنیمت نہیں وہ فقط اخذ کی مملوک ہے اذا فتح الامام بلدۃ صلحا جری علی موجبہ کذا من بعدہ من الامراء فلو ارضھا تبقی مملوکۃ لھم جبکہ امام کسی شہر کو فتح کرے بطریق صلح کے نہ لڑائی کے تو بموجب صلح کے عمل کیا کرے اور اسیطرح اسکے بعد کے حاکم وہی معمول جاری رکھیں اور زمین اسکی کفار کی ملک میں باقی رہیگی قہستانی نے کہا کہ صلح کا اعتبار خراجی یا عشری بانیہ ہے پہر اگر وہاں کا باقی خراجی ہے تو خراج پر امام صلح کرے اور اگر عشری ہے تو عشر پر صلح کرے اور اس صلح کا تغیر جائز نہیں کیونکہ اسمیں نقض عہد ہے کذا فی الطحطاوی ولو فتحھا عنوۃ بالفتح ای قہرا قسمھا بین الجیش ان شاء او اقر اھلھا علیھا بجزیۃ علی رؤسھم وخراج علی اراضیھم اور اگر امام نے بطور قہر اور غلبہ شہر کو فتح کیا تو اسکو لشکر کے درمیان یعنی غازیوں کو بانٹ دے اگر وہ چاہے یا وہاں کے لوگوں کو برقرار رکھے انکی ذاتوں پر جزیہ باندھکر اور انکی زمینوں پر خراج یعنی محصول مقرر کرکے اگر امام نے ارضی کو غازیوں میں تقسیم کیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں کیا تو زمین غازیوں کی مملوک ہو جاویگی اور اسپر عشر معین ہوگا نہ خراج اور اگر بعد فتح کے وہاں کے کفار کو برقرار رکھا بطور احسان کے جیسا کہ امیر المومنین عمر فاروق نے ملک عراق میں کیا کہ انکے گھر اور انکی زمین کو انھیں کے تصرف میں رکھا جزیہ اور خراج لیکر اور غازیوں میں زمین تقسیم نہیں کی تو کفار اصلی ذمی ہونگے اور زمین کے وہی مالک رہینگے کذا فی المنح اور کفار پر انکی رقاب اور اراضی کا احسان کرنا بدون مال منقول کے مکروہ ہے بلکہ اتنا مال دینا چاہیے کہ خود کھاویں اور کھیتی کریں یہانتک کہ غلہ پیدا ہو اور کافروں کو چھوڑنا بدون زمین اور مال کے یا فقط مال منقول دینا جائز نہیں کہ اہل اسلام سے پھر لڑنے کو تیار ہونگے امام مالک نے موطا میں اسلم سے روایت کی کہ میں نے عمر فاروق سے سنا فرماتے تھے کہ اگر پچھلے مسلمانوں کی محتاجی کا خیال نہو تا تو جس گانوں کو مسلمان فتح کرتے ہیں تو میں انھیں کے درمیان تقسیم کر دیتا حصہ حصہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو حصہ حصہ تقسیم کر دیا اس روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سب خیبر کو تقسیم کیا تھا اور ابوداؤد میں بروایت صحیح ثابت ہے کہ خیبر کو نصفین تقسیم کیا نصف اپنی حاجات میں اور نصف مسلمین کے درمیان میں مسلمین میں اٹھارہ سہم تقسیم فرمائے یعنی ہر سہم میں سو مردوں کے حصے داخل کیے کذا فی الفتح ملخصا والاول اولی عند حاجۃ الغانمین اور اول یعنی لشکر میں بانٹ دینا بہتر ہے غازیوں کی حاجتمندی کے وقت والثانی عند عدمھا لیکون عدۃ فی الزمان الثانی وضع علیھم الخراج والجزیۃ لو کانوا کفارا فلو مسلمین وضع علیھا العشر لا غیر یا کافروں کو دار الحرب سے نکالدے اور وہاں اور قوم کو بسادے اور اسپر خراج اور جزیہ مقرر کرے اگر وہ قوم کافر ہو اور اگر وہ مسلمان ہوں تو اسپر عشر مقرر کرے نہ کچھ اور ھم فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر مسلمانوں کو وہاں لاوے چاہے اسپر عشر مقرر کرے چاہے خراج طحطاوی نے کہا عشر ہی مقرر کرنا لائق ہے بقواعد فقہ ہے واللہ تعالی اعلم وقتل الاساری ان شاء ان لم یسلموا او استرقھم او ترکھم احرارا ذمۃ لنا الا مشرکی العرب والمرتدین کما سیجئی اور قتل کرے قیدیوں کو اگر امام چاہے بشرطیکہ مسلمان نہوگئے ہوں یا انکو لونڈی غلام بنادے یا انکو آزاد ذمی بناکر چھوڑدے سوائے مشرکین عرب اور مرتدین کے کہ انکا ذمی ہونا جائز نہیں چنانچہ آگے مذکور ہوگا قولہ ذمۃ لنا ای حال کونھم ذمۃ لنا ای ذمیین علیھم من الجزیۃ والخراج یعنی اہل ذمہ ہمارا حق واجب ہے از قسم جزیہ اور خراج کے اسواسطے کہ ذمہ بمعنی حق اور امان اور عہد ہے اور اہل ذمہ کو اہل ذمہ کہا اسواسطے کہ وہ مسلمین کے عہد اور امان میں داخل ہیں وحرم منھم ای اطلاقھم مجانا ولو بعد اسلامھم لما فیہ من ابطال حق الغانمین وجوزہ الشافعی لقولہ تعالی فاما منا بعد واما فداء قلنا نسخ بقولہ تعالی واقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم شرح مجمع اور حرام ہے کافروں پر احسان کرنا یعنی انکو مفت چھوڑ دینا اگرچہ بعد گرفتاری اور انکے مسلمان ہونے کے انکو چھوڑدے کذا ذکرہ ابن کمال بسبب متعلق ہو جانے غازیوں کے حق کے یعنی بعد فتح کے غازی کافروں کے مالک ہو گئے تو اب مفت چھوڑنا انکی حق تلفی ہے اور امام شافعی نے انکا مفت چھوڑنا جائز رکھا ہے بدلیل اس آیت کے اما منا بعد واما فداء یعنی لڑائی کے بعد یا احسان کر دو یا فدیہ لو یعنی کچھ مال لیکر

پھر بعد ہم ہو ... ہے ... کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو ... ہے ... فقتلوا المشرکین ... اوقولہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم ... [illegible]

اور ... [illegible] ... فاقتلوا المشرکین ... سورۃ براءۃ ... [illegible] ... ذلک ... [illegible]

... [illegible] ... نص سے منسوخ ہو ... [illegible] ... اور ... [illegible]

کے وہ مسلمان ہو جائے ... وحرم فداؤھم بعد تمام الحرب ... اما قبلہ فیجوز بالمال لا بالاسیر المسلم ... رد المحتار ... [illegible] ... امام ... [illegible]

... قبل تمام ہونے جنگ کے ان کا فدیہ لینا جائز ہے ... قیدی ... مسلمان کا فدیہ ... مسلمان ... نزدیک ... اختیار ... کافر قیدی ... مسلمان کے عوض ... [illegible]

بھی ... ایک روایت ... [illegible] ... جواز ... [illegible] ... کذا ذکرہ الشمنی یعنی امام سے جواز اور عدم جواز ... [illegible]

ہیں لیکن جواز ... [illegible] ... لکھا ہے ... مسلم کی بہتر ہوگا ذکر کے قتل ہے ... ولیقولوا ... فادی ... صبیان ... [illegible]

ولا باسیر مسلم ... اور ... [illegible] ... مستحق ہیں ... اور ... کو ... ایک عوض فدیہ لیا جائے ... ضرورت کے وقت ... قیدی کے

عوض جو مسلمان ... مسلم اسیر لیا جائے ... جائز ہے ... اسیر ... کا ... خوف ... ان کا فدیہ ... واسطے جائز ہوا کہ وہ بالغ ہو کر مسلمانوں

سے لڑینگے اور عورتوں سے نسل پیدا ہوگی ... اور ... سالان ... طحاوی نے کہا شاید کہ منع محمول ہو ... اور ... کا ...

عوض مسلمان کا لینا بقول صاحبین جائز ہے ... ورد ہم الی دارہم ثابت فی نسخ الشرح ... لما فیہ ... من منع ...

بالاولی اور حرام ہے ... دار الحرب میں ... شرح کے نسخوں میں ثابت ہے ... عبارت متن کی شرح کے نسخوں میں ... موافق ... ابن کمال کے اسواسطے

دار الحرب کا پھیرنا تو منع ... البرجندی نے کہا کہ پھیرنا یا بعوض ہو تو وہ ... داخل ہے یا بغیر عوض ہے تو وہ ... داخل ہے اور ... کی ... کہ

سن عبارت ... کافر کے چھوڑنے سے بلا اختلاف ... یہ حرام ... بطریق اولیٰ حرام ہوگا اسواسطے کہ ... زیادتی کے ساتھ یعنی دار الحرب میں پہونچا دینا و حرم

عقر دابۃ شق نقلہا الی دارنا فتذبح وتحرق بعدہ اذ لا یعذب بالنار الا ربہا اور حرام ہے کونچیں کاٹنا ... کافر کا جسکا دار الاسلام ... ذبح کر دے

اور ذبح کے بعد جلا دے اسواسطے کہ جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں ... خدا تعالیٰ کے کما تحرق اسلحۃ وامتعۃ تعذر نقلہا وما لا یحرق منہا کحدید یدفن فی موضع خفی لا یعثر علیہ

دراق ... انہم ... جلائے جاتے ہیں انکے ہتھیار اور اسباب ... نقل کرنا دار الاسلام کی طرف متعذر ہے اور جو چیز نہ جل سکے ... جیسا کہ لوہے کے ہتھیار

وغیرہ تو وہ گاڑ دیئے جاویں پوشیدہ مکان میں اور انکے برتن توڑے جاویں ... تیل ... جاویں ... رسائی ... کے واسطے وترک صبیان ونساء

منہم شق اخراجہا بارض خربۃ حتی یموتوا جوعا عطشا للنہی عن قتلہم ... اور انکے ... اور عورتیں ... دار الحرب ... ویران زمین میں

چھوڑے جاویں تاکہ وہ بھوک اور پیاس سے مر جاویں بسبب منع ہونے انکے قتل کے اور دار الحرب میں انکے باقی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں یعنی اگر انکو باقی رکھے تو ... جوان ہو کر

مسلمانوں سے لڑینگے اور عورتوں سے نسل پیدا ہوگی فتح القدیر میں محقق نے کہا کہ اسطرح سے مارنا تو قتل سے بھی سخت تر ہے ... اضطرار شدید کے ... جائز ہوگا

اضطرار یہ کہ انکے لانے کے واسطے باربرداری نہو وجد المسلمون حیۃ او عقربا فی رحالہم ثمۃ ای فی دار الحرب ... نزعوا ذنب العقرب وانیاب الحیۃ

قطعا للضرر فقط بلا قتل ابقاء للنسل تاتارخانیہ مسلمانوں نے سانپ یا بچھو کو انکے مکانوں میں وہاں پایا یعنی دار الحرب میں تو بچھو کا ڈنک اور سانپ کے دانت

نکال ڈالیں تاکہ مسلمانوں سے ضرر منقطع ہو انکو قتل نکریں تاکہ انکی نسل باقی رہے کفار کے ضرر کے واسطے کذا فی النہر ... تاتارخانیہ ... نساء مسلمات ... اہل الحرب

یحرقون الاموات ... بالنار ... تاتارخانیہ میں ہے کہ مسلمان عورتیں دار الحرب میں مرگئیں اور اہل حرب کی عادت یہ ہے کہ مردوں سے جماع کرتے ہیں تو انکو آگ

سے جلا دیں طحاوی نے کہا ظاہر یہ حکم اسوقت ہے جب مکان مخفی میں دفن نہو سکے اور ... دفن ... کذا ... جلانا جائز نہیں ولا تقسم غنیمۃ

ولا اذ اقسم عن جہتہا دار کاخلیۃ ... فیہ ... ولا ... تنفیل ... للامام ... تقسیم ... غنیمت وہاں یعنی دار الحرب میں مگر جبکہ امام نے قسمت کی

اجتہاد اور مصلحت سے یا بسبب حاجتمندی غازیوں کے تو قسمت صحیح ہوگی یا قسمت کی غازیوں کے پاس امانت رکھنے کے واسطے تو حلال ہے بشرطیکہ امام
کے پاس بار برداری نہو فان ابوا اہل یجبرہم باجر المثل فی روایتان فاذا تعذر فلو بحال لو قسمہا قدر کل علی حملہ قسم بینہم والا فہو مما شق نقلہ وسبق حکمہ پھر اگر غازی غنیمت
لانے کو نمانیں تو آیا پھر امام جبر کرے اجر مثل مقرر کرکے یا نہ جبر کرے اسمیں دو روایتیں ہیں جواز جبر ایک روایت میں اور عدم جواز دوسری روایت میں پھر در صورت
عدم جبر امانت رکھنے کے واسطے قسمت کرنا متعذر ہو تو اگر یہ حالت ہو کہ اگر بانٹ دے تو ہر شخص اپنے بوجھ کے اٹھا لانے پر قادر ہو تو غنیمت کو غازیوں میں بانٹ
دے اور اگر قادر نہو تو یہ وہ صورت ہے جسکا نقل کرنا شاق ہے اور اسکا حکم اول مذکور ہو چکا یعنی دواب کا ذبح کرنا اور جلانا اور عورتوں کو اور لڑکوں کو ویران زمین میں
چھوڑ دینا ولم تبع الغنیمۃ قبلہا لا للامام ولا لغیرہ یعنی للتمول ولو باع شیئا بطعام جاز جوہرہ اور نہ اہل اسلام نے بیچیں غنیمت کو قبل قسمت کے نہ امام کو یہ جائز ہے اسکے
غیر کو یعنی بیع قبل قسمت تمول اور ادخار کیواسطے جائز نہیں لیکن اگر کسی چیز کو کھانے کیواسطے بیچے تو جائز ہے کذا فی الجوہرہ ورد البیع لو وقع دفعا للفساد فان لم یکن رد
تصدق للغنیمۃ خانیہ اور بیع کو مردود کرے اگر قبل قسمت واقع ہوئی ہو واسطے دور کرنے فساد کے اور اگر رد کرنا ممکن نہو تو اسکی قیمت غنیمت میں داخل کرے کذا فی الخانیۃ
ولا حق فیہا لسوقی وحربی ومرتد سلم فیہ بلا قتال فان قاتلوا استحقوا ہم اور جو مرتد اور ملک غازیوں سے ملے دار الحرب میں جا کر تو وہ غازی کے برابر ہیں استحقاق
غنیمت میں نہ ہر د بازاری اور حربی اور جو مرتد کہ وہاں مسلمان ہوا بدون قتال کے اور اگر بازاری وغیرہ کافروں سے لڑائی کرینگے تو وہ بھی غازیوں کے شریک ہونگے غنیمت میں ہم
بازاری کو حصہ بدون قتال کے اسواسطے نہیں کہ اسکا وہاں جانا قتال کی نیت سے نہیں بحر الرائق میں کہا تو اسمیں اشارہ ہے کہ اگر حربیت دار الحرب میں جاوے واسطے زوج کی
خدمت کیواسطے یا غلام جاوے اپنے میاں کی خدمت کے واسطے اور قتال نہ کرے تو اسکے واسطے کچھ نہیں کذا فی الاختیار اور فتح القدیر میں ہے کہ اسی طرح گھوڑے کے سائیس کا
کچھ حصہ نہیں ولا من مات قبل قسمتہا او بیعہا ولو مات بعدہما احدہما ثمہ او بعد الاحراز بدارنا یورث نصیبہ لتاکد ملکہ تتارخانیہ اور اس غازی کا حصہ نہیں جو دار الحرب
میں مر گیا غنیمت کے قسمت یا بیع ہونے سے پہلے اور اگر وہ مر گیا قسمت یا بیع کے بعد وہاں یا بعد لے آنے غنیمت کے دار الاسلام میں تو اسکے حصہ میں ارث جاری ہوگا یعنی
اسکے وارث بقدر وراثت کے پاوینگے بسبب متاکد ہو جانے اسکی ملکیت کے کذا فی التاتارخانیہ وفیہا ادعی رجل شہود الوقعۃ وبرہن وقد قسمت لم تنقض استحسانا ویعوض بقدر حصتہ من
بیت المال اور تاتارخانیہ میں ہے کہ دعوی کیا ایک مرد نے لڑائی میں حاضر ہونے کا اور اسکو گواہوں سے ثابت کیا اور حالانکہ غنیمت کی تقسیم ہو چکی تو قسمت شکستہ نہوگی بنا بر استحسان
کے اور بقدر اسکے حصے کے بیت المال سے اسکو عوض دیا جاویگا وفی البحر من قیاس الوقف علی الغنیمۃ ردہ فی النہر وحررنا فی وقف الدرر اور بحر الرائق میں جو وقف کا قیاس کیا
ہے غنیمت پر تو اسکو رد کیا ہے نہر الفائق میں اور اسکو ہم نے اسی کتاب کی کتاب الوقف میں تحریر کیا ہے ہم صاحب بحر نے کہا کہ اگر مستحق وقف مر گیا بعد غلہ پیدا ہونے اور احراز
ناظر کے قبل از قسمت تو اسکے حصے میں وراثت ہوگی جیسے غنیمت بعد احراز میں وراثت ہوتی ہے صاحب نہر نے کہا درر اور غرر میں صاحب مجتبی کے فوائد سے منقول ہے کہ اگر امام اور
موذن کا حصہ ہے وقف میں سو بدون قبضہ مر گیا تو حصہ ساقط ہو گیا اسواسطے کہ یہ بحکم صلہ اور عطا ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ ساقط نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ بحکم اجرت ہے تو
اس سے معلوم ہوا کہ وقف کا قیاس غنیمت پر غیر صحیح ہے انتہی ملخصا ولہم ای للغانمین لا لغیرہم الانتفاع فیہا ای فی دار الحرب بعلف وطعام وحطب وسلاح
ودہن بلا قسمۃ اطلق الکل تبعا للکنز وقید فی الوقایۃ السلاح بالحاجۃ وہو الحق وقید الکل فی الظہیریۃ بعدم نہی الامام عنہ اکلہ فان نہی لم یبح فینبغی تقیید المتون بہ
اور فقط غازیوں کو نہ غیر کو جائز ہے منتفع ہونا انمیں یعنی دار الحرب میں جانوروں کے چارے اور طعام اور لکڑی اور ہتھیار اور تیل سے بدون قسمت کے مصنف نے
ان چیزوں کے انتفاع کو مطلق رکھا باتباع کنز اور وقایہ میں ہتھیار کے انتفاع کو مقید بحاجت کیا اور یہی حق ہے اور سب اشیاء مذکورہ کو ظہیریہ میں مقید کیا
ساتھ منع کر دینے امام کے اسکے کھانے سے اکل سے مراد تناول اور استعمال ہے جو مناسب چیزوں کے مناسب ہو تو اگر امام اشیاء مذکورہ کے انتفاع سے منع
کردے تو مباح نہیں تو لائق ہے تقیید متون کی عدم نہی کی قید سے ہم حلبی نے بحر الرائق سے نقل کیا لائق یوں ہے کہ نہی امام کو بعدم حاجت مقید کیجیے اسواسطے
کہ جب غازیوں کو ماکول اور مشروب کی حاجت ہوگی تو اسکے منع کرنے پر عمل نہوگا ولا بیع ولا تمول فلو باع رد ثمنہ فان قسمت تصدق بہ لو غنیا وفقیر

اور غازیون کو انتقال جائز ہے اور وہ مشتری اور وہ امام نہ ہوئے تو اگر قبل قسمت کے کسی چیز کو غازی نے بیچا ہو تو اُسکی قیمت کو غنیمت میں پھیر دے اور اگر غنیمت کی قسمت ہو گئی ہو اور اسکے بعد بیع واقع ہوئی ہو تو اُسکی قیمت کو خیرات کرے اگر وہ غنی ہو اور اگر محتاج ہو تو خود کھاوے کذا فی المنح من البحر وفی جامع المضمرات دخل حربی بغیر امان دار الاسلام [illegible] جاز و من اشتری منہ شیئا جاز بیعہ ولا یدخل فی الغنیمۃ کذا فی الذخیرۃ [illegible] بیع [illegible] تو وہ مشترک ہے سب غازیون میں تو اُسکی بیع موقوف رہیگی امیر کی اجازت پر پھر اگر بلا اجازت بیع ہو اور بائع نے بیچ دیا [illegible] اُسکی قیمت بائع پر [illegible] بیع کو جائز رکھا اور اگر بیع تمام ہو اور قیمت لیکر توڑ دی تو بیع کو فسخ کرے اور قیمت غنیمت میں داخل کرے کذا فی المنح [illegible] بیع [illegible] اختیار رکھتا ہے [illegible] سب غازیون کی [illegible] وسلم [illegible] قبل مسئلۃ من اسلم منہم قبل ان یحرز نفسہ ومالہ وکل [illegible] اور [illegible] ہو یعنی جو شخص کہ مسلمان ہو گیا اپنے گرفتار ہونے سے پہلے تو اُسنے اپنی جان اور اپنے چھوٹے لڑکے جو اسکے ساتھ ہوں اور اپنے مال کو بچالیا [illegible] اُسکے مسلمان ہونے سے پہلے [illegible] ہے اسلام سے محفوظ رہیگی اور وہ امانت جو کسی مسلمان یا ذمی کے پاس رکھی ہے وہ مال محفوظ رہیگا [illegible] اور جو امانت کہ کافر حربی کے پاس ہو تو وہ مال غنیمت ہے [illegible] ثم خرج الینا ثم ظہرنا علی الدار فما لہ فی سوی طفلہ للتبعیۃ فیا [illegible] اور جو مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آیا پھر مسلمان غالب ہوئے دار الحرب پر تو اُسکا مال مال غنیمت ہے سوا اسکے طفل صغیر کے سبب اسکے تابع ہونے کے اسلام میں کیونکہ لا ولدہ الکبیر وزوجتہ وحملہا وعقارہ وعبدہ المقاتل [illegible] اور جو کافر قبل گرفتاری کے دار الحرب میں مسلمان ہو تو اُسکا بالغ بیٹا اور اُسکی زوجہ اور اُسکا حمل اور اُسکی زمین اور اُسکا لڑنے والا غلام اور اُسکی لڑنے والی عورت اور اُسکا [illegible] محفوظ نہ رہیگا سوا اسکے کہ حمل ماں کا تابع ہے تو اگر اُسکا [illegible] یا لونڈی قتال کرتے ہوں تو اسکے [illegible] حربی دخل دارنا بغیر امان فاخذہ احدنا فہو وما معہ فی لکل المسلمین سواء اخذ قبل الاسلام او بعدہ وقالا لآخذہ خاصۃ [illegible] کافر حربی بدون امان کے دار الاسلام میں داخل ہوا پھر کسی مسلمان نے اُسکو گرفتار کر لیا تو وہ اور اُسکے ساتھ کا مال غنیمت ہے سب مسلمانوں کے واسطے خواہ گرفتار ہو قبل اسلام کے یا بعد اسکے اور صاحبین نے کہا کہ وہ گرفتار کرنے والے کی غنیمت ہے خاص کر اور وجوب خمس میں دو روایتیں ہیں امام اعظم کے نزدیک کذا فی [illegible] استاجرہ لخدمۃ سفرہ فغزا بفرس المستاجر وسلاحہ [illegible] الا اذا شرط فی العقد انہ للمستاجر اور قنیہ میں ہے کہ نوکر رکھا ایک شخص کو اپنے سفر کی خدمت کیواسطے سو نوکر نے جہاد کیا مستاجر کے گھوڑے اور ہتھیار سے تو اُسکا حصہ غنیمت کا دونون کے درمیان تقسیم ہوگا مگر اسوقت منقسم نہوگا جب عقد میں شرط ہوگئی ہو کہ غنیمت کا حصہ مستاجر کیواسطے مخصوص ہے

فصل فی کیفیۃ القسمۃ

یہ فصل ہے کیفیت قسمت غازیوں میں کیونکہ قسمت ہوسکت عبارت ہے نصیب شائع کو محل معین میں کر دینے سے کذا فی [illegible] المعتبر فی الاستحقاق [illegible] حال وقت المجاوزۃ [illegible] الفصال [illegible] وعند الشافعی وقت القتال معتبر مستحق ہونے سوار اور پیدل کے حصے میں مجاوزت کا وقت ہے یعنی دار الاسلام سے جدا ہونے کے وقت اگر سوار تھا تو سوار کا حصہ دیگا اور اگر پیدل تھا تو پیدل کا حصہ دیگا اور امام شافعی کے نزدیک لڑائی کا وقت معتبر ہے بحر الرائق میں آثار وغیرہ سے منقول ہے [illegible] امام کو لائق ہے کہ جب دخول دار الحرب کا ارادہ کرے تو لشکر کو ملاحظہ کرے اور سوار اور پیدل کا شمار کرے اور اُنکے نام لکھے سو جنکا نام سواروں میں لکھا [illegible] اُسکا گھوڑا مرگیا بعد کوچ کے تو وہ سوار کے سہم کا مستحق ہوگا اور اگر بیچ کرے گا تو مستحق نہوگا کذا فی المنح فلو دخل دار الحرب فارسا فنفق [illegible] فرسہ استحق [illegible] ومن دخل راجلا فشری فرسا استحق سہما تو اگر غازی دار الحرب میں سوار داخل ہوا پھر اُسکا گھوڑا مرگیا تو دو حصے کا مستحق ہوگا اور جو وہان پیدل گیا پھر اُسنے وہان گھوڑا مول لیا تو ایک حصے کا مستحق ہوگا باعتبار وقت انفصال کے ثم امام اعظم اور زفر کے نزدیک سوار کے دو حصے اور پیدل کا ایک حصہ [illegible] اور اکثر اہل علم کے نزدیک سوار کے تین حصے اور پیدل کا ایک حصہ صاحبین وغیرہما کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ میں سوا نسائی کے [illegible] ابن [illegible] سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے دو حصے مقرر فرمائے اور اُسکے صاحب یعنی سوار کا ایک حصہ اور امام اعظم کی طرف سے یہ جواب ہے کہ معارض اُسکی وہ حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ

مصنف مین ابن عمر سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کیواسطے دو حصے مقرر فرمائے اور پیدل کیواسطے ایک حصہ علاوہ اسکے بہت احادیث سے دو سہم سوار کے ثابت ہین جنکی تفصیل فتح القدیر مین موجود ہی پھر جب سوار کے تین سہم اور دو سہم مین معارضہ ہوا تو امام اعظم نے دو سہم کو وجوب پر محمول کیا اور تین سہم کی روایت کو تنفیل یعنی انعام پر محمول کیا اسواسطے کہ جمع بین الروایات اولی ہی ایک کے ابطال سے اگرچہ کوئی اقوی ہو اور کوئی قوی اور یون کہنا کہ بخاری کی حدیث اصح ہی غیر بخاری کی حدیث سے اگرچہ راوی اسکے ثقات ہون یا وہ راوی ہون جن سے بخاری نے روایت کی ہی سو دعوی بے دلیل ہی اسکو ہم نہین مانتے کذا فی الفتح **ولا یسہم لغیر فرس واحد صحیح کبیر صالح للقتال** فلو مریضا ان صح قبل الغنیمۃ استحقہ استحسانا الا لو مہرا فکبر تتارخانیۃ اور حصہ ندیا جاویگا سوا ایک گھوڑے کے جو تندرست جوان لڑائی کے لائق ہی تو اگر گھوڑا بیمار ہو پھر تندرست ہو جاوے قبل غنیمت ملنے کے تو وہ اپنے سہم کا مستحق ہوگا بنابر استحسان کے اور اگر بچھیڑا ہو اور دار الحرب کے طول جنگ در آقامت سے جوان ہو جاوے تو گھوڑے کا حصہ نپاوےگا

وکان الفرق حصول الارہاب وہو بکبیر مریض لا بالمہر ار گویا کہ فرق دونون صورتون مذکورہ مین جو صحت سے ہوا ہی جوان بیمار گھوڑے سے نہ بچھیڑے سے **ولو غصب فرسہ قبل دخولہ او کبر آخر او نفر او دخل راجلا ثم اخذہ فلہ سہمان** اور اگر غازی کا گھوڑا غصب ہو گیا یا دوسرا شخص اسپر سوار ہو گیا یا گھوڑا بھاگ گیا اور مالک اسکا پیدل داخل ہوا دار الحرب مین پھر اسنے اپنے گھوڑے کو پایا تو اسکو دو حصے ملینگے سب صورتون مین **لا لو باعہ او بعد تمام القتال** فانہ یسقط فی الاصح لانہ ظہر ان قصدہ التجارۃ فتح واقرہ المصنف لکن نقل فی النہر بلا لیتہ عن الجوہرۃ والتبیین ما یخالفہ وفی القہستانی لو باعہ فی وقت القتال فراجل علی الاصح وبعد القتال فارس بالاتفاق انتہی فتنبہ وتحفظ ہذہ القیود خوف الخطا فی الافتاء والقضاء دو حصے نپاوےگا اگر اسنے گھوڑے کو بیچ ڈالا اگرچہ اسنے لڑائی ہو جانے کے بعد بیع کی ہو تو البتہ اسکا حصہ ساقط ہو جائیگا قول اصح مین اسواسطے کہ بیع سے ظاہر ہو گیا کہ اسکی نیت سوداگری کی تھی نہ جہاد کی کذا فی الفتح اور مصنف نے بھی اس قول کو ثابت رکھا ہی لیکن نہر بلا لیہ مین جوہرہ اور تبیین سے اسکے مخالف منقول ہی اور قہستانی مین ہی کہ اگر غازی نے گھوڑا بیچا لڑائی کے وقت تو وہ پیادہ ہی بنابر قول اصح کے اور لڑائی کے بعد بیع کرنے سے وہ سوار ہی بالاتفاق انتہی تو خبردار رہنا اور ان قیود کو یاد رکھنا چاہیے بخوف خطا کار ہی افتا اور قضا مین مصنف نے اپنی شرح مین فتح القدیر سے نقل کیا کہ اگر گھوڑا بیچا لڑائی کے بعد تو اسکا حصہ ساقط نہین ہوتا بعض کے نزدیک اور صحیح یہ ہی کہ ساقط ہوتا ہی اسواسطے کہ ظاہر ہو گیا کہ اسکا قصد تجارت کا تھا انتہی ما فی المنح حلبی نے کہا کہ یہ نقل فتح القدیر سے غلط ہی فتح القدیر کی عبارت یہ ہی ولو باعہ بعد الفراغ من القتال لا یسقط سہم الفارس بالاتفاق وکذا اذا باعہ حال القتال لا یسقط عند البعض قال المصنف والاصح انہ یسقط لانہ ظہران قصدہ التجارۃ انتہی اور یہی مطلب ہی تبیین و جوہرہ اور قہستانی کا تو شارح کا استدراک کرنا اور خبرداری اور حفظ کا امر کرنا بےمعنی ہی انتہی قول الحلبی طحطاوی نے کہا کہ شارح کا استدراک حق ہی کہ اسنے اس استدراک سے اس خطا پر آگاہ کر دیا جو مصنف سے واقع ہوئی اور خبردار اسواسطے کر دیا کہ یہ مقام پوشیدگی سے خالی نہین اور یاد رکھنے کا امر جمیع قیود کی طرف راجع ہی واللہ اعلم **ولا یسہم لعبد وصبی وامراۃ وذمی ومجنون ومعتوہ ومکاتب ورضخ لہم قبل اخراج الخمس عندنا اذا باشر القتال او کانت المراۃ تقوم بمصالح المرضی او تداوی الجرحی او دل الذمی علی الطریق** اور غنیمت سے حصہ نہ دیا جاوے غلام اور صغیر اور عورت اور ذمی اور مجنون اور بیہوش اور مکاتب کو اور انکو کچھ تھوڑا سا دیا جاوے قبل نکالنے خمس کے ہمارے نزدیک جبکہ وہ لوگ لڑائی لڑین یا عورت بیمارون کی خدمت گذاری کرے یا زخمیون کا علاج کرے یا کافر ذمی راہ بتادے ومفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ وقد استعان علیہ الصلوۃ والسلام بالیہود علی الیہود ورضخ لہم اور دلالت ذمی سے مستفاد ہوا امداد چاہنا کافر سے حاجت کے وقت اور البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد چاہی تھی یہود دولتمندون سے یہودیون پر اور انکو کچھ عطا کیا تھا ہم واقدی نے روایت کی محیصہ سے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ کے دس یہودی لے گئے تھے اہل خیبر سے لڑنے کے واسطے اور جنگ حنین مین صفوان بن امیہ سے استعانت کی تھی اور وہ جب مشرک تھا کذا فی الفتح **ولا یبلغ بہ السہم الا فی الذمی اذا دل فیزاد علی السہم** لانہ کالاجرۃ اور نہ پہونچے انکی عطا بقدر سہم کے یعنی غازی کے حصے کے برابر نہ دینا چاہیے مگر ذمی مین جب کہ وہ راہ بتاوے تو سہم پر زیادہ کیجاوے اسواسطے کہ عطا بعوض دلالت اجرت کے مانند ہی تو دینا چاہیے جس قدر کہ

ہ اور اگر بیچا گھوڑا بعد لڑائی کے فارغ ہونے کے تو سوار کا حصہ نہین ساقط ہوتا بالاتفاق اور اسیطرح جبکہ بیچا اسکو حالت لڑائی مین تو نہین ساقط ہوتا بعض کے نزدیک مصنف نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ساقط ہوگا اسلیے کہ ظاہر ہوا کہ اسکا قصد تجارت تھا ۱۲

[illegible] مین تعمیم و اختلاف ہے [illegible] ہوتے تھے اور بعض [illegible] گھوڑے اور
[illegible] جیسے عرب کے گھوڑے [illegible] ہو اور [illegible] بالکل اسکے یعنی [illegible] ہو اور [illegible] عربی
[illegible] سبب [illegible] گھوڑے کا حصہ [illegible] ایک حصہ گھوڑے کا [illegible] گھوڑے مین [illegible] مصنف اور شارح نے اسکا [illegible] کیا
[illegible] گھوڑون کا [illegible] دلیل ہے [illegible] خیل کی طرف قال اللہ تعالی ومن رباط الخیل اور خیل سب گھوڑون کو کہتے ہین اور [illegible] عربی
[illegible] اور [illegible] گھوڑا [illegible] مین [illegible] نہین [illegible] الرجالة والبغل والحمار [illegible]
حصہ [illegible] کا بسبب عدم [illegible] جہاد کے لائق نہین [illegible] باوجودیکہ صدر اسلام مین [illegible]
[illegible] ہوتے تھے لیکن کسی کا حصہ منقول نہین والخمس الباقی یقسم اثلاثا سہم للیتامی وسہم للمساکین وسہم لابن السبیل اور غنیمت کا باقی خمس یعنی پانچوان حصہ
ہمارے نزدیک تین حصہ ہو کر بانٹا جاتا ہے یتیم اور مسکین اور مسافر کو [illegible] یتیم وہ نابالغ ہے جسکا باپ مر گیا اور بعد بالغ ہونے کے اسکو یتیم نہین کہتے [illegible]
[illegible] خمس کا ایک ہی قسم مین کذا فی [illegible] اقسام ثلثہ کا ذکر کرنا واسطے بیان مصارف کے ہے یعنی خمس یتیم اور مسکین اور مسافر کا حق ہے [illegible]
[illegible] ایک قسم کو [illegible] شرح المنتقی [illegible] کہ اگر خمس کو غازیون پر صرف کرے بسبب انکی حاجتمندی کے تو جائز ہے [illegible]
البتہ [illegible] اسکو تحقیق بیان کیا ہے شرح منتقی مین [illegible] کا مضمون ہے کہ غنیمت کا خمس باقی مثل معادن اور رکاز کے محتاج یتیم اور مسکین اور مسافر کا حق ہے تو ہمارے
نزدیک یہ تینون مال تین حصے کر کے اقسام ثلثہ پر تقسیم کیے جاوین انکے سوا اور کسی کا دینا جائز نہین یا اقسام ثلثہ مین سب کو دے یا [illegible]
ویقدم فقراء ذوی القربی من بنی ہاشم منہم [illegible] علی الاصناف الثلثة [illegible] لجواز الصدقات لغیرہم لا لہم اور خمس دینے مین محتاج قرابتدار بنی ہاشم [illegible] اصناف ثلثہ پر
مقدم کیے جاوین یتیم اور مسکین اور مسافر پر بسبب جائز ہونے صدقات کے غیر بنی ہاشم کو واسطے نہ بنی ہاشم کے یعنی بنی ہاشم کا یتیم [illegible] مقدم ہے اور بنی ہاشم کا مسکین اور
[illegible] مسافر [illegible] ذوی القربی سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہین [illegible] اور انکا استحقاق فقط قرابت مین [illegible] نصرت کے سبب [illegible] آنحضرت
علیہ الصلوة والسلام کے ساتھ ہمکلامی کی [illegible] اور مصاحبت کی نصرت [illegible] نصرت بنی ہاشم اور بنی مطلب کے سوا [illegible] ولہذا انکی عورتون کو بھی
حصہ ملتا تھا پھر یہ حصہ حضرت کی موت سے ساقط ہو گیا بسبب نہ باقی رہنے علت کے یعنی نصرت مذکورہ کے تو اب بنی ہاشم اور بنی مطلب [illegible] مستحق ہونگے بسبب
محتاجی کے ولاحق لاغنیائہم عندنا اور خمس مین کچھ حق نہین بنی ہاشم کے مالدارون کا ہمارے نزدیک اسواسطے کہ خلفاء اربعہ [illegible] نے خمس کو اسی طرح اصناف ثلثہ پر
تقسیم کیا اور ذوی القربی کو کچھ نہین دیا اور آنحضرت علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا کہ اے گروہ بنی ہاشم حق تعالی نے تمہارے واسطے لوگون کا غسالہ اور [illegible]
مکروہ رکھا اور اسکے عوض مین خمس کا خمس تمکو دیا تو معلوم ہوا کہ خمس عوض ہے زکوة کا اور زکوة کا مستحق نہین مگر محتاج تو اسی طرح خمس کا مستحق نہین مگر محتاج اور آنحضرت
علیہ الصلوة والسلام نے جو انکو خمس دیا تھا تو بسبب نصرت ہمکلامی اور مصاحبت کے دیا تھا اور خلفاء راشدین نے جو انکو نہ دیا [illegible] اسواسطے کہ ذوی القربی بیان ہے مصرف کا [illegible]
[illegible] ہمارے نزدیک [illegible] کرنا [illegible] جائز ہے یا انکو غنی [illegible] معلوم کرنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف [illegible]
کے چار بیٹے تھے ہاشم اور عبدشمس اور مطلب اور نوفل چنانچہ عثمان بن عفان عبدشمس کی اولاد مین ہین اور جبیر بن مطعم نوفل کی اولاد مین [illegible]
[illegible] اور [illegible] کلام [illegible] تا وقتیکہ وہ حضرت کو [illegible] قتل کرنے کے واسطے تو بنی ہاشم نے بھی عہد کیا کہ ہم آنحضرت کے مددگار ہین [illegible] سوا نوفل کی اولاد اور عبدشمس کی
اولاد [illegible] شریک ہوئی اور بنی ہاشم حضرت کے شریک ہوئے یہان تک کہ تین برس تک پہاڑ کی گھاٹی مین حضرت کے ساتھ قید رہے [illegible]
ساتھ [illegible] کتب سیر مین یہ قصہ مفصل موجود ہے سنن ابو داود مین جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ جب آنحضرت علیہ الصلوة والسلام نے فتح خیبر کے بعد ذوی القربی کا
حصہ [illegible] بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا اور بنی عبدشمس اور بنی نوفل کو نہ دیا تو مین اور عثمان بن عفان حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی

فضیلت کے ہم منکر نہیں ہیں اسواسطے کہ حق تعالی نے آپ کو بنی ہاشم میں پیدا کیا سو کیا وجہ ہے کہ ہمارے بھائیوں بنی مطلب کو آپ نے دیا اور ہمکو چھوڑا اور قرابت ہماری اور انکی آپ کے
ساتھ ایک ہی طرح ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اور بنی مطلب جدا نہوئے کفر میں اور نہ اسلام میں اور ہم اور وہ تو شی واحد ہیں اور اپنی انگلیوں کو آپ نے قینچی کیا
اسمیں حضرت نے اشارہ کیا انکی نصرت کا یعنی موانست اور موافقت کی نصرت جاہلیت میں جب کفار قریش نے مہاجرت کا عہد کیا تھا اسواسطے کہ اسوقت نصرت قتال کی
نہ تھی کذا فی المنح والنہر والطحطاوی اور امام شافعی اور احمد کا یہ مذہب ہے کہ خمس الخمس میں غنی اور فقیر ذوی القربی کے برابر ہیں اور امام مالک کے نزدیک امام مختار ہے جسکو چاہے
اسکو دے چاہے نہ دے چاہے سب کو دے چاہے بعض کو چاہے غیر ذوی القربی کو دے اور دلائل مفصلہ اس مسئلہ کے کتب مبسوطہ استدلالیہ یعنی ہدایہ اور فتح القدیر میں مفصل ہیں ونقلہ
المصنف عن البحر ان مانی الحاوی یفید ترجیح الصرف لاغنیائہم فترجیہ فی النہر اور جو مصنف نے بحر الرائق سے یہ نقل کیا ہے کہ البتہ جو قول کہ حاوی قدسی میں ہے وہ مفید ہے ترجیح صرف کا اغنیاء
ذوی القربی کیواسطے اسمیں اعتراض کیا ہے نہر الفائق میں ہم حاوی قدسی میں ابو یوسف سے مروی ہے کہ خمس صرف کیا جاوے ذوی القربی اور یتامی اور مساکین اور ابناء سبیل
میں اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں بحر الرائق میں کہا کہ یہ اسکا مقتضی ہے کہ اعتبار ذوی القربی کے دینے پر فتوی ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے صاحب نہر الفائق نے کہا کہ اسمیں نظر ہے بلکہ اسمیں
انکے دینے کی ترجیح ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ صاحب حاوی نے عطا ذوی القربی میں اشتراط فقر سے سکوت اسواسطے کیا کہ عطا خمس میں شرط ہونا فقر کا معلوم اور مشہور ہے کذا فی ا
وذکرہ تعالی للتبرک باسمہ فی ابتداء الکلام اذ الکل للہ اور ذکر اللہ تعالی کے نام پاک کا مصارف خمس میں انکے نام سے برکت لینے کے واسطے ہے ابتداء کلام میں اسواسطے کہ
ہر چیز خدا کی مملوک ہے خمس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوا واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل یعنی معلوم کرو
کہ جو کچھ غنیمت میں حاصل کرو تو اسکا پانچواں حصہ اللہ تعالی کیواسطے ہے اور واسطے رسول کے اور ذوی القربی اور یتامی اور ابن سبیل کے واسطے مصنف نے اس آیت کی تفسیر سے
آگاہ کر دیا دفع اشتباہ کیواسطے اسلیئے کہ طبرانی میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ذکر اللہ جل جلالہ کا افتتاح کلام ہے اسواسطے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے وہ خدا ہی کا ہے اسمیں رد ہے
ابو العالیہ کے قول کا کہ اللہ کا حصہ تعمیر بیت اللہ میں صرف ہو اگر وہ قریب ہو اور نہیں تو مساجد میں صرف ہو کذا فی النہر وسہمہ علیہ الصلوۃ والسلام سقط بموتہ لانہ حکم علق
بمشتق وہو الرسالۃ کالصفی الذی کان صلی اللہ علیہ وسلم یصطفیہ لنفسہ اور حصہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا آپ کی موت سے ساقط ہو گیا اسواسطے کہ وہ حکم مشتق پر معلق ہے
یعنی رسالت پر یعنی وصف رسالت علت ہے حکم کی اور حالانکہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول نہیں چنانچہ صفی ساقط ہو گیا آپ کی موت کے بعد صفی وہ جسکو رسول علیہ الصلوۃ
والسلام اپنے واسطے پسند کر لیتے تھے غنیمت سے قبل قسمت اور اخراج خمس کے چنانچہ تلوار یا زرہ یا لونڈی اور امام شافعی کے نزدیک حصہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا خلیفہ
کے واسطے ہے اور جو دلیل سقوط کی مذکور ہو چکی وہ انپر حجت ہے در المنتقی میں کہا کہ ہر چند رسالت آپ کی موت کے بعد منقطع نہیں چنانچہ علماء کبار نے مذکور کیا ہے
لیکن وصف رسالت میں آپ کا کوئی خلیفہ نہیں ہے اسواسطے کہ آپ کے بعد کوئی رسول نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ رسالت آپ کی موت کے بعد منقطع ہو گئی جیسا کسی
ناقص الفہم نے مخالف اجماع کے گمان کیا بلکہ حکم منعدم ہو گیا بسبب منعدم ہونے اسکی علت کے ومن دخل دارہم باذن الامام او منعۃ ای قوۃ فاغار خمس
ما اخذ لانہ غنیمۃ والا لا لانہ اختلاس اور جو مسلمان گیا دار الحرب میں امام کی اجازت سے یا قوت سے پھر مال لایا غارتگری سے تو خمس لیا جاویگا اس سے جو کہ وہ لوگ لائے
اسواسطے کہ وہ غنیمت ہے اور اگر امام سے حکم نہیں لیا یا قوت اور شوکت سے دار الحرب میں نہ گیا اور کچھ مال لایا تو اسمیں خمس نہیں اسواسطے کہ وہ چھینا مارنا اور بے جا لینا ہے
حاصل یہ ہے کہ جسمیں قہر اور غلبہ اور قوت ہے اسمیں خمس ہے اور جسمیں غلبہ نہیں اسمیں خمس نہیں یا شوکت جانے میں تو قوت کا ہونا صریح ہے اور امام کے اذن میں اسواسطے
قوت ہوتی کہ جب امام نے اذن دیا تو انکی مددگاری کا التزام کیا تو یہ امر بحکم قوت ہے اور فی المنیۃ لو دخل اربعۃ خمس وثلثۃ لا اور منیہ میں ہے کہ اگر چار شخص دار الحرب
میں گئے اور کچھ مال لائے تو انسے خمس لیا جاوے گا اور اگر تین شخص گئے تو نہیں قال الامام ما اصبتم لا اخمسہ فلو لہم منعۃ لم یجز والا جاز امام نے کہا کہ جو مال تم
دار الحرب سے لاؤ گے میں اسکا خمس نہ لونگا تو اگر غازی با قوت ہوں تو جائز نہیں اور اگر انکو قوت اور شوکت نہیں تو جائز ہے وندب للامام ان ینفل
وقت القتال حثا وتحریضا فیقول من قتل قتیلا فلہ سلبہ سماہ قتیلا لقربہ منہ اور امام کو مستحب ہے کہ انعام دینے کا وعدہ کرے لڑائی کے وقت ترغیب اور

چاہئے واسطے ترغیب کے یون کہے کہ جو شخص قتل کرے گا سو مقتول کو تو اُسکے واسطے [illegible] مقتول کا اسباب ہے [illegible]
ہم نفل دیتے ہیں غنیمت میں جتنی زیادت دیتے ہیں غنیمت سے یعنی تنفیل جائز ہوتی ہے واسطے کہ اس سے پہلے جو مال حاصل ہو قسمت سے زیادہ ہوئی کیونکہ او رمستحق نہیں تقسیم غنیمت کا
نہیں اور حاصل ہو وہ جو تنفیل ہو وہ ہر مسلمان بشرط غازیون کے واسطے مخصوص کرے کذا فی المحیط اور انعام میں وقت قتال کی قید لگانے سے اشارہ کیا کہ قبل
قتال یا بعد ختم جنگ اولی جائز ہو اور بعد قتال کے جائز نہیں یا ولیقول من قتل قتیلا فله سلبه ترغیب المال یا امام یون کہے کہ جو شخص تم میں سے کسی کافر کو
مارے گا وہ اُسی کی ہو اور کہا کہ تنفیل بال بدرجہ ہے یا مال کی ترغیب سے خواہ وہ مال بو مکے پاس ہو یا مقتول کا اسباب ہو کا فر بعض سے واجب تنفیل
وفقہا مادہ ہیں مقصود بدون ترغیب فی النفس واجب ہو انکے اور کے سبب سے اور انعام میں انکا اختیار کرنا سبب ہو جو زیادہ در باب مقصود اور شوق انگیز
ہو ولا یخفی ان التعبیر بالقدوری بلا باس ولیس مراده المارکہ اولی بل مستحب فی زمانہ و منہ قال المصنف ولذا عبر فی المبسوط بالاستحباب اور استحباب تنفیل کے ثبوت میں
تعبیر کرنا قدوری کو لا باس کرکے اس واسطے کہ لفظ لا باس کا فقط ترک اولی کو مقتضی نہیں بلکہ لا باس مستحبات میں بھی مستعمل ہوتا ہے ایسا کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں انتہی واسطے
مبسوط میں تنفیل کو مستحب کہا ہے ویستحق الامام لو قال من قتل قتیلا فله سلبه اذا قتل ہو استحسانا اور انعام کا امام مستحق ہوگا اگر اُسنے یون کہا کہ جو کسی مقتول کو مار ڈالیگا
تو اُسکے واسطے اُسکا اسباب ہے جبکہ امام ہی قتل کرے بنا بر استحسان کے کہ قیاس میں اس واسطے جائز نہیں کہ اس قول سے امام اپنی ذات کا انعام دینے والا ہوا تو متہم ہوگا اور
استحسان میں اس واسطے جائز ہے کہ یہ قول قضا نہیں تو در صورت عدم تخصیص اپنی ذات کے بخلاف لو قال من قتلتہ انا فلی سلبه فلا یستحقه الا اذا عمم بعدہ فتغیر
بخلاف سابق یہ ہے اگر امام نے کہا کہ جو شخص تم سے مار دیگا یا یون کہا کہ جسکو میں قتل کر دون تو اُسکا اسباب میرا ہے سو امام اس قول سے اُسکے اسباب کا مستحق نہوگا مگر اس وقت مستحق
ہوگا جبکہ تعمیم کردے بعد اس تخصیص مذکور کے کذا فی الظہیریہ پہلی صورت میں اس واسطے مستحق نہوا کہ انعام کو غازیان مخاطب کے واسطے خاص کر چکا اور دوسری صورت میں بسبب
تہمت کے مستحق نہوا ویستحقہ مستحق سہم اوریضخ فیعم الذمی وغیرہ اور انعام کا مستحق ہے جو سہم یا رضخ کا حقدار تو انعام عام ہو گیا ذمی وغیرہ کو وہذا ای التنفیل انما یکون فی مباح
القتل فلا یستحقہ بقتل المراۃ ومجنون ونحوہما ممن لم یقاتل اور یعنی تنفیل کو مباح القتل ہی کے مارنے میں ہوتی ہے تو اُسکا مستحق نہوگا عورت اور مجنون اور اُنکے
مانند کے قتل سے منجملہ اُن لوگوں کے جنہوں نے قتال نہیں کیا وسماع القاتل مقالۃ الامام لیس بشرط فی استحقاقہ نقلا اذ لیس فی الوسع اسماع الکل اور سننا قاتل
کی امام کے کلام کو شرط نہیں اُسکے استحقاق تنفیل میں اس واسطے کہ سب لشکر کو سنانا انسان کے مقدور میں نہیں یعنی اظہار و خطاب البتہ ہو سکتا ہے سو پایا گیا کذا فی المنح و
یعم کل قتال فی تلک السنۃ ما لم یرجعوا وان مات الوالی اوعزل ما لم یمنعہ الثانی اور تنفیل مذکور شامل ہے اُس سال کی ہر لڑائی کو جب تک غازی نہ پلٹ آویں اگرچہ
والی مر جاوے یا معزول ہو جبتک دوسرے والی نے اُسکو منع نہ کر دیا ہو کذا فی الفہم یہ اسوقت ہے جب تنفیل قتال کے وقت نہوئی ہو اور اگر عین حالت قتال میں
ہوئی ہو تو اُسی لڑائی تک مقید رہے گی کذا فی البحر وکذا یعم کل قتیل لانہ نکرۃ فی سیاق الشرط فیعم اور اسی طرح تنفیل شامل ہے ہر مقتول کو اس واسطے کہ لفظ قتیل کا نکرہ ہے
شرط کے تحت میں اور وہ شرط لفظ من ہے یعنی من قتل قتیلا فله سلبه میں جو حلبی نے بحر سے نقل کیا کہ عموم نکرہ نفی میں ضروری ہے اور سیاق شرط میں ضروری نہیں ہے اگر
یہین میں علاوہ اسکے من قتل قتیلا اور ان قتلت قتیلا میں کچھ فرق ظاہر نہیں ہوتا اس واسطے کہ دونوں مثالون میں قتیل نکرہ ہے سیاق شرط میں کما لا یخفے
بخلاف ان قتلت قتیلا بخلاف اس قول کے کہ امام نے غازی سے کہا کہ اگر تو مقتول کو مارے گا تو اُسکا اسباب تیرا ہے یعنی اگر ایک غازی سے یہ خطاب کیا
اور اُسنے دو کو ایک ساتھ مارا تو اُسکو اول مقتول کا اسباب ملے گا فقط اور اگر علی العموم اس طرح لشکر سے خطاب کیا کہ اگر کوئی تم میں سے کسی قتیل کو مارے گا تو اُسکو
اُسکا اسباب ملے گا پھر ایک مرد نے دو یا تین کو قتل کیا تو سب کے اسباب کا مستحق ہوگا اور یہ استحسان ہے کذا فی البحر ولو قال ان قتلت ذلک الفارس
فذلک لک فلم یصح وان قتلت رؤس ولنک انتہی فذلک کذا صح فتبہ اور اگر امام نے یون کہا کہ اگر تو اُس سوار کو قتل کرے تو تیرے واسطے ایسا ہے تو یہ صحیح نہیں
اور اگر یون کہا کہ اگر تو ان مقتولون کا سر کاٹے تو تیرے واسطے ایسا کچھ ہے تو صحیح ہے کذا فی الغنیم قاضی نے کہا اس واسطے کہ پہلی صورت از قسم جہاد ہے تو وہ اجرت کا

مستحق نہو گا جیسے امامت اور اذان کی اجرت جائز نہیں بخلاف دوسری صورت کے اسواسطے کہ مقتول کا سر کاٹنا از قسم جہاد نہیں تو اجارہ اسپر صحیح ہوگا حموی
نے شرح کنز میں کہا کہ تعلیل قاضی خان متقدمین کے قول پر مبنی ہے کہ اجارہ طاعات پر صحیح نہیں **ولو نفل السریۃ ہی قطعۃ من الجیش من اربعۃ الی اربعمائۃ**
ماخوذۃ من السری وہو المشی لیلا دُر الربع سمع العسکر دونہا فلہم النفل استحسانا ظہیریۃ اور اگر امام نے سریہ یعنی چھاپہ مارنے والوں سے چوتھائی غنیمت
کے انعام کا وعدہ کیا اور اس قول کو لشکر نے سنا پھر چھاپہ مارنے والوں نے تو انکو یہ انعام ثابت ہے بنابر استحسان کے کذا فی الظہیریۃ سریہ عبارت ہے قطعہ لشکر سے یعنی جو
لوگ لشکر کے چار سو تک یہ لفظ ماخوذ ہے سرے سے یعنی رات کو چلنا کذا فی الدرر یہ باعتبار اصل وضع کے ہے تو اب استعمال میں ملحوظ نہیں **وجاز التنفیل**
بالکل او بقدر منہ لسریۃ لا لعسکر والفرق فی الدرر اور تنفیل جائز ہے کل غنیمت سے یا اسکے برابر سے سریہ کو نہ لشکر کو اور فرق درر غرر میں مذکور ہے ہم درر میں وجہ فرق یوں
مذکور ہے کہ مقصود تنفیل سے ترغیب اور تحریض قتال ہے اور یہ حاصل نہیں مگر بعض کی تخصیص میں کسی چیز کے ساتھ اور تعمیم میں تو سوار کی فضیلت پیدل پر باطل ہوتی ہے اور
خمس کا بھی ابطال ہے بحر الرائق میں فتح القدیر سے نقل کیا کہ سریہ اور لشکر عدم جواز تنفیل کل میں برابر ہیں بسبب بطلان سہمین منصوصین کے اور یہ مسئلہ حواشی سے مذکور ہے کذا فی
حاشیۃ الحلبی **ولا ینفل بعد الاحراز ہنا ای بدارنا الا من الخمس لجوازہ لصنف واحد لما مر** اور امام تنفیل نہ کرے بعد پہونچ جانے غنیمت کے دار الاسلام میں مگر خمس سے
تنفیل بعد الاحراز بھی صحیح ہے بسبب جائز ہونے صرف خمس کے ایک قسم میں چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی جب صرف خمس کا محتاج کیواسطے ہوا تو محتاج مقاتل کیواسطے بطریق اولے
جائز ہوگا کذا فی الفتح وغیرہ **وسلبہ ما معہ من مرکبہ وثیابہ وسلاحہ وکذا ما علی مرکبہ لا ما علی دابۃ اخری** اور اسباب مقتول کا وہ چیز ہے جو اسکے ساتھ ہے یعنی اسکی سواری اور کپڑے
اور ہتھیار اور اسی طرح وہ چیز جو اسکی سواری پر ہے نہ وہ اسباب جو دوسرے جانور پر ہے جسکو پکڑ لیتے ہیں جمع سلب بفتحتین بمعنی مسلوب ہے کذا فی القہستانی **وحکم التنفیل**
قطع حق الباقین لا الملک قبل الاحراز بدار الاسلام اور حکم تنفیل کا قطع ہونا ہے باقی لشکر کے حق کا نہ مالک ہونا قبل احراز دار الاسلام کے ہم
جب باقی لشکر کا حق منقطع ہوا تو جس مال کو بعد تنفیل کے پاوے اسمیں خمس نہیں اور وراثت اسمیں جاری ہے اگرچہ مورث دار الحرب میں مر جاوے اور یہ جو کہا
مالک ہونا تنفیل کا حکم نہیں تو مطلب یہ ہے کہ ملک کامل نہیں اور اگر ملک مطلق نہوتی تو اسمیں وراثت کیونکر جاری ہوتی کذا فی شرح الملتقی اور یہ مذہب شیخین کا
ہے اور محمد اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک بعد تنفیل کے ملک ثابت ہو جاتی ہے کذا فی الفتح **فلو قال الامام من اصاب جاریۃ فہی لہ فاصابہا مسلم فاستبرأہا لم یحل لہ**
وطیہا ولا بیعہا کما لو اخذہا المتلصص ثمہ واستبرأہا تحل لہ اجماعا جب یہ قاعدہ ہوا کہ تنفیل میں ملک قبل احراز دار الاسلام کے ثابت نہیں تو اگر امام نے یوں کہا کہ جو
لونڈی کو پاوے تو وہ اسی کی ہے پھر اسکو ایک مسلمان نے پایا پھر اسکا استبرا کیا یعنی دار الحرب میں تو اسکو اسکی وطی اور بیع حلال نہیں جیسے کسی مسلم نے دار الحرب میں عورت کو
پکڑ لیا بطور خفیہ اور استبرا کیا تو اسکو وہ حلال نہیں باجماع شیخین و محمد کے یہانتک کہ اسکو دار الحرب سے نکال لاوے اور استبرا کرے کذا فی الطحطاوی من الحلبی بحث اتفاقا
والسلب للکل ان لم ینفل لحدیث لیس لک من سلب قتیلک الا ما طابت بہ نفس امامک فحملنا حدیث السلب علی التنفیل اور اسباب مقتول کا سب لشکر کا حق ہے نہ فقط
قاتل کا اگر امام نے انعام نہ مقرر کر دیا ہو بدلیل اس حدیث کے کہ تجکو اپنے مقتول کے اسباب سے کچھ حق نہیں مگر جب تیرے امام کا دل اسکو چاہے
تو ہم نے حدیث سلب کو تنفیل پر محمول کیا ہے حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہ کی محتمل ہے کہ یہ قاتل اپنے مقتول کے اسباب کا مالک ہو اور تنفیل کی بھی محتمل ہے تو علماء حنفیہ نے
اسکو تنفیل ہی پر محمول کیا بنظر حدیث اول کے تا دونوں حدیثوں میں تعارض باقی نہ رہے حدیث اول ابن حبیب بن مسلمہ سے خطاب ہے ہر چند یہ حدیث ضعیف
ہے لیکن بسبب کثرت طرق کے مرتبہ حسن کو پہونچ گئی ہے کذا فی الفتح **قلت وفی معروضات المفتی ابی السعود ہل یحل وطی الاماء المشتراۃ من الغزاۃ الآن حیث**
وقع الاشتباہ فی قسمتہم بالوجہ المشروع فاجاب لا توجد فی زماننا قسمۃ شرعیۃ لکن فی سنۃ ۹۴۸ وقع التنفیل الکلی فبعد اعطاء الخمس لا یبقی شبہۃ ابدا ای فلیحفظ
شارح کہتا ہے اور مفتی روم شیخ الاسلام ابو السعود کے معروضات میں ہے کہ کیا حلال ہے جماع ان لونڈیوں کا جو خرید لیجاتی ہیں اب غازیوں سے جب کہ
واقع ہوا ہے اشتباہ غازیوں کی قسمت میں بوجہ مشروع تو جواب اس سوال کا دیا مفتی ممدوح نے کہ ہمارے زمانے میں قسمت شرعی

سو وہ ہمیشہ [illegible] سلطان کی اطاعت [illegible] دفع ہو سو بعض مشائخ نے شروط شبہ ہے [illegible] باقی ہو [illegible] الکوفہ [illegible]

امام [illegible] ہے [illegible] کوئی [illegible] ہو اور [illegible] تفصیل بعضون کے [illegible] مذکور ہے [illegible]

[illegible] تو معلوم ہوا کہ [illegible] صحیح [illegible] تفصیل [illegible] تحقیق [illegible]

[illegible] مسلم [illegible] تفصیل مذکور [illegible] باقی [illegible]

[illegible] امام [illegible] اسوقت جب کہ سلطان [illegible] تفصیل مذکور [illegible] قائم رہے [illegible] واللہ سبحانہ اعلم [illegible]

باب استیلاء الکفار

[illegible] یہ باب ہے غلبۂ کفار کے احکام میں بعضون کے بعضون پر یا ہمارے مالون پر [illegible] علی بعضہم بعضا کی ترکیب [illegible]

[illegible] اذا سبی کافر کافرا [illegible] دار الحرب [illegible] مالکہ لاستیلائہ علی مباح جب گرفتار کیا ایک کافر نے دوسرے کافر کو [illegible]

[illegible] تو وہ مالک ہو گیا بسبب اسکے غالب ہونے کے مباح چیز پر شرح [illegible] میں کہا کہ اطلاق دار الحرب کا [illegible] اگر کفار ترک [illegible]

[illegible] روم پر غالب ہوں [illegible] کو ہند میں لیجائیں تو دہان کفار ترک کی بھی ملک ثابت ہو گی کفار ہند کے مانند کفار کے نفوس اور اموال [illegible] دار الحرب میں مباح

[illegible] استیلاء علی المباح ملک کا سبب ہے [illegible] استیلاء علی [illegible] ولو سبی اہل الحرب اہل الذمۃ [illegible] اگر گرفتار کر لے گئے کافر حربی [illegible]

دار الاسلام سے تو [illegible] مالک نہونگے [illegible] ذمی [illegible] دار الاسلام [illegible] استیلاء سے مملوک نہیں ہوتا [illegible] اموال مسلمین [illegible] مملوک ہو جاتے ہیں [illegible]

ما نجدہ من ذلک [illegible] فان غلبنا علیہم [illegible] اور ہم اہل اسلام مالک ہونگے جو ہم پاوینگے [illegible] کفار سے اگر ہم غالب ہون [illegible]

کے یعنی اگر ایک کافر حربی نے دوسرے کافر حربی کو گرفتار کیا پھر مسلمین غالب ہوے تو اس بندی کے مالک ہونگے جیسے [illegible] اور اموال کے مالک ہوتے ہیں ف

فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کافر حربی دار الاسلام میں [illegible] تو باتفاق روایت جائز نہیں اور اگر مسلم دار الحرب میں جا کر حربی [illegible] اختلاف ہے امام سے

ایک روایت یہ ہے کہ جائز ہے اور حسن کی روایت امام سے یہ ہے کہ بیع باطل ہے اور یہی صحیح ہے [illegible] دار الحرب کی جائز نہوگی [illegible] تو اگر مشتری دار الاسلام [illegible]

لایا اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ [illegible] مالک ہوگا اسواسطے کہ بیع اگرچہ باطل ہے لیکن جب اسنے [illegible] لایا تو [illegible] مالک ہو گیا بسبب قہر اور زبردستی کے

اور بعضون نے کہا کہ وہ حربی ہے اور بعضون نے یعنی کرخی نے کہا کہ اگر بائع کے نزدیک بیع جائز ہے تو مشتری بسبب اخراج دار الاسلام کے مالک ہوگا خواہ خوشی سے اسکو لایا ہو یا جبر

سے اور اگر بائع کے نزدیک بیع جائز نہیں تو اگر زبردستی سے لایا تو مالک ہے اور اگر وہ بخوشی آیا تو مالک نہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ اگر اسکو زبردستی سے نکال لایا تو مالک

ہوگا اور اگر [illegible] بخوشی [illegible] تو مالک نہوگا خواہ بائع جواز بیع کا معتقد ہو یا نہو وہ [illegible] وان غلبوا علی اموالنا [illegible] عبیدا موسنا [illegible] ملکوہا لاستیلاء

علی مباح لان [illegible] مذہب اہل السنۃ ان الاصل فی الاشیاء التوقف [illegible] لان العصمۃ من جملۃ الاحکام [illegible]

[illegible] کما حققہ صاحب [illegible] اور اگر کفار غالب ہو گئے ہمارے اموال پر اگرچہ [illegible] اموال کے [illegible] اور اموال کو دار الحرب میں

لے گئے تو [illegible] مالک ہو گئے بسبب استیلاء علی المباح کے اسواسطے کہ اہل سنت کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اشیا میں اصل توقف ہے اور اباحت معتزلہ کا مذہب ہے

بلکہ کفار ہمارے اموال کے مالک ہو گئے اسواسطے کہ عصمت یعنی وجوب حفظ اموال منجملہ احکام شرعیہ کے ہے اور کفار احکام شرعیہ کے مخاطب نہین تو ہمارے

اموال انکے حق میں [illegible] غیر محفوظ [illegible] مالک [illegible] ہونگے چنانچہ صاحب مجمع نے اسکی تحقیق [illegible] شرح میں کی ہے [illegible] اشباہ [illegible] مذکور ہے کہ اصل [illegible]

[illegible] اباحت ہے تا وقتیکہ دلیل اسکے مخالف [illegible] اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور اصل تحریم ہے تا وقتیکہ اباحت پر دلیل نہ دلالت کرے [illegible]

[illegible] کی طرف نسبت کیا ہے اور [illegible] مختار یہ ہے کہ افعال میں قبل شرع کے کچھ حکم نہیں [illegible] شرح [illegible] میں ہے کہ

اصل اشیا میں اباحت ہے بعضے حنفیوں کے نزدیک اُنھیں میں کرخی ہے اور بعض اصحاب حدیث نے کہا کہ اصل اشیا میں توقف ہے بایں معنی کہ واقع میں اشیا کیواسطے اباحت
یا تحریم کا حکم ضرور ہے لیکن ہم اُسپر واقف نہیں ہو سکتے عقل سے بدون بیان شرع کے اور ہدایہ کی فصل حداد میں مذکور ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے طحطاوی نے کہا کہ شاید
صاحب ہدایہ یہاں بعض اہل مذہب کی راے پر چلا ہو موافقت شافعی جب یہ ثابت ہوا تو شارح کو نسبت کرنا اباحت کے قول کو معتزلہ کی طرف مناسب نہ تھا اور یہ جو
شارح نے کہا کہ کفار مخاطب باحکام شرعیہ نہیں یہ قول غیر اصح ہے اور قول اصح یہ ہے کہ وہ مخاطب باحکام شرعیہ میں بنابر ادا اور اعتقاد کے اور یہ جو کہا کہ جب کفار مخاطب
احکام شرعی کے نہوے تو انکے حق میں مال غیر محفوظ باقی رہا یعنی تو انکے واسطے مباح ہوا تو اسوقت میں قول بالا باحت کی طرف رجوع ثابت ہوا تو شارح جسکا منکر تھا اسی کا
قائل ہو گیا ویفترض علینا اتباعھم اور ہم پر فرض ہے اُنکا پیچھا کرنا یعنی کفار کا پیچھا کرنا اور اُنسے لڑنا اموال چھڑانے کیواسطے فرض ہے تا وقتیکہ وہ دار الاسلام میں ہیں اور
جب دار الحرب میں چلے گئے تو فرض نہیں بلکہ مستحب ہے اور اگر اولاد کو پکڑ لے گئے تو مطلقاً اُنکا پیچھا کرنا فرض ہے کذا فی المنح عن البحر عن المحیط وان اسلموا تقرر ملکھم اور اگر کفار مسلمان
ہوگئے تو اُنکی ملک ثابت ہو گئی یعنی کفار مسلمین کے اموال لیکر دار الحرب میں جاکر مسلمان ہوگئے تو وہ مالک اموال کے ہوگئے اب صاحبان اموال اُنسے نہیں لے سکتے کذا فی المنح
عن شرح الطحطاوی وان غلبنا علیھم ای بعدما احرزوھا بدارھم اما قبلہ فھی لملاکھا مجاناً مطلقاً اور اگر ہم غالب ہوے اُنپر یعنی بعد اسکے کہ کفار اموال کو دار الحرب لے گئے
اور قبل دار الحرب کے لیجانے کے تو اموال مذکورہ اُنکے مالکو مفت ملینگے ہر طرح سے خواہ قبل قسمت اُنکو پایا ہو خواہ بعد قسمت کے فمن وجد ملکہ قبل القسمۃ بین المسلمین
لا بین الکفار کما حققہ فی الدرر فھو لہ مجاناً یعنی اگر ہم غالب ہوں کافروں پر تو جو مسلمان اپنا مال مملوک پاوے قبل تقسیم ہونے بین المسلمین کے نہ کفار کے درمیان چنانچہ اُسکو
درر میں محقق کیا ہے تو وہ مال پانے والے مالک کو مفت ملیگا بدون دینے کوئی چیز کے وان وجدہ بعدھا فھو لہ بالقیمۃ جبراً للضرر بالقدر الممکن اور اگر صاحب مال نے
اُسکو بعد قسمت بین المسلمین کے پایا تو اُسکو بعوض قیمت کے لیگا تا بقدر ممکن دونوں نقصان بھر جائیں یعنی مالک قدیم کی ملک بلا رضامندی زائل ہو گئی تو اس لحاظ اُسکے
لینے کا اُسکو حق ہے لیکن بعد قسمت کے مفت لینے سے اُسکا ضرر ہے جسنے اُسکو اپنے حصہ میں پایا لہذا اس مال کو بقیمت لینا چاہیے تا جانبین کی حق تلفی نہو یہ دلیل عقلی
ہے اور اسی کے موافق بحر الرائق میں حدیث منقول ہے ولو کان ملکہ مثلیاً فلا سبیل لہ علیہ بعدھا اذ اخذہ اخذہ بمثلہ فلا یفید الذی اشتراہ بہ ولو قبلھا اخذہ مجاناً کما مر
اگر مالک قدیم کا مملوک مثلی ہو یعنی کیلی یا وزنی تو اُسکے واسطے کوئی راہ لینے کی نہیں اُسپر بعد قسمت کے اسواسطے کہ اگر اُسکو لیگا تو بعوض اُسکے مثل کے لیگا مثلاً گیہوں
عوض گیہوں کے لیگا تو اُسکی خرید میں کچھ فائدہ نہیں اور جو شخص اپنا مثلی مال قبل قسمت کے پاوے تو اُسکو مفت ہے چنانچہ عنقریب گذرا وبالثمن الذی اشتراہ بہ لو اشتراہ
منھم تاجر ای من العدو واخرجہ الی دارنا وبقیمۃ العرض لو اشتراہ بہ اور مالک قدیم بعوض اُس قیمت کے لے جس قیمت سے سوداگر نے اُسے مول لیا یعنی دشمن سے خرید کیا اور
اُسکو ہمارے دار الاسلام میں نکال لایا اور بقیمت جنس کے لے اگر اُسنے بعوض جنس کے خرید کیا ہو وبالقیمۃ لو اتھبہ منھم زاد فی الدرر او ملکہ بعقد فاسد اور بعوض قیمت کے
لے اگر کفار سے اُسنے بطریق ہبہ کے پایا ہو درر میں اتنا زیادہ کہا ہے یا مالک ہوا مال مذکور کا بعقد فاسد تو بھی بعوض قیمت کے لے لکن فی البحر اشتراہ بخمر او خنزیر لیس
لمالکہ اخذہ باتفاق الروایات وکذا لو اشتراہ بمثلہ نسیئۃ او بمثلہ قدراً ووصفاً بعقد صحیح او فاسد لعدم الفائدۃ فلو باقل قدراً او ارداء وصفاً فلہ اخذہ لانہ یفید ولیس
بربو لانہ فداء لیکن بحر الرائق میں ہے خرید کیا ایک شخص نے مال مذکور کو کفار سے بعوض شراب یا سور کے تو اُسکے مالک کو اُسکا لینا باتفاق روایات جائز نہیں اور
اسی طرح اگر اُسکو بعوض اُسکے مثل کے بوعدہ ادا سے قیمت خرید کیا یا بعوض اُس چیز کے خرید کیا جو مقدار اور وصف میں مبیع کے مثل ہے خواہ بعقد صحیح خرید کیا خواہ
بعقد فاسد تو جائز نہیں بسبب عدم فائدہ کے سوا اگر بعوض اقل مقدار کے خرید کیا یا بعوض ناقص جنس کے خرید کیا تو مالک کو اُسکا لینا جائز ہے اسواسطے
کہ یہ خرید مفید ہے اور یہ بیاج نہیں اسلیے کہ یہ فدا ہے یعنی مثلی کی عدم مساوات یہاں بیاج میں داخل نہیں اسواسطے کہ مالک نے اپنے مال کو خلاص کیا تو یہ
فی الحقیقۃ فدا ہے نہ عوض کذا فی المنح عن البحر وان وصلیۃ فقئ عینہ او قطع یدہ واخذ مشتریہ ارشہ او فقأھا المشتری فیاخذہ بکل الثمن ان شاء لان الاوصاف
لا یقابلھا شیء منہ یعنی مالک کو جائز ہے کہ اپنے مال کو سوداگر سے بقیمت لے اگرچہ اُسکے مملوک کی آنکھ پھوڑی گئی ہو یا اُسکا ہاتھ کاٹا گیا ہو اور اُسکے مشتری

کو پر غلبہ کر کے اسکو بھگا لیا ہو تو وہ مشتری سے مثل اسکے جو مشتری نے دیا ہو لیوے اسکو قیمت سے اسلئے کہ وہ اسوقت دوسرے کے مقابلہ میں قیمت نہیں دیتا

والقول للمشتری فی مقدارہ ان لم تکن بینہ لانہ منکر فان اقام بینۃ ... یعنی اگر مالک اور مشتری میں قیمت کی مقدار

میں جھگڑے قسم کھانے کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر کوئی گواہ دے تو مالک کے گواہ مقبول ہونگے اسواسطے کہ گواہ بیان کرنے والے ہیں اور اگر دونوں گواہ

دیں تو مالک کے بھی گواہ دے ... کذا فی النہر ... عبارت ... بعینہ المالک بعینا ...

وان تکرر الاسر والشراء بان اسر ثانیا وشراہ آخر اخذ المشتری الاول من الثانی بثمنہ ثم یاخذہ المالک القدیم

بالثمنین ان شاء لقیامہ علیہ بہما وقبل اخذ الاول لا یاخذہ القدیم ... الثمن اور اگر گرفتاری اور خرید مکرر ہوئی اسطرح پر کہ دوسری بار شاید غلام گرفتار

ہوا اور دوسرے مشتری نے اسکو خرید لیا تو مشتری اول اسکو مشتری ثانی سے بعوض اسکی قیمت کے لیگا ... گرفتاری کے مشتری اول کی ملک

پر تو اسکو لینا مقدم ہوا پھر مالک قدیم اسکو دونوں قیمتیں دے کر لے اسواسطے کہ غلام مشتری اول کو دو قیمتوں پر پڑا اور مشتری اول کے قبل مالک

قدیم مشتری ثانی سے نہ لیتا مشتری اول کی قیمت ... ولا یملکون حرنا ومدبرنا وام ولدنا ومکاتبنا ونملک علیہم جمیع ذلک ... ملکہ مجانا لکن بعد القسمۃ تو دیگی

قیمت من بیت المال اور کفار مالک نہیں ہوتے ہمارے حر کے اور ہمارے مدبر اور ام ولد اور مکاتب کے بسبب آزاد ہو جانے مدبر اور ام ولد اور مکاتب کے اسطرح

سے تو اسکو اسکا مالک مفت لے بلا عوض لیکن بعد قسمت ... اسکی قیمت بیت المال سے ادا کیجائے ... اسواسطے کہ ملوک کفار ... کے سبب مفید ملک

کا محل ملک میں ہوتا ہے یعنی مال مباح میں اور حر معصوم بنفسہ ہے اور اسی طرح مدبر وغیرہ میں ... اور اگر تاجر کا فرد ... تو مالک

اس سے بلا عوض لے کذا فی المنح ونملک علیہم جمیع ذلک بالغلبۃ لعدم العصمۃ اور ہم اہل اسلام کفار پر مستولی ہو کر انکے مدبر اور ام ولد اور مکاتب سب کے مالک ہونگے

بسبب غلبہ کے بواسطے عصمت کے وان ند الیہم دابۃ ملکوہا لتحقق الاستیلاء اذ لا ید للعجماء اور اگر کافروں کی طرف اہل اسلام کا کوئی جانور بھاگ گیا تو وہ اسکے

مالک ہونگے بسبب ثابت ہونے استیلاء کے دار الاسلام سے نکلنے اسواسطے کہ جانور کیواسطے اپنی ذات پر تصرف نہیں کہ دار الاسلام نکلنے کے وقت ظاہر ہو اور

ملک کفار کا مانع ہو وان ابق الیہم قن مسلم فاخذوہ قہرا لا خلافا لہما لظہور یدہ علی نفسہ بالخروج من دارنا فلم یبق محلا للملک اور اگر دار الاسلام سے کفار کی طرف

یا غلام یا مسلمان بھاگ نکلا اسوقت انہوں نے اسکو زبردستی پکڑ لیا تو مالک نہونگے بخلاف مذہب صاحبین کے بسبب ظاہر ہونے تصرف غلام کے اپنی ذات پر ہمارے

دار الاسلام سے نکلنے کے سبب سے تو وہ محل ملک باقی نہ رہا جبتک غلام دار الاسلام میں تھا تو اسکا تصرف اپنی ذات پر ساقط الاعتبار تھا بسبب تحقیق

مولے کے تصرف کے تا موقوف اسکے امتناع پر فادہ اور خروج دار الاسلام سے مولے کا تصرف اسپر سے زائل ہوگیا تو اسکا تصرف اپنی ذات پر ظاہر ہوا تو وہ معصوم

بنفسہ ہوگیا لہذا وہ محل ملک باقی نہ رہا جب کفار کی ملک اسپر ثابت نہوئی امام کے نزدیک تو مالک قدیم اسکو مفت لے گا خواہ وہ موہوب ہو خواہ کسی نے

اسکو خرید کیا ہو خواہ مغنوم قبل از قسمت ہو اور بعد قسمت کے اسکا عوض بیت المال سے ادا کیا جائیگا کذا فی البحر شارح نے قہر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر غلام کو

بلا قہر کفار لینگے تو باتفاق امام اور صاحبین کے مالک نہونگے بخلاف ما اذا ابق الیہم بعد ارتداد فاخذوہ ملکوہ اتفاقا بخلاف اسکے جبکہ غلام انکی طرف بھاگ

جاویگا بعد اپنے مرتد ہونے کے پھر کفار اسکو پکڑیں تو بالاتفاق مالک ہونگے ولو ابق بفرس ومتاع فاشتری رجل ذلک کلہ منہم اخذ المالک

العبد مجانا وما سواہ بالثمن لانہم ملکوہ اور اگر غلام دار الحرب میں بھاگ لیا اور اسکے ساتھ گھوڑا یا اسباب ہو پھر ایک مرد نے یہ سب

انسے مول لیا تو مالک قدیم غلام کو مفت لے اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ کفار غلام کے مالک نہیں ہوتے اور غلام کے سوا اور چیز کو قیمت سے لے اسواسطے

کہ کفار اسکے مالک ہو چکے وعتق عبد مسلم لذمی لانہ یجبر علی بیعہ ان شراہ مستامن ہنا وادخلہ دارہم وفاتہ لتباین الدارین فاما الاعتاق

لما لو استولوا علیہ وادخلوہ دارہم فابق منہم الینا اور آزاد ہوگا وہ غلام مسلمان یا غلام ذمی اسواسطے کہ غلام ذمی کی بھی بیع پر جبر کیا جائیگا کذا فی شرح الوقایہ

وہ غلام آزاد ہوگا جسکو کافر مستامن نے دارالاسلام مین خرید کیا اور دارالحرب مین داخل کیا بسبب قائم کرنے تباین دارین کے مقام اعتاق کے چنانچہ اس صورت مین آزاد ہوگا اگر کفار غالب ہون غلام پر دارالاسلام مین اور اسکو دارالحرب مین داخل کرین پھر وہ وہان سے ہماری طرف دارالاسلام مین بھاگ آوے امام کے نزدیک غلام دارالحرب مین داخل کرنیسے اسواسطے آزاد ہوتا ہے مسلم کافر کی ذلت سے خلاصی پاوے اسلئے شرط تباین دارین کو علت کے قائم مقام کیا یعنی اعتاق کے قید بالمستامن لانہ لو اشتراہ حربیا لا یعتق علیہ اتفاقا لمانع حق استرداد مصنف نے مستامن کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر اسکو کافر حربی خرید کریگا تو وہ آزاد نہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے اسکے حق استرداد کے مانع کے سبب سے کذا فی النہر عم طحطاوی نے کہا کہ بحرالرائق اور نہرالفائق مین لو اشتراہ کے مقام مین لواسرہ ہے یعنی اگر حربی نے عبد مسلم کو گرفتار کیا اور مترجم نے بھی جو نہرالفائق کی طرف رجوع کیا تو طحطاوی کے موافق پایا چنانچہ اسکی عبارت حاشیہ پر مرقوم ہے کعبید لھم اسلموا ثمہ فجاؤنا او ظہرنا علیہم او اشتراہ مسلم او ذمی او حربی ثمہ او عرضہ علی البیع وان لم یقبل المشتری بحر چنانچہ حربیون کا وہ غلام آزاد ہوجاتا ہے جو دارالحرب مین مسلمان ہوا پھر ہمارے پاس آیا یعنی ہماری طرف دارالاسلام مین آیا یا ہمارے لشکر اسلام مین آیا جو دارالحرب مین وارد ہے یا اسکو مسلم یا ذمی یا حربی نے دارالحرب مین خرید کیا یا حربی نے اسکو بیع کے واسطے پیش کیا اگرچہ مشتری نے اسکی بیع نہ قبول کی ہو کذا فی البحر او ظہرنا علیہم ففی ہذہ التسع الصور یعتق العبید بلا اعتاق ولا ولاء لاحد علیہ لان ہذا عتق حکمی دریا ہم اہل اسلام غالب ہوئے حربیون پر تو ان نو صورتون مین غلام مذکور آزاد ہوجائیگا بدون آزاد کرنے کے اور کسی کو حق ولا اسپر نہوگا اسواسطے کہ یہ عتق حکمی ہے کذا فی الدر عم نو صورتین مستامن کی خرید سے آخر تک مین حلبی نے کہا بلکہ گیارہ صورتین ہین اسطرح پر کہ خرید کرنا مستامن کا دو حال سے خالی نہین یا اسنے عبد مسلم کو خرید کیا یا ذمی عبد کو اور اسی طرح استیلاء کفار عبد مسلم پر واقع ہوا ہے یا عبد ذمی پر و فی الزیلعی لو قال الحربی لعبدہ انت حر لا یعتق عند ابی حنیفۃ رح لانہ معتق بیانا مسترق بنانا اور شرح زیلعی مین ہے اگر حربی نے اپنے غلام سے کہا اسکا ہاتھ پکڑکے کہ تو آزاد ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک آزاد نہوگا اسواسطے کہ وہ آزاد ہے اسکے بیان سے اور مملوک ہوگیا اسکے ہاتھ پکڑنے سے یعنی بعد زوال ملک استیلاء جدید سے اسکی ملک ثابت ہوگئی استیلاء جدید سے مراد اسکا ہاتھ پکڑنا ہے دارالحرب مین واللہ تعالے اعلم

باب المستامن

اتی الطالب للامان باب ہے مستامن یعنی امان مانگنے والے کے احکام مین اور چونکہ طلب امان بدون استیلاء کے نہین ہوتی لہذا اسکو باب الاستیلاء کے بعد مذکور کیا ہو من یدخل دار غیرہ بامان مسلما کان او حربیا مستامن وہ جو غیر کے ملک مین پناہ لیکر جائے خواہ مستامن مسلمان ہو یا حربی یعنی مسلم دارالحرب مین اہل حرب سے امان لیکر جائے یا کافر حربی دارالاسلام مین اہل اسلام سے پناہ لیکر آئے دونون کو مستامن کہتے ہین دخل مسلم دار الحرب بامان حرم تعرضہ لشئی من دم ومال و فرج منہم اذ المسلمون عند شروطہم داخل ہوا مسلم دارالحرب مین امان لیکر تو اسپر حرام ہے کافرون کی ہر چیز سے متعرض ہونا خون اور مال اور شرمگاہ سے اسواسطے کہ اہل اسلام اپنی شرطون پر اپنے نزدیک قائم رہتے ہین یعنی مستامن کو حربیون کا خون کرنا یا انکا مال ناحق لینا یا انکی عورتون سے قربت کرنا جائز نہین حرام ہے فلو اخرج الیناشیئا ملکہ ملکا حراما للغدر فیتصدق بہ وجوبا سوا اگر مسلم مستامن دارالحرب سے ہماری طرف دارالاسلام مین کوئی چیز نکال لایا تو اسکا مالک ہوگا بملک حرام بسبب دغابازی کے تو اسکو خیرات کردے بنابر وجوب کے عم مالک اسواسطے ہوا کہ بسبب اخراج کے مال مباح پر مستولی ہوا اور حرمت عہدشکنی کی جہت سے ثابت ہوئی اور تصدق ثابت ہوا بسبب ملک خبیثہ کے تا اینکہ اگر جاریہ ہوگی تو اسکی وطی حلال نہین اگرچہ اسکو دارالاسلام مین محرز کیا اور جو شخص کہ اس جاریہ کو مستامن سے خرید کرے اسکو بھی وطی حلال نہین بسبب قائم ہونے حرمت کے ملک مین دغابازی سے اور یہ حرمت وطی مشروط بقید علم ہے یعنی اگر مشتری جانتا ہو کہ بائع اسکا مالک ہوا ہے بملک محظور اسواسطے کہ خانیہ مین ہے کہ حرمت اموال مین متعدد اور منتقل ہوتی ہے علم کے ساتھ مگر وارث کے حق مین اسواسطے کہ مورث کا مال وارث کو حلال ہے اگرچہ وارث اسکے مال کی حرمت کو جانتا ہو اور ظہیریہ مین حلت مال مورث مین یہ قید مذکور ہے کہ وارث ارباب اموال کو نہ جانتا ہو تب اسکو مال مورث کا حلال ہے یعنی اگر جانتا ہو کہ فلانا مال فلانے شخص کا مورث نے غصب کیا ہے یا رشوت مین لیا ہے تو حلال نہین کذا فی الطحطاوی سے

میں شمول قید ... ہو مستامن نے ... میں حربی کا ... فی دار الحرب ... بغیر غصب کے ...

... دار الحرب میں ... کی بخلاف الاسیر فیباح تعرضہ لان ... ظلم ... مستامن ... مسلمان ...

... ہو مستامن ... تو ... کا ... سے تعرض ... اگرچہ ... قید ... ہو ... مستامن میں ...

... یعنی ... کا قید ... لانہ قتل النفس دون اباحۃ الفرج ... مال ... کو ... حربیوں کا مال ... اور ...

... مستامن ... مال ... اور ملک قبل الاحراز دار الاسلام ہے ثابت نہیں ... اور ... دونوں ...

الا ... احراز ... الاسیر ... اور ... ولد ... الا انہ مسلم مستامن اباحت ... مال ... اگر ... وقت ...

... گرفتار ... اسیر ... بخلاف ... کہ وہ گرفتار ہے اسکی ملک ... ہو ... کو ... حربی ...

... اہل الحرب ... کا سبب ... مال ... وقت حلال ہیں ... کہ اہل حرب ... ہی ...

... فان ادانہ حربی دینا بیع او قرض او بالعکس او غصبا حدہما صاحبہ وخرج الینا لم نقض الا بشی لانہ ما التزم

الاسلام فیما مضی بل فیما یستقبل پھر اگر حربی نے مسلم مستامن کو مدیون کیا خواہ دین بواسطے بیع کے ہو یا قرض کے یا اسکے بالعکس یعنی مستامن نے حربی کو مدیون کیا یا ایک

نے دوسرے کا مال غصب کیا اور دونوں ہماری طرف دار الاسلام میں نکل آئے دار الحرب سے تو ہم اہل اسلام کسی شخص کے واسطے کسی چیز کا حکم نہ کرینگے اسواسطے کہ حربی

مستامن نے حکم اسلام کا زمان گذشتہ میں التزام نہیں کیا بلکہ زمان آیندہ میں التزام کیا اور ادانت میں تو اسواسطے حکم نہ ہوگا کہ ادانت دار الحرب میں واقع ہوئی وہاں

حکومت اسلام جاری نہیں جو قاضی ... کچھ حکم کرے اور وقت ادانت حربی مستامن پر ولایت اسلام نہیں اسواسطے کہ اسنے زمان گذشتہ میں التزام احکام نہیں کیا اور

... غصب میں اسواسطے حکم نہیں کہ دار الحرب ... کا مالک ہے جو ایک شخص دوسرے کے مال پر غالب ہوا ... کہ دین ... یہاں ...

جو خرید فروخت اور قرض کو شامل ہے اگرچہ صاحب قاموس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ لغت میں قرض کو دین نہیں کہتے اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ دار الحرب ... بھی

... ولا نفتی المسلم برد المغصوب ... ورد الدین ایضا دیانۃ لا قضاء لانہ غدر ... مسلم کو ... کا فتوی دیا جائیگا کذا فی شرح ... الدین

محقق نے اسقدر زیادہ کیا ہے اور دین کے بھی ... دینے کا فتوی دیا جائیگا باعتبار دیانت کے نہ قضا کے دیانۃ اسواسطے فتوی ہوگا کہ عدم اداے دین ... یعنی قاضی

حکم نہ کریگا بلکہ مسئلہ شرعی بیان کر دیگا وکذا الحکم لحربیین فعلا ذلک ای الادانۃ والغصب ثم استامنا لما بیناہ اور ایسا ہی حکم جاری ہے ان دو حربیوں میں

جنھوں نے ... کیا ہے یعنی ادانت اور غصب دار الحرب میں کیا پھر دار الاسلام میں داخل ہو کر مستامن ہوئے بنظر اس دلیل کے جسکو ہم نے بیان کیا ہے یعنی دونوں میں قاضی اسلام

کچھ حکم نہ کریگا اسواسطے کہ ان دونوں نے التزام احکام اسلام استقبال میں کیا ہے نہ ماضی میں خرج حربی مع مسلم الی العسکر فادعی المسلم انہ اسیرہ فقال الحربی کنت مستامنا فالقول

للحربی الا اذا قامت قرینۃ ککونہ مکتوفا او مغلولا مثلا ظاہر ہے حربی نکلا دار الحرب سے مسلمان کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف پھر مسلم نے دعوی کیا کہ وہ میرا قیدی ہے اور حربی

نے کہا کہ میں مستامن تھا تو حربی ہی کا قول معتبر ہوگا مگر اسوقت مسلم کا قول مقبول ہوگا جب کوئی قرینہ قائم ہو اسکی گرفتاری پر جیسا کہ اسکی مشکیں بندھی ہوں یا اسکے

گلے میں طوق پڑا ہو ظاہر حال پر عمل کرنے سے کذا فی البحر وان خرجا ای الحربیان الینا مسلمین ... قضی بینہما بالدین ... التقی ... ورد الغصب

... دار الحرب ... اگر دو حربی نکل آئے دار الاسلام میں مسلمان ہو کر اور انھوں نے مقدمہ رجوع کیا قاضی کی طرف تو ان دونوں میں ادانت دین کا حکم کیا جاویگا

واقع ہونے دین کے صحیح بسبب رضامندی طرفین کے اور غصب میں حکم نہ ہوگا اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ دار الحرب میں غصب کرنے سے غاصب مالک ہو جاتا ہے

اسواسطے کہ دار الحرب دار القہر ہے قتل احد المسلمین المستامنین صاحبہ عمدا او خطا تجب الدیۃ لسقوط القود ... فی مالہ فیہما ... علی العاقلۃ

... دار الحرب ... دو مسلمان مستامنوں میں سے ایک نے دوسرے اپنے ساتھی کو قتل کیا قصدا یا چوک کر تو دیت واجب ہوگی اسی سبب ... ہونے قصاص کے

وہاں یعنی دار الحرب میں ماخوذ ہونے کے دیت واجب ہوگی قاتل کے مال میں دونوں صورتوں عمد اور خطا میں بسبب متعذر ہونے حفاظت کے اہل محلہ پر یا وجود اختلاف دارین کے
یعنی اہل محلہ پر جو قتل خطا میں دیت واجب ہوتی ہے تو اس سبب سے کہ انھوں نے بچانے میں قصور کیا سو یہ اختلاف دارین سے متصور نہیں لہذا قاتل ہی کے مال سے دیت
دلائی جائیگی والکفارۃ ایضاً فی الخطاء لاطلاق النص اور کفارہ بھی واجب ہوگا قتل خطا میں بسبب اطلاق نص کے یعنی نص قرآنی میں بلا قید دار الحرب یا دار الاسلام کے
ارشاد ہوا ہے کہ جو مومن کو چوک کر مارے تو مسلمان گردن کا آزاد کرنا اور دیت مسلمہ مقتول کے وارثوں کو وفی قتل احد الاسیرین الاٰخر کفر فقط کما مر بلا دیۃ فی الخطاء او ر
دو قیدی مسلمان میں سے ایک دوسرے کے قتل کرڈالنے میں فقط کفارہ دے بدلیل گزشتہ بدون دیت کے قتل خطا میں ہم سقوط دیت کی وجہ قتل عمد میں مذکور ہوگی ولا شئی
فی العمد اصلا لانہ بالاسر صار تبعا لہم فسقطت عصمتہ المقومۃ لا المؤثمۃ فلذا یکفر فی الخطاء اور کچھ واجب نہیں قتل عمد میں اصلا نہ کفارہ نہ دیت اسواسطے کہ مسلم بسبب گرفتاری
کے اہل حرب کا تابع ہوگیا تو ساقط ہوگئی اسکی عصمت مقومہ نہ عصمت مؤثمہ تو اسی واسطے قتل خطا میں کفارہ دے نہ عمد میں عصمت مقومہ یعنی قیمت ٹھہرانے
والی وہ ہے جو موجب مال ہو تو عوض کے نزدیک اور عصمت مؤثمہ وہ ہے جو موجب گناہ کی ہو عند التعرض کذا فی المنح کقتل المسلم اسیرا او من اسلم ثمہ ولو ورثتہ المسلمون
ثمہ فیکفر فی الخطاء فقط لعدم الاحراز بدارنا جیسے مسلم کے قتل کرنے میں قیدی مسلم کو یا اسکو جو دار الحرب میں مسلمان ہوا اگرچہ مقتول کے مسلمان وارث وہاں موجود
ہوں دیت واجب نہیں تو فقط قتل خطا میں کفارہ دے بسبب عدم احراز دار الاسلام کے ہم عصمت مقومہ جو انسان کی قیمت کو ثابت کرے اس طرح پر کہ جو
ہتک عصمت کرے تو اسپر قصاص لازم آوے یا دیت یہ ہمارے نزدیک بسبب احراز دار الاسلام کے ثابت ہے نہ بسبب اسلام کے کذا فی الطحطاوی عن العلامۃ نوح

فصل فی استیمان الکافر

یہ فصل ہے کافر کے طلب امان میں جب استیمان مسلم سے فراغت پائی تو مصنف نے احکام کافر مستامن کے شروع کیے لایمکن حربی مستامن فینا سنۃ لئلا یصیر عینا لہم وعونا
علینا نہ رہنے پاوے حربی مستامن ہم میں یعنی دار الاسلام میں ایکسال تاکافروں کا جاسوس اور ہماری ضرر رسانی کو انکا مددگار نہو جاوے ہم حربی کا ہمیشہ رکھنا دار الاسلام میں
جائز نہیں مگر باسترقاق یا جزیہ تاکافروں کا جاسوس نبنے اور مسلمین کے اضرار میں انکا مددگار نہو مگر کچھ مدت انکو رہنے دینا البتہ جائز ہے اسواسطے کہ بالکل نہ آنے دینے
میں سد باب تجارت ہے لہذا دونوں مدتوں میں حد فاصل ایکسال کو قرار دیا کہ اس مدت میں جزیہ واجب ہوتا ہے کذا فی المنح وقیل لہ من قبل الامام ان اقمت سنۃ
قید اتفاقی لجواز توقیت مادونہا کشہر وشہرین درر لکن ینبغی ان لا یلحقہ ضرر بتقصیر المدۃ جدا فتح وضعنا علیک الجزیۃ اور حربی سے کہا جاوے بادشاہ اسلام کی طرف
سے کہ اگر تو دار الاسلام میں ایکسال رہیگا تو ہم تجھپر جزیہ رکھینگے شارح نے کہا ایکسال رہنے کی قید اتفاقی ہے بسبب جواز توقیت کمتر از سال کے جیسے ایک مہینے یا دو مہینے کذا فی
الدرر لیکن لائق یوں ہے کہ اسکو ضرر نہ پہونچے نہایت کمتر مدت مقرر کرنے سے کذا فی الفتح ہم جزیہ مقرر کرنا سال بھر کے رہنے پر موقوف نہیں بلکہ اگر امام نے ایک مہینہ رہنے کی
اجازت دی تو اگر دو مہینے رہیگا تو ذمی ہو جائیگا جزیہ اسپر لازم آویگا فان مکث سنۃ بعد قولہ فہو ذمی ظاہر المتون ان قول الامام لہ ذلک شرط لکونہ ذمیا فلو اقام
سنۃ او سنتین قبل القول فلیس بذمی وبہ صرح العتابی وقیل نعم وبہ جزم فی الدرر قال فی الفتح والاول الاوجہ پھر اگر حربی دار الاسلام میں سال بھر بعد قول امام کے
ٹھہرے تو وہ ذمی ہے ظاہر عبارت متون یہی ہے کہ امام کا یہ قول اسکے ذمی ہونے کی شرط ہے تو اگر حربی ایکسال یا دو سال دار الاسلام میں ٹھہرے گا قول امام سے پہلے
تو وہ ذمی نہیں اور اسی کی عتابی نے تصریح کی ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ بدون قول امام کے بھی ذمی ہوگا اور اسی قول پر یقین کیا ہے درر میں فتح القدیر سے کہا
کہ قول اول دلیل سے موافق تر ہے ولا جزیۃ علیہ فی اول الحول الا اذا شرط اخذہا منہ فیہ اور حربی پر جزیہ نہیں پہلے سال کی اقامت میں مگر اس سے شرط کر لینے میں
سال کے اندر جزیہ لینے کی یعنی اگر یوں کہدیا ہو کہ اگر تو اس سال رہیگا تو تجھپر جزیہ دینا لازم آوے گا تب تو لینا درست ہے ورنہ نہیں اسواسطے کہ وہ دوسرے سال
میں ذمی ہوا ہے نہ اول سال میں اور جزیہ دینا بدون ذمی ہونے کے لازم نہیں اب آگے مصنف نے ذمی کے احکام شروع کیے واذا صار ذمیا یجری
القصاص بینہ وبین المسلم ویضمن المسلم قیمۃ خمرہ وخنزیرہ اذا اتلفہ اور جبکہ حربی ذمی ہو گیا تو قصاص جاری ہوگا اسکے درمیان اور مسلم کے درمیان اور مسلم اسکی

حرب اور جو اُس کی قیمت کا عوض دیا جاتا ہے مسلمان کو نصیحت کرو وجب القتل علیہ اذا قتلہ خطأ او مسلمان پر [illegible] وجب جو دیت [illegible]
[illegible] وجب کفارۃ الاذی [illegible] وتحریر [illegible] کالمسلم [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] دار الاسلام [illegible] [illegible] [illegible] الی دار الحرب [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible]
میں رہ گیا اور [illegible] اسکا مال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
تو قیاس یہ تھا کہ [illegible] اور حربیون کے [illegible] کا عقد اس طرح [illegible] فان اراد الرجوع الی دار الحرب بعد الحول و تجارۃ او استئذار حاجۃ
الاطلاق شرح مشتمل لان عقد الذمۃ [illegible] وهذا وضع الذمی [illegible] اور جبکہ کافر مستامن دار الحرب کی طرف پھر جانے کا ارادہ کرے بعد گزرنے سال بھر کے تو منع
کیا جائیگا اگرچہ تجارت یا حاجت روائی کیواسطے جاتا ہو چنانچہ اطلاق روایات اسی کو مفید ہے لہذا فی النہر سو اسواسطے روکا جاتا کہ عقد ذمہ بعد منعقد ہونے کے منقوض
نہیں ہوتا اور اس تعلیل سے مستفاد ہوا کہ ذمی کا منع کرنا بھی دار الحرب کے جانے سے ہم مطابق ہے کہا منع ذمی کہتا ہے صاحب بحر لکھتا ہے مسئلہ فتاوی عالمگیری میں
مصرح ہے یعنی تو قیاس کی کیا حاجت ہے کما منع او وضع علیہ الخراج بان الزم بہ فاخذ منہ عند حلول وقتہ لان خراج الارض کخراج الرأس یعنی ایسے ہی روکا جاتا ہے جس طرح
مستامن دار الحرب کے جانے سے اگر اسپر خراج زمین کا مقرر کیا جائے اسطرح پر کہ خراج اسکو لازم کیا گیا ہو اور خراج اُس سے لیا جائیگا اسکے وقت آنے کے نزدیک ہو واسطے
اسکے زمین کا محصول گردن کے محصول کے برابر ہے ذمی ہو جانے میں یعنی جب مستامن نے دار الحرب میں زمین مول لی یا غیر کی زمین میں زراعت کی تو اسپر خراج لازم آیا تو وہ اُس سے
ذمی ہو گیا جیسے جزیہ سے ذمی ہوتا ہے لہذا دار الحرب میں نہ جانے پاویگا وصار لہا ای المستامنۃ الکتابیۃ زوج مسلم او ذمی لتبعیتہا لہ ان یدخل بہا یا مستامنہ
کتابیہ کے واسطے مسلم یا ذمی زوج ہو گیا یعنی دار الاسلام میں آئے مسلم یا ذمی سے نکاح کیا تو اب دار الحرب میں نہ جانے پاویگی بسبب تابع ہونے زوجہ کے زوج کیواسطے اگرچہ
زوج نے اُس سے زوجیت نہ کی ہو لا عکسہ لامکان طلاقہا ہذا بالعکس اسکے یعنی کافر مستامن اگر ذمیہ سے نکاح کرے تو ذمی نہیں ہوتا اسلئے طلاق دینے کے امکان سے یعنی مرد زوجہ کو
طلاق دیکر اپنے ملک میں جا سکتا ہے بخلاف عورت کے کہ وہ مالک طلاق کی نہیں ولو طالبہا فطالبتہ بمہرہا فلہا منعہ من الرجوع تاتارخانیہ اور اگر مستامن نے ذمیہ سے
دار الاسلام میں نکاح کیا سو زوجہ نے اُس سے اپنا مہر مانگا تو اسکو اختیار روکنا دار الحرب کے جانے سے پہونچتا ہے کذا فی التاتارخانیہ فلو لم یعلم حتی مضی الحول صار ذمیا
ذمیا علی ما مر الدرر سو اگر مستامن نے مہر نہ دیا یہاں تک کہ ایکسال گذر گیا تو اسکا ذمی ہو جانا ظاہر اور یہی بنا ہر اس روایت کے کہ جو اوپر سے مذکور ہو چکی یعنی امام کا یون
کہنا مستامن سے کہ اگر تو سال بھر رہیگا تو ہم تجھپر جزیہ مقرر کرینگے ذمی ہونے میں شرط نہیں بلکہ اقامت کیساتھ ثبوت ذمیت میں کافی ہے بروایت ذکر دو منہ ظلم جکم الدین کما حث
فی دار نا اور مہر کے حکم سے معلوم ہو گیا اُس دین کا حکم جو دار الاسلام میں حادث ہوا یعنی صاحب دین کو مدیون کا روکنا دار الحرب کے جانے سے جائز ہے اور اگر سال بھر
ادائے دین نکرے گا تو ذمی ہو جائیگا فان رجع المستامن الیہم ولو لغیر دارہم حل دمہ لبطلان امانہ پھر اگر مستامن پھر گیا حربیوں کی طرف اگرچہ دوسرے دار الحرب
میں گیا ہو تو اسکا خون بعد داخل ہونے دار الحرب کے حلال ہے بسبب باطل ہو جانے اسکی امان کے تو وہ حربی ہو گیا فان ترک ودیعۃ عند معصوم مسلم
او ذمی او دینا علیہما فاسر او ظہر بالبناء للمجہول یعنی غلب علیہم فاخذ وہ او قتلوہ سقط دینہ وسلمہ واغصب منہ وجرۃ عین اجرنا السبق یدہ پھر اگر مستامن
دار الحرب میں پھر گیا اور امانت کو شخص معصوم یعنی مسلم یا ذمی کے پاس چھوڑ گیا یا دونوں پر اپنا دین چھوڑ گیا پھر بعد فتح ہونے دار الحرب کے گرفتار ہوا یا
غلبہ حاصل ہوا اہل حرب پر سو اسکو گرفتار کیا مسلمین نے یا اسکو قتل کیا بعد غالب ہونے کے تو اسکا دین اور بیع مسلم کا راس المال اور جو مال کہ اُس سے غصب
کیا اور کرایہ اُس خدمت کا جسکو اسنے اجارہ دیا تھا ساقط ہو گیا بسبب مقدم ہونے قبضہ امانت دار وغیرہ کے ہم مدیون وغیرہ پر اثبات یہ سبب مطالبہ کے
تھا اور مطالبہ تو بسبب گرفتاری یا قتل دین کے ساقط ہوا اور مدیون وغیرہ کا ید اور مسلمین کے ید سے اسبق ہے تو اُسی کو مخصوص ہوگا لہذا دین وغیرہ ساقط ہو
اور غنیمت نہو گا کذا فی البحر وصار مالہ لو ودیعۃ ورثۃ شریکہ ومضاربہ ورہنہ فیئا لاخذہ فی دارنا فیئا اور مال اسکا چنانچہ اسکی امانت اور جو مال کہ اسکے شریک

یا مضارب کے پاس ہے اور جو اسکے قرضے ہیں دار الاسلام کے اندر غنیمت ہوجاویگا یعنی اسواسطے کہ مال مذکور اسکے قبضے میں ہے تقدیراً کیونکہ امانت دار وغیرہ کا قبضہ
امام مقام صاحب امانت کے ہے تو امانت وغیرہ غنیمت ہوجاویگی اسکی ذات کی تبعیت سے واختلف فی الرہن ورجح فی النہر انہ للمرتہن بدینہ اور اختلاف روایت ہے اسکے
رہن میں اور ظاہر الفاظ میں ترجیح دی ہے کہ مرتہن ہی کیواسطے ہے بعوض اسکے دین کے جو اوپر ہے یہ قول ہے ابو یوسف کا اور محمد کے نزدیک مرہون بیچا جاوے اور اس سے قرضہ کا دین ادا
کیا جاوے اور جو زیادہ ہو وہ وارث دیجے وغنیمت ہے مسلمین کی اور صاحب بحر نے محمد کے قول پر ترجیح دی ہے اور حموی نے صاحب نہر کی ترجیح کو رد کیا ہے کذا فی الطحاوی فی السراج
لو بعث من یاخذ الودیعة والقرض وجب التسلیم الیه انتہی اور خزانہ میں ہے کہ اگر مستامن مذکور نے کسی شخص کو دار الحرب سے امانت و قرض لینے کے واسطے بھیجا تو اسکو امانت اور قرض
کا سپرد کرنا واجب ہے انتہی کلامہ یعنی یہ اسواسطے کہ اسکا مال غنیمت نہیں ہے تا وقتیکہ اسکی گرفتاری یا قتل سے سو ہنوز حاصل نہیں وعلیہ فیوفی منہ دینہ ہنا وصارت ودیعتہ فیئا
اور بنا بر وجوب تسلیم ودیعت اور قرض کے تو ادا کیا جائیگا اسکے مال سے دین اسکا جو اسنے دار الاسلام میں مسلم سے قرض لیا یا ذمی سے اگرچہ اسکی ودیعت غنیمت ہو گئی طحاوی
کما بحثہ صاحب بحر کی نہ روایت مذہب وان قتل او مات فقط بلا غلبة علیہم فقرضہ وودیعتہ لورثتہ لان نفسہ لم تصر مغنومة فکذا مالہ کما لو ظہر علیہ فہرب
فمالہ لہ اور اگر مستامن مذکور بعد رجوع دار الحرب کے قتل کیا گیا یا بدون گرفتاری کے یا فقط مر گیا بدون غالب ہونے مسلمین کے دار الحرب پر تو اسکا دین اور قرض اور امانت
اسکے وارثوں کے واسطے ہے اسواسطے کہ ذات اسکی مغنوم نہیں ہوئی تو اسی طرح اسکا مال بھی غنیمت نہیں ہے اور چنانچہ اگر وہ گرفتار ہوا پھر بھاگ گیا تو اسکا مال اسی کے واسطے
ہے کیونکہ اسکی گرفتاری اسکے بھاگ جانے سے باطل ہو گئی حاصل کلام یہ ہے کہ یہاں پانچ صورتیں ہیں تین صورتوں میں تو اسکا دین ساقط ہے اور اسکی امانت غنیمت ہے ۱-
دار الحرب پر غالب ہونے اور اسکے گرفتار کرنے سے ۲- دار الحرب پر غالب ہونے اور اسکے قتل کرنے سے ۳- بدون غلبہ دار الحرب اسکی گرفتاری سے اور دو صورتوں میں
اسکا مال غنیمت نہیں بلکہ بطور سابق قائم رہیگا اگر وہ زندہ ہے تو آپ کے نہیں تو اسکے وارثوں کیلئے ۱- اسکے گرفتار ہونے سے پھر بھاگ جانے سے ۲- اسکے مقتول ہونے
سے بدون مغلوبی دار الحرب کے یا اسکے مر جانے سے کذا فی المنح حربی ہنا لہ ثمہ عرس واولاد وودیعة مع معصوم وغیرہ فاسلم ہنا وصار ذمیا ثم ظہرنا علیہم فکلہ
فیء لعدم یدہ وولایتہ ولو سبی طفلہ لینا فہو قن مسلم ایک حربی یہاں دار الاسلام میں ہے جسکی وہاں دار الحرب میں جورو اور اولاد اور امانت ہے شخص معصوم یا غیر معصوم کے ساتھ
پھر وہ یہاں دار الاسلام میں مسلمان ہو گیا یا ذمی ہو گیا پھر ہم اہل اسلام اہل حرب پر غالب ہوئے تو اسکی زوجہ اور اولاد اور امانت سب غنیمت ہے بسبب نہ ہونے اسکے
قبضے اور ولایت کے اور اگر اسکا طفل دار الاسلام میں گرفتار ہو آیا تو وہ مملوک مسلم ہے ہم طفل مسلمان ٹھہرا اپنے باپ کی تبعیت سے اسواسطے کہ دونوں ایک ملک
میں مجتمع ہوئے بخلاف اُن اطفال کے جو دار الحرب میں ہیں کہ وہ اسلام میں تابع اپنے باپ کے نہونگے بسبب تباین دارین کے وان اسلم ثمہ فجاء ہنا فظہرنا علیہم
فطفلہ حر مسلم لاتحاد الدار اور اگر حربی دار الحرب میں مسلمان ہوا پھر یہاں دار الاسلام میں آیا پھر اہل اسلام کا اہل حرب پر غلبہ ہوا تو اسکا طفل صغیر حر مسلم ہے اپنے باپ
کی تبعیت سے بسبب متحد ہونے دار کے یعنی جب اسکا باپ مسلمان ہوا تھا تو دونوں دار الحرب میں واقع تھے کذا فی المنح وودیعتہ مع معصوم لہ لان یدہ کیدہ محترمة
اور امانت اسکی شخص معصوم کے ساتھ اسی کیواسطے ہے اسواسطے کہ قبضہ امانت دار معصوم کا صاحب امانت کے قبضہ کے مانند محترم ہے یعنی بسبب اسلام کے وغیرہ فیئا
غصبہا مسلم لعدم النیابة فتح اور سوائے امانت کے اور مال اسکا غنیمت ہے اگرچہ اسکی کسی چیز کو مسلم نے اس سے غصب کیا ہو بسبب عدم نیابت کے کذا فی الفتح اسواسطے
کہ غاصب کا قبضہ صحیح نہیں جو مالک کے قبضے کے قائم مقام ہو وللامام حق اخذ دیة مسلم لا ولی لہ اصلا اور امام کے واسطے اس مسلمان کی دیت کے لینے کا
حق ہے جسکا کوئی ولی وارث نہیں ہے اور مقصود یہ ہے کہ اسکا خون بہا لے کر بیت المال میں رکھے والا قتل خطا کا حکم معلوم ہے و لہذا کفارہ مذکور نہ کیا اسواسطے کہ جنایات
میں مذکور ہوگا ودیة مستامن اسلم ہنا من عاقلة قاتلہ خطأ لقتلہ نفسا معصوما اور امام کو اس مستامن کی دیت کے لینے کا حق ہے جو یہاں دار الاسلام میں
مسلمان ہوا اور اسکے قاتل کے اہل محلہ سے خون بہا لے قتل خطا میں بسبب قتل کرنے قاتل کے نفس معصوم الدم کو یعنی مستامن ولی دار الحرب میں کا معدوم ہے لہذا
امام اسکا خون بہا لیگا اسواسطے کہ امام اسکا ولی ہے جسکا کوئی ولی نہیں وفی العمد لہ القتل قصاصا والدیة صلحا لا العفو نظرا لحق العامة اور لا وارث

[illegible] ہیں [illegible] درمختار [illegible] فی حاشیۃ الطحطاوی [illegible]

[illegible] دار الحرب [illegible] جنایات [illegible]

[illegible] دار الحرب [illegible] دار الاسلام [illegible]

[illegible] وغیرہ کتاب جنایات میں دیکھا لا تصیر دار الاسلام دار الحرب الا بامور ثلثۃ باجراء احکام اہل الشرک فیہا

و باتصالہا بدار الحرب و بان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی امنا بالامان الاول علی نفسہ [illegible] دار الاسلام دار الحرب نہیں ہوتا مگر تین امور کے پائے جانے سے ایک اہل شرک کے احکام

جاری ہونے سے ۲ دوسرے [illegible] دار الحرب کے ساتھ ۳ اور یہ کہ وہاں مسلم یا ذمی بے دھڑک نہ باقی رہے [illegible]

[illegible] احکام [illegible] دار الحرب [illegible]

[illegible] غالب ہونے کفار کے مسلمانوں پر [illegible]

[illegible] اسلام پر غالب [illegible] احکام [illegible]

[illegible] دار الاسلام دار الحرب [illegible]

[illegible] کذا فی العالمگیریہ [illegible] سراج الوہاج [illegible] طحطاوی نے [illegible] جب دار الاسلام دار الحرب ہو گیا [illegible]

[illegible] اور احکام مذکورہ منعکس ہو جائیں گے جب دار الحرب دار الاسلام ہو جائیگا و دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اہل الاسلام

فیہا کجمعۃ وعید وان بقی فیہا کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام [illegible]

ہو جاتا ہے احکام اسلام کے جاری کرنے سے انہیں چنانچہ نماز جمعہ اور عید اگرچہ وہاں کافر اصلی باقی رہے اور گو وہ ملک دار الاسلام سے متصل [illegible]

یعنی حربی وغیرہ کے دخول حرم سے آخر تک متن کے نسخوں میں ثابت ہے اور مصنف کی شرح کے نسخوں سے ساقط ہے سو گویا مصنف نے [illegible]

مضمون کے اور واضح ہونے باقی کلام کے یعنی دخول حربی کا حرم میں کتاب الجنایات میں آویگا اور باقی مضمون واضح ہے طحطاوی نے کہا [illegible]

ملتقی میں [illegible] سے منقول ہے کہ قاری ہدایہ سے سوال ہوا دریائے شور یعنی سمندر سے کہ وہ دار الاسلام ہے یا دار الحرب تو جواب دیا کہ وہ کسی میں [illegible]

اور حکومت نہیں طحطاوی نے کہا کہ ہم نکاح کافر کے باب میں مذکور کر چکے ہیں کہ دریائے شور دار الحرب میں داخل ہے [illegible]

ہدایہ کے مذکور [illegible] معلوم ہوا کہ جو قاری ہدایہ نے مذکور کیا وہ [illegible]

اپنی فصول میں [illegible] مذکور کیا کہ دار الاسلام دار الحرب نہیں ہوتا جب تک وہ سب امور حاصل نہ ہو جائیں [illegible] دار الاسلام [illegible]

اسی طرح مذکور کیا ہے اور امام [illegible] الدین نے منشور میں ذکر کیا کہ دار الاسلام سبب جاری ہونے احکام اسلام کے دار الاسلام ہوا [illegible]

[illegible] جانب اسلام کو ترجیح دیجاوے گی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی [illegible] میں مذکور ہے کہ جو بلاد کفار کے ہاتھ میں ہیں بلاشک وہ بلاد اسلام ہیں [illegible]

کہ وہ بلاد حرب سے متصل نہیں اور اس واسطے کہ کفار نے ان میں احکام کفر کے بھی جاری نہیں کیے بلکہ اہل اسلام قاضی ہیں اور جس شہر [illegible]

ہو تو اقامت جمعہ اور عید [illegible] جائز ہے بسبب استیلاء مسلم کے اور کفار کی اطاعت [illegible]

مسلمین کو اقامت جمعہ اور عید جائز ہے اور والی کی رضامندی سے ایک شخص قاضی ہو سکتا ہے اور اہل اسلام کو واجب ہے کہ کفار سے درخواست کریں کہ

مسلمان کو حاکم کرے کذا فی الفصول العمادیہ

باب العشر والخراج والجزیۃ

یہ باب ہے عشر اور خراج اور جزیہ کے احکام میں جب مصنف نے اسکو ذکر کیا جس سے کافر مستامن ذمی ہو جاتا ہے تو اسکے بعد وظیفہ مالیہ کو ذکر کیا جو ذمی پر ذمی ہونے کے بعد لازم آتی ہے یعنی ذمی کی زمین اور سر کا خراج اور چونکہ خراج ارض اور خراج راس کی تفریعات میں کثرت تھی لہذا انکو دو باب میں مذکور کیا اور خراج ارض کو مقدم کیا اسواسطے کہ اسی میں گفتگو ہے پھر خراج کے ساتھ عشر کو بھی ذکر کر دیا تا وظیفہ ارض کی تکمیل اور تتمیم ہو جاوے اور ذکر عشر کا خراج پر اسواسطے مقدم کیا کہ اسمیں عبادت کا مضمون ہے بخلاف خراج کے کہ وہ عقوبت ہے عشر بضم عین لغت میں عبارت ہے واحد من العشرۃ یعنی دسواں حصہ اور خراج بالفتح وہ ہے جو زمین یا غلام کی پیدائش سے خارج ہوا اور جسکو بادشاہ وظیفہ ارض اور اس سے وہ مسمی بخراج ہے پھر مصنف نے تحدید اور تبیان عشری اور خراجی زمین کی اول شروع فرمائی اسواسطے کہ اسطرح ضبط احکام آسان ہے کذا فی منح الغفار حاکم اسلام پر واجب ہے کہ جب اسکو عشر اور خراج اور جزیہ ملے تو اسکے مستحقین پر صرف کرے ورنہ اسکا وبال اسکی گردن پر ہے اور اگر عشر و خراج خلاف شرع لیگا تو ظالم ہوگا اور جو اسکو حلال جان کرے وہ کافر ہے اور ہمارے زمانے کے حاکم فاسق اور ظالم ہیں اسواسطے کہ وہ خراج وغیرہ کو خلاف شرع خرچ کرتے ہیں یعنی ملک کے محصول کو اپنے باپ کا مال سمجھتے ہیں اور اہل استحقاق کو محروم کر کے اسکو بیہودہ اپنے عیش اور آرام میں صرف کرتے ہیں کذا فی الطحطاوی (ارض العرب) وہی من حد الشام والکوفۃ الی اقصی الیمن (وما اسلم اہلہ طوعا او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا والبصرۃ) ایضا باجماع الصحابۃ (عشریۃ) لانہ الیق بالمسلم زمین عرب کی اور وہ شام اور کوفہ کی حد سے منتہائے یمن تک ہے اور جس ملک کے رہنے والے بخوشی مسلمان ہوئے یا جو ملک بزور اور بشوکت اسلام فتح ہوا اور اسکی زمین لشکر اسلام میں تقسیم ہوگئی اور بصرہ بھی باجماع صحابہ کرام عشری ہے اسواسطے کہ دسواں حصہ لینا مسلمان کے لائق تر ہے قہستانی نے کہا عرب عبارت ہے زمین حجاز و تہامہ و یمن اور مکہ اور طائف اور بادیہ یعنی جنگل سے اور مغرب نے کہا کہ مکہ تہامہ میں داخل ہے تہامہ بکسر اول وہ زمین ہے جو نجد سے نیچی ہے اور نجد اونچی زمین کا نام ہے اور حجاز اس زمین کا نام ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان حاجز اور فاصل ہے عرب کو جزیرہ یعنی ٹاپو اسواسطے کہتے ہیں کہ بحر حبش اور بحر فارس اور فرات اسکو محیط ہے اور عرب کی حد طول میں عدن سے ہے عراق تک اور عرض میں جدہ سے ہے شام تک زمین عرب کی عشری اسواسطے ہوئی کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء راشدین سے منقول نہیں کہ وہاں کسی سے خراج لیا ہو اور جیسے عرب کی قیمت جائز نہیں ویسے ہی انکے ملک سے خراج درست نہیں کذا فی البحر (وکذا بستان مسلم او کرمہ کان داره)

درر و مر فی باب العاشر ثمہ من ہذا و مرادہ فی شرح الملتقی اور اسی طرح مسلمان کا باغ اور انگور ہے جہاں اسکا گھر تھا عشری ہے کذا فی الدرر اور باب العاشر میں اسکا بیان سے زیادہ تر گزر گیا اور ہم نے اسکو تحریر کیا ہے شرح ملتقی میں ہم شرح ملتقی میں معراج سے یوں مذکور ہے کہ جو گھر باغ بنایا گیا اگر گھر ذمی کا ہے تو اسمیں خراج ہے مطلقاً اور اگر مسلمان کا ہے سو اگر اسنے خراج کے پانی سے سینچا تو اسمیں خراج ہے اور اگر عشر کے پانی سے سینچا تو عشر ہے اور اگر مسلمان یا ذمی نے اسکو کبھی خراج کے پانی سے سینچا اور کبھی عشر کے پانی سے تو مسلم پر عشر ہے اور ذمی پر خراج کذا فی الحلبی ملخصا (وسواد) ای قری (العراق) وحدہ من العذیب بضم ففتح قریۃ من قری الکوفۃ (الی عقبۃ حلوان) بن عمران بضم فسکون قریۃ بین بغداد وہمدان عرضا اور سواد قریات عراق اور عراق کے ملک کی حد عذیب سے ہے عقبہ حلوان بن عمران تک عرض میں عذیب بضم عین مہملہ و فتح ذال معجمہ ایک گاؤں کا نام ہے قریات کوفہ سے اور عقبہ حلوان بضم حا و سکون لام ایک گاؤں ہے بغداد اور ہمدان کے درمیان قدم نہایہ میں ہے سواد عراق سے قریات عراق مراد ہیں انکو سواد کہا بسبب انکے اشجار اور زراعت کی سرسبزی کے عرب سبز کو سیاہ بولتے ہیں اسواسطے کہ سبز دور سے سیاہ نظر آتا ہے تو کلام شارح کا بحذف حرف تفسیر ہے اور اضافت بیانی ہے اور عراق سے مراد عراق عرب ہے جسمیں کوفہ اور بصرہ اور بغداد اور نجف اور کربلا واقع ہیں اور شرح ملتقی وغیرہ میں کہا کہ عذیب بنی تمیم کے پانی کا نام ہے قریب کوفہ کے اور شاید کہ اس چشمہ کے کنارے پر گاؤں آباد ہو اسلئے بعید نہیں تو دونوں قولوں میں اختلاف نہ رہا (ومن العلث)

بفتح فسکون فمثلثۃ قریۃ شرقی دجلۃ موقوفۃ علی العلویۃ وما قیل من الثعلبیۃ بفتح فسکون غلط مصنف عن المغرب (الی عبادان) بالتشدید حصن صغیر بشط البحر (طولا) قریۃ مستفی وعبادان (طولا) اور حد عراق کی علث سے ہے عبادان تک طول میں علث بفتح عین مہملہ و سکون لام پھر ثاے مثلثہ قریہ ہے دجلہ کے مشرق کی جانب سادات علویہ پر موقوف ہے اور وہ جو بعضوں نے یعنی شارح دقایہ وغیرہ نے کہا ہے کہ طول عراق کا ثعلبیہ بفتح اول و سکون ثانی

[illegible] نیست [illegible] عشر [illegible] بیع [illegible]
[illegible] في [illegible] ابو حنيفة [illegible]
[illegible] اور [illegible] امام کے ساتھ [illegible] کہ ذا فی [illegible]
[illegible] عراق [illegible] فتح عنوة [illegible]
[illegible] واقر اہلہا علیہا او نقل الیہا قوما آخرین وضع علیہم الخراج کذا فی البحر اور جو ملک کہ شوکت اسلام سے فتح ہوا اور لشکر اسلام نے وہاں کے لوگوں کو [illegible]
[illegible] اور وہ لوگ اُس کے [illegible] ثابت اور قائم رکھے گئے یا اُس ملک کی طرف اور کسی ملک کے لوگ بسا دئیے گئے یا جو زمین [illegible] ہوا وہ خراجی ہو اسواسطے کہ
خراج کا فرون کو مناسب ہے جیسے سواد عراق پر امیر المؤمنین فاروق اعظم نے صحابہ کرام کے ساتھ خراج مقرر کیا چنانچہ کتب [illegible] روایت کی ہے [illegible]
اور یہی طرح بعد فتح مصر اور شام کے خلافت [illegible] مقرر ہوا اور خراج کافرون کو اسواسطے مناسب ہے [illegible] خراج [illegible]
اگرچہ [illegible] متعلق ہے بخلاف عشر کے کہ وہ [illegible] متعلق ہے [illegible]
یہ جو فتح ہوا اور وہاں کے لوگ وہیں قائم رکھے گئے لیکن وہ عشری ہے نہ خراجی اسواسطے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے وہاں سے خراج نہیں لیا [illegible]
نہیں ہو سکتی [illegible] وارض سواد مملوکة لاہلہا یجوز بیعہم لہا وتصرفہم فیہا [illegible] اور سواد عراق کی زمین
ہر وہاں کے لوگوں کی انکو بیع کرنا اور اُس میں تصرف کرنا مثل ہبہ اور وصیت اور اجارہ اور وقف کے جائز ہے کذا فی الہدایہ اور [illegible] زمین
وقف ہے تو وہاں کے لوگوں کی بیع انکے نزدیک جائز نہیں کذا فی الفتح [illegible] عراق کے حکم میں وہ ملک ہے جو بزور اسلام فتح ہوا اور وہاں کے لوگ وہیں قائم رکھے گئے یا جو ملک
بصلح فتح ہوا اور انکی اراضی پر خراج مقرر ہوا تو وہاں کے زمیندار اپنی اراضی کے مالک ہیں بیع اور ہبہ وغیرہ انکو جائز ہے [illegible]
[illegible] تب انکی ملکیت بیت المال کی طرف منتقل ہو گی کذا فی الطحطاوی عن شرح الملتقی تو معلوم ہوا کہ اکثر قریات ہندوستان کے زمیندار اپنی زمین کے شرعا مالک ہیں
انکی بیع اور ہبہ وغیرہ نافذ ہے اسواسطے کہ جب ہندوستان فتح ہوا تو یہاں کے لوگوں پر ثابت رکھا گیا خراج لیکر ویجب الخراج فی ارض الوقف الا اذا اشتراہ من بیت المال
[illegible] فلا عشر فیہا ولا خراج [illegible] کذا [illegible] فی شرح الملتقی اور خراج واجب ہے وقف کی زمین میں مگر اُس وقفی زمین میں
خراج نہیں جو بیت المال سے خرید ہوئی ہے بلکہ اسکو وقف کیا اسکے مشتری نے تو اُس میں عشر ہے نہ خراج کذا فی الشرنبلالیہ ناقلا عن البحر اور اسی طرح اُس میں عشر اور خراج
نہیں اگر مشتری نے اسکو وقف نہ کیا چنانچہ میں نے اُسکو شرح ملتقی میں مذکور کیا ہے بیت المال کی اراضی بیچنا سلطان کو جائز نہیں مگر اس شرط سے کہ جب
مسلمین کو معاذ اللہ حاجت شدید واقع ہو کذا فی الطحطاوی عن التحفۃ المرضیۃ۔ والصبی والمجنون لو کانت الارض خراجیۃ والعشر لو عشریۃ [illegible]
الزکوۃ اور خراج واجب ہے وقف اور صغیر اور مجنون کی زمین سے اگر وہ زمین خراجی ہو اور عشر واجب ہے اگر وہ عشری ہو کذا فی الدرر اور یہ مسئلہ کتاب الزکوۃ میں
مذکور ہو چکا وقالوا ارض الشام والمصر خراجیۃ اور فقہا نے کہا ہے کہ زمین مصر اور شام کی خراجی ہے [illegible] کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مصر پر خراج مقرر کیا جبکہ
اُسکو عمرو بن العاص نے فتح کیا اور یہی طرح باجماع صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم شام پر خراج مقرر ہوا کذا فی الفتح وفی الفتح الماخوذ الآن [illegible] اجرۃ لا خراج
الا ترى انہا لیست مملوکة للزراع کانہ لموت المالکین شیئا فشیئا بلا وارث فصارت لبیت المال وعلی ہذا فلا یصح بیع الامام ولا شراؤہ من وکیل بیت المال
[illegible] الا لضرورۃ [illegible] فی البحر [illegible] علی قول المتاخرین المفتی بہ قلت [illegible] فی باب الوصی جواز
بیع عقار الصبی فی سبع مسائل اور فتح القدیر میں ہے کہ جو اب حاصل ہوتا ہے مصر کی اراضی سے وہ اجرت ہے نہ خراج تو نہیں جانتا کہ اراضی مذکورہ زراعت
کرنے والون کی ملک نہیں گویا عدم مملوکیت اسکی بسبب مرجانے اُسکے مالکون کے ہے اندک اندک بلا وارث تو وہ اراضی بیت المال کی ہو گئی اور بموجب اسکے

تو صحیح نہیں بیچنا امام کا اُس ارضی کو اور نہ حاکم کا خرید کرنا بیت المال کے وکیل سے کسی زمین کو انمیں سے اسواسطے کہ امام اور سلطان بیت المال کے مملوکین یتیم کے ولی کے مانند ہی تو اُسکی بیع اور شرا جائز نہیں مگر بسبب ضرورت کے والعیاذ باللہ بحر الرائق مین اتنا زیادہ کیا ہی یا زمین کی خرید مین رغبت زیادہ ہوگئی ہو اُسکی دونی قیمت ہوجانے سے تو اُسکی بیع جائز ہی بموجب قول متاخرین کے جو مفتی بہ ہو مین اسکا ہون باب الوصی مین آویگا ارضی صغیر کی بیع کا جائز ہونا سات صورتون مین ہم بیت المال کا وکیل وہ ہی جسکو سلطان نے بیت المال کی خبر گیری پر داروغہ کیا شرح ملتقی مین کہا کہ عشری اور خراجی کے سوا یہان ایک تیسری قسم کی زمین ہی جسکو ارضی مملکت اور ارضی حوزہ کہتے ہین یعنی زمین سلطانی وہ ارضی ہی جسکے مالک مرگئے بلاوارث اور اُسکی ملکیت بیت المال کی طرف راجع ہوئی یا جو ملک بزور لشکر اسلام فتح ہوا اور اہل اسلام کی ملک مین تا قیامت باقی رکھا گیا اور اس ارضی کا حکم تاتارخانیہ مین یون مذکور ہی کہ سلطان کو جائز ہی کہ وہ ارضی زراعت کرنے والون کو دے دو طریق پر یا مزارعین کے مالکون کو قائم مقام کرے زراعت اور خراج کے دینے مین یا زمین اُنکو اجارہ دے خراج کے برابر تو جو اُنسے حاصل ہو وہ خراج ہی امام کے حق مین پھر اگر نقد مقرر ہو تو وہ خراج موظف ہی اور اگر بعض خارج ہو تو خراج مقاسمہ ہی اور مزارعین کے حق مین تو فقط اجرت ہی نہ عشر نہ خراج انتہی ما فی التاتارخانیہ اگر کوئی کہے کہ استیجار ارض کا بعض خارج سے جائز نہیں کیونکہ اجارہ فاسد ہی بسبب جہالت کے اُسکا جواب یہ ہی جو مذکور ہو چکا کہ حاصلات امام کے حق مین خراج ہی اور مزارعین کے حق مین اجرت بضرورت عدم صحت خراج حقیقۃً وحکماً پھر جب ارضی مذکورہ وہ مزارعین کو دی تو اُس ارضی مین اُنکو بیع اور تصرف کرنا جائز نہین اور وراثت اُسمین جاری نہین کذا فی الطحطاوی ملخصاً وافتی مفتی دمشق فضل اللہ الرضی بان غالب ارضینا سلطانیۃ لانقراض ملاکہا فالت لبیت المال فتکون فی ید زراعہا کالعاریۃ انتہی اور یہ فتوی دیا مفتی دمشق فضل اللہ رضی نے کہ اکثر ہماری ارضی سلطانی ہی بسبب ہلاک ہوجانے اُنکے مالکون کے تو وہ بیت المال کی طرف راجع ہوئین سو اپنے کاشتکارون کے ہاتھ مین عاریت کے مانند ہین انتہی وفی النہر عن الواقعات لو اراد السلطان شراءہا بالنفسیۃ امر غیرہ ببیعہا ثم تشتریہا منہ لنفسہ انتہی اور نہر الفائق مین واقعات سے منقول ہی کہ اگر سلطان بیت المال کی زمین کی خرید کا ارادہ کرے تو اپنے غیر کسی شخص کو مثلاً وکیل بیت المال کو امر کرے اُسکے بیچ ڈالنے کا پھر اُسکو اُسکے مشتری سے خرید کرے اپنے واسطے انتہی ہم طحطاوی نے کہا یہ قول مخالف ہی قول سابق کے کہ امام کو بیت المال کے وکیل سے بھی خرید کرنا جائز نہین مگر یہ کہ اُسکو اُس حالت پر محمول کیجیے جب مسلمین کو ضرورت شدیدہ پیش آوے واذا لم یعرف الحال فی الشراء من بیت المال فالاصل الصحۃ و یعرف صحۃ وقف المشتراۃ من بیت المال وان شروط الواقفین صحیحۃ وانہ لاخراج علی اراضیہا اور جبکہ حال معلوم نہو بیت المال سے خرید کرنے کا یعنی بوقت شرا مجوز بیع شرعاً حاصل تھا یا نہ تھا تو اصل یہان صحیح ہونا خرید کا ہی اور بسبب اصل صحت کے معلوم ہولگی صحت وقف اُس زمین کی جو بیت المال سے خرید ہوئی اور یہ کہ شروط واقفین کی صحیح ہین اور یہ کہ اُس ارضی موقوفہ پر خراج نہین ہم جب شروط واقفین کی صحیح ہوئین تو اُنکے بموجب عمل کرنا واجب ہوگا اور یہ جو حموی نے توہم کیا ہی کہ ارضی مذکورہ بیت المال کے حکم پر باقی ہی سو غیر صحیح ہی **وموات احیاہ ذمی باذن الامام** او رضخ لہ الامام خراجی اور جس بلاوارث افتادہ زمین کو ذمی نے بحکم امام آباد کیا یا امام نے اُسکو بطور عطا دیا چنانچہ مذکور ہو چکا وہ خراجی ہی **ولو احیاہ مسلم اعتبر قربہ** لان ما قارب الشی یعطی حکمہ اور اگر زمین افتادہ کو مسلم نے آباد کیا تو اُسکا قرب معتبر ہوگا کیونکہ جو شی کے قریب ہوتا ہی اُسکو اُسی کا حکم دیا جاتا ہی ہم اگر وہ زمین خراجی کے قریب ہی تو وہ بھی خراجی ہی اور اگر عشری کے نزدیک ہی تو عشری ہی اور یہ مذہب ہی ابو یوسف کا چنانچہ گھر کے آگے کے میدان مین صاحب خانہ منتفع ہوتا ہی اگرچہ وہ اُسکی ملک مین نہو یعنی اُسکو بسبب قرب کے وہان مٹی ڈالنا اور گھوڑا باندھنا درست ہی کذا فی المنح **وکل منہما ای العشریۃ والخراجیۃ ان سقی بماء العشر اخذ منہ العشر الا ارض کافر** فسقی بماء العشر اذ الکافر لا یتبدأ بالعشر اور دونون قسمین یعنی زمین عشری اور خراجی اگر عشر کے پانی سے سینچی جاوے تو اُس سے عشر لیا جائے گا مگر کافر کی زمین جو عشر کے پانی سے سینچی اُس سے خراج ہی لیا جاوے گا نہ عشر اسواسطے کہ کافر سے عشر لینے مین ابتدا نہین کیجاتی بالاتفاق **وان سقی بماء الخراج اخذ منہ الخراج** لان النماء بالماء اور اگر زمین سینچی جاے خراج کے پانی سے تو اُس سے خراج لیا جائے گا اسواسطے کہ افزونی کھیت کی پانی سے ہوتی ہی ہم علامہ نوح نے فرمایا کہ یہ تفصیل فقط موات یعنے افتادہ زمین مین جاری

اور تقسیم ... [illegible] ... نصف ... [illegible] ... وغیرہ ... [illegible]

[illegible] ... ابو یوسف ... [illegible]

وهو ان كان خراج مقاسمة ان كان الواجب بعض الخارج كالخمس ونحوه وخراج وظيفة ان كان الواجب شيئا في الذمة يتعلق بالتمكن من الانتفاع

[illegible] ... خراج مقاسمہ ... [illegible] ... خراج وظیفہ ... [illegible]

[illegible] ... محصول ... [illegible]

متعلق ہو قدرت ... [illegible] ... زمین ... [illegible]

شيء المتمكن كما وضع عمر رضي الله عنه على السواد لكل جريب ... [illegible]

علی ما ذکر ... خراج وظیفہ ... امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواد عراق پر ... جریب ... [illegible]

[illegible] ... کسریٰ ... قبضہ ... [illegible] ... جریب ... [illegible]

فی الجریم ... [illegible] ... قول اول ... [illegible]

باوجود اختلاف مقادیر کے ہندوستان میں ساٹھ گز کا ... جریب ... [illegible]

ان يبلغه الماء صاعا من بر او شعير ودرهما حضرت عمر ... فاروق رضی اللہ عنہ نے ... جریب میں جہاں پانی پہونچتا ہے ایک صاع گیہوں یا جو اور ایک درم

نہایت ... مقرر کیا ... [illegible] ... پانی پہونچنے سے مراد یہ ہے کہ ... زمین لائق زراعت ... [illegible]

ایک صاع تخمیناً تین سیر اور ایک چھٹانک ... [illegible]

دو درم مرادی ... درم ساٹھ مثقال ... [illegible]

پانچ ... محصول زمین کا مقرر ہوا ... جریب الرطبة خمسة ... [illegible] ... ہر جریب میں پانچ درم خراج ... [illegible]

... رطبہ قضب کا نام ہے ... [illegible] ... تفسیر ثانی پر اقتصار کیا ... [illegible]

... [illegible] ... قول اول ... [illegible] ... رطبہ اور قضب

فارسی میں ... کہتے ہیں ... [illegible] ... تفسیر کتاب ... فقہ میں زیادہ ... [illegible] ... جریب

الكرم والنخل متصلة قيد فيهما عشرة اور ہر جریب انگور اور نخلستان میں جسکے درخت باہم متصل ہوں ... خراج ... فی جریب دس درم جسکے تخمیناً ...

ہوتے ہیں شارح نے کہا کہ اتصال اشجار کی انگور اور کھجور ... [illegible] ... زمین ... درخت انگور کے ہوں جسکے نیچے زراعت نہ ہو سکے

اسکو زبان عرب میں کرم بولتے ہیں کذا فی المنح ولما سواه مما ليس فيه توظيف عمر كزعفران وبستان وهو كل ارض يحوطها حائط وفيها اشجار متفرقة ويمكن الزرع

تحتها فلو ملتفة اي متصلة لا يمكن زراعتها فهو كرم ... اور ما سواے اقسام ثلثہ مذکورہ کے جسمیں ... فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توظیف اور تعیین نہیں جیسا کہ

زعفران اور بوستان بقدر انکی طاقت کے خراج ہے شارح نے کہا بوستان اس زمین کا نام ہے جسکے گرد احاطہ ہو اور اسمیں متفرق درخت ہوں اور زراعت انکے

نیچے ممکن ہو اور اگر اسکے درخت پیچان ہوں یعنی ایسے متصل ہوں جسکی زمین کی زراعت ممکن نہو وہ کرم ہے ونهاية الطاقة نصف الخارج لان التنصيف عين الانصاف

فلا يزاد عليه في خراج المقاسمة ولا في الموظف على مقدار ما وظفه عمر رضي الله تعالى عنه والطاقة على الصحيح اور نہایت طاقت نصف خارج ہے اسواسطے

کہ تنصیف یعنی آدھا لینا عین انصاف ہے تو نصف خارج پر زیادہ نہ کیا جاے ... کے محصول میں اور ... محصول میں زیادتی ... اس مقدار سے جسکو ... [illegible]

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مقرر فرمایا اگرچہ زمین خراج فاروقی سے زیادہ کی طاقت رکھتی ہو بنا بر قول صحیح کے کذا فی الکافی حم خراج فاروقی سے زیادہ لینا اسواسطے نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے عاملون سے پوچھا کہ شاید تم نے زمین پر زیادہ محصول مقرر کیا جسکی اسکو طاقت نہین انھون نے کہا نہین بلکہ ہم نے بقدر طاقت کے معین کیا ہے اور اگر ہم اس سے بھی زیادہ مقرر کرتے تو بھی اسمین گنجائش تھی اتنی تو اس سے ثابت ہوا کہ باوجود طاقت اور گنجائش کے بھی زیادہ لینا جائز نہین اسواسطے کہ فاروق عادل نے باوجود دریافت طاقت اور گنجائش کے بھی زیادہ لینا تجویز نہ کیا اور یہی قول امام اعظم کا صحیح ہے چنانچہ کافی مین موجود ہے تو جو زمین کہ بعد فاروق اعظم کے مفتوح ہوئی سو اگر اسمین گیہون پیدا ہوتے ہون اور حاکم چاہے کہ ایک سیر فی جریب دو درم مقرر کرے باوجود طاقت اور گنجائش کے تو ہرگز جائز نہین کذا فی المنح طحطاوی نے کہا کہ نص صریح ہے اس محصول کے حرام ہونے پر جسکو حکام ظالمین خراج فاروقی سے زیادہ لیتے ہین اور اگر یہ بھی مسلم کیجیے کہ اراضی بیت المال کی ہے کر مستاجرہ ہوگئی ہے خراجیہ باقی نہ رہی تو بھی اجرت کی زیادتی خروج سے جائز نہین چنانچہ تاتارخانیہ سے مذکور ہو چکا وتنقص مما وظف علیہا ان لم تطق بان لم یبلغ الخارج ضعف الخراج الموظف فینقص الی نصف الخارج وجوبا وجواز احسنہ الاطاقۃ وینبغی ان لا یزاد علی النصف ولا ینقص عن الخمس حلبی اور کم کر دیا جاوے اس خراج سے جو زمین پر مقرر ہو گیا اگر زمین کو اسکی طاقت نہو مثلا جسکہ زمین کا غلہ خراج موظف کے دو چند تک نہ پہونچے تو خراج گھٹا یا جاوے نصف خارج تک بنا بر وجوب کے اور بنا بر جواز کے طاقت کے وقت اور لائق یون ہے کہ زیادہ نہ لیا جاوے نصف خارج سے اور کم نہ کیا جاوے خمس سے کذا ذکرہ الحداوی یعنی اگر مثلا دس سیر فی جریب غلہ پیدا ہو تو محصول پانچ سیر سے زیادہ نہ لے اور دو سیر سے کم نہ کرے اور یہ حکم بٹائی کا ہے کذا فی الحلبی عن البحر وفیہ لو غرس بارض الخراج کرما او شجرا فعلیہ خراج الارض الی ان یطعم اور اسمین یعنی جوہرہ وسراج وہاج مین ہے اگر ایک شخص خراج کی زمین مین انگور بوئے یا کوئی اور درخت پھلدار تو اسپر زمین کا خراج واجب ہے یہانتک کہ انگور وغیرہ کھلنے کے لائق ہو سو خراج زمین سے خراج زراعت مراد ہے یعنی ایک صاع اور ایک درم فاذا اطعم فلہ الکرم فوزرع الحب فعلیہ خراج الکرم اور اسیطرح اگر انگور کو اکھاڑے اور اناج بووے تو اسپر انگور کا خراج واجب ہے حم اسپر کہ شاید انگور کا خراج واجب ہوگا اسواسطے کہ اسنے اعلی کو چھوڑ کر ادنی کو اختیار کیا فتاوی عالمگیری مین ہے کہ جو شخص لا اعلی کی طرف انتقال کریگا بدون عذر کے اسپر عمدہ کا خراج واجب ہوگا جیسے زعفران چھوڑ کر مثلا باجرا بووے اور اس مسئلہ کو دریافت کرنا چاہیے اسکا فتوی نہ دینا چاہیے تا حاکم ظالم لوگون کے مال نہ چھین لین یہی جسکا مال اظلم سے لیا جاوے تو اسپر تہمت رکھیگا کہ اسنے مثلا انگور یا زعفران کی زراعت چھوڑ کے جوار یا باجرا بویا اور اس سے خراج زعفران اور انگور کا لینگے داذا اطعم فعلیہ قدر الطیق ولا یزید علی عشرۃ دراہم ولا ینقص عما کان اور جبکہ انگور کھانے کے لائق ہو تو اسپر خراج لازم آویگا بقدر اسکی طاقت کے اور نہ زیادہ کرے دس درم پر اور نہ کم کرے اس محصول سے جو اس زمین پر قبل انگور بونے کے تھا طحطاوی نے کہا اذا اطعم مسئلۂ اولی سے مرتبط ہے تو بہتر یون تھا کہ بعد ان یطعم کے مذکور کرتا وکل ما یمکن الزرع تحت شجرۃ فبستان وما لا یمکن فکرم اور جہان زراعت ممکن ہو درخت کے نیچے وہ بستان ہے اور جہان ممکن نہو وہ کرم ہے یہ مضمون بحر ہو چکا واما الاشجار التی علی المسناۃ فلا شیء فیہا انتہی اور جو درخت کہ پانی کے بان پر ہوتے ہین انکا کچھ خراج نہین انتہی ما فی الجوہرہ طحطاوی حم مسناۃ بضم میم وتشدید نون جامع اللغتین مین کہا کہ وہ عرم ہے یعنی جو سیلاب روکنے کیواسطے بنایا جاوے کذا فی الطحطاوی وفی زکوۃ الخانیۃ قوم اشتروا ضیعۃ فیہا کرم وارض فشری احدہما الکرم والاخر الارض وارادوا قسم الخراج فلو معلوما فظاہر الخ وکذا لو کان جملۃ قبل الشراء ولا کان کان جملۃ فان لم تعرف الکرم الا کرما قسم بقدر الحصص اور خانیہ کی کتاب الزکوۃ مین مذکور ہے کہ ایک قوم نے ایک قریہ خرید کیا جسمین انگور اور زمین ہے سو ایک شخص نے انگور کے باغ مول لیے اور دوسرے نے اراضی مول لی اور دونون نے قسمت خراج کا ارادہ کیا تو اگر خراج معلوم ہو یعنی انگور کا خراج علیحدہ اور اراضی کا خراج علیحدہ معلوم ہو تو ویساہی خراج باقی رہیگا جیسا خرید کرنے سے پہلے تھا اور اگر انگور اور زمین کا خراج جدا جدا معلوم نہو تو خراج وہان کا مجمل اور مجموعہ رہیگا سو اگر انگور سواے انگور کے کچھ اور نام سے مشہور نہون تو خراج کی تقسیم ہوگی بقدر حصون کے یعنی کوئی شخص انگور کو اراضی نہ جانتا ہو اور اراضی کو انگور نہ جانتا ہو تو مجموع خراج قریہ کا بقدر اسکے حصون کے قسمت پذیر ہوگا کذا فی الحلبی عن الخانیۃ قریۃ خراجہم متفاوت فطلبوا التسویۃ ان لم یعلم قدرہ ابتداء ترک علی ما کان ایک قریہ ہے کہ وہان کے لوگون کا خراج مختلف ہے کسی پر کم اور کسی پر زیادہ پھر اہل قریہ نے خراج برابر کردینے کی درخواست کی اگر مقدار خراج کی ابتداے معلوم نہو کہ برابر تھا یا کم ویش تو بدستور سابق چھوڑ دیا جاوے گا

ولا خراج ان غلب علی ارضہ الماء او انقطع الماء او اصاب الزرع آفات سماویۃ کغرق و حرق و شدۃ برد اور نہین ہے خراج اگر غلبہ کیا
پانی نے حصول غلہ پر کہ کہیتی مین پانی بھر گیا یا پانی منقطع ہو گیا یا کہیت کو آسمانی آفت پہنچی جیسے کہیتی کا ڈوب جانا یا جل جانا
یا سردی کی بہت شدت ہے کہ اسوقت اسکا حصول ہو کہ جب ان آفتون کے بعد سال مین ہے بقدر بہت باقی رہتے ہیں دوسری زراعت ہو سکے
مین کہا فتوی یہی ہے کہ اگر جتنی آفت مذکورہ کے سال مین تین مہینے باقی رہین تو خراج ساقط ہو گا اور آفات سماویہ سے مراد جنکو انسان دفع نکر سکے
اور غیر مین کہا کہ اباحی ... اور ٹڈی اور زرق کے ساتھ ملحق کیا ہے واسطے کہ اُنکا دفع کرنا نہین ہو سکتا اور نہایہ مین کہ کہیت مین کیڑا لگنا اور چوہا اور ٹیڈی
اور جسقدر اسی طرح ملحق الدفع نہین لیکن ہمارے اکثر ملک مین بندر اور درندے جانور اور ... مین اسم مفعول کی تصریح کی ہے اور اگر ... خراج ساقط ہو
مختصر مین زراعت کے مانند ٹیڈی اور کرم ... یعنی قول بعض مفعول خراج آفات مذکورہ نقصان سے قریب ہے اور ... مافی ... الا مرین ... جو
کرد مین سے منقول ہے کہ ... نوشیروان بادشاہ کا یہ طریقہ تھا کہ جب اس کی رعیت اُنکے وقت ... سے ہوتی تو ... بیج وغیرہ مسافر ... ہے تھے
اور کہتے تھے کہ ہم اپنی ... نفع مین شریک ہین تو ہم اُنکے نقصان مین کیون نہ شریک ہون ... کہ نوشیروان سلام ... اور تخمینا
خراج کو کچھ نہ دے قولہ اقل کہ اس سے خراج کا ... اما اذا کانت الآفۃ غیر سماویۃ ویمکن الاحتراز عنہا کاکل القردۃ والسباع ونحوہا والانعام ونحوہا فتجب الخراج
الخراج بعد ہلاکہا ولا یسقط قولہ الیسقط اور جبکہ آفت آسمانی نہو اور اس سے بچ رہنا ممکن ہو جیسے بندر اور درندے جانور اور ... کا کہیتی کہا جانا جیسے چوپائے
جانور اور چوہا اور کیڑا کذا فی البحر یا ہلاک ہو گیا غلہ کہیت کاٹنے کے بعد تو خراج ساقط نہوگا اور قبل کہیت کاٹنے کے اگر غلہ تلف ہو گا تو خراج ساقط ہوگا اگر اسوقت سا قط ہو گا
جب سال مین اتنی مدت باقی ہو جسمین دوبارہ کہیتی ہو سکے چنانچہ یہ قید کلام سابق سے مفہوم ہوتی ہے نہر الفائق مین کہا کہ کیڑے کو آفت سماوی مین داخل کرنا ظلم ہین

بلکہ اسکے آفت آسمانی ہونے مین تردد کرنا لائق نہین اسواسطے کہ اس سے احتراز ممکن نہین ولو ہلک البعض ان فضل عما انفق شئی اخذ منہ مقدار ما بیناہ مصنف سراج وہاج
فی الشرنبلالیہ معزیا للبحر اور اگر تمام غلہ ہلاک نہو بلکہ بعض ہلاک ہوا تو اگر کچھ غلہ فاضل خرچ سے بچ رہا تو اس سے خراج لیا جائے اسقدر جسکو ہم نے بیان کیا کذا ذکرہ المصنف
فی شرحہ عن السراج الوہاج اور پورا بیان اسکا شرنبلالیہ مین ہے بحر الرائق سے ہم منح الغفار مین سراج وہاج سے منقول ہے کہ اگر بعض خارج ہلاک ہو تو محمد رح نے کہا
کہ اگر غلہ خراج کا دونا باقی رہا مثلاً جیسے کہ فی جریب بمقدار دو درہم اور دو صاع کے باقی رہا تو خراج واجب ہے اور اگر مقدار خراج سے کم باقی رہا تو نصف واجب
ہو جاتا ہے مشائخ نے کہا اسمین صواب یہ ہے کہ اول یہ دیکھنا چاہیے کہ فراع کا اس کہیت مین کتنا خرچ ہوا پھر غلہ کی پیداوار کو دیکھنا چاہیے تو پہلے غلہ سے فراغ
کے خرچ کو مجرا کرے پھر اگر کچھ بچے تو اسمین سے وہ مقدار خراج لے جسکو ہم نے بیان کیا یعنی نصف سے تجاوز نکرے الحکم الاجارۃ فی الارض المستاجرۃ شرنبلالیہ مین کہا اور یہی حکم
ہے اجارہ ارض مستاجرہ مین ہم طحطاوی نے کہا بحر الرائق مین مذکور ہے کہ حکم اجارہ مخالف حکم خراج ہے اسواسطے کہ بقدر استیفا اجرت لیجاتی ہے بخلاف خراج کے تو اجارہ
کو خراج کے ساتھ ملحق کرنا ظاہر صحیح نہین فان عطلہا صاحبہا وکان خراجہا موظفا او اسلم صاحبہا او اشتری مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج پھر اگر ذی
زمین کو اسکے مالک نے معطل رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موظف یعنی معین تھا یا اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یا مسلمان نے ذمی سے زمین خراجی مول لی
تو ہر صورت مین خراج واجب ہے ہم مصنف نے نسبت تعلیل سے اشارہ کیا کہ صاحب ارض زراعت پر قادر تھا اور اسنے زراعت نکی تو تقصیر اسکی ثابت ہوئی لہذا خراج
اسپر لازم آیا اور اگر مالک زراعت کرنے سے عاجز ہو بسبب اپنے ناطاقت ہونے کے یا بسبب نقدان اسباب کے تو حاکم کو چاہیے کہ اُسکی زمین کسی شخص کو بٹائی پر دے اور
مالک کے حصے سے خراج لے کر باقی کو مالک کے واسطے رکھے اور اگر حاکم چاہے زمین کو اجارہ دے اور خراج اجرت سے لے خواہ بیت المال کے مال سے زراعت کرا دے اور
اگر یہ کچھ نہو سکے تو زمین کو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت سے خراج لے اور یہ حکم بلا خلاف ہے کذا فی البحر اور خراج لینے کے بعد جو قیمت باقی رہے وہ مالک کو دے اور بعض نے
شرح سے خراج لیا ہے کذا فی النہر الفائق مسلمان پر ابتداءً خراج نہین البتہ بقا ہے اسواسطے کہ صحابہ کرام نے زمین خراج کی مول لی تھی اور اُسکا خراج دیا کرتے تھے

كذا في فتح القدير ولو منعه انسان من الزراعة او كان الخراج خراج مقاسمة لا يجب شيء سراج اور اگر ذمی کو زراعت کرنے سے کسی انسان نے روکا یا خراج بٹائی کا خراج تھا تو کوئی چیز واجب نہیں کذا فی السراج اسواسطے کہ روکنے سے اسکی عاجزی ثابت ہوگئی اور بٹائی کا خراج بدون پیداوار کے لازم نہیں وقد علمت ان المأخوذ من اراضی مصر اجرة لا خراج فما يفعل الان من الاخذ من الفلاح وان لم يزرع ويسمي ذلك فلاحة واجباره على السكنى في بلدة معينة ليعمر داره ويزرع الاراضي حرام بلا شبهة نهر اور تجھکو معلوم ہو چکا کہ جو حاصل ہوتا ہے اراضی مصر سے اجرت ہے نہ خراج سو جو کہ اب معمول ہے کاشتکار سے لینے کا اگرچہ وہ نہ بووے اور یہی فلاحت ہے اور کاشتکار پر جبر کرنا ایک شہر معین کے رہنے پر کہ اپنے گھر کو آباد رکھے اور اراضی میں زراعت کرے سو حرام ہے بلا شبہہ کذا فی النہر ونحوہ فی الشرنبلالیۃ معزیا للبحر حيث قال وتقدم ان مصر الان ليست خراجية بل بالاجرة فلا شيء على من لم يزرع ولم يكن مستاجرا ولا جبر عليه بسببها فما يفعله الظلمة من الاضرار به حرام خصوصا اذا اراد الاشتغال بالعلم اور مانند نہر الفائق کے شرنبلالیہ میں ہے بحر الرائق کی طرف نسبت کرکے چنانچہ یوں کہا ہے اور مقدم مذکور ہو چکا کہ اراضی مصر کی بالفعل خراجی نہیں بلکہ باجرت ہے تو کوئی چیز اسپر واجب نہیں جس نے اسمیں زراعت نہ کی اور حالانکہ وہ مستاجر نہیں یعنی درصورت مستاجری اور تمکن کے اجرت واجب ہوگی اور اسپر جبر نہیں اسکے سبب سے تو جو حکام ظالمین اسکو ضرر پہونچاتے ہیں وہ حرام ہے خصوصا جب کہ مزارع اشتغال علم کا ارادہ کرے وقالوا لو زرع الاخس قادرا على الاعلى كزعفران فعليه خراج الاعلى وهذا يعلم ولا يفتى به كيلا يتجرى الظلمة علما نے کہا کہ اگر مزارع بووے کمتر چیز عمدہ تر پر قادر ہو کر چنانچہ زعفران چھوڑکر جو بووے تو اسپر عمدہ چیز کا خراج واجب ہے اور اس مسئلہ کو دریافت کیجیے اسکا فتوے نہ دیجیے تاکہ حکام ظالمین لوگوں کے اموال پر جرأت نہ کریں یعنی اگر حاکم ظالم اسکا فتوی پائیگا تو اسکو مال لینے کا یہ حیلہ ملیگا کہ اسنے مثلاً زعفران چھوڑکر باجرا بویا اور اس سے زعفران کا محصول ناحق لیگا اور یہ صریح ظلم ہے باع ارضا خراجية ان بقي من السنة مقدار ما يمكن المشتري من الزراعة فعليه الخراج والا فعلى البائع غاية بیچا خراجی زمین کو اگر سال سے اتنی مدت باقی ہے جسمیں مشتری زراعت کرنے پر قادر ہے تو مشتری پر خراج ہے اور نہیں تو بائع پر کذا فی الغایۃ ہم فتح القدیر سے مذکور ہو چکا کہ امکان زراعت میں تین مہینے پر فتوے ہے ولا يؤخذ العشر من الخارج من ارض الخراج لانهما لا يجتمعان خلافا للشافعي رح اور نہ لیا جاوے عشر خراجی زمین کے غلہ سے اسواسطے کہ امام اعظم رح کے نزدیک بموجب حدیث کے عشر اور خراج مجتمع نہیں ہوتے بخلاف امام شافعی رح کے کذا فی الفتح ولا يتكرر الخراج بتكرر الخارج في سنة لو موظفا والا بان كان خراج مقاسمة تكرر لتعلقه بالخارج حقيقة اور دوبار خراج نہیں لیا جاتا دوبار غلہ پیدا ہونے سے ایک سال میں اگر جمعی خراج ہے اور اگر جمعی خراج نہو اسطرح پر کہ بٹائی کا خراج ہو تو دوبار لیا جائیگا بسبب متعلق ہونے بٹائی کے خارج پر فی الحقیقۃ یعنی تو جو بار غلہ پیدا ہوگا بانٹ دیا ہوگا كالعشر فانه يتكرر بٹائی کا خراج عشر کے مانند مکرر ہوتا ہے زراعت کی تکرار سے ترك السلطان او نائبه الخراج لرب الارض او وهبه له ولو بشفاعة جاز عند الثاني وحل له لو مصرفا والا تصدق به به يفتى وما في الحاوي من ترجيح حله لغير المصرف خلاف المشهور سلطان یا اسکے نائب نے خراج چھوڑ دیا زمیندار کو یا اسکو بخش دیا اگرچہ کسی کی سفارش سے چھوڑا یا بخشا تو ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور زمیندار کو وہ حلال ہے اگر وہ خراج کا مصرف ہو مثلاً غازی یا قاضی یا مفتی یا مدرس ہو اور اگر صاحب زمین خراج کا مصرف نہو تو وہ خراج کو خیرات کرے اسی پر فتوے ہے اور جو قول کہ حاوی قدسی میں ہے غیر مصرف کی بھی حلت کی ترجیح میں سو قول مشہور کے خلاف ہے کذا فی النہر ولو ترك العشر لا يجوز اجماعا ويخرجه بنفسه للفقراء سراج خلافا لما في قاعدة تصرف الامام منوط بالمصلحة من الاشباه معزيا للبزازية فتنبه اور اگر سلطان عشر چھوڑ دے عشری زمین کے مالک کو تو جائز نہیں باتفاق صاحبین کے اور مالک کو چاہیے اسکو آپ نکالے فقیروں کے واسطے کذا فی السراج بخلاف اس قول کے جو اشباہ کے اس قاعدہ میں ہے بزازیہ کی طرف نسبت کرکے کہ تصرف امام کا مصلحت سے متعلق ہے سو آگاہ رہنا ہم درر المنتقی میں کہا بزازیہ میں ہے زمین عشری کے مالک پر عشر کا چھوڑنا جائز ہے خواہ وہ غنی ہو

یا غیر ایسے یا اگر وہ غنی ہو تو وہ مستحق عشر و خراج نہیں ہے کیونکہ بیت المال کا مصرف ہے پس اگر وہ فقیر ہو تو مستحق ہے اور اگر غنی ہو تو جو صیغہ جواب میں ہے

جنہ میں وہ آئی ہیں اگر عشر معافیوں کا معاف کر دے تو جائز ہے اسواسطے کہ عشر معافیوں کی قیمت سے دس حصہ ہیں جیسی خرا کا تو ہے بیشک اور کیا ہے کہ یہ مدد ہے

اخراجات جیسے عشر کا ہے جو شرع ہے تو ایسے جو مسائل اور فتاویٰ میں نہیں ہے اور زمانہ میں جو جوا زکا قول ہے تو معافین کی جگہ کے واسطے علامہ شامی نے رد المحتار میں

بیان میں قول الشامی ہے و قطاعات من اراضی بیت المال ذما اصلحا ان یا قبر بیت المال و الزرع و حصنا فلا یصح بیعہ و لا ہبتہ و لا وقفہ لعدم ما جاء منہ و اما تحریج

او اہتمام جواز فی الشافی ہیں یہ کہ ابو یوسف کے قول سے یعنی جواز زرکثیر ہو یا تھوڑے جیسے نے معروف خراج کیونکہ معلوم ہوا کہ بیت المال کی اراضی کی معافی

کا حکم اسواسطے کہ معافی کی حاصل یہ ہے کہ رقبہ زمین بیت المال کا مملوک ہے اور محصول زمین کا معافیدار کے واسطے ہے اسوقت میں تو بیع نہیں معافیدار کی

بیع اور ہبہ اسکا ہے اور نہ اسکا وقف ہاں اسکو جائز ہے اجارہ دینا بقیاس اجارہ مستاجر اقطاعات کو بعضے عرف میں انعام کہتے ہیں اور بعضے اسکو جا اور صلہ

بولتے ہیں اور صورت اسکی یہ ہے کہ بادشاہ قطعہ زمین خراجیہ کو بعضے لوگوں کو عطا کرے کہ وہ اس سے فائدہ پاویں تو یہ جائز ہے بشرطیکہ مستحق علیہ یعنی جسکو کہ بادشاہ نے

عطا کی وہ مصرف خراج ہو ابو یوسف کے نزدیک کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور ہندوستان کے عرف میں اقطاعات کو معافی کی زمین یا ائمہ اور ملک و معافی

بولتے ہیں اور جسکو وہ زمین ملی اسکو معافیدار اور ائمہ دار اور ملکی کہتے ہیں کیا رضی معافیہ کا بیچنا اور وقف کرنا اسواسطے جائز نہیں کہ وہ معافیدار کی ملک نہیں اسکو فقط

خراج میں اختیار ہے نہ رقبہ ارض میں و من الحوادث لو قطعہا السلطان لہ و لاولادہ و نسلہ و عقبہ علی ان من مات منہم انتقل نصیبہ الی اخیہ ثم مات السلطان

و انتقل من قطع لہ السلطان فی زمان سلطان آخر ایکون لاولادہ ام لا و مقتضی قواعدہم انعدام التعلیق بموت المعلق فیتدبرہ اور منجملہ حوادث فتویٰ یہ مسئلہ

ہے کہ اراضی کو اگر معاف کر دیا سلطان نے اسکو اور اسکی اولاد کو اور اسکی نسل اور ذریت اور اسی مانند کو اس شرط پر کہ اسکی اولاد سے جو مرے اسکا حصہ اسکے بھائی کو

ہو جیسے پھر معاف کرنے والا سلطان مر گیا اور جسکے واسطے معافی ہوئی وہ دوسرے سلطان کے زمانے میں منتقل ہو گیا وہ معافی اسکی اولاد کے واسطے ہو گی صاحب

نے کہا کہ اس مسئلہ کو میں نے فقہا کے کلام میں نہیں دیکھا اور مقتضی انکے قواعد کا تعلیق کا لغو کرنا ہے تعلیق کرنیوالے کی موت سے سو اسکو غور کرو تعلیق سے یہ قول

مراد ہے کہ جو زمین سے مرے اسکا حصہ اسکے بھائی کی طرف منتقل ہو اور تعلیق کرنے والے سے سلطان اول مراد ہے طحطاوی نے کہا ظاہر اسکا یہ حکم ہے کہ وہ اراضی اسکی

اولاد کے واسطے ہے اسواسطے کہ اسکی اولاد بالاصالت معافیدار ہے بطریق تعلیق کے و لو قطعہ السلطان ارضا مواتا و ملکہا السلطان ثم قطعہا لہ جاز وقفہ لہا اور اگر

سلطان نے زمین افتادہ ایک شخص کو معاف کر دی یا بادشاہ زمین مذکور کا مالک ہوا پھر اسنے ایک شخص کو معاف کر دی تو اسکو وقف کرنا اس زمین کا جائز ہے زمین

افتادہ کی معافی سے یہ مراد ہے کہ اس شخص نے زمین مذکورہ کو آباد کیا باذن سلطان اور مالک سلطان سے مراد ہے کہ سلطان نے زمین مذکورہ کو اپنے واسطے آباد کیا

وقف کرنا اس شخص کا اسواسطے صحیح ہوا کہ وہ زمین مذکورہ کا مالک ہو گیا املاک حقیقی تو اسکو جمیع تصرفات مالکانہ جائز ہوئے و اما اوقاف السلطان نعیس بایقاف البتہ

اور ارصاد سلطان کا وقف کرنا جائز نہیں ہے البتہ یہی مانی النہر سید حموی نے کہا کہ ارصاد اس سے عبارت ہے کہ جو لوگ بیت المال کے مستحق ہیں انکے واسطے بیت المال

میں سے بقدر انکے حصے یا بعض حصے کے جدا کر دینا سو یہ جائز ہے اسکا نقض باتفاق جائز نہیں اور یہ جو حکم وزرا اور مصر علما اور قرا اور یتامی اور بیوہ اور

مساجد اور موذن اور امام اور خطیبوں کے واسطے ارصاد مقرر ہے اسکا نقض ہرگز جائز نہیں اسواسطے کہ یہ لوگ بیت المال کے مصارف سے ہیں اور بیت المال

فقط مصالح مسلمین کے واسطے ہے اور ہرگز مصلحت نہیں ارزاق مستحقین بیت المال کے قطع کرنے میں اور ابن عبد السلام اور الکمل اور طرطوشی اور ابن جماعہ کا یہی فتویٰ

ہے انتہی آور شیخ علیے حنفی نے اپنے رسالہ متعلقہ ارصاد میں کہا کہ اراضی بیت المال کی مساجد وغیرہ سلطان نور الدین شہید نے اول وقف کی اور ابن عصرون سے اسکا

استفسار ہوا اسواسطے انھوں نے اسکے جواز کا فتویٰ دیا اور ضرورت اور مجبور کے حساب انکے ساتھ متفق ہوئے ابن عصرون اور انکے موافقین نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ

وقف حقیقی ہے اسواسطے کہ وقف کرنا غیر مالک سے صحیح نہیں یعنی سلطان بیت المال کا مالک نہیں جو اسکا وقف صحیح ہو بلکہ علماء مذکورین نے اسکو ارصاد

معلوم کیا یعنی بعض بیت المال انکے مستحقین کے واسطے علیحدہ ہو گیا تا انکو بسہولت پہونچ جاوے اسواسطے کہ فقہا اور ضعفا کا پہونچنا بادشاہون تک اور اپنا حق انسے
لینا متعذر یا متعسر ہی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وفی الاشباہ قبیل القول فی الدین افتی العلامۃ قاسم بصحۃ اجارۃ المقطع لمدون للامام ان یخرجہ متی شاء اور اشباہ مین
قبل گفتگو دین کے ہی علامہ قاسم نے اجارہ معافیدار کی صحت کا فتوی دیا اور یہ کہ امام کو جائز ہی کہ معافیدار کو جب چاہے خارج کر دے یعنی اراضی کو ضبط کر لے ہم کہتے
اجارہ یہ ہی کہ معافیدار انتفاع اراضی کا مالک ہی تو وہ مستاجر کے مانند ہی نہ مستعیر کے اور مستاجر کو اجارہ دینا درست ہی اسی طرح معافیدار کو بھی جائز ہی وقیدہ ابن نجیم
بقیۃ الموات الاموات فلیس للامام اخراجہ عنہ لانہ یملکہ بالاحیاء فلیحفظ اور معافیدار سے زمین کے نکال لینے کو ابن نجیم صاحب اشباہ نے غیر زمین افتادہ کو مقید کیا ہی
اور زمین افتادہ مین تو سلطان کو اسکا نکال لینا معافیدار سے جائز نہین اسواسطے کہ زمین افتادہ کا بسبب آباد کرنے کے وہ مالک ہو جاتا ہی تو تمکو یاد رکھنا چاہیے
حم والی ملک کو لازم ہی کہ تحصیل خراج پر ایسے شخص کو مقرر کرے جو رعایا پر آسانی کرے اور خراج لینے مین انصاف کرے اور جتنا غلہ پیدا ہو اسکے موافق خراج لے
یہان تک کہ پورا خراج آخر غلہ تک حاصل کرے یعنی خراج بمقدار غلہ لے یہان تک کہ اگر زمین مین غلہ ربیع اور غلہ خریف دونون ہوتے ہون تو تخمین کرے
اگر دونون فصلون مین برابر غلہ ہوتا ہو تو آدھا محصول ربیع مین لے اور آدھا خریف مین اور یہی طرح ساگ اور ترکاری کو غور کرے اگر پانچ بار کاٹی جاتی ہو
تو اسکا پانچ بار مین محصول لے اور اگر چار بار کاٹی جاتی ہو تو چار بار لے وعلی ہذا القیاس جیسے عشر اور خراج ہو اور وہ مر جاوے تو اسکے متروک سے لے
اور خراج لینا چاہیے غلہ تیار ہونے کے وقت علی اختلاف البلدان اور صاحب اراضی کو حلال نہین غلہ کھانا بدون ادا کرنے خراج کے اور اسی طرح
عشری زمین کا غلہ کھانا جائز نہین بدون ادا کرنے عشر کے اور اگر کھاوے گا تو ضمان دینا ہوگا اور اراضی خراج کا غلہ حبس کرنا سلطان کو جائز ہی محصول
لینے کے واسطے کذا فی العالمگیریۃ

فصل فی الجزیۃ یہ فصل ہی جزیہ کے احکام مین ہی لغۃ فی الجزاء لانہا جزیت عن القتل وجمع جزی کلحیۃ ولحی درمیان جزیہ لغت مین بمعنی جزا ہی اسواسطے
جزیہ جزا واقع ہوا ہی قتل سے یعنی جزیہ قتل کا بدلا ہی اگر جزیہ نہ دیتا تو قتل کیا جاتا اور جزیہ کی جمع جزی ہی جیسے اول فتح ثانی جیسا کہ لحیہ کی جمع لحی ہی اور وہ یعنی
جزیہ دو قسم ہی جزیہ صلحی اور جزیہ قہری الموضوع من الجزیۃ بتصالح لا یقدر ولا یغیر تحرزا عن الغدر جو جزیہ کہ معین ہوا بطور صلح کے اسمین تقدیر اور تغیر نہین
عہد شکنی سے بچنے کے واسطے ہم یعنی جو جزیہ کہ رضی سے معین ہوا تو اسکو بدل دینا عہد شکنی ہی اور یہ جو کہا کہ اسمین تقدیر نہین یعنی تقدیر آئندہ بیان ہو
الا وہ تو صلحا مقدار ہی دو الا وضع بعد ما قہروا اقروا علی املاکہم فقدر فی کل سنۃ علی فقیر معتمل تقدیر علی تحصیل النقدین بای وجہ کان ینابیع
وتلفی صحتہ فی اکثر السنۃ ہدایۃ اثنا عشر درہما فی کل شہر درہم اور جو جزیہ کہ مقرر کیا جاوے کافرون کے مغلوب ہونے اور املاک پر انکو قائم رکھنے کے بعد ہر محتاج
کاسب پر جو تحصیل نقدین پر قادر ہی کسی وجہ سے قدرت ہو کذا فی الینابیع اور تندرست رہنا اسکا اکثر سال مین وجوب جزیہ کے واسطے کافی ہی کذا فی الہدایۃ
بارہ درہم یعنی سب چاہیے ہر مہینے مین ایک درہم یعنی تخمینا پانچ آنہ مہینا وعلی وسط الحال ضعفہ فی کل شہر درہمان اور متوسط الحال یعنی جو کہ نہ فقیر ہی
نہ غنی کبیر اسکا دونا مقرر کیا جاوے ہر مہینے مین دو درہم ہر سال مین چوبیس درہم وعلی المکثر ضعفہ فی کل شہر اربعۃ دراہم وہذا للتسہیل لا لبیان الوجوب لانہ
باول الحول نہایۃ اور غنی کثیر المال پر اسکا دونا ہر مہینے مین چار درہم اور یہ مشاہرہ اور قسط بندی واسطے آسانی کے ہی نہ واسطے بیان وجوب کے اسواسطے کہ وجوب
جزیہ کا ابتداے سال مین ہوتا ہی کذا فی النہایۃ اصل وجوب ابتداے سال مین ہی اور وجوب ادا تمام سال مین ومن ملک عشرۃ آلاف درہم فصاعدا غنی
ومن ملک مائتی درہم فصاعدا متوسط ومن ملک ما دون المائتین فقیر کذا اختارہ تفسیرا لقولہ الکرخی وہو احسن الاقوال وعلیہ الاعتماد جوہرہ واعتبر ابو جعفر العرف
وہو الاصح تاتارخانیہ اور جو ذمی دس ہزار درہم یا زیادہ کا مالک ہو وہ غنی ہی اور جو دو سو درہم یا زیادہ کا مالک ہو وہ متوسط الحال ہی اور جو دو سو درہم سے کم کا مالک
ہو یا کسی چیز کا مالک نہو وہ فقیر اور محتاج ہی یہ قول کرخی کا اور یہ احسن الاقوال ہی اور اسی پر اعتماد ہی کذا فی الجوہرہ اور ابو جعفر طحاوی نے عرف کو معتبر رکھا ہی اور یہ

[illegible] فتاوی عالمگیری میں [illegible] صحیح [illegible]

[illegible] احسانات [illegible] وجوب [illegible]

[illegible] وجوب [illegible] علی کتابی [illegible]

[illegible] الکتب [illegible]

موسی علیہ السلام [illegible] فرقوں [illegible] داخل ہیں [illegible]

[illegible] اہل حرب [illegible]

اور یہ کہ [illegible] عرب [illegible] اسواسطے کہ اگر وہ عجمی ہوتے تو امام [illegible] وجوب [illegible] اختلاف [illegible]

مشرک و مجوسی [illegible] علیہ الصلوۃ والسلام [illegible] مجوس [illegible] آتش پرست [illegible]

مجوسیوں پر [illegible] ہجر [illegible] ایک شہر کا نام ہے اور وہ عرب میں داخل ہے [illegible] عجمی [illegible]

اسکے استرقاق اور مملوکیت کے تو اسپر جزیہ بھی جائز ہوا [illegible] خلاف عربی [illegible] وثن [illegible]

انسان ہو اور صلیب وہ ہے جسکا نقش ہے صورت کذا فی المنح بحر الرائق میں کہا وثن وہ ہے جسکا جثہ ہو خواہ وہ لکڑی کا بنا ہو یا پتھر یا [illegible]

شرح عینی میں ہے کہ وثن وہ ہے جسکی صورت ہو آدمی کی صورت کے مانند اور صنم صورت بلا جثہ ہے کذا فی الطحاوی [illegible] وثنی عربی [illegible]

نہ مقرر کیا جائے عربی بت پرست پر اسواسطے کہ معجزہ انکے حق میں ظاہر تر ہے تو وہ معذور نہ ہوا [illegible] عرب [illegible] اسواسطے [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ [illegible]

میں پیدا ہوے اور قرآن مجید انہیں کی زبان میں اترا تو وہ اسکے معانی اور فصاحت سے زیادہ تر واقف ہوئے تو کفر انکا سخت ہوا [illegible]

قبول نہیں یا اسلام لاویں یا مقتول ہوں اور ہر چند اہل کتاب عرب سے زیادہ تر عارف ہیں حقیقت اسلام سے لیکن انہیں قیاس متروک ہو گیا بسبب [illegible] قرآن

کے کہ اہل کتاب سے اخذ جزیہ کا حکم ہوا نہ عربیت اور عربی سے مراد عربی الاصل ہے تو اہل کتاب اس قید سے خارج ہو گئے اگرچہ وہ عرب میں رہیں اسواسطے کہ وہ عربی

الاصل نہیں [illegible] لا یقبل منہا الا الاسلام او السیف اور جزیہ نہیں مرتد پر [illegible] کافر عربی اور مرتد سے کچھ مقبول نہیں سوا اسلام یا تلوار کے یعنی [illegible]

[illegible] محاسن الاسلام سے مطلع ہو کر کافر ہو گیا [illegible] سوا اسلام یا تلوار کے [illegible]

[illegible] غنیمت میں [illegible] نساء اور صبیان [illegible] مسلمان ہونے پر جبر کیے جاوینگے بخلاف نساء و صبیان [illegible]

[illegible] مکاتب و مدبر [illegible] ام ولد [illegible] غلام اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد [illegible] جزیہ نہیں [illegible]

اور حالانکہ یہ غیر مناسب ہے کیونکہ [illegible] نساء احرار پر جزیہ [illegible] ام ولد [illegible] کذا فی المنح [illegible]

[illegible] مفلوج [illegible]

فالج زدہ [illegible] داخل ہو گیا [illegible] غیر معتمل [illegible] لا یخالطہ الناس [illegible]

اور [illegible] نہیں [illegible] جزیہ نہیں اسواسطے کہ درویش نصرانی قتل نہیں کیا جاتا اور جزیہ لازم [illegible]

[illegible] ابن الکمال [illegible] القیاس [illegible] الاستحسان بخلاف [illegible] جزیہ کا [illegible]

[illegible] کمال نے [illegible] اور اصطلاح میں [illegible] قیاس ہے اور قیاس سے مستفاد [illegible] استحسان بخلاف قیاس [illegible]

فتاوی قاضی خان سے نقل کیا [illegible] جزیہ لینا ثابت ہے ظاہر الروایت میں [illegible]

کہ مصنف نے غیر ظاہر الروایہ کو اختیار کیا کذا فی الطحطاوی عن الحموی **و العبرة فی الاہلیة للجزیة و عدمہا وقت الوضع فمن فاق او عتق او بلغ او برأ**
بعد وضع الامام لم توضع علیہ اور جزیہ کی اہلیت اور عدم اہلیت کا اعتبار امام کے مقرر کرنے کا وقت ہے سو جو مجنون کہ ہوش مین آیا یا غلام آزاد ہوا یا صغیر
بالغ ہو گیا یا بیمار تندرست ہوا بعد وضع امام کے تو اسپر جزیہ نہ رکھا جائیگا اسکا یہ مراد نہیں کہ بعد وضع امام کے گا ہے جزیہ مقرر نہو گا یا وجود اہلیت کے بلکہ مراد یہ ہے
کہ اس سال مقرر نہو گا بلکہ سال آیندہ سے معین ہو گا کذا فی العالمگیریہ عن قاضی خان **بخلاف الفقیر اذا ایسر بعد الوضع حیث توضع علیہ لان سقوطہا**
بعجزہ وقد زال اختیار بخلاف فقیر کے جب وہ مقدور والا ہو گیا بعد جزیہ مقرر کرنے کے اسواسطے جزیہ اسپر مقرر کیا جائیگا کہ اُسکا سقوط تھا عاجز ہونے کے سبب
اور حالانکہ اُسکا عجز زائل ہو گیا کذا فی الاختیار دہی ای الجزیة **لیست رضی منا بکفرہم کما طعن الملحدة بل انما ہی عقوبة لہم علی اقامتہم علی الکفر فاذا جاز امہالہم**
للاستدعاء الی الایمان بدونہا فبہا اولی وقال تعالیٰ حتی یعطوا الجزیة عن ید وہم صاغرون واخذہا علیہ الصلوٰة والسلام من مجوس ہجر ونصاری نجران واقرہم
علی دینہم اور وہ یعنی جزیہ لینا رضامندی اہل اسلام کی نہین اُنکے کفر پر جیسا کہ ملحدان دین نے طعنہ دیا ہے بلکہ جزیہ تو اُنکے لیے عقوبت اور عذاب ہے بسبب اُنکے
قائم رہنے کے کفر پر پھر جب کہ مہلت دینا کافرون کا ایمان کی طرف بلانے کے واسطے بدون جزیہ کے جائز ہوا تو جزیہ لیکر مہلت دینا بطریق اولی جائز ہے اور حق تعالیٰ
نے فرمایا یہانتک کہ کفار جزیہ دین ہاتھ سے ذلیل ہو کر اور رسول علیہ الصلوٰة والسلام نے ہجر کے مجوسیون اور نجران کے نصاریٰ سے جزیہ لیا اور اُنکو اُنکے دین پر رہنے
دیا یعنی اُنکو مہلت دی تا محاسن اسلام دیکھکر اسلام قبول کرین ہم شارح نے یہ جواب دیا اس سوال کا جو منح الغفار مین اسطرح مذکور ہے کہ اگر تو کہے کہ کفر معصیت
ہے تو اُسکے قائم رکھنے پر عوض لینا کیونکر جائز ہو گا اور اگر جائز ہو تو چاہیے کہ زانیون سے عوض زنا کے اور اسی طرح اور معاصی کے عوض مال لینا جائز ہو خلاصہ
جواب یہ ہے کہ جزیہ لینا رضا بالکفر نہین بلکہ عقوبت اور اذلال ہے اقامت علی الکفر سے اور جزیہ لینے کے جواز پر قرآن اور حدیث دال ہے **ثم فرع علیہ بقولہ وتسقط**
بالاسلام ولو بعد تمام السنة پھر مصنف نے جزیہ کے عقوبت ہونے پر اپنا یہ قول متفرع کیا تو جزیہ ساقط ہوتا ہے ذمی کے مسلمان ہونے سے اگرچہ بعد تمامی
سال کے اسلام لاوے ہم حلبی نے کہا کہ بعدیت بیان مقارنت پر محمول ہے اسواسطے کہ اگر مسلمان ہو گا سال کے بعد تو سقوط جزیہ کا بسبب تکرار
کے ہو گا نہ بسبب اسلام کے **ویسقط المعجل لسنة لا لسنتین فیرد علیہ سنة خلاصة** اور ساقط ہو گا پیشگی جزیہ ایک سال کا نہ دو سال کا سو ایک سال کا
اُسکو پھیر دیا جائیگا کذا فی الخلاصة یعنی اگر ابتدا سے سال مین جزیہ دیا پھر اُسی سال مین وہ مسلمان ہوا تو اُسکو جزیہ پھیر دیا جائیگا اور اگر دو سال کا جزیہ
پیشگی دیا ہے تو ایک سال کا اُسکو پھیر دیا جائیگا اسواسطے کہ اُسپر وجوب ثابت نہ تھا کذا فی الطحطاوی **و بالموت و بالتکرار للتداخل لما یجئ** اور ساقط ہوتا ہے جزیہ
بسبب موت اور تکرار سال کے بواسطے تداخل کے چنانچہ ذکر تداخل کا عنقریب آتا ہے **و بالعمی والزمانة وصیرورتہ فقیرا او مقعدا او شیخا کبیرا لا یستطیع العمل**
اور ساقط ہوتا ہے جزیہ بسبب نابینا ہونے کے اور ناقص الاعضا ہو جانے کے اور ہو جانے ذمی کے فقیر یا جا بندہ یا بیر فرتوت کہ کام نہین کر سکتا **ثم بین التکرار فقال**
واذا اجتمع علیہ حولان تداخلت والاصح سقوط جزیة السنة الاولی بدخول السنة الثانیة زیلعی لان الوجوب باول الحول بعکس خراج الارض
پھر مصنف نے تکرار کو بیان کیا سو یون کہا اور جب ذمی پر دو سال مجتمع ہون تو جزیہ متداخل ہو جائیگا یعنی ایک سال کا جزیہ چند سال کو کفایت کرے گا اور
پہلے سال کے جزیہ کا ساقط ہونا دوسرے سال کے آنے سے قول اصح ہے کذا فی شرح الزیلعی اسواسطے کہ وجوب جزیہ کا اول سال مین ہوتا ہے خراج الارض کے بالعکس کہ وہ
آخر سال مین واجب ہوتا ہے یعنی جب وجوب جزیہ اول سال سے ہوا تو دوسرے سال کے داخل ہونے سے تکرار لازم ہوئی **ویسقط الخراج بالموت فی الاصح حاوی و**
بالتداخل کالجزیة وقیل لا یسقط کالعشر وینبغی ترجیح الاول لان الخراج عقوبة بخلاف العشر قال المصنف وعزاہ فی الخانیة لصاحب المذہب فکان ہو المذہب
اور ساقط ہوتا ہے خراج قول اصح مین کذا فی الحاوی اور ساقط ہوتا ہے تداخل سے جزیہ کے مانند اور قول ضعیف مین ساقط نہین ہوتا مانند عشر کے اور لائق ہے ترجیح دینا قول
اول کا اسواسطے کہ خراج عقوبت ہے بخلاف عشر کے کہ وہ عبادت ہے کذا فی البحر مصنف نے اپنی شرح مین کہا اور خانیہ مین سقوط بالموت کو امام اعظم صاحب سے

[illegible] ۱۲

[illegible] نسبت کیا تو ذمی [illegible] سبب [illegible] قتل [illegible] اختلاف [illegible] [illegible] سبب [illegible] ذمی [illegible]

[illegible] کذا فی فتح القدیر [illegible] اور [illegible] نقض عہد [illegible]

کذا فی العالمگیریہ [illegible] تو قول معتمد علیہ یہ ہے کہ [illegible] اور [illegible] متعلق [illegible] کذا فی البحر الرائق

لا یحل قتل [illegible] اور حلال نہیں ہے [illegible] وقت [illegible] اور [illegible] اخراج کے [illegible] العالمگیریہ [illegible]

[illegible] ولا یقتل من الذمی لو بعثنا علیہ [illegible] فی الاصح بل یکلف ان یأتی بنفسہ فیعطیہا قائما والقابض منہ قاعدا

[illegible] اور ذمی سے جزیہ قبول [illegible] اگر [illegible] قول صحیح میں [illegible] حکم کیا جائے کہ آپ آ دے [illegible] اور ذمی کھڑا ہو [illegible] کذا

فی الہدایہ وتقبول [illegible] الجزیۃ [illegible] اور جزیہ [illegible] اور ذمی سے [illegible] اور [illegible] گردن [illegible]

[illegible] کا [illegible] ہوگا اور [illegible] اس قول سے تکلیف دیکھا کذا فی الفتح ولا یجوز ان یحدث بیعۃ ولا کنیسۃ ولا صومعۃ ولا بیت

نار ولا مقبرۃ ولا صنما حاوی فی دار الاسلام ولو قریۃ فی المختار فتح اور جائز نہیں ذمی کو بنانا دے بیعہ اور نہ کنیسا اور نہ صومعہ اور نہ آتشخانہ اور نہ قبرستان

اور نہ صنم کذا فی الحاوی دار الاسلام میں اگرچہ دار الاسلام کے قریہ میں احداث کرے تو بھی جائز نہیں قول مختار میں کذا فی الفتح اصل لغت میں عبادتخانہ

یہود و نصاریٰ کو مطلقاً بیعہ کہتے ہیں پھر غلبہ استعمال سے عبادتخانہ یہود کو کنیسہ کہتے ہیں اور عبادتخانہ نصاریٰ کو بیعہ بولتے ہیں اور دیر کا لفظ نصاریٰ کے واسطے

مخصوص ہے اور صومعہ وہ عبادتخانہ ہے جسکا سر لمبا بنایا جاوے تاکہ خلق سے منقطع ہوکر اسمیں عبادت کیجائے کذا فی الفتح ہندوستان میں نصاریٰ اپنے عبادتخانہ

کو گرجا کہتے ہیں ویعاد المنہدم ای اذا انہدم الامام بل [illegible] فی آخر الدعاء [illegible] اور ذمیوں کا منہدم عبادتخانہ دوبارہ بنایا جاوے

یعنی نیا عبادتخانہ جسکو امام نے ڈھایا بلکہ وہ بنایا جاوے جو خود بخود منہدم ہوگیا چنانچہ اشباہ کی فرع دعا کے اخیر میں مذکور ہے مصنف کے کلام سے معلوم

ہوا کہ معابد قدیمہ سے تعرض نہ چاہیے اور جو قدیم گرجاے اسکا اعادہ جائز ہے کذا فی الفتح من غیر زیادۃ علی البناء الاول ولا یعدل عن النقض الاول الی الثانی

[illegible] فی شرح الوہبانیۃ اعادہ منہدم [illegible] پہلی عمارت پر [illegible] کذا فی [illegible] شرح وہبانیہ میں

ہے کہ اگر [illegible] اول [illegible] کافی ہے تو اسمیں [illegible] ثانی کی زیادتی ہے اول پر کذا فی النہر شرح وہبانیہ میں مذکور ہے کہ [illegible]

معلوم ہوا کہ [illegible] کی [illegible] نہ بنا دے اور [illegible] کذا فی البحر [illegible]

[illegible] کذا فی القہستانی [illegible] بلاد مفتوحہ میں اور عبادت کیواسطے چھوڑے جائیں بلاد صلحیہ میں کذا فی البحر [illegible]

قہستانی کے سوا [illegible] قہستانی میں [illegible] سے منقول ہے کہ جو بلاد صلح سے قابو میں آئے اسکے کل معابد منہدم کیے جائیں جمیع روایات میں [illegible] الذمی

عنا فی زیہ بالکسر لباسہ [illegible] ومرکبہ وسرجہ وسلاحہ اور ممتاز اور جدا کیا جاوے ذمی اہل اسلام سے اپنے لباس [illegible] اور اپنی سواری اور زین

اور ہتھیار میں [illegible] لباس [illegible] سے اور [illegible] کذا فی [illegible]

[illegible] فتاویٰ تاتارخانیہ تو ذمی سوار نہو گھوڑے پر [illegible] اور [illegible] کذا

کے مسلمین سے کذا فی الذخیرۃ اور جائز ہے ذمی کو سوار ہونا خچر کا مانند گدھے کے کذا فی التاتارخانیہ وفی الفتح [illegible]

[illegible] فی الاشباہ [illegible]

سوار ہونا متقدمین کے نزدیک [illegible] اور متاخرین نے قول مختار کیا ہے کہ ذمی ہرگز سوار نہو مگر بسبب [illegible]

قول معتمد یہ ہے کہ اہل ذمہ مطلقاً نہ سوار ہوں [illegible] اور اگر ذمی سوار ہو [illegible] بسبب ضرورت [illegible] مسلمین [illegible]

ویرکب سرجا کالاکف کالبرذعة فی مقدمه شبه الرمانة اور سوار ہو ایسے زینوں پر جو پالانوں کے مانند ہیں یعنی اُنکے آگے لکڑی سی ہو مانند انار کے ہو محل رکوب
ذوی استعانت امام ہی یا ضرورت تو اب جواز اور عدم جواز رکوب میں اختلاف نہ رہا طحطاوی نے کہا کالبرذعة بحذف حرف تفسیر ہی مگر شارح کو مناسب تھا کہ کالایزرع کہتا
اس واسطے کہ جمع کی تفسیر ہو ولا یعمل بالسلاح اور نہ کام کرے ہتھیار باندھکر اس واسطے کہ ہتھیار رکھنے استعمال میں زیادہ تر عزت ہی کذا فی القہستانی ویظہر الکستیج فارسی معرب
الزنار من صوف او شعر اور ذمی نمودار رکھنے کستیج کو کستیج لفظ فارسی ہی معرب یعنی زنار صوف یا بال کا اور ابویوسف سے منقول ہی کہ وہ تاگا ہی موٹا انگلی کے برابر جسکو
ذمی اپنے سب کپڑوں کے اوپر باندھے بلا تزیین کذا فی المنح عن المغرب ولا یلزم تمییزہم بکل العلامات خلافا للاشباہ والصحیح ان فتحہا عنوۃ فلہ ذلک والا فعلی
الشرط تاتارخانیہ اور کیا لازم ہی تمییز ذمیوں کی جمیع علامات سے اسمین خلاف ہی کذا فی الاشباہ اور قول صحیح یہ ہی کہ اگر امام نے شہر کو بغلبہ فتح کیا ہی تو اُسکو یہ جائز ہی اور
اگر بصلح فتح ہوا ہی تو شرط کے موافق عمل کرنا چاہیے کذا فی التاتارخانیہ ہم بعضوں نے کہا کہ اہل ذمہ کی تمییز تین علامات سے ضرور ہی اور بعضوں نے کہا نصرانی میں
ایک علامت کافی ہی اور یہودی میں دو اور مجوسی میں تین اور اسی پر بعضوں کا فتوی ہی کذا فی الطحطاوی عن الذخیرۃ ویمنع من لبس العمامۃ ولو زرقاء او صفراء
علی الصواب نہر ونحوہ فی البحر واعتمدہ فی الاشباہ کما قدمناہ وانما تکون طویلۃ سوداء اور منع کیا جائے پگڑی باندھنے سے اگرچہ آسمانی یا زرد رنگ ہو بنا بر قول
صواب کے کذا فی النہر اور اسی طرح بحر الرائق میں ہی اور اسی قول پر صاحب بحر نے اشباہ میں اعتماد کیا ہی چنانچہ اُسکو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی اشباہ سے اور ذمی
کی پگڑی تو لمبی سیاہ ہوتی ہی ومن زنار الابریسم والثیاب الفاخرۃ والمختصۃ باہل العلم والشرف کصوف مربع وجوخ رفیع وابراد رقیقۃ اور منع کیا جائے
ذمی ریشم کے زنار سے اور عمدہ کپڑوں سے اور اس پوشاک سے جو اہل علم اور شرف کو مخصوص ہی جیسے صوف مربع اور جوخ رفیع اور چادرین باریک طحطاوی نے
کہا صوف مربع سے شاید فرجیہ مراد ہی کہ مخصوص باہل قرآن اور اہل علم ہی ہم فرجیہ عرب کا ایک لباس ہی اور جوخ عمدہ بانات کا کشادہ آستین لباس عرب کا ہی جسکو
قمیص اور جبہ پر پہنتے ہیں ومن استکتاب ومباشرۃ یکون بہا معظما عند المسلمین وتمامہ فی الفتح اور منع کیا جائے ذمی لکھنے سے اور اس کام کی مباشرت سے جس سے
وہ مسلمین کے نزدیک معظم اور باعزت ٹھہرے اور پورا بیان اسکا فتح القدیر میں ہی ہم یعنی کافر کو تحریر کا کام مثل منشی گری یا منصب ہی کے نہ دینا چاہیے اسی طرح اُسکو اور دفتری کام
تقسیم تنخواہ وغیرہ سپرد کرنا نہ چاہیے جسمین مسلمان اُسکے حاجتمند ہون وفی الحاوی وینبغی ان یلازم الصغار فیما یکون بینہ وبین المسلمین فی کل شیء وعلیہ فیمنع من القعود
حال قیام المسلم عندہ بحر اور حاوی قدسی میں ہی اور سزاوار یہ ہی کہ لازم کیا جائے ذمی کو ذلت اور حقارت اُن معاملات میں جو اُسکے درمیان اور مسلمین کے درمیان واقع
ہون ہر چیز کے اندر اور اسکے بموجب تو منع کیا جائے بیٹھنے سے مسلم کے کھڑے ہونے کے وقت اسکے پاس کذا فی البحر ویحرم تعظیمہ وتکرہ مصافحتہ ولا یبدا بالسلام
الا لحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک اور حرام ہی تعظیم اور توقیر اُسکی اور مکروہ ہی اس سے مصافحہ کرنا اور اُسکو پہلے سلام نہ کیا جائے مگر بسبب حاجت کے
اور اُسکے سلام کے جواب میں وعلیک سے زیادہ نہ کہا جائے ہم ذمی کی خدمت کرنا اور اسکے واسطے کھڑا ہونا تعظیم محرم میں داخل ہی ذخیرہ میں ہی کہ جب یہودی
حمام میں گیا اگر خادم مسلم نے اُسکی خدمت کی فلوس کی طمع سے یا اس نیت سے کہ اُسکا دل اسلام کی طرف مائل ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر خدمت کی اُسکی تعظیم کیواسطے
بلا نیت مذکورہ تو مکروہ ہی اور اسی طرح اگر مسلم ذمی کیواسطے کھڑا ہو گیا بطمع اسکے اسلام لانے کے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر اُسنے تعظیم کیواسطے قیام کیا بلا نیت مذکور
یا بسبب اُسکی مالداری کے کھڑا ہو گیا تو مکروہ ہی ویضیق علیہ فی المرور ویجعل علی دارہ علامۃ وتمامہ فی الاشباہ من احکام الذمی اور اُسپر تنگی کرنا چاہیے چلنے پھرنے میں
یعنی مسلمانوں سے راہ میں دب کر چلے اور اُسکے گھر پر کچھ علامت مقرر کیجائے اور اسکا پورا بیان ہی احکام ذمی میں اشباہ سے ہم علامت کا فائدہ یہ ہی تا سائل
اُسکے واسطے مغفرت کی دعا نکرے اور تضرع نکرے جیسے مسلمین سے تضرع کرتا ہی وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی ویمنعون من استیطان مکۃ والمدینۃ لانہما من ارض
العرب قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یجتمع فی ارض العرب دینان ولو دخل للتجارۃ جاز ولا یطیل واما دخولہ المسجد الحرام فذکر فی السیر الکبیر المنع وفی الجامع الصغیر عدمہ
والسیر الکبیر آخر تصنیف محمد رحمہ اللہ تعالی فالظاہر انہ اور دقیہ ما استقر علیہ الحال انتہی اور شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہی اور کفار ذمی روکے جائیں مکہ اور

[illegible] ہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] ثابت ہو [illegible]

[illegible]

[illegible] فی المصر اذا فی ان تبایعا

[illegible] امن من الاستیلاء الکفرۃ اور ذمی نے جب اپنا گھر [illegible] سو لینے کا ارادہ کیا [illegible]

نہیں [illegible] مول لیا تو [illegible] اور قول ضعیف ہے [illegible] زبردستی نہیں [illegible] کثرت [illegible] گھروں [illegible]

فی [illegible] وفی معروضات المفتی ابی السعود من کتاب الصلوٰۃ سئل عن مسجد محیط فی اطرافہ بیت [illegible] المسلمین [illegible] ان الامام [illegible]

لا یحل [illegible] المسلمون [illegible] بیت [illegible] الصلوٰۃ [illegible] الشریعۃ

السلطانی [illegible] لا یجوز [illegible] اور مفتی ابی السعود کے معروضات میں کتاب الصلوٰۃ سے وارد ہے کہ [illegible] سوال ہوا [illegible]

کہ [illegible] کسی مسلمان کا گھر باقی نہیں رہا اور [illegible] نے گھیر لیا سو امام اور موذن وہاں جایا کرتے ہیں [illegible] سو وہاں اذان

دیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں [illegible] حلال ہے یا نہیں سو مفتی موصوف نے یہ قول جواب دیا کہ ان گھروں کو اہل اسلام قیمت دے کر

زبردستی [illegible] شریعت سلطانی [illegible] ظالم [illegible] جواب میں [illegible] تمام ذکر

کیا اور سوال مذکور کا جواب یہ ہے کہ امام اور موذن مستحق وظیفہ ہیں کہ اپنے کام پر مستعد اور قائم ہیں [illegible]

الشریعۃ السلطانی بعدم استخدام الذمیین [illegible] ذمی عبدا او جاریۃ [illegible] التعزیر الشدید [illegible]

[illegible] اور مفتی ممدوح کے معروضات میں ہے کتاب الجہاد سے اور بعد وارد ہونے امر شریعت سلطانی

کے غلاموں اور لونڈیوں کو خدمت کرنے ذمیوں کا اگر ذمی خدمت لے غلام یا لونڈی سے اس پر کیا لازم ہے تو مفتی موصوف نے جواب دیا کہ اس پر تعزیر

شدید اور قید کرنا لازم ہے [illegible] وغیرہ میں یہ مضمون ہے [illegible] ذمیوں کو [illegible] جس میں انکی ذلت ہو اور اسی طرح جدائی کیا جائے انکے گھروں کی

ہمارے گھروں سے [illegible] یعنی جب ذمی [illegible] تو استخدام میں انکی تعظیم ہوتی ہے [illegible] تعزیر شدید لازم [illegible]

دار تکاری اہل الذمۃ دور فیما بین المسلمین [illegible] فی المصر [illegible] بالمسلمین [illegible] عدم تقلیل الجماعات

[illegible] الامام [illegible] اور اگر اہل ذمہ گھروں کو [illegible] مسلمانوں کی آبادی کے اندر [illegible] شہر میں [illegible] بسبب [illegible] اسکی

منفعت [illegible] مسلمین [illegible] اہل اسلام کی حسن معاشرت [illegible] جماعات مسلمین [illegible]

[illegible] عدم تقلیل کی امام حلوانی نے [illegible] فان لزم ذلک من سکناہم امروا بالاعتزال عنہم [illegible] لیس فیہا مسلمون [illegible]

ابی یوسف [illegible] الذخیرۃ [illegible] تقلیل جماعات لازم [illegible] ہو [illegible]

جس میں مسلمین [illegible] ابی یوسف سے منقول [illegible] فی الذخیرۃ وفی الاشباہ [illegible] محلۃ خاصۃ [illegible]

[illegible] شیخ الاسلام [illegible] فی شرح الجامع الصغیر

[illegible] الشافعی [illegible] المسلمین [illegible] محلۃ خاصۃ [illegible]

بالمنع المذكور عن الامصار ان يكون لهم في المصر محلة خاصة يسكنونها ولهم فيها منعة عارضة كمنعة المسلمين فاما سكناهم بينهم وهم مقهورون فلا كذلك كذا في فتاوى
الاسکوبی فليحفظ اور اشباہ میں ہے اور اختلاف واقع ہے ذمیوں کی سکونت میں اہل اسلام کے اندر شہر میں اور جواز سکونت محلہ خاص میں قول معتمد ہے انتہی اور
اسی کو ثابت رکھا ہے مصنف وغیرہ نے لیکن شیخ الاسلام جوی زادہ نے اسکو رد کیا ہے اور اسپر یقین کیا ہے کہ صاحب اشباہ غلط سمجھا ہے سو گویا وہ ناحیہ سے
محلہ سمجھا ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے اسواسطے کہ تمرتاشی نے جامع صغیر کی شرح میں بعد نقل کرنے امام شافعی رح سے اس قول کو کہ ذمیوں کو اپنے گھر بیچنے کا
اہل اسلام کے شہروں میں اور وہاں سے نکل جانے کا اور خارج شہر کے رہنے کا حکم کیا جاوے تاکہ انکے واسطے ایک محلہ خاص ہو نسفی سے تمرتاشی نے نقل کرکے تصریح کی ہے
کہ مراد یعنی منع سکونت ہمارے یہ ہے کہ انکے واسطے شہر میں ایک محلہ مخصوص ہو جسمیں وہ سکونت کریں اور حالانکہ انکے واسطے وہاں جماعت باشوکت و عزت
ہو جماعت مسلمین کے مانند اور سکونت اہل ذمہ کی انمیں اور حالانکہ وہ دبے اور ذلیل ہوں اسطرح منع نہیں کذا فی فتاوی الاسکوبی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے حم
خلاصہ یہ ہے کہ اہل ذمہ اگر اہل اسلام میں کم زور ہو کر رہیں تو منع نہیں اگرچہ خاص محلہ میں رہیں لیکن اگر باجماعت اور قوت ہوں چنانچہ تمرتاشی نے مذکور کیا یا انکی
سکونت سے تقلیل جماعت مسلمین لازم آوے جیسے کہ صاحب ذخیرہ نے تصریح کی ہے تو منع کیے جاوینگے اور صاحب اشباہ نے جو سکونت محلہ خاص کے جواز کو معتمد کہا ہے
تو اسپر محمول ہے کہ جب انکو قوت اور شوکت نہو تو تمرتاشی کے قول کے مخالف نہو واللہ تعالی اعلم کذا فی الطحطاوی وينتقض عهدهم بالغلبة على موضع للحراب
او باللحاق بدار الحرب بيانا في الفتح او بالامتناع من قبول الجزية او بجعل نفسه طليعة للمشركين بان يبعث ليطلع على اخبار العدو فلو لم يبعثه لذلك لم ينتقض عهدهم
وينبغي حمل كلام المحيط اور ذمیوں کا عہد ٹوٹ جائیگا انکے غالب ہونے سے ایک مکان پر لڑائی کے واسطے یا دار الحرب میں جا کر ملنے سے فتح القدیر میں اتنا زیادہ کہا ہے
یا عہد شکنی ہوگی جزیہ نہ قبول کرنے سے یا اپنے کو مشرکین کا جاسوس بنانے سے اسطرح کہ کافر حربی دار الحرب میں بھیجا جاوے مستامن ہو کر تا اخبار دشمن پر مطلع
ہو سو اگر اہل حرب اسکو اسکے واسطے نہ بھیجیں تو انکا عہد نہ ٹوٹیگا اور اسی تفصیل پر کلام محیط کا محمول ہے کلام محیط نے کہا ہے کہ اگر ذمی مشرکین کو عیوب مسلمین کی خبر
دے دیا کرے تو نقض عہد نہیں صاحب بحر نے رفع اختلاف کے واسطے تاویل کی کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جبکہ اہل حرب نے اسکو جاسوسی کے واسطے نہ بھیجا ہو اور صاحب نہر
اور در دی اور شارح نے بھی اس تاویل کو پسند کیا کذا فی الطحطاوی وصار الذمي في هذه الاربع الصور كالمرتد في كل احكامه الا انه لو اسر يسترق والمرتد يقتل ولا يجبر على
قبول الذمة والمرتد يجبر على قبول الاسلام اور ہو گیا ذمی ان چاروں صورتوں میں مرتد کے مانند اسکے کل احکام میں مگر یہ کہ اگر ذمی گرفتار ہوگا تو غلام بنایا جائیگا اور
مرتد گرفتاری کے بعد قتل ہوگا اور ذمی پر قبول جزیہ کے واسطے جبر نہوگا اور مرتد پر قبول اسلام کے واسطے جبر ہوگا لا ينتقض عهده بقوله نقضت العهد بخلاف الامان
الموقت فانه ينتقض بالقول بحر نہ ٹوٹیگا اسکا عہد اسکے یوں کہنے سے کہ میں نے عہد کو توڑا کذا فی شرح الزیلعی بخلاف حربی کے امان کے کہ وہ ٹوٹ جائیگی قول مذکور سے کذا فی البحر
ولا بالاباء عن اداء الجزية بل عن قبولها كما مر ونقل العيني عن الواقعات قتله بالاباء عن الاداء قال وهو قول الثلاثة لكن ضعفه في البحر اور ذمی کا عہد نہیں ٹوٹتا
ادائے جزیہ کے انکار سے بلکہ عہد ٹوٹتا ہے قبول جزیہ کے انکار سے چنانچہ فتح القدیر سے مذکور ہو چکا اور عینی نے واقعات سے ذمی کا قتل کرنا بسبب انکار ادائے جزیہ کے
نقل کیا ہے کہا اور یہی قول ہے تینوں اماموں کا لیکن اس قول کو ضعیف کہا ہے بحر الرائق میں اسوجہ سے کہ درایت اور روایت کے مخالف ہے والزنا بمسلمة
وقتل مسلم وفتنان مسلم عن دينه وقطع الطريق اور عہد ذمی کا نہیں ٹوٹتا مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرنے سے اور مسلمان کے قتل کر ڈالنے سے اور مسلمان کو اسکے
دین سے بہکا دینے سے اور قطع الطریق سے ھم اسواسطے کہ زنا سے اسپر حد قائم ہوگی اور قتل سے قصاص لازم آویگا اور ذمی رہنے کا فائدہ بعد قصاص کے یہ ہے کہ انکی
اولاد صغار رقیق نہوگی اور اسکا مال غنیمت نہوگا وسب النبي صلى الله عليه وسلم لانه كفر والمقارن له لا يمنعه فالطارئ لا يرفعه ولو من مسلم قتل كما سيجيء اور نہیں
ٹوٹتا عہد ذمی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشنام اور بدگوئی سے اسواسطے کہ کافر ہونا ذمی کا جو مقارن ہے عہد کے مانع عہد کا نہیں تو جو کفر کہ طاری ہو بسبب
دشنام کے وہ عہد کا رافع نہوگا پھر اگر دشنام مسلم سے صادر ہو تو وہ مقتول ہوگا چنانچہ باب لاحق میں آوے گا ہم شیخ شاہین نے ذخیرہ سے

مخصوص ہو اسوقت قتل کیجائیگا اگر ذمی نے اپنے اعتقاد کے موافق یون کہا کہ آنحضرت رسول نہ تھے یا انھون نے یہودیون کو ناحق قتل کیا یا مثل اسکے کچھ کہا
تو بعض علماء کے نزدیک اسکا یہ حکم نہیں جو مذکور ہوا اور اگر ذمی نے اپنے اعتقاد کے خلاف ذکر کیا مثلاً آنحضرت کی طرف زنا کی نسبت کی یا آپکے نسب میں طعن کیا تو قتل کیا جاوے
انتہی اور یہ مسئلہ جو بعض اعلام پر پوشیدہ ہے فی الحاوی ولا یقتل ویعاقب الذمی ویعاقب علی سبہ دین الاسلام او القرآن او النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاوی قدسی
بعد ذکر تیار ہی فی سبب ان یقتل ذمی وتبعہ ابن الہمام قلت وبہ افتی شیخنا الخیر الرملی وہو قول الشافعی اور ذمی کو تعزیر دیا جاتا ہے اور اسلام یا قرآن یا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی پر کذا فی الحاوی وغیرہ علامہ عینی نے کہا اور میرے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ وہ قتل کیا جاوے اور تابع ہوا ہے عینی کا ابن ہمام
صاحب فتح القدیر میں کہتا ہون اور اسی کا فتوی دیا ہے ہمارے استاد خیرالدین رملی نے اور یہی قول ہے امام شافعی کا اھ بحرالرائق میں کہا کہ ابن ہمام نے
ذالت اہل مذہب کے کی ہے عینی کا تابع ہوکر اور علامہ قاسم نے تصریح کی ہے کہ ابن ہمام کے ابحاث مخالف مذہب پر عمل کرنا نہ چاہیے ہان یہ لائق ہے کہ ہومن کا دل سیاست میں
اور نہایت کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن ہمکو اتباع مذہب واجب ہے اھ ثم رأیت فی معروضات المفتی ابی السعود انہ ورد امر سلطانی بالعمل بقول ائمتنا القائلین بقتلہ اذا ظہر انہ معتاد
وبہ افتی اھ پھر میں نے مفتی ابو سعود کے معروضات میں دیکھا کہ البتہ امر سلطانی وارد ہوا ہے ہمارے اُن علماء کے اقوال پر عمل کرنے کا جو قائل ہیں ذمی کے قتل کرنے کے جبکہ
ظاہر ہو جاوے کہ بدگوئی اسکی عادت ہے اور اسی کا فتوی دیا ہے مفتی ممدوح نے فہم مختار ہی نے شرح منتقی سے نقل کیا کہ جب ذمی علی الاعلان بدگوئی کرے یا اسکی یہی
عادت ہو تو اسکو قتل کرنا چاہیے اگرچہ عورت ہو ثم افتی فی بکر الیہودی قال لبشر النصرانی نبیکم عیسی ولد زنی بانہ یقتل لسبہ الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام انتہی پھر مفتی
ابو سعود نے بکر یہودی کے حق میں جس نے بشر نصرانی سے یون کہا کہ معاذ اللہ تمہارا نبی عیسی ولد الزنا ہے یہ فتوی دیا کہ وہ قتل کیا جاوے بسبب اسکے گالی دینے کے حضرات
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو انتہی قتل کا فتوی دیا بسبب اعلان سب کے قلت ویؤیدہ ان ابن کمال باشا فی احادیثہ الاربعینیۃ فی الحدیث الرابع والثلثین یا عائشۃ
لا تکونی فاحشۃ ان نفسہ دلیل علی ان یقتل عندنا اذا اعلن بشتمہ علیہ الصلوۃ والسلام صرح بہ فی سیر الذخیرۃ حیث قال واستدل محمد لبیان قتل المرأۃ اذا اعلنت بشتم الرسول
بما روی ان عمر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان تؤذی الرسول فقتلہا لیلا مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک انتہی ملخصا شارح کہتا ہے میں کہتا ہون اور مفتی
ممدوح کے فتوی کا یہ مؤید ہے کہ ابن کمال پاشا نے اپنی چہل حدیث میں چونتیسوین اُس حدیث کے اندر یعنی یا عائشہ لا تکونی فاحشۃ میں جو اس طرح تصریح کی ہے
وہ حق یہ ہے کہ ذمی قتل کیا جاوے گا ہمارے نزدیک جبکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی بدگوئی کو ظاہر کرے تصریح کی ہے اس مسئلہ کی ذخیرہ کی
کتاب السیر میں چنانچہ یون کہا ہے اور امام محمد نے واسطے بیان قتل کرنے عورت کے جبکہ وہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی بدگوئی کا اعلان کرے استدلال
کیا ہے اس روایت سے کہ عمر بن عدی نے جبکہ سنا عصماء بنت مروان سے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذا دیتی ہے تو اسکو قتل کر ڈالا رات میں تو رسول
علیہ الصلوۃ والسلام نے اُسکے قاتل کی مدح کی انتہی مافی الذخیرۃ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم خلاصہ یہ ہوا کہ ذمی مقتول نہوگا حضرت کی بدگوئی سے مگر جبکہ اُسکو
بدگوئی کی عادت ہو گئی ہو کما فی المعروضات یا وہ اعلان کرتا ہو کما فی الذخیرۃ تو عدم قتل کی روایت عدم اعتیاد یا عدم اعلان پر محمول ہے تو اب دونون قولون
میں تعارض باقی نرہا واللہ تعالی اعلم ویؤخذ من مال بالغ تغلبی وتغلبیۃ لا من طفلہم لا الخراج ضعف زکوتنا باحکامہا مما تجب فیہ الزکوۃ المعہودۃ
بیننا لان الصلح وقع کذلک اور لیا جاوے گا بالغ تغلبی اور تغلبیہ کے مال سے نہ انکے اطفال سے سواے خراج کے اہل اسلام کی زکوۃ کا دونا لیا جاوے باحکام
مفصلہ زکوۃ اُس مال سے جسمین زکوۃ مقررہ بین المسلمین واجب ہوتی ہے اسواسطے کہ صلح اُس قوم سے اسی طرح پر واقع ہوئی ہے ہم تغلبی منسوب ہیں
تغلب بن وائل بن ربیعہ کی طرف وہ عرب کی ایک قوم ہے جو جاہلیت میں نصرانی ہو گئی تھی اور روم کے متصل سکونت اختیار کی تھی جب زمانہ اسلام کا آیا تو عمر
فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے انسے جزیہ طلب کیا انھون نے جزیہ دینے کا انکار کیا عار سمجھکر اور بولے کہ ہم لوگ بھی عرب ہیں ہم سے بھی زکوۃ لیجیے اور عرب سے زکوۃ لیتے
تھے فاروق اعظم نے فرمایا کہ مشرک سے ہم زکوۃ نہیں لیتے تو بعضے لوگ اس قوم کے روم کو بھاگ گئے سو نعمان بن زرعہ نے کہا یا امیر المومنین یہ لوگ بڑے زور آور

ہین اور عرب مین جزیہ دینے سے ننگ اور عار کرتے ہین سو تنگی نہ کیجیے اور انسے جزیہ بنام زکوۃ لیجیے سو فاروق اعظم نے انکو بلایا اور زکوۃ کا دونا انپر مقرر کیا پھر اسی پر
صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا انکے بعد فقہا کا کذا فی النہر والبحر اور چونکہ یہ صلح دوچند زکوۃ پر ہوئی لہذا انکے اطفال یا دیوانے اور معتوہ ہین پر کچھ لازم نہین کیونکہ زکوۃ انپر
واجب نہین کذا فی الدر المنتقی بخلاف خراج کے کہ وہ طفل وغیرہ پر لازم ہے اسواسطے کہ وہ زمین کا وظیفہ ہے عبادت نہین کذا فی البحر اور جب انپر دوچند زکوۃ
با حکامہا لازم ہوئی تو چالیس بکریوں مین سے دو بکریاں اور ایکسو بیس بکریوں سے چار بکریاں وعلی ہذا القیاس اونٹ سے کذا فی الفتح ویؤخذ من مولاۃ
ای معتق التغلبی فی الجزیۃ والخراج کمولی القرشی وحدیث مولی القوم منہم مخصوص بالاجماع اور لیا جائیگا اسکے مولی سے یعنی تغلبی کے آزاد غلام سے جزیہ اور
خراج مین قرشی کے آزاد غلام کے مانند اور مولی القوم منہم کی حدیث بالاجماع مخصوص ہے یعنی یہ جو حدیث ہے کہ آزاد غلام قوم کا اسی قوم مین داخل ہے سو یہ مخصوص بحر بہت
صدقہ ہے یعنی جس قوم کو صدقہ لینا درست نہین تو اسکے آزاد غلام پر بھی لینا جائز نہین ومصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلبی وہدیتہم للامام وانما یقبلہا
اذا وقع عندہم ان قتالنا للدین لا للدنیا جوہرہ وما اخذ منہم بلا حرب ومنہ ترکۃ ذمی وما اخذہ عاشرہم ظہیریۃ مصالحنا خبر مصرف اور مصرف جزیہ اور خراج
کا اور تغلبی کے مال کا اور اس مال کا جسکو کفار نے سلطان کو بطریق تحفہ دیا ہو اور اس مال کا جو کفار سے بدون لڑائی کے لیا گیا اہل اسلام کے مصالح ہین سلطان
کفار کا تحفہ اسوقت قبول کرے جبکہ انکے نزدیک ثابت ہو جائے کہ ہمارا لڑنا دین کے واسطے ہے نہ دنیا کی تحصیل کے واسطے کذا فی الجوہرہ اور مال بلا حرب مین اس ذمی
کا ترکہ داخل ہے جسکا کوئی وارث نہین کذا فی الحموی اور وہ مال جسکو عاشر کفار سے لے کذا فی الظہیریۃ شارح نے کہا مصالحنا خبر ہے مصرف کی اور مصالح جمع ہے مصلحت کی یعنی
جسکی منفعت اسلام کی طرف عائد ہو کذا فی القہستانی اہل نجران کا مال اور جس مال پر کہ اہل حرب نے صلح کی ترک قتال پر دار الحرب مین لشکر اسلام کے داخل ہونے
سے پہلے مال بلا حرب مین داخل ہے کذا فی البحر کسد ثغور وبناء قنطرۃ وجسر وکفایۃ العلماء والمتعلمین تجنیس وبہ یدخل طلبۃ العلم فتح مصالح اہل اسلام کے جیسا کہ
دار الاسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرنا اور پکا پل اور لکڑی کا پل بنانا اور علما اور متعلمین کو بقدر کفایت دینا کذا فی التجنیس اور متعلمین کے لفظ سے طالب علم بھی
مصرف مین داخل ہو گئے کذا فی الفتح ہم سد بالفتح والضم مضبوط کرنا وثغر بالفتح وسکون غین معجمہ عبارت ہے موضع مخافت بلاد سے تو سد ثغور سے مراد یہ ہے کہ ان
لوگون پر صرف کرنا چاہیے کہ جو ان محل خوف کی محافظت کرتے ہین جو فاصل ہے دار الاسلام اور دار الحرب کے درمیان مین اور علما سے مراد مفسرین اور محدثین ہین اور
ظاہر اعلما سے مراد وہ ہین جو علوم شرعیہ کی تعلیم کرتے ہین تو صرف اور نحو وغیرہما کو بھی شامل ہے کذا فی الحموی عن البرجندی نہر الفائق مین خانیہ سے منقول ہے کہ
رازی سے سوال ہوا کہ بیت المال مین اغنیا کا بھی حصہ ہے جواب دیا کہ نہین مگر جبکہ غنی عالم یا قاضی ہو اور فقہا کا اسمین حصہ نہین مگر اس فقیہ کا حصہ ہے جو لوگون
کو فقہ اور قرآن کی تعلیم کیا کرتا ہے والقضاۃ والعمال ککتبۃ قضاۃ وشہود قسمۃ ورقباء سواحل اور بقدر کفایت قاضیون اور عاملون کے جیسے قاضیون کے کاتب
اور قسمت کے گواہ یعنی قسمت مین الورثہ اور شہر کا کے شاہد اور سواحل دریا کے نگہبان یعنی محصول لینے والے کذا فی الطحطاوی ورزق المقاتلۃ وذراریہم ای ذراری کل
من ذکر مسکین واعتمدہ فی البحر قائلا وہل یعطون بعد موت آبائہم حالۃ الصغر لم ارہ اور جیسے روزی مقاتلین مجاہدین کی اور انکی ذریت کی یعنی محافظین حدود
اور علما اور قضاۃ اور عمال اور مقاتلین سب مذکورین کی ذریت کی کذا فی الشرح مسکین اور اسی پر اعتماد کیا بحر الرائق مین یون کہکر اور کیا انکی ذریت کو روزی دیجائیگی
انکے باپون کے مرجانے کے بعد حالت طفلی مین مین نے اسکا حکم کسی کتاب مین نہین دیکھا اھ طحطاوی نے شیخ عیسی صفتی کے رسالہ سے نقل کیا کہ ابو یوسف رح نے
کہا کتاب الخراج مین کہ جو شخص بیت المال کا مستحق ہے اور اسکے واسطے اسکا استحقاق بیت المال مین مفروض ہو گیا تو اسکی ذریت کے واسطے بھی مفروض
ہوگا اسکی تبعیت سے اور اسکی موت سے ساقط نہوگا صاحب حاوی نے کہا فتوی اسیر ہے کہ علما اور فقہا اور مقاتلین کی ذریت اور جو مستحق بیت المال ہو
اسکی ذریت کا حصہ معین کیا جاوے اور جو انکی اولاد کے واسطے مفروض ہوا وہ انکی موت سے ساقط نہین ہوتا والی ہنا انتہت مصارف بیت المال ثلثہ
فہذا مصرف جزیۃ وخراج مصرف زکوۃ وعشر مرفی الزکوۃ ومصرف خمس درکاز مرفی السیر وبقی رابع وہو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہا

نصیب فقیر ... سے ... یا ... تو بیت المال کے مصارف سو صرف جزیہ اور خراج کا ہو اور زکوۃ وعشر کا مصرف ...
... صرف ... یا ... لیا تھا ... کتب ... قسمین ... بیت ... بیت المال کی ... اور ... لاوارث
... جو ... والی ... مصرف ... اور ... اور ... نفقات اور ... کفارات اور ... سے ... اور ...
... سے صرف کیا جاوے گا کذا فی شرح ملتقی الابحر ... نوع منہا بحصہ ... بادشاہ پر لازم ہے کہ ہر قسم مال کا ایک بیت مقرر کرے کہ
... بیت مخصوص ہے یعنی ایک بیت المال جزیہ اور خراج کا اور دوسرا عشر اور زکوۃ کا اور تیسرا خمس اور ... کا اور چوتھا لقطہ اور لاوارث
... اور ... بیت کا امر بادشاہ پر واجب ہے کہ ایک قسم کا مال دوسری قسم میں نہ ملا دے اس واسطے کہ ہر قسم کا حکم جدا ہے کذا فی البحر الرائق
... بادشاہ کو قرض لے ایک بیت المال سے اسکو صرف کرے دوسرے بیت المال کے مصرف میں پھر جب اُس قسم کا مال آوے تو جس
بیت المال سے قرض لیا تھا اسمین پھیر دے مگر جبکہ مال مصرف از قسم صدقات اور خمس کے ہو اور اہل خراج پر صرف کیا ہو اور وہ محتاج ہوں تو پھیرنا لازم
نہیں اس واسطے کہ فقرا اہل خراج مستحق صدقات ہیں اپنی محتاجی کے سبب سے کذا فی البحر والنہر ویعطی بقدر الحاجۃ والفقہ والفضل فان قصر کان اللہ علیہ
حسیبا اور دیوے بقدر حاجت اور بمقدار فقہ اور فضیلت کے سوا اسمین بادشاہ قصور کرے گا تو حق تعالیٰ اُس سے حساب کا لینے والا ہے کذا فی شرح الملتقی
... ذکر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل اسلام کو برابر دیتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُنکو بقدر حاجت اور بمقدار فقہ اور فضیلت کے عطا فرماتے تھے اور
عمل کرنا فاروق اعظم کے فعل پر ہمارے زمانے میں احسن ہے کذا فی الطحطاوی عن الحموی وفی الحاوی المراد بالحافظ فی حدیث کان حافظ القرآن اعطاہ مائتی دینار ... المفتی
... وہ جو ... کہ حافظ ... حدیث میں کہ حافظ قرآن کے واسطے دو سو دینار ہیں مفتی ہے اس واسطے کہ جو صحابہ کرام کے زمانے میں حافظ قرآن
ہوتا تھا وہ احکام کا بھی عالم ہوتا تھا بخلاف اس وقت کے کذا فی الطحطاوی والحاوی لو لم ... فی بیت المال الا ان یہلک بعضہم جوعا ... ہے فی
... واسطے بیت المال میں مگر یہ کہ وہ ہلاک ہوتا ہو بسبب اپنے ضعف کے تو امام اسکو بیت المال سے دے جس سے پیٹ بھر رکھے تو ... ومن مات من ذکر
فی نصف الحول حرم من العطاء ... مثل ... الا ... جو شخص مصارف بیت المال سے جنکا ذکر ہو چکا نصف سال میں مرگیا محروم رہا عطا سے ...
... اور احسان ہے تو وہ مملوک نہیں ہوتا بدون قبضے کے علم حموی کی شرح میں ہے کہ رزق اور عطا متقارب المعنی ہیں مگر فقہانے دونوں میں فرق کیا ہے
سو جو اہل لشکر کو ... دیا جاوے اسکو رزق کہتے ہیں اور جو بطریق سالانہ یا ... کے دیا جاوے اسکو عطا کہتے ہیں اور فتح القدیر میں ہے کہ عطا وہ ہے کہ جو
مستحقین بیت المال کے نام پر کچہری میں لکھا جاوے چنانچہ جاگیر ہمارے عرف میں لیکن جاگیر ماہانہ ہے اور عطا سالانہ واہل العطاء فی زماننا القاضی والمفتی
والمدرس ... اور اہل عطا یعنی سالانہ دار ہمارے زمانے میں قاضی اور مفتی مدرس ہیں کذا فی شرح الوقایہ بحر الرائق کی عبارت میں مثل القاضی والمفتی
والمدرس ... کہ ... میں ... شامل ہیں ولو مات فی آخرہ او بعد تمامہ کما صححہ الزاہدی ... تستحب الصرف الی قریبہ لانہ اوفی تعبہ فیندب الوفاء
اور اگر اہل عطا مرگیا آخر سال میں یا بعد تمام ہو جانے سال کے چنانچہ الزاہدی نے اسکی تصحیح کی ہے تو مستحب ہے عطا کا صرف کرنا اسکے قریب کی طرف اس واسطے کہ
اسنے اپنی محنت ... کو پورا کر دیا تو عطا کا بھی پورا کر دینا اسکے واسطے مستحب ہے یعنی میت کے وارثوں کو دے کہ ... استحباب صرف علامہ عینی اور شارح مجمع کا
مختار ہے اور ... نے وجوب صرف کو اختیار کیا ہے محقق ابن ہمام نے کہا کہ دلیل اسکی مقتضی ہے کہ اُسکے وارثوں کو دینا واجب ہو اس واسطے کہ حق ثابت ہو گیا سال کے
اندر اتمام عمل سے چنانچہ سہم غازی کا موروث ہوتا ہے بعد احراز بدار الاسلام کے بسبب ثابت ہونے حق کے اُس وقت میں اگرچہ اُسکی ملک ثابت نہیں کذا
فی الطحطاوی ومن تعجل ثم مات او عزل قبل الحول قیل یجب رد ما بقی وقیل لا کالنفقۃ المعجلۃ زیلعی اور جو سالانہ پیشگی لے کر مرجاوے یا معزول ہو قبل سال کے
بعضوں نے کہا جسقدر سال میں سے باقی رہا اُتنا حساب سے پھیر دے اور بعضوں نے کہا پھیر دینا واجب نہیں نفقہ معجلہ کے مانند شیخین کے نزدیک

خلافا لمحمد کذا فی الشرح عن الزیلعی والمؤذن والامام اذا کان لہما وقف فلم یستوفیا حتی ماتا فانہ یسقط لانہ کالصلۃ وکذلک القاضی وقیل لا یسقط لانہ کالاجرۃ وہذا ثابت فی نسخ الشرح ساقط من نسخ المتن ہنا وتمامہ فی الدرر وقد لخصناہ فی الوقف اور موذن اور امام مسجد کا جبکہ وقف انکے واسطے ہو اور انکو پورا سال نگذرا کہ وہ مرگئے تو وہ ساقط ہوگا اسواسطے کہ وہ بمنزلہ صدقہ اور احسان کے ہے اور یہی حکم ہے قاضی کا اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ ساقط نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ بجائے اجرت کے ہے اور یہ مسئلہ مصنف کی شرح کے نسخوں مین ثابت ہے اور متن کے نسخوں سے ساقط ہے اور پورا بیان اسکا درر غرر مین ہے اور کتاب الوقف مین ہم نے اسکو خلاصہ بیان کیا ہے کہ اور اگر امام اور موذن کے واسطے اجرت معین ہے تو وہ موت سے ساقط نہیں ہوتی درر غرر مین صدر الاسلام طاہر بن محمود کے فوائد سے مذکور ہے کہ ایک گانو مین امام مسجد پر زمین وقف ہے سو امام نے اسکا غلہ بعد پختہ ہونے کے لیا اور اس گانو سے چلا گیا تو باقی سال کا حصہ اس سے مسترد ہوگا اور امام کو باقی سال کا حصہ کھانا جائز ہے اگر وہ محتاج ہو اور یہی حکم ہے طلبہ علم اور مدرس کا کذا فی الطحطاوی —

باب المرتد

یہ باب ہے مرتد کے احکام مین جب مصنف نے کفر اصلی کے احکام سے فراغت پائی تو کفر طاری کے احکام شروع کیے کفر اصلی سے مراد یہ ہے کہ اسپر ایمان مقدم نہوا ہو بعد بلوغ کے اور کفر طاری وہ ہے جسپر ایمان مقدم ہوا ہو ہو لغۃ الراجع مطلقا وشرعا الراجع عن دین الاسلام مرتد لغت مین پھر جانیوالے کو کہتے ہین مطلقا خواہ ایمان سے پھرے یا غیر ایمان سے اور اصطلاح شرع مین دین اسلام سے پھر جانیوالے کو مرتد کہتے ہین ورکنہا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان اور ردت یعنی ارتداد کا رکن جاری کرنا ہے کلمہ کفر کا زبان پر بعد ایمان کے ہم یہ ارتداد ظاہری کی تعریف ہے اور ارتداد قلبی تکلم لسانی پر موقوف نہین چنانچہ حق تعالی کو بصفت نالائق موصوف اعتقاد کرے یا بعد مدت کے کافر ہوجانیکا قصد مصمم رکھے کذا فی الطحطاوی وہو تصدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما جاء بہ عن اللہ تعالی مما علم مجیئہ ضرورۃ اور وہ یعنی ایمان عبارت ہے سرور عالم محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تصدیق سے ہر چیز مین جسکو آنحضرت لائے اللہ تعالی کی طرف سے جسکا لانا بالیقین معلوم ہو چکا یعنی ضروریات دین محمدی کو دل سے مان لینا یہی حقیقت ہے ایمان کی اور ضروریات سے مراد وہ ہے جسکو عوام بھی جانتے ہین بلا احتیاج نظر و استدلال چنانچہ وحدانیت خدا و نبوت انبیا و بعثت و جزا و وجوب صلوۃ و زکوۃ و حرمت خمر وغیرہا کذا فی حاشیۃ الحلبی وہل ہو فقط او ہو مع الاقرار قولان واکثر الحنفیۃ علی الثانی والمحققون علی الاول اور کیا ایمان فقط تصدیق قلبی سے عبارت ہے یا تصدیق مع الاقرار سے اسمین دو قول ہیں اور اکثر حنفیہ قول ثانی پر ہین اور علماء محققین قول اول پر ہم محققین سے مراد اکثر ماتریدیہ اور اشاعرہ ہین اور خوارج کے نزدیک ایمان عبارت ہے تصدیق مع الاطاعت سے لہذا انکے نزدیک گناہ سے آدمی کافر ہوجاتا ہے اور کرامیہ کے نزدیک فقط تصدیق زبانی کا نام ایمان ہے سو اگر تصدیق لسانی تصدیق قلبی کے مطابق ہے تو وہ مومن ناجی ہے والا مومن مخلد فی النار ہے والاقرار شرط لاجراء الاحکام الدنیویۃ بعد الاتفاق علی انہ یعتقد متی طولب بہ اتی بہ فان طولب بہ فلم یقر فہو کفر عناد اور محققین مذکورین کے نزدیک ایمان کا اقرار کرنا شرط ہے احکام دنیویہ کے جاری کرنے کیواسطے انکے متفق ہونے کے بعد اسپر کہ مومن اسکا اعتقاد رکھے کہ جب کوئی اس سے ایمان کا مطالبہ کریگا تو وہ ایمان کا اقرار کریگا سو اگر اس سے ایمان کا مطالبہ ہوا اور اسنے اقرار نہ کیا تو اسکا یہ عدم اقرار اور چپ رہنا کفر عناد ہے ہم احکام دنیویہ سے مراد نکاح اور انکاح اور قبول شہادت اور صحت اقتدا اور غسل اور تکفین اور نماز جنازہ اور مقابر مسلمین مین دفن کرنا ہے پھر اگر وہ مرگیا اور اسنے ایمان کا اقرار نکیا اور اسکے دل مین یہ تھا کہ جو کوئی اس سے پوچھے گا تو وہ ایمان کا اقرار کریگا تو وہ خدا کے نزدیک مومن ناجی ہوگا لیکن اسلام کے احکام دنیویہ اسپر جاری نہونگے علماء محققین کا اسپر اجماع ہے کہ ترک عناد شرط ہے ایمان کی اور ترک عناد سے مراد یہ ہے کہ جب اس سے ایمان کا مطالبہ ہو تو وہ اسکا اقرار کرے سو اگر بعد مطالبہ اسنے اقرار نکیا تو یہ عدم اقرار کفر عنادی ہے اعتقاد سابق اسکو مفید نہوگا باقی رہا یہ کہ اگر اسکا معتقد نہو یعنی خالی الذہن ہو یا اسکا معتقد ہو کہ مطالبہ کرنے سے ایمان کا اقرار نہ کرے گا لیکن مطالبہ کے وقت اقرار کرے سو یہ اقرار کیا کافی ہوگا بنظر حصول مقصود کے یا کافی نہوگا بنظر اعتقاد سابق کے کذا فی حاشیۃ الحلبی طحطاوی نے کہا ظاہر جواب یہ ہے کہ جب اسنے اقرار کیا تو اسکے ایمان مین

ثابت ہو جیسے قرآن و حدیث کا انکار کہ کفر ہوگا سو بیشک جسنے اپنی بیٹی کو باپ کی بی بی سے نکاح کیا وہ بیل بیوے بچ تو ایک وقت کا مفتی کفر ہی ہے جو مفتی
الکفر کا لیا صنعت و فعل کفر یہ ہون بے انکار کفر یہ ان کا عقیدہ مو متنع ذات نہ کفر لعنا دہ صنعت کا دفع الفرد ہے کہ جسنے مسخرا پن اور خوش طبعی پر ایسے کفر
اگرچہ معتقد کفر نہو وہ کافر ہو گیا بسبب خفیفت جنس کے تو وہ کافر فساد ہے کے مانند کم فتاوی قیروین بحر الرائق سے منقول ہے کہ جو کلمہ کفر کا منہ سے ابتدا
اداکیگا وہ کافر ہو سب کے نزدیک اور اسکے اعتقاد کا کچھ اعتبار نہیں اور جسنے ابتدا خطا یا اکراہ سے کلمہ کفر کا کیا وہ سب کے نزدیک کافر نہیں اور جسنے
معلوم کرکے قصدا تکلم کیا وہ بھی بالاتفاق کافر ہے اور جو کلمہ کفر کو خوشی بولا لیکن اسکے کفر ہونیکے سے جاہل ہے تو اسمین اختلاف ہے والکفر فعلہ السرہ فرما
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی شیٔ مما علم من الدین ضرورۃ اور کفر لغت میں بمعنی چھپانے کے ہے اور شرع میں عبارت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب سے اس چیز
میں جسکو آپ لائے بشمول دین کے بالیقین یا تردد یعنی ضروریات دین میں سے ایک چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے مثلا جو فرضیت زکوۃ یا حج کا منکر ہو تو وہ کافر ہے
یا رکعت فرض کی کمی نے وہ کافر ہے والنافلۃ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشیٔ منہا الا فیما اتفق المشایخ علیہ کما یاتی قال فی البحر
وقد اوسعت نفسی ان لا افتی بشیٔ منہا اور کلمات کفر کے فتاوی میں مشہور ہیں بلکہ انکی جدا کتابیں ہوئی ہیں مسائل میں باوجود اسکے کہ کفر کا فتوی دینا
بلا سبب کسی چیز کے نہیں ہے مگر انہیں جسپر فقہا کا اتفاق ہے چنانچہ آئیگا بحر الرائق میں کہا کہ میں نے اپنی ذات پر لازم کیا ہے کہ نہ فتوی دونگا کسی چیز پر انہیں
سے یعنی جسمین فقہا کا اختلاف ہے اسواسطے کہ مومن کو کافر کہنا بلا دلیل قطعی خطرناک ہے فائدہ بعضے موجبات کفر فتاوی عالمگیری اور طحطاوی سے مترجم نقل کرتا ہے
تا اہل اسلام اس سے کنارہ کرین جو شخص کہے کہ مین صفت اسلام کی نہین جانتا وہ کافر ہے اسکا صوم اور صلوۃ اور عبادت اور نکاح صحیح نہین اور اسکی اولاد
ولد الزنا ہے جو شخص حق تعالی کو صفات ناقصہ موصوف کرے یا اسکے کسی نام مقدس سے یا اسکے کسی حکم سے مسخرا پن کرے یا اسکے وعدہ اور وعید کا انکار کرے
یا اسکا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہراوے یا اس حکیم اور قدیر کی طرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے جو کہے کہ اگر خدا مجھکو اس کام کا
امر کرے تو مین نکرون وہ کافر ہے جو شخص بعض انبیا علیہم السلام کا مقر نہو یا کسی سنت کو سنن مرسلین سے پسند نکرے وہ کافر ہے جو خضر اور ذوالکفل کی نبوت
کا منکر ہو وہ کافر نہین بسبب اختلاف کے انکی نبوت مین جو شخص کہے کہ اگر فلان شخص نبی یا رسول اللہ ہو تو بھی اسکا ایمان نہ لاؤن وہ کافر ہے رافضی جب
شیخین کو بد کہے یا لعنت کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو ابی بکر صدیق سے افضل کہے تو کافر نہین مبتدع ہے قذف عائشہ صدیقہ کا کفر ہے بخلاف اور ازواج مطہرات
کے کہ انکا قاذف کافر نہین لیکن مستحق لعنت ہے خلافت شیخین کا منکر بقول صحیح کافر ہے رافضیون کا یہ قول کہ دنیا مین اموات رجعت کرینگے یا جبرئیل علیہ السلام نے
غلطی کی کہ علی مرتضی کو چھوڑ کر محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی پہنچائی یہ سب کفر ہے یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہین اور مرتدین میں داخل ہین حدیث متواتر
کا منکر کافر ہے اور حدیث مشہور کا منکر بقول صحیح کافر نہین اور اسی طرح خبر واحد کا منکر کافر نہین بلکہ گنہگار ہے بسبب ترک قبول کے استخفاف علما کا اور
انکو عیب لگانا کفر ہے جو شخص قرآن کو مخلوق کہے یا قرآن میں سے کسی آیت کا منکر ہو یا مسخرا پن اور بے ادبی کسی آیت سے کرے وہ کافر ہے جو قرآن
کو دف وغیرہ کی گت پر پڑھے وہ کافر ہے ایک شخص نے کہا دوسرے سے کہ نماز پڑھ اسنے جواب دیا کہ اسکو کون سر پر اٹھاوے یا بولا کہ ہمارے واسطے لوگ نماز
پڑھتے ہین یا بولا کہ تونے نماز پڑھکے کیا کیا یا یون بولا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے یہ سب کفر ہے جو شخص کہے بطریق استخفاف اور فخر کہ ہم نے بہت نماز پڑھی
ہماری کوئی حاجت روا نہوئی تو وہ کافر ہے جو شخص کہے کہ نماز مجھکو سزاوار نہین یا حلال مجھکو سزاوار نہین یا نماز کو میں نے طاق پر رکھدیا وہ کافر ہے جو شخص
بلا سبب عالم یا فقیہ کو گالی دے اسپر خوف ہے کفر کا ایک جاہل نے کہا کہ جو علم سیکھتے ہین وہ داستان سیکھتے ہین اور باد ہوائی کہتے ہین یا یون کہا کہ یہ زور
ہے سو وہ کافر ہے اگر فقیہ نے مسئلہ بیان کیا یا حدیث صحیح کی روایت کی دوسرے نے کہا یہ کچھ نہین یا یون بولا کہ یہ بات کس کام آتی ہے درم چاہیے کہ حرمت
حشمت اور عزت ہو علم کس کام آتا ہے سو یہ قول کفر ہے جو شخص اونچے مکان پر بیٹھے بطور استہزا کے اور اسکے ساتھ چند لوگ ہون اور اس سے

مسائل پوچھتے ہین اور اُس سے ہنسی کرتے ہین اور اُسکو ملیون سے مارتے ہون تو سب کافر ہونگے شرع کے ساتھ استخفاف اور بے ادبی کرنے سے اور اگر خصم اُسکا فتویٰ
لکھا لاوے اور وہ فتوی کو زمین پر ڈال دے تو وہ کافر ہی جو شخص حرام کو حلال اعتقاد کرے یا حلال کو حرام جانے وہ کافر ہی لیکن اگر بازاری بلا اعتقاد حلت حرام کو
حلال کہے تو اُسکا مال بک جاے یا جہالت سے کہے تو وہ کافر نہین اور اصل یہ ہی کہ جو حرام کو حلال اعتقاد کرے سو اگر وہ حرام لغیرہ ہی چنانچہ غیر کا مال تو کافر نہین اور اگر
حرام لعینہ ہی سو اگر اُسکی دلیل قطعی ہی تو وہ کافر ہی اور نہین تو نہین مرتکب صغائر سے کسی نے کہا کہ توبہ کر اُسنے جواب دیا کہ مین نے کیا کیا ہی کہ توبہ کرون وہ کافر ہی
جو شخص پیالہ خم کے پینے کے وقت یا زنا کرنے کے وقت یا قمار کھیلنے کے وقت بسم اللہ کہے وہ کافر ہی اذکار اور اذان سے مسخراپن اور بے ادبی کرنا کفر ہی جو قیامت
اور جنت اور نار اور میزان اور صراط اور نامہ اعمال اور بعد موت کے زندہ ہونے کا منکر ہو وہ کافر ہی اور اگر بعینہ ایک مرد کے بعث کا منکر ہو وہ کافر نہین ایک
شخص نے دوسرے سے کہا کہ گناہ نہ کر کہ دوسرا جہان بھی ہی اُسنے کہا کہ اُس جہان کو کون جانتا ہی وہ کافر ہی جو کسی شخص کو کلمۂ کفر سکھا دے وہ کافر ہی اگرچہ بطریق لہو و لعب کے
سکھا دے اور اسی طرح اگر غیر کی عورت کو ارتداد کی تلقین کرے تا وہ اپنے زوج سے جدا ہو جاے یہ بھی کفر ہی جو شخص مجوسیون کی ٹوپی اپنے سر پر رکھے وہ کافر ہی بقول صحیح مگر
بضرورت دفع گرما اور سرما کفر نہین اور اپنی کمر پر زنار باندھنے سے کافر ہوتا ہی مگر جبکہ جنگ مین بطور خدعہ کے یا جاسوسی کے باندھے تو کفر نہین جو مشرکین کی عید مین بطریق تعظیم
جاے تو کافر ہوتا ہی مترجم کہتا ہی اعیاد مشرکین یعنی کفار کے میلے چنانچہ ہولی دیوالی بسنت نوروز وغیر ذلک کافر ہوتا ہی آدمی مجوسیون کے نوروز مین جانے سے اُنکے
افعال کی موافقت کے سبب سے اُسدن مین اور اُس چیز کے خرید کرنے سے نوروز مین جسکو قبل اسکے نہ خرید کرتا تھا تعظیم نوروز کے واسطے نہ واسطے کھانے اور پینے کے اور
کافر ہوتا ہی اُسدن مشرکین کو تحفہ دینے سے اگرچہ انڈا ہی ہو بطریق اُسکی تعظیم کے اور کافر ہوتا ہی تحسین کفار سے بالاتفاق تو اگر کہے کہ کھانے کے وقت کلام نہ کرنا یا
حالت حیض مین عورت کو پاس نہ رکھنا بہتر فعل ہی مجوسیون کا تو وہ کافر ہی شیخ ابو منصور ماتریدی نے کہا کہ جو ہمارے زمانے کے سلطان کو عادل کہے وہ کافر ہی اور بعضون
نے کہا کہ کافر نہین خطیبون کا القاب سلاطین مین یون کہنا عادل اعظم شہنشاہ اعظم مالک رقاب الامم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ علی الاطلاق جائز نہین
اسواسطے کہ بعضے الفاظ کفر ہین اور بعض معصیت اور کذب ہین اور شہنشاہ خصائص اسمار آلہیہ سے بلا وصف اعظم ہی عورات مسلمین اطفال کے چیچک نکلنے کے وقت
جو بھوانی کو پوجتی ہین اور اُس سے شفا چاہتی ہین کافر ہو جاتی ہین نکاح اُنکا ٹوٹ جاتا ہی اور اگر اُنکے شوہر بھی اس فعل سے راضی ہون تو وہ بھی کافر ہو جاتے ہین جو شخص
کہے کہ اس زمانے مین بدون خیانت اور دروغگوئی کے میسر گذارا نہین ہوتا یا یون کہے کہ جبتک خرید فروخت مین تو جھوٹ نہ بولے گا روٹی کھانے کو نہ پاوے گا
اس کلام سے کافر ہو جاتا ہی جسنے کافر ہونے کا عزم کیا اگرچہ سو برس کے بعد تو وہ فی الحال کافر ہو گیا جسنے اپنی زبان سے کلمۂ کفر بخوشی کہا بغیر جبر کے اور اُسکا دل
ایمان پر ہی وہ کافر ہی خدا کے نزدیک مومن نہین جس قول باطل کے کفر ہونے مین علما کا اختلاف ہو تو اُسکے قائل کو تجدید نکاح اور توبہ کا امر کیا جاوے بطریق
احتیاط کے اور اگر از راہ خطا وہ قول یا فعل صادر ہوا ہو تو تجدید نکاح اور رجوع کی حاجت نہین کذا فی العالمگیریۃ واللہ تعالی اعلم وشرائط صحتها العقل
والصحو والطوع فلا تصح ردة مجنون ومعتوه وموسوس وصبي لا يعقل وسكران ومكره عليها واما البلوغ والذكورة فليستا بشرط بدائع اور صحت ارتداد کی شرطین
عقل اور ہوشیاری اور خود مختاری ہی تو صحیح نہین مرتد ہونا مجنون اور بیہوش اور وسواسی اور طفل ناسمجھ اور مست کا اور جسپر جبر اور زبردستی ہوئی مرتد ہونے
کے واسطے اور بالغ ہونا اور مرد ہونا ارتداد کی شرط نہین کذا فی البدائع وفي الاشباه لا تصح ردة السكران الا الردة بسب النبي صلى الله عليه وسلم فانه يقتل ولا يعفى
اور اشباہ مین ہی کہ صحیح نہین مرتد ہونا مست کا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کا ارتداد صحیح ہی اسواسطے کہ وہ قتل کیا جائیگا اور اُسکا قصور معاف نہوگا
عنه بحر الرائق مین قید لگائی ہی کہ اُسکا سکر حرام چیز سے ہو اور اُسنے اپنی خوشی بلاجبر اُسکو استعمال کیا ہو ورنہ وہ مجنون کے مانند ہی من ارتد عرض الحاکم علیه الاسلام
استحبابا على المذهب لبلوغه الدعوة جو شخص مرتد ہو جاے حاکم اُسپر اسلام عرض کرے یعنی اُس سے اسلام قبول کرا دے بطریق استحباب کے بنابر صحیح مذہب کے
اسواسطے کہ اُسکو دعوت اسلام کی پہونچ گئی یعنی جسکو دعوت پہونچ گئی اُسپر عرض اسلام واجب نہین وتكشف شبهته بيان لثمرة العرض اور اُسکا شبہ

اور کیا باوجود بیان ہی غرض و عرض کرنا یعنی عرض اسلام کا فائدہ یہ ہے کہ اگر اسکو کوئی شبہ پیدا ہوا ہو تو دفع ہو جائے گا پس جو وہ کوئی شبہ نکالے اسکا جواب دیا جائے ویحبس ثلثة ایام

فی مدة ثلثة ایام اور قید کیا جائے تین روز تک یہ سب کے نزدیک ہے اور قول ضعیف میں یہ ہے کہ تین روز کی مہلت واجب ہے اور صحیح یہ ہے کہ مستحب ہے لغو اسکو قتل کیا جائے کذا فی الفتح

ان استمهل ای طلب المهلة والا قتلہ من ساعتہ الا اذا رجی اسلامہ بدائع یعنی اگر مرتد مہلت مانگے تو مہلت دینا واجب ہے اور اگر مہلت نہ مانگے تو فی الفور

اسی وقت قتل کر دیوے یعنی بعد عرض اسلام اور کشف شبہ کے مگر اس وقت قتل میں جلدی نہ کرے جبکہ اسکا مسلمان ہونا متوقع ہو کذا فی البدائع وکذا لو ارتد

ثانیا لسبب و فی الثالثة یحبس ایضا حتی یظهر علیه التوبة فان عاد فکذلک تاتارخانیة قلت لکن نقل فی الزواہر عن خزانة المفتین وعن السراج الوهاج انه لا تقبل

بد توبة سننا اور یہی حکم مہلت دینے کا بھی اگر دوسری بار مرتد ہو گا لیکن تیسری مرتبہ بعد توبہ کے قید میں رکھیں یہاں تک کہ ارتداد میں ضرب کے ساتھ حبس بھی کیا جائے گا

یہاں تک کہ اسپر آثار توبہ کے ظاہر ہوں پھر اگر چوتھی بار ارتداد کی طرف عود کریگا تو یہی حکم کریگا یعنی بعد توبہ اور ضرب کے تا ظہور آثار اسلام مقید رہیگا کذا فی المنح عن

التاتارخانیہ شارح کہتا ہی لیکن زواہر میں خزانة المفتین سے ابو عبد اللہ بلخی کی طرف نسبت کرکے وہ مضمون نقل کیا ہے جو مفید ہے کہ مرتد ہوکر قتل کیا جاوے قبول

توبہ سوا اور ہمام فتح القدیر میں تاتارخانیہ کے قول کو ظاہر الروایہ قرار دیا ہے اور خانیہ کے قول کو روایت نوادر مشہور بتایا ہے اور جناس ناطفی اور مختصر کرخی میں مذکور ہے

کہ چوتھی بار کے ارتداد میں امام اسکو مہلت نہ دے اگر وہ مہلت مانگے اگر فی الحال اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ اسکو قتل کرے کذا فی حاشیة الطحطاوی فان اسلم

فبها والا قتل لحدیث من بدل دینہ فاقتلوہ سو بعد مہلت مذکورہ کے اگر وہ اسلام قبول کرے تو کیا خوب ہے ورنہ امام اسکو قتل کرے بدلیل اس حدیث کے کہ جو اپنا

دین کو یعنی اسلام بدل ڈالے تو اسکو قتل کرو رواہ احمد والبخاری کذا فی المنح واسلامہ ان یتبرأ عن الادیان سوی الاسلام او عما انتقل الیہ بعد

نطقه بالشهادتین وتمامه فی البحر اور مسلمان ہونا مرتد کا اسطرح ہی کہ بیزار ہو جائے سب دینوں سے سوائے اسلام کے یا اس دین سے بیزار ہو جسکی طرف اسنے انتقال کیا

بعد تکلم شہادتین کے اور پورا بیان اسکا بحر الرائق میں ہے اور بحر الرائق میں لکھا کہ مرتد کے اسلام میں بعد شہادتین سوائے اسلام کے اور دینوں سے بیزار ہونا دار الاسلام

میں شرط ہی اور اگر دار الحرب میں مسلح مرتد کو ما ضبط لے اور وہ کہے محمد رسول اللہ علیہ کے امین اسلام میں داخل ہوا یا دین محمدی میں آیا تو یہ دلیل ہے اسکے اسلام کی

ولو اتی بها علی وجه العادة لم ینفعه مالم یتبرأ بزازیة اور اگر مرتد کلمہ شہادت کو بطور عادت کے تو اسکو نافع نہیں جبتک سوائے اسلام کے اور دینوں سے

تبرا کرے کذا فی البزازیة وکره تنزیها المافر قتله قبل العرض بلا ضمان لان الکفر مبیح للدم اور بدلیل گذشتہ مکروہ تنزیہی ہے اسکا مارڈالنا قبل عرض کرنے اسلام

کے بدون ضمان کے اسواسطے کہ کفر مباح کرنے والا ہے اسکے خون کا بعد دلیل گذشتہ یہ ہے کہ عرض اسلام بقول صحیح مستحب ہے اور ترک مستحب مکروہ تنزیہی ہے کما فی

فتح القدیر میں کہا کہ قاتل قبل العرض پر اگرچہ ضمان نہیں لیکن تعزیر ہے اور اسی طرح قاتل عضو پر قید باسلام المرتد لان الکفار اصناف خمسة من ینکر الصانع کالدهریة

ومن ینکر الوحدانیة کالثنویة ومن یقر بها لکن ینکر بعثة الرسل کالفلاسفة ومن ینکر الکل کالوثنیة ومن یقر بالکل لکن ینکر عموم رسالة المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کالعیسویة

فیکتفی من الاولین بقول لا الہ الا اللہ وفی الثالث بقول محمد رسول اللہ وفی الرابع باحدهما وفی الخامس بهما مع التبری عن کل دین یخالف دین الاسلام

بدائع وآخر کراهیة الدرر اور مصنف نے اسلام مرتد کو مقید بقید مذکور اسواسطے کیا کہ سب کافر پانچ قسم پر ہیں بعضے خالق کے منکر ہیں جیسا کہ زنادقہ

دہریہ اور بعضے وحدانیت کے منکر ہیں جیسا کہ مجوسی کہ دو خالق کے قائل ہیں یعنی یزدان و اہرمن کے اور بعضے کا خالق اور اسکی وحدانیت کے

مقر ہیں لیکن رسالت انبیا کے منکر ہیں جیسے حکما و فلاسفہ اور بعضے خالق اور وحدانیت اور رسالت سب کے منکر ہیں جیسا کہ بت پرست اور بعضے سب

کا اقرار کرتے ہیں لیکن عموم رسالت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں جیسا کہ فرقہ عیسویہ تو اکتفا کرے امام اولین یعنی دہریہ اور مجوسیوں سے

لا الہ الا اللہ کہنے پر اور ثالث یعنی حکما و فلاسفہ سے محمد رسول اللہ کے کہنے پر اور رابع یعنی بت پرستوں سے دونوں سے ایک پر یعنی کلمہ توحید یا اقرار رسالت پر

اور خامس یعنی عیسویہ سے دونوں قول پر یعنی شہادتین پر کفایت کرے ساتھ تبرا کرنے کے ہر دین سے جو مخالف ہے دین اسلام کے کذا فی البدائع وآخر

کراہیۃ الدرر ہم فلاسفہ سے یہاں سب علماء یونانیین مراد نہیں ہیں بلکہ بعضے مراد ہیں اسواسطے کہ جمہور فلاسفہ رسالت انبیاء کے قائل ہیں اور عیسویہ سے نصاری مراد
نہیں بلکہ ایک قوم ہے یہود کی جو عیسی اصفہانی یہودی کی طرف منسوب ہے شارح مسایرہ کا قول بدائع اور درر کے مخالف ہے یعنی مجوسیوں میں اداے شہادتین ضروری ہے
اور ظاہر اور یہی مجوسیوں کے مانند ہیں انکار توحید اور رسالت میں ہکذا فی حاشیۃ الحلبی وحینئذ فیستفسر من جہل حالہ بل جزم فی الدرر باشتراط التبری فی کل یہودی
ونصرانی ومثلہ فی فتاوی المصنف وابن نجیم وغیرہما وفی رہن فتاوی قاری الہدایۃ کذا افتی علماؤنا والذی افتی بہ وصححہ بالشہادتین بلا تبری لان التلفظ
بہا صار علامۃ علی الاسلام فیقتل ان رجع الا لم بعد اور اسوقت میں یعنی جب معلوم ہوا کہ کفار پانچ قسم پر ہیں اور انکے اسلام میں حکم مختلف ہے تو استفسار کرنا چاہیے
جسکا حال معلوم نہو کہ اقسام خمسہ میں سے کس دین پر ہے مگر درر میں بلکہ عام کہا ہے درر میں تبرا کو ہر یہودی اور نصرانی میں شرط ذکر کیا ہے اور اسی کے مانند ہے
مصنف اور ابن نجیم وغیرہما کے فتاووں میں اور فتاوی قاری ہدایہ کی کتاب الرہن میں ہے ایسا ہی فتوی دیا ہے ہمارے علمانے اور جو میں فتوی دیتا ہوں
وہ صحیح ہے اسلام ہے شہادتین سے بلا شرط تبرا اسواسطے کہ شہادتین کا بولنا اسلام کی علامت ہوگئی ہے تو قتل کیا جائیگا اگر پھر جاے در صورت عدم الاعادہ مراد اسلام
میں بالفعل اکتفا بالشہادتین معمول ہے کذا فی الدرر المنتقی واعلم انہ لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک
روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغری اور اسکو معلوم کر کہ فتوی نہ دیا جاے اس مسلمان کی تکفیر پر جسکے کلام کا محمول کرنا اچھے محل پر ممکن ہو یا اسکے
کفر میں علما کا اختلاف ہو اگرچہ یہ خلاف ضعیف روایت سے ہو چنانچہ بحر الرائق میں اسکو خوب تنقیح کرکے لکھا ہے اور اشباہ میں عدم تکفیر در صورت اختلاف کو فتاوی
صغری کی طرف منسوب کیا ہے ہم مفتی ابو السعود نے حاشیہ اشباہ میں تصریح کی ہے کہ عدم تکفیر میں روایت ضعیف بھی کافی ہے اگرچہ وہ روایت ہمارے غیر مذہب
کی ہو وفی الدرر وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ثم لو نیتہ ذلک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ اور درر وغیرہ
میں ہے جبکہ ایک صورت میں چند وجوہ ہوں موجب کفر کے اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو مفتی پر لازم ہے میل کرنا اس وجہ کی طرف جو مانع کفر ہے پھر اگر اس شخص کی
نیت میں وہی وجہ ہے جو مانع کفر ہے تو وہ شخص مسلمان ہے اور اگر اسکی نیت میں وہ وجہ نہیں ہے تو فائدہ نکریگا محمول کرنا مفتی کا اسکے خلاف پر وینبغی التعوذ بہذا
الدعاء صباحا ومساء فانہ سبب العصمۃ من الکفر بوعد الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم
انک انت علام الغیوب اور مسلمان کو لائق ہے پناہ مانگنا بواسطے اس دعا کے صبح اور شام اسواسطے کہ وہ سبب ہے کفر سے محفوظ رہنے کا بموجب وعدہ رسول
صادق امانت دار کے علیہ الصلوۃ والسلام وہ دعا اللہم سے آخر تک ہے یعنی خداوندا میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس سے کہ کسی چیز کو میں تیرا شریک
ٹھہراؤں جان بوجھکر اور تیری مغفرت چاہتا ہوں اس گناہ کیواسطے جسکو میں نہیں جانتا بلا شک تو علام الغیوب ہے وتوبۃ الیاس مقبولۃ دون ایمان الیاس
درر اور توبہ کرنا گناہوں سے اسوقت جب زندگی کی امید نہ رہے مقبول ہے نہ ایمان لانا اسوقت کا کذا فی الدرر طحطاوی نے کہا مقبولیت توبہ یاس متفق علیہ
نہیں بلکہ بعضے علمانے عدم قبول کی تصحیح کی ہے واللہ تعالی اعلم وفیہا ایضا شہد نصرانیان علی نصرانی انہ اسلم وہو منکر لم تقبل شہادتہما وکذا لو شہد رجل و
امرأتان من المسلمین ذ وفی النوازل تقبل شہادۃ رجل وامرأتین علی الاسلام وشہادۃ نصرانیین علی نصرانی بانہ اسلم انتہی اور یہ بھی درر میں ہے کہ گواہی دی دو
نصرانیوں نے ایک نصرانی پر کہ وہ مسلمان ہوگیا اور حالانکہ وہ منکر ہے تو انکی گواہی مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر گواہی دی ایک مرد اور دو عورتوں نے منجملہ مسلمین کے
اور نوازل میں ہے کہ مقبول ہے ایک مرد اور دو عورتوں کی اسلام لانے پر اور مقبول ہے گواہی دو نصرانیوں کی ایک نصرانی پر اسکی کہ وہ مسلمان ہوگیا انتہی وکل مسلم ارتد
فتوبتہ مقبولۃ الا جماعۃ من تکررت ردتہ علی ما مر اور جو مسلمان کہ مرتد ہوگیا تو اسکی توبہ مقبول ہے مگر چند مرتدین کی توبہ مقبول نہیں انہیں سے ایک وہ ہے جسکا ارتداد
چند بار واقع ہوا بنا بر گذشتہ ہم یہ قول غیر معتمد ہے اور حق یہ ہے کہ اسکی توبہ مقبول ہے چنانچہ تاتارخانیہ سے مذکور ہوچکا والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ
یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالے والاول حق العبد لا یزول بالتوبۃ اور توبہ مقبول نہیں اس

مرتد کی جو کہ وہ بسبب گالی دینے کسی نبی کے انبیا میں سے ہو اسواسطے کہ وہ قتل کیا جاتا ہے بنا بر حد کے اور اسکی توبہ مقبول نہوگی یعنی خواہ خود توبہ کرے یا بعد
اسکی توبہ ہو دوست ثابت ہوئی ہو کذا فی البحر و اگر حق تعالیٰ کو گالی دے تو توبہ مقبول ہے بسبب اسکے کہ وہ حق اللہ ہے اور انبیا کی گالی حق بندہ ہے جو توبہ سے
زائل نہیں ہوتا اور جسکو کہا اسکی توبہ مقبول نہیں یعنی ساقط قتل ساقط نہیں کذا فی الفتح بحر الرائق میں کہا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک اسکی توبہ مقبول نہیں
چنانچہ فقہا نے اسکی تصریح کی ہے ومن شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر فی البحر نقلا عن البزازیہ اور اسکی توبہ مقبول نہیں جو نبی کے گالی دینے والے کے
عذاب اور کفر میں شک کرے اور یہ بیان اسکا در مختار میں بحر کی فصل میں ہے بزازیہ سے نقل کر کے کہ بزازیہ میں ہے کہ ابن سحنون مالکی نے کہا کہ اہل اسلام کا اجماع
ہے کہ نبی کا گالی دینے والا کافر ہے اور حکم اسکا قتل ہے اور جو شک کرے اسکے عذاب و کفر میں وہ کافر ہو گیا وکذا لو ابغضہ بالقلب فتح والاشباہ اور در مختار
جو نبی کے ساتھ بغض رکھے دل سے کذا فی الفتح والاشباہ وفی فتاوی المصنف ویجب الحاق الاستہزاء والاستخفاف بہ لتعلق حقہ ایضا اور مصنف کے فتاوی میں
ہے اور واجب ہے الحاق استہزاء اور استخفاف کا ساتھ گالی کے یعنی جو نبی مسلم سے مسخرہ کرے وہ بھی مرتد غیر مقبول التوبہ ہے اسواسطے کہ نبی کا حق اس سے بھی متعلق
ہو گیا وفیما سئل عمن قال لشریف لعن اللہ والدیک والدی الذین خلفوک فاجاب بجمع المضاف لیعم مالم یتحقق عہد خلافا لابی ہاشم وامام الحرمین انہما منعا
ذلک فیعم حضرۃ الرسالۃ فینبغی القول بکفرہ واذا کفر بسببہ لا توبۃ لہ علی ما ذکرہ البزازی واقرہ الشارحون ثم لو لوحظ قول ابی ہاشم وامام الحرمین باحتمال
العہد فلا کفر وہو اللائق بمذہبنا لتصریحہم بالمیل الی عدم التکفیر اور مصنف کے فتاوی میں سوال واقع ہوا اسکے حق میں جسنے سید فاطمی سے کہا کہ لعنت کرے
اللہ تیرے باپوں کو اور ان باپوں کو جو تجھکو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تو جواب دیا کہ جمع مضاف عام ہو جاتی ہے تا وقتیکہ عہد نہ ثابت ہو بخلاف ابی ہاشم اور
امام الحرمین کے مذہب کے کذا فی جمع الجوامع اور اسوقت میں تو یہ کلام حضرت صاحب رسالت کو شامل ہو جائیگا تو اسکے کفر کا قائل ہونا لائق ہے اور جب وہ
کافر ہوا صاحب رسالت کے گالی دینے سے تو اسکے واسطے توبہ نہیں بنا بر اسکے جسکو بزازی نے ذکر کیا ہے اور شارحین متون نے اسپر اتفاق کیا ہے اور اگر ابی ہاشم
اور امام الحرمین کا قول ملاحظہ کیا جاے بسبب محتمل عہد کے تو کفر اسکا ثابت نہیں اور یہی عدم تکفیر ہمارے مذہب کے لائق ہے بسبب تصریح کرنے ہمارے
اہل مذہب کے اس جہت کی طرف مائل ہونے پر جو مانع تکفیر ہے ہم وجہ مانع کفر اس سوال میں ابی ہاشم اور امام الحرمین کا قول ہے کہ جمع مضاف عام نہیں ہوتی
اور احتمال عہد یہاں یہ ہے کہ والدین اقربین معہود ہیں تو صاحب رسالت کا شمول ثابت نہوا وفیما من نقص مقام الرسالۃ بقولہ بان سبہ صلی اللہ علیہ
وسلم او بفعلہ بان ابغضہ بقلبہ قتل حدا کما مر التصریح بہ لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمہ حکم المرتد ومفادہ قبول التوبۃ کما لا یخفی اور فتاوی مصنف میں ہے کہ جو
گھٹا دے مرتبہ صاحب رسالت کو اپنے قول سے اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا اپنے فعل سے اس طرح کہ اس محبوب رب العالمین سے
بغض رکھے اپنے دل میں تو قتل کیا جاے بنا بر حد کے چنانچہ اسکی تصریح گذر گئی لیکن قاضی عیاض مالکی نے آخر شفا میں تصریح کی ہے کہ حکم اسکا مانند حکم
مرتد کے ہے تو مستفاد ہوا اس سے کہ توبہ اسکی مقبول ہے چنانچہ مخفی نہیں زاد المصنف فی شرحہ وقد سمعت من مفتی الحنفیۃ بمصر شیخ الاسلام ابن
عبد العال ان الکمال وغیرہ تبعوا البزازیۃ والبزازی تبع صاحب السیف المسلول وعزاہ الیہ ولم یعزہ لاحد من علماء الحنفیۃ وقد صرح فی النتف ومعین الحکام وشرح الطحاوی
وحاوی الزاہدی وغیرہا بان حکمہ کالمرتد ولفظ النتف من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد انتہی وہو ظاہر فی قبول توبتہ
کما مر عن الشفاء فلیحفظ اور یہ بڑھایا ہے مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں اور میں نے سنا مفتی حنفیہ سے مصر میں یعنی شیخ الاسلام ابن عبد العال سے کہ
کمال الدین صاحب فتح القدیر وغیرہ عدم قبول توبہ میں بزازی کے تابع ہیں اور بزازی سبکی کا تابع ہے جو مصنف ہے سیف مسلول کا اور بزازی نے اس
قول کو سبکی کیطرف منسوب کیا اور اسکو منجملہ علماء حنفیہ کے کسی عالم کیطرف نسبت نہیں کیا اور نتف اور معین الحکام و شرح طحاوی اور حاوی زاہدی
وغیرہا میں اسکی تصریح ہے کہ حکم اسکا مانند مرتد کے ہے اور نتف کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جسنے گالی دی اور بدگوئی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو وہ مرتد ہے اور حکم اسکا

مانند حکم مرتد کے ہی اور اسکے ساتھ وہ کیا جاوے جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہی انتہی یعنی اصرار مین قتل ہی اور توبہ مین نہین اور یہ ظاہر ہی اسکی توبہ قبول ہونے مین چنانچہ شفا سے مذکور ہو چکا انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے حاصل خلاصہ یہ ہی کہ شاتم مصطفوی کی عدم قبول توبہ کی سند سبکی کیطرف منتہی ہی جو سیف مسلول کا مصنف ہی اور حالانکہ سبکی حنفی المذہب نہین جو اسکا قول حنفیون کیواسطے حجت ہو علی الخصوص کہ علماء حنفیہ کی تصریحات اسکے مخالف موجود ہین واللہ اعلم قلت وظاہر الشفاء

ان قوله یا ابن الف خنزیر او یا ابن مائة کلب ان قوله لهاشمی لعن الله بنی هاشم کذلک وان شتم الملائکة کالانبیاء فلیحرر مین کہتا ہون اور ظاہر شفا اسپر دلالت کرتا ہی کہ یون کہنا کہ اے بیٹے ہزار سورون کے یا اے فرزند سو کتون کے اور یون کہنا ہاشمی سے کہ لعن کرے خدا بنی ہاشم پر اسیطرح کفر ہی اور البتہ شتم ملائکہ انبیا کے شتم کے مانند ہی تو اسکی تحقیق اور تحریر کرنا چاہیے یعنی کتب حنفیہ مین تلاش کرنا چاہیے کہ اسکا کیا حکم ہی اسواسطے کہ قاضی عیاض صاحب شفا مالکی المذہب ہی اسکا قول حنفیون کیواسطے حجت

نہین ومن حوادث الفتوی ما لو حکم حنفی بکفره بسبب نبی هل للشافعی ان یحکم بقبول توبته الظاهر نعم لانها حادثة اخری وان حکم بموجبه نعم اور حوادث فتوی سے یہ ہی کہ اگر حنفی المذہب نے بسبب شتم نبی کے شاتم کے کفر کا حکم دیا تو کیا شافعی المذہب کو جائز ہی کہ اسکی قبول توبہ کا حکم کرے ظاہر جواب یہ ہی کہ ہان جائز ہی اسواسطے کہ دوسرا حادثہ ہی مغایر حادثہ تکفیر کے اگرچہ شافعی المذہب نے بموجب کفر حکم بھی کر دیا ہو کذا فی النہر لیکن اسواسطے کہ موجبات کفر اور ارتداد کے متعدد ہین چنانچہ زوجہ کا جدا ہو جانا اور عمل کا حبط ہونا تو موجب متعین نہ ہوا عدم قبول توبہ مین طحطاوی نے کہا کہ یہ سوال اور جواب بزازی وغیرہ کے قول پر مبنی ہی حالانکہ اہل مذہب قبول توبہ کے قائل ہین تو اسکا

اثر بلا وجہ ہی قلت ثم رایت فی معروضات المفتی ابی السعود سؤالا ملخصه ان طالب علم ذکر عنده حدیث نبوی فقال کل احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق یعمل بها فاجاب بانه یکفر اولا بسبب استفهامه الانکاری وثانیا بالحاقه الشین بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ففی کفره الاول عن اعتقاد یؤمر بتجدید الایمان فلا یقتل والثانی یکفر زندقة فبعد اخذه لا تقبل توبته اتفاقا فیقتل وقبله اختلف فی قبول توبته فعند ابی حنیفة تقبل فلا یقتل وعند باقی الائمة لا تقبل ویقتل حدا فلذا ورد امر سلطانی فی سنة اربع واربعین وتسعمائة لقضاة الممالک المحمیة برعایة رای الجانبین بانه ان ظهر صلاحه وحسن توبته واسلامه لا یقتل ویکتفی بتعزیره وحبسه عملا بقول الامام الاعظم وان لم یکن من الناس المعهم خیرهم یقتل عملا بقول بقیة الائمة ثم فی سنة ۹۵۵ تقرر هذا الامر بآخر فینظر القائل من ای الفریقین هو فیعمل بمقتضاه انتهی فلیحفظ و

لیکن التوفیق شارح کہتا ہی پھر مین نے دیکھا مفتی ابو السعود کے معروضات مین ایک سوال جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ایک طالب علم کے نزدیک حدیث نبوی مذکور ہوئی سو اسنے کہا کیا سب احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی ہین جنپر عمل کیا جاوے تو مفتی مذکور نے یہ جواب دیا کہ وہ کافر ہو گیا اول بار اپنے استفہام انکاری کے سبب سے اور دوسرے بار کافر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانے سے سو اسکے پہلے کفر اعتقادی مین حکم کیا جاوے تجدید ایمان کا تو قتل نہ کیا جاوے اور کفر ثانی اسکا بسبب زندقہ ہی سو بعد گرفتار ہونے کے اسکی توبہ مقبول نہین بالاتفاق تو قتل کیا جاوے اور قبل اسکی گرفتاری کے اختلاف ہی اسکی توبہ قبول ہونے مین سو امام ابو حنیفہ کے نزدیک توبہ مقبول ہی تو وہ مقتول نہوگا اور باقی تینون اماموں کے نزدیک توبہ مقبول نہین اور مقتول ہوگا بنا بر حد کے سو اسی اختلاف کے سبب سے حکم سلطانی وارد ہوا ہی یعنی سلطان روم کا حکم ۹۴۴ھ مین ممالک محروسہ کے قاضیون کو ساتھ مراعات کرنے رای جانبین کے اسطرح پر کہ اگر ظاہر ہو بہتری کی صلاحیت اور خوبی اسکی توبہ اور اسلام کی تو وہ مقتول نہو اور کفایت کیجاوے اسکی تعزیر اور حبس پر امام اعظم کے قول پر عمل کرنے سے اور اگر وہ شخص ان لوگون سے نہو جنکی خیر اور نیکوکاری دریافت ہو تو قتل کیا جاوے ائمہ ثلثہ کے قول پر عمل کرنے سے پھر ۹۵۵ھ مین مستحکم ہو گیا یہ حکم سلطانی دوسرے حکم کے آنے سے تو قائل کو دیکھنا چاہیے کہ دو فریق مین سے وہ کس مین ہی اہل صلاح مین ہی یا اہل فسق مین تو موافق اسکے عمل کرنا چاہیے انتہی کلام المفتی سو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور اس حکم سلطانی سے قبول توبہ اور عدم قبول کا اختلاف بھی دفع ہو گیا ہم طحطاوی نے کہا کہ طالب علم مذکور کے کفر مین تامل ہی اسواسطے کہ اسکا کلام محل حسن پر محمول ہوتا ہی یعنی اسکے کلام کی یہ مراد ہی کہ اثبات احکام مین عمل نہین ہوتا مگر حدیث صحیح پر یا حسن پر اور اسمین حدیث ضعیف پر عمل نہین یا یہ مراد ہی کہ احادیث منسوخہ پر عمل نہین اور جو حدیث کہ اس طالب علم نے سنی یا ضعیف ہی جس سے حکم شرعی ثابت نہین ہوتا یا منسوخ تو اس قصد سے یا اسی احتمال سے اسپر کفر کا حکم نہین ہو سکتا اور محل استفہام اسکے قول یعمل بہا پر ہی نہ صدق پر تو اس احتمال سے لحاق شین بھی نہوا اور برتقدیر تسلیم ارتداد زندقہ اسکا ثابت نہین ہوتا واللہ اعلم

ہوتا ہے الا سب الشیخین والطعن فیہما [illegible] الشیخین یکفر و لیس توبہ [illegible]

[illegible] اشباہ [illegible] مصنف [illegible] القول بعدم قبول التوبۃ من سب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] جانب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فی النہر [illegible]

[illegible] قال اللہ تعالی [illegible] جیسا کہ [illegible] سب الشیخین [illegible]

[illegible] ایک کی دشنام اور بدگوئی سے کافر ہوا بحر الرائق میں جوہرہ سے شیخین کی طرف نسبت کر کے منقول ہے [illegible]

کافر ہوگیا اور توبہ اسکی مقبول نہیں اور اسی قول کو ابو نصر دبوسی اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے لیا ہے اور یہی ہے [illegible] فتوی [illegible]

[illegible] اشباہ میں اور ثابت لکھا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں یوں کہا کہ یعنی شاتم شیخین کے کفر اور عدم قبول توبہ کی روایت [illegible]

مصطفوی کے قول کو اور عدم قبول توبہ بھی جانب سے [illegible] اور قصنا میں لائق ہے برعایت جانب مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم انتہی [illegible] مصنف [illegible]

اور اسکا وجود ہی نہیں اصل جوہرہ میں وہ عبارت تو جوہرہ کے بعضے نسخے کے حاشیہ پر لکھی گئی تھی سو اصل کے ساتھ مل گئی [illegible] اس عبارت کو [illegible]

[illegible] فی النہر شارح کہتا ہے اور کفایت کرتا ہے [illegible] یعنی قبول توبہ اور عدم قبول شاتم مصطفے [illegible] حکم [illegible]

[illegible] شیخین کے تبرا کرنے والے اور طاعن کا کفر بروایت خلاصہ اور بزازیہ وہ بلا شبہ ثابت ہے کذا فی الفتح لیکن عدم قبول توبہ کتب مذکورہ [illegible]

بحر الرائق نے جوہرہ سے اسکو نقل کیا ہے سو اسکا حال معلوم ہوچکا کہ اصل کتاب کی وہ عبارت نہیں کسی نے حاشیہ کی عبارت کو اصل میں داخل کردیا اور یہ جو مصنف نے عدم قبول [illegible]

کی تقویت کی ہے اور اسکو قابل اعتماد کے کہا ہے برعایت جانب مصطفوی سو لائق اعتماد کے نہیں عدم قبول توبہ بلکہ [illegible] کے مخالف ہے چنانچہ [illegible]

اعتماد کے ہیں ترجیح مصنف کی اسواسطے کہ در باب ترجیح میں نہیں اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام مؤمنین پر رؤف و رحیم ہیں تو اس دریائے کرم سے عفو [illegible]

[illegible] حاشیہ اشباہ میں کہا کہ عمر بن نجیم صاحب نہر سے حکایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ صاحب بحر نے عدم قبول توبہ کا فتوی [illegible] روایت [illegible]

میں کہتا ہوں اگر جوہرہ کے سب نسخوں میں روایت مذکورہ ہوتی تو بھی حجت نہ تھی اسواسطے کہ ہم سابق ذکر کرچکے ہیں کہ [illegible] مقبول [illegible]

[illegible] اور جب یہ ہوا تو سب شیخین کی عدم قبول توبہ بلا دلیل ہے بلکہ میری [illegible] میں کسی امام سے یہ قول ثابت نہیں انتہی کذا فی حاشیہ [illegible]

ان من قال عن فصوص الحکم للشیخ محی الدین بن العربی انہ خارج عن الشریعۃ وقد صنفہ للاضلال ومن طالعہ ملحد [illegible] فیہ کلمات تباین الشریعۃ وتکلف بعض [illegible]

لارجاعہا الی الشریعۃ لکنا تیقنا ان بعض الیہود افتراہا علی الشیخ قدس اللہ سرہ فیجب الاحتیاط بترک مطالعۃ تلک الکلمات [illegible] السلطانی بالنہی [illegible]

کل وجہ انتہی فلیحفظ اور مفتی ابو السعود کے معروضات مذکورہ میں وہ سوال ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شیخ محی الدین بن عربی کی فصوص الحکم کو کہے کہ وہ شریعت سے

خارج ہے اور اسکو گمراہ کرنے کے واسطے تصنیف کیا ہے اور جو اسکا مطالعہ کرے وہ ملحد ہے کیا لازم ہے اس قائل پر مفتی [illegible] جواب دیا کہ ہاں اس کتاب میں بعض

مخالف شرع ہیں اور بعضے اہل تکلف نے ان کلمات کے پھیرنے میں شریعت کی طرف [illegible] لیکن ہمکو یقین ثابت ہوگیا ہے کہ بعضے یہودیوں نے [illegible]

کلمات شیخ قدس سرہ پر افترا کیا ہے تو واجب ہے احتیاط کرنا ان کلمات مخالفہ شریعت کے مطالعہ کرنے سے اور البتہ صادر ہوا ہے حکم سلطانی [illegible] پر تو واجب

[illegible] انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم شیخ محی الدین بن [illegible]

[illegible] الشیخ الاکبر [illegible] پیدا ہوئے [illegible] وفات پائی اور صالحیہ [illegible] الدین [illegible]

[illegible] بہت لوگ اس سے فیضیاب ہوئے [illegible]

[illegible]

پھر نوبت کے دن اس مشغولی سے باز رہے مخلصین نے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب ہی فرمایا کہ آج کی رات درس کا ایک مقام مشکل معلوم ہوا بار بار اسمین غور کیا اشکال زیادہ ہوتا جاتا تھا پھر عالم قدس کیطرف توجہ خالص کی تاکہ یہ مجھپر منکشف ہو تو حقیقت مجھپر کشف ہوئی سو مجھکو ثابت ہوا کہ شیخ کا کشف اس مسئلہ مین مختل ہوگیا لہذا مین اس کتاب سے بالخصوص باز رہا انتہی اور بعض عارفین نے شیخ اکبر کی ثنا اور صفت کے بعد کہا ہی کہ شیخ کی بعض کتب مین اکثر کلمات وحشت انگیز ظاہرۃ الاشکال ہین جسکے سبب سے اکثر لوگ بدگمان ہو گئے ہین حالانکہ محققین کاملین نے فرمایا ہی کہ ان کلمات کا جو ظاہر مطلب موہم ہی وہ مراد شیخ نہین بلکہ مراد شیخ وہ امور ہین جو متاخرین اہل طریقت کے مصطلح علیہا ہین انکی اصطلاح ٹھہر گئی ہی کہ ان امور کے معتبر الفاظ موہمہ سے کیجاتے تاکہ نا اہل کذاب ان امور کا دعوی نکرے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ہم شیخ اکبر قدس سرہ کے کمال عرفانی مین توقف کو تردد نہین لیکن کلمات وحشت انگیز مخالف شریعت حقہ انکی بعض تصانیف مین البتہ جابجا موجود ہین یا اس سبب سے کہ عارف کتنا ہی کامل ہو خطاے کشفی سے معصوم نہین چنانچہ طبقات مناوی سے بشہادت ولی مکاشف بعضے مسائل مین اختلال کشف شیخ ثابت ہوا یا اس سبب سے کہ بناے کلام شیخ اصطلاح قوم پر ہی ناواقف اصطلاح انکو مخالف شریعت سمجھتا ہی اور واقع مین مخالف نہین یا اس سبب سے کہ معاندین یہود نے شیخ کے کلام مین گمراہی مسلمین کیواسطے کچھ کلمات مخالف شریعت درج کردیے ہین چنانچہ بشہادت شیخ الاسلام مفتی ابو سعود کے معلوم ہوچکا اور عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی بھی اسکے معترف ہین چنانچہ انکی تصانیف سے ظاہر ہی جب یہ ثابت ہوا تو ہر شخص کو مطالعہ ان کلمات کا جائز نہین علی الخصوص کم علم ناآشناے عرفان کے حق مین انکا دیکھنا سم قاتل ہی اور یہ جو بعضے جاہل متصوف کہتے ہین کہ مخالفت شریعت کی کچھ ضرر نہین شریعت عوام کیواسطے ہی اہل حقیقت کا مرتبہ اس سے بالاتر ہی یہ قول صاف جہالت اور الحاد ہی شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف مین فرمایا کہ کل حقیقۃ ردتہا الشریعۃ فہی زندقۃ یعنی جس حقیقت کو شریعت رد کردے وہ کفر اور زندقہ ہی طبقات عارف مناوی مین کلام شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کا منقول ہی کہ جو شخص شرائع انبیا مین سے ایک حکم کا جاہل ہو اسکے واسطے مقام معرفت صحیح نہین سو جو شخص کہ معرفت کا مدعی ہو اور شریعت محمدیہ وغیرہا میں سے ایک حکم اسپر مشکل ہو وہ کاذب ہی حق تعالے ہمکو اور مسلمانون کو فہم صحیح عطا کرے اور افراط اور تفریط سے بچاوے آمین - وقد اثنی صاحب القاموس علیہ فی سوال رفع الیہ فیہ فقال اللہم انطقنا بما فیہ رضاک الذی اعتقدہ وادین اللہ بہ انہ کان رضی اللہ عنہ شیخ الطریقۃ حالا وعلما وامام الحقیقۃ حقیقۃ ورسما ومحی رسوم المعارف فعلا واسما ٥ اذا تغلغل فکر المرء فی طرف ٭ من علمہ غرقت فیہ خواطرہ ٭ اور البتہ تعریف کی ہی صاحب قاموس نے شیخ اکبر کی اس سوال مین جو انکے پاس بھیجا گیا شیخ اکبر کے باب مین سو یون کہا ہی کہ الہی مجھکو گویا کر اسمین جسمین تیری رضامندی ہی جو اعتقاد کرین رکھتا ہون اور جس اعتقاد سے کہ مین حق تعالے کی عبادت کرتا ہون وہ یہ ہی کہ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ شیخ طریقت تھا حالت اور علم کی راہ سے اور امام حقیقت تھا باعتبار حقیقت اور رسم کے یعنی اہل حقیقت کا زینت دینے والا تھا اور آثار شکستہ عارفند کا زندہ کرنے والا تھا بنا بر فعل اور اسم کے جبکہ فکر مرد کی نزدیک جاے اسکے دریاے علم کے کنارے سے تو ڈوب جائین اسمین خطرات اسکے یعنی اسکے فہم سے عاجز ہو عباب لا تکدرہ الدلا ٭ وسحاب تتقاصی عنہ الانواء کانت دعوتہ تخرق السبع الطباق وتفرق برکاتہ فتملأ الافاق وانی اصفہ وہو یقینا فوق ما وصفتہ وناطق بما کتبتہ وغالب ظنی انی ما انصفتہ ٥ وما علی اذا قلت معتقدی ٭ دع الجہول یظن الجہل عدوانا ٭ واللہ واللہ واللہ العظیم ٭ ومن اقامہ حجۃ للدین برہانا ٭ ان الذی قلت بعض من مناقبہ ٭ ما زدت الا لعلی زدت نقصانا ٭ الی ان قال ومن خواص کتبہ انہ من واظب علی مطالعتہا انشرح صدرہ لفک المعضلات وحل المشکلات وہ سیلاب عظیم ہی جسکو ڈول گدلا نہین کرتے اور بادل ہی جس سے ستارے بعید ہوجاتے ہین یعنی چھپ جاتے ہین ستارون سے مراد انکے زمانے کے اہل عرفان ہین انکی دعا سات آسمانون کو پھاڑتی تھی یعنی مستجاب الدعوۃ تھے اور برکتین انکی منتشر تھین سو آسمان کے کنارے انسے پر تھے اور البتہ مین انکی صفت کرتا ہون اور وہ یقینا میرے بیان کرنے سے بالا ہین اور جو مین نے انکی تعریف لکھی ہی اسکا مین گویا ہون یعنی تحریر مطابق تقریر ہی اور میرا گمان غالب یہ ہی کہ مین نے اسکا انصاف نہین کیا یعنی اسکا حق وصف ادا نہین کیا اور کچھ مجھپر حرج نہین جبکہ مین اپنا اعتقاد بیان کرون دور کر اس جاہل کو جو جہالت کا گمان وہم کرتا ہی سرکشی سے واللہ واللہ واللہ العظیم اور اسکی قسم ہی جسنے شیخ اکبر کو حجۃ اللہ اور برہان کرکے قائم کیا ہی کہ مشک جو مین نے انکی تعریف کی ہی وہ قدر قلیل ہی انکے مناقب اور فضائل سے مین نے زیادہ نہین بیان کیا مگر اس خوف سے کہ شاید مین نقصان کو زیادہ کرون اسواسطے کہ مرد کامل کی دنی فضیلت کا بیان کرنا درحقیقت اسکی تنقیص ہی

[illegible] سے تعبیر کیا کرے جبکہ سید کمل جانتا ہو کہ مصنوعات اور جن مشکلات [illegible]
تحقیق [illegible] مذہب شعرانی [illegible] تنبیہ الاغبیاء علی قطرة من بحر علوم الاولیاء شعرانی کی ہے باب التوفیق و الفتح الکریم [illegible] صفت کی [illegible]
[illegible] شعرانی نے [illegible] کتاب میں جسکا نام تنبیہ الاغبیاء علی قطرة من بحر العلوم الاولیاء ہو [illegible] کتاب کی [illegible]
[illegible] شعرانی [illegible] بحث میں والکافر بسبب اعتقاد السحر لا توبة له [illegible] بسبب اعتقاد کرنے [illegible]
یعنی [illegible] کی توبہ مقبول نہیں [illegible] جیسے [illegible] السحر [illegible] تاثیرات انکی ذات سے منسوب ہوں اور شیخ صالح نے کہا
کہ سحر [illegible] سے مباشرت [illegible] محقق ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے اصحاب حنفیہ نے فرمایا کہ سحر کی حقیقت و تاثیر [illegible]
میں [illegible] ضرورت ہے کہ سحر کی کچھ حقیقت نہیں بجز خیال [illegible] اور سحر کا سیکھنا بالاتفاق اہل علم کے حرام ہے اور اسکو مباح اعتقاد کرنا کفر ہے اور ہمارے اصحاب سے
امام مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساحر کافر ہو جاتا ہے سحر کے سیکھنے اور کرنے سے خواہ اسکو حرام جانے یا نہ جانے اور اسکو قتل کرنا چاہیے کذا فی المنح عن الفتح اور
تبیین المحارم میں امام ابو منصور ماتریدی سے منقول ہے کہ سحر کو مطلقاً کفر کہنا خطا ہے بلکہ اسکی حقیقت سے بحث کرنا واجب ہے سو اگر سحر میں ایسی چیز ہو جو ایمان کی شرط
لازم ہے تو [illegible] البتہ کفر ہو ورنہ کفر نہیں پھر جو سحر کہ کفر ہو اسمیں مرد مقتول ہونگے نہ عورتیں اور جو سحر کہ کفر نہیں اور اسمیں اہلاک نفس ہو تو اسمیں قطاع الطریق کا حکم ہو
گا [illegible] اور عورتیں بھی اس روایت میں مقتول ہونگی نہ بسبب کفر کے بلکہ بسبب سعی فی الارض کے اور مقبول ہے توبہ ساحر کی اسواسطے کہ ساحر فرعون جب ایمان لائے تھے تو انکا ایمان صحیح تھا اور عدم
قبول توبہ کا قول غلط ہے اور عدم قبول توبہ کا قول احکام دنیا کے حق میں محمول ہے اور احکام آخرت کے حق میں تو بلا شبہ توبہ مقبول ہے ایک قسم کا سحر وہ ہے جس سے مرد عورت کی
فرقت [illegible] تفسیر ابن عادل میں وہب بن منبہ کی کتاب سے منقول ہے کہ جو شخص بیر کے سات پتے سبز لے اور انکو دو پتھر کے درمیان کچلے پھر اسکو پانی میں گھولکر
آیۃ الکرسی پڑھکر [illegible] پھر اس سے غسل کرے تو سحر کا اثر انشاء اللہ تعالی دفع ہو جائیگا کذا فی حاشیۃ الطحاوی ولو امرأة فی الاصح لسعیها فی الارض بالفساد ذکرہ الزیلعی
اگرچہ مستند سحر کی عورت ہو قول اصح یہی ہے بسبب انکی سعی کرنے کے فساد فی الارض کے زیلعی نے اسکو ذکر کیا ہے مگر غیر اصح شقی کا قول ہے کہ ساحرہ مقتول نہوگی بلکہ حبس کیجائیگی اور
مرتدہ کے مانند ماری جائیگی زیلعی نے [illegible] شرح میں کہا کہ سحر کا کفر غیر کو متعدی ہو بخلاف مرتد اور حربیہ کے ثم قال وکذا الکافر بسبب الزندقة لا توبة له وجعل فی الفتح
ظاہر المذہب [illegible] فی خطر الخانیۃ الفتوی علی انہ اذا اخذ الساحر او الزندیق المعروف الداعی قبل توبتہ ثم تاب لم تقبل توبتہ ویقتل ولو اخذ بعدہ قبلت پھر زیلعی نے کہا اور
اسیطرح جو کافر ہو بسبب زندقہ کے اسکی توبہ مقبول نہیں اور عدم قبول توبہ کو فتح القدیر میں ظاہر المذہب قرار دیا ہے لیکن خانیہ کی کتاب الخطر میں ہے کہ فتوی اسپر ہے کہ جب ساحر
یا زندیق مشہور جو لوگوں کو زندقہ سکھاتا ہے گرفتار ہوا قبل توبہ کرنے کے پھر اسنے بعد گرفتاری کے توبہ کی تو اسکی توبہ مقبول نہیں اور وہ مقتول ہوگا اور اگر بعد توبہ کرنے کے
گرفتار ہوا تو اسکی توبہ مقبول ہے وافاد فی السراج ان الخناق لا توبة له اور سراج وہاج میں تصریح کی ہے کہ پھانسی دینے والے کی توبہ مقبول نہیں یعنی جو گلا گھونٹکر آدمی کو مارتا ہو
چنانچہ کتاب الجہاد سے پہلے مذکور ہو چکا وفی الشمنی الکاهن قیل کالساحر اور شمنی میں ہے کہ کاہن کو بعضوں نے ساحر کے مانند کہا ہے عدم قبول توبہ میں فتح القدیر میں کہا کہ
بعضوں کے نزدیک کاہن بھی ساحر ہے اور بعضوں کے نزدیک کاہن عراف کو کہتے ہیں جو آگے کی اور تخمین سے خبر دیتا ہے اور بعضوں کے نزدیک کاہن وہ ہے جسکے پاس جن ایسا ہو جو اسکو [illegible]
ہمارے علما نے کہا کہ اگر وہ اسکا معتقد ہو کہ شیاطین کرتے ہیں جو وہ چاہتا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر فقط تخییل کا معتقد ہو تو کافر نہیں وفی حاشیة البیضاوی الملاحدة الداعی الی الالحاد
والاباحی کالزندیق اور ملاحدہ کے حاشیۃ بیضاوی میں ہے جو الحاد کیطرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اباحی زندیق کے مانند ہیں یعنی انکی توبہ مقبول نہیں اباحی وہ ہے جو ہر چیز کو حلال
اعتقاد کرے حرمت کا معتقد نہو وفی الفتح المنافق الذی یبطن الکفر ویظهر الاسلام کالزندیق الذی لا یتدین بدین وکذا من علم انه ینکر فی الباطن بعض الضروریات کحرمة
الخمر ویظهر اعتقاد حرمته [illegible] اور فتح القدیر میں ہے کہ منافق جو کفر کو چھپاتا ہے اور اسلام کو ظاہر کرتا ہے وہ زندیق کے مانند ہے جو کسی دین کو نہیں مانتا ہو اور اسیطرح
شخص زندیق کے مانند ہے جو باطن میں بعض ضروریات دین کا منکر ہو مانند حرمت خمر کے اور ظاہر میں اسکی حرمت کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو اور پہلا بیان اسکا [illegible]

کہا کہ واجب ہے کہ عدم قبول توبہ مین منافق زندیق کے مانند ہو اسواسطے کہ زندیق کے اظہار توبہ پر اطمینان نہین کیونکہ وہ اپنے اعتقاد عدم دین کو چھپاتا ہے اور منافق
اسکے مانند ہی اخفا مین ہے اور اسکا حال یون معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اسپر کسیطرح سے آگاہ ہوگیا یا اسنے اپنا عقیدہ کسی اپنے معتقد سے بیان کیا وفیہ یکفر الساحر بتعلمہ
اعتقد تحریمہ اولا ویقتل لکن فی حظر الخانیۃ لو استعملہ للتجربۃ والامتحان ولا یعتقدہ لا یکفر وحینئذ فالمستثنے احد عشر اور فتح القدیر مین ہے کہ فرمانا ہے ساحر سحر کے سیکھنے اور کرنے
سے اسکی حرمت کا معتقد ہو یا نہو اور وہ مقتول ہوگا لیکن خانیہ کی کتاب الحظر مین ہے کہ اگر سحر کو استعمال کرے آزمایش اور امتحان کیواسطے اور اسکی اباحت کا
اعتقاد نہ رکھتا ہو تو کافر نہین ہوتا اور اسوقت مین گیارہ قسم کے مرتد مستثنے ہین یعنی ہر مرتد کی توبہ مقبول ہے سواے گیارہ شخصون کے یعنی جسکا ارتداد بکرہ ہوا
اور جسنے انبیاء علیہم السلام کو بد کہا اور جسنے صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالے عنہما کو برا کہا اور ساحر اور زندیق اور پھانسی دینے والا اور کاہن اور ملحد اور اباحی اور منافق
اور بعضے ضروریات دینی کا منکر باطن مین اعلم ان کل مسلم ارتد فانہ یقتل ان لم یتب الا جماعۃ المرتدۃ والخنثی ومن اسلامہ تبعا والصبی اذا اسلم والمکرہ علی الاسلام
ومن ثبت اسلامہ بشہادۃ رجلین ثم رجعا اور معلوم کر کہ جو مسلمان کہ مرتد ہوگیا وہ قتل کیا جاے اگر توبہ نکرے مگر چند اشخاص مرتدین پر قتل نہین اگرچہ توبہ نکرین عورت
اور خنثی اور جسکا اسلام بالتبع ہوا اور صغیر جبکہ وہ مسلمان ہو جاے اور جو بزور مسلمان کیا گیا ہو اور جسکا اسلام دو مردون کی گواہی سے ثابت ہوا ہو پھر دونون گواہ گواہی سے
پھر گئے ہون کذا فی المنح عن الفوائد الزینیۃ اسلام بالتبع کی یہ صورت ہے کہ صغیر غیر عاقل کے والدین مسلمان ہوے پھر صغیر بالغ ہوا اور بعد بلوغ کے اقرار اسلام اس سے مسموع نہوا
تو اگر وہ مرتد ہوگا تو مقتول نہوگا اسواسطے کہ ہنوز اس سے تصدیق نہین پائی گئی کہ ارتداد کی تعریف اسپر صادق آوے کذا فی الحموی اور صغیر کا فرعہ اسلام کے اگر مرتد ہوگا تو
مقتول نہوگا بلکہ بزور اسلام پر قائم رکھا جائیگا کذا فی الشرنبلالیۃ زاد فی الاشباہ ومن ثبت اسلامہ بشہادۃ رجل وامرأتین انتہی اشباہ مین اتنا زیادہ کہا ہے کہ جسکا اسلام ایک مرد
اور دو عورتون کی گواہی سے ثابت ہوا وہ بھی مقتول نہوگا انتہی مگر حلبی نے کہا کہ یہ نوادر کی روایت ہے ولو شہد نصرانیان علی نصرانی انہ اسلم وہو ینکر لم تقبل شہادتہما وقیل تقبل و
علی النصرانیۃ قبلت اتفاقا وتمامہ فی آخر کراہیۃ الدرر اور اگر دو نصرانیون نے ایک نصرانی پر گواہی دی کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے اور حالانکہ وہ منکر ہے تو انکی گواہی مقبول نہوگی اور ضعیف قول
یہ ہے کہ مقبول ہوگی اور اگر نصرانیہ عورت کے اسلام کی دو نصرانیون نے گواہی دی تو بالاتفاق مقبول ہوگی اور پورا بیان اسکا درر کی کتاب الکراہیۃ کے آخر مین ہے اور دونون مین
وجہ فرق یہ ہے کہ مرتدہ مقتول نہین ہوتی تو قبول کرنا دونون کی گواہی کا جائز ہوا بخلاف مرتد کے ولیکن نصرانیہ پر جبر کیا جائیگا قبول اسلام پر یہی قول ہے امام کا اور نوادر کی
روایت یہ ہے کہ ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی اسلام پر اور نصرانیون کی گواہی نصرانی کے اسلام پر مقبول ہے کذا فی آخر کراہیۃ الدرر اور قاضیخان نے امام ہی کے قول پر اعتماد
کیا ہے کہ عورتون کی گواہی پر قتل نہین اگرچہ قبول اسلام پر جبر کیا جائیگا کذا فی الطحاوی عن فتح افندی ویلحق بالصبی من ولدتہ المرتدۃ بیننا اذا بلغ مرتدا والسکران اذا اسلم وکذا
اللقیط لان اسلامہ حکمی لا حقیقی اور عدم قتل مین ملحق صغیر سے وہ شخص ہے جسکو مرتدہ نے دار الاسلام مین جنا جبکہ وہ بالغ ہوا مرتد ہوکر یا بدمست جبکہ اسلام لایا اور اسیطرح سے لقیط ہے
اسواسطے کہ مسلمان ہونا اسکا حکمی ہے نہ حقیقی وقیدہ فی الخانیۃ وغیرہا المکرہ بالحربی اما الذمی والمستامن فلا یصح اسلامہ انتہی لکن حملہ المصنف فی کتاب الاکراہ علی
جواب القیاس فی الاستحسان یصح فلیحفظ وحینئذ فالمستثنی اربعۃ عشر اور خانیہ وغیرہ مین مکرہ علی الاسلام کو کافر حربی کی قید سے مقید کیا ہے اور کافر ذمی اور مستامن کا
اسلام زبردستی سے صحیح نہین لیکن مصنف نے کتاب الاکراہ مین عدم صحت اسلام کو جواب قیاس پر محمول کیا ہے اور استحسان مین صحیح کہا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تو مستثنی
چودہ قسم کے مرتد ہین یعنی جو مسلمان کہ مرتد ہو جاے اور توبہ نکرے وہ قتل کیا جائیگا مگر چودہ مرتد مقتول نہونگے عورت اور خنثی اور جسکا اسلام بالتبع ہوا اور صغیر جبکہ اسلام قبول کرے اور
حربی اور ذمی اور مستامن جبکہ بزور مسلمان کیے جائیں اور جسکا اسلام دو مردون کی گواہی سے ثابت ہو پھر وہ شہادت سے رجوع کرین اور جسکا اسلام ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی
سے ثابت ہوا اور وہ نصرانی جسکے اسلام پر دو نصرانی گواہی دین اور وہ نصرانیہ جسکے اسلام پر دو نصرانی گواہی دین اور جسکو مرتدہ دار الاسلام مین جنے جبکہ وہ بالغ ہوتے مرتد ہوا اور بدمست جبکہ
اسلام قبول کرے اور لقیط شہدوا علی مسلم بالردۃ وہو منکر لا یتعرض لہ لا لتکذیب الشہود العدول بل لان انکارہ توبۃ ورجوع یعنی فیمتنع القتل فقط وثبت لبقیۃ احکام المرتد کحبط عمل
وبطلان وقف وبینونۃ زوجتہ لو فیما تقبل توبتہ والا قتل کالردۃ بسبہ علیہ الصلوۃ والسلام کما مر اشباہ زاد فی البحر وقد رایت من الغلط فی ہذا المحل ما اقرہ المصنف وحینئذ

[illegible] مسلمات کے ارتداد [illegible] منکر ہو [illegible] تعریض کیا جائے [illegible] سبب [illegible] شہود [illegible] کے کہا [illegible]

[illegible] مرتد [illegible] منکر [illegible] قتل [illegible] اور شہادت [illegible] باقی احکام مرتد کے جاری [illegible]

[illegible] توقتل کیا جائیگا چنانچہ [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] ولیکن [illegible] قتل کے سوا [illegible]

[illegible] مصنف نے [illegible] تخریج [illegible] روایت [illegible] الطحاوی نے کہا صواب یہ ہے کہ [illegible] کہتا ہے کہ عدم قتل [illegible]

[illegible] فی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی [illegible] والولد [illegible] وفیہ خوف [illegible] الاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح [illegible]

کی شرح وہبانیہ میں [illegible] باتفاق [illegible] عمل اور نکاح باطل ہوجاتا ہے اسکی اولاد زنا کی اولاد ہے اگر تجدید نکاح نہوا قبل ارتداد کے کفر ہونے میں علماء کا

اختلاف [illegible] توبہ اور تجدید نکاح کا امر کیا جائیگا یعنی بنا بر احتیاط کے تجدید نکاح کا فتوی دیا جائے اور بطلان نکاح کا حکم [illegible] قسم ثالث کو زیادہ کیا

[illegible] موجب کفر نہیں [illegible] تجدید نکاح کا امر نہیں لیکن استغفار اور رجوع کا امر کیا جائیگا کذا فی الطحطاوی ولا یترک المرتد علی

[illegible] باعطاء الجزیۃ [illegible] بامان موقت ولا بامان مؤبد ولا یجوز استرقاقہ بعد اللحاق بدار الحرب بخلاف المرتدۃ خانیۃ اور مرتد [illegible] دیا جائیگا [illegible]

[illegible] اور [illegible] امان موقت [illegible] اور جائز نہیں اسکا غلام بنانا بعد لحاق دار الحرب کے بخلاف مرتدہ کے کہ اسکا استرقاق بعد لحاق دار الحرب کے

جائز ہے کذا فی الخانیۃ [illegible] الکفر کلہا ملۃ واحدۃ خلافا للشافعی فاذا تنصر یہودی او عکسہ ترک علی حالہ ولم یجبر علی العود اور جمیع اقسام کفر کے ایک دین و ملت میں بخلاف

امام شافعی کے تو اگر نصرانی ہوگیا یہودی یا اسکے بالعکس تو اپنے اسی حال پر چھوڑا جائیگا اور اسپر جبر کیا جائیگا پہلے دین کے عود پر ویزول ملک المرتد [illegible]

[illegible] فان اسلم عاد ملکہ وان مات او قتل علی ردتہ او حکم بلحاقہ ورث کسب اسلامہ وارثہ المسلم ولو زوجتہ بشرط العدۃ زیلعی بعد قضاء دین اسلامہ وکسب ردتہ

فی بعد قضاء دین ردتہ [illegible] ایضا کسب المرتدۃ اور زائل ہوتی ہے مرتد کی ملکیت اسکے مال سے بزوال موقوف یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہوا تو اسکی ملک نے

عود کیا اور اگر مرگیا یا حالت ارتداد پر مقتول ہوا یا لحاق دار الحرب کا اسپر حکم ہوگیا تو حالت اسلام کے اسکے کسب کا اسکا وارث مسلم وارث ہوگا اگرچہ وارث اسکی زوجہ

ہو بشرطیکہ [illegible] کذا فی شرح الزیلعی [illegible] ہوگی بعد ادائے دین اسلام کے اور اسکے ارتداد کا کسب غنیمت ہے بعد ادائے دین ارتداد کے اور صاحبین نے کہا کہ وہ بھی [illegible]

[illegible] کی کسب کے مانند ہے حسن نے ابو یوسف سے روایت کی کہ دین ارتداد کا کسب اسلام سے ادا کیا جائیگا لیکن اگر کفایت نکریگا تو ارتداد کے کسب سے ادا کیا جائیگا [illegible]

اور [illegible] میں کہا کہ یہی قول صحیح ہے تو متن کی روایت قول صحیح کے مخالف ہے کذا فی الطحطاوی عن الحموی وان حکم القاضی بلحاقہ عتق مدبرہ من ثلث مالہ وام ولدہ

من کل مالہ وحل دینہ وقسم مالہ بین ورثتہ [illegible] الورثۃ والولاء للمرتد لانہ المعتق بدائع اور اگر لحاق دار الحرب کا مرتد پر قاضی نے حکم کیا تو اسکا مدبر ثلث مال سے

آزاد ہوگا اور اسکی ام ولد کل مال سے آزاد ہوگی اور اسکا دین موجل فی الحال لازم الادا ہوگا اور اسکا مال وارثوں میں قسمت کیا جائیگا اور اسکا مکاتب

بدل کتابت کو اسکے وارثوں کو ادا کریگا اور ولاء مرتد ہی کیواسطے ہوگی اسواسطے کہ وہی آزاد کرنیوالا ہے کذا فی البدائع یعنی اسکے وارث تبدیل ولاء کے مالک [illegible]

[illegible] میں [illegible] اگر ولاء میں وارثوں کا حق ہوتا تو عورت بھی [illegible] کذا فی الطحطاوی [illegible] القضاء [illegible] حق العبد [illegible]

یہ ہے کہ لحاق دار الحرب کا حکم صحیح نہو مگر دعوی حق العبد کے ضمن میں کذا فی النہر یعنی حکم لحاق [illegible] نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ لحاق موت کے مانند ہے [illegible]

نہیں [illegible] کی حسب بحر سے [illegible] اعلم ان تصرفات المرتد علی اربعۃ اقسام فینفذ منہ اتفاقا ما لا یعتمد تمام ولایۃ وہی خمس الاستیلاد والطلاق وقبول الہبۃ وتسلیم الشفعۃ

والحجر علی عبدہ المأذون اور معلوم کرو کہ تصرفات مرتد کے چار قسم پر ہیں سو اسکا وہ تصرف باتفاق امام اور صاحبین نافذ ہے جو کمال ولایت پر موقوف نہیں اور وہ پانچ چیزیں ہیں

استیلاد اور طلاق اور قبول ہبہ اور تسلیم شفعہ اور تصرف سے باز رکھنا اپنے عبد ماذون کا اور استیلاد کی صورت یہ کہ مرتد کی لونڈی لڑکا جنی اور اسنے اسکا دعوی کیا

تو ولد کا نسب مرتد سے ثابت ہوگا اور وہ ولد وارثون کے ساتھ اُسکا وارث ہوگا اور لونڈی اُسکی ام ولد ہوگی اگر کوئی کہے کہ مرتد کی زوجہ بائن ہوجاتی ہے پھر طلاق
اُس سے کیونکر واقع ہوگی اُسکا جواب یہ ہے کہ وقوع بینونت سے امتناع طلاق لازم نہین اور کتاب الطلاق مین مذکور ہوچکا کہ مبائنہ کو طلاق صریح عدت مین لاحق ہوسکتی
ہے کذا فی البحر ویبطل منہ اتفاقا ما یعتمد الملۃ وہی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث اور مرتد کا وہ تصرف بالاتفاق باطل ہے جو ملت پر معتمد ہے یعنے
جسکی صحت اعتقاد ملت پر منحصر ہے اور وہ پانچ چیزین ہین نکاح اور ذبیحہ اور شکار کرنا اور گواہی اور ارث ہم نکاح مرتد کا باطل ہے خواہ منکوحہ مسلمہ یا کافرہ اصلیہ یا
مرتدہ ہو اسواسطے کہ مرتد مستحق قتل ہے اور امہال اُسکا تامل کیواسطے ہے اور نکاح اُس سے باز رکھیگا اور باطل اداے شہادت ہے نہ تحمل اسکا اور ارث باطل ہے یعنے
مرتد کسیکا وارث نہین لیکن اگر وہ مریگا تو اُسکے کسب اسلامی کے ورثہ مسلمین وارث ہونگے ویتوقف منہ اتفاقا ما یعتمد المساوات وہو المفاوضۃ اور وہ
تصرف اسکا بالاتفاق موقوف ہے جو مساوات دینی پر معتمد ہے اور وہ شرکت مفاوضہ ہے یعنی اگر مسلمان ہوگا تو مفاوضہ کی شرکت نافذ ہوجائیگی اور نہین تو باطل
ہوگی اوولایۃ متعدیۃ وہو التصرف علی ولدہ الصغیر یا موقوف رہیگا اُسکا وہ تصرف جو ولایت متعدیہ پر معتمد ہے اور وہ تصرف ہے اپنے ولد صغیر پر ویتوقف
منہ عند الامام وینفذ عندہما کل ما کان مبادلۃ مال بمال او عقد تبرع کالمبایعۃ والصرف والسلم والعتق والتدبیر والکتابۃ والہبۃ والرہن والاجارۃ
والصلح عن اقرار وقبض الدین لانہ مبادلۃ حکمیۃ والوصیۃ اور امام کے نزدیک موقوف رہیگا اور صاحبین کے نزدیک نافذ ہوگا ہر ایک وہ تصرف جو مبادلہ مال کا ہے
ساتھ مال کے یا عقد تبرع ہے چنانچہ مبایعہ اور صرف اور سلم اور عتق اور تدبیر اور کتابت اور ہبہ اور رہن اور اجارہ اور صلح اقرار سے اور قبض کرنا دین کا اسواسطے کہ دین کا قبضہ
کرنا مبادلہ حکمیہ ہے اور وصیت کرنا ہم قبض دین مبادلہ حکمیہ اسواسطے ہوا کہ اداے دین باشل ہوتا ہے تو قابض دین کا اُس چیز کا بدلا لینا چاہتا ہے جو مدیون کے ذمے پر
ثابت ہے ویبقی امانہ وعقلہ ولا شک فی بطلانہما اور باقی رہا اُسکے امان دینے اور دیت کا حکم اور شک نہین اُنکے باطل ہونے مین اسواسطے کہ جب ذمی دوسرے کو امان
نہین دیسکتا تو مرتد بطریق اولی اور چونکہ دیت تناصر سے متعلق ہے اور مرتد لائق نصرت کے نہین لہذا اُسکی دیت باطل ہے واما ایداعہ واستیداعہ والتقاطہ واللقطۃ
فینبغی عدم جوازہا نہر اور مرتد کی ایداع و استیداع اور التقاط اور لقطہ کا عدم جواز لائق ہے کذا فی النہر ان اسلم نفذ وان ہلک بموت او قتل ولحق بدار الحرب
وحکم بلحاقہ بطل ذلک کلہ اگر مرتد مسلمان ہوا تو جمیع تصرفات موقوفہ ہونگے اور اگر ہلاک ہوا موت سے یا قتل سے یا وہ دار الحرب مین جاکر ملا اور اُسکے
الحاق پر قاضی کا حکم ہوگیا تو یہ سب باطل ہوجائینگے فان جاء مسلما قبلہ ای قبل الحکم فکانہ لم یرتد وکما لو عاد بعد الموت الحقیقی زیلعی پھر اگر مرتد
دار الحرب سے آیا مسلمان ہوکر قبل حکم لحاق کے تو گویا وہ مرتد ہی نہوا تھا اور چنانچہ اگر عود کرے یعنی زندہ ہوجاے میت بعد موت حقیقی کے تو وہ اپنا مال
وارث سے پھیر لیگا کذا فی شرح الزیلعی ہم جب اُسکا مسلمان ہوکر آنا قبل حکم لحاق کے بجاے عدم ارتداد ہوا تو اپنے مال کا وہی مالک ہوگا اور مدبر اُسکا آزاد نہوگا اور اُسکا
دین موجل غیر موجل نہوگا اور اُسکا مال جو وارثون کے پاس ہوگا اُسکو ملکیت آپہی عود کریگی بلا حکم قاضی و رضاے وارث اور اگر وارث نے اُسکا مال تلف کیا ہو تو ضمان دیگا
لیکن ارتداد کا حکم فسخ نکاح اور احباط عمل مین جاری رہیگا کذا فی الطحطاوی وان جاء مسلما وما لہ مع وارثہ اخذہ بقضاء او رضی ولو فی بیت المال لا لانہ فی نہر اور اگر
دار الحرب سے مسلمان ہوکر آیا بعد حکم لحاق کے اور حالانکہ مال اُسکا وارث کے پاس موجود ہے تو اُسکو لیگا قاضی کے حکم سے یا وارث کی رضامندی سے اور اگر مال اُسکا بیت المال
مین ہے تو اُسکو نہ پاویگا اسواسطے کہ وہ غنیمت ہے کذا فی النہر ہم بیت المال کے مال سے وہ مال مراد ہے جو ارتداد کے کسب سے حاصل ہوا ہو اور اگر بسبب عدم وارث کے کسب اسلام
کا مال بیت المال مین رکھا گیا ہو تو اُسکو وہ پاویگا تو اطلاق شارح کا غیر مناسب ہے کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود وان ہلک مالہ وازالہ الوارث عن ملکہ
لا یاخذہ ولو قائما لصحۃ القضاء اور اگر اُسکا مال ہلاک ہوگیا یا اُسکو وارث نے اپنی ملک سے زائل کردیا تو اُسکو نہ پاویگا اگرچہ وہ مال قائم ہو بسبب صحیح ہونے
حکم قاضی کے حق وارث مین ولہ ولاء مدبرہ وام ولدہ اور اسی کے واسطے ہے اُسکے مدبر اور ام ولد کی ولاء ومکاتبہ لہ ان لم یؤد وان عجز عاد رقیقا لہ بدائع اور مرتد کو
مکاتب اُسیکا ہوگا اگر مکاتب نے بدل کتابت وارث کو نہین ادا کیا اور اگر عاجز ہوا اداے بدل کتابت سے تو پھر اُسکا مملوک ہوجائیگا۔ کذا فی البدائع

ولا یقضی ما ترک من عبادۃ فی الاسلام مثل ترک الصلاۃ والصیام معصیۃ والمعصیۃ تبقی بعد الردۃ اور جس عبادت کو حالت اسلام میں ترک کیا ہے
اسکو بعد مسلمان ہونے کے قضا نکرے اسواسطے کہ ترک نماز و روزہ معصیت ہے اور معصیت باقی رہتی ہے بعد ارتداد کے کذا فی فتاوی قاضیخان وما ادی منہا یبطل
اور جو عبادت کہ اسلام میں ادا کی وہ باطل ہو گئی ولا یقضی من العبادات الا الحج لانہ بالردۃ صار کالکافر الاصلی فاذا اسلم وہو غنی فعلیہ الحج
اور قضا نکی جاوینگی عبادتیں سوائے حج کے اسواسطے کہ مرتد بسبب ارتداد کے کافر اصلی کے برابر ہو گیا پھر جب وہ مسلمان ہووے اور غنی ہو تو اسپر فقط حج واجب ہے
مع قضا حج سے ادا حج کا مراد ہے اسواسطے کہ حج کا وقت تمام عمر ہے سو اسکا ادا واجب ہے اسواسطے کہ اگر اول وقت نماز میں مرتد ہو گیا اور
آخر وقت مسلمان ہوا تو اس نماز کا ادا واجب ہے کیونکہ اسکا وقت ہنوز باقی ہے مانند وقت حج کے مسلم اصاب مالا او شیئا یجب بہ القصاص او
حد السرقۃ یعنی المال المسروق لا الحد خانیۃ والاصل انہ یؤخذ بحق العبد والا فلا وفیہ تفصیل مسلم نے کسی کا مال لیا یا ایسا فعل کیا جس سے قصاص واجب ہے
یا مرتکب حد سرقہ ہوا مراد اس سے مال مسروق ہے نہ حد کذا فی الخانیہ اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ مرتد حق العبد میں ماخوذ ہوگا اور غیر حق العبد میں تفصیل ہے جو
خانیہ میں ہے کہ اگر مسلم پر حد شرب خمر یا حد سکر واجب ہوئی پھر وہ مرتد ہوا پھر اسلام لایا قبل لحوق دار الحرب کے تو وہ ماخوذ نہوگا اور اگر مرتد امام کی قید میں
محبوس ہو اور اسکا مرتکب ہوا تو وہ حد خمر اور سکر میں ماخوذ نہوگا اور حد زنا و سرقہ میں ماخوذ ہوگا اور اگر مرتد امام کے پاس محبوس نہیں اور اسکا مرتکب ہوا پھر
مسلمان ہوا قبل لحوق دار الحرب کے تو بھی اسپر مواخذہ نہیں کذا فی المنح او الدیۃ ثم ارتد واصابہ ذلک وہو مرتد فی دار الاسلام ثم لحق وحارب زمانا ثم جاء
مسلما یؤاخذ بہ کلہ یا مسلم موجب دیت کا مرتکب ہوا پھر مرتد ہوا یا مرتکب اشیاء مذکورہ کا ہوا حالانکہ وہ مرتد تھا دار الاسلام میں پھر وہ دار الحرب میں جا کر لڑا
اہل اسلام سے مدت تک لڑا کیا پھر دار الاسلام میں آیا مسلمان ہو کر تو ان سب چیزوں کا اس سے مواخذہ ہوگا یعنی مال اور قصاص اور مال مسروق اور
دیت کا ولو اصابہ بعد ما لحق محاربا فاسلم لا یؤاخذ بشیء من ذلک لان الحربی لا یؤاخذ بعد الاسلام بما کان اصابہ حال کونہ محاربا لنا اور اگر مرتکب ہوا
امور مذکورہ کا بعد لاحق ہونے دار الحرب کے مرتد ہو کر پھر وہ مسلمان ہوا تو امور مذکورہ میں سے کسی چیز کا مواخذہ اس سے نہوگا اسواسطے کہ مرتد مذکور حربی کا حکم
ہو گیا اور حربی ماخوذ نہیں ہوتا بعد اسلام کے ان افعال میں جنکا مرتکب ہوا وقت محارب ہونے کے اہل اسلام سے اخبرت بارتداد زوجہا فلہا التزوج باخر
بعد العدۃ استحسانا کما فی الاخبار من ثقۃ بموتہ او التطلیقۃ ثلثا وکذا لو کان غیر ثقۃ فاتاہا بکتاب طلاق واکبر رایہا انہ حق لا باس بان تعتد وتتزوج مبسوط عورت
کو خبر پہونچی اپنے زوج کے مرتد ہو جانے کی تو اسکو دوسرے زوج سے نکاح کر لینا جائز ہے بعد عدت کے بدلیل استحسان کے چنانچہ عورت کو دوسرا نکاح جائز ہے مرد
معتمد کی خبر کرنے میں زوج کی موت کی یا اسکے تین طلاق دینے کی اور اسیطرح اگر مخبر معتمد نہو اور عورت کے پاس ہم اسکے طلاق کا خط دے زوج کیطرف سے اور عورت
کو ظن غالب ہو جاوے اسکے حق ہونے کا کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ عدت میں بیٹھے اور بعد اسکے نکاح کرے کذا فی المبسوط والمرتدۃ ولو صغیرۃ او خنثی تحبس
ابدا ولا تجالس ولا تؤاکل حتی تسلم ولا تقتل خلافا للشافعی اور عورت مرتدہ اگرچہ صغیرہ یا خنثی ہو کذا فی البحر ہمیشہ محبوس رہیگی اور پاس بیٹھائی جاوے
اور ساتھ کھلائی جاوے کذا فی الحقائق یہانتک کہ اسلام قبول کرے اور قتل نکیجاویگی بخلاف امام شافعی کے ہم عدم قتل مرتدہ سے وہ ساحرہ مستثنی ہے جو کہ
اسکا خالق اعتقاد کرتی ہو کذا فی المحیط امام شافعی کی قتل مرتدہ میں یہ دلیل ہے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے اسکو قتل کرو ہماری دلیل حدیث ہے جسمیں
قتل نساء کی نہی وارد ہے اور وہ کافرہ اصلیہ اور مرتدہ دونوں کو شامل بلکہ امام اعظم نے اپنی مسند سے بروایت ابن عباس عدم قتل مرتدات اور انکے قید رکھنے اور
بروز اسلام قبول کرنے کی حدیث روایت کی ہے کذا فی المنح وان قتلہا احد لا یضمن شیئا ولو امۃ فی الاصح اور اگر مرتدہ کو کسی نے قتل کر ڈالا تو وہ کسی چیز کا ضامن
نہوگا اگرچہ مرتدہ لونڈی ہو قول اصح میں اسواسطے کہ قیمت خون کی اسلام کے سبب سے ہوتی ہے سو وہ زائل ہو گیا لیکن قاتل پر تعزیر ہے کذا فی الولوالجیہ وتحبس عند مولاہا
لخدمتہ سوی الوطی سواء طلب ذلک ام لا فی الاصح وتضرب خمسا وسبعین ضربا باجماعا بین المحققین اور مرتدہ لونڈی اپنے مولی کے پاس محبوس کیجاوے اسکی خدمت کیلیے سوا جماع کے

خواہ اُسکے حبس کرنے کا اپنے پاس مولی طالب ہو یا نہو اور اُسکی ضرب کا مولی کو اختیار رہیگا بواسطے جمع کرنے کے دونوں حقوں میں یعنی حق خدا و رحق مولی ولیس
للمرتدۃ التزوج بغیر زوجہا بہ یفتی وعن الامام تسترق ولو فی دار الاسلام ولو افتی بہ حسما للقصد السیئ لا باس بہ وتکون قنۃ للزوج بالاستیلاء مجتبی وفی الفتح انہا فیئ
للمسلمین فیشتریہا من الامام او یہبہا لہ لو مصرفا اور جائز نہیں مرتدہ کو نکاح کرنا اپنا زوج چھوڑکر غیر سے اسیکا فتوی ہے اور امام سے ایک روایت یہ ہے کہ مرتدہ
لونڈی بنائی جائیگی اگرچہ دار الاسلام میں ہو اور اگر مفتی اس روایت پر فتوی دے اُسکے بُرے قصد کے استیصال کے واسطے تو کچھ مضائقہ نہیں اور رہوگی
مرتدہ لونڈی اپنے زوج کی استیلا کے سبب سے کذا فی المجتبی اور فتح القدیر میں ہے کہ وہ غنیمت ہے سب مسلمین کیواسطے نہ فقط زوج کیواسطے تو زوج اسکو امام سے
خرید کرلے یا امام اُسکو بخشدے اگر مصرف ہو غنیمت کا م زوجہ کا بُرا قصد یہ کہ مرتد ہو کر اپنے زوج سے بائن ہو جاوے اور امام سے اسوقت خرید کرے جب بیت المال منتظم ہو
نہیں تو زوج استیلاء سے مالک ہوگا وصح تصرفہا لانہا لا تقتل اور صحیح ہے تصرف مرتدہ کا مانند بیع اور ہبہ کے اسواسطے کہ وہ مقتول نہیں ہوتی واکسابہا مطلقا
لورثتہا ویرثہا زوجہا المسلم لو مریضۃ وماتت فی العدۃ کما مر فی طلاق المریض قلت وفی الزواہر انہ لا یرثہا لو صحیحۃ لانہا لا تقتل فلم تکن فارۃ فتامل اور کمائی مرتدہ کی مطلقا
خواہ اسلام کی کمائی ہو خواہ ارتداد کی اُسکے وارثوں کیواسطے ہے اور اُسکا زوج مسلم اُسکا وارث ہوگا اگر وہ مریض ہو اور عدت میں مرگئی ہو چنانچہ طلاق المریض میں گذر گیا میں
کہتا ہوں اور زواہر میں ہے کہ زوج اُسکا وارث نہوگا اگر وہ بیمار نہو اسواسطے کہ وہ مقتول نہیں ہوتی تو فارہ نہیں ہوتی تو اسکو تامل کر لے علامہ حلبی نے کہا کہ میں نے تامل کیا سو اُسکا
مفہوم اسکے ما قبل میں پا یا یعنی قولہ لو مریضۃ انتہی اور ایک نسخہ میں یہ عبارت زائد ہے وترث المرتدۃ زوجہا المرتد اتفاقا خانیہ یعنی مرتدہ اپنے زوج مرتد کی وارث ہوتی ہے
بالاتفاق کذا فی الخانیۃ ولدت امتہ ولدا فادعاہ فہو ابنہ حرا یرثہ فی امتہ المسلمۃ مطلقا ولدتہ لاقل من نصف حول او اکثر لاسلامہ تبعا لامہ المسلم یرث المرتد
ان مات المرتد او لحق بدارہم مرتد کی لونڈی ایک لڑکا جنی سو اُسکا دعوی کیا مرتد نے تو ولد اُسکا بیٹا آزاد ہے اُسکا وارث ہوگا مسلمان لونڈی میں یعنی اگر مسلمان
لونڈی سے پیدا ہو تو مطلقا وارث ہوگا خواہ اُسکو چھ مہینے سے کم میں جنی ہو بعد ارتداد کے یا زیادہ میں بسبب مسلمان ہونے ولد کے اپنی ماں کی تبعیت سے اور مسلمان مرتد کا
وارث ہوتا ہے اگر مرتد مرجاوے یا دار الحرب میں جا ملے وکذا فی امتہ النصرانیۃ ای الکتابیۃ الا اذا جاءت بہ لاکثر من نصف حول منذ ارتد وکذا النصفۃ لعلوقہ من ماء المرتد
فیتبعہ لقربہ للاسلام بالجبر علیہ والمرتد لا یرث المرتد اور یہی حکم ہے اُسکی نصرانیہ لونڈی میں یعنی اگر مرتد کی نصرانیہ یا یہودیہ لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا تو اُسکا وارث
ہوگا مگر اُسوقت وارث نہوگا جبکہ کتابیہ اُسکو جنے چھ مہینے سے زیادہ میں ابتدائے ارتداد سے اور اسیطرح نصف سال کی ولادت میں بھی وارث نہوگا بسبب
اُسکے علوق کے مرتد کی منی سے تو لڑکا مرتد ہی کا تابع ہوگا بسبب قریب ہونے ولد کے اسلام سے بواسطے جبر علی الاسلام کے اور مرتد وارث نہیں ہوتا مرتد کا
یعنے ولد تابع ہوتا ہے والدین میں سے اُسکا جسکا بہتر دین ہے سو یہاں ماں ہے کتابیہ اور باپ مرتد لیکن چونکہ مرتد پر اسلام کیواسطے جبر ثابت ہے تو ولد پر بھی جبر ثابت ہے
تو ظاہر حال اُسکا اسلام پر دال ہے لہذا وہ باپ کا تابع ہوگا نہ ماں کا پھر جب وہ مرتد رہا تو وارث نہوگا کیونکہ مرتد نہیں وارث ہوتا مرتد کا کذا فی المنح وان لحق بمالہ ای مع مالہ و
ظہر علیہ فہو ای مالہ فیئ لا نفسہ لان المرتد لا یسترق اور اگر مرتد دار الحرب میں گیا اپنے مال کے ساتھ اور اہل اسلام کا اُسپر غلبہ حاصل ہوا تو اُسکا مال غنیمت ہے نہ اُسکی ذات
اسواسطے کہ مرتد رقیق نہیں ہوتا فان رجع ای بعد اللحوق بلا مال سواء قضی بلحاقہ اولا فی ظاہر الروایۃ وہو الاوجہ فتح فلحق ثانیا بمالہ وظہر علیہ فہو لوارثہ لانہ
باللحاق انتقل لوارثہ فکان مالکا قدیما وحکم بامرانہ قبل قسمتہ بلا شیئ وبعدہا بقیمتہ ان شاء ولا یاخذہ لو مثلیا لعدم الفائدۃ پھر اگر مرتد دار الاسلام میں
پھر آیا یعنے بعد لاحق ہونے دار الحرب کے بلا مال خواہ اُسکے الحاق کا حکم ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو ظاہر الروایۃ میں اور یہی وجہ قوی ہے کذا فی الفتح پھر دوسرے بار
پلٹ گیا دار الحرب میں اپنا مال لیکر اور اُسپر غلبہ حاصل ہوا تو وہ مال اُسکے وارث کا ہوگا اسواسطے کہ بسبب لحوق دار الحرب کے مال اُسکا اُسکے وارث کیواسطے منتقل
ہوگیا تو مدت دراز سے اُسکا وارث ہوچکا اور حکم اُسکا گذر گیا کہ وہ مال اُسکے وارث کا ہے قبل اُسکی قسمت کے مفت اور بعد قسمت غنیمت کے بعوض قیمت کے پاویگا اگر وہ چاہے اور اگر وہ مال
مثلی ہو یعنی کیلی اور وزنی ہو تو نہ لے بسبب عدم فائدہ کے اسواسطے کہ اگر اُسکو لیگا تو مثلی دیگر لیگا وان قضی بعبدہ لشخص مرتد لحق بدارہم لابنہ فکاتبہ الابن فجاء المرتد مسلما فبدلہ

والولد یحکم بوقت ... عنه ... اور اگر ایک شخص نے دار الحرب میں جا کر ... قدم کی ... ڈالے ... کی قیمت ... سے

لڑکے نے اسکو مکاتب کیا پھر مرتد ہو کر مسلمان ہوکر بدل کتابت اور دونوں زوجہ کے واسطے ... ہوگیا پھر مرتد ہوکر گرفتار ہوگیا تو ...

مقتدی کتابت میں مرتد قتل رد لا حقا فالحق او قتل غنیمة فی کسب الاسلام ان کان وان فی کسب الردة بخر عن الخانیة مرتد نے قتل کیا یا کوئی ...

بعد وہ دار الحرب میں جاکر ... مقتول ہوا تو ... دیت مرتد مقتول کی اسلام کی کمائی میں ہے اگر وہ ہو اور اگر اسلام کی کمائی نہو تو اسکی کمائی سے اسکی دیت

ہوگی کذا فی البحر عن الخانیة وکذا لو غصب او کان الغصب بالمعاینة او بالبینة وفی الحسین القاقانیة اور ایسا ہی حکم ہے اگر مرتد نے غصب کا اقرار کیا

اور اگر ثبوت غصب کا مشاہدہ یا گواہی ہو نہ اقرار تو وہ دونوں کے کسب میں ہے بالاتفاق کذا فی الظہیریة واعلم ان جنایة العبد والامة والمکاتب المرتدین

کجنایة غیر المرتد اور معلوم کر کہ جنایت غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر کی انکی جنایت غیر مرتد کی کے برابر ہے یعنی مولی مختار ہے چاہے لونڈی اور غلام کا فدیہ دے

چاہے انکو دیدے اور مکاتب کی جنایت اسکے کسب ارتداد میں ہے جو جنایت مدبر کی کتاب الجنایات میں آویگی قطعت ید مسلم فارتد والعیاذ باللہ

ومات منه او لحق ثم جاء مسلما فمات منه ضمن القاطع نصف الدیة فی ماله لوارثه فی المسئلتین لان السرایة حلت محلا غیر معصوم فاهدرت بخلاف ما اذا عاد

فی المختار علی العاقلة مسلم کا ہاتھ عمدا کاٹا گیا پھر وہ معاذ اللہ مرتد ہوگیا اور اسی زخم سے مرگیا یا دار الحرب میں جا ملنے کے لحوق کا حکم ہوگیا پھر دار الاسلام میں مسلمان

ہوکر آیا اور اسی زخم سے مرگیا تو قاطع نصف دیت کا ضامن ہے اپنے مال میں مرتد کے وارث کو دونوں صورت میں یعنی فقط قطع ید کی دیت لازم ہوگی نہ جان کی اسواسطے کہ

سرایت الی النفس نے محل غیر معصوم میں حلول کیا تو باطل ہوگئی مصنف نے عمد کی قید لگائی اسواسطے کہ خطا میں عاقلہ پر دیت ہے وقید بالحکم بلحاقه لانه ان عاد مسلما

او اسلم ہٰہنا ولم یلحق فمات منه بالسرایة ضمن الدیة کلها لکونه معصوما وقت السرایة ایضا اور مقید کیا ہے لحاق دار الحرب کے حکم کے ساتھ اسواسطے کہ اگر مرتد

دار الحرب سے قبل حکم لحاق عود کریگا یا مسلمان ہوا یہاں دار الاسلام میں اور دار الحرب میں لحوق نہوا پھر مرگیا اسی قطع سے بسبب سرایت کے تو پوری دیت کا

ضامن ہوگا اسواسطے کہ وہ معصوم الدم ہے سرایت کے وقت بھی جیسے کہ وہ معصوم تھا ثبوت حکم کے وقت ارتد القاطع فقتل او مات ثم سری الی النفس ... لو عمدا

لفوات محل القود و لو خطاء فالدیة علی العاقلة فی ثلث سنین من یوم القضاء علیهم خانیة ولا عاقلة لمرتد قاطع ید مرتد ہوگیا پھر مقتول ہوا یا مرگیا پھر سرایت کی

قطع نے جان تک یعنی اس زخم سے مرگیا تو قصاص باطل ہے اگر قطع عمدا ہو بسبب فوت ہوجانے محل قصاص کے اور اگر قطع بنا بر خطا ہو تو دیت عاقلہ پر تین سال

کے اندر جس دن سے کہ انپر حکم ہوا کذا فی الخانیة اور مرتد کیواسطے عاقلہ نہیں ہے خطا میں عاقلہ پر اسواسطے دیت لازم ہوئی کہ قطع کے وقت وہ مسلمان تھا نہ مرتد ولو ارتد

مکاتب ولحق واکتسب مالا فاخذ بماله ولم یسلم فقتل فبدل الکتابة لمولاه وما بقی من ماله لوارثه لان الردة لا تؤثر فی الکتابة اور اگر مکاتب مرتد

ہوا اور دار الحرب میں جاملا اور کچھ مال کمایا اور اپنے مال کے ساتھ گرفتار ہوا پھر مقتول ہوا تو اسکا بدل کتابت اسکے مولی کا ہے اور بدل کتابت دیکر جو مال باقی رہا

وہ مکاتب کے وارث کا ہے اسواسطے کہ ارتداد اثر نہیں کرتا کتابت میں زوجان ارتدا ولحقا فولدت المرتدة فولدا وولد له ای لذلک الولد ولد فظهر علیهم جمیعا

فالولدان فیء کامهما والولد الاول یجبر بالضرب علی الاسلام وان حبلت به ثمه لتبعیته لابویه لا الثانی لعدم تبعیته للجد علی الظاهر فحکمه کحربی زوج اور زوجہ

دونوں مرتد ہوئے اور دار الحرب میں جاملے پھر مرتدہ بیٹا جنی اور اس مولود کے بھی لڑکا ہوا پھر ان سب پر غلبہ حاصل ہوا اہل اسلام کا تو بیٹا اور پوتا غنیمت ہیں

اپنی ماں کے مانند اور بیٹا پہلا مسلمان کیا جائیگا اگرچہ اسکا حمل دار الحرب میں ہو جبر علی الاسلام بہر صورت ثابت ہے بتابع والدین نہ پوتا یعنے پوتے پر جبر

علی الاسلام نہیں ہے بسبب کے نہ تابع ہونے دادا کے ظاہر الروایة میں تو حکم اسکا حربی کے مانند ہے ام ارتداد کا حکم ایک پشت جاری رہتا ہے دوسری پشت پھر جب

دادا کا تابع نہوا جبر علی الاسلام میں تو پوتا گرفتاری کے بعد غلام بنایا جائیگا یا اسپر جزیہ مقرر ہوگا یا قتل کیا جائیگا اور دادا مقتول ہوگا اسواسطے کہ وہ اصلی ... نے

اسلام قبول کرے کذا فی المنح عن الفتح وقید بردتهما لانه لو مات مسلم عن امراة حامل فارتدت ولحقت فولدت هناک ثم ظهر علیهم فالولد ...

تلک الدار فانہ لا یسترق ویرث اباہ لانہ مسلم ولو لم تحبل ولد حتی سبیت ثم ولدتہ فی دار الاسلام فھو مسلم تبعا لابیہ مرقوق تبعا لامہ فلا یرث اباہ لرقہ بدائع اور مصنف نے مسئلہ سابقہ میں ارتداد زوجین کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر مسلمان مرگیا اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑکر پھر عورت مرتد ہوئی اور دار الحرب میں جاملی پھر وہاں لڑکا جنی پھر وہاں کے لوگوں پر اہل اسلام کا غلبہ ہوا تو وہ لڑکا غلام نہ بنایا جائیگا اور وہ اپنے باپ کا وارث ہوگا اسواسطے کہ وہ مسلمان ہے اپنے باپ کا تابع ہوکر اور اگر مرتدہ مذکورہ دار الحرب میں نہ جنی یہانتک کہ گرفتار ہوئی پھر لڑکا جنی دار الاسلام میں تو وہ مسلمان ہے اپنے باپ کا تابع ہوکر اور وہ مرقوق ہے اپنی ماں کا تابع ہوکر تو وہ اپنے باپ کا وارث نہوگا بسبب اپنے رق کے کذا فی البدائع وارتداد صبی عاقل صحیح خلافا للثانی ولا خلاف فی تخلیدہ فی النار لعدم العفو عن الکفر تلویح اور جبکہ مرتد ہوگیا صبی عاقل تو صحیح ہے بخلاف ابی یوسف کے اور خلاف نہیں ہے اسکے مخلد فی النار ہونے میں بسبب نہ معاف ہونے کفر کے کذا فی التلویح یعنی اختلاف ابی یوسف کا فقط احکام دنیوی میں ہے نہ اخروی میں کاسلامہ فانہ یصح اتفاقا فلا یرث ابویہ الکافرین تفریع علی الثانی ویجبر علیہ بالضرب تفریع علی الاول ارتداد صبی عاقل کا صحیح ہے اسکے مسلمان ہونے کے مانند کہ وہ صحیح ہے بالاتفاق تو وارث نہوگا اپنے کافر ماں باپ کا یہ تفریع ہے ثانی پر یعنی صحت اسلام صبی عاقل پر اور مسلمان ہونے پر زبردستی کیجائیگی مارکر یہ تفریع ہے اول پر یعنی صحت ارتداد صبی عاقل پر والعاقل الممیز وھو ابن سبع فاکثر مجتبی وسراجیۃ وقیل الذی یعقل ان الاسلام سبب النجاۃ ویمیز الخبیث من الطیب والحلو من المر قالہ الطرطوسی فی النفع الوسائل قالوا ولم ار من قدرہ بالسن قلت وقد رایت لفقلہ اور صبی عاقل عبارت ہے ممیز سے اور وہ یعنی طفل باتمیز سات برس یا زیادہ کا ہوتا ہے کذا فی المجتبی والسراجیۃ اور قول ضعیف یہ ہے کہ صبی عاقل وہ ہے کہ جو سمجھتا ہو کہ اسلام سبب ہے نجات کا اور امتیاز کرتا ہو خبیث اور طیب اور شیریں اور تلخ میں قائل اس قول ضعیف کا طرطوسی ہے کتاب النفع الوسائل میں یوں کہکر کہ میں نے اس فقیہ کو نہیں معلوم کیا جسنے صبی عاقل کی حد سال سے ٹھہرائی ہو میں کہتا ہوں اور تو معلوم کرچکا اسکی نقل کو مجتبی اور سراجیہ سے ہم حموی اور قہستانی کا قول طرطوسی کے قول کا مقوی ہے حموی نے اپنی شرح میں کہا کہ عاقل وہ ہے جو جانے کہ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے اور قہستانی نے کہا کہ عاقل وہ ہے جو کلمہ توحید کو تعقل کرے اور جانے کہ اسلام سبب ہے نجات کا اور مع خلاف شرح کے ہے انتہی اور سات برس کا لڑکا ان امور کو کچھ نہیں سمجھتا خصوصا اس زمانے میں کذا فی الطحطاوی ویؤیدہ انہ علیہ الصلوۃ والسلام عرض الاسلام علی علی وھو ابن سبع وکان یفتخر بہ حتی قال سبقتکم الی الاسلام طرا غلاما ما بلغت اوان حلمی وسبقتکم الی الاسلام قھرا بصارم ھمتی وسنان نحری اور تقدیر بالسن کی یہ مؤید ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے علی مرتضی پر اسلام کو پیش کیا اور حالانکہ عمر انکی سات برس کی تھی اور مرتضی کرم اللہ وجہہ اسکا فخر کرتے تھے یہانتک کہ فرمایا صحابہ کرام سے مخاطب ہوکر کہ میں تم سب سے سبقت کی مسلمان ہونے کی طرف لڑکپن میں جبکہ میں اپنی جوانی کے وقت کو نہ پہونچا تھا اور چلایا میں نے تمکو اسلام کیطرف زبردستی اپنی ہمت کی تلوار اور اپنے عزم کی برچھی سے ہم صحیح قول یہ ہے کہ عرض اسلام کیوقت جناب مرتضوی آٹھ برس کے تھے چنانچہ بخاری نے اسی پر اقتصار کیا ہے کذا فی الفتح اول من اسلم کی روایات مختلفہ کی توفیق یہ ہے کہ صبیان میں علی مرتضی پہلے مسلمان ہوئے اور رجال احرار میں صدیق اکبر اور نسا میں خدیجۃ الکبری اور موالی میں زید بن حارثہ اور ورقہ بن نوفل اور بحیرا اور نسطورا اہل فترت سے ہیں یعنی قبل از نسخ دین عیسوی کے متمسک تھے اور رسول منتظر کے مومن و مصدق تھے اور یہ تصدیق انکو آخرت میں مفید ہوگی لیکن وہ لوگ اہل اسلام میں داخل نہیں اسواسطے کہ اہل اسلام کا اجماع ہے کہ حقیقت میں اول من اسلم خدیجۃ الکبری علیہا السلام ہیں اور ورقہ وغیرہ صحابہ میں داخل نہیں اسواسطے کہ صحابی وہ ہے جو بعد رسالت کے یعنی بعد نزول سورہ مدثر کے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا مصاحب ہو کذا فی الشرنبلالیۃ عن شرح الملتقی ثم ھل یقع عرضا قبل البلوغ ظاھر کلامھم نعم اتفاقا وفی التحریر المختار عند الماتریدی انہ مخاطب باداء الایمان کالبالغ حتی لو مات بعدہ بلا ایمان خلد فی النار پھر دریافت کرنا چاہیے کہ صبی عاقل کا ایمان کیا فرض واقع ہوتا ہے قبل بلوغ کے ظاہر کلام علما یہ ہے کہ ہاں فرض واقع ہوتا ہے بالاتفاق اور تحریر میں ہے کہ ابو المنصور ماتریدی کے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ صبی عاقل ادائے ایمان کا مخاطب ہے بالغ کے مانند یہانتک کہ اگر مرجائیگا بعد اسکے بلا ایمان تو ہمیشہ دوزخ میں رہیگا کذا فی النہر الفائق وفی شرح الوہبانیۃ بدروشین ونسیان کفر بعضھم

[illegible] ہے اور [illegible] اسلام کی [illegible] یا حضرت ابو القاسم [illegible] کے یہ قول ہے عبدالعزیز بن منصور کی شرح وہبانیہ میں [illegible] کرنا [illegible] بعض نے کہا کہ [illegible]
لئے کفر ہوتا ہے [illegible] - دیکھو قول کفر [illegible] وغیرہ تحقیق و شفق [illegible] شئی ثابت کے ترک کو بعضوں نے کفر کہا ہے اور یا حاضر یا ناظر کہنا کفر ہے [illegible] شرح وہبانیہ
[illegible] سے منقول ہے کہ [illegible] اور ان میں [illegible] وہ [illegible] اسواسطے کہ معنی کے یہ ہیں کہ تیسا [illegible] اسلام میں [illegible] کو حرام بھی
مباح ہو حالانکہ اباحت حرام کفر ہے [illegible] باطل ہو سکے مطلب قبل [illegible] یہ ہے کہ [illegible] یا فقیر [illegible] کہ [illegible] کہا [illegible]
[illegible] یا عتاق ہوے [illegible] طرف الفقیر [illegible] ایک شئی کی اباحت [illegible] کوئی دلالت نہیں [illegible] اباحت [illegible] کفر ہونے کی شاید
وجہ یہ ہے کہ [illegible] اللہ تعالے کے لیے [illegible] حق تعالے ہر حرمت [illegible] سب خلق اسکی محتاج ہیں [illegible] یون ہے کہ [illegible] تکفیر کو ترجیح [illegible] اسواسطے
کہ [illegible] ہون [illegible] کہ [illegible] یہ [illegible] کیا کرتے اللہ تعالے کے اکرام کیواسطے شارح نے اسکو [illegible] نقل کیا شرح وہبانیہ [illegible] قول
شئی للہ لبعض یکفر + و یخشی علیہ الکفر لبعض بعض یقرر ؟) کذا فی الطحطاوی بعضے لوگ بطور وظیفہ یون کہا کرتے ہیں یا عبد القادر شئی للہ [illegible] تکفیر [illegible] کفر
کفر سے خالی نہیں چنانچہ بیت وہبانیہ کی [illegible] ہے [illegible] اس قول کا لازم ہے اور یا حاضر یا ناظر کہنے میں اسواسطے کفر نہیں کہ حضور بمعنی علم ہے اور نظر بمعنی رویت ہے
قال اللہ تعالے الم تعلم بان اللہ یری) تو گویا [illegible] حق تعالے کو یون ندا کی کہ یا عالم یا من یری [illegible] ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ + ولا سیما بالدف یلہو و یزمر + اور چونکہ
رقص کو حلال جاننے [illegible] کفر [illegible] نے بیان کیا ہے خصوصا وہ رقص کرنے والا جو دف [illegible] لاوے علامہ قرطبی نے نقل کیا کہ یہ راگ اور ضرب قضیب و رقص حرام ہے
امام مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک [illegible] شیخ الاسلام کرمانی کا فتوی یہ ہے کہ مستحل اس رقص کا کافر ہے جب معلوم ہوا کہ اسکی حرمت بالاجماع ہے تو لازم آیا
کہ اسکا حلال جاننے والا کافر ہو کذا فی الطحطاوی - ومن لولی قال طی مسافۃ + یجوز جہول ثم بعض یکفر + واثباتہا فی کل ماکان خارقا + عن النسفی النجم [illegible]
[illegible] + اور جو ولی کیواسطے طی مسافت جائز کہے وہ جاہل ہے بعضوں نے اسکی تکفیر کی ہے اور اثبات کرامت کا ہر خارق عادت میں امام نجم الدین نسفی سے
مروی ہے اور [illegible] ہے لیکن نصرت علوم خوارق عادات کی امام محمد کے اس قول سے ثابت ہے کہ ہم کرامات اولیا کے مومن ہیں اسواسطے کہ قول طی مسافت کو بھی عام ہے مگر
جو نص قاطع سے ثابت ہو چکا کہ محال ہے جیسے قرآن کے مانند کلام کا ہونا وہ البتہ داخل کرامات نہیں چنانچہ کتاب الطلاق کے اندر فصل [illegible] میں اسکا بیان کر دیا گیا

باب البغاۃ

یہ باب ہے باغیون کے احکام میں جب حکم قتال کفار سے فراغت ہوئی تو حکم قتال مسلمین للباغیت شعار شروع ہوا البغی لغۃ الطلب منہ ذلک ماکنا نبغی بغی لغت
عرب میں بمعنی طلب ہے اور منجملہ معنی طلب یہ آیت ہے ذلک ماکنا نبغی) یہ وہ چیز ہے جسکو ہم طلب کرتے تھے صحاح میں ہے کہ بغی عبارت ہے تعدی یا [illegible]
اور افراط سے وعرفا طلب الایکل من جور و ظلم فتح اور عرف میں بغی عبارت ہے اس چیز کی طلب سے جو حلال نہیں جور اور ظلم سے کذا فی الفتح وشرعا ہم الخارجون
عن طاعۃ الامام الحق بغیر حق فلو بحق فلیسوا ببغاۃ وتمامہ فی جامع الفصولین اور شرع میں باغی وہ لوگ ہیں جو خارج ہوے امام حق کی اطاعت سے [illegible]
اور اگر امام حق پر خروج کریں تو وہ باغی نہیں اور اسکی تمام تقریر جامع الفصولین میں ہے کہ جب مسلمین نے ایک امام پر اجتماع کیا اور اسکے سبب سے امن میں ہو گئے پھر ایک
جماعت مسلمین نے اسپر خروج کیا سو اگر یہ خروج امام کے ظلم کے سبب سے ہوا تو یہ لوگ باغی نہیں اور سلمانون کو امام کی اعانت کرنی [illegible] اعانت علی الظلم ہے اور نہ اہل خروج کی
اعانت کرین کہ اعانت علی الخروج ہے اور اگر خروج [illegible] ظلم کے نہ ہو بلکہ [illegible] حقیقت اور ولایت کے ہو تو وہ لوگ اہل بغی ہیں مسلمین نصرت امام کی [illegible]
نے کہا کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر علی مرتضی نہ ہوتے تو ہمکو قتال اہل قبلہ معلوم نہ ہوتا جناب مرتضوی اور انکے ساتھی اہل حق تھے اور [illegible] اہل بغی اور [illegible]
اعتبار ہو فرقہ عادلہ اور باغیہ معلوم نہیں ہوتا کہ سبب شارب [illegible] ملخصا کذا فی الطحطاوی ثم الخارجون عن طاعۃ الامام ثلثۃ قطاع الطریق وعلم حکمہم و بغاۃ و یجی حکمہم
خوارج وہم قوم لہم منعۃ خرجوا علیہ بتاویل یرون انہ علی باطل کفر او معصیۃ توجب قتالہ بتاویلہم یستحلون دماءنا واموالنا ویسبون نساءنا ویکفرون اصحاب

نبینا علیہ افضل الصلوۃ والسلام وحکمہم حکم البغاۃ باجماع الفقہاء کما حققہ فی الفتح پھر دریافت کرنا چاہیے کہ اطاعت امام سے خارج ہونے والے تین قسم ہیں
ایک قطاع الطریق یعنے اہل خروج بلا تاویل اور بلا شوکت اور انکا حکم معلوم ہو گیا اور دوسری قسم باغی جو مباح نہیں جانتے جسکو خوارج مباح جانتے ہیں اور انکا حکم آتا ہے
اور تیسری قسم خوارج وہ قوم ہیں جنکو واسطے قوت اور شوکت حاصل ہے امام پر خارج ہوئے ہیں تاویل سے گمان کرتے ہیں کہ امام باطل پر ہے باعتبار کفر اور معصیت کے
جو موجب قتال ہے امام کا انکی تاویل سے وہ حلال جانتے ہیں ہم اہل اسلام کے خونوں اور مالوں کو اور بندی کرتے ہیں ہماری عورتوں کو اور کافر کہتے ہیں اصحاب
ہمارے نبی علیہ افضل الصلوۃ والسلام کے اصحاب کو انکا حکم مانند حکم باغیوں کے ہے باجماع فقہا چنانچہ اسکی تحقیق فتح القدیر میں کی ہے حاصل فتح القدیر میں ہے کہ جمہور فقہا اور محدثین
کے نزدیک خوارج درحکم بغاۃ ہیں اور بعضے محدثین انکے کفر کے قائل ہیں ابن منذر نے کہا میں نہیں جانتا کہ اہل حدیث کے ساتھ کوئی موافق ہوا ہو تکفیر خوارج میں اور
یہ مقتضی ہے اجماع فقہا کی نقل کا اور محیط میں مذکور ہے کہ بعضے فقہا اہل بدعت کی تکفیر نہیں کرتے اور بعضے کرتے ہیں اُس بدعت والے کی جسکی بدعت دلیل قطعی کے مخالف ہے
اور صاحب محیط نے اسکو اکثر اہل سنت کیطرف نسبت کیا ہے اور نقل اول یعنے عدم تکفیر اثبت ہے ہاں یا البتہ ہے کہ اہل مذہب کے کلام میں اکثر اہل بدعت کی تکفیر واقع ہوئی ہے لیکن
تکفیر ان فقہا کے کلام میں ہے اور نہیں جو مجتہدین ہیں اور غیر فقہا مجتہدین کا کلام معتبر نہیں اور مجتہدین سے منقول عدم تکفیر ہے اور ابن منذر نقل مذاہب مجتہدین سے زیادہ تر واقف
ہے انتہی حلبی نے کہا کہ یہ کلام وجیہ ہے مگر مشکل یہ ہے کہ مقتضی ہے عدم تکفیر ان رافضیوں کا جو سب شیخین اور قذف عائشہ صدیقہ کرتے ہیں حالانکہ یہ صریح کفر ہے طحطاوی نے کہا
اسکا جواب ممکن ہے کہ عدم تکفیر اہل بدعت سے روافض مذکورین کی تکفیر مستثنی ہے اسواسطے کہ انکی تکفیر بنص فقہا سے ثابت ہے واللہ اعلم وانما لم نکفرہم لکونہ عن تاویل
وان کان باطلا بخلاف المستحل بلا تاویل کما مر فی باب الامامۃ اور ہم جو خوارج کی تکفیر نہیں کرتے تو اس سبب سے کہ انکا قتال اور استحلال تاویل سے ہے اگرچہ تاویل باطل ہے بخلاف
مستحل بلا تاویل کے کہ اسکی تکفیر صریح ہے چنانچہ کتاب الصلوۃ کے اندر باب الامامۃ میں مذکور ہو چکا والامام یصیر اماما بامرین بالمبایعۃ من الاشراف والاعیان وبان ینفذ
حکمہ فی رعیتہ خوفا من قہرہ وجبروتہ اور امام ہو جاتا ہے امام دو چیز سے اشراف اور رئیسوں کے بیعت کرنے سے اور اس سے کہ اسکا حکم جاری ہو جاوے اسکی رعیت میں اسکے غالب
ہونے اور دبدبہ سے ہم امامت ثابت ہوتی ہے اہل حل وعقد کی بیعت سے یا خلیفہ سابق کے استخلاف سے اور امامت میں سب اہل اسلام کی بیعت کی یا عدد معین کی بیعت شرط
نہیں بلکہ جماعۂ علما یا جماعۂ اہل رائے اور تدبیر کی بیعت کافی ہے کذا فی الطحطاوی عن المسایرۃ وشرحہا فان بایع الناس الامام ولم ینفذ حکمہ فیہم لعجزہ عن قہرہم
لا یصیر اماما سو اگر لوگوں نے ایک امام سے بیعت کی اور اسکا حکم نافذ نہوا نہیں بسبب اسکے عاجز ہونے کے اسکے مغلوب ہونے سے تو وہ امام نہوگا فاذا صار
اماما فجار لا ینعزل ان کان لہ قہر وغلبۃ لعودہ بالقہر فلا یفید والا ینعزل بہ لانہ مفید خانیۃ وتمامہ فی کتب الکلام پھر جبکہ ایک شخص بشروط مذکورہ امام ہوا پھر اسنے
ظلم شروع کیا تو معزول کرنے سے معزول نہوگا اگر اسکے واسطے قہر اور غلبہ ثابت ہوا سواسطے کہ وہ بسبب اپنے قہر اور شوکت کے پھر سلطان ہو جائیگا تو معزول کرنا مفید
نہوگا اور اگر اسکے واسطے قوت حاصل نہیں تو بسبب ظلم اور ستم کے معزول کرنے سے معزول ہوگا اسواسطے کہ وہ مفید ہے اور بحث امامت کا پورا بیان کتب کلام میں ہے
فاذا خرج جماعۃ مسلمون عن طاعتہ او طاعۃ نائبہ الذی الناس بہ فی امان درر وغلبوا علی بلدۃ دعاہم الیہ ای الی طاعتہ وکشف شبہتہم استحبابا پھر جبکہ
جماعت مسلمین نے امام کی اطاعت سے خروج کیا یا اسکے اس نائب کی اطاعت سے خروج کیا جسکے سبب سے لوگ امان میں ہیں کذا فی الدرر اور مسلمین مذکورین غالب ہو گئے ایک
شہر پر تو امام انکو اپنی طاعت کیطرف بلاوے اور انکے شبہے کو حل کرے بنا بر استحباب کے نہ بنا بر وجوب کے فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالہم بدأ حتی تفرق جمعہم
اذ الحکم یدار علی دلیلہ ہو الاجتماع والامتناع سو اگر باغیوں نے ایک مکان پکڑا اسمیں مجتمع ہو کر تو حلال ہو گیا ہم کو قتال انکا پہلے پہل یہاں تک کہ انکی جماعت پریشان ہو
اسواسطے کہ حکم قتال کا پھرتا ہے قتال کی دلیل پر اور وہ عبارت ہے اجتماع اور امتناع سے یعنی ظاہر اجتماع اور امتناع انکا ارادہ قتال کی دلیل ہے لہذا انکا قتال حلال ہوا
اگرچہ وہ قتال کی ابتدا نکریں اس قول کو خواہرزادہ نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے اور یہی مذہب مختار ہے اور قدوری نے نقل کیا کہ قتال شروع کرنا نہ چاہیے تا وقتیکہ وہ شروع
نکریں کذا فی البحر ومن دعاہ الامام الی ذلک ای قتالہم افترض علیہ اجابتہ لان طاعۃ الامام فیما لیس بمعصیۃ فرض فکیف فیما ہو طاعۃ بدائع اور جسکو امام نے انکے قتال کیطرف بلایا

[illegible] اسکی فرض [illegible] امام کی [illegible] خون [illegible] کذا فی [illegible]
[illegible] سوا [illegible] انکو نہین [illegible]
[illegible] محمول [illegible] قتال [illegible]
اور شرح میں ہے حمیت و عصبیت کے قتال پر محمول ہے یا ملک گیری اور طلب دنیا کے قتال پر کذا فی الفتح لو قادر والا لزم بیتہ فی درر فی المتغلب تو بغیر لا بحیل
ظلم مسلمانان فی [illegible] عنه وتیعین عناس معاونة السلطان لا معاونتهم اجابت امام کی فرض ہے اگر وہ قادر قتال پر ہو اور نہین تھا جیسے کہ یہ ہے کذا فی الدر
اور فسق میں ہو کار [illegible] لبعادت کی لسبب ظلم بادشاہ کے اور حالانکہ بادشاہ ظلم سے باز نہین رہتا تو لوگون کو لائق نہین مدد کرنی سلطان کی اور
نہ مدد کرنی باغی لوگون کی ولو طلبوا الموادعة اجیبوا الیها ان خیر المسلمین کما فی اہل الحرب والا لا یجابوا البحر اور اگر باغیون نے صلح کرنا چاہا کہ
قتال پر قوت و استعداد لینا چاہیے اگر صلح کرنا مسلمین کیواسطے بہتر ہو چنانچہ حربیون کی صلح مین یہی شرط ہے اور اگر انکے حق مین صلح بہتر نہو تو قبول کرنا نہ چاہیے
کذا فی البحر ولا یوخذ منهم شیٔ اور انسے کچھ لینا نہ چاہیے یعنی جو بدنہ اہل صلح کے عوض مین فلو اخذ نا منهم رہونا او اخذوا اسار ہونا ثم غدروا بنا
وقتلوا رہوننا لا نقتل رہونهم ولکن نحبسہم الی ان یہلک اہل البغی او یتوبوا وکذا اہل الشرک اذا فعلوا برہوننا ذلک لا نقتل رہونهم
ولکن یجبرون علی الاسلام او یصیروا ذمة لنا پھر اگر ہمنے باغیون سے اول لی اور باغیون نے ہمسے اول لی پھر انھون نے ہمسے عہد شکنی کی اور ہمارے
اولون کو قتل کیا تو ہم انکے اولون کو نہ قتل کرینگے ولیکن انکو محبوس کیئے رہینگے یہانتک کہ اہل بغی ہلاک ہو جاوین یا بغاوت سے توبہ کریں اور یہی حکم ہے کفار کا
جبکہ وہ ہماری اولون کو قتل کریں تو ہم انکی اولون کو نہ قتل کرینگے ولیکن وہ لوگ بزور مسلمان کیے جائینگے یا ہمارے ذمی ہو جاوین ہم انکا قتل اسواسطے جائز نہو اکہ
وہ ہمارے قابو مین آکر ہماری امان مین ہوگئے کذا فی البحر ولو لهم فئة اجهز علی جریحهم ای اتم قتله واتبع مولیهم والا لا لعدم الخوف اور اگر باغیون کی جماعت قائم ہو تو
امام انکے زخمیون کو پورا قتل کردے اور انکے بھاگنے والون کا پیچھا کرے اور اگر جماعت انکی پریشان ہوگئی تو زخمیون کو قتل کرنا اور بھاگے کا پیچھا کرنا نہ چاہیے بسبب
نہ رہنے خوف کے والامام بالخیار فی اسیرهم ان شاء قتله وان شاء حبسه حتی یتوب اہل البغی فان تابوا حبسه ایضا حتی یحدث توبة سراج اور سلطان کو اختیار ہے
انکے قیدی مین چاہے اسکو قتل کرے چاہے محبوس رکھے یہانتک کہ اہل بغاوت توبہ کریں سو اگر وہ توبہ کریں تو بھی قیدی کو قید میں رکھے یہانتک کہ وہ بھی توبہ کرے
کذا فی السراج ونقاتلهم بالمنجنیق والاغراق وغیر ذلک کاہل الحرب اور ہم انسے لڑین منجنیق اور غرق کردینے سے اور اسکے سوا اور طرح سے جیسے کفار سے
ومالا یجوز قتله من اہل الحرب کنساء وشیوخ لا یجوز قتله منهم ما لم یقاتلوا اور جسکا قتل کرنا کفار سے جائز نہین جیسا کہ عورتون اور بڈھون کا اسکا قتل باغیون سے
بھی جائز نہین تا وقتیکہ وہ نہ لڑتے ہون یعنی اگر باغیون کی عورتین یا بڈھے قتال کرینگے تو انکا قتال جائز ہو سوائے اطفال اور مجانین کے کذا فی البحر ولا یقتل عادل محرمه
مباشرة باغیا بل یجوز قتله او رعادل یعنی امام کا مددگار اپنے محرم باغی کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل کرے جبتک محرم نے اسکے قتل کا ارادہ نہین کیا یعنی اگر محرم باغی قتل کا
ارادہ کرے تو دفع کرنا اسکا جائز ہے اگرچہ دفع کرنا بقتل ہو بخلاف جنگ کفار کے کہ وہان قتل محرم جائز ہے سوائے والدین کے کذا فی البحر ولا تسبی لهم ذریة ویحبس
اموالهم الی توبتهم فترد علیهم اور انکی ذریت بندی نہ کیجاے اور انکے مال محبوس ہین انکی توبہ ظاہر ہونے تک سو بعد توبہ انکو پھیر دیے جاینگے اور انکی عورتین بھی
بندی نہونگی اسواسطے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ جمل میں قتل اسیر اور کشف ستر اور اخذ مال سے نہی فرمائی اور وہی پیشوا ہین اس باب مین کذا فی النہر ویبیع الکراع
اولی لانه انفع فتح اور بیچ ڈالنا انکے دواب کا بہتر ہے اسواسطے کہ انفع ہو کذا فی الفتح بیع کی منفعت یہ ہے کہ قیمت کا امانت رکھنا آسان بلا مضرت ہے اور بیت المال
سے دانہ چارہ صرف ہوگا ویقاس علیه العبید نہر اور دواب کی بیع پر انکے غلامون کی بیع قیاس کیجاے کذا فی النہر وتقاتل بسلاحهم وخیلهم عند الحاجة ولا تنتفع
بغیره من اموالهم مطلقا ولو عند الحاجة سراج اور قتال کریں ہم انکے ہتھیارون اور گھوڑون سے اور انکی چیزون کے سوائے انکے اموال سے مطلقا منفعت نہ لیجاے اگرچہ

انتفاع وقت حاجت کے ہو کذا فی السراج مع جناب مرتضوی نے باغیوں کے ہتھیار اپنے لشکر میں تقسیم کیے لشکر میں اور یہ تقسیم بسبب حاجت کے تھی نہ واسطے تملیک کے اور فرمایا کہ انکا مال غنیمت نہیں اور انکی ذریت بندی نہیں کذا فی المنح ولو قال الباغی تبت والقی السلاح بنی ابدہ کف عنہ ولو قال کف عنی لانظر فی امری لعلی اتوب والقی السلاح کف عنہ ولو قال انا علی دینک ومعہ السلاح لا لان وجود السلاح معہ قرینۃ لقتال بغیۃ تمنی القتال کف عنہ والا لا فتح اور اگر باغی نے کہا کہ میں نے توبہ کی اور ہتھیار اپنے ہاتھ سے ڈالدیے تو عادل اسکے قتال سے باز رہے اور اگر اُسنے کہا عادل سے کہ مجھکو چھوڑ تا میں اپنے امر میں تامل کروں شاید میں توبہ کر دوں اور ہتھیار پھینکدے تو باز رہے اور اگر باغی بولا کہ میں تیرے دین پر ہوں اور اسکے ساتھ ہتھیار ہیں تو اُسکے قتال سے نہ باز رہے اسواسطے کہ ہتھیار کا ساتھ رہنا قرینہ ہے اسکی لقاء قتال کا سو جبکہ ہتھیار پھینکے تو باز رہے اور نہیں تو باز نہ رہے کذا فی فتح القدیر ولو قتلہ باغ مثلہ وظہر علیہم فلا شئی فیہ لکونہ مباح القتل فتح فلا اثم ایضا اور اگر ایک باغی کو دوسرے باغی نے قتل کیا اور اُنپر اہل عدل کا غلبہ حاصل ہوا تو اُسکے قتل میں کوئی چیز نہیں قصاص نہ دیت اسواسطے کہ اُسکا قتل مباح تھا کذا فی فتح القدیر پھر جب قتل مباح ہوا تو اُسکے قتل میں کچھ گناہ بھی نہیں وقتلانا شہداء ولا نصلی علی البغاۃ بل یکفنون ویدفنون بدائع اور ہمارے یعنے اہل عدل کے مقتول شہید ہیں اور اُنپر نماز جنازہ پڑھی جاوے اور بدون غسل دفن کیے جائیں اور باغیوں کے مقتولوں پر نماز جنازہ نہ پڑھی جاوے بلکہ کفن پہنائے جائیں اور دفن کیے جائیں کذا فی البدائع ویکرہ نقل رؤسہم الی الآفاق وکذا رؤس اہل الحرب لانہا مثلۃ وجوزہ البعض المتاخرین لو فیہ کسر شوکتہم او فراغ قلبنا فتح ومر فی الجہاد اور مکروہ ہے اُنکے سروں کو اطراف عالم میں پھرانا اور اسیطرح کفار کے سروں کو نقل کرنا مکروہ ہے اسواسطے کہ مثلہ ہے اور اسکو بعضے متاخرین نے جائز کہا ہے اگر اسمیں اُنکی کسر شوکت ہو یا ہماری تسکین خاطر ہو کذا فی الفتح اور مذکور ہو چکا جہاد میں ولو غلبوا علی مصر فقتل مصری مثلہ عمدا فظہر علی المصر قتل بہ ان لم یجر علی اہلہ ای المصر احکامہم وان جری لا لانقطاع ولایۃ الامام عنہم اور اگر باغی غالب ہو گئے ایک شہر پر سو ایک شہر والے نے دوسرے شہری کو عمداً قتل کیا پھر اہل عدل کا بادشاہ غالب ہوا اُس شہر پر تو قاتل مذکور بسبب اُس قتل کے مقتول ہوگا اگر اہل شہر پر باغیوں کے احکام نہ جاری ہوتے ہوں اور اگر اُنکے احکام جاری ہوتے ہوں تو قصاص نہوگا بسبب منقطع ہو جانے امام کی حکومت کے اُنپر سے لیکن قاتل پر عذاب آخرت ثابت ہے کذا فی الفتح وان قتل عادل باغیا ورثہ مطلقا اور اگر عادل نے باغی کو قتل کیا تو اُسکا وارث ہوگا ہر طرح خواہ باغی کہے کہ میں حق پر ہوں خواہ کہے کہ میں باطل پر ہوں اسواسطے کہ قتل بحق مانع ارث کا نہیں وبالعکس اذا قال الباغی وقت قتلہ انا علی باطل لا یرثہ اتفاقا لعدم الشبہۃ اور سابق کے برعکس یعنے باغی عادل کو قتل کرے جبکہ باغی بولا اُسکے قتل کیوقت کہ میں باطل پر ہوں تو اُسکا وارث نہوگا بالاتفاق بسبب عدم شبہہ کے کہ باغی اسواسطے وارث نہوگا کہ اُسنے اتلاف نفس بتاویل فاسد کیا اور تاویل فاسد ملحق ہے تاویل صحیح سے جبکہ اُسکے ساتھ قوت ہو کذا فی المنح وان قال انا علی حق فی الخروج علی الامام واصر علی دعواہ ورثہ اما لو رجع تبطل دیانتہ فلا ارث ابن کمال اور اگر باغی نے کہا کہ میں حق پر ہوں امام پر خروج کرنے میں اور اپنے دعوی پر مصر رہا تو عادل مقتول کا وارث ہوگا اور اگر اس دعوی سے رجوع کریگا تو اُسکی دیانت باطل ہوگی تو وارث نہوگا کذا ذکرہ ابن کمال وفی الفتح ولو دخل باغ بامان فقتلہ عادل عمدا لزمتہ الدیۃ کما فی المستامن لبقاء شبہۃ الاباحۃ اور فتح القدیر میں ہے اور اگر باغی دار العدل میں داخل ہوا امان لیکر پھر اُسکو عادل نے عمداً قتل کیا تو اُسپر دیت لازم ہوگی جیسے مستامن کے قتل میں دیت لازم ہے بسبب باقی رہنے شبہہ اباحت کے یعنی دیت لازم ہوگی نہ قصاص اسواسطے کہ اُسکی اباحت دم کا شبہہ موجود ہے ویکرہ تحریما بیع السلاح من اہل الفتنۃ ان علم لانہ اعانۃ علی المعصیۃ اور مکروہ تحریمی ہے ہتھیار کا بیچنا اہل فتنہ پر اگر معلوم ہو کہ مشتری اہل فساد سے ہے اسواسطے کہ یہ مددگاری ہے گناہ پر مع حموی نے کہا اور یہی حکم ہے ہبہ و وصیت اور اعارہ اور اجارہ دینے ہتھیار کا اور بیع کو مکروہ تحریمی کہنا یہ بحث ہے صاحب بحر کی اور اہل فتنہ بغاۃ اور قطاع الطریق اور لصوص سب کو شامل ہے کذا فی المنح وبیع ما تتخذ منہ کالحدید ونحوہ یکرہ لاہل الحرب لا لاہل البغی لعدم تفرغہم لعملہ سلاحا لقرب زوالہم بخلاف اہل الحرب زیلعی اور اُس چیز کا بیچنا جس سے جنگی ہتھیار بنتا ہے جیسے لوہا وغیرہ مکروہ ہے اہل حرب سے نہ اہل بغاوت سے بسبب اُنکے نہ فراغت پانے کے ہتھیار بنانے کو اسواسطے بسبب اُنکے قرب زوال ہونے کے بخلاف اہل حرب کے کذا فی الزیلعی قلت وافاد کلامہم ان ما قامت المعصیۃ بعینہ یکرہ بیعہ تحریما والا فتنزیہا میں کہتا ہوں اور فقہاء کے کلام سے ثابت ہوا کہ جسکے سبب سے معصیت قائم ہو جیسے ہتھیار اسکی بیع مکروہ تحریمی ہے اور جسکے سبب سے گناہ نہ قائم ہو جیسے جاریہ مغنیہ اور کبوتر اڑانے

كتاب اللقيط

یہ کتاب ہے لقیط کے احکام میں عقبہ مع اللقطۃ بالجہاد لان فیہما الفوات انفس والمال وقدم اللقیط لتعلقہ بالنفس وہی مقدمۃ علی المال مصنف نے کتاب لقیط کو
کتاب اللقطہ کے ساتھ کتاب الجہاد کے پیچھے لایا اسواسطے کہ جان اور مال دونوں معرض ہلاک میں ہیں جیسے جہاد میں نفس اول معرض تلف میں ہیں اور
مقدم کیا کتاب اللقیط کو بسبب اسکے متعلق ہونے کے جان سے اور جان کا بیان مقدم ہے مال پر ہو لغۃ ما یلقط فعیل بمعنی مفعول ثم غلب علی الولد المنبوذ باعتبار المآل
لقیط لغت میں وہ چیز ہے جس کو اٹھایا جاوے فعیل بمعنی مفعول ہے پھر اسکا استعمال غالب ہو گیا اس لڑکے پر جو باعتبار انجام کے یعنی جو لڑکا پھینکا اور ڈالا گیا آخر اسکو کوئی
اٹھا لیگا اسواسطے اسکو لقیط کہا وشرعا اسم لحی مولود طرحہ اہلہ خوفا من العیلۃ او فرارا من تہمۃ الریبۃ اور شرع میں لقیط انسان زندہ بچے کا نام ہے جسکو کوئی
اسکو پھینکدے یا محتاجی کے خوف سے یا تہمت زنا سے بچنے کیواسطے مضیعہ آثم ومحرزہ غانم اسکا ضائع کرنے والا یعنی جو اسکو نہ اٹھاوے وہ گنہگار ہو اور اٹھانیوالا
فائدہ پانیوالا ہے یعنی ثواب پاویگا التقاطہ فرض کفایۃ ان غلب علی ظنہ ہلاکہ لولم یرفعہ ولولم یعلم بہ غیرہ ففرض عین ومثلہ رؤیۃ اعمی یقع فی بئر یعنی لقیط کا اٹھا لینا
فرض کفایہ ہے اگر ملتقط کو گمان غالب ہو اسکی ہلاکی کا اگر وہ اسکو نہ اٹھا دے اور اگر لقیط کو کوئی نہ جانتا ہو سواے اسکے تو اسوقت میں اٹھانا فرض عین ہے اور اسکی
مانند ہے اندھے کو کوئیں میں گرتے دیکھنا کذا فی الشمنی والا فمندوب لما فیہ من الشفقۃ والاحیاء اور اگر اسکی ہلاکی کا خوف نہ ہو تو اٹھا لینا لقیط کا مستحب ہے اسواسطے کہ
اسمیں شفقت اور جلانا ہے جان کا مع شفقت اطفال پر فضل اعمال ہے اور ایک جان کا جلانا سب آدمیوں کے جلانے کے برابر ہے حق تعالی نے فرمایا ومن احیاہا فکانما احیا الناس
جمیعا کذا فی الزیلعی وہو حر مسلم تبعا للدار الا بحجۃ رقہ علی خصم وہو الملتقط لسبق یدہ اور لقیط آزاد مسلمان ہے دار الاسلام کی تبعیت سے مگر اسکی رقیت کی حجت سے خصم پر
اور خصم یہان ملتقط ہے بسبب سابق ہونے اسکے ہاتھ کے ہم یدفع دخل ہے کہ بینہ بدون خصم کے مقبول نہیں اور خصم یہان کوئی نہیں شارح نے جواب دیا کہ خصم ملتقط ہے اسکے
اسکے کہنے میں بسبب سبقت ید کے احق ہے تو اسکا تصرف بدون بینہ زائل نہوگا اور حجت سے یہان بینہ مراد ہے نہ اقرار کذا فی الطحطاوی وما یحتاج الیہ من النفقۃ والکسوۃ والسکنی
ودواء وجہاز اور وحدہ السلطان فی بیت المال ان بر من علی التقاطہ اور جس چیز کی لقیط کو حاجت ہے خوراک اور پوشاک اور مکان سکونت اور دوا اور مہر جسکو سلطان اسکا
نکاح کردے وہ بیت المال میں ہے بشرطیکہ ملتقط اسکا اٹھا لینا گواہی سے ثابت کرے وان کان لہ مال او قرابۃ ففی مالہ او علی قرابۃ اور اگر لقیط کا مال ہو یا اسکی کوئی قرابت
ثابت ہو تو تمام ضروریات مذکورہ اسکے مال میں یا اسکے قرابت والوں پر ہیں وارثہ وولاؤہ فی بیت المال کجنایتہ لان الغرم بالغنم وراثت لقیط کی اگرچہ دیت ہو
بیت المال میں ہے جیسے اسکی جنایت بیت المال سے متعلق ہے اسواسطے کہ نقصان بمقابلہ فائدہ کے ہے تو اگر لقیط محلہ میں مقتول پایا گیا تو اہل محلہ سے دیت لیکر بیت المال
میں داخل ہوگی اور اگر لقیط کو کوئی عمدا قتل کرے تو سلطان کو اختیار ہے چاہے قاتل کو قتل کرے چاہے دیت پر صلح کرے لیکن سلطان معاف نہیں کرسکتا کذا فی الشمنی اور اگر لقیط
جنایت صادر ہوگی تو اسکی دیت بیت المال سے دیجاویگی ولیس لاحد اخذہ منہ قہرا ولو للامام الاعظم اخذہ بالولایۃ العامۃ فی الفتح لاولی قدم المصنف تبعا للبحر والنہر
فی النہر لکن لا ینبغی اخذہ الا بموجب اور کسی کو جائز نہیں لینا لقیط کا ملتقط سے بزور اور سلطان اعظم کو اسکا لے لینا بسبب حکومت عامہ کے جائز ہے یا نہیں فتح القدیر
کہا کہ جائز نہیں اور شایت رکھا اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں باتباع صاحب بحر اور نہر کی ہے نہر الفائق میں کہ بادشاہ کو لینا زبردستی جائز ہے لیکن اسکا لینا
لائق نہیں مگر سبب سے ہم سبب یہ کہ ملتقط حفاظت کے لائق نہ ہو فلو اخذہ واحد ونازعہ الاول رد الیہ الا اذا دفعہ باختیارہ لانہ ابطل حقہ سو اگر لقیط کو کسی نے ملتقط

زبردستی لیا اور خصومت کی اس سے ملتقط اول نے تو یہی کر پھیر دیا جائیگا مگر اُسے ت نہ پھیرا جائیگا جبکہ اسنے دوسرے کو اپنی خوشی سے دیا ہو اسواسطے کہ اسنے اپنا حق آپ باطل کردیا وہذا اذا اتحد الملتقط فلو تعدد وترجح احدہما کما لو وجدہ مسلم وکافر فتنازعا قضی بہ للمسلم لانہ انفع للقیط خانیۃ ولو استویا فالرای فیہ للقاضی بحر بحثا اور یہ جو ملتقط سے زبردستی نہ لینا اس صورت میں ہے جبکہ ملتقط ایک ساہی ہوا اور اگر ملتقط متعدد ہوں اور ایک ترجیح رکھتا ہو چنانچہ اگر لقیط کو ایک مسلم اور ایک کافر نے پایا پھر دونوں نے جھگڑا کیا تو لقیط مسلم ہی کو دلایا جائیگا اسواسطے کہ مسلم کے پاس رہنا لقیط کو نافع ہے کہ وہ بھی مسلمان ہوگا کذا فی الخانیۃ اور اگر دونوں ملتقط برابر ہوں اسلام یا کفر میں تو تعیین قاضی کی تجویز کو دخل ہے کذا فی البحر بحثا ویثبت نسبہ من واحد بمجرد دعواہ ولو غیر الملتقط استحسانا لو حیا والا فبالبینۃ خانیۃ اور اگر دو ملتقط نے پایا اور ایک نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو اُس کا نسب ایک ملتقط سے ثابت ہو جائیگا مجرد اُسکے دعوی کرنے کے بدلیل استحسان بشرطیکہ لقیط زندہ ہوا اور اگر زندہ نہ ہوگا تو نسب بحوی ثابت ہوگا بدون گواہی کے کذا فی الخانیۃ ووجہ استحسان کی یہ ہے کہ اقرار نسب صغیر کیواسطے ہے اور حق ملتقط کا ابطال ضمناً واقع ہوا بالضرورت ثبوت نسب اور بہت چیزیں ضمناً ثابت ہو جاتی ہیں نہ قصداً کذا فی الحموی ومن اثنین تنبیہ تعدد میں کر لدامۃ مشترکۃ اور نسب لقیط کا ثابت ہوتا ہے دو برابر شخصوں کے دعوی سے جیسے مشترک لونڈی کے ولد کا نسب ثابت ہوتا ہے دو شریکوں سے بشرطیکہ دعوی ہم دو شخص برابر ہوں جنمیں کوئی مرجح نہیں تو ملتقط کا دعوی خارج سے مقدم ہوگا

وعبارۃ المنیۃ ادعاہ اکثر من اثنین فعن الامام انہ یثبت الی خمسۃ ظاہرۃ فی عدم قبول دعوی الزائد ولا یشترط اتحاد الام نہر لکن فی القہستانی عن النظم التقیید بخمسۃ من الاکثر فیحرر اور عبارت منیہ کی یہ ہے کہ لقیط کے نسب کا دو سے زیادہ شخصوں نے دعوی کیا تو امام اعظم سے روایت ہے کہ نسب ثابت ہوگا پانچ شخص تک ظاہر اس عبارت کا دلالت کرتا ہے کہ پانچ سے زیادہ کا دعوی مقبول ہوا اور شرط نہیں اتحاد ماں کا دعوی مذکور میں کذا فی النہر لیکن قہستانی میں نظم سے وہ عبارت منقول ہے جو مفید ثبوت نسب ہے پانچ سے زیادہ میں بھی تو اسکی تحریر اور تنقیح کرنا چاہیے م قہستانی میں نقایہ سے منقول ہے کہ ابو حنیفہ کے نزدیک دو مرد سے اکثر میں نسب ثابت ہوتا ہے طحطاوی نے کہا کہ عبارت منیہ اور سراج کی صریح ہے کہ دعوت نسب کی پانچ شخص تک منتہی ہے اور قہستانی کی عبارت غیر صریح ہے اور لائق اعتماد کے صریح ہے نہ غیر صریح ولو ادعتہ امرأۃ واحدۃ ولہا زوج فان صدقہا زوجہا او شہدت لہا القابلۃ او قامت بینۃ ولو رجلا وامرأتین علی الولادۃ صحت دعوتہا والا لا لما فیہ من تحمیل النسب علی الغیر اور اگر لقیط کے نسب کا ایک عورت شوہر والی نے دعوی کیا سو اگر شوہر نے اُسکی تصدیق یا دائی جنائی نے اُسکی گواہی دی یا بینہ قائم ہوئی ولادت پر اگرچہ گواہ ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تو عورت کا دعوی صحیح ہے اور اگر ایسا نہیں یعنی زوج وغیرہ نے اُسکی تصدیق نہ کی تو دعوے نسب کا صحیح نہیں اسواسطے کہ اس دعوی میں شخص غیر پر نسب کا ثابت کرنا ہے یعنے زوج پر وان لم یکن لہا زوج فلا بد من شہادۃ رجلین اور اگر عورت بے شوہر ہو تو دو مرد کی گواہی ضرور ہے ثبوت نسب میں ولو ادعتہ امرأتان واقامت احدہما البینۃ فہی اولی بہ وان اقاما جمیعا فہو ابنہما خلافا لہما الکل من الخانیۃ اور اگر لقیط کا دو عورتوں نے دعوی کیا اور ایک نے گواہ قائم کیے تو وہ اُسکے ساتھ لائق تر ہے اور اگر دونوں عورتوں نے گواہ قائم کیے تو وہ دونوں کا بیٹا ہے بخلاف صاحبین کہ انکے نزدیک وہ کسیکا بیٹا نہیں سب مسائل مذکورہ خانیہ سے منقول ہیں وان ادعاہ خارجان ووصف احدہما علامۃ بہ ای بجسدہ لا ثوبہ ووافق فہو احق اذ لم یبرہن الآخر فان برہن قدم ذو البرہان اقوی منہا کبینۃ الآخر وحریۃ ومسلم اسلمہ ان لم یتعین سبقہما ارخا تاریخا اشتبہ بینہما اور اگر لقیط کے نسب کا دو خارج شخصوں نے دعوی کیا اور ایکنے اسمیں کوئی نشانی بیان کی یعنے اُسکے بدن میں نہ کپڑے میں تل یا تودی بتائے اور اُسکا نشان موافق پڑا تو وہی شخص زیادہ تر حقدار ہے بشرطیکہ کوئی وجہ قوی تر علامت سے معارض اُسکی نہو چنانچہ دوسرے شخص کے گواہ یا اُسکا آزاد ہونا یا اُسکی سبقت قبض یا مسلمان ہونا اُسکا یا اُسکی اتنی عمر ہونا کہ اُسکے لڑکا ہو سکے بشرطیکہ دونوں مدعیوں نے تاریخ ذکر کی ہو سو اگر اشتباہ واقع ہو تو لقیط دونوں میں مشترک ہوگا یعنے اگر ایک شخص کا بیان نشان موافق پڑا اور دوسرے نے ثبوت نسب کے گواہ گذرانے یا کہ دوسرا آزاد ہے اور حسب علامت غلام یا وہ مسلم ہے اور حسب علامت کافر تو ان صورتوں میں علامت کا کچھ اعتبار نہوگا ولو ادعی احدہما انہ ابنہ والآخر انہ ابنتہ فاذا ہو خنثی فلو مشکلا قضی لہما والا فلمن اصاب علی انہ ابن اور اگر ایک نے دعوی کیا کہ لقیط اُسکا بیٹا ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ اُسکی بیٹی ہے پھر اُسکو جو دیکھا تو خنثی ہے سو اگر وہ خنثی مشکل ہے تو وہ دونوں کو دلایا جائیگا بسبب عدم ترجیح کے اور اگر خنثی

اگر اسنے یہ کیا سو وہ ہلاک ہوگیا تو ملتقط پر ضمان لازم ہوگا اور اگر ختنہ کرنے والے نے جانا کہ وہ ملتقط ہے تو ختان ضامن ہوگا کذا فی الذخیرۃ ولہ نقلہ حیث شاء ولیس
منعہ من مصر الی قریۃ بحر اور ملتقط کو جائز ہے اسکا لیجانا جہان چاہے اور لائق ہے اسکا روکنا شہر کے لیجانے سے گانون کیطرف کذا فی البحر اسواسطے کہ گانون مین اسکی
خو بگڑ جائیگی ولا ینفذ للملتقط علیہ نکاح و بیع وکذا اجارۃ فی الاصح لانہ الولایۃ علیہ فی مالہ ونفسہ للسلطان لحدیث السلطان ولی من لا ولی لہ اور لقیط پر نکاح اور
بیع ملتقط کی نافذ نہیں اور اسیطرح اسکا اجارہ نافذ نہیں قول اصح مین سو اسواسطے کہ لقیط پر حکومت اسکے مال اور جان مین سلطان کیواسطے ہے بسبب اس حدیث کے کہ بادشاہ
اسکا ولی ہے جسکا کوئی ولی نہیں شروع مسائل ملحقہ شارح کے تو باع او کفل او دبر او کاتب او اعتق او وہب وتصدق وسلم ثم اقر انہ عبد لزید لا یصدق فی ابطال شئی
من ذلک لانہ متہم ولتمامہ فی الخانیۃ اگر لقیط نے بعد بلوغ کے بیع کی یا ضمانت کی یا اپنے غلام کو مدبر کیا یا مکاتب کیا یا آزاد کیا یا ہبہ کیا یا صدقہ دیا اور قبضہ کرا دیا پھر
اقرار کیا کہ وہ شخص زید کا غلام ہے تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی تصرفات مذکورہ کے ابطال مین سو اسواسطے کہ وہ اس اقرار مین متہم ہے اور پورا بیان اسکا خانیہ مین ہے ومجہول النسب کلقیط
اور شخص مجہول النسب لقیط کے مانند ہے طحطاوی نے کہا ظاہر اطلاق اسپر دلالت کرتا ہے کہ لقیط کے جمیع احکام مجہول النسب مین جاری ہین واللہ اعلم واستغفر اللہ العظیم

کتاب اللقطہ

یہ کتاب ہے لقطہ کے احکام مین ہی بالفتح وتسکن اسم وضع للمال الملتقط یعنی لقطہ بضم لام وفتح قاف ہے اور سکون قاف بھی جائز ہے یہ اسم مال ملتقط کیواسطے وضع ہے کذا فی
شرح العینی وشرعا مال یوجد ضائعا ابن کمال اور اصطلاح شرع مین لقطہ وہ مال ہے جو ضائع پایا جاوے یعنی مال غیر محفوظ جسکا مالک معلوم نہو وفی التاتارخانیۃ عن المضمرات مال
یوجد ولا یعرف مالکہ ولیس بمباح کمال الحربی اور تاتارخانیہ مین مضمرات سے تعریف لقطہ یون ہے کہ جو مال پایا جاوے اور اسکا مالک معلوم نہو اور وہ مباح نہو حربی کے مال کے مانند
وفی المحیط رفع شئی ضائع للحفظ علی الغیر لا التملیک اور محیط مین ہے کہ لقطہ عبارت ہے چیز ضائع کے اٹھا لینے سے حفاظت کیواسطے غیر شخص پر نہ واسطے تملیک کے م لقطہ شئی
مرفوع ہے نہ رفع تو یہان رفع بمعنی مرفوع ہے اور بہتر یہ تھا کہ تملیک کے مقام پر تملک ہوتا کذا فی الطحطاوی وہذا التعمیم یعم ما علم مالکہ کالواقع من السکران وفیہ انہ امانۃ لا لقطۃ لانہ لا یعرف
بل یدفع لمالکہ اور یہ تعریف محیط کی اس مال کو بھی شامل ہے جسکا مالک معلوم ہو جیسا کہ گری چیز مست سے اور اس تعمیم مین خلل ہے کہ مست کی گری چیز امانت ہے لقطہ نہیں اسواسطے
کہ وہ پہچانی نہیں جاتی بلکہ اسکے مالک کو دیجائیگی ندب رفعہا لصاحبہا ان امن علی نفسہ تعریفہا والا فالترک اولی افتادہ چیز کا اٹھا لینا اسکے مالک کیواسطے افضل ہے
اگر اعتماد ہو اپنی ذات پر اسکی تعریف کرنے کا اور اگر اعتماد نہو یعنی شک واقع ہو تعریف اور عدم تعریف مین تو اسکا ترک بہتر ہے وفی البدائع وان اخذہا لنفسہ حرم لانہا
کالغصب اور بدائع مین ہے اور اگر لقطہ کو اپنے واسطے لیگا تو حرام ہے اسواسطے کہ وہ غصب کرنے کے برابر ہے ووجب ای فرض فتح وغیرہ عند خوف ضیاعہا کما مر
لان لمال المسلم حرمۃ کما لنفسہ فلو ترکہا حتی ضاعت اثم وہل یضمن ظاہر کلام النہر لا وظاہر کلام المصنف نعم لما فی الصیرفیۃ حمار یاکل حنطۃ انسان فلم یمنعہ حتی اکل قال فی البدائع الصحیح
انہ یضمن انتہی اور واجب ہے اسکا اٹھا لینا یعنی فرض ہے کذا فی الفتح وغیرہ اسکے ضائع ہونے کے خوف کیوقت چنانچہ کتاب اللقیط مین مذکور ہو چکا اسواسطے کہ مسلمان کے مال
کیواسطے حرمت ہے جیسے اسکی جان کی حرمت ہے سو اگر اسکو چھوڑا یہانتک کہ وہ مال ضائع ہوگیا تو وہ گنہگار ہوگا اور کیا اسپر ضمان لازم آویگا یا نہین ظاہر کلام نہر الفائق
یہ ہے کہ ضمان نہین اور ظاہر کلام مصنف کا اسکی شرح مین یہ ہے کہ ہان اسپر ضمان ہے اسواسطے کہ صیرفیہ مین ہے کہ ایک گدھا کسی انسان کے گیہون کھاتا ہے سو اسنے اسکو نہ روکا
یہانتک کہ وہ کھا گیا بدائع مین کہا قول صحیح یہ ہے کہ وہ ضمان دیگا انتہی ہم معتمد علیہ نہر الفائق کا قول ہے یعنی عدم ضمان چنانچہ فتح القدیر کی آئندہ روایت اسکی موید ہے
اور مسئلہ حمار مین اتلاف مشاہد اور محقق ہے بخلاف ترک لقطہ کہ یہان اتلاف غیر مشاہد اور غیر محقق ہے اسواسطے کہ ممکن ہے کہ لقطہ ایسے شخص کے ہاتھ مین آوے جو اس سے زیادہ تر امین ہو
کذا فی الطحطاوی وفی الفتح وغیرہ لو رفعہا ثم ردہا الی مکانہا لم یضمن فی ظاہر الروایۃ اور فتح القدیر وغیرہ مین ہے کہ اگر لقطہ اٹھایا پھر وہین رکھدیا تو ضامن نہوگا ظاہر الروایۃ مین
ہم او مقابل ظاہر الروایۃ کے قول بالضمان ہے وصح التقاط صبی وعبد لا مجنون ومدہوش ومعتوہ وسکران لعدم الحفظ منہم اور صحیح ہے لقطہ اٹھانا صغیر اور غلام کا نہ مجنون اور مدہوش اور
غافل اور مست کا بسبب نہونے حفاظت کے ان سے ثم جب صغیر اور غلام لقطہ اٹھا لیگا تو تعریف ولی اور مولی پر لازم ہوگی کذا فی الطحطاوی فان اشہد علیہ بانہ اخذہ لیردہ

ملی ہو وہ شخص جسا لقط میں مستور ہو ... قدر ہو سو گواہ کرے کہ لقطہ لینے پر شاہد کیا اسطرح کہ میں نے لقطہ لیا ہے تاکہ اسکو صاحب کے پاس واپس کروں اور شاہد کر لینا

لازم ہے تاکہ کوئی بھی کوئی ہو جسکو تم سنو کہ لقطہ تلاش کرتا ہو تو اسکو میرے پاس بھیج دینا معرفۃ ای نادی علیها حیث وجدها وفی المجامع اور تعریف کرے یعنی

پکارا کرے جہاں اسکو پایا اور مجالس ناس میں یعنی مساجد کے ابواب و بازاروں اور مسجدوں میں یون پکارتا رہے کہ جس شخص کی کچھ چیز کھوئی گئی ہو

تو اسکا مالک میرے پاس آوے اور اسکا پتا بتادے کذا فی التمرتاشی اگر اسکی تعریف ہو اور دوسرا شخص کہے کہ وہ تعریف کرے کذا فی الجوهرة النيرة الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها

وما فالتقطه ان بقيت كان ... اور اس بیان سے ثابت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مالک اب تلاش نہ کریگا یہانتک کہ لقطہ سڑ جائیگا اگر ایسی چیز ہے

بیجتہ چیز میں ... علم سے مراد ظن غالب ہے اور عدم طلب کا یہی قول مفتی بہ ہے کذا فی المضمرات اور ظاہر الروایہ میں ایک سال کی تعریف ہے مطلقا کذا فی السراج ...

اقوال ہیں کہ ... ہفتہ یا مہینے یا ہمیشہ تعریف کرے اور تلاش کی قید سے معلوم ہوا کہ جو چیز جلد خراب ہو جائے ... گٹھلیاں یا انار ... کی تعریف

لینا بلا تعریف جائز ہے لیکن مالک کی ملک اس سے زائل نہیں ہوتی اسواسطے کہ تملیک مجہول سے صحیح نہیں مگر جب پھینکنے کے وقت تم سمجھتے کہ اسکا اٹھانا ہے

ہو لقطا التقاط متفرقہ کذا فی ... کذا فی الحاوی ... بلا قید نشر واشہاد اور تعریف مذکور کہ لقطہ ملتقط کے ہاتھ میں امانت ہوگا یعنی بعد تعدی

ضمان کچھ نہیں فلو لم یشهد مع التمکن منه ولم یعرف ضمن ان انکر ربها اخذه للرد وقبل الثانی قوله بیمینه وبه ناخذ حاوی واقره المصنف وغیره سو اگر ملتقط نے کسی کو گواہ نہ کیا

باوجود اسکے قادر ہونے کے یا اسنے تعریف نہ کی تو ضامن ہوگا اگر اسکا مالک انکار کرتا ہو چیز دینے کی نیت سے لینے کا اور قبول کیا ہے ابو یوسف نے قول ملتقط کا قسم

کے ساتھ اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں یعنی یہی مفتی بہ ہے کذا فی الحاوی اور ثابت رکھا اسکو مصنف نے ہم قول صحیح ہیں محمد بھی ابو یوسف کے ساتھ ہیں کذا فی البیانیہ

تو اب صاحبین کے قول پر فتوی ہوا ولو من الحرم او قلیلا او کثیرۃ فلا فرق بین مکان ومکان ولقطۃ ولقطۃ اگرچہ لقطہ حرم کا ہو یا کم یا زیادہ ہو تو کچھ فرق نہیں

درمیان ایک مکان کے اور دوسرے مکان کے اور ایک لقطہ کا دوسرے لقطہ سے ہم لقطہ حل اور حرم کی تعریف میں کچھ فرق نہیں امام اعظم اور امام مالک اور شافعی اور احمد کا ایک قول

ہے اور دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہے کہ ہمیشہ تعریف کرتا رہے یہانتک کہ مالک اسکا پیدا ہو اسواسطے کہ صحیحین میں بروایت ابو ہریرہ حدیث مرفوع ہے ولا تحل لقطتها الا

لمنشد یعنی حلال نہیں لقطہ مکہ کا مگر معرف کیواسطے اور اسمین تعریف کی قید نہیں تو دوام ثابت ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ التقاط حلال نہیں

مگر معرف کو اور لینے واسطے لینا حلال نہیں اور تخصیص مکہ واسطے دفع اس وہم کے ہے کہ کوئی وہاں کی تعریف کو ساقط سمجھے اس سبب سے کہ ظاہرا وہ چیز مسافروں کی ہے

جو متفرق ہو گئے تو اب تعریف سے کیا فائدہ کذا فی الفتح اور اسیطرح لقطہ قلیلہ اور کثیرہ کی تعریف میں کچھ فرق نہیں قول معتمد میں اور غیر معتمد یہ قول ہے کہ دس درم

یا زیادہ کی سال بھر تعریف چاہیے اور دس درم سے زیادہ کی دو سو تک ایک مہینہ اور دس درم کی سات دن اور تین درم کی تین دن اور ایک درم کی ایک دن تعریف چاہیے

کذا فی الحاوی فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق بها علی فقیر ولو علی اصله وفرعه وعرسه الا اذا عرف انها لذمی فانه توضع فی بیت المال تاتارخانیہ پھر بعد

تعریف کے اٹھانے والا منتفع ہو لقطہ سے اگر وہ محتاج ہو اور اگر محتاج نہ ہو تو اسکو فقیر پر تصدق کرے اگرچہ فقیر اسکی اصل اور فرع اور زوجہ ہو مگر جبکہ معلوم ہو جائے کہ لقطہ ذمی کا

ہو تو بیت المال میں رکھا جائیگا کذا فی التاتارخانیہ وفی القنیۃ لو رجی وجود المالک وجب الایصاء اور قنیہ میں ہے کہ اگر وجود مالک کی امید ہو تو اسکی وصیت کرجانا واجب ہے

واجب ہے کذا فی البحر فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعله ولو بعد هلاکها وله ثوابها اگر اسکا مالک آیا تصدق کرنے کے بعد تو وہ مختار ہے اسکے تصدق

کے جائز رکھنے میں اگرچہ بعد ہلاک لقطہ کے اجازت واقع ہو اور اسی مالک کو اسکے تصدق کا ثواب ہوگا او تضمینه والظاهر انه لیس للوصی والاب اجازتها نهر

یا مالک مختار ہے ضمان لینے میں ظاہر یہ ہے کہ مالک صغیر کے وصی اور باپ کو اجازت تصدق کا اختیار نہیں فی الوہبانیہ الصبی کبالغ فیضمن ان لم یشهد ...

التصدق وضمانه فی ماله مال الصغیر اور وہبانیہ میں ہے کہ صغیر بالغ کے برابر ہے تو ضمان اسپر لازم آویگا اگر اٹھانے کے وقت شاہد نہ کیا ہو صغیر اسکے باپ یا وصی

کو تصدق کرنا اور لقطہ کا ضمان دینا جائز ہے اپنے مال سے صغیر کے مال سے ولو تصدق بها بامر القاضی فی الاصح کما لو ان یضمن القاضی او الامام ...

لانہ تصدق بمال الغیر بغیر اذنہ ذخیرہ ملتقط پر ضمان لازم ہے اگرچہ اُسنے بامر قاضی تصدق کیا ہو چنانچہ اُسکو اختیار ہے کہ قاضی یا بادشاہ سے ضمان لے اگر قاضی یا امام
نے بھی تصدق کیا ہو اسواسطے کہ یہ خیرات کرنا ہے غیر کے مال میں بغیر اُسکے اذن کے کذا فی الذخیرہ او یضمن المسکین ثم ایہما ضمن لا یرجع بہ علی صاحبہ وضمان مالک
اُس فقیر سے جسنے اُسکا مال خیرات میں پایا اور دونوں میں جس سے ضمان لے وہ دوسرے سے پھیر لے ولو العین قائمة اخذہا من الفقیر اور اگر وہ چیز قائم اور موجود ہو تو اُسکو
فقیر سے لے ولا شیء للملتقط من المال او بہیمة او ضال من الجعل الا بالشرط لمن ردہ فلہ کذا فلہ اجر مثلہ تاتارخانیہ کاجارة فاسدة اور مال یا جانور یا صغیر گمشدہ کے
ملتقط کو واسطے کچھ مال عوض التقاط کے ہرگز نہیں مگر اس شرط سے چنانچہ مالک نے کہا کہ جو اُسکو لاوے اُسکے واسطے اتنا مال ہے تو اُسکو اجرت مثل ملیگی کذا فی تاتارخانیہ
جیسے اجارہ فاسدہ میں اجرت مثل ملتی ہے وندب التقاط البہیمة الضالة وتعریفہا ما لم یخف ضیاعہا فیجب وکرہ لو معہا ما تمنع بہ عن نفسہا کالقرن للبقر وکدم للابل تاتارخانیہ
بھولے بھٹکے جانور کا التقاط اور تعریف مستحب ہے جبتک اُسکے ضائع ہونے کا خوف نہو پھر اگر خوف ہو تو التقاط واجب ہے اور التقاط مکروہ ہے اگرچہ اُسکے ساتھ وہ چیز ہو جسکے
وہ اپنی جان بچاسکے غیر کو ہٹاکر جیسے سینگ گائے بیل کے اور دانت سے کاٹنا اونٹ کا اسے کذا فی تاتارخانیہ قاموس میں ہے کہ بہیمہ وہ جانور ہے جسکے چار پاؤں ہوں اگرچہ
پانی میں رہتا ہو یا ہر جانور بے تمیز کا نام بہیمہ ہے تو بموجب تفسیر ثانی کے دواب و طیور دونوں اونٹ و بیل اور بھیڑ بکری و مرغی اور بط و کبوتر کو لفظ بہیمہ شامل ہے اور یہ جو
حدیث صحیح میں اخذ بہیمہ سے نہی وارد ہے اُسکا جواب مبسوط میں یوں دیا ہے کہ یہ حکم تھا بسبب غلبہ اہل صلاح کے اور ہمارے زمانے میں تو اہل فساد اور اہل طمع کا غلبہ ہے سو کوئی اطمینان نہیں
کہ اہل خیانت اُسکو چھوڑیں تا مالک پاجاوے تو اب اُسکا التقاط ہی افضل ہے تاموسکا مال محفوظ رہے ولو کان التقاط فی الصحراء ان ظن انہا ضالة ندب اگرچہ بہیمہ
جنگل میں واقع ہو بشرطیکہ اُسکی گمشدگی کا ظن غالب ہو کذا فی الحاوی وہو فی الانفاق علی اللقیط واللقطة متبرع لقصور ولایتہ اور ملتقط لقیط اور لقطہ پر خرچ
کرنے میں احسان کا کرنے والا ہے بسبب اپنے قصور ولایت کے یعنی صرف کا تقاضا مالک سے نہیں کرسکتا جیسے غیر کا دین ادا کرنا بغیر اُسکے امر کے کذا فی البحر الا اذا قال لہ
قاض انفق لترجع فلو لم یذکر الرجوع لم یکن دینا فی الاصح او یصدقہ اللقیط بعد بلوغہ کذا فی المجمع ای یصدقہ علی ان القاضی قال لہ ذلک مگر اس صورت میں کہ
صرف مذکور دین ہے اسکا جبکہ ملتقط سے کسی قاضی نے کہا کہ خرچ کر تو پھیر لیجیو سو اگر قاضی پھیر لینے کو نہ مذکور کرے تو اسکے مالک پر دین ہونیکا قول صحیح میں نہیں ہے یا جبکہ لقیط
ملتقط کی تصدیق کرے اپنے بالغ ہونے کے بعد کذا فی المجمع یعنی لقیط اُسکی اسپر تصدیق کرے کہ قاضی نے اُسسے پھیر لینے کو کہا تھا اور اُسکے ویسا ہی جسکو ابن مالک نے کہا ہے
کہا ہے کذا فی النہر ابن ملک شارح مجمع نے تصدیق لقیط کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ قاضی نے انفاق کا حکم کیا اور ملتقط نے دعوی کیا کہ قاضی نے حکم کیا ہے اور لقیط نے اُسکی تصدیق کی
تو اسکو پھیر لینیکا اختیار ہے کذا فی الطحطاوی ثم المدیون بہ للملتقط ابو اللقیط او سیدہ او ہو بعد بلوغہ پھر دریافت کرنا چاہیے کہ در صورت رجوع مدیون ملتقط کا مالک ہے یا لقیط کا
یا اُسکا مولی یا خود لقیط بعد بالغ ہونے اپنے کے وان کان لہا نفع اجرہا باذن الحاکم وانفق علیہا منہ کالضال بخلاف الآبق اور اگر ملتقط جانور لائق ہو منفعت
کے جیسے گم ہو گھوڑا اور اونٹ تو اُسکو اجارہ دے ملتقط حاکم کے اذن سے اور اسپر صرف کرے اُسکی اُجرت سے بخلاف غلام آبق کے کہ اُسکا اجارہ صحیح نہیں ہے بسبب اُسکے بھاگ جانے
کے خوف سے اور عنقریب آتا ہے باب الآبق میں وان لم یکن لہا نفع باعہا القاضی وحفظ ثمنہا ولو الانفاق اصلح امر بہ لانہ نصب ناظرا فلو لم یکن
نظر لم ینفذ امرہ بہ شرح مجمع اور اگر جانور میں نفع لائق اجارہ کے نہو جیسے بھیڑ بکری ہو تو قاضی اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اگر خرچ کرنا اُسپر بہتر
مالک کے واسطے ہو تو قاضی ملتقط کو خرچ کرنے کا امر کرے دو تین دن تک بامید ظہور مالک کذا فی البحر عن الہدایہ اسواسطے کہ قاضی کی ولایت نظری ہے یعنی تامل مصلحت کے واسطے
ہے سو اگر وہاں تامل میں مصلحت نہو تو اُسکا امر بالانفاق نافذ نہیں کذا فی شرح المجمع ولہ منعہا من ربہا لیاخذ النفقة فان ہلکت بعد حبسہ سقطت وقبلہ لا اور ملتقط
کو جائز ہے نہ دینا لقطہ کا مالک کو نفقہ لینے کے واسطے پھر اگر لقطہ ہلاک ہوگیا بعد حبس ملتقط کے تو نفقہ ساقط ہوگیا اور قبل حبس کے ہلاکی سے ساقط نہیں ولا یدفعہا
الی مدعیہا جبرا علیہ بلا بینة اور ملتقط لقطہ نہ دے اُسکے مدعی کو زبردستی بدون گواہی کے لیکن در صورت تصدیق ملتقط کو دینے کا اختیار ہے فان بین علامة
حل الدفع بلا جبر وکذا یحل ان صدقہ مطلقا بین او لا ولہ اخذ کفیل الا مع البینة فی الاصح نہایہ پھر اگر مدعی نے کوئی علامت لقطہ کی بیان کی اور موافق پڑی

اور اگر مباح الاصل چیز ہو جیسے ... تو جائز ہے اگر تصدق کی نیت ... سے مستحق کی ... مدت بیان کی ہو ... جائز ہے ... لقطہ کو ضمانت

لینا ... کے ساتھ جائز نہیں قول اسم ہین کذا فی النہایۃ التقطا لقطۃ فعرفہا مدۃ ثم ... فی یدہ ... خصوصیت ... الوجہ

... فلا یکون ... رجع ان ... ایک شخص نے لقطہ اٹھایا ... جو اسکے پاس ... ہوگیا اسکو بلا عوض ... تو ...

... مستحق ... کر ... نہیں ... کذا فی المحیط والنوازل ... اگر ... یہ کہ اسکو ... ہو اسکے ... ہوئے تو ... ہو

... بسبب سبقت کے علیہ دیون من المظالم جہل اربابہا وایس من علیہ ذلک من معرفتہم فعلیہ التصدق بقدرہا من مالہ وان استغرقت جمیع المال

ہذا مذہب اصحابنا ... فان ... علم ... لا یعلم مستحقیہا ... کا عیان ایک شخص پر ایسے دیون و مظالم ہیں جنکے لوگ معلوم نہیں جیسے ...

... اگر ... ہوگیا تو پھر تصدق ... جب ... کہ اسکے برابر اپنے مال سے اگرچہ اسکا تمام مال ... نہ ... الخ

... جنکے مستحق معلوم ہوں تو پھر تصدق ... جب ... اعتبار ... مظالم ... اگر ...

انکے وارث معلوم ہوں ... اللہ ... دنیا و آخرت میں ... کی توقع ہو تو تصدق جائز نہیں ...

... تصدق کیواسطے ... نہیں بلکہ ... اسکی ... سبب ...

کذا فی الملتقط ... لک سقط عنہ المطالبۃ من اصحاب الدیون فی العقبی ... اور جبکہ یہ تصدق کریگا تو پھر ... مطالبہ اصحاب ... آخرت میں ساقط ہوگا کذا فی المحیط

... یہ ... و اللہ اعلم یہ ہے کہ دیون و مظالم مذکورہ ... کے ... اسکے ... صورت ... معلوم ... مستحقین کے ... اور ... میں حق تعالیٰ ...

صدقہ ... معلوم ... ارتکاب ظلم کا گناہ ساقط ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔ فی العمدۃ ... ولم ... فانتفع بہا ... علیہ ان یتصدق ...

... ایک شخص نے ... اور اسکی تعریف کی اور اسکے مالک کو نہ دیکھا سو ... منتفع ہوا محتاجی کے سبب ... جب ... خیرات ... اسکے مانند ...

... مات فی البادیۃ جاز لرفیقہ بیع متاعہ ومرکبہ وحمل ثمنہ الی اہلہ ایک شخص مر گیا جنگل میں ... اسکے رفیق کو ... اسباب ... سواری کا بیچنا اور قیمت ... گھر کو

پہنچانا جائز ... جنگل ... واللہ ... اسکا اسباب پہونچا ... فی المارات القیمۃ فلقطۃ والا ... لا ... کما ... علیہ ...

اور ... اگر وہ قیمت والی ہو تو وہ لقطہ ہے اور اگر قیمتی نہیں تو اسکے لینے والے کو حلال ہے چنانچہ باقی مباحات ... کا لینا حلال ہے کذا فی ...

... ان ... لم ... وارث ... کالقطۃ ... لم ... لکثیر ... المال ... منذ ... سنین فان لم ... فلہ ... تصدق ... ؟

کہ مسافر مر گیا ایک انسان کے گھر میں اور وہ اسکے وارث کو نہیں جانتا کہ کہاں ہے تو اسکا ترکہ لقطہ کے مانند ہے حکم میں جب تک ... زیادہ ... اور اگر زیادہ ہوگا تو

بیت المال کیواسطے ہے بعد تلاش کرنے اسکے وارثوں کے چند سال تک سو اگر وارثوں کو نہ پایا تو ... انسان ... سکیے ... اگر وہ ... فقیر ... تصحیح ...

لقطہ کی تعریف ... سے ... مسئلہ ... حمام ... بہا ... لغیرہ ... یاخذ ... صاحبہ ... فان ... فان ...

کانت الام غریبۃ لا یتعرض لفرخہا لانہ ملک الغیر فان لم ... لصاحب ... و الغریب ... فالفرخ لہ ولو لم یعلم ان ... غریبا ... علیہ ان شاء اللہ تعالیٰ

کبوتروں کا برج ہے یعنی انکے رہنے کا مکان ہے جس میں غیر کے پالو کبوتر مل گئے تو لائق نہیں صاحب مکان کو اسکا لینا اور اگر لے تو اسکے تعریف ... کو

طلب کرے تاکہ اسکو پھیرے اسواسطے کہ وہ لقطہ کے مانند ہے سو اگر غیر کے کبوتر نے بچہ دیا سو اگر ماں مسافر ہو تو مالک مکان اس سے متعرض نہو کہ غیر کی ملک ہے ... جائز ...

... اور کبوتری گھر صاحب مکان کی ہو اور کبوتر مسافر تو بچہ مکان والے کا ہے اور اگر اسکو معلوم نہیں کہ اسکے برج میں غیر کا مسافر کبوتر ہے تو ... گناہ نہیں ...

... فان ... الفرخ فان ... تصدق ... وہکذا کان یفعل الامام الحلوانی ... میں کتا ہوں اور جب مکان کا مالک ... تو اگر

وہ فقیر ہو تو اسکو کھائے اور اگر غنی ہو تو محتاج کو تصدق کرے پھر اس سے خرید کرے اور شمس الائمہ سرخسی نے کہا اسی طرح ہمارے استاد شمس الائمہ حلوانی کیا کرتے تھے

غلام کے پھیر لانے والے کیواسطے چالیس درم مختانہ ہی اگرچہ شرط کی ہو مولی نے مختانہ کی بنا بر استحسان کے پھر جب مختانہ چالیس درم ٹھہر گیا تو چالیس سے زیادہ درم پر صلح کرنا باطل ہی اور قیاس یہ ہی کہ بدون شرط مختانہ نہو لیکن بوجہ استحسان صحابۂ کرام کا اجماع ہی اصل مختانہ پر اگرچہ اسکی مقدار میں اختلاف ہی لہذا مدت سفر میں چالیس درم مقرر کیے ہو اور کمتر میں کمتر تا جمیع روایات مجتمع ہوجاوین کذا فی الطحاوی عن الحموی ولو رد امته ولها ولد یعقل الاباق فجعلان مہر یجتا اور اگر پھیر لایا لونڈی کو اور اسکا ایک بیٹا ہی جو فرار کے مضمون کو سمجھتا ہو تو دو مختانے ہین کذا فی النہر یجتا وان لم یعد لها عند الثانی لثبوته بالنص فلذا عول علیه ارباب المتون چالیس درم مختانہ لازم ہی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس کے برابر نہو ابو یوسف کے نزدیک ثابت ہونے چالیس درم کے صحابۂ کرام کی نصوص سے تو اسیواسطے متون فقہ کے مصنفون نے ابو یوسف ہی کے قول پر اعتماد کیا ہی الا ان شهد انه اخذه لیرده فلا شیء له مختانہ لازم ہی اگر پھیر لانے والے نے اسپر گواہ کیا ہو کہ اسکو گرفتار کیا ہی پہونچا دینے کیواسطے اور اگر گواہ نہین کیا تو اسکے واسطے کچھ نہین اسواسطے کہ ترک اشہاد دلالت کرتا ہی کہ اسنے اپنے واسطے گرفتار کیا ولمراده من اقل منها القسط وقیل یرضخ له برای الحاکم او یقدر باصطلاحهما به یفتی تاتارخانیه اور اسکے پھیرنے والے کیواسطے کمتر مدت سفر سے مختانہ ہی چالیس کے حساب سے اور دوسرا قول یہ ہی کہ اسکو قدر قلیل دینا چاہیے حاکم کی تجویز سے یا اسکی تقدیر ہو دونون کی رضامندی سے اسی قول پر فتوی ہی کذا فی البحر عن التاتارخانیه ولو من المصر فیرضخ له او بقسطه کما مر اور اگر اسکو اسی شہر سے پھیر لایا جسمین مولی رہتا ہی تو اسکو قدر قلیل دینا چاہیے یا چالیس کے حساب سے جیسا کہ گذر گیا وام ولد ومدبر کقن فی الجعل اور ام ولد اور مدبر اور عبد ماذون فی التجارۃ خالص غلام کے برابر ہی مختانہ مین وان مات المولی قبل وصوله ای الآبق وهو مدبر او ام ولد فلا جعل له لعتقهما بموته اور اگر مولی مر گیا غلام کے پہنچنے کے پہلے اور حالانکہ وہ مدبر یا ام ولد ہی تو پھیر لانے والے کیواسطے مختانہ نہین بسبب آزاد ہوجانے دونون کے مولی کی موت سے اور آزاد کے پھیر لانے مین کچھ مختانہ نہین وان ابق منه بعد الشهادة المتقدم لم یضمن لانه امانة حتی لو استعمله فی حاجة نفسه ثم ابق ضمن ابن ملک عن القنیة اور اگر غلام بھاگ گیا پھیر لانے والے کے پاس سے بعد اسکے اشہاد متقدم کے تو پھیر لانے والے پر ضمان نہیں اسواسطے کہ غلام کے پاس امانت تھا اور اسواسطے کہ اگر اسنے غلام کو اپنے ذاتی کام مین لگایا پھر وہ بھاگ گیا تو وہ ضمان دیگا کذا فی شرح ابن ملک عن القنیة وفی الوهبانیة لو انکر المولی اباقه قبل قوله بیمینه ویلزم مرید الرد قیمته مالم یبین اباقه اور وهبانیہ مین ہی کہ اگر مولی نے اسکے بھاگنے کا انکار کیا تو اسکا قول مقبول ہوگا قسم کے ساتھ اور قاصد ردیر اسکی قیمت لازم ہوگی جبتک وہ اسکا بھاگنا نہ ثابت کرے یعنی گواہی یا مولی کے اقرار سے کذا فی الطحاوی وضمن لو ابق او مات قبله ای قبل الاشهاد متمکنا منه لانه غاصب اور ضامن ہوگا گرفتار کرنے والا اگر غلام بھاگ گیا یا مر گیا قبل اشہاد کے باوجود اسکے قادر ہونے کے اشہاد پر اسواسطے ضامن ہوگا کہ وہ غاصب ہی ولا جعل له فی الوجهین خلافا للثانی فی الثانی لان الاشهاد عنده لیس بشرط فیه وفی اللقطه اور اسکے واسطے مختانہ نہین دونون صورتون مین یعنی صورت فرار بعد الاشهاد اور در صورت ترک اشہاد بخلاف ابو یوسف کے دوسری صورت مین اسواسطے کہ انکے نزدیک گواہ کرنا شرط نہین غلام کے مختانہ مین اور لقطے مین هم الصقاوی کہا کہ اسمین اعتراض ہی اسواسطے کہ ابو یوسف کے نزدیک بعد الاشهاد کے بھی بھاگ جانے مین مختانہ واجب نہین تو ترک اشہاد مین بطریق اولی واجب نہوگا بلکہ انکے نزدیک مختانہ بدون پہونچا دینے کے واجب نہین ہان انکے نزدیک اشہاد شرط نہین تو بہتر یہ تھا کہ شارح قول خلافا للثانی کو یہان سے حذف کرتا اور وانه اخذه لیرده کے قول کے پاس ذکر کرتا اور محتمل ہی کہ خلافا للثانی وضمن قبله کیطرف راجع ہو اسواسطے کہ وہ قسم ثانی ہی وان ابق منه کی ولا جعل له ومکاتب لحریته یدا اور مختانہ نہین مکاتب کے پھیر لانے پر بسبب اسکے آزاد ہونے کے تصرف کی راہ سے وجعل عبد الرهن علی المرتهن لو قیمته مساویة للدین او اقل ولو اکثر من الدین فعلیه بقدر دینه والباقی علی الراهن لان حقه بالقدر المضمون منه اور مختانہ رہن کیے غلام کا مرتہن پر ہی اگر اسکی قیمت برابر ہو دین کے یا کمتر اور اگر قیمت زیادہ ہو دین سے تو مرتہن پر مختانہ ہی بقدر اسکے دین کے اور باقی مختانہ راہن پر ہی اسواسطے کہ اسکا حق اس سے بقدر ضمان کے ہی اور مختانہ بہر صورت مرتہن پر ہی خواہ راہن زندہ ہو یا مردہ اسواسطے کہ موت سے رہن باطل نہین ہوجاتا کذا فی الفتح والبحر وجعل عبد اوصی برقبته لانسان وبخدمته لآخر علی صاحب الخدمة فی الحال لان المنفعة له فاذا انقضت الخدمة رجع صاحبها علی صاحب الرقبة او بیع العبد فیه ای فی الجعل اور مختانہ اس غلام کا جسکی گردن کی وصیت ایک انسان کیواسطے ہوئی ہو اور اسکی خدمت کرنے کی وصیت دوسرے انسان کے واسطے ہوئی ہو صاحب خدمت پر ہی فی الحال اسواسطے کہ منفعت اسی کے واسطے ہی پھر جب خدمت کی مدت منقضی ہوجاے تو صاحب خدمت اسکی گردن کے مالک سے

مخصوص ہے [illegible] نفقہ نہیں [illegible] ہوتی مثل بستر کے المکاتب [illegible] برداشت پانی [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہو مولی کی [illegible] قیمت سے نفقہ [illegible] اور باقی ترجمہ مین کرے کما یجب جعل الآبق [illegible]
[illegible] پہ رجب ہو نفقہ [illegible] ضامن ہونے کی مدت جنایت کی [illegible] کے پاؤ مین جیسے کہ حرکی غلام ہو کا خواہ مولی خواہ [illegible]
اور کرنے کے [illegible] جنایت کرے تو کسی پر نفقہ نہیں کہ الا ہر مغصوب [illegible] یہ ہو جو ہیئت ہو موہوب لہ [illegible] الواہب لعبد الرد لان [illegible]
بالرجوع [illegible] ہو ترک [illegible] تصرف اور غلام مغصوب کا نفقہ اسکے غاصب پر ہو اور غلام موہوب کا موہوب لہ پر اگرچہ واہب نے اسکو پھیر لیا ہو ہو کے [illegible]
[illegible] کر زوال ملک موہوب لہ کا بسبب رجوع کے اسکی تقصیر سے ہوا یعنی ترک تصرف سے وجعل حیاتہ صبی فی مالہ و صغیر کے غلام کا نفقہ اسکے مال مین [illegible]
نفقتہ [illegible] اللقطہ بامر اور غلام گریختہ کا خرچ لقطہ کے خرچ کے مانند ہو چنانچہ گذر گیا یعنی اگر گرفتار کرنے والے نے بلا امر قاضی خرچ کیا ہو تو احسان ہو اسکو
مالک سے پھیر نہین سکتا اور اسکے اذن سے پھیر سکتا ہو بشرطیکہ قاضی نے رجوع کی شرط کر دی ہو والصحیح الذین نفقتہ اور غلام کے گرفتار کرنے والے
کو اسکا حبس کرنا اپنے نفقہ کے دین کے واسطے درست ہو و لا یوجرہ القاضی خشیۃ الاباق ثانیا ولکن یحبسہ لتعزیرہ ولو قیل یوجرہ للنفقۃ و بہ جزم فی الہدایۃ [illegible]
اور غلام گریختہ کو قاضی اجارہ نہ دے اسکے دوبارہ بھاگ جانے کے خوف سے ولیکن اسکو حبس کرے باعتبار تعزیر کے اور دوسرا قول یہ ہو کہ اسکا اجارہ دے نفقہ کے واسطے
اور اسی قول اخیر پر یقین کیا ہو ہدایہ اور کافی مین بخلاف اللقطہ والضال وقد فی التاتارخانیہ مدۃ حبسہ ستۃ اشہر نفقتہ فیہا من بیت المال ثم بعدہ [illegible]
القاضی [illegible] بخلاف لقطہ اور گم ہونے غلام کے کہ ان کو قاضی اجارہ دے اور تاتارخانیہ مین مدت حبس غلام کی چھ مہینے کے ساتھ متعین کی ہو اور خرچ غلام کا مدت حبس
تک بیت المال سے ہو پھر مدت مذکورہ کے بعد قاضی اسکو بیچ ڈالے چنانچہ مذکور ہو چکا کتاب اللقطہ مین یعنی جسقدر بیت المال سے صرف ہوا اسکو لیکر باقی قیمت
کو مالک کیواسطے رکھ چھوڑے فرع مسئلہ شتاج کا ابق بعد البیع قبل القبض المشتری رفع الامر للقاضی لیفسخ غلام مذکور بھاگ گیا بعد بیع قبل القبض کے
تو مشتری کو جائز ہو قاضی سے نالش کرنا تاکہ وہ بیع کو فسخ کر دے اسواسطے کہ مشتری رد غلام کے انتظار سے متضرر ہوگا واللہ اعلم و استغفر اللہ العلیم

کتاب المفقود

یہ کتاب ہر شخص مفقود کے احکام مین مناسبت اسکی سابق سے اسی وجہ سے ہو کہ غائب و بے نشان ہونے مین دونون برابر ہین ہو لغۃ المعدوم وشرعا غائب لم یدر
حیوتہ قع فیہ لم میت او دع اللحد البلاقع اے القفر بعد بلا ربع فدخل الاسیر مرتد لم یدر الحق ام لا مفقود لغت مین یعنی معدوم ہو اور شرع مین اس غائب کو
کہتے ہین جو معلوم نہین کہ زندہ ہو کہ اسکا آنا متوقع ہو یا مردہ ہو کہ جنگل میدان کی لحد مین گاڑا گیا بلقع یعنی قفر کہ بعد فنا ہونے زمین سے بے نباتات رہتی اسکی بلاقع ہی
تو اس تعریف مین اہل حرب کا قیدی اور وہ مرتد داخل ہو جو معلوم نہین کہ دار الحرب مین داخل ہوا یا نہین ہم مصنف نے باتباع صاحب بحر الرائق جہل مکان
مفقود کو اعتبار نہین کیا اس دلیل سے کہ محیط مین مسلم اسیر اہل حرب جسکی حیات اور موت معلوم نہین مفقود مین شمار کیا ہو حالانکہ مکان اسکا معلوم ہو کہ دار الحرب
لیکن نقایہ اور اسکی شرح قہستانی مین تعریف مفقود کی یون کی ہو کہ وہ غائب ہو جسکا اثر معلوم نہین یعنی حیات اور موت اور مکان اسکا معلوم نہین کنز اور فتاوی
عالمگیری مین بھی جہل مکان کو شرط کیا ہو اور صاحب بحر نے تصریح سے جہل مکانی ثابت نہین کیا طحطاوی نے کہا تو مستحب یہی ٹھہرا کہ جہاں مکان بالتعریف نفقہ
[illegible] و ہو حی فی حق نفسہ حکما بالاستصحاب نہ ہوا الاصل فیہ او رد یعنی مفقود اپنی ذات کے حق مین زندہ ہو باعتبار استصحاب کے یعنی بنظر ظاہر حال کے یہی حیات [illegible]
اصل ہو مفقود کے احکام مین چنانچہ اسی اصل پر مصنف نے قول آیندہ کو متفرع کیا فلا تنکح عرسہ غیرہ ولا یقسم مالہ تو نکاح نہ کرے اسکی زوجہ کسی دوسرے اور
اسکا مال وارثون پر تقسیم نہ کیا جائے قلت وفی معروضات المفتی ابی السعود انہ لیس لامین بیت المال نزعہ من ید من بیدہ من اہلہ جعل ذو یدہ کما سیجی [illegible]
خزانۃ المفتین مین کہتا ہون کہ مفتی ابی السعود کے معروضات مین ہو کہ جائز نہین بیت المال کے امین کو مفقود کا مال نکال لینا اس شخص کے ہاتھ سے جسکو مفقود نے

اپنے مال پر امین کیا اپنے جانے سے پہلے چنانچہ آگے آویگا خزانۃ المفتیین سے ولا فسخ اجارتہ اور اسکا اجارہ فسخ نہ کیا جاے وینصب القاضی من یاخذ حقہ کغلاتہ و دیونہ المقر بہا ویحفظ مالہ ویقوم علیہ عند الحاجۃ اور حاجت کے وقت منصوب کرے قاضی اسکو یعنی وکیل کو جو مفقود کا حق لیا کرے چنانچہ غلات اور اسکے وہ دیون جنکے مدیون مقر ہیں منکر نہیں اور محافظت کرے اسکے مال کی اور قائم رہے اسپر اسطرح کہ مثلاً کھیت کا کٹوانا اور خرمنگاہ میں جمع کرنا پھر غلہ کو بھوسے سے جدا کرکے مخزن میں رکھنا تو قیام عام ہوا حفظ سے طحطاوی نے کہا کہ عند الحاجت نصب قاضی سے مرتبط ہے بدلیل ما بعد لہذا ترجمہ اسطرح کیا گیا فلو لہ وکیل فلہ حفظ مالہ لا تعمیر دارہ الا باذن الحاکم لانہ لعلہ مات ولا یکون وصیا تجنیس سو اگر مفقود کیطرف سے کوئی وکیل ہو تو اسکو اسکے مال کی حفاظت کا اختیار ہے نہ اسکے گھر کی تعمیر کا مگر حاکم کے اذن سے اسواسطے کہ شاید وہ مرگیا ہو اور یہ شخص اسکا وصی نہیں کذا فی التجنیس لکنہ ای ہذا الوکیل المنصوب لیس بخصم فیما یدعی علی المفقود من دین و ودیعۃ وشرکۃ فی عقار او رقیق و نحوہ لانہ لیس بمالک ولا نائب عنہ وانما ہو وکیل بالقبض من جہۃ القاضی وانہ لا یملک الخصومۃ بلا خلاف لیکن یہ وکیل منصوب صاحب خصومت نہیں ہوسکتا ہے جو مفقود پر دعوی کیا جاے از قبیل دین اور امانت اور شرکت کی زمین یا غلام وغیرہ میں اسواسطے کہ وکیل مذکور مالک نہیں اور نہ اسکا نائب ہے وہ تو قبض مال کا وکیل ہے قاضی کیطرف سے اور وہ خصومت کا مالک نہیں بلا اختلاف ہم قاضی کے وکیل منصوب میں اختلاف نہیں اسواسطے کہ حکم علی الغائب لازم آتا ہے اور وہ جائز نہیں ہے لیکن اختلاف ہے مالک کے وکیل میں جسکو قبض دین کیواسطے اسنے وکیل کیا کہ وہ خصومت کا مالک ہے یا نہیں تو امام کے نزدیک وہ مالک ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک نہیں کذا فی المنح ولو قضی بخصومتہ لم ینفذ زاد الزیلعی فی القضاء وتبعہ الکمال الا ان ینفذہ قاض آخر لکن فی الخلاصۃ الفتوی علی النفاذ یعنی لو القاضی مجتہدا نہر اور اگر قاضی کے وکیل منصوب کی خصومت سے کوئی قاضی حکم کرے تو اسکا حکم نافذ نہوگا زیادہ کیا ہے زیلعی نے کتاب القضا میں اور کمال الدین صاحب فتح القدیر اسکا تابع ہوا ہے کہ حکم مذکور نافذ نہیں مگر دوسرے قاضی کی تنفیذ سے لیکن خلاصہ میں ہے کہ فتوی ہے حکم نافذ ہونے پر بلا شرط تنفیذ یعنی اگر قاضی مجتہد ہو نہ مقلد کذا فی النہر عبارۃ فتح القدیر اور خلاصہ اور بزازیہ میں ہے کہ اگر قاضی مصلحت دیکھے اور اعتقاد کرے تو قضا علی الغائب جائز ہے اور حموی نے کہا کہ ظاہر کلام علماء مذکورین یہ ہے کہ قاضی سے مراد قاضی مجتہد ہے یا قاضی غیر حنفی مذہب جو قضا علی الغائب کا معتقد ہے اور حنفی المذہب تو کیونکر اسکا اعتقاد کریگا اپنے امام کے مذہب کے مخالف دراسے معلوم ہوگیا کہ قضاء علی الغائب ہمارا مذہب نہیں علی ما ہو الصواب پھر اگر اسپر غیر حنفی حکم کریگا تو اسکے نفاذ میں دو روایتیں صحیح ہیں پھر اگر دوسرا قاضی اسکو نافذ کردیگا تو اختلاف جاتا رہیگا اور اگر حنفی اسکا حکم کریگا تو نافذ نہوگا اسواسطے کہ اسکا امام اسکا معتقد نہیں کذا فی الطحطاوی ملخصا ولا یبیع القاضی ما لا یخاف فسادہ فی نفقۃ ولا فی غیرہا بخلاف ما یخاف فسادہ فانہ یبیعہ القاضی ویحفظ ثمنہ اور نہ بیچے قاضی مفقود کی اس چیز کو جسکے بگڑجانے کا خوف نہیں نہ نفقہ میں بیچے نہ اسکے غیر میں بخلاف اس چیز کے کہ جسکے سڑنے اور بگڑنے کا خوف ہے کہ اسکو قاضی بیچڈالے اور قیمت اسکی رکھ چھوڑے قلت لکن فی معروضات المفتی ابی السعود ان القضاۃ وامناء بیت المال فی زماننا ماموردن بالبیع مطلقا وان لم یخف فسادہ فان ظہر حیا فلہ الثمن لان القضاۃ غیر المامورین لیفسخہ نعم اذا بیع بغبن فاحش فلہ فسخہ انتہی فلیحفظ میں کہتا ہوں لیکن مفتی ابو السعود کے معروضات میں یہ ہے کہ قاضی اور بیت المال کے امین سلطان روم کی طرف سے مامور ہیں بیچڈالنے کے مطلقاً اگرچہ اسکے بگڑنے کا خوف نہو پھر اگر مفقود زندہ ظاہر ہو تو اسکے واسطے قیمت ہے اسواسطے کہ قاضی مامور نہیں اسکی بیع فسخ کرنے کے ہاں جبکہ نقصان صریح سے بیع ہوئی ہو تو اسکو فسخ بیع کا اختیار ہے انتہی کلام المفتی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے وینفق علی عرسہ وقریبہ لادا وہم اصولہ و فروعہ اور خرچ کیا جاے مفقود کی زوجہ اور ولادت کے قرابت والوں پر اور وہ اسکے اصول ہیں اور فروع ہم اصول اور فروع کو بشرط احتیاج اور فقر کے نفقہ ملیگا اور زوجہ کو بلا فقر بھی چنانچہ باب النفقات میں مذکور ہوچکا ولا یفرق بینہ وبینہا ولو بعد مضی اربع سنین خلافا لمالک اور تفریق نہ کیجاے درمیان مفقود اور درمیان اسکی زوجہ کے اگرچہ بعد گذرنے چار برس کے ہو بخلاف امام مالک کے ہم امام مالک کے نزدیک جب آدمی چار برس تک مفقود الخبر ہوگیا تو قاضی انمین اور اسکی زوجہ مین تفریق کردے پھر وفات کی عدت بیٹھکر جس سے چاہے نکاح کرلے اسواسطے کہ عمر فاروق نے یہی حکم کیا تھا اس شخص میں جسکو جن اٹھا لیگئے تھے ہماری دلیل یہ حدیث مرفوع ہے کہ انہا زوجتہ حتی یاتیہا البیان یعنی مفقود کی عورت اسی کی زوجہ ہے یہانتک کہ اسکے پاس خبر پہونچے یعنی موت یا طلاق کی اور علی مرتضی نے کہا کہ وہ عورت مبتلا

ہوئی ہو تو اسکو میسر کرنا چاہیئے ام انتہیٰ کیونکہ اسکی موت معلوم نہ ہوا صرف اسواسطے کہ مخلوق کو قوت معرفت ہرچیز اور جسبت فرق نہیں کہ جب خود ہی موت حیوۃ معلوم نہیں ہو تو
محض شک سے زائل نہیں ہو سکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کیطرف آخر کو رجوع کیا ہے کذا فی منح الغفار اور ہے کہا فتح الباری ہے اور دستانی سے
نقل کیا ان تجمیر ما مہلت قول ہر تو صیغ عشرہ میں نحو کی دلیل شیخ فی المذہب محفوظ ہو اسی طرح بیت الی حق نسیرہ فلا یرث من غیرہ دینہ بیانات ہوں جن کو
وریثہ مفقود یہ منقو دیتان اور الحرمتہ کی یہ استیعیق مثل مفقود مانفقہ اور نیز حصہ القاضی یہ بینی ابن حجر کی الاک سے فصلہ کی لئے غیرہ میں بیہ مستحقین اس وصیت
مفقود بیت کا باپ غیر کے سامنے میں تو وارث ہو گا غیرے بیان تھا کہ اگر ایک مرد مر گیا دو بیٹیاں اور ایک بیٹا مفقود چھوڑ کر اور مفقود کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہو اور وہ
مورث کی دونوں بیٹیوں کے ہاتھ میں ہو اور سب لوگ متفق ہیں ان اب بیت میں یعنی کسی کو اسکی حیات اور موت اور اسکا معلوم نہیں ہو لا نقل تو نصف ترکہ بیٹیوں کو دیا جائیگا
ور نقل نہیں کیا مال کو اسکے مکان سے جسمیں ہے بغیر مال کو دیا گیا ہو ان کی بیٹیوں کے ہاتھ سے نہ کذا فی خزانۃ المفتیین ولا یستحق ما اوصی لہ اذا مات الموصی بل یوقف
قسطہ الی موت اقرانہ فی بلدہ علی المذہب لانہ الغائب اختار الزیلعی تفویضہ للامام اور مفقود مستحق نہیں ہوتا اس مال کا جسکی وصیت ہوئی اسکے واسطے جبکہ وصیت
کرنیوالا مر گیا بلکہ مفقود کی وراثت کا حصہ انتظار کیا جائے کہ اسکے شہر والے ہمعصروں کی موت تک بنا بر ظاہر مذہب کے اسواسطے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے سب اقران
وامثال سے زیادہ کثرت زندہ رہتا ہے اور اختیار کیا ہے زیلعی نے تفویض اسکی امام کیواسطے یعنی حاکم جسوقت مصلحت دیکھے تو اسکی موت کا حکم دے اور مقابل ظاہر مذہب
گیارہ قول ہیں ادنیٰ اقل تیس سال کی تقدیر ہے بحر الرائق میں کہا تعجب ہے مشائخ سے کہ ظاہر مذہب کے خلاف کیونکر اختیار کرتے ہیں حالانکہ مقلدین امام اعظم پر واجب ہے
ظاہر المذہب واجب ہے وطریق قبول البینۃ ان یجعل القاضی من فی یدہ المال خصما عنہ او ینصب علیہ قیما تقبل علیہ البینۃ نہر اور طریق قبول شہادت کا یہ ہے کہ
جسکے ہاتھ میں مفقود کا مال ہے اسکو قاضی خصم ٹھہرا دے مفقود کی طرف سے یا قاضی کسی کو اسکا کارندہ بنا کر اسپر گواہی قبول کرے کذا فی النہر تکملۃ فی واقعات المفتیین
لقدری آفندی معزیا للقنیۃ انہ یحکم بموتہ بقضاء لانہ امر محتمل فما لم ینضم الیہ القضاء لا یکون حجۃ میں کہتا ہوں اور قدری آفندی کے واقعات المفتیین میں قنیہ سے منقول
ہے کہ مفقود کی موت کا تو حکم قاضی کی قضا سے کیا جائیگا اسواسطے کہ اسکی موت امر محتمل ہے تو جب تک اسکی طرف قضاء قاضی منضم نہ ہوگی حجت نہ ہوگی ام اور دوسرا قول یہ ہے
کہ بمجرد القضاء مدت بلا قضاء قاضی اسکی موت کا حکم ہوگا کذا فی القہستانی اور اقتصار قدری آفندی کا قول اول پر اسکی ترجیح کا مفید ہے قدری آفندی کا نام عبد القادر
ہے کذا فی الطحاوی فان ظہر قبلہ قبل موت اقرانہ حیا فلہ ذلک القسط پھر اگر مفقود زندہ ظاہر ہو قبل مرنے اپنے ہمعصروں کے تو اسکو وہ حصہ وراثت کا
ملیگا جو اسکے واسطے انتظار کیا گیا ام اور یہی حکم ہے اگر وہ زندہ ظاہر ہو البعد مدت قبل حکم قاضی کے اور اگر زندہ ظاہر ہوا بعد یعنی موت کے حکم کے تو ظاہر اور اس
میت کے برابر ہے جو زندہ ہو گیا اور مرتد کے برابر ہے جو مسلمان ہوا تو جو مال کہ وارثوں کے ہاتھ میں باقی ہوگا اسکو وہ پاویگا اور جو مال صرف ہو گیا اسکا مطالبہ
نہیں شیخ شامی نے کہا کہ اسکی زوجہ اسکو ملیگی اور اولاد زوج ثانی کو ہے کذا فی الشامی عن المفتی ابی السعود فتاوی عالمگیری میں تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ اگر مفقود
آیا بعد گذرنے مدت کے تو اپنی زوجہ کا وہی احق ہے اور اگر اسکی زوجہ نے دوسرے سے نکاح کر لیا تو اسکا اسپر کچھ اختیار نہیں و بعدہ یحکم بموتہ فی حق مالہ یوم علم
ذلک ای موت اقرانہ فتعتد منہ عرسہ للموت وتقسم مالہ بین من ترثہ الان اور بعد موت اقران کے اسکی موت کا حکم کیا جاوے اسکے مال کے حق میں جس دن
کہ یہ معلوم ہو یعنی اسکے اقران کا مرنا تو اسی دن سے اسکی زوجہ موت کی عدت میں بیٹھے اور اسکا مال تقسیم کیا جاوے ان لوگوں کے درمیان میں جو اسکے اب وارث ہیں
ام اور جو اسکے وارث قبل مدت کے مر گئے انکو حصہ نہ ملیگا گویا مفقود اب مر گیا اور اسیطرح اسکے ام ولد اور مدبر اب آزاد ہونگے ویحکم بموتہ فی حق مال غیرہ من
حین فقدہ فیرد الموقوف لہ الی من یرث مورثہ عند موتہ لما تقرر ان الاستصحاب ہو ظاہر الحال حجۃ دافعۃ لا مثبتۃ اور بعد موت اقران حکم کیا جاوے
مفقود کی موت کا اسکے غیر کے مال کے حق میں جس وقت سے کہ وہ گم ہوا تو جو حصہ کہ اسکے واسطے انتظار کیا گیا تھا وہ پھیر دیا جاوے ان لوگوں کی طرف جو اپنے مورث
کے وارث تھے اسکی موت کے نزدیک اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے علم اصول میں کہ استصحاب یعنی ظاہر حال حجت دافعہ ہے نہ مثبتہ ام اسیواسطے اسکی موت کا حکم نہیں

اُسکے مال کے حق مین گم ہونے کے وقت سے اسواسطے کہ ظاہر حال اُسکی حیات پر دلالت کرتا ہی اور وہ مقتضی ہی عدم قسمت کا ولو کان مع المفقود وارث یحجب به لم یعط الوارث شیئا وان انتقص حقه به اعطی اقل النصیبین ویوقف الباقی اور اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو جو محجوب ہوتا ہو مفقود کے سبب سے تو اس وارث کو کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر وارث کا حق کم ہوتا ہو مفقود کے سبب سے تو اُسکے دو حصون مین سے اُسکو کمتر حصہ دیا جائیگا اور باقی انتظار کیا جائیگا مثلاً ایک شخص مرگیا دو بیٹیان اور ایک مفقود بیٹا اور ایک پوتا یا پوتی چھوڑکر اور مال مورث کا اجنبی کے ہاتھ مین ہی اور سب وارثون نے فقدان ابن مین اتفاق کیا ہے دونون بیٹیون نے میراث طلب کی تو انکو نصف دیا جائیگا اسواسطے کہ اتنا انکا حصہ بہر صورت متیقن ہی اور نصف باقی انتظار کیا جائیگا اور اولاد ابن کو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ وہ محجوب ہین اگر مفقود زندہ ہو تو وہ میراث کے مستحق نہونگے بسبب شک کے اور اجنبی کے ہاتھ سے مال نہ لیا جائیگا تا وقتیکہ اُسکی خیانت ظاہر ہو کذا فی المنح کالحمل ومحله الفرائض ولذا حذفه القدوری وغیرہ مانند حمل کے اور محل اس گفتگو کا فرائض ہی لہذا قدوری وغیرہ نے اسکو یہان حذف کیا ہم یعنی اگر حمل کے ساتھ دوسرا ایسا وارث ہو جو کسیطرح ساقط نہوتا ہو اور حمل سے متغیر نہوتا ہو تو اسکو پورا حصہ ملیگا بسبب اسکے متیقن ہونے کے ہر حال مین چنانچہ اگر مورث نے ایک بیٹا اور حاملہ زوجہ چھوڑی تو زوجہ کو آٹھوان حصہ ملیگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ حمل سے اُسکا حصہ ساقط ہوجاتا ہو تو اُسکو کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر ایسا وارث ہو جسکا حصہ حمل سے متغیر ہوجاتا ہو تو اُسکو اقل النصیبین ملیگا چنانچہ اگر مورث نے زوجہ حاملہ اور جدہ چھوڑی تو جدہ کو چھٹا حصہ دیا جائیگا اسواسطے کہ اُسکو تغیر نہین اور اگر حاملہ اور بھائی کو چھوڑا تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ بھائی ساقط نہین ہوتا بیٹی سے بلکہ عصبہ ہوتا ہی اور ممکن ہی کہ حاملہ بیٹی جنے اور ساقط ہوجاتا ہی بیٹے کے سبب سے اور جائز ہی کہ حاملہ بیٹا جنے تو امر دائر ہوا سقوط اور عدم سقوط مین تو اصل استحقاق مشکوک فیہ ہوا لہذا اُسکو کچھ نہ ملیگا اور حمل کے واسطے ابن واحد کا حصہ انتظار کیا جائیگا اسی قول پر فتوی ہی کذا فی المنح والطحطاوی فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا لیس للقاضی تزویج امة غائب ومجنون وعبدہما ولا ان یکاتبہما یعنی قاضی کو درست نہین شخص غائب اور مجنون کی لونڈی اور انکے غلام کا نکاح کردینا اور اُسکو اختیار ہی انکے مکاتب کرنے اور بیع ڈالنے مین اور اسیطرح انکو اجارہ دینے مین کذا فی شرح الملتقی واللہ تعالے اعلم واستغفر اللہ الحلیم۔

کتاب الشرکۃ

یہ کتاب ہی شرکت کے احکام مین لایخفی مناسبتہا للمفقود من حیث الامانة بل قد تتحقق فی ماله عند موت مورثه پوشیدہ نہین مناسبت شرکت کی ساتھ مفقود کے امانت کی جہت سے بلکہ گاہے شرکت ثابت ہوجاتی ہی مفقود کے مال مین اُسکے مورث کے مرنے کے وقت مصنف نے کتاب الشرکت کو کتاب المفقود کے بعد لایا دو وجہ کی مناسبت سے ایک وجہ یہ کہ ایک شریک کا مال دوسرے شریک کے پاس امانت ہوتا ہی جیسے مفقود کا مال شخص حاضر کے پاس امانت ہوتا ہی اور دوسری وجہ یہ کہ گاہے مفقود کے مال مین شرکت متحقق ہوجاتی ہی چنانچہ اگر مفقود کا مورث مرگیا زندہ مفقود اور دوسرے وارث کو چھوڑکر اور یہ مناسبت انھین دونون مین مخصوص ہی اور پہلی مناسبت عام ہی دونون مین اور آبق اور لقطہ اور لقیط مین اگر لقیط کے ساتھ مال ہو کذا فی المنح ہی بکسر فسکون فی المعروف لغة الخلطة سمی بہا العقد لانہا سببہا شرکت بکسر اول وسکون ثانی بقول معروف لغت مین عبارت ہی خلط سے یعنی دو حصون کو اسطرح ملانا کہ جدائی باقی نہ رہے اس عقد کا نام شرکت کہا گیا اسواسطے کہ شرکت سبب ہے عقد کی طحطاوی میں کہا ضمیر سببہ کی عقد کیطرف راجع ہی اور بعضے نسخون میں لانہا سببہ ہی اور اسمین قلب ہی بلکہ لانہ سببہا کہنا ٹھیک ہی وشرعا عبارة عن عقد بین المتشارکین فی الاصل والربح جوہرہ اور اصطلاح شرع مین شرکت عبارت ہی عقد بین المتشارکین سے اصل یعنی راس المال اور منفعت مین کذا فی الجوہرہ تو اگر منفعت مین شرکت ہو نہ راس المال مین تو وہ مضاربت ہی اور اگر راس المال مین ہو نہ منفعت مین تو وہ بضاعت ہی کذا فی الطحطاوی ورکنہا فی شرکة العین اختلاطہما اور رکن شرکت کا شرکة العین مین دونون مالون کا ملجانا ہی یعنی دونون مالون مین ایسا اختلاط ہو کہ ایک کی تمیز دوسرے سے متعذر یا متعسر ہو اور اختلاط کے مانند خلط ہی یعنی دو مال کا ملنا اور ملانا یکسان ہی حکم مین کذا فی المحیطی وفی العقد اللفظ المفید له اور رکن شرکت کا شرکة العقد مین وہ لفظ ہی جو عقد کا مفید ہو یعنی ایجاب اور قبول کہ ہی چنانچہ یون کہنا ایک شریک کا کہ مین تیرا شریک ہوا فلانی فلانی چیز مین اور دوسرے شریک کا یون کہنا کہ مینے قبول کیا وشرط جوازہا کون الواحد قابلا للشرکة

اور جو شرکت کہ شروع ہونا کسی چیز کا بسبب عقود جدیدہ کے نہ ہو بلکہ شرکت کے قبل شرکت کی تب سے وقت میں ہے جو عبرت کیا تو شرکت کے بعد ہوتی ہے کو حکم

وقف کو ساتھ حق کے شرکت سے جو ہی شرکت شرکۃ ملک وہی ان یملک متعدد اشیاء ذکر عینا او حفظا فتوب جنبۃ البیع فی دار ولد شرکت

قہستانی اور شرکت دو قسم ہے ایک شرکت ملک کی وہ یہ ہو کہ چند شخص موجود یا زیادہ دو کا بیوت ایک چیز موجود کے یا ایک چیز حق کے جیسا کہ ایک ...

شخصوں کے گھر میں ... الدیا تو وہ دونوں شریک ہیں انکی خلافت میں کذا فی القہستانی اور بیانی ماموحق فلو دفع المدیون لدستہ فلذا اقرار حق نصف ...

ثم ... قہستانی یسلح یا جیسے ہوگ ملک سے دین کے ہو برآس قول کے جو حق ہی تو اگر ... ایک شریک کو دین ادا کرے تو دوسرے شریک ...

جائز ہے کذا فی الفتح اور یہ مسئلہ کتاب الصلح کے متن میں آویگا مگر بعضوں نے کہا کہ دین میں شرکت نہیں لا یجاز اس واسطے کہ دین صفت شرعی ہے مملوک نہیں ہوتا اور حصہ

شریک مملوک ہوتا ہے ... تفریع ثابت ... حیثیت ساھم باختصار ... ہبۃ المدیون ... حصتہ ... حصہ ...

یہ تغییر ہو کہ شریک آخذ کو ... اسکے حصے کے ہبہ کرے اور ملک ... اپنا حصہ ہبہ کرے کذا فی الوہبانیہ ... ہبہ ... مجاز ...

کرنا جائز نہیں بارث اور بیع او غیرہما بای سبب کان جبرا او اختیارا ولو متعاقبا کما لو اشتری شیئا ثم اشرک فیہ آخر منیۃ جیسے شریک ملک ہونا بسبب ارث کے

یا بیع کے یا سوا اسکے جس سبب سے کہ ملک حاصل ہو خواہ سبب جبری ہو یا اختیاری اگرچہ ملک متعاقب ہو چنانچہ اگر ایک شخص نے کسی چیز کو خریدا پھر دوسرے

شخص کو شریک کر لیا کذا فی المنیۃ ... ارث اور بیع کے سوا اسباب ملک ہبہ اور صدقہ اور دو شخصوں کا غالب ہو جانا حربی کے مال پر یا قبیل ... دو شخصوں کا ...

بلا قصد ... بالقسمۃ یا صلح خلط کرنا کہ تمیز متعذر ہو یا متعسر چنانچہ گیہوں کا جو میں ملا دینا ان سب صورتوں میں شرکت املاک متحقق ہوتی ہے وکل من شریکی الملاک اجنبی

فی الامتناع من تصرف مضر فی مال صاحبہ لعدم تضمنہا الوکالۃ اور ہر شریک شرکت ملک سے اجنبی کے مانند ہے اس تصرف کے امتناع میں جو مضر ہو اسکے ساتھی کے مال میں

شریک کے حصے میں تصرف مضر اسکو کرنا جائز نہیں بسبب نہ متضمن ہونے شرکۃ الملاک کے وکالت کو ہم تصرف مضر کی اسواسطے قید لگائی کہ تصرف غیر مضر جائز ہے چنانچہ مشترک

گھر کی چھت پر چڑھنا یا مشترک زمین میں کھیتی کرنا بشرط حصول منفعت درصورت غیبت شریک کذا فی القہستانی فیصح لہ بیع حصتہ ولو من غیر شریکہ بلا اذن الا فی صورۃ

الخلط لمالیہما والاختلاط فتنسیر بکنار و شجر و زرع مشترک قہستانی وتمامہ فی فصل الثلثین من العمادیہ ونحوہ فی فتاوی ابن نجیم تو صحیح ہے بیچنا اپنے حصے کا اگرچہ

غیر شریک کے ہاتھ بیچا ہو بدون اسکے اذن کے مگر خلط کی صورت میں غیر شریک سے بیچنا بلا اذن جائز نہیں یعنی دو شخصوں نے دو مال اپنے فعل اختیاری سے ملا دیئے

جیسا گیہوں کو جو سے ملانا اور جیسا کہ عمارت اور درخت اور کھیتی مشترک کذا فی القہستانی اور پورا بیان اسکا عمادیہ کی تیسویں فصل میں ہے اور اسی کے مانند ابن نجیم کے فتاوی

میں ہے ... نے فعل شریکین کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایک شخص خلط کریگا تو وہ دوسرے کے مال کا مالک ہو جائیگا ضمان دیکر شرکت نہ رہیگی اگر کوئی کہے کہ خلط اور

اختلاط کی صورت میں اور انکی غیر میں کیا فرق ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جب وہ شریکوں میں ابتدا سے شرکت ہوئی اسطرح پر کہ دونوں نے گیہوں کو خریدا یا وراثت میں

پایا تو ہر دانہ گیہوں کا دونوں میں مشترک ہوا تو ہر شریک کو اپنا حصہ شائع بیچنا شریک سے یا اجنبی سے جائز ہے بخلاف خلط اور اختلاط کے کہ اسمیں ہر ہر دانہ مملوک ہے ایک شخص کا

اسمیں دوسرے کی شرکت نہیں پھر جب اپنا حصہ غیر شریک کے ہاتھ بیچیگا تو اسکی تسلیم پر قادر نہوگا مگر حصہ شریک کو مخلوط کرکے لہذا اسکے اذن پر بیع موقوف ہوگی اور اگر شریک

کے ہاتھ بیچیگا تو جائز ہے بسبب قدرت علی التسلیم کے جیسے اجارہ مشاع کا شریک سے جائز ہے اور ہمارا بیان شارح کا مقتضی ہے کہ عمارت اور درخت اور زراعت

مشترک من قبیل خلط ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ انمیں بیع کا موقوف ہونا شریک کے اذن پر اسواسطے ہے کہ شریک کو درخت کے کاٹنے سے اور عمارت کے

ڈھانے سے ضرر ہوگا کذا فی الطحطاوی وفیہا بعد ورقتین ان المسئلۃ کذلک لکن فیہا بعد ورقتین اخریین جواز بیع البناء والغرس المشترک فی الارض المحتکرۃ

ولو لاجنبی فتنبہ اور ابن نجیم کے فتاوی میں دو ورق کے بعد ہے کہ خربوزوں کی فالیز بھی اسی طرح ہے لیئے اسکی بیع اجنبی سے جائز نہیں لیکن اسی کتاب میں

اور دو ورقوں کے بعد جواز بیع ہے عمارت اور شجر مشترک کا جو ارض محتکرہ میں قائم ہے اگرچہ اسکی بیع اجنبی سے کی ہو تو خبردار رہنا اور شارح نے نقل کیا ...

آگاہ کردیا اور اطمینان دل کے لائق وہ قول ہی جو اور کتب معتمدہ کے موافق ہی بیع بنا اور غرس کی اجنبی سے جائز نہیں کذا فی الطحطاوی فلا یجوز بیعہ الا باذنہ ولو کانت الدار مشترکۃ تو جائز نہیں اشیاء مشترکہ کی بیع بلا اذن شریک کے اگرچہ گھر مشترک ہو علامہ حلبی نے کہا عدم جواز بیع راجح ہی خلط مالین اور اُسکے مابعد کی طرف دار بینہما باع احدہما بیتا معینا او نصیبہ من بیت معین فللآخر ان یبطل البیع ایک گھر مشترک ہو دو شریکوں میں ایک شریک نے ایک معین کوٹھری یا اپنا حصہ ایک معین کوٹھری سے بیچا تو دوسرے شریک کو جائز ہی کہ بیع کو باطل کرڈالے اسواسطے کہ بائع کا حصہ مبیع میں متحقق نہیں اس احتمال سے کہ شاید قسمت کے وقت جسکو بائع نے بیچا ہو اسکے شریک کے حصے میں پڑے ہاں اگر اپنا حصہ بلا تعیین مکان بیچا تو جائز ہوتا وفی الواقعات دار بین رجلین باع احدہما نصیبہ للآخر لم یجز لانہ لا یخلو ان باعہ بشرط الترک او بشرط القلع او الہدم اما الاول فلا یجوز لانہ شرط منفعۃ للمشتری سوی البیع فصار کشرط اجارۃ فی البیع ولا یجوز بشرط الہدم والقلع لان فیہ ضررا بالشریک الذی لم یبع اور واقعات میں ہی کہ ایک گھر مشترک ہو دو مردوں میں اُنمیں سے ایک نے اپنا حصہ اجنبی کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا اُسنے بیع کی ہو بشرط ترک کے یعنی جیسا گھر ہی ویسا ہی بنا رہے یا بیع کی ہو بشرط قلع یا ہدم کے پہلی صورت تو جائز نہیں اسواسطے کہ بائع نے مشتری کی منفعت شرط کی ہو سوائے بیع کے تو یہ شرط مانند شرط اجارہ کے ہوئی بیع میں اور بشرط ہدم اور قلع بھی جائز نہیں اسواسطے کہ گھر کے گرانے میں اُس شریک کا ضرر ہی جسنے اپنا حصہ نہیں بیچا ہم بیع مذکور سے فقط عمارت کی بیع مراد ہی چنانچہ عمادیہ میں مصرح ہی اور اگر شریک نے اپنا تمام حصہ یعنی عمارت کو ساتھ زمین کے بیچا تو اُسکے جواز کا کوئی مانع نہیں کذا فی الحلبی اور اجارہ شرط کرنا بیع میں اسطرح کہ عمارت کا حصہ بیچنے کے وقت اسکی زمین کا اجارہ شرط کرے تو یہ جائز نہیں اسواسطے کہ لو خال ایک عقد کا ہی دوسرے عقد میں وفی الفتاوی شجرۃ بین قوم باع احدہم نصیبہ شائعا والاشجار قد انتہت اوان القطع حتی لا یضر بہا القطع جاز الشراء وللمشتری ان یقطع لانہ لیس فی القسمۃ ضرر اور فتاوی میں ہی کہ درخت مشترک میں ایک قوم میں اُنمیں سے ایک شخص نے اپنا حصہ بلا تعیین بیچا اور حالانکہ درختوں کے کاٹنے کا زمانہ پیدا ہو چکا کہ اب مشتری اور شریک کو کاٹنا ضرر نہیں کرتا تو خریدکرنا جائز ہی اور مشتری کو کاٹنا درست ہی اسواسطے کہ قسمت میں ضرر نہیں ہم طحطاوی نے کہا قطع مشتری بعد تقسیم درست ہوا اور یہ حکم اُن اشجار میں ہی جنمیں قطع کرنا مقصود ہوتا ہی جیسے شیشم اور ساکھو اور جن درختوں سے پھل مقصود ہوتا ہی اُنکا یہ حکم نہیں وفی النوازل باع نصیبہ من شجرۃ بلا ارض بلا اذن شریکہ ان بلغت اوان القطع جاز البیع لانہ لا یتضرر المشتری بالقسمۃ وان لم تبلغ فسد لتضررہ بہا اور نوازل میں ہی کہ ایک شریک نے اپنا حصہ اشجار میں سے بدون زمین کے بلا اذن شریک بیچا اگر اُسکے قطع کا وقت ہی تو بیع جائز ہی اسلیے کہ مشتری کو ضرر نہوگا قسمت سے اور اگر قطع کا وقت ہنوز نہیں ہوا تھا تو بیع فاسد ہی بسبب ضرر پانے مشتری کے قسمت سے وفیہا باع بناء بلا ارض علی انہ یترک المشتری البناء فالبیع فاسد عمادیۃ من الفصل الثلثین من مسائل الشیوع اور نوازل میں ہی کہ ایک شریک نے عمارت بدون زمین کے بیچی اس شرط پر کہ مشتری عمارت کو چھوڑ رکھے یعنی بدستور سابق قائم رکھے تو بیع فاسد ہی کذا فی العمادیۃ مسائل شیوع کی تیسویں فصل سے طحطاوی نے کہا اشجار اور عمارت کے دونوں مسئلے مکرر ہوگئے پہلا مسئلہ فتاوی میں مذکور ہی اور دوسرا واقعات میں وفی الاختلاط بلا صنع من احدہما فلا یجوز بیعہ الا باذنہ لعدم شیوع الشرکۃ فی کل حبۃ بخلاف نحو حمام وطاحون وعبد ودابۃ حیث یصح بیع حصتہ اتفاقا کما بسطہ المصنف فی فتاواہ بیع مشترک کی بلا اذن شریک صحیح ہی مگر خلط اور اس اختلاط کی صورت میں جو بلا صنعت احد الشریکین کے حاصل ہو تو اُسکی بیع جائز نہیں مگر باذن شریک بسبب شائع ہونے شرکت کے ہر ہر دانہ میں بخلاف مانند حمام اور چکی اور غلام اور جانور مشترک کے اسواسطے کہ اُنمیں سے اپنا حصہ بیچنا بالاتفاق صحیح ہی چنانچہ اُسکو مشرح بیان کیا ہی مصنف نے اپنے فتاوی میں ہم اختلاط بلا صنعت کی صورت یہ ہی مثلاً کہ تھیلی پھٹکر دراہم ملگئے یا گٹھیا پھٹکر گیہوں یا جو مخلط ہوگئے اور علام شیوع شرکت علت عدم جواز بیع کی علت ہی خلط اور اختلاط کی دونوں صورتوں میں چنانچہ مسئلہ خلط میں اسکی تصریح ہو چکی ثم الظاہر ان البیع لیس بقید بل المراد الاخراج عن الملک ولو بہبۃ او وصیۃ وتمامہ فی الرسالۃ المبارکۃ فی الاشیاء المشترکۃ ما فعلہ المبتلی بالافتاء بعونہ ظاہر یہ ہی کہ مصنف کے قول مذکور میں بیع کی قید نہیں بلکہ بیع سے مراد اخراج ہی اپنے ملک سے اگرچہ اخراج بسبب ہبہ یا وصیت کے ہو اور پورا بیان اسکا رسالہ مبارکہ

فی اشیاء المشترکہ میں ہے اور دوسرا اُس شخص کو نفع کو جو صلہ یا انتا ہو یعنی منفق کو بعینہ قسم رسالہ سا کہ صاحب شرح الوقایہ کی تصنیف ہے کذا فی [illegible]
منقول ہے [illegible] ایضا فرایض اور موافق مشترک [illegible] کو بھی زیادہ کیا [illegible] مراجعت کرو حاشیہ مذکورہ کی عبارت [illegible]
[illegible] اعتراض [illegible] تصنیف [illegible] اشارہ کرتا ہے کہ اگر [illegible]

یا حصہ میں کو بغیر شریک کے بیچنا جائز نہیں ہے بدون اذن شریک کذا فی الحاوی [illegible]
جو محیط السرخسی [illegible] فی فصل الثالث [illegible] اور نامہ لینا چیز مشترک سے اپنے شریک کی نسبت [illegible]
اگر زمین کی [illegible] اور اگر زمین کو ضرر ہو [illegible] تو جائز نہیں کذا فی الذخیرہ [illegible] کی تفسیر میں فصل [illegible]
[illegible] کی جانور مشترک پر سوار ہونا بغیر اذن شریک کے اسواسطے کہ سواری میں تفاوت ہوتا ہے یعنی [illegible] جائز [illegible] کی سواری مشترک
ہوتی ہو اور علماء نے کہا ہے کہ اگر مشترک لونڈی ایک دن ایک شریک کے پاس ہے اور دوسرے دن دوسرے کے پاس [illegible] یہ چند مسائل مہایاۃ کے بمناسبت مقام ذکر ہوئے [illegible]
مفتی ابو السعود نے سراج سے نقل کیا ہے مہایاۃ عبارت ہے باری مقرر کرنے سے منافع مشترکہ میں جیسے معلوم کرنا چاہیے کہ باری باندھنا منافع مشترکہ میں جائز ہے بنابر استحسان کے
اسمیں قاضی کا جبر جاری ہے قسمت کے مانند مگر یہ کہ قسمت قوی ہے [illegible] تکمیل منفعت ہے اسواسطے کہ اسمیں منافع کا اجتماع ہے زمان واحد میں اور مہایاۃ میں اجتماع منافع
علی التعاقب ہے اور مہایاۃ باطل نہیں ہوتی موت سے تو وہ از قسم اجارہ اور عاریت نہیں کہ انکا بطلان ہو جاتا ہے موت سے اور جب ایک شریک طالب قسمت کا ہو [illegible]
جائز ہے اور کوئی ایسا عقد نہیں جسکا فسخ دوسرے کی طلب سے جائز ہو سوائے مہایاۃ کے اور مہایاۃ تین قسم پر ہے ایک مہایاۃ اُس چیز میں ہے جو اصل کی قسمت کرنے سے بھی
حاصل ہے اور اختلاف محل سے مختلف نہیں تو یہ قسم صحیح ہے چنانچہ ایک گھر دو شخصوں میں مشترک ہے سو انھوں نے آپس میں یہ قرار دیا کہ بعضے مکان میں ایک رہے اور بعضے میں
دوسرا رہے بیان مدت کی کچھ حاجت نہیں ہر شخص کو جائز ہے کہ آپ رہے یا اپنا مکان اُس گھر کا کرایہ کو دے اور اگر آپس میں یہ قرار پایا کہ ایک شخص کوٹھے پر رہے اور
دوسرا نیچے تو بھی جائز ہے دوسری قسم مہایاۃ کی وہ ہے جو اُس شی کے منافع میں ہو جو اصل کی قسمت کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی لیکن اختلاف [illegible] نہیں چنانچہ دو خادم میں
یوں قرار دیا کہ ایک غلام ایک مولی کی خدمت کرے اور دوسرا غلام دوسرے مالک کی خدمت کرے اور یہ جائز ہے صاحبین کے قول پر بسبب جائز ہونے قسمت رقیق کے اور امام اعظم
اگرچہ جواز قسمت رقیق کے قائل نہیں لیکن اُنکے نزدیک قسمت فی المنافع جائز ہے اسواسطے کہ جنس واحد غیر مختلف ہے تیسری قسم مہایاۃ کی وہ ہے جو منافع مختلفہ میں ہو
چنانچہ سواری کے دو جانوروں میں یہ بات مقرر ہوئی کہ ایک پر ایک شریک سوار ہو اور دوسرے پر دوسرا یا دونوں جانور دونوں شریکوں کی سواری میں رہیں تو یہ مہایاۃ
جائز نہیں بسبب مختلف ہونے منفعت دواب کے اور اسیطرح ایک سواری پر باری باری سوار ہونا بھی جائز نہیں بخلاف عبد واحد کے اسواسطے کہ سوار ہونا مختلف ہے
باعتبار حذاقت سوار کے اور خدمت غلام کی مختلف نہیں اسواسطے کہ غلام اپنے اختیار سے خدمت کرتا ہے بالا لیاقت کا متحمل نہیں ہوتا اور جانور سواری میں مجبور ہے
اگر دو شریکوں نے ایک نخل یا شجر میں یہ مقرر کیا کہ ہر شخص ایک جانب کے پھل لیا کرے یا بکری میں ایک تھن کا ایک شخص دودھ لے اور دوسرے تھن کا دوسرا شریک
تو جائز نہیں اسواسطے کہ مہایاۃ منافع کے ساتھ مخصوص ہے اس سبب سے کہ انکو بقا نہیں تو قسمت انمیں متعذر ہے اور پھل اور دودھ شی موجود ہے [illegible] قابل قسمت ہوتی
ہے لیکن حصول کے علاوہ اسکے اولاد اور البان متفاوت ہیں اور اعیان میں قسمت جائز نہیں الا بہ تعدیل کذا فی الطحطاوی [illegible] اور طحطاوی نے کہا [illegible] کی
فصل مذکور میں مذکور ہے کہ مشترک گھر میں ایک شریک رہا اور دوسرا شریک کی غیبت میں تو اسپر حصہ شریک غائب کا کرایہ لازم نہیں اگرچہ وہ گھر کرایہ کے واسطے مہیا ہو
اسواسطے کہ سکونت کے حق میں مشترک گھر ہر شریک کا مالک قرار دیا جاتا ہے علی سبیل الکمال اسواسطے کہ اگر ایسا نہو تو ہر شریک کا اسمیں داخل ہونا اور بیٹھنا اور رہنا
نکلنا ممنوع ہو تو منافع ملک بالکل باطل ہو جاویں اور حالانکہ یہ جائز نہیں ہے جبکہ یہ ٹھہرا تو شریک حاضر اپنی ملک میں ساکن ہوا تو اسپر کرایہ نہوگا اسواسطے کہ
وہ بتاویل ملک [illegible] میں رہا [illegible] مشترکہ [illegible] بسبب عقد قابلہ للوکالہ اور دوسرے قسم شرکت کی عقد شرکت ہے یعنی وہ شرکت جو واقع ہے بسبب [illegible]

قابل ہو واسطے وکالت کے ورکنہا ای ماہیتہا الایجاب والقبول ولو معنی کما لو دفع لہ الفا وقال اخرج مثلہا واشتر والربح بیننا۔ رکن اسکا یعنی شرکت عقد کی ماہیت اور حقیقت ایجاب اور قبول ہی اگرچہ ایجاب اور قبول لفظی نہو بلکہ معنوی ہو چنانچہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور کہا کہ تو بھی ایسے درم نکال اور اشیاء تجارت کو مول لے اور نفع ہمارے تمہارے درمیان نصفا نصف ہی پس جبکہ دوسرے شخص نے دراہم مذکورہ کو لیا اور اپنے دراہم اپنے پاس سے نکالے تو شرکت منعقد ہوگئی کذا فی البحر وشرطہا ای شرکۃ العقد کون المعقود علیہ قابلا للوکالۃ فلا تصح فی مباح کاحتطاب اور شرکۃ العقد کی شرط ہی ہونا معقود علیہ کا قابل وکالت کے تو صحیح نہیں شرکت امر مباح میں جیسے جنگل کی لکڑیاں لینا ہم معقود علیہ یعنی جس کام کے واسطے شرکت واقع ہوئی اسمیں قابلیت وکالت کی شرط ہوئی تاکہ جس چیز کو دونوں شریک حاصل کریں وہ دونوں میں مشترک واقع ہو تو فاعل کیواسطے بطریق اصالت کے ہوگی اور شریک کیواسطے بطریق وکالت کے تو یہ بات مباحات میں حاصل نہوگی چنانچہ جنگل کی لکڑیوں اور گھاس اور شکار میں اسواسطے کہ توکیل انمیں صحیح نہیں تو مباحات کو جو شخص حاصل کریگا وہی بالخصوص اسکا مالک ہوگا نہ اسکا شریک کذا فی شرح الزیلعی وعدم ما یقطعہا کشرط دراہم مسماۃ من الربح لاحدہما لانہ قد لا یربح غیر المسمی وحکمہا الشرکۃ فی الربح اور شرکۃ العقد کی دوسری شرط نہونا اسکا جو قاطع ہو شرکت کا چنانچہ شرط کر لینا دراہم معینہ کا منفعت سے ایک شریک کیواسطے اسواسطے کہ ممکن ہی کہ گاہے منفعت سوائے قدر معین کے نہو اور حالانکہ حکم شرکت کا اشتراک فی المنفعۃ ہی مثلاً زید اور خالد شریک ہیں تجارت میں اور زید نے ہزار روپیے دیے اور خالد سے کہا کہ مجھکو دو یا چار روپیہ سیکڑہ مشاہرہ دیا کرنا تو یہ شرط نا جائز ہی اور مفسد شرکت اسواسطے کہ شاید کبھی دو یا چار کے سوا منفعت نہوئی تو خالد منفعت سے بے نصیب رہا یا مطلق فائدہ نہوا فتاوی عالمگیری میں بدائع سے منقول ہی کہ شرکۃ العقد کی یہ شرط ہی کہ فائدہ معلوم القدر ہو سو اگر مجہول القدر ہوگا تو مفسد شرکت ہو اور یہ شرط ہی کہ فائدہ جزو شائع ہو فی الجملہ نہ معین یعنی شریک اپنے واسطے نصف منفعت ٹھہرالے یا تہائی سو اگر دس یا سو درم کی تعیین ہوگی تو شرکت فاسد ہو جائیگی انتہی وہی اربعۃ مفاوضۃ وعنان وتقبل ووجوہ وکل من الاخیرین یکون مفاوضۃ وعنانا کما یجی اور شرکۃ العقد چار قسم پر ہی ایک مفاوضہ دوسری عنان تیسری تقبل چوتھی وجوہ اور پچھلی دو قسموں سے مفاوضہ اور عنان بھی ہوتی ہی چنانچہ آگے آویگا بحر الرائق میں کہا کہ زیلعی نے شرکت کو چھ قسم کہا ہی اس اعتبار سے کہ یا شرکت بالمال ہی یا شرکت بالاعمال ہی یا شرکت بالوجوہ ہی اور ہر ایک دو قسم میں مفاوضہ اور عنان اور یہی تقسیم بہتر ہی اور اسی کو طحاوی اور کرخی نے ذکر کیا ہی اسواسطے کہ چار قسم کہنا جیسا کہ شارح نے کہا ہی اسکا وہم ہی کہ اخیرین یعنی تقبل اور وجوہ میں مفاوضہ اور عنان نہیں ہوتی انتہی اور عالمگیری میں ذخیرہ سے بھی اقسام ستہ مذکورہ منقول ہیں اما مفاوضۃ من التفویض بمعنی المساواۃ فی کل شیء اور شرکۃ العقد یا مفاوضہ ہی اور مفاوضہ مشتق ہی تفویض سے اور تفویض بمعنی مساواۃ ہی یعنے ہر چیز میں برابر ہونا ہم مشتق ہونا مفاوضہ کا تفویض سے دلالت کرتا ہی کہ مزید بھی مزید سے مشتق ہوتا ہی اور یہ خلاف مشہور ہی کذا فی شرح الملتقی قاموس میں کہا کہ مفاوضہ عبارت ہی اشتراک فی کل شیء اور مساوات سے لہذا ہدایہ میں کہا چونکہ یہ شرکت عام جمیع تجارات میں ہی اور تفویض کرتا ہی ہر شریک دوسرے کو امر شرکت کا علی الاطلاق اسواسطے یہ عقد مسمی بمفاوضہ ہی لیکن مفاوضہ اصطلاحیہ میں ہر چیز کی مساوات لازم نہیں اسواسطے کہ زیادتی ہر شریک کی دوسرے پر با عتبار زمین اور مکانات کے مفسد شرکت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ مفاوضہ مشتق ہی فوض بمعنی انتشار اور اشتہار سے چونکہ یہ عقد جمیع تصرفات کے انتشار اور ظہور پر مبنی ہی لہذا اسکو مفاوضہ کہا ان تضمنت وکالۃ وکفالۃ لتصحۃ الوکالۃ بالمجہول ضمنا لا قصدا شرکت یا مفاوضہ ہی اگر وہ وکالت اور ضمانت کی متضمن ہو بسبب صحیح ہونے مجہول کی وکالت کے ضمنا نہ قصدا ہم یہ جواب ہی سوال مقدر کا کہ وکالت بالمجہول جائز نہیں تو لازم ہی کہ شرکت مفاوضہ جائز نہو کہ مجہول الجنس کی وکالت کو متضمن ہی شارح نے اسکا جواب دیا کہ وکالت بالمجہول قصدا البتہ صحیح نہیں لیکن ضمنا صحیح ہی چنانچہ مضاربت صحیح ہی باوجود جہالت کے اسواسطے کہ مضاربت چیز مجہول کی خرید کی توکیل سے عبارت ہی لیکن در ضمن عقد مضاربت وتساویا مالا تصح بہ الشرکۃ اور بشرطیکہ دونوں شریک اس مال میں برابر ہوں جس سے شرکت صحیح ہی ہم صحت شرکت کی قید سے عرض اور عقار خارج ہی تو انکی زیادتی مفسد مفاوضہ نہیں وکذا ربحا کما حققہ الواني اور اسیطرح منفعت میں دونوں برابر ہوں جیسا کہ وانی نے اسکی تحقیق کی ہی ہم وانی نے حاشیہ درر میں کہا کہ شرکت مفاوضہ عبارت ہی مساوات جمیع متعلقات شرکت سے تو یہ منفعت کی برابری کو بھی مقتضی ہی ولہذا فقہا نے اسکا تعرض نہیں کیا کرخی نے اپنے مختصر میں منجملہ شرائط صحت

مفاوضہ ہے کیونکہ دونوں منفعت میں برابر ہوتے ہیں تفصیل کیساتھ فی التساوی وتصرفا وهو ينبئ عن التساوي في التصرف فيستلزم التساوي في الدين اذ شرط

دونوں شریک برابر ہوں تصرف اور دین میں کچھ فرق نہیں کہ تصرف میں برابر ہو اور مستلزم ہو دین کی برابری کو ولہذا ٹھہرا ہے کہ اگر تفاوت فی الدین اختلاف

فی التصرف کا موجب ہو کیونکہ کافر نے جب شراب اور سور کو خرید کیا تو مسلم اسکی بیع پر قادر نہیں اور شرط مفاوضہ یہ ہے کہ ہر ایک شریک کی بیع پر قادر ہو اسواسطے کہ مفاوضہ

بڑہکر اور مسلمانوں وسواے مسلم ان دونوں کی خرید بھی تو نہیں ولا يجوز عند ابي يوسف مع اختلاف الملة مع الكراهة اور ابو یوسف کے نزدیک مفاوضہ جائز ہے کسواسطے کہ تصرف

کے ساتھ بھی کراہت کے ساتھ ہوتی ہے کہ کافر عقود فاسدہ جائز رکھتا ہے فلا تصح مفاوضة وان صحت عنانا بين الحر والعبد ولو كان ماذونا ولا بين الصبي والبالغ والمسلم والكافر لعدم المساواة

تو شرکت صحیح نہیں باعتبار مفاوضہ اگرچہ صحیح ہو باعتبار عنان درمیان آزاد اور غلام کے اگرچہ غلام ماذون ہو اور درمیان صغیر اور بالغ کے اور مسلم اور کافر کے بسبب برابر

نہ ہونے دونوں کے اسواسطے کہ بالغ بذات خود تصرف کا مالک ہے اور غلام اور صغیر بلا اذن ولی اور مولی مالک نہیں علی هذا القیاس مسلم اور کافر تصرف میں برابر نہیں چنانچہ مفصل

مذکور ہو چکا وان دخلا الشركة بين الصبيين لعدم اهليتهما للكفالة ولا بين العبدين لتفاوتهما في القيمة اور مصنف نے اپنے کلام میں اشارہ کیا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہیں دونوں نابالغوں کی بسبب

انکی عدم اہلیت کیواسطے کفالت کے اور صحیح نہیں دو ماذون غلاموں میں بسبب متفاوت ہونے دونوں کی قیمت میں ساتھ جب قیمت میں برابر ہوں تو منافعات میں برابر ہونے

حالانکہ مفاوضہ میں ایک شریک کا کفیل ہونا دوسرے شریک کیواسطے ضرور ہے وكل موضع لم تصح المفاوضة لفقد شرطها ولا يشترط ذلك في العنان كان عنانا

لاستجماع شرائطه اور جس موضع میں شرکت مفاوضہ صحیح نہ ہو بسبب فقدان اسکی شرط کے اور حالانکہ وہ شرط عنان میں مشروط نہیں تو وہ شرکت

عنان ہو جاویگی چنانچہ مذکور ہو چکا کہ حر اور عبد اور صبی اور بالغ اور مسلم اور کافر میں مفاوضہ صحیح نہیں لیکن عنان صحیح ہے اسکی شرائط کے جمع ہونے سے چنانچہ شرائط

عنان عنقریب واضح ہونگے وتصح المفاوضة بين الحنفي والشافعي وان تفاوتا تصرفا في متروك التسمية لتساويهما ملة وولاية الالزام بالحجة ثابت ہے شرکت مفاوضہ

درمیان حنفی اور شافعی کے اگرچہ دونوں بوجہ متروک التسمیہ میں متفاوت ہیں باعتبار تصرف کے بسبب برابر ہونے دونوں کے ملت میں اور ولایت الزام کی دلیل سے ثابت ہے یعنی

متروک التسمیہ کے مال غیر متقوم ہونے پر دلیل قائم ہے اور ثبوت حجت کا بواسطہ اتحاد ملت اور اعتقاد کے لازم ہے اسواسطے کہ شافعی المذہب کا یہ گمان ہے کہ متروک التسمیہ کی خرید شافعی

اور حنفی دونوں کو درست ہے اور حنفی کا یہ زعم ہے کہ وہ دونوں کو جائز نہیں تو دونوں تصرف میں برابر ہیں اپنے اعتقاد کی راہ سے بخلاف مسلم اور ذمی کے کذا فی المنح ولا تصح الا

بلفظ المفاوضة وان لم يعرفا معناها شرح او بيان جميع مقتضياتها ان لم يذكر لفظها اذ العبرة للمعنى لا للمبنى اور شرکت مفاوضہ صحیح نہیں مگر ساتھ لفظ مفاوضہ

اگرچہ شریکین اسکے معنی کو نہ جانتے ہوں یا اسکے جمیع مقتضیات کے بیان سے صحیح ہے اگر اسکے لفظ کو نہ کہا اسواسطے کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا اور لفظ مفاوضہ میں علم اسکے معنی کا

اسواسطے نہ شرط ہوا کہ صحیح محتاج نیت کا نہیں اور جمیع مقتضیات کا بیان اسطرح ہے کہ دو حر بالغ مسلم یا ذمیوں ایک دوسرے سے یوں کہا کہ میں تیرا شریک ہوا اپنے سب مال میں بقدر

تیری ملک کے اطلاق عام دونوں جانب سے تجارت اور نقد اور نسیہ میں باین طور کہ ہر شخص دوسرے کا ضامن ہے کذا فی البحر واذا صحت فما اشتراه احدهما يقع مشتركا الا طعام

اهله وكسوتهم وكسوة نفسه للعلم بالضرورة ان المشروط بالمقال ... اور باستثنے اکان من جو جده او جارية الوطي باذن شريكه ... اور جبکہ شرکت مفاوضہ باجتماع شرائط

مذکورہ صحیح ہوئی جو چیز کہ ایک شریک خرید کریگا وہ شرکت واقع ہوگی مگر اپنے اہل وعیال کا طعام اور لباس خرید کرنا مشترک نہیں بنابر استحسان کے اسواسطے کہ جو چیز کہ بدلالت

حال ماذون ہو وہ زبانی شرط کے برابر ہے اور مصنف نے طعام اور لباس مستثنی سے جمیع حاجات ضروریہ کا ارادہ کیا اگرچہ لونڈی خرید کی ہو وطی کیواسطے اپنے شریک کے اذن سے چنانچہ فصول ...

علم ... کے مانند ہے ... اور اذن شریک کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر بے اجازت شریک خرید کریگا تو وہی مشترک ہوگی وللبائع مطالبة ايهما شاء بثمنها اي الطعام والكسوة ونحوهما

الاخر ... على المشتري ... اور بائع کو قیمت طعام اور لباس کا مطالبہ جائز ہے دونوں میں سے جس سے چاہے کرے خواہ مشتری سے اسواسطے خواہ

اسکے شریک سے ... اور دوسرا شریک مشتری سے پھیرے جو اسنے قیمت ادا کی بقدر اسکے حصہ کے اگر اسنے شرکت کے مال سے ادا کی ہو مگر اگر اسنے غیر شرکت کے مال سے قیمت ادا کی تو ...

کرے اور شرکت مفاوضہ باطل ہوگئی اگر مال موروثی ... شرکت صحیح ہے اسواسطے کہ اس مال کے داخل ہونے سے اسکی ملک میں مال اسکا زیادہ ہو گیا مساوات شرط باقی نہ رہی

اگر مال موروثی از جنس شرکت نہیں جیسا کہ عرض تو مفاوضہ باطل نہیں کذا فی الطحطاوی وکل دین لزم احدھما بتجارۃ واستقراض وغصب واستہلاک وکفالۃ بمال بامرہ
لزم الآخر ولو لزمہ باقرارہ اور جو دین کہ ایک شریک کو لازم ہوگا بسبب تجارت اور قرض لینے اور غصب اور استہلاک اور مال کی ضامنی سے مکفول لہ کے امر سے تو وہ دین
دوسرے شریک کو بھی لازم ہوگا اگرچہ لزوم اسکا شریک کے اقرار سے ہو ہم کفالت بامر کی قید اسواسطے لگائی کہ کفالت بلا امر سے اسکے شریک پر دین لازم نہیں جیسا کہ کفالت بنفس
میں وہ بالاجماع ماخوذ نہیں کذا فی الملتقی وشرحہ الا اذا اقر لمن لا تقبل شہادتہ لہ ولو معتدتہ فیلزمہ خاصۃ کمہر وخلع وجنایۃ وکل ما لا تصح الشرکۃ فیہ مگر جبکہ شریک نے دین کا اقرار کیا
اس شخص کیواسطے جسکے حق میں اسکی گواہی مقبول نہیں جیسا کہ اصول اور فروع اور زوجہ اگرچہ زوجہ معتدہ ہو تو یہ دین اسی کو لازم ہوگا بالخصوص اسکے شریک کو جیسا کہ مہر اور خلع اور جنایت اور
وہ چیز جسمیں شرکت صحیح نہیں ہم زیلعی نے کہا کہ دوسرے شریک کو جنایت کی دیت اور مہر اور خلع اور صلح قتل عمد اور نفقہ زوجات اور اقارب لازم نہیں ہو اسواسطے کہ یہ دیون اس چیز کے بدل
ہین جسمیں شرکت صحیح نہیں تھی یہ لازم نہیں مگر مباشر کو وفائدۃ اللزوم انہ اذا ادعی علی احدھما فلہ تحلیف الآخر ولو ادعی علی الغائب لہ تحلیف الحاضر علی علمہ ثم اذا قدم لہ تحلیفہ
البتۃ ولوالجیۃ اور فائدہ لزوم دین کا یہ ہو کہ جب مدعی نے دین کا دعوی کیا ایک شریک پر تو اسکو قسم دینا دوسرے شریک پر جائز ہو یعنی درصورت انکار وعدم بینہ اور اگر مدعی
نے شریک غائب پر دعوی کیا تو مدعی کو شریک حاضر کا قسم دینا جائز ہو اسکے علم پر پھر جب غائب آوے تو مدعی کو اس سے قسم لینا بالیقین جائز ہو کذا فی الولوالجیۃ حاضر کے علم پر سوا
قسم ہوئی کہ غیر کا فعل ہو نہ اپنا بخلاف غائب کہ اسپر بالقطع قسم ہو کہ اپنا فعل ہو وبطلت ان وھب لاحدھما او ورث ما تصح فیہ الشرکۃ مما یجی ووصل بیدہ ولو بعضہ
او ابتناء لفوات المساواۃ بقاء وھی شرط کالابتداء اور شرکت مفاوضہ باطل ہو جائیگی اگر ایک شریک نے ہبہ اور وراثت میں وہ چیز پائی جسمیں شرکت صحیح ہو منجملہ نقد وغیرہ کے
جیسا کہ اسکا ذکر آویگا اور حالانکہ چیز موہوب اور موروث اسکے ہاتھ میں پہنچ گئی اگرچہ وصول بواسطے خیرات اور کسی کی وصیت کے ہوا ہو شرکت باطل ہوگی بسبب فوت ہونے مساوات
مالی کے من حیث البقاء اور حالانکہ مساوات بقائی شرط ہو مانند ابتدا کے ہم اسواسطے کہ عقود غیر لازمہ میں بقاء در حکم ابتدا ہو طحطاوی نے کہا ظاہر کلام زیلعی اسکا مقتضی ہو کہ میراث
میں قبضہ ہونا شرط بطلان میں بلکہ بسبب میراث نقدین کی دین ہو ولا تبطل بقبض ما لا تصح فیہ الشرکۃ کعرض وعقار باطل نہیں ہوتی شرکت مفاوضہ اس چیز کے قبض
جسمیں شرکت صحیح نہیں جیسا کہ اسباب اور زمین و اذا بطلت بالذکر صارت عنانا ای منقلب الیھا اور جبکہ شرکت مفاوضہ باطل ہوگئی بسبب اسکے جو مذکور ہو چکا تو شرکت
عنان ہوگئی یعنی مفاوضہ منقلب ہوکر عنان بنگئی بسبب امکان کے اسواسطے کہ مساوات اسمیں شرط نہیں کذا فی المنح ولا تصح مفاوضۃ وعنان ذکر فیھما المال الا بالنقدین
[illegible] النقدین والفلوس النافقۃ والتبر والنقرۃ ای ذھب وفضۃ لم یضربا اذا جری مجری النقود التعامل بھا والا فکعروض اور صحیح نہیں شرکت مفاوضہ اور عنان سوا
نقدین اور فلوس رائجہ اور سونے چاندی کی ڈلی کے جبکہ بجائے نقود معاملات میں چلتی ہوں اور اگر بجائے دراہم اور دنانیر رائج نہوں تو سونے چاندی کی ڈلی اسباب کے مانند ہو
شارح نے کہا سوائے نقد وغیرہ کے وہ شرکت مفاوضہ اور عنان صحیح نہیں جنمیں مال مذکور ہو اور اگر مال مذکور نہیں تو مفاوضہ اور عنان در ضمن شرکت تقبل اور وجوہ ہونگی
تبر بکسر اول اور نقرہ سے سونا اور چاندی غیر مضروب مراد ہو بطریق لف ونشر مرتب وصحت بعرض ھو المتاع غیر النقدین ویحرک قاموس ان باع کل منھما نصف
عرضہ بنصف عرض الآخر ثم عقدا ھا مفاوضۃ او عنانا وھذہ حیلۃ لصحتھا بالعروض اور شرکت اموال صحیح ہو اسباب سے اگر بیع کرے ہر شخص دونوں میں سے
اپنے نصف اسباب کو بعوض نصف اسباب دوسرے کے پھر دونوں شرکت کو منعقد کریں خواہ شرکت مفاوضہ ہو خواہ عنان اور یہ حیلہ ہو واسطے صحیح ہوجانے شرکۃ العقد کے
اسباب سے عرض بالفتح عبارت ہو اس متاع یعنی اسباب سے جو نقدین کے سوا ہو اور متحرک عرض بھی جائز ہو کذا فی القاموس ہم جب ایک نے اپنا نصف اسباب
دوسرے کے نصف اسباب سے بیچا تو دونوں قیمت میں شریک ہوگئے بشرکت ملک تو جائز نہیں ایک کو دوسرے کے حصے میں تصرف کرنا پھر عقد سے شرکۃ المال
شرکۃ العقد ہوگئی اب ہر شخص کو اپنے شریک کے حصہ میں تصرف جائز ہوگیا کذا فی المنح زیلعی نے کہا بیع کرنا بعوض نصف اسباب شریک کے اتفاقی
قید ہو اس واسطے کہ اگر بعوض دراہم بیع کرکے شرکت منعقد کریگا عرض بیع میں تو بھی جائز ہو اور ایک شخص کا بیع کرنا ثبوت شرکت کے واسطے
کافی ہو وھذا ان تساویا قیمۃ وان تفاوتا باع صاحب الاقل بقدر ما تثبت بہ الشرکۃ ابن کمال فقولہ بنصف عرض الآخر اتفاقی اور یعنی نصف

دونون کو نصف نصف بسبب بیع کرنے کے اسوقت ہے جب دونون کے اسباب کی قیمت برابر ہو اور اگر قیمت مین متفاوت ہون تو بقدر قیمت اپنے اسباب کے

[illegible] شرکت ہو جائیگی کذا فی البحر الرائق [illegible] شرکت دونون شریک سے بیع کرے اتفاقا اور اگر ایک شخص کے اسباب کی چار سو قیمت ہو

دوسرے شریک کے اسباب کی دو ہزار قیمت ہو تو صاحب [illegible] اپنے اسباب کی دو تہائیان [illegible] تہائی دوسرے کے اسباب کے بیع کرے تو تمام مال دونون مین [illegible]

[illegible] صاحب الف کے اور ایک ثلث صاحب [illegible] دونون شخص شرکت کو منعقد کرین [illegible] دونون مین [illegible] کذا فی [illegible] اور جب دو شخص کا اسباب [illegible]

[illegible] شرکت نہین ہوسکتی کیونکہ [illegible] شرکت نہین [illegible] اتفاقی ہے [illegible] مفاوضہ و عنان دونون کو شامل ہے [illegible] مفاوضہ

مساوی شرط ہے عنان مین کذا فی [illegible] ولا تصح بمال غائب ولا بمال دین [illegible] وعنان التضمن [illegible] علی موجب الشرکۃ اور شرکت صحیح نہین [illegible]

اور دین سے خواہ شرکت مفاوضہ ہو یا عنان [illegible] کے موجب شرکت [illegible] جب دونون مال یا ایک مال حاضر ہو تو دونون مین منفعت کا ہونا [illegible]

اتفاق [illegible] کیا گروقت عقد کے مال کا ہونا شرکت کی شرط نہین بلکہ خرید کے وقت مال کا ہونا شرط ہے بسبب حصول مقصود کے واما العنان [illegible] اور یہ شرکت [illegible]

بالکسر ہے اور فتحہ بھی جائز ہے [illegible] عنان عطف ہے مفاوضہ پر یعنی بیان ہے شرکت عقد کی نوع ثانی کا عنان جس کے [illegible] اور [illegible] ایک شریک

نے دوسرے کو اسکا اختیار دیا کہ خرید کرے جو اسکے سامنے آوے اسلیے یہ شرکت مسمی بعنان ہوئی یا عنان ماخوذ ہے عنان الفرس سے اسواسطے کہ ہر شریک نے [illegible] بعض مال کی

عنان اپنے دوسرے شریک کو دی [illegible] وکالۃ فقط بیان لشرطہا شرکت عنان ہوتی ہے اگر شخص [illegible] وکالت کی یہ بیان ہے اسکی شرط کا [illegible]

متضمن ہے کفالت سے عنان منعقد نہین ہوتی لیکن اگر وکالت اور کفالت کے ساتھ باقی شروط مفاوضہ موجود ہون تو شرکت مفاوضہ ہے [illegible] عنان منعقد ہوا

فقہا کے [illegible] کا کہ عنان کفالت سے منعقد نہین ہوتی یہ مطلب ہے کہ کفالت عنان مین شرط نہین اور یہ نہین کہ عدم [illegible] کفالت شرط ہے کذا فی البحر [illegible] اہل التوکیل [illegible]

[illegible] الیہ وان لم یکن اہلا للکفالۃ لکونہا لا تقتضی الکفالۃ فقط شرکت عنان صحیح ہے اہل توکیل سے جیسا کہ صغیر اور [illegible] عقل ہے جو بیع کو سمجھتا ہے اگرچہ وہ [illegible]

لیاقت نہ رکھتا ہو اسواسطے کہ شرکت عنان ضمانت کی مقتضی نہین [illegible] اہل توکیل [illegible] اور نسا اور بالغ اور صغیر ماذون اور حر اور عبد ماذون اور مسلم اور کافر اور مکاتب

[illegible] کذا فی العالمگیریہ [illegible] شرکت عنان صحیح ہے [illegible] التوکیل [illegible] عام وخاص ومطلقا وموقتا لان شرکت عنان وکالت کی متقتضی ہے

عنان صحیح ہے عام اور خاص ہو کر اور مطلق اور موقت ہو کر یعنی چونکہ عنان وکالت [illegible] اور وکالت تو عام اور خاص اور مطلق اور موقت ہر طرح صحیح ہے تو عنان بھی [illegible]

صحیح ہے ومع التفاضل فی المال دون الربح وعکسہ اور عنان صحیح ہے مال کی زیادتی کے ساتھ [illegible] یا اسکے بالعکس یعنی [illegible] منفعت مال مین [illegible]

شریکون کا مال برابر ہو یا کم و بیش اور نفع دونون مین برابر ہو یا کم و بیش خواہ دونون تجارت کرین یا ایک بہر صورت شرکت عنان صحیح ہے لیکن اگر سب نفع ایک شخص کے واسطے

مشروط ہو تو یہ جائز نہین کہ یہ شرکت نہ رہی قرض ہو گیا اگر عامل کے واسطے نفع مشروط ہوا یا بضاعت ہو گئی اگر نفع صاحب مال کے واسطے مشروط ہوا کذا فی الطحاوی [illegible]

وببعض المال دون البعض اور شرکت عنان صحیح ہے بعض مال سے نہ بعض آخر سے اسواسطے کہ مساوات عنان مین شرط نہین وبخلاف الجنس کدنانیر من احدہما ودراہم من الاخر

اور عنان صحیح ہے مخالفت جنس سے جیسا کہ ایک شریک کی اشرفیان اور دوسرے شریک کے روپے [illegible] عنان مین تخصیص خلاف جنس کے [illegible] شرکت مفاوضہ مین یہ جائز نہین [illegible]

ایسا نہین ہے اسواسطے کہ اگر دراہم اور دنانیر قیمت مین برابر ہون تو مفاوضہ جائز ہے ورنہ عنان صحیح ہے کذا فی الطحاوی عن الخزانہ وبخلاف الوصف کبیض وسود و

تفاوت قیمتہما اور عنان صحیح ہے مخالفت وصف سے جیسا کہ دراہم سفید اور سیاہ سے اگرچہ دونون کی قیمت متفاوت ہو والربح علی ما شرطا اور نفع دونون شریکون

کی شرط کے موافق ہوگا وصح عدم التخلط لاستناد الشرکۃ فی الربح الی العقد لا المال فلم نشترط مساواۃ واتحاد وخلط اور عنان صحیح ہے ساتھ نہ ملنے دونون مال کے

بسبب مستند ہونے نفع کے شرکت کے عقد کی طرف نہ مال کی طرف تو مشروط نہین مساوات اور اتحاد اور خلط اور عدم مساوات مع التفاضل [illegible]

[illegible] الا بخلاف جنس [illegible] ومن اشترٰی بالثمن فقط لعدم تضمن الکفالۃ اور [illegible] مشتری [illegible]

قیمت کا کیا جائیگا نہ اسکے شریک سے بسبب متضمن ہونے شرکت عنان کے ضمانت کو ویرجع علی شریکہ بحصتہ منہ ان ادی من مال نفسہ ای بعد بقاء مال الشرکۃ

والا فالشراء لہ خاصۃ لتعذر الرجوع علی مال الشرکۃ بلا اذن بحر اور شریک مشتری قیمت بھر لے اپنے شریک سے بقدر اسکے حصے کے اگر مشتری نے قیمت ادا کی

اپنے ذاتی مال سے یعنی بعد باقی رہنے مال شرکت کے اور اگر مال شرکت کا نقد باقی نہیں رہا بلکہ منجملہ اعیان اور امتعہ کے ہوگیا ہو تو خرید کرنا مشتری ہی کے واسطے مخصوص

ہوگا تا ہو شریک مشتری قرض کرنے والا شرکت کے مال پر بلا اذن شریک کذا فی البحر خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک شریک نے کوئی چیز خریدی اور شرکت کا مال نقد موجود ہو تو

شریک سے قیمت بھر لے بقدر اسکے حصے کے اور اگر نقد باقی نہیں بلکہ متاع اور قماش مشترک ہے اور مشتری نے دراہم یا دنانیر سے ادھار خریدی تو یہ خرید فقط مشتری ہی کیواسطے

مخصوص ہے اسواسطے کہ اگر مشترک ہو تو لازم آوے کہ اسنے شرکت کے مال پر قرض کیا اور حالانکہ شریک عنان بلا اذن شریک استدانت کا مالک نہیں کذا فی البحر عن المحیط وتبطل الشرکۃ

بہلاک المالین او احدہما قبل الشراء والہلاک علی مالکہ قبل الخلط وعلیہما بعدہ اور باطل ہوجاتی ہے شرکت دونوں مالوں کے ہلاک ہونے سے یا ایک مال کے ہلاک ہونے

سے قبل خرید کے اور ہلاکی مالک کے مال پر ہے قبل خلط کرنے دونوں مالوں کے اور دونوں شریکوں پر ہے بعد خلط کرنے کے وان اشتری احدہما بمالہ وہلک بعدہ

مال الآخر قبل ان یشتری شیئا فالمشتری بالفتح بینہما شرکۃ عقد علی ما شرطا ویرجع علی شریکہ بحصتہ منہ ای من الثمن لقیام الشرکۃ وقت الشراء اور اگر ایک

شریک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور بعد خرید کے دوسرے شریک کا مال ہلاک ہوگیا قبل اسکے خرید کرنے کسی چیز کے تو جو چیز خریدی ہوئی وہ مشترک ہے دونوں میں شرکت

عقد بموجب دونوں کی شرط کے اور شریک مشتری اپنے شریک سے قیمت بھر لے اسکے حصے کے موافق بسبب قائم ہونے شرکت کے خرید کے وقت میں طحطاوی نے کہا قیام شرکت

علت ہے یعنی فالمشتری بینہما کی تو اسکا ذکر اسکے متصل مناسب تھا وان ہلک مال احدہما ثم اشتری الآخر بمالہ فان صرحا بالوکالۃ فی عقد الشرکۃ بان قالا علی ان

ما اشتراہ کل منہما بمالہ ہذا یکون مشترکا نہر وصدر الشریعۃ فالمشتری مشترک بینہما علی ما شرطا فی اصل المال لا الربح لتفسیر وبہا شرکۃ ملک لبقاء الوکالۃ التی صرح بہا

اور اگر ایک شریک کا مال ہلاک ہوگیا پھر دوسرے شریک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی تو اگر دونوں شریکوں نے وکالت کی تصریح کردی عقد شرکت میں اسطرح کہ دونوں نے کہا

کہ ہم شریک ہیں اس شرط پر کہ دونوں میں سے جو شخص اپنے اس مال سے خرید کرے تو وہ چیز مشترک ہے کذا فی النہر وصدر الشریعۃ تو جو چیز خریدی ہوئی وہ مشترکہ ہوگی دونوں میں موجب

اسکی شرط کے یہ اشتراک اصل مال میں ہوگا نہ منفعت میں بسبب جلنے اس شرکت کے شرکۃ الملک بسبب باقی رہنے اس وکالت کے جسکی تصریح ہوچکی کہ ایک شریک کا مال ہلاک ہونے سے شرکۃ عقد

باطل ہوگئی لیکن وکالت مصرحہ باقی ہے اور خرید ہوئی تھی بحکم وکالت تو اب شرکۃ الملک ہوگئی سو اب کوئی شریک دوسرے کے نصیب میں التصرف نہیں کر سکتا کذا فی المنح ویرجع

بحصتہ منہ والا ای وان ذکرا مجرد الشرکۃ ولم یتصادقا علی الوکالۃ فیہا ابن کمال فہو لمن اشتراہ خاصۃ لان الشرکۃ لما بطلت بطل ما فی ضمنہا من الوکالۃ اور شریک مشتری

اسکی قیمت کا حصہ بھر لے والا یعنی اور اگر دونوں شریکوں نے فقط شرکت کو ذکر کیا ہو اور شرکت میں وکالت پر اتفاق نہ کیا ہو کذا شرح ابن کمال تو وہ خریدی ہوئی چیز اسی شخص کی مخصوص

ہوگی جسنے خریدی کی اسواسطے کہ شرکت جبکہ باطل ہوگئی بسبب ہلاکی مال کے تو جو اسکے ضمن میں وکالت تھی وہ بھی باطل ہوگئی وتفسد باشتراط دراہم من الربح لاحدہما

لقطع الشرکۃ لما مر اور فاسد ہوتی ہے شرکت ایک شریک کیواسطے دراہم معینہ شرط کرلینے سے منفعت میں سے بسبب منقطع ہونے شرکت کے چنانچہ اول باب میں گذرا کہ تعیین دراہم

قاطع شرکت ہے مثلاً ایک شریک نے شرط کی کہ نفع میں سے سو درم اول لیکر باقی کو تقسیم کرونگا تو یہ شرط قطع شرکت کی موجب ہے بعض وجوہ میں کہ شاید کبھی فائدہ حاصل ہوا سوا

سو درم کے تو اس صورت میں تمام نفع ایک ہی شخص کیواسطے مشروط ہوگیا تو یہ شرکت نہ رہی قرض یا بضاعت ہوگئی کذا فی المنح والطحطاوی الا انہ شرط لعدم فساد ہا بالشرط

وظاہرہ بطلان الشرط لا الشرکۃ بحر ومصنف شرکت فاسد ہوگئی قطع شرکت سے مراد اس سبب سے کہ تعیین دراہم شرط فاسد ہے بسبب فاسد ہونے شرکت کے شروط فاسدہ سے

اور ظاہر اس قول کا یعنی عدم فساد شرکت بشروط فاسدہ بطلان شرط پر دلالت کرتا ہے نہ بطلان شرکت پر کذا فی البحر وشرح المصنف قلت صرح صدر الشریعۃ وابن الکمال بفساد

الشرکۃ میں کہتا ہوں کہ تصریح کی ہے صدر الشریعۃ اور ابن کمال نے فساد شرکت کی تعیین دراہم سے ہے طحطاوی نے کہا کہ شارح کا طرز بیان فہم مقصود میں موجب

اشکال کا ہوا اگر شارح مصنف کی عبارت کے بعد یوں کہتا کہ اس طرف صدر الشریعۃ اور ابن کمال گئے ہیں اور نقل کرتے اس قول سے کہ شرکت فاسد

نہیں ہوتی شروط نہ درست صاحب بحر اور مصنف نے یہ کہا ہے کہ شرح تعلیل امر کی دلیل دو شرکت تو طرف بالمبیع ہو جو نہ دیکھا ہو جو غیبی قیمت مانی
قیمت نقد بازی کے یعنی درست تھے دوا ہم سے نہ ہر شریک کو نفع نقد مال کے شکا ہوتے کہ شرکت نا سے کہ ایک کو وکیل میں شریک کی اضافت و ملفا قیمة
ان بیستا جو میں تجیر لہ الختلف المال اور ہر شریک کو عنان اور مفاوضہ کے دو شریکیں ہرچ جائز ہے کہ کرے کہ شکو دیکھ بیت کرے مال کی حفاظت کرے
کہ بہ چیزوں کی نہ دستور وضع اسی مین ثم المال بضاعة ان شریطا الربح لرب المال اور شریک کو جائز ہے کہ کسی کو مال کو بطریق بضاعت کے دیتے تمام نفع حصہ مال کے
مشروط ہو یہ دلائل کہ واسطے ہم کھطا وی نے کہا بضاعت کے یعنی عرف میں اور با بضاعت کے بالمبیع یعنی شریک ہر کذا فی القاموس وبودیع وبعیر وایضا رب
بدون شرکت تضمنہا اور جائز ہے شریک کو امانت رکھنا وسے اور ودیعت دینا اور مال کو بطریق مضاربت کے دینا ہے واسطے کہ مضاربت شرکت کم ہے تو شرکت
متضمن ہوگی ولیوکل اجنبیا ببیع و شراء ولو نہی المفاوض لا تصح نہیہ بحر اور جائز ہے کہ شریک کسی شخص غیر کو بیع اور شراء کا وکیل کرے اور اگر اس کو دوسرا شریک مفاوض منع
کرے وکیل سے تو اسکا منع کرنا صحیح ہے کذا فی البحر تعقیبہ نہ مفاوض کی وکالت ہے اسلئے کہ ہر فریق کی نہی صحیح ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر و بیع بما عز و ہان نقد و نسیئة
تو شریک کا بعوض تھوڑا اور ذلیل کے کذا فی الخلاصۃ یعنی بعوض قلیل یا کثیر بیچ جائز ہے و فقد نسیئة بر ادہ ہو جائز ہے بیع نقد اور ادھار کذا فی البزازیۃ و یلیا و نبا المال
ہو صحیح عند فالاشباہ وقیل ان لم تحمل لمثمن والا لا ظہیریۃ اور جائز ہے شریک کو سفر میں لیجا مال کا خواہ اسکے واسطے حمل ہو یا نہو یہی قول صحیح ہے بعض نے اشباہ و
بعض نے کہا کہ اگر مال کیواسطے حمل ہو تو شریک پر ضمانت ہے والا نہیں کذا فی الظہیریۃ ہم نے تفسیر اس حمل میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ وہ محمول ہے اجرہ اور بعضوں نے کہا کہ ہو باب
سے محول کے کذا فی جامع الفصولین خلاصہ یہ ہے کہ سفر میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مطلقا سفر جائز ہے اسواسطے کہ اذن تصرف کا بمقتضائے شرکت ثابت ہے اور شرکت علی
سا ہوتی اور علانگہ متعلق اپنے اطلاق پر جاری ہے جتا ہے مگر یہ لفظ و مونۃ السفر والکراء من راس المال ان لم یربح خلاصہ اور خرچ سفر اور کرایہ کا راس المال سے متعلق
نفع نہوا ہو تجارت میں کذا فی الخلاصۃ عالمگیری میں نظیر ہے منقول ہے کہ شریک کا نفقہ اسکی ذات اور طعام اور رسالن کا راس المال میں ہے اور اگر نفع حاصل ہوا ہو
محسوب ہو ولا یملک الشریک الشرکۃ الا باذن شریکہ جوہرہ یا کہ نہیں شریک غیر کو شریک کرنے کا مگر اپنے شریک کی اجازت سے کذا فی الجوہرہ ہم اسواسطے شریک نہیں کر سکتا
کہ شئی اپنی برابر والی چیز کی متضمن نہیں ہوتی بلکہ کمتر کی کذا فی الہدایہ ولا الرہن الا باذنہ ولکن ہو العاقد لموجب الدین اور مالک نہیں شریک رہن کا مگر اپنے
شریک کے اذن سے یا کہ رہن وہی عاقد ہو موجب دین میں ہم یعنی شریک نے کوئی چیز مول لی اور بعوض اسکی قیمت کے کوئی چیز شرکت کے مال سے رہن رکھی تو جائز ہوگا
جیسے رہن جائز نہیں ویسے ہی ارتہان بھی جائز نہیں الا در صورت ولایت عقد کذا فی الطحطاوی عن البحر والخانیۃ وحینئذ فیصح اقرارہ بالرہن والارتہان اور اسی
میں یعنی جبکہ رہن وہی عاقد بنفسہ ہو تو صحیح ہے اسکا اقرار رہن اور ارتہان کا کذا فی السراج ولا الکتابۃ والاذن بالتجارۃ وتزویج الامۃ وہذا کلہ فی شرکۃ العنان اما فی
قلہ کل ذلک اور مالک نہیں شریک غلام کے مکاتب کرنے کا اور اسکو تجارت کے اذن دینے کا اور لونڈی کے نکاح کر دینے کا اور یہ سب جو ذکر ہوا اسوقت ہے جبکہ دو شریک
عنان ہوں اور شریک مفاوض کو تو یہ سب کچھ جائز ہے ذکرہ فاوض ان باذن شریکہ جاز والا تنعقد عنانا بحر اور اگر شریک مفاوض غیر کو شریک مفاوض بنا دے اگر اپنے
شریک کے اذن سے ہو تو جائز ہے اور نہیں تو شرکت عنان منعقد ہو جائیگی کذا فی البحر اسواسطے کہ عنان کمتر ہے مفاوضہ سے اور شئی اپنی کمتر کی متضمن ہوتی ہے ولا یحیہ
کذا فی عنان ومفاوضۃ وتزویج العبد ولا الاعتاق ولو علی مال اور جائز نہیں دونوں شریکوں کو عنان اور مفاوضہ میں تزویج غلام کی اور نہ اسکا آزاد کرنا
جائز ہے اگرچہ اعتاق بعوض مال کے ہو ولا الہبۃ الا الثوب ونحوہ للعجز فی حصۃ شریکہ وجاز فی نحو لحم وخبز وفاکہۃ اور نہ شریکوں کو ہبہ کرنا جائز ہے لیکن کپڑا اور اسکے مانند
ہبہ کرنا صحیح نہیں اور اگر ہبہ کر یگا تو اپنے شریک کے حصہ میں جائز نہو گا اور جائز ہے ہبہ مانند گوشت اور روٹی اور میوے کے خلاصہ یہ ہے کہ چاندی سونا اور اسباب
ہبہ کرنا درست نہیں اور مال کا ہبہ درست ہے ولا القرض الا باذن شریکہ اذا صرح بالقرض سراج اور نہ قرض دینا جائز ہے مگر اپنے شریک کے اذن سے ایسا اذن
جس میں قرض تصریح ہو کذا فی السراج وفیہ اذا قال لہ اعمل برایک فلہ کل التجارۃ الا القرض والہبۃ اور سراج میں ہے جبکہ ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ عمل کر

اپنی تجویز کے موافق تو اُسکو اس قول سے ہر تجارت جائز ہے سوائے قرض دینے اور ہبہ کرنے کے یعنی اس قول سے رہن اور ارتہان اور سفر اور خلط مال اور غیر کے
مال سے شرکت کرنا جائز ہے مگر قرض اور ہبہ درست نہیں کذا فی البحر وکذا کل ما کان اتلافا للمال او کان تملیکا للمال بغیر عوض لان الشرکۃ وضعت
للاسترباح وتوابعہ ولیس کذلک لا ینتظمہ عقدہا اور یہی حکم قرض کے مانند ہے جسمین مال تلف ہوتا ہو یا تملیک مال ہو بغیر عوض کے اسواسطے کہ شرکت مقرر ہوا واسطے
طلب منفعت اور توابع منفعت کے اور جو کام ایسا نہیں ہے اُسکو عقد شرکت منتظم نہیں وصح بیع شریک ومفاوض ممن ترد شہادتہ لہ کابنہ وابیہ وینفذ علی
المفاوضۃ اجماعا اور صحیح ہے شریک مفاوض کی بیع اس شخص سے جسکی گواہی اُسکے حق میں مقبول نہیں چنانچہ اُسکا بیٹا اور باپ اور یہ بیع شرکت مفاوضہ پر نافذ ہوگی
بالاجماع لا یصح اقرارہ بدین فلا ینفذ علی المفاوضۃ عندہ بزازیۃ صحیح نہیں اُسکا اقرار دین کا تو یہ اقرار نافذ نہوگا مفاوضہ پر امام اعظم کے نزدیک کذا فی البزازیۃ
یعنی اگر شریک مفاوض نے مثلاً اقرار کیا کہ میں نے اپنے بیٹے یا باپ سے قرض لیا ہے تو یہ اقرار غیر صحیح شرکت میں جاری ہوگا فی الخلاصۃ اقر شریک العنان بجاریۃ لاجنبی
فی حصۃ شریکہ اور خلاصہ میں ہے اقرار کیا شریک عنان نے ایک لونڈی کا تو جائز نہیں اُسکے شریک کے حصہ میں یعنی اگر شریک کے پاس شرکت کی لونڈی ہو سواسنے
اقرار کیا کہ یہ لونڈی فلانے شخص کی ہے تو یہ اقرار اُسکے شریک کے نصیب میں جائز نہیں کذا فی العالمگیریۃ عن قاضی خان ولو باع احدہما لیس للآخر اخذ ثمنہ ولا الخصومۃ فیما
باعہ او آجرہ اور اگر ایک شریک نے بیع کی تو دوسرے شریک کو اُسکی قیمت لینا جائز نہیں اور نہ اُسکے بیع اور اجارات میں خصومت جائز ہے یعنے جس مال کو شریک نے
بذریعہ بیع یا اجارہ دیا اُسمیں شریک ثانی خصومت نہیں کرسکتا وہو ای الشریک امین فی المال فیقبل قولہ بیمینہ فی مقدار الربح والخسران والضیاع والدفع لشریکہ ولو
ادعاہ بعد موتہ کما فی البحر مستمدا من الابانی وکذا قالوا لو ابحیۃ کل من حکی امرا لا یملک استئنافہ ان فیہ ایجاب الضمان علی الغیر لا یصدق وان فیہ نفی الضمان عن نفسہ صدق انتہی
ہذا الضابطۃ اور وہ یعنی شریک خواہ شریک عنان ہو یا مفاوضہ کذا فی الطحطاوی امانت دار ہے مال میں تو اُسکا قول مقبول ہوگا قسم کے ساتھ مقدار منفعت اور نقصان اور
راس المال کے ضائع ہونے اور اپنے شریک کے دینے میں اگرچہ اسکا دعوی کیا اپنے شریک کی موت کے بعد چنانچہ بحر الرائق میں ہے وکالت ولوالجیہ سے استدلال کرکے کہ جو شخص
حکایت کرے اس امر کی جسکے استیناف کا وہ مالک نہیں اگر اُسمیں ایجاب ضمان ہوتا ہو غیر پر تو اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر اُس حکایت میں نفی ضمان کی ہو اپنی ذات سے
تو اُسکی تصدیق ہوگی تو اس قاعدہ کو یاد رکھنا چاہیے ہم صاحب بحر نے کہا کہ ظاہر کلام فقہا یہ ہے کہ اگر اپنے شریک کو دفع مال کا دعوی کیا تو اُسکا قول مع یمین معتبر ہوگا
یہ دعوی شریک کی حیات میں ہو یا موت میں اور ظاہر کلام ولوالجی کتاب الوکالۃ میں اُسکا مقید ہے اسواسطے کہ اُسنے کہا کہ اگر قبض ودیعت کیواسطے وکیل کیا پھر موکل مرگیا
وکیل نے کہا کہ میں نے قبضہ کیا اُسکی حیات میں اور وہ چیز ہلاک ہوگئی اور وارث اُسکے منکر ہیں یا وکیل نے کہا کہ میں نے ودیعت موکل کو دی تو اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر قبض دین
کیواسطے وکیل کیا تو تصدیق نہوگی اسواسطے کہ وکیل نے دونوں موضع میں اس امر کی حکایت کی جسکے استیناف کا مالک نہیں ہے وکیل بالقبض ودیعت نفی ضمان کی اپنی ذات سے حکایت کرتا ہے
اسکی تصدیق ہوگی اور وکیل بالقبض دین حاکی ضمان ہے موکل پر تو اُسکی تصدیق نہوگی انتہی ملخصا کذا فی المنح ویضمن بالتعدی وہذا حکم الامانات اور ضامن ہوگا شریک بسبب تعدی
اور یہی حکم ہے امانات کا یعنی امانت دار پر ضمان نہیں مگر بتعدی وفی الخانیۃ التقیید بالمکان صحیح فلو قال لا تجاوز خوارزم فجاوز ضمن حصۃ شریکہ اور خانیہ میں ہے کہ مقید کرنا شرکت کا ساتھ
مکان کے صحیح ہے تو اگر ایک شریک نے دوسرے شریک سے کہا کہ خوارزم سے آگے نہ بڑھنا پھر وہ بڑھ گیا اور مال برباد ہوا تو ضامن ہوگا اپنے شریک کے حصہ کا بسبب تعدی کے وفی الاشباہ نہی احدہما
شریکہ عن الخروج وعن بیع النسیئۃ جاز اور اشباہ میں ہے کہ ایک شریک نے نہی کی اپنے شریک کو شہر کے باہر جانے سے یا اُدھار بیچنے سے تو بھی جائز ہے یعنی اگر اُسکے خلاف کریگا اور مال تلف ہوگا
تو ضمان دیگا کما یضمن الشریک عنانا او مفاوضۃ بحر بموتہ مجہلا النصیب صاحبہ علی المذہب والقول بخلافہ غلط کما فی وقف الخانیۃ وصحح فی الودیعۃ خلاف الاشباہ چنانچہ ضامن ہوتا ہے
شریک اپنے شریک کے حصہ کا خواہ شرکت عنان ہو یا مفاوضہ کذا فی البحر اپنے مرجانے سے بلا بیان یعنی اگر ایک شخص مرگیا اور اُسنے اپنے شریک کے مال کا جو اُسکے پاس ہے حال نہ بیان کیا
تو اُسپر ضمان ہے بنابر مذہب صحیح کے اور قول اُسکے مخالف یعنی عدم ضمان کا قول غلط ہے کما فی وقف الخانیۃ۔ اور کتاب الودیعۃ میں اُسکی تصریح آویگی بخلاف اشباہ کے مر اشباہ کی
کتاب الامانات میں ہے کہ اصل مفاوضین جب مرگیا اور اپنے بیان کیا اُس مال کو جو اُسکے پاس ہے تو اُسپر ضمان نہیں طحطاوی نے کہا کہ صاحب اشباہ کا کلام مبنی علی الغلط ہے فروع مسائل ملحقہ شارح نے کہا فی المحیط

قصد تو قع ہوا تو من الثانی ولا یؤمن بیع حصتہ بلا توجہ تبت زدوی عقد تو قضی حصہ شریک ثانی اسباب خارج لانہ یبین آنہ دریافت واقع ہوتے ہوئے

ہو کہ ایک حصہ سے دوسرے کو ادھا منفعت مشترک ہا سو شریک نے آدھا بیع کی تو ہین سے جواب بائع کے ناقد ہونے تک بائع کے حصہ پر موقوف ہے

مشترک ہے کیسے بیا غیر اگر شریک اپنے حصہ کی بیع کو جائز رکھے تو نفع ہر دو دونوں کے واسطے ہے یعنی اگر دوسرے شریک نے بیع کیا تو اسکے حصہ کی بیع ہے اور شرکت ساقط ہے

نفع واجب ہے دونوں سبب حصہ شریک کو خروج لیقتضی ان لا یکون الربح علی الشرط بل یقتضی فساد الشرکۃ اور منفرد ہو جاوے یعنی شریک دوسرے کو منع کیا مال کو شریک

سو شریک یا بجہت دوال یعنی اسکو منفعت حاصل ہوئی اور نفع واجب ہوا اسواسطے کہ ایک کے حصہ کا سبب اتلاف کے تاوان ہے کہ نفع موافق شرط کے شرکت کے موافق

مستحق ہو بنا فساد شرکت ہے کتاب الشرکۃ یعنی اسواسطے کہ شرکت غصب کی طرف منتقل ہوئی دفیہ ولو فرغ علی کونہ امانۃ مثل قادری امانۃ عمل طلب بینۃ شریک فاجاب الاجمال

بالتفصیل مثل المضارب والوصی والمتولی ہر وقت زمانہ لیس لہم قصد الجنایۃ لاسیما الوصول سخت مجہول اور نہر الفائق میں ہے اور متفرع ہوا شرکت کے امانت ہونے پر

دو مسئلے کہ سوال ہوا تو قادری ہدایہ ہے کہ جو شخص اپنے شریک سے محاسبہ طلب کرے تو قاضی اپنے جواب یا شریک پر جواب بیان تفصیل لازم کیا جائیگا جو شریک

تو نفع نقصان میں شریک کا قول اجمالاً مع الیمین معتبر ہوگا اور شریک کے مانند مضارب یتیم کا وصی اور متولی وقف ہے وکذا فی النہر اور زمانہ کے قاضی حساب لینے سے

کچھ ارادہ نہیں رکھتے سوا حرام کے علمی نے کہا سب عبارت نہر الفائق کی اور شارح کو مناسب تھا کہ لفظ کو بدلا کیونکہ اخیر میں ہے آخر میں منتہی کتاب والتقبل وتسمی شرکۃ

صنائع و اعمال و ابدان اور یا شرکت تقبل ہو اور اسکو شرکت صنائع اور شرکت اعمال اور شرکت ابدان بھی کہتے ہیں شرکت تقبل اسواسطے کہتے ہیں کہ ایک شریک عمل کو قبول کرے

اور اپنے شریک کی طرف ڈال دیتا ہے اور شرکت صنائع اسواسطے کہتے ہیں کہ اہل حرفہ یہ شرکت باہم کرتے ہیں اور شرکت اعمال اور ابدان اسواسطے کہتے ہیں کہ دونوں شخص اپنے ابدان سے عمل

کرتے ہیں خلاصہ اگرچہ دونوں کہ الحق ان اتفق صانعان خیاطان او خیاط وصباغ ولا یلزم اتحاد صنعۃ ومکان علی ان یتقبلا الاعمال التی یمکن استحقاقہا یا شرکت تقبل

اگر متفق ہوں اہل حرفہ یعنی دو درزی یا دو رنگریز یا درزی اور رنگریز اسپر کہ ان عمال کو قبول کریں جنکا استحقاق ممکن ہے اور جب خیاط اور رنگریز کی شرکت صحیح ہوئی تو ثابت ہوا کہ اتحاد

حرفہ اور اتحاد دکان شرط لازم نہیں شرکت میں ممکن استحقاق عمل کی قید سے ان عمال کی شرکت نکل گئی جو غیر مستحق ہیں عقد سے جیسے دلالی اور مثل اسکے اور شرط یہ ہے کہ عمل حلال ہو نہ حرام

اور عمل قبول کرنا دونوں کا شرط نہیں بلکہ اگر ایک شخص کام لے اور دوسرا کام کرے یا ایک درزی کسی کا کپڑا لے اور قطع کرکے دوسرے خیاط کو دے سینے کیواسطے تو جائز ہے کذا فی الطحطاوی

ومنہ تعلیم کتابۃ وقرآن وفقہ علی المفتی بہ اور منجملہ عمل حلال جسکا استحقاق عقد سے ممکن ہے تعلیم کتابت اور قرآن اور تعلیم فقہ ہے بموجب قول مفتی بہ کے متاخرین کے نزدیک اسپر فتوی

ہے کہ طاعات پر اجرت لینا صحیح ہے بخلاف شرکۃ دلالین ومغنین وشہود محاکم وقراء مجالس تعازی ووعاظ وسؤال لان التوکیل بالسؤال لا یصح قنیۃ واشباہ بخلاف دلالوں کی شرکت

گویوں کی شرکت اور محکمہ کے گواہوں کی شرکت اور مجالس ماتم کے قاریوں کی شرکت اور واعظوں کی شرکت اور سائلین کی شرکت کے اسواسطے سائلین کی شرکت جائز نہیں کہ

سوال کرنے کیواسطے وکیل کرنا صحیح نہیں کذا فی القنیۃ والاشباہ شرکت الدلالین اسواسطے صحیح نہیں کہ دلالی کے عمل کا استحقاق بعقد اجارہ صحیح نہیں بلا بیان مدت کذا فی المجتبی اور مغنین یعنی

گویوں کی شرکت اسواسطے صحیح نہیں کہ غنا حرام ہے اور شرکت شہود اسواسطے جائز نہیں کہ گواہی پر اجرت لینا صحیح نہیں اور شرکت قرآن خوانوں کی مجالس و ماتم کے مکانوں میں

قراءت زمزمہ یعنی گٹکری سے پڑھنا صحیح نہیں اسواسطے کہ ممکن الاستحقاق نہیں اور شرکت واعظین بھی بسبب عدم استحقاق کے صحیح نہیں لفظ تعازی جمع تعزیت ہے اور ماتم ہر جگہ اموات کیواسطے

ہوتا ہے کذا فی الطحطاوی ویکون الکسب بینہما علی ما شرطا مطلقا فی الاصح لانہ لیس بربح بل بدل عمل فصح تقویمہ اور ہوگا کسب دونوں شریکوں کے درمیان موجب انکی شرط کے

مطلقا قول اصح میں اسواسطے کہ کسب نفع نہیں بلکہ عمل کا بدلا ہے تو اسکی تقویم صحیح ہے اگرچہ عمل بالمناصفہ مشروط ہو اور مال اثلاثا یعنی ایک ثلث ایک شریک کا اور دو ثلث

دوسرے شریک کے تو بھی صحیح ہے باعتبار استحسان اسواسطے کہ جو مال کسب سے حاصل ہوتا ہے وہ منفعت میں داخل نہیں اسواسطے کہ منفعت ہوتی ہے جنس کے اتحاد کے وقت یعنی

جبکہ راس المال اور منفعت ایک جنس ہوں اور حالانکہ یہاں دونوں مختلف الجنس ہیں اسواسطے کہ راس المال یہاں عمل ہے اور منفعت مال ہے تو یہ مال عمل کا بدلہ ہوا اور

عمل تقویم پذیر ہے جیسے عمل قلیل کی تقویم مال کثیر سے صحیح ہے چنانچہ ایک شخص کو مزدور ٹھہرایا اجرت مثل سے زیادہ دیکر بخلاف شرکۃ الوجوہ کہ اسمیں کمی اور زیادتی منفعت کی

صحیح ہے غیرہ بسبب قیاس کے چنانچہ آگے معلوم ہو گا کذا فی المنح وکل ما تقبلہ احدہما یلزمہما وعلی ہذا الاصل فیطالب کل واحد منہما بالعمل ویطالب کل منہما بالاجر ویبرأ دافعہا الیہ ای الی احدہما اور جس کام کو ایک شریک قبول کریگا تو دونوں پر وہ لازم ہو جائیگا اور بموجب اسی قاعدہ کے ہر شریک سے عمل کا تقاضا کیا جائیگا ہر شریک سے اور ہر شریک مزدوری کا مطالبہ کریگا اور بری الذمہ ہوگا مزدوری کا دینے والا ایک شریک کو دیکر والحاصل من اجر عمل احدہما بینہما علی الشرط ولو الآخر مریضا او مسافرا او امتنع عمدا بلا عذر لان الشرط مطلق العمل لا العمل القابل الا تری ان القصار لو استعان بغیرہ او استاجرہ استحق الاجر بزازیۃ اور جو مزدوری ایک شریک کے کام کرنے سے حاصل ہوگی وہ دونوں میں منقسم ہوگی بموجب شرط کے اگرچہ دوسرا شریک بیمار ہو یا سفر میں ہو یا عمداً بغیر عذر عمل سے باز رہا ہو اسواسطے کہ شرط مطلق عمل ہے کسی شریک کا عمل ہو نہ بالتخصیص قبول کرنے والے شریک کا عمل کیا تو نہیں جانتا کہ دھوبی اگر امداد چاہے غیر شخص سے یا کسیکو مزدوری لگاوے تو اجرت کا مستحق ہوگا کذا فی البزازیۃ واما وجوہ وہذا رابع وجوہ شرکۃ العقد وہی شرکۃ الوجوہ ہے یہ چوتھی قسم ہے شرکۃ العقد کے اقسام کی ہم شرکۃ الوجوہ اسواسطے اسکا نام ہوا کہ ادھار خریدنا بدون وجاہت کے نہیں ہوتا یعنی جس شخص کی وجاہت اور اعتبار لوگوں میں ہوتا ہے اسی کے ہاتھ ادھار بیچتے ہیں کذا فی المنح ان عقداہا بلا مال علی ان یشتریا نوعا او انواعا بوجوہہا ای بسبب وجاہتہما ویبیعا فما حصل بالبیع یدفعان منہ ثمن ما اشتریا بالنسیئۃ وما بقی بینہما اور یا شرکت الوجوہ ہے اگر دونوں شریکوں نے ایجاب قبول کیا بدون مال کے اس شرط پر کہ دونوں شخص ایک قسم یا چند اقسام کی چیزیں خرید کریں اپنی وجاہت اور اعتبار سے اور بیچیں سو بیع سے جو حاصل ہو اسمیں سے قیمت اسکی دیں جسکو ادھار خرید کیا اور جو باقی رہے لیا اور قیمت کے دونوں میں منقسم ہو ہم شرکۃ الوجوہ یہ ہے کہ دو شریک ہوں اور انکے پاس مال نہیں لیکن لوگوں میں انکی وجاہت ہے سو دونوں کہیں کہ ہم شریک ہیں اسپر کہ ادھار مول لیں اور نقد بیچیں اس شرط پر کہ جو حق تعالی نفع دے وہ ہمارا باہم منقسم ہو بموجب ایسی ایسی شرط کے کذا فی العالمگیریۃ عن البدائع ویکون کل منہما من التقبل والوجوہ عنانا ومفاوضۃ ایضا بشرطہ السابق اور ہر ایک قسم تقبل اور وجوہ کی عنان ہوتی ہے اور مفاوضہ بھی موافق اپنی شرط سابق کے ہم شرکت تقبل میں مفاوضہ اسطرح ہوگا کہ دونوں شریک باغدہ مفاوضہ یا معنی مفاوضہ ذکر کریں اس شرط سے کہ دونوں اہل حرفہ اعمال کو قبول کریں اور ضامن ہوں اعمال کے برابر اور نفع اور نقصان میں مساوی ہوں اور ہر شخص دوسرے کا ضامن ہو ملحقات شرکت میں اور اگر عمل اور اجرت میں کمی بیشی ہو تو شرکت عنان ہوگی اور شرکت وجوہ میں مفاوضہ اسطرح ہوگا کہ دونوں شریک اہل کفالت ہوں اور جو چیز خرید کریں وہ دونوں میں نصفا نصفا ہو اور ہر شخص پر اسکی نصف قیمت ہو اور نفع میں دونوں یکساں ہوں اور لفظ مفاوضہ ذکر کریں یا اسکے مقتضیات کو تو اثمان اور مبیعات میں وکالت اور کفالت متحقق ہوگی اور اگر کوئی ان شرطوں میں سے فوت ہو تو شرکت عنان ہو جائیگی کذا فی العالمگیریۃ عن الفتح والمحیط واذا اطلقت کانت عنانا اور اگر شرکت تقبل یا وجوہ مطلق ہو یعنی بلا ذکر مفاوضہ یا عنان کے تو عنان ہی ثابت ہوگی بسبب کثرت رواج عنان کے وتتضمن شرکۃ کل من التقبل والوجوہ الوکالۃ اعتبارا فی جمیع انواع الشرکۃ اور ہر ایک شرکت تقبل اور وجوہ سے وکالت کی متضمن ہوگی واسطے معتبر ہونے وکالت کے جمیع اقسام شرکت میں والکفالۃ ایضا اذا کانت مفاوضۃ بشرطہا اور ہر شرکت تقبل اور وجوہ کی ضمانت کی بھی متضمن ہوگی جبکہ شرکت مفاوضہ ہو موافق اسکی شرط کے خلاصہ یہ ہے کہ شرکت کو میں وکالت کا ہونا ہر صورت ضرور ہے اور کفالت درصورت مفاوضہ والربح فیہا علی ما شرطا من مناصفۃ المشتری بفتح الراء او مثالثتہ لیکون الربح بقدر الملک لئلا یؤدی الی ربح ما لم یضمن بخلاف العنان کما مر اور شرکۃ الوجوہ میں نفع بقدر شرط شریکین کے ہوگا خرید کی چیز میں مناصفہ ہو یا مثالثہ یعنی اگر دونوں شریکوں نے آدھوں آدھ خرید کی ہو تو نفع بھی آدھوں آدھ ہوگا اور اگر ایک شریک نے تہائی خرید کی اور دوسرے نے دو تہائیاں تو اسکے موافق نفع ہوگا تا نفع بقدر ملک کے ہو تا اسکے نفع کی طرف نوبت نہ پہونچے جسکا یہ شخص ضامن نہیں بخلاف اس شرکۃ العنان کے جو شرکۃ الاموال میں ہوتی ہے کہ اسمیں زیادتی نفع باوجود کمی مال کے جائز ہے چنانچہ مذکور ہو چکا ہم خلاصہ یہ ہے کہ نفع شرکۃ الوجوہ میں تابع خرید کی چیز کے ہے اسواسطے کہ نفع بقدر ضمان کے ہوتا ہے اگر کوئی شریک شرکۃ الوجوہ میں زیادہ نفع شرط کریگا تو شرط باطل ہو اور نفع دونوں میں بقدر ضمان کے ہوگا پھر اگر ایک چیز ادھار خرید کی اور ہر شخص مثلا نصف نصف قیمت کا ضامن ہوا اور ایک شریک نے نصف سے زیادہ دو ثلث نفع شرط کر لیا تو یہ نفع اسکا ہوا جس کا ضمان اسپر نہیں لہذا جائز نہیں کذا فی الطحطاوی لحضا وفی الدرر لا یستحق الربح الا باحدی ثلث بمال او عمل او تقبل اور درر میں ہے کہ نفع

آتے ہیں نہیں ہے کیونکہ بسبب اسکے کہ تین چیزیں ہیں یعنی مال یا محنت یا ضمانت یا قبول کرنے سے ہم المسئلہ نفع مستحق ہوتا ہے چنانچہ مال کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور شاید یہی حکم نفع ہوتا ہے چنانچہ مضارب کو ہوتا ہے اور قبول کرنے سے نفع ہوتا ہے چنانچہ ایک شخص دوکان پر بیٹھا ہو اور دوسرا کسی کو بیٹھنے یا بیٹھنے کا کام دیتے ہیں اور دونوں اپنے شرکت کا کام کریں تو یہ نصف اجرت کا دونوں مستحق ہیں بسبب تقبل دونوں کے اور ان تین چیزوں کے سوا نفع لینا استحقاق نہیں ہے کذا فی الفتاوی

فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ

یہ فصل ہے شرکت فاسدہ کے احکام میں شرکت فاسدہ وہ ہے جس میں صحت شرکت کی شرائط سے کوئی شرط نہ ہو کذا فی العالمگیریۃ لاتصح شرکۃ فی احتطاب واحتشاش واصطیاد واستقاء وسائر المباحات کاجتناء ثمار من جبال وطلب معدن من کنز وتحج آجر من طین مباح لتضمنها الوکالۃ والتوکیل فی اخذ المباح لا یصح یعنی شرکت مباح لکڑی اور گھاس اور پانی لینے اور شکار کرنے اور باقی مباحات میں چنانچہ پھلوں کا چننا پہاڑوں سے اور معدن کا طلب کرنا کنز اور اینٹ کا پکانا مباح مٹی سے بسبب متضمن ہونے شرکت کے وکالت کو اور حالانکہ مباح چیز کے لینے میں وکیل کرنا صحیح نہیں ہے شرکت بلا وکالت نہیں ہو سکتی اور چونکہ مباحات میں وکالت متصور نہیں ہے اسواسطے کہ توکیل عبارت ہے اثبات ولایت تصرف سے اس چیز میں جس میں موکل کا تصرف ثابت ہو سو یہاں حاصل نہیں ہے اسواسطے کہ موکل مباح چیز کا خود مالک نہیں تو یہی جگہ غیر کی اقامت کا کیونکر مالک ہوگا کذا فی النبع معدن وہ ہے جسکی وضع ید الہی ہو اور کنز وہ ہے جسکی وضع بنی آدم سے ہو اور رکاز دونوں کو شامل ہے تو اگر شارح نے ساری مباحات میں طلب معدن و کنز جاہلی کہتا فتاوی عالمگیری کے مانند تو مناسب تھا اسواسطے کہ کنز اسلامی لقطہ اور مباح اور اگر مٹی اور نمک کسی کا مملوک ہوں اور دو شخص انکو خرید کرکے اینٹ و چونہ بنا دیں اور بیچیں تو جائز ہے عینی نے کہا یہ شرکۃ الوجوہ ہے اور فتح القدیر میں کہا کہ یہ شرکۃ الصنائع ہے کذا فی الطحطاوی وما حصلہ احدہما فلہ وما حصلاہ معا فلہما نصفین ان لم یعلم ما لکل اور مباحات میں جو ایک شریک حاصل کریگا تو وہی اسکا مالک ہوگا یعنی بسبب فاسد ہونے شرکت کے اور جسکو دونوں ساتھ ہی حاصل کرینگے تو وہ دونوں میں نصفا نصف ہوگی اگر معلوم نہ ہو کہ ہر شخص نے کتنا حاصل کیا یعنی اگر ایک کی تحصیل معلوم ہو تو اسکے موافق مالک ہونگے ہم فتاوی خیریہ میں ہے کہ عورت کا زوج اور بیٹا ایک گھر میں رہتے اور علیحدہ علیحدہ کسب کرتے ہیں اور جو مال کسب کیا رکھتے ہیں اور تفاوت اور تساوی اور تمیز معلوم نہیں تو وہ مال دونوں میں برابر ہوگا اور اسیطرح چند بھائی اپنے باپ کی میراث میں سوداگری یا کھیتی کرتے ہیں اور مال زیادہ ہوا تو برابر سب میں تقسیم ہوگا اگرچہ کام اور تدبیر میں متفاوت ہوں وما حصلہ احدہما باعانۃ صاحبہ فلہ ولصاحبہ اجر مثلہ بالغا ما بلغ عند محمد وعند ابی یوسف لا یجاوز نصف ثمن ذلک قیل لتقدیمہم قول محمد یؤذن باختیارہ نہر و عنایۃ اور مباحات میں سے جو ایک شخص نے حاصل کیا اپنے ساتھی کی مدد سے تو وہ چیز اسی شخص کی ہے اور اسکے ساتھی کیواسطے اجرت ہے اسکی محنت کے مانند اجرت مثل کتنی کیوں نہو جائے محمد کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک اس چیز کی نصف قیمت سے اجرت زیادہ نہوگی بعضوں نے کہا مقدم لانا فقہا کا محمد کے قول کو اسکے مختار و مفتی بہ ہونے پر آگاہ کرتا ہے کذا فی النہر والعنایۃ ہم حموی نے مستصفے سے نقل کیا کہ قول محمد فتوی کے واسطے مختار ہے اور غایۃ البیان میں ہے کہ قول ابو یوسف استحسان ہے والربح فی الشرکۃ الفاسدۃ بقدر المال ولا عبرۃ بشرط

الفضل فلو کل المال لاحدہما فللآخر اجر مثلہ کما لو دفع دابتہ لرجل لیؤجرہا والاجر بینہما فالشرکۃ فاسدۃ والربح للمالک وللآخر اجر مثلہ وکذلک السفینۃ والبیت اور شرکت فاسدہ میں نفع بقدر مال کے ہے اور اعتبار نہیں زیادہ دینے کی شرط کا سو اگر سب مال ایک شریک کا ہو تو دوسرے شریک کو اسکی محنت کے مانند اجرت ملیگی چنانچہ ایک شخص نے اپنا جانور گھوڑا یا بیل دوسرے مرد کو دیا تاکہ اسکو کرایہ پر چلاوے اور اجرت دونوں میں مشترک ہو تو یہ شرکت فاسدہ ہے اور تمام نفع مالک کا ہے اور دوسرے مرد کے واسطے اجرت مثل ہے اور یہی حکم ہے ناؤ اور گھر کا ہم تتمہ میں ہے کہ ایک شخص ناؤ کا مالک ہے اسنے اپنے ساتھ چار شخص شریک کیے اس شرط پر کہ ناؤ کو چلاویں اور نفع میں سے پانچواں حصہ مالک کا اور باقی چاروں میں برابر تو یہ شرکت فاسد ہے اور حاصل کا مالک صاحب کشتی ہے اور اسپر چاروں کی اجرت مثل ہے ولو کان لاحدہما

البغل وللآخر البعیر فالاجر بینہما علی مثل اجر البغل والبعیر اور اگر ایک شخص نے اپنا جانور دوسرے کو دیا تاکہ

اُسکے اوپر گیہوں لادکر بیچے تو نفع گیہوں کے مالک کا ہوگا اور دوسرے کو جانور کی اجرت مثل ملیگی اور اگر ایک شخص کا خچر ہو اور دوسرے کا اونٹ تو اجرت دونوں میں منقسم ہوگی
خچر اور اونٹ کی اجرت کے مانند کذا فی النہر ہم صاحب نہر نے کہا اسواسطے شرکت فاسد ہو کہ جانور کی منفعت مال شرکت ہونے کی لیاقت نہیں رکھتی وتبطل الشرکۃ
ای شرکۃ العقد بموت احدہما علم الآخر اولا لانہ عزل حکمی اور باطل ہوجاتی ہو شرکت یعنی شرکۃ العقد ایک شریک کے مرنے سے دوسرے شریک نے اُسکی موت معلوم
کی ہو یا نہ اسواسطے کہ موت عزل حکمی ہو تو علم اسمین شرط نہین موت سے شرکت اسواسطے باطل ہوگئی کہ شرکت مین وکالت ضرور ہو اور موت سے وکالت باطل ہوجاتی ہو
کذا فی المنح ولو حکما بان قضی بلحاقہ مرتدا موت سے شرکت باطل ہوتی ہو اگرچہ موت حقیقی ہو یا حکمی ہو اسطرح پر کہ ایک شریک کے لحوق دار الحرب پر حالت ارتداد
مین قاضی کا حکم ہوگیا ہو وتبطل ایضا بانکارہا وبقولہ لا اعمل معک فسخ اور شرکت باطل ہوتی ہو شرکت کے انکار سے اور یون کہنے سے کہ مین تیرے ساتھ کام
نہین کرتا کذا فی الفتح وبفسخ احدہما ولو المال عروضا بخلاف المضاربۃ ہو المختار بزازیۃ خلافا للزیلعی اور شرکت باطل ہوتی ہو ایک شریک کے فسخ کرڈالنے سے اگرچہ
مال شرکت عروض ہو نہ نقد بخلاف مضاربت کے کہ وہ فسخ کرنے سے فسخ نہین ہوتی اگر مال عروض ہو اور یہی قول مختار ہو کذا فی البزازیۃ بخلاف زیلعی کے کلام کے
ہم زیلعی کے کلام سے نکلتا ہو کہ جب مال عروض ہو تو فسخ جائز نہین ویتوقف علی علم الآخر لانہ عزل قصدی اور فسخ شرکت موقوف ہو دوسرے شریک کے علم پر اسواسطے
کہ یہ عزل قصدی ہو نہ حکمی ہم طحطاوی نے کہا تینون طرح کا فسخ علم پر موقوف ہو یعنے فسخ انکاری اور اظہار عدم عمل کا فسخ اور فسخ صریح وبجنونہ مطبقا فالربح بعد ذلک
للعامل لکنہ یتصدق بربح مال المجنون تاتارخانیہ اور شرکت باطل ہوتی ہو شریک کے جنون مطبق ہونے سے اور فسخ شرکت کے بعد کا نفع عامل کے واسطے ہو لیکن
وہ خیرات کردے مجنون کے مال کی منفعت کو کذا فی التاتارخانیہ ہم ظاہرا شرکت فسخ ہونے کا حکم نہین بلا اطباق جنون اور اطباق جنون کی مدت ایک مہینہ ہو
یا چھ مہینے علی اختلاف القولین کذا فی الطحطاوی ولم یزک احدہما مال الآخر بغیر اذنہ فان اذن کل فادیا معا او جہل ضمن کل نصیب صاحبہ و
تقاصا او رجع بالزیادۃ اور نہ زکوۃ دے ایک شریک دوسرے شریک کے مال کی بدون اُسکے اذن کے پھر اگر ہر شریک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دینے کا اذن
دیا پھر دونون نے ساتھ ہی زکوۃ دی یا تقدیم اور تاخیر معلوم نہوئی تو ہر شریک حصہ شریک ثانی کا ضمان دے اور دونون باہم مجرا کرلین یا زیادتی کو پھیرلے یعنی اگر
شرکت مفاوضہ ہو یا شرکت عنان ہیں دونون کا مال برابر ہو تب تو باہم مجرا کرلین اور اگر ایسی شرکت عنان ہو جسمین دونون مال کم وبیش ہون تو زیادہ مال والا مقدار
زیادت کو شریک سے ضمان لے وان ادیا متعاقبا ضمن الثانی علم باداء صاحبہ اولا کالمامور باداء الزکوۃ او الکفارۃ اذا دفع للفقیر
بعد اداء الآمر بنفسہ لان فعل الامر عزل حکمی وفیہ لا یشترط العلم خلافا لہما اور اگر دونون شریکون نے زکوۃ آگے پیچھے ادا کی تو دوسرے دینے والے پر ضمان ہوگا
خواہ ثانی کو اپنے شریک کے ادا کرنے کا علم ہو یا نہو جیسے ادا زکوۃ اور کفارہ کا مامور جبکہ فقیر کو دے بعد ادا کرنے آمر کے بذات خود ضامن ہوتا ہو اسواسطے
کہ آمر کا فعل عزل حکمی ہو اور اسمین علم شرط نہین امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے مذہب کے کہ انکے نزدیک ضمان نہین بصورت عدم علم در صورت تعاقب
ثانی ادا کرنے والے پر اسواسطے ضمان واجب ہوا کہ اُسنے ادا نکیا آمر کا امر یعنی فرض کا ساقط کرنا آمر پر سے سو اسواسطے کہ جب آمر نے اول زکوۃ دی تو اُسپر سے فرض
ساقط ہوگیا پھر مامور کے دینے سے کچھ ساقط نہوا تو وہ آمر کا مخالف ہوا لہذا اُسپر ضمان لازم آیا خواہ اُسکو اُسکا علم ہو یا نہو اسواسطے کہ آمر کے ادا سے مامور حکما معزول
ہوگیا بسبب فوت ہونے محل کے اور یہ مختلف نہین ہوتا علم اور جہل سے جیسے بیع عبد کا وکیل موکل کے آزاد کردینے سے معزول ہوجاتا ہو اُسکو عتاق کا علم ہو
یا نہو کذا فی المنح اشتری احدہما متفاوضین امۃ باذن الآخر صریحا فلا یکفی سکوتہ لیطاہا فہی لہ لا للشرکۃ بلا شیء لتضمن الاذن بالشراء للوطی الہبۃ اذ لا طریق لحلہ
الا بہا لحرمۃ وطی المشترکۃ وہبۃ المشاع فیما لا یقسم جائزۃ وقالا یلزمہ نصف الثمن ایک شریک متفاوض نے لونڈی خریدی دوسرے شریک کے صریح اذن سے
تو کافی نہوگا چپ رہنا اسواسطے خریدی کہ اُس سے قربت کرے تو وہ لونڈی اُسی کی ملک خاص ہوگی نہ شرکت کی مفت مملوک مشتری ہوگی اسواسطے کہ وطی کے
واسطے خرید کا اذن دینا ہبہ کا متضمن ہو اسواسطے کہ وطی کے حلال ہونے کا کوئی طریقہ نہین سوا ہبہ کے بسبب حرام ہونے مشترک لونڈی کی وطی کے اور ہبہ مشاع کا ا

اور جس مین تقسیم نہین ہو سکتی ہی بائع پر اور بعض نے کہا کہ شریک مشتری کو نصف قیمت دیگا و ہم تردد للبائع و المستحق لتمکن الشبهة و حقیقة النقض [illegible]
نقصان ہوا اور بعد بیع کے بائع اور مستحق کو جائز ہو شریک کی نیت اور منسکہ مشتری اپنا ہر شریک سے بسبب نقص ہونیکے بعد قبضہ کے ضمانت کو ہم جیسا لبقت و مشتری تہیت بالیفی
بائع ہر شریک سے قیمت اوسکی سے سکتا ہی اور مستحق ہر شخص مین مشتری عبدا اشتلافقال لآخر اشرکنی فیہ فقال فعلت ان قبل القبض لم یصح وان
بعدہ صح و لزمہ نصف الثمن ان علم بالثمن وخیر عند العلم یہ اور جیسے مثلاً ایک غلام خرید کیا تو غیر شخص نے اوس سے کہا کہ تو مجھکو شریک کرلے
سو مشتری نے کہا کہ مین نے یہ غلام کو اپنے شریک کیا اگر یہ قول قبل قبض کے کہی تو صحیح نہین اور اگر بعد قبض کے ہو تو صحیح ہی اور اسکو نصف قیمت لازم ہوا اور اگر دوسرے کو
قیمت معلوم نہین تو وہ مختار ہو قیمت معلوم ہونے کے وقت چاہیے لے چاہے نہ لے قبل القبض شرکت اسواسطے صحیح نہوئی کہ بیع منقول کی قبل القبض جائز نہین
ولو قال اشرکنی فیہ فقال نعم ثم لقیہ آخر وقال مثلہ واجیب بنعم فان کان القائل عالما بمشارکۃ الاول فلہ ربعہ وان لم یعلم فلہ النصفہ لکونہ مطلوب شرکۃ
فی کاملہ وحینئذ خرج العبد من ملک الاول اور اگر غیر شخص نے کہا کہ مجھکو شریک کرلے مثلاً غلام کی خرید مین سو مشتری نے کہا ہان تجھکو شریک کیا پھر مشتری کو دوسرا
شخص ملا اور اسنے بھی مانند اسکے کہا یعنی شرکت کی درخواست کی اور جواب پایا کہ ہان تو بھی شریک ہی تو اگر قائل ثانی مشارکت شخص اول کو جانتا ہی تو وہ چوتھائی کا
مالک ہوا اور اگر اسکو مشارکت کا علم نہین تو نصف کا مالک ہوگا اسواسطے کہ قائل ثانی کو پوری غلام کی شرکت مطلوب ہی اور اسوقت مین غلام نکل جائیگا اول کی ملک سے
ہم قائل ثانی درصورت علم مشارکت اسواسطے چوتھائی کا مالک ہوگا کہ ایجاب اول سے نصف غلام قائل اول کا ہوگیا تھا اور نصف مشتری کا تو ایجاب ثانی سے مشتری مشارکت
نہین کرسکتا مگر اپنے نصف مین تو نصف النصف ربع ہوا اور قائل ثانی درصورت عدم علم مشارکت اسواسطے نصف کا مالک ہوگا کہ قائل ثانی کو عبد کامل مین شریک ہونا
مطلوب ہی حالانکہ ایجاب اول سے نصف عبد مین قائل اول کو شریک کرچکا تو نصف باقی قائل ثانی کا ہوگا اب مشتری اول کی غلام مین کچھ بھی ملکیت باقی نہ رہی کذا
فی الفتح ما اشتریت الیوم من انواع التجارۃ فہو بینی وبینک فقال نعم جاز اشباہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ جو مین آج خرید کرون تجارت کی اقسام سے سودا مجھ مین اور
تجھ مین شریک ہی سو دوسرے نے کہا ہان تو یہ جائز ہی کذا فی الاشباہ ہم ذکر یوم اور وقت شرط نہین اور ایک شخص دوسرے کا حصہ بیع نہین کرسکتا بدون اسکی اجازت کے اسواسطے کہ
دونون خرید مین شریک ہین نہ بیع مین کذا فی الطحطاوی وفیہا تقبل ثلثۃ عملا بلا عقد شرکۃ فعملہ احدہم فلہ ثلث الاجر ولا شئی للآخرین اور اشباہ مین ہی کہ تین شخصون نے
ایک کام کرنا قبول کرلیا بلا عقد شرکت سو ایک شخص نے وہ عمل پورا کرلیا تو اسکو تہائی مزدوری ملیگی اور باقی دو شخصون کو کچھ نہ ملیگا ہم چونکہ وہ باہم شریک نتھے تو ہر شخص پر ثلث
عمل لازم تھا اسواسطے کہ ہر شخص پر تہائی کام تہائی مزدوری کے عوض مستحق تھا سو جب ایک شخص نے پورا کام کردیا تو دو ثلث عمل کے اسنے بطور احسان کے کیے لہذا مستحق
مزدوری کا ہوگا ابن وہبان نے کہا یہ حکم باعتبار قضا کے ہی لیکن باعتبار دیانت کے اسکو پوری مزدوری دینا مناسب ہی جبکہ اسنے کام لینا اسی شرط پر دیا کے نہ اسواسطے
کہ ظاہر حال یہ ہی کہ اسنے تمام کام اسی نیت سے کیا کہ پوری مزدوری پاویگا فروع مسائل ملحقہ شارح کے القول لمنکر الشرکۃ قول معتبر شرکت کے منکر کا ہی ہم اگر
ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا شریک مفاوض ہی اور وہ شخص منکر ہی اور مال منکر کے قبضہ مین ہی تو منکر ہی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہی اور مدعی پر گواہ لانا لازم ہی کذا فی [illegible]
برہن الورثۃ علی الشفاوضۃ لم تقبل حتی یبرہنوا انہ کان مع الحی فی حیوۃ المیت گواہ لائے وارث شرکت مفاوضہ پر تو مقبول نہین جب تک کہ یہ گواہ نہ لاوین کہ مال مشترک شریک
زندہ کے پاس تھا شریک میت کی زندگی مین اسواسطے کہ مفاوضہ مقتضی لقا مال نہین بلکہ ممکن ہی کہ مال ہلاک ہوگیا ہو تو اسکا بیان ضرور لازم ہی کہ یہ مال مشترک ہی
جب اسکے نصف مال کا حکم ہوگا برہنوا علی الارث والحی علی المفاوضۃ قضی لہ بنصفہ فتح وارث گواہ لائے میت کی وراثت پر اور شریک زندہ نے گواہ کئے اسنے
شرکت مفاوضہ پر یعنی میت میرا شریک مفاوض تھا تو شریک زندہ کو نصف مال میت کا دلایا جاویگا کذا فی الفتح تصرف احد الشریکین فی البلد والآخر فی السفر فاراد
القسمۃ فقال ذو البلد قد استقرضت الفا فالقول لمن المال فی یدہ تصرف کیا ایک شریک نے شہر مین اور دوسرے نے سفر مین ایک شہر والے شریک نے قسمت کا ارادہ کیا تو [illegible]
تو ہزار درہم قرض لیے تھے یعنی شرکت میں تو قسمت ہو تو اسیکا قول معتبر ہی اگر مال اسکے ہاتھ مین ہی ہم اور دوسرے کو ہزار درہم لینا جائز ہی کذا فی الفتح حلبی نے کہا [illegible]

قبض مال کی شرط کی کچھ حاجت نہین خیرواکرہ فباعوا ثمرتہ ودفعوہ لاحدہم لیحفظہ فدسہ فی التراب لم یجدہ حلف فقط حیث لوگون نے انگور کا باغ خرید کیا پھر اُسکا پھل بیچا اور
اُسکی قیمت اپنےمین سے ایک شخص کو دی حفاظت کے واسطے سو اسنے مال کو مٹی مین گاڑدیا پھر تلاش کیا تو مال نہ پایا تو اُس سے فقط قسم لیجائیگی یعنے ضمان اسپر نہین کہ وہ امین ہے اور
ودفع لاخر الا قرضہ لنصفہ وعقد الشرکۃ فی الکل فشری امتعۃ فطلب رب المال حصتہ ان لم یصبر لنفسہ اخذ المتاع بالقیمۃ الوقت ایک شخص نے دوسرے کو کچھ مال دیا اور نصف اُسکو قرض
دیا اور کل مال مین شرکت منعقد کی سو دوسرے شخص نے تجارت کا اسباب خرید کیا پھر مال کے مالک نے اپنا حصہ طلب کیا یعنی اپنا قرض مانگا کذا فی الطحطاوی تو اگر وہ مال بکنے
اور نقد حاصل ہونے تک صبر نکرے تو اسباب کو نے فی الحال کی قیمت سے یعنی وقت طلب قیمت سے لے نہ خرید کے بموجب بینہما متاع علی دابۃ فی الطریق سقطت فاکتری احدہما
دابۃ لغیبۃ الاخر خوفا من ہلاک المتاع ولقعد یرجع بحصتہ قنیۃ دو شخصون کا اسباب مشترک ایک جانور پر تھا راہ مین وہ جانور گر پڑا تو ایک شریک نے دوسرے شریک کی غیبت مین
دوسرا جانور کرایہ کیا اسباب کے ضائع ہونے یا نقصان کے خوف سے تو اپنے شریک سے بقدر اُسکے حصہ کے کرایہ پھیرلے کذا فی القنیۃ دابۃ مشترکۃ قال البیطارون لا بد من کیہا فکواہا
احدہما لم یضمن اور ایک جانور مشترک بیمار ہے سالوتریون نے کہا کہ اُسکا داغنا ضرور ہے سو داغ دلایا اُسکو شریک حاضر نے دوسرے شریک کی غیبت مین پھر جانور ہلاک ہوگیا تو حاضر پر
ضمان نہین کذا فی المنح دار بین اثنین سکن احدہما وخربت ان خربت بالسکنی ضمن ایک گھر دو مین مشترک ہے اسمین ایک شریک نے سکونت کی اور وہ منہدم ہوگیا اگر اُسکی سکونت کے
سبب سے منہدم ہوگیا تو ساکن پر ضمان ہے ہم مشترک گھر غیر مقسوم مین شریک کو بقدر اپنے حصہ کے سکونت کرنا جائز ہے جدھر چاہے رہے اور مقسوم مین سوائے اپنے حصہ کے سکونت جائز نہین
کذا فی الطحطاوی طاحونۃ مشترکۃ قال احدہما لصاحبہ عمرہا فقال ہذہ العمارۃ تکفینی لا ارضی لعمارتک فعمرہا لم یرجع جواہر الفتاوی پنچکی مشترک ہے دو مین سو ایک شریک نے کہا اپنے دوسرے
شریک سے کہ اُسکی مرمت تعمیر کر سو اُسنے کہا کہ یہی عمارت مجھکو کافی ہے مین تیری عمارت سے راضی نہین سو اُسنے اُسکی تعمیر کی تو وہ اپنے شریک سے عمارت کا خرچ نہین لے سکتا کذا فی
جواہر الفتاوی ہم طاحون مشترک سے ہر چیز قسمت پذیر مراد ہے وفی السراجیۃ طاحونۃ مشترکۃ انفق احدہما فی عمارتہا فلیس بمتطوع ولو انفق علی عبد مشترک او ادی خراج کرم مشترک
فہو متطوع الکل من متن المصنف اور سراجیہ مین ہے مشترک پنچکی کی عمارت مین ایک شریک نے خرچ کیا تو وہ محسن نہین یعنی شریک سے اُسکے حصہ کے موافق لیگا اور اگر غلام مشترک
پر خرچ کیا یا انگور مشترک کا خراج ایک شریک نے ادا کیا تو وہ محسن ہے یہ جمیع مسائل مذکورہ مصنف کی شرح منح الغفار سے منقول ہین قلت والضابط ان کل من اجبر ان یفعل
مع شریکہ اذا فعلہ احدہما بلا اذن فہو متطوع والا لا شارح کہتا ہے مین کہتا ہون اور قاعدہ کلیہ مسائل مذکورہ کا یہ ہے کہ جس شخص پر اپنے شریک کے ساتھ کام کرنے کا جبر ہو سکتا
ہو تو جب ایک شریک وہ کام کریگا دوسرے شریک کے بلا اذن تو وہ محسن ہے اور اگر اُس کام مین شریک پر جبر نہین تو فاعل محسن نہین ہم درصورت جواز جبر شریک فاعل
قاضی سے نالش کر سکتا ہے تا قاضی بزبردستی شریک ثانی سے وہ کام کراوے پھر باوجود اسکے جبکہ اُسنے نالش نہ کی تو وہ تعمیر وغیرہ مین مضطر نہ ٹھہرا محسن ہوا لہذا شریک سے
نصف خرچ کا دعوی نہین کر سکتا اور درصورت عدم جواز جبر اگر ایک شریک تعمیر وغیرہ کریگا بلا اذن تو محسن نہوگا کیونکہ وہ اپنے مال بچانے کے واسطے مضطر ہے تو اپنے
شریک سے نصف خرچ کا دعوی کریگا اور یہ قاعدہ جمیع فروع مذکورہ کو شامل ہے سوائے مسئلہ سراجیہ کے اور ظاہرا جواہر الفتاوی کا مسئلہ معتمد ہے اسواسطے کہ قاعدہ مذکورہ کے
اور نظائر کے موافق ہے یا سراجیہ کا مسئلہ اس صورت پر محمول ہے جبکہ بحکم قاضی خرچ کرے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی ولا یجبر الشریک علی العمارۃ الا فی ثلث وصی وناظر وعند
تعذر قسمۃ ککری نہر ومرمۃ قناۃ وبیر ودولاب وسفینۃ معیبۃ وحائط لا یقسم اساسہ فان کان الحائط یحتمل القسمۃ ویبنی کل واحد فی نصیبہ السترۃ لم یجبر والا اجبر وکذا کل ما لا یقسم
کحمام وخان وطاحون تمامہ فی متفرقات قضاء البحر والعینی والاشباہ اور شریک پر عمارت کیواسطے زبردستی نہین ہوتی مگر تین صورت مین وصی یتیم اور ناظر وقف اور تعذر قسمت کی صورت
مین چنانچہ اصلاح نہر اور کاریز اور کنوین اور رہٹ درستی کشتی کی مرمت اور اُس دیوار کی مرمت جسکی بنیاد منقسم نہین ہو سکتی سو اگر دیوار قسمت کی محتمل ہو یعنی طویل ہو اور ہر شریک
اپنے حصے مین پردہ کر سکتا ہو تو اُسکی مرمت مین شریک ثانی پر جبر نکیا جاویگا اور اگر دونون شریکون مین آڑ اور پردہ نہو سکتا ہو تو شریک ثانی پر تعمیر کیواسطے جبر ہوگا اور اسی طرح
کا حکم علی التفصیل ہر ایک اُس چیز مین ہے جو قسمت پذیر نہین چنانچہ حمام اور خانقاہ اور پنچکی اور پورا بیان اسکا بحر الرائق کی کتاب القضا کی متفرقات اور عینی اور اشباہ مین ہے ہم خانیہ
مین ہے کہ ایک دیوار مشترک ہے دو صغیرون کے دو گھرون کے درمیان مین اور اُس دیوار پر چھتون وغیرہ کا بوجھ ہے کہ خوف ہے سقوط کا اور ہر صغیر کا وصی ہے سو ایک وصی نے

دیا سکی مرمت شاید کل اور دوسرا اس میں رہنا نہیں چاہتا تو دونون میں کوئی ایسا سکونت کا ارادہ کرے مرمت مین دونون کا ضرر معلوم کرے تو ہر ایک کو حق ہو اور
بعض فقہا لکھتے ہین کہ ترکہ جھگڑا ہو اور تمام گھر منہدم ہو کر جنگل ہوگیا تو اسکی تعمیر مین جبر نہین ہی کہ دونون شریک تقسیم کر لین اور اگر تنگ جگہ ہو اور کچھ منہدم ہو تو جبر ہی شریک مرمت
کرا دے تعمیر مین حق چاہیئے اور اگر محتاج ہو تو دوسرا شریک درست کرے اور نصف خرچ اسکے ذمہ ہوگا کذا فی الطحطاوی وفی منیۃ المفتی زرع بلا اذن شریکہ فدفع له شریکه
نصف البذر لیکون الزرع بینہما قبل نبات الزرع لم یجز و بعدہ جاز وان اراد قلعہ یقاسمہ فیقلعہ من نصیبہ ویضمن الزارع نقصان الارض بالقلع والصواب لنقصان الزرع اور
مجتبی کی کتاب الغصب مین ہی کہ کھیتی کی بلا اذن شریک کے سو ایک شریک نے اسکو آدھا بیچ دیا کھیتی دونون مین مشترک ہو اگر کھیتی جمنے سے پہلے بیچ دیا تو جائز نہین
ہو اسواسطے کہ وہ بیج جلا معدوم ہی اور بعد کھیت جمنے کے جائز ہی اور اگر شریک غیر زارع نے کھیت ختم کی کاٹنے کا ارادہ کیا تو اسکو ہم تقسیم کرے پھر اسکو اکھاڑ ڈالے اپنے حصہ
سے اور زراعت کرنیوالا نقصان زمین کا ضامن ہے جو نقصان کہ اکھاڑنے سے ہوا اور ٹھیک یہ ہی کہ نقصان زراعت کا ضامن ہے سید احمد طحطاوی نے کہا قول شارح کا وہی یعنی
کہ عبارت مجتبی النقصان بالقلع تصحیف ہوگئی ہو گی چنانچہ مجتبی کے نسخ معتمدہ میں صحیح پایا ہی اور تصویب شارح کی بلاوجہ ہی اسواسطے کہ مناسب ہی شریک ہی جسنے بلا اذن بیج ڈالے شریک کی
کھیتی کی انتہی ملخصا وفی قسمۃ الاشباہ المشترکۃ اذا انہدم فابی احدہما العمارۃ فان احتمل القسمۃ لا جبر ولا قسم الا بنی ثم اجر لیرجع وتمامہ فی شرکۃ المنظومۃ المحبیۃ اور اشباہ کی کتاب القسمۃ
مین ہی کہ مکان مشترک جب منہدم ہوجاوے اور ایک شریک اسکی مرمت سے انکار کرے تو اگر وہ مکان قابل قسمت ہی تو اسکی تعمیر مین شریک پر جبر نہین اور اسکی تقسیم کیجاوے یعنی دوسرے
شریک کی درخواست سے اور اگر مکان قابل تقسیم کے نہو تو دوسرا شریک اسکو بناوے یعنی قاضی کے حکم سے پھر اسکو کرایہ دے تا نصف خرچ حاصل کرے اور پورا اسکا بیان منظومہ محبیہ کی
کتاب الشرکۃ مین ہی وہو ہذا ۵ باع شریک حصۃ لآخر + ولو بلا اذن شریک ناظر + فیما عدا الخلط والاختلاط + جوز ذاک البیع والتعاطی + اور منظومہ محبیہ مین ہی ایک شریک نے
اپنا حصہ دوسرے شخص سے بیچا اگرچہ بلا اذن شریک حاضر کے بیع کی ہو سوائے صورت خلط اور اختلاط کے تو یہ بیع اور تعاطی جائز رکھی گئی ہم یہ مسئلہ شرکۃ الملک کا ہی جو اول
باب مین مذکور ہوچکا ۵ ثم الشریک ہہنا اذا باع حصتہ من فرس لنا ہا ما + ذلک منہ الاجنبی واہلکا + وکان ذا بغیر اذن الشرکاء + فان یشاؤا ضمنوا الشریکا + او من اشتری
منہ علی ما قد رووا + تعبیر بیان شریک اگر اپنا حصہ گھوڑے مین سے بیچے اور شخص اجنبی اس سے مول لے اور گھوڑا ہلاک ہوجاوے اور یہ بیع بغیر اذن شریکون کے ہوئی ہو
تو بموجب روایت فقہا کے شریکون کو اختیار ہی کہ شریک سے ضمان لین یا اس سے جس سے اسنے خرید کیا ہم درصورت اذن شرکا تضمین نہین اور شریک پر ضمان اس صورت
مین ہی جب اسنے گھوڑا مشتری کو تسلیم کردیا ہو اور اگر مشتری نے بلا تسلیم بائع اسکو لیا ہو تو فقط مشتری پر ضمان ہی کذا فی الطحطاوی ۵ وان یکن کل شریک اجرا + حصتہ
حمام لہ من آخرا + وکان شخص منہما قد اذنا + لذاک فی التعمیر او بالبنا + فلا رجوع صاح للمستاجر + فی ذا البنا علی الشریک الآخر + اور اگر ہر شریک نے اپنا حصہ حمام
دوسرے کو اجارہ دیا ہو اور ایک شخص نے دونون شریکون مین سے اس مستاجر کو اسکی تعمیر اور بنانے کی اجازت دی ہو تو مستاجر کو جائز نہین اس تعمیر کا خرچ مانگنا
دوسرے شریک سے جسنے اجازت نہین دی ہم حلبی نے کہا شارح نے حاشیہ پر یہ عبارت یہان لکھی ہی قلت ظاہرہ انہ یرجع علی الاذن لکن یرجع الکلام عنہ
فلیراجع یعنے مین کہتا ہون کہ ظاہر کلام مذکور یہ ہی کہ مستاجر اذن دینے والے شریک سے مرمت کا خرچ لیگا اتنی بات باقی رہی کہ تمام خرچ اس سے لیگا یا بقدر اسکے تو اسکو کتب فقہ
مین تلاش کرنا چاہیئے طحطاوی نے کہا کہ یہی عبارت بعضے نسخ در مختار کے اندر مرقوم ہی اور آخر مین اسکے لفظ منہ ہی تو یہ قرینہ ہو کہ یہ عبارت حاشیہ کی ہی اسواسطے کہ عادت
مصنفین یہ ہی کہ حاشیہ کے اختتام کے بعد منہ لکھتے ہین ۵ لو واحد من الشریکین سکن + فی الدار مدۃ بسنۃ الزمن + فلیس للشریک ان یطالبہ + باجرۃ السکنی ولا المطالبہ
بانہ یسکن مثل الاول + لکن ان کان فی المستقبل + لو طالب ان یہایی شریکا + یجاب فافہم ودع التشکیکا + دو شریکون مین سے ایک شریک رہا گھر مین ایک مدت تک
جو گذر گئی زمانہ سے تو دوسرے شریک کو کرایہ مانگنا جائز نہین اور نہ اسکا اسکو مطالبہ ہی کہ تمہین رہے زمان اول کے برابر لیکن اگر زمان مستقبل مین شریک سے
مطالبہ سکونت کا بطور مہایاۃ کرے تو قبول کیا جاوے اسکو سمجھ لے اور چھوڑ تشکیک کو ہم اب چند مسائل شرکت فتاوی عالمگیری سے نقل کرتا ہون باپ اور بیٹے نے
ایک حرفت سے مال حاصل کیا اور بیٹے انکے پاس کچھ مال نہ تھا تو یہ مال باپ ہی کا ہی اگر بیٹا اسکی عیال مین ہو اسواسطے کہ بیٹا معین ہی باپ کا اور اسیطرح اگر زوجین کے پاس مال نہ تھا

دونوں نے دینی سعی سے مال کثیر جمع کیا ہو تو وہ مال زوج ہی کا ہے زوجہ اسکی معین اور مددگار ہوگی ہاں اگر زوجہ کا علیحدہ پیشہ ہوگا تو اسکی مالک وہی ہوگی و جنون کیا
ہو دین کہ ایک شخص پر واجب ہوگا سبب واحد پر حقیقۃً ہو یا حکماً تو وہ دین دونوں میں مشترک ہوگا تو جب ایک شریک دین میں سے کچھ حاصل کریگا تو دوسرے شخص کو
اسمیں مشارکت پہنچتا ہو اور جو دین دو شخصوں کا دو سبب مختلف سے ہو تو وہ مشترک نہیں تو اگر ایک شخص کچھ حاصل کریگا تو دوسرا اسمیں شریک نہیں ہو سکتا ایک اونٹ دو
میں مشترک ہو پھر ایک شریک اسپر کچھ بوجھ لادکر سفر سے چلا اپنے شریک کے اذن سے پھر اونٹ راہ میں گر پڑا سو شریک نے اسکو حلال کر ڈالا تو اگر اسکی زندگی کی امید تھی تو وہ
ضامن ہو اور اگر امید نہ تھی تو ضامن نہیں اور اگر غیر شریک اسکو حلال کریگا تو بہر صورت اسپر ضمان ہو امید ہو یا نہو یہی قول اصح ہو اور یہی حکم ہو گوسفند یا بکری چرانے والے کو کہ
درصورت قطع امید حیات اسکے ذبح کرنے میں ضمان نہیں اور غیر شخص کے ذبح میں ضمان ہو مطلقاً طعام اور دراہم دو شریکوں میں مشترک ہیں سو شریک حاضر نے شریک
غائب کیواسطے نصف طعام اور دراہم کو صرف کیا محمد نے کہا میرا مسیر رکھتا ہوں کہ کچھ مضائقہ نہیں فقیہ ابو اللیث نے کہا یہی قول ہمارا مختار ہو اور ہبیل اور ہو دو شریک
سے اپنا حصہ لینا شریک کی غیبت میں جائز ہو ایک گھر میں دو شریک رہتے ہیں تو اگر ایک شریک چھت پر چڑھے تو دوسرا اسکو روک نہیں سکتا ہو اسلیئے کہ وہ اپنے
حق میں متصرف ہو اگر ایک وارث نے ترکہ مشترکہ میں تجارت کی اور نفع حاصل کیا تو یہ نفع فقط اسیکا ہو ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھکو ہزار درم قرض دو
میں تجارت کروں نفع میں ہم اور تم شریک ہیں پھر اسنے قرض دیا اور فائدہ حاصل ہوا تو تمام نفع مستقرض کا ہو نہ مقرض کا واللہ اعلم و استغفر اللہ الکریم ٭

کتاب الوقف

یہ کتاب ہو وقف کے احکام میں اور محاسن وقف کے ظاہر ہیں کہ اسمیں انتفاع طبقات محبوبین ہو منجملہ اپنی اولاد یا محتاجین کے اور عمل صالح کی ادامیت ہو کہ بعد موت کے
بھی اسکا ثواب جاری ہو امام شافعی نے فرمایا کہ میری دانست میں اہل جاہلیت میں وقف نہ تھا یہ خصلت حمیدہ اہل اسلام سے جاری ہوئی اور ثابت ہوا ہو کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے سات باغ مدینہ میں وقف فرمائے اور خلیل الرحمن علیہ السلام کے اوقاف اب تک باقی ہیں اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے اوقاف مشہور ہیں کذا فی
مناسبتہ للشرکۃ ادخال غیرہ معہ فی مالہ غیر ان ملکہ باق فیہا لا فیہ مناسبت وقف کی شرکت سے اپنے مال میں غیر کا داخل کرنا ہو اپنے ساتھ مگر اتنا فرق ہو کہ مالک کی ملک
شرکت میں باقی ہو نہ وقف میں ہم غیر کا ادخال شرکت میں تو ظاہر ہو کہ شریک مالک کے ساتھ تصرف اور نفع میں داخل ہو لیکن اپنے ساتھ غیر کا داخل کرنا وقف
میں لازم نہیں مگر جبکہ اپنی ذات اور غیر پر وقف کرے تو اگر شارح صاحب نہر الفائق وغیرہ کے مانند یوں کہتا کہ مناسبت وقف کی شرکت سے اس اعتبار سے ہو کہ
دونوں سے اس مال کا انتفاع ہو جو اصل مال پر زائد ہو لیکن شرکت میں اصل مال صاحب مال کی ملک میں رہتا ہو اور وقف میں اکثر کے نزدیک اسکی ملک سے نکل جاتا ہو تو
خوب تر واضح ہوتا کذا فی الطحطاوی ہو لغۃ الحبس وقف لغت میں بمعنی حبس ہو یعنی بند کرنا اور روکنا اور ولہذا موقف الحساب اس مقام کو کہتے ہیں جہاں لوگ قیامت میں
حساب کیواسطے محبوس ہونگے وقف مصدر ہو بمعنی موقوف اسلیئے اسکی جمع اوقاف ہو و شرعا حبس العین علی حکم ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ ولو فی الجملۃ اور اصطلاح
شرع میں وقف عبارت ہو حبس کرنے عین سے وقف کرنے والے کی ملک کے حکم پر اور خیرات کرنی منفعت سے اگرچہ تصدق فی الجملۃ ہو اور یہ تعریف وقف کی امام کے مذہب پر
ہو شارح نے قید حکم باتباع شرنبلالیہ زیادہ کی اور یہ صحیح نہیں اسواسطے کہ بتصریح قہستانی امام کے نزدیک عین مملوک ہو وقف کا حقیقۃً نہ حکماً اور قید فی الجملۃ جواب ہو نقض
کا صاحب فتح القدیر نے کہا کہ تعریف وقف پر اتنی عبارت زیادہ کرنا چاہیئے او صرف منفعتہا الی من احب یعنی اسکی منفعت کا صرف کرنا جدھر چاہے اسواسطے کہ اغنیا
کیطرف خرچ کرنا بلا قصد قربت وقف میں صحیح ہو بشرطیکہ اسکے آخر میں قربت دائمی ہو لیکن قبل انقراض اغنیا وقف ثابت ہو بلا تصدق اور اسقدر زیادہ کرنے سے
تعریف جامع ہو جاتی ہو حاصل جواب یہ ہو کہ تصدق فی الجملۃ مراد ہو اور اسپر محیط کی عبارت دلالت کرتی ہو کہ اگر اغنیا پر وقف کرے تو جائز نہیں اسواسطے کہ قربت نہیں
بخلاف اسکے کہ اگر اسکے آخر میں محتاجین کے واسطے مقرر کرے تو قربت ثابت ہوگی فی الجملۃ کذا فی الحلبی والاصح انہ عندہ جائز غیر لازم کالعاریۃ اور قول اصح
یہ ہو کہ امام اعظم کے نزدیک وقف جائز ہو لازم نہیں مانند عاریت کے یعنی واقف کو ابطال وقف کا اختیار ہو رجوع عنہ بما ہو حبسہا علی

باحکام ملک اللہ تعالیٰ وصرف منفعتہا علی من احب ترتیباً لیفتی فیہ بقول ابی یوسف وعلیہ الفتویٰ کذا فی ابن الشحنۃ اور صاحبین کے نزدیک
ذات حبس یہ بات ہے زمین کے حبس کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ملک کے حکم پر اور اسکی منفعت کے صرف کرنے سے جسپر چاہے اگرچہ وہ وقت غنی ہو پس بسبب وقف کی
ملک سے خارج ہو تو وقف لازم ہو گیا تو واقف کو اسکا بیچنا یا ہبہ کر دینا جائز نہیں اور نہ وارث اسکو وراثت میں پاوینگے اور صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے کذا فی
ابن کمال ابن الشحنۃ وسببہ ارادۃ محبوب النفس فی الدنیا ببر الاحباب وفی الآخرۃ بالثواب یعنی سبب وقف کا ارادہ کرنا ہے محبوب کی اور پسندیدہ جانی کا دنیا میں دوستوں
کے ساتھ اور آخرت میں ثواب کا حاصل ہونا یعنی بالنیۃ من اہلہ لانہ مباح بدون نیت یعنی حصول ثواب وقف اس شخص کی نیت سے ہوتا ہے جو اہل قربت کا ہو یعنی
مسلمان عاقل بالغ ہو اسواسطے کہ وقف کرنا مباح ہے بدلیل صحیح ہونے وقف کے کافر سے یعنی جب کافر کا وقف بطور عبادت نہیں تو ثواب نیت سے ہوگا نہ اصل وقف سے وقد یکون
واجبا بالنذر فیتصدق بہا او بثمنہا ولو وقفہا علی من یجوز دفع الزکوٰۃ لہ جاز فی الحکم یعنی نذر وبہذا عرف صفتہ اور وقف کرنا کبھی واجب ہوتا ہے نذر کرنے سے تو چیز موقوف کو تصدق کرے
یا اسکی قیمت کو اور اگر اسکو وقف کیا اسپر جسکو زکوٰۃ دینا جائز نہیں تو حکم میں وقف جائز ہوگا اور نذر باقی رہیگی اور اس تقریر سے صفت وقف کی معلوم ہو گئی پس صفت وقف
کی یہ ہے کہ وہ مباح اور قربت اور فرض ہوتا ہے مباح وہ وقف ہے جو بلا قصد قربت ہو لہذا کافر سے وقف صحیح ہے اور اسکو کچھ ثواب نہیں اور وقف قربت بقصد عبادت
ہوتا ہے مسلم سے اور وقف فرض منذور ہے چنانچہ یوں کہا کہ اگر میرا والد آوے تو مجھپر اس گھر کا وقف کرنا مسافروں پر لازم ہے پھر اگر نذر کرنیوالا اپنے اصول یا فروع پر وقف
کریگا تو وقف جائز ہوگا لیکن نذر ادا نہوگی کذا فی البحر اور یہ جو شارح نے کہا کہ اسکو تصدق کرے یا اسکی قیمت کو تو مسئلہ نذر بالوقف کو اس مسئلہ کے ساتھ مخلوط کر دیا جبکہ بصیغہ وقف
کا نذر ہو حالانکہ دونوں کا حکم مختلف ہے نذر بالوقف کا حکم تو ابھی معلوم ہو چکا اور بصیغہ وقف کے نذر ہونے کا بحر الرائق میں یہ حکم ہے کہ اگر بحکم عرف یا قائل کے پوچھنے سے
وقف ثابت ہو تو وقف ہے اور وہ اگر کسی زمین نے صدقہ کا ارادہ کیا تو وہ نذر ہے اسکو تصدق کرے یا اسکی قیمت کو اور اگر کچھ نیت نہو تو وہ میراث ہے کذا فی الطحطاوی ملخصاً
وحکمہ مر فی تعریفہ اور حکم وقف کا گذر گیا اسکی تعریف میں پس حکم یعنی اثر مرتب جو تعریف میں مذکور ہے وہ اسکو تصدق ہے منفعت کا ومحلہ المال المتقوم اور وقف کا محل مال
متقوم ہے جو قابل وقف ہو طحطاوی نے کہا مال سے وہ مال مراد ہے جو واقف کا مملوک ہو وقت وقف کرنیکے تو اگر زمین کو غصب کر کے وقف کیا پھر اسکو خرید لیا مالک سے تو صحیح نہیں
ورکنہ الالفاظ الخاصۃ کارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ مؤبدۃ علی المساکین ونحوہ من الالفاظ کموقوفۃ للہ تعالیٰ او علی وجہ الخیر او البر واکتفی ابو یوسف بلفظ موقوفۃ فقط قال الشہید ونحن
نفتی بہ للعرف اور رکن وقف کا الفاظ مخصوصہ ہیں چنانچہ یوں کہنا کہ میری یہ زمین صدقہ موقوفہ دائمی ہے مساکین پر اور مانند ان الفاظ کے چنانچہ یوں کہنا کہ یہ زمین خدا
کے واسطے موقوف ہے یا علی وجہ الخیر یا علی وجہ البر موقوف ہے اور ابو یوسف نے فقط بلفظ موقوف اکتفا کی ہے یعنی اگر اسیقدر کہے کہ یہ زمین یا یہ باغ موقوف ہے بلا ذکر
مستحقین اور بلا قید دوام تو کافی ہے صدر شہید نے کہا کہ ہم اسی قول کا فتویٰ دیتے ہیں بسبب عرف کے ہم الفاظ کو رکن اسواسطے کہا کہ اگر وقف مع الشرائط لکھے بلا تلفظ تو وقف
صحیح نہیں بالاتفاق کذا فی القہستانی اور شرح ملتقی میں ہے کہ طرفین کے نزدیک وقف صحیح نہیں جبتک اسکو اپنے ہاتھ سے نہ لکھے اور شاہدوں کو اسکے مضمون پر گواہ کرے
انتہی مشائخ بلخ نے ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیا ہے کہ مجرد لفظ وقف بلا ذکر دوام و جہت مصرف کافی ہے اور اکثر علما نے محمد رح کے قول پر فتویٰ دیا اشتراط تسلیم میں کذا فی
الطحطاوی وشرطہ شرط سائر التبرعات کحریۃ وتکلیف اور شرط وقف کی وہ ہے جو باقی تبرعات کی شرط ہے چنانچہ آزادی اور تکلیف تو غلام اور صغیر اور مجنون کا وقف صحیح
نہیں وان یکون قربۃ فی ذاتہ اور شرط وقف یہ ہے کہ فی ذاتہ قربت ہو تو مسلم یا ذمی کا وقف نصاریٰ یا یہود کے معبد اور فقرائے اہل حرب پر صحیح نہیں اور غنی
پر وقف کرنے میں قربت ہے اسواسطے کہ ذخیرہ میں ہے کہ تصدق علی الغنی میں ایک طرح کی قربت ہے کمتر قربت فقیر سے معلوماً منجزاً لا معلقاً الا بکائن شرط وقف کی
یہ ہے کہ معلوم ہو نہ مجہول منجز ہو نہ معلق کسی شرط پر مگر معلق بشرط موجود جائز ہے تو اگر اپنی کچھ زمین وقف کی بلا تعیین تو صحیح نہیں یا یوں کہا کہ یہ زمین فقرا یا
میرے قرابت والوں پر وقف ہے تو باطل ہے بسبب شک کے کذا فی العالمگیریہ اور ... وقف زمین باستثنائے اشجار صحیح نہیں بسبب عدم
تعیین وقف اور اگر یوں کہا کہ اگر میرے بیٹا ہو تو میرا گھر وقف ہے مساکین پر تو صحیح نہیں بسبب تعلیق کے اور اگر یوں کہا کہ اگر یہ جگہ میرا مملوک ہو پھر فلانا ہے تو

کر وقت تکلم وہ گھر متکلم کا مملوک تھا تو وقف صحیح ہوگا اسواسطے کہ تعلیق ایسی شرط موجود پر ہے ولا مضافا ولا موقتا ولا بخیار شرط اور شرط وقف یہ ہے کہ مضاف نہ ہو اور موقت
نہو اور خیار شرط نہو و عدم اضافت وقف اسطرح کہ میرا گھر صدقہ ہے کل یا پرسون چلبی نے کہا کہ عدم اضافت کو شرط وقف کی کہنا غلط ہے اسواسطے کہ بحر اور نہر مین جامع
الفصولین سے صحت اضافت منقول ہے ولا ذکر معہ اشتراط بیعہ وصرف ثمنہ لحاجتہ فان ذکرہ بطل وقفہ بزازیہ اور شرط یہ ہے کہ وقف کے ساتھ اُسکے بیع کو اور اُسکی قیمت
صرف کرنے کو اپنی حاجت مین مذکور نہ کرے اور اگر مذکور کریگا یعنی اسطرح کہ یہ زمین وقف ہے لیکن اگر مجھکو حاجت ہوگی تو بیچکر مین اسکی قیمت صرف کرونگا تو وقف
اسکا باطل ہے کذا فی البزازیہ وفی الفتح لو وقف المرتد فقتل او مات او ارتد المسلم بطل وقفہ اور فتح القدیر مین ہے کہ اگر مرتد نے وقف کیا پھر وہ مقتول ہوا یا مر گیا یا مسلم بعد وقف
کرنے کے مرتد ہو گیا تو اُسکا وقف باطل ہے ثم وقف مرتد میراث ہو جائیگا خواہ وہ مقتول ہوا ہے ارتداد پر یا مر جاے یا مسلمان ہو لیکن بعد اسلام کے اعادہ وقف صحیح
ہے اور مرتدہ کا وقف کرنا صحیح ہے اسواسطے کہ وہ مقتول نہین ہوتی کذا فی البحر ولا یصح وقف مسلم او ذمی علی بیعۃ او حربی قیل او مجوسی اور صحیح نہین وقف کرنا مسلم یا ذمی کا
معبد نصاری پر یا حربی پر اور بعضون نے کہا یا مجوسی پر ثم معبد نصاری سے جمیع معابد کفار مراد ہین معابد کفار کا وقف عہد اسلام مین باطل ہے اور اگر زمانہ جاہلیت
مین پہلے حربی ہونیکے وقت وقف کیا تو صحیح یہ ہے کہ بعد ذمی ہونیکے اُس سے تعرض نہین اور قول معتمد یہ ہے کہ محتاجین مجوس پر وقف جائز ہے کذا فی البحر وجاز علی ذمی لانہ قربۃ
حتی لو قال علی ان من اسلم من ولدہ او انتقل الی غیر النصرانیۃ فلا شی لہ لزمہ شرطہ علی المذہب اور جائز ہے وقف کرنا ذمی پر اسواسطے کہ وہ قربت ہے لہذا اُسکو صدقہ اور نذر
اور کفار و دینا جائز ہے یہانتک کہ اگر نصرانی ذمی وقف کرے اس شرط پر کہ جو اُسکی اولاد سے مسلمان ہو جائے یا نصرانیت کے سوا اور دین کیطرف انتقال کرے
تو اُسکو محاصل وقف سے کچھ حصہ نہین تو اُسکی شرط لازم ہوگی بنا بر مذہب مختار کے اسواسطے کہ مالک کو اپنے تصرفات مین اختیار ہے کذا نص الخصاف ثم الملک یزول
عن الموقوف باربعۃ امور باقرار مسجد کما سیجی او بقضاء القاضی لانہ مجتہد فیہ وصورتہ ان یسلمہ الی المتولی ثم یظہر الرجوع معین المفتی معزیا للفتح المولی من قبل السلطان
لا المحکم اور ملک واقف کی زائل ہوتی ہے موقوف سے ایک امر سے منجملہ چار امور کے مسجد کے جدا کر دینے سے چنانچہ عنقریب اسکا بیان آویگا یا اُس قاضی کے حکم
کر دینے سے جو بادشاہ کیطرف سے مقرر ہے نہ محکم کے حکم سے حکم قاضی کی اسواسطے حاجت ہوئی کہ زوال ملک مجتہدین مین مختلف فیہ ہے اور صورت اُسکی یہ ہے کہ واقف متولی
کو وقف تسلیم کر دے پھر اپنا رجوع ظاہر کرے یعنی کہے کہ اب مین وقف نہین کرتا کذا فی معین المفتی عن الفتح پھر قاضی بلحاظ مرافعہ متولی کے لزوم کا حکم کرے ثم مصنف نے لزوم
وقف زوال ملک کر تعبیر کیا اسواسطے کہ زوال ملک کو لزوم وقف لازم ہے اور قضا کی احتیاج امام کے مذہب پر ہے اسواسطے کہ صحت وقف مین اختلاف نہین خلاف تو
لزوم وقف مین ہے سو امام کے نزدیک لازم نہین اور صاحبین کے نزدیک لازم ہے تو اسمین بیع اور وراثت نہین اور ترجیح دلیل سے ہے اور خصاف نے صاحبین کے مذہب کے واسطے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے اوقاف سے بکثرت استدلال کیا ہے اور ابو یوسف اول امام کے قول پر تھے جب ہارون الرشید کے ساتھ حج کیا اور مدینہ طیبہ اور اُسکے نواح
مین اوقاف صحابہ کرام کے دیکھے تو امام کے مذہب سے رجوع کیا اور لزوم وقف کا فتوی دیا خلاصہ یہ ہے کہ مشائخ نے صاحبین کے قول کو ترجیح دیکر فتوی دیا ہے علاوہ اسکے فقہا نے
تصریح کی ہے کہ جب قاضی نے رشوت لی تو اُسکا حکم نافذ نہین ہوتا اور ہمارے زمانہ مین قاضی رشوت سے خالی نہین اسوقت مین لزوم وقف نہین ہو سکتا اگر صاحبین کے قول پر کذا
فی الخصاف وسیجی ان البینۃ تقبل بلا دعوی اور آگے آویگا کہ گواہی قبول ہے بلا دعوی یعنی اسواسطے کہ حکم وقف کا تصدق ہے محصول کا اور وہ حق تعالی کا حق ہے اور حقوق اللہ
مین قضا بالشہادۃ بلا دعوی صحیح ہے کذا فی المحیط ثم ہل القضاء بالوقف قضاء علی الکافۃ فلا تسمع فیہ دعوی ملک آخر و وقف آخر ام لا فتسمع افتی ابو السعود مفتی الروم بالاول
وبہ جزم فی المنظومۃ المحبیۃ ورجحہ المصنف صونا عن الحیل لابطالہ لکنہ نقل بعدہ عن البحر ان المعتمد الثانی وصححہ فی الفواکہ البدریۃ وبہ افتی المصنف پھر کیا قضا
بالوقف حکم ہے سب پر کہ اسمین دوسرے ملک یا دوسرے وقف کا دعوی مسموع نہین یا سب لوگون پر حکم نہین کہ دعوی مذکور مسموع ہو ابو السعود مفتی
روم نے قول اول یعنی عدم کا فتوی دیا اور اسی قول پر منظومہ محبیہ مین یقین کیا اور اسی کی ترجیح مصنف نے دی تا وقف ابطال کے حیلون سے محفوظ رہے
لیکن مصنف نے اپنی شرح مین اس کلام کے بعد بحر الرائق سے نقل کیا کہ قول ثانی یعنی جواز سماع دعوی معتمد ہے اور اُسکی فواکہ بدریہ مین تصحیح کی ہے اور اسی کا فتوی

مصنف

بمعنی ثبت نے ولیکن جواز او بالموت اذا علق به بموته کانہ قال فقد وقفت داری علی کذا فی الصحیح انہ کوصیة تلزم من الثلث بالموت لا قبله و بعد موته و
لکنہ یقسم ثلثین یا مگر نافذ ہوتی ہے واقف کے موت سے جبکہ وہ اپنی موت پر وقف کو معلق کرے اسطرح کہ جب میں مرجاؤں تو اپنے گھر کو فلانے پر وقف
کیا تو صحیح یہ ہے کہ واقف وصیت کے مانند لازم ہوتا ہے ثلث مال سے بسبب موت کے نہ قبل اسکے اگرچہ واقف نے اپنے وارث کے واسطے وقف کیا ہو تو اسکے وارثوں
نے اسکو جائز نہ رکھا ہو لیکن ثلث تقسیم ہوگا وارثوں پر دو ثلث کے مانند ظہیریہ میں ہے کہ ایک عورت نے گھر کو اپنے مرض الموت میں اپنے بیٹوں پر وقف کیا اسکے
بعد انکی اولاد پر اور انکی اولاد کی اولاد پر جبتک انکی نسل باقی رہے بعد اسکے محتاجوں کیواسطے چھوڑ وہ عورت مرگئی اور دو بیٹیاں اور ایک بہن وارث چھوڑ گئی زمین اسکے
وقف کرنے سے راضی نہیں اور میت کا کچھ مال نہیں سوا اس گھر کے تو وقف جائز ہوگا ایک ثلث میں نہ دو ثلث میں تو دو ثلث وارثوں میں بقدر انکے سہام کے تقسیم ہونگے اور ایک ثلث
وقف رہیگا تو اسکا جو کرایہ وغیرہ ہوگا وارثوں پر تقسیم ہوا کریگا بقدر انکے حصوں کے جبتک وارث زندہ رہینگے یعنی بیٹیوں پر پھر انکی اولاد پھر اولاد کی اولاد پر واقفہ کی شرط کے
مانند اور وارثوں کا اسمین حق نہیں یعنی اسکی بہن کا یا اسکی اولاد کا انتہی بزازیہ کی عبارت یہ ہے (قال ارضی هذه موقوفة علی ابنی فلان فان مات فعلی ولده و ولد ولده ونسله
ولم تجز الورثة فهی ارث بین کل الورثة مادام الابن الموقوف علیه حیا فان مات صار کلها للنسل انتہی) یعنی ایک شخص نے کہا کہ میری یہ زمین وقف ہے میرے فلانے ولد پر پھر جب مر
تو اسکے ولد پر اور میری نسل پر اور وارثوں نے اسکو جائز نہ رکھا تو وہ ارث ہے سب وارثوں میں جبتک کہ ابن موقوف علیہ زندہ رہیگا پھر جبکہ وہ مریگا تو تمام زمین نسل کیواسطے
انتہی اگرچہ صاحب بحر الرائق نے کہا کہ عبارت بزازیہ کی صحیح نہیں سواسطے کہ ظہیریہ سے مذکور ہوچکا کہ دو ثلث ملک ہیں اور ایک ثلث وقف ہے اور اسکا محصول وارثوں پر تقسیم ہوگا
جبتک وارث موقوف علیہ زندہ رہیگا شارح نے اس اعتراض کا جواب تو اپنی مدد میں یا فقول البزازیة انه ارث ای حکما فلا خلل فی عبارته فاعتبر الوارث بالنظر للغلة والوصیة ان
ردوا بالنظر للغیر وان لم تنفذ لوارثه لانها لم تمحض لرجل لغیره وبعده فافهم تو بزازیہ کا یہ قول کہ ثلث وقف کا ارث ہے محمول ہے ارث حکمی پر یعنی با وجود وقف ہونے کے تا حیات موقوف
علیہ مانند میراث کے تقسیم ہوگا تو اب کچھ خلل نہ رہا بزازیہ کی عبارت میں تو فقہا نے وارث کا اعتبار کیا بنظر محصول وقف کے اور وصیت کا اعتبار کیا اگرچہ وارثوں نے اسکو جائز
نہ رکھا بنظر غیر کے کہ وصیت جاری ہو وارث کیواسطے اسواسطے کہ وصیت یہاں محض وارث کیواسطے نہیں تھی جو جائز نہ ہو بلکہ غیر وارث کیواسطے نافذ ہوتی ہے بعد وارث کے تو سمجھو
یعنی چونکہ وصیت فقط وارث کیواسطے خالص نہ تھی لہذا اسمیں دونوں اعتبار کی رعایت کی وارث کا اعتبار بنظر محصول کے کیا اور غیر وارث کا اعتبار بنظر وصیت کے کیا تا وصیت
لازم ہو جائے طحطاوی نے کہا شارح کا رد ظاہر نہیں اسواسطے کہ عبارت بزازیہ اسمیں صریح ہے کہ تمام زمین ارث ہے جبتک ابن موقوف علیہ زندہ ہے اور اسکی موت کے بعد بالکل نسل کیواسطے ہو جاویگی
اور شارح کا جواب حیات ابن تک ہوسکتا ہے لیکن بنظر نسل نہیں ہوسکتا اسلیے کہ نسل کے واسطے ثلث ہے نہ سب میں او وقوله وقفتها فی حیوتی وبعد وفاتی مؤبدا فانه جائز عندهم لکن عند الامام
مادام حیا هو نذر بالتصدق بالغلة فعلیه الوفاء وله الرجوع ولو لم یرجع حتی مات جاز من الثلث یا مالک کی یہ بات کہنے سے کہ میں نے اسکو وقف کیا اپنی زندگی میں اور بعد وفات
اپنی کے ہمیشہ کو تو یہ جائز ہے امام اور صاحبین کے نزدیک لیکن امام کے نزدیک جبتک وہ زندہ ہے تو وہ تصدق محصول کی نذر ہے تو اسپر وفا نذر لازم ہے اور اسکو اس سے رجوع کرنا بھی
جائز ہے اور اگر اسنے رجوع نہ کیا یہانتک کہ وہ مرگیا تو وقف جائز ہوگا ثلث مال سے ثم جاز بمعنی مذکور صاحبین کے نزدیک اسکا لزوم نہیں قلت فعلی هذین الامرین له الرجوع مادام حیا خصیبا او مریضا
بامر قاضی او غیره شرنبلالیة فقول الدرر لو فسخ بنفسه القاضی لو غیر مسجل منظور فیه میں کہتا ہوں تو ان دونوں امر یعنی وقف معلق بالموت اور وقف بقید حیات و بعد ممات میں وقف
کو رجوع کرنا جائز ہے جبتک کہ وہ زندہ ہو تندرست ہو یا محتاج قاضی کے امر سے رجوع کرے یا سوا اسکے کذا فی شرنبلالیہ تو درر غرر کا یہ قول کہ اگر واقف محتاج ہو تو قاضی اسکو
فسخ کردے اگر وقف پر قاضی کی تسجیل ہوئی ہو منظور فیہ ہے یعنی مسلم نہیں ہے اسواسطے کہ فسخ قاضی کی حاجت نہیں بلکہ واقف خود فسخ میں مختار ہے اور قید فقیر کی بھی کچھ
احتیاج نہیں اور بموجب قول مفتی بہ کے واقف کچھ تصرف نہیں کرسکتا اور مفتی کو بھی فسخ کا فتوی دینا جائز نہیں اسواسطے کہ بحر الرائق میں ہے امام کے قول پر کسیکو فتوی نہیں دینا
کذا فی الطحطاوی و لا یتم الوقف حتی یقبض لم یقل للمتولی لان تسلیم کل شیء بما یلیق به ففی المسجد بالافراز وفی غیره بنصب المتولی وتسلیمه ایاه ابن کمال اور وقف
تمام نہیں ہوتا یہانتک کہ مقبوض ہو مصنف نے یوں نہ کہا کہ متولی کا مقبوض ہو اسواسطے کہ تسلیم ہر چیز کی اسکے لائق ہوتی ہے تو مسجد میں

تسلیم جدا کر دینے سے ہوتی ہے اور غیر مسجد میں متولی مقرر کرنے اور اُسکو تسلیم کر دینے سے ہوتی ہے کذا صححہ ابن کمال **ويفرز فلا يجوز وقف مشاع يقسم خلافا للثاني** اور
وقف تمام نہیں ہوتا یہانتک کہ جدا کر دیا جاوے تو جائز نہیں وقف کرنا مشاع قسمت پذیر کا بخلاف ابو یوسف کے ہم وقف کا جدا کر دینا قسمت کرکے مبنی ہے
اشتراط قبض پر سو امام محمد نے قبض کو شرط کیا ہے تو وقف مشاع یعنی غیر مقسوم کو جائز نہیں رکھا اور امام ابو یوسف نے قبض نہیں شرط کیا تو وقف مشاع جائز رکھا
اور اختلاف ہی محتمل القسمۃ میں اور غیر محتمل القسمۃ کا وقف تو بالاتفاق جائز ہے سوائے مسجد اور مقبرہ کے کہ اسکا وقف باوجود عدم احتمال قسمت بھی تمام نہیں بالاتفاق
مشائخ بلخ نے ابو یوسف کے قول کو لیا ہے اور مشائخ بخارا نے محمد کے قول کو لیا ہے اور خلاصہ اور بزازیہ اور ولوالجیہ اور شرح مجمع اور تجنیس اور غایۃ البیان میں کہا کہ مشائخ
امام محمد کے قول پر فتوی ہے کذا فی البحر **ويجعل آخره لجهة قربة لا تنقطع هذا بيان شرائطه الخاصة على قول محمد لانه كالصدقة وجعله ابو يوسف كالاعتاق** اور آخر وقف کا مقرر
کیا جاوے اس جہت قربت کیواسطے جو منقطع نہو یعنی انجام کار وقف موبد دائمی ہو مساکین پر یہ یعنی تسلیم اور افراز اور تابید بیان ہے وقف کی شرائط خاصہ کا محمد کے
قول پر اسواسطے کہ وقف مانند صدقہ ہے اور ابو یوسف نے اُسکو اعتاق کے مانند قرار دیا ہے ہم ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ کہ تابید وقف میں ضرور ہے لیکن
ذکر دوام شرط نہیں اور یہی قول صحیح ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دوام شرط نہیں ہے امام محمد کے نزدیک تصریح تابید ضروری ہے کذا فی الہدایۃ المنح طحطاوی نے کہا مصنف کا ظاہر
بیان مناسب نہیں اسواسطے کہ اول امام کے مذہب پر چلا کہ لزوم وقف نہیں تا مگر قضا سے پھر بیان شرائط میں محمد کے طور پر چلا حالانکہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے لزوم وقف
میں بلا قضا **واختلف الترجيح والاخذ بقول الثاني احوط واسهل في الدرر وصدر الشريعة وبه يفتي واقره المصنف** اور محمد اور ابو یوسف کے قول کی ترجیح مختلف ہے اور ابو یوسف
کا قول لینا احوط اور اسہل ہے وقف کی ترغیب کیواسطے اور درر غرر اور شرح وقایہ میں ہے کہ اسی کا فتوی ہے اور مصنف نے بھی اپنی شرح میں اسکو ثابت رکھا ہے **واذا وقته**
بشهر او سنة بطل اتفاقا ورد عليه فلو وقف على رجل بعينه عاد بعد موته لورثة الواقف به يفتي فتح قلت جزم في الخانية بصحة الموقت مطلقا فتنبه واقره الشرنبلالي اور جب وقف میں
مہینہ یا سال کا وقت بیان کیا تو باطل ہے بالاتفاق کذا فی الدرر اور بموجب بطلان موقت کے اگر وقف کیا ایک مرد پر بعینہ تو اُسکی موت کے بعد وقف کے وارثوں کی طرف لوٹ
عود کریگا اسی پر فتوی ہے کذا فی الفتح میں کہتا ہوں خانیہ میں یقین کیا ہے صحت موقت کا مطلقا تو خبردار ہو جا اور ثابت رکھا ہے اسکو شرنبلالی نے ہم مسئلہ وقف علی المعین بطلان موقت پر مبنی نہیں ہو سکتا
جبتک شخص معین پر وقف کرنا بالاتفاق باطل نہو حالانکہ ایسا نہیں بلکہ یہ مسئلہ اسپر مبنی ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک تابید اصلا شرط نہیں تو موقوف علیہ کی حیات تک وقف رہیگا اور بعد اسکے میراث
ہو گا اور خانیہ میں ہے کہ ایک مرد نے اپنے گھر کو ایک دن یا ایک مہینہ یا وقت معین وقف کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو جائز ہے اور وقف ابدی ہو گا انتہی تو اسکا قول یعنی عدم زیادت اس
تفصیل کا مشیر ہے جسکو ہلال نے بیان کیا ہے کہ اگر واقف یہ شرط کرے کہ بعد وقت معلوم کے موقوف میری طرف رجوع کرے تو وقف باطل ہے اور اگر یہ شرط نہیں تو صحیح ہے تو خانیہ کی عبارت میں
اطلاق نہیں جسکو شارح نے بیان کیا ہے مگر یہ کہ اطلاق وقت ادا ور رکھے اور توفیق عبارات کی یون ممکن ہے کہ بطلان موقت کا قول مطلقا محمد کے قول پر محمول ہے کہ اُنکے نزدیک تابید لفظی شرط ہے اور صحت
موقت مطلقا کا قول ابو یوسف کی اس روایت پر محمول ہے جسمیں مطلقا اشتراط تابید نہیں اور قول تفصیل ابو یوسف کے اس قول صحیح پر محمول ہے جسمیں تابید معنوی ضرور ہے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی
فاذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن فبطل شرط واقف الكتب الرهن شرط كما في التدبير پھر جب وقف باتمام شرائط [illegible] انتفاع معنی تمام ہو تو مملوک نہیں ہوتا اور تملیک اسمین
نہیں ہو سکتی اور عاریت اور رہن نہیں دیا جاتا تو کتابوں کے وقف کرنیوالے کا رہن کی شرط کرنا باطل ہے چنانچہ کتاب التدبیر میں مذکور ہو چکا **ولو سكنه المشتري او المرتهن ثم بان انه وقف او لصغير لزم اجر**
المثل [illegible] اگر وقف میں مشتری یا مرتہن نے سکونت کی پھر معلوم ہوا کہ وہ وقف ہے یا صغیر کا مملوک ہے تو اسپر اجرت مثل لازم ہے کذا فی القنیہ **ولا يقسم بل يتهايئون الا عندهما فيقسم المشاع وبه افتي**
قارئ الهداية وغيره اور وقف تقسیم نہ کیا جاوے مستحقین میں بلکہ بطریق استحقاق نوبت بنوبت اس سے فائدہ لیں مگر صاحبین کے نزدیک غیر مقسوم قسمت ہو اور اسی کا فتوی دیا ہے قارئ ہدایہ وغیرہ
[illegible] قارئ الہدایہ وغیرہ صاحبین کے نزدیک قسمت وقف مشاع صحیح ہے جبکہ قسمت ہو درمیان وقف و
[illegible] شریک کا یا دو [illegible] یا اسکے ناظر کے [illegible] اسکی وقف کی مختلف ہو کذا صرح قارئ الہدایہ یعنی قاضی نے جبکہ جواز وقف مشاع کا حکم کیا اور اسکی قضا نافذ
[illegible] اور متفق علیہ ہو گئی سوا اگر بعضے شرکا طالب قسمت ہوں تو امام کے نزدیک قسمت نہو گی نوبت بنوبت استعمال کرنا چاہیے اور صاحبین کے نزدیک قسمت ہو گی کذا فی المنح [illegible]

یعنی قسمت کی تعیین نہیں چاہئے اور نوع وقف کا مصرف تقدیم ہو اور وقف نصف مشاعا کہ لہذا القاضی تقسیمہ مع الواقف صدر الشریعۃ وابن الکمال وبعد موتہ مع ورثتہ و ذلک
فیکون القاضی لوقف من الملاک لم یعد بہ افتی قاری الہدایۃ واعتمدہ فی المنظومۃ المحبیۃ اور اگر واقف نے اس زمین کا نصف وقف کیا جسکی ملک وہ ہے تو قاضی کو
مالک تقسیم کر دینا باوجود واقف کے کذا صرح صدر الشریعۃ وابن الکمال اور واقف کی موت کے بعد اسکے وارثون کو تقسیم جائز ہے تو قاضی وقف کو ملک سے جدا کر دے
اور وارثون کو نصف ملک کا بیع کرنا جائز ہے اور اسی کو فتوی دیا ہے قاری الہدایہ نے اور اسی پر اعتماد کیا ہے منظومہ محبیہ میں ہم انفع المسائل میں مذکور ہے کہ جمیع من الوقف
والملک کی قسمت قاضی کو جائز نہیں مگر خیر کا کی ترضی سے کذا فی المنح لا الموقوف علیہم ای تقسیم وقف بین مستحقیہ اجماعا درر وکافی وخلاصۃ وغیرہا ان خصہم لیس فی الیمین
ویجبرہم ابن نجیم فی فتاواہ وفی فتاوی قاری الہدایۃ ہذا ہو المذہب لان البعض جزء لک یعنی جبکہ نہین ہو تو موقوف علیہم کے قسمت جو ہو وقف تقسیم ہوگا نہیں مستحقین کے باجماع
امام اور صاحبین کے کذا فی الدرر والکافی والخلاصۃ وغیرہا اسواسطے کہ مستحقین کا حق عین وقف مین نہیں بلکہ اسکے محاصل مین ہے اور اسی کا یقین کیا ہے ابن نجیم نے اپنے فتاوی
مین اور قاری ہدایہ نے فتاوی مین کہ یہی مذہب ہے اور بعضے علما نے قسمت موقوف بین المستحقین جائز رکھی ہے مگر یہ قول غیر معتبر ہے کہ مخالف اجماع ہے کذا فی الطحطاوی ولو سکن
بعضہم لم یجد الآخر موضعا یکفیہ فلیس لہ اجرۃ ولا لہ ان یقول انا استعمل بقدر ما استعملتہ لان المہایاۃ انما تکون بعد الخصومۃ قنیہ اور اگر بعض مستحقین نے وقف مین سکونت کی
اور دوسرے مستحق نے ایسی جگہ نہ پائی جو اسکو کافی ہو تو اسکو اجرت لینا مستحق ساکن سے جائز نہیں اور نہ اسکو یون کہنا جائز ہے کہ مکان وقف کو مین استعمال کرونگا جسقدر تو نے
استعمال کیا ہے اسواسطے کہ مہایاۃ یعنی نوبت بنوبت استعمال کرنا نہیں ہوتا مگر بعد خصومت کے کذا فی القنیہ طحطاوی نے کتاب خصاف کی عبارت سے شارح نے قنیہ کیطرف نسبت کی
نعم لو سکنہ کلہ احدہم بالغلبۃ بلا اذن الآخر لزمہ اجر حصۃ شریکہ ولو وقفا علی سکناہما بخلاف الملک المشترک درر معد الاجارۃ قنیہ ہان اگر ایک مستحق نے تمام مکان وقف کو استعمال
کیا زبردستی بلا اذن مستحق ثانی کے تو ساکن پر بقدر حصہ شریک کے اجرت لازم ہوگی اگرچہ وہ مکان دونون کی سکونت کیواسطے وقف ہوا ہو بخلاف ملک مشترک کے کہ اسمین شریک
پر اجرت لازم نہیں اگرچہ وہ مکان کرایہ کیواسطے مہیا ہو کذا فی القنیہ قلت لو بعضہ ملک وبعضہ وقف یاتی فی الغصب مین کہتا ہون اور اگر کچھ مکان ملک اور کچھ وقف ہو تو غصب مین
آویگا ویزول ملکہ عن المسجد والمصلی بالفعل وبقولہ جعلتہ مسجدا عند الثانی وشرط محمد والامام الصلوۃ فیہ بجماعۃ وقیل یکفی واحد وجعلہ فی الخانیۃ ظاہر الروایۃ اور زائل
ہوتی ہے ملک واقف کی مسجد اور عیدگاہ سے بوجہ فعل کے یعنی علیحدہ کر دینے سے یا اس قول سے کہ مین نے اس مکان کو مسجد کر دیا ابو یوسف کے نزدیک اور محمد اور امام نے اسمین
جماعت سے نماز پڑھنا شرط کیا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایک شخص کا بھی نماز پڑھنا کافی ہے اور خانیہ مین اسی قول کو ظاہر الروایۃ کہا ہے مسجد مخالف ہے مطلق وقف سے سب کے
نزدیک تو امام اعظم کے نزدیک حکم حاکم اور وصیت کرنا اسکے واسطے شرط نہیں اور ابو یوسف کے نزدیک مشاع کا مسجد کرنا جائز نہیں اور محمد کے نزدیک تسلیم متولی اسمین شرط نہیں جبکہ اسواسطے
عمارت بنانا شرط نہیں اسواسطے کہ خانیہ مین ہے کہ ایک شخص کی زمین میدان ہے اسمین کچھ عمارت نہیں اور اسنے لوگونکو جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ابدا یا دوام کا لفظ ذکر نہ کیا
لیکن نیت دوام کی کی پھر وہ مرگیا تو وہ مکان مسجد ہو گیا اسمین میراث نہین کذا فی النہر جسنے مسجد بنائی تو اسکی ملک جو دہی جبتک مسجد کو اسکی راہ کے ساتھ اپنی ملک سے جدا
نکرے اسواسطے کہ وہ خالص اللہ تعالی کیواسطے نہین ہوتی یعنی جبکہ اگر اپنے گھر کے درمیان مین مسجد بنائے اور لوگونکو دخول در نماز کا اذن دے اگر اسکی راہ بھی شرط کی ہو تو سب کے
نزدیک مسجد ہو گئی والا امام کے نزدیک مسجد نہین اور صاحبین کے نزدیک مسجد ہو گئی اور راہ منجملہ حقوق مسجد ثابت ہو جاویگی بلا شرط اور نماز اسواسطے شرط ہوئی کہ امام اور محمد کے نزدیک
تسلیم ضرور ہے اور مسجد مین جماعت سے تسلیم ثابت ہوتی ہے بنا بر صحیح روایت کے امام سے اور اسکے ساتھ اذان اور اقامت سے نماز جہری بھی شرط ہے تو اگر نماز سری بلا اذان اقامت ہوئی تو امام
اور محمد کے نزدیک مسجد نہ ثابت ہوگی اور اگر ایک شخص کو امام اور مؤذن مقرر کیا تو اسکے تنہا نماز سے مسجد ہو گی بالاتفاق اور متولی یا قاضی یا اسکے نائب کی تسلیم سے مسجد ثابت ہو گی کذا فی
العالمگیریۃ ملخصا اور چونکہ وقف اور قضا مین ابو یوسف کا قول ارجح ہے لہذا مصنف نے اسکو مقدم کیا تنویر اور درر اور ملتقی کے مانند یعنی مجرد قول مسجد ہو جاتی ہے کذا فی الطحطاوی فرع
سبلہ لمحلۃ شارح کا ارادا اہل المحلۃ نقض المسجد وبناءہ احکم من الاول ان کان الباقی من اہل المحلۃ لہم ذلک والا بزازیہ اہل محلہ نے چاہا مسجد کا توڑنا اور بعد اسکے بنانا اسکا محکم تر اول
سے تو اگر دوسرا بنانیوالا منجملہ اہل محلہ ہے تو جائز ہے اور نہین تو نہین جائز کذا فی البزازیۃ واذا جعل تحتہ سرداب المصالحۃ ای المسجد جاز کمسجد المقدس لرجل بغیر با

او جعل فوقه بيتا وجعل باب المسجد الى طريق وعزله عن ملكه لا يكون مسجدا وله بيعه ويورث عنه خلافا لهما اور جبکہ مسجد کے نیچے تہ خانہ بنایا مسجد کے مصالح کیواسطے تو جائز ہے
جیسے بیت المقدس کی مسجد کے نیچے ہے اور اگر تہ خانہ مصالح مسجد کے سوا کے واسطے بنایا گیا اسی طرح اوپر کوٹھری بنائی اور مسجد کا دروازہ راہ کیطرف کر دیا اور اسکو اپنی ملک سے جدا
کر دیا تو مسجد نہوگی اور اسکو اسکی بیع جائز ہے اور اسکے بعد اسکا وارث پاویگا بخلاف صاحبین کے مذہب کے اور امام کا قول ظاہر ہے بسبب اسواسطے کہ اسمیں حق العبد باقی رہا اور جب تک
مسجد کے اعلی یا اسفل جوانب میں باقی رہا تو وہ خالص اللہ تعالی کیواسطے نہوگی کذا فی الطحطاوی وعن البحر لما حصل به مسجدا واذن للصلوة فيه حيث يكون مسجدا لا انه شرط
الطريق زيلعي چنانچہ ایک شخص نے اپنے گھر کے درمیان مسجد بنائی اور اسمیں نماز کا اذن دیا تو وہ مسجد نہوگی مگر جبکہ مسجد کیواسطے راہ بھی مقرر کرے کذا فی الزیلعی فرع مسئلہ مختصرہ شارح و بنی

فوقه بيتا للامام لا يضر لانه من المصالح اما لو تمت المسجدية ثم اراد البناء منع ولو قال عنيت ذلك لم يصدق تاتارخانية فاذا كان هذا فى الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه ولو على جدار
المسجد ولا يجوز اخذ الاجرة منه ولا ان يجعل شيئا منه مستغلا ولا سكنى بزازية اور اگر واقف نے مسجد کے اوپر امام کیواسطے کوٹھری بنائی تو ضرر نہیں اسواسطے کہ یہ منجملہ مصالح مسجد ہے اور
اگر اس مکان کا مسجد ہونا پورا ہوگیا یعنی فقط قول سے جیسر فتوی ہے یا اسمیں نماز پڑھنے سے پھر واقف نے مسجد کے اوپر مکان بنانے کا ارادہ کیا تو منع کیا جائیگا اور اگر
کہیگا کہ میں نے اسکی نیت کی تھی تو اسکی تصدیق نہوگی کذا فی التاتارخانیہ پھر جب واقف کو یہ حال ہے کہ بنا نہیں سکتا تو غیر واقف کا بنانا کیونکر جائز ہوگا تو اسکا گرا دینا واجب ہے
اگرچہ عمارت مسجد کی دیوار پر ہو نہ چھت پر اور اس سے کرایہ لینا جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ منجملہ مسجد کے کوئی تھوڑا مکان کرایہ یا سکونت کیواسطے مقرر کیا جاوے کذا فی البزازیہ
ہم کرایہ لینا ہر صورت جائز نہیں اگرچہ مسجد کی عمارت وغیرہ میں صرف ہو اور یہ جو بعض مسجد کا کرایہ لینا صاحب مسجد کیواسطے جائز رکھا ہے وہ قول غیر صحیح ہے کذا فی البحر ولو خرب ما حوله
واستغنى عنه يبقى مسجدا عند الامام والثانى ابدا الى قيام الساعة وبه يفتى حاوى القدسى اور اگر مسجد کا گرد و پیش منہدم ہوکر ویران ہوگیا اور اسکی کچھ حاجت نہ رہی تو وہ بھی
مسجد ہی باقی رہیگی امام اور ابو یوسف کے نزدیک ہمیشہ قیامت تک اسی پر فتوی ہے کذا فی الحاوی القدسی یعنی اسکی ملکیت واقف اور اسکے وارثوں کیطرف عود نہ کریگی اور اسکا اسباب
نقل کرنا دوسری مسجد کیطرف جائز نہیں اسواسطے کہ وہ مسجد ہے علی الدوام کوئی اسمیں نماز پڑھے یا نہ پڑھے کذا فی المنح والحاوی القدسی وعاد الى الملك اى ملك الباني او ورثته
عند محمد اور مسجد منہدم عود کریگی طرف ملک کے یعنی بانی یا اسکی وارثوں کو اسکی ملک عائد ہوگی محمد کے نزدیک وعن الثانى ينقل الى مسجد آخر باذن القاضى اور ابو یوسف سے دوسری
روایت ہے کہ وہ نقل ہوگی دوسری مسجد کیطرف قاضی کے اذن سے یعنی اسکا شکستہ اسباب قاضی کے اذن سے بیع ہوکر قیمت اسکی دوسری مسجد میں صرف ہوگی اور یہ روایت اسناد
الی حاوی کے مخالف ہے کذا فی المنح ومثله فى الخلاف المذكور حشيش المسجد وحصيره مع الاستغناء عنهما اور خلاف مذکور میں مانند منہدم کے ہے مسجد کی گھاس اور اسکی چٹائیاں جب انکی
حاجت نہ رہے یعنی شیخین کے نزدیک ملک میں داخل نہیں اور محمد کے نزدیک واقف کی مملوک ہوجاویگی وكذا الرباط والبئر اذا لم ينتفع بهما فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض
الى اقرب مسجد او رباط او بئر او حوض اليه تفريع على قولهما اور اسیطرح مسافرخانہ اور کنواں جب ان سے انتفاع کے نہ رہے تو صرف کیا جاوے وقف مسجد اور مسافرخانہ اور کنویں اور
حوض کا اس مسجد اور مسافرخانہ اور کنویں اور حوض کے جو اس سے قریب تر ہے یہ تفریع ہے شیخین کے قول پر کذا فی الدرر ثم عبارت میں لف و نشر مرتب ہے یعنی وقف مسجد اقرب مسجد کیطرف
اور وقف مسافرخانہ اقرب مسافرخانہ کیطرف اور حوض کا وقف اقرب حوض کیطرف صرف ہو وفيها وقف ضيعته على الفقراء وسلمها للمتولى ثم قال لوصيه اعط من غلتها فلانا كذا وفلانا كذا لم
يصح لخروجه عن ملكه بالتسجيل فلو قبله صحت قلت لكن سيجيء معزيا للفتاوى ومؤيد زاده ان للواقف الرجوع فى الشروط ولو مسجلا اور درر میں ہے کہ ایک شخص نے زمین فقرا پر وقف کی اور متولی
کو سپرد کی پھر اسنے اپنے وصی سے کہا کہ اس زمین کے محصول سے فلانے کو اتنا دینا اور فلانے کو اتنا تو یہ صحیح نہیں بسبب خارج ہوجانے موقوف کے واقف کی ملک سے قاضی کے حکم مسجل
سے اگر قبل حکم کے وصیت کریگا تو صحیح ہوگا میں کہتا ہوں لیکن آگے آویگا فتاوی مؤید زادہ سے منقول ہوکر واقف کو شروط وقف میں رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ وقف مسجل ہوگیا ہو
یہ استدراک ہے عدم صحت پر طحطاوی نے کہا معلوم ہوا کہ شارح نے اسکی تحریر نہیں کی اتحاد الوقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف احدهما جاز للحاكم ان يصرف
من فاضل الوقف الآخر عليه لانهما حينئذ كشيء واحد واقف اور جہت متحد ہے اور بعض موقوف علیہ کا مرسوم یعنی مشاہرہ و سالیانہ کم ہوگیا بسبب ویران ہوجانے احد الوقفین کے تو حاکم کو جائز
ہے کہ دوسرے وقف کی فاضل آمدنی سے ادھر صرف کرے اسواسطے کہ دونوں مصرف ایک مصرف کے مانند ہیں اور مصنف نے اپنی شرح میں اتحاد واقف و جہت کی اسطرح مثال دی کہ ایک شخص نے

اور یہ بین بانٹ دیا جائیگا پھر ایک صنف کیواسطے حصہ وقف میں بماند ایک جہت ہو اور وقف کی ویرانی سے دو سری جہت کی قوت ہو
تو حاکم ایسا کر سکتا ہے یا نہیں تو صحیح یہ ہے کہ کر سکتا ہے اور صحیح ہوا کہ ان کا کلام بر خلاف ہے اسواسطے کہ برابر ہی ہے اور وقف درست کی ہوئی
بر ہونی ہے وقف کی مرمت کیواسطے اور وہ مرمت سے امام ابو یوسف کے نزدیک ہے کذا فی الحاوی اور اگر اختلاف ہو کہ بی بی سیاوان ہے
کذا فی المحیط اور اگر وقف وجہت سے کوئی اختلاف ہو تو صحیح یہ ہے کہ دو شخصوں نے دو مسجدیں بنائیں یا ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا اور دونوں پر اوقاف موقوف کیے تو حاکم کو جائز
نہیں کہ ایک کا محصول دوسرے پر صرف کرے وقف المشاع کا اعتبار ہے اور اگر ایک شخص نے اپنی زمین جیسا ہو تو صحیح ہے استحساناً ایک شخص نے اپنی زمین اور کھیتی
اپنے غلاموں کے ساتھ وقف کیا تو صحیح ہے استحساناً زمین کی تبعیت سے اور شیخ اول ثانی جمیع ائمہ یعنی ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک وقف کرنا بھی جائز
صحیح ہے کذا فی شرح الملتقی وجاز وقف البقر علی مصالح الرباط ... اور جو اس کا خرچ اور جنایت وقف کے مال میں ہو ... جب تک وقف کرنا
غلام کا مسافر خانہ کے مصالح کیواسطے کذا فی الخلاصہ اور اسکا خرچ اور جنایت وقف کے مال میں ہو اور اگر وہ غلام مقتول ہو عمداً تو قصاص نہیں کذا فی البزازیہ بلکہ قاضی اسکی
قیمت لیکر اس کے عوض دوسرا غلام خرید کیا جائیگا صحیح وقف مشاع قضی بجوازہ لانہ مجتہد فیہ فللحنفی المقلد ان یحکم بصحۃ وقف المشاع وبطلانہ لاختلاف الترجیح وادا کان فی المسئلۃ
قولان مصححان جاز الافتاء والقضاء باحدہما ... پس جو وقف مشاع کا جسکے جواز پر قاضی کا حکم ہو گیا اسواسطے کہ وقف مشاع میں مجتہدین کا اختلاف ہے
حنفی مقلد کو جائز ہے کہ صحت وقف مشاع کا حکم کرے بسبب اختلاف ترجیح صحت و عدم صحت کے اور جبکہ مسئلہ میں دو قول مصحح ہوں تو کسی ایک قول پر فتوی دینا مفتی کو اور حکم
کرنا قاضی کو جائز ہے کذا فی البحر وشرح ... جبکہ کوئی قول منقول ... سے عدول کرنا جائز نہیں اور جب ایک قول پر فتوی دیا یا قاضی حکم کرے تو دوسرے قول پر
فتوی نہ دے اور حکم کرے کذا فی ... ویصح ایضاً وقف کل منقول قصداً فیہ تعامل للناس کفاس وقدوم بل ودراہم ودنانیر اور جنازہ صحیح ہے وقف اس مال
منقول کا بھی بالقصد جسمیں لوگوں کا عمل جاری ہو گیا یعنی جس منقول کا وقف کرنا لوگوں میں رائج ہو گیا جیسے کلہاڑی اور بسولہ بلکہ دراہم اور دنانیر کھوڑے اور ہتھیار
کی صحت وقف میں علماء میں اختلاف ہے اسواسطے کہ اسمیں احادیث وآثار وارد ہیں بلکہ انکے غیر میں اختلاف ہے امام محمد کے نزدیک وقف منقول کا بشرط رواج صحیح ہے اور ابو یوسف
کے نزدیک صحیح نہیں اور مجتبی میں یوں منقول ہے کہ امام محمد وقف منقول مطلقاً جائز رکھتے ہیں اور امام ابو یوسف بشرط رواج اور ظاہر یہ ہے کہ وقف منقول نہیں شہروں میں منحصر ہے
جہاں اسکے وقف کا رواج ہو اور مفتی ابو سعود کے نزدیک ... مقبول نہیں کذا فی الحاوی ... کما فی معروضات المفتی ابی السعود
فیباع ویدفع ثمنہ مضاربۃ او بضاعۃ ... ولذا اجاز ... بلکہ سلطان
روم کا امر قاضیوں کو صحت وقف دراہم اور دنانیر کے حکم کرنیکا وارد ہوا ہے چنانچہ مفتی ابو سعود کی معروضات میں ہے اور ہر چیز کیلی اور وزنی کے وقف کرنیکا تو کیل اور وزن کر
بیچی جائے اور اسکی قیمت بطور مضاربت یا بضاعت کسی کو دیجائے تو موجب صحت وقف منقول کے اگر گیہوں یا جو وقف کرے اس شرط پر کہ مثل اسکا قرض دے
اس مزارع کو جسکے پاس بیج نہیں تاکہ وہ بو دے اپنے واسطے پھر جب اناج پختہ ہو تو اتنا اس سے لے لے پھر وہ اناج دوسرے محتاج مزارع کو قرض دے اور اسی طرح ہمیشہ قرض دیا کرے
اور اتنا لیا کرے تو یہ جائز ہے کذا فی الخلاصہ وفیہا وقف بقرۃ علی ان ما یخرج من لبنہا ... اور خلاصہ میں ہے کہ ایک شخص نے گائے
وقف کی اس شرط پر کہ جو اسکا دودھ اور گھی نکلے وہ فقیروں کے واسطے ہے اگر وہاں کے لوگ ایسے وقف کرنیکے معتاد ہوں تو اسکے جواز کی میں امید رکھتا ہوں و قدر وجنازہ
وثیابہا ومصحف وکتب لان التعامل تیرک بہ القیاس لحدیث ما راٰہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن بخلاف ما لا تعامل فیہ کثیاب متاع وہذا قول محمد وعلیہ الفتوی اختیار
صحیح ہے وقف کرنا دیگ اور جنازہ اور اسکے کپڑوں اور مصحف اور کتابوں کا اسواسطے کہ تعامل یعنی رواج مسلمین سے قیاس مجتہد متروک ہو جاتا ہے بدلیل اس حدیث کے
کہ جسکو اہل اسلام اچھا جانیں وہ خدا کے نزدیک اچھا ہے بخلاف اس منقول وقف کے جسکا رواج نہیں چنانچہ کپڑوں اور اسباب کا وقف کرنا کہ وہ جائز نہیں یہ قول ہے
محمد کا اور اسی پر فتوی ہے کذا فی الاختیار شرح المختار جنازہ بالکسر عبارت ہے نعش سے یعنی جس پر میت کو رکھکر دفن کیواسطے لیجاتے ہیں اور ثیاب جنازہ وہ ہیں جو

نعش پر ڈالے جاوین علامہ نوح نے کہا کہ وقف کتب کا مطلقاً جائز ہے اگرچہ صرف و نحو بلاغت کی کتابین ہون وقف مین قیاس یہ ہے کہ زمین کا وقف جائز ہو نہ منقول کا اسواسطے کہ شاید
یہ ہمیشگی وقف مین شرط ہے سو منقول مین حاصل نہین والحق فی البحر السفینۃ بالمتاع اور لاحق کیا ہے بحر الرائق مین کشتی اور جہاز کو اسباب سے عدم جواز وقف مین یعنی بسبب عدم عرف کے حلبی
نے کہا ہمارے زمانہ مین جہازون کا وقف رائج ہوگیا ہے اسواسطے کہ بعضے جہاز حرمین شریفین کے اناج پہونچانے کیواسطے وقف ہین و فی البزازیۃ جاز وقفا الاکسیۃ علی الفقراء فیدفع الیہم
شتاء ثم یردونہا بعدہ اور بزازیہ مین ہے کہ جائز ہے وقف کملون کا فقیرون پر سو انکو دیے جاوین جاڑے مین پھر انکو وہ پھیر دین بعد اسکے ثم یہ وقف عدم جواز وقف متاع سے مستثنی ہے و
فی الدرر وقف مصحفا علی اہل مسجد للقراءۃ القرآن ان یحصون جاز اور درر مین ہے کہ وقف کیا مصحف کو اہل مسجد پر قرآن پڑھنے کیواسطے اگر اہل مسجد شماری لوگ ہون تو جائز ہے ثم
ظاہر تقییدہ احصاء دلالت کرتی ہے کہ در حالت عدم احصار وقف جائز نہو لیکن ملتقی اور اسکی شرح مین احصار اہل مسجد شرط نہین وان وقف علی المسجد جاز و یقرء فیہ ولا یکون محصورا علی ہذا
المسجد اور اگر مصحف کو وقف کیا مسجد پر تو جائز ہے اور اسمین پڑھا جاویگا اور محصور نہوگا یہ مصحف اسی مسجد پر کذا فی البحر قنیہ مین ہے کہ ایک مسجد معین کا مصحف متوفی دوسرے
اہل محلہ کو دینا جائز نہین بہ عرف حکم نقل کتب الاوقاف من محالہا للانتفاع بہا والفقہاء بذلک مبتلون فان وقفہا علی مستحقی وقفہ لم یجز نقلہا وان علی طلبۃ العلم وجعل مقرہا فی
خزانۃ التی فی مکان کذا ففی جواز النقل تردد نہر اور اسی سے معلوم ہوگیا نقل کرنا کتب اوقاف کا انکے مکانات سے فائدہ لینے کیواسطے اور فقہا اسمین مبتلا ہین اگر واقف
نے کتابون کو وقف کیا اپنے وقف یعنی اپنی مسجد یا مدرسہ کے مستحقین پر تو ان کتب کا دوسری جگہ لیجانا جائز نہین ہے اگر مطلق طالب علمون پر وقف کیا اور رکھنا کتب کا اپنے
اس خزانہ مین مقرر کیا جو فلانے مکان مین ہے تو جواز نقل مین تردد ہے کذا فی النہر ثم سبب وہ اختلاف ہے ان دونون عبارتون کا جو سابق مذکور ہو چکین کہ ایک روایت سے جواز نقل
معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے عدم جواز طحطاوی نے کہا کہ فقہا کا یہ قول کہ وقف مین عمل بالاصلح لازم ہے اسکا مقتضی ہے کہ نقل کتب فقہیہ جائز ہو کہ نفع جابدون کا بدون نقل کے متعسر
ہوجاتا ہے خصوصاً زیادہ مدت گذرنے سے یا ناقل کے موت سے اسکے وارث اسکی ملک کے مدعی اکثر ہوجاتے ہین واللہ اعلم ویبدأ من غلتہ بعمارتہ ثم ما ہو اقرب لعمارتہ کامام مسجد ومدرس مدرسۃ
یعطون بقدر کفایتہم ثم السراج والبساط کذلک الی آخر المصالح وتمامہ فی البحر اور وقف کی آمدنی سے پہلے وقف کی مرمت شروع کیجاے بعد اسکے وہ صرف جو عمارت سے نزدیک تر ہے جیسے مسجد
کا امام اور مدرسہ کا مدرس انکو دینا چاہیے بقدر انکی کفایت کے پھر چراغ بتی اور فراشون کو اسیطرح بقدر کفایت دینا چاہیے آخر مصالح تک یعنی موذن اور ناظر اور تیل اور چٹائیان اور وضو کا پانی اور
بوریا بان اسکا بحر الرائق مین ہے ثم یعنی تسویۃ پر ترتیب مذکور کے موافق صرف کرنا واجب ہے اور ابتداء عمارت لازم نہین مگر جب خوف ہو وقف کی ویرانی کا اور تعمیر اسیقدر مستحق ہے جس صفت پر
واقف نے وقف کیا تھا اور اس سے زیادہ تعمیر کرنا مستحق نہین مگر مستحقین کی رضامندی سے تو وقف کی دیوارون کو سفید یا سرخ کرنا جائز نہین مگر واقف نے تزئین کیا ہو وان لم
یشترطہ الواقف لثبوتہ اقتضاء صرف عمارت مقدم ہے اگرچہ واقف نے اسکو شرط نکیا ہو بسبب اسکے ثابت ہونیکے بنا بر اقتضاء کے یعنی اسواسطے کہ واقف کا قصد یہ ہے کہ محاصل ہمیشہ صرف
ہوا کرے اور ہمیشگی نہین ہوسکتی بدون عمارت کے تو شرط عمارت کی اقتضاء ثابت ہوئی کذا فی الفتح وتقطع الجہات للعمارۃ ان لم یخف ضرر بین فتح فان خیف کامام وخطیب وفراش
قدموا فیعطی المشروط لہم اما الناظر والکاتب والجابی فان عملوا زمن العمارۃ فلہم اجرۃ عملہم لا المشروط بحر قال فی النہر وہو الحق خلافا للاشباہ اور قطع کیے جاوینگے سب مصارف
مستحقین کے بنگام عمارت مین اگر ضرر صریح کا خوف نہو کذا فی الفتح سو اگر ضرر صریح کا خوف ہو جیسا کہ امام اور خطیب اور فراش تو انکی تقدیم ہوگی سو انکو انکا مشروط دیا جاویگا اور
ناظر اور کاتب و تحصیلدار اگر عمارت کے زمانہ مین اپنے کام کرین تو انکو اپنے عمل کی اجرت ملیگی نہ مشروط کذا فی البحر نہر الفائق مین کہا کہ یہی حق ہے خلافا للاشباہ ثم اشباہ
مین کہا کہ انکو بقدر کفایت دیا جاویگا وفیہا عن الذخیرۃ وصرف الناظر لہم مع الحاجۃ الی التعمیر ضمن ہل یرجع علیہم الظاہر لا لتعدیہ بالدفع اور اشباہ مین ذخیرہ سے
منقول ہے کہ اگر ناظر نے مستحقین پر صرف کیا باوجود حاجت تعمیر کے تو اسپر ضمان ہے اور کیا ناظر مستحقین سے بعد ضمان کے پھیر سکتا ہے ظاہر الحکم یہ ہے کہ پھیر نہین سکتا بسبب
اسکی تعدی کے دینے سے وما قطع للعمارۃ یسقط راسا اور جو حق مستحقین کا قطع ہوا عمارت کیواسطے وہ بالکل ساقط ہوجاتا ہے یعنی وقف پر دین نہین ہوتا اسلیے کہ ہنگام
عمارت مین انکا کچھ حق نہین ہے اگر سال آئندہ آمدنی حقوق سے فاضل رہیگی تو انکو بعوض سال گذشتہ ملیگی کذا فی الاشباہ وفیہا لو شرط الواقف تقدیم العمارۃ ثم
الفاضل للفقراء او للمستحقین لزم الناظر امساک قدر العمارۃ کل سنۃ وان لم یحتجہ الآن لجواز ان یحدث حدث ولا غلۃ بخلاف ما اذا لم یشترطہ فلیحفظ الفرق بین الشرط وعدمہ اشباہ مین ہے

ہو اور وقف نے وقف میں تعمیر عمارت شرط کی ہو اسکے خلاف منافع تقسیم نہ کرے اور جو شخص عمارت کی ضرورت کے وقت اسکی آمدنی سے حاجت ہو [illegible]
صرف کرے [illegible] مصارف سے پہلے ہے جبکہ وقف نے تقدیم عمارت شرط کی ہو اور اگر شرط نہ کیا ہو تو عمارت اور مصارف میں فرق کو یاد رکھنا چاہئے اور وہبانیہ کو
مستحق ہوتا ہے [illegible] اجارہ دار وہبانیہ میں ہے کہ اگر متولی نے اجرت مثل پر ایک آدمی زیادہ کی ترتیب اجرت کا وہ ضامن ہوگا اس سبب سے
ہوتا ہے اور [illegible] صورت ہے کہ متولی نے ایک شخص کو مسجد میں ایک ماہ اور ایک پر مزدوری دیا اور اجرت مثل ایک درہم ہو تو متولی کو تمام اجرت دینی ہوگی
[illegible] وہبانیہ میں قاضی خان سے نقل کیا کہ تشریح ہے بلکہ خود قرضہ دینا ہو کہ مصالح میں امام خطیب مؤذن اجرت الشعائر
التی تقدم شرعا لم یشترط بعد العمارۃ ہی امام خطیب مدرس وقاد فراش مؤذن ناظر ومن بیت وقنادیل حصیر بار وضوء وکلفۃ نقلہ لمیضاۃ فلیس مباشر وشاہد وشاد
جابی خازن کتب من الشعائر فیقدم فی دفتر الحساب بل مشرف وینفع ان تتبعا فی بواب مزملاتی قال فی البحر قلت وتردد فی تقدیم بواب مزملاتی وخادم مطہرۃ
اور وہبانیہ کی شرح شرنبلالی میں اسکے ہیں کہ جو ہر شرائع وقف میں امام اور خطیب اور مؤذن ہیں کہ جو شعائر کہ مقدم میں وقف نے شرط کیا ہو
یا نہ شرط کیا ہو بعد عمارت کے وہ امام اور خطیب اور مدرس اور چراغی اور فراش اور مؤذن اور ناظر اور تیل اور قنادیل اور چٹائیوں اور وضو کے پانی کی قیمت اور پانی لانے کی مزدوری
وضو کے برتن میں تیل مباشر اور شاہد اور مسجد کا خبرگیر اور محصول کا تحصیلدار اور کتابوں کا خزانچی شعائر وقف میں نہیں تو انکی تقدیم دفتر حساب میں امر شرعی نہیں بحرالرائق میں
کہا کہ دربان اور مزملاتی میں اشتباہ واقع ہوتا ہے کہ یہ بھی مقدم ہیں یا نہیں میں کہتا ہوں کچھ تردد نہیں دربان اور مزملاتی اور خادم مطہرہ کی تقدیم میں انتہی کلام شرنبلالی مزملاتی
منسوب ہے مزملہ کیطرف مزملہ برتن مظروہ برتن ہے جسمیں پانی سرد ہو اور مراد یہاں وہ شخص ہے جو اہل مسجد کے پانی پینے کے برتن پانی سے بھرے اور شاد وہ شخص جو خبرگیر مسجد ہو یعنی
جو ملازم مسجد رہے پاک صاف کرنے کیواسطے اور خادم مطہرہ وہ ہے جو اسکو پاک صاف رکھے اور وہ مراد نہیں جو مطہرہ میں پانی بھرے کہ وہ پہلے مذکور ہو چکا کذا فی الطحطاوی قلت
انما یکون المدرس من الشعائر لو مدرس المدرسۃ کما مر اما مدرس الجامع فلا لانہ لا یتعطل لغیبتہ بخلاف المدرسۃ حیث تقفل اصلا شارح کتاب میں کہتا ہوں کہ مدرس اسوقت شعائر
میں داخل ہوگا کہ مدرسہ کا مدرس ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور جامع مسجد کا مدرس تو شعائر میں داخل نہیں سو واسطے کہ اسکی غیبت سے تعطل نہیں ہوتا بخلاف مدرس مدرسہ کے کہ وہ اسکے
نہونے سے بالکل معطل ہو جاتا ہے اور اشباہ میں ہے کہ مدرس مدرسہ اسوقت شعائر میں گنا جاتا ہے کہ ملازم تدریس ہے واقف کی شرط کے مانند اور ہمارے زمانہ کے مدرس ایسے نہیں ہیں انتہی
اور مدرس صورت ملازمت تدریس مستحق ہوگا بشرط کہ خواہ طالبین شروع کی تعلیم کرے یا اور طالبین کو وہ جو خدا یا م البطالۃ کعید و رمضان لم ار و ینبغی الحاقہ ببطالۃ القاضی و
اختلفوا فیہا والصحیح انہ یاخذ لانہا للاستراحۃ اشباہ من قاعدۃ العادۃ محکمۃ وسیجئ ما لو غاب فلیحفظ اور کیا مدرس ایام تعطیل چنانچہ عید اور رمضان میں مشروط لیگا یا نہیں میں نے اسکو
صریح نہیں دیکھا اور لائق ہے الحاق تعطل مدرس کا قاضی کے تعطل سے اور علماء اسکے لینے میں مختلف ہیں اور قول اصح یہ ہے کہ قاضی اسکو لے سو واسطے کہ ایام تعطیل کے استراحت کیواسطے
ہیں چنانچہ اشباہ میں ہے قبل عدد کے تحت میں العادۃ محکمۃ اور آگے آویگا وہ مسئلہ کہ اگر مدرس غائب ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور طحطاوی نے کہا کہ علامہ بیری نے اس الحاق کو فیصلہ کی عبارت
رد کیا ہے کہ اگر واقف نے ہر روز کی تدریس کی کچھ معین کیا پھر مدرس نے جمعہ اور منگل کو تعطیل کی تو اسکو روزینہ حلال نہیں اور اگر ہر روز کیواسطے کچھ مبلغ مقرر نہیں کیا تو لینا حلال ہے اگرچہ
ان دونوں میں درس کرے بسبب عرف کے بخلاف غیر جمعہ اور منگل کی تعطیل کے کہ اسکی اجرت لینا حلال نہیں مطلقا خواہ ہر روز کی اجرت معین کی ہو یا نہ کی ہو ولو کان الموقوف
دارا فعمارتہ علی من لہ السکنی ولو متعدد امن مالہ لا من الغلۃ اذ الغرم بالغنم درر اور اگر موقوف گھر ہو تو اسکی مرمت اس شخص پر ہے جسکی سکونت کیواسطے وہ موقوف ہے اگرچہ ساکن متعدد
ہوں یعنی وہ اپنے مال سے مرمت کرے نہ گھر کے کرایہ سے سو واسطے کہ نقصان عوض نفع منفعت کے ہے کذا فی الدرر ولم یزد فی الاصح یعنی انما تجب العمارۃ علیہ بقدر الصفۃ التی وقفہا
الواقف اور ساکن گھر کی مرمت زیادہ نہ کرے قول اصح میں یعنی تعمیر و عمارت بقدر اسی صفت کے واجب ہے جس صفت پر واقف نے اسکو وقف کیا ولو ابی من لہ السکنی او
عجز لفقرہ عمر الحاکم ای آجرہا الحاکم منہ او من غیرہ وعمرہا باجرتہا کعمارۃ الواقف ولم یزد فی الاصح الا برضا من لہ السکنی زیلعی ولا یجبر الآبی علی العمارۃ ولا تصح اجارۃ من لہ السکنی بل المتولی
والقاضی اور جسکے واسطے سکونت وقف ہے اگر عمارت بنانا نہ قبول کرے یا اپنی محتاجی سے عاجز ہو تو حاکم اسکی تعمیر کرے یعنی حاکم اس گھر کو اسی شخص ساکن یا اسکے

تعمیر کو کرایہ پر دیوے اور اُسکے کرایہ سے اُسکی مرمت کرے واقف کی عمارت کے مانند اور زیادہ عمارت نکرے اگرچہ اُسکی رضامندی سے جسکے واسطے سکونت ہے کذا فی الزیلعی اور اباکرنیوالے پر
زبردستی نہیں عمارت کیواسطے اور جسکے واسطے سکونت ہے اُسکا اجارہ دینا صحیح نہیں بلکہ متولی یا قاضی کا اجارہ دینا صحیح ہے ثم ردہ بعد التعمیر الی من لہ السکنی رعایۃ للحقین بحر حاکم اُس
گھر کو بعد تعمیر کے پھیردے اُسکو جسکے واسطے سکونت ہے برعایت دونوں حقوق کے یعنی تعمیر برعایت حق واقف ہوئی اور پھیر دینا برعایت حق ساکن ہوا اسواسطے کہ اگر تعمیر نہوتی تو سکونت بالکل
فوت ہوجاتی فلا عمارۃ علی من لہ الاستغلال لانہ لا سکنی لہ فلو سکن ہل تلزمہ الاجارۃ الظاہر لا لعدم الفائدۃ تو گھر کی عمارت اُس شخص پر واجب نہیں جسکے واسطے گھر کا کرایہ وقف ہے
اسواسطے اُسکے لیے سکونت نہیں اگر وہ شخص گھر میں سکونت کرے کیا کرایہ اُسپر لازم ہوگا ظاہر جواب یہ ہے کہ اُسپر واجب نہیں بسبب عدم فائدہ کے یعنی اگر کرایہ اُسپر لازم ہو تو آخر کرایہ
بھی اُسکو ملیگا پھر لزوم اجرت کا کیا فائدہ ہوا الا اذا احتیج للعمارۃ فیاخذہ المتولی لیعمرہا ولو ہو المتولی ینبغی ان یجبرہ القاضی علی عمارتہا مما علیہ من الاجر فان لم یفعل نصب متولیا
لیعمر بالاجر اُسوقت کرایہ اُسپر لازم ہوگا جب مرمت کی حاجت ہو تو متولی اُس سے کرایہ لے تاکہ گھر کی مرمت کرے اگر خود وہی متولی بھی ہو تو لائق یہ ہے کہ قاضی اُسپر زبردستی کرے
عمارت کیواسطے اُس کرایہ سے جو اُسپر لازم ہوا ہے بسبب سکونت کے پھر اگر وہ نہ کرے تو قاضی دوسرا متولی مقرر کرے اُسکی تعمیر کیواسطے ولو شرط الواقف غلتہا لہ ومؤنتہا علیہ صحا
ولا یجبر علی عمارتہا الظاہر لانہ اور اگر واقف نے آمدنی گھر کی ایک شخص کیواسطے شرط کی اور اُسکا خرچ بھی اُسپر شرط کیا تو یہ دونوں شرطیں صحیح ہیں اور کیا اُس شخص پر عمارت کیواسطے
زبردستی کیجاویگی یا نہیں ظاہر جواب یہ ہے کہ اُسپر جبر نہیں کذا فی النہر وفی الفتح ولو لم یجد القاضی من یستاجرہا لم ار وخطر لی انہ یخیرہ بین ان یعمرہا او یردہا لورثۃ الواقف قلت ولو
کان ہو الوارث لم ارہ وفی فتاوی قاری الہدایۃ ما یفیدہ استبدالہا ویرد ثمنہ للوارث والفقراء اور فتح القدیر میں ہے کہ اگر قاضی اُسکو نپاوے جو اُس گھر کو کرایہ سے لے میں نے
اُسکو نہیں دیکھا اور میرے دل میں یہ آتا ہے کہ جسکے واسطے سکنے وقف ہے اُسکو قاضی اختیار دے اسمیں کہ یا اُسکی تعمیر کرے یا اُسکو واقف کے وارثوں کو پھیردے شارح کہتا ہے میں کہتا ہوں
کہ اگر وارث ہی پر سکونت وقف ہو میں نے اُسکو نہیں دیکھا اور قاری ہدایہ کے فتاوی میں وہ مضمون ہے جو مفید ہے اُسکے استبدال کا یا اُسکی قیمت پھیردینے کا وارث کو یا فقیروں کو
ہم بحر الرائق میں بعد نقل عبارت فتح القدیر کے کہا کہ عجیب ہے اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ جب وقف ویران ہو جاوے اور لائق انتفاع نہ رہے تو اُسکا استبدال چاہیے خواہ
زمین ہو خواہ گھر وغیرہ میں منتقی سے منقول ہے کہ ہشام نے کہا کہ میں نے محمد سے سنا کہتے تھے کہ جب وقف خراب ہوجاوے اسطرح کہ لائق انتفاع مساکین کے باقی نرہے تو قاضی کو جائز ہے کہ
اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت سے زمین یا گھر مول لے اور یہ جائز نہیں سوائے قاضی کے اور وقف کا عود کرنا بعد ویرانی کے ملک واقف یا اُسکے وارث کی طرف سو ہم ذکر کرچکے کہ وہ قول ضعیف
ہے حاصل یہ ہے کہ موقوف علیہ السکنی جب تعمیر سے انکار کرے اور قاضی مستاجر کو نپاوے تو اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت سے وہ زمین یا گھر خرید کرے جو وقف ہو انتہی تو شارح کا یہ قول کہ اگر
موقوف علیہ السکنی وارث ہو اُسکو میں نے نہیں دیکھا ساقط ہوگیا اسواسطے کہ اُسکا حکم فقط بسبب مال ہے اور وہ مختلف نہیں ارشاد اور غیر وارث سے اور فتاوی قاری ہدایہ کا بھی ضعف ظاہر
ہوگیا اور تعجب ہے شارح سے کہ اِس قسم کا ترکب تا ہے باوجود کلام بحر الرائق کے دیکھنے کے علی الخصوص کہ صاحب نہر الفائق نے بھی اُسکو ثابت رکھا ہے کذا فی الحلبی صرف الحاکم او المتولی حاوی
نقضہ او ثمنہ ان تعذر اعادۃ عینہ الی عمارتہ ان احتاج والا حفظہ لیحتاج الا اذا خیف ضیاعہ فیبیعہ ویمسک ثمنہ لیحتاج حاوی اور صرف کرے حاکم یا متولی کذا فی الحاوی وقف کے
منقوض کو یعنی مکان کی شکستہ لکڑی اور پتھر اور اینٹ کو یا اُسکی قیمت کو اگر وقف کا بعینہ اعادہ متعذر ہو اُسکی عمارت کیطرف اگر حاجت ہو مرمت کی اور نہیں تو اُسکو محفوظ رکھے حاجت کے وقت
کیواسطے مگر جب اُسکے ضائع ہونیکا خوف ہو تو اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی قیمت کو رکھ چھوڑے حاجت کیواسطے ہم بحر الرائق میں تو بیع منقوض کی دو جگہ ہے در صورت تعذر اعادہ اور در صورت خوف
ہلاک ولا یقسم النقض او ثمنہ بین مستحقی الوقف لان حقہم فی المنافع لا فی العین ولا یقسم نہوگا وقف کا منقوض یا اُسکی قیمت مستحقین وقف کے درمیان میں اسواسطے کہ انکا حق منافع وقف میں ہے
نہ عین وقف میں یعنی اسواسطے کہ عین میں حق مالک ہے یا حق اللہ تعالی علی اختلاف القولین اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ مسجد کی پرانی چٹائیوں کی تقسیم مستحقین میں جائز نہیں اور اسیطرح باقی
رہین رمضان کی بتیاں موم کی اور تیل امام اور موذن کو لینا جائز نہیں بلا اذن مالک کے اور اگر اُسکے یہاں رواج ہو کہ امام اور موذن بلا اذن صریح لیتے ہوں تو جائز ہے کذا فی الطحطاوی جعل شی
ای جعل الباني شیئا من الطریق مسجدا لضیقہ ولم یضر بالمارین جاز لانہما للمسلمین کعکسہ ای کجواز عکسہ وہو اذا جعل فی المسجد ممر لتعارف اہل الامصار فی الجوامع وجاز لکل احد ان یمر فیہ حتی
الکافر الا الجنب والحائض والدواب زیلعی بانی مسجد کو تھوڑی راہ مسجد میں لینا بسبب تنگی مسجد کے جبکہ راہ چلنے والوں کو مضرت نہو تو جائز ہے اسواسطے کہ مسجد اور راہ دونوں مسلمین کیواسطے ہیں

لینا یعنی اس میں بیٹھنا جائز ہے یعنی جگہ مسجد میں کسی کی تنگی نہ ہو اگر کئی جاوے تو اس سبب سے فقہا نے کہا ہے کہ جامع مسجد میں تو شخص مسجد میں گذر جانا جائز ہے یا نہیں کہ اگر کوئی جنب یا حائض ہو

یا جاوے تو جائز نہیں ہے اسکے خلاف ہے اسکی تجارت بھی درست ہے یہ قول اکثر ہے کہ مسجد کو مسلمانوں کیواسطے راستہ کر دینا صحیح ہے یہ کہ لوگوں کو جائز نہیں اور اسی

جائز نہیں یہ مخالفت نہیں اسلیے کہ مصنف کا کلام بانی مسجد کے ٹھہرانے میں ہے اور مسجد کا قدیم جو تملک کے ٹھہرنے میں ہے کما لو جعل الامام الطریق مسجدا لا عکسہ لجواز الصلوۃ

فی الطریق دون المرور فی المسجد چنانچہ جائز ہے ٹھہرانا راستہ کی راہ کو مسجد بلا عکس اسکے یعنی مسجد کو راستہ بنانا جائز نہیں بسبب جائز ہونے نماز کے راستہ میں مسجد میں چلنا حلال نہیں کما یعنی

جنب و حائض و نفساء اور جانوروں کا چلنا مسجد میں جائز نہیں یہ قول منافی تقدم نہیں ہے تو خلاصہ یہ کہ جو راستہ جانب مسجد تنگ علی الناس بالقیمۃ کرنا درست ہے

زمین دیکر اور دکان مسجد کے پہلو میں ہو اور وہ جگہ لوگوں پر تنگی کرتی ہو تو اسکو بزور قیمت دیکر لینا جائز ہے کذا فی الدرر اور ہدایہ میں ہے اسواسطے کہ جب مسجد الحرام میں تنگی ہوئی

تھی تو صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے لوگوں کی اراضی اکراہ سے لی اور مسجد میں ملا لی اور یہ اکراہ جائز ہے اور اگر وقف کی زمین مسجد کے پہلو میں ہو تو اسکا لینا بحکم قاضی جائز ہے کذا فی المنح

والطحطاوی جعل الواقف الولایۃ لنفسہ جاز بالاجماع ٹھہرانا واقف کا ولایت وقف کو اپنے واسطے جائز ہے بالاجماع اسواسطے کہ شرط واقف کی شرط معتبر ہے نص شرع کے مانند

اگر کوئی کہے کہ محمد کے نزدیک تسلیم شرط ہے صحت وقف کی پھر قول اجماع کیونکر صحیح ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ ولایت واقف منافی تسلیم نہیں اسواسطے کہ ممکن ہے کہ واقف اول کسی کو

تسلیم کرے پھر اس سے لیوے اور محتمل ہے کہ تسلیم شرط ہو واقف کی ولایت میں وکذا لو لم یشترط لہا لاحد فالولایۃ لہ عند الثانی وہو ظاہر المذہب خلافا لما نقلہ المصنف اور اسیطرح اگر

واقف نے کسی کے واسطے ولایت شرط نہ کی ہو تو واقف ہی کیواسطے ولایت ثابت ہوگی ابو یوسف کے نزدیک یہی ظاہر المذہب ہے کذا فی النہر بخلاف اسکے جسکو مصنف نے نقل کیا ہے یعنی مصنف

اپنی شرح میں سرخسی سے نقل کیا ہے کہ محمد کے قول پر فتوی ہے یعنی در صورت عدم شرط ولایت وقف صحیح نہیں ہے یہ قول لا فللحاکم فتاوی ابن نجیم قاری الہدایہ دیکھو پھر در صورت عدم شرط واقف

کے بعد اسکے وصی کیواسطے ولایت ہوگی اور اگر وصی نہیں تو حاکم کیواسطے ولایت ہوگی کذا فی فتاوی ابن نجیم قاری الہدایہ اور آگے آویگا فی شرح وجوبا بزازیہ لو الواقف درر فغیرہ

بالاولی غیر مامون او عاجزا او ظہر بہ فسق کشرب خمر ونحوہ فتح او کان یصرف ماله فی الکیمیاء نہر بحثا اور نکال لیا جاوے وقف بنا بر وجوب کے کذا فی البزازیہ اگر واقف پر اطمینان نہ ہو یعنی خائن ہو

کذا فی الدرر تو غیر واقف سے در صورت خیانت نکال لینا بطریق اولی جائز ہوگا یا متولی وقف کا عاجز ہو یا اسکا فسق ظاہر ہو گیا ہو جیسے شراب کا پینا یا مانند اسکے کذا فی الفتح یا متولی اپنا

مال کیمیا میں صرف کرتا ہو کذا فی النہر بحثا اسمیں خلاصہ یہ ہے کہ متولی وقف کا امین اور قادر اور متقی چاہیے سواسطے کہ مقصود وقف بدون ان صفات کے حاصل نہیں اور اسیطرح جسکو

کیمیا کی لت ہو وہ لائق تولیت نہیں کہ سبب مجالس وقف طلب کیمیا میں برباد کریگا وان شرط عدم نزعہ او ان لا ینزعہ قاض ولا سلطان لمخالفتہ لحکم الشرع فیبطل کالوصی فلو مامونا لم تصح

تولیتہ غیرہ اشباہ اگرچہ واقف نے اسکا عدم نزع شرط کیا ہو یا یہ شرط کی ہو کہ متولی کو قاضی اور سلطان نکالے تو بھی نکالنا واجب ہے اسواسطے کہ یہ شرط حکم شرع کے مخالف ہے تو باطل

ہوگی جیسے وصی غیر امین نکال لینا جائز ہے سو اگر متولی امین ہو تو اسکے غیر کی تولیت صحیح نہیں کذا فی الاشباہ یعنی اگر وقف کے متولی در ناظر کو بلا ظہور خیانت قاضی معزول کرے اور

دوسرے کو قبول ٹھہراوے تو اسکی تولیت صحیح نہیں اگر متولی وقف کی جانب سے قاضی کو اسکا معزول کرنا بدون خیانت بھی جائز ہے اور دوسرے قاضی کو اسکا بحال کرنا جائز نہیں

خود واقف کو متولی کا معزول کرنا مطلقا جائز ہے اسی پر فتوی ہے کذا فی الطحطاوی وجاز جعل غلۃ الوقف والولایۃ لنفسہ عند الثانی وعلیہ الفتوی اور جائز ہے آمدنی وقف کو یا ولایت

کو اپنی ذات کیواسطے مقرر کرنا ابو یوسف کے نزدیک اور اسی قول پر فتوی ہے یعنی ایک شخص نے وقف کیا اور تمام یا بعض محصول کو اپنی ذات کیواسطے شرط کیا جبتک وہ زندہ رہے

اور بعد اسکی موت کے فقیروں کے واسطے ہے تو محمد کے نزدیک باطل ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے مشائخ بلخ کا تاکہ وقف کرنے میں لوگ راغب ہوں کذا فی المنح حموی نے کہا کہ اگر واقف

وقف میں یہ شرط کرے کہ میرے نفسے حج کر دیا جاوے یا میرے کفارات ایمان یا میرے دیون ادا کئے جاویں جو باقی رہے وہ فقیروں میں صرف ہو تو ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے ابو یوسف کی دو حدیث

دلیل ہے جو مشائخ نے روایت کی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اپنے وقف سے کھاتے تھے اور یہ حلال نہیں مگر شرط کے ہو اسواسطے کہ اسپر اجماع ہے کہ بدون شرط یہ حلال نہیں کذا فی الطحطاوی وجاز شرط

الاستبدال بہ ارضا اخری حینئذ اور جائز ہے شرط کرنا بدل ڈالنے وقف کا دوسری زمین سے اسوقت میں یعنی جبکہ ابو یوسف کے قول پر فتوی ہو البحر الرائق میں ہے کہ جواز شرط استبدال بالاجماع ہے اور بعضوں

نے اسکو ابو یوسف کا قول مفتی بہ کہا ہے کذا فی الطحطاوی اور شرح بیعہ ویشتری بثمنہ ارضا اخری اذا شاء فاذا فعل صارت الثانیۃ کالاولی فی شرائطہا وان لم یذکرہا ثم لا یستبدلہا

بشالثة لانہ حکم ثبت بشرط والشرط وجد فی الاولی لا الثانیۃ یا شرط کرنا وقف کی بیع کا جائز ہے اور خرید کرے اسکی قیمت سے دوسری زمین جب چاہے پھر جب یہ کرچکا تو دوسری زمین پہلی زمین کے مانند ہوگی اسکی شرائط میں اگرچہ واقف نے شرائط سابقہ کو ذکر نہ کیا ہو پھر دوسری زمین کو تیسری زمین سے نہ بدلے اسواسطے کہ استبدال کا حکم ثابت ہوا تھا بسبب شرط کے اور شرط پہلی زمین میں پائی گئی نہ دوسری میں فی اما الاستبدال ولو للمساکین بدون الشرط فلا یملکہ الا القاضی درر وشرط فی البحر خروجہ عن الانتفاع بالکلیۃ وکون البدل عقارا والمستبدل قاضی الجنۃ المفسر بذی العلم والعمل اور بدون شرط واقف کے زمین وقف کا بدلنا اگرچہ استبدال فقط مساکین کیواسطے ہو کوئی اسکا مالک نہیں سوا قاضی کے کذا فی الدرر اور بحر الرائق میں استبدال قاضی کیواسطے شرط کیا ہے نکلجانا وقف کا انتفاع سے بالکل اور ہونا بدل کا زمین اور ہونا مستبدل کا قاضی جنت یعنی قاضی صاحب علم وعمل اور شارح نے بحر الرائق کی پانچ شرطوں سے دو شرطوں کو ذکر نہ کیا یعنی اتنی آمدنی نہ باقی رہنا ... اور بیع میں غبن فاحش نہونا قاضی عالم باعمل کو قاضی جنت کہا ہو حبیب ابن ثابت مرفوع کے جو حاکم نے بریدہ سے روایت کی کہ دو قاضی نار میں ہیں اور ایک جنت میں جس قاضی نے حق کو دریافت کیا پھر اسی پر حکم کیا سو وہ جنت میں ہے اور جس قاضی نے حق کو دریافت کیا پھر ظلم کیا دانستہ یا حکم کیا بغیر علم کے تو وہ دونوں نار میں ہیں کذا فی الطحطاوی وفی النہر ان المستبدل قاضی الجنۃ فالنفس بہ مطمئنۃ فلا یخشی ضیاعہ ولو بالدراہم والدنانیر کذا اور شرط عدم وہی احد المسائل السبع التی یخالف فیہا شرط الواقف کما بسطہ فی الاشباہ اور نہر الفائق میں ہے کہ اگر وقف کا بدلنے والا قاضی جنت ہو تو اس سے دلکو اطمینان ہے تو اسکے ضائع ہونیکا خوف نہیں اگرچہ استبدال دراہم اور دنانیر سے ہو اور اسیطرح استبدال قاضی جائز ہے اگر واقف نے عدم استبدال کی شرط کی ہو اور یہ ایک مسئلہ ہے ان سات مسئلوں سے جنمیں شرط واقف کی مخالفت کیجاتی ہے چنانچہ اسکو اشباہ میں مشرح بیان کیا ہے ہم اشباہ میں کہا کہ شرط واقف کی نص شارع کی برابر ہے واجب العمل ہونے میں مگر چند مسائل میں ا شرط کی واقف نے ناظر کے نہ معزول ہونیکی تو نالائق ناظر کے معزول کرنے میں قاضی کو اختیار ہے ۲ شرط کی کہ وقف کو ایک سال سے زیادہ اجارہ نہ دے حالانکہ لوگ ایکسال کے اجارہ میں رغبت نہیں کرتے یا زیادتی اجارہ میں فقیروں کا نفع ہے تو قاضی کو مخالفت جائز ہے نہ ناظر کو ۳ واقف نے شرط کی کہ میری قبر پر قرآن پڑھا جاوے تو تعیین باطل ہے امام کے قول پر اسواسطے قبور پر قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور صحیح اور مختار محمد کا قول ہے عدم کراہت کا تو تعیین لازم ہوگی ۴ شرط کی کہ فاضل آمدنی فلانی مسجد کے سائلوں پر تصدق ہو تو قیم یعنی متولی کو غیر مسجد مذکور کے سائلوں کو اور فقیر غیر سائل کو دینا جائز ہے ۵ شرط کی مستحقین کو اتنی روٹی اور اتنا گوشت ہر روز دیا جاوے تو متولی کو نقد دینا جائز ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ فقیروں کو طلب عین یا قیمت لینا جائز ہے ۶ قاضی کو جائز ہے کہ امام کے مشروط کو زیادہ کرے اگر امام کو اسقدر کفایت نہ کرتا ہو بشرطیکہ امام عالم متقی ہو ۷ واقف نے عدم استبدال کی شرط کی تو قاضی کو استبدال جائز ہے اگر بہتر ہو اسکے حق میں انتہی ملخصا وزاد ابن المصنف فی زواہرہ ثامنۃ وہی ان الناظر اذا لم یکن شریکا فللحاکم ضم مشارف جاز کالوصی وعزاہ لانفع الوسائل اور ابن مصنف نے اپنے حاشیہ اشباہ مسمی بزواہر میں آٹھواں مسئلہ زیادہ کیا وہ یہ ہے کہ جب تصریح کی واقف نے کہ کوئی شخص ناظر کا شریک نہو جس وقت میں حاکم نے اسکے ساتھ مشرف کے ملانے کی مصلحت دیکھی تو جائز ہے جیسے وصی کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنا جائز ہے اور اسکی نسبت انفع الوسائل کیطرف کی ہم مشرف بضم اول سکون ثانی وہ ہے جسکو حفاظت کا امر ہو نہ کسی اور کام کا اور مشارف بھی بمعنی مشرف ہے اور مسائل ثمانیہ پر دوان مسئلہ پر زیادہ کیا گیا کہ جب واقف نے شرط کی کہ اسقدر سے زیادہ اجرت پر اجارہ نہ دیا جاوے اور حالانکہ اجرت مثل اس سے زیادہ ہے سراج حانوتی نے کہا کہ جائز نہیں یعنی بدون اجرت مثل کے اجارہ دینا جائز نہیں اگرچہ واقف نے یہ شرط کی ہو کذا فی الطحطاوی وفیہا لا یجوز استبدال العامر الا فی اربع اور اشباہ میں ہے کہ وقف کا بدلنا جائز نہیں مگر چار صورت میں ہم اشباہ میں چاروں صورتیں یوں مذکور ہیں ا واقف نے اگر استبدال کی شرط کی ہو ۲ غاصب نے اسکو غصب کیا اور اسپر اتنا پانی جاری کیا کہ زمین زراعت کے لائق نہ رہی تو متولی اس سے ضمان لیکر دوسری زمین اسکے عوض خرید کرے ۳ غاصب نے زمین وقف غصب کی اور گواہ نہیں ہیں تو غاصب سے قیمت لیکر دوسری زمین خرید کرکے پہلے شرائط کے موافق وقف کرے ۴ اگر کوئی شخص عمدہ زمین کثیر المحصول وقف کے عوض دیتا ہو تو ابو یوسف کے مفتی بہ قول پر بدلنا جائز ہے قلت لکن فی معروضات المفتی ابی السعود انہ فی السنۃ احدی وخمسین وتسعمائۃ ورد الامر الشریف بمنع استبدالہ وامران یصیر باذن السلطان تبعا لترجیح صدر الشریعۃ انتہی فلیحفظ میں کہتا ہوں لیکن مفتی ابو سعود کی معروضات میں یہ ہے کہ نوسو اکاون سال میں امر شریف سلطان روم کا منع استبدال وقف میں وارد ہوا ہے اور حکم ہوگیا کہ استبدال باذن سلطان ہوا کرے یہ منع باتباع ترجیح صدر الشریعۃ ہے انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یہ شارح اشباہ کے جواز استبدال پر استدراک کیا صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں کہا

مسجد جو منسوب ہے انہیں میں سے ایک شخص کی طرف اور اسکے فروع میں سے بعض نے فساد کیا ہو ... اور خود مختار ہو گئے ہیں اور قاضی کو متولی مقرر کیا ہو اور جماعت مسلمین کے

اور اعمال میں ... قاضی ... بدلنا جائز ہو ... اور القرل ...

... القضاة ... فاجاب ...

فالمتولون ... على مقتضى الشرع ... مع القضاة ... مخالفة القضاة والمتولين ... المتولون

القضاة ... واما تعليم ... المتولون ... بما يخالف الشرع

جمیع ما تقدم باطل انتهى ملخصاً اور مفتی ابو سعود کی معروضات میں یہ بھی ہے کہ اگر واقف عزل اور نصب اور باقی تصرفات اُسکے واسطے شرط کرے جو اسکی اولاد سے متولی

ہو اور مداخلت نہ کرے اُسکی اولاد میں تولیت سے قاضیوں اور امیروں میں سے کوئی اور اگر مداخلت کریں تو اُنپر اسکی لعنت ہو کیا اس صورت میں قاضیوں اور

امیروں کو دخل کرنا ممکن ہے تو مفتی مرحوم نے یہ جواب دیا کہ نو سو چالیس ہجری میں ایسے وقف مرقوم ہوئے ہیں جنمیں ایسی شرطیں ہیں تو متولی اگر منجملہ امرا اور با وجاہت ہوں تو

تصرفات وقف کو ارباب دولت عالیہ سلطانیہ کے آگے پیش کیا کریں اور اگر متولی اُنسے کمتر رتبہ ہوں تو اپنی تجویزوں کو قضاۃ بلاد سے پیش کیا کریں اور دونوں امور شرع

پر عمل کریں نہ قاضی متولیوں کی مخالفت کریں نہ متولی قاضیوں کی امر شریف سلطانی اسی پر وارد ہوا ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو اگر وقف کرنیوالے یہ ارادہ کر لینا

کہ متولیوں سے جو فساد صادر ہو وہ صادر ہوا کرے اور حاکم قاضی اور امیروں سے مداخلت کریں دفع فساد میں تو اُنپر لعنت ہے تو وہ ہی واقف ملعون ہیں اسواسطے کہ ثابت

ہو چکا ہے کہ شرط مخالف شریعت بالکل لغو اور باطل ہیں انتہی کلام المفتی تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے بحر الرائق میں ہے کہ جب واقف یہ شرط کرے کہ قاضی یا بادشاہ وقف میں دخل

نہ کریں تو یہ شرط باطل ہے اسواسطے کہ امین خیانت کی مصلحت کی تضییع اور وقف کی تعطیل ہے تو مقبول نہیں انتہی چونکہ حتی الامکان رعایت شرط واقف اور مداخلت حاکم لازم ہوئی

لہذا مفتی مرحوم نے توافق کا حکم کیا یعنی متولی حاکم کی مرضی سے وقف میں تصرفات کیا کرے اس سے معلوم ہوا کہ اگر متولی حاکم سے اجازت نہ لے تو حاکم کو اسمیں مداخلت کرنا جائز ہے

اور اُسپر کچھ گناہ نہیں بلکہ واقف پر گناہ ہے بنی علی الارض ثم وقف البناء قصداً بدونها ان الارض مملوکة لا یصح وقیل یصح وعلیہ الفتوی ایک شخص نے زمین پر عمارت بنائی پھر

عمارت کو وقف کیا بالقصد بدون زمین کے اگر زمین مملوک ہے کسی کی تو وقف صحیح نہیں اکثر اہل مذہب کے نزدیک کذا فی البحر اور دوسرا قول یہ ہے کہ صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے مسئل

قاری الهدایة عن وقف البناء والغراس الخ فاجاب الفتوی على صحة ذلک ورجحه شارح الوهبانیة واقره المصنف معللا بانه منقول فیتعین به الافتاء قاری ہدایہ سے وقف کرنے

عمارت اور اشجار کا بدون زمین کے سوال ہوا اسنے جواب دیا کہ اسکے صحیح ہونے پر فتوی ہے اور اسی کو ترجیح دی شارح وہبانیہ نے اور ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں یہ دلیل لاکر

کہ عمارت اور اشجار منقول ہے اور اسکے وقف میں تعامل جاری ہے تو اسکا فتوی دینا متعین ہو گیا اور قاری ہدایہ کا نام سراج الدین ہے وہ شاگرد ہیں اکمل کے اور استاد ہیں صاحب فتح القدیر

کے ... عمارت اور اشجار ... قاری ہدایہ ہو گیا کذا فی الطحطاوی وعن ابی السعود وان توقف علی عین البناء لجاز تبعا اجماعا وان الارض المحتکرة

... کذا فی الفتاوی الخیریة اور اگر زمین موقوفہ ہے اسپر جسکے واسطے عمارت معین کی تو جائز ہے وقف عمارت کا بالتبع بالاتفاق اور اگر زمین دوسرے مصرف

کے ... اور قول صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف صحیح ہے کذا فی المنح وقد النجیبة وسئل ابن نجیم عن وقف الاشجار بلا ارض فاجاب یصح لو الارض وقفا

او لغیر الواقف ... سوال ہوا وقف اشجار بلا ارض کا تو جواب دیا کہ وقف صحیح ہے اگر زمین وقف ہو اگرچہ واقف اشجار کے سوا کسی اور کے وقف کیا ہو مگر

یہ قول المفتی به کے مخالف ہے چنانچہ مذکور ہو چکا قاری ہدایہ سے وسئل ایضا عن البناء والغراس فی الارض المحتکرة هل یجوز بیعه ووقفه ام لا یجوز وقفنا الیهین المرهونة

والمستاجرة فاجاب نعم اور اسکا معنی یہ سوال اُسنے ہوا کہ عمارت اور اشجار ارض محتکرہ میں کیا انکی بیع اور وقف جائز ہے اور کیا جائز ہے وقف کرنا شے

رہن یا کرایہ کا جسکو گرو رکھا ہے یا اجر کو اجارہ دیا ہے تو جواب دیا کہ ہاں ارض محتکرہ عبارت ہے اُس زمین موقوفہ سے جسکی اجرت لیکر رہائش یا عمارت

ستر ... طحطاوی نے کہا اس مسئلہ کے ذکر کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ زمین موقوفہ کی عمارت اور اشجار کا وقف بقول صحیح صحیح ہے اور شے مرہونہ اور مستاجرہ کے

جواب میں اجمال ہے تفصیل اسکی بحر الرائق میں ہے کہ اگر ایک شخص نے اس زمین کو وقف کیا جو غیر شخص کے اجارہ میں ہے تو صحیح ہے اور اجارہ باطل نہوگا پھر جب مدت اجارہ منقضی ہوگی یا موجر یا مستاجر میں سے کوئی مریگا تو مصرف وقف میں صرف ہوگی اور زمین رہن ہو تو اگر چھوڑا یا ہے با واسطے ادا کرنے زر رہن کے کچھ مال چھوڑ مرا ہے تو وقف صحیح ہے ورنہ اگر کچھ مال ادا کرنے کیو اسطے نہیں تو وہ زمین بیچی جاویگی اور وقف باطل ہوگا اور اگر راہن زندہ ہے تو قاضی ادائے زر رہن کیواسطے اسپر جبر کریگا اگر اسکو مقدور ہوگا اور اگر وہ مفلس ہے تو وقف باطل ہے و فی البزازیہ لا یجوز وقف البناء فی ارض عاریۃ او اجارۃ اور بزازیہ میں ہے کہ جائز نہیں ہے وقف عمارت کا عاریت اور اجارہ کی زمین میں یعنی مستعیر اور مستاجر کو جائز نہیں طحطاوی نے کہا بحر الرائق میں ہے کہ جو خصاف نے ذکر کیا وہ اس سے مستثنے ہے کہ اگر زمین محتکرہ ہے تو جائز ہے واما حکم الزیادۃ فی الارض المحتکرۃ ففی القنیۃ حانوت لرجل فی ارض وقف فابی صاحبہ ان یستاجر الارض باجر المثل ان العمارۃ لو رفعت تستاجر باکثر مما استاجرہ امر برفع العمارۃ ویوجر بغیرہ لاتترک فی یدہ بذلک الاجر ومثلہ فی البحر اور اجرت زیادہ ہونیکا حکم قنیہ میں باین تفصیل ہے کہ ایک شخص کی دکان وقف کی زمین میں اور اسکے مالک نے انکار کیا کہ زمین کو اجرت مثل پر دیوے تو اگر عمارت وہان سے ہٹالی جاوے تو اسکی اجرت زیادہ ہو جاوے مستاجر کی اجرت سے تو اسکو حکم ہوگا کہ اپنی عمارت کا اسباب اٹھالیجاوے اور وہ زمین غیر شخص کو اجارہ دیجاوے اور کہ عمارت دور ہونے سے اجرت زیادہ ہو تو اسکو مستاجر کے ہاتھ میں اسی اجرت پر چھوڑا جاوے اور اسکے مانند بحر الرائق میں ہے وفیہ لو زید علیہ ان اجارۃ مشاہرۃ تفسخ عند راس الشہر ثم ان ضر رفع البناء لم یرفع وان لم یضر رفع او یتملکہ القیم برضی المستاجر وان لم یرض یبقی الی ان یخلص ملکہ حمیدا اور بحر الرائق میں محیط سے ہے کہ اگر مستاجر کی اجرت سے زیادہ اجرت ہو اگر اسکا اجارہ ماہواری ہے تو شروع مہینہ کے نزدیک اجارہ اسکا فسخ کیا جاوے بعد اسکے اگر رفع عمارت مضر ہو وقف کو تو نہ اٹھائی جاوے اور اگر رفع مضر نہو تو اٹھائی جاوے یا متولی وقف اسکا مالک ہو جاوے مستاجر کی رضامندی سے اور اگر وہ راضی نہو تو باقی رکھی جاوے انتہی تا کہ خالص ہو جاوے یعنی لو اجارۃ مسانہۃ ومدۃ طویلۃ والظاہر انہ لا تقبل الزیادۃ دفعا للضرر علیہ لاضرر علی الوقف لان الزیادۃ انما کانت بسبب البناء والزیادۃ فی نفس الارض انتہی باقی رہی یہ بات کہ اگر مستاجر کا اجارہ بطور سالانہ ہو یا مدت دراز کا اجارہ ہو تو ظاہر یہ ہے کہ یہان زیادتی اجرت مقبول نہو مستاجر کے دفع ضرر کیواسطے اور وقف پر بھی کچھ ضرر نہیں اسواسطے کہ زیادتی کرایہ کی بسبب عمارت کے تھی نہ بسبب زیادتی زمین کے فی نفسہا انتہی کلام صاحب البحر واما وقف الاقطاعات ففی النہر لا یجوز الا اذا کانت الارض مواتا او ملکا للامام فاقطعہا رجلا قال فی اغلب الظن ان اکثر اوقاف الامراء بمصر انما ہو اقطاعات یجعلونہا مشترات صورۃ من وکیل بیت المال اور وقف کرنا اراضی معافی کا سو نہر الفائق میں ہے کہ جائز نہیں مگر اسوقت جبکہ زمین معافی کی موات ہو یعنی اسکا کوئی مالک نہو یا حاکم کی مملوک ہو سو حاکم نے اسکو کسی شخص کیواسطے معاف کر دیا صاحب نہر نے کہا کہ امیروں کے اکثر اوقاف مصر میں انعامی اراضی ہے وقف کر نیوالے بیت المال کے وکیل سے اسکو ظاہر میں مشترا بہ تحریر کر لیتے ہیں حتم تفصیل اس مقام کی یون ہے کہ واقف ارض یا مالک اصلی ہے اسکا یا صریح ہے کہ وہ اسکا مالک تھا جبکہ وہ ملک دار الاسلام میں ہوا اور تمام اراضی وہان کی لوگون کے ہاتھوں میں تھی تو یہ وقف بلا تردد صحیح ہے یا واقف نے زمین کی ملکیت اسکے مالک اصلی سے کسی وجہ سے حاصل کی تو یہ وقف بھی صحیح ہے یا واقف کو زمین بطور انعام سلطانی ملی تو اگر زمین مذکور موات یعنی لاوارثی ہے یا حاکم کی مملوک ہے تو وقف صحیح ہے اور اگر بیت المال کی زمین سلطان نے کسی کو دی تو اسکا وقف صحیح نہیں اسواسطے کہ وہ منفعت کا مالک ہے نہ زمین کا اور جب سلطان چاہے اس سے نکال لے اور اگر واقف نے بیت المال سے بوجہ شرعی زمین خرید کر لی تو اسکا وقف صحیح ہے اسواسطے کہ وہ اسکا مالک ہے اسکی جمیع شرطون کی رعایت مذکور میں ہوگی اور اگر بیت المال کی زمین کو سلطان وقف کرے بلا خرید کے علامہ قاسم نے فتوی دیا کہ وقف صحیح ہے اور دوسرا سلطان اسکو باطل نہیں کر سکتا انتہی اور اسی طرح طحطاوی عن الحموی عن التحفۃ المرضیۃ وفی الوہبانیۃ ولو وقف السلطان من بیت مالنا لمصلحۃ عمت یجوز ویوجر قلت وفی شرحہا للشرنبلالی وکذا یصح اذنہ بذلک ان فتحت عنوۃ او صلحا لبقاء ملکہا قبل الفتح اور وہبانیہ میں ہے کہ اگر بادشاہ نے مسلمین کے بیت المال سے وقف کیا مصلحت عام کیواسطے تو جائز ہے اور سلطان ثواب پاویگا میں کہتا ہون اور وہبانیہ کی شرنبلالی کی شرح میں ہے اور اسیطرح اذن دینا بادشاہ کا اسکے واسطے صحیح ہے اگر وہ ملک جبر و اہل اسلام کے فتح ہوا ہو یا بطور صلح کے بسبب باقی رہنے ملک مالک کے قبل فتح کے قم خانیہ میں ہے کہ اگر سلطان نے کسی قوم کو یہ اذن دیا کہ شہر کی زمین سے خالی زمین میں مسجد کے وقف کیواسطے دکانین بنالیں پھر اگر وہ ملک بقہر فتح ہوا ہے تو اذن سلطان کا نافذ ہے اسواسطے کہ وہ ملک مجاہدین کا مملوک ہوگیا تو اس میں امر سلطانی جائز ہے اور اگر بطور صلح فتح ہوا تو مالکان قدیم کی ملک قائم ہے کذا فی الطحطاوی واطلق القاضی منع الوقف غیر المسجل لوارث الواقف فبلغ صح وکان حکما ببطلان الوقف لعدم تسجیلہ حتی لو باع الواقف او بعضہ ورجع عنہ ووقفہ لجہۃ اخری

وحکم القاضی لیس بفتوی بل ہو اذن فی البیع و بالتالی ہو تحت فتوی تو جیہ اسکا احقاق المصنف [illegible] و تعلیق المعالی [illegible] وقف [illegible] الشہر [illegible]
اور بلا اجازت قاضی کے وقف غیر مسجل کی بیع کر کے وقف کی وارث کو مالک بنانا تو بیع صحیح ہے اور اجازت قاضی بطلان وقف کا حکم ہوگا [illegible]
[illegible] یہانتک کہ اگر واقف یا بعض کو بیع ہوجانے پر رجوع کرے وقف سے [illegible] واقف [illegible] حکم کردے
تو حکم کرنیوالے [illegible] وقف الی صحیح ہوگا بسبب اتنے ہونے حکم قاضی کے [illegible] بنا بر انکو نقض کیا [illegible] شرح میں [illegible]
[illegible] قاضی [illegible] ابو منصور [illegible] سے میں کہتا ہوں [illegible] کیا [illegible] حکم [illegible] مرافعت [illegible] وقف غیر مسجل کی بیع میں
حکم [illegible] مصنف [illegible] صحیح سمجھ [illegible] کی اگرچہ [illegible] مذہب [illegible] کی روایت [illegible] میں صحیح ہو [illegible] علامہ قاسم نے [illegible]
[illegible] واسطے بطور وقت [illegible] اور امام کا قول [illegible] لازم ہونا یا حکم قاضی اگرچہ بعض نے [illegible] تصحیح کی [illegible] میں [illegible]
غیر مفتی بہ پر حکم کرنا جائز نہیں کذا فی [illegible] و لو اطلق القاضی بیع غیر وارث [illegible] ملک [illegible] بیع [illegible]
شرعی [illegible] البیع [illegible] القاضی [illegible] اور اگر قاضی بیع وقف کی غیر وارث کو اجازت دے تو اسکی بیع [illegible] اسواسطے کہ [illegible]
یعنی قاضی کی اجازت بیع سے تو وارث کی ملک میں ہو گیا اور حالانکہ غیر کے مال کو بیچنا جائز نہیں کذا فی [illegible] عدم جواز اسوقت ہے کہ [illegible] ہو اسواسطے
کہ تاویہ میں ہے کہ [illegible] وقف بیچا قاضی کے امر سے تو جائز ہے یعنی اسواسطے کہ بطریق شرعی ہے [illegible] المسجل [illegible] القطع [illegible] الواقف [illegible]
المفتی ابو السعود [illegible] معروضاتہ [illegible] النقض [illegible] استماع ہذہ الدعوی [illegible] میں کہتا ہوں [illegible] وقف مسجل کا اگر ثبوت منقطع ہو اور واقف کی اولاد [illegible]
چاہے تو مفتی ابو السعود [illegible] معروضات میں کہا کہ ایسے دعوی کے استماع سے قاضی ممنوع ہیں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے [illegible] انقطاع ثبوت مسجل کی صورت [illegible]
مثلاً قاضی کی مجلس میں یہ مرقوم ہو کہ فلانے شخص نے فلانی زمین وقف کی اور قاضی نے اسپر حکم کردیا لیکن بسبب طول مدت کے اسکے ثبوت پر گواہ نہیں ہیں الوقف
فی مرض موتہ کہبتہ فیہ من الثلث مع القبض وقف کرنا اپنے مرض الموت میں مانند ہبہ کے ہے مرض الموت میں یعنی تہائی مال سے معتبر ہے قبض کے ساتھ فان خرج [illegible] الثلث
او اجازہ الوارث نفذ فی الکل الا بطل فی الزائد علی الثلث ولو اجازہ البعض جاز بقدرہ سو اگر وقف مذکور تہائی مال سے نکل آیا یا اسکو وارث نے
جائز رکھا تو کل میں نافذ ہوگا اور اگر تہائی سے نکلا یا وارث نے جائز رکھا تو تہائی مال سے زائد میں باطل ہوگا اور اگر بعض وارث نے وقف میت کا جائز رکھا تو بقدر
اسکے جائز ہوگا و بطل وقف راہن معسر و مریض مدیون بمحیط اور باطل ہے وقف کرنا راہن مفلس کا اور اس مریض کا جو دین محیط کا مدیون ہے بخلاف صحیح تو قبل الحجر فان شرط وفاء
دینہ من غلتہ صح والا لم [illegible] ولو فی من [illegible] عن کفایتہ بلا سرف ولو وقفہ علی غیرہ فغلتہ من جملۃ [illegible] فتاوی ابن نجیم بخلاف تندرست مدیون کے اگر [illegible] وقف
کیا ہو قبل ممنوع التصرف ہونیکے سو اگر اسنے ادائے دین کی شرط کی ہو وقف کے محصول سے تو صحیح ہے اور اگر شرط کی ہو تو دین وفا کیا جائے اسکی آمدنی سے جو فاضل بچے وہ وقف
تو بقدر کفایت سے بلا فضول خرچی اور اگر واقف نے اپنے سوا اور شخص پر وقف کیا ہو تو اسکی آمدنی اسی شخص کیواسطے مخصوص ہوگی جسکے واسطے واقف نے مقرر کر دیا
کذا فی فتاوی ابن نجیم [illegible] مریض میں مانع صحت وقف ہے نہ صحیح غیر محجور میں اور اگر صحیح بسبب [illegible] یا دین کے محجور التصرف ہوا تو وقف اسکا صحیح نہیں قلت [illegible]
المحیط یجوز فی ثلث الباقی بعد الدین [illegible] والافتی بکل فلو باع القاضی [illegible] شری [illegible] فی الاسعاف فی باب وقف المریض [illegible]
کی قید لگائی گئی اسلیے کہ دین غیر محیط میں وقف جائز ہے اس تہائی مال میں جو بعد ادائے دین باقی رہے بشرطیکہ واقف کے وارث ہوں اور اگر اسکے وارث نہوں تو
اسکے کل مال میں بعد ادائے دین وقف صحیح ہوگا پھر اگر قاضی نے وقف کو بیچا واسطے ادائے دین واقف کے خواہ دین محیط ہو یا غیر محیط [illegible] وقف [illegible] مال [illegible]
اس مال سے دوسری [illegible] اسکے خرید کرے اور یہ بیان اسکا اسعاف میں ہے وقف مریض کے [illegible] فی الوہبانیہ فان وقف المریض [illegible]
[illegible] لغیر [illegible] للغلۃ [illegible] اور وہبانیہ میں ہے کہ اگر کسی مریض نے وقف کیا پھر اسکو خلاص کیا تو جائز ہے سو اگر مرگیا وہ مال جو چھوڑ گیا

ہو ادا کے دین میں پورا ہو تو وقف معتبر نہوگا یعنے اگر دین ادا نہوگا تو وقف باطل کیا جائیگا یا آمدنی کیواسطے مہلت دیجائے تو اُس سے دین ادا ہو اور وقف باطل نہو تو تامل کرنا چاہیے
ہم طحطاوی نے کہا کہ بموجب امر شارح کے ہمنے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ طرز بیان شارح خوب نہین اسواسطے کہ شرنبلالی نے وہبانیہ مین کہا آمدنی کیواسطے مہلت دینا یہ علما کی بحث ہے
روایت نہین جسکو بطور نص ذکر کیا قلت لکن فی معروضات المفتی ابی السعود سئل عمن وقف علی اولادہ وہرب من الدیون ہل یصح فاجاب لا یصح ولا یلزم والقضاۃ ممنوعون من الحکم
وتسجیل الوقف بقدر ما یشغل بالدین انتہی فلیحفظ مین کہتا ہون لیکن مفتی ابو سعود کی معروضات مین سوال ہوا اُس شخص کا جسنے اولاد پر وقف کیا اور ادائے دین سے بھاگا کیا
یہ وقف صحیح ہے تو جواب دیا کہ صحیح نہین اور لازم نہین اور قاضیون کو منع ہے اسکا حکم کرنا اور وقف مسجل کرنا بقدر اسکے جو مشغول ہو دین سے انتہی جواب المفتی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
ہم یہ منع سلطان روم کی جانب سے ہے جیسے بعد پندرہ سال کے استماع دعوی سے منع ہے کذا فی الطحطاوی الوقف علی ثلثۃ اوجہ اما للفقراء او للاغنیاء ثم الفقراء ویستوی فیہ
الفریقان کرباط وخان ومقابر وسقایات وقناطر ونحو ذلک کمساجد وطواحین وطست لاحتیاج الکل لذلک بخلاف الادویۃ فلم یجز نعنی بالتعمیم او تخصیص فیدخل الاغنیاء
تبعا للفقراء قنیہ وقف تین طور پر ہے یا فقیرون کیواسطے ہے یا مالدارون کیواسطے یا بعد اُسکے فقیرون کیواسطے یا ایسین دونون فریق برابر ہین جیسے مسافرخانہ اور خانقاہ اور قبرستان
اور آبدار خانے یعنی پانی کی سبیل اور پل اور اسکے مانند اور چیزین جیسے مسجدین اور چکیان اور طاس ان چیزون کے وقف مین فقیر اور غنی برابر ہین اسواسطے کہ انکی طرف سب کی حاجت ہے
بخلاف ادویہ یعنی جو دوا کہ دار الشفا مین وقف ہو تو وہ مالدار کو جائز نہین بلا تعمیم یا تخصیص کے تو صورت تعمیم اغنیا بھی اسمین فقیرون کے پیرو ہو کر داخل ہونگے کذا فی القنیہ ہم تعمیم کی
یہ صورت ہے کہ واقف کہے کہ دوائین سب بیمارون کیواسطے وقف ہین اور تخصیص یہ کہ واقف اغنیا کو کھولکر مذکور کردے تو اغنیا اسمین بالقصد داخل ہین اور تعمیم مین بالتبع فرع مسئلہ ملحقہ
شارح کا اقر بوقف صحیح دیانۃ اخرجہ من یدہ ووارثہ یعلم خلافہ جاز الوقف ولا تسمع دعوی وارثہ قضاء اور اقرار کیا واقف نے وقف صحیح کا اور اسکا کہ اُسنے اسکو اپنے ہاتھ سے خارج کردیا اور
واقف کا وارث اُسکے خلاف جانتا ہے یعنی یہ جانتا ہے کہ مورث نے وقف نہین کیا تو وقف جائز ہے اور اُسکے وارث کا دعوی مسموع نہین از روئے قضا مین کذا فی الدرر وفی الوہبانیۃ سے
وتبطل اوقاف امرء بارتدادہ فنحال الارتداد منہ للوقف اجدر اور وہبانیہ مین ہے کہ باطل ہوجاتے ہین اوقاف مرد کے اُسکے مرتد ہوجانے سے تو حالت ارتداد کے اوقاف بطریق اولی باطل ہونگے

فصل

فصل ہے شرط واقف کی مراعات مین یراعی شرط الواقف فی اجارتہ فلم یزد القیم بل القاضی لانہ ولایتہ النظر لفقیر وغائب ومیت عایت کیجاسے یعنے واجب الرعایت ہے واقف
کی شرط اجارۂ وقف مین تو متولی واقف کی شرط سے زیادہ اجارہ نہ دے بلکہ قاضی اسکو شرط سے زیادہ کرسکتا ہے اسواسطے کہ قاضی کو ولایت نظری ہے فقیر اور غایب اور میت کیواسطے
ہم مثلاً واقف نے شرط کی کہ زمین وقف کو ایکسال سے اجارہ نہ دے اور حالانکہ مستاجر اتنی مدت کے اجارہ پر رغبت نہین کرتے اور چند سال کا اجارہ فقیرون کے حق مین نافع تر ہے تو متولی
اور مدت سے زیادہ کا اجارہ نہین کرسکتا بلکہ قاضی سے حال عرض کرے تاوہ مدت اجارہ زیادہ کردے کذا فی البحر فلو اہمل الواقف مدتہا قیل تطلق الزیادۃ للقیم وقیل تقید لسنۃ
مطلقا وبہا افتی بانسنتہ نفتی فی الدار وثلث سنین فی الارض الااذا کانت المصلحۃ بخلاف ذلک ہذا مما یختلف زمانا وموضعا پھر اگر واقف نے مدت اجارہ بلا قید رکھی تو بعضون
نے کہا کہ زیادتی مدت کا متولی کیواسطے علی الاطلاق باقی رہیگی اور بعضون نے کہا کہ ایکسال کو مقید ہوگی ہر صورت مین اور اسیپر یعنی سال کی مدت پر فتوی ہے گھر کے اجارہ
اور تین سال پر فتوی ہے زمین کے اجارہ مین مگر جبکہ مصلحت اسکے مخالف ہو اور یہ یعنی اختلاف مدت اجارہ مختلف ہے باعتبار زمان اور مکان کے ہم زیادتی مدت اجارہ کی
اسلیے وقف مین جائز نہوئی کہ ابطال وقف نہ لازم آوے اسواسطے کہ جو مستاجر کو مدت دراز تک تصرف مالکانہ کرتے دیکھیگا تو اُسکی ملک کا اُسکو وہم ہوگا وفی البزازیۃ لو احتیج لذلک
یعقد عقودا فیکون العقد الاول لازما لانہ ناجز والثانی لا لانہ مضاف قلت لکن قال ابو جعفر الفتوی علی ابطال الاجارۃ الطویلۃ ولو بعقود وذکرہ الکرمانی فی الباب الناسع عشر واقرہ
قدری آفندی وغیرہ فی واقعات اور بزازیہ مین ہے کہ اگر اُسکی یعنی طول مدت اجارہ کی احتیاج ہو تو چند عقود منعقد کرے تو عقد اول لازم ہوگا اسواسطے کہ وہ فی الحال
کا عقد ہے اور عقد ثانی لازم نہین اسواسطے کہ وہ مضاف ہے مین کہتا ہون لیکن فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ اجارہ طویلہ کے ابطال پر فتوی ہے اگرچہ بہ چند عقود ہو چنانچہ
اسکو کرمانی نے انیسوین باب مین ذکر کیا ہے اور قدری آفندی نے اسکو قائم رکھا ہے اور کتاب الاجارہ مین آویگا ہم شارح نے استدراک سے آگاہ کردیا بزازیہ کی روایت

اور دونون برتر و یوجر یا اجر المثل علا یجوز بالاقل و لو بما یستحق قارئ الہدایۃ او بنقصان یسیر الا اذا لم یرغب فیہ الا بالاقل اشباہ اور وقف اجارہ دیا جاوے اجرت مثل پر
تو اس سے کم اجارہ دینا درست نہیں اگرچہ مستحق ہی مستاجر ہو کذا ذکرہ قاری الہدایۃ مگر اجرت مثل سے اگر تھوڑا سا کم ہو تو جائز ہے یا جبکہ اسمین کوئی خواہش نہ کرتا ہو
الا باقل کذا فی الاشباہ فلو رخص اجرہ بعد العقد لا یفسخ العقد فلزم المضرر اور اگر وقف کا کرایہ ارزان ہو جاوے بعد عقد کے تو عقد منفسخ نہو گا بسبب لازم آنے ضرر وقف کے
بسبب فسخ کے و لو زاد اجرہ علی اجر مثلہ قیل یعقد ثانیا بہ علی الاصح اور اگر اجرت وقف کی گران ہو جاوے اسکی اجرت مثل سے تو بعضون نے کہا اجارہ کو دوبارہ منعقد کرے
بقول اصح فی الاشباہ و لو زاد اجر مثلہ فی نفسہ بلا زیادۃ احد فللمتولی فسخہا بہ یفتی و ما لم یفسخ فلہ المسمی اشباہ مین ہے اگر اسکا اجر مثل فی نفسہ زیادہ ہو گیا بدون زیادہ کرنے
کسی شخص کے تو متولی کو اسکا فسخ کر دینا جائز ہے اسی پر فتوی ہے اور جبتک فسخ نہ کریگا تو اسکو اجر معین ہی ملیگا و قیل لا یعقد ثانیا کزیادۃ واحد تعنتا فانہا لا تعتبر
ذکرہ فی الاجارۃ اور بعضون نے کہا در صورت زیادتی دوبارہ عقد نہ کرے مانند بڑھا دینے کسی شخص کیواسطے تکلیف رسانی اور شفقت اندازی مستاجر کے کہ وہ زیادتی
معتبر نہیں درآنحالیکہ کتاب الاجارہ مین المتاجر الاول اولی من غیرہ اذا قبل الزیادۃ اور پہلا مستاجر اولی ہے اپنے غیر سے جبکہ زیادتی اجر کو قبول کرے کلام یہ مبنی ہے
قول اول پر جو اصح ہے و الموقوف علیہ الغلۃ او السکنی لا یملک الاجارۃ و لا الدعوی لو غصب منہ الوقف الا اذا کان متولیا او اذن قاض و لو الوقف علی رجل معین علی ما علیہ الفتوی
عمادیہ لان حقہ فی الغلۃ لا العین اور جسکے واسطے محصول اور سکونت وقف ہو وہ اجارہ دینے کا مالک نہین اور نہ دعوی کا مالک ہے اگر اس سے کسی نے وقف غصب کر لیا ہو مگر
بسبب تولیت یا اذن قاضی کے اگرچہ مرد معین پر وقف ہو بنا بر قول مفتی بہ کے کذا فی العمادیہ اجارہ دینے کا اسواسطے مالک نہیں کہ حق مستحق کا محصول مین ہے نہ عین وقف مین
و ہل یملک السکنی من یستحق الریع فی الوہبانیۃ لا و فی شرحہا للشرنبلالی و التحریر نعم اور کیا سکونت وقف کا وہ شخص مالک ہے جو مستحق ہے اسکی آمدنی کا وہبانیہ مین کہا کہ وہ مالک
سکونت کا نہین اور اسکی شرح شرنبلالی مین کہا اور تنقیح یہ ہے کہ ہان وہ سکونت کا مالک ہے و الموقوف اذا آجرہ المتولی بدون اجر المثل لزم المستاجر لا المتولی کما غلط فیہ
بعضہم تمام اجر المثل اور جبکہ متولی موقوف کو کمتر اجر مثل سے اجارہ دے تو مستاجر کو پورا اجر مثل دینا لازم ہوگا نہ متولی کو جیسا کہ بعضون نے اسمین غلطی سمجھا ہے کتاب
و کذا وصی خانیہ اجر منزل صغیرہ بدونہ فانہ یلزم المستاجر تمامہ لانہ لیس لکل منہما ولایۃ الحط و لا الاسقاط چنانچہ باپ یا وصی نے کذا فی الخانیہ اجارہ دیا اپنے صغیر کا مکان
اجرت کمتر مثل سے تو البتہ مستاجر پر پورا اجر لازم ہوگا اسواسطے کہ ہر ایک کو دونون مین سے کم کرنے اور ساقط کرنے کی ولایت نہین اور طحطاوی نے کہا کہ اگر شارح بجائے لکل منہما
کے لکل منہم کہتا تو شامل کو بھی یہ تعلیل شامل ہوتی و فی الاشباہ عن القنیۃ ان القاضی یامرہ بالاستیجار باجر المثل و علیہ تسلیم تردد السنین الماضیۃ و لو کان القیم ساکنا مع قدرتہ علی
الرفع للقاضی لا غرامۃ علیہ انما ہی علی المستاجر و اذا ظفر الناظر بمال الساکن فلہ اخذ النقصان منہ فیصرف فی مصرفہ قضاء و دیانۃ انتہی فلیحفظ اور اشباہ مین قنیہ
سے منقول ہے کہ قاضی مستاجر کو بعوض اجر مثل اجارہ لینے کا امر کرے اور اسپر سنین ماضیہ کی زیادتیان لازم ہونگی یعنی درصورت کم ہونے اجارہ کے اجرت مثل سے اور
اگر متولی ساکت رہا ہوگا باوجود اسکے قادر ہونیکے قاضی کے پاس نالش کرنے پر تو بھی اسپر تاوان نہین ہوتا تاوان تو مستاجر ہی پر ہے اور جب ناظر ساکن وقف کے مال کو پاجاوے تو اسکو
بقدر نقصان اسمین لینا جائز ہے پھر اسکو صرف کرے وقف کے مصرف مین قضاء تو بھی اور دیانۃ بھی انتہی کلام الاشباہ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قلت و قید باجارۃ المتولی لما فی غصب الاشباہ
و اجرۃ الغاصب ما منافعہ مضمونۃ من مال الوقف و الیتیم و معد للاستغلال فعلی المستاجر المسمی لا اجر المثل و علی الغاصب ما قبضہ لا غیر لتاویل العقد انتہی فلیحفظ مین کہتا ہون کہ مصنف نے وقف مین
اجارہ متولی کی قید لگائی اسواسطے کہ اشباہ کی کتاب الغصب مین یون ہے کہ اگر غاصب نے اجارہ دیا جسکے منافع کا ضمان غاصب پر ہے منجملہ مال وقف یا مال یتیم یا اس مکان کے جو کرایہ کیواسطے
مہیا ہے تو مستاجر پر اجر مسمی ہے نہ اجر مثل اور غاصب پر ہے جو اسکا اجر اسنے مستاجر سے لیا ما سوا اسکے بسبب تاویل عقد اجارہ انتہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یفتی بالضمان فی غصب
عقار الوقف و غصب منافعہ او اتلافہما کما لو سکن بلا اذن او اسکنہ المتولی بلا اجر کان علی الساکن اجر المثل و لو غیر معد للاستغلال بہ یفتی صیانۃ للوقف و کذا منافع مال الیتیم درر و تنقیح یعنی فتوی
تاوان کا زمین وقف کے غصب اور اسکے منافع کے غصب اور منافع کے تلف کر دینے مین چنانچہ اگر کسی نے مکان وقف مین سکونت کی بلا اذن یا متولی نے اسکو رکھا بلا کرایہ تو ساکن
پر اجر مثل واجب ہوگا اگرچہ وہ مکان کرایہ کیواسطے مہیا نہو اسی پر فتوی ہے وقف کی حفاظت کیواسطے اور یہی حکم مال یتیم کے منافع کا کذا فی الدرر و کذا التنقیح بکل ما ہو انفع للوقف فیما

اختلف العلماء فیه حاوی القدسی متی قضی بقیمۃ شری بہا اخری فیکون وقفا بدلا لاول اور اسی طرح فتوی ہی ہر ایک اس قول پر جو وقف کیواسطے زیادہ ترنافع ہو جسمین علما کا اختلاف ہو
کذا فی حاوی القدسی اور جبکہ قاضی زمین وقف کی قیمت کا حکم کرے تو بعوض اسکے دوسری زمین خرید کرے تو یہ زمین وقف ہوگی زمین اول کی عوض یعنی اسکا وقف ہونا بلفظ وقف پر موقوف
نہین کذا فی معین المفتی اور اختلاف علما کی یہ صورت ہے مثلاً اگر ایک قول ہے کہ استبدال وقف درصورت قلت محصول جائز ہے اور دوسرے قول مین جائز نہین مگر درصورت فقدان محصول مطلقاً تو عدم
جواز پر فتوی دیا جائیگا کہ یہ وقف کو نافع ہے بسبب باقی رہنے اسکی ذات کے اور احتمال تلف ہو جانے اسکی قیمت کے والذی تقبل فیہ الشہادۃ حسبۃ بدون الدعوی اربعۃ عشر منہا الوقف
علی ما فی الاشباہ لان حکمہ التصدق بالغلۃ وہو حق اللہ تعالی اور جسمین گواہی بغیر تحصیل کے واسطے بدون دعوی کے وہ چودہ مقام ہین انمین سے ایک وقف ہے کذا فی الاشباہ اسواسطے
کہ اثر مترتب وقف کا تصدق ہے محصول کا اور تصدق حق اللہ ہے تو اسکی گواہی مین دعوی مدعی کی کچھ حاجت نہین ہے باقی مقامات مذکورہ مین وقف طلاق تعلیق طلاق لونڈی کا
آزاد ہونا اسکا مدبرہ ہونا خلع ہلال رمضان نسب حد زنا حد شرب ایلا ظہار حرمت مصاہرت اپنے مولی کے نسب کا دعوی کذا فی الطحطاوی عن الاشباہ وبقی لو الوقف علی معینین
ہل تقبل بلا دعوی فی الخانیۃ ینبغی لا اتفاقا وفی شرح الوہبانیۃ للشیخ حسن بلا التفصیل ہو المختار وفی التاتارخانیۃ ان ہو حق اللہ تقبل والا لا الا بالدعوی فلیحفظ باقی رہی یہ بات کہ اگر
وقف معین لوگون پر ہوگیا اسمین گواہی بلا دعوی مقبول ہے یا نہین خانیہ مین کہا لائق یہ ہے کہ مقبول نہین بالاتفاق اور شیخ حسن کی شرح وہبانیہ مین ہے اور یہ تفصیل ہی مختار ہے
اور تاتارخانیہ مین ہے کہ اگر وہ حق اللہ ہے تو مقبول ہے اور حق اللہ نہین تو گواہی بلا دعوی مقبول نہین سو اسکو یاد رکھنا چاہیے مترجم تفصیل مذکور سے تاتارخانیہ کی تفصیل مراد ہے کہ
غیر معین پر مقبول ہے نہ معین پر قلت لکن بحث فیہ ابن الشحنۃ ... مین کہتا ہون لیکن بحث کی ہے اسمین یعنی اطلاق قبول ... ابن شحنہ نے ... مترجم ابن شحنہ نے کہا کہ تفصیل مذکور
لابدی ہے اسواسطے کہ جب شہادت قائم ہوئی اسپر کہ ابن فلان کی قوم معین مستحق ہے تو اسمین دعوی ... اسکے استحقاق اور ... مال کے اگرچہ آخر کار
اسکے فقرا مستحق ہون بخلاف اسکے گواہی سکے کہ فقرا یا مسجد پر وقف ہے قائم ہو کذا فی المنح حلبی نے کہا ... اطلاق کیطرف جو کلام اس سے مستفاد ہے نہ تفصیل
کیطرف طحطاوی نے کہا شارح کی عبارت اسکے مخالف ہے اور وفق المصنف بقولہا مطلقا لثبوت اصل الوقف وبقبولہ للفقرا ... دعوی لثبوت الاستحقاق لما فی
الخانیۃ لو کان ثمہ مستحق ولم یدع لم یدفع لہ شیء من الغلۃ وتصرف الغلۃ للفقراء اور مصنف نے اپنی شرح مین اختلاف مذکور ... کردیا ہے بایسطور مقبول ہے گواہی مطلقاً واسطے
ثابت ہونے اصل وقف کے کیونکہ مرجع اسکے فقیر ہین اور اسواسطے مشروط ہے دعوی کیواسطے ثابت ہونے استحقاق کیواسطے کہ خانیہ مین ہے کہ اگر وہان مستحق ہے اور دعوی نکرے تو اسکو
کچھ غلہ نہ دیا جائیگا اور تمام غلہ محتاجون پر صرف کیا جائیگا ... تحقیق مذکور سے ہے کہ ثبوت اصل وقف محتاج نہین دعوی کا مطلقاً اگرچہ مستحق بدون دعوی کے غلہ نہ پاویگا اور ثبوت
استحقاق شخص معین بلاشبہ دعوی پر موقوف ہے تو اب ابن وہبان اور ابن شحنہ کے کلام کا خلاف مندفع ہوگیا کذا فی المنح قلت مفادہ انہ لو ادعی المستحق مع انہا لا تسمع منہ علی
المفتی بہ الا بتولیۃ کما قدمنا مین کہتا ہون قول مذکور سے مستفاد ہوا کہ مستحق دعوی کریگا تو مستحق غلہ ہوگا باوجود اس بات کے کہ مستحق کا دعوی مسموع نہین بنا بر قول مفتی کے
بدون تولیت کے چنانچہ عنقریب گذر گیا تو غور کرو حلبی نے کہا جو مذکور ہوچکا وہ یہ ہے کہ درصورت غصب کے مدعی ہوگا نہ مستحق بلا تولیت اور اگر مستحق وقف مین اپنے استحقاق کا دعوی کریگا
تو بلاشبہہ صحیح ہے محتاج تدبر نہین وفی الاشباہ لنا شاہد حسبۃ فی اربعۃ عشر ولیس لنا مدع حسبۃ الا فی دعوی الموقوف علیہ اصل الوقف فانہا تسمع عند البعض والمفتی بہ لا الا بتولیۃ فاذا لم تسمع دعواہ
قال الحلبی فالاولی ان تقدم فتنبہ اور اشباہ مین ہے کہ ہم حنفیون کے نزدیک شاہد حسبہ چودہ مقام مین ہے چنانچہ عنقریب مذکور ہوچکا اور ہمارے نزدیک مدعی حسبہ نہین مگر موقوف علیہ اصل وقف
کے دعوی مین کہ اسکا دعوی مسموع ہے بعض کے نزدیک اور قول مفتی بہ مین مسموع نہین مگر بتولیت پھر دعوی اسکا مسموع نہوا تو حلبی اس سے بہتر ہے انتہی کلام الاشباہ اور البتہ
مذکور ہوچکا سو آگاہ ہوجا مترجم جو مذکور ہوا سو موقوف علیہ کا دعوی غاصب پر ہے اور یہان اصل وقف کا دعوی ہے تو دونون کی مغایرت مین شک نہین ولا یشترط فی دعوی
الوقف بیان الواقف ولو الوقف قدیما فی الصحیح بزازیۃ لئلا یکون اثباتا للمجہول وفی العمادیۃ تقبل اور شرط ہے دعوی وقف مین بیان واقف کا اگرچہ وقف قدیمی ہو قول
صحیح مین کذا فی البزازیہ تاکہ اثبات مجہول کا نہو اور عمادیہ مین ہے کہ مقبول ہے بلا بیان واقف اور یہ قول ہے ابو یوسف کا اور اسی پر مشائخ بلخ ہین اور چونکہ وقف مین ابو یوسف کے
قول پر فتوی ہے تو یہان بھی انہین کے قول پر فتوی ہوا کذا فی المنح وتقبل فیہ الشہادۃ علی الشہادۃ وشہادۃ النساء مع الرجال والشہادۃ بالشہرۃ لاثبات اصلہ وان

له قال الطحطاوی ... ۱۲

فسرحوا بہ فی الحج فی الفتاوی وارد وقفت من معینین ثبت بالشہادت لان بینۃ الشہادت بشرطیکہ بہ وقف شہرہ تو مقبول ہو وقف میں گواہی پر گواہی دینا اور گواہی عورتوں کی مردوں
کے ساتھ قبول ہے جیسی کہ گواہی اصل وقف کے ثبات کیواسطے اگرچہ گواہ اپنی سماعت کی تصریح بھی کر دین قول مختار میں اور کوئی خاص مقصد نہ کرین بر جوہرہ وتوضیح ملیح
ہو اور ثبات وقف بعد بشہادت سے مقصود یہ ہی ثبات نفس وقف کے بیشک جیسی شہادت بالتسامع جائز ہی چنانچہ سب اگر گواہ بھی اپنی سماعت کی تصریح کرینگے تو انکی گواہی قبول کی جائیگی
میں ... لتقبیل بالشہرۃ لاثبات شرائطہ فی الصحیح ... وغیرہ مقبول ہیں شہرت کی گواہی شرائط وقف کے اثبات کیواسطے قول اصح یہی ہے ... وغیرہم ایسا ہی ہے فتوی ہو کذانی
الدالفیہ ... کہا شہادت بالشہرت یہ کہ قاضی دعوی کرے کہ اس پر وقف ... امر معروف مشہور ہے اور گواہ یہی گواہی دیں شہادت بالتسامع یہ کہ شاہد
نے کہ فلان سے سنا ہی ویسا ہوں یسبب تسامع کے کذانی الفتاوی اور بزازیہ میں ہے کہ شہادت بالتسامع اصل وقف پر موقوف ہے اسکی شرائط پر سوائے کہ وقف باقی رہتا ہے ذرا بعد
قرن شہادت شرائطہ کے اور جس سے صحت وقف کی تحقیق ہوا اور موقوف علیہ ہو سو وہ اصل وقف ہے کہ اور جو موقوف نا ثبت وقف نہیں و اسکی شرائط دین ہو کذانی البحر لکن نے

المجتبی المختار قبولہا علی شرائطہ ایضا واعتمدہ فی المعراج واقرہ الشرنبلالی وقواہ فی الفتح بقولہ ... ثبوت المحد ... شرائطہ ومصارفہ ماکان بحلیتہ ... وادبین فساد انتہی
... وہ ایک شرائطہ ... لیکن مجتبی میں کہا کہ قبول کرنا شہادت شہرت کا وقف کی شرائط پر بھی قول مختار ہے اور معراج میں اسپر اعتماد کیا ہے اور شرنبلالی نے بھی اسکو ثابت
رکھا ہے اور فتح القدیر میں اسکو قوی رکھا فقہائے ... اسپر ... وقف کا ثبوت متقدم اور اسکے شرائط اور مصارف مجہول ہین انمین سیر عمل کیا جائیگا جو قاضیوں کے
دفاتر میں ہے انتہی اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بسبب ضرورت کے ہے اور مدعا عام ہے کذانی البحر خلاصہ تقویۃ فتح القدیر یہ ہے کہ درصورت مذکورہ جب دفاتر قضاۃ پر عمل ہو اور ...
ہے ثبوت بالتسامع کا اور جواب بحر الرائق میں یہ ہے کہ دفاتر پر عمل اس ضرورت سے ہوا کہ شرائط اسکے مجہول ہیں اور مدعا عام ہے خواہ شرائط مجہول ہوں یا نہوں علاوہ اسکے
کلام فتح القدیر کا اس وقف میں ہے جسکا ثبوت منقطع ہوا اور سوائے دفتر کے اسکا حال معلوم نہو اور یہاں گفتگو اس وقف کی ہے جسکا ثبوت سماعت کی گواہی سے ہے و بیان
المصرف کقولہم علی مسجد کذا من اصلہ لتوقف صحۃ الوقف علیہ فتقبل بالتسامع اور مصرف وقف کا بیان چنانچہ یون کہنا شاہدون کا کہ یہ زمین فلانی مسجد پر وقف ہے داخل ہے
اصل وقف میں بسبب موقوف ہونے صحت وقف کے بیان مصرف پر تو مصرف میں شہادت بالتسامع مقبول ہے و بعض مستحقیہ وکذا البعض لورثۃ ولا ثالث لہا کما فی الاشباہ قلت

وکذا لو شہدا ... کما سیجی فتامل وقالوا تقبل بینۃ الافلاس بغیبۃ المدعی وکذا اعتراض بعض الاولیاء المتساوین ثبت لاعتراض الکل کما وکذا الامان
والعفو والولایۃ لمطالبۃ بازالۃ الضرر العام عن طریق المسلمین والتتبع یقتضی عدم الحصر اور بعض مستحق وقف بجائے کل مستحقین کے ہے اور اسیطرح بعض وارث اوران دو کا تیسرا نہین یعنی سوائے
مستحق اور وارث کے ایک شخص بجائے کل اشخاص نہیں ہوسکتا کذانی الاشباہ میں کہتا ہوں اور اسیطرح حکم ہے اگر مفلسی بیدون کی ایک قرضخواہ کے سامنے ثابت ہو چنانچہ دیکھو تو اسکو
تمام کو اور فقہانے کہا ہے کہ افلاس کے گواہ مدعی کی غیبت میں مقبول ہیں اور یہی حکم ہے بعض اولیاء متساوین کا کہ اعتراض نکلیگا حق ہر ایک کو پورا ثابت ہے اور یہی حکم ہے امان اور قصاص
اور ولایت مطالبہ کا ضرر عام دفع کرنیکے واسطے مسلمین کی راہ سے اور تجسس و تلاش مقتضی ہے عدم حصر کی ام یہ رد ہے صاحب اشباہ کا کہ وہ دو کے حصر کا قائل ہے ثم لاینتصب احد
الورثۃ خصما عن الکل لوفی دعوی دین لا عین مالم یکن بیدہ فلیحفظ پھر معلوم کرنا چاہیے کہ ایک وارث خصم ہوتا ہے سب وارثون کیطرف سے اگر دین کے دعوی مین خصومت ہو
نہ کہ عین کے دعوی مین تا وقتیکہ وہ مدعی علیہ کے ہاتھ مین نہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ینتصب خصما عن الکل ای اذا کان الوقف بین جماعۃ وواقفہ واحد فلو لاحد منہم او وکیلہ
الدعوی علی واحد منہم اور کیلہ یعنی بعض مستحق وقف جھگڑا کر سکتا ہے سب کیطرف سے یعنی جب وقف ہو ایک جماعت کے درمیان میں اور اسکا وقف کرنیوالا ایک ہی
ہو تو انمین سے ایک مستحق کو یا اسکے وکیل کو دعوی کرنا انمین سے دوسرے شخص پر یا اسکے وکیل پر جائز ہے وقیل لا ینتصب فلا یصح القضاء الا بقدر ما فی ید الحاضر کو دوسرا
قول ضعیف یہ ہے کہ بعض مستحق سب کیطرف سے خصومت نہیں کر سکتا سو قاضی کو حکم کرنا صحیح نہیں مگر اسیقدر میں جو حاضر کے ہاتھ مین ہے اور قائل اس قول کا قاضی عبد الجبار ہے و زاد
انتصابہ خصما اذا کان الاصل ثابتا والا فلا ینتصب احد المستحقین خصما وتمامہ فی الوہبانیۃ اور یہ یعنی بعض مستحقین کا خصومت کرنا اسوقت ہے جب اصل وقف ثابت ہوا ور
اگر ثابت نہو تو ایک مستحق خصومت نہیں کر سکتا اور پورا بیان اسکا شرح وہبانیہ مین ہے اشتری المتولی بمال الوقف دارا للوقف لا تلحق بالمنازل

الموقوفة ویجوز بیعھا فی الاصح لان للزومہ کلاما کثیرا ولم یوجد ہہنا متولی وقف نے مال وقف سے ایک گھر خرید کیا وقف کرنیکے واسطے تو یہ گھر منازل موقوفہ سابقہ کے ساتھ نہ ملایا
جاسے اور اسکی بیع جائز ہی قول اصح میں اسواسطے کہ اسکے لزوم وقف میں بہت سا کلام ہی اور یہاں وہ موجود نہیں مات المؤذن والامام ولم یستوفیا وظیفتھما من الوقف سقط
لانہ کالصلة کالقاضی وقیل لایسقط لانہ کالاجرة کذا فی الدرر قبیل باب المرتد وغیرہا قال المصنف ثمہ وظاہرہ ترجیح الاول لحکایة الثانی بقیل قلت قد جزم فی البغیة تلخیص القنیة
بانہ یورث بخلاف رزق القاضی کذا فی وقف الاشباہ ومنحة النہر گیا موذن اور امام اور حالانکہ دونوں نے اپنا وظیفہ یعنی ماہانہ یا سالانہ وقف سے نہیں پایا تو ساقط ہو گیا
مثل قاضی کے اسواسطے کہ وظیفہ مانند صلہ اور عطاکے ہی کہ بدون قبض مملوک نہیں ہوتا اور دوسرا قول یہ ہی کہ ساقط نہیں ہوتا اسلیے کہ وہ اجرت کے مانند ہی کذا فی الدرر قبیل
باب المرتد وغیرہا مصنف نے اپنی شرح میں یہاں کہا اور ظاہر در ترجیح قول اول کا مقتضی ہی یعنی سقوط کا بسبب حکایت قول ثانی کے بلفظ قیل میں کہتا ہوں کہ بغیہ تلخیص القنیہ میں البتہ
یقین کیا ہی اسکا کہ امام اور موذن کا وظیفہ مورث ہوتا ہی بخلاف رزق قاضی کے کذا فی وقف الاشباہ ومنحة النہر ولو علی الامام دار وقف فلم یستوف الاجرة حتی مات ان اجرہا المتولی سقطت وان
اجرہا الامام لا عمادیہ اور اگر امام مسجد پر ایک گھر وقف ہو سو اُسنے کرایہ اس گھر کا پورا نہ پایا یہانتک کہ وہ مرگیا تو اگر وہ گھر متولی نے کرایہ دیا تھا تو کرایہ ساقط ہو گیا اور اگر اُسکو امام نے
کرایہ پر دیا تو ساقط نہوگا کذا فی العمادیہ یعنی اسواسطے کہ امام کا اجارہ دینا بمنزلہ اسکی قبض کے قرار دیا گیا اخذ الامام الغلة وقت الادراک وذہب قبل تمام السنة لایسترد منہ غلة باقی السنة
قصارکالجزیة وموت القاضی قبل الحول وتحل للامام غلة باقی السنة لو فقیرا وکذا الحکم فی طلبة العلم فی المدارس درر امام نے غلہ لیا پختگی زراعت کے وقت اور اس مسجد سے چلا گیا قبل تمام
ہونے سال کے تو اس سے باقی سال کا غلہ پھیر نہ لیا جائیگا تو وہ ہو گیا جزیہ اور موت قاضی کے مانند سال سے پہلے اور حلال ہوگا امام کو غلہ باقی سال کا اگر وہ محتاج ہوگا اور یہی حکم
ہی طالبعلموں کا مدرسوں میں کذا فی الدرر یعنی اگر طالبعلم غلہ سال بھر کا مدرسہ سے لیکر چلا جاوے تو استرداد نہیں ہم اگر ذمی اثنا ے سال میں مرجاے تو اس سے ایام گذشتہ کا جزیہ
نہ لیا جائیگا اور محتمل ہی کہ یہ مراد ہو کہ اگر اثنا ے سال میں جزیہ پیشگی دے پھر ذمی مسلمان ہوجاے یا مرجاے تو وہ یا اُسکا وارث استرداد جزیہ نہیں کر سکتا ونظم ابن الشحنة الغیبة المسقطة للمعلوم
المقتضیة للعزل منہ ؎ وما لیس منہ ان لم یزد علی ثلث شہور فہو یعفی ویغفر اور ابن شحنہ نے نظم کیا ہی اس غیبت کو جو ساقط کرتی ہی مشروط کو اور مقتضی ہی معزول کو اور منجملہ
نظم مذکور یہ ہی اور جو غیبت ناچاری کی ہی اگر تین مہینہ سے زیادہ نہو تو وہ معاف اور مغفور ہی ؎ وقد اطبقوا لایاخذ السہم مطلقا لما قد مضی والحکم فی الشرع یسفر اور البتہ علما
نے اتفاق کیا ہی کہ در صورت غیبت ایام گذشتہ کا حصہ مطلقا نہ لے اور یہ حکم شرع میں مسافر کیواسطے ہی کہ حصہ نہ لے مطلقا یعنی خواہ سفر ضروری ہو یا غیر ضروری قلت ہذا کلہ فی سکان
المدرسة وفی غیر فرض الحج وصلة الرحم اما فیہما فلا یستحق العزل المعلوم کما فی شرح الوہبانیة للشرنبلالی میں کہتا ہوں اور یہ تمام مذکور سکان مدرسہ میں اور فرض حج اور صلہ رحم کے
سوا میں ہی اور ان دونوں میں یعنی فرض حج اور صلہ رحم میں تو مستحق عزل اور مشروط کا نہیں کذا فی شرح الوہبانیہ للشرنبلالی وفی المنظومة المحبیة ؎ لاتجز استنابة الفقیہ لا ولا
المدرس لعذر حصلا کذاک حکم سائر الارباب ان لم یکن عذر فذا من باب اور منظومہ محبیہ میں ہی کہ جائز نہیں نائب کرنا فقیہ اور نہ مدرس کا بسبب عذر کے حاصل ہوا اسیطرح حکم ہی
باقی ارباب وظائف کا یا عذر نہو تو یہ عدم استنابت بطریق اولی جائز نہوگی ؎ والمتولی لو الوقف اجرا لکنہ فی صکہ ما ذکرا من ای جہة تولی الوقفا ما جوزوا ذلک حیث
یلغی اور متولی نے اگر وقف کو اجارہ دیا لیکن اُسنے وثیقہ اجارہ میں یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ کس وجہ سے متولی ہوا ہی وقت کا واقف کیطرف سے یا قاضی کیجانب سے تو
فقہا نے یہ اجارہ دینا جائز نہیں رکھا جہاں کہیں ہو ؎ ومثلہ الوصی اذ تختلف احکامہا فی ما علیہ یعرف بحسب التقلید والنص فقس فکل التصرف کیلا یلتبس اور مانند متولی
کے وصی ہی اسواسطے کہ متولی اور وصی دونوں کا حکم بنا بر مشہور کے مختلف ہی بحسب تقلید اور نص کے سو قیاس کر لے اجارہ دینے پر جمیع تصرفات کو اسواسطے فقہا نے اجازت ندی تا احکام میں
اشتباہ نہو شرح جامع الفصولین میں ہی کہ ایجار متولی اور وصی بلا تصریح وجہ تولیت اور ایصا کی جائز نہیں اسواسطے کہ باپ کے وصی اور دادا کے وصی اور ان وصی اور قاضی کی جہت سے وصی کے
احکام مختلف ہیں قلت لکن للسیوطی رسالة سماہا الضبابة فی جواز الاستنابة ونقل الاجماع علی ذلک فلیحفظ میں کہتا ہوں کہ جلال الدین سیوطی کا ایک رسالہ ہی جسکا نام انہوں نے ضبابہ فی جواز
الاستنابہ کہا ہی اور جواز نیابت پر اجماع فقہا نقل کیا ہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ولایة نصب القیم الی الواقف ثم لوصیہ لقیامہ مقامہ ولایت قائم کرنی متولی کی واقف کیطرف
ہی پھر اسکے وصی کو بسبب قائم ہونے وصی کے مقام اُسکے ولو جعلہ علی امر الوقف فقط کان وصیا فی کل شئ خلافا للثانی ولو جعل النظر لرجل ثم جعل الآخر وصیا کانا ناظرین

الا مجيء بما شرطه الواقف ونحوه فيما لو وقف في كلام شرح التاريخ اشان متاخر تشرکا بجہ اور اگر واقف نے ایک شخص کو فقط امر وقف پر وصی کیا تو وہ ہر چیز میں وصی ہوگا بعد
ابو یوسف کے اور اگر واقف نے ایک کو نظارت کا امر لکھ دیا پھر دوسرے کو وصی کیا دونوں شریک ہونگے تا وقتیکہ تخصیص نہ کرے بیان اسکا اسعاف میں ہے اور اگر واقف دو وصی چھوڑ گئے
اور ایک مر گیا تو دوسرا اکیلا متولی ہوگا اور جب تاریخ متاخر ہو تو دونوں شخص تولیت میں شریک ہونگے کذا فی البحر فرع مسئلہ طالب التولية لا يولى الا المشروط له التولية فينصب منفيد
نہ تولیت کی درخواست کرنے والے کو تولیت نہ دیجائے سوائے اس شخص کے جسکے واسطے تولیت مشروط ہوچکی ہو اگر بعد شرط کے درخواست کریگا تو دیا جائیگا اسواسطے کہ وہ متولی ہوچکا
بسبب شرط کے تو وہ اس درخواست سے منصب شرط کا ارادہ کرتا ہے کذا فی الاشباہ طحطاوی نے کہا طالب تولیت کو اسواسطے تولیت نہ دیجائے کہ حدیث میں نہی وارد ہے لم الآت المشروط له
بعد موت الواقف لم يوص لاحد فولاية النصب للقاضي اذ لا ولاية لمستحق الا بتولية كما مر جبکہ کسی شخص کو کیا جسکے واسطے تولیت مشروط تھی بعد موت واقف کے اور اسنے کسی کے واسطے وصیت نہیں
کی تولیت کی تو نصب کی ولایت قاضی کیواسطے ہے نہ مستحق وقف کیواسطے اسواسطے کہ مستحق کو ولایت نہیں مگر اسکی تولیت سے چنانچہ گذر گیا وما دام احد يصلح للتولية من اقارب الواقف
لا يجعل المتولي من الاجانب لانه اشفق ومن قصده نسبة الوقف اليهم اور جبتک کوئی شخص تولیت کی لیاقت رکھتا ہو واقف کے اقارب سے تو متولی بیگانوں سے نہ مقرر کیا جائے اسواسطے کہ
واقف کا برادری اور بالطبع زیادہ شفیق ہے اور اسکا مقصود یہ ہے کہ وقف کی نسبت اسکی خاندان کیطرف ہی رہے اراد المتولي اقامة غيره مقامه في حياته وصحته ان كان التفويض له
بالشرط عاما صح ولا يملك عزله الا اذا كان الواقف جعل له التفويض والعزل ایک متولی نے اپنے غیر شخص کو بجائے خود قائم کرنا چاہا وہ اپنی زندگی اور صحت میں کیا اگر متولی کو تفویض
تولیت بسبب شرط واقف کے عام ہو تو اقامت مذکور صحیح ہے اور متولی مذکور اسکے معزول کرنیکا بعد اقامت کے مالک نہ رہیگا مگر جبکہ واقف نے اسکے واسطے متولی کرنا اور
معزول کرنا دونوں مقرر کردیا ہو طحطاوی نے کہا بہتر یہ تھا کہ شارح وصحتہ کو حذف کرتا تا تفصیل آئندہ صحیح ہوتی انتہی صاحب اشباہ کے والا فان فوض في صحته لا يصح وان في مرض موته صح و
ينبغي ان يكون له العزل والتفويض الى غيره كالايصاء اشباہ اور اگر متولی نے غیر کو تولیت سپرد کی اپنی صحت میں تو صحیح نہیں اور اگر اپنے مرض الموت میں تفویض کی تو صحیح ہے اور سزاوار ہے کہ اسکو
عزل و تفویض غیر کا اختیار ہو مثل وصیت کرنیکے کذا فی الاشباہ مثلا باپ کے وصی کو اختیار ہے کہ دوسرے کو وصی کرے اور اسکو معزول کرے قال وسئلت عن ناظر معين بالشرط ثم من بعده للحاكم هل
اذا فوض النظر لغيره ثم مات ينتقل للحاكم فاجبت ان فوض في صحته فنعم وان في مرض موته لا لان المفوض له باق باقامته مقامه ولو وقف على رجل معين ثم من بعده للفقراء ففرغ عنه لغيره
ثم مات هل ينتقل للفقراء فاجبت بالانتقال صاحب اشباہ نے کہا مجھ سے سوال ہوا اس ناظر کا جو معین ہو شرط سے پھر بعد اسکے حاکم کو اختیار ہو تو جب کہ ناظر مذکور غیر کو نظارت
سپرد کرے پھر مرجائے کیا اسکی ولایت حاکم کیطرف منتقل ہوگی سو میں نے جواب دیا کہ اگر ناظر نے اپنی صحت میں غیر کو تولیت تفویض کی تو ہاں حاکم کیطرف انتقال ہوگا اور اگر اسنے
اپنے مرض الموت میں تفویض کی تو انتقال نہ ہوگا جبتک وہ شخص باقی رہیگا جسکو ناظر نے تولیت سپرد کی بسبب قائم ہونے اس شخص کے بجائے ناظر کے اور مجھ سے سوال ہوا اس وقف
کرنیوالے کا جسنے بترتیب وقف کیا ایک مرد معین کیواسطے پھر بعد اسکے فقیروں کے واسطے سو فرد مستحق اپنا حصہ غیر کو دیدے اور کنارہ گیر ہوا پھر مرگیا وظیفہ معلوم کیا فقیروں کیطرف منتقل
ہوگا میں نے منتقل ہونیکا جواب دیا یعنے بعد موت مستحق مذکور کے وفيها للواقف عزل الناظر مطلقا به يفتى ولم ار حكم عزله لمدرس وامام ولاهما ولو لم يجعل ناظرا فنصبه القاضي لم يملك
الواقف اخراجه ولو عزل الناظر نفسه ان علم الواقف او القاضي صح والا لا اور اشباہ میں ہے کہ واقف کو اختیار ہے معزول کرنے ناظر کا مطلقا یعنے خواہ اسنے اپنے واسطے عزل شرط
کیا ہو یا نہ کیا ہو اسی کا فتوی ہے اور میں نے نہیں دیکھا حکم معزول کرنے واقف کا اس مدرس اور امام کو جنکو واقف ہی نے مقرر کیا اور اگر واقف نے ناظر معین نہیں کیا سو قاضی
نے منصوب کیا تو واقف اسکے اخراج کا مالک نہیں اور اگر ناظر نے اپنی ذات کو معزول کیا اگر واقف یا قاضی کو اسکا علم ہو تو عزل صحیح ہے ورنہ نہیں طحطاوی نے کہا کہ امام اور
مؤذن کی معزولی تو صحیح ہے بلا شک مدرس کا بھی یہی حکم ہے خانیہ میں ہے کہ جب امام اور مؤذن بسبب عذر کے چھ مہینے تک کام نکریں تو متولی کو انکا معزول کرنا اور غیر کو قائم کرنا جائز
ہے انتہی لیکن یہ عزل بسبب عذر کے ہے اور کلام ہے بعدم عذر میں باع دارا ثم ادعى المشتري من اخرى ثم ادعى اني كنت وقفتها او قال وقفت لم تصح ويحلف المشتري زید نے
گھر بیچا پھر اسکو خالد مشتری نے اور شخص کے ہاتھ بیچا پھر زید نے دعوی کیا کہ میں نے اس گھر کو وقف کردیا تھا یا یوں کہا کہ وہ گھر میرے پر وقف تھا تو یہ دعوی صحیح نہیں قسم بیچا بلکہ مشتری سے قسم لیا
جائیگا قید نہیں فتاوی ابن نجیم کے سوال میں یہ مذکور تھا شارح نے اسکو ذکر کردیا اور مشتری پر اسواسطے حلف نہیں کہ جب صحت دعوی پر مرتب ہے ولو اقام بينة اور برہان حجہ شرعیہ قبلت

فيبطل البيع ويلزم اجر المثل فيما لا في الملك لو مستحق بحال العمدة بزازية وغيرها اور اگر بائع مذکور گواہ قائم کرے اسکے وقف ہونے پر یا حجت شرعی ظاہر کرے تو مقبول ہوگی تو بیع باطل
ہوگی اور مشتری پر اجر مثل لازم ہوگا وقف میں نہ ملک میں وہ منفعت استحقاق کے قول معتمد کذا فی البزازیہ وغیرہا م وقف میں اجرت مثل لازم ہو جاتی ہے بلا عقد اجارہ بخلاف ملک
مستحق کے اور حجت شرعی سے دو نوشتہ مراد ہے جو بیع کے وقف ہونے پر گواہی ہو چنانچہ فتاوی ابن نجیم میں سائل کے سوال میں مصرح ہے اور ظاہر بیان شارح کا اسپر دلالت کرتا ہے
دستاویز پر عمل کرنا چاہیے جو بیان شرعی اور حالانکہ یہ قاعدہ مذہب کی الفقہ ہے کہ خط معمول بہ نہیں تھا اور خود ابن نجیم نے سوال کے جواب میں فقط گواہوں پر اقتصار کیا ہے اور
اشباہ کے بعضے محشیوں نے کہا ہے کہ قاضی کے محفوظ سجل پر عمل کرنا چاہیے کذا فی الطحطاوی ولیس للمشتری حبس الثمن غیبة من الاستحقاق اور مشتری کو جائز نہیں کہ گھر وقف
مذکور کا قیمت لینے کیواسطے کذا فی المنیہ من باب الاستحقاق اسواسطے کہ حبس کرنا ثمن کا اور وقت میں بیع میں جائز نہیں ہے وہی احدی المسائل البیع المستثنا من قولہم من سعی
فی نقض ما تم من جہتہ فسعیہ مردود علیہ اور وہ یعنی بیع کرکے وقف کا دعوی کرنا ایک مسئلہ ہے ان آٹھ مسائل سے جو مستثنی ہیں فقہا کے اس قول سے کہ جو شخص سعی کرے اسکے توڑنے
میں جو اسی کی جہت سے پوری ہوئی ہے تو اسکی سعی نامقبول ہے کذا فی قضاء الاشباہ واعتمد فی الفتح والبحر انہ ان ادعی وقفا محکوما بلزومہ قبل والا لا وہو تفصیل حسن اعتمدہ
المصنف فی الاستحقاق لکن اعتمد اولا اخر الکتاب تبعا للکنز وغیرہ اور فتح القدیر میں اور بحر الرائق میں اسپر اعتماد کیا ہے کہ اگر بائع نے اسکا دعوی کیا کہ مبیع ایسا وقف
ہے جسکے لزوم پر قاضی کا حکم ہوگیا تو دعوی اسکا مقبول ہے اور نہیں تو نہیں اور یہ خوب تفصیل ہے جسپر مصنف نے باب الاستحقاق میں اعتماد کیا ہے لیکن آخر کتاب میں قول اول
پر یعنی اطلاق وقف پر خواہ لزوم کا حکم ہوا ہو یا نہوا ہو مصنف نے اعتماد کیا ہے کنز وغیرہ کے تابع ہو کر م تفصیل مذکور امام کے قول پر مبنی ہے اور بقول مفتی بہ حکم باللزوم کی
کچھ حاجت نہیں وفی العمادیة لا تقبل عند الامام وہو المختار وصوبہ الزیلعی قال وہو احوط اور عمادیہ میں ہے کہ گواہ مقبول نہیں امام کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور زیلعی نے اسکو تصویب
کی ہے اور کہا کہ یہی قول قریب تر باحتیاط ہے وفی دعوی المنظومة المحبیة وہذا فی وقف ہو حق اللہ تعالی اما لو کان علی العباد لم یجز قلت قدمنا قبولہا مطلقا لثبوت اصلہ لما
للفقراء فتدبر وفی فتاوی ابن نجیم نعم تسمع دعواہ وبینتہ ویبطل البیع اور منظومہ محبیہ کے کتاب الدعوی میں ہے اور یہ یعنی دعوی وقف کے گواہ مقبول ہونا اس وقف میں
ہے جو حق اللہ ہے اور اگر وقف عباد پر ہو تو جائز نہیں میں کہتا ہوں ہم مقدم ذکر کر چکے مقبول ہونا شہادت کا مطلقا واسطے ثابت ہونے اصل وقف کے کیونکہ اسکا
انجام کار فقیروں کے لیے ہے تو اسکو غور کر لے اور ابن نجیم کے فتاوی میں ہے کہ ہاں دعوی وقف کا اور گواہی مسموع ہے اور بیع باطل ہوگی البانی للمسجد اولی من القوم
بنصب الامام والمؤذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ البانی بنانے والا مسجد کا مقدم ہے اہل محلہ سے امام اور مؤذن کے مقرر کرنے میں بقول مختار مگر جبکہ قوم نے
امام اور مؤذن بانی کے امام اور مؤذن سے اصلح اور لائق معین کیا یعنی اسوقت میں تجویز اہل محلہ بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی منفعت اہل محلہ کیطرف راجع ہے صح الوقف قبل
وجود الموقوف علیہ فلو وقف علی اولاد زید ولا ولد لہ او علی مکان ہیاہ لبناء مسجد او مدرسة صح فی الاصح صحیح ہے وقف کرنا قبل وجود موقوف علیہ کے تو اگر خالد نے
زید کی اولاد پر وقف کیا اور حالانکہ اسکے کوئی اولاد نہیں یا اس مکان پر وقف کیا جسکو مسجد یا مدرسہ بنانے کے لیے مہیا کیا تو صحیح ہے قول اصح میں وتصرف الغلة
للفقراء الی ان یولد لزید او یبنی المسجد عمادیة زاد فی النہر وینبغی انہ لو وقفہ علی مدرسة یدرس فیہا المدرس مع طلبة فدرس فی غیرہا لتعذر التدریس فیہا ان تصرف
الغلة لہ لا للفقراء کما یقع فی الروم اور صرف کیا جاے محصول وقف کا فقیروں پر یہاں تک کہ زید کی اولاد ہو یا مسجد بنائی جاے کذا فی العمادیہ نہر الفائق
میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ اگر واقف نے وقف کیا اس مدرسہ پر جسمیں مدرس درس کرتا ہے طالب علموں کے ساتھ سو مدرس پڑھانے لگا اور مدرسہ میں سوا سے
اسکے بسبب متعذر ہونے درس کے اس مدرسہ میں تو لائق یہ ہے کہ علوفہ مدرس کو دیا جاے نہ فقیروں کو چنانچہ بلاد روم میں رائج ہے م تدریس متعذر ہوئی بسبب
منہدم ہو جانے مدرسہ کے یا بعید واقع ہونیکے آبادی سے فروع مہمة حادثة للفتوی یہ مسائل ضروریہ فرعیہ ہیں جو فتوی کیواسطے حادث ہوئے ہیں م شارح علامہ نے آخر کتاب الوقف
میں بکثرت مسائل ملحقہ کو زیادہ کیا اور بعد نعت کتاب کے تنگنائے ایجاز سے نکلکر گلگشت میدان اطناب فقط اسی باب میں پسند کیا ارصد الامام ارضا علی
سقایة لیصرف خراجہا لکلفتہا فاستغنی عنہا لخراب البلد فنقلہا وکیل الامام لسقایة ہی ملک بل تبیح اجاب بعض الشافعیة بان الارصاد علی

[illegible] محروم [illegible] بادشاہ نے کوئی زمین ایک [illegible]
[illegible] مسکین نے اسکا [illegible]
[illegible] پر مقرر کردیا [illegible] تو اس وقت میں مرصد [illegible]
[illegible] حاوی میں [illegible] اوقاف [illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible] اوقاف [illegible] ذخیرہ [illegible]

[illegible] فلان [illegible] الثانی اختلفت [illegible]
[illegible] الذخیرۃ [illegible] الفقیر [illegible] اختلفوا [illegible]
[illegible] اولاد [illegible]
[illegible] وقف [illegible] خاص [illegible]
[illegible] ذخیرہ میں مذکور [illegible] واسطے وصیت کی [illegible]
[illegible] محتاج ہو گیا اسکو [illegible] دیا جائیگا [illegible] علما مختلف [illegible] قول اصح یہ ہے کہ ہاں اسکو بھی دیا جائیگا کام ذخیرہ میں مذکور ہے کہ اگر
[illegible] مساکین [illegible] محتاج ہو گئے [illegible] مساکین اسکو دیا جائیگا [illegible]
[illegible] دیا جائیگا [illegible] ابراہیم بن یوسف [illegible] ذخیرہ [illegible]

[illegible] مسجد [illegible] الحاوی [illegible]
السبیل [illegible] درخت میں [illegible] کھانا درست ہے [illegible]
[illegible] حاوی میں ہے کہ واقف نے مسجد میں [illegible] درخت [illegible] کھانا جائز ہے [illegible]

[illegible] الواقف [illegible] الشارع [illegible] مفہوم [illegible] الاکل [illegible]
یہ قول فقہا کا کہ [illegible] شارع کی نص [illegible] خدمت [illegible] وظیفہ [illegible]
[illegible] خدمت مذکورہ ادا کرتا ہو اور اگر باوجود عدم کارگزاری [illegible] خدمت [illegible]
چنانچہ مدرس [illegible] مذکورہ [illegible] منقول [illegible]
[illegible] عمل کیا جائیگا [illegible] حکم ہے [illegible]

[illegible] دریافت کیا جائیگا [illegible] الاشباہ [illegible] الاوقاف [illegible]
[illegible] الاغنیاء [illegible] وظیفہ [illegible] خدمت گزاری میں اور
اغنیا کیواسطے حلال ہونے میں [illegible] مدرس [illegible] معزول [illegible]
مشابہ ہے کہ صدقہ کیواسطے صحیح ہونے [illegible] وقف کے [illegible] جاگیر [illegible]
[illegible] نام [illegible] جاگیر [illegible] واقف کی جانب سے [illegible]

[illegible] الفقراء [illegible] الفقراء [illegible]

بقدر نصاب کے فقیرون کو دینا فقرا کے وقف سے مگر جبکہ واقف نے اپنے قرابتی فقیرون پر وقف کیا تو بقدر نصاب دینا مکروہ نہین کذا فی الاختیار اور اسی سے معلوم ہوگیا حکم
مرتب کثیر کا فقرا کے وقف سے یعنے محتاج علما کے واسطے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنے فقیرون کے وقف سے بقدر نصاب یا زیادہ محتاج عالم کو دینا جائز نہین سو اسواسطے کہ وقف صدقہ
ہی تو مشابہ زکوۃ ہوا لیس للقاضی ان یقرر وظیفۃ فی الوقف بغیر شرط الواقف ولا یحل للمقرر الاخذ الا النظر علی الواقف باجر مثلہ قنیہ یہ قاضی کو جائز نہین کہ کسی کے واسطے وظیفہ
مقرر کرے وقف مین بدون شرط واقف کے اور جسکے واسطے قاضی نے مقرر کردیا اسکو لینا حلال نہین مگر نظارت وقف بعوض کی اجرۃ مثل کے قاضی کو جائز ہی کذا فی القنیہ م
یہ اسوقت ہی جب ضرورت نہو اور اگر ضرورت داعی ہو اور مصلحت مقتضی ہو دو قاضی کے پاس مرافعہ کیا جاے اور ضرورت ثابت کیجاے تو قاضی اسکو مقرر کرسکے جو اسکی اصلاح کرے اور اسکے واسطے
اجرت مثل معین کردے یا متولی کو قاضی اجازت اسکی دے کذا فی الطحطاوی عن ط ولو الجیہ یجوز الزیادۃ من القاضی علی معلوم الامام ان کان لا یکفیہ و کان عالما تقیا ثم قال
بعد ورقتین و الخطیب ملحق بالامام بل ہو امام الجمعۃ قلت و اعتمد فی المنظومۃ المحبیۃ قاضی کو جائز ہی زیادہ کرنا امام کی وجہ مقرری پر جبکہ اسکو کفایت نکرتی ہو اور وہ عالم متقی ہو پھر
صاحب اشباہ نے کہا دو ورق کے بعد اور خطیب امام کے ساتھ ملحق ہی بلکہ خطیب وہ امام الجمعہ ہی مین کہتا ہون اور اسی روایت پر اعتماد کیا ہی منظومہ محبیہ مین ونقل عن المبسوط ان السلطان
یجوز لہ مخالفۃ الشرط اذا کان غالب جہات الوقف قری ومزارع فیعمل بامرہ وان غایر شرط الواقف لان اصلہا لبیت المال اور منظومہ محبیہ کے مصنف نے خواہر زادہ کی مبسوط سے نقل
کیا ہی کہ البتہ بادشاہ کو مخالفت شرع کی جائز ہی جبکہ اکثر جہات وقف کی دیہات اور اراضی زراعت کی ہو تو اسکے حکم کے موافق عمل کیا جاے اگرچہ واقف کی شرط کے مغائر
ہو اسواسطے کہ دیہات اور اراضی کی اصل بیت المال کی ملوک ہی یصح تعلیق التقریر فی الوظائف فلو قال القاضی ان مات فلان او شغرت وظیفۃ کذا فقد قررتک فیہا صح وفاقت
مین مقرر کرنیکی تعلیق صحیح ہی تو اگر قاضی کہے کہ اگر فلانا شخص مرجاے یا فلانا وظیفہ خالی ہو تو مین نے تجھکو اسمین مقرر کیا تو یہ تعلیق صحیح ہی لیس للقاضی عزل الناظر بمجرد
شکایۃ المستحقین حتی یثبتوا علیہ خیانۃ وکذا الوصی جائز نہین قاضی کو معزول کرنا متولیہ کا بمجرد شکایت مستحقین کے یہانتک کہ اسپر خیانت ثابت کرین اور اسیطرح وصی
کو معزول کرنا بدون اثبات خیانت جائز نہین الناظر اذا اجر انسانا فہرب ومال الوقف علیہ فلم یضمن بخلاف ما اذا فرط فی خشب الوقف حتی ضاع ضمن ناظر نے جب کہ
اجارہ دیا کسی آدمی کو سو وہ بھاگ گیا اور حالانکہ اسپر وقف کا مال ہی تو ناظر پر ضمان نہین بخلاف اسکے کہ جب کہ ناظر نے وقف کی لکڑی کی محافظت اور خبرگیری نہ کی یہانتک
کہ وہ ضائع ہوئی تو اسپر ضمان لازم ہی م اور یہی حکم ہی مسجد کے فرش کا جب کہ نہ جھاڑا گیا اور دیمک اسکو کھاگئی یا کتب موقوفہ کے داروغہ نے خبرگیری نہ کی
یہانتک کہ دیمک کھاگئی تو اسپر ضمان ہی اگر اسکی کچھ اجرت معین ہو کذا فی الصیرفیہ لا تجوز الاستدانۃ علی الوقف الا اذا احتیج الیہا لمصلحۃ الوقف کتعمیر وشراء
بذر فیجوز بشرطین الاول اذن القاضی فلو بعد منہ یستدین بنفسہ الثانی ان لا یتیسر اجارۃ العین والصرف من اجرتہا والاستدانۃ القرض او الشراء
نسیئۃ جائز نہین استدانت یعنی دین کرنا وقف پر مگر جب اسکی حاجت ہو وقف کی مصلحت کے واسطے چنانچہ مرمت کرنا یا زمین وقف کے واسطے
بیج مول لینا تو استدانت جائز ہی دو شرطون سے شرط اول اذن قاضی ہی سو اگر ناظر وقف دور ہو قاضی سے تو خود بلا اذن قاضی استدانت
کرے دوسری شرط یہ ہی کہ عین وقف کا اجارہ دینا اور اسکی اجرت سے صرف کرنا ممکن نہ ہو اور یہان استدانت سے مراد قرض ہی یا ادھار خرید
کرنا ہم حلبی نے کہا صواب یہ ہی کہ شارح بجاے قرض استقراض کہتا اس واسطے کہ قرض عبارت ہی قرض دینے سے اور استقراض قرض لینے سے
وہل للمتولی شراء متاع فوق قیمتہ ثم بیعہ للعمارۃ ویکون الربح علی الوقف الجواب نعم کیا متولی کو جائز ہی خرید کرنا متاع کا اسکی قیمت سے زیادہ کرکے پھر اسکا
بیچنا عمارت کے واسطے اور نفع اور زیادت کو وقف پر ڈالنا جواب اسکا یہ ہی کہ ہان متولی کو جائز ہی م طحطاوی نے کہا منشاء اس جواب کا عدم اطلاع حکم
سابقین ہی اسواسطے کہ تاتارخانیہ اور قنیہ مین ابو یوسف سے یون منقول ہی کہ زیادتی قیمت کو متولی وقف سے نہ دے بلکہ اپنے مال سے دے اسی پر فتوی ہی اقر بارض فی
یدہ غیرہ انہا وقف وکذبہ ثم ملکہا صارت وقفا زمین مقبوضہ غیر مین ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ وقف کی زمین ہی اور قابض نے اسکی تکذیب کی پھر کسی وجہ
سے مقر اس زمین کا مالک ہوا تو وہ زمین وقف ہوجاویگی یعمل بالمصادقۃ علی الاستحقاق وان خالفت کتاب الوقف لکن سوف

فی جمع فقہ یا حق فہو افرو مشروطہ لا یرث ولا نظر الی ثبوت حقہ ان وقع و لو جعلہ لغیرہ و فی بحر ۔ نیز اسی طرح کیا جائیگا اگرچہ مرنے کے بعد جب مستحق ہو چکے بعد اگرچہ یہ
ساقط نہ ہونے کے ثابت ہو لیکن یہ حمل فقط مقرکے حق میں مخصوص ہوگا سوائے اس شخص کے جسکے واسطے وقف کی آمدنی یا تولیت مشروط ہو اقرار کیا ہے میں آمدنی یا
تولیت کا فلانا شخص مستحق ہے یہ بیان تو صحیح ہے اور اگر موقوف علیہا یا مصرف غیر کے واسطے مقرر کریگا تو صحیح نہوگا اور اسکے کتاب دو اقرار کے اخیر میں بیان ہوگا اقرار ہو ۔
علیہ کا منافع وقف کے اس اقرار سے صحیح ہو اور شاید واقف نے مقر کے بعد غیر شخص کے واسطے معین کر دیا ہو اور غیر کو اپنا حصہ دیا صحیح سوائے نہوگا وقف
شروط ارث کے مانند ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتا اور کبھی صرف نظر ثبوت استحقاق میں اثبات نسب جیسے باپ کی طرف سے ثبوت نسب اور کفایت نہیں ہوتا
دعوے کرنا شوں کا واسطے ثابت ہونے استحقاق مستحق کے اگر فرد ہو اسکے نسب کے اثبات سے اور دعوی ثبوت نسب کا باب میں آئیگا ہم عرض کرنا شوں کا بسبب احتمال
ثبوت استحقاق میں تو ذکر او وقف شرطین متنافیین یعنی متاخرہما عنہ لانہ ناسخ للاول جب واقف نے دو شرطین متنافی کرین تو شرط متاخر پر عمل ہوگا ہمارے
نزدیک سوائے کہ متاخر اول شرط کی ناسخ ہے جو شرطین متنافیین چنانچہ واقف نے اول چند اال وقف کو ذکر کیا پھر منع کر دیا او صف جو اس پر جمع الی الاخیر عندنا
والی الجمیع عند الشافعیۃ لو بالواو و لو ثم فالی الاخیر اتفاقا فالکل من وقف الاشباہ و تمامہ فی القاعدۃ الثامنۃ صفت بعد تمام معطوفات کے راجع ہوتی ہے اخیر معطوف
کیطرف ہمارے نزدیک اور سب معطوفات کیطرف راجع ہوتی ہے شافعیوں کے نزدیک اگر عطف بحرف واو ہو اور اگر عطف بحرف ثم ہو تو اخیر معطوف کیطرف باتفاق حنفیہ
اور شافعیہ راجع ہوتی ہے یہ سب مسائل سابقہ مذکورہ اشباہ کے کتاب الوقف سے منقول ہیں اور پورا بیان اسکا اشباہ کے آٹھویں قاعدہ میں ہے ہم یعنی اگر واقف نے یون
کہا کہ وقفت علی اولادی واولاد اولادی و اولاد اولاد اولادی الذکور تو ہمارے نزدیک ذکور صفت ہے بطن ثالث کی نہ بطن اول و ثانی کی بخلاف شافعیہ کے
من وقف حال صحتہ وقال علی الفریضۃ الشرعیۃ قسم علی ذکورہم واناثہم بالسویۃ ہو المختار المنقول عن الاخیار کما حققہ مفتی دمشق یحیی بن المنقار فی الرسالۃ المرضیۃ
علی الفریضۃ الشرعیۃ ونحوہ فی فتاوی المصنف جس شخص نے وقف کیا اپنی اولاد پر اپنی صحت میں اور یون کہا کہ میں نے وقف کیا بموجب فریضہ شرعیہ کے تو
وارثوں کے ذکور اور اناث پر تقسیم ہوگی یہی قول مختار علماء اخیار سے منقول ہے چنانچہ اسکو بہ تحقیق بیان کیا ہے مفتی دمشق یحیی بن منقار نے رسالہ مرضیہ علی الفریضۃ
الشرعیۃ میں اور اسی کے مانند ہے مصنف کے فتاوی میں ہم طحطاوی نے کہا کہ فریضہ شرعیہ سے شاید سوائے تساوی ذکور اور اناث کی ثابت ہوئی کہ بسبب فرض
کے بین التساوی فی الدرجۃ والقوۃ کے ارث برابر ہوتی ہے چنانچہ اولاد مادری میں اور تفاوت بین الابن والبنت تو بسبب عصوبت کے ہے نہ بواسطے فرض کے واللہ اعلم
وبیع ما شراہ متولی بطریق شرعی وقفیۃ مکان وجب نقض البیع ولا اثم علی البائع مع عدم علمہ وللمتولی اجر مثلہ ولو بنی المشتری او غرس فذلک لہا فیسلک معہا الانفع فتوقف
او فتاوی مصنف میں ہے جبکہ بطریق شرعی ثابت ہو وقف ہونا مکان کا تو اسکی بیع کو توڑنا واجب ہے اور کچھ گناہ نہیں اسکے بائع پر اسکی ناواقفی کے ساتھ اور
متولی کو اجرت مثل ہے مشتری سے اور اگر مشتری نے زمین وقف میں عمارت بنائی یا درخت لگایا تو وہ عمارت اور درخت بانی اور غارس کا ہے تو عمارت اور
درخت کے ساتھ وہ کرنا چاہیے جو نافع تر ہو وقف کے واسطے یعنی اگر عمارت اور درخت وقف کے واسطے نافع ہو تو متولی اسکا مصرف ہو اور اگر مشتری
کے اجارہ میں رکھنا نافع ہو تو اسکے پاس رکھے وفی البزازیۃ معزیا للجامع انما یرجع بقیمۃ البناء بعد نقضہ ان سلمہ المشتری للبائع وان اسکہ لم یرجع بشیء بخلاف
ما لو استحق المبیع اور بزازیہ میں ہے جامع سے کہ رجوع کرنا بقیمت عمارت تو بعد شکستگی عمارت کے ہے یعنی بناء منقوض کی قیمت معتبر ہے نہ بناء قائم کی اگر مشتری نے اسکو
بائع کے تسلیم کر دیا ہو اور اگر اپنے پاس رکھا ہو تو مشتری کچھ نہ پاویگا بخلاف اسکے وہ ہے اگر بیع میں استحقاق ملک غیر ثابت ہو یعنی وہاں مشتری بناء قائم
کی قیمت بیگانہ بناء سے منقوض کی او انقطع ثبوتہ فما کان فی دواوین القضاۃ اتبع والا فمن برہن علی شیء حکم لہ بہ والا صرف للفقراء او ما لم یظہر وجہ لتامہ
توجیہ سلسلہ تحری نعیمو و المالک دائنہ لو لوارثہ او لبیت المال اگر منقطع ہو ثبوت اسکا یعنے مصرف وقف کا معلوم نہ ہو بسبب تقادم زمان کے
سو جو مصرف قاضیوں کے دفاتر میں مرقوم ہو تو اسکی پیروی کرنا چاہیے اور اگر وہاں نہو سو جو شخص کہ کسی چیز کو گواہی ثابت کرے تو اسکے حکم کیا جائے

اور اگر گواہی بھی نہو تو فقیرون پر صرف کیا جاے جبتک کہ وجہ بطلان وقف فقرا بوجہ شرعی نہ ظاہر ہو اور اگر بطلان وقف فقرا ظاہر ہوا اسطرح پر کہ اُسکے واقف نے
اُسکو اغنیا پر وقف کیا تو وقف ندکور واقف کی ملک مین پھر آویگا اگر وہ زندہ ہو یا اُسکے وارث کی ملک مین اگر واقف مرگیا ہو یا بیت المال کی ملک مین
عود کریگا اگر واقف اور وارث کوئی نہو فلو وقفہ السلطان عاما جاز ولو لجہۃ خاصۃ فظاہر کلامہم لا یصح اور اگر وقف کیا بادشاہ نے علی العموم تو جائز ہے اور اگر
جہت خاص کے واسطے وقف کیا چنانچہ ایک شخص کی اولاد پر وقف کیا تو ظاہر کلام فقہا یہ ہے کہ یہ وقف خاص نہین ہم یعنی سلطان کا وقف بیت المال سے
عام صحیح ہے نہ خاص اسواسطے کہ خصوصیت مین بقیہ مسلمین کی حق تلفی ہے کذا فی شرح الوہبانیۃ لو شہد المتولی مع آخر بوقف مکان کذا علی المسجد فظاہر کلامہم
قبولہا اگر گواہی دی متولی نے دوسرے گواہ کے ساتھ فلانے مکان کے وقف ہونے کی مسجد پر تو ظاہر کلام علما قبول شہادت پر دلالت کرتا ہے لا تلزم المحاسبۃ
فی کل عام ویکتفی القاضی منہ بالاجمال لو معروفا بالامانۃ ولو متہما یجبرہ علی التعیین شیئا فشیئا ولا یحبسہ بل یہددہ ولو اتہمہ یحلفہ قنیۃ قلت وقدمنا فی الشرکۃ ان
الشریک والمضارب والوصی والمتولی لا یلزم بالتفصیل وان غرض قضاتنا لیس الا الوصول لسحت المحصول لازم نہین محاسبہ متولی کا ہر سال اور قاضی متولی
کو محاسبۂ اجمالی پر کفایت کرے اگر وہ امانت مین مشہور ہو اور اگر سہم بخیانت ہو تو اسپر جبر کرے تعیین مصارف پر اندک اندک اور اسکو قید نہ کرے بلکہ اُسکو دھمکا دے
اور اگر اُسکو تہم پاوے تو قسم کھلاوے کذا فی القنیۃ مین کہتا ہون اور ہینے کتاب الشرکۃ مین مقدم ذکر کیا ہے کہ شریک اور مضارب اور وصی اور متولی کو حساب
دینا بتفصیل لازم نہین اور ہمارے زمانے کے قاضیون کو حساب لینے سے کچھ غرض نہین سوا اسکے حاصل کرنے حرام مال کے لو ادعی المتولی الدفع قبل قولہ
بلا یمین لکن افتی المنلا ابو السعود انہ ان ادعی الدفع من غلۃ الوقف فی وقفہ کاولادہ واولاد اولادہ قبل قولہ وان ادعی الدفع الی الامام بالجامع والبواب ونحوہما
لا یقبل قولہ کما لو استاجر شخصا للبناء فی الجامع باجرۃ معلومۃ ثم ادعی تسلیم الاجرۃ لم یقبل قولہ قال المصنف وہذا تفصیل فی غایۃ الحسن فیعمل بہ واعتمدہ ابنہ فی حاشیۃ
الاشباہ اگر متولی نے حقدار کو حق دینے کا دعوی کیا تو اُسکا قول بدون قسم کے مقبول ہوگا لیکن مفتی ملا ابو السعود نے فتوی دیا ہے اسکا کہ اگر متولی نے
دعوی کیا حق دینے کا غلہ وقف دینے سے اپنے وقف مین چنانچہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو تو اُسکا قول مقبول ہے اور اگر اُسنے جامع مسجد کے
امام یا دربان اور مانند اُنکے اہل خدمات کے دینے کا دعوی کیا تو اُسکا قول مقبول نہوگا چنانچہ اگر ایک شخص کو مزدوری لگایا جامع مسجد کی تعمیر کے واسطے بعوض
اجرت مقرری کے پھر دعوی کیا تسلیم اجرت کا تو اُسکا قول مقبول نہین مصنف نے اپنے فتاوی مین کہا کہ یہ تفصیل مفتی مرحوم کی نہایت خوبی مین ہے تو اسی پر
عمل کرنا چاہیے اور اسی پر مصنف کے بیٹے نے حاشیہ اشباہ مین اعتماد کیا ہے قلت وسیجی فی العاریۃ معزیا لاخی زادہ لو اجر القیم ثم عزل فقبض الاجرۃ للمنصوب سے
الاصح مین کہتا ہون اور آگے آویگا کتاب العاریۃ مین نقل قول اخی زادہ کہ اگر متولی نے مکان وقف اجارہ دیا پھر وہ متولی معزول ہوا تو اجرت لینا متولی
منصوب کا حق ہے قول اصح مین اسواسطے کہ متولی سابق کا اجارہ دینا وقف کے واسطے تھا نہ اپنی ذات کے واسطے وہل یملک المعزول مصادقۃ المستاجر علی
التعمیر قیل نعم قال المصنف والذی ترجح عندی لا اور کیا متولی معزول مالک ہے تصدیق مستاجر کا مرمت پر بعضون نے کہا ہان مالک ہے مصنف نے کہا اور جو قول
میرے نزدیک ترجیح ہے وہ عدم ملک مصادقت ہے یعنی اگر متولی معزول کہے کہ مین نے مستاجر کو مرمت کرنے کا اور صرف مجرا دینے کا اذن دیا تھا تو اسمین اختلاف ہے علما کا لیس للمتولی اخذ
زیادۃ علی ما قدر لہ الواقف اصلا جائز نہین متولی کو زیادہ لینا اسپر جو اسکے واسطے واقف نے مقرر کر دیا مطلقا خواہ اجرت مثل کے برابر ہو یا نہو کذا فی الطحطاوی ویجب صرف جمیع
ما یحصل من نماء وعوائد شرعیۃ وعرفیۃ لمصارف الوقف الشرعیۃ اور جو کچھ بڑھوتی اور فوائد شرعی اور عرفی حاصل ہون اُن سب کا وقف کے مصارف شرعیہ مین صرف کرنا واجب ہے مگر
یہ اُس صورت مین ہے کہ جب متولی کی اجرت نہ مقرر ہوئی ہو والا عوائد قدیمہ معہودہ کا متولی کو لینا جائز ہے اسواسطے کہ معہود کالمشروط ہے کذا فی الطحطاوی ویجب علی
الحاکم امر المرتشی برد الرشوۃ علی الراشی غب الدعوی الشرعیۃ الکل من فتاوی المصنف قلت لکن سیجی فی الوصایا وفی الفنا ان للمتولی اجر مثل عملہ
فلیحرر اور واجب ہے حاکم پر رشوت لینے والے پر حکم کرنا رشوت پھیر دینے کا رشوت دینے والے کو بعد دعوی شرعی کے یہ مسائل سابقہ فتاوی مصنف سے

اندر لی بیت ... کتاب الوصایا مین آویگا اور خود کو جبکہ ہر کہ متولی کو اپنے عمل کی اجرت لینا جائز ہو تو کا ہو یا عم صاحب کتاب نے کہا کہ بعض مشائخ
نے وقف ... متولی کو وظیفہ وقف سے دیا اور لینا جائز نہیں اور جو کچھ ان دونون اقوال مین کچھ منافات نہیں ہی اسواسطے کہ عدم جواز کی صورت متقرر
ہونیکی ... کی اجرت مثل اس صورت مین ہی جبکہ قاضی نے متولی کو مقرر کیا ہو جیسا کہ بحر الرائق مین مفصلاً مذکور ہی اور وقف لفقراء قرابتہ لم یستحق منہا
ولد ... قرابتہ مع بیان جہتہا اذا قضی لہ آخذہ من حین الوقف یعنی فتاوی ابن نجیم مین ہی کہ اگر واقف نے وقف کیا اپنے قرابت داروں کے مستاجون پر
تو قرابت کا مستحق وقف نہوگا اگرچہ مثل صغیر کا ولی ہو بدون گواہی کے اپنی محتاجی اور قرابت مع جہت قرابت کے بیان کے ساتھ بموجب قاضی کا حکم ہوگا
اسکے استحقاق پر تو وہ مستحق ہوگا وقت کا وقف کرنیکے وقت سے کذا فی فتاوی ابن نجیم وفیہا سئل عمن شرط السکنی لزوجتہ فلانۃ بعد وفاتہ ما دامت عزبا فمات وتزوجت
وطلقت ہل ینقطع حقہا بالتزوج اجاب نعم قلت وکذا لو وقف علی امہات اولادہ الا من تزوج او علی بنی فلان الا من خرج من ہذہ البلدۃ فخرج ثم عاد او علی بنی فلان
ممن تعلم العلم فترک لنفسہم ثم اشتغل بہ فلا شئ لہ الا ان شرط انہ من عاد فلہ فلیحفظ خزانۃ المفتین یعنی فتاوی ابن نجیم مین ہی کہ سوال ہوا اس شخص کا حکم جسنے سکونت مکان
کی شرط کی اپنی فلانی زوجہ پر بعد اپنی وفات کے جبتک کہ وہ مجرد بلا نکاح رہے پھر وہ مرگیا اور زوجہ نے دوسرے سے نکاح کیا اور مطلقہ ہوئی کیا منقطع ہوجائیگا
اسکا حق نکاح کرنے سے جواب دیا کہ ہان نکاح کرنے سے حق سکونت منقطع ہوجائیگا مین کہتا ہون اور یہی حکم ہی اپنی امہات اولاد پر وقف کریگا مگر جو ام ولد نکاح
کرے اسکے واسطے حق سکونت نہین یا وقف کیا فلانے کی اولاد پر مگر ایسے نہین جو نکل گیا اس شہر سے سو کوئی نہین سے شہر سے نکلا پھر لیٹ آیا یا وقف کیا فلانے
کی اولاد پر جو انمین سے علم حاصل کرے سوا نمین سے کسی نے علم سیکھنا ترک کیا بعد اسکے پھر تحصیل علم مین مشغول ہوا تو اسکے واسطے مال وقف سے کچھ نہین مگر یہ کہ واقف
نے یہ شرط کی ہو کہ اگر شرط مخصوص سے پھر عود کریگا تو وہ مستحق ہوگا تو اس شرط سے البتہ عود ہوگا سو اسکو یاد رکھنا چاہیے کذا فی خزانۃ المفتین وفی الوہبانیۃ انتہی
بدخول ولد البنت بعد مضی سنین فلہ غلۃ الاتی لا الماضی لو مستہلکۃ اور وہبانیہ مین ہی قاضی کا حکم جو نواسی کے داخل ہونیکا بعد گذرنے چند سال کے تو اسکو آیندہ
کا غلہ ملیگا نہ گذشتہ اگر غلہ صرف ہوگیا ہو یعنی اگر غلہ موجود ہوگا تو ایام گذشتہ کا بھی ملیگا اور نہین تو آیندہ ملیگا نہ گذشتہ وقف علی بنیہ ولہ ولد واحد فلہ النصف
والباقی للفقراء ایک شخص نے وقف کیا اپنے بیٹون پر اور اسکا ایک ہی بیٹا ہی تو اسکو نصف ملیگا اور باقی فقیرون کے واسطے ہی یعنی اسواسطے کہ لفظ بنین جمع ہی اور
اقل جمع وقف اور وصیت مین دو ہین لہذا بالمنا صفہ ہوگیا کذا فی الحلبی وعلی ولدہ لہ الکل لانہ مفرد مضاف فیعم اور وقف کیا اپنے ولد پر اور اسکا ایک ہی بیٹا ہی تو
اسکو کل ملیگا اسواسطے کہ لفظ ولد کا مفرد مضاف ہی تو عام ہوگا للمتولی الاقالۃ لو خیرا اتولی کو اجارہ توڑنا جائز ہی اگر وقف کیواسطے بہتر ہو اقالہ اجارہ وقت جائز ہی
جبکہ اسنے خود اجارہ دیا ہو نہ دوسرے متولی نے کذا فی البصیریہ ومحل جواز اقالۃ اسوقت تک ہی جبتک اجرت کو اسنے نہ لیا ہو اور اگر اجرت لی تو اقالہ جائز نہین کذا فی
الاشباہ اجر بعوض معین صح وخصاہ بالنقود متولی نے وقت کو اجارہ دیا معین اسباب کی عوض تو صحیح ہی اور صاحبین نے اجارہ وقف کو نقود کے ساتھ مخصوص کیا ہی للمستاجر
غرس الشجر بلا اذن ان لم تضر الارض ولم یحفر الا باذنہ ویاذن لو خیرا الا لو مستاجر وقف کو جائز ہی درخت کا بونا بدون اذن متولی کے جبکہ درخت بونا زمین کو ضرر
نہ کرے اور اسکو حوض وغیرہ کھودنا جائز نہین مگر اذن سے اور متولی کھودنے کا اذن دے اگر وقف کیواسطے بہتر ہو والا اذن نہ دے وما بناہ مستاجر او غرسہ فلہ ما لم نویہ
الوقف ولو المتولی بنارہ وغرسہ للوقف ما لم یشہد انہ لنفسہ قبلہ اور مستاجر جو عمارت بنا دے یا درخت لگائے وہ اسی کا مملوک ہی جبتک اسنے وقف کیواسطے اسکی نیت
نہ کی ہو اور متولی کا عمارت بنانا اور درخت لگانا وقف ہی کا مملوک ہی جبتک کہ اسنے قبل تعمیر اور درخت لگانے سے اسپر شاہد نہ کیا ہو کہ تعمیر وغیرہ اپنی ذات کے واسطے ہی
ولو اجر لابنہ لم یجز خلافا لہما کعبدہ اتفاقا وہذا لو باشر بنفسہ فلو القاضی صح کذا الوصی بخلاف الوکیل اور اگر متولی نے وقف اجارہ دیا اپنے بیٹے کو تو جائز نہین امام
کے نزدیک بخلاف صاحبین کے چنانچہ اپنے غلام کو اجارہ دینا باتفاق امام اور صاحبین کے جائز نہین اور یہ حکم مذکور اس وقت ہی جب متولی نے
بذات خود اجارہ دیا سو اگر قاضی متولی کے بیٹے یا غلام کو اجارہ دیگا تو صحیح ہی اور یہی حکم ہی وصی کا کہ اسکی بیع اور اجارہ اپنے فرزند سے صحیح ہی

بخلاف وکیل کے کہ اسکی بیع اور اجارہ اپنے فرزند سے صحیح نہین وقف علی اصحاب الحدیث لا یدخل فیہ الشافعی اذا لم یکن فی طلب الحدیث و یدخل الحنفی کان فی طلبہ
او لا بزازیہ ای لکونہ یعمل بالمرسل و یقدم خبر الواحد علی القیاس ایک شخص نے وقف کیا اہل حدیث پر تو اسمین شافعی مذہب نہ داخل ہوگا جبکہ وہ علم حدیث نہ پڑھتا
ہو اور حنفی مذہب اہل حدیث مین داخل ہوگا خواہ وہ علم حدیث کی طلب مین ہو یا نہو کذا فی البزازیہ یعنی اسواسطے کہ حنفی مذہب حدیث مرسل پر عمل کرتا ہے اور حدیث
واحد یعنی جو حدیث متواتر اور مشہور نہو اُسکو مقدم کرتا ہے قیاس پر بخلاف شافعی المذہب کے کہ وہ حدیث مرسل پر عمل نہین کرتا اور قیاس کو احادیث احاد پر
مقدم رکھتا ہے م حدیث مرسل وہ ہے جسمین صحابی مذکور نہو تابعی یون کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا خلاصہ یہ کہ جب حنفی کے نزدیک حدیث مرسل
پر عمل لازم ہوا اور بمقابلہ احادیث احاد قیاس متروک ہوا تو حنفی کو اہل حدیث کہنا لائق ہوا طحطاوی نے کہا ظاہر المحل اس مسئلہ کا وہ ہے جب واقف کو تخصیص محدثین
کی نیت نہو والا بلا شک اہل استحقاق محدثین ہی ہونگے نہ فقہا اسواسطے کہ واقف کی مراد معلوم ہوگئی اور در صورت عدم نیت واقف، گفتگو کا مقام ہے کہ چارون
مذہب والے اہل حدیث ہین باینمعنی کہ اُنکے امامون نے موافق اپنے شروط کے حدیث پر عمل کرنا واجب جانا ہے اور حنفی کا عمل کرنا مرسل پر اور خبر واحد کو قیاس پر
مقدم کرنا اسکی تخصیص کا مقتضی نہین انتہی و جاز علی القبور و الاکفان لا علی الصوفیۃ ھو الصحیح اور وقف جائز ہے قبرون اور کفنون پر نہ صوفیون پر
اندھون پر یہی قول صحیح ہے م بحر الرائق مین ہے کہ وقف مین یہ شرط کرنا کہ اسکی قبر کے نزدیک قرآن پڑھا جاے باطل ہے لیکن فتوی محمد کے قول پر ہے کہ قرأت عند القبر
مکروہ نہین اور صوفیون پر وقف اسوقت جائز نہین جبکہ وہ طریقہ پسندیدہ خلاف شرع پر ہون اسواسطے کہ اسوقت مین وقف کرنا انپر قربت نہین اور اگر صوفیہ
طریقہ حمیدہ پر ہون تو وقف صحیح ہے اور اسی پر محمول ہے جواز وقف جو شمس الائمہ سے منقول ہے اور اندھون پر اسواسطے وقف جائز نہین کہ اندھے غنی بھی ہوتے ہین اور
محتاج بھی اور اسیطرح کانے اور لنگڑے بھی کذا فی الطحطاوی و لو شرط النظر للارشد فالارشد من اولادہ فاستویا اشترکا بہ افتی المنلا ابو السعود معللا بان افعل التفضیل ینتظم
الواحد و المتعدد و ہو الظاہر اور اگر واقف نے اپنی اولاد مین سے تولیت شرط کی ارشد فالارشد کیواسطے یعنے جو زیادہ تر ہوشیار ہو وہ درجہ بدرجہ متولی وقف رہے سو
دو فرزند اُسکے برابر ٹھہرے ہوشیاری مین تو دونون تولیت مین شریک ہونگے اسی کا فتوی دیا ہے ملا ابو سعود نے یون استدلال کرکے کہ افعل التفضیل کا صیغہ واحد اور متعدد کو شامل
ہوتا ہے اور یہی قول ظاہر ہے و فی النہر عن الاسعاف شرط الافضل من اولادہ فاستویا فلاسنہما ولو احدہما اورع و الآخر اعلم بامور الوقف فہو اولی اذا امن خیانتہ انتہی جوہرہ اور نہر الفائق
مین اسعاف سے منقول ہے کہ واقف نے تولیت شرط کی اپنی افضل اولاد کیواسطے سو اُسکی اولاد مین سے دو شخص برابر ٹھہرے تو تولیت زیادہ تر عمر والے کو ملیگی اور ایک فرزند
زیادہ پرہیزگار ہو اور دوسرا زیادہ تر دانا ہو امور وقف کا تو دانا تر بہتر ہے بشرطیکہ اسکی خیانت کا خوف نہو انتہی نقل النہر عن الجوہرۃ ثم استدرک ہے قول سابق پر تو اشتراک
تولیت اسوقت ہوگا جب دونون عمر مین برابر ہون اور نہر الفائق کے ایک نسخہ مین مترجم نے جو دیکھا تو وہ روایت عالم کی روایت ظہیریہ کیطرف منسوب پائی نہ جوہرہ کیطرف
و الامر اعلم و کذا لو شرط للارشد ثم کما فی النفع الوسائل اور اسیطرح افضل کی شرط کے مانند ہے اگر واقف نے ارشد اولاد کیواسطے تولیت شرط کی کما فی النفع الوسائل یعنے جو شرط ہے
افضل مین کلام ہے وہی ارشد مین کذا فی الطحطاوی و لو ضم القاضی للقیم ثقۃ ای ناظر حسبۃ ہل للاصیل ان یستقل بالتصرف لم ارہ انتہی الشیخ الاخ انہ ان ضم الیہ
لخیانتہ لم یستقل و الا فلہ ذلک و ہو حسن نہر اور اگر قاضی نے متولی کے ساتھ دوسرے شخص معتمد کو ملایا یعنے ناظر بلا اجرت کو تو متولی اصیل کو تصرف وقف مین کرنا
بالاستقلال جائز ہے یا نہین مین نے اسکو مصرح نہین دیکھا اور میرے استاد بھائی یعنے صاحب بحر الرائق نے فتوی دیا کہ اگر قاضی نے متولی کے ساتھ دوسرا
ناظر اسکی خیانت کے سبب سے ملایا تو اصیل مستقل نہوگا اور نہین تو اُسکو استقلال بالتصرف جائز ہے اور یہ فتوی خوب ہے کذا فی النہر م نصب متولی اور ناظر اور وصی
ہر قاضی کو جائز نہین بلکہ یہ عہدہ قاضی القضاۃ کا ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر و فی فتاوی مؤید زادہ معزیا للخانیۃ و غیرہا لیس للمشرف التصرف بل الحفظ اور فتاوی
مؤید زادہ مین منقول ہے خانیہ وغیرہ سے کہ مشرف کو وقف مین تصرف کرنا جائز نہین بلکہ اُسکا عہدہ حفاظت کا ہے لیس للمتولی ان یستدین علی الوقف للعمارۃ
الا باذن القاضی متولی کو وقف کے اوپر اُدھار کرنا عمارت کے واسطے جائز نہین مگر قاضی کے اذن سے مات المتولی و الجباۃ یدعون تسلیم

والحکم فیہ فی جمیع ما ذکرنا فیما لم یعد لو بعینہ لانہ ترجمہ اسکان تمتولی ہو گیا اور جیسا کہ ہمارے مشائخ کرتے ہین کہ ہم نے اس کا متولی کو تسلیم کیا جس کی زندگی مین اور
اذا کان فی الحیوۃ تو یہ ثبوت ہو گا اُسکی تصدیق ہوئی اُسکی قسم کیساتھ بسبب اُسکے اقرار کے فلان کے تو یہ الرجوع عن الوقف فاذا کان حیا لم یجز الرجوع عن الوقف لانہ
الشرط کا رو نہ فی الامام واعلم ان کا قول اصح انتہی جو ہیرہ جائز نہیں وقف کر کے پھرنا جبکہ وقف بحکم قاضی ہو گیا ہو لیکن جس حال وقت شرط دیتا ہو تو
ادر امام اور بعض کا تغیر کرنا جائز ہے اگرچہ وہ وقف شرعی انتہی نقل الفتاوی مین اور جو ہرہ مضمرات مین بعد کتاب التارخ کی نقل مین مُحمل ہر صاحب یہ ہے کہ جواز تغییر شرط
عدم صلاحیت ہو کذا فی الدر وتحقیق یجوز تغییرہ و تبدیلہ و کذا فی الخلاصۃ وفی جواہر الفتاوی شرط لنفسہ ان یجعلہ لولدہ فلان ما عاش ثم من بعدہ ولد عقب ذریتہ
من اولادہ فاذا تصرف للابن ولو اتفق لان الکنایۃ تصرف الاقرب لحکمت تقتضی الوضع اور جواہر الفتاوی مین ہر واقف نے شرط کی توثیت اپنی ذات کیواسطے
جبتک وہ زندہ رہے پھر اپنے فلان ولد کیواسطے جبتک وہ زندہ رہے پھر بعد اسکے عقب قرار دیا ہو تو پس اسکے لیے اُسکی اولاد مین ہو تو ضمیر بعد ولد وہ کی وقف کی
دلد کیطرف پھر جائیگی نہ واقف کیطرف اسواسطے کہ کنایہ منصرف ہوتا ہر قریب تر ہے کیطرف بمقتضائے وضع کے ہم کنایہ سے یہ مراد ہا سے ضمیر ہے اور ضمیر کو کنایہ کہنا یہ
اصطلاح کوفی ہے اور مکنی سے مراد ضمیر کا مرجع ہے کذا فی الفتاوی وکذلک مسائل ثلثۃ وقف علی زید وعمرو ونسلہ فالنسل لعمرو فقط اور اصطلاح مسائل ثلثہ مین اقرب ہے اقرب
ہر پہلا مسئلہ یہ ہر کہ وقف کیا زید اور عمرو اور اُسکی نسل پر تو ضمیر فقط عمرو کیطرف پھر یگی یعنی اسواسطے کہ وہی اقرب ہے نہ زید کیطرف کیونکہ وہ بعید ہے وقف
علی ولدی وولد ولدی الذکور فالذکور راجع لولد الولد حسب دوسرا مسئلہ یہ ہر کہ واقف نے کہا کہ مین نے وقف کیا ہر اپنے بیٹے اور بیٹے کے ولد ذکور کی طرف
تو صفت ذکور کی پوتے کیطرف راجع ہو گی فقط یعنی اسواسطے کہ ذکور اقرب ہے پوتے سے وعکسہ وقف علی بنی زید وعمرو ولم یدخل بنو عمرو لانہ اقرب الی زید فیختص
الیہ ہذا ہو الصحیح اور بالعکس مسئلہ ثانی کے یہ قول ہر کہ وقف کیا مین نے ابناے زید اور عمرو پر تو ابناے عمرو وقف مین نہ داخل ہونگے اسواسطے کہ لفظ ابنی کا زید سے
قریب تر ہو تو اسی کیطرف منصرف ہوگا نہ عمرو کیطرف یہی قول صحیح ہر ہم یہ راجح ہر اصل مسئلہ کیطرف اور قول غیر صحیح کمال الدین کا قول ہر کہ مسئلہ اول مین ضمیر اقرب
کیطرف ہو سکے اسکے اپنی کیطرف کذا فی الفتاوی وقد صار الوصف بعد متعاطفین للاخیر عندنا وفی الزیلعی من باب المرابحات وقولہم یصرف الشرط الیہما ہو الاصل فلذلک
فی الشرط المصرح بہ والاستثناء بمشیۃ اللہ تعالیٰ وما فی المختصر انہ لو ذکرہ فی آخر الکلام فینصرف الی ما یلیہ نحو جاء زید وعمرو العالم انتہی فلیحفظ اور ہم مقدم ذکر کر چکے ہین کہ
صفت بعد دو معطوفون کے اخیر معطوف کے واسطے ہوتی ہر ہمارے نزدیک اور زیلعی کے باب المرابحات مین یہ ہر اور فقہا کا یہ قول کہ شرط دونون معطوفون کیطرف
پھرتی ہر اور یہی اصل ہر ہم کہتے ہین کہ دونون معطوفون کیطرف شرط کا پھرنا شرط مصرح اور استثنا بمشیت اسمین ہر اور اس صفت مین جو مختصر
کلام مین مذکور ہو تو یہ اصل ہر کہ اپنے قریب کی طرف منصرف ہو گی چنانچہ جاء زید وعمرو العالم مین عالم فقط عمرو کی صفت ہر انتہی تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے
ہم شرط مصرح کی یہ مثال ہر کہ (زینب طالق وہندان دخلت الدار) تو دخول دار دونون کی طلاق کی شرط ہر نہ فقط ہند کی اور استثنا کی یہ مثال ہر کہ
(زینب طالق وہند انشاء اللہ) وفی المنظومۃ المحبیۃ ... والوصف بعد جمل اذا اتی ... یرجع للجمیع فیما ثبتا ... عند الامام الشافعی فیما ... ان کان ذا العطف بواو وامّا
ان کان ان عطفا بثم ... فعائد الی الاخیر بالاتفاق رجعا ... اور منظومہ محبیہ مین ہر اور صفت بعد سب معطوفات کے جب آوے تو جمیع معطوفات کیطرف راجع ہر
اس روایت مین جو امام شافعی سے ثابت ہے اگر معطوف بحرف واو ہو اور اگر یہ عطف ثم سے واقع ہو تو باتفاق حنفی اور شافعی اخیر معطوف کیطرف راجع ہوگی
ووقف علی البنین وقفا یحصل ... فان فی ذلک البنات تدخل اور اگر وقف بیٹون پر مقرر ہوا تو اُسمین بیٹیان بھی داخل ہونگی ہم اور اخوۃ کے وقف مین
اخوات داخل ہونگی کذا فی الظہیریۃ وقاضی خان اور شاید کہ وجہ اسکی تغلیب ذکور ہر اناث پر واللہ اعلم ... وولد الابن کذاک البنت یدخل فی ذریتہ
ثبت اور پوتا اور اصطلاح ثانی ذریت کے وقف مین داخل ہر ہم کذاک البنت اصل مین کذاک ولد البنت تھا مضاف محذوف ہوا اور مضاف الیہ
اصطلاح مجرد سنا رہا کذا فی الحلبی ... وہو وقف اذا وقف علی الذریۃ ... من غیر ترتیب فبالسویۃ ... یقسم بینہما من علا والاسفل ... من غیر تفضیل لبعض فاعقل

اگر وقف کیا ذریت پر بلا ترتیب تو برابر تقسیم ہوگی ذریت عالیہ و سافلہ مین بدون زیادتی بعض کے بعض پر سوا اس روایت کو نقل کرم فتاوی عالمگیری مین ہی کہ وقف
کیا اپنی نسل اور ذریت پر تو قریب اور بعید اسمین داخل ہین اور اولاد بنین اور بنات اسمین برابر ہین آزاد ہون یا مملوک اور مملوک کا حصہ اسکا مولی لیگا - وتنقض القسمۃ
فی کل سنۃ ÷ فتقسم الباقی علی من عندہ ÷ اور قسمت ٹوٹ جائیگی ہر سال اور باقی تقسیم ہوگا انپر جنکے واسطے معین کیا ہی واقف نے یعنے اگر واقف کی ذریت مین کوئی اور
لڑکا لڑکی پیدا ہو جو سال گذشتہ مین مستحق نہ تھے یا ذریت موجودہ مین سے کوئی مریگا تو سال گذشتہ کی قسمت بدل جائیگی اور اگر موقوف ذریت پر بعض وقف ہی تو باقی تقسیم
ہوگا اور کل وقف ہی تو کل تقسیم ہوگا کذا فی الطحطاوی ÷ ولو علی اولادہ ثم علی ÷ اولاد اولادہ قد جعلا ÷ وقفا فقالوا لیس فی ذا یدخل ÷ اولاد بنتہ علی ما نقل ÷ اور
اگر وقف کیا اپنی اولاد پر پھر اپنی اولاد کی اولاد پر تو علما نے کہا ہی کہ اسمین واقف کی اولاد بنت یعنی ناتی اور ناتن داخل نہین بموجب روایت منقولہ کے اور یہی ظاہر الروایت ہی اور
واقعات اور ینابیع اور ولوالجیہ اور تجنیس اور مزید مین اسی پر فتوی ہی کذا فی الطحطاوی ÷ بنی اولادی کذا اقاربی ÷ واخوتی ولفظ آبائی احسب ÷ یشترک الاناث
والذکور ÷ فیہ وذاک اصح مسطور ÷ بنی اولادی کے لفظ مین اور اسیطرح اقاربی اور اخوتی اور آبائی کے لفظ کو شمار کر اسمین اناث اور ذکور مشترک ہین اور یہ قول واضح
اور مسطور ہی یعنے اگر واقف نے کہا وقف علی آبائی یعنی مین نے باپون پر وقف کیا تو اسمین اسکی مان اور باپ اور دادی نانا نانی داخل ہونگے اسواسطے کہ
جمع مذکر اختلاط کے وقت مونث کو بھی شامل ہوتی ہی کذا فی الطحطاوی عن شرح الوہبانیۃ وما یکثر وقوعہ ما لو وقف علی ذریتہ مرتبا فجعل من شرطہ ان من مات قبل
استحقاقہ ولہ ولد قام مقامہ وبقی حیا فنل لحظ ابیہ لو کان حیا ویشارک الطبقۃ الاولی اولا افتی السبکی بالمشارکۃ وخالفہ السیوطی وہذہ المخالفۃ واجبۃ کما
افادہ ابن نجیم فی الاشباہ من القاعدۃ التاسعۃ اور جو صورت وقف اولاد کی کثیر الوقوع ہی یعنی مصر مین وہ یہ ہی کہ اگر واقف نے وقف کیا اپنی ذریت پر
علی الترتیب یعنی طبقۃ بعد طبقۃ وبطنا بعد بطن اور شرط وقف کی یہ مقرر کی کہ جو شخص اسکی اولاد مین سے قبل استحقاق کے مرجاوے ولد چھوڑ کر تو اسکا ولد اپنے
باپ کے قائم مقام ہو اگر اسکا باپ زندہ باقی رہتا تو کیا اس ولد کو اپنے باپ کا حصہ ملیگا اگر اسکا باپ زندہ رہتا اور یہ ولد استحقاق مین طبقہ اولی کا شریک ہوگا
یا نہین علامہ سبکی نے مشارکت کا فتوی دیا اور سیوطی نے اسکی مخالفت کی ہی اور یہ مخالفت واجب ہی چنانچہ اسکو بیان کیا ہی ابن نجیم نے اشباہ کے نوین قاعدہ مین اور اشباہ
مین حاصل سوال اور اپنا جواب مختار یون مذکور ہی کہ جب واقف نے اپنی اولاد اور پوتون پر وقف کیا پھر انکے بعد پرپوتون پر پھر اپنی ذریت اور نسل پر طبقۃ بعد
طبقۃ وبطنا بعد بطن کہ طبقہ علیہ طبقہ سفلی کا حاجب ہو اس شرط پر کہ جو مرجاوے تو اسکا حصہ اسکے ولد کو ملے اور جو مرجاوے قبل داخل ہونیکے اس وقف مین اور مستحق ہونے
اسکے منافع کے اور بیٹا اور پوتا یا پرپوتا چھوڑے تو بیٹا اپنے باپ کے حق کا مستحق ہوگا اگر اسکا باپ زندہ رہتا اور یہ صورت کثیر الوقوع ہی قاہرہ یعنی مصر مین انتہی طحطاوی نے
کہا ہے جو شارح نے فتوی مشارکت کا سبکی کی طرف نسبت کیا سو غلط ہی بلکہ اشباہ مین عدم مشارکت کا فتوی سیوطی سے مصرح ہی اور یہ فتوی واقف کے پوتے کے دو فرزند دونون
مذکور ہی جو پوتا اپنے باپ کی زندگی مین گیا لکنہ ذکر بعد ورقتین ان بعضہم یعبر بین الطبقات بثم وبعضہم بالواو فبالواو یشارک بخلاف ثم فراجعہ متاملا مع شرح الوہبانیۃ فانہ
نقل عن السبکی فی فتیین اخریین یحتاج الیہما ولم یزل العلماء متحیرین فی فہم شروط الواقفین الا من رحم اللہ لیکن صاحب اشباہ نے دو ورقون کے بعد مذکور کیا ہی کہ بعضے وقف کرنے
والے طبقات اولاد مین بلفظ ثم تعبیر کرتے ہین اور بعضے بلفظ واو تو واو کی تعبیر سے طبقہ سافلہ طبقہ عالیہ کا شریک ہوگا بخلاف ثم کا کہ مشارک نہوگا سو مراجعت
کر اشباہ کیطرف غور کرکے شرح وہبانیہ کے ساتھ کہ اسنے سبکی سے دو اور صورتین نقل کی ہین جنکی طرف حاجت پڑتی ہی اور ہمیشہ علما حیران رہے ہین شروط
واقفین کے فہم مین مگر جسپر کہ خدا نے رحم کیا ہم طحطاوی نے کہا ہے مراجعت کی اشباہ کیطرف سو یہ اسمین پایا کہ واو کی تعبیر مین قسمت منقوض ہوگی اور ثم مین
منقوض نہوگی اسمین مشارکت اور عدم مشارکت جو شارح نے نقل کی مذکور نہین اور یہ بھی بالتحقیق معلوم ہوا کہ یہ جو صاحب اشباہ نے واو اور ثم کا فرق کیا ہی
سو صحیح نہین بلکہ دونون صورتون مین قسمت منقوض ہوگی انقراض بطن اعلی سے چنانچہ علامہ مقدسی نے بسند کلام خصاف اسکو دفع کردیا ہی اور جو توضیح
اس مسئلہ کی چاہے وہ اشباہ اور اسکے حواشی کیطرف رجوع کرے انتہی ملخصا وقد افتیت بنعم ÷ وقف علی اولادہ الذکور دون الاناث فمات مستحق عن ابن

ہو یا ماں اولاد واحد ... ینتقل نصیبہا الا المتصدق کو تو ماں اولاد واحد باعتبار ... کما فی الظہیریۃ من ... سعادت وغیرہ و اس شخص کے حق میں جس نے
وقف کیا ذکور کی اولاد و پھر اناث کی اولاد پر سو ایک عورت ... دو فرزند چھوڑ کر مرگئی جنکا باپ ذکور کی اولاد سے ہے پس فتوی میں سے ... صورت
مستحقہ کا حصہ ... منتقل ہوگا اس واسطے کہ دونوں پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ ذکور کی اولاد میں سے ہیں ... باپ ... سعادت ...
سے معلوم ہوا ... اسعادت واتقاً ... خانیہ او وقف علی عقبہ یکون لولدہ وولد ولدہ ... ابدا ما تناسلوا ... ذکور دون ... مردان ...
ولد الذکور کل من یرجع نسبہ الی الواقف بالآباء دون ... عقبہ کل من کان ابوہ من غیر ... فلا یکون من عقب الواقف ... سعادت ... خانیہ ...
کہ اگر واقف نے وقف کیا اپنے عقب یعنی پس ماندوں پر تو یہ وقف واقف کے ولد اور پوتے پر ہمیشہ رہیگا جبتک کہ نسل باقی رہیگی ذکور سے ہوں
مگر اناث کی اولاد اُس وقت میں داخل ہوگی جبکہ اناث کے ازواج واقف کے پوتوں کی اولاد ہوں جس شخص کا نسب واقف کیطرف راجع ہو باعتبار
آباء کے وہ واقف کا عقب ہے اور جس شخص کا باپ واقف کی اولاد ذکور سے نہو سو وہ شخص واقف کے عقب میں داخل نہیں انتہی کلام الاسعاف هم قول الخیر تول الخ
کی توضیح ہے خلاصہ یہ ہے کہ اولاد پسری پر عقب صادق آتا ہے اور اولاد دختری پر ... انہ فی الوصایا انہ لو اوصی لآلہ و جنسہ ... من ینسب الیہ من قبل آبائہ ...
اولاد البنات انما لو اوصت الی اہل بیتہا او جنسہا لا یدخل ولدہا الا ان یکون ابوہ من قومہا لان الولد انما ینسب لابیہ لا لامہ قلت وبہ علم جواب حادثۃ وقف علی
اولاد الظہور دون اولاد البطون فماتت مستحقۃ عن ولدین ابوہما من اولاد الظہور ہل ینتقل نصیبہا لہما فاجبت نعم ینتقل نصیبہا لہما لصدق کونہما من اولاد الظہور
باعتبار والدہما المذکور اور آگے آویگا کتاب الوصایا میں ہے کہ اگر ایک شخص نے وصیت کی اپنی آل اور اپنی جنس کے واسطے تو داخل ہوگا اس وصیت
میں جو شخص کہ منسوب ہے اسکی طرف اسکے آباء اور اجداد کی جانب سے اور نہ داخل ہوگی اولاد بنات کی اور اگر عورت نے وصیت کی اپنے اہل بیت
اور اپنے جنس کے واسطے تو عورت کا ولد وصیت میں نہ داخل ہوگا مگر اس صورت میں داخل ہوگا جبکہ باپ اسکا عورت موصیہ کی قوم سے ہو اسواسطے کہ لڑکا
باپ کیطرف منسوب ہوتا ہے نہ اپنی ماں کی طرف میں کہتا ہوں اس تقریر سے جواب اس حادثہ کا معلوم ہوگیا کہ اگر وقف کیا اولاد ذکور پر نہ اولاد بنات پر پھر انمیں سے
ایک عورت مستحقہ دو ولد چھوڑ کر مرگئی جنکا باپ ذکور کی اولاد سے ہے کیا عورت کا حصہ اسکے دونوں لڑکوں کیطرف منتقل ہوگا سو میں نے جواب دیا کہ ہاں عورت کا حصہ
دونوں کیطرف انتقال کریگا اسواسطے کہ دونوں پر صادق آتا ہے کہ وہ ذکور کی اولاد میں باعتبار اپنے والد مذکور کے ہیں یہ مسئلہ بعینہا عنقریب مذکور ہوچکا

فصل

فیما یتعلق بوقف الاولاد من الدرر وغیرہ یہ فصل ہے ان مسائل میں جو متعلق ہیں اولاد کے وقف سے منقول ہیں درر وغیرہ سے ہم یہاں عبارت درالمختار کی نسخہ ہذا
مختلف ہے نسخہ مکتوبہ عربیہ میں یوں ہے (فیما یتعلق بوقف الاولاد من ذکور وغیرہا) اور نسخہ مطبوعہ کلکتہ میں (من الدرر وغیرہا) لیکن مترجم نے نسخہ مطبوعہ مصر پر اعتماد
کیا کما لا یخفی وجہہ عبارۃ المواہب ولو وقف علی نفسہ ثم ولدہ ونسلہ وعقبہ جعل ریعہ لنفسہ ایام حیاتہ ثم ومن جاز عند الثانی وبہ یفتی ولجعلہ لولدہ ولکن تخصیص بالصلبی اور عبارت
مواہب کی یہ ہے کہ اپنی ذات اور اپنی ولد اور اپنی نسل اور اپنے عقب کے وقف میں محصول وقف کا اپنی ذات کیواسطے ٹھہرایا اپنے ایام حیات میں پھر اسکے بعد
پر جو جائز ہے ابو یوسف کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہے چنانچہ واقف کا اپنے ولد کیواسطے محصول وقف کا مقرر کرنا جائز ہے لیکن فرزند صلبی کو مخصوص ہوگا بیٹے
پوتے پر وقف کو نہ ملیگا ولیعم الانثی مالم یقیدہ بالذکر اور درر کا لفظ عورت کو بھی شامل ہے جبتک کہ واقف نے ولد ذکر کی قید لگائی ہو ہم ولد عورت کو اسواسطے عام
ہوا کہ ماخوذ ہے ولادت سے اور ولادت عورت میں بھی موجود ہے کذا فی الحلبی عن الدرر ویستقل بہ الواحد فان انتفی الولد الصلبی فللفقراء دون ولد الولد الا ان یکون اوقف علی حین
صلبی تخصیص ہو ولد الابن والانثی دون من دونہ من البطون دون ولد البنت فی الصحیح اور مستقل ہوگا ساتھ وقف کے واحد صلبی سو اگر واحد صلبی منتفی ہو یعنی
مرگیا ہو تو وقف فقراء کے واسطے ہوگا نہ واقف کے پوتے کیواسطے مگر اس وقت جبکہ وقت کے وقت ولد صلبی نہو تو اب وقف ولد الابن کو مخصوص ہوگا اگرچہ ولد بیٹی

عورت جو نہ خیر ولد الابن کو سمجھہ لیتے ہیں کے اور نہ تعلیلقے کے اسی کو قول اصح ہے یعنی اسواسطے کہ اولاد بنات کی اپنے آبا کیطرف منسوب نہیں ہے نہ ماہات کیطرف بخلاف اولاد ابن کے

فی الاسعد کولاد اولاد ولدی فقط شمس علیہا اور اگر واقف نے زیادہ کہا کہ میں نے وقف کیا اپنے ولد پر اور ولد کے بیٹے پر فقط تو ولد اور بیٹے پر منحصر رہیگا اور اولاد بیٹیون کا شامل نہ ہوگا عمدہ فی سبیلہ

اور اگر واقف نے بطن ثالث کو زیادہ کیا تو اسکی تمام نسل کو شامل ہوگا یعنے گو نہ ہون کہ (وقفت علی ولدی و ولد ولدی و ولد ولد ولدی) کذا فی الدرر یعنی میں نے وقف کیا اپنے بیٹے پر اور اپنے پوتے

پر اور اپنے پرپوتے پر تو یہ اسکی نسل پر صرف ہوگا جبتک کہ نسل باقی ہے یعنی اسکی نسل میں رہیگا نہ فقرا پر سواے اسکے کہ جب واقف نے بطن ثالث کو مذکور کیا تو بسبب کثرت کے ساتھ تفاوت ہوا بطن الی یو اور اگر وقف

تخصیص کی ممتنع ہوگئی تو فقط معنی انتساب کا اعتبار باقی رہا تو سب کو شامل ہوگی کیونکہ ترتیب نہیں ہے بلکہ سب ایک جو بطن نہیں بخلاف بطن ثانی کے اسواسطے کہ ہمین ایک ہی اسم ہے کذا فی الطحطاوی و یستوی

الابعد والاقرب الا ان ذکر ما یدل علی الترتیب فقال اتبدا علی اولادی بقتیت جمیع وعلی قدمی والاولاد ولدی اور بطن ثانی کی زیادتی میں ابعد اور اقرب برابر ہونگے مگر یہ کہ واقف

وہ چیز ذکر کرے جو ترتیب پر دلالت کرے چنانچہ ابعد اور اقرب برابر ہونگے یعنی کہے بنفسہ جمیع کہ ابتدا لے وقف میرا اور بیٹا یا اون کیے کہ وقف پر میرے ولد پر اور میرے

ولد کی اولاد پر ترتیب پر دلالت کرنا اسطرح ہے کہ واقف کہے کہ اور قربا نہ ترتیب پا ونگے کہ میرے ولد پر پھر میرے پوتے پر یا کہے کہ بطنا بعد بطن تو اسوقت اسی سے ترتیب

ہوگی جیسے واقف نے ابتدا کی دو فقال علی اولادی ولکن سم ثم قال من ھم صرف نصیبہ للفقراء او وقع علی اولاده واولاد ھم ثم انہ متصل بجتمعن بہا نصیبہا الی ام یتیم و رو لنصیب من مات

منہم الی ولدہ اور اگر واقف نے کہا کہ میں نے وقف کیا اپنی اولاد پر ولیکن اولاد کا نام ذکر کیا اور اخیر وقف فقیروں کیواسطے ٹھہرایا کذا فی الدرر اسمین ایک لڑکا مرگیا تو اسکا

حصہ فقیرون پر صرف ہوگا اور اگر وقف کیا اپنی زوجہ پر اور اپنی اولاد پر پھر زوجہ مرگئی تو اسکا بیٹا اسکے حصہ کے ساتھ مخصوص ہوگا جبکہ واقف نے اس شخص کا حصہ جو اسمین

مرگیا اسکے ولد کیواسطے ٹھہرایا شرط نہ کیا ہو شارح کو مناسب تھا کہ یون کہتا و وقف علی امرأتہ ثم علی اولاده تاکہ متناسب تا اور مراد یہ ہے کہ واقف نے زوجہ کے حصہ کا استحقاق

اپنی اولاد کیواسطے ٹھہرایا تو زوجہ کا ولد زوجہ کے حصہ کیساتھ مخصوص ہوگا اور یہ مین ولد زوجہ سے وہ لڑکا مراد ہے جو واقف سے پیدا ہوا انتہی اور جو لڑکا زوجہ کا اور شوہر سے

ہو اسکو وقف مین کچھ دخل نہیں کذا فی الطحطاوی و قال علی بنی او علی اخوتی دخل الاناث علی الاصح وعلی بناتی لا یدخل البنون اور اگر واقف نے کہا کہ میں نے وقف کیا اپنے بیٹون

یا اپنے بھائیون پر تو اصح یہی ہے کہ اناث بھی داخل ہین یعنی اصح ہے کہ بیٹیان اور بہنین بھی وقف مین داخل ہونگی یعنی اسواسطے کہ جمع ذکور عند الاختلاط اناث کو بھی شامل ہوتی ہے

بخلاف جمع اناث کے کہ مرد کو شامل نہیں یعنی قال علی بناتی وہ بنون داخل نہ ہونگے و لو قال انما اکن بہن شفاعت الی حیث ذکر عاد الیہ اور اگر وقف کیا اپنے بیٹون پر اور حالانکہ

اسکی بیٹیان ہین یا وقف کیا اپنی بیٹیون پر اور حالانکہ اسکے فقط بیٹے ہین تو غلہ مساکین کے واسطے ہے اور وقف منقطع ہوگا پھر اگر وہ پیدا ہو جسکو واقف نے ذکر کیا تھا تو وقف

اسکی طرف عود کریگا یعنی پہلی صورت مین اگر واقف کا بیٹا پیدا ہوا اور دوسری صورت مین بیٹی پیدا ہوئی تو وقف مذکور کی مستحق ہوگی و یدخل فی قسمۃ الغلۃ من ولد

لدون نصف حول من طلوع الغلۃ لا لاکثر الا اذا ولدت مبانتہ او ام ولدہ المعتقۃ لدون سنتین لثبوت نسبہ لحل وطیہا فیحل لہا احتمال علوقہ بعد طلوع الغلۃ

اور اولاد کے وقف مین غلہ کی قسمت مین وہ لڑکا داخل ہوگا جو چھ مہینے سے کم مدت مین پیدا ہوا ابتدا سے نمودار ہونے غلہ سے نہ وہ لڑکا جو زیادہ مدت

مین پیدا ہوا گر وہ لڑکا داخل ہوگا جسکو واقف کی زوجہ مبانہ یا اسکی آزاد ام ولد جنی کمتر دو سال سے بسبب ثابت نسب ہونے والد کے ہونے سے وطی

اسکی ماں کے سوا اگر اسکی وطی حلال ہو صحیح یہ ہے کہ ام ولد آزاد نہو یا زوجہ مبتوتہ رجعی ہو کذا فی الحلبی تو اکثر مدت کی ولادت مین داخل قسمت نہوگا بسبب احتمال

علوق لڑکے کے بعد نمود ہونے غلہ کے و تقسیم بینہم بالسویۃ ان لم یرتب البطون الا ان قال للذکر کالانثیین کما قال اور اولاد کے جتنے ہین سب برابر تقسیم ہوگا اگر واقف نے بطون

مین ترتیب مذکور نہیں کی اور اگر واقف نے کہا کہ مرد کو دونا حصہ عورت کا تو بحیثیت اسکے قول کے ملیگا ولو وصیۃ فرض کر مع الاناث انثی مع الذکر و یرجع سہمہ للورثۃ

لعدم صحۃ الوصیۃ للمعدوم فلا بد من فحص مسئلۃ لا یرجع للورثۃ سوا اگر وصیت ہو تو فرض کیا جائے مرد عورت کو ساتھ اور عورت فرض کیجائے مردون کے ساتھ اور سہم شخص

مفروض کا اسکے وارثون کی طرف راجع ہو بسبب صحیح نہونے وصیت کے معدوم کیواسطے تو ضرور ہے اسکی تفتیش سے اعلام ہو کہ قدر غلہ موصی کے وارثون کیطرف

راجع ہوگا اور یہ مسئلہ تمام مشکل ہے توضیح اسکی یہ ہے کہ اگر واقف نے وقف کیا اپنی اولاد پر للذکر مثل حظ الانثیین اور ہر دو اور عورت ایسے مختلط مین تو موجب اسکی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اسکا حصہ اسکی نسل کو واسطے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نصیبہ [illegible] اور اگر مسئلہ مذکورہ میں واقف نے کہا کہ جو ولد نہیں ہے بلا نسل مرجائے تو اسکا حصہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] العقب [illegible]

عقب نہیں [illegible] شوہر [illegible] اسکے پوتوں کی اولاد [illegible]

[illegible] الاسلام [illegible] اسلام میں [illegible]

ابتداء اسلام کو پایا [illegible] اسلام قبول کیا [illegible]

اور عورت محرم اور غیر محرم قریب و بعید [illegible] داخل نہیں

مگر جبکہ اسکے شوہر واقف کے بنی عمام سے ہوں کذا فی العالمگیریہ [illegible]

[illegible]

[illegible] والدین اور ولد صلبی کے سوا انکو قرابت نہیں کہتے باتفاق شیخین [illegible]

والدین سے اوپر ہو جیسے اجداد اور جدات یا جو ولد صلبی سے نیچے ہو جیسے پوتا پوتی ناتی نواسی [illegible] قرابت نہیں [illegible] شیخین کے نزدیک [illegible]

نے انکو بھی قرابت میں شمار کیا ہے [illegible] انسان کی عیال اور حشم وہ لوگ ہیں جو اسکے نفقہ میں ہوں [illegible] کذا فی العالمگیریہ [illegible]

[illegible] الفقر وقت وجود الغلۃ [illegible] اور اگر واقف نے وقف کو اہل قرابت کے فقیروں کے ساتھ مقید کیا تو محتاجی وجود غلہ کے وقت معتبر ہوگی یعنی مستحق غلہ

وہ ہوگا جو اس وقت محتاج ہوگا جب غلہ پایا گیا یہ قول [illegible] وہو المختار [illegible] اور فقیر سے مراد وہ ہے جو زکوٰۃ [illegible] جسکو زکوٰۃ لینا

درست ہے وہ فقیر ہے [illegible] قاضی خان میں ہے کہ جسکے پاس حاجت سے زیادہ اسباب یا کپڑے اتنے ہوں جنکی قیمت سو درم ہو وہ غنی ہے اسکو

زکوٰۃ و وقف لینا حلال نہیں کذا فی العالمگیریہ [illegible] فاقتقر الغنی واستغنى الفقیر [illegible] وقت القسمۃ [illegible] وقت وجود الغلۃ لان

[illegible]

الصلات انما تملک حقیقۃ بالقبض فطرو الغنی والموت لایبطل ما استحقہ پھر اگر واقف کے صرف مین تاخیر ہوگئی چند سال کسی وجہ سے سو غنی محتاج ہوگیا اور محتاج غنی ہوگیا تو مبارک ہوگا وہ غنی جو فقیر ہوگیا وقت قسمت کے اُسکا جو فقیر ہوگیا وقت وجود غلہ کے اسواسطے کہ صلات تو مملوک نہین ہوتی مگر قبض سے اور طاری ہونا مالداری اور موت کا مبطل اس حق کا نہین جسکا وہ مستحق ہوچکا ھم غنی کا فقیر ہونا اسطرح پر کہ گواہون نے گواہی دی کہ وہ محتاج ہوگیا قبل پیدا ہونے غلہ کے اور فقیر مستغنی ہوا بعد لگنے غلہ کے اور اپنا حصہ لینے سے پہلے اور غلہ کے وقت وہ فقیر ہی تھا کذافی العالمگیریہ اور یہان سوال وارد ہوا تھا کہ وقف تو فقیرون کا حق ہے تو چاہیے کہ اس غنی کو نہ ملے شارح نے جواب دیا کہ وقف مذکور فقیرون کا حق نہین ہوگیا اسواسطے کہ صلہ مملوک نہین ہوتا مگر قبض سے واما من ولد منہم لدون نصف حول بعد مجئی الغلۃ فلاحظ لہ لعدم احتیاجہ فکان بمنزلۃ الغنی وقیل یستحق لان الفقیر من لاشئی لہ والحمل لاشئی لہ اور وقف مذکور مین جو اہل قرابت مین لڑکا پیدا ہو کمتر چھ مہینے کی مدت مین غلہ آنیکے بعد تو اُسکا حصہ نہین بسبب اُسکی عدم احتیاج کے تو وہ بمنزلہ غنی کے ہوگا تو غلات مستقبلہ کا مستحق نہوگا اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ مستحق ہوگا اسواسطے کہ فقیر وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہو اور حمل کسی چیز کا مالک نہین ھم یہ ایک قول ہے فقیر کی تعریف مین اور قول معتمد یہ ہے کہ فقیر وہ ہے جو بقدر نصاب کے مالک نہو ولو قید بصلحائھم او بالاقرب فالاقرب او فالاحوج او من جاورہ منہم او من سکن مصر تقید الاستحقاق بہ عملا بالشرط اور اگر واقف نے اہل قرابت کو صالحین کے ساتھ مقید کیا یا اقرب فالاقرب یا احوج فالاحوج کی قید لگائی یا جو شخص اُسکا مجاور رہے یا جو مصر مین مثلاً سکونت رکھے تو استحقاق وقف کا قید مخصوص کے ساتھ مقید ہوگا بنظر عمل کرنے اُسکی شرط کے ھم اہل صلاح وہ ہے جو مستور مستقیم الطریقۃ سلیم الناحیۃ کامن الاذی قلیل الشر نہ متہتک صاحب ریبت ہو نہ قاذف محصنات نہ معروف بالکذب اور اہل عفاف و اہل خیر اور اہل فضل اور اہل صلاح برابر ہین کذافی العالمگیریہ عن الحاوی وتمامہ فی الاسعاف ومن احوجہ حوادث زمانہ الی ما خفی من مسائل الاوقاف فعلیہ بالکتاب المخصوص باحکام الاوقاف الملخص من کتابی ہلال والخصاف کذافی البرہان فی شرح مواہب الرحمن للشیخ ابراہیم بن موسی بن ابی بکر الطرابلسی الحنفی نزیل القاہرۃ بعد دمشق المتوفی فی اوائل القرن العاشر سنۃ اثنین وعشرین وتسعمائۃ وہو ایضا صاحب الاسعاف اور پورا بیان مسائل مذکورہ کا اسعاف مین ہے اور جس مفتی اور عالم کو مسائل خفیہ اوقاف کیطرف حوادث زمانہ محتاج کرین تو اُسپر مطالعہ اس کتاب کا لازم ہے جو احکام اوقاف کے ساتھ مخصوص ہے اور کتاب ہلال اور کتاب خصاف کا خلاصہ ہے اسیطرح مذکور ہے برہان شرح مواہب الرحمن مین جو تصنیف ہے ابراہیم بن موسی بن ابی بکر طرابلسی حنفی کی جو آباد ہو پہلے مصر کے بعد دمشق کے جنکی وفات یعنی قرن عاشر کی ابتدا مین نو سو بائیس ہجری مین ہوئی اور وہی اسعاف کے بھی مصنف ہین ھم یہانتک فروع اوقاف مذکور ہو چکے آگے مسائل اختلاف شہادت وغیرہ مذکور ہوتے ہین ھم واللہ اعلم شارح رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل مذکورہ کو بمحل یہان مذکور کیا اور تکلف کرکے مناسبت کو ثابت کرنا خالی وقت سے نہین بہرحال مترجم بیچارہ ترجمہ مسائل مذکورہ مین تابع ہے شارح کا قول الاشباہ اختلاف الشاہدین مانع الافی احدی واربعین یہ قول ہے اشباہ کا کہ اختلاف دو گواہون کا مانع ہے قبول ہونے شہادت کا مگر اکتالیس مسئلون مین مانع نہین ھم یعنی جسمین تعدد شہادت کا شرط ہے اسمین اختلاف مانع ہے اسواسطے کہ ہر شاہد دوسرے کا مکذب ہے اور مدعی ایک شاہد کا مکذب ہے دریافت کرنا چاہیے کہ تطابق کلام شاہدین مین لفظاً اور معنیً فرور ہے اسطرح پر کہ دونون کا لفظ معنی واحد پر بالوضع بطریق دلالت مطابقی کے دلالت کرے نہ بطریق تضمن کے امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک اُسکا اعتبار ہے جسپر دونون شاہدون نے اتفاق کیا تو اگر ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو امام کے نزدیک گواہی مردود ہے اسواسطے کہ اقل پر بطریق تضمن دلالت کرنا امام کے نزدیک معتبر نہین لیکن صاحبین کے نزدیک ہزار پر گواہی مقبول ہے جبکہ اکثر کا مدعی دعوی کرتا ہو اسواسطے کہ ہزار پر دونون نے اتفاق کیا ہے اور اگر مدعی نے اقل کا دعوی کیا تو صاحبین کے نزدیک گواہی مردود ہے اسواسطے کہ مدعی اکثر کے شاہد کا مکذب ہے اور صحیح صاحبین کا قول ہے کذافی الطحطاوی عن ابی السعود شارح کو مناسب تھا کہ بجاے الافی احدی واربعین کے الافی اثنین واربعین کہتا تا تفصیل آیندہ کے مطابق ہوتا اسواسطے کہ بیالیس صورتین مستثنی مذکور ہین قال فی زواہر الجواہر حاشیتہا للشیخ صالح ابن المصنف قد ذکر فی الشرح المحال علیہ مسائل لایضر فیہا اختلاف الشاہدین وانا اذکرہا سردا فاقول الاولی شہد احدہما ان علیہ الفا درہم وشہد الآخر انہ اقر بالف درہم تقبل

مانند صفت زبیدیت کے ہو [illegible] صفت اشیاء کی شرح میں جسپر حوالہ کیا یعنی [illegible] کو ذکر
کیا ہے اختلاف [illegible] مسائل کو [illegible] ذکر کرتا ہوں پہلا مسئلہ یہ کہ ایک شاہد نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار درہم
جید اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار درہم کا اقرار کیا تو گواہی مقبول ہے الثانیۃ ادعی کرّ حنطۃ جید فشہد احدہما بالجودۃ والآخر بالردیۃ تقبل بالردیۃ دعوی
کیا [illegible] ایک کُر گیہوں کا تو ایک نے کھرے ہونیکی گواہی دی اور دوسرے نے ناقص ہونیکی گواہی دی تو ناقص کی گواہی مقبول ہوگی
اور اسی پر حکم ہوگا [illegible] الثالثۃ ادعی انہ دینار فشہد احدہما نیسابوریۃ والآخر بخاریۃ والمدعی یدعی نیسابوریۃ تقضی بالبخاریۃ
سو دینار کا دعوی کیا تو ایک گواہ نے کہا کہ نیشاپوری دینار تھے اور دوسرے نے کہا بخاری دینار تھے اور مدعی نیشاپوری کا دعوی کرتا ہے اور بخاری کھرے ہیں تو دینار
بخاری کا حکم ہوگا بالاتفاق الرابعۃ لو اختلفا فی الہبۃ والعطیۃ ۴ - اگر دونوں اختلاف کریں ہبہ و عطیہ میں الخامسۃ اختلفا فی لفظ النکاح والتزویج ۵ - اگر اختلاف کریں
نکاح و تزویج کے لفظوں میں [illegible] البحر الرائق میں [illegible] یہ شرط نہیں کہ وہی بعینہ لفظ مذکور ہو بلکہ بالعینہ یا اسکے مرادف تو ہبہ و عطیہ کا اختلاف یا نکاح اور
تزویج کا اختلاف مانع قبول کا نہیں [illegible] حموی نے کہا کہ [illegible] استثنا کی حاجت نہیں کہ واقع میں یہاں اختلاف ہی نہیں السادسۃ شہد احدہما انہ جعلہا صدقۃ موقوفۃ ابدا
علی ان لزید ثلث غلتہا وشہد الآخر ان لزید نصفہا تقبل علی الثلث ۶ - ایک نے گواہی دی کہ واقف نے زمین کو صدقہ موقوفہ دائمی کیا ہے اس شرط پر کہ زید کو اسکا تہائی
غلہ ملے اور دوسرا گواہی دیتا ہے کہ زید کو اسکا نصف غلہ ملے تو گواہی تہائی پر مقبول ہوگی ھ اور ایسی ہی اگر ایک کل کی گواہی دے اور دوسرا نصف کی تو نصف متفق
علیہ پر حکم ہوگا بشرطیکہ مدعی اکثر کا دعوی کرتا ہو السابعۃ انہ باع بیع الوفاء فشہد احدہما بہ والآخر ان المشتری اقر بہ تقبل ۷ - مدعی نے دعوی کیا کہ اسنے بیع الوفا
کی ہے تو ایک گواہ نے اسکے موافق گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ مشتری نے بیع الوفا کا اقرار کیا تو مقبول ہے ھ بیع الوفا یا بیع کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہر قول کا
یہی حکم ہے بخلاف فعل کے اور نکاح فعل میں داخل ہے کذا فی الحلبی عن البحر الثامنۃ شہد احدہما انہا جاریتہ والآخر انہا کانت لہ تقبل ۸ - ایک نے گواہی دی کہ وہ اسکی
باندی ہے اور دوسرے نے کہا کہ پہلے اسکی باندی تھی تو قبول ہوگی التاسعۃ ادعی الفا مطلقا فشہد احدہما علی اقرارہ بالف قرض والآخر بالف ودیعۃ تقبل ۹ - دعوی کیا
مطلق ہزار کا بلا قید قرض یا ودیعت کے سو ایک نے گواہی دی مدعا علیہ کے اقرار پر قرض کی اور دوسرے نے ہزار امانت کی تو مقبول ہے العاشرۃ ادعی الابراء فشہد احدہما بہ
والآخر انہ وہبہ او تصدق علیہ او حللہ جاز ۱۰ - دعوی کیا ابراء دین کا تو ایک نے اسکی گواہی دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ دائن نے مدیون کو دین ہبہ کردیا یا خیرات کیا
یا اسکو چھوڑ دیا تو جائز ہے اسواسطے کہ ہبہ کرنا اور تصدق کرنا اور تحلیل دین ابراء میں داخل ہے الحادیۃ عشرۃ ادعی الہبۃ فشہد احدہما بالبراءۃ والآخر بالہبۃ وانہ حللہ جاز ۱۱ - دعوی
کیا ہبہ کا یعنی دائن نے اسکو دین ہبہ کردیا سو ایک نے براءت کی گواہی دی اور دوسرے نے ہبہ یا تحلیل کی تو جائز ہے الثانیۃ عشرۃ ادعی الکفیل الہبۃ فشہد احدہما بہا والآخر
بالابراء جاز وثبت الابراء ۱۲ - دعوی کیا ضامن نے ہبہ کا یعنی دیون اصیل کو دائن نے دین ہبہ کردیا تو ایک نے اسکے موافق گواہی دی اور دوسرے نے ابراء کی تو جائز ہے اور ابراء
ثابت ہوگا اور ضامنی باطل ہوجاویگی الثالثۃ عشرۃ شہد احدہما علی اقرارہ انہ اخذ منہ العبد والآخر علی اقرارہ بانہ اودع منہ ہذا العبد تقبل ۱۳ - ایک نے گواہی دی مدعا علیہ کے
اقرار پر کہ اسنے مدعی سے غلام لیا ہے اور دوسرے نے اسکے اس اقرار پر کہ اسنے مدعی کا غلام بطور ودیعت کے رکھا تو گواہی مقبول ہوگی ھ صورت اسکی یہ ہے کہ ایک نے غلام کا
دعوی کیا جو دوسرے مرد کے پاس ہے سو مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے شہادت مذکورہ ثابت کی تو مدعی غلام کو پاویگا اور اسیطرح ہے مسئلہ آئندہ الرابعۃ عشرۃ شہد احدہما انہ
غصب منہ والآخر ان فلانا اودع منہ ہذا العبد تقضی للمدعی ۱۴ - ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے مدعی سے غلام کو غصب کیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ فلان نے
اسکو غلام بطور ودیعت کے رکھا ہے تو مدعی کیواسطے حکم ہوگا الخامسۃ عشرۃ شہد احدہما انہا ولدت منہ والآخر انہا حبلت منہ تقبل ۱۵ - ایک نے گواہی دی کہ عورت اسکے لڑکا جنی
اور دوسرے نے یہ کہ وہ اس سے حاملہ ہوئی تو مقبول ہوگی ھ صورت اسکی یہ ہے کہ زوج نے زوجہ کی طلاق اسکی ولادت پر معلق کی پھر گواہوں نے شہادت مذکورہ دی تو طلاق واقع
ہوگی اسواسطے کہ حمل کو غالبا ولادت لازم ہے تو گویا انہوں نے ولادت کی گواہی دی السادسۃ عشرۃ شہد احدہما انہ اشتری الدار والآخر انہ سکن فیہا تقبل

۱۶- ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ گھر مدعی کا ہے اور دوسرے نے یہ کہ مدعی اسمین ساکن تھا تو مقبول ہوگی ہم سرخیل سکونت باجارہ یا عارہ بھی ہوتی ہے لیکن ملک
اسمین اصل ہے پس تو گواہی مقبول ہوگی علی الخصوص کہ دوسرے کی شہادت سے ملک کی تائید ہوگئی السابعۃ عشرۃ شہد احدہما انہا ولدت منہ ذکرا وقال الآخر انثی تقبل
۱۷- ایک نے گواہی دی کہ زوجہ شوہر سے لڑکا جنی اور دوسرے نے کہا کہ اسکی لڑکی جنی تو مقبول ہے ہم صورت اسکی یہ ہے کہ طلاق اسکی مطلق ولادت پر معلق ہوئی تھی الثامنۃ عشرۃ
انکر اذن عبدہ فشہد احدہما علی اذنہ فی الثیاب والآخر فی الطعام تقبل ۱۸- مولی نے انکار کیا اپنے غلام کو تجارت کے اذن دینے کا تو ایک نے گواہی دی کپڑون کی تجارت کے
اذن کی اور دوسرے نے طعام کی تجارت کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ ایک قسم مین اذن دینا جمیع انواع کو شامل ہے کذا فی باب المأذون التاسعۃ عشرۃ اختلف
شاہدا الاقرار بالمال فی کونہ اقر بالعربیۃ وبالفارسیۃ تقبل بخلاف فی الطلاق ۱۹- اختلاف کیا اقرار مال کے دو شاہدون نے کہ اسنے عربی زبان مین اقرار کیا یا فارسی مین
تو مقبول ہوگی بخلاف طلاق کے کہ اسمین مقبول نہوگی یعنی اسواسطے کہ اقرار مین اتفاق معنوی کافی ہے بخلاف طلاق کے العشرون شہد احدہما انہ قال لعبدہ انت حر
والآخر انہ قال آزادی تقبل ۲۰- ایک نے گواہی دی کہ مولی نے اپنے غلام سے عربی مین کہا کہ انت حر یعنی تو آزاد ہے اور دوسرے نے کہا فارسی مین آزادی یعنی تو آزاد ہے
تو مقبول ہے الحادیۃ والعشرون قال لامرأتہ ان کلمت فلانا فانت طالق فشہد احدہما انہا کلمتہ غدوۃ والآخر عشیۃ طلقت ۲۱- زوج نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلانے
سے بات کریگی تو تو طلاق ہے سو ایک نے گواہی دی کہ اسنے اس سے اول روز بات کی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس سے آخر روز بات کی تو وہ مطلقہ ہوگی الثانیۃ والعشرون
ان طلقتک فعبدی حر فقال احدہما طلقہا الیوم والآخر انہ طلقہا امس تقع الطلاق والعتاق ۲۲- زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر مین تجھکو طلاق دون تو میرا
غلام آزاد ہے سو ایک نے گواہی دی کہ اسنے آج کے دن اسکو طلاق دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکو کل طلاق دی تو طلاق اور عتاق واقع ہونگے ہم اس مسئلہ
مین اور مسئلہ سابقہ مین مقصود ملحوظ ہے یعنی حصول شرط قطع نظر زمان سے الثالثۃ والعشرون شہد احدہما انہ طلقہا ثلثا البتۃ والآخر انہ طلقہا ثنتین البتۃ یقضی بالتطلیقتین
ویملک الرجعۃ ۲۳- ایک نے گواہی دی کہ زوج نے زوجہ کو تین طلاق البتہ دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ دو طلاق البتہ دی تو دو طلاق کا حکم ہوگا اور زوج
رجعت کا مالک ہوگا ہم اگر لفظ البتہ کا شہادت سے متعلق ہے نہ طلاق سے تو رجعت بلا تکلف ثابت ہے اور اگر طلاق سے متعلق ہو تو ملک رجعت سے مراد یہ ہے کہ
اعادہ نکاح کا مالک ہے بعقد جدید اسواسطے کہ طلاق بائن کے بعد اعادہ عقد جائز ہے الرابعۃ والعشرون شہد احدہما انہ اعتق بالعربیۃ والآخر بالفارسیۃ تقبل ۲۴
ایک نے گواہی دی کہ مولی نے عربی زبان مین غلام کو آزاد کیا اور دوسرے نے کہا فارسی مین تو مقبول ہے ہم یعنی شاہد نے عربی و فارسی مین گواہی دی اور شاہد نے یہ
نہین کہا کہ مولی نے حر یا آزاد کہا تو یہ مسئلہ بیسوین مسئلہ کے ساتھ مکرر نہوا کیونکہ اسمین قول مولی کا عربی یا فارسی ہونا مذکور ہے الخامسۃ والعشرون اختلفا فی مقدار المہر
یقضی بالاقل ۲۵- شاہدون نے اختلاف کیا مقدار مہر مین تو اقل مہر پر حکم ہوگا ہم طحطاوی نے کہا جامع الفصولین مین مذکور ہے کہ شاہدون نے بیع اور اجارہ اور طلاق
اور عتاق کی گواہی دی بعوض مال کے اور مختلف ہوئی مقدار مال مین تو گواہی مقبول نہین مگر نکاح مین مقبول ہے اور بہرحال مہر مثل کیطرف رجوع ہوگا اور
صاحبین نے کہا کہ نکاح مین بھی مقبول نہین انتہی تو اقل پر حکم کرنا اسکے منافی ہے السادسۃ والعشرون شہد احدہما انہ وکلہ بخصومۃ مع فلان فی دار سماہ وشہد الآخر
انہ وکلہ بخصومتہ فیہ وفی شیء آخر تقبل فی دار اجتمعا علیہ ۲۶- گواہی دی ایک نے کہ فلانے نے فلانے کو فلانے کے ساتھ خصومت کرنیکا وکیل کیا ہے اس گھر مین جسکا
وکیل نے نام لیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اسکو خصومت کا وکیل کیا ہے اسی گھر کی خصومت مین اور دوسری چیز کی خصومت مین بھی تو گواہی مقبول ہوگی
اس گھر کی وکالت مین جسپر دونون شاہد متفق ہوے السابعۃ والعشرون شہد احدہما انہ وقفہ فی صحتہ والآخر انہ وقفہ فی مرضہ قبلا ۲۷- ایک نے گواہی دی کہ واقف
نے اسکو وقف کیا اپنی صحت مین اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسکو اپنے مرض مین وقف کیا تو دونون مقبول ہین ہم طحطاوی نے کہا لیکن اسکی
تصریح نہوئی کہ وقف کل مین ہوگا یا ثلث مین اگر اسکا اتنا ہی مال ہے اور ظاہر ثلث ہی مال معلوم ہوتا ہے مگر اسکو نقل ثابت کرنا چاہیے
الثامنۃ والعشرون لو شہد شاہد انہ اوصی علیہ یوم الخمیس والآخر یوم الجمعۃ جازت ۲۸- اگر ایک شاہد نے گواہی دی کہ زید نے خالد کو

اختلاف نہین کیا تو قبول کیجائیگی اور دوسرے نے کہا ہبہ کے واسطے جائز ہو التاسعۃ والعشرون ادعی الف درہم علی رجل فشہد احدھما بالف والاخر بالف من ثمن مبیع

قبل ۲۹ - مدعی نے دعویٰ کیا مال کا سو ایک نے گواہی دی کہ مال اسپر ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعی علیہ

مدیون کا ضامن ہوا ہے اسلئے ان دونکی گواہی قبول ہو گی پھر بعض میں مدیون کا دین ادا کرے یا بری ہوجاوے سو یہ اول اصل دین ہے دوسرا ضامن کا یعنی مدیون

ہو اور محتال علیہ پر کوئی مال ادا کرے یعنی آمر ہے اور وہ قبول کرے صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ زید نے خالد پر مال کا دعویٰ کیا سو خالد نے انکار کیا زید نے

دو شاہد گذرانے ایک شاہد نے یہ گواہی دی کہ خالد محتال علیہ ہے یعنی خالد کے ذمہ زید کا حوالہ خالد پر کیا اپنی بیع اسکا دین لیکر وہ زید کو دلایا اور دوسرے نے

گواہی دی کہ خالد ضامن ہے مدیون کا خالد سے وہ مال خالد پر ہے لیکن ایک شاہد نے کہا کہ بسبیل الحوالہ اور دوسرے نے کہا بطریق ضمانت ہے اور

یہ خود شیخ مصنف کے کلام مین ہے اور گرانتی کہا ہے حکم ضمانت یہ ہو کہ دیکر وہ قبول ہو کذا فی الحاوی الثلثون شہد احدھما بانہ باعہ کذا الی شہر وشہد الاخر بالبیع

ولم یذکر الاجل قبل ۳۰ - ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو بیچا ایک مہینہ کی مدت پر اور دوسرے نے بیع کی گواہی بلا ذکر مدت دی تو مقبول ہو الحادیۃ والثلثون

شہد احدھما بانہ باعہ بشرط الخیار ثلثۃ ایام ولم یذکرہ الاخر قبلت فیما ۳۱ - ایک نے گواہی دی کہ اسنے بیع کی بشرط خیار تین دن کے اور دوسرے نے خیار کو نہ ذکر کیا تو دونون مین

مقبول ہو الثانیۃ والثلثون شہد احدھما انہ وکلہ بالخصومۃ فی ھذہ الدار عند قاضی الکوفۃ والاخر عند قاضی البصرۃ جازت شہادتھما ۳۲ - ایک نے گواہی دی کہ مدعی

کو اس گھر کی خصومت مین وکیل کیا قاضی کوفہ کے سامنے اور دوسرے نے کہا کہ قاضی بصرہ کے سامنے تو دونون کی گواہی جائز ہو الثالثۃ والثلثون شہد انہ وکلہ بقبض

والاخر انہ جریہ قبل ۳۳ - ایک نے گواہی دی کہ مدعی کو قبض کرنیکا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسکو مسلط کیا تو مقبول ہو کیونکہ جراء من التجریۃ بمعنی التسلیط کذا

فی الحلبی الرابعۃ والثلثون شہد احدھما انہ وکلہ بقبض والاخر انہ سلطہ علی قبضہ تقبل ۳۴ - ایک نے گواہی دی کہ مدعی کو قبض کا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسکو

قبض کرنے پر مسلط کیا علم یہ صورت اور صورت سابقہ یکسان ہو فقط لفظ کا فرق ہو الخامسۃ والثلثون شہد احدھما انہ وکلہ بقبضہ والاخر انہ اوصی لہ بقبضہ فی حیوتہ

تقبل ۳۵ - ایک نے گواہی دی کہ اسکو اسنے اسکے قبض کرنے کا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اسکو اپنی زندگی مین اسکے قبض کرنے کی وصیت کی تو مقبول ہو

علم موصی الیہ بالقبض بمنزلہ وکیل کے ہے حقیقۃ وکیل نہین اسواسطے کہ وکالت موت سے باطل ہوجاتی ہو السادسۃ والثلثون شہد احدھما انہ وکلہ بطلب دینہ

والاخر بتقاضیہ تقبل ۳۶ - ایک نے گواہی دی کہ اسنے اسکو وکیل کیا اپنے دین کے طلب کرنے مین اور دوسرے نے کہا کہ دین کے تقاضا کرنے کے واسطے وکیل کیا تو

مقبول ہو السابعۃ والثلثون شہد احدھما انہ وکلہ بقبضہ والاخر بطلبہ تقبل ۳۷ - ایک نے گواہی دی کہ اسکو وکیل کیا اسکے قبض کرنے کے واسطے اور دوسرے

نے کہا اسکے طلب کرنے کے واسطے تو مقبول ہو الثامنۃ والثلثون شہد احدھما انہ وکلہ بقبضہ والاخر انہ امرہ باخذہ او ارسلہ لیاخذہ تقبل ۳۸ - ایک نے گواہی

دی کہ اسنے اسکو اسکے قبض کرنے کا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اسنے اسکو اسکے لینے کا امر کیا یا اسکو بھیجا تا اسکو لے تو مقبول ہو التاسعۃ والثلثون

اختلفا فی زمن اقرارہ فی الوقف تقبل ۳۹ - دونون شاہدون نے اختلاف کیا واقف کے زمانہ اقرار فی الوقف مین علم اسمین قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ مشہود بہ

اگر قول محض ہو تو اختلاف زمانی یا مکانی قبول شہادت کا مانع نہین بسبب ممکن ہونے اعادہ اور تکرار کے قول مین اور اگر فعل محض ہو جیسا کہ غصب یا

قول ملحق بفعل ہو جیسا کہ نکاح تو اسمین اختلاف زمان یا مکان کا مانع ہو قبول کا نکاح اگرچہ قول ہو لیکن حضور شاہدین اسکی شرط ہو اور وہ فعل ہو

کذا فی الطحطاوی عن شرح الوھبانیۃ الاربعون اختلفا فی مکان اقرارہ تقبل ۴۰ - شاہدون نے اختلاف کیا واقف کے مکان اقرار مین تو مقبول ہو

الحادیۃ والاربعون اختلفا فی وقفہ فی صحتہ او فی مرضہ تقبل ۴۱ - گواہون نے اختلاف کیا واقف کے وقف کرنے مین اسکی صحت مین یا اسکے مرض

مین علم یہ مسئلہ ستاونسوین مسئلہ کے ساتھ مکرر ہو گیا الثانیۃ والاربعون شہد احدھما بوقف علی زید والاخر علی عمرو یکون للفقراء انتہی ۴۲ - ایک

شاہد نے گواہی دی وقف کرنیکی زید پر اور دوسرے نے عمرو پر تو مقبول ہو اور یہ وقف فقیرون پر ہوگا انتہی کلام البزازیہ و زدت تقبل علی ما ذکرہ المصنف

مسائل منها لو اختلفا في تاريخ الرهن بان شهد احدهما انه رهن يوم الخميس والآخر يوم الجمعة تسمع عند هما خلافا لمحمد جواهر الفتاوی شیخ صالح نے کہا ہیں کہتا ہوں اور جو مسائل
مصنف اشباہ اور بحرالرائق نے مذکور کیے اُنپر میں نے چند مسائل زیادہ کیے یعنی تیرہ مسئلے از انجملہ یہ کہ دو شاہدوں نے تاریخ رہن میں اختلاف کیا سو ایک نے گواہی دی
کہ رہن نے پنجشنبہ کے دن رہن رکھا اور دوسرے نے کہا کہ جمعہ کے دن تو گواہی شیخین کے نزدیک مسموع ہے بخلاف محمد کے کذا فی الجواهر الفتاوی ومنها لو اتفق الشاهدان على
الاقرار وفي احدهما اختلفا فقال احدهما انه اقر في مكان كذا وقال الآخر كنا في مكان كذا القبل ورانما الخ از انجملہ یہ کہ اگر شاہدوں نے ایک شخص کے اقرار مالی پر اتفاق کیا اور
مکان میں اختلاف کیا سو ایک شاہد نے کہا کہ ہم سب اس مکان میں تھے اور دوسرے نے کہا کہ ہم فلانے مکان میں تھے تو مقبول ہے حلبی نے کہا یہ مکرر ہے چالیسویں صورت
کے ساتھ طحطاوی نے کہا مگر دونوں میں فرق ہے واسطے کہ چالیسویں میں نفس کے اقرار میں ہے اور یہاں کے اقرار میں علاوہ اسکے وہاں شاہدوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم سب تھے سو مال کردا الا اسکا
البعد سینتیسویں صورت کے ساتھ مکرر ہو جائیگا ومنها لو قال احدهما ان المسئلة بحالها كان ذلك بالغداة وقال الآخر كان ذلك بالعشي تقبل كما في الولوالجية اور از انجملہ یہ کہ ایک
نے کہا اور حالانکہ مسئلہ سابقہ بحال خود ہے یعنی مال کا اقرار متفق علیہ ہے یوں کہا کہ یہ اقرار اول روز تھا اور دوسرے نے کہا آخر روز تھا تو مقبول ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں ولوالجیہ
میں مذکور ہیں ومنها شهدا على رجل انه طلق امرأته واحدهما يقول انه عين منكوحته بنت فلان الآخر يقول عينها الا اني اعلم وشهدا ان المرأة التي كانت له سوى ابنة فلان
قد طلقها واخرجها من الرجل بهذا التعليق قال فخر الدين اذا شهدا على الطلاق لا انه عين احدهما المرأة وذكر اسمها ولم يعين الآخر التي في نكاحه وليس في نكاحه
غير امرأة واحدة تصح الشهادة دہی فی جواهر الفتاوی اور از انجملہ یہ کہ دو شاہدوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اُسنے اپنی زوجہ کو اور ایک کہتا ہے کہ زوج نے اپنی
معین منکوحہ زید کی بیٹی کو مثلاً طلاق دی اور دوسرا شاہد کہتا ہے کہ وہ مطلقہ بعینها نہیں میں مقرر جانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ جو عورت کہ زوج کی تھی زید
کی بیٹی کے سوا اسکو اُسنے طلاق دی اور اُسکو یعنی زید کی بیٹی کو تو اُسنے اپنے گھر سے نکال دیا قبل اس تطلیق کے یعنی جسمیں ایک شاہد تعیین کرتا ہے کذا فی الطحطاوی
فخر الدین نے کہا جبکہ دو نوں نے طلاق پر گواہی دی مگر یہ کہ ایک شاہد نے عورت مطلقہ کی تعیین کی اور اسکا نام مذکور کیا اور دوسرے شاہد نے اُس عورت کو جو
اُسکے نکاح میں تھی علی التعیین ذکر نہ کیا اور حالانکہ زوج کے نکاح میں نہیں سوا ایک عورت کے تو شہادت صحیح ہوگی یعنی اسواسطے کہ صاف معلوم ہوگیا کہ مطلقہ زید ہی کی
بیٹی ہے اور یہ مسئلہ جواهر الفتاوی میں ہے ومنها ادعى ملك داره فشهد له احدهما انها له وقال ملكه وشهد الآخر انها كانت ملكه تقبل منية المفتي اور از انجملہ یہ کہ ایک شخص نے اپنے گھر کی ملک
کا دعوی کیا تو ایک شاہد نے گواہی دی کہ وہ گھر اُسی کا ہے یا یوں بولا کہ اُسکا مملوک ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ وہ گھر اسکا مملوک تھا تو مقبول ہے کذا فی المنیة المفتی مترجم جب زمانہ
گذشتہ میں اُسکا مملوک ٹھہرا تو اصل یہ ہے کہ بطور سابق اُسی کا مملوک رہیگا اُسوقت تک کہ ناقل شرعی اسکو نقل کرے ومنها ادعى الفين والفا وخمسمائة فشهد احدهما بالالفين
والآخر بالف وخمسمائة قضي له بالالف اجماعا منية اور از انجملہ یہ کہ دعوی کیا دو ہزار کا یا ایک ہزار اور پانسو کا تو شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ایکہزار اور پانسو
کی گواہی دی تو ہزار کا حکم بالاجماع ہوگا کذا فی المنیة المفتی اسواسطے کہ شاہد نے ہزار کا لفظ صراحۃً ذکر کیا بخلاف ایکہزار اور دو ہزار کی گواہی کے اسواسطے کہ ہزار دو ہزار میں
داخل ہیں صراحۃً اور معلوم ہو چکا کہ مفتی بہ صاحبین کا قول ہے کذا فی الطحطاوی ومنها لو شهدا ان له على هذا الرجل الف درهم وشهد احدهما انه قد قضاه المطلوب منها خمسمائة
والطالب منكر ذلك فانه شهادتهما على الالف مقبولة ولوالجية اور از انجملہ یہ کہ دونوں شاہدوں نے بالاتفاق اسکی گواہی دی کہ مدعی کے اس مرد پر ہزار درم ہیں اور
ایک نے یہ گواہی دی کہ دراہم مطلوبہ میں سے مدعی علیہ نے پانسو درم ادا کیے ہیں اور طالب اسکا منکر ہے تو انکی گواہی ہزار پر مقبول ہے کذا فی الولوالجیہ یعنی مدعی علیہ کو
چاہیے کہ دوسرا گواہ پانسو کے ادا کرنے پر قائم کرے ومنها ادعى جارية في يد رجل وجاء بشاهدين فشهد احدهما انها جاريته غصبها منه وشهد الآخر انها جاريته ولم يقل
غصبها منه تقبل الشهادة مجمع الفتاوی اور از انجملہ یہ کہ مدعی نے دعوی کیا ایک لونڈی کا ایک مرد کے ہاتھ میں اور مدعی دو شاہد لایا سو ایک شاہد نے
گواہی دی کہ وہ لونڈی مدعی کی لونڈی ہے مدعی علیہ نے اس سے غصب کر لی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکی لونڈی ہے اور یہ نہ کہا کہ اُسنے اُس سے غصب
کر لی ہے تو شہادت مقبول ہے کذا فی مجمع الفتاوی اسواسطے کہ مطلق کا مقید کے ساتھ مجتمع ہو جاتا ہے ومنها شهدا بالسرقة بقرة واختلفا في لونها تقبل خلافا لهما

جامع الفصولین مین اور ایک یہ کہ شاہدون نے کسی چیز کی بابت گواہی دی اور دونون نے بیان کیا ہے ہر ایک نے مین حرج گواہی امام کے نزدیک قبول ہر بخلاف صاحبین کے کذا فی جامع الفصولین منہا شہدا احدہما بالکفالۃ والآخر بالحوالۃ تقبل فی الکفالۃ دون الحوالۃ کذا فی جامع الفصولین اور ازانجملہ یہ کہ ایک نے کفالت کی گواہی دی اور دوسرے نے حوالہ دین کی تو کفالت مین گواہی قبول ہوگی اسواسطے کہ ضامن نسبت حوالہ کے اقل ہر کذا فی جامع الفصولین ہم یہ صورت ستائیسوین صورت کے ساتھ کہہ چکے ہیں ومنہا شہد احدہما انہ وکلہ بطلاق فلانۃ والآخر انہ وکلہ بطلاق فلانۃ اخری فہو وکیل فی طلاق التی اتفقا علیہا ومنہا فیہ ایضا اور ازانجملہ یہ کہ ایک گواہ نے گواہی دی کہ زید کو زوج نے فقط فلانی زوجہ کی طلاق کا وکیل کیا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکی طلاق کا اور دوسری فلانی عورت کے بھی طلاق کا وکیل کیا ہے تو زید ایسی عورت کی طلاق مین وکیل ہوگا جس عورت پر دونون شاہد متفق ہوئے اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین مین ہے ومنہا شہدا بالوکالۃ وزاد احدہما انہ عزلہ تقبل فی الوکالۃ لا فی العزل ہی فیہ ایضا اور ازانجملہ یہ کہ دو شاہدون نے وکالت کی گواہی دی اور ایک گواہ نے اتنا زیادہ کیا کہ وکیل مذکور کو معزول کیا وکالت سے تو شہادت وکالت مین مقبول ہوگی نہ معزول کرنے مین اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین مین ہے ومنہا ادعت ارضا فشہد احدہما انہا ملکہا لان زوجہا دفعہا الیہا عوضا عن المہر وشہد الآخر انہا ملکہا لان زوجہا اقر انہا ملکہا تقبل لان کل بائع مقر بالملک لمشتریہ فکانہما شہدا انہ ملکہا اور ازانجملہ یہ کہ عورت نے ایک زمین کا دعوی کیا ایک شاہد نے گواہی دی کہ وہ زمین اسی عورت کی مملوک ہے اسواسطے کہ اسکے زوج نے وہ زمین اسکو بعوض مہر کے دی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس زمین کی عورت ہی مالک ہے اسواسطے کہ اسکے زوج نے اقرار کیا کہ زمین عورت کی مملوک ہے تو گواہی مقبول ہے اسواسطے کہ ہر بائع اپنے مشتری کی ملک کا مقر ہے تو گویا دونون شاہدون نے بالاتفاق گواہی دی کہ زوج نے عورت کو زمین کا مالک کیا ہے ہم جب زوج نے زمین عوض مہر کے دی تو زوج بائع ٹھہرا اور یہ بیان عبارت ہو چکی ہے کذا فی الطحطاوی وقیل ترد لانہ لما شہد احدہما انہ دفعہا عوضا وشہد بالعقد وشہد الآخر باقرارہ بالملک فاختلف المشہود بہ اما لو شہد احدہما انہ دفعہا عوضا والآخر باقرارہ انہ دفعہا عوضا تقبل لاتفاقہما کما لو شہد احدہما بالبیع والآخر باقرارہ بہ فی جامع الفصولین انتہی کلام الشیخ صالح ابن الشیخ محمد بن عبد اللہ الغزی اور قول ضعیف مین شہادت مذکورہ مردود ہے اسواسطے کہ جب ایک گواہ نے اسکی گواہی دی کہ زوج نے زمین کو عوض مہر کے دیا اور عقد معاوضہ کی گواہی دی اور دوسرے نے زوج کے اقرار بالملک کی گواہی دی تو مشہود بہ مختلف ہو گیا یعنی اس جہت سے کہ شاہد اول نے اقرار بالملک کی گواہی دی اور اگر ایک شاہد یون گواہی دیتا کہ اسکے زوج نے زمین عوض مہر کے دی اور دوسرا زوج کے اقرار پر یون گواہی دیتا کہ اسنے زمین عوض دی تو مقبول ہوتی بسبب متفق ہونے دونون شاہدون کے چنانچہ ایک شاہد اگر گواہی دے بیع کی اور دوسرا گواہ بائع کے اقرار بیع پر گواہی دے تو مقبول ہے اور یہ مسئلہ بھی جامع الفصولین مین ہے تمام ہو چکا کلام شیخ صالح بن شیخ محمد بن عبد اللہ غزی کا فی الاشباہ السکوت کالنطق الا فی مسائل عد منہا بضعۃ وثلثین اشباہ مین ہے کہ سکوت نطق کے مانند ہے مگر چند مسائل مین شمار کیا ہے مسائل مذکورہ مین سے سینتیس کو ہم اولی یہ تھا کہ شارح یون کہتا السکوت لیس کالنطق الا فی کذا چنانچہ ابلح ہے بعض نسخ در المختار مین اور یہ نقل بالمعنی ہے اسواسطے کہ اشباہ کی عبارت یون ہے القاعدۃ الثانیۃ عشر لاینسب الی ساکت قول ثم قال ویخرج عن ہذہ القاعدۃ مسائل کثیرۃ یکون السکوت فیہا کالنطق کذا فی الطحطاوی اور مترجم نے ۳۲ مسائل کو کتاب النکاح کے باب الاولیا مین مفصل ذکر کیا ہے قلت وزاد فی تنویر البصائر مسئلتین مین کہتا ہون تنویر البصائر مین دو مسئلے اور زیادہ کیے ہین الاولی مسئلۃ سکوت فی الاجارۃ قبول ورضی کقولہ لساکن دارہ اسکن بکذا والا فانتقل فسکت لزمہ المسمی وذکرہ المؤلف فی الاجارۃ پہلا مسئلہ یہ ہے سکوت کرنا اجارہ مین قبول اور رضامندی ہے چنانچہ صاحب خانہ کا یون کہنا اپنے گھر کے رہنے والے سے کہ سکونت کر بعوض اتنے کے ورنہ اٹھ جا اور پھر مستاجر چپ رہا تو اسکو معین کرایہ دینا لازم ہوگا اور مولف اشباہ نے اسکو کتاب الاجارہ مین ذکر کیا ہے الثانیۃ سکوت المودع قبول دلالۃ قال المؤلف فی البحر سکوتہ عند وضعہ عندہ قبول دلالۃ انتہی دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بابت رہنا امانت رکھنے والے کا قبول ہے بدلالت حال مولف اشباہ نے

اپنی کتاب بحر الرائق مین کہا جب بنا امانت دار کا امانت رکھنے کے وقت اپنے سامنے قبول ہو باعتبار دلالت کے انتہی کلام التنویر وزاد علیہا فی زواہر الجواہر
مسائل آدر مسائل مذکورہ پر زواہر الجواہر مین چند مسائل جو بڑہائے ہین منہا عند قولہ الرابعۃ والعشرون سکوتہ عند بیع زوجتہ فقال وکذا سکوتہا عند بیع زوجہا لما نسے
البزازیۃ الفتوی علی عدم سماع الدعوی فی تقریب الزوجیۃ انتہی وصحح قاضیخان انہا تسمع فلیتامل عند الفتوی ازانجملہ ماتن کے اس قول کے پاس کہ سکوت زوج کا زوجہ
کے بیع کرنے کے وقت سو شیخ صالح زواہر کے مصنف نے کہا اور اسیطرح سکوت زوجہ کا اپنے زوج کے بیع کرنے کے وقت بجائے قول کے ہو اسواسطے کہ بزازیہ مین
فتوی ہو عدم سماع دعوی پر قرابت دار اور زوجہ مین انتہی مافی البزازیۃ اور قاضیخان نے تصحیح کی ہو کہ دعوی مذکور مسموع ہو تو تامل کرنا چاہیے فتوی دینے کیوقت یعنی
مفتی کو مناسب ہو کہ خصمین کو نظر کرے اور جو انکے حق مین احوط ہو اسکا فتوی دے کذا فی الطحطاوی قلت وبزاد مافی متفرقات التنویر من سکوت الجار عند تصرف
المشتری فیہ زرعا وبناء اعزنیا للبزازیۃ وہکذا ذکرہ فی تنویر البصائر معزیا الیہا فالعجب من صاحب الجواہر الزواہر کیف ذکر صدر کلام البزازیۃ وترکہ لآخر شارح
کہتا ہو مین کہتا ہون اور زیادہ کیا جاوے وہ مسئلہ جو متفرقات تنویر مین ہو یعنی ساکت رہنا پڑوسی کا مشتری کے تصرف کیوقت خرید کے مکان مین باعتبار
زراعت کرنے یا عمارت بنانے کے اور اس قول کو ہمنے بزازیہ کیطرف نسبت کیا ہو اور اسیطرح تنویر البصائر مین ذکر کیا ہو اسی کی طرف نسبت کرکے تو تعجب ہو جواہر
زواہر کے مصنف سے کہ کیونکر آسنے ابتداء کلام بزازیہ کو ذکر کیا اور آخر کلام کو چھوڑا صدر کلام بزازیہ سکوت زوجہ کا ہو اپنے زوج کی بیع کرنیکے وقت اور
آخر کلام بزازیہ کا مسئلہ ہو متفرقات کا ومنہا تزوجت بغیر کفو فسکت الولی حتی ولدت کان سکوتہ رضی زیلعی اور منجملہ زوائد صاحب زواہر الجواہر کے یہ ہو کہ اگر
عورت نے نکاح کیا غیر کفو سے سو ولی ساکت رہا یہانتک کہ وہ جنی تو اسکا سکوت رضامندی ہوگا کذا فی الزیلعی ومنہا مافی المحیط رجل زوج رجلا بغیر امرہ فہناہ القوم
وقبل التہنئۃ فہو رضی لان قبول التہنئۃ دلیل الاجازۃ اور ازانجملہ وہ مسئلہ ہو جو محیط مین ہو کہ ایک مرد نے دوسرے مرد کا نکاح کر دیا بدون اسکے امر کے سو اسکو قوم
نے مبارکبادی دی اور اسنے مبارکباد قبول کیا تو وہ رضامندی ہو نکاح کی سو اسواسطے کہ مبارکباد کا قبول کرنا اجازت نکاح کی دلیل ہو مین کہتا ہون یہ مسئلہ مبنی ہو
ظاہر الروایۃ پر اور بموجب روایت حسن کے جس پر فتوی ہو نکاح ہی منعقد نہوگا اور قبول تہنیت سے مراد سکوت ہو ورنہ یہ مسئلہ مستثنیات مین نہوگا ومنہا ان الوکالۃ
کما تثبت بالصریح تثبت بالسکوت لذا قال فی الظہیریۃ لو قال ابن العم للکبیرۃ انی اریدان ازوجک من نفسی فسکتت فزوجہا جاز ذکرہ المولف فی بحرہ من بحث الاولیاء
اور ازانجملہ یہ کہ وکالت جیسے صریح قول سے ثابت ہوتی ہو ویسے ہی سکوت سے بھی ثابت ہوتی ہو اور اسیواسطے ظہیریہ مین کہا ہو کہ اگر ابن عم نے چچا کی بالغ بیٹی سے
کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تیرا نکاح کرون اپنی ذات سے سو وہ چپ رہی سو اسنے اس سے نکاح کر لیا تو جائز ہو ذکر کیا ہو اسکو مولف نے اپنی کتاب بحر الرائق مین
اولیا کی بحث سے ہم یہان سکوت سے موکل کا سکوت مراد ہو اور یہ غیر ہو ماتقدم کا کہ وہان وکیل کا سکوت مراد ہو ومنہا سکوت اہل العلم والصلاح فی التعدیل کما فی
الشہادات البحر قال ویکتفی بالسکوت من اہل العلم والصلاح فیکون سکوتہ تزکیۃ للشاہد لما فی الملتقط وکان اللیث بن مساور قاضیا فاحتاج الی تعدیل شاہد و
کان المزکی مریضا فعادہ القاضی وسال عن الشاہد فسکت المعدل ثم سالہ فسکت فقال اسالک ولا تجیبنی فقال المعدل اما یکفیک من مثلی السکوت قلت
قد عدہ فی الاشباہ معزیا للشہادات شرحہ فکیف تکون زائدۃ نعم زاد فیہ تقییدہ بکونہ من اہل العلم والصلاح فعدہا من الزوائد اور ازانجملہ سکوت اہل علم
اور صلاح کا قول کے برابر ہو شاہد کے تعدیل مین چنانچہ بحر الرائق کے کتاب الشہادات مین ہو کہا اور کفایت کرتا ہو سکوت اہل علم اور صلاح کا تو ہوگا
سکوت اسکا تزکیہ شاہد کا اسواسطے کہ ملتقط مین ہو کہ لیث بن مساور قاضی تہا سو اسکو ایک شاہد کی تعدیل کی حاجت ہوئی اور مزکی بیمار تہا سو قاضی
اسکی عیادت کو گیا اور شاہد کا حال اس سے پوچہا سو وہ چپ ہو رہا پہر پوچہا پہر چپ رہا تو قاضی نے کہا مین تجہ سے پوچہتا ہون تو مجہکو جواب نہین دیتا
تو معدل نے کہا کیا تجہکو مجہ سے آدمی کا چپ رہنا کفایت نہین کرتا شارح کہتا ہو مین کہتا ہون سکوت مزکی کو اشباہ مین شمار کیا اپنی شرح کی کتاب الشہادات
کیطرف نسبت کرکے تو یہ مسئلہ زائد کیونکر ہوگا ہان یہ البتہ ہو کہ صاحب زواہر نے سکوت مزکی مین اسکے اہل علم اور صلاح ہونیکی قید زیادہ کی ہو لہذا اسکو

اسکو ردّ مین تمہ کیا ہم اور بعضے نسخون مین یون عبارت ہو نفیت یکون فی تقیید وکونہ من باب العلم بالسلطان نفعہ امین ارز د مد نفی محبت ذی نے کہا مین ارز د مد خیر تر یکون کی اور دل سے نعمت کو خدمت کرنا اولی ہو خدمت سے مطلب یہ ہو کہ جب یہ مسئلہ اشباہ مین ہوا تو فقط وہی نعم اور صلاح کی قید لگائے ت زیادہ مین کیونکر ہوگا چونکہ عبارت فیہ بر رفتانی ٹکتف ست نقص منہا مشترہ ہم نے نسخہ صحیحہ کو مد یعرب پر اعتماد کیا و امد اعلم و منہا روان ا جنبیہ خرج للسنۃ الجمعۃ فرآہ مولاہ فسکت حل لہ الخروج ایسا ہی اسکو بعض نے رضی کما فی مجتبہ بحر اور انکار یہ کہ اگر غلام نماز جمعہ کیواسطے نکلا سو آسکے مولی نے اسکو دیکھا سو چپ رہا تو اسکو نماز کیواسطے نکلنا حلال ہو سواسطے کہ سکوت بمنزلہ رضامندی کے ہو چنانچہ بحرالرائق کے باب الجمعہ مین مذکور ہو ومنہا مالی التقیۃ بعدان رقم بعلامۃ تع عت وزفت الیہ بلا جہاز فلہ ان یطالب باب ثباث ایبہ من الدنانیر وان کان الجہاز قلیلا فلہ المطالبۃ بالمثل بالمبعوث فی عرفہم تستفہم نفعی بانہ اذا لم یجہز بما یلیق تلک الاشیرہ والبعث والمعتبر ما یتخذ للزوج لا ما یتخذ لہا ولو سکت بعد الزفاف زمانا یعرف بذلک رضاہ لم یکن لہ ان یخاصم بعد ذلک ان لم یتخذ لہ شی اور انجملہ وہ مسئلہ ہو جو قنیہ مین مذکور ہو بعد علامت قع عت کے اگر چہ زوجہ زوج کے پاس بھیجی گئی بدون جہیز کے تو زوج کو مطالبہ کرنا اُن دنانیر کا جو اُسکے باپ یا چچا کیطرف بھیجے گئے جائز ہو اگر تھوڑا جہیز دیا ہو تو اسکو مطالبہ کرنا اُس قدر جہیز کا جو اُنکے عرف مین مبعوث کے ساتھ لائق ہو درست ہو تو اسوقت مین یہ فتوی ہو کہ جب زوجہ کے ولی نے جہیز مناسب حال نہ دیا تو زوج کو جہیز لینا اُس مال کا جو قبل نکاح کے بھیجا تھا جائز ہو اور معتبر وہ جہیز ہو جو زوج کی منفعت کیواسطے بنایا جاتا ہو نہ وہ جہیز جو زوجہ کیواسطے ہوتا ہو اور اگر زوج نے سکوت کیا بعد زفاف کے اتنی مدت کہ اُس سے عدم جہیز یا قلت جہیز کی رضامندی معلوم ہوگئی تو زوج کو جھگڑا کرنا بعد اُس مدت کے جائز نہین اگرچہ زوج کیواسطے کوئی چیز بنائی گئی ہو عم تع علامت ہو قاضی عبد الجبار کی اور عت علامت ہو علاء الدین ترجمانی کی یعنے یہ مسئلہ قاضی عبد الجبار اور علاء الدین ترجمانی سے مروی ہو اور بیان مقصود باذکر فقط سکوت بعد زفاف ہو حلبی نے فی عرفہم کے بعد عم ضبط کیا ہو یا اسے تحتیہ وحار مہملہ حالانکہ یہ قنیہ کے رموز سے نہین کما لا یخفی علی ناظرہا اور نسخ کثیرہ مین تحتہ ہو کذا فی الطحطاوی اور مسئلہ جہیز کا کتاب النکاح مین مفصل مذکور ہوچکا ومنہا اذا ابراہ فسکت صح فلا یحتاج الی القبول ہکذا ذکرہ البرہان فی اختیارات فی کتاب الاقرار اور انجملہ یہ کہ جب اُس نے مدیون کو دین سے بری کردیا سو مدیون چپ رہا تو ابرا صحیح ہو اور حاجت نہین قبول کرنے مدیون کی اسیطرح برہان نے اختیارات کتاب الاقرار کے اندر ذکر کیا اور منہا سکوت الراہن عند بیع المرتہن الرہن یکون ابطالا فی احد الروایتین ذکرہ الزیلعی وغیرہ وہی تعلم من الاشباہ اول القاعدۃ الحمد للہ العزیز الوہاب وہو اعلم بالصواب اور انجملہ سکوت راہن کا مرتہن کے بیچنے کے وقت رہن کو مبطل رہن ہوگا ایک روایت مین مبطل نہین ذکر کیا ہو اسکو زیلعی وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اشارۃً معلوم ہوتا ہو اشباہ کے اول قاعدہ سے سب تعریف اسی کو ہو جو غالب اور بخشنے والا ہو اور وہی دانا تر ہو ٹھیک بات کا مترجم شیخ صالح مولف زواہر نے زوائد کے بعد حمد ربانی ادا کی تالیف کی توفیق پر بعضے علما نے چند مسائل اور زیادہ کیے ہین ١۔ جسنے اپنا اسباب ایک مرد کے پاس رکھدیا اور چپ رہا پھر چلا گیا تو صاحب اسباب مودع بالکسر ٹھہریگا یعنی امانت رکھوانے والا ٢۔ جب میت کے دو وصیون مین ایک وصی نے جنازہ اٹھانے کیواسطے قبرستان تک حمال کرایہ کیے اور دوسرا وصی حاضر اور ساکت ہو یا بعضے وارثون نے کرایہ مقرر کیا اور دونون وصی اُنکے سامنے اور وہ ساکت ہین تو جائز ہو اور یہ اجرت جمیع مال سے ہوگی بمنزلہ کفن کے ٣۔ بدعت اور خلاف شرع دیکھکر ساکت رہنا رضامندی کے مانند ہو بشرطیکہ ہاتھ یا زبان سے اُسکے روک دینے پر قادر ہو اور اگر قادر نہو تو دل سے مکروہ جانے یعنی درصورت عدم قدرت اگر بدعت اور گناہ کو مکروہ جانیگا تو آسبت مین اُسکا سکوت رضامندی مین شمار ہوگا ٤۔ زید نے خالد کو وصیت کی پھر خالد زید کی حیات مین ساکت رہا پھر جب مرگیا تو بعض ترکہ خالد نے بیچا یا اُسکے دین کا تقاضا کیا تو یہ وصیت کا قبول کرنا ہو اِن مسائل کو حموی نے معین الحکام سے نقل کیا ہو ٥۔ زوج اپنے گھر مین روئی لایا اور اُسکی زوجہ نے سوت کاتا یا زوج سوت لایا اور زوجہ نے کپڑا بنا تو زوج اُسکے قیمت کا تاوان نہین لے سکتا اور ساکت رہنا زوج کا رضامندی مین شمار ہوگا ٦۔ زید نے آٹا گوندھا اور خالد نے اُسکی روٹی پکائی یا زید نے زمین پر بکری کو پچھاڑا اور خالد نے اُسکو ذبح کیا تو زید کا سکوت امر کرنیکے مانند ہو باعتبار دلالت حال کے اور خالد اُسکا معین ہو نہ اُسکو اجرت ملیگی نہ اُسپر ضمان ہو ابن نعل من فتہ فی الطحطاوی عن البیری اھ تو معلوم ہوا کہ ترتین مسائل مین سکوت نطق کے مانند ہو باین تفصیل اشباہ کے مسائل ٢٣۔ اور تنویر البصائر کے ٢١۔ اور زوائد الجواہر

اور طحطاوی کے منقول ہے قول الاشباہ لایحلف المنکر فی احدی وثلثین مسئلۃ بیناہا فی الشرح یہ قول ہے اشباہ کا کہ قسم نہ لیجائے منکر سے اکتیس مسئلوں میں ہمنے انکو شرح میں بیان
کیا ہے یعنی بحر الرائق میں قال الشیخ شرف الدین فی حاشیتہ علیہا المسماۃ بتنویر البصائر علی الاشباہ والنظائر اقول قال فی شرحہ المحال علیہ ثم اعلم ان المصنف اقتصر علی عدم الاستحلاف
عندہ فی الاشیاء التسعۃ وفی الخانیۃ انہ لایستحلف فی احدی وثلثین مسئلۃ بعضہا مختلف فیہ وبعضہا متفق علیہ فذکرہا سرد الاختصار التسعۃ شیخ شرف الدین نے اپنے حاشیہ میں جو اشباہ پر ہے
جسکا نام تنویر البصائر علی الاشباہ والنظائر ہے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ مصنف نے اپنی شرح میں جسپر اشباہ میں حوالہ کیا ہے یوں کہا کہ پھر معلوم کر کہ کنز کے مصنف نے اقتصار
کیا عدم استحلاف پر امام کے نزدیک نو چیزوں میں اور خانیہ میں ہے کہ منکر سے قسم نہیں لیجاتی اکتیس صورت میں بعضی انمیں مختلف فیہ ہیں اور بعضی متفق علیہ ہیں پھر اسنے
بطور شمار کے بلا دلیل اختصار کیواسطے نو چیزوں کو ذکر کیا ہم اشیاء التسعۃ فیہ تو یہ وغیرہ میں یوں ذکر کیا ہے کہ تحلیف نہیں اس نکاح میں جس کا انکار کیا زوج
یا زوجہ نے اور اس رجعت میں جسکا مرد یا عورت نے انکار کیا عدت کے بعد اور اس ایلا میں جسکا مرد یا عورت نے انکار کیا بعد مدت کے اور استیلاد کے انکار میں جسکا دعوی
لونڈی کرتی ہے اور رقیت اور نسب اور ولا میں اسطرح پر کہ مثلاً زید شخص مجہول پر دعوی کرے کہ وہ میرا غلام یا بیٹا یا مولی ہے یا العکس اور حد اور لعان میں حاصل یہ ہے کہ مسائل مذکورہ میں
فتوی ہے عدم تحلیف پر سوا حد و لعان کے کذا فی الطحطاوی وفی تزویج البنت صغیرۃ او کبیرۃ وعندہما یستحلف الاب فی الصغیرۃ اور تحلیف نہیں تزویج بنت میں صغیرہ ہو یا کبیرہ اور
صاحبین کے نزدیک باپ سے قسم لیجائیگی صغیرہ میں ہم تو لہٰذا فی تزویج البنت علیہ ہی نسخہ پر وفی تزویج المولی امتہ خلافاً لہما اور مولی کے نکاح کر دینے میں اپنی لونڈی کا بخلاف
صاحبین کے وفی دعوی الدائن الایصاء فانکرہ لایحلف اور دائن کے دعوی میں وصیت کرنیکا پھر مدعی علیہ نے اسپر انکار کیا تو قسم لیجائیگی ہم دائن نے یہ دعوی کیا کہ میت نے مدعی علیہ کو
ادا کرنے دین کی وصیت کی ہے اور چاہتا ہے کہ اپنا دین مدعی علیہ سے لے اور وہ وصیت کا منکر ہے تو اسپر قسم نہیں فی دعوی الدین علی الوصی اور دین کے دعوی میں وصی پر ہم یہاں
وصیت متحقق ہے لیکن دین کا انکار بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہاں اصل وصیت کا انکار ہے وفی الدعوی علی الوکیل فی المسئلتین کا لوصی وکیل پر دعوی کرنے میں دونوں مذکورین
وصی کے مانند ہے ہم ایسی دو مسئلے میں ایک یہ کہ مدعی نے دعوی کیا کہ مدعی علیہ فلانے کا م کا وکیل ہے اور وہ اصل وکالت کا منکر ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وکالت متحقق ہے لیکن مدعی
کے دعوی کا منکر ہے کما مر فی المسئلتین المذکورتین فیہما اذا کان فی ید رجل شیء فادعاہ رجلان کل اشتراہ منہ فاقر بہ لاحدہما وانکر الآخر لایحلفہ اور اس صورت میں جبکہ ایک مرد کے ہاتھ
میں ایک چیز ہے سو اسکا دو شخصوں نے دعوی کیا ہر شخص اس چیز کے خرید کرنیکا مدعی علیہ سے دعوی کرتا ہے سو اسنے ایک شخص کے خریدنے کا اقرار کیا اور دوسرے کے خریدنے کا انکار کیا تو
دوسرا شخص اس سے قسم نہ لیگا وکذا لو انکرہما فحلف لاحدہما فنکل وفیمن علیہ لم یحلف للآخر اسیطرح اگر مدعی علیہ نے دونوں کی خرید کا انکار کیا سو ایک مدعی کیواسطے اس سے
قسم لی گئی سو اسنے قسم نہ کھائی اور اسپر حاکم کا حکم ہوگیا چیز دینے کا تو دوسرے مدعی کیواسطے قسم نہ لیجائیگی وفیما اذا ادعی الہبۃ مع التسلیم من ذی الید فاقر لاحدہما لایحلفہ للآخر اور نیز
اس صورت میں جبکہ دو شخصوں نے دعوی کیا ہبہ مع التسلیم کا قابض سے سو اسنے ایک کیواسطے اقرار کیا تو دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجاویگی وفیما اذا ادعی کل منہما انہ رہنہ وقبضہ فاقر لاحدہما اور اس صورت میں جبکہ دو شخصوں میں سے ایک نے دعوی کیا کہ مدعی علیہ نے اس چیز کو رہن کیا ہے اور میں نے اسپر قبضہ کیا ہے سو اسنے ایک مدعی کے رہن و قبض کا
اقرار کیا تو دوسرے کیواسطے قسم نہ لیجائیگی او حلف لاحدہما فنکل لایحلف للآخر دعوی الرہن مع القبض میں ایک مدعی کیواسطے قسم طلب ہوئی سو مدعا علیہ نے قسم نہ کھائی
تو دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجائیگی وفیما اذا ادعی احدہما الرہن والتسلیم والآخر الشراء فاقر بالرہن وانکر البیع لایحلف للمشتری اور اس صورت میں جبکہ ایک مدعی نے
رہن و تسلیم کا دعوی کیا اور دوسرے نے خرید کا دعوی کیا سو مدعی علیہ نے رہن کا اقرار کیا اور بیع کا انکار کیا تو مشتری کیواسطے قسم نہ لیجائیگی وکذا ادعی احدہما الاجارۃ والآخر الشراء فاقر بہا وانکرہ لایحلف لمدعیہ ویقال لمدعیہ ان شئت فانتظر انقضاء المدۃ او فک الرہن وان شئت فافسخ اور ایک
مدعی نے اگر اجارہ کا دعوی کیا اور دوسرے نے خرید کا سو مدعی علیہ نے اجارہ کا اقرار کیا اور خرید کا منکر ہوا تو خرید کے مدعی کے واسطے قسم نہ لیجائیگی اور
اسکے مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو انقضاء مدت اجارہ کی یا رہن خلاص ہونیکا انتظار کر اور اگر تو چاہے تو بیع کو فسخ کر ڈال ہم خرید کے مدعی سے انتظار کیواسطے
اسوقت کہا جائیگا جبکہ اسنے خرید کو ثابت کیا ہو انقضاء اجارہ اس مسئلہ سے متعلق ہے اور فک رہن مسئلہ سابقہ سے عبارت میں لف نشر غیر مرتب کیا ہے وفیما اذا ادعی احدہما الصدقۃ

[illegible] اور اگر مشتری نے اقرار کیا تو ہر ایک کے واسطے قسم ہے ۔ اور اس صورت میں جبکہ ایک مدعی نے کسی چیز کے صدقہ و قبضہ کر لینے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اسی چیز کے خرید لینے کا دعویٰ کیا ہو
مدعی علیہ نے ایک کے دعویٰ ہبہ و صدقہ یا خریداری کا اقرار کیا تو دوسرے کے واسطے قسم نہ کھائیگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے [illegible]
اور تعدد حقوق مراد لینے کا دعویٰ کیا سو مدعی علیہ نے ایک مدعی کے واسطے اقرار کیا تو دوسرے کے واسطے قسم نہ کھائیگا اور شیخ [illegible]

[illegible] یعنی جب مدعا بہ فی نفسہ عین ہو تو اس کا دعویٰ کرنا [illegible] مدعا بہ عین متعلق ہو [illegible]
[illegible] دعویٰ میں ایک مدعی کے واسطے [illegible] اور اس نے قسم نہ کھائی تو دوسرے کے واسطے قسم نہ ہوگی بخلاف اسکے وہ صورت کہ اگر
غائب پر شفیع کے دعویٰ کیا ہو ایک مدعی کے واسطے اقرار کیا یا ایک مدعی کے واسطے جس سے قسم طلب ہوئی سو اس نے قسم نہ کھائی تو دوسرے مدعی سے قسم
لیجائیگی چنانچہ اگر ایک نے امانت رکھنے کا دعویٰ کیا سو مدعی علیہ نے ایک مدعی کے واسطے اقرار کیا تو دوسرے کے واسطے اس سے قسم لیجائیگی اور یہی حکم ہے عاریت
کا اور قسم یوں لیجائیگی کہ تجھ پر فلانی چیز نہیں ہے اور نہ اسکی قیمت ہے اور قیمت تو اتنی ہے اور قسم قیمت کی اسواسطے لیجائیگی کہ جب مدعی علیہ نے منازع فیہ کا ایک
مدعی کے واسطے اقرار کیا تو دوسرے کے حق کی تلف کی اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسکی قسم سب میں نافذ ہے در ودیعت و استعارہ میں ہاں اگر انکار سے
رجوع اور تعین ہو تو حکم ظاہر ہے تاہم [illegible] وکیلہ مدعی خواہ میں جبکہ بائع نے دعویٰ کیا کہ موکل بیع کے عیب سے راضی ہو گیا
ہے اور وکیل اسکا منکر ہو تو وکیل سے قسم نہ لیجائیگی یعنی اسواسطے کہ رضا مندی موکل کی جہت سے ہے تو وکیل سے غیر کے فعل کی کیونکر قسم طلب ہو [illegible]

چنانچہ اسکے موافق ترجمہ ہوچکا اور احتمال ہے کہ آمر کیطرف راجع ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ مدعی رضائے آمر کا دعوی کرے اور ایک نسخہ میں یون ہے کہ او ادعی الآمر رضاہ یعنی
اگر آمر رضائے مامور کا دعوی کرے یعنی یامور عیب سے راضی ہوگیا غرض اسکی یہ کہ مامور پر الزام آوے کذا فی الطحطاوی الثالثۃ الوکیل بقبض الدین اذا ادعی المدیون ان الموکل
برأہ عن الدین وطلب یمین الوکیل علی العلم لا یحلف لو اقر لزمہ انتہی سوم قبض دین کے وکیل پر مدیون نے دعوی کیا کہ موکل نے اسکو دین چھوڑ دیا اور اُسنے وکیل سے قسم
طلب کی تو اس سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر وکیل اقرار کرے ابراء دین کا تو اُسکو اقرار لازم ہو انتہی ما فی الخلاصۃ ثم اقرار لازم ہے یعنی وکیل کو بتقاضائے اقرار یعنی ترک
مخاصمت مدیون کے ساتھ لازم آوے اور یہ مطلب نہین کہ اُسکے موکل پر وکیل کا اقرار لازم آوے وزدت علی الواحد والثلثین السابقۃ البائع اذا انکر قیام العیب
للحال لا یحلف عند الامام ولو اقر بہ لزمہ کما مر فی خیار العیب صاحب بحر الرائق نے کہا اور اکتیس مسائل سابقہ پر مین نے یہ مسائل زیادہ کیے اول یہ کہ بائع جب قیام عیب
فی الحال کا انکار کرے تو اس سے قسم نہ لیجائیگی امام کے نزدیک اور اگر وہ اقرار کرے عیب کا تو اُسکو لازم ہو چنانچہ مذکور ہو چکا خیار العیب مین دوم صورت اسکی یہ ہے کہ
مشتری نے دعوی کیا مثلاً کہ غلام فرش پر پیشاب کردیتا ہے اور بائع اُسکا منکر ہے تو اسپر قسم نہ آویگی والشاہد اذا انکر رجوعہ لا یستحلف ولو اقر بہ ضمن ما تلف بہا اور سوم
جبکہ رجوع عن الشہادۃ کا انکار کرے تو قسم نہ لیجائیگی اور اگر رجوع کا اقرار کرے تو ضامن ہوگا اس مال کا جو اُسکی گواہی سے تلف ہوگیا والسارق اذا انکر لا یستحلف
للقطع ولو اقر بہا قطع وذکر الاسبیجابی ولا یحلف الاب فی مال الصبی ولا الوصی فی مال الیتیم ولا المتولی للمسجد والاوقاف الا اذا ادعی علیہم العقد فیحلفون حینئذ چہارم
اور چور جب چوری کا انکار کرے تو قطع ید کیواسطے درصورت نکول اُس سے قسم نہ لیجائیگی یعنے لزوم مال کیواسطے البتہ قسم لیجائیگی کذا فی الطحطاوی اور اگر
چوری کا اقرار کریگا تو ہاتھ قطع کیا جائیگا اور اسبیجابی نے ذکر کیا کہ قسم نہین لیجاتی باپ سے صغیر کے مال مین اور نہ وصی سے یتیم کے مال مین اور نہ مسجد اور اوقاف
کے متولی سے یعنے درصورت دعوی خیانت باپ اور وصی اور متولی پر قسم نہین مگر جبکہ انپر عقد کا دعوی ہو تو اب اُنسے قسم لیجائیگی انتہی کلام البحر یعنی اگر باپ یا وصی یا متولی
پر اراضی صغیر یا یتیم یا وقف کے عقد اجارہ کا کوئی دعوی کرے اور وہ منکر ہو تو اس سے قسم لیجائیگی قلت وزدت علی ما ذکرہ مسائل شرف الدین حاشیہ تنویر البصائر کے
مصنف نے کہا مین کہتا ہون اور مین نے چند مسائل زیادہ کیے صاحب بحر الرائق کے مذکورات پر الاولی لو ادعی رجل شیاء دار او استحلافہ فقال المدعی علیہ ہو لابنی الصغیر فلا یحلف
وفی فتاوی الفضلی علیہ الیمین فی قولہم جمیعا فاذا استحلف فنکل المدعی ارض یقضی بالارض للمدعی ثم ینتظر بلوغ الصبی ان صدقہ المدعی کان کما قال وان کذبہ ضمن الوالد
قیمۃ الارض وتوخذ الارض من المدعی وتدفع للصبی وہذا بمنزلۃ ما لو اقر الغائب لم یظہر جحودہ ولا تصدیقہ یسقط عنہ الیمین فلذا لک ہنا قلت وعلی الاول یرجع ہو داسکے
قول المصنف ولا یستحلف الاب فی مال الصبی لانہ لما اقر بہا للصبی ظہر انہا من لہ وفیہ تامل ہذا مسئلۃ تنویر البصائر کا یہ ہے کہ اگر دعوی کیا ایک مرد نے کسی چیز کا اور مدعی علیہ
سے قسم لینا چاہا تو مدعی علیہ نے کہا کہ وہ چیز میری صغیر بیٹے کی ہے تو قسم نہ لیجائیگی اور فتاوی فضلی مین ہے کہ اُسپر قسم ہے سب کے قول مین پھر جب اس سے قسم
طلب ہوئی سو اُسنے قسم نہ کھائی اور جسکا دعوی ہے وہ زمین ہے تو زمین مدعی کو دلائی جائیگی پھر صغیر کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائیگا اگر بعد بالغ ہونیکے صغیر نے
مدعی کی تصدیق کی تو ویسا ہی ہوگا جیسا اُسنے کہا اور اگر اُسنے مدعی کی تکذیب کی تو صغیر کا والد زمین کی قیمت کا ضمان دیگا مدعی کو کذا فی الحلبی اور زمین
مدعی سے لیکر صغیر کو دیجائیگی اور یہ مسئلہ بمنزلہ اُسکے ہے کہ اگر مدعی علیہ نے اُس شخص غائب کے واسطے اقرار کیا جسکی تصدیق اور تکذیب ظاہر نہین تو مدعی علیہ سے
قسم ساقط نہوگی تو اسیطرح یہان اقرار صغیر مین بھی ساقط نہوگی شارح کہتا ہے مین کہتا ہون اور قول اول کے بموجب یعنے درصورت عدم یمین رجوع اس مسئلہ کا
مصنف بحر الرائق کے اُس قول کیطرف ہوگا کہ باپ پر صغیر کے مال مین قسم نہین اسواسطے کہ جب باپ نے صغیر کیواسطے اقرار کیا تو ظاہر ہوگیا کہ متنازع فیہ صغیر کے مال سے ہے اور اسمین تامل
ہے (م) طحطاوی نے کہا شاید وجہ تامل کی یہ ہے کہ صاحب بحر کا کلام اُس صورت مین ہے جب متحقق ہوجائے کہ وہ شئے صغیر ہی کا مال ہے اور یہان صغیر کا مال ہونا ثابت نہین مگر باپ کے اقرار
سے اور یہ بھی ممکن ہے کہ شاید مدعی علیہ نے ابطال دعوی مدعی کا حیلہ کیا ہو الثانیۃ لو اشتری دارا فحضر الشفیع فانکر المشتری الشراء وقال فی النوازل ولو ان رجلا اشتری
دارا فحضر الشفیع فانکر المشتری الشراء او اقر ان الدار لابنہ الصغیر ولا بینۃ فلا یمین علی المشتری لانہ قد یلزمہ الاقرار لابنہ فلا یجوز الاقرار بعد ذلک

۔ مجھ پر حکم کیا ایک گھر کو شفیع حاضر ہوا تو مشتری نے خرید کا دعویٰ کیا یا یہ اقرار کیا کہ گھر اپنے صغیر بیٹے کا ہوا تو شفیع کے پاس اگر وہ نہیں خرید پر تو مشتری پر قسم نہیں سوا اسکے
کہ اسکی اپنے بیٹے کا اقرار لازم ہو گیا تو جائز نہیں غیر دلیکہ اسکے اقرار کرنا بعد اسکے کہ حکم نہیں یا لہذا دفع مراد ہر جیسے اگر قسم مشتری پر لازم ہو اور شاید وہ قسم سے انکار کرے
تو وہ گھر شفیع کو دیا جاتا اور صغیر کی ملک سے نکل جاتا ہے الخانیۃ ولو کان فی ید رجل غلام اور جاریۃ او ثوب و ادعاہ رجل فقدمہ الی القاضی فاقر بہ لصبی ثم اراد ان یحلفہ
فان ادعی الملک مرسلا او شراء من جہتہ لم یمکن ان یحلفہ وان ادعی علیہ الغصب فلہ تحلیفہ لانہ لو اقر بالغصب یجب علیہ الضمان کذا فی النوازل ۳۔ اگر ایک شخص کے پاس غلام یا لونڈی
یا کپڑا ہو اسکا دوسرے مرد نے دعویٰ کیا سو دونوں مدعا علیہ کو قاضی کے پاس لیگئے سو اسنے ایک صغیر لڑکے واسطے اقرار کیا پھر دوسرے نے اسکی قسم لینے کا ارادہ کیا سو اسنے ملک
مرسل یا اسکی خرید کر نیکا مدعا علیہ سے دعویٰ کیا تو اسکو قسم لینا جائز نہیں اور اگر اسپر غصب کا دعویٰ کیا تو اسکو قسم لینا جائز ہے اسواسطے کہ اگر مدعا علیہ غصب کا اقرار کریگا تو
اسپر ضمان واجب ہوگا کذا فی النوازل ہم اگر مدعی ثانی خرید کا اقرار کریگا تو اسپر ضمان واجب ہوگا اسواسطے کہ وہ چیز اسکے ہاتھ سے نکل گئی دوسرے مشتری کو علی ہذا اقرار
دوسرے پر حجت نہیں غایۃ الامر یہ ہو کہ دوسرا مشتری قیمت پھیر لیگا اگر قیمت دینا ثابت ہوگا کذا فی الشھادی ملک مرسل یہ کہ وجہ ملک اسمین بیان نہو یعنی بسبب خرید یا ہبہ یا وراثت
کے مالک ہوا اور یہ مسئلہ مکرر ہے خانیہ کے سوا دین مسئلہ سے فقط ملک مرسل کی قید اسمین یادہ ہو الرابعۃ لو اشتری الاب لابنہ الصغیر دارا ثم اختلف مع الشفیع فی مقدار الثمن فالقول لہ
بلا یمین کما فی کثیر من کتب المذہب ہم ۔ اگر خرید کیا باپ نے اپنے صغیر بیٹے کیواسطے ایک گھر پھر اختلاف ہوا شفیع کے ساتھ مقدار قیمت مین تو باپ ہی کا قول معتبر ہو بلا قسم
کے چنانچہ اکثر کتب اہل مذہب مین ہو یعنی قسم اسواسطے نہیں کہ باپ چیز غیر کے مال مین قسم نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا الخامسۃ لو ادعی السارق انہ استھلک المسروق ورب المسروق
انہ قائم عندہ فالقول للسارق لا یمین علیہ ۵ ۔ اگر سارق نے دعویٰ استہلاک مسروق کا کیا اور مسروق کا مالک مدعی ہو کہ وہ مال قائم ہے سارق کے پاس تو سارق ہی کا قول
معتبر ہے اور اسپر قسم نہیں ہم یہ مسئلہ مفروض ہو سارق کے قطع ید کے بعد بقرینہ عبارت نوازل قال ابو اللیث فی النوازل سئل ابو القاسم عن السارق اذا استھلک المسروق
بعد ما قطعت یدہ ہل یضمن قال لا ویستوی حکمہ فیما استھلک قبل القطع وبعد القطع قیل لہ فان قال السارق قد ہلک قال صاحب المال لم یستھلک وہو عندک قائم ہل یحلف
قال یجب ان یکون القول قول السارق ولا یمین علیہ فقیہ ابو اللیث نے نوازل مین کہا کہ ابو القاسم سے سوال ہوا سارق کا جسنے مال مسروق کو مستہلک
کیا اپنے قطع ید کے بعد کیا اسپر ضمان لازم آویگا جواب یا کہ ضمان نہیں اور سارق کا حکم یکسان ہو استہلاک مال مین قبل قطع ید اور بعد قطع ید کے پھر انسے سوال ہوا
کہ اگر سارق کہے کہ مال ہلاک ہوا اور مالک مال کہے کہ تو نے اسکو مستہلک نہیں کیا اور وہ تیرے پاس موجود ہے کیا سارق سے قسم لیجائیگی کہا ابو القاسم نے واجب یہ ہو کہ
سارق ہی کا قول معتبر ہو بدون قسم کے ہم طحطاوی نے کہا یہان ہلاک مال در استہلاک کا حکم یکسان ہو السادسۃ اذا وہب الرجل شیئا واراد الرجوع فادعی الموہوب لہ ہلاک
الموہوب فالقول قولہ ولا یمین علیہ کما فی الخانیۃ وغیرہا ۶ ۔ جب ایک مرد نے کوئی چیز ہبہ کی اور ارادہ کیا پھیر لینے کا سو موہوب لہ نے موہوب کی ہلاکی کا دعویٰ کیا تو موہوب لہ کا
قول معتبر ہوگا اور اسپر قسم نہیں کما فی الخانیۃ وغیرہا السابعۃ ادعی علیہ انک وصی فلان المیت فانکر لا یحلف ۷ ۔ مدعی علیہ پر دعویٰ ہوا کہ تو فلانے میت کا وصی ہو سو اسنے انکار
کیا تو اس سے قسم نہ لیجائیگی ہم یہ مسئلہ مکرر ہے خانیہ کے بارہ دین مسئلہ کے ساتھ الثامنۃ ادعی علیہ انک وکیل فلان فانکر انہ وکیل فلان لا یحلف وہما فی البزازیۃ ۸ ۔ مدعی علیہ پر
دعویٰ ہوا کہ تو فلانے کا وکیل ہو سو اسنے انکار کیا کہ مین فلانے کا وکیل نہیں تو اس سے قسم نہ لیجائیگی اور یہ دونوں مسئلے بزازیہ مین ہین ہم یہ مسئلہ بھی خانیہ کے چودھوین
مسئلہ کے ساتھ مکرر ہو التاسعۃ قال الواہب شرطت العوض وقال الموہوب لہ لم اشترط فالقول لہ بلا یمین ۹ ۔ واہب نے کہا کہ مین نے ہبہ بشرط عوض کے کیا اور موہوب لہ نے
کہا کہ تو نے عوض شرط نہیں کیا تو موہوب لہ کا قول معتبر ہو بلا قسم اسواسطے کہ اصل ہبہ مین یہ ہو کہ بلا عوض ہو العاشرۃ اشتری العبد شیئا فقال البائع انت محجور فقال
العبد انا ماذون فالقول لہ بلا یمین ۱۰ ۔ غلام نے کوئی چیز خرید کی سو بائع نے غلام سے کہا کہ تو محجور ہے یعنی مولیٰ نے تجھکو تجارت کی اجازت نہیں دی سو غلام نے کہا مین ماذون
فی التجارۃ ہون تو غلام ہی کا قول معتبر ہوگا بلا قسم الحادیۃ عشرۃ اذا اشتری عبد من عبد فقال احدہما انا محجور وقال الآخر انا وانت ماذون فالقول لہ بلا یمین ۔ ۱۱ ۔
جب کہ ایک غلام نے دوسرے غلام سے کوئی چیز خرید کی سو ایک غلام نے کہا کہ مین محجور ہون اور دوسرے غلام نے کہا کہ ہم دونوں ماذون فی التجارۃ ہین تو

قول معتبر اسکا ہی جو مدعی ہو اذن کا بلا یمین اسواسطے کہ صدور بیع قرینہ ہو اذن کا الثانیۃ عشرۃ باع القاضی مال الیتیم فردہ المشتری علیہ بعیب فقال برئتنی منہ فالقول
قولہ بلا یمین و کذا لو ادعی رجل قبلہ اجارۃ ارض الیتیم واراد تحلیفہ لم یحلفہ لان قولہ علی وجہ الحکم وکذا فی کل شئ یدعی علیہ ۱۲- قاضی نے یتیم کا مال بیچا سو مشتری نے
قاضی کو پھیر دیا بسبب عیب کے سو قاضی نے کہا کہ تو نے مجھکو اس سے بری الذمہ کردیا ہے تو قول معتبر قاضی کا قول ہوگا اور اسیطرح اگر ایک مرد نے اجارہ زمین یتیم کا دعوے
کیا قبل بیچنے قاضی کے اور اسنے تحلیف قاضی کا ارادہ کیا تو قاضی سے قسم نہ لیجائیگی اسواسطے کہ قاضی کا قول حکم ہے یعنی حاکم پر قسم نہیں اور یہی حکم ہے ہر چیز کے دعوی کا قاضی پر الثالثۃ
عشرۃ لو طالب ابو الزوجۃ زوجہا بالمہر فلہ ذلک صغیرۃ او کبیرۃ بکرا ولو اختلفا لاب الزوج فی بکارتہا ولابنتہ للزوج والتمس من القاضی تحلیفہ علی العلم فلہ ذلک عن ابو یوسف
انہ یحلف وذکر الخصاف انہ لایحلف کالوکیل بقبض الدین اذا ادعی المدیون ان صاحب الدین ابراہ وانکر الوکیل لایحلف الوکیل کذلک ہنا کذا فی الظہیریۃ ۱۳- اگر
زوجہ کے باپ نے اسکے زوج سے مہر کا تقاضا کیا تو اسکو جائز ہے اگر زوجہ صغیرہ یا کبیرہ باکرہ ہو اور اگر باپ اور زوج نے اسکی بکارت میں اختلاف کیا اور گواہ نہون
زوج کے عدم بکارت پر اور زوج نے التماس کیا قاضی سے باپ کی قسم لینے کا اسکی عدم علمی پر ابو یوسف سے روایت یون ہے کہ اس سے قسم لیجائے اور خصاف نے
ذکر کیا کہ اس سے قسم نہ لیجائے چنانچہ قبض دین کے وکیل سے مدیون یون دعوی کرے کہ صاحب دین نے اسکو دین معاف کردیا ہے اور وکیل اسکا منکر ہو تو اس سے قسم نہ لیجائیگی
اسیطرح یہان بھی قسم نہ لیجائیگی کذا فی الظہیریۃ الرابعۃ عشرۃ اشتری امۃ فادعی ان لہا زوجا فقال البائع لہا زوج عبدی طلقہا قبل البیع او مات فالقول لہ بلا
یمین کذا فی السراجیۃ واللہ اعلم ہذا التحریر من خواص ہذا الکتاب کذا فی حاشیۃ الاشباہ للشرف الغزی ایضا ۱۴- خرید کیا لونڈی کو پھر مشتری نے دعوی کیا کہ اس
لونڈی کا زوج ہے یعنے اس عیب سے پھیر دینے کا ارادہ کیا سو بائع نے کہا کہ اسکا زوج میرا غلام ہے سواسنے اسکو طلاق دی قبل بیع کے یا وہ مرگیا تو بائع کا قول
معتبر ہوگا بلا یمین کذا فی السراجیۃ واللہ اعلم اس قسم کی تحریر اس کتاب کے خواص میں سے ہے اسیطرح مذکور ہے شرف الدین غزی کے حاشیۂ اشباہ میں قلت فی حاشیتہا
للشیخ صالح زاد سبعۃ اخر فنقول شارح کہتا ہے میں کہتا ہون اور شیخ صالح کے حاشیۂ اشباہ میں سات مسئلے زیادہ کیے ہیں سو ہم انکو بیان کرتے ہیں الخامسۃ عشرۃ لو طعن
علیہ فی الشاہد وقال ہو ادعی ہذہ الدار لنفسہ قبل شہادتہ فانکر فاراد تحلیفہ لایحلف مجمع الفتاوی ۱۵- اگر مدعا علیہ نے شاہد میں طعن کیا کہ اسنے اس گھر کا اپنی ذات کیواسطے
دعوی کیا تھا قبل اس شہادت کے سو شاہد نے اسکا انکار کیا تو مدعا علیہ نے اس سے قسم لینے کا ارادہ کیا تو قسم نہ لیجائیگی کذا فی مجمع الفتاوی السادسۃ عشرۃ اذا کانت الترکۃ
مستغرقۃ بدیون جماعۃ باعیانہا فجاء غریم اخر وادعی دینا لنفسہ فالخصم ہو الوارث المنکر لایحلف لانہ حینئذ لو اقر لم یقبل فلم یحلف مجمع الفتاوی ۱۶- جب ترکہ جماعت
معین کے دین میں مستغرق ہو پھر دوسرا قرضخواہ آوے اور دین کا دعوی کرے اپنی ذات کیواسطے تو خصم وارث ہے میت کا لیکن اس سے قسم نہ لیجائیگی اسواسطے کہ
اسوقت میں اگر اسکے دین کا اقرار کریگا تو مقبول نہوگا تو اس سے قسم بھی نہ لیجائیگی کذا فی مجمع الفتاوی السابعۃ عشرۃ رجل لہ علی رجل الف درہم فاقر بہا ثم انکر
اقرارہ ہل یحلف باللہ ما اقررت قال المدبوسی نعم وقال الصفار لا وانما یحلف علی نفس الحق مجمع الفتاوی ۱۷- ایک مرد کے دوسرے مرد پر ہزار درہم ہیں سو اسنے ہزار کا اقرار کیا
پھر اپنے اقرار کا منکر ہوگیا کیا اس سے اللہ کی قسم لیجائیگی کہ میں نے اقرار نہیں کیا دبوسی نے کہا کہ ہان قسم لیجائیگی اور صفار نے کہا کہ نہیں اور اس سے تو نفس حق پر یعنی ہزار
درہم ہونے پر قسم لیجائیگی کذا فی مجمع الفتاوی والثامنۃ عشرۃ دفع لاخر مالا ثم اختلفا فقال قبضت ودیعۃ وقال الدافع بل غصبتہ لایحلف المدعی علیہ قال القاضی القول
لرب المال لانہ اقر بسبب الضمان وہو قبض مال الغیر مجمع الفتاوی ۱۸- ایک شخص نے دوسرے کو مال دیا پھر دونون مختلف ہوے سو جسنے مال لیا تھا کہا کہ میں نے بطور امانت کے
قبضہ کیا تھا اور دینے والے نے کہا بلکہ تو نے اپنی ذات کیواسطے یعنے قرض لیا تھا تو قسم نہ لیجائیگی مدعا علیہ سے قاضی نے کہا قول معتبر صاحب مال کا ہے اسواسطے کہ وہ سبب
ضمان کا معترف ہے یعنی قبض مال غیر کذا فی مجمع الفتاوی دعوی ودیعت سے غرض یہ ہے کہ اسپر ضمان لازم نہ آوے اسواسطے کہ بلا تعدی ہلاک ہوجانے ودیعت کے امانتدار پر ضمان نہیں اور
قول قاضی بیان ہے حکم مسئلہ یعنی جب مدعا علیہ پر قسم نہوئی تو صاحب مال کا قول معتبر ہوگا کذا فی الطحطاوی التاسعۃ عشرۃ رجل قدم رجلا للقاضی وقال ان فلانا ابن فلان توفی ولم تبیر
دار تاغیری لہ علی ہذا کذا وکذا من المال فانکر المدعی علیہ جوابہ فقال للابن استحلفہ بالعلم انی ابنہ وانہ مات لم یحلف بل یامر الابن علیہا ثم یحلفہ علی ما یدعے

او بعين من الناس ويحلف المشتري على العلم اول قول الامام والثاني قررناه وقال الحموي الصحيح قول الثاني انه يحلف رد المحتار ١٩- ايک مرد نے دعویٰ کيا کہ فلانے شخص
کا اوپر ہزار درم قرض تھا وہ شخص مر گیا اور اسکی وارث نہین چھوڑا سوا تیرے اور اس میت کا اس پر ماتنا اور اتنا مال ہے مدعا علیہ نے اسکے دعویٰ کا انکار کیا تو مدعی
نے قاضی سے کہا کہ اس سے قسم لیجیے اسکی کہ وہ نہین جانتا کہ مین اسکا بیٹا ہون اور وہ شخص میت مر گیا تو اب تسم لیجائیگی بلکہ بیٹا اپنی ولدیت اور اسکی موت پر گواہی
اور بعد ثابت کرے مدعا علیہ سے قسم لینے باپ کے مال سے وہ جو ہو او دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے قسم لیجائیگی علم پر یعنی نفی علم ولدیت اور موت پر یہ قول امام کا ہے اور دوسرا قول
ہے اور حلوانی نے کہا ثانی کا قول یعنی ابو یوسف کا قول صحیح ہے کہ اس سے قسم لیجائے کذا فی ردالمحتار طحطاوی نے کہا تحسین ابو یوسف کی اسکی مفید ہے کہ انکے ساتھ یمین
جائز ہوئی بابت اسکی مخالف ہے یعنی وہان حلف لینا دو یمین پیوست منسوب ہے انتہی ثم انظر نسخ مین الصحیح قول الثاني با ضافت اور اگر قول لا نقد مرنا بالامام ہو تو منا عن عبارتین
باقی رہے ابو یوسف و محمد دونون کا قول ظاہر ہے واللہ اعلم ومنها الحشر ان ادعى تاليه المدعى بسبب فقال المدعى عليه للشافعي انه قد كان ذلك على يده والدعو عند قاضي بلد كذا لم
يخرج من عهدته فلما يمكن براءتي عن هذه الدعوى تحليفه انه لم يبرأني منها فان حلف حلفت ما ادعى شيء احلف فيه ان الصحيح انه يستحلف على عواده ردالمحتار ٢٠- اگر ایک شخص
پر دعویٰ کیا ہزار درم کا سو مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مدعی نے یہ دعویٰ مجھپر فلانے شہر کے قاضی کے پاس کیا تھا پھر مدعی نے اس دعوے سے مجھکو بری الذمہ کر دیا
تھا اس دعوے سوا کہ قاضی صاحب اس سے قسم لیجیے کہ اسنے مجھکو اس دعوے سے بری الذمہ نہین کر دیا پھر اگر مدعی یہ قسم کھایگا تو مین یہ قسم کہا دنگا کہ اسکا مجھپر کچھ نہین ہے روایت
ہے اور قول صحیح یہ ہے کہ اسکے دعوے پر قسم لیجائیگی کذا فی ردالمحتار یعنی مدعی سے قسم لیجائیگی مدعا علیہ کے دعوی برات پر اس طرح پر کہ مین نے اسکو اس دعوے سے بری الذمہ نہین کیا
تھا اور نہ اسکا مجھپر اس عبارت کا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے جو مذکور ہوا ومنها لو ان جلدا ادعى على رجل انه خرق ثوبه جعفر التوب مع القاضي في ارادة استحلافه على السبب لا يحلف على
السبب رد المحتار ٢١- اگر ایک مرد نے دوسرے مرد پر یہ دعویٰ کیا کہ اسنے اسکا کپڑا پھاڑا اور دعوے کے ساتھ کپڑا بھی لایا قاضی کے پاس اس سے قسم لینا چاہا سبب پر تو اس سے قسم
نہ لیجائیگی سبب پر یعنی مدعا علیہ سے یون قسم نہ لیجائیگی کہ واللہ مین نے اسکو نہین پھاڑا اسواسطے کہ پھاڑنا کبھی مالک کے اذن سے بھی ہوتا ہے یا کپڑا مدعا علیہ کا تھا اور
اسکو اپنی ملک کی حالت مین پھاڑا پھر اسکو بیچ ڈالا تو حلف علی السبب مین حرج ہے بلکہ اس پھاڑنے کے تاوان پر قسم لیجائیگی فائدہ وقلت فی بندو مع قبلها صارت اثنین وستين
مسئلة فليحفظ دو فائدہ مین کہتا ہون اور یہ واحد مسائل سابقہ کے ساتھ ملکر باون مسئلے ہوئے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے حلبی نے کہا باون نہین بلکہ اکہاون ہین جو امام خانیہ کے
اور بحر الرائق کے ٢ - اور تنویر البصائر کے ۳۲ - اور زواہر الجواہر کے ٢ - وقد افاد الامام الحلواني ان الجهالة كما تمنع قبول البينة تمنع الاستحلاف ايضا الا اذا اتهم القاضي وصي
اليتيم او قيم الوقف لا يدعي شيئا معلوما فانه يحلف نظرا للوقف واليتيم والله اعلم اور امام حلوانی نے کہا کہ جہالت دعویٰ کی جیسے قبول شہادت کی مانع ہے قسم لینے کی بھی مانع ہے
مگر جبکہ متہم کرے قاضی یتیم کے وصی کو خواہ وقف کے متولی کو اور کسی چیز معین کا دعویٰ نہ کرے تو اس سے قسم لیجائیگی لحاظ وقف اور یتیم کے واللہ اعلم قول الاشباه والقاضي اذا قضى
في مجتهد فيه نفذ قضاؤه الا في مسائل الخ اى المتفق فيها حكم الحاكم یہ قول ہے اشباہ کا کہ قاضی جب حکم کرے اس امر مین جسمین اجتہاد مجتہدین مختلف ہے تو اسکا حکم جاری کیا جاویگا
مگر چند مسائل مین الی آخرہ یعنی چند مسائل مستثنیٰ مین حاکم کا حکم توڑا جائیگا نافذ نہو گا علامہ حموی نے کہا کہ قاضی سے مراد قاضی مجتہد ہے اور قاضی مقلد کو تو حکم کرنا
سوا اپنے مذہب کے قول راجح کے جائز نہین یہانتک کہ اگر غیر مذہب کا حکم کریگا تو اسکا حکم نافذ نہوگا انتہی یعنی مثلا اگر قاضی حنفی مذہب شافعی یا مالکی یا حنبلی مذہب کا حکم
کریگا تو اسکا حکم نافذ نہوگا اور فتاوی کازرونی مین شیخ شلبی سے منقول ہے کہ اگر قاضی حنفی صاحبین کے قول پر حکم کرے امام کے خلاف اور حالانکہ صاحبین کا قول اس مسئلہ مین
مرجح نہین تو اسکا حکم نافذ نہوگا توڑا جائیگا کذا فی الطحطاوی شارح نے اشباہ کے مسائل مستثنیٰ کو بسبب کثرت کے نقل کیا انجملہ مسائل اشباہ نکاح متعہ ہے یعنی اگر قاضی مجتہد
اپنے مذہب خلاف جواز نکاح متعہ کا حکم کرے تو نافذ نہوگا اسواسطے کہ متعہ منسوخ ہے اور ابن عباسؓ اگرچہ جواز کے قائل تھے لیکن یہ قول مخالف کتاب و سنت کے معتبر نہوگا
علاوہ اسکے اس مسئلہ سے ابن عباس کا رجوع بھی صحیح طور ثابت ہے وقال ابن نجيم صنف الشيخ صالح بن محمد بن عبد الله في حاشية عليها المسماة بزواهر الجواهر في النضير على الاشباه والنظائر
وقد تعرضت بمسائل اخر تحرزا عنها تتمة للفائدة وقسمتها على ثلثة اقسام الاول لم يختلف فيه مشايخنا والثاني ما يختلفوا فيه والثالث ما لا نص فيه عن الامام

واختلف اصحابنا فيه وتعارضت فيه تصانيفهم مصنف کے بیٹے شیخ صالح ابن محمد بن عبداللہ نے اپنے اشباہ کے حاشیہ میں جسکا نام زواہر الجواہر فی التنظیر علی الاشباہ والنظائر
ہے کہا اور البتہ میں نے چند مسائل اوسکے بیانمیں سوچے ہیں کہ انکو بڑھایا ہے تا فائدہ پورا ہو جاوے اور انکو تین قسم کیا ہے پہلی قسم وہ جسمیں ہمارے مشائخ یعنی امام اور صاحبین مختلف
نہیں ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جسمیں وے مختلف ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جسمیں امام سے روایت صریح نہیں اور ہمارے اصحاب یعنی مصنفین اہل مذہب اسمیں مختلف ہیں اور
انکی تصانیف اسمیں متعارض ہیں فمن القسم الاول ما اذا باع دارا وقبضها المشتري واستحقت منه وتعذر على البائع ردها فقضى على البائع للمشتري بدار مثلها في المواضع والخطة
والاذرع والبناء كقول عثمان البتي ثم رفع لقاض آخر ابطله والزم برد الثمن فقط الا ان يكون احدث بناء او غرسا فيلزمه بقيمة ذلك مع الثمن سو قسم اول سے یہ مسئلہ
ہے کہ جب ایک شخص نے گھر بیچا اور اسپر مشتری نے قبضہ کیا اور وہ گھر مستحق استحقاق ہوا اس سے یعنی غیر بائع کا ملک ثابت ہوا اور بائع پر اسکا پھیرنا متعذر رہا اسو
قاضی نے بائع پر مشتری کیواسطے ایسے دوسرے گھر دینے کا حکم کیا جو اسکے برابر ہو باعتبار مساکن اور محلہ اور طول اور عرض کی ناپ اور عمارت میں چنانچہ عثمان بستی کا یہ مذہب
ہے پھر اسکا مرافعہ ہوا دوسرے قاضی کے پاس تو اسکو باطل کرے اور فقط قیمت پھیر دینا بائع پر لازم کردے مگر یہ کہ مشتری نے اسمیں عمارت بنائی ہو یا درخت لگایا ہو تو
اسکی قیمت بھی گھر کی قیمت کے ساتھ لازم کرے ومنه حاكم قضى ببطلان شفعة الشريك ثم رفع لقاض آخر فانه ينقضه لمخالفته نص الحديث اور ازانجملہ یہ کہ ایک قاضی
نے شفعہ شریک کے بطلان کا حکم کیا پھر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو اسکو باطل کردے کیونکہ یہ حکم نص حدیث کے مخالف ہے ومنه المحدود في قذف اذا قضى بشيء بعد
توبته ثم رفع الحكم لقاض لا يراه ابطله اور ازانجملہ یہ کہ جسپر قذف کی حد پڑی جبکہ وہ کسی چیز کا حکم کرے بعد اسکے ثابت ہونیکے گواہی سے پھر اسکا مرافعہ ہو اس قاضی کے
پاس جسکا یہ مذہب نہیں ہے تو اسکو باطل کردے ہم طحطاوی نے کہا اور ایک نسخہ میں بعد توبتہ ہے بتاء مثناۃ فوقانیہ یعنی محدود فی القذف اپنے توبہ کرنے کے بعد قاضی
ہو کر حکم کرے ومنه ما لو حكم اعمى ثم رفع لقاض لم يره نقضه له لانه ليس من اهل الشهادة والقضاء فوقها اور ازانجملہ یہ ہے کہ اگر اندھا حکم کرے پھر اسکا مرافعہ دوسرے
قاضی کے پاس ہو جو اسکو جائز نہیں جانتا تو اسکو باطل کردے اسواسطے کہ اندھا اور اسیطرح محدود فی القذف لائق شہادت کے نہیں اور قاضی ہونا تو شہادت
سے بھی بالاتر ہے یہ دونوں مسئلے حسن کی دلیل ہیں ومنه اذا حكم بشهادة الصبيان ثم رفع لآخر نقضه لانه كالمجنون كذا اداء النائم في نومه اور ازانجملہ یہ کہ جب قاضی لڑکوں کی گواہی سے
حکم کرے پھر اسکا دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہو تو اسکو باطل کردے اسواسطے کہ یہ مجنون کے مانند ہے اور اسیطرح وہ مسئلہ ہے جبکہ سوتا آدمی سونیکی حالت میں گواہی ادا کرے اور اسپر
کوئی حکم کرے لازم الابطال ہے ہم اگرچہ بعضوں کے نزدیک شہادت اطفال معتبر ہے لیکن یہ مخالف ہے نص قرآنی کے لہذا لازم الابطال ہے قال اللہ تعالیٰ واستشهدوا شهيدين من
رجالكم یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دو گواہ کرو اپنے مردوں میں سے یعنی مسلمانوں میں سے دو مرد گواہی میں شرط ہیں حالانکہ اطفال کو رجال نہیں بولتے ومنه الحكم بشهادة النساء
وحدهن في شجاج الحمام درفع لآخر لا يمضيه اور ازانجملہ حکم کرنا فقط عورتوں کی گواہی سے سر کے زخموں میں حمام کے اندر اور اسکا مرافعہ ہوا تو دوسرا قاضی اسکو نہ جاری رکھے بلکہ
باطل کردے اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہے ومنه الحكم باجارة المديون في دينه لا ينفذ اور ازانجملہ حکم کرنا مدیون کے اجارہ پر اسکے دین میں نافذ نہوگا ومنه القضاء بخط
شهود اموات لا ينفذ اور ازانجملہ حکم کرنا مردہ گواہوں کے خط دیکھکر نافذ نہیں ومنه القضاء بجواز بيع الدراهم بالدنانير نسيئة اور ازانجملہ حکم کرنا جواز بیع دراہم کا دنانیر سے
ادھار یعنی ایک شخص روپے نقد دے اور دوسرا اشرفی دینے کا وعدہ کرے یا بالعکس واجب الابطال ہے اسواسطے کہ حدیث مشہور کے مخالف ہے ومنه القضاء بشهادة
اهل الذمة في الاسفار وفي الوصية ثم رفع لمن لا يراه نقضه اور ازانجملہ حکم کرنا کفار ذمیوں کی گواہی سے سفر اور وصیت میں پھر مرافعہ ہوا اس قاضی کے پاس جسکا
یہ مذہب نہیں تو اسکو باطل کردے ومنه اذا قضى بشيء فرفع الآخر فنقضه ولم يبين وجه النقض امضى نقضه اور ازانجملہ یہ کہ جب ایک قاضی نے کسی چیز کا حکم کیا پھر اسکا
مرافعہ دوسرے قاضی کے پاس ہوا سو دوسرے حاکم نے اسکو باطل کیا اور وجہ بطلان کو بیان نہ کیا تو حاکم ثانی کا حکم جاری رکھا جائیگا اسواسطے کہ صدور نقض میں اصل یہ ہے
کہ علی وجہ السداد ہو کذا فی الطحطاوی ومنه اذا باع رجل من آخر عبدا وادعى المشتري على ذلك مدة ثم ظهر فيه عيب لم يقر البائع به ولم تقم به بينة بانه كان موجودا عنده
فرده القاضي على البائع ثم رفع حكمه لآخر فانه يبطل الرد ويعيده للمشتري اور ازانجملہ یہ کہ جب ایک مرد نے دوسرے سے غلام یا لونڈی کو بیچا اور اسپر

ث کذا فی ... پھر جس وقت تھا پھر وارث اقرار نہیں کرتا اسپر گواہی بھی قائم نہیں کہ وہ میت کے پاس امانت تھی [illegible]
دوسرے حاکم کے پاس گیا تو وہ اسکو باطل کرے ... کے پاس اسکو ... مراۃ الفتی [illegible]
الحکم الاول لمخالفتہ نص ... الحکم الاول فی ... الآیہ اور ازانجملہ یہ کہ ایک حاکم نے ... کی بیٹی کی حرمت ... [illegible]
قبل قربت کے ... پھر اسکا مرافعہ دوسرے حاکم کے پاس ہوا تو حاکم اول کے حکم کو باطل کرے اسواسطے کہ ... نص قرآنی ...
ربیبہ جو تمہاری گودون میں ہیں تمہاری ان عورتون سے جنسے تمنے صحبت کی سو اگر تمنے انسے صحبت نکی تو تمپر کچھ گناہ نہیں ومن القسم الثانی ما اختلف الصحابۃ علی
قولین ثم اتفق الناس من بعدہم علی احدہما وترکوا الآخر فحکم القاضی بالمتروک لم ینقض عندہ خلافا للثانی اور قسم ثانی یعنی جسمین امام اور صاحبین مختلف ہیں یہ مسئلہ ہے کہ جب صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم مختلف ہوں دو قول پر پھر لوگون نے انکے ایک قول پر عمل کیا اور دوسرے قول کو چھوڑا سو قاضی نے قول متروک پر حکم کیا تو امام کے نزدیک حکم ثانی باطل نہوگا
نفذ عند ابو یوسف کے ومنہا لو وطی ام امراتہ وحکم ببقاء النکاح ثم رفع لآخر یری خلافہ لم یبطلہ ثم ان الزوج جاہلا فہو سعۃ وان عالما لا یحل لہ المقام معہا لان القضاء
لا یحل حراما خلافا لابی حنیفۃ اور ازانجملہ یہ کہ جب ایک شخص نے اپنی خوشدامن سے وطی کی یعنی زنا کیا اور حالانکہ ہنوز منکوحہ سے قربت نہیں ہوئی کذا فی
جامع الفصولین اور قاضی نے بقاء نکاح منکوحہ کا حکم کیا پھر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس جو اسکے مخالف اعتقاد رکھتا ہے تو حاکم ثانی اسکو باطل نکرے پھر اگر
زوج جاہل ہے تو وہ کشائش میں ہے یعنی منکوحہ کے پاس رہنا اسکو جائز ہے اور اگر عالم ہے تو اسکو منکوحہ کے پاس رہنا حلال نہیں اسواسطے کہ قاضی کا حکم حرام کو حلال نہیں
کردیتا اور نہ حلال کو حرام بخلاف امام اعظم کے کہ انکے نزدیک بقاء نکاح کا حکم لازم البطلان ہے کذا فی الطحطاوی وذکر الحاکم فی المنتقی فی رجل وطی ام امراتہ
فقضی ان ذلک لا یحرمہا ثم رفع لآخر فرق بینہما وذکر ذلک مطلقا فالظاہر ان ذلک مذہبہ او قول الامام لمخالفتہ النص ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم اور حاکم نے اس
مرد کے حق میں ذکر کیا جسنے اپنی خوشدامن سے وطی کی پھر قاضی کا حکم ہوگیا کہ وہ وطی اسکی منکوحہ کو حرام نہیں کردیتی پھر مرافعہ دوسرے قاضی کے پاس
ہوا وہ تفریق کردے زوجین میں اور حاکم نے اسکو مطلقا ذکر کیا بلا اختلاف امام اور صاحبین کے تو ظاہر یہ ہے کہ تفریق حاکم کا مذہب ہے یا امام کا قول ہے بسبب اسکے
مخالف ہونے کے اس نص قرآنی کے کہ نہ نکاح کرو جو تمہارے باپون نے نکاح کیا عورتون سے اور نکاح سے یہان وطی مراد ہے یعنی اس عورت سے قربت نکرو جس سے تمہارے
باپون نے قربت کی مگر نص مذکور اس مسئلہ کی دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ اس مسئلہ کی دلیل ہے جیسا کہ جامع الفصولین میں اسطرح ذکر کیا کہ اگر قاضی نے جواز نکاح مزنیہ اب کا حکم
بیٹے کے واسطے کیا یا بالعکس تو یہ حکم نافذ نہوگا کہ اسکی حرمت کتاب اللہ میں منصوص ہے کذا فی الطحطاوی ومنہا لو قضی بخلاف مذہبہ غلطا ووافق قول مجتہد ثم رفع لآخر نفذ
عند الامام وقالا ینقضہ لانہ غلط والغلط لیس بمجتہد فیہ اور ازانجملہ مسئلہ یہ کہ قاضی نے خلاف اپنے مذہب کے غلط حکم کیا اور کسی مجتہد کے قول کے موافق پڑگیا پھر دوسرے قاضی
کے پاس مرافعہ ہوا تو وہ اسکو جاری رکھے امام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ اسکو باطل کردے اسواسطے کہ وہ غلط ہے اور غلط مجتہد فیہ نہیں ہے جامع الفصولین میں ہے کہ
قضاء فی المجتہدات نافذ ہے سب علماء کے نزدیک بالاجماع لیکن سزاوار ہے کہ قاضی عالم ہو مواضع خلاف سے اور قول مخالف کو چھوڑدے اور اپنے مذہب کے موافق
حکم کرے تاکہ جمیع علماء کے نزدیک بالاتفاق روایات صحیح ہو اور اگر قاضی کو مواضع اجتہاد کا علم نہو تو اسکے نفاذ حکم میں ہمارے علماء سے دو روایتیں ہیں یعنی صحت اور
عدم صحت اور اگر قاضی مجتہد ہو سو اسنے غیر کے مذہب پر بھولکر حکم کیا تو امام کے نزدیک نافذ ہے اور اگر عمداً حکم کیا تو بھی بقول صحیح نافذ ہے اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی نے
کہا کہ نافذ نہیں بموجب اسکے زعم کے اور صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہے اور بعضون نے کہا کہ امام کے قول پر فتوی ہے کذا فی الطحطاوی ومنہا المدیون اذا
حبس لا یکون حبسہ حجرا علیہ وقال القاسم بن معن حجر فلو حکم بہ ثم رفع لآخر نقضہ وقالا ینفذ فلو حکم الثانی بہ نفذ ولم ینقض اور ازانجملہ یہ کہ مدیون محبوس ہوا تو قید کرنا
مانع اسکے تصرفات کا نہیں اور قاسم بن معن نے کہا کہ مانع تصرفات ہے سو اگر قاضی نے اسکے منع تصرف کا حکم کیا پھر اسکا مرافعہ ہوا دوسرے قاضی کے
پاس تو اسکو باطل کردے اور صاحبین نے کہا کہ وہ حکم نافذ ہے اگر دوسرے قاضی نے بھی پہلے قاضی کے موافق حکم کیا تو اب وہ حکم نافذ ہوگا اور باطل نہوگا یعنی بالاتفاق ومن القسم

الثالث اذا حکم بالشاهد و الیمین فی الاموال ثم رفع لحاکم ترى خلافه نقضه عند الثانی عن الامام لا لاختلاف الآثار اور تیسری قسم سے یہ مسئلہ ہی جب حاکم نے حکم کیا ایک شاہد اور مدعی کی قسم پر مالی مقدمات مین پھر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس جسکا مذہب اُسکے خلاف ہی تو اس حکم کو باطل کرے ابو یوسف کے نزدیک اور امام سے ایک روایت یہ ہی کہ باطل نکرے بسبب اختلاف آثار کے یعنی بعضے آثار ایک شاہد اور یمین کے حکم کے جواز پر دلالت کرتے ہین اور بعضے عدم جواز پر موافق تقسیم سابق کے مناسب یہ تھا کہ یہ مسئلہ قسم ثانی مین مذکور ہوتا اسواسطے کہ قسم ثالث وہ ہی جسمین امام سے روایت نہو حالانکہ اسمین امام سے روایت موجود ہی مگر یہ کہ روایت سے روایت معتبر مراد رکھے ومنہ اذا قضی القاضی بشهادة الاب لابنه او لجده ثم رفع لآخر لا یراه امضاه عند الثانی ونقضه عند محمد اور ازانجملہ یہ کہ جب قاضی باپ کی گواہی پر اُسکے بیٹے یا دادا کے واسطے حکم کرے پھر دوسرے کے پاس مرافعہ ہو جسکا مذہب اُسکے مخالف ہی تو ابو یوسف کے نزدیک اسکو جاری کرے اور محمد کے نزدیک اسکو باطل کرے ومنہ لو تزوج الزانی بابنته من الزنی و حکم الحاکم بحله ثم رفع لمن لا یراه ابطله لانه مما یستشنعه الناس فیکره فی شرح الطحاوی اور ازانجملہ یہ کہ جب زانی نے اپنی زنا کی بیٹی سے نکاح کیا اور حاکم نے اُسکے حلال ہونے کا حکم کیا پھر مرافعہ ہوا اُس حاکم کے پاس جسکا مذہب اُسکے مخالف ہی تو اسکو باطل کردے اسواسطے کہ اسکو لوگ معیوب جانتے ہین مم لوگون سے اہل فضل مراد ہین اور مناسب یہ تھا کہ اسمین خلاف کو مذکور کرتا اسواسطے کہ قسم ثالث سے ہی ومنہ رجل اعتق عبدا ثم مات المعتق

ولا وارث له ثم قضى القاضی بمیراثه للمعتق ثم رفع لحاکم آخر نقضه وجعل ماله لبیت المال عند ابی یوسف و هو صحیح لقوله صلى الله علیه وسلم انما الولاء لمن اعتق ولا

یلزم مولى الموالاة لانه یحق بالعقد و هو قائم بهما فاستویا کالزوجیة فاغتنم هذه المقام فانه من جواهر هذه الکتاب والله اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب اور ازانجملہ یہ کہ ایک مرد نے غلام کو آزاد کیا پھر آزاد کرنے والا مر گیا اور اُسکا کوئی وارث نہین پھر قاضی نے اُسکی میراث غلام آزاد کو دلائی پھر مرافعہ ہوا دوسرے حاکم کے پاس تو اس حکم کو باطل کردے اور اسکا مال بیت المال کے واسطے ٹھہرادے ابو یوسف کے نزدیک اور یہی قول صحیح ہی بدلیل اس حدیث صحیح کے کہ میراث اُسی شخص کے واسطے ہی جس نے آزاد کیا یعنے غلام آزاد کے واسطے میراث نہین اور مولى العتاقہ پر مولى الموالاة کا اعتراض لازم نہین آتا اسواسطے کہ مولى الموالاة مستحق میراث کا عقد موالاة سے ہوتا ہی اور عقد مذکور دونون مین قائم ہی تو دونون میراث پانے مین برابر ہوگئے جیسے زوجیت زوجین مین برابر قائم ہی یعنی مطلق ارث مین نہ مقدار میں سو غنیمت جان اس مقام کو کہ وہ اس کتاب کے جواہرات مین سے ہی اور اللہ تعالی دانا تر ہی ٹھیک بات کا اور اُسی کی طرف مرجع اور مآب ہی مم مولى الموالاة یہ کہ دو شخص مجہول النسب آپسمین عقد محبت منعقد کرین تو اگر کوئی اُنکا وارث نہو تو ایک دوسرے کا وارث ہوگا بخلاف ولاء عتاقت کے کہ اسمین آزاد کرنے والا فقط اپنے غلام آزاد کا وارث ہوتا ہی اور غلام آزاد اسکا وارث نہین ہوتا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ اس ایام برکت انجام مین جلد دوم غایۃ الاوطار ترجمہ اُردو در المختار شرح تنویر الابصار فقہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی جنکا مذہب تمام ہندوستان مین رائج ہی جسکا ترجمہ بزبان اُردو مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے طحطاوی اور حاشیہ مدنی کے اقوال کے ساتھ کیا اور جسکا تکملہ بعد انتقال مولوی صاحب مرحوم افضل العلماء جناب مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی نے فرمایا اب بار چہارم مطبع نامی منشی نولکشور بعلو ہمتی جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع موصوف ۱۸۹۹ء مطابق ۱۳۱۷ھ بہزاران حسن و خوبی طبع ہو کر نفع بخش مسلمین ہوئی

نام کتاب	قیمت
نامِ حق - مشہور مدرسی - از شیخ شرف الدین بخاری	۲ پائی
مائۃ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اسعد رحمہ اللہ -	[illegible]
شرح وقایہ فارسی مع حاشیہ - مفتی الاکبر از شاہ عبدالحق محدث دہلوی	[illegible]
مسالک المتقین - مرغوب عامہ - ولایت از مولوی امداد خان -	[illegible]
فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین -	[illegible]
قدوری -	۶
شرح فارسی مختصر وقایہ - از عبدالرحمن جامی -	۱۵ر
کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی محشی مع فرہنگ -	۶ر
مالا بد منہ - از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ -	۵ر
شرح مختصر وقایہ کورمیری - از مولانا جلال الدین سمرقندی -	[illegible]
رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و حرمت جانوران -	۲ پائی
رسالہ قاضی قطب - ذکر بیان ارکان	۳ پائی

کتب فقہ عربی

نام کتاب	قیمت
ابوالمکارم - شرح مختصر وقایہ از عبداللہ بن محمد معروف -	[illegible]
مبادی الاصول - مصنفہ مولانا ابن المنصور الحسن بن یوسف -	[illegible]
برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبدالعلی برجندی مشہور شرح ہے کنز الدقائق -	[illegible]
جامع الرموز - شرح مختصر وقایہ از شمس محمد قہستانی متداول -	[illegible]
فتح القدیر - بقلم جلی ہدایہ اور بقلم مناسب فتح القدیر از امام کمال الدین بن ہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر میں تکملہ از زین الدین آفندی کامل چار مجلد تفصیل ذیل - کاغذ سفید گندہ -	[illegible]
ایضاً کاغذ حنائی -	[illegible]
ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ مع زوائد و فوائد محشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات میں بشرح ذیل -	
۱ - جلدین اولین عبادات -	[illegible]
۲ - جلدین آخرین معاملات -	[illegible]
ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد میں اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہیں کاغذ سفید کامل و تفصیل ذیل -	
ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر نکاح -	[illegible]
ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -	[illegible]
فتاوی عالمگیری - ہر چہار جلد کامل در سہ جلد کاغذ حنائی و سفید	[illegible]
فتاوی قاضی خان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور فرغانی مستند مشہور معروف متداول در دو مجلد -	[illegible]
شرح وقایہ - از امام صدر الشریعہ بن قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی از یوسف بن جنید چلپی و اصح ذمہ تصحیح کردن و صحیح کاغذ سفید -	[illegible]
ایضاً - کاغذ حنائی -	[illegible]
شرح وقایہ خورد - مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم	[illegible]
ذخیرۃ العقبی - حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف -	[illegible]
اشباہ و النظائر - مع شرح حموی معروف مستند متداول -	[illegible]
ملا مسکین - از ابتدا تا وصایا محشی جدید	[illegible]
کنز الدقائق محشی متداول درسی کتاب -	۸ر
مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشہور متداول -	[illegible]
عینی شرح کنز الدقائق محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول در دو مجلدین	[illegible]
(۱) جلدین اولین عبادات میں -	[illegible]
(۲) جلدین آخرین معاملات میں	[illegible]
شرح الیاس - شرح مختصر وقایہ از شیخ محمود بن الیاس کمن کیجائی -	[illegible]

نام کتاب	قیمت
مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعۃ درسی متداول -	۹ر
عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم -	۶ پائی
قدوری محشی - تالیف امام ابوالحسن درسی متداول	۸ر
کتب حدیث اُردو	
مظاہر حق - ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح مترجمہ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم ومغفور کامل چار جلدوں میں حامل المتن یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعدہٗ اُسکا ترجمہ اُردو میں کاغذ سفید گندہ -	عہ ب
ایضاً - کاغذ حنائی و سفید معمولی -	لعہ ب
تحفۃ الاخیار - ترجمہ اُردو مشارق الانوار مترجمہ مولوی خرم علی - کاغذ سفید و حنائی -	عہ/ ۱۲
ترجمہ جامع ترمذی - حامل المتن جلد اول مترجمہ مولوی فضل احمد انصاری لاہوری کاغذ سفید و حنائی -	عہ ب
ایضاً - جلد دوم کاغذ سفید و حنائی -	عہ ب
کتب حدیث فارسی	
اشعۃ اللمعات حامل المتن شرح مشکوٰۃ از مولانا محدث عبدالحق دہلوی چار مجلدات میں پوری شرح مع ترجمہ - کاغذ سفید و حنائی -	لعہ ب
کتب حدیث عربی	
تیسیر الوصول الی احادیث جامع الاصول	

نام کتاب	قیمت
از شیخ عبدالرحمن بن علی یمنی معروف -	عہ/ ب
جامع ترمذی - از امام ابو عیسیٰ رح صحاح ستہ میں سے معروف مع رسالہ اصول حدیث جرجانی و شمائل ترمذی جلد	عہ/ ب
قسطلانی شہاب الدین قسطلانی کی شرح صحیح البخاری مسمیٰ بارشاد الساری معروف بہ قسطلانی دس مجلدات میں پوری شرح خط نسخ کاغذ سفید ولایتی گندہ -	صعہ ب
سنن ابی داؤد - مع چہار جلد کامل دو جلد میں از امام سلیمان بن اشعث داخل صحاح ستہ معروف جدید الطبع -	عہ/ ب
دلائل الخیرات - با ترجمہ فارسی و اسمائے متبرکہ و حواص اسمائے حسنیٰ معروف	۲ر
زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل ذخیرۂ احادیث از مولانا غلام یحییٰ -	۴ر
عناصر الخیرات - با ترجمہ اُردو از حکیم ناصر علی صاحب آروی بے نقط درود کا مجموعہ -	۱۱ر
کتب تفسیر اُردو	
مقدمۂ تفسیر مواہب الرحمٰن -	۸ر ب
تفسیر مواہب الرحمٰن - پارۂ اول مؤلفۂ مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوائے عالمگیری مع مقدمہ	عہ ب
ایضاً - پارۂ دوم	عہ ب
ایضاً - پارۂ سوم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ چہارم -	عہ ب

نام کتاب	قیمت
تفسیر مواہب الرحمٰن - پارۂ پنجم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ ششم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ ہفتم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ ہشتم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ نہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ دہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ یازدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ دوازدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ سیزدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ چہاردہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ پانزدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ شانزدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ ہفدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ ہشتدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ نوزدہم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بستم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بست و یکم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بست و دوم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بست و سوم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بست و چہارم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بست و پنجم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بست و ششم -	عہ ب
ایضاً - پارۂ بست و ہفتم -	عہ ب
تفسیر سورۂ فاتحہ مسمیٰ بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین -	۲ر